بسم اللہ الرحمن الرحیم

مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

2 - جنوری 2000ء یوم الاتوار

مولانا حیدر حسین صاحب

کی دکان رضویہ سوسائٹی سے خریدی گئی

بہ قیمت مبلغ 700/- روپے

21 - 20 سال پہلے خریدا گیا ہے

اور ایڈیشن ۱۰ سال پرانا ہے

1331 ہجری

[illegible]

۲۳ جمادی الاول [illegible]

... alchanwalla

16 رجب

1441

[illegible] بک ایجنسی

۲۶۹۰۳۹۸-۲۲۰۷۵۶

ذلك الكتاب لا ريب فيه

عکسی

# قرآن مجید

مع ضمیمہ

مترجم

مولانا سید مقبول احمد صاحب رضا دہلوی اعلی اللہ مقامہ

ملنے کا پتہ

نظامی پریس بکڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ہندوستان

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

# قرآن مجید مترجم

## مقبول ترجمہ

الحمد للّٰہ

کہ ترجمۂ بامحاورہ جس کی محبانِ اہلبیتؑ کو مدت سے آرزو تھی معہ فوائد تفسیری مطابق مذہب اہلبیتؑ از مستفادات دقیقہ شناس رموزِ قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولانا مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی اعلی اللہ مقامہ

باہتمام سید وصی ظہیر نقوی

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع شد

1331
OLD

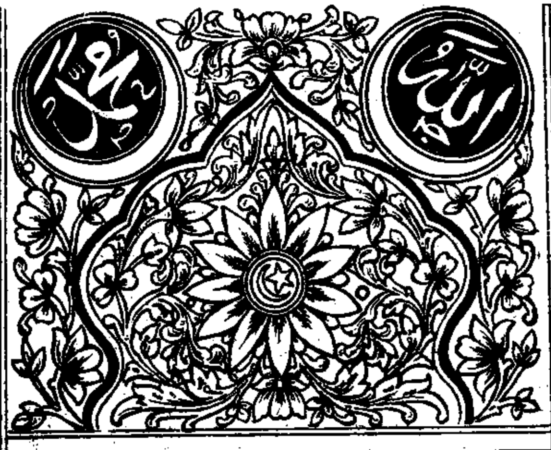

آياتها ٧ — سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ — ركوعها ١

سورۂ فاتحہ مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

کل عالموں کے پرورش کرنے والے خدا کے لئے ہر قسم کی تعریف خاص ہے - (جو) رحمٰن (و)

الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

رحیم ہے - (اور) فیصلے کے دن کا مالک -

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں -

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ

خاص راہِ حق پر ہم کو ثابت قدم رکھیو - اُن لوگوں کی راہ پر

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ

جن پر تو نے انعام فرمایا نہ اُن کی

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ ع

جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کی -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ف۱ کتاب التوحید اور تفسیر الامام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ سے مُراد وہ ذات ہے جس کی طرف کل مخلوق اس وقت جبکہ ہر طرف سے آس ٹوٹ جائے خود بخود متوجہ ہوتی ہے ۱۲ ف۲ اَلرَّحْمٰنِ کے معنی ہیں اپنی مخلوق پر مہربان اور ایسا رزق دینے والا کہ گو وہ اس کی اطاعت و بندگی چھوڑ دیں مگر وہ ان کے وسائل معاش کو بحال رکھے ۱۲ ف۳ اَلرَّحِيْمِ کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مومن بندوں پر ایسا رحم کرنے والا کہ ان کے لئے تھوڑی سی عبادت پر بہت سا ثواب مقرر کیا ہے اور کافر بندوں پر ایسا رحم کرنیوالا کہ ان کو ہلاکت ابدی سے بچانے کے لئے نرمی کے ساتھ قبول دین کی دعوت کرتا ہے ۱۲ ف۴ اِهْدِنَا کتاب المعانی اور تفسیر الامام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اِهْدِنَا کے معنی ہیں اپنی توفیق کو ہمارے لئے قائم رکھ عوام الناس یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت کر مگر شیعان جناب امیر المومنین علیہ السلام چونکہ بفضل خدا ہدایت یافتہ ہیں اس لئے ان کا ترجمہ یہ ہوگا کہ صراط مستقیم پر ہم کو ثابت قدم رکھ ایسا نہ ہو کہ ہمارے قدم اس سے لغزش کر جائیں ۱۲ ف۵ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ صراط مستقیم سے دنیا میں تو وہ راستہ مراد ہے جو ادھر تو غلو کی حد تک نہ پہنچا ہو یعنی کسی کو اسکے درجے سے بڑھاتا نہ ہو اور ادھر کسی کو اسکے درجے سے گھٹاتا نہ ہو اور آخرت میں وہ راستہ مراد ہے جو مومنین کو جنت تک پہنچائے گا - معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مُراد ہے طریق معرفت خدا اور اس کے دو راستے ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں دنیا میں تو وہ امام ہے جس کی اطاعت واجب کی گئی ہے پس جس کو معرفت امام حاصل ہوگی اور وہ ہدایت امام کی پیروی کرے گا وہ آخرت کے راستے پر بھی گذر سکے گا جس سے مُراد وہ پل ہے جو جہنم پر قائم کیا جائے گا (باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

آیاتہا ٢٨٦ — رکوعاتہا ٤٠

# سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ بقرہ (گائے) مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ

الٓمّٓ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔

فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

ان پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

غیب پر ایمان لائیں اور اقامت صلوٰۃ کریں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کا ایک جزو (ہماری راہ میں) خرچ کریں۔ اور

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

(اے رسولؐ) جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

تم سے پہلے اتارا گیا اس پر (بھی) ایمان لائیں اور آخرت پر بھی وہ (پورا پورا) یقین رکھیں۔

سلہ الٓمّٓ خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف جو مقطعات قرآنی میں ہیں الٓمّٓ ان کا ایک جزو ہے اور ان سب اجزاء کو ملا کر اسم اعظم بنا لینا یا نبی کا کام ہے یا امام کا کیونکہ اس کے واسطے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ ہر کتاب کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور اس کتاب کا خلاصہ حروف مقطعات ہیں۔ الٓمّٓ کے متعلق تفصیلی نوٹ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔

سلہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اس سے مراد علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور کتاب کا اطلاق انسان کامل پر کرنا اہل اللہ اور خواص اولیاء اللہ کے محاورہ میں داخل ہے جیسا کہ جناب امیرؑ کے یہ اشعار بتلاتے ہیں دَوَآءُكَ فِيْكَ وَمَا تَشْعُرُ ۔ وَدَآؤُكَ مِنْكَ وَلَا تُبْصِرُ ۔ وَاَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِيْ ۔ بِاَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ ۔ وَتَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ۔ وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ ۔ انسان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرا علاج تجھی میں ہے جس کا تجھے شعور نہیں اور تیرے مرض بھی تیرے ہی سبب سے پیدا ہوتے ہیں جن کی تجھے سوجھ بوجھ نہیں اور تو خود کتاب مبین ہے جس کے حروف سے پوشیدہ امور کا ظہور ہوتا ہے تو اپنے آپ کو چھوٹا سا جسم خیال کرتا ہے حالانکہ ایک بڑا عالم تجھ میں سمایا ہوا ہے۔

سلہ الْغَيْبِ جو ظاہری حواس سے محسوس کرنے کی چیز نہ ہو جیسے توحید خدا۔ نبوت انبیاءؑ۔ قیام قائم علیہ السلام۔ مسئلہ رجعت۔ قیامت کے دن پھر جی اٹھنا۔ حساب و کتاب ہونا۔ جنت و دوزخ اور اسی قسم کے امور جن پر ایمان لانا لازم ہے اور جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان دلیلوں سے پہچانے جاتے ہیں جو خدا نے قائم فرمائی ہیں۔

سلہ يُنْفِقُوْنَ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے خواہ مال ہو یا قوت جسمانی یا وجاہت ظاہری یا علم اسے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اس طرح کہ مال والے حقداروں کے حق ادا کرتے ہیں کسی کو قرض دیتے ہیں کسی کی حاجت برآری کرتے ہیں اور قوت والے کمزوروں کی امداد کرتے ہیں آنکھوں والے اندھوں کو ان کے گھروں تک پہنچا دیتے ہیں جوان بوڑھوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں سواری والے پیدل چلنے والوں کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے ہیں اور جو ایمان میں ان سے افضل ہیں ان کو ہر طرح اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو

أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

جو کافر ہو چکے ان کے لئے برابر ہے خواہ تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلٰٓى

ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے دلوں پر اور کانوں پر خدا نے نشان کر دیا ہے اور ان کی

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اور آدمیوں میں سے

مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

ایسے (بھی) ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ

وہ خدا کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے ہی آپ کو دھوکا دیتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ

اور سمجھتے نہیں اُن کے دلوں میں روگ ہے خدا اُن کے روگ کو اور بڑھائے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اور ان کے لئے بوجہ (برابر) جھوٹ بولتے رہنے کے تکلیف دینے والا عذاب (مقرر کیا گیا) ہے۔ اور جب اُن سے یہ کہا گیا کہ

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوْٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ أَلَآ

زمین میں فساد مت کرو (تو) انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو

إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَإِذَا قِيْلَ

یہ لوگ بلاشک مفسد ہیں ولیکن سمجھتے نہیں۔ اور جب ان سے یہ کہا گیا کہ

لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ

جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ (تو) انہوں نے یہ کہہ دیا کیا ہم اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح

السُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَإِذَا

یہ بیوقوف ایمان لے آئے۔ خبردار رہو یہ لوگ خود (ہی) بیوقوف ہیں ولیکن جانتے نہیں اور جب یہ

لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ

مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اور جب خلوت میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں

ع ۱ — وقف لازم

سلہ الْمُفْلِحُوْنَ جس چیز سے ڈرتے ہوں اس سے نجات پانے والے اور جن چیزوں کی امید رکھتے ہوں وہ حاصل کرنے والے ۱۲ سلہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ان کے دلوں پر ایسی نشانی لگائی ہے جسے اولیاء اللہ اور فرشتوں میں سے وہ خاص جن کی نسبت خدا کو منظور ہوتا ہے دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ ایمان نہ لائیں گے جناب امام رضا علیہ السلام سے عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ختم سے مراد وہ نشانی ہے جو خدائے تعالیٰ نے کفار کے دلوں پر ان کے کفر کا عذاب دینے کے لئے چھاپے کے طور پر لگا دی ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا (بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے لیکن بہت کم) ۱۲ سلہ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس بارے میں ان کو غور کرنا لازم تھا اس میں فکر کرنے سے باز رہے اور جو مقصد ان کی پیدائش سے رکھا گیا تھا اس میں کوتاہی کی اور جس چیز کا یقین ان کے ذمہ لازم تھا اسے جان بوجھ کر نہ پہچانا پس وہ ایسے ہو گئے کہ گویا دونوں آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ سامنے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی گویا پیش پا افتادہ باتیں بھی نہیں سمجھتے ۱۲ سلہ وَمِنَ النَّاسِ الخ اس سے مراد ہیں ابن ابی اور اس کے اصحاب یا اول و ثانی اور منافقین میں سے جو ان کے ہمسر ہیں جن کا نفاق اس کفر سے بڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے دلوں پر مہر لگنا اور آنکھوں پر پردہ پڑنا خدا نے بیان فرمایا ہے اور اس نفاق کا اظہار اس وقت ہوا جبکہ امیر المومنین خلیفہ اور امام مقرر کئے گئے اور اس آیت کے حکم میں دین میں نفاق کرنے والے جو قیامت تک ہوں گے وہ سب داخل ہیں گو ان کے نفاق کی نوعیت کچھ اور ہو جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حکم بن عتیبہ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ وہ اس آیت کا اہل ہے اور تفسیر امام حسن عسکری میں جو کچھ وارد ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غدیر کے دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باقی ضمیمہ پر)

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ

تو کہدیتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں ان سے تو ہم صرف ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ (بھی) ان سے ہنسی کرے گا

بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈالے رکھے گا کہ (آپ ہی) سرگرداں رہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا

ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی نہ ان کی تجارت ہی نے ان کو نفع دیا اور نہ

كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ

انہوں نے ہدایت ہی پائی۔ ان کی مثل اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی۔

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ

اور جب آگ نے ہر طرف اجالا کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی کھو دی اور ان کو ایسی

ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

تاریکیوں میں چھوڑا کہ کچھ دیکھتے (ہی) نہیں۔ بہرے گونگے اندھے ہیں اب (کفر سے) پلٹ کر نہیں آ سکتے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

یا (ان کی مثال) جو انہیں سنایا گیا اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جس میں تاریکیاں بھی ہوں اور گرج بھی اور چمک بھی۔ یہ کڑک کی آواز سن کر

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ

موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ

حالانکہ اللہ ان کافروں کو (علم و قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ چمک ان کی بصارتوں کو خیرہ کر دے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ

جب کبھی انہیں روشنی دکھائی دیتی ہے اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیری ہو جاتی ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھو دیتا بیشک اللہ ہر

شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ

شے پر (پوری پوری) قوت رکھنے والا ہے۔ اے آدمیو تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ

اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم کو اس کا خوف ہو جائے۔ جس نے زمین کو تمہارا

ف ۱ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ یعنی اللہ بھی ان کے مذاق کرنے کا عوض دیگا دنیا میں تو اس طرح کہ ان کو احکام اسلام کی اطاعت کرنی پڑے گی جان بچ جائے گی اور آخرت میں اس طرح جیسے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت وہ جہنم میں ہوں گے ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس کی طرف وہ دوڑ کر جائیں گے لیکن جیسے ہی اس کے قریب پہنچیں گے پھر بند کر دیا جائے گا اور اسی مطلب کی دوسری آیت بھی کلام خدا میں موجود ہے فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ (پس اس دن مومن کافروں سے مذاق کریں گے)

ف ۲ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ خدا تعالیٰ نے منافقوں کے اس فعل کو کہ ہدایت کے بدلے ضلالت خرید لی تجارت فرمایا ہے اور تجارت کا اصلی مقصود یہ ہوتا ہے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع حاصل ہو یہاں نفع تو کجا سرمایہ عقل سلیم بھی کھو بیٹھے اور معاوضہ یہ ملا کہ آخرت میں تو ان کے لئے جنت کی جگہ جہنم ہے اور دنیا میں خدا اور اس کے فرشتوں اور کل انسانوں کی طرف سے لعنت۔

ف ۳ وَتَرَكَهُمْ عیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو اس طرح ترک کر دے جیسے مخلوق مخلوق کو ترک کر دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ جب خدا یہ دیکھتا ہے کہ بندے کفر و ضلالت سے باز نہیں آتے تو ان سے اپنی معاونت اور لطف کو باز رکھتا ہے اور ان کا اختیار ان کو دے دیتا ہے اس میں مداخلت نہیں فرماتا۔

۲
ع ۱۳
۲

ف ۴ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ یعنی آخرت میں جیسا کہ فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا (اور ہم قیامت میں ان کو محشور کریں گے اس حالت میں کہ وہ اندھے گونگے بہرے ہوں گے) اور دنیا میں ہو رہے آخرت کے متعلق ان کی یہی حالت ہے جیسا کہ فرماتا ہے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ان کے ہیں دل لیکن سمجھتے نہیں ان کی آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں ان کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں۔

ف ۵ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ منافقین ہمیشہ اس خوف میں رہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (باقی ضمیمہ میں)

ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً

فرش بنایا ہے اور آسمان کو شامیانہ اور آسمان سے پانی اتارا

فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا

جس کے ذریعہ سے تمہیں روزی دینے کے لئے پھل پیدا کئے پھر اب تو جان بوجھ کر خدا کے لئے شریک

وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَإِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ

نہ بناؤ اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا

عَبْدِنَا فَأْتُوا۟ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ وَٱدْعُوا۟ شُهَدَآءَكُم مِّن

اگر اس میں تمہیں کچھ شک ہو تو ویسی ہی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اگر تم سچے ہو تو

دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ وَلَن

خدا کے سوا اپنے سب گواہوں کو بلا لو پھر اگر تم ایسا نہ کرو اور ہرگز

تَفْعَلُوا۟ فَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ ۖ

نہ کر سکو گے تو اس آگ سے (بچو) ڈرتے رہو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر (جو)

أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ۝ وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ

خاص کر کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے اور (اے رسول) ایماندار اور نیکوکار آدمیوں کو بشارت دو کہ

أَنَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا۟ مِنْهَا

ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں جب کبھی ان کو کھانے کے لئے ان میں سے

مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا۟ هَٰذَا ٱلَّذِى رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا۟ بِهِۦ

کوئی پھل ملے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسا ہی تو ہم کو پہلے بھی مل چکا ہے حالانکہ وہ رنگت ہی میں

مُتَشَٰبِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَآ أَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝

ملتا ہوگا (نہ کہ ذائقہ میں) اور ان کے لئے اُن باغوں میں پاکیزہ بیبیاں بھی ہوں گی اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْىِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ

بیشک اللہ کو مچھر تک کی مثل بیان کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے نہ اس سے کسی بڑے جانور کی

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا

اب جو ایمان لانے والے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں کہ خدا کی طرف سے یہ حق ہے رہے کفار

ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِۦ

وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس مثل سے خدا نے مقصد ہی کیا لیا (مگر خدا تعالیٰ) ایسی ہی مثال سے

سلہ فِرَاشًا مطلب یہ ہے کہ اُس خدا نے زمین کو تمہاری طبیعتوں کے موافق بنایا ہے یعنی نہ اتنی گرم کہ تم کو جلا دے اور نہ اتنی ٹھنڈی کہ تم ٹھٹھر کے رہ جاؤ نہ اتنی نرم کہ تم اس میں دھنس جاؤ نہ اتنی سخت کہ تم اُس میں کھیتی نہ کر سکو کنوئیں نہ کھود سکو عمارتیں نہ بنا سکو۔ مردے نہ دفن کر سکو بلکہ ایسی معتدل بنائی ہے کہ تم اُس سے ہر طرح نفع ہی نفع اٹھاؤ!!

سلہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مطلب یہ ہے مانند رسول ایک سورت تم بھی بنا لاؤ حالانکہ وہ (رسولؐ تم ہی) میں سے ایک آدمی ہیں جنہوں نے نہ پڑھنا لکھنا نہ کسی کتاب کا درس لیا اور نہ کبھی کسی کے پاس اٹھے بیٹھے نہ کسی اور شخص نے سکھا اور تم ان کی سفر اور حضر کی حالتوں سے واقف ہو کہ اسی طرح چالیس برس پورے کر دیئے اور پھر یکایک ایسا کلام لائے کہ وہ علوم اولین و آخرین پر حاوی ہے۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ کے زمانہ میں سحر اور ساحری کا زیادہ چرچا تھا تو خدا نے اپنی حجت بندوں پر اس طرح قائم کی کہ موسیٰ کو ایسا معجزہ دیا کہ اُس نے تمام سحر کو باطل کر دیا اور عیسیٰ کے زمانے میں علم طب کا زیادہ چرچا تھا تو ان کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دینے کا اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا جو احاطہ علم طب سے باہر ہے اسی طرح جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خطبے کہنے کا اور نظم و نثر اور بلاغت و فصاحت کا زیادہ چرچا تھا پس ان ہی کی زبان میں ایسا کلام ان پر نازل فرمایا کہ عرب کے دعووں کو باطل کر دیا اور اپنی حجت ان پر قائم کر دی۔

سلہ شُهَدَآءَكُم یعنی اے مشرکین تم ان بتوں کو جن کی عبادت کرتے تھے بلا لو اور اے یہود و نصاریٰ تم اپنے بہکانے والے سرداروں کو بلا لو اور اے منافقو تم ان ملحدوں کو بلا لو جنہیں آلِ محمدؐ کے مقابلے میں تم نے امام سمجھا تھا تاکہ وہ تمہارے زعم کے بموجب گواہی دیں کہ تم حق پر ہو یا قرآن مجید سے معارضہ کرنے میں وہ تمہاری مدد کریں۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وقف لازم

كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝

بہتیروں کو ہدایت کر دیتا ہے اور بہتیروں سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے مگر توفیق ہدایت صرف فاسقوں سے سلب کرتا ہے

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ

جو خدا سے عہد و پیمان کر کے پھر اسے توڑ دیتے ہیں اور

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ

جن چیزوں کے خدا نے وصل کا حکم دیا تھا ان میں فصل کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں یہی لوگ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا

نقصان میں رہنے والے ہیں تم لوگ خدا کا انکار کرتے کیوں کر ہو حالانکہ تم مُردہ تھے

فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ هُوَ

تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا اور پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا پھر تم اس کے حضور میں حاضر کئے جاؤ گے

الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى

(خدا) وہی تو ہے جس نے زمین کی کل چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں پھر آسمان کی جانب توجہ فرمائی

السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

پھر برابر سات آسمان پیدا کر دیئے اور وہی ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ

اور (اے رسول) تمہارے رب نے جس وقت کل فرشتوں سے یہ فرمایا کہ زمین پر خلیفہ (ہمیشہ) میں مقرر کروں گا

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَ

تو انہوں نے یہ عرض کی کہ کیا تو ایسوں کو خلیفہ مقرر کرے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کیا کریں

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا

حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں (پروردگار عالم نے) فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں

تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ

جانتے اور آدم (علیہ السلام) کو کل نام تعلیم کئے پھر (جن کے نام تعلیم کئے تھے) ان کو فرشتوں کے سامنے

عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ

پیش کرکے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو ان کے نام

صَادِقِينَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ

مجھے بتا دو ۔ فرشتوں نے (عاجزانہ) عرض کی تیری شان عالی ہے ہم کو سوائے اتنے علم کے جتنا تو نے تعلیم کیا ہے اور علم کہاں

---

ف۱ عَهْدَ اللّٰهِ یعنی یہ عہد جو ان سے خدا کی ربوبیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت علی مرتضیٰ کی امامت اور ان کے شیعوں کی محبت اور کرامت کے بارے میں لیا گیا تھا ۱۲ ف۲ یَقْطَعُوْنَ اِلَی اٰخِرِہٖ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جتنے تمہارے قرابت والے ہیں ان سب کے حقوق ادا کرو۔ پس جس طرح ماں اور باپ کا حق قرابت انسان کے ذمے واجب و لازم ہے اس سے زیادہ واجب اور اعظم محمد مصطفےٰ کا حق ہے کیونکہ ماں باپ جسم کی پرورش کرنے والے ہیں اور جناب رسول خدا روح کی نجات دلانے والے۔ اس آیت کے حکم میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو ادائے حقوق میں امر خدا کے خلاف کرنے والے ہیں ۱۲ ف۳ اِسْتَوٰی مطلب یہ ہے کہ آسمان کو پیدا کرنے کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان اس شان سے پیدا کئے کہ جن میں کسی قسم کا نقص اور فتور نہیں ۱۲

ع ۳ ۹ ۴

ف۴ خَلِیْفَۃً مقصود یہ ہے کہ تمہارے (یعنی فرشتوں کے) عوض زمین پر اپنی حجت کو اپنی مخلوق کے لئے مقرر کروں گا اور تم کو آسمان پر بلا لیا جائے گا۔ یہ بات فرشتوں کو گراں گذری اور اسی لئے انہوں نے وہ بات عرض کی جس میں آئندہ مخلوق کی فرضی اور اصلی برائیاں تھیں۔ آیت کا یہ حصہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً جملہ اسمیہ ہے اور چونکہ اِنَّ سے شروع ہوا ہے اس سبب استمرار دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ میں زمین پر خلیفہ مقرر کروں گا اور فِی الْاَرْضِ جو متعلق خبر ہے وہ جَاعِلٌ اور خَلِیْفَۃً کے مابین واقع ہوا ہے یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ حجت و خلیفہ خدا کل مخلوق خدا میں صرف زمین ہی پر ہے ۱۲ ف۵ قَالُوْا اِلٰی اٰخِرِہٖ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر قبل خلقت آدم علیہ السلام خدا نے ایک آتشین مخلوق کو آباد کیا تھا جن میں ابلیس بھی داخل تھا بلکہ ان پر حاکم تھا اس مخلوق نے بہت نافرمانی، سرکشی اور خونریزی کی۔ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کو مامور فرمایا کہ جنات کو ہلاک کر دیں اور ابلیس کو قید کر لائیں۔ ابلیس فرشتوں میں رہنے سہنے سے ایسا عابد اور زاہد بنا کہ بعض فرشتے بھی اس کو فرشتہ ہی خیال کرنے لگے اور جس وقت پروردگار عالم نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں زمین پر اپنی حجت قائم کرنے والا ہوں تو فرشتوں نے پہلی مخلوق کی نافرمانی (باقی تتمہ پر پڑھیئے)

أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا
بیشک صاحب علم و حکمت تو ہی ہے۔ (خدا نے) فرمایا اے آدمؑ ان کے نام ان فرشتوں کو تم بتا دو چنانچہ جب
أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ
آدمؑ نے ان کے نام ان فرشتوں کو بتائے تو (خدا نے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ میں
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝
آسمان اور زمین کی پوشیدہ باتوں سے بھی آگاہ ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اس سے اور جو کچھ چھپا رہے ہو اس سے بھی خوب واقف
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ
اور جس وقت ہم نے کل فرشتوں کو حکم دیا آدمؑ کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب ہی نے سجدہ کیا۔
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ
(ابلیس) اکڑ کر انکاری ہوا اور کافروں میں شمار ہوا۔ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدمؑ
أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
تم اور تمہاری زوجہ اس باغ میں بسو اور جہاں جہاں سے تم دونوں کا جی چاہے خوب کھاؤ (پیو) مگر
تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا
اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تمہارا شمار نافرمانوں میں ہو جائے گا شیطان نے ان دونوں کو
الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا
وہاں سے نکالنے کی تدبیر کی اور جس حالت میں وہ دونوں تھے اس میں ان کو نہ رہنے دیا اور ہم نے حکم دیا کہ نیچے اترو
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ
تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور مقررہ وقت تک زمین ہی میں تمہاری جائے قرار ہے (اور)
إِلَىٰ حِينٍ ۝ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ
وہیں تمہارے لئے سرمایہ حیات ہے۔ پس آدمؑ کو اپنے رب کیطرف سے کچھ کلمات ملے (جن سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی بیشک
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا
بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے نیچے جاؤ پس
يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
میری طرف سے تم کو ہدایت ضرور پہنچے گی پھر جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے نہ آیندہ کا کچھ خوف ہوگا
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
اور نہ وہ گذشتہ کا غم کریں گے۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی

سلہ ۵۰ تُبْدُوْنَ فرشتے ظاہر یہ کرتے تھے کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور چھپاتے اس بات کو تھے کہ ہم تیری خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ ظاہری لفظوں میں اس کا اقرار نہیں کیا وہ بہر اس اعتقاد کو چھپاتے تھے کہ ہمارے بعد جو پیدا ہوگا وہ ہم سے کم رتبہ ہوگا مگر خدا نے تو یہ ثابت کر دیا کہ محمدؐ و آل محمدؐ جن کے نام آدم علیہ السلام نے ان کو بتائے اس درجہ فضیلت رکھتے ہیں کہ خود آدمؑ ان کے ناموں سے آگاہ اور ان کے نور کے حامل ہونے کے باعث فرشتوں کے مسجود قرار پائے ۱۲ سلہ ۵۲ اِبْلِیْسَ یہ فی الحقیقت فرشتہ نہ تھا مگر کثرت عبادت سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھا حتیٰ کہ فرشتے اس کو فرشتہ ہی خیال کرتے تھے اسی سبب سے گو حکم سجدہ کرنے کا ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ فرشتوں ہی کو تھا مگر درحقیقت ابلیس کو بھی تھا جیسا کہ خداوند عالم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کا خطاب فقط مومنین ہی سے فرماتا ہے بلکہ منافقوں کو بھی اس میں شامل کر لیتا ہے کیونکہ ظاہرا وہ بھی مومن ہونے کا دم بھرتے ہیں اور جس طرح وہ تعمیل حکم نہ کرنے سے نافرمان قرار پائے ہیں اسیطرح ابلیس اس نافرمانی کے باعث (جو بعد خلقت آدمؑ مخلوق میں پہلی نافرمانی تھی) کافر و ملعون قرار پایا حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے تیم و عدی و بنی امیہ کو خواب میں اپنے منبر پر چڑھتے ہوئے دیکھا تو بہت رنجیدہ ہوئے خدائے تعالیٰ نے اس آیت سے آنحضرتؐ کی تسلی فرمائی کہ خلیفہ کے بارے میں میرے حکم کی بھی نافرمانی کی گئی ہے اسی طرح وصی کے بارے میں تمہاری بھی نافرمانی کی جائے گی ۱۲ سلہ ۵۳ اَلشَّجَرَۃَ محمدؐ و آل محمدؐ کے علم کا درخت مراد ہے جو انہی حضرات کے لئے مخصوص تھا اور یتیم و مسکین و اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد محمدؐ و علیؑ فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کے لئے خدا نے اسی درخت سے تحفہ بھیجا تھا یہ درخت جنت کے اور درختوں سے اس بات میں ممتاز تھا کہ اس میں گیہوں انگور انجیر عناب اور ہر قسم کے طعام میوے اور پھل لگتے تھے۔ اسی وجہ سے جب اس درخت کا ذکر کیا ہے تو کسی نے گیہوں مراد لی ہے کسی نے انجیر کسی نے انگور اور کسی نے عناب ۱۲ (باقی حاشی نمبر ۴ و نمبر ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا

جہنمی ہیں (اور) وہ ہمیشہ (ہمیشہ) اس میں رہیں گے۔ اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کا ذکر کرتے رہو

نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ

جو میں تم پر انعام کر چکا اور جو عہد مجھ سے کر چکے ہو اسے پورا کرتے رہو تاکہ میں نے جو عہد تم سے کیا ہے اسے پورا کروں

وَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ۝ وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ

اور صرف مجھ سے ڈرو اور جو کچھ میں نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ کہ تمہارے پاس جو کچھ

وَلَا تَكُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ۚ ز

پہلے سے موجود ہے وہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور تم سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر فروخت نہ کرو

وَاِيَّاىَ فَاتَّقُوۡنِ ۝ وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَـقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا

اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور باطل کو حق کے پیرایہ میں مت ظاہر کرو اور

الۡحَـقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَ

حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور

ارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ۝ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ

با جماعت نماز ادا کرو کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور

اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ وَ

خود کو فراموش کر جاتے ہو؟ باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے اور

اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى

روزے اور نماز کے ساتھ (ہم سے) مدد مانگو اور اس میں شک نہیں کہ نماز سب پر بھاری ہے

الۡخٰشِعِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ

سوائے ان خوف کرنے والوں کے جن کو یقین ہے کہ انہیں اپنے پروردگار کے سامنے پلٹ کر جانا اور اس کے حضور میں

اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ۝ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ

پیش ہونا ہے۔ اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو تم کو عطا کر چکا ہوں

عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ

اور اس بات کو کہ میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے اور اس دن سے ڈرو جس دن

نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔـا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ

کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کسی طرح کام نہ آسکے گا اور نہ کسی (عام) شخص کی اس کے بارے میں سفارش قبول کی جائیگی

ع ۴/۱۰ (ع ۵/۵)

۵۱ اِسۡرَآءِيۡلَ کے معنی عبد اللہ و قوۃ اللہ کیونکہ اسرآء کے معنی عبد اور قوت کے اور ئیل کے معنی اللہ کے ہیں مراد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے ۱۲

۵۲ بِعَهۡدِىۡۤ انبیاء کی معرفت خدا نے یہ عہد بنی اسرائیل کے بزرگوں سے لیا تھا کہ محمدؐ و علیؑ اور اولاد علیؑ پر ایمان لائیں گے اسی کو یاد دلاتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کیے گئے تھے۔ فرمایا یہ مطلب ہے کہ تم علیؑ کی ولایت جو خدا کی طرف سے فرض ہے تسلیم کرو میں تم کو جنت دوں گا۔ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَـكُمۡ (تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا) ہم دعا مانگتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کئے ہیں انہیں پورا نہیں کرتے حالانکہ خدا فرماتا ہے اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ یعنی تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کر دوں گا قسم خدا اگر تم اللہ کا عہد پورا کرو گے تو وہ تمہارا عہد ضرور پورا کرے گا ۱۲

۵۳ بِاٰيٰتِىۡ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں وارد ہے کہ حیی ابن اخطب اور کعب ابن اشرف اور دیگر یہودیوں کے پاس یہودیوں کی کتب کا مجموعہ موجود تھا جس کی ہر سال زیارت کرایا کرتے تھے اور اس کی آمدنی پر مدار معیشت تھا۔ اس مجموعے میں سے وہ آیتیں جن میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفات یا ذکر تھا نکال ڈالی تھیں تاکہ ان کی آمدنی میں خلل نہ پڑے اسی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری آیتیں تھوڑی قیمت پر نہ بیچو کیونکہ دنیا کی دولت جتنی بھی ملے بمقابل آیات خدا وہ تھوڑی ہی ہوگی اور امر محمدؐ و وصی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مجھ سے ڈرو اور حق نبوت و امامت کو باطل کے ساتھ پوشیدہ نہ کرو ۱۲

۵۴ اَلصَّلٰوةَ تفسیر امام میں وارد ہے کہ صلوٰۃ سے مراد پانچ وقت کی نماز بھی ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنا بھی مگر اس حالت میں کہ ان کے احکام کا پابند ہو ان کے ظاہر و باطن پر ایمان لایا ہو اور ان سے نہ کوئی مخالفت رکھتا ہو اور نہ ان کے مخالف کا دم بھرتا ہو ۱۲

۵۵ اٰتُوا الزَّكٰوةَ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مومنین کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ زکوٰۃ دیتے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو حضرتؐ نے فرمایا زکوٰۃ فطرہ مراد ہے ۱۲ (باقی صفحہ مد)

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ

اور نہ کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی کسی قسم کی امداد کی جائے گی۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے تمہیں

فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

فرعون والوں کے ہاتھ سے نجات دی تھی کہ وہ تمہیں برے سے برے عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِىْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○

تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے سمندر میں تمہارے لئے راستہ پیدا کر دیا تھا اور تمہیں نجات بھی دی تھی اور

اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

تمہارے دیکھتے دیکھتے فرعون والوں کو ڈبو دیا تھا۔ اور (اسے بھی یاد رکھو) جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس شبوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ

یہ ظلم کیا کہ ان کی غیبت میں بچھڑا پوجنے لگے اس پر بھی ہم نے تمہارا قصور معاف کر دیا

بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

تاکہ تم شکر گزار بنو۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہمنے موسیٰ کو کتاب [illegible] حق و باطل کی

الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

جانچ عنایت کی تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ اور جب موسیٰ نے اپنے لوگوں سے یہ کہا کہ اے میری قوم

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ

تم نے بچھڑا پوج کر خود اپنے اوپر ظلم توڑا ہے اب اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں توبہ کرو

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ

اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالو۔ یہی تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر تمہاری توبہ

عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ

قبول کی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور جس وقت تم نے یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ

لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ

جب تک ہم ظاہر (بظاہر) خدا کو نہ دیکھ لیں ہم تو تمہاری باتوں پر ایمان نہ لائیں گے تو تمہارے دیکھتے دیکھتے

تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

تم پر بجلی گری تھی پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر گزار ہو۔

**۵۱** اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب خدا تعالیٰ تم کو تمام تکلیفوں سے نجات دیگا اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دیگا تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب تمہارے لئے لاؤں گا جس میں اس کے احکام اور نصیحت و عبرت کی باتیں درج ہوں گی چنانچہ جب ان کو فرعون کے مظالم سے نجات ملی تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسیٰؑ اپنا وعدہ پورا کرو اور تیس دن روزہ رکھو موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا لیکن آخری دن افطار سے پہلے مسواک کر لی وحی آئی کہ اے موسیٰ تم نہیں جانتے کہ ہم کو روزہ دار کے منہ کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے اب تم دس روزے رکھو اور افطار سے پہلے مسواک نہ کرنا ادھر چالیس روز پورے ہوئے اُدھر خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور کتاب انہیں عطا فرما دی ۱۲

**۵۲** اَلْعِجْلَ موسیٰ علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں سامری نے کمزور عقیدہ والے بنی اسرائیل کو بہکایا کہ دیکھو موسیٰؑ تم سے چالیس روز کا وعدہ کر کے گئے تھے چنانچہ بیس دن اور بیس راتیں گذر چکیں اور وہ ابھی نہیں آئے اب خدا خود تمہارے پاس آگیا ہے اور وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ موسیٰؑ کو واسطہ بنائے یہ کہہ کر اپنا گوسالہ (بچھڑا) دکھایا جو اُس نے بنایا تھا اور کہا کہ موسیٰؑ سے درخت کے ذریعہ سے باتیں کی تھیں اور تم سے اس گوسالہ کے ذریعہ سے باتیں کریگا ہزاروں آدمی اس کے بہکانے میں آگئے اور اس بچھڑے کو پوجنے لگے ۱۲ قول مترجم گائے کی پرستش کی بنا یہیں سے پڑی ہے ۱۲

**۵۳** اَلْكِتٰبُ توریت مراد ہے جس کی لوحیں لکھی ہوئی حضرت موسیٰؑ کو ملی تھیں ۱۲

**۵۴** اَلْفُرْقَانُ سے وہ فرق مراد ہے جو مومنین اور کافرین کے مابین قرار دیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ بنی اسرائیل سے محمد مصطفےٰ کو خیر النبیین اور سید المرسلین ہونے کے اعتقاد کرنے کا عہد لیں اور اسی طرح علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کے خیر الوصیین ہونے کے اقرار کا عہد لیں اور اسی طرح ان کے شیعوں کے خیر الامم ہونے کے یقین کرنے کا موسیٰ علیہ السلام نے یہ عہد لیا تو بعض نے تو سچے دل سے اور بعض نے خالی زبان سے اقرار کیا جنہوں نے سچے دل سے اقرار کیا تھا ان کی تو پیشانیاں نورانی ہو گئیں اور جن کا اقرار محض زبانی تھا وہ اس نور سے محروم رہے اسی کو خدا نے الفرقان سے تعبیر فرمایا ہے

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ

اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

(اور ہم نے حکم دیا کہ) ہمارے رزق کا نفیس حصہ کھاؤ اور (جو اس پر بھی شکر گزار نہ ہوئے تو انہوں نے ہمارا کچھ نہ

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا

بگاڑا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور جب ہم نے یہ کہا کہ اس گاؤں میں جاؤ اور

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ

اس میں سے جو کچھ تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (پیئو) اور اس دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور لفظ حطہ بھی

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

اپنی زبان پر جاری کرو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دینگے اور ہم نیک لوگوں کو جلد ترقی دیں گے۔ پھر ظالموں نے جو کچھ

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ان سے کہا گیا تھا اسے بدل کر اس کی جگہ دوسری بات رکھ دی پس جیسی وہ نافرمانی کیا کرتے تھے اس کے بدلے ہم نے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى

آسمان سے ان پر عذاب نازل کیا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰؑ نے

لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا

اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے یہ کہا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ پھر اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے

عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ

(اور) ہر ہر گروہ نے اپنے اپنے چشموں کو پہچان لیا تھا (پھر ہم نے یہ حکم دیا کہ)

رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ

خدا نے جو کچھ تم کو دیا ہے کھاؤ اور پیؤ اور مفسد بن کر زمین میں فساد مت کرو اور جس وقت تم نے یہ کہا تھا

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ

کہ اے موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے یہ دُعا کرو کہ

لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا

زمین سے جو جو چیزیں پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات ککڑی کھیرا گیہوں مسور

وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ

پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے (موسیٰؑ نے) فرمایا تھا کہ تم گھٹیا چیزوں کو اس سے بدلنا چاہتے ہو جو

۵۱ اَلْمَنَّ ترنجبین جو درختوں پر ترتی تھی اور اسے لوگ اُٹھا لیتے تھے ۱۲ ۵۲

اَلسَّلْوٰى بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جو بھنے بھنائے غول کے غول درختوں پر آ بیٹھتے تھے۔ اور بنی اسرائیل ان کا شکار کر لیتے تھے یا وہ بچھے دسترخوانوں پر آ گرتے تھے اور بنی اسرائیل انہیں کھا لیتے تھے ۱۲ ۵۳

حِطَّةٌ بنی اسرائیل کو ایک قریہ میں داخل ہونے کے وقت یہ حکم ملا تھا کہ تم داخل ہوتے وقت سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور سجدے میں حِطَّةٌ لِّذُنُوْبِنَا وَمَحْوًا لِّسَيِّاٰتِنَا (ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہماری بدیاں مٹا دے) ۱۲ ۵۴

فَبَدَّلَ انہوں نے اس حکم میں یہ تبدیلی کی کہ بجائے سر جھکا کر دروازے میں داخل ہونے کے اُلٹے داخل ہوئے اور بجائے حِطَّةٌ کے حِنْطَةٌ حَمْرَآءُ (سرخ گیہوں) کہا اور اسی سبب سے عذاب کے مستحق ہوئے جو نازل ہوا ۱۲ ۵۵

وَاِذِ اسْتَسْقٰى ارشاد ہے کہ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے پانی طلب کیا تھا

ع ۱۳ ۶

اور یہ وہ وقت تھا کہ بیابان میں وہ پریشان پھر رہے تھے اور پیاس سے چیخ اٹھے تھے اور یہ کہا تھا کہ اے موسیٰؑ پیاس ہمیں مارے ڈالتی ہے اور اس وقت موسیٰؑ نے ان لفظوں میں دُعا کی تھی اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَبِحَقِّ عَلِيٍّ سَيِّدِ الْاَوْصِيَآءِ وَبِحَقِّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَآءِ وَبِحَقِّ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْاَوْلِيَآءِ وَبِحَقِّ الْحُسَيْنِ اَفْضَلِ الشُّهَدَآءِ وَبِحَقِّ عِتْرَتِهِمْ وَخُلَفَآئِهِمْ سَادَةِ الْاَزْكِيَآءِ لَمَّا سَقَيْتَ هٰٓؤُلَآءِ اسی وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ موسیٰؑ نے اس حکم کی تعمیل کی فوراً اس سے بارہ چشمے ظاہر ہو گئے (یہ بات قابل غور و خیال ہے کہ واسطہ چودہ کا دیا ہے اور چشمے بارہ جاری ہوئے ۱۲ ۵۶

اَلْحَجَرَ مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ تین پتھر جنت سے آئے ہیں مقام ابراہیم۔ حجر بنی اسرائیل اور حجر اسود

کافی اور اکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جس وقت جناب قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے خروج فرمائیں گے تو ان کا منادی ندا دیگا۔ کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانا پانی نہ لے۔ حجر موسیٰ ابن عمران آنؑ ساتھ ہوگا جو ایک اونٹ کا بوجھ ہے جس منزل پر جا کر اتریں گے چشمے اس سے جاری فرما دیں گے جن سے بھوکوں کا پیٹ بھر جائیگا اور پیاسے سیراب ہو جائیں گے خواہ انسان ہوں یا حیوان یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ وہ حضرت نجف اشرف نہ پہنچیں ۱۲

خَيْرٌ ۭ اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
عمدہ ہے (ایسا ہی ہے تو) کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائے گا اور ایسی باتیں بنانے والوں کو

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
ذلت اور افلاس کی مار دی گئی تھی اور غضب خدا میں آ گئے تھے یہ نتیجہ اس کا تھا کہ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ
وہ خدا کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ (اور) یہ اس کا

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا
نتیجہ تھا کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے (مسلمان) اور جو یہودی ہوئے

وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
اور نصاریٰ اور ستارہ پرست (ان میں سے) جو بھی خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل

صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ
کریں گے پس ان کا اجر ان کے خدا کے پاس ہے اور ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا
غمگین ہوں گے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم سے ہم نے عہد لیا تھا اور کوہ طور تمہارے سر سے اونچا کر دیا تھا

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
(اور یہ حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ اور اس کے مطالب بیان کرتے رہو تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ
اس کے بعد تم پھر روگردان ہو گئے۔ پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ
نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ اور تم میں سے جنہوں نے سبت کے باب میں زیادتی کی تم ان کو خوب جانتے ہو

فَقُلْنَا لَھُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـــِٕيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰھَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ
پس ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ پھر ہم نے اس واقعہ کو

يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
ان کے ہمعصروں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عقوبت قرار دیا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ موسیٰ

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا
نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہم سے

ع ۲

۵۱ مِصْرًا اس سے مراد ملک مصر نہیں بلکہ کوئی شہر اسی سبب سے نکرہ استعمال کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کی تمہیں ضرورت ہے تو کسی شہر میں چلے جاؤ ۱۲ ۵۲ ضُرِبَتْ لفظی معنی اور مطلب یہ ہے کہ ان کو خدا اور بندوں کے سامنے رسوا کر دیا گیا اور فقر و فاقہ میں مبتلا رہے اہل ظاہر اس سے کبھی کبھی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ذلت اور مسکنت عام طور سے خدا کی نافرمانی اور ناراضی کا نتیجہ ہے حالانکہ یہ غلط ہے جن لوگوں کے لئے ذلت اور مسکنت بطور عذاب بیان فرمائی گئی ہے وہاں اس کی بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ کس نافرمانی کا نتیجہ تھی اگر انبیاء و اوصیاء یا مومنین کاملین مبتلائے ذلت و مسکنت ہوئے تو وہ بحکم اَلْبَلَاۗءُ لِلْوِلَاۗءِ ہوئے تاکہ بندگان خدا کے لئے اس بات کا نمونہ قائم ہو جائے کہ کوئی بلا ان کو ولائے خدا سے ہٹا نہیں سکتی۔ قول مترجم یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب نیک بندوں کے امتحان آزمائش و مصائب کا ذکر آیا ہے تو لفظ بلا یا ابتلا استعمال کیا گیا ہے اور جب بدوں کی سزا کا ذکر آیا ہے تو ضُرِبَ استعمال ہوا ہے ۱۲ ۵۳ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ سے مراد معجزات انبیاء اور وہ کتابیں ہیں جو خدا نے نازل فرمائیں اور وہ تعریف جو ان کتابوں میں جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اور ان کی عترت طاہرہ کی آئی ہے ۱۲ ۵۴ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ اس سے مراد ایسا قتل ہے جیسا کہ جناب شعیبؑ جناب زکریا اور جناب یحییٰ علیہم السلام وغیرہم کا ہوا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے اس آیت کو پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انہوں نے انبیاء کو اپنے ہاتھوں سے مارا یا تلوار دے کے قتل کیا بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان کی باتیں سنیں اور ان کے دشمنوں سے بیان کر دیں جس کے سبب سے وہ گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور اس طرح یہ ظاہر کرنے والے ان کے قتل کا باعث ہوئے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ

ٹھٹھا کرتے ہیں (موسیٰ نے) فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ

اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے کھول کر بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو (موسیٰ نے) فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ

وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ

گائے نہ تو بڑھیا ہو اور نہ بچھیا بلکہ دونوں کے بین بین ہو اب تم کو جو حکم دیا گیا ہے بجا لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ

خدا سے کہیئے کہ اس کا رنگ صاف صاف بتلا دے۔ (موسیٰ نے) فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسے گہرے زرد رنگ کی ہو

فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا

کہ دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو انہوں نے کہا کہ خدا سے دعا کیجئے کہ اس کی ماہیت کھول کر

هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝

بیان کردے ہمیں اس گائے کے بارے میں دھوکا ہے پھر ہم انشاءاللہ راہ راست پر آجائیں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي

(موسیٰ نے) کہا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ یہ گائے ایسی ہو جو نہ کام کرنے والی ہو کہ زمین جوتتی ہو اور نہ

الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ

زراعت سینچتی ہو صحیح وسالم ہو اس میں کوئی داغ دھبّا نہ ہو۔ وہ بولے کہ اب آپ نے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ

پھر گائے ذبح کی گو ان سے ایسا کرنے کی امید نہ تھی۔ اور جب وقت تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور پھر اس کے بارے میں

فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ

اختلاف کیا اور جو کچھ تم چھپاتے تھے اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ پھر ہم نے کہا کہ اس گائے کے ایک حصے سے اس میت کو چھوا دو

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھر کے مانند تھے یا اس سے بھی زیادہ

قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ

سخت حالانکہ پتھروں میں سے بعض تو ایسے بھی ہیں جن میں سے چشمے نکلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں

سلہ فذبحوھا قصہ اس گائے کے ذبح ہونے کا یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلے میں ایک عورت نہایت حسین تھی جس سے شادی کرنے کے خواہاں بہت تھے منجملہ ان کے تین اسکے چچیرے بھائی بھی تھے جن میں سے ایک کی درخواست بوجہ علم و فضل کے اس عورت نے منظور کرلی باقی دو کو اسی بنا پر اس شخص سے حسد پیدا ہوا انہوں نے ایک شام کو اس کی دعوت کی اور اس بہانے سے اس کو اپنے گھر بلا کر موقع پا کر قتل کر ڈالا پھر اس کی لاش راتوں رات ایک اور قبیلے کی آبادی میں لیجا کر ڈال دی اور صبح کو حضرت موسیٰ کی خدمت میں فریادی ہو کر گئے۔ اب اس قبیلے والوں کو اس کے قتل سے انکار تھا اور جو اصل قاتل تھے وہ خود مدعی تھے اس طرح معاملہ بہت ہی مشتبہ اور نازک ہو گیا تھا۔ اس اشتباہ کے دور کرنے کے لئے موسیٰ نے خدا سے دعا کی حکم ہوا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کے ایک ٹکڑے سے میت کو چھوا دیں وہ زندہ ہو کر خود کل کیفیت بیان کر دیگا۔ اگر وہ اس حکم کی فوراً تعمیل کر دیتے تو بہت سی مصیبتوں سے بچ سکتے تھے مگر
ع ۸ ۱۰
یہ ان کی عادت ہو گئی تھی کہ حجتیں زیادہ کیا کرتے تھے چنانچہ اس کے رنگ اور عمر اور ماہیت کے بارے میں بہت سی بحثیں کیں اور ہر ہر بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیود بڑھتی گئیں بالآخر ویسی گائے جیسی کہ آخر میں طے پائی پچاس لاکھ اشرفی میں ملی جس قبیلے پر قتل کا شبہ تھا ان کو تو اس گائے کے متعلق مختلف سوال کرنے کا یہ جرمانہ بھرنا پڑا کیونکہ یہ سوالات فی الاصل معجزہ جناب موسیٰ یا قدرت خدا میں شبہ پر مبنی تھے اور جس شخص سے یہ گائے خریدی گئی اس کو اس کی خوش اعتقادی کا جزوی صلہ ملا تھا۔ وہ خوش اعتقادی اس کی جناب محمد مصطفےٰ و جناب علی مرتضیٰ اور ان کی اولاد کی بزرگی تسلیم کر لینے کے متعلق تھی جس کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما چکے تھے۔ المختصر وہ گائے ذبح کی گئی۔ اس کی دُم سے میت کو چھوایا گیا وہ فوراً زندہ ہوا اور اس نے اپنا قصہ بے کم وکاست بیان کر دیا۔ قاتل گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور مقتول جو زندہ ہوا تھا اس نے محمدؐ و علیؑ اور اولاد علیؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی کہ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ

جو پھٹ جاتے ہیں پس ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ خوف خدا سے

خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ

گر پڑتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بے خبر نہیں ہے۔ کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ

يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

وہ لوگ تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا ہے کہ کلام خدا کو سنتے ہیں پھر

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

بعد اس کے کہ اسے سمجھ چکے ہوں جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتے ہیں۔ اور جب مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَا بَعْضُھُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَھُمْ

تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے۔ اور جب آپس میں ایک دوسرے سے خلوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان سے وہ باتیں بیان

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر ظاہر کی ہیں تاکہ وہ تمہارے رب کے حضور میں انہیں باتوں سے تم پر حجت قائم کریں کیا تم کو اتنی بھی عقل نہیں

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْھُمْ

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ وہ بھی جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور وہ بھی جس کا وہ اعلان کرتے ہیں۔ اور ان میں سے

اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝

بعض تو ایسے ان پڑھ ہیں کہ کتاب کو اتنا ہی جانتے ہیں کہ اس کی لفظوں کو سوچ لیں اور مطلب کی طرف سے گمان ہی گمان رکھتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ ھٰذَا

پس ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو اپنے ہی ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ اور پھر (منہ سے) یہ کہتے ہیں کہ یہ

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ

اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ لیں۔ پس ویل ہے ان کے لئے بوجہ اس کے کہ جو کچھ انہوں نے

اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

اپنے ہاتھوں سے لکھا اور ویل ہے ان کے لئے بوجہ اس کے جو کچھ وہ اس سے کماتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم کو تو

اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ

سوائے گنتی کے دنوں کے جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔ تم ان سے کہو کہ کیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ

يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى

خدا اپنے عہد کے ہرگز خلاف نہ کرے گا یا بغیر اس کے کہ تم کو کچھ علم ہو خدا کے خلاف باتیں بناتے ہو۔ ہاں

۷۱ قالوا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جو مسلمانوں کا دشمن تھا توریت میں جناب رسول خدا کی جو صفات آئی ہیں وہ مسلمانوں سے بیان کر دیا کرتا تھا۔ ان کے بزرگوں کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو ان کو منع کر دیا کہ ایسا کرنے سے تم خود مسلمانوں کو موقع دیتے ہو کہ وہ تم پر اپنی حجت قائم کریں۔ ۷۲ اُمِّيُّوْنَ لفظی معنی ایسے ان پڑھ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں پس لامحالہ وہ اپنے علمار کے مقلد تھے کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ اس آیت میں یہودیوں کے عوام الناس کی برائی محض اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اپنے علمار کے مقلد تھے اور خود کتاب کی کوئی معرفت نہیں رکھتے تھے آیا یہ برائی کرنا صحیح ہے اور ہمارے عوام الناس میں اور یہودیوں کے عوام الناس میں کوئی خاص فرق ہے حضرت نے فرمایا کہ ہمارے علمار اور عوام میں اور یہود کے علمار اور عوام میں ایک جہت سے فرق ہے اور ایک جہت سے مساوات اگر مساوات ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علمار کی تقلید کرنے کے سبب ویسے ہی مذمت کی ہے جیسی ان کے عوام کی اور اگر فرق ہو تو پھر وہ مورد ملامت نہیں ہیں اس نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ اس معاملہ کو ذرا کھول کر بیان کر دیجئے حضرت نے فرمایا کہ یہود کے عوام اس بات کو خوب جانتے تھے کہ ان کے علمار صریح جھوٹ بولتے تھے حرام کھاتے تھے رشوتیں لیتے تھے سفارشوں وغیرہ کے سبب یا اپنی عنایت کے طور پر واجب احکام کو بدل دیتے تھے تعصب ایسا شدید رکھتے تھے کہ اس سے مخالف کے واقعی حقوق زائل کر دیتے تھے دین میں خرابیاں ڈالتے تھے اور جس کے طرفدار ہو جاتے تھے وہ ظلم سے کسی کا مال چھین لے یا کسی حرام کا مرتکب ہو تو اس سے کوئی بازپرس نہ کرتے تھے ان اسباب سے عوام کے دلوں میں یہ بات راسخ تھی کہ وہ فاسق ہیں اور فاسق خدا اور مخلوق خدا کے مابین واسطہ نہیں ہو سکتا۔ ادھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے معاملہ میں غور کرنا ان کے ذمے واجب تھا کیونکہ آنحضرت کی نبوت کی دلیلیں ان کی کتابوں میں (باقی ضمیمہ میں)

مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

جو کوئی بدی بھی کرے گا اور اس کا گناہ اس کو گھیر لے گا وہی تو

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیئے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ع وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ

تو جنتی وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے

بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ

اولاد اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور اپنے ماں باپ سے (خصوصاً) اور

ذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا

کنبے والوں اور یتیموں اور مسکینوں سے (عموماً) نیکی کرتے رہنا اور لوگوں سے بہ مدارات بات کرنا اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

نماز پڑھتے رہنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا پھر تم اس (حکم) سے روگردان ہو کر سوائے معدودے چند کے

مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا

سب ہی پھر گئے۔ اور جب کہ ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور نہ

تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

اپنوں کو اپنے ملک سے نکالنا پھر تم نے اقرار کیا تھا اور تم اس کے گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ

پھر وہی تم ہو کہ اب اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اپنے

مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ

ملک سے نکالتے ہو اور ان کے برخلاف گناہ اور زیادتی کرنے میں ایک دوسرے کی پشتی لیتے ہو اور جب وہ تمہارے پاس

اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ

قید کرکے لائے جاتے ہیں تو ان سے تم فدیہ لیتے ہو حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام کر دیا گیا تھا کیا تم کتاب کے بعض

الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ

حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے منکر ہو۔ اور جو تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ

اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

زندگانی دنیا میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت (سے سخت)

سلہ اَحَاطَت بِہٖ تفسیر امام میں وارد ہے کہ وہ بدی جو کسی شخص کو احاطہ کر لیتی ہے وہ ایسی بدی ہے کہ اسے دین خدا سے خارج کر دے تولا سے ہٹا دے اور غضب خدا کا خوف اس کے دل سے اٹھا دے یس وہ یا تو خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے یا خدا کا انکار کرتا ہے یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت یا علی مرتضیٰ ۱۲ اور

ع ۹ ۱۱ ۹

ان کے جانشینوں کی ولایت کا انکار کرتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر بدی ایسی ہے کہ وہ کل اعمال کو محو اور باطل کر دیتی ہے ۱۲ سلہ خٰلِدُوْنَ دوامی جزا یا سزا فرمانبرداروں نافرمانوں کی نیتوں کے بموجب دی جائے گی کیونکہ انہوں نے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ اگر ان کو ہمیشہ کے لئے دنیا میں رکھا جاتا تو فرمانبردار اسی طرح فرمانبردار رہتے جیسے کہ اس تھوڑے سے زمانے میں رہے اور نافرمان اسی طرح نافرمان رہتے ۱۲ سلہ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کافی میں روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ والدین کے ساتھ جو نیکی و احسان کرنا چاہیئے وہ کیا ہے۔ فرمایا ان کا ادب ملحوظ رکھا جائے اور جس چیز کی ان کو ضرورت ہو وہ انہیں مانگنی نہ پڑے گو وہ مالدار ہی ہوں لیکن تم جو خدمت کر سکتے ہو ضرور کرو جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ کہتے سنا کہ میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں اور ہمارا حق ان لوگوں پر ان کے والدین سے افضل ہے (قول مترجم) اسی معنوی فرزندی کے سبب سے مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں ۱۲ سلہ ذِى الْقُرْبٰى باپ کی طرف سے اقربا ہوں یا ماں کی طرف کے ان کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے اس نیکی کے مدارج مقرر ہیں اور سب سے اول درجہ جناب محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کی قرابت کے حق کی رعایت کا ہے ۱۲ سلہ اَلْيَتٰمٰى وہ جن کے ماں یا باپ یا دونوں فوت ہو جائیں۔ مگر سب سے بڑا یتیم وہ ہے جو اپنے امام کی خدمت تک نہ پہنچ سکے کہ ان سے علوم دین اور احکام خدا معلوم کرے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں میں جو شخص ہمارے علوم جانتا ہو اور ایسے یتیم کو ہدایت کرے اور ہماری شریعت کے علوم سکھائے (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

عذاب میں ڈالے جائیں بہرحال جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے وہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے

اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

آخرت کے عوض زندگانی دنیا (بخوشی) خرید لی پس نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ

اور نہ انہیں کوئی مدد دی جائے گی اور بالتحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی اور ان کے بعد اور

بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

رسول (یکے بعد دیگرے) بھیجے اور ہم نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو کھلی کھلی نشانیاں مرحمت فرمائیں اور روح القدس کے ذریعے

الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

ان کی تائید کی کیا (ایسا نہیں) ہوا کہ جس وقت بھی تمہارے پاس کوئی رسول تمہارے نفوس کی خواہش کے خلاف حکم لے کر آیا تم برابر

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ

اکڑتے رہے۔ پھر کسی کو جھٹلایا۔ اور کسی کو قتل کیا۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارے دل علوم کے کھتے ہیں (ایسا نہیں) بلکہ

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ

اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی ہے اور وہ بہت ہی کم ایمان لائیں گے۔ اور جس وقت اللہ کی طرف سے اُن کے پاس

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایک ایسی کتاب آئی جو خود ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھی حالانکہ پہلے سے وہ خود کافروں کے برخلاف فتح حاصل کرنا

كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

چاہتے بھی تھے۔ مگر جب وہ آیا جس کو وہ پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر گئے پس ان انکار کرنیوالوں پر خدا کی لعنت ہو۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ

کیا بُری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اس سے انکار کر دیں یہ بغاوت اسلئے کی

يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

کہ اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے پس وہ غضب

عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

بالائے غضب کے مستحق ہوئے اور منکروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب مقرر کیا گیا ہے۔ اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان لائیں گے اور جو اس کے علاوہ ہے اُس پر

۵۱ اَفَكُلَّمَا الخ ظاہر اس کا یہودیوں کے بارے میں ہے خدا اُن سے خطاب کرکے فرماتا ہے کہ جیسے تمہارے پہلوں نے زکریاؑ و یحییٰؑ وغیرہ انبیاءؑ کو قتل کیا اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں اسی طرح تم بھی محمدؐ و علیؑ کے قتل کا ارادہ کرتے ہو لیکن خدائے تعالیٰ اس کوشش میں تم کو ناکام کرے گا اور تمہارا مکر چلنے نہ پائے گا خدائے تعالیٰ نے لفظ تَقْتُلُوْنَ فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تم قتل کرتے ہو یا قتل کروگے لیکن فی الحقیقت قتلتم ہے اسی وجہ سے کَذَّبْتُمْ پر عطف واقع ہوا ہے محاورۂ عرب یہی ہے کہ جب کسی کو اس کے کسی فعل کی بُرائی دھمکانا منظور ہو تو مضارع کا صیغہ استعمال کیا کرتے ہیں اور مطلب ماضی ہوتا ہے مثلاً یہ کہنا کہ وَيْلَكَ لِمَ تُكَذِّبُ (تیرا بُرا ہو کیوں جھٹلاتا ہے) الفاظ بتلا رہے کہ جھٹلانے کا فعل سرزد ہو چکا اس پر سرزنش ہو رہی ہے اب باطن اس آیت کا حسب روایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام مندرجہ تفسیر قمی ان منافقین سے متعلق ہے جنہوں نے لیلۃ العقبہ قتل رسولؐ کا ارادہ کیا تھا اور ایک دفعہ مدینہ میں قتل جناب امیرؑ کا اور اس قصد کی بنا وہ حسد تھا جو علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بزرگی اور انکی شان کے اظہار کرنے کے سبب ان کے دلوں میں رسولؐ کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا مفصل ذکر اس کا انشاء اللہ سورۂ توبہ کی تفسیر میں آئے گا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے ایک مثل بیان کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ اگر محمد مصطفیٰؐ کی محبت کا کسی وقت بھی ذکر کریں تمہارا دل قبول نہیں کرتا تو کیا تم اکڑے ہوئے ہو گے اور آل محمدؐ کے ایک گروہ کو جھٹلایا کروگے اور ایک کو قتل کر دیا کروگے ۱۲

۵۲ غُلُفٌ کے معنی انبار (علوم کا ظرف جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل علوم سے پُر ہیں خدائے تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ جب علوم سے پُر ہیں تو پھر محمد مصطفیٰؐ کی فضیلت کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اگر اس کو غُلْفٌ پڑھا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس لئے ہم آپ کا کلام کچھ بھی (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ

ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی بھی تصدیق کرنے والا ہے پس تم یہ کہو کہ اگر تم

أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ

مومن ہوتے تو اس سے پہلے انبیاء خدا کو قتل کیوں کرتے۔ اور بیشک موسیٰؑ تمہارے پاس

مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ○

کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے پھر ان کی غیبت میں تم نے بچھڑا پوج لیا اور (اس میں) تم ہی ظالم تھے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے سخت عہد لیا تھا اور کوہ طور تمہارے سروں سے اونچا کیا تھا (اور حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم تمہیں

بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ

دیتے ہیں اسے مضبوط ہو کر لو اور سنو تمہارے بزرگوں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ہم نے سُن لیا مگر مانتے نہیں اور ان کے کفر کی وجہ سے

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت بیٹھ گئی تھی (اے رسولؐ) تم یہ کہدو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بہت ہی برا حکم

مُؤْمِنِينَ ○ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً

دیتا ہے یہ بھی کہدو کہ اگر آخرت کا گھر خدا کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے

مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ وَلَنْ

اور لوگوں کے لئے نہیں ہے پس اگر تم سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو۔ اور جو کچھ وہ

يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○

اپنے ہاتھوں سے پہلے کر چکے ہیں اس کے سبب وہ ایسی تمنا ہرگز نہ کریں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور تم ان کو زندگی کا سب سے زیادہ شیفتہ پاؤ گے یہاں تک کہ مشرکین سے (بھی)

يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ

ایک ایک کا اُن میں سے یہ جی چاہتا ہے کہ کاش ہزار برس تو جیئے مگر کسی کا معمر ہونا اُس کو

الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ قُلْ مَنْ كَانَ

عذاب سے نہیں بچا سکتا اور عمل وہ کرتے ہیں خدا ان کا دیکھنے والا ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ جو شخص

عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا

جبرئیلؑ کا دشمن ہوگا (جبرئیلؑ) وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر وہ (قرآن) نازل کیا ہے

۵۱ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ہمارے کانوں نے سُنا اور دلوں نے قبول نہیں کیا۱۲

۵۲ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت بیٹھ گئی تھی یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی بات کا شغف یا عشق دِل میں پورا اثر کر جائے جیسے رنگ کپڑے میں بیٹھ جاتا ہے تو ایسے وقت اشراب کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں بات گھٹ میں بیٹھ گئی فِي قُلُوبِهِمُ اشراب کے مقام کو بتاتا ہے جیسے خدا نے فرمایا ہے کہ إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں (تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات کی خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں تمہاری قوم کی آزمائش کروں گا عرض کی اے میرے پروردگار کس چیز سے؟ فرمایا۔ سامری سے۔ عرض کی سامری کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو زیوروں سے ان کے لئے ایک بچھڑا تیار کرے گا۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ زیوروں سے ہرن یا بچھڑا یا ایسی کوئی چیز بن جائے پھر تو کیونکر آزمائش فرمائے گا فرمایا کہ اس نے ان کے لئے ایک ڈکراتا ہوا بچھڑا بنا لیا ہے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اُس میں آواز کس نے پیدا کر دی؟ فرمایا میں نے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ (بیشک یہ تیری آزمائش ہے تو جسے چاہے توفیق ہدایت عطا فرمائے اور جس سے چاہے توفیق ہدایت سلب کر لے) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں آئے اور انہیں بچھڑا پوجتے دیکھا تو عصیں اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں جو ٹوٹ گئیں۔ اس بچھڑے کو جلوا دیا اور اس کی راکھ دریا میں پھینکوا دی اور بنی اسرائیل میں سے جو شخص کسی ضرورت سے پانی کے کنارے گیا اور اسے یہ راکھ پانی میں معلوم ہوئی وہ اُسے پی گیا اس سبب سے اس بچھڑے کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اور اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

ربع ۱

ع ۱۰
۱۱
۱۱

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا

جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والا ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری۔ جو شخص

لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہوگا پس اللہ (بھی) ضرور

لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

کافروں کا دشمن ہے اور (اے رسولؐ) ہم نے تمہارے پاس کھلی نشانیاں بھیجی ہیں اور سوائے نافرمان لوگوں کے ان کا

الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

کوئی انکار نہ کرے گا۔ کیا جب کبھی وہ کوئی عہد کریں گے تو ان میں سے ایک فریق اس کو توڑ دے گا۔ بلکہ ان میں سے زیادہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

ایسے ہوں گے جو ایمان نہ لائیں گے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایسا رسول آیا جو ان کے پاس والی چیزوں کی تصدیق

مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ

بھی کرنے والا تھا تو جن کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک گروہ نے کتاب خدا کو اس طرح

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ

پس پشت پھینکا گویا وہ اس کو جانتے ہی نہ تھے اور اس کی پیروی کرنے لگے جو کچھ شیاطین

عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

عہد سلطنت سلیمانؑ میں پڑھا کرتے تھے حالانکہ سلیمانؑ کی طرف سے کفر کی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

آدمیوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور اس کی تعلیم کیا کرتے تھے جو بابل میں دو فرشتوں

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا

ہاروت اور ماروت پر نازل ہوا تھا حالانکہ یہ دونوں فرشتے کسی شخص کو کوئی بات نہ بتاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے تھے

نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ

کہ دیکھو ہم آزمائش ہیں اور تو کفر نہ کر۔ اس پر بھی لوگ ان دونوں سے ایسی باتیں سیکھ لیتے تھے جن سے

بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا

شوہر اور زوجہ میں جدائی ڈال دیں حالانکہ بغیر حکم خدا وہ اس سے کسی کو نقصان نہیں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا

پہنچا سکتے اور سیکھتے بھی تھے تو وہ جو ان کو نقصان پہنچائے اور نفع کچھ نہ کرے حالانکہ خوب جانتے تھے کہ

۱ـــ وَاتَّبَعُوْا تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو ابلیس نے علم سحر ایجاد کیا اور ایک کتاب میں اس کو لکھا اور اس کتاب پر یہ لکھ دیا کہ یہ خزائن علم کا ذخیرہ ہے جو سلیمان ابن داؤد بادشاہ کے لئے آصف ابن برخیا ان کے وزیر نے جمع کیا تھا پس جس شخص کو ایسا اور ایسا کرنا منظور ہو وہ یوں اور یوں عمل کرے پھر اس کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر خود ہی کسی موقعہ سے لوگوں کے لئے ظاہر کر دیا چنانچہ کفار اس کو پڑھتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمانؑ اسی علم کی بدولت ہم پر غالب تھے اور یہ بھی ان کا گمان تھا کہ خود سلیمان علیہ السلام (معاذ اللہ) کافر و ساحر اور ان چیزوں کے ماہر تھے اور جو سلطنت ان کو حاصل ہوئی اور جو قدرت ان کو میسر آئی اور جو کچھ ان کو ملا اسی کی بدولت ملا اور اگر ہم بھی اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو ایسے ہی عجائب ہم سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں کہ تمام بنی نوع انسان ہمارے مطیع و منقاد بن جائیں اور ہم کو محمدؐ و علیؑ کی اطاعت سے استغناء ہو جائے"

۲ـــ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث وارد ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ شیاطین نے سحر کہاں سیکھا؟ فرمایا جہاں سے اطباء نے طب سیکھا کہ کچھ حصہ اس کا تجربے سے حاصل ہوا اور کچھ علاج سے"

۳ـــ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ دو فرشتوں کے نام ہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے بعد جادوگروں اور گنڈا تعویذ کرنے والوں کی بہت کثرت ہو گئی تھی خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کے پاس دو فرشتے بھیجے تاکہ وہ اس نبی کو ساحر جو کچھ سحر کیا کرتے ہیں وہ بھی بتا دیں اور جن چیزوں سے ان کے سحر کا اثر دفع ہو سکتا ہے اور تعویذ گنڈا کرنے والوں کا مکر دفع ہو سکتا ہے وہ بھی بتا دیں چنانچہ ان فرشتوں نے نبی سے ملاقات کی اور اس نبی نے اپنی امت کو خدا کے اس منشاء سے مطلع کیا کہ ان کو جادو کے باطل کرنے کا طریقہ بتایا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس حکم کی پابندی کریں کہ وہ خود کسی پر سحر نہ کریں بلکہ سحر کو باطل کر دیں اور ان کا یہ بتلانا مثلاً ایسا ہی تھا (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا

جو ان چیزوں کا خریدار ہوگا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی بُرا ان کا معاوضہ ہے

شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

جنہوں نے اپنی جانیں ان باتوں کے عوض میں بیچ ڈالیں کاش اسے وہ جانتے ہوتے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اور

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا

پرہیزگاری کرتے تو خدا کی طرف سے جو ثواب ان کو ملتا بہتر ہوتا۔ کاش وہ اسے جانتے ہوتے۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

ایمان لانے والو (رسول سے) رَاعِنَا نہ کہو اور اُنْظُرْنَا کہو اور (بتوجہ) سنو اور انکار کرنے والوں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا

دردناک عذاب ہے۔ اہل کتاب میں سے جو کافر ہوگئے ہیں ان کو اور

الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

مشرکوں کو یہ پسند نہیں ہے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر (و برکت) نازل کی جائے حالانکہ اللہ

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَا

جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے

نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ

ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بھلاتے ہیں جب تک کہ اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کر دیں۔ کیا تم کو علم نہیں کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

خدا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں کا اور زمین کا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا

اختیار صرف خدا ہی کو ہے۔ اور سوائے خدا کے نہ تمہارا کوئی یار ہے اور نہ

نَصِيْرٍ ۝ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى

مددگار۔ آیا تمہارا یہی ارادہ ہے کہ تم اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو جیسے پہلے موسیٰؑ سے سوال

مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

کئے گئے تھے۔ اور جو شخص ایمان سے کفر کو بدل دے گا وہ بلاشک گمراہ و بدراہ

السَّبِيْلِ ۝ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ

ہو جائے گا۔ اہل کتاب میں سے تو بہت سوں کی یہ خواہش ہے کہ تم کو ایمان لانے کے بعد مرتد بنا کر

ع ۱۲ / ۱۲

۵۱؎ رَاعِنَا جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار جناب رسولِ خدا سے خطاب کر کے رَاعِنَا کہتے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہماری حال کی رعایت فرمایئے اور جیسے ہم آپ کی ہدایت سن لیتے ہیں آپ بھی ہماری عرض و معروض سن لیا کیجیئے اور یہودیوں کی زبان میں اسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ سنو خدا تم کو بہرا کر دے جب یہودیوں نے سنا کہ مسلمان رسولِ خدا کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ لو اب تک تو ہم محمدؐ کو پیٹھ پیچھے برا بھلا کہا کرتے تھے آؤ اب اس پردے میں کھلم کھلا کو سیں پس وہ اس خطاب سے آنحضرتؐ کو مخاطب کرنے لگے حضرت سعد ابن معاذؓ انصاری اسکو سمجھ گئے انہوں نے فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا تم پر خدا کی لعنت ہو میں سمجھ گیا ہوں کہ تم رسولِ خدا کو اس طرح سے کوستے ہو اور ہم کو اس دھوکے میں ڈالتے ہو کہ تم ہمارا محاورہ بولتے ہو خدا کی قسم اب اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر مجھے یہ بات ناپسند نہ ہوتی کہ جناب رسولِ خدا کے بھائی اور وصی جناب علی ابن ابی طالبؑ پر جو امورِ امت میں آنحضرتؐ کے نائب ہیں کسی طرح تعدی کروں اور بلا اجازت ان کے کام کر لوں تو تم میں سے جس سے میں نے یہ کلمہ سنا تھا اب تک اس کی گردن اڑا بھی چکا ہوتا اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں تو وہ آیت نازل کی جو اسی مضمون کی سورۂ نساء میں ہے اور مسلمانوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تم رَاعِنَا نہ کہا کرو کہ اس سے تمہارے دشمن یہودی رسول اللہ کو کوسنے کا بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں بلکہ اُنْظُرْنَا کہو یا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری طرف توجہ کیجیئے اور ہم نے سنا اور اطاعت کے لئے حاضر ہیں ۱۲

۵۲؎ مَا نَنْسَخْ جناب امام حسن عسکریؑ سے مروی ہے کہ میرے جد امجد جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کا حکم منسوخ نہیں کرتے اور نُنْسِهَا یا کسی کا لکھنا یعنی اس کی کتابت مٹا نہیں دیتے اور اے رسولؐ تمہارے دل سے اور تمہاری امت کے لوگوں کے دلوں سے (باقی ضمیمہ میں)

بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

کافر کرلیں صرف حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ہے بعد اس بات کے کہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ

حق ان پر کھل چکا ہے۔ پس تم معاف کردو اور درگذر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کردے بیشک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ

اللہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

اور جو نیکی تم اپنی ذات کے لئے پہلے سے بھیجو گے اسے اپنے خدا کے پاس پاؤ گے بیشک خدا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ

تمہارے کل اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ سوائے اس کے جو

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

یہودی ہو یا نصرانی ہرگز کوئی داخل جنت نہ ہوگا یہ ان کی آرزوئیں ہیں۔ تم (یہ) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل

صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ

پیش کرو ہاں جو شخص خدا کے لئے اپنی ذات کو آمادہ اطاعت کردے اور وہ نیکوکار بھی ہو اس کا اجر

عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ع وَقَالَتِ

خدا کے ذمہ ہے اور (جو ایسے ہیں) ان کو نہ (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (گذشتہ کا) رنج کریں گے۔ اور

الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ

یہودیوں نے یہ کہا کہ نصاریٰ (دین کی) کسی بات پر نہیں اور نصاریٰ نے یہ کہدیا کہ یہودی (دین کی)

الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

کسی بات پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں) کتاب خدا پڑھتے ہیں انہی کی سی باتیں ان لوگوں نے بھی

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

بنائی تھیں جو (حق کو) کچھ نہیں جانتے پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جن جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ

اُن (سب) کا فیصلہ کردے گا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں

يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ

اس کے نام کے ذکر کو روک دے اور ان کی بربادی میں کوشش کرے یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے

ے لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودی یہ کہتے تھے کہ جب تک کوئی شخص یہودی نہ ہوگا وہ داخل جنت نہ ہوگا اور نصاریٰ یہ کہتے تھے کہ جب تک نصرانی نہ ہوگا وہ داخل جنت نہ ہوگا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی طرح دہریئے یہ کہتے تھے کہ عالم کی ابتدا ہی نہیں ہے کل چیزیں ازلی ہیں جو امر اعتقاد میں ہمارا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے اور ثنویہ (دو خدا کے ماننے والے) یہ کہتے تھے کہ نور و ظلمت یہی دونوں مدبر عالم ہیں اور جو امر اعتقاد میں ہمارا مخالف ہے وہی گمراہ ہے خدا تعالیٰ ان سب کے جواب میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ سب ان کے اپنے اپنے خیالات ہیں تم ان سے یہ کہدو کہ تم اگر سچے ہو تو اسکی دلیلیں پیش کرو۔ جناب امام جعفر صادقؑ کی حضور میں دین و مذہب کے بارے میں بحث و مباحثہ کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ کو تو اس کی اجازت تھی اور ائمہ کو اس کی ممانعت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسی بحث کی ممانعت ہے جو احسن نہ ہو کیا تم خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنتے کہ وہ فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (یعنی اہل کتاب سے مباحثہ کرو مگر صرف اس طریقے سے جو احسن ہو) اس آیت میں پروردگار عالم نے انہی لوگوں سے تو خطاب فرمایا ہے جنہیں دین کا علم ہو۔

۱۳
ع
۹
۱۴

اقول مترجم - جاہل تو بحث نہیں کرسکتے اور ائمہ سے زیادہ کوئی عالم دین نہیں ہوسکتا رہی وہ بحث جو احسن طریقے سے نہ ہو وہ حرام ہے جیسے خدائے تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور عام طور پر خدائے تعالیٰ بحث کو کیونکر حرام کرتا حالانکہ وہ خود فرماتا ہے وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى پھر فرماتا ہے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے سچ و ایمان کا علم دلیل پر موقوف فرمایا ہے اور دلیل اس بحث سے قائم ہو سکتی ہے جو احسن ہو (باقی ضمیمہ میں)

أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي

مناسب نہیں ہے کہ مسجدوں میں آئیں مگر ڈرتے ڈرتے - دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا

آخرت میں ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ اور مشرق و مغرب اللہ کے ہیں پھر تم جس طرف

تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

منہ کرلوگے بس خدا کا رُخ ادھر ہی ہوگا بیشک اللہ صاحب وسعت و علم ہے - اور انہوں نے یہ کہدیا کہ خدا نے

وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ

کوئی بیٹا بنالیا اس کی ذات (ایسی باتوں سے) منزہ ہے - بلکہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے (اور) سب اسی کے

قَانِتُونَ ۝ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

فرمانبردار ہیں۔ (وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جب کسی امر کو طے کرلیتا ہے تو صرف

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

کُن فرمادیتا ہے اور (وہ) ہوجاتا ہے۔ اور جاہلوں نے یہ کہدیا کہ خدا ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا

اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ

یا ہم پر کوئی آیت کیوں نہیں آتی - اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی ایسی ہی بات کہی تھی -

تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

ان سب کے دل باہم یکساں ہیں۔ بیشک یقین لانے والے آدمیوں کے لئے ہم دلیلیں صاف بیان کرچکے - بالتحقیق ہمنے تم کو

بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ۝ وَلَنْ

حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (بناکر) بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کی بازپرس نہ ہوگی - یہودی اور

تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ

نصرانی تو تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت پر نہ چلو تم (یہ) کہدو کہ

هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي

اللہ کی ہدایت حقیقی ہدایت ہے - اور اگر بعد اس کے کہ تمہیں علم حاصل ہوچکا تم نے ان کی خواہشوں کی

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ الَّذِينَ

پابندی کی تو خدا کی طرف سے نہ کوئی تمہارا یار ہوگا اور نہ مددگار - اور جن لوگوں کو

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَ

ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا (ہی) پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہی اس پر ایمان (بھی) رکھتے ہیں - اور

سلہ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ تفسیر میں وارد ہے کہ یہ آیت نماز نافلہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ جب کوئی شخص سفر میں ہو تو جدھر کو اُس کا منہ ہے ادھر ہی کو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن واجب نمازوں کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے اس کے بارے میں حکم خدا یہ ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (جہاں کہیں تم ہو قبلہ ہی کی طرف رخ کرو) جناب زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ جب سفر کشتی میں یا اور کسی سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے جدھر کو سواری جا رہی ہو ادھر ہی کو نیت کرکے نماز پڑھ سکتے ہو اور واجب نماز کے لئے واجب ہے کہ سواری سے زمین پر اتر کر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا کرو سوائے حالت خوف کے۔ رہی کشتی تو اس میں کوشش کرکے قبلہ کی طرف رُخ کرکے کھڑے ہوکر نماز پڑھو پھر اگر وہ کسی طرف کو پھر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں جناب امام جعفر صادقؑ سے الفقیہ میں یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو قبلہ کی سمت پہچاننے میں متحیر ہو کتاب التوحید میں جناب سلمان فارسی سے حدیث جاثلیق میں وارد ہے کہ جاثلیق نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے بہت سے سوالات کئے - جن کا ان حضرتؑ نے پورا پورا جواب دیا۔ جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ مجھے بتائیے کہ خدا کا رخ کدھر ہے حضرتؑ نے آگ اور لکڑیاں منگا کر آگ جلائی جب شعلہ بلند ہوا تو حضرتؑ نے فرمایا بتا اس شعلہ کا رخ کدھر ہے جاثلیق نے جواب دیا کہ اس کا رُخ تو ہر طرف ہے جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ آگ ایک مصنوع اور مخلوق چیز ہے جب اس کا رُخ نہیں پہچانا جاتا تو خالق اس کا اس سے یا کسی اور چیز سے مشابہ ہی نہیں ہے اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الخ

سلہ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ سدیر صیرفی سے منقول ہے کہ میں نے حمران ابن اعین کو جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے سُنا کہ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے کیا معنی باقی ضمیمہ میں

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا

جو اس سے منکر ہو گئے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اے اولاد اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو

نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

جو میں نے تم کو عطا کیں اور اس بات کو کہ میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

اور اس دن سے ڈرو جس دن کسی نفس کا بدلہ کسی طرح نہ کوئی نفس جان سے دے گا اور نہ اس کا فدیہ قبول کیا جائے گا

عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ

اور نہ کوئی سفارش اس کو نفع پہنچائے گی اور نہ ان کی (کسی اور طرح سے) مدد کی جائے گی۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ابراہیم کا

رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ

اس کے رب نے چند کلمات سے امتحان لیا اور ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا (خدا نے) فرمایا کہ میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِذْ جَعَلْنَا

(ابراہیم نے) نے عرض کی اور میری اولاد میں سے (خدا نے) فرمایا جو ظالم ہوں گے (وہ) میرے عہد سے فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ اور

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

(اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے اس گھر کو کل آدمیوں کیلئے ثواب کی جگہ اور امن کا مقام مقرر کیا اور (یہ حکم دیا کہ) مقام ابراہیم کو

مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ

مصلےٰ قرار دو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو ہم نے یہ عہد دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں

وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے عرض کی

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ

کہ اے میرے پروردگار اس کو شہر امن قرار دے اور اس کے رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ

پھلوں سے رزق پہنچا (خدا نے) فرمایا اور جو ان میں سے کافر ہو گا میں اس کو تھوڑے عرصہ کیلئے نفع پہنچاؤں گا پھر

اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

اس کو عذاب جہنم کے لئے مضطر کروں گا اور وہ بری بازگشت ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ابراہیم

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ

اور اسمٰعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ (اور یہ عرض کرتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری یہ خدمت قبول کر۔ بالتحقیق تو

١٤ ع ٩ ١٤

۵۱ بکلمٰت۔ کتاب الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان کلمات سے وہی کلمات مراد ہیں جو آدم علیہ السلام کو ان کے رب کی طرف سے ملے تھے جن سے ان کی توبہ قبول ہو گئی تھی اور وہ یہ تھے یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ (اے پروردگار میرے میں تجھ سے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول فرما) چنانچہ خدا نے توبہ قبول فرمائی اس اثناء میں کسی نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا کے اس قول فَاَتَمَّهُنَّ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا مطلب ہے کہ قائم آل محمدؐ اور کل اوصیائے رسولؐ کی بزرگی تسلیم کر لی کتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے جناب ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عبد مقرر کیا اور رسول مقرر کرنے سے پہلے نبی بنایا اور خلیل کا درجہ عطا کرنے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل بنایا اور جب یہ سب مدارج طے ہو گئے تو ارشاد فرمایا اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اس سبب سے جناب ابراہیمؑ کی نظر میں امامت کی وہ عظمت تھی کہ اس کا انہوں نے اپنی اولاد کے لئے بھی سوال کیا یعنی عرض کی وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ یعنی میری اولاد سے بھی کسی کو یہ درجہ ملے گا (خدا نے) فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ میرا معاہدہ ظالموں سے نہیں ہے۔

قول مترجم:۔ چونکہ ہر گناہ نافرمانی ہے اور نافرمانی ظلم ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے کوئی ظالم یعنی گناہگار علی الخصوص مشرک قیامت تک امامت کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا زید ہو یا عمرو یا بکر ١٢

۵۲ اَلْبَيْت سے مراد خانہ کعبہ ہے اور اس کا مفصل ذکر سورۂ ہود اور سورۂ احزاب میں اہل البیت کی تفسیر کے ذیل میں آئے گا ١٢

۵۳ مقام ابراہیم۔ مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین پتھر جنت سے نازل ہوئے ہیں۔ مقام ابراہیمؑ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا

سننے والا (اور) جاننے والا ہے - اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہماری اولاد میں سے

أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ

ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہمیں ہمارے قواعد تعلیم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما بلا شک تو

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم فرمانے والا ہے - اے ہمارے پروردگار ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما جو تیری آیتیں

آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

ان کو سنائے اور کتاب اور حکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان کے ظاہر و باطن کو پاک کرے بیشک تو غالب (اور)

الْحَكِيمُ ۝ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ

حکمت والا ہے - اور ملت ابراہیم سے روگردان ہو کون سکتا ہے سوائے اس کے جو اپنے آپ کو بھی نہ سمجھا ہو -

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

حالانکہ ہم نے دنیا میں بھی انہیں برگزیدہ قرار دیا تھا - اور آخرت میں بھی وہ (یعنی ابراہیمؑ) صالحین میں سے ہیں -

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ

جس وقت ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا کہ اطاعت کرو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العلمین کا مطیع ہوں - اور

بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ

ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمایا ہے

فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ

پس تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ فرمانبردار ہو - آیا تم اس وقت موجود تھے جب

يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا

یعقوبؑ کو موت آئی تھی کہ اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے دریافت کیا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے

نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَ

عرض کیا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے دادا - چچا - باپ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ و اسحقؑ کے معبود خدائے واحد کی عبادت کیا کریں گے اور

نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا

ہم اسی کے مطیع رہیں گے - وہ ایک لوگ تھے جو گزر گئے ان کا کیا ان کے لئے رہا اور تمہارا کیا

كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا كُونُوا

تمہارے لئے - اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت تم سے سوال نہ کیا جائے گا - اور انہوں نے یہ کہدیا کہ

ل مُسْلِمَيْنِ خاص اہل ہے لاٹ کرنے والے ۱۲ ۲ه اُمَّةً مُّسْلِمَةً سے اہل البیت ہیں جن سے خدا نے ہر قسم کے رجس کو دور کیا اور جن کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے ۳ه وَابْعَثْ فِيهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ فِيهِمْ میں جو ضمیر ہے اس ضمیر کے مرجع سے مراد اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ہے اسی سبب سے جناب رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ذریت ابراہیمؑ میں نسل اسمٰعیلؑ سے سوائے

١٥
ع
٨

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی نہیں ہوا ۱۲ ۴ه مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ کتاب المحاسن میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ملت ابراہیمؑ پر صرف ہم اور ہمارے شیعہ قائم ہیں اور کوئی نہیں ۱۲ ۵ه شُهَدَاءَ یہودیوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے یہ کہا تھا کہ کیا آپ کو یہ علم نہیں ہے کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے دن اپنے بیٹوں کو یہودیت کی وصیت کی تھی اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جس وقت یعقوبؑ کو موت آئی ہے کیا تم موجود تھے جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے یہ سوال کیا تھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے دادا اور چچا اور باپ حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ علیہم السلام کے معبود کی عبادت کیا کریں گے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے توحید خدا اور ملت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق عہد لیا تھا نہ یہ کہ یہودیت کی وصیت کی ہو ۶ه آبَائِكَ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو آبائے یعقوبؑ میں شمار کیا ہے کیونکہ عرب چچا کو بھی لفظ اَب سے یاد کیا کرتے ہیں جیسا کہ دادا کو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دادا اور چچا کی تعظیم ویسی ہی واجب ہے جیسی کہ باپ کی - حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ (ہر شخص کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے) ۱۲

هُودًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ

یہودی یا نصرانی ہوجاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ (اے رسول) تم یہ کہدو کہ خالص دل سے ملت ابراہیم کا اتباع کرو اور وہ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى

مشرکین میں سے نہ تھے۔ تم یہ کہدو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ موسیٰؑ

وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ

اور عیسیٰؑ کو دیا گیا ہے اس پر اور جو اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا ہے اس پر اور ہم (مثل یہود کے) ان میں سے کسی میں کوئی فرق

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ

نہیں کرتے اور ہم اسی خدا کے مطیع ہیں۔ اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لائے ہو تو بیشک انہوں نے

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ

ہدایت پائی۔ اور اگر روگردان ہوگئے تو وہی نافرمانی میں ہیں پس اللہ تم کو ان کے شر سے بچائے گا اور وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ۭ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّ

سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے اچھا رنگ ہوگا کس کا؟ حالانکہ

نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ قُلْ اَتُحَاۗجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ

ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ کیا اللہ کے بارے میں تم ہم سے حجت کرتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ۙ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ

اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ہم اسی سے خلوص رکھنے والے ہیں یا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ

اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط یہودی یا نصرانی تھے

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ

(اے رسولؐ) کہدو کہ تم زیادہ واقف کار ہو یا اللہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس ہے چھپائے

اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا

اور اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو بے خبر نہیں ہے۔ وہ ایک لوگ تھے جو گزر گئے ان کا

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ۧ

رکیا ان کے لئے اور تمہارا رکیا تمہارے لئے۔ اور تم سے اس کی بابت جو وہ کیا کرتے تھے سوال نہیں کیا جائے گا۔

ع ١٦ ١٢ ١٦

٥١ حنیفا کے لفظی معنی یہ ہیں اور دینوں کو چھوڑ کر یا ان سے ہٹ کر دین حق کی طرف آجانا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حنیف سے مراد طہارت بھی ہے اور وہ دس باتیں ہیں جن سے پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ بدن سے۔ پانچ جو سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں لبیں کتروانا۔ ڈاڑھی بڑھانا۔ بال کتروانا۔ مسواک کرنا اور خلال کرنا۔ اور بدن سے متعلق ہیں وہ تمام جسم کے بال دور کرنا۔ ختنہ کرانا۔ ناخن کتروانا غسل جنابت کرنا اور پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا یہ حنیفیت یا قواعد طہارت صفائی ہیں جو جناب ابراہیمؑ کو تعلیم کئے گئے تھے اور جو نہ منسوخ ہوئے اور نہ قیامت تک منسوخ ہوں گے ١٢

٥٢ صِبْغَةَ اللّٰهِ سے مراد اسلام ہے اور عہد ولایت ہے رنگ سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ جیسے رنگ کا اثر رنگی ہوئی چیز پر ظاہر ہوتا ہے اسیطرح ولایت آل رسولؐ کا اثر مومنین میں ظاہر ہوتا ہے اور خدا نے رنگ کا ذکر اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو زرد پانی میں غوطہ دیتے تھے اور اس کا نام معمودیت رکھتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ اس سے ان کی تطہیر بھی ہوجاتی ہے اور نصرانیت بھی محقق ہوجاتی ہے ١٢

٥٣ اَتُحَاۗجُّوْنَنَا چونکہ اہل کتاب کو یہ بات بری معلوم ہوئی تھی کہ عرب سے خدا نے نبی منتخب فرمایا اس لئے وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے یہ حجت کرنے لگے کہ انبیاء سب ہم میں سے تھے اور دین ہمارا قدیم ہے اور کتاب ہماری سابق ہے پس اگر آپ نبی ہوتے تو ضرور ہے کہ ہم ہی میں سے ہوتے اس کے جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم کہدو کہ کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے حجت کرتے ہو حالانکہ وہ بلا خصوصیت قومی ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اسے اختیار ہے جس پر چاہے اپنی رحمت نازل فرمائے ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ہمارے اعمال کے سبب سے ہماری عزت بڑھائے کیونکہ ہم خلوص کے ساتھ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں ١٢ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي

قریب ہے کہ آدمیوں میں سے نادان یہ کہیں گے کہ جس قبلہ کی طرف یہ نماز پڑھا کرتے تھے اس سے ان کو

كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

کس چیز نے روگردان کر دیا ہے۔ تم یہ کہدو کہ مشرق اور مغرب خدا کے ہیں وہ جسے چاہے

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

راہ راست کی ہدایت فرمادے اور اسی طرح ہم نے تم کو بیچ کا گروہ مقرر کیا ہے تاکہ تم

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا

لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں اور

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ

جس قبلہ کی طرف تم نماز پڑھا کرتے تھے اس کو ہم نے نہیں مقرر کیا تھا مگر اسی لئے کہ ہم ان کو جو

الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً

رسول کی پیروی کرتے ہیں ان سے جو پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں تمیز کر لیں۔ اور یہ (قبلہ کا بدلنا) شاق تو سب ہی پر ہوا

إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ

سوائے ان کے جن کو توفیق ہدایت خدا نے عطا کی ہے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے

إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ

بیشک خدا کل آدمیوں پر بڑی مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم تمہارا آسمان کی طرف رُخ کرنا ضرور

فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

دیکھتے ہیں پس ضرور ہے کہ جو قبلہ تم کو پسند ہے ہم اسی کی طرف تمہارا رُخ پھرا دیں گے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ

تو اب تم اپنا رُخ مسجد الحرام کی طرف کر لو۔ اور جہاں کہیں بھی تم ہوا کرو اسی کی طرف اپنا رُخ کر لیا کرو۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ

اور جن کو کتاب دی گئی ہے وہ تو خوب جانتے ہیں کہ یہ معاملہ خدا کی طرف سے برحق ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغٰفِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ

اور جو عمل وہ کر رہے ہیں خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ اور جن کو کتاب دی گئی ہے اگر تم

أُوتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ

ہر ایک نشانی ان کے سامنے پیش کر دو گے تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تمہارا یہ کام ہے کہ

ع ۱

۱؎ قِبْلَتِهِمُ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے تو خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں بیت المقدس کی طرف رُخ کیا کریں اور جہاں ممکن ہو کعبہ کو بھی بیچ میں لے لیا کریں اور جہاں ناممکن ہو وہاں صرف بیت المقدس ہی کی طرف رُخ کر لیا کریں چنانچہ تیرہ برس تک حضرت مکہ معظمہ میں رہے اور اسی حکم پر عملدرآمد رہا جب مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو سترہ مہینے وہاں بھی اسی شان سے نماز پڑھتے رہے۔ مدینے میں جو یہودی رہتے تھے ان کے ایک سرکش گروہ نے طعن کرنا شروع کیا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کو نماز پڑھنی بھی نہیں آتی جب تک کہ ہمارے قبلہ کی طرف رُخ نہ کریں اور تمام ارکان مثل ہماری نماز کے بجا نہ لائیں آنحضرتؐ کو یہ بات ناگوار گذری جبرئیل امین آنحضرتؐ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکم دیتا کہ بیت المقدس کے بدلے کعبہ کی طرف رُخ کروں تو اچھا ہوتا کیونکہ یہودی جو طعن کرتے ہیں اُس سے مجھے بہت ہی ایذا پہنچتی ہے انہوں نے عرض کی کہ آپ خدا سے دعا کیجئے وہ آپ کی دُعا کو رد نہ کریگا۔ چنانچہ حضرتؐ نے دُعا کی ابھی حضرتؐ کی دُعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ یہ آیت نازل ہوئی قَدْ نَرٰی تا عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ۔ اب یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا اور خدا کی طرف سے یہ جواب ملا کہ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اور یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کی اے محمدؐ! یہ قبلہ بیت المقدس جس کی طرف چودہ برس آپ نے نماز پڑھی اور اب آپ اُسے چھوڑ بیٹھے تو آیا یہ برحق تھا؟ اور اب آپ اس کو چھوڑ کر (معاذ اللہ) باطل کی طرف ہو گئے۔ اس لئے کہ حق کے جو کچھ مخالف ہو وہی باطل ہے یا (معاذ اللہ) وہ قبلہ ہی باطل تھا جس کی طرف اتنی مدت تک آپ نماز پڑھتے رہے تو اس کا کیا اطمینان ہے کہ اب آپ باطل پر نہیں ہیں؟ جناب رسول خدا نے جواب میں فرمایا کہ وہ بھی حق تھا اور یہ بھی حق ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۵ سطر ۲) اے بندگان خدا جب اس نے تمہاری بہتری اس میں سمجھی کہ

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو۔ اور نہ ان میں کا ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے۔ اور تم کو

أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ

جو علم حاصل ہو چکا ہے اس کے بعد اگر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اس صورت میں

الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

تم بھی ظالموں میں محسوب ہو جاؤ گے۔ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح

أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور بیشک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ

حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس تم کبھی شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ اور ہر گروہ کے لئے ایک جہت

هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ

مقرر ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں اوروں سے سبقت حاصل کرو۔ جہاں کہیں بھی تم ہوگے

اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ

اللہ تم سب کو جمع کرکے لے آئیگا۔ بالتحقیق خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس طرف سے

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ

تم نکلو منہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو۔ اور یہ حکم

مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ

تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے اور خدا تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ اور جدھر سے (بھی)

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا

تم نکلو اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف کیا کرو۔ اور جہاں کہیں (بھی)

كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

تم ہو اسی کی طرف اپنا رخ کیا کرو۔ تاکہ لوگوں کا الزام تم پر

حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ

قائم نہ ہو سوائے ان کے جو ہٹ دھرم ہیں سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو

وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ كَمَا أَرْسَلْنَا

اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کردوں اور اس لئے کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ (تحویل قبلہ ایسی ہی نعمت ہے) جیسے

ف۱ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ ان لوگوں سے یہود و نصاریٰ و مشرکین مراد ہیں گو بظاہر اس میں خطاب جناب رسول خدا سے ہے لیکن سنانا امت کو مقصود ہے کیونکہ جناب رسول خدا تو کسی کی خواہش کی پیروی کرنے والے تھے ہی نہیں اور یہ حسب محاورہ عرب ہے کہ وہ کہتے ہیں إِيَّاكِ أَعْنِي وَاسْمَعِي يَا جَارَة یعنی کہنا تو مجھے تجھ سے ہے، اور (دوسری کی طرف رخ کرکے کہ) پڑوسن سنتی تو رہیو ۱۲ ف۲ يَعْرِفُونَهُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ توریت و انجیل و زبور میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کے سچے اصحاب اور ان کی ہجرت کا سب ذکر آچکا ہے اسی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو اچھی طرح سے پہچانتے تھے مگر جب آنحضرت مبعوث ہوئے اور ان تک پہنچے تو انہوں نے نہ پہچانا جیسا خدا نے فرمایا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ (قول مترجم) جو کچھ نبی کو یہود و نصاریٰ سے پیش آیا وہی ان کے اوصیا کو اس امت کے یہود و نصاریٰ سے پیش آیا کہ باوجود ان کے مراتب سے آگاہ ہونے کے ان کا انکار کردیا اور ان کے حق کو جان بوجھ کر چھپایا اور اب تک ان پیرو برابر چھپاتے رہتے ہیں ۱۲ ف۳ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا کمال الدین و تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت قائم آل محمدؑ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو راتوں کو اپنے اپنے بستروں سے مفقود ہو جائینگے اور صبح انہیں مکہ معظمہ میں ہوگی اور بعضے ان میں سے دن دہاڑے بادلوں کی سواری پر چلے جائیں گے اور ہم ان میں سے ایک ایک کا نام اور اس کے باپ کا نام اس کی صورت اور اس کا حسب و نسب جانتے ہیں ۱۲

ف۴ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ خدا نے بیت المقدس کی طرف سے رخ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ کرکے یہودیوں کی تو یہ حجت سفع کردی کہ توریت میں نبی آخر الزمان کی تعریف میں لکھا تھا کہ ان کا قبلہ کعبہ ہوگا چنانچہ وہ کہتے تھے کہ محمد ہمارے دین کا تو اکا

فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ

جس نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے اور (ظاہر و باطن) تم کو پاکیزہ کرتا ہے اور تم کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝

کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو کچھ تم نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ يَا أَيُّهَا

پس تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

ایمان والو صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ سے مدد مانگو بیشک اللہ

الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے جائیں

أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُم

ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ولیکن تم سمجھتے نہیں۔ اور ہم ضرور تم کو

بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ

تھوڑے سے خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے

وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ

آزمائیں گے۔ اور (اے پیغمبر) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچا دو جو مصیبت پڑنے کے وقت یہ

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کے حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ ہیں جن پر ان کے

مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ إِنَّ الصَّفَا

پروردگار کی جانب سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ بیشک صفا

وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا

اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ بجا لائے

جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ

اسے لازم ہے کہ ان دونوں کے درمیان (بھی) طواف کرے۔ اور جو نیکی کو بخوشی بجا لائے خدا ضرور

شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ

قدر شناس (اور) آگاہ ہے۔ جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو کھلی دلیلیں اور ہدایت ہم نازل کر چکے

سلہ فاذکرونی - بخصال میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم خدا کو ہر جگہ یاد کرو کہ وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ موجود ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی آدم تو میرا ذکر اپنے مجمع میں کر میں تیرا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کروں گا یعنی فرشتوں کے مجمع میں تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اول صبح اور اول شب خدا کا فرشتہ ایک کتاب لے کر نازل ہوتا ہے جس میں بندے کے روز و شب کے اعمال لکھے جاتے ہیں پس تم ان کتب کے اول و آخر کو نیکی سے پُر کر دو تو انشاء اللہ وسطی حصہ کو خدائے تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دیگا۔ سلہ واشکروا لی تفسیر صافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے الحمد للہ کہا اس نے خدا کی کل نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ حرام ہے اس سے پرہیز کرے۔ الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بلا جو خدا کی طرف سے نازل ہو اس پر صبر واجب ہے اور جو فیصلہ خدا نے فرمایا اس کو تسلیم کرنا واجب ہے اور جو نعمت خدا کی طرف سے ملے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ سلہ بالصبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے مصباح الشریعہ میں کلام جناب امام جعفر صادق سے ہے کہ جو شخص اپنی آبرو کے جانے یا بات کے بگڑ جانے پر مجبوراً صبر کرلے اور مخلوق سے شکایت نہ کرے تو وہ عام صبر کرنیوالوں میں محسوب ہوگا اور اس کا حصہ اس بشارت میں ہوگا جس کے لئے حضرت رسول خدا کو حکم آیا کہ وبشر الصابرین اور جو شخص بلائے خدا کو بخوشی قبول کرلے اور سکون و وقار کے ساتھ صبر کرے اس کا شمار خواص میں ہوگا اور اس کا حصہ اس خوشخبری میں ہوگا جس کی خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے ان اللہ مع الصابرین۔ سلہ تہذیب الاحکام التہذیب میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارواح مومنین کی نسبت سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت میں بدنی

الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ ہم نے کل آدمیوں کے لئے کتاب میں اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے یقیناً ان ہی پر

اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا

اللہ لعنت کرتا ہے اور انہی پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور (بگاڑ کی) اصلاح کی اور (جو چھپایا

فَأُولٰٓئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ

تھا اس کو) صاف بیان کر دیا ان کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔ جو لوگ

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

منکر ہو گئے اور انکار ہی کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ کی (بھی) لعنت ہے اور کل فرشتوں کی (بھی)

وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

اور کل آدمیوں کی (بھی) (ہمیشہ ہمیشہ اسی (لعنت) میں رہیں گے نہ ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور تمہارا معبود معبود یکتا ہے سوائے اس

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ

رحمٰن و رحیم کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بالتحقیق آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں اور

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا

رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں وہ کچھ لے چلتی ہیں جس سے

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ

لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور اس پانی میں جسے خدا نے آسمان سے اتارا اور جس کے ذریعہ سے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ

زمین کو اس کے مرنے کے بعد پھر زندہ کر دیا اور ہر قسم کا چلنے والا اس میں بکثرت پھیلا دیا اور ہواؤں کے

الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

چلنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے مابین معلق ہیں سمجھنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں

يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا

(موجود) ہیں اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی) ہیں جو خدا کو چھوڑ کر اوروں کو (اس کا) ہمسر بناتے ہیں اور

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى

ان سے خدا کی سی محبت رکھتے ہیں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان کو سب سے زیادہ محبت خدا ہی سے ہے اور کاش

سلہ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ احتجاج میں اور تفسیر امام کے کسی مقام پر مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بعد آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے مخلوق خدا میں سب سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ علماء بشرطیکہ صالح و پرہیزگار ہوں پھر دریافت کیا گیا کہ بعد ابلیس و فرعون و ثمود اور ان لوگوں کے جنہوں نے آپ حضرات کے ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا اور آپ کے القاب سے اپنے آپ کو ملقب کیا آپ کی جگہ پر غصبا بیٹھ گئے اور آپ کی سلطنت کے ظلماً و جبراً حاکم ہو گئے۔ سب سے بدتر مخلوق خدا میں سے کون ہیں؟ فرمایا علماء جبکہ وہ بدکار ہوں باطل کے ظاہر کرنے والے ہوں اور حق کے چھپانے والے کہ انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

١٩ ع ١١/٢

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے یوں منقول ہے کہ جس شخص سے کوئی علم کے متعلق سوال کرے اور وہ اسے جان بوجھ کر چھپا لے تو قیامت کے دن آتش جہنم کی لگام اس چھپانے والے کے منہ پر چڑھائی جائے گی۔ تفسیر قمی میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے روایت ہے کہ جس وقت میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو علماء پر حقیقت کا اظہار لازم ہوگا اور جو ایسا نہ کریں گے ان پر خدا کی لعنت ہے ١٢ سلہ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہاں مراد ہیں وہ لوگ جنہوں نے نبوت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ اور ولایت علی ابن ابی طالب علیہم السلام (اور آئمہ اولاد علی علیہ السلام) کا انکار کیا ١٢ سلہ أَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق ع سے روایت ہے کہ واللہ اس آیت میں محبت کرنے والوں سے مراد فلان اور فلان کے دوست ہیں جنہوں نے اس امام کو جسے خدا نے کل آدمیوں کے لئے مقرر کیا تھا چھوڑ کر ان کو امام بنا لیا اسی لئے خدا نے فرمایا وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تا آخر آیت۔ پھر فرمایا کہ واللہ آئمہ جور وہ خود بھی ظالم اور ان کے پیروکار ١٢ سلہ أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اس سے مراد آل محمد ہیں ١٢

الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَ
ان ظالموں کو وہ اب سمجھائی دیتی جو عذاب دیکھ کر سوجھے گی کہ پوری قوت خدا ہی کی ہے اور

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ
یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ پیر اپنے مریدوں سے

الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝
تبرا کریں گے اور عذاب کو سب دیکھیں گے اور ان کی نجات کے کل اسباب قطع ہو جائیں گے ۔

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا
اور مرید کہیں گے کاش ہم کو لوٹ کر جانا ملے تو ہم (بھی) ان سے اسی طرح تبرا کریں جس طرح

تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ
انہوں نے اس وقت ہم سے تبرا کیا ہے یوں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان کو حسرت بنا کر دکھلائے گا

وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا
اور وہ جہنم سے نہ نکلنے پائیں گے ۔ اے لوگو

فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ
زمین میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ۔

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَ
بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تمہیں بدی اور

الْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا
بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اس کا کہ تم جو کچھ نہیں جانتے وہ خدا کے برخلاف کہدو اور جب

قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا
ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ خدا نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہدیتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے

أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ
جس پر ہم نے اپنے ماں باپ داداؤں کو پایا ۔ بھلا اگر ان کے باپ دادا کسی چیز کی عقل نہ رکھتے تھے اور

شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي
ہدایت یافتہ نہ تھے (تو وہ بھی ایسا ہی کریں گے) اور کافروں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ان چیزوں کو پکارتا ہو

يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ
جو سوائے چیخ پکار کے کچھ نہ سنیں نہ کچھ سمجھیں (وہ خود) بہرے گونگے

ع ۴ ۲۰

سلہ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا الخ احتجاج میں بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور آمالی میں بروایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی عرش سے یہ ندا دے گا کہ زمین میں جو خلیفہ خدا تھا وہ کہاں ہے اس وقت داؤد علیہ السلام اٹھیں گے تب منجانب اللہ آواز دی جائے گی کہ گو خلیفہ خدا تم بھی تھے لیکن اس وقت تم مراد نہیں ہو دوبارہ آواز دی جائے گی کہ خلیفہ اللہ فی الارض کہاں ہیں اس وقت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوں گے پھر خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز دی جائے گی کہ اے گروہ خلائق یہ علی ابن ابی طالب زمین خدا میں خلیفہ خدا اور اس کے بندوں کے لئے اس کی ایک حجت تھے پس جو شخص دار دنیا میں ان کے سلسلے میں منسلک تھا وہ آج کے دن بھی ان کا دامن پکڑے اور ان کے نور سے روشنی حاصل کرے اور جنات عالیہ میں اعلیٰ درجوں تک ان کے پیچھے پیچھے چلا جائے اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں ان حضرت کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے کھڑے ہو جائیں گے اور ان حضرت کے پیچھے پیچھے جنت میں جا داخل ہوں گے پھر منجانب اللہ ایک اور ندا دی جائے گی کہ خبردار ہو جاؤ جس نے دار دنیا میں کسی دوسرے کو امام سمجھا تھا اسے لازم ہے کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے وہیں چلا جائے جہاں وہ جائے اسی وقت یہ نوبت پیش آئے گی جو خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں میں ارشاد فرمائی ہے جو إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ سے لیکر مِنَ النَّارِ ۝ تک چلی گئی ہیں ۱۲ سلہ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ الخ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ یہ ایسے شخص کا ذکر ہے جو مال چھوڑ جائے گا اور بخل کی وجہ سے طاعت خدا میں صرف نہ کیا ہوگا اور پھر مرتے وقت ایسے لوگوں کے لئے چھوڑ گیا ہوگا جو اس مال کو طاعت خدا میں صرف کریں گے یا معصیت خدا میں اگر انہوں نے اس کے ذریعہ سے طاعت خدا کی تو یہ اس نیکی کو دوسرے کی میزان اعمال میں دیکھے گا چونکہ مال اس کا تھا اس کو زیادہ حسرت ہوگی اور اگر اس کے ذریعہ سے معصیت خدا کی گئی تو اس پر یہ الزام عائد کیا جائے گا کہ تو نے اس مال سے اس کو قوت پہنچائی تب ہی تو اس نے اس کے ذریعہ سے نافرمانی خدا کی۔ بہرحال بہ صورت بھی حسرت ہی کی رہتی ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا

اندھے (ہیں) پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ۔ اے ایمان لانے والو

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کے

تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

خالص بندے ہو۔ اس نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور جس ذبیحہ پر خدا کے سوا اور کا نام لیا گیا ہو وہ حرام کیا ہے پھر جو شخص نا چار ہو نہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

نافرمان ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس کے ذمے کچھ گناہ نہیں ہے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہیں جو کچھ خدا نے کتاب میں نازل کیا ہے اور

يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

اس کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں

بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

انگارے بھرتے ہیں اور خدا ان سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا نہ

يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

ان کو پاکیزہ فرمائے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ یہی ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی اور بخشش کے بدلے عذاب خرید لیا تو یہ آتش دوزخ پر کیا ہی صبر

عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ

کرنے والے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یقیناً خدا نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ لَيْسَ

جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا ہے وہ بیشک بہت بڑی نافرمانی (پر تیار) ہیں۔ یہ کوئی

الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف کر لو

ف ۱ اُهِلَّ یعنی جن ذبیحوں پر سوائے خدا کے کسی اور کا نام لیا جائے وہ حرام ہیں کیونکہ کفار کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے بتوں جیسے ہبل وغیرہ کے نام لے لیکر ذبح کیا کرتے تھے ۔۱۲

ف ۲ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ بَاغٍ سے مراد وہ شخص بھی ہے جو امام پر خروج کرے اور ظالم بھی اور شکاری بھی اور عَادٍ سے مراد چور بھی ہے راہزن بھی اور غاصب بھی پس ان لوگوں پر اگر اضطرار کی حالت بھی طاری ہو جائے تو ان کے لئے نہ مُردار کھانا جائز ہوگا اور نہ یہ سفر میں نماز روزہ قصر کر سکتے ہیں اور جس اضطرار سے بندے کے ذمے گناہ نہیں ہو سکتا اس کی مثال یہ واقعہ ہے جو تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب عمر خطاب کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے گناہ کیا ہے میرے بارے میں جو خدا کی حد (حکم سزا) ہے اس کا اجرا کر دیجیئے عمر نے بلا تحقیق سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ اتفاق سے جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی اس وقت موجود تھے فرمایا کہ پہلے اس سے یہ تو تحقیق کر لے کہ اس نے گناہ کیا کیا ہے اور کیونکر کیا ہے اب جو دریافت کیا تو اس عورت نے بیان کیا کہ میں ایک بیابان میں تھی اور وہاں مجھے پیاس لگی دور سے مجھے ایک خیمہ نظر پڑا جوں توں کر کے اس کے پاس پہنچی وہاں ایک بدو ملا اس سے میں نے پانی مانگا اس نے پانی پلانے سے انکار کیا سوائے اس صورت کے کہ میں بدکاری پر راضی ہو جاؤں میں اس سے روگردان ہو کر بھاگی مگر پانی ملنے کی اور کوئی صورت نہ نکلی اور پیاس کی شدت سے یہ نوبت پہنچی کہ میری دونوں آنکھیں گڑ گئیں اور زبان میں لکنت پڑ گئی۔ اس حالت میں پھر اس کے پاس آئی۔ اس نے مجھے پانی بھی پلایا اور مجھ سے اپنا منہ بھی کالا کیا۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی ضیغمہ اس آیت کی مصداق ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اسے رہا کر دیجیئے چنانچہ عمر نے چھوڑ دیا اور اپنی عام عادت کے بموجب لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا) ۱۲ قول مترجم:- اسی پر شمیم امروہوی نے کہا ہے ؎ علیؑ سا گر نہ میرا مولا نہ ہوتا۔ عمر کے منہ میں یوں لولا نہ ہوتا ۔۱۲

۲۱ ع ۹ ۵

لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

بلکہ حقیقی نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى

اور کتاب پر اور انبیاء پر ایمان لائے ۔ اور محبت خدا میں مال رشتہ داروں کو

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ

اور یتیموں اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں اور

فِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ

گردنیں آزاد کرنے میں دے ۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب معاہدہ کرلیں

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

تو اپنے عہد کے پورا کرنے والے ہوں اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کی سختی

وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کے وقت صبر کرنے والے ہوں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (عملاً) سچ بولا اور یہی

الْمُتَّقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي

متقی ہیں ۔ اے ایمان لانے والو جو (ناحق) قتل کئے گئے ہوں ان کے بارے میں تم پر

الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ

قصاص واجب کیا گیا ہے ۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ

پھر جس (قاتل) کو اس کے (مومن) بھائی کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف ہو جائے تو معاف کرنے والے کو

وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۗ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

مطالبہ (دیت میں) نیکی کرنی چاہیئے (نہ ظلم و سختی) اور (قاتل کی جانب سے) اس کی ادائیگی احسان مندی کے ساتھ ہونی

رَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور (وارثِ) مقتول کے ساتھ ، یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے ۔ پھر اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

اے صاحبانِ عقل (حکمِ) قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ

بچتے رہو ۔ تم پر یہ (بھی) واجب کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آئے اگر وہ کچھ

---

سلہ فِي الرِّقَابِ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر غلام مکاتب مکاتبت سے عاجز ہو اور کچھ حصہ ادا کر چکا ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ تم مال صدقات میں اس کا بقیہ ادا کر کے اسے آزاد کرا دو ۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

قول مترجم :- مکاتبت ایک معاملہ ہے جو غلام اور آقا کے مابین قرار پا جائے کہ اگر اس قدر رقم غلام آقا کو ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا ۔"

سلہ ۲ الْبَاْسَآءِ دشمنوں سے جنگ کرنا (اور ابلیس اور اس کے پیروؤں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ، پس محمد و آلِ محمد پر درود بھیج کر ان کو دفع کرنا) دشمنانِ خدا سے لڑنے کا ثواب رکھتا ہے ۔"

سلہ ۳ الضَّرَّآءِ فقر و فاقہ اس سے زیادہ کوئی سخت فقر نہیں ہے کہ مومن مضطر ہو کر دشمنانِ آلِ محمد سے اپنی حاجت روائی کا طالب ہو اور اس پر صبر کرے (اور جو مال ان سے ملے اسے مالِ غنیمت سمجھے ان پر لعنت کرتا رہے اور معصومینؑ کی ولایت کا ذکر اس دل کی امداد سے تازہ کرتا رہے ) ۱۲

سلہ ۴ حِيْنَ الْبَاْسِ لڑائی کی سختی کا وقت اس میں خدا کا ذکر کرے اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ رسولِ خدا اور جناب علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولیِ خدا پر دل اور زبان سے درود بھیجے اولیائے خدا کا ساتھ دے اور اعدائے خدا کا دشمن رہے ۔"

سلہ ۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ پوری آیت تمام کمالاتِ انسانی کی جامع ہے اس لئے کہ جتنی خوبیاں اس میں بھری ہوئی ہیں اور جتنی شاخیں اس سے نکلتی ہیں ان سب کا انحصار تین چیزوں میں ہو سکتا ہے ۔ صحتِ اعتقاد ، حسنِ معاشرت اور تہذیبِ نفس ۔ از انجملہ اول کی طرف اشارہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ سے لے کے وَالنَّبِيّٖنَ تک کیا گیا ہے اور دوم کی طرف وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ سے لے کر وَفِي الرِّقَابِ تک اور سوم کی طرف وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ سے لے کر آخر آیہ تک پھر جس شخص میں یہ کل صفات جمع ہو جائیں ایمان و اعتقاد کے لحاظ سے تو اسے صدق سے موصوف کیا گیا ہے اور معاشرتِ خلق و معاملاتِ حق کے اعتبار سے اسے تقویٰ سے متصف کیا گیا اور اسی امر کی طرف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ

تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ

مال چھوڑے۔ تو اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں مناسب وصیت کرے

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا

خدا سے ڈرنے والوں پر (یہ بھی) ایک حق ہے۔ پھر جو شخص اس (وصیت) کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اس کا

إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

گناہ ان ہی کے ذمہ ہوگا جو اسے بدلیں گے بیشک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

پھر جس شخص کو وصیت کرنے والے کی طرف سے حق تلفی یا گناہ کا اندیشہ ہو اور آپس میں صلح کرادے

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے

آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

ایمان لانے والو تم پر روزہ رکھنا اسی طرح واجب کیا گیا ہے جس طرح

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ

تم سے پہلوں پر واجب کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ گنتی کے دن (ہیں) اس پر بھی جو شخص

مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى

تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کردے اور ان

الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ

لوگوں کے ذمے جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے ایک مسکین کا کھانا کھلا دینا (اس کا) بدلہ ہے اور جو شخص

خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ

اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے اور بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم

تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

سمجھو۔ ماہ (مبارک)، رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو

هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

کل آدمیوں کا راہنما ہے اور (اس میں) ہدایت کی کھلی دلیلیں ہیں اور حق و باطل کی تمیز پس جو شخص

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ

تم میں سے اس مہینے کو پائے اسے چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو شخص بیمار ہو یا

ؑ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بتوسط اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنی موت کے قریب اپنے ایسے اقربا کے لئے جن کو کوئی ورثہ نہ پہنچے گا کوئی وصیت نہ کی تو اس نے اپنے اعمال کا خاتمہ نافرمانی پر کیا۔ چند حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی وصیت کرنے کا اختیار ایک تہائی مال متروکہ میں ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اموال مردم میں ایک حق امام زماں کے لئے بھی قرار دیا ہے کسی نے عرض کی کہ اس کی کچھ حد ہے؟ فرمایا ہے کم از کم ایک چھٹا حصہ اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی ۱۲

۲۲ ع ۶

ؒ فَمَنْ بَدَّلَهُ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ محمد ابن مسلم نے ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنا مال راہ خدا میں صرف کرنے کی وصیت کر گیا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا جسے وہ دینے کی وصیت کر گیا ہو اسے دے دو خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ بَدَّلَهُ الخ ۱۲

ؓ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص وصیت کر جائے تو کسی وصی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کی وصیت میں کوئی تغیر و تبدل کردے بلکہ اس کی وصیت اسی طرح بجا لانی چاہیئے مگر اس صورت میں تبدیل کر سکتا ہے کہ جب وصیت کرنے والے نے خلاف حکم خدا اور رسول وصیت کی ہو اور اس وصیت سے کسی کے حق میں ظلم ہوتا ہو یا اس وصیت کرنے والے کے نامۂ اعمال میں کوئی بدی درج ہوتی ہو ایسی صورت میں وصی کو جائز ہے کہ اس طرح کی وصیت کو بدل دے تاکہ تمام معاملہ حق حق ہو جائے ناحق کچھ نہ رہے مثلاً کوئی شخص اپنے وارثوں میں سے بعض کے حق میں اپنے مال کی وصیت کر جائے اور بعض کو محروم کر جائے تو وصی کو جائز ہے کہ اس صورت میں وصیت کو بدل دے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اسی کو جَنَفٌ فرمایا ہے اور جَنَفٌ کے معنی ہیں ایک طرف

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا

سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کر دے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور

يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى

سختی نہیں چاہتا اور یہ چاہتا ہے کہ اس گنتی کو پورا کر دو اور جو راہ راست

مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ

تمہیں بتلا دی ہے اس پر خدا کی بڑائی بیان کرتے رہو اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اور جس وقت میرے بندے تم سے

عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

میری بابت کچھ دریافت کریں تو کہہ دو کہ میں ان سے قریب ہوں (خاص) دُعا کرنے والے کی دُعا جس وقت (بھی) وہ مجھ سے

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ اُحِلَّ

دعا کرے قبول کر لیتا ہوں پس ان (لوگوں) کو لازم ہے کہ وہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ راست پالیں

لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

روزوں کی رات میں تمہارے لئے اپنی ازواج کے پاس جانا جائز کیا گیا ہے وہ تم سے مختلط ہیں

وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ

اور تم ان سے خدا اس سے واقف تھا کہ تم اپنی ذات کے ساتھ خیانت کرتے تھے

اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ

پس اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہاری خطا معاف کر دی اب تم ان سے ہمبستری کرو اور

ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے اس کی خواہش کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

صبح کا سفیدہ (شب کی) سیاہی سے الگ نمایاں ہو جائے پھر

اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ

شب کے آغاز پر روزہ ختم کرو اور جب مساجد میں اعتکاف میں ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو

فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ

یہ اللہ کی مقررہ حدیں ہیں پس ان کی مخالفت نہ کرنا اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ وَلَا تَاْكُلُوْٓا

اللہ لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ اور آپس میں

۵۱ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ تفسیر میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نماز عید میں جو سب سے زیادہ تکبیریں رکھی گئی ہیں وہ اسی حکم کی تعمیل ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عید فطر میں مسنون تکبیریں ہیں۔ راوی نے پوچھا کہ کہاں کہاں؟ فرمایا شب عید فطر کی نماز مغرب عشا کے بعد اور روز عید فطر نماز صبح اور نماز عید کے بعد اس نے عرض کی کہ میں کیوں کر کہوں فرمایا اس طرح اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اور یہ خدا کے اس قول کی تعمیل ہے کہ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۱۲

۵۲ وَاِذَا سَاَلَكَ روایت میں وارد ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ آیا ہمارا پروردگار ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے راز میں باتیں کر لیں یا دور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟ (اس وقت یہ آیت نازل ہوئی) اور یہ نکتہ لطیف اس مقام پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنا قرب اس سرعت سے ظاہر فرمایا کہ لفظ قُلْ جس کے معنے کہہ دو ہیں وہ بھی بیچ میں نہیں رکھا یعنی یوں نہیں فرمایا فَقُلْ اِنِّیْ قَرِیْبٌ (پس کہہ دو کہ میں قریب ہوں) بلکہ یوں فرمایا کہ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (پس میں قریب ہوں) ۱۲

۵۳ اُجِيْبُ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم دُعا مانگتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا تم اس سے دعا مانگتے ہو جسے پہچانتے نہیں اور وہ طلب کرتے ہو جسے سمجھتے نہیں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ تم میں سے اگر کسی کا یہ مقصد ہو کہ جب بارگاہ خدائے تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے مل جائے تو اس کو لازم ہے کہ کل آدمیوں سے مایوس ہو جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید نہ رکھے جب اس کی قلبی حالت اس درجے پر پہنچ جائے گی تو جو کچھ وہ خدا سے مانگے گا وہ اسے عطا فرمائے گا (اس مضمون کی ایک حدیث انشاء اللہ تفسیر سورۂ مومن میں بھی آئے گی) ۱۲

۵۴ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے وہ صبح مراد ہے جسے صادق کہتے ہیں جس میں کوئی شک نہیں ہوتا ۱۲

۵۵ اِلَى الَّيْلِ مطلب یہ ہے کہ جس وقت رات شروع ہو جائے اور وہ غروب...

أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا

ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور اس کے بارے میں حکام کے پاس جھگڑے اس غرض سے نہ لیجاؤ

فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ ع

کہ جان بوجھ کر ناحق لوگوں کے مال سے جو کچھ ہاتھ لگے کھا جاؤ۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ

لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہدو کہ وہ آدمیوں کے لئے اور حج کے لئے وقت بتلانے کا آلہ ہیں

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ

اور یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ ولیکن

الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

نیکی اس کی ہے جو تقوےٰ کرے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

تاکہ تم فلاح پاؤ اور راہ خدا میں ان لوگوں سے لڑو

يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ

اور جہاں تم ان کو پاؤ قتل کردو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا تھا تم (بھی) ان کو

أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

وہاں سے نکال دو اور کفر خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور

عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن

مسجد الحرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک کہ وہ اس جگہ تم سے نہ لڑیں پھر اگر

قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ

وہ تم سے لڑیں تو تم (بھی) ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی سزا یہی ہے۔ پس اگر

انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ

وہ باز آجائیں تو اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔ اور ان سے لڑائی یہاں تک کرو کہ

لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا

کفر باقی ہی نہ رہے اور دین صرف خدا کا ہوجائے پھر اگر وہ باز نہ آئیں

ف۱ بالباطل جناب امام محمد باقر ؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے جھوٹی قسم جس سے لوگوں کا مال ہضم کر لیا جائے اور کوئی صورت جو حلال نہ ہو ۱۲ ف۲ وتدلوا بھا الی الحکام کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد حکام جور ہیں نہ حکام عدل تفسیر قمی میں وارد ہے کہ چونکہ خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ حکام جور اس امت میں ہوں گے جو ناحق فیصلے کیا کریں گے اسی لئے پہلے لوگوں کو ان کے پاس اپنے قضیے لے جانے کی ممانعت کر دی کہ ان کے ناحق فیصلوں سے اموال باطل ہوجائیں گے ۱۲ ف۳ من ظھورھا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حالت احرام میں لوگ گھروں میں دروازوں سے آنا چھوڑ دیا کرتے تھے اور عقب دیوار میں ایک نقب لگا لیا کرتے تھے جس سے آیا جایا کرتے تھے اسی سے خدا نے منع فرمایا ہے ۱۲ ف۴ من ابوابھا احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین ؑ سے روایت ہے کہ خدا نے علم کے اہل مقرر فرمائے ہیں اور کل بندوں پر ان کی اطاعت اپنے اس قول سے واجب فرما دی ہے وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا پس اس آیت میں بیوت سے مراد بیوت علم ہیں اور وہ انبیاء ہیں جنہیں خدا نے اپنا علم سپرد فرمایا ہے اور ابوابھا سے مراد ان کے اوصیاء ہیں اور انہی حضرت سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم وہ ہیں جن کے دروازوں سے آنے کو خدا نے حکم دیا ہے اور ہم خدا کا دروازہ ہیں اور ہم اس کے گھر ہیں جس میں آنا چاہیے پھر جس نے ہماری متابعت کی اور ہماری ولایت کا اقرار کیا وہ تو بیشک گھروں میں دروازوں سے آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور کسی غیر کو ہم پر فضیلت دی اور گھروں کے پچھواڑے سے آیا اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو کسی اور طرح سے لوگوں کو اپنی ذات کی معرفت عطا فرماتا کہ وہ اُسے پہچان لیتے اور اسی دروازے سے لوگ داخل ہوا کرتے لیکن اب تو اس نے خود ہم کو اپنا دروازہ، اپنی صراط، اپنی سبیل مقرر کیا ہے پس جو ہماری ولایت سے عدول کرنے والے ہیں اور غیروں کو ہم پر فضیلت دینے والے ہیں انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ بیشک وہ لوگ جو ...

ع ۲۳ ۶

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ○ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

تو سوائے ظالموں کے کسی اور پر زیادتی نہ ہوگی۔ محترم مہینوں کا معاوضہ

الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ

محترم مہینے اور احترام والی چیزوں کا اسی طرح بدلہ (مقرر) ہے۔ پھر جو شخص تم پر زیادتی کرے

فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا

تو ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے اور

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا فِیْ

اللہ سے ڈرو اور آگاہ رہو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔ اور راہ خدا میں

سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَ

خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور

اَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ

احسان کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور خاص خدا کے لئے حج

وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ

اور عمرہ پورا کرو پھر اگر تم محصور ہو جاؤ تو قربانی جو میسر آجائے۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ

اور جب تک قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ پھر جو شخص

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ

تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ

مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۥ وقفہ فَمَنْ

روزے یا خیرات یا قربانی ہے پھر جب تم امن پاؤ پس جو شخص

تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ

عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو قربانی جو میسر آجائے (کرے)

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ

اور جس کو میسر نہ ہو پس حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے اور

اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ

جب تم واپس آجاؤ تو سات دن کے یہ سب مل کر دس ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے

مع ۱

سلہ عُدْوَانَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِیْنَ سے مراد ہے لَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلٰی ذُرِّیَّةِ قَتَلَةِ الْحُسَیْنِ (یعنی خدا کی طرف سے کسی پر زیادتی نہ ہوگی سوائے قاتلان حسینؑ کی اولاد کے) علل الشرائع میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جب قائم آل محمدؐ خروج فرمائیں گے تو وہ قاتلان حسینؑ کی اولاد کو ان کے باپ دادا کی کرتوت کے عوض قتل کریں گے۔ فرمایا بیشک ایسا ہی ہوگا۔ سائل نے سوال کیا کہ خدا تو فرماتا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) پھر اس کے کیا معنی ہوئے۔ فرمایا خدا تعالیٰ کے کل اقوال برحق ہیں لیکن اولاد قاتلان حسینؑ اپنے آباؤ اجداد کے افعال سے راضی ہیں بلکہ ان پر فخر کرتے ہیں اور جو کسی فعل سے راضی ہوگا ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا خود اس نے وہ فعل کیا یہاں تک کہ اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور مغرب میں ایک شخص اس کے قتل سے راضی ہو تو خدا کے نزدیک وہ راضی ہونے والا بھی قاتل کا شریک ہے لہذا قائم آل محمدؐ اپنے ظہور کے وقت ان کی رضامندی کے جرم میں انہیں قتل کریں گے۔

سلہ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ چونکہ مشرکین نے ماہ ذی قعدہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو حدیبیہ کے مقام پر جھگڑا کر کے روکا تھا اسی لئے خدا نے سنہ ۷ ہجری کو ماہ ذی الحجہ میں مکہ معظمہ سے نکال دیا۔ اور چونکہ انہیں اعتراض تھا کہ اس ماہ کی بہتک حرمت کی گئی ہے یہی کا اس آیت میں جواب دیا گیا ہے۔

سلہ لَا تُلْقُوْا مطلب یہ ہے کہ فضول خرچی کر کے یا وجہ معاش کو ضائع کر کے یا اور چیزوں کے ارتکاب سے جو باعث ہلاکت ہوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ المجالس میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت ہے کہ سلطان وقت کی اطاعت واجب ہے اگر جس نے سلطان وقت کی اطاعت نہ کی اس نے خدا کی اطاعت ترک کی اور اس کے اس حکم کے خلاف کیا جو درج آیت ہے" قول مترجم۔ اطاعت سلطان سے مراد وہ اطاعت نہیں ہے جو اوامر و نواہی خدا کے خلاف ہو

اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اہل وعیال مکہ میں نہ ہوں اور اللہ سے ڈرو اور آگاہ رہو

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ
کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ حج کے (چند) مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا
پس جو شخص ان میں حج بجالائے تو زمانہ حج میں نہ جماع کرے نہ نافرمانی نہ

جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ
لڑائی جھگڑے اور جو نیکی تم کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہے

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي
اور زادِ راہ بہم پہنچالو بیشک سب سے بہتر زادِ راہ تقوےٰ ہے اور اے صاحبانِ عقل

الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
مجھ سے ڈرتے رہو۔ اس میں تم پر کچھ الزام نہیں ہے کہ تم اپنے رب سے فضل کے خواستگار ہو

رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
پھر جب تم عرفات سے چلو تو مشعر الحرام کے قریب اللہ کو

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ
یاد کرو اور اس کی یاد اس طرح کرو جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے اور ضرور تم

مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ
پہلے اس سے گمراہوں میں سے تھے۔ پھر اسی راستے سے چلو جس سے

اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
اور لوگ چلیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ
پھر جب تم مناسک حج پورے کر چکو تو اللہ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي
یا اس سے (بھی) زیادہ۔ پس لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو

الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ
دنیا ہی میں دے دے اور آخرت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں

ع ۲۴ ۸

سلہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ رفث سے مراد مباشرت اور فسوق سے جھوٹ بولنا اور گالیاں بکنا اور جدال سے کسی شخص کا بے فائدہ قسمیں کھانا حج کرنیوالوں کے لیے ان سب باتوں کی ممانعت ہے اور کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص زمانہ حج میں جدال کا مرتکب ہو تو ایک بکری دے اور فسوق کا مرتکب ہو تو ایک گائے اور رفث کا مرتکب ہو تو اس کا حج ہی باطل ہے۔ سلہ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قدیم زمانہ میں جو لوگ حج کو آتے تھے وہ اس موقع پر تجارت کرنا گناہ جانتے تھے خدا تعالیٰ نے اسے رفع فرما دیا چنانچہ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہاں فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کے معنی ہیں رزق اور جو شخص اپنے احرام سے محل اور مناسک حج سے فارغ ہو جائے اُسے حج کے میلے میں خرید و فروخت کا پورا اختیار ہے ۱۲ سلہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ تفسیر جناب امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمات کا ذکر کرو کہ محمد مصطفےٰ سید الانبیاء اور علی مرتضےٰ سید الاوصیاء پر درود بھیجو ۱۲ سلہ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہاں النَّاس سے مراد حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ ہیں اور ان کے بعد وہ لوگ جو ان کی ملت اور شیوہ پر ہوں اور بوقت حج عرفات میں وقوف بھی کریں اور پھر عرفات ہی سے روانہ بھی ہوں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ قریش اور ان کے ہم سوگند حمس لوگوں کے ساتھ نہ عرفات میں وقوف کرتے تھے اور نہ وہاں سے روانہ ہوتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ ہم تو حرم خدا کے باشندے ہیں لہٰذا ہم حرم خدا سے باہر جائیں گے پس وہ مشعر الحرام میں جا کر وقوف کرتے تھے اور وہیں سے روانہ ہوتے تھے پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب عرفات ہی میں وقوف کیا کریں اور وہیں سے روانہ ہوا کریں ۱۲ سلہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ جب حج سے فارغ ہو جاتے تو اپنے باپ دادا کے

يَقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا کی بھی خیر و خوبی دے اور آخرت کی بھی خیر و خوبی عطا کر

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ

اور عذاب دوزخ سے ہمیں بچالے۔ ان لوگوں کے لئے اس میں جو کچھ انہوں نے کیا ہے حصہ ہے۔ اور

اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور گنتی کے دنوں میں ذکر خدا کرو۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ

پھر جو شخص دو ہی دن میں (منیٰ سے، چل کھڑا ہو تو اس کے ذمہ کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جو شخص ٹھہرا رہے تو

اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ

اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں ہے (یہ وسعت اس کے لئے ہے) جو پرہیزگار ہو اور خدا سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تم

تُحْشَرُوْنَ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ

اسی کی حضور میں ضرور حاضر کئے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں ایسا (بھی) ہے جس کی باتیں زندگانی دنیا میں تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں

الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○

اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

اور جب پیٹھ پھیرے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد برپا کرے اور

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ

زراعت کو اور نسل کو برباد کردے۔ حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے یہ کہا جاتا ہے

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ

کہ تو خدا سے ڈر تو گناہ کرنے کی ہیکڑی اس کے دل میں سما جاتی ہے پس اس کے لئے جہنم کافی ہے۔ اور وہ بہت ہی برا

الْمِهَادُ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

ٹھکانا ہے۔ اور آدمیوں میں سے ایسا (بھی) ہے جو رضائے خدا حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے۔

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

اور اللہ کل بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ اے ایمان والو سب کے سب

فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ

اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ بیشک وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) زیادہ اور بہت بڑھی ہوئی ہیں بلکہ ان کے باپ دادا نے جو کچھ کیا وہ اسی کی عطا کردہ نعمتوں کے سبب تو کیا اور اس کی نعمتیں جیسی ان پر تھیں ویسی ہی خود ان پر بھی ہیں ۱۲

**تفسیر** سلہ حَسَنَةً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ دنیا کی حسنہ از کثرت رزق اور حسن خلق ہے اور آخرت کی حسنہ خوشنودی خدا و جنت ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً سے مراد ہے زوجۂ پارسا اور فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً سے مراد ہے حور العین اور عَذَابَ النَّارِ سے مراد ہے زوجۂ بد اور ایک قول کے مطابق فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً سے مراد علم ہے وعبادت اور فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً سے مراد ہے جنت اور عَذَابَ النَّارِ سے مراد شہوت ہے اور وہ گناہ جو جہنم تک پہنچا دیں گے ۱۲ **قول مترجم** چونکہ ان تینوں روایتوں میں اصل مراد کی مثالیں دی گئی ہیں لہذا فی الاصل کوئی اختلاف نہیں ہے ۱۲ **سلہ** سَرِيْعُ الْحِسَابِ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مخلوق کا حساب تھوڑی سی دیر میں اسی طرح کرے گا جس طرح تھوڑی ہی دیر میں سب کو رزق پہنچا دیتا ہے انہی حضرت سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ جب وہ پروردگار عالم کو نہ دیکھتے ہوں گے تو وہ مخلوق کا حساب کیونکر کرے گا؟ فرمایا اسی طرح جس طرح وہ ان کو رزق دیتا ہے حالانکہ وہ اس کو دیکھتے نہیں ہیں ۱۲ **سلہ** وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں یعنی قربانی کے ایام ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ذی الحجہ۔ اور ذکر خدا جو ہونا چاہیئے وہ بموجب روایات کافی اور تفسیر عیاشی اور کافی یہ ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ یہ ذکر دسویں ذی الحجہ کی ظہر کے بعد سے دس نماز تک سب جگہ اور تیرھویں کی صبح کی نماز تک خاص منیٰ میں کرنا چاہیئے ۱۲ **سلہ** وَمِنَ النَّاسِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ

تمہارا کھلا دشمن ہے ۔ پھر بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں

الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ

اگر تم لغزش کرو تو یہ سمجھ لو کہ اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ کیا وہ اس کا انتظار کرتے ہیں

إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ

کہ اللہ بادلوں کے سائے میں ان کے پاس آئے اور فرشتے آئیں

وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور کل معاملہ ہی چک جائے ۔ حالانکہ کل امور کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہوگی ۔ بنی اسرائیل سے دریافت کرلو

كَمْ آتَيْنَاهُم مِّنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِن

کہ ہم نے کتنی کھلی نشانیاں ان کو دی تھیں اور جو شخص نعمت خدا کو بعد اس کے کہ

بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ زُيِّنَ لِلَّذِينَ

اُس کے پاس آچکی ہو بدل ڈالے گا تو خدا عذاب (بھی) سخت دینے والا ہے ۔ زندگانی دُنیا ان لوگوں کی

كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ۘ وَ

نظروں میں جو منکر ہیں زینت دے دی گئی ہے اور وہ ایمان لانے والوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں ۔

الَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ

حالانکہ جو متقی ہیں وہ قیامت کے دن ان پر فوقیت رکھتے ہوں گے ۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ فَبَعَثَ اللَّهُ

بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے ۔ (ابتدا میں) سب لوگ ایک ہی حال پر تھے ۔ پھر خدا نے

النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ

خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ

تاکہ لوگوں کے بیچ میں جس بات میں اختلاف ہے اس کا فیصلہ کردے ۔ اور جو کچھ اختلاف تھا

فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ

وہ ان لوگوں کی طرف سے تھا جن کو کتاب دی گئی تھی اور انہوں نے آپس کی ضد سے کھلی دلیلیں آلینے کے بعد کیا تھا

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

پھر خدا نے ایمان لانے والوں کو اپنے حکم سے راہ حق جس کے بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر (۳۷)
خواص بھی ہو تو بھی اس پر حکم ہو سکتا ہے اور جو اس قسم کا فعل کرنے والے ہیں وہ اس کے حکم میں داخل ہوتے ہیں لہذا بقول صاحب تفسیر صافی یہ آیت عام منافقین کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ نمبر (۳۸)
سله مِنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ کھلی آیتوں سے مراد وہ معجزات تھے جو انبیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے اور توریت کی وہ آیتیں جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت کی شہادت دینے والی تھیں کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ بعض ان آیتوں پر ایمان لئے تھے اور بعض ان کے منکر تھے اور بعض نے انہیں بدل ڈالا تھا ۱۲

ع ۲۵ / ۱۴ / ۹

سله كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے اور ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے اور اوصیائے آدمؑ ان کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے اور اظہار دین کی جرأت نہ کر سکتے تھے کیونکہ قابیل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی یہاں تک کہ نوحؑ سے پہلے جو مومن تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرنے چلے گئے تھے ۱۲

وقف لازم ۹

مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

دکھلا دی۔ اور اللہ جسے چاہے راہِ راست

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

دکھلا دے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم بہشت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر ویسی نہیں پڑی

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ

جیسی ان پر گزر گئی، جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ ان پر افلاس اور امراض کی (بھی) سختیاں گزریں

وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى

اور بلا مارے گئے یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے بول اٹھے کہ

نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا

اللہ کی مدد کب آئے گی (اور ہماری طرف سے کہا گیا کہ) خبردار رہو اللہ کی مدد اب آئی۔ لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں

يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

کہ راہ خدا میں کیا خرچ کریں۔ ان سے کہدو کہ مال میں سے جو کچھ بھی تم خرچ کرو تو والدین کے لئے اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور یتیموں کے لئے اور محتاجوں کے لئے اور مسافروں کے لئے۔ اور جو نیکی (بھی) تم کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

اس کا علم خدا کو یقیناً ہے۔ تم پر جہاد واجب کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناگوار ہے۔

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا

اور شاید ایک چیز تم کو ناگوار ہو اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو۔ اور عجیب نہیں کہ ایک چیز کو تم پسند کرتے ہو

شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور وہ تمہارے لئے بری ہو حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ

محترم مہینے میں جنگ کرنے کے متعلق تم سے دریافت کرتے ہیں۔ کہدو کہ اس میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے۔

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ

اور راہ خدا سے روکنا اور (خود) خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ

اس کے اہل کو اس سے نکال دینا خدا کے نزدیک زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور فساد برپا کرنا خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور

---

۵۱ اَمْ حَسِبْتُمْ اس سوال میں خداوند عالم کے دو مطلب ہیں ایک یہ ایسا گمان بعید ہے دوسرا یہ کہ خود نبی کی عزت بڑھانی مقصود ہے اور ان مومنین کی جو مخالفین کی عداوت اور ایذا پر صبر کرتے اور ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں اور اس کی تفسیر میں الخرائج میں جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے کہ تم تو بہت کچھ امن سے ہو تم سے پہلے جو لوگ دین حق پر ہوتے تھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاتے تھے اور وہ صلیب پر کھینچے جاتے تھے"

۵۲ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ مقدار کے متعلق تو فرمایا گیا کہ جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ اس کو جاننے والا ہے یعنی کوئی حد مقرر نہیں جس قدر مناسب اور ممکن ہو لیکن صرف کرنے کا طریقہ جو اہم اور ضروری تھا بتا دیا کہ اس طرح صرف کرو"

۵۳ يَسْـَٔلُوْنَكَ تفسیر برہان میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا فروں کے ظلم سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرما گئے تو آنحضرتؐ نے اپنے ساتھیوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ مکہ کے رستوں پر بھیجدیئے کہ قریش کے قافلے جو ادھر ادھر گئے ہوئے ہوں ان کی واپسی پر انہیں روکیں منجملہ ان گروہوں کے عبداللہ ابن جحش کے ماتحتی میں اصحاب کا ایک

ع ۲۶ / ۱۰

چھوٹا سا گروہ بستان بنی عامر پر بھیجا گیا تھا کہ وہ طائف سے آنے والے قافلے کو گرفتار کرلیں چنانچہ یہ گروہ جس وقت پہنچا تو اس قافلے کو بستان میں اترا ہوا پایا اور عمرو ابن حضرمی اس کا سردار تھا۔ حضرمی نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ اصحاب محمدؐ ہیں ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور عبداللہ ابن جحش نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم اتر جاؤ اپنے سر منڈا دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا حضرمی نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو عابدوں کا گروہ معلوم ہوتا ہے ہمیں ان سے کوئی خوف نہیں پس وہ مطمئن ہو گئے اور ہتھیار رکھ دیئے تو عبداللہ ابن جحش نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرمی اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ پہلی رجب کو ہوا جو ماہ حرام ہے اس پر قریش نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو لکھا کہ آپ نے ماہ حرام میں جنگ کو جائز رکھا اور خونریزی بھی کی اور مال بھی لوٹ لیا۔ غرض بات نے یادہ بڑھ گئی اور اصحاب جناب رسول خدا صلی اللہ

لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ

وہ (کفار) تم سے برابر لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بس چلے تو وہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں

اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ

اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائیگا

كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَ

تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے - اور

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہی جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے - بیشک جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کئے وہی رحمت خدا کے

رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ

امیدوار ہیں - اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - لوگ تم سے شراب

وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ وَاِثْمُهُمَآ

اور قمار بازی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں - تم کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں حالانکہ

اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

ان دونوں کا گناہ ان کے فوائد سے بڑھ کر ہے - اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ خرچ کس قدر کریں - تم کہدو کہ جو تمہاری جائز ضرورت سے زیادہ

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ○ فِى

اس طرح اللہ تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو -

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ

دنیا کے بارے میں (بھی) اور آخرت کے بارے میں (بھی) - اور لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں - تم کہدو کہ ان کی اصلاح

خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

اصلاح کرنا بہتر ہے - اور اگر ان کو شریک کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کو

الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اصلاح کرنے والے سے (علیحدہ) جانتا ہے - اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر سختی کرتا - بیشک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے -

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو - حالانکہ ایمان والی لونڈی

(بقیہ صفحہ ۳۹) کہ سب سے زیادہ اہل مسجد الحرام سے نکالا خدا کا انکار کیا ایسے افعال اس قتل و قتال سے کہیں زیادہ بدتر ہیں اس کے بعد وہ آیت نازل ہوئی اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ ۱۲

۵۴ اَلْفِتْنَةُ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فتنہ سے یہاں شرک مراد ہے ۱۲

۵۵ اَلْخَمْرِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ شراب ہر گناہ کی راس و رئیس اور ہر بدی کی کنجی ہے یہ بھی فرمایا کہ بدی کے لئے خدا نے بہت سے قفل مقرر کئے ہیں اور ان سب کی کنجی شراب ہے یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والے سے زیادہ خدا کا نافرمان کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ حالت بیعقلی میں وہ نماز واجب کو فوت کرے اور اپنی ماں بہن بیٹی کسی سے ملوث ہو جائے یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والا بے نماز سے بدتر ہے کیونکہ بے نماز معرفت خدا سے بے بہرہ تو نہیں ہوتا اور یہ ایک وقت میں ضرور بے بہرہ ہو جاتا ہے یہ بھی فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان میں خدا تعالیٰ سب کے گناہ بخش دیتا ہے سوائے ان تین آدمیوں کے ایک تو شراب پینے والا اور دوسرا شطرنج کھیلنے والا تیسرا اپنی عبث بکنے والا جس سے نا اتفاقی پڑے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نبی کو بھی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جا سکے دین کی تکمیل تب ہوئی جب کہ شراب اس میں حرام قرار پا گئی اور شراب ہمیشہ حرام ہی رہی ہے مگر اس کی عادت بتدریج چھڑائی گئی ہے اگر یک لخت چھڑائی جاتی تو بہت ہی گراں گزرتی خدا کی بہ نسبت کون بندوں کے ساتھ زیادہ نرمی سے معاملہ کر سکتا ہے اس نرمی کا ثبوت یہی ہے کہ سب سے پہلے شراب حرام کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو سمجھدار لوگوں کو تو یقین ہو گیا کہ یہ حرام ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تاہم خدا نے یک لخت بار نہیں ڈالا اور یہ بھی فرمایا وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ یعنی آدمیوں کے لئے کچھ نفع بھی ہیں پھر خدا تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ

مشرک بی بی سے بہتر ہے گو وہ (بی بی) تم کو کتنی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اور مشرک جب تک ایمان نہ لے آئیں ان کے نکاح میں

حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ

(مسلم عورتیں) نہ دو۔ کیونکہ مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے گو وہ (مشرک) تم کو اچھا ہی معلوم ہو

أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَ

وہ تم کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور

الْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ

اور لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ تم کہدو کہ وہ ایک نجاست ہے پس تم زمانہ حیض میں عورتوں سے

فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ

الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب وہ غسل کرلیں

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

تو جدھر سے خدا نے تمہیں حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ

اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتی میں

أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

جس طرح جی چاہے آؤ اور اپنے لئے نیک اعمال بھیجتے رہو اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ

أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً

تمہیں اس کی حضور میں ضرور حاضر ہونا ہے اور مومنوں کو خوشخبری سناتے رہو۔ اور خدا تعالےٰ کو اپنی فضول قسموں کے ذریعہ سے

لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَ

اس بات کی روک نہ قرار دو کہ تم نیکی کرنے۔ پرہیزگاری برتنے اور لوگوں کے مابین صلح کرانے سے باز رہو۔ اور

اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

اللہ (سب کچھ) سننے والا جاننے والا ہے۔ تمہاری قسموں میں جو لغو ہوں گی ان کے بارے میں خدا تم سے مواخذہ نہ کرے گا

وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

وہ ان پر مواخذہ کرے گا جو تمہارے (بد) اعمال ارادۃً ہوں گے اور اللہ بخشنے والا

۵۱ قُلْ هُوَ اَذًى پلید بیماری ہے جس سے نفرت دلائی گئی ہے کیونکہ اس حالت میں قربت کرنے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اسی لئے حالت حیض میں قبل طہارت مجامعت حرام کی گئی ہے ۱۲

۵۲ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لفظ مِنْ سے استفادہ یہ مطلب نکلتا ہے کہ طلب و خواہش اولاد کرو ۱۲

۵۳ اَلْمُتَطَهِّرِيْنَ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگ
ع ۵ ۲۷ ۱۱
پہلے پتھر اور ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے پھر پانی سے کرنے لگے پھر وضو کا حکم آیا جسے رسول خدا ص نے خود کرکے دکھایا اسی کی پسندیدگی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی ۱۲

۵۴ اَنّٰى شِئْتُمْ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ جس وقت تمہارا جی چاہے مباشرت کرلو۔ التہذیب میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا یہ قول تھا کہ اگر کوئی شخص جانب پشت سے اپنی عورت سے جماع کرے تو اس سے بچہ احول پیدا ہوگا یہود کے اس قول کی خدا نے تردید فرمائی اور یہ فرمایا نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ جس سے یہ مطلب ہے کہ سامنے سے جماع کرو یا پس پشت سے لیکن قبل مراد ہے دبر ہرگز مراد نہیں وطی فی الدبر کی حرمت اس آیت سے بھی ثابت ہے اور اس سے پہلی آیت سے بھی جو یہ ہے فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ جس سے مراد ہے کہ طلب اولاد کے لئے جدھر سے خدا نے حکم دیا ہے مباشرت کرو اور اس میں فرمایا ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ جس سے ظاہر ہے کہ کھیتی کی وہی جگہ ہو سکتی ہے جہاں سے کوئی ثمر ملے ۱۲

۵۵ عُرْضَةً اس کی تفسیر میں ... مراد ہے کہ جب تمہیں دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بلایا جائے تو یہ کبھی مت کہو کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ قسموں کی کثرت سے اُس کے نام کی کچھ وقعت ہی نہ رہے اسی بارے میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم نہ سچی کھاؤ نہ جھوٹی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا ...

حَلِيمٌ ۝ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ

(اور) بردبار ہے۔ جو لوگ اپنی ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں ان کو چار مہینے کی مہلت ہے

فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

پھر اگر رجوع کر لیں تو اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں

فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ

تو اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ اپنے آپ کو

ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي

تین طہر تک روکیں اور یہ ان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ خدا نے ان کے رحم میں جو کچھ پیدا کیا ہو

أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ

اس کو چھپائیں بشرطیکہ وہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں۔ اور اس مدت میں

أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ

ان کے شوہر اگر سازگاری کا ارادہ کریں تو ان کو واپس لینے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور ان (عورتوں) کا حق

الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ

نیکی کے بارے میں (مردوں کے ذمے) ویسا ہی ہے جیسا کہ ان (مردوں) کا عورتوں کے ذمہ اور مردوں کو اُن پر ایک درجہ فضیلت ہے

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ

اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا ہے یا

تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ

سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔ اور یہ تمہارے (مردوں) کے لئے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے

شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

کچھ واپس لے لو سوائے اس صورت کے کہ دونوں کو اس بات کا خوف ہو کہ (دونوں) حدود خدا پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پھر اگر تم

يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ

اس کا خوف ہے کہ وہ حدود خدا پر قائم نہ رہیں گے تو عورت کچھ فدیہ دے دے تو اس میں دونوں پر کچھ الزام نہیں۔ یہ

حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ

اللہ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کریں گے وہی لوگ

هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ

ظالم ہیں۔ پھر اگر عورت کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس (مرد) کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ

۵۱ یُؤْلُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایلاء سے یہ مطلب ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائے اس پر صبر کرے تو خیر اور اگر اس قضیہ کو امام کے حضور میں پیش کرے تو امام اس کو چار ماہ کی مہلت دے گا اور اسکے بعد حکم دیگا کہ یا تو اپنی زوجہ سے رجوع کرلے یا اسے طلاق دے دے اگر وہ دونو باتوں سے انکار کرے گا تو پھر اُسے قید کر دیا جائے گا ۱۲ ۵۲ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس عورت کا عدۃ جسے حیض نہ آتا ہو اور اس کا عدۃ جو استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو اور پاک ہی نہ ہوتی ہو تین ماہ ہیں اور اس عورت کا عدۃ جسے معمولی طور پر حیض آتا ہو تین قرء ہے اور قرء اس مدت کو کہتے ہیں جو دو حیضوں کے مابین خون جمع ہونے میں صرف ہو ۱۲ ۵۳ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد ہے حمل یا مدت حیض۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ انہی حضرتؑ نے فرمایا کہ عورت وقت طلاق اگر حاملہ ہو اور شوہر کو اس امر کی خبر نہ ہو تو عورت کو اس سے اس حمل کا چھپانا جائز نہیں ہے کیونکہ جس وقت تک بچہ پیدا نہ ہو جائے گا شوہر رجوع کر لینے کا حق رکھتا ہے ۱۲ ۵۴ مِثْلُ الَّذِیْ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ زوجہ کا حق شوہر پر کیا ہے فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کپڑا پہنائے اور بوجہ جہالت اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے تو اسے درگزر کرے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ شوہر کا حق زوجہ پر کیا ہے؟ فرمایا کہ اُس کی اطاعت کرے کبھی نافرمانی نہ کرے اُس کے گھر سے بغیر اُس کی اجازت کے کوئی شئے تصدق نہ کرے سُنتی روزہ بغیر اُس کی اجازت کے نہ رکھے اور جس وقت قصد مباشرت کرے تو اُسے منع نہ کرے گو کسی سواری پر بھی سوار ہو اُس کے گھر سے بغیر اُس کی اجازت کے باہر نہ نکلے کیونکہ اگر اس کے اذن کے بغیر باہر جائے گی

۲۸ ع ۷ ۱۲

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

اس کے سوا ایک اور شوہر سے نکاح نہ کرلے - پھر اگر دوسرا شوہر بخوشی طلاق دے دے اور ان دونوں کا (بھی)

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

یہ خیال ہو کہ خدا کی حدود پر قائم رہیں گے اور ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو دونوں کے ذمے کوئی الزام نہیں اور خدا اپنی حدیں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی اور وہ اپنی عدّت کے ختم کے قریب جا پہنچیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا

اس وقت یا تو نیکی کے ساتھ انہیں روک لو یا نیکی کے ساتھ ان کو چلتا کردو اور

تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ

ان کا روکنا نقصان پہنچانے کی نیّت سے نہ ہو اور جو ایسا کرے گا وہ

ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا

اپنی جان پر ظلم توڑے گا۔ اور خدا کی آیتوں کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

نعمت جو تم پر ہے اس کو (بھی) یاد کرتے رہو اور اسے (بھی) جو کچھ کتاب و حکمت میں سے اس نے تم پر نازل کیا ہے اس کے ذریعہ

يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

تم کو نصیحت کرے۔ اور اللہ سے ڈرو اور یہ سمجھو کہ اللہ ہر شے کا

عَلِيْمٌ ○ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

علم رکھتا ہے۔ اور جب عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدّۃ پوری کر چکیں تو

تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ

ان کو اور شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے جب کہ وہ نیکی کے ساتھ آپس میں رضامند ہو جائیں

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

باز نہ رکھو تم میں سے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اس کو اس کے ذریعہ سے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

نصیحت کی جاتی ہے یہ تمہارے لئے بڑے نفع کی اور گناہوں سے پاک کرنے کی بات ہے حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

کچھ نہیں جانتے۔ اور مائیں اپنے بچوں کو اس کی خاطر سے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے

ع ٢٩ ٣ ١٣

سلہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو ایسی طلاق دی کہ جب تک کوئی دوسرا اس سے نکاح نہ کرلے وہ خود اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور ایک مرد نے اس عورت سے متعہ کرلیا تو آیا بعد ختم عدۃ متعہ مذکورہ پہلا مرد اس عورت سے پھر نکاح کرسکتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ نکاح دائمی ہونا ضرور ہے کیونکہ پہلا نکاح بھی دائمی تھا اور متعہ میں طلاق ہوتی ہی نہیں اور اس میں شرط ہے کہ دوسرا مرد طلاق دے جب پہلا دوبارہ نکاح کرسکے" سلہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ مطلب ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ دونوں کو یہ خیال ہو کہ اپنے اپنے ذمہ کے حقوق مطابق شریعت ادا کرسکیں گے تو رجوع کرلینے کا کوئی ہرج نہیں ہے کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے دی تھی یعنی ایسی طلاق جس کے بعد وہ عورت اس مرد کے عقد میں آ ہی نہیں سکتی جب تک کہ ایک اور شخص سے نکاح نہ کرلے اور پھر وہ اسے طلاق بائن نہ دے دے۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ عورت ایک اور شخص سے عقد تو کرلے مگر وہ مرد اس سے مباشرت نہ کرے اور یونہی طلاق دے دے تو آیا پہلے مرد سے نکاح جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا نہیں جب تک کہ شوہر ثانی اس سے مباشرت نہ کرے گا اور بعد میں برضائے خود طلاق نہ دے گا اور حسب شرع عدۃ پورا نہ ہوگا تب تک شوہر اول سے نکاح نہ ہو سکے گا" سلہ ضِرَارًا الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا ارشاد ہوا کہ کوئی شخص طلاق رجعی دے دے اور جب اس کی مدت (مہلت چار ماہ) قریب ختم ہو پھر رجوع کرلے اسی طرح تین مرتبہ کرے تو ایسا ہی کرنے کی خدائے تعالیٰ نے ممانعت فرما دی ہے" سلہ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ - العضل کے معنی قید کرنا اور تنگ کرنا مطلب یہ ہے کہ طلاق بائن کا عدۃ گزر جانے کے بعد جبرًا اور ظلمًا نکاح کرنے سے نہ روکو۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں یا تو ان شوہروں سے خطاب ہے جو عدۃ گزر جانے کے بعد بھی اپنی مطلقہ عورتوں کو نکاح ثانی سے جبرًا روکتے ہیں یا یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو ولی ہوں اور اپنے کسی مفاد کی غرض سے نکاح سے روکتے ہوں یا نکاح ہو چکا ہو اور شوہر کے پاس نہ جانے دیتے ہوں یا شوہروں سے اور اولیاء سے یہ خطاب مشترک ہے یا عام طور پر کل آدمیوں سے"

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

دو برس دُودھ پلائیں اوران (دودھ پلانے والی عورتوں کا)

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا

کھانا کپڑا دستور کے موافق بچے والے کے ذمّہ ہے کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف

وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ

نہ دی جائے نہ ماں کو اس کے بچے کے سبب سے ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اسکے بچے کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ

اور باپ کے قائم مقام کے ذمّے بھی اسی طرح ہے۔ پھر اگر دونوں (باپ اور ماں) کی مرضی اور آپس کے

مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

مشورے سے دُودھ چھڑا لینا چاہیں تو دونوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اور اگر تمہارا یہ ارادہ ہو کہ تم اپنے بچوں کو کسی دایہ سے

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

دُودھ پلواؤ تو (بھی) تم پر کوئی الزام نہیں ہے بشرطیکہ تم سلوک کے طور پر جو کچھ دایہ کو دیتے ہو اتنا ہی ماں کے حوالے (بھی) کر دو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞ وَ

اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ

جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور ازواج چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکیں اور جب وہ اپنی عدّة پورا کریں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ

تو جائز طور پر اپنے بارے میں جو کچھ وہ کریں اس میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے اور

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ

تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ اور اس باب میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ ان (عدت والی) عورتوں کو کنایتے

مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ

طور پر پیام دو یا اس خیال کو اپنے دل میں چھپائے رکھو۔ اللہ جانتا ہے کہ

اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ

عنقریب تم ان کو یاد کرو گے ولیکن پوشیدہ طور پر ان سے صریحی وعدے نہ لو سوائے اس کے کہ ان سے

سلہ لَا تُضَآرَّ یعنے بچے کے باپ پر خفگی کے سبب سے بچے کو دُودھ پلانا چھوڑ دے خاص کر ایسے وقت میں جبکہ بچہ زیادہ مانوس ہو گیا ہو یا اس سے دُودھ پلانے کی اُجرت اس قدر مانگے جو دستور کے خلاف ہو یا اس کی حیثیت سے زیادہ ہو یا بچے کے ساتھ برتاؤ ایسا کرے کہ اس کے باپ کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے یا زوجیت کی حالت میں مباشرت سے انکار کرے اس خوف سے کہ مبادا کہیں حمل رہ جائے جس سے بچے کو تکلیف پہنچے ۱۲

سلہ وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ باپ کو بھی جائز نہیں ہے کہ بچے کی ماں کو ضرر پہنچائے اس طرح کہ بچے کو اس حالت میں اس سے چھین لے کہ وہ دُودھ پلانا چاہتی ہو اور اُسے نہ پلانے دے خصوصاً اس وقت کہ بچہ اس سے زیادہ مانوس ہو گیا ہو یا اس پر جبر کرے یا جو جو چیزیں اُس کے ذمے اس عورت کو دینی واجب ہیں (یعنی نان و نفقہ) ان میں سے کسی چیز کو روکے یا اس خیال سے کہ حمل رہنے سے بچے کو نقصان نہ پہنچے اس سے مُباشرت نہ کرے ۱۲

سلہ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا کافی میں ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ بیعقل عورت کا دُودھ نہ پلاؤ کیوں کہ دُودھ کا اثر بچے میں ضرور ہوتا ہے ۱۲

سلہ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا عِدّة کی مدت اس لئے مقرر کی گئی کہ اگر عورت حاملہ ہو تو جبکہ پیٹ میں لڑکا ہے وہ تو تین مہینے میں حرکت شروع کر دیتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو چار مہینے میں لہٰذا انتہائے مدت لے لی گئی اور اس پر دس دن اس لئے بڑھا دیئے گئے کہ اس وقت تک حرکت صاف نمایاں ہو جاتی ہے اس لئے کہ ابتدائی تین چار دن کی حرکت بہت ضعیف اور خفیف ہوتی ہے کہ مشکل سے محسوس ہوتی ہے۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی عورتیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں دائمی نکاح میں ہوں یا میعادی نکاح (متعہ) میں یا زرخرید ہوں ہر ایک کے لئے عدّة کی مُدت چار مہینے دس دن ہے ۱۲

سلہ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ممانعت ایسے شخص کے لئے ہے جو کسی عورت سے اس کا عدّة ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ کہے کہ تم فلاں جگہ ملنا میں تم سے نکاح کے بارے میں گفتگو کروں گا ...

تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ

(کنایہ کے طور پر) نیک بات کہو۔ اور جب تک عدّۃ پوری نہ ہوجائے نکاح کا

يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ

قصد نہ کرنا اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اُسے جانتا ہے

فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ لَّا جُنَاحَ

پس اس سے ڈرتے رہو۔ اور یہ (بھی) جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔ اگر تم

عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

ان عورتوں کو چھوڑ دو جن کے پاس تم نہیں گئے یا جن کا تم نے کوئی مہر نہیں مقرر کیا ہے

لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَ

تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ البتہ ان کو نیکی کے طور پر کچھ نفع پہنچا دو (یہ نفع پہنچانا) صاحبِ مقدور

عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

پر اس کی حیثیت کے موافق لازم ہے اور مفلس پر اس کی حیثیت کے مطابق نیکوکاروں پر یہ (بھی)

الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ

ایک حق ہے۔ اور اگر ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن

جس حالت میں کہ ان کا مہر تم مقرر کر چکے تھے تو جو کچھ تم نے مقرر کیا تھا اس کا نصف (تمہارے ذمّے ہے) سوائے اس کے

يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَن

کہ وہ (عورتیں) معاف کردیں یا وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار تھا۔ اور اگر

تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ

تم معاف کردو تو (یہ) پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔ اور آپس میں بڑائی حاصل کرنے کو نہ بھولو۔

إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔ کل نمازوں کی محافظت کرو

وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ فَإِنْ خِفْتُمْ

خاص کر نماز وسطیٰ کی اور خدا کی حضور میں کھڑے ہوئے قنوت پڑھو۔ پھر اگر تم کو خوف ہو

فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم

تو پیدل چلتے چلتے یا سواری کی حالت میں (ادا کرلو)، پھر جب تم کو اطمینان ہو تو اللہ کی یاد اس طرح کرو جس طرح اس نے وہ چیزیں تم کو

**۵۱** لَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ یعنی عدّۃ ختم ہونے سے پہلے عزم بالجزم یا نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرلو ۱۲ **۵۲** وَ مَتِّعُوهُنَّ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اسکے بعد وہ اسکے ساتھ کچھ سلوک بھی کرے فرمایا ضرور اگر وہ پسند کرے تو اتنا سلوک کرے کہ مُحْسِنِينَ میں اس کا شمار ہوجائے نہیں تو اتنا کہ مُتَّقِينَ میں گنا جائے۔ التہذیب میں آنحضرت سے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ان عورتوں کے بارے میں منقول ہے جن سے نکاح کیا ہو اور مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور قبل مباشرت ان کو طلاق دے دی جائے کہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے اور انکے دشمنوں کی طرف سے شماتت کا اندیشہ ہے اور پروردگار عالم خود کریم ہے اور اہل حیا و اہل کرم کو دوست رکھتا ہے اور تم میں سے زیادہ کریم خدا کے نزدیک وہ ہے، جو عورتوں کے ساتھ زیادہ نیکی کا برتاؤ کرے اسی لئے تمہیں لازم ہے کہ جس قدر تمہیں مقدور ہو ان کے ساتھ سلوک کرو غنی کے واسطے مکان دے دینا یا لونڈی متوسط کے واسطے کوئی لباس اور ادنیٰ درجہ کے واسطے کچھ روپیہ یا انگشتری ۱۲ **۵۳** اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح ہے۔ اور وہ ولی ہوتا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولی قبل نکاح تو باپ و دادا ہے اور دادا باپ سے اولیٰ ہے اور کوئی غیر بغیر ان کے مقرر کئے عورت کا ولی نہیں ہو سکتا اور بعد بلوغ خود عورت کو اختیار ہے جسے چاہے اپنا ولی مقرر کرلے اور بعد نکاح ہوجانے کے وہ شخص جس کے ہاتھ میں عقدۂ نکاح ہے خود شوہر ہے اور شوہر کا معاف کرنا یہ ہے کہ اگر نصف سے زیادہ مہر دے چکا ہو تو اسے واپس نہ لے کیونکہ اس زمانہ میں پورا مہر پہلے ہی دے دیا کرتے تھے ۱۲ **۵۴** وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ کافی اور التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صَلَاةِ الْوُسْطَىٰ سے مراد نماز ظہر ہے اور یہ پہلی نماز ہے جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے پڑھی اور اوّل وقت اس کا دن کا وسط ہے اور دن کی اور دو نمازیں یعنی نماز صبح اور نماز عصر اس کے ادھر اُدھر ہیں اور انہی حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض کے نزدیک قرأت اس آیت کی یوں بھی ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ - انہی حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی - جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سفر میں تشریف فرما تھے ۱۲

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ

تعلیم کی ہیں جو تم سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ اور تم میں سے جو لوگ مرنے کے لگ بھگ ہوں اور

يَذَرُونَ أَزْوَاجًا ۖ وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ

بیویاں چھوڑیں تو انہیں لازم ہے کہ ان کو ایک سال تک نان و نفقہ دینے اور (گھر سے) نہ نکالنے کی (ورثاء کو) وصیت

إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي

کر دیں پھر اگر وہ (عورتیں خود) نکل جائیں تو جو کچھ نیکی کے ساتھ اپنے بارے میں کر لیں

أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ

اس میں تمہارے ذمے کوئی الزام نہیں ہے۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور جن کو طلاق دی گئی ہے

مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ

انہیں (بھی) نیکی کے ساتھ نفع پہنچانا پرہیزگاروں کے ذمے ایک حق ہے اسی طرح خدائے تعالیٰ اپنے احکام

اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ

موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ ہزاروں (ہی) تھے پس خدا نے ان سے فرمایا (کہ)

مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ

مرجاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے ولیکن

لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور راہ خدا میں لڑو

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ

اور یہ سمجھ لو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے۔ وہ کون ہے جو اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ

اچھا قرض دے کہ خدا اس کو اس کے لئے بے انتہا بڑھا دے۔ اور اللہ تنگدست (بھی) کرتا ہے

وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي

اور فراخی (بھی) دیتا ہے اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔ کیا تم نے موسیٰ کے بعد والے بنی اسرائیل کے

إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا

ایک گروہ کی حالت پر نظر نہیں ڈالی بلکہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے یہ کہا کہ ہمارے لئے

ع ۳۱ / ۷ / ۱۵

۱ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے یعنی شوہر کی چار مہینے دس دن والے حکم عدّۃ سے منسوخ ہے اور نفقہ آیت میراث سے ۱۲

۲ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ اس آیت کے معنوں میں بہت کچھ اختلاف ہے کہ آیا ہر عورت جس کو طلاق دے دی جائے اس کے ساتھ سلوک کرنا لازم ہے یا کسی خاص قسم کے لئے ہمارے علماء نے تمام احادیث واردہ سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ جس عورت سے مباشرت نہ کی ہو اور مہر بھی اس کا مقرر نہ کیا گیا ہو اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا واجب ہے اور اوروں کے لئے مستحب ۱۲

۳ اُلُوف کافی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ملک شام کے ایک شہر کے باشندوں کا ذکر ہے جہاں طاعون بہت آتا رہتا تھا۔ ان کے ستر ہزار گھر تھے جن میں طاعون ہر موسم میں واقع ہوتا رہتا تھا پس اُسے آتا معلوم کرتے ہی اس شہر کے دولتمند تو بوجہ اپنی قوت کے شہر کے باہر چلے جاتے اور مفلس بوجہ اپنے افلاس و کمزوری کے شہر میں رہتے اور جو لوگ شہر میں رہتے اُن میں موت زیادہ تر واقع ہوتی اور جو شہر سے نکل جاتے ان میں کم واقع ہوتی۔ پس نکل جانے والے یہ کہا کرتے کہ اگر ہم شہر میں رہے ہوتے تو ہم میں بھی زیادہ مری پھیل جاتی اور جو رہ جانے والے ہوتے وہ یہ کہا کرتے کہ اگر ہم نکل گئے ہوتے تو ہم میں سے ضرور کم مرتے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر ان سب نے باہم اتفاق کر کے یہ رائے طے کر لی کہ اب جب طاعون واقع ہو اور مرض محسوس ہو تو ہم سب شہر سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ جب طاعون محسوس ہوا تو وہ سب نکل گئے اور موت کے ڈر سے طاعون سے بچنے کے لئے کسی طرف کو چل دیئے پھر جہاں تک خدا کو منظور تھا وہ شہر بشہر سفر کرتے چلے گئے یہاں تک کو ایک اجڑی ہوئی بستی کے پاس سے گزرے جس کے باشندے کچھ تو نکل گئے تھے اور بقیہ کو طاعون نے فنا کر دیا تھا۔ پس یہ لوگ اس میں جا اترے۔ پس جب اپنا اسباب ٹھکانے سے لگا چکے اور مطمئن ہو گئے تو خدائے تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم سب مر جاؤ۔ چنانچہ وہ اسی ساعت میں د

مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ

ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم راہ خدا میں لڑیں۔ (اس پیغمبر نے) فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي

جہاد تم پر واجب کیا جائے (تو) پھر تم نہ لڑو۔ وہ بولے کہ جب ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے

سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا

اور اپنے بچوں سے الگ کئے گئے تو اب ہمیں کیا ہے جو راہ خدا میں نہ لڑیں گے پھر جب

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ

ان پر جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے سوائے چند کے سب ہی پھر گئے اور اللہ ظالموں سے

بِالظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

(خوب) واقف ہے۔ اور (جب) ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے

طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ

بادشاہ مقرر کیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ اس کو ہم پر حکومت کہاں سے ہو سکتی ہے حالانکہ ہم

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ

حکومت کے اس سے زیادہ سزاوار ہیں اس کو کشائش مال تو دی ہی نہیں گئی ہے۔ (نبی نے) فرمایا کہ بیشک اللہ نے

اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَ

اس کو تم پر بزرگی دی ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کیا ہے اور

اللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَقَالَ

اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عنایت فرمائے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے اور ان کے

لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ

نبی نے ان سے یہ بھی کہا کہ اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں

مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

تمہارے رب کا سکینہ اور آل موسیٰ ؑ اور آل ہارون ؑ کے ترکے کا بقیہ موجود ہے

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اسی میں تمہارے لئے نشانی اگر تم مومن ہو تو

مُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ

(موجود) ہے۔ پھر جس وقت طالوت فوجیں لے کر چلا تو اس نے کہدیا کہ اللہ تعالیٰ

ا؎ طالوت جن کو خدا نے بادشاہ مقرر کیا انبیاء میں حضرت یوسف ؑ کے حقیقی بھائی کی اولاد سے تھے تو اس طرح یہ نہ نسبت نبوت سے تھے نہ نسبت مملکت سے لیکن تمام بنی اسرائیل سے ان کا علم بھی زیادہ تھا اور جسمانی قوت بھی، الا دولت دنیا ان کے پاس نہ تھی اسی لئے بنی اسرائیل نے ان میں یہی عیب نکالا اور کہا کہ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ۱۲ ۲؎ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ پروردگار عالم نے طالوت کو بادشاہ مقرر کرنے کے لئے دو صفتیں قرار دیں جن کو نبی نے جتلایا اور وہ کثرت علم و قوت جسمانی ہیں علم میں زیادہ ہونے سے ہر طرح سے مقدمات فیصل کرنے کی قدرت ہو سکتی ہے اور قوت جسمانی زیادہ ہونے سے دشمنوں پر غلبہ پانے کی اور ماتحتوں پر رعب قائم رکھنے کی قابلیت ہوتی ہے اور انتظام سلطنت کے لئے یہی دو چیزیں ضروری ہیں ۱۲ ۳؎ اَلتَّابُوْتُ لفظی معنی صندوق۔ یہ وہ تابوت تھا جو پروردگار عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور ان کی والدہ نے انہیں اسی میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تھا۔ بنی اسرائیل اس کو بہت متبرک جانتے تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب الواح توریت اور اپنی زرہ اور جو جو چیزیں آثار و آیات نبوت کی ان کے پاس تھیں وہ سب اسی میں رکھدی تھیں اور یہ اپنے وصی یوشع علیہ السلام کو سپرد کر دیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت اس وقت تک رہا جب تک کہ وہ اسکی عزت و حرمت کرتے رہے خود بھی معزز و محترم رہے مگر جب انہوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور اس تابوت کی بے حرمتی شروع کی اور یہ نوبت پہنچی کہ گلی کوچوں میں بچے تک اس سے کھیلنے لگے تو خدا تعالیٰ نے اس تابوت کو اٹھا لیا اور جس وقت انہوں نے اپنے نبی سے یہ درخواست کی کہ خدا ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دے تو خدائے تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اس بادشاہ کے مطیع ہو کر جہاد کریں اور تابوت کو بھی واپس فرما دیا ۱۲ ۴؎ سَكِينَةٌ تفسیر قمی میں ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ سکینہ جنت کی ایک ہوا ہے جس کا چہرہ انسان کا سا ہے (قول مترجم) جن کو اس میں شک ہو کہ ہوا کا چہرہ کیا ہوگا وہ پہلے اسے خیال کر لیں کہ ان کی جان یا روح کیا چیز ہے

۳۲
ع ۶
۱۶

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ

ایک دریا سے تمہاری آزمایش کرے گا جو اس میں سے پی لے گا وہ تو میرا نہیں ہے۔ اور جو اسے نہ چکھے گا

فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ

پس وہ یقیناً میرا ہے سوائے اس کے کہ ایک چلو بھر اپنے ہاتھ سے لے لے۔ پس ان میں سے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ

سوائے معدودے چند کے سب ہی نے تو پیا۔ پھر جب وہ اور اس کے ایماندار ساتھی اس (دریا) کو عبور کر گئے

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ

تو انہوں نے کہہ دیا کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے کا دم نہیں ہے۔ اور جن کو

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ

یقین تھا کہ ہم کو خدا کے سامنے جانا ہے انہوں نے کہا کہ بہت سے چھوٹے (چھوٹے) گروہ

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

بڑے (بڑے) گروہوں پر خدا کے حکم سے غالب آ گئے ہیں۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا

اور جس وقت وہ (لوگ) جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے نکلے تو انہوں نے عرض کی (کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو

صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ ۭ

پورا صبر عنایت فرما اور ہمارے قدم جمے رکھ اور اس کافر قوم کے برخلاف ہماری امداد فرما۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ

پھر انہوں نے اللہ کے حکم سے ان دشمنوں کو شکست دے دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَ

ان (داؤد) کو خدا نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو (جو) مناسب سمجھا تعلیم فرما دیا۔ اور

لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ

اگر خدا بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہے تو روئے زمین پر فساد پھیل جائے

الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ○ تِلْكَ

ولیکن اللہ کل عالموں پر فضل کرنے والا ہے۔ یہ

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

اللہ کی برحق آیتیں ہیں جو ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور بے شک تم رسولوں میں سے ہو۔

3

* ۵۱ اِلَّا قَلِيْلًا کافی میں ہے کہ وہ تین سو تیرہ آدمی تھے جن میں سے بعض نے تو چلو بھر کر پانی پیا بھی اور بعض نے مطلق نہ پیا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے ایک چلو پر اکتفا کی انہیں سیراب کرنے کو تو وہی کافی ہوا اور جنہوں نے اکتفا نہ کی ان کی پیاس بھی بڑھ گئی اور ہونٹ بھی سیاہ پڑ گئے اور وہ آگے چلنے سے بھی مجبور ہو گئے مسافر آخرت کی آزمائش کے لئے یہ دنیا بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے وہ دریا تھا۔ ۵۲ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالے نے بنی اسرائیل کے نبی کو وحی فرمائی تھی کہ جالوت کو وہ قتل کرے گا جس کے جسم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ ٹھیک آجائے گی اور وہ شخص لاوی بن یعقوب کی اولاد سے ہے اور اس کا نام داؤد بن آسی ہے یہ آسی ایک چرواہا تھا۔ جس کے دس بیٹے تھے جن میں سب سے چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے جب طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہو گیا اور جالوت سے لڑنے کے لئے انہیں جمع کرنے لگا تو آسی کو حکم بھیجا کہ وہ خود بھی حاضر ہو اور اپنے بیٹوں کو بھی لائے جب وہ سب حاضر ہوئے تو طالوت نے ہر ایک کو ایک ایک کر کے اپنے سامنے بلا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ پہنا پہنا کر دیکھی تو وہ کسی کے قد پر بڑی ہوئی اور کسی کے قد پر چھوٹی تب آسی سے دریافت کیا کہ تم اپنے کسی بیٹے کو چھوڑ بھی آئے ہو؟ اس نے عرض کی کہ ہاں میں سب سے چھوٹے لڑکے کو بکریاں چرانے چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو داؤد علیہ السلام کے بلانے کے لئے بھیجا۔ داؤد علیہ السلام جب حکم طلب سن کر چلے ہیں تو ان کے ہاتھ میں ایک گوپھن تھی راستے میں تین پتھروں نے آواز دی کہ اے داؤد (علیہ السلام) ہم کو لے لو چنانچہ انہوں نے انہیں اپنی جھولی میں ڈال لیا اور داؤد علیہ السلام بڑے شجاع۔ جسم کے قوی اور دل کے مضبوط تھے جس وقت طالوت کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ کی زرہ انہیں پہنائی گئی تو وہ بالکل ٹھیک آ گئی۔ اس کے بعد طالوت لشکر لے کر چلے تو نبی نے فوج سے خطاب کر کے کہا کہ اے بنی اسرائیل اس راستے میں خدائے تعالیٰ ایک دریا کے ذریعے سے

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۘ مِّنْهُم مَّن

ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی اُن میں سے ایسے بھی ہیں

كَلَّمَ اللَّهُ ۖ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

جن سے خدا نے کلام کیا اور بعض کے درجے بڑھائے۔ اور مریمؑ کے بیٹے عیسےٰؑ کو ہم نے

الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ

کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے سے اُن کی مدد کی۔ اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو

الَّذِينَ مِن بَعْدِهِم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ

وہ لوگ بعد اُس کے کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آ چکی تھیں ان پیغمبروں کے بعد نہ لڑتے لیکن

اخْتَلَفُوا فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

انہوں نے اختلاف کیا پھر اُن میں سے کوئی تو ایمان لایا اور کوئی ان میں سے کافر ہو گیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ

مَا اقْتَتَلُوا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

نہ لڑتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے

آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا

ایمان لانے والو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے

بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جس میں خرید و فروخت ہو گی نہ دوستی نہ سفارش۔ اور منکر (جو ہیں) وُہی ظالم ہیں۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا

اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ (اور) قائم ہے۔ نہ اُس کو اونگھ آتی ہے نہ

نَوْمٌ ۚ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَن ذَا الَّذِي

نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کا ہے۔ وہ کون ہے جو

يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

اس کے اذن بغیر اُس کی حضور میں شفاعت کرے۔ وہ لوگوں کے آئندہ اور گزشتہ کا حال جانتا ہے۔

خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ

اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جتنا وہ چاہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ

اُس کی کرسی آسمانوں کو اور زمین کو حاوی ہے۔ اور اُن دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔

ع ۱

۵ مِنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جن سے خدائے تعالیٰ نے کوہ طور پر باتیں کی تھیں اور فخر انبیاء جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ جن سے شب معراج اس وقت باتیں کی تھیں جب کہ آنحضرت مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی پر فائز ہوئے تھے اسی سے درجوں کا تفاوت ظاہر ہے ۱۲

۵۲ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ عیون اخبار الرضا میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے کوئی مخلوق مجھ سے افضل پیدا نہیں کی اور مجھ سے زیادہ کسی کی عزت خدا کے نزدیک ہے جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا جبرئیل امین؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو کل انبیاء و مرسلین پر فضیلت دی ہے اور اے علیؑ میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے۔ پھر اُن ائمہ کا جو تمہارے بعد ہوں گے اور ملائکہ تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں ۱۲

۵۳ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے بعد آنحضرت کے یقیناً اختلاف کیا اور بعض اُن ہی سے مومن رہے اور بعض کافر ہو گئے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بروز جنگ جمل دریافت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہیں اور یہ لوگ بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں اور ہم بھی اور یہ لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور یہ وہ ہیں جو کافر ہو گئے

۵۴ يَوْمٌ مراد یہ ہے کہ اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے کچھ کر لو۔ جس دن کی یہ حالت ہے کہ جو کچھ تم سے کمی ہوگئی ہے اُس کا کچھ تدارک نہ کر سکو گے نہ عذاب سے چھوٹ سکو گے کیونکہ نہ تو اُس دن بیع و شریٰ ہوگی کہ کچھ خرچ کر کے نفع حاصل کر سکو یا عذاب کے بدلے کچھ فدیہ دے سکو نہ دوستی کہ دوست ہی تمہارے کام آ سکیں یا چشم پوشی کر سکیں کیونکہ ان کے بارے میں تو خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (دوست اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگار

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ○ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَدْ تَبَيَّنَ

اور وہ بلند مرتبہ (اور) صاحب عظمت ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ یقیناً

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ

ہدایت گمراہی سے الگ ہوگئی۔ پس جو شخص طاغوت کا منکر ہو اور اللہ پر ایمان لائے

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ

اس نے بیشک مضبوط رسّی پکڑ لی۔ جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ

سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا حامی ہے ان کو تاریکیوں سے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ

نور کی طرف نکال لاتا ہے۔ اور جو منکر ہو گئے ان کے حامی طاغوت ہیں

يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

جو ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں اور وہی جہنمی ہیں۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي

جس میں وہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔ کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے ان کے

رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي

رب کے بارے میں حجت کی اس سے کہ خدا نے اسے سلطنت دے دی تھی۔ جس وقت ابراہیمؑ نے یہ کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے

يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ۖ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ

جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ خدا

يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال لا اس پر وہ کافر مبہوت ہو گیا

الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ أَوْ كَالَّذِي

اور اللہ ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ یا مانند اس شخص کے

مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي

(تم نے نہیں دیکھا) جو ایک بستی کے پاس سے گزرا اور وہ (بستی) اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی (اور دیکھ کر) کہنے لگا کہ

هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ

اللہ اس بستی کو اس کے اجاڑنے کے بعد کیونکر زندہ کریگا پس اللہ نے اس کو سو برس کے لئے موت دی پھر اس کو زندہ کر دیا۔

ف١ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ حقیقت میں مذہبی معاملات میں جبر کرنے کی ممانعت ہے اس آیت میں اَلرُّشْدُ سے مطلب ایمان جس کا نتیجہ سعادتِ ابدی ہے اور الْغَيِّ سے مراد ہے کفر جس کا انجام ہمیشہ کی بدبختی ہے اور عاقل پر جس وقت یہ دونوں باتیں ظاہر ہو جائیں گی تو اس کا نفس خود بخود سعادت اور نجات ابدی حاصل کرنے کے لئے ایمان اختیار کرے گا اور اس کو مجبور کرنے کے لئے کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ اس آیت کی نوعیت کے بارے میں چند حدیثیں ہیں جن کا خلاصہ ہے کہ یا تو یہ آیت عام ہے۔ اس صورت میں اس کا حکم آیہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ سے منسوخ ہے اور یا یہ آیت خاص ہے اسوقت اس کا حکم ان یہود و نصاریٰ سے مخصوص ہے جو مسلمانوں کے ماتحت ہوں اور جزیہ دیتے ہوں ۱۲

ف٢ بِالطَّاغُوتِ الطغیان یعنی سرکشی ۲۴ ع ۳ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا ۱۲

ف٣ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وقف لازم کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے ہم اہلبیتؑ کی مودت مراد ہے ۱۲

ف٤ لَا انْفِصَامَ لَهَا معانی الاخبار میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جسے یہ منظور ہو کہ وہ ایسی مضبوط رسّی پکڑے جو کبھی نہ ٹوٹے اسے لازم ہے کہ میرے بھائی اور میرے وصی علی ابن ابی طالب کی ولایت قبول کرے کیونکہ جو ان سے محبت و تولا رکھے گا وہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے گا وہ ہرگز نجات نہ پائے گا ۱۲

ف٥ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد آل محمدؐ ہیں اور ظلمات سے مراد ان کے دشمن۔ ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میں تو بہت لوگوں سے ملتا جلتا ہوں تو مجھے اس سے تعجب آتا ہے کہ جو لوگ آپ سے تولا نہیں رکھتے اور فلاں فلاں کے دوستدار ہیں ان میں امانت و سچائی اور وفا پائی جاتی ہے اور جو لوگ آپ کے دوستدار ہیں ان میں نہ امانت ہے نہ وفا نہ سچائی۔ ابن یعفور کا قول ہے کہ امام علیہ السلام یہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور مثل ایک غصہ ور شخص کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص امام ظالم کی ✤ کا قائل ہو اور ایسے امام کو مانتا ہو جس کا تقرر خدا کی طرف سے نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے اور جو امام عادل کی ولایت کا قائل ہے جس کا تقرر خدا کی طرف سے ہے اسپر کوئی عتاب نہ ہونا چاہیئے۔ میں نے عرض کی کہ ان کا کوئی دین ہی نہیں ہے اور ان پر کوئی عتاب نہیں ہے؟ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ
(اور) پوچھا کہ تم یہاں کتنے دن رہے؟ جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم۔ فرمایا (نہیں) بلکہ

لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ
تم سو برس رہے ہو اب اپنے کھانے اور پینے کو دیکھو کہ وہ

يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَ
سڑا بسا نہیں ہے۔ اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو اور تاکہ ہم تم کو آدمیوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور

انْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا
ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم کس طرح ان کو جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جس وقت

تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ
یہ بات ان پر کھل گئی تو کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر شے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور

قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ
(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ حضرت ابراہیم نے عرض کی تھی کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کیا کرتا ہے

تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً
فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ عرض کی ایمان ضرور لایا ہوں لیکن اس لئے کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔ فرمایا تو تم چار

مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ
پرندے لو پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ملا کے ہر ہر پہاڑ پر

مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
ان کا ایک ایک ٹکڑا ڈال دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور یہ سمجھ لو کہ خدا

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ
زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ مثال ان کی جو اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں

اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ
اس دانے کی سی مثال ہے جو سات بالیں اگائے کہ ہر بال میں

مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝
سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ
جو لوگ اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کر چکے اس کے بعد

سلہ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام آسمان و زمین کی نشانیاں دیکھ رہے تھے ان کی نظر سمندر کے کنارے ایک مُردہ جانور پر پڑی جو آدھا تو پانی میں تھا اور آدھا خشکی میں۔ سمندر کے جانور آ آ کر پانی میں جو حصّہ تھا اُسے کھا کھا جاتے تھے اور پھر وہاں سے ہٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور کھا جاتے تھے اور خشکی کے جانور آ کر خشکی والے حصّے کو کھا کھا جاتے اور پھر پلٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے کو کھا کھا جاتے تھے۔ جناب ابراہیم کو اس معاملے سے تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی کہ پروردگار عالم تو مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے اور مقصد یہ تھا کہ ایک دوسرے کو اور دوسرے نے تیسرے کو کھا لیا تو اجزا اس قدر مخلوط ہو گئے کہ اُن کا پھر بجائے خود لوٹنا عجیب چیز ہے۔ پروردگار عالم نے سوال کیا کہ تم ایمان نہیں لائے؟ عرض کی کہ ایمان میں فرق نہیں ہے بلکہ اطمینان طلب کرتا ہوں کہ اس واقعہ کو بھی اسی طرح دیکھ لوں جس طرح اور سب چیزوں کو دیکھتا ہوں۔ حکم ہوا کہ چار پرندے لے کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور اُن ٹکڑوں کو خوب مخلوط کر لو جس طرح اس مُردار کے اجزا درندوں کے پیٹ میں مخلوط ہو گئے ہیں پھر اُن ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر رکھ دو پھر بلاؤ اور دیکھو کہ وہ کس طرح دوڑتے چلے آتے ہیں۔ جناب امام رضا علیہ السلام کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار پرندے گدھ، بطخ، مور اور مرغ تھے ۱۲

۳۵ ع ۳ ۲

سلہ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا جناب ابراہیم کے دل میں کچھ شک تھا فرمایا نہیں حضرت ابراہیم کے دل میں یقین تھا اور انہوں نے یہ چاہا کہ اللہ ان کے یقین کو زیادہ کر دے۔ (قول مترجم) مثلاً بہت سے مسلمان جنہوں نے شہر مکہ اور مدینہ نہیں دیکھا وہ ان کے وجود کا یقین تو رکھتے ہیں مگر یہ درجہ علم الیقین کا ہے اور جب حج اور زیارات سے انشاء اللہ مشرف ہو جائیں گے تو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔ یعنی یقین میں نمایاں زیادتی ہو جائے گی ۱۲ سلہ يُضَاعِفُ لِمَنْ

مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

احسان نہیں جتاتے اور ایذا نہیں پہنچاتے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس صلہ ہے اور

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ

ان کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ نرم بات اور

مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝

درگذر اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا ہو اور اللہ بے نیاز (اور) بردبار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ

اے ایمان لانے والو تم اپنے صدقات کو احسان جتانے سے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

مثل اس شخص کے جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے صرف کرتا ہے اور اللہ اور قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ

ایمان نہیں رکھتا۔ پس اس کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر زور کا مینہ پڑے

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَ

اور اسے صفا چٹ چھوڑ جائے۔ اسی طرح جو کچھ انہوں نے کیا ہے کچھ بھی اس میں سے نہ پائیں گے۔ اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اللہ منکر لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ ان لوگوں کی مثل جو اپنے اموال کو

اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

خدا کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لئے اور اپنی ذات کی ثابت قدمی کی وجہ سے صرف کرتے ہیں

كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ

اس باغ کی سی ہے جو بلندی پر ہو اور اس پر زور کا مینہ پڑے پھر وہ دوچند پھل دے۔

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

پھر اگر زور کا مینہ اس پر نہ پڑے تو ہلکا (ہی سہی) اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ

جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں جس میں اس کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں اور

۵۱ مَنًّا وَّلَآ اَذًى جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ خدائے تعالٰے کو چند باتیں ناپسند ہیں منجملہ ان کے یہ کہ بعد صدقہ دینے کے اس کا احسان جتایا جائے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص نے کسی مومن کے ساتھ نیکی کی اور پھر اس کو احسان جتایا یا کچھ کہکر اس کی دل آزاری کی تو خدا اسکے صدقے کو یقیناً باطل کردیگا ۱۲ ۵۲ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب عثمان اور معاویہ اور ان کے پیرووں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۱۲ ۵۳ اِبْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے ۱۲

اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ

اس (شخص) کو بڑھاپا آ گئے اور اس کے بچے (ابھی) کمزور ہوں پھر اس باغ میں ایک بگولا آ جائے

فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ بھی ہو جس سے وہ (باغ) جل جائے۔ اسی طرح اللہ تمہارے (نفع کے) لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم

تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

غور و فکر کرو۔ اے ایمان لانے والو جو کچھ تم نے نیک

كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا

کمائی کی ہے اور جو جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) صرف کرو اور

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا

خراب چیز کو اس نیت سے کہ اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو چھوتا بھی نہیں حالانکہ تم خود اس کے لینے کے روادار نہیں ہو سوائے اس کے

فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ

کہ اس کے بارے میں چشم پوشی کرو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ بے نیاز (اور) لائق حمد ہے۔ شیطان تم کو فقر سے ڈراتا

الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ

اور بیہودہ باتوں کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے

فَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ

اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔ (وہ) جس کو چاہتا ہے حکمت عنایت فرماتا ہے۔ اور

مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا

جس کو حکمت دی گئی اسے (تو) بہت کچھ خیر و برکت دی گئی حالانکہ سوائے عقلمندوں کے

الْاَلْبَابِ ۝ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ

کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ اور جو کچھ بھی تم نے (راہ خدا میں) صرف کیا اور جو کچھ بھی تم نے منت مانی

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا

وہ اللہ کو ضرور معلوم ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اگر تم

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ

صدقات کو ظاہر کرو تو اچھا ہے۔ اور اگر تم چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تمہارے حق میں اور بہتر ہے اور تمہاری بدیوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس

۱؎ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے ایام جاہلیت میں بُرے پیشوں سے روپیہ پیدا کیا تھا جب ایمان لے آئے تو انہوں نے چاہا کہ اس روپیہ میں سے صدقہ نکالیں جسے خداوند عالم نے منع فرما کر حکم دیا کہ جو جائز پیشوں سے کمایا ہوا اس میں سے صدقہ نکالو۔ ۲؎ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے خرما کی زکوٰۃ کا حکم دیا تو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے ایسے خرمے لائے جن کو جعرور اور معافارہ کہتے ہیں جن میں گودا کم ہوتا ہے اور گٹھلی بڑی حضرت رسول خدا نے ان لوگوں کو جو زکوٰۃ کے محصل تھے اور باغ وغیرہ کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے یہ حکم دیا کہ ان دونوں قسموں کو اندازہ سے خارج کر دو اور ان میں سے کچھ نہ لاؤ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ۱۲ ۳؎ بِالْفَحْشَآءِ اس سے مراد بخل ہے کیونکہ عرب کے محاورہ میں بخیل کو فاحش کہتے ہیں ۱۲ ۴؎ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ تفسیر عیاشی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حکمت سے مراد معرفت خدا ہے اور علم فقہ اور جو شخص تم میں سے فقہ سے واقف ہے وہ حکیم ہے اور ابلیس کو کسی مومن کا مرنا اتنا پسند نہیں جتنا کہ فقیہ کا مرنا اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ حکمت معرفت خدا کی روشنی ہے اور پرہیزگاری کی میراث اور سچائی کا پھل اور اگر میں یہ کہوں کہ خدا نے حکمت سے زیادہ بہتر برتر اور عمدہ تر کوئی نعمت عطا نہیں کی ہے تو بالکل بجا ہے حکیم کی صفت یہ کہ کام کے شروع کرتے وقت ثابت قدم ہوتا ہے اور اس کے انجام سے باخبر اور مخلوق خدا کو خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ کچھ سوار آنحضرت کو ملے انہوں نے عرض کی کہ السلام علیک یا رسول اللہ حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم مومن ہیں فرمایا کہ اپنے ایمان کی حقیقت تو بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم مشیت خدا پر

خبیرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ
آگاہ ہے۔ (اے رسولؐ) تمہارے ذمہ یہ نہیں ہے کہ تم ان کو منزل مقصود تک پہنچادو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے منزل مقصود تک

یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ
پہنچادیتا ہے۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کروگے اس کا نفع تمہارے ہی لئے ہوگا۔ جس حال میں کہ تم سوائے خدا کی

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ
رضا جوئی کے اور کسی غرض سے صرف نہ کرو۔ اور جو کچھ بھی تم نیکی میں خرچ کروگے وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور

اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ
تم کو کچھ نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ تمہارے صدقات ان محتاجوں کا حق ہیں جو راہ خدا میں محصور ہو گئے ہوں

اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ؗ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ
اور کسی طرف ملک میں جا نہ سکتے ہوں ناواقف ان کو

اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ۚ لَا یَسْـَٔلُوْنَ
ان کی خودداری کی وجہ سے بے نیاز خیال کرتا ہے۔ تم ان کی علامتوں سے انہیں پہچان لوگے۔ وہ لوگوں سے

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع
گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔ اور تم نیکی میں جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ اس سے آگاہ ہے۔

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً
جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) صرف کرتے ہیں۔

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ

یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
غمگین ہوں گے۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبر سے نکل کر) نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح

یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کردیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ
کہتے تھے کہ معاملہ بیع بھی مثل سود کے ہے۔ حالانکہ خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور

الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا
سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو جو کچھ

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۳ گذشتہ) اور وہ چیز کو جو تم خود نہ کھاؤ گے اور اس خیال سے ڈرتے رہو جس کی حضور میں جاؤگے ۱۲

۵۵ تُخْفُوْهَا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو بات خدا نے تم پر واجب کی ہے اس کا تو خفیہ کی نسبت علانیہ بجالانا بہتر ہے اور جو کچھ تم اپنی خوشی سے بندگی اور اطاعت کے طور پر بجالاؤ اس کا خفیہ کرنا بہ نسبت اظہار کے بہتر ہے اور اگر کوئی شخص مال زکوٰۃ اپنے کندھے پر اٹھا کر لے جائے اور علانیہ اسے تقسیم کرے تو بہت ہی بہتر ہے ۱۲ ۞ ۱۲

* [illegible] ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) ۵۱ لِلْفُقَرَآءِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت اصحاب صُفّہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور وہ مہاجرین میں سے کوئی چار سو آدمی تھے جو مسجد رسولؐ کے ایک چھتے میں رہتے تھے اور اپنا وقت علم دین حاصل کرنے اور عبادت کرنے میں صرف کرتے تھے اور جس سریہ میں آنحضرتؐ ان کو بھیجتے تھے چلے جاتے تھے ۱۲

ع ۳۷ / ۵

۵۲ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے پاس کسی وقت چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا ان میں سے حضرتؑ نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم خفیہ اور ایک درہم علانیہ خیرات کر دیا۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کو یہ خبر پہنچی دریافت کیا کہ اے علیؑ تم نے اس طرح کیوں کیا ہے عرض کی کہ خدا کا وعدہ پورا کرنے کے لئے (تفصیل ضمیمہ میں)

وقف منزل

وقف لازم

۵۳ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ شب معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے کہ ان میں سے جو شخص اُٹھنے کا ارادہ کرتا تھا اپنے شکم کی بزرگی کی وجہ سے اُٹھ نہ سکتا تھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے پھر دیکھتا کیا ہوں کہ وہ آلِ فرعون کے راستے پر ہیں۔ صبح و شام جہنم اُن کو

سَلَفَ ۗ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۗ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

پہلے گزر چکا وہ اس کے لئے معاف ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے۔ اور جو پھر ایسا ہی کریں وہی دوزخی ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور اللہ کسی منکر گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے

الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پروردگار کے پاس ہے۔ اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان لانے والو

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور سود جو (کسی پر) باقی رہ گیا ہے اُسے

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

چھوڑ دو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور

رَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ

اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم توبہ کرو تو تمہاری اصل پونجی تم کو ملنی چاہیئے۔ نہ تم ظلم کرو

وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۗ

اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور اگر مقروض تنگدست ہو تو فراغت کے زمانے تک مہلت (دو)

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

اور اگر تم اصل قرض معاف کر دو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔ اور اس دن سے ڈرو

تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

جس دن خدا کے حضور میں حاضر کئے جاؤ گے پھر ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اے ایمان لانے والو جب تم کسی مقررہ مدت کے لئے آپس میں قرض کا

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۗ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ

لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور لازم ہے کہ کاتب تمہارے مابین

۱؎ فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۔ من لا یحضر الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ورثہ میں کچھ مال پائے اور اُسے یہ معلوم ہو کہ اس مال میں سود ملا ہوا ہے لیکن تجارت وغیرہ کا اور حلال مال بھی شامل ہے تو وہ کل مال اس کے لئے حلال اور طیب ہے اُسے صرف میں لائے اور اگر کوئی حصۂ مال علیحدہ معلوم ہو کہ یہ سود ہے تو اسے مسترد کر دے اور جو اپنا راس المال ہو وہ رکھے۔ اور اگر کسی شخص کو بہت سا مال ملے جس کا بیشتر حصہ سود ہو لیکن اُسے خبر نہ ہو اور بعد میں معلوم ہو اور وہ اس کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جو سود آ چکا ہے وہ اس کا ہے اور جو آنے والا ہے اسے چھوڑ دے۔ قول مترجم۔ مال مخلوط کا حکم یعنی جس مال میں حرام اور حلال دونوں ملے ہوں مگر نہ مقدار مال حرام معلوم ہو نہ اس کا مالک تو کل کا خمس دے کر باقی ورثا کیلئے جائز ہے۔ اِلّا اگر مقدار مال مع مالک معلوم ہو تو ضرور مسترد کر دینا چاہیئے ۱۲

۲؎ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بہت دفعہ سود خواروں کا مال کچھ بھی گھٹتا نظر نہیں آتا حضرت نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اور مٹانا کیا ہوگا کہ سود کا ایک درہم دین کو مٹا دیتا ہے اور اگر سود خوار کی توبہ قبول ہو جائے گی تو اس کا مال ضرور جاتا رہے گا اور وہ ضرور محتاج ہو جائے گا ۱۲

۳؎ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔ تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہٖ نے فرمایا کہ ہر چیز پر فرشتے مامور ہیں سوائے صدقہ کے جسے پروردگار عالم خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی پرورش فرماتا ہے جس طرح تم اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہو اور قیامت کے دن جب وہ تم کو دیا جائے گا تو مثل کوہ اُحد ہوگا۔ نیز حدیث نبوی میں وارد ہے کہ کوئی مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا ۱۲

۴؎ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سود کا ایک درہم خدا کے نزدیک ستر زنا سے بدتر ہے جو محرم عورتوں یعنی خالہ پھوپھی وغیرہ سے کیا گیا ہو۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ سود ...

۳۸ ع ۸ ۶

[illegible]

بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ

انصاف سے لکھے اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ جس طرح اللہ نے اسے سکھایا ہے

فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَ

اسی طرح لکھ دے۔ اور جو قرض لینے والا ہو وہ لکھواتا جائے اور اُسے لازم ہے کہ خدا سے ڈرے اور

لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا

قرض دینے والے کا کچھ حق کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ قرض لینے والا نادان

أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ

یا کمزور ہو یا عبارت خود نہ بتلا سکتا ہو تو اُس کا ولی

بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ

انصاف کے ساتھ بتلائے۔ اور گواہوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں دو مردوں کو گواہ بنالو۔ اور اگر

يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالو تاکہ ان (عورتوں) میں سے

الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ

اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ

اور گواہ جس وقت بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور تم کسی چھوٹے بڑے معاملہ کے لکھنے میں

صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ

سستی نہ کرو۔ خدا کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اور

لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

شہادت کا زیادہ ثبوت ہے اور اس بات کے زیادہ قرین ہے کہ تم کو شک نہ پڑے سوائے اس کے کہ جو نقد سودا ہو

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَ

جیسا تم باہمی لین دین کیا کرتے ہو پس اگر تم اس کو نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور

أَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۵

جس وقت تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو۔ اور کاتب کو اور گواہ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے

وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ

اور اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو (احکام) تعلیم کرتا ہے۔

۵ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لئے قرار دی ہے کہ عورتوں کی عقل ناقص ہے اور ان کا دین بھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کئی حدیثوں میں یہ مضمون ہے کہ چار آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جن میں ایک وہ ہے جو اپنا مال بغیر لکھے پڑھے اور بغیر شہادت کے کسی کو قرض دے دے اور پھر وہ ادا نہ دے اور یہ اُس کے حق میں دعائے بد کرے تو اس کی دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو شہادت لے لینے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور اُن ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص کا حق اس سبب سے مارا جائے کہ اُس نے کسی معاملہ پر گواہ نہ کئے تھے۔ تو اُس کو کوئی اجر نہ ملے گا ۱۲

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا

اور خدا ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی

كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ

کاتب نہ پاؤ تو جو چیز تمہارے پاس ہے اُسے رہن کر دو۔ پھر اگر تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو امین سمجھ لے تو

الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

جس کو امین سمجھا گیا ہے اسے لازم ہے کہ دینے والے کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور شہادت کو نہ چھپاؤ

وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝

اور جو شہادت کو چھپائے گا اس کا دل یقیناً گنہگار رہے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ (ہی) کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ

خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اٰمَنَ

جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ ہر شے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔

الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

رسول ان پر ایمان لائے ہیں جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور مومنین (بھی)۔ سب

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ

اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ ہم اس کے رسولوں میں سے

مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ

کسی کی تصدیق میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار

اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا

ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہیں اور تیری ہی طرف بازگشت ہے۔ اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ

(اب) جو کچھ اس نے اچھا کیا اس کا نفع اس کے لئے ہے اور جو کچھ اس نے برا کیا اس کا نقصان اس کے لئے ہے۔ اے ہمارے پروردگار

نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ

اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو اس کا مواخذہ نہ کر۔ اور ہم پر ویسا بار نہ ڈال جیسا ان پر ڈالا تھا

ـــــــــــــــ

ــلہ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری امت سے نو چیزوں کے متعلق بازپرس نہ کی جائے گی نسیان (بھول)، خطا (چوک)، لاعلمی، بے بسی (جس کام کے کرنے کی قدرت وطاقت نہ ہو)، حالت اضطرار میں جو کچھ ہو جائے، کسی ظالم کے جبر سے جو بات کرے، شگون لینا۔ مخلوق خدا کے بارے میں غور کرتے وقت جو وسوسے دل میں گزریں

۳۹ ع ۲ ۷

حسد جس وقت تک کہ زبان یا ہاتھ سے اس کا اظہار نہ کیا جائے تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات واجب فرمائی ہے کہ اس شخص کو ہرگز جنت میں داخل نہ کرے جس کے دل میں اول و ثانی کی محبت ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ہو ۱۲

ــلہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا اَلْكٰفِرِیْنَ متعدد حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ان آیات میں وہ گفتگو ہے جو پروردگار عالم اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے مابین شب معراج ہوئی ۱۲ احتجاج طبرسی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بروایت اپنے آبائے کرام کے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں جناب رسول خدا کے مناقب بیان کئے گئے ہیں از انجملہ یہ ذکر بھی ہے کہ آنحضرت کو جب شب معراج مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جایا گیا جو ایک مہینہ بھر میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور پھر وہاں سے آسمانی سلطنتوں کی سیر کرائی گئی جو پچاس ہزار برس میں طے ہونے کا فاصلہ ہے۔ مگر ایک تہائی رات سے کم میں آنحضرت وہاں پہنچائے گئے یہاں تک کہ ساق عرش کے قریب پہنچے اور چھت سے رفرف سبز آپ کے قریب آ گیا۔ اور نور نے بصارت پر احاطہ کر لیا۔ اس وقت اپنے پروردگار کی عظمت کو آپ کی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہری آنکھوں سے کچھ نہ دیکھا اور قرب کی یہ نوبت پہنچی جیسے خود باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اس وقت جو ارشادات ہوئے ان کی نسبت فرماتا ہے فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی پس اس وقت آنحضرت کی طرف خدائے تعالیٰ نے

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے پروردگار اور ہم سے اتنا نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہیں

بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا

اور ہم سے درگزر کر۔ اور ہم کو بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تو ہمارا آقا ہے

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ع

پس ہم کو کافر لوگوں کے مقابلے میں مدد دے۔

آیاتھا ۲۰۰ حروفھا ۱۵۳۲۶ سورة آل عمران مدنية کلماتھا ۳۵۴۲ رکوعھا ۲۰

سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ

الٓمّٓ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ و قائم ہے۔ اس نے تم پر

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ

کتاب برحق نازل کی جو اپنے سے پہلی (کتب) کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے آدمیوں کی

الْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۵

ہدایت کے لئے پہلے توریت و انجیل نازل کی اور اسی نے قرآن اتارا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ

بیشک جو لوگ خدا کی نشانیوں کے منکر ہو گئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اللہ

عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي

زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔ بیشک اللہ سے کوئی چیز آسمان اور زمین کی

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ

چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں

كَيْفَ يَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بنا دیتا ہے۔ سوائے اس زبردست حکمت والے کے کوئی معبود نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

وہ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی کچھ آیتیں تو صاف صاف ہیں اور وہی

سلہ ۵۱ الفرقان کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن تو ساری کتاب ہے اور فرقان اس کا وہ حصہ ہے جو محکم اور واجب العمل ہے ۱۲ سلہ ۵۲ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ تفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا جس وقت کسی بندے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آدم سے لے کر اس کے باپ تک جتنی صورتیں گزری ہیں سب کو جمع فرماتا ہے۔ پھر اس کو ان میں سے کسی ایک کی صورت پر پیدا کر دیتا ہے۔ لہذا کوئی شخص اپنے بیٹے کے بارے میں یہ نہ کہے کہ یہ مجھ سے یا میرے باپ دادا سے ذرا بھی مشابہ نہیں" کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے کہ کسی ایسے نطفہ کو جس سے عہد و پیمان لے چکا تھا صلب آدم سے پیدا کرے (خلقت تام عطا فرمائے) یا جو مصلحت ہو اور اسے رحم میں جگہ دے تو خدائے تعالیٰ مرد کو جماع کے لئے حرکت دیتا ہے اور رحم کو وحی فرماتا ہے کہ تو اپنا دروازہ کھول دے کہ میری مخلوق تیرے اندر آئے اور میری قضا و قدر اس کے بارے میں جاری ہو جائے (اس حکم کی تعمیل میں) رحم اپنا دروازہ کھول دیتا ہے اور نطفہ رحم میں پہنچ جاتا ہے اور چالیس دن اس میں الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے پھر تھلتھل یا بستہ پانی سا ہو جاتا ہے، چالیس دن اسی حالت میں رہتا ہے، پھر لوتھڑا بن جاتا ہے۔ چالیس دن اسی حالت میں رہتا ہے پھر گوشت بن جاتا ہے جس میں رگوں کا جال سا پھیلا ہوا ہوتا ہے پھر خدائے تعالیٰ پیدائش کا کام انجام دینے والے دو فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی مشیت کے مطابق عورتوں کے رحم میں پیدائش ہی کا کام انجام دیا کرتے ہیں یہ عورت کے منھ کی طرف سے اس کے پیٹ میں جاتے ہیں اور رحم تک پہنچتے ہیں جس میں مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم سے منتقل ہو کر آنے والی روح قدیمہ (یعنی نفس نباتیہ) پہلے سے موجود ہوتی ہے یہ دونوں اس میں بقا و زندگی کی روح پھونک دیتے ہیں اور کان آنکھیں کل اعضاء اسی لوتھڑے میں سے چیر پھاڑ کر کھینچ تان کر حکم خدا سے بنا دیتے ہیں

اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

کتاب کی اصل ہیں اور کچھ گول گول ہیں اب جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ ہے

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

وہ فتنہ پھیلانے کی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی غرض سے ان گول گول آیتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ

حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا اور ان لوگوں کے جو علم میں مضبوط ہیں (دوسرا) کوئی نہیں جانتا وہ یہ

اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا

کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہر ایک (محکم و متشابہ) ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور سوائے صاحبان عقل کے (اس سے)

الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

اور کوئی نصیحت نہیں حاصل کرتا۔ اے ہمارے پروردگار بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت کر چکا ہمارے دل حق سے نہ ہٹا اور

لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما۔ بیشک تو سب سے بڑا عطا کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

سب لوگوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں۔ بیشک اللہ خلاف وعدہ

الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

نہیں کرتا۔ جو کافر ہوگئے ان کے مال اور ان کی اولاد (غضب) خدا سے

وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

انہیں ذرہ بھر بھی ہرگز ہرگز نہ بچائیں گے اور وہ جہنم کا کندہ بنیں گے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلوں کی گت بنی۔ جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ

پھر خدا نے ان کے گناہوں کے بدلے میں ان کو گرفتار کیا۔ اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ جو

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ

کافر ہوگئے ہیں ان سے کہدو کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم میں جمع کئے جاؤ گے۔ اور (وہ بہت ہی) برا

الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ

ٹھکانا ہے۔ بیشک تمہارے لئے ان دو گروہوں کے بارے میں جو مقابل ہوگئے تھے ایک نشانی (موجود) تھی۔ ایک گروہ تو

سلہ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ وہ آیتیں ہیں جن میں مختلف احتمال پیدا ہو سکتے ہیں اور جن کا مقصد بغیر کامل غور و خوض کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور غرض اصلی ان کی یہ ہے کہ علمائے ربانی کی فضیلت عام مخلوق پر ظاہر ہو جائے کہ وہ کس طرح ان کے معانی استنباط کر کے بتلا سکتے ہیں اور کیونکر ان کا ربط محکمات کے ساتھ دکھلا سکتے ہیں اور کس طرح ان کے ذریعے سے توحید اور معرفت خدا تک پہنچا سکتے ہیں کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل میں منقول ہے کہ محکمات سے مراد جناب امیر و آئمہ ہیں اور متشابہات سے مراد فلاں و فلاں۔

سلہ وَالرّٰسِخُوْنَ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ہم ہیں اور اس کی پوری پوری تاویل سے ہم واقف ہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں یہ روایت ہے کہ پروردگار عالم کی رحمت چونکہ بہت بڑی وسیع ہے اور اپنی مخلوق پر وہ بہت مہربان ہے۔ اور وہ یہ جانتا تھا کہ بدل ڈالنے والے اس کے کلام میں بہت سے تغیرات پیدا کر دیں گے اس لئے اس نے اپنے کلام کو تین قسم پر منقسم فرمایا ہے ان میں سے ایک قسم تو ایسی ہے کہ اسے عالم اور جاہل سب جانتے ہیں ایک قسم ایسی ہے جسے وہی لوگ جانتے ہیں جن کے ذہن صاف ہیں حس لطیف ہے۔ تمیز صحیح ہے اور جن کے سینے پروردگار عالم نے اسلام کی خوبیاں سمجھنے کے لئے کھول دیئے ہیں اور ایک قسم ایسی ہے جس کو سوائے خدا اور انبیاء اور الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ کے کوئی نہیں جان سکتا اور پروردگار عالم نے ایسا اس لئے کیا کہ اہل باطل جو میراث رسولؐ پر غاصبانہ قابض ہو جائیں وہ اس علم کتاب کا دعویٰ نہ کر سکیں جس میں سے فی الحقیقت خدا نے ان کے لئے کوئی حصہ مقرر ہی نہیں کیا ہے بلکہ یہ نوبت پیش آئے کہ جن کو خدا نے اپنا ولی مقرر کیا ہو اور ان کی اطاعت سے خدا پر بہتان باندھ کر اور ان لوگوں کی کثرت پر نازاں ہو کر جو ان کی اطاعت اور نصرت کو کھڑے ہو گئے ہوں اور خدا اعداء کے

ع ۹
۹

تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ

راہِ خدا میں لڑتا تھا اور دوسرا کافر تھا اور وہ کھلی آنکھوں اپنے مقابل والوں کو

رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي

اپنے سے دوچند دیکھ رہا تھا - اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے - بیشک

ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ

اس واقعہ میں صاحبانِ بصیرت کے لئے نصیحت ہے - لوگوں کی نظر میں ان خواہشوں کی محبت

الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ

زینت پا گئی ہے جو عورتوں اور بچوں سونے اور چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر ہوئے

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَ

توڑوں وغیلے گھوڑوں اور چوپایوں اور

الْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ

کھیتی باڑی سے متعلق ہوں - یہ زندگانی دُنیا کا سرمایہ ہیں - اور انجام کی نیکی

حُسْنُ الْمَآبِ ۝ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ

خدا ہی کے ہاتھ ہے - تم کہدو کیا میں تمکو ان سے اچھی چیزوں کی خبر دوں ان کے لئے جنھوں نے

اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

پرہیزگاری اختیار کی ان کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیبیاں ہیں اور خدا کی خوشنودی ہے - اور

اللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا

خدا کل بندوں کا نگران ہے - جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصَّابِرِينَ وَ

لائے ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچالے - صبر کرنے والے اور

الصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ

سچ بولنے والے اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور تڑکے مغفرت مانگنے والے

بِالْأَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَ

(یہی ہیں) خدا نے خود اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے اور کل فرشتوں نے اور

سلہ وَاُخْرٰی کَافِرَۃٌ یعنی مشرکین مکہ ۱۲ سلہ یَرَوْنَھُمْ مِّثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ مطلب یہ ہے کہ بدر کے دن مشرکوں کو مسلمان اپنی تعداد سے دوچند نظر آتے تھے اور خود ان کی تعداد ایک ہزار تھی یا یہ کہ مسلمان جس قدر تھے اس سے دوچند ان کو نظر آتے تھے - اور ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی یا ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ مومنین کو مشرکین اپنے سے دوچند نظر آتے تھے حالانکہ تھے وہ سہ چند سے بھی زیادہ ۱۲ سلہ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ قناطیر جمع قنطار اور قنطار کے معنی ہیں اس قدر سونا جس قدر کہ ایک بیل کی کھال میں سما جائے ۱۲ سلہ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا اور آخرت کی لذتوں میں سے آدمیوں کے لئے کوئی لذت عورتوں سے زیادہ نہیں ہے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں سب سے پہلے اسی کا ذکر فرمایا زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ پھر ان حضرتؑ نے فرمایا کہ اہل جنت جنت میں عورتوں کی صحبت سے زیادہ کسی اور چیز کے خواہشمند نہ ہوں گے نہ کھانے کے نہ پینے کے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں نعمتوں کے تین درجے بیان کئے گئے ہیں کہ ادنیٰ ان میں سے متاع دنیا ہے جس کو پہلے لایا گیا اور اعلیٰ ان میں سے خوشنودی خدا ہے جیسا کہ خدا نے کسی اور موقع پر فرمایا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ یعنی اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے اور اوسط جنت اور نعمتہائے جنت ہیں ۱۲ سلہ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ استغفار پڑھے گا وہ اس آیت کے اہل میں شمار کیا جائے گا - اور کتاب الخصال میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو شخص نماز وتر میں کھڑے ہو کر ستر مرتبہ استغفار پڑھے اور اسکی ایک سال برابر مواظبت کرتا رہے تو اسکو خدائے تعالیٰ مستغفرین بالاسحار میں درج کریگا اور اس کی مغفرت واجب فرمائے گا ۱۲ کہا گیا ہے کہ صبح کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کیونکہ دعا اس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے کیونکہ عبادت اس وقت کی زیادہ سخت ہے اور نفس اس وقت زیادہ صاف ہوتا ہے اور خوف خدا زیادہ غالب ۱۲

أُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
صاحبان علم نے جو عدل پر قائم ہیں (یہی شہادت دی کہ) سوائے اس زبردست حکمت والے کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ
دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور جن کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے

أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ
اختلاف نہیں کیا مگر آپس کے حسد کی وجہ سے بعد اس کے کہ ان کو علم ہو گیا تھا۔

وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ
اور جو (شخص) خدا کی آیتوں کا منکر ہو گا تو اللہ (اس سے) بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر اگر

حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل
وہ تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے تابعین نے خدا کے سامنے (اطاعۃً) اپنا سر جھکا دیا ہے۔ اور

لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا
ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھ لوگوں سے دریافت کرو کہ آیا تم بھی اسلام لائے اگر وہ اسلام لے آئیں گے

فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ
تو یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ اور اگر روگردان ہوں گے تو تمہارے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ

بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ
کل بندوں کا (خود) نگران ہے۔ بہ تحقیق جو لوگ خدا کی نشانیوں کے منکر ہیں اور

يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ
ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو آدمیوں میں سے

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ
عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں پس ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔ وہ وہی ہیں

الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُم
جن کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے اور ان کا کوئی بھی

مِّن نَّاصِرِينَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ
مددگار نہ ہوگا۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کچھ بہرہ کتاب سے دیا گیا تھا

يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ
وہ کتاب خدا کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک گروہ

---

٥١ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اولو العلم سے مراد انبیاء اور اوصیاء اورؑ وہی قسط یعنی عدل پر قائم ہیں ۱۲

٥٢ اَلْاِسْلَامُ اسلام سے مراد ہے توحید خدا کا اقرار اور اس شریعت کی پابندی جس کو جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ نے رواج دیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسلام ایمان سے مقدم ہے۔ وراثت کا لین دین اور نکاحوں کا ہونا تو اس پر موقوف ہے اور آخرت کا ثواب ایمان پر ہے ۱۲

٥٣ وَجْهِيَ لِلّٰهِ نفس کو وجہ سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ اعضائے ظاہری میں وہ اشرف ہے اور تمام قوائے باطنی اور حواس ظاہری کا مظہر ہے ۱۲

٥٤ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے۔ کہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب کس شخص کو دیا جائے گا۔ فرمایا اس شخص کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا لاتا ہو۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے آیۂ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل نے دن کے اول حصے میں ایک ساعت کے اندر اندر تینتالیس ۴۳ نبیوں کو قتل کیا۔ پھر جماعت بنی اسرائیل میں سے ایک سو بارہ آدمی اس بات کے لئے کھڑے ہوئے کہ انہی قاتلوں کے حق میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا لائیں۔ پس انہوں نے اسی دن کے آخر حصے میں ان سب کو بھی قتل کر دیا۔ اسی امر کا خدائے تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے ۱۲

ع ۲
۱۱
۱۰

مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

رُوگرداں ہو کر حق سے پھر جاتا ہے ۔ یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے کہہ دیا کہ

النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

آگ تو ہم کو سوائے گنتی کے دنوں کے ہرگز نہ چھوئے گی ۔ اور جو جھوٹ وہ جوڑا کرتے تھے اسی نے ان کو ان کے دین کے

يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَ

بارے میں دھوکا دیا ۔ پھر کیا حالت ہوگی جبکہ ہم ان کو اس دن جمع کریں گے جس کے بارے میں شک نہیں ۔ اور

وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ

ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا ۔ کہدو کہ

اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت

مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ

چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو ذلت دیتا ہے ۔ تمام خیر و خوبی تیرے ہی

الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

ہاتھ ہے ۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے ۔ تو رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے

وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

اور دن کو رات میں اور تو مُردے کو زندے سے نکال لاتا ہے اور

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

زندے کو مُردے سے اور جس کو چاہتا ہے تو بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے ۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو ایسا کرے گا تو اس سے اور خدا سے کوئی واسطہ نہیں سوائے اس صورت کے کہ تم

مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

ان سے کسی قسم کا خوف رکھتے ہو ۔ اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے ۔ اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے ۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

کہدو جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے خواہ تم اس کو چھپاؤ یا اس کا اظہار کرو اللہ اس کو جانتا ہے ۔

۵۱ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ اَللّٰھُمَّ کا میم عوض یائے ندائیہ ہے اسی سبب سے دونوں کا اجتماع کرنا یعنی یا اَللّٰھُمَّ کہنا غلط ہے ۱۲ ۵۲ تُؤْتِی الْمُلْکَ تفسیر عیاشی میں داؤد ابن فرقد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ آیت قُلِ اللّٰھُمَّ سے مِمَّنْ تَشَآءُ تک پڑھ کر عرض کی کہ بنی امیہ کو سلطنت بیشک خدا نے عطا فرمائی ہے ۔ فرمایا عوام الناس کا جس طرف خیال ہے حقیقۃً ایسا نہیں ہے سلطنت تو خدائے تعالیٰ نے ہم کو عطا کی اور بنی امیہ نے اس کو غصباً لے لیا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا لباس ہو اور دوسرا اُسے چھین لے ۔ تو چھیننے والے کے قبضہ میں تو ضرور آ جائے گا لیکن اس کی ملک نہ ہوگا ۱۲ ۵۳ تُقٰىةً رسم خط کے قاعدے سے اس صورت میں اس لئے لکھا جاتا ہے کہ بعض قاریوں نے حسب تنزیل خدا اس کو تقیۃ پڑھا ہے اور اگر تُقٰىةً بھی پڑھا جائے تب بھی معنی اسکے تقیہ ہی ہوں گے صرف چالاکی یہ کی گئی ہے تُقٰىةً پڑھنے سے مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کو یہ دھوکا دیا جائے کہ لفظ تقیہ قرآن مجید میں نہیں ہے ۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام ایک حدیث میں یہ منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ تم کو اپنے دین میں تقیہ کے برتنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا کہ تم تقیہ کو چھوڑ دو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالو کیونکہ تقیہ کا چھوڑ دینا تمہارا اور تمہارے بھائیوں کے خون کا بہانے والا تمہاری اور ان کی نعمتوں کا زائل کرنے والا اور انکو دشمنان خدا کے ہاتھ سے ذلت پہنچانے والا ہے حالانکہ تم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بھائیوں کی عزت کرو جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں ضرورت ہو تقیہ ہرگز نہ چھوڑو ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ فرمایا کرتے تھے کہ جو تقیہ کا منکر ہے وہ ایمان سے بے بہرہ ہے اس لئے کہ وہ خدا کے اس قول کا منکر ہوا اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرزند آدمؑ جس چیز میں تقیہ کرنے کے لئے مضطر ہو جائے اسی میں تقیہ جائز ہے اس لئے کہ اللہ نے اسکے لئے حلال کیا ہے ۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس سے (بھی) واقف ہے۔ اور اللہ ہر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اس دن ہر نفس اس شئی کو جو وہ کر چکا ہے

مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
اور اس بدی کو جو وہ کر چکا ہے موجود پائے گا اور یہ خواہش کرے گا کہ کاش خود اس کے اور اس دن کے مابین

اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ
ایک مدت طول وطویل حائل ہوتی۔ اور اللہ تمکو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ کل بندوں پر

بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ
بڑا مہربان ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں دوست رکھے

اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا
اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ کہدو تم

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر وہ روگردانی کریں تو یقیناً اللہ منکروں کو دوست نہیں رکھتا

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ
بالتحقیق اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو

عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
تمام عالموں سے برگزیدہ کیا۔ ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں۔ اور اللہ سننے والا (اور)

عَلِيْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ
جاننے والا ہے۔ جس وقت عمران کی زوجہ نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار جو میرے پیٹ میں ہے

مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
اس کو تیرے نام پر چھوڑ دینے کی منت مانتی ہوں۔ پس تو میری (یہ منت) قبول کرلے بے شک تو سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى
(اور) جاننے والا ہے۔ پھر جب اسے جنا تو کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ
حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا جنی۔ اور لڑکا لڑکی کے مانند نہیں ہوتا۔ اور میں نے

ع ۲ / ۶ — ع ۳ / ۱۰ / ۱۱

سلہ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ دین سوائے محبت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسرار دین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ جان لے کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ خدا کی اطاعت کرے اور ہماری پیروی کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا اپنے نبیؐ سے کیا فرماتا ہے اسکے بعد حضرتؑ نے یہ آیت (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ الخ) تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا واللہ کوئی بندہ کبھی خدا کا مطیع نہ ہوگا مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اپنی اطاعت کی حالت میں ہمارا اتباع اس کے دل میں ڈال دیگا اور نہ کوئی بندہ ایسا ہے کہ ہمارا اتباع کرے اور اللہ اس کو دوست نہ رکھے اور قسم بخدا جو کوئی ہمارا اتباع چھوڑ دیگا ضرور ہم سے بغض رکھے گا اور جو ہم سے بغض رکھے گا یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی نافرمانی نہ کرے اور جو خدا کی نافرمانی کی حالت میں مرجائے گا خدائے تعالیٰ اُسے اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔ عمران ابن اعین نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرتؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کا دوست ہرگز نہیں ہے اس کے بعد اُن حضرتؑ نے یہ شعر پڑھے تَعْصِي الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ٭ هٰذَا لَمُحَالٌ فِي الْفِعَالِ بَدِيْعٌ ٭ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ ٭ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ ٭ ترجمہ:۔ تو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ عملاً یہ بات تو ظاہر بظاہر محال ہے اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ضرور اس کی اطاعت کرتا اس لئے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے۔

سلہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ الخ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ تو لوگوں نے اصل کتاب سے لفظ آلِ محمدؐ کو گرا دیا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لفظ آلِ محمدؐ اس آیت میں موجود تھا لوگوں نے ہٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اصل آیت یوں تھی آلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ بجائے

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان لعین کے شر سے بچانے کے لئے

الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا

تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر اس کے پروردگار نے اس کی نذر کو حسن قبول سے قبول کر لیا اور اس لڑکی کو خوبی کے ساتھ

حَسَنًا ۙ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ

بڑھایا۔ اور زکریا نے اس کی کفالت کی۔ جس وقت زکریا اس لڑکی کے پاس محراب (عبادت) میں جاتے

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ

اس کے پاس کچھ کھانے کی چیز پاتے۔ دریافت کرتے کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی۔ وہ عرض کرتیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

کہ اللہ کے پاس سے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت

حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ

فرماتا ہے۔ اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ (اور) عرض کی کہ اے میرے پروردگار مجھے بھی

لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ

اپنے پاس سے پاک اولاد عنایت فرما۔ بے شبہ تو دعا کا سننے والا ہے پھر جس حالت میں

الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے فرشتوں نے انہیں آواز دی (اور کہا) کہ اللہ تم کو یحییٰ کی خوشخبری

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَ

دیتا ہے (جو) خدا کے کلمے کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور شہوتوں سے باز رہنے والا اور

نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَ

نبی صالحین سے (ہوگا) (زکریا نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کہاں سے ہوگا

قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ

حالانکہ بڑھاپے نے مجھے آگھیرا اور میری بی بی بانجھ ہے۔ جواب ملا کہ اللہ

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ

جو کچھ چاہتا ہے یوں ہی کر دیا کرتا ہے۔ (زکریا نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی قرار دے فرمایا تمہاری

أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَبَّكَ

نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک آدمیوں سے سوائے اشارے کے بات نہ کر سکو گے۔ اور اپنے رب کی یاد

سلہ سَمَّیْتُهَا وجہ یہودیوں کی لغت میں مریم کے معنی عابدہ کے ہیں۔

سلہ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا جس وقت حضرت مریم پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ نے ان کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور بیت المقدس میں ان کو لے گئیں اور احبار بنی اسرائیل کے سامنے رکھدیا اور فرمایا کہ خدا کی جانب سے یہ لڑکی نذر کی ہوئی ہے اور فرمایا کہ میں نے اس لڑکی کے بارے میں نذر کی تھی۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ آپ چونکہ یہ لڑکی ان کے امام کی بیٹی تھی اس لئے کہ بنی ماثان بنی اسرائیل کے رؤسا و بادشاہ اور ان کی طرف سے حضور خدا میں قربانی گزراننے والے تھے اس لئے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ حضرت مریمؑ کی کفالت میں کروں۔ حضرت زکریاؑ نے فرمایا کہ میں اس کی کفالت کا سب سے زیادہ مستحق ہوں بالآخر قرعہ اندازی پر سب راضی ہوئے ان قرعہ ڈالنے والوں کی تعداد ستائیس تھی۔ یہ سب کے سب ایک نہر پر گئے اور اپنے اپنے قلم ڈال دیئے سب کے قلم تو ڈوب گئے مگر حضرت زکریاؑ کا قلم تیرتا رہا چنانچہ وہی کفالت حضرت مریمؑ کے متکفل ہوئے۔

سلہ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب سیدہؑ اس بات کی ضامن ہوئی تھیں کہ گھر کا سب کام انجام دیا کریں گی جیسے آٹا گوندھنا روٹی پکانا اور دیگر انتظامات خانہ داری اور جناب امیر المومنینؑ اس بات کے کہ باہر کا کام انجام دیا کریں گے مثل اس کے ایندھن لانا۔ رزق بہم پہنچانا وغیرہ۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا یا بنت رسول اللہ آپ کے ہاں کھانے کی کوئی چیز ہے۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی کہ اس کی قسم جس نے آپ کا حق بزرگ کیا ہے کہ ہمارے ہاں تین دن سے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا آپ نے مجھ کو خبر کیوں نہ کی؟ عرض کی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمائش کرنے سے منع فرمایا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ اپنے ابن عم سے کسی چیز کا سوال مت کرنا اور اگر وہ خود سے کچھ لائیں تو ان کا احسان سمجھنا ورنہ ان سے فرمائش نہ کرنا۔ امیر المومنینؑ یہ سن کر باہر تشریف لے گئے۔ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی اس سے آپ نے ایک دینار قرض لیا شام ہو گئی تھی اور حضرت دینار لئے گھر تشریف لا رہے تھے۔ راہ میں مقداد

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

زیادہ کرو اور شام اور صبح تسبیح پڑھو۔ اور جس وقت فرشتوں نے کہا کہ

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى

اے مریمؑ یقیناً اللہ نے تم کو چن لیا اور تم کو پاک قرار دیا اور تم کو زمانے بھر کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَ

عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ اے مریمؑ تم اپنے رب کی خالص عبادت کرو اور سجدہ کرو اور

ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (اے رسولؐ) یہ غیب کی خبریں ہم تم کو بذریعہ وحی پہنچاتے ہیں

اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ

اور حالانکہ وہ جس وقت قرعہ ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کی

يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَتِ

کفالت کون کرے تم ان کے پاس موجود نہ تھے اور جس وقت وہ (اس بارے میں) جھگڑ رہے تھے تم انکے پاس نہ تھے

الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ

(اس وقت کو یاد کرو) جب فرشتوں نے یہ کہا کہ اے مریمؑ خدا تم کو اپنے کلمہ کی خوشخبری پہنچاتا ہے۔

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ

جس کا نام مسیح عیسےٰؑ ابن مریمؑ ہوگا دنیا اور

الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ

آخرت میں (وہ) رودار اور مقرب بندوں میں (اس کا شمار) ہوگا۔ اور آدمیوں سے وہ بچپن اور بڑھاپے میں (یکساں)

كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ

باتیں کرے گا اور صالحین سے ہوگا۔ (مریمؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے بچہ کہاں سے ہو جائے گا

وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ

جس حال میں کہ کسی مرد نے مجھ کو چھوا تک نہیں۔ فرمایا اللہ جس چیز کو چاہتا ہے یوں ہی پیدا کر دیتا ہے۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ

جبھی وہ کسی معاملہ کو طے کر دے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرما دے ہو اور وہ ہو جائے۔ اور اللہ اس کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى

کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول

ع ٤ ١١ ١٣

سلہ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ محدثہ تھیں کہ فرشتے ان سے باتیں کرتے تھے اور وہ فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں (جو شخص نبی نہ ہو اور پھر فرشتوں سے اس سے باتیں ہوتی ہوں تو اگر وہ مرد ہے تو اس کو محدث اور اگر عورت ہے تو محدثہ کہتے ہیں) جناب امام محمد باقرؑ سے مجمع البیان میں منقول ہے کہ اس آیت میں اول لفظ جو "اصطفٰی" کا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ذریت انبیاء میں سے برگزیدہ کیا۔ اور "طہر" کے معنی یہ ہیں کہ بدکاری سے تم کو پاک کیا۔ اور دوسرے "اصطفٰی" کے معنی یہ ہیں کہ ولادت حضرت عیسیٰؑ کے لئے جو بے باپ کے پیدا ہوئے تم کو منتخب کیا ہے ۱۲

سلہ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل میں وَارْکَعِیْ وَاسْجُدِیْ تھا اور صاحب تفسیر نے اس آیت کو ان آیات قرآن مجید میں شمار کیا ہے جن میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی وجہ کہ جناب سیدہ کا نام محدثہ کیوں ہے، یہ لکھی ہے کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے تھے اور ان کو اسی طرح آواز دیتے تھے جس طرح حضرت مریمؑ کو اور یہ کہتے تھے کہ یَا فَاطِمَۃُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَہَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ یَا فَاطِمَۃُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ جناب سیدہ فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے تھے۔ ایک شب جناب سیدہ نے ان سے فرمایا کہ کیا مریمؑ بنت عمران کو تمام زمانہ کی عورتوں پر فضیلت نہیں دی گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اے سیدہ حضرت مریمؑ تو صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور آپ کی یہ شان ہے کہ ان کے زمانے کی عورتوں کی اور اس زمانے کی عورتوں کی بلکہ اولین کی جس قدر عورتیں ہو چکی ہیں اور آخرین کی جس قدر عورتیں ہوں گی اُن سب کی آپ سردار ہیں ۱۲

بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيٓ

(بنا کر بھیجے گا اور وہ کہے گا) کہ میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں میں تمہارے لئے

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ

گندھی مٹی سے پرندے کی سی صورت پیدا کر دوں گا پھر اس میں پھونک ماروں گا

فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

پھر وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دوں گا

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اور میں حکم خدا سے مُردوں کو زندہ کروں گا۔ اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو کچھ

تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

ذخیرہ کرتے ہو اس کی تم کو خبر دوں گا۔ اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لئے نشانی

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

موجود ہے۔ اور (میں اس لئے آیا ہوں) کہ اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کروں اور

لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ

اس لئے کہ بعض چیزیں جو کہ تم پر حرام کر گئی ہیں تمہارے لئے حلال قرار دوں اور تمہارے

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

رب کے پاس سے نشانی لے کر آیا ہوں پس خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بیشک اللہ میرا پروردگار بھی ہے اور

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ

تمہارا پروردگار بھی پس اسی کی عبادت کرو۔ سیدھا راستہ یہی ہے۔ پھر جب

عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

عیسٰیؑ نے ان کی طرف سے انکار محسوس کیا (تو) بولے اللہ کے کام میں میرے مددگار کون ہیں۔ حواری بولے

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

ہم ہیں اللہ کے مددگار ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور گواہ رہیئے کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے ہم پر نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی پیروی کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ

پس تو (حق کی) شہادت دینے والوں کے ساتھ ہم کو بھی لکھ لے۔ اور وہ (یہودی) ایک چال چلے اور اللہ (بدلا دینے کے لئے) ایک چال چلا

سلہ اَنِّيٓ اَخْلُقُ لَكُمْ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کا خود مظہر ہو کر ثبوت دیا چونکہ خدا ایسی چیز نہیں ہے کہ بندے اسکو دیکھ سکیں یا اس سے بات کر سکیں اس لئے اس نے اپنے خالص بندے ایسے بھیجے کہ وہ اس کی صفات کے مظاہر بن کر اسکی ہر ہر صفت کا ثبوت دیں اور وہ صفات ذات پر دلالت کریں (قول مترجم) چونکہ وہ ہر جہت سے یکتا ہے اس لئے حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کی تعلیم کے بموجب کوئی صفت ذات سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ ذات ہر صفات و صفات تو عین ذات اس کے لئے موزوں و صادق ہے۔

سلہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں تو میں مٹی سے پرندے کی سی صورت پیدا کر دوں گا پھر اس میں پھونک ماروں گا اور وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا اور میں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دوں گا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو سب آپ جادو سے کریں گے کوئی ایسی نشانی دکھائیے جس سے ہم آپ کو سچا سمجھ لیں تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا اگر میں یہ بتلا دوں کہ تم نے اپنے گھروں میں کیا کھایا اور کیا ذخیرہ کیا تو تم مجھ کو نبی سمجھو گے۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں حضرت نے ایک ایک کو ان میں سے فرمایا کہ تم نے فلاں فلاں چیز کھائی تھی اور فلاں فلاں چیز پی تھی اور فلاں فلاں چیز کا ذخیرہ کیا تھا تو بعضوں نے تو ان میں سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعضے کافر ہو گئے اگر وہ مومن ہوتے تو اس غیب دانی اور غیب گوئی میں کھلی نشانی موجود تھی۔ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک سات یا آٹھ سال کے ہوئے اس وقت تک برابر لوگوں کو کھانے اور ذخیروں کی خبریں دیا کرتے تھے۔ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کیا کرتے تھے اور ان کو توریت کی تعلیم دیتے تھے

جب خدا نے بنی اسرائیل پر اپنی حجت تمام کرنی چاہی تو حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل کی۔ نیز اسی تفسیر میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب نے یہ عرض کی کہ ہمیں ایک مُردہ زندہ کر کے دکھائیے حضرت اُن سام ابن نوحؑ کی قبر پر لے گئے اور کچھ فرمایا تو وہ قبر حرکت میں آئی پھر کچھ فرمایا تو وہ قبر شق ہو گئی پھر کچھ فرمایا تو سام ابن نوحؑ نکل آئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کو کونسی بات پسند ہے *

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ

اور اللہ سب سے بہتر بدلا دینے والا ہے - جس وقت خدا نے فرمایا کہ اے عیسےٰ میں تمہاری مدت پوری کرنے والا ہوں اور

رَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ

تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تم کو کافروں (کے میل جول کی خرابی) سے پاک کرنے والا ہوں اور

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے ان کو انکار کرنے والوں پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں -

ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

پھر تم سب کی بازگشت میری طرف ہوگی اور جن معاملات میں تم اختلاف کیا کرتے تھے ان میں تمہارے مابین

تَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اسی وقت حکم سنادوں گا - اب جو کافر ہوگئے ہیں ان کو تو دنیا و آخرت میں

شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَ

سخت عذاب دوں گا اور ان کا مددگار کوئی بھی نہ ہوگا - اور

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ

جو ایمان دار اور نیکوکار ہوں گے تو (اللہ) ان کو ان کے اجر پورے پورے دے گا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا - (اے رسولؐ) یہ ہم تم پر

الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

آیتیں اور حکمت والا ذکر تلاوت کرتے ہیں - بیشک اللہ کے نزدیک عیسےٰؑ کی مثال

كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

آدمؑ کی سی مثال ہے اس کو مٹی سے پیدا کیا تھا پھر اس سے فرمایا ہو اور وہ ہوگیا -

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ

حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا - پھر جو شخص

حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا

تم سے عیسےٰؑ کے بارے میں حجت کرے بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے تو کہدو کہ آؤ ہم

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا

اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو (بلاؤ) اور ہم اپنے نفسوں کو

منزل اول ۱

(بقیہ صفحہ ۶۶) کہ وہ مدت تک زندہ رہا ہو اور اُس نے کھایا پیا ہو اور اس کے بال بچے بھی ہوئے ہوں؟ فرمایا ہاں

ع ۵ پ ۳ — ۱۳ ۱۳ — ۱۰

ان کا ایک دوست تھا جس سے وہ مواخات کا صیغہ پڑھ چکے تھے اور جب حضرت عیسےٰؑ اسکے گھر کے پاس سے گزرتے تھے تو اسکے مہمان ہوا کرتے تھے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک مدت تک اس کے ہاں جانا نہیں ہوا پھر جو اس کے مکان سے گزرے اور اس سے ملنے کا ارادہ تھا تو اسکی ماں نکل کر آئی جب اس کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا یا رسول اللہ اُس نے تو انتقال کیا فرمایا تو اس کو دیکھنا چاہتی ہے اُس نے عرض کی کہ ضرور فرمایا اچھا کل تو میرے پاس آئیو میں بحکم خدا اسے زندہ کردوں گا چنانچہ وہ دوسرے دن حاضر ہوئی - فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر پر لے چل قبر پر پہنچکر حضرتؑ نے دُعا کی وہ قبر شگافتہ ہوئی اور اس کا بیٹا زندہ نکل آیا جب ماں نے بیٹے کو اور بیٹے نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے حضرت عیسےٰؑ کو ان پر رحم آیا اس سے دریافت کیا کہ آیا تو اپنی والدہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کی - یا نبی اللہ مجھے رزق - اولاد اور کچھ مدت ملے گی یا نہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ سب کچھ ملے گا - اور تو بیس برس زندہ بھی رہے گا - شادی بھی کرے گا اور بچے بھی ہوں گے - اُس نے کہا تو مجھے منظور ہے - حضرت عیسےٰؑ نے اسکو اس کی والدہ کے حوالے کیا اور وہ بیس برس زندہ رہا اور بچے بھی ہوئے + ۱۲

۵۳ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ حواریوں کو حواری کیوں کہتے ہیں فرمایا کہ عوام الناس کے نزدیک تو یہ وجہ ہے کہ وہ دھوبی تھے - دھو دھو کر کپڑوں کو پاک و صاف کیا کرتے تھے اور ہمارے نزدیک اس لئے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کو بھی پاک کر لیا تھا اور وعظ و نصیحت سے اوروں کو بھی گناہوں کی میل کچیل سے پاک کر دیتے تھے ۱۲

۵۴ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ الخ مکر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسا حیلہ کیا جائے کہ دوسرے کو مضرت پہنچائی جائے اس لئے اس لفظ کی نسبت خدا کی طرف نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ جہاں مکاروں کو اُن کے مکر کی جزا دینے کا ذکر ہو جیسے کہ اسی آیت میں ہے کہ یہود نے یہ چال سوچی تھی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مکر سے قتل کر ... [illegible]

وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝

دبلائیں) اور تم اپنے نفسوں کو (بلاؤ) پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ

بلا شک یہ سچا بیان ہے اور سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور بیشک

اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

وہی خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔ پھر اگر وہ رُوگردان ہو جائیں تو اللہ تو

بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ

فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْــــًٔـا وَّلَا

ہمارے اور تمہارے مابین مساوی ہے کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور

يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

(حقیقی) خدا کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو پروردگار نہ بنالے پھر اگر وہ رُوگردان ہوں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

تو یہ کہدو کہ اس کے گواہ رہنا کہ واقعی مسلمان ہم ہیں۔ اے اہل کتاب

تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا

ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت اور انجیل نازل ہی

مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ

ان کے بعد کی گئی ہیں۔ کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔ اے لوگو تم وہی تو ہو جو ابھی تو اس کے بارے میں جھگڑتے تھے

فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

جس کا تمہیں علم ہے پھر اس کے بارے میں کیوں جھگڑنے لگے جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم (کچھ) نہیں جانتے۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے

وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ

اور نہ نصرانی بلکہ وہ سچے فرمانبردار تھے۔ اور مشرکوں میں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

نہ تھے۔ بلا شک بمقابلہ کل آدمیوں کے ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو ہے جو ان کے پیرو ہیں

سلہ صفحہ گذشتہ کے حواشی، سلہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ الخ اسکے معنی ہیں زمین سے اٹھانے والا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شب کو خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے اُس شب کے متعلق آپ نے اپنے صحابہ سے اپنے پاس آنے کا وعدہ لیا تھا۔ چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے اُن سب کو اُن حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اٹھانے والا ہے اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کریگا کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب پر کھینچا جائے مگر آخرت میں پھر ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کی کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اچھا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر کریگا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یا نبی اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس میں یہ بات محسوس کرتا ہے تو وہ تو ہی ہے پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم میرے بعد تین فرقے ہو جاؤ گے۔ دو تو خدا پر بہتان باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے۔ اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کرے گا وہ سچا ہوگا اور جنت میں جائے گا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اسی گوشے کے ستر سے اٹھا لیا اور اصحاب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہودی شب کو حضرت عیسیٰ کی تلاش میں آئے پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑا جس سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر کریگا۔ چنانچہ اُس نے صبح ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ سے بارہ مرتبہ انکار کیا پھر اس نوجوان کو پکڑا جو حضرت عیسیٰ کا ہم صورت ہو گیا تھا وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا۔ سلہ اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ اس سے مراد ہیں مسلمان اور نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ کو ماننے والے ہیں۔ سلہ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اس سے مراد ہیں یہود جو حضرت عیسیٰؑ کو جھٹلانے والے ہیں۔

ع ۹ ۱۴

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور اس نبیؐ کو ہے اور ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور اللہ کل مومنوں کا کارساز ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۗ وَمَا

اہل کتاب کے ایک گروہ نے یہ خواہش کی کہ کاش وہ تم کو گمراہ کر لیں حالانکہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ اے اہل کتاب

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ

خدا کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو جس حال میں کہ تم خود گواہی دے رہے ہو۔ اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

کتاب حق کو باطل کے لباس میں کیوں ظاہر کرتے ہو اور جان بوجھ کر

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے یہ کہا کہ جو کچھ

اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ

ایمان لانے والوں پر نازل ہوا ہے دن کے اوّل حصہ میں تم بھی اس پر ایمان لاؤ اور

اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ

آخر حصہ میں اس سے انکار کر جاؤ شائد (اس طرح) وہ بھی پھر جائیں۔ اور (انہوں نے کہا کہ) سوائے اسکے جو تمہارے

تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۗ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ

دین کا پیرو ہو کسی پر (اس بات کے متعلق) ایمان نہ لاؤ کہ کسی کو وہ کچھ دیا جائے جو کچھ تم کو دیا گیا ہے یا تمہارے رب کے

مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۗ قُلْ اِنَّ

پاس سے وہ تم سے کچھ حجت کر سکیں (اور اے رسولؐ) تم کہدو کہ حقیقی ہدایت خدا کی ہدایت ہے (اور اے رسولؐ) تم کہدو کہ اسمیں شک نہیں

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

کہ فضل خدا کے ہاتھ ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ

اور اہل کتاب میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھوا دو تو وہ تمہیں ادا کر دیں گے۔

(حاشیہ متعلقہ ۵۹ بقیہ از ۶۸) پس خدا تعالیٰ کے قول اَبْنَآءَنَا کی تاویل جناب حسنینؑ اور نِسَآءَنَا کی جناب فاطمہ زہراؑ اور اَنْفُسَنَا کی جناب علی مرتضیٰؑ ہیں (آیۂ مباہلہ کی تفسیر ضمیمہ میں پڑھیے)

(حواشی متعلقہ صفحہ ۶۸) ۵۱ وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مطلب یہ ہے کہ ہم نہ یہ کہتے تھے کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے اور نہ اپنے علماء کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں کہ ان کے مقرر کئے ہوئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیں تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو خدا بنا لیا ہے) تو عدی ابن حاتم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے فرمایا کیا ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس چیز کو ان کا جی چاہتا تھا اس کو حلال قرار دے دیتے تھے اور جس کو جی چاہتا تھا حرام قرار دے دیتے تھے اور تم ان کی بات تسلیم کر لیتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ ایسا تو ضرور ہوتا تھا۔ فرمایا بس عبادت سے یہی مراد ہے

ع ۸ ۱۵

قول مترجم۔ ہمارے مخالفین جن کو ہمارے ائمہ نے اس امت کا یہود و نصاریٰ فرمایا ہے مومنین غور کر لیں کہ ان کو یہود و نصاریٰ سے اس امر خاص میں کس قدر مشابہت ہے۱۲

۵۲ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ ایک روایت میں ہے کہ یہود و نصاریٰ میں جب حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں جھگڑا ہوا تو ہر گروہ کو یہ خیال تھا کہ وہ ہم ہی میں سے تھے۔ مگر اس امر کا دونوں گروہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں پیش کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہودیت اور نصرانیت تو توریت اور انجیل کے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے کے بعد پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ سے ایک ہزار اور حضرت عیسیٰؑ سے دو ہزار برس پہلے تھے پھر وہ ان مذہبوں پر کیونکر ہو سکتے ہیں۱۲ ۵۳ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے کہ مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں نہ نصرانی تھے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوں بلکہ وہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا

اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار تم ان کے سپرد کر دو تو سوائے اس کے کہ جب تک

دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي

تم ان کے سر پر کھڑے رہو وہ تم کو پھیر کر نہ دیں گے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ذمہ ان جاہلوں کے

الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

بارے میں کچھ الزام ہی نہیں۔ حالانکہ وہ جان بوجھ کر خدا پر بہتان باندھتے

يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ

ہیں۔ ہاں جو خدا کے عہد کو پورا کرے گا اور پرہیزگاری برتے گا تو بلاشبہ اللہ (بھی)

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور

اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں وہی تو ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ

اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کو (بھر نظر) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ

اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یقیناً ایسا ہے کہ وہ (تلاوت) کتاب میں اپنی زبان کو

بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ

اس طرح موڑتا ہے کہ تم اس کو کتاب کا جزو خیال کر لو حالانکہ وہ کتاب نہ ہو۔

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ

اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر بہتان باندھتے ہیں۔ کسی بشر کا

لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

یہ حوصلہ نہیں ہے کہ خدا تو اس کو کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ سب

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

آدمیوں سے یہ کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ) جیسے تم

(باقی از صفحہ ۶۹ متعلقہ صفحہ نمبر ۶۸)

سلہ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ خصوصیت ہے وہ آئمہ علیہم السلام اور ان کے پیرو ہیں تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان احکام پر سب سے زیادہ عمل کریں جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے زیادہ خصوصیت رکھنے والا وہ ہے جو خدا کا زیادہ مطیع ہے گو قرابت نسبی میں ان حضرت سے بعد رکھتا ہو اور دشمن ان حضرت کا وہ ہے جو خدا کا نافرمان ہے گو ان حضرت سے قرابت قریبہ رکھتا ہو ۱۲

(حواشی متعلقہ صفحہ نمبر ۶۹) سلہ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا پھر جب خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کی طرف سے بیت اللہ کی طرف آنحضرت کا رخ پھیر دیا تو اس سے یہودی بہت رنجیدہ ہوئے اور چونکہ یہ تحویل قبلہ کا حکم نماز ظہر میں پہنچا تھا یہودیوں نے ذکر کیا کہ محمد نے صبح کی نماز تو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے پڑھی تھی پس پہلے دن کے اول حصہ میں جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے اس پر تو ایمان لاؤ اور بعد اس کے جو کچھ نازل ہوا ہے اس کا انکار کرو جس سے ان کا مطلب یہی حکم تحویل قبلہ ہے ۱۲ سلہ یہاں کا ترجمہ بلحاظ محاورہ مقدم و مؤخر ہو گیا ہے جو حضرات ملاحظہ فرمائیں بغور ملاحظہ کریں ۱۲

(حواشی صفحہ نمبر ۷۰)

سلہ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جس وقت آنحضرت نے یہ آیہ تلاوت فرمایا تو فرمایا کہ وہ دشمنان خدا (یہودی) جھوٹے ہیں کوئی رسم جاہلیت ایسی نہیں ہے جس کو میں نے مٹا نہ دیا ہو سوائے امانت کے کہ اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ نیک کی ہو یا بد کی ضرور ادا کی جائے ۱۲ سلہ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا آ کی میں

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

اللہ والے ایسے تم خود کتاب کی تعلیم و تدریس کرتے ہو

تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ

بن جاؤ ۔ اور (اللہ) تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں کو اور

النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ط اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

پیغمبروں کو خدا بناؤ ۔ کیا وہ تمکو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم

مُّسْلِمُوْنَ ؏ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ

مسلمان ہو چکے ہو ۔ اور جس وقت خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ میں تم کو

مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

کتاب اور حکمت دوں گا پھر ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئے گا

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ

تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا ۔ (پھر خدا نے) فرمایا کیا تم نے اس کا اقرار کیا

اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا

اور کیا تم نے میرا یہ بوجھ اپنے ذمے لے لیا (تو) سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا ۔ (خدا نے) فرمایا کہ اب تم سب گواہ رہو

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دینے والا ہوں ۔ پھر جو اس عہد سے پھر جائے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ

تو وہی نافرمان ہوں گے ۔ کیا دین خدا کے سوا وہ کسی اور دین کے خواستگار ہیں

اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ

حالانکہ آسمانوں میں اور زمین میں جو ہیں برغبت اور بکراہت اسی کے مطیع ہوں گے اور

اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ

اسی کی حضور میں پلٹ کر جائیں گے ۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا ہے

اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

اور اس پر جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور

الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ

اسباط پر نازل ہوا تھا اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور پیغمبروں کو

ؐ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ ربانی منسوب ہے لفظ رب کی طرف اور اس میں الف و نون زائد ہے اور معنی اسکے ہیں علم و عمل میں کامل۔ ؐ مِیْثَاقَ النَّبِيّٖنَ تفسیر جوامع الکلم اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ الخ یعنی جس وقت خدا تعالیٰ نے انبیاء کی امتوں سے یہ عہد لیا کہ ہر امت
۸ اپنے اپنے نبی کی تصدیق کرے اور
ع ۹ جو جو احکام وہ پہنچائیں ان پر عمل کرے
۱۶ ان میں سے بہت سوں نے اس اقرار کو پورا نہیں کیا اور اپنی اپنی شریعت کا بڑا حصہ چھوڑ دیا۔ اور بعضوں نے اپنی اپنی شریعت کے بڑے حصے میں تحریف کی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے مبسوط معنی لکھنے کے ان حضرت کا یہ قول درج ہے کہ تنزیل تو اسی طرح تھی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ مگر بعد میں لفظ امم گرا دیا گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں ان سب سے خدائے تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو آنحضرتؐ کی بعثت اور صفات کی خبریں پہنچا کر بشارت دیتے رہیں اور آنحضرتؐ کی تصدیق کا ان کو حکم بھی دیتے رہیں نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت آدمؑ سے اور جو نبی بعد ان کے مبعوث ہوئے ہیں ان سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تمہارے جینے حیات میں ہم محمد مصطفےٰؐ کو مبعوث کر دیں تو تم ضرور ان حضرتؐ پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا اور اپنی اپنی قوم سے اس بات کا عہد لیتے رہنا تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آیندہ جس قدر نبی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں وہ سب دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نصرت کریں گے اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ یعنی تم سب ضرور اس (محمد مصطفےٰؐ) پر ایمان لانا وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور تم سب ضرور اس (علی مرتضیٰؑ) کی نصرت کرنا (رجعت کی بابت حدیث ضمیمہ میں مطالعہ فرمایئے)

رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ○
ان کے رب کی طرف سے دیا گیا تھا اور ہم (بحیثیت نبوت) ان میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے خالص فرمان بردار ہیں

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ
اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا
اور وہ روز قیامت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ خدا ایسے لوگوں کو ہدایت کیوں کر کرے

كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَ
اور جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول برحق ہیں اور

جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○
ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا۔

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ
ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ کی اور کل فرشتوں کی اور

النَّاسِ أَجْمَعِينَ ○ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
کل آدمیوں کی لعنت (ہے) ہمیشہ وہ اسی (لعنت) میں رہیں گے نہ ان کا عذاب کم کیا جائے گا

وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَ
اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ سوائے ان کے جو بعد اس کے توبہ کر لیں اور

أَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ
(بگاڑ کی) اصلاح کریں تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ جو لوگ بعد اپنے ایمان کے کافر ہو گئے

إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ
پھر کفر میں بڑھ گئے ان کی توبہ ہرگز نہ قبول کی جائے گی اور (اصلی)

هُمُ الضَّالُّونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ
گمراہ وہی ہیں۔ بیشک جو کافر ہو گئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے

فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ
ان میں سے کوئی ایک اگر اتنا سونا بھی فدیہ میں دینا چاہے کہ پوری زمین کو بھر دے تو اس کا یہ فدیہ ہرگز نہ

بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ○ ع
قبول کیا جائے گا ان ہی کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان ہی کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

**۷۵**
كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا
یہ دونوں آیتیں کل دشمنان محمد و آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں زید ہو یا عمرو یا بکر کہ ان پر دوامی لعنت ہوتی رہے گی۔

**۷۶**
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار میں سے ایک شخص ہے جس کا نام حارث بن سوید بن صامت تھا مجذر ابن زیاد کو بلا کر بطور غدر قتل کر دیا تھا اور پھر بھاگ کر اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین مکہ کے پاس پناہ گزین ہو گیا تھا اس کے بعد نادم ہوا اور اپنی قوم کے پاس کہلا بھیجا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے دریافت کرو کہ آیا توبہ میری قبول ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو اس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔ اور اس کی قوم کے ایک شخص نے ان آیات کو اس تک پہنچا دیا تو اس نے کہا کہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تو سچا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور پروردگار عالم سب سے زیادہ سچا ہے پھر وہ مدینہ کو لوٹ آیا اور تائب ہو گیا اور اس کا اسلام بہت ہی اچھا ہوا
۱۲

ع ۹ / ۱۰

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا

تم (ہرگز) ہرگز نیکی (کے درجے) کو نہ پہنچو گے جب تک کہ ان چیزوں میں سے (راہ خدا میں) خرچ نہ کرو جو تم کو محبوب ہیں اور جو

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

چیز بھی تم (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے ۔ ہر قسم کا کھانا

لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ

بنی اسرائیل کے لئے حلال تھا سوائے اس کے جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنی ذات پر حرام کر لیا تھا

قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا

قبل اس کے کہ توریت نازل کی جائے ۔ تم (یہود سے) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ

اور اس کو پڑھو (اور ثابت کرو) پھر جو شخص اس کے بعد اللہ پر بہتان باندھے

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ

وہی تو ظالم ہیں کہدو اللہ نے سچ فرمایا

اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

اب تم سچے دل سے ملت ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرو ۔ اور وہ

الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ

مشرک نہ تھے ۔ بیشک سب سے پہلا گھر جو کل آدمیوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے

مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ

(وہ گھر) برکت والا ہے اور کل عالموں کے لئے ہدایت ہے ۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں (از آنجملہ) مقام

اِبْرٰهِیْمَ ۬ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ

ابراہیمؑ ہے ۔ اور جو اس میں داخل ہوگا امن پائے گا ۔ اور کل آدمیوں کے ذمے خدا کے لئے

حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ

اس بیت اللہ کا حج کرنا (واجب ہے) جس کو (بھی) اس تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے ۔ اور جو کافر ہو جائے گا

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

تو اللہ کل عالموں سے بے پرواہ ہے ۔ کہدو اے اہل کتاب تم

تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۝

خدا کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو ۔ حالانکہ اللہ جو (جو) کچھ تم عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے ۔

منزل اول ۱

۹۱ تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو تم دوست رکھتے ہو خواہ وہ مال ہو یا جان عزت و آبرو ہو یا کوئی اور چیز اسے طاعت خدا میں خرچ کر ڈالو کیوں کہ جب تک ایسا نہ کرو گے ابرار میں شمار نہ کئے جاؤ گے ۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک کپڑا خریدا جو آن حضرت کو بہت ہی اچھا معلوم ہوا ۔ اس کو حضرت نے راہ خدا میں تصدق کر ڈالا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے یہ سنا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر کسی دوسرے کو ترجیح دے گا قیامت کے دن جنت کو پروردگار عالم اس کے لئے ترجیح دے گا اور جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہوگا اور اس کو راہ خدا میں صرف کرے گا تو قیامت کے دن پروردگار عالم اس سے یہ فرمائے گا کہ میرے بندے آپس میں نیکیوں کا بدلہ دیا کرتے تھے میں آج تجھ کو تیری نیکی کی مکافات میں جنت دوں گا اور جناب سید الشہدا مظلوم کربلا اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام شکر زیادہ تصدق فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ ہمیں یہ سب سے زیادہ پسند ہے اس لئے ہم اسے راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں ۔ اس لئے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الخ ۱۲

۹۲ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو انہیں پہلو کا درد بڑے زور سے عارض ہوتا تھا اس لئے انہوں نے اپنی ذات پر اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا تھا ۔ یہ معاملہ نزول توریت سے پہلے ہوا جب توریت نازل ہوئی تو نہ اس نے اونٹ کے گوشت کو حرام قرار دیا اور نہ اس کے کھانے کی رغبت دلائی ۔ یہودیوں نے نہایت بیحیائی سے یہ دعویٰ کیا کہ توریت میں اونٹ حرام ہے خدائے تعالیٰ نے ان کے جواب میں اپنے رسول سے ارشاد فرمایا کہ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اے رسول) تم ان سے کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو لاؤ اور پڑھ کے دکھاؤ ۔ یہودی مبہوت ہو گئے اور توریت کو نکال نہ لائے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

کہدو اے اہل کتاب جو ایمان لایا ہے اس کو راہِ خدا سے کیوں روکتے ہو اور

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

کیوں اس کی کجروی کے خواستگار ہو جس حال میں کہ تم خود گواہ ہو حالانکہ اللہ تمہارے اعمال سے

تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ

بے خبر نہیں ہے۔ اے ایمان لانے والو اگر تم ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے کسی گروہ کی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝

پیروی کروگے تو وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ

اور تم کیوں کر کافر ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان

رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ

اس کا رسول موجود ہے۔ اور جو شخص خدا کا سہارا لے گا یقیناً اس کو صراط

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

مستقیم کی ہدایت کی جائے گی۔ اے ایمان لانے والو اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ

اور ہرگز نہ مرو لیکن اس حالت میں کہ تم اسلام پر رہو اور چنگل مار کر سب اللہ کی رسی کو

اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

مضبوط پکڑلو اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اس کو یاد

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ

کرتے رہو کہ تم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اس کی نعمت کی بدولت

اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ

بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچا دیا

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ

اسی طرح سے اللہ اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔ اور لازم ہے کہ

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو نیکی کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم دیں

ع ۱۰ ۱

**۵۱** اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا روایت ہے کہ یہ آیت قبیلۂ اوس و خزرج کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایک دن بیٹھے ہوئے باتیں کررہے تھے شاس بن قیس یہودی کا ان کے پاس سے گزر ہوا وہ ان کو اکٹھا دیکھ کر جل گیا اور اُس نے اپنی قوم کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ تم ان کے پاس جاکر بیٹھا کرو اور یوم بعاث کا ذکر کیا کرو اور جو شعر اس دن تصنیف ہوئے تھے اس میں سے کچھ پڑھ دیا کرو چونکہ اُس دن فتح بنی اوس کی رہی تھی ضرور ہے کہ بنی خزرج کو ناگوار گزرے۔ ان یہودیوں نے ایسا ہی کیا جس سے اس گروہ میں جھگڑا پیدا ہوگیا وہ ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے اور ایک دوسرے پر غضبناک ہوئے نوبت یہ پہنچی کہ ہتھیار ہتھیار کی پکار پڑنے لگی دونوں قبیلوں کے بہت لوگ جمع ہوگئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خبر ہوئی تو حضرتؐ کچھ اصحاب کو لے کر ان کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اے لوگو بعد اس کے کہ خدا نے تم کو اسلام کے ذریعہ سے معزز و مکرم کیا اور اس کے ذریعہ سے جاہلیت کی باتیں مٹا دیں اور تمہارے مابین اُلفت پیدا کردی اور میں بھی تمہارے سامنے موجود ہوں اس پر بھی تم جاہلیت کے مدعی بنتے ہو اس وقت انہوں نے سمجھا کہ حقیقت میں یہ شیطان کی حرکت تھی اور ان کے دشمنوں کی ایک چال تھی اسی وقت انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے خدا سے مغفرت طلب کی ایک دوسرے سے گلے ملے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ وہاں سے چلے گئے ۱۲ **۵۲** وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بعد اس کے کہ پروردگار عالم اپنے رسول کو حکم دیتا تھا کہ تم اہل کتاب سے خطاب کرو جیسے کہ فرمایا قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ الخ اور قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ الخ خود ان سے مخاطب ہوا تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ ان کی قدر بہت بڑی ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں کہ خدا ان سے خطاب کرے کلام فرمائے اس لئے کہ رسولؐ کے پہچان لینے اور ان پر ایمان لانے کے سامان سب سے زیادہ ان کو میسر تھے ۱۲ **۵۳** اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے * اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کا ذکر کیا جائے اس کو بھلایا نہ جائے اور اس کا شکر کیا جائے اس کا کفر نہ کیا جائے۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے سوال کیا گیا کہ ناسخ اس کا کون ہے فرمایا اتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۱۲ (باقی حواشی تتمہ میں پڑھیئے)

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَلَا تَكُونُوا

اور بُری باتوں سے منع کریں۔ اور وہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہوں۔ اور ان لوگوں کے مانند

كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ط

مت ہو جاؤ جنہوں نے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں اختلاف کیا اور متفرق ہو گئے۔

وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ

انہیں کے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ جس دن کچھ چہرے نورانی ہوں گے اور

تَسْوَدُّ وُجُوهٌ ج فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ قف أَكَفَرْتُم

کچھ منہ کالے۔ پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کہ تم ایمان لانے کے

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ○

بعد منکر ہو گئے تھے نا؟ تو اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) اس کے بدلے عذاب چکھو۔

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ط هُمْ

رہے وہ لوگ جن کے چہرے نورانی ہوں گے وہ رحمت خدا میں ہوں گے اور

فِيهَا خَالِدُونَ ○ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط

اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کی برحق آیتیں ہیں جو ہم تم پر تلاوت کرتے ہیں۔

وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ○ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

اور خدا تمام عالم میں کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْأَرْضِ ط وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ

زمین میں ہے وہ سب کچھ خدا کا ہے اور خدا ہی کی طرف سب امور کی بازگشت ہوگی۔ جو امتیں ہدایت مردم کے لئے

أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو

وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ط

اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔

مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ○ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا

ان میں سے کچھ تو مومن ہیں اور بہت سے نافرمان۔ سوائے ایذا پہنچانے کے وہ تمہارا ہرگز کچھ

أَذًى ط وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○

ضرر نہ کریں گے۔ اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ دکھائیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

---

۵۱ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ تفسیر قمی میں ہے حضرت ابوذر رضی غفاری سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی ان میں سے چار ماتحت تو بھو کے پیاسے جہنم میں بھیجدیئے جائیں گے اور پانچویں کے سیر و سیراب داخل جنت کئے جائیں گے (اس سے آگے پوری حدیث ضمیمہ صفحہ پر پڑھیئے)

۵۲ الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے مراد اس امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں بدعت پھیلائی۔ اپنی رائے باطلہ کو رواج دیا اور اپنی خواہش نفسانی سے مسائل بنا دیئے ۱۲

۵۳ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ یہ ہمزہ سوالیہ واسطے زجر و توبیخ اور ان کی حالت پر تعجب کرنے کے ہے ۱۲

۵۴ خَيْرَ أُمَّةٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے سامنے پڑھا كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ تو حضرت نے فرمایا کہ آیا وہ امت خیر امت ہے جس نے جناب امیر المومنین و حسنین علیہما السلام کو قتل کیا؟ اس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں یہ آیت کیونکر نازل ہوئی تھی۔ فرمایا اس طرح نازل ہوئی تھی أَنتُمْ خَيْرَ أَئِمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ان کی مدح اس طرح فرماتا ہے کہ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۱۲

ع ۱۱ / ۸ / ۲

۵۵ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ الخ سے مراد ہیں عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود میں سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ۱۲

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

کہیں پائے جائیں اُن کے لئے ذلّت قرار دی گئی ہے سوائے اس کے کہ خدا کے عہد اور

حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

آدمیوں کے عہد کی پناہ میں آجائیں اور غضب خدا میں گرفتار ہوئے اور اُن پر تنگدستی کی

الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

مار پڑی یہ اِس لئے کہ وہ آیاتِ خدا کا انکار کرتے تھے اور

يَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا

(ناحق، ناحق) انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ نیز اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے اور

يَعْتَدُونَ ۝ لَيْسُوا سَوَآءً ۗ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ

حد سے گزر جاتے تھے۔ سب برابر نہیں ہیں اہل کتاب میں سے ایک گروہ ثابت قدم ہے

يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَآءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ

جو راتوں کو آیاتِ خدا پڑھتے اور سجدے کیا کرتے ہیں وہ

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بدی سے منع کرتے ہیں

الْمُنكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰٓئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی لوگ صلحا میں سے ہیں

وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَن يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور جو نیکی بھی وہ کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ پرہیزگاروں کے حال سے

بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

آگاہ ہے بیشک جو کافر ہوگئے اُن کے مال

وَلَآ أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ

اور اُن کی اولاد اللہ کے ہاں اُن کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور وُہی جہنمی ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ

جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے جو کچھ وہ اس زندگانی دنیا میں خرچ کرتے ہیں

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوٓا

اس کی مثال اُس تند ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ اس قوم کی کھیتی پر پڑے

---

۵۱ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ یہاں سے ذلت مراد ہے جان و مال و اہل و عیال کا بدر ہونا یا باطل کا طرفدار ہونے کے سبب جزیہ دینا ۱۲

۵۲ بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد ہے کتاب اللہ اور حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے مراد ہیں علی ابن ابی طالب ۱۲

۵۳ يَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ ان لوگوں نے نہ انبیاء کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا نہ اپنی تلوار سے مارا بلکہ جو باتیں ان سے سنیں ان کا افشا کیا جس کے سبب وہ گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور یہ افشا کرنے والے قاتلین میں شمار کئے گئے ۱۲

۵۴ فَلَن يُكْفَرُوهُ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن تو مکفر ہے یعنی اس کی نیکیاں بارگاہ الٰہی تک پہنچ جاتی ہیں اور لوگوں میں مشہور نہیں ہوتیں اور کافر مشکور ہے یعنی اُس کی نیکیاں چونکہ آدمیوں ہی کی خاطر سے کی جاتی ہیں اس لئے آدمیوں ہی میں مشہور ہو جاتی ہیں آسمان تک نہیں پہنچ سکتیں ۱۲

أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ

اور اس کو تباہ کر دے جس نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اپنی جانوں پر

يَظْلِمُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن

وہ خود ظلم کرتے ہیں اے ایمان لانے والو اپنوں کے سوا کسی کو رازدار نہ بناؤ

دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ

وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے جتنی تم کو تکلیف پہنچے گی وہ خوش ہوں گے

الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ

دشمنی اُن کی بات بات سے ظاہر ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے

بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ○ هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ

ہم نے تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر بیان کر دیں بشرطیکہ تم سمجھو لو اب تم انہیں سے محبت کرتے ہو

وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا

حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہدیتے ہیں کہ

آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ

ہم بھی ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تمہارے برخلاف غصہ سے اپنی انگلیاں اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں کہہ دو

مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ إِن

کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مر جاؤ بیشک اللہ دلوں کے حال سے واقف ہے اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا

تم کو کوئی نفع پہنچتا ہے تو اُن کو بُرا لگتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو اس سے وہ خوش ہوتے ہیں

بِهَا ۖ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ

اور اگر تم صبر کرو گے اور ان سے بچے رہو گے تو ان کا مکر تم کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا

إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ○ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ

اس میں شک نہیں کہ جو کچھ بھی، وہ کرتے ہیں خدا کے احاطہ میں ہے (اور اے رسول تم اس وقت کو یاد کرو) جب کہ

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ إِذْ

صبح ہی صبح تم اپنے بال بچوں میں سے نکلے اور مومنین کو لڑائی کے مورچوں میں بٹھانے لگے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ

هَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ

تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار بیٹھنی چاہی حالانکہ اللہ ان دونوں کی مدد پر تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر

۵۱ لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً بطانہ کے لغوی معنی ہیں لباس کا استر اور اصطلاحی معنی ہیں ایسا دوست کہ جس پر بھروسہ کرکے آدمی اپنا راز اس سے کہدے ۱۲

۵۲ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ قریش مکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے لڑنے کے لئے نکلے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ سے نکلے۔ اور وہ مقام قتال کے متلاشی تھے ۱۲ غزوہ اُحد کی مختصر پوری کیفیت جو تفسیر قمی میں منقول ہے ضمیمہ صفحہ پر دیکھیے

۵۳ إِذْ هَمَّت طَّائِفَتَانِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد ایک تو عبداللہ ابن اُبی اور اُس کے ساتھی اور ایک دوسرا اور گروہ ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد بنی سلمہ و بنی حارثہ انصار کے دو قبیلے تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ بنی سلمہ بنی خزرج میں سے تھے اور بنی حارثہ بنی اوس سے تھے۔ اور یہی بنی سلمہ و بنی حارثہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لشکر کے دونوں بازو تھے ۱۲

ع ۱۲

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ

*بھروسہ کرنا چاہیئے ۔ بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی جب کہ تم*

اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ

*حقیر تھے پس خدا سے ڈرو تاکہ تم شکرگذار ہو جاؤ (اے پیغمبر تم اس وقت کو یاد کرو) جب تم*

لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ

*مومنوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ بات تمہارے لئے کافی نہ ہوگی کہ تمہارا پروردگار (آسمان سے) تین ہزار*

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ

*فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا ہاں اگر تم صبر کرو اور نافرمانی سے بچو اور*

يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ

*دشمن تمہیں یکایک آلیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار سے سجائے*

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى

*فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا اور یہ مدد خدا نے مقرر نہیں کی مگر اس لئے کہ تمہارے لئے خوشخبری ہو*

لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

*اور اس لئے کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور ہر مدد زبردست*

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ

*حکمت والے خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ کافروں کے حصے میں سے کچھ کم کر دے یا*

يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

*ان کو ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام پلٹ جائیں (اے رسولؐ) اس معاملہ میں تمہارا کچھ اختیار نہیں*

شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ

*خواہ خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں اور*

مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

*جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور*

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

*جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اے*

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

*ایمان لانے والو دونا دون سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو*

---

**۵۱** نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ بدر مکہ اور مدینہ کے مابین ایک پانی ہے۔ بدر ایک شخص کا نام تھا۔ اسی کے نام سے یہ مقام موسوم ہوا ۱۲

**۵۲** وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حال میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ان میں موجود تھے وہ لوگ ہرگز ذلیل نہ تھے۔ بلکہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی وَاَنْتُمْ ضُعَفَآءُ۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ابو بصیر نے یہ آیت ان حضرت کے سامنے پڑھی تو ان حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جا خدا نے اس طرح نازل نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ یوں نازل ہوئی ہے وَاَنْتُمْ قَلِیْلٌ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے کبھی اپنے رسول کو ذلیل نہیں کیا اور یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے وَاَنْتُمْ قَلِیْلٌ معصومین علیہم السلام کی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجاہدین بدر کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ تھی ۱۲

**۵۳** بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فرشتے بدر کے دن بھیجے گئے تھے ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور انہیں حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ بدر کے دن جن فرشتوں نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کی نصرت کی تھی وہ پھر آسمان پر نہیں گئے اور اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام کی نصرت نہ کر لیں اور ان کی تعداد پانچ ہزار ہے ۱۲

ع ۱۳ — ۹ — ۴

**۵۴** لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ تو حضرت نے پڑھنے والے سے فرمایا کہ واللہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا اختیار تھا اور اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جدھر تمہارا خیال گیا بلکہ میں تم کو اس کے مطلب سے آگاہ کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس بات کی خبر دی کہ علیؑ کی ولایت سے لوگوں کو اطلاع دیں تو حضرت نے قوم کی عداوت اور حسد کے بارے میں غور و فکر شروع کی ...

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور اُس آگ سے ڈرو جو انکار کرنے والوں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور

اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ [۵۱] وَ

اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑ کر جاؤ جس کی وسعت کل آسمانوں اور

الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي

ساری زمین کے برابر ہے (جو) پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگدستی میں

السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ [۵۲] وَالْعَافِيْنَ عَنِ

خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور (لوگوں کے قصور سے) درگزر کرتے رہتے ہیں

النَّاسِ [۵۳] وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ [۵۴] ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ جو بدی کر بیٹھتے ہیں

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں

لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڜ وَلَمْ يُصِرُّوْا

اور سوائے خدا کے گناہوں کو کون معاف کرسکتا ہے اور جو کچھ

عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ

وہ کر بیٹھے جان بوجھ کر اس پر اصرار نہیں کرتے انہیں کی جزا

مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ

اُن کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور ایسے باغ جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ

جن میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے تم سے پہلے بہت سے واقعات

قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

گزر گئے چلو پھرو اور دیکھو کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًى

جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا یہ کل آدمیوں کے لئے سمجھانا ہے اور

۵۱ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب جنت کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں رہی؟ حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں رہتی ہے؟ صاحب مجمع البیان کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ جواب معارضۃً دیا جس میں اصل سوال ساقط ہوجاتا ہے گویا اس میں جواب مقدر ہے کہ جو اس بات پر قادر ہے کہ جب ہمارے یہاں دن نکالتا ہے تو رات کو جہاں مناسب سمجھتا ہے پہنچا دیتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے، کہ جہنم کے لئے جہاں مناسب سمجھے جگہ قرار دے ۱۲ ۵۲ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو اس حال میں روک لے گا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہے کرسکے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قلب کو اپنی رضا سے معمور کردے گا ۱۲ ۵۳ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے عفو کی تاکید فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ عفو سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے پس جہاں تک ہوسکے تم ایک دوسرے کا قصور معاف کرتے رہو کہ خدا تمہاری عزت بڑھائے ۱۲ ۵۴ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ جناب امام ہمام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام نماز کی تہیہ میں مشغول تھے اور ان حضرت کی کنیز پانی ڈالتی جاتی تھی کہ اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ پڑا اور ان حضرت کے اس سے چوٹ لگی حضرت نے سر مبارک بلند کرکے اس کی جانب دیکھا لونڈی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ حضرت نے فرمایا كَظَمْتُ غَيْظِيْ (میں نے اپنا غصہ روک لیا) پھر اس کنیز نے عرض کیا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ حضرت نے ارشاد فرمایا عَفَوْتُكِ عَفَى اللّٰهُ عَنْكِ میں نے تجھے معاف کیا خدا بھی تجھے معاف کرے پھر اس نے عرض کیا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ حضرت نے ارشاد فرمایا اِذْهَبِيْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى (چلی جا کہ تو خدا کی خوشنودی کے لئے میری طرف سے آزاد ہے)

وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ
پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ونصیحت اور ہمت نہ ہارو اور رنجیدہ نہ ہو حالانکہ اگر

الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝ اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ
مومن ہو تو تم ہی غالب آؤ گے اگر تم کو زخم لگا

فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ‌ؕ وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے اور یہ تو اتفاقات زمانہ ہیں جو ہم آدمیوں کے

بَيۡنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ
درمیان اُلٹ پھیر کرتے رہتے ہیں اور اس لئے کہ خدا جان لے کہ ایمان والے کون ہیں اور تم ہی میں سے بعض

شُهَدَآءَ ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ
گواہ بنائے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور اس لئے (بھی) کہ خدا

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا
ایمان لانے والوں کو خالص کرلے اور کافروں کو مٹا دے یا تم نے گمان کیا تھا تا کہ تم

الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ
بہشت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اُس وقت تک اللہ نے (بذریعہ امتحان) نہ ان لوگوں کو جانا تھا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور نہ ان لوگوں کو

الصّٰبِرِيۡنَ ۝ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ
جو ثابت قدم رہے اور ملاقات کرنے سے پہلے تو تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے

تَلۡقَوۡهُ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ۝ وَمَا
پھر تو تم نے اُسے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ‌ؕ
محمد ایک رسول ہی ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے

اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ‌ ؕ وَمَنۡ
کیا اگر وہ مرجائیں گے یا قتل کردیئے جائیں گے تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو

يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـئًا ‌ؕ وَسَيَجۡزِى
اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب

اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ
خدا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا اور کوئی متنفس بغیر خدا کے حکم کے جو لکھا ہوا اور مقرر کیا ہوا ہے

سلہ اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ
تفسیر قمی میں مروی ہے کہ بعد واقعہ احد قریش نے یہ قصد کیا کہ پلٹ کر جائیں اور مدینہ کو لوٹ لیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو ہمیں ان لوگوں کی خبر لادے سوائے امیر المومنین کے کسی نے جواب نہ دیا ان حضرت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس طرح حکم ہو میں خبر لاتا ہوں آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور یہ دیکھو کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں یا اونٹوں پر اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو چھوڑ دیں تو سمجھ لینا کہ ان کا قصد مدینہ کا ہے اور واللہ اگر انہوں نے مدینہ کا قصد کیا تو خدا ان کو پوری پوری شکست دیگا اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیں تو سمجھ لینا کہ وہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں پس امیر المومنین علیہ السلام باوجود ان زخموں اور تکلیفوں کے جو آنحضرتؐ کو پہنچی تھی تشریف لے گئے یہاں تک کہ حضرتؑ ان لوگوں کے قریب گئے اور دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیا ہے ۱۴
ع ۱۴
واپس آکر یہ خبر جناب رسولخداؐ کو پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ۵
انہوں نے مکہ کا قصد کیا ہے اور خود حضرتؐ مدینہ کو چلے آئے مگر جبرئیلؑ امین نے یہ حکم پہنچایا کہ آپ خود اور آپکے ساتھیوں میں سے وہ جن کے زخم لگ چکے ہیں ان لوگوں کے تعاقب میں جائیں چنانچہ رسولخداؐ کے منادی نے ندا دی کہ اے گروہ مہاجرین و انصار جن جن کے زخم لگا ہے وہ نکل چلیں اور جو صحیح وسالم ہیں وہ اپنے اپنے گھروں میں رہیں اس حکم کو سن کر زخمی اپنے زخموں کی مرہم پٹی میں لگ گئے اور خدا نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی وَلَا تَهِنُوۡا فِى ابۡتِغَآءِ الۡقَوۡمِ‌ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ يَاۡلَمُوۡنَ كَمَا تَاۡلَمُوۡنَ‌ ۚ وَتَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرۡجُوۡنَ‌ ؕ یعنے (اس قوم کی جستجو میں سستی نہ کرو اگر تم تکلیف پا رہے ہو تو جیسی تکلیف تم پا رہے ہو ویسی ہی تکلیف وہ بھی پا رہے ہیں حالانکہ جو امیدیں تم کو خدا سے ہیں وہ ان کو نہیں ہیں)۔ قول مترجم۔ یہ آیت سورۂ نساء میں ہے حالانکہ لازم تھا کہ اسی سورہ میں ہوتی۔

إِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ

اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ

نہیں مر سکتا اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اُس کو یہیں دیں گے

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۗ وَسَنَجْزِي

اور جو شخص آخرت کا بدلہ چاہے گا اُس کو وہیں دیں گے اور عنقریب ہم

الشّٰكِرِيْنَ ○ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ

شکرگزار لوگوں کو جزائے خیر دیں گے۔ اور نبیوں میں سے بہت سے ایسے ہوئے ہیں جن کی معیت میں اکثر اللہ والے لڑے

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَ

پھر خدا کی راہ میں جو مصیبت اُن پر پڑی نہ اس سے انہوں نے ہمت پست کی نہ بودا پن ظاہر کیا اور

مَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَمَا كَانَ

نہ دشمن کے آگے گڑگڑائے اور اللہ ایسے ہی صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کا

قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ

قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور معاملات میں ہماری زیادتیوں کو بخش دے

اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ان کافر لوگوں کے برخلاف ہماری مدد کر

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ

پھر اللہ نے اُن کو دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بدلہ اس سے اچھا دیا اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا

نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اے ایمان لانے والو اگر تم کافروں کی اطاعت کروگے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

تو وہ تم کو تمہارے پچھلے پاؤں لوٹا دیں گے پھر تم تو زیاں کار ہو کر

خٰسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○

پلٹ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا حامی اور سب سے اچھا مدد گار ہے

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

عنقریب ہم کافروں کے دل میں رعب ڈال دیں گے بوجہ اس کے کہ انہوں نے

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۗ وَبِئْسَ

خدا کا شریک قرار دیا جس کی بابت اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کی بازگشت

ع ۱۵ ۵

سلہ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا یہ ان لوگوں پر طعن ہے جو احد کے دن لوٹ کے پیچھے ایسے پڑے کہ انہوں نے احکام خدا و رسولؐ کی نافرمانی کر دی ۱۲ سلہ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ وہ لوگ جو خدا کی نعمت کے شکرگزار ہوئے اور ان کو جہاد سے کوئی شے نہ ہٹا سکی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ معرکہ احد میں امیرالمومنین کے ساٹھ زخم آئے تھے اور جناب رسولخداؐ نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حکم دیا تھا کہ وہ دونوں ان کا علاج کریں انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب ہم امیرالمومنین کا ایک جگہ سے علاج کرتے ہیں تو دوسری جگہ سے زخم پھٹ جاتا ہے اور ہم کو ان حضرت کی موت کا خوف ہے پس جناب رسولخدا خود تشریف لائے اور مسلمان بھی عیادت کو آ رہے تھے حضرتؐ نے دیکھا کہ وہ سب جراحتیں مل کر ایک بڑا زخم ہو گیا ہے پس حضرتؐ اپنا دست مبارک اس زخم پر پھیرتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ جس نے خدا کے کام میں یہ مصیبت اٹھائی وہی آزمائش میں سب سے زیادہ بہتر اور برتر نکلا اور جہاں جہاں حضرت ہاتھ پھیرتے جاتے تھے وہیں وہیں سے زخم بھرتا آتا تھا۔ اس وقت علی علیہ السلام نے یہ کہا کہ نہ میں جہاد سے بھاگا اور نہ میں نے پیٹھ دکھائی پس خدا نے اپنی کلام میں دو موقعوں پر ان کے ثبات قدم کا شکریہ ادا کیا ہے ایک جگہ فرمایا سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اور دوسری جگہ فرمایا سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۱۲ سلہ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ایک معنی میں علما و فقہا اور دوسرے قول کے مطابق گروہ کے گروہ چنانچہ مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دس ہزار اور عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہزار ہا ۱۲ سلہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا یہاں اصحاب انبیاء نے گناہوں کو اور اسراف کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے یا تو اظہار انکسار کے لئے اور یا اس خیال سے کہ بداعمالی اپنے ہی ارادہ سے ہوتی ہے اور ان سب باتوں کی پہلے مغفرت مانگی ہے اور پھر اپنے ثابت قدم رہنے اور دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگی ہے تاکہ خشوع و خضوع کی ثابت ہو جائے اور گناہوں سے چھٹکارا بھی ملے یہی دعا کی قبولیت کا باعث ہوتا ہے ۱۲ باقی حواشی سلہ دسلہ نمبر ۵

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ

بہت ہی بری ہے اور بیشک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا جب کہ

تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ

تم اس کے حکم سے ان کو قتل کرتے رہے یہاں تک کہ جب تم نے ہمت ہار دی اور اپنی پسند کی چیزیں دیکھنے کے بعد

عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ

معاملہ میں آپس میں جھگڑنے لگے اور (رسول کی) نافرمانی کی تم میں سے بعض

يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ

دنیا کے طلبگار ہیں اور بعض آخرت کے خواستگار ہیں پھر تمہارا رُخ

عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى

ان کی طرف سے پھیر دیا کہ تمہارا امتحان لے اور یقیناً خدا نے تم سے درگزر کی اور اللہ مومنوں پر

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

(بڑا) فضل کرنے والا ہے جب تم دُور بھاگے چلے جاتے تھے اور کسی کو پلٹ کر (بھی) نہ دیکھتے تھے اور پیچھے سے رسول

يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا

تم کو پکار رہے تھے پھر خدا نے تم کو رنج پر رنج پہنچایا تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے

عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اس پر اور جو مصیبتیں تم پر پڑی ہیں ان پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى

پھر بعد اس رنج کے خدا نے تم پر چین کی نیند نازل کی جو

طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُھُمْ يَظُنُّوْنَ

تم میں سے ایک گروہ پر چھا گئی اور ایک گروہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور

بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ ھَلْ لَّنَا مِنَ

خدا کی نسبت ناحق کفار کی سی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے اس معاملہ میں ہمارا بھی

الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ

اختیار ہے تم کہدو کہ یہ معاملہ پورا خدا کے ہاتھ ہے وہ اپنے دلوں میں

اَنْفُسِھِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ

وہ کچھ چھپائے رہتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے یہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا اگر کچھ اختیار ہوتا

۵۱ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ یعنی تم میں سے جو نصرت کا وعدہ بشرط تقویٰ و صبر کیا گیا تھا اُسے پورا کیا یہاں تک کہ تمہارے تیراندازوں نے حکم کی مخالفت کی کہ جب مشرکین سامنے آئے تیراندازوں نے ان کو پھیدنا شروع کیا اور اوروں نے تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا ۱۲

۵۲ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ اس سے مراد ہے تیراندازوں کا باہمی اختلاف کہ جب مشرکین کو بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھا تو بعض نے یہ کہا کہ ہم یہاں کھڑے کھڑے کیا کریں گے۔ اور دوسروں نے کہا کہ ہم تو رسولؐ کی مخالفت ہرگز نہ کریں گے۔ پس ان کا امیر تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ اپنے مقام پر قائم رہا اور باقی لوٹ کے پیچھے دوڑ پڑے جن کو خطاب کرکے خدا فرماتا ہے وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ

۵۳ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا اس سے عبداللہ بن جبیر کے وہ ماتحت مراد ہیں جو مال غنیمت کے پیچھے دوڑ پڑے تھے ۱۲

۵۴ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ان سے خود عبداللہ بن جبیر اور وہ ماتحت مراد ہیں جو حکم رسولؐ پر قائم رہے اور شہید ہوگئے ۱۲

۵۵ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح آواز دیتے تھے اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِرْجِعُوْا اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيْنَ تَفِرُّوْنَ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُوْلِهٖ (بندگانِ خدا میری طرف آؤ میری طرف آؤ میری طرف پلٹ کر آؤ میں خدا کا رسول ہوں تم اللہ اور اللہ کے رسول سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو) اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو شخص اس وقت پلٹ آئے اس کے لئے یقینی جنت ہے مگر بھگوڑوں میں سے ایک بھی نہ پلٹا ۱۲

۵۶ غَمًّۢا بِغَمٍّ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ پہلا غم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بعض قتل ہوئے اور دوسرا غم یہ تھا کہ خالد بن ولید نے ہزار سواروں سے ان کو پیچھے سے آ کر گھیر

شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۗ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ

تو ہم اس جگہ قتل نہ کئے جاتے تم کہدو اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جن کے لئے

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ

قتل لکھا جا چکا تھا وہ اپنے مقتل میں ضرور نکل کر آتے اور اس لئے کہ خدا

صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ

تمہارے دلوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو جانچ لے اور اللہ

الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ[۵۱]

دلوں کی حالت سے آگاہ ہے یقیناً تم میں سے وہ لوگ جو (اس دن) بھاگ گئے تھے جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا تھا

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا

سوائے اس کے نہیں ہے کہ شیطان نے بوجہ ان کے بعض افعال کے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے اور

اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اللہ نے ان کے قصور سے درگزر کی بیشک خدائے تعالےٰ بڑا بخشنے والا (اور) بردبار ہے اے ایمان لانے والو

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي

تم ان کے مانند نہ ہو جو منکر ہو گئے اور اپنے بھائیوں کے بارے میں جب کہ وہ

الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا

سفر میں گئے یا مجاہد بن گئے یہ کہنے لگے کہ اگر یہ ہمارے پاس رہتے تو نہ موت سے مرتے اور نہ

قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَ

قتل کئے جاتے (تم کو منع اس لئے کیا) کہ خدا نے اس خیال کو ان کے لئے ان کے دلوں میں ایک حسرت قرار دے دیا ہے حالانکہ اللہ ہی جلاتا ہے اور

يُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ

مارتا ہے اور جو اعمال تم کرتے ہو اللہ ان سب کا دیکھنے والا ہے اور اگر تم راہ خدا میں قتل کئے گئے

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا

یا اپنی موت سے مرگئے تو جو کچھ لوگ جمع کرتے رہتے ہیں ان سب سے خدا کی مغفرت اور رحمت

يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

بہت ہی بہتر ہے اور اگر تم (ویسے ہی) مرگئے یا قتل کئے گئے تو بھی خدا کے حضور میں محشور کئے جاؤ گے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ

پھر (اے رسولؐ) خدا ہی کی رحمت کے سبب سے تم نے ان سے نرمی برتی اور اگر تم درشت مزاج اور سخت

---

۵۱ الْجَمْعٰنِ اس سے دونوں گروہ مراد ہیں یعنی گروہ مسلمین و گروہ مشرکین جو احد میں ایک دوسرے کے مقابل تھے ۱۲ ۵۲ اِسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ اس سے مطلب ہے اپنا مقام چھوڑ دینے میں اور لوٹ کے مال کا لالچ کرنے میں احکام خدا و رسولؐ کی نافرمانی کرنا جس کی وجہ سے تائید خدا ان کے شامل حال نہ رہی اور شیطان نے انہیں پھسلا دیا ۱۲

۵۳ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جو لوگ احد کے بھگوڑوں کی معافی اس آیت میں پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے ہیں وہ اس نکتہ کو خوب غور سے دیکھ لیں کہ خدا نے غفور رحیم نہیں فرمایا جس سے آخرت کی معافی ثابت ہوتی بلکہ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ فرمایا جس سے دنیا یعنی دنیا ثابت ہے کہ واقعی توبہ کر لیں تو معاف کر دیئے جائیں یا عذاب دنیا کا بلحاظ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ مرتفع کر دینا مراد ہے کہ ایسے نبی کا ساتھ چھوڑ دینے پر بھی بندر اور سؤر نہ بنا دیئے گئے ۱۲

ع ۱۶ / ۷

۵۴ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ معانی الاخبار و تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ سبیل اللہ سے مراد علیؑ اور آئمہ اولاد علیؑ ہیں۔ جو شخص ان کی دوستی میں قتل ہو جائے وہ راہ خدا میں قتل ہوا۔ اور جو شخص ان کی دوستی میں مر جائے تو راہ خدا میں مرا

۱۲

الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے متفرق ہو جاتے پس اب تم بھی ان سے درگزر کرو اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرو

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ

اور ان سے معاملات میں مشورہ کر لیا کرو اور جب تم کسی بات کا پختہ ارادہ کر لو تو اس وقت اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً

اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَ

اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غلبہ نہ پائے گا اور

إِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى

اگر وہ تم کو چھوڑ دے گا تو پھر وہ کون ہے جو اس کے خلاف تمہاری نصرت کرے گا اور

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ

مومنوں کو لازم ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں اور نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خفیہ کوئی چیز اڑا لے

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ

اور جو شخص خفیہ کوئی چیز لے لیگا تو قیامت کے دن وہ اُسے حاضر کرنی پڑے گی پھر ہر

نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ

شخص کو اس کی کرتوت کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا کیا وہ شخص جو خوشنودی خدا کا تابع ہو

اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ

اس کے مانند ہو جائے گا جو پھر پھر کر خدا کے غضب میں گرفتار ہو اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو اور وہ بہت ہی بری

الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا

بازگشت ہے اُن کے تو خدا کے نزدیک بڑے درجے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اُن کا

يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ

نگران ہے بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب کہ ایک رسول

رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ

انہیں میں سے مبعوث کر دیا جو ان پر خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو ظاہراً و باطناً پاک کرتا ہے اور

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي

ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے گو اس سے پہلے وہ

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ

کھلی گمراہی میں تھے کیا جب آ پڑی تم پر ایسی مصیبت جس سے دوگنی تم خود پہنچا چکے تھے

له وَشَاوِرْهُمْ مطلب یہ ہے کہ لڑائی وغیرہ میں اُن سے مشورہ کر لیا کرو جس سے ان کے خیالات معلوم ہو جائیں ان کے دل خوش ہو جائیں اور اُمت میں مشورہ کرنے کا رواج ہو جائے۔ جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خود بینی سے زیادہ وحشتناک کوئی تنہائی نہیں ہے اور باہمی مشورہ سے زیادہ مضبوط کوئی قوت نہیں ہے جناب امیرالمومنینؑ سے نہج البلاغۃ میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی تنہا رائے پر قائم رہے گا وہ ہلاک ہوگا اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں سے حصہ لے گا لوگوں سے مشورہ کر لینے میں واقعی راہبری ہے اور اپنی تنہا رائے پر بھروسہ کر لینے میں پورا خطرہ ہے۔ کتاب الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲ له اَنْ يَّغُلَّ يغل کا مصدر غلول ہے جس کے معنی ہیں مال غنیمت سے خفیہ کوئی چیز اڑا لینا۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیہ غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور شان نزول اس کی یہ تھی کہ جو مال غزوہ بدر کے دن آیا تھا اس میں ایک سُرخ سربند بھی تھا وہ کھو گیا۔ اصحاب رسولؐ میں سے ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ اُسے رسول اللہ نے اُڑا دیا۔ اسی بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی اور اسی وقت ایک شخص نے آکر یہ کہا کہ فلاں شخص نے وہ سربند اڑا لیا ہے اور فلاں مقام پر زمین میں دبا دیا ہے جناب رسول خدا نے اس مقام کے کھودنے کا حکم دیا اسی مقام سے وہ سربند نکلا۔ جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے امجالس میں مروی ہے کہ نہ سب آدمیوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کی زبانیں روکی جا سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے بدر کے دن خود رسول اللہ پر یہ جھوٹی تہمت نہیں باندھی کہ انہوں نے بدر میں مال غنیمت میں سے اپنی ذات کے لئے سرخ بند اڑا لیا یہاں تک کہ خدا نے وہ سربند ظاہر کیا اور اپنے نبی کو خیانت سے بری ثابت کیا ۔

اور ایک قرأت میں یہ آیت نازل ہوئی وما کان لنبی ان یُغَلّ الخ ۱۲

الصف

(ایک قرأت ... ضمیمہ میں پڑھیں)

مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ

تو تم یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آئی (اے رسول) تم کہدو کہ یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے بیشک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

اللہ ہر شئے پر قادر ہے اور جو کچھ مصیبت تم پر اُس دن پڑی جس دن

الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۙ وَلِيَعْلَمَ

دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ خدا کے حکم سے تھی (اور اس لئے تھی) کہ خدا مومنوں کو جان لے اور ان کو بھی جان لے

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جو منافق ہو گئے تھے اور ان سے جب یہ کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں لڑو

اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

یا دفاع ہی کرو تو کہنے لگے اگر پہلے سے ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم تمہاری پیروی ہی نہ کرتے

يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا

اس دن وہ منافق ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے اپنے منہ سے وہ کہتے ہیں جو کچھ

لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ ۚ اَلَّذِيْنَ

ان کے دلوں میں نہیں ہے حالانکہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اس سے خدا خوب آگاہ ہے جو لوگ لڑائی سے بیٹھ رہے تھے

قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں یہ کہا تھا کہ اگر وہ ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کئے جاتے تم ان سے کہدو

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ

کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی ہی جانوں سے موت کو ٹال دو اور

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

جو لوگ راہِ خدا میں قتل کئے گئے ہیں ان کو ہرگز ہرگز مردہ نہ گمان کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس

يُرْزَقُوْنَ ۝ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ

رزق پاتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس سے خوش ہیں اور

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا

جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں اور اب تک ان سے نہیں ملے ہیں ان کے بارے میں خوش خبری پاتے ہیں کہ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ

ان پر کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے خدا کی نعمت اور فضل کی خوشخبری پاتے ہیں

---

سلہ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ تفسیر مجمع البیان میں قمی سے روایت ہے کہ بدر کے دن جو مشرک قید ہو کر آئے تھے ان کے لئے بھی قتل کر دینے کا حکم تھا مگر انصار نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول خدا یہ قیدی ہم کو عنایت کر دیجئے اور ان کو قتل نہ کیجئے ہم ان سے فدیہ لینا چاہتے ہیں (جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ایسے موقع پر بغیر حکم خدا کوئی فیصلہ نہیں فرماتے تھے) چنانچہ جبرئیل نے نازل ہو کر منجانب اللہ یہ حکم پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو آزاد کرنے کی اور ان سے فدیہ لینے کی اس شرط پر اجازت دیتا ہے کہ آئندہ آپ کے اصحاب میں سے اسی قدر شہید ہو جائیں گے جتنوں سے اس سال فدیہ لیا جائے گا۔ رسولؐ خدا نے ان کو اس شرط کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ ہم راضی ہیں۔ اس سال تو ان لوگوں سے فدیہ لے کر قوت پائیں اور اگلے سال ہم میں سے جو شہید ہوں گے وہ شہید ہو کر جنت میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ سب کو آزاد کیا اور سب سے فدیہ لیا۔ اور اگلے سال جب احد کا واقعہ پیش آیا اور اصحاب رسولؐ میں سے ستر شہید ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ خدا نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا ہم پر یہ مصیبت کیسے پڑی۔ اس وقت خدا نے اس آیہ کے ذریعہ جواب دیا اور بتلا دیا کہ یہ مصیبت تم پر تمہاری ہی طرف سے ہے یعنی تمہاری قبول کردہ شرط کے بموجب ہے (اس کا پورا قصہ انشاء اللہ تفسیر سورۂ انفال میں بیان ہوگا)

ٮ۲ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کلام منقول ہے اس کا ایک جزو یہ ہے کہ انسان کے ضعف یقین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اسباب و وسائل سے تعلق ڈھونڈتا ہے اور اپنے نفس کو ان ہی اسباب کا طالب بننے دیتا ہے عادات کی پیروی کرتا ہے لوگوں کے اقوال پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرتا ہے دنیا کے کاموں میں اور دنیا جمع کرنے میں اور بخل کرنے میں بڑی کوشش کرتا ہے زبان سے اس کا مقر ہے کہ سوائے خدا کے نہ دینے والا ہے نہ روکنے والا اور اس کا بھی مقر ہے کہ بندہ کو وہی ملتا ہے جو

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝

اور اس کی کہ اللہ مومنوں کے کسی اجر کو ضائع نہیں کرتا

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ

جنہوں نے زخم لگ جانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مان لیا

الۡقَرۡحُ ۛؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝

ان میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہیں اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے

اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ

وُہی تو ہیں کہ جن سے آدمیوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے بڑا ایکا کیا ہے

فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖ وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ

لہذا ان سے ڈرو تو اس خبر نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور

الۡوَكِيۡلُ ۝ فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ

وہ سب سے بہتر کارساز ہے وہ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آئے

يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوۡ

اوران کو کوئی تکلیف نہ پہنچی اور وہ خوشنودی خدا کے پیرو رہے اور اللہ

فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰ لِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ فَلَا

بڑا فضل کرنے والا ہے یہ تمہارا شیطان ہی اپنے یاروں کو ڈرایا کرتا ہے پس

تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝ وَلَا يَحۡزُنۡكَ

اگر تم مومن ہو تو ان سے ہراساں نہ ہو صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور (اے رسول)

الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ ۚ اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا ؕ

یہ لوگ کفر کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں یہ بات تم کو کچھ رنج نہ پہنچائے یقیناً وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے

يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ

(اور) اللہ کا ارادہ ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصّہ نہ رکھے اور اُن کے لئے

عَظِيۡمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ

بڑا عذاب ہے بیشک جن لوگوں نے کفر کو خوشی ایمان کے بدلے خرید لیا وہ ہرگز

يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ وَلَا يَحۡسَبَنَّ

خدا کا کچھ نقصان نہ کریں گے اور اُن کے لئے درد ناک عذاب ہے اور جو لوگ

۱۷ اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ بروایت قمی بعد غزوۂ احد جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آنحضرت کو یہ حکم پہنچا کہ صرف زخمیوں کو ساتھ لے کر قریش کے تعاقب میں جائیں۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی اگر ایسا نہ ہوتا تو قریش کے سرداروں کا یہ قصد تھا کہ مدینے والوں پر بے خبر چھاپہ ماریں۔ تفسیر برہان میں ابو رافع سے منقول ہے کہ جب مشرک روز احد چل دیئے تو وہ مقام روحا پر پہنچے تو کہنے لگے نہ تو تم کمسن عورتوں ہی کو لائے اور نہ تم نے محمد ہی کو قتل کیا۔ یہ خبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو پہنچی تو حضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بنی خزرج کے ساتھ ان مشرکوں کے تعاقب میں بھیجدیا جس مقام سے مشرک کوچ کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام وہیں جا اترتے تھے خدائے تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ان ہی ابو رافع سے ایک حدیث میں یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے زخموں پر لعاب دہن لگا دیا اور ان کے حق میں دعا کی اور ان کو مشرکوں کا تعاقب کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ ان ہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اسی تفسیر میں بطریق جمہوریوں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو کچھ لوگ ساتھ کرکے ابوسفیان کے تعاقب میں بھیجا تو حضرت کو بنی خزاعہ میں سے ایک اعرابی ملا اور اُس نے یہ کہا اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ (دیکھو ضمیمہ میں) اس سے اس کی مُراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی تھے۔ پس جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے فرمایا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ اسی یہ آیتیں ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ۝ تک نازل ہوئیں ۱۲ (باقی حواشی ۵۲ و ۵۳ ضمیمہ میں پڑھیں)

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ

منکر ہوگئے ہیں وہ کبھی یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیتے ہیں یہ ان کے لئے کچھ بہتری ہے ہم تو اسلئے مہلت

لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ مَا كَانَ اللَّهُ

دیتے ہیں کہ گناہگاری میں وہ اور بڑھ جائیں اور ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب (رکھا) ہے خدا کی یہ شان نہیں ہے

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

کہ مومنوں کو اسی حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو یہاں تک کہ ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ

پاک سے جُدا نہ کردے اور خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تم کو غیب کی باتوں سے آگاہ کردے لیکن

اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ

خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے (اس بات کیلئے) منتخب کرلیتا ہے پس تم اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ

وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ

اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری کروگے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا اور

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا

جو لوگ اس کے بارے میں بخل کرتے ہیں جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ان کا

لَهُمْ ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ

یہ بخل کرنا ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے بُرا ہے قریب ہے کہ قیامت کے دن وہی چیزیں جن کے بارے میں وہ بخل

الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

کرتے تھے طوق بنا کر انکو پہنا دی جائیں گی اور کل آسمانوں اور زمین کی میراث خدا ہی کی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

اس سب سے آگاہ ہے یقیناً اللہ نے ان لوگوں کی بات سُن لی جنہوں نے یہ کہا کہ

اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ

اللہ تو محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں جو کچھ انہوں نے کہا وہ اور ان کا

الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

انبیاء کو ناحق قتل کرنا ہم لکھ لیں گے اور کہیں گے کہ آگ کے عذاب کا مزا چکھو

ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

تمہارے ہاتھوں جو کچھ آگے بھیجا یہ اسی کا بدلہ ہے اور یقیناً اللہ (اپنے) بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے

ف۱ اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے کافر کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ اس کی موت بہتر ہے یا حیات؟ فرمایا موت مومن اور کافر دونوں کے لئے بہتر ہے اس لئے کہ مومن کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ اور نیکوں کے لئے اللہ کے پاس مہیا ہے وہ سب اچھا ہے اور کافر کے بارے میں فرماتا ہے اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تا عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

ف۲ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمہ زکوٰۃ مال واجب ہے وہ اس کا جو حصہ روکے گا خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کا ایک آتشین سانپ بنا کر اس کی گردن میں بطور طوق کے ڈال دے گا کہ حساب سے فارغ ہونے تک وہ اس کا گوشت کھایا کرے اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

ع ۱۸ ۹ ۹

نصف

ف۳ إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ تفسیر قمی میں معصومؑ سے روایت ہے کہ لوگوں نے خدا کو تو نہیں دیکھا جس سے وہ جان لیتے کہ وہ فقیر ہے لیکن چونکہ انہوں نے اولیائے خدا کو ظاہری فقیری کی حالت میں دیکھا ہے اس سے انہوں نے بیساختہ کہدیا کہ اگر خدا غنی ہوتا تو اپنے اولیاء کو بھی غنی کردیتا اس طرح انہوں نے اپنے غنا پر خدا کے مقابلہ میں فخر کیا ۱۲

ف۴ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا جو کہ ہم غنی ہیں اور خدا فقیر ہے بہت بڑے یعنی خدا کے مقبول بندوں کا مذاق اڑانا اور ان کو حقیر سمجھنا ہے اس لئے خدا نے وعید فرمائی ہے کہ ہم ان کے اس کلمہ کو لکھتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے اور قیامت کے دن ان کو اس کی سزا دیں گے۔

لِلْعَبِيدِ ۝ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا نُؤْمِنَ

جنہوں نے یہ کہدیا کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی

لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ۗ قُلْ قَدْ

رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ایسی قربانی ہمارے روبرو پیش نہ کرے جس کو آگ کھا جائے (اے رسول) تم یہ کہدو

جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ

کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے اور جو کچھ تم کہتے ہو یہ (بھی) لائے تھے

فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ

پھر اگر تم سچے ہو تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا تھا؟ پھر (بھی) اگر وہ تمکو جھٹلائیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَ

تو تم سے پہلے بہت سے ایسے رسول جھٹلائے گئے ہیں جو کھلی نشانیاں (بھی) لائے تھے اور نصیحت کی باتیں (بھی) اور

الْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

روشن کتاب (بھی) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو

أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ

تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے پس جو شخص آتش جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا

فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ

وہ تو یقیناً کامیاب ہوگیا اور یہ زندگانی دنیا صرف دھوکے کی ٹٹی ہے ضرور تم

فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے

الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَ

ان سے اور جو لوگ مشرک ہو گئے ہیں ان سے ضرور بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور

إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَإِذْ

اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگار رہو گے تو یہی تو پختگی کے کاموں میں سے (ایک بات) ہے اور (اس وقت کو یاد کرو)

أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ

جبکہ اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی اس بات کا عہد لیا تھا کہ ضرور تم اس کو کل آدمیوں سے کھول کر بیان کرنا

وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ

اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا پھر انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور کتاب خدا کو تھوڑی سی قیمت پر

۵ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي

اس آیت میں خدائے تعالیٰ بنی اسرائیل کے دعویٰ کو جھٹلاتا ہے اور ان کو الزام بھی دیتا ہے کہ ان سے پہلے جو رسول مثل زکریاؑ اور یحییٰؑ کے تصدیق کرنیوالے معجزے لے کر آئے تھے ان کو تم نے کیوں رنج پہنچایا اور کیوں قتل کیا کیونکہ اگر موجب تصدیق معجزات ہی کا دکھلانا ہے اور اسی کی وجہ سے تم ایمان لانے سے باز رہتے ہو تو جب وہ رسول معجزے لیکر آنے تھے تو تم ان پر کیوں ایمان نہ لائے اور ان کے قتل کی جرأت کیونکر کی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان انبیاء کے قتل کرنیوالوں میں اور اس قول کے کہنے والوں میں جن کا ایک آیت میں اس طرح ذکر ہے "الا نؤمن لرسول حتیٰ یاتینا" پانسو برس کا فاصلہ تھا مگر خدائے تعالیٰ نے ان کو قتل کا الزام اس لئے دیا کہ وہ اپنے بزرگوں کے اس فعل پر راضی تھے۔

۶ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

پہلی حدیث اس کے متعلق اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ کے ذیل میں لکھی گئی کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس زمین کے باشندے اسی طرح مر جائیں گے پھر آسمان والے مریں گے یہاں تک کہ کوئی نہ رہے گا مگر ملک الموت حاملان عرش جبرئیل و میکائیل باقی رہیں گے۔ پروردگار عالم باوجود اپنے علم کے ملک الموت سے دریافت فرمائے گا کہ کون کون اب باقی ہیں ملک الموت سب کو بتادیں گے اس وقت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو حکم ہوگا کہ تم دونوں مر جاؤ اور فرشتے عرض کریں گے کہ پروردگارا یہ دونوں تیرے رسول اور امین ہیں حکم ہوگا کہ میں یہ امر طے کرچکا ہوں کہ جس نفس میں روح ہے وہ موت کو ضرور چکھے گا پھر ملک الموت سے باوجود علم سوال ہوگا کہ اب کون کون باقی ہیں؟ عرض کرینگے کہ ملک الموت اور حاملان عرش۔ اس وقت حاملان عرش کو حکم ہوگا کہ تم بھی مر جاؤ۔ اب ملک الموت بھی حزین و غمگین ہوں گے۔ کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گے۔ پھر سوال ہوگا کہ اب کون باقی ہے؟ جواب دیں گے کہ پروردگارا صرف ملک الموت باقی ہے۔ حکم ہوگا کہ اے ملک الموت تم بھی مر جاؤ چنانچہ وہ بھی مر جائیں گے۔ اس وقت آسمان و زمین خالص قبضہ خدا میں ہوں گے۔

ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ○ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

بیچ لیا | تو کیا ہی بُری وہ قیمت ہے جو وہ لیتے ہیں | جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں

يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا

اور یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریف کی جائے

فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان کی نسبت ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ | وہ عذاب سے بچیں گے | حالانکہ ان کے لئے دردناک عذاب

أَلِيمٌ ○ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

(تیار) ہے | اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے | اور اللہ | ہر شے پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ

قدرت رکھنے والا ہے | بیشک آسمانوں کی | اور زمین کی پیدائش میں اور

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ

رات | اور دن کے ادل بدل میں ان صاحبانِ عقل کے لئے نشانیاں موجود ہیں | جو کھڑے (کھڑے)

اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ

اور بیٹھے (بیٹھے) اور کروٹوں کے بل (لیٹے لیٹے) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور | آسمان و زمین کی پیدائش میں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ

غور کرتے ہیں | (اور یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے ان کو فضول نہیں پیدا کیا | تیری ذات پاک ہے

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

پس تو ہم کو آتش دوزخ سے بچالے | اے ہمارے پروردگار! بیشک جس کو تو جہنم میں داخل کرے

أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ○ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا

اسی کو تو رسوا کرے گا اور | ظالموں کا حمایتی کوئی بھی نہ ہوگا | اے ہمارے پروردگار! | ہم نے ایک پکارنے والے کی

مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا

آواز سنی | جو ایمان کے لئے پکارتا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ | ہم ایمان لائے | اے ہمارے پروردگار!

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ○

تو ہمارے گناہوں کو بخش دے | اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر | اور ہم کو نیکوں کے ساتھ محسوب فرما

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

اے ہمارے پروردگار! جو کچھ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر

(سلہ سے سہ کہ ضمیمہ ملاحظہ فرمائیے)

---

سلہ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تندرست آدمی قیام و قعود کی حالت میں نماز پڑھتا ہے اور بیمار فقط بیٹھے بیٹھے۔ اور جو بہت ہی ضعیف ہو وہ کروٹ سے لیٹے لیٹے۔ آمالی اور تفسیر عیاشی میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومن کھڑے کھڑے بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے چونکہ ہر وقت یادِ خدا ہی میں رہتا ہے وہ نماز

۱۹ ہی کی حالت میں سمجھا جائے

ع ۹ گا۔ آمالی میں یوں منقول

۱۰ ہے کہ جس وقت امیر المومنین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لے چلے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ سے جا ملیں تو فاطمہ بنت اسد و فاطمہ بنت رسول اللہ و فاطمہ بنت زبیر بھی ہمراہ تھیں اور قریش کے کچھ سوار ان کے تعاقب میں گئے۔ جن سے مغلوب ہو جانے کا اندیشہ تھا تو حضرتؑ نے وادی ضجنان میں نزول اجلال فرمایا اور ایک شبانہ روز قیام فرمایا۔ یہاں کچھ کمزور مومنین جن میں اُمّ ایمن بھی تھیں آ کر اُن حضرتؑ کے شریک ہوئے۔ اُس شب قیام میں خود جناب امیر المومنین اور ان تینوں بیبیوں نے ایسی عبادت فرمائی کہ خدائے تعالیٰ نے ان لفظوں میں اپنے رسولؐ کو بذریعہ وحی کے اطلاع دی الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ اس شب کی صبح ہوئی تو انہوں نے نماز صبح پڑھی اور کوچ کر دیا اور ہر ہر منزل پر اسی طرح عبادت کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

۱۲

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

بیشک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی

رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ

(اور یہ فرمایا) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہ کروں گا (خواہ وہ) مرد ہو یا

اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ

عورت کہ ایک تم میں سے دوسرے سے ہے پس جنہوں نے ہجرت کی اور

دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ

اپنے وطن سے نکالے گئے اور میری راہ میں ان کو ایذا دی گئی اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا

ان کی برائیاں ان سے دُور کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

ندیاں بہتی پھرتی ہیں یہ اللہ کی طرف سے ایک صلہ ملے گا اور سب سے اچھا صلہ اللہ ہی کے پاس ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں اُن کی شہر بشہر کی آمد ورفت تم کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے یہ چند روزہ پونجی ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ

یہ اللہ کی طرف سے ایک مہمانی ہوگی اور سب سے اچھا (صلہ) وہ ہے جو نیکوں کے لئے اللہ کے پاس (مہیا) ہے اور بیشک

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا پر اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر

وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان رکھتے ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں (اور) اللہ کی آیتوں کو تھوڑی

ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قیمت پر نہیں بیچتے اُن ہی کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے بیشک اللہ

ف۱ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ یعنی مومن کو ثواب پہنچانے میں اور دعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرنے میں تیری طرف سے خلاف وعدگی نہیں ہوتی۔ اوپر کی پانچ آیتوں میں لفظ رَبَّنَا کا بار بار آنا زیادہ گریہ وزاری پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ مطالب مستقل ہیں اور ان کی شان بڑی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ جب کسی شخص کو کسی امر نے محزون و مغموم کیا ہو اور وہ پانچ مرتبہ رَبَّنَا رَبَّنَا کہے تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہوگا خدا اس کو اس سے نجات دیگا تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو ان آیتوں کو پڑھ تو لیں مگر ان کے مطالب پر غور نہ کریں ۱۲

ف۲ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى روایت میں وارد ہے کہ جناب اُمّ سلمہ زوجہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ خدا نے ہجرت میں مردوں کا تو ذکر کیا ہے اور عورتوں کو چھوڑ دیا اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلذَّکَر سے مُراد ہیں علیؑ اور اُنْثٰی سے مراد ہیں فاطمہؑ اور بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ سے مُراد یہ ہے کہ علیؑ فاطمہؑ بنت اسد سے ہیں ۱۲

ف۳ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اس سے مُراد ہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت سلمان فارسی ۱۲

ف۴ وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اس سے مراد ہیں ابوذر غفاری جس وقت یہ کلمہ حق کہنے پر مدینہ سے نکالے گئے ۱۲

ف۵ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ اس سے مراد ہیں عمارؓ جس وقت حق بات کہنے پر اُن کو سخت مار ماری گئی ۱۲

ف۶ لَا يَغُرَّنَّكَ لفظی معنے تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ ظاہراً خطاب نبی سے ہے اور مُراد ہیں امت کے لوگ۔ وجہ یہ ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ بعض مسلمان مشرکوں کو فراغ دستی اور راحت وعیش کی حالت دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنان خدا تو یوں عیش کیا کریں۔

سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ اے ایمان لانے والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ

وَرَابِطُوْا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور (اطاعت امام پر) کمر کس لو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ

آیاتہا ۱۷۶ | حروفہا ۱۶۰۶۷ | سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ | کلماتہا ۳۷۲۰ | رکوعاتہا ۲۴

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے آدمیو تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک متنفس سے پیدا کیا

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ

اور اسی (کی بچی مٹی) سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے مرد اور

نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ

عورتیں پھیلادیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر آپس میں تم سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا

اس میں شک نہیں کہ خدا تم پر نگران ہے اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور

تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى

برے کو اچھے سے نہ بدلو اور اپنے مال کے ساتھ (ملا کر) ان کے مال نہ کھا جاؤ

اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بلاشک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اگر تم کو یہ خوف ہو کہ

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ

یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو (اور) عورتوں میں سے جو تم کو پسند آئیں دو دو تین تین

وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ

چار چار سے نکاح کر لو پھر اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ (ان کے مابین بھی) عدالت نہ کر سکو گے تو منکوحہ ایک ہی (یا) لونڈیاں)

اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

جو تمہاری ملکیت ہوں یہ بات ناانصافی سے بچنے کے لئے اقرب ہے اور عورتوں کو ان کے مہر کم خوشی خوشی دے دو

---

ـلـه يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اصْبِرُوْا کتاب کافی میں اس آیت
کی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت کی ہے
اِصْبِرُوْا عَلَى الْمَصَائِبِ وَ
صَابِرُوْا عَلَى الْفَرَائِضِ
وَرَابِطُوْا عَلَى الْاَئِمَّةِ
(یعنی مصیبتوں پر صبر کرو اور واجبات
کی ادائیگی پر ایک دوسرے کو
ہمت دلاؤ اور اماموں کا ساتھ نہ
چھوڑو) ۱۲ ـلـه وَرَابِطُوْا
تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین
علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ
آیت عباس عم رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ اور ہمارے بارے میں نازل
ہوئی ہے اور رباط یا متعلق رہنے
کا حکم ہم کو نہیں دیا گیا بلکہ لوگوں
کو دیا گیا ہے اور ہماری نسل سے
تو وہ ہوگا جس سے سب تعلق
رکھیں اور لوگوں کی نسل سے وہ
ہوں گے جن کو تعلق رکھنا چاہیئے
تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر
المومنین علیہ السلام سے رَابِطُوْا
کے یہ معنی بھی مروی ہیں کہ نمازوں
سے رابطہ رکھو یعنی ایک نماز کے
بعد دوسری کے منتظر رہو اس لئے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے
زمانہ میں رابطہ کے یہ معنی کہ اہل حق
آپ کے ہمرکاب نہ رہ ہو نہیں سکتے
تھے ۔ (قول مترجم) جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے
حین حیات خود بذریعہ نماز جماعت
اطاعت امام سکھائی ۔ اور قبل
وفات خود ہاتھ میں ہاتھ لے کر
امام کو بتلا دیا ۔ پھر بھی جو اس
اطاعت کے منکر اس امام سے
رابطہ نہ رکھنے والے ہوں ، وہ
جواب دہی کے لئے تیار رہیں ۱۲
(باقی حواشی ـلـه سے ـلـه تک
ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۲۰ | ۱۱

نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا

پھر اگر وہ بخوشی وہ اُس میں سے کچھ تم کو دے ڈالیں تو اسے کھاؤ وہ تم کو رچے

مَّرِيئًا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

پچے اور بے وقوفوں کو اپنے وہ مال جو خدا نے تمہارا سہارا بنایا ہے نہ دو

قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا

ہاں اس میں سے ان کو کھلاؤ اور ان کو پہناؤ اور ان سے نرمی کی بات کرو

مَّعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ

اور یتیموں کو کاروبار میں لگا کر جانچتے رہو جب تک کہ وہ نکاح کے قابل نہ ہو جائیں پھر اگر

آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا

تم ان میں کافی سمجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے مال کو

إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا

فضول خرچی کرکے اور جلدی جلدی (اس خیال سے) نہ کھا جانا کہ یتیم بڑے ہو جائیں گے (تو حساب لیں گے) اور جو مالدار ہو تو وہ مال یتیم سے

فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ

قطعاً پرہیز کرے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مطابق کھائے

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو تو اس پر گواہ بھی کر لو اور خدا حساب لینے کے لئے

حَسِيبًا ۝ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ

کافی ہے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو ترکہ چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے

الْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ

اور ماں باپ اور رشتہ داروں نے جو ترکہ چھوڑا ہو

الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا

وہ تھوڑا ہو یا بہت اس میں عورتوں کا بھی حصہ حصۂ واجب ہے اور جب

حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ

دور کے قرابت والے اور یتیم اور مسکین تقسیم ترکہ کے وقت حاضر ہوں

فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ

تو اس میں سے کچھ ان کو بھی دے دو اور ان سے نرمی کی بات کرو اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے

۵۱ نِحْلَةً الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک زانی ہے۔

۵۲ هَنِيئًا مَّرِيئًا۔ هَنِيئًا کے معنی ہیں کہ لذت میں اچھا مَرِيئًا کے معنی ہیں خاصیت میں اچھا اور انجام میں اچھا۔ روایت میں وارد ہے کہ لوگ اس بات کو اچھا نہ سمجھتے تھے بلکہ گناہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو جو کچھ دے چکا ہو اور وہ بخوشی اس میں سے کچھ واپس کرنا چاہے تو اُسے قبول کرے اسی کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

۵۳ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں سُفَهَاءَ سے مراد یتیم بچے ہیں اور ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جب تک ان کا شعور نہ محسوس کرلو ان کو کچھ نہ دو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سُفَهَاءَ سے مراد عورتیں اور یتیم بچے ہیں اور مطلب خدا کا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو یہ علم ہو کہ اس کی عورت کم عقل ہے اس میں انتظام کا مادہ نہیں ہے اور اس کی اولاد ناسمجھ ہے ان میں بھی قابلیت اور سلیقہ خانہ داری کا نہیں ہے تو اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے مال و املاک پر ان نادانوں کو اختیار دے اور خود نقصان اُٹھائے۔

۵۴ رُشْدًا الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رشد معلوم کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کچھ مال دے کر دیکھو کہ وہ اس کی حفاظت کرسکتا ہے یا نہیں۔

۵۵ فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص یتیم کے بارے میں سعی کرے اور خود حاجتمند ہو تو بقدر اپنی حاجت کے ان کے مال میں سے لے سکتا ہے یا جتنا کام کرتا ہے اس کی مناسب اُجرت لے لے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال یتیم میں سے ضرورت سے زیادہ اور کارکن اگر تم بقدر حاجت دکھانے ... وہ بھی قرض لے اور جس وقت میسر آئے فوراً واپس کردے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

۵۶ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ

الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ص

جو اگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جاتے تو ان کے ضائع ہونے کا کیسا خوف کھاتے

فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ إِنَّ الَّذِينَ

پس لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور بھچی تلی بات کہیں بلاشک جو

يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں

نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ○ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ

انگارے بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے خدا تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ

کہ لڑکے کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر فقط بیٹیاں دو (یا دو) سے زائد ہوں

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ

تو متروکہ کا دو تہائی ان کا ہے اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اس کا آدھا ہے

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ

اور متوفی کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اگر متوفی کی کچھ اولاد بھی ہے تو اس کے ترکہ میں سے ایک ایک چھٹا حصہ ہے

كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ

اور اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوئے ہوں تو ماں کے لئے

الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ

متروکہ کا تہائی ہے اور اگر اس کے بھائی بہنیں بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم) بعد تعمیل وصیت ہوگی

وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ

جو متوفی کر گیا ہو اور بعد ادائے قرض تمہارے باپ (دادا) ہوں اور تمہارے بیٹے (پوتے) تم نہیں جانتے

أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

کہ باعتبار نفع رسانی کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے بیشک اللہ

عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ

جاننے والا حکمت والا ہے اور تمہاری ازواج جو کچھ چھوڑ جائیں اگر

لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ

ان سے کوئی اولاد نہ ہو تو اس میں سے آدھا تمہارا ہے پھر اگر ان کے کوئی اولاد ہو تو ان کے ترکے کا چوتھائی تمہارا ہے

---

۵۱ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یتیم کا مال کھانے والا اس شان سے میدان حشر میں آئے گا کہ آگ اسکے پیٹ میں بھڑکتی ہوگی اور شعلے اس کے منہ سے نکلتے ہوں گے لوگ اس کو پہچان لیں کہ اس نے مال یتیم کھایا ہے ۱۲

ع ۱ / ۱۰ / ۱۲

۵۲ وَلَدٌ بیٹا ہو یا بیٹی ایک ہو یا زیادہ ۱۲

۵۳ اِخْوَةٌ - "اِخْوَةٌ" کا لفظ دو یا زیادہ پر صادق آتا ہے اور اُختان یعنی دو بہنیں برابر ایک بھائی کے ہوتی ہیں - مگر کافی اور تہذیب الاحکام کی کئی روایتوں میں معتبر صورت سے ثابت ہے کہ دو بھائی ہوں یا ایک اور چار بہنیں ہوں یا دو بہنیں یہ ماں کے حصے کو بجائے تہائی کے چھٹا حصہ کر دیں گی - مگر اخیافی بھائی بہن حاجب نہیں ہو سکتے یعنی ان کے سبب سے ماں کا حصہ کم نہیں ہو سکتا - اور ماں باپ یا کسی ایک کے ہوتے بھائی بہن وارث نہیں ہو سکتے اور بھائی بہن کے ہوتے جو ماں کو کم دلوایا گیا ہے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ باپ کو زیادہ ملے گا کیوں کہ باپ کے ذمہ ان سب کا خرچ ہے نہ کہ ماں کے ذمہ

۵۴ لَهُنَّ وَلَدٌ یعنی خود متوفیہ کے بطن سے یا اس کے بیٹے پوتے کے صلب سے یا اس کی بیٹی کے بطن سے کوئی اولاد ہو ۱۲

مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ

بعد اس وصیت کے جو وہ کر گئی ہوں اور بعد ادائے قرض کے اور تمہارے

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

ترکے میں سے ان کے لئے چوتھائی ہے اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ

تمہارے ترکے میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے بعد تعمیل وصیت کے جو تم نے کی ہو

اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ

یا بعد ادائے قرض کے اور اگر کسی مرد یا عورت کے وارث بھائی بہن ہوں اور اس کا کوئی

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا

(مادری) بھائی یا بہن بھی ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ

اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں وہ سب شریک ہیں بعد تعمیل وصیت کے

يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

جو کی گئی ہو یا ادائے قرض کے جس میں وارثوں کا ضرر مدنظر نہ ہو یہ وصیت خدا کی ہے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

جاننے والا (اور) بردبار ہے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

اُس کو خدا ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو خدا کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا

وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ

اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا اس کو وہ آتش جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور

مُّهِيْنٌ ۝ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ

اسکے لئے ذلت دینے والا عذاب ہوگا اور تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کی مرتکب ہوں

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

ان کے برخلاف اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی طلب کرو پھر اگر وہ گواہی دے دیں

---

٥١

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ۔ متوفی کی ایک زوجہ باقی رہے تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ جیسی صورت ہو اس کا حق ہے اور اگر کئی ہوں تو اسی چوتھائی یا آٹھویں میں سب برابر کی شریک ہوں گی (آیات میراث کے متعلق مفصل نوٹ ضمیمہ میں دیکھئے۔)

٥٢

كَلٰلَةً۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلالة کی تفسیر یہ منقول ہے کہ وہ مرد یا عورت جس کے نہ بیٹا بیٹی باقی رہے نہ ماں باپ بعد اس کے بھائی بہن وارث ہوں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیانی (قول مترجم) حقیقی بہن بھائی وہ ہیں جو ایک ماں باپ سے ہوں اور علاتی وہ جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف اور اخیانی وہ ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف۔

٥٣ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ اس سے مراد ہیں وہ بھائی یا بہن جو صرف مادری ہوں یعنی اخیانی ۱۲

٥٤

الفاحشة۔ لغوی معنی کھلی بری حرکت ہے زنا اس لئے کہ اس کی برائی بہت ہی کھلی ہے ۱۲

ع ۲ ۱۳

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ

تو ان کو مکانوں میں قید رکھو جب تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا

يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ

اللہ ان کے لئے کوئی اور رستہ نکالے اور جو دو شخص تم میں سے ایسی بدی کریں

فَآذُوهُمَا ۖ فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا ۗ إِنَّ

اُن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نیکی اختیار کرلیں تو ان سے روگردانی کرو بیشک

اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ

اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اللہ کے ذمے ان ہی کی توبہ قبول کرنی لازم ہے جو

يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ

نادانی سے بدی کرتے ہیں پھر قریب ہی توبہ کرلیتے ہیں پس اُن ہی کی

يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَيْسَتِ

توبہ اللہ قبول کرلیتا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے اور ان کے لئے

التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ

کوئی توبہ نہیں ہے جو بدی کئے چلے جاتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ

موت آجائے (اور) کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں

كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ان کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب مہیا کیا ہے اے ایمان لانے والو!

آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ

یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو اور نہ ان کو اس غرض سے قید رکھو

لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ

کہ جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو کچھ ان سے چھین لو سوائے اس صورت کے کہ انہوں نے کھلی

مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ

بدکاری کی ہو اور ان کے ساتھ بہ نیکی بسر کرو پھر اگر تم کو ان سے کراہت ہو جائے تو شاید

أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝ وَإِنْ

ایک چیز سے تم کراہت رکھتے ہو اور خدا نے اسی میں بہت سی خوبی رکھی ہو اور اگر

لہ سَبِيلًا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت وَالّٰتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ منسوخ ہے کسی نے دریافت کیا کیونکر؟ فرمایا پہلے جب کوئی عورت بدکاری کرتی تھی اور چار گواہ اس کی گواہی دیتے تھے وہ ایک مکان میں بند کردی جاتی تھی نہ وہ کسی سے بات کرسکتی تھی نہ اس سے کوئی بات کرسکتا تھا نہ کوئی اس کے پاس بیٹھتا اٹھتا تھا صرف کھانا پانی اس کے پاس پہنچا دیا جاتا تھا اور وہ اسی طرح مرجاتی تھی چونکہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک وہ مر نہ جائیں یا خدا ان کے لئے کوئی اور راستہ نہ نکالے۔ چنانچہ بعد میں ان کے لئے یہ رستہ نکال دیا کہ صاحب شوہر زانیہ سنگسار کی جائے اور بغیر شوہر والی کو درّے لگائے جائیں ۱۲ ۔ ۲ہ فَآذُوهُمَا تفسیر قمی میں وارد ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زانی مرد کو ایذا دی جاتی تھی اور زانیہ مرتے دم تک کے لئے قید کردی جاتی تھی پھر یہ حکم درّے والی آیت کے ذریعہ سے منسوخ ہو گیا ۱۲ ۔ ۳ہ بِجَهَالَةٍ مجمع البیان اور عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے گو وہ عالم ہی ہو مگر اس وقت جاہل ہوتا ہے اس لئے کہ اپنے نفس کو پروردگار کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈالتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے یوسفؑ کے اس قول کو جو انہوں نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اپنے کلام میں حکایۃً نقل کیا ہے هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ (کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی سے کیا بدی کی ہے جس حال میں کہ تم جاہل تھے) یہاں ان کو جہل سے نسبت دینے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے نفس کو خدا کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص توبہ کرکے گناہ کرے اور پھر توبہ کرے اور بار بار اس سے ایسا ہی ہوتے جائے تو انجام کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ دریافت کیا گیا کب تک ایسا ہوتا رہے گا۔ فرمایا جب تک شیطان کے بہکانے کی قوت سلب نہ ہو جائے ۱۲ ۔ ۴ہ حاشیہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے ۱۲

اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ

تم ایک زوجہ کے بدلے دوسری زوجہ کر لینی چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو

قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا

بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ نہ لینا کیا تم بہتان لگا کے یا کھلی نافرمانی کر کے

مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى

وہ واپس لے لوگے؟ اور تم اسے کیوں کر لے لوگے حالانکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو

بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا

اور وہ (عورتیں) تم سے پکا عہد لے چکی ہیں اور جن عورتوں سے

مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں تم ان سے نکاح نہ کرنا سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا بیشک یہ

فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

بڑی بے حیائی کی اور ناپسندیدہ بات ہے اور برا دستور ہے تم پر حرام کی گئی ہیں

اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ

تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور

الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور

مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ

تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری ربیبہ بیٹیاں جو تمہاری

حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ

ان ازواج کی گود میں ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہو پھر اگر

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ

تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور

اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ

تمہارے ان بیٹوں کی ازواج جو تمہاری صلب سے ہوں (تم پر حرام ہیں) اور یہ بات (بھی حرام کی گئی ہے) کہ ایک وقت میں

الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

دو بہنوں کو جمع کر لو سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

۵۱ قِنْطَارًا اس کے معنی ہیں ایک بیل کی کھال بھر سونا ۱۲ ۵۲ اُمَّهٰتُكُمْ لفظ امہات میں اپنی ماں اور ماں باپ کی مائیں سب داخل ہیں اور یہی حالت عمات اور خالات کی ہے یعنی جیسے اپنی پھوپھی ویسے ہی ماں باپ کی پھوپھیاں اور جیسے اپنی خالہ ویسے ہی ماں باپ کی خالائیں حرام ہیں اور لفظ بنات میں جیسے اپنی بیٹیاں ویسے ہی اپنی اولاد کی بیٹیاں تمام نیچے کا سلسلہ داخل ہے۔ یہی حالت بھتیجوں، بھانجیوں اور بہنوں کی سمجھنی چاہیئے۔ یعنی ان کی بھی اولاد حرام ہے ۱۲ ۵۳ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ جن کو نسب حرام قرار دیتا ہے اُن کو رضاعت بھی حرام کر دیتی ہے اس لئے تحریم عام ہو گئی ۱۲ ۵۴ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ العقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو اس عورت کی بیٹی اس شخص پر حرام ہو جائے گی جب کہ یہ شخص اس عورت سے مجامعت کرے اور اگر مجامعت کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو یہ شخص اس کی بیٹی سے عقد کر سکتا ہے مگر اول بیٹی سے عقد کیا ہو تو خواہ اس سے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو اس کی ماں اس شخص کے لئے ہمیشہ کے واسطے حرام ہے ۱۲ ۵۵ وَرَبَاۗىِٕبُكُمْ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ خوارج کا گمان یہ ہے کہ جب کسی شخص کی زوجہ کی ایسی بیٹی ہو جس کو اس شخص نے پرورش نہیں کیا اور نہ اس کے نکاح کے وقت وہ اس عورت کی گود میں تھی تو وہ لڑکی خدا کے اس حکم کے بموجب اس مرد پر حلال ہے

۳ ع ۸ ۱۲

وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہرگز اس مرد کے لئے حلال نہیں ہے اس پر اُن حضرت سے سوال کیا گیا کہ پھر فی حجورکم کا فائدہ کیا ہے؟ فرمایا یہ الفاظ حرمت کی قید کے لئے نہیں آئے بلکہ ان کا فائدہ یہ ہے کہ جب تم نے کسی عورت سے نکاح کر لیا تو تمہاری اولاد میں اور اس عورت کی اولاد میں ایک قسم کی شباہت پیدا ہو گئی X

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

اور شوہر دار عورتیں سوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہو جائیں (یہ حرام ہونا)

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

خدا نے تمہارے ذمہ لکھ دیا اور اس کے سوا سب تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں کہ تم اپنے مال خرچ کر کے

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ

بحالت پاکدامنی نہ بغرض بدکاری ان کی خواستگاری کرو پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کرلو

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

تو مقرر کیا ہوا مہر ان کو دے دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس میں اگر تم

تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ ۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

کچھ کمی بیشی پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے بیشک اللہ صاحب علم

حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

و حکمت ہے اور جو تم میں سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ

تو وہ مومن لونڈیوں سے نکاح کرے جو تمہارے قبضے میں ہوں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ ۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

اور اللہ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو پس ان سے ان کے

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور ان کے مہر نیکی کے ساتھ ان کو دے دو (وہ) عفیفہ ہوں

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ

نہ بدکاریں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والیاں پھر جب وہ نکاح میں آجائیں

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ

اور بدکاری کریں تو ان کو آزاد عورتوں کی بہ نسبت آدھی سزا دی جائے گی

مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ

یہ تجویز ان کے لئے ہے جو تم میں سے زحمت تجرد سے ڈرتے ہوں اور

تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ

صبر کرنا تمہارے لئے بہت ہی اچھا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اللہ یہ ارادہ فرماتا ہے

۵۱ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ احصان کے معنی عفت اور سفاح کے معنی زنا ہیں۔ ۵۲ اُجُوْرَهُنَّ اس کے معنی ہیں مُهُوْرَهُنَّ یعنی ان کی مہر اور خدا نے اجر اس لئے فرمایا ہے کہ استمتاع کے مقابلہ میں ہے جس کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا اور لذت حاصل کرنا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اسے یوں ہی پڑھا کرتے تھے اور عامہ کے ہاں بھی صحابہ کے ایک گروہ سے یوں ہی مروی ہے۔ ۵۳ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے کہ جب وقت تم اور تمہاری ممتوعہ میں مدت متعہ ختم ہو چکے تو کچھ ہرج نہیں کہ تم دونوں مل کر مدت متعہ کو بڑھا لو اس طرح کہ کہ اِسْتَحْلَلْتُكِ بِاَجَلٍ اٰخَرَ میں نے تجھ کو ایک اور مدت کے لئے حلال کر لیا۔ البتہ تمہارے غیر کے لئے اس عورت سے متعہ جائز نہیں ہے جب تک کہ عدہ گزر نہ جائے اور عدہ دو حیض ہے۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ متعہ کی اجازت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور سنت رسول خدا کے ذریعے اس کا اجرا ہوا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابن الخطاب نے اگر اسے سبقت کر کے بند نہ کر دیا ہوتا تو زنا میں سوائے کسی بدبخت کے اور کوئی مبتلا نہ ہوتا اور سبقت سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمر نے غصبًا خلافت پہلے لے لی اور اپنے وقت میں متعہ سے ممانعت کی اور یہ حکم لوگوں کے ذہن نشین کر دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کا یہ مطلب ہے کہ اگر ایسا نہ ہو چکا ہوتا تو میں لوگوں کو اس اجازت کی طرف رغبت دلاتا اور اس سنت کا اجرا کرتا اور لوگوں کو نافرمانی خدا یعنی زنا سے مستغنی کر دیتا اور منقول ہے عمر بن الخطاب نے ایک مرتبہ تو یہ کہا کہ مُتْعَتَانِ كَانَتَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اُحَرِّمُهُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا هُشَتْرَة

۴ ع ۱

لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَ

تمہارے لئے تم سے پہلے والوں کے قاعدے کھول کر بیان کردے اور بتلا دے اور تمہاری

يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن

توبہ قبول کرلے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور خدا تو چاہتا ہے کہ

يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن

تمہاری توبہ قبول کرلے اور جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ

تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ

تم پورے منحرف ہوجاؤ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہارے بارے میں تخفیف کردے اور

الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا

انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اے ایمان والو ایک دوسرے کے

أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن

مال ناحق نہ کھاجاؤ سوائے اس کے کہ باہمی رضامندی

تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ

سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر

رَحِيمًا ۝ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ

بڑا رحم کرنے والا ہے اور جو شخص بطور زیادتی و ظلم کے ایسا کرے گا آگے بڑھ کر ہم اس کو

نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ إِن

آتشِ جہنم میں پہنچائیں گے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے اگر

تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

کبیرہ گناہوں سے جن سے تم منع کئے گئے ہو بچتے رہو گے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیاں تم سے دور کردیں گے

وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ

اور تم کو اچھے مکان میں داخل کریں گے اور جو زیادتی تم میں سے خدا نے

بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ

بعض کو بعض پر دی ہے اس کے بارے میں تمنائیں نہ کرو مردوں کا حصہ ان کے کیئے میں سے

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ

اور عورتوں کا حصہ ان کے کیئے میں اور اللہ سے اس کے فضل کے خواستگار رہو

**۱۱** بِالْبَاطِلِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں باطل سے مراد ہے سود خواری، قمار بازی، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا اور جبراً و ظلماً لے لینا یا رکھ لینا۔ **۱۲** تِجَارَةً اس سے مراد ہے خرید و فروخت بطریق حلال۔ **۱۳** وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں نکلنے والا ایک شخص ایسا بھی تھا کہ بغیر حکم جناب رسول خدا کے ہی اکیلا دشمن پر حملہ کردیا کرتا تھا پس اسی سے خدا نے منع فرمایا کہ بغیر حکم رسول خدا کے اپنے نفس کو قتل کے خطرہ میں مت ڈالو۔ **۱۴** كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ سے دریافت کیا گیا کہ کبائر کون کون سے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہر وہ فعل جس پر خدا نے آتشِ جہنم کی وعید فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ہر وہ فعل کہ جس پر خدا نے آتشِ جہنم کو واجب کیا ہے گناہِ کبیرہ ہے۔ ثواب الاعمال میں ان ہی حضرت سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جس فعل پر خدا نے جہنم کی وعید فرمائی ہے جو شخص بحالت ایمان اس سے بچتا رہے گا خدائے تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف کردے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ گناہ کبیرہ جن سے جہنم واجب ہوتی ہے سات ہیں: قتل نفس (بطریق حرام)، عقوق والدین، سود خواری، ہجرت کرنے کے بعد بادیہ نشینی اپنی جگہ پلٹ آنا، عفیفہ عورت پر بہتان باندھنا، یتیم کا مال کھا جانا، جہاد کی نیت سے نکلنے کے بعد بھاگ جانا۔

(کبیرہ گناہوں کی نوعیت اور تعداد میں اختلاف بہت ہے مثلاً خدا کی رحمت سے مایوس ہوجانا، خدا کے انتقام سے مطمئن ہوجانا، ناحق خون کرنا، زنا کرنا، جھوٹی قسم کھانا، کسی کو فریب دینا، جھوٹی گواہی دینا، سچی گواہی چھپانا، شراب پینا، نماز واجب ادا نہ کرنا، زکوٰۃ واجب نہ نکالنا، عہد کر کے پھر جانا، عزیزوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا، اغلام کرنا، چوری کرنا سب کبیرہ گناہ ہیں۔ چنانچہ عبداللہ ابن عباس

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور جو کچھ ماں باپ اور عزیز واقارب

تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ

چھوڑ جائیں اس کے لئے ہم نے ہر ایک کے وارث قرار دیئے ہیں اور جن سے تم نے

فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝

عہد باندھ لئے ہیں تو ان کا حصہ ان کو دے دو بیشک خدا ہر چیز کا گواہ ہے

ع ۵ ۸ ۲

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (ایک تو) اس فضیلت کے سبب جو خدا نے ایک کو دوسرے پر دی ہے

بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ

اور (دوسرے) اپنے مال سے خرچ کرنے کے سبب پس نیک بختیں تو اطاعت کرنے والیاں ہیں

حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ

اور پیٹھ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں جن کی خدا نے حفاظت چاہی اور جن کی نافرمانی کا تم کو خوف ہو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ

ان کو نصیحت کرو اور ان کے بستروں پر ان کو چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر

أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا

وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو ان پر کسی طرح بے جا زیادتی نہ کرو بیشک اللہ بزرگ

كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ

و برتر ہے اور اگر تم کو شوہر اور زوجہ کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبے سے بھیج دو

أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ

اور ایک پنچ عورت کے کنبے سے اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں گے تو

اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ

اللہ ان دونوں میں ملاپ کرا دے گا بیشک اللہ صاحب علم و خبر ہے اور اللہ کی عبادت کرو

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي

اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ

قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار ہمسایہ اور

۱ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ پہلے اگر کوئی مرد کسی مرد سے عقد اخوت ان لفظوں میں کرتا تھا دَمِيْ دَمُكَ وَهَدْمِيْ هَدْمُكَ وَحَرْبِيْ حَرْبُكَ وَسِلْمِيْ سِلْمُكَ وَتَرِثُنِيْ وَاَرِثُكَ وَتَعْقِلُ عَنِّيْ وَاَعْقِلُ عَنْكَ (میرا خون تیرا خون ہے اور میرا دفینہ تیرا دفینہ ہے اور میری لڑائی تیری لڑائی ہے اور میری صلح تیری صلح ہے تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا، اور تو میری طرف سے دیت دے گا، اور میں تیری طرف سے دیت دوں گا) پس جو دو شخص اسی طرح کے حلف سے حلیف ہو جاتے تھے تو ان کو میراث کا چھٹا حصہ ملتا تھا مگر خدائے تعالیٰ کے اس قول سے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ یہ دستور موقوف ہو۔

۲ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا گیا تھا کہ مردوں کی فضیلت عورتوں پر کیا ہے فرمایا جو پانی کی فضیلت زمین پر ہے کہ زمین کی زندگی پانی کے ذریعہ سے ہے اور عورتوں کی مردوں کے سبب سے اور اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہ کی جاتیں پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲

۳ وَاضْرِبُوْهُنَّ اگر چھوڑنا کافی نہ ہو تو مارنے کی اجازت ہے مگر ضرب شدید نہ ہو یعنی نہ ہڈی ٹوٹے نہ گوشت پھٹے ۱۲

۴ وَبِالْوَالِدَيْنِ تفسیر عیاشی میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں روحانی والدین جناب محمد مصطفٰے و علی مرتضٰے مراد ہیں کہ بعد وحدانیت خدا کے ان حضرات کے حقوق کو پہچاننا واجب ہے ۱۲

الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۙ وَمَا

اجنبی ہمسایہ اور پہلو میں بیٹھنے والے رفیق اور مسافر اور

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

لونڈی غلاموں کے ساتھ (نیکی کرتے رہو) بیشک خدا ان کو دوست نہیں رکھتا جو متکبر (اور)

فَخُورًا ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

شیخی مارنے والے ہوں جو خود بھی کنجوسی ہوں اور لوگوں کو بھی بخیل ہونے کی رائے دیتے ہوں

يَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ

اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہوں اور ہم نے منکروں کے لئے

عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ

ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے صرف کرتے ہیں

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ

اور خدا اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور

يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ

جس کا رفیق شیطان ہے تو وہ کیا ہی بُرا رفیق ہے اور ان کا کیا نقصان ہوتا

لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَ

اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے

كَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ

حالانکہ اللہ ان سے آگاہ ہے بیشک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا

وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا

اور اگر کچھ بھی نیکی ہوتی ہے تو اس کو بڑھا دیتا ہے اور اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب

عَظِيمًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ

دیتا ہے پھر اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر گروہ کو اس کے گروہ کے ساتھ بلائیں گے اور

جِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ

تم کو ان سب پر گواہ کر کے بلائیں گے اسی دن وہ لوگ جو

كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا

کافر ہو گئے تھے اور رسول کی نافرمانی کیا کرتے تھے آرزو کریں گے کہ کاش وہ پیوند زمین ہو جاتے حالانکہ

لہ اَلْجَارِ الْجُنُبِ لفظی معنی دُور کا پڑوسی۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حد جوار کسی شخص کے مکان کے داہنے بائیں آگے پیچھے چالیس مکان تک ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنا رزق کو بڑھاتا ہے۔ زیادتی عمر ہوتی ہے۔ مکان کی آبادی بڑھتی ہے۔ اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان کی ایذا سے باز رہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ایذا دیں تو تم صبر کرو۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جن کے تین حق ہوتے ہیں۔ حق جوار۔ حق قرابت حق اسلام۔ دوسرے وہ جن کے دو حق ہوتے ہیں۔ حق جوار و حق اسلام۔ تیسرے وہ جن کا ایک حق ہوتا ہے یعنی حق جوار۔ اور یہ کافر ہیں خواہ مشرک ہوں یا اہل کتاب ۱۲ ۔ ۲ھ بِالْبُخْلِ الفقیہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کر دے اور اپنی قوم کو عطیات دے وہ بخیل نہیں ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بخیل وہ ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہو اس کے دینے میں بخل کرے۔ اور شحیح وہ ہے کہ جو کچھ دوسروں کے پاس ہو اس میں بھی بخل کرے اور اپنی چیز میں بھی بلکہ اس کی یہ حالت ہو کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہو اس کے لئے لینے کی آرزو کرے کہ کسی طرح یہ طریق حلال یا حرام یہ بھی میرے ہی قبضہ میں آجائے اور جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہو اس پر کسی طرح قانع نہ ہو۔ باقی حاشیہ صفحہ ... میں ملاحظہ فرمائیے

وقف النبی علیہ السلام

يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا

کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے — اے — ایمان لانے والو! — جب تم

الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا

حالت غفلت میں ہو تو (مسجد میں یا) نماز کے پاس نہ جانا جب تک کہ تم جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو اور نہ

جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ

حالت جنابت میں (جانا) سوائے اس کے کہ رستہ سے گزر جاؤ جب تک کہ غسل نہ کر لو — اور اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ

بیمار ہو — یا سفر میں ہو — یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے (فارغ ہو کر) آئے — یا

لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو — پھر تم کو پانی نہ ملا ہو — تو پاک مٹی سے تیمم کر لینا

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

پھر اپنے چہروں کے بعض حصوں کا اور ہاتھوں کے بعض حصوں کا مسح کرنا — بیشک اللہ بڑا درگزر کرنے والا (اور)

غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

بڑا بخشنے والا ہے — کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا — جن کو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ وَ

وہ خود گمراہی خریدتے ہیں — اور چاہتے ہیں کہ تم بھی — راہ (راست) سے بھٹک جاؤ — اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۡ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ

اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے اور اللہ حامی بننے کے لئے بھی کافی ہے — اور مددگار

نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

بننے کے لئے بھی کافی ہے جو لوگ یہودی ہو گئے اُن میں سے بعض خدا کے کلموں کو ان کے موقعوں سے تبدیل کر دیتے ہیں

مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ

اور کہتے ہیں کہ — ہم نے سنا — اور نافرمانی کی — اور اپنی زبانیں ہیر پھیر کر

وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

اور دین میں طعن کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ جو باتیں نہ سننے کے لائق ہیں وہ سن اور ہمارا لحاظ کر اور اگر — وہ — یہ کہتے

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

ہم نے سنا — اور اطاعت کی اور آپ سنیئے — اور ہماری حالت پر نظر کیجیے — تو یہ بات سیدھی بھی ہوتی

ع ۶ — ۹ — ۴

ف۱ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق ؑ سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے تو حضرت ؑ نے فرمایا۔ کہ اس سے مراد ہے نیند کی غفلت۔ اور مطلب یہ ہے کہ جب تم پر ایسی نیند غالب ہو کہ تم رکوع و سجود اور تکبیر میں جو کچھ کہو اس کا مطلب سمجھو تو اس وقت نماز نہ پڑھو اور جیسا کہ عوام الناس کا گمان ہے کہ اس سے مراد شراب کا نشہ ہے یہ غلط ہے۔ جناب امام موسیٰ کاظم ؑ کے قول سے یہ ثابت ہے کہ شراب حرام ہونے سے پہلے اس سے شراب کا نشہ بھی مراد تھا ۱۲

ف۲ فَتَيَمَّمُوْا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفت تیمم اس طرح منقول ہے کہ آنحضرت نے اپنے دونوں دست مبارک پاک مٹی پر مارے۔ اُن کو اٹھا کر جھاڑ ڈالا پھر اپنی پیشانی پر ایک مرتبہ مسح کیا اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر پہنچوں سے انگلیوں تک ایک ایک مرتبہ مسح کیا۔ ۱۲

ف۳ صَعِيْدًا طَيِّبًا۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ صعید کے معنی ہیں بلند مقام اور طیب کے معنی ہیں ایسا موضع جس پر سے پانی بہ جائے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کی وہ حدیث جس میں آنحضرت ؐ نے رو دگار کے ان احسانات کا ذکر کیا ہے جو اس اُمت مرحومہ کے حق میں مبذول فرمائے ہیں اس کا ایک جزو یہ بھی ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّتُرَابُهَا طَهُوْرًا (میرے لئے کل زمین مسجد مقرر کی گئی ہے اور اس کی مٹی پاک قرار دی گئی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مطلق ارض کو حضرت نے طہور نہیں فرمایا بلکہ مٹی کو ظاہر فرمایا اگر تمام زمین کو پاک قرار دیا گیا ہوتا تو حضرت یوں فرماتے۔ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا ۱۲

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

اور ان کے لئے بہتر بھی لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کی ہے اور وہ بہت ہی کم ایمان لائیں گے

قَلِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

اے وہ لوگو! جن کو کتاب دی گئی ہے اس پر ایمان لاؤ جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا

درحالیکہ جو کچھ تمہارے پاس پہلے سے ہے وہ اس کی تصدیق بھی کرتا ہے قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور پھر اُن کو

عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ

پشت کی طرف پھیر دیں یا اُن پر ایسی ہی لعنت کریں جیسے ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی اور

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ

امر خدا ہو کر رہے گا یقیناً اللہ اس کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور

يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ سے شرک کیا تو اس نے

افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ

یقیناً بہت بڑا گناہ کیا کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا؟ جو اپنے نفوس کو پاک قرار دیتے ہیں

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ

بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے اور ان پر سوت برابر ظلم نہ کیا جائے گا دیکھو تو سہی

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

یہ اللہ پر کیسا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور صریح گناہ کے لئے یہی کافی ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے وہ جبت اور طاغوت پر ایمان

وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ

لاتے ہیں اور جو منکر ہو گئے ہیں ان سے یہ کہتے ہیں کہ یہ ان ایمان لانے والوں کی بہ نسبت

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ

زیادہ راہ راست پر ہیں وہی تو ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر

يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ

اللہ لعنت کرے گا تم اس کا ہرگز کسی کو مددگار نہ پاؤ گے آیا سلطنت (حقیقی) میں سے ان کا کچھ حصہ ہے

ع ۸

ﮯ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الفقیہ میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ یہ جو خدا نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے آیا کبیرہ گناہ بھی اس میں داخل ہے؟ فرمایا بیشک داخل ہے۔ خدا کو اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے نہ بخشے۔ نیز اسی کتاب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ میں نے اپنے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو یہ فرماتے سُنا کہ اگر مومن دُنیا سے اس حالت سے جائے کہ کل اہل زمین کے گناہوں قدر بھی اس کی موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سچے دل سے کہے گا وہ شرک سے بری ہے اور جو دُنیا سے اس حال میں جائے گا کہ کسی شئے کو خدا کا شریک نہ کیا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ شِيْعَتِكَ وَمُحِبِّيْكَ يَا عَلِيُّ (یعنی یہ جو خدا نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے تو وہ اے علی تمہارے شیعوں اور محبوں میں سے ہوں گے) امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ آیا وہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟ فرمایا ہاں بخدا وہ تمہارے ہی شیعوں میں سے ہوں گے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر ؑ سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا جو علیؑ کی ولایت کا منکر ہو وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ سے یہ مطلب ہے کہ جو علیؑ کے دوستدار ہیں ان کو بخش دے گا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ادنےٰ درجہ شرک کا کیا ہے؟ فرمایا دین میں ایک بات اپنی طرف سے پیدا کرے اور اس پر لوگوں سے دوستی و دشمنی کرے۔ کتاب التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے ۱۲ (سلہ وسلہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ

اگر ہے تو کسی کو — تل برابر (بھی) نہ دیں گے — کیا لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں

النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ

جو کچھ اللہ نے ان کو — اپنے فضل سے دیا ہے — بے شک ہم نے آل

إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ان کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی

فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ

پھر (عام) آدمیوں میں سے کچھ لوگ تو اس پر ایمان لائے اور کچھ اس سے رک گئے اور (ان رکنے والوں کے لئے)

بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ

بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے — بالتحقیق جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا — عنقریب

نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا

ہم ان کو آتش جہنم میں جھونکیں گے — جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو اس غرض سے کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں

غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

ہم ان کی اور جلدیں بدل دیں گے — بیشک خدا زبردست حکمت والا ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں عنقریب ہم ان کو ایسی جنتوں میں پہنچا دیں گے

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّهُمْ

جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں — ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے — ان کے لئے

فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝ إِنَّ

پاکیزہ بیبیاں ہیں — اور ہم ان کو گھنے سائے میں پہنچائیں گے — بیشک

اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دو اور جس وقت

حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا

آدمیوں کے مابین فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ حکم دو — اللہ اس بارے میں تم کو بہت اچھی

يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

نصیحت کرتا ہے — بیشک اللہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے — اے

۵۱ مِّنَ الْمُلْكِ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْمُلْكُ سے مراد ہے امامت و خلافت اور اَلنَّاسَ سے اللہ نے مراد لیا ہے ہم اہل بیت کو اور نَقِيرًا سے مراد ہے وہ نقطہ جو کھجور کی گٹھلی کے بیچ میں ہوتا ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ غالبًا یہ تخصیص اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ کل دنیا ان کی خاطر سے پیدا کی گئی ہے اور خلافت ان کا حق ہے اور اگر اموال بھی ان کے ہاتھ میں ہوتے تو سب آدمی اُن سے نفع پاتے اور جب وہ اپنے حق سے روک دیئے گئے تو گویا کل آدمی اپنے اپنے حق سے محروم کئے گئے۔ گویا مفہوم انسانی فی الحقیقۃ وہی ہیں۔ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہم انسان ہیں اور شیعہ ہمارے صورتِ انسان باقی اور سب لوگ نسناس ہیں ۱۲

۵۲ يَحْسُدُونَ النَّاسَ کافی اور تفسیر عیاشی اور بہت سی کتابوں میں معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ وہ محسود ہم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان کو اپنا فضل عطا کیا ہے یعنی درجۂ امامت ۱۲

۵۳ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام میں سے رسول اور امام بنائے گئے اور کیا حالت ہے عام کی کہ آل ابراہیمؑ کے بارے میں کتاب و حکمت اور ملک عظیم کے ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور آل محمدؐ کے بارے میں اسی کا انکار کرتے ہیں ۱۲

۵۴ اَلْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کافی اور تفسیر قمیؒ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کتاب سے مراد ہے نبوت اور حکمت سے مراد ہے فہم خداداد اور رشد کے ہر قسم کے جھگڑوں کا حق حق فیصلہ کرنا اور ملک عظیم سے مراد ہے وہ اطاعت جو واجب کی گئی۔ چنانچہ امام محمد باقرؑ سے حدیث سابق کے ذیل میں منقول ہے کہ ملک عظیم سے یہ مراد ہے کہ خدا نے ان میں ایسے آئمہ مقرر کئے ہیں کہ جس نے اُن کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ (باقی حواشی نمبر ۵۵ سے ۵۷ تک ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ
ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس رسول اور ان والیان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں
فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن
پھر اگر کسی معاملے میں تم میں آپس میں جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو بشرطیکہ
كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ
تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہی سب سے بہتر اور عمدہ
تَأْوِيلًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ
تاویل ہے کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا
إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى
اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا وہ سب پر ایمان لائے ہیں (اور) چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ
الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ ۖ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ
طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کے منکر ہوں اور شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے
أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا
کہ ان کو بھٹکا کر بڑی گمراہی میں ڈال دے اور جس وقت ان سے یہ کہا جائے گا کہ اللہ نے جو کچھ
أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ
نازل کیا اس کی طرف اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو
عَنكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا
اپنے سے رکتا ہوا دیکھو گے پھر اس وقت کیا حالت ہوگی جبکہ ان پر اپنے ہاتھوں کے کئے ہوئے کے
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا
سبب کوئی مصیبت پڑے گی پھر وہ تمہارے پاس خدا کی قسم کھاتے ہوئے آئیں گے کہ ہمارا تو ارادہ
إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا
سوائے نیکی اور اتفاق کرانے کے اور کچھ نہ تھا یہ لوگ وہی ہیں کہ جو کچھ
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي
ان کے دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے پس تم بھی ان سے منہ پھیر لو اور ان کو نصیحت کرو اور ان کی ذات کے بارے میں
أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
ان سے برمحل باتیں کرو اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ حکم خدا کے بموجب اس کی اطاعت کی جائے

سلہ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کافی و تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خاص ہم مراد لئے گئے ہیں اور تمام مومنین کو قیامت تک کے لئے ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ وہ اوصیا جن کی اطاعت فرض ہے وہ کون ہیں فرمایا وہی ہیں جن کے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے اَطِیْعُوا
٨
اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ
ع ٩
وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور جس کے
٥
بارے میں اللہ نے فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اس پر کسی نے عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو جو کیا گیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں نہ تو علیؑ کا نام لیا اور نہ اہلبیت کا ذکر فرمایا۔ فرمایا تم ان سے یہ کہدو کہ خدا کی عادت ہی یہی ہے کہ نماز کا حکم تو نازل کیا مگر کہیں خدا نے دو یا تین یا چار رکعتوں کا نام ہی نہیں لیا۔ یہ جناب رسول خدا کا کام تھا کہ انہوں نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح حکم زکوٰۃ تو نازل فرمایا مگر خدائے تعالیٰ نے کہیں بھی اس کا نام نہیں لیا کہ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم دینا یہ جناب رسول خدا کا کام تھا کہ انہوں نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح حج کا حکم تو نازل فرمایا مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ طواف سات مرتبہ کرنا۔ یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے خود تفسیر فرما کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ نازل ہوئی اور یہ جناب علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ کے بارے میں فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جس کا میں آقا اور مالک ہوں یہ علی بھی اس کا آقا و مالک ہے)، نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ دیکھو میرے صحابیو! اور اے میرے امتیو!

بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ

اور اگر یہ لوگ اسی وقت جبکہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تمہارے پاس آجاتے

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو یہ ضرور اللہ کو

تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ

توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے ایسا نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ کبھی، مومن نہ ہوں گے

فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

جب تک کہ ان جھگڑوں میں جو ان کے مابین پڑتے ہیں تم کو حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں

قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ

اور اس کو اس طرح تسلیم کرلیں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے اور اگر ہم ان پر یہ لازم کردیتے کہ

اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ

آپس میں ایک دوسرے کو قتل کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو سوائے معدودے چند کے یہ لوگ اس کی تعمیل نہ کرتے

مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

اور اگر وہ اس کے موافق کرتے تو جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی تو یہ بات ان کے لئے بہت ہی اچھی ہوتی

وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۝ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝

اور ان کے ایمان کی بڑی مضبوطی کا باعث ہوتا اور اس وقت ہم بھی اُن کو بہت بڑا اجر دیتے

وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ

اور ان کو صراط مستقیم تک پہنچا دیتے اور جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے

فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

وہی تو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے کہ بعض پیغمبروں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں میں سے ہیں

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا ۝ ذٰلِكَ

اور بعض شہیدوں میں سے ہیں اور بعض صلحاء میں سے ہیں اور وہی لوگ رفاقت کے لئے سب سے اچھے ہیں یہ

الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

خدا کی طرف سے فضل ہے اور خدا کا آگاہ ہونا کافی ہے اے ایمان لانے والو

خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ

حفاظت کے سامان کرو دستے دستے نکلو یا اکٹھے نکل پڑو اور ضرور

سلہ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس جگہ امیر المومنین کو مخاطب کیا ہے پھر وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا سے فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ تک تلاوت فرمائی اس کے بعد فرمایا فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سے وہ معاہدہ مراد ہے جو ان منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر محمدؐ کو خدا نے موت دی تو اس امر کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے پھر حضرت نے آگے تلاوت فرمائی ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ اور فرمایا کہ خواہ تم ان کے قتل کا فیصلہ دیتے ہو یا عفو کا پھر يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پڑھ کر ختم فرمادیا ۱۲ سلہ جَآءُوْكَ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں جَآءُوْكَ کے بعد یَا عَلِیُّ تھا ۱۲ سلہ مَا يُوْعَظُوْنَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں تھی مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ فِیْ عَلِیٍّ یعنی علیؑ کے بارے میں جو نصیحت کی گئی ۱۲ سلہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پرہیزگاری سے ہماری اعانت کرو کیونکہ تم میں سے خدا کے حضور میں جو شخص پرہیزگاری کے ساتھ جائے گا تو خدا کی طرف سے اس کو بڑی کشائش ملے گی۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ نبی بھی ہم میں سے ہے اور شہداء اور صالحین بھی ہم میں سے ہیں اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں۔ ایک تو اللہ پر ایمان لانے والا جس نے وہ کل شرطیں پوری کی ہوں جو مومن کے لئے اللہ نے مقرر کی ہیں یعنی تو انبیاء، شہداء و صدیقین و صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہتر رفاقت کونسی ہو سکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جس کو منزل شفاعت حاصل ہوگی اور کسی کو اس کی شفاعت نہ کرنی پڑے گی اور یہی وہ مومن ہے جس کو دنیا و آخرت کے خوف پیش نہ آئیں گے اور ایک مومن وہ ہے جس کے قدم پھسل جائیں گے اس کی حالت زراعت کے ڈنٹھل کی ہوگی کہ جب ہوا نے جھکایا جھک گیا یہ وہ ہے جس کو دنیا میں بھی خوف پیش آئیں گے اور آخرت میں بھی اس کی شفاعت کی جائے گی اور انجام بخیر ہو جائے گا۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ تمہارا

٩ ع ١١

منكم لمن ليبطئن فان اصابتكم مصيبة قال قد
تم میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ وہ یقیناً پیچھے رہ جائے گا پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ گئی تو وہ یہ کہنے لگا کہ
انعم الله علي اذ لم اكن معهم شهيدا ○ ولئن اصابكم
خدا نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میں تمہارے ساتھ نہ تھا اور اگر تم پر
فضل من الله ليقولن كان لم تكن بينكم وبينه مودة
خدا کا فضل ہو گیا تو (اس صورت سے) گویا تمہارے اور اس کے مابین کوئی محبت ہی نہ تھی ضد یہ کہنے لگا
يليتني كنت معهم فافوز فوزا عظيما ○ فليقاتل في
کاش میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا اور بڑی کامیابی حاصل کرتا پس وہ لوگ جو
سبيل الله الذين يشرون الحيوة الدنيا بالاخرة ط و
آخرت کے عوض میں زندگانی دنیا کو بیچتے ہیں ان کو لازم ہے کہ راہ خدا میں لڑیں اور
من يقاتل في سبيل الله فيقتل او يغلب فسوف نؤتيه
جو شخص راہ خدا میں لڑے گا وہ مارا جائے گا تب یا غالب آئے گا تب عنقریب ہم اس کو
اجرا عظيما ○ وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله و
بہت بڑا اجر دیں گے اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم راہ خدا میں نہیں لڑتے حالانکہ
المستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين
کچھ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے (جو روک لئے گئے ہیں)
يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها ج
عرض کرتے ہیں (دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں
واجعل لنا من لدنك وليا ج واجعل لنا من لدنك
اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی مقرر فرما دے اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی
نصيرا ط الذين امنوا يقاتلون في سبيل الله ج والذين
مددگار بنا دے جو ایمان لائے ہیں وہ تو راہ میں لڑیں گے اور جو
كفروا يقاتلون في سبيل الطاغوت فقاتلوا اولياء
کافر ہو گئے ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑیں گے پس تم شیطان کے دوستوں سے
الشيطن ان كيد الشيطن كان ضعيفا ع ○ الم تر الى
لڑو یقیناً شیطان کا مکر بودا ہے (اے رسول) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا

(بقیہ از صفحہ ۱۰۵ گذشتہ)
تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ پر یہ حق ہے کہ ہمارے دوست کو نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کا رفیق قرار دے اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں عیون اخبار الرضا میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ ہر امت میں ایک صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور اس امت کے صدیق اور فاروق علی ابن ابی طالب ہیں۔ ٥ خذوا حذرکم اسکے معنی ہیں بیدار رہو دشمنوں کے اور خطرے کے مقابلے کے لئے تیار رہو۔

(حواشی صفحہ ھذا)
٥ ومن یقاتل فی سبیل اللہ
کافی وغیرہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ ہر نیکی سے بڑھ کر نیکی ممکن ہے جب تک کہ کوئی شخص راہ خدا میں قتل نہ ہو جائے پھر جب کوئی شخص راہ خدا میں قتل ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جو کوئی شخص راہ خدا میں قتل ہو جائے گا۔ تو خدائے تعالیٰ اسکی کوئی برائی اس کو نہ جتلائے گا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ شہید کے لئے خدا کی طرف سے سات منزلتیں ہیں اول یہ کہ جب اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کے کل گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دوسرے اس کا سر جب گرتا ہے تو حور العین میں سے ایک زوجہ کی گود میں گرتا ہے اور وہ اس کے چہرے سے غبار صاف کرتی ہے اور مرحبا کہتی ہے اور وہ اسے مرحبا کہتا ہے تیسرے جنت کا لباس اس کو پہنایا جاتا ہے چوتھے خازنین جنت جو خوشبو جس کے ہاتھ آتی ہے وہ اسے لے کر اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں پانچویں یہ اپنے منزل و مقام کو پہلے ہی دیکھ لیتا ہے۔ چھٹے اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں جس جگہ جی چاہے چلو جا۔ ساتویں سے حضوری خدا حاصل ہوتی ہے جو ہر نبی اور شہید کے لئے باعث راحت ہے ۲

ع ۱۰ ۶

الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
جن سے یہ کہدیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز پڑھو اور

الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ آدمیوں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا
ایسا ہی ڈرنے لگا جیساکہ اللہ سے ڈرتا یا اُس سے بھی زیادہ اور وہ یہ کہنے لگے

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ
کہ اے پروردگار تو نے ہم پر کیوں جہاد واجب کیا کاش ہم کو تھوڑے دن اور مہلت دی ہوتی

قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ
تم کہدو کہ سرمایۂ دنیا کم ہے اور جو لوگ پرہیزگار رہیں اُن کے لئے

اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ
آخرت کہیں بہتر ہے اور تم پر ایک سوت برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا جہاں کہیں بھی تم ہوگے موت تم کو

الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
(ضرور) آلے گی گو تم مضبوط بُرجوں ہی میں کیوں نہ ہو اور (حالت اُن کی یہ ہے) کہ اگر اُن کو

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
کچھ بھلائی پہنچتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر اُن کو

سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
کچھ بُرائی پہنچتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ یہ تمہاری طرف سے ہے تم کہدو کہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ
ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے (اے بندے) جو

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ
بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بُرائی تجھ کو پہنچتی ہے

فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
یہ تیری ذات کی طرف سے ہے اور (اے رسول) ہم نے تم کو کل آدمیوں کے لئے پیغامبر (بناکر) بھیجا ہے اور اللہ

شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى
شہادت کے لئے کافی ہے جو رسول کی اطاعت کرے گا یقیناً اس نے خدا کی اطاعت کی اور جو پھر جائے گا

منزل اول ۱

٥١ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ کے معنی ہیں كُفُّوْٓا اَلْسِنَتَكُمْ (یعنی اپنی زبانیں روکو) اور یہ فرمایا کہ آیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور جنت میں پہنچ جاؤ ۱۲ ٥٢ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے (یہ تفسیر) منقول ہے كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ مَعَ الْحَسَنِ اور كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ مَعَ الْحُسَيْنِ یعنی جناب امام حسن علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ان کو یہ حکم تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور امام حسین علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ان پر قتال واجب تھا ۱۲ ٥٣ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اس سے مراد ہے زمانۂ قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ٥٤ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ چونکہ سبب نقصان وبلا نافرمانی خدا ہے اور یہ آیت خدا کے اس قول کے خلاف نہیں ہے قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کیونکہ اس نقصان کا پہنچانا اس بلا کا نازل کرنا خدا ہی کا کام ہے ہاں فرق یہ ہے کہ حسنہ جو خدا کی طرف سے ہے وہ احسان و امتحان ہے اور سیئہ مجازات و انتقام ہے جیسے خدا فرماتا ہے مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (جو مصیبت تم پر پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت کے باعث ہے حالانکہ خدا بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے) تفسیر قمی میں معصومین کی روایت سے وارد ہے کہ حسنات کتاب خدا میں دو طرح کے ہیں ایک تو صحت و سلامتی و وسعت رزق وغیرہ اور دوسرے افعال کی نیکی جیسا کہ خدا فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (جو ایک نیکی کرے گا اس کو (کم از کم) دس گنا ثواب ملے گا) اور اسی طرح سیئات بھی دو قسم کے ہیں ۔ ایک تو خوف و مرض و سختی وغیرہ اور دوسرے افعال بد جن کے سبب سے عذاب دیا جائے گا (اس نمبر ٥٤ کا بقیہ اور ٥٥ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا

تو ہم نے تمہیں ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) منہ سے تو اطاعت کا اقرار کرتے ہیں

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ

اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں تو جو کچھ تم کہہ دیتے ہو اس کے برخلاف ان میں سے ایک گروہ راتوں کو مشورہ کرتا ہے اور

يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

جو کچھ وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم ان سے روگردانی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ

اور کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ وَاِذَا

سوائے خدا کے اور کسی کے پاس سے آیا ہوتا تو اس میں بہت ہی کچھ اختلاف پاتے اور جس وقت

جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ

ان کو امن یا خوف کی کوئی بات معلوم ہو جاتی ہے تو اس کا افشا کر دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو

اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ

اپنے رسول اور والیان امر کے سامنے پیش کر دیتے تو ان میں سے جو بات کی تہ تک پہنچ جانے والے ہیں

مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

وہ اس (کی حقیقت) کو سمجھ لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو سوائے بہت ہی تھوڑے لوگوں کے سب شیطان کے

اِلَّا قَلِيْلًا ○ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

پیرو ہو گئے ہوتے پس (اے رسول) تم خدا کی راہ میں لڑو تمہاری ذات کے سوا کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ

اور مومنین کو آمادہ کرو شاید اللہ کافروں کے زور کو روک دے

كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ○ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

اور اللہ زور کی حیثیت سے سب سے زیادہ قوی اور عذاب دینے کی حیثیت سے سب سے زیادہ سخت ہے جو شخص اچھی سفارش کرے گا

حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرے گا

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ○

اس میں سے اس کو حصہ ملے گا اور خدا ہر شے کا نگران ہے

۵۱ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ الجوامع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ استنباط کرنے والوں سے مراد ہیں آئمہ معصومین علیہم السلام تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں آل محمد وہی قرآن مجید سے استنباط کرتے ہیں وہی حلال و حرام کو پہچانتے ہیں اور وہی مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے ولایت خدا کو اور علم خدا سے استنباط کرنے کی قابلیت رکھنے والوں کو سوائے خانہائے انبیاء کے کسی اور جگہ قرار دیا اس نے خدائے عزوجل کے حکم کی قطعی مخالفت کی اور جاہلوں کو اولی الامر سمجھا۔ جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کو ہادی مانا اور یہ گمان کر لیا کہ وہ علم خدا سے استنباط کرنے والے ہیں تو انہوں نے خدا پر بہتان باندھا اور حکم خدا اور اطاعت خدا سے دور ہوئے اور فضل خدا کو جہاں خدا نے مقرر فرمایا تھا وہاں قائم نہ رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی گمراہ کیا پس قیامت کے دن خدا کے سامنے ان کی کوئی حجت نہ چل سکے گی ۱۲

۵۲ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فَضْلُ اللّٰهِ سے مراد ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور رَحْمَتُهٗ سے مراد ہیں آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ۱۲

۵۳ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو وہ تکلیف دی کہ اگر ان کو لڑائی میں ساتھ دینے والا کوئی گروہ نہ ملے تو وہ تن تنہا کل آدمیوں کے مقابلے میں نکلیں اور یہ وہ تکلیف ہے کہ کسی مخلوق کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ سے پہلے دی گئی اور نہ بعد میں دی جائے گی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ شان نزول اس کا یہ ہے کہ ابو سفیان جب معرکہ احد کے دن پلٹ کر گیا ہے اور جناب رسول خدا نے موسم بدر صغریٰ کی تیاری کی ہے تو جوں جوں وعدہ کا دن قریب آتا جاتا تھا لوگوں کو لڑائی کے لئے نکلنا شاق معلوم ہوتا تھا چنانچہ یہ آیت

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ

اور جس وقت تم کو سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طریقہ پر سلام کرو یا اس کا جواب دو بیشک

اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ

اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ

اس میں شک نہیں کہ قیامت کے روز وہ ضرور بضرور تم سب کو اکٹھا کرے گا اور اللہ سے زیادہ

مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ع فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ

بات کہنے میں کون سچا ہے تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہوگئے ہو حالانکہ

اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ

اللہ نے ان کو ان کے افعال کے سبب الٹ دیا کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ خدا نے جس سے توفیق ہدایت

اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا

سلب کی ہے تم اسے راہ راست پر لے آؤ اور جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کرلے گا تم ہرگز اس کے لئے کوئی رستہ نہ پاؤ گے

لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا

ان کی خواہش ہے کہ جس طرح وہ کافر ہوگئے تم بھی اسی طرح کافر ہو جاؤ تم سب برابر ہو جاؤ پس تم

مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

ان میں سے دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ راہ خدا میں ہجرت نہ کریں پھر اگر وہ روگردان ہوں

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا

تو ان کو گرفتار کرو اور جہاں ان کو پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے نہ کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ

دوست بناؤ اور نہ مددگار سوائے ان کے جو ایسی قوم سے جا ملتے ہوں کہ

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ

تمہارے اور اس قوم کے مابین معاہدہ ہو یا تمہارے پاس اس حالت سے آئیں کہ

اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ

تم سے لڑنے میں یا اپنی قوم سے لڑنے میں تنگدل ہوتے ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا

عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

پھر وہ تم سے ضرور لڑتے پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہیں

ع ۱۱ / ۱۱ / ۸

ربع

۵ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ تفسیر قمی میں ہے کہ سلام کیا جائے یا کوئی اور نیکی کی جائے تو اس کا جواب ویسا ہی سلام یا نیکی یا اس سے بہتر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم میں سے جب کوئی چھینکے تو کہو یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ اور جو شخص تمہارے جواب میں کہے يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَيَرْحَمُكُمْ تاکہ خدا کے اس قول کے موافق ہو جائے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ۔ المناقب میں منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کی لونڈی نے ان حضرت کی حضور میں ایک گلدستہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ تو رضائے خدا کے لئے آزاد ہوگئی۔ کسی نے حضرت سے اس بارے میں گفتگو کی۔ فرمایا خدا نے ہم کو تادیب فرمائی ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ الخ اور فرمایا اس کے بدلے سے بہتر یہی تھا کہ اس کو آزاد کیا جائے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی گروہ میں سے ایک شخص سلام کرے تو وہ سب کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ اور اسی طرح ایک کا جواب دینا بھی سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ چھوٹے مجمع کو بڑے مجمع کے مقابل سلام کی ابتدار کرنی چاہیئے اور سوار کو پیدل کے پیادہ کو سلام کرنا چاہیئے اور جو لوگ خچر پر سوار ہوں انہیں لازم ہے کہ خر سواروں پر سلام کرنے میں سبقت کریں اور اسی طرح جو لوگ گھوڑوں پر سوار ہوں انہیں لازم ہے کہ خچر سواروں کو سلام کرنے میں ابتدار کریں۔ ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ کم سن کو بزرگ سن پر اور راستہ چلنے والے کو بیٹھے ہوئے پر سلام کرنا چاہیئے۔ ایک روایت میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ جب ایک گروہ دوسرے گروہ سے ملے تو کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں پر سلام بھیجیں اور جب ایک شخص تنہا کسی گروہ سے ملے تو وہ اکیلا اس گروہ کو سلام کرے۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ تواضع یہ ہے

إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ

صلح کا پیغام دیں تو (ان پر تعدی کرنے کا) خدا نے تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں رکھا ہے عنقریب

آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا

تم کچھ اور لوگوں کو ایسا پاؤ گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی بچے رہیں جس وقت

إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ

فتنہ کی طرف بلائے جائیں اندھا دھند اس میں گر پڑیں پس اگر وہ لوگ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور تم سے

السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

صلح نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو ان کو گرفتار کرو اور جہاں پاؤ

ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

ان کو قتل کردو اور انہیں پر ہم نے تم کو کھلا تسلط دیا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ

اور کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ غلطی ہو جائے اور جو شخص

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ

غلطی سے کسی مومن کو قتل کردے تو اس کے ذمہ ہے ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا اور پورا خونبہا

إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ

اس (مقتول) کے ورثاء کو دینا سوائے اس کے کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

لیکن ہو مومن تو (قاتل کے ذمے) ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا ہے اور اگر ایسی قوم سے ہو

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ

کہ تمہاری قوم کے اور اس کے مابین معاہدہ ہو تو اس کے ورثاء کو پورا خونبہا دینا اور

رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا (لازم ہے)، پھر جس کو (بردہ آزاد کرنا) میسر نہ ہو تو خدا کی طرف سے توبہ کرنے کے لئے

تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَقْتُلْ

اس کے ذمہ متواتر دو مہینے کے روزے ہیں اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے اور جو شخص کسی

مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ

مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اس پر خدا غضبناک ہوگا

۱۲ ع ۴ ۹

ل خطأً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہر جگہ جہاں بندہ آزاد کرنا ہو چھوٹے بچوں کا آزاد کرنا اولیٰ ہے سوائے کفارۂ قتل کے کہ اس میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ بالغ ہو اور اپنے ایمان کا مقر ہو ۱۲

ع رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی سے مار پیٹ کرے اور اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ مر جائے تو آیا یہ وہ خطا سمجھی جائے گی جس میں دیت اور کفارہ ہے فرمایا۔ بیشک پھر سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص تیر چلائے اور وہ کسی آدمی کے لگے۔ فرمایا بلا شک و شبہ یہ خطا ہے اور خطا کا اس پر کفارہ اور دیت ہے ۱۲

ع شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمے دو ماہ کے متواتر روزے ہوں اور وہ پہلے ہی مہینہ میں بیمار ہو جائے یا اور کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اسے پھر از سر نو روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر پہلے مہینہ کے پورے روزے رکھ چکا ہے اور دوسرے مہینے کا کچھ حصہ اور اسکے بعد اس کو کوئی مرض یا کوئی اور عذر عارض ہو تو اس کے ذمے یہ ہے کہ جو کچھ باقی رہے ہیں ان کو رکھ دے ۱۲

ع وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو قصداً قتل کردے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ فرمایا اگر باعث قتل کوئی امر متعلق ایمان ہے تو اس کی توبہ ہرگز نہیں قبول ہو سکتی اور اگر اس نے غصے کے باعث یا اشیائے دنیا کے سبب اس کو قتل کیا ہو تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر کسی کو اس قتل کی خبر نہ ہوئی تو یہ قاتل مقتول کے ورثاء کے پاس جا کر ان کے مورث کے قتل کا اقرار کرے پھر اگر وہ اس کو معاف کردیں اور قتل نہ کریں تو پورا خون بہا ان کو دے دے اور ایک بردہ آزاد کرے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور دو ماہ کے روزے رکھے۔ یہ اس کی توبہ ہوگی ۱۲

عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا

اور لعنت کرے گا اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے — اے — ایمان لانے والو

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ

جب تم — راہ خدا میں باہر نکلو — تو تحقیق کر لو — اور جو شخص تم سے (بقاعدۂ اسلام)

اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ

سلام کرے تو یہ نہ کہدو کہ تو مومن نہیں ہے — تم زندگانی دنیا کا اثاثہ ڈھونڈتے ہو

الدُّنْيَا ۚ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۗ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ

حالانکہ بڑے بڑے منافع خدا کے پاس ہیں — تم بھی پہلے سے ایسے ہی تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

پھر اللہ نے تم پر احسان کیا پس تحقیق کر لیا کرو یقیناً اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ

مومنوں میں سے گھر میں بیٹھے رہنے والے — سوائے ان کے جو معذور ہیں — اور

الْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ فَضَّلَ

راہ خدا میں — اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِينَ دَرَجَةً ۗ

اللہ تعالیٰ نے — مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو — درجے کے رو سے فضیلت دی ہے

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۗ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ عَلَى الْقٰعِدِينَ

حالانکہ ثواب کا وعدہ ہر ایک سے کیا ہے اور جہاد کرنے والوں کو — بیٹھ رہنے والوں پر

اَجْرًا عَظِيمًا ○ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

بڑی بزرگی دی ہے — یہ اس کی طرف سے درجے ہیں مغفرت ہے اور رحمت ہے — اور — اللہ

غَفُورًا رَّحِيمًا ○ اِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ

بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا — بیشک وہ لوگ جن کا خاتمہ فرشتے اُس حال میں کرتے ہیں کہ وہ

اَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۗ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي

اپنی جانوں پر ستم توڑنے والے ہوں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم

الْاَرْضِ ۗ قَالُوا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا

اس زمین میں کمزور کردیئے گئے تھے تو فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین بھی چوڑی نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے

اِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین سے منقول ہے کہ آں حضرت سے خدائے تعالیٰ کے ان اقوال کے معنی دریافت کیے گئے تھے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (اللہ خود نفوس کا خاتمہ ان کی موت کے وقت کر دیتا ہے) قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (کہدو ملک الموت جو تم پر تعینات کیا گیا ہے وہ تمہارا خاتمہ کرتا ہے) تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (ہمارے رسول اس کا خاتمہ کریں گے اور ذرا کمی نہ کریں گے) اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (وہ لوگ جن کا خاتمہ فرشتے کریں گے) کہ ان چاروں میں کہیں تو فعل کو اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے اور کہیں ملک الموت سے اور کہیں رسولوں سے اور کہیں فرشتوں سے۔ فرمایا کہ شان خدا اس سے بزرگ ہے کہ اس فعل کو وہ اپنی ذات سے انجام دے اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا فعل خود اس کا فعل ہے اس لئے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کے حکم کے بموجب کرتے ہیں پس وہ اپنے اور اپنے مخلوق کے مابین واسطہ ہونے کے لئے اپنے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول اور سفیر منتخب فرمایا کرتا ہے اور ان ہی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ رسول منتخب فرماتا ہے) پس جو فرمانبردار بندے ہیں ان کی قبض روح کا انتظام فرشتگان رحمت کرتے ہیں اور جو نافرمان بندے ہیں ان کی قبض روح فرشتگان عذاب کرتے ہیں ملک الموت کے مددگار فرشتگان رحمت میں سے بھی ہیں اور فرشتگان عذاب میں سے بھی جو ان کے امر کی تعمیل کرتے ہیں اور جو فعل یہ مددگار کرتے ہیں وہ ملک الموت سے منسوب کیا جاتا ہے پس جس طرح ان کا فعل ملک الموت کا فعل ہے اسی طرح ملک الموت کا فعل خود خدا کا فعل ہے اس لئے کہ وہ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے نفوس کا خاتمہ کرا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے کوئی چیز چاہتا ہے دلوا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے رکوا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے ثواب دلواتا ہے

۱۳ ع ۵ ۱۰

فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا
پس انہیں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری بازگشت ہے سوائے ان کے

الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا
جو مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے

يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ
واقعاً بے بس ہوں کہ نہ کوئی حیلہ کر سکیں اور نہ کوئی راستہ پائیں پس

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝
قریب ہے کہ خدا ایسوں سے درگزر کرے اور خدا بڑا درگزر کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا
اور جو شخص راہ خدا میں ہجرت کرے گا تو وہ زمین میں

كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ
بڑی وسعت اور کشائش پائے گا اور جو خدا

وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَ
اور رسول کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کرکے نکلے گا پھر اسے موت آ لے گی تو اس کا اجر یقیناً خدا کے ذمہ رہا اور

كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ
اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور جب تم زمین میں سفر کرتے ہو تو

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ
تم کو خوف ہو کہ کافر تم سے فساد کر بیٹھیں گے تو تم پر کچھ الزام نہیں کہ تم نماز میں قصر کردو

يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا
بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں

مُبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ
اور (اے رسول) جب تم ان میں ہو اور تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو لازم ہے کہ

طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا
اُن میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے اس حال میں کہ اپنے ہتھیار لئے رہیں پس وہ جب سجدہ کر چکیں

فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا
تو انہیں لازم ہے کہ وہ تمہارے پیچھے آ جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے

سلہ الْمُسْتَضْعَفِينَ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ مستضعفین کون ہیں؟ فرمایا جو اپنی ذات کے بچانے کی تدابیر میں بیوقوف ہوں اور تمہارے ایسے خادم کہ جب تم ان سے کہو کہ نماز پڑھ لو تو وہ نماز پڑھ لیں اور جب نہ کہو تو کچھ نہ سمجھیں اور ایسے لوگ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر تمہارے ہی خرچ سے جائیں اور جتنی بات تم ان سے کہدو اتنی ہی سمجھیں اور بہت بوڑھے آدمی اور چھوٹے چھوٹے بچے نہج البلاغہ میں جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ مستضعف کا لفظ اس شخص پر صادق نہیں آتا جس تک حجت پہنچ گئی ہو جس کے کانوں نے اس کو سُنا ہو اور جس کے دل نے سمجھ کر اُسے محفوظ رکھا ہو ۱۲ سلہ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ الخ تفسیر عیاشی میں زرارہ ابن اعین اور محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ ہم دونوں نے خدمت میں امام محمد باقر علیہ السلام کے عرض کیا کہ سفر کی نماز کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کیونکر ہونی چاہئے اور کس قدر ہونی چاہیئے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ پس سفر میں قصر ایسے ہی واجب ہو گیا جیسے کہ حضر میں اتمام۔ یہ دونوں یہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے عرض کی کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (یعنی تم پر الزام نہیں ہے) یہ تو نہیں فرمایا کہ ایسا کرو جس سے کہ اس کا بجا لانا واجب ہو جائے جیسے کہ حضر میں اتمام کا بجا لانا واجب ہے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا

۱۴ ع ۴ ۱۱

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا (صفا اور مروہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرلے یا عمرہ بجالائے اور ان دونوں حالتوں میں طواف کرے تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے) کیا تم نہیں دیکھتے کہ طواف دونوں حالتوں میں واجب مفروض ہے اس لئے کہ خدا نے اپنی کتاب میں ۸

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ

انہیں چاہیئے کہ وہ آگے آجائیں پھر وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں لیکن ان کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حفاظت کی

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

چیزیں اور ہتھیار لئے رہیں کافر اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اگر وہ تمکو تمہارے ہتھیاروں سے اور اسباب سے غافل پائیں

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

وہ تم ایک دفعہ ہی تم پر حملہ کردیں اور اگر

كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا

تم کو بارش سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے

أَسْلِحَتَكُمْ ج وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

ہتھیار رکھ دو اور ویسی اپنی حفاظت کرو بیشک اللہ نے کافروں کے لئے

عَذَابًا مُهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا

رسوا کرنے والا عذاب مہیا کیا ہے پھر جب تم نماز ختم کر چکو تو کھڑے کھڑے

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ج فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ج

بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے خدا کی یاد کیا کرو پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو (پوری) نماز پڑھو

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝ وَلَا

بیشک نماز مومنین پر واجب ہے اور لکھی گئی ہے اور

تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ط إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ

ان لوگوں کا تعاقب کرنے میں سستی نہ کرو اگر تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو اُن کو بھی

يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ط

اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے جس طرح تم کو تکلیف پہنچتی ہے حالانکہ تم اللہ سے جو امید رکھتے ہو وہ امید وہ نہیں رکھتے

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ع إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

اور خدا صاحب علم و حکمت ہے (اے رسول) بیشک ہم نے تمہاری طرف کتاب

بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ط وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ

برحق اتاری تاکہ تم آدمیوں کے مابین بموجب اس کے فیصلہ کرو جو خدا تمہیں دکھلا چکا ہے اور تم خیانت کرنے والوں کے

خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

طرفدار نہ بنو اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بڑا بخشش کرنے والا

لـه کِتٰبًا مَّوقُوتًا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مَوقُوتًا کے معنی مَفرُوضًا کے منقول ہیں اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ اگر وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی ۱۲ لـه بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سوائے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ و ائمہ ہدیٰ کے لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا سپرد نہیں فرمایا اس کے بعد حضرت نے یہ آیت لِتَحکُمَ بَینَ النَّاسِ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت کا حکم اوصیا میں بھی جاری ہے۔ احتجاج طبرسی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ تو اپنے آپ کو صاحب رائے سمجھتا ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی رائے صائب تھی اور اُن کی خطا کیوں کہ انہیں سے

۱۵ ع ۴ ۱۲ اللہ تعالے نے فرمایا۔ فَاحکُم بَینَهُم بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ کسی دوسرے سے نہیں فرمایا ۲

رَحِيمًا ○ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

رحم کرنے والا ہے — اور جو لوگ اپنی ذات سے خیانت کرتے ہیں تم ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو — بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ○ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

ان کو دوست نہیں رکھتا جو خائن (اور) گناہگار ہیں — لوگوں سے تو یہ چھپاتے ہیں — اور

يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ

خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ جب راتوں کو ان باتوں کا مشورہ کرتے ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں

مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ○ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ

تو خدا ان کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور جو جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں خدا (کا علم) اس سب کو گھیرے ہوئے ہے — زندگانی دنیا میں

جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ

تو ان کی طرف سے اب تم جھگڑتے ہو — قیامت کے دن ان کی طرف سے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ○ وَمَن يَعْمَلْ

کون جھگڑا کرے گا — یا کون — ان کا وکیل بنے گا — اور جو شخص کوئی

سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ

بدی کرے — یا اپنی ذات پر ظلم کرے — پھر خدا سے بخشش مانگ لے — تو وہ اللہ کو

غَفُورًا رَّحِيمًا ○ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ

بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا — اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا — سوائے اس کے نہیں کہ وہ

نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً

اپنی ہی ذات کے لئے وبال پیدا کرے گا اور خدا صاحب علم و حکمت ہے — اور جو شخص سہواً یا عمداً کوئی گناہ کرے

أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا

پھر اس کا الزام کسی بے گناہ کو دے دے — تو یقیناً وہ بہتان — اور صریح گناہ کا

مُّبِينًا ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت

ملزم ہوگا — اور اگر — خدا کا فضل — اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو

طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ

ان میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تم کو بھٹکا دے — حالانکہ وہ اپنے آپ کو ہی بھٹکاتے

وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اور — تمہارا کچھ بھی — نہ بگاڑتے — جس حال میں کہ اللہ نے تم پر — کتاب

سلہ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ کی تفسیر میں وارد ہے کہ اس سے مراد ہیں فلاں اور فلاں اور عبیدہ بن الجراح تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے یہی روایت منقول ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں بجائے الفاظ فلاں و فلاں کے اوّل و ثانی اور عبیدہ ابن الجراح منقول ہے احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے ۔ کہ خدائے تعالیٰ نے دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قصہ اپنے اس قول إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ میں بیان فرما دیا کہ بعد وفات رسولؐ اسی طرح سے باطل کو قائم کریں گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے بعد وفات موسیٰ علیہ السلام و فقدان عیسیٰ علیہ السلام توریت و انجیل میں تغیرات کئے اور کلمات کو ان کے موقعوں سے بدل ڈالا ۱۲

ع ۱۶ ۸ ۱۳

وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

اور حکمت نازل کی ہے اور جو کچھ تم نہ جانتے تھے اس کی تم کو تعلیم دی ہے اور اللہ کا

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ

تم پر بڑا فضل ہے ان کی بہت سی سرگوشیاں کرنے میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے سوائے اس کے

بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ

جو صدقہ دینے یا نیکی کرنے یا لوگوں کے مابین میل جول کرا دینے کی صلاح دے اور جو شخص

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا

خدا کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرے گا عنقریب ہم اس کو بہت بڑا اجر عطا

عَظِيْمًا ○ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ

کریں گے اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس کے لئے کھل جائے رسول کی مخالفت اختیار کرے گا

الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ

اور مومنوں کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کرے گا ہم بھی اسے اسی راہ پر چلائیں گے جدھر

نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے بیشک خدا اس کو تو نہ بخشیگا کہ

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ

اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم گناہوں کو بخش دے گا جسے چاہے اور جس نے خدا سے شرک کیا

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

یقیناً بہت بڑی گمراہی کی وہ خدا کے سوا نہیں پکارتے ہیں

اِلَّآ اِنٰثًا ج وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○ لَّعَنَهُ اللّٰهُ م

مگر عورتوں (دیویوں) کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

اور اس نے یہ کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لے لوں گا اور میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ

اور میں ضرور ان کو جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور میں ان کو ضرور سمجھا دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے اور

لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

میں ضرور ان کو حکم دوں گا پس وہ خدا کی پیدائش (بنائی ہوئی ہیئت) کو ضرور بدل ڈالیں گے اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو

---

سلے اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ کلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ صدق، کذب، اصلاح بین الناس۔ اور اصلاح کی تفسیر یہ فرمائی کہ کسی شخص سے تم کوئی بات سنو جس سے دوسرے کی برائی ٹپکتی ہو پھر جب تم اس دوسرے سے ملو تو یہ کہو کہ میں نے فلاں شخص سے تیری نیکی سنی یعنی جو بدی تم نے سنی ہو اس کے خلاف بیان کرو تاکہ دونوں میں فساد نہ رہے۔ بلکہ اصلاح ہو جائے۔ خصال میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ جھوٹ تین امر میں مباح ہے۔ ایک لڑائی میں دشمن کو دھوکا دینا۔ دوسرے زوجہ سے وعدہ کرنا۔ تیسرے لوگوں کے مابین اصلاح کرانا ۱۲

ربع ع ١٧ / ١٤

سلے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا تفسیر ثمالی میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بنی آدم میں سے ننانوے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں ۱۲

سلے خَلْقَ اللّٰهِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے مروی ہے کہ اس جگہ خلق اللہ سے مراد ہے دین اللہ یعنی امر خدا اور نہی خدا اور مؤید اس کا خدا کا یہ قول فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (فطرت خدا جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا دین خدا میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی دین قائم یہی ہے ۱۲

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَ

دوست بنائے گا وہ یقیناً صریح نقصان اٹھائے گا شیطان اُن سے وعدہ کرتا ہے اور

يُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ

انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان نہیں وعدہ کرتا ہے مگر دھوکا ہی دھوکا اُن ہی لوگوں کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ٹھکانا جہنم ہے جس سے بھاگنے کا موقع وہ نہ پائیں گے اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور (انہوں نے) نیک کام کئے عنقریب ہم اُن کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ

ندیاں بہتی پھرتی ہیں ہمیشہ (ہمیشہ) وہ انہیں میں رہیں گے (یہ) اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ

مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ

بات کہنے میں کون سچا ہوگا تمہاری امیدوں کو اور اہل کتاب کی امیدوں کو اس میں کچھ دخل نہیں

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جو بھی کوئی بدی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور خدا کے سوا وہ کسی کو نہ

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ

حامی پائے گا اور نہ مددگار اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا اس حال میں کہ وہ مومن ہو خواہ وہ مرد ہو

اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

یا عورت وہی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر تل برابر ظلم نہ کیا

نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

جائے گا اور جس نے اپنے آپ کو اطاعت خدا کے لئے جھکا دیا جس حال میں کہ وہ

مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ

نیکو کار بھی ہے اور خلوص سے ملت ابراہیم کا پیرو ہو گیا اس سے بہتر دین کس کا ہوگا حالانکہ ابراہیم کو خدا نے

خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اپنا خلیل مقرر کیا تھا اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ (کا علم) ١٨

بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ع ١١ ١٥

ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور (اے پیغمبر) یہ لوگ عورتوں کے بارے میں تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں تم کہدو کہ اللہ

لہ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ لفظی معنی شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے (ایسے جن کو پورا نہیں کر سکتا) اور ان کو امیدیں دلاتا ہے (ان چیزوں کی جو ان کو مل نہیں سکتیں) اور یہ جھوٹے وعدے یا ان کے خبیث دلوں میں گزرتے ہیں یا شیطان اپنے دوستوں کی زبانی ان کو سنواتا ہے۔ امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (وہ لوگ جس وقت کوئی بدی کریں یا اپنے نفسوں پر ظلم کریں پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں) ابلیس مکہ کے قریب ایک پہاڑ پر جس کا نام ثور ہے جا چڑھا اور بلند آواز سے اپنے عفاریت کو طلب کیا سب اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ہمارے سید و سردار آپ نے ہم کو کیوں طلب کیا ہے؟ اس نے آیت سنائی اور کہا کہ اب اس کا اثر باطل کرنے والا کون ہے؟ شیطانوں میں سے ایک عفریت نے کہا کہ میں ہوں ابلیس نے پوچھا بھلا کس طرح۔ اُس نے اپنی تجویزیں سنائیں۔ ابلیس نے کہا تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس سے بھی مثل پہلے کے باتیں ہوئیں ابلیس نے کہا کہ تو بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر وسواس الخناس کھڑا ہوا اور اُس نے اس کا ادعا کیا کہ میں اس کے اثر کو باطل کر سکتا ہوں۔ ابلیس نے پوچھا بھلا کس طرح اس نے کہا کہ میں اُن سے وعدے کروں گا اور اُن کو اُمیدیں دلاؤں گا یہاں تک کہ وہ گناہ کے مرتکب ہوں پھر جس وقت وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے تو انہیں استغفار بھلا دوں گا۔ ابلیس نے اُس کی رائے پر صاد کیا اور کہا کہ اس کام کے لیے تو ہی موزون ہے۔ چنانچہ یہ کام قیامت تک کے لئے اسی کے سپرد ہے ۱۲ (نمبر ۱۸ تا ۱۱۵ کے حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

يُفۡتِيۡكُمۡ فِيۡهِنَّ ۙ وَمَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ فِىۡ يَتٰمَى ۵۱

تم کو عورتوں کے بارے میں فتوے دیتا ہے اور وہ حکم جو تم پر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھا جاتا ہے

النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا تُؤۡتُوۡنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرۡغَبُوۡنَ ۵۲ اَنۡ

جن کو تم ان کا مقررہ حصہ نہیں دیتے حالانکہ تم ان سے نکاح کرنے کی خواہش نہیں رکھتے ہو

تَنۡكِحُوۡهُنَّ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الۡوِلۡدَانِ ۙ وَاَنۡ تَقُوۡمُوۡا

اسی طرح کمزور بچوں کے بارے میں حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم یتیموں کے حق میں

لِلۡيَتٰمٰى بِالۡقِسۡطِ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

انصاف کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ اس سے ضرور

عَلِيۡمًا ۝ وَاِنِ امۡرَاَةٌ خَافَتۡ مِنۡۢ بَعۡلِهَا نُشُوۡزًا اَوۡ اِعۡرَاضًا

آگاہ ہے اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے ظلم یا بے رغبتی کا اندیشہ رکھے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يُّصۡلِحَا بَيۡنَهُمَا صُلۡحًا ؕ وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ ؕ

تو اگر وہ آپس میں کسی طرح صلح کرلیں تو ان کے ذمے کچھ الزام نہیں اور صلح سب سے بہتر ہے

وَاُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنۡ تُحۡسِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ

اور سب نفس بخل کے سامنے کئے گئے ہیں اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگار رہو تو

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۝ وَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۵۳

جو کچھ بھی تم اعمال کرتے ہو اللہ اُس سے آگاہ ہے اور اگرچہ تم اس بات کے

بَيۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ

حریص بھی ہو کہ اپنی کل ازواج کے مابین مساوات برتو تو ہرگز نہ برت سکو گے پھر پورا ظلم بھی نہ کرو

فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ

کہ اس کو ادھر میں چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرو اور ڈرتے رہو تو اللہ

كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝ وَاِنۡ يَّتَفَرَّقَا يُغۡنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنۡ

بہت بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو

سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيۡمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

اپنے (خزانہ) وسعت سے غنی کردے گا اور اللہ وسعت والا حکمت والا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَلَقَدۡ وَصَّيۡنَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ

اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی

۵۱ فِیۡ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا تُؤۡتُوۡنَهُنَّ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ چھوٹے بچوں کو اور عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ سوائے اس شخص کے جو لڑائی لڑ سکے اور دشمن کو دفع کر سکے اور کسی کو ہم میراث نہ دیں گے تو خدائے تعالیٰ نے میراث کی وہ آیتیں نازل کیں جو اس سورۃ کے اوّل میں ہیں اور خدا کے اس قول تُؤۡتُوۡنَهُنَّ کے یہی معنی ہیں تفسیر قمی میں اس روایت میں اسقدر اور زیادہ ہے کہ اہلِ جاہلیت اس میراث نہ دینے کو اپنے نزدیک بہت اچھا کہتے تھے اور جب خدائے تعالیٰ نے آیاتِ میراث نازل کیں تو وہ اس پر بہت ہی بگڑے اور کہنے لگے کہ چلو ہم رسول اللہ سے اس کا ذکر کرتے ہیں یا تو وہ حضرت اس کو چھوڑ دیں گے یا تبدیل فرما دیں گے پس وہ آکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ لڑکی کو اس کے بھائی اور باپ کے ترکے کا آدھا ملے گا اور چھوٹے بچے کو بھی میراث دی جائے گی حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی گھوڑے پر چڑھ سکتا ہے نہ دشمن سے لڑ سکتا ہے نہ اُن کو مالِ غنیمت مل سکتا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہٖ نے جواب دیا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔

۵۲ وَتَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡكِحُوۡهُنَّ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی بیوہ عورت سے نکاح کر لیتا اور اس کی یتیم لڑکی اس کے ساتھ آتی اور وہ بدصورت یا بے عقل ہوتی تو وہ شخص اس کوشش میں رہتا تھا کہ خود اس سے شادی کرلے اور کوئی غیر اس سے نکاح نہ کرے کہ اس کا مال نہ دینا پڑے اور خود شادی نہ کرے تو اُس کو روک رکھے کہ وہ مر جائے تاکہ اُس کا وارث بنے۔

۵۳ اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَيۡنَ النِّسَآءِ کافی میں تو اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ محبت و مودت دلی سب عورتوں سے یکساں ہو اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ ہر امر میں من جمیع الوجوہ مساوات ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد وفات جناب سیدہ جناب امیر المومنین ؑ کے نکاح میں دو عورتیں ہوتیں تو ایک کی باری کے دن دوسری کے گھر میں وضو بھی نہ فرماتے ۱۲ (نمبر ۵۳ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ
اور تم کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم ناشکری کرو گے تو

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ○
آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے پروا (اور) لائق حمد ہے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ○
اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے اور کارسازی کے لئے اللہ کافی ہے

إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
اے لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور بجائے تمہارے اور پیدا کر دے اور اللہ

عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيرًا ○ مَن كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِندَ
اس پر پوری قدرت رکھتا ہے جو شخص دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو خدا کے پاس

اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ○ ع
دنیا کا بدلہ بھی موجود ہے اور آخرت کا بھی اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ
اے ایمان لانے والو تم انصاف کے لئے بڑے مضبوط بن جاؤ اور خدا کے گواہ ہو جاؤ

وَلَوْ عَلٰى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا
گو تم کو اپنی ذات یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے کوئی مالدار ہو

أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَن تَعْدِلُوا ۚ
یا محتاج خدا دونوں کا حاکم (نگران) ہے پس تم انصاف سے درگزرنے میں خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو

وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○
اور اگر تم ادائے شہادت میں زبان دباؤ گے یا منہ پھراؤ گے تو جو کچھ بھی تم کرو گے اللہ اس سے آگاہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي
اے ایمان لانے والو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے

نَزَّلَ عَلٰى رَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ
اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی ہے ایمان لاؤ

وَمَن يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ
اور جس شخص نے خدا کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور

**سلہ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ** روایت میں وارد ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے حضرت سلمان فارسی کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخرین سے مراد اس کی قوم ہے یعنی عجم فرس ۱۲ **سلہ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ** مطلب یہ ہے کہ خدا سے دونوں ثواب ایک ساتھ طلب کرنا چاہیئے یعنی جو عمل ہو اس میں دونوں عالم کی بہبودی مدنظر ہے یہ کوئی عقل کی بات نہیں ہے کہ جہاد صرف مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے ہو اور ثواب راہ خدا مطلوب نہ ہو اس لئے کہ اس سے زیادہ کوئی ذلیل بات نہیں کہ ادنے کی طلب میں اعلے کا خیال چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ اعلیٰ کی طلب میں ادنے فوت نہیں ہو سکتا۔ کافی اور الخصال میں جناب امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ اُن حضرت ع نے بواسطہ اپنے آباؤ اجداد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قدیم زمانے کے حکماء اور فقہاء جب ایک دوسرے کو کچھ لکھتے تھے تو تین ہی باتیں لکھتے تھے وہ تینوں باتیں یہ ہیں (۱) جس کو صرف آخرت کی فکر ہوگی خدائے تعالے اس کو دنیا کی فکر سے کفایت فرمائے گا (۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے گا خدائے تعالے اس کے ظاہر کی اصلاح فرمادے گا (۳) جو شخص اپنے ذمہ کے خدا کے حقوق کی اصلاح کرے گا بندوں کے حقوق جو اس کے ذمہ ہوں گے خدا ان کی اصلاح خود فرمادے گا۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ دنیا اُن کی طلبگار ہے اور بہت سے ایسے ہیں کہ وہ خود طلبگار دنیا ہیں پس جو دنیا کے طلبگار ہیں موت ان کے پیچھے پڑی ہے جب تک کہ ان کو دنیا سے نکال نہ دے اور جو طلبگار آخرت ہے خود دنیا ان کی طلبگار رہے گی جب تک کہ اُن کا رزق ختم نہ ہو جائے ۱۲

١٩ ع ٨ ١٦

الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

قیامت کے دن کا انکار کریا وہ راہ راست سے بہت ہی دُور جا پڑا جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ

پھر ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر اپنے انکار میں بڑھ گئے خدا کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو بخشے

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ؕ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

اور نہ یہ کہ ان کو راہ راست دکھلائے ان منافقوں کو جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو

عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

اپنا یار بناتے ہیں یہ خوشخبری سُنا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب مہیا ہے

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ عزت

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ

خدا کے لئے ثابت ہے اور وہ تم پر کتاب میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جس وقت تم یہ سُنو کہ

اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ

خدا کی آیتوں کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ

جب تک کہ وہ کسی اور معاملہ میں گفتگو نہ شروع کر دیں ورنہ تم بھی اس صورت میں (کفر میں) انہیں کے مانند ہو جاؤ گے

اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

بیشک خدا کل منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرے گا

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

جو تمہارے انتظار میں لگے ہوئے ہیں کہ اگر فتح خدا کی طرف سے تمہاری ہو جائے

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا

تو یہ کہدیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو نصیب ہو جائے تو ان سے یہ کہدیں

اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ

کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آگئے تھے اور کیا ہم نے تم کو مومنوں سے نہیں بچایا بس اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

قیامت کے دن تمہارے مابین فیصلہ کر دے گا اور خدا ہرگز مومنوں پر کافروں کا

لہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر زبانی ایمان لائے دل سے نہیں پھر اس وقت وہ کافر ہو گئے جس وقت فیمابین خود انہوں نے ایک کتابت لکھی کہ امر خلافت اہل بیت رسول خدا میں ہرگز نہ جانے دیں گے۔ پھر جب آیۂ ولایت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں ان سے عہد و پیمان لیا مگر جب رسولخدا کا انتقال ہو گیا تو وہ کافر ہو گئے اور کفر میں بڑھ گئے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد ان سے وہ دو تن ہیں اور ان کا تیسرا اور چوتھا یار یعنی ابو عبیدہ ابن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ اور ثالث اور عبدالرحمن اور طلحہ یہ سب باہم ساتھ تھے۔ اس حدیث کے آخر میں ان کے ایمان اور کفر کے مراتب کا بھی ذکر ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت فلاں و فلاں و فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لائے اس کو تو خدا نے فرمایا اٰمَنُوْا پھر جب ولایت ان پر پیش کی گئی اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان سے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اُس وقت ان کے دلوں نے انکار کیا۔ اُسے خدا نے فرمایا ثُمَّ كَفَرُوْا پھر جب آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ کو میرا جانشین اور امیر المومنین تسلیم کرنے کی بیعت کرو تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور بیعت کی اسے خدا فرماتا ہے ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر جب جناب رسولخدا کا انتقال ہوا تو وہ اس بیعت پر قائم نہ رہے اسے خدا فرماتا ہے ثُمَّ كَفَرُوْا بلکہ ان لوگوں نے جو بحکم رسول خدا جناب امیر المومنینؑ کی بیعت کر چکے تھے خود اپنے لئے بیعت لی اس کو خدا فرماتا ہے ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا کوئی جزو تو کہاں باقی رہتا کفر بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ گیا (اس کا اگلا مضمون اور ۵۲ تا ۵۵ ضمیمہ میں)

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

غلبہ نہ ہونے دے گا بیشک منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ

اور وہ ان کے دھوکے کا بدلہ دینے والا ہے اور جس وقت وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں

يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور خدا کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى

کفر اور ایمان کے مابین تذبذب میں ہیں نہ ان ہی کی طرف ہیں نہ اُن ہی کی طرف

هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

اور جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کر لے گا تم اس کے لئے ہرگز کوئی راہ نہ پاؤ گے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

اے ایمان لانے والو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو یار نہ بناؤ

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کی

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ

کھلی حجت اپنے اوپر قائم کر لو یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں

مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

ہوں گے اور تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے سوائے ان کے جو

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ

توبہ کر لیں اور نیکی اختیار کریں اور خدا کا سہارا لئے رہیں اور اللہ کے واسطے اپنا دین خالص کر لیں

لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ

تو وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب خدا

الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ

مومنوں کو بڑا اجر دے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو

اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

خدا تم کو عذاب کیوں دے گا حالانکہ اللہ تو قدردان صاحب علم ہے

**۵۱** وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مطلب یہ ہے کہ ریاکار جب کوئی عمل کرتا ہے تو جن لوگوں کو دکھانا ٢٠
منظور ہوتا ہے اُن ہی کی موجودگی ع
میں اس سے عمل ہو سکتا ہے اور کافی میں ١٧
جناب امیرالمومنین سے مروی ہے کہ جو شخص چھپا کر خدا کو یاد کرتا ہے وہ یقیناً خدا کو بہت یاد کرتا ہے اور منافقین چونکہ خدا کی یاد علانیہ کرتے تھے اور پوشیدہ کچھ نہیں اس لئے خدا نے اس آیت میں ان کی صفت بیان کر دی ١٢ **۵۲** لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ مطلب یہ ہے کہ نہ پورے مومنین ہی کی طرف ہیں نہ کامل طور سے کافروں ہی کی طرف اس طرح سے کہ مثل مومنوں کے اظہار تو ایمان کا کرتے ہیں مگر دل میں مثل مومنوں کے ایمان کو جگہ نہیں دیتے نیز کفر کو مثل کافروں کے دل میں تو جگہ دے رکھی ہے لیکن کفر کا مثل کافروں کے اظہار نہیں کرتے ١٢ **۵۳** اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ جس طرح جنت کے درجات ہیں اسی طرح دوزخ کے درکات ہیں اور ان کا نام درکات اس وجہ سے رکھا گیا کہ جس طرح درجات ایک دوسرے سے بلند و اعلیٰ ہوتے ہیں اسی طرح درکات ایک دوسرے سے پست و اسفل ہوتے ہیں ١٢ **۵۴** اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ مطلب یہ ہے کہ خدا تم کو عذاب دینے سے فائدہ کیا اٹھا سکتا ہے آیا اسے اپنا غصہ فرو کرنا مدنظر یا کسی قسم کے ضرر کو اپنی ذات سے دفع کرتا ہے یا کوئی خاص نفع حاصل کرتا ہے حالانکہ اس کی ذات نفع و ضرر سے مستغنی ہے وہ کافر کو اس کے کفر کے اصرار میں عذاب دیتا ہے اسی طرح جیسے کہ طبیب بگڑی ہوئی طبیعت کا علاج کرتا ہے کہ مرض پیدا ہونے ہی نہ پائے یہاں بھی جب کفر کا ازالہ ایمان سے ہو گیا تو ایمان اور شکر سے ہو گیا تو ایمان لانے والے کی ذات بھی اس کی عقوبت سے محفوظ ہو گئی۔ اس آیت میں شکر کو ایمان پر مقدم کیا ہے اس لئے کہ نعمت دیکھنے سے پہلے آتی ہے اور اس لئے اس کے شکر کا مبہم خیال بھی پہلے ہی پیدا ہوتا ہے اور حقیقت پر نظر بعد میں پڑتی ہے جس سے منعم کا خیال آئے اور اس پر ایمان لایا جائے ١٢

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

اللہ لفظوں میں کھول کر بدی بیان کرنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جو ستایا گیا ہو۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ

اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اگر تم کسی نیکی کا اظہار کروگے یا اس کو چھپاؤ گے

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○ اِنَّ

یا کسی بُرائی سے درگذر کروگے تو اللہ بھی بڑا درگذر کرنے والا ہے قدرت رکھنے والا ہے۔ بے شک

الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں

اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ

جدائی ڈال دیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہیں۔ اور وہ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ

یہ چاہتے ہیں کہ (کفر و ایمان کے) بین بین ایک راستہ اختیار کرلیں وہی تو اصلی

الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ وَ

کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت دینے والا عذاب مہیا کیا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اُن میں سے کسی میں کوئی تفریق نہ کی۔

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

اُن لوگوں کو اُن کے اجر ضرور عنایت فرمائے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور)

رَّحِيْمًا ○ ع يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا

رحم کرنے والا ہے۔ اہل کتاب تم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ان پر آسمان سے کوئی کتاب نازل

مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا

کردو۔ تو موسیٰؑ سے تو انھوں نے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا یعنی یہ کہا تھا

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا

کہ خدا کو ہمیں کُھلّم کُھلّا دکھلا دو۔ پس اُن کے اسی ظلم کے سبب سے اُن پر بجلی گری تھی۔ پھر بعد اس

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ

کے کہ اُن پر کھلی نشانیاں آچکی تھیں بچھڑا پوجنے لگے پھر ہم نے اس سے بھی درگذر کی۔

٢٠ ع ٤

سلہ اَلْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مدد طلب کرنے میں کسی کو بُرا بھلا کہا جائے الا جس شخص پر ظلم کیا گیا ہو اس کے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ ظالم کے برخلاف اتنی مدد مانگے جتنی مدد دینی دین میں جائز ہے اور اس مدد مانگنے میں اگر وہ ظالم کی بُرائی بیان کرے تو کوئی حرج نہیں۔ طلب نصرت کی نظیر دوسری جگہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے وَانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا (بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا انھوں نے مدد مانگی) تفسیر قمی میں مضمون مندرجہ بالا کے قریب قریب ہے اور ایک اور حدیث اس کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ فرمایا اگر تمہارے پاس کوئی شخص آکر یہ کہے کہ تم میں کوئی خیر و خوبی نہیں اور تم نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تو اس کی اس بات پر خاموش نہ رہو بلکہ اس کو جھٹلاؤ کیوں کہ اس نے تم پر ظلم کیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر مہمان کسی شخص کے یہاں آکر اترے اور وہ اس کی ٹھیک ٹھیک مہمانی نہ کرے تو اس کے ذمہ کچھ خرابی نہیں ہے۔ اگر میزبان کی اس بدسلوکی کا ذکر زبان پر لائے۔ تفسیر عیاشی میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص کسی گروہ کو مہمان بلائے اور پھر اُن کی مہمانی اچھی طرح نہ کرے تو وہ اُن لوگوں میں سے ہوا جنھوں نے ظلم

٢١ ع ١١ ١

کیا اور مہمانوں کے ذمہ کچھ عیب نہیں ہے اگر وہ اپنی مظلومی کا ذکر زبان پر لائیں اور انہیں حضرتؑ سے اَلْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو کسی شخص کی واقعی حالت ہو وہ بیان کردے (بڑھا کر کچھ نہ کہے اور بلا علم صحیح کچھ نہ کہے) اور جس امر میں گواہوں کی تعداد مقرر ہے۔ جب تک اُن کے گواہ موجود نہ ہوں کچھ نہ کہے۔ ١٢

سلہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ مطلب یہ ہے کہ ہم بعض انبیا کو مانتے ہیں اور بعض سے منکر ہیں جیسے یہود کی حالت تھی کہ حضرت موسیٰؑ اور اُن سے پہلے انبیا کی تصدیق کرتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا جیسے نصاریٰ کی حالت تھی کہ حضرت عیسیٰ اور اُن سے پہلے انبیا کی تصدیق کرتے تھے اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کا یہ کہنا کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں ان کو اصل کفر سے نہیں بچا سکتا اس لئے کہ خدا پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے۔ ١٢ (حاشیہ نمبر ٣٠٤ ضمیمہ میں پڑھیے)

وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ

اور موسیٰؑ کو کھلا غلبہ عنایت کیا۔ اور اُن سے عہد لینے کے لئے کوہ طور

بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ

کو اُن کے اوپر بلند کیا اور اُن سے ہم نے یہ کہا کہ اس دروازہ میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو۔ اور

لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝

اُن سے یہ کہا کہ احکامِ سبت میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے اُن سے سخت عہد لیا تھا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ

پھر اُن کے اپنے اس عہد کے توڑ دینے کے سبب سے اور آیاتِ خدا کا انکار کرنے کے باعث سے اور

الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ

انبیا کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور اُن کے قول کی جہت سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں (ہم نے جو

عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَ

مناسب تھا کیا) بلکہ اللہ نے اُن کے دلوں پر اُن کے کفر کے سبب سے چھاپہ لگا دیا پس وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم۔

قَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا

نیز اُن کے کفر کے باعث اور اُن کے اس قول کے باعث جس سے مریمؑ پر انھوں نے بہت بڑا بہتان باندھا۔ اور اس قول کے

الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا

سبب کہ ہم نے مسیح ابن مریم خدا کے رسول کو قتل کر دیا (ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا) حالانکہ انھوں نے نہ اُن کو قتل کیا اور نہ

صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ

صلیب دی بلکہ ان (یہودیوں) کے لئے ایک شخص اُن کی شبیہہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے مسیحؑ کے بارے میں اس وقت

لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

اختلاف کیا تھا وہ آج تک اُن کے بارے میں شک ہی میں ہیں سوائے گمان کی پیروی کے اس بارے میں اُن کو کوئی علم نہیں ہے

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

حالانکہ مسیح کو انھوں نے بالیقین قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اُن کو اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ زبردست

عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ اس کو اپنے مرنے سے پہلے

بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝

مسیح پر ضرور ایمان لانا پڑے گا اور مسیح قیامت کے دن اُن کے برخلاف گواہی دیں گے۔

سلہ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ ان لوگوں نے انبیاء کو خود تو قتل نہیں کیا تھا اُن کے اجداد نے کیا تھا مگر یہ اُن کے اس فعل سے راضی تھے پس خدائے تعالیٰ نے اُن کے اجداد کے قتل کا الزام اُن کو دیا اور اسی طرح قرار دے دیا ہے کہ جو فعل کیا گیا ہو گو ملزم خود اُس فعل کا مرتکب نہ ہو مگر اس فعل پر راضی ہو تو اُس کا مرتکب سمجھا جائے گا اور اس امر کی دلیل خدائے تعالیٰ کا وہ قول ہے جو سورۂ بقر میں آچکا ہے قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷ سطر ۱) کیوں کہ جن لوگوں سے یہ خطاب کرنے کا حکم ہوا ہے اُن کے وقت میں بہت سے انبیاء موجود تھے نہ انھوں نے ان کو قتل کیا تھا لیکن یہ ضرور تھا کہ اُن کے آبا و اجداد جو کچھ کر چکے تھے اُس کو وہ اچھا جاننے والے تھے اسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے اُن انبیا کے قتل کا الزام جن کو اُن کے آبا و اجداد نے قتل کیا تھا ان لوگوں کے ذمہ قرار دیا ہے ۱۲

سلہ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے معنی دریافت کئے خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ (ترجمہ کے لئے صفحہ سطر دیکھئے) تو حضرتؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کفار کے دلوں پر چھاپہ لگانا اُن کے کفر کا عذاب ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۱۲

سلہ بُهْتَانًا عَظِيمًا الیاس میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کل آدمیوں کو راضی کیا جا سکتا ہے تو کل آدمیوں کی زبان بند کی جا سکتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس وقت مریم بنت عمران حاملہ ہوئیں تو لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ حمل تو ایک بڑھئی کا ہے جس کا نام یوسف تھا ۱۲ (باقی حاشیہ تتمہ میں پڑھئے)

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ

پس یہودیوں کے ظلم کے باعث ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں، حرام

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ○ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا

کردیں نیز راہِ خدا سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث اور اُن کی سود خوری کے باعث

وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ

جس سے ان کو یقیناً ممانعت کی گئی تھی اور لوگوں کے مال ناحق کھا جانے کے سبب (بہت سی پاک چیزیں حرام

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

کردیں) اور جو ان میں منکر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن ان میں سے جو علم میں راسخ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

ہیں اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا ہے۔ اس پر ایمان لاتے

وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

والے ہیں. اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے والے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والے ہیں. انہی کو

سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ ع اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ

عنقریب ہم بڑا اجر دیں گے. یقیناً ہم نے تم پر اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوحؑ

اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ

پر اور اُن کے بعد کے انبیا پر بھیجی تھی. اور ہم نے ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ

اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط (بنی اسرائیل) اور عیسیٰؑ اور

اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ

ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارون اور سلیمان اور داؤدؑ کو ہم نے زبور عطا

زَبُوْرًا ○ ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ

کی. اور ہم نے ایسے رسول (بھی بھیجے) جن کا قصہ ہم نے تم سے بیان کیا اور ایسے

رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ ۚ

رسول (بھی) جن کا قصہ ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور موسیٰؑ سے خدا نے کلام کیا جو حق کلام کرنے کا تھا۔

ع ۲۲ / ۱۰ / ۲

سلہ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بے شک میں نے تمہاری طرف وحی کی جیسے کہ نوحؑ اور اُن کے بعد کے انبیاء کی طرف کی تھی۔ پس آنحضرتؐ کے لئے کل وحی جمع فرمائی (کیونکہ جیسے اُن سب کو متفرق طور پر وحی فرمائی آپ کو مجتمعاً فرمائی) کافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ طول سورتیں مجھ کو بمنزلہ توریت عطا کی گئی ہیں اور سو آیت والی بمنزلہ انجیل اور متوسط درجہ کی سورتیں بمنزلہ زبور اور اڑسٹھ سورتیں جو مفصل کہی جاتی ہیں اُن کے ذریعے سے مجھے اور علم پر فضیلت دی گئی ہے نیز کافی اور اکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اور حضرت نوحؑ کے درمیان بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں جو اعلان کرنے والے تھے اور بعض ایسے جو خفیہ رہے اسی سبب سے اُن کے ذکر قرآن مجید میں بھی مخفی ہیں، اور جس طرح اعلان کرنے والے انبیاؑ کا نام لیا گیا ہے ان کا نام نہیں لیا گیا۔ جیسا کہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے: وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۔ سلہ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا التوحید میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ جناب موسیٰ بنی اسرائیل کے منتخب لوگوں کو طور سینا پر لے گئے اور ان کو دامن کوہ میں کھڑا کرکے خود طور پر چڑھے اور خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ سے ہم کلام ہو اور وہ لوگ بھی کلام کو سنیں چنانچہ موسیٰؑ سے خدا نے کلام کیا اور اس کے کلام کو لوگوں نے اوپر سے نیچے سے داہنیں سے بائیں سے سنا۔ خدائے تعالیٰ نے قوت گویائی ایک درخت میں پیدا کردی تھی اس سے آواز ہر طرف سے سنائی دیتی تھی اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ پروردگار عالم نے بغیر اعضا اور حروف کے بات کی یعنی جس طرح انسان کو بات کرنے کے لئے ہونٹ (باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى
(ایسے) رسول (جو) خوشخبری دینے والے بھی تھے اور ڈرانے والے بھی تاکہ اُن کے آنے کے بعد کوئی حجت باقی نہ

اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝
رہے۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَ
لیکن اللہ اس کے باب میں جو تم پر نازل کیا گیا ہے گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کیا ہے،

الْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ
اور فرشتے (بھی اس بات کی) گواہی دیتے ہیں، حالانکہ گواہی اللہ (ہی) کی کافی ہے۔ بے شک جو لوگ

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا
کافر ہوگئے اور انھوں نے راہِ خدا سے روکا وہ گمراہی میں بہت بڑھ گئے۔

بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ
جن لوگوں نے یقیناً کفر (بھی) کیا اور ظلم (بھی) کیا، اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ اُن کو

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ
بخشدے یا اس کو کوئی اور راستہ سوائے جہنم کے راستے کے بتلائے جس میں وہ ہمیشہ

فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
رہیں گے۔ اور اللہ کے لئے یہ بات آسان ہے اے آدمیوں یقیناً

قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ
رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لے کر آیا ہے پس اسے مان لو تمہارے لئے بہتر ہے۔

وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ
اور اگر انکار کرو گے تو آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ضرور اللہ کا ہے۔ اور

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ
اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اے اہل کتاب اپنے دین کے بارے میں غلو نہ کرو

وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ
اور سوائے حق کے خدا کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰؑ ابن مریم سوائے اس کے

مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ
اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جس کو اس نے مریم تک پہنچا دیا تھا اور اس کی پیدا کی ہوئی روح ہے

تو بانی ناکو کوسے کی ضرورت ہے۔ پروردگار عالم اس قسم کی تمام احتیاجات سے منزہ و مبرا ہے نیز ایک شخص نے جس کو آیاتِ خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا۔ اُن حضرت سے سوال کیا تو اس کے جواب میں جو ارشاد ہوا اس کا ایک جز یہ ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ کلام اللہ جس کا نام ہے وہ ایک طرح کا نہیں ہے بلکہ اس کی کئی صورتیں ہیں ایک تو وہ کلام خدا کا تھا جو کہ خدا نے اپنے رسولوں سے تکلم فرمایا اور وہ بھی کلام اللہ تھا جو کہ رسولوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ وہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور وحی تنزیل جس کی تلاوت کی جاتی ہے یہی کلام اللہ ہے (تصریح) قرآن مجید اسی قسم آخیر میں داخل ہے۔ خصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے تین شب و روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمے فرمائے۔ اس عرصہ میں جناب موسیٰ نے کچھ بھی کھایا نہ پیا۔ اس کے بعد جب بنی اسرائیل کے پاس پلٹ کر آئے تو کانوں میں تو حلاوتِ کلام خدا گونج رہی تھی اُن کی باتیں ناگوار ہوئیں۔ احتجاج میں وہ گفتگو منقول ہے جو یہودیوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے کی تھی منجملہ اس کے یہ ہے کہ انھوں نے یہ کہا کہ کیا موسیٰ آپ سے بہتر ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے چار ہزار کلموں سے بات کی اور آپؐ سے کوئی بات بھی نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے اُن سے افضل عطا کیا گیا ہے انھوں نے کہا وہ کیا ہے آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا الخ (اس حدیث کا بقیہ انشاءاللہ سورۂ بنی اسرائیل میں بیان ہوگا)

(حاشیہ صفحہ ۱۲۴)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ فِيْ عَلِيٍّ ۲ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس آیت کو اس شان سے لے کر نازل ہوئے تھے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ الخ تفسیر قمی میں منقول ہے (باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ

پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ثلثہ کے قائل نہ ہو اس سے باز رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي

اللہ تو وہی یکتا معبود ہے۔ اس کی ذات اس سے منزّہ ہے کہ اس کے کوئی بیٹا ہو۔ آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ لَنْ

اور زمینوں میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی انتظام کے لئے کافی ہے۔ مسیح کو یہ

يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ

بات ہرگز ناگوار نہ ہوگی کہ وہ اللہ کا بندہ بنے اور نہ مقرب فرشتوں کو

الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

اور جو اس کی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو عنقریب وہ اُن سب کو اپنے پاس جمع کرلے گا پھر جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیکوکار

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ

ہیں اُن کو تو اُن کے اجر پورے پورے دے گا اور اپنے فضل سے کچھ اور بڑھا دے گا

اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور جن لوگوں نے نافرمانی کی اور تکبر کیا پس اُن کو دردناک عذاب

اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

دے گا اور اللہ کے سوا وہ کسی کو اپنا یار و مددگار نہ پائیں گے

نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

اے آدمیو بے شک تمہارے رب کے پاس سے تم پر دلیل آچکی ہے اور

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

اس نے تم پر دکھلانے والا نور نازل کیا ہے پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس نور سے

اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّ

متمسک ہوئے اُن کو عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور

يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ

اپنی حضوری کا سیدھا راستہ بتا دے گا لوگ تم سے فتویٰ دریافت کرتے ہیں تم کہہ دو

---

کہ جناب ابو عبد اللہ نے اس طرح تلاوت فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ الخ ۔

ع ٢٣ ٩ ٣

سے قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ آیت اس طرح منقول ہے قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ ۔

سے وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رُوْحٌ مِّنْهُ کے معنی کیا ہیں فرمایا وہ روح جسے خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ میں پیدا کیا۔ التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو مخلوق روحوں کو خدا نے برگزیدہ فرمایا ایک روح آدمؑ اور ایک روح عیسیٰؑ ۱۲

— حاشیہ صفحہ ۱۲۵ —

لے وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ مطلب یہ ہے کہ یہ کہو کہ خدا تین ہیں اللہ و مسیح و مریم جیسا کہ خدا کے قول سے ثابت ہے ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ دو اور خدا بنا لو) ۱۲

سے بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ایک قول کے مطابق برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ ہیں۔ اور نور سے مراد قرآن مجید اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمہارے پاس دلائل عقلی اور شواہد نقلی آچکے اور تمہارے لئے کوئی عذر و علت کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد ولایت علیؑ ہے ۱۲

سے صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نور سے مراد حضرت علی مرتضیٰ اور صراط مستقیم سے بھی علی مرتضیٰ مراد ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد امامت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور اعتصام سے مراد اُن حضرتؑ کی ولایت ہے اور اُن کے بعد جو ائمہ ہیں اُن سے متمسک ہونا ۱۲

اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد ایسا مرجائے کہ جس کے اولاد (یا ماں باپ)

وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا

نہ ہوں اور اس کی ایک بہن ہو تو اس بہن کو اس کے ترکہ کا نصف ملے گا اور اسی طرح وہ مرد اس بہن کا وارث

وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَاِنْ

ہوگا اگر اس کے اولاد (یا ماں باپ) نہوں اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان دونوں کو اس کے ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر

كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ

بھائی بہن مرد و عورت (ملے جلے) ہوں تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصّہ ملے گا۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ع ۲۴ ۵ ۴

اللہ تمہارے لئے اس وجہ سے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم نہ بھٹکو اور اللہ ہر شے سے آگاہ ہے۔

آیاتہا ۱۲۰ | کلماتہا ۲۸۴۲ | سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ | حروفہا ۱۲۴۶۴ | رکوعاتہا ۱۶

سورۂ مائدہ (خوان) مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۚ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے ایمان والو! عہد پورے کرو چرندے تمہارے لئے حلال کئے گئے ہیں۔

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ

سوائے ان کے جن کی ممانعت تم کو پڑھ کر سنائی جائے گی جب کہ تم بحالت احرام شکار کے حلال نہ ماننے والے ہو

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ

بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اے ایمان لانے والو خدا کی نشانیوں کی بے توقیری نہ کرو

اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ

اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ نذر کردہ قربانی کی اور نہ پٹے دار قربانی کی اور نہ

آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کے خواستگار محترم مکان کو

رِضْوَانًا ۚ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

جاتے ہوں اور جب تم محل ہو جاؤ تو شکار کھیلو اور کسی قوم کی عداوت اس بنا پر

ـلـہ اُخْتٌ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں لفظ اخت عام ہے حقیقی بہن ہو یا علاتی

ـلـہ وَهُوَ يَرِثُهَا یعنی اگر بہن مرجائے گی تو بھائی اس کے کل مال کا وارث ہوگا اور اگر اس کی اولاد یا ماں باپ نہ ہوں کیوں کہ روایات اہل بیتؑ سے متواتر یہ بات ثابت ہے کہ ماں یا باپ یا دونوں کے ہوتے بھائی بہن کچھ نہیں پاتے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت کوئی مرجائے اور اس کی ایک بہن وارث باقی رہے تو نصف میراث تو اس کو مثل بیٹی کے پہنچے گی اور باقی نصف بروئے قرابت کیوں کہ اس سے قریب تر کوئی وارث میت کا ہے ہی نہیں اگر بجائے بہن کے بھائی ہوگا تو وہ کل میراث بروئے آیت کے لے گا کیوں کہ خدا فرماتا ہے وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ اور اگر دو بہنیں ہوں تو وہ دو ثلث تو بروئے آیت اور باقی ایک ثلث بروئے قرابت پائیں گی اور اگر ورثہ میں بھائی اور بہن شریک ہوں تو میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دو چند ملے گا ایک قول کے مطابق سب سے آخری آیت جو احکام کے متعلق نازل ہوئی وہ یہی ہے

ـلـہ بِالْعُقُوْدِ عقود جمع ہے عقد کی اس کے معنی ہیں پختہ عہد اور اس آیت سے یہ مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو کچھ اپنے بندوں کے لئے لازم کیا ہے مثلاً خود اسی کی ذات پر ایمان لانا اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور اس کے رسولوں کے اوصیاء پر ایمان لانا اس کے حلال کو حلال جاننا اور اس کے حرام کو حرام سمجھنا اور اس کے مقرر کئے ہوئے فرائض و سنن کو بجالانا اور جو سزائیں اس نے مقرر فرمائی ہیں اور جن نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن بد کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان سب کی رعایت کرنا اسی طرح مومنین نے جو باتیں اپنی ذات پر خدا کے لئے واجب کرلی ہیں یا فیما بین خود مثل امانات اور ان معاملات کے جن میں کوئی خطرہ نہیں ہے یہ سب عقود ہیں ان سب کا بجالانا لازم ہے تفسیر قمی میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے اصحاب سے دس موقعوں پر جناب علی مرتضیٰ کی خلافت کا عہد لیا (باقی صفحہ ۲۰ پر)

قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا

کہ انھوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا تمہارے لئے اس امر کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر گزرو اور نیکی اور

عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ

پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے تم پر حرام کیا گیا

الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَ

مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو

الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ

اور جو گردن مروڑ کر مارا گیا ہو اور جس کے پاؤں باندھ کر پیٹ پیٹ کر مارا ہو اور جو بلندی سے گر کر مرا ہو اور سینگوں

السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن

سے مارا گیا ہو اور جس کو درندوں نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جس کا تم نے تزکیہ کر لیا ہو اور جو تھان پر ذبح کیا گیا ہو

تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ

اور یہ کہ تیروں پر تقسیم کرو۔ یہ بدکاری ہے آج کے دن کافر تمہارے

كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ

دین سے مایوس ہو گئے پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دین اسلام

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ پس جو شخص بھوک کے سبب سے مضطر ہو نہ گناہ کی

مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

طرف مائل ہو کر تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں

أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ

کہ ان کے لئے کیا کیا حلال کیا گیا ہے تم کہدو کہ تمہارے لئے کل پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور شکاری بن کے جو تم نے

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا

شکاری جانور اس قاعدہ سے سدھایا ہو جیسا کہ اللہ نے تم کو بتا دیا ہے۔ پس وہ جو کچھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶)

اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل فرمائی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو اُن عقود یا عہدوں کو پورا کرو جو علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں تم سے لیے گئے تھے۔

—— حاشیہ صفحہ ۱۲۷ ——

لہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

عیون العیون میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مردار اور خون اور سور کا گوشت تو مشہور چیزیں ہیں وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ سے مراد وہ جانور ہیں جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور اَلْمُنْخَنِقَةُ سے مراد یہ ہے کہ مجوسی بجائے ذبیحہ کھانے کے ٹاٹ بکری اور بھیڑ کا گلا گھونٹ دیتے تھے اور جب وہ مر جاتے تھے تو وہ کھاتے تھے اور مَوْقُوذَةُ سے مراد وہ جانور ہے جس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پیٹا جاتا تھا کہ وہ مر جاتا تھا تب وہ اس کو کھا لیتے تھے اور مُتَرَدِّيَةُ سے یہ مراد ہے کہ اُن کی آنکھیں بند کر کے چھت پر سے اُن کو گراتے تھے جب وہ گر کے مر جاتے تھے تو وہ اُن کو کھا لیتے تھے اور نطیحہ سے مراد یہ ہے کہ وہ مینڈھوں کو لڑاتے تھے جب لڑتے لڑتے اُن میں سے ایک مر جاتا تھا تو وہ اس کو کھا لیتے تھے وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ سے یہ مطلب ہے کہ شیر بھیڑیا وغیرہ جس جانور کو پھاڑ کر کھاتے تھے تو اس کا بقیہ لوگ کھاتے تھے لہذا خدا نے اس سے منع فرمایا اور مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے یہ مراد ہے کہ آتشین مندروں کے سامنے جو جانور ذبح کئے جاتے تھے اور قریش جن درختوں اور چٹانوں کو پوجتے تھے اور اُن کے نام پر جو جانور چڑھائے جاتے تھے اُن سب کو خدا نے حرام قرار دیا ہے وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ سے مراد یہ ہے کہ پانچ برس کا ایک اونٹ معین کر کے اُس کی قیمت کے دس حصے قرار دیتے تھے پھر تیر اندازی کے ذریعہ سے گویا اس پر پتی ڈالتے تھے اور وہ تیر گنتی میں دس عدد ہوتے تھے جو کسی ایک شخص کو دیئے جاتے تھے ان میں سے سات تیروں کے حصے مقرر ہوتے تھے اور تین کے لئے کچھ حصہ نہ ہوتا تھا اِن دسوں تیروں کے نام مع اُن حصوں کے جو ان کے نامزد تھے یہ ہیں عا فَذٌ اس کا ایک حصہ تھا عا تَوْأَمْ اس کے دو حصے تھے عا مُسْبِلُ اس کے تین حصے تھے (باقی صفحہ ۱۲۸ پر) (حواشی ۲ و ۳ ضمیمہ میں دیکھئے)

مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

تمہارے لئے پکڑ رکھیں ان میں سے (قسم حلال کو) کھالو اور اللہ کا نام اس پر پڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ

بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آج کے دن حلال کی گئیں تم پر کل پاک چیزیں اور

طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

ان لوگوں کی خوراک جن کو کتاب دی گئی ہے تمہارے لئے حلال ہے اور تمہاری خوراک ان کے

لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

لئے حلال ہے اور مسلمان پاک دامن عورتیں اور اُن لوگوں کی پاک دامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

گئی تھی (جائز ہیں) جس وقت کہ تم اُن کے مہر دے دو در آنحالیکہ ان سے نکاح

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ

کرنا منظور ہو نہ کہ زنا یا خفیہ تعلق اور جو ایمان کا منکر ہو گیا

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ع

تو اس کے اعمال سب اکارت ہوجائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا اٹھانے والا ہو گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان لانے والو جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

دھو ڈالو اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصّہ کا اور ٹخنوں

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

تک پاؤں کا مسح کرلو اور اگر تم جنب ہو تو غسل کر ڈالو اور اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ

مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلا میں آئے یا

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ

اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کے بعض حصّوں کا مسح کرلو اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر

(بقیہ صفحہ ١٢٧)

عـ٤ نَافِسٌ اس کے چار حصّے تھے عـ٥ حِلْسٌ اس کے پانچ حصّے تھے عـ٦ رَقِيْبٌ اس کے چھ حصّے تھے عـ٧ مُعَلّٰی اس کے سات حصّے تھے۔ اور وہ تین تیر جن کے کچھ حصّے نہ تھے اُن کے نام یہ تھے عـ٨ نَفِيْحٌ عـ٩ مَنِيْحٌ عـ١٠ وَغْدٌ اور اس اونٹ کی پوری قیمت اُن لوگوں کے ذمّے ڈالی جاتی تھی جن کے نام پر یہ پچھلے تیر برآمد ہوتے تھے چوں کہ یہ ایک قسم کا جوا تھا لہذا خدا نے اس کو حرام کیا تفسیر "مجمع البیان" میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مویشی بلندی سے گرایا گیا ہو اور سینگ سے مارا گیا ہو اور جسے درندے نے پھاڑ لیا ہو اگر تم کو اس کے ذبح کرنے کا موقع مل گیا ہے تو تم اس کو کھالو اور جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ ایسے حیوانات کی زندگی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کان یا دُم کو یا آنکھوں کی پتلی کو حرکت دے رہے ہوں اور اس وقت ان کو ذبح کرلیں تو اُن کا کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔

ع ١ ٥ ٥

## حاشیہ صفحہ ١٢٨

لہ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ طعام سے اس جگہ غلّہ اور میوہ مُراد ہے نہ کہ ذبیحہ اس لئے کہ وہ ذبیحہ پر خالص خدا کا نام نہیں لیتے۔ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہارے ذبیحہ کو حلال نہیں جانتے پھر کیوں تم اُن کے ذبیحہ کو حلال جانو کافی اور دیگر کتب احادیث کی بہت سی حدیثوں میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں طعام سے مراد حبوب اور بقول ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے ذبیحے نہ کھاؤ اور نہ ان کے برتنوں میں کھاؤ بعض میں یہ ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں انھوں نے خدا کا نام لے کر ذبح کیا ہو تو کھالو اور اگر تمہاری موجودگی میں ذبح کیا ہو تو نہ کھاؤ اور اگر کوئی مسلم اس بات کی گواہی دے کہ انھوں نے ذبح کے وقت خدا کا نام لیا تھا تب بھی نہ کھاؤ مگر حرام سمجھ کر نہیں بلکہ یہ خیال کرکے کہ ان کے برتنوں میں شراب اور سور کا گوشت ہوتا ہے ترک کردو (باقی حواشی ٢ تا ٥ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

کوئی تنگی کرے ۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَ

کرے تاکہ تم شکر گذار ہوجاؤ ۔ اور اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہوئی ذکر کرتے رہو۔

مِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

اور اس کے اس عہد کا جو اس نے تم سے پکا کرایا ہے جس وقت کہ تم نے یہ کہا کہ ہم نے سنا اور تابعداری

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ يَا أَيُّهَا

کی اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ دلوں کی باتوں سے واقف ہے ۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَ

ایمان لانے والو خدا کے لئے انصاف کے ساتھ گواہ بننے کے لئے آمادہ ہوجاؤ اور

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ

کسی قوم کی سخت عداوت تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو کہ وہ

أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

پرہیزگاری سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۙ لَهُم مَّغْفِرَةٌ

اللہ نے ان سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش ہے

وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ

اور بہت بڑا اجر ۔ اور جو لوگ منکر ہو گئے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

جہنمی وہی ہیں۔ اے ایمان لانے والو تم پر اللہ کی جو نعمت ہے اس کو یاد کرو

عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

کہ جس وقت ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اس نے تم سے ان کے

أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہاتھوں کو روک دیا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو لازم ہے کہ اللہ ہی

الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

پر بھروسہ کریں ۔ بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

ع

---

۱؎ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میثاق سے مراد ہے جو کچھ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حرام چیزوں کے حرام کرنے کے بارے میں طہارت کی کیفیت اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام ونیز دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت کے فرض ہونے کے بارے میں فرمایا تھا۔

۲؎ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا تفسیر قمی میں ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت ائمہ علیہم السلام کے بارے میں عہد لیا تو سب نے کہا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا لیکن بعد میں سب نے عہد توڑ دیا۔

۳؎ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد اہل مکہ ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ان کے ہاتھ صلح حدیبیہ کے ذریعے سے روک دیئے گئے تھے۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا¹ ۖ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي

اور ان میں سے ہم نے بارہ سردار بھیجے۔ اور (پھر) اللہ نے (یہ) فرمایا کہ بے شک

مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَوٰةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَوٰةَ وَآمَنْتُمْ

میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھوگے اور زکوۃ دوگے اور میرے رسولوں

بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

پر ایمان لاؤگے اور اُن کی مدد کروگے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے۔

لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

تو ضرور میں تمہاری بُرائیاں تم سے دُور کردوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ

بہتی ہیں داخل کروں گا پس اس کے بعد جو تم میں سے منکر ہوگا وہ ضرور

ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ○ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَ

سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا پس بوجہ اپنے عہد توڑ دینے کے ہم نے اُن پر لعنت

جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَسِيَّةً ۚ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ

کی اور اُن کے دلوں کو سخت کردیا وہ لفظوں کو ان کے موقعوں سے بدل دیتے ہیں

وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ

اور جن چیزوں کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے اور جو ان میں سے خیانت کرنے

مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

والے ہیں اور وہ بہت ہی تھوڑے ہیں (جو خائن نہیں ہیں) ان کے حال پر تم کو برابر اطلاع ہوتی رہے گی پس تم

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

ان کو معاف کردو اور درگذر کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں میں سے جو یہ کہتے ہیں کہ

أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا

ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان کا عہد لیا۔ پھر جو کچھ اُن کو یاد دلایا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے پھر ہم نے قیامت تک

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ

کے لئے اُن کے مابین عداوت اور بغض ڈالا اور آگے چل کر

يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ○ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

اللہ اُن کو جتلائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اے اہل کتاب

¹ نَقِیبًا اس سے مطلب ہے کہ وکیل کفیل امین اور ہر گروہ کا گراں جو جو اپنی قوم کے احوال سے مطلع ہو تفتیش کرتا رہے اور ان کے نیک و بد کو پہچانتا ہو روایت میں وارد ہے کہ ہلاکت فرعون کے بعد خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم ملک مصر کو چھوڑ دو اور ارض شام میں سرزمین اریحہ میں چلے جاؤ جس میں اس وقت جبارہ آباد تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے اس کو تمہارے لئے جائے پناہ قرار دیا ہے خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم بنی اسرائیل کے ہر سبط میں سے ایک ایک نقیب مقرر کردو کہ وہ اپنے اپنے گروہ کی وفاداری کا ذمہ دار رہے اور وہ ان کا سردار اور رئیس بھی ہو اس لئے کہ وہ جبارہ کے جہاد پر مامور کئے گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبوں کا انتخاب کیا اور کل بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان نقیبوں کو ایفائے عہد کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور اب سب کو ساتھ لے کر چلے جب اس زمین کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے ان نقیبوں کو بطور جاسوس کے بھیجا۔ انھوں نے بڑے بڑے قوی ہیکل لوگ دیکھے حضرت موسیٰؑ کو آکر اس کی اطلاع دی انھوں نے ارشاد فرمایا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ مگر اس ارشاد کی تعمیل صرف کالب ابن یوقنا نے جو سبط یہودا سے تھے اور یوشع ابن نون نے جو کہ سبط افرائیم ابن یوسف سے تھے کی اور باقی لوگوں نے اپنی اپنی قوم سے اس واقعہ کا ذکر کردیا اسی پر خدا نے فرمایا فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ (ہم نے اسی طرح ان کے عہد توڑ دینے سے ان پر لعنت کی) ۱۲

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ

بے شک ہمارا رسول تمہارے پاس آیا کتاب کے اس حصہ میں سے جسے تم چھپایا کرتے تھے تم پر

مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ

بہت کچھ ظاہر کردیتا ہے اور بہت سے سے درگزر کرتا ہے بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے

وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ ۞ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ

نور اور روشن کتاب آگئی جس کے ذریعہ سے خدا ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی کے خواستگار

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ

ہیں سلامتی کی راہیں دکھلا دیتا ہے اور اُن کو تاریکی کفر سے اپنے حکم کے نور کی طرف نکال لاتا ہے۔

وَيَهْدِيهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۞ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا

اور ان کو صراطِ مستقیم تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنھوں نے یہ کہا

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ

کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ تم یہ کہدو کہ خدا کو روک کون سکتا ہے

اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ

اگر وہ یہ ارادہ کرے کہ مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور زمین میں جو

أُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

ہیں سب کو ہلاک کر دے۔ حالانکہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

ہے اس کا اختیار خدا ہی کو ہے۔ جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۞ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا

رکھنے والا ہے اور یہود و نصاریٰ نے یہ کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور

اللّٰهِ وَأَحِبَّٰٓؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم

اس کے دوستدار ہیں تم یہ کہدو کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب تم کو عذاب کیوں دیتا ہے

بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ

بلکہ تم تو اس کی مخلوق میں سے انسان ہو جسے وہ چاہتا ہے بخشدیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ

کل آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے اس کا اختیار خدا ہی کو ہے اور بازگشت

ل ۵ یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ یعنی جو حصہ کتاب کا وہ چھپاتے تھے وہ توریت میں تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور رجم کی آیت تھی اور انجیل میں عیسیٰ کی بشارت تھی جو احمدؐ کے بارے میں تھی تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم توریت کی خبریں جو چھپاتے ہو ہمارا رسول ان میں سے بعض سے درگذر کرتا ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ جو کہ اسی سورے میں ہی یہ قصہ منقول ہے کہ خیبر کی ایک شریف عورت نے جو خاوند والی تھی وہیں کے ایک شریف مرد سے جو زوجہ والا تھا زنا کیا اب یہودیوں کو اس کا رجم کرنا ناگوار تھا اس لئے انھوں نے مدینہ کے یہودیوں کو لکھا کہ تم عرب کے نبیؐ سے دریافت کرو خیال ان کو یہ تھا کہ شاید ان کو اس تدبیر سے اس کے بچانے کا کوئی حیلہ مل جائے چنانچہ ایک گروہ نے آنحضرتؐ سے زنا محصن و زنا محصنہ کے بارے میں دریافت کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میرے فیصلے پر راضی ہوگے؟ انھوں نے اقرار کیا۔ مگر جب آنحضرتؐ نے خدا کا فیصلہ رجم کے بارے میں بیان کیا تو انھوں نے انکار کیا۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ سے یہ کہا کہ آپ اپنے اور اُن کے مابین ابن صوریا کو حکم قرار دیجئے آنحضرتؐ نے حسب تعلیم جبرئیل امینؑ ابن صوریا کا حلیہ بیان کرکے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟ انھوں نے کہا کہ روئے زمین پر یہودیوں کا سب سے بڑا عالم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اُسے بلالو، جب عبداللہ ابن صوریا آگیا تو آنحضرتؐ نے اس سے خطاب فرمایا کہ اے شخص میں تجھ کو اسی کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی اور تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا مگر آلِ فرعون کو ڈبو دیا تم پر بادل کا سایہ ڈالا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا آیا تم اس کے بارے میں جو زناء محصنہ کا مرتکب ہوا ہو اپنی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو۔ ابن صوریا نے اقرار کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے اُسی کی قسم جس کی آپ نے قسم دی ہے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ رب التوریت مجھے پھونک دے گا تو میں آپ کو جھٹلا دیتا یا جو میں نے اقرار کیا ہے اس کو بدل دیتا لیکن یہ تو بتلایئے کہ آپ کی کتاب میں کیوں کر حکم ہوا (باقی صفحہ ۱۳۲ پر)

حاشیہ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھئے

الْمَصِيرُ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

اسی کی حضور میں ہوگی۔ اے اہل کتاب بے شک ہمارا رسول (جو ہمارے احکام) کھول کر تمہارے لئے بیان

عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ

کرتا ہے تمہارے پاس ایسے وقت آیا جب کہ رسولوں کی آمد رُکی ہوئی تھی کہ کہیں تم یہ نہ کہدو کہ ہمارے پاس

وَلَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

تو کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آیا ہی نہیں پس تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا یقیناً

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا

آپہنچا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور جس وقت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی

نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم

نعمت کو جو تم پر ہے یاد کرو کہ جب تم پر انبیا مقرر فرمائے اور تم کو بادشاہ بنایا

مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ يَا قَوْمِ

اور تم کو وہ کچھ دیا جو تمام عالم میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔ اے میری قوم

ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا

تم اُس زمین مقدس میں داخل ہوجاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور

تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ

پیچھے کی طرف نہ پلٹو ورنہ خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔ انھوں نے کہا کہ اے موسیٰ!

إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا

اس میں تو ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے اور جب تک وہ اس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اس میں

مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ۝ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ

جائیں گے نہیں پھر اگر وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ہم اس میں چلے جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے جو اللہ سے

الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ

ڈرتے تھے دو شخصوں نے جن کو خدا نے نعمت عطا کی تھی یہ کہا کہ ان کے دروازوں میں گھس پڑو

فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن

کہ اگر تم اس میں گھس پڑو گے تو تم ہی غالب آجاؤ گے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر

كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا

بھروسہ کرو انھوں نے کہا اے موسیٰؑ جب تک وہ اس میں ہیں ہم تو ہرگز ہرگز

(بقیہ صفحہ ١٣١)

حضرتؐ نے فرمایا کہ جب چار گواہ اس بات کی عینی شہادت دیں کہ دخول اس شان سے ہوا جیسے سرمہ دانی میں سلائی تو رجم واجب ہوجاتا ہے تو ابن صوریا نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سے حکم ہے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ پھر سب سے پہلے اس امر میں تغیّر کیوں کر واقع ہوا ابن صوریا نے کہا کہ ہم میں سے جب بڑے آدمی زنا کرتے تھے تو ہم ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی چھوٹا آدمی زنا کرتا تھا تو ہم حد جاری کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے آدمیوں میں زنا بہت پھیل گیا یہاں تک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے بھی زنا کیا اس کو تو ہم نے رجم نہیں کیا پھر ایک اور شخص نے زنا کیا اس کے رجم کا بادشاہ نے ارادہ کیا اس پر قوم نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم اپنے ابن عم کو رجم نہیں کروگے یہ بھی رجم نہیں کیا جائے گا اس پر ہم نے یہ کہا کہ آؤ ہم سب جمع ہوکر کوئی ایسی صورت نکالیں کہ رجم سے اعلیٰ وادنیٰ سب بچ سکیں پس کوڑے لگانا منہ کالا کر دینا اس کے بدلے میں قرار دیا چنانچہ اب چالیس دُرّے لگائے جاتے ہیں اور فریقین کا منہ کالا کرکے دو گدھوں پر اُن کو سوار کرتے ہیں اس طرح کہ دُم کی طرف اُن کے مُنہ ہوتے ہیں اور سر کی طرف پیٹھ اور شہر میں ان کو مشتہر کیا جاتا ہے۔ اس پر جل کر کل یہودیوں نے کہا کہ تو نے سارا ہی پتہ کھول دیا تو اس قابل نہیں تھا کہ تجھ کو ہم بلاتے ہم نے تو تیری تعریف کی تھی۔ ابن صوریا نے کہا کہ چوں کہ انھوں نے مجھے قسم دی ہے تو میں نے مجبوراً ظاہر کیا۔ المختصر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں مجرموں کے رجم کا حکم دے دیا اور وہ دونوں وہیں مسجد کے دروازے پر رجم کئے گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اس امر کو زندہ کیا جس کو تم مُردہ کرچکے تھے اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ ۔ ٢٠

ع ٣ ٨ ٧

حواشی صفحہ ہذا ١ تا ٤ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے

مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا

نہ جائیں گے اب تم اور تمہارا پروردگار جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہیں

قَاعِدُونَ ○ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي

بیٹھے ہیں۔ (موسیٰ نے) عرض کی اے میرے پروردگار میں صرف اپنی ذات کا اختیار رکھتا ہوں اور

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ○ قَالَ فَإِنَّهَا

اور اپنے بھائی کا پس تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے (خدا نے) فرمایا کہ زمین ان پر

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ

چالیس برس کے لئے حرام کر دی گئی ہے۔ اب وہ اسی زمین میں سرگرداں پھریں گے

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ○ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ

پس نافرمان لوگوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو اور ان کو آدم کے دونوں بیٹوں کی

آدَمَ بِالْحَقِّ م إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَ

واقعی خبر پڑھ کر سنا دو جس وقت کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان دونوں میں سے ایک

لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

کی تو قبول ہوگئی لیکن دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے یہ کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کر ڈالوں گا اس نے کہا کہ اللہ

اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○ لَئِن بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا

تو پرہیزگاروں کی (نذر) ہی قبول کرتا ہے۔ اگر تو اپنے ہاتھ میری طرف اسی نیت سے بڑھائے گا کہ مجھے قتل

بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

کر دے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف اس نیت سے بڑھانے والا نہیں ہوں کہ تجھے قتل کر دوں کیوں کہ میں تو کل

الْعَالَمِينَ ○ إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ

عالموں کے پروردگار خدا سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا (دونوں کا) گناہ سمیٹ لے جائے

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ○ فَطَوَّعَتْ

اور جہنمی ہو جائے اور ظالموں کا بدلہ یہی ہے۔ پھر اس کے نفس

لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

نے اسے اس کے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے اسے قتل کر دیا پھر وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہو گیا

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ

پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کرید رہا تھا تاکہ وہ اسے دکھا دے کہ وہ کیسے

ك فلا تاس على القوم الفسقين تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی کی قسم تم لوگ ضرور اپنے سے پہلے والوں کے طریقہ پر چلو گے اور سر مو تفاوت نہ کرو گے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے جس کی تعداد چھ لاکھ تھی یہ فرمایا تھا یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم تو انہوں نے تعمیل کے بجائے یہ کہا یموسیٰ ان فیہا قوما جبارین پھر طرفین میں جو گفتگو ہوئی اس کا سلسلہ اس آیت سے الفسقین تک چلا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہارون کے علاوہ جو بیٹی جناب موسیٰ کے ہمراہ تھے صرف دو نے تو اطاعت کی اور باقی سب نے نافرمانی کی جن کو خدا نے الفسقین فرمایا اور بوجہ اس نافرمانی کے وہ چالیس برس سرگرداں رہے اور ایسا ہی واقعہ اس امت پر گزرا کہ بعد وفات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امر خدا پر علی و حسنین و سلمان و مقداد و ابوذر قائم رہے اور باقی نافرمان ہو گئے اور اسی طرح ایک مدت تک وادی ضلالت میں سرگرداں رہے جس طرح سے بنی اسرائیل وادی مصر میں یہاں تک کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قوت حاصل ہوئی کہ ان جناب نے اپنے مخالفین سے مقابلہ کیا ۱۲

(بقیہ ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ کیجئے)

ك ابنی آدم اس سے مراد ہیں ہابیل و قابیل اور ایک روایت کے بموجب ہابیل و قابیل۔ ك فاصبح من الخسرین تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس درخت کے پاس نہ جائیں مگر جب وہ وقت آیا جو خدا کے علم میں گزر چکا تھا تو آدم اس حکم کو بھول گئے اور اس کا پھل کھا لیا اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما یعنی ہم نے آدم کو پہلے حکم دیا تھا پس وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں استقلال نہ پایا۔ پھر جب آدم نے خدا کی زمین ... (باقی صفحہ ... پر)

يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ

بھائی کی حالتِ بد (لاش) کو کیوں کر چھپائے تو وہ کہنے لگا ہائے خرابی میری کیا میں اس سے (بھی) عاجز

مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ

ہوں کہ اس کوے کی مانند ہو جاؤں اور اپنے بھائی کی حالتِ بد (لاش) کو چھپا دوں غرضیکہ وہ

النَّادِمِينَ ۝ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

نادم ہوا اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لازم کر دیا۔ کہ جو شخص کسی نفس

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ

کو بغیر دوسرے نفس کے قصاص کے یا بغیر زمین میں فساد کئے قتل کر ڈالے پس ایسا

فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا

ہے گویا اس نے کل آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کر دیا تو گویا اس

النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ

نے کل آدمیوں کو زندہ کر دیا۔ اور یقیناً ہمارے رسول اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے پھر اس کے

كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۝ إِنَّمَا

بعد ان میں سے بہت سے زمین میں زیادتیاں کرنے لگے سوائے اس

جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

کے کیا جزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد

فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَ

پھیلاتے ہیں کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دیدیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے

أَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ

مخالف کاٹ دیے جائیں یا وہ اپنے ملک سے جلا وطن کر دیے جائیں یہ تو اُن کی

خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

دُنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا

سوائے اُن کے جو توبہ کریں قبل اس کے کہ تم اُن پر قابو پاؤ پس تم یہ جان لو

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

کہ اللہ بہت بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۳)

کی طرف اتار دیئے گئے اور اُن کے یہاں قابیل اور اس کی توام بہن اور پھر ہابیل اور ان کی توام بہن پیدا ہوئی پھر آدمؑ نے قابیل اور ہابیل کو حکم دیا کہ ایک ایک قربانی پیش کریں۔ قابیل کے یہاں کھیتی پیدا ہوتی تھی اور ہابیل کے یہاں گلہ تھا پس ہابیل قربانی کے لئے اپنی بھیڑ بکریوں میں سے عمدہ سے عمدہ مینڈھا لائے اور قابیل اپنی کھیتی میں سے ایسا غلہ لائے جو اچھا نہ تھا ہابیل کی نذر قبول ہو گئی اور قابیل کی قبول نہیں ہوئی ان آیتوں میں اسی کا ذکر ہے اور اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آگ اس کو کھا لیتی تھی تب قابیل نے آگ ہی کے لئے ایک مکان بنایا اور یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے آگ کی پرستش کے لئے مکان بنایا اور یہ لفظ کہے کہ میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے پھر ابلیس ملعون اس کے پاس آیا اور وہ اولادِ آدمؑ کے جسم میں خون کی مانند پھرتا ہے اور کہا کہ اے قابیل ہابیل کی قربانی تو قبول ہو گئی اور تیری قبول نہ ہوئی اگر تو نے اسے زندہ رہنے دیا تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مقابل میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی۔ اور یہ کہا کرے گی کہ ہم اس شخص کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی پس اُسے قتل کر دے تاکہ اس کی اولاد ہی نہ ہو جو تیری اولاد کے مقابل میں فخر کرے پس اس نے ان کو قتل کر دیا اور جس وقت قابیل آدم کے پاس پلٹ کر گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے قابیل ہابیل کہاں ہیں اس نے کہا کہ وہاں ڈھونڈیئے جہاں ہم نے قربانی پیش کی تھی۔ آدم علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہابیل کو مقتول پایا پس آدمؑ نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا اور ہابیل کے ماتم میں چالیس دن روتے رہے۔ اُسی تفسیر میں سلیمان ابن خالد

۹ ع ۱ ۹

سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اس سبب سے قتل کیا کہ آپس میں دونوں کا اپنی اپنی بہن کے عقد کے بارے میں جھگڑا تھا۔ فرمایا اے سلیمان! خبردار تو ایسا نہ کہیو کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے نبی آدم کے برخلاف تو ایسی روایات بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا کہ قربان ہو جاؤں پھر قابیل (باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

حواشی صفحہ ھذا ۱ تا ۵ ضمیمہ میں دیکھئے

وَابْتَغُوٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اس کے حضور میں مقررہ وسیلہ بہم پہنچاؤ اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

فلاح پالو بے شک جو کافر ہو چکے ہیں اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب ان کا

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ

ہی ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ ہو اور عذاب یوم قیامت سے بچنے کے لئے وہ اس سب

الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ

کا فدیہ دینا چاہیں تو یہ ان کا قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ ارادہ کریں گے

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ز وَلَهُمْ

کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ان کا

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا

عذاب پائدار ہوگا چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ اُن

جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

کے کئے کی خدا کی طرف سے بطور عقوبت سزا ہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ

اور جو شخص اپنی زیادتی کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو بے شک اللہ اس کی توبہ قبول

عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

کرلے گا یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں کا اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

کا اختیار خدا کو ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ

دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے رسول یہ بات تم کو یہ بات تم کو رنج میں نہ ڈالے

يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

کہ لوگ کفر کے اظہار میں مبادرت کرتے ہیں بعض تو ان میں سے ایسے ہیں کہ وہ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم

تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ڔ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ڔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

ایمان لائے ہیں اور ان کے دل میں ایمان نہیں اور بعض یہودیوں میں سے جھوٹ کے بڑے سننے والے ہیں،

(بقیہ صفحہ ۱۳۴)

نے ہابیل کو قتل کیوں کیا؟ فرمایا اے سلمان! خدائے تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ ہابیل کو اپنا وصی قرار دو اور اسم اعظم تعلیم کردو۔ چونکہ سن میں قابیل بڑا تھا جب اس نے یہ حکم سُنا تو اسے بڑا غصّہ آیا اور اس نے کہا کہ کرامت و وصیّت کا مستحق تو میں ہوں حضرت آدمؑ نے وحیٔ خدا کے مطابق ان دونوں کو حکم دیا کہ دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں خدائے تعالےٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کرلی اس سبب سے قابیل کو اور زیادہ غصّہ آیا اور اُس نے ہابیل کو قتل کردیا ۱۲ (اس کے متعلق باقی حدیثیں ضمیمہ میں ——— ملاحظہ ہوں)

——— حاشیہ صفحہ ۱۳۵ ———

سلہ اَلْوَسِیْلَةَ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے بذریعۂ امام تقرّب حاصل کرو۔ عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ائمہ اولاد امام حسینؑ سے ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی وہ دین کی مضبوط رسّی اور خدا تک پہنچا دینے کا یکتا وسیلہ ہیں۔

سلہ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ لوگ جو جہنّم سے نکل نہ سکیں گے یہ دشمنانِ علی ابن ابی طالب علیہ السّلام ہوں گے۔ ۱۲

سلہ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ۔ السّرقۃ کسی کا مال خفیہ لے لینا۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنی مالیت کے مال پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار پر (تخمیناً دس یا بارہ آنہ) اس پر یہ دریافت کیا گیا کہ اگر اس سے کم کا مال چرائے تو آیا اس پر لفظ سارق عائد ہو سکتا ہے یا نہیں اور خدا کے نزدیک وہ سارق ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی کوئی چیز چرائے جس کی وہ حفاظت کرتا ہو اس پر سارق کا لفظ عاید ہوتا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک سارق ہے لیکن جب تک مال مسروقہ کی قیمت ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ نہ ہوگی تب تک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر اس سے کم پر چوروں کے ہاتھ کٹتے ہوتے تو تم کثرت سے عوام الناس کو ہتھ کٹا پاتے اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر (باقی صفحہ ۱۳۶ پر)

ع ۳

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْكَ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ

سننے والے بھی دوسروں کے واسطے جو تمہارے پاس نہیں آتے (جو) لفظوں کو اُن کے موقعوں سے

بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ

بدل دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر تم سے یہ کہا جائے تو ماننا اور اگر یہ

تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ

نہ کہا جائے تو بچنا ہاں جس کی آزمائش خدا چاہے تو تم ہرگز خدا کے یہاں اس

مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ

کے بارے میں قابو نہ پاؤ گے یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں

قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

چاہا دنیا میں اُن کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا

عَظِیْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ

عذاب ہے جھوٹ کے بڑے سننے والے حرام کے بڑے کھانے والے اگر تمہارے پاس آئیں

فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

تو ان کے مابین فیصلہ کر دو یا اُن سے منہ پھیر لو اور اگر تم اُن سے روگردانی کروگے تو وہ

یَّضُرُّوْكَ شَیْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ

ہرگز تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر فیصلہ کرو تو ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کرو بے شک

اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ وَكَیْفَ یُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

اللہ منصفوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ تم کو حکم بناتے کیوں کر حالانکہ ان کے پاس

التَّوْرٰىةُ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ

توریت ہے جس میں حکم خدا موجود ہے پھر اس سے یہ رُوگرداں ہوتے ہیں اور حقیقت میں

اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّ

یہ مومن ہی نہیں ہیں بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت ہے اور

نُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا

نور ہے وہ نبی جو مطیع خدا تھے یہودیوں کے فیصلے اسی کے مطابق کرتے رہے اور اسی

وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ

طرح اللہ والے لوگ اور علماء جن کو اللہ کی کتاب کی حفاظت سپرد کی گئی تھی

بقیہ صفحہ ۱۳۵
ہاتھ کٹنے کا تو ہتھیلی کے بیچ سے کٹے گا انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہاتھ کاٹنے میں صرف چار انگلیاں کاٹ دی جائیں گی اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا تاکہ نماز میں اس سے سہارا لے سکے اور وضو کے وقت اس سے منہ دھو سکے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ جس وقت چور کا ہاتھ کٹواتے تھے تو ہتھیلی اور انگوٹھا چھوڑوا دیتے تھے۔ ایک موقع پر کسی نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ آپ نے ہاتھ کا عمدہ حصہ چھوڑ ہی دیا۔ فرمایا کہ اگر یہ شخص توبہ کرے تو پھر وضو کس چیز سے کرے گا۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ چور کا ہاتھ انگلیوں کی جڑوں پر سے کاٹنا واجب ہے اور ہتھیلی چھوڑ دی جائے گی اور حجت اس کے لئے قول جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے۔ چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں۔ پس اگر کسی شخص کا ہاتھ پہونچے سے یا کہنی سے کاٹ دیا جائے تو سجدہ کا سہارا دینے والا ہاتھ کہاں رہا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ یہاں مساجد سے مراد یہی سات عضو ہیں جن پہ بندہ سجدہ کرتا ہے اور جس چیز کو خدا نے اپنی قرار دے دیا وہ نہیں قطع کی جائے گی (اس کے متعلق مفصل حالات ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ ہوں)

حاشیہ صفحہ ۱۳۶

ع ۹ ٦

۱ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ ایک قول کے مطابق تو اس پوری آیت کے نزول کا سبب وہ تھا جو قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ الخ کی تفسیر میں بیان ہو چکا جس میں ابن صوریا کا تذکرہ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ درج ہے اور تفسیر قمی میں اس کا سبب نزول بنو نضیر اور بنو قریظہ کا قضیہ ہے جسے ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ ہو۔ ۲ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ السحت کے لغوی معنی ہیں ... بیخ کنی کر دینا اور محروم کر دینا اور حرام مال کو سحت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ برکت سے محروم ہے اور حرام خوار کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔ کافی میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سحت کے معنی دریافت کئے گئے (باقی صفحہ ۱۳۷ پر ملاحظہ فرمائیے) بقیہ حواشی ۳ و ۴ ضمیمہ میں دیکھیے۔

وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا

اور وہ اس کے گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر مت بیچو اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہ کریں جو کچھ اللہ

اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ

نے نازل کیا ہے وہی کافر ہیں اور ہم نے اُن پر واجب کر دیا تھا کہ

النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ کا اور ناک کے بدلے ناک کا اور

الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ

کان کے بدلے کان کا اور دانت کے بدلے دانت کا اور اسی طرح زخموں کا معاوضہ ہو پھر جو

تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

معاف کر دے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہ کریں جو کچھ اللہ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ

نے نازل کیا ہے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ اور انھیں انبیاء کے قدم بقدم ہم نے عیسیٰ ابن مریم

مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

کو چلایا جو اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کرتے تھے اور اُن کو ہم نے انجیل عنایت کی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

جس میں ہدایت (بھی) ہے اور نور (بھی) اور وہ اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کرنے والی ہے اور

هُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ

پرہیز گاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے اور لازم ہے کہ اہلِ انجیل اسی کے مطابق حکم کریں جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

کچھ اللہ نے انجیل میں نازل کیا ہے اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے کے بموجب فیصلہ نہ کریں پس وہی

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

نافرمان ہیں اور (اے رسول) ہم نے تم پر برحق کتاب نازل کی جو اپنے سے پہلے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ

کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ بھی ہے پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا

بقیہ صفحہ ۱۳۶

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ رشوت ہے جو معاملہ کے فیصلہ کرنے میں لی جائے اور انہی حضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ مُردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زنا کرنے والی عورت کی خرچی، رشوت اور کاہن (یعنی نجومی اور رمال وغیرہ) کی فیس یہ سب سُحت ہے اور ایک روایت کے بموجب اُن کتوں کی قیمت مراد ہے جو شکاری نہ ہوں اور جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ امام کا مال جو فریب سے لیا جائے وہ سُحت ہے یتیم کا مال اور جو اس کے مانند ہوں اس کا کھانا سُحت ہے اور سُحت کی بہت سی قسمیں ہیں منجملہ اُن کے زانیہ کی خرچی اور شراب اور نبید کی قیمت اور حکمِ خدا آچکنے کے بعد سود کا لینا یہ بھی سُحت ہے رہا معاملات مقدمات کے فیصلہ میں رشوت لینا یہ خدا اور خدا کے رسولؐ کی جناب میں کفر ہے۔ الفقیہ میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ حاکم جو فریقین کے مابین فیصلہ کرتے ہیں بادشاہِ وقت سے تنخواہ پاتے ہیں فرمایا ان کی تنخواہ سُحت ہے۔ عیون اخبار الرضا میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؐ نے اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنے برادر مومن کی کوئی کاربرآری کر دے اور اس کے عوض میں کوئی ہدیہ قبول کر لے تفسیر قمی میں ہے کہ سُحت حرام اور حلال کے بین بین ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نوکری یا مزدوری قبول کر لے اور پھر اس سے شراب بنوائی جائے یا سؤر کا گوشت اس کو کہیں لیجانا پڑے یا شطرنج اور چوسر اور راگ وراگنی وغیرہ کا سامان اٹھانا بٹھانا بنانا یا کام میں لانا پڑے تو اس کا یہ فعل حلال گو اس جہت سے ہے کہ اس نے نوکری یا اُجرت قبول کی تھی اور اس جہت سے کہ جو کام اسے کرنے پڑے وہ خلافِ شرع ہیں حرام ہے ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۳۷

له وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کافی میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جو شخص دو درہم کے معاملہ میں حکم جور کے بموجب فیصلہ کرے اور پھر ظلماً وجبراً اپنے فیصلے کا اجرا کر دے تو وہ اس آیت کا مستحق ہوگا ۱۲ ——— (بقیہ حواشی صفحہ ہذا ۱۳ تا ہم ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ
ہے اس کے بموجب ان کے مابین فیصلہ کرو اور جو حق تم پر آچکا ہے اس سے انحراف کر کے

مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ
ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور ایک واضح طریقہ مقرر کر دیا اور اگر

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ آتَاكُمْ
اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس لئے دیا ہے کہ تمہاری

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا
آزمائش کرے پس نیکی میں جلدی کرو تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تم کو جتلا دے گا جس

كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ اللّٰهُ
جس امر میں تم ایک دوسرے سے اختلاف کیا کرتے تھے لازم ہے کہ تم ان کے مابین اسی کے مطابق حکم کرو جیسا کہ اللہ نے نازل

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَآ
کیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان سے اس بات سے ڈرتے رہو کہ جو کچھ اللہ نے تم پر نازل کیا ہے اس

أَنزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ أَن
کے کسی جزو سے وہ تم کو بہکا نہ دیں پھر اگر وہ روگرداں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کو ان

يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝
کے کسی گناہ میں پھنسا دے اور آدمیوں میں سے بہت سے ضرور نافرمان ہیں

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ
کیا وہ زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ ڈھونڈتے ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر

حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
فیصلہ کرنے والا کون ہے اے ایمان لانے والو یہود اور نصاریٰ کو دوست

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن
نہ بناؤ ان میں سے ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو

يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں

الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ
فرماتا پھر ان لوگوں کو جن کے دلوں میں روگ ہے تم دیکھو گے کہ ان کی دوستی

ع ٧ / ١١

سلہ شِرْعَةً اس کے معنی پانی کی طرف جانے کا راستہ یا گھاٹ۔ دین کو خدا نے اس لفظ سے تشبیہ اس لئے دی کہ وہ ابدی زندگانی حاصل کرنے کا طریقہ ہے جیسے پانی زندگانی دنیا کا سبب ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث وارد ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کی ایسی دعا قبول کی جس کے بارے میں اس کی قوم کے مومنین نے استدعا کی ہو تو وہ قبول کرنا یہ ہے کہ خدا نے اس کے لئے ایک شریعت اور ایک سُنّت مقرر کر دی اور حکم دے دیا کہ وہ نبی اور وہ اُمّت اس شریعت کے پیرو ہوں، چنانچہ جو شریعت و سُنّت جناب موسیٰؑ کے لئے مقرر ہوئی تھی اس کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ اس پر سبت کے احکام واجب کئے گئے تھے ۱۲

سلہ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دو فیصلے تھے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل کتاب کے جھگڑوں میں کئے اس لئے کہ وہ خود سے آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے تھے ایک تو جورو والے مرد کے زنا کے متعلق تھا اور دوسرا قتل کی بابت تھا جو ان میں آپس میں واقع ہو گیا تھا۔ ۱۲

سلہ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی گئی تھی کہ چونکہ آنحضرتؐ کی قوم اقرار نبوت سے رکتی تھی اور دعوتِ اسلام کے قبول کرنے میں جلدی نہ کرتی تھی۔ خدا نے جتلا دیا کہ ان لوگوں میں ایمان دار بہت کم ہیں اور نافرمان بہت زیادہ اس لئے یہ بات تم پر گراں نہ گزرے

سلہ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ کافی میں بروایت جناب امیر المؤمنینؑ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حکم دو ہیں ایک خدا کا حکم اور دوسرا جاہلیت کا حکم، پس جو شخص جاہلیت کے حکم کو چھوڑ دیگا تو ضرور ہے کہ کفر کے حکم کے بموجب فیصلہ کرے گا حالانکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ زید ابن ثابت نے میراث کے معاملات میں جاہلیت کے حکم کے بموجب فیصلے دیئے تھے ۱۲ (حاشیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَی اللّٰهُ

میں بہت جلدی کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم کسی مصیبت کے پھیر میں نہ آجائیں ۔ پس قریب ہے

اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَاۤ

کہ خدا فتح یا کوئی اور امر اپنی طرف سے ظاہر کر دے اور یہ منافق اس پر جو کچھ اپنے دلوں

اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ؕ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

میں چھپائے ہوئے ہوں نادم ہوں اور اس وقت ایمان لانے والے کہیں

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ

گے کہ کیا یہ وہی ہیں جو سخت سخت قسمیں کھاتے تھے کہ ہم ضرور تمہارے ساتھی ہیں ۔

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ان کے اعمال بے کار ہو گئے اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہو گئے اے ایمان لانے والو !

مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ

جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (تو خدا کا کچھ نقصان نہیں) خدا عنقریب ایسے لوگوں کو

یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی

لائے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور اس کو وہ دوست رکھتے ہیں مومنوں کے لیے وہ رحمدل ہیں (اور)

الْكٰفِرِیْنَ ؗ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ

کافروں کے لئے سخت راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

ملامت سے نہیں ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ

صاحب وسعت وعلم ہے سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو

اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ

ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے

رٰكِعُوْنَ ۝ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ہیں اور جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھے گا (وہ گروہ خدا میں

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

داخل ہیں) اور گروہ خدا ہمیشہ غالب رہیں گے اے ایمان لانے والو !

ف۱ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ خدائے تعالیٰ اس میں منافقوں کے عذر کو بیان کرتا ہے کہ وہ اپنا خوف اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ شاید زمانے کی گردش سے معاملہ دگرگوں ہوجائے اور کفار کو غلبہ حاصل ہوجائے روایت میں وارد ہے کہ عبادہ بن صامت نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کی کہ یہودیوں میں میرے بہت سے دوست ہیں مگر میں ان سب کی دوستی کو خدا اور خدا کے رسولؐ کی خاطر سے ترک کرتا ہوں اور خدا کی اور اس کے رسولؐ کی دوستی کو اختیار کرتا ہوں۔ ابن اُبَیّ (ایک مشہور منافق) نے کہا کہ میں تو زمانے کی گردش سے ڈرنے والا آدمی ہوں اور اپنے دوستوں کی دوستی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔۱۲

ف۲ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ان اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آل محمدؐ کے حق کو غصب کر لیا اور دین خدا سے پھر گئے

ف۳ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین پر رحم کرنے والے، کیونکہ ذِلّ جو بالکسر ہے اور جس کے معنی رحمت اور نرمی ہیں اَذِلَّةٌ اس سے مشتق ہے نہ کہ ذُلّ سے جو بالضم ہے اور جس کے معنی نفرت وحقارت ہیں۔۱۲

ف۴ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کے اوصاف اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں جس وقت کہ انھوں نے ناکثین وقاسطین ومارقین سے جہاد فرمایا تھا اور اس کی تائید جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو آنحضرتؐ نے فتح خیبر سے ایک دن پہلے اس وقت فرمائی تھی جب کہ علمدار لشکر دوسری مرتبہ بھی اس شان سے واپس آگیا تھا کہ اس کے ماتحت اسے بزدلی کا الزام دیتے تھے اور وہ ان کو بزدل بتلاتا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے جو فیصلہ اس وقت صادر ہوا وہ یہ ہے لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ كَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ لَا یَرْجِعُ حَتّٰی یَفْتَحَ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ (کل ضرور بالضرور یہ علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے (باقی صفحہ ۱۴۰ پر) (حاشیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

ع ۸ ۱۲

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ

جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی ٹھٹھا اور کھلونا بنایا ہے (اور) جو ان میں سے ہیں جن کو

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا

تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اگر تم

اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو اور جس وقت تم نماز کے لئے بلاتے ہو اس

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

کی بھی وہ ہنسی مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بے وقوف لوگ ہیں

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا

تم کہدو کہ اے اہل کتاب کیا تم اس سبب سے ہم سے نفرت کرتے ہو کہ اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ

لائے ہیں اور اس پر جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر جو کچھ ہم سے پہلے نازل کیا گیا حالانکہ تم میں

اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ

سے اکثر بدکار ہیں تم کہدو کیا میں تم کو ان سے واقف کردوں جن کی جزا

مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ

خدا کی طرف سے اس سے بدتر ملی جن پر خدا نے لعنت کی اور غضب نازل کیا اور

جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ

ان میں سے بعض کو بندر بنا دیا اور بعض کو سور اور وہ طاغوت کو پوجنے لگے ان کا ٹھکانا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ

بہت ہی برا ہے اور وہ راہ راست سے بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں اور جس وقت وہ تمہارے پاس

قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ

آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور کفر ہی کے ساتھ نکل جاتے ہیں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے اور تم ان میں سے بہت سوں کو اس حال میں

يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

پاؤگے کہ گناہ زیادتی اور حرام خوری پر دوڑ پڑتے ہیں

**بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹**

اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں وہ بار بار حملہ کرنے والا ہے، بھگوڑا نہیں ہے جب تک کہ خدا اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ کردے گا وہ پلٹ کر نہ آئے گا، یہ پیشینگوئی کس کے حق میں پوری ہوئی فاتح خیبر کون ثابت ہوا۔ امیر المومنین کے کن کن صفات کا اظہار ہوا آیت اور حدیث کے الفاظ میں کس قدر مطابقت ہے ان سب کا تفصیلی بیان ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ ہو)

**حاشیہ صفحہ ۱۴۰**

١ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ اہل کتاب اور کفار کو دوست بنانے کی ممانعت اس بنا پر کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے دین کی ہنسی مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس امر کی گویا تنبیہ کی گئی ہے کہ جس شخص کی یہ شان ہو وہ دوستی کے لئے موزوں نہیں ہے۔ بلکہ اس سے دشمنی کرنا زیادہ مناسب ہے ایک قول کے مطابق یہ آیت رفاعہ ابن زید اور سوید ابن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلے اسلام کا اظہار کیا پھر منافق ہوگئے اور مسلمانوں میں بہت سے لوگ ان سے دوستی رکھتے تھے جن کو اس سے منع کیا گیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ منافقین کو خاص کر خدا نے الْكُفَّارَ کے لفظ سے یاد کیا ہے گو عام طور پر اہل کتاب بھی کافر ہوتے ہیں مگر منافقین کے کفر کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔

٢ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ روایت ہے کہ ایک نصرانی مدینہ منورہ میں رہتا تھا جس وقت وہ مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے سنتا تھا تو کہتا تھا کہ جھوٹے کو خدا جلادے ایک رات کو اس کا نوکر آگ لے کر مکان میں آیا اس وقت وہ اور اس کے اہل و عیال سو رہے تھے ایک چنگاری اڑ کر جا لگی جس نے سب کو جلا کر خاکستر کر دیا ۔

٣ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ایک روایت میں تو یہ ہے کہ سبت کے احکام کی جنہوں نے تعمیل نہ کی وہ بندر بنا دیئے گئے اور حضرت عیسیٰؑ پر جو خوان آسمان سے نازل ہوا تھا اس کی جنہوں نے تکذیب کی تھی وہ سور بنا دیئے گئے ۔

٤ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ اس سے مراد ہے گوسالہ پرست ۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ
بیشک بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں کیوں نہیں منع کرتے اللہ والے زاہد اور علماء

عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
اُن کو جھوٹی بات کہنے سے اور حرام خوری سے یقیناً بہت بدی ہے جو کچھ

يَصْنَعُوْنَ ○ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ
وہ کرتے ہیں اور یہودیوں نے یہ کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انہیں کے ہاتھ

اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ
بندھ جائیں اور اُن پر ان کے اس قول کے سبب سے لعنت بھی ہو بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ
ہیں جس طرح چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ
یہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر کو ضرور بڑھا دے گا اور ہم نے ان کے مابین

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا
قیامت کے لئے بغض و عداوت ڈال دی جب لڑائی کی آگ

نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ
بھڑکائیں گے اللہ اس کو بجھا دے گا اور یہ زمین میں فساد پھیلانے کی

فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ
کوشش کرتے ہیں حالانکہ فساد کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور اگر اہل کتاب

الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ
ایمان لاتے اور متقی ہو جاتے تو ہم اُن کی بدیوں سے درگذر فرماتے اور

لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ
ان کو نعمت والی جنت میں داخل کرتے اور اگر وہ توراۃ کو

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ
اور انجیل کو اور جو کچھ ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس نازل ہو چکا اس کو قائم رکھتے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ
تو وہ آسمان کا بھی رزق کھاتے اور زمین کا بھی اُن میں سے ایک گروہ تو میانہ رو ہے

ع ۹

سلہ لَوْلَا جب ماضی پر آتا ہے تو اس فعل کے ترک پر زجر و توبیخ مقصود ہوتی ہے اور مستقبل سے پہلے آئے تو اس فعل کے کرنے پر حرص دلانا مقصود ہوتا ہے۔ عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ قرآن مجید میں یہ آیت بہت ہی سخت ہے چنانچہ کافی میں حضرت امیر المؤمنینؑ کے خطبے میں جو فقرے منقول ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے کے لوگ نافرمانی کرنے سے ہلاک ہوئے اور اُن کے ائمہ اور علماء ان کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نافرمانیوں میں وہ بہت سخت ہو گئے اور چوں کہ اُن کے ائمہ اور علماء نے ان کو منع نہ کیا ان سب پر عذاب نازل ہوا تب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانے لگے ۱۲

سلہ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ہاتھ بندھے سے مراد ہے بخل اور اس کے کھلنے سے مراد ہے جود و سخا التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو مذکور ہے اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ یہودیوں نے خدا کو بخیل سمجھا بلکہ ان کا یہ مطلب تھا کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا کر چکا اب وہ امور مقدرہ میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ خدا نے ان کے قول کی تکذیب اس طرح فرما دی غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ اور دوسری جگہ فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (خدا تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب) ۱۲

سلہ يَدٰهُ لفظی معنی اس کے دونوں ہاتھ، مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کے دو ہاتھ ہیں یا سو ہاتھ ہیں بلکہ یہ اس کی بے انتہا سخاوت کا کنایہ ہے اس لئے کہ آدمیوں کی زبان میں کسی اعلیٰ درجے کے سخی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے بانٹتا اور دیتا ہے سلہ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا اس آیت سے کل یہودیوں کا عموماً اور عرب کے یہودیوں کا خصوصاً ذکر ہے کہ قیامت تک اُن میں بغض و عداوت باقی ہے موافقت کبھی نہ ہوگی اور جب کبھی انہوں نے لڑائی کا ارادہ کیا مغلوب ہوئے حالانکہ بعثت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہلے ان کے قلعے (باقی صفحہ ۱۴۲ پر) (حاشیہ صفحہ ہذا ۵ تا ۷ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا
اور اُن میں بہت سے بہت ہی بدعمل ہیں   اے رسول جو کچھ تمہارے پاس تمہارے

أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ
رب کی طرف سے (علیؑ کے بارے میں) نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اپنی رسالت ہی

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھے گا   بے شک اللہ منکر لوگوں کی رہبری نہیں

الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ
فرماتا   تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب جب تک کہ تم توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ

تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ
تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا اس کو قائم نہ رکھو تم کسی دین پر نہیں ہو

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ
(اے رسول) جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا   وہ ان لوگوں میں سے بہت سوں

طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ
کی سرکشی اور کفر کو بڑھادے گا   پس کافر لوگوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو   بے شک

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ
جو ایمان لائے ہیں (وہ) اور جو یہودی ہو گئے (وہ) اور لا مذہب   اور نصرانی

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا
جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے گا   اور نیک عمل کرے گا   نہ ان پر

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ
کوئی خوف طاری ہوگا   اور نہ وہ رنج اٹھائیں گے   یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ
عہد لیا   اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے   جب ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا
رسول ایسا حکم لے کر آیا جسے ان کا جی نہ چاہتا تھا   تو انھوں نے کسی گروہ کی تکذیب کی اور

يَقْتُلُونَ ۝ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا
کسی گروہ کو قتل کیا اور گمان انھوں نے یہ کیا کہ اس سے کوئی مصیبت نہ آئے گی پس وہ اندھے اور بہرے ہو گئے

ع ٩ ١٠ ١٣

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٤١

بڑے مضبوط سمجھے جاتے تھے اُن کا رُعب داب غالب تھا یہاں تک کہ قریش بھی اُن سے مدد لیا کرتے تھے اور اوس اور خزرج تو بالکل انھیں کی امداد سے پھولے پھلے تھے مگر بعد بعثت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کے سبب مقہور و ذلیل ہوگئے آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کو قتل کیا اور بنی نضیر کو جلا وطن کیا۔ خیبر اور فدک پر غالب آئے اور کل یہودیوں کی خدا نے ایسی تحقیر کی کہ اس وقت جس جس شہر میں یہودی پائے جاتے ہیں وہ سب آدمیوں سے زیادہ ذلیل و خوار ہیں ١٢

حاشیہ صفحہ ١٤٢

سلہ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ الجوامع میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ علیؑ مرتضیٰ کو بجائے اپنے کل آدمیوں کا حاکم مقرر کریں اور لوگوں کو بھی اس امر سے مطلع کر دیں، پس آنحضرتؐ کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ امر کہ اصحاب میں سے ایک گروہ کو ناگوار گزریگا اور لوگ یہ کہیں گے کہ آنحضرتؐ اپنے ابن عم کے نفع کے لئے کہہ رہے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بروز غدیر خم آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لوگوں کو دکھایا اور یہ فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

اور یہی آیت پڑھ کر سنائی (غدیر خم کا پورا واقعہ، آنحضرتؐ کا خطبہ مع ترجمہ اور معتبر تفاسیر کی روایات ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

سلہ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ توریت و انجیل کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جناب محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بشارت ہے اس کی تصدیق کرنا اور آنحضرتؐ کے احکام پر یقین رکھنا۔ سلہ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت امیر المومنینؑ ہے ١٢ سلہ وَحَسِبُوا الخ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ان لوگوں میں موجود تھے تو ان لوگوں کو یہ گمان تھا کہ ان کی کوئی آزمائش نہ ہوگی جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوگیا تو وہ اندھے اور بہرے ہوگئے پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام (باقی ص١٤٣ پر)

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَ

پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی پھر ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور

اللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ

جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اسے دیکھتا تھا بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ

هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

وہی مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے یہ کہا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۖ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا اس پر

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار

اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا

نہ ہوگا یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

سوائے معبود یکتا کے کوئی معبود نہیں ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس سے باز نہ رہیں گے تو جو ان

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا

میں سے کفر پر (قائم) رہیں گے ان کو دردناک عذاب ضرور پہنچے گا کیا وہ

يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

خدا کے حضور میں رجوع نہیں کرتے اور اس سے مغفرت نہیں مانگتے حالانکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

مسیح ابن مریم (اور کچھ نہیں (ہیں) مگر ایک رسول جس سے پہلے بہت سے رسول

الرُّسُلُ ۖ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۖ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۗ اُنْظُرْ

گزر گئے اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے غور کرو کہ

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ

ہم ان کے لئے نشانیاں کیسی کھول کر بیان کرتے ہیں پھر غور کرو کہ کدھر بہکے چلے جاتے ہیں کہہ دو

اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۚ

کیا تم خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں

بقیہ صفحہ ١٤٢

خلافتِ ظاہری پر فائز ہوئے تو خدا نے ان لوگوں کی توبہ قبول کر لی پھر بعد انحضرؐ کے ان میں سے بہت سے لوگ قیامت تک کے لئے اندھے اور بہرے ہو گئے ١٢

حاشیہ صفحہ ١٤٣

سلہ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ جمہور نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ خدائے تعالیٰ ہیں تین جوہر ہیں ان میں سے ہر جوہر کو اُقنوم کہتے ہیں۔ ایک جوہر باپ ہے ایک جوہر بیٹا اور ایک جوہر روح القدس۔ ان اقانیم ثلٰثہ کو خدائے واحد خیال کرتے ہیں۔ گر تین خدا نہیں کہتے لیکن جب ان کو مناظرے میں مجبور کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ تم کہتے ہو کہ باپ بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے روح القدس بھی خدا ہے اور باپ اور بیٹا ایک نہیں ہیں تو کچھ جواب بن نہیں پڑتا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ مسیح کی نصرانیوں نے نافرمانی کی اور ان کو اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے۔ ایک گروہ ان میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے تیسرے ہیں اور ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ وہ خود ہی خدا ہیں۔ ١٢

سلہ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ الخ عیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ ان دونوں کو بیت الخلا کی بھی ضرورت ہوتی تھی تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ کنایہ حدث کی طرف ہے کیوں کہ جو شخص کچھ کھائے گا تو اس سے حدث بھی سرزد ہوگا۔ الاحتجاج میں وارد ہے کہ ایک زندیق نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے یہ عرض کی کہ اگر قرآن مجید میں اختلاف و تناقض نہ ہوتا تو میں آپ کے دین میں داخل ہو جاتا منجملہ ان کی یہ بیان کیا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیا کی ہفوات کو مشتہر کیا ہے اور اپنے دشمنوں کے نام کو کنایۃً بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ تو نے جو ہفوات انبیا کا ذکر کیا کہ خدائے تعالیٰ نے بیان کئے ہیں یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ خدائے تعالیٰ کی حکمت باہر اس کی قدرت غالب و قاہر اور اس کی عزت و جبروت ظاہر ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ انبیا کے معجزات ان کی امّت (باقی صفحہ ١٤٤ پر)

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا
حالانکہ اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے کہہ دو اے اہل کتاب تم حق کو چھوڑ کر
فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
اپنے دین میں تجاوز نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○ لُعِنَ
گمراہ ہو چکے اور بہت سوں کو گمراہ کیا اور راہ راست سے دور جا پڑے بنی اسرائیل
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى
میں سے جو کافر ہو گئے ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت
ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا
کی گئی یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کیا کرتے تھے جو بدی وہ
يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○
کرتے تھے اس سے وہ باز نہ آتے تھے ضرور جو کچھ وہ کرتے تھے وہ بہت ہی برا تھا
تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ
ان میں سے بہت سے لوگوں کو تم کافروں کا یار بنتے دیکھو گے جو باتیں ان کے نفسوں نے
لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○
ان کے سامنے پیش کی ہیں وہ ضرور بری ہیں کہ خدا ان سے ناراض ہوا اور عذاب میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے
وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ
اور اگر وہ اللہ پر اور نبی پر اور جو کچھ ان پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے ہوتے تو ان کو یار
اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ
نہ بناتے و لیکن ان میں سے بہت سے بدکار ہیں مومنوں کا سب سے زیادہ دشمن
عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ
تم یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ان میں سے مومنوں
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ
کا زیادہ دوست ان لوگوں کو پاؤ گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے
بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○
کہ ان میں سے بعض علماء ہیں اور بعض درویش ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

بقیہ صفحہ ١٤٣

کے دلوں میں اس قدر عزت پا گئے ہیں کہ وہ ان کو بعض تو خدا اور بعض خدا کا بیٹا خیال کرنے لگے ہیں جیسے کہ نصاریٰ کی ابن مریم کے بارے میں حالت تھی لہذا اس نے ولادۃً ان نقائص کو بیان کیا جن سے اس ذات والاصفات منزہ اور مبرا ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ ذکرِ عیسیٰ میں جہاں ان کا اور ان کی والدہ کا ذکر بیان کیا فرماتا ہے كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ جس سے یہ مطلب ہے کہ جو کھانا کھائے گا اس سے براز بھی ضرور صادر ہوگا اور وہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا جو نصاریٰ کا ابن مریم کے بارے میں ادعا ہے ١٢۔

حاشیہ صفحہ ١٤٦

۱؎ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ لفظی معنی ناحق اپنے دین میں غلو مت کرو۔ یعنی جو حد خدا نے باندھی ہے اس سے تجاوز مت کرو جیسے حضرت عیسیٰ کو حدِ نبوت سے بڑھا ہوا اور حدِ الوہیت پر فائز جانتے ہو ١٢

۲؎ قَدْ ضَلُّوْا ان سے مراد عیسائیوں کے وہ سردار ہیں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے گمراہ ہو چکے تھے۔

۳؎ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ تفسیر مجمع البحرین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اہل ایلہ پر اس وجہ سے کہ انھوں نے حضرت داؤد کے زمانہ میں احکام سبت میں زیادتیاں کی تھیں لعنت فرمائی تھی اور ان کی لعنت ان لفظوں میں تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْهُمُ اللَّعْنَةَ مِثْلَ الرِّدَآءِ عَلَى الْمَنْكِبَيْنِ وَمِثْلَ الْمِنْطَقَةِ عَلَى الْحَقْوَيْنِ۔ یا اللہ تو ان کو لباس لعنت اس طرح پہنا دے جیسے کہ چادر کندھوں پر ہوتی ہے۔ اور پٹکا مر پر۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور وہ لوگ بندر بنا دیے گئے اور حضرت عیسیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی جن پر آسمان سے خوان نازل ہوا تھا۔ اور بعد اس کے وہ منکر ہو گئے تھے۔ الجوامع میں حضرت عیسیٰؑ کی بد دعا یوں منقول ہے

حواشی نمبر ۴ تا ۷ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ
اور جس وقت وہ اسے سنتے ہیں جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں
مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا
سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے (اور وہ یہ) کہتے ہیں کہ اے ہمارے
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا
پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بھی گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر
جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
جو ہمارے پاس آچکا ہے ایمان نہ لائیں۔ حالانکہ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو نیک لوگوں
الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
میں داخل کرے پس اللہ نے ان کے اس قول کے صلے میں ایسی جنتیں دے دیں جن کے نیچے
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
ندیاں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور نیکوں کا عوض یہی ہے
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝
اور جو لوگ کافر ہو گئے اور جنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا جہنمی وہی ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ
اے ایمان والو جو کچھ اللہ تعالے نے حلال کیا ہے ان میں سے پاک چیزوں کو حرام مت کرو اور
وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا
زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو کچھ اللہ نے تم کو
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ
دیا ہے اس میں سے حلال (اور) پاک چیزیں کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان
مُؤْمِنُوْنَ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
رکھتے ہو خدائے تعالیٰ تمہاری مہمل قسموں پر کوئی مواخذہ نہ کرے گا لیکن ان
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ
قسموں پر مواخذہ کرے گا جو تم نے (قصداً) کھائی ہوں۔ پس ایسی قسم کا کفارہ دس مساکین کا کھانا
مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ
کھلانا ہے متوسط قسم کے کھانے میں سے جو تم اپنے متعلقین کو کھلاتے ہو یا دس آدمیوں کو کپڑے

ع ۱۱ ۵ ۱

ف ۱ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ تفسیر قمی میں ان آیات کی شان نزول کی بابت یہ لکھا ہے کہ قبل ہجرت مکہ معظمہ میں قریش نے جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو آنحضرت پر ایمان لائے تھے بہت اذیت پہنچائی تو آنحضرت نے ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ حبشہ چلے جائیں اور جعفر ابن ابی طالب کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں پس جعفر حسب الحکم ستر مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیکر جہاز پر سوار ہوئے ادھر جب قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے عمرو ابن العاص اور عمارہ بن ولید کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا کہ وہ ان مہاجرین اولین کو قریش کے حوالے کر دے۔ مہاجرین نے بادشاہ کی پناہ لی اور وکلائے قریش نے دعوی دائر کیا بادشاہ نے طرفین کے بیانات پوری توجہ سے سنے اور قریش کے وکیلوں کو ناکام واپس کر دیا یہاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خود مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے۔ قریش کے ساتھ کئی معرکے پیش آئے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ ہوئی بعد فتح خیبر مہاجرین اول کو جناب رسول خدا کو مدینہ بلوالیا اُم حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر معاویہ بھی حبشہ میں تھیں آنحضرت نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ اسے میری طرف سے پیغام عقد کا دیدے۔ چنانچہ نجاشی نے منجانب جناب رسول خدا پیغام پہنچایا اور قبول کرنے پر چار سو اشرفی مہر اپنے پاس سے ادا کر دیا اور بہت سے نفیس لباس اور خوشبوئیں بطور جہیز کے دیکر آنحضرت کے پاس بھیجدیا اور ماریہ قبطیہ کو بھی جن سے آئندہ ابراہیمؑ تولد ہوئے آنحضرت کی خدمت میں بہت سے لباس اور خوشبوئیں اور بہت سے گھوڑے اور تیس اشخاص علمائے مذہب عیسوی بھیجے اور ان سے یہ کہہ دیا کہ آنحضرت کی ہر ہر بات کو غور سے دیکھیں، جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو آنحضرت نے دین اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا جو آیت آنحضرت نے سنائی وہ یہ تھی: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ سے اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ تک (ترجمہ اسی سورۂ مائدہ کے آخر میں ملاحظہ کیجئے) وہ علماء یہ سن کر رو پڑے اور ایمان لے آئے۔ نجاشی کے پاس واپس گئے آنحضرت کی اس کو خبر سنائی اور جو کلام خدا سنا تھا وہ بھی جا کر سنایا۔ نجاشی بھی وہ کلام سن کر رو دیا اور وہ علماء پھر رو دئے۔ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا مگر اہل حبشہ نے اپنے اسلام کا اظہار نہ ہونے دیا اس لئے کہ اپنی جان کا اندیشہ تھا۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضری کے قصد سے حبشہ سے روانہ ہوا اور سمندر عبور کرتے میں انتقال کیا (باقی حواشی ۲ تا ۶ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ[1] فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ

پہنا دینا ہے یا ایک غلام کو آزاد کر دینا اور جسے یہ میسر نہ ہوں تو تین دن کے متواتر روزے رکھ دینا۔ یہ تمہاری

كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا[2] أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ

قسموں کا کفارہ اس وقت ہے جب تم قسم کر چکے ہو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ اپنے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گزار ہو۔ اے ایمان لانے والو

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ[3] وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ

شراب اور جوا اور جتے ہوے بُت اور پانسے سوائے اس کے کیا ہیں کہ شیطان کے

عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ

کام میں سے ناپاک کام ہیں، پس ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو چاہتا ہی ہے

الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ[4]

کہ تمہارے مابین شراب اور جوئے کے سبب سے عداوت اور بغض ڈال دے۔

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ

اور تم کو یاد خدا سے اور نماز سے روکے تو اب

أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ

بھی باز آؤ گے اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ[5] ۝

پھر اگر تم روگرداں ہو گئے تو سمجھ لو کہ ہمارے رسول کے ذمے تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا

جو لوگ ایمان لائے اور جو نیک عمل کرتے رہے انھوں نے جو کچھ کھایا پیا ہو اس کے بارے

إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ

میں اُن پر کوئی گناہ نہیں ہے جس حال میں کہ وہ ڈرتے رہے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، پھر وہ ڈرتے

اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

رہے اور ایمان لائے پھر وہ ڈرتے رہے اور نیکی کرتے رہے اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اے ایمان لانے

آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَ

والو! ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ذرا سی بات یعنی اس شکار کے بارے میں تمہاری آزمائش کرے گا جس تک تمہارے

[1] فَمَنْ لَمْ يَجِدْ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کفارۂ قسم کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ میسر نہ ہو تو اس کی حد کیا ہے فرمایا جس کو اپنے بال بچوں کے خرچ سے نہیں بچتا وہ انہیں داخل ہے جن کو میسر نہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ اور روزوں میں فاصلہ ہو سکتا ہے لیکن کفارۂ قسم کے روزوں میں فاصلہ کی مطلق اجازت نہیں ۱۲

[2] وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قسم تین طرح کی ہے ایک قسم وہ ہے جس میں کچھ کفارہ نہیں ہے ایک وہ ہے جس میں کفارہ ہے اور ایک یمین غموس (ڈبو دینے والی قسم) ہے جو جہنم واجب کر دیتا ہے۔ پس وہ قسمیں جن میں کفارہ نہیں ہے وہ تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص نیکی کے نہ کرنے کی قسم کھائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس نیکی کو بجا لائے اور وہ قسم جس میں کفارہ ہے وہ ایسی ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص بدی نہ کرنے کی قسم کھائے اور پھر اس سے وہ بدی ہو جائے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور وہ قسم جو ڈبو دینے والی اور جہنم واجب کر دینے والی ہے وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی برادر مومن کے روک رکھنے یا اس کا مال مار لینے کی قسم کھائے ۱۲

[3] وَالْمَيْسِرُ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ میسر کیا چیز ہے فرمایا وہ چیز جس پر ہار جیت ہو۔ پھر دریافت کیا گیا کہ انصاب کیا ہے۔ فرمایا جو کچھ بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ ازلام کیا ہے فرمایا وہ تیر جن کے ذریعہ سے تقسیم ہوتی ہے ۱۲

ع ۱۲ / ۲

[4] فِي الْخَمْرِ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے خمر کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے۔ درخت بونے والے پر۔ نگہبانی کرنے والے پر۔ نچوڑنے والے پر۔ پینے والے پر۔ پلانے والے پر۔ اٹھا کر لے جانے والے پر جس کے لیے اٹھا کر لے جائے اس پر۔ بیچنے والے پر۔ خریدنے والے پر۔ اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔ (خمر کے متعلق تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو ۱۲)

[5] الْبَلَاغُ الْمُبِينُ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے۔ (بقیہ حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ
ہاتھ اور نیزے پہنچیں تاکہ اللہ یہ جان لے کہ اس سے بے دیکھے بھالے کون ڈرتا ہے پس جو اس کے بعد زیادتی
ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ
کرے گا اسی کے لئے دردناک عذاب ہے اے ایمان لانے والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو
وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ
شکار کو قتل نہ کرو اور جو تم میں سے جان بوجھ کر شکار کو قتل کرے گا تو اس کا بدلہ چوپایوں میں سے
مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ
ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے قتل کیا جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگا دیں گے اور یہ قربانی کعبہ
كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ
پہنچائی جائے گی یا کفارہ ہوگا مسکینوں کا کھانا کھلانا یا اسی تعداد میں برابر روزے رکھنا تاکہ اپنے کئے کا مزا
اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ
چکھے جو پہلے ہو چکا اس سے اللہ نے درگذر کی اور جو پھر ایسا کرے گا پس اس سے اللہ بدلہ لے گا اور اللہ
عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا
زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے دریائی شکار کرنا اور اس شکار کا کھانا تمہارے اور تمہارے قافلہ
لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ
کے فائدہ کے لئے حلال کیا گیا ہے اور جب تک تم احرام کی حالت میں ہو خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ
اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی حضور میں تم اکٹھے کئے جاؤ گے اللہ نے حرمت والے مکان کعبہ
الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ
کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ہے اور اسی طرح حرمت والے مہینہ کو اور قربانی کو اور پٹے دار قربانیوں کو
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو اللہ جانتا ہے
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
اور اللہ ہر شے سے آگاہ ہے یہ (بھی) سمجھ لو کہ اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے
وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ ۝ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ
اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے رسول کے ذمہ سوائے پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے اور

ل لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ
التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو کُل جانوروں کے قتل سے پرہیز کرو سوائے افعی اور عقرب اور چوہے کے اس لئے کہ چوہا مشک کو کاٹ ڈالتا ہے اور مکان میں آگ لگا دیتا ہے۔ رہا بچھو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک مرتبہ کسی پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اور بچھو نے کاٹ کھایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو کسی نیک اور بد کو نہیں چھوڑتا۔ اور سانپ جس وقت وہ تمہارا قصد کرے تو تم اس کو قتل کر دو نہ کرے نہ کرو یہی حکم دیوانے کتے اور درندے کا ہے۔ اور کالے ناگ کو بہر حال قتل کر دینا چاہیئے۔ اور کوّے اور چیل کو ان کی طرف کوئی چیز پھینک کر اڑا دینا چاہیئے۔ ۱۲

ع فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ
التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ہرن کے بدلے بکری اور گورخر کے عوض میں گائے اور شتر مرغ کے عوض میں پانچ برس کا اونٹ ۱۲

ک صَيْدُ الْبَحْرِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مُحرِم کے لیے مچھلی کا شکار کرنا، اور اُسے تازہ تازہ کھا لینا یا نمک لگا کر سکھا کر رکھنا یا زادِ راہ کے طور پر ساتھ لینا سب جائز ہے۔ ۱۲

ھ صَيْدُ الْبَرِّ خشکی کا جانور، انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو پرندہ خشکی میں انڈے دیتا ہے اور خشکی میں بچہ نکالتا ہے۔ وہ خشکی کے شکار میں داخل ہے ۱۲

و جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الخ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو دنیا و آخرت کی کسی چیز کے ارادے سے اس گھر تک آئیگا وہ چیز اس کو مل جائیگی اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب تک کعبہ قائم رہیگا اور لوگ اس کا حج کرتے رہیں گے۔ ہلاک نہ ہونگے اور جب یہ منہدم ہو جائے گا اور لوگ حج کو چھوڑ دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ ۱۲

ز شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرتؑ نے بروایت اپنے آبائے امجاد کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور آنحضرتؐ نے جبرئیل امین سے اور جبرئیل امین نے رب العالمین سے روایت کی ہے کہ پروردگار عالم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ مجھے عذاب دینے یا معاف کر دینے کا پورا اختیار ہے تو میں اُسے معاف کر دونگا ۱۲

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو اسے اللہ جانتا ہے۔ کہہ دو کہ بُرا اور اچھا برابر

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

نہیں ہو سکتا گو تمہیں بُرے کی کثرت تعجب میں ڈالے پس اے عقل والو اللہ

يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا

سے ڈرتے تاکہ تم فلاح پاؤ اے ایمان لانے والو! ان چیزوں کی

عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ

نسبت سوال نہ کرو جو اگر تمہارے لئے کھول کر بیان کی جائیں تو تم کو بُری لگیں اور اگر قرآن

يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

نازل ہوتے وقت تم اُن کی نسبت سوال کرو گے تو وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے ان سے درگزر فرمائی ہے

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ مَا جَعَلَ

اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بردبار ہے۔ تم سے پہلے لوگوں نے بھی ان باتوں کو دریافت کیا تھا پھر ان کے منکر ہو گئے۔

اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّ

اللہ نے کنپھٹی اونٹنی، اونٹوں کا سانڈ، بکری کا جڑواں بچہ اور بہت بوڑھا اونٹ (یہ چیزیں) نہیں مقرر کی تھیں

لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا

بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے

يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

عقل نہیں رکھتے اور جس وقت اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ رسول کے پاس آؤ اور اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ

اسے دیکھو تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے جس (طریقے) پر اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ بھلا

اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اگر اُن کے باپ دادا بے علم اور گمراہ تھے تو بھی (وہ کافی جانیں گے) اے ایمان لانے والو

اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ

تم کو اپنی جانوں کی حفاظت لازم ہے کہ جب تم ہدایت یافتہ ہو تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تم کو ضرر نہ پہنچائیں

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ ہی کی طرف تم سب کی رجوع ہوگی پھر جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو خبردار کر دے گا۔

ف لَا تَسْـَٔلُوْا تفسیر مجمع البیان میں
جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اللہ نے تم پر حج
واجب کیا ہے۔ عکاشہ ابن محصن یا سراقہ
ابن مالک نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا
ہر سال کے لئے؟ آنحضرتؐ نے یہ سن کر
منہ پھیر لیا۔ سائل نے دو تین مرتبہ سوال
کیا اس کے بعد آنحضرت نے ارشاد ع ١٣/٣
فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو پھر
کیا ہو۔ واللہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر
سال کے لئے واجب ہو جاتا تو تم سے بن
نہ پڑتا اور بن نہ پڑتا تو تم کافر ہو جاتے۔
لہذا جب تک میں خود کسی امر کی تصریح
کرنا نہ چاہوں تو تم اس کے پیچھے نہ پڑا
کرو اس لئے کہ تم سے پہلے والے بہت
سے سوالات کرنے کے سبب اور اپنے انبیاء
سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے
لہذا جس چیز کے کرنے کا میں تم کو حکم دوں اسے
جہاں تک بن پڑے بجا لاؤ اور جس چیز سے میں تم
کو باز رکھوں اس سے حتماً اور قطعاً باز رہو۔ تفسیر قمی
میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ صفیہ بنت عبد المطلب کا ایک لڑکا مر گیا تھا
وہ آئیں اور رستہ میں عمر نے ان سے کہہ
دیا کہ تم اپنے بُندے چھپا لو اس لئے کہ
رسول اللہ کی قرابت تم کو کچھ فائدہ نہ
دے گی۔ انھوں نے فرمایا کہ اے
پسر زن زانیہ! تو نے میرے بُندے
پر نظر ڈالی پھر جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں گئیں اور
آنحضرتؐ سے یہ واقعہ بیان کیا اور روئیں
جناب رسالتمآبؐ اسی وقت باہر تشریف
لائے اور نماز جماعت کا حکم دیا اور
ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو
یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ میری قرابت
بھی نفع نہ پہنچائے گی جس وقت مقام
محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنے تو اپنے،
غیروں کی بھی شفاعت کر سکوں گا اور
آج جس کا جی چاہے مجھ سے دریافت
کرے کہ اس کا باپ کون ہے میں
بتلا سکتا ہوں اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ میرا باپ کون ہے! فرمایا تو جس کو اپنا باپ کہتا ہے وہ تیرا باپ نہیں ہے بلکہ
فلاں ابن فلاں تیرا باپ ہے اس پر پھر ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ وہی ہے (باقی حواشی ١ تا ٥ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اے ایمان لانے والو جب تم میں سے کسی کی موت آجائے تو تمہارے آپس کی شہادت وصیت

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

کے وقت دو کی ہو جو تم میں سے عادل ہوں یا اگر تم سفر میں ہو اور تم پر

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط

موت کی مصیبت آن پڑے تو وہ دو غیروں ہی میں سے ہوں۔

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

انھیں نماز کے بعد تک روکے رکھو اگر تمہیں شک ہو تاکہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ

نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ

ہم اپنی شہادت کسی معاوضہ پر فروخت نہیں کریں گے گو ہمارا کوئی قرابتدار ہی کیوں نہ ہو اور ہم سچی شہادت

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا

کو نہیں چھپائیں گے کہ اس صورت میں گنہگاروں میں سے ہوجائیں گے۔ پھر اگر اس بات کا علم ہوجائے کہ وہ دونوں جھوٹی

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

گواہی کے سبب سزا کے مستحق ہو گئے تو دو اور گواہ اُن کے قائم مقام ان لوگوں میں سے ہوں جن کا حق مارا جاتا

الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

جن کا حق (شہادت بوجہ قرابت و معرفت) زیادہ تھا اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی

وَمَا اعْتَدَيْنَآ ز اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

سے زیادہ سچی (اور معتبر) ہے اور ہم نے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بھی ضرور ظالموں میں سے ہیں۔ یہی طریقہ

يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ

اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ وہ لوگ سچی سچی گواہی دے دیں یا اس سے ڈریں کہ ان کی قسم دوسروں کی قسم

اَيْمَانِهِمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کے بعد رد کی جائے گی اور اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام) سنتے رہو اور اللہ نافرمان لوگوں کی رہبری

ع ١٤ ٨ ٤ الْفٰسِقِيْنَ ○ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط

نہیں فرماتا جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرکے دریافت فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب دیا گیا تھا تو وہ

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں ہے سب سے بڑا خفیہ باتوں کا جاننے والا تو ہی ہے (اس وقت کو یاد کرو) جب وقت خدا

ل؎ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ اس سے مراد ہیں اہل الکتاب یعنی یہودی اور نصاریٰ اور مجوسی ۱۲۔

ل؎ اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ۔ کافی اور الفقیہ اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ سے مراد ہیں دو مسلمان اور اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ سے مراد ہیں اہل کتاب میں سے دو شخص یعنی یہودی اور نصاریٰ اور اگر اہل کتاب میسر نہ ہوں تو مجوسی کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جزیہ کے بارے میں اہل کتاب کا قاعدہ مجوس میں بھی جاری فرمایا ہے اور حکم اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص پردیس میں مرجائے اور اُس کو مسلمان میسر نہ آئیں تو وہ اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ کرلے اور اُن کو عصر کی نماز کے بعد روکے رکھے اور وہ خدا کی قسم کھالیں کہ ہم اس قسم کو کسی بات کے عوض میں فروخت نہ کریں گے گو طرفین میں سے ہمارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور ہم خدا کی گواہی کو نہ چھپائیں گے کہ اُس صورت میں ہم گنہگار ہو جائیں گے۔ پھر اگر میت کے ورثا کو ان دونوں کی شہادت میں شک ہو اور اُن کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹی شہادت دی ہے تو اُن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اُن کی شہادت کو توڑ سکیں جب تک کہ وہ دو گواہ ایسے نہ لائیں کہ وہ پہلے دو گواہوں کے قائم مقام ہوں اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت اُن دونوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ ورنہ ہم بھی یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے پھر اگر ایسا کیا گیا تو پہلے دونوں کی شہادتیں ٹوٹ جائیں گی اور دوسرے دونوں کی شہادت جائز ٹھہرے گی اسی کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا کافی میں منقول ہے کہ تمیم داری اور ابن بیدا اور ابن ابی ماریہ سفر میں گئے ان میں سے تمیم داری تو مسلمان تھا اور ابن بیدا اور ابن ابی ماریہ عیسائی تھے۔ (باقی حواشی ۔۔۔ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ

تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریم ذرا میری اُن نعمتوں کو تو یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر تھیں کہ میں نے

اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ

روح القدس کے ذریعے سے تمہاری تائید کی تم بچپن میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے (یکساں) باتیں کرتے تھے اور یہ

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ

کہ میں نے تم کو کتاب اور شریعت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی اور یہ کہ

تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

جس وقت تم میرے حکم سے گندھی ہوئی مٹی میں سے پرندے کی سی صورت بناتے تھے پھر اس میں پھونک مارتے

طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ

تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے اور یہ کہ تم

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ

میرے حکم سے زندہ کرتے تھے اور یہ کہ میں نے بنی اسرائیل کو تمہاری ایذا دہی سے باز رکھا جس وقت تم انکے پاس کھلی دلیلیں لے کر

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

آئے تو ان میں سے جو کافر ہو گئے تھے انھوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ

کھلا جادو اور یہ کہ میں نے حواریوں کو وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر

بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَ

ایمان لاؤ انھوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے اور تو اس کا گواہ رہ کہ ہم مطیع ہیں (اس وقت کو یاد کرو)

الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

کہ جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تیرے خدا سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے

عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

ایک خوان پُر از طعام نازل کر دے (عیسیٰؑ نے) فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ

انھوں نے عرض کی کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کچھ کھائیں اور ہمارے دل

نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ

مطمئن ہو جائیں اور ہم یہ جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور اس کے گواہ بھی بن جائیں۔ عیسیٰؑ ابن مریم

ل۵ مَآئِدَۃً۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا تھا کہ تیس دن روزے رکھو پھر خدا سے جو چاہنا سوال کرنا وہ تمھیں عطا کر دے گا پس انھوں نے تیس روزے رکھے اور جب فارغ ہو چکے تو انھوں نے یہ کہا کہ اگر ہم نے کسی آدمی کا کام کیا ہوتا تو وہ ہم کو کھانا کھلاتا۔ اب ہم نے روزے رکھے اور بھوکے مرے اب تو اللہ سے دعا کیجئے کہ ایک خوان آسمان سے ہم پر نازل کر دے چنانچہ فرشتے ایک خوان لے کر جس میں سات بڑی بڑی روٹیاں تھیں اور سات رکابیاں تھیں وہ خوان لوگوں کے سامنے رکھا گیا اور اوّل سے آخر تک سب نے کھایا۔

دوسری طویل حدیث بروایت جناب عمار یاسر مائدہ کے بارے میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے بروایت حضرت عمارؓ بن یاسر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مائدہ جو نازل ہوا تھا اُس میں روٹیاں تھیں اور گوشت اور وجہ اس کی یہ تھی کہ اُن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے کھانے کی درخواست کی تھی جسے وہ کھائے جائیں اور ختم ہی نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس پر اُن سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ مائدہ تمھارے لیے اُس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ تم اُس میں خیانت نہ کرو اور کچھ اُٹھاؤ اور چھپاؤ نہیں۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ ایک دن بھی پورا نہیں گزرا کہ اُنھوں نے اٹھایا بھی، چھپایا بھی اور خیانت بھی کی

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ

نے عرض کی کہ اے اللہ میرے پروردگار ہم پر ایک خوان پُر از طعام آسمان سے نازل فرما

تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَ

کہ وہ ہمارے اوّل و آخر کے لئے عید قرار پائے اور تیری طرف سے ایک نشانی رہے اور ہم کو رزق

أَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ

عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ میں تم پر اسے ضرور نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص

يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ

بعد اس کے تم میں سے کفرانِ نعمت کرے گا تو اس کو عذاب بھی ایسا دوں گا کہ عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب

15 ع 5 الْعَالَمِينَ ۝ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ

نہ دوں گا اور (اس وقت کو یاد کرو) جس وقت خدا یہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا

لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ[1] مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ

تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو اور دو خدا بنالو وہ عرض کریں گے تیری ذات

مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ

(شرک سے) بری ہے مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں تھا اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو

فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي[2] وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ

تو ضرور اس سے واقف ہوتا (اس لئے کہ) تو میرے دل کی بات کو جانتا ہے اور میں تیری پوشیدہ بات سے ناواقف ہوں

أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ

بے شک تو سب سے زیادہ غیب کی بات کو جاننے والا ہے۔ میں نے اُن سے کچھ بھی نہیں کہا سوائے اس کے جس کا تو نے

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ

مجھے حکم دیا تھا کہ میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور جس وقت تک میں ان میں رہا میں اُن کا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي[3] كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ

گواہ رہا۔ پھر جب تو نے میری مُدّت (قیام) پوری کر دی تو تو خود اُن کا نگراں تھا اور تو ہر شے پر پوری

شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

اطلاع رکھنے والا ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ[4]

تو زبردست حکمت والا ہے خدائے تعالیٰ فرمائے گا یہ دن تو وہ ہے کہ سچوں کو ان کا

[illegible]

۱؎ اِتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تفسیر قمی میں ہے چونکہ نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اُن سے کہہ دیا ہے کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ دو خدا اور سمجھ لو اس لیے خدا تعالیٰ قیامت کے دن نصاریٰ کے روبرو یہ سوال کرے گا۔ ۱۲۔

۲؎ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفصیل میں منقول ہے کہ اسم اکبر تہتّر حروف ہیں از انجملہ ایک حرف کو پروردگار عالم نے حجاب میں رکھا ہے اسی سبب سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ خدائے عزّ وجلّ کے نفس میں کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اُس نے بہتّر حرف عنایت کیے تھے۔ اور پھر انبیاء نے اُن سے میراث میں پائے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام تک نوبت پہنچی اسی سبب سے عیسیٰؑ عرض کریں گے۔ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ (میرے دل میں جو کچھ ہے اس کو تو جانتا ہے) یعنی بہتّر حرف جو تو نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں اُن کو تو جانتا ہے۔ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ (اور میں جو کچھ تیرے دل میں ہے اس کو نہیں جانتا) یعنی جس حرف کو تو نے اپنی مخلوق سے حجاب میں رکھا ہے اُسے کوئی بھی نہیں جانتا ۱۲۔

۳؎ تَوَفَّیْتَنِیْ۔ لفظی معنی ہیں تو نے مجھ کو لے لیا تھا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو زمین سے آسمان کی طرف اُٹھا لیا تھا جیسا کہ فرمایا۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ توفّی کے معنی ہیں کسی شے کو پورا پورا لے لینا اور موت اُس کی ایک نوع ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا (اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت لے لیتا ہے اور جو نہیں مرے ہیں اُن کو نیند کے وقت لے لیتا ہے) ۱۲۔

۴؎ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ۔ ان الفاظ کے معنی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا نے نصاریٰ کو اُن کے جھوٹ پر تنبیہ کی ہے (باقی حواشی ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

پہنچ نفع پہنچائے گا اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ

ہمیشہ ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اُس سے راضی ہوں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہی سب سے بڑی کامیابی ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اس کا اختیار

وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اللہ ہی کو ہے اور وہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

ع ۱۶ ۵

ایاتہا ۱۶۵ | رکوعاتہا ۲۰ | سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ | کلماتہا ۳۲۰۰ | حروفہا ۱۲۹۳۵

سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیریوں کو اور روشنی کو مقرر

وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ

فرمایا پھر بھی اپنے پروردگار کا انکار کرنے والے اور چیزوں کو اس کی برابر ٹھہراتے ہیں وہ وہی تو ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ

جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس نے ایک مدت مقرر کی اور مقرر کی ہوئی مدت اسی کے علم میں ہے

ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ

پھر بھی تم شک کرتے ہو اور وہی اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی تمہارے پوشیدہ

سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ

بھی جانتا ہے اور ظاہر کو بھی اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے۔ اور خدا کی نشانیوں میں سے کوئی

اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ

نشانی بھی ان پر نہیں آتی مگر اس سے رُوگردانی ضرور کرتے ہیں اور حق

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

جس وقت اُن کے پاس آیا اسے ضرور انھوں نے جھٹلایا پس جس چیز کی یہ ہنسی اڑایا کرتے تھے ذرا آگے چل کر

۱ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ خلق کے معنی ہیں۔ ایسا پیدا کرنا اور ایسا بنانا کہ دوسرا اُس پر قادر نہ ہو۔ احتجاج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی شانِ نزول میں ایک حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت تین قسم کے آدمیوں کے اقوال کو رد کرتی ہے یعنی جب خدا نے یہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو یہ فرقہ دہریہ کا رد ہوگیا۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے سامنے جو چیزیں ہیں ان کی ابتدا ہی نہیں یہ ہمیشہ سے یوں ہی چلی آتی ہیں اور جب یہ فرمایا وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ تو یہ فرقہ مجوس کا رد ہوگیا جو یہ کہتے تھے کہ نور و ظلمت دونوں مل کر عالم کے مدبر ہیں پھر جب خدا نے فرمایا ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ تو یہ مشرکین عرب کا رد ہوا جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے بت معبود ہیں ۱۲۔

۲ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت تو وہ ہے جس کو خدا تعالےٰ نے حتماً و جزماً طے فرمادیا کہ جس میں تقدیم و تاخیر ممکن ہی نہیں اور مسمّی وقت وہ ہے کہ جس میں بدا ہو سکتی ہے یعنی خدا تعالیٰ اپنے حکم کو مقدم و مؤخر کر دیتا ہے ۱۲۔

۳ تَمْتَرُوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ لفظی معنی تو یہ ہیں کہ تم شک کرتے ہو خواہ پیدائش میں خواہ خدا کے معبود ہونے میں یا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں مگر شانِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ خدا تعالیٰ تمہارا بھی خالق ہے اور جن چیزوں پر تمہاری ہستی کا مدار ہے اُن کا بھی خالق ہے اور مقررہ اوقات تک تمہارا زندہ رکھنے والا ہے بلکہ خود زندہ رکھنا کام ہے اس کا بھی پیدا کرنے والا ہے تو وہی اس کا مستحق ہے (باقی حواشی ۳ تا ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

اُن کو اس کی خبریں مل ہی جائیں گی ۔ کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اُن سے پہلے زمانے والوں میں سے

قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ

کتنے گروہوں کو ہلاک کیا کہ اُن کو ہم نے زمین میں ایسا تمکن عطا کیا تھا کہ تم کو ویسا دیا بھی نہیں ہے ۔

عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ

اور آسمان سے اُن پر موسلا دھار مینہ برسایا کرتے تھے اور نیچے اُن کے ندیاں جاری کیا کرتے تھے ۔

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○

پھر اُن کے گناہوں کے سبب سے اُن کو ہلاک کر دیا اور اُن کے بعد دوسرے زمانے والے پیدا کر دیئے

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

اور (اے رسولؐ) اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب (ابھی) نازل کر دیتے جس کو وہ اپنے ہاتھوں سے چھو لیتے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَقَالُوْا لَوْلَآ

تب بھی جو کافر ہو گئے ہیں وہ یہی کہتے کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر کھلا جادو ۔ اور انھوں نے کہا کہ اس (نبی) پر کوئی

اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا

فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا ۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل کرتے تو ضرور معاملہ ہی طے کر دیا جاتا پھر ان کو

يُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا

کوئی مہلت نہ دی جاتی ۔ اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اس کو مرد ہی بناتے اور اس کو بھی ہم ضرور ایسا ہی لباس

عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

پہناتے جیسا کہ یہ لوگ پہنتے ہیں ۔ اور یقیناً تم سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی گئی ۔

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ قُلْ

پھر جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان پیغمبروں کی ہنسی اڑانے والوں کو آگھیرا ۔ تم کہہ دو کہ

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

تم زمین میں چلو پھرو اور پھر (غور سے) دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا ۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى

کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کس کا ہے کہہ دو کہ وہ اللہ ہی کا ہے جس نے اپنی

نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

ذات پر رحمت واجب کر لی ہے وہ قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں ہے تم سب کو ضرور یکجا جمع کرے گا

ع ۱۰

۱؎ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی رسول کو فرشتہ بنا کر بھیجتے تو اسے بھی آدمی ہی کی شکل میں بھیجتے جیسا کہ اکثر جبرئیل امین کو دحیہ کلبی کی شکل میں بھیجا اس لیے کہ انسانی قوت فرشتے کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے سے عاجز ہے اوپر کی آیت کو اور اس آیت کو ملا کر پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ ایک جواب تو کافروں کے اس قول کا کہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ پہلی آیت میں دیا جا چکا ہے اور دوسرا اس میں دیا گیا ہے احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد جناب امام علی نقی ابن محمد تقی علیہما السلام سے دریافت کیا کہ آیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ یہودیوں اور مشرکین سے مناظرہ بھی فرمایا کرتے تھے جس وقت کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ سے بغرض بحث پیش آتے ہوں اور کچھ حجتیں کرتے ہوں فرمایا بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کعبہ کی چوکھٹ پر بیٹھے تھے کہ عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی نے آکر یہ کہنا شروع کیا کہ اے محمدؐ تم نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور تمھاری باتیں بہت عجیب ہیں تم نے یہ گمان کر لیا کہ تم پروردگار عالم کے رسول ہو حالانکہ جو تمام عالموں کا پروردگار اور تمام مخلوق کا خالق ہو اس کو ایسی کیا پڑی ہے کہ تم جیسے کو رسول بنا کر بھیجتا حالانکہ تم ہم ہی جیسے آدمی ہو اور اگر تم نبی ہوتے تو تمھارے ساتھ کوئی فرشتہ ہوتا جو تمھاری تصدیق کرتا اور ہم اس کو دیکھتے بلکہ اگر اللہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجنا چاہتا تو کسی فرشتے ہی کو بھیج دیتا نہ یہ کہ ہم ہی جیسے ایک آدمی کو بھیجے اے محمدؐ تم نبی نہیں ہو بلکہ تم پر جادو کا اثر ہو گیا ہے اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے عرض کی کہ یا اللہ تو ہر آواز کا سننے والا اور ہر شے کا جاننے والا ہے تو اس سے بھی واقف ہے کہ تیرے بندے کیا کیا کہہ رہے ہیں اسی وقت خدا تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں یعنی وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ سے مَا يَلْبِسُوْنَ تک ۔

(باقی حواشی ۱ تا ۲ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَهُ مَا

جن لوگوں نے اپنی ذات کو نقصان پہنچایا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے اور رات اور دن

سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرَ

میں جو چیزیں آرام لیتی ہیں اسی کی ہیں اور وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے کہدو کہ کیا میں

اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ

خدا کے سوا جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو حامی بناؤں حالانکہ وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور

وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ۖ وَ

اس کو (کچھ) نہیں کھلایا جاتا تم کہہ دو کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام لانے والا بنوں اور

لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

تم ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا کہدو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جس سے اس دن (عذاب) ٹل جائے اس پر رحمت

رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ

خدا یقینی ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو

فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

اس کے سوا کوئی اس کا دفع کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر خوبی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ صاحب حکمت وخبیر ہے

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

تم کہہ دو کہ گواہی دینے کے لئے سب سے بڑی چیز کون ہے تم کہدو کہ میرے اور تمہارے مابین اللہ گواہ ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ

اور یہ قرآن بذریعہ وحی میرے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے میں تم کو (بھی) ڈراؤں اور اس کو

لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا

بھی جس تک یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ تم کہدو کہ میں تو یہ گواہی دیتا نہیں تم کہدو کہ

هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝ الَّذِينَ

وہ معبود تو یکتا ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے بری ہوں جن لوگوں کو ہم نے

وقف لازم ۔ وقف غفران ۔ وقف النبی

ل فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ تفسیر صافی میں ہے کہ اوّل سورہ میں آسمانوں کا اور زمین کا ذکر کیا جو کل مکانات پر حاوی ہیں اور یہاں شب و روز کا ذکر کیا جو کل اوقات پر حاوی ہیں اور چونکہ کل موجودات مکانات و اوقات کے تحت میں ہیں اس طرح سے اُس کی عموم قدرت کل موجودات پر ثابت ہو گئی ۱۲۔

ے قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت سے لے کر جب تک سورہ اِنَّا فَتَحْنَا نازل نہ ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اس کو برابر پڑھتے رہے مگر سورۂ فتح نازل ہونے کے بعد پھر اس کو نہیں پڑھا تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں مبالغہ کیا گیا ہے کہ لوگوں کی امیدیں قطع کر دی جائیں اور ان کو یہ بات جتلا دی جائے کہ وہ نافرمان گنہگار ہیں اور عذاب کے مستوجب ۱۲۔

ے فَقَدْ رَحِمَهُ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آدمیوں میں سے ایسا ایک بھی نہیں ہے جو اپنے عمل کے ذریعہ سے داخل جنت ہو جائے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہیں فرمایا ہاں میں بھی نہیں یہ اور بات ہے کہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہے ۱۲۔

ے قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مشرکین مکہ نے یہ کہا کہ اے محمد کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور رسول نہیں ملتا تھا کہ اُسے بھیجدیتا ہم تو کسی کو بھی ایسا نہیں پاتے جو تمہارے قول کی تصدیق کرتا ہو یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے دعوت اسلام اوّل ہی اوّل شروع کی ہے (باقی حواشی ہم تا ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا
کتاب دی وہ اس کو ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو ۔ جن لوگوں نے اپنی

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۠ ؏ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
ذات کو نقصان پہنچایا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جنھوں نے اللہ پر جھوٹا

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۝ وَ یَوْمَ
بہتان باندھا یا اس کی نشانیوں کو جھٹلایا ۔ بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے ۔ اور اس دن

نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ
ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم شریک کرنے والوں سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جن کو تم خدا کا

الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا
شریک گمان کیا کرتے تھے کہاں ہیں ۔ پھر ان کا کوئی حیلہ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ ہم کو

وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ
اپنے پروردگار اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے ۔ غور تو کرو کہ یہ اپنے ہی برخلاف کیسا جھوٹ بولنے لگے

وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۝ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ
اور جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ ان سے کیسی گئی گزری ہوگئیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمہاری طرف

وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
کان لگائے رہتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی (قرار

وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ
دی) ہے اور اگر وہ ہر ایک معجزہ دیکھ لیں گے تب بھی اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں گے

یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ
تم سے جھگڑنے لگیں گے ۔ اور جو کافر ہو چکے ہیں وہ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر پہلوں کی کہانیاں

الْاَوَّلِیْنَ۝ وَ هُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ یَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ
وہ اس سے لوگوں کو باز بھی رکھتے ہیں اور خود بھی دور رہتے ہیں ۔ حالانکہ وہ اپنی

یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ۝ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا
ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں ۔ اور اگر تم اس وقت کو دیکھو گے

عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا
جب وہ جہنم پر کھڑے کئے جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ کاش ہم واپس کر دیے جاتے اور ہم اپنے رب کی نشانیاں

نصف ۔ ع ٢/٨

ﮯ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ وہ لوگ رسول اللہؐ کو آپ کی ان صفتوں کے سبب جو توریت اور انجیل میں مذکور ہیں ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے اپنے بیٹوں کو انکی صفات خاص سے پہچان لیتے ہیں تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت یہود ونصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت وانجیل وزبور میں جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کا بیان آپ کے اصحاب کے حالات اور آپ کی ہجرت کی کیفیت اور آپ کے مقام ہجرت کا ذکر نازل فرما دیا تھا۔ اور قرآن مجید میں یہ امر خدا کے اس قول سے ثابت ہے ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے (دائمی) ساتھی ہیں وہ کافروں پر بھاری ہیں اور اپنوں کے ساتھ رحم دل تم ان کو رکوع (اور) سجود میں (مصروف) دیکھو گے خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کے خواستگار ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان سے نمایاں ہے یہ مثل ان کی توریت میں (بیان کی گئی) ہے اور انجیل میں بھی ان کی مثل (آئی) ہے۔ پس توریت و انجیل میں جناب رسول خدا کی اور ان کے (حقیقی) ساتھیوں کی اس طرح سے صفتیں بیان کی گئی تھیں اور جب خدا تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا تو اہل کتاب نے ان کو پہچان لیا مگر عناداً انکار کر دیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۔ اگر جب وہ ان کے پاس آیا جس کو وہ پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر گئے پس ان کا انکار کرنے والوں پر خدا کی لعنت

(باقی حواشی ٢ تا ٦ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

ہو) ۱۲ ۔ ٢ ﮯ

وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن

نہ جھٹلاتے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے بلکہ اب جو کچھ وہ پہلے چھپایا کرتے تھے وہ ان پر ظاہر ہو گیا

قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

ہے اور اگر وہ واپس بھی کئے جاتے تو جس چیز سے ان کو باز رکھا گیا ہے اسی کو پھر کرتے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ وَلَوْ

اور وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی کی زندگی ہے اور ہم مبعوث نہ کئے جائیں گے اے کاش

تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا

کہ ان کو تم اس وقت دیکھتے جب کہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اور وہ دریافت کرے گا کہ کیا یہ

بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ ع ٣ ٩

حق نہیں ہے تو وہ کہیں گے ہاں ہمارے پروردگار کی قسم حق ہے پھر فرمائے گا کہ بوجہ اس کے کہ تم اس کا انکار کیا کرتے تھے اب

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ

عذاب چکھو۔ یقیناً وہ ٹوٹے میں ہیں جو خدا کے حضور میں جانے کو جھٹلاتے ہیں یہاں تک جب قیامت ان کو یکایک آ لے گی

بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ

اس وقت کہیں گے افسوس ہم نے کیسی غلطی کی اور اس وقت وہ اپنے اپنے

أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝ وَمَا الْحَيَاةُ

وبال اپنی اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوں گے خبردار ہو جاؤ کتنا برا ہے وہ بوجھ جو وہ لادے ہوئے ہوں گے اور یہ دنیا کی

الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

زندگانی سوائے کھیل کود کے کچھ بھی نہیں اور جو لوگ پرہیزگار ہیں آخرت کا گھر ان کے لئے بہت ہی اچھا

يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ

ہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے تم کو رنج پہنچتا ہے

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝

مگر وہ حقیقت میں تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَ

اور تم سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے پھر انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف دیئے

أُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ

جانے پر صبر کیا جب تک کہ ان کے پاس ہماری مدد نہ آئی اور اللہ کے کلموں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور

لہ لعادوا لما نھوا عنہ
لفظی معنی یہ ہیں کہ اگر دنیا میں ان کو پھر بھیجا جاتا تو جن باتوں سے منع کیا جاتا تھا وہی پھر کرتے۔ تفسیر برہان میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو کوفہ سے باہر دیکھا۔ اور حضرت کے پیچھے ہو لیا۔ مقابر یہود تک جا کر حضرت اُس کے وسط میں کھڑے ہو گئے اور آواز دی اے یہود یا اے یہود تو قبروں سے آواز آنے لگی لبیک لبیک ہم اطاعت کو حاضر ہیں۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تم عذاب کو کیسا پاتے ہو انھوں نے عرض کی کہ آپ کی نافرمانی کا عذاب ویسا ہی ہے جیسا حضرت ہارونؑ کی نافرمانی کا تھا اور جو لوگ آپ کی نافرمانی کریں گے قیامت کے دن وہ اور ہم ایک ہی عذاب میں ہوں گے حضرت نے ایک ایسی چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تھا آسمان پھٹ پڑیں گے اور میں غش کھا کر گر پڑا جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سرخ یاقوت کے تخت پر بیٹھے ہیں اور اُن کے سر پر جواہرات کا تاج رکھا ہے اور سرخ و زرد حلے پہنے ہوئے ہیں اور حضرت کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن ہے میں نے عرض کی کہ اے سید و سردار یہ تو بڑی سلطنت ہے فرمایا کہ ہاں اے جابر ہماری سلطنت سلیمان ابن داؤدؑ کی سلطنت سے بڑی ہے اور ہمارا غلبہ سب سے بڑھا ہوا ہے پھر حضرت وہاں سے واپس آئے اور ہم کوفہ میں داخل ہو گئے اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے مسجد میں پہنچا تو حضرت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے اور یہ فرماتے جا رہے تھے قسم بخدا میں نہ مانوں گا خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے میرے مولا یہ آپ کس سے باتیں کرتے ہیں اور یہ ارشاد کس سے ہو رہا ہے (باقی حواشی آیات ٣ ضمیمہ ٣ ملاحظہ کیجئے)

جَاءَكَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ ١
تمہارے پاس بھی بہت سے پیغمبروں کی خبر آچکی ہے اور اگر ان کا روگردان ہونا تم کو ایسا ہی ناگوار ہے

فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي
تو اگر تم سے ہو سکتا ہے تو زمین میں کوئی سوراخ تلاش کرو یا آسمان پر کوئی

السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ ۚ فَلَا
سیڑھی (لگا کر چڑھ جاؤ) کہ ان کو کوئی نشانی لا دو اور اللہ چاہتا تو ان کو ہدایت پر جبراً آمادہ کرتا پس

تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ٢ ۝ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَ
تم جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہونا سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہی لوگ قبول کر لیتے ہیں جو (توجہ سے) سنتے

الْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ
ہیں اور مُردوں کو خدائے تعالیٰ مبعوث کرے گا پھر وہ اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے اور انھوں نے یہ کہا کہ

عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً ٣
اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ نازل کی گئی تم کہہ دو کہ اللہ تو اس امر پر بے شک قادر ہے کہ

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٤ ۝ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ
کوئی نشانی نازل کرے ولیکن ان میں سے اکثر سمجھتے نہیں اور کوئی زمین پر رینگنے والا اور کوئی پرندہ

وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ٥ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي
جو اپنے دونوں بازوؤں سے اُڑتا ہے ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بھی تم ہی جیسے گروہ ہیں۔ ہم نے کتاب

الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا
میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے اور جو لوگ ہماری

بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ
نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے اندھیروں میں ہیں اللہ جس سے چاہے گا اس سے توفیق ہدایت چھین لیگا

وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ
اور جسے چاہے گا سیدھے راستے پر ڈال دے گا تم کہہ دو کہ آیا تم نے اپنے آپ کو

أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ
اتنا سمجھ لیا ہے کہ اگر عذاب خدا تم کو آلے یا قیامت تم پر آجائے تو اگر تم سچے ہو اللہ کے سوا کسی اور

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا
کو پکارو گے؟ بلکہ اسی کو تم پکارو گے پھر اگر وہ چاہے گا

ا وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ حرث ابن نوفل ابن عبد مناف داخل اسلام ہو جائے اسی لیے اس کو دعوت دی اور بہت کوشش کی کہ وہ اسلام لائے مگر اس پر شقاوت غالب ہو گئی اس نے کوئی بات نہ مانی اور آنحضرت پر یہ امر بہت ہی گراں گذرا۔ اس پر پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی ۱۲۔

۲ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ ظاہراً تو یہ خطاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہے مگر مراد اس سے امت کے لوگ ہیں ۱۲۔

۳ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں وارد ہے کہ عنقریب پروردگار عالم آخر زمانہ میں تم کو بہت سی نشانیاں دکھلائیگا جن میں سے یہ بھی ہوں گی کہ دابۃ الارض کا اور دجال کا آنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ۱۲۔

۴ لَا يَعْلَمُونَ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا کی جب کوئی نشانی اُن کے پاس آئے گی اور اس پر وہ ایمان نہ لائیں گے تو وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے ۱۲۔

۵ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے حالات بھی مثل تمہارے محفوظ ہیں۔ اُن کا رزق مقدر ہے اُن کے مرنے کا وقت مقرر ہے۔ اُن کے اجسام پیدا کئے ہوئے ہیں اور اُن کی روحیں پرورش کی ہوئی ہیں ۱۲۔

(باقی حواشی ۶ تا ۸ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ وَلَقَدْ

تو جس بات کے لئے تم اُسے پکارو گے اُسے دور کر دے گا اور جن کو تم شریک کیا کرتے ہو اُن سب کو بھول جاؤ گے اور

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ

ہم نے تم سے پہلی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو سخت نقصان اور مصیبت میں گرفتار کیا تاکہ

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا

وہ عاجزی و زاری کریں پس جس وقت ہمارا عذاب اُن پر پہنچا تھا کیوں نہ انہوں نے گریہ کیا

وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا

لیکن ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے شیطان نے انھیں کو زینت دے دی

يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ

تھی پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے (بھی) ان پر ہر چیز کے

كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا

دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہوئے جو ان کو دی گئی تھیں تو ہم نے ان کو یکایک

هُمْ مُبْلِسُونَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ

گرفتار کیا کہ وہ مایوس ہو کر رہ گئے پس ظالم لوگوں کی نسل قطع کر دی گئی اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَ

تمام عالم کا پالنے والا ہے کہدو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر خدا تمہاری سماعت اور بصارت لے لے

أَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ

اور تمہارے دلوں پر مُہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تم کو یہ چیزیں دے دے گا۔

بِهِ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ۝ قُلْ

غور تو کرو کہ ہم کس طرح نشانیاں الٹ پلٹ کر دکھلاتے ہیں پھر (بھی) وہ روگرداں ہوئے جاتے ہیں تم کہدو

أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ

کیا تم اپنے آپ کو اتنا سمجھتے ہو کہ اگر خدا کا عذاب تم پر اچانک کھلم کھلا آجائے تو کیا سوائے ظالم لوگوں کے کوئی

يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا

اور بھی ہلاک کیا جائے گا اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

دینے والے اور ڈرانے والے (مقرر کرکے) پھر جو ایمان لائیں گے اور نیکوکار ہوں گے ان پر نہ کسی قسم کا

ع ۴ ۱۱ ۱۰

۱ فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت وقت معینہ پر گریہ وزاری نہ کرنا بتلاتی ہے اور چونکہ اس کے اول میں لولا آیا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ گریہ وزاری ترک کرنے کا کوئی عذر اُن کے پاس نہ تھا بلکہ عناد پیدا ہو گیا تھا دل ان کے سخت ہو گئے تھے اور اُن کے اعمال کو شیطان نے اُن کی نظر میں ایسی زینت دی تھی کہ وہ اُن پر نازاں ہو گئے تھے نہج البلاغۃ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اُس وقت جس وقت کہ اُن پر بلائیں نازل ہوں اور نعمتیں اُن سے سلب ہو جائیں خالص نیت اور صدق دل سے خدا کی درگاہ میں گڑگڑائیں تو ہر چیز کو جو ان سے جاتی رہی ہے خدا تعالیٰ واپس کر دے اور جو کچھ بگڑ گیا ہو اُس کی اصلاح فرما دے ۱۲۔

۲ فلما نسوا ما ذکروا بہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت اُنھوں نے ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو چھوڑ دیا حالانکہ ان کو اس کی بابت حکم دیا گیا تھا تب ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یعنی دولت دنیا اور سامان دنیا کے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ قنبر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے غلام حجاج ابن یوسف کے پاس لائے گئے تو اس نے یہ کہا کہ علی ابن ابیطالب کا کیا کام کرتا تھا اُنھوں نے فرمایا کہ میں اُن حضرت کے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا حجاج نے پوچھا کہ وضو سے فارغ ہو کر وہ کیا کیا کرتے تھے حضرت قنبر نے فرمایا کہ وہ حضرت یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے فلما نسوا ما ذکروا بہ سے ..... تا ..... والحمد للہ رب العلمین۔ حجاج نے کہا کہ اس کی تاویل وہ ہمارے برخلاف کرتے ہوں گے (باقی حواشی ۲ تا ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ

خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو بوجہ اس کے کہ وہ

الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي

نافرمانی کیا کرتے تھے عذاب ان کو پہنچ جائے گا تم کہدو کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس

خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ

خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب داں ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ

صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے تم کہدو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہے

٥ ع ٩ ١١ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ۝ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ

کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے اور جو لوگ خوف کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈراؤ کہ وہ اپنے رب کی حضور

رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ

میں جمع کیے جائیں گے کہ وہاں اُن کے لئے اس کے سوا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی تاکہ وہ

يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

ڈریں اور جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے طالب ہیں

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا

ان کو نہ نکالو نہ تمہارے ذمے کچھ ان کا محاسبہ ہے اور نہ

مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

اُن کے ذمے کچھ تمہارا محاسبہ کہ تم ان کو نکالتے پھرو اور ظالموں میں سے ہو جاؤ

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ

اور اسی طرح ہم نے بعض کا امتحان بعض کے ذریعے سے کیا ہے تاکہ وہ یہ کہیں کہ کیا یہ وہی لوگ ہم میں کے ہیں

عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ۝ وَإِذَا

جن پر اللہ نے احسان کیا ہے۔ کیا اللہ شکر گزاروں سے (تمہاری بہ نسبت) زیادہ باخبر نہیں ہے۔ اور (اے

جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ

رسولؐ) جس وقت تمہارے پاس وہ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو تم اُن سے کہدو کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے

عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ

رب نے اپنی ذات پر رحمت واجب فرمائی ہے کہ تم میں سے جو شخص از روئے جہالت کوئی بدی کرے گا

۱ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ — توحید المعانی اور المجالس میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو طور پر تشریف لے گئے تو پروردگار عالم سے یہ عرض کی کہ خداوندا مجھے اپنے خزانے دکھلا دے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ میرا خزانہ یہ ہے کہ جس وقت میں کسی چیز کا ارادہ کروں اُس سے کہتا ہوں کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے۔

۲ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ — تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ساری آیت بتلا رہی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور نہ فرشتہ ہونے کا بلکہ بہ تعلیم خدا صرف نبوت کا دعویٰ کرتے تھے جو کمالات انسانی میں داخل ہے اور جو لوگ اس دعویٰ کو بعید سمجھتے تھے اُن کے خیالات کو رد کرتے تھے۔ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام کے بہت سے اصحاب آپ کے پاس جمع تھے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہی سے ایک ہی امر کی بابت دو حدیثیں مختلف منقول تھیں اُسکے بارے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے (کسی نے اِس جھگڑے کے فیصلے کے لیے) اُن حضرتؑ سے بھی سوال کیا فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے حرام کو حرام قرار دیا ہے اور حلال کو حلال۔ اور واجبات کو واجب کیا ہے پس جو خبر خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کرتی ہو یا خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کرتی ہو یا خدا کی کتاب میں جو امر واجب ہے اُس کو دفع کرتی ہو حالانکہ کتاب خدا منسوخ ہونیوالی نہیں ہے پس ایسی خبر کا قبول کرنا جائز نہیں ہو سکتا اس لیے کہ رسول اللہؐ کا یہ کام نہیں ہے کہ خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کردیں یا خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کردیں۔ یا خدا کے واجبات اور احکام کو بدل دیں۔ وہ تو خدا کے تابع اُس کے احکام کے ماننے والے اور اُس کی طرف سے (باقی حواشی ۳ تا ۷ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

ثُمَّ تَابَ مِنۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

پھر اس کے بعد وہ توبہ کرے گا اور (خرابی کی) اصلاح کرے گا تو خدائے تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ ع ۶ ۵ ۱۲

اور اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ قصور واروں کا راستہ صاف معلوم ہو جائے۔ کہدو کہ مجھے تو اس کی

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ

ممانعت کی گئی ہے کہ میں ان کی عبادت کرنے لگوں جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو کہدو کہ میں

اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

تمہاری خواہشوں کی پیروی نہ کروں گا کہ اس صورت میں میں بھی راستہ سے بھٹک جاؤں اور ہدایت یافتہ نہ رہوں۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا

کہدو کہ میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور تم اس کو جھٹلاتے ہو۔ جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

میرے پاس نہیں ہے۔ اختیار صرف خدا ہی کو ہے وہ حق کو بیان کرتا ہے اور وہی سب سے بہتر

الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ

فیصلہ کرنے والا ہے کہدو کہ اگر وہ میرے پاس ہوتا جس کی تم جلدی کرتے ہو تو میرے تمہارے مابین

الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ

معاملہ طے ہو چکا ہوتا اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔ اور غیب کے خزانے اسی

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

کے پاس ہیں اس کے سوا ان خزانوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خشکی اور تری کی سب چیزوں کو جانتا ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ

اور ایک پتہ بھی ایسا نہیں گرتا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور

الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ

کوئی تر اور خشک ایسا نہیں ہے جس کا ذکر کھلی کتاب میں نہ ہو اور وہ خدا

الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ

وہی ہے جو رات کو تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور دن میں جو کارروائی تم کر چکے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے۔ پھر

يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

تم کو اسی میں اٹھا بٹھاتا ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت پورا ہو پھر تمہاری بازگشت اسی کی حضور میں ہوگی پھر

ا ۔ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ 15
تفسیر صافی میں ہے کہ یہ فقرہ بتلاتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم ہوا کہ ان لوگوں کو ایسا صاف جواب دے دیں کہ اُن کی اس بات سے آس ٹوٹ جائے کہ وہ ہماری بات مان لیں گے اور یہ بھی اُن پر صاف کھل جائے کہ اُن کی ضلالت کی بناء کیا ہے یعنی یہ حقیقت میں وہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہیں نہ کسی ہدایت کے ساتھ ہی یہ تنقید بھی مقصود ہے کہ حق پر جو ہوگا وہ کسی حجت کا تابع ہوگا نہ کسی خواہش کا مقلد ۱۲۔

۲ ۔ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ۔
تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد عذاب ہے جس کی منکرین ہمیشہ جلدی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی یوں کہتے تھے فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے) ۱۲

۳ ۔ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ۔
کافی اور تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم اس آیت میں اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے۔ کہ اگر مجھ کو حکم ہوتا تو میں تم کو جتلا دیتا کہ تم اپنے دلوں میں یہ بات چھپائے ہوئے ہو کہ مجھے جلدی سے موت آجائے اور تم میرے بعد میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرو اور اس وقت تمہاری مثل اُس شخص کی مثل ہو جاوے گی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔
كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا الخ (ترجمہ کے لیے دیکھو صفحہ ۸ سطر ۔) اس سے مطلب یہ ہے کہ نور محمدی سے تمام زمین اسی طرح روشن ہو گئی جیسے سورج سے روشن ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی مثال سورج سے دی ہے اور علی مرتضیٰ کی چاند سے (باقی حواشی ۳ تا ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَ

جو (جو) کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے تم کو آگاہ کر دے گا۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر حفاظت

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

کرنے والے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے اس کا خاتمہ

رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ

کر دیتے ہیں اور وہ کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر وہ اللہ اپنے برحق مالک کی طرف پھیرے جائیں گے۔

أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝ قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن

خبردار ہو اختیار اسی کا ہے اور وہ سب سے تیز حساب لینے والا ہے۔ تم کہدو کہ خشکی اور تری کی اندھیریوں

ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا

سے تم کو نجات کون دیتا ہے جس سے تم رو رو کے اور چپکے چپکے دعا مانگتے ہو کہ اگر اس نے اس سے ہم کو

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا

بچالیا تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔ کہدو کہ اللہ تم کو ان (اندھیروں) سے اور

وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن

ہر رنج سے نجات دیتا ہے اور پھر تم اس کا شریک کرتے ہو کہدو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب

يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ

اوپر کی طرف سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا

يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انظُرْ كَيْفَ

تمہارے ایک گروہ کو دوسرے سے بھڑا دے اور تم میں سے ایک کی سختی کا مزہ دوسرے کو چکھا دے۔ غور کرو

نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۝ وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ

کہ ہم آیات کو کس طرح الٹ پلٹ کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ لیں۔ اور تمہاری قوم نے اس کو جھٹلایا حالانکہ

الْحَقُّ ۚ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ۝ لِّكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ ۚ وَ

وہ حق ہے۔ تم کہدو کہ میں تمہارا نگراں نہیں ہوں ہر چیز کا ایک وقت معین ہے اور آگے چل کر

سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا

تم بھی معلوم کر لوگے اور جب وقت تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں (بنظر استہزا و تکذیب)

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ

غور و خوض کرتے ہیں تو تم ان سے اعراض کر جاؤ جب تک کہ وہ دوسری بات میں غور نہ کرنے لگیں اور اگر شیطان

ع ۵/۷ ۱۳

ف وقف لازم ۱۳ ۔ قف ۔ صلے ۔ ح ۱ (لا) ۔ وقف لازم ۔ (ربع)

١ حَفَظَةً ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو تمہاری بھی حفاظت کرتے ہیں اور تمہارے اعمال کی بھی اور سرکش شیطانوں کو اور حشرات کو اور ہر قسم کی آفتوں کو تم سے ہٹاتے رہتے ہیں اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو وہ لکھتے رہتے ہیں۔ روایت میں وارد ہے کہ بندوں کے اعمال لکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر انھیں یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے اعمال لکھے جاتے ہیں اور ایک بڑے مجمع کے آگے پڑھے جائیں گے تو وہ بہت سی بدیوں سے باز رہیں گے۔ نیز جب بندہ اپنے آقا کی عطوفت و مہربانی پر بھروسہ کر لے تو پھر اس کی خدمت خوف سے نہیں ہوتی بلکہ بخوشی خاطر ہوتی ہے اس مضمون کی ایک حدیث جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی انشاء اللہ سورۂ انفطار کی تفسیر میں بیان کی جائیگی ۱۲

٢ اَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ تمام مخلوق کا حساب ایک پلک جھپکنے میں کرلے گا ۔ الاعتقادات میں ہے کہ خدا تعالیٰ اعمال کا حساب لینے کے موقع پر قیامت کے دن اولین و آخرین سے ایک ہی دفعہ خطاب فرمائے گا اور ایک ہی دفعہ میں ہر شخص اپنا قضیہ سن لے گا حالانکہ ہر شخص خیال کرتا ہوگا کہ اس وقت خطاب مجھ ہی سے ہو رہا ہے کسی دوسرے سے نہیں اور یہ خدا ہی کی شان ہے کہ ایک سے خطاب کرنا اس کو اس بات سے مشغول نہیں کر سکتا کہ دوسرے کی نہ سنے یا دوسرے سے خطاب نہ فرمائے پس دنیا میں جس کو گھڑی کہتے ہیں اس کے نصف حصہ میں اولین و آخرین کا حساب چکا دے گا ۱۲۔

٣ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا عذاب ہے جیسا کہ قوم لوط اور اصحاب فیل پر آسمان سے پتھر برسے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے دھواں اور سخت چیخ۔ قول مترجم کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ یہ سب عذاب اوپر کی ۴

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَمَا

تم کو بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو اور جو

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى

لوگ متقی ہیں ان کے ذمے ظالموں کے حساب کا کوئی جزو نہ ہوگا لیکن اتنا کہ یاد دلاتے رہیں

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ

تاکہ وہ باز رہیں اور ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا

دُنیا کی زندگانی نے ان کو دھوکا دیا ہے چھوڑ دو اور اسی قرآن کے ذریعہ نصیحت کرو کہ نفس اپنے

كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ

اعمال سے باز رہے کیوں کہ خدا کے سوا اس کا کوئی سفارشی اور حمایتی نہ ہوگا اور اگر وہ

تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا

کوئی فدیہ دینا چاہے گا تو اس سے قبول نہ کیا جائے گا وہ وہی تو ہیں جو اپنے کرتوت کے

بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

سبب سے ہلاک کئے گئے انہی کے لئے گرم پانی کا پینا ہے اور جن باتوں کا انکار کیا کرتے تھے انہی کے سبب سے

يَكْفُرُوْنَ ○ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

دردناک عذاب ہے۔ تم کہہ دو کیا ہم خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کریں کہ جو ہم کو نہ نفع پہنچائیں نہ نقصان

يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى

اور بعد اس کے کہ خدا ہم کو ہدایت کر چکا ہے مثل اس شخص کے پچھلے پاؤں پھر جائیں جس کو بھوتوں نے زمین

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ

میں راستہ بھلا کر حیران کر دیا ہو۔ کہ اس کے یار دوست سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہی رہیں کہ

يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

ادھر آؤ (ادھر آؤ) تم کہدو کہ اللہ کی ہدایت اصل ہدایت تو وہی ہے۔

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کو مان لیں اور حکم دیا گیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور

اتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ

اس سے ڈرو اور وہ وہی ہے جس کی حضور میں تم محشور کئے جاؤ گے اور وہ خدا وہی ہے جس نے

ل٥ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى۔ تفسیر صافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہم کیا کریں اگر مشرکین مذاق اڑانے کے وقت اُٹھ جائیں اور ان کو چھوڑ جائیں تو لازم ہے کہ نہ مسجد الحرام میں جا کر کبھی بیٹھ سکیں اور نہ بیت اللہ الحرام کا کبھی جا کر طواف کریں اُس وقت خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

ع ۱۰ ۱۴

الرُّبع

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ

آسمانوں کو اور زمین کو برحق پیدا کیا اور اس دن کو بھی جس دن فرمائے گا ہوا اور ہو جائے گا اس کا قول

الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

حق ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا اختیار اسی کا ہوگا غیب کا اور حضوری کا وہ عالم ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

اور وہ صاحب حکمت اور خبیر ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ (یعنی چچا) آزر

اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ

سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو میں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں اور اس طرح

نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ

ہم ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کی سلطنت دکھانے لگے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے

الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

ہو جائیں پھر جب رات اُن پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا (تو اپنی قوم سے) پوچھا

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

کیا میرا پروردگار یہی ہے پھر جب غروب ہوگیا تو فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں کو تو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتے

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

دیکھا دریافت کیا آیا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غروب ہوا فرمایا کہ اگر میرے پروردگار نے مجھے ہدایت نہ کی ہوتی تو

مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

میں بھی ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا پھر جب سورج کو نکلتے دیکھا دریافت کیا کہ آیا یہ میرا

رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا

پروردگار ہے کہ سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہوگیا تو فرمایا کہ اے میری قوم میں تو ان سب چیزوں سے جن

تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تم شریک (خدا) گردانتے ہو دور ہوں۔ میں تو سچے دل سے اور اطاعت گزاری کے لئے صرف اس کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں

حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ

جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں اور ان کی قوم نے ان سے جھگڑا کیا۔ فرمایا

اَتُحَاۗجُّوْۗنِّىْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ

کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ اسی نے مجھ کو راستہ بتایا ہے اور جن جن کو تم شریک کرتے ہو میں ان سے

---

۱؎ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ایسا ہی ہے جیسا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج سلطنت کس کی ہے صرف خدائے یکتا و زبردست کی) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ صور نور کا ایک نرسنگھا ہے جسے اسرافیل منہ میں لیے ہوئے ہیں اور جب حکم خدا ہوگا اُسے پھونک دیں گے ۱۲۔

۲؎ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ تفسیر برہان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عالم الغیب کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ اب تک ہو نہیں چکا ہے اُس کا جاننے والا ۱۲۔

۳؎ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ تفسیر مجمع البیان میں زجاج سے منقول ہے کہ علم الانساب کے جاننے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔ زجاج کا یہ قول شیعوں کے علماء کے اس قول کی تائید کرتا ہے کہ آزر یا ابراہیم علیہ السلام کا نانا تھا یا اُن کا چچا (زیادہ روایات چچا ہونے کی پائی جاتی ہیں) اس لیے کہ علماء شیعہ کے نزدیک یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جناب رسول خداؐ کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک سب کے سب توحید کے ماننے والے تھے ۱۲۔

۴؎ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے تمام زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے سب کھل گیا تھا اسی طرح آسمان اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جتنے فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش اور عرش پر جو مخلوق خدا ہے یہ سب نمایاں ہو گیا تھا اور بعینہ یہی حالت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرات ائمۂ ہدیٰ کو پیش آئی تھی۔ (کیفیت ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ کیجیے) ۱۲ (باقی حواشی ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْــــًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ

نہیں ڈرتا مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی خود کچھ چاہے میرے پروردگار کا علم ہر چیز سے زیادہ ہے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ

کیا تم اتنا نہیں سمجھتے۔ اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک گردانتے ہو میں ان سے کیوں ڈروں۔

اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ

حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو باوجودیکہ اس نے اس کی کوئی دلیل تم پر

الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نازل نہیں کی۔ پھر اگر تم علم رکھتے ہو تو سوچو کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ بے خوف رہنے کا مستحق ہے۔ جو ایمان لائے

وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ

اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملا دیا امن و اطمینان ان ہی کے لئے ہے اور وہی

مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر (غلبہ پانے کے لئے) عطا کی تھی۔ ہم

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

جسے چاہتے ہیں بہت سے درجے بلند کر دیتے ہیں بیشک تمہارا رب صاحب حکمت و علم ہے اور ہم نے ان کو اسحٰق اور

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

یعقوب عطا کئے ہر ایک کو اپنا راستہ دکھایا اور نوح کو پہلے ہی راستہ دکھایا تھا اور اُن کی

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰي وَ

اولاد میں سے داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو

هٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ

(راہ دکھائی) اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریاؑ کو اور یحییٰ کو اور

عِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

عیسیٰؑ کو اور الیاسؑ کو (راہ دکھائی) ان میں سے ہر ایک صلحاء میں سے تھا اور اسمٰعیلؑ کو اور الیسع کو اور

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ

یونسؑ اور لوطؑ کو (راہ دکھائی) اور ہر ایک کو تمام عالموں پر فضیلت دی اور ان کے باپ داداؤں میں

وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

سے اور ان کی اولادوں سے اور ان کے بھائیوں میں سے (جن کو مناسب جانا) ہم نے منتخب کرلیا اور راہ راست کی

وقف لازم

ع ۹ ۱۲ ۱۵

۳؎ وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ تفسیر مجمع البیان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت لوگوں کو بہت ہی گراں گزری اور اُنھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہے فرمایا کہ یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھے ہو بلکہ اس کا مطلب ہے شرک کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا کا ایک نیک بندہ (حضرت لقمان) کہتا ہے (جس کے قول کو خداتعالیٰ نقل فرماتا ہے) يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (یعنی اے میرے پیارے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ کرو بیشک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے) تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے یہ آیت پڑھ کر دریافت کیا کہ آیا زنا بھی اس ظلم میں داخل ہے فرمایا کہ میں اُس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں مگر اس آیت میں جو ظلم کے معنی ہیں اس میں زنا داخل نہیں۔ لیکن وہ ایک گناہ ہے جس سے بندہ جس وقت توبہ کرے خداتعالیٰ اُس کو قبول فرماتا ہے کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کے معنی یہ منقول ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ولایت علیؑ اور اولاد علیؑ کی نسبت جو حکم پہنچایا اُس پر ایمان لائے اور اُس کو ابوبکر و عمر کی دوستی کے ساتھ مخلوط نہ کیا ۱۲۔

۴؎ وَعِيْسٰى۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریمؑ کا نسب قرآن مجید میں ماں کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام سے ملا دیا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۔۔۔ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۲۔

مُسْتَقِيمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

ہدایت کر دی    یہ اللہ کا راستہ دکھانا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا راستہ دکھا دے۔

عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

اور اگر انھوں نے شرک کیا ہوتا تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے سب اکارت جاتا    وہ وہی ہیں جن

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا

کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی    پھر اگر یہ انکار ان چیزوں کا انکار

هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

کریں تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ ہم نے تو یہ ان لوگوں کے سپرد کی ہیں جو ان کے منکر نہیں ہیں    وہ وہی تو ہیں

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

جن کو اللہ نے راستہ دکھلایا ہے پس اے رسول تم ان ہی کے راستے پر چلو، کہدو کہ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں

۱۰ ع ۸ ۱۶ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

مانگتا۔ یہ تو اور کچھ نہیں ہے مگر کل عالموں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کی ایسی قدر نہیں

قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

کی جیسا کہ حق قدر کرنے کا ہے جس وقت انھوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے تو کسی آدمی پر کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم دریافت

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ

کرو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے کس نے نازل کی تھی جو کل آدمیوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جس کو

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ

تم نے ورق ورق کر رکھا ہے جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت سے کو چھپاتے ہو اور تم کو وہ کچھ سکھایا گیا

تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ

ہے جس کو تم اور تمہارے باپ دادا جانتے بھی نہ تھے کہہ دو کہ وہ اللہ ہی ہے پھر ان کو چھوڑ دو کہ وہ اپنے بیہودہ

يَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ

خیالات میں پڑے کھیلتے رہیں اور یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی

يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

تصدیق کرتی ہے تاکہ تم مکہ والوں کو اور اس کے حوالی کے رہنے والوں کو ڈراؤ اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ وَمَنْ

اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں    وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں    اور اس سے

لہ فبھدٰ ہم اقتدہ - مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین دانا کے لیے پیروی کرنے سے محفوظ تر کوئی راستہ نہیں ہے اس لیے کہ اس کی راہ کھلی ہے اور منزل مقصود صحیح ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ اپنے افضل مخلوق محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (وہ نبی وہی تو ہیں جن کو اللہ نے راستہ دکھلایا ہے پس اے رسول تم انہی کے راستہ پر چلو) پس اگر دین خدا کے لیے کوئی اور مسلک اقتدا سے بہتر ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو اسی کے اختیار کی تاکید فرماتا تفسیر قمی میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ سب سے بہتر ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور نہج البلاغہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے نبی کی ہدایت کی پیروی کرو کہ وہ سب ہدایتوں سے افضل ہے ۱۲۔

ٹلہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ - تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور نہ اس کی ایسی عظمت کی جیسی کہ اس کی عظمت کرنے کا حق ہے اور نہ اس کا وہ وصف بیان کیا جس کا وہ اپنے بندوں پر لطف اور رحم کرنے کے سبب سے اہل ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس کا وصف کیونکر بیان کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ پس جس قدر بھی اس کا وصف بیان کیا جائے گا اس سے وہ اعظم ثابت ہوگا اس مضمون کی ایک حدیث انشاء اللہ سورہ زمر کی تفسیر میں بھی بیان کی جائے گی ۱۲۔

(باقی حواشی ۳ تا ۶ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ

زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ کہدے کہ مجھ پر (بھی) وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کوئی

اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى

وحی نہیں کی گئی اور جو یہ کہہ دے کہ میں بھی ایسا ہی کلام نازل کردوں گا جیسا کہ اللہ نے نازل کیا ہے اور کاش

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ

تم دیکھتے جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے (کہتے) ہوں کہ اپنی

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

جانیں حوالے کردو آج تم ذلت کے عذاب سے سزایاب ہوگے بوجہ اس کے کہ تم خدا کے

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

برخلاف ناحق باتیں بنایا کرتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے اکڑا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا

اور تم ہمارے پاس ایک ایک کرکے آئے جیسا کہ ہم نے پہلی دفعہ تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو

خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ

دیا تھا وہ تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے

زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

جن کی نسبت تم کو گمان تھا کہ وہ بھی تمہاری خلقت میں ہمارے شریک ہیں تمہارے اور ان کے مابین یقیناً

عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ

جدائی ہوگئی اور جس چیز کا تم کو بھروسہ تھا وہی تم سے جاتی رہی بے شک خدا دانہ کا اور گٹھلی کا شگافتہ کرنے والا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ

مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالنے والا ہے وہی اللہ

اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

ہے پھر تم کدھر کو بہکے جاتے ہو۔ وہ صبح کا نور پھیلانے والا ہے اور رات کو اس نے سکون قرار دیا ہے

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اور چاند اور سورج کو حساب یہ زبردست صاحبِ علم کا مقرر کیا ہوا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

اور وہ وہی ہے جس نے ستاروں کو تمہارے لئے مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور تری

ع ۱۷

۱؎ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص منجانب اللہ امام نہ ہو اور پھر امامت کا ادعا کرے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے ۱۲۔

۲؎ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ الخرائج میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت فاطمہؓ بنت اسد کے سامنے پڑھی تو اُنھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ فُرَادٰی سے کیا مطلب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا برہنہ تو اُنھوں نے عرض کی کہ ہائے خرابی میری خدا کی حضور میں برہنہ محشور ہونا ہوگا پھر اُنھوں نے خدا تعالےٰ سے عرض کی کہ ان کو اُن کے کفن کے ساتھ محشور فرمائے یہ دعا قبول ہوگئی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنی اموات کو کفن اچھا دو کیونکہ تم اپنے اپنے کفنوں میں مبعوث کیے جاؤ گے ۱۲۔

۳؎ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت پروردگار عالم نے آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا مقصد کیا تو جبرائیل امین کو روز جمعہ کی پہلی ساعت میں بھیجا تو اُنھوں نے دائیں ہاتھ سے ایک مشت خاک اس طرح سے اٹھائی کہ ساتویں آسمان سے پہلے آسمان تک ہر آسمان کی مٹی اُن کے ہاتھ میں آگئی اور دوسری مُشت خاک اُوپر کی زمین سے لے کے نیچے کی زمین تک کے ہر طبقہ سے اٹھائی پھر حکم خدا سے اُن دونوں کو ملا دیا پس اس طرح اُس طینت کے دو حصے ہوگئے

(باقی حواشی ۳ تا ۔ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے)

وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْٓ

کی اندھیریوں میں راہ پاؤ یقیناً جاننے والے لوگوں کے لئے ہم نے کھول کر آیتیں بیان کر دیں اور وہ وہی ہے

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ

جس نے تم کو ایک ذات سے پیدا کیا پھر قرار کی جگہ ہے اور سپردگی کا مقام بے شک

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ

سمجھنے والوں کے لئے ہم نے آیتیں کھول کر بیان کر دیں اور وہ وہی ہے جس نے آسمان سے

السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

پانی اتارا جس کے ذریعہ سے ہم نے ہر قسم کی روئیدگی پیدا کی پھر اس سے ہم نے ہری ٹہنیاں نکالیں

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ

جن میں سے ہم جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور درخت خرما کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے (نکلتے

دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ

ہیں) اور انگور کے باغ اور زیتون و انار (ہم پیدا کرتے ہیں کہ ان میں سے) ملتے جلتے بھی ہیں

غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

اور بے میل بھی اس کے پھل کی طرف جب کہ وہ پھل لائے اور اس کی پختگی کی طرف تو نظر بھر کے دیکھو،

ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَ

بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں نشانیاں موجود ہیں اور انھوں نے تو اللہ کا شریک جنوں کو بنا لیا حالانکہ

خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

ان کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کے بغیر جانے بوجھے بیٹے اور بیٹیاں ٹھہرا دیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں اس

عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

سے اس کی ذات منزہ اور برتر ہے۔ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہوگا؟

ع ۱۲ ۶ ۱۸

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

حالانکہ اس کے کوئی جورو نہیں ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا

عَلِيْمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

ہے۔ وہی اللہ تو تمہارا پروردگار ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

پس اسی کی تم عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا محافظ ہے نظریں اس کو نہیں پاتیں

**له فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ** تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ ابو بصیر نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضرت نے دریافت کیا کہ جس شہر میں تم رہتے ہو اس شہر کے رہنے والے کیا کہتے ہیں انھوں نے عرض کیا یہ کہتے ہیں کہ نطفہ نے جب رحم میں قرار لیا تب مستقر ہو گیا اور جب تک صلب میں تھا اس وقت تک مستودع تھا۔ فرمایا جھوٹے ہیں مستقر سے مراد وہ شخص ہے جس کے قلب میں خدا تعالیٰ نے ایمان کو اس طرح مستقل طور پر قرار فرما دیا کہ پھر اس سے کبھی علیحدہ نہ ہو۔ اور مستودع سے مراد وہ شخص ہے کہ ایمان اس کو کچھ عرصہ کے لیے سپرد کیا گیا اور پھر اس سے چھین لیا گیا۔ چنانچہ زبیر ابن العوام ایسے ہی لوگوں میں سے تھا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں زبیر کی نسبت لکھا ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے انتقال فرمایا اس وقت زبیر ایمان کی روشنی میں اپنی تلوار لے کر چلا آیا اور اس نے صاف یہ کہہ دیا کہ ہم علیؑ کے سوا کسی کی بیعت نہیں کریں گے (اور وہی زبیر تھا کہ خود جناب امیر المومنین علیہ السلام کے زمانے میں تلوار کھینچ کر آمادۂ پیکار ہوا) کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو نبوت پر پیدا کیا ہے۔ پس وہ سوائے نبیؑ کے اور کچھ نہیں ہو سکتے اور مومنین کو ایمان پر پیدا کیا ہے کہ سوائے مومنین کے اور کچھ نہ ہوں گے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو ایمان عاریتہً دیا ہے پھر اگر چاہے گا تو اس کی تکمیل ان پر کر دے گا اور اگر چاہے گا تو ان سے سلب کر لے گا۔ پس آیت فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ کا حکم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جاری ہے اور یہ بھی فرمایا کہ فلاں شخص کو ایمان سپرد کر دیا گیا تھا جب اس نے ہمارا نام لے کر جھوٹ بولا تو اس کا ایمان سلب کر لیا گیا۔ (باقی حواشی اتمام ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)۔

وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ قَدْ جَاءَكُمْ

حالانکہ وہ بینائیوں کو محسوس کرتا ہے اور وہ باریک بین و خبردار ہے ۔ بے شک تمہارے پروردگار

بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ

کے پاس سے تمہارے پاس دلیلیں آچکیں اب جو بچھے نفع اس کی ذات کے لئے ہے اور جو آنکھیں بند کرلے ضرر اس کے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

لئے ہے اور میں تمہارا کچھ اس معاملہ میں نگراں نہیں ہوں اور ہم آیتوں کو اسی طرح الٹ پلٹ کرتے ہیں اور اس لئے کہ

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ

وہ یہ نہ کہدیں کہ تم نے کہیں تعلیم پائی ہے اور اس لئے کہ ہم کھول کر بیان کردیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ جو وحی

مِنْ رَبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَوْ

تمہارے رب کی طرف سے تم کو کی گئی ہے اس کی پیروی کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مشرکوں سے الگ رہو۔ اور

شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَا

اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ شرک ہی نہ کرتے اور ہم نے تم کو ان کا نگہبان نہیں بنایا ہے اور نہ تم

أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

ان کے ذمہ دار ہو اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا

اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ

نہ کہو کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بے ادبی سے اللہ کو برا کہیں گے ۔ اسی طرح سے ہم نے ہر ایک گروہ کے لئے اس

عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

کے عمل کو زینت دی ہے۔ پھر ان کی بازگشت ان کے رب کی طرف ہے پھر وہ جو کچھ عمل کرتے تھے اس سے ان کو آگاہ کردیگا

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَيُؤْمِنُنَّ

اور انھوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی آیت ان کے پاس آئے گی تو وہ ضرور اس پر ایمان

بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ

لائیں گے تم کہدو کہ آیات تو صرف خدا کے اختیار میں ہیں اور تم کیا جانتے ہو کہ یہ معجزہ دیکھ کر بھی

لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ

ایمان نہ لائیں گے اور ہم اُن کے دلوں کو اور اُن کی آنکھوں کو الٹ دیں گے گویا کہ وہ اول

يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ ع

مرتبہ (ہی) ایمان نہ لائے تھے اور اُن کو ان ہی کی سرکشی میں چھوڑدیں گے کہ وہ سرگرداں رہیں۔

۱ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الابصار سے مراد ہے احاطۂ وہم وخیال کیا تم خدا کے اس قول کو نہیں دیکھتے کہ آگے فرماتا ہے قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ کہ اس میں آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے آگے فرماتا ہے وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ظاہر بظاہر اس میں آنکھوں کا اندھاپن مراد نہیں ہے بلکہ یہاں سب جگہ بصیرتِ قلب یعنی وہم وخیال وگمان مراد ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو شعر کے سمجھ لینے میں بڑی بصیرت ہے اور فلاں شخص علم فقہ میں بصیرت کامل رکھتا ہے اور فلاں شخص کو روپیہ کے پرکھنے میں اور فلاں شخص کو کپڑے کے جانچنے میں بصیرت تامہ حاصل ہے اور یہ تو موٹی سی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت ایسی نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھا جاسکے تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگ ان حضرتؑ کی حضور میں خدا کے دیدار کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے اور ان حضرتؑ سے بھی سوال کر بیٹھے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے خدا کی صفات اس شان سے بیان کیں جس طرح سے کہ اس نے خود اپنی ذات کو نہیں بیان کیا تو اس نے خدا پر سے بڑا بہتان باندھا اس لیے کہ خدا فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اور اس میں ابصار سے مراد بظاہری آنکھیں نہیں ہیں بلکہ دل کی آنکھیں ہیں یعنی خیال اور گمان اور وہم اور مطلب اس کا یہ ہے کہ وہم وگمان بھی اس کو نہیں پاسکتے کہ وہ کیسا ہے ۱۲۔ (باقی حواشی ۲ تا ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

۱۳ ع ۱۰ ۱۹

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ

اور اگر کبھی ہم واقعی ان پر فرشتوں کو نازل کر دیتے اور مُردے ان سے باتیں کرتے اور

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ

ہر شئے کو ہم ان کے ساتھ محشور کر لیتے تب (بھی) وہ ایمان نہ لاتے سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اللہ ہی کو منظور ہوتا ولیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ

ہر نبی کے دشمن انس و جن سے قرار دیے جو بناوٹی باتیں

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا

دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے کان میں پھونکتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا

فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ

تو وہ ایسا نہ کرتے اب تم ان کو اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے ہیں اُن کو چھوڑ دو۔ اور اس لئے کہ اُن کے دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اُس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس لئے کہ وہ اس بات کو پسند (بھی) کر لیں اور

هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ

اس لئے بھی کہ یہ (بھی) وہ کام کرنے لگیں جو کچھ وہ کرنے والے ہیں۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو حکم بناؤں حالانکہ وہ وہی ہے

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل کی۔ اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے پس تم ہرگز شک کرنے والوں

الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا

میں سے مت ہونا۔ اور تمہارے رب کا کلمہ از رُوئے صدق و عدل پُورا ہو گیا اُس کے

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ

کلموں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور اگر تم ان لوگوں میں سے

مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

جو زمین میں ہیں اکثر ان کا کہنا مان لوگے تو وہ تم کو راہِ خدا سے بھٹکا دیں گے۔ وہ گمان ہی گمان کی پیروی کرتے ہیں

ع ١٤ ٧ ١٠

سلہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا تفسیر صافی میں ہے کہ اس بات کا مطلب کہ ہم نے تمہارے لیے بھی ایسے دشمن قرار دئیے ہیں جیسے تم سے پہلے ہر نبی کے لئے قرار دئیے تھے کہ خود تمہارے اور تمہاری امت کے امتحان کے لیے اور ان دشمنوں کے لئے آزادی دے دی ہے۔ اور تمہاری معرفت حق و باطل سب کو سمجھا دیا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ نے ایک نبی بھی ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی امت میں دو شیطان نہ ہوں کہ اُس کے زمانہ میں تو وہ اس کو ایذا دیتے رہے اور بعد اس کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے پس نوح علیہ السلام کے ایسے دو صحابی قفطیفوس اور خرام تھے اور ابراہیم علیہ السلام کے مکتل اور رزام تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے سامری اور مرعقیبا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بولیس اور مریتون اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبتر اور زُریق (روایت میں وارد ہے کہ زریق مصغر ازرق کا ہے جس کے معنی نیلی آنکھ والا۔ اور حبتر بروزن ثعلب بمعنی لومڑی۔ امام علیہ السلام نے ایک کو بوجہ اُس کی نیلی آنکھوں کے کنایۃً زُریق فرمایا اور دوسرے کو بوجہ اس کی بے انتہا مکاریوں اور چالاکیوں کے لومڑی سے تشبیہ دی ہے") سلہ شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں یہ فقرہ وارد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص کو خدا تعالےٰ نے صفات برحق کا اہل نہیں بنایا وہی شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ میں سے ہے۔ الخصال میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کل آدمی تین قسم کے ہیں کہ ان میں سے ایک حصّہ تو اُس دن جس دن عرش الٰہی کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا عرش خدا کے سایہ میں جگہ پائے گا اور دوسرا حساب بھی دے گا اور عذاب بھی بھگتے گا۔ اب رہا تیسرا۔ اس کی صورت تو آدمیوں کی سی صورت ہے۔ اور سیرت شیطان کی سی سیرت" (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اور وہ جو بات کہتے ہیں اٹکل پچو کہتے ہیں۔ یقیناً تمہارا رب ان لوگوں کو خوب جانتا ہے

مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَكُلُوا

جو اس کی راہ سے بھٹکتے ہیں۔ اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں سے (بھی) خوب واقف ہے۔ پس

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا

اللہ کا نام جس (ذبیحہ) پر لیا گیا ہے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کی نشانیوں پر ایمان رکھنے والے ہو۔ اور

لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جن (ذبیحوں) پر اللہ کا نام لیا گیا ہے ان میں سے نہیں کھاتے حالانکہ

لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا

جن چیزوں کو اس نے تم پر حرام کیا ہے انہیں کھول کر بیان کر دیا ہے سوائے اس کے کہ جس چیز کے لئے تم مضطر ہو جاؤ اور بیشک بہت سے

لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اپنی خواہشوں کی پیروی کر کے بغیر جانے بوجھے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بیشک تمہارا پروردگار

بِالْمُعْتَدِينَ ۝ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

زیادتی کرنے والوں سے خوب آگاہ ہے۔ گناہ کے ظاہر و باطن (دونوں) کو چھوڑ دو۔ بیشک جو

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا

گناہ کئے چلے جاتے ہیں عنقریب وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے اور

تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَ

اللہ کا جس (ذبیحہ) پر نام نہیں لیا گیا ہے اس میں سے مت کھاؤ اور یہ بیشک نافرمانی ہے اور

إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ

شیاطین اپنے دوستوں کے کانوں میں پھونکتے پھرتے ہیں تاکہ وہ تم سے لڑیں۔ اور اگر

أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝ أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

تم ان کی بات مان لوگے تو بیشک تم (بھی) مشرک ہو جاؤ گے۔ کیا وہ جو مردہ تھا جس کو

فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ

ہم نے زندہ کیا اور ہم نے اس کو نور دیا کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں میں چلے پھرے

مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ

مثل اس شخص کے ہے جو اندھیریوں میں ہو اور ان سے نہ نکل سکے۔ اسی طرح

۱؎ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ حکم اُن گمراہوں کی پیروی کو اظہار برائت میں جو خود بخود حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیا کرتے ہیں اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ جسے تم نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے اُسے تو کھا جاتے ہو اور جسے تمہارے پروردگار نے مارا ہے اُسے نہیں کھاتے پس انہی کے جواب کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ ذبح کے وقت جس پر خدا کا نام لیا گیا ہے اُسے تو کھاؤ اور جس کے ذبیحے پر خدا کا نام نہ لیا ہو یا اور اسباب سے مر گیا ہو اسے مت کھاؤ۔ ۲؎ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس شرط لگانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے احکام پر ایمان لانے کا مقتضا یہ ہے کہ جن چیزوں کو اُس نے حلال قرار دیا ہے ان کو مباح جانیں اور جن چیزوں کو خدا نے حرام بتایا ہے ان چیزوں سے اجتناب کریں۔ ۳؎ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ تفسیر قمی میں ہے کہ ظَاهِرَ الْإِثْمِ سے مراد ہیں عام گناہ اور نافرمانیاں اور بَاطِنَهُ سے مراد ہے شرک اور (اصول دین کے متعلق) دل کے شکوک۔ ۴؎ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ الفقیہ والتہذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک مجوسی نے بسم اللہ کہہ کے ذبح کیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا کہ اس ذبیحہ کو کھاؤ پھر سوال کیا گیا کہ ایک مسلمان نے ذبح کیا اور اللہ کا نام نہیں لیا فرمایا اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ اس لئے کہ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ یعنی جس ذبیحہ پر خدا کا نام لیا گیا ہے اس میں سے کھاؤ اور پھر فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ اور جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اس میں سے نہ کھاؤ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل کتاب کے ذبیحوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا جب اللہ کا نام اُن پر لیا گیا ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن میں اہل کتاب میں سے صرف ان لوگوں کے ذبیحوں کے متعلق کچھ حرج نہیں سمجھتا جو موسیٰ اور عیسیٰ پر قائم ہوں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک جانور ذبح کیا۔ اور

ع ۱۴ / ۱۱

[illegible]

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

کافروں کے اعمال زینت دیے گئے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے ہر (ہر) گاؤں میں

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

اس کے بڑے (بڑے) مجرموں کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ اس میں چالیں چلیں۔ حالانکہ جو چالیں وہ چلتے ہیں اپنی ہی ذات کی خرابی کیلئے

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى

(چلتے ہیں) اور شعور نہیں رکھتے۔ اور جس وقت ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ

نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ڼ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

ہم کو ویسا کچھ نہ دیا جائے جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ اللہ اس محل سے خوب واقف ہے جہاں

رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اپنی رسالت کو مقرر فرمائے۔ عنقریب جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو خدا کی طرف سے ذلت پہنچے گی اور

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ

بوجہ اس کے کہ وہ مکر کیا کرتے تھے ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ پس جس کی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ

يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ

اسے ہدایت کرے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اس سے توفیق ہدایت سلب کرلے تو

صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ

اس کے سینے کو تنگ اور ٹھوس کر دیتا ہے گویا وہ آسمان کو چڑھا چلا جاتا ہے اسی طرح ان لوگوں پر

اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

جو ایمان نہیں رکھتے ہیں اللہ خباثت کو سوار کر دیتا ہے۔ اور یہ تمہارے رب کا راستہ

مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ لَهُمْ دَارُ

سیدھا ہے۔ نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے ہم احکام کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان کے

السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَيَوْمَ

رب کے پاس ان کے لئے سلامتی کا مکان موجود ہے اور جو عمل وہ کرتے ہیں ان کے بارے میں وہ ان کا حامی کار ہے۔ اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

ان سب کو جمع کرے گا (پھر وہ یہ کہے گا) کہ اے گروہ جنات تم آدمیوں سے زیادہ بڑھ گئے تھے

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰۗؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

اور آدمیوں میں سے (جو) ان کے طرفدار (ہیں وہ) عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں بعض نے

۱۵ لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ تفسیر صافی میں ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ ہم شرف میں اولاد عبد مناف کے مد مقابل بنے یہاں تک کہ جب ہم دو گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کی مانند ہو گئے تو اولاد عبد مناف نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں نبی ہے جس کے پاس وحی آتی ہے واللہ ہم نہ اس بات پر کبھی راضی ہونگے اور نہ اس نبی کا کبھی اتباع کریں گے جب تک کہ خود ہمارے پاس ویسی ہی وحی نہ آئے جیسی اس کے پاس آتی ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اسی معنی کی دوسری آیت سورۂ مدثر میں ہے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلا ہوا صحیفہ دیا جاتا) ۱۶ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی ہے جو اپنے لئے کتاب اور نبوت کے خواستگار تھے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ نبوت حسب نسب اور مال پر موقوف نہیں ہے بلکہ وہ فضائل نفسانی پر موقوف ہے پس ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مخصوص اور مختص فرما دیتا ہے اور اپنی رسالت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے کہ جس میں اس امر کی صلاحیت پاتا ہے اور وہی اس مقام سے زیادہ آگاہ ہے جہاں رسالت مقرر فرماتا ہے ۱۷ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ تفسیر صافی میں ہے کہ شرح صدر یا سینہ کا کھولنا اس امر کا اشارہ ہے کہ دل کو حق کے قبول کرنے کے لئے مہیا کر دے اور جو چیزیں قبول حق سے روکنے والی ہیں ان سے قلب کو صاف کر دے تفسیر مجمع البیان میں بروایت صحیح وارد ہے کہ کسی نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے شرح صدر کی بابت پوچھا کہ وہ کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے

جو خدائے تعالیٰ مومن کے قلب میں ڈال دیتا ہے اور اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ راوی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت ہے کہ جس سے وہ پہچان لیا جائے۔ فرمایا ہاں دارالبقاء کی طرف متوجہ ہونا۔ اس دار فریب سے دل برداشتہ رہنا اور موت سے پہلے موت کے لئے تیار رہنا ۱ ــــ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ

بعض کے ذریعے سے نفع پایا اور ہم اس مدت کو پہنچ گئے جو تونے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی - خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ جہنم تمہارا

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ

ٹھکانا ہے اسی میں تم ہمیشہ رہو گے سوائے اس کے کہ جو خدا کو منظور ہو - بیشک تمہارا پروردگار صاحب حکمت و علم ہے - اور

كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ع ١٥ ع ٨ ٢

اِسی طرح سے ہم بعض ظالموں کو بوجہ ان کے افعال کے بعض ظالموں کے سپرد کر دیا کرتے ہیں -

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے گروہ جن و انسان کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا

تم کو میری آیتیں سناتے اور آج کے دن جو (مصیبت) تم کو پیش آنے والی ہے اس سے ڈراتے - وہ کہیں گے کہ

عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى

ہم اپنی ذات کے برخلاف گواہی دیتے ہیں حالانکہ زندگانی دنیا نے اُن کو دھوکا دیا تھا اور وہ

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ

اپنی ذات کے برخلاف اپنے کافر ہونے کی گواہی دیں گے - (یہ رسولوں کا بھیجنا) اس لئے ہے کہ تمہارا رب

مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

بستیوں کو ناحق برباد نہیں کرتا جس حال میں کہ اُن کے باشندے (احکام سے) بے خبر ہوں - اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اسی کے بموجب

مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ

جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے تمہارا پروردگار بے خبر نہیں ہے - اور تمہارا پروردگار

الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ

بے نیاز (اور) صاحب رحمت ہے - اگر وہ چاہے تم کو دور کر دے اور بعد تمہارے جن کو چاہے قائم مقام کر دے

بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ

جیساکہ دوسرے لوگوں کی اولاد سے تمکو پیدا کر دیا - بیشک

مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ

جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو - تم کہدو کہ اے میری قوم

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

اپنی جگہ (جو جی چاہے وہ) کرتے رہو میں (بھی) (اپنی جگہ) عمل کرتا رہوں گا - آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا کہ

ف۱ اِسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمیوں نے تو شیاطین سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ انہوں نے ان میں شہوتیں اور خواہشیں پیدا کیں اور ان کے پورا کرنے کے طریقے بھی تعلیم کر دیے اور شیاطین نے آدمیوں سے یہ نفع اٹھایا کہ ان کو اپنا مطیع بنا لیا اور ان سے اپنا مقصد حاصل کیا ۱۲ ف۲ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ظالم سے انتقام ہمیشہ ظالم ہی کے ذریعہ سے لیا ہے اور خدا کے قول سے یہ ثابت ہے ۱۲ ف۳ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ایک شامی نے جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آیا خدا نے جنات میں بھی کوئی نبی بھیجا فرمایا کہ ہاں ایک نبی بھیجا تھا جس کا نام یوسف تھا اس نبی نے ان کو حکم خدا سنایا اور ان لوگوں نے اُسے قتل کر دیا - امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو خدا نے جنوں کے لئے بھی نبی بنا کے بھیجا ہے اور آدمیوں کے لئے بھی ۱۲

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ○ وَجَعَلُوا

آخرت کا گھر کس کے ہاتھ رہے گا۔ بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔ اور (ان کافروں نے)

لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا

خدا کی پیدا کی ہوئی زراعت اور مویشی میں خدا کا حصہ مقرر کیا اور یہ کہدیا کہ یہ تو

لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا

ہمارے گمان کے بموجب خدا کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شرکا کا ہے۔ اور جو ہمارے شریکوں کا ہے وہ تو

يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ

اللہ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے وہ ہمارے شریکوں کو پہنچتا ہے۔

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

(یہ) کیسے بیہودہ حکم لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح بہت سے مشرکین کی نظر میں ان کے شریکوں نے

قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ

ان کی اپنی اولاد کے قتل کو موزون کر دکھایا ہے تاکہ ان کو ہلاک کریں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کردیں

دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ○ وَ

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس تم ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑ دو۔ اور

قَالُوا هٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ

انھوں نے اپنے گمان کے بموجب یہ کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی اچھوتی ہے اس کو کوئی نہیں کھا سکتا لیکن جس کو

نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ

ہم چاہیں اور کچھ وہ چوپائے ہیں جن پر ذبح کرنے کے وقت خدا کا نام نہیں لیتے

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا

یہ (مجموعہ احکام) خدا پر بہتان ہے عنقریب وہ اُن کو اِس

يَفْتَرُونَ ○ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا

بہتان باندھنے کی سزا دے گا۔ اور انھوں نے یہ (بھی) کہدیا کہ ان مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں ہی کے لئے ہے

وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ

اور ہماری ازواج پر حرام ہے۔ اور اگر وہ مردار ہو جائے تو اس میں سب

شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ قَدْ خَسِرَ

شریک ہیں۔ عنقریب ان کے اس بیان کی سزا دے گا۔ بیشک وہ صاحب حکمت وعلم ہے۔ یقیناً ان لوگوں نے نقصان اٹھایا

٥١ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ روایت میں وارد ہے کہ مشرکین عرب اپنی زراعت اور مویشی کی پیداوار سے ایک حصہ تو خدا کے نام کا مقرر کرتے تھے اور اُسے مہمانوں کے لئے اور مسکینوں کے لئے صرف کرتے تھے اور ایک حصہ اپنے دیوتاؤں کے نام کا نکالتے تھے اور وہ اُنکے پجاریوں کو دیتے تھے اور اُن کے استھانوں پر ذبح کرتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ خدا کے نام پر جو مقرر کیا ہے وہ اچھا ہے تو بتوں کے نام کا جو برا ہوتا تھا اس سے بدل لیتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ جو بتوں کے نام ہے وہ اچھا ہے تو گو اللہ کے نام والا برا بھی ہوتا دیوتاؤں کی محبت کی وجہ سے بتوں کے حصہ سے کبھی نہ بدلتے اور اسے یونہی رہنے دیتے اور وجہ یہ بیان کرتے کہ اللہ تو غنی ہے اُسے کیا پروا ہے تفسیر مجمع البیان میں ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے روایت ہے کہ اگر دیوتاؤں کا حصہ اللہ کے حصے میں مل جاتا تو وہ سب دیوتاؤں ہی کی طرف اٹھا دیتے اور اگر خدا کا حصہ دیوتاؤں کے حصے میں مل جاتا تو پھر اللہ کے نام پر کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے اور اگر پانی ان جانوروں کی طرف سے جو خدا کے نام پر ہوتے ان کی طرف بہ کے آتا جو بتوں کے نام کے تھے تو اُسے نہ روکتے اور جو اُن کی طرف سے جو بتوں کے نام کے ہوتے اُدھر بہ کے آتا جو خدا کے نام کے ہوتے تو اُسے روک دیتے اور یہ کہدیتے کہ اللہ تو غنی ہے ١٢ ٥٢ شُرَكَاؤُهُمْ اس سے مراد شیاطین ہیں یا بتوں کے پجاری ١٢ ٥٣ هٰذِهِ یہ اشارہ اس حصے کی طرف ہے جو وہ زراعتوں اور جانوروں سے بتوں کے نام نکالتے تھے ٥٤ حِجْرٌ اس کے معنی ہیں ممنوع و حرام ١٢

٥٥ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا ان سے مراد بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ اور حام ہیں (جن کا ذکر سورۂ مائدہ میں آچکا) ١٢ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ

جنہوں نے نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے اپنی اولاد کو قتل کر دیا اور جو کچھ اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا

اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

اللہ ہی پر بہتان باندھ کر حرام کر دیا۔ بیشک وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یافتہ نہ رہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَ

اور وہ خدا وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے ہیں اور ان میں بیلیں چڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور زمین میں پڑی ہوئی اور

النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

درخت خرما اور کھیتیاں جن کے پھل طرح بطرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (صورت میں) ہمشکل (بھی)

وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ

ہوتے ہیں اور بے میل (بھی) جب ان میں پھل آ جائے تو ان کے پھل کھاؤ اور کاٹنے کے دن اس کا مقرر حصہ

حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَمِنَ

دے دو۔ اور فضول خرچی نہ کرو۔ کہ خدائے تعالٰے فضول خرچ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور

الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا

چوپایوں میں سے تمہارے لئے لادنے کے قابل (بھی) پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے بھی جو کچھ اللہ نے تم کو عنایت کیا ہے

تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

اس میں سے کھاؤ پیو اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ

(اللہ نے کھانے کے لئے) آٹھ نر و مادہ (پیدا کئے) بھیڑ کی قسم میں سے دو اور بکری کی قسم میں سے دو۔

قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

تم دریافت کرو کہ آیا دو نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا یہ کہ مادینوں کے پیٹ میں سے جو بچے ہیں

أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَمِنَ

وہ (حرام ہیں) اگر تم سچے ہو تو علم کے ذریعہ سے مجھے خبر دو۔ اور

الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

اونٹ کی قسم سے دو اور گائے کی قسم سے دو دریافت کرو کہ آیا دونوں نر حرام کئے ہیں

أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ ۖ

یا دونوں مادہ یا مادینوں کے پیٹ میں جو بچے ہیں وہ (حرام ہیں)

ل۱ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ یعنی ان کے پھل جو کھائے جاتے ہیں رنگ میں بھی مختلف ہوتے ہیں مزے میں بھی خوشبو میں بھی اور قد میں بھی ۱۲+

ل۲ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں حق مراد وہ تصدق ہے جو کھیتی کاٹنے کے دن مقررہ زکوٰۃ کے علاوہ دیا جائے اس لئے کہ زکوٰۃ مدینہ میں واجب ہوئی ہے اور یہ آیت مکی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اس سے مراد زکوٰۃ ہے اور مطلب یہ ہے کہ کھیتی کاٹتے ہی دیدیا کرو دیر نہ کرو لیکن اہلبیت سے یہی روایت ہے کہ یہاں حق سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ تصدق ہے۔ چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھیتی میں دو حق ہیں ایک وہ جو تم سے واجباً لیا جائے، اور ایک وہ جو تم خوشی سے دیتے ہو پس حق جو واجباً لیا جاتا ہے وہ تو دسواں اور بیسواں ہے اور وہ جو تم خوشی سے دیتے ہو وہ خدا کے اس قول کے مطابق ہے کہ آتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ پس جس طرح تم ایک مٹھا ایک کو دیتے ہو اور ایک دوسرے کو اور ایک تیسرے کو یہاں تک کہ سب کو پہنچا دیتے ہو۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ حق سے مراد وہی صدقہ ہے جو تم کھیتی میں سے مسکینوں کو دیتے ہو اناج میں سے لپ بھر بھر کے اور کھجوروں میں سے ٹوکرے بھر بھر کے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہاری کھیتی کاٹنے کے وقت جو کوئی آئے اس کو دو گو وہ مشرک ہی ہو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تم رات کو کھیتی کاٹو اور نہ رات کو فصل توڑو اور نہ رات کو قربانی کرو اور نہ رات کو بیج بوؤ۔ اختتام اس حدیث کا اس طور پر ہوا ہے کہ اگر تم رات کو کھیتی کاٹو گے تو سائل تمہارے پاس نہ آسکیں گے حالانکہ خدا فرما چکا ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اور اسی طرح رات کو بیج نہ بوؤ کیونکہ بیج بوتے وقت بھی مٹھی مٹھی بھر کے مسکینوں کو دو جس طرح کاٹتے وقت دیتے ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹتے وقت مسکین نہ آئیں تو کھیتی والا کیا کرے۔ فرمایا اس وقت اس کے ذمے کچھ نہیں ہے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ

آیا تم اس وقت موجود تھے جس وقت اللہ نے تم کو اس کی بابت حکم دیا۔ پس اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو

افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جھوٹ خدا پر افترا کرے کہ اس کے ذریعے سے بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے بیشک اللہ

لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ○ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِىۡ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَىَّ

ظالموں کی راہبری نہیں فرماتا۔ (اے رسول) کہدو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں کسی

مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطۡعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ مَيۡتَةً اَوۡ دَمًا

کھانے والے پر جو (اشیاء مذکورہ میں سے) کچھ کھائے کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ مردار ہو یا

مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَيۡرِ

اچھل کر نکلا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ یہ سب گندی چیزیں ہیں یا نافرمانی کا ذبیحہ جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا

اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ

پھر جو شخص اضطرار کی حالت میں ہو نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا (اور وہ کچھ کھالے)

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ وَعَلَى الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِىۡ ظُفُرٍ ۚ

تو بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا حرام کر دیا تھا۔

وَمِنَ الۡبَقَرِ وَالۡغَنَمِ حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ شُحُوۡمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتۡ

اور گائے اور بکری کی قسم سے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کردیں سوائے اس کے جو

ظُهُوۡرُهُمَاۤ اَوِ الۡحَـوَايَاۤ اَوۡ مَا اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ

ان کی پشت سے چپٹی ہوئی ہو یا آنتوں پر لپٹی ہوئی یا جو ہڈیوں کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے ان کو

بِبَغۡيِهِمۡ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ○ فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلْ رَّبُّكُمۡ ذُوۡ

ان کی بغاوت کی سزا دی تھی اور ہم ضرور سچے ہیں۔ پھر اگر وہ تم کو جھٹلائیں تو تم کہدو کہ تمہارا پروردگار

رَحۡمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُهٗ عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ○

وسیع رحمت والا ہے۔ اور اس کا عذاب نافرمان لوگوں سے اٹھایا نہ جائے گا۔

سَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكۡنَا وَلَاۤ

عنقریب مشرک یہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ شَىۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ

ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے لوگ (بھی) اسی طرح جھٹلایا کرتے تھے

ك مَيۡتَةً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ تفسیر صافی میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں حرام قرار دینے کے وقت انہی چار چیزوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیوں کیا گیا حالانکہ اور چیزیں بھی حرام ہیں جیسا کہ خود خدائے تعالےٰ نے سورۂ مائدہ میں منخنقہ

ع ١٧ / ٤

موقوذۃ۔ متردیہ وغیرہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے اور صحیح حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں میں سے ہر پنجہ کش حرام ہے اور چوپاؤں میں سے ہر کچلی والا اور مچھلیوں میں سے ہر وہ مچھلی جو فلس دار نہ ہو تو ہم اعتراض کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ سورۂ مائدہ میں جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر معترض نے کیا ان سب پر لفظ مردار صادق آتا ہے پس یہ سب حکم مردار میں داخل ہو گئیں تو گویا یہاں حکم اجمالی ہے اور وہاں تفصیلی رہیں وہ چیزیں جن کی حرمت کا حدیث میں ذکر آیا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حرمت کا درجہ کم ہے پس جن کی حرمت کا درجہ بڑھا ہوا تھا ان کا خصوصیت سے خدا نے ذکر کر دیا اور باقی کی حرمت رسول اللہ نے بیان فرما دی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے اسی آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں کوئی دوسری چیز حرام ہی نہیں ہے چنانچہ وہ چوپاؤں میں سے سب چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں کیا بندر کیا کتے کیا درندے کیا بھیڑیے کیا شیر کیا خچر کیا گدھے کیا اور زمین پر چلنے والے اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ حلال ہیں حالانکہ انہوں نے صریح غلطی کی ہے اس لئے کہ آیت تو اس بات کا رد کرتی ہے کہ عرب بعض چیزوں کو خود بخود حلال قرار دے لیتے ہیں اور بعض کو حرام جیسا کہ خدا اپنے نبی سے فرماتا ہے وَقَالُوۡا مَا فِىۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوۡرِنَا

وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزۡوَاجِنَا ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مَّيۡتَةً فَهُمۡ فِيۡهِ شُرَكَآءُ ۚ چنانچہ جب وہ بچہ ساقط ہو جاتا تھا تو زندہ ہونے کی حالت میں مرد ہی مرد کھاتے اور مردہ ہونے کی حالت میں مرد و عورت دونوں مل کر کھا لیتے

قول مترجم۔ ان حدیثوں کا اور اس قسم کی سب حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال و حرام قرار دینے کا منصب خدا کو ہے اور خدا کے رسول کو اور اس کی تفسیر و تشریح کرنا آئمہ کا منصب ہے اس میں امت کی رائے اور قیاس

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ

یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا - تم ان سے کہدو کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

تو تم ہمیں نکال کر دکھاؤ - تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہیں ہو مگر

تَخْرُصُوْنَ ○ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ

اٹکل پچو باتیں بناتے ہو - تم کہدو کہ سب سے بڑھی ہوئی حجت خدا کی ہے پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو خود ہی

اَجْمَعِيْنَ ○ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

ہدایت کر دیتا - تم کہدو کہ تم اپنے گواہوں کو بلالو جو اس کی گواہی دیں کہ اللہ نے

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

اس چیز کو حرام قرار دیا ہے - پھر اگر وہ گواہی دیں تو تم ان کی تصدیق نہ کرو اور

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

ان کی خواہشوں پر نہ چلو جس حال میں کہ وہ اپنے پروردگار کا مانند ٹھہراتے ہیں - تم کہدو کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا

تم پر کیا چیزیں حرام کی ہیں یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو - کہ ہم تم کو (بھی) رزق دیں گے اور ان کو (بھی) -

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا

اور بے حیائی کی باتوں کے پاس نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ

کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے تم قتل نہ کرو سوائے اس کے کہ (وہ قتل) موافق حق ہو - یہ چیزیں ہیں

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

جن کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھ لو - اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

سوائے اس طریقے کے جو بہتر ہو جب تک کہ وہ قوت تمیز کو نہ پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ

سلہ ۱۱

قولہ فللہ الحجۃ البالغۃ - امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اپنے بندے سے سوال کرے گا کہ اے میرے بندے کیا تو عالم تھا یا جاہل اگر اس نے کہا عالم تھا تو یہ کہا جائیگا کہ تو نے اپنے علم کے بموجب عمل کیوں نہیں کیا اور اگر کہا جاہل تو یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے عمل کرنے کے لیے تو نے علم کیوں نہیں سیکھا غرض دونوں صورتوں میں حجت قائم ہوجائے گی اور یہی حجت بالغہ ہے - کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کل آدمیوں پر اللہ کی دو حجتیں ہیں ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی - حجت ظاہری تو رسول و انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور حجت باطنی خود ان کی عقلیں ہیں

ع ۱۸ ۵

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے جتنے ذوی العقول ہیں ہم ان سب پر خدا کی حجت بالغہ ہیں - اور امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حجت بالغہ وہ ہے جس کو اہل کتاب کا جاہل آدمی بھی باوجود اپنی جہالت کے اسی طرح شناخت کر لے جیسا کہ ان میں سے عالم اپنے علم سے پہچانے

سلہ حتی یبلغ اشدہ - من لا یحضرہ الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی یتیم کی یتیمی کا اختتام اس کا محتلم ہوجانا ہے اسی کو خدا نے اشدّ فرمایا ہے اور اگر اسے احتلام تو ہوجائے لیکن وہ اپنے نفع اور نقصان کی سمجھ جسے رُشد کہتے ہیں نہ آئے اور ویسا ہی ناداں اور ضعیف العقل ہے تو ولی کو اختیار ہے کہ اس کے مال کو روکے رکھے - قولہ مترجم - اَشُدّ جمع ہے جس کا واحد ہے شدّ بروزن فلس و افلس اور اس کے معنی ہیں قوت اور منتہائے شباب

وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا

اور تول کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب

قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ

تم کوئی بات کہو تو اس میں انصاف کرو گو تمہارا قرابتدار ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

ان ہی چیزوں کی اللہ نے تم کو وصیت کی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بیشک یہی میرا راستہ

مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

سیدھا ہے پس اس کا اتباع کرو۔ اور مختلف رستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ

اس کے رستے سے ہٹا دیں گے۔ ان باتوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ پھر

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا

ہم نے موسیٰ کو ایسی کتاب عنایت کی جو نیکو کاروں پر اتمام نعمت کرتی ہے اور ہر چیز کا

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ

کھلا بیان ہے اور ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں جانے پر

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ

ایمان لے آئیں۔ اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور

اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ

ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (مبادا) تم یہ کہدو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں

عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

پر کتاب نازل کی گئی تھی۔ اور ہم ضرور اس کے پڑھنے پڑھانے سے

لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ

بے خبر تھے۔ یا یہ کہدو کہ کاش ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے کہیں زیادہ

اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ

ہدایت یافتہ ہوتے اب تو تمہارے رب کے پاس سے کھلی دلیل اور ہدایت و

رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ

رحمت آگئی۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے یا ان سے روگرداں ہو۔

سلہ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرش پر تکیہ لگائے ہوئے تھے جس وقت ان حضرت کے سامنے سورۂ انعام کی وہ محکم آیتیں پڑھی گئیں جن کو کسی نے کبھی منسوخ نہیں کیا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ان آیتوں کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ان کی مشایعت کے لئے آئے تھے اور وہ آیتیں قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ سے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تک ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیتیں محکم ہیں تمام کتابوں میں کسی چیز نے انہیں منسوخ نہیں کیا اور ان میں جن چیزوں کو حرام کیا گیا وہ کل بنی آدم پر ہر زمانہ میں حرام رہیں اور یہ آیتیں ام الکتاب ہیں جو ان پر عمل کرے گا وہ داخل جنت ہوگا اور جو انہیں چھوڑ دے گا داخل جہنم ہوگا ١٢ سلہ وَ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ

١٩ ع ٤ ٦ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

روضۃ الواعظین میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے اس آیہ کے بارے میں منقول ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس آیت کو علیؑ کے بارے میں قرار دے چنانچہ اس نے قرار دے دیا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بریدہ عجلی سے فرمایا کہ جانتا ہے کہ اس آیت میں صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا سے خدا کی کیا مراد ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا ولایت علیؑ اور اوصیاء علیؑ پھر اس سے فرمایا کہ آگے اس سے جو فرمایا ہے فَاتَّبِعُوْهُ جانتا ہے کہ کس کی پیروی کو کہا ہے اس نے عرض کی نہیں ارشاد فرمایا کہ اس سے خدائے تعالیٰ کی مراد ہے علیؑ ابن ابی طالب کی پیروی پھر فرمایا آیا جانتا ہے کہ یہ جو فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ تو اس کے ذریعہ سے کن رستوں پر چلنے کی ممانعت کی گئی ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا کہ واللہ اس سے فلاں اور فلاں کی ولایت خلافت مراد ہے پھر دریافت کیا کہ یہ جو فرمایا ہے فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ اس سے کس کے رستے سے ہٹا دینا مراد ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا اس سے مراد ہے علیؑ کے رستے سے ہٹا دینا یعنی ان لوگوں کی پیروی تم کو علیؑ کے رستے

سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا

عنقریب ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روگردان ہوتے ہیں بقدر ان کے

كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ

روگردان ہونے کے بڑی سزا دیں گے۔ اب کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں

أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ

یا تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں۔ جس دن تمہارے پروردگار کی بعض

آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ

نشانیاں آجائینگی (اس دن) کسی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جب تک کہ ایمان پہلے سے نہ لے آیا ہو

قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا

یا ایمان کی حالت میں نیکی نہ کر چکا ہو۔ تم کہدو کہ تم انتظار کرتے رہو ہم بھی

مُنْتَظِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

منتظر ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہو گئے

لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا

تم کو ان سے کسی معاملے میں سروکار نہیں۔ ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے پھر وہ ان کو ان کے

كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ

کرتوت سے آگاہ کردے گا۔ جو نیکی لائے گا تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے۔

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا

اور جو ایک بدی لائے گا اس کو سزا بھی اسی کی مقدار کے موافق دی جائے گی اور ان پر

يُظْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

زیادتی نہ کی جائے گی۔ (اے رسول) تم کہدو بیشک مجھ کو میرے پروردگار نے راہ راست کی ہدایت کی ہے۔

دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

وہ، پائدار مذہب راستی کی طرف مائل ابراہیم کی ملت ہے۔ اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ

تم کہدو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب عالموں کے پالنے والے

الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ

خدا کے واسطے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لہٰذا تم اس کے حکم کو سنو مطیع شمار کئے جاؤگے اور اس کی اطاعت کرو ہدایت پاؤگے۔ اور اس کے باز رکھنے سے باز رہو نیک ہو جاؤگے اور اس کے مقصد کے موافق چلو کر اور رستے تم کو اس کے رستے سے ہٹا دیں گے گروہ مردمان وہ سیدھا رستہ جس کی پیروی کا تم کو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے میں ہوں اور میرے بعد علی اور اس کے بعد وہ ائمہ جو میرے نتیجے ہیں اور اس کے صلب سے ہیں یہ سب ہمیشہ حق کی راہ بتائیں گے اور حق پر قائم رہیں گے ۱۲

حواشی صفحہ ھذا ۱ لے هَلْ يَنْظُرُونَ تا أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ احتجاج طبرسی میں جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں کہ یہ خطاب ہمارے نبی نے فرمایا تھا کہ کیا منافق اور مشرک اس کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں اور وہ ان کو دیکھیں یا خدا ان کے پاس آئے جس سے مطلب ہے حکم خدا یا خدا کی کوئی نشانی ان کے پاس آئے اور یہاں نشانی سے مراد وہ عذاب ہے جو دنیا میں پہنچا ہے جیسا کہ پہلی قوموں کو پہنچا۔ اکمال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں آیت سے مراد ائمہ ہیں اور آیت منتظرہ سے مراد قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں پس جس دن حضرت کا ظہور ہوگا اس دن کسی کا ایمان لانا مفید نہیں (جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے) اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں دابۃ الارض کے خروج کا بھی ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ اس کے آخر میں حضرت نے فرمایا کہ آگاہ رہو اس کے بعد طامۃ الکبریٰ ہے جو سب سے بڑی مصیبت ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا ہوگی فرمایا کہ کوہ صفا کے پاس سے دابۃ الارض کا نکلنا جس کے ساتھ سلیمانؑ کی مہر ہوگی اور موسیٰؑ کا عصا۔ یہ مہر ہر مومن کے منہ پر لگائے گا اس کے منہ پر چھپ جائے گا هٰذَا مُؤْمِنٌ اور کافر کے منہ پر بھی لگائے گا اس کے منہ پر چھپ جائے گا هٰذَا كَافِرٌ اور نوبت یہ پہنچے گی کہ مومن پکار کر کہے گا کہ اے کافر وائے ہو تیرے لئے۔ اور کافر پکار کر کہے گا کہ اے مومن خوشا حال تیرا کاش میں بھی تجھی جیسا ہوتا اور بڑی کامیابی حاصل کرتا (باقی ضمیمہ میں)

المسلمین ○ قل اغیر الله ابغی ربا وهو رب کل شیء

اطاعت کرنے والا ہوں۔ کہدو کیا میں خدا کے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے۔

ولا تکسب کل نفس الا علیها ولا تزر وازرة وزر

اور کوئی نفس کوئی عمل نہ کرے گا مگر اپنے ہی وبال کے لئے۔ اور کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ

اخری ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیه

نہ اٹھائے گا۔ پھر قیامت کے دن تم سب کی بازگشت اپنے پروردگار کے حضور میں ہوگی اور جس معاملہ میں تم اختلاف کیا

تختلفون ○ وهو الذی جعلکم خلئف الارض و

کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر متصرف بنایا اور

رفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما

تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمایش کرے

اتکم ان ربک سریع العقاب وانه لغفور رحیم ○

بیشک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

آیاتها ۲۰۶ | کل ۳۳۲۰ | سورة الاعراف مکیة | رکوعاتها ۲۴ | حروفها ۱۴۰۵۳
سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم ○

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

المص ○ کتب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج

المص (اے رسول) یہ کتاب تم پر نازل کی گئی کہ (لوگوں کو) اس کے ذریعہ سے ڈراؤ اور مومنوں کے لئے نصیحت ہو

منه لتنذر به وذکری للمؤمنین ○ اتبعوا ما انزل

پس تم تکذیب وایذا کے خوف سے (اس سے) دل تنگ نہ ہو۔ (اے بندو) جو کچھ تمہارے

الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا

رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور خدا کو چھوڑ کر اور یاروں کی پیروی نہ کرو تم بہت کم

ما تذکرون ○ وکم من قریة اهلکنها فجاءها

نصیحت پکڑتے ہو۔ اور کتنی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں پس ہمارے

باسنا بیاتا او هم قائلون ○ فما کان دعوىهم اذ

عذاب نے ان کو راتوں رات آلیا تھا یا (دن میں) جب کہ وہ قیلولہ میں تھے۔ پھر جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا

ف۱۰۵ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ روایت میں وارد ہے کہ ہر نبی کا اسلام اس کی امت کے اسلام سے مقدم ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور عالم ذر میں بوقت میثاق چونکہ سب سے پہلے جواب دینے والا تھا اس لئے آنحضرتؐ کا اسلام کل مخلوق کے اسلام سے مقدم ہوا تفسیر عیاشی میں جناب رسولؐ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کیا گیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان کا دین میرا دین تھا اور میرا دین ان کا دین ہے اور ان کی سنت میری سنت تھی اور میری سنت ان کی سنت ہے اور میری بزرگی خود ان کی بزرگی ہے اور میں ان سے افضل ہوں"

ف۱۰۶ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی چونکہ کفار مومنوں سے یہ کہتے تھے کہ تم ہماری راہ پر چلو تمہاری جو غلطیاں اور گناہ ہوں گے ان کو ہم برداشت کرلیں گے تو منجانب خدائے تعالیٰ نے سورۂ عنکبوت میں ان کا قول نقل فرمایا ہے ایک جواب تو اس قول کا وہیں دیا گیا ہے اور دوسرا یہ ہے فَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے تو وہ قاتلین جناب امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو ان کے باپ دادا کے افعال کے سبب قتل کریں گے۔ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیث صحیح ہے ضرور ایسا ہی ہوگا اس پر عرض کیا گیا کہ خدائے تعالیٰ تو فرماتا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے کل اقوال سچے اور برحق ہیں لیکن قاتلان امام حسینؑ کی اولاد اپنے باپ دادا کے افعال سے راضی تھی بلکہ فخر کیا کرتی تھی اور جو شخص کسی شئے سے راضی ہو وہ ایسا ہی سمجھا جاتا ہے گویا خود اس کا مرتکب ہوا یہاں تک کہ اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور دوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل سے راضی ہو تو خدا کے نزدیک وہ قاتل کا شریک سمجھا جائے گا اور اسی بنا پر قائم آل محمد اپنے ظہور کے وقت ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے افعال پر رضامند ہونے کے سبب قتل کریں گے اسی باب میں یہ بھی منقول ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام مامون کو

جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ

تو ان کی واویلا اس کے سوا کچھ (بھی) نہ تھی کہ اس کے قایل ہوگئے کہ بیشک ہم ظالم تھے۔ پس ہم ان سے بھی ضرور باز پرس کریں گے

الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ

جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی ضرور ہم باز پرس کریں گے۔ اور ہم علم کے ساتھ ان سے

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِالْحَقُّ

بیان کر دیں گے (کیونکہ) ہم غایب تو تھے ہی نہیں۔ اور اس دن کی تول برحق ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ

پس جس کی نیکیاں بھاری ہوگئیں وہی تو کامیاب ہیں۔ اور جس کی

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا

نیکیاں ہلکی ہوگئیں وہ وہی ہیں جنہوں نے ہماری نشانیوں پر ظلم کرنے کے سبب

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ

اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔ اور بیشک ہم نے تم کو زمین میں قابو دیا اور

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

اس میں تمہارے واسطے سامان زندگی مقرر کیا۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور بیشک

خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورت بنا دی پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا

پس سوائے ابلیس کے سبھی نے سجدہ کیا (وہ) سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا۔ (پروردگار نے) فرمایا کہ جب

مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ

میں نے تجھ کو حکم دیا تو پھر سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ (اس نے) عرض کی میں آدم سے بہتر ہوں

خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ

مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور ان کو مٹی سے۔ (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا اتر یہاں سے

مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ

تیری یہ منزلت نہیں ہے کہ تو یہاں تکبر کرے پس نکل جا بیشک تو

مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِىْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

ذلیلوں میں سے ہے۔ اس نے عرض کی کہ جس دن لوگ محشور کئے جائیں گے اس دن تک مجھے مہلت عطا فرما۔

ــلـه فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ رسول کھڑے کیے جائیں گے اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ جو رسالتیں ان کے سپرد کی گئی تھیں وہ انہوں نے اپنی امتوں کو پہنچا دیں؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہم نے ضرور پہنچا دیں پھر امتوں سے سوال کیا جائے گا وہ انکار کریں گے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے اس حدیث کا تتمہ سورۂ نساء میں آچکا ہے اور اپنے علم سے جو خدائے تعالیٰ بیان کرے گا اس کا ذکر آئندہ کی آیت میں موجود ہے۔ اور غرض ان سوالات کے کرنے سے یہ ہوگی کہ نیکوکار لوگوں کی تعریف کا اظہار ہو کر ان کی خوشی بڑھ جائے اور بدکار لوگوں کی بدیاں کھل کر ان لوگوں کو رنج پہنچے“۔

ــكه فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ع ۱۰

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی۔ احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا اعمال تولے نہ جائیں گے؟ فرمایا ہرگز نہیں کیا اعمال کوئی مجسم شے ہیں کہ تولے جائیں گے وہ تو کرنے والے کی صفت ہیں اور تولی وہ جاتی ہے جس کی گنتی معلوم نہ ہو اور جس کی کمی بیشی اور کسی طرح سے تمیز نہ ہو سکے حالانکہ اللہ پر تو کوئی بات پوشیدہ نہیں لوگوں نے پوچھا کہ میزان کے پھر معنی کیا ہیں فرمایا عدل و انصاف۔ لوگوں نے کہا کہ پھر خدا کے اس قول کے معنی کیا ہیں فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ جس کے نیک اعمال بڑھ جائیں گے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ کسی چیز کی میزان سے وہ جانچ مراد ہے جس سے اس چیز کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے پس آدمیوں کی میزان قیامت کے دن جس سے ہر انسان کی قدر و قیمت معلوم ہوگی ان کے عقائد و اخلاق اور اعمال کی جانچ ہو سکے گی اور عقائد و اخلاق و اعمال کی جانچ انبیاء کا کام ہے اس لئے کہ خود ان کو کس قدر مانا۔ ان کی شریعت و سنت کی کس درجہ پیروی کی یہ تو نیکی ہے اور ان کا انکار کس درجہ کا تھا اور ان کی شریعت و سنت سے کہاں تک دوری رہی یہ بدی ہے۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ

فرمایا بیشک تو مہلت پانے والوں میں سے ہے۔ اُس نے عرض کی کہ جس طرح سے تو نے مجھے ایسا حکم دیا میں (بھی) ضرور

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ

ان سب کے لئے راہِ راست میں (راہزنی کرنے) بیٹھوں گا۔ پھر ان کے پاس ان کے سامنے سے اور

مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ

پس پشت سے اور داہنے سے اور بائیں سے ضرور آؤں گا۔ اور تو ان میں سے

اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۖ

اکثریت کو شکر گزار نہ پائے گا۔ (خدا نے) فرمایا تو تو یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا۔

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَ

(ان میں) سے جو تیری پیروی کرے گا تو میں (بھی) تم سب سے ضرور جہنم بھر دوں گا۔ اور

يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ

اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں بسو اور جہاں جہاں سے

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا

پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کے ستر جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھے

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

وہ ظاہر کر دے اور یہ کہا کہ تمہارے مالک نے تم کو اس درخت سے روکا نہیں ہے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ

مگر (صرف) اس لئے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا (جنت میں) ہمیشہ کے رہنے والے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی

اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

کہ میں ضرور تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ اور اس طرح دھوکے سے ان کو ڈانوا ڈول کر دیا۔ پھر جیسے ہی ان دونوں نے

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

اس درخت (کے پھل) کو چکھا ان کے ستر کھل گئے اور وہ باغ کے پتے (جوڑ) جوڑ کے (اپنے) ستر

وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

چھپانے لگے اور ان کے پروردگار نے پکار کر ان سے کہا کیا میں نے تم دونوں کو اس

---

۵۱ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہلت تو دی گئی۔ مگر جتنے عرصے کے لئے مانگی گئی تھی اتنے عرصے کے لئے نہیں دی گئی۔ اس لئے کہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس کو مہلت اس دن تک دی گئی ہے جس دن قائم آل محمد ظاہر ہوں گے ۱۲

۵۲ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کے ایمان کے راستے پر اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح چور اور راہزن لوٹنے کی نیت سے بیٹھ جاتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ اے زرارہ ابلیس کو تمہاری اور تمہارے دوستوں کی فکر ہے رہے تمہارے مخالفین ان سے وہ فارغ ہو چکا ہے ۱۲

۵۳ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ کے معنی ہیں کہ امر آخرت کو ان کی نظروں میں سبک کردوں گا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سے مراد ہے کہ ان کو حکم دوں گا کہ مال خوب جمع کریں اور حقوق ادا کرنے میں بخل کریں تاکہ وارثوں کے لئے پیچھے باقی رہے وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ کا یہ مطلب ہے کہ ان کے معاملات دین کو خراب کروں گا کبھی گمراہی کو زینت دے کے اور کبھی وہم و شبہ کو اچھال کے وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ کے یہ معنی ہیں کہ شہوتوں کو ان کے دلوں پر غالب کر دوں گا اور لذتوں کو وہ دوست رکھیں گے ۱۲

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

درخت سے منع نہ کیا تھا اور تم کو یہ جتا نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

دونوں نے عرض کی (کہ) اے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور اگر تو بخش نہ دے گا اور رحم نہ کرے گا

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ فرمایا نکل جاؤ کہ تم ایک دوسرے

عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ قَالَ

دشمن رہو گے۔ اور وقت مقررہ تک زمین ہی میں تمہارے لئے جائے قرار ہے اور وہیں سرمایۂ حیات۔ (یہ بھی) فرمایا کہ

فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ ع يٰبَنِيْٓ

اسی میں تم جیوگے اور اسی میں مروگے اور اسی سے (جزا و سزا کے لئے) تم نکال کھڑے کئے جاؤ گے۔ اے اولاد

اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۵۱ وَ

آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہاری پردہ پوشی کرے اور زینت ہو۔ اور

لِبَاسُ التَّقْوٰى ۵۲ ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ

لباس تقوے وہ تو سب سے بہتر ہے۔ یہ (لباس نازل کرنا) اس کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ

يَذَّكَّرُوْنَ ○ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

نصیحت حاصل کریں۔ اے اولاد آدم شیطان تم کو فتنے میں نہ ڈالے جیسا کہ اس نے

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

تمہارے والدین کو جنت سے نکالا اور ان کا لباس اتروایا کہ ان کے

سَوْاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ ۵۳ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط

ستر ظاہر کر دے۔ بیشک وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسی جگہ سے دیکھتا رہتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا

دیگر، ہم نے شیاطین کو ان ہی کا ہمدم مقرر کیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ اور جس وقت

فَعَلُوْا فَاحِشَةً ۵۴ قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا

وہ کوئی بدی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو یہی کرتے پایا ہے اور اللہ نے

بِهَا ط قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ط اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

(بھی) ہم کو اسی کا حکم دیا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ یقیناً بے حیائی کی باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے برخلاف وہ کچھ کہتے ہو

۵۱ رِيْشًا لفظی معنی پر اور استعارہ کے طور پر بمعنی زینت استعمال ہوا ہے اس لئے کہ پر پرندے کا لباس بھی ہے اور اس کی زینت بھی ۱۲ ۵۲ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد عفت ہے، اس لئے کہ صاحب عفت کی برہنگی کبھی ظاہر نہ ہوگی گو اُسے لباس میسر نہ ہو اور بدکار کو ننگا کہتے ہیں گو وہ بیساتی کپڑا پہنے ہو ۱۲ ۵۳ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ یعنی شیطان اور اس کا لشکر ۱۲ ۵۴ فَاحِشَةً لفظی معنی بے حیائی کی بات اور مطلب ہے ہر ایسی بات جس سے قبیح ہونے کے سبب روکا گیا ہو۔ جیسے بت پرستی۔ ظالم کی امامت بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کرنا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی سے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا تم نے کسی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ نے اسے زنا کرنے کا، شراب پینے کا اور اسی قسم کے حرام افعال کے مرتکب ہونے کا حکم دیدیا ہے۔ عرض کی گئی کہ نہیں ایسا تو نہیں دیکھا گیا تو انہوں نے کہا پھر یہ بے حیائی کی کونسی بات ہے جس کی نسبت لوگ ادعا کرتے ہیں کہ اس کا اللہ نے ان کو حکم دیا۔ عرض کی گئی کہ اللہ اور اس کا ولی خوب جانتا ہے۔ فرمایا یہ آیت ائمۂ جور کے بارے میں ہے کہ انہی کے بارے میں لوگوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم ان کو امام بنا لیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کو ان کے امام بنانے کا حکم نہیں دیا تھا پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اس قول کو بھی رد کیا اور اس بات کی خبر بھی دے دی کہ جو کچھ وہ خدا کے برخلاف کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے اور ان کے اس قول کو فَاحِشَةً سے موسوم کیا جس کے معنی ہیں کھلی بے حیائی۔ اسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اللہ بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اس نے خدا پر بہتان باندھا اور جس نے یہ گمان کیا کہ نیکی اور بدی دونوں خدا کی طرف سے ہیں اس نے بھی خدا کے برخلاف جھوٹ بولا ۱۲

ع ۲ ۱۵ ۹

مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ

جو تم نہیں جانتے۔ تم کہدو کہ میرے پروردگار نے تو عدالت کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت (قبلے کی طرف) اپنے رخ کو

عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ[۵۱] كَمَا

اور دین کو اسی کے لئے خالص سمجھ کر اس سے دعا مانگو جیسا

بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ۝ فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ

اس نے اول تم کو پیدا کیا تھا ویسے ہی اس کی حضور میں پلٹ کر جاؤ گے۔ ایک گروہ کو تو اس نے ہدایت کی اور ایک گروہ اس حال میں کہ ان پر گمراہی

الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ

گمراہی ثابت ہو گئی بیشک انہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا یار بنا لیا ہے

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ۝ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ

اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت زینت کرو

عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا

اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو بیشک خدائے تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ

فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ تم کہدو کہ خدا کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے

لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي

اور رزق کی پاک چیزوں کو حرام کس نے کیا ہے۔ تم کہدو کہ جو لوگ زندگانی دنیا میں ایمان لائے ہیں

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ

قیامت کے دن یہ نعمتیں خاص طور پر انہی کے لئے ہوں گی۔ سمجھنے والوں کے لئے ہم اس طرح اپنی آیتوں کی

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

تفصیل کر دیتے ہیں۔ تم کہدو کہ میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو (جو) کھلی ہوں

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا

یا اور چھپی ہوں تو حرام کیا ہے اور گناہ کو اور ناحق کی بغاوت کو اور اس بات کو کہ تم خدا کا شریک مقرر کرو

بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا

جس کے متعلق خدا نے کوئی حجت (سند) نہیں اتاری اور اس بات کو کہ خدا کے خلاف وہ کچھ کہدو جو تم نہیں

تَعْلَمُونَ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا

جانتے (حرام قرار دیا ہے) اور ہر گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا وقت آ جائے گا تو وہ

---

۵۱ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ مسجد کے معنی ہیں جائے سجدہ اور وقت سجدہ اور مراد نماز ہے۔ تہذیب الاحکام میں بناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قبلے کے بارے میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت مسجد الحرام کی طرف رُخ کر لیا کریں۔

۵۲ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے ائمۂ برحق کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا امام بنا لیا ۱۲

۵۳ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد فرقہ قدریہ ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ ہم ہدایت و ضلالت پر خود قادر ہیں ہم چاہیں تو ہدایت یافتہ ہو جائیں اور چاہیں تو ضلالت میں پڑ جائیں یہ لوگ اس امت کے مجوسی ہیں اور ان دشمنان خدا نے مشیت و قدرت خدا کا بالکل انکار کیا ہے حالانکہ خدا فرما چکا ہے كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ قول مترجم یہاں سے کسی کو یہ وہم پیدا نہ ہو کہ ہیں پھر ہم مجبور ہیں کیونکہ جو اس کا قائل ہے وہ جبریہ فرقہ ہے اور وہ بھی اتنے ہی برے ہیں جتنے کہ قدریہ اصل امر یہ ہے کہ بعض باتوں میں خدا نے ہم کو اختیار دیا ہے اور بعض میں مجبور کیا ہے اور بازپرس اسی میں رکھی ہے جس میں ہم کو اختیار دیا ہے۔ مثلاً کچھ کھانے پر تو ہم مجبور ہیں لیکن کیا کھائیں اس کا اختیار بھی دیا ہے اور حلت و حرمت بھی بتلا دی ہے اور اگر کسی وقت ہم کو کوئی حلال چیز نہ ملے اور بھوک مضطر کر دے اور اس اضطرار میں حرام چیز بھی کھا لیں تو چونکہ کچھ کھانے پر مجبور تھے اس لئے حالت اضطرار کے متعلق مغفرت کا وعدہ دے دیا ہے ۱۲

ع ۶ / ۱۰

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

ایک ساعت کے لئے نہ پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ اے اولاد آدمؑ

يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ

تمہارے پاس تمہارے ہم جنس رسول ضرور آئیں گے جو میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائیں گے پس جو

اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَ

تقویٰ اور نیکی اختیار کریں گے ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ رنج اٹھائیں گے اور

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

جو ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے اور بروئے تکبر ان کو نہ مانیں گے جہنمی وہی ہیں

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کے ذمے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ

جھوٹ بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ یہی وہ ہیں جن کا لکھا ہوا حصہ ان کو پہنچے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

یہاں تک کہ جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس پہنچ کر ان کا فیصلہ کریں گے ان سے (یہ بھی) کہیں گے کہ

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي

اللہ کے سوا تم جن کو پکارا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں۔ تو وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور اپنی ذات کی نسبت

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ

گواہی دیں گے کہ بیشک ہم کافر تھے۔ (خدا ان سے) فرمائے گا کہ تم بھی ان ہی امتوں میں داخل ہو جاؤ

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا

جو جنوں اور آدمیوں میں سے تم سے پہلے آتش جہنم میں جا چکیں جس وقت

دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا

کوئی گروہ داخل ہوگا وہ اپنے ہم جنس گروہ کو لعنت کرے گا۔ یہاں تک کہ جب سب اس میں

جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا

جمع ہو جائیں گے تو پچھلے پہلوں کی نسبت یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو تو انہوں نے گمراہ کیا

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ

پس ان کو آتش جہنم کا دگنا عذاب دے (خدائے تعالیٰ) فرمائے گا کہ ہر ایک کے لئے دگنا (ہو) ولیکن

لہ رُسُلُنَا یہاں رُسُلُنَا سے مراد ملک الموت اور ان کے اعوان ہیں ۱۲

کہ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں وارد ہے کہ عذاب کی سختی دیکھ کر ایک گروہ دوسرے سے تبرا کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا اور ایک دوسرے سے جھگڑنا چاہیگا حالانکہ وہ نہ جھگڑنے کا وقت ہوگا نہ کہنے سننے کا نہ معذرت قبول کرنے کا اور نہ نجات پا لینے کا۔ ۱۲

کہ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ اُخْرٰىهُمْ سے مراد ہیں تابعین پیروی مرید لِاُوْلٰىهُمْ کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بڑوں کی شکایت میں خدا سے عرض کرینگے جن سے مراد ہیں گمراہ مولوی۔ ملا پیر اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں مراد ہیں سب سے بڑے گمراہ یعنی ائمہ جور ۱۲

لَا تَعْلَمُونَ ○ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

تم سمجھتے ہی نہیں۔ اور پہلے پچھلوں سے یہ کہیں گے کہ اب تم کو ہم پر

مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ○ إِنَّ

کیا فضیلت رہی اب تم (بھی) اپنے کیے کا عذاب چکھو۔ بیشک

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور بروئے تکبر ان سے منہ پھیرا نہ ان کے لئے آسمان کے دروازے

السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ

کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ○ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَ

اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ جہنم میں ان کے لئے بچھونا (بھی) ہے اور

مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ○ وَ

اوپر سے اوڑھنے کی چیزیں (بھی) اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں حالانکہ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ

وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ وَنَزَعْنَا

تکلیف نہیں دیتے جنتی وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور

مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَ

ان کے سینوں کو ہم کینے سے پاک کر دیں گے نہریں ان کے نیچے بہتی ہوں گی اور

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

وہ یہ کہتے ہوں گے کہ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو اس جگہ تک پہنچایا اور اگر اللہ ہمارا رہبر نہ ہوتا

لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَ

تو ہم راہ نہ پاتے بیشک ہمارے پروردگار کے برحق رسول ہمارے پاس آئے اور

نُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَ

اسی وقت ان کو آواز دی جائے گی کہ بوجہ ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے اس جنت کے تم وارث کیے گئے۔ اور

نَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا

جنت والے جہنم والوں سے پکار کر پوچھیں گے کہ ہمارے پروردگار نے ہم سے

---

۵۱ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین کے اعمال اور ارواح کو رفعت دی جاتی ہے تو ان کے لئے در ہائے آسمان کھل جاتے ہیں۔ اور کافروں کے اعمال کو جب اوپر لے جاتے ہیں تو ان کے لئے در ہائے آسمان نہیں کھلتے اور ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اس کو سجین میں اتار دو یہ حضرموت میں ایک وادی ہے جس کا مشہور نام برہوت ہے"

ع ۱۱

۵۲ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ لفظی معنی جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ جائے مطلب ہے کہ جیسے وہ ناممکن ہے ایسے ہی منکروں کا جنت میں جانا ناممکن ہے"

۵۳ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام جو ان کی اولاد سے ہیں لوگوں کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے پس جب وقت ان کے شیعہ ان کو دیکھیں گے وہ کہیں گے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا مطلب ہے کہ ہم کو جناب امیر المومنین اور ائمہ کی ہدایت قبول کر لینے کی توفیق ملی"

۵۴ أُورِثْتُمُوهَا تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ ہر ایک شخص کا ایک مکان جہنم میں ہے اور ایک جنت میں پس مومن کا جو مکان جہنم میں ہے کافر اس کا وارث قرار دیا جائے گا۔ اور کافر کا جو مکان جنت میں ہے اس کا وارث مومن قرار دیا جائے گا اور خدا کے اس قول أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ کا یہی مطلب ہے۔

مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا

جو وعدہ کیا تھا ہم نے تو اسے ٹھیک پایا پس تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا آیا تم نے بھی اُسے ٹھیک پایا؟ وہ جواب دیں گے

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝

ہاں۔ پھر ایک آواز دینے والا ان کے مابین آواز دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

جو راہ خدا سے روکتے تھے اور اس کی کجی کے خواستگار تھے اور وہی

بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَي الْاَعْرَافِ

آخرت سے منکر تھے۔ اور ان دونوں (گروہوں) کے مابین آڑ ہوگی اور اُس کی چوٹیوں پر

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

ایسے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ اور وہ جنت والوں کو آواز دے کر یہ کہیں گے کہ

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ

تم پر سلام ہو وہ خود ابھی اس میں نہ پہنچے ہوں گے حالانکہ راغب ہوں گے۔ اور جس وقت اُن کی نظر

اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاۗءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ

جہنم والوں کی طرف پھرے گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا

ظالم لوگوں کے ساتھ نہ رکھیو۔ اور مالکان اعراف (سرداران کفار میں سے) بعض لوگوں کو پکاریں گے

يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا

جن کو وہ ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے اور یہ کہیں گے کہ نہ تمہارے جتھے نے کچھ کام دیا اور نہ ان چیزوں نے

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ

جن پر تم گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ (پھر گنہگار مومنوں کی طرف اشارہ کرکے ان کفار سے دریافت کریں گے کہ) آیا یہی ہیں وہ جن کی

اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ

نسبت تم قسم کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اُن پر اللہ رحمت نہ کرے گا (پھر ان مومنوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمائیں گے کہ) تم جنت میں جاؤ تم پر

تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

کوئی خوف نہیں ہے اور نہ تم رنجیدہ ہو گے۔ اور جہنم والے جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ تھوڑا سا پانی اور کچھ وہ چیزیں

عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

جو اللہ نے تم کو عنایت کی ہیں ہمیں بھی دے دو (وہ) جواب دیں گے کہ اللہ نے

۱ہ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جیسے مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا فرمایا ویسے مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ نہیں فرمایا بلکہ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ فرمایا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ بعثت اور ثواب اور نعمات جنت کا وعدہ خصوصیت رکھتا ہے اور حشر اور عذاب جہنم کی وعید کسی کے لئے مخصوص نہیں یہ اور بات ہے کہ کون اپنے آپ کو اس کا مستوجب بنائے ۲ہ مُؤَذِّنٌ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مؤذن جناب امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے۔ اور تفسیر قمی میں اس قدر اور ہے کہ اس قدر بلند آواز سے اعلان کریں گے کہ تمام مخلوق سُن لے گی۔ تفسیر مجمع البیان، اور معانی الاخبار میں خود جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ وہ مؤذن میں ہوں ۳ہ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے مابین ایک فصیل قائم ہو جائے گی جیسا کہ سورۂ حدید کی یہ آیت ۱۲ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ (ان کے مابین ایک فصیل قائم کر دی جائے گی) تعلق ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خود جنت و جہنم کے مابین ایک فصیل قائم ہوگی تاکہ ایک کی چیزیں دوسری طرف نہ جا سکیں ۱۲ ۴ہ وَعَلَي الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اعراف کے لفظی معنی بلندیاں اور یہاں مطلب ہے کہ جنت و جہنم کے مابین جو فصیل ہوگی اُس کی بلندی۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْاَعْرَافُ سے مُراد وہ ٹیلے ہیں جو جنت و جہنم کے مابین ہوں گے۔ اور رِجَالٌ سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ

ع ۵/۸

اعراف پر ہم ہوں گے۔ اور اپنی نصرت کرنے والوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے۔ اور اعراف ہم ہیں کہ خدا تعالیٰ پہچانا ہی نہیں گیا ہے مگر ہماری معرفت کی راہ سے۔ اور اعراف ہم ہیں ہم کو خدا تعالیٰ صراط کے اوپر قائم کر دے گا پس جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ جو ہم کو پہچانتا ہوگا اور ہم اُسے پہچانتے ہوں گے اور جہنم میں بھی کوئی نہ جائے گا مگر وہ جو ہم کو نہ پہچانتا ہوگا اور نہ ہم اُس کو پہچانتے ہوں گے (باقی ضمیمہ میں)۔

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ
یہ دونوں چیزیں ان کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کود بنایا تھا
لَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا
اور زندگانی دنیا نے ان کو دھوکا دیا تھا (ارشاد باری ہے کہ) پس آج کے دن ہم (بھی) ان کو ایسا ہی بھلا دیں گے
لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ
جیسا کہ وہ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے اور جیسا کہ وہ ہماری نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور بیشک
جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
ہم نے ان کو ایک ایسی کتاب دی ہے جس کی تفصیل ہم نے جانچ کر کی ہے درآنحالیکہ وہ ایمان لانے والے لوگوں کے لئے ہدایت اور
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ
رحمت ہے۔ کیا وہ صرف اس کے انجام کے منتظر ہیں؟ جس دن اس کا انجام ظاہر ہو جائے گا
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
تو جو اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے وہ یہ کہیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول
بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ
حق لے کر آئے تھے۔ پھر اب ہمارے (بھی) کوئی شفاعت کرنے والے ہیں جو ہماری شفاعت کریں یا ہم واپس بھیجدیے جائیں کہ
غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ
جیسے عمل (بد) ہم کیا کرتے تھے ان کے برخلاف (نیک) عمل کریں بیشک انہوں نے اپنے آپ کو بڑا نقصان پہنچایا اور جو افترا پردازیاں وہ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
کیا کرتے تھے وہ سب ان کے ہاتھ سے نکل گئیں بیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي
اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر برا جا (وہی)
الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ
رات کو دن سے ڈھانپ دیتا ہے جو تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور (اسی نے) سورج اور چاند اور ستاروں کو اس شان سے پیدا کیا
مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ
کہ اس کے حکم کے تابع ہیں۔ آگاہ رہو کہ بنانا اور حکم دینا اسی کا کام ہے اللہ کل عالموں کا پرورش کرنے والا
الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
صاحب برکت ہے۔ تم اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا مانگا کرو بیشک وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست

سلہ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث میں اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے آج کے دن کی تیاری کو چھوڑ دیا تھا۔ قول مترجم۔ نسیان کے عام معنی بھولنا جس سے خدائے تعالیٰ کی ذات بری ہے مگر چونکہ عرب کے محاورہ میں اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں "نیکی کا حکم نہ دینا یا نیکی کے ساتھ یاد نہ کرنا" اس معنی میں یہاں مستعمل ہوا ہے ۱۲ سلہ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ظہور قائم آل محمد کے وقت اور قیامت کے دن جو کچھ وعدہ وعید فرمایا ہے ظاہر ہو جائے گا ۱۲ سلہ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک پلک جھپکنے میں ان سب چیزوں کو پیدا کر سکتا تھا لیکن اس نے ان کی پیدائش میں چھ دن لگائے تاکہ فرشتوں پر جو جو چیزیں وہ پیدا کرتا جائے یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی جائیں اور وہ قدیم بالذات یکے بعد دیگرے جن چیزوں کو حادث کرے ان کے حدوث کا ثبوت ملتا جائے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اتوار کے دن خدائے تعالیٰ نے خیر کو پیدا کیا اور شر پیدا کرنا اس کا کام نہیں
ع ٦
١٣
اور اتوار اور پیر کو زمینیں پیدا کیں اور منگل کے دن زمینوں کی مخلوق اور ان کی روزی اور بدھ اور جمعرات کے دن آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن آسمان والوں کی روزی اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ قول مترجم۔ گو سورۂ اعراف میں لفظ بَيْنَهُمَا نہیں ہے مگر اور مقامات میں مثل سورۂ فرقان اور سورۂ سجدہ کے لفظ بَيْنَهُمَا موجود ہے۔ الفقیہ اور التہذیب میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے سال کے تین سو ساٹھ دن بنائے تھے۔ چونکہ چھ دن آسمانوں کے زمین کے اور ان کے مابین کی چیزوں کے بنانے میں صرف ہو گئے لہذا سال تین سو ساٹھ دن سے کم ہو کر تین سو چون دن کا رہ گیا۔ قول مترجم۔ اگر کسی صاحب کو یہ اعتراض سوجھے کہ جب آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہی نہ تھیں تو دن کا حساب کس چیز سے لگایا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی آیتیں اور حدیثیں متشابہات میں داخل ہیں جن کی واقعی تفسیریں راسخون فی العلم کے پاس ہیں ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

نہیں رکھتا۔ اور زمین میں بعد اس کی اصلاح کے فساد مت کرو

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ

اور خدا سے امید و بیم کے ساتھ دُعا مانگو بیشک رحمتِ خدا نیکی کرنے والوں سے

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ

قریب ہے۔ اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری دینے کے لیے

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ

ہواؤں کو بھیج دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھرے ہوئے بادلوں کو لے آتی ہے تو ہم اُن کو

مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

مُردہ زمینوں کی طرف لے جاتے ہیں پھر ان میں سے پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے پھل پیدا کر دیتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

اسی طرح ہم مُردوں کو (بھی) زندہ کریں گے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور عمدہ زمین کی نباتات تو

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا

حکم خدا سے خوب اگتی ہے اور جو زمین ناکارہ ہوتی ہے اس میں سے کچھ نہیں اُگتا مگر

نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ لَقَدْ

اکا دُکا ہم اسی طرح شکر کرنے والوں کے لئے نشانیوں کا الٹ پھیر کیا کرتے ہیں۔ بیشک

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس انھوں نے یہ فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں ضرور تمہارے لئے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اُن کی قوم کے سرداروں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو آپ ہی کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

حضرت نوح ؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں گمراہی (ذرہ بھر بھی) نہیں ہے بلکہ میں تو پروردگار کی طرف سے پیغمبر ہوں۔

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ

تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری ہی خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں

ع ۵
۱۴

سلہ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین حالت فساد میں تھی خدائے تعالیٰ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعے اس کی اصلاح کی اور پھر یہ حکم دے دیا کہ اب اصلاح ہو جانے کے بعد زمین میں فساد مت کرو۔ تفسیر قمی میں اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور جناب علی ؑ کے ذریعے سے زمین کی اصلاح کر دی تھی۔ مگر لوگوں نے جب بعد رسول ؐ خدا جناب امیر المومنین علیہ السلام کی اطاعت چھوڑ دی تو پھر اس کو خراب کر دیا۔ سلہ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ۔ یہ تعبیر اس امر کی ہے کہ عمدہ زمین کی نباتات کثرت سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ سہولت سے بھی۔ خوبصورت بھی ہوتی ہے اور زیادہ بھی ہوتی ہے اور نفع بھی زیادہ دیتی ہے۔ سلہ نکدًا تعداد میں بھی کم اور منفعت میں بھی۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت بطور مثل کے بیان کی گئی ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا علم حکم خدا سے بکثرت شائع ہوتا رہتا ہے اور اس کا نفع بھی کثیر ہے اور ان کے دشمنوں کا اول تو علم ہی قلیل ہے اور اگر کچھ ہو بھی تو اس سے کسی کو کچھ نفع نہیں کیونکہ وہ ناقص و خراب ہے۔ المناقب میں وارد ہے کہ عمرو ابن العاص نے جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات کی ڈاڑھیاں ہم لوگوں سے بھری ہوئی اور گھنی ہوتی ہیں تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ سلہ نوحًا نوح ؑ جن کا اصلی نام عبد الغفار یا عبد الاعلیٰ یا عبد الملک تھا بیٹے ملک کے پوتے متوشلخ کے اور پڑپوتے ادریس ؑ کے تھے۔ نوح ؑ اس لئے مشہور ہو گئے کہ پانسو برس تک اپنی قوم اور اپنے نفس کے لئے روتے رہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آدم ؑ کو نوح ؑ کی بشارت دی گئی تھی اور یہ خبر کہ ان کی قوم ان کو جھٹلائے گی اور وہ خدا سے دعا کریں گے اور خدا ان کی دعا کے سبب ان کی قوم کو ہلاک کر دے گا لیکن آدم ؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کر دی تھی کہ تم میں سے جو شخص نوح ؑ کو پائے ان پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کرے کہ وہ غرق سے محفوظ رہے گا۔ اور حضرت ۸

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ

جو تم نہیں جانتے ۔ کیا تمہیں اس سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ

تمہیں میں سے ایک مرد پر نازل ہوئی تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تم متقی ہو جاؤ اور

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ پس انہوں نے ان کو جھٹلایا اور ہم نے خود ان کو اور

فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کشتی میں جو ان کے ساتھ تھے ان کو نجات دے دی اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ان کو ہم نے غرق کر دیا بیشک وہ لوگ

قَوْمًا عَمِيْنَ ○ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

کور باطن تھے ۔ اور عاد کی طرف ہم نے انہیں کے ہم قوم ہود کو بھیجا ۔ انہوں نے کہا کہ اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے ۔ کیا تم (عذاب خدا سے) نہیں ڈرتے ۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

ان کی قوم میں سے جو کافر تھے ان میں سے بڑے بڑوں نے کہا ہم تو تم کو یقینی نادانی میں دیکھتے ہیں

سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ قَالَ يٰقَوْمِ

اور بیشک ہم تم کو جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں ۔ (انہوں نے) فرمایا کہ اے میری قوم

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

مجھ میں ذرہ بھر نادانی نہیں ہے بلکہ میں تو پروردگار عالم کی طرف سے رسول ہوں ۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○ اَوَ

اپنے پروردگار کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتبر خیر خواہ ہوں ۔ کیا

عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

تم کو اس سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت تمہیں میں سے ایک شخص پر نازل ہوئی کہ

لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ

وہ تم کو ڈرائے اور تم یاد کرو جب کہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے

نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ

اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا ہے پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرتے رہو

ع ٨ ٩ ١٥

ف ۵ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا

لفظی معنی یہ ہیں کہ ہم نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا جس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ہودؑ بھی قوم عاد ہی میں ایک شخص تھے اور یہ عرب کا محاورہ ہے کہ کسی قوم و قبیلہ کے ایک شخص کو اس قوم کے بھائی کے لفظ سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں یَا اَخَا الْعَرَبِ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے کسی نے یہ عرض کی کہ آپکے جد امجد نے تو یہ فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی اور ان کی بغاوت کے سبب ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا خدا نے خود فرماتا ہے وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۔ تو یہاں مطلب یہ ہے کہ وہ اس قوم اور کنبے سے تھے اس سبب سے بھائی کہا ہے نہ یہ کہ دین میں بھائی تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قوم عاد کو خدا نے ہلاک کیا اور ہودؑ کو نجات دی قوم ثمود کو غرق کیا اور صالحؑ کو نجات دی۔ حضرت ہود علیہ السلام بیٹے شالخ کے تھے۔ پوتے ارفخشد کے تھے، اور پرپوتے سام کے۔ اور سام حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عاد جن کے نام سے ساری قوم مشہور ہے یہ حضرت ہودؑ کے اجداد میں سے تھے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے سام کو حضرت ہودؑ کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ ایک نبی کو پیدا کرنے والا ہے جس کا نام ہودؑ ہوگا اور وہ اپنی قوم کو دین خدا کی دعوت کرے گا اور وہ سب کے سب اُسے جھٹلائیں گے اور وہ ان کے حق میں بد دعا کرے گا وہ سب کے سب طوفان ہوا سے ہلاک ہونگے پس جو تمہاری اولاد میں سے اسکو پائے لازم ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کرے حضرت نوحؑ سے حضرت ہودؑ تک کئی نبی ہوئے۔ (باقی حوشی ضمیمہ میں پڑھیے)

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَ

تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (انہوں نے) کہا کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی (تو) عبادت کریں اور

نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے اُن کو چھوڑ دیں (جاؤ) اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کرتے ہو

الصَّادِقِينَ ○ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَ

اُسے لے آؤ۔ (حضرت ہود نے) فرمایا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے عذاب اور

غَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ

غضب (تو) آ چکا ہے کیا تم مجھ سے ایسی چیزوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور

آبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ فَانْتَظِرُوا إِنِّي

تمہارے باپ دادا نے خود سے نام رکھ لیا (اور) خدا نے ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ لہٰذا تم عذاب کے منتظر رہو

مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ○ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

میں (بھی) تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پس ہم نے ہود کو اور جو ان کے ساتھی تھے ان کو اپنی رحمت سے نجات دی

مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ○

اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور مومن نہ تھے ان کی ہم نے نسل قطع کر دی

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا تھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو

لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ

جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس کھلا معجزہ آ چکا ہے

نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا

اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی ہے اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور

تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَاذْكُرُوا إِذْ

اُسے بُری طرح نہ چھونا (یعنی تکلیف نہ پہنچانا) ورنہ تم کو دردناک عذاب آئے گا۔ اور اس کو یاد رکھو کہ

جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

قوم عاد کے بعد خدا نے تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے کہ

تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ

نرم زمینوں میں تم محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو کاٹ (کاٹ) کے تم مکان بناتے ہو۔

ع ۹ ۸ ۱۶

وقف

لہ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کا استیصال کر دیا اور ان کی نسلیں منقطع کر دیں اور صورت اس کی یہ ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے ایک کالی گھٹا پیدا کر دی تھی جس سے وہ تو یہ سمجھے کہ بارش آتی ہے اور آئی اس سے ایسی آندھی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسی ہوا کا نام ریح عقیم ہے اور یہ ساتوں زمینوں کے نیچے سے نکلتی ہے اور سوائے قوم عاد پر کے کہ جب غضب خدا نازل ہوا آئی تھی اور کبھی نہیں نکلی۔ خدائے تعالیٰ نے حکم اس کے نگاہبانوں کو یہ بھیجا تھا کہ سب انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا نکالیں مگر جب انہوں نے کھولا تو ایک بیل کے نتھنے کے برابر نکل گئی وہ نگہبان چیخ اٹھے کہ خداوندا یہ ہمارے اختیار سے باہر ہو گئی اور ہم کو خوف ہے کہ تیری مخلوق میں سے جو نافرمان نہیں ہیں کہیں وہ نہ ہلاک ہو جائیں اور معمور شہر ویران نہ ہو جائیں۔ خدائے تعالیٰ نے اسی وقت جبرئیل امین کو بھیجا کہ انہوں نے اپنے بازوؤں کے زور سے ہٹا کر اسے اس کے مقام تک پہنچا دیا اور یہ حکم دیا کہ جتنی کا حکم دیا ہے اتنی ہی نکلے پس وہ اتنی ہی نکلی اور قوم عاد کو اور جو جو اس کے پاس تھے سب کو ہلاک کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ان ہی حضرت سے یہی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ہوا کا ایک مقفل خزانہ ہے اگر اس کو کھول دیا جائے تو آسمان و زمین کے مابین جو کچھ ہیں سب ہلاک ہو جائیں۔ قوم عاد پر اسی میں سے ایک انگشتری کے حلقے کے برابر بھیجی گئی تھی۔ پھر یہ بھی بیان فرمایا کہ ہود و صالح و شعیب و اسمٰعیل علیہم السلام و جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ انبیاء میں عربی تو یہی پانچ ہیں ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں ہے)

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

تو اب اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہو اور زمین میں فساد مت کرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ

ان کی قوم میں سے جو (بڑے) بڑے تھے ان کے سرداروں نے ان

اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

کمزور لوگوں سے جو ایمان لائے تھے کہا کیا تم یہ جانتے ہو کہ صالحؑ

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

خدا کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہے (انہوں نے) کہا کہ جو کچھ یہ لے کر آئے ہیں ہم تو اس پر بالیقین ایمان رکھتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

متکبرین نے کہا کہ تم جس پر ایمان رکھتے ہو ہم اس کے بالیقین منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا

پھر انہوں نے اونٹنی کو پے کر دیا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور یہ کہہ دیا کہ اے صالحؑ اگر تم رسولوں میں سے ہو تو

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اسے لے آؤ۔ آخر زلزلے نے ان کو آ لیا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ اور حضرت صالحؑ ان سے روگردان ہوئے اور فرمایا کہ

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اے میری قوم میں نے تو اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا تھا اور تم کو نصیحت کر دی تھی

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

ولیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔ اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○

کہ کیا تم ایسی بدی کرتے ہو کہ ویسی بدی تمام عالم میں کسی نے نہ کی۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ

بیشک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو۔ تم تو

اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

حد سے گذر جانے والے لوگوں میں سے ہو۔ اور ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ یہ

۱ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ لفظی معنی سب نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں نسبت اس فعل کی خدائے تعالیٰ نے سب کی طرف دی ہے حالانکہ یہ فعل ان میں سے کسی ایک شخص نے کیا تھا لیکن چونکہ رضا اس میں سب کی تھی اس لئے منسوب سب سے کیا گیا۔ ۲ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ لفظی معنی ان کو زلزلے نے آ لیا اور سورۂ ہود میں فرمایا ہے وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (اور ان ظالموں کو چیخ نے آ لیا) اور سورۂ حجر میں فرمایا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ (ان کو سخت آواز نے آ پکڑا) تو یہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زور سے آواز آئی اور پھر زلزلہ جیسا کہ تفسیر میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان پر سخت آواز اور زلزلہ بھیجا اور سب ہلاک ہو گئے۔ ۳ جٰثِمِيْنَ جہاں کے تہاں کھڑے کے کھڑے اور بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اپنی جگہ سے ہل نہ سکے حضرت صالح علیہ السلام کا پورا قصہ جو جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسولِ خدا سے بیان کیا اور کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام موجود ہے وہ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے۔ ۴ لُوْطًا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ اور حضرت لوط علیہ السلام کی دونوں بہنیں تھیں وہ دونوں لاحج کی بیٹیاں تھیں اور لاحج ایک ڈرانے والے نبی تھے رسول نہیں تھے۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے اور سارہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لوطؑ کی حقیقی بہن تھیں اور حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ دونوں ڈرانے والے نبی تھے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک نمرود سے نکلے ہیں تو حضرت لوط علیہ السلام ان کے ساتھ تھے۔ اس لئے کہ حضرت سارہ ان کو نہیں چھوڑتی تھیں تا آنکہ شامات کی بلند زمین میں آ اترے اس وقت حضرت لوط علیہ السلام شامات کی نشیبی زمین کی طرف چلے گئے۔ ۔۔۔ باقی حاشیہ ضمیمہ میں پڑھیں۔

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

کہنے لگے کہ ان کو اپنے گاؤں سے نکال دو اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو (بڑے) پاک بنتے ہیں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

پس ہم نے لوطؑ کو اور ان کے بال بچوں کو نجات دی سوائے ان کی زوجہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور ان پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ پس غور کرو کہ مجرموں کا انجام

الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَاِلٰي مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

کیا ہوا۔ اور مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے رب کے پاس سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

تمہارے پاس (کھلی) دلیل آ چکی ہے تو اب پیمانہ اور ترازو پورے رکھو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو

اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ

اور بعد اصلاح ہو جانے کے زمین میں فساد مت پھیلاؤ یہ بات

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تمہارے لئے بہت ہی اچھی ہے اگر تم مومن ہو۔ اور ہر رستے میں اس غرض سے نہ بیٹھو کہ

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ

لوگوں کو ڈراؤ اور جو اللہ پر ایمان لائیں اُن کو راہ خدا سے باز رکھو اور

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا

اس کی کجی کے خواستگار ہو۔ اور اس کو یاد رکھو کہ تم تھوڑے سے تھے خدا نے تم کو بڑھا دیا ہے اور غور کرو کہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ

فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا رہا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک گروہ

مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

اس حکم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لے آیا اور ایک گروہ ایمان نہ لایا

فَاصْبِرُوْا حَتّٰي يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

تو صبر کرو جب تک کہ خدا ہمارے مابین فیصلہ نہ فرما دے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ فرمانے والا ہے۔

ع ۱۰/۱۲ ۱۷

ف وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا یہ عجیب قسم کا مینہ تھا جس میں پتھر اور مٹی کی بارش ان پر برسی تھی اس کا ذکر تو کسی دوسرے موقع پر آئے گا یہاں صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اس قوم میں تیس برس رہے یہ خود ان میں سے نہیں تھے بلکہ اور جگہ سے آ کر ان میں رہ پڑے تھے۔ یہ برابر ان کو اطاعت خدا کی ترغیب و تحریص دلاتے تھے اور بدیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے علاوہ عمل قوم لوط کے اور جو بدیاں ان میں تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ غسل جنابت نہ کرتے تھے دوسرے اپنے کھانے کے بارے میں سخت بخیل تھے پس ان کے بخل کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے ان کے اندام نہانی میں ایک ایسا مرض پیدا کر دیا کہ جس کا کوئی علاج ہی نہ تھا چونکہ ان لوگوں کی آبادی شام و مصر کے قافلہ کے راستے پر تھی اس سبب سے مہمان وہاں اترتے رہتے تھے اور جب کوئی مہمان آ کر اترتا تھا تو یہ اپنے بخل کے سبب سے اس کو فضیحت کرنا چاہتے یعنی اس سے اس فعل کے طالب ہوتے جس کی اس کو خواہش نہ ہوتی اور مقصد یہ تھا کہ مہمان اُدھر سے آنا چھوڑ دیں رفتہ رفتہ بخل نے ان میں وہ بیماری پیدا کر دی جس کے دفعیہ کے لئے انہی لوگوں کو بہت کچھ دینا پڑتا تھا اور اور حضرت لوط علیہ السلام نہایت سخی اور کریم شخص تھے جو مہمان ان کے یہاں آ کے اترتے وہ بڑی خاطر و مدارات کرتے یہ لوگ ان کو اس سے منع کرتے اور دھمکی دیتے کہ ہم آپ کے مہمانوں کو بھی فضیحت کریں گے ناچار جب حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں کوئی مہمان آ کر اترتا تو یہ حضرتؑ لوگوں سے چھپاتے تھے (بقیہ قصہ انشاء اللہ سورۂ ہود اور سورۂ حجر کی تفسیر میں آئے گا) ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

اُن کے سرداروں نے کہا کہ اُن کی قوم میں سے جو بڑا بننا چاہتے تھے

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ

اے شعیبؑ ہم تم کو اور تمہارے ساتھ جو ایمان لائے ہیں اُن کو اپنے گاؤں سے ضرور نکال دیں گے یا

فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ

تم بھی ہمارے مذہب میں پلٹ آؤ حضرت شعیبؑ نے جواب دیا آیا ہم پلٹ آئیں گو ہم نفرت کرتے ہوں۔ اگر ہم تمہاری ملت

كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا

میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ اللہ ہم کو اُس سے نجات دے چکا ہے تو ضرور ہم خدا پر جھوٹا بہتان باندھنے والے

يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ

ہوئے اور ہم کو ہو کیا گیا ہے کہ ہم اس دین میں لوٹ آئیں سوائے اس کے کہ ہمارے پروردگار کی خواہش یوں ہی ہو ہمارے

رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ

پروردگار کا علم ہر چیز پر حاوی ہے اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا ہے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے مابین اور

بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ

ہماری قوم کے مابین حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے اور اُن کی

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا

قوم میں سے جو کافر ہو گئے تھے اُن کے سرداروں نے یہ کہا کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو اس صورت میں تم بھی

لَخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ

یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر اُن کو زلزلے نے آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں

معٓ ۴ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۛ

بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ جنھوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی وہ ایسے برباد ہو گئے گویا کبھی آباد ہی نہ

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ

ہوئے تھے جنھوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا نقصان اٹھانے والے وہی ہوئے پس شعیبؑ

عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ

اُن سے روگردان ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے

ع ۱۱ ۹ ۱ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي

پیغام یقیناً پہنچا دئے اور تمہیں نصیحت بھی کی تو اب منکر لوگوں کے لئے رنج کیا کروں اور ہم نے

۱ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا۔ عود کے ظاہری معنی ہیں لوٹ آنا مگر نبی چونکہ اپنی قوم کے دین پر یعنی کفر پر کبھی نہیں ہوتا اس سبب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن لوگوں نے اپنے زعم باطل کے سبب یہ لفظ استعمال کیا کیونکہ وہ حضرت شعیبؑ کو قبل آغاز ہدایت اپنے ہی دین پر سمجھتے ہوں گے یا عود کے معنی فقط ہو جانے کے ہیں ۱۲۔

۲ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا اس کے معنی ہیں خداوندا ہمارے مابین اور ہماری قوم کے مابین فیصلہ کر۔ یہاں افتح یا تو فتاحت سے ہے جس کے معنی حکومت یا فیصلہ کرنا۔ اور اسی سے ہے فتاح جس کے معنی قاضی یا فیصلہ کنندہ یا معمولی فتح ہو۔ جس کے معنی مشکل کا حل کر دینا اور مطلب یہ ہو کہ یہ صاف ظاہر ہو جائے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے ۱۲۔

۳ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ظاہری معنی ہیں کہ اُن کو زلزلہ یا صاعقہ نے آ لیا اور سورۂ ھود میں فرماتا ہے وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (جو ظالم تھے اُن کو ایک سخت آواز نے آ لیا) اور صاعقہ میں آواز سخت ضرور ہوتی ہے لہذا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن پر ایک سخت آواز مسلط کر دی جس کے صدمہ سے سب مر گئے ۱۲۔ ۴ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا مطلب یہ ہے کہ ایسے اجڑ گئے گویا اُس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے ۱۲۔

قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ (جب اُس کا انکار کیا تو) وہاں کے باشندوں کو افلاس و مرض (میں بھی)

يَضَّرَّعُوْنَ ○ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا

گرفتار کیا تا کہ اُن کے دل نرم ہوں اور وہ روئیں پیٹیں (اگر وہ روئے دھوئے تو) پھر ہم نے اُن کی بلا کو عافیت سے

وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ[1] اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

بدل (بھی) دیا یہاں تک کہ وہ خوب بڑھے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ داداؤں پر مصیبتیں

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا

اور راحتیں (سب ہی کچھ) گزر چکی ہیں پھر ہم نے اُن کو یکایک ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے

وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ

دھر پکڑا اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے رہتے تو ہم اُن پر آسمان و زمین

لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ اَفَاَمِنَ اَهْلُ

کی برکتیں کھول دیتے ولیکن اُنھوں نے جھٹلایا پھر ہم نے بھی جیسی (جیسی) بدیاں وہ کیا کرتے تھے اُسی کے

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ○ اَوَاَمِنَ

بموجب اُن سے مواخذہ کیا۔ کیا گاؤں والے اس سے بےخوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن کو راتوں رات آلے اور وہ

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ○

سوتے کے سوتے رہیں یا گاؤں والے اس سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن کو دن دہاڑے آلے اور وہ

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ[2] اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع ۱۲ ۶ ۲

کھیل کود ہی میں ہوں کیا وہ خدا کے بدلا لینے سے مطمئن ہو گئے ہیں حالانکہ خدا کے عذاب سے سوائے نقصان اُٹھانے

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ

والوں کے کوئی مطمئن نہیں ہوا کرتا کیا اُس نے اُن لوگوں کو جو پہلے مالکوں کے بعد زمین کے وارث ہوئے ہیں

نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

اس امر کی ہدایت نہیں کی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کے گناہوں کے بدلے میں اُن پر مصیبت نازل کر دیں اور

يَسْمَعُوْنَ ○ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ

اُن کے دلوں پر ایسی مُہر لگا دیں کہ وہ نہ (کچھ) سنیں (نہ سمجھیں) وہ بستیاں جن کی بعض خبریں ہم تم سے بیان کرتے ہیں

لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا[3] بِمَا

یہی ہیں اور اُن کے پیغمبر اُن کے پاس دلیلیں لے کر یقیناً آئے تھے جن کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے اُن پر

[1] قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ مطلب یہ ہے کہ نعمتوں کی کثرت نے اُن کو ایسا بھلا دیا تھا کہ اُنھوں نے شکرِ خدا چھوڑ دیا تھا ذکرِ خدا بھول گئے تھے اور یہ کہنے لگے تھے کہ یہ زمانے کی عادت ہے کہ لوگوں پر کبھی افلاس طاری ہوتا ہے کبھی بیماری۔ ایسا ہی ہمارے باپ دادا پر بھی کبھی اتفاق پڑا تھا مگر اُنھوں نے باوجود اپنے افلاس و بیماری کے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا۔ تو بھلا ہم کیا بدلیں گے ۱۲۔

[2] مَكْرَ اللّٰهِ یہ لفظ استعارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ باوجود اس قدر سامانِ ہدایت فراہم ہونے کے حکمِ خدا نہیں مانتا تو اُسکو ڈھیل دی جاتی ہے۔ جب اُس کی سرکشی بہت بڑھ جاتی ہے تو یکایک اُس پر عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے چنانچہ تفسیر قمی میں وارد ہے۔ کہ مَكْرَ اللّٰهِ سے مراد ہے عَذَابَ اللّٰهِ ۱۲۔

[3] فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو عالمِ ذر میں کسی امر کی تکذیب کر چکے تھے وُہ دُنیا میں بھی اُس امر پر ایمان نہ لائیں گے یہ آیت اُن لوگوں کے قول کو رد کرتی ہے جو عالمِ ذر کے میثاق کے منکر ہیں ۱۲۔

كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ○
کسی طرح ایمان نہ لائے اسی طرح سے اللہ انکار کرنے والوں کے دلوں پر چھاپا لگا دیا کرتا ہے۔
وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ ۖ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ
اور ہم نے اُن میں سے بہت سوں میں (اپنی) بات کا پاس نہ پایا اور ہم نے اُن میں سے بہت سوں کو
لَفَاسِقِينَ ○ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
نافرمان پایا پھر ہم نے اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اُس کے ارکین دولت کے
وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ○
پاس بھیجا پس اُنھوں نے اُن نشانیوں کا انکار کر دیا اب غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا
وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○
اور موسیٰ نے یہ فرمایا کہ اے فرعون میں تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔
حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ
میرے لئے شایاں ہے کہ اللہ کا نام لے کر حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں میں تمھارے رب کے پاس
بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ○ قَالَ
سے دلیل لے کر آیا ہوں پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے (فرعون نے) کہا
إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○
اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو (اور) اگر تم سچے بھی ہو تو لاؤ اُسے پیش کرو
فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ○ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا
پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ یکایک ظاہر بظاہر اژدہا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ جو نکالا تو وہ یکایک
هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ○ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ
تمام دیکھنے والوں کے لئے بہت روشن ہو گیا قوم فرعون کے شرفا نے کہا کہ ضرور
هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ○ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا
یہ بڑھا ہوا جادوگر ہے یہ تم کو تمھارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے اب تم کیا
تَأْمُرُونَ ○ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ
مشورہ دیتے ہو اُنھوں نے کہا کہ اِن کو اور اِن کے بھائی کو (تو آپ) مہلت دیں اور شہروں میں
حَاشِرِينَ ○ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ○ وَجَاءَ السَّحَرَةُ
گردآور بھیجدیں کہ وہ ہر پڑھے ہوئے جادوگر کو حضور میں لے آئیں اور وہ جادوگر فرعون کے

۱ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ تفسیر عیاشی میں بروایت حضرت ابوذرؓ منقول ہے کہ بروز میثاق جن جن لوگوں سے عہد لیا گیا تھا اُن میں سے کسی نے عہد خدا کو پورا نہیں کیا سوائے اہلبیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُنکے شیعوں میں سے ایک گروہ قلیل کے اور یہ خدا کے اسی قول سے ظاہر ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۱۲۔

۲ فِرْعَوْنَ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا جیسے فارس کے بادشاہ کا کسریٰ اور روم کے بادشاہ کا قیصر اور اس کا اصلی نام قابوس یا ولید تھا اور اُسکے باپ کا نام مصعب تھا اور دادا کا نام ریان تفسیر عیاشی میں ہے کہ نجومیوں سے یہ سننے کے سبب کہ میری ہلاکت موسیٰؑ کے
۱۲ ع ۹ ۳
کے باعث ہوگی (فرعون نے موسیٰؑ سے بچنے کے لیئے سات شہر بنائے تھے ایک کے اندر ایک۔ اور ایک فصیل سے دوسری تک گھنے جنگل قائم کیے تھے جن میں شیر پال رکھے تھے تا کہ سب سے اندر والے شہر میں بیٹھ کر موسیٰؑ سے محفوظ رہے۔ جب خداتعالیٰ نے موسیٰؑ کو بھیجا تو وہ شہر میں آ پہنچے شیروں نے جو دیکھا تو دم دباتے ہوئے بھاگ گئے۔ اب جس فصیل پر پہنچے تھے اس کا دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا یہاں تک کہ فرعون کے محل کے دروازہ پر پہنچ گئے اور بیٹھ گئے۔ کمل کا کرتہ پہنے ہوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ جب چوبدار محل سے باہر نکلا تو موسیٰؑ نے کہا کہ مجھے بادشاہ تک پہنچا دے

(باقی برصفحہ ۱۹۶)

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○ قَالَ

پاس آئے اور دریافت کرنے لگے کہ اگر ہم غالب آگئے (تو) ہم کو کچھ صلہ بھی ملے گا؟ اُس نے کہا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ

ہاں (ملے گا) اور تم مقربین دربار سے بھی ضرور ہی ہو جاؤ گے (جادوگر) بولے کہ اے موسیٰؑ لو اب تم ڈالتے

اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ○ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

ہو یا ہم ہی ڈالنے والے بنیں (موسیٰؑ نے) فرمایا کہ (تم ہی) ڈالو پس جب اُنھوں نے

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ○

ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور اُن کو ڈرایا اور بہت بڑا جادو لا موجود کیا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ

اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ تم بھی اپنا عصا ڈال دو پس دیکھتے کیا ہیں کہ جو جو کچھ

مَا يَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ۚ

ڈھکوسلا اُنھوں نے بنا رکھا تھا وہ عصا ہے کہ سب کو نگلے جاتا ہے بس اس طرح (حق تو) حق ثابت ہو گیا

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ○ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

اور جو عمل وہ کر رہے تھے (وہ سب) باطل ہو گیا پس جادوگر وہیں کے وہیں مغلوب اور ذلیل ہو کر رہ گئے اور سب کے

سٰجِدِيْنَ ۚ ۖ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰى وَ

سب سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم عالموں کے پروردگار پر جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا پروردگار

هٰرُوْنَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

ہے ایمان لائے فرعون نے کہا کہ تم اُس پر قبل اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں ایمان لے آئے

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ

ضرور یہ تمھاری کوئی چال ہے جو تم اس شہر میں چلے ہو کہ اس شہر کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

تو اب تم مزہ بھی چکھ لوگے میں تمھارے مقابل کے ہاتھ پاؤں ضرور کاٹوں گا۔ پھر تم

خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

سب کو ضرور سولی دے دوں گا اُنھوں نے کہا کہ ہم تو لوٹ کر ضرور اپنے پروردگار

مُنْقَلِبُوْنَ ○ ۚ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا

کی حضور میں چلے جائیں گے اور تو ہم سے صرف اتنی ہی سی بات پر تو بگڑتا ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر جس وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵)
اُس نے ذرا بھی پروا نہ کی اور جتنی دیر خدا کو منظور تھا موسیٰؑ ٹھہرے رہے اور دو بہت دفعہ اُس سے پہنچانے کو کہا آخر اُس نے جھلا کر کہا کہ خدا کو سوا تمھارے کوئی بھی رسول نہ ملا حضرت موسیٰؑ کو بھی غصہ آگیا دروازہ پر عصا مارا کہ وہاں سے فرعون کے مقام تک جتنے دروازے تھے سب کھل گئے اور فرعون نے اپنے دربار میں بیٹھے بیٹھے حضرت موسیٰؑ کو دیکھ لیا تو اُس نے حکم دیا کہ ان کو آنے دو جب حضرت موسیٰؑ پہنچے تو وہ ایک ایسے قبے میں بیٹھا تھا جس کی بلندی اسی ہاتھ تھی۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ مجھے پروردگار عالم نے تیرے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اُس نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو کوئی نشانی لائیے۔ موسیٰؑ نے اپنا دو شاخہ عصا ڈال دیا جو فوراً کھلے منہ کا اژدہا بن گیا جس کا ایک ہونٹ تو زمین پر تھا اور دوسرا قبہ کی چوٹی پر۔ اب جو فرعون نے اس کے اندر کی طرف نگاہ کی تو آگ دہک رہی تھی اور وہ اُس کو مع سکے مکان کے نگلنے پر تیار تھا خوف کے مارے اُس سے حدث صادر ہوا اور چیخ کر کہا کہ اے موسیٰؑ اس کو لے لیجئے۔ اُس وقت موسیٰؑ نے وہ فرمایا جو آگے کی آیت میں ہے ۱۲۔

حاشیہ صفحہ ۱۹۵ سلہ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ مطلب یہ تھا کہ ان کو یہاں سے ہٹا دے تاکہ غور کرنے کا اور ان دونوں کے بارے میں (باقی بر صفحہ ۱۹۷)

ع ۱۴ ۱۸ ۴

جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۠ وَقَالَ

بھی وہ ہمارے پاس آئیں ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار ہم کو بہت سا صبر عنایت فرما اور ہمارا خاتمہ اسلام

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا

پر کرو۔ اور قوم فرعون کے شرفا نے کہا کہ کیا تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو اس لیے چھوڑ دے گا

فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ

کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں حالانکہ وہ تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں (فرعون نے) کہا کہ ہم عنقریب ان کے

نَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝ قَالَ مُوْسٰى

بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور ہم ان پر یقیناً غالب رہیں گے۔ موسیٰؑ نے اپنی

لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ قف

قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بے شک یہ زمین اللہ ہی کی ہے۔

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے مآل انجام پرہیزگاروں ہی کا بہتر ہے

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

(بنی اسرائیل) بولے کہ (اے موسیٰؑ) ہم نے تو تمہارے آنے سے پہلے بھی ایذا پائی اور تمہارے آنے کے بعد بھی

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى

فرمایا قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں ان کا قائم مقام کر

ع ۱۵ ۱۹ ۵

الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

دے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اور بیشک ہم نے فرعون والوں کو متواتر

بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ فَاِذَا

قحطوں کی اور پھلوں کی کمی کی یقینی سزا دی تاکہ وہ عبرت پکڑیں پھر جب ان کے

جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

یہاں فراغت ہوئی تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ فراخی تو ہماری ہی وجہ سے ہوئی ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف

يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

پہنچتی تو اس کو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بیان کرنے لگتا حالانکہ اسباب نحوست خدا ہی کے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ

اختیار میں ہیں لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں اور انھوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جب کبھی کوئی ایسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵) تدبیر کرنے کا موقع ملے۔ تفسیر عیاشی میں وارد ہوا ہے کہ اس دن فرعون کے درباریوں میں کوئی ولدالزنا نہ تھا ورنہ وہ ان دونوں کے قتل کا مشورہ دیتا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح ہماری ایذا کے درپے وہی ہوتا ہے جس کی ولادت میں کوئی خباثت ہو ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹۶)

۱؎ اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ساحرین نے ادب کی رعایت سے موسیٰؑ کو یہ اختیار دیا ورنہ دل تو ان کا یہی چاہتا تھا کہ پہلے وہ اپنا ہی کرتب دکھلائیں اور لوگوں پر اپنا سکہ بٹھائیں حضرت موسیٰؑ نے اظہار کرم کے بنیے چشم پوشی کے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میرا بھروسا تائید ایزدی پر ہے اور مجھے تمھارے مقابلے کی کچھ بھی پروا نہیں۔ ان کو پہلے ڈالنے کی اجازت دے دی ۱۲۔

۲؎ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ روایت ہے کہ انھوں نے موٹے موٹے رسے اور لمبے لمبے لکڑے ڈالے تھے۔ جو سب سانپ معلوم ہونے لگے تمام میدان ان سے بھر گیا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھا چلا جاتا تھا ۱۲۔

۳؎ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ۔ اب موسیٰؑ کا عصا جو اژدہا بنا تو وہ ان سارے رسوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا۔ وہ پھر تماشائیوں کی طرف لپکا اور وہ ایسے بدحواس ہو کر بھاگے۔ کہ ایک دوسرے پر گرا۔ اور ان میں سے بہت سے کام آ گئے۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اسے اٹھا لیا تو عصا کا عصا تھا۔ تمام ساحر اس کے قائل ہو گئے (باقی بر صفحہ ۱۹۸)

مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا

نشانی لاؤ کہ اُس سے ہم پر جادو کرو تو ہم تو تم پر کبھی ایمان لائیں گے نہیں پس ہم نے اُن پر

عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

طوفان (بھی) بھیجا ٹڈیاں بھی چچڑیاں بھی مینڈک بھی خون بھی

آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَ

یہ کھلی نشانیاں تھیں پھر بھی وہ اکڑے اس لیئے کہ وہ لوگ گنہگار ہی تھے اور

لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

جب اُن پر عذاب آتا تو کہنے لگتے کہ اے موسیٰ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے بموجب

عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ

اُس عہد کے جو اُس نے تم سے کیا ہے دعا کرو۔ اگر تم نے یہ عذاب ہم سے دُور کر دیا تو ضرور تم پر ایمان بھی

لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ ضرور ہی بھیجدیں گے پھر جب ہم اُن سے عذاب کو

الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ۝ فَانتَقَمْنَا

ایک مدت کے لیے ہٹا لیتے تو وہ اُس مدت کے پورا ہونے سے پہلے پہلے پھر بدعہدی کرتے آخر ہم نے اُن سے

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا

بدلا لیا اور اس بات کے عوض میں کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اُن کو سمندر میں ڈبو دیا حالانکہ

عَنْهَا غَافِلِينَ ۝ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ

وہ اس عوض لینے (کے خیال) سے غافل تھے اور ہم نے اُس قوم کو جو ضعیف کر دی گئی تھی اُس زمین کے

مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ

اِس سرے سے اُس سرے تک کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت بھی دی اور بنی اسرائیل

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ

کے حق میں بوجہ اُن کے صبر کے تمہارے رب کا اچھا (اور سچا) وعدہ پورا ہو گیا

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بنایا اور بلند کیا کرتی تھی وہ سب کچھ ہم نے

يَعْرِشُونَ ۝ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ

برباد کر دیا اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر پار لے گئے اور وہ ایک ایسی قوم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶) ہو گئے کہ اگر یہ جادو ہوتا تو ہمارے رستے اور لکڑی بھی باقی رہتے ۱۲۔

۵ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ یہ فرعون کا قول اس غرض سے تھا کہ لوگوں کو دھوکے میں ڈال دے کہ وہ مثل جادوگروں کے ایمان نہ لے آئیں ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹۷) ۱ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ لفظی معنی ہیں کہ وہ تجھ کو اور تیرے خداؤں کو چھوڑ دے۔ تفسیر قمی میں ہے۔ کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کیا کرتا تھا بعد میں خود خدا ہونے کا دعوٰی کر دیا تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اسے یوں پڑھا کرتے تھے۔ وَيَذَرَكَ وَاِلٰهَتَكَ (یعنی تجھ کو اور تیری عبادت کو چھوڑ دے) اور روایت میں یوں آیا ہے۔ کہ فرعون نے اپنے لیئے کچھ بت بنا دیئے تھے اور لوگوں کو یہ حکم دیا تھا کہ ہمارا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کی عبادت کیا کرو اسی سبب سے اس نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۱۲۔

۲ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت فرما کر کہا کہ جو کچھ اللہ کا ہے وہ رسول کا ہے اور جو کچھ رسولؐ کا ہے وہ بعد رسولؐ امام کا ہے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے خدا کی کتاب میں پایا۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جن میں میں اور میرے اہلبیتؑ وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنی زمین کا وارث (باقی صفحہ ۱۹۹ پر)

قَوۡمٍ يَّعۡكُفُوۡنَ عَلٰٓى اَصۡنَامٍ لَّهُمۡ‌ۚ قَالُوۡا يٰمُوۡسَى اجۡعَلْ لَّنَاۤ

پاس پہنچے جو اپنے بتوں کی عبادت پر اڑے ہوئے تھے (تو اُس وقت) بولے کہ اے موسیٰؑ ہمارے لئے

اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ‌ ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ

بھی ایک ایسا ہی معبود بنا دیجئے جیسے کہ ان کے کئی کئی معبود ہیں (موسیٰؑ نے) فرمایا یقیناً تم جاہل لوگ ہو۔ یہ لوگ

مُتَبَّرٌ مَّا هُمۡ فِيۡهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‏ ۝ قَالَ اَغَيۡرَ

جس دین میں ہیں وہ ضرور تباہ ہونیوالا ہے اور اُن کے کل اعمال اکارت ہونیوالے ہیں (یہ بھی) فرمایا میں تمھارے

اللّٰهِ اَبۡغِيۡكُمۡ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ‏ ۝ وَاِذۡ

لئے خدا کے سوا کوئی اور معبود تلاش کردوں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اُس نے تم کو تمام عالموں پر فضیلت دی ہے اور

اَنۡجَيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ‌ۚ

(اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو فرعون والوں (کے ہاتھ) سے نجات دی تھی جو تم کو بُرے سے بُرے عذاب

يُقَتِّلُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ‌ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَاۤءٌ

دیا کرتے تھے (یعنی) تمھارے بیٹوں کو قتل کیا کرتے تھے اور تمھاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس میں تمھارے

۱۶ ع ۱۲ ۶ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ۝ وَوٰعَدۡنَا مُوۡسٰى ثَلٰثِيۡنَ لَيۡلَةً وَّ

پروردگار کی طرف سے (تمھاری) بڑی سخت آزمائش تھی اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس شبوں کا وعدہ کیا تھا اور

اَتۡمَمۡنٰهَا بِعَشۡرٍ فَتَمَّ مِيۡقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً‌ ۚ وَقَالَ

ایک عشرہ اور ملا کر اُس کو پورا کیا پس اُن کے پروردگار کی مقررہ مدت چالیس شب میں پوری ہوئی اور موسیٰؑ نے

مُوۡسٰى لِاَخِيۡهِ هٰرُوۡنَ اخۡلُفۡنِىۡ فِىۡ قَوۡمِىۡ وَاَصۡلِحۡ وَلَا

اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو اور اصلاح کرتے رہو اور

تَتَّبِعۡ سَبِيۡلَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰى لِمِيۡقَاتِنَا وَ

مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا اور جب موسیٰؑ ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور اُن کے پروردگار

كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِىۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ‌ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰٮنِىۡ وَ

نے اُن سے باتیں کیں (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا دے کہ میں تجھے دیکھ لوں فرمایا کہ تو مجھے

لٰـكِنِ انۡظُرۡ اِلَى الۡجَـبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰٮنِىۡ‌ ۚ

ہرگز نہ دیکھ سکے گا ولیکن پہاڑ کی طرف نظر کر اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو پس تو مجھے دیکھ لے گا

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا‌ ۚ

پس جس وقت اُس کا پروردگار (یعنی اُس کا پیدا کیا ہوا نور) پہاڑ (والوں) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو اُس کے ٹکڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۷) کیا ہے اور مستحق ہم ہیں اور پوری زمین ہماری ہے پس مسلمانوں میں جو کسی حصۂ زمین کو آباد کرے تو اُسے لازم ہے کہ اُس کا خراج اہلبیتؑ کے امام کی خدمت میں پہنچایا کرے اور جو کچھ باقی رہے وہ اُس کا ہے اُسے کھائے پیئے پھر اگر وہ اُس حصۂ زمین کو چھوڑ دے اور اُس کو آباد کرکے پھر ویران کر دے اور ایک دوسرا مسلمان اُس کو آباد کرے تو بہ نسبت چھوڑنیوالے کے یہ اُس کا زیادہ مستحق ہو جائے گا اور اسے بھی لازم ہے کہ امام اہلبیت علیہم السلام کو خراج دیا کرے۔ اور باقی اس کا ہے یہ حکم اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں گے اور تلوار کے زور سے جس طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے کافروں کو نکال دیا تھا۔ اسی طرح یہ حضرتؑ مشرکین و کفار و منافقین سب کو نکال دیں گے۔ صرف اُس زمین کی ملکیت مسلّم رکھیں گے جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی ۱۲

۴ بِالسِّنِيۡنَ جمع ہے سنۃ کی جس کے عام معنی ہیں سال۔ اور اصطلاحی معنی ایسی خشک سالی جس میں بارش بہت ہی کم ہوئی ہو اور پانی بہت ہی کم میسر آیا ہو چونکہ ایسے سال کا چرچا زبان پر زیادہ ہوتا ہے اور اُس کو بطور واقعہ تاریخی کے یاد رکھا جاتا ہے اس لئے عرب کے محاورہ میں جس سال قحط زیادہ ہو اُسے سنۃ کہتے ہیں اور یہاں سنین اس کی جمع آئی جس سے معلوم ہوا کہ کئی سال متواتر قحط پڑا تھا ۱۲

۵ اَلۡحَسَنَةُ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں حسنۃ کے معنی ابرار ... ہیں ۱۲ ۵م سیئۃ ...

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آگئے۔ کہنے لگے تیری ذات منزہ ہے میں تیرے ہی حضور میں توبہ

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ

کرتا ہوں اور میں (اس بات پر کہ تو دیکھا نہیں جاسکتا) سب سے پہلا ایمان لانیوالا ہوں فرمایا اے موسیٰ بیشک میں نے تم کو اپنی

بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَ

رسالت اور اپنے کلام کے لئے کل آدمیوں سے منتخب کر لیا ہے پس جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے اُسے لو اور شکر گزار رہو اور

كَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا

ہم نے تختیوں میں اُن کے لئے نصیحت کی ہر بات اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی (اور اُن کو یہ حکم دیا تھا) کہ

لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا

اس کو مضبوط ہو کر لو اور اپنی قوم کو حکم سنا دو کہ ان میں سے اچھی اچھی باتوں کو اختیار

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ○ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ

کریں عنقریب میں تم کو نافرمانوں کا مکان دکھا دوں گا عنقریب میں اپنی نشانیوں سے اُن لوگوں کو ہٹا دوں گا

يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

جو زمین پر ناحق تکبر کیا کرتے ہیں اور اگر وہ ہر ایک نشانی کو دیکھ بھی لیں گے تو بھی اس پر

يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ

ایمان نہ لائیں گے اور اگر وہ نیکی کا راستہ دیکھ لیں گے تو اُسے اپنا راستہ

سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ

نہ بنائیں گے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ پائیں گے تو اُسے اپنا راستہ بنالیں گے یہ اس وجہ سے کہ

بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ

اُنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور اُن سے غافل رہے اور جن لوگوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ

ہماری نشانیوں کو اور آخرت سے کام پڑجانے کو جھٹلایا اُن کے اعمال باطل ہو گئے کیا اُن کو

يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ

سوائے اُس عمل کے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے کوئی اور بدلا دیا جائے گا اور موسیٰؑ کی قوم نے اُن کے بعد اپنے

بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا

زیوروں سے ایک بچھڑا بنالیا (وہ) ایک کھوکھل مورت تھی جس میں گائے کی سی آواز

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸)

لہ اَلطُّوْفَانَ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ طوفان کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ پانی کا بھی طوفان تھا اور اس کے ساتھ طاعون بھی تھا ۱۲۔

سے اَلْقُمَّلَ اس سے مراد عام جوں نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی چھوٹی ٹڈی ہے جو زراعت کو بہت نقصان پہنچایا کرتی ہے ۱۲۔

سے اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ لفظی معنی کھلی نشانیاں جس سے ہر عقلمند سمجھ لے کہ یہ خدا کی طرف سے عذاب ہے اس لئے کہ ایک سے دوسرے تک ایک سال کی مہلت دی جاتی تھی اور ایک عذاب یا نشانی پورے ہفتہ بھر تک قائم رہتی تھی ۱۲۔

سے اَلرِّجْزُ لفظی معنی عذاب تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رجز کے معنی یہاں برف ہے پھر وہ پھر خراسان ملک (ترجمہ تفسیر مجمع البیان) میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نبی اسرائیل پر سرخ رنگ کی برف گری جیسی پہلے اُنھوں نے کبھی نہ دیکھی تھی پس وہ اس میں مرگئے اور چیخ اٹھے اسی تفسیر میں ان تمام آیات خدا کا حال جس طرح وہ وہ اور فرعون والوں پر نازل ہوئیں بحوالہ حدیث لکھا ہے (جسے آپ تفسیر مقبول میں ملاحظہ فرمائیں)

سے ۵ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی یہ منقول ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاسکے گا (اس سے آگے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا

بھی کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ وہ (بچھڑا) نہ اُن سے بات کرتا تھا اور نہ اُن کو کوئی راستہ بتاتا تھا

ظٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ

(اس پر بھی) اُنھوں نے یہ ظلم کیا کہ اُسے پوجا اور جب وہ حد سے زیادہ نادم ہوئے اور یہ سمجھ گئے کہ ہم گمراہ ہو چکے

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

تو اُنھوں نے عرض کی کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ فرمائیگا اور ہمارے گناہ معاف نہ کردیگا تو ہم ضرور نقصان اٹھانیوالوں میں

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا

سے ہو جائیں گے اور جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف سخت غصے میں رنجیدہ لوٹ کر آئے (تو) فرمایا کہ تم نے

خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى[1]

میرے بعد کیا ہی بُرا برتاؤ کیا ہے کیا تم نے اپنے پروردگار کی نسبت جلدی کی اور (غصے سے)

الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ[2]

لوحیں ڈال دیں اور اپنے بھائیؑ کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا (اُنھوں نے) عرض کی کہ اے میرے

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ

ماں جائے بالتحقیق قوم نے مجھے ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر دے پس آپ مجھ پر

بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ

دُشمنوں کو نہ ہنسوائیں اور ظالم لوگوں کے ساتھ میرا شمار نہ کریں (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ اے

اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

میرے پروردگار تو مجھے اور میرے بھائیؑ کو بخش دے اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل کر لے اور تو ہی سب رحم کرنے

الرّٰحِمِيْنَ ۝ۧ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ

والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے بالتحقیق جن لوگوں نے بچھڑا پوجا عنقریب اُن کے رب کی طرف سے اُن پر غضب

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

آئے گا اور زندگانی دنیا میں اُن کو ذلت ملے گی۔ اور ہم افترا پردازوں کو ایسا ہی بدلہ

الْمُفْتَرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ

دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے بدیاں کیں پھر اُس کے بعد توبہ کر لی اور

اٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا

ایمان لے آئے بیشک تمھارا پروردگار بعد توبہ کر لینے کے بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور

[1] وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ اصل یہ ہے کہ موسےٰ علیہ السّلام کو حمایت دین میں للّہی غصہ آگیا تھا۔ روایت میں ہے۔ کہ جب موسیٰؑ نے اُن لوحوں کو ڈال دیا تو کچھ تو اُن میں سے ٹوٹ گئیں اور کچھ غائب ہوگئیں۔ بصائر میں جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُن لوحوں میں سے بعض ٹوٹیں اور بعض سالم رہیں کچھ باقی رہیں اور کچھ آسمان کو اُٹھالی گئیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ یمن میں اُس پتھر کو جانتے تھے جس نے موسیٰؑ کی لوحیں ڈالنے کے وقت توریت کا جو حصہ ضائع ہوگیا تھا اُس کو نگل لیا تھا۔ اور جب جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وارث ہوئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا ہمارے بھائی موسیٰؑ پر رحم کرے سُنی ہوئی بات دیکھی کے برابر نہیں ہوسکتی۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو اُن کی قوم کی آزمایش کی خبر دے دی تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ خدا نے جو خبر دی ہے وہ سچی ہے اور ہاتھ میں جو کچھ تھا اُس کو مضبوط لیے رہے مگر جب اپنی قوم کے پاس پلٹ کر آئے اور اُن کی وہ حالت دیکھی تو غضب آہی گیا اور لوحیں ہاتھ سے چھوڑ دیں ۱۲۔

[2] وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایسا اس لئے ہوا کہ بنی اسرائیل کے بچھڑا ۱۲

سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى

جب موسےؑ کا غصہ فرو ہوا تو انھوں نے لوحیں اٹھالیں اور اُس کے نسخوں میں اُن لوگوں کے لئے

وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝ وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ

ہدایت و رحمت تھی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں ۔ اور موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستّر

سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۚ فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لئے چھانٹ لیے پھر جب اُن کو زلزلے نے آلیا تو موسیٰؑ نے (عرض کی کہ) اے

لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۖ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

میرے پروردگار اگر تو چاہتا تو اُن کو اور مجھے پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اُس کرتوت کے عوض

السُّفَهَاءُ مِنَّا[1] ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَ

ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے بیوقوف لوگوں نے کی ہے یہ تو تیری ہی جانب سے آزمایش ہے اس کے ذریعے سے جس سے تو چاہے

تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ۖ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ

توفیق ہدایت سلب کرلے اور جسے تو چاہے ہدایت فرمائے ۔ تو ہی ہمارا مالک ہے پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے

خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

اچھا بخشنے والا ہے اور اس دنیا میں ہمارے لئے خوبی لکھ دے اور آخرت میں

الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي اُصِيبُ بِهٖ مَنْ اَشَاءُ ۚ

(جنّت) یقیناً ہم نے تیرے (ہی) حضور میں توبہ کی ہے (خدا تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو جسے چاہتا ہوں

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ[2] ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ

پہنچاتا ہوں اور رحمت میری ہر چیز کو حاوی ہے پس عنقریب میں اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے رہتے ہیں اور

يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ اَلَّذِينَ

زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اُن کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں رحمت لکھ دوں گا وہ

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا

لوگ جو رسول کی پیروی کرتے ہیں (یعنی) اُس نبیؐ اُمّی کی جس کا ذکر وہ اپنے پاس

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ

توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو اُن کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور

يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

بدی سے باز رکھتا ہے اور پاک چیزوں کو اُن کے لیے حلال قرار دیتا ہے اور ناپاک چیزوں کو

[1] اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا التوحید میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ستّر آدمی جب حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پہاڑ پر پہنچے تو کہنے لگے کہ آپ نے خدا کو ضرور دیکھا ہے پس جیسے آپ نے دیکھا ہے ہمیں بھی دکھا دیجئے ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا اور نہ وہ آنکھوں سے دیکھنے کی چیز ہے اس پر وہ بولے کہ ہم جب تک کھلم کھلا خدا کو نہ دیکھ لیں گے کبھی ایمان نہ لائیں گے تب اُن پر بجلی گری اور ایک ایک کو جلا دیا حضرت موسیٰؑ رہ گئے اس وقت اُنھوں نے عرض کی کہ خداوندا میں بنی اسرائیل میں سے ستّر آدمی چن کر لایا تھا اب میں جو تنہا لوٹ کر جاؤں تو میری قوم میری تصدیق کیونکر کرے گی اگر تجھے یہی منظور تھا تو پہلے ہی اُن کو بھی اور اُن کے ساتھ ہی ساتھ مجھ کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا مگر کیا نادانوں کے کرتوت کے سبب تو ہم کو ہلاک کرے گا حضرت موسےٰؑ کی اس استدعا پر خدا تعالےٰ نے انھیں دوبارہ زندہ کر دیا ۱۲

[2] وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اس کا مطلب یہ ہے کہ "دنیا میں" کیونکہ یہاں مسلم و کافر مطیع و عاصی سب ہماری نعمتوں سے یکساں بہرہ ور ہوتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں میں مراد ہو۔ کیونکہ وہاں کی نعمتوں سے جو محروم ہوں گے بیشتر اپنی ہٹ دھرمی اپنی ضد اور اپنی ضلالت کے سبب ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

اُن پر حرام ٹھہراتا ہے اور اُن کے وبال کو اور اُن طوقوں کو جو اُن کے گلے میں پڑے تھے اُن سے

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ

دور کرتا ہے پس جو لوگ اُس پر ایمان لائے اور انھوں نے اُسکو قوت پہنچائی اور اُسکی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو

اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اُس کے ساتھ ساتھ نازل ہوا ہے وہی تو پوری پوری فلاح پانے والے ہیں تم کہدو کہ اے آدمیو میں تم سب کی

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاِۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

طرف خدا کا پیغام لانے والا ہوں وہی خدا جس کا اختیار آسمان میں بھی ہے اور

الْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

زمین میں بھی سوائے اُس کے کوئی اور معبود نہیں ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے پس تم اللہ پر اور اُس کے

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

رسول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ جو خود خدا اور اُس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تاکہ

تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ

تم (بھی) ہدایت یافتہ ہو جاؤ اور قوم موسیٰ میں سے ایک گروہ اُن کا بھی تھا جو راہ حق بتلاتے تھے اور حق کے

يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ

موجب فیصلے کیا کرتے تھے اور ہم نے اُن کو (یعنی قوم موسیٰ کو) بارہ گھرانوں میں گروہ گروہ کر کے تقسیم کر دیا تھا اور

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ

موسیٰ کی طرف جب اُس کی قوم نے اُس سے پانی مانگا ہم نے یہ وحی بھیجی کہ تم پتھر پر

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

اپنا عصا مارو پس اُس سے بارہ چشمے بہ نکلے کہ ہر گروہ اپنے

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا

اپنے چشمے کو خوب پہچانتا تھا اور ہم نے اُن پر بادل سے سایہ کیا تھا اور اُن پر

عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

من و سلویٰ نازل کیا تھا اور اُن سے یہ کہہ دیا تھا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں اُن میں سے کھاؤ پیو اور

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ

اُنھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا لیکن اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ اُن سے یہ کہا گیا

ع ۲۰ / ۵

۱ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ — جمع المجالس میں جناب امام حسن مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور آپ پر اسی طرح وحی آتی ہے جس طرح موسیٰؑ ابن عمران پر آتی تھی آنحضرتؐ ذرا خاموش رہے اور اس کے بعد فرمایا کہ بیشک میں آدمؑ کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور اس پر کچھ فخر نہیں اور میں خاتم النبیین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین ہوں ان لوگوں نے کہا کہ آپ رسول بنا کر کن کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آیا عرب کی طرف یا عجم کی یا ہماری طرف اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔

۲ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ اُمَّةٌ آیا ہے اس سے مراد ایک ایسی قوم ہے جو چین سے اُدھر ہے اور اُن کے اور چین کے درمیان ایک گرم ریتلی وادی پڑتی ہے اُن لوگوں نے اب تک کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے اور اُن میں سے کسی ایک کے پاس دوسرے سے زیادہ مال نہیں ہے رات کو اُن میں مینہ برستا ہے اور دن میں دھوپ پڑتی ہے اور وہ اس میں ۴

اسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ وَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ وَ قُوۡلُوۡا

کہ اس گاؤں میں آباد ہو اور اس میں سے جہاں جہاں سے تمھارا جی چاہے کھاؤ (پیو) اور لفظ حطہ

حِطَّةٌ وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطِيۡٓـٰٔتِكُمۡ‌ؕ سَنَزِيۡدُ

اپنی زبان پر جاری کرو اور اس دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تو ہم تمھاری خطائیں بخش دیں گے عنقریب ہم نیکی

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ

کرنے والوں کو بڑھائیں گے تو اُن لوگوں نے جو اُن میں سے ظالم تھے اُس بات کو بدل کر جو اُن سے کہی گئی تھی

قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا

دوسری کہہ دی پھر ہم نے بھی بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے اُن پر آسمان سے عذاب

يَظۡلِمُوۡنَ ۝ وَسۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ[1] الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ‌ۘ

بھیجا اور اُن سے اُس گاؤں کا حال دریافت کرلو جو سمندر کے کنارے تھا کہ

اِذۡ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ تَاۡتِيۡهِمۡ حِيۡتَانُهُمۡ يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ

(اس گاؤں والے) احکام سبت میں زیادتی کیا کرتے تھے (یعنی) اُن کے سبت کے دن مچھلیاں

شُرَّعًا وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ‌ۙ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ‌‌ۛۚ كَذٰلِكَ‌ۛۚ

(پانی پر) کنارے آجایا کرتی تھیں، اور جس دن اُن کا سبت نہ ہوتا تھا اس طرح نہ آیا کرتی تھیں

نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ۝ وَاِذۡ قَالَتۡ اُمَّةٌ مِّنۡهُمۡ لِمَ

(اور اس طرح) بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے ہم اُن کی آزمائش کیا کرتے تھے اور (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ اُن میں سے

تَعِظُوۡنَ قَوۡمَا ۙ اللّٰهُ مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا‌ ؕ

ایک گروہ نے یہ کہا تھا کہ تم اُن لوگوں کو نصیحت ہی کیوں کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا اُن کو سخت عذاب دینے

قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا

والا ہے تو (جواب میں) اُنھوں نے کہا تھا کہ (ہم تو) تمھارے رب کی حضور میں الزام اُتارنے کی غرض سے (نصیحت کرتے ہیں) اور

ذُكِّرُوۡا بِهٖۤ اَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا

اس لیے کہ شاید یہ لوگ باز آجائیں۔ پھر جس وقت اُنھوں نے اُس کو بھلا دیا جس کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے لوگوں کو تو

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا بِعَذَابٍۢ بَئِيۡسٍۢ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ۝

نجات دی جو بدی سے باز رکھا کرتے تھے اور اُن کو جو نافرمانی کیا کرتے تھے بوجہ اُن کی نافرمانیوں کے بڑے عذاب میں

فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً

گرفتار کرلیا پھر جب اُنھوں نے اُس سے سرکشی کی جس سے اُن کو منع کیا گیا تھا تو ہم نے اُن سے کہہ دیا کہ (اب تم)

[1] وَسۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے کتاب علی میں لکھا ہوا پایا کہ ایک قوم ایلا کی رہنے والی قبیلۂ ثمود سے تھی اور اُن کی اطاعت کی آزمائش کے واسطے سبت کے دن مچھلیاں اُن کے پاس بھیجی جاتی تھیں۔ پس وہ پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی اُن نہروں میں جو اُن کے دروازوں کے سامنے اور بازاروں میں تھیں آجاتی تھیں اور یہ جرأت کرکے اُن کا شکار کرلیتے تھے مدتوں ویسا ہی ہوتا رہا اُن کو نہ اُن کے درویشوں نے منع کیا اور نہ اُن کے علمأ نے۔ پھر شیطان نے اُن میں سے ایک گروہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ خدا تعالےٰ نے سبت کے دن اُن کے کھانے کی ممانعت کی ہے نہ کہ شکار کرلینے کی پس سبت کے دن شکار کرلو اور دنوں میں کھاتے رہنا۔ چنانچہ وہ گروہ تو شکار کرنے لگا اور نافرمان بن گیا اور ایک گروہ اُن سے الگ ہوگیا۔ اور اُنھوں نے یہ کہا کہ ہم تم کو تمھاری نافرمانی کے سبب خدا سے ڈراتے ہیں ایک دوسرا گروہ اور الگ ہوگیا وہ خاموش ہو رہا اُس نے اُن کو اور کوئی نصیحت نہ کی اس خاموش رہنے والے گروہ نے وعظ کرنے والے گروہ سے یہ کہا۔ لِمَ تَعِظُوۡنَ قَوۡمَا اللّٰهُ مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

خٰسِئِیْنَ ○ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

ذلیل بندر بن جاؤ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمہارے پروردگار نے آگاہ کر دیا تھا کہ اُن پر قیامت تک کے لیے کسی

مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖۚ

ایسے کو ضرور مقرر کرتا رہوں گا جو اُن کو سخت عذاب دیا کرے گا بیشک تمہارا پروردگار بہت جلد عذاب دینے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ

اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے اور ہم نے اُن کے گروہ کے گروہ زمین میں متفرق کر دئے کچھ تو اُن

الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ

میں سے نیک ہیں اور کچھ اُس کے خلاف اور ہم نے نیکیوں اور

السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

بدیوں سے اُن کی آزمایش کی تاکہ وہ باز رہیں پس اُن کے بعد اُن کے قائم مقام ایسے نالائق ہوئے

وَّرِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ

جو کتاب کے تو وارث بنے (اور) اس حقیر دُنیا کی پونجی کو لیتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ عنقریب ہمارے

سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ

گناہ بخش دئے جائیں گے حالانکہ ویسی ہی پونجی اگر اُن کو (پھر) ملے تو (پھر) لے لیں کیا اُن سے

یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ

کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کے ذمّے کوئی بات سوائے سچ کے نہ

اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

بولیں اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کو وہ پڑھ (بھی) چکے ہیں حالانکہ آخرت کا گھر اُنہی لوگوں کے لیے اچھا

یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ

ہے جو ڈرتے رہتے ہیں کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور وہ لوگ جو کتاب کی پیروی کرتے ہیں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ○ وَاِذْ

نماز ادا کرتے ہیں بیشک ہم بھی نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہ کریں گے اور (اُس وقت

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ

کو یاد کرو) جب کہ ہم نے پہاڑ کو اُٹھا کر اُن کے اُوپر اس طرح چھا دیا گویا کہ وہ ایک سائبان تھا اور اُنھوں نے

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ع

یقین کر لیا کہ وہ اُن پر گرنے والا ہے (اُس وقت ہم نے حکم دیا کہ) جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں اُسے مضبوطی سے لو اور جو کچھ اس میں ہے اُس کو

ع ۹ ۲۱ ۱۱

۱؎ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ روایت میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے اُن پر بخت نصر کو مسلط کر دیا اُس نے اُن کے ملک کو ویران کیا۔ لڑنے والوں کو قتل کیا عورتوں اور بچّوں کو قید کیا اور جو باقی رہے اُن پر جزیہ لگایا جو وہ کفّار کو ادا کرتے رہے تا آنکہ خدا تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث کیا۔ آنحضرتؐ نے بھی جو اُن کے ساتھ مناسب سمجھا کیا اور اُن پر جزیہ باندھ دیا اور اسی طرح قیامت تک یہ چلتے ہی رہیں گے ۱۲۔

۲؎ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اس سے مراد وہ یہود ہیں جو زمانہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ میں تھے ۱۲۔

۳؎ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی اس سے یہ مراد ہے کہ جو فیصلہ اُن کے سامنے آتا تھا اس میں رشوت لے لیتے تھے اور اپنی رائے کے موافق احکام خدا کو لوگوں کے لیے سہل کر دیتے تھے اور اس کی اُجرت لے لیتے تھے ۱۲۔

۴؎ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ مطلب تو یہ ہے کہ مغفرت کے امیدوار ہیں اور ویسے ہی عمل کرنے پر پھر تیار اور بجائے توبہ کرنے کے پھر اُس پر اصرار ۱۲۔

۵؎ مِیْثَاقُ الْكِتٰبِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی کتاب کے دو حکموں کے ساتھ (باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ

یاد رکھو اگر تم بھولے رہو اور (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمھارے پروردگار نے اولاد آدمؑ سے اُن کی پشت در پشت اولاد کو لیا اور اُن کو

اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ

اُن کا ہی اپنی ذات پر گواہ قرار دیا اور اُن سے یہ سوال کیا) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں سب نے عرض کی بیشک ہے ہم گواہ ہیں

اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ۝ اَوْ

(کہ تو ہمارا رب ہے۔ تمھارا یہ اقرار ہم نے اس لیے جتلا دیا کہ) قیامت کے دن کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے

تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْ

یا یہ کہہ دو کہ پہلے ہی سے تو ہمارے باپ دادا شرک کیا کرتے تھے اور ہم تو اُن کے بعد اُن کی اولاد

بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ

ہیں سے تھے تو کیا تو باطل کی بنیاد ڈالنے والوں کے فعل کے سبب ہمیں بھی ہلاک کیے دیتا ہے اور

نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ

اسی غرض سے ہم ان آیات کو قصوں کر بیان کرتے ہیں اور اس لیے (بھی) کہ وہ (اپنے افعال سے) باز آئیں اور اُن کو

الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ

اُس شخص کی خبر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ اُن سے الگ ہو گیا پھر شیطان اُس کے پیچھے آ لگا پس وہ

مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ

گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اُنھی آیتوں کے سبب سے اُس کو بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ خود ے

اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ

زمین کی طرف جھک پڑا اور اپنی خواہش نفسانی کا پیرو ہو گیا پس اُس کی مثل کتے کی سی مثل ہو گئی کہ اگر تم

تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ

اُس پر حملہ کرو تو بھی زبان نکالے اور اُسے چھوڑے رکھو تب بھی زبان نکالے یہ اُن لوگوں کی سی مثل ہوئی جو ہماری

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

آیتوں کو جھٹلایا کرتے ہیں پس تم یہ قصّے بیان کرتے رہو تاکہ وہ (کچھ تو)

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

فکر کریں۔ اُن لوگوں کی مثل بہت ہی بُری ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے جسے خدا ہدایت دے پس وہی

لہ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ کافی التوحید اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے جتنی اولاد قیامت تک ہونے والی تھی اُن سب کو نکالا وہ نکلیں اور سب ذرات کے مانند تھیں پھر اُن سب کو اپنی ذات کی معرفت عنایت کی اور اپنی صنعت اُن کو دکھلا دی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص بھی اپنے پروردگار کو نہ پہچانتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سب کو اپنے سامنے پھیلا دیا اور اُن سے سوال کیا کہ تمھارا پروردگار کون ہے پس سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ تھے۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام اور پھر حضرات ائمہؑ اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھے کہ اُن سب نے عرض کی۔ اَنْتَ رَبُّنَا پس خدا تعالیٰ نے اُنھی کو اپنے علم و دین کا حامل بنایا۔ پھر کل فرشتوں نے کہا کہ میرے علم و دین کے حامل یہی ہیں اور میری مخلوق میں امین یہی ہیں اور ہر بات اُنھی سے دریافت کی جائے گی پھر خدا تعالیٰ نے تمام اولاد آدمؑ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اور ان بزرگواروں کی ولایت و اطاعت کا اقرار کرو سب نے کہا کہ ہاں اے ہمارے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

الۡمُهۡتَدِيۡ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ
ہدایت یافتہ ہے اور جس سے وہ توفیق ہدایت سلب کر لے پس نقصان اٹھانے والے وہی تو ہیں اور ہم نے جنوں

ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا
اور آدمیوں میں سے بہت سوں کو جہنم ہی کے لیے بنایا ہے اُن کے دل موجود ہیں

يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۡ وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۡ وَلَهُمۡ
جن سے سمجھتے نہیں اور اُن کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور اُن کے

اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ
کان ہیں جن سے سنتے نہیں وہ چوپاؤں کے مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی

اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ○ وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى
بدتر وہی لوگ تو غافل ہیں اور کل اچھے اچھے نام اللہ ہی کے

فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِيۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ
ہیں پس تم اُس کو انہی سے پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں الحاد (کجروی)

سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ○ وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ
کیا کرتے ہیں وہ جیسے عمل کیا کرتے ہیں عنقریب ویسی ہی جزا پائیں گے اور اُن لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے

يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ○ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا
ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کی ہدایت کرتا ہے اور اُسی کے بموجب انصاف کیا کرتا ہے ۔ اور جن

بِاٰيٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ○ وَاُمۡلِيۡ
لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم بتدریج اُن کو اس حیثیت سے گرفتار کریں گے کہ وہ (دیکھ) نہ سمجھیں گے اور میں

لَهُمۡ ؕ اِنَّ كَيۡدِيۡ مَتِيۡنٌ ○ اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا ؕ مَا بِصَاحِبِهِمۡ
اُن کو مہلت دوں گا بے شک میری چال زبردست ہے ۔ کیا اُنھوں نے یہ نہ سوچا کہ اُن کے صاحب کو

مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ○ اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا
جنون نہیں ہے وہ تو کھلا ڈرانے والا ہے کیا اُنھوں نے

فِيۡ مَلَكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ
آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں اُن میں غور نہیں کیا

شَيۡءٍ ۙ وَّاَنۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُهُمۡ ۚ
اور اس بات میں کہ شاید اُن کی اجل قریب ہی آ گئی ہو

ع ۱۲ / ۲۲

ـه اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ علل الشرائع میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی خلقت میں عقل کو بغیر شہوت کے ترکیب دیا ہے اور اولاد آدمؑ کی طینت میں دونوں چیزوں کو رکھا ہے ۔ پس جس شخص کی عقل شہوت کو مغلوب کر لے وہ فرشتوں سے بہتر ہے اور جس شخص کی شہوت عقل پر غالب آ جائے تو وہ حیوانات سے بدتر ہے ۔ اسی حدیث کو سعدی نے نظم کیا ہے کہ " آدمی زادہ طرفہ معجون است ؛ کز فرشتہ سرشتہ وز حیوان ؛ گر کند میل این شود کم ازیں ؛ ور کند قصد آن شود بہ ازاں ۱۲ ۔

ـه ۲ وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسم کیا چیز ہے فرمایا کہ موصوف کی صفت ۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب تم پر کوئی تکلیف و بلا نازل ہو تو ہمارا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو کہ یہ خدا کے اس قول کے موافق ہے ۔ وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ہم ہیں کہ ہماری معرفت بغیر کسی کا کوئی عمل قبول ہی نہ کیا جائے گا ۔ اسم کے معنی کی پوری تحقیق پارۂ اول کے ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے ) ـه ۳ اَلَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِيۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ۔ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا

پس اس (قرآن) کے بعد وہ اور کون سی بات پر ایمان لائیں گے جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کر لے

هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ

پس اس کا کوئی راہبر نہیں اور وہ ان کو انہی کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ (خود) سرگرداں رہیں لوگ تم سے قیامت

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ

کی بابت سوال کرتے ہیں کہ اس کا معین وقت کون سا ہے تم کہدو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے

لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

وہ خود ہی اس کے ہو جانے کے وقت پر اس کو ظاہر کر دیگا وہ آسمانوں میں اور زمین میں سخت کھڑی ہوگی تم

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ

کو یکایک آ لے گی۔ تم سے تو وہ اس طرح پوچھتے ہیں گویا تم ہی اس کے رازدار ہو تم

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

یہ کہدو کہ اس کا علم تو خدا ہی کے پاس ہے ولیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

تم یہ کہدو کہ میں اپنی ذات کے لیے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی نقصان کا سوائے اس کے

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا

جو اللہ کو منظور ہو اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی خیر و خوبی اکٹھی کر لیتا اور خرابی

مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ

تو مجھ کو چھو بھی نہ جاتی الا میں تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں فقط ایک خوش خبری

يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ ع ۲۳ / ۱۲

دینے والا اور ڈرانے والا ہوں وہ وہی تو ہے جس نے تم سب کو ایک ذات سے پیدا کیا اور اسی

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ

(کی بچی ہوئی مٹی) سے اس کا جوڑا بنا دیا کہ اس سے مانوس ہو پس جس وقت مرد اس سے ہم صحبت ہوا تو

حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا

عورت کو ہلکا سا حمل رہا کہ اس سمیت چلتی پھرتی رہی پھر جب اس حمل کا وزن بڑھا تو دونوں نے اللہ

لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ

اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اگر تو ہم کو صحیح و سالم (بچہ) عنایت کرے گا تو ہم ضرور تیرے شکر گزار ہوں گے

13

ل یسئلونک عن الساعۃ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھا ہے کہ قریش نے عاص ابن وائل نضر ابن حارث ابن کلدہ اور عقبہ ابن ابی معیط کو نجران بھیجا تھا تاکہ علماء یہود سے کچھ مسائل سیکھ آئیں اور رسول اللہ سے دریافت کریں چنانچہ ان لوگوں نے چند مسائل بتلا دیئے از آنجملہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ تم محمد سے دریافت کرو کہ قیامت کب آئیگی اگر وہ اس کے علم کے مدعی ہوں تو وہ جھوٹے ہیں کیونکہ قیامت کے قائم ہونے کا علم خدائے تعالیٰ نے نہ کسی مقرب فرشتہ کو دیا ہے نہ کسی مرسل نبی کو۔ جب ان لوگوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے آکر یہ سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔

ے لا تاتیکم الا بغتۃ الجوامع میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ قیامت لوگوں کو یکایک اس طرح آئے گی کہ کوئی تو کاٹھی کی درستی میں مشغول ہوگا اور کوئی اپنے مویشی کو پانی پلاتا ہوگا کوئی بازار میں اپنی پونجی درست کرتا ہوگا اور کوئی ترازو اونچی نیچی کر رہا ہوگا ۱۲۔

اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

پھر جس وقت اُس نے اُن کو صحیح و سالم (بچہ) دیا تو جو کچھ دیا تھا اُس میں اُنھوں نے اُسی خدا کا شریک ٹھہرایا حالانکہ خدا اُن چیزوں سے

يُشْرِكُوْنَ ۝ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

برتر ہے جن کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں کیا اُن کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود ہی پیدا کیے جاتے ہیں

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝

اور نہ وہ ان (شریک ٹھہرائے ہوؤں) کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم اُن کو راہ راست کی طرف بلاؤ تو وہ تمھاری پیروی نہ کریں گے تمھارے لیے (دونوں) برابر ہیں

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

خواہ تم اُن کو بلاؤ یا خاموش ہو رہو بالتحقیق تم خدا کے سوا جن کو پکارتے

دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ

ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں پس اُن کو پکارو (اور) اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ

چاہئے کہ وہ تمھارا جواب دیں کیا اُن کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا اُن کے ہاتھ ہیں

اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ

جن سے وہ پکڑتے ہیں یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا اُن کے

اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ

کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں کہہ دو کہ تم اپنے شریکوں کو بلا لو پھر مجھ سے چالیں چلو

فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ڮ وَ

اور مجھے مہلت نہ دو بے شک میرا حمایتی (وہی) اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے اور

هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

وہ نیک بندوں سے دوستی رکھتا ہے اور اُس کے سوا تم جن جن کو پکارتے ہو وہ نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ

تمھاری ہی مدد کریں گے اور نہ اپنی ہی جانوں کو بچائیں گے اور اگر تم

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ

اُن کو راہ راست کی طرف بلاؤ گے تو وہ کچھ نہ سنیں گے اور تم سمجھتے ہو کہ وہ تمھاری طرف

ل فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا۔ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا آپ یہ نہیں ارشاد فرماتے کہ انبیاء معصوم ہیں فرمایا ضرور، مامون نے عرض کی کہ پھر خدا تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے (اُس نے یہی آیت پڑھی جو اوّل میں نقل ہے) جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت حوا کے پانسو مرتبہ اولاد ہوئی اور ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور آدم و حوا نے خدا تعالیٰ سے یہ معاہدہ کیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اگر ہمارے بچے صحیح الخلقت یعنی ہر قسم کے عیب سے بری پیدا ہونگے تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اب جو اولاد پیدا ہوئی وہ دو قسم کی یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی۔ اولادوں سے ان دونوں قسموں نے جو کچھ خدا تعالیٰ نے بجائے خود ان کو دیا اُس میں شرک شروع کر دیا اور جیسا اُن کے ماں باپ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا شکر نہ کیا۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (جس سے معلوم ہوا کہ مشرک اولاد آدم ہوئی نہ کہ معاذ اللہ حضرت آدم و حضرت حوا۔ مامون نے کہا کہ میں بے شک گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسولؐ ہیں اور برحق ہیں ۱۲۔

إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ

دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے ۔ معافی دینا اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور

أَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

جاہلوں سے درگزر کرو ۔ اور جس وقت شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تم کو

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا

ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو بیشک وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے ۔ بیشک وہ ڈرتے رہتے ہیں ۔ جس وقت

إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ

شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ ان کو محسوس ہوتا ہے تو وہ (احکام خدا کو) یاد کر لیا کرتے ہیں اور

مُبْصِرُونَ ○ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا

یکایک ان کی آنکھ کھل جایا کرتی ہے اور ان کے بھائی (شیطان) ان کو گمراہی میں ڈالے رکھتے ہیں پھر وہ کوئی کوتاہی

يُقْصِرُونَ ○ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ

نہیں کرتے ۔ اور جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کوئی آیت کیوں نہ

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ

چن کر لائے تم کہہ دو کہ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو کچھ میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی

مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ وَ

ہے یہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں ہیں اور ہدایت و رحمت ہے اور

إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ

جس وقت قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم

تُرْحَمُونَ ○ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَ

کیا جائے ۔ اور اپنے دل میں اپنے پروردگار کو گریہ و زاری کے ساتھ اور

خِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

ڈرتے ڈرتے صبح و شام یاد کرتے رہنا پکار کر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور غافلوں میں سے

وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ○ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

نہ ہونا ۔ بیشک جو لوگ تمہارے پروردگار سے

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ○ ۩ السجدة

قربت رکھتے ہیں وہ اس کی عبادت کرنے سے اکڑتے نہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کیا کرتے ہیں

ع ۲۴ ۔ ۱۹ ۔ ۱۴۰ ۔ ۲۰۶

ل۱ خُذِ الْعَفْوَ ۔ یہاں العفو ضد ہے الجہد کا اور مطلب ہے وہ چیز جس میں تکلیف و دشواری اور مشقت پیش نہ آئے بلکہ بآسانی و نرمی ادا ہو سکے۔ مقصد یہ ہے کہ اخلاق سکھاؤ تو ایسے افعال کا حکم دو کہ وہ بآسانی بجا لا سکیں اور مال وصول کرو تو اتنا اور اس قدر کہ گراں نہ گزرے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو تادیباً یہ حکم دیا کہ لوگوں سے اتنا ہی وصول کرو جتنا وہ بسہولت و آسانی دے سکیں۔ الفقیہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آں حضرت نے بنی ثقیف کے ایک شخص کو حکم دیا کہ خبردار خراج کا پیسہ وصول کرنے کے لیے کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو مارو نہیں اور نہ کسی زراعت کے کام کرنے والے جانوروں کو بیچو اس لیے کہ ہم اس حکم کے محکوم ہیں ۔ خُذِ الْعَفْوَ ۱۲ ۔

ل۲ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب جبرئیل امین سے اس کا مطلب دریافت کیا انھوں نے کہا کہ میں جب تک عالم کل سے دریافت نہ کر لوں کچھ کہہ نہیں سکتا چنانچہ وہ چلے گئے اور پھر حاضر خدمت ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کر دیجئے (باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اٰیاتھا ٧٥ کلماتھا ١٢٥٣ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ حروفھا ٥٥٢٣ رکوعاتھا ١٠

(سورہ انفال مدینہ منورہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ
(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں تم کہدو کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ
پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کرتے رہو اور اگر تم مومن ہو اللہ اور اُس کے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
رسول کی اطاعت کرتے ہو (کامل) مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل (اُس کی ہیبت

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا
و جلال سے) دہل جاتے ہیں اور جب اُس کی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ صرف

وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ښ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
اپنے پروردگار ہی پر بھروسا کرتے ہیں۔ جو (باقاعدہ) نماز پڑھا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ
اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کیا کرتے ہیں وہی لوگ حقیقی مومن ہیں اُنہی کے

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ۚ كَمَآ اَخْرَجَكَ
لیے اُن کے پروردگار کے پاس درجے ہیں اور بخشش ہے اور آبرو کی روزی ہے جیسا کہ تمہارے پروردگار نے

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
تم کو تمہارے گھر سے ایک امر حق کے لیے نکالا تھا۔ حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ اس کو ناپسند

لَكٰرِهُوْنَ ۝ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا
کرنے والا تھا۔ یہ لوگ تم سے حق کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ حق کھل چکا ہے گویا وہ

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ ۭ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ
آنکھوں دیکھتے موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ خدا نے

اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ
تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ لگے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ کم شان و شوکت

ف۱ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ انفال نفل کی جمع ہے جس کے معنی ہیں "کسی چیز کی اصل سے زیادتی" اسی وجہ سے غنیمت کو بھی نفل کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف بطور عطیہ و فضل ہے ١٢ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے معنی ہیں (اے رسولؐ) لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ وہ حضرات يَسْـَٔلُوْنَكَ الْاَنْفَالَ پڑھتے تھے۔ جس کے معنی ہوئے (اے رسولؐ) وہ لوگ تم سے مال غنیمت طلب کرتے ہیں (تفصیل اس طلب کی ضمیمہ میں ملاحظہ کیجیے) ١٢

ف۲ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کی تکمیل سے تو مؤمنین جنت میں داخل ہوں گے اور (اس کے زیادہ ہونے سے اللہ کے نزدیک بڑے بڑے درجے پائیں گے اور کمی ایمان کے سبب کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے (اس حدیث کا اوّل حصہ انشاء اللہ سورہ توبہ کے آخر میں آئے گا ١٢۔

ف۳ رِزْقٌ كَرِيْمٌ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام و حضرت سلمانؓ فارسی و حضرت ابوذرؓ غفاری اور حضرت مقدادؓ ابن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے ١٢۔ ف۴ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ ایک قافلہ کم عدد تھا جس میں صرف چالیس سوار تھے اور ایک قافلہ ایسا تھا جس میں سامان

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ
والا تمہارے ہاتھ لگے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کر

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ
دے اور کافروں کی نسل منقطع کر دے تاکہ حق کو حق ثابت کردے اور باطل کو باطل گو

كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ
مجرموں کو بُرا لگے (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے اور اُس نے تم کو

اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا
جواب دیا تھا کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو تمہاری پشتی پر ہوں گے۔ اور اس

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا
مدد کو خدا نے مقرر اسی غرض سے کیا تھا کہ تمہارے لیے ایک بشارت ہو نیز اس لیے کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو

النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اِذْ ع ١٥
جائیں حالانکہ حقیقی مدد سوائے اللہ کے پاس اور کہیں سے ہوتی ہی نہیں بے شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ
(اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم کو امن دینے کے لیے اُس نے نیند کو تم پر مسلط کیا اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا

مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ
کہ اس سے تم اپنے کو پاک کرو اور تاکہ شیطان کی نجاست کو تم سے دور کرے اور

لِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ
تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمہارے قدم اُس سے جما دے (اُس وقت کو یاد کرو)

رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ
جبکہ تمہارا پروردگار فرشتوں کو وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم اُن لوگوں کو

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ
جو ایمان لائے ہیں ثابت قدم رکھو عنقریب میں اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہو گئے ہیں رعب ڈالوں گا پس تم

الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا
اُن کی گردنوں پر اور اُن کی پور پور پر ضربیں لگاؤ یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اُس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
رسولؐ کے مدمقابل بن گئے اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کا مدمقابل بنے گا پس اللہ

---

ك بكلمته تفسیر قمی میں وارد ہے کہ کلمة اللہ سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۱۲

ك اذ تستغيثون وتکلمۃ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوہ بدر میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت دیکھی تو قبلہ کی طرف رُخ فرما کر یہ دُعا مانگی اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ (یا اللہ مجھ سے جو وعدہ تو نے فرمایا تھا اُسے پورا فرما یا اللہ اگر اس چھوٹے سے گروہ کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہیگا) آنحضرتؐ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے ردا گر گئی اس وقت خدائے تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ۱۲

ك النعاس لفظی معنی ہیں نیند اور مطلب یہ ہے کہ یہ نیند بھی ایک نعمت تھی کیونکہ جب تک دشمن کا خوف دل سے نہیں اُٹھ جاتا نیند نہیں آیا کرتی ۱۲

ك من السماء ماء ليطهركم به كافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور کتاب خصال و تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بارش کا پانی پیو کہ وہ بدن کو پاک کرتا ہے اور امراض کو دور کرتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲ (باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

سخت عذاب دینے والا ہے ۔ یہ تمہاری سزا ہے پس اسی کو تم چکھو اور یقیناً کافروں کے لیے

عَذَابَ النَّارِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

جہنم کا بھی عذاب ہے ۔ اے ایمان لانے والو جس وقت کافروں سے جنگ میں

كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ

آمنا سامنا کرو تو اُن کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اُس دن جو پیٹھ

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت

الْمَصِيْرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا

ہی بری جگہ ہے ۔ بس تم نے اُن کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے اُن کو قتل کیا تھا اور

رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(اے رسولؐ) جس وقت تم نے اُن کی طرف مٹی پھینکی تھی تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور یہ اس لیے تھی کہ

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ

اللہ اُس کے ذریعہ سے مومنین کی اچھی طرح آزمائش کرے بیشک اللہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے یہ تو یہ اور اللہ

اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ

کافروں کی چال کو سست کرنے والا ہے اگر تم فتح کے طالب ہوئے تو تم (میں سے حق والے) کو فتح

الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

میسر آ گئی اور اگر تم باز رہو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم پھر ایسا کرو گے تو

نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ

ہم بھی پھر ایسا ہی کریں گے اور تمہارا گروہ گو کیسا ہی بڑا ہو تمہارے کچھ کام نہ آئے گا جس

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا

حال میں کہ اللہ مومنوں کا ساتھ دینے والا ہے اے ایمان لانے والو اللہ کی اور

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝

اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور جس حال میں کہ تم سنتے ہو اُس سے روگردان نہ ہو ۔

ع ۲ ۹ ۱۶

---

۱۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ
چونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب فخر کیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنے مشرکین کو قتل کیا اُن کا فخر توڑنے کے لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے اُن کو قتل نہیں کیا بلکہ انھیں اللہ نے قتل کیا ہے اس لیے کہ اپنے فرشتے رسولؐ کی مدد کے لیے اللہ نے بھیجے۔ کافروں کے دلوں میں رعب اللہ نے ڈالا اور تمہارے دلوں کو قوی اللہ نے کیا اور سب سے بڑھ کے یہ کہ سب سے زیادہ مقتول یداللہ کے ہاتھ سے ہوئے پس اس میں تمہارا کون سا کمال ہے۔

۲۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى
تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہاں اُن کنکریوں کا پھینکنا مراد ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اٹھا کر قریش کی طرف پھینکی تھیں اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (بگڑ جائیں یہ چہرے) روایت میں وارد ہے کہ جب قریش اپنی اکڑفوں کے ساتھ آئے تو جبرئیلؑ امین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کی کہ آپ مٹھی بھر مٹی اِن سب کی طرف پھینک دیجیے آنحضرتؐ نے جناب علیؑ مرتضےٰ سے فرمایا کہ اس میدان کی مہین کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دیدو آنجنابؑ نے دیدی اور آنحضرتؐ نے قریش کے چہروں کی طرف پھینک دی اور یہ فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پس ایک مشرک بھی نہ بچا جس کی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑ گئی ہو یہ تو اس میں مشغول رہے اُدھر مومنین نے آنحضرتؐ کے اشارے سے حملہ کر دیا او

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝

اور اُن لوگوں کے مانند مت ہو جنھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا حالانکہ وہ سُنتے نہیں

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ

بیشک اللہ کے نزدیک سب سے بدتر جانور وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں (اور) جو اچھی

لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۖ

نہیں سمجھتے اور اگر اللہ کو اُن میں کسی قسم کی خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو اُن کو سُنواتا

وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور اگر وہ اُن کو سنوائے تو وہ اُس سے ضرور روگرداں ہو کر اُلٹے بھاگیں۔ اے ایمان لانے والو

آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ

جس وقت رسولؐ تم کو ایسے کام کی طرف بلائیں جس میں تمھاری زندگی ہے تو اللہ کا

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

اور اُس کے رسولؐ کا حکم مان لو اور یہ جان لو کہ ضرور اللہ آدمی کے اور اُس کے دل کے مابین حائل ہے اور یہ کہ تم سب اُس کی

تُحْشَرُونَ ۝ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

حضور میں جمع کیے جاؤ گے اور اُس فتنے سے ڈرتے رہو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر نہ پڑے گا جو تم میں

مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

سے ظالم ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ

اور (اُس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم اُس سرزمین میں گنتی میں کم اور بے بس تھے اور اس

تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ

بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں اور خدا نے تم کو ٹھکانا بھی دیا اور اپنی

بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

نصرت کے ذریعے سے تمھاری تائید بھی کی اور پاک چیزوں سے تم کو رزق بھی عطا کیا تاکہ تم شکرگزار رہو اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا

لانے والو نہ تو اللہ اور رسولؐ کی خیانت کرو اور نہ جان بوجھ کر

أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ

اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور یہ جان لو کہ تمھارے مال

**لہ** الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی کہ ان میں سے سوائے مصعب ابن عمیر اور اُنکے ایک حلیف کے جن کا نام سویط تھا اور کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہوا ۱۲

**۲ہ** إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حیات سے مراد جنت ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ولایت علی مرتضےٰ علیہ السلام مراد ہے کہ اُن حضرتؑ کا اتباع کرنا اور اُن کی ولایت کا تسلیم کرنا تمھارے امور کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ عدل و انصاف کو تم میں قائم رکھے گا (اور آخر تم کو جنت میں پہنچا دے گا) ۱۲

**۳ہ** يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن کے اور اس کی معصیت کے مابین خدا حائل ہو جاتا ہے کہ وہ اُسے جہنم میں نہ لے جانے پائے اور کافر اور اس کی اطاعت کے مابین حائل ہو جاتا ہے کہ وہ اس سے نفع نہ اٹھانے پائے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ خوب یاد رکھو کہ اعمال کی جانچ ان کے انجام سے کی جائے گی۔ التوحید اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی میں یہ منقول ہے کہ کسی شخص اور اس کے قلب کے مابین خدا تعالیٰ کے حائل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ وہ شخص حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا رہے یہ ناممکن ہے۔ (اس سے آگے مضمون ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ع
اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں اور بے شبہ بڑا اجر خدا (ہی) کے پاس ہے ۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا
اے ایمان لانے والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمھارے واسطے
وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
ایک حق و باطل کی جانچ مقرر فرمائیگا اور تمھاری برائیاں تم سے دور کر دیگا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل کا
الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ
مالک ہے اور اے رسول اس وقت کو یاد کرو جبکہ کفار تم سے چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر
يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ
دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں وہ تو اپنی چال چل رہے تھے اور خدا ان چالوں کا بدلا لینے پر آمادہ تھا اور
اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
اللہ سب سے بہتر بدلا لینے والا ہے اور جس وقت ہماری آیتیں ان پر پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ
کہ ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کے مانند کہہ لیں یہ تو صرف پہلے لوگوں کی
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ
کہانیاں ہیں اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ انھوں نے یہ کہہ دیا کہ یا اللہ اگر یہ امر
الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ
حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو کوئی
اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ
دردناک عذاب دے ۔ اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ جس حال میں تم ان میں موجود ہو وہ
فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا
ان کو عذاب دے اور نہ اللہ ان کو اس حال میں عذاب دے گا کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور اللہ
لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ
ان کو عذاب کیوں نہ دے جس حال میں کہ وہ مسجد الحرام سے روکتے
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
ہیں حالانکہ وہ خود اس کے مستحق نہیں ہیں اس کے مستحق تو صرف شرک سے بچنے والے ہیں

ع ۲ / ۱۷

ل ۵ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ قریش مجتمع ہوئے اور ہر خاندان سے ایک آدمی لیا پھر سب دارالندوہ گئے کہ اس امر میں باہم مشورہ کریں کہ جناب رسول خدا کے ساتھ کیا کرنا چاہیے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دراز پر ایک بڈھا کھڑا ہے جب یہ لوگ مکان کے اندر جانے لگے تو اس نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے لو تو ان لوگوں نے دریافت کیا کہ اے شیخ تو ہے کون اس نے جواب دیا کہ میں مصر کا رہنے والا ہوں بوڑھا تجربہ کار ہوں میں اس معاملے میں تمھیں بہت اچھی رائے دوں گا ۔ الحاصل سب مکان کے اندر گئے بیٹھے اور باہم مشورہ کیا بوڑھا چپ بیٹھا رہا تا آنکہ رائے اس امر پر قرار پائی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو شہر سے نکال دیں اسی وقت بڈھے نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک نہیں اگر تم نے ان کو نکال دیا تو یہ بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے تم سے لڑیں گے سب نے بوڑھے کی اس بات کی تصدیق کی اور مان لیا کہ نہ نکالنا چاہیے پھر دوبارہ مشورہ کیا اور اس پر متفق ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کو قید کر لیں بوڑھا آخر میں بولا کہ یہ رائے بھی ٹھیک نہیں اگر تم نے ایسا کیا تو چونکہ وہ بڑے شیریں زبان ہیں تمھارے بیٹوں کو اور تمھارے غلاموں کو اپنا طرفدار بنا لیں گے اور جب کسی شخص کو اس کا بھائی اس کا بیٹا اور اس کی زوجہ چھوڑ دے تو اسے زندگی کا کیا لطف رہ سکتا ہے ۔ اس رائے کو بھی سب نے مان لیا اور پھر سب نے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ

ولیکن اُن مشرکوں میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے اور بیت اللہ کے پاس اُن کی نماز سوائے سیٹیاں

الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا

بجانے اور تالیاں ٹھنکارنے کے اور کچھ بھی نہ تھی پس جیسے (جیسے) کفر تم کیا کرتے تھے

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ

ویسے ہی اب عذاب (بھی) چکھو بے شک جو لوگ کافر ہو گئے وہ اپنے مال اس غرض

اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ

سے صرف کرتے ہیں کہ راہ خدا سے روکیں سو عنقریب وہ اور خرچ

تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۵ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

کریں گے پھر وہی اُن کے لیے باعث حسرت ہو جائے گا پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور جو لوگ کافر

اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ○ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ

ہو گئے وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے تاکہ خدا تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر

الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

دے اور ناپاک کو اوپر تلے رکھ دے پھر اُن سب کا توجیہ

جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع ۴/۹/۱۸

لگا دے پھر اُس سارے ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے وہی تو نقصان اٹھانے والے

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ

ہوں گے۔ کافروں سے کہہ دو کہ اگر وہ باز آئیں تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ اُن کو معاف کر

سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ○

دیا جائے گا۔ اور اگر پھر ویسا ہی کریں گے تو پہلوں کا قاعدہ تو مقرر ہو ہی چکا ہے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ

اور اُن سے یہاں تک لڑو کہ کفر باقی نہ رہے اور دین سب کا سب خالص اللہ کا ہو جائے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ وَاِنْ تَوَلَّوْا

پھر اگر وہ کفر سے باز آ جائیں تو اللہ اُن کے اعمال کا نگران ہے اور اگر وہ نہ باز

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

آئیں تو یہ جان لو کہ اللہ تمہارا حامی ہے۔ (اور) وہ سب سے بہتر حامی اور سب سے بہتر مددگار ہے۔

ل۱ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ جب مسجد الحرام میں نماز پڑھتے تو قبیلۂ عبدالدار کے دو آدمی آنحضرت کے دائیں کھڑے ہو کر سیٹیاں بجانے لگتے اور دو آنحضرت کے بائیں کھڑے ہو کر تالیاں ٹھنکارتے اور مقصود یہ تھا کہ آنحضرت کی نماز کو باطل کریں۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو یہ سزا دی کہ غزوۂ بدر میں ان سب کو قتل کرا دیا ۱۲۔

ل۲ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی مومن کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکی طینت میں کافر کی طینت کا بھی کچھ حصہ ملا دیتا ہے اور مومن سے جو بدی ظہور میں آتی ہے اُس کا باعث وہی طینت کفر ہے۔ اور اسی طرح کافر کے پیدا کرنے کا جب ارادہ کرتا ہے تو اس کی طینت میں مومن کی طینت کا جزو ملا دیتا ہے پس کافر سے جو نیکیاں سرزد ہوتی ہیں اُن کا باعث وہی طینت ایمان ہے۔ آخر میں فرمایا کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ مرد مومن ناصبی سے مومن کی طینت اور اس کے متعلقات مع کل اعمال نیک کے لے کر مومن کو واپس عنایت کر دے گا اور ہر مومن سے ناصبی کی طینت اور اس کے متعلقات مع کل اعمال بد کے لے کر ناصبی کو واپس کر دے گا اور یہی مقتضائے عدالت ہے اس لیے کہ ناصبی سے ارشاد فرمائے گا کہ یہ اعمال خبیثہ تیری طینت سے ہیں تیرے مزاج کے (باقی آگے صفحہ میں دیکھئے)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

اور یہ جان رکھو کہ جب کسی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور

السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا

مسافروں کا (حق) ہے اگر تم خدا پر ایمان لا چکے ہو اور اس (غیبی امداد) پر جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

فیصلے کے دن نازل کی تھی جس دن دو گروہ باہم ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰي وَ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم نزدیک کی گھاٹی میں تھے اور وہ (دشمن) دور کی گھاٹی میں تھے اور قافلہ

الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

تم سے نیچے کی طرف تھا اور اگر تم ایک دوسرے سے وعدہ کر لیتے تو وقت معین سے تم ضرور

الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ

اختلاف کرتے لیکن (تم کو یکایک ایک دوسرے کے مقابل کر دیا) تاکہ جو ہونے والا تھا اس کو اللہ پورا کر دے اور تاکہ جو ہلاک

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ

ہونے والا ہے وہ حجت (و دلیل) سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی حجت (و دلیل) سے زندہ رہے اور ضرور

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ

اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تمہارے خواب میں کم کرکے دکھایا

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ

اور اگر وہ تمہیں انہیں زیادہ کرکے دکھاتا تو تم ضرور ہمت ہار دیتے اور اس معاملہ میں ضرور تم آپس میں جھگڑتے اور

لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ

لیکن اللہ نے بچا لیا بیشک وہ دلوں کی حالت سے خوب واقف ہے۔ اور اُس وقت کو یاد کرو، جبکہ

يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ

تمہاری ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہوئی تھی تو انہیں تمہاری نظروں میں کم دکھایا تھا اور تم کو ان کی نظروں میں

اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

تھوڑا کرکے دکھایا تھا تاکہ اللہ کو جو کچھ کرنا تھا اُس کو پورا کر دے۔ اور

۱؎ غنمتم من شیء کے لغاتی معنی تو اس کے معنی ہیں ہر اس چیز کے جو کچھ تم کو حاصل ہو۔ تفسیر وصول کرو اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ جو کچھ تمہارا روز کا منافع ہو خواہ تجارت سے یا زراعت سے یا کسی پیشے اور حرفت سے۔ ۲؎ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل کافی اور تہذیب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ذوی القربیٰ سے ہم مراد ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کے ساتھ مقرون کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ اور والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل سے خاص ہمارے مساکین اور ہمارے مسافر مراد ہیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو اور ہم کو اکرام فرمایا ہے کہ لوگوں کا میل کچیل کھانے سے بچایا۔ تہذیب میں جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کا خمس بھی امام کا حق ہے اور رسول کا خمس بھی اور ذوی القربیٰ کا خمس بوجہ قرابت رسول امام کا حق ہے اور الیتٰمیٰ سے مراد خاص ایتام آل رسول ہیں اور والمسٰکین وابن السبیل سے مراد خاص مساکین و مسافر آل رسول ہیں پس خمس ان کے سوا کسی غیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مال غنیمت و منفعت سے پانچواں حصہ نکالا جائے گا اور اس کو چھ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ پس ان میں سے ایک حصہ خدا کا ہے ایک رسول کا اور ایک رسول کے ذوی القربیٰ یعنی امام کا۔ پس خدا و رسول کے حصوں کا بھی امام ہی وارث ہے۔ اس طرح مجموعہ چھ سہام کے تین امام کے ہوئے اور باقی تین آل رسول کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے ہوئے۔ اب تین حصوں میں سے جو تین حصے امام کے لئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے رسول کے ذمہ یتیموں کی پرورش کرنا مسلمانوں کی امداد کرنا۔ ان کے قرضے ادا کرنا اور ان کو حج اور جہاد کے لئے سامان سفر مہیا کرنا لازم کیا تھا اسی طرح امام کے ذمے لازم کیا ہے اور یہ جناب

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا

کل امور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ اے ایمان والو جب کسی گروہ سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہا کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ

اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم ہمت ہار دوگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی

وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا

اور تم صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو

كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَ

جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

(لوگوں کو) راہ خدا سے روکتے ہوئے اور جو عمل بھی یہ کرتے ہیں اللہ کے احاطہ میں ہیں۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ

اور جب شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دے دیا اور یہ کہہ دیا کہ آج ان آدمیوں میں سے تم پر کوئی غالب آئیگا

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ

جس حال میں کہ میں تمہارا پشت پناہ ہوں پھر جب اُن

الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ

دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو شیطان اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تو تم سے الگ ہوں

اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت

الْعِقَابِ ۝ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

عذاب دینے والا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ

روگ تھا یہ کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا

اللہ زبردست (اور) صاحب حکمت والا ہے۔ اور کاش تم اس وقت دیکھتے جب کہ فرشتے ان کافروں کی روح قبض کرتے ہیں

(بقیہ نمبر ۲۱۷ گذشتہ) تو اس پر مومنین کے متعلق وہی باتیں لازم ہوگئیں جو باپ پر اولاد کے متعلق لازم ہوتی ہیں پس آنحضرتؐ نے اسی وقت یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اسکے وارثوں کا ہے اور جو شخص کوئی قرض چھوڑ جائے اُس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور اگر کوئی جائیداد چھوڑے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ جائیداد بھی مجھے پہنچے گی۔ یہی شان رسولؐ کی تھی وہی امام کی ہے۔ اسی وجہ سے امام کے چھ حصّوں میں سے تین حصے مقرر ہوئے ہیں ۱۲ باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے

(حواشی صفحہ ھذا) ۵۱ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ مطلب یہ ہے کہ جس طرح غزوۂ بدر و اُحد میں تم نے مختلف رائیں کرکے جھگڑا کیا ایسا نہ کیا کرو کہ ایسا کرنے سے تم ضعیف ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی یا سلطنت جاتی رہے گی (چونکہ عرب کے محاورے میں سلطنت کو ہوا سے تشبیہ دی جاتی ہے کہ ہوا کا چلنا اور سلطنت کے احکام کا نافذ ہونا ایک طرح کی مشابہت رکھتا ہے) اور ایک مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ ہوا کے ذریعہ سے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی نصرت کی گئی تھی جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ ہماری بادِ صبا سے نصرت کی گئی اور قوم عاد آندھی سے ہلاک کر دی گئی تو ایسا نہ ہو کہ تم آپس کے جھگڑوں کے سبب اس نصرت سے محروم ہو جاؤ۔ ۱۲

۵۲ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ مشرکین کا وہ اترانا اور دکھاوا یہ تھا کہ جس وقت ان کا لشکر جحفہ کے پاس پہنچا ہے تو ابوسفیان کا قاصد ان کو ملا کہ یہیں لوٹ جاؤ اس لئے کہ تمہارا مال سلامت ہے۔ ابوجہل نے انکار کیا اور کہا کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ لیں اور وہاں شرابیں نہ پی لیں اور عرب میں سے جو بھی ہمارے پاس آ جائیں ان کو کھانا نہ کھلا لیں اور نوجوان عورتوں کا گانا انہیں نہ سنوا لیں اُس وقت تک نہ لوٹیں گے یہ ان کا اترانا اور دکھاوا تھا اور اسے انہوں نے پورا بھی کیا مگر بجائے جام شراب کے شربت موت پینا پڑا اور بجائے کھانے کے غم و غصہ کھانا پڑا اور بجائے نوجوان عورتوں کے گانے کے نوحہ کرنے والوں نے اُن پر نوحہ کیا (جو انہیں عالم برزخ میں سُننا پڑا) اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا ہے کہ ان کی طرح اترانے والے اور ریاکار نہ بنو ۱۲ ۵۳ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ مَا لَا تَرَوْنَ (تفسیر مجمع البیان میں ہے)

الْمَلَآئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ عذاب

الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

دوزخ کا مزہ چکھو۔ یہ اُس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں اور اللہ اپنے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ

بندوں کے حق میں ہرگز ظالم نہیں ہے۔ جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے والوں کی

قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۗ اِنَّ

حالت ہوئی کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے بدلے میں ان کو گرفتار کیا۔ بیشک

اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ

اللہ زبردست (اور) سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کسی

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

نعمت کا جو کسی قوم کو عنایت کی ہو بدلنے والا نہیں ہے جب تک وہ لوگ اپنے نفسوں کی حالت خود نہ بدل ڈالیں

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

اور بیشک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ جیسے کہ فرعون والوں کی اور

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ

ان سے پہلے والوں کی حالت ہوئی کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے بدلے میں ہلاک کر دیا

اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ

اور فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔ بیشک

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ کے نزدیک سب سے بدتر حیوانات وہ لوگ ہیں جو کافر ہو گئے اور ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر وہ اپنے عہد کو ہر ہر مرتبہ توڑ توڑ دیتے ہیں

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ

اور ذرا نہیں ڈرتے۔ پس اگر تم ان پر لڑائی میں قابو پا جاؤ گے تو ان کے ذریعے سے ان کو

مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ

جو ان کی پشتی پر ہیں تتر بتر کر دینا کہ یہ بھی یاد رکھیں اور اگر تم کو کسی قوم سے عہد توڑ ڈالنے کا خوف ہو

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۱۸) اور جارا من قبت میں ہوں تو ڈرتے ہو بولا انی اریٰ مالا ترون۔ حارث نے کہا کہ واللہ ہم کو تو پتر کے جیسوں سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے ہاں مگر ابلیس کب سننے والا تھا حارث کے سینے پر ہاتھ مار کر بھاگا اور یہ جا وہ جا۔ وہاں کل آدمیوں کو شکست ہوئی۔ اب جب مکے پلٹ کر آئے تو کہنے لگے کہ سراقہ پہلے بھاگا اور اس نے شکست دلوائی۔ سراقہ نے کہا واللہ مجھ کو تمہارے جانے کی بھی خبر نہیں ہوئی جب کہ تمہاری شکست کی خبر سنی۔ لوگ باصرار کہتے تھے کہ تم فلاں فلاں دن ہمارے پاس آئے تھے۔ خبر کیسے نہیں ہوئی۔ آخر اس کو حلف اٹھانا پڑا کہ میں نہیں تھا اور یہ معاملہ مشتبہ رہا تا آنکہ جب وہ لوگ مشرف باسلام ہوئے تب ان کو معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوۂ بدر کے دن لوگوں کو پیاس لگی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام مشک لے کر پانی لانے کے لئے تشریف لے گئے اور جبکہ وہ حضرتؑ کنویں پر پہنچے تو ایک سخت ہوا آئی اور جب تک وہ گزر نہ گئی حضرتؑ ٹھہرے رہے پھر دوسری ویسی ہی ہوا آئی وہ بھی گزر گئی۔ پھر تیسری آئی اس وقت تک بھی حضرتؑ کنویں ہی پر تھے اور جب تک وہ گزر نہ گئی حضرتؑ کچھ کام نہ کر سکے بعد اس کے فارغ ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیفیت بیان کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ پہلی ہوا جو آئی اس میں جبرئیل امین مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے اور دوسری میں میکائیلؑ مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے اور تیسری میں اسرافیلؑ مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے ان سب نے آپ پر سلام کیا تھا اور یہ ہماری مدد کے لئے آئے تھے اور انہی کو دیکھ کر ابلیس کی یہ حالت ہوئی تھی جس کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور انہی کو دیکھ کر اس نے مشرکین سے کہا تھا اِنِّیْۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ ۱۲

[illegible]

حواشی صفحہ ھٰذا۔ لے يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے عرض کی کہ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تھا اور جب اس کا سر کاٹنے آگے بڑھا تو سر الگ پایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فرشتوں نے تم پر سبقت کی۔ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے۔ جس وقت وہ مشرکین کو مارتے تھے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے ۱۲

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

تو مساوی حیثیت سے تم بھی ان سے دستبردار ہوجاؤ بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو

الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا

دوست نہیں رکھتا۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بازی لے گئے یقیناً وہ (ہم کو)

يُعْجِزُوْنَ ۝ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ

عاجز نہ کرسکیں گے۔ اور جو قوت تم بہم پہنچا سکتے ہو اور

رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ

جتنے گھوڑے تم سرحد پر بندھے رکھ سکتے ہو ان کو ان کے مقابلے کے لئے تیار رکھو تاکہ اس تیاری سے تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور

مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

ان کے سوا اور لوگوں کو ڈراتے رہو گے تم ان کو نہیں جانتے۔ اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے

شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

(اس کا عوض) تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا کسی طرح نقصان نہ کیا جائے گا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہوجاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بیشک وہ

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ

بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ تمہیں دھوکا دینا چاہیں گے

حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ

تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہ وہی ہے جس نے اپنی امداد سے اور مومنین کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی تھی۔ اور

اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ

ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی تھی۔ اگر زمین میں جو کچھ ہے تم سب بھی خرچ کردیتے تو

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ

ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتے لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی۔ بیشک وہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے نبی تمہارے لئے اللہ اور مومنین میں سے جو تمہارا اتباع کرتے ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى

وہی کافی ہیں۔ اے نبی مومنوں کو لڑائی پر آمادہ کرو

بقیہ حواشی صفحہ نمبر ٢١٩

کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی گروہ کے آدمی جو میری اطاعت میں ہوں اس حالت میں ان کو فقر و فاقہ کی تکلیف پہنچے جس سے وہ میری پسند کی باتیں چھوڑ کر ایسی باتیں پسند کریں جو مجھے ناپسند ہوں تو میں بھی ع ١٠ وہ حالت جسے وہ پسند کرتے ہوں بدل کر ایسی حالت کردوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے اور یہ بھی کہ جو کسی بستی کے رہنے والے اور کسی خاندان کے لوگ جو میری نافرمانی میں ہوں ان کے سبب سے انہیں کوئی رنج اور تکلیف پہنچے اور اس کے سبب سے وہ لوگ وہ باتیں چھوڑ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں اور وہ باتیں اختیار کرلیں جو مجھے پسند ہوں تو میں بھی ان کی حالت کو بدل دوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں اور ایسی حالت کردوں گا جو وہ پسند کرتے ہوں نیز اسی کتاب میں ان حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ بات حتماً طے کردی ہے کہ جب وہ کسی بندے کو نعمتیں عطا کرے گا تو اس سے ان نعمتوں کو اس وقت تک سلب نہ کرے گا جب تک وہ بندہ کوئی گناہ کرکے سلب کا مستحق نہ ہوجائے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے اور اسے تکلیف پہنچے ۱۲ ۵۵ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو تمام مخلوق خدا میں سب سے بدتر تھے اور باطن قرآن میں منکر ۱۲ ۵۶ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ عہد توڑنے والے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے وہ اصحاب ہیں جو عہد کرکے بھاگ گئے تھے ۱۲

حواشی صفحہ ہذا ۵۸ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً تفسیر قمی سے

کہ یہ آیت معاویہ کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنی پہلے ہی خدا نے اس خیانت کی خبر دے دی تھی جو وہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کرنے والا تھا ۱۲ ۶۰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ تفسیر عیاشی، تفسیر قمی اور الفقیہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں قوت سے مراد تیراندازی کی قوت ہے حال کو اور ہر قسم کے ہتھیار ... ہیں ۱۲

الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے (بھی) ہوں گے تو وہ

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ

دو سو پر بھی غالب رہیں گے - اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو وہ کافروں میں سے ہزار پر غالب رہیں گے

الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ الْآنَ خَفَّفَ

اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہی نہیں - اب اللہ نے تمہارے بارے میں (اس حکم)

اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

میں تخفیف فرما دی اور یہ جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے - پس اگر تم میں سے صبر کرنے والے

مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ

سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے - اور اگر تم میں سے ہزار ہوں گے

يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ مَا

تو وہ حکم خدا سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي

نبی کے پاس قیدیوں کا ہونا مناسب نہیں ہے جب تک کہ وہ ملک میں غالب نہ آ جائے

الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ

تم سامان دنیا کے خواستگار ہو اور خدائے تعالیٰ آخرت چاہتا ہے۔

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ

اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہو لیتی

لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ

تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے بارے میں تم پر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔ اب جو کچھ تم نے بطور غنیمت لے لیا ہے

حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا

اس میں سے حلال و طیب سمجھ کر کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو - بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے - اے

النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ

نبی قیدیوں میں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر

اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ

اللہ تمہارے دلوں میں نیکی پائے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دے دے گا

(حواشی بقیہ صفحہ نمبر ۲۲۰)

۵۳ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا - تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورۂ محمد میں یہ آیت ہے فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ (پس سستی نہ کرو اور صلح کے خواہاں نہ بنو جس حال میں کہ تم خود غالب ہو) اور یہ منسوخ آیت يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ کے نزول سے اور غزوۂ بدر کے وقوع سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر جمع قرآن کی بے عنوانی سے یہاں آخر سورہ میں درج ہو گئی ہے - کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت سے دریافت کیا کہ السَّلْمِ کیا مراد ہے فرمایا کہ ہمارے امر میں داخل اور شریک ہو جانا ۱۲

۵۵ أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں انصار کا ذکر ہے جو دو قبیلوں میں تقسیم تھے - اوس اور خزرج اور ان دونوں قبیلوں میں زمانہ جاہلیت میں بڑی لڑائی ہو چکی تھی اور باہم عداوت ہو چکی تھی اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ملا دیئے تھے اور ان کے ذریعہ سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی نصرت فرمائی تھی ۱۲ (نمبر ۲۲۰ کے حواشی ختم ہوئے)

حواشی صفحہ ھذا ۵۱ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ یہ تعداد من جانب اللہ مقرر ہوئی تھی کہ مومنین کے گروہ کا ایک ایک شخص کفار کے دس دس پر بتائید خدا غالب آئے گا - اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ کفار کا نہ خدا پر ایمان ہے جس سے ان کو مدد ملے نہ آخرت و جزا کا یقین جس سے ثبات قدم اور قوت قلب حاصل ہو پس مومن کا لڑنا نصرت دین خدا کے لئے ہوگا - اور آخرت میں درجۂ اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہ ذلیل دنیا پائیدار چیزوں کی خاطر ۱۲

۵۲ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ یہ آیت اپنے سے پہلی آیت کی ناسخ ہے - کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت نے یہ فقرہ بھی فرمایا ہے کہ دو نے دس کو منسوخ کر دیا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دو کا مقابلہ رہ گیا اور پہلی آیت میں دس کے مقابلہ کا حکم تھا - تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ
اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر وہ تم سے خیانت کا ارادہ کریں گے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
تو وہ اللہ سے تو پہلے ہی خیانت کر چکے ہیں اور اسی سے اس نے ان پر قابو دے دیا ہے۔ اور اللہ صاحب علم و

حَكِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
حکمت ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں اپنے مال

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا
اور جان سے جہاد کیا اور جنہوں نے جگہ دی اور نصرت کی

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ
وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ اور جو ایمان تو لائے اور

يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا
انہوں نے ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى
تم کو ان کی سرپرستی سے کوئی تعلق نہیں اور اگر وہ تم سے دین میں مدد مانگیں تو تم کو مدد دینا لازم ہے مگر

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○
اس قوم کے مقابلے میں نہیں جن کے اور تمہارے مابین معاہدہ ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ
اور جو لوگ کافر ہو چکے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اگر تم (جو حکم دیا گیا ہے) وہ نہ کرو گے

تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تو ملک میں فتنہ اور بڑا فساد ہو جائے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ
اور انہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور جہاد کئے اور جنہوں نے جگہ دی اور

نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
نصرت کی برحق مومن وہی ہیں بخشش اور

رِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَ
عزت کی روزی انہی کے لئے ہے۔ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور

له
اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو مہاجرین مہاجرین کے مابین اور انصار انصار کے مابین اور مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی اور یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ جب کوئی انتقال کرتا تو جو اس کا دینی بھائی اس کا وارث ہو جاتا اور کل مال متروکہ لے لیتا تھا ورثاء کو کچھ نہ ملتا مگر جب بعد جنگ بدر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ۗ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ نبی مومنین کی جانوں کا خود ان سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور نبی کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار خدا تعالیٰ کے لکھے کے بموجب ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں، تو اس آیت نے میراث اخوت کو منسوخ کر دیا۔

جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

تمہارے ہمراہ ہو کر جہاد کئے وہ بھی تمہیں میں محسوب ہیں اور رشتہ دار حکم خدا کے بموجب ایک دوسرے کی وراثت کے

اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع

زیادہ مستحق ہیں بیشک اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔

آیاتها ۱۲۹ | رکوعاتها ۱۶ | سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ | کلماتها ۲۵۳۷ | حروفها ۱۱۳۶۰

سورۂ توبہ مدینہ میں نازل ہوا

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ

اللہ اور اُس کا رسول اُس عہد سے بری ہیں جو تم نے مشرکین سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا

کیا تھا۔ پس (اے مشرکو!) چار مہینے ملک میں چلو پھرو اور یہ سمجھ لو

اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝

کہ تم اللہ کے عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

اور اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن کل آدمیوں کے لئے اعلان (کیا جاتا) ہے

اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

کہ اللہ اور اُس کا رسول مشرکوں سے دست بردار ہیں۔ پھر اگر تم توبہ کر لو تو

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ

تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر (حکم سے) روگردان رہو گے تو یہ سمجھ لو کہ تم اللہ کے عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

اور (اے رسول) تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری پہنچا دو۔ مگر مشرکین میں سے وہ لوگ

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا

جن سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے برخلاف

عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ

کسی کو مدد دی تو ان کے عہد کو ان کی مدت تک پورا کرو بیشک

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرمت والے مہینے پورے ہو جائیں تو

ع ۱۰/۶

ف وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ یہ آیت بھی میراث اخوت کو منسوخ کرنے والی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک اور آیت کی بھی منسوخ کرنے والی ہے جو سورۂ نساء میں آ چکی ہے وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ کا ایک غلام مر گیا اور مال چھوڑ گیا تو حضرت نے باوجود مالک ہونے کے کچھ نہ لیا اور اس کے عزیزوں میں تقسیم کر دیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام امامت بھائیوں میں کبھی نہ جائے گی بلکہ اس کا اجراء علی ابن الحسین علیہما السلام سے اولاد اور اولاد کی اولاد میں ہوتا رہے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۱۲

ف سُوْرَةُ التَّوْبَةِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ برائۃ کے اول میں نازل نہیں ہوئی کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ امان و رحمت کے لئے ہے اور سورۂ برائۃ نازل اس لئے ہوئی تھی کہ امان اٹھالی جائے اور تلوار چلائی جائے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ دونوں مل کر اصل میں ایک ہی سورہ ہیں ۱۲

ف بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے مشرکوں سے جو عہد کیا ہے اللہ اور اللہ کا رسول اپنے سے باقی رکھنا نہیں چاہتے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبیؐ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ عہد توڑ دے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس عہد میں یہ شرط کر دی گئی تھی کہ ہم اس عہد پر اس وقت تک باقی رہیں گے جب تک کہ وحی

(اس سورت کے شروع کرنے سے پہلے بجائے بسم اللہ کے یہ دعا پڑھ لینی چاہیئے)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ الْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۲

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
مشرکین کو جہاں جہاں تم پاؤ قتل کر ڈالنا اور ان کو گرفتار کر لینا اور ان کا محاصرہ کرنا

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
اور ہر ہر راستہ پر ان کے لئے گھات میں بیٹھ جانا ۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ کھول دینا ۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور)

رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ
رحم کرنے والا ہے ۔ اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دینا

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اسے اس کے ٹھکانے پر پہنچا دینا یہ اس لئے کہ وہ

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ
ایسے لوگ ہیں جو کچھ جانتے بوجھتے نہیں ہیں ۔ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے مشرکین کا کوئی عہد رہ کیوں کر سکتا ہے

اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
سوائے ان کے جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس عہد کر لیا تھا

الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
پس جب تک وہ تمہارے ساتھ اس پر قائم رہیں تم بھی ان کے ساتھ اس پر قائم رہو ۔ بیشک اللہ

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا
پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے ۔ یہ عہد رہتا کیوں کر حالانکہ اگر (اب بھی) وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو نہ تمہارے بارے میں

فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۗ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى
قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد و پیمان کا وہ زبانی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ

قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا
ان کے دل خوش نہیں ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں ۔ انہوں نے خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت

قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا
لے لی اور (لوگوں کو) اس کے رستہ سے روکا ۔ بیشک وہ جو عمل کر رہے ہیں (یہ)

يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۗ وَ
بہت ہی برا ہے ۔ وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں نہ عہد و پیمان کا ۔ اور

(بقیہ حواشی صفحہ نمبر ۲۲۳)

سکے اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ اس سے وہ چار مہینے مراد ہیں جن میں مشرکوں کو مہلت دی گئی تھی بیس دن تو آخر ذی الحجہ کے اور پورا مہینہ محرم کا اور پورا صفر کا اور پورا ربیع الاول کا اور دس دن ربیع الثانی کے ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جب سورۂ برآءۃ کی اول کی آیتیں نازل ہوئیں تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب ابوبکر کے حوالہ کیں اور ان کو حکم دیا کہ تم مکہ جاؤ اور قربانی کے دن منیٰ میں لوگوں کے سامنے ان کو پڑھ دینا جب جناب ابوبکر روانہ ہو چکے تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو کار رسالت ہے یا آپ خود انجام دیں یا وہ انجام دے جو آپ کا جزو ہو پس جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیرالمومنین کو بھیجا جو مقام روحا پر جا ملے ۔ اور آیتیں ان سے لے لیں جناب ابوبکر لوٹ کر جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کوئی خاص حکم نازل ہوا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس کا پیغام یا تو میں خود پہنچاؤں یا وہ پہنچائے جو میرا ایک جزو ہو (اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں پڑھیں)

قول مترجم ۔ ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جناب رسول خدا سے (معاذ اللہ) کوئی غلطی ہو گئی تھی جس کی اصلاح خدا نے فرمائی بلکہ یہ پورا واقعہ بجائے خود ہدایت امت کے لئے کافی روانی و نشانی من جانب اللہ ہے ۔ کہ سب پر واضح رہے کہ جناب امیرالمومنین نیابت رسول کے صحیح مستحق ہیں ۔

ھ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین ؑ سے روایت ہے کہ اس اذان سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں تفسیر قمی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ وہ اذان ان لوگوں میں میں تھا ۔

لے يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ معانی الاخبار اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان حضرت سے دریافت کیا تھا کہ اس لفظ حج اکبر سے کیا مراد ہے فرمایا اس حج کا نام حج اکبر اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس سال میں با جازت عام تمام مسلمانوں نے بھی حج *

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ○ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

وہ بڑے (ہی) زیادتی کرنے والے ہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور

اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَإِنْ نَّكَثُوْٓا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ

ہم آیات کو کھول کر بیان کردیتے ہیں۔ اور اگر وہ عہد کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں

عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ

اور تمہارے دین کے بارے میں طعن کریں تو تم بھی سرداران کفر کو یہاں تک مارو کہ وہ باز آجائیں

إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○ أَلَا تُقَاتِلُوْنَ

بیشک وہ ایسے ہی ہیں جن کی قسم کوئی چیز نہیں۔ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑتے

قَوْمًا نَّكَثُوْٓا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِإِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ

جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسولؐ کے نکالنے کا ارادہ کیا اور

بَدَءُوْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ

تمہارے ساتھ ابتداء انہوں نے کی۔ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اگر تم مومن ہو تو خدا اُس کا

إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيْكُمْ

زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ اُن سے (خوب) لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں اُن کو عذاب دے گا

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

اور اُن کو رسوا کرے گا اور اُن کے برخلاف تم کو مدد دے گا اور مومن لوگوں کے دل

مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى

ٹھنڈے کرے گا۔ اور ان کے دلوں کا غصہ دور کردے گا اور اللہ جس کی چاہے گا توبہ

مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوْا

قبول فرمائے گا اور اللہ صاحب علم وحکمت ہے۔ آیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ

حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے جہاد کئے ہیں جانچا نہیں ہے اور

دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۗ وَ

سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ کے اور ایمان دینے والوں کے اور کسی کو راز دار نہیں بنایا ہے۔ اور

گذشتہ سے پیوستہ کہ حج اکبر سے رادحج عرفہ کے دن عرفات میں ٹھہرنا اور پھر جمرات پر کنکریوں کا پھینکنا، اور حج اصغر سے مراد ہے عمرہ ۱۲ شہ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے عہد نامہ کی شرطوں میں سے کسی شرط کو نہ توڑا نہ تم میں سے کسی کو نقصان پہنچایا نہ تمہارے دشمنوں میں سے تمہارے برخلاف کسی کی مدد کی ان کے ساتھ عہد پوری مدت تک نباہو اور باوفا اور بیوفا کو یکساں نہ سمجھو ۱۲ شہ اِلٰی اَشْهُرُ الْحُرُمُ وہ مہینے جن میں لڑائی روکی گئی تھی اور عہد توڑنے والوں کو چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مدت دسویں ذی الحجہ سے دسویں ربیع الثانی تک تھی اس مدت کے بعد مشرکوں کے بارے میں جو حکم تھا، وہ آگے کی آیت میں صاف ہے ۱۲

---

حاشیہ صفحہ ہذا سلہ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت اصحاب جمل کے بارے میں نازل ہوئی اور جناب امیرالمومنینؑ نے بروز جنگ جمل یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ سے خدائے تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بموجب لڑائی کی ہے وہ فرماتا ہے وَاِنْ نَّكَثُوْٓا تا لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ قرب الاسناد اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل بصرہ سے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے طلحہ اور زبیر کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو میں نے انہیں جواب دیا کہ وہ دونوں اس آیت کے مصداق تھے اس لئے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے جنگ جمل کے دن جبکہ دونوں طرف صف آرائی ہو گئی تھی اپنے اصحاب سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم ان لوگوں پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ میں اپنے اور خدائے تعالیٰ کے مابین اور ان کے مابین حجت قائم نہ کرلوں (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

اللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ مشرکوں کا یہ حق نہیں ہے کہ

يَعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ

جس حال میں وہ اپنی ذات کے لئے کفر کے مقر ہوں وہ خدا کی مسجدوں کو آباد رکھیں۔

أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ ۝

ان کے سب اعمال اکارت ہو چکے اور وہ جہنم میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ کی مسجدوں کو تو وہ آباد کرے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے

وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى

اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے پس

أُولٰٓئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ

ان ہی لوگوں کی نسبت یہ امید ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا

الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ

اور مسجد الحرام کا آباد رکھنا اس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ

قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے راہ خدا میں جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک تو

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

یہ سب برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَجٰهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۙ

جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور اپنے مالوں سے اور جانوں سے جہاد کیا۔

أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ

وہ اللہ کے نزدیک درجے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا

رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ

پروردگار ان کو اپنی رحمت کی رضامندی کی۔ اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے

مُّقِيمٌ ۝ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۭ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

دائمی آسائش ہوگی۔ وہ ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر موجود ہے۔

سلے اولٰئک حبطت اعمالھم۔ ابن عباس میں روایت ہے کہ مسلمانوں نے بدر کے قیدیوں کو طعنہ دیا خاص کر حضرت علی نے عباس کو بہت کچھ زجر و توبیخ کی کہ تم کافر ہو تم نے قطع رحم کیا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے لڑنے چلے آئے۔ اس پر حضرت عباس نے کہا کہ تم ہماری برائیوں کو ظاہر کرتے ہو اور ہماری نیکیوں کو چھپاتے ہو مسلمانوں نے کہا کہ آپ کی کچھ نیکیاں بھی ہیں؟ کہا کیوں نہیں؟ ہم ہی تو مسجد الحرام کے آباد کرنے والے، کعبۃ اللہ پر پردہ ڈالنے والے، حاجیوں کو پانی پلانے والے اور غلاموں کے آزاد کرنے والے ہیں۔ بس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اعمال جن پر فخر کرتے ہیں بسبب شرک کے سب بیکار ہو چکے ۱۲

سلے یعمر مسٰجد اللہ۔ حدیث قدسی میں ہے کہ زمین پر میرے مکان مسجدیں ہیں اور جو ان میں میری زیارت کو آتے ہیں وہ ان کے آباد کرنے والے ہیں پس خوشحال اس بندے کا جو اپنے گھر طہارت کرے اور میرے گھر میری زیارت کو آئے اور جس کی زیارت کو کوئی شخص آیا کرتا ہے اس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کی عزت اور اس کا اکرام کرے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مسجدوں میں آکر حلقے باندھ کر بیٹھا کریں گے اور دنیا اور حب دنیا کا ذکر کیا کریں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے ۱۲

سلے اجعلتم سقایۃ الحاج۔ تفسیر ثعلبی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب علی مرتضیٰ، حضرت عباس اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس لئے کہ عباس نے کہا تھا کہ حاجیوں کو پانی پلانا میرا کام ہے پس میں افضل ہوں اور شیبہ نے کہا تھا کہ بیت اللہ کی دربانی مجھ سے متعلق ہے پس میں افضل ہوں اور علی مرتضیٰ نے فرمایا تھا کہ میں افضل ہوں اس لئے کہ میں تم سے پہلے ایمان لایا۔ پھر ہجرت کی اور جہاد کیا۔ آخر تینوں حضرات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے فیصلے پر راضی ہوئے اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی یہ روایت اسی کے قریب قریب ہے بلکہ اتنا زیادہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تلوار کے زور تمہاری ناک رگڑی ہے جب تم ایمان لائے ہو ورنہ تم ... ہی ہوتے کے سبب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان لانے والو تم اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائی بندوں کو

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو دوست رکھتے ہوں (اپنا) دوست نہ بناؤ - اور جو تم میں سے اُن کو دوست بنائے گا

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ

تو وہی تو ظالم ہیں۔ (اے رسولؐ) تم کہدو کہ اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (پوتے)

وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا

اور تمہارے بھائی (بند) اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کرلئے ہیں

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ

اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو (زیادہ عزیز ہیں)

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى

اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو (جس حالت میں ہو) رہو یہاں تک

يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ لَقَدْ

کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کردے - اور اللہ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا - بیشک

نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ

اللہ نے تمہاری بہت سے موقعوں پر مدد کی - اور (خاص کر) حنین کے دن جب کہ

اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔـا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

تمہاری کثرت نے تم کو نازاں کردیا تھا پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ

تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے - پھر

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ

اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسولؐ اور مومنین پر نازل کی اور ایسے

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ

لشکر اتارے جن کو تم نے (کبھی) نہ دیکھا تھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی سزا (بھی)

الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ

یہی ہے - پھر اس کے بعد اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمالے

سلہ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب کہ اُس نے خط لکھ کر قریش کو اطلاع دی تھی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ فتح مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں ۱۲

سلہ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے مکہ میں یہ اعلان کیا کہ کوئی مشرک اس سال کے بعد مسجد الحرام میں نہ آنے پائے گا تو قریش بہت روئے اور پیٹے اور کہنے لگے کہ ہماری تجارت بھی برباد ہوئی - ہمارے بال بچے بھی ضائع ہوئے ہمارے گھر بھی اُجڑ گئے۔ اس وقت خدائے تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ان سے یوں کہدو - قول مترجم: اس زمانے میں بھی خدا کا یہ اعلان ان لوگوں کے لئے بدستور باقی ہے جو اسی چیزوں کے خیال سے حین کا اس آیت میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ یہ ان کے ایمان میں خامی ہونے کی دلیل ہے اس لئے کہ حدیث میں آچکا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایمان کا ذائقہ نہ چکھے گا جب تک کہ اس کی محبت اور اس کا بغض خالص خدا کے لئے نہ ہو ۱۲

ع ۸ ۹

سلہ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ یہ لفظی معنی "بہت سے موقعے" کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام علی النقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ موقعے جن پر خدا نے اپنے رسولؐ کی مدد کی اسی تھے - تفسیر عیاشی میں روایت یوسف بن ثابت منقول ہے کہ متوکل خلیفہ عباسی بہت سخت بیمار ہوا اور اُس نے خدا کی درگاہ میں نذر کی کہ اگر مجھ کو شفا ہوگی تو میں مال کثیر تصدق کروں گا - جب اچھا ہوگیا تو درباریوں سے پوچھا کہ مال کثیر کسے کہتے ہیں اور کتنا تصدق کروں انہوں نے کہا کہ آپ کے والد تراسی کروڑ درم تصدق کئے تھے - آپ مناسب جانیں تو پچاس کروڑ درم تصدق کردیں متوکل کو بہت معلوم ہوا - ابو یحییٰ اسمٰعیل نے کہا کہ اگر آپ جناب امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کریں تو صحیح معلوم ہوجائے گا - چنانچہ متوکل نے عریضہ لکھوایا - حضرت نے فرمایا کہ

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا

اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو سوائے اُس کے نہیں ہے

الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

کہ مشرک نجس ہیں تو وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد الحرام میں نہ آنے پائیں

هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ

اور اگر تمکو بھوک کے مرنے کا اندیشہ ہو تو آگے چل کر اللہ چاہے گا تو اپنے

فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا

فضل سے تم کو غنی کردے گا۔ بیشک اللہ صاحبِ علم وحکمت ہے۔ ان لوگوں میں سے جن کو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا

کتاب دی گئی ہے جو بھی خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور جن جن چیزوں کو

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کردیا ہے ان کو حرام نہیں جانتے اور دین حق کو دین نہیں سمجھتے اُن سے لڑتے رہو تا آنکہ وہ

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○

ذلیل وخوار ہوکر جزیہ دینے لگیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ

اور یہودیوں نے یہ کہدیا کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانیوں نے کہا کہ مسیحؑ

ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ

اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے اپنے منہ کی کہتن ہے۔ (اور) جو لوگ اُن سے پہلے کافر ہوگئے تھے

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْۤا

ان کی سی باتیں یہ بھی بناتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کدھر بہکے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر

اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ

اپنے عالموں اور درویشوں کو اور مسیح ابن مریمؑ کو خدا بنالیا ہے

ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ

حالانکہ ان کو کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ خدائے واحد کی عبادت کرتے رہیں۔

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جن جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ان سب سے اُس کی ذات منزہ ہے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ

منزل ثانی ۲

سلہ عَیْلَةً اس کے معنی ہیں فقر وفاقہ اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مشرک چونکہ نجس ہیں وہ آئندہ سے مسجد الحرام میں نہ آئیں اور اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ ان کے نہ آنے سے تم بھوک کے مرجاؤ گے اس حیثیت سے کہ تجارت اُن کے ہاتھ میں ہے یا اس حیثیت سے کہ کھانے پینے کی چیزیں ان کے ہاتھ میں ہیں تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے فضل سے تمہارا انتظام اور طرح فرمادیگا۔ چنانچہ پہلے ہی سال خدائے تعالیٰ نے خوب بارش کی اور اہل یمن کے ایک گروہ کو توفیق دی کہ وہ ایمان لائے اور کھانے پینے کا بہت سامان لیکر مکہ میں آگئے اور پھر مسلمانوں کے ہاتھوں پر رفتہ رفتہ ملک فتح ہوتے گئے۔ مال غنیمت آتا گیا اور دنیا کے مختلف حصوں سے حج کرنیوالوں کی اور ضرورت کی چیزیں لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی ۱۲ سلہ اَلْجِزْیَۃ

کافی اور التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ع ۵ ۱۰ ۴

پروردگار عالم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو پانچ تلواروں کے ساتھ مبعوث کیا ہے جن میں سے پہلی تو مشرکین عرب کے برخلاف تھی کہ یہ حکم دیا تھا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۲۴ سطر ۱) اور دوسری اہل ذمہ کے برخلاف تھی اور ان کی نسبت یہ حکم تھا وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا دیکھو صفحہ ۱۵ سطر ۵ پھر اس آیت سے اس حکم کو منسوخ فرمادیا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ پس اہل کتاب میں سے جو دار الاسلام میں ہوں یا ان کو جزیہ دینا پڑے گا یا وہ قتل کئے جائیں گے اور ان کا مال غنیمت شمار کیا جائے گا اور ان کے اہل وعیال قید کرلئے جائیں گے۔ البتہ جس وقت وہ اپنی ذلت پر جزیہ قبول کرلیں تو ان کے اہل وعیال کا قید کرنا حرام ہے اور ان کے مال بھی ہم پر حرام ہیں ہاں برضا ورغبت ان کی عورتوں سے نکاح کرلینا ہمارے لئے جائز ہے اور جو اُن میں سے دار الحرب میں ہوں ان کا قید کرلینا اور ان کا مال لے لینا ہمارے لئے حلال ہے اور بغیر رضامندی نکاح کرنا حرام ہے اور ان کو تین باتوں میں سے ایک قبول کرنی پڑے گی۔ خواہ اسلام لائیں یا جزیہ دیں یا قتل کئے جائیں (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

يُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ

نورِ خدا کو اپنے اپنے مُنہ سے (پھونک مار مار کر) بجھا دیں اور اللہ کو اور کچھ منظور نہیں ہے سوائے اس کے کہ

نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

اپنے نور کو پورا کرکے گو کافروں کو بُرا لگے۔ وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ

ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے گو

كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

مشرکوں کو بُرا لگے۔ اے ایمان لانے والو ضرور بہت سے

الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ

علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

(ان کو) راہِ خدا سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

اور اُس کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ سو تم ان کو دردناک عذاب کی

اَلِيْمٍ ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا

خوشخبری سنا دو۔ (اس دن کے متعلق) جس دن وہ سونا چاندی آتشِ جہنم میں تپایا جائے گا پھر اس کے ذریعہ سے

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

اُن کی پیشانیاں اور اُن کے پہلو اور اُن کی پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا) کہ یہ وہی ہے جو تم اپنی ذات کے لئے جمع

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ

کیا کرتے تھے پس جیسا تم جمع کیا کرتے تھے (ویسا ہی لطف) اس کا مزہ چکھو۔ بیشک خدا کے نزدیک مہینوں کی گنتی

اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

جس دن سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے خدا کی کتاب میں بارہ (ہی) مہینے ہیں

الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۵

جن میں سے چار محترم ہیں۔ سیدھا سادہ قاعدہ یہی ہے۔

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

پس تم ان مہینوں کے بارے میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے اکٹھے ہو کر لڑو

ك يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ
خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں کی حالت کو جو
نبوت محمد مصطفیٰ اور ولایت علی مرتضیٰ
کو اپنی تکذیب کے ذریعہ سے باطل کرنا چاہتے
ہیں اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے
جو ایک ایسے بڑے نور کو پھونک مار مار کر
بجھانے کے درپے ہو جس کی روشنی کو خود
خدائے تعالیٰ انتہا تک پہنچانا چاہتا ہو
(اس کے متعلق باقی روایتیں ضمیمہ میں
پڑھیے) ۲ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت
قائم آلِ محمد کے بارے میں (ظہور قائم)
نازل ہوئی ہے اور یہ اُن آیتوں میں سے
ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد آئے گی۔
الاکمال میں اسی آیت کے بارے میں جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے
کہ واللہ اس آیت کی تاویل نازل نہیں
ہوئی اور جب تک قائم آلِ محمد کا
ظہور نہ ہوگا اس وقت تک نازل نہ ہوگی
اور جس وقت ان کا ظہور ہوگا تو ہر توحید کا
منکر اور ہر امامت کا مشرک اس ظہور کو
بُرا سمجھے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ کسی
پتھر کے پیٹ میں بھی جا کر چھپے گا تو وہ
پتھر بھی یہ کہدے گا کہ اے مومن یہ کافر
میرے پیٹ میں ہے مجھے توڑ اور اسے قتل
کر (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھو)
۳ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے
کہ خدائے تعالیٰ نے سونے چاندی کو جمع
کرکے رکھنا حرام کیا ہے اور اپنی راہ میں
اس کے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی تفسیر
میں یہ ہے کہ جناب ابوذر غفاری ملک
شام میں ہر صبح کو باآواز بلند یہ منادی
فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ جمع کرنے والوں
کو پیشانی پہلو اور پشت پر داغ دینے
کی خوشخبری سنا دی گئی ہے یہاں تک
حرارت ان کے تمام اندرونی میں دوڑ
جائے گی (اس کا بقیہ ضمیمہ میں ہے)

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○

جیسے کہ وہ اکٹھے ہو کر تم سے لڑتے ہیں۔ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

سوائے اس کے نہیں کہ لوند کا مہینہ کفر کا اور بڑھانا ہے جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

اس کے ذریعہ سے اور گمراہ کئے جاتے ہیں کہ کسی سال تو وہ اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال اسی کو حرام قرار دیدیتے ہیں

اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَ

تاکہ خدا کے محترم کئے ہوئے مہینوں کی تعداد سے مطابقت کر کے اللہ نے جو کچھ حرام قرار دیا ہے اس کو حلال کر لیں ان کے اعمال کی بدی اُن کو

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا

اچھی کر کے دکھائی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ منکر لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ اے ایمان لانے والو

لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى

تم کو کیا ہو گیا ہے جس وقت تم سے یہ کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں (جہاد کی نیت سے) نکلو تو تم زمین پر بوجھل

الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا

ہو جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابل زندگانی دنیا پر راضی ہو گئے ہو۔ حالانکہ

مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ○ إِلَّا تَنْفِرُوا

زندگانی دنیا کا سرمایہ آخرت کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے مگر ہیچ۔ اگر تم جہاد کی نیت سے، نہ نکلو گے

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

تو خدائے تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دے گا۔ اور تمہارے بدلے تمہارے علاوہ اور لوگ لے آئے گا اور

تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ إِلَّا تَنْصُرُوهُ

تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر تم رسول خدا کی مدد نہ کرو گے

فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

تو کچھ پروا نہیں، اللہ نے تو اُس کی مدد ایسے وقت کی تھی جب کہ ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے تھے اُسے ایسی حالت میں نکالا تھا

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اس وقت ہمارا رسول اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ افسوس نہ کر

مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ

بے شک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے پس اللہ نے اپنے رسول پر

* ۵ يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ عَامًا تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب تھا کہ بنی کنانہ کا ایک شخص حج کے موقعہ پر جیسے اس زمانہ میں موسم کہا کرتے تھے کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیا تھا کہ امسال میں محرم کے مہینہ کو لوند کا مہینہ قرار دیتا ہوں اور اپنی طرف سے اور بنی خشعم کی طرف سے لڑائی کرنا اور خون بہانا جائز ٹھہراتا ہوں اور اس کے عوض میں ماہ صفر کو محرم مقرر کرتا ہوں اور جب دوسرا سال آتا تو یہ کہہ دیتا کہ اس سال میں نے ماہ صفر کو لوند قرار دیا اور لڑائی کو جائز اور ماہ محرم کو محترم قرار دیا اسی کے متعلق پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ الخ ایک قول یہ بھی ہے کہ ۱۱ اوّل جس شخص نے اس بدعت کو جاری کیا وہ جنادہ ابن عوف کنانی تھا۔ وہ ایام موسم میں سرخ اونٹ پر کھڑے ہو کر یہ آواز لگا دیا کرتا تھا کہ اس سال تمہارے خداؤں نے ماہ محرم (یعنی اس ماہ میں لڑائی) کو حلال قرار دے دیا ہے پس تم بھی اس کو حلال جانو۔ پھر دوسرے سال یوں منادی کرتا کہ تمہارے خداؤں نے ماہ محرم (یعنی لڑائی) کو حرام قرار دے دیا ہے پس تم بھی اس کو حرام سمجھ لینا ۱۲ ۵ اِثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس غزوہ کے موقع پر لوگوں کی سستی کا باعث یہ تھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کوئی سفر اس سے زیادہ طویل اور سب سے زیادہ سخت نہیں کیا تھا اور وجہ اس غزوہ کی یہ تھی کہ موسم گرما میں شام کی طرف سے مدینہ منورہ میں مخلوط النسل لوگوں کا ایک قافلہ بغرض تجارت آیا کرتا تھا اس سال میں لوگوں نے یہ خبر پھیلائی کہ اہل روم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے لڑنے کے لئے بہت بڑا لشکر جمع کر رہے ہیں اور ان کے بادشاہ ہرقل نے اپنے بہت سے لشکر اور اپنے ماتحت قبائل ممالک بلقا میں بھیج دیئے ہیں اور خود حمص میں آگیا ہے

پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے بھی اپنے اصحاب کو جنگ تبوک کی تیاری کیلئے حکم دے دیا۔ تبوک ملک بلقا کا ایک شہر ہے۔ آنحضرت نے آس پاس کے قبائل کو۔ خود مکہ معظمہ کو اور بنو خزاعہ۔ بنو مزینہ اور بنو جہینہ میں جو جو اسلام لا چکے تھے ان کو یہ خبر دی اور جہاد کی ترغیب دلائی اور باقاعدہ لشکر مرتب ہو جانے کی بابت احکام جاری فرما دیئے۔ پس ثنیۃ الوداع آنحضرت میں یہ لشکر تیار ہو گیا اور آنحضرت نے مدینہ والوں کو حکم دیا کہ جو ...

تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

اپنی تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کو مدد پہنچائی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو اس نے پست کر دیا اور اللہ ہی کا

هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَ

بول بالا رہا۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ کم ہتھیار لگا کے اور زیادہ ہتھیار لگا کے نکل کھڑے ہو

جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ

اور خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَ

تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ اگر فوری فائدہ اور متوسط درجے کا سفر ہوتا تو

سَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَ

(اے رسول) یہ (جیب چاپ) تمہارے ساتھ ساتھ ہو لیتے لیکن مشقت کا سفر ان پر گراں گزرتا ہے۔ اور

سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ

عنقریب یہ تم سے خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم آپ کے ساتھ ہی چلتے چلتے۔ یہ اپنے ہی آپ کو ہلاک

أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ

کرتے ہیں۔ اور اللہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔

لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

آپ نے ان کو (رہ جانے کی) اجازت دے کیوں دی (اور اتنا توقف کیوں نہ کیا) کہ آپ پر خود بخود کھل جاتا کہ سچے کون سے ہیں اور

الْكَاذِبِينَ ۝ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

جھوٹوں کو بھی آپ جان لیتے۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں

الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

وہ آپ سے اس بات کی اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔ اور اللہ پرہیزگاروں سے

بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

خوب واقف ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم سے اجازت مانگتے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ

اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک کرتے رہتے ہیں پھر وہ شک ہی میں

يَتَرَدَّدُونَ ۝ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً

پڑے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کی کوئی تیاری تو کرتے

---

سلہ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ کلام ہے جو بعض حضرات کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں بھی یہی ہے۔

سلہ كَلِمَةُ اللَّهِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ کلام ہے جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا۔

سلہ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ الجوامع میں ہے کہ یہ عتاب بہت ہی لطیف ہے۔ کہ عتاب ہونے سے پہلے عفو سے شروع کیا گیا ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے خاصکر انبیاء کے لئے ایسا ہی عتاب ہونا ہوتا ہے اور جیسا کہ عوام الناس کے مفسرین خصوصاً زمخشری نے لکھا ہے کہ یہ اس بات کا کنایہ ہے کہ (معاذ اللہ) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے گناہ سرزد ہوا تھا۔ حاشا وکلا آنحضرتؐ کی جو خیر البشر ہیں ہرگز یہ شان نہیں ہے کہ ان کو گناہ سے نسبت دی جائے۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے مامون کے اس سوال کے جواب میں جو اس نے عصمت انبیاء کے بارے میں کیا تھا منقول ہے کہ یہ آیت انہی آیتوں میں سے ہے جو (ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ) پر نازل کی گئی ہیں کہ مقصود تو میرا تجھ سے کہنا ہے اور پڑوسن سُنتی رہیو۔ ظاہر میں تو خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو مخاطب کیا ہے مگر مراد اس سے آنحضرت کی امت لی گئی ہے۔

ع ٦ | ٥ | ١٢

سلہ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ تم سے جہاد میں جانے کے لئے اذن مانگیں جو ان میں سے خالص اور مخلص ہیں وہ تو بڑے شوق سے جہاد میں جانے کے لئے تیار ہی رہتے ہیں کسی اجازت پر موقوف نہیں رکھتے۔ پھر وہ ہی کا اذن کیا مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں۔

سلہ يَتَرَدَّدُونَ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص شک میں متردد رہے گا شیطین اس سے بڑھ جائیں گے اور آخر میں اس کو اپنے ساتھ لیں گے اور شیاطین کی ٹاپوں سے کچل کر دیں گے۔

سلہ عُدَّةً تفسیر عیاشی میں ہے کہ عدہ سے مراد نیت ہے گویا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کی نیت جہاد کرنے کی ہوتی تو جہاد کے لئے ضرور نکلتے۔

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا

لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا ہی ناپسند ہوا پس اُن کو سُست بنا دیا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ تم (گھر میں)

مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا

بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اگر یہ تمہارے ساتھ ہو کر نکلے ہوتے تو سوائے

خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ

خرابی کے اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فتنہ پھیلاتے پھرتے اور تم میں (اب بھی)

سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا

ان کے جاسوس موجود ہیں۔ اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔ انہوں نے تو پہلے ہی

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

فتنہ ڈالنا چاہا تھا اور تمہارے معاملات کو الٹ پلٹ کر دیا تھا یہاں تک کہ ان کو حق ظاہر ہو گیا

وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

اور امرِ خدا غالب آگیا حالانکہ وہ ناپسند کرنے والے تھے۔ اور ان میں سے (ایک آدھ) ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ

ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ

مجھے اجازت دیجیے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالیے۔ خبردار ہو آزمائش میں تو یہ پڑ ہی گئے۔ اور

جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

جہنم سب کافروں کو یقیناً گھیر لینے والی ہے۔ اگر تم کو کوئی خیر و خوبی پہنچتی ہے

تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ

تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے

اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ قُلْ لَّنْ

تو اپنا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا اور خوش خوش (وہاں سے) چل دیتے ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ

يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى

سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اور کوئی مصیبت ہم کو ہرگز ہرگز نہ پہنچے گی وہ ہمارا حاکم ہے اور

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ

مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ تم کہہ دو کہ ہمارے بارے میں تم اور کس چیز کا انتظار کرتے ہو

اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ

سوائے اس کے کہ دو خوبیوں میں سے ایک حاصل ہو (یعنی شہادت ملے یا فتح ہو جائے) اور ہم تمہارے بارے میں یہ انتظار کر رہے ہیں کہ

سلہ انبعاثھم سے مراد ہے جہاد کرنے کی غرض سے نکلنے کے لئے آمادگی اور یہ خدا تعالیٰ کو اس غرض سے ناپسند تھی کہ اسے علم تھا کہ اگر یہ نکل کر جائیں گے تو مسلمانوں میں ادھر اُدھر لگا کر فساد پھیلا دیں گے ۱۲ سلہ اقعدوا مع القٰعدین قاعدین سے مراد ہے عورتیں اور بچے۔ اور یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا منافقوں کے بارے میں جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کا حکم ہے اور آنحضرت کا حکم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں گو آنحضرت چاہتے تو ان کو اجازت نہ دیتے وہ جہاد سے پیچھے رہتے پر رہتے۔ مگر عام لوگوں پر بھی ان کا نفاق اچھی طرح ظاہر ہو جاتا۔ (۱۲) آنحضرت نے اپنے خلقِ عظیم سے ستاری کو کام فرمایا ۱۲ سلہ سمّٰعون لھم اور تم میں ان کے چغلخور و جاسوس جو تمہاری باتیں سنتے ہیں اور ان تک پہنچا دیتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور اسے قبول کر لیتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو ضعیف ایمان والے ہیں مراد لئے ہیں ۱۲ سلہ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو جد ابن قیس ملا گیا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا کہ اے ابو وہب تو ہمارے ساتھ اس غزوہ میں نہیں چلتا شاید تجھے خدمت کے لئے کوئی رومی لڑکی مل جائے اس نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی عورتوں کا شائق نہیں ہے اور مجھے اس بات کا اندیشہ بھی ہے کہ اگر میں آپ کی معیت میں گیا تو جیسے ہی میری نظر رومی لڑکیوں پر پڑے شاید مجھ سے صبر نہ ہو سکے پس مجھے تو اس آزمائش میں نہ ڈالیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں یہیں رہوں اور اپنی قوم کے ایک گروہ سے بھی یہ کہہ دیا کہ اس گرمی میں تم بھی نہ جاؤ اور اسکے بیٹے نے کہا کہ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے قول کو رد کرتا ہے اپنے آپ تو جو کچھ کہتا ہے کہتا ہے اپنی قوم کے لوگوں کو بھی روکتا ہے واللہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں اس بارے میں کچھ نازل فرمائے گا جس کو لوگ قیامت تک پڑھا کریں گے۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے رسول پر اسی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر جد ابن قیس نے کہا کہ *

يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ

تم کو اللہ اپنی طرف سے کوئی عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے (سزا دلوائے)

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ۝ قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا

سو تم انتظار کیے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ تم کہدو کہ تم خوشی خرچ کرو

أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

یا ناراض ہو کر (تمہاری یہ خدمت) قبول کبھی نہ کی جائے گی۔ بیشک تم نافرمان لوگ ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا

اور اس بات سے کہ ان کا خرچ کرنا قبول کیا جائے اور مانع کیا ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے

بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ

اللہ اور اس کے رسولؐ کا یقیناً انکار کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر اس طرح سے کہ وہ اکسائے ہوئے ہوتے ہیں

وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ

اور خرچ نہیں کرتے مگر اس طرح سے کہ وہ بے دل ہوئے ہیں۔ پس تم کو نہ ان کے مال تعجب میں ڈالیں

وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ

اور نہ ان کی اولاد۔ اللہ تو چاہتا یہی ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ سے ان کو زندگانی

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ وَيَحْلِفُونَ

دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکل جائیں کہ وہ کافر ہی ہوں۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کھا کہیں گے

بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

کہ ہم تم ہی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو

يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا

ڈرپوک ہیں۔ اگر وہ کوئی جائے پناہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پالیں تو

لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ

بھاگ دوڑ کر اس کی طرف چلے جائیں۔ اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو

فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ

(تقسیم) صدقات کے بارے میں تم پر الزام لگاتا ہے۔ اگر ان میں سے ان کو دے دیا جائے تو راضی راضی ہیں اور اگر ان میں سے

يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا

ان کو نہ دیا جائے تو اسی وقت بُرا مان جاتے ہیں۔ اور کاش وہ اس پر راضی ہو جاتے جو

(بقیہ صفحہ نمبر ٢٣٢) ۵ؔ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ تفسیر قمی میں ہے کہ حُسْنَيَيْنِ (دو اچھی چیزیں) یہاں مُراد مال غنیمت اور جنت ہے۔ نہج البلاغت میں امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مرد مسلمان دیانتدار بھی اسی طرح دو نیکیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا اللہ کی طرف سے بلاوے کا۔ کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے بہت ہی اچھا ہے اور یا خدا کی طرف سے رزق ملنے کا کہ وہ یکایک عیال والا اولاد والا اور مال والا ہو جاتا ہے اور اس کا دین اور اس کی شرافت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دو نیکیوں میں سے ایک سے مراد یا تو موت ہے جو اطاعت خدا میں ہو یا ظہور امام کا پالینا اور ہم یا بوجود (؟) ثلثہ پرستوں کی طرف سے تکلیفیں پا رہے ہیں اور ان دونوں باتوں میں سے ایک کے منتظر ہیں کہ یا تو خدا اپنی طرف سے ان کو عذاب پہنچائے اور وہ ان کا مسخ ہو جانا ہے یا ہمارے ہاتھوں سے پہنچائے اور وہ ان کا قتل ہے۔ قول مترجم۔ اس آیت میں تربّص کا استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں اپنے دشمنوں کے حق میں بلاؤں کے نزول کا انتظار کرنا ١٢

(حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) ۱ؔ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل فائدہ نہیں بخشتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ ١٢ ۲ؔ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہاں ظاہر خطاب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے ہے اور مراد اس سے کل مومنین ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جو کلام کا سلسلہ ہے اسی سے خطاب ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ ان کے حق میں خیر و خوبی نہیں بلکہ وبال ہے کہ خدائے تعالیٰ ان کو بتدریج گرفتار کرنا چاہتا ہے ١٢

۳ؔ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہونے میں یا ناراض ہونے میں اپنے لئے ہوتے ہیں نہ کہ دین کے لئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف فرما تھے کہ ذوالخویصرہ تیمی کا بیٹا حرقوص ابن زہیر فرقہ خوارج کا بانی حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ انصاف کیجیے۔ آنحضرت نے فرمایا - وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کریگا؟ یہ حدیث طویل ہے آخر میں فرمایا کہ اسی بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے - (باقی نمبر ٢٣٤ پر پڑھیئے)

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ

اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو دیا تھا۔ اور یہ کہتے کہ ہمارے لئے تو اللہ ہی کافی ہے عنقریب خدائے تعالےٰ

مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ ع اِنَّمَا

اور اس کا رسول ہم کو اپنے فضل سے (بہت کچھ) دیگا بیشک ہم اللہ ہی کی طرف مائل ہیں۔ سوائے اس کے نہیں ہے

الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ

کہ صدقات تو محتاجوں کا حق ہے اور مسکینوں کا اور صدقات وصول کرنے والوں کا اور

الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ

ان کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے بردہ گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کے لئے اور راہ خدا میں

اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

(مجاہدین کی تیاری میں) اور مسافروں کی امداد میں (صرف کیا جائے) یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ

اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نبیؐ کو ایذا بھی پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے تو نرے (کان ہی) کان ہیں تم کہدو کہ

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

وہ تمہارے لئے نیکی کا کان ہے اللہ کا بھی یقین رکھتا ہے اور مومنین کی بھی مان لیتا ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

جو تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہے۔ اور جو اللہ کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ج وَ

ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ تم کو راضی کرلیں۔ حالانکہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

اللہ اور اس کا رسولؐ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اگر یہ مومن ہیں تو ان کو راضی کرلیں۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ

کیا انہوں نے اتنا نہ سمجھا کہ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے تو اسی کے لئے تو

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا۔ یہی تو سب سے بڑی رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ

منافق اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ (مبادا) اُن کے برخلاف کوئی ایسی سورت نازل کی جائے جو

(بقیہ صفحہ ۲۳۳) تفسیر قمی میں ہے کہ جب صدقات آتے اور مالدار لوگ اس خیال سے آجاتے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ ہمارے مابین تقسیم کردیں گے اور آنحضرتؐ فقراء و مساکین کو دیتے تو وہ مالدار لوگ آنحضرتؐ کی طرف گوشۂ چشم سے اشارے کرتے۔ آنحضرتؐ کو عیب لگاتے اور کہتے کہ ہم تو وہ ہیں جو لڑائیوں میں قائم رہتے ہیں ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کا کام بناتے ہیں اور یہ ہیں کہ مال صدقات ان کو دیتے ہیں جو نہ خود کام آسکتے اور نہ ان کا کوئی کام بناسکتے

ع ۱۷
۱۳

تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو تہائی آدمیوں سے زیادہ اس آیت کے اہل ہیں گا

(حواشی صفحہ ہذا) ؎ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات کی تقسیم کی نسبت سوال کیا گیا تھا تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ فقراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور اپنے عیال و اطفال کے اخراجات برداشت کرنا ان کے ذمہ ہے اور دلیل اس بات پر کہ وہ سوال نہیں کرتے سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ترجمہ کیلئے دیکھو پارہ نمبر ۳ صفحہ ، اور مسکین سے مراد مصیبت زدہ لوگ ہیں جیسے اندھے لنگڑے، کوڑھی اور ہر قسم کے مصیبت زدہ مرد، عورت اور بچے۔ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات لینے میں ان کے جمع رکھنے میں اور اس وقت تک حفاظت کرنے میں جب تک کہ تقسیم کرنے والے کے پاس نہ پہنچادیں سعی و کوشش کرتے ہیں اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو تو ایک مان لیا مگر اس بات کی معرفت ان کے دل میں بھی نہیں [illegible] کا حصہ اس کے رسول [illegible] صلے اللہ علیہ [illegible] ایسے لوگوں کی تالیف [illegible] کرتے تھے تاکہ ان کو معرفت حاصل ہوجائے اور پروردگار عالم نے صدقات میں ان کا حصہ مقرر کردیا تھا تاکہ ان لوگوں کو معرفت بھی حاصل ہوجائے [illegible]

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

لوگوں کو اس سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے آگاہ کردے۔ تم کہدو کہ تم ہنسی اڑاتے ہو۔ جس چیز سے تم ڈرتے ہو اللہ ضرور اس کو

تَحْذَرُوْنَ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ

ظاہر کرکے رہے گا۔ اور اگر تم ان سے دریافت کروگے تو وہ ضرور یہ کہدیں گے کہ ہم تو صرف بات چیت

وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ

اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ تم یہ کہدو کہ کیا تم اللہ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا

تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ

مذاق کر رہے تھے۔ حیلے حوالے نہ کرو تم ایمان لانے کے بعد یقیناً کافر ہوگئے ہو۔

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ

اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کردیں گے تو ایک گروہ کو سزا بھی ضرور دیں گے اس لئے کہ وہ

كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ

مجرم ہیں۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے

مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

ہم جنس ہیں۔ برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور نیکی سے (برابر) باز رکھتے ہیں

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی ان کو (گویا) بھلا دیا ہے۔ بیشک منافق لوگ ہی

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ

تو نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ

آتش جہنم کا وعدہ کرلیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ وہی ان کو کافی ہوگی۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا اَشَدَّ

اور ان کے لئے پائیدار عذاب ہے۔ مثل ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے کہ وہ

مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

قوت میں تم سے بڑھے ہوئے اور مال و اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ پس انہوں نے اپنے حصے سے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

نفع اٹھایا اور تم نے اپنے حصہ سے ویسا ہی نفع اٹھایا جیسا کہ تم سے پہلے والوں نے

ع ۱۴

وقف لازم

سلے اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے چلے تو منافق آپس میں یہ کہتے تھے کہ دیکھتے ہو محمد رومیوں کی لڑائی کو بھی اوروں کی سی لڑائی سمجھے ہیں۔ یہاں سے ایک بھی زندہ پلٹ کر نہ آئے گا۔ تو کہا ان میں سے ایک شخص بولا کہ میرا ایسا نہ ہو کہ ہم جو باتیں کر رہے ہیں ان کی اور جو کچھ ہمارے دل میں ہے اس کی خدا اپنے محمد کو خبر دیدے اور اس کے بارے میں قرآن نازل کردے کہ پھر تو لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنائیں یہ سب باتیں وہ ہنسی اور مذاق کے طور پر کر رہے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے عمار ابن یاسر کو حکم دیا کہ یہ لوگ کوئی حرفت کر رہے ہیں تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ عمار گئے اور دریافت کیا کہ تم یہ کیا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا کہ اور کچھ نہیں یونہی ہنسی مذاق کر رہے تھے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ۱۲

سلے اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان بارہ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایک گھاٹی پر کھڑے تھے اور جنہوں نے باہم یہ مشورہ کر لیا تھا کہ آج جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو قتل کردیں اور ایک نے دوسرے سے یہ کہدیا تھا کہ اگر آنحضرت سمجھ جائیں تو ہم یہ کہدیں گے کہ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ اور اگر نہ سمجھے تو ہم ان کو قتل کردیں گے یہ ذکر اس وقت کا ہے جبکہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے جبرئیل امین کو خدائے تعالیٰ نے بھیجا کہ وہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خبر کردیں تاکہ آنحضرت کسی کو بھیجدیں کہ وہ ان کی سواریوں کے منہ پر کوڑے مارے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے ان سب کو ہٹا دیا۔ جب آنحضرت اس گھاٹی سے اترے ہیں تو حذیفہ سے فرمایا کہ تم نے ان میں سے کس کس کو پہچانا انہوں نے عرض کی کہ میں نے تو کسی کو نہیں پہچانا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ فلاں ابن فلاں تھا۔ فلاں ابن فلاں تھا یہاں تک کہ سب کے نام گنوا دیئے۔ حذیفہ نے عرض کی کہ کسی کو بھیج کر ان کو قتل نہ کرادیں۔ فرمایا نہیں مجھ کو یہ بات ناپسند ہے کہ عرب لوگ یہ کہیں کہ جناب رسول

الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي
اپنے حصے سے نفع اٹھایا تھا اور تم نے ویسی ہی باتیں بنائیں جیسی باتیں
خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ
انہوں نے بنائی تھیں انہی کے اعمال دُنیا و آخرت میں بیکار رہے اور
الْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ أَلَمْ يَأْتِهِمْ
وہی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ کیا ان کے پاس
نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۵
ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو ان سے پہلے تھے نوحؑ کی قوم کی اور عاد کی اور ثمود کی۔
وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ
اور ابراہیمؑ کی قوم کی اور مدین والوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والوں کی۔
أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ
ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پس اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا
لَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَالْمُؤْمِنُونَ وَ
لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم توڑا کرتے تھے۔ اور مومن مرد اور
الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
مومن عورتیں ایک دوسرے کے حامی ہوا کرتے ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ
اور بدی سے (برابر) منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور
يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ
زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ
سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَعَدَ
عنقریب اللہ ان پر رحمت کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اللہ نے
اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن
مومن مرد اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي
نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے اور دائمی بہشتوں میں

(بقیہ صفحہ ۲۳۵) اور حذیفہ کو حکم دیا کہ تم پیچھے سے ہانکتے ہوئے چلو۔ جبکہ یہ دونوں اس حالت میں چلے جا رہے تھے حذیفہ نے اونٹوں کے پاؤں کی دھمک اور ہتھیاروں کی جھنکار سنی اُدھر متوجہ ہوئے تو کچھ لوگوں کو ڈھاٹے باندھے ہوئے پایا فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا خبردار۔ اور پھر ان کی سواریوں کے منہ پر اتنے کوڑے مارے کہ ان سب کو بھگا دیا۔ اس کے بعد حدیث میں وہی ذکر ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ۱۲

۵۳ لَا تَعْتَذِرُوا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے متعلق منقول ہے لَا تَعْتَذِرُوا کے مخاطب ایسے لوگ ہیں جو پہلے سچے مومن تھے پھر شک میں گئے تھے اور ایمان کے بعد منافق ہو گئے تھے اور وہ گنتی میں چار آدمی تھے اور اسی آیت میں خدائے تعالیٰ کا یہ قول إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ ان چار میں سے ایک کے متعلق ہے جس کا نام مختبر ابن حمیر تھا اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تھی اور یہ عرض کی تھی کہ یارسول اللہ مجھ کو تو سستی نے ہلاک کیا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن رکھا اور اس نے یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھ کو ایسی جگہ شہید کیجیو جہاں کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ میں کیا ہو گیا۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں قتل ہو گیا اور اس طرح قتل ہوا کہ کسی کو پتہ ہی نہ لگا۔ یہی جس کا قصور معاف ہوا وہ یہی تھا ۱۲

۵۴ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ التوحید اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ نَسُوا اللَّهَ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دنیا میں خدا کو بھول گئے۔ یعنی اس کی اطاعت کے موافق عمل کرنا چھوڑ بیٹھے فَنَسِيَهُمْ (فِي الْآخِرَةِ) کے یہ معنی ہیں کہ وہ ثواب میں ان کا کوئی حصہ مقرر نہ فرمائے گا اور اس طرح وہ خیر و خوبی سے محروم رہ جائیں گے ۱۲

۵۵ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ اس آیت میں پروردگار عالم نے پہلے لوگوں کی مذمت اس وجہ سے کی ہے کہ وہ فنا ہو جانے والی چیزوں سے نفع اٹھانے کے درپے تھے اور مآل اندیشی اور عاقبت بینی کو ان چیزوں سے مشغول ہونے کے سبب چھوڑ رکھا تھا

جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

اچھے اچھے مکان (ان کا بھی وعدہ کیا ہے) اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی تو

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

بڑی کامیابی ہے۔ اے نبیؐ کفار اور منافقین سے جہاد کرو

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ

اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ

وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا حالانکہ

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

انہوں نے کفر کا کلمہ ضرور کہا اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ

ایسی بات کا قصد کیا جسے کر نہ سکے۔ اور وہ اسی سے تو بگڑے کہ اللہ نے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ

اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں گے تو ان کے لئے

خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

بہتر ہوگا۔ اور اگر وہ روگردان ہوں گے تو اللہ ان کو

اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب سے معذب کرے گا اور زمین میں نہ ان کا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

کوئی حامی ہوگا اور نہ مددگار۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر

اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ

وہ اپنے فضل سے ہم کو کچھ دے گا تو ہم ضرور تصدق بھی دیا کریں گے اور نیک بندوں میں سے بھی

الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ

ہو جائیں گے۔ پھر جب اس نے اپنے فضل سے ان کو دیا تو اس کے بارے میں انہوں نے بخل کیا اور

تَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

روگردان ہو کر اپنے عہد سے پھر گئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق پیدا کر دیا

بقیہ حواشی صفحہ ۲۳۶ — ۵۲ وَ عَادٍ یعنی قوم عاد آندھی کے عذاب سے کیونکر ہلاک کی گئی ۱۲ ۵۳ وَ ثَمُوْدَ یعنی قوم ثمود زلزلہ سے کیونکر ہلاک کی گئی ۱۲ ۵۴ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ یعنی نمرود اور اس کے ساتھی مچھروں کے ذریعے سے کیونکر ہلاک کئے گئے ۱۲ ۵۵ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ اور صحابِ مدین یا قوم شعیبؑ سائبان والے دن آگ کے ذریعے سے کیونکر ہلاک کی گئی ۱۲ ۵۶ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ بعض قاریوں نے اس جگہ قوم لوط بھی پڑھا ہے اور مقصد یہ ہے کہ وہ کس طرح الٹ دیئے گئے اور ان کے مکانات کا اوپر کا حصہ نیچے ہو گیا اور نیچے کا اوپر، کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مُؤْتَفِكٰتِ کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں جو الٹ دی گئی تھیں ۱۲ (حواشی صفحہ ہٰذا) ۵۷ عَدْنٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ عدن پروردگار عالم کا وہ مکان ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں جس کا وہم تک گزرا اور اس میں سوائے تین قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں رہیگا اَلنَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ اور (یعنی انبیاء و صدیق و شہداء) اور خداوند عالم اس مکان کے بارے میں فرمائے گا کہ خوشا بحال اس کے جو اس میں داخل ہو اور الخصال میں انہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ پسند کرے کہ اس کی زندگی میری سی زندگی ہو اور اس کی موت میری سی موت اور اسکو پروردگار عالم میری جنت میں جگہ دے جس کا خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جسے جنت عدن سے موسوم فرمایا اور اپنے یدِ قدرت سے بنایا اور کُنْ فَيَكُوْنُ (کہہ کر وجود ہو گیا) فرمانے سے اُسے پیدا کیا ہے تو اس کو لازم ہے کہ علی ابن ابیطالب سے اور ان کے بعد ان کی اولاد سے محبت رکھے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی یہودی نے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نبیؐ جنت میں کہاں رہیں گے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ از روئے درجہ کے سب سے بلند درجہ میں اور از روئے مکان کے سب سے بہتر مکان یعنی جنت عدن میں ہوں گے۔ اس نے عرض کی کہ واللہ آپ نے سچ فرمایا حضرت موسیٰؑ نے بھی یہی

إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا

جس دن کو وہ خود اس سے ملاقات کریں گے (ایک تو) اس لئے کہ جو وعدہ انہوں نے خدا سے کیا تھا

كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ

اس کے خلاف کیا اور (دوسرے) اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ انہوں نے اتنا نہ سمجھا کہ اللہ ان کے راز کو بھی جانتا ہے اور

نَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ

ان کی سرگوشیوں کو بھی اور یہ کہ اللہ بڑا غیب کا جاننے والا ہے۔ جو لوگ مومنین میں

الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ

خوش دلی سے خیرات کرنے والوں کو عیب لگاتے ہیں اور جن کو

لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللَّهُ

اپنی محنت کے سوا کچھ میسر نہیں آتا ان کو بھی عیب لگاتے ہیں۔ پھر (اس طرح) سب ہنستے ہیں اللہ

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا

ان سب کی ہنسی اڑائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب (بھی) ہے۔ تم ان کے لئے دعائے مغفرت مانگو یا تم

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

ان کے لئے دعائے مغفرت نہ مانگو۔ اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت مانگو گے

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

تو بھی اللہ ان کو ہرگز ہرگز نہ بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کا

وَرَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ فَرِحَ

اور اس کے رسول کا انکار کیا۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔

الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ

پیچھے رہ جانے والے رسول خدا کے خلاف اپنے بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور اس سے انہوں نے نفرت کی کہ

يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے اور لوگوں سے

قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ

کہا کہ گرمی میں نہ نکلو۔ تم یہ کہدو کہ آتش دوزخ کی گرمی تو بہت بڑھی ہوئی ہے۔

لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا

کاش یہ سمجھتے ہوتے۔ پس انہیں چاہیئے کہ ہنسیں تو تھوڑا اور روئیں

ع ۱۰ ۸ ۱۶

سلہ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں یلقی کے معنی ہیں مرنے کے بعد جی اُٹھنا۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن تک کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی حضور میں حاضر ہوں گے۔

سلہ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ تفسیر قمی میں ہے کہ سالم ابن عمیر انصاری ایک صاع کھجوریں لایا اور عرض کی یا رسول اللہ میں آج رات بھر اُجرت پر کام کرتا رہا اور دو صاع خرمے میں نے کمائے ایک صاع تو رکھ لیا ہے اور ایک صاع خدا کو قرض دینا چاہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے حکم دیا کہ ان صاع بھر خرموں کو صدقات میں شامل کر لو۔ اس پر منافقوں نے ہنسی اڑائی اور یہ کہا کہ اللہ اس صاع سے مستغنی ہوتا تو خوب تھا۔ بھلا اس صاع کو اللہ کیا کرے گا۔ لیکن ابو عقیل نے چاہا کہ اپنے آپ کو یاد دلائے تاکہ آئندہ صدقات میں سے اس کو کچھ ملا کرے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ذات کو اس شرط کے ساتھ اجرت پر لگایا تھا کہ ایک ایک خرمے کے بدلے ایک ایک ڈول پانی کھینچ دیں اور اس طرح کچھ خرمے جمع کئے تھے جن کو لے کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبد الرحمٰن ابن عوف دروازہ پر کھڑا تھا اس نے حضرت پر آوازہ کسا کہ کتنا بہت سا صدقہ لائے ہیں۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ

سلہ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت میسر آتا ہے وہ تصدق کر دیتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے جتنا بھی اُسے میسر ہو۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

كَثِيرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ

بہت سا کہ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کا بدلہ ہو۔ پس اگر اللہ تمکو

إِلَىٰ طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل

ان میں سے کسی گروہ کے پاس واپس لائے اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم کہدینا کہ تم

لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ

ہرگز ہرگز میرے ہمراہ ہو کر نہ نکلوگے اور میرے ساتھ ہوکر کبھی کسی دشمن سے نہ لڑوگے۔

إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ

تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے راضی ہوئے اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ

الْخَالِفِينَ ○ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا

بیٹھے رہو۔ اور اے رسولؐ (جب) ان میں سے کوئی مرجائے تو تم کبھی اُس کے جنازے کی نماز

تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَ

نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بیشک انہوں نے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ

هُمْ فَاسِقُونَ ○ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا

نافرمانی کی حالت میں مرگئے ہیں۔ اور ان کے مال اور اُن کی اولاد تمکو تعجب میں نہ ڈالیں۔ سوائے اس کے نہیں کہ

يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ

اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے اُن کو عذاب دے اور ان کی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ

وَهُمْ كَافِرُونَ ○ وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَ

وہ کافر ہوں۔ اور جب کوئی سورت (اس حکم کے ساتھ) نازل کی جاتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور

جَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَ

اس کے رسولؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے جو صاحبان مقدرت ہیں وہ تم سے اجازت مانگتے ہیں اور

قَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ ○ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا

کہتے ہیں کہ ہم کو چھوڑ دیجیے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں۔ وہ اس بات پر راضی ہوگئے ہیں کہ

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○

عورتوں کے ساتھ رہیں اور اُن کے دلوں پر مہر لگا دیا گیا ہے پس وہ (کچھ) سمجھتے نہیں۔

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

لیکن رسولؐ نے اور ان لوگوں نے جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنے مالوں

ل فاقعدوا مع الخالفین یہ حکم بتلاتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے وقت جن لوگوں نے پیچھے رہ جانا چاہا تھا ان کے نام غازیوں کے دیوان سے خارج کردیئے گئے تھے ۱۲

۲ لا تقم علی قبرہ - تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ جب کسی میت کے جنازے کی نماز پڑھتے تو ایک ساعت اس کی قبر پر ٹھہرے رہتے تھے اور اس کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے - بعد میں خداوند عالم نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی اور ان کی قبر پر کھڑے ہونے کی اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت کردی اور اس کے دو سبب بھی ارشاد فرمائے انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ۱۲

۳ انما یرید اللہ ان یعذبہم بہا فی الدنیا اولاد کے ذریعے سے تو عذاب اس طرح ہوتا ہے کہ بچپن میں ان کی بیماریوں کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں اور بڑے ہوجانے پر ان کی نافرمانی کا رنج اٹھانا پڑتا ہے اور مال کے ذریعے سے اس طرح عذاب ہوتا ہے کہ منافق ہونے کے سبب خمس و زکوٰۃ نکالنا اور اس مال میں سے راہ خدا میں خرچ کرنا گراں گزرتا ہے ۱۲

۴ مع الخوالف - خوالف خالفۃ کی جمع ہے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مع الخوالف کے معنی مع النساء منقول ہیں یعنی عورتوں کے ساتھ

۱۲

وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

اور جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہی کے لئے سب خوبیاں ہیں۔ اور وُہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ

فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ

رہنے والے ہوں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اور بدوؤں میں سے عذر کرنے والے آئے کہ

الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَ

ان کو بھی (بیٹھ رہنے کی) اجازت دے دی جائے جن لوگوں نے اللہ اور

رَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

اس کے رسول سے جھوٹ بولا اور بیٹھ رہے اُن میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے اُن کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا۔

لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ

نہ کمزوروں کے ذمّے کوئی الزام ہے اور نہ بیماروں کے ذمّے اور نہ اُن کے ذمّے

لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ

جن کو خرچ کے لئے کچھ میسّر ہی نہیں آتا جس حال میں کہ وہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ ہوں۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام ہی نہیں ہے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ

اور نہ اُن کے ذمّے کوئی الزام ہے کہ جب وہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ تم ان کو سوار کر دو اور تم نے یہ کہدیا کہ میرے پاس

مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

تو کوئی سواری نہیں ہے کہ میں تم کو اس پر سوار کر دوں تو وہ اس حالت میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس رنج کے سبب آنسو جاری تھے

حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ○ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

کہ انہیں خود خرچ کرنے کو کچھ میسّر ہی نہ تھا۔ الزام تو صرف اُن ہی لوگوں پر ہے جو

يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ

باوجود مالدار ہونے کے تم سے اجازت مانگتے ہیں وہ اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ

الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

عورتوں کے ساتھ رہیں اور اللہ نے اُن کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے اب وہ کچھ نہیں جانتے۔

15

۵۱ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ
یہاں خیرات سے مُراد ہے دونوں جہان کا نفع۔ دُنیا میں تو نصرتِ خدا، اور مالِ غنیمت اور عاقبت میں جنت اور نعماتِ جنت ۱۲ ۵۲ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَعَلَى الْمَرْضَىٰ الخ
تفسیر قمی میں غزوۂ تبوک کے قصہ میں ہے کہ سات آدمی جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے سالم ابن عمیر بنی عمرو ابن عوف سے یہ شخص علی اختلاف الروایات بدری تھا۔ اور ہرمی ابن عمیر بنی واقف سے اور علیہ ابن زید بنی حارثہ میں سے یہ ہی شخص ہے جس نے اپنی عزت تصدّق کر دی تھی اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت نے صدقہ کا حکم دیا تو لوگ صدقہ لانے لگے۔ پس علیہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یارسُول اللہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے جو تصدق کروں ایک عزت ہے سو راہِ خدا میں حاضر ہے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول ہے اور ابولیلیٰ عبدالرحمٰن ابنِ کعب بنی مازن ابن النجار سے۔ اور عمرو ابن عنمہ بنی سلمہ سے اور سلمہ ابن صخر بنی زریق سے۔ اور عُرۃ ابن ساریہ سلمی بنی العرما سے۔ یہ تھے وہ سب جو روتے ہوئے آئے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ہم میں اس امر کا مقدور نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ پس آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ سے لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ تک ان بیچارے رونے والوں نے جوتے تک پہننے کے لئے مانگے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اتنا بھی مُیسّر ہوتا تو ساتھ چلے چلتے۔ ۱۲۔
۵۳ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ
یہ مالدار جو جہاد میں جانے سے جی چُراتے تھے مختلف قبیلوں میں سے اسّی آدمی تھے ۱۲

ع ۱۱ / ۹ / ۱۲

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

جب تم ان کے پاس پلٹ کر آؤ گے تو وہ تمہارے پاس عذر بنا کر آئیں گے۔ تم اُن سے کہدو کہ (جھوٹے) عذر نہ بناؤ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے خدائے تعالے ہم کو تمہارے احوال سے (پہلے ہی) مطلع کر چکا ہے۔ اور عنقریب اللہ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور اللہ کا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھ لیں گے پھر تم غائب وحاضر کے پاس لوٹائے جاؤ گے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

پس جو جو عمل تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ عنقریب وہ تمہارے سامنے جب کہ اُن کے پاس تم

اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

پلٹ کر آؤ گے (آکر) خدا کی قسم کھائیں گے کہ تم اُن سے درگزر کرو۔ پس تم بھی اُن سے درگزر کرنا۔ وہ یقیناً

رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞

نجس ہیں۔ اور اُن کا ٹھکانا بسبب اُن اعمال کے جو وہ کیا کرتے ہیں جہنم ہے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ [۱] فَاِنَّ اللّٰهَ

وہ تمہارے سامنے اس لئے حلف اُٹھاتے ہیں کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ پھر اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۞ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا [۲] وَّ

نافرمان لوگوں سے (یقیناً) راضی نہ ہوگا۔ بدو لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں

نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ

اور اسی لائق ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں اُن سے آگاہ نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور بدوؤں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وہ (راہ خدا میں) خرچ کرتا ہے

مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ

اُسے تاوان ٹھہراتا ہے اور تم پر زمانہ کی گردشوں کے پڑنے کا منتظر رہتا ہے۔ بُری گردش اُن ہی پر پڑے گی۔ اور

اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور گنوار عربوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو کچھ بھی (راہ خدا میں) خرچ کرتا ہے اُسے خدائے تعالے کی قربت کا اور

---

[۱] سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو آنحضرت کے مومن اصحاب منافقوں سے معترض ہونے لگے۔ اور تکلیفیں پہنچانے لگے اور منافقین قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم حق پر ہیں۔ منافق نہیں ہیں اور غرض اُن کی یہ تھی کہ وہ انکی ایذادہی سے باز رہیں اور اُن سے راضی ہو جائیں۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۱۲

[۲] فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جو شخص آدمیوں کو ناراض کرکے خدا کی رضامندی کا طالب ہوگا خدائے تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور جو شخص اللہ کو ناراض کرکے آدمیوں کی رضامندی کا طالب ہوگا خدائے تعالیٰ خود بھی اس سے ناراض ہوگا اور آدمیوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا ۱۲

[۳] اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ اہل شہر کے بوجہ اپنی وحشت اور قساوتِ قلب اور جور وجفا کے زیادہ سخت ہیں اور چونکہ خدا کا کلام سننے اور عالموں کی حالت دیکھنے سے دُوری رہتی ہے یہ بھی ان کی شدت کا باعث ہے۔

+ ۱۲ +

صَلَوٰتِ الرَّسُولِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ

رسول کی دُعا کا وسیلہ سمجھتا ہے۔ آگاہ ہو کہ وہ خرچ کرنا ضرور اُن کے لئے قربت کا باعث ہوگا۔ عنقریب خدائے تعالےٰ اُن کو

رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور مہاجرین و انصار میں سب سے پہلے

مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

(ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں اُن کی پیروی کی

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا

خدائے تعالیٰ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ خدائے تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور اُن کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جنکے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمِمَّنْ

نہریاں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہارے

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ

آس پاس کے بدوؤں میں سے بعض منافق ہیں۔ اور بعض اہل مدینہ میں سے (بھی)

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے رسولؐ) تم اُن کو نہیں جانتے ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور دوسرے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ

(اور) انہوں نے عمل نیک کو عمل بد کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اُن کی توبہ اللہ قبول کرے

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے کر

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

ان کو بھی پاک کر دو اور اس صدقہ لینے کی وجہ سے ان کے مال کو بھی بڑھا دو۔ اور اُن کے لئے دُعائے رحمت کرو تمہاری دعائے

لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ

رحمت اُن کی تسکین کا باعث ہوگا۔ اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ کیا انہوں نے اس بات کو نہیں جانا کہ

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (اُن سے) صدقات لے لیتا ہے اور یہ کہ بے شک اللہ ہی

سلہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد نقباء امت یعنی ابوذرؓ مقدادؓ سلمانؓ عمارؓ اور ہر شخص جو ایمان لایا اور جس نے تصدیق کی اور ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام پر قائم رہا۔ ۲۱ سلہ اَلْمُهٰجِرِيْنَ نہج البلاغت میں وارد ہے کہ نام ہجرت کسی شخص پر راست نہ آئے گا جب تک کہ وہ زمین خدا پر حجت خدا کو نہ پہچانتا ہو پس جس نے حجت خدا کو پہچانا وہی مہاجر ہے۔ سلہ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مہاجرین اولین کا ذکر بوجہ ان کی سبقت کے پہلے درجہ پر شروع فرمایا۔ پھر ان کے بعد دوسرے درجہ پر انصار کا ذکر کیا۔ پھر تیسرے درجہ میں نیکی میں اتباع کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ پس خدائے تعالیٰ نے ہر قوم کو ان کے درجوں اور منزلوں میں رکھا۔ سلہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں مذکور ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود ایمان کے وہ ایسے گناہ کرتے ہیں جسے مومن عیب لگاتے ہیں اور برا جانتے ہیں اسی کی نسبت خدا نے فرمایا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ اللہ کی طرف جہاں لفظ عسیٰ منسوب ہے وہاں وجوب کے معنی رکھتا ہے (یعنی اللہ ضرور ہی توبہ قبول کرے گا) اور یہ آیت ہمارے گناہگار شیعوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۱۵ سلہ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ جب کوئی گروہ حضرت کی خدمت میں صدقات لے کر حاضر ہوتا تھا تو حضرت فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ (اے خدا اُن پر رحمت نازل کر) تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا اس کا حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد امام کے بارے میں بھی جاری ہے فرمایا ہاں (ضرور) باقی حواشی صفحہ میں ہیں۔

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَ

سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور (آپ) یہ کہدو کہ تم عمل کئے جاؤ عنقریب اللہ اور اُس کا رسول اور

الْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم

ایمان دینے والے تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم غائب و حاضر کے جاننے والے کی حضور میں واپس کئے جاؤ گے اور

بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا

جو جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے فیصلے کے امیدوار ہیں کہ دیکھیں

يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ

وہ اُن کو عذاب دیتا ہے یا اُن کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ صاحب علم و حکمت ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے

اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ

ایک مسجد ضرر پہنچانے کے لئے اور مومنین کے مابین پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی ہے اور

إِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ

جو شخص پہلے سے خدا اور خدا کے رسولؐ سے لڑا کرتا تھا اُس کو گھات کا موقع دینے کے لئے بنائی ہے وہ ضرور حلف

إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَا تَقُمْ

اٹھا کر یہ کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو اس سے سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہ تھا حالانکہ اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ بالیقین جھوٹے ہیں اس مسجد

فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ

میں تم کبھی نماز نہ پڑھنا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوے پر رکھی گئی ہے اس کی زیادہ مستحق ہے کہ

أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ

تم اس میں نماز پڑھتے رہو۔ اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اللہ (بھی)

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ

پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آیا وہ شخص جو اپنے (دین کی) بنیاد خدا کے خوف

اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا

اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی بنیاد پھٹے ہوئے

جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

کراڑے کے کنارے پر رکھے جو گرا چاہتا ہو پھر وہ مع اُس کے آتش جہنم میں جا گرے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کی

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي

راہبری نہیں فرماتا۔ اُن کی بنیاد جنہوں نے یہ مسجد بنائی تھی ہمیشہ اُن کے دلوں میں شک کا

ﷺ والمؤمنون

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو کل بندوں کے اعمال نیک ہوں یا بد جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں پس تم ڈرتے رہو۔ اور ہر شخص تم میں سے اس بات سے حیا کرے کہ اُس کے بد اعمال آنحضرتؐ کے سامنے پیش ہوں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن یا کافر نہیں مرتا اور قبر میں نہیں رکھا جاتا جب تک کہ اس کے اعمال جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب امیر المومنین اور سلسلہ بسلسلہ جناب صاحب العصر علیہم السلام تک پیش نہ ہو جائیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وقل اعملوا سے والمؤمنون تک۔ تفسیر قمی میں سماعہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا ہم کیوں کر آنحضرت کو رنج پہنچاتے ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اعمال آنحضرتؐ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس جبکہ حضرت کی نظر تمہارے گناہوں پر پڑتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں پس تم لوگوں کو لازم ہے کہ جناب رسولخدا کو صدمہ نہ پہنچایا کرو بلکہ آنحضرت کو خوش کیا کرو۔ عبداللہ بن ابان (زیات) (روغن فروش) غریب الغرباء جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے پاس ٹھہرا ہوا تھا ایک دن اس نے عرض کیا اے مولا آپ میرے حق میں اور میرے عیال کے لئے دُعا فرمائیں حضرتؑ نے جواب دیا کہ میں تمہارے واسطے دعا نہیں کیا کرتا ہوں خدا کی قسم تمہارے اعمال ہر شب و روز میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ عبداللہ کہتا ہے یہ بات مجھے دشوار معلوم ہوئی یعنی میری سمجھ میں نہ آئی) حضرتؑ نے فرمایا تو نے کتاب خدا میں آیہ قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ والمؤمنون نہیں پڑھا ہے۔ مومنون سے واللہ علی بن ابی طالب (اور ہم ائمہ)

قُلُوبُهُمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ اللّٰهَ

باعث رہے گی جب تک کہ اُن کے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں ۔ اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے ۔ بیشک اللہ نے

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ

مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اِس بات کے معاوضہ میں

الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ

خرید لئے ہیں کہ اُن کے لئے جنّت ہے وہ راہِ خدا میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کریں گے بھی اور قتل کئے جائیں گے بھی

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ

اِسی پر سچا وعدہ توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں موجود ہے ۔ اور

أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ

اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہوگا پس یہ سودا جو تم نے کیا ہے اس سے خوش ہو جاؤ

بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ التَّآئِبُونَ الْعٰبِدُونَ الْحٰمِدُونَ

اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے ۔ وہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے تعریف کرنے والے

السَّآئِحُونَ الرّٰكِعُونَ السّٰجِدُونَ الْاٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور بدی سے باز رکھنے والے اور

النَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ

احکامِ خدا کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اُن ہی ایمان والوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ۝ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا

خوشخبری سُنا دو ۔ نبیؐ کا اور ان لوگوں کا جو ایمان لائے ہیں یہ کام نہیں ہے کہ وہ

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں بعد اس کے کہ اُن پر یہ بات کھل چکی ہو کہ وہ

أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ

جہنمی ہیں گو وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ۔ اور ابراہیم کا اپنے چچا کے لئے دُعا مانگنا تو

إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ أَنَّهٗ عَدُوٌّ

ایک وعدے کے سبب سے تھا جو انہوں نے اُس سے کر لیا تھا ۔ پھر جب اُن پر یہ بات کھل گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے

لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ؕ إِنَّ إِبْرٰهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ وَمَا كَانَ

تو انہوں نے اس سے بیزاری کی ۔ بیشک ابراہیم بڑے نرم دل (اور) بُردبار تھے ۔ اور

سلہ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ اس آیت میں خدائے تعالیٰ کی اس حکمت کا ذکر ہے جو اس مسجد کے منہدم کرنے کے متعلق تھی ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے مالک ابن جشم خزاعی اور عامر ابن عدی کو جو بنی عمرو ابن عوف کا بھائی تھا اس بات کے لئے بھیجا کہ اس مسجد کو گرا دیں اور جلا دیں پس مالک آئے او عامر سے کہا ذرا ٹھہرے رہو جب تک کہ میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں پس وہ آگ لایا اور کھجور کی لکڑیوں میں آگ لگا دی پس وہ مسجد بھڑک اٹھی ۔ وہ لوگ تو چل دیئے ۔ مگر زید ابن حارثہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ مسجد کی بنیاد تک جل گئی پھر انہوں نے اس کی چار دیواری کو گرا دینے کا حکم دیا ۱۲

۱۳ ع ۱۱ ۲

سلہ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ جو لوگ سچے دل سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے تھے ان کے لئے یہ آیت بمنزلہ ہے اور جو سودا انہوں نے خدا سے کر لیا اس پر قائم رہنے کی حالت میں جو خدا کی طرف سے ملے گا اس کا اقرار نامہ ہے ۱۲

سلہ التَّآئِبُونَ الْعٰبِدُونَ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں بلکہ یوں التَّآئِبِينَ الْعٰبِدِينَ الخ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا ۔ یہ جو آیت ہے إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الخ پس مؤمنین کی صفت ہے التَّآئِبِينَ الْعٰبِدِينَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الخ نازل ہوئی تو ایک شخص جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ ایک شخص خدا کو اپنا ہتھیار بنا لے اور اس کے دشمنوں سے لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے مگر وہ حرام فعلوں کا بھی مرتکب ہوتا آیا ہو تو آیا وہ شہید ہوا ؟ پس اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی پس جناب رسولؐ خدا نے مؤمنین میں سے جو مجاہدین تھے اور ان کی یہ صفت تھی ان کو شہادت اور جنت کی خوشخبری سُنا دی ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت ائمۂ معصومین ع کی شان میں نازل ہوئی ہے اس میں جو صفات بیان ہوئی ہیں ع

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ط

خدا کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد اُن سے توفیقِ ہدایت سلب کرلے جب تک کہ اُن پر کھول نہ دے کہ اُن کو کن کن

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

چیزوں سے بچنا چاہیے - بیشک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے - بیشک آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی

الْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ط وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

کی ہے - وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے - اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَ

حامی ہے اور نہ مددگار - بیشک اللہ نے نبی پر اور اُن مہاجرین اور

الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

انصار کی توبہ قبول کرلی جنھوں نے تنگی کے حال میں (بھی) نبی کا ساتھ دیا تھا بعد اس کے کہ اُن میں سے

كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ

ایک فریق کا دل حق سے ہٹ چلا تھا پھر اُس نے اُن کی توبہ قبول کی - وہ بیشک

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰى

ان پر بڑی مہربانی کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - اور ان تینوں کی (بھی) توبہ قبول کی جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے - یہاں تک

اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

کہ زمین اُن پر باوجود اپنی ساری وسعت کے تنگ ہوگئی تھی اور اُن کو اپنی جان بھی دوبھر معلوم ہونے لگی تھی

اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ

اور اُن کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ خدا (کے غضب) سے بھاگ کر کہیں اور پناہ نہیں ہے - سوائے اسکے کہ اسی کی پناہ مانگی جائے

عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ع يٰۤاَيُّهَا

پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کرلی - تاکہ وہ پہلی حالت کی طرف عود کریں - بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ مَا كَانَ

ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ساتھ ہو رہو -

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

مدینے کے رہنے والوں کا اور اُن کے آس پاس جو بدو رہتے ہیں اُن کا یہ کام نہیں ہے کہ

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط

وہ رسولؐ کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ رسول کی جان سے زیادہ اپنی جان کی پروا کریں -

(بقیہ صفحہ نمبر ٢٤٤ گذشتہ) وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وہی ہو سکتے ہیں جو چھوٹی بڑی - موٹی باریک حدود خدا کو پہچانتے ہوں اور یہ صفتیں سوائے ائمۂ معصومین کے کسی دوسرے میں پائی نہیں جاتیں - نہج البلاغہ میں منقول ہے کہ تمہاری جانوں کی قیمت سوائے جنت کے اور کوئی چیز ہو ہی نہیں ہوسکتی - پس سوائے جنت کے اور کسی چیز کے لئے اپنی جانوں کو نہ بیچو - اور اسی کتاب میں یہ فقرہ بھی ہے کہ وہ مال مال نہیں ہے جو تم نے اُن چیزوں کے بدلے اٹھا دیا جو خدا نے تم کو رزق کے طور پر عطا کی ہیں اور وہ جانیں جان نہیں ہیں جن کو تم نے لذاتِ دنیا کیلئے خطر میں ڈال دیا ١٢ سے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت کیا کہ لوگ خدا کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں عرض کی گئی کہ یہ کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا سے استغفار کرنے کے بارے میں وعدہ کرلیا تھا - فرمایا یوں نہیں ہے بلکہ ان کے چچا نے اسلام لانے کے لئے وعدہ کیا تھا - پس وہ حضرتؑ بھی اُن کے لئے استغفار کرتے تھے اور جب اُن کو یہ ثابت ہوگیا کہ یہ دشمن خدا ہے تو اُس سے بیزار ہوگئے ١٢

(حواشی صفحہ ھذا)

ع ١٤ ٨ ٣

سلہ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور مجمع البیان میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ بِالنَّبِيِّ عَلَى الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کس شان سے یہ آیت نازل ہوئی ہے - احتجاج میں ابان بن تغلب سے منقول ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ عوام الناس تو اس طرح نہیں پڑھتے جیسے کہ آپ کے پاس ہے - دریافت فرمایا کہ اے ابان وہ کیونکر پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ وہ یوں پڑھتے ہیں لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فرمایا ویل ہے ان کے لئے نبیؐ کا کونسا گناہ تھا جس کے بارے میں خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی - سوائے اس کے نہیں ہے کہ توبہ اُن کی امت کے لئے قبول کرلی گئی ١٢ (باقی حواشی ضمیمہ میں)

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

یہ اس لئے کہ ان کو راہ خدا میں پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے تو - کوئی رنج پہنچتا ہے تو - اور بھوک کی تکلیف ہوتی ہے تو اور

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا

کوئی ایسا راستہ چلتے ہیں جس سے کفار کو غصہ دلائیں تو اور

يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ

دشمنوں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں تو بہرصورت اُن کے لئے عمل صالح لکھ لیا جاتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ

بیشک اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور وہ چھوٹا خرچ کرتے ہیں تو

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا

اور بڑا خرچ کرتے ہیں تو اور کوئی مسافت طے کرتے ہیں تو

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا

وہ بھی ان کی لکھ لی جاتی ہے تاکہ جو عمل وہ کیا کرتے تھے اس سے بہتر بدلا اللہ تعالٰے اُن کو دے۔ اور

كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ

مومنوں کے لئے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ وہ سب کے سب گھر سے نکل پڑیں پس اُن کے لئے ہر

فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا

بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹا سا جتھا اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ دین کا علم حاصل کرے اور

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

جب اپنی قوم میں پلٹ کر آئے تو اُن کو ڈرائے تاکہ وہ لوگ بھی بچیں۔ اے

آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ

ایمان لانے والو کفار میں سے جو تمہارے آس پاس ہیں اُن سے لڑتے رہو اور ضرور ہے کہ وہ تم میں

غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

سختی محسوس کریں - اور یہ جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے

سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا

تو کوئی کوئی اُن میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ دیتا ہے کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس کا اس سورت نے ایمان بڑھا دیا ہو - پس جو

الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا تو اس سورت نے ایمان بڑھا ہی دیا اور وہ خوش بھی ہو رہے ہیں۔

* سلہ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ عرض کی گئی کہ ایک گروہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے یہ حدیث روایت کرتا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے فرمایا سچ کہتے ہیں اس پر عرض کیا گیا کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اجتماع عذاب ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جدھر تم خیال گیا اور ان کا خیال گیا وہ مطلب صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت کا قول خدا کی اس آیت کے مطابق ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ پس اللہ نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر ہر جماعت میں سے ایک ایک چھوٹا گروہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں گئے اور لوگ حضرت سے مسائل سیکھیں پھر اپنی قوم میں جائیں اور ان کو تعلیم دیں۔ پس یہاں آنحضرتؐ نے اختلاف سے اختلاف البلدان یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنا جانا مراد لیا ہے اختلاف فی دین اللہ یعنی دین میں باہم مختلف رائیں رکھنا اس لئے کہ حقیقی دین و مذہب تو ایک ہی ہے اس میں اختلاف کیسا۔ قول مترجم - اختلاف کے معنی جب خلاف اجتماع ہوں تو اس کے آگے فی ضرور آتا ہے - پس اصل حدیث کے معنی علمائے فرقہ شیعہ اور علمائے عامہ میں مختلف فیہ اسی وجہ سے ہو گئے کہ علمائے عامہ کی علم ادب کی قابلیت میں کچھ کمی ہے اگر وہ فی نہ ہونا سمجھ لیتے تو اس حدیث میں اختلاف نہ ہوتا۔

ع ۱۵ / ۴

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر امام پر یکایک کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو لوگ کیا کریں فرمایا کہ خدا کے اس قول پر عمل کریں فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ الی آخرہ اور فرمایا جب تک وہ طلب علم میں ہیں معذور ہیں اور قوم کے جاہل جب تک کہ وہ آئیں انتظار میں ہیں وہ بھی معذور ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو اللہ تعالٰے نے حکم دیا کہ ایک گروہ تو نکل کر جہاد کے لئے جائے اور ایک گروہ ٹھہر کر فقہ حاصل کرے اور جہاد کے لئے نکلنے والے نوبت بنوبت بدلتے رہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ علم فقہ حاصل کرو کیونکہ جو تم میں سے *

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ
اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے ان کے شک پر اسی سورت نے کچھ اور شک بڑھا دیا ہے
وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ
اور وہ کفر کی حالت میں مر جائیں گے۔ کیا وہ یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہر سال ایک مرتبہ
كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ
یا دو مرتبہ ان کی جانچ کی جاتی ہے پھر نہ وہ توبہ ہی کرتے ہیں اور نہ
يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى
نصیحت ہی حاصل کرتے ہیں۔ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ (بطور اشارہ) ایک دوسرے کی طرف
بَعْضٍ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ
دیکھتے ہیں۔ (اور اپنی جگہ یہ کہتے ہیں) کہ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے پھر وہاں سے پلٹ آتے ہیں خدا نے بھی
قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ
ان کے دل پھیر دیئے ہیں اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں رکھتے۔ بیشک تمہارے پاس ایک ایسا رسول ؑ
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ
تمہارے ہی ابنائے جنس سے آیا ہے کہ جو تم کو ناگوار ہے وہ اس کو بھی شاق ہے اس کی سب سے بڑی خواہش تمہاری نسبت
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ (وہ) مومنین پر بہت نرم دل اور مہربان ہے۔ پھر اگر وہ لوگ روگردان ہوں تو تم کہدو کہ میرے لئے تو اللہ ہی کافی ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝
اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا ہے اور وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔

آیاتہا ۱۰۹ كلماتها ۱۸۱۱ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ حروفها ۷۳۳ رکوعاتہا ۱۱

(سورۂ یونس مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا
الرا یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی
اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ
کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تم لوگوں کو ڈراؤ اور

۵۱ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں رجس کے معنی شک کے ہیں ۵۲ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ مطلب ہے کہ وہ اشاروں اشاروں میں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم اٹھ جاؤ یا چلے جاؤ تو مسلمانوں میں سے تم کو کوئی دیکھ تو نہ لے گا کیونکہ اس سورہ کے سننے کی برداشت تو تم میں ہے نہیں چنانچہ اگر کوئی دیکھتا نہ ہوتا تھا تو وہ اٹھ کر چلے جاتے تھے ۵۳ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اس کے معنی ہیں کہ رسول تمہاری ہی جنس سے یعنی عربی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خلقت میں تمہاری صورت ہے اور ایک قراءت ہے مِنْ اَنْفَسِكُمْ مفتوح الفاء صیغہ افعل التفضیل جس کا یہ مطلب ہے کہ تم میں جو سب سے زیادہ نفیس و شریف گھرانا ہے رسول اس گھر کے ہیں۔ الجوامع میں ہے کہ ایک قول کے بموجب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی قراءت یہی تھی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کے مخاطب ہم ہیں عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کے مخاطب ہم ہیں حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ کے مخاطب ہم ہیں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ اس چوتھائی میں مومن بھی ہمارے شریک ہو گئے ہیں اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت کی تین چوتھائی ہمارے لئے ہے اور ایک چوتھائی ہمارے شیعوں کے لئے ۱۲ ۵۴ الٓرٰ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تینوں حرف اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں جو قرآن مجید میں پھیلے ہوئے ہیں جن کو رسول یا امام ترتیب دے کے دعا مانگتے ہیں ۵۵ عَجَبًا تعجب اس بات کا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے ایک یتیم کو جس کے پاس نہ کچھ زیادہ مال و دولت تھی اور نہ شان و شوکت رسول مقرر کر دیا۔ (اس سے آگے باقی حواشی صفحہ نمبر ۲۴۸ پر پڑھیئے)

تو وہ فوراً نبوں ہو جاتی ہے۔ قول مترجم۔ سورۂ البقرہ کے شروع میں الٓمٓ کے متعلق ایسی ہی روایت درج ہو چکی ہے ۱۲

ع ۱۶ ۷ ۵

منزل الثالث ۳

الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ

جو ان میں سے ایمان لائے ہیں ان کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ان کے رب کے پاس ان کا سچا (مرتبہ اور) پایہ ہے۔

الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ ○ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي

کافروں نے یہ کہدیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار وہی خدا ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى

آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر (اس کا حکم) عرش پر

الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ

غالب آیا (اور وہی) معاملات کا بندوبست کرتا ہے بغیر اس کے حکم کے کوئی سفارشی ہو ہی نہیں سکتا۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ إِلَيْهِ

یہی اللہ تو تمہارا پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو۔ کیا اب بھی غور نہیں کرتے۔ تم سب کی

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ

بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ بیشک وہی مخلوق کو بناتا ہے پھر

يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ

وہی ان کو لوٹا کر لائے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انصاف کے ساتھ نیک عمل کرتے رہے ان کو جزائے خیر

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا

اور ان کے لئے جو کافر ہو گئے تھے بعوض اس کے جس کا وہ انکار کرتے تھے کھولتے ہوئے پانی کی پلائی ہے اور دردناک عذاب

كَانُوا يَكْفُرُونَ ○ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ

وہ خدا وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن قرار دیا ہے اور چاند کو

نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

نور اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب سمجھ لیا کرو۔

مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

اللہ نے ان سب چیزوں کو برحق پیدا کیا ہے سمجھنے والے لوگوں کے لئے وہ اپنی آیتیں کھول کر

يَعْلَمُونَ ○ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

بیان کرتا ہے۔ بالتحقیق رات اور دن کی ادل بدل میں اور جو کچھ

اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ○

اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کیا ہے اس میں پرہیزگار لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں

(بقیہ صفحہ ۲۴۷) اور یہ تعجب ان کا کئی باتوں پر موقوف تھا۔ اول تو حماقت کی کثرت۔ دوسرے معاملات میں غور و فکر کی قلت تیسرے وحی و نبوت کی ماہیت سے لا علمی

حاشیہ صفحہ ہذا ۵۱ قَدَمَ صِدْقٍ اس کے معنی ہیں سابق و افضل ہونا۔ اور سبقت کو قدم سے اسی طرح تعبیر کیا جاتا ہے جس طرح نعمت کو ہاتھ سے اس لئے کہ عطیہ ہاتھ سے دیا جاتا ہے اور سبقت قدم کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہے اور قدم کی اضافت صدق کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ سبقت کا ہونا ثابت ہو جائے۔ اور اس بات کے متعلق تنبیہ ہو جائے کہ سبقت بغیر صدق قول اور صدق نیت کے حاصل ہو نہیں سکتی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد ہے شفاعت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہے

قول مترجم۔ ظاہراً دو قول الگ الگ معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں ایک ہی ہیں اس لئے کہ ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام شفاعت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی شرط ہے یعنی جو شخص ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا قائل نہیں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ اس کی شفاعت ہرگز ہرگز نہ فرمائیں گے اور ولایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان حضرت کو ایسا ہی ولی سمجھ لیجئے جیسا کہ عوام الناس ہر دیوانے باؤلے کو سمجھ لیتے ہیں بلکہ ولایت کے یہ معنی ہیں کہ بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے کل امور دین و دنیا میں حاکم مطلق جاننا اور ماننا ۱۲

۵۲ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ یہ ان لوگوں کا رد ہے جنہوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ان کے جھوٹے معبود خدا کی حضور میں ان کی شفاعت کر لیں گے ۱۲

۵۳ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ یہ آیت غور سے دیکھنے اور پڑھنے کے لائق ہے اس کے نزول سے یہ جتلانا منظور ہے کہ ابتدائے خلقت انسان اور پھر اس کے دوبارہ بعثت سے اصلی غرض ثواب پہنچانا ہے رہا عذاب دینا۔ یہ عارض ہو گیا ہے اور یہ بھی جتلانا منظور ہے کہ مومنوں کو پیدا ہو جانا ہے ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

یقیناً وہ لوگ جن کو ہماری حضور میں آنے کی امید نہیں ہے زندگانی دنیا پر راضی اور

اطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولٰئِكَ

اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں - بوجہ

مَأْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

اُن کے افعال کے اُنہی کا ٹھکانا جہنم ہے - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ۚ تَجْرِي مِنْ

انہوں نے نیک کام کئے اُن کے ایمان کے سبب اُن کا پروردگار اُن کو نعمت والی جنتوں میں پہنچا دے گا

تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوٰهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ

جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں - اُن کی دُعا ان جنتوں میں یہ ہو گی کہ

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوٰهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اے اللہ تو پاک ہے اور اُن کی صاحب سلامت اُس میں سلام ہو گی - اور اُن کی ختم دُعا یہ ہو گی کہ ہر قسم کی تعریف

رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

تمام عالموں کے پروردگار کے لئے زیبا ہے - اور اگر خدائے تعالیٰ آدمیوں کے لئے برائی میں بھی اُتنی ہی جلدی کرے

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

جتنی کہ اُن کے لئے نیکی میں کرتا ہے تو اُن کی مدت بہت ہی جلدی پوری کر دی جائے - ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید

لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ

نہیں رکھتے اُن کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ آپ ہی سرگردان رہیں - اور انسان پر جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ

تو ہم کو لیٹے لیٹے - بیٹھے بیٹھے - کھڑے کھڑے پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم

ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَسَّهٗ ۚ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

اُس کی مصیبت دُور کر دیتے ہیں تو اپنی پہلی ہی رفتار چلنے لگتا ہے گویا اُس نے مصیبت دُور کرنے کے لئے جو اُس پر پڑی تھی

لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ

ہم سے دُعا ہی نہ کی تھی اسیطرح زیادتی کرنے والوں کے لئے جو جو عمل وہ کیا کرتے ہیں زینت دے دیئے گئے ہیں اور بیشک ہم نے تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

پہلے بہت سے ابنائے زمانہ ہلاک کر دیئے جب کہ اُن لوگوں نے نافرمانیاں کیں حالانکہ اُن کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر

---

سلہ
دَعْوٰهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ
مطلب یہ ہے کہ ان کی دُعا جنت
میں یہ ہو گی (یا اللہ ہم تیری تسبیح
کرتے ہیں جو حق تسبیح کرنے کا ہے)
تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح
کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ
نے فرمایا کہ اسمائے پروردگار عالم میں
سے ایک اسم ہے اور اہل جنت کی دعا
سلہ الشَّرَّ اس سے مراد وہ بد دعا ہے
جو پریشانی کے وقت یا اترانے کے
وقت عرب کر بیٹھتے ہیں - جیسے
کہتے ہیں رَفَعَنِيَ اللّٰهُ مِنْ
بَيْنِكُمْ (خدا مجھے تمہارے
گھر سے اُٹھا لے) فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا
حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ (پس ہم پر
آسمان سے پتھر برسا دے) + ۱۲
قول متر جم - آخری قول نعمان
ابن حارث فہری کا ہے جس کو خم غدیر
میں جناب علیؑ مرتضیٰ کا مولا ہونا اتنا
شاق گزرا تھا کہ اُس نے یہ دُعا کی تھی
اور وہ دُعا قبول بھی ہو
گئی تھی
۱۲

ع ۱۰
۶

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ ثُمَّ

آئے تھے مگر وہ اس قابل ہی نہ رہے تھے کہ ایمان لاتے گنا ہگار لوگوں کو ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔ پھر

جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے

تَعْمَلُونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ

عمل کرتے ہو۔ اور جس وقت ان لوگوں کے سامنے ہماری کھلی دلیلیں پڑھی جاتی ہیں تو جن کو ہماری ملاقات کی

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا

امید نہیں ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ ایک قرآن ایسا ہی اور لے آؤ یا اس کو بدل ڈالو۔ تم کہدو کہ

يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا

مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اسے خود اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں

يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں تو بڑے دن کے عذاب سے

عَظِيمٍ ۝ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ

ڈرتا ہوں۔ تم یہ کہدو کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ یہ تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ خدا تم کو اس کی اطلاع دیتا۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ فَمَنْ

آخر اس سے پہلے سے میں نے ایک عمر تم ہی میں گزاری۔ کیا تم اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ اور اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا

زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بیشک

يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا

قصوروار فلاح نہیں پاتے۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ کوئی

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ

ضرر پہنچا سکیں اور نہ کوئی نفع بخشیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہیں

اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا

تم یہ کہدو کہ تم خدا کو اس چیز سے آگاہ کرتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ

فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَمَا كَانَ

زمین میں۔ اور جن چیزوں کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اس کی ذات ان سے منزہ اور برتر ہے۔ اور پہلے تو

---

سلہ

مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب خدا مشیت و تعلیم خدا کے مطابق ہے اور اس کتاب کا میرے ذریعے سے پہنچنا اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور عجیب و غریب بات ہے۔ کیونکہ تھا بڑا ایک اُمّی شخص کھڑا ہو جس نے تمام عمر میں کبھی ایک ساعت کے لئے بھی کسی آدمی سے کچھ نہ سیکھا ہو نہ ایسے شہر میں پرورش پائی ہو جس میں علماء رہتے ہوں۔ پھر وہ تم کو ایسی کتاب پڑھ کر سنائے جس کی فصاحت ہر فصیح کلام سے بڑھی ہوئی ہو اور جس میں تمام گزشتہ اور آئندہ کا علم بھرا ہو وہ معجزہ نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔ اور سوائے پروردگار عالم کے کون ایسی بات پر قادر ہو سکتا ہے ۱۲

سلہ

هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ۔ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہم کو خدا سے ملا دیں) اور اس تک پہنچا دیں اس لئے کہ ہم تو اس کی عبادت پر قادر ہی نہیں ہیں خدائے تعالیٰ نے ان کی اس بات کو رد کر دیا اور فرمایا کہ اے رسولؐ تم ان سے کہدو قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ

۱۲

النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

سب آدمی ایک گروہ تھے (پھر خواہش نفسانی سے) مختلف ہو گئے۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے

مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ وَيَقُولُونَ

نہ گزر چکی ہوتی تو جس جس بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں اُس میں اُن کے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ

اُس کے ربّ نے اس پر کوئی نشانی کیوں نہ نازل فرمائی۔ تم یہ کہدو کہ غیب کا مالک تو خدا ہی ہے

فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ○ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

پس تم بھی منتظر رہو۔ (اور) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ اور جب ہم نے لوگوں کو

رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا ط

بعد اس کے کہ اُن پر تکلیف گزر چکی تھی (اپنی) رحمت کا مزہ چکھایا تو وہ ہماری آیتوں میں چالیں چلنے لگے۔

قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ○

تم یہ کہدو کہ چالوں کا بدلا دینے میں خدائے تعالےٰ سب سے تیز ہے بیشک ہمارے فرشتے جو جو چالیں تم چلتے ہو سب لکھتے جاتے ہیں

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ

وہ وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں لے چلتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو۔

وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ

اور اچھی اچھی ہواؤں کے ساتھ وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور لوگ بھی اُس سے خوش ہوتے ہیں تو یکایک

عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ

کشتی کو ایک آندھی آ لیتی ہے اور ہر طرف سے اُن کو موجیں آ گھیرتی ہیں اس وقت وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ اب ہم

أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۵ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا

ہلاک ہوئے۔ تو خدا سے خلوص دل سے دُعا مانگنے لگتے ہیں کہ اگر اس سے تو نے ہم کو بچا لیا

مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ○ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ

تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب وہ اُن کو بچا لیتا ہے تو

يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا

زمین میں ناحق (ناحق) فساد کرنے لگتے ہیں۔ اے آدمیو سوائے اس کے نہیں ہے

بَغْيُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

کہ تمہاری بغاوت کا ضرر اس زندگانی دُنیا کے سرمایے میں تمہاری ہی ذات کے لئے ہے پھر تمہاری بازگشت ہماری طرف ہوگی

ع ۲

۵۱ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح سے پہلے کا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے۔ اور اوصیائے آدم علیہ السلام اُن کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے اور اظہار دین کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ قابیل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی یہاں تک کہ نوح سے پہلے جو وصی تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرنے چلے گئے

۵۲ مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ کہتے ہیں کہ اہل مکہ سات برس تک قحط میں مبتلا رہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا اور بارش نازل کی تو لگے خدا کی آیتوں پر جرح و قدح کرنے۔ اور اُس کے رسول سے چالیں چلنے ۱۲

۵۳ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ تم خدا کے ساتھ چال چلو اُس نے پہلے ہی سے تمہارے لئے عذاب تجویز فرما دیا ہے۔ مکر کے معنی ہیں خفیہ چال چلنا اور جب وہ خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اُس کے معنی ہیں اس کا ڈھیل دینا یا مکر کا بدلا دینا ۱۲

۵۴ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مطلب یہ ہے کہ تمہاری بغاوت کا وبال تم پر اور تمہارے ابنائے جنس پر اور جو تمہارے مانند ہیں اُن پر پڑے گا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا وبال ان کے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ عہد یا بیعت کا توڑنا۔ حاکم دین و دنیا کے مقابل میں بغاوت کرنا مکر کرنا یعنی خفیہ چال چلنا ۱۲

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

پھر جو جو عمل تم کیا کرتے تھے ہم تم کو سب جتلا دیں گے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ زندگانی دنیا کی

كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ

مثال اس پانی کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی وہ نباتات

مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ ط حَتّٰىٓ إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ

جس کو آدمی اور جانور کھاتے پیتے ہیں مخلوط ہو گئی۔ یہاں تک کہ جب زمین کی

زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُونَ عَلَيْهَآ لا

اس سے زینت ہو لی اور وہ بن سنور گئی اور اہل زمین نے یہ خیال بھی کر لیا کہ اب ہم اس پر قابو پانے والے ہیں

أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ

تو یکایک ہمارا عذاب رات کو یا دن کو آ پہنچا اور اس کا ایسا ڈھیر کر دیا گویا

تَغْنَ بِالْأَمْسِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْأٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

کل وہ کوئی چیز ہی نہ تھی۔ اس طرح سے ہم ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کریں مفصل طور پر آیتیں بیان کرتے ہیں

وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ط وَيَهْدِي مَنْ يَشَآءُ إِلٰى

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اپنی (توفیق سے) راہ راست تک

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط وَلَا

پہنچا دیتا ہے۔ ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے نیکی کی بہتری بھی ہے۔ اور اس سے زیادتی بھی

يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ط أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج

ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ وہی جنتی ہیں۔

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ

اس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بدی کی

سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا لا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

ہر بدی کا بدلہ اسی کے برابر ہے۔ اور ان پر ذلت بھی چھا جائے گی۔ اللہ کی طرف سے کوئی ان کا

عَاصِمٍ ج كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط

بچانے والا نہ ہو گا (ایسا معلوم ہو گا) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کا ایک ٹکڑا چھا گیا ہے۔

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

جہنمی وہی ہیں اس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور جس دن ہم ان

۱؎ بِالْاَمْسِ لفظی معنی روز گزشتہ اور مثال میں مراد ہے وقت قریب جو گزر گیا اور جس کے لئے مثال دی گئی ہے۔ وہ اس آیت کا مضمون ہے یعنی نباتات کی سبزی کا یکایک تباہ رہنا۔ پھر اس کے ڈھیر کا بھی باقی نہ رہنا گو وہ پہلے ہری بھری تمام زمین کو گھیرے کھڑی تھی۔ کھیتی والے آس لگائے تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ اب یہ کل آفات سے محفوظ ہو چکی ۱۲ ۲؎ دَارِ السَّلٰمِ معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اَلسَّلَام تو پروردگار عالم کا نام ہے اور اس کا مکان جو اس نے اپنے مقربوں اور دوستوں کے لئے پیدا کیا وہ جنت ہے ۱۲ ۳؎ اَلْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْحُسْنٰى سے مراد ہے جنت اور زِيَادَةٌ سے مراد ہے دنیا کا عطیہ۔ یعنی خداوند عالم نے دنیا میں جو کچھ ان کو دیا ہے اس کا آخرت میں حساب نہ لے گا اور دنیا و آخرت کا ثواب ان کے لئے جمع فرما دے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد ہے ایک موتی کا مکان جس کے چار دروازے ہوں گے ۴؎ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں دین خدا میں بدعتیں جاری کرنے والے شبہات ڈالنے والے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے والے کہ اللہ ان سب کے منہ کالے کرے گا۔ پھر وہ اس کے حضور میں پیش کئے جائیں گے حقارت و ذلت ان کو نصیب ہو گی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ تم دیکھتے نہیں جب رات آتی ہے تو تمام سیاہی پھیل جاتی ہے ان لوگوں کی سیاہی بڑھ جائے گی۔

جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ
سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے جو شرک کیا کرتے تھے یہ کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرکار اپنی اپنی جگہ ٹھہرو

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○
پھر ہم ان کے باہمی تعلق قطع کردیں گے اور ان کے شرکار یہ کہہ دیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے

فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
پس ہمارے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو اللہ کافی ہے اور ہم تمہاری عبادت سے

لَغَافِلِينَ ○ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا
بالکل بے خبر ہیں۔ اس وقت ہر نفس اس بات کو جانچ لے گا کہ وہ پہلے کیا کر چکا ہے اور وہ سب

إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ ع
اللہ اپنے برحق مالک کی طرف پھیرے جائیں گے اور جو کچھ بہتان وہ باندھا کرتے تھے وہ سب کچھ اُن کے ہاتھ سے نکل جائیگا

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ
تم یہ کہدو کہ آسمان سے اور زمین سے تم کو رزق کون دیتا ہے یا سماعت

وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
اور بصارت کا اختیار کون رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مُردے سے پیدا کر دیتا ہے اور مُردے کو

مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا
زندہ سے پیدا کر دیتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام امور کا انتظام کرتا ہے۔ قریب ہے کہ وہ کہیں گے کہ اللہ ہے۔ پس تم یہ کہدو کہ

تَتَّقُونَ ○ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا
کیا تم (اُس سے) نہیں ڈرتے۔ پس وہی اللہ تمہارا برحق پروردگار ہے۔ تو حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور ہے کیا؟

الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ○ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
پھر کہاں پلٹے جاتے ہو۔؟ اسی طرح تمہارے پروردگار کی بات

عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ قُلْ هَلْ مِن
ان لوگوں کے برخلاف جنہوں نے نافرمانی کی تھی ثابت ہو گئی کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ تم یہ کہہ دو کہ

شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ يَبْدَأُ
تمہارے شرکار میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو ایسی مخلوق از سرِنو پیدا کردے پھر اُس کو دوہرا بھی دے۔ تم کہدو کہ اللہ ہی مخلوق

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ○ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم
کو از سرِنو پیدا کرتا ہے پھر اُس کو دوہراتا ہے پس تم جاتے کدھر ہو؟ تم کہدو کہ تمہارے شرکار میں سے

---

ع ۳ / ۱۰ / ۸

۵۱ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ لفظی معنی ہیں کہ ہم اُن کے مابین فرق کردیں گے اور اُن کے باہمی تعلقات قطع کردیں گے تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک آگ پیدا کردے گا جو کفار اور مومنین کے مابین حائل ہو کر اُن کے سلسلے کو قطع کردے گی ۱۲

۵۲ مَا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ یہ قول اُن کا ہے جن کو وہ شریک عبادت کرتے تھے اور صحیح ہے اس لئے کہ فی الحقیقت وہ اپنی خواہش نفسانی کی عبادت کیا کرتے تھے جو خدا کا شریک بنا لینے پر اُن کو آمادہ کرتی تھی نہ اُن بُتوں وغیرہ کی جن کو شریک بناتے تھے۔ نیز اُن شیاطین کی عبادت کرتے تھے جو ان کو ابھارتے تھے کہ خدا کا شریک ٹھہرا لیں۔ عبادت کرنے کے معنی عبد بن جانے کے ہیں پس جس کی انسان زیادہ سُنے گا اُسی کا بندہ ہوگا ۱۲

۵۳ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ لفظ الحق کے لانے کی یہ ضرورت ہے کہ ثابت ہو جائے کہ وہ مولیٰ جو حقیقی اُن کا مالک اور اُن کے اُمور کا اختیار رکھنے والا ہے نہ یہ کہ جس کو انہوں نے اپنی خواہش نفسانی سے مولا بنا لیا تھا

۵۴ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ یعنی کس میں یہ قدرت ہے کہ ان قوتوں کو پیدا کرتا ہے اور ان کو مستوی حالت پر رکھتا ہے اور باوجود کثرت آفات کے ان کو محفوظ رکھتا ہے اور اُن میں یہ تاثیر دی ہے کہ ادنےٰ سے ادنےٰ شے کے احساس کے لئے یہ آمادہ ہیں ۱۲

۵۵ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ لفظی معنی تو متن میں دیکھئے اور مطلب یہ ہے کہ مُردے سے زندہ کا پیدا کرنا اور زندہ سے مُردہ نکالنا وغیرہ ایسی کھلی باتیں ہیں کہ اُن کے بارے میں مکابرہ اور عناد پر قادر ہی نہ ہو سکیں گے اور خواہ مخواہ خدا کے وجود کے قائل ہو جائیں گے ۱۲

۵۶ ذَٰلِكُمُ الْحَقُّ مطلب یہ ہے کہ تمہارا پروردگار جو ان سب امور کا انتظام کرنے والا ہے وُہی عبادت کا مستحق ہے اور اُسی کی ربوبیت ثابت ہے اس لئے کہ اُس نے تم کو پیدا کیا ہے اُس نے تم کو حیات بخشی ہے وُہی تم کو رزق دیتا ہے اور وُہی تمہارے اُمور کی تدبیر کرتا ہے ۱۲

مَنْ يَّهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ

کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی ہدایت کرے۔ تم یہ کہدو کہ اللہ حق تک پہنچاتا ہے۔ آیا وہ شخص جو

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

حق تک پہنچادے اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جس کو خود راستہ نہیں ملتا جب تک کہ کوئی اور اس کو راستہ

فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ

نہ بتلادے۔ پس تم کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ کیسے فیصلہ کرتے ہو؟ اور ان میں سے اکثر صرف گمان کے پیرو ہیں۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

یقیناً گمان حق سے مستغنی نہیں کرسکتا اور جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اللہ اس کو

يَفْعَلُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ

جانتا ہے۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ

بنالیا جائے بلکہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور اس میں کچھ شک نہیں

الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کہ تمام عالم کے پروردگار کی طرف سے لکھے ہوئے (احکام) کی تفصیل ہے۔ آیا وہ یہ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

پیغمبر نے اس کو بنا لیا ہے۔ تم یہ کہدو کہ (اگر میں نے اس کو بنا لیا ہے تو) تم بھی اس کے مانند ایک سورہ بنا لاؤ اور اگر تم سچے ہو تو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا

اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بُلا لو۔ بلکہ انہوں نے تو اس کو جھٹلا دیا جس کے علم کا وہ احاطہ

بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہ کرسکے اور جس کا مطلب ان تک پہنچا ہی نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْھُمْ مَّنْ

پہلے تھے پھر غور کرلو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا؟ اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے

يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

جو اس پر ایمان رکھتا ہے اور کوئی کوئی ایسا ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور تمہارا پروردگار

بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ ۧ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ

فساد کرنے والوں سے خوب واقف ہے۔ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم یہ کہدو کہ میرا کیا میرے لئے اور تمہارا

۵۱ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۔ لَا يَهِدِّيْ فِي الْحَقِيْقَةِ لَا يَهْتَدِيْ ہے معنی تو متن میں موجود ہیں اور مطلب تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ جو حق کی ہدایت کرتے ہیں وہ تو جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اور ان کے بعد آلِ محمدؐ ہیں اور وہ جو خود ہدایت نہیں پاتے جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہیں جنہوں نے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ان کے اہلِ بیتؑ سے مخالفت کی + ۱۲

۵۲ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۔ مطلب ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی قبل اس کے کہ اس کے معانی و کنہ کو سمجھیں اور اس کے معنی اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہوں اور وجہ اس تکذیب کی وہ نفرت تھی جو ان کے دلوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو اپنے باپ دادا کے دین کے برخلاف پانے سے پیدا ہوئی یا اس سے پیدا ہوئی کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں ابھی ان کی تاویل ان تک پہنچی نہیں کہ ان پر یہ بات کھل جاتی کہ یہ خبریں جھوٹی ہیں یا سچی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن مجید دونوں حیثیت سے معجزہ ہے ایک تو نظم کلام کے اعتبار سے۔ دوسرے غیب کی خبروں کے اعتبار سے۔ مگر انہوں نے قبل اس کے کہ اس میں غور کرتے کہ نظم کلام حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے یا نہیں اور قبل اس کے غیب کی خبروں کو جانچتے کہ صحیح اتری ہیں یا نہیں وہ تکذیب پر پل پڑے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بڑے بڑے امور سے مثل رجعت وغیرہ کے سوال کیا گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ تم تو مجھ سے وہ باتیں پوچھتے ہو جن کا ابھی وقت نہیں آیا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت رجعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کی منافقین نے تکذیب کی تھی اور یہ کہا تھا کہ وہ ہرگز نہ ہوگی۔ کافی اور تفسیر عیاشی اور مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کو اپنی کتاب کی دو آیتوں (دو حکموں) سے مخصوص کیا ایک تو یہ کہ جو کچھ نہ جانتے ہوں وہ نہ کہیں اور یہ کہ جس کا علم نہ رکھتے ہوں اس کا رد نہ کریں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے وہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں*

۴ ع ۱۰ ۹

(بقیہ صفحہ ۲۵۴)
کہ یہ حق ہے۔ مگر بہ سبب عناد کے اس کا اظہار کرتے نہیں۔ یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بعض ان میں سے آئندہ بھی ایمان لائیں گے ۱۲

۵۴ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ اس کا یہ مطلب ہے کہ بعض اتنے غبی ہیں کہ اپنی جہالت کی کثرت کے سبب اور غور و فکر کی قلت کے سبب اپنے دل میں بھی ایمان نہیں لاتے اور نہ آئندہ ان سے ایمان لانے کی امید ہے اور کفر پر مصر ہیں ۱۲ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان ایمان لانے والوں سے مراد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمن اور ان کے بعد آل محمد کے دشمن ہیں ۱۲

---

عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

کیا تمہارے لئے جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں

تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

بری ہوں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تمہاری باتیں خوب غور سے سنتے ہیں۔ کیا تم

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ

بہروں کو سنا سکتے ہو جس حال میں کہ وہ عقل ہی نہ رکھتے ہوں۔ اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری طرف گھور

اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

گھور کے دیکھتا ہے پھر کیا تم اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہو جس حال میں کہ وہ کچھ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ بالتحقیق اللہ

لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

آدمیوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ آدمی (خود) اپنی جانوں پر ظلم توڑتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

اور جس دن ہم ان کو جمع کریں گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا دن کے ایک گھنٹہ بھر سے زیادہ نہیں ٹھہرے

يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَ

آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ جو لوگ ہماری حضوری میں آنے کو جھٹلاتے تھے اور

مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ

ہدایت یافتہ نہ تھے وہ ضرور نقصان اٹھائیں گے۔ اور جس جس چیز کا ان سے وعدہ کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصہ تم کو دکھا دیں

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

یا تمہاری عمر پوری کر دیں تو بھی ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہوگی پھر جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا (خود) اس کا

يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ

گواہ ہوگا۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔ پس جب جب ان کا رسول آتا جائے گا

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

ان کے باہمی انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوتا جائے گا اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب ہوگا؟

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ

تم یہ کہدو کہ سوائے اتنے کے

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا

جتنا اللہ کو منظور ہے میں تو اپنی ذات کے لئے نہ ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب

---

حواشی صفحہ ھذا ۵۵ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ مطلب یہ ہے کہ اے رسول جب آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور شریعت کے امور تعلیم کرتے ہیں تو وہ ان کو قبول نہیں کرتے گویا وہ بہرے ہیں کہ سنتے ہی نہیں قول مترجم:- کلام کے ساتھ استماع کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کلام سے جو مفہوم رکھا گیا ہے۔ اس کا سمجھ لینا، اسی سبب سے جانوروں کے لئے استماع کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا، گو وہ قوت سماعت رکھتے ہیں ان کا ہانکنے والا یا سیاست کرنے والا جب ڈانٹ ڈپٹ کر ان کو کچھ کہتا ہے تو وہ اس کی چیخ دھاڑ کو سمجھ لیتے ہیں نہ یہ کہ معنی و تصور کو سمجھیں۔ کافروں اور منافقوں کی حالت ان آیتوں کے بموجب ان حیوانات سے بھی بدتر معلوم ہوتی ہے ۱۲ ۵۶ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ مطلب یہ ہے کہ نبوت کی دلیلیں دیکھتے تو ہیں مگر تصدیق نہیں کرتے۔ قول مترجم: اسی سبب سے پروردگار عالم نے ان کو اندھا کہا۔ دل کا اندھا آنکھ کے اندھے سے بدتر ہوتا ہے۔ بصارت بردی گئی ہے اس غرض سے کہ عبرت حاصل کرے اور نصیحت پکڑے اور اس باب خاص میں بصیرت بصارت سے زیادہ کام دیتی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۲۵۶ پر پڑھئے)

جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ○

اُن کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو نہ وہ ایک ساعت تاخیر کر سکتے ہیں اور نہ پیشقدمی۔

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوۡ نَهَارًا مَّاذَا يَسۡتَعۡجِلُ

تم یہ کہدو کہ آیا تم نے یہ سوچا کہ اگر اُس کا عذاب تم پر کیا یک رات کو یا دن میں آ پہنچے تو یہ گنہگار اس کے متعلق جلدی

مِنۡهُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ○ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ ؕ آٰلۡــٰٔنَ وَقَدۡ

کا ہے کی کرتے ہیں۔ کیا تم جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تب اُس پر ایمان لاؤ گے۔ اب تم قائل ہوئے

كُنۡتُمۡ بِهٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ○ ثُمَّ قِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ

حالانکہ تم ہی تو اس کی جلدی کیا کرتے تھے۔ پھر اس وقت ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو

الۡخُلۡدِ ۚ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ○ وَيَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ

جو کچھ تم کیا کرتے تھے تم کو اُسی کی تو سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ

اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلۡ اِىۡ وَرَبِّىۡۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ

کیا وہ واقعہ حق ہے۔ تم کہدو کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم وہ بیشک حق ہے۔ اور تم (خدا) کو

بِمُعۡجِزِيۡنَ ○ وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِى الۡاَرۡضِ

عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر کسی ظالم شخص کے پاس زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کچھ بھی ہو

لَافۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ وَ

تو بھی وہ اُسے فدیہ میں دے ڈالےگا اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے ندامت کو چھپائیں گے۔ اور

قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ○ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا

اُن کے مابین انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ خبردار رہو کہ

فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰـكِنَّ

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن

اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ○ هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ○

اُن میں سے اکثر جانتے نہیں۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے اور اُسی کے حضور میں تم سب کی بازگشت ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور جو کچھ سینوں میں ہے اُس کے لئے شفاء

لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ○

اور مومنین کے لئے ہدایت و رحمت۔

(بقیہ صفحہ ۲۵۵ گذشتہ) اور اسی وجہ سے جو شخص کسی فن سے واقف نہ ہو اُس فن کا اندھا کہلا سکتا ہے اور جو شخص احمق ہو وہ تو کھلم کھلا عقل کا اندھا ہے اور یہ دونوں آیتیں عقل کے بہرے اور عقل کے اندھوں سے بیزاری کرنے کی تاکید کرتی ہیں ۱۲

۵۴ وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ پروردگار عالم بُردبار اور دانا کا غضب صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کے عطیات کو قبول نہیں کرتے اور جو اس کی رضا کو قبول نہیں کرتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور توفیق کو انہیں سے باز رکھتا ہے جو اُس کی ہدایت قبول نہیں کرتے ۱۲

۵۵ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب کہ قبروں سے نکلیں گے تو اُس وقت ایک دوسرے کو اس طرح پہچان لیں گے گویا تھوڑی دیر کے لئے جدا ہوئے تھے مگر پھر ہول قیامت سے ایک دوسرے کی شناخت اس طرح گم ہو جائے گی کہ عزیز و اقارب کو نہ پہچانیں گے + ۱۲

۵۶ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اس سے یہ مطلب ہے کہ جس عذاب کا ہم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے اسکا کچھ حصہ آپ کو اسی طرح دکھا دیں جس طرح بدر کے دن دکھایا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ سے مراد رجعت اور قائم آلِ محمد کا ظہور ہے ۱۲

۵۷ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی باطنی تفسیر یہ منقول ہے کہ اس امت کے لئے ہر زمانے میں آل محمد سے ایک رسول ہوتا رہیگا اور قیامت کے دن وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ پس ائمہ آل محمد خدا کے تو ولی ہیں اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے رسول ہیں یا خدا کا یہ قول فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ اس کی قرأت یُوں بھی ہے قَضٰى بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ جس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ کے رسول (یا رسول اللہ کے رسول) انصاف کے ساتھ فیصلے کریں گے اور ظلم نہ کریں گے ۱۲

۵۸ لَاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسی صورت میں تمہیں کو ضرر کب پہنچا سکتا ہوں۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ
تم کہدو کہ خدا کے فضل اور رحمت ہی سے تو اُن کو خوش ہونا چاہیئے ۔ اور جو کچھ وہ جمع کرتے ہیں

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ
اس سے یہ بہت بہتر ہے۔ تم یہ کہدو کہ ذرا غور تو کرو کہ جو کچھ رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل کیا ہے

رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ
اُس میں سے کسی کو تم نے حلال قرار دے لیا اور کسی کو حرام - دریافت کرو کہ آیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے یا

عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
تم خدا پر بہتان باندھتے ہو۔ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
قیامت کے دن کے بارے میں اُن کا گمان کیا ہے ؟ بیشک اللہ آدمیوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ع وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ
اکثر اُن میں سے ناشکرے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور جو حصۂ قرآن بھی تم

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
پڑھتے ہو اور جو عمل بھی تم کرتے ہو ہم ہر حال میں تمہارے پاس ہوتے ہیں خواہ تم

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي
کسی وقت بھی اُس کا آغاز کرو۔ اور تمہارے رب سے زمین و آسمان کی ذرہ بھر

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ
کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اور نہ اُس سے چھوٹی اور نہ بڑی

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
مگر یہ روشن کتاب میں سب کچھ موجود ہے - آگاہ ہو کہ (جو) دوستانِ خدا (ہیں) اُن کو نہ کوئی خوف ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ج الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ؕ لَهُمُ
اور نہ وہ محزون ہوں گے۔ وہ (وہی) لوگ (ہیں) جو ایمان لائے اور پرہیزگاری برتتے تھے ۔ اُن کے لئے

الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ
زندگانی دنیا میں (بھی) خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی) کلمات خدا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ
وُہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اور تم کو اُن کی باتیں رنج نہ دیں۔ بیشک

۵۸ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ الخ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فَضْلِ اللّٰهِ سے مُراد ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بِرَحْمَتِهٖ سے مُراد ہیں علی مرتضیٰ علیہ السلام اور تفسیر قمی میں اِس قدر اور زیادہ ہے کہ ہمارے شیعہ اسی فضلِ خدا اور اس رحمتِ خدا سے چاہیئے کہ خوش ہوں کہ ہمارے دشمنوں کو سونا چاندی جو دیا گیا ہے اُن سے بدرجہا بہتر ہیں۔ المجالس میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ سے منقول ہے کہ فَضْلِ اللّٰهِ سے مُراد ہے تمہارے نبی کی نبوّت اور بِرَحْمَتِهٖ سے مُراد ہے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور فَبِذٰلِكَ سے مُراد ہے کہ بس اس نبوّت وولایت فَلْيَفْرَحُوْا ع ۱۱ اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے شیعہ خوش ہوں هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ اس سے یہ مطلب ہے کہ اُن کے مخالف دارِ دنیا میں مال ومنال واہل وعیال جو کچھ بھی جمع کرلیں نبوّت نبیؐ وولایت علی علیہ السلام کے اعتقاد سے بہتر نہیں ہوسکتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے قریب قریب یہی منقول ہے ۱۲ ۶۱ وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا تفسیر مجمع البیان میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ اس آیت کو پڑھتے تھے تو بہت گریہ فرماتے تھے ۱۲ ۶۲ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کو پہچانا اور اُس کی عظمت کی ۔۔۔ اور اپنی زبان کو فضول باتوں سے اور اپنے معدے کو زائد از ضرورت کھانے سے باز رکھا اور اپنے نفس کو روزہ و نماز کے تعب میں ڈالا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا اولیاء اللہ یہی لوگ ہیں (جن کا حضور نے ذکر فرمایا) فرمایا (ہاں) دوستی رتبہ کے اور اعلیٰ درجہ کے) اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہے کہ وہ خاموش رہیں تو اُن کی خاموشی یادِ خدا سمجھی جائے اور کسی چیز کی طرف دیکھیں تو عبرت حاصل کرنے کی غرض سے ہو (باقی نمبر ۵ پر)

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي

پورا پورا غلبہ خدا کا ہے - اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے - آگاہ ہو کہ آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

اور زمین میں جو جو ہیں وہ سب خدا کے ہیں - اور جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں

دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا

وہ بھی اُن شرکار کی پیروی نہیں کرتے - وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ محض

يَخْرُصُونَ ○ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَ

جھوٹ بولتے ہیں - وہ وُہی ہے جس نے تمہارے لئے رات اس واسطے مقرر کی کہ تم اُس میں آرام کرو اور

النَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ○ قَالُوا

دن کو دکھانے والا بنایا - بیشک اسی میں ان کے لئے نشانیاں موجود ہیں جو سنیں - اُنہوں نے جو یہ کہہ دیا

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۗ سُبْحٰنَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

کہ خدا نے بیٹا بنا لیا اُس کی ذات (ایسی باتوں سے) مُنزہ ہے وہ سب سے بے پرواہ ہے - آسمانوں میں اور

فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اُسی کا ہے - کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ یا تم اللہ کے برخلاف

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ

وہ کچھ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے -؟ تم کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ○ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

فلاح نہ پائیں گے - دُنیا میں نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر اُن کی بازگشت ہماری طرف ہوگی پھر

نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ○ وَاتْلُ

جن باتوں کا وہ انکار کیا کرتے تھے اُن کے بدلے میں ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے - اور ان کو

عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ ۘ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ

نوح کی خبر پڑھ کر سُناؤ - جس وقت اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تم کو

مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ

میرا رہنا اور خدا کی آیتیں سمجھانا ناگوار ہے تو میرا تو بھروسا اللہ پر ہے

فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

پس اپنے معاملہ کو درست کرو اور اپنے شرکار کو جمع کرلو پھر تمہارا امر تم پر پوشیدہ نہ رہے (یعنی کھلم کھلا مقابلہ میں آجاؤ)

منزل ثالث ۳

... اور بات کریں
ان کا بات کرنا حکمت ہو اور چلیں
پھریں تو ان کا چلنا پھرنا لوگوں میں
باعث برکت ہو اگر خدا کی طرف سے
اُن کی موت کا وقت مقرر نہ ہو گیا
ہوتا تو شوق ثواب اور خوف عذاب کے
سبب اُن کی روحیں ان کے جسموں میں
نہ ٹھہرتیں تفسیر عیاشی میں جناب
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ ہم نے علی ابن الحسین زین العابدین
علیہ السلام کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا
کہ آگاہ ہو اولیاء اللہ وہ ہیں کہ
نہ ان کو آئندہ کسی مصیبت میں مبتلا
ہونے کا خوف ہے اور نہ گذشتہ کے
متعلق وہ رنجیدہ ہوں گے جب
خدا کے فرائض ادا کرتے ہیں - اور
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
سُنتوں سے متمسک ہیں اور خدا نے
جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان سے
بچتے ہیں اور زینت دنیا جو چند روزہ
ہے اُس سے اپنے آپ کو روکتے ہیں
اور اللہ کے پاس جو کچھ مُہیّا ہے اسکی
لو لگائے ہوئے ہیں اور خدا کے رزق
میں سے حلال وطیّب کماتے ہیں ان
سب باتوں سے ان کی غرض یہ نہیں
ہوتی کہ کسی کے مقابل فخر جتائیں
کسی پر بڑھ جائیں - پھر جو
حقوق ان کے ذمّہ واجب ہیں
اُن میں سے وہ اپنے
حلال مال کو خرچ کرتے ہیں
پس وہی ہیں وہ لوگ جن کی
کمائی میں خدا برکت دیتا ہے
اور جو کچھ وہ اپنی آخرت کے لئے
پہلے سے بھیج رہے ہیں اس پر ان کو
ثواب دیا جائے گا ۱۲ سے لَهُمُ
الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْاٰخِرَةِ کافی اور الفقیہ میں بروایت
جناب رسولخدا نیز تفسیر قمی میں منقول
ہے کہ زندگانی دنیا میں خوشخبری سے
مُراد اچھے خواب ہیں جن کو مومن دیکھتا ہے
اور ان کے ذریعہ سے ان کو بشارت دنیا ہی میں دی جاتی ہے - اور الفقیہ میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ یہ جزو نبوّت ہے - وَفِي الْاٰخِرَةِ سے مُراد وہ بشارت ہے جو مومن کو موت کے وقت دی
جاتی ہے کہ خدا نے تجھے بخش دیا اور انہیں بھی جو تجھے قبر تک لے جائیں گے - اور تفسیر قمی میں ہے کہ آخرت کی بشارت موت کے قریب دی جائے گی - رد وہ خدا نے تعالےٰ (رزق نمبر ۵۹) پر پہنچیں

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ۝ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

پھر (جو کچھ کرنا ہے) میرے لئے کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر تم روگردان ہو تو

سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ

(جیسے) تو تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگی۔ میری مزدوری تو اللہ کے ذمے ہے۔ اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ

أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي

میں خاص اطاعت کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ پس ان لوگوں نے اُن کو جھٹلایا پس ہم نے (خود) اُن کو اور جو

الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ

کشتی میں اُن کے ساتھ تھے ان کو نجات دی اور اُن کو پہلوں کا جانشین کیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اُن سب کو ہم نے ڈبو دیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ

پس سوچ لو کہ انجام اُن لوگوں کا جن کو ڈرایا جاتا تھا کیا ہوا؟ پھر ہم نے اُن کے بعد

رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا

رسول اُن کی اپنی قوموں میں بھیجے پس وہ کھلی دلیلیں لے کر گئے تاہم وہ لوگ جن باتوں کی

بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ

پہلے سے تکذیب کر چکے تھے اُن پر کسی طرح ایمان نہ لائے زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر

الْمُعْتَدِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ

ہم اسی طرح ٹھپا لگا دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰؑ اور ہارونؑ کو

فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ۝

فرعون اور اُس کے درباریوں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا پس ان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ ۝

پھر جب ہمارے پاس سے اُن کے پاس حق آیا تو کہنے لگے بیشک یہ تو کھلا جادو ہے۔

قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا ۖ وَلَا

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم حق کی نسبت جب وہ تمہارے پاس آیا۔ یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے۔ حالانکہ

يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ انہوں نے جواب دیا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم نے

عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا

اپنے باپ دادا کو جس (راہ) پر پایا ہے اس سے ہم کو ہٹا دو اور تم دونوں کی اس سرزمین میں بزرگی قائم ہو جائے۔ حالانکہ

(بقیہ از صفحہ ۲۵۸) کے اس قول سے تا ہے اَلَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (وہ لوگ جن کا فرشتے اس حال میں خاتمہ کریں گے کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوں گے ان سے فرشتے یہ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو جیسے تم عمل کیا کرتے تھے اس کے بموجب جنت میں چلے جاؤ) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے قیام کی بھی بشارت دیتی ہے اور ان حضرتؑ کے ظہور کی بھی اور ان کے دشمنوں کے قتل کی بھی اور آخرت میں نجات کی بھی اور جناب محمد مصطفےٰ اور اُن کی آل پاک کی خدمت میں حوض کوثر پر پہنچنے کی بھی۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جب اس کا دم یہاں پہنچتا ہے (سینہ کی طرف اشارہ کیا) تو ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں اور اس سے یہ کہتے ہیں جس چیز کی تجھے امید تھی وہ تو میں نے تجھے دی اور جس چیز سے تو ڈرتا تھا اس سے تو نے امان پائی اور جنت میں جو اس کا مکان ہوگا اس کی طرف جانے کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور اس سے یہ کہا جائیگا کہ جنت میں تیرے لئے مکان ہے اس کی طرف ایک نظر دیکھ لے اور دیکھ یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور یہ جناب حسن اور یہ جناب امام حسین علیہم السلام۔ رفیق تجھے ایسے ایسے میسر آئے ہیں اور یہ سب باتیں خدا کے اس قول سے ثابت ہیں جو اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ تک ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اس حالت میں کہ وہ سائے کی سی صورت میں تھے اور اپنے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پاس بھیجا۔ پس ان میں سے بعض تو اُن پر ایمان لائے اور بعض نے تکذیب کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باقی نمبر ۲۶۰ پر)

نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ

ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور فرعون نے یہ کہا کہ ہمارے پاس ہر واقف کار جادوگر

عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم

کو لے آؤ۔ پس جب سب جادوگر آ پہنچے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہے

مُّلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ

ڈالو۔ پس جب وہ ڈال چکے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ جادو ہے۔

إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝

بیشک اللہ اُس کو عنقریب باطل کردے گا۔ بیشک اللہ مفسدوں کے کسی کام کی اصلاح نہیں فرماتا۔

وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا

اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کر دیتا ہے اگرچہ گناہگاروں کو برا لگے۔ پس

آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ

فرعون اور اُس کے سرداروں کے خوف سے کہ کہیں ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں

وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ

موسیٰ (علیہ السلام) پر اُن کی قوم کے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا اور کوئی ایمان نہ لایا اور بیشک فرعون اس ملک میں غالب تھا

وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ

اور یقیناً وہ بڑی زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم

آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۝ فَقَالُوا

اللہ پر ایمان لائے ہو تو اُس پر توکل رکھو اگر تم اطاعت کرنے والے ہو۔ انہوں نے عرض کی

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

کہ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کی آزمائش نہ بنا۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور ہم کو اپنی رحمت سے کافروں (کے ظلم) سے نجات دے۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام)

وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً

اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکان بناؤ اور اپنے اُن مکانوں کو نماز کی جگہ

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا

قرار دو اور (اُن میں) نماز پڑھا کرو اور مومنین کو خوشخبری سناؤ۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار

(بقیہ از ۲۵۹ گذشتہ) تو اس دوسری دفعہ کے خلق کرنے میں رسول بنا کر بھیجا تو جو اس عالم میں ایمان لایا تھا یہاں بھی ایمان لایا۔ اور جس نے وہاں انکار کیا تھا یہاں بھی اس نے انکار کیا۔ اسی کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ اس کی حالت کیا چیز ہے فرمایا تو دھوپ میں اپنا سایہ نہیں دیکھتا کہ وہ کوئی چیز ہے بھی اور حالانکہ کچھ بھی نہیں پھر ان میں سے انبیاء مبعوث کئے جنہوں نے ان کو اقرار خدا کی دعوت دی اور وہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ تم کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہہ دیں گے کہ اللہ نے) پھر ان کو انبیاء کے اقرار کی دعوت دی تو بعض نے اقرار کیا اور بعض نے انکار۔ پھر ان کو ہماری ولایت کی دعوت دی پس جن کو خدا دوست رکھتا تھا انہوں نے تو اقرار کیا۔ اور جن کو خدا برا جانتا تھا انہوں نے انکار کیا۔ پس اس آیت فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِن قَبْلُ میں خدائے تعالیٰ نے یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تکذیب نبوت و ولایت پہلے ہی چلی آئی ہے ۱۲

ع ۸ ۱۲ ۱۳

(حاشیہ صفحہ ہذا) لـه وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے چونکہ بنی اسرائیل ظالموں سے خائف تھے (اور خدا کی عبادت کے لئے عبادتخانہ قائم نہ کرسکتے تھے) خدا تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم اپنے اپنے گھروں میں ہی عبادت کرلو۔ اور وہیں نمازیں پڑھ لو۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ اے لوگو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکانات بنائیں اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کی مسجد میں سوائے ہارون اور اولاد ہارون کے نہ کوئی جنب حالت میں شب باش ہوسکے نہ عورتوں کے پاس جاسکے۔ اور بلاشک علی علیہ السلام کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ پس سوائے

اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

بالتحقیق تو نے فرعون اور اُس کے درباریوں کو زندگانی دُنیا میں سامان آرائش اور مال بہت کچھ دیا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

اے ہمارے پروردگار اس لئے کہ وہ تیری راہ سے بھٹکائیں اے ہمارے پروردگار اُن کے مال غارت کردے

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ

اور اُن کے دل سخت کردے کہ وہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہ لائیں گے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا

قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ

کہ تم دونوں کی دُعا قبول ہوگئی پس تم دونوں ثابت قدم رہو اور ہرگز جاہلوں کی راہ پر

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

نہ چلو۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو سے دریا کے پار اتار دیا پس فرعون اور اُس کے لشکر نے

وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ

ازروئے بغاوت وظلم اُن کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو اُس نے کہا کہ میں اس بات پر

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ

ایمان لایا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں

الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اٰۗلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ

اطاعت کرنے والوں میں سے ہوں۔ (کہا گیا کہ) کیا اب تو ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو

الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ

فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ پس آج کے دن ہم صرف تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے

اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

نشانی رہے۔ اور بیشک بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اور یقیناً

بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ

ہم نے بنی اسرائیل کو بہت ہی اچھے مقام پر آباد کیا اور پاکیزہ چیزیں اُن کو کھانے کو دیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ

پس جب تک اُن کے پاس علم نہ آگیا انہوں نے کوئی اختلاف نہ کیا۔ بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن اُن کے مابین

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ

اُن سب باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر اگر تم کو اس میں

(بقیہ صفحہ ۲۶۰ گذشتہ) قَوْلُ مُتَرْجِمْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ حقِ علیؑ اور اولادِ علیؑ کی وہ منزلت جو عطیۂ خدا ہے بُری لگے وہ یہودی ہو جائیں جیسے بعض لوگ ہو گئے اور ان کو قوت اُسی خطہ میں ہوئی جدھر آنحضرتؐ نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے متعلق باقی روایتیں ضمیمہ میں پڑھیئے)

(حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ اِطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ لفظی معنی ہیں کہ ان کے مالوں کو ایسا بدل دے کہ ان سے نفع اُٹھا نہ سکیں چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ ان کے مال پتھر لگ گئے تھے ۱۲ ۲؎ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا ایک روایت کے بموجب موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے والے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے مگر خدا نے دونوں کو دعا کرنے والا قرار دیا۔ کافی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تو دعا کی تھی اور ہارون علیہ السلام اور فرشتوں نے آمین کہی تھی۔ خدا نے فرمایا قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت تک جو بھی راہِ خدا میں جہاد کرنے والے ہوں گے اُن کی دعا اسی طرح قبول کی جائے گی جس طرح تم دونوں کی قبول کی گئی ۱۲ ۳؎ فَاسْتَقِيْمَا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعا تم نے کی ہے اس پر اور اپنی حجت کے قائم کر دینے پر ثابت قدم رہو اور جلدی نہ کرو۔ کیونکہ جو تمہاری خواہش ہے وہ پوری تو ہوگی مگر اپنے وقت پر ہوگی۔ چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا کے اور فرعون کے گرفتار ہونے کے مابین چالیس برس کا فصل تھا۔ خصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دونوں کلموں کے مابین فرعون کو چالیس

ع ۹ ۱۰ ۱۴

برس کی مہلت دی۔ پھر اُس کو پچھلے کلمہ کی بھی سزا دی اور پہلے کلمہ کی بھی (ان دونوں کلموں کا ذکر تیسویں پارہ میں آئے گا) خصال میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام جبرئیل امین کا یہ قول نقل ہے کہ میں نے عرض کی کہ پروردگارا فرعون نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں) کا دعویٰ کیا۔ اور تیری طرف سے اُس کے لئے ڈھیل ہے

شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ
جو کچھ ہم نے تمہاری طرف نازل کیا شک ہو تو وہ لوگ جو تم سے پہلے سے کتاب پڑھتے ہیں اُن سے

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
دریافت کرلو۔ بیشک حق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آیا پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے

الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
نہ ہونا۔ اور نہ تم اُن میں سے ہونا جنہوں نے آیات خدا کو جھٹلایا

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ
ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ بیشک وہ لوگ جن پر تمہارے رب کا کلمہ (کفر کی موت کا مرنا)

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا
ثابت ہوگیا ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک کہ وہ درد ناک عذاب کو نہ دیکھ لیں

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ
گو اُن کے پاس ہر نشانی آجائے۔ پس کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ وہ (عذاب کو دیکھ کر) ایمان لائی ہو تو اُس کو

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ
اُس کے ایمان نے کوئی نفع دیا ہو سوائے قوم یونس کے۔ کہ وہ جس وقت ایمان لائے ہم نے زندگانی میں رسوائی کا عذاب

الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ شَآءَ
اُن سے ہٹا دیا اور پھر ایک مدت تک اُن کو آباد رکھا۔ اور اگر تمہارا

رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ
پروردگار چاہتا تو زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ پھر کیا تم لوگوں کو

النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ
اس بات پر مجبور کرو گے کہ وہ مومن ہو جائیں۔ حالانکہ کوئی نفس بغیر

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا
اذنِ خدا کے ایمان نہیں لاتا اور وہ شک کو اُن ہی لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جن میں

يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا
عقل نہیں۔ تم یہ کہدو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے، اُس میں غور کرو

تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ
حالانکہ جو لوگ ایمان نہ لائیں گے اُن کو نہ نشانیاں کچھ کام دیتی ہیں اور نہ ڈرانے والے۔ پھر کیا

سلہ ینبوع الجوامع میں ہے کہ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کے قریہ نینوا کی طرف خدائے تعالیٰ نے مبعوث کرکے بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ ان سے خفا ہو کر چلے گئے۔ مگر جب لوگوں نے پیغمبر (یونس ع) کو اپنے میں نہ پایا اور نزول عذاب کے آثار نظر آئے تو ڈر گئے۔ کمبل کے کپڑے پہنے۔ اور بہت روئے پیٹے۔ خدائے تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ہٹا دیا۔ حالانکہ بہت ہی قریب نازل ہونے والا تھا (حضرت یونس علیہ السلام کا پورا قصہ جو تفسیر عیاشی میں منقول ہے ضمیمہ میں پڑھیے)۔ سلہ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ العیون میں ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تھا۔ تو حضرت ع نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے جناب امیر المومنین ع سے مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ ایک موقع پر مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ جن جن لوگوں پر آپ قابو پاتے جائیں اگر آپ اُن کو جبراً داخل اسلام فرماتے جائیں تو ہماری تعداد اور دشمن کے مقابلہ میں ہماری قوت بہت بڑھ جائے گی۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں کسی بدعت کا بانی ہو کر خدا کی حضور میں جانا پسند نہیں کرتا اور نہ کسی کو کبھی مجبور کروں گا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آخرت کے عذاب کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آئیں گے ویسے ہی اگر خدا چاہتا تو مضطر اور پریشان ہو ہو کر لوگ دنیا میں بھی ایمان لے آتے۔ لیکن خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول اگر میں ان کو ایمان لانے کے لئے مضطر اور مجبور کر دیتا (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ

وہ ایسے زمانہ کے منتظر ہیں جیسا کہ اُن سے پہلے گزر گیا تم کہہ دو کہ

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ

تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں نجات دیں گے۔ اسی طرح ہم پر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دیں۔ تم کہدو کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ

اے آدمیو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو پس میں اُن کی عبادت نہیں

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

کرتا جن کی خدا کو چھوڑ کر تم عبادت کرتے ہو ولیکن میں تو اُس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو

يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَاَنْ اَقِمْ

تم کو موت دے گا۔ اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنین میں سے ہو جاؤں۔ اور (یہ حکم دیا گیا ہے) کہ تم

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَلَا

اُسی کی طرف خلوص سے متوجہ رہو۔ اور یہ کہ تم ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا۔ اور

تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تم کو نفع پہنچائے نہ ضرر پھر اگر

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

تم نے ایسا کیا تو تم بھی ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اللہ تم کو کوئی

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

ضرر پہنچائے گا تو اُس کا دُور کرنے والا سوائے خود اُس کے کوئی اور نہ ہوگا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی کار خیر کا ارادہ کرے

لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

تو اس کے فضل کا دفع کرنے والا بھی کوئی نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل کے ذریعے سے خیر پہنچا دیتا ہے

الرَّحِيْمُ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ تم کہدو کہ اے آدمیو بیشک حق تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس آیا۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

اب جو شخص راہِ راست اختیار کرے گا اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا۔ اور جو گمراہی اختیار کرے سوائے اسکے نہیں

(بقیہ صفحہ ٢٦٢ گذشتہ) تو وہ میری طرف سے کبھی ثواب اور تعریف کے مستحق نہ ہوتے۔ اسی سبب سے میری مشیت یہ ہے کہ وہ ایمان لائیں تو اپنے اختیار سے ایمان لائیں نہ کہ مجبور اور مضطر ہو کر۔ اور وہ اختیاری ایمان ان کو میری طرف سے بزرگی اور کرامت اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا مستحق بنا دے گا اور جب میں ان کو مضطر کرنا نہیں چاہتا

١٠ ع ١١ ١٥

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ١٢ ٢ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے مامون کے جواب میں فرمایا کہ خدا کا یہ قول جو ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا نے کسی نفس کے لئے ایمان کو روک دیا تھا۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو نفس بھی ایمان لاتا ہے اذن خدا سے ایمان لاتا ہے اور یہاں اذن کے معنی امر کے ہیں اور امر خدا نے ہر نفس کو ایمان لانے کی بابت فرمایا ہے۔ بلا اس کے کہ جبر کیا ہو۔ مامون نے ان آیتوں کی تفسیر سن کر یہ عرض کی کہ یابن رسول اللہ آپ نے میرے شکوک کو دُور کیا۔ خدائے تعالیٰ آپ سے رنج وغم دُور فرمائے ١٢ ٣ اَلْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اَلْاٰيٰتُ سے مراد ہیں ائمہ اور اَلنُّذُرُ سے مراد ہیں انبیاء ١٢

(حواشی صفحہ ہذا) ١ فَانْتَظِرُوْٓا تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خوشی کے زمانے کا انتظار کرنا بھی موجب خوشی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ١٢ ٢ كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص تم میں سے اس امر (یعنی دین خدا اور محبت رسول و آل رسول) پر مر جائے گا جیسا کہ یہ تم اُس کے جنتی ہونے کی شہادت نہ دو۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ١٢ ٣ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ جو حکم اس آیت میں ارشاد ہے قابل

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ○ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ

کہ اس کا وبال اُسی پر رہے گا اور میں کچھ تمہارا نگران نہیں ہوں۔ اور جو وحی تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے

إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ○ ع ۱۱ ۶ ۱۶

اُس کی پیروی کرو اور جب تک خدائے تعالیٰ فیصلہ نہ کرے صبر کرو۔ اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

آیاتها ۱۲۳ | کلماتها ۹۳۶ | سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ | حروفها ۷۹۲۴ | رکوعاتها ۱۰

(سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓر ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ

الٓر۔ وہ کتاب جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر اس کی تفصیل جاننے والے حکیم کی طرف سے

خَبِيرٍ ○ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَ

کی گئی ہے۔ کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ڈرانیوالا اور

بَشِيرٌ ○ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم

خوشخبری سنانے والا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت مانگو پھر اس کی حضور میں توبہ کرو کہ ایسا کرنا

مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ

وقت مقررہ تک تم کو بہت اچھی طرح نفع پہنچائے گا اور ہر زیادہ عطا کرنے والے کو زیادہ عطا فرمائے گا۔

فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اور اگر وہ رُوگرداں ہوں تو میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب سے

يَوْمٍ كَبِيرٍ ○ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

ڈرتا ہوں۔ تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا

(پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ آگاہ ہو کہ وہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کر لیتے ہیں کہ اللہ سے اپنے راز

مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا

چھپائیں۔ خبردار ہو جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

کہ وہ چھپاتے کس چیز کو ہیں اور ظاہر کس چیز کو کرتے ہیں۔ بیشک وہ دلوں کے حال سے باخبر ہے۔

ف

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جابر ابن عبداللہ نے بیان کیا کہ بیت اللہ کے حوالی میں جب مشرکین جناب رسولخدا کے پاس سے گزرتے تھے۔ تو کوئی اُن میں سے اپنا سر جھکا کر۔ کوئی پیٹھ کو دوہری کرکے اور کوئی سر کے اوپر کپڑا ڈال کر نکل جاتا تھا۔ تاکہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو دیکھ نہ لیں اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور تفسیر قمی میں يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ کے یہ معنی ہیں کہ ان کے دلوں میں بغض علی ابن ابی طالب جو بھرا ہوا ہے اُس کو چھپاتے ہیں اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ بغض ہونا منافق کی علامت ہے اور بہت لوگ ایسے تھے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں تو علی مرتضیٰ علیہ السلام کی محبت کا اظہار کرتے تھے اور دل میں ان حضرتؑ سے بغض و کدورت رکھتے تھے ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ

اور زمین میں کوئی چلنے والا نہیں مگر یہ کہ اُس کا رزق خدا کے ذمے ہے اور

يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

وہی (خدا) اس کے رہنے کی جگہ اور (پیدائش سے پہلے کے) اس کے سپردگی کے مقام کو جانتا ہے - کھلی کتاب میں ہر بات موجود ہے -

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ

اور وہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ

اُس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تمکو آزمائے کہ تم میں سے زیادہ نیک عمل کون ہے - اور (اے رسولؐ) اگر

قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ

تم یہ کہو کہ تم لوگ موت کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور یہ کہدیں گے

كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ

کہ یہ تو کھلا جادو ہے - اور اگر ہم اُن کے عذاب کو

الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ

ایک گنے ہوئے گروہ کے آنے تک روک رکھیں گے تو بھی ضرور وہ یہ کہیں گے کہ کیا چیز ان کو روکتی ہے؟ خبردار ہو جاؤ

يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

کہ جس دن وہ اُن پر آ جائے گا پھر اُن سے ہرگز دفع نہ ہوگا اور جیسا کہ وہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے ویسا ہی اُن کا

يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ع وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا

احاطہ کرلے گا - اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر اُس سے اُس کو

مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ○ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ

چھین لیتے ہیں تو ضرور وہ بڑا ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے - اور اگر ہم اُس کو نعمتوں کا مزہ بعد اس کے چکھاتے ہیں کہ اس پر فقر و فاقہ

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ لا

کی تکلیف گزر چکی ہو تو پھر وہ یہ کہنے لگتا ہے کہ اب میری مصیبتیں دور ہوگئیں - بیشک وہ بہت ہی خوش اور فخر کرنے والا ہو جاتا ہے -

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

مگر جو لوگ صابر رہتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں - اُن کے لئے گناہوں کی بخشش ہے اور

اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ

بہت بڑا اجر - پس کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اُس کے کسی حصے کو چھوڑ دو اور

سلہ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا مستقر کے معنی جائے قرار و سکونت اور مستودع کے معنی ولادت سے پہلے امانت رہنے کا مقام جیسے باپ کا صلب یا ماں کا رحم یا بعض جانوروں کے لئے انڈے۔ سلہ۲ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمین پر چلنے والا اس کا رزق - اُس کی جائے سکونت اور کس کس کے صلب و رحم سے وہ پیدا ہوگا - یہ سب باتیں لوح محفوظ میں مذکور ہیں ۱۲ سلہ۳ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ذکر ابتدا رخلقت کا ہے - کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کل چیزوں کو اپنے علم سے نیا پیدا کیا ہے - بلا اس کے کہ اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود ہو چنانچہ آسمانوں کو اور زمینوں کو بالکل نیا پیدا کیا - حالانکہ قبل اس کے نہ کوئی آسمان تھا اور نہ زمین - کیا تم نے نہیں سنا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ - کافی اور التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کے معنی دریافت کیے گئے حضرتؑ نے دریافت فرمایا - کہ عوام الناس کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ عرش پانی پر تھا اور خدائے تعالیٰ عرش پر - فرمایا جنہوں نے ایسا گمان کیا وہ جھوٹے ہیں اس سے تو خدا کوئی ایسی چیز بن گیا جسے کوئی اٹھالے - اپنے اس بیان سے انہوں نے خالق میں مخلوق کی صفت پیدا کردی اور عقل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اٹھانے والی چیز اُس چیز سے جس کو وہ اٹھائے قوت میں زیادہ ہوتی ہے - پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے قبل اس کے کہ آسمان ہو یا زمین یا جن یا انس یا سورج یا چاند اپنے دین کو اور اپنے علم کو پانی کے اوپر محمول فرمایا اور حدیث قمی میں ہے کہ وہ پانی ہوا پر تھا اور ہوا کی کوئی حد نہ تھی - اور ان دو چیزوں کے سوا اس وقت کوئی اور مخلوق نہ تھی اور وہ پانی میٹھا اور صاف تھا - صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اصل مطلب الرَّاسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ کو معلوم ہے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

ع ۱ ۸ ۱

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ
تمہارا دل اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اُن پر خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی
مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ اَمْ
فرشتہ کیوں نہ آیا۔ تم تو صرف ڈرانے والے ہو۔ اور اللہ ہر شے کا ذمہ دار ہے۔ یا
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ
وہ یہ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اسے بنالیا ہے۔ تم یہ کہدو کہ ایسی ہی بنی ہوئی دس سورتیں تم بھی لے آؤ اور
ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
اگر تم سچے ہو تو اللہ کے سوا تم جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو۔
فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ
پھر اگر وہ تمہارے کہنے کو منظور نہ کریں تو سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے خدا کے علم سے نازل کیا گیا ہے اور
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
یہ کہ خدائے تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا اب بھی تم حکم ماننے والے ہو گے۔ جو شخص زندگانی دنیا
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ
اور رونق دنیا کا خواستگار ہوگا ہم اسی دنیا میں ایسوں کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیں گے اور اُن کو
فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا
دنیا میں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔ وہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے
النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
جہنم کے اور کچھ نہیں ہے اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا وہ سب مٹ جائے گا اور جو وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیگا
اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ
کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو اسی کا جزو ہو اور
قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ
اس سے پہلے سے موسےٰ کی کتاب امام کی رحمت ہو (کرسکتا بدبختی)، اسی پر تو ایمان لائے ہیں۔
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ
اور گروہوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہوگا پس آگ اس کا ٹھکانا ہے۔ لہذا تم
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
اس سے شک میں نہ رہنا بیشک وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ

له مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت کے چاہنے والے فلاں اور فلاں ہیں تفسیر قمی میں ہے کہ ان آیتوں سے خدائے تعالیٰ کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عمل خیر اس نیت سے کرے کہ اسکا بدلا اللہ تعالےٰ اس دنیا میں عطا فرما دے تو اس کا بدلا خدائے تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرما دے گا اور آخرت میں اس کے لئے جہنم ہے ۱۲ سله وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسول اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین جناب امام محمد باقر اور جناب علی رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی اور لفظ مِنْهُ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی نور سے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو اُن کے بعد اُن ہی سے ہے اور اُن کا شاہد ہے۔ وہ اول جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ پھر یکے بعد دیگرے اور اوصیاء۔ اور خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ کی ہوں۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی یا امیرالمومنین علیہ السلام (باقی صفحہ ۲۶۷ پر دیکھئے)

لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ

ایمان نہیں لاتے ۔ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے ۔

أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

وہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ یہ کہدیں گے کہ یہی ہیں جنہوں نے

كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ

اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا ۔ خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت اُن ہی ظالموں پر ہوگی ۔ جو

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس کی کجی کے خواستگار تھے ۔ اور آخرت کے

هُمْ كَافِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا

وہ بالکل منکر تھے ۔ وہ دنیا میں (اللہ کو اس سے) تھکا نہ سکے (کہ ان کو عذاب دے) اور

كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ

اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوا ان کا عذاب دوگنا کیا جائے گا ۔

مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

نہ وہ سن ہی سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے ۔ وہ ہی ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا اور جو جھوٹ وہ جوڑا کرتے تھے اسے بھی کھو بیٹھے ۔

لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

لامحالہ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے وہی ہوں گے بیشک جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور اپنے پروردگار کی حضور میں عاجزی کی وہی

الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ

جنتی ہیں ۔ جس میں وہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے ۔ ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور ایک بہرا

وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

اور ایک دیکھنے والا اور ایک سننے والا ۔ کیا مثل میں یہ دونوں برابر ہیں ۔ کیا تم غور نہیں کرتے ؟

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝

اور بیشک ہم نے نوح ؑ کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے فرمایا) کہ یقیناً میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں ۔

(بقیہ صفحہ ۲۶۸ گذشتہ) آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل کی ہے حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو سورۂ ہود کی یہ آیت نہیں پڑھتا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ الخ کہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ تو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر تھے اور میں وہ شاہد ہوں آمالی میں ہے کہ یہ فرمایا کہ میں وہ گواہ ہوں جو میں اُس رسولؐ سے ہوں اور آلبصائر میں ہے کہ اس رسولؐ کا گواہ ہوں بیّنہ (دلیل) کے بارے میں میں ہوں اور اُس رسولؐ کے ساتھ ساتھ ان کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہوں صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بموجب بَيِّنَةٍ سے مُراد قرآن مجید ہے اور لفظ يَتْلُوْهُ تلاوت سے مشتق ہے (باقی ضمیمہ میں مطالعہ فرمایئے)

۵۳ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس امت میں سے جو شخص بھی میرا کلام سن لے گا وہ یہودی ہو یا نصرانی یا کوئی اور پھر مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ یقیناً جہنم میں جائے گا ۱۲ ۵۴ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں مِنْهُ سے مُراد مِنْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی تم علیؑ کی ولایت کی طرف سے شک کرنا ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) ۵۱ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْاَشْهَادُ سے مراد آئمہؑ ہیں اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا سے مُراد قریش کے چار بادشاہ ہیں جو ایک دوسرے کے بعد ہوئے ۱۲

ربع ۲ ع ۲ ۱۶

۵۲ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ جن ظالمین پر لعنت کی گئی ظلم ان کا یہ تھا کہ انہوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کر لیا تھا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد علیؑ ...

... وعدہ اور روا امت ہے اور يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا سے مُراد ہے کہ غیر مستحق کو امام بنا دیا ۱۲ ۵۳ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ مطلب یہ ہے کہ حق سے باز رکھنے سبب اُس کے سننے سے بہرے ہوگئے تھے اور ان کی نشانیاں دیکھنے سے اندھے تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کا ذکر سن نہ سکتے تھے اور خدا اور رسولؐ کا کلام جو ان حضرت کی شان میں تھا نہ دیکھ سکتے ...

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝

کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے ضرور خوف ہے کہ ایک دکھ دینے والے دن کا عذاب تم پر آپڑے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا

پس اُن کی قوم میں سے جو کافر ہو گئے تھے اُن میں سے سرداروں نے کہا کہ ہم تو آپ کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں

مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ

اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی پیروی کسی نے بھی نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو ہم میں سے ظاہر بظاہر رذیل ہیں

الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ

اور ہم اپنے مقابلے میں آپ کی کوئی بزرگی نہیں پاتے بلکہ ہم آپ کو جھوٹا خیال

كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں

وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا

اور اُس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عنایت کی ہے تو تم پر وہ بات پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ کیا ہم تم پر وہ (ہدایت جبراً)

وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ

لازم کر دیں گے جس حال میں کہ تم اس سے کراہت کرنے والے ہو۔ اور اے میری قوم میں تو احکام پہنچانے کی بابت تم سے کوئی اُجرت نہیں

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ

مانگتا میرا اجر تو خدا کے ذمہ ہے اور میں (اپنے پاس سے) ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں نکالنے والا نہیں ہوں۔ بیشک وہ

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ

سب اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل ہو۔ اور اے میری قوم

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَآ

اگر میں ان کو نکال دوں تو خدا (کے انتقام) سے بچانے کے لئے میرا کون مددگار ہوگا کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور

اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ

میں یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ

اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ

یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ اُن کی نسبت جو تمہاری نظروں میں حقیر ہیں یہ کہتا ہوں کہ

لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْٓ

خدائے تعالیٰ اُن کو کبھی کوئی خیر و خوبی نہ دے گا۔ اُن کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ اُس سے خوب آگاہ ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو

(بقیہ صفحہ ۲۶۷ گذشتہ) ۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا مطلب ہے کہ جو کچھ خرچ کیا وہ بھی نقصان ہوا اور جو کچھ کمایا وہ بھی کھو بیٹھے اب سوائے حسرت و ندامت کے کچھ بھی نہیں رہا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امیر المومنین کے سوا جن کو امام بنالیا تھا وہ سب جھوٹے ثابت ہوئے ۱۲ ۵ اَلْفَرِيْقَيْنِ کافر و مومن مراد ہیں ۱۲ ۶ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ لفظی معنی اندھا اور بہرا۔ اور مطلب ہے کہ فریق کافر نے آیات خدا کے دیکھنے سے ارادۃً اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں اور کلام خدا کے سننے اور اُس کے معنی اور مطالب میں غور کرنے سے اپنے کان بند کرلئے تھے ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ هُمْ اَرَاذِلُنَا تفسیر قمی میں ہے کہ اَرَاذِلُنَا کے معنی ہیں فقراء و مساکین تفسیر صافی میں ہے کہ (قوم نوحؑ کے) کے لوگوں نے مومنین کو ان کے فقر کی وجہ سے رذیل خیال کیا۔ کیونکہ دنیا کے ظاہری ساز و سامان کے علاوہ اُن کو کسی اور بات کا علم نہ تھا۔ جس کے پاس دنیوی ساز و سامان زیادہ پاتے تھے اسے شریف جانتے تھے اور جس کے پاس نہ ہوتا تھا اسے رذیل سمجھتے تھے ۱۲ ۲ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ یہ قوم نوح کی اس درخواست کا جواب ہے جو انہوں نے حضرت نوحؑ سے کی تھی کہ ان رذیل لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے ۱۲ ۳ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لفظی معنی تمہاری آنکھیں ان میں عیب لگاتی ہیں۔ اس فعل کا فاعل آنکھوں کو قرار دینا مبالغہ اور تنبیہ کے لئے ہے یعنی تم نے اُن کو ظاہری نظر سے دیکھ کر حقیر جان لیا۔ اُن کی باطنی خوبیوں پر نظر نہ ڈالی اور میں اُن کو لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اس لئے نہیں کہتا کہ اللہ نے آخرت میں جو کچھ ان کے لئے مہیا فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اُسے دنیا میں تم کو عطا فرمایا ہے۔

إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ

یقیناً میرا شمار بھی ناانصاف لوگوں میں ہو جائے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اے نوح تم ہم سے خوب جھگڑے

جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ

اور اس جھگڑے کو طول بھی دیا اب اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔ (حضرت نوح نے) جواب دیا

إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَا

کہ وہ تو اللہ ہی تم پر لائے گا۔ اگر چاہے گا اور (اس کو) تم عاجز نہ کر سکو گے۔ اور

يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ

میری نصیحت تم کو نفع نہ دے گی گو میں چاہتا تھا کہ تم کو نصیحت کروں جب کہ خدا کو

يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ أَمْ

منظور ہے کہ تمہارے کفر پر اصرار کرنے کے سبب تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دے وہ تمہارا پروردگار ہے اور اسی کے حضور میں تمہاری باز

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا

وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو کوئی بنا لایا ہے تم یہ کہدو کہ اگر میں نے بنایا ہے تو اُس کا گناہ میرے ذمے ہے اور

بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ۝ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ

جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔ اور نوح کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے سوائے

مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا پس جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس سے تم

يَفْعَلُونَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي

ناامید نہ ہو۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ اور

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا

ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ دعا نہ کرنا۔ وہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔ اب نوح (علیہ السلام) تو کشتی بنا رہے ہیں اور

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا

شرفاء قوم ہیں کہ جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اُن سے مذاق کرتے ہیں (انہوں نے) فرمایا کہ اگر تم مذاق کرتے ہو تو

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ

(کسی وقت) ہم بھی تم سے ہنسی کریں گے۔ اب آگے تم کو خود معلوم ہو جائے گا

مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝

کہ رسوا کرنے والا عذاب کس کو آ لیتا ہے اور ہمیشہ رہنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔

ع ٢ ١١ ٣

ف١ وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح اپنی قوم کو نو سو پچاس (٩٥٠) برس تک خفیہ اور علانیہ دعوت دین فرماتے رہے۔ مگر جب وہ انکار اور سرکشی پر اڑے رہے تو انہوں نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (اے میرے پروردگار میں مغلوب ہو گیا اب تو مدد کر۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی اِنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ الخ۔ اسی وجہ سے نوح علیہ السلام نے فرمایا وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔"

ف٢ سَخِرُوْا مِنْهُ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب گٹھلیاں بوئیں تو ان کی قوم کے لوگ اُن کے پاس سے گزرتے تو مذاق کے طور پر اُن سے یہ کہتے کہ اوہو آپ مالی بن گئے جب وہ درخت بڑے بڑے اور مضبوط ہو گئے۔ تو ان حضرتؑ نے اُن کو کاٹ کر چیر کر درست کیا۔ تب وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ آہا آپ بڑھئی بھی بن بیٹھے۔ پھر جب اُن کو جوڑ کر کشتی بنا رہے تھے تو وہ لوگ گزرتے ہوئے ہنسی مذاق سے یہ کہتے تھے کہ آہا آپ اس خشکی میں ملاح بھی بن گئے چنانچہ جب کشتی بنا کر فارغ ہوئے تب حضرت نوح علیہ السلام نے اُن کے مذاق کا یہ جواب دیا۔ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت دنیا میں تم ڈوبنے لگو گے اور آخرت میں جلنے لگو گے اس وقت ہم بھی ہنس لیں گے۔"

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

نوبت یہ پہنچی کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش کھایا تو ہم نے کہہ دیا کہ اس کشتی میں ہر ہر قسم کا ایک ایک

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

جوڑا لے لو اور اپنے کل اہل و عیال کو سوار کر لو سوائے اُن کے جن کے بر خلاف پہلے ہی ہمارا حکم

اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ

ہو چکا ہے - اور جو ایمان لایا ہے (اس کو بھی بٹھا لو) حالانکہ ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لائے تھے - اور نوح نے فرمایا کہ بسم اللہ

اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَهِيَ تَجْرِيْ

کہہ کر اس میں سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اسی کے ذریعے سے ہے بیشک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے - اور وہ

بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ

کشتی ان کو پہاڑ جیسی موجوں میں لے کر چلی جا رہی تھی - اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی در آنحالیکہ وہ

مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○ قَالَ

علیحدہ مقام میں تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت رہ - اُس نے جواب دیا

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ

کہ میں پہاڑ پر پناہ لے لوں گا وہ مجھے پانی سے بچائے گا (نوح نے فرمایا) کہ آج کے دن

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر خدائے تعالیٰ رحم فرمائے - اور موج دونوں (باپ اور بیٹے)

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ○ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ

مابین حائل ہو گئی پس بیٹا ڈوب گیا - اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان رک جا

وَغِيْضَ الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ

اور پانی سکھا دیا گیا اور معاملہ طے کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی اور

قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ

یہ کہہ دیا گیا کہ ظالم لوگوں کے لئے ہلاکت ہو - اور نوح ؑ نے اپنے پروردگار کو پکار کر عرض کی کہ

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

اے میرے پروردگار میرا بیٹا تو میری اولاد سے یقیناً ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر

الْحٰكِمِيْنَ ○ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ

فیصلہ کرنے والا ہے - (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ اے نوح ؑ وہ تمہاری اولاد سے نہیں ہے بیشک وہ

ؔ۱ فَارَ التَّنُّوْرُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے اُن کی زوجہ نے آکر اطلاع دی کہ تنور سے پانی نکلنے لگا - حضرت نوح علیہ السلام دوڑ کر اس طرف گئے - ایک طباق سے اُس کو بند کر کے اپنی مہر اُس پر لگا دی پانی ٹھہر گیا - پھر جب کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے تو پھر تشریف لائے مہر توڑی - طباق اُٹھا لیا - اس وقت پانی جوش مار کر نکلا - کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے - کہ جب نوح علیہ السلام کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے خدا کے اور آپ کے مابین اُن کی قوم کی ہلاکت کے بارے میں یہ قرار پایا تھا کہ تنور سے جوش کھا کر پانی نکلے گا - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی زوجہ نے اطلاع دی تو آپ نے جا کر اس کے منہ پر مہر لگا دی - پانی ٹھہر گیا - پھر جس کو کشتی میں لینا تھا اُسے لے لیا اور جسے نکالنا تھا اسے نکال دیا - پھر آکر تنور پر کی مہر توڑ دی - اس کا توڑنا تھا کہ یہ نوبت پہنچی جسے خدا فرماتا ہے فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی کے ساتھ کھول دیئے اور تمام زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے - پس (آسمان و زمین کا) پانی مل کر اس حد پر پہنچ گیا جو مقرر کر دی گئی تھی) اس کشتی کے بننے کی جگہ مسجد کوفہ کا وسط ہے - (تفصیلی قصہ اس کا ضمیمہ میں پڑھیئے)

ؔ۲ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم نوح ؑ میں سے کل آٹھ آدمی ان پر ایمان لائے تھے ۱۲

ؔ۳ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا الخصال میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے نوح جب تم کو غرق کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ

غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَن

بد اعمال ہے۔ پس جس چیز کا تم کو علم نہیں ہے اسکی بابت مجھ سے درخواست نہ کرو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں

تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ

کہ کہیں تم جاہلوں میں سے نہ ہو جانا۔ (نوح نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار ضرور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں

مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ

کہ تجھ سے ایسی بات کی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو بیشک میں

الْخَاسِرِينَ ۝ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حکم دیا گیا کہ اے نوح تم اور جو گروہ تمہارے ساتھ ہے کشتی سے اترو کہ تم پر اور تمہارے

عَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا

ساتھ والوں پر ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں اور انہی میں سے کچھ گروہ ایسے ہوں گے جن کو عنقریب ہم نفع پہنچائیں گے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ

پھر ہماری طرف سے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ (اے رسولؐ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو بذریعہ وحی کے ہم تمہارے پاس پہنچاتے ہیں

تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ

اس سے پہلے سے نہ تم ان باتوں سے آگاہ تھے اور نہ تمہاری قوم پس اب (مانند نوحؑ) صبر کرو بیشک

الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا

انجام نیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا (انہوں نے) کہا فرمایا کہ اے میری قوم

اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَا قَوْمِ لَا

صرف اللہ کی پرستش کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے (یہ اور بات ہے کہ) تم نے بڑے جھوٹے (معبود) بنا لئے ہیں۔ اے میری قوم

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا

میں تم سے اس پیغام رسانی پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ اسی کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا تم

تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ

اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔ اور اے میری قوم تم اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو پھر اس کی حضور میں رجوع کرو کہ وہ تم پر

السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا

موسلا دھار مینہ برسائے گا اور وہ تمہاری قوت پر اور قوت بڑھا دے گا اور

تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَ

گنہگار بن کر منہ نہ موڑو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے ہودؑ نہ تو تم کوئی کھلی دلیل لائے ہو اور

سلہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ العیون میں منقول ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ لوگ اس آیت کو کیونکر پڑھتے ہیں عرض کیا گیا کہ بعض تو اسے یوں پڑھتے ہیں اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا کہ جو یوں پڑھتے ہیں وہ گویا اس کے باپ سے الگ کرتے ہیں فرمایا ایسا نہیں ہے تھا تو وہ ایک طرح کا بیٹا لیکن جب اس نے اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ نے اسے الگ کر دیا۔ اسی طرح جو ہمارے کنبے میں ہو اور اللہ کی اطاعت نہ کرے وہ ہم میں سے خارج ہو جائے گا ۱۲ سلہ تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ یہ نوح علیہ السلام کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام ۲۳۰۰ برس زندہ رہے ۸۵۰ برس قبل بعثت اور ۹۵۰ برس بعد بعثت لوگوں کو دین خدا کی دعوت فرماتے رہے اور ۵۰۰ برس بعد طوفان کہ اس میں بہت سے شہر آباد کئے اور اپنی اولاد کو ان میں بسایا۔ پھر جب ملک الموت حاضر خدمت ہوئے تو وہ دھوپ میں تھے۔ انہوں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دے کر دریافت کیا کہ کیسے آئے ہو؟ عرض کی قبض روح کے لئے۔ فرمایا۔ اتنی مہلت دو کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں۔ عرض کی بہتر۔ جب سائے میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت دنیا میں میری جتنی عمر گزری اس کو میں نے اتنا ہی پایا جیسے دھوپ سے سایہ میں چلا آیا اب تم کو جو حکم ہوا ہے اس کا اجرا کرو۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ قبل قبض روح نوح علیہ السلام کی خدمت میں جبرئیل امین نے آکر عرض کی کہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے لہذا اسم اکبر میراث علم اور آثار علم نبوت جو آپ کے پاس ہیں سب اپنے بیٹے سام کے حوالے کر دیجئے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ امر طے شدہ ہے کہ آدمیوں کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیل کی۔ ...

معانقہ ۹ | ربع | ع ۴

مَا نَحْنُ بِتَارِكِيٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور نہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ

ہمارا تو قول یہی ہے کہ تم کو ہمارے کسی دیوتا نے جھپٹ میں لے لیا ہے۔ (ہودؑ نے فرمایا) کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں

اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِهٖ

اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں ان سے بیزار ہوں جن جن کو تم اُسے چھوڑ کر شریک کرتے ہو۔ اب تم

فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

سب مل کر میرے اوپر داؤ کرو پھر مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو۔ بیشک میں نے اللہ پر

رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ

جو کہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسا کیا ہے زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں ہے کہ اس کی پیشانی خود خدا کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو

رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

بیشک میرا پروردگار راہِ راست پر ہے۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو میں نے تو تم کو وہ پیغام پہنچا دیا

مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

جس کے لئے میں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا اور میرا پروردگار تمہارے سوا ایک اور قوم کو تمہارا جانشین کر دے گا۔

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ وَ

اور تم اُس کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے۔ بیشک میرا پروردگار ہر شے کا محافظ ہے۔ اور

لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

جس وقت ہمارا حکم آیا ہم نے اپنی رحمت سے ہودؑ کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے اُن کو بچا لیا

مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ

اور اُن کو سخت عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور یہی (قوم) عاد تھی

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ

جو اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کیا کرتے تھے اور ہر

جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ

کینہ ور ظالم کے فرمان کی تعمیل کرتے تھے۔ (یہی تھے کہ) اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ

(بھی ہوگی)۔ خبردار رہو بیشک قوم عاد نے اپنے پروردگار کا انکار کیا تھا۔ خبردار ہودؑ کی قوم عاد کے لئے لعنت اور پھٹکار رہی

(دیکھو نمبر ۲۷ صفحہ گذشتہ) اُن کی عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں اور قد بھی بڑے بڑے تھے وہ سب بُت پرست تھے۔ خدائے تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ ان کو دین اسلام قبول کرنے اور بُت پرستی چھوڑ دینے کی دعوت دیں۔ یہ لوگ ہود علیہ السّلام پر ایمان نہ لائے بلکہ ان کو ایذا دی پس خدائے تعالیٰ نے سات برس کے لئے اُن پر بارش روک دی۔ ہود خود بھی کاشتکار تھے اور اپنی کھیتی کو پانی دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کے در دولت پر ان کو ڈھونڈتے ہوئے آئے۔ اور ایک یک چشم ادھیڑ عمر کی عورت نکلی۔ اُس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم فلاں فلاں شہر کے رہنے والے ہیں سخت قحط میں مبتلا ہیں ہود علیہ السّلام کی خدمت میں اس لئے آئے ہیں کہ وہ اللہ سے دُعا کریں کہ بارش ہو اور سماں ہو۔ اس عورت نے کہا کہ اگر ہود علیہ السّلام ایسے ہی ہوتے تو اپنے لئے ہی نہ دعا کرتے۔ اُن کی کھیتی تو ساری جل گئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اچھا تم بتلا دو کہ وہ کہاں ہیں جب بتایا تو یہ ہود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت پیش کی تو انہوں نے وہ حکم دیا جو آیت میں درج ہے خود نماز کا تہیہ کیا اور نماز پڑھ کر دُعا کی۔ پھر فرمایا جاؤ بارش کافی ہو گی اور تمہارے ہاں سماں ہو گا۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے نبی اللہ ہم نے ایک بات بہت ہی عجیب دیکھی۔ فرمایا وہ کیا؟ انہوں نے عورت کا قصہ جو دروازے پر ملی تھی اور جو کچھ اُس سے سُنا تھا سب بیان کیا۔ حضرت ہود علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ میری زوجہ ہے اور میں نے خدا سے اُس کی طول عمر کی دُعا کی ہے انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کیوں؟ فرمایا اللہ نے کوئی مومن ایسا پیدا نہیں کیا جس کے ایذا دینے کو کوئی دشمن موجود نہ ہو۔ وہ میری دشمن ہے۔ پس میں نے یہی چاہا کہ دشمن ایسا ہو جو کچھ تو میرے ماتحت رہے۔ پس ہود علیہ السّلام اپنی قوم کو مدت تک بتوں کی پرستش سے منع فرماتے رہے اور خدا کی طرف بلاتے رہے۔ مگر وہ جب ایمان نہ لائے تو خدا نے اُن پر بادِ صرصر بھیج دی۔ جس کا ذکر سورۂ قمر اور سورۂ الحاقۃ میں آئے گا۔ اور اُن کی بربادی کا ذکر سورۂ اعراف میں بھی آ چکا ہے ۱۲ 17

هُوْدٍ ۝ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور پھر قوم ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا (انہوں نے) کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اُسی نے تمکو زمین سے پیدا کیا ہے اور

اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

اُسی نے تم کو اس میں آباد کیا ہے پس اُس سے مغفرت مانگو پھر اس کی حضور میں رجوع کرو بیشک میرا پروردگار

قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ

دعاؤں کا قبول کرنے والا (اور) سب سے قریب ہے۔ (انہوں نے) جواب دیا کہ اے صالحؑ اس سے پہلے تو ہم کو تم سے بڑی بڑی امیدیں تھیں

اَتَنْهٰنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ

کیا اب تم ہم کو منع کرتے ہو کہ جن جن چیزوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو نہ پوجیں حالانکہ جس کی طرف تم بلاتے ہو ہم کو اسی سے

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

بہت کچھ شک ہے۔ (صالحؑ نے) فرمایا کہ اے میری قوم تم اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہوں

وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ قف

اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت عنایت کی ہو پھر اگر میں اُس کی نافرمانی کروں تو خدا کی گرفت سے بچانے میں میری مدد کون کریگا

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

اور تم سوائے گھاٹے کے میرا اور کیا بڑھاؤ گے۔ اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی ہے

اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں چرتے چگے اور اسے تکلیف نہ پہنچانا

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ

ورنہ تم کو جلد عذاب آلے گا۔ پھر انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں پس (صالحؑ نے) فرمایا

دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

کہ تم تین دن اپنے اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو یہ وعدہ ایسا ہے جو جھوٹا نہیں۔ پھر جس وقت

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ

ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے صالحؑ کو اور ان کے ساتھیوں کو جو ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور

مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ وَ

اُس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔ بیشک تمہارا پروردگار وہی تو زور آور (اور) زبردست ہے۔ اور

۵۸ خزیِ یومئذٍ لفظی معنی ہیں اُس دن کی رسوائی اور کوئی رسوائی اس شخص کی رسوائی سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو خدا کے غضب سے ہلاک ہوا ہو لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ یومئذٍ سے مراد یوم قیامت ہو۔

أَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝
ظالموں کو ایک چیخ نے آلیا پھر وہ اپنے اپنے گھروں میں جس حال میں تھے ویسے ہی رہ گئے

كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا
گویا وہ کبھی اُن میں آباد ہی نہ ہوئے تھے - خبردار رہو کہ ثمود نے اپنے پروردگار کا انکار کیا - خبردار

لِّثَمُودَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ
قوم ثمود کے لئے لعنت ہوئی - اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم ؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے اور انہوں نے (آکر) سلام کیا

قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ
(ابراہیم ؑ نے) جواب سلام دیا اور تھوڑی دیر میں ایک موٹے تازے بچھڑے کا کباب لے آئے - پھر جب دیکھا کہ

أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ
ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو ان سے ناواقف ہونے کے سبب دل ہی دل میں ڈرے -

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ
انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم قوم لوط کی طرف (عذاب دینے کے لئے) بھیجے گئے ہیں - اور ان کی زوجہ کھڑی ہوئی تھی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝
وہ اسی وقت حائض ہوگئی پھر ہم نے اُس کو ولادت اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب ؑ کی خوشخبری دی -

قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا
اُس نے یہ کہا کہ ہائے خرابی میری کیا مجھ سے بچہ پیدا ہوگا حالانکہ میں بڑھیا (بانجھ) ہوں اور یہ میرے شوہر ضعیف ہو چکا

لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَ
ہیں یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے - ان فرشتوں نے کہا کہ (اے عورت) کیا تو امر خدا سے تعجب کرتی ہے حالانکہ اے اہل بیت تم پر خدا

بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ فَلَمَّا
کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں - بیشک اللہ تعالیٰ سزاوار حمد و ثنا ہے - پھر جب

ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا
ابراہیم ؑ کا خوف جاتا رہا اور اُن کو خوشخبری پہنچ گئی تو وہ قوم لوط کے بارے

فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝
میں ہم سے جھگڑنے لگے - بیشک ابراہیم ؑ بڑے بردبار بڑے تضرع کرنے والے (اور) بڑے خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے -

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَ
(ہم نے کہا کہ) اے ابراہیم اس سے دست بردار ہو جاؤ - اس بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم قطعی آچکا - اور

ع ٨ ٦

**۵۱** رُسُلُنَا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے چار تھے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و کروبیل ۱۲ **۵۲** بِالْبُشْرٰی تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ بشارت ولادت اسمٰعیل علیہ السلام کی تھی جو حضرت ہاجرہ کے بطن سے ہونے والے تھے ۱۲ **۵۳** بِعِجْلٍ حَنِيذٍ لفظی معنی بھنا ہوا اور پکا ہوا بچھڑا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ کھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک اسے نہ کھائیں گے جب تک تم اس کی قیمت ہمیں نہ بتا دو۔ فرمایا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا شروع کرنے کے وقت بسم اللہ کہہ لو اور ختم پر الحمد للہ۔ امام فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے اس وقت اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حق یہی ہے کہ خدا نے ان کو خلیل اللہ مقرر فرمایا ۱۲ **۵۴** وَامْرَاَتُہٗ اس سے مراد ہیں سارہ بنت لاحج جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی تھیں ۱۲ **۵۵** فَضَحِكَتْ معانی الاخبار۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ضَحِكَتْ کے معنی یہ مذکور ہیں کہ حیض جاری ہو گیا۔ اور تفسیر قمی میں بھی یہی معنی مذکور ہیں کہ حائض ہو گئیں اگرچہ مدت سے یائسہ ہو چکی تھیں **۵۶** وَاَنَا عَجُوْزٌ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس دن یہ واقعہ ہوا ہے اُس دن حضرت سارہ نوّے برس کی تھیں اور حضرت ابراہیم ایک سو بیس برس کے تھے ۱۲ **۵۷** اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۔ حضرت سارہ کا یہ تعجب کہ ایسی بڑھیا سے اولاد پیدا ہو جائے بنا بر علوت تھا نہ بابت قدرت پروردگار عالم ۱۲ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ حضرت نے سارہ سے ذکر کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب اس سے بچہ پیدا ہوگا۔ اور چونکہ اُس نے میرے کلام پر تعجب ظاہر کیا ہے اس لئے چار سو برس تک اولاد کو عذاب پہنچیگا۔ (باقی نمبر ۲۷۵ پر)

إِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا

ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو رد نہ ہوگا - اور جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے لوطؑ کے پاس آئے

سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝

تو ان کا آنا ان کو برا معلوم ہوا اور ان کے سبب سے دل تنگ ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑا ہی سخت ہے -

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور ان کی قوم کے لوگ ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے - اور وہ پہلے سے بدکاریاں

السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ

کرتے تھے - انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لئے پاک ہیں (ان سے نکاح کرلو) پس اللہ

وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۝ قَالُوا

سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو - کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں ہے - انہوں نے کہا کہ

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۝

آپ تو جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹیوں سے ہم کو کوئی غرض نہیں اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں اس سے بھی آپ خوب واقف ہیں

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝ قَالُوا

حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش تم سے بچنے کی مجھے قوت ہوتی یا میں کسی زبردست پناہ میں جاکر بیٹھ جاتا - (ان فرشتوں نے) کہا

يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ

کہ اے لوطؑ ہم تو تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں یہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے - پس تم تھوڑی سی رات رہے لے

بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ

اپنے تابعین کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی پلٹ کر پیچھے نہ دیکھے مگر تمہاری زوجہ (اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی)

إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ

اس پر بھی وہی پڑنے والی ہے جو ان سب پر پڑے گی - ان کے وعدے کا وقت صبح ہے - کیا

الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

صبح کا وقت قریب نہیں ہے - پھر جس وقت ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے اس طبقہ کو زیروزبر کردیا اور ان کے اوپر

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ ۝

مٹیلے پتھروں کا مینہ برسایا جو تمہارے پروردگار کے پاس جتھے بنے ہوئے

مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ وَإِلَىٰ

اور عذاب کے لئے چنے ہوئے تھے اور ظالموں کے ساتھ ایسا ہونا کچھ عجیب بات نہیں ہے - اور

(بقیہ نمبر ۱۲۷) امام فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل پر عذاب زیادہ ہوا تو چالیس دن تک انہوں نے خدا کے حضور میں بہت گریہ وزاری کی - خدائے تعالیٰ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو وحی فرمائی کہ ہم ان کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دے دیں گے - اور ان چار سو برس میں سے ایک سو ستر برس کم کردیئے - راوی کہتا ہے کہ پھر حضرتؑ نے یہ فرمایا اسی طرح ہمارے شیعہ اگر گریہ وزاری کریں تو خدائے تعالیٰ قائم آل محمدؑ کا ظہور جلد فرمائے گا - ورنہ وقت معہود ضرور پورا ہوگا ۱۲ ۝۵ یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے اور مجادلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی قوم کے بارے میں یہ کیا تھا - کہ حضرت جبرئیلؑ سے یہ کہا تھا کہ ان میں سو مومن ہیں سو کیا ان کو بھی ہلاک کردو گے ۱۲ - ✤

(حواشی صفحہ ہذا) ۝۱ ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ مطلب تھا کہ ان سے شادی کرلو - گویا ازروئے کرم ورحمت اپنی اولاد کو اپنے مہمانوں کا فدیہ قرار دیا - کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے شادی کرلینے کی درخواست کی اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں بَنَاتِیْ سے مراد خود ان لوگوں کی ازواج ہیں کیونکہ نبی امت کا باپ ہوتا ہے اور اس طرح ان کو امر حلال کی ترغیب دی اور حرام سے بچانا چاہا ۱۲ - ۝۲ لَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کے مہمان کو ذلیل کرنا خود اس کو ذلیل کرنا ہے ۱۲ ۝۳ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کو یہ خبر ہوتی کہ حجرے میں ان کے ساتھ کون ہے تو وہ سمجھ لیتے کہ وہ خود ہی غالب ہیں اور ان کو یہ کہنا پڑتا لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ کیونکہ جبرئیل امین سے زیادہ کونسا رکن شدید ہوسکتا تھا جو ان کے ساتھ حجرے میں موجود تھے ۱۲ ۝۴ عَالِیَھَا سَافِلَھَا اس کی صورت یہ تھی کہ جبرئیل امین نے اس طبقہ کو اپنے بازو پر اٹھا کر آسمان تک پہنچایا - اور پھر الٹ دیا - اور اوپر سے فرشتوں نے پتھر برسائے جو ٹھہرائی ہوئی مٹی کے تھے - کیونکہ اس سے خدائے تعالیٰ نے کسی جگہ فرمایا ہے حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ - سجیل معرب ہے سنگ وگل کا - اور کہیں فرمایا ہے حِجَارَۃً مِّنْ طِیْنٍ ۱۲

النصف ع ۱۵ ۷

مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ
مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ (انہوں نے) فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا

مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُمْ
کوئی معبود نہیں۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو میں تم کو خوشحال دیکھتا ہوں

بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۝ وَيَا قَوْمِ
اور اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھے تمہارے بارے میں ہلاک کرنے والے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ اور اے میری قوم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
ناپ اور تول عدل و انصاف کے ساتھ پوری پوری دو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ
پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت کرو۔ اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بموجب حکم خدا

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝ قَالُوا
تمہارے لئے باقی رہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ

يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ
اے شعیبؑ کیا تمہاری نماز تمہیں اس بات کا حکم دیتی ہے کہ جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں

نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝
اپنے مال و دولت میں جیسا ہمارا جی چاہتا ہے تصرف نہ کریں (کیوں نہ ہو) آپ ہی تو بڑے بردبار اور راستباز شخص ہیں؟

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي
شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا تمہاری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ
اس نے مجھے اچھی روزی عنایت فرمائی ہے۔ تو میں اس کی مخالفت کروں گا اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جس چیز سے تم کو باز

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ
رکھتا ہوں خود اس کی مخالفت کروں مجھ سے جہاں تک ممکن ہو میں تو اصلاح چاہتا ہوں میری توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي
اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم میری مخالفت کرنا کہیں تم کو اس طرف نہ لائے

أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ
کہ تم پر ویسی ہی مصیبت پڑے جیسی کہ قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا

ف۱ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے جناب رسول خدا کی کتاب میں یہ بات پائی کہ جب ناپ تول میں ڈنڈی ماری جائے گی یا دھوکا دیا جائے گا تو خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو قحط و گرانی میں مبتلا کرے گا۔ اور ایک روایت کے بموجب ظالم بادشاہ کو ان پر مسلط کرے گا اور ان کی روزی تکلیف سے بہم پہنچے گی ۱۲

ف۲ بَقِيَّتُ اللَّهِ کافی میں منقول ہے کہ جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے لئے مدین کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور اس کے بازاروں میں گزرنے سے حضرتؑ روک دیئے گئے تو حضرتؑ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو اہل مدین کو صاف نظر آتا تھا اور بلند آواز سے اُن سے خطاب فرمایا کہ اے اس شہر کے رہنے والو جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ آنا بَقِيَّتُ اللَّهِ (میں بقیۃ اللہ ہوں) اور خدا فرماتا ہے بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ان میں ایک شخص بہت بوڑھا تھا وہ ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو واللہ شعیب علیہ السلام نے یہی فرمایا تھا۔ خدا کی قسم اگر تم اس شخص کی خدمت میں نہ جاؤ گے اور اُس کو بازار سے نہ گزرنے دو گے۔ تو عذاب یا اوپر کی طرف سے تم پر نازل ہوگا یا زمین کی طرف سے۔ کتاب اکمال الدین میں منقول ہے کہ قائم آل محمدؑ اپنے خروج کے وقت پہلے اسی آیت کو تلاوت فرمائیں گے۔ پھر فرمائیں گے أَنَا بَقِيَّتُ اللَّهِ وَحُجَّتُهُ وَخَلِيفَتُهُ عَلَيْكُمْ (میں تم سب کے لئے خدا کی یادگار اور تم پر اُس کی حجت اور اُس کا خلیفہ ہوں) نیز جو شخص اُن حضرتؑ پر سلام کرے گا وہ یہ کہہ کر سلام کرے گا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ (اے زمین خدا میں خدا کی یادگار آپ پر سلام خدا ہو) ۱۲

قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ○ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ
قوم صالحؑ پر گزر گئی - اور قوم لوطؑ کے اور تمہارے مابین تو کچھ زیادہ زمانہ بھی نہیں گزرا - اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا
پھر اُسی کی طرف رجوع کرو - بیشک میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے - انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیبؑ جو کچھ

نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا
تم کہتے ہو ہم تو اُس کا بہت سا حصہ سمجھتے ہی نہیں اور ہم خود یہ دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور ہو - اور اگر

رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ○ قَالَ يٰقَوْمِ
ہم کو تمہارے گروہ کا خیال نہ ہوتا تو ہم تم پر پتھراؤ کر دیتے - اور ہماری نظروں میں تمہاری تو کچھ عزت ہی نہیں ہے - (حضرت شعیبؑ نے فرمایا)

اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ
کہ اے میری قوم آیا میرے بھائی بند تمہارے نزدیک خدا سے بھی زیادہ معزز ہیں - حالانکہ تم نے اُس کے حکم کو پس پشت ڈال دیا -

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
بیشک جو عمل بھی تم کرتے ہو میرا پروردگار اس کو احاطہ کئے ہوئے ہے - اور اے میری قوم تم اپنی جگہ جو جی چاہے کرو

اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ
میں بھی کچھ کرنے والا ہوں - آگے چل کر تم خود معلوم کر لو گے کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے اور

مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ○ وَلَمَّا جَآءَ
جھوٹا کون ہے - اور تم انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں - پھر جب ہمارا حکم آیا

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ
تو ہم نے شعیبؑ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اُن کو نجات دی اور

اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
ظالموں کو ایک چیخ نے آپکڑا پس وہ اپنے اپنے گھروں میں جس حال میں تھے

جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا
ویسے ہی رہ گئے - گویا کبھی اُن میں آباد ہی نہ ہوئے تھے - خبردار مدین کے لئے اُسی طرح پھٹکار ہوئی

بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ
جیسی کہ ثمود کے لئے - اور بیشک ہم نے موسٰیؑ کو اپنے احکام اور

مُّبِيْنٍ ○ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَا
کھلی دلیلوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا پھر ان سب نے فرعون ہی کے حکم کی تعمیل کی - حالانکہ

۵۱ وَارْتَقِبُوْٓا الاکمال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبر و انتظار و کشائیش کیسی اچھی چیز ہے کیا تم نے پروردگار عالم کا یہ قول نہیں سُنا کہ فرماتا ہے وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ خوشی کا انتظار بھی خوشی کا باعث ہوتا ہے ۱۲

۵۲ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ الجوامع میں مروی ہے کہ جبرئیلؑ امین نے اُن پر ایک چیخ ماری جس سے اُن میں سے ہر شخص کی رُوح نکل گئی - اور جس حال میں اور جہاں تھا وہیں رہ گیا ۱۲

۵۳ اِلَّا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ایک قول کے بموجب خدائے تعالےٰ نے مدین والوں کو قوم ثمود سے تشبیہ اس لئے دی - کہ اُن پر بھی چیخ کا عذاب نازل ہوا تھا اور ان پر بھی - مگر فرق یہ تھا کہ قوم ثمود پر چیخ کا عذاب زیر زمین سے تھا اور مدین والوں پر چیخ کی آواز اوپر سے آئی تھی ۱۲

ع ۱۲ ۸

أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

فرعون کا حکم راستی کے مرانی نہ تھا۔ قیامت کے دن فرعون اپنی قوم کے آگے آگے آئے گا اور اُن سب کو جہنم میں پہنچا دیگا

النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ۝ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً

اور وہ کیسی بُرے اتارے کی جگہ ہوگی جہاں اتریں گے۔ اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی ہے

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۝ ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ

اور قیامت کے دن بھی کیسا بُرا عطیہ ہے جو ان کو ملے گا۔ یہ (قصے) بستیوں کے قصوں میں سے ہیں

الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ ۖ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

جو ہم تمہیں سُنا رہے ہیں بعض اُن میں سے باقی ہیں اور بعض اُجڑ گئیں۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

وَلَٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ۖ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي

بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم توڑا پس جب حکم خدا آیا تو اُن کے وہ معبود جنہیں وہ

يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَمَا

خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے اور سوائے ہلاکت بڑھا

زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ

دینے کے انہوں نے اور کچھ نہ کیا۔ اور تمہارے پروردگار کی گرفت جس وقت بھی اُس نے ظالم آبادیوں کی گرفت کی ہے

وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

ایسی ہی ہوتی ہے۔ بیشک اس کی گرفت سخت دردناک ہوتی ہے۔ بیشک اس میں اس شخص کے لئے نشانی ہے

لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ

جو عذاب آخرت سے ڈرتا ہو یہی دن کل آدمیوں کے لئے جمع ہو گا

وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَعْدُودٍ ۝

اور یہی دن ہے کہ گواہیاں گزریں گی۔ ہم ایک مقررہ وقت تک اُس کو تاخیر میں ڈال رہے ہیں۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۝

جس دن وہ دن آئے گا اُس دن کوئی نفس بغیر اس کے حکم کے بات نہ کر سکے گا پس کوئی اُن میں سے بدنصیب ہوگا اور کوئی خوش نصیب ہوگا۔

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝

اب رہے وہ لوگ جو بدبخت ہوں گے جہنم میں پڑے ہائے وائے کریں گے۔

خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا

اور جس وقت تک آسمان و زمین باقی رہیں گے وہ اُسی میں رہیں گے سوائے اُس کے کہ

۱ لَعْنَةً تفسیر قمی میں ہے کہ اس جگہ لعنت کے معنی ہلاک اور غرق ہونے کے ہیں قول مترجم۔ لعنت کے لغوی معنی رحمت سے دور کر دینا۔ اور رحمت سے دور کرنے کی دعا کرنا۔ جب آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو پچھلے معنی لئے جاتے ہیں اور جب خدا کی طرف منسوب ہو تو پہلے معنی اور جب خدا نے کسی کو رحمت سے دور کر دیا تو اب عذاب جس قسم کا اس کے لئے مناسب جانے تجویز فرما دے جیسا اُن نافرمانوں کے لئے تجویز فرمایا جن کا ذکر چلا آتا ہے ۱۲ ۲ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کو مبتلا کرتا ہے۔ تو پھر ڈھیل نہیں دیتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲ ۳ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تفسیر قمی میں ہے کہ انبیاء اور رسول اُس دن لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اور ایک قول کے بموجب آسمانوں کے رہنے والے ہوں تو اور زمین کے رہنے والے ہوں تو سب کے برخلاف اُس دن گواہی گزرے گی کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے ایک کلام زہد اور نصائح کے بارے میں منقول ہے از آنجملہ یہ فقرہ بھی ہے کہ یہ سمجھ لو کہ آج کے بعد ایک دن عظمت میں بہت بڑا اور لوگوں کو رُلانے والا اور دلوں کو درد میں ڈالنے والا آئے گا۔ اور وہ قیامت کا دن ہوگا اور اسی کی خدا نے یہ تعریف فرمائی ہے ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ یعنی اللہ تعالیٰ اُس میں اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔ ۱۲ ۴ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ۔ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی معنی کی دو آیتیں اور بھی ہیں ایک لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (وہ بات نہ کر سکیں گے سوائے اُس کے جس کو خدائے تعالیٰ (بات کرنے کی) اجازت دے اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک بیان کرے گا) دوسری آیت یہ ہے هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ (یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ بول نہ سکیں گے اور نہ اُن کو اذن دیا جائے گا کہ وہ عذر کریں۔) ۱۲ +

شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

تمہارے پروردگار کو کچھ اور منظور ہو۔ بیشک تمہارا پروردگار جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے۔ اور رہے وہ جو

سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

خوش نصیب ہوں گے برابر جنت میں رہیں گے جب تک زمین و آسمان باقی ہے اور

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ○ فَلَا تَكُ

سوائے اس کے کہ تمہارے پروردگار کو کچھ اور (بہتری) منظور ہو (یہ) ایک ایسا عطیہ (ہوگا) جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

جن چیزوں کی یہ پرستش کرتے ہیں ان کے بارے میں کچھ شک نہ کرنا۔ یہ بھی ویسی ہی پرستش کرتے ہیں جیسی ان کے

اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ○ ع

باپ دادا پرستش کرتے آئے۔ اور ہم ان کا حصہ (عذاب) بغیر کم کئے پورا پورا ان کو پہنچا دیں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور بیشک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی پھر اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے رب کی بات

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ

(متعلق مہلت) پہلے نہ گزر چکی ہوتی تو ان کے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور وہ لوگ یقیناً اس کے بارے میں حیرت انگیز شک میں

مُرِيْبٍ ○ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا

پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کو تمہارا پروردگار ان کے اعمال کا بدلا پورا پورا دے گا بیشک

يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

جو عمل وہ کرتے ہیں اس سے وہ آگاہ ہے۔ جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر تم خود اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں

وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى

وہ قائم رہو اور حد سے نہ بڑھو۔ جو عمل تم کرتے ہو اس سے وہ ضرور آگاہ ہے۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ورنہ آگ تم کو چھوئے گی اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہوگا

مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

اور نہ پھر تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور صبح و شام

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کرو۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

۱ فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے دنیاکی جنتیں مراد ہیں۔ جن کی طرف مومنین کی روحیں منتقل ہو جائیں گی اور یہ جو فرمایا غَيْرَ مَجْذُوْذٍ اس سے مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے جا ملے گا۔ یہ ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو عذاب قبر کا اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں ثواب و عذاب ملنے کا انکار کرتے ہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی ان آیتوں کی تفسیر خدا تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا (وہ ایک آگ ہے جس میں وہ صبح و شام جھونکے جائیں گے) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالم برزخ کی ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا۔ کیونکہ خود قیامت میں نہ صبح ہے نہ شام۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (جس دن قیامت قائم ہوگی کہا جائے گا کہ فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں پہنچا دو) ۲ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے ایسا ہی اختلاف کیا تھا جیسا کہ اس امت نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے۔ اور جس وقت قائم آل محمد اس قرآن مجید کو لے کر آئیں گے جو ان کے پاس ہے تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف کریں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض آدمی اس کا قطعی انکار کر دیں گے اور ان حضرت کے حکم سے سب سے پہلے ان ہی کی گردن ماری جائے گی ۱۲ ۳ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی

۹ ع ۱۴ ۹

یہ منقول ہیں کہ ارادہ کی پختگی کے ساتھ صرف خدا سے احتیاج رکھو۔ اور جناب عبداللہ ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس آیت سے زیادہ کوئی آیت شاق نہیں گزری۔ اسی سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سُوْرَةُ هُوْد۔ سُوْرَةُ وَاقِعَة۔ اور ایسی ہی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے۔ اور صبر کرو بیشک اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا

نہیں فرماتا۔ پس تم سے پہلے زمانوں میں ایسے دانشمند (بہت سے) کیوں نہ ہوئے جو زمین میں

بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ

فساد کرنے سے باز رکھتے گنتی کے لوگ اُن میں ضرور ایسے تھے

اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا

جن کو ہم نے نجات دی اور (علی العموم) ظالم اُن نعمتوں کے پیچھے پڑ گئے جو اُن کو دی گئی تھیں اور

مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

وہ گناہگار ہوئے۔ اور تمہارے پروردگار کا یہ کام نہیں ہے کہ ظلم کر کے بستیوں کو برباد کرے جس حال میں کہ ان کے باشندے

مُصْلِحُوْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا

نیک ہوں۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو کل آدمیوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا (اب تو برابر)

يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ

وہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ سوائے اُن کے جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے۔ اور اسی (رحمت) کیلئے انکو پیدا کیا ہے

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گا کہ میں جہنم کو کل (نافرمان) جنوں اور آدمیوں سے

اَجْمَعِيْنَ ۝ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا

پاٹ دوں گا۔ اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر ایک تم سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ

نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّ

اُس سے تمہارا دل مضبوط کر دیں اور ان قصوں کے بیان سے تم تک تو حق پہنچتا ہے اور مومنین کے لئے

ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

نصیحت و یادگاری ہوتی ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ہیں اُن سے کہدو کہ

عَلٰي مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

تم اپنی جگہ (جو جی چاہے) کام کئے جاؤ۔ ہم بھی (کچھ) کریں گے۔ اور انتظار کئے جاؤ ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں سب اللہ ہی سے متعلق ہیں اور کل معاملہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

سلہ وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے ہوں۔ صاحب تفسیر حقانی فرماتے ہیں کہ انصاف جب ہو سکتا ہے کہ رحم زیادہ ہو اور مروت اتنی ہو کہ دوسرے کے حق کے مقابل میں اپنے حق سے چشم پوشی کرے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں باقی رہ سکتی ۱۲

سلہ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ سے خدا تعالیٰ نے وہ لوگ مراد لئے ہیں جنہوں نے اس اُمت میں ہو کر ہم سے مخالفت کی اور حالت اُن کی یہ ہے کہ وہ اپنے ہی مذہب میں ایک دوسرے کے مخالف رہتے ہیں۔ رہا خدا تعالیٰ کا یہ قول اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ پس یہ مومنین میں سے ہمارے محب اور دوستدار ہیں وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ سے یہ مطلب ہے کہ ہماری ولایت کے لئے اُن کو خاص مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ سے یہ مراد ہے کہ وہ دین میں ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے اور اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ سے مراد ہیں آل محمد اور اُن کے پیرو۔ اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اس میں بھی اہل رحمت مراد ہیں جو بوجہ رحمت خدا اختلاف کرنے والوں سے علیحدہ کر دئے گئے جو دین میں اختلاف نہ کریں گے۔ قول مترجم۔ اس امر کی توضیح کے لئے یوں سمجھو کہ شیعوں کے امام بارہ ہیں مگر بارہ باٹ نہیں بلکہ ایک راہ پر چلنے والے ہیں ۱۲ سلہ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی شقاوت کے سبب ان کی شان میں یہ آ چکا تھا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۱ رکوع نمبر ۱۴۔

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے تمہارا پروردگار غافل نہیں ہے۔

آیاتها ١١١ — کلماتها ١٨٠٨ — سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ — حروفها ٧١٣١ — رکوعاتها ١٢

(سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

الٓرٰ — یہ — کھلی — کتاب کی آیتیں ہیں۔ — بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

تاکہ تم لوگ سمجھو۔ — اس قرآن میں ہم نے جو کچھ تمہاری طرف — وحی کی اُس میں سے

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

سب سے اچھا قصہ (اب) بیان کرتے ہیں۔ — اور پہلے سے تم — اس سے ضرور

الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ

ناواقف تھے۔ — (اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ یوسف نے اپنے والد سے عرض کی کہ بابا جان — میں نے (خواب میں)

عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝

گیارہ ستاروں کو — اور — سورج اور چاند کو — دیکھا

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ

(یعقوبؑ نے) فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے — اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہہ دینا — مبادا وہ تم سے کوئی

كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

چال چلیں۔ — بیشک شیطان — انسان کا — کھلا دشمن ہے۔ — اور — اسی طرح

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ

تمہارا پروردگار تم کو منتخب فرمائے گا اور — تم کو خوابوں کی — تعبیر سکھائے گا

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ

اور تم پر — اور — آل — یعقوب پر — اپنی نعمتیں پوری کرے گا جیسے کہ پہلے تمہارے پردادا

قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ع لَقَدْ

اور دادا — ابراہیم و اسحٰق پر پوری کر چکا ہے۔ — یقیناً تمہارا پروردگار — صاحب علم و حکمت ہے۔ — بہ تحقیق

---

ع ١٠ / ١٤ / ١٠

ف قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا تفسیر صافی میں ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عربی سیکھو۔ کیونکہ یہ وہ زبان ہے جس میں اللہ نے اپنی مخلوق سے باتیں کی ہیں ۱۲ ف اَحْسَنَ الْقَصَصِ تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا ہے کہ اس میں بہت سی عجیب اور حکمت اور عبرت کی باتیں صحیح واقعات کے ساتھ عمدہ پیرائے میں بہت خوبی سے بیان کی گئی ہیں ۱۲ ف اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ تفسیر صافی میں جابر ابن عبداللہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی آیا جس کا نام بستان تھا اور اُس نے یہ عرض کی کہ اے محمدؐ مجھ کو وہ ستارے بتایئے جو یوسفؑ نے دیکھے تھے کہ وہ اُن کو سجدہ کر رہے ہیں اُن کے نام کیا کیا ہیں۔؟ آنحضرتؐ نے اُس دن یہودی کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو ان کے ناموں سے اطلاع دی۔ تب آنحضرتؐ نے کسی کی معرفت اُس یہودی کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ اگر میں اُن ستاروں کے نام بتا دوں تو تو اسلام میں داخل ہو جائے گا؟ اُس نے عرض کی ضرور۔ پس آنحضرتؐ نے یہ نام بتائے۔ جربان۔ طارق۔ ذیال۔ ذوالکتفین۔ قابس۔ وثاب۔ عمودان۔ فیلق۔ مصبح۔ ضروح۔ ذوالفروع۔ ضیاء۔ نور۔ ان کو حضرت یوسفؑ نے آسمان سے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اور جب یہ قصہ حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر پراگندہ پر دلالت کرتا ہے جس کو خدا تعالیٰ بعد میں جمع کرے گا۔ بستان نے آنحضرتؐ سے یہ سن کر کہا کہ واللہ ان کے یہی نام تھے اور اسلام قبول کیا ۱۲ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں بروایت جابر یہی روایت درج ہے اور آگے یہ بھی تصریح ہے کہ ضیاء سے مراد شمس ہے اور نور سے مراد قمر۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ایک آسمان پر محیط ہے۔ تفسیر قمی میں

ع ١ / ٦ / ١١

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ

یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصے میں سوال کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ

وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ

(سب بھائی) کہنے لگے کہ یقیناً یوسف اور اس کا حقیقی بھائی ہماری بہ نسبت ہمارے باپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک

ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ ۨ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

مضبوط گروہ ہیں بیشک ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں۔ یوسف کو قتل کر ڈالو یا اس کو کسی (غیر آباد) جگہ میں ڈال دو کہ تمہارے والد

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ

کی توجہ تمہاری ہی طرف ہو جائے اور اس کے بعد تم نکوکار رہنا ان ہی میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہا

مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یوسف کو قتل تو نہ کرو اور اس کو کسی کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو کہ اسے کوئی

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ

راہ گیر اٹھا لے جائے۔ (اب باہم مشورہ کر کے آئے اور) کہنے لگے کہ بابا جان یہ کیا بات ہے کہ یوسف کے بارے میں

لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا

آپ ہم پر بھروسا نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر طلب ہیں۔ کل صبح اسے ہمارے ساتھ بھیجئے

غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ

کہ جنگل میں وہ میوے کھائے اور کھیلے کودے اور اس کی حفاظت کو تو ہم موجود ہی ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ اس بات سے تو مجھے رنج ہوگا

اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ

کہ تم اسے لے جاؤ اور اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے

غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا

بے خبر ہی رہو۔ انہوں نے عرض کی کہ جس حال میں ہم ایک قوی گروہ ہیں اگر اس کو بھیڑیا کھا گیا تو پھر ہم تو بالکل

لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ

نکمے ہی ہوئے۔ چنانچہ جب وہ اسے لے گئے اور اس بات پر اجماع کر لیا کہ اسے

غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا

گہرے کنوئیں میں ڈال دیں۔ تو ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ضرور بالضرور (ایک وقت) تو ان کو ان کا یہ فعل جتلائے گا

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝

اور وہ پہچانتے نہ ہوں گے۔ اور وہ سب شام کو اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آئے۔

(بقیہ حواشی صفحہ گذشتہ) **۴۹** اَخُوْتِكَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ کے تو گیارہ بھائی تھے۔ مگر ان میں سے حقیقی بھائی ایک تھا۔ جس کا نام بنیامینؑ تھا اور یہ خواب حضرت یوسف علیہ السلام نے نو برس کے سن میں دیکھا تھا۔

قول مترجم۔ حضرت یوسفؑ کے کل بھائیوں کے نام یکجائی کسی معصومؑ کی روایت سے نہیں ملتے ۱۲ **۵۰** تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اس سے مراد ہیں خواب کی تعبیریں اس لئے کہ اگر سچا ہوتا ہے تو وہ فرشتوں کی باتیں ہوتی ہیں اور اگر جھوٹا ہوتا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی باتیں ہوتی ہیں ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) **۵۱** اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کے قصے میں خدا تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیلیں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں موجود ہیں دلیل اُس کی یہ ہے کہ اجوامع میں ہے کہ یہودیوں نے مشرکین کے سرداروں سے کہدیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کرو کہ آلِ یعقوبؑ شام سے مصر کیوں منتقل کئے گئے۔ اور یوسفؑ کا یہ کیا قصہ ہے؟ آنحضرتؐ نے باوجودیکہ نہ کبھی وہ قصہ سُنا اور نہ کوئی کتاب پڑھی تھی مگر وحی خدا کے بموجب اُن کو اصل قصہ سُنا دیا ۱۲ **۵۲** ضَلٰلٍ یہاں ضلال رشاد اور ہدایت کی ضد نہیں ہے بلکہ اس کے معنی ہیں عشق و محبت میں اعتدال سے بڑھ جانا **۵۳** قَآئِلٌ مِّنْهُمْ۔ ایک قول کے بموجب یہ کہنے والا یہودا تھا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے کل بھائیوں میں سب سے زیادہ صائب رائے رکھنے والا تھا۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ کہنے والا لاوی تھا ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ

کہنے لگے کہ بابا جان ہم تو آپس میں دوڑ لگانے لگے تھے اور یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

چھوڑ دیا تھا پھر اُس کو بھیڑیا کھا گیا اور گو ہم سچے بھی ہوں مگر آپ ہماری بات

صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ

کب ماننے والے ہیں۔ اور یوسفؑ کے کُرتے پر جھوٹا خون لگا لائے۔ یعقوبؑ نے فرمایا (یوں تو نہیں

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

ہے) بلکہ کسی بڑی کارروائی پر تمہارے نفسوں نے ورغلا کے آمادہ کیا۔ لہٰذا صبر بہتر ہے۔ اور جو کچھ تمہارا بیان ہے اُس کے متعلق

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى

خدا ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ (وہاں) ایک قافلہ آ گیا انہوں نے اپنے سقّے کو بھیجا اُس نے اپنا ڈول

دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ

جا ڈالا (یوسفؑ حکم خدا سے اس ڈول میں بیٹھ گئے کھینچنے والے نے جب دیکھا تو) بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے اور اُسے

عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

پونجی سمجھ کر چھپا لیا حالانکہ جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اس سے آگاہ تھا۔ (بھائی خبر پا کر پہنچے) اور یوسفؑ کو ناقص قیمت چند درہموں (گنتی

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ

کے ٹکوں) پر بیچ آئے کہ وہ یوسفؑ سے متنفر تھے۔ اور مصر کے جس شخص نے ان کو خریدا

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ

اُس نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس کو اچھی طرح رکھیو شاید یہ ہم کو نفع پہنچائے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۫

یا ہم اسے متبنّیٰ ہی کر لیں اسی طرح ہم نے یوسفؑ کو اُس پردیس میں جگہ دے دی

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى

اور یہ بھی غرض تھی کہ اُس کو خواب کی تعبیر سکھا دیں۔ اور خدائے تعالیٰ اپنے معاملات میں سب پر

اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ

غالب رہتا ہے لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ اور جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچ گیا

اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ہم نے اُس کو حکمت و علم عطا کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔

---

۵۱ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ایک بکری کا بچہ اُن کے کرتے پر ذبح کیا تھا اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے وہ کرتہ لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بھیڑیا یوسفؑ پر تو ایسا غضبناک تھا کہ اس کو کھا گیا اور کرتے پر ایسا مہربان کہ اسکو پھاڑا تک نہیں ۱۲

۵۲ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث نبوی میں ہے کہ صبر جمیل وہ ہے کہ جس میں مخلوق سے کوئی شکایت نہ کی جائے ۱۲

۵۳ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۔ تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اُن کی باتیں سنیں تو خدا کی طرف توجہ کی عبرت حاصل کی اور خدائے تعالیٰ نے جو وحی فرمائی تھی کہ بلا کے لئے تیار رہنا وہ یاد آ گئی۔ اور بھوکے پڑوسی کو کھانا کھلانے میں جو غفلت ہو گئی تھی اُس کے متعلق آزمائش شروع ہونے کا یقین ہو گیا۔ بیٹوں سے فرمایا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۔ یہ بھی فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یوسف علیہ السلام کا گوشت بھیڑیے کو نہیں کھلائے گا جب تک کہ اُس کے سچے خواب کی تعبیر میں نہ دیکھ لوں ۱۲

ع ۲ ۱۴ ۱۲

۵۴ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ درہم بیس تھے۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے اس قدر اور زیادہ ہے کہ یہ ایک شکاری کتے کی قیمت زیادہ ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبح ہوئی تو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ چلو دیکھیں یوسفؑ مر گیا یا جیتا ہے۔ یہاں پہنچے تو کنوئیں کے پاس ایک قافلہ کو پایا۔ قافلہ کے سقّے نے ڈول ڈالا۔ کھینچا تو اُس کے ساتھ ایک لڑکا نکلا اُس نے خوش ہو کر اپنے ساتھیوں کو متوجہ کیا کہ آہا یہ تو ایک لڑکا نکل آیا۔ ابھی لڑکے کو نکالا ہی تھا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی آ پہنچے اور کہنے لگے یہ تو ہمارا غلام ہے۔ کل بھاگا تھا اور اس

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَ

اور اس عورت نے جس کے گھر میں یوسفؑ تھے خود اُن کی خواہش کی اور پھسلایا اور دروازے بند کرکے کہا آؤ

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ

جلدی کرو (یوسفؑ نے) کہا (ہرگز ایسا نہ ہوگا) خدا کی پناہ (یہ نہیں ہوسکتا) یقیناً میرے مالک نے میرے ساتھ نیک سلوک

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ

کیا ہے بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔ اور ضرور زلیخا نے یوسفؑ سے بدی کا قصد کیا اور یوسفؑ بھی زلیخا سے ایسا قصد

رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ

کرتے اگر اپنے رب کی دلیل دیکھے ہوئے نہ ہوتے یہ اس لئے کہ ہم نے ان سے بدی اور بے حیائی کی بات کو دور رکھا۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

بیشک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے اور اس عورت نے

قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا

یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور اُس کے شوہر سے دروازے کے قریب دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ اُس عورت نے کہا کہ جو

جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ

تیری زوجہ سے بدی کا قصد کرے اُس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ اُس کو قید کیا جائے یا دردناک عذاب

أَلِيمٌ ۝ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

(دیا جائے)۔ یوسفؑ نے کہا کہ اس عورت نے مجھے خود مائل کرنا چاہا اور اس عورت کے کنبے سے ایک گواہ نے

مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

گواہی دی کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ سامنے سے پھٹا ہوا ہو تب تو یہ عورت سچی ہے

وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہو

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ

تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچوں میں سے ہے۔ پھر جس وقت اُن کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا

مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝

تو (عزیز مصر نے) کہدیا کہ بیشک یہ تم عورتوں کا چلتر ہے اور تمہارا چلتر بڑا چلتر ہے۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ

اے یوسفؑ تم تو اب اس کو بھول جاؤ۔ اور (اے زلیخا) تو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ۔

سلہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس واقعہ سے جن جن کا تعلق ہے وہ یہ ہیں خود حضرت یوسف علیہ السلام۔ زلیخا۔ شوہر زلیخا شہر مصر کی عورتیں جو مہمان بلائی گئی تھیں۔ گواہ جنہوں نے گواہی دی۔ خود پروردگار عالم اور ابلیس اور ان سبنے یوسف علیہ السلام کی برأت کی گواہی دے دی ہے۔ پس کسی مسلم کے لئے تو جگہ رہی نہیں کہ اس باب میں ذرا بھی توقف کرے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اقوال تو یہ موجود ہیں هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي" (یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اس عورت نے مجھے خود مائل کرنا چاہا) رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ (پروردگارا جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اُس کی بہ نسبت قید مجھے زیادہ پسند ہے) اور زلیخا کے یہ اقوال موجود ہیں وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ (میں نے خود اُس کو پھسلانا چاہا مگر وہ معصوم ثابت ہوا) أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ (میں نے اُس کو پھسلانا چاہا تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے) شوہر زلیخا کا یہ قول ہے إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ (بیشک یہ تم عورتوں کا چلتر ہے اور تمہارا چلتر بڑا چلتر ہے) شہر کی عورتوں کا قول ہے امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (عزیز مصر کی بیگم اپنے غلام کو پھسلاتی ہے۔ وہ اُس کی محبت میں چور ہوگئی ہے ہم تو اُس کو کھلے طور پر فریفتگی میں پاتے ہیں) نیز ان کا یہ قول ہے حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ (حاشا للہ ہم نے اس میں کوئی بدی نہیں پائی) رہے گواہ خدائے تعالے فرماتا ہے شَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا الخ (اُس عورت کے کنبے میں سے ایک گواہ نے گواہی دی الخ) آپ رہی خدائے تعالے کی شہادت وہ فرماتا ہے كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۔ رہا ابلیس کا اس بارے میں خاص اقرار تو اس نے یہ کہا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (پس تیری ہی عزت کی قسم ہے میں *

* [illegible]

إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ

بیشک خطاوار تو ہی ہے۔ اور شہر کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بیگم

الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا

اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اُس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے بیشک ہم تو اسکو

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ

کھلی غلطی میں پاتے ہیں۔ پس جس وقت زلیخا نے ان کا طعن سُنا تو اُن کو بلوا بھیجا

وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَ

اور اُن کے لئے ایک مجلس تیار کی اور اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری (مع ایک ایک ترنج) دے دی اور

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

یوسف ع کو کہا کہ اُن کے سامنے آجاؤ۔ پس جس وقت اُن عورتوں نے یوسف ع کو دیکھا تو اُن کی عظمت کا سکہ اُن کے دلوں پر

وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝

بیٹھ گیا اور بے تحاشا ان عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بول اُٹھیں کہ حاشا للہ یہ آدمی نہیں ہے یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔

قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن

زلیخا نے کہا کہ یہی تو ہے جس کے بارے میں تم مجھے نام رکھتی ہو۔ میں نے خود اس کو پھسلانا چاہا

نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَ

مگر وہ معصوم ثابت ہوا۔ اور جو حکم میں اُس کو دیتی ہوں اگر یہ اُس کو نہ کرے گا تو ضرور یہ قید (بھی) کیا جائیگا اور

لَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ

ذلیل (بھی) ہو جائے گا۔ یوسف ع نے عرض کی کہ پروردگارا جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بُلاتی ہیں

مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ

اُس کی بہ نسبت قید مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر تو ان کا چلتر مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں

إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ

ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور میرا شمار بھی جاہلوں میں ہو جائے۔ پس خدائے تعالیٰ نے یوسف ع کی دُعا قبول کرلی

فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ثُمَّ

اور ان عورتوں کا چلتر اس سے دُور کر دیا۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ پھر بعد

بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

اُن نشانیوں کے دیکھ لینے کے بھی اُن کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ کچھ عرصے کے لئے یوسف ع کو قید کر دیں۔

ع ۳ / ۱۳

۱ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا لفظی معنی یہ ہیں کہ عشق نے اس کے دل کے شغاف کو پھاڑ ڈالا تھا اور اندر تک اثر کر گیا تھا اور شغاف دل کا ایک پردہ ہوتا ہے۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی محبت نے زلیخا کے دل کو اور سب آدمیوں کی طرف سے ہٹا دیا تھا۔ اور کوئی سمجھ ہی میں نہیں آتا تھا۔

۲ مُتَّكَأً تفسیر صافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل مصر کا دستور تھا کہ کھانے پینے کے وقت غرور سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ اس لئے شرع محمدی میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ تفسیر قمی میں اس کی قرأت مُتْكًا بھی لکھی ہے یعنی اُترُج۔ جس کے معنی ہیں نارنج یا چکوترہ۔ اور صورت واقعہ یہ لکھی ہے کہ زلیخا نے تمام بڑی بڑی عورتوں کو بلایا۔ اپنے گھر میں جمع کیا اور ان کی ایک مجلس ترتیب دی اور ہر ایک عورت کو ایک ایک نارنج اور ایک ایک چھری دے دی۔ پھر اُدھر ان لوگوں سے کہا کہ کاٹو اور یوسف علیہ السلام سے جو الگ ایک حجرے میں تھے کہا کہ نکل آؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر وہ کل عورتیں ایسی مدہوش ہوئیں کہ بجائے نارنج کاٹنے کے انہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے ۱۲

۳ مَلَكٌ كَرِيمٌ۔ مطلب اُن کا یہ ہے کہ جمال ان کا جمال بشری سے زیادہ اور کمال ان کا کمال انسانی سے فائق اور اس پر کمال عصمت جو خاصہ ملکوتی ہے وہ بھی حاصل ہے ۱۲

ع ۴ / ۱۴

۴ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ یہ زلیخا کا اقرار حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے ۱۲

۵ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ تفسیر قمی میں ہے کہ اُس دن شام ہونے سے پہلے پہلے جس جس عورت نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تھا اپنے اپنے لئے اُن کے پاس پیغام بھیجا۔ یوسف علیہ السلام اس مکان سے گھبرا گئے اور یہ فقرہ اپنی زبان سے کہا ۱۲

۶ الْآيَاتِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الآیات سے مراد چھوٹے بچے کی گواہی۔ کُرتے کا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھنا

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ

اور قید خانہ میں ان حضرت کے ساتھ ساتھ دو جوان اور داخل ہوئے - اُن میں سے ایک نے یہ کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ

میں انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہوں - اور دوسرے نے یہ کہا کہ میں نے یہ دیکھا کہ میں اپنے سر پر

خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

روٹیوں کا ایک خوان اٹھائے ہوئے ہوں جس میں سے پرند کھا کھا جاتے ہیں ان کی تعبیر ہم کو بتلا دیجئے - بیشک ہم آپ کو نیک آدمیوں میں سے

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا

خیال کرتے ہیں - حضرت یوسف ؑ نے فرمایا کہ جو کھانا تم کو دیا جاتا ہے اُس کے آنے سے پہلے پہلے میں تم کو

بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ

تعبیر بتلا دوں گا یہ بوجہ اس کے ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو علم عطا فرمایا بیشک میں نے

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے

كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

منکر ہیں - اور میں نے اپنے پردادا - دادا - باپ ابراہیم ؑ و اسحٰق ؑ و یعقوب ؑ کے مذہب کی پیروی کی ہے

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

ہم لوگوں کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کا شریک قرار دیں یہ

عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

ہم پر اور کل آدمیوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن بہت سے آدمی شکر ادا نہیں کرتے -

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ

اے میرے قید خانے کے ساتھیو! آیا جُدا جُدا پروردگار اچھے ہیں یا خدائے یکتا

الْقَهَّارُ ۝ؕ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ

جو سب پر غالب ہو - اس کے سوا جن جن کو تم پوجتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں جن کے متعلق خدا نے کوئی سند نہیں اتاری - (حالانکہ) اصل حکومت

لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ

خدا ہی کی ہے - اور اس نے یہ حکم دیا ہے کہ تم سوائے اُس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو - سیدھی راہ یہی ہے

سلہ فَتَيٰنِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بادشاہ مصر کے دو غلام تھے ایک بادشاہ کی روٹی پکانے والا اور دوسرا پینے کی چیزوں کا تیار کرنے والا ۱۲ سلہ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو زندان خانے میں قید کا حکم دیا تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو خواب کی تعبیر کا علم بذریعہ الہام کے بتا دیا پس قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے - اور یہ دونوں جوان اسی دن قید خانے میں بھیجے گئے تھے جس دن خود حضرت یوسف علیہ السلام داخل کئے گئے تھے - رات تو انہوں نے بسر کی اور صبح کو ان دونوں نے آ کے عرض کی کہ ہم نے ایک ایک خواب دیکھا ہے تعبیر بیان کیجئے - فرمایا - کیا کیا دیکھا ہے؟ اس پر اُن دونوں اپنا اپنا خواب بیان کیا جو اس آیت میں قَالَ اَحَدُهُمَا سے تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ تک ہے ۱۲ سلہ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا چونکہ اہل غرض کا یہ دستور ہے کہ جب وہ اپنے کام کو آئیں تو جس کے پاس آئیں گے اپنا کام پورا ہونے کے قبل جو کچھ وہ کہنا چاہے گا وہ سُن بھی لیں گے - اور انبیاء و اوصیاء کا یہ دستور تھا کہ جن ہدایت و ارشاد کے لئے وہ مبعوث کئے گئے تھے معجزہ دکھلانے سے پہلے وہ خدا کے اسی کام کو انجام دیتے تھے - چنانچہ ان آیتوں کا پڑھنا ناظرین کو بتلا دے گا کہ خواب کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے کس خوبی سے خدا پرستی سکھلائی ہے اور مذمت بت پرستی دکھلائی ہے ۱۲ سلہ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اب یہاں سے خواب کی تعبیر بیان فرمانی شروع کی تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت یوسف ؑ نے پہلے سے فرمایا کہ تو عنقریب قید خانے سے نکلے گا اور جس عہدے پر تو تھا یعنی آبدار خانہ کا داروغہ - اسی عہدہ پر تو چلا جائے گا اور بادشاہ کی نظروں میں تیری وقعت بڑھ جائے گی ۱۲

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ

لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو

اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ

تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا رہا دوسرا سو پھانسی دیا جائے گا اور اُس کا بھیجا

الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ؕ

پرندے ٹھونگیں مار مار کر کھائیں گے۔ وہ معاملہ جس کے بارے میں تم دریافت کرتے تھے طے ہو گیا۔

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ

اور ساتھ ہی اس کے ان دونوں میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا اس سے یہ کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر کر دیجیو

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

پس شیطان نے اسے آقا کے سامنے یہ ذکر کرنا بھلا دیا اور اس طرح یوسفؑ کئی برس قید خانے

سِنِيْنَ ۝ؕ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ

میں رہے۔ اور بادشاہ مصر نے یہ کہا کہ میں نے سات موٹی تازی گائیں دیکھیں

يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ

جن کو سات دُبلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات ہری بھری بالیں دیکھیں اور دوسری سات سوکھی (جو انپر غالب آگئیں)

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

اے حاضرین دربار اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کی

تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

تعبیر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ

تعبیر نہیں جانتے۔ اور اس شخص نے جو ان دو میں سے چھوٹ کر آیا تھا اور عرصے کے بعد

بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ يُوْسُفُ

اس نے یوسفؑ کو یاد کیا یہ کہا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر بتا سکتا ہوں (بشرطیکہ تھوڑی دیر کے لئے) مجھے بھیج دو (بھیجا گیا تو جیلخانے پہنچا

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

اور وہاں جا کر یہ عرض کی کہ) اے یوسفؑ سب سے زیادہ سچے ہم لوگوں کو اس کی تعبیر دیجئے کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دُبلی پتلی گائیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ

کھا گئیں اور سات ہری بھری بالوں کو سات سوکھی بالیں لپٹ گئیں تاکہ میں

۵۱ اَمَّا الْاٰخَرُ۔ رہا دوسرا یہ روٹیاں پکانے والا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس مردود نے خواب نہیں دیکھا تھا محض جھوٹ بولا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ بادشاہ تیرے قتل کا حکم دے گا۔ تجھے صلیب دی جائے گی اور پرندے تیرا بھیجا کھا جائیں گے۔ یہ تعبیر سن کر اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وَقُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ اب خواہ تم نے سچ کہا ہو یا جھوٹ میں جو کچھ کہہ دیا، وہ ٹلنے والا نہیں۔ (قول مترجم) عام طور پر جھوٹ بولنے کی برائی خصوصاً انبیاء و اوصیاء کے سامنے جھوٹ بولنے کی خرابی نیز جھوٹا خواب بنا لینے کی مذمت اور رسوائی

ع ۵ ۷ ۱۵

ان آیتوں سے بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔

۵۲ اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے یہ کہا ویسے ہی خدائے تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ اے یوسفؑ جو خواب تم نے دیکھا تھا وہ کس نے تمہیں دکھایا۔ عرض کی خداوندا تو نے سوال ہوتا کہ تم کو تمہارے باپ کا محبوب کس نے بنا دیا۔ عرض کی خدایا تو نے۔ فرمایا وہ دعا تم کو کس نے سکھائی تھی جس سے تم کنوئیں سے باہر نکلے۔ عرض کی تو نے۔ دریافت کیا کہ عورت کے پھندے سے کس نے نجات دی۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا اس بچے کی زبان کس نے کھولی جس نے تمہارے حق میں شہادت دی۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا زلیخا اور عورتوں کی چال سے تم کو کس نے محفوظ رکھا۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا تم کو تعبیر خواب کا علم کس نے دیا۔ عرض کی پروردگارا تو نے۔ فرمایا پھر تم نے

ہمارے غیر سے کیوں مدد مانگی۔ تم نے خود ہم سے سوال کیوں نہ کیا؟ کہ ہم تمہیں قید خانہ سے نکالیں۔ تم نے ہمارے ایک ادنےٰ بندے سے یہ امید کی کہ وہ ہماری ایک مخلوق کے سامنے تمہارا ذکر کرے اور خود ہم سے عرض نہ کی۔ اب اسی بنا پر کئی سال قید خانے میں رہو۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سات برس قید خانے میں رہے۔ تفسیر قمی میں جو روایت

ارجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ

لوگوں کے پاس پلٹ کے جاؤں تو وہ بھی جان لیں (کہ تعبیر بتلانے والے ایسے ہوتے ہیں) یوسف نے کہا کہ تم سات برس تک

سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا

لگاتار کھیتی کرتے رہوگے ۔ پس جیسے تم اس کھیتی کو کاٹو تو سوائے اس تھوڑے سے غلے کے جو تمہارے کھانے میں آئے

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

باقی سب کو بالوں ہی میں رہنے دینا ۔ پھر اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے

يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○ ثُمَّ

جن میں سوائے اُس تھوڑے سے کے جو تم بیج وغیرہ کے لئے رکھتے ہو جو کچھ جمع کیا ہوگا سب کھا جائیں گے ۔ پھر

يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ

اس کے بعد ایک ایسا برس آئے گا کہ جس میں لوگ سیر و سیراب ہو جائیں گے اور جس میں وہ

يَعْصِرُوْنَ ○ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ

رس نچوڑیں گے ۔ بادشاہ نے (جب یہ تعبیر سُنی) حکم دیا کہ تعبیر کرنے والے کو میرے پاس لاؤ ۔ جب شاہی

الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا تو وہ بولے کہ تو اپنے آقا کے پاس پلٹ کر جا اور اس سے یہ کہہ دے کہ اوّل عورتوں کے

الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ○

بارے میں تحقیق کرے جنھوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے میرا پروردگار تو اُن کے چلتر سے خوب واقف ہے ۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

بادشاہ نے (ان عورتوں کو بُلا کر) دریافت کیا کہ تم نے یوسف کو پُھسلایا تو تمہاری کیا کیفیت تھی ۔

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ

انہوں نے یہ کہا کہ حاشا للہ ہم نے اُس میں کوئی بدی نہیں پائی عزیز مصر کی بیگم نے

الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

اظہار دیا کہ اب تو حق کھل ہی گیا ہے میں نے اُس کو پھسلانا چاہا تھا

نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ

اور وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے (میں نے صاف اظہار دے دیا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ) اس اہتمام سے میری یہ مراد تھی کہ عزیز مصر یہ جان لے کہ میں نے

اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ○

پس پشت اس کے حق میں کوئی خیانت نہیں کی اور یہ اللہ خیانت کرنے والوں کی چال نہیں چلنے دیتا ۔

18

(بقیہ نمبر ۴۸) تو جذبۂ دی اصل تنبیہ کی گئی کہ تمہارے باپ دادا کے حقوق مجھ پر کیا ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام حیران ہوئے کہ کیا جواب دیں۔ اُس وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا اے یوسفؑ اس طرح دعا مانگو اَسْئَلُكَ بِمَنِّكَ الْعَظِيْمِ وَاِحْسَانِكَ الْقَدِيْمِ (میں تیرے بہت بڑے اور ہمیشہ کے احسانات کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں) چنانچہ اس طرح دعا مانگی تو بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور وہ ان کے قید خانے سے نکلنے کا باعث ہوا ۱۲ ۵۳ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مومن کے لئے خدائے تعالیٰ سے خوشخبری دوسرے شیطان کی طرف سے کھیل ۔ اور تیسرے اضغاث احلام ۔ اضغاث جمع ضغث کی ہے جس کے لفظی معنی ہیں طرح طرح کی گھاس پھوس ملی ہوئی جس کے معنی استعارۃً جھوٹے خواب ہیں ۔ ۵۴ بَعْدَ اُمَّةٍ لفظی معنی طویل زمانے کے بعد۔ چنانچہ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں بَعْدَ اُمَّةٍ کے معنی ہیں بعد وقت ۔

ع ۱۴ ۶

(حواشی صفحہ ہذا) ۵۵ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖ ۔ لفظی معنی ہیں کہ اناج کو اُس کی بال میں رہنے دینا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک نصیحت تھی جس کو تعبیر سے کوئی تعلق نہیں ۔ قول مترجم ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس نصیحت سے نہ صرف اہل مصر نے فائدہ اُٹھایا بلکہ تمام اہل عالم کو ایسا قاعدہ معلوم ہوا جس سے آج تک نفع اُٹھاتے ہیں۔ جس غلہ کو زیادہ زمانے تک رکھنا منظور ہو اُس کے محفوظ رکھنے کی اس سے زیادہ اچھی کوئی صورت نہیں کہ اُس کو اس کے بال میں رکھا جائے۔ اس نصیحت کی قدر و قیمت تجربہ کاروں سے پوچھئے (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں اپنے نفس کو (بدی سے) بری نہیں کہتی نفس تو بالطبع بدی کی طرف مائل ہونے والا ہے سوائے اس کے جس پر

رَبِّیْ ۭ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ

میرے پروردگار نے رحم فرمایا ہو (یعنی اُسے معصوم بنایا ہو) بیشک میرا پروردگار (بڑا) بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور بادشاہ نے

اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا

حکم دیا کہ اُسے میرے پاس لاؤ میں اُسے (خاص) اپنا خاص کر کے رکھوں گا چنانچہ جس وقت بادشاہ نے یوسفؑ سے باتیں کیں تو کہا کہ

مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ

آج کے دن سے تم ضرور ہمارے یہاں صاحب منزلت اور معتمد ہو گئے۔ یوسفؑ نے درخواست کی کہ اس ملک کے سب خزانوں پر مجھے متعین کر دو۔ (اور یقین کرو)

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ

میں کیسا حفاظت کرنے والا اور وجوہ مصارف جاننے والا ہوں۔ اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو سرزمین مصر پر قابو دے دیا۔

یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ۭ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا

کہ اس میں جہاں جی چاہے رہے۔ ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے اسی طرح پہنچا دیا کرتے ہیں اور

نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (ہاں) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور پرہیزگاری برتتے ہیں اُن کا آخرت

وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ

کا اجر بہت ہی بہتر ہے۔ اور یوسفؑ کے بھائی بھی آئے اور خود اُن تک پہنچے

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ

پس یوسفؑ نے تو اُن کو پہچان لیا حالانکہ وہ اُن کو نہیں پہچانتے تھے۔ جس وقت یوسفؑ نے ان کا سامان ٹھیک ٹھاک کرا دیا تو

ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَیْلَ

اُن سے یہ فرمایا کہ اپنے سوتیلے بھائی کو بھی میرے پاس لیتے آنا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیسے پورے پورے پیمانے دیتا ہوں

وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ

اور کیسا اچھا مہمان نواز ہوں۔ اب اگر تم اُس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے لئے

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

کچھ اجناس ہے اور نہ میرے پاس آکر پھٹکنا۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم اس کے بارے میں اس کے باپ کو بہلائیں پھسلائیں گے اور ہم

لَفٰعِلُوْنَ ۝ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ

ضرور ایسا کریں گے۔ اور (حضرت یوسفؑ) نے اپنے ملازموں سے کہہ دیا کہ اُن کا (اصل) سرمایہ اُن کے اسباب میں رکھ دو

---

سلہ اجعلنی علی خزآئن الارض
تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام پر خدا رحم فرمائے۔ اگر وہ یہ نہ فرماتے اجعلنی علی خزآئن الارض۔ تو پروردگار عالم اُسی وقت اُن کو وہاں کا بادشاہ بنا دیتا۔ لیکن اُن کے فرمانے سے ایک سال کی دیر لگی۔ جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام پیداوار کے سات برس کے زمانہ میں غلہ جمع کراتے رہے اور جب قحط کے برس آئے تو فروخت کرنا شروع کیا۔ پہلے سال روپیہ اشرفیوں کے بدلے میں کہ مصر اور حوالی مصر میں کوئی روپیہ پیسہ ایسا نہ رہا جو یوسفؑ کے قبضہ میں نہ آ گیا ہو۔ دوسرے سال زیور و جواہرات کے بدلے میں۔ تیسرے سال چوپائے اور مویشیوں کے بدلے میں۔ چوتھے سال غلاموں اور لونڈیوں کے بدلے میں۔ پانچویں سال مکانات اور دوکانات کے بدلے میں۔ چھٹے سال باغوں کھیتوں اور نہروں کے عوض میں۔ پس مصر اور
ع ۸
حوالی مصر کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو یوسف علیہ السلام کی ملکیت میں نہ آ گئی ہو۔ ساتویں سال اہل مصر نے خود اپنے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ غلہ کے عوض میں بیچ ڈالا۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے تو آج تک کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جس کو خداوند عالم نے ایسا علم حکمت و تدبیر کا عنایت کیا ہو۔ پھر یوسفؑ نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے جو اختیارات مجھ کو مصر اور حوالی مصر کے دیئے ہیں اس میں آپ کی رائے کیا ہے کیونکہ حقیقت میں میں نے اُن کو کسی بلا سے نجات نہیں دی بلکہ خدا نے میرے ہاتھوں اُن کو نجات دلوائی ہے بادشاہ نے کہا کہ رائے تو وہی ہے جو خود آپ کی رائے ہو۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہی ہے تو اے بادشاہ میں اللہ کو اور خود آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کل اہل مصر کو آزاد کیا اور اُن کے مال اور لونڈی اور غلام اُنہی کو عطا کئے۔ اور آپ بادشاہ اس شرط پر کہ آپ میری سیرت پر چلیں اور میرے حکم کے بغیر کوئی حکم نہ دیں میں نے آپ کی مہر اور آپ کا تاج و تخت آپ ہی کو واپس کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میرا فخر تو اسی میں ہے کہ میں آپ کی سیرت پر چلوں اور آپ کے حکم بغیر کوئی حکم نہ دوں۔ کیونکہ آپ نہ ہوتے تو نہ میرا ملک باقی رہتا نہ مجھے ولایت نصیب ہوتی اور میں اس قابل

رِجَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

تاکہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں پلٹ کر جائیں تو اس احسان کو بھی سمجھیں تاکہ پھر

يَرْجِعُونَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا

لوٹ کر آئیں۔ پس جب یہ اپنے والد کے پاس پلٹ کر آئے تو کہنے لگے کہ بابا جان ہمارا اناج بند کر لیا گیا ہے۔

الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

پس ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ہم اپنی رسد لائیں اور ہم ضرور اس کے محافظ رہیں گے۔

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ

(یعقوبؑ نے) فرمایا کیا میں اس کی نسبت تمہارا ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی یوسفؑ کے بارے میں کیا تھا۔

فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ وَلَمَّا فَتَحُوا

پس سب سے اچھا حفاظت کرنے والا تو اللہ ہے اور وہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جب انہوں نے

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا

اپنا اسباب کھولا تو یہ پایا کہ ان کی پونجی اُن کو لوٹا دی گئی تھی کہنے لگے کہ بابا جان اور ہم کو کیا

نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ

چاہیئے۔ یہ سرمایہ بھی ہمارا ہم کو لوٹا دیا گیا۔ اور ہم اپنے کنبہ کے لئے رسد لے آئیں گے اور اپنے

أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۝ قَالَ لَنْ

بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بار زیادہ لائیں گے۔ یہ رسد (جو لائے ہیں یہ) تو تھوڑی ہے (یعقوبؑ نے) فرمایا

أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ

کہ میں اس کو تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کی ضمانت اس بارے میں نہ دے دو کہ اسے ضرور پھر پاس لے آؤ گے

إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا

سوائے اس صورت کے کہ تم سب گھیرے میں آجاؤ۔ پس جس وقت انہوں نے ضمانت دے دی (یعقوبؑ نے) فرمایا کہ جو کچھ

نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا

ہم کہتے ہیں اللہ اُس کا ضامن ہے۔ اور فرمایا کہ اے میرے بیٹو (اس شہر میں) ایک دروازہ سے نہ جانا

مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ

مختلف دروازوں سے جانا میں خدا کے ارادہ سے تو تم کو نہیں بچاتا ہوں۔

شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

فیصلہ تو صرف اُسی کے ہاتھ ہے۔ اُسی پر بھروسا ہے۔ اور سب بھروسا کرنے والوں کو

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۸۹) نے فرمایا إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ۔ اور ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱)

۵۰ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بوجہ ہیبت و جلالت بادشاہی کے یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے نہیں پہچانا ۱۲

۵۱ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اناج اُن کو خوب دلوایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ ہم یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے ہیں وہ ہمارے ہی جدّ امجد تھے جن کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا تھا اور وہ نہیں جلے۔ اللہ نے اپنے فضل سے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور ان کو سلامت رکھا تھا۔ دریافت کیا کہ تمہارے والد کیا کرتے ہیں عرض کی کہ اب تو وہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں فرمایا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے؟ عرض کی کہ ہے مگر سوتیلا ہے۔ فرمایا کہ اب جاؤ تو اُسے لیتے آنا۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے سوتیلے بھائی دو ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ عرض کی کہ ان میں سے بڑے کو تو بھیڑیا کھا گیا تھا اور چھوٹا ہمارے والد کے پاس ہے وہ اس سے بہت مانوس ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ اب جو تم غلہ لینے آنا تو اُسے لیتے آنا ۱۲

حواشی صفحہ ہذا ۵۲ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث منقول ہے کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ بعد اس کے کہ تو نے مجھ پر توکل کر لیا اب میں دونوں کو تیرے پاس واپس کر دوں گا ۱۲ ۵۳ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ چونکہ یعقوبؑ کے سب بیٹے بڑے حسین بڑے خوبصورت اور بڑے کڑیل جوان تھے اور تمام ملک مصر میں مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ ان کے ساتھ خاص عنایت سے پیش آیا ہے اور ان کو تقرب حاصل ہوا ہے۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام کو یہ خیال آیا کہ کہیں اُن کو نظر نہ لگ جائے ۱۲ ۵۴ مَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی ۱۲

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ط مَا كَانَ

اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے - اور جب وہ اس طرح سے (شہر میں) گئے جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا - کہ کوئی

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ

شئے اُن کو (قضائے) خدا سے تو بچا نہیں سکتی تھی یہ یعقوب (علیہ السلام) کی ایک دلی خواہش تھی جس کی بابت انہوں نے

قَضٰىهَا ط وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

کہہ دیا تھا - اور بیشک جو کچھ ہم نے اُن کو تعلیم کیا تھا اس کا وہ علم رکھنے والے تھے لیکن بہت سے لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ

(اس راز کو) نہیں جانتے - اور جب یہ بھائی یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے (حقیقی) بھائی کو اپنے پاس جگہ دی

اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا

اور (چپکے سے) یہ کہدیا کہ میں تیرا (سگا) بھائی ہوں پھر اب جو کچھ یہ کر چکے اُس کا افسوس نہ کر - پس جب یوسف نے

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

ان کی روانگی کا سامان کر چکے تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھوا دیا پھر ایک منادی نے

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ

ندا کی کہ اے قافلے والو! تم چور ہو - قافلے والوں نے اُن کی طرف رُخ کر کے کہا

مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ

تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ہے - انہوں نے کہا بادشاہ کا پیمانہ ہم کو نہیں ملتا اور جو اس کو ڈھونڈھ

بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ

لائے گا اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے اور میں اس کا ضامن ہوں - انہوں نے کہا خدا کی قسم تم یقیناً جانتے ہو کہ

مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ○ قَالُوْا فَمَا

ہم اس لئے نہیں آئے کہ اِس ملک میں کوئی خرابی کریں اور نہ ہم چور ہیں - اُنہوں نے کہا کہ

جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ

اگر تم جھوٹے نکلے تو چوری کی سزا کیا ہے - انہوں نے کہا کہ اُس کی سزا جس کے اسباب میں سے نکل آئے

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ فَبَدَاَ

(یہ ہے کہ) وہ شخص خود اس کا عوض ہو - ہم تو نافرمانی (چوری) کرنے والوں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں - پس

بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ط

(تلاشی لینے والے نے) یوسف کے بھائی کی خورجین سے پہلے اوروں کی خورجیوں سے شروع کیا پھر اس برتن کو یوسف کے بھائی کی خورجین سے نکال دیا

۱ ٰاوی الیہ اخاہ - تفسیر قمی میں ہے کہ جب یہ سب بھائی یعقوب علیہ السلام کے پاس سے چلے اور بنیامین کو اپنے ساتھ لیا تو نہ وہ ان کے ساتھ بیٹھتا اور نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور نہ اُن سے بات کرتا تھا پھر مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس گئے سب نے جا کر سلام کیا - تو یوسف علیہ السلام نے فوراً اپنے ماں جائے کو پہچان لیا - پھر جب اُن کو بیٹھنے کی
8 اجازت دی تو وہ سب سے علیحدہ
ع ۱۱ ۲ جا بیٹھا - حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تم بھی ان کے بھائی ہو؟ عرض کی جی ہاں - فرمایا پھر ان کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے؟ عرض کی - یہ میرے حقیقی بھائی کو لے گئے تھے - جب واپس آئے تو اُسے نہ لائے اور کہدیا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا - اس وقت سے میں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ان کے ساتھ مل کر کوئی کام نہ کروں گا - فرمایا تم نے شادی کی ہے؟ عرض کی جی ہاں کی ہے - فرمایا - کوئی بال بچہ پیدا ہوا؟ عرض کی جی ہاں ہوا - فرمایا - تمہارے کے بچے ہیں؟ عرض کی تین بیٹے ہیں فرمایا - اُن کے نام کیا کیا رکھے ہیں؟ عرض کی - ایک کا نام بھیڑیا ایک کا نام کرتہ - ایک کا نام خون - فرمایا - یہ نام تم نے کیوں پسند کئے؟ عرض کی اس لئے کہ میں اپنے بھائی کو کبھی نہ بھولوں جب میں ان میں سے کسی کو پکاروں تو مجھے میرا بھائی یاد آ جائے - یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ اور سب باہر چلے جائیں فقط بنیامین کو روک لیا جب اور سب باہر چلے گئے تب فرمایا اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - پھر فرمایا کہ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ہی پاس ہو بنیامین نے کہا کہ بھائی چھوڑیں گے نہیں - والد نے اُن سے سخت عہد لیا ہے - یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں ان سے ایک حیلہ کروں گا - پس جو کچھ تمہیں پیش آئے اس سے انکار نہ کرنا اور اُن کو اس گفتگو کی خبر نہ دینا ۱۲ ۲ عِیر لفظ معنی ہوجہ جس پر مال لدا ہو - اور مُراد یہ معنی اہل قافلہ ۱۲ ۳ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ - تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو اس وقت بھائیوں نے چوری کی تھی اور نہ یوسف علیہ السلام نے غلط فرمایا

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ

اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کردی کہ وہ بادشاہ کے قانون سے اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي

سوائے اس صورت کے کہ اللہ چاہتا ہم جس کو چاہتے ہیں درجہ بدرجہ بلند کردیا کرتے ہیں - اور ہر علم والے سے بڑھ کر

عِلْمٍ عَلِيمٌ ۝ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

علم والا موجود ہے - اب انہوں نے یہ کہدیا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کچھ تعجب نہیں) اس کے (حقیقی) بھائی نے پہلے ہی چوری کی تھی

فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ

پس یوسف نے اس کو اپنے دل میں رکھا اور ان پر اس کو ظاہر نہ کیا (اور بجائے خود یہ) کہا کہ تم بہت ہی برے

مَكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ۝ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ

لوگ ہو - اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس سے اللہ خوب واقف ہے - ان سب نے عرض کی کہ اے عزیز

لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ

اس کا باپ بہت ہی بوڑھا ہے پس اس کی بجائے ہم میں سے ایک کو لے لیجئے - ہم تو حضور کو

الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا

بہت ہی نیک دل پاتے ہیں (یوسف نے) کہا اس سے خدا کی پناہ کہ سوائے اس کے جس سے ہم نے اپنا مال پایا ہو ہم اور کسی کو

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ ۝ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ

لے لیں - اس صورت میں تو ہم بھی ظالم ٹھہریں گے - پس جب وہ یوسف کی طرف سے مایوس ہوگئے

خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ

تو مشورہ کرنے کے لئے الگ ہو بیٹھے - ان میں سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے

عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ

خدا کی ضمانت لے لی تھی اور پہلے سے تم یوسف کے بارے میں کیا کچھ قصور کرچکے ہیں -

فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ

پس میں تو اس ملک سے نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والد مجھ کو اجازت نہ دیں یا خدا میرے حق میں کوئی فیصلہ نہ کردے اور وہ

خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ

سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - تم سب والد کی خدمت میں پلٹ کر جاؤ اور عرض کردو کہ بابا جان

ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

آپکے بیٹے نے چوری کی اور جو کچھ ہم نے بیان کیا بعد علم ویقین بیان کیا اور ہم غیب کے

ع ۹ ۱۱ ۳

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۹۱) پھر ان حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ - اور فرمایا کہ واللہ نہ انہوں نے چوری کی تھی اور نہ یوسف علیہ السلام جھوٹ بولے ۱۲ ؎ نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ایک طاس تھا جس سے حضرت یوسف علیہ السلام دودھ یا پانی پیا کرتے تھے - اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ یہ غور طلب بات ہے کہ ان کو اس کے چرانے کا الزام نہیں لگایا گیا کیونکہ جس وقت انہوں نے پوچھا مَاذَا تَفْقِدُوْنَ تو ان لوگوں نے کہا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ یہ نہیں کہا سَرَقْتُمْ صُوَاعَ الْمَلِكِ ؎ جَزَآؤُهٗ کی ضمیر سرقہ کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے اور سارق کی طرف بھی اور صواع کی طرف بھی مطلب یہ ہے کہ چوری کی سزا یا چور کی سزا یا اس کا پیمانہ کا بدلہ یہ ہوگا ۱۲ ؎ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ شریعت یعقوب علیہ السلام میں یہ حکم تھا کہ جس کے پاس سے چوری کی چیز نکل آئے وہی غلام بنا لیا جائے

حواشی صفحہ ہذا ؎ دِیْنِ الْمَلِكِ یہاں دین سے مراد قانون اور ملک سے مراد بادشاہ مصر ہے - بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ چور کو مارا پیٹا جائے اور اس سے تاوان لیا جائے یہ نہیں تھا کہ اسے غلام بنا لیا جائے ؎ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں بھائی سے یوسف علیہ السلام مراد لئے ہیں - تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی کمر میں باندھنے کا ایک پٹکا تھا جو انبیاء اور اکابر سے انہیں میراث میں پہنچا تھا - پھر وہ یوسف علیہ السلام کی پھوپھی کے پاس تھا - اور یوسف علیہ السلام بھی انہی کے پاس تھے اور وہ یوسف علیہ السلام سے بڑی محبت کیا کرتی تھیں - یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بلوا بھیجا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آج رات تو میرے پاس رہنے دو - کل صبح کو بلوا لینا - صبح ہوئی تو پٹکا ان کی کمر سے باندھ کر اوپر سے کرتا پہنا دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیا - پھر یہ کہلا بھیجا کہ میرا پٹکا جاتا رہا ہے تلاش سے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس سے نکلا جس سے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس رکھ لیا کیونکہ اس زمانہ کی شریعت یہی تھی کہ جس کے پاس کوئی چیز چوری کی نکلے تو وہ چیز بھی اور چرانے والا بھی چیز کے مالک کو دے دیا جاتا تھا - (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

حٰفِظِيْنَ ○ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ

نگہبان تو تھے نہیں۔ آپ اُس بستی والوں سے دریافت کر لیجئے جس میں ہم تھے اور اُس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے

اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

جس میں ہم آئے ہیں۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ (یعقوب نے) فرمایا (یوں تو نہیں ہے) بلکہ تم نے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے۔ قریب ہے کہ خدائے تعالیٰ اُن سب کو میرے پاس پہنچا دے

جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

بیشک وُہی صاحب علم و حکمت ہے۔ اور اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہنے لگے

يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ

ہائے ہائے یوسفؑ اور غم واندوہ سے اُن کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اس لئے کہ وہ

كَظِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ

رنج کو ضبط کرنے والے تھے۔ بیٹوں نے کہا بخدا آپ ہمیشہ یوسفؑ ہی کی یاد میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ آپ

حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ

بیمار ہو جائیں یا مر جائیں۔ فرمایا کہ میں اپنی پریشانی اور

حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ يٰبَنِيَّ

رنج کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اے میرے بیٹو

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ

جاؤ اور یوسفؑ اور اُس کے (حقیقی) بھائی کا پتہ لگاؤ اور خدا کی رحمت سے نااُمید

رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

مت ہو۔ بیشک خدا کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی نااُمید

الْكٰفِرُوْنَ ○ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ

نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ سب یوسفؑ کے پاس آئے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور

اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

ہمارے کنبے کو بڑی تکلیف پہنچی ہے اور ہم کچھ ناقص پونجی لائے ہیں بس ہم کو پورا ناپ دلوائیے اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○ قَالَ

ہم پر احسان کیجئے بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو نیک بدلہ دیتا ہے۔ فرمایا

۱؎ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ۔ صبر جمیل وہ ہے جس میں آدمیوں کے سامنے کوئی شکوہ و شکایت منہ کی جائے ۲؎ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ اسف امر گذشتہ پر حد سے زیادہ رنج اور حسرت کو کہتے ہیں اور الف مقصورہ یائے متکلم کا بدل ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام فقط یوسف کے لئے تاسف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو یوسف علیہ السلام کے ملنے کی بھی امید تھی اور باوجود اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے گویا یہ مصیبت ابھی اُن کی تازہ ہی تھی۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کا حزن یوسف علیہ السلام کے بارے میں کس حد کو پہنچ گیا تھا؟ فرمایا ستر عورتوں کے رنج کے برابر جن کی اولاد مر گئی ہو۔ تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کلمہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ سے واقف نہ تھے۔ اس لئے يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ فرمایا۔ حدیث نبوی میں وارد ہے کہ سوائے اُمت محمدی کے اور کسی کو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ نہیں عطا کیا گیا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب یعقوب علیہ السلام پر سخت مصیبت پڑی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ نہیں کہا بلکہ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ کہا ۳؎ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بڑے رونے والے پانچ ہوئے ہیں از آنجملہ یعقوب علیہ السلام بھی ہیں جو یوسف علیہ السلام کے لئے یہاں تک روئے کہ اُن کی بصارت جاتی رہی اور اُن سے یہ کہا گیا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ الخ ۴؎ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے پاس سے بنیامین بھی جاتا رہا تو انہوں نے عرض کی۔ پروردگارا کیا مجھ پر رحم نہ فرمائے گا کہ آپ میری دونوں آنکھیں بھی جاتی رہیں اور دونوں نورِ چشم بھی۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اگر میں نے دونوں کو موت بھی دی ہوتی تو دونوں کو زندہ کر کے ملا دیتا۔ مگر ذرا اُس بکرے کو بھی یاد کیجیے کہ ذبح کیا۔ کباب کیا اور کھا گئے اور فلاں فلاں آپ کے پڑوس میں روزہ سے تھے

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ

آیا تم جانتے بھی ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اُس کے (حقیقی) بھائی کے ساتھ کیا بدسلوکی کی تھی جب کہ تم جہالت پر آگئے تھے

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ

(اب تو وہ سب چونک کر) بولے کیا تم ہی یوسفؑ ہو؟ فرمایا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا

یقیناً اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ بیشک جو شخص پرہیزگار رہتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ

يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا

نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔ کہنے لگے اللہ کی قسم خدا نے آپ کو ہم پر بزرگی دی ہے

وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ

اور ہم ضرور خطاوار ہیں۔ فرمایا پھر اب تم پر کوئی الزام نہیں۔ خدا تم کو

اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا

بخش دے۔ اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ لو میرا یہ کرتہ لے جاؤ

فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ

اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دینا کہ وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے سب کنبہ کو میرے پاس

أَجْمَعِينَ ۝ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ

لے آؤ۔ اور جس وقت یہ قافلہ (آبادی مصر سے) روانہ ہوا تو اُن کے والد نے کہا کہ اگر تم مجھے ناقص العقل نہ جانو

رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي

(اور مجھے سچا سمجھو) تو مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم آپ تو اپنی اُسی

ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ

قدیمی وارفتگی میں ہیں۔ پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اور اُس کرتے کو یعقوبؑ کے منہ پر ڈالا

فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا

تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ فرمانے لگے کہ میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو

تَعْلَمُونَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا

تم نہیں جانتے۔ بیٹے کہنے لگے کہ بابا جان ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجیے بیشک ہم

خَاطِئِينَ ۝ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ

خطاوار ہیں۔ فرمایا میں اپنے رب سے آیندہ تمہاری مغفرت کا طالب ہوں گا۔ بیشک وہ

(بقیہ نمبر ۲۹۳ سے) کہ اُن کو یہ علم تھا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں حالانکہ اُن سے جدائی کو بیس برس ہو چکے تھے تو آنکھیں بھی حزن سے جا چکی تھیں فرمایا۔ ہاں جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں عرض کیا گیا کہ کیوں کر جانتے تھے؟ فرمایا انہوں نے صبح کے وقت دعا کی تھی کہ ملک الموت کو اُن کے پاس بھیجا جائے۔ پس تریال جو ملک الموت ہیں اُن کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا حکم ہے؟ دریافت کیا کہ تم روحوں کو یکجائی قبض کرتے ہو یا الگ الگ جواباً عرض کیا۔ ایک ایک الگ الگ دریافت فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی روح بھی تمہارے پاس سے گزری عرض کی نہیں اسی سے یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور بیٹوں سے کہا کہ یوسفؑ کو تلاش کرو ۱۲

حواشی صفحہ ھذا سلہ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو گو وہ عالم ہو مگر جس وقت اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی نافرمانی میں ڈالتا ہے تو اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے اسی سبب پروردگار عالم نے یوسف علیہ السلام کے اُس قول کو حکایۃً بیان فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ یہاں جہل سے جو اُن کو نسبت دی ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی نافرمانی کے خطرے میں ڈالا تھا۔ اسی تفسیر میں وہ خط بھی درج ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے عزیز مصر کو لکھا ہے (جسے ہم ضمیمہ میں درج کرتے ہیں) جب بھائی اس خط کو لے کر مصر میں پہنچے ہیں اور یوسف علیہ السلام کی حضور میں پہنچ کر یہ کہا ہے يَا اَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ الخ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا جس سے یہ مطلب تھا کہ ہمارے بھائی ابن یامین کو بطور تصدق کے چھوڑ دیجیے اور یہ ہمارے والد یعقوب علیہ السلام کا خط جو آپ کو بھیجا ہے۔ اور یہی درخواست کی ہے۔ یوسفؑ نے وہ خط لے لیا۔ بوسہ دیا۔ آنکھوں پر رکھا اور اتنے زار زار روئے۔ یہاں تک کہ جو کرتہ پہنے ہوئے تھے وہ آنسوؤں سے بھیگ گیا۔ پھر اُن کے سامنے آئے اور متوجہ ہو کر فرمایا هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ پھر جب سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے

أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ○ وَرَفَعَ

والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا شہر مصر میں انشاء اللہ امن و امان سے چلو اور اپنے

أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ

والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب کے سب سجدہ (شکر) میں گر پڑے۔ اور یوسف نے عرض کی بابا جان

هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ

یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا اور

أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ

اُس نے میرے ساتھ یقیناً احسان کیا جب کہ اُس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور بعد اس کے کہ

الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ

شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا تم سب کو جنگل سے لا ملایا۔

إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○ رَبِّ

میرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے اس کے لئے بڑا مدبر ہے۔ بیشک وہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اے میرے پروردگار

قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ

بالتحقیق تو نے مجھے حکومت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی مجھے (تعبیر جتنی مناسب جانی) سکھائی۔

فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ

اے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ○ ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ

میرا خاتمہ فرمانبرداری کی حالت میں کیجیو اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیجیو۔ غیب کی خبروں میں سے یہ وہ ہیں

الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

جو ہم تمہیں وحی کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں۔ حالانکہ جس وقت انہوں نے اپنے معاملہ پر اجماع کیا تھا

أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ○ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ

اور چال چلتے تھے تو تم ان کے پاس نہ تھے۔ اور تم کتنا ہی چاہو لیکن بہت سے لوگ

حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ○ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ

ایمان نہ لائیں گے۔ اور تم تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتے۔ یہ تو

۱؎ اٰوٰی اِلَیْہِ اَبَوَیْہِ قالی لو: علل الشرائع میں تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں اس مضمون کی جو روایتیں ہیں اُن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام مع سب کنبے کے مصر میں پہنچے اور یوسف علیہ السلام نے استقبال کیا تو اس حالت استقبال میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعظیم کو سواری سے نہیں اترے یا جس وقت پایۂ تخت تک پہنچے ہیں اور یہ تاج پہنے ہوئے تخت پر بیٹھے تھے اُس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو تعظیم نہیں دی۔ گو ارادہ یوسفؑ کا یہی تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو اس حالت میں دیکھیں اور خوش ہوں۔ مگر بنظر ظاہر نبی وقت اور باپ کی خلاف شان یہ امر ظہور میں آیا تھا۔ جبرئیل امین نے بحکم رب العلمین یہ حکم پہنچایا۔ کہ اپنی ہتھیلی آسمان کی طرف کھولو۔ تعمیل کی اور اس سے ایک نور چمک کر آسمان کی طرف چل دیا۔ یوسف علیہ السلام نے اس کا راز دریافت کیا۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنے کے سبب آپ کی اولاد میں سے کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نور نبوت جو صلب یوسفؑ سے نکال لیا گیا وہ اُن کے بھائی لاوی کی اولاد میں مقرر کر دیا گیا۔ کیونکہ لاوی ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اور بھائیوں کو یوسفؑ کے قتل سے روکا تھا اور لاوی ہی تو ہیں جنہوں نے کہا تھا لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ الخ پس خدائے تعالیٰ نے لاوی کو ان نیکیوں کا یہ معاوضہ دیا کہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے زیادہ انہی کی اولاد سے ہوئے۔ از انجملہ موسیٰ بن عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب بھی ہیں۔

۲؎ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے باوجودیکہ وہ نبی اولاد نبی تھے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیسے کیا تھا؟ فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام اور اُن کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کا سجدہ یوسفؑ کو تعظیم دینے کے لئے تھا اور خدا کی اطاعت ظاہر کرنے کے لئے جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا جس میں خدا کے حکم کی اطاعت منظور تھی اور آدم علیہ السلام کے لئے تعظیم۔ اسی طرح یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَ 11

کل عالموں کے لئے فقط ایک نصیحت ہے۔ اور آسمانوں میں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں

الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا

جن پر سے وہ گزرتے ہیں اور اُن سے بے پروا رہتے ہیں۔ اور

يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ ا اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ

بہت سے اُن میں سے ایمان تو لے آتے ہیں مگر (عملاً) مشرک رہتے ہیں۔ تو کیا وہ اس سے

تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

بے خوف ہوگئے کہ اُن پر (اچانک) خدا کا عذاب چھاپا مارے یا قیامت اُن کو یکایک آلے

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف

اور اُن کو خبر بھی نہ ہو۔ تم یہ کہدو کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں

عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ

میں (بھی) اور وہ (بھی) جس نے میری پیروی کی ہے بصیرت پر ہیں۔ اور اللہ پاک ہے اور میں

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے

نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ط اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى

ایسے آدمی ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ اس سرزمین میں نہیں چلے پھرے

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

کہ دیکھ لیتے کہ اُن سے پہلے والوں کا انجام کیسا ہوا

قَبْلِهِمْ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ط اَفَلَا

اور آخرت کا گھر تو اُن ہی لوگوں کے لئے اچھا ہے جو ڈرتے رہے کیا تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اتنا نہیں سمجھتے۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہوگئے دیانت والوں نے یہ گمان کرلیا کہ

قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّىَ مَنْ نَّشَآءُ ط وَلَا

اُن سے جھوٹ بولا گیا تو ہماری مدد اُن کے پاس آئی پس جس کو ہم نے چاہا اُس کو نجات مل گئی۔ اور

يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَقَدْ كَانَ فِىْ

گنہگار لوگوں سے ہمارا عذاب ہٹایا ہی نہیں جاتا۔ بیشک اُن رسولوں اور اُن کی اُمت والوں کے

(بقیہ صفحہ ۲۹۵)

سلہ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ: الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انبیاء کو سوائے چار کے زمین کی بادشاہت عطا نہیں فرمائی اس حدیث کے آخر میں حضرتؑ نے فرمایا کہ منجملہ انکے یوسف علیہ السلام کو مصر اور اس کے بیابانوں کی بادشاہت عطا کی۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کی حضور میں جانا چاہا تو حضرتؑ کے خدام نے یہ کہا کہ جو کچھ تم سے ان کے حق میں صادر ہو چکا ہے اُس کے سبب سے تو ہم تم کو پہنچانا پسند نہیں کرتے زلیخا نے کہا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہو اس سے میں نہیں ڈرتی چنانچہ جب سامنے پہنچ گئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا وہ تمہارا رنگ و روپ کیا ہوا؟ عرض کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ بِمَعْصِيَتِهِمْ عَبِيْدًا وَّجَعَلَ الْعَبِيْدَ بِطَاعَتِهِمْ مُلُوْكًا۔ خدا کا شکر ہے جس نے بادشاہوں کو اُن کی نافرمانی کے سبب غلام بنادیا، اور غلاموں کو اُن کی اطاعت کے سبب بادشاہ بنادیا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تم سے ظہور میں آیا اُس کی وجہ کیا تھی؟ عرض کیا کہ آپ کا حسن صورت۔ فرمایا۔ اگر تم نبی آخرالزمان جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتیں تو کیا حالت ہوتی کہ وہ صورت میں مجھ سے زیادہ حسین اخلاق میں مجھ سے زیادہ خلیق اور سخاوت میں مجھ سے زیادہ سخی ہوں گے۔ عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں۔ فرمایا تم نے کیسے جانا کہ میں سچ کہتا ہوں؟ عرض کی کہ آپ کے ذکر کرنے سے اُن کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ وحی خدا ہوئی کہ اے یوسف بیشک آپ قول میں سچی ہے اور یہ ہمارے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سبب ہم کو بھی محبوب ہے۔ [illegible] کرلو۔ زلیخا کے دوبارہ نوجوان ہو جانے کی روایت ضمیمہ میں پڑھئے۔

۔ حواشی صفحہ ۲۹۶ سلہ وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ: تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں [illegible]

قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا

قصوں میں | اُن کے لئے عبرت ہے | یہ کوئی بنائی ہوئی بات نہیں

يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

بلکہ جو اس سے پہلے ہے | اُس کی تصدیق ہے | اور

تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ ع

ہر چیز کی | تفصیل ہے | اور جو لوگ ایمان لائے | اُن کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

ایاتہا ۴۳ | کلماتہا ۸۶۳ | (سُورَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ) | حروفہا ۳۵۱۴ | رکوعاتہا ۶

(یہ سورۂ رعد مدینہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

آلمرٰ | یہ کتاب کی آیتیں ہیں | اور جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے

الْحَقُّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ

وہ برحق ہے | لیکن | بہت سے لوگ | ایمان نہیں لاتے۔ | اللہ وُہی ہے جس نے

السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ وَسَخَّرَ

آسمانوں کو | بغیر ایسے ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو بلند کیا | پھر عرش پر (اس کا حکم) غالب آیا | اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ

سورج اور چاند کو مطیع کر لیا۔ | ہر ایک مدت معینہ تک کے لئے رواں ہے۔ | تمام معاملات کی تدبیر خود کرتا ہے

يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

(اور) نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین کر لو۔ | اور وہ | وہی ہے

مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ

جس نے زمین کو پھیلایا | اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ اور دریا مقرر کئے | اور ہر قسم کے پھلوں میں سے

جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ

اس میں دو دو طرح کے پیدا کر دیئے | دن کو وہ رات سے ڈھانپ دیتا ہے | بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ

اسی میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ | اور | زمین کے مختلف قسم کے ٹکڑے

سلہ فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب مطلب ہے کہ کامل عقل والوں کے لئے انبیاء و اولیاء کی امتوں کے قصوں میں نصیحت و عبرت موجود ہے چونکہ عام طور پر عورتیں کامل العقل نہیں ہوتیں مثلاً کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی عورتوں کو سورۂ یوسف نہ سکھاؤ اور نہ انہیں اس سورہ کے پڑھنے کی اجازت دو کہ اس میں بڑی بڑی آزمائشیں ہیں اور سورۂ نور کی تعلیم دو کہ اس میں بہت سی نصیحت کی باتیں ہیں ۱۲ (قول مترجم) جناب امیر علیہ السلام کا یہ حکم لن تکون یا عربی قوموں کے لئے مخصوص معلوم ہوتا ہے جن کی روز مرہ عربی زبان ہے اور جہاں عربی زبان مفقود ہے اور وہ اپنی نماز کے معنی سمجھنے میں عاجز ہیں وہاں کسی آزمائش کا اندیشہ نہیں) ۱۲ سلہ الذی بین یدیہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد انبیاء سابق کی کتابیں ہیں ۱۲ سلہ المرٰ۔ یہ حروف مقطعات ہیں جن کے متعلق ابتدائے سورۂ بقرہ میں ہم نوٹ دے چکے ہیں ۱۲ معانی الاخبار میں جناب ابا جعفر صادق علیہ السلام سے ایک معنی اس کے یہ بھی منقول ہیں انا اللہ المحیی الممیت الرزاق۔ گویا یہ فرماتا ہے (میں ہی اللہ ہوں۔ میں ہی زندہ کرنے والا میں ہی مارنے والا اور میں ہی رزق دینے والا ہوں) • قول مترجم چونکہ شرک کی بنیاد اسی سے پڑی ہے کہ صفات کو ذات سے علیحدہ مانا مشرکین عرب کا عقیدہ مثل مشرکین ہندسی تھا کہ ایشور علیحدہ ہے۔ جلانے والا۔ مارنے والا اور رزق دینے والا یہ سب علیحدہ علیحدہ دیوتا ہیں یہ مختصر آیت اسی عقیدہ کا پورا پورا رد ہے۔ قول مترجم المرٰ۔ تلک آیات الکتاب ادل بیانیہ کے لئے اس کی تاویل نہایت ہی مناسب ہے یعنی آل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تو کتاب ناطق کی آیتیں ہیں جن لوگوں کے دلوں میں نفاق ہے وہ اس تاویل کے ماننے میں عذر کریں گے۔ تو ان کے حال سے اللہ پہلے ہی خبر دے چکا ہے کہ ولکن اکثر الناس لا یؤمنون ۱۲ سلہ عمد تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ستون تو ہے مگر تم نہیں دیکھتے۔ قول مترجم۔ نئی روشنی والے حضرات

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ

ایک دوسرے کے پاس پاس ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ میں سے کئی اُگے ہوئے اور

غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى

علیحدہ علیحدہ اُگے ہوئے کہ یہ سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ اور اُن کے پھلوں کے بارے میں ہم ایک کو دوسرے پر

بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

برتری دے دیتے ہیں بیشک اس میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

اور (اے رسولؐ) اگر تم کو تعجب ہو تو اُن کا یہ قول زیادہ عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو ہم از سرِ نو پیدا ہوں گے

جَدِيْدٍ ڛ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ

یہی تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں

فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

طوق ہوں گے۔ اور یہی جہنم والے ہیں جس میں یہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

اور یہ عافیت سے پہلے تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں حالانکہ اُن سے پہلے عذاب کی بہت سی

قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي

مثالیں گزر چکی ہیں۔ اور بیشک تمہارا پروردگار کل آدمیوں کے لئے باوجود

ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اُن کی نافرمانی کے بڑا بخشنے والا ہے اور بیشک تمہارا رب بڑا سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ یہ کہتے ہیں کہ

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ

اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (ہماری خواہش کے موافق) کیوں نہ اتاری گئی (اے رسولؐ) حالانکہ اس کے سوا نہیں ہے کہ تم تو

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے حمل میں کیا ہوتا ہے اور

الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ

ارحام کتنی کمی رکھتے ہیں اور کتنی بیشی۔ اور اس کے پاس ہر چیز اندازہ سے ہے۔ (۵۵)

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ

پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ (اور) سب سے اعلیٰ ہے۔ تم میں سے جو شخص

سلہ قطعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ اس کا مطلب ہے کہ اچھی زمین اور شورہ زار۔ نرم و سخت کھیتی کے لئے موزون مگر باغ کے لئے غیر موزون یا بالعکس باغ کے لئے مناسب اور کھیتی کے لئے غیر مناسب یا دونوں کے لئے بیکار۔ اتنی مختلف قسمیں ہیں اور ایک دوسرے سے متصل ملی ہوتی ہیں۔

سلہ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ۔ صنوان کھجور کے ایسے درختوں کو کہتے ہیں جو ایک جڑ سے کئی نکلیں اور غیر صنوان کھجور کے ایسے درخت جو ایک ایک جڑ سے ایک ہی ایک نکلیں چنانچہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ (کسی شخص کا چچا بہ حیثیت نسب اُس کے باپ کی سی منزلت رکھتا ہے) تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے علی المرتضےٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور تم ایک درخت سے ہیں۔ ١٢

سلہ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ مطلب یہ ہے کہ شکل میں مقدار میں ذائقہ میں۔ خوشبو میں۔ ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ ١٢

سلہ اَلْمَثُلٰتُ نہج البلاغۃ میں ہے کہ پہلی اُمتوں پر اُن کی بدکرداریوں کے سبب سے جو جو عذاب نازل ہوئے اُن سے عبرت حاصل کرو۔ راحت و مصیبت کی حالت میں اُن کے حالات یاد کرتے رہو۔ مگر اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں تم ویسے ہی نہ ہو جاؤ۔ ١٢

ع ١ / ٧

سلہ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا کی طرف سے معافی اور درگزر نہ ہوتی تو کسی کو زندگی اچھی معلوم ہوتی اور اگر خدا کی طرف سے وعید اور عذاب کا خوف نہ ہوتا تو ہر شخص کو ایسا بھروسہ ہو جاتا کہ کوئی نیکی ہی نہ کرتا۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام کے سامنے کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا اور فرقہ معتزلہ کی اس گمراہی کے قول کا کہ کبیرہ گناہ کبھی نہ بخشے جائیں گے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ قرآن مجید فرقہ معتزلہ کے قول کے برخلاف نازل ہوا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ الخ ١٢ سلہ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ *

أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَ

چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے دونوں برابر ہیں اور وہ جو رات کو چھپا ہوا ہو اور (وہ جو)

سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ○ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

دن میں گلی کوچوں میں پھرنے والا ہو (دونوں برابر ہیں) ان میں سے ہر ایک کے لئے پہرے والے (مقرر) ہیں جو

يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ

خدا کے حکم سے آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حفاظت کرتے ہیں۔ بیشک خدائے تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ

يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ

وہ خود اپنے حال کو نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کے حق میں بدی چاہتا ہے تو اس کا دفعیہ کچھ نہیں ہے

لَهُ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ ○ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ

اور بندوں کا اس کے سوا کوئی والی نہیں ہے۔ وہ وہی ہے جو ڈرانے کے لئے

خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ○ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ

اور لالچ دلانے کے لئے تم کو بجلی کی چمک دکھلاتا ہے اور بھری گھٹائیں پیدا کرتا ہے۔ اور رعد

بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اس کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے اور کل فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح پڑھتے ہیں) اور وہ بجلیاں گراتا ہے

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ

پس جس پر چاہتا ہے ان کے ذریعہ سے نقصان پہنچا دیتا ہے حالانکہ یہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہی رہتے ہیں اور وہ بڑا سخت

الْمِحَالِ ○ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا

گرفت والا ہے۔ اسی سے دعا کرنا برحق ہے۔ اور جو اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کو

يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ

کچھ جواب نہیں دیتے مگر ایسے ہی جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ وہ

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ○

خود اس کے منہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ کبھی اس کے منہ میں آنے والا نہیں ہے۔ اور کافروں کا دعا کرنا محض بیکار ہے۔

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بخوشی و بجبر خدا کو سجدہ کرتے ہیں اور

ظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۩ ○ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ

اسی طرح صبح و شام (ان کے سائے بھی)۔ تم کہو آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار کون ہے؟

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۹۰) کہ منذر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہر زمانہ میں ایک ہادی ہم میں سے ہوتا ہے جو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرتا ہے جو خدا کا نبی لایا تھا۔ اور یہ ہادی بعد جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام تھے اور ان کے بعد اوصیا ایک کے بعد دیگرے ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر امام جس زمانے میں ہوتا ہے اسی زمانے والوں کا ہادی ہوتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کا رد کرتی ہے جو اس بات کے منکر ہوں کہ ہر زمانہ میں ایک امام ہوتا ہے اور یہ بات ثابت کرتی ہے کہ زمین خدا حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ ؎ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ سے مراد ہے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے یہ مطلب ہے کہ نو مہینے سے جو مدت کم ہو جائے اور مَا تَزْدَادُ سے یہ مطلب ہے کہ حاملہ میں جتنے دن خون حیض آتا رہا نو مہینے سے اتنے ہی دن اور بڑھ جائیں گے ۱۲

(حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) ؎ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے پڑھنے والوں سے فرمایا کہ کیا تم عرب نہیں ہو؟ جب وہ حیران ہوئے تو فرمایا کہ مُعَقِّبَات کے معنی تو پیچھے آنے والے کے ہیں مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ یعنی آگے آنے والے کیونکر ہو گئے اور يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ کے معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ خدا نے کوئی عذاب نازل کیا ہو یا کوئی حکم دیا ہو اس سے بچا لیتا تو اس بات پر کون قادر ہو سکتا ہے کہ خدا کے عذاب سے یا طے کئے ہوئے معاملہ سے کسی چیز کو بچا لے تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میں قربان ہو جاؤں۔ اصل آیت کیوں کر ہے۔ فرمایا یوں نازل ہوئی لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ خَلْفِهِ وَرَقِيبٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَحْفَظُونَهُ بِأَمْرِ اللَّهِ (اس کے لئے پہرے دار پیچھے کی طرف سے

ع ۵ / ۱ / ۷

[illegible]

الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا

تم کہو کہ اللہ۔ تم کہو کہ کیا اُس کو چھوڑ کر تم نے ایسوں کو اپنا ولی بنایا ہے جو نہ

يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ

اپنے آپ کے لئے کسی نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نقصان کا۔ تم کہو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتے ہیں؟

الْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

یا اندھیریاں اور روشنی برابر ہے؟ یا انہوں نے اللہ کے

شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

ایسے شریک مقرر کئے ہیں جنہوں نے اُس کی سی مخلوق پیدا کر دی ہے کہ اُن پر مخلوق کی شناخت مشتبہ ہو گئی ہو۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ

كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا و زبردست ہے۔ اُس نے آسمان سے پانی اُتارا

فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا

پھر اپنی اپنی مقدار کے موافق نالے (ندیاں) بہ نکلے اور رَو جھاگ کو اوپر اٹھا لے گئی اور

يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ

اس میں سے جو زیور یا مال بنانے کے لئے تپایا جاتا ہے ایسا ہی جھاگ نکلا کرتا ہے۔

مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ

اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔ پس جھاگ تو

فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ

بیکار جاتا ہے اور رہا وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں رہ جاتا ہے۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ۝ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ

اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔ اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے پروردگار کا حکم مانا

الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى

خیر و خوبی ہے۔ اور جنہوں نے اُس کا حکم نہ مانا اگر اُن کے پاس وہ سب کچھ ہو

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی ہو کر اُن سب کو فدیہ میں دیں (تو بھی)، وہ یہی ہیں جن کے لئے

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ

سخت عذاب ہے۔ اور جن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ کیا وہ شخص

(بقیہ حواشی نمبر ۲۹۹) گر پڑے یا جلا کر اُس پر آ رہے یا ایسی ہی کوئی اور مصیبت آ پڑے۔ اِلّا جب کوئی امر مقدر و مقرر پیش آ جاتا ہے تو اُس وقت وہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں اور وہ دو فرشتے ہیں جو رات کو حفاظت کرتے ہیں اور دو ہیں جو دن کو رات والوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔

۵۲ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ معاملہ حتمی فرمایا ہے کہ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائیگا تو اس سے وہ نعمت ہرگز ہرگز سلب نہ فرمائے گا جب تک کہ وہ بندہ کوئی ایسا گناہ نہ کرے جس کے سبب سے اُس نعمت کے چھن جانے کا مستوجب ہو جائے اور یہی خدا کے اس قول کا مطلب ہے۔ معانی الاخبار میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں (۱) لوگوں پر زیادتی کرنا (۲) خیرات کرنے اور نیکی کرنے کی عادت چھوڑ دینا (۳) کفرانِ نعمت کرنا (۴) شکر نعمت نہ بجا لانا۔

۵۳ اَلرَّعْدُ روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ رعد کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اور اس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے ذریعے بادلوں کو (جہاں جہاں حکم ہوتا ہے) ہنکالے جاتا ہے۔

۵۴ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ۔ امالی میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے پاس ایک شخص کو بھیج کر دین خدا کی دعوت دی تھی تو اُس متکبر نے ایلچی سے یہ کہا کہ مجھے جس پر ایمان لانے کو کہا جاتا ہے وہ چاندی کا ہے یا سونے کا یا لوہے کا۔ ایلچی بیچارہ لوٹ آیا اور جو کچھ اس متکبر نے کہا تھا آنحضرت کو سنا دیا۔ آنحضرت نے فرمایا تو پھر جا اور دعوت اسلام دے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ وہ تو سرکشی سے پیش آتا ہے۔ فرمایا (کچھ پروا نہیں) تو جا۔ چنانچہ وہ گیا اور اس فرعون نے پہلے ہی کی طرح بات کہی۔ ابھی اثنائے کلام ہی میں تھا کہ بادل گرجا اور اس کے سر پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اُڑ گئی۔ اسی وقت خدا تعالیٰ

یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ؕ اِنَّمَا

جو یہ جانتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا ہے وہ برحق ہے اُس کے مانند (ہو سکتا) ہے جو دل کا اندھا ہو ۔

یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

اس بات کو تو عقلمند ہی سمجھتے ہیں ۔ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور

لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ

اپنے پیمان کو نہیں توڑتے ۔ اور جو اُن کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہتے ہیں جن کی صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا ہے

اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَ

اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور حساب کی سختی سے خوف کھاتے رہتے ہیں ۔ اور

الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا اور نماز پڑھی اور جو کچھ

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

ہم نے اُن کو دیا تھا اُس میں سے چھپا کر اور ظاہر طور پر (راہ خدا میں) خرچ کیا اور بدی کا بدلہ نیکی سے کرتے رہے

السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا

عاقبت کا گھر اُن ہی کے لئے ہے ۔ (یعنی) رہنے کے باغات جن میں خود وہ بھی ہمیشہ رہیں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اور اُن کے آباؤ اجداد میں سے اور ازواج میں سے اور اُن کی اولاد میں سے بھی جو (جو) اس قابل ہوں گے

یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا

اور فرشتے ہر دروازے سے اُن کے پاس آیا کریں گے (اور یہ کہا کریں گے کہ) بعوض تمہارے صبر کرنے کے تم پر سلامتی ہو (دیکھو تمہارا)

صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۝ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ

انجام کار کیسا اچھا ہوا ۔ اور جو عہد خدا کو بعد اُس کے پختہ ہو جانے کے

مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ

توڑ ڈالتے ہیں اور جن کی صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا تھا اُن سے قطع رحمی کرتے ہیں

وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

اور زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن ہی کے لئے

سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ

اُس گھر کی خرابی ہے ۔ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے

(گذشتہ سے پیوستہ) فطرت اسلام پیدا ہوئے ہیں وہ بخوبی سجدہ کرتے ہیں وہ وہ ہیں جو جبراً داخل اسلام کئے گئے ہیں اور جو سجدہ نہیں کرتے اُن کی پرچھائیاں تو صبح و شام سجدہ کرتی ہی رہتی ہیں ۱۲

(حواشی صفحہ نمبر ۳۰۰) ۱ اَلْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں کافر و مومن ۱۲ ۲ اَلظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اسی تفسیر میں ہے کہ اس سے مراد ہے کفر و ایمان ۱۲ ۳ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے ایسے شریک نہیں بنائے جو اُس کی طرح خالق بھی ہوں کہ اُن کو مخلوق کی تمیز مشکل ہو جاتی اور وہ یہ کہہ سکتے کہ دیکھو ہمارے معبودوں نے بھی ایسی ہی مخلوق پیدا کر دی جیسی خدا نے تو جیسے وہ لائق عبادت ہے ویسے ہی یہ بھی قابل عبادت ہیں بلکہ انہوں نے ایسے کمزوروں کو شریک بنایا جو ان چیزوں پر بھی قدرت نہیں رکھتے جن پر مخلوق قدرت رکھتی ہے پھر بھلا خالق کی قدرت کا تو کیا ذکر ہے ۱۲ ۴ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً تفسیر قمی میں اس آیت کی تفسیر یوں آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حق آسمان سے اتارا پس لوگوں نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق اُس کو قبول کیا ۔ یقین والے نے اپنے یقین کے مطابق اور شک والے نے اپنے شک کے مطابق ۔ اور خواہش نفس نے بہت سے باطل کو بے فائدہ جگہ دی ۔ پس پانی سے حق مراد ہے اور وادیوں سے لوگوں کے دل ۔ اور زبد سے مراد ہے خواہش نفسانی اور جھاگ اور زیورات کا میل باطل ہے اور زیور اور سرمایہ سے مراد حق ہے پس جن لوگوں کو دین کا یہ سرمایہ اور زیور ملا انہوں نے اس سے نفع اٹھایا ۔ اور اسی طرح صاحب حق کو حق قیامت کے دن بھی نفع پہنچائے گا اور جس کو دنیا میں جھاگ اور زیوروں کا میل کچیل ملتا ہے اور کچھ نفع نہیں ملتا اسی طرح قیامت کے دن اہل باطل کوئی نفع نہ اٹھائیں گے ۱۲ ۵ سُوْٓءَ الْحِسَابِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سُوْٓءَ الْحِسَابِ سے مراد یہ ہے کہ اُن کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی اور کوئی گناہ نہ بخشا جائے گا ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ اُولُوا الْاَلْبَابِ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو اس طرح خطاب فرمایا اَنْتُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ یعنی تم وہ لوگ ہو جن کو کتاب خدا میں اُولُوا الْاَلْبَابِ کہا گیا ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۱۲ ۲ اَلْمِیْثَاقَ تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں ہے (باقی صفحہ نمبر ۳۰۲ پر پڑھیئے)

وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

اور لوگ دنیا کی زندگانی سے راضی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ زندگانی دنیا آخرت کے مقابل میں سوائے ادنے سرمایہ کے کچھ بھی

مَتَاعٌ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

نہیں ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہ اُتری

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

تم یہ کہدو کہ اللہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اُس کو اپنی راہ

اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا

بتاتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دل ذکر خدا سے مطمئن ہیں۔ یاد رکھو کہ

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ذکر خدا سے دل مطمئن ہو جایا کرتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیکیاں کیں

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ

خوشحالی اور انجام بخیر اُن ہی کے لئے ہے۔ ہم نے اس اُمت میں تم کو اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

جیسے اس سے پہلے اور بہت سی اُمتیں گزر گئیں تاکہ تمہاری طرف جو ہم نے وحی کی ہے

اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اُن کو پڑھ کر سنا دو حالانکہ وہ رحمٰن کے منکر ہیں تم کہدو کہ وہ میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ

اُسی پر میں نے توکل کیا اور اُسی کی طرف میری بازگشت ہے۔ اور اگر کوئی قرآن (ایسا) ہوتا کہ

الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

پہاڑ اس کے ذریعہ سے چلائے جاتے یا زمین اُس کے ذریعہ سے ٹکڑے کر دی جاتی یا مُردوں سے اس کے ذریعہ سے باتیں کی جاتیں

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ

(تو وہ یہی قرآن ہوتا) لیکن ہر قسم کا اختیار خدا ہی کو ہے۔ کیا وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

اُن کو جو کچھ وہ کرتے رہتے ہیں اس کے عوض کوئی (نہ کوئی) مصیبت برابر پہنچتی رہے گی یا اُن کے گھر کے آس پاس آتی رہے گی

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۰۱) اور جو کچھ خدا نے اُن کے بارے میں عہد لیا ہے اس عہد کے بارے میں اور عالم ذر میں جو پیمان متعلق قبول ولائیت امیر المومنین و آئمۂ معصومین علیہم السلام لیا گیا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۱۲

ع ٣ ٨ ٩

۵۳ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ کی صلہ رحمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کبھی اس سے مراد تمہارے اہل قرابت بھی ہو سکتے ہیں اور تم ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہونا جو کسی شے کی نسبت یہ کہدیں کہ یہ تو ایک ہی معاملے کے بارے میں ہے۱۲

۵۴ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔ کافی، معانی الاخبار، تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی شخص کو یہ دیکھتے کہ وہ اپنے عزیز یا مومن بھائی سے اپنا حق خوب جانچ کر کوڑی کوڑی طلب کرتا ہے تو یہی آیت تلاوت فرما دیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ لوگ اس سے ڈریں گے کہ خدا کہیں اُن پر ظلم نہ کرے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ خدا کا کام نہیں ہے بلکہ خوف اسی بات کا تھا کہ کہیں خوب جانچ کے سختی سے حساب نہ لیا جائے اسی کو خدا نے سُوْٓءَ الْحِسَابِ فرمایا ہے۱۲ (اس سے آگے کے حواشی ضمیمہ میں پڑھو)

(حواشی صفحہ ھذا) ۵۵ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے دل مطمئن ہو جائیں گے۔ اور یہی ذکر اللہ ہیں اور یہی حجاب اللہ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تو شیعہ ہیں اور ذِكْرِ اللّٰهِ سے امیر المومنین اور آئمۂ معصومین ہیں۱۲

۵۶ طُوْبٰى۔ اس کے لفظی معنی تو ہیں بہت خوشی اور خوشحالی۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طوبےٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان میں ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ اس کی ایک شاخ اس کے مکان میں نہ پہنچی ہو۔ اور جس چیز کو اُس مومن کا دل چاہے گا وہی چیز وہ درخت دے گا (باقی صفحہ ۳۰۳) ۱۲

(بقیہ صفحہ گزشتہ)
اور اُس درخت کی بڑائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اگر ایک سوار سو برس تک برابر اُس کے سائے میں چلا جائے تو اُس کے سائے سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایک کوا اُس کی جڑ سے چوٹی کی طرف اُڑے تو بوڑھا ہو کر گر پڑے گا۔ مگر چوٹی تک نہ پہنچے گا۔ یاد رکھو کہ تمہیں ایسی چیز کی رغبت ہونی چاہیئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طوبےٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک درخت ہے کہ جڑ اُس کی میرے گھر میں ہے اور شاخیں اُس کی اہل جنت پر سایہ فگن ہیں۔ پھر ایک مرتبہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے۔ اس پر کسی نے کلام کیا (کہ پہلے تو آپ اور طرح فرما چکے ہیں) فرمایا (کہ یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے) جنت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی ہے"

ع ۵

٥٣ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ قرآن جس میں وہ کچھ ہے جس کے ذریعے سے پہاڑ چلائے جائیں اور مُلکوں کے ٹکڑے اُڑا دیئے جائیں یا مُردے زندہ کردیئے جائیں اُس کے وارث ہم ہیں"

٥٤ اَفَلَمْ يَايْئَسِ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام اس کو اَفَلَمْ يَتَبَيَّنِ فرمایا کرتے تھے اور ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے صحابہ اور تابعین کی بھی یہی قرأت تھی اور یہی اس کی تفسیر ہے"

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ وَلَقَدِ

جب تک کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہو۔ بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ

تم سے پہلے رسولوں کی یقیناً ہنسی اُڑائی گئی اور میں نے ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے مہلت دی پھر

اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي

اُن سے مواخذہ کیا پھر میری سزا کیسی سخت تھی۔ کیا وہ جو ہر نفس کے اعمال کا

كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ

نگران ہے (اس کے مانند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے) اور انہوں نے اللہ کے شریک قرار دیئے تم کہدو کہ تم ان کے نام تو

اَمْ تُنَبِّـــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ

یا تم اس کو ایسوں کی خبر دیتے ہو جن کو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں یا خالی باتیں ہی باتیں ہیں۔

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ

بلکہ (صورت حال یہ ہے کہ) جو لوگ کافر ہو گئے اُن کی چالیں اُن کی نظروں میں زینت پا گئی ہیں اور راہ راست سے وہ روک دیئے گئے ہیں

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي

اور جس سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرلے اس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں ہوتا۔ اُن کے لئے زندگانی دُنیا میں بھی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اور زیادہ سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے اُن کو کوئی

مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ

بچانے والا نہ ہوگا۔ جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے (اس کا حال یہ ہے کہ) اس کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ

ندیاں بہتی ہوں گی۔ اُس کے پھل اور اُس کا سایہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو

اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

پرہیزگار رہے اور کافروں کا انجام جہنم ہے۔ اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ

وہ اس سے جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا خوش ہیں اور گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اُس کی بعض باتوں سے

بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ

انکار کرتے ہیں۔ تم یہ کہدو کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اُس کا شریک نہ کروں۔

اِلَیۡہِ اَدۡعُوۡا وَ اِلَیۡہِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰہُ حُکۡمًا عَرَبِیًّا ؕ

اسی کی طرف میں بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی زبان میں فرمان (بناکر) نازل کیا ہے

وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَہۡوَآءَہُمۡ بَعۡدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَکَ

اور اگر بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے تم ان کی خواہشوں کی پیروی کروگے تو خدا کے مقابلے میں

مِنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا

پھر تمہارا کوئی نہ حامی ہوگا اور نہ بچانے والا۔ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بھی کچھ رسول

مِّنۡ قَبۡلِکَ وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ؕ وَ مَا کَانَ

بھیجے تھے اور ان کے لئے ازواج بھی مقرر کی تھیں اور اولاد بھی۔ اور کسی

لِرَسُوۡلٍ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ لِکُلِّ اَجَلٍ

رسول کا یہ کام نہ تھا کہ بغیر حکم خدا کوئی علامت ظاہر کرے۔ ہر وقت مقررہ کے لئے ایک تحریر (یا حکم) ہے۔

کِتَابٌ ﴿۳۸﴾ یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثۡبِتُ ۚۖ وَ عِنۡدَہٗۤ اُمُّ

اللہ جسے چاہتا ہے محو کردیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم فرمادیتا ہے۔ اور اصلی کتاب اسی کے

الۡکِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ اِنۡ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ

پاس ہے۔ اور جن جن چیزوں کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں خواہ ان میں سے بعض تم کو دکھلادیں یا

نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ وَ عَلَیۡنَا الۡحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَ لَمۡ

تم کو پہلے ہی اٹھالیں پس تمہارے ذمے تو صرف پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے کیا وہ

یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ وَ اللّٰہُ

یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے برابر کم کرتے چلے آرہے ہیں اور اللہ

یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ وَ ہُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدۡ

حکم دیتا ہے اس کے حکم کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور وہ سب سے تیز حساب لینے والا ہے۔ اور

مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلِلّٰہِ الۡمَکۡرُ جَمِیۡعًا ؕ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُ

جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے یقیناً چالیں چلیں مگر تمام چالوں کا بدلہ دینا تو اللہ کا کام ہے۔ ہر نفس جو کچھ

کُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَ سَیَعۡلَمُ الۡکُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَ یَقُوۡلُ

کرتا ہے اللہ اس سے واقف ہے اور عنقریب کفار بھی جان لیں گے کہ اس گھر کا انجام (بخیر) کس کے لئے ہے۔ اور جو

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا

لوگ کافر ہوگئے وہ یہ کہتے ہیں کہ تم کسی کے بھیجے ہوئے نہیں ہو تم یہ کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو (ایک تو)

19 ۱۵ وَجَعَلۡنَا لَہُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ۔ مجمع میں ہے کہ لوگ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ عورتیں رکھنے سے طعن کرتے تھے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ آنحضرتؐ سے پہلے بھی ایسے رسول ہوچکے ہیں جن کی ازواج بھی بہت تھیں اور اولاد بھی تھی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت پہلے رسولوں میں سے ایک کے مانند ہے کہ اللہ نے ان کو ازواج بھی دی ہیں اور اولاد بھی۔ اور یہ شرف ان سے خاص ہے کہ جس پائے کے ان کے اہل بیت قبول اسلام میں ہوئے اس پائے کے اور کسی نبی کے نہیں ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ ذریت رسول اللہ جن کا ذکر اس آیت میں ہے ہم ہیں ۱۲ ۲۵ یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثۡبِتُ وَ عِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محو تو وہی چیز کی جائے گی جو پہلے سے قائم ہو اور اثبات اسی چیز کا کیا جائے گا جو پہلے سے نہ ہو۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو فرشتے اور روح اور کاتبین آسمان اول تک آتے ہیں اور جو کچھ اس سال میں قضا و قدر خدا سے ہونا ہے لکھتے ہیں۔ پھر جس چیز کو خدائے تعالیٰ کا مقدم یا مؤخر کم یا زیادہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ لکھنے والے فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی مرضی کے موافق محو یا اثبات کردے جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے یعنی اپنے عزیزوں کے ساتھ اور ذریت کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے۔ اور اس کی عمر کے تین ہی سال باقی ہوتے ہیں تو خدائے تعالیٰ ان کو بڑھا کر تینتیس سال کردیتا ہے اور ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے یعنی اپنے عزیزوں اور مومنین کی خبرگیری نہیں کرتا یا سلوک بد کرتا ہے اور اس کی عمر کے تینتیس سال باقی ہوتے ہیں تو خدائے تعالیٰ ان کو کم کرکے تین سال کردیتا ہے یا اس سے بھی کم۔ (باقی حواشی صفحہ نمبر ۳۰۸ پر پڑھیے)

ع ۵ / ۱۱

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

(دوسرے) وہ جن کے پاس اس کتاب کا پورا علم ہے - اللہ کافی ہے

اٰیاتھا ۵۲ ۔ کلماتھا ۸۴۵ ۔ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۔ حروفھا ۳۶۰۱ ۔ رکوعاتھا ۷

(سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

آلرا - یہ کتاب ہم نے تمہارے پاس اس غرض سے اُتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب لوگوں کو (کفر کی) اندھیروں سے

النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ

(ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف خدا کے راستے کی طرف - کہ

الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور کافروں کے واسطے

مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى

سخت عذاب کی ہلاکت ہے جو آخرت کے مقابلے میں زندگانی دنیا کو اختیار کرتے ہیں

الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ

اور لوگوں کو راہ خدا سے روکتے ہیں اور اُس کی کجی کے خواستگار ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

یہی لوگ تو بڑی گمراہی میں ہیں - اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر

بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

اپنی ہی قوم کی زبان میں (باتیں کرنے والا) تاکہ اُن سے مطلب کھول کر بیان کردے - پھر اللہ جس سے چاہے توفیق

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ہدایت سلب کرے اور جسے چاہے ہدایت فرمادے - اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے - اور بالتحقیق

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ

موسیٰ کو ہم نے نشانیاں دے کر اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لاؤ -

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اور اُن کو اللہ کے دن یاد دلاؤ - بیشک ان واقعات میں ہر صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں موجود ہیں

(بقیہ حواشی صفحہ نمبر ۳۰۴) اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جب یہ ذکر فرماتے تو یہ آیت بھی تلاوت فرمایا کرتے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ الخ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیئے) ۱۲

ع ۶ ۶ ۱۲

۵۳ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے اہل زمانہ کی ہلاکت مراد ہے - اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے خصوصاً علماء کی موت مراد ہے - کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ خواہ موت جلد آجائے یا قتل میرا نفس ہر طرح راضی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ہمارے ہی بارے میں ہے - اور مراد اس سے علماء کا کم ہوجانا ہے ۱۲

۵۴ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ - تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ کے مکر سے مراد اُس کا عذاب ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھذا

۱ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کافی - الخرائج اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے صرف ہم کو مراد لیا ہے - اور علیؑ ہم میں سے اول اور ہم میں سے افضل اور بعد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہتر ہیں - احتجاج طبرسی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا کہ آپ کی سب سے بڑھی ہوئی تعریف کیا ہے آپ نے یہی آیت تلاوت فرمادی - اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی مراد مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے ہم ہی ہیں - المجالس میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے - تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا گیا کہ عبداللہ ابن سلام کا یہ گمان ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

(باقی نمبر ۳۰۶ پر)

شَكُورٍ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ کے اُس احسان کو جو تم پر ہوا یاد کرو کہ

إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَ

اُس نے تم کو فرعون والوں کے ہاتھ سے نجات دی جو تم کو سخت سے سخت عذاب دیتے تھے کہ

يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار

مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ

کی طرف سے بہت بڑی آزمایش تھی۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ تمہارے پروردگار نے جتلا دیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کروگے

لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ

تو میں تمہیں ضرور بڑھا دوں گا اور اگر تم کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بھی بڑا ہی سخت ہے۔ اور موسیٰؑ نے (یہ) فرمایا کہ

إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ

اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں وہ سب مل کر کفرانِ نعمت کرو تو (خدا کا کیا نقصان ہے) اللہ ضرور بے نیاز (اور)

لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ

لائقِ تعریف ہے۔ کیا تمہارے پاس اُن لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے قوم

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ

نوحؑ اور قوم عاد اور قوم ثمود سے تھے اور اُن کی جو اُن کے بعد تھے۔ جن کو اللہ کے سوا

إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي

کوئی نہیں جانتا۔ اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے اور انہوں نے اپنے ہاتھ

أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي

اُن رسولوں کے منہ میں ٹھونس ٹھونس دیئے اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تم کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اُس سے یقیناً منکر ہیں اور جس کی طرف

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ

تم ہم کو بلاتے ہو ہم اُس سے بہت ہی شک میں ہیں۔ اُن کے رسولوں نے کہا کیا

شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم

آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے خدا کے بارے میں (تم کو) شک ہے؟ وہ تم کو اس لئے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو

مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ

بخش دے۔ اور ایک وقت معینہ تک تم کو ڈھیل دے۔ انہوں نے جواب دیا

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۰۵) یہ میرے باپ کے بارے میں ہے۔ ان حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے یہ تو حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے۔ کہ یہ آیت جناب علیؑ مرتضےٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ بعد جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس امت کے عالم وہی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ وہ شخص جس کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے یہ نازل کیا:- ۱۳ اَلَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ (وہ شخص جس کے پاس کتاب کے ایک جزو کا علم ہے) وہ زیادہ عالم ہے یا وہ شخص جس کی شان میں فرمایا ہے مَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ فرمایا اَلَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ کے ایسا تھا جیسا کوئی مچھر سمندر میں سے اپنا پَر بھگولے۔ اور جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اسے یاد رکھو کہ سارا وہ علم جو آدم علیہ السلام کے ساتھ آسمان سے زمین پر اتارا گیا اور تمام وہ علم جس سے خاتم النبیینؐ تک انبیاء کو فضیلت دی گئی وہ سارے علوم خاتم النبیینؐ کی عترت میں موجود ہیں۔ ۱۲

ع ۱ — ۱۳

سہ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ - اتصال میں جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک حدیث میں منقول ہے کہ پروردگارِ عالم نے مجھ پر احسان کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے ہر رسول کو اُن ہی لوگوں کی طرف بھیجا ہے جو اُس کی زبان بولتے تھے۔ اور تم کو اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے (گورے ہوں یا کالے۔ عرب ہوں یا عجم) ۱۲

ع ۶ — مع

سہ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ لفظی معنی "اُن کو اللہ کے دِن یاد دلاؤ" ظاہراً سب دِن خدا ہی کے ہیں مگر یہ ضرور کوئی خاص دن ہیں جن کی نسبت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ حکم پہنچا۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ اَیّٰمِ اللّٰہِ سے مُراد تین دن ہیں (۱) قائم آلِ محمدؐ کے ظہور کا دن (۲) موت کا دن (۳) قیامت کا دن ۱۲ حواشی صفحہ ھٰذا سہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ... باقی صفحہ ۳۰۷

اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا كَانَ
تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو ۔ تم یہ چاہتے ہو کہ جن چیزوں کی

يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۞ قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ
ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے اُن میں سے ہمیں باز رکھو پس کوئی کھلا معجزہ لے کر آؤ ۔ اُن کے رسولوں نے اُن سے کہدیا کہ

اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ
ہم تو تم ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ
احسان کرتا ہے ۔ اور یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم بغیر حکم خدا کے تم کو کوئی معجزہ دکھائیں

اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ
اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسا کرنا چاہیئے ۔ اور ہم کو کیا ہوگیا ہے کہ ہم

عَلَى اللّٰهِ وَقَدۡ هَدٰٮنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيۡتُمُوۡنَا ؕ
اللہ پر بھروسا نہ کریں حالانکہ اسی نے ہم کو اپنی راہیں دکھلائی ہیں اور جو تکلیفیں تم ہم کو پہنچاتے ہو ہم ان پر ضرور صبر کرینگے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ۞ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
اور اللہ ہی پر بھروسا کرنے والوں کو بھروسا کرنا چاہیئے ۔ اور جو کافر ہو گئے تھے

لِرُسُلِهِمۡ لَنُخۡرِجَنَّكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا ؕ
انہوں نے اپنے رسولوں سے یہ کہا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال کر چھوڑیں گے یا یہ ضرور ہے کہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے

فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ۞ وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ
پس ان کے پروردگار نے ان کو یہ وحی فرمائی کہ ہم ان نافرمانوں کو ضرور ہلاک کر دیں گے ۔ اور ان کے بعد زمین میں

الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَ
ضرور تم کو آباد کریں گے ۔ یہ صلہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو ہماری حضور میں کھڑے ہونے سے

خَافَ وَعِيۡدِ ۞ وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۞
خوف کریں اور ہمارے عذاب سے ڈریں ۔ اور وہ (پیغمبر) طالب فتح ہوئے اور ہر کینہ ور جو ظالم ناامید ہوا ۔

مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۞ يَّتَجَرَّعُهٗ
آگے اُس کے جہنم ہے اور پیپ کے پانی میں سے اس کو پلایا جائے گا ۔ وہ گھونٹ گھونٹ کرکے

وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ وَيَاۡتِيۡهِ الۡمَوۡتُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ
اُس کو پیئے گا اور پھر بھی حلق سے نہ اتار سکے گا اور موت اُس کو ہر طرف سے آلے گی

(بقیہ صفحہ) ۱ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کفر کی تفسیر کی صورتوں میں منقول ہے کہ کفر کی کتاب خدا میں پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں ۔ از آنجملہ کفر کی تیسری صورت کفران نعمت ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ

(حواشی متعلقہ صفحہ ھذا)

۱ لَنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ۞ وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ۔ تفسیر قمی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اس خواہش سے ایذا دے کہ اس کا مکان لے لے تو اللہ اس کا مکان اسی پڑوسی کو دلوا دے گا ۔ ۲ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۞ التوحید میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ہر وہ شخص جو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کرے وہی جبار و عنید ہے ۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عنید کے معنی ہیں حق سے روگردان ہو جانے والا ۔ ۳ مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ اس کا مطلب یہ ہے کہ آتش جہنم اس ظالم کے سامنے ہوگی کہ یہ دنیا میں تو گویا اس کے کنارے ہی رہا ۔ آخرت میں بھی اسی شان سے مبعوث ہوگا ۔ ۴ مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبار عنید کو آتش جہنم میں زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے جو خون اور پیپ بہ رہا ہوگا وہ پلایا جائے گا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب وہ اس کے قریب لایا جائے گا تو وہ اُسے ناپسند کرے گا ۔ پھر اور قریب لایا جائے گا تو چہرہ جھلس جائے گا اور سر کی کھال گر جائے گی جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ ؕ اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسا دیا جائے گا جیسا پگھلا ہوا تانبا اور سیسہ وہ چہرہ کو جھلس دیگا پھر وہ جس وقت اس کو پیئے گا تو اُس کی انتڑیاں کٹ کے مبرز سے نکل جائیں گی جیسے خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ ۔ اور ان آیہ قسم کا گرم پانی پلایا جائے گا ۔ پس وہ اُن کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا ۱۲

ع ۲
۱۴

وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ○ مَثَلُ الَّذِيْنَ

حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا۔ اور اس سے آگے اور سخت عذاب ہوگا۔ جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

اپنے پروردگار کا انکار کیا اُن کی حالت یہ ہے کہ ان کے اعمال اس راکھ کی مانند ہیں جس کو آندھی کے دن تیز ہوا اُڑا لے جائے

يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ

جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اُس کے کسی جزو پر اختیار نہ رکھیں گے۔ انتہا درجے کی

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

ناکامی تو یہی ہے۔ کیا تم نے اس میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ○

زمین کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تم کو دُور کر دے اور اور نئی مخلوق لے آئے۔

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ

اور یہ اللہ کے لئے ذرا دشوار نہیں ہے۔ اور (جس وقت) سب خدا کی حضور میں نکل کر جمع ہوں گے تو

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

اُس وقت چھوٹی عقلوں والے اُن سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ (حضرت) ہم تو آپ کے پیرو تھے تو

مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

اب آج آپ ہم کو کچھ عذاب خدا سے بھی بچا لیں گے؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ کوئی مخلصی کا راستہ ہم کو بتائے گا

لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ○ع

تو ہم تم کو بھی بتا دیں گے۔ مگر ہمارے لئے تو دونوں حالتیں برابر ہیں خواہ ہم رو دیں پیٹیں یا صبر و سکوت اختیار کریں ہمارے لئے تو کوئی چھٹکارا ہی نہیں ہے

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ

اور جب سب معاملہ چک جائے گا تو شیطان یہ کہدے گا کہ اللہ نے تو تم سے سچا وعدہ کیا تھا

الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے اس کے خلاف کیا۔ اور میرا تو تم پر کوئی قابو تھا ہی نہیں

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ

سوائے اِس کے کہ میں نے تم کو بُلایا تھا اور تم نے مان لیا تھا۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو

لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ اب میں نہ تمہارا فریاد رس ہو سکتا ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو سکتے ہو۔

١ اَعْمَالُهُمْ مطلب یہ ہے کہ کفار کے جتنے نیک کام ہیں، صدقہ دینا خیرات کرنا۔ صلۂ رحمی کرنا۔ غلام آزاد کرنا۔ قرض اُتار دینا۔ قرض معاف کر دینا۔ مظلوم کی فریاد رسی کرنا۔ اس کی تکلیف کم کر دینا۔ اُس کی تکلیف بالکل دفع کر دینا۔ یہ سب بیکار ہوں گے۔ اس سبب سے کہ بنیاد ان کی معرفت خدا پر نہ ہوگی ١٢

٢ اِسْتَكْبَرُوْا مصباح المتہجد میں امیر المومنین علیہ السلام کا خطبۂ غدیر منقول ہے جس میں اسی آیت کو تلاوت فرمانے کے بعد حضرت نے حاضرین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو استکبار کے کیا معنی ہیں۔ پھر اس کے معنی یہ ارشاد فرمائے کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس کی اطاعت نہ کرنا اور جس کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے اس سے اعلیٰ اور بالا بن بیٹھنا ١٢

٣ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب وہ دنیا کے کاموں سے اپنے یاروں سے نبٹ لے گا تب وہ اُن سے وہ باتیں کریگا جو اس آیت میں ہیں ١٢

ع ٩/٤ ١٥

إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ

جس کام کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں تو اس کا پہلے ہی سے منکر ہو چکا تھا۔ یقیناً جو نافرمان ہیں اُن ہی کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیکیاں بھی کیں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ

وہ اُن جنتوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ انہی میں رہنے والے ہوں گے

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً

اور وہاں ایک دوسرے کی مبارکباد سلام علیک ہوگی۔ کیا تم نے یہ خیال نہیں کیا کہ خدائے تعالیٰ نے پاک کلمے کی کیسی بیان کی ہے کہ وہ

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝

ایک عمدہ درخت کی مانند ہے اس کی جڑ قائم ہے اور اُس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔

تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ

ہر زمانہ میں وہ خدا کے حکم سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے اور یہ مثالیں خدائے تعالیٰ

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ

آدمیوں کے لئے اس غرض سے بیان کرتا ہے کہ وہ یاد رکھیں۔ اور ناپاک کلمہ کی مثال بدحیثیت درخت کی سی ہے

خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ۝

کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے نوچ لیا جائے اس کا قیام کچھ بھی نہ ہو۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

جو ایمان لائے ہیں اُن کو تو اللہ زندگانی دنیا میں اور آخرت میں پکی بات پر قائم

وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝

رکھے گا۔ اور ظالموں سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرلے گا۔ اور اللہ جو چاہے گا کرے گا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ

کیا تم نے اُن کے بارے میں غور نہیں کیا جنھوں نے خدا کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو

دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوا

ہلاکت کے گھر (یعنی) جہنم میں جا اتارا وہ سب اُس میں جائیں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور انہوں نے

لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ

اللہ کے کچھ شریک قرار دے دیئے کہ لوگوں کو اُس کی راہ سے بھٹکائیں۔ تم کہدو کہ (چندروزہ) نفع اُٹھالو

۵۱ كَفَرْتُ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی بیزارت یعنی علیحدہ ہو جانا ۱۲ ۵۲ كَلِمَةً طَيِّبَةً اس کے معنی میں حق اور سچی بات اور نیک کاموں کی طرف بلانا ۱۲ ۵۳ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت میں شَجَرَة کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا۔ یہاں وہ درخت مُراد ہے جس کی جڑ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تنہ امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ جوان دونوں بزرگوں کی اولاد ہیں وہ اس کی شاخیں ہیں اور آئمہ کا علم اُس درخت کا پھل ہے اور ان حضرات کے شیعہ یعنی مومنین اس درخت کے پتے ہیں پھر فرمایا کہ واللہ جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو ایک پتا اس میں لگ جاتا ہے۔ اور جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو اُس کا ایک پتا گر جاتا ہے ۵۴ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ اس کے معنی باطل اور جھوٹی بات اور گمراہی اور فساد کی طرف بلانا ۱۲ ۵۵ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اس سے مراد ہیں بنی اُمیہ اور اس کی تفسیر سورۂ بنی اسرائیل میں شَجَرَةَ مَلْعُونَة کی تفسیر میں ان شاء اللہ ہوگی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے اہلبیتؑ اور اُن کے دشمنوں کی مثالیں بیان فرمادی ہیں ۱۲ ۵۶ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں بنی اُمیہ کی مثال بیان کی گئی ہے اور تفسیر قمی میں ان ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایسی ہی حالت کافر دل کی ہے کہ ان کے اعمال آسمان کی طرف بلند نہیں ہوسکتے اور بنی اُمیہ نہ خدا کو کسی مجلس میں یاد کرتے ہیں اور نہ کبھی مسجد میں اور سوائے کسی ایک آدھ کے اُن کے اعمال بھی آسمان کی طرف بلند نہیں ہوسکتے ۱۲ ۵۷ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا۔ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے دوستوں میں سے جب کسی شخص کو موت آتی ہے تو شیطان اس کے داہنے سے اور بائیں سے آتا ہے کہ اُس کو عقیدہ سے ہٹادے جس پر وہ قائم ہے۔ مگر

ع ۴ ۱۶

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ○ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا

کہ تمہاری بازگشت تو یقیناً جہنم ہی کی طرف ہے۔ میرے اُن بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدو کہ نماز پڑھا کریں

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

اور اُس دن کے آنے سے پہلے کہ جس دن نہ کوئی سودا ہوگا اور نہ یاری دوستی (کام دے گی)

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

جو کچھ ہم نے اُن کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر ہماری راہ میں خرچ کیا کریں۔ اللہ وُہی تو ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اُتارا پھر اس کے ذریعے سے تم کو روزی دینے کے لئے

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي

پھل پیدا کئے اور جہازوں کو تمہارے تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ

سمندر میں چلتے رہیں۔ اور ندیوں کو تمہارے اختیار میں دے دیا۔ اور سُورج اور

الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ○ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ

چاند دونوں دائمی چلنے والوں کو تمہارے کام میں لگا دیا اور رات اور دن کو تمہارے لئے معین کر دیا۔ اور جو کچھ تم نے اُس سے

كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ

مانگا سبھی میں سے اُس نے تم کو دیا۔ اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو تو اُس کا احاطہ نہ کر سکو گے بیشک

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ

انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جس وقت ابراھیم ع نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ ط

اس شہر کو امن و امان والا قرار دے اور مجھے اور میری اولاد کو بُتوں کی پرستش کرنے سے بچا لے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ

اے میرے پروردگار بالتحقیق ان بُتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جو میرا اتباع کرے گا وہ تو

مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ

میرا ہے۔ اور جو میری نافرمانی کرے گا تو اس میں شک ہی نہیں کہ تو بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار

اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

میں نے اپنی اولاد میں سے (بعض کو) تیرے محترم گھر کے پاس ایسے جنگل میں جس میں کھیتی باڑی کچھ نہیں ہے آباد کر دیا ہے۔

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۰۹) کہ میرا رب خدا وحدہ اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو وہ یہ کہیں گے کہ خدائے تعالیٰ جس چیز کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے اس پر تجھے ثابت قدم رکھے اور یہ مطلب خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوالِ قبر کے بارے میں بشرطیکہ صاحب قبر کافر ہوگا جو کچھ وارد ہے اس کے آخر میں یہ بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کی قبر میں سانپوں کو متعیں فرما دیگا کہ وہ اُسے کاٹتے اور کھاتے رہیں گے اور شیطان اُس کو برابر مغموم و محزون کرتا رہے گا۔ اور سوائے جنوں اور آدمیوں کے کل مخلوقِ خدا اس کے عذاب کی آواز سنتے ہیں۔ اور وہ بھی لوگوں کے چلنے اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز تک سنتا ہے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

سلہ وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ شخص جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت سے کوئی بات دریافت کی آپ نے اُسے کچھ جواب دیا۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو اس میں کچھ شک ہی نہیں کہ آپ بُت پرستوں کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو نے غلط کہا۔ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ اسمٰعیلؑ کو مکہ میں لا کر آباد کر دیں انہوں نے ایسا ہی کیا اور خدا سے یہ عرض کی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ پس اولاد اسمٰعیلؑ میں سے کسی نے بُت نہیں پوجا۔ ہاں عرب ضرور بُت پرست تھے اور اولاد اسمٰعیلؑ میں سے جو بھی کافر ہو گئے انہوں نے بھی یہ کہا هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا (یہ بُت ہمارے سفارشی ہیں) اور بُت پوجے نہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا یعنی جو کچھ انبیاء اور اولیاء کے سپرد کیا جاتا ہے وہ ان کو نہیں دیا جا سکتا۔ جو نجاستِ کفر و شرک میں آلودہ ہو چکے ہوں اس لئے کہ شرک کو خود خدائے تعالیٰ نے ظلم فرمایا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (بیشک شرک بڑا ظلم ہے) پس ابراہیم علیہ السلام جب یہ سمجھ گئے کہ اللہ کی طرف سے امامت کا عہد بُت پرست نہیں پا سکیں گے تو انہوں نے خدا سے یہ دُعا کی کہ

ع ۵ ۱۷

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ

تاکہ اے ہمارے پروردگار وہ (اولادِ اسمٰعیل) نماز پڑھا کریں پس آدمیوں میں سے بعض کے دل ان کی طرف مائل و گرویدہ کر دیجیۓ

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ

اور ان کو پھلوں سے روزی پہنچائیو تاکہ وہ شکر ادا کیا کریں۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً تو ان سب کو

مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ

جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر زمین کی اور آسمان کی کوئی چیز

وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ

پوشیدہ نہیں ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ثابت ہے جس نے مجھے باوجود بڑھاپے کے

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ○ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ

اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ عنایت فرمائے بیشک میرا پروردگار بڑا دعا کا سننے والا ہے۔ اے میرے پروردگار مجھ کو

الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ

نماز گزار قرار دے اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار اور میری عبادت قبول کر۔ اے ہمارے پروردگار

لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ

جس دن حساب لیا جائے گا (اس دن) مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دیجیو۔ اور جو عمل یہ ظالم کرتے ہیں

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اس سے اللہ کو کبھی غافل نہ سمجھنا۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ ان کو اس دن تک کے لئے

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

ڈھیل دیتا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ (لوگ) اپنے سروں کو اٹھائے بے تحاشا بھاگے چلے جاتے ہوں گے

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ○ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ

خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہ نہ پھر سکے گی۔ اور دل ان کے (فرطِ حیرت و دہشت سے) خالی ہوں گے

يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى

اور (اے رسولؐ) لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جس دن ان پر عذاب آئے گا پس ان میں جو ظالم ہیں وہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار

اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا

ہم کو تھوڑے سے عرصہ کی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور تیرے رسولوں کے پیرو ہو جائیں۔ (جواب میں کہا جائے گا) کیا تم

اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ○ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ

پہلے سے اس کی قسمیں نہ کھایا کرتے تھے کہ ہم کو تو کچھ زوال ہی نہ ہوگا۔ اور تم ان لوگوں کے گھروں میں آباد تھے

(بقیہ صفحہ ۳۱۰) پس اللہ نے مجھے نبی بنایا اور (میرے بھائی) علیؑ کو وصی قرار دیا۔"

قولِ مترجم:- اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ خلفائے ثلثہ بھی اولادِ اسمٰعیل میں سے تھے تو اس طرح شاید وہ بھی بت پرستی سے بچے ہوں اور اس طرح امامت و خلافت کے مستحق ہوئے ہوں تو اول تو نسب کی تحقیقات اس شبہ کو باطل کر دے گی دوسرے جیسے مشرک کو عہد امامت نہیں پہنچتا ویسے ہی کافر کو بھی نہیں پہنچتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (ترجمہ کے لئے دیکھئے صفحہ ۴۹ سطر ۹) اور بعثتِ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی ایک عرصہ تک (وہ عرصہ کم ہو یا زیادہ) ان کے کفر پر باقی اور قائم رہنے میں کسی مسلمان کو کلام ہو نہیں سکتا۔ اس سے نتیجہ نکال لیجیے کہ اس شبہ کی کیا ہستی رہ گئی؟۱۲

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

ع ۷ ۱۸ (حواشی صفحہ ۳۱۱ ھذا)

۱؎ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہاں کل آدمی مراد نہیں لئے ہیں بلکہ اے محبانِ اہلبیت خدا کی مراد تم ہو اور جو تم جیسے ہوں۔ وہ اس لئے کہ تم لوگوں کی مثال عام لوگوں میں ایسی ہی ہے جیسے کالے بیل کی جلد پر کچھ سفید بال ہوں۔ لوگوں پر لازم ہے کہ کعبۃ اللہ کا حج بجا لائیں اور بوجہ اس کے کہ خدا اس کو عظمت دی ہے اس کی عظمت کریں اور بعد حج بیت اللہ ہم اہلبیت سے جہاں کہیں کہ ہم ہوں ملاقات کریں کہ اللہ تک پہنچانے والے ہم ہیں۔

۲؎ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوتے ہیں اور دعائے جناب ابراہیم علیہ السلام بھی یہی تھی فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا مطلب بیت اللہ نہ تھا ورنہ فرماتے تَهْوِيْٓ اِلَيْهِ پس واللہ مقصودِ دعائے ابراہیم علیہ السلام ہم ہیں۔۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اور یہ بھی تم پر کھل چکا تھا کہ ہم نے اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ

اور تمہارے لئے ہم نے مثالیں بیان کر دی تھیں۔ اور وہ تو اپنی چال پوری چل چکے حالانکہ ان کی (سزا وہی کے لئے) خدا کے

مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا

پاس موجود ہے۔ گو اُن کی چال ایسی تھی کہ پہاڑ بھی اُس سے ٹل جائیں۔ مگر

تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو

اللہ سے ایسا گمان ہرگز نہ کرو کہ وہ اپنے رسولوں سے جو وعدے کئے ہیں اُن کے خلاف کرنے والا ہے۔ بیشک اللہ بڑا زبردست اور

انْتِقَامٍ ○ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ

بدلا لینے والا ہے۔ جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان (دوسرے آسمانوں سے) اور

بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

سب زبردست و یکتا خدا کی حضور میں کھڑے ہوں گے۔ اور اُس دن تم مجرموں کو طوقوں اور زنجیروں میں

مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى

جکڑا ہوا دیکھو گے۔ اُن کے لمبے لمبے کرتے قطران کے ہوں گے اور

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آگ اُن کے چہروں کو ڈھانک لے گی۔ تاکہ اللہ ہر نفس کو اُس کے کئے کا بدلہ دے بیشک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ

جلد حساب لینے والا ہے۔ بغرض نصیحت لوگوں کے لئے یہ کافی اطلاع ہے اور اس غرض سے بھی کہ وہ

لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ ع

اِس کے ذریعہ سے ڈرائے جائیں اور اس کے لئے بھی کہ وہ جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور اس لئے بھی کہ تمام عقلا اُس سے نصیحت حاصل کریں۔

آیاتہا ۹۹ — کلماتہا ۶۶۳ (سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ) حروفہا ۲۹۰۷ — رکوعاتہا ۶

(سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

الرا۔ یہ کتاب کی یعنی کھلے قرآن کی آیتیں ہیں۔

۵۱ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ زمین ایسی زمین سے بدل جائے گی جس پر گناہ نہ کئے گئے ہوں گے اور جس پر نہ پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات جیسی کہ ابتداء میں بنائی گئی تھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کی زمین گویا آگ ہوگی۔ سوائے مومن کے سایہ کے کہ صدقہ اُس پر سایہ کئے ہوگا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ خالص خدا کے واسطے دوستی رکھنے والے ہیں وہ عرشِ خدا کے سائے میں داہنے ہاتھ سبز زبرجد کی زمین پر ہوں گے ۱۲ قولِ مترجم۔ اِن سب روایتوں کا ماحصل ایک ہی ہے کہ زمین بدلی ہوئی ضرور ہوگی۔ اب ہر ہر شخص کے لئے وہ کیسی ہوگی؟ جیسی کرنی ویسی بھرنی (باقی اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیئے) ۵۲ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ۔ اصفاد جمع صفد کی ہے جس کے معنی بیڑی بھی ہیں اور طوق بھی اور مقرنین کے معنی ہیں پاس پاس کئے گئے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ قید میں ایک دوسرے سے ملا کر جکڑ دیئے جائیں گے۔

ع ۷ ۱۱ ۱۹

(مثلاً ایک بیڑی میں دو پاؤں اور ایک طوق میں دو گردن وغیرہ۔ شائد اس کی بنا یہ ہو کہ جیسے وہ عقاید اور افعال و اعمال میں ایک دوسرے کے شریک تھے ویسے ہی قید میں بھی شریک ہوں) قولِ مترجم۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیب دو دو کو بھائی بھائی بنایا ہے تو ایسے ہی دو دو چھانٹے تھے جن کا انجام ایک ہی ہونے والا تھا جیسے جناب سلمانؓ فارسی و حضرت ابوذرؓ غفاریؓ یا حضرت عمارؓ یاسر و حضرت مقدادؓ یا اُدھر حضرت ابوبکر و عمر، طلحہ و زبیر، عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف وغیرہ ۱۲ ۵۳ سَرَابِيْلُهُمْ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرئیل امین نے یہ خبر دی کہ اہل جہنم کے کرتوں میں سے اگر ایک کرتہ آسمان و زمین کے مابین لٹکا دیا جائے تو کل اہلِ زمین اُس کی بدبو سے اور اُس کی حرارت سے مر جائیں ۱۲

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ○ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں بہت دفعہ وہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلم ہوتے۔ اُن کو چھوڑ دو کہ وہ کھائیں (پئیں)

وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ وَمَا

اور نفع اٹھائیں اور اُمید اُن کو لہو و لعب میں ڈالے رہے آگے چل کر تو اُن کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ اور

أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ○ مَا تَسْبِقُ

ہم نے ایک بستی بھی ایسی ہلاک نہیں کی کہ اُس کے لئے پہلے سے نوشتہ مقرر نہ تھا۔ کوئی گروہ

مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ○ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ جائے گا اور نہ وہ پیچھے ہی رہ جا سکتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اے وہ شخص

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ○ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ

جس پر یہ قرآن مجید نازل کیا گیا ہے تو ضرور دیوانہ ہے۔ اگر تو سچوں میں سے ہوتا تو ہمارے پاس

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

فرشتے کیوں نہ لے کر آتا؟ فرشتوں کو تو ہم موقع ہی سے بھیجا کرتے ہیں

وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ○ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

اور (جن کی طرف بھیجتے ہیں) پھر اُن کو مہلت نہیں دی جاتی۔ بیشک ہم ہی نے ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اُس کے

لَحَافِظُونَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ○

محافظ ہیں۔ اور بالتحقیق ہم نے تم سے پہلے اگلے گروہوں میں بھی رسول بھیجے تھے۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ كَذَٰلِكَ

اور ایک رسول بھی اُن کے پاس ایسا نہ آتا تھا کہ وہ اُس کی ہنسی نہ اُڑاتے ہوں۔ مجرموں کے

نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ○ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ

دلوں میں (بہ سبب اُن کی شرارتوں کے) ہم ایسا ہی ڈال دیا کرتے ہیں۔ وہ اُس پر ایمان نہ لائیں گے جس حال میں کہ

خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ○ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ

پہلوں کی روش یہی ہو چکی ہے۔ اور اگر ہم اُن پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ○ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ

اور یہ دن بھر اُس پر چڑھتے چلے جائیں تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ

نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ○ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا

ہم تو جادو کے مارے ہوئے لوگ ہیں۔ اور یقیناً ہم نے آسمان میں برج مقرر کئے ہیں

ع ١٥

سلہ لو کانوا مسلمین تفسیر عیاشی میں جناب ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی پروردگار عالم کی طرف سے یہ ندا کرے گا کہ جنت میں سوائے بندۂ مسلم کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ اُس وقت کفار یہ خواہش کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلم ہوتے۔ تفسیر مجمع البیان میں علاوہ اس روایت کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ جب اہل جہنم جہنم میں جمع کر دیئے جائیں گے اور ان میں اہل قبلہ بھی ہوں گے تو اس وقت کفار ان سے یہ کہیں گے کہ کیا تم مسلم نہ تھے؟ وہ جواب دیں گے تھے تو ضرور۔ کفار کہیں گے پھر تمہارا اسلام تمہارے کچھ کام نہ آیا۔ اور تم بھی ہمارے ساتھ یہیں چلے آئے۔ وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم اپنے گناہوں کے سبب سے گرفتار ہو کر آئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن کا یہ جواب سُن کر حکم دے گا کہ جو ہمارے مسلم بندے جہنم میں ہیں وہ جہنم سے نکال لئے جائیں۔ اس وقت کافر کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلم ہوتے ۱۲ **قول مترجم**: یہاں اصطلاحی اسلام مراد نہیں ہے بلکہ وہ حقیقی اسلام مراد ہے جو بروز عید غدیر جناب امیر المومنین کی ولایت کے ساتھ پسند کیا گیا۔ اور جس کے متعلق ارشاد ہو چکا ہے۔ ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۷ سطر ۹) اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ اسلام کے پیرو کا جہنم سے کیا علاقہ؟ تو یہ شبہ اسی نوٹ کے پڑھنے سے رفع ہو جائے گا کہ اسلام کے کامل پیرو کے لئے اوپر والی حدیث ہے اور ناقص کے لئے پیچھے والی ۱۲

سلہ یلہھم الامل کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے تمہارے متعلق دو باتوں کا اندیشہ ہے۔ خواہش نفس کی پیروی۔ اور جھوٹی امیدیں باندھ لینا۔ خواہش نفس کی پیروی تو حق سے باز رکھتی ہے اور جھوٹی امیدوں کا باندھ لینا آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جتنا کوئی بندہ اپنی امید کو بڑھا دیتا ہے اتنا ہی بدعملی کرتا ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بندہ اپنی اجل کو دیکھتا تو

وَزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا

اور دیکھنے والوں کے لئے اُس کو زینت دی۔ اور ہر شیطان لعین سے اُس کی حفاظت کی۔ سوائے اُس کے

مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَرْضَ

جو چوری چھپے کچھ سُن لے تو بھی ایک چمکتا ہوا ستارہ اُس کا پیچھا کرتا ہے اور زمین کو

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

ہم نے پھیلایا اور اُس میں بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے اور ہر مناسب چیز اُس میں

شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ

اُگا دی۔ اور اس میں تمہاری زندگی بسر کرنے کے بھی سامان مقرر کر دیئے اور اُن کے بھی جن کو تم

بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا

روزی دینے والے نہیں ہو۔ اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کے خزانے (کے خزانے) ہمارے پاس نہ ہوں اور

نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

ہم اس کو مقررہ اندازہ سے نازل کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم نے پانی سے بھری ہوئی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَ

آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے تم کو وہ (پانی) پلایا حالانکہ تم تو پانی کے جمع کرنے والے نہیں ہو۔ اور

اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

بیشک ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (اصلی) وارث ہیں۔ اور تم میں سے جو پہلے تھے

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ

ان کو بھی ہم نے جان لیا اور جو تم میں سے بعد میں آنے والے ہیں اُن کو بھی ہم نے جان لیا۔ اور یقیناً

رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا

تمہارا پروردگار وہی تو ان کو جمع کرے گا۔ بالتحقیق وہی حکمت والا (اور) علم والا ہے۔ اور بے شک ہم نے

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ

آدمی کو کھنکھناتی سنی ہوئی سیاہ سڑکا ہوئی کیچڑ سے پیدا کیا۔ اور ہم ہی نے جنّوں کو

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

پہلے ہی نہایت تیز آگ سے پیدا کیا تھا۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

کل فرشتوں سے کہا تھا کہ میں ایک آدمی کو کھنکھناتی سنی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی کیچڑ سے پیدا کرنے والا ہوں۔

* (بقیہ صفحہ ۳۱۳) جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بُرُوج ستاروں کے جھنڈ ہیں۔ فصلِ ربیع اور موسم گرما کے بُرج یہ ہیں حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ اور فصل خریف اور موسم سرما کے بُرج یہ ہیں۔ میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت ۱۲

**حواشی صفحہ ھٰذا** ۱ے شِهَابٌ مُّبِيْنٌ تفسیر قمی میں ہے کہ جب تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ شیطان تجسس کے لئے آسمان پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ ذرا ان ستاروں کو تو دیکھو جن سے راستہ کا پتہ لگایا جاتا ہے اور جاڑے اور گرمی کے موسم پہچانے جاتے ہیں۔ اگر خود پھینکے جائیں تب تو ہر چیز کی ہلاکت ہے اور اگر یہ قائم رہیں اور ان میں سے شہاب پھینکے جائیں تو ضرور کوئی امر حادث ہوا ہے۔ اور مکہ میں ایک یہودی بھی رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا اُس نے جب ستاروں کو آسمان میں حرکت کرتے اور چلتے دیکھا تو وہ اپنے گھر سے نکل کر قبیلہ قریش کے جمع ہونے کی جگہ پر آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کیا آج کی رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو اُس نے کہا توریت کی قسم تم غلطی کرتے ہو۔ آخر النبیین اور افضل المرسلین ضرور آج ہی شب کو پیدا ہوا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ جب وہ نبی پیدا ہوگا تو شیاطین کو رجم کیا جائے گا۔ اور وہ آسمانوں پر جانے سے روک دیئے جائیں گے۔ پس قریش میں سے ہر شخص اپنے اپنے گھر گیا اور اپنے اپنے اہل و عیال سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بیشک عبد اللہ ابن عبد المطلب کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے ۱۲

۲ے مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پہاڑوں میں سونا۔ چاندی۔ جواہرات۔ گندھک۔ تانبا۔ لوہا۔ سیسہ۔ جست۔ سُرمہ اور ہڑتال اور اُن سے ملتی جلتی چیزیں مختلف وزن کی پیدا کردیں اور وزن ہی کرکے یہ سب چیزیں بیچی جاتی ہیں قول مترجم۔ جدید

ع ۲ | ۱۰ | ۲

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○

پھر جب میں اُس کو بنا چکوں اور اپنی (پیدا کی ہوئی) رُوح اس میں پھونک چکوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ

اِس پر سبھی فرشتوں نے تو سجدہ کیا۔ نہ کیا تو ابلیس نے۔ اُس نے سجدہ

يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ

کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے سرتابی کی۔ (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا کہ تو نے

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ عرض کی کہ میں تو ایسا نہ تھا کہ ایسے شخص کو سجدہ کرتا جسے تو نے خود

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

کھنکھناتی سنی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی کیچڑ سے پیدا کیا ہے۔ (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ تو اس جگہ سے نکل جا کہ

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

تو مردود ہے۔ اور فیصلے کے دن تک کے لئے تجھ پر لعنت ہے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

عرض کی کہ اے پروردگار تو اُس دن تک کے لئے مجھے مہلت دے دے جس دن سب لوگ مبعوث کئے جائیں گے۔ فرمایا کہ

الْمُنْظَرِيْنَ ۙ ○ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ قَالَ رَبِّ بِمَآ

وقت معلوم کے دن تک تجھے مہلت دی گئی۔ عرض کی کہ اے میرے پروردگار

اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ

جیسے کہ تو نے مجھ سے اپنی توفیق سلب کر لی میں بھی دنیا میں نافرمانی کو ان کی نظر میں

اَجْمَعِيْنَ ۙ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ قَالَ هٰذَا

زینت دوں گا۔ اور ان میں سے سوائے تیرے خالص بندوں کے میں ضرور سب ہی کو بہکاؤں گا۔ فرمایا یہ

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

سیدھا راستہ ہے (یا یہی وہ سیدھی راہ ہے جس کی رعایت مجھ پر لازم ہے)۔ بیشک میرے بندے (جو ہیں) اُن پر

سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

تیرا کوئی قابو نہیں سوائے اُن کے جو گمراہ ہونے والوں میں سے تیرے پیرو ہو جائیں۔ اور یقیناً جہنم

لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ

اُن سب کی وعدہ گاہ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں۔ اُن میں سے ہر دروازہ

سلہ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ نفخ یعنی روح کا پھونکنا کیوں کر واقع ہوا تھا؟ فرمایا کہ روح مثل ریح یعنی ہوا کے ایک متحرک چیز ہے اور اس کو رُوح کہتے اس لئے ہیں کہ اس کا نام لفظ ریح سے مشتق ہوا ہے اور روح اور ریح ہم جنس ہیں اور خدائے تعالیٰ نے جو اپنی ذات کی طرف اس کی اضافت فرمائی یعنی میری رُوح فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اور روحوں میں سے اُسے برگزیدہ کر لیا تھا جیسا کہ اور مکانو سے ایک مکان کو برگزیدہ کر لیا اور اس کو کہا بَیْتِیَ یعنی میرا گھر یا رسولوں میں سے ایک رسول کو برگزیدہ کر لیا۔ جیسا کہا حَبِیْبِیْ یعنی میرا حبیب پس اس قسم کی جتنی چیزیں ہیں سب اُس کی پیدا کی ہوئی، اُس کی بنائی ہوئی اور اس کی ایجاد کی ہوئی ہیں وہی ان کی تربیت کرتا ہے اور وہی ان کی تدبیر فرماتا ہے۔ **قول مترجم** تحقیق روح کا میدان بہت وسیع ہے۔ یہاں ہم قول جناب امیر المومنین کا خلاصہ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوح کی پانچ قسمیں ہیں یعنی رُوح القدس روح الایمان روح القوۃ۔ روح الشہوۃ اور روح البدن اور سب آدمی تین قسم کے ہیں السابقون اصحاب الیمین اصحاب الشمال۔ پہلی قسم کے لوگوں میں انبیاء اور اوصیاء داخل ہیں ان کو پانچوں روحیں ملتی ہیں۔ اور دوسری قسم میں مومنین ان کو پہلی چار روحیں ملتی ہیں اور تیسری قسم میں کفار و منافقین ان کو سب سے آخر والی تین ہی روحیں ملتی ہیں کمیل ابن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے مولا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے عرض کی کہ یا مولا یہ میرا نفس کیا چیز ہے اسے تو پہچنوا دیجئے۔ فرمایا۔ کہ اے کمیل کونسے نفس کو پہچنوا دوں میں نے عرض کی یا مولا آیا نفس ایک سے زیادہ ہیں؟ فرمایا کہ اے کمیل ہاں نفس چار ہیں پہلا نامیہ نباتیہ۔ دوسرا حسیہ حیوانیہ۔ تیسرا ناطقہ قدسیہ چوتھا کلیہ الٰہیہ اور ان میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ قوتیں ہیں اور دو دو خاصیتیں ہیں پس نامیہ نباتیہ کی پانچ قوتیں یہ ہیں ماسکہ۔ جاذبہ۔ ہاضمہ۔ دافعہ۔ مربیہ۔ اور اس کی دو خاصیتیں ہیں زیادت و نقصان

[illegible]

مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ۝

کے لئے بٹا ہوا حصّہ (مقرر) ہے ۔ بیشک پرہیزگار لوگ جنتوں اور چشموں (والی زمین) میں ہوں گے ۔

ادْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم

(ان سے کہا جائے گا کہ) ان ایس امن وامان اور سلامتی کے ساتھ چلے آؤ ۔ اور ان کے دلوں میں جو کچھ

مِّنْ غِلٍّ إِخْوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا

کینہ ہوگا ہم اس کو نکال دیں گے اور وہ تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل بھائی بھائی کی حیثیت سے بیٹھے ہوں گے ۔ نہ ان

نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِىٓ أَنِّىٓ أَنَا

جنتوں میں اُن کو کوئی رنج پہنچے گا اور نہ وہ اُن سے نکالے جائیں گے ۔ (اے رسولؐ) میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں ہی

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِى هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ وَ

بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں ۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی عذاب دردناک ہے ۔ اور

نَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا۟ عَلَيْهِ فَقَالُوا۟

ان کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا واقعہ سنا دو ۔ کہ جب وہ اُن کے پاس آئے اور انہوں نے

سَلَٰمًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا۟ لَا تَوْجَلْ إِنَّا

سلام کیا ۔ تو (ابراہیم ہوئے) کہا کہ ہم تو تم سے ڈرتے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہم تو

نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِى عَلَىٰٓ أَن مَّسَّنِىَ

آپ کو ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ۔ (ابراہیم ہوئے) کہا کہ کیا تم مجھ کو ایسے حال میں خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھ پر

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا۟ بَشَّرْنَٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن

بڑھاپا چھا گیا ہے تو کس بات کی خوشخبری دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو آپ کو ٹھیک ٹھیک خوشخبری دی ہے

مِّنَ الْقَٰنِطِينَ ۝ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا

پس آپ مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہوں ۔ فرمایا سوائے گمراہوں کے اپنے رب کی رحمت سے ناامید

الضَّآلُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوٓا۟

کون ہو سکتا ہے؟ پھر فرمایا کہ اے ایلچیو! تم کو کیا مہم درپیش ہے؟ عرض کی کہ

إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ إِلَّآ ءَالَ لُوطٍ إِنَّا

ہم ایک مجرم گروہ کی طرف عذاب دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں ۔ سوائے آل لوطؑ کے کہ ان سب کو ہم

لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُۥ قَدَّرْنَآ ۙ إِنَّهَا لَمِنَ

ضرور بچا دیں گے ۔ مگر زوجہ لوطؑ (جس کی نسبت) ہم نے سمجھ لیا ہے کہ وہ

ع ۳ ۱۹

۵۱ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ التحصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے ہامان و فرعون و قارون داخل ہوں گے اور ایک دروازے سے مشرکین و کفار یعنی وہ لوگ جو آن واحد کے لئے بھی خدا پر ایمان نہ لائے ہوں گے ۔ اور ایک دروازے سے مخصوص بنی امیہ جائیں گے وہ ایسا اُن کے لئے خاص ہوگا کہ کوئی دوسرا ان میں مزاحم ہی نہ ہوگا ۔ یہ باب لظیٰ بھی ہے باب سعیر بھی اور باب ہاویہ بھی کہ ان میں داخل ہونے والے ستر برس تک نیچے کو جائیں گے پھر ایک جوش آئے گا جو اُن کو ابھار کر ستر برس کی بلندی تک اوپر لے آئے ۔ غرض دوام کے لئے اسی حالت زیر و زبر میں رہیں گے ۔ اور ایک دروازے سے ہم اہل بیتؑ سے بغض رکھنے والے اور ہم سے محاربہ کرنے والے اور ہماری مدد نہ کرنے والے داخل ہوں گے یہ سب سے بڑا پھاٹک ہوگا اور اسکی گرمی بھی بہت تیز ہوگی پھر فرمایا کہ وہ دروازہ جس سے بنی امیہ داخل ہوں گے ۔ وہ ابوسفیان معاویہ اور آل مروان کے لئے مخصوص ہے اور جس وقت وہ اس دروازے میں گھسیں گے آگ ان کو ایسا کچلے گی جیسا کچلنے کا حق ہے نہ ان کی کوئی فریاد سُنے گا اور نہ اُس میں وہ جئیں گے اور نہ مریں گے"

۵۲ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے ہمارے شیعو! واللہ وہ تم ہو جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم الخ اور ایک روایت میں ہے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں سوائے تمہارے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے"

۵۳ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غُلٰمٍ عَلِیْمٍ سے مراد حضرت اسمٰعیل ہیں جو بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے تھے"

۵۴ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کو قوم لوط پر عذاب نازل ہونے کی توقع تو تھی لیکن ان دونوں بزرگوں کی منزلت خدائے تعالیٰ

الْغٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ࣙ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
ضرور پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی۔ پھر جس وقت یہ ایلچی لوطؑ کے کنبے کے پاس پہنچے ۔ تو لوطؑ نے فرمایا کہ تم تو

مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝
اجنبی (معلوم ہوتے) ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے۔

وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ
اور ہم آپ کے پاس برحق حکم لے کر آئے ہیں اور ہم ضرور سچے ہیں۔ پس آپ کچھ رات رہے سے اپنے کنبہ کو چلتا کیجئے

مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ
اور خود اُن کے پیچھے پیچھے جائیے اور آپ صاحبوں میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے اور

امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ
جہاں تم کو حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جاؤ۔ اور یہ حکم ہم نے قطعی طور سے اُن کو سنا دیا

اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ
کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ اور اُس

الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا
شہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے آئے۔ (لوطؑ نے) فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں پس

تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ
تم مجھے فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رُسوا نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کیا

نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ
ہم نے آپ کو لوگوں کے مہمان کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ فرمایا کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں

فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ
(اے رسولؐ) تمہاری جان کی قسم وہ یقیناً اپنے نشے میں لڑکھڑا رہے تھے پس

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
سورج نکلتے نکلتے اُن کو چیخ نے آلیا۔ پھر ہم نے اُن بستیوں کو زیر و زبر کر دیا اور (اوپر سے) ہم نے

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
اُن پر پتھرائی ہوئی مٹی کے ڈھیلے برسائے۔ یقیناً اس (واقعہ) میں سمجھنے والوں کیلئے

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
نشانیاں ہیں اور یقیناً وہ (یعنی اُن بستیوں کے نشان) قائم راستہ پر موجود ہیں۔ اس (واقعہ) میں بیشک

(بقیہ صفحہ ۳۱۶) جس سے ہلاکت قوم لوطؑ کے سبب سے جو تکلیف پہنچے اُس سے تسلی پا سکیں لہذا جو فرشتے عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے ان کو یہ حکم تھا کہ عذاب سے پہلے حضرت ابراھیمؑ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی خوشخبری سناتے جائیں ۱۲ ۵ قَدَّرْنَا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرقہ قدریہ پر افسوس ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے ہیں اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ مگر سمجھتے نہیں کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کس نے مقدر فرمایا ۱۲ +

ع ۴/۱۶/۴

حواشی صفحہ ھذا۔ ۱ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ مطلب اس کا یہ ہے کہ آدھی رات گزرنے کے بعد ۱۲ ۲ اَلْمَدِيْنَةِ اس سے مراد شہر سدوم ۱۲ ۳ اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ تفسیر صافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں ممانعت سے مراد یہ ہے کہ قوم لوط نے حضرت لوطؑ کو منع کر دیا تھا کہ نہ وہ لوگوں کی مہمانی کریں اور نہ اُن کو اپنے گھر میں اتاریں ۱۲ ۴ لَعَمْرُكَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محمدؐ تمہاری جان کی قسم اور خدائے تعالیٰ کا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس طرح خطاب فرمانا اور انبیاء پر آنحضرتؐ کی فضیلت ثابت کرتا ہے ۱۲ ۵ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ المتوسمین کے لفظی معنی بڑی فراست رکھنے والے جن کی نظر ایسی جچی تلی ہو کہ کسی شئے کی علامت سے اس کی حقیقت پہچان لیں کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کی آیت اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ کے بارے میں فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متوسم تھے اور میں ان کے بعد متوسم ہوں اور آئمہ جو میری اولاد میں ہوں گے وہ سب متوسم ہوں گے۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرات سے منقول ہے کہ متوسمون سے مراد آئمہ ہیں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (مومن کی عقل و دوربینی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ نور خدا کے ذریعہ سے دیکھتا ہے) ۶ لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ اکمال میں جناب امام

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝

مومنوں کے لئے ایک نشانی ہے۔ اور بَن والے یقیناً نافرمان تھے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ

پس ہم نے اُن سے بھی بدلہ لیا اور ان دونوں کے آثار کھلے راستے پر ہیں۔ اور

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

حجر والوں نے بھی رسُولوں کو جھٹلایا تھا۔ اور ہم نے اُن کو نشانیاں دی تھیں پھر وہ اُن سے

مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝

رُوگرداں رہے۔ اور پہاڑوں کو تراش تراش کر امن والے مکان بناتے رہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پھر صبح ہوتے ہوتے اُن کو چیخ نے آلیا۔ پس جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے وہ اُن کے

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

کچھ کام نہ آیا۔ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے

بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝

اُس کو ٹھیک ٹھیک ہی پیدا کیا ہے اور قیامت یقیناً آنے والی ہے پس تم خوبی کے ساتھ درگزر کرتے رہو۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ

بیشک تمہارا پروردگار وہی تو پیدا کرنے والا (اور) واقف ہے۔ اور بیشک ہم نے آپ کو (باربار) دُہرانے کی سات آیتیں

الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

(سورۂ فاتحہ) اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔ اُن کے گروہوں کو ہم نے جن چیزوں سے نفع پہنچایا ہے

مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

تم اُن کی طرف نظر نہ ڈالو اور نہ اُن کے لئے رنجیدہ ہو اور مومنوں سے

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝

تواضع کے ساتھ پیش آتے رہو۔ اور کہدو کہ میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

(ہم نے تم پر یہ قرآن اسی طرح نازل کیا ہے) جیسا ہم نے ان ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں پر نازل کیا تھا جنہوں نے اپنے قرآن کو

عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا

پارہ پارہ کر دیا تھا۔ پس تیرے پروردگار کی قسم ہے جو کچھ بھی یہ کیا کرتے تھے اُس کے بارے میں ہم ضرور ان سبھی سے تو

ع ۵ ۱۹ ۵

۵۱ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ایکہ کے معنی ایسا بَن جس میں درخت بہت ہی گھنے ہوں اور اصحاب الایکہ سے مُراد ہیں قوم شعیبؑ کے لوگ جو ایک بَن میں رہتے تھے اور حضرت شعیبؑ کی تکذیب کے باعث عذاب اُن پر بصورت سائبان بھیجا گیا تھا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے تھے۔"

۵۲ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ حجر ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ اور شام کے مابین ہے اور اصحاب الحجر سے مُراد قوم ثمود ہے جو اس وادی میں آباد تھی۔ اور انہوں نے حضرت صالحؑ کی تکذیب کی تھی۔"

۵۳ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ العیون میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُوْرَةُ فَاتِحَةِ الْكِتٰبِ کی ایک آیت ہے اور اُس سُورت کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ملا کر سات آیتیں ہیں۔ اور میں نے خود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھ سے خطاب کر کے یہ فرمایا یا مُحَمَّدُ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ پس سُورۂ فاتحہ کے عطا کرنے سے مجھ پر احسان خاص کیا اور اُس کو قرآن عظیم کا مدِمقابل قرار دیا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا یہ سُورۂ حمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں از آنجملہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بھی ہے اور مثانی اسکا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ دونو رکعتوں میں پڑھی جاتی ہے۔ التوحید تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مثانی جو خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو عطا فرمائی وہ ہم ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ امام علیہ السلام کے اس قول کے معنی لیتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا نے ہم کو قرآن مجید کے ساتھ ملایا ہے اور اُمت کو دونوں کے یعنی قرآن مجید کے اور ہمارے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر بھی دے دی کہ حوض کوثر پر پہنچنے تک ہم دونوں جدا نہ ہوں گے۔" قول مترجم:- صاحب تفسیر صافی۔ خدائے تعالیٰ نے جو سات فرمایا یہ غالباً اس اعتبار سے کہ چہاردہ معصومینؑ کے اسماء مُبارک سات ہی ہیں (یعنی محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ * جعفرؑ۔ موسیٰؑ۔ اصل اسمائے مبارک تو یہی ہیں باقی تین محمد اور ہیں اور تین علی اور ایک حسن) اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثانی ثنا سے مشتق ہو (جس کے معنی تعریف کے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ ان سات ناموں کے حامل عجب ممدوح و معروف ہیں) اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثانی تثنیہ سے مشتق ہو (باقی صفحہ ۳۱۹ پر)

يَعْمَلُونَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝

باز پرس کریں گے۔ اب تم کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے وہ کھول کر سنا دو اور مشرکوں سے رُوگردانی کرو (یعنی اُن کی ذرا پروا نہ کرو)

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ

ان ہنسنے والوں کے شر سے بچانے کے لئے ہم تم کو کفایت کریں گے۔ جو اللہ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں

إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ

پھر آگے چل کر وہ (بھی حقیقت حال) جان لیں گے۔ اور ہم یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں

صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ

تم اس سے دل تنگ ہوتے ہو۔ پس تم اپنے رب کی تسبیح پڑھو۔ اور

السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

سجدے کرو۔ اور جب تک تم کو موت نہ آئے اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔

آیاتہا ۱۲۸ | کلماتہا ۱۸۴۱ | سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۷۷۴۲ | رکوعاتہا ۱۶

(سورہ نحل مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

عذاب خدا آگیا پس اُس کے لئے جلدی نہ کرو۔ جن چیزوں کو یہ شریک قرار دیتے ہیں اُن سے وہ منزہ و برتر ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ

فرشتوں کو عالم ملکوت سے وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝ خَلَقَ

نازل فرماتا ہے کہ لوگوں کو یہ جتلا دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس مجھ ہی سے ڈرو۔ اُس نے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ خَلَقَ

آسمانوں کو اور زمین کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے (اور) جن چیزوں کو لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں وہ ان سب سے برتر ہے۔

الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَنْعَامَ

اسی نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر یکایک وہی انسان کھلا جھگڑنے والا بن گیا۔ اور چوپائے

خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ

اسی نے پیدا کئے کہ تمہارے لئے اُن میں جاڑے کا سامان بھی ہے اور نفعے بھی اور اُن ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور اُن ہی میں تمہارے لیے

(بقیہ صفحہ ۳۱۸) تو اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن کا ثانی قرار دیا اور ایک یہ کہ سبعًا مِّنَ الْمَثَانِي یعنی سات سے دو چند (یعنی تعداد چہاردہ معصومین) اس طرح سے جتلا دی (قول مترجم) اگر کسی کو یہ اعتراض سُوجھے کہ چودہ معصومین میں تو خود رسول بھی داخل ہیں اور آیت کے معنی سے جو کچھ دیا گیا وہ الگ مفہوم ہوتا ہے اور جس کو دیا گیا وہ علیحدہ۔ تو وہ یہ سمجھ لیں کہ اصل مخاطب نور ہے جس کے سب اجزا ہیں یا معطیٰ (جو کچھ دیا گیا) اور معطیٰ لہٗ (جس کو دیا گیا) کی مغایرت (یعنی ان کا الگ الگ ہونا اعتباری ہے ۱۲

سله لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مصیبتوں پر صبر نہ کرے گا وہ دنیا سے بڑی حسرت کے ساتھ جائے گا اور جو دوسروں کے مال پر نظر کرے گا اس کا رنج بڑھے گا اور غصہ کم نہ ہوگا۔ اور جو شخص کھانے اور کپڑے کے سوا خدا کی اور نعمتوں کو نعمت نہ سمجھے گا اس کے عمل خیر کم ہو جائیں گے اور عذاب قریب آجائے گا۔ اور جو دنیا کے لئے رنجیدہ ہوگا خدا سے ضرور ناراض ہوگا۔ اور جو شخص ایسی مصیبت کی شکایت کرے گا جو اُس پر پڑی ہو تو گویا وہ خدا کا شاکی ہوگا اور جو شخص اس اُمت کے قرآن پڑھنے والوں میں سے جہنم میں جائے گا پس وہ اُن میں سے سمجھا جائے گا۔ جنہوں نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی ہوگی اور جو شخص کسی دولتمند کے پاس گرمانی کی خواہش سے اُس کا خشوع و خضوع کرتا ہے اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے ۱۲ (بقیہ حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

(حواشی صفحہ ہذا) سله فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس آیت نے آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کو منسوخ کر دیا۔ اکمال الدین میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ برس تک خائف و خفیہ رہے امر رسالت کو علی الاعلان ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ صرف جناب امیرالمومنین اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ پورا پورا ساتھ دینے والے تھے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اُس کا پورا پورا اظہار کرو۔ چنانچہ

فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ

جب شام و صبح لاتے اور لے جاتے ہو زینت بھی ہے۔ اور وہی چوپائے

أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ط

تمہارے بھاری بھاری بوجھ ان شہروں تک لاد کرلے جاتے ہیں جن تک تم بغیر سخت جانکاہی کے پہنچ ہی نہ سکتے۔

إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ

بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور (اسی نے) گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللَّهِ

تاکہ اُن پر سوار ہو اور (وہ تمہاری) زینت ہوں اور آیندہ وہ ایسی سواریاں پیدا کرے گا جن کو تم نہیں۔ اور اللہ کے ذمے ہے

قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ط وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

ٹھیک راستہ بتا دینا اور اُسی میں سے ایک ٹیڑھا بھی جاتا ہے۔ اور اگر اُس کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی راستہ پر چلا دیتا

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ

وہ وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا ہے جس میں سے تم پیتے ہو اور اُسی سے

شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَ

درخت بھی پیدا ہوتے ہیں جن میں تم (مویشی) چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی پیدا کرتا ہے اور زیتون کے درخت اور

النَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

کھجور کے درخت اور انگور اور ہر طرح کے پھل بیشک غور و فکر کرنے والوں کے لئے

لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَ

اِسی میں ایک نشانی موجود ہے۔ اور اُسی نے رات کو اور دن کو اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

سورج کو اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور ستارے اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ بیشک عقل رکھنے والوں کیلئے

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا

اس میں بھی بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ اور جو کچھ تمہارے نفع کے لئے اُس نے زمین میں پیدا کیا ہے وہ رنگ برنگ ہے

أَلْوَانُهُ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَهُوَ

بیشک یاد رکھنے والوں کے لئے اس میں (بھی) نشانی موجود ہے۔ اور وہ (خدا) وہی ہے

الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا

جس نے سمندر کو (تمہارا) مطیع کر دیا ہے کہ تم اُس میں سے تازہ بتازہ گوشت کھاؤ اور اُس میں سے

ع ۱ ۹ ۷

**ف۱**
حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ۔ اوّل کا یہ مطلب ہے کہ جب شام کے وقت تم اُن کو چراگاہوں سے اُن کے تھانوں کی طرف لاتے ہو۔ اور دوسرے کا یہ مطلب ہے کہ جب صبح کے وقت تم اُن کے تھانوں سے چراگاہوں کی طرف لے جاتے ہو جن کے یہاں مویشی بکثرت ہوتے ہیں اُن کے گھروں کی زینت ان ہی دو وقتوں میں ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کی نظر میں اُن کا اعتبار بڑھتا ہے اور شام کے وقت کو مقدم اِس لئے رکھا کہ رونق و شان اس وقت کی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ دُودھ سے اُن کے تھن بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور دن بھر کے چرنے چگنے سے پیٹ تنے ہوئے ۱۲

**ف۲**
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ عجائبات جو اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں پیدا کئے ہیں ۱۲ +
قولِ مترجم۔ ریل اور دُخانی جہاز اور ہوائی جہاز اور جو جو عجیب چیزیں آیندہ پیدا ہوں گی اور انسان عقلِ خداداد سے جو کچھ ایجاد کرے گا ضمناً وہ سب اس میں داخل ہیں ۱۲

مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَ

زیور کی چیزیں نکال کر پہنو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اُس کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور

لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَأَلْقَىٰ فِي

(اس مطیع کر دینے سے غرض) یہ (ہے) کہ تم خدا کے فضل کے خواستگار ہو اور یہ کہ شکرگزار ہو۔ اور

الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ

زمین میں اُس نے بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے کہ تم کو لے کر وہ کسی طرف جھک نہ جائے اور ندیاں اور راستے بنا دیئے تاکہ تم

تَهْتَدُونَ ○ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ○ أَفَمَنْ

راہ پا لو۔ اور علامتیں (مقرر کر دیں) اور ایک مقرر ستارہ کے ذریعہ سے لوگ راہ پا لیتے ہیں۔ کیا وہ جو

يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ

پیدا کرتا ہے اُس کے مانند ہو سکتا ہے جو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتا۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے۔ اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو گے تو

اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا

اُسے پورا گن نہ سکو گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ

تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ○ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں

اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ○ أَمْوَاتٌ غَيْرُ

وہ ایک چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ مُردے ہیں

أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ

زندہ نہیں ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ دوبارہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود معبود یکتا ہے۔

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ

پھر وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے دل اُن کے کافر ہیں اور وہ

مُسْتَكْبِرُونَ ○ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

بڑا بننا چاہتے ہیں۔ بیشک یہ ضرور ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

وہ ظاہر کرتے ہیں اس سب کو اللہ جانتا ہے البتہ وہ بڑا بننے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جس وقت اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ

مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○ لِيَحْمِلُوا

تمہارے پروردگار نے یہ کیا نازل کیا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ

ف ١٥ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ پروردگار عالم نے جس وقت سمندروں کو پیدا کیا، تو وہ موج میں آئے اور انہوں نے بڑا فخر کیا اور یہ کہا کہ وہ کونسی چیز ہے جو ہم پر غالب آسکے۔ تب خدائے تعالیٰ نے جہاز پیدا کر دیا جو سمندروں پر چلتا ہے اور اُن کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر زمین نے فخر کیا کہ مجھ پر کونسی چیز غالب آ جائے گی تب خدائے تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر دیئے اور اُن کو زمین کی پشت پر قائم کر دیا جو میخ کی طرح اس پر قائم ہیں۔ اور اُسے اِدھر اُدھر جھکنے نہیں دیتے پس زمین بھی ذلیل ہو گئی اور ٹھہر گئی کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ائمہ کو اس زمین کے لئے ارکان مقرر کیا ہے تاکہ یہ اپنے باشندوں کو ہلاک نہ کرنے پائے۔ کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر امام رُوئے زمین سے ایک ساعت کے لئے بھی اُٹھا لیا جائے تو زمین لوگ

ع ١٢ / ٢ / ٨

اُس کے باشندوں میں ویسا ہی اضطراب پیدا ہو جائے جیسا کہ طوفان سخت موجیں آنے کی صورت میں ہوا کرتا ہے۔" ف ١٦ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ۔ کافی۔ تفسیر مجمع البیان تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرات ائمہ معصومینؑ سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ علامتیں تو ہم ہیں اور وہ ستارہ جناب رسول خداؐ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ النجم سے جدی مراد ہے اس لئے کہ وہ ایسا ستارہ ہے جو ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ قبلہ کی شناخت اُسی کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور خشکی اور تری کے چلنے والے اُسی کے ذریعہ سے منزل مقصود کی راہ پا لیتے ہیں۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی" قول مترجم۔ خلاصہ ان سب حدیثوں کا یہ ہوا کہ ظاہری معنی جدی ستارہ یا قطب تارا ہے جس سے ظاہری راستہ ملتا ہے۔ اور باطنی معنی جناب سول خدا جس سے باطنی یا حقیقی راستہ رضائے خدا تک کی رسائی

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ

قیامت کے دن اپنے بوجھ تو یہ پورے پورے اُٹھائیں گے اور جن لوگوں کو بغیر جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ ع ٣

اُن کے وبال سے بھی حصہ لیں گے۔ خیال تو کرو یہ کیسا وبال سمیٹے جاتے ہیں! جو ان سے پہلے تھے چال تو وہ بھی چلے تھے

قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

پھر اللہ نے اُن کی جڑ بنیاد سے اکھیڑ دی پھر اوپر سے اُن پر

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

چھت گر پڑی تھی اور عذاب اُن پر اس طرح سے آیا تھا کہ وہ

يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ

سمجھتے ہی نہ تھے۔ پھر قیامت کے دن اُن کو ذلیل کرے گا اور یہ فرمائے گا کہ اب وہ

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

میرے شریک کہاں ہیں جن کے سبب سے تم (مومنین سے) دشمنی کیا کرتے تھے۔ (اور) جن کو علم دیا گیا تھا

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

وہ یہ فرمائیں گے کہ آج کے دن کی ذلت اور برائی اُن ہی کافروں کے لئے ہے۔ جن کا

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا

فرشتے اس حالت میں خاتمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم توڑنے والے ہوں۔ اور (موت دیکھ کر) صلح کے خواستگار

كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ

ہوں اور یہ کہیں کہ ہم تو کوئی بدی کرتے ہی نہ تھے۔ بیشک جو کچھ تم کیا کرتے تھے اللہ اُس سے خوب

تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ

واقف ہے۔ پس تم جہنم کے دروازوں میں چلے جاؤ ہمیشہ تم اُسی میں رہو گے سو

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ

تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے

قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ

تو وہ کہتے ہیں خیر (نازل کی ہے) جو نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے اس دنیا میں بھی نیکی ہے۔ اور

لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ

آخرت کا گھر بہتر ہے۔ اور پرہیزگاروں کا گھر اور بھی اچھا ہے۔ دوامی باغات ہیں

---

ف ١

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ
اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ مخالفین کے مکر کی بیخ کنی کیسا کر دی اور مطلب ہے کہ انہوں نے بہت سے منصوبے خدا کے ساتھ چال چلنے کے باندھے اور خدا نے ان کی ہلاکت اُن ہی منصوبوں میں قرار دے دی۔ اب گویا اُن کی کیفیت ان لوگوں کے مانند ہو گئی جنہوں نے ایک عمارت بنائی اور اسے ستونوں سے مضبوط کیا پھر خدا نے عذاب ستونوں کی تہ میں سے بھیجا کہ وہ متزلزل ہو گئے اور وہی چھت (جس کی مضبوطی پر اُن کو ناز تھا) اُن پر آ پڑی اور وہ ہلاک ہو گئے۔

ف ٢

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ ... تفسیر میں ہے کہ اُن سے فرمائے گا یعنی جو اپنے دشمنوں سے فرمائیں گے کہ اب تمہارے وہ شریک کہاں ہیں؟ اور جن کی تم دنیا میں حمایت کیا کرتے تھے وہ کدھر گئے؟

١٤

يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ

جن میں وہ داخل ہوں گے اُن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی اور اُن میں جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو ملے گا۔

كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ

اُن پرہیزگاروں کو خدائے تعالیٰ ایسی ہی جزا دے گا۔ جن کا خاتمہ فرشتوں نے ایسی حالت میں کیا ہو گا کہ

طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ

وہ پاک و صاف ہوں گے اور فرشتے اُن سے یہ کہتے ہوں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ جو عمل تم کیا کرتے تھے اُس کے عوض میں جنت

تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ

میں جاؤ۔ کیا یہ اس کے انتظار میں ہیں کہ فرشتے اُن کے پاس آ جائیں یا

أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَ

تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) اُن پر آ جائے؟ جو اُن سے پہلے تھے اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور اللہ نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا

لَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَ

بلکہ وہ اپنی جانوں پر (آپ) ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر ان کی کرتوت کی برائی انہیں ملی اور

حَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا

جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آن گھیرا۔ اور جن لوگوں نے شرک کیا تھا

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا

اُنہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اُس کے سوا کسی اور چیز کی عبادت ہی نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا

وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن

اور نہ اُس کے حکم بغیر ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ایسا ہی اُنہوں نے بھی کیا تھا جو اُن سے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے تھے تو کیا رسولوں کے ذمّہ کھلا پیغام پہنچا دینے کے سوا کچھ اور بھی ہے۔ اور بیشک ہم نے

فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ

ہر اُمّت میں ایک رسول (اس پیغام کے ساتھ) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ

پس ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی تھا جس کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی تھا جس پر اپنی گمراہی متحقق ہو گئی

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پس تم زمین میں چلو پھرو اور غور سے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

ع ۹

۵۱ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ
امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ سے ڈرنے کو تم لازم سمجھو کہ تمام خیر و خوبی اسی میں جمع ہے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز میں خیر و خوبی نہیں ہے اور دنیا و آخرت کی ہر خیر و خوبی خوف خدا کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی اور ذریعے حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا حضرتؑ نے اسی آیت تک تلاوت فرمائی ۵۲ طَيِّبِينَ تفسیر قمی میں ہے کہ طَيِّبِينَ سے مراد وہ مومنین ہیں جن کی ولادت ہر حیثیت سے پاک و پاکیزہ ہوتی ہے۔ امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی انسان کی روح جسم سے جدا نہیں ہوتی جب تک کہ اُسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ دونوں منزلوں میں سے کس کی طرف وہ جا رہا ہے جنت کی طرف یا جہنم کی طرف اور آیا وہ خدا کا دشمن ہے یا دوست پس اگر خدا کا دوست ہے تو اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کا راستہ صاف دکھائی دینے لگتا ہے اور جو کچھ خدا نے اُس کے لئے مہیا فرمایا ہے وہ نظر آ جاتا ہے۔ پس وہ دُنیا کے ہر کام سے فارغ اور ہر وبال سے آسودہ ہو کر اُس میں جا پہنچتا ہے اور اگر خدا کا دشمن ہے تو جہنم کے دروازے اُس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اُس کے راستے صاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اُس کے لئے اُس میں تیار کر رکھا ہے اُسے وہ سب نظر آنے لگتا ہے پس ہر طرح کی مصیبت و بلا اُس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے یہ واقعہ موت کے قریب گزرتا ہے اور یقین کا وقت وہی ہے ۵۳ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مراد عذاب اور موت اور ظہور جناب قائم آلِ محمدؑ ہے ۵۴ حَاقَ بِهِم لفظی معنی اُن کو گھیر لیا یہ لفظ ہمیشہ اس وقت میں استعمال ہوتا ہے جبکہ کوئی بدی کے وبال میں گھر گیا ہو ۵۵ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان سے پہلے لوگ بھی خدا سے شرک کیا کرتے تھے اور خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیا کرتے تھے اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کے مرتکب ہوا کرتے تھے اور جب اُن کے افعال کی خرابی ان کو جتلائی جاتی تھی تو اپنے افعال کو خدا کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے اور وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ایسا نہ کرتے ۵۶ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ (باقی صفحہ ۳۲۴ پر)

الْمُكَذِّبِينَ ۝ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

(اے رسولؐ) اگر تم اُن کو راہِ راست پر لانے میں حریص ہو تو اللہ

مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

جس سے توفیقِ ہدایت سلب کر لیتا ہے اُس کی رہبری نہیں فرماتا اور کوئی اُن کا مددگار نہ ہوگا - انہوں نے اللہ کی سخت سے سخت

أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

قسم کھا کر کہا کہ جو مر جائے گا اس کو اللہ ہرگز مبعوث نہ کرے گا ضرور (مبعوث کرے گا) اُس کے بارے میں پختہ وعدہ ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے - (مبعوث کرنے کی غرض یہ ہوگی) تاکہ جس بارے میں وہ

يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا

اختلاف کیا کرتے تھے وہ ان کے لئے کھول کر بیان کر دے اور جو کافر ہو گئے تھے وہ یہ جان لیں کہ خود وہ یقیناً

كَاذِبِينَ ۝ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن

جھوٹے تھے - ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا اس سے اتنا کہنا کافی ہے کہ ہو جا

فَيَكُونُ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا

پس وہ ہو جاتی ہے - اور وہ لوگ جنہوں نے بعد اس کے کہ اُن پر ظلم کیا گیا خدا کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ

ہم ضرور بالضرور اُن کو دنیا میں رہنے کی اچھی جگہ دیں گے - اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہوگا - کاش

كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کو جانتے ہوتے -

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا

اور (اے رسولؐ) تم سے پہلے ہم نے آدمیوں ہی کو کتابوں اور معجزوں کے ساتھ بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے

أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَ

تھے پس (لوگوں سے کہدو کہ) اگر تم نہیں جانتے تو اہل الذکر (یعنی آلِ رسولؐ) سے پوچھ لو - اور تمہاری طرف یہ قرآن نازل کیا

أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَ

تاکہ جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اُسے تم لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دو

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ

کہ وہ غور و فکر کریں - جو بُری چال چلتے ہیں کیا وہ اس سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ

ع ٥/٩ ١١ — وقف لازم — النصف

(حواشی صفحہ ٣٢٣) اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہماری ولایت کے ساتھ اور ہمارے دشمنوں سے برائت کے ساتھ پھر حضرتؑ نے یہی آیت حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ تک تلاوت فرمائی اور اس کے معنی یہ ارشاد فرمائے کہ گمراہی ان ہی کی ثابت ہوئی جنہوں نے آلِ محمدؐ کی تکذیب کی ۔ ١٢ ۔ ۵ الْاَرْضِ اس سے مراد ہے تکذیب کرنے والوں کے رہنے کی جگہ - اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ قومیں جو پہلے ہلاک ہوئی ہیں اُن کے حالات ١٢

حَوَاشِی صَفحہ ھٰذَا ۱ ۔ ۱ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کا فی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرتؑ نے ابو بصیر سے دریافت کیا کہ لوگ اس آیت کا مطلب کیا بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کا یہ خیال تھا - اور وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قسمیں کھا کھا کر یہی کہا کرتے تھے کہ جو مر چکے ہیں اُن کو اللہ پھر مبعوث نہ کریگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اس کے قائل ہوئے وہ ہلاک ہو گئے ذرا ان سے یہ تو دریافت کرو کہ مشرک اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے یا لات وعزیٰ کی؟ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے تو اس کا مطلب بیان فرما دیجئے - فرمایا اے ابو بصیر جس وقت قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں گے خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو مبعوث فرما دے گا اور وہ اس طرح آکر ان حضرتؑ سے بیعت کریں گے کہ اُن کی تلواریں اُن کے کندھوں پر ہوں گی - یہ خبر ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو جو اس وقت زندہ ہو [illegible] پہنچے گی وہ یہ ذکر کرتے [illegible] گے کہ [illegible] بیٹے اور فلاں اور فلاں زندہ ہو گئے اور جناب قائم آلِ محمدؐ کی خدمت میں ہیں - یہ خبر ہمارے دشمنوں کے ایک گروہ کو پہنچے گی تو وہ کہیں گے کہ اے گروہ شیعہ تم سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے یہ تو تمہاری سلطنت کا زمانہ ہے جبھی تم اس قسم کی جھوٹ بولتے ہو - خدا کی قسم نہ وہ لوگ زندہ ہوئے اور نہ قیامت تک زندہ ہوں گے - امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے [illegible] انہی کا قول حکایۃً نقل فرمایا ہے

أَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

خدا اُن کو زمین میں دھنسا دے یا عذاب اُن پر اس طرح آئے کہ وہ

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

کچھ نہ سمجھیں۔ یا اُن کی آمد و رفت میں اُن کو گرفتار کرلے کہ وہ

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ

خدا کو عاجز نہیں کرسکتے۔ یا اُن کو ڈر کی حالت میں دھر پکڑے۔ بیشک تمہارا پروردگار

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ

بڑا نرمی کے ساتھ معاملہ کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ کیا انہوں نے ایسی چیزوں کی طرف خیال نہیں کیا جن کو اللہ نے پیدا کیا ہے

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ

کہ اُن کے سائے داہنے سے اور بائیں سے خدا کے واسطے سجدے میں (پڑے) ہیں اور

دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

وہ (اسی کے) مطیع و منقاد ہیں۔ اور جو حرکت کرنے والے آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ

اور وہ فرشتے بھی (جن کا کوئی معین مقام نہیں ہے) اور یہ سب تکبر نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار سے جو

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ۤ السجدة وَقَالَ اللّٰهُ

اُن سے برتر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم اُن کو دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے ہیں۔ اور اللہ نے یہ فرمایا کہ

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّایَ

دو خدا نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں ہے۔ وہ معبود یکتا ہے بس مجھ ہی سے

فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

ڈرو۔ اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور واجب طور پر

وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

اطاعت اسی کے لئے ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے؟ اور جو نعمت (بھی) تم کو ملی ہے وہ

اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝ۚ ثُمَّ اِذَا

اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب کوئی مصیبت تم پر پڑتی ہے تو اسی سے تم فریاد کرتے ہو۔ پھر جب وہ

كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

مصیبت کو تم سے دور کر دیتا ہے تو اسی وقت تم ہی میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک قرار دینے لگتا ہے۔

ع ١٠

سلہ ظِلٰلُهٗ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر شے کا جو خدا کی مخلوق ہے سایہ دوسرے اُدھر ہو جانا حکم خدا کی اطاعت یا سجدہ ہے اور آخر آیت میں ظلال کے لئے ضمیر هُمْ لانا اور دٰخِرُوْنَ یعنی واؤ اور نون کے ساتھ صیغہ جمع لانا ظاہر کرتا ہے کہ ان ظلال میں وصف عقل ثابت کیا گیا ہے اور یہ سب مطیع خدا ہیں ۱۲ سلہ مِنْ دَآبَّةٍ اس کا تعلق مَا فِی السَّمٰوٰتِ و مَا فِی الْاَرْضِ دونوں سے ہے اس لئے کہ دبیب حرکت جسمانی کا نام ہے خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان پر ۱۲ سلہ مِنْ فَوْقِهِمْ یہ خدا کے شرف غالب و برتر ہونے کا بیان ہے نہ یہ کہ خدا کسی خاص سمت میں محدود ہے جیسا کہ بعض نافہم مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا ہے ۱۲ سلہ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ خدا کے بہت سے فرشتے ساتوں آسمانوں میں ایسے ہیں کہ وہ پیدائش کے وقت سے قیامت تک سجدہ ہی میں پڑے رہیں گے خوف خدا سے ان کے پہلو کانپتے رہتے ہیں آنسو کا جو قطرہ اُن کی آنکھ سے نکلتا ہے اس سے ایک فرشتہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اپنے سر اُٹھا کر یہ کہیں گے مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (ہم سے تیری عبادت ویسی نہیں بن پڑی جیسا کہ تیری عبادت کا حق ہے) ۱۲ سلہ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تاکید کے لئے اسم عدد دو جگہ اس آیت میں اس لئے لایا گیا ہے کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسئلہ توحید سب سے زیادہ توجہ کے قابل ہے کیونکہ اگر صرف اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ کہا جاتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ الٰہیت تو ثابت ہوئی مگر وحدانیت نہیں ثابت ہوئی

سلہ مِنْ نِّعْمَةٍ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں نعمت کے معنی ہیں صحت و عافیت اور وسعت رزق۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص یہ نہ جانے کہ ور اک... اور پوشاک میں خدا کی نعمت اس کے لئے موجود ہے تو اس کے عمل خیر کم ہو جائیں گے اور عذاب قریب آ جائے گا ۱۲

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ وَ
تاکہ جو کچھ ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اُس کے متعلق وہ کفرانِ نعمت کریں ۔ سو اب تم نفع اٹھا لو

يَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ
آگے چل کر تمہیں معلوم ہی ہو جائے گا ۔ اور جو رزق ہم نے اُن کو دیا ہے اس کا ایک حصہ ان (مصنوعی خداؤں) کے لئے بھی مقرر کرتے ہیں

لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ
جن کو یہ کچھ نہیں جانتے خدا کی قسم جو جھوٹی باتیں تم بنا رہے ہو ۔ اس کے متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائے گی اور اللہ کے لئے

سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ
بیٹیاں قرار دیتے ہیں (واہ رے) سبحان اللہ اور اپنے لئے جو جی چاہتا ہے وہ (یعنی بیٹے) اور اُن میں سے جب کسی کو بیٹی کی (ولادت کی)

ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ
خوشخبری سُنائی جاتی ہے تو مارے رنج کے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے ۔ جس بات کی خوشخبری اسے دی گئی تھی اُسے

مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ
ناگوار سمجھنے کے باعث لوگوں سے پوشیدہ رہتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ باوجود ذلت کے اُسے باقی رہنے دے یا چپ چاپ

فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
مٹی میں دفن کر دے ۔ تو غور کرو یہ کیسے بُرے فیصلے کرتے ہیں! جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ
اُن کے لئے بُری حالت ہے ۔ اور اللہ کے لئے شان اعلیٰ ہے ۔ اور وہ زبردست

الْحَكِيمُ ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا
(اور) حکمت والا ہے ۔ اور اگر خدائے تعالیٰ آدمیوں کے ظلم کے سبب اُن سے مواخذہ کرتا تو

مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ
زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک مقررہ وقت تک کے لئے انکو ڈھیل میں ڈالے ہوئے ہے پھر جب

أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ وَ
ان کا وقت آ جائے گا تو ایک گھڑی بھر نہ اُس سے پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے ۔ اللہ

يَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ
اللہ کے لئے وہی چیز قرار دیتے ہیں جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور اُن کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں

أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ۝
کہ اچھی اچھی چیز خود اُن ہی کے لئے ہیں ضرور جہنم اُن کے لئے ہے اور بے شک وہ اُس میں ڈالنے کے لئے آگے بڑھائے جائیں گے

ف ۵۱ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ عرب لوگ بتوں کے لئے اپنی کھیتی میں سے اپنے اونٹوں کے گلہ میں سے اپنی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک ایک حصہ مقرر کر دیا کرتے تھے اسی کو خداوند عالم نے رد فرمایا ہے ۔ ف ۵۲ الْبَنٰتِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ۔ ف ۵۳ سُبْحٰنَهٗ یہ فرمایا تو تعجب کے مقام پر ہے جس طرح ہماری زبان میں بھی تعجب کے مقام پر سُبْحٰنَ اللّٰهِ کہہ دیا کرتے ہیں یا تنزیہ کے طور پر جس کا یہ مطلب کہ کفار جو کچھ بکواس بھی کرتے ہیں ۔ خدائے تعالیٰ کی ذات اس سے منزہ اور بری ہے ۔ ف ۵۴ كَظِيْمٌ یعنی اس سے بھرا ہوا کہ اپنی زبان سے کہے ۔ جل ہی دل میں غضبناک یعنی یہ سمجھا ہوا کہ اُس کے ہاں لڑکی کیوں ہوئی ۔ ف ۵۵ مَثَلُ السَّوْءِ اس کے معنی بُری حالت ۔ مثلاً اولاد کی تو ضرورت مگر بیٹوں سے خوش اور بیٹیوں سے نفرت بلکہ شرم کے خیال سے یا افلاس کے خوف سے اُن کو زندہ دفن کر دینا ۔ ع ۱۰ ف ۵۶ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اس کے معنی ہیں صفات اعلیٰ کا مالک ہونا جیسے صفات الٰہیہ ہیں مثلاً زوجہ اور اولاد کی ضرورت نہ ہونا اور عام طور سے اپنی مخلوق کی کل صفتوں سے منزہ اور برتر ہونا ۔ ف ۵۷ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى کفار کے جھوٹ کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ وہ یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ ہمارے لئے آئندہ کی خیر و خوبی بھی ہے ۔ چنانچہ دوسرے مقام پر بھی اسی مضمون کی دوسری آیت موجود ہے وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى (اور اگر میں اپنے رب کے پاس پلٹ کر جاؤں گا تو میرے لئے اُس کے پاس بہتری ہی بہتری ہوگی)

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے اُمتوں کی طرف یقیناً رسُول بھیجے تھے پس شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظروں میں

اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا

زینت دے دیا تھا سو اس دن وہی اُن کا حامی بنا ہو گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ اور (اے رسُول) ہم نے یہ

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى

کتاب تم پر صرف اس غرض سے نازل کی ہے کہ جس جس بارے میں یہ لوگ اختلاف کر چکے ہیں تم اُسے ان لوگوں کے لئے

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

کھول کر بیان کر دو اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُن کے لئے ہدایت و رحمت ہو۔ اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور اسی کے ذریعے سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں نشانی

يَّسْمَعُوْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

موجود ہے۔ اور بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت موجود ہے۔ ہم اُن کے پیٹ میں

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا

جو گوبر اور خون وغیرہ ہے اُس سے الگ کر کے تازہ تازہ دُودھ تم کو پلاتے ہیں جو پینے والوں کو

لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ

بہت ہی گوارا ہوتا ہے۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ کی چیزیں بھی بنا لیا کرتے ہو

مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور اچھی روزی بھی۔ بیشک سمجھنے والوں کے لئے اسی میں نشانی

يَّعْقِلُوْنَ ○ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ

موجود ہے۔ اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو

الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ

پہاڑوں میں گھر بنا لے اور درختوں میں اور ان اونچے اونچے چھتوں میں جو لوگ بنا لیتے ہیں پھر ہر

كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ

پھل میں سے تو کھا اور اپنے پروردگار کے راستوں پر عجز و انکسار کے ساتھ چلی جا۔ اسی مکھی کے

بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ

پیٹ سے ایک شربت رنگ برنگ کا نکلتا ہے جس میں آدمیوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک

سلے اختلفوا فیہ یا اختلاف حلال وحرام میں تھا یا مبدار ومعاد میں اور قرآن مجید نے ان سب مسائل کو نہایت عمدگی سے بیان کر دیا ہے سلے فاحیا بہ الارض بعد موتہا اس کے معنی یہ ہیں کہ خشک ہو جانے کے بعد پھر نمی پہنچی جس سے طرح طرح کی نباتات پیدا کر دیں ۱۲ سلے فی بطونہ چونکہ لفظ انعام اسم جمع ہے۔ لہٰذا یہاں تو اس کے لئے ضمیر واحد مذکر غائب باعتبار لفظ کے آئی ہے۔ اور سورۃ المؤمنون میں ضمیر واحد مؤنث غائب اسی لفظ کے لئے باعتبار معنی کے استعمال کی گئی ہے سلے فرث تفسیر قمی میں ہے کہ فرث کے معنی ہیں وہ گوبر جو معدہ یا پیٹ میں ہو سلے لبنا خالصا اس میں خدا تعالیٰ اپنی صنعت کاملہ کا ثبوت دیتا ہے کہ دودھ بھی پیٹ میں سے نکلتا ہے مگر باوجود اس کے پھر نہ خون کا رنگ اختیار کرتا ہے نہ گوبر کی بو سلے سائغا للشاربین کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسُول خدا نے یہ فرمایا کہ کسی شخص کو دودھ پینے سے اچھو نہیں ہوتا (یعنی پیتے وقت گلے میں نہیں پھنستا) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ سائغا کے لفظی معنی ہیں حلق سے بآسانی گزر جانے والا سلے تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت شراب کو حرام قرار دینے والی آیت سے پہلے کی ہے لہٰذا اس کے ذریعے منسوخ ہے۔ مگر اس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ بالفرض شراب کیا حرام قرار دینے سے پہلے کسی وقت شراب حلال بھی تھی سو اس لئے کہ اس آیت میں نشہ کی چیز بنانے کو کچھ ایسے لفظوں سے یاد نہیں کیا گیا ہے اور جو رزق ان درختوں سے خود پیدا کرتا ہے اس کو رزق حسن فرمایا ہے جس سے مطلب ہے نقلیہ چھوارا۔ انگور۔ مویز۔ کشمش۔ سرکہ اور شیرہ وغیرہ (باقی ضمیمہ تک پڑھیئے)

ع ٥ ۱۴

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

غور و فکر کرنے والوں کے لئے اِس میں ایک نشانی (موجود) ہے۔ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے پھر

يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

وہی تمہارا خاتمہ کردے گا۔ اور تم میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو نکمی عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ جاننے کے بعد پھر

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَاللَّهُ فَضَّلَ

ہر علم سے نا علم ہو جائے۔ بیشک اللہ جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔ اور خدا نے روزی میں بھی

بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي

تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے پس وہ جن کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق

رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ

اپنے ماتحتوں کو دینے والے نہیں ہیں مرزوق ہونے میں تو وہ سب برابر ہیں۔ پھر کیا وہ

اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے ازواج مقرر کی ہیں

وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ

اور تمہاری ازواج میں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنا دیئے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں

الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ۝

عطا فرمائیں۔ کیا پھر بھی وہ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کئے جائیں گے۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا

اور اللہ کو چھوڑ کر اُن کی عبادت کرتے رہیں گے جو

مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ فَلَا

آسمان کی اور زمین کی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے کہ اُن کو بطور رزق کے دے دیں اور نہ کچھ اور ہی کر سکتے ہیں

تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو بیشک اللہ (سب کچھ) جانتا ہے اور تم (کچھ) نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَ

اللہ نے ایک ایسے غلام کی مثال دی ہے جو دوسرے کی ملک ہو اور کسی چیز کا اختیار نہ رکھتا ہو اور

مَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَ

اُس کی جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھی روزی دے رکھی ہو اور وہ اس میں سے پوشیدہ اور

سلہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی سو برس کی عمر کا ہو جائے تو وہ اَرْذَلِ الْعُمُر میں شمار ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اَرْذَلِ الْعُمُر کو پہنچا ہوا وہ ہے جس کی عقل سات برس والے بچے کی سی ہو جائے ۱۲

سلہ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ آقا ہوں یا غلام رزق سب کو خدا ہی دیتا ہے تو بحیثیت مرزوق دونوں برابر ہیں لہٰذا آقا صاحبان یہ خیال نہ کریں کہ غلاموں کو ہم اپنے پاس سے رزق دیا کرتے ہیں بلکہ رازق حقیقی ان کے ہاتھوں سے دلوا دیتا ہے اور ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ آقاؤں کو جو رزق ملا ہے وہ ضرورت سے کہیں زیادہ ہے یہ نہیں کرتے کہ غلاموں کو تقسیم کر کے خوراک و پوشاک میں اپنے برابر کر لیں اور ایک قول کے بموجب یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے عطائے رزق میں تمہارے درجے مختلف رکھے ہیں پس تم کو بھی رزق وہی چیزیں ملتی ہیں جو تمہارے لونڈی غلاموں کو اور وہ بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں تاہم جو نعمتیں خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ان میں تم ان کو اپنا مساوی نہیں کرتے اور یہ کسی طرح تمہارا جی نہیں چاہتا کہ ان کو اپنا شریک بنا لو پھر یہ تمہاری عقل نے کیوں کر اجازت دی کہ مخلوق کو الوہیت میں خالق کا شریک کر دیا۔ اور جیسے کہ عبادت و قربت کے لئے تم کو خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے تھا۔ ویسے اسکے بندوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی چیز مخصوص قرار دے۔ الجوامع میں بقول بارئی حضرت ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ ہم نے خود جناب رسول خدا کو کہتے ہوئے سنا کہ تمہارے لونڈی غلام تمہارے بھائی بہن ہیں۔ پس جو کچھ تم خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ اور جو کچھ تم خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ پس اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی غلام ایسا نہیں دیکھا گیا کہ اُس کا لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کے مانند نہ ہو ۱۲

سلہ حَفَدَةً تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حَفَدَةً داماد ...

جَهۡرًا ؕ هَلۡ يَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا

ظاہر خوب خرچ کرتا ہو آیا یہ برابر ہیں؟ (ہرگز نہیں!) ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے ثابت ہے لیکن اُن میں سے اکثر (کچھ) نہیں

يَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ

جانتے۔ اور اللہ نے دو شخصوں کی مثل بیان کی ہے کہ ایک تو اُن میں سے پیدائشی گونگا ہو

لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ اَيۡنَمَا يُوَجِّههُّ

جو کسی چیز پر قادر نہ ہو اور وہ اپنے سرپرست پر بار بھی ہو کہ جدھر وہ اُس کو بھیجے

لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ

تو وہ کوئی کام بھی ٹھیک کر کے نہ لائے۔ کیا وہ اور وہ شخص برابر ہو سکتا ہے جو انصاف پر قائم رہنے کا حکم دیتا ہو۔

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ

اور خود بھی راہِ راست پر ہو۔ اور آسمانوں کی اور

الۡاَرۡضِ ؕ وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ

زمین کی پوشیدہ باتیں خدا ہی سے متعلق ہیں اور قیامت تک کا معاملہ ایک پلک جھپکنے کا یا اس سے بھی کم کا ہو گا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ

بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے

اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا ۙ وَّجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ

اس طرح نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اور اُسی نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالۡاَفۡـئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝ اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ

اور دل بنا دیئے تاکہ تم شکر ادا کیا کرو۔ کیا اُن لوگوں نے اُن پرندوں کی طرف

مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىۡ

جو آسمان [illegible] فضا میں تابع فرمان اُڑتے رہتے ہیں۔ خیال نہیں کیا اس مقام پر سوائے خدا کے اُن کو کوئی روکے ہوئے نہیں ہے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡۢ

بیشک ایمان والے لوگوں کے لئے اس میں نشانیاں موجود ہیں۔ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں میں آرام کی جگہ بنائی

بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا

اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھال سے مکان (یعنی خیمے) مقرر کر دیئے

تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَمِنۡ

جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن (اٹھاتے بٹھاتے ہیں) ہلکا پھلکا پاتے ہو اور

(بقیہ صفحہ ۳۲۸ گزشتہ) کے معنی ہیں بیٹی کے بیٹے اور ہم رسول اللہ کے حفدہ ہیں ۱۲ ۵ؐ وبنعمۃ اللہ ھم یکفرون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت میں نعمت خدا سے جناب رسول خدا اور قرآن مجید اور دین اسلام مراد ہیں ۱۲ ۵ؐ عبداً مملوکاً تفسیر صافی میں ہے کہ اس مثل کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جب ایسے دو شخص جن کا

ع ۱۰ ۱۶

اس آیت میں ذکر ہوا باوجود ہم جنس اور مخلوق ہونے کے مساوی نہیں ہیں تو پھر بھلا بت جو عاجز ترین مخلوقات ہیں غنی و قادر خدا کے مساوی کیوں کر ہو جائیں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ مملوک کا طلاق و نکاح اُس کے مالک کے اذن پر موقوف ہے۔ اس پر سائل نے عرض کی کہ اگر خود مالک نے اپنے تصرف میں [illegible] تو جب سائل کس کے ہاتھ میں ہے؟ فرمایا خود اسی مالک کے ہاتھ ۱۲

حاشیہ نمبر ۳۲۹

صفحہ ہذا

۱ؐ مَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ جو عدل کا حکم دیتے ہیں جناب امیر المومنین اور ائمہ معصومین ہیں ۱۲

أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝

بھیڑوں کی اُون سے اور اونٹوں کی اُون سے اور بکریوں کے بالوں سے تمہارے اوڑھنے بچھانے کے سامان اور نفع اٹھانے کا اسباب ایک وقت معین تک

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ

کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اُن میں سے بعض کے سائے تمہارے لئے بنا دیئے اور

الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ

پہاڑوں میں تمہارے بسنے کے لئے محفوظ مقام مقرر کئے اور تمہارے لئے ایسے کپڑے پیدا کئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور

تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

ایسے لباس بنائے جو تم کو آپس کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اس طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے تاکہ تم

تُسْلِمُونَ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

حقیقی اطاعت کرو۔ اس پر بھی اگر وہ رُوگرداں ہوں تو تمہارے ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

سله يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۝ ع

وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی اس کا انکار کرتے ہیں حال یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کافر ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

اور جس دن ہم ہر اُمت کے ایک گواہ کو بلائیں گے پھر وہ لوگ جو کافر ہوگئے ہیں

لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

اُن کو کوئی اجازت نہ دی جائے گی اور نہ اُن کا کوئی عذر سُنا جائے گا۔ اور جس وقت وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝

ظلم کیا ہے عذاب کو دیکھیں گے تو پھر نہ اُن کا عذاب کم کیا جائے گا اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ

اور جس وقت وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے اپنے شریکوں کو دیکھیں گے یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ

شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ

ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پُکارا کرتے تھے۔ پس وہ شرکا

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ

بات کو اُن ہی پر اُلٹ دیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ اور وہ اُس دن خدا کی حضور میں پیش کریں گے

وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اور جو کچھ جھوٹ وہ بولا کرتے تھے وہ سب اُن سے جاتا رہے گا۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور

سله يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ؕ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۱) نازل ہوئی تو اصحاب جناب رسول خدا میں سے کچھ لوگ مکہ و مدینہ میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اُس پر اُن ہی میں سے ایک بولا کہ اگر اس آیت کا ہم انکار کرتے ہیں تو تو سارے ہی قرآن کے ہم منکر ٹھہرتے ہیں۔ اور اگر ایمان لاتے ہیں تو یہ ذلت ہے کہ اس حالت میں ابو طالب کا بیٹا ہم پر مسلط ہوگا۔ اِس پر اوروں نے کہا کہ یہ تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ محمد اپنے قول میں سچا ہے لیکن نہ ہم کبھی اس کے دوستدار بنیں گے اور نہ کبھی علیؑ کی اطاعت کریں گے۔ خواہ وہ اس بارے میں ہم کو کچھ ہی حکم دیا کرے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہوئی ہے ۱۲

سله يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر زمانہ اور ہر اُمت ایک امام ہوتا ہے اور ہر اُمت اپنے امام کے ساتھ مبعوث کی جائے گی ۱۲

سله اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تفسیر قمی ہے کہ یہ آیت اُن حضرات کی شان میں ہے جو بعد جناب رسول خدا کافر ہوگئے تھے اور راہِ خدا سے یعنی حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی اطاعت سے خود بھی باز رہے تھے اور دوسروں کو بھی روکا کرتے تھے ۱۲

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

راہِ خدا سے روکا کرتے تھے ہم اُن کے عذاب پر تو بوجہ اس کے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ

عذاب زیادہ کر دیں گے۔ اور جس دن ہر اُمّت میں سے ایک ایک

شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى

گواہ اُن ہی کے بر خلاف مبعوث کریں گے اور (اے رسولؐ) اُن سب پر تم کو گواہ بنا کر بلائیں گے

هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے (کہ) ہر چیز کا (شافی) بیان (ہے) اور حقیقی اطاعت کرنے والوں کیلئے ہدایت

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

ورحمت و خوش خبری بالتحقیق اللہ عدل کا اور

الْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

احسان کا اور ذوی القربیٰ کو (اُن کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ

اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور اللہ کے عہد کو

اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ

جب تم عہد کر چکے پورا کرو اور قسموں کو اُن کے پختہ کر دینے کے بعد نہ توڑو

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

جس حال میں کہ تم اللہ کو ضامن دے چکے ہو بیشک جو کچھ تم کرو گے اللہ اُس سے خوب واقف ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

اور تم اس عورت کے مانند نہ ہو جانا جو اپنے کاتے ہوئے کو مضبوط ہو جانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتی تھی۔

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى

کہ تم بھی اپنی قسموں کو باہمی مکر و حیلہ کا سبب بنا لو (اس خیال سے) کہ ایک گروہ دوسرے سے بڑھا چڑھا رہے

مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ

سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جو کچھ تم

الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

کیا کرتے تھے اس سب کو ضرور تمہارے لئے قیامت کے دن صاف صاف کھول دیگا۔ اور اگر اللہ چاہتا

؎ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ کے گواہ ہوں گے۔ اور ائمہ معصومین کل آدمیوں کے۔۱۲ ؎ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ جو کچھ ہم آسمانوں میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ جنت میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ جہنم میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ آسمان و زمین، اور جنت اور جہنم کے مابین ہے اُس کو بھی جانتے ہیں پھر فرمایا۔ کہ یہ سب کچھ کتاب خدا میں موجود ہے۔ اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے میں اُسے جانتا ہوں اور جو کچھ جنت میں ہے میں اس سے واقف ہوں اور جو کچھ جہنم میں ہے میں اُس سے باخبر ہوں اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے میں اُس سے آگاہ ہوں پھر ذرا کی ذرا خاموش ہوئے اور ملاحظہ فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے یہ دعویٰ سُنا تھا اُن کو گراں گزرا پھر اُن کا تعجب رفع کرنے کے لئے فرمایا کہ تمام علم مجھے کتاب خدا سے حاصل ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب کی تعریف میں فرماتا ہے۔ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر چیز کا کافی و وافی بیان فرما دیا ہے۔ واللہ کوئی ایسی چیز جس کی بندوں کو احتیاج ہوتی نہیں چھوڑی۔ یہاں تک کہ کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش فلاں چیز قرآن مجید میں نازل کی گئی ہوتی مگر یہ کہ اللہ اسے پہلے سے نازل کر چکا ہے ۱۲ (تصریح)۔ (مگر اس کے سمجھنے کے لئے علم اہل بیت درکار ہے نہ کہ علم عمرو بکر و زید یا موجودہ زمانہ کے اہل القرآن یا پرانے حسبنا کتاب اللہ کہنے والے جو ابتداء سے اس وقت تک علماء اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف رہے اور اب بھی ہیں۔) ۱۲ ؎ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جو حدیثیں اس آیت کی تفسیر میں منقول ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بالعدل

۳
ع ۹
۱۸

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

توتم کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور تم جو جو کچھ کرتے رہتے ہو اس کی بابت تم سے ضرور ضرور بازپرس کی جائے گی۔ اور تم

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا

اپنی قسموں کو باہمی مکر و حیلہ کا سبب نہ بناؤ کہ جمنے کے بعد پھر پاؤں اکھڑ جائیں اور اس کے بدلے میں کہ تم

السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ

راہ خدا سے روکتے رہتے تھے برائی کا مزہ چکھو اور تمہارے لئے سخت عذاب

عَظِيْمٌ ۝ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ

ہو۔ اور خدا کے عہد کو تھوڑی سی قیمت پر نہ بیچو بیشک جو کچھ

اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ

اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا اُس کا اجر ہم ضرور اُس سے کہیں

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

بہتر عطا کریں گے جیسے کہ وہ عمل کیا کرتے تھے۔ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے جو شخص بھی

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ

کوئی نیک عمل کرے گا بحالیکہ وہ ایمان رکھنے والا ہو تو ضرور ہم اس کی زندگی اچھی گزار دیں گے۔ اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا

جو عمل وہ کیا کرتے تھے اُن کا اس سے کہیں بہتر صلہ اُن کو ضرور دے دیں گے۔ پھر جس وقت

قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

تم قرآن پڑھنا چاہو تو شیطان ملعون کے شر سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ

بیشک اس کا کوئی قابو اُن لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَي الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ

بھروسا رکھتے ہیں۔ اس کا قابو تو اُن ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کے دوست بنتے ہیں اور

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۳۱ گذشتہ) ۴ے
لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حکم ولایت علی ابن ابی طالب نازل ہوا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے فرمایا کہ ہن وقت سے سب علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا کریں تو اس کی تاکید اسی وقت خدائے تعالیٰ نے فرمائی کہ جناب رسول خدا نے اُن دونوں کو حکم دیا کہ تم دونوں بھی اُٹھو اور علیؑ کو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ کہہ کر سلام کرو تو دونوں نے عرض کی کہ آیا یہ حکم خدا کی طرف سے ہے یا رسول اللہ کی طرف سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے بھی ہے اور رسول خدا کی طرف سے بھی اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۱۲

۵ے نَقَضَتْ غَزْلَهَا قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ عورت قبیلہ بنی تیم ابن مرہ سے تھی اور اس کا نام ریطہ بنت کعب تھا یہ بڑی بے وقوف تھی۔ سوت کاتا کرتی تھی اور کاتنے کے بعد پھر توڑ ڈالا کرتی تھی اور پھر کاتا کرتی تھی۔ پس اس کا کاتنا اور توڑنا عہد کرنے اور توڑ ڈالنے کے لئے ضرب المثل ہو گیا تھا۔ پس خدائے تعالیٰ نے بھی یہ مثال دے دی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیۃ نَقَضَتْ غَزْلَهَا سے حضرت عائشہ اور ان کا عہد توڑ دینا مراد ہے ۱۲

حَوَاشِيْ صَفْحَةِ هٰذَا

۱ے دَخَلًا اصلی معنی ہیں کے باطن کا خلاف ظاہر ہونا اور مراد ہے دغل و مکر و خیانت و خدیعت

۲ے تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ سب آیتیں علی مرتضیٰ کی ولایت اور ان کی بیعت کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھیں جبکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرو ۱۲

۳ے حَيٰوةً طَيِّبَةً تفسیر قمی میں ہے رباقی صفحہ ۔۔۔ پر دیکھیے)

الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ○ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

اُن پر جو اُس کو شریک کرنے والے ہیں۔ اور جب ہم نے کسی آیت کی جگہ کوئی آیت بدلی

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ

حالانکہ اللہ جو کچھ نازل فرماتا ہے خود وہ اس (کی مصلحت) سے زیادہ واقف ہے تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ تو تو مفتری ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے کچھ نہیں جانتے۔ تم کہدو کہ اسے تو رُوح

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

القدس نے تمہارے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ جو ایمان لائے ہیں ان کو ثابت قدم کردے

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ

اور حقیقی اطاعت کرنے والوں کے لئے ہدایت و بشارت ہو۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ

يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

یہ کہتے ہیں کہ اس کو تو ایک آدمی تعلیم دیتا ہے۔ اُس کی زبان جس کی طرف یہ (تعلیم کی) نسبت دیتے ہیں

اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا

عجمی ہے اور یہ تو کھلی عربی زبان ہے۔ بالتحقیق وہ لوگ جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ

خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اللہ اُن کو ہدایت نہ فرمائے گا اور اُن کے لئے

اَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

دردناک عذاب ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

ایمان نہیں رکھتے۔ اور وُہی جھوٹے ہیں۔ اور جو بعد ایمان لانے کے

مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّ

خدا کا انکار کر جائے سوائے اس صورت کے کہ اُس پر جبر کیا گیا ہو درآنحالیکہ اُس کا دل ایمان سے مطمئن ہو

بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

لیکن جو دل کھول کر کفر کرے پس ایسے ہی لوگوں پر

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ

اللہ کا غضب ہے۔ اور اُن ہی کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔ یہ اس سبب سے

(بقیہ صفحہ ۳۳۲) کہ جو کچھ خدا نے عطا کیا ہو اس پر قناعت کرنا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے خدا کی تقسیم پر راضی و قانع رہنا ۱۲

ع ۱۳ / ۱۱ / ۱۹

۵۴ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو ۱۲ ۵۵ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدا سے پناہ کیوں کر مانگی جائے فرمایا یوں کہو۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ قرب الاسناد میں سدیر سے منقول ہے کہ میں نے مغرب کی نماز جناب امام جعفر صادق کے پیچھے پڑھی تو حضرت نے پہلے بالجہر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ پڑھا۔ پھر بالجہر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی ۱۲

۵۶ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ شیطان مومن کے بدن پر تو مسلط کیا جاتا ہے لیکن اُس کے دین پر بھی مسلط نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام پر مسلط کیا گیا تھا۔ پس ان کے جسم کو بہت نقصان پہنچایا لیکن ان کے دین پر تسلط نہیں تھا اور جن کے دین پر بھی تسلط ہوتا ہے اور جسم پر بھی اُن کا ذکر آگے کی آیت میں موجود ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا ۱ لہ رُوْحُ الْقُدُسِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں جبرئیل امین اور قدس کے معنی طاہر ۱۲ ۲ لہ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تفسیر صافی میں ہے کہ جس وقت ایمان لانے والے اُن آیتوں کو سنتے ہیں جو پہلی بعض آیتوں کو یا حکموں کو منسوخ کرنے والی ہیں اور غور کرتے ہیں کہ ان میں کیا مصلحت رکھی گئی ہے اور کیا حکمت برتی گئی ہے تو ان کے عقاید مضبوط اور ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں ۱۲ ۳ لہ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ابو فکیہ مولی ابن حضرمی ہے جس کی زبان عجمی تھی اور وہ

بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ

کہ انہوں نے زندگانی دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کر لیا ہے اور بیشک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ○ أُولٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ

منکر لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ وہ وہی ہیں

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولٰئِكَ

جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر پھایا لگا دیا ہے اور خود

هُمُ الْغٰفِلُونَ ○ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ

وہی غافل ہیں۔ ضرور ہے کہ آخرت میں وہی ٹوٹا اٹھانے والے

الْخٰسِرُونَ ○ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا

ہوں گے۔ پھر ضرور ہے کہ تمہارا پروردگار ان لوگوں کے واسطے

فُتِنُوا ثُمَّ جٰهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ

جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد (اپنے) گھر چھوڑے پھر جہاد کئے اور صبر کیا بیشک تمہارا پروردگار ان سب باتوں کے بعد

رَحِيمٌ ○ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَ

(ان لوگوں کے لئے) بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ جس دن ہر نفس اپنے آپ سے جھگڑتا ہوا آئے گا اور

تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ وَ

ہر نفس کو جو کچھ وہ کیا کرتا تھا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً

خدائے تعالےٰ نے ایک گاؤں کی مثل بیان کی ہے جو بے خوف و مطمئن تھا

يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ

اور سامانِ رزق اس میں ہر طرف سے بکثرت چلا آتا تھا پھر وہاں کے باشندوں نے خدا کی نعمتوں کا انکار کیا

فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا

تو خدا نے ان کی کرتوت کی پاداش میں ان کو بھوک اور خوف کا نمایاں مزا چکھا

يَصْنَعُونَ ○ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ

دیا۔ اور ان کے پاس ایک رسول انہی میں سے آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُونَ ○ فَكُلُوا مِمَّا

پس جس حال میں کہ وہ نافرمان تھے عذاب نے ان کو آ لیا۔ پس اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۳۳) - (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۳۳ سطر ۹) مطلب یہ ہے کہ جھوٹ موٹ افترا کرنا ان ہی کے لئے زیبا ہے جو اللہ پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ ایمان تو خود جھوٹ سے باز رکھنے والی چیز ہے ۱۲

۵ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ یہ آیت حضرت عمارؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ تفسیر صافی میں اس کا قصہ یوں منقول ہے کہ قریش نے حضرت عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا۔ ان کے ماں باپ نے تو انکار کیا اور وہ دونوں قتل کر دیئے گئے اور یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں اور عمارؓ نے مجبوراً جو کلمہ وہ کہلوانا چاہتے تھے محض زبان سے کہدیا۔ کسی نے اطلاع کی کہ یا رسول اللہ عمارؓ کافر ہو گئے۔ فرمایا۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمارؓ سرتاپا ایمان سے مملو ہے اس کے گوشت و پوست میں ایمان مخلوط ہے وہاں سے چھٹ کر عمارؓ روتے ہوئے جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کی آنکھوں کے آنسو پونچھ دیئے اور فرمایا تمہارا کیا نقصان ہوا۔ اگر پھر وہ لوگ تم کو تکلیف دیں تو پھر وہی کہدینا جو کہہ چکے ہو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین نے منبر کوفہ پر یہ فرمایا کہ أَيُّهَا النَّاسُ وہ زمانہ قریب ہے کہ تم سے یہ کہا جائے گا کہ مجھے برا کہو۔ پس تم مجھے برا کہہ لینا۔ پھر تم سے یہ کہا جائے گا کہ مجھ سے برأت ظاہر کرو تو مجھ سے برأت ظاہر نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ علی مرتضیٰ کے برخلاف کتنا جھوٹ بولنے لگے۔ پھر پہلے قول کی تو تصدیق فرمائی اور دوسرے کے متعلق یہ فرمایا کہ یہ نہیں فرمایا تھا کہ مجھ سے برأت ظاہر نہ کرنا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں دین محمد پر ہوں۔ سائل نے دریافت کیا کہ حضور کی کیا رائے ہے اگر ایک شخص سے یہ کہا جائے کہ قتل اختیار کرے یا برأت تو کیا کرے؟ فرمایا جس وقت اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو اگر ظاہراً وہ برأت بھی ظاہر کرے گا تو اس کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے اور اس کی حالت وہی ہوگی جو عمار یاسر کی گزری جس کے بارے میں خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے عمارؓ تو خدائے تعالیٰ نے

رکوع ۱۴ ع ۱۰ آیات ۲

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

اُس میں سے حلال (اور) طیب چیزیں کھاؤ اور اگر اللہ ہی کے بندے بنا چاہتے ہو تو

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ اُس نے تم پر مردار اور

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ

خون اور سوُر کا گوشت اور وہ ذبیحہ، جو اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو حرام کیا ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پھر جس کو اضطرار ہو نہ وہ نافرمان ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

(اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور تمہاری زبانوں سے جو جھوٹ نکلتا ہے اُس کے قائل نہ ہو جاؤ کہ

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اس طرح خدا پر جھوٹ باندھنے لگو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ؕ

بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں گے وہ فلاح نہ پائیں گے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا

(یہ) چند روزہ فائدہ ہے اور (آخر) اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور اُن پر جو یہودی تھے

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ

ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جن کا قصہ ہم تم کو پہلے سنا چکے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا اور

لٰكِنْ كَانُوْاۤ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر ضرور تمہارا پروردگار اُن لوگوں کے واسطے

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

جنھوں نے ازراہِ نادانی بدی کی پھر اُس کے بعد توبہ کر لی اور

اَصْلَحُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ع اِنَّ

(خرابی کی) اصلاح کی (تو) بیشک تمہارا پروردگار ان باتوں کے بعد (ان کے لئے) بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے بیشک

اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ

ابراہیمؑ ایک خلوص دل سے خدا کی فرمانبرداری کرنے والے تھے۔ اور وہ مشرکوں میں سے

بقیہ صفحہ گزشتہ) لہ مِنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح عثمان کے رضاعی بھائی کی شان میں نازل ہوئی ہے (جو مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا اور فتح مکہ کے دن جناب رسول خدا نے اس کا خون ہدر فرما دیا تھا۔ مگر عثمان اس کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اور جان بخشی کے خواہاں ہوئے تھے) اور انہوں نے اسے اپنے زمانہ میں مصر کا حاکم بنایا اور اسی فتنے میں اس کی جان بھی گئی ۱۲

(حواشی صفحہ ۳۳۴) لہ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احکام تو اپنے کل اصحاب کو سناتے تھے۔ مگر جن کو توفیق خیر من جانب اللہ عطا ہوئی تھی سنتے وہی تھے اور ان احکام کی خوبیوں کو سمجھتے بھی وہی تھے۔ اور جن سے بوجہ ان کی ہٹ دھرمی کے توفیق خیر سلب ہو گئی تھی ان کے دلوں پر گویا چھاپا لگ گیا تھا کہ نہ وہ سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے ان ہی کے حال کی خدائے تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے ۱۲ لہ فُتِنُوْا اس کا یہ مطلب ہے کہ راہِ خدا میں ان لوگوں کو تکلیفیں پہنچائی گئیں اور کفر پر وہ مجبور کئے گئے اور کفار کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے جو کچھ ان سے چاہا گیا اُس میں سے کچھ انہوں نے زبان سے ادا بھی کر دیا جیسا کہ حضرت عمارؓ کا واقعہ گزرا ہے ۱۲ لہ قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے یہاں ایک ندی تھی جس کا نام بلیان تھا اور ان کا خطہ بڑا سرسبز و شاداب تھا۔ یہ لوگ روٹیوں سے استنجا کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو اسی میں آرام معلوم ہوتا ہے۔ پس خدا کی اس نعمت کا استخفاف اور کفران کرنے کے باعث خدائے تعالیٰ نے وہ ندی خشک کر دی قحط سخت پڑا اور ان لوگوں کی یہ نوبت پہنچی کہ جن روٹیوں کا استنجا کر کے ڈھیر لگا دیا تھا انہی کو باہم تقسیم کر کے کھا گئے ۱۲

۱۵ ع ۵ ۲۱

حواشی صفحہ ہذا لہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہودی یہ کہا کرتے تھے مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۳۸ سطر ۱۱) اسی کی ممانعت اُن کو کی گئی ہے کہ بلا حجت اور نص صریح کے محض اپنی زبانوں کی کہن کے بموجب حلال و حرام قرار نہ دو ۱۲ لہ لَا يُفْلِحُوْنَ ۔ التوحید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب کوئی بندہ (باقی صفحہ ۳۳۶ پر پڑھیے)

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى
نہ تھے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اُس نے اُن کو برگزیدہ کر لیا تھا اور اُن کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ
راہِ راست بتلا دی تھی۔ اور ہم نے اُن کو دُنیا میں (بھی) خیر و خوبی عطا کی تھی۔ اور یقیناً

فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ
آخرت میں (بھی) وہ صالحین میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ

اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
تم یکسو ہو کر ملت ابراہیم ؑ کی پیروی کرو۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ
سوائے اِس کے نہیں ہے کہ سبت تو ان لوگوں پر واجب کیا گیا تھا جنہوں نے اُس میں اختلاف کیا۔ اور بیشک

رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ
تمہارا پروردگار قیامت کے دن اُن تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن جن میں یہ لوگ آپس میں

يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
اختلاف کیا کرتے تھے۔ تم اپنے پروردگار کے رستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے (ساتھ) اُن کو بلاؤ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
اور اُن سے اس طریقہ سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔ بیشک تمہارا پروردگار اُن سے بھی

اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝
خوب واقف ہے جو راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ
اور اگر بدلا لو تو اتنا ہی بدلا لو جتنی کہ تم پر سختی کی گئی تھی۔ اور اگر صبر کرو تو

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ
وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے۔ اور (اے رسول ؐ) صبر کرو اور تم سے صبر نہ ہو گا مگر اللہ ہی کی مدد سے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝
اور اُن (شہدائے اُحد) کے متعلق رنج نہ کرو اور (کافر) جو چال چلتے ہیں اُس سے دل تنگ نہ ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ع
بیشک اللہ اُن کے ساتھ ہے جو (کفر و گناہ سے) بچے رہیں اور اُن کے ساتھ ہے جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔

ع ۱۶ / ۲۲

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۳۵) کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ منع فرما چکا ہو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور لفظ مومن سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہاں لفظ اسلام اُس پر باقی رہتا ہے پھر جس وقت توبہ کرے گا اور بخش دیا جائے گا تب ایمان کی طرف عود کرے گا اور کفر و جحود کی طرف نہ جانے پائے گا۔ اور جو شخص استحلال کا مرتکب ہوا یعنی اپنی رائے سے حلال کو کہدیا کہ یہ حرام ہے اور حرام کو کہدیا کہ یہ حلال ہے اور اسی کا معتقد ہو گیا تو ہمارے نزدیک وہ ایمان سے بھی خارج ہے اور اسلام سے بھی وہ کافر ہے اور مانند اس شخص کے ہے جو پہلے حرم میں داخل ہو کر پھر کعبۃ اللہ میں اور کعبہ کے اندر جا کر کوئی بے ادبی کرے پھر جس وقت وہ کعبہ اور حرم سے باہر آئے گا تو اُس کی گردن مار دی جائے گی۔ اور جہنم میں چلا جائے گا ۱۲ ۱۵۳ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لفظ امت ایک شخص پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ پر بھی جیسا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرت ؑ نے یہی آیت پڑھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کے سوا کوئی اور اُس دین پر نہ تھا گویا وہی تنہا امت تھے اور قانت کے معنی مطیع ہیں اور حنیف کے معنی مسلم ۱۲

حواشی صفحہ ہذا۔ ۱ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین میں سے دانا لوگوں کے لئے اقتدار و اتباع سے زیادہ محفوظ کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ یہ طریقہ اس طرح واضح ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خود فرمایا ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا پس اگر دین خدا کے لئے کوئی اور مسلک اقتدار اور اتباع سے بہتر ہوتا تو خدائے تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء کو اُسی کے اختیار کرنے کا حکم فرماتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام حسین ؑ سے منقول ہے کہ سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے اور کوئی ملت ابراہیم ؑ پر نہیں ہے اور لوگ جتنے ہیں سب ملت ابراہیم ؑ سے علیحدہ ہیں (اِس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)۔

آیاتہا ۱۱۱ | حروفہا ۱۵۸۰۲ | سورۃ بنی اسرآءیل مکیۃ | کلماتہا ۱۵۶۷ | رکوعاتہا ۱۲

(سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

منزّہ ہے وہ جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے

الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ

مسجد اقصا تک لے گیا جس کے حوالی کو خود ہم نے برکت دی ہے

مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى

تاکہ اس کو اپنی نشانیوں میں سے بعض دکھادیں بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ اور موسیٰ کو ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

دی تھی اور اُس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو

مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ

کارساز نہ بناؤ۔ (یہ) اُن کی اولاد (تھے) جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔ بیشک وہ

كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي

بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ خبر دے دی تھی

الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

کہ تم ضرور بالضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کروگے اور ضرور تم بڑی سرکشی

كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ

کروگے۔ پھر جب کہ اُن دونوں میں سے پہلے وعدہ کا موقع آیا ہم نے تمہارے برخلاف اپنے

اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ

بڑی قوت والے بندے بھیجدیئے پس وہ شہروں میں گھس پڑے اور

وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ

(یہ) وعدہ پورا ہو کے رہا۔ پھر ہم نے تم کو اُن پر دوبارہ غلبہ دیا اور

اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝

مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور از روئے تعداد تم کو بہت بڑھادیا۔

منزل رابع

نصف (۵) الثلث · ربع الحزب

ف۱ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ مسجد الحرام میں رونق افروز تھے کہ ایک دفعہ آپ نے آسمان کی طرف نظر فرمائی۔ دوسری دفعہ کعبہ کی طرف اور پھر تیسری مرتبہ یہی آیت تلاوت فرمائی سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پھر اسمٰعیل جعفی کی طرف توجہ فرما کر ارشاد کیا کہ اے عراقی اہل عراق اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی یہ کہتے ہیں پروردگار عالم اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک لے گیا۔ فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں بلکہ اس سے اس تک لے گیا اور یہ کہہ کر لفظ اس کو ذبحے وقت آپ نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کے مابین کا نام حرم ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ وہ مسجدیں جن کے لئے خاص خاص فضیلتیں ہیں کون کون سی ہیں؟ فرمایا مسجد الحرام اور مسجد الرسولؐ کسی نے عرض کی اور مسجد اقصیٰ؟ فرمایا وہ تو بالائے آسمان ہے جہاں شب معراج جناب رسول خدا گئے تھے۔ اس پر عرض کی گئی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مسجد الاقصا سے بیت المقدس مراد ہے۔ فرمایا کہ اس سے تو مسجد کوفہ افضل ہے۔ کافی میں ہے کہ اُنہی حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا کو معراج کے مرتبہ ہوئی۔ فرمایا دو مرتبہ (تفصیل ضمیمہ میں پڑھیے)

ف۲ عَبْدًا شَكُوْرًا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے اُن حضرت سے دریافت کیا تھا کہ نوح علیہ السلام کے بارے میں خدا نے جو یہ فرمایا ہے اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کچھ کلمات تھے جن کو نوح علیہ السلام زیادہ پڑھتے تھے۔ عرض کی وہ کیا تھے؟ فرمایا صبح ہوتی وہ یہ کہا کرتے تھے اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ مَا اَصْبَحَتْ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ عَافِيَةٍ فِيْ دِيْنِيْ اَوْ دُنْيَايَ فَاِنَّكَ مِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَكَ الشُّكْرُ كَثِيْرًا (میں نے صبح اس حال میں کی ہے کہ تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجھے جو نعمت یا عافیت دین یا دنیا کی ملی ہے وہ

إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ

اگر تم نے نیکی کی تو اپنی ذات کے لئے نیکی کی۔ اور اگر تم نے بدی کی تو وہ بھی اپنے ہی لئے۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا

پھر جب دوسرے وعدہ کا موقع آیا (تو ہم نے ان کو بھیجدیا) کہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور تاکہ

الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا

مسجد میں اسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلی دفعہ اُس میں گھس گئے تھے اور تاکہ جب تک اُن کو غلبہ رہے ایسا ہلاک کرتے رہیں

تَتْبِيرًا ۝ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ

جیسا کہ ہلاک کرنے کا حق ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے اور اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی وہی کریں گے۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ

اور کافروں کے لئے ہم نے جہنم کو قید خانہ مقرر کیا ہے۔ بیشک یہ قرآن

يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ

وہ رستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور اُن مومنوں کو جو

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ

نیکیاں کرتے رہتے ہیں (یہ) خوشخبری سُناتا ہے کہ اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار

أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ

کیا ہے۔ اور انسان بُری چیز کے لئے بھی ویسی ہی دعا مانگتا ہے جیسی کہ اچھی چیز کے لئے۔ اور

الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ

انسان ہے جلد باز۔ اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں مقرر کیا

فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا

پھر ہم نے رات کی نشانی کو تاریک کر دیا اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنا دیا تاکہ تم اپنے رب کے

فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

فضل کی خواستگاری کرو اور تاکہ تم اُن کے ذریعہ سے برسوں کی گنتی اور حساب سمجھ لیا کرو۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ

اور ہر چیز کو ہم نے ایسا کھول کر بیان کر دیا ہے جیسا کہ کھول کر بیان کرنے کا حق ہے۔ اور ہر انسان کے عمل ہم نے اُس کے

ع ۱

---

۱؎ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ معانی الاخبار میں بروایت جناب امام جعفر صادق جناب امام زین العابدین علیہما السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے صرف معصوم ہوگا اور عصمت کوئی ظاہری چیز جسم پر نہیں ہے جسے دیکھ کر معصوم کو پہچان لیا جائے لہٰذا ضرور ہے کہ وہ منصوص بھی ہو۔ کسی نے عرض کی کہ معصوم کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑنے والا۔ اور حبل اللہ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید امام کی طرف رہبری کرتا ہے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ۱۲

۲؎ یَدْعُ الْاِنْسَانُ مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی نجات اور ہلاکت کے طریقے کو اچھی طرح پہچان لو کہ کہیں تم خدا سے ایسی چیز کی دُعا نہ کر بیٹھو جس میں ممکن ہے کہ تمہاری ہلاکت ہو اور تم اسی گمان میں رہو کہ تمہاری اس میں نجات ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ الخ

۳؎ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اپنی مخلوق رُوح اُن میں پھونکی قبل اس کے کہ اُن کی خلقت پوری ہو کھڑے ہونے کی نیت سے اُچھل پڑے اور گر پڑے اسی پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۱۲

۴؎ فَمَحَوْنَا اٰیَۃَ الَّیْلِ علل الشرائع میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا وجہ ہے سُورج اور چاند دونوں چمک اور روشنی میں برابر نہیں ہیں؟ فرمایا جس وقت خدائے تعالیٰ نے ان دونوں کو پیدا کیا تو انہوں نے اطاعت کی اور کوئی نافرمانی نہیں کی۔ خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو محو کر دیں چنانچہ انہوں نے اسے محو کر دیا۔ پس چاند میں محو کرنے کا نشان کالی کالی دھاریاں موجود ہیں اور اگر چاند مثل سورج کے [illegible] حالت رہا [illegible] تو دن اور رات کا [illegible] نہ ہوتی اور روزہ دار کو [illegible] معلوم ہو سکتا [illegible] لکھتے اور نہ لوگوں کو برسوں کا حال معلوم ہوتا اور یہ خدا کے

طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

گلے کا ہار کر دیا ہے اور قیامت کے دن اُس کے لئے ہم ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ

مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پھیلا ہوا پائے گا۔ (ہم اُس کو حکم دیں گے کہ) اپنا نوشتہ پڑھ لے آج کے دن اپنی ذات کا حساب لینے کو تو

حَسِيْبًا ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

خود ہی کافی ہے۔ جس نے ہدایت پائی تو اُس نے اپنی ذات کے لئے ہدایت پائی۔ اور جو

ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ

گمراہ ہو گیا پس اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ

اور ہم جب تک رسول نہ بھیجیں عذاب دینے والے نہیں ہیں۔ اور جب ہم کسی بستی کے

نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ

ہلاک کر دینے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس میں مالدار لوگوں کو زیادہ کر دیتے ہیں پس وہ اُس بستی میں (ہمارے احکام کے بارے میں)

عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ

نافرمانی کرنے لگتے ہیں پھر وہ بستی عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے پھر ہم اس کو پورا پورا تباہ کر دیتے ہیں اور نوح کے بعد ہم کتنے ہی

الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

گروہوں کو ہلاک کر چکے۔ اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کی

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا

دیکھ بھال کو کافی ہے۔ جو دنیا کا خواستگار ہوتا ہے تو ہم اس میں سے جس کے لئے چاہتے ہیں

مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا

جتنا چاہتے ہیں جلد اسے دے دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے جہنم مقرر کیا ہے وہ اُس میں

مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

بُرے حال سے اور رحمتِ خدا سے محروم ہو کر جا جائے گا۔ اور جو آخرت کا خواستگار ہوا اور اُس کے حصول کے لئے ایسی ہی کوشش کی

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے درآنحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی سعی مشکور ہوگی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا

ہم ہر ایک کی اِن کی بھی اور اُن کی بھی تمہارے پروردگار کی بخششوں سے امداد کرتے رہتے ہیں اور

(بقیہ نمبر ۳۳) قولِ مترجم: یہ دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس لئے معصومین اس امر پر مامور تھے کہ ہر شخص سے اس کی عقل کے موافق بات کریں جناب رسول خداؐ نے روشنی ہونے کی وجہ بیان فرما دی مگر ان سیاہ خطوط کی تفصیل نہیں فرمائی امام نے وہ تفصیل بیان فرما دی۔ حقیر کے خیال میں کامل کلمہ طیبہ کی نورانیت نے چاند کو ماند کر دیا ۱۲

## حواشی صفحہ ہذا

**۵۱** اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو نیکی اور بدی انسان نے کی ہے وہ اس طرح اس کے ساتھ رہے گی کہ اس سے جدا نہ ہو سکے گی جب تک کہ قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اُس کو دے دیا جائے ۱۲ **۵۲** حَسِيْبًا تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بندہ نے جو جو کچھ عمل کئے ہیں اور جو جو کچھ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا وہ اس طرح اُس کو یاد آ جائے گا گویا وہ کام اسی وقت کیا ہے اسی وجہ سے گھبرا کر وہ لوگ یہ کہیں گے يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ہائے خرابی ہماری یہ نوشتہ کیسا ہے اس نے تو کوئی چھوٹی اور بڑی چیز چھوڑی ہی نہیں جس کا احصا نہ کر لیا ہو ۱۲ **۵۳** حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا بعثت رسول کا فائدہ یہ ہے کہ حجتوں کو کھول کر بیان کر دے احکام شریعت کی مشق کرائے اور اُس کے ذریعے سے لوگوں پر حجت تمام کر دے کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا آدمیوں کے لئے کوئی ایسا آلہ مقرر کیا گیا ہے جس کے ذریعے سے وہ پوری پوری معرفت حاصل کر لیں فرمایا نہیں اس پر کسی نے عرض کی کہ آیا پوری پوری معرفت حاصل کرنا عام لوگوں کے ذمہ لازم ہے؟ فرمایا نہیں خدا کے ذمے صرف بیان کر دینا ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۳ رکوع ۸ ارشاد فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا اللہ کسی نفس کو کوئی تکلیف نہ دے گا سوائے اتنی ہی کے جتنی قوت اُسے دی ہو ۱۲ **۵۴** اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے

[illegible]

كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ

تمہارے پروردگار کی بخشش (کسی پر) بند نہیں ہے۔ غور کرو ہم نے کس طرح ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے

عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

اور آخرت کا فرق از روئے درجات بھی بہت بڑا ہوگا اور از روئے فضیلت بھی۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ ع

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ اس حال میں بیٹھے رہوگے کہ تمہیں سب بُرا کہیں گے اور سب تمہیں چھوڑ بیٹھیں گے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دے دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتے رہو۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ

اگر ان دونوں میں سے ایک، یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف بھی نہ کرو

لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَ

اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب و اخلاق کی باتیں کرو۔ اور

اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ

رحم و مروت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کرو اور یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ

تو ان دونوں پر ایسا ہی رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔ تمہارا پروردگار جو کچھ تمہارے دلوں

نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ

میں ہے اس سے خوب واقف ہے اگر تم نیک رہوگے تو وہ بھی توبہ کرنے والوں کے لئے

غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ اور (اے رسولؐ) تم قرابت والے کو اس کا حق دے دو اور مسکین و

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا

مسافر کو اس کا اور بے جا نہ اڑاؤ۔ بالتحقیق بے جا اڑانے والے

اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا

شیاطین کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا سب سے زیادہ ناشکرا ہے۔ اور اگر

تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

تم اپنے پروردگار کی رحمت حاصل کرنے کے لئے جس کی تم کو امید ہے ان سے منہ بھی پھیرلو تو بھی

(بقیہ صفحہ ۳۳۹) آمَرْنَا کا ہے یعنی ہم نے اس کے بڑے بڑے لوگوں کو زیادہ کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اَمَّرْنَا بروزن عَمَّرْنَا کہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں پڑھا کرتے تھے ایک قول کے بموجب مترفین یعنی مالداروں کی قید اس لئے لگائی ہے کہ وہ حماقت کی باتوں کو جلد قبول کر لیتے ہیں اور چھوٹے درجہ کے ان کی پیروی کے لئے آمادہ ہو جایا کرتے ہیں ۱۲

ع ۲ ۱۲

ھ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر دنیا ہی کے منافع کا خواہشمند ہوگا اور جو چیزیں اللہ نے اس پر واجب کی ہیں ان کی بجا آوری سے بھی نہ تو رضائے خدا مدنظر ہوگی اور نہ ثواب آخرت تو اللہ بھی سامان دنیا سے جس قدر مناسب جانے گا اسے جلد جلد عطا فرمادے گا اور ثواب آخرت اس کے لئے کچھ نہ ہوگا اور خدائے تعالیٰ کے عطا فرمانے کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس عطیہ سے قوت پاکر طاعت و بندگی بجا لائے۔ پھر اگر بندہ اُسے معصیت میں صرف کرے تو پروردگار عالم اسی بنا پر اس کو عذاب دے گا ۱۲

ھ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کی گئی ہے کہ جو شخص آخرت کو پسند کرے اُسے لازم ہے کہ زندگانی دنیا کی زینت چھوڑ دے ۱۲

(حواشی صفحہ ھٰذا) سلہ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ کبھی نہ کہو کہ جنت ایک ہی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ یعنی ان جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور بھی اور یہ بھی ہرگز نہ کہو کہ درجہ ایک ہی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (ہم نے ان میں سے بعض کو بعض درجوں کی حیثیت سے رتبہ عطا کیا ہے) مطلب یہ ہے کہ لوگ بوجہ اپنے اعمال کے ایک دوسرے سے درجوں میں بڑھے چڑھے ہوں گے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ دو مومن داخل جنت ہوئے ہوں اور ایک کا درجہ دوسرے سے بالا ہو اور ایک ان میں سے ❁

لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

بات اُن سے نرمی سے کیا کرو - اور نہ تو بالکل کنجوس ہی بن جاؤ

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○ اِنَّ

اور نہ بڑے فضول خرچ کہ پھر خالی ہاتھ پشیمان بیٹھے رہو - بیشک

رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے یقیناً

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ○ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ

وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا اور (اُن کی) دیکھ بھال کرنے والا ہے - اور فقر و فاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ

اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

کرو - ہم ہی ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی - بیشک ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ

كَبِيْرًا ○ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ

ہے - اور زناہ کے پاس نہ پھٹکو یقیناً وہ بے حیائی کی بات اور بُری

سَبِيْلًا ○ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ

راہ ہے - اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے سوائے حق کے اور کسی طرح قتل نہ کرو

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا

اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا تو ہم نے ضرور اس کے وارث کو غلبہ دیں گے پس وہ

يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

قتل میں زیادتی نہ کرے - بیشک وہ مدد کیا گیا ہے - اور یتیم کے مال کے پاس نہ جانا

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا

سوائے اس صورت کے جو اُس کی بہتری کی ہو جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے اور عہد کو

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ○ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

پورا کرنا بالتحقیق عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا - اور جب ناپو

اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ

تو پیمانہ پورا دو اور سچی ترازو سے تولو یہی بہتر ہے

وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اور اسی کا انجام اچھا ہے - اور اس بات کے درپے نہ ہوا کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے -

---

ك قَوْلًا مَّيْسُوْرًا تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہو گئی جناب رسول خدا سے جب کوئی سوال کرتا اور آپ کے پاس دینے کو کچھ نہ ہوتا تو یہ فرما دیا کرتے کہ اللہ اپنے فضل سے ہم کو بھی رزق دے اور تم کو بھی ۱۲ ك مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی شخص کو جو آپ سے کسی چیز کا سوال کرتا جو آپ کے پاس ہوتی تو اُسے خالی ہاتھ نہ پھیرتے - چنانچہ ایک شخص نے سوال کیا اور حضرت کے پاس کچھ نہ تھا تو فرمایا کہ انشاء اللہ جب ہو گا دوں گا - اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قمیص ہی مجھے عنایت کر دیجئے - آنحضرتؐ نے اپنا قمیص دے دیا - اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی اور تادیباً منع فرمایا کہ نہ تو کنجوسی ہی برتو اور نہ ایسے فضول خرچ ہو کہ خود برہنہ بیٹھے رہ جاؤ ۱۲ ك يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ کافی میں ایک حدیث قدسی ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے مناسب حال فقر و احتیاج ہے اور اگر میں ان کو غنی کر دوں تو وہ غنا ان کا ستیاناس کر دے اور میرے بندوں میں ایسے بھی ہیں جن کے لئے دولتمندی موزوں ہے اگر میں ان کو فقیر کر دوں تو فقر ان کا ستیاناس کر دے - بہرحال میں اپنے بندوں کی مصلحت سے خوب واقف ہوں ۱۲ ك خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں فقر و فاقہ کے خوف سے - کیونکہ عرب اپنی اولاد کو اسی خوف سے مار ڈالا کرتے تھے - تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محتاجی کو املاق کہتے ہیں

ع ۴ ۸ ۳

محتاج - دریافت کیا گیا کہ یا حضرتؑ! املاق کیا چیز ہے؟ فرمایا افلاس - یعنی آیت تلاوت فرمائی - ك لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى الفقیہ اور تخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ یا علی زنا میں چھ خرابیاں ہیں - تین دنیا کی اور تین آخرت کی

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

بالتحقیق کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اور زمین پر اتراتے ہوئے نہ چلو یقیناً نہ تو تم زمین ہی کو پھاڑ ڈالو گے

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ

اور نہ بڑھ کر پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکو گے۔ ان میں سے ہر بات کی برائی

رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ

تمہارے رب کو ناپسند ہے۔ یہ اُن میں سے ہیں جو حکمت کی باتیں تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف وحی فرمائی ہیں

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

اور تم اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا لینا ورنہ ملامت زدہ اور رحمت سے دُور ہو کر جہنم میں ڈال دیئے

مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

جاؤ گے۔ کیا تم کو تمہارے خدا نے بیٹے دینے کے لئے چن لیا ہے اور خود فرشتوں میں سے اُس نے (اپنے لئے)

اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا

بیٹیاں لے لی ہیں؟ بیشک تم بڑا بول بولتے ہو۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں بار بار دلیلیں بیان کی ہیں

الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ

تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں حالانکہ اس بیان نے اُن کی نفرت ہی بڑھائی۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر

مَعَهٗٓ اٰلِـهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ

اُن کے کہنے کے مطابق اُن کے ساتھ اور بھی خدا ہوتے تو اس صورت میں صاحب عرش تک پہنچنے کا راستہ وہ بھی تو

سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ

ڈھونڈھ لیتے۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اُس سے اُس کی ذات کہیں زیادہ منزہ اور برتر ہے۔ ساتوں آسمان

لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ

اور پوری زمین اور جو اُن میں ہیں وہ سب، اُس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور

مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کی حمد کی تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم اُن کی تسبیح کو

تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

سمجھتے نہیں ہو۔ بیشک وہ بڑا بردبار اور بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جس وقت تم قرآن مجید پڑھتے ہو

۵۱ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۔ الفقیہ میں جناب امیر المومنین سے اُس وصیت میں جو آپ نے محمد ابن حنفیہ کو فرمائی تھی یہ بھی ہے کہ دونوں پاؤں کا فرض یہ ہے کہ اُن کو تم عبادت خدا میں کھڑے کھڑے بوجھل کردو اور ان کے ذریعے کوئی نافرمانی کی چال نہ چلو۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲ ۵۲ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہری خطاب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد امت ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کے ایک حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بعثت کے ابتدائی دس برس میں جو شخص مکہ معظمہ میں شہادتین کے اقرار و تصدیق کے ساتھ مرا اُس پر کوئی عذاب نہیں کیا گیا۔ پھر دس برس کے بعد خدائے تعالےٰ نے مکہ ہی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ تا خَبِيْرًا بَصِيْرًا کہ ان میں ادب بھی ہے نصیحت بھی ہے تعظیم بھی ہے آسان سی ممانعت بھی ہے اور کسی چیز کا وعدہ بھی نہیں فرمایا ہے اور جس چیز سے منع فرمایا ہے اُس کے کرنے پر کچھ زیادہ وعید بھی نہیں کی۔ اور تین چیزوں سے بچنے کا حکم دیا اُن میں زیادہ سختی بھی نہیں فرمائی ہے پھر حضرت نے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ سے مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا تک تلاوت فرمائی ۱۲ ۵۳ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ قریش کا رد ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ۱۲ ۵۴ مَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا تفسیر قمی میں ہے کہ جب کفار قرآن مجید کو غور سے سنتے تو بھاگ جایا کرتے اور اُس کی تکذیب کیا کرتے ۱۲ ۵۵ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیواروں کے گرنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ بھی تسبیح ہے۔ اُن ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا اگر اس مواخذہ میں کہ وہ تسبیح خدا سے غافل ہو جاتا ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا سوکھے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں؟ فرمایا ضرور کرتے ہیں۔ کیا تم نے گھر کی کھڑکیوں کو چیختے ہوئے نہیں سنا۔ بس یہی اُن کی تسبیح ہے ۱۲

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا

ہم تمہارے مابین اور ان لوگوں کے مابین جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک خفیہ پردہ

مَّسْتُورًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ

قائم کردیتے ہیں۔ اور ہم اُن کے دلوں پر غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ وہ اُس کو نہ سمجھیں اور

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي

ہم ان کے کانوں میں بھاری پن ڈال دیتے ہیں۔ اور جس وقت تم قرآن مجید میں اپنے پروردگار یکتا کو یاد کرتے ہو تو

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ

وہ نفرت کھا کر پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں۔ ہم خوب واقف ہیں کہ جب یہ کان لگا کر سنتے ہیں تو کس غرض سے سنتے ہیں

اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

اور جب یہ ظالم ایک دوسرے سے چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں۔ تم تو ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو

اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ خیال تو کرو انہوں نے تمہارے لئے کیسی کیسی مثلیں بیان کی ہیں پس یہ خود ہی گمراہ

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

ہو گئے اب کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ

تو کیا پھر بھی ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے تم جواب دو کہ تم پتھر ہو جاؤ یا

حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

لوہا یا کوئی مخلوق جو تمہارے خیالات میں بڑی معلوم ہوتی ہو اس پر تو یہ کہیں گے

مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

کہ پھر ہم کو دوبارہ کون لائے گا؟ تم یہ کہہ دینا کہ وہی جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اس پر وہ تمہاری طرف دیکھ کر

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

اپنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہوگا کب؟ تم کہہ دو شاید قریب ہی

قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ

ہو جائے۔ جس دن وہ تم کو بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے دوڑے چلے جاؤ گے اور یہ خیال کرتے ہو

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ

کہ تم بہت ہی کم ٹھہرے۔ اور (اے رسول) میرے بندوں سے یہ کہہ دو کہ وہ

ا وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا اپنی دولت سرا میں داخل ہونے لگتے اور قریش کا بہت سا مجمع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گھیرے ہوئے ہوتا تو آپ بلند آواز سے فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو قریش اس کو سن کر بھاگ جاتے۔ اسی کے بارے میں خدا تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے تو قریش آنحضرت کی خوش آوازی سننے کے لیے جمع ہو جاتے تھے مگر جب حضرت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تو بھاگ جاتے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب جماعت کی نماز پڑھاتے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ باآواز بلند پڑھا کرتے۔ پس جو منافق حضرت کے پیچھے ہوتے وہ صفوں سے دور ہٹ جاتے اور جب حضرت سورہ شروع فرما دیتے تب وہ اپنی اپنی جگہ آ جاتے اور یہ کہا کرتے کہ خدا سے ان کو اتنی محبت ہے کہ اس کا نام بار بار لیا کرتے ہیں۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قول مترجم۔ ان روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ کفار و منافقین یکساں ہی خصوصیت رکھتے تھے اسی سبب سے بجا رہی دونوں کا ایک ہی ہوگا اور حضرت شیعہ سنت کو بھی اجو رحایح میں منافقین آج تک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بالجہر پڑھنے سے ویسے ہی متنفر ہیں جیسے کہ گزشتہ زمانہ جناب رسول خدا میں آنحضرت سے سن سن کر بھاگا کرتے تھے۔

۵
ع ۱۲
۵

ربع

۲ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ تفسیر قمی میں ہے کہ کبھی یہ لوگ تم کو ساحر کہا کبھی شاعر کہا کبھی کاہن کہا کبھی مجنون بتایا۔ ۳ عِظَامًا وَّرُفَاتًا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابی ابن کعب جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا اور دیوار میں سے ایک پرانی ہڈی نکال لایا۔ اس کو چورا چورا کیا اور آنحضرت سے کہنے لگا کہ اے محمد جب اس طرح ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر از سر نو پیدا کئے جائیں گے اس پر خدائے تعالے

اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ

(ایسی) بات کہا کریں جو بہت ہی اچھی ہو یقیناً شیطان ان میں فساد ڈالتا ہے ۔ بیشک شیطان

لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ۞ رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یَرۡحَمۡکُمۡ

انسان کا کھلا دشمن ہے ۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے اگر وہ چاہے گا تم پر رحم فرمائے گا

اَوۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ وَکِیۡلًا ۞ وَرَبُّکَ

یا اگر چاہے گا تو عذاب دے گا ۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تم کو اُن کا وکیل بنا کر نہیں بھیجا ہے ۔ اور تمہارا پروردگار

اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ

اُن سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں خوب واقف ہے اور یقیناً ہم نے بعض

النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ وَّاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۞ قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ

انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی ۔ تم کہدو کہ اُس کے سوا

زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ فَلَا یَمۡلِکُوۡنَ کَشۡفَ الضُّرِّ عَنۡکُمۡ وَلَا

(جن) جن کا تم کو گھمنڈ ہے تم اُن کو پکارلو کہ وہ تم سے نہ کوئی مصیبت رفع کرسکیں گے اور نہ

تَحۡوِیۡلًا ۞ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمُ

(اُسے) بدل سکیں گے ۔ یہی لوگ وہ ہیں جنھیں یہ تو پکارتے ہیں اور وہ خود اپنے رب کی حضور میں

الۡوَسِیۡلَۃَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ وَیَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَہٗ وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَہٗ ؕ

وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ کون زیادہ قرب رکھنے والا ہے اور اُس کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحۡذُوۡرًا ۞ وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ

بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ۔ اور ایک بستی بھی ایسی نہیں ہے جس کو ہم

مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ کَانَ

روز قیامت سے پہلے (پہلے) ہلاک نہ کردیں یا اُس کو سخت عذاب نہ دیں یہ بات

ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ۞ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰیٰتِ

لوح محفوظ میں لکھی جاچکی ہے ۔ اور ہم کو نشانیوں کے بھیجنے سے کسی اور چیز نے نہیں روکا

اِلَّاۤ اَنۡ کَذَّبَ بِہَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَیۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَۃَ مُبۡصِرَۃً

سوائے اس کے کہ پہلوں نے اُن کو جھٹلایا اور جھٹلانے کا عذاب پایا تھا ۔ اور ہم نے قوم ثمود کو صریح (نشانی) اونٹنی عنایت کی تھی

فَظَلَمُوۡا بِہَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا ۞ وَاِذۡ قُلۡنَا

پھر انہوں نے اس پر ظلم کیا تھا اور ہم تو (ایسی) نشانیاں صرف ڈرانے ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جس حال میں کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہیں (اے رسولؐ) تم کہدو کہ اُن کو وہی زندہ کریگا جس نے پہلی دفعہ اُن کو بنا دیا تھا اور وہ اپنی کل مخلوق کے حال سے آگاہ ہے ۱۲ ۔ ۵۴ خَلۡقًا مِّمَّا یَکۡبُرُ فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مخلوق جو تمہارے خیالات میں بڑی ہے وہ موت ہے ۱۲ ۔ ۵۵ بِحَمۡدِہٖ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ لوگ جب اپنی اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو مٹی سروں سے جھاڑتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے جائیں گے سُبۡحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمۡدِکَ یا اللہ تیری ذات منزہ و پاک ہے اور تیری تعریف کرتے ہوئے ہم اٹھتے ہیں ۱۲

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے پہلی آیتوں میں جو جناب رسول خدا کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میرے مومن بندوں سے یہ بات کہدو کہ مشرکوں سے ایسی بات کریں جو اچھی ہو ۔ اور اس طرح خطاب کریں کہ اُن کو غیظ و غضب آجائے ۔ ایک قول کے بموجب یہ آیت اُس کی تفسیر ہے یعنی یُوں کہیں رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِکُمۡ اور صراحۃً یہ نہ کہدیں کہ تم جہنمی ہو کیونکہ ایسا صراحت کرنا اُن کو سخت بدی پر آمادہ کرے گا اور ہر شخص کے انجام کا علم داخل غیب ہے اور تم کو غیب کا علم نہیں دیا گیا ۱۲ ۔ ۲ وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انبیاء و رسولوں کے سردار پانچ ہیں اور وحی کا دار و مدار انہی سے ہے یعنی نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمد مصطفیٰؐ اور اُن کو اور جملہ انبیاء پر فضیلت حاصل ہے ۔ علل الشرائع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام انبیائے مرسلین پر فضیلت دی ہے اور اے علیؑ فضیلت میں میرے بعد تمہارا درجہ ہے اور پھر اُن آئمہ کا جو تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے اور فرشتے تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں ۱۲ ۔ ۳ مُہۡلِکُوۡہَا الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے

لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ

تجھ سے کہ دیا تھا کہ بیشک تمہارے پروردگار نے اِن لوگوں کو گھیر لیا ہے اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ

اُس کو ہم نے نہیں مقرر کیا ہے مگر کل آدمیوں کے لئے ایک آزمائش اور قرآن مجید میں ایک لعنتی درخت (یعنی نسل)

وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۠ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں مگر سوائے اُس کے کہ اُن کی سرکشی بڑھے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

کل فرشتوں سے یہ کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو پس سوائے ابلیس کے سب ہی نے سجدہ کیا تھا۔ اُس نے یہ کہا کہ کیا میں اُس کو سجدہ کروں جس کو

خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ؗ لَئِنْ

تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اُس نے (یہ بھی) کہا کہ بھلا دیکھ تو یہی وہ ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر

اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

تو نے مجھے روزِ قیامت تک مہلت دی تو میں سوائے قدرے قلیل کے اُس کی کل اولاد کی بیخکنی کر دوں گا۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً

فرمایا جا (دور ہو) اُن میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا پس جہنم تم سب کا پورا پورا بدلہ

مَّوْفُوْرًا ۝ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

ہو گی۔ اور اُن میں سے جس کو تو بہکا سکتا ہے اپنی آواز سے بہکا لے اور

اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ

اُن کے مقابلہ کے لئے اپنے سواروں اور پیادوں کو پکار لے اور مال اور

الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ

اولاد میں اُن کا شریک ہو جا اور اُن سے وعدے کر۔ حالانکہ شیطان اُن سے کوئی وعدہ نہ کرے گا مگر دھوکا۔ یقیناً (جو)

عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

میرے بندے (ہیں) اُن پر تو تیرا کوئی قابو ہی نہ ہو گا اور تیرا پروردگار اُن کا کارساز ہونے کو کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ يُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ

تمہارا پروردگار وہی ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل کے

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی

خواستگار ہو۔ بیشک وہ تمہارے لئے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جب تم پر سمندر میں کوئی آفت پڑتی ہے

(بقیہ صفحہ ۳۴۴) تو پھر اُس کی تکذیب کرنے والوں کو طرح طرح کے عذاب بھی دیئے گئے اور جناب رسولِ خدا کی ذات بابرکات چونکہ تمام عالم کے لئے رحمت تھی اور اُدھر خدا کا قاعدہ بدل نہ سکتا تھا لہٰذا کفار کے سوال کے بموجب آیات کا عطا کرنا روک دیا گیا تھا اس آیت میں یہی ذکر ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا ۱ِ۵

الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے اس قول کے معنی دریافت کئے گئے تھے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی تیم و بنی عدی منبر پر ہیں اور لوگوں کو راہِ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں پھر عرض کی گئی یہ شجرۂ ملعونہ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہ بنی امیہ ہیں کافی میں جناب امام زین العابدین سے یا جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسولِ خدا صبح کے وقت بہت ہی رنجیدہ و غمگین نظر آئے جناب امیر المومنین نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ میں حضور کو رنجیدہ و غمگین دیکھتا ہوں ارشاد ہوا کہ کیوں کر نہ ہو حالانکہ آج ہی رات کو میں نے یہ دیکھا کہ بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ میرے اس منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو دینِ اسلام سے برگشتہ کر کے مرتد بنا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی پروردگارا یہ واقعہ میری زندگی میں ہو گا یا میرے بعد؟ پروردگارِ عالم نے فرمایا کہ تمہاری وفات کے بعد

## احتجاج طبرسی

میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے از انجملہ یہ بھی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ عنقریب عثمان کے بعد معاویہ اور اُس کا بیٹا سلطنت پائیں گے پھر سات شخص اولادِ حکم ابن العاص سے یکے بعد دیگرے حکومت پائیں گے اور اس طرح ضلالت کے بھی بارہ امام پورے ہو جائیں گے۔ اور یہی وہ تھے جن کو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے منبر پر دیکھا کہ امت کو راہِ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ دس تو ان میں بنی امیہ سے ہوئے اور دو وہ جنہوں نے بنی امیہ کے لئے امر کی بنیاد

الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

تو اس کے سوا اور جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں - پھر جب وہ نجات دے کر تم کو خشکی تک پہنچا دیتا ہے

اَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ

تو تم روگرداں ہو جاتے ہو اور انسان ہے بڑا ناشکرا- آیا تم اس سے مطمئن ہو گئے ہو

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

کہ وہ خشکی کے ایک حصہ کو مع تمہارے دھنسا دے یا تم پر کنکریاں برسانے والی آندھی بھیجدے پھر تم کسی کو اپنا

وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ

کارساز نہ پاؤ- یا تم اس سے مطمئن ہو گئے ہو کہ ایک دفعہ اور تم کو سمندر میں لوٹا لے جائے پھر وہ

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا

تم پر کشتی شکن ہوا بھیجدے اور جو کفران نعمت تم کر چکے ہو اس کے عوض تم کو ڈبو دے پھر تم اس کے بارے میں

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ

ہمارا درپے کسی کو نہ پاؤ گے- اور یقیناً ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ

خشکی و تری میں ان کو سواریاں دیں اور اچھی اچھی چیزوں سے اُن کو روزی دی اور بہت سی مخلوق پر ان کو ایسی فضیلت دی

مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ع يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ

جیسا کہ فضیلت دینے کا حق ہے- جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے-

فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ

پس جس شخص کو اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا پس وہ تو اپنے نامۂ اعمال کو خوش خوش پڑھیں گے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي

اور ان کو ایک سوت برابر بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا- اور جو اس دنیا میں اندھا رہا پس وہ

الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ

آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راہ راست سے بھٹکا ہوا- اور قریب تھا کہ یہ لوگ تم کو بھی اس سے

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ق وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ

جو کچھ ہم نے تمہاری طرف وحی کی تھی ہٹانے کے لئے فتنہ میں ڈال دیں تاکہ تم اس کے خلاف کچھ ہماری طرف منسوب کر دو اور اس صورت میں

خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا

یہ تم کو دوست بنا لیتے- اور اگر ہم نے تم کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو قریب تھا کہ تم بھی کچھ نہ کچھ اُن کی طرف مائل ہو جاتے

**٥١** اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ تفسیر صافی میں ہے کہ جانب کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ وہ ساحل پر پہنچ کر کفر و روگردانی کرتے تھے اور یہ خیال نہ کرتے تھے کہ جس میں یہ قدرت ہے کہ سمندر میں تم کو ڈبو کر ہلاک کر دے اس میں یہ قدرت بھی ہے کہ تم کو خشکی میں دھنسا دے یا اس حال میں کہ تم اس پر موجود ہو خشکی کے کنارے کو لوٹ دے ١٢ **٥٢** وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ تفسیر صافی میں ہے کہ اولاد آدمؑ کو یہ بزرگی عقل سے دی ہے نطق سے دی ہے - پاکیزہ صورت سے دی ہے متوسط قد و قامت سے دی ہے - امور معاد و معاش کی تدبیر سے دی ہے نیز زمین پر جتنی چیزیں ہیں اُن سب پر قابو دینے سے دی ہے - تمام قسم کے حیوانات کو ماتحت کر دینے سے - اور صنعت پر قدرت عنایت کرنے سے اور بہت سی چیزوں سے جن کا شمار نہیں ہو سکتا - تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالٰے نے کافر کی روح کی کوئی عزت نہیں رکھی بلکہ مومنین کی ارواح کو عزت دی ہے اور نفس و خون کی عزت روح کے ذریعے ہے اور اس آیت میں آگے چل کر جو یہ فرمایا ہے وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ تو رزق طیب سے مراد علم ہے ١٢ **٥٣** وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مخلوق اس شان سے پیدا کی گئی ہے کہ اس کا منہ نیچے کی طرف لٹکا ہوا ہے وہ شان عبودیت ہے الا انسان کہ اُس کی خلقت سیدھی کی گئی ہے کہ منہ اُس کا نیچے کی طرف لٹکا ہوا نہیں ہے اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی فضیلت ہر چوپائے اور ہر پرندے کے مقابلے میں یہ ہے کہ وہ اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے منہ تک پہنچاتا ہے - اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے

ع ٧

قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ

اس صورت میں ہم تم کو زندگانی دنیا کا بھی دوہرا عذاب چکھاتے اور موت کے بعد کا بھی دوہرا پھر تم

لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ

ہمارے خلاف کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے۔ اور اگرچہ قریب تھا کہ وہ تم کو اس زمین سے

لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ

پریشان ہی کر چلے تھے اس غرض سے کہ وہ تم کو اس سے نکال دیں اور اس صورت میں وہ بھی تمہارے بعد بہت ہی کم رہتے۔ اسی طریقہ

مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

جس پر ہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے تھے اور تم ہمارے طریقہ میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

زوال آفتاب سے آدھی رات تک (مقررہ) نمازیں پڑھ لیا کرو اور صبح کا قرآن (یعنی نماز)

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً

کے بارے میں گواہی دی جائے گی۔ اور (اے رسولؐ) رات کے ایک حصہ میں تہجد پڑھا کرو یہ فریضہ

لَكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ۝ وَقُلْ رَبِّ

تمہارے لئے مخصوص ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو مقام محمود پر مبعوث کرے۔ اور یہ عرض کیا کرو

أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ

اے میرے پروردگار مجھ کو پسندیدہ مقام پر پہنچائیو اور خوبی کے ساتھ مجھے یہاں سے لے جائیو اور

لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا ۝ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

میرے لئے اپنی طرف سے مدد کرنے والا غلبہ مقرر فرما دیجئے۔ اور یہ کہدو کہ حق آگیا اور

الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا

باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل کا کام ہی ہے مٹ جانا۔ اور قرآن میں سے ہم وہ چیزیں نازل کرتے ہیں جو

هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا

مومنین کے لئے شفاء و رحمت ہیں اور نافرمانوں کے لئے (وہ ہی چیزیں) نقصان ہی

خَسَارًا ۝ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

بڑھاتی ہیں۔ اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ روگردان ہو جاتا اور پہلو تہی کرتا ہے۔

وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ

اور جب اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ تم یہ کہدو کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر عمل کیا کرتا ہے

ف ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ اس کی اصل تھی عَذَابًا ضِعْفًا فِي الْحَيَاةِ وَعَذَابًا ضِعْفًا فِي الْمَمَاتِ یہاں صفت قائم مقام موصوف کی ہو گئی اور اس کو اسی طرح اضافت دی گئی جس طرح خود موصوف کو دی جاتی ہے ۱۲ ف وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۔ اس کا مطلب ہے کہ اے رسولؐ اگر تم کو مکے سے نکال بھی دیں گے تو خود بھی تمہارے نکلنے کے بعد تھوڑے ہی دن باقی رہیں گے۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد وہ سب بدر میں قتل ہو گئے ۱۲ ف سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ جو امت اپنے رسول کو نکالے وہ رسول کی موجودگی میں ہلاک کی جائے ۱۲ ف أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ کافی۔ الفقیہ۔ تہذیب اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ نمازیں جو واجب کون کون سی فرمائی ہیں؟ ارشاد ہوا کہ رات اور دن کی پانچ نمازیں۔ سب یہ کسی نے عرض کی کہ آیا خدائے تعالیٰ نے ان کا نام لے دیا ہے اور اپنی کتاب میں ان کو کھول کر بیان کر دیا ہے؟ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے یہ ارشاد فرمایا ہے أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ دلوک زوال آفتاب ہے اور غسق اللیل نصف شب پس زوال آفتاب سے آدھی رات تک چار نمازیں ہیں جن کا خدائے تعالیٰ نے نام بھی لیا ہے اور جن کو بیان بھی فرمایا ہے اور ان کا وقت بھی بتلا دیا ہے پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا پس یہ پانچویں ہو گئی۔ اور کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے نماز فجر کی فضیلت کا وقت دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا جس کا خلاصہ مطلب ہے کہ اگر بندہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ نماز فجر پڑھ لیتا ہے تو وہ دو جگہ لکھی جاتی ہے یعنے رات کے فرشتے بھی اس کو لکھ لیتے ہیں اور دن کے بھی ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

پس تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے جو راہِ راست پر ہے۔ اور لوگ تم سے

عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

روح کی بابت سوال کرتے ہیں۔ تم کہدو کہ روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور تم کو اس بارے میں بہت ہی کم علم

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ

دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو جو تمہاری طرف وحی کی ہے غائب کر دیتے پھر

لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ

تم اُس کے لوٹانے کے لئے ہمارے برخلاف کسی کو اپنا کارساز نہ پاتے۔ سوائے اس کے کہ تمہارے پروردگار کی رحمت ہوتی۔ بیشک

فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ

اُس کا فضل تم پر بہت ہی بڑا ہے۔ تم یہ کہدو کہ اگر سب آدمی اور

الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ

کل جن اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن (مجید) کے مانند بنا لائیں تو اس کے مانند نہ لا سکیں گے

وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ

گو اُن میں ایک دوسرے کا پشت پناہ بھی ہو۔ اور یقیناً ہم نے کل آدمیوں کے نفع کے لئے

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بار بار بیان کی ہے پھر بھی بہت سے لوگ ناشکری کئے بغیر نہ رہے۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝

اور انہوں نے یہ کہدیا کہ ہم تم پر ایمان لائیں گے نہیں جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کردو۔

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا

یا خاص تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ نہ ہو پھر اُس کے اندر ہی تم زمین کو پھاڑ کر

تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ

نہریاں نہ بہا دو۔ یا جیسا کہ تمہارا گمان ہے ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا نہ گرا دو یا

تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ

اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے لا کر کھڑا نہ کر دو۔ یا خاص تمہارا سونے کا ایک محل نہ ہو

زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى

یا تم آسمان پر چڑھ نہ جاؤ اور ہم چڑھ جانے پر بھی ایمان نہ لائیں گے جب تک

ع ۹ / ۷ / ۹

ف۱ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کبھی عمل خیر کی نیت کرنا خود اس عمل کے بجالانے سے بہتر ہے اور خود عمل کا بجالانا نعمت ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ شَاكِلَتِهٖ کے معنی ہیں نِیَّتِهٖ۔ نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ جہنمی جہنم میں ہمیشہ اس لئے رہیں گے کہ دنیا میں ان کی نیتوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر وہ دوام کے لئے دنیا میں رہتے تو ہمیشہ خدا کی نافرمانی ہی کئے جاتے اور جنتی جنت میں ہمیشہ اس لئے رہیں گے کہ دُنیا میں اُن کی نیتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر وہ دوام کے لئے دُنیا میں رہتے تو ہمیشہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری ہی کئے جاتے۔ پس اپنی اپنی نیتوں کے بموجب بھی ہمیشہ رہیں گے اور وہ بھی۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ف۲ اَلرُّوْحُ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو فرمایا کہ رُوح ایک ایسی مخلوق ہے کہ جبرئیل میکائیل سے عظمت میں بڑی ہے ملکوتی ہے اور جناب رسُولِ خدا اور آئمہ ہُدیٰ کے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتی ہے تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقر اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ روح خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جس کو بصیرت بھی دی گئی ہے۔ قوت بھی تائید بھی۔ اور خدائے تعالیٰ اپنے رسُولوں کے اور مومنین کے قلوب میں جگہ دیتا ہے۔ قولِ مترجم رُوح کا مفصل ذکر سُورۂ حجر میں آچکا ہے پارہ نمبر ۱۴ رکوع ۲ میں پڑھیئے ف۳ اِلَّا قَلِيْلًا تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں نے جناب رسُولِ خدا سے رُوح کا حال دریافت کیا تو آپ نے حسب تعلیم خدا ارشاد فرمایا وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ تو وہ کہنے لگے کہ ہم تو خاص لوگ ہیں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں کل آدمی اس حکم میں عام ہیں انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ تمہارا تو یہ دعویٰ ہے کہ تم کو قرآن دیا گیا ہے اور ہم کو توریت ملی ہے اور تم قرآن میں ایک جگہ تو یہ ظاہر کرتے ہو کہ تم کو تم نہیں دیا گیا ہے مگر بہت ہی کم اور دوسری جگہ یہ کہتے ہو کہ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۴ میں پڑھیئے (باقی صفحہ میں پڑھیئے)

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

ہم پر ایک نوشتہ نہ نازل کرو کہ اسے پڑھ کر دیکھ لیں - تم جواب دے دو کہ میرا پروردگار (اس سے) منزہ ہے کہ

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى

اس پر کسی کا حکم چلے) میں تو صرف ایک انسانی رسول ہوں (کچھ اور تو نہیں) اور آدمیوں کو جبکہ ان کے پاس ہدایت آچکی

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي

ایمان لانے سے روکا کس چیز نے ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کیا خدا نے کسی آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے - تم یہ کہہ دو

الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

کہ اگر اسی زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم اُن پر آسمان سے کسی فرشتہ ہی کو

مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ

رسول بنا کر بھیجتے - تم کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو اللہ ہی کافی ہے - بیشک وہ

كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ

اپنے بندوں کے حال سے باخبر (اور ان کی) دیکھ بھال کرنے والا ہے - اور جس کو خدا ہدایت دیتا ہے بس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

اور جس سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے پس تم اس کے سوا کسی کو اُن کا حامی نہ پاؤ گے اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

قیامت کے دن ہم اُن کو اس حالت میں اوندھے منہ محشور کریں گے کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

اسکی آگ جب ذرا بجھنے لگے گی ہم ان کی خاطر سے اور بھڑکا دیں گے - یہ سزا اُن کی اس لیے ہوگی کہ انہوں نے

بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ

ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے

خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

اٹھائے جائیں گے - کیا انہوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ خدا جس نے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا

زمین کو پیدا کیا ہے اس پر قادر ہے کہ ان جیسے اور پیدا کر دے اور اس نے اُن کے لیے ایک مدت مقرر کر دی ہے

رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ

جس میں کسی طرح کا شک نہیں پھر بھی یہ ظالم انکار کیے بغیر نہ رہے - تم کہدو کہ اگر تم میرے پروردگار کی

۱؎ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں سورۂ بقر کی اس آیت کے متعلق اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ا رکوع ۱۳ میں پڑھیئے) بروایت جناب امام علی نقی منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا مکۂ معظمہ میں کعبۃ اللہ کی چوکھٹ پر بیٹھے تھے گنتی کے اصحاب آپ کے ساتھ تھے اور آپ ان کو کتاب خدا سنا رہے تھے اور امر و نہی خدا پہنچا رہے تھے اسی عرصے میں رؤسائے قریش کا ایک گروہ جن میں ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص بن وائل سہمی عبداللہ بن ابی اُمیہ مخزومی اور بہت سے لوگ تھے جمع ہو گیا - اور یہ مشرک ایکدوسرے سے کہنے لگے - کہ یارو! اب محمد کا کام چمک گیا اور اُن کی شان بہت بڑھ گئی - آؤ اب ہم ان کو تکلیفیں پہنچائیں اور خوب رلائیں اور جھنکوائیں اُن پر حجت قائم کریں اور جو کچھ یہ لے کر آئے ہیں اُس کو باطل ثابت کریں تاکہ اُن کے اصحاب کے سامنے اُن کی حقارت ہو اور ان کی شان گھٹے اور اس صورت میں ممکن ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز رہیں اور اگر پھر بھی یہ باز نہ رہے تو پھر ہم تیغ براں کو کام میں لائیں گے ابوجہل بولا کہ ان کے کلام کا اور مجادلہ کا جواب کون دے گا؟ عبداللہ ابن ابی اُمیہ نے کہا کہ یہ میرا کام ہے - کیا تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میں اُن کے مجادلہ کے لئے بھی کافی ہوں اور کلام کے مقابلے میں کلام کرنے میں بھی؟ ابوجہل نے کہا - کیوں نہیں اب یہ سب جمع ہو کر آئے - اور عبداللہ ابن ابی اُمیہ نے گفتگو شروع کی اُس کی طولانی گفتگو (ضمیمہ میں درج ہے) کا لب لباب (جو) ان کی آیتوں میں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ...... سے حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ تک خدائے تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے اور اپنے رسولؐ کو یہ مختصر و کافی جواب تعلیم فرمایا ہے (جو ہم نے اپنے اس نوٹ کے عنوان میں ضمیمہ میں درج کیا ہے) ۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی

صفحہ ... پر دیکھئے)

خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِؕ وَكَانَ
رحمت کے خزانوں کا اختیار رکھتے ہوتے تو اس وقت بھی تم ان کے خرچ ہو جانے کے خوف سے بخل کرتے۔ اور

الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۠ ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْــٴَـلْ
انسان ہے ہی بخیل۔ اور یقیناً ہم نے موسٰے علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں پس

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ
بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ جب وہ اُن کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے یہ کہدیا تھا کہ اے موسٰی میں تو یہ خیال

یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا
کرتم پر کسی نے جادو کردیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ (اے فرعون) اتنا تو تو بھی سمجھ گیا کہ ان کو کسی اور نے نہیں اتارا ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآىِٕرَۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ
مگر آسمانوں کے اور زمین کے پروردگار نے دلیلیں مقرر کرکے۔ اور اے فرعون میرا یہ خیال ہے کہ

مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ
تیری شامت آئی ہے۔ پس فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو اس ملک سے پریشان کرکے نکال دے پس ہم نے اُس کو اور جو

مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ۙ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا
اس کے ساتھ تھے ان سب کو ڈبو دیا اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے یہ کہدیا کہ تم اس زمین میں (جہاں سے فرعون نے تم کو نکالنا

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝ؕ وَبِالْحَقِّ
چاہا تھا) آباد ہو پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کرکے لائیں گے۔ اور حق کے ساتھ

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ۘ
ہم نے اس کو نازل کیا اور حق ہی کے ساتھ وہ اُترا ہے اور ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ
اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سُنا دو اور ہم نے اسی طرح اسے اُتارا جس طرح اُتھنا

تَنْزِیْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْاؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
مناسب تھا۔ تم کہدو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ۔ بالتحقیق وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے

مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ۙ وَّ
جس وقت اُن کے سامنے یہ پڑھا جاتا ہے وہ مُنہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور

یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ
کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار منزہ ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔ اور

ع ۱۱

ے تسع آیات بینات تفصیل اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں: ٹڈیاں۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون۔ سیلاب۔ عبورِ سمندر۔ پتھر سے پانی نکالنا۔ عصا۔ ید بیضا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک یہودی نے جناب رسول خدا سے ان ہی احکام کی بابت سوال کیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ یہ ہیں۔ تم خدا کا کسی کو شریک نہ کرو۔ اسراف یعنی فضول خرچی اور زیادتی نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ بغیر حق (یعنی بلا قصاص یا بغاوت) کسی نفس کو قتل نہ کرو۔ کسی بے گناہ کو قتل کرانے کی نیت سے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سُود نہ کھاؤ۔ شوہر والی عورت پر اتہام نہ لگاؤ۔ جہاد کے دن بھاگنے کی نیت سے مُنہ نہ موڑو اور یہودیو! تمہارے لئے مخصوص ایک آیت اور تھی کہ احکام سبت میں زیادتی نہ کرو۔ اُس یہودی نے آنحضرتؐ کے ہاتھ چوم لئے اور عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں قول مُترجم۔ مندرجہ بالا دونوں تفسیریں ظاہراً ایک دوسرے کے برخلاف معلوم ہوتی ہیں مگر لفظ آیت کو سمجھ لینے سے یہ خدشہ دُور ہو سکتا ہے۔ آیت کے معنی نشانی اور معجزہ بھی ہیں اور آیت کے معنی حکم بھی۔ پس اوّل کی روایت میں وہ کھلے معجزے شمار کردیئے گئے جو جناب موسٰی علیہ السلام کے دست حق پرست پر ظاہر ہوئے تھے اور آخر کی روایت میں وہ احکام جتلا دیئے گئے جو اُن کی بدولت پہنچے تھے۔ کھلے معجزے بھی گنتی میں نو ہی تھے اور کھلے احکام بھی جن پر قیامت تک عملدرآمد ہوگا نو ہی ہیں ۱۲ ۔ ے لقد علمت لفظی معنی تو نے یقیناً جان لیا۔ تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے اسی علمت کے بارے میں فرمایا کہ وہ دشمن خدا یعنی فرعون کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ البتہ جناب موسٰی علیہ السلام جاننے والے تھے پس انہوں نے لقد علمتُ فرمایا تھا جس کے معنی ہیں کہ میں نے یقیناً جان لیا قول مترجم ان لوگوں نے قرآن ناطق کو چھوڑ دیا ہے ان کا قرآن صامت کے الفاظ کو اس طرح زیر و زبر کرنا کچھ بعید نہیں ۱۲ اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھئے

يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ

وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور (قرآن کا سننا) اُن کے (خضوع و) خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے تم کہدو کہ اللہ کہہ کر پکارو

أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ

یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس (نام) سے بھی پکارو لیس (سب) اچھے اچھے نام اُسی کے ہیں اور

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ

تم اپنی نماز میں اپنی آواز کو نہ بلند (ہی) کیا کرو اور نہ ہی اس میں چپکے چپکے پڑھا کرو بلکہ ان دونوں کے بین بین کا راستہ اختیار کرو۔ اور

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي

یہ کہو کہ سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ سلطنت میں کوئی اُس کا شریک ہے

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ع

اور نہ وہ عاجز ہے نہ کوئی اس کا حامی ہو اور تم اُس کی بڑائی کبریائی کا اظہار کرتے رہا کرو۔

آیاتہا ١١٠ — سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ — رکوعاتہا ١٢ — کلماتہا ١٦٠٨ — حروفہا ٦٤٢٠

(سورۂ کہف مکہ میں نازل ہوا)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ

سب تعریف اس اللہ کے لئے (زیبا) ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی اور اُس میں کوئی

عِوَجًا ۜ ۝ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ

کجی نہ رکھی (ایسی) ٹھیک (کتاب) کہ اس کے ذریعہ سے خدا کے سخت عذاب کا خوف دلائے اور

الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۝

ان مومنوں کو جو نیکیاں کرتے ہیں (یہ) خوشخبری سنائے کہ اُن کے لئے نیک معاوضہ ہے۔

مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ۝ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ ق

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور اُن لوگوں کو بھی ڈرائے جنہوں نے یہ کہدیا تھا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔

مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

نہ تو خود اُن کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔ بڑی سخت بات ہے جو

مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

اُن کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ بڑا جھوٹ بولتے ہیں۔ پس اگر وہ اس بات پر

١٥ اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى کا مطلب یہ ہے کہ جتنے اچھے نام ہیں سب خدا ہی کے لئے ہیں اور اچھا ہونا اُن کا یہ ہے کہ اُن کے معنی سے جو عظمت و شوکت و شان و بزرگی پائی جاتی ہے وہ مستقل اور دائمی ہے۔ عارضی نہیں لیں جب اُس کے نام اچھے ہی اچھے ہیں اور اللہ اور الرحمٰن یہ دونوں بھی اچھے ہی ہیں تو اب ان میں سے خواہ ایک سے پکارو یا دونوں سے مراد وہی ذات واحد ہے جو اِن اسموں کا مسمےٰ ہے اور جس پر فَلَهُ کی ضمیر دلالت کرتی ہے۔

١٢ ع ١١ ١٢ تفسیر صافی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب مشرکوں نے جناب رسولِ خدا کو یا اللہ یا رحمٰن کہتے سنا تو کہنے لگے کہ ہم کو تو دو خدا کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور خود ایک اللہ کے سوا دوسرے کو بھی پکارتے ہیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ یہودیوں نے یہ کہا تھا کہ آپ رحمٰن کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں حالانکہ توریت میں اللہ نے اس نام کا بہت ذکر فرمایا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ١٢ ١٦ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہر سے تو بلند آواز مراد ہے۔ اور تخافت سے ایسی آواز جسے تمہارے کان بھی نہ سنیں اور بین بین یہ ہے کہ تمہارے اپنے کان تو سن لیں اُن ہی حضرت سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ جماعت کی نماز میں آیا پیش نماز کے ذمہ لازم ہے کہ جتنے لوگ اُس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں سب کو اپنی آواز سنائے۔ فرمایا کہ اس کے ذمے تو اتنا ہی ہے کہ اوسط درجے کی آواز سے پڑھے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر نے جناب امام جعفر صادق سے ارشاد فرمایا کہ بیٹا دو بدیوں کے مابین والی نیکی اختیار کرنی چاہیئے کہ وہ اُن دونوں بدیوں کو مٹا دیتی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بابا جان وہ کیوں کر؟ تو حضرت نے تین مثالیں کلام اللہ سے دیں ایک تو ان میں سے یہی آیت ہے اور دوسری یہ ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

نَفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ اِنَّا

تو شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے۔ ایمان نہ لائیں۔ بالتحقیق ہم نے

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○

جس کو جو زمین پر ہے اُس کی زینت قرار دیا ہے کہ ہم اُن کو آزمائیں کہ اُن میں سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ○ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ

اور ہم جو کچھ بھی اس پر ہے (اسے فنا کر کے) چٹیل میدان بنانے والے ہیں۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ غار (والے)

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ○ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى

اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ زیادہ عجیب تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ یہ نوجوان

الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ

غار میں جا رہے اور انہوں نے عرض کی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت کر اور ہمارے لئے معاملہ کی

اَمْرِنَا رَشَدًا ○ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ○

درستی کا سامان کر دے۔ پس اسی کھوہ میں ہم نے اُن کو برسوں سلا رکھا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ○ نَحْنُ

پھر ہم نے اُن کو اُٹھا بٹھایا تاکہ ہم یہ جان لیں کہ ان کے دو گروہوں میں سے اس مدت کو جس میں وہ وہاں رہے ہیں زیادہ کس نے

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ

یاد رکھا ہے۔ ہم تم سے ان کی خبر ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں بیشک وہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے

هُدًى ○ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ

اور ہم نے اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا جب کہ وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارا پروردگار تو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ

آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے کہ (اگر ایسا کریں تو) اس صورت میں

اِذًا شَطَطًا ○ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا

گویا ہم نے بہت ہی نامزا بات کہی۔ اس ہماری قوم نے تو اس کے سوا بہت سے خدا بنا لیے ہیں پھر ان خداؤں کے متعلق

يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے؟ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے

اللّٰهِ كَذِبًا ؕ ○ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ

اور (اب) جبکہ تم اُن سے الگ ہو چکے ہو اور جن چیزوں کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان کو چھوڑ چکے ہو تو

22

سلہ لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے اولیاء میں سے کسی کے لئے دُنیا کی زینت اور اس کی جلد فنا ہو جانے والی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا اور نہ ان میں سے کسی کو خود دنیا اور اُس کی خوش کرنے والی چیزوں کی طرف رغبت دلائی بلکہ دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کی آزمائش کرے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل کرنے والا کون ہے ۱۲ سلہ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب کہف کے اتنی مدت زندہ رہنے کو عجیب سمجھو بلکہ جو نشانیاں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو اس سے کہیں زیادہ سمجھو۔ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اس زمانہ فترت میں گزرے ہیں جو حضرت عیسٰی اور جناب محمد مصطفٰےؐ کے مابین گزرا ہے ۱۲

ع ۱۲

۱۳ قول مترجم۔ فترت اس زمانہ کو کہتے ہیں جو ایک رسول صاحب شریعت کے بعد سے دوسرے رسول صاحب شریعت کے آنے تک گزرے۔ الرقیم سے مراد تانبے کی دو تختیاں ہیں جن میں ان نوجوانوں کے حالات، ان کے اسلام لانے کے واقعات اور اس کا ذکر کہ دقیانوس بادشاہ ان سے کیا چاہتا تھا اور آخر ان پر کیا گزری اور کیونکر گزری یہ سب کچھ درج ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ کہف کی شان نزول میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قریش میں سے تین شخص نضر بن حارث بن کلدہ، عقبہ بن ابی معیط اور عاص بن وائل سہمی نجران اس غرض سے گئے تھے کہ یہود و نصاریٰ سے کچھ مسئلے سیکھ کر آئیں اور جناب رسول خداؐ کو دق کریں۔ علمائے یہود نے اُن کو چار سوال بتلا دیئے اور یہ کہہ دیا کہ اول تین سوالات کا جواب اگر ایسا دیں جیسا کہ ہم تم کو لکھوا دیتے ہیں تب تو سچا جاننا ورنہ جھوٹا سمجھنا۔ اور چوتھے سوال کے علم کا دعویٰ کریں تب بھی جھوٹا سمجھنا۔ وہ سوالات یہ تھے (۱) پہلا زمانہ سالہا سال (کہ) کچھ جوان غار میں غائب ہو گئے تھے اور سو رہے تھے پھر جاگے تھے پھر سو گئے وہ گنتی میں کتنے ہیں؟ اور کتنی مدت کے بعد جاگے تھے؟ اور ان کے ساتھ کیا

[illegible]

فَأْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

کسی غار میں چل رہو تمہارا پروردگار تمہارے لیے اپنی رحمت وسیع فرمادے گا اور تمہارے معاملہ میں

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ

سہولت کے سامان مہیا کردے گا۔ اور تم آفتاب کو دیکھو گے کہ جس وقت نکلتا ہے اُن کے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ

غار سے بچا بچا داہنے ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں ہاتھ کو کتراتا ہوا چلا جاتا ہے اور

هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

وہ اس غار کے کھلے حصہ میں ہیں۔ یہ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ

الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ

ہدایت یافتہ ہوجاتا ہے۔ اور جس سے توفیق ہدایت سلب کرلیتا ہے پس اس کے لیے تم کوئی حامی (اور) ہدایت کرنے والا نہ پاؤ گے اور

اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ

تم اُن کو جاگتا ہوا خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم داہنے اور بائیں ان کو کروٹ بدلوا دیا کرتے ہیں

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

اور اُن کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر تم انہیں دیکھ پاؤ

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ

تو اُن سے منہ پھیر کر بھاگو اور تم پر اُن کا رعب چھا جائے۔ اور اسی طرح ہم نے اُن کو اٹھا بٹھایا تھا

لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا

کہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں۔ اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تمہیں یہاں کتنی دیر ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ

لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا

ہم کو ایک دن ہوا یا کچھ کم۔ انہوں نے کہا جتنا عرصہ بھی ہوا اس سے تمہارا پروردگار خوب واقف ہے۔ پس تم

اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو کہ وہ جا کر دیکھے کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ

بس وہ اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لائے اور چپ چاپ جائے اور کسی کو تمہاری مطلق خبر نہ

اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ

کرے۔ بیشک اگر وہ لوگ تم پر غالب آگئے تو تم کو سنگسار کردیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں دوبارہ (جبرًا) بدل لیں گے

۱۵ تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ اس کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب کی شعاع اُن پر نہیں پڑتی کہ اُن کو ایذا دے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غار شمال رویہ ہوگا ۱۲ ۲۵ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ مطلب یہ ہے کہ وہ غار کے کشادہ حصہ یعنی بیچ میں ایسے موقع پر ہیں کہ جہاں ہوا کی برودت اور فرحت ان کو پہنچتی رہتی ہے اور اُن کا دم نہیں گھٹنے پاتا اور نہ آفتاب کی گرمی طلوع و غروب کے وقت ان کو ستا سکتی ہے ۱۲ ۳۵ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو اُن حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت قیامت کے متعلق ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ظالموں کو عزت و آبرو کے گھر کا راستہ بھلا دے گا اور اُن صاحبان ایمان کو جو اعمال صالح بھی بجا لاتے رہے ہوں جنت تک پہنچا دے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے ان اقوال سے ثابت ہے وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (اور ظالم کو خدائے تعالیٰ راستہ بھلا دے گا اور اُن کے حق میں جو مناسب جانے گا کرے گا) نیز فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (بتحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اعمال نیک بجا لائے اُن کا پروردگار اُن کے ایمان کے سبب اُن کو نعمت والی جنتوں میں اس جگہ تک پہنچا دے گا جہاں ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی) ۱۲

ع ۲ ۵ ۱۴

۴۵ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر چھٹے مہینے یا سال میں دو مرتبہ انہیں کروٹ بدلوا دیتے ہیں تاکہ ان کے جسم کا وہ حصہ جو زمین سے ملا ہوا ہے اُسے مٹی نہ کھا جائے ۱۲ ۵۵ وَكَلْبُهُمْ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کتے کا قصہ یہ ہے کہ جس وقت اصحاب کہف شکار کے بہانے سے نکلے ہیں تو راستے

فِیْ مِلَّتِہِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَکَذٰلِکَ اَعْثَرْنَا عَلَیْہِمْ

اور اس صورت میں تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور اس طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال پر مطلع کر دیا

لِیَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْہَا ۚ اِذْ

تاکہ وہ یہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ ضرور سچا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ جس وقت

یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَہُمْ اَمْرَہُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْہِمْ بُنْیَانًا ۭ رَبُّہُمْ

وہ اُن کے معاملے میں آپس میں جھگڑنے لگے تو انہوں نے کہا کہ ان پر ایک عمارت بنا دو۔ اُن کا پروردگار

اَعْلَمُ بِہِمْ ۭ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِہِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْہِمْ

ان کے حال سے خوب واقف ہے۔ اور اُن لوگوں نے جو ان کے معاملہ میں غالب آگئے تھے یہ بھی کہا کہ ہم تو ضرور بالضرور اُن پر

مَّسْجِدًا ۝ سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُہُمْ کَلْبُہُمْ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَۃٌ

ایک مسجد بنائیں گے۔ عنقریب وہ یہ کہیں گے کہ وہ تین ہیں (اور) چوتھا اُن کا کتا ہے۔ اور بعضے اٹکل پچو یہ کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں

سَادِسُہُمْ کَلْبُہُمْ رَجْمًا بِالْغَیْبِ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّثَامِنُہُمْ

(اور) چھٹا ان کا کتا ہے۔ اور بعضے اُن میں سے یہ کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا

کَلْبُہُمْ ۭ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِہِمْ مَّا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ۣ فَلَا

کتا ہے۔ تم کہدو کہ میرا پروردگار اُن کی گنتی سے خوب واقف ہے ان کو نہیں جانتے ہیں مگر بہت ہی کم۔ پس

تُمَارِ فِیْہِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاہِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْہِمْ مِّنْہُمْ اَحَدًا ۝ۧ

تم اُن کے باب میں سوائے ظاہری بحث کے کسی سے کچھ جھگڑا نہ کرو اور ان کے باب میں ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ پوچھو۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ یَّشَاۗءَ

اور کسی چیز کی نسبت یہ ہرگز نہ کہو کہ کل میں اسے ضرور کروں گا۔ سوائے اس کے کہ (یہ شرط لگا دو) اگر

اللّٰہُ ۡ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّہْدِیَنِ

اللہ بھی چاہے اور جب بھول گئے ہو اللہ کو یاد کر لو اور یہ کہدو کہ شاید میرا پروردگار اس سے بھی بڑھ کر

رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ ہٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ کَہْفِہِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ

مجھے کوئی ہدایت کی بات سمجھا دے۔ اور (وہ لوگ کہتے ہیں کہ) وہ اپنے غار میں نو اوپر تین سو

سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَہٗ

برس رہے۔ تم کہدو کہ اسے تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا رہے۔

غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَہُمْ مِّنْ

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتیں اسی کے لئے ہیں وہ کیسا دیکھنے والا اور کیسا سننے والا ہے۔ اُن کا اُس کے سوا کوئی

(بقیہ صفحہ ۳۵۵) بنام جنت میں نہ جائیں گے مگر تین اس سے مستثنیٰ ہیں بلعم باعور کا گدھا اور حضرت یوسف کا بھیڑیا اور اصحاب کہف کا کتا۔

۵۱ لَوَلَّیْتَ مِنْہُمْ فِرَارًا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں ظاہراً خطاب جناب رسول خدا سے ہے مگر وہ حضرت مراد نہیں ہیں بلکہ مومنین مراد ہیں جن کا ذکر اس شان سے آیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بات کریں تو یوں کہیں گے

۵۲ رُعْبًا اس کا مطلب یہ ہے کہ خداے تعالیٰ نے اس غار کے پاس ایک ہیبت پیدا کی ہے کہ اس کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ ۵۳ اَیُّہَا ضمیر بارز اتسلم طعام کی طرف راجع ہے نہ کہ مدینے کی طرف۔ ۵۴ اَزْکٰی طعامًا المجالس میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد خرمے ہیں۔ ۵۵ وَلْیَتَلَطَّفْ چونکہ لطف کے معنی ہیں سمجھ میں نہ آیا یعنی پوشیدہ رہا۔ اور یہاں تَلَطَّفْ استعمال کیا گیا ہے جس باب میں تکلف و بناوٹ کو دخل ہے تو مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے جو شخص شہر کو جائے اس پر لازم ہے کہ چھپانے کی کوشش کرے اور اس کی تفسیر آگے کے الفاظ سے ہوتی ہے وَلَا یُشْعِرَنَّ بِکُمْ اَحَدًا۔ ۵۶ یَرْجُمُوْکُمْ کے یہ معنی ہیں کہ تم کو بذریعہ رجم یا سنگساری قتل کر دیں گے اور یہ قسم قتل میں سب سے بدتر ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵۷ اَنَّ السَّاعَۃَ لَا رَیْبَ فِیْہَا اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایسی آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں جیسے تمہاری حالت ہے کہ سوتے ہو اور جاگتے ہو مرتے ہو اور پھر اٹھ بیٹھتے ہو اور جناب رسول خدا کی حدیث میں آیا ہے کہ جیسے تم سوتے ہو اور اٹھ بیٹھتے ہو ویسے تم مرو گے اور پھر زندہ کر دیئے جاؤ گے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جو لوگ مر چکے تھے ان کو سے بہت سے پلٹ کر دنیا میں آئے ہیں از انجملہ اصحاب کہف تھے کہ خداے تعالیٰ نے تین سو نو برس تک ان کو مردہ رکھا۔ پھر ایسے لوگوں کے زمانے میں اٹھا بھیجا جو بعثت کے منکر تھے تاکہ ان کی حجت قطع کر دے اور ان کو

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ

کارساز نہیں ہے اور وہ اپنے فیصلہ میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا اور تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی کتاب سے

اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ

جو کچھ وحی کی گئی ہے وہ پڑھ کر سنادو۔ اس کے کلمات کا بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور تم اس کے سوا کسی اور کو

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

ہرگز جائے پناہ نہ پاؤ گے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ بسر کرنے کی برداشت کرو

رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ

جو صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا مانگتے ہیں اور اسی کی رضا کی خواستگاری کرتے ہیں اور اپنی نظر

عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا

ان سے نہ ہٹاؤ۔ کہ تم زندگانی دنیا کی زینت کے خواستگار ہو۔ اور اس شخص کی پیروی نہ کرنا

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ

جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔ اور

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ

تم یہ کہدو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے بیشک

اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

ہم نے نافرمان لوگوں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس کے پردے ان کو گھیر لیں گے۔ اور اگر وہ (پیاس سے) فریاد

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ

کریں گے تو ان کو ایسا پانی پلایا جائے گا جیسے پگھلا ہوا تانبا جو چہروں کو جھلس دے گا وہ کتنی بری پینے کی چیز ہوگی۔ اور

مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

کتنی بری جگہ ہوگی؟ بالتحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے یقیناً ہم نیک عمل کرنے والوں

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ

کا ثواب ضائع نہ کریں گے۔ وہ وہی تو ہیں جن کے لئے دائمی باغات ہیں جن کے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

نیچے ندیاں بہتی ہیں جن میں ان کو سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا اور

يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ

سندس اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے (اور) ان ہی میں تختوں پر تکیے لگائے

---

۵۱ وَلَا يُشْرِكُ بصیغہ مضارع غائب اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے وَلَا تُشْرِكْ بصیغہ نہی واحد مذکر حاضر

۵۲ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت جناب سلمانؓ فارسی وحضرت ابوذرؓ غفاری اور حضرت صہیبؓ اور حضرت خباب وغیرہ جو اصحاب جناب رسولؐ خدا میں سے کم مایہ تھے ان کی شان میں نازل ہوئی ہے اور سبب اس نزول کا یہ ہوا کہ وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ (وہ لوگ جو جناب رسولؐ خدا کا غلبہ دیکھ کر دکھاوے کے طور پر اسلام لے آئے تھے اور آنحضرتؐ بھی اس لحاظ سے ان کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے کہ ان کو ظاہر مطیع اسلام دیکھ کر اور لوگ بھی جو ان کو بڑا جاننے والے ہیں داخل اسلام ہو جائیں) مثلاً عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس اور ان کے رشتہ دار خدمت جناب رسولؐ خدا میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ اگر آپ صدر مجلس میں تشریف رکھیں اور ان لوگوں کو جو اونی بدبودار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ان کی بدبو ہم سے دور کر دیں تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے اور آپ سے کچھ حاصل کریں گے ورنہ نہیں کیونکہ ہم کو آپ کی خدمت میں آنے سے یہی لوگ روکتے ہیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا اٹھ کر اپنے ان ہی اصحاب کی تلاش میں تشریف لے گئے تو ان کو مسجد کے پچھلے حصے میں عبادت خدا میں مصروف پایا۔ اس وقت یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو موت نہ دی جب تک مجھے یہ حکم نہ دے دیا کہ میں اپنا نفس اپنی امت کے ایسے لوگوں کی معیت برداشت کرنے جیسے یہ ہیں اور میری زیست بھی انہی کے ساتھ ہو اور میری موت بھی انہی کے ساتھ ہو۔

۵۳ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب سلمانؓ فارسی کی شان میں نازل ہوئی ہے جن کے پاس ایک اونی چادر تھی کہ آٹا وغیرہ بھی اس میں باندھ کر لاتے اور اوڑھنا بچھونا بھی وہی تھی۔ عیینہ بن حصین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت آیا کہ سلمانؓ فارسی موجود تھے اور چونکہ وہ سخت گرمی کا دن تھا اور جناب سلمانؓ کو بہت پسینا آیا ہوا تھا جو ان کی

فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ وَاضْرِبْ

(بیٹھے ہوں گے) یہ کیسا اچھا صلہ ہے اور وہ کتنی عمدہ جگہ ہوگی؟ اور

لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَ

اُن کے لیے اُن دو آدمیوں کی مثل بیان کردو کہ ہم نے اُن دونوں میں سے ایک کے لیے انگور کے دو باغ لگا دیئے تھے اور

حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ

ان دونوں کو خرمے کے درختوں سے گھیر دیا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیانی حصہ میں کھیتی قائم کردی تھی یہ دونوں باغ

أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ

خوب پھل لایا کرتے تھے اور ان پھلوں میں ذرا سا بھی نقصان نہ ہوتا تھا اور ہم نے اُن دونوں کے بیچ میں ایک ندی جاری کردی تھی۔ اور

ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ

اس شخص کے پاس بہت کچھ مال تھا پس وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرنے میں کہنے لگا کہ میں مال کی حیثیت سے تجھ سے بہت بڑھا ہوا

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ

ہوں۔ اور جتھے کی حیثیت سے بھی بڑھا ہوا ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں ایسی حالت سے پہنچا کہ اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والا تھا

تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ

کہنے لگا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی بھی فنا ہوگا اور نہ میں یہ گمان کرتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے پروردگار

إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ

کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور بالضرور اس سے بہتر حالت پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا کہ

يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ

کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے (فی الحقیقت) تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر

سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝

تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا۔ رہا میں سو میرا پروردگار تو وہی اللہ ہے اور میں اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہیں کرتا۔

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا

اور تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ کیوں نہ کہا کہ جو کچھ اللہ نے چاہا (سو ہوا) خدا کی قوت کے بغیر کوئی قوت نہیں

بِاللَّهِ ۚ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ

گو تو یہ سمجھتا ہو کہ میں مال و اولاد میں تجھ سے کم ہوں۔ مگر اب قریب ہے کہ میرا پروردگار

يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ

مجھے تجھ سے بہتر باغ دے دے اور اس (تیرے باغ) پر آسمان سے عذاب بھیج دے کہ یہ

(بقیہ ص ۳۵۵) اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اس آیت میں مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا سے مراد عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر فزاوی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ۱۲ ۴ع ۹ ۱۶
سے قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ کافی میں جناب محمد باقر سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس آیت کو یوں لائے تھے قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فِي وَلَايَةِ عَلِيٍّ ۱۲
ھ الْمُهْلِ لفظی معنی روغن زیت کی تلچھٹ یا پگھلا ہوا تانبا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الْمُهْلِ سے مراد وہ چیز ہے جو روغن زیت میں سے بعد اس کے صاف کرنے کے نیچے بیٹھ جائے ۱۲

حواشی صفحہ ہذا سلہ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ لفظی معنی یہ ہیں کہ ان کے لئے ان دو آدمیوں کی مثل یا حالت بیان کرو اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مومن دونوں کے لئے ایسے دو شخصوں کی حالت بیان کرو جن میں سے ایک تو مالدار تھا اور ایک مفلس چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے جن میں بہت ہی کثرت سے میوہ پیدا ہوتا تھا جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ بیان فرماتا ہے اور ان دونوں باغوں کے مینڈوں پر کھجور کے درخت بھی بہت سے تھے اور زراعت بھی خوب ہوتی تھی اور پانی بھی بکثرت تھا اور اس کے پڑوس میں ایک مفلس بھی رہتا تھا جس کے مقابل اس مالدار نے بہت کچھ شیخی بگھاری تھی ۱۲ سلہ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ لفظی معنی ثمر آور تھا اس کے لئے پھل۔ مگر یہاں ثمر اپنے لفظی معنوں میں مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ ثمر سے مراد دی معنی ہیں طرح طرح کا مال۔ چنانچہ جب عرب میں کسی کا مال زیادہ ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں ثَمَّرَ مَالُهُ (اس کا مال بڑھ گیا) ... ہماری زبان میں بھی ... جاتی ہے کہ تم پھولو پھلو۔ ... مراد یہ نہیں ہے کہ تم میں آم اور انار نکلیاں لگ جائیں بلکہ یہی مطلب ہوتا ہے کہ تمہارا مال و دولت بڑھ جائے۔ تمہاری ... سلہ ... سلہ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ حالت کا اقرار ہے کہ یہ باغ اور جو کچھ اس میں ہے ...

السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ
چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی اتنا گہرا چلا جائے

تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى
کہ تجھ میں اس کے لگا لینے کی قوت ہی نہ رہے۔ چنانچہ اس کے پھلوں پر آفت آ ہی گئی بس جو مال وہ اس میں لگا چکا تھا

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ
اس پر صبح کو ہاتھ ملتا رہ گیا باغ تو ٹٹیوں پر اُلٹا پڑا تھا اور مالک یہ کہہ رہا تھا کہ کاش میں

اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ
اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہ کرتا۔ اور (اس وقت) کوئی جتھا خدا کے سوا اس کی مدد کرنے کو نہ تھا

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ
اور نہ وہ شخص خدا کے انتقام کو روک سکا۔ اس موقع پر حکومت خدائے برحق ہی کی ہوگی۔ وہ ثواب دینے کے لئے بھی

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ
سب سے اچھا ہے اور انجام کی رو سے بھی سب سے بہتر ہے۔ اور ان سے زندگانی دنیا کی مثال بیان کر دو کہ (وہ) اس پانی کے

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا
مانند ہے جس کو ہم نے آسمان سے اُتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گیا

تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَ
کہ ہوائیں اس کو اُڑائے دیتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (مال و) دولت اور

الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ
بیٹے زندگانی دنیا کی آرائش ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے نزدیک

رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ
انجام کی حیثیت سے بھی بہتر ہیں اور امید و آرزو کرنے کی حیثیت سے بھی۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین

بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى
کھلا ہوا دیکھو گے اور ہم ان کو اس طرح جمع کر لیں گے کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ اور وہ تمہارے رب کی حضور میں

رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ
صف بہ صف پیش کئے جائیں گے۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ) تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا

اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
بلکہ تمہارا تو یہ گمان تھا کہ ہم نے تمہارے لئے کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔ اور اعمال نامے پیش کئے جائیں گے۔ اس وقت تم گنہگاروں کو دیکھو گے

ع ۱۴

لے صَعِيْدًا زَلَقًا ایسا صاف چٹیل میدان جس میں درخت اور گھاس پھونس کچھ نہ ہو ۱۲ ۔ لے اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ لفظ احاطہ کے ساتھ جب با آئے تو اس کے معنی ہو جاتے ہیں مغلوب کر دیا اور ہلاک کر دیا جیسے کوئی کہے اَحَاطَ بِهِ الْعَدُوُّ دشمن نے اس کو گھیر لیا اور مطلب ہے دشمن نے اس کو مغلوب کر لیا اور ہلاک کر دیا۔ چنانچہ اس باغ کے پھلوں پر جو کیفیت گزری وہ تفسیر مجمع البیان میں اس طرح منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آگ بھیج دی جس نے باغ کو جلا دیا اور پانی اس باغ کا سب غائب ہو گیا اور نیچے کو اتر گیا یعنی دھنس گیا ۱۲ ۔ سے فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ لفظی معنی ہاتھ ملتا رہ گیا۔ ہندوستان میں افسوس سے ہاتھ ملتے وقت ہتھیلی کو ہتھیلی پر رگڑتے ہیں اور عرب ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھتے ہیں اور يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ کے معنی صحیح جب ہی ہو سکتے ہیں جب کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں نیچے کی طرف ہو جائیں ۱۲ ۔ سے خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا کا مطلب یہ ہے کہ انگور کی ٹٹیاں تو زمین پر پڑی تھیں اور بیلیں ان ٹٹیوں کے اوپر پڑی تھیں ۱۲ ۔ ھ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مالک باغ والے کو اپنے مخلص پڑوسی کی نصیحت یاد آ گئی۔ اور وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ باغ کی بربادی شرک کا نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اس نے تمنا کی کہ کاش میں مشرک نہ ہوتا تو خدائے تعالیٰ اس کے باغ کو بھی برباد نہ کرتا ۱۲ ۔ ھ اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ تہذیب و تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ نے مال و دولت کو زندگانی دنیا کی زینت فرمایا ہے تو نماز شب کی آٹھ رکعتیں جو آخر شب میں پڑھی جاتی ہیں وہ آخرت کی زینت ہیں۔ پس نماز کی محافظت سے غافل نہ ہو۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ باقیات صالحات سے مراد کار خیر ہیں۔ مجمع البیان میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ باقیات الصالحات سے پانچ وقت کی نماز مراد ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ نماز شب بھی مراد ہے اور ابن عقدہ نے روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے حصین ابن

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ

کہ جو جو کچھ (ایک ایک کے) اعمالنامے میں ہوگا اس سے وہ ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے۔ ہائے خرابی ہماری! یہ کیسا نوشتہ ہے کہ اس نے

صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ

کسی چھوٹی یا بڑی بات کو چھوڑا ہی نہیں جسے ضبط نہ کر لیا ہو الحاصل جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اس کو موجود پائیں گے۔

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ظلم نہیں کرے گا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ

پس ابلیس کے سوا سب نے ہی سجدہ کیا تھا۔ وہ قوم جن سے تھا پس اس نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ

کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ نافرمانی کرنے والوں کے لئے

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بدلہ کیسا برا ہے۔ میں نے آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش کا ان کو گواہ نہیں بنایا ہے

وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَ

اور نہ ان کی پیدائش کا۔ اور میں گمراہ کرنے والوں کو قوت بازو نہیں بناتا۔ اور

يَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

اس دن خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ تم میرے ان شریکوں کو پکار لو جو تمہارے خیال میں تھے پس وہ ان کو پکاریں گے

يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

اور وہ ان کو کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے مابین ایک ہلاکت (یا آڑ) مقرر کر دیں گے۔ اور گناہگار آتش جہنم کو دیکھیں گے

فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

اور یہ گمان کریں گے کہ اس میں اب گرے اور اس سے گریز کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور یقیناً ہم نے کل آدمیوں کے

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ

سمجھنے کے لئے اس قرآن میں طرح طرح کی مثل بار بار بیان کی ہے۔ اور انسان جھگڑنے کے لئے

شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى

ہر چیز سے بڑھا ہوا ہے۔ اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی (قرآن) کو ایمان لانے سے

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

اور اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگنے سے کسی اور بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ ان پر پہلوں کا قاعدہ جاری ہو جائے یا

(بقیہ صفحہ ۳۵۷) فرمایا کہ دشمن تو نہیں آیا مگر جہنم سے بچنے کی سپر لے لو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ سپر کس چیز کی ہو؟ فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہ یہ تسبیحات قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ ان کے آگے بھی فرشتے ہوں گے اور ان کے پیچھے بھی۔ اور باقیات الصالحات یہی ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کا گذر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے احاطہ میں درخت لگا رہا تھا۔ حضرت کھڑے ہو گئے اور کہا کیا میں ایسا درخت نہ بتاؤں جس کی جڑ زیادہ قائم رہے اور پھل جلد لائے اور جس کے پھل خوشبودار بھی زیادہ ہوں۔ اور قائم بھی مدت تک رہیں؟ عرض کی یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ فرمایا صبح و شام تسبیحات اربعہ پڑھ لیا کرو کہ ہر ہر تسبیح کے بدلے بہشت میں دس دس درخت طرح بطرح کے میووں کے لگا دیئے جائیں گے اور باقیات الصالحات وہی درخت ہیں۔ ۱۲ ۵۶ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قیامت کے دن زمین کے حرص میں کل آدمی ایک لاکھ بیس ہزار صفوں میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ۱۲

حواشی صفحہ ہذا ۵ ع ۴

۱۹ یٰوَیْلَتَنَا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اسے پڑھ۔ جب وہ اسے پڑھے گا تو اسے سب یاد آ جائیں گی۔ چنانچہ اگر کوئی پلک جھپکائی ہے تو۔ اور کوئی بات منہ سے نکالی ہے تو۔ کوئی قدم اٹھایا ہے تو۔ غرض کوئی بات ایسی نہیں کی جو اور اس میں مذکور نہ ہو اور یاد بھی اس کو اس طرح آ جائے گی گویا وہ ابھی کی ہے اس کی وجہ سے سب گھبرا کے یہ کہنے لگیں گے یٰوَیْلَتَنَا۔ ۱۲ ۵۲ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا حاضر کے لفظی معنی موجود اور مطلب یہ ہے کہ ان نوشتوں میں لکھا ہوا ہوگا۔ ۱۲

۵۳ لَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا کا یہ مطلب ہے کہ جو خطا کسی نے کی نہ ہوگا اس کو وہ اس کے اعمالنامے میں لکھ نہ دے گا۔ نہ کسی نیکی کرنے والے کی نیکی کم کر دے گا۔ نہ کسی قدر بڑا دے گا عذاب اس کا مقرر کا ...

الْعَذَابُ قُبُلًا ○ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ
عذاب ان کے سامنے آ کھڑا ہو۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر

وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا
اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ باطل کے لئے جھگڑا کیا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حق کو زائل کر دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو

آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ○ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ
اور جن چیزوں سے ڈرائے گئے تھے اس کو دل لگی بنایا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں کے

رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ
ذریعہ سے نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے روگردانی کرے اور جو کرتوت اس کے ہاتھوں سے ہو چکی ہے اسے بھول جائے یقیناً ہم نے

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ
ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی قرار دے دی ہے اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف

إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ○ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو
بلاؤ گے تو اس صورت میں بھی وہ کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوں گے۔ اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا (اور)

الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَلْ
رحمت والا ہے۔ اگر وہ ان کے کئے کے بدلے میں مواخذہ کرتا تو ان کو بہت جلد عذاب دیتا۔ لیکن

لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ○ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ
ان کے وعدہ کا ایک وقت ہے جس سے بچنے کی وہ ہرگز کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور یہ بستیاں

أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ○ وَإِذْ قَالَ
جس وقت ان کے باشندوں نے نافرمانی کی ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے ہلاک کرنے کا بھی ہم نے ایک وقت مقرر کر دیا تھا۔ اور

مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ
(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) سے یہ کہا کہ میں تو پلٹ کر جاؤں گا نہیں جب تک کہ میں دونوں سمندروں کے مقام اتصال پر نہ

حُقُبًا ○ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ
پہنچوں یا سالہا سال چلا نہ جاؤں پس جب یہ دونوں ان سمندروں کے مقام اتصال پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے پس اس مچھلی نے دریا میں اپنی

فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ○ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ
راہ بنائی۔ پھر جب وہ دونوں اس سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ

لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ○ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى
ہمیں اپنے اس سفر سے یقیناً رنج پہنچا ہے (جوان ساتھی نے) کہا کہ آپ نے یہ بھی خیال کیا کہ جس وقت ہم

۵۵ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ یہاں باطل سے مراد ایسی باتیں ہیں جیسے کفار انبیاء سے کہتے تھے کہ تم تو ہم جیسے آدمی ہو تم میں ایسا کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ خدا نے تم کو پیغمبر بنا دیا یا یہ کہتے تھے کہ خدا کو بنانا تھا تو کسی فرشتہ ہی کو نہ بھیج دیتا۔ یا معجزہ دیکھنے کے بعد ہنسیں ٹھٹھیاں کرتے تھے یا انوکھے معجزوں کی فرمائش کیا کرتے تھے۔

۵۷ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا لفظی معنی تو یوں ہیں وہ ایسی اس صورت میں وہ کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوں گے اور مطلب یہ ہے کہ ہدایت جو پاتا ہے وہ دو ہی طرح سے پاتا ہے۔ یا تحقیق سے جس کے لئے سمجھ درکار ہے اور یہ کچھ سمجھتے نہیں۔ یا تقلید سے جس کے لئے کم سے کم سننا ضروری ہے اور یہ کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔

۵۸ مَوْعِدٌ اس سے مراد ہے روز قیامت اور ایک قول کے موافق روز جنگ بدر۔

۵۹ مَوْعِدًا اس کے معنی ہیں وقت معلوم جس سے نہ گھڑی بھر پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں لہٰذا ان کو لازم ہے کہ گذشتہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اپنے عذاب کے تاخیر ہو جانے سے دھوکا نہ کھائیں تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مَوْعِدًا سے مراد روز قیامت ہے جس دن وہ جہنم میں جائیں گے۔

ع ۷

۶۰ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ الآیۃ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ فتیٰ جن کا اس آیت میں ذکر ہے یوشع ابن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام تھے۔ اور چونکہ وہ حضرت موسیٰ کی خدمت اور ان کا اتباع کرتے تھے اسی سبب سے خداوند عالم نے ان کو موسیٰ کا فتیٰ فرمایا۔

۶۱ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ مقام جہاں فارس و روم کے سمندر ملتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام کو پا جائیں گے۔ قول مترجم جغرافیہ حال کی رو سے یہ جگہ آبنائے باسفورس ہو سکتی ہے جہاں بحیرۂ اسود اور بحیرۂ مارمورا ملتے ہیں۔ بحیرۂ مارمورا روم والوں کا ہے اور بحیرۂ اسود اس وقت فارس والوں کا تھا اور چونکہ جغرافیہ طبعی سے معلوم ہوتا ہے کہ خشکی اور تری کے مقامات برابر بدلتے رہتے ہیں اس سبب سے تعیین نہیں۔

الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ

اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا اور شیطان ہی نے مجھے یہ بات بھلا دی تھی کہ میں اسے یاد رکھتا

وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا

اور عجیب طرح سے اُس نے دریا میں اپنی راہ بنالی تھی موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہی (جگہ) تو ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہیں پس

عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً

دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر کھوج لگاتے ہوئے پھر پلٹے۔ اور اُن دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے

مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ

اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور اس کو ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ موسیٰؑ نے ان سے عرض کی کہ کیا

أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَن

میں اس شرط سے آپ کے پیچھے پیچھے (ساتھ ساتھ) رہوں کہ جو علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی سکھا دیں۔ فرمایا کہ تم سے

تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝ قَالَ

میرے ساتھ یقیناً صبر نہ ہو سکے گا۔ اور جس کی تم کو آگاہی نہ ہو اس پر تم صبر کرو گے بھی کیونکر؟ (موسیٰؑ نے) عرض کی

سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ

اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ فرمایا بس تو اگر

اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانطَلَقَا

تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود بخود اس کا ذکر تم سے نہ کروں۔ اب دونوں چلے۔

حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا

یہاں تک کہ دونوں کشتی میں سوار ہو گئے تو انہوں نے (یعنی خضر علیہ السلام) نے توڑ دیا (موسیٰؑ نے) کہا کیا آپ نے اسے اس لئے توڑ دیا کہ اس کی سواریوں

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

کو ڈبو دیجئے یقیناً یہ تو آپ نے بڑی بے جا بات ہوئی۔ فرمایا میں نے کہا نہ تھا کہ تم سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہ

صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ

ہو سکے گا۔ (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ مجھ سے جو بھول ہو گئی اس کے عوض میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں اتنی سختی کیجئے

أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ

نہ برتیئے۔ پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ ایک لڑکے سے ملے تو اس کو اس (یعنی خضرؑ نے) قتل کر دیا (موسیٰؑ نے)

أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ۝

کہا کہ کیا آپ نے ایک بے گناہ شخص کو بغیر قصاص کے مار ڈالا؟ یہ تو ضرور آپ نے انوکھی بات کی۔

(بقیہ نمبر ۳۵۹) کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر توریت نازل فرمائی اور مجھ سے کلام کیا اور ساتھ ہی دل میں یہ گزر گیا کہ مجھ سے زیادہ عالم کوئی نہ پیدا کیا ہوگا۔ فوراً جبرئیل امین کو حکم پہنچا کہ موسیٰؑ کی خبر لو ورنہ اُن کی خرابی آجائے گی اور اُن کو جتلاؤ کہ جہاں دونوں سمندر ملتے ہیں وہاں چٹان کے پاس ایک شخص تم سے زیادہ عالم موجود ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے کچھ سیکھو چنانچہ جبرئیل امین آئے اور یہ حکم پہنچایا۔ حضرت موسیٰؑ اپنے دل میں بہت ہی لجے گئے۔ اور سمجھے کہ ایسا خیال گزرنا غلطی تھی رعب بھی دل میں چھا گیا۔ الا تعمیل حکم کی غرض سے اپنے وصی یوشعؑ کو حکم دیا کہ سفر کا سامان مہیا کرو۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ سمندروں کے اتصال کی جگہ تک جاؤں اور وہاں ایک شخص ملے گا اس کے کچھ دنوں رہوں اور اس سے کچھ سیکھوں حضرت یوشع ابن نون نے ایک نمک لگی ہوئی مچھلی بہم پہنچائی اور دونوں روانہ ہو گئے ۔۔۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا ۹ ع ۱۱/۲۱ حُوتَهُمَا تفسیر قمی میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ دونوں چلے اور اس مقام تک پہنچ گئے تو انہوں نے ایک شخص کو وہاں چت لیٹے ہوئے پایا جسے انہوں نے نہیں پہچانا اور وصی موسیٰؑ نے مچھلی نکال کر اُسے پانی سے دھویا اور اُسے چٹان پر رکھ دیا اور مچھلی کو بھول کر دونوں آگے بڑھ گئے وہ پانی آب حیات تھا چنانچہ اُس کے اثر سے وہ مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی اور موسیٰؑ اور یوشعؑ اتنا چلے کہ تھک گئے۔ تفسیر عیاشی میں اس مچھلی کا قصہ دو اور طریقوں سے نقل کیا گیا ہے۔ ایک طریقہ سے تو جناب امام جعفر صادقؑ سے یوں روایت ہے کہ حضرت یوشعؑ نے اس مچھلی کو بھون لیا تھا اور اُس کو ایک پیمانہ (ناپنے کے برتن) میں رکھ کر ساتھ لے لیا تھا پھر دونوں۔ اب چلے یہاں تک کہ ایک ضعیف آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹے ہوئے تھے اور اُن کا عصا اُن کے پہلو میں کھڑا تھا اور اُن کے اوپر ایک چادر پڑی ہوئی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو اُن کے دونوں پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ تو وہاں نماز پڑھنے لگے اور حضرت یوشعؑ سے یہ فرمایا کہ تم سب چیزوں کی نگہبانی کرتے رہنا۔

* حضرت فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان سے ایک بوند اس پیمانے میں گری جس سے وہ مچھلی تڑپی اور پیمانہ میں سے اُچھل کر نکلی اور دریا میں پہنچ گئی خدائے تعالیٰ کے اس قول وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا کا یہی مطلب ہے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے) ——— (اس صفحہ ۳۶۰ کے حاشیے کا ضمیمہ میں پڑھیے)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ

فرمایا میں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ عرض کی اگر

سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ

اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کی نسبت سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھیے گا اب تو میری طرف سے

لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ

کافی معذرت ہو گئی۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والے کے پاس پہنچے جن سے انہوں نے

اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ

کھانا مانگا اور انہوں نے ان دونوں کو مہمان کرنے سے انکار کر دیا پس ان دونوں کو اس بستی میں ایک دیوار

اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝

ملی جو گرا چاہتی تھی پس اُسے اُس (خضرؑ) نے ٹھیک کر دیا (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اُجرت لے لیتے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ

(خضرؑ نے) فرمایا یہی میرے اور آپ کے مابین جدائی (کا باعث) ہے۔ ہاں جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہو سکا اُن کا اصلی مطلب میں آپ کو

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

جتلائے دیتا ہوں۔ (سنیئے) وہ کشتی تو غریب لوگوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ

جو (اُس کے ذریعہ سے) سمندر میں (اپنی روزی کمانے کے لیے) کام کیا کرتے ہیں پس میں نے چاہا کہ اُس کو عیب دار بنا دوں کہ آگے ایک ایسا بادشاہ تھا

يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

جو ہر کشتی کو جبراً گرفتار کر لیا کرتا تھا۔ اب رہا لڑکا سو اُس کے ماں باپ دونوں

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ

مومن تھے پس ہم کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (لڑکا) سرکشی اور کفر کر کے اُن دونوں پر غالب نہ آ جائے۔ پس ہم نے یہ چاہا

اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا

کہ اُن کا پروردگار ان دونوں کو اُس کے بدلہ میں (ایک ایسا بچہ) دیدے جو اُس سے پاک نفسی میں (بھی) بہتر ہو اور رحمت و مہربانی میں (بھی) زیادہ

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

اب رہی دیوار وہ اس بستی کے دو یتیم بچوں کی تھی اور

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ

اُس کے نیچے اُن دونوں کا ایک خزانہ تھا اور ان دونوں کا باپ ایک مرد نیک تھا پس تمہارے پروردگار نے

سلہ لک کشتی توڑنے پر اعتراض کرنے کے جواب میں حضرت خضرؑ کا ایسا ہی مقولہ پہلے بھی آ چکا ہے مگر اس کی نسبت اس میں لک زیادہ ہے۔ یہ زیادتی اس پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ پر صبر و ثبات کے خلاف کرنے کے سبب اور وصیت یا حکم کو چھوڑ دینے کے باعث عتاب زیادہ کیا گیا ۱۲ سلہ قریۃ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اس حدیث کا تتمہ جس میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ کے سفر کا ذکر ہے منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بجائے دو کے تین صاحب ہو گئے تھے اور تینوں ایک طرف چل پڑے۔ دریا سامنے آیا جسے عبور کرنا ضرور تھا۔ کشتی ملی تو وہ کھچا کھچ بھر چکی تھی مگر خود سواریوں نے ملاحوں سے سفارش کی کہ یہ لوگ نیک معلوم ہوتے ہیں انہیں ضرور لے لو۔ انہوں نے لے لیا تو حضرت خضرؑ نے راستے میں کشتی توڑ دی جس پر حضرت موسیٰؑ کو غصہ آیا اور جو باتیں ہوئیں اُن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اب پار اترے کچھ لڑکے کھیلتے دیکھے ان میں ایک لڑکا بہت ہی حسین تھا۔ حضرت خضرؑ نے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی بگڑے اور جو کچھ حیص و بیص ہوئی اُس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں موجود ہے۔ پھر عذر کیا اور وہاں سے آگے چلے تو شام ایک گاؤں میں پہنچے جس کا نام ناصرہ تھا۔ عیسائی لوگ اُسی کی طرف منسوب ہونے سے نصرانی یا نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ اس گاؤں کے رہنے والوں نے نہ کبھی کسی کو مہمان کیا تھا اور نہ کبھی اپنے عزیز قریب کو کبھی کھانا کھلایا تھا۔ ان بزرگوں نے اُن سے جا کر کھانا طلب کیا۔ نہ انہوں نے نہ ان کو کھانا دیا اور نہ مہمان کیا۔ اور تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ آئندہ قیامت تک وہ کسی کو مہمان کریں گے ہی نہیں۔ حضرت خضرؑ نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ (خدا کے حکم سے مضبوط ہو کر کھڑی ہو) چنانچہ وہ مضبوط ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ کو گاؤں والوں کی کج خلقی پر غصہ تھا۔ فرمانے لگے کہ جب تک یہ لوگ ہم لوگوں کو مکان نہ دیتے اور کھانا نہ کھلاتے اس دیوار کو مضبوط کر دینا مناسب نہ تھا۔ اس پر جو واقعہ گزرا وہ آگے کی آیتوں سے ظاہر ہے ۱۲

يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا

خدا اپنی رحمت کی وجہ سے یہ چاہتا کہ وہ دونوں بالغ و عاقل ہو کر اپنا خزانہ خود نکال لیں اور میں نے تو

فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ ع

اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا (دیکھیے) جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہو سکا اُن کا مطلب یہ ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ

اور (اے رسولؐ) لوگ تم سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں تم کہہ دو کہ میں تمہیں اُس کا حال سُناتا ہوں

ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ

بیشک ہم نے اُس کو زمین میں حکومت دی تھی اور ہم نے اُس کو ہر چیز کے متعلق

سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا

ایک سبب عنایت کیا تھا۔ پس اُس نے ایک سبب کا راستہ لے لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اُس کو

تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ

کالی دلدل کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا اور اسی چشمہ کے قریب کچھ (کافر) لوگوں کو پایا۔ ہم نے (اُس سے) کہا اے ذوالقرنین

إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا

(تمہیں اختیار ہے) خواہ تم ان کو عذاب دو خواہ اُن کے بارے میں نیکی اختیار کرو۔ (ذوالقرنین نے) عرض کی کہ جو

مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا

ان میں سے نافرمانی کرے گا اُسے تو ہم عذاب دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی حضور میں لوٹایا جائے گا اور وہ اس کو عذاب

نُّكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ

بھی (انوکھا عذاب دے گا۔ اور جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اُس کے لئے بدلہ میں نیکی ہے۔

وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا

اور ہم اُس کے متعلق اپنا حکم بھی آسان ہی دیں گے۔ اِس کے بعد اُس نے ایک اور سبب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جب

بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل

سورج کے نکلنے کی جگہ پہنچا تو اُس کو ایسے لوگوں پر طلوع ہوتے پایا جن کے لئے ہم نے اُس (سورج) سے

لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ۝ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

بچانے کی کوئی آڑ مقرر نہیں کی تھی۔ اور اس کے اختیار میں جو کچھ تھا اُس سے ہم یقیناً

خُبْرًا ۝ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ ٱلسَّدَّيْنِ وَجَدَ

خبردار تھے۔ پھر اُس نے ایک اور سبب لیا۔ یہاں تک کہ جب سدّ (قدرتی) آڑوں (یعنی پہاڑوں) کے مابین پہنچا تو

(بقیہ صفحہ ۳۶۱) مطلب یہ کہ بادشاہ اُن کے سامنے یا آگے کی طرف تھا ۱۲ ۵ الغلام تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اِس کو یوں پڑھا کرتے تھے وَ اَمَّا الغُلامُ فَکَانَ کَافِرًا وَّ اَبَوَاہُ مُؤمِنَیْنِ۔ علل الشرائع میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ اس بات کو جانتا تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہے گا تو اس کے ماں باپ اس کی محبت سے آزمائش میں پڑ کر کافر ہو جائیں گے۔ لہذا حضرت خضرؑ کو اُس کے قتل کا حکم دے دیا جس سے مقصود ماں باپ کی نجات تھی۔ ایک دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے حجت کرنے پر حضرت خضرؑ نے اس لڑکے کا شانہ اکھاڑ کر دکھلا دیا کہ اس پر کافر مطبوع لکھا تھا۔ اُنہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ خوارج نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے بچوں کے قتل کے بارے میں تحریراً سوال کیا تو انہوں نے لکھا کہ جناب رسولؐ خدا تو چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرتے تھے ہاں خضرؑ کا بچوں میں سے کافر کو قتل کر دینا اور مومنوں کو چھوڑ دینا ثابت ہے پس اگر تم کو خضرؑ کا سا علم حاصل ہو تو تم ان کو قتل کرو ورنہ ہرگز نہیں ۱۲ ۵ اَن یُّبْدِلَهُمَا اس کی قرأت یُبَدِّلَهُمَا بھی ہے۔ کافی اور الفقیہ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لڑکے کا جو قتل کیا گیا تھا اس کے بدلے میں خدا نے اس کے ماں باپ کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے ۱۲

حواشی صفحہ ھذا ۵ کنزھما تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ لکھا تھا بسم اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ خوش کیوں کر ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جو شخص قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی چیز کے نقصان پر رنجیدہ کیوں کر ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جس شخص کو حساب یاد ہے اُسے ہنسی کیوں کر آتی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اہل دنیا کے انقلابات دیکھتا ہے اُسے دنیا پر اطمینان کیوں کر ہوتا ہے (باقی اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا یٰذَا

اُن سے اس طرف ایسے لوگوں کو پایا جو قریب قریب ایسے تھے کہ کوئی بات ہی نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ اے

الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ

ذوالقرنین یاجوج و ماجوج اس ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں تو آیا

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ

ہم آپ کے لئے کچھ خرچ اس شرط پر مقرر کردیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے مابین ایک دیوار بنا دیں۔ (ذوالقرنین نے) فرمایا

مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ

کہ جن چیزوں کا اختیار میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے وہ (تمہارے خرچ سے کہیں) بہتر ہے پس تم جسمانی طاقت سے میری مدد کرو کہ میں

رَدْمًا ۙ۝ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ

تمہارے اور اُن کے مابین ایک دیوار بنا دوں۔ تم مجھے لوہے کی چادریں دو۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے پہلوؤں کے بیچ کی جگہ کو (بھر کر)

قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ

برابر کر دیا (تو) حکم دیا کہ دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس (لوہے) کو دھونکا کر آگ (کا سا سرخ) کردیا تب حکم دیا کہ مجھے تانبا دو کہ میں اس پر انڈیل دوں

قِطْرًا ۝ؕ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝

پس ان (یاجوج و ماجوج) سے یہ نہ ہو سکا کہ اس (دیوار) پر چڑھ آتے اور یہ نہ ہو سکا کہ اس میں کوئی نقب لگا دیتے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

(ذوالقرنین نے) فرمایا کہ یہ (کارگزاری) میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے۔ پھر جس وقت میرے پروردگار کے وعدہ کا وقت آجائے گا

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝ؕ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ

تو وہ اس (دیوار) کو گرا کر زمین کے برابر کر دیگا اور میرے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے اور اس دن ہم اس طرح چھوڑ دیں گے کہ

بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىِٕذٍ

وہ ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم اُن کو یکجا جمع کرلیں گے اور اُس دن اُن کافروں کے لئے جن کی آنکھوں پر

لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَا ۝ۙ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ

ہماری نصیحت کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ (کانوں سے ہماری ہدایت) سُن ہی نہ سکتے تھے جہنم کو ہم ایسا ظاہر کریں گے

وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ یَّتَّخِذُوْا

جیسا ظاہر کرنے کا حق ہے۔ کیا اُن لوگوں نے جو کافر ہو گئے ہیں یہ گمان کر لیا ہے کہ میرے خلاف

عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْۤ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝

میرے بندوں کو حامی بنا لیں گے یقیناً ہم نے ایسے ہی کافروں کے لئے جہنم کو بطور مہمانی کے تیار کیا ہے۔

سلہ یاجوج و ماجوج علل الشرائع میں جناب امام علی نقی سے منقول ہے کہ سارے ترک اور تمام صقلیہ کے رہنے والے یاجوج ماجوج اور چینی جتنے بھی ہیں یافث بن نوح کی اولاد میں ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاجوج و ماجوج کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یاجوج ایک علیحدہ گروہ ہے اور ماجوج علیحدہ۔ پھر بجائے خود ہر ایک کے اندر چار چار سو گروہ ہیں اور اُن میں کا ایک ایک آدمی اس وقت مرتا ہے جب اپنی نسل سے ایک ایک ہزار مرد ہتھیار بند دیکھ لے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ اُن کا حلیہ تو بیان فرمایئے۔ فرمایا وہ تین قسم کے ہیں ایک قسم تو اُن میں سے ارزقال کے مانند ہے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ارزقال کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ ملک شام میں ایک طویل درخت ہے۔ دوسری قسم ایسی ہے کہ ان کا طول و عرض برابر ہے۔ وہ وہی ہیں جن کے سامنے نہ پتھر ٹھہرتا ہے نہ لوہا۔ اور تیسری قسم ایسی ہے کہ وہ اپنے کان کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوڑھتے ہیں اور یہ جس قسم کے جانور کے پاس سے گزرتے ہیں اُسے کھا جاتے ہیں خواہ ہاتھی ہو یا اونٹ گدھا ہو یا سؤر اور جو خود اُن سے مر جاتا ہے اُسے بھی کھا جاتے ہیں اور ان سب کو ملا کر اتنی بڑی تعداد ہے کہ اگر وہ روانہ ہوں تو اگر اگلا حصہ شام میں ہوگا تو پچھلا خراسان میں اور مشرق کے تمام دریاؤں اور ندیوں کو لوٹ لیں تب ان کے بچھڑ کو پی جائیں گے۔

ع ۱۱ ۱۶ ۲

سلہ خرجًا اس کی ایک قرأت خراجًا بھی آئی ہے

سلہ ردمًا اس کے معنی ہیں بڑی مضبوط آڑ جو سد سے بڑی ہو۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے خدائے تعالیٰ کے اس قول اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اس سے مراد تقیہ ہے پس تقیہ ایسی زبردست آڑ ہے کہ تمہارے دشمن تمہارے خلاف کوئی چال چل ہی نہیں سکتے۔ سے خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا تقیہ تمہارے اور دشمنانِ خدا کے مابین ایک سد مستحکم ہے جس کو وہ توڑ نہیں سکتے اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ[1]

(اے رسولؐ) تم یہ کہدو کہ آیا میں تمہیں ان لوگوں کے حال سے آگاہ کردوں جو اعمال کی رُو سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں وہ وہ

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝

ہیں جن کی زندگانی دنیا کے بارے میں سب کوشش بیکار ہوگئی اور وہ یہی گمان کرتے رہے کہ ہم نیکی کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا

وہ وہی ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا اور اُس کی حضور میں جانے کا انکار کیا پس ان کے اعمال بیکار ہوگئے پس

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ

قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کے لئے کوئی میزان قائم نہ کریں گے۔ یہ ان کا معاوضہ جہنم اُس کے بدلہ میں ہوگا جس کا انہوں نے انکار کیا تھا اور

اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس کے بدلہ میں کہ انہوں نے میرے احکام کا اور میرے رسولوں کا ٹھٹھا اڑایا تھا۔ بہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

اُن کے لئے فردوس کے باغات بطور مہمانی کے ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اُن کو بدلنا نہ

حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ

چاہیں گے۔ (اے رسولؐ) تم کہدو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے روشنائی ہو جائیں تو قبل اس کے کہ

اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

میرے پروردگار کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں گے گو ہم مدد کے لئے ویسا ہی (اور بھی) لے آئیں (اے رسولؐ) تم یہ کہدو کہ (بحیثیت مخلوق)

مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

میں (بھی) تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں (فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے پس جس کو اپنے پروردگار کی حضور جانے کی امید ہو

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ ع

اُسے لازم ہے کہ نیک عمل بجا لائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اٰيَاتُهَا ۹۸ — حُرُوْفُهَا ۳۹۸۶ — سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ — كَلِمَاتُهَا ۹۶۸ — رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ مریم مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝

کھیعص یہ تمہارے پروردگار کا اپنے بندہ زکریا پر رحم فرمانے کا ذکر ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) بھی کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں عرض کیا گیا کہ خدا تو فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ الخ فرمایا وہ تو خدا کے اس قول کے مطابق ہے مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ (نہ ہی وہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھ ہی سکتے تھے) اس پر عرض کیا گیا کہ کیا اس نے اُن پر عیب لگایا؟ فرمایا کہ جو کچھ اُس نے خود اُن کے لئے کیا ہے اس کے متعلق عیب نہیں لگایا لیکن جو کچھ انہوں نے خود اپنے بارے میں کر لیا ہے اس کے بارے میں عیب لگایا اور اگر وہ کوئی تکلف اور تصنع کرتے تو اُن کے ذمے کوئی الزام نہ ہوتا۔ عیون العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنکھ کا پردہ ذکر سے باز نہیں رکھتا اور ذکر یا نصیحت آنکھوں سے دیکھنے کی چیز بھی نہیں ہے بلکہ علی ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرنے والوں کو خدائے تعالیٰ نے اندھوں سے تشبیہ دی ہے اس لئے کہ وہ خود جناب رسولخدا کے قول کو اس بارے میں خفیف سمجھتے تھے اور اُسے سن نہ سکتے تھے

۵۵ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ذِكْرِيْ سے مراد ہے ولایت امیر المومنین اور یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ سن نہ سکتے تھے اس کا یہ مطلب ہے کہ جب کبھی علی مرتضیٰ کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تو لوجہ اُس کے کہ اُن حضرت سے اور اُن کے اہل بیتؑ سے سخت بغض رکھتے تھے اُن کا ذکر سن ہی نہ سکتے تھے ۱۲

ع ۱۲ / ۹ / ۳

۵۶ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے معنی ہیں آیا ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے یہ کافی ہے ۱۲

حواشی متعلقہ صفحہ ھذا

[1] ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں سے مراد نصاریٰ اور اُن کے علماء و درویش اور اہل قبلہ میں سے شبہات پیدا کرنے والے رائے دقیاس پر چلنے والے خوارج اور بدعتی سب ہیں ۱۲ (اس سے اگلے اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ

جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے چپکے پکارا تھا۔ اور (یہ) عرض کیا (تھا) کہ اے میرے پروردگار بیشک میری ہڈیاں

مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىٕكَ رَبِّ

سست پڑ گئیں اور بڑھاپے سے سر سفید ہوگیا اور اے پروردگار تجھ سے دعا کر کے

شَقِیًّا ۝ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ

میں کبھی ناامید نہیں رہا۔ اور یقیناً مجھے اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے اور میری زوجہ

عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ

بانجھ ہے پس مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر۔ کہ وہ میرا (بھی) وارث ہو اور

اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

آل یعقوب کا (بھی) وارث ہو۔ اور اے میرے پروردگار اسے پسندیدہ قرار دے۔ (جواب ملا کہ) اے زکریا بہ تحقیق ہم تم کو

بِغُلٰمِ ﹰ اسْمُهٗ یَحْیٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ قَالَ

ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اور اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی نہیں بنایا۔ (زکریا نے) عرض کی

رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ

اے میرے پروردگار میرے لڑکا ہوگا کہاں سے حالانکہ میری زوجہ بانجھ ہے اور

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ

میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ میرے لئے

هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَیْـًٔا ۝ قَالَ

آسان ہے اور میں تم کو پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تم کوئی چیز نہ تھے۔ عرض کی

رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ

اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی علامت قرار دے فرمایا تمہارے لئے علامت یہ ہے کہ تم لوگوں سے باوجود صحیح و سالم ہونے کے تین رات

سَوِیًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ

(دن) بات نہ کر سکو گے۔ پس (زکریا) محراب (عبادت) سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اشارے سے اُن سے کہا

اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۝ یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ

کہ تم صبح و شام اُس کی تسبیح پڑھو۔ (ہم نے حکم دیا کہ) اے یحییٰ کتاب (توریت) کو مضبوطی سے لئے رہنا۔ اور

اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۙ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ

ہم نے اُن کو بچپن ہی میں فیصلہ کی قوت اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاک باطنی عطا کی اور

۵۱ الْمَوَالِیَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مُراد ہیں چچا اور چچازاد بھائی۔۱۲ ۵۲ امْرَاَتِیْ تفسیر قمی میں ہے کہ زوجۂ زکریا مریم بنت عمران ابن ماثان کی بہن تھیں اور وہی ماثان اس زمانہ میں رؤسا بنی اسرائیل اور شاہان بنی اسرائیل سے تھے یعنی سلیمان ابن داؤد کی اولاد سے ۱۲ ۵۳ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ تفسیر قمی میں ہے کہ جس دن زکریا نے یہ دعا مانگی ہے اس دن اُن کے کوئی بچہ نہ تھا جو ان کا قائم مقام اور وارث مقرر ہوتا اور بنی اسرائیل جس قدر ہدیئے اور تحفے حضور خدا میں پیش کرتے تھے وہ سب احبار کا حق ہوا کرتے تھے۔ اور زکریا سردار احبار تھے ۱۲ ۵۴ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ کافی میں معصومین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو جو کچھ نصیحت فرمائی اس کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ "میری مخلوق سے تمہاری نظیر یحییٰ ہیں جنہیں میں نے اُن کے والدین کو باوجود بانجھ اور بیکار ہونے کے عطا کیا جس سے میری یہ غرض تھی کہ میری محبت اُن پر ثابت ہو جائے اور تمہارے بارے میں یہ مطلوب ہے کہ عام مخلوق پر میری قدرت کا اظہار ہو" ۱۲ ۵۵ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا سورۂ آل عمران میں اسی واقعہ کے ذکر میں لفظ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وارد ہے جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ حضرت زکریا نے اس عطیہ کا شکر اور خدائے تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے تین دن اور تین راتیں مخصوص کر لی تھیں ۱۲ ۵۶ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت زکریا کے انتقال ہونے پر حضرت یحییٰ باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث ہوئے۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امامت میں بھی وہی عملدرآمد فرمایا جو نبوت میں فرمایا تھا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی (قول مترجم) مطلب حضرت کا یہ ہے کہ جس مسلمان کو بوجہ میرے بچپن کے میری امامت میں شک ہو وہ قرآن شریف کی اس آیت کو پڑھ لے اور اس پر عملدرآمد کرے) تفسیر مجمع البیان میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ سے بچوں نے کہا کہ چلو

كَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ

وہ پرہیزگار | اور اپنے ماں باپ کے حق میں نیکی کرنے والے تھے اور سخت گیر (و) نافرمان نہ تھے - اور ان پر سلامتی ہے

عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي

اُس دن بھی جس دن پیدا کئے گئے اور اس دن بھی جس دن مریں گے اور اُس دن بھی جس دن زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے اور اس کتاب میں

الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝

مریمؑ کا واقعہ بیان کرو | جب کہ وہ اپنے کنبہ والوں سے الگ ہو کر | جانب شرقی ایک مکان میں چلی گئیں -

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا

اور ان سے ایک آڑ کرلی | پس ہم نے ان کی طرف اپنی روح (جبرئیلؑ) کو بھیجا اور وہ مریمؑ کے لئے

بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ

صحیح و سالم آدمی کی صورت بن گئے - (مریمؑ نے) کہا کہ اگر تو نیک ہے تو میں تجھ سے ضرور خدا کی پناہ مانگتی ہوں (کہ تو مجھ سے کوئی غرض

تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝

نہ رکھے) (روح الامین نے) عرض کی کہ میں تو تمہارے پروردگار کا فرستادہ ہوں کہ تمہیں ایک پاک و پاکیزہ لڑکا دے دوں -

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝

(مریمؑ نے) فرمایا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا | اور نہ میں بدکار ہوں -

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً

(روح الامین نے) کہا یونہی ہوگا تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ وہ امر (بے باپ کے بیٹا پیدا کردینا) میرے لئے آسان ہے اور اس سے غرض یہ ہے

لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ

کہ ہم اس کو کل آدمیوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیں اور یہ معاملہ طے ہو چکا ہے - پس وہ (حضرت مریمؑ)

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ

(روح اللہ سے) حاملہ ہوگئیں اور اپنے اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مکان میں چلی گئیں - پھر دردِ زہ ان کو ایک کھجور کے درخت کی جڑ

النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا

میں لے آیا - | وہ کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے مر جاتی | اور | بھولی بسری ہو جاتی

مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پس اُس کے نیچے سے اُس (بچے) نے آواز دی کہ رنجیدہ مت ہو کہ تمہارے پروردگار نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ

تمہارے پاؤں کے نیچے تو ایک چشمہ جاری کردیا ہے اور | اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ

(بقیہ صفحہ ٣٦٥) عیسیٰ بن مریم، یحییٰ بن زکریا، حسنؑ و حسینؑ پھر ان حضرات کے قصے بیان فرمائے ۱۲ ۵ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کے بارے میں جو حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا فرمایا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا احسان پوچھا گیا کہ وہ احسان کس حد تک پہنچا تھا؟ فرمایا کہ جب حضرت یحییٰ "یارب" کہہ کر آواز دیتے تو جواب میں لبیک یا یحییٰ سنتے - مجمع البیان الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ جب حضرت یحییٰ اپنی دعا میں یا رَبِّ یَا اللّٰہ کہتے تو جانب آسمان سے خدائے تعالیٰ کی طرف سے یوں ندا آتی لَبَّیْکَ یَا یَحْیٰی سَلْ حَاجَتَکَ ۱۲

ع ١٥ | ٤

حواشی صفحہ ھذا ۱ ۵ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ مخلوق خدا کے لئے زیادہ دہشت کے تین ہی موقع ہیں ایک وہ دن جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا اور دنیا کو دیکھے اور دوسرا وہ دن جس دن کہ مرا اور آخرت اور اہل آخرت کو دیکھے تیسرا وہ دن جس دن مبعوث ہو اور وہ نتائج دکھائی دیں جو دار دنیا میں نہ دیکھے تھے اور خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت یحییٰ کے متعلق ان تینوں موقعوں پر سلامتی کا اظہار فرمایا ہے - پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ان ہی تین موقعوں کے متعلق حضرت عیسیٰؑ بن مریم نے اپنی ذات کے متعلق سلامتی کا اظہار کیا جیسا کہ اسی سورۃ میں آئندہ کی ایک آیت سے معلوم ہوگا - پھر حضرتؑ نے وہ آیت تلاوت فرمائی ۲ ۵ مَکَانًا شَرْقِیًّا تفسیر قمی میں ہے کہ وہ خرما کے ایک خشک پیڑ کے نیچے چلی گئی تھیں جس کا ذکر آگے آتا ہے ۱۲ ۳ ۵ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا اس کی قرات لِیَهَبَ لَکِ بھی آئی ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا تم کو عطا فرمائے یا میں تمہارے کرتے میں پھونک مارنے کے سبب عطائے خدا کا باعث ہوں گا - زَکِیًّا کے معنی ہیں یعنی گناہ سے پاک و پاکیزہ آتا فاتا بڑھنے والا ۱۲ (اس صفحہ کے اس کے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا

کر تازہ تازہ خرمے تم پر ٹپک پڑیں گے۔ پس (خرمے) کھاؤ اور (چشمہ کا پانی) پیئو اور (آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر کوئی

تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا

آدمی نظر پڑ جائے تو اس سے (اشارہ سے) کہہ دینا کہ میں نے خدا کے لئے خاموشی کے روزہ کا

فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ○ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا

رکھا ہے لہٰذا آج میں کسی انسان سے ہرگز بات نہ کروں گی۔ پس (حضرت مریمؑ) اس بچے کو لئے ہوئے اپنے لوگوں کے پاس آئیں وہ لوگ

يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ

کہ اے مریم یہ تو تم نا موزوں چیز لائیں۔ اے مقدس عورت نہ تیرا باپ

امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ○ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا

کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ پس مریمؑ نے اس (بچے) کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ بولے

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ

کہ ہم اس سے کیوں کر بات کریں جو گہوارہ میں بچہ ہے۔ وہ (بچہ بہ قدرت خدا گویا ہوا) کہ میں اللہ کا بندہ ہوں

آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ

اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے برکت والا مقرر کیا ہے

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي

اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز (ادا کرنے) کا اور زکوٰۃ (و فطرہ دینے) کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے میری والدہ کا مطیع بنایا ہے

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ

اور مجھے سخت گیر (اور) بدبخت نہیں بنایا ہے۔ اور خاص سلامتی مجھ پر اس دن بھی ہے جس دن پیدا کیا گیا اور اس دن بھی

أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ○ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

ہوگی جس دن مروں گا اور اس دن بھی جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ یہی ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ سچی بات (اتنی ہی ہے)

الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ○ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ

جس کے بارے میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں۔ خدا کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے

مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

اس کی ذات منزہ ہے (اس کی شان یہ ہے کہ) جب کسی معاملہ کو طے کر چکے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ اس کی نسبت

فَيَكُونُ ○ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ

فرمائے کہ ہو اور وہ ہو جائے۔ اور (عیسیٰؑ نے فرمایا کہ) اللہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو سیدھا

---

ملہ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا تفسیر قمی میں ہے کہ اصل نزول یوں تھا إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا وَصُمْتًا تو قول مترجم اصل ترجمہ میں ہمیں جتنا خط وحدانی میں پڑھانا پڑا ہے وہ اس تفسیر کے مطابق کلام خدا ہی میں موجود تھا جنہوں نے کلام خدا سے اُسے نکالا ہے قیامت کے دن انشاء اللہ ان کی زبانیں نکالی جائیں گی، کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روزہ فقط کھانے اور پانی ہی سے پرہیز کا نام نہیں ہے پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت مریمؑ نے با فاز فرمایا إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا جس سے معلوم ہوا کہ خاموش رہنا بھی ان کا صوم تھا۔ پس جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو اور اپنی آنکھیں بھی خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے بند رکھو۔ ۱۲ ملہ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا تفسیر قمی میں ہے جب لوگوں نے حضرت مریمؑ کو محراب میں نہ پایا تو ان کو ڈھونڈنے نکلے اور حضرت زکریاؑ نے ان کا ایک بھائی تھا اسے بھیجا تھوڑی دیر میں حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو لئے ہوئے آئیں تو مومنا بنی اسرائیل نے ان کے منہ پر تھوکا اور وہ کسی سے بات ہی نہ کرتی تھیں یہاں تک کہ جب وہ محراب میں پہنچ گئیں اور سرداران بنی اسرائیل اور حضرت زکریاؑ آئے اور یہی کہا۔ يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ملہ يَا أُخْتَ هَارُونَ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ ہارون بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی مقدس آدمی تھا۔ اور یہ مشہور ہو گیا تھا کہ جو شخص نیکی میں بہت مشہور ہوتا وہ ہارون کی طرف منسوب کیا جاتا (یعنی مرد ہوتا تو اس سے یا اخا ہارون کہہ کے باتیں کرتے اور عورت ہوتی تو یا اخت ہارون کہتے) ۱۲ ملہ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جس وقت عیسیٰ ابن مریمؑ نے گہوارہ میں بات کی آیا وہ اس وقت اپنے اہل زمانہ پر خدا کی حجت تھے؟ فرمایا اس وقت نبی بھی تھے حجت خدا بھی تھے مگر رسول نہیں تھے۔ کیا تم نے خدا کا قول نہیں سنا کہ وہ عیسیٰؑ کے قول کو نقل فرماتا ہے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اس وقت یہ نہیں کہا کہ

مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ

راستہ یہی ہے۔ پھر ان میں سے گروہ کے گروہ مختلف ہو گئے پس ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے

كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ

اس سخت دن کی حاضری بہت ہی افسوسناک ہو گی جس دن وہ ہماری حضور میں آئیں گے اُس دن وہ کیسے بڑے سننے والے اور کیسے بڑے

يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَأَنذِرْهُمْ

دیکھنے والے ہوں گے لیکن آج تو یہ نافرمان کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور ان کو اس حسرت کے دن سے

يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا

ڈراؤ تب کہ کل معاملہ ہی طے کر دیا جائے گا حالانکہ (آج) وہ غفلت میں ہیں اور وہ

يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا

ایمان نہیں لاتے۔ بیشک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور سب کی بازگشت

يُرْجَعُونَ ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا

ہماری ہی طرف ہو گی۔ اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا (قصہ) بیان کرو بیشک وہ صدیق نبی تھے

نَّبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ انہوں نے اپنے چچا سے کہا کہ چچا جان تم ان کو کیوں پوجتے ہو جو نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ کچھ دیکھتے ہیں۔

وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ

اور نہ تمہارے کچھ کام آ سکتے ہیں۔ چچا جان مجھے یقیناً وہ علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا

يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ

پس آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو ٹھیک رستہ بتلا دوں گا۔ چچا جان شیطان کے بندے نہ بنیئے

الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي

بیشک شیطان خدا کا نافرمان (بندہ) ہے۔ چچا جان مجھے یہ اندیشہ ہے

أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

کہ آپ کو خدا کی طرف سے عذاب پہنچے پھر آپ شیطان کے ساتھی

وَلِيًّا ۝ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

بن جائیں۔ (آزر) بولا کہ اے ابراہیمؑ کیا تو میرے خداؤں سے برگشتہ ہے اگر تو باز نہ آیا

لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ

تو میں ضرور تجھے سنگسار کر دوں گا اور ایک عرصہ کے لئے مجھ سے جدا ہو جا۔ فرمایا (لو چلا) تم پر میرا سلام۔ عنقریب میں تمہارے لئے

(بقیہ صفحہ ٣٦٧) حضرت مریمؑ نے ان کے کلام سے عبرت و نصیحت حاصل کی۔ اور جتنے لوگوں نے اس وقت ان کا کلام سنا ان سب کے لئے نبی اور حجت خدا تھے پھر خاموش ہو گئے اور دو برس تک کوئی بات نہ کی اور حضرت عیسیٰؑ کی خاموشی کے بعد جو دو سال گزرے اُن میں حضرت زکریاؑ حجت خدا تھے پھر زکریا کا انتقال ہو گیا تو ان کے بیٹے حضرت یحییٰؑ باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث رہے پھر جب حضرت عیسیٰؑ سات برس کے ہو گئے تو وحی خدا کے بموجب نبوت و رسالت کی باتیں کرنے لگے اور اس وقت سے حضرت یحییٰؑ اور کل آدمیوں پر حجت خدا قرار پا گئے ١٢ ۞ الزکوٰۃ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہاں زکوٰۃ جان یعنی فطرہ مراد ہے جو بچے اور بوڑھے اور غریب و امیر سب کے متعلق برابر واجب ہے نہ کہ زکوٰۃ مال اس لئے کہ سب آدمی مالدار نہیں ہوتے ١٢ ۞ جبارا شقیا اصول کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے عاق ہو جانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی زبانی عاق کو جبار و شقی فرمایا ہے ١٢ ۞ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اس کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت عیسیٰ یہ ہے جو ہم نے بیان کی نہ وہ جو نصرانی بیان کرتے ہیں اس لئے کہ خود ان کا بیان ان کی تکذیب کے لئے کافی ہے کہ کہتے تو ان کو خدا ہیں اور بندوں کی تمام صفتیں ان میں ہونے کے قائل ہیں ١٢

حواشی صفحہ ہذا ۞ الاحزاب مراد ہیں یہود یا نصاریٰ کے مختلف فرقے کہ بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خود خدا ہیں کچھ دن کے لئے خدا اس صورت میں زمین پر آیا تھا پھر آسمان پر چلا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ خدا کے بندے اور نبی تھے ١٢ ۞ يَوْمَ الْحَسْرَةِ تفسیر ثانی میں ہے کہ اُس دن لوگ علی العموم افسوس کرتے ہوں گے بد تو اپنی بدیوں کے باعث اور نیک اپنی نیکیوں کی کمی کرنے کے سبب معانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ يَوْمَ الْحَسْرَةِ سے مراد وہ دن ہے جس دن موت سب کے سامنے لا کر ذبح کر دی جائے گی۔ اس کا قصہ تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ یوں منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے اسی آیت کی

رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ○ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر حد سے زیادہ مہربان ہے - میں تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو

اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ○

اُن سے الگ ہوتا ہوں اور اپنے پروردگار سے دعا کروں گا امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا کرنے کے سبب ناکام نہ رہوں گا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ

پس جس وقت وہ اُن سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحق

وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ○ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ

و یعقوب ؑ عطا کئے - اور ہر ایک کو ہم نے نبی قرار دیا - اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ دیا اور

جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ○ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى

ہم نے ان سب کے لئے ذکر خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا - اور اس کتاب میں موسےٰ ؑ کا (قصہ) بیان کرو

اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَنَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

بیشک وہ برگزیدہ اور بھیجے ہوئے نبی تھے - اور ان کو ہم نے (کوہ) طور کے

الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا ○ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ

دائیں جانب سے آواز دی تھی اور ہم نے اُن کو رازدار ہونے کا تقرب بخشا تھا - اور ہم نے اپنی رحمت سے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ○ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ

ان کے بھائی ہارون ؑ کو نبی بنا دیا تھا - اور اس کتاب میں اسمٰعیل کا (قصہ) بیان کرو بہ تحقیق وہ

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَكَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ

وعدہ کا سچا کرنے والے اور رسول نبی تھے - اور وہ اپنے اہل (و عیال) کو

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا ○ وَاذْكُرْ فِی

نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک وہ پسندیدہ تھے - اور اس کتاب میں

الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ○ ۙۗ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا

ادریس ؑ کا (قصہ) بیان کرو بیشک وہ صدیق نبی تھے - اور ہم نے ان کو رتبہ بلند تک رفعت

عَلِیًّا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ

دی تھی - یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا ہے کچھ تو اولاد آدم ؑ میں سے انبیاء میں سے ہیں

ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ وَ

اور کچھ اُن کی اولاد میں سے جن کو نوح ؑ کے ساتھ ہم نے کشتی میں سوار کر دیا تھا اور کچھ اولاد ابراہیم ؑ اور

(بقیہ ۳۶۸) اور جنت و جہنم کے مابین کھڑی کی جائے گی پھر سب کو آواز دی جائے گی کہ ذرا آگے بڑھ کر موت کی طرف دیکھو جب وہ لوگ اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو خدا تعالیٰ کا حکم اس کے ذبح کرنے کے متعلق ہوگا پس وہ ذبح کر دی جائے گی۔ پھر یہ کہا جائے گا کہ اے جنتیو ہمیشہ کے لئے جنت میں رہو کہ اب موت نہیں ہے اور اے جہنمیو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہو کہ اب موت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ اور قُضِیَ الْاَمْرُ کے معنی ہیں جنتیوں کے لئے ہمیشہ جنت میں رہنے کا حکم اور جہنمیوں کے لئے ہمیشہ جہنم میں رہنے کا حکم۔ جہنمی اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو مارے خوشی کے مر جاتے اور جہنمی اس قدر چیخیں گے کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو چیختے چیختے مر جاتے ۱۲

٣ ع ١٠ ٦

۵۳ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْهَا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور مالک و متصرف باقی نہ رہے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر چیز جسے خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا ہے قیامت کے دن وہی اس کی وارث ہوگا ۱۲

۵۴ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا تفسیر حقانی میں ہے کہ صدیق سے یہ مطلب ہے کہ تمام معاملات میں ہمیشہ سچ بولنے والے اور تمام کتب خدا، انبیاء خدا، آیات خدا اور معجزات کے بڑے تصدیق کرنے والے تھے اور نَبِیًّا کا یہ مطلب ہے کہ بجائے خود نبی تھے ۱۲

۵۵ قَالَ لِاَبِیْهِ یہاں اَب کے معنی باپ نہیں ہیں بلکہ آزر حضرت ابراہیم ؑ کا چچا یا نانا تھا۔

۵۶ یٰۤاَبَتِ لفظی معنی وہی ہیں جو یَا اَبِیْ کے معنی ہیں یعنی اے میرے باپ اس میں تا بجائے یائے متکلم کے استعمال کی گئی ہے اور عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی لڑکا اپنے باپ یا دادا یا چچا یا نانا کو اپنے اوپر مہربان کرنا چاہے تو یٰۤاَبَتِ کہہ کر بات کیا کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ ذیل کی آیتوں میں حضرت ابراہیم ؑ سے یہ لفظ بار بار منقول ہے ۱۲ (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

(اس صفحہ نمبر ۳۶۹ کے سارے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

إِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ

یعقوب میں سے اور کچھ اُن میں سے جن کو ہم نے راہ بتلائی اور منتخب کر لیا جس وقت ان کے سامنے خدا کی آیتیں

الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے

أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

جنھوں نے نماز (بھی) کھو دی اور خواہش نفسانی کے پیچھے پڑ گئے پس عنقریب اُن کو مصیبت پیش آئے گی۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

سوائے اُن کے جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل بجا لائیں کہ یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ

اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کا وعدہ خدائے رحمٰن نے بغیر دیکھے کہ بندوں نے

بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ

دیکھے ہوں اُن سے کر لیا ہے یقیناً اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ اُن میں وہ سوائے سلام کے کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

اور اُن (باغوں) میں ان کا رزق اُن کے لئے صبح و شام آتا رہے گا۔ وہ باغ یہی ہیں جن کا وارث

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا

ہم اپنے بندوں میں سے اُن کو کر دیتے ہیں جو پرہیزگار ہیں۔ اور (اے رسولؐ) ہم (جبرئیل وغیرہ) بغیر آپ کے پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے

بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝

ہمارے سامنے جو کچھ ہے اور پیچھے جو کچھ ہے اور ان دونوں حالتوں کے مابین جو کچھ ہے سب اُسی کے حکم سے ہے اور تمہارا پروردگار غافل نہیں ہے

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ

(وہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت کی تکلیف برداشت کرو

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ

کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کا ہمنام کوئی اور بھی ہے۔ اور انسان یہ کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر

أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔ کیا اس آدمی کو یہ یاد نہیں ہے کہ ہم نے پہلے اُس کو پیدا کیا تھا جب کہ وہ

يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ

کوئی چیز ہی نہ تھا۔ پس تمہارے پروردگار کی قسم ہم اُن کو اور شیطانوں کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے پھر ہم ان سب کو

ف۱ بُکِیًّا باکی کی جمع ہے جیسے ساجد کی جمع سُجّداً آئی ہے۔ تفسیر صافی میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے۔ کہ قرآن مجید پڑھو اور روؤ اور اگر تم کو رونا نہ آئے تو اپنی طبیعت کو جہاں تک ہو سکے رونے پر آمادہ کرو ۱۲ ف۲ خَلَفٌ اولاد نیک کے لئے خَلَفٌ سے لام متحرک آتا ہے اور بد کے لئے خَلْفٌ سے لام ساکن۔ فقط حرکت و سکون کا فرق معنی میں یہ تفاوت پیدا کر دیتا ہے ۱۲ قول مترجم۔ اب ناظرین مضمون کو اختیار ہے کہ جیسی کام میں لائیں یا سستی ۱۲ ف۳ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں نماز کے کھو دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے اوقات سے زیادہ تاخیر کر کے اور ہٹا کے پڑھنا۔ کافی میں انہی حضرت سے ایک حدیث منقول ہے کہ تھوڑی سی دیر کرنے میں یا تھوڑی سی جلدی کرنے میں تم کو ایسا ضرر نہیں پہنچے گا جتنا زیادہ دیر کرنے میں اور ایسے ضائع کر دینے میں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ۔ قول مترجم ذرا دیر سے تو یہ مراد ہے کہ اصل فضیلت کے وقت کے شروع ہونے کے کچھ بعد پڑھنا اور ذرا جلدی کرنے یہ مراد ہے کہ جو دو دو نمازیں متصل پڑھی جا سکتی ہیں اُن میں سے دوسری کا وقت فضیلت شروع ہونے سے ذرا پہلے پڑھ لینا مثلاً یوں سمجھ لیجئے کہ نماز ظہر کا وقت فضیلت اول زوال آفتاب ہے اور نماز عصر کا اول وقت فضیلت شاخص کے سایہ کے برابر ہو جانا۔ پس ظہر اول زوال سے جتنا ہٹا کر پڑھیں تاخیر ہے اور عصر کو جتنا اُس کے وقت فضیلت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لیں تعجیل ہے (نکتہ) یہ بھی یاد رہے کہ کسی نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اگر نماز پڑھی جائے تو باطل ہے جیسے کہ دو وہابی کے بعض افراد قبل زوال آفتاب نماز ظہر ادا کر دیتے ہیں ۱۲ ف۴ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ الجوامع میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مضبوط عمارتیں بنائیں خوب صورت سواریوں پر سوار ہوں اور نفیس کپڑے پہنیں (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۴ ۱۵

حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ

جہنم کے گرداگرد گھٹنوں کے بل گرا ہوا حاضر کریں گے۔ پھر ضرور ہم ہر گروہ میں سے ان کو الگ کر لیں گے جو

أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

خدا کے برخلاف زیادہ ہیکڑی کرنے والے تھے۔ پھر ہم تو ان سے زیادہ واقف ہیں جو

أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

جہنم میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور ایسا تو تم میں سے ایک بھی نہیں ہے جو اس کے کنارے نہ پہنچے یہ تمہارے رب کا

حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

حتما طے کیا ہوا ہے۔ پھر ہم ان کو تو نجات دے دیں گے جو پرہیزگار ہوں گے اور نافرمانوں کو

فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اور جس وقت ہماری کھلی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو کافر

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

مومنوں سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ دونوں گروہوں میں سے مکان کس کے زیادہ اچھے ہیں اور مجلس کس کے زیادہ شاندار ہیں۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝

حالانکہ ہم ان سے پہلے بہت سے زمانوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے سامان بھی اچھے اچھے تھے اور دکھاوا بھی

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ

تم یہ کہہ دو کہ جو شخص بھی گمراہی میں ہوگا خدائے رحمٰن ضرور اس کو بہت سی ڈھیل دیتا رہے گا۔ یہاں تک

إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ

کہ جب وہ اسے دیکھیں گے جس سے ان کو ڈرایا گیا تھا یعنی عذاب یا قیامت تو اس وقت وہ جان لیں گے

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ

کہ مکان یا منزلت کس کے بدتر ہیں اور گروہ کس کا کمزور ہے۔ اور جنہوں نے

اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

ہدایت پائی ہے خدا ان کی ہدایت کو اور زیادہ کرے گا اور باقیات صالحات تمہارے پروردگار کے ازروئے ثواب بھی بہتر ہیں

وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ

اور ازروئے انجام بھی۔ کیا تم نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور یہ کہا کہ مجھے (قیامت میں)

مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝

مال بھی ضرور دیا جائے اور اولاد بھی۔ کیا اس کو غیب کی خبر مل گئی ہے یا اس نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے۔

منزل رابع ۴

---

۱ جِثِيًّا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی میں گھٹنوں کے بل اوندھے ہونا اس جگہ بتایا ہے جہاں بھیڑ کی کثرت سے کوئی شخص سیدھا کھڑا نہ رہ سکے۔ یہاں گناہوں کا اور نافرمانی کا دور دورہ وہاں ہوگا ۱۲

۲ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں ورود کے معنی کنارے تک پہنچ جانے کے ہیں اندر جانے کے نہیں۔ کیا تم کسی کو یہ کہتے نہیں سنتے کہ فلاں شخص فلاں قبیلے کے چشمہ پر وارد ہوا تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس چشمہ کے اندر بھی گھس گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ وارد تو جہنم پر کل آدمی ہوں پھر اپنے اپنے اعمال کے بموجب اس پر سے گزر جائیں گے اول درجہ کے تو اس تیزی سے گزر جائیں گے جیسے بجلی چمک گئی دوسرے ایسے جیسے ہوا کا جھونکا گزر گیا تیسرے جیسے گھوڑ دوڑ کا گھوڑا نکل گیا پھر کچھ ایسے جیسے شائستہ سواری والے چلے گئے ان کے بعد والے ایسے جیسے لدے اونٹ پر لدے ہوئے ان کے بعد ایسے جیسے پیدل چلنے والے ۱۲

۳ حَتْمًا مَقْضِيًّا اس بات کا فائدہ کہ سب کا ورود جہنم پر حتمی ہو جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی کو جنت میں اس وقت تک داخل نہ کریگا جب تک کہ اس کو جہنم اور جہنم کے عذاب نہ دکھا دے تاکہ وہ خدا کے فضل اور اس کے کمال لطف و احسان سے آگاہ ہو اور جنت اور نعمات جنت میں پہنچ کر اس کی فرحت و خوشی زیادہ ہو اور اسی طرح کسی کو جہنم میں نہ بھیجے گا جب تک کہ اس کو جنت اور اس کی طرح طرح کی نعمتیں اور آسائشیں نہ دکھلا دے تاکہ جہنم میں پہنچ کر جنت و نعمات جنت کے کھو دینے کی حسرت اور اس کا افسوس اس کے عذاب کو اور بڑھا دے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بخار تپ موت کا قاصد ہے اور زمین پر خدائے تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا جیلخانہ اور آتش جہنم کی ایک لپٹ اور مومن کا حصہ آتش جہنم سے بس اتنا ہی ہے۔ قول مترجم اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مومنین کا جب پل صراط سے گزر ہوگا تو ان کو کوئی

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا

ہرگز ایسا نہ ہوگا جو کچھ وہ بکتا ہے ہم اُسے لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بہت کچھ بڑھا دیں گے۔ اور ان چیزوں میں جو کچھ

يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا

وہ کہتا ہے ہم اُس کے وارث ہو جائیں گے اور قیامت کے دن وہ ہمارے پاس تن تنہا آئے گا۔ اور اُن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر

لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

بہت سے خدا بنائے تاکہ وہ ان کے لئے مددگار رہوں۔ ہرگز نہ ہوں گے۔ عنقریب ؎ وہ اُن کی عبادت سے انکار کریں گے اور اُن ہی کے

ضِدًّا ۝ ع أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ

مخالف بن جائیں گے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم شیطانوں کو کافروں کے پاس بھیج دیتے ہیں کہ وہ اُن کو

أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ

خوب اُبھاریں۔ پس اَب اُن کے بارے جلدی نہ کرو۔ ہم اُن کے دم گِن رہے ہیں۔ جس دن ہم پرہیزگاروں کو

إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ

خدائے رحمٰن کے حضور میں بحیثیت مہمان کے بلائیں گے۔ اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح

وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝

ہنکائیں گے۔ ان کو شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس کا کوئی عہد خدائے رحمٰن کے پاس ہو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ

اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ خدائے رحمٰن نے بیٹا بنا لیا۔ یہ تو تم نے بڑی سخت بات کہی۔ قریب ہے کہ اس سے

السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ

هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ

ہو جائیں۔ کہ انہوں نے خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ حالانکہ خدا کو بیٹا بنانے کی

يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي

کوئی ضرورت نہیں۔ آسمانوں میں جو ہیں وہ اور زمین میں جو ہیں وہ خدائے رحمٰن کے حضور میں بندگی کا

الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ

اظہار کرتے چلے آنے والے ہیں۔ ضرور اُس نے اُن سب کا احاطہ کر لیا ہے اور ان کو ایسا شمار کر لیا ہے جو شمار کرنے کا حق ہے۔

آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اس کی حضور میں یکہ و تنہا آنے والا ہے۔ بہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے

ؔ۱ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہاں عبادت سے مراد رکوع و سجود نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطاعت مقصود ہے پس جس شخص نے خدا کی نافرمانی کر کے کسی بندہ کی اطاعت کی تو اس نے اُس بندہ کو یقیناً اپنا معبود بنا لیا ۱۲

ؔ۲ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن یہی لوگ جنہیں بعض آدمیوں نے دنیا میں گویا اپنا معبود بنا رکھا تھا اُن کے برخلاف ہو جائیں گے اور ان سے تبرا کرنے لگیں گے۔ قول مترجم: جس طرح امت محمدیہ کے بہت سے لوگوں نے ثلثہ اور شلتہ پرست علماء کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ ۱۲

ؔ۳ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا مطلب یہ ہے کہ تم ان کی ہلاکت اس غرض سے جلد نہ چاہو کہ ان کی شرارتوں سے تم کو راحت ملے کہ ان کے گنتی کے سانس باقی ہیں۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا تھا تو حضرت نے سائل سے دریافت کیا کہ تیرے خیال میں کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ دنوں کی گنتی فرمایا یہ نہیں ہے۔ یہ تو ماں باپ بھی کر لیا کرتے ہیں بلکہ یہاں مراد ہے دم شماری یا سانسوں کی گنتی (جو خدا کے سوا بندوں سے ممکن نہیں) نہج البلاغہ میں ہے کہ آدمی کا ہر سانس موت کی طرف ایک قدم اٹھنے کا حکم رکھتا ہے نیز اُن حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو چیز گنی جاتی ہے ختم ہونے والی ہے اور ہر چیز جس کی توقع ہے آنے والی ہے۔

ؔ۴ وَفْدًا وفد اس گروہ کو کہتے ہیں جو رعایا کے کسی بڑے مجمع کی طرف سے بطور وکالت بعض حقوق حاصل کرنے کی نیت سے یا عزت و انعام پانے کے خیال سے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے جناب رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تھی تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ اے علیؑ وفد کے لوگ ہمیشہ سوار ہوا کرتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے ڈرتے رہے ہیں *

* اللہ کو بھی ان سے محبت و خصوصیت ہوئی اور چونکہ ان کے اعمالوں کو پسند فرما چکا ہے اسی لئے ان کا نام متقی رکھا۔ پھر فرمایا کہ اے علیؑ اسی کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا۔ جس وقت یہ لوگ قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے ناقہائے جنت لئے ہوئے ان کے استقبال کو حاضر ہوں گے (باقی صفحہ ...)

سَيَجۡعَلُ لَهُمُ ٱلرَّحۡمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرۡنَٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ

عنقریب خدائے رحمٰن ان کے لئے (دلوں میں) ایک محبت قرار دے گا۔ پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان

ٱلۡمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوۡمًا لُّدًّا ۝ وَكَمۡ أَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُم

کر دیا ہے اور غرض یہ ہے کہ تم اس کے ذریعہ سے پرہیزگار لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور اسی کے ذریعہ سے جھگڑالو لوگوں کو ڈراؤ۔ اور ہم نے

مِّن قَرۡنٍ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُم مِّنۡ أَحَدٍ أَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزَۢا ۝

ان سے پہلے کتنے ہی زمانوں والے ہلاک کر دیئے ہیں آیا اب ان میں سے تم کسی کی کوئی حرکت (بھی) محسوس کرتے ہو یا ان کی کوئی خفیف آواز تک بھی سنتے ہو۔

## سُورَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۱۳۵ — کلماتہا ۱۳۵۱ — حروفہا ۵۴۶۶ — رکوعاتہا ۸

سورۂ طٰہٰ مکہ میں نازل ہوا

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طه ۝ مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ ۝ إِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَن

طٰہٰ۔ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس لئے (نازل کیا ہے) کہ جو

يَخۡشَىٰ ۝ تَنزِيلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ ٱلۡأَرۡضَ وَٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلۡعُلَى ۝

ڈرتا ہے اس کے لئے نصیحت ہو (یہ) اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو اور اونچے اونچے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔

ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ ۝ لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا

وہی عرش (یعنی تمام عالموں پر اور علوم) پر حاوی ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ ٱلثَّرَىٰ ۝ وَإِن تَجۡهَرۡ

زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اور جو کچھ طبقۂ خاک کے نیچے ہے سب کچھ اسی کا ہے اور اگر تم

بِٱلۡقَوۡلِ فَإِنَّهُۥ يَعۡلَمُ ٱلسِّرَّ وَأَخۡفَى ۝ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ

بات کو پکار کر کہو گے تو وہ تو پوشیدہ سے بھی واقف ہے اور بہت ہی خفیہ سے بھی۔ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ ۝ وَهَلۡ أَتَىٰكَ حَدِيثُ مُوسَىٰٓ ۝ إِذۡ رَءَا نَارًا

سب اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔ اور آیا تم تک موسیٰؑ کا قصہ بھی پہنچا ہے؟ کہ جس وقت انہوں نے ایک آگ دیکھی

فَقَالَ لِأَهۡلِهِ ٱمۡكُثُوٓاْ إِنِّيٓ ءَانَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّيٓ ءَاتِيكُم مِّنۡهَا

تو اپنے اہل سے کہا کہ (ذرا یہیں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں سے تمہارے لئے

بِقَبَسٍ أَوۡ أَجِدُ عَلَى ٱلنَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِيَ يَٰمُوسَىٰٓ ۝

چنگاری لاؤں گا یا اس آگ کے پاس مجھے (کا پتہ) مل جائے گا۔ پس جب آگ کے پاس آئے تو ان کو آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ۔

ع ۱۶ / ۹ — نصف ۱/۲

سلہ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ ٱلرَّحۡمَٰنُ وُدًّا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے اپنی نماز کے آخر حصہ میں ایسی بلند آواز سے کہ لوگ سن رہے تھے جناب امیر المومنینؑ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ یااللہ تو مومنوں کے دلوں میں علیؑ کی محبت اور منافقوں کے دل میں علیؑ کی عظمت و ہیبت ڈال دے اسی پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور کافی میں انہی حضرت سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کی ولایت ہی وہ وُدّ ہے جس کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

سلہ قَوۡمًا لُّدًّا روضۃ الواعظین میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اس سے مراد ظالم قوم بنی امیہ ہے۔

سلہ طٰہٰ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ طٰہٰ اسماء مبارکہ جناب رسولؐ خدا میں سے ایک اسم ہے اور اس کا مطلب ہے اے طالب حق اور اے ہادی راہ حق۔

سلہ لِتَشۡقَىٰٓ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ پاؤں پر ورم آ گئے اور خدائے تعالیٰ نے لغت بنی طے میں خطاب کر کے فرمایا طٰہٰ یعنی اے محمدؐ مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ۔

سلہ ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطنت قدرت الٰہی ہر چیز پر غالب ہے۔

سلہ وَمَا تَحۡتَ ٱلثَّرَىٰ الخصال میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد کیا کہ ہر چیز مٹی پر ہے اور مٹی قدرت کے ساتھ قائم ہے اور قدرت الٰہی ہر چیز کی حامل ہے۔

سلہ ٱلسِّرَّ وَأَخۡفَى تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ السِّرّ سے مراد وہ بات ہے جسے تم نے ارادۃً اپنے دل میں چھپایا ہو اور اَخۡفَى وہ بات ہے جس کا خیال خود بخود آیا اور جاتا رہا۔

سلہ لَهُ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ پروردگار عالم کے ننانوے نام

إِنِّىٓ أَنَا۠ رَبُّكَ فَٱخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِٱلْوَادِ ٱلْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

میں تمہارا پروردگار ہوں اب تم اپنے اہل وعیال کی محبت اپنے دل سے نکال دو۔ بیشک تم اس وقت وادیٔ مقدس طوے میں ہو۔

وَأَنَا ٱخْتَرْتُكَ فَٱسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰٓ ۝ إِنَّنِىٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠

اور میں نے تم کو برگزیدہ کرلیا ہے پس جو کچھ وحی کی جاتی ہے اُسے کان لگا کر سنو۔ یقیناً خدا میں ہی ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَٱعْبُدْنِى وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِىٓ ۝ إِنَّ ٱلسَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ أَكَادُ

پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔ قیامت یقیناً آنے والی ہے اس (کے وقت) کو

أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَن

چھپا رکھنے کو ہوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کے بموجب بدلہ دیا جائے۔ پس تم کو اس سے وہ ہرگز نہ روکنے پائے جو

لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ فَتَرْدَىٰ ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ

اس پر ایمان نہیں رکھتا ہے اور جو اپنی خواہش کا پیرو ہے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور اے موسیٰؑ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں

يَٰمُوسَىٰ ۝ قَالَ هِىَ عَصَاىَ أَتَوَكَّؤُا۟ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ

کیا ہے؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے اس پر میں سہارا لیا کرتا ہوں اور اسی کے ذریعہ سے اپنی

غَنَمِى وَلِىَ فِيهَا مَـَٔارِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ أَلْقِهَا يَٰمُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَىٰهَا فَإِذَا

بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑ دیا کرتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام نکلتے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰؑ اسے ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے ڈال ہی دیا تھا

هِىَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا

کہ وہ یکایک ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر

ٱلْأُولَىٰ ۝ وَٱضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ

لوٹا دیں گے۔ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے چھپا لو وہ صاف روشن بے عیب نکلے گا

ءَايَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ ءَايَٰتِنَا ٱلْكُبْرَى ۝ ٱذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

(یہ) دوسری نشانی (ہوگی)، تاکہ ہم اپنی نشانیوں میں سے بڑی سے بڑی نشانی تم کو دکھلائیں۔ اب تم فرعون کے پاس جاؤ کہ

إِنَّهُۥ طَغَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ ٱشْرَحْ لِى صَدْرِى ۝ وَيَسِّرْ لِىٓ أَمْرِى ۝ وَ

وہ سرکش ہوگیا ہے۔ (موسیٰؑ نے) عرض کی اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے لئے کھول دے۔ اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر۔ اور

ٱحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِى ۝ يَفْقَهُوا۟ قَوْلِى ۝ وَٱجْعَل لِّى

میری زبان کی گرہ کھول دے۔ کہ لوگ میری بات سمجھیں۔ اور میرا ایک

وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِى ۝ هَٰرُونَ أَخِى ۝ ٱشْدُدْ بِهِۦٓ أَزْرِى ۝ وَ

وزیر (بوجھ اٹھانے والا) میرے ہی کنبہ میں سے کر دے۔ میرا بھائی ہارونؑ اس کے ذریعہ سے میری کمر مضبوط کر دے۔ اور

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) مگر اندھیری اور اُس رات کو برف بھی بہت گری تھی اور سردی بھی سخت تھی اور حضرت موسیٰؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہاں راستہ بھی بھول گئے اور جانور بھی منتشر ہو گئے تو اس وقت طور کی طرف ایک آگ روشن دکھائی دی اس وقت موسیٰ نے اپنے ماتحتوں سے فرمایا امکثوا انی انست نارا ۱۲ سلہ اتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ھدًی تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ فرمایا اتیکم منہا بقبس اس سے تو یہ مطلب تھا کہ تم لوگوں کو سردی سے محفوظ رہنے کا ذریعہ میسر آ جائے گا اور یہ جو فرمایا اجد علی النار ھدًی اس کا یہ مطلب تھا کہ راستہ جو بھولے ہوئے تھے شاید روشنی میں وہ رستہ مل جائے۔ جب آگ کے پاس پہنچے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک درخت سبز ہے جس پر آگ جل رہی ہے۔ جیسے ہی آگ کی طرف بڑھے آگ ان کی طرف لپکی یہ ڈر کر بھاگے۔ آگ پھر درخت کی طرف لوٹ گئی۔ اب جو مڑ کر دیکھتے ہیں تو آگ درخت پر ہے۔ پھر دوبارہ آگ لینے کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر وہ ان کی طرف لپکی۔ پھر چھوڑ کر بھاگے۔ پھر مڑ کر دیکھا تو وہ درخت پر تھی پھر تیسری مرتبہ اس کی طرف چلے اور پھر وہ اُن کی طرف لپکی۔ اب کہ ایسا بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی (اس حدیث کا بقیہ سورۂ قصص میں آئے گا) ۱۲

ع ۱ / ۱۰

حواشی صفحہ ہٰذا سلہ فاخلع نعلیک الاکمال میں جناب صاحب الامرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جز یہ بھی ہے کہ سائل نے ان حضرت سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدائے تعالیٰ جو موسیٰؑ کو یہ حکم دیا:۔ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوًی اس کی اصلیت کیا ہے؟ اس لئے کہ فریقین کے علماء کا یہ خیال ہے کہ اُن کی نعلین مُردار کے چمڑے کی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کا قائل ہوا اُس نے موسیٰؑ پر افترا کیا اور ان کے رتبۂ نبوت کو نہ پہچانا اس لئے کہ یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں یا تو موسیٰؑ کی نماز ان نعلین کو پہنے ہوئے جائز تھی یا نا جائز۔ اگر ان کی نماز ان کو پہنے ہوئے جائز تھی تو اس مقام پر بھی ان کا پہننا جائز تھا

اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ○ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ○

اس کو میرے کام میں شریک کر دے - تاکہ ہم بہت کچھ تیری پاکی بیان کریں - اور بہت کچھ تیری یاد کیا کریں -

اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ○ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ○ وَلَقَدْ

بیشک تو ہمارے حال سے خوب آگاہ ہے - (خدا نے) فرمایا کہ اے موسیٰؑ! تمہاری سب درخواستیں قبول ہو گئیں - اور

مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ○ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ○

ایک مرتبہ اور بھی ہم نے تم پر احسان کیا تھا - جس وقت ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وہ وحی کی تھی جو (اب بھی) وحی کی

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ

جاتی ہے کہ اس کو ایک صندوق میں ڈال دو اور اس صندوق کو دریا میں چھوڑ دو کہ دریا اس کو

بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ

کنارہ پر جا ڈالے گا (اس لئے) کہ (وہاں سے) میرا دشمن اور اس کا دشمن اسے اٹھالے اور میں نے اپنی طرف سے تم پر

مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ○ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ

(تمہاری صورت پر) محبوبیت ڈال دی تھی اور (دوسرے) اس لئے کہ تم میری نگاہبانی میں پرورش کئے جاؤ جبکہ تمہاری بہن چلی آ رہی تھی

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ

پس وہ کہنے لگی کہ کیا میں تمہیں ایسا شخص بتا دوں جو اس کی کفالت کرے اس طرح ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس لوٹا دیا اور اس کی

عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہو - اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور

فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڛ ثُمَّ جِئْتَ

طرح طرح سے تم کو آزمایا - پھر کئی برس تم اہل مدین میں رہے - پھر اے موسیٰؑ

عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ○ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ○ اِذْهَبْ اَنْتَ

تم معین حد پر آ گئے - اور میں نے تم کو اپنے کام کا بنا لیا - اب تم

وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ○ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں کمی نہ کرنا - تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ

اِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○

کہ وہ سرکش ہو گیا ہے - پس تم دونوں اس سے نرم نرم باتیں کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا (کم از کم) ڈر ہی جائے -

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ○ قَالَ

ان دونوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی کرے یا اور زیادہ سرکش ہو جائے (خدا نے) فرمایا

ساعہ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر ایک تابوت نازل کیا اور ان کو یہ آواز دی گئی کہ تم اپنے بچہ کو اس صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دو اور نہ کسی طرح کا خوف کرو اور نہ حزن - ہم اس کو تمہارے پاس واپس بھی لائیں گے اور اس کو رسول بھی بنائیں گے - پس انہوں نے تابوت میں رکھا - اسے بند کیا اور دریائے نیل میں ڈال دیا - فرعون کے بڑے نفیس نفیس محل دریائے نیل کے کنارے کنارے بنے ہوئے تھے اور وہ مع اپنی ملکہ آسیہ کے محل پر سے دریائے نیل کے منظر کو دیکھ رہا تھا جس میں موجیں اس صندوق کو بلند کر رہی تھیں اور ہوائیں تھپیڑے مار رہی تھیں یہاں تک کہ فرعون کے اسی محل کے دروازہ پر پہنچ گیا تب فرعون نے اس کے اٹھا لینے کا حکم دیا - چنانچہ صندوق اٹھا لیا گیا اور اس کے سامنے پیش کیا گیا - جب فرعون نے کھولا تو اس میں ایک بچہ پایا - فرعون نے کہا کہ یہ بچہ تو اسرائیلی ہے اور اللہ نے فرعون کے دل میں شدید محبت موسیٰؑ کی ڈال دی اور اسی طرح آسیہ کے دل میں اور فرعون نے یہ بھی چاہا کہ ان کو قتل کر دے اس پر آسیہ نے کہا لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اس کو قتل نہ کرو امید ہے کہ یہ ہم کو نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں اور وہ اس سے بے خبر تھے) کہ موسیٰؑ یہی ہیں - فرعون کے کوئی بچہ نہ تھا (اس کی بھی سمجھ میں آ گیا) اس نے حکم دیا کہ ایک دایہ بلاؤ کہ اس کی پرورش کرے - پس لوگ بہت سی عورتیں بلا لائے جن کے بچے قتل کر دیئے گئے تھے - مگر موسیٰؑ نے کسی کا دودھ نہ پیا یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (اور ہم نے اس پر اور دودھ پہلے ہی سے حرام کر دیئے تھے) اور ان کی والدہ کو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰؑ کو فرعون نے لے لیا ہے تو وہ بہت محزون ہوئیں اور روئیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ (اور موسیٰؑ کی والدہ کا دل بے چین ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس راز کو ظاہر کر دیں) یا مر جائیں (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا

ذرا نہ ڈرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں (جو گزرے گی) میں سنوں گا اور دیکھوں گا۔ اب تم دونوں اس کے پاس پہنچو اور یہ کہو کہ ہم دونوں

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ

تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے۔ اور ان کو تکلیفیں نہ پہنچا۔ ہم تیرے پروردگار کے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ

سے ایک نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو شخص بھی ہدایت کا پیرو ہو اس پر سلام خدا ہے۔ ہماری طرف

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ

یہ وحی یقینی کی گئی ہے کہ جو شخص تکذیب کرے گا اور منہ پھیر لے گا عذاب خدا اسی پر ہوگا۔ (فرعون نے) کہا کہ اے موسیٰ

رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ

وہ تم دونوں کا رب کون ہے؟ (موسیٰ نے) فرمایا کہ ہمارا پروردگار وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت عطا فرمائی پھر

هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ

(نفع اٹھانے کی) ہدایت کر دی۔ فرعون نے کہا تو بھلا پہلے زمانہ والوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ان کا علم میرے پروردگار کے پاس

فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

ایک نوشتہ میں ہے۔ نہ میرا پروردگار چوک جاتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ (وہ وہی ہے) جس نے زمین کو تمہارا

مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ

فرش بنایا ہے اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے نکال دیئے ہیں اور آسمان سے پانی اتارا ہے۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ

پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف قسم کے نباتات کے جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ تم بھی کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو چراؤ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا

بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں

نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا

ہم تم کو لوٹا دیں گے اور اسی سے تم کو دوسری دفعہ نکال کھڑا کریں گے۔ اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی نشانیاں سبھی تو

كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

دکھلائیں پس اس نے تکذیب کی اور انکار ہی کرتا رہا۔ کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا

اپنے جادو کے زور سے نکال دے۔ پس ضرور ہے کہ ہم بھی تیرے مقابلہ کے لئے ایسا ہی جادو لائیں گے پس اپنے

سلہ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى میں خطاب تو دونوں سے ہے مگر کلام خصوصیت کے ساتھ موسیٰؑ کو دی اس کی وجہ یا تو وجہ یہ تھی کہ موسیٰؑ تو اصل تھے اور ہارونؑ ان کے وزیر اور تابع یا اس کی خباثت نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ موسیٰ سے جواب لے کیوں کہ وہ ہارونؑ کی فصاحت سے واقف تھا اور موسیٰؑ کی لکنت سے ۔ سلہ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا مخلوق خدا میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ اسے ایسی شکل عطا نہ فرمائے کہ مذکر و مؤنث پہچانا جائے اس پر دریافت کیا گیا کہ ثُمَّ هَدٰى کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر جاندار کو جفتی کا طریقہ بتلا دیا ہے اور اس کو بھی آگاہ کر دیا ہے کہ صورت زنا کیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت جو موسیٰؑ کا جواب ہے اپنے اختصار کے سبب سے نہایت ہی بلیغ ہے کہ تمام موجودات کو خواہ کسی مرتبہ کی ہوں احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس امر پر دلالت کرنے والی ہے کہ وہ غنی قادر بذات عام طور پر انعام کرنے والا خود خدائے تعالیٰ ہے اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے وہ اپنی

ع ۲ / ۱۱

ذات میں اور اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں اس کے محتاج اور اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہیں اس جواب کا کمال اس بات سے ظاہر ہے کہ فرعون مبہوت ہو گیا اور اس کو کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ کلام کا رخ بدل دے۔ سلہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى تفسیر قمی سے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ واللہ اُولِي النُّهٰى ہم ہیں ۔ اور کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ تم میں جو سب سے بہتر ہیں وہی اُولِي النُّهٰى ہیں۔ اس پر کسی نے عرض کی یا رسول اللہ آخر وہ اُولِي النُّهٰى کون ہیں؟ فرمایا وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ جن کی ولادت پاک و پاکیزہ ہے۔ صلہ رحم کرنے والے ہیں۔ ماں اور باپ کے حق میں نیکیاں کرنے والے ہیں۔ (اس سے آگے صفحہ ۳۷۷ پر پڑھیے)

وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ○

اور ہمارے مابین صاف میدان میں مقابلہ کے لئے ایک وقت مقرر کر کہ جس کے نہ ہم خلاف کریں نہ تو۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ○ فَتَوَلَّىٰ

(موسیٰؑ نے) فرمایا تمہارے لئے وہ وقت عید کا دن ہے اور یہ کہ دن چڑھے سب لوگ جمع کر لئے جائیں۔ پس فرعون پلٹ گیا

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ○ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ

اور اپنے سب داؤں اکٹھے کئے پھر (وقت پر) آموجود ہوا۔ موسیٰؑ نے اُن لوگوں سے فرمایا تمہاری کیوں شامت آئی ہے

لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ

اللہ پر جھوٹا بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی آفت سے تمہاری بیخ کنی کر دے گا۔ اور جس نے بھی جھوٹ باندھا

مَنِ افْتَرَىٰ ○ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ○

وہ کبھی مُراد نہیں پہنچا۔ پھر وہ اپنے معاملہ میں آپس ہی میں لڑنے لگے اور اپنے مشورہ کو پوشیدہ رکھا۔

قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم

(فرعون نے اور اُس کے درباریوں نے) کہا یہ دونوں جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ○ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ

اور تمہارے عمدہ مذہب کو باطل کر دیں سو تم بھی اپنے داؤں اکٹھے کر لو

ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ○ قَالُوا

پھر پرا باندھ کر آجاؤ اور آج کے دن جو بڑھا رہا اسی نے پالا مار لیا۔ (جادوگر) بولے کہ

يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ○

اے موسیٰؑ تو اب تم ڈالتے ہو یا ہم ہی پہلے ڈالنے والے بنیں۔

قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن

(موسیٰؑ نے) فرمایا تم ہی ڈال لو پس یکایک اُن کی رسیاں اور اُن کی لکڑیاں اُن کے جادو کے زور سے ایسی معلوم ہونے لگیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ○ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ○

کہ دوڑ رہی ہیں۔ اب موسیٰؑ کو بھی اپنے دل میں کچھ خوف معلوم ہوا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ○ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

ہم نے کہا کہ ڈرو نہیں غالب تو تم ہی رہو گے۔ اور جو کچھ تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اُسے ڈال دو

تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ

کہ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ اُسے ہڑپ کر جائے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگر کی کرتب ہی تو ہے۔ اور جادوگر

(بقیہ حواشی ۳۷۶) فقرا کی۔ پڑوسیوں کی اور یتیموں کی خبرگیری کرنے والے ہیں۔ لوگوں کو کھانے کھلاتے ہیں۔ تمام عالم میں سلامتی پھیلاتے ہیں اور جب سب لوگ غافل سوتے ہوں وہ نماز پڑھتے ہیں ۱۲ ۔ **سے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ** کا ذیل میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجدیتا ہے کہ وہ اُس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے چنانچہ وہ فرشتہ لاکر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اس میں دفن نہ ہو جائے ۱۲

**حواشی صفحۂ ھٰذا سلہ** فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی نہج البلاغۃ میں ہے کہ موسیٰؑ اپنی ذات کے لئے نہیں ڈرتے تھے بلکہ خوف ان کو یہ تھا کہ کہیں جاہل غالب نہ آجائیں۔ اور گمراہی نہ پھیل جائے۔ احتجاج طبرسی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ موسیٰؑ نے جس وقت اپنا عصا ڈالا تھا اور دل ہی دل میں ڈرتے تھے اور یہ دُعا کی تھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اٰمَنْتَنِیْ (یا اللہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے محفوظ رکھیو) اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی

۱۲

حَيْثُ اَتٰى ○ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ

جہاں بھی سامنے آئے کامیاب نہ ہوگا۔ پس وہ سب (جادوگر) مجبوراً سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے کہ ہم ہارونؑ و

مُوْسٰى ○ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

موسیٰؑ کے رب پر ایمان لائے (فرعون نے) کہا کہ قبل اس کے کہ میں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے (معلوم ہوتا ہے کہ) یہی تم

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

سب کا گرو ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تو اب میں تمہارے مقابل کے ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا اور

خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ

تم کو کھجور کے درختوں پر دار پر کھنچوا دوں گا اور یہ تم کو علم ہی ہو جائے گا کہ ہم میں سے

اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ○ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ

کونسا زیادہ سخت اور زیادہ پائیدار عذاب دینے والا ہے۔ (جواب میں جادوگر) بولے کہ موسیٰؑ جو کھلے معجزے لائے اس کے مقابلہ میں

الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ

اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس کے برخلاف ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے پس (اے فرعون) تو جو کچھ حکم دینے والا ہے دیدے تو فقط

هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۭ ○ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ

اسی دنیا کی زندگانی ہی میں تو حکم چلا سکتا ہے۔ ہم اپنے پروردگار پر تو اس لئے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو اور

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○ اِنَّهٗ مَنْ

جس جادو کے کرنے پر تو نے ہم کو مجبور کیا تھا اس کو بخش دے۔ اور اللہ سب سے بہتر اور (ثواب دینے کے لئے) سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے

يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○

یہ یقینی بات ہے کہ جو اپنے پروردگار کی حضور میں گناہگار ہو کر آئے گا جہنم اس کے لئے ضرور ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ جیئے گا۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ

اور جو اس کی حضور میں مومن ہو کر آئے گا جس نے نیک عمل (بھی) کئے ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اعلیٰ درجے ہیں (یعنی) ہمیشہ کی جنتیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○ ع وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ

اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور جو پاک رہے اُس کی جزا یہی ہے۔ اور ضرور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰٓى ۵ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي

موسیٰؑ کو وحی فرمائی تھی۔ کہ میرے بندوں کو (راتوں رات) لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں خشک رستہ بنالو

---

١ ط

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا لفظی معنی یہ ہیں کہ جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے۔ مطلب یہ ہے کہ جب موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا اور وہ اُن کی رسیوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا تو جادوگر یہ سمجھ گئے کہ موسیٰؑ کا کام جادو نہیں ہے بلکہ وہ خدائے تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ ہے اور اُن کے اسی سمجھنے نے ان کو خدا کی حضور میں منہ کے بل سجدہ میں ڈال دیا تاکہ جو کچھ وہ کر چکے تھے اس کی تو معافی ہو جائے اور جو کچھ دیکھ چکے تھے اُس کی عظمت کا اظہار ہو ١٢

٢ ط وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ

الجامع میں روایت کی گئی ہے کہ ان جادوگروں نے (موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے سے پہلے) فرعون سے یہ کہا تھا کہ ہمیں موسیٰؑ کو سوتے ہوئے دکھلا دے۔ چنانچہ دکھلائے تو انہوں نے موسیٰؑ کو اس حالت میں پایا کہ اُن کا عصا اُن کی حفاظت کر رہا تھا۔ اسی وقت جادوگروں نے کہا کہ یہ جادو نہیں ہے۔ اس لئے کہ جادوگر جب سو جاتا ہے تو اُس کا جادو باطل ہو جاتا ہے۔ مگر فرعون کسی طرح نہ مانا اور اُس نے اُن کو مقابلہ کرنے پر مجبور کیا ١٢

ع ٢٢ ١٢

١٢

الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

کہ تم کو گرفتار ہو جانے کا اندیشہ اور ڈر نہ رہے۔ پھر فرعون نے

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ○ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ

اپنے لشکر سمیت اُن کا پیچھا کیا اور دریا نے اُن (فرعون اور فرعون والوں کو) اپنی موجوں میں لپیٹ لیا اور اس طرح فرعون نے

قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ○ يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ

اپنی قوم کو بھٹکا دیا اور اُن کا رہنما نہ بنا۔ اے اولادِ اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمنوں سے یقیناً نجات دی

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ

اور مبارک پہاڑ طور کے برابر تم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور (صحرا میں) تم پر منّ و سلویٰ نازل کیا

السَّلْوٰى ○ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

(اور یہ حکم دیا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے پاک چیزیں کھاؤ اور اس کے بارے میں سرکشی نہ کرو

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ

ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوگا وہ یقینی

هَوٰى ○ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

ہلاک ہو جائے گا۔ اور میں اُس کے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر

اهْتَدٰى ○ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ○ قَالَ هُمْ اُولَآءِ

ہدایت یافتہ بھی ہو ضرور بخشنے والا ہوں اور اے موسیٰؑ تم کو تمہاری قوم سے کس چیز نے آگے بڑھا دیا۔ عرض کرنے لگے کہ وہ تو یہی

عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○ قَالَ فَاِنَّا قَدْ

میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے پروردگار میں تو اس لئے جلدی کر کے تیری حضور میں حاضر ہوگیا کہ تو خوشنود ہو جائے۔ فرمایا تو ہم نے

فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ○ فَرَجَعَ

تمہارے بعد تمہاری قوم کی آزمائش کی ہے اور سامری نے اُن کو بہکا لیا ہے۔ پس موسیٰ نے

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے آئے۔ (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا؟ کیا تم کو گئے ہوئے کچھ بہت عرصہ گزر گیا تھا یا تم نے چاہا کہ

يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ○ قَالُوْا مَآ

تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ وہ بولے کہ

۵۱ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ابنِ طاؤس علیہ الرحمۃ نے تفسیر کلبی سے بروایت عبد اللہ ابن عباس نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولِ خدا کو فرعون اور اس کی قوم کا حال جو سنایا ہے اس میں یہ بھی تھا کہ اس نے اپنی قوم سے یہ کہا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (میں تمہارا ایسا پروردگار ہوں جو سب پر غالب ہوں) اور جس وقت وہ موسیٰؑ کے تعاقب میں سمندر کے کنارے پہنچا اور اس میں خشک راستے بنے ہوئے پائے تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ سمندر کو دیکھتے ہو یہ میرے ہی خوف سے تو سوکھ گیا۔ انہوں نے راستے بنے ہوئے دیکھے تو اُس کے قول کی تصدیق کی اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى (اس قصہ کا تمام سورۂ شعراء میں آئے گا)

۵۲ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے کیسی شرط لگا دی ہے کہ توبہ اور ایمان و عمل صالح اس کو کچھ نفع نہ دے گا جب تک کہ ہدایت یافتہ نہ ہو۔ واللہ اگر کوئی شخص کوشش کر کے عمل کرے تب بھی وہ قبول نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ راہ پایا ہوا نہ ہو۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ میں قربان جاؤں کس کی راہ پایا ہوا نہ ہو؟ فرمایا ہماری۔ المجالس میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ سے ایک حدیث میں یہ فرمایا کہ یا علیؑ جو تمہاری راہ سے بھٹک گیا وہ یقیناً گمراہ ہو گیا اور جس نے تم تک اور تمہاری ولایت تک راہ نہ پائی وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہ پہنچے گا اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى پھر آنحضرتؐ نے تفسیراً فرمایا۔ یعنی اِلٰى وِلَايَتِكَ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم نیک نہ ہو گے جب تک کہ معرفت حاصل کرو اور معرفت نہ پاؤ گے جب تک کہ تصدیق نہ کرو اور تصدیق نہ کرو گے جب تک کہ چاروں دروازوں کو تسلیم نہ کرو کہ ان میں سے پہلا بغیر آخر کے بیکار ہے۔ اصحاب ثلثہ یعنی تینوں دروازے والے گمراہ بھی ہوئے اور بڑی سرگردانی میں جا پڑے۔ اللہ تو صرف عمل صالح کو قبول کرے گا اور وہ قبول کرنا بھی اس پر

اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ

ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا بلکہ (واقعہ یوں پیش آیا کہ) قوم فرعون کے زیوروں کے کئی بوجھ ہم پر

فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ ۞ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا

لادے گئے تھے جن کو ہم نے لاکر آگ میں ڈال دیا اور ایسا ہی سامری نے بھی کیا۔ پھر اس نے (انہی پگھلے ہوئے زیوروں سے) سب کے

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۙ فَنَسِىَ ۝

دیکھتے دیکھتے ایک بچھڑا بنا دیا یعنی ایک جسد تھا جس میں گائے کی سی آواز تھی۔ پس بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰؑ کا بھی

اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا

معبود ہے پس موسیٰؑ بھول کر (طور پر چلے) گئے ہیں بھلا وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ بچھڑا ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا اور نہ اُن کے ضرر کا اختیار رکھتا

نَفۡعًا ۝ وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا

تھا اور نہ نفع کا۔ اور ہارونؑ نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم

فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا

تمہاری اس بچھڑے کے ذریعہ سے آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا پروردگار رحمٰن ہے پس تم میری پیروی کرو اور

اَمۡرِىۡ ۝ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا

میرے حکم کو مانو۔ (جواب میں) انہوں نے کہا تھا کہ اب تو ہم اسی کی عبادت کریں گے جب تک کہ موسیٰؑ ہمارے پاس پلٹ کر

مُوۡسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا ۝ اَلَّا

نہ آئیں۔ (موسیٰؑ نے) کہا اے (بھائی) ہارونؑ جب تم نے ان کو بہکتے دیکھا تھا تو تم کو کیا چیز مانع تھی کہ

تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ اَمۡرِىۡ ۝ قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ

تم نے میری پیروی نہ کی۔ کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ انہوں نے کہا کہ اے میری ماں جائے آپ میرے سر و ریش کو نہ پکڑیں

وَلَا بِرَاۡسِىۡ ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِىۡۤ

(یعنی سرتاپا مجھی کو الزام نہ دیں) مجھے تو یہ اندیشہ رہا کہ کہیں آپ یہ نہ فرمائیں کہ تونے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی

اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ ۝ قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِىُّ ۝

اور میری بات کا پاس نہ کیا۔ (موسیٰؑ نے) پوچھا کہ اے سامری یہ تیری کیا حرکت ہے؟

قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ

اُس نے عرض کی کہ میں نے اُسے دیکھا تھا جسے ان لوگوں نے نہیں دیکھا پس میں نے اُس (خدا کے) پیک کے قدم کے نیچے کی ایک مٹھی

الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ ۝ قَالَ

(خاک) لے لی تھی وہ میں نے اس بچھڑے میں ڈال دی تھی اور میرے دل میں یہی سما گئی تھی۔ (موسیٰؑ نے) فرمایا

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت کے راستوں سے خبردار کر دیا ہے اور اُن کے لئے اُن راستوں میں مینار قائم کر دیئے ہیں اور اُن کو یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ اُن راستوں پر کیوں کر چلیں چنانچہ فرمایا ہے وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى اور فرمایا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ (اس کے ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۳ سطر ۸) پس جو خدا سے اس کے بارے میں ڈرے گا جس کی بابت خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کی حضور میں اس طرح جا سکے گا کہ محمد مصطفےٰ جو کچھ لائے ہیں اُن سب پر ایمان رکھتا ہو گا

ع ۱۳ ۱۲ ۱۴

لوگ تو راہِ راست سے بہت دور جا پڑے اور قبل اس کے کہ اُن کو راہ ملی ہو مر گئے اور گمان یہی کرتے رہے کہ ہم مومن ہیں حالانکہ وہ اس حیثیت سے شرک کرتے رہے کہ کچھ نہ سمجھے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص گھروں میں اُن کے دروازوں سے آیا وہ تو پہنچا اور جس نے دروازوں کو چھوڑ دیا وہ ہلاکت کے راستہ پر چلا۔ اللہ نے اولوالامر کی اطاعت کو اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پس جس نے اولوالامر کی اطاعت چھوڑ دی اس نے نہ اللہ کی اطاعت کی اور نہ اُس کے رسول کی اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا اس سے یہ ثابت ہے (قول مترجم) حدیث مذکورہ بالا میں چار دروازوں سے مراد ہے ترک شرک سے توبہ۔ وتصدیق خدا پر ایمان۔ عمل صالحہ بجا لانا۔ حجت ہائے خدا تک راہ پا لینا جیسا کہ اسی حدیث میں بیان ہوا اور اصحاب ثلاثہ سے اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے حجت ہائے خدا کی تو راہ نہ پائی اور سارے پاپڑ بیلے۔''

حواشی صفحہ هذا

ولَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ تفسیر

* موسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی کہ ہم نے تمہاری غیبت میں تمہاری قوم کی آزمائش کی اور سامری نے اُن کو گمراہ کر دیا اور ان سب نے ایک ڈکراتا ہوا بچھڑا پوجا۔ موسیٰؑ نے عرض کی پروردگارا بچھڑا تو سامری نے بنایا مگر آواز اس میں کس نے پیدا کی جب ہم نے دیکھا کہ وہ ہم سے روگردان ہو کر بچھڑے کی طرف مائل ہو گئے (باقی صفحہ ۳۸۱ پر)

قمی میں ہے کہ حضرت ہارونؑ کے اس قول کے جواب میں بنی اسرائیل ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ پس حضرت ہارونؑ ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ موسیٰؑ نے چالیس شبیں پوری کیں اور جب ذی الحجہ کی دسویں آئی تو خدائے تعالیٰ نے ان پر لوحیں نازل کیں جن میں توریت بھی تھی اور تمام وہ احکام بھی جن کی ضرورت ہوتی خواہ عبر سے متعلق ہوں یا قصص سے۔ پس خدائے تعالیٰ نے

فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ

نکل جا تیری سزا یہ ہے کہ جب تک جیتے یہی کہتا رہے کہ مجھے نہ چھونا اور

لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهُ ۖ وَانْظُرْ إِلٰى إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

تیرے لئے ایک وعدہ گاہ ہے جس کے خلاف نہیں کیا جائے گا۔ اور لے اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کی عبادت کی طرف تو

عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ○

مائل تھا۔ ہم ضرور اس کو بھسم کر دیں گے پھر اس کا ذرہ ذرہ کرکے دریا میں ڈال دیں گے۔

إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ

سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا معبود ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ اپنے علم سے ہر شئے پر

عِلْمًا ○ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ

حاوی ہے۔ اسی طرح ہم ان واقعات کی خبریں جو پہلے گزر چکے ہیں تم کو سناتے ہیں۔ اور

آتَيْنَاكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ○ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ

ہم نے ہی اپنے پاس سے تم کو قرآن عطا کیا ہے۔ جو اس سے روگردان ہوگا قیامت کے دن وہی ایک (بھاری)

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بوجھ لادے ہوئے آئے گا۔ ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے اور قیامت کے دن اُن کا یہ وبال بہت ہی

حِمْلًا ○ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

برا ہوگا۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہگاروں کو ہم نیلی آنکھوں کے ساتھ

زُرْقًا ○ يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ○ نَحْنُ

محشور کریں گے۔ جو چپکے چپکے آپس میں یہ کہتے ہوں گے کہ (دنیا میں یا قبر میں) تم کوئی دس دن رہے ہوگے۔ جو باتیں

أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ إِذْ يَقُوْلُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ

یہ لوگ کریں گے ہم اس سے خوب واقف ہیں کہ جو ان میں سے زیادہ واقف کار اور رو براہ ہوگا وہ یہ کہے گا کہ (نہیں جی،) تم بہت

إِلَّا يَوْمًا ○ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ

ٹھہرے ہوگے تو ایک ہی دن۔ اور یہ لوگ تم سے پہاڑوں کا حال دریافت کرتے ہیں تم یہ کہہ دو کہ میرا پروردگار ان کو

نَسْفًا ○ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ○ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ

ذرہ ذرہ کر دے گا۔ پھر اُن کی جگہ چٹیل میدان کر دے گا۔ جس میں نہ تم موڑ دیکھو گے اور

لَا أَمْتًا ○ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ

نہ کوئی ٹیلا ٹیکرا۔ جس دن وہ سب ایک بلانے والے کے پیچھے چلے جائیں گے جس سے کوئی عدول نہ کرے گا۔ اور

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) تو ہم نے چاہا کہ اُن کی آزمائش کر اور بڑھا دیں (اس لئے آواز پیدا کر دی) ۱۲ ۵۲ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بچھڑا پوجنے میں حضرت ہارونؑ کا کوئی قصور نہ تھا تو حضرت موسیٰؑ نے اُن کو سرا پا الزام کیوں دیا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ہارونؑ ان کو چھوڑ کر نہ چلے گئے اور حضرت موسیٰؑ سے جا ملے اس لئے کہ اگر وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے تو ان پر فوراً عذاب نازل ہوتا۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے فرمایا مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوْا ○ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِيْ ○ اور انہوں نے معقول جواب دیا إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ اور وہ قول حضرت موسیٰؑ کا یہ تھا اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ۹ رکوع نمبر ۶ میں دیکھئے)

حواشی صفحہ ھذا ۵۱ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ تفسیر صافی میں ہے کہ سامری اس خوف سے لوگوں کو چھونے سے منع کرتا تھا کہ اگر کوئی اُسے چھو دیتا تو اُسے بھی بخار آ جاتا تھا اور چھونے والے کو بھی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ سامری جب تک زندہ رہا اس وقت تک اُس کی ذات کے لئے اور بعد میں اس کی اولاد کے لئے یہ علامت قائم ہو گئی کہ وہ یہ کہا کریں لَا مِسَاسَ (چھونا نہیں) تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہ سامری ہیں اور کوئی ان سے دھوکا نہ کھائے وہ لوگ اس وقت تک مصر و شام میں لَا مِسَاسَ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ اسے قتل نہ کرو اس لئے کہ یہ مرد سخی ہے ۱۲ ۵۲ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور عرب کے نزدیک آنکھوں کا سب سے بدتر رنگ نیلا ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ وہ اندھے ہوں گے اور ایک مطلب یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی ۱۲ ۵۳ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ تفسیر مجمع البیان

ع ۵ ۱۵ ۱۴

خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ

خوف خدا سے آوازیں پست ہو جائیں گی پس تم کو کچھ کھسر پھسر ہی سنائی دے گی۔ عام طور پر اس دن

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ

کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کو (خدائے) رحمٰن نے اذن دے دیا ہو اور جس کی بات پسند

قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ

فرمائی ہو۔ وہ ان کے گذشتہ اور آئندہ سے واقف ہے اور یہ اس کے علم کا احاطہ نہیں

بِهِ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ

کر سکتے۔ اور اس ہمیشہ قائم رہنے والے زندہ کے سامنے سب کے سب جھک گئے اور جو ظلم کے بارسے لدا ہوا آیا

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

وہ یقیناً ناکام ہو گیا۔ اور جو شخص مومن ہونے کی حالت میں کوئی نیکی کرے گا

فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا

تو کسی کمی اور نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن

عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اتارا ہے اور اس میں بار بار خوف دلایا ہے تاکہ وہ باز رہیں یا یہ ان کے لئے

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ

نصیحت تازہ کرے۔ پس خدا بادشاہ برحق برتر ہے اور تم قرآن کے پڑھنے میں

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي

قبل اس کے کہ اس آیت کی وحی پوری ہو چکی ہو جلدی نہ کیا کرو۔ اور یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار میرا

عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ

علم بڑھا دے۔ اور آدم کو ہم نے پہلے ہی ایک حکم دیا تھا پس وہ اس کو بھول گئے اور

ع ۱۱ ۱۵ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

ہم نے ان میں پختگی نہ پائی۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کو

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ۝ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ

سجدہ کرو پس سوائے ابلیس کے سب ہی نے سجدہ کیا وہ منکر رہا۔ پس ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم یہ

لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ۝ إِنَّ

تمہارا اور تمہاری زوجہ کا یقینی دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے۔ پھر

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) جس میں کچھ نشیب ہو۔ اور صفصف سے مراد وہ چٹیل زمین ہے جس پر گھاس پھونس نہ ہو ۱۲

حواشی صفحہ ھذا۔ لہ خشعت الاصوات للرحمن تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالٰے کل آدمیوں کو ننگے بدن اور ننگے پاؤں ایک جگہ جمع کرے گا۔ اور وہ تخمیناً پچاس برس اسی میدان میں کھڑے رہیں گے جہاں ان کو سخت پسینہ آئے گا اور دم لینا دشوار ہو جائے گا اور یہ خدائے تعالٰے کے اس قول سے ثابت ہے وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا پھر ایک منادی عرش کی طرف سے ندا دے گا کہ نبی امی کہاں ہیں؟ لوگ عرض کریں گے کہ ان کا نام صاف لیا جائے تو پھر یہ ندا دی جائے گی کہ نبی رحمت محمد ابن عبداللہ امی کہاں ہیں تو جناب رسول خدا کل آدمیوں کے آگے آگے اس حوض تک پہنچیں گے جس کا طول اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایلہ اور صنعا کے مابین کا فاصلہ سوائے آنحضرت وہاں کھڑے ہو جائیں گے پھر تمہارے آقا کو آواز دی جائے گی پس علی مرتضیٰ کل آدمیوں سے آگے ہو کر جناب رسول خدا کے برابر کھڑے ہو جائیں۔ پھر لوگوں کو گزرنے کی اجازت دی جائے گی۔ پس کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جن کو حوض پر آنے کی اجازت دی جائے گی اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو روک دیئے جائیں گے۔ جس وقت جناب رسول خدا یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہمارے دوستوں میں سے بعض کو روک دیا گیا تو آنحضرت گریہ فرمائیں گے اور عرض کریں گے کہ پروردگار میں دیکھتا ہوں کہ علی مرتضیٰ کے بعض شیعوں کو بھی حوض پر وارد ہونے سے روکا گیا ہے اور جہنمیوں کی طرف کر دیئے گئے۔ اس وقت خدائے تعالٰی ایک فرشتہ کو بھیجے گا وہ آکر عرض کرے گا کہ یا رسول اللہ خدائے تعالٰی یہ فرماتا ہے کہ میں کل شیعیان علی کو آپ کے حوالے کرتا ہوں اور بوجہ اس کے کہ وہ آپ سے اور آپ کی عزت سے محبت رکھتے تھے ان کے کل گناہوں سے درگزر کرتا ہوں اور ان کو آپ کے ساتھ اور آپ کی عزت کے ساتھ ملائے دیتا ہوں اور ان کو آپ کے زمرے میں محسوب کئے دیتا ہوں۔ پس آپ ان کو اپنے پاس حوض پر بلالیں۔ سید امام نے فرمایا کہ اس وقت

لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ○ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا

تم تکلیف میں پڑ جاؤ حالانکہ اب تمہیں یہ بات حاصل ہے کہ نہ تم اس جنت میں بھوکے رہتے ہو اور نہ ننگے

وَلَا تَضْحَىٰ ○ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ

اور نہ اس میں کبھی پیاسے ہوتے ہو اور نہ دھوپ کھاتے ہو۔ اب شیطان نے چپکے چپکے دل میں ڈالا اور یہ کہا کہ اے آدمؑ کیا

أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ ○ فَأَكَلَا مِنْهَا

میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی کا درخت بتاؤں اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو۔ پس دونوں نے اس میں سے کچھ کھالیا

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ

پس اُن کی شرمگاہیں ان پر ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں جنت کے پتے اپنے بدن پر لپیٹنے لگے

الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ○ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ

اور آدمؑ نے اپنے رب کے خلاف کیا لہذا ناکام رہے۔ پھر ان کے پروردگار نے ان کو منتخب کرلیا اور اُن کی توبہ

عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ○ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

قبول کرلی اور راہ راست بتلادی۔ فرمایا اب تم دونوں اس میں سے ایک ساتھ چلے جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

دشمن رہوگے۔ پھر جب میری ہدایت تمہارے پاس آئے اس وقت جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ○ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ

پس نہ وہ بہکے گا اور نہ بدبخت رہے گا۔ اور جو میری نصیحت سے رُوگردان رہے گا پس

لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ○ قَالَ رَبِّ لِمَ

اُس کی زندگی بھی تنگی میں بسر ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار

حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ○ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ

تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا۔ خدائے تعالیٰ فرمائے گا ایسے ہی تو تو نے کیا تھا

آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ○ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي

یعنی جب ہماری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو تو نے ان کو بھلا دیا تھا اور آج کے دن اسی طرح تو بھی اسی حالت میں چھوڑ دیا جائیگا

مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

اور جو شخص زیادتی کرے اور اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان نہ لائے ہم اس کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب

أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ○ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ

زیادہ سخت اور زیادہ پائیدار ہے۔ کیا اس نے اُن کو بتا نہیں دیا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنے زمانے (والے) ہلاک کردیئے

(بقیہ صفحہ ۳۸۲) اور ہمارے ساتھ تھے اور وہی ہمارے حوض پر وارد ہوں گے قولِ مترجم۔ ابرار اور صغار ملک یمن کے دو شہر ہیں ۱۲ صفحہ ۳۸۲ کے اس سے نگلے حواشی منیرہ میں پڑھیے)

حواشی صفحہ ہذا

سلہ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس درخت کے پاس جانے کی ممانعت تھی گو اس کے پھل کھانے کی ممانعت نہ تھی تاہم مقتضائے احتیاط یہی تھا کہ نہ کھاتے پس جب آدمؑ نے کھا لیا تو خلاف احتیاط یا ترک اولیٰ ہوا۔ اسی کے نتیجہ کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَغَوَىٰ عوام الناس اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ معاذ اللہ گمراہ ہو گئے لیکن تفسیر اہلبیت سے ثابت ہوا کہ اُن کا مقصود جو تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ اس لئے کہ اس پھل کے کھانے سے تو بہشت میں دوام و خلود حاصل کرنا چاہتے تھے بجائے اس کے وہ اس بہشت سے نکالے گئے ۱۲

سلہ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي کافی میں خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ ذِکری سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب ہے۔ سلہ فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ یہ آیت ناصبیوں کے لئے ہے کسی نے عرض کی کہ ہم نے تو ان کو دیکھا ہے کہ بعض ان میں سے لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں اور مرتے دم تک ان کی روزی میں کبھی کمی نہیں آتی۔ فرمایا ایسا ہی ہے مگر زمانہ رجعت میں وہ پاخانہ کھائیں گے ۱۲

سلہ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں اندھے سے مراد آخرت میں تو آنکھوں کا اندھا اور دنیا میں ولایت جناب امیر المومنین کی طرف سے دل کا اندھا قیامت کے دن وہ پریشان ہو کر عرض کرے گا رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ لہذا جواب ملے گا کہ ہماری نشانیاں یعنی آئمہ آئے تھے تو تو نے ان کو بھلا دیا تھا۔ یعنی نہ اُن کا قول سنتا تھا اور نہ اُن کے حکم کی اطاعت کرتا تھا یعنی اُن کو چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی جہنم میں چھوڑ دیا جائے گا ۱۲

سلہ مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ مَنْ أَسْرَفَ یعنی کسی دوسرے کو ولایت امیر المومنینؑ میں شریک کرلیا اور وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ

[illegible]

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ ع

(جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں) بیشک سمجھداروں کے لئے اسی میں نشانیاں موجود ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات کی پہل اور ایک وقت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا تو

مُّسَمًّى ؕ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

عذاب ضرور آتا۔ پس اب یہ جو کچھ کہیں اُسے برداشت کرلو اور سورج نکلنے سے پہلے

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو۔ اور رات کی گھڑیوں میں

وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

اور دن کے اوقات میں اس کی پاکی بیان کیا کرو تاکہ تم خوش رہو۔ اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزوں سے ہم نے کفار کے

مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ

مختلف گروہوں کو اس غرض سے نفع پہنچایا ہے کہ ہم ان کی اس میں آزمایش کریں۔ تم اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھنا۔

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ

اور تمہارے پروردگار کا عطیہ سب سے اچھا اور پایدار ہے۔ اور اپنے اہل بیت اور امت کو نماز کا حکم دو اور

اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ

خود بھی اس کے پابند رہو۔ ہم تم سے کچھ کھانے کو تو نہیں مانگتے۔ ہم تو خود تم کو سب کچھ دیتے ہیں۔ اور انجام

لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ

پرہیزگاری ہی کا اچھا ہے۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ یہ اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا ان کے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ

پہلی کتابوں میں جو کچھ ہے اس کی شہادت نہیں آچکی۔ اور اگر ہم اُن کو رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک

قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی رسُول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے

مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

پہلے پہلے تیرے احکام کی پیروی کرتے۔ تم کہدو کہ ہر ایک منتظر ہے سو تم بھی انتظار کرو۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝ ع

عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں۔

ع ٧ ١٣ ١٦

ف٧ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا
الخصال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمہ یہ بات لازم ہے کہ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے دس دس مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط (سوائے خدائے یکتا کے جس کا کوئی اور شریک نہیں کوئی معبود نہیں ہے ہر قسم کا اختیار اسی کو ہے اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے وُہی جلاتا ہے اور وُہی مارتا ہے اور وہ خود ایسا زندہ ہے جس کو کبھی موت نہ آئے گی۔ ہر طرح کی خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے) ۱۲

ف٢ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسُولِ خدا سیدھے ہو بیٹھے اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کے تسلی دلانے سے تسلی نہ پائے گا اُس کی زندگی دنیا کے بارے میں افسوس ہی کرتے کرتے تمام ہو جائے گی۔ اور جو شخص لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اُسی پر نظر ڈالا کرے گا تو اس کا رنج و غم بڑھتا رہے گا اور اس غیظ و غضب کبھی کم نہ ہوگا اور جو شخص کھانے پینے کے سوا اور نعمتیں خدا کی جو اُسے ملی ہوئی ہیں نہ پہچانے گا اس کی عمر کم ہوجائے گی اور عذاب قریب آ لگے گا ۱۲

ع ٨ ٧ ١٧

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

آیاتها ۱۱۲ | حروفها ۵۱۵۴ سُورَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ کلماتها ۱۱۸۷ | رکوعاتها ۷

(سورۂ انبیاء مکّہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○

کل آدمیوں کے لئے اُن کے حساب کا وقت قریب آپہنچا حالانکہ وہ ابھی غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ

کوئی نئی نصیحت اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر یہ کہ وہ اُسے کان لگا کر سنتے ہیں اور (پھر)

يَلْعَبُوْنَ ○ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ

اُس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ دل اُن کے کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ (اور یہ کہتے ہیں کہ)

ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ

یہ رسول ہے ہی کیا؟ یہ تم ہی جیسا تو آدمی ہے۔ کیا تم کھلی آنکھوں جادو کے پاس

اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ز

آتے ہو۔ رسول نے فرمایا میرا پروردگار آسمان اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ م بَلِ افْتَرٰىهُ

اور وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ یہ پریشان خیالات ہیں بلکہ اُس نے

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ ج فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ مَآ

اپنے دل سے جوڑ کر بنا لیتا ہے بلکہ وہ ایک شاعر ہے (اگر ایسا نہیں ہے تو) وہ ویسا ہی ایک معجزہ کیوں نہیں لے آتا جیسے معجزے

اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَمَآ

(دے کر) پہلے بھیجے گئے تھے۔ ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا وہ تو ایمان لائے نہیں تو کیا یہ ایمان لائیں گے؟ اور

اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو یاد والوں سے

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ

(یعنی آلِ رسولؐ سے) پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہ بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ

اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے اپنے وعدۂ (عذاب) کو جو اُن سے کیا تھا سچ کر دکھایا

ع ۱ ۱۷

۱ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مُراد ہے کہ قیامت بھی قریب آگئی اور ساعت بھی اور حساب بھی۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قرب کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت جناب رسول خداؐ کی بعثت بھی تھی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت کا آنا ایسا ہی متصل ہے جیسے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی۔ الجرائح میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ دنیا کا خاتمہ بہت ہی جلد ہو گیا اب اُس میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے مگر اتنا ہی جیسے ایک برتن ڈھلک جائے اور اس میں جو چیز ہو وہ گر جائے۱۲

۲ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ کفار کی مراد اس قول سے یہ تھی کہ جب یہ تم جیسا آدمی ہے تو اپنے دعوٰی رسالت میں سچا نہیں کیونکہ اُن کا اعتقاد تھا کہ رسول تو سوائے فرشتہ کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اس اعتقاد کا ظاہر نتیجہ یہ لگا لیتے تھے کہ جو معجزات آنحضرتؐ سے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب جادو ہیں۔ پس آنحضرتؐ کے سامنے تو انکار کر دیتے تھے اور چپکے چپکے ایسے مشورے کرتے تھے کہ جن سے کارِ دین کو خراب کر دیں اور عام آدمیوں کو اس دین کی خرابی باور کرا دیں۔

۳ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ اس سے اُن کا مطلب ایسے معجزات ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے دکھلائے تھے۔ مثلاً ید بیضا، پھر عصا کا اژدہا بن جانا۔ اور مادرزاد اندھوں کو اچھا کر دینا اور مُردوں کا زندہ کر دینا۔

۴ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کیوں کر ایمان لائیں گے حالانکہ ان سے پہلے والے معجزات پر ایمان نہ لائے اور ہلاک ہو گئے۔

۵ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ ہمارے ہاں کچھ ایسے آدمی ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ خدا کے اس قول فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ ان کو اپنے دین کی دعوت دیتے رہتے ہیں پھر اپنے دست اقدس سے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اہل ذکر ہم ہیں اور ہر چیز ہم سے دریافت کی جا سکتی ہے۱۲

وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ○ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ

پھر خود ان کو اور جس جس کو ہم نے چاہا نجات دے دی اور زیادتی کرنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ (اے قوم قریش) ہم نے یقیناً

كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

ایک کتاب تمہاری طرف نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اور ہم نے کتنی ہی بستیاں جو

قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○

نافرمان تھیں اجاڑ دیں اور ان کے اجاڑنے کے بعد اور اور لوگ پیدا کر دیئے۔

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○ لَا تَرْكُضُوْا

پھر جس وقت انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا تو لگے وہاں سے تیز تیز بھاگنے۔ (تو ہم نے ان سے کہا) اب تیز نہ بھاگو

وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور جہاں تم کو آسائش ملا کرتی تھی اس مقام کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف لوٹ کر جاؤ تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے

تُسْئَلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فَمَا زَالَتْ

وہ بولے کہ ہائے خرابی ہماری ہم تو یقیناً نافرمان تھے۔ پس وہ برابر

تِلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ○ وَمَا

یہی بکا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو مار کر کٹی ہوئی کھیتی کا سا ڈھیر لگا دیا۔ اور

خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○

ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا۔

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ ق اِنْ

اگر ہم کوئی کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف سے (اپنی شان کے موافق) کرتے بشرطیکہ

كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

ہم کو ایسا ہی کرنا ہوتا۔ بلکہ ہم تو حق کو باطل پر غالب کر دیتے ہیں پس وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○ وَلَهٗ مَنْ

پھر یکایک وہ باطل کافور ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے جو کچھ تم بیان کرتے ہو افسوس ہے۔ اور جو (ذوی العقول)

فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

آسمانوں اور زمین میں ہیں اسی کے ہیں۔ اور اس کی حضور میں ہیں نہ اس کی عبادت سے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ○ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ

سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (اور)

سلہ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بستیوں کے رہنے والے ظالموں کی جو گت بنائی اس کا ذکر تم کو اپنی کتاب میں سنا دیا جیساکہ فرمایا وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً ع ۱۰ یہاں قریہ سے مراد اہل قریہ ہیں جیساکہ بعد کے حصۂ آیت وَاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ سلہ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَا کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے تو وہ بنی امیہ کی گرفتاری کے لئے ملک شام کی طرف لشکر بھیجیں گے تو بنی امیہ بھاگ کر روم کی طرف چلے جائیں گے۔ روم والے ان کو اپنے یہاں آنے سے انکار کر دیں گے۔ جب تک کہ وہ سب عیسائی نہ ہو جائیں چنانچہ وہ سب اپنے اپنے گلو میں صلیبیں لگا کر داخل ہوں گے۔ اور جب حضرت کے اصحاب روم میں پہنچیں گے تو روم والے امان کے اور صلح کے طالب ہوں گے۔ اس وقت اصحاب حضرت یہ کہیں گے کہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے جب تک کہ بنی امیہ کو ہمارے حوالے نہ کر دو چنانچہ وہ حوالے کر دیں گے۔ قول خدائے تعالیٰ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ کا یہی مطلب ہے یعنی بنی امیہ سے خود حضرت قائم آل محمدؐ اپنے محصورہ خزانے طلب فرمائیں گے اور جو کچھ کہیں گے وہ يٰوَيْلَنَآ سے خٰمِدِيْنَ تک ہے مطلب یہ ہے کہ تلوار سے ان کا کھیت سا کاٹ کر ڈال دیا جائے گا تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون منقول ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی ہیں جن کے الفاظ تو ماضی ہیں اور معنی مستقبل۔ یعنی جن کی تنزیل تو ہو چکی تاویل بعد میں ظاہر ہوگی ۱۲ سلہ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ المحاسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو باطل حق کے مقابل میں قائم ہوگا یہ ضرور ہے کہ حق باطل پر غالب آ جائے گا اور یہ بات خدائے تعالیٰ کے اسی قول سے ظاہر ہے نیز انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ ایک نہ ایک وقت اس پر حق نہ کھل جائے اور اس طرح کھل جائے کہ اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہ اسے قبول کرے

النَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ○ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ

اور کاہلی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین سے ایسے خدا بنا لئے ہیں جو (مُردوں کو)

هُمْ يُنشِرُونَ ○ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ

زندہ کردیں۔ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور کئی خدا ہوتے

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ○

تو یہ دونوں (کبھی کے) اُجڑ گئے ہوتے۔ پس جو جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں خدائے تعالےٰ عرش کا مالک اُن سب (باتوں سے) منزہ ہے

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ○ أَمِ اتَّخَذُوا مِن

جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی نسبت اُس سے بازپرس نہیں کی جا سکتی۔ اور اُن سے بازپرس کی جائے گی

دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن

کیا انہوں نے اسے چھوڑ کر اور خدا بنا لئے ہیں تم کہدو کہ تم اپنی (اپنی) دلیل پیش کرو۔ یہ (قرآن مجید) اُن کے لئے بھی نصیحت ہے

مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

جو میرے ساتھ ہیں اور اُن کے لئے بھی نصیحت ہے جو مجھ سے پہلے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ حق کو سمجھتے نہیں

الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن

اسی سے وہ رُوگرداں ہوتے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایک رسول بھی ایسا نہ بھیجا کہ

رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ○

اُس کی طرف ہم یہ وحی نہ کرتے رہے ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور وہ کہہ اُٹھے کہ رحمٰن نے کسی کو بیٹا بنا لیا اس کی ذات (اس تہمت سے) بری ہے بلکہ وہ تو اُس کے

مُّكْرَمُونَ ○ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ

معزز بندے ہیں۔ جو بات کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے امر کے بموجب

يَعْمَلُونَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا

عمل کرتے رہتے ہیں۔ وہ اُن کے آئندہ اور گزشتہ (سب) کا حال جانتا ہے اور وہ کسی کی

يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ

سفارش نہیں کرتے سوائے اُس کے جو اُس کو پسند ہو اور وہ اس کے خوف سے

مُشْفِقُونَ ○ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ

ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو اُن میں سے یہ کہدے کہ میں بھی اس کے علاوہ ایک معبود ہوں

ــــه لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ عالم میں صلاح و درستی پائی جاتی ہے یعنی اس کا وجود اور بقاء بھی اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ اس کا خالق اور موجد ایک ہی ہے جَلَّ جَلَالُهُ وَعَظُمَ شَانُهُ۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدا کے ایک ہونے کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا اتصال تدبیر اور کمال صنعت جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

ــــه رَبِّ الْعَرْشِ عرش سے مراد وہ چیز ہے جو تمام اجسام پر محیط ہے اور وہی محل تدبیر ہے اور تقدیر سے جو نتائج نکلنے والے ہیں اُن کے پیدا ہونے کی جگہ بھی وہی ہے۔

ــــه لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ۔ علل الشرائع میں جناب امام علی نقی سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ سوال کرے۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ جب خدائے تعالیٰ کوئی کام کرے تو اس سے بازپرس کیوں نہ کی جائے؟ فرمایا اِس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے محض حکمت و صواب ہے اور وہ متکبر و جبار واحد و قہار ہے۔ پس جس شخص کے دل میں اس کے فیصلہ سے کچھ ناراضی پیدا ہوئی وہ کافر ہوگیا اور جس نے اس کے افعال میں سے کسی کا انکار کیا وہ منکر رہا۔ جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم! تو اپنے نفس کے لئے جو کچھ چاہتا ہے اُس کے متعلق ہماری مشیت پہلے ہو چکی ہے اور جو فرض تو ادا کرتا ہے اس کے ادا کرنے کی قوت بھی ہم نے دی ہے اور نافرمانی کی قوت بھی ہماری دی ہوئی نعمت ہے ہم نے تجھ کو سُننے والا۔ دیکھنے والا اور قوت والا بنایا ہے پس جو خیر و خوبی تجھ کو پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان و تکلیف پہنچے وہ تیری ذات کی طرف سے ہے۔ اسی سبب سے ہم تیری بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں اور تو ہماری بہ نسبت بدیوں کا زیادہ مستحق ہے اور اسی وجہ سے ہم جو کچھ کرتے ہیں اُس کے متعلق ہم سے بازپرس نہیں ہو سکتی اور مخلوق سے بازپرس کی جائے گی ۔

فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَوَلَمْ

پس ایسے ہی کا بدلا تو ہم جہنم مقرر کریں گے ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ جو

يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

لوگ کافر ہو گئے ہیں کیا ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے

فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنا دیا کیا (اب بھی) وہ ایمان نہ لائیں گے؟

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا

اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیئے کہ کہیں ان کو لے کے جھک نہ جائے اور

فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ

اس میں ان کے لئے چوڑے چوڑے راستے بنا دیئے کہ وہ راہ پائیں۔ اور آسمان کو ہم نے

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

ایک محفوظ چھت قرار دے دیا۔ اور وہ ہیں کہ اس کی نشانیوں سے روگردان ہوتے ہیں۔ اور وہ وہی تو ہے

خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ

جس نے رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو پیدا کر دیا کہ وہ سب آسمان میں

يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ

تیر رہے ہیں۔ اور (دوام) تو ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے مقرر ہی نہیں کیا۔ کیا تم

مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ

مر جاؤ گے تو یہ ہمیشہ رہیں گے؟ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور

نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ

ہم آزمائش کے طور پر بدی اور نیکی سے تمہارا امتحان لیں گے۔ اور ہماری ہی طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔ اور

اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ

جس وقت وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں انہیں دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی ہی اڑاتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں)

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ

کیا وہ شخص یہی ہے جو تمہارے معبودوں کا (بدی کے ساتھ) ذکر کرتا ہے حالانکہ وہ خود ذکر خدا کے

كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ

منکر ہیں۔ انسان (گویا) پیدا جلدی سے کیا گیا ہے۔ عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا

ع ۲ / ۱۹

۲۰ کانتا رتقا ففتقنھما۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرتؑ نے سائل سے فرمایا کہ شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ آسمان اور زمین دونوں ایک دوسرے سے چپٹے ہوئے تھے۔ پھر الگ الگ ہو گئے اس نے عرض کی۔ جی ہاں۔ فرمایا خدا سے توبہ کر خدائے تعالیٰ کے اس قول کانتا رتقا کا یہ مطلب ہے کہ آسمان اس طرح بند تھا کہ اس سے پانی ہی نہیں برستا تھا۔ اور زمین اس طرح بند تھی کہ اس سے دانہ نہیں اُگتا تھا اور جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور زمین میں ہر طرح کا چلنے والا پھیلا دیا تو آسمان کو اس طرح کھول دیا کہ اس سے باران رحمت نازل فرمائی اور زمین کو اس طرح کھول دیا کہ اس سے دانے اُگنے لگے سائل نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اولاد انبیاء سے ہیں اور آپ کا علم انبیاء کا سا ہے (باقی روایتیں شیعے میں پڑھیے) ۲۱ وجعلنا من الماء کل شیء حی تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ جیسے کہ خدائے تعالیٰ دوسرے موقع پر فرماتا ہے واللّٰہ خلق کل دابۃ من ماء (اور اللہ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا) اس لئے کہ مادوں میں پانی سب سے زیادہ عظمت رکھتا ہے۔ اس جہت سے بھی کہ اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہے اور اس جہت سے بھی کہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے ہر شے کی زندگی کا سبب پانی کو قرار دیا کہ بغیر اس کے کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ ہر چیز کی نسبت پانی ہی کی طرف فرمائی اور پانی کی نسبت کسی دوسری چیز کی طرف نہیں فرمائی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے پانی کا مزہ دریافت کیا گیا تو فرمایا پانی کا مزہ زندگانی کا مزہ ہے۔

۳۴ افائن مت فھم الخالدون تفسیر قمی میں ہے کہ جب پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کو ان مصائب کی اطلاع دی جو بعد آنحضرتؐ کے ان کے اہل بیتؑ پر پڑنے والے تھے۔ تو جناب رسول خداؐ کو بہت رنج ہوا۔ پس خدائے تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتا دو کہ یہ وعدہ

صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ

کب آئے گا؟ کاش یہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں اس وقت کو جان لیتے جب کہ

عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

یہ لوگ آتشِ جہنم کو نہ اپنے منہ کی طرف سے روک سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھ کی طرف سے اور نہ اُن کی (کسی قسم کی) مدد کی جائے گی (

بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا

تو کبھی جلدی نہ کرتے) لیکن قیامت تو ان کو یکایک آ لے گی پھر وہ اُن کو مبہوت کر دے گی پس یہ نہ اُس کو ہٹا سکیں گے

وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ

اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔ اور یقیناً تم سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی گئی ہے

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

پھر جو اُن سے مسخر کیا کرتے تھے تو جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اُسی نے ان کو آ لیا۔

قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ

تم یہ کہدو کہ رات میں اور دن میں (عذاب) خدا سے تم کو بچا کون لے گا مگر وہ تو اپنے

عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم

پروردگار کے ذکر ہی سے رو گرداں ہونے والے ہیں۔ آیا اُن کے کوئی ایسے خدا ہیں جو ہمارے عذاب سے

مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا

ان کو بچا لیں؟ وہ اپنی ذات کی مدد تو کر ہی نہیں سکتے۔ اور نہ ہماری طرف سے

يُصْحَبُونَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ

ان کا ساتھ دیا جاتا ہے۔ بلکہ ہم نے اُن کو اور اُن کے باپ دادوں کو فائدہ پہنچایا یہاں تک کہ (خوشحالی میں)

الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ

اُن کی عمریں گزر گئیں۔ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو برابر اُس کے اطراف سے کم کرتے چلے آتے ہیں

أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ

کیا اب بھی وہ غالب ہیں؟ تم یہ کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں وحی کے مطابق تم کو ڈراتا ہوں

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ۝ وَلَئِن

اور بہروں کو جس وقت ڈرایا جائے تو وہ کسی کی سُنتے ہی نہیں۔ اور اگر

(بقیہ صفحہ ۳۸۸ گزشتہ) فرمایا میں بُری حالت میں پاتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ اور ایسا فرمائیں! فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ اس خیر سے مراد ہے صحت اور دولتمندی اور شر سے مراد بیماری اور فقیری ۔

۵ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ تفسیر قمی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے جسدِ آدمؑ میں رُوح ڈالی ابھی وہ گھٹنوں ہی تک پہنچی تھی کہ آدمؑ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا اور نہ اُٹھ سکے اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ نہج البلاغۃ میں ہے کہ تمام معاملات میں جب تک کہ ان کا وقت نہ آ جائے جلدی کرنے سے احتراز کرو اور جب اُن کا کرنا ممکن ہو اُس وقت سُستی سے بچو ۱۲ ۔

ع ٣ ٤ ٣

حواشی صفحہ هٰذا ۵ نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہم علماء کی موت سے زمین کو کم کرتے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کسی عالم کا مر جانا خود زمین کا کم ہو جانا ہے (اس کا کچھ ذکر سورۂ رعد میں بھی ہو چکا ہے)

۱۲

مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا

تمہارے پروردگار کا عذاب ذرا سا بھی اُن کو چھوئے گا تو ضرور یہ کہنے لگیں گے کہ ہائے خرابی ہماری ہم ہی تو

ظٰلِمِيْنَ ○ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

نافرمان تھے۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں قایم کریں گے

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

پس کسی نفس پر ذرا سا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کوئی عمل) ہوگا

خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

تو ہم اُسے لا حاضر کریں گے۔ اور حساب لینے کو ہم ہی کافی ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

موسیٰ و ہارون کو (حق و باطل کی) جانچ اور اُن پرہیزگاروں کے لیے روشنی اور نصیحت عنایت کی تھی۔

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور قیامت کے آنے سے

مُشْفِقُوْنَ ○ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ

خائف ہیں اور یہ برکت والی نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے کیا تم اسی کے

مُنْكِرُوْنَ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ

منکر ہو۔ اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے سمجھ عنایت کی تھی اور ہم اُن کی قابلیت سے

وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

واقف تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ انہوں نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم سے یہ کہا تھا کہ یہ

التَّمَاثِيْلُ الَّتِىْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَآ

مورتیں کیا ہیں جن کی تم تعظیم کرتے ہو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے

اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

اپنے باپ داداؤں کو ان کی پرستش کرتے پایا۔ فرمایا تم اور تمہارے باپ دادا یقیناً

فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ

کھلی گمراہی میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کوئی حق بات لائے ہیں یا یونہی

اللّٰعِبِيْنَ ○ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

دل لگی کرنے والے ہیں؟ فرمایا ہاں تمہارا پروردگار وہی آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے

۵۱ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ کافی میں جناب امام زین العابدین کا ایک کلام وعظ اور زہد کے بارے میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ پھر خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں گناہگاروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ فرمایا وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ پس اے لوگو اگر تم یہ کہو کہ یہاں خدائے تعالیٰ نے مشرک مراد لئے ہیں تو ایسا ہو نہیں سکتا اس لئے کہ آگے فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ الخ اے بندگان خدا آگاہ ہو کہ مشرکوں کے لئے نہ میزانیں قایم کی جائیں گی اور نہ حساب کے دفتر کھولے جائیں گے اُن کی تو ٹولیاں کی ٹولیاں جہنم میں بھیجدی جائیں گی۔ میزانوں کا قایم ہونا اور دفتر کا کھولا جانا تو محض اہل اسلام کے لئے ہے۔ پس اے بندگان خدا خدا سے ڈرتے رہو ۱۲

ع ۴ / ۹

۵۲ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا تفسیر صافی میں ہے کہ اَلْفُرْقَانَ سے مُراد ہے ایسی کتاب جامع جو حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی ہو اور ضِيَآءً سے مُراد ہے وہ روشنی جس سے جہالت اور حیرت کی تاریکیوں سے نکل آئیں اور ذِکْرًا سے مراد ہے وہ نصیحت جس سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں۔

الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ○ وَتَاللَّهِ

جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں بھی اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ اور خدا کی قسم

لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○ فَجَعَلَهُمْ

جب تم پیٹھ کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کے ساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا۔ چنانچہ ان کے

جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○ قَالُوا مَن

بڑے کو چھوڑ کر اور سب ہی کو چکنا چور کر دیا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ کر آئیں (تو اسے سلامت پائیں) جب لوٹے تو بولے

فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○ قَالُوا سَمِعْنَا

ہمارے معبودوں کی جس نے یہ گت بنائی ہے وہ بیشک بڑا ہی ظالم ہے۔ بعض نے کہا کہ ہم نے تو ایک نوجوان کو

فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ○ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ

جو ابراہیمؑ کے نام سے مشہور ہے ان کا ذکر برائی کے ساتھ کرتے ہوئے سنا تھا۔ وہ کہنے لگے ایسا ہی ہے

عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ○ قَالُوا أَأَنتَ

تو اسے آدمیوں کے روبرو لاؤ کہ وہ گواہی دیں۔ (جب حاضر کئے گئے تو لوگ) بولے

فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ

اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہی ہمارے معبودوں کی یہ گت بنائی ہے؟ فرمایا جو ان میں سے بڑا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ) اس نے

هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ○ فَرَجَعُوا إِلَىٰ

ایسا کیا ہے پس اگر یہ بولتے ہوں تو ان ہی سے پوچھ لو۔ اس وقت وہ

أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ○ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ

اپنے اپنے دل میں سوچے اور (بجائے خود) قائل ہوئے کہ ظالم تو تم خود ہی ہو۔ پھر اپنے اپنے گریبانوں میں

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ○ قَالَ

منہ ڈالے ہوئے بولے یہ تو تم یقیناً جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ فرمایا

أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا

کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہو جو نہ تم کو کوئی نفع پہنچا سکیں اور نہ

يَضُرُّكُمْ ○ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

تم کو نقصان پہنچا سکیں۔ تم پر بھی تف ہے اور ان پر بھی جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن

کیا تم اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ (اب تو لوگ بگڑ کر) کہنے لگے کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے دیوتاؤں کی

ف۱ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ تفسیر قمی میں اس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کا قصہ جو ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے لوگوں کو بتوں کی عبادت سے باز رکھنا چاہا اور اپنی حجت و دلیل اُن پر قائم کر دی مگر وہ باز نہ آئے اور ان کی کوئی عید آئی تو وہ سب نمرود کے ساتھ باہر گئے تو ابراہیمؑ کچھ کھانا اور بسولا لے کر بت خانہ میں پہنچے۔ ہر بت کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسے کھاؤ مجھے جواب دو جواب نہ ملتا تھا تو کسی کا ہاتھ توڑ دیتے تھے کسی کا پاؤں کسی کا سر۔ سب بتوں کی تو یہی گت بنائی۔ مگر بڑے کو جو صدر میں تھا یونہی رہنے دیا اور بسولا اُس کی گردن میں لٹکا دیا۔ جب لوگ پلٹ کر میلے سے واپس آئے اور بت خانہ کی یہ حالت دیکھی تو اس وقت یہ کہا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا نمرود کے سامنے رو بکاری ہونے کا اور حکم سزا دینے کا پورا قصہ تفسیر میں پڑھیے۔

ف۲ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○ الخ۔ عیون میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بولتے ہوں تو ان کے بڑے بت نے ایسا کیا اور اگر نہ بولتے ہوں تو ان میں سے بڑے تک نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس نہ وہ بولتے تھے۔ اور نہ ابراہیمؑ نے کوئی بات خلاف واقعہ فرمائی ۱۲

كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

مدد کرو۔ ہم نے کہا کہ اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا مگر سلامتی کے ساتھ۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَ

اور انہوں نے ابراہیمؑ سے چال چلی مگر ہم نے انہی کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا کر دیا۔ اور ہم نے ابراہیم کو اور

لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا

لوط کو نجات دے کر ایک ایسی زمین پر پہنچا دیا جس میں ہم نے تمام عالموں کے لیے برکت دی تھی۔ اور ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَ

اُسے (بیٹا) اسحٰقؑ۔ اور (پوتا) یعقوبؑ عنایت کئے۔ اور ان میں سے ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا۔ اور

جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ

ان کو ہم نے ایسا امام بنایا جو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے تھے اور اُن کی طرف ہم نے

فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ

نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی۔ اور

كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ۚ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ

وہ سب کے سب ہماری بندگی کرنے والے تھے۔ اور لوطؑ کو ہم نے فیصلہ کی قوت اور علم عنایت کیا اور

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَـبٰۗىِٕثَ ۭ

اُس بستی سے نجات دی جو بدکاریاں کیا کرتی تھی۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ

بیشک وہ بدکار (اور) نافرمان لوگ تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو

رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ۧ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ

اپنی رحمت میں داخل کر لیا۔ یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور نوحؑ جس وقت انہوں نے ہم کو

قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

پہلے ہی پکارا تھا ہم نے اُن کی دُعا قبول کر لی تھی اور اُن کو اور ان کے کنبے کو سخت مصیبت سے

الْعَظِيْمِ ۝ۚ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ

نجات دی تھی۔ اور اُن لوگوں کے مقابلے میں جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ ہم نے ان کو مدد دی تھی

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَدَاوٗدَ

بیشک وہ لوگ بدکار تھے پھر ہم نے اُن سب کو ڈبو بھی دیا تھا۔ اور داؤدؑ

۱؎ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ تفسیر قمی میں جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا ہے تو انہوں نے یہ دعا کی يَا اَللّٰهُ يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ نَجِّنِيْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ (اے خدا اے تنہا اے یکتا اے بے نیاز اے وہ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُس کا ہمتا ہے اپنی رحمت سے تو مجھے اس آگ سے نجات دے) اور جس حال میں کہ وہ منجنیق میں رکھے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ امین نے بالائے ہوا اُن سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ فرمایا خاص تم سے تو کوئی حاجت نہیں ہاں پروردگار عالم سے ضرور حاجت ہے اُس وقت جبرئیلؑ امین نے ایک انگوٹھی اُن کے حوالے کی جس میں یہ لکھا تھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَى اللّٰهِ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے اللہ کو اپنا پشت پناہ بنا لیا اور میں نے اپنا معاملہ خدا کو سونپ دیا) پس خدا تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا كُوْنِيْ بَرْدًا پس مارے سردی کے حضرت ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے اور جب تک یہ حکم نہ پہنچا وَسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وہ سردی موقوف نہ ہوئی۔

۵ ع ۲۵ ۵

۲؎ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے جب نمرود کے بتوں کو توڑا تو نمرود کے حکم سے وہ باندھے گئے اور ایک بڑا گھیرا بنایا گیا جس میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور آگ دے دی گئی۔ پھر ابراہیمؑ کو اس آگ میں ڈال دیا گیا کہ وہ جل جائیں اور جب تک آگ بجھ نہ گئی سب لوگ الگ رہے اب جو چڑھ کر دیکھا تو ابراہیمؑ کو صحیح و سالم پایا۔ البتہ جس چیز سے باندھ کر ڈالا تھا وہ جل کر گر گئی تھی۔ نمرود کو جب یہ خبر ہوئی تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو ہمارے ملک سے نکال دو۔ ۔۔۔ اپنے مال مویشی نہ لے جانے پائیں۔ اس پر ابراہیمؑ نے جھگڑا کیا اور فرمایا کہ جب ہمارے مال اور مویشی روکتے ہو تو جتنی عمر ہماری تمہارے ملک میں صرف ہوئی ہے وہ ہمیں واپس دو۔ یہ قصہ نمرود کے

وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

و سلیمان ؑ جبکہ اس کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت ایک گروہ کی بکریاں

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا

چر گئی تھیں۔ اور ہم اُن کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے۔ پس ہم نے سلیمان ؑ کو وہ فیصلہ سمجھا دیا تھا۔ اور (یوں)

اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ

فیصلہ کی توفیق اور علم تو ہم نے ہر ایک کو دیا تھا۔ اور پہاڑوں کو ہم نے داؤد ؑ کے تابع کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ تسبیح (خدا) کیا کرتے تھے

وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

اور اسی طرح پرندوں کو اور ان باتوں کے کرنے والے ہم ہی تو تھے۔ اور ہم نے داؤد ؑ کو زرہ بنانی سکھائی تھی

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ

کہ تم کو لڑائی میں محفوظ رکھے کیا تم اب بھی شکر گذار ہو۔ اور سلیمان ؑ کا ہم نے

الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

سخت ہوا کو تابع کر دیا تھا کہ وہ ان کو ان کے حکم کے بموجب اُس سرزمین میں لے جایا کرتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ

اور ہم ہر ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔ اور شیاطین میں سے (ان کے تابع وہ کر دیئے تھے) جو

يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ

سمندر میں اُن کی خاطر غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ بہت سے کام انجام دیا کرتے تھے اور ہم اُن سب کے

حٰفِظِيْنَ ۝ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ

نگہبان تھے۔ اور ایوب ؑ جس وقت انہوں نے اپنے پروردگار کو آواز دی کہ مجھے بیماری نے بہت ستایا ہے حالانکہ

اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ

تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور جو تکلیف ان کو تھی وہ دفع کر دی

مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ

اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور اس غرض سے کہ عبادت کرنے والوں کے لئے ایک یادگار رہے ان کے اہل و عیال

عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَ

(جو مر چکے تھے) پھر عطا کئے اور اتنے ہی اور دیئے اور اسمٰعیل ؑ اور ادریس ؑ اور

ذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ

ذوالکفل ؑ ان میں سے ہر ایک صبر کرنے والا تھا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔

منزل رابع ۴

(بقیہ صفحہ ۳۹۲) کہ ابراہیم ؑ کو اس کے مال و مویشی واپس کر دو لیکن اس کو جلد نکال دو۔ ورنہ اگر وہ باقی رہا تو تمہارا دین بگاڑ دے گا اور تمہارے بتوں کا ستیاناس کر دیگا ۱۲ سے نَافِلَةً تفسیر قمی میں ہے کہ نافلہ کے معنی ہیں اولاد کی اولاد جیسے حضرت یعقوب جناب ابراہیم کے تھے ۱۲ سے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا کافی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ کتاب خدا میں دو قسم کے اماموں کا ذکر ہے ایک تو وہ ہیں جن کی نسبت خدا نے یہ ارشاد فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے ہیں آدمیوں کے حکم کے بموجب نہیں یعنی آدمیوں کے حکم کے مقابل خدا کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں اور دوسرے گروہ وہ ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (اور ہم نے ان کو ایسا امام بنایا ہے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں) جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے حکم کو خدا کے حکم کے مقابل مقدم رکھتے ہیں اور خدا کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کے برخلاف اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

(حواشی صفحہ ۳۹۳) سلہ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ کافی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے داؤد ؑ کو وحی فرمائی تھی کہ تم اپنی اولاد میں سے ایک کو وصی بنا لو کیونکہ ہمارے علم میں یہ بات پہلے ہی گذر چکی ہے کہ ہم ایک نبی بھی ایسا نہ بھیجیں گے جس کا وصی اس کے کنبے سے نہ ہو۔ اور داؤد ؑ کے بہت سے بیٹے تھے از آنجملہ ایک لڑکا ایسا تھا کہ اس کی والدہ حضرت داؤد ؑ کی خدمت میں زیادہ حاضر رہتی تھی۔ اور داؤد ؑ کو اس سے محبت بھی تھی۔ یہ وحی آنے کے بعد حضرت داؤد ؑ اس عورت کے پاس آئے اور اس سے ذکر فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے اور خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنی اولاد میں سے ایک کو وصی بنا لوں اس عورت نے حضرت داؤد ؑ سے کہا پس وہ میرا ہی بیٹا ہونا چاہیئے۔ فرمایا۔ ارادہ تو میرا بھی ایسا ہی ہے مگر وہاں خدائے تعالیٰ کے علم مختوم میں یہ گذر چکا تھا کہ وصی سلیمان ؑ ہوں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد جب تک میرا حکم نہ پہنچے ذرا جلدی نہ کرنا۔ داؤد ٹھہر گئے اور زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ دو آدمی بھیڑ بکری...

إِنَّهُمْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ

کہ وہ یقیناً نیکوں میں سے تھے۔ اور ذو النون (یونسؑ) جب کہ وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے اور ان کو یقین تھا

أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ

کہ ہم ان پر (رزق کی) تنگی نہ کریں گے پس وہ اندھیریوں میں (جا کر) چلائے کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے

أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

میں تو غلطی پر تھا۔ پس ہم نے اُن کی دُعا قبول کرلی۔

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ إِذْ

اور اُن اس مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دے دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا نے جس وقت

نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑیو حالانکہ تو ہی تو سب سے بہتر وارث ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ إِنَّهُمْ

پس ہم نے اُن کی دُعا قبول کرلی اور ان کو یحییٰؑ (سا بیٹا) عطا کیا اور اُن کی خاطر سے اُن کی زوجہ میں (جننے کی) صلاحیت پیدا کردی

كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا

بیشک وہ سب کے سب نیک کاموں میں جلدی کیا کرتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہم سے دُعا مانگا کرتے تھے اور

لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔ اور وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اُس میں اپنی (پیدا کی ہوئی)

رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ

روح پھونک دی تھی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام عالموں کے لئے ایک معجزہ بنا دیا تھا۔ بیشک یہ تمہارا گروہ

أُمَّةً وَّاحِدَةً ۡ ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا

ایک ہی گروہ ہے۔ اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور لوگوں نے اپنے دین کو

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ ع فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ (آخر تو) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ پس جو شخص مومن ہونے کی حالت میں

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا لَهٗ

نیکیاں کرے گا اُس کی کوشش کی ناقدری نہ کی جائے گی۔ جس حال میں کہ ہم اُس کو

كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

لکھتے جاتے ہیں۔ اور جس بستی کو ہم ہلاک کر چکے اُس کے لئے ممانعت ہے کہ وہ رجعت کے زمانے میں واپس نہ آئیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۳۹۳) اور فریقین نے اپنا اپنا قصہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے انگور والے سے پوچھا کہ تیرے انگورستان میں اس کی بھیڑ بکریاں کس وقت آئیں انہوں نے عرض کی کہ رات کے وقت۔ پس بھیڑ بکریوں والے کو آپ نے یہ فیصلہ سنایا کہ تیری بھیڑ بکریوں کے اس سال کے بچے دودھ اور اُون سب کچھ اس انگور والے کو ملیگا۔ اس پر داؤدؑ نے فرمایا کہ تم نے بھیڑ بکریاں ہی کیوں نہ دلوا دیں حالانکہ علمائے بنی اسرائیل یہی فیصلہ کرتے آئے ہیں اور انگوروں کی قیمت بھیڑ بکریوں کی قیمت کے برابر بھی ہے سلیمانؑ نے فرمایا انگور جڑ سے تو نہیں اکھاڑے گئے۔ ان بھیڑ بکریوں نے صرف ان کے پھل اور پتے ہی کھا لئے سال آئندہ پھل اور پتے پھر عود کر آئیں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اس جھگڑے کا فیصلہ جو سلیمانؑ نے کیا ہے وہی ٹھیک ہے۔ اے داؤدؑ تم کچھ اور چاہتے تھے اور ہم نے کچھ اور چاہا۔ پس داؤدؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور فرمایا ہم نے کچھ اور چاہا تھا اور اللہ نے کچھ اور مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے پس ہم امر خدا پر راضی ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے امامؑ نے فرمایا کہ یہی حالت اوصیاء کی بھی ہے۔ ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ صاحب امر کو چھوڑ کر امر کسی دوسرے کے حوالے کردیں ۱۲ (صفحہ ۳۹۴)

گزشتہ کے باقی حواشی ضمیمہ (صفحہ) پر

ع ١٨ / ٦ / ٦

## حواشی صفحہ ھٰذا

سلہ فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ عیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس پوری آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت یونسؑ ابن متّٰی تھے جو اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے تھے اور اُن کو یہ یقین تھا کہ ہم اُن کی روزی تنگ نہ کریں گے۔ لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ کے جو معنی ہم نے لئے ہیں وہ خدا کے اس قول سے ثابت ہیں وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ اور وہ جس کی وہ آزمائش کرے اور پھر اس کا رزق اس پر تنگ کرے) فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ یہ تاریکیاں تین تھیں ایک رات کی تاریکی۔ دوسری سمندر کی تاریکی۔ تیسری مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ ...

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر بلندی پر سے پھیلتے

يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

چلے آئیں گے۔ اور سچا وعدہ قریب آ پہنچے گا تو یکایک اُن لوگوں کی جو کافر ہو گئے تھے

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ اور وہ یہ کہیں گے ہائے خرابی ہماری ہم تو اس سے غفلت ہی میں رہے

بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بلکہ ہم نافرمان تھے۔ (کہا جائے گا کہ) یقیناً تم بھی اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے تھے

حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ

وہ بھی جہنم کا ایندھن ہو۔ تم اسی میں اترنے والے ہو۔ اگر یہ خدا ہوتے تو یہ

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا

جہنم میں نہ اترتے حالانکہ ان میں سے ہر ایک ہمیشہ اسی میں رہنے والا ہے۔ اُن کی

زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ

چیخ پکار اسی میں ہوگی اور وہ اُس میں کچھ نہ سن سکیں گے۔ بالتحقیق وہ لوگ جن کے حق میں ہماری طرف سے

لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ

نیکی پہلے ہی طے ہو چکی ہے وہ اس سے دور رہیں گے۔ وہ اس کے جلنے کی آواز

حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

نہ سنیں گے اور جن جن چیزوں کو ان کا جی چاہے گا مدام اُن ہی کا لطف اٹھاتے رہیں گے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا

(وہ قیامت کا) بڑا بھاری خوف ان کو رنج نہ دے گا اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور یہ کہیں گے کہ)

يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ

جس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے۔ اُس دن آسمان کو ہم اس طرح لپیٹ لیں گے

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ

جس طرح خطوط کا طومار لپیٹا جاتا ہے جیسے ہم نے اوّل اس کو پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو دُہرا دیں گے۔

وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ

(یہ کرنا) ہمارے ذمہ ہے اور ہم ضرور اس کے کرنے والے ہیں۔ اور بیشک زبور میں ہم نے بعد نصیحت کے یہ لکھ دیا تھا

؂۵ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ تفسیر قمی میں ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو یاجوج و ماجوج دنیا میں نکل آئیں گے اور لوگوں کو کھا جائیں گے ۱۲ ؂۶ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ تفسیر مناد میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اس کے سوا پرستش کی گئی ہو حاضر کرے گا۔ سورج ہو یا چاند یا کوئی اور۔ پھر ہر انسان سے جس جس کی وہ عبادت کرتا رہا ہو سوال فرمائے گا۔ پس ہر وہ بندہ جس نے خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔ عرض کرے گا کہ اے ہمارے پروردگار ہم تو ان کی عبادت اس لئے کیا کرتے تھے کہ یہ تیری حضور میں ہماری تقریب کر دیں اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ خود ان کو اور جن جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے ان کو جہنم میں لے جاؤ۔ سوائے اُن کے جن کو ہم نے مستثنیٰ کر دیا ہے ۱۲ ؂۷ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى۔ مجالس میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر ہوں گے اُن میں سے جس جس سے تم محبت رکھو گے اُسے پلاؤ گے اور جن جن سے تم کو نفرت ہوگی اُن کو روک دو گے اور بڑے خوف کے دن عرش کے سائے میں تم ہی امن سے ہوگے اور سب لوگ پریشان ہوں گے اور تم پریشان نہ ہوگے اور سب لوگ رنجیدہ ہوں گے اور تم رنجیدہ نہ ہوگے اور تمہارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى الخ اور تمہارے ہی لئے یہ آیت نازل ہوئی لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ الخ ۱۲ ؂۸ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ تفسیر قمی میں ہے کہ سجل اس فرشتہ کا نام ہے جو نوشتوں کو تہ کرتا رہتا ہے۔ (قول مترجم) لفظ طومار جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے جمع مکتوب ہے جیسا کہ زمانہ قدیم میں خطوط کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ملا لیا کرتے تھے اور ... کی مثال میں ... اسی صورت میں رکھی جاتی ہیں ۱۲

مِنۡ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ○

کہ آخر میں میرے نیک بندے زمین کے وارث ہو جائیں گے۔

اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ○ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً

بیشک خدا پرست لوگوں کے لئے اسی میں کافی نصیحت موجود ہے۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تمکو تمام عالموں کے لئے رحمت

لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ قُلۡ اِنَّمَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ

ہی کر کے بھیجا ہے۔ تم کہدو کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود معبودِ یکتا ہے۔

فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ○ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُکُمۡ عَلٰی

تو آیا تم اب بھی مانوگے؟ پھر اگر وہ روگرداں ہوں تو تم یہ کہدو کہ میں نے تو برابر اطلاع دی ہے

سَوَآءٍ ؕ وَ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ اَمۡ بَعِیۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ○ اِنَّہٗ

کہ میں یہ نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا بعید۔ بیشک وہ

یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَ یَعۡلَمُ مَا تَکۡتُمُوۡنَ ○ وَ اِنۡ اَدۡرِیۡ

بلند آواز کی بات کو (بھی) جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کو (بھی) جانتا ہے۔ اور میں یہ نہیں جانتا

لَعَلَّہٗ فِتۡنَۃٌ لَّکُمۡ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ ○ قٰلَ رَبِّ احۡکُمۡ

کہ شاید یہ (تاخیر) تمہارے لئے آزمائش ہو اور چند روز کا نفع پہنچانا۔ (رسولؐ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار

بِالۡحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ○ ع

تو حق کے ساتھ فیصلہ کردے اور ہمارا پروردگار وہی وہ رحمٰن ہے جس سے ان تمام باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو مدد طلب کی جاتی ہے۔

اٰیاتہا ۷۸ — حروفہا ۵۳۲۲ — سُوۡرَۃُ الۡحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ — کلماتہا ۱۲۸۳ — رکوعاتہا ۱۰

(سورۂ الحج مدینہ میں نازل ہوا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ

اے آدمیو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی

عَظِیۡمٌ ○ یَوۡمَ تَرَوۡنَہَا تَذۡہَلُ کُلُّ مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ

چیز ہے۔ جس دن تم اُس (قیامت) کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اُس سے غافل ہو جائے گی

اَرۡضَعَتۡ وَ تَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَ تَرَی النَّاسَ

جسے دُودھ پلایا کرتی تھی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو

سلہ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ نیک بندے مہدی آخر الزمان کے اصحاب ہیں صاحب مجمع البیان کہتے ہیں کہ اس کا مطلب پر آنحضرتؐ کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے خاصہ اور عامہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر عمر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے تعالیٰ اسی دن کو طولانی کردے گا۔ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگا

سلہ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جو کسی زندیق کے جواب میں ہے۔ اُس زندیق کے سوالات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ اپنے نبی سے یہ کہتا ہے وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ اور پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایمان کے مخالف بہت سے گروہ ہیں جن میں کچھ کفار ہیں اور کچھ کفار کے قائم مقام اور کج تک اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں اگر یہ بات سچی ہوتی اور آنحضرتؐ اُن کے لئے رحمت ہوتے تو ضرور تھا کہ وہ سب ہدایت پا جاتے اُن کو آتش جہنم سے نجات مل جاتی۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا مطلب ہے کہ آنحضرتؐ کو اس دنیا والوں کو مہلت دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کے پہلے جتنے انبیاء ہوئے وہ درگذر کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے۔ بلکہ نہ ماننے والوں کے لئے صریح عذاب پہنچا دینے کے لئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب کسی نبی نے حکم خدا سنایا اور اُن کی قوم نے مان لیا تو وہ بھی محفوظ رہتے تھے اور ان کے گھر کے تمام لوگ بھی۔ اور اگر اس حکم کی مخالفت کرتے تو وہ بھی ہلاک ہوتے تھے اور ان کے گھر والے بھی۔ اور اسی عذاب سے ہلاک ہوتے جس سے اُن کا نبی ڈراتا اور اس کے نازل ہونے کی وعید سناتا تھا۔ خواہ وہ زمین کا دھنسا ہو یا پتھروں کا برسنا ہو۔ بھونچال کا آنا ہو یا آندھی کا یا زلزلہ کا یا اور طرح طرح کے عذاب ہوں جن سے پہلی اُمتیں ہلاک کی گئیں (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

ع ۷ ۱۹

سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ وَ

نشے کی سی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ خدا کا عذاب ہی سخت ہوگا۔ اور

مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو بغیر علم کے خدا کے بارے میں جھگڑتا ہے اور ہر سرکش

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ

شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ اس (شیطان) کے لئے یہ طے کر دیا گیا ہے کہ جو بھی اس سے تولا رکھے گا وہ اس کو ضرور

يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ

بہکائے گا اور اس کو دہکتی ہوئی آگ کے عذاب تک پہنچائے گا۔ اے آدمیو! اگر

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

تم مبعوث ہونے کی طرف سے شک میں ہو تو (اسی سے سمجھ لو کہ ابتداءً) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ

نطفہ سے پھر بستہ بوند سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے (جو یا تو) کامل الخلقت (ہوگیا) یا ناقص

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

(رہ گیا) تاکہ تمہارے لئے واضح کر دیں اور جس کو ہم چاہیں رحم میں ایک مدت معینہ تک کے لئے ٹھہرائیں

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ

پھر تم کو بچہ بنا کر نکالیں پھر تم اپنی پوری قوت کو پہنچو اور تم میں سے

مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ

کوئی تو (جوان ہی) مر جائے اور کوئی تم میں سے بڑھا پھونس ہو جائے کہ جاننے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

پھر انجان بن جائے اور زمین کو خشک اور مردہ دیکھتے ہو پھر جس وقت ہم

عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ

اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ بھری بھری ہو جاتی ہے اور طرح بطرح کی لہلہاتی نباتات کے جوڑے

بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى

پیدا کر دیتی ہے۔ اس ذکر سے غرض یہ ہے کہ اللہ تو وہی برحق ہے اور وہی مردے کو زندہ کر دیتا ہے

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا

اور وہی ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور قیامت آنے والی ہے

۵۱ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت نضر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہ کہا کرتا تھا کہ فرشتے تو اللہ کی بیٹیاں ہیں اور قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور مرنے کے بعد پھر اُٹھنا وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے۔

۵۲ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نطفہ رحم میں چالیس روز رہتا ہے جس کی صورت غلیظ گردے کی سی ہوتی ہے پھر وہ ایسا بستہ ہو جاتا ہے جیسے جما ہوا خون چالیس دن اسی طرح رہتا ہے پھر گوشت کا لوتھڑا سا ہو جاتا ہے اور چالیس روز تک اسی طرح رہتا ہے جب اس طرح پورے چار مہینے پورے ہو چکتے ہیں تو خدائے تعالیٰ دو بنانے والے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ دریافت کرتے ہیں۔ خداوندا نر پیدا کریں یا مادہ؟ اس کا جواب مل جاتا ہے۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں۔ شقی یا سعید؟ اس کا بھی جواب مل جاتا ہے۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ خدایا اس کی عمر کتنی ہوگی؟ اور اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اور اسی طرح سب کے احوال کے متعلق ہر بات پوچھے جاتے ہیں۔ وہ جو جو کچھ جواب ملتا جاتا ہے اس کا عہد نامہ دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتے ہیں پھر جب حمل کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اور وہ اس بچے کو ایک جھڑکی دیتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے نکل آتا ہے اور اس عہد کو بھول جاتا ہے۔

۵۳ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اس سے مراد وہ بچے کے پیدا ہونے کا وقت اور وہ کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نو مہینے۔ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ کوئی عورت چھ مہینے سے کم میں بچہ نہیں جن سکتی۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے حمل کی انتہا دریافت کی گئی تھی یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں کتنے عرصہ تک رہ سکتا ہے۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ میں برسوں رہ سکتا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولتے ہیں۔ حمل کی انتہائی مدت نو مہینے ہیں اس سے ایک لمحہ زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس سے ایک ساعت بھی مدت بڑھ جائے گی تو قبل اس کی ولادت کے اس کی ماں مرجائے گی ۱۲ قول مترجم۔

۵۴ ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ حالتِ تندرستی کا ذکر ہے۔ اَشُدَّ کے معنی ہیں عقل و قوت کا کمال۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت

رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

جس میں کسی قسم کا شک نہیں اور اللہ اُن سب کو جو قبروں میں ہیں اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اور آدمیوں میں سے

مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ

کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے حالانکہ نہ اُس کو علم ہے اور نہ ہدایت پہنچی ہے اور نہ کوئی کتاب

مُنِيرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَهُ فِي الدُّنْيَا

جو روشنی پہنچانے والی ہو۔ (وہ) ازراہ تکبر ہے جس کی غرض یہ ہے کہ (لوگوں کو) راہ خدا سے بہکائے اس کے لئے دنیا میں

خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَٰلِكَ بِمَا

رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم جلنے کے عذاب کا اُسے مزہ چکھائیں گے۔ (اور یہ کہیں گے کہ) یہ اسی

قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝ وَمِنَ

عمل کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے پہلے کیا اور اللہ اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔ اور

النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ

آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو دین کے کنارے پر ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے پھر اگر اُس کو خیر و خوبی پہنچ گئی

اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ

تب تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اُس پر کوئی مصیبت آپڑی تو منہ پھیر کے پلٹ جاتا ہے ایسا شخص

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ يَدْعُو

دنیا اور آخرت دونوں کی طرف سے ٹوٹے میں ہے (اور) یہی صریح نقصان ہے۔ اور وہ اللہ کو چھوڑ کر

مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

ان چیزوں کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر پہنچائیں اور نہ اسے نفع پہنچائیں۔ یہی تو

الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝ يَدْعُو لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ۚ

بڑی گمراہی ہے۔ (بلکہ) وہ تو اُن کو پکارتا ہے جن کا ضرر نفع کی بہ نسبت زیادہ یقینی ہے۔

لَبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ

وہ بہت ہی بُرا مددگار اور بہت ہی بُرا رفیق ہے۔ بیشک اللہ اُن لوگوں کو جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ

ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ

بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس شخص کو یہ گمان ہو گیا ہو کہ اللہ اُس کی دنیا و آخرت میں ہرگز مدد نہ کرے گا

ع ۱۰ / ۸

۱ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جبرئیل امینؑ سے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ مجھے یہ دکھلا دو کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو کس طرح اُٹھائے گا؟ عرض کی بہت اچھا۔ پس مقبرۂ بنی ساعدہ کی طرف گئے اور ایک قبر پر پہنچ کر کہا کہ حکم خدا سے نکل آ۔ ایک شخص سر سے مٹی جھاڑتا ہوا نکلا اور کہتا تھا والھفاہ پھر جبرئیلؑ امین نے کہا کہ قبر میں چلی جا۔ پس وہ قبر میں چلا گیا۔ پھر ایک اور قبر پر گئے اور کہا حکم خدا سے نکل آ۔ وہاں سے ایک نوجوان سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اُٹھا اور کہتا تھا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ پھر جبرئیلؑ امین نے عرض کی اسی طرح قیامت میں لوگ اُٹھائے جائیں گے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کے دن خدائے تعالیٰ مخلوق کو مبعوث کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو چالیس دن برابر مینہ برسے گا جس سے جوڑ باہم مل جائیں گے اور گوشت اُگ آئیں گے۔

۲ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابو جہل کے بارے میں ہے۔ مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق خدا سے ان معاملات میں جھگڑے جن میں اس کو کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے تو گویا وہ خدائی کے بارے میں جھگڑنے والا سمجھا جائے گا اور ایسے شخص کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ الخ یہ بھی فرمایا کہ اُس شخص سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو عابدوں اور زاہدوں کا لباس پہن لے اور باطناً کچھ بھی نہ ہو۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ

پس اس کو چاہیے کہ آسمان کی طرف ایک رسی تانے

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَ

پھر اسے گلے میں ڈال کر لٹک جائے پھر دیکھے کہ آیا اُس کی یہ تدبیر غصہ دلانے والی چیز کو رفع کرتی ہے یا نہیں؟ اور

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

اس طرح ہم نے اس قرآن کو کھلی آیتیں کر کے اتارا ہے اور اللہ جس کی چاہتا ہے راہبری

يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَ

فرماتا ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہو گئے اور ستارہ پرست اور

النَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ

نصاریٰ اور آتش پرست اور جن لوگوں نے شرک کیا قیامت کے دن خدائے تعالیٰ

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ

ان سب کے مابین فیصلہ فرمائے گا یقیناً خدا ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔ کیا

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَ

تم نے اس میں غور نہیں کیا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ

سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے

وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ

اور بہت سے آدمی سب ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے عذاب کے مستحق ہو گئے ہیں۔ اور جس کی

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

خدا اہانت کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے

يَشَاۗءُ ۝ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ

کرتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں دشمن ہیں جو اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑتے رہے۔ پس جو

كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

کافر ہو گئے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کر دیے گئے زائد ان کے سروں پر

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝

گرم پانی ڈالا جائے گا۔ جس کے ذریعہ سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا وہ اور ان کی کھالیں گھلا دی جائیں گی۔

---

سلہ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ۔ التوحید میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین کو خبر دی گئی کہ ایک شخص مشیت خدا کے بارے میں کچھ کلام کرتا ہے۔ فرمایا اُسے میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ بلایا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا خدا نے جو تجھ کو پیدا کیا ہے وہ اپنی مشیت کے موافق یا تیری مرضی کے مطابق؟ اس نے عرض کی اپنی مشیت کے موافق۔ فرمایا اگر تجھے بیمار کرے تو آیا وہ جب چاہے گا یا تو چاہے گا۔ عرض کی جب وہ چاہے گا۔ فرمایا پھر جب وہ تجھے شفا عطا کرے گا تو جب وہ چاہے گا یا جب تو چاہے گا؟ عرض کی جب وہ چاہے گا۔ فرمایا جہاں وہ چاہے گا تجھے پہنچا دے گا یا جہاں تو چاہے گا؟ عرض کی جہاں وہ چاہے گا۔ امام فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین نے یہ جوابات سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر تو اس کے خلاف کہتا تو ضرور تھا کہ میں تیرا سر توڑ دیتا ۱۲

سلہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس سے مراد ہم اور بنی امیہ ہیں ہم نے تو یہ کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول دونوں نے سچ فرمایا اور بنی امیہ نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول دونوں جھوٹے بولے۔ الخصال میں جناب امام حسین سے بھی منقول ہے لیکن اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کے دن ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل اور دشمن ہوں گے۔

سلہ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں ۱۲

سلہ وَالْجُلُوْدُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آگ ... ناف تک پہنچ جائے گا اور اوپر کا اٹھتے بیٹھتے وسط سر تک ۱۲

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

اور اُن کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں ـ جب مارے تکلیف کے وہ یہ ارادہ کریں گے کہ اُس میں سے نکلیں یعنی

غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور (اُن سے یہ کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھو۔ بالتحقیق اللہ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

جس کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان (بہشتوں) میں اُن کو سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

موتی پہنائے جائیں گے۔ اور (وہاں) پوشاک اُن کی ریشمی ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکیزہ کلمے کی ہدایت پائی تھی

الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

اور خدائے حمید کے راستہ کی (ہدایت پائی تھی) بیشک جو کافر ہوگئے اور

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ

لوگوں کو راہ خدا سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جس میں ہم نے

لِلنَّاسِ سَوَاۗءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ

سب آدمیوں کا حق برابر رکھا ہے وہاں کا رہنے والا ہو تو اور باہر سے آنے والا ہو تو اور جو اس میں ناحق کجی کا خواستگار ہوگا

بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ

اُس کو ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے ابراہیم کو

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

بیت اللہ کے پاس اس غرض سے جگہ دی کہ میرا کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے مکان کو

لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ

طواف کرنے والوں کے لئے اور قیام کرنے والوں کے لئے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔ اور لوگوں کو

بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ

حج کے لئے اعلان دو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دُبلے دُبلے اونٹوں پر تمام دُور کے راستوں سے

كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

سوار ہو کر چلے آئیں۔ تاکہ وہ اپنے دینی اور دُنیوی نفعے بھی دیکھیں اور

25

سلہ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اگر ان میں سے ایک ہتھوڑا زمین پر رکھ دیا جائے اور تمام جن و انس اُس کے اٹھانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو بھی نہ اُٹھا سکیں گے۔

ع ۲ ۱۲ ۹

سلہ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا الخ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت ابو بصیر منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ فدا مجھے ڈرایئے کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ اے ابو محمدؐ طویل زندگی کے لئے جو آنے والی ہے کچھ تیاری کرتے رہو کہ ایک مرتبہ جبرئیل امین جناب رسولِ خدا کی خدمت میں رنجیدہ آئے حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ مُسکراتے آیا کرتے تھے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ آج تم رنجیدہ کیوں ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ آج جہنم کے دھونکنے کا کام پورا ہو گیا۔ فرمایا اے جبرئیلؑ امین جہنم کا دھونکنا کیسا؟ عرض کی یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ آتشِ جہنم کو دھونکا جائے پس وہ ہزار برس دھونکی گئی تو وہ سُرخ ہو گئی۔

ع ۳ ۱۳ ۱۰

پھر ہزار برس دھونکی گئی۔ تو سفید ہو گئی۔ پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سیاہ ہو گئی۔ اب نہایت سخت سیاہ ہے۔ اور اگر اہل جہنم کی خوراک کا ایک قطرہ اہل دُنیا کے پانی میں ملا دیا جائے تو تمام اہلِ دُنیا اُس کی بدبُو سے مر جائیں اور اگر وہاں کی زنجیریں جن کا طول ستر ستر ہاتھ کا ہوگا۔ اگر اُن میں سے کسی ایک کی ایک کڑی بھی تمام دُنیا پر رکھی جائے تو ساری دُنیا اُس کی حرارت سے پگھل جائے۔ اور اگر اہلِ جہنم کے کُرتوں میں سے ایک کُرتا آسمان اور زمین کے مابین لٹکا دیا جائے تو کُل اہلِ زمین اس کی بدبُو اور حرارت سے مر جائیں یہ سُن کر جناب رسولؐ خدا نے گریہ فرمایا اور جبرئیلؑ امین بھی روئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آ کر کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم دونوں کو تو امان دی ہے۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جناب رسولؐ خدا کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اہل جہنم تو جہنم کو بہت بڑی چیز سمجھتے ہیں اور اہل جنت جنت کو اور جہنم میں جس وقت وہ لوگ جائیں گے تو ستر برس تک نیچے ہی اُترتے جائیں گے (الخ پڑھیے)

اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

معلومہ دنوں میں جو چوپائے خدا نے اُن کو عطا کیے ہیں خدا کا نام لے کر اُن کی قربانی بھی کریں

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ

پس اُن میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر

لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

چاہیئے کہ اپنی کثافتیں دُور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اِس آزاد خانہ (خدا) کا

الْعَتِيْقِ ۝ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ

طواف کریں۔ یہ تو ہو چکا اور جو شخص احکام خدا کی عظمت کرے گا تو وہ اس کے لیئے اس کے

لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

ربّ کے نزدیک بہت ہی اچھا ہے اور تمہارے لئے چوپائے حلال کیے گئے ہیں سوائے اُن کے جن کا ذکر تم کو سنایا جائے گا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ۙ

پس اَب تم بتوں کی گندگی سے بچو اور تمام لہو و لعب کی باتوں سے اجتناب کرو۔

حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

خالص دل سے خدا کے ہو جاؤ اُس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ رہو۔ اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک کرتا ہے

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ

تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑا پھر اس کو پرندے اچک لے گئے یا

الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ

ہوا نے اسے اڑا کر کسی دُور کی جگہ پھینک دیا۔ یہ تو ہوا اور جو شخص خدا کی نشانیوں کی عظمت کریگا

شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَي الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا

پس یہ امر دلوں کی پرہیزگاری میں شامل ہے۔ تمہارے لیے

مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ۧ

ایک وقت مقررہ تک قربانی کے جانوروں میں منافع ہیں پھر اسی آزاد گھر کے پاس ان کے حلال ہونے کا محل ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا

اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک عبادت کی جگہ قرار دے دی ہے کہ جو چوپائے ہم نے ان کو

رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

رزق کے طور پر دیئے ہیں ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا کریں پس تمہارا معبود معبود یکتا ہے۔

حاشیہ:

۱؎ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ سے مراد ہے شطرنج اور قَوْلَ الزُّوْرِ سے مراد ہے غنا یعنی گانا بجانا۔ اور تفسیر مجمع البیان میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تمام اقسام کے کھیل جن میں ہار جیت ہو۔ اور تمام لہو و لعب کی باتیں۔ اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جھوٹی گواہی دینا خدائے تعالیٰ سے شرک کرنے کے برابر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲

۲؎ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ التوحید میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب اور حنفیت کے معنی دریافت کیے گئے تھے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ حنفیت سے مراد فطرت ہے یعنی وہ حالت جس پر خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا خدائے تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بندوں کو اپنی معرفت کے ساتھ پیدا کیا ۱۲

۳؎ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایمان کی بلندی سے کفر کی پستی میں جا گرا ۱۲

۴؎ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ اس میں دین خدا کی جتنی نشانیاں ہوں سب کی عام تعظیم کا حکم معلوم ہوتا ہے مگر تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جو اونٹنیاں قربانی کے لئے لائی جائیں وہ عمدہ قسم اور اعلےٰ قیمت کی ہوں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کفارہ جب تک ایک اونٹنی کی حد کو نہ پہنچے دوہرا ہو سکتا ہے۔ مگر جب اونٹنی کی حد کو پہنچ جائے تو دوہرا نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ بڑے سے بڑا جو ایک امر کے معاوضہ میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ

ع ۴ / ۸ / ۱۱

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَي الْقُلُوْبِ ۱۲

۵؎ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ ہدی کے جو جانور تم قربانی کے لئے لے جاتے ہو اگر تم اُن پر سواری کرنا چاہو تو سوار ہو سکتے ہو بشرطیکہ اُن پر گراں نہ گزرے اور اگر وہ دودھ دیتی ہوں تو اس حد تک دودھ بھی دوھ سکتے ہو

فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ

پس تم اسی کے تابع ہو جاؤ اور ان تضرع و زاری کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے

اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰي مَآ اَصَابَهُمْ وَ

تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر پڑتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہیں اور

الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالْبُدْنَ

نماز کے ادا کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا ایک حصہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اور موٹے

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ڰ فَاذْكُرُوا

تازے اونٹ ان کو بھی ہم نے تمہارے لئے خدا کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے ان میں تمہارے لئے (دینی اور دنیوی نفعے ہیں) پس

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَاۗفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا

ان کو نحر کرتے وقت خدا کا نام لیا کرو پھر وہ جب وہ اپنے پہلوؤں کے بل گر پڑیں تو تم خود بھی ان میں سے کھایا کرو

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

اور قناعت کرنے والے مسکینوں اور بھیری کرنے والے فقیروں کو بھی کھلایا کرو۔ اسی طرح ہم نے ان کو تمہارا مطیع کر دیا ہے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا

تاکہ تم شکر گزار ہو۔ خدا کو نہ کبھی ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ

دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰي مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا

ان کے خون بلکہ اس کو تمہاری پرہیزگاری پہنچے گی اسی طرح اس نے

لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ان کو تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ اس ہدایت پر جو اس نے کی ہے تم خدا کی بڑائی بیان کرتے رہو۔ اور (اے رسول) تم نیکی کرنیوالوں کو

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

خوشخبری سنا دو۔ بالتحقیق اللہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں (مشرکوں کی تکلیف دہی کو) دفع کر دے گا۔ بیشک اللہ

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ

کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا۔ ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس لئے اجازت دی جاتی ہے

ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ اور بیشک اللہ ان کو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو اپنے ملک سے ناحق

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ

صرف اتنی سی بات کہنے پر نکالے گئے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

؎۱ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَاۗفَّ یہ حکم نحر ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اونٹنی کھڑی کھڑی نحر کی جائے گی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نحر کے لئے کھڑی کی جائے تو پنجے سے گھٹنے تک اس کے اگلے پاؤں باندھ دیئے جائیں ۱۲ ؎۲ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا کافی اور المعانی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زمین پر گر پڑے ۱۲ ؎۳ اَلْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ المعانی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قربانی کا ایک تہائی حصہ اپنے کنبے والوں کو کھلاؤ۔ اور ایک تہائی قانع کو دو اور ایک تہائی مسکین کو۔ کسی نے عرض کی آیا مسکین سے مراد سائل ہے فرمایا ہاں۔ اور قانع وہ ہے کہ تھوڑا یا بہت جو کچھ تم اس کے پاس بھیج دو اسی پر وہ راضی ہے اور معتر وہ ہے کہ جو تمہارے سامنے سے گزرے اور سوال نہ کرے ۱۲ ؎۴ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا الخ مجمع میں روایت کی گئی ہے کہ ایام جاہلیت میں جب اونٹنی کو نحر کرتے تھے تو بیت اللہ کو خون سے لتھیڑ دیتے تھے۔ جب مسلمانوں نے حج کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے قربانی کی وجہ دریافت کی گئی۔ فرمایا تعمیل حکم ہے اور مغفرت گناہ۔ کہ خون قربانی کا جو پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کے کل گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ نیز یہ جانچ بھی منظور ہے کہ بے دیکھے خدا سے ڈرتا کون کون ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰي مِنْكُمْ پھر فرمایا۔ تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی کس طرح قبول فرمائی اور قابیل کی کس طرح رد کر دی ۱۲ ؎۵ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس حکم سے مراد قربانی کے دنوں میں تکبیریں کہنا ہیں۔ جو منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد کہی جائیں گی اور اور شہروں میں دس نمازوں کے بعد ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۵ ۱۲

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
اور اگر خدا آدمیوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا رہتا تو
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ
عبادت خانے اور گرجا اور کنیسے اور مسجدیں جن میں خدا کا نام
اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
زیادہ لیا جاتا ہے سب گرا دیے جاتے - اور اللہ اس کی مدد ضرور کرے گا جو خود اللہ کی مدد کرتا ہے - بیشک اللہ
لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ
قوت والا اور زبردست ہے - وہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں تمکن دیں گے تو وہ (باقاعدہ)
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ
نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک کاموں کا حکم کریں گے
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ
اور بدی سے مانع ہوں گے - اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ ہے - اور اگر
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ
یہ لوگ تم کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے نوحؑ کی قوم اور عاد اور
ثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ
ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور لوطؑ کی قوم اور
مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ
مدین والے (اپنے اپنے نبی کو) جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰؑ بھی جھٹلائے گئے تھے پھر ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر
اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
ان کو دھر پکڑا - پھر میرا عذاب کیسا تھا؟ پھر کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں
اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ
جن کو ہم نے ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کر دیا پس وہ اپنی اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور
بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى
کتنے ہی کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور مضبوط مضبوط محل - کیا وہ زمین میں نہیں چلے پھرے
الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ
کہ ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے بوجھتے یا ان کے ایسے کان ہو جاتے

سلہ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ الخ - قب میں جناب امام موسیٰ کاظم اور ان کے جد امجد جناب شہید الشہدا علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت مخصوص ہم اہل بیت کی شان میں ہے - تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت آل محمدؐ کی شان میں ہے اور مہدی آخر الزمانؑ اور ان کے اصحاب کو خدائے تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کردے گا اور ان کے دین کو غالب فرمائے گا اور ان کے ذریعہ سے اور ان کے اصحاب کے ذریعہ سے تمام بدعتوں کو اور باطل کو اسی طرح نیست و نابود کردے گا جیسا کہ ان اشقیاء نے حق کو برباد کر رکھا تھا - یہاں تک کہ یہ دکھائی بھی نہ دے گا کہ ظلم کہاں ہے پھر وہ نیکیوں کا حکم دیں گے - اور بدیوں سے باز رکھیں گے - ۲۰

سلہ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ - الکافی اور معانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ امام صامت ہے اور قَصْرٍ مَّشِيْدٍ امام ناطق - تفسیر قمی میں ہے کہ یہ مثل آل محمدؐ کے لئے ہے بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وہ کنواں ہے جس سے پانی نہ کھینچا جائے اور یہ مثل امام غائب پر راست آتی ہے اس لئے کہ ان کے علم سے ان کے ظہور تک فائدہ نہیں اٹھایا جاتا - اور قَصْرٍ مَّشِيْدٍ کی مثل خود جناب امیر المومنین اور آئمہ پر راست آتی ہے یعنی ان کے فضائل تمام عالموں پر ایسے ہی واضح ہیں جیسے کہ کسی آبادی میں قصر مرتفع ہو اور اس کی تائید خدا کے اس قول سے بھی ہوتی ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن

جن سے سنتے اس لئے کہ آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ

تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

دل جو سینوں میں ہیں وہ بھی اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) وہ

بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا

عذاب کے بارے میں تم سے جلدی کرتے ہیں حالانکہ اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔ اور

عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن

تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور کتنی ہی

مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا

بستیاں ایسی ہوئیں اور میں نے ان کو مہلت دی پھر ان کو دھر پکڑا۔

وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ

اور میری طرف بازگشت ہے۔ تم یہ کہدو کہ اے آدمیو سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں تم سب کے لئے

مُّبِينٌ ۝ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم

ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کے واسطے

مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا

گناہوں کی بخشش ہوگی اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں

مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن

عاجز کر دینے کی نیت سے کوشش کرتے ہیں وہی جہنمی ہیں۔ اور ہم نے تم سے

قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى

پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جس وقت اس نے کوئی خواہش کی

الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ

شیطان نے اس کی خواہش میں کوئی (نہ کوئی) دخل دیا۔ پس شیطان جو دخل دیتا ہے اللہ اس کو مٹا دیتا ہے

ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ

پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان نے جو دخل دیا ہے

مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اس کو ان لوگوں کے لئے آزمائش قرار دے جن کے دلوں میں روگ ہے

سلہ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ التوحید اور الخصال میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ بندے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں دو تو وہ جن سے وہ اپنے امر دین و دنیا کو دیکھتا ہے اور دو وہ جن سے وہ اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے پس جب خدائے تعالیٰ اپنے کسی بندے کی خیر دخوبی چاہتا ہے تو وہ اس کی وہ دونوں آنکھیں جو اس کے دل میں ہیں کھول دیتا ہے اور وہ ان کے ذریعے غیب کو اور اپنے امر آخرت کو دیکھ لیتا ہے اور جب خدائے تعالیٰ اسکی کرتوتوں کے باعث اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو اس کا قلب جس حالت میں ہے اسی طرح چھوڑ دیتا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہمارے شیعہ جتنے ہیں وہ سب چار آنکھوں والے ہیں ان کی دو آنکھیں تو سر میں ہیں اور دو قلب میں آگاہ ہو جاؤ کہ مخلوق اصل میں تو سب ایسی ہی ہے مگر فرق یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے دل کی آنکھیں کھول رکھی ہیں اور ان کے دل کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ سلہ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ارشاد شیخ مفیدؒ میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا اور وہ کوفہ کی طرف تشریف لے جائیں گے تو اس میں چار مسجدوں کو منہدم فرما دیں گے اور کوئی مسجد روئے زمین پر ایسی جس میں کنگرے ہوں باقی نہ رہے گی کہ وہ ان کنگروں کو منہدم نہ فرمائیں اور اس کو مطابق شرع رسولؐ بغیر میناروں کی اور چھوٹی دیواروں کی نہ بنائیں۔ اور بڑے راستوں کو وسیع فرما دیں گے اور تمام ان چھجوں کو جو راستہ کی طرف بڑھے ہوئے ہوں گے ترڑوا دیں گے۔ اور راستوں پر جو پاخانے اندر بنائے گرتے ہوں گے ان کو بند کرا دیں گے۔ اور کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی جس کا ازالہ نہ فرمائیں اور کوئی سنت ایسی باقی نہ رہے گی جس کو قائم نہ کر دیں۔ اور قسطنطنیہ اور چین اور کوہستان دیلم کو فتح فرمائیں گے اور اس کے بعد سات برس صبر کریں گے۔ کہ ہر برس ان میں سے تمہارے دس دس برس کے برابر ہوگا۔ پھر اللہ جو چاہے گا کرے گا اس پر کسی نے عرض کی کہ یہ برس کیوں کر طویل ہو جائے گا؟ فرمایا خدائے تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ اپنی حرکت کم کر دے۔ م

ع ٦ ١٠ ١٣

وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظّٰلِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۙ
اور ان کے لئے جو سنگ دل ہیں۔ اور بیشک ظالم سخت نافرمانی میں ہیں۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ
اور ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے وہ یہ جان لیں کہ حق تمہارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے

فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ
پس وہ اس پر ایمان لے آئیں پس ان کے دل اس کے لئے نرم ہو جائیں۔ اور ضرور اللہ

الَّذِينَ اٰمَنُوْا إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ
ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں صراط مستقیم تک پہنچا دینے والا ہے۔ اور جو لوگ

كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ
کافر ہو چکے وہ تو برابر اس کی طرف سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ان کو یکایک آ لے گی یا

يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۗ
انوکھے دن کا عذاب ان پر آ جائے گا۔ اختیار اس دن خدا ہی کو ہوگا۔

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۗ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِي
وہی ان کے مابین فیصلہ کرے گا۔ اب جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ تو

جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا
نعمت والی جنتوں میں ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي
پس ان ہی کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی

سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا
پھر قتل کر دیئے گئے یا مر گئے ضرور اللہ تعالے ان کو بہت ہی اچھا رزق

حَسَنًا ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ
عطا فرمائے گا۔ اور بیشک اللہ سب سے اچھا رزق عطا کرنے والا ہے۔ ضرور ان کو ایسے مقام میں

مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ
پہنچا دے گا جس کو وہ پسند کریں گے۔ اور بیشک اللہ بڑا جاننے والا (اور) بردبار ہے۔ یہ (تو ہو گا)

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
اور جو اتنی تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف خود اس کو پہنچائی گئی ہو پھر بھی اس کے برخلاف بغاوت کی جائے

(بقیہ صفحہ ۴۰۴) حالانکہ خدائے تعالیٰ اپنے نبی کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور ان کے وصی کے لئے سورج کو پھر واپس بھیجا تھا جیسا کہ یوشعؑ بن نون وصی موسٰیؑ کے لئے پہلے بھیج چکا تھا اور روز قیامت کے طویل ہونے کی خبر دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

(حاشیہ صفحہ نمبر ۴۰۵)

لہ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ اصحابؓ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ لوگ جو حضورؐ کی نصرت میں شہید کر دیئے گئے ان کی نسبت تو ہمیں خوب معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو خیر و خوبی عطا فرمائی۔ حالانکہ جہاد ہم لوگ بھی اسی طرح کر رہے ہیں جس طرح ان لوگوں نے کیا۔ تو اگر ہم قتل نہ ہوں اور آپ کی معیت میں موت سے ہی مر جائیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ اس وقت خدائے تعالےٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں"

لہ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسولؐ خدا کا ذکر ہے جب کہ قریش نے ان کو مکے سے نکالا اور آنحضرتؐ ان کے خوف سے غار میں چلے گئے۔ تب بھی وہ آنحضرتؐ کے قتل کی غرض سے ان کی تلاش میں گئے۔ پس خدائے تعالےٰ نے بدر کے دن ان کو اسی زیادتی کی سزا دی۔ اور عتبہ، شیبہ، ولید، ابوجہل اور حنظلہ ابن ابی سفیان وغیرہم قتل کئے گئے۔ مگر جب جناب رسولؐ خدا کا انتقال ہو گیا تو ان کفار کے خون کا مطالبہ کیا گیا۔ اور جناب امام حسینؑ اور آل رسولؐ خدا اسی مطالبہ میں از روئے بغاوت وظلم و زیادتی شہید کیے گئے۔ جیسا کہ یزید کے ان اشعار کے پڑھنے سے ثابت ہوا:۔ لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوا ـــ جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلِ ۔ کاش میرے بدر والے بزرگ نیزوں کے پڑنے سے انصار کا رونا پیٹنا دیکھتے۔ لَأَهَلُّوا وَاسْتَهَلُّوا فَرَحًا ۔ ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلْ ۔ تو وہ خوش ہو ہو کر خوب چیخنے چلاتے۔ پھر یہ کہتے کہ اے یزید تو کبھی مشلول نہ ہو جیو۔ (باقی صفحہ نمبر ۴۰۶ پر پڑھیئے)

ع ۹
۱۴

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

تو اللہ اس کی نصرت ضرور کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ

رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

اللہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ اللہ وہی تو حق ہے اور

اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ

جس کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ

وُہی عالی شان (اور) بڑائی والا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ

السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ

آسمان سے پانی اُتارتا ہے پھر زمین ہری بھری ہو جاتی ہے بیشک اللہ صاحب لطف و

خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ

خبیر ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے۔ اور یقیناً

اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

اللہ بے پروا (اور) قابل تعریف ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ

لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ

زمین میں جو کچھ ہے اللہ نے اس کو تمہارا مطیع کر دیا ہے اور کشتی سمندر میں اسی کے حکم سے چلتی ہے

بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ

اور وہ آسمان کو اس بات سے روکے ہوئے ہے کہ بغیر اس کے حکم کے زمین پر گر پڑے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ

ضرور خدائے تعالےٰ لوگوں پر بڑا مہربانی کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے

اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو موت دے گا پھر وہ تم کو زندہ کرے گا۔ بیشک انسان

لَكَفُوْرٌ ۝ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا

بڑا ناشکرا ہے۔ ہر اُمت کے لئے ہم نے ایک طریقہ (بندگی) مقرر کیا ہے جس پر وہ چلنے والے ہیں پس چاہیئے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۰۵ صفحہ گزشتہ)
لَسْتُ مِنْ خُنْدُفٍ اِنْ لَّمْ اَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِيْ اَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ
اگر میں اولاد احمدؐ سے احمدؐ کے فعال کا بدلہ نہ لوں تو میں بھی خندف کا جنا نہیں۔
قَدْ قَتَلْنَا الْقَوْمَ مِنْ سَادَاتِهِمْ
وَعَدَلْنَاهُ بِبَدْرٍ فَاعْتَدَلْ
ہم نے ان میں کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا اور اس کو بدر کا بدلہ سمجھ لیا اب بدلہ پورا ہو گیا۔
وَكَذَا الشَّيْخُ اَوْصَانِيْ بِهٖ
فَاتَّبَعْتُ الشَّيْخَ فِيْمَا قَدْ سَاَلْ
اور شیخ نے مجھے اسی کی وصیت کی تھی پس جو کچھ شیخ نے مجھ سے چاہا تھا اسی کی میں نے پیروی کی۔ نیز جس وقت وہ جناب امام حسینؑ کے سر اقدس کو الٹ پلٹ کر رہا تھا اس وقت اس نے یہ کہا
نَقْلِبُ وَالرَّاْسُ مَطْرُوْحٌ مُقَلَّبَةٌ
يَالَيْتَ اَشْيَاخَنَا مَاضُوْنَ يَحْضُرُ
جس حال میں کہ اس پڑے ہوئے سر کو ہم الٹ پلٹ کر رہے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کاش ہمارے وہ بزرگ جو گزر گئے ہیں موجود ہوتے ع ۷ ۱۵
حَتّٰى يَقِيْسُوْا قِيَاسًا لَوْ يُقَاسُ بِهٖ
اَيَّامُ بَدْرٍ لَكَانَ الْوَزْنُ بِالْقَدَرِ
تو وہ ایک قیاس کرتے کہ اگر ایام بدر کا اس واقعہ کربلا سے قیاس کیا جائے تو اندازہ میں دونوں وزن برابر ہو جائیں گے۔ پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ یعنی رسول اللہ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ یعنی جس وقت ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ یعنی آنحضرتؐ کی اولاد قتل کی گئی ہے لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ یعنی آپ کی اولاد میں سے قائم آل محمدؐ کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ آپ کی مدد ضرور بالضرور فرمائے گا ۱۲

حواشی صفحہ ہذا۔ سلہ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ الاکمال میں جناب رسول خداؐ سے اس حدیث میں جس میں آپ نے بارہ اماموں کا نام بنام ذکر فرمایا ہے بعد ان کے اسمار مبارکہ کے یہ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ جس شخص نے ان کا یا ان میں سے ایک کا بھی انکار کیا اس نے خود میرا انکار کیا۔ ان ہی کے سبب سے خدائے تعالیٰ آسمان کو اس امر سے روکے ہوئے ہے کہ اس کے

يُنَازِعُنَّكَ[ا] فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى
وہ تم سے امرِ دین میں نہ جھگڑیں اور تم اپنے رب کی طرف بلاتے چلے جاؤ۔ یقیناً تم

هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
ہدایت مستقیم پر ہو۔ اور اگر وہ تم سے جھگڑا ہی کریں تو کہدو کہ جو عمل تم کرتے ہو اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اس سے خوب واقف ہے۔ قیامت کے دن اللہ تمہارے مابین ان معاملات میں فیصلہ فرمائے گا

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ

فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ اُسے جانتا ہے۔ بیشک یہ سب ایک نوشتے میں ہے۔ بیشک یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ
اللہ پر آسان ہے۔ اور وہ اللہ کو چھوڑ کر اُن چیزوں کو پوجتے ہیں جن کے بارے میں

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور جن کے بارے میں ان کو کوئی علم نہیں ہے۔ اور ظالموں کا کوئی بھی

مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ
مددگار نہ ہوگا۔ اور جس وقت اُن کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو

فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ
جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے چہروں سے تم انکار (کے آثار) پہچان لوگے۔ قریب ہے کہ جو

بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ
ہماری آیتیں پڑھتے ہیں اُن پر یہ لوگ حملہ کر بیٹھیں تم کہدو کیا میں تم کو اس سے بدتر کی خبر دوں

ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ
وہ دوزخ ہے۔ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں اللہ نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ بہت برا

۹ ع ۸ ۱۶ الْمَصِيْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ
ٹھکانا ہے۔ اے آدمیو! ایک مثل بیان کی گئی ہے اس کو غور سے سُن لو۔ یقیناً

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ
وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہ کر سکیں گے

[ا] فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ الجوامع میں ہے کہ بدیل بن ورقہ وغیرہ قبیلہ خزاعہ کے کفار نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ اپنے مارے ہوئے کو تو کھا لیتے ہو اور جسے اللہ نے مارا ہے یعنی مردار کو نہیں کھاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۱۲

لَوِ اجْتَمَعُوا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

گو اس کے لئے سب کے سب جمع ہو جائیں۔ اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اُس سے چھڑا نہ سکیں گے

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

پیچھے پڑنے والے اور جس کے پیچھے پڑے وہ دونوں بودے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو

حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ

پہچانا ہی نہیں جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے بیشک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔ اللہ

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝

فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے رسولوں کو چھانٹ لیتا ہے۔ بیشک اللہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

وہ اُن کے آیندہ کا حال بھی جانتا ہے اور گزشتہ کا بھی۔ اور اللہ ہی کی طرف

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَ

کل امور کی بازگشت ہوگی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم رکوع کرو اور سجدے کرو اور

اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ السجدة

اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ

اور خدا کی راہ میں ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے۔ اُس نے تم کو چن لیا ہے اور

عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ

تم پر دین کے بارے میں کوئی سختی روا نہیں رکھی۔ یہ تمہارے باپ ابراہیم ہی کی ملت ہے (اور) اس (خدا) نے

سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ

پہلے ہی سے تمہارا نام مسلم (مطیع و فرمانبردار) رکھا اور اس (قرآن) میں بھی (وہی نام رکھا) تاکہ

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى

رسولؐ تمہارے اعمال و افعال پر گواہی دیں اور تم لوگوں کے اعمال و افعال پر گواہی

النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا

دو۔ پس اب تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ پر پورا پورا

بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ ع

بھروسا رکھو۔ وُہی تمہارا کارساز ہے۔ پس وہ سب سے بہتر کارساز اور سب سے بہتر مددگار ہے۔

۱؎ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قریش لوگ اُن بتوں کو جو کعبۃ اللہ کے ارد گرد تھے مشک و عنبر سے لتھیڑ دیتے تھے ان میں یغوث تو در کعبہ کے سامنے تھا۔ اور یعوق کعبہ کے دائیں طرف تھا۔ اور نسر بائیں طرف۔ اور یہ لوگ جب حرم کعبہ میں جاتے تو یغوث کے سامنے کھڑے سے سجدہ میں گر پڑتے جھکتے نہیں تھے۔ پھر پیچھے ہٹ کے یعوق کے سامنے پھر اس کے بعد پیچھے کو ہٹ کے نسر کے سامنے۔ پھر تلبیہ کرتے یعنی یہ کہتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكٌ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (ہم حاضر ہیں یا اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ تیرا شریک ہے جس پر تو اختیار رکھتا ہے۔ مگر وہ اختیار نہیں رکھتا) حضرت فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ایک سبز مکھی پیدا کر دی جس کے چار پر تھے۔ اور وہ اُس مشک و عنبر کو کل کو کھا گئی۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۱۲ ۲؎ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اس سے مطلب وہ فرشتے ہیں جو انبیاء کے پاس وحی لے کر آتے تھے اور خدا و انبیاء کے مابین سفارت کا کام انجام دیتے تھے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ ہیں ۱۲ ۳؎ وَمِنَ النَّاسِ اس سے مطلب یہ ہے کہ آدمیوں میں سے ایسے رسول منتخب کرتا ہے جو لوگوں کو حق کی دعوت دیں اور جو کچھ ان رسولوں پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچائیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد انبیاء اور اوصیاء ہیں پس انبیاء میں سے حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد علیہم السلام خاص ہیں اور پانچوں میں یہ خصوصیت آنحضرت ہی کو حاصل ہے کہ ان کی برگزیدگی ان کے نام کا جزو ہو گئی یعنی خالی محمدؐ کوئی نہیں کہتا بلکہ جب کہتا ہے یوں کہتا ہے محمد مصطفیٰؐ۔ اسی طرح اوصیاء میں علیؑ اور ائمہ علیہم السلام خصوصیت خاص رکھنے والے ہیں ۱۲

ع ۱۰ ۶ ۱۷

## ایاتها ۱۱۸ ۔ کلماتها ۱۰۰۰ ۔ سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ ۔ حروفها ۴۷۵۳ ۔ رکوعاتها ۶

(سورۂ مومنون مکہ میں نازل ہوا)

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

بیشک ان مومنوں نے فلاح پائی۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

اور جو بیہودہ باتوں سے منہ پھرانے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں

فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ

اپنی ازواج کے یا اپنے ہاتھ کے مال (لونڈیاں) کے کہ اس صورت میں وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں۔ پس جو

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اس کے سوا خواہش کرے پس وہی تو زیادتی کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

اپنی امانتوں کی اور عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو وارث ہیں۔ جو جنت فردوس میں میراث لے لیں گے۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ

(اور) وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہوں گے۔ اور ضرور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے

طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا

پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک ٹھہری ہوئی جگہ میں نطفہ قرار دے دیا۔ پھر ہم نے

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

اس نطفہ کو ایک بستہ بوند بنا دیا پس ہم نے اس بستہ بوند کو ایک لوتھڑا بنا دیا پس اُس لوتھڑے کو

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ

ہم نے ہڈیاں بنا دیا پس ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت کی پوشش پہنائی۔ پھر اس کے بعد ہم نے اُس کی ایک دوسری صورت بنا دی

سلہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے کسی سے دریافت کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ یہ مومن کون سے ہیں جنھوں نے نجات پائی؟ اُس نے عرض کی کہ حضور زیادہ واقف ہیں فرمایا یہاں مُراد ہیں مومنین مطیعین اور مطیع چیدہ ہی چیدہ لوگ ہیں ۱۲ سلہ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ تمہارا خشوع نماز میں یہ ہے کہ اور سب باتوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلو اور پوری توجہ افعالِ نماز ہی کی طرف رکھو۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع و خشوع سے اسی کی طرف رجوع کرنی چاہیئے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ مومنین کی صفت میں فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ انہی بروایت انہی حضرتؑ کے جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ کسی شخص کے دل میں جتنا خشوع ہو اس سے جسمانی خشوع کچھ اگر زیادہ ظاہر کرے تو یہ فعل ہمارے نزدیک نفاق ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے کسی شخص کو نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا اور جوارح پر بھی اثر ہوتا۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نماز میں اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف رکھا کرتے تھے۔ مگر جب سے یہ آیت نازل ہوئی تو سرِ اقدس جھکا لیا اور نظر مبارک زمین کی طرف رکھنے لگے ۱۲ سلہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ارشاد مفید علیہ الرحمۃ میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ہر بات جس میں ذکرِ خدا نہ ہو وہی لغو ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے برخلاف بنا کر جھوٹی بات کہے یا تمہاری ایسی صفات بیان کرے جو تم میں نہ ہوں تو تم خدا کی خوشنودی کے واسطے اس سے رو گردانی کرو۔ الاعتقادات میں ہے کہ اُن ہی حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا داستان گو کی داستان سُننی جائز ہے؟ فرمایا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لغو سے مُراد غنا ہے ۱۲ سلہ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝

تو کیسا برکت والا ہے جو سب بنانے والوں سے اچھا ہے۔ پھر اُس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ

پھر قیامت کے دن تم دوبارہ اُٹھائے جاؤگے۔ اور یقیناً ہم نے تمہارے اوپر سات

طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

آسمان بنائے اور ہم مخلوق (کے پیدا کرنے) سے غافل نہیں ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے ایک اندازہ سے

مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ

پانی اتارا پھر اس کو زمین میں ساکن کر دیا اور یقیناً ہم اس کو دُور کر دینے پر

لَقَادِرُونَ ۝ فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ

قادر ہیں۔ پھر ہم نے اسی کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کئے

لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ

جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور اُن ہی میں سے تم کھایا (پیا) کرتے ہو۔ اور ایک درخت

مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ ۝ وَ

جو طور سینا سے نکلتا ہے جو ایک روغن کو بھی ساتھ ہی لئے ہوئے اُگتا ہے۔ اور

إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ

کھانے والوں کے لئے سالن کو بھی اور یقیناً تمہارے لئے چوپایوں میں ایک نصیحت ہے کہ جو کچھ اُن کے پیٹ میں ہے

فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اُس میں سے ہم تم کو پلاتے بھی ہیں اور تمہارے لئے اُن میں بہت سے فائدے ہیں اور اُنہی میں سے تم بعض کو کھاتے بھی ہو۔ اور اُن پر اور کشتیوں

تُحْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ

پر لدے پھرتے ہو۔ اور بیشک ہم نے نوح ؑ کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تھا پھر انہوں نے یہ کہا کہ اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَقَالَ

تم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ تو اُن کی قوم میں سے

الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

جو کافر ہوگئے تھے اُن کے سرداروں نے کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک آدمی

يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً ۚ

چاہتا یہ ہے کہ تم سے افضل ہو جائے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اُتارتا۔

سلہ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ التوحید میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا خالق جلیل کے سوا اور کوئی خالق ہے؟ فرمایا خدا خود فرماتا ہے فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اور اس نے یقیناً یہ خبر دی ہے کہ اس کے بندوں میں خالق بھی تھے اور غیر خالق بھی۔ جو خالق تھے ان میں سے ایک عیسےٰ بن مریم بھی تھے جن کی نسبت اس نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اُس کے حکم سے گندھی ہوئی مٹی سے پرندے کی سی صورت پیدا کر دی اور ایک سامری تھا جس نے بنی اسرائیل کے لئے ڈکراتا ہوا بچھڑا بنا دیا تھا۔

سلہ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ دریا جنت سے نازل فرمائے ہیں دریائے سیحون یہ ہند کا دریا ہے۔ دریائے جیحون جو بلخ کا دریا ہے۔ دریائے دجلہ اور دریائے فرات یہ دونوں عراق کے دریا ہیں اور دریائے نیل یہ ملک مصر کا دریا ہے ان پانچوں کو خدائے تعالیٰ نے ایک ہی چشمہ سے نازل فرمایا ہے جو زمین میں جاری فرما دیا اور ان میں لوگوں کے بہت سے منافع رکھتے ہیں یعنی طرح طرح کے زندگی بسر کرنے کے سامان اُن کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں اور یہی خدائے تعالیٰ کی اس آیت کا مطلب ہے۔

ع ۱ ۲۲

سلہ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں شجرہ سے مراد درخت زیتون ہے اور یہ جناب رسول خداؐ اور علی مرتضےٰؑ کی مثل بیان کی گئی ہے۔ پس طور سے مراد یہاں طب ہے اور سینا سے مراد درخت ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ زیتون مبارک درخت ہے پس تم اس کو بطور سالن بھی کھایا کرو اور اس کا تیل بھی لگایا کرو۔

التہذیب میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کی وصیت میں یہ بھی تھا کہ میرے تابوت کو پشت کوفہ کی طرف لے جانا۔ پس جہاں تمہارے قدم رکیں اور سامنے سے ہوا آئے وہیں مجھے دفن کر دینا کہ طور سینا کا اول حصہ وہی ہے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور اسی کتاب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ذکر نجف اشرف میں منقول ہے کہ فرمایا وہ اُس پہاڑ کا ٹکڑا ہے جس پر خدائے تعالیٰ نے موسیٰؑ ۴۴

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

ہم نے تو اپنے باپ داداؤں میں پہلے ایسی بات سُنی نہیں۔ یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک (مرد) جس کو

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

جنون ہو گیا ہے پس تم بھی اس کے بارے میں کچھ انتظار کرو۔ (نوحؑ نے) عرض کی اے میرے پروردگار جیسا انہوں نے

كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

مجھے جھٹلایا ہے تو بھی میری مدد کر۔ پس ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ تم کشتی ہمارے سامنے

وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

اور ہماری وحی کے موافق تیار کرو پھر جس وقت ہمارا حکم پہنچے اور تنور سے فوارہ نکلے اس وقت ہر جانور کا

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ

جوڑا اس کشتی میں داخل کر دینا اور اپنے گھر والوں کو (بٹھا لینا) سوائے اس کے جس کی بابت پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا

اور جو نافرمان ہو گئے ہیں ان کے بارے میں مجھ سے خطاب نہ کرنا وہ ضرور ڈبو دیئے جائیں گے۔ پھر جس وقت

اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں وہ کشتی میں ہو بیٹھو تو یہ کہنا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے

الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا

جس نے ہم کو نافرمان لوگوں سے نجات دی۔ اور یہ عرض کرنا کہ اے میرے پروردگار مجھے

مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ

برکت کی جگہ اتاریو اور تو ہی سب سے اچھا اتارنے والا ہے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں اور ضرور

كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

ہم ہی آزمائش کرنے والے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے اور زمانے کے لوگ نئے سرے سے پیدا کر دیئے۔

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

پس ان میں ایک رسول اس کے حکم کے ساتھ بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ

اور معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں؟ اور ان کی قوم میں سے وہ سردار جو کافر ہو گئے تھے

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا کرتے تھے اور ہم نے ان کو زندگانی دنیا کی نعمتیں دے بھی رکھی تھیں

(بقایا صفحہ ۴۱۰ صفحہ گزشتہ) جناب امیر المومنینؑ سے افضل کوئی نہیں ہے۔
۵۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ یعنی خشکی اور تری میں کیوں کہ اونٹ خشکی کا جہاز مشہور ہے۔

حواشی صفحہ ھٰذا ۴۱۱

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ نوحؑ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تم پانی کو تنور میں سے جوش مار کر نکلتے ہوئے دیکھو تو تم اور جو تمہارے ساتھی ہیں وہ کشتی میں سوار ہو جانا۔ پس جب تنور سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تو حضرتؑ کی زوجہ نے اطلاع دی۔ اور آپ کشتی میں سوار ہو گئے (مفصل قصہ سورہ ہود میں بیان ہو چکا ہے)۔
۵۲ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے جناب علی مرتضٰےؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ جب تم کسی منزل پر جا کر اترو تو یہ کہا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ (یا اللہ تو مجھے مبارک جگہ میں اتاریو اور تو ہی سب سے اچھا مہمان نواز ہے) نتیجہ یہ ہو گا کہ اس منزل کی خیر و خوبی تو تم کو دی جائے گی اور اس کا شر تم سے دور کیا جائے گا۔
۵۳ وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ نہج البلاغہ میں ہے کہ اس بات سے تو خدائے تعالیٰ نے تم کو محفوظ رکھا ہے کہ تم پر ظلم کرے مگر اس سے امان نہیں دی کہ تمہارا امتحان نہ لے اور آزمائش نہ کرے چنانچہ خود فرماتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

ع ۲ / ۱

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اسی میں سے یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا

اسی میں سے یہ پیتا ہے۔ اور اگر تم اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کرنے لگو گے تو اس صورت میں تم بھی ضرور

لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تمہیں اس بات سے ڈراتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ

تو تم پھر (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟ جس بات سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ بہت ہی بعید (از عقل) ہے۔ جو کچھ بھی ہے

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ

یہی دنیا کی زندگانی ہے جہاں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اٹھائے نہیں جائیں گے۔ یہ کچھ اور نہیں ہے

اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

مگر ایسا شخص جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

(اس رسول نے) عرض کی اے میرے پروردگار بسبب اس کے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا تو میری مدد کر۔ خدا نے فرمایا کہ عنقریب یہ

نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا

ندامت اٹھانے والے ہو جائیں گے۔ پھر ان کو سچے وعدے کے مطابق چنگھاڑ نے آلیا پھر ہم نے ان کو خس و خاشاک کر دیا۔ پس نافرمان

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

لوگوں کے لئے دوری ہو۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سرے سے بنا دیے۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

کوئی گروہ نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں۔ پھر ہم نے اپنے رسول

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

لگاتار بھیجے۔ جب کسی امت کا رسول اس کے پاس آیا انہوں نے اسی کو جھٹلایا پس ہم نے بھی

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ایک کو دوسرے کے قدم بقدم کر دیا اور ان کو قصہ کہانی بنا دیا۔ پس ان لوگوں کے لئے جو ایمان نہیں لاتے ہلاکت ہو۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۥۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں کے اور غلبہ کے ساتھ

سلہ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ تفسیر صافی میں ہے کہ جبرئیلؑ امین نے ان پر ایسی سخت چیخ ماری جس سے ان کی دل پھٹ گئے اور وہ مر کے رہ گئے۔ نیز اس واقعہ میں اس بات کی دلالت بھی ہے کہ اور جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ وہاں قرن سے مراد قوم صالحؑ ہے (اس لئے کہ قوم ہودؑ تو ہوائے تند کے عذاب سے ہلاک کی گئی تھی)۔ ۱۲

سلہ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غثاء زمین کی سوکھی سڑی نباتات کو کہتے ہیں (تصحیح)۔ قوم صالحؑ کی ہلاکت کو غثاء سے تشبیہ دی گئی اور غثاء اس گھاس پھونس کو کہتے ہیں جسے پانی کی رَو بہا لے جائے۔ چنانچہ عرب کا محاورہ ہے کہ جو ہلاک ہو جاتا ہے اس کے لئے کہتے ہیں کہ اُسے ندی بہا لے گئی ۱۲

مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی

عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

متکبر۔ اور وہ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری

عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ

خدمتگار ہے؟ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پس ہلاک ہو گئے۔ اور ضرور

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے

وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

اور اس کی ماں کو ایک نشانی مقرر کیا اور ان دونوں کو ایک اونچے ٹیلے پر ٹھہرنے کی جگہ تھی اور صاف پانی کے پاس جگہ دی۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا

اے پیغمبرو! تم پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیکی کرتے رہو۔ بیشک جو کچھ

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۭ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

تم کرتے ہو اس کا (پورا پورا) جاننے والا میں ہوں۔ اور تمہارا یہ گروہ حقیقتاً ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍ

پروردگار ہوں پس مجھ ہی سے ڈرو۔ پھر (امت کے لوگوں نے) اپنے معاملہ (دین) کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ہر فرقے

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

کے لوگ جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے خوش خوش ہیں۔ پس تم ایک زمانے تک اُن کو اُن ہی کی جہالت میں رہنے دو۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ

کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد مال سے اور بیٹوں سے کر رہے ہیں۔ تو ہم اُن کے لئے

لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

خوبیوں کی جلدی کر رہے ہیں؟ بلکہ وہ شعور ہی نہیں رکھتے۔ بالتحقیق وہ لوگ جو

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنے پروردگار کی نشانیوں پر

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَ

ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور

**۵۱** اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ
ربوہ کے لفظی معنی بلند مقام یا ٹیلہ ذات قرار سے یہ مطلب ہے کہ پھیلی ہوئی جگہ اور اس بات کے لئے موزوں کہ اس میں قرار لیا جائے اور کھیتی کی جائے اور معین کے معنی وہ پانی جو ظاہر روئے زمین پر جاری ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں مراد ربوہ سے مراد کوفہ سے پہلے جو شہر حیرہ تھا اُس کی زمین اور اس کا سواد ہے اور قرار سے مراد مسجد کوفہ ہے اور معین سے مراد آب فرات ہے ۱۲

ع ١٨ ٣

**۵۲** يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ خود طیب ہے۔ اور طیب ہی کو قبول فرماتا ہے اور اُس نے مومنین کو ویسا ہی حکم دیا ہے جیسا کہ رسولوں کو حکم دیا۔ چنانچہ رسولوں سے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ اور مومنین سے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ سطر)

**۵۳** كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ مطلب یہ ہے کہ ہر گروہ جس اعتقاد کے ساتھ گروہ بن گیا ہے اور اب جس دین پر ہے اسی پر نازاں و فرحاں ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں تفسیر قمی میں ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کے لئے کوئی دین اختیار کر لیا ہے وہ اسی پر پھولا ہوا ہے ۱۲

**۵۴** مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میرا بندۂ مومن اس وقت رنجیدہ ہوتا ہے جب کہ دنیا کی کسی چیز کو اس پر تنگ کر دیتا ہوں۔ حالانکہ یہ بات اُس کے لئے قرب کا باعث ہے اور جب میں دنیا کو اس کے لئے وسیع کر دیتا ہوں تو وہ مجھ سے خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ بات مجھ سے دُوری کا باعث ہے۔ پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ مال و اولاد تو اُن کے لئے آزمائش ہیں ۱۲

الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اس حال میں کہ اُن کے دل اس سے ڈرتے ہوتے ہیں کہ ہم اپنے

رٰجِعُوْنَ ۝ لا اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

پروردگار کی حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ وہی نیکیوں میں جلدی کیا کرتے ہیں اور وہی اُن میں سب سے بڑھ جانے والے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ

اور ہم کسی ذی حیات کو اس کی قوت (برداشت) سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک نوشتہ ہے جو حق حق بولے گا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ

اور اُن لوگوں پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ لیکن اُن کے دل اس کی طرف سے غفلت میں ہیں اور اُن کے

اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ

اعمال بد اس کے سوا کچھ اور بھی ہیں جن کے وہ (عادتاً) کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب

اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ۝ ط لَا تَجْئَرُوا

ہم ان کے مالداروں کو عذاب میں گرفتار کرتے ہیں تو وہ یکایک واویلا کرنے لگتے ہیں (ہماری طرف سے کہا جاتا ہے کہ)

الْيَوْمَ قف اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

آج کے دن واویلا نہ مچاؤ تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ دی جائے گی۔ تم پر میری آیتیں ضرور پڑھی جایا کرتی تھیں

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ لا مُسْتَكْبِرِيْنَ ق بِهٖ

پس تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جایا کرتے تھے۔ اور تکبر کر کے اُس (ہمارے رسولؐ) کو

سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ

مثل کہانی کہنے والے کے چھوڑ بیٹھا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے کلام خدا میں غور نہیں کیا یا اُن کے پاس

يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ

اب کچھ آگیا ہے جیسا ان کے پہلے باپ داداؤں کے پاس نہیں آیا تھا؟ یا انہوں نے اپنے رسولؐ کو نہیں پہچانا کہ وہ اُس کے

مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ط بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ

منکر ہوگئے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اُسے جنون ہے؟ بلکہ وہ تو اُن کے پاس حق لے کر آیا ہے اور

اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

حالانکہ ان میں سے اکثر حق سے نفرت رکھنے والے ہیں۔ اور اگر حق اُن کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کا ستیاناس ہی ہو جائے بلکہ ہم نے تو

؎۱ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر تم سے یہ ہوسکتا ہے کہ تم مشہور نہ ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اس میں کوئی الزام نہیں ہے کہ لوگ تمہاری تعریف نہ کریں اور نہ اس میں تم پر کوئی الزام ہے کہ تم لوگوں کی نظر میں بُرے ہو جس حال میں کہ تم خدا کے نزدیک اچھے ہو۔ پھر فرمایا کہ میرے جدّ امجد جناب علیؑ المرتضےٰ فرمایا کرتے تھے کہ سوائے دو قسم کے شخصوں کی زندگی کے اور کسی کی زندگی میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ ایک تو وہ شخص جو ہر روز کچھ نیکی زیادہ کرتا ہے اور دوسرے وہ شخص جو اپنی بدیوں کا توبہ سے تدارک کرتا ہے اور توبہ ہو کس کی سکتی ہے؟ واللہ اگر کوئی سجدے کرتے کرتے اپنی گردن توڑ ڈالے خدائے تعالیٰ اُس کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا جب تک کہ وہ ہم اہلبیتؑ کی محبت نہ رکھتا ہو۔ آگاہ رہو کہ جو لوگ ہمارا حق پہچانیں اور ہمارے ذریعے سے ثواب کے امیدوار ہوں اور روزانہ ڈیڑھ پاؤ آٹے پر راضی ہوں اور اتنے کپڑے جتنے سے ان کا جسم ڈھک جائے اور سر ڈھک جائے اور ہر حالت میں ایسے لوگ خدا سے خائف رہیں اور اس کو پسند کرتے ہوں کہ ان کا حصّہ دنیا میں اتنا ہی ہو تو ان ہی کا خدائے تعالیٰ نے یہ وصف فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جو یہ فرمایا مَآ اٰتَوْا (جو کچھ بھی انہوں نے دیا) اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا کی طاعت کا ثبوت مع ہماری ولایت کے دیا اور پھر بھی وہ اس میں خائف رہے۔ مگر وہ ان کا خوف شک کا خوف نہیں ہے بلکہ ان کو خوف اس بات کا رہا کہ کہیں وہ ہماری ولایت ومحبت میں قاصر تو نہیں رہے ۱۲

؎۲ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ تعریف علیؑ ابن ابی طالب کی ہے کہ اُن سے سابق کوئی دوسرا ہوا ہی نہیں ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ

ان کی نصیحت کی چیز ان کو دی ہے پھر وہ اپنی نصیحت کی چیز سے ہی روگردان ہونے والے ہیں آیا تم ان سے کوئی مزدوری چاہتے

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ

ہو تو تمہارے پروردگار کی مزدوری سب سے اچھی ہے اور وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے - اور تم ضرور ان کو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ

راہ راست کی طرف بلاتے ہو۔ اور ضرور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ

راہ راست سے ہٹ جانے والے ہیں - اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان کو ہو اسے رفع کردیں

لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا

تو وہ اپنی سرکشی میں اور بڑھ جائیں اور سرگردان ہوں۔ اور ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا تو

اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم

انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے نہ اظہار عجز کیا اور نہ گڑگڑائے۔ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر

بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

سخت عذاب کا دروازہ کھولدیا تو اس میں وہ یکایک ناامید ہونے لگے۔ اور وہ (خدا) وہی ہے

أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کردیئے - تم کس قدر کم شکر ادا کرتے ہو!

وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

اور وہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا اور اسی کی حضور میں تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

جو تمہیں جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کے سبب سے رات کا اور دن کا اُولنا بدلنا ہے - کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ؟

بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَ

بلکہ انہوں نے تو ویسی ہی بات کہدی جیسی پہلے لوگ کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور

كُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ

مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم پھر بھی اٹھائے جائیں گے؟ یہ وعدہ تو ہم سے اور

آبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ

ہمارے باپ دادا سے پہلے ہی سے ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ پہلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں - تم یہ کہدو کہ

ع ۴ ۲۷ ۴

---

**سلہ** خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ بعض قاریوں نے دونوں جگہ خَرْج پڑھا ہے اور بعض نے دونوں جگہ خَرَاج پڑھا ہے خَرْج مقابل دَخْل ہے یعنی آمد و خرچ اور خراج بیشتر زمین کے لگان کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کہ اس کے معنوں میں زیادتی بھی سمجھ میں آتی ہے اور دینے کی مجبوری بھی - تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ان دونوں لفظوں کے معنی اُجر و اُجرت منقول ہیں ۱۲

**سلہ** اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ صراط مستقیم سے مراد ولایت امیرالمومنین ہے ۱۲

**سلہ** عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ - ظاہری مطلب یہ ہے کہ خوف آخرت اس بات کا زیادہ قوی سبب ہوتا ہے کہ انسان حق کا طالب بھی ہو - اور طریق حق پر چلے بھی - تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مُراد ہیں امام برحق سے پھر جانے والے - کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ اگر چاہتا تو بندوں کو خود ہی اپنی معرفت عطا فرمادیتا - لیکن اب تو اُس نے ہم کو اپنا دروازہ - اپنی صراط اپنی سبیل ٹھہرایا اور وہ وجہ مقرر کردی جس سے اُس تک رسائی ہو سکتی ہے - پس جو جو ہماری ولایت سے روگردان ہوجائیں یا ہم پر کسی دوسرے کو فضیلت دے دیں انہی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ راہ راست سے ہٹ جانے والے ہیں ۱۲

**سلہ** مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ الجوامع میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا ہے - کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ خون میں ملی ہوئی اُون تک کھا گئے - تو اُس وقت ابوسفیان جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا - کہ میں آپ کو خدا کی اور صلہ رحمی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا آپ کا یہ گمان نہیں ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے حالانکہ آپ نے ہمارے بزرگوں کو تلوار سے قتل کیا اور ہمارے خوردوں کو بھوک سے مارے ڈالتے ہیں - اس پر یہ پوری آیت نازل ہوئی ۱۲

**سلہ** فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ

یہ زمین کس کی ہے اور جو اس زمین میں ہیں (وہ کس کے ہیں) اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ) قریب ہے کہ وہ یہ کہیں گے

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

اللہ ہی کے ہیں۔ تم کہدو پھر کیا تم غور نہیں کرتے؟ تم کہو کہ ساتوں آسمان

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

اور عرش عظیم کا پروردگار کون ہے؟ قریب ہے کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ ہی کے ہیں تم کہدو کہ پھر کیا تم اس سے ڈرتے نہیں؟

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ

تم یہ کہو کہ اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ کہ) وہ کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى

اس کے برخلاف کسی کو پناہ نہیں دی جاتی؟ قریب ہے کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ تم کہدو کہ پھر تم کہاں

تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ

جادو میں گھرے چلے جاتے ہو؟ بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لائے اور وہ ضرور جھوٹے ہیں۔ نہ تو

اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ

اللہ نے کوئی بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے کہ اس صورت میں ہر ہر خدا جو جو کچھ

اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

پیدا کرتا اسی کو لے جاتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر غالب آجاتا (غرض) جو کچھ بھی یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے

يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ع

منزہ و پاک ہے۔ (وہ) چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے اور جن جن چیزوں کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ان سب سے (منزہ اور)

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي

برتر ہے (اے رسولؐ) تم یہ کہو کہ اے میرے پروردگار جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اگر تو کبھی وہ مجھے بھی دکھائے تو اے میرے پروردگار تو

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝

مجھے ان نافرمان لوگوں کے پاس نہ رکھیو۔ اور ہم ضرور اس بات پر قادر ہیں کہ جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں وہ تمہیں دکھلا دیں (یعنی

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝

تمہاری موجودگی میں نازل کر دیں) (اے رسولؐ) تم بدی کو اس چیز سے دفع کرو جو بہت ہی اچھی ہو جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں ہم اس سے خوب واقف ہیں

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ

اور تم یہ دعا کرو کہ اے میرے پروردگار میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے پروردگار میں اس بات سے بھی

(بقیہ صفحہ ۴۱۴ گزشتہ) استکانت کے 26
معنی ہیں خضوع یعنی گڑگڑانا اور تضرع
کے معنی ہیں ہاتھوں کا اٹھانا یعنی التجا
کرنا ۱۲ ۵۱ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ
تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے کہ یہ واقعہ زمانہ رجعت میں
پیش آئے گا ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا ۵۱ عٰلِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ معانی الاخبار
میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے
کہ الغیب سے مراد وہ ہے جو اب تک
نہیں ہوا اور الشہادۃ سے مراد وہ
ہے جو کچھ ہو چکا ۱۲ ۵۲ مَا يُوْعَدُوْنَ
تفسیر صافی میں ہے کہ سعد ابن عبد اللہ جابر
ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ
جناب رسالتمآبؐ نے بروز فتح مکہ ہم لوگوں
کے سامنے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا اَيُّهَا
النَّاسُ میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں
کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے اور ایک
دوسرے کی گردن مارو گے۔ اور اگر تم
ایسا کرو گے تو میں بھی تم کو تلوار سے
ماروں گا۔ پھر آنحضرتؐ نے داہنی طرف
رخ کیا اور لوگ کہنے لگے کہ جبرئیلؑ ان کو
اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ
جبرئیلؑ نے کہا کہ کہدیجیے کہ
(علیؑ) تم کو ماریں گے۔ چنانچہ
آنحضرتؐ نے وہی فرما دیا۔ اور ابان ابن
تغلب کی روایت جناب امام جعفر صادقؑ
سے یوں منقول ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ
نے فرمایا کہ میں تم کو تلوار سے ماروں گا
تو اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور
عرض کی یا رسول اللہ ان سے یہ فرمائیے
کہ انشاء اللہ میں تم کو تلوار سے ماروں
گا یا وہ مارنے والے علی ابن ابی طالبؑ
ہوں گے۔ چنانچہ جناب رسولخداؐ نے
اسی طرح فرمایا۔ پھر جبرئیل امینؑ نے
عرض کی کہ ایک موقع آپ کو دیا جائے
گا اور وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اور
آپ کی وعدہ گاہ وادی السلام ہے
ابانؓ ابن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ وادی السلام کہاں ہے؟ فرمایا پشت کوفہ پر۔ قول صاحب تفسیر صافی یہ وعدہ زمانہ رجعت میں پورا ہوگا ۱۲ ۵۳ مِنْ هَمَزٰتِ
الشَّيٰطِيْنِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وساوس شیاطین ہیں جو تمہارے دل میں واقع ہوتے رہتے ہیں ۱۲

ع ۵ ۱۵ ۵

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آکر بھٹکیں (کافروں کی یہی حالت رہے گی) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ

تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار اب مجھے لوٹا دے تاکہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کچھ نیکی کروں (کہا جائے گا کہ)

اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ

ایسا نہیں ہو سکتا یہ تو ایک بات ہے جو یہ بنا رہا ہے اور ان کے آگے اُس دن تک کے لئے جس دن وہ

يُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ

مبعوث کیے جائیں گے۔ (عالم) برزخ موجود ہے۔ پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا تو اُس دن نہ آپس کے حسب و نسب باقی رہیں گے

وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

اور نہ باہم پوچھ گچھ کریں گے۔ پس جس کے پلے بھاری ہو گئے تو وہ فلاح پانے والے ہوں گے۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ

اور جس کے پلے ہلکے رہے پس وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا (اور)

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○

ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوئے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دیگی اور وہ اس میں بدصورت ہو جائیں گے۔

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا

کیا میری آیتیں تم پر نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم اُن کو جھٹلایا کرتے تھے؟ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

ہماری کم بختی ہم پر غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ بن گئے تھے۔ اے ہمارے پروردگار اس میں سے ہم کو نکال لے

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

پھر اگر ہم ایسا کریں تو ہم ضرور ظالم ہوں گے۔ (خدا) فرمائے گا اسی میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ

بیشک میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو یہ کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہمارے

لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ

گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔ پس تم ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے

سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○

یہاں تک کہ انہوں نے تم کو میری یاد بھلا دی تھی اور تم اُن سے ٹھٹھا ہی کرتے رہتے تھے۔

۵۱ رَبِّ ارْجِعُوْنِ اس میں واؤ جمع کا نہیں ہے بلکہ تعظیم کا ہے جیسا کہ کسی نے کہا تھا: اَلَا فَارْحَمُوْنِیْ یَا اِلٰہَ مُحَمَّدٍ فَاِنْ لَّمْ اَکُنْ اَهْلًا فَاَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ (اے محمدؐ کے خدا! تو مجھ پر رحم کر کہ اگر میں اس قابل نہیں ہوں تو تُو اس قابل ہے) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زکوٰۃ روکنے والے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہوگا وہ موت کے قریب اپنی واپسی کی درخواست کرے گا۔ یہی قول خدائے تعالیٰ نقل فرماتا ہے: رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ ۱۲ ۵۲ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ تمسخ دو امر کے مابین ایک امر ہے یعنی دنیا و آخرت کے مابین ثواب یا عقاب اور یہی قول جناب امام جعفر صادقؑ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے ہی اندیشہ ہے۔ اور اس وقت کہ جب معاملہ خود ہم تک پہنچ جائے گا تو اُس وقت تو تمہارے بارے میں ہمیں سب طرح کا اختیار ہوگا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی نے عرض کی کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سُنا تھا کہ ہمارے شیعہ تو سب جنت میں ہوں گے خواہ اُن سے کیسے ہی افعال ہوئے ہوں۔ فرمایا۔ ہاں میں نے ایسا ہی کہا تھا۔ واللہ وہ سب جنت میں ہوں گے۔ اس پر عرض کی گئی کہ گناہ تو بہت ہی بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا قیامت کے دن تو نبیؐ مطاع کی شفاعت سے یا وصی نبیؐ کی شفاعت سے تم سب جنت ہی میں ہوں گے لیکن مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے اندیشہ ہے۔ اس پر عرض کی گئی کہ برزخ کیا ہے؟ فرمایا قبر اور موت کے وقت سے لے کر قیامت تک۔ الخصال میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ قبر ہے کہ اس میں ان کی بہت ہی تنگی میں بسر ہوگی۔ واللہ قبر یا تو جنت کے چمنوں سے ایک چمن ہو جائے گی یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ۱۲ ۵۳ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ اس دن بجز میرے حسب و نسب کے اور سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے ۱۲ ۵۴ وَلَا یَتَسَآءَلُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اپنی مصیبت میں ایسے مبتلا ہوں گے کہ ایک دوسرے کا حال نہ پوچھیں گے اور یہ خدا کے اس قول کے مخالف نہیں (باقی صفحہ نمبر ۱۳۱ پر پڑھیے)

اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ قٰلَ كَمْ

آج جیسا کہ انہوں نے صبر کیا تھا ان کو میں نے جزادی کہ وہ کامیاب ہیں۔ (پھر) دریافت فرمائے گا

لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ

کہ تم زمین میں کتنے برس رہے ہو گے؟ عرض کریں گے کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ

یَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّیْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

پس تو گننے والوں سے پوچھ لے۔ فرمائے گا کہ ہاں تم تھوڑے ہی رہے ہو گے کاش یہی

تَعْلَمُوْنَ ○ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا

سمجھے ہوتے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا اور یہ کہ ہماری حضور میں پلٹ کر

تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ

نہ آؤ گے۔ پس خدا بادشاہ برحق برتر ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ وہی بڑے

الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ○ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

عرش کا مالک ہے۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے گا جس کے بارے میں اُس کے پاس

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

کوئی دلیل نہیں تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ اس کا حساب خدا کے پاس رہے گا یقیناً کافر فلاح نہ پائیں گے۔

وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○ ع

اور تم یہ کہدو کہ اے میرے پروردگار تو بخش دے اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

آیاتھا ۶۴ کلماتھا ۱۳۴۲ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِیَّةٌ حروفھا ۵۶۴۱ رکوعاتھا ۹

(سورۂ نور مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمن و رحیم

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِیْهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ

یہ ایک سورہ ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور جس کو ہم نے فرض گردانا اور اس میں ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

تاکہ تم یاد رکھو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ اور ان دونوں کے بارے میں قانون خدا کے اجرا میں تم کو رحم نہ آجائے

(بقیہ صفحہ ۴۱۷ گزشتہ)
وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ (اور ایک دوسرے کے پاس اُس کا حال پوچھتا آئے گا۔) اِس لیے کہ ایک میں تو صور پھونکے جانے کے وقت کا ذکر ہے اور دوسرے میں حساب ہو چکنے کے بعد کا۔ تفسیر قمی میں اسی آیت کی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوگا ۱۲ ۵ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ تفسیر قمی میں ہے کہ آگ ان پر مشتعل کی جائے گی اور وہ ان کو خوب جلائے گی۔ لفظ لفح ہم معنی تو نفخ کا ہے مگر تاثیر میں نفخ سے کچھ زیادہ ہے ۱۲ ۶ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ۔ کالحون کلوح سے ہے جس کے معنی ہیں دانتوں پر سے ہونٹوں کا ہٹ جانا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حالت ان کی یہ ہوگی کہ منہ ان کے کھلے ہوئے ہوں گے اور چہرے بگڑے ہوئے ۱۲ ۷ اِخْسَئُوْا فِیْهَا اس کا مطلب یہ ہے کہ (ع ۲۶) ذلت کا سکوت اختیار کرو۔ اِس لیے کہ جہنم مقام سوال نہیں ہے یہ لفظ کتے کے دھتکارنے میں بولا جاتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے اور اللہ اس سے زیادہ واقف ہے کہ اہل جہنم جب تک قعر جہنم میں نہ پہنچ لیں ستر برس تک ایک دوسرے پر دھما دھم گرتے ہی چلے جائیں گے ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا
سلہ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّیْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ عرض کریں گے کہ ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہمارے دن گنتے رہتے تھے۔ اور ہماری ساعتیں لکھا کرتے تھے اور وہ اعمال بھی جو ہم کیا کرتے تھے ۱۲
(باقی حواشی ضمیمہ میں)

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ

بشرطیکہ تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور یہ بھی ضرور ہے

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا

کہ اُن کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ موجود ہو۔ زنا کرنے والا مرد سوائے

زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ

زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے اور کسی سے نکاح نہ کرنے پائے اور زانیہ عورت سوائے زناکار مرد کے اور

مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

مشرک کے اور کسی سے نکاح نہ کرنے پائے اور یہ نکاح مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ اور جو لوگ شوہردار عورتوں پر

الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

الزام لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو اُن کو اسّی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کوڑے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور وہ

الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ

ضرور نافرمان ہیں۔ سوائے اُن کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور خرابی کی اصلاح کر لیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ

تو اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی ازواج پر اتہام لگائیں اور

يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ

سوائے اُن کی ذات کے اور گواہی نہ ہو تو اُن کے اپنے کی گواہی یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ

شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ

خدا کا نام لے کر گواہی دے کہ میں سچا ہوں۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا

میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اُس عورت سے سزا کو

الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

یہ بات ٹال دے گی کہ وہ چار مرتبہ خدا کا نام لے کر یہ گواہی دے کہ وہ

الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ

جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو

۱ الزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں لوگوں کا ذکر ہے جو زانیہ عورتوں سے متعہ اور نکاح کرنا حلال جانتے ہیں جس حالت میں کہ وہ مشہور و معروف تھیں اور کوئی شخص ان کو قید میں لانے پر قادر نہ ہو۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے زمانہ میں کچھ مرد اور عورتیں زنا کے بارے میں مشہور تھیں پس خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو ان سے نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی اور آج کل تو اس حالت کے بہت ہیں پس جو مرد و عورت زنا کے بارے میں مشہور ہوں یا اُن پر حد جاری ہو چکی ہو تو تم ان سے نکاح نہ کرو جب تک کہ اُن کی توبہ بھی اسی طرح مشہور نہ ہو جائے۔ نیز اُن ہی حضرتؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی اور اللہ نے زنا کرنے والے مرد کو مومن اور زنا کرنے والی عورت کو مومنہ نہیں فرمایا بلکہ جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا بلکہ یہ فعل کرتے وقت ایمان اس سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے بدن سے کُرتا اتر جاتا ہے ۱۲

۲ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ کافی اور التہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے کو کتاب خدا اور سنتِ جناب رسولؐ خدا کے مطابق حد لگائی جائے گی اُن ہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ تہمت تین طرح کی ہو سکتی ہے (۱) ایک شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگائے (۲) یہ کہ اس کو زانیہ نے جنا ہے (۳) یا اُس کو اُس کے باپ کے سوا دوسرے کا بیٹا کہے

۳ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ زنا میں چار گواہ کیوں مقرر کئے گئے حالانکہ قتل میں دو ہی ہیں۔ فرمایا بس اس لئے چار گواہ تمہاری احتیاط کے لئے مقرر کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بہت سے لوگ سزا پاتے کیونکہ چار گواہ کا ایک معاملہ میں جمع ہو جانا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۴۲۰ آئندہ پر پڑھیئے

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ

اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو دیکھو تا ... کیوں تعلیم کرتا)

اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ

اور بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے ہر شخص کے لئے

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

جو گناہ بھی وہ کرے گا وہی ہے۔ اور جو ان میں سے گناہ کا بڑا حصہ لے گا اسی کے لئے

عَظِيْمٌ ○ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

بڑا عذاب ہے۔ جس وقت کہ تم نے اس کو سنا تھا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے

بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ

نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ وہ اس بات پر

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ

چار گواہ کیوں نہ لائے پس جب چار گواہ نہ لائے تو وہ اللہ کے نزدیک

اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

ضرور جھوٹے ہیں۔ اور اگر دنیا و آخرت میں تم پر

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ

خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم نے چرچا کیا تھا اس کے سبب سے تم پر بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ○ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا

نازل ہوتا۔ جب کہ تم اس کو ایک دوسرے کی زبان سے نقل کرتے تھے اور اپنے منہ سے وہ کچھ بکتے تھے

لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

جس کا تم کو علم نہیں ہے اور اس کو خفیف سی بات سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک

عَظِيْمٌ ○ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ

بڑی بات تھی۔ اور جس وقت تم نے اس کو سنا تھا یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم اس کے

نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○ يَعِظُكُمُ

بارے میں کلام کریں۔ حاشا و کلا یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ خدائے تعالیٰ تم کو

ع ١٠

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

دوسری روایت میں ہے کہ جواب میں ارشاد فرمایا کہ زنا میں سزا پانے والے دو ہوتے ہیں اور قتل میں صرف ایک یعنی قاتل ہے، نیز زنا میں یہ بھی جائز نہ رکھا کہ ہر ایک کے برخلاف دو دو الگ الگ گواہی دیں بلکہ چاروں گواہوں کی گواہی یکجائی ہو کیونکہ مرد و عورت دونوں کو سزا ملے گی ہے، سکے فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ قاذف (جھوٹی شہادت دینے والے یا اتہام لگانے والے) کو اسی دُرّے مارے جائیں گے اور اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے گی سوائے اس کے کہ توبہ کرلے یا اپنی ذات کو جھٹلائے۔ اور اگر چار میں سے تین گواہی دیں اور ایک انکار کرے تو تینوں کو دُرّے لگائے جائیں گے اور ان کی شہادت قبول نہ ہوگی جب تک کہ چاروں یہ نہ کہیں کہ ہم نے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ اور جو شخص اپنی ذات کے بارے میں گواہی دے کہ میں نے خود زنا کیا ہے تو اس کی شہادت بھی قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ وہ اسے چار مرتبہ نہ دہرائے ہے

(اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھے جائیں)

اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ

نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر ایسا کبھی نہ کرنا۔ اور

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ

اللہ تم سے اپنے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو اس بات کو دوست رکھتے ہیں

اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي

کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی کی باتیں رائج ہوں ان کے لئے دنیا میں بھی دردناک عذاب ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا

اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ (اس کو) خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور اگر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو وہ تم پر جلد عذاب نازل کرتا) اور بیشک اللہ بڑا مہربان (اور) رحم کرنے والا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ

اے ایمان لانے والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم

الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

چلے گا تو وہ ضرور اس کو بے حیائی اور بدی کی باتوں کا حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور اس کی رحمت کی نظر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی پاک ہی نہ ہوتا ولیکن اللہ

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ

جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے مالدار اور صاحب مقدور لوگ

مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

یہ قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ رشتہ داروں کو اور مساکین کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ

کچھ نہ دیں گے اور ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ آیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ

اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ بالتحقیق جو لوگ پاک دامن

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ

بے خبر ایماندار عورتوں پر عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے

رکوع ۸

ف۱ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کافی اور آمالی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بدی کی بات بیان کرے جو اس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور دونوں کانوں سے سنی ہو تو وہ بھی ان میں داخل ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ الخ اور کافی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام موسیٰؑ کاظم کی خدمت میں یہ بات بیان کی کہ میرے دینی بھائیوں میں سے ایک شخص کی نسبت مجھے ایسی بات کی خبر پہنچی ہے جسے میں بہت ہی ناپسند کرتا ہوں اور جب میں اس سے اس کی بابت سوال کرتا ہوں تو وہ اس سے انکار کرتا ہے حالانکہ مجھے بہت سے ثقہ لوگوں نے اس بات کی خبر دی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تو اپنے ایمانی بھائی کے مقابل اپنے سنے ہوئے اور دیکھے ہوئے کو جھٹلا۔ اور گو پچاس آدمی قسم کھا کر اس کے برخلاف تیرے سامنے گواہی دیں اور وہ تجھ سے ایک بات کہے تو تو اسی کے قول کی تصدیق کر اور ان سب کو جھوٹا جان۔ اور اپنے ایمانی بھائی کے برخلاف کسی ایسی بات کو شہرت نہ دے جس سے اس میں عیب لگتا ہو اور اس کے ذریعہ سے مروت پامال ہوتی ہو ورنہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی نسبت خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ الخ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی بدی کی بات کو شہرت دی تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اسی نے پہلے اسی بدی کا ارتکاب کیا ۱۲ +

ف۲ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے عیب ظاہر کرنے میں اور بدباتوں کی اشاعت کرنے میں شیطان کی پیروی نہ کرو ۱۲

ف۳ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ تفسیر صافی میں ہے کہ الْفَحْشَاۗءِ سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی خرابی اور برائی حد سے بڑھی ہوئی ہو اور مُنکَر سے مراد وہ کام ہیں جو عقلاً بھی مذموم ہوں اور شرعاً بھی ممنوع ۱۲

ف۴ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الخ

عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم

بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَ

ان کی کرتوتوں کے بارے میں ان کے برخلاف گواہی دیں گے اسی دن اللہ تعالیٰ ان کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ان کو پورا پورا دے گا اور

يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ

وہ یہ جان لیں گے کہ اللہ وہی تو حق صریح ہے۔ بری بری (باتیں) برے لوگوں کے لئے (زیبا) ہیں

وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

اور برے برے لوگ بری بری باتوں کے لئے (موزوں) ہیں۔ اور اچھی اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے (مناسب) ہیں اور اچھے لوگ

لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَ

اچھی اچھی باتوں کے لئے موزوں ہیں۔ یہ اچھے لوگ ان باتوں سے جو برے لوگ بکتے ہیں بری ہیں۔ ان کے لئے گناہوں کی بخشش ہے

رِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

اور عزت کی روزی بھی۔ اے ایماندارو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں جب تک کہ اجازت نہ لے لو

بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ

اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کر لو نہ جایا کرو۔ یہی طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ پس اگر تم ان میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ

تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

ہو جائے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جاؤ

هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ

یہی تمہارے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اس بارے میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے

جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَ

کہ تم ایسے گھروں میں جاؤ جن میں کوئی نہ رہتا ہو اور ان میں تمہارا کچھ فائدہ ہو

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ

اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ (اے رسول) ایمانداروں سے کہہ دو

يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ

کہ وہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے

بقیہ صفحہ (۴۲۱) ۵ اولی القربیٰ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس آیت میں اولی القربیٰ سے مراد جناب رسول خدا کے قرابتدار ہیں۔ ۶ ولیعفوا ولیصفحوا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا اس کی قرات یوں کرتے تھے ولتعفوا ولتصفحوا نیز حضرت کے ولیعفوا ولیصفحوا قرات کرنے کی روایت بھی موجود ہے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے قصور معاف کر دو اور ایک دوسرے کی خطا سے درگزر کرو کہ ایسا کرنے سے تم رحمت خدا کے مستحق ہو جاؤ گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الا تحبون ان یغفر اللہ لکم الخ ۱۲

حواشی صفحہ ھذا ۱ یوم تشھد علیھم السنتھم الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ مومن کے اعضاء و جوارح اس کے برخلاف گواہی نہ دیں گے اور جن کے اعضاء و جوارح ان کے برخلاف گواہی دیں گے وہ وہ ہوں گے جن کے برخلاف حکم خدا عذاب کا استحقاق ثابت ہو جائے گا۔ رہا مومن اس کو تو اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فمن اوتی کتابہ بیمینہ فاولئک یقرءون کتابھم ولا یظلمون فتیلا ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۵ رکوع ۸ ۔ ۲ الخبیثات للخبیثین تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ گندی باتیں اور برے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں اور وہی بری باتیں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں

اسی طرح نیکوکار مرد اور نیکوکار عورتیں اچھی اچھی باتوں [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ○ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

بیشک خدا ان چیزوں سے واقف ہے جو کچھ وہ کرتے رہتے ہیں۔ اور تم مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی نظریں

أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار کو سوائے اُس کے جو خود بخود ظاہر ہو

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

ظاہر نہ کریں اور ان کو لازم ہے کہ اپنے گریبانوں پر سے اپنے دوپٹوں کے بکل مارے رہیں اور اپنا بناؤ سنگار کسی پر

زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ

ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ داداؤں کے یا اپنے شوہروں کے باپ داداؤں کے یا

أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ

اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے

أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ التَّٰبِعِينَ

یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلاموں کے یا ایسے نوکر مردوں کے

غَيْرِ أُولِى الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟

جن کو عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے یا ایسے لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کے پردوں سے واقف (یعنی بالغ)

عَلَىٰ عَوْرَٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ

نہ ہوئے ہوں۔ اور عورتیں چلنے میں اپنے پاؤں اس غرض سے (زمین پر زور سے) نہ ماریں کہ جو زینت وہ

مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

چھپائے ہوئے ہیں وہ ظاہر ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب خدا کی حضور میں توبہ کرو تاکہ تم (سب)

تُفْلِحُونَ ○ وَأَنكِحُوا۟ الْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَالصَّٰلِحِينَ مِنْ

فلاح پاؤ۔ اور تم میں سے جو مرد بے زوجہ ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں اُن کے اور تمہاری لونڈی

عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا۟ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ

غلاموں میں جو نکاح کے قابل ہوں ان کے نکاح کردو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اُن کو غنی کردے گا۔

وَاللّٰهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ○ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا

اور اللہ صاحب وسعت (اور) صاحب علم ہے۔ اور جن کو تم میں سے نکاح میسر نہ ہو اُن کو عفت برتنی چاہیے

حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَٰبَ

یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کردے۔ اور تمہارے لونڈی غلام جو مکاتب کے خواستگار ہوں

سلہ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں جہاں حفاظت فرج کا ذکر آیا ہے۔ وہاں زنا سے حفاظت مراد ہے سوائے اس آیت کے کہ یہاں نظر سے حفاظت مراد ہے۔ پس نہ کسی مرد مومن کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اپنے برادر مومن کے ستر کی طرف دیکھے اور نہ کسی مومن عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ اپنی کسی مومنہ بہن کے ستر کی طرف دیکھے ۱۲

سلہ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زینت سے مراد لباس، سرمہ، انگوٹھی ہاتھوں کی مہندی اور کنگن ہیں اور زینت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک زینت عام۔ دوسری زینت خاص محرموں کے لئے اور تیسری زینت مخصوص شوہر کے لئے پس عام زینت وہ ہے جس کا ذکر اوپر آچکا۔ اور خاص محرموں کے لئے وہ زینت ہے جو گلے کے ہار کی جگہ سے لے کر اوپر اوپر کی ہو (یعنی سر اور کان اور ناک وغیرہ کی) اور خلخال اور پازیب کی جگہ سے نیچے نیچے کی اور بازو بند کی جگہ سے لے کر ہاتھوں کی انگلیوں تک اور شوہر کے لئے کل جسم کی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ نامحرم مرد کے لئے عورت کی کن کن چیزوں کا دیکھ لینا حلال ہے۔ فرمایا چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ۔ اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو آیا وہ شخص بنظر تامل اس کے چہرہ کی طرف اور چلنے میں اس کی پشت کی طرف نگاہ ڈالے۔ فرمایا کچھ حرج نہیں اور ایک روایت کے بموجب یہ فرمایا کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کے چہرہ کی طرف اور پہنچوں تک ہاتھوں کی طرف دیکھنے کا مضائقہ نہیں ۱۲

سلہ التَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُولِى الْإِرْبَةِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا بڈھا پھونس ہے جسے عورت کی حاجت ہی نہ رہی ہو۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے ہاں خواجہ سرا ہیں جو اُس کے زنانہ میں آتے جاتے

مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ق وَّ

تو اگر تم اُن میں نیکی کے آثار پاؤ — تو اُن سے مکاتبت کر لو۔ — اور

اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

اُن کو اس مال میں سے — جو خدا نے تم کو عطا ہے کچھ دو۔ — اور تمہاری لونڈیاں اگر پاکدامنی کی

عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

خواہشگار ہوں — تو اُن کو بدکاری پر مجبور نہ کرو کہ — اُس سے تم کچھ — دنیا کا نفع اٹھالو۔

وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور جو — اُن کو مجبور کرے گا — تو اللہ — اُن کے مجبور کرنے کے بعد (اُن کے بارے میں) بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا

اور بیشک ہم نے تمہاری طرف — کھلی کھلی نشانیاں — اور — اُن لوگوں کے جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ع اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

قصے — اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت نازل کی ہے۔ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا روشن کرنے والا ہے۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ

اُس کے نور کی مثال اس روشندان کی سی ہے جس میں ایک زبردست چراغ ہو وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہو۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

اور وہ قندیل ایسی ہو — جیسے ایک چمکتا ہوا تارا — اور زیتون کے مبارک درخت کے

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ

تیل سے روشن ہو جو نہ شرقی ہے — اور نہ غربی — قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے گو

تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

آگ اس کو نہ چھوئے۔ — وہ نور بالائے نور ہے۔ — اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی راہ بتلا دیتا ہے۔ اور

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ لا فِيْ

اللہ — آدمیوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ — اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔ (یہ چراغ)

بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے — ان میں صبح و شام اُس کی

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ لا رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

پاکیزگی ایسے لوگ بیان کرتے رہتے ہیں جن کو یاد خدا سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت باز رکھتی ہے

---

سلہ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ پہلے تو کلمہ شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہو اور دوسرے اس کے ہاتھ میں کوئی ہنر یا پیشہ ایسا ہو جس سے اپنی روزی کما سکے۔ کافی ہی میں ہے کہ انہی حضرتؑ سے ایک غلام کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جو اپنے آقا سے معاملہ مکاتبت کرنا چاہتا تھا اور آقا یہ خوب جانتا تھا کہ اس کے پاس تھوڑا یا بہت کچھ بھی مال نہیں ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ آقا کو چاہیئے کہ اس سے مکاتبت کر لے گو اس غلام کو لوگوں سے بھیک ہی مانگنی پڑے۔ مگر آقا اس بنا پر کہ غلام کے پاس کوئی مال نہیں ہے اس کی مکاتبت کو نہ روکے۔ اس لئے کہ خدائے تعالٰے اپنے بندوں کو اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے پہنچاتا ہے اور مومن کی مدد منجانب اللہ کی جاتی ہے۔ مکاتبت کے لئے دیکھو صفحہ ع ۸ ۴

سلہ ۲ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ تفسیر قمی میں ہے کہ عام طور پر عرب اور خاص کر قریش لونڈیاں خرید لیتے تھے اور معاوضہ خدمت میں اُن پر بھاری رقمیں لگا دیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ جاؤ زنا کرو اور خرچے سے یہ رقم پوری کرو۔ پس اسی کی خدائے تعالٰے نے اُن کو ممانعت فرمائی ہے ۱۲ سلہ ۳ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ اس کو یوں قرأت فرمایا کرتے تھے مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ لَهُنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جس کا مطلب ہے کہ اگر مالک اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرے گا تو خدائے تعالٰے اُن بیچاریوں کے حق میں بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوگا نہ کہ مجبور کرنے والوں کے حق میں بھی۔ قول مترجم۔ قریش کے بت پرستوں نے اُن کے عیب چھپانے کے لئے کلام خدا میں جو جو کاروائیاں کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے ۱۲ سلہ ۴ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ التوحید میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ آسمان کے رہنے والوں کا بھی راہنما ہے۔ اور [illegible]

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا

اور نہ کوئی خرید و فروخت ۔ وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں

تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ تاکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اللہ اُس سے بدلہ انہیں دے

عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

اور اپنے فضل سے اُن کے لئے کچھ اور بڑھا دے۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق

حِسَابٍ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

عطا فرما دیتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے کہ چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اُسکو

الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

پانی خیال کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچتا ہے تو اُس کو کوئی چیز نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پائے گا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ

پھر وہ اُس کا پورا پورا حساب کر دے گا۔ اور اللہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے۔ یا (ان کافروں کے اعمال) ان اندھیروں کے مانند ہیں

لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

جو گہرے سمندر میں ہوں کہ اُس کو موج نے ڈھانپ رکھا ہو اور اُس موج پر ایک اور موج ہو اور اس موج پر ایک بادل ہو۔

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ

اس طرح اندھیریاں ایک کے اوپر ایک ہوں۔ کہ جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اُس کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اور

مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

جس کے لئے خدا کوئی روشنی قرار نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جو

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ

آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور پَر پھیلا کر اُڑنے والے پرندے اللہ ہی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ ہر

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۞ وَلِلّٰهِ

ایک ان میں سے اپنی اپنی نماز اور اپنی اپنی تسبیح کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ اور

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

اللہ بادل کو ہانک لاتا ہے۔ پھر اُس (کے ٹکڑوں) کو آپس میں جوڑ دیتا ہے پھر اُن کو تہ بہ تہ رکھ دیتا ہے پھر تم

۵۱ اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ تفسیر صافی میں ہے کہ روایت ہوا ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ربیعہ بن امیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو زمانۂ جاہلیت میں تو عبادت کیا کرتا تھا اور دین حق کا خواستگار تھا۔ مگر جب اسلام آیا تو وہ کافر ہو گیا"

۵۲ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خشکی اور تری میں سے پرندہ ہو یا درندہ یا چوپایہ اُس وقت تک شکار نہیں ہوتا جب تک کہ تسبیح خدا سے غافل نہ ہو جائے"

۵۳ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک فرشتہ مرغ کی صورت سفید اور چتلے رنگ کا جس کے پنجے ساتوں زمین پر ہیں اور چوٹی اور تاج عرش کے نیچے اور اُس کے دونو بازو ایک مشرق میں ہے اور ایک بازو مغرب میں۔ جو بازو مشرق میں ہے وہ برف کا ہے اور جو بازو مغرب میں ہے وہ آگ کا ہے جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہوتا ہے اور سر کو عرش کے نیچے بلند کرتا ہے اور ایک بازو کو دوسرے کی طرف جھکاتا ہے اور دونوں کو اس طرح پھٹ پھٹاتا ہے جیسے کہ خود تمہارے گھروں میں مرغ پھڑ پھڑایا کرتے ہیں مگر نہ برف آگ کو بجھاتی ہے اور نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے۔ پھر بلند آواز سے یہ ندا کرتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّ وَصِيَّهٗ خَيْرُ الْوَصِيِّيْنَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول تمام انبیاء کا خاتمہ ہیں اور آنحضرتؐ کے وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہیں ہمارا پروردگار تمام فرشتوں کا اور روح کا پروردگار سب سے زیادہ قابل تعریف اور سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ ہے، پس زمین میں کوئی مرغ ایسا نہیں رہتا جو اُس کا جواب نہ دے اور خدا کے اس قول وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ کا یہی مطلب ہے۔

ع ۵ ۶ ١١

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا
اُن ہی میں سے مینہ کو نکلتے ہوئے دیکھتے ہو اور اللہ آسمان سے پہاڑ کی شکل کے بادلوں سے

مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ
اولے برساتا ہے پھر اُن اولوں سے جس کو چاہتا ہے صدمہ پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اُن کو ہٹا دیتا ہے۔

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ
قریب ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک بصارتوں کو غارت کر دے۔ اللہ رات کو اور دن کو اُلٹتا بدلتا رہتا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ
بیشک اس میں سمجھنے والوں کے لئے عبرت (موجود) ہے۔ اور اللہ نے ہر چلنے والا

مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى
پانی سے پیدا کیا پس اُن میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو

رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ
دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو چار پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بیشک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ
اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ یقیناً ہم نے حقیقتوں کی کھولنے والی آیتیں نازل کیں۔ اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا
جس کو چاہتا ہے راہ راست تک پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ
اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہیں پھر اس کے بعد اُن ہی میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے

ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ
اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب وہ اللہ کی اور

رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ
اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کرے تو یکایک ان ہی میں سے ایک گروہ روگردان ہو جاتا ہے

يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
اور اگر ان کا کوئی حق (حصہ) ہوتا ہے تو فرمانبرداری کرتے رسول کے پاس چلے آتے ہیں۔ آیا ان کے دلوں میں کوئی روگ ہے

اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ
یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر کوئی ظلم کرے (یہ کچھ نہیں ہے) بلکہ

---

ف۱ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بواسطہ جناب امام محمد باقرؑ جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بادلوں کو مینہ کے لئے چھلنیاں مقرر کیا ہے۔ کہ وہ اولوں کو پگھلا کر پانی بنا دیتے ہیں تاکہ جس چیز پر وہ پانی پہنچے کوئی ضرر نہ پہنچائے اور جتنا کچھ اولے اور بجلی کے صاعقے تم معمولی بارشوں میں دیکھتے ہو۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک طرح کا عذاب ہے جن سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے تکلیف پہنچا دیتا ہے نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اولے نہ کھائے جائیں اس لئے کہ اس کے بارہ میں خدا فرماتا ہے فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ الفقیہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک ایسی حدیث میں جس میں ہوا کی مختلف قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ اُن میں سے ایک ہوا ایسی ہے۔ جو بادلوں کو آسمان و زمین کے مابین روکے رکھتی ہے اور ایک ہوا ایسی ہے جو بادلوں کو نچوڑ ڈالتی ہے پھر وہ حکم سے مینہ برسا دیتے ہیں۔ اور ایک ہوا ایسی ہے جو بادلوں کو پراگندہ کر دیتی ہے ۱۲

ف۲ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ تفسیر قمی میں ہے کہ اس پانی سے مراد منی ہے اور ایک قول کے مطابق وہ پانی مراد ہے جو جزو مادہ ہے اس لئے کہ کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو نطفہ سے نہ پیدا ہوا ہو ۱۲

ف۳ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تا بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ اور حضرت ثالث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بقیہ ضمیمہ میں

أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا

حقیقت میں یہ ہیں ہی نا فرمان - مومنوں کا قول تو جس وقت بھی وہ خدا اور اس کے رسُول

إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ

کی طرف اس غرض سے بُلائے جائیں کہ رسُول اُن کے مابین فیصلہ کرے اس کے سوا اور کچھ ہوتا ہی نہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ

ہم نے اطاعت کی - اور وُہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور خدا سے ڈرے گا

اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ○ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

اور اُس (کی مخالفت) سے بچتا رہے گا پس ایسے ہی لوگ تو کامیاب ہونے والے ہیں - اور وہ اپنے مقدور بھر اللہ کی

أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ

قسمیں کھا کر یہ کہیں گے کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم ضرور نکل کھڑے ہوں گے - تم کہدینا کہ قسمیں نہ کھاؤ - نیک اطاعت

مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ

مطلوب ہے (خالی خولی قسمیں نہیں) بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے آگاہ ہے - تم کہدینا کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور

أَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

اس کے رسول کی اطاعت کرو - پھر اگر تم رو گرداں ہو گے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ رسُول کے ذِمّے اس کی جوابدہی ہے

مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ

جس پر وہ مامور کیا گیا ہے اور تمہارے ذِمّے اس کی جوابدہی ہے جس پر تم مامور کیے گئے - اور اگر تم اُس کی اطاعت کرو گے تو راہ پالو گے - اور

الْمُبِينُ ○ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

رسول کے ذمّے سوائے واضح طور پر احکام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو اس زمین میں جانشین بنائے گا جیسا کہ اُن سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ

اور ضرور ان کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کر لیا ہے اُن کی خاطر سے پائیدار کر دیگا اور ضرور ان کے خوف کو

بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَ

امن سے بدل دے گا۔ اُس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے - اور

مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ وَأَقِيمُوا

جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس نافرمان وُہی ہیں - اور نماز پڑھو

ع ۶ / ۱۰ / ۱۲

۱ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ وہ حضرت اس جگہ قَوْلُ الْمُؤْمِنِينَ پڑھتے تھے - یعنی لام کو پیش کے ساتھ پڑھتے تھے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ پوری آیت جناب امیر المومنین کی شان میں ہے اور وُہی حضرت اس میں مُراد لئے گئے ہیں ۱۲

۲ وَيَتَّقْهِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرارت کئی طرح سے آئی ہے - ایک تو یہی موجودہ اعراب کے ساتھ ہے - یعنی قاف کو سکون ہے اور تین اور آئی ہیں وَيَتَّقِهِ وَيَتَّقِهِ - وَيَتَّقْهُ یعنی ہا کو جزم ۱۲

۳ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے ایک ایسے خطبہ میں جس میں جناب رسُولِ خدا کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نبوت کے جن سخت سے سخت احکام پر مامور کیے گئے تھے ان سب کو آنحضرتؐ نے ادا کر دیا - اور جناب امام محمد باقرؑ سے یہ منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے قرآن مجید کے پڑھنے والو! اس کتاب خدا کی رُو سے جو جو احکام تمہارے ذمّے عائد کیے گئے ہیں اُن کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو - کیونکہ سوال مجھ سے بھی ہو گا اور بازپرس تم سے بھی کی جائے گی مجھ سے تو صرف ادائے رسالت کی بابت سوال کیا جائے گا اب رہے تم - سو تم سے ان تمام امور کی بابت بازپرس کی جائے گی - جو کتاب خدا کی رُو سے تمہارے ذمّے عائد ہوئے ہوں تو اور میری سنّت کی رُو سے عائد ہوئے ہوں تو ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

اور زکوٰۃ دو اور رسُول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ

اُن لوگوں کو جو کافر ہو گئے زمین میں (خدا کا) عاجز کر دینے والا ہرگز خیال نہ کرو۔ اور اُن کا ٹھکانا

النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ ؎

جہنم ہے۔ اور وہ بہت بُری بازگشت ہے۔ اے ایمان لانے والو لازم ہے کہ تمہارے لونڈی غلام

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ

اور جو تم میں سے ابھی بلوغ کو نہ پہنچے ہوں (وہ تمہارے پاس آنے کے لئے دن رات میں) تین مرتبہ تم سے

ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ

اجازت لیا کریں۔ (ایک تو) نماز فجر سے پہلے اور (دوسرے) جب تم دوپہر کو (قیلولہ کے لئے)

مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڤف ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ

اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد یہ تینوں تمہارے تخلیے کے وقت ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ

ان کے بعد بلا اجازت آنے جانے میں نہ تمہارے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ اُن کے ذمے تم ایک دوسرے کے پاس

بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

بکثرت آتے جاتے ہی رہتے ہو۔ اللہ اس طرح تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا (اور)

حَكِيْمٌ ○ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو ان کو لازم ہے کہ اسی طرح اجازت طلب کیا کریں جس طرح

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَ

(اُن کے بزرگ) ان کے پہلے سے اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ اس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے اور

اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ

اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی اُمید باقی نہ ہو

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ

اگر وہ اپنا برقع وغیرہ اتار دیا کریں تو اُن کے ذمے کچھ الزام نہیں ہے

مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

جس حال میں کہ اُن کو اپنے بناؤ سنگار کا اظہار منظور نہ ہو اور اگر وہ اس سے بھی باز رہیں تو یہ ان کے لئے اور بہتر ہے اور اللہ سننے والا

---

؎ يَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین وقتوں میں تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں نیز یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے بالغ ہو جائے وہ اپنی ماں کے گھر میں بہن کے گھر میں۔ خالہ کے پھوپھی کے یا اور کسی محرم کے گھر میں بلا اجازت نہ جائے اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام ضرور کرلے۔ کیونکہ سلام کرنا خدائے تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا خادم جب بالغ ہو جائے تو تین مرتبہ وقتوں میں تم سے اجازت ضرور لے۔ گو وہ اُسی گھر میں رہتا ہو جس میں تم رہتے ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ عشاء کے بعد، اور صبح کے وقت اور دوپہر کو۔ جب تم کپڑے اتار ڈالتے ہو تمہارے پاس اس لئے اجازت لے کر آنا لازم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ اوقات تمہاری خلوت اور عزت کے اوقات مقرر کئے ہیں ۱۲

ع ۷ / ۱۳

؎ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک بچے نابالغ رہیں تب تک تو وہ تین معین اوقات میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں اور اور اوقات میں بلا اجازت آنے کی ممانعت نہیں ہے۔ مگر بعد بلوغ کے کسی وقت بھی بغیر اجازت کے نہ آئیں ۱۲

؎ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُن بوڑھی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو حیض آنا بھی موقوف ہو گیا ہو اور جو نکاح کے قابل بھی نہ رہی ہوں تو اور وہ اپنا نقاب یا برقع اتار دیں حالانکہ اگر نہ اتاریں تو بہتر ہے ۱۲

عَلِيمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا

دانا و جاننے والا ہے۔ نہ کسی اندھے کے لئے کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے کے لئے کوئی الزام ہے اور نہ کسی

عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ

بیمار کے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ خود تمہارے اپنے ذمے کہ تم کھانا اپنے گھروں سے کھاؤ [2]

بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

اپنے داداؤں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا

أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اس میں بھی

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم

تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ تم اکٹھے ہو کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب تم گھروں میں آؤ

بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً

تو اپنی ذات پر سلام کرو یہ اللہ کی طرف سے نفیس برکت والا تحفہ ہے

طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ ع

اس طرح اللہ تم سے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم سمجھ لو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا

سوائے اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی

مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

مجمع کے موقعہ پر رسول کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں چلے نہیں جاتے۔ بیشک جو لوگ تم سے

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا

اجازت طلب کرتے ہیں وہی تو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پھر جب

اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَ

وہ تم سے اپنے کسی خاص کام کے لئے اجازت چاہیں تو ان میں سے تم جس کو چاہو اجازت دے دیا کرو اور

اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ

اُن کے لئے خدا سے مغفرت طلب کیا کرو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ رسول کے پکارنے کو تم ایسا قرار نہ دو

منزل رابع ۴

[1] لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل مدینہ اسلام سے پہلے اندھوں، لنگڑوں اور بیماروں کو الگ کر دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھایا کرتے تھے اور انصار میں تکبر اور اپنے ذاتی اعزاز کا خیال بہت تھا اور وہ کہا کرتے تھے۔ کہ اندھا تو کھانے کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور لنگڑا دعوت میں بآسانی پہنچ نہیں سکتا اور مریض مثل تندرست کے کھا نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اس قسم کے لوگوں کا کھانا الگ رکھ دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا ایک طرح کا گناہ سمجھتے تھے اور وہ بیچارے اندھے اور لنگڑے اور بیمار اپنی جگہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم اُن کے ساتھ کھائیں تو شاید ہم اُن کی تکلیف کا باعث ہوں۔ پس وہ ارادۃً الگ ہی کھایا کرتے تھے۔ جب جناب رسول خدا مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سے اُس کے بارے میں سوال کیا گیا تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ایک حکم یہ بھی ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا۔

ع ۱۴

[2] أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے تمہارے وہ گھر مراد ہیں۔ جن میں تمہارے جورو بچے ہوں اور ان میں تمہاری اولاد کے بھی گھر داخل ہیں اس لئے کہ اولاد کا گھر مثل اپنے ہی گھر کے ہے۔ بقول آنحضرتؐ کے کہ اچھے سے اچھا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھائے اور بیٹا اسی کمائی میں داخل ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی شخص کو اپنی اولاد کے مال سے کس قدر لینا جائز ہے؟ فرمایا۔ سخت ضرورت میں بقدر قوت جس میں اسراف نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جناب رسول خدا نے تو ایک ایسے شخص سے جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ فرمایا تھا کہ جیسے تو اپنے باپ کا ہے ویسے تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔ فرمایا کہ اس کا قصہ یہ ہے کہ وہ شخص آنحضرتؐ کے پاس شکایت لے کر آیا تھا اور یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ اس نے میرے

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

جیسا کہ تم اپنے مابین ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے

يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

جو تم میں سے چپ چاپ کھسک جاتے ہیں۔ پس اُن لوگوں کو جو امرِ رسول سے مخالفت کرتے ہیں

أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا

اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیئے کہ اُن پر کوئی مصیبت آپڑے یا اُن کو دردناک عذاب پہنچے۔ خبردار رہو

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔ تم جس روش پر ہو اسے وہ خوب جانتا ہے۔ اور جس دن

يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ع

وہ اس کی حضور میں لوٹائے جائیں گے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ اُن کو سب آگاہ کردے گا اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔

آیاتہا ٧٧ ۔ کلماتہا ٩٠٦ ۔ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۔ حروفہا ٣٩١١ ۔ رکوعاتہا ٦

(سورۂ فرقان مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ

صاحبِ برکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر (حق و باطل کی) جانچ نازل کی کہ وہ تمام عالموں کے لئے

نَذِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ

ڈرانے والا ہو۔ وہ وہی ہے جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت (مسلم) ہے اور اُس نے کوئی

وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ

بیٹا نہیں بنایا اور نہ سلطنت کے معاملے میں کوئی اس کا شریک ہوا اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا

فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ

پھر اس کا ایسا اندازہ کر دیا جیسا کہ اندازہ کرنے کا حق ہے۔ اور انہوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے خدا بنا لئے ہیں جو ایک

شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا

چیز بھی نہیں بناتے بلکہ خود بنائے جاتے ہیں اور نہ وہ اپنی ذات کے لئے کسی نفع یا ضرر کا اختیار رکھتے ہیں

نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝ وَقَالَ

اور نہ کسی کی موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کا اور نہ کسی کے دوبارہ اُٹھانے کا۔ اور

٥١
فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ الخ۔ جوامع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا کے احکام کی مخالفت کرنے والوں پر دنیا میں ظالم بادشاہ مسلط کیا جائے گا یا آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

ع ٣ ١٥

٥٢
فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا۔ تفسیر قمی سے ہے کہ جناب امام رضاؑ نے کسی شخص سے دریافت کیا کہ تو جانتا ہے تقدیر کیا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ اجل اور رزق اور بقاء اور فنا کی حدود کا مقرر کر دینا تقدیر ہے۔ پھر حضرتؑ نے دریافت کیا کہ جانتا ہے قضا کیا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ امرِ مقدر کا واقع ہونا قضا ہے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ

اُن لوگوں نے جو کافر ہو گئے یہ کہدیا کہ یہ تو بڑا جھوٹ ہے جو اس شخص نے بنا لیا ہے اور اَور لوگوں نے اس کے

قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ

بنانے میں اس کی مدد کی ہے۔ پس اُن لوگوں نے نہایت ناانصافی کی اور جھوٹ بولا۔ جس حال میں یہ کہہ دیا کہ یہ

الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ

پہلوں کی کہانیاں ہیں جو اس شخص نے لکھ لی ہیں اور صبح و شام اس کو لکھوا دی جاتی ہیں۔ تم یہ کہدو

اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ

کہ اس کو تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں کی اور زمین کی سب چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔ بیشک وہ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے یہ تو کھانا

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ

کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجدیا کہ

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

وہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس پر خزانہ کیوں نہ ڈال دیا گیا یا اُس کا کوئی باغ کیوں نہ ہوا

يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

کہ یہ اس میں سے کھاتا۔ اور نافرمان یہ کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

دیکھو تو انہوں نے تمہارے لئے کیسی کیسی مثلیں بیان کیں پس خود ہی گمراہ ہو گئے سو (اب) راہ نہ

سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ

پا سکیں گے۔ صاحب برکت ہے وہ جو اگر چاہتا تو تمہارے لئے اس سے بہتر مقرر کر دیتا

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝

یعنی ایسے باغات جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوتیں۔ اور تمہارے لئے بہت سے محل بنا دیتا۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ۚ

بلکہ انہوں نے تو قیامت کو جھٹلایا۔ حالانکہ جنہوں نے قیامت کو جھٹلایا اُن کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی ہے۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَ

جو اُن کو دور سے دیکھے گی تو یہ اُس کے جوش و خروش کی آواز سن لیں گے اور

---

سلہ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ کفار یہ کہا کرتے تھے کہ جناب رسول خدا جو کچھ یہ پڑھ کر سناتے ہیں اور جن چیزوں کی ہم کو خبر دیتے ہیں یہ یہودیوں سے سیکھ لیتے ہیں اور علمائے نصاریٰ سے لکھ لیتے ہیں اور ابن قبیطہ نام ایک شخص ہے وہ صبح و شام ان کو واقعات سنایا کرتا ہے اس سے یہ لکھ لیتے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اُس قول کو بھی بیان کر دیا اور رد بھی فرما دیا۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اِفْكُ کے معنی ہیں جھوٹ اور قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ سے اُن لوگوں کی مُراد ابو فکیہ اور جبر اور عداس اور عابس مولائے حویطب تھے ۱۲ سلہ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ قول نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ کا ہے جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے فصاحت و بلاغت کی رو سے تم میں سے ایک ایک کو عاجز کر دیا اور کلام کے ضمن میں غیب کی آئندہ خبریں بھی دیتا ہے اور ایسی چھپی ہوئی باتیں ظاہر کرتا ہے جن کو عالم اسرار کے سوا کوئی نہیں جان سکتا پھر تم اسے اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ کیسے قرار دیتے ہو ۱۲ سلہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کا دعویٰ رسالت سچا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی حالت ہماری حالت سے مختلف نہیں ہے۔ اور اس خیال کی بنا ان کی جہالت اور محسوسات میں غور و فکر کی کوتاہی تھی کیونکہ رسول اور غیر رسول کی تمیز امور جسمانی پر موقوف نہیں بلکہ احوال نفسانی پر موقوف ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (ترجمہ کیلئے دیکھو پارہ ۱۶ رکوع ۱۲) سلہ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا تفسیر صافی میں ہے کہ معترضین گھٹاتے گھٹاتے یہاں تک

۱۰ نقلہ معا

ع ۹/۱ ۱۲

إِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

جب اُس کے کسی کونے میں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ

(ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک ہی موت کو پکارو۔ بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔ (اے رسول ص) تم کہدو کہ آیا یہ

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً

بہتر ہے یا وہ ہمیشہ کی بہشت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کا بدلہ

وَمَصِيرًا ۝ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خَٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

اور ان کی بازگشت ہوگی۔ جو جو کچھ وہ چاہیں گے وہ اس میں ملے گا وہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہوں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے

وَعْدًا مَّسْـُٔولًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ

جس کا ایفاء تمہارے رب کے ذمے لازم ہے۔ (اور جس کا سوال کیا جائے گا اور جس دن خدا اُن کو جمع کرے گا اور ان کو بھی

اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کیا کرتے تھے پھر ان سے فرمائے گا کہ آیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا یا یہ

السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَٰنَكَ مَا كَانَ يَنۢبَغِي لَنَآ أَن نَّتَّخِذَ

خود ہی راہ راست سے بھٹک گئے۔ تو وہ یہ کہیں گے کہ تیری ذات منزہ ہے ہمیں کیا پڑی تھی کہ ہم تیرے سوا دوسرے (دوسرے)

مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَءَابَآءَهُمْ حَتَّىٰ

کارساز بناتے لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو نعمتیں دی تھیں یہاں تک

نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًۢا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا

کہ یہ تیری یاد اور نصیحت کو بھول گئے تھے اور یہ لوگ ہلاک ہو جانے ہی کے قابل تھے۔ (اس وقت ہم کہیں گے کہ) جو کچھ تم

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم

کہتے تھے کہ اس میں تو (تمہارے ان معبودوں ہی نے) تم کو جھٹلا دیا پھر نہ تم عذاب کو ہٹا سکو گے اور نہ مدد لا سکو گے اور جو تم میں سے

مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

نافرمانی کریگا ہم اُس کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔ اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے تھے

إِلَّآ إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا

وہ کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلا پھرا کرتے تھے اور ہم نے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش مقرر کر دیا ہے آیا اب بھی تم صبر کر سکو گے؟ حالانکہ تمہارا پروردگار (سب کا) نگران ہے۔

۵۱ وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ تفسیر قرآن میں بحوالۂ اماؔلی منقول ہے کہ کثیر ابن طارق نے حضرت زید شہید اور انہوں نے جناب امام زین العابدینؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کیے تو انہوں نے فرمایا کہ اے کثیر تم مرد نیک ہے اور کسی طرح بدنام نہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تو ہلاک نہ ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر امام ظالم جب اپنے اپنے مُریدوں کے پاس سے جہنم میں گزرے گا تو وہ اس کا نام لے کر پکاریں گے کہ او غلط رہنے والے اور مرد کہ جو ہماری ہلاکت کا باعث ہوا اب یہاں آ اور ہمیں یہاں سے چھڑا۔ پھر وہ سب اُن کے بہت پیچھے رو کیں بیٹیں گے اور موت کی تمنا کریں گے۔ اُس وقت اُن سے کہا جائے گا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ پھر حضرت زید شہید نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے میرے جد امجد جناب سید الشہداء علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے حضرت امیر المومنین سے یہ فرمایا کہ اے علی تم اور تمہارے اصحاب جنت میں ہونگے اور اے علی تمہارے پیرو بھی اسی جنت میں ہوں گے ۱۲

۵۲ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰٓؤُلَآءِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ سوال ہے جو خدا نے تعالیٰ محمدوں بت پرستوں آتش پرستوں آفتاب پرستوں ماہتاب پرستوں اور ستارہ پرستوں پر اپنی حجت قائم کرنے کے لئے قیامت کے دن ان کے مواجہ میں اُن چیزوں سے فرمائے گا ۱۲

۵۳ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے حضرت امیر المومنین حضرت سیدہ اور جناب حسنینؑ کو جمع کیا اور دروازہ بند کر لیا اور فرمایا کہ اے میرے اہلبیت اور اے اہل اللہ خدائے تعالیٰ نے تم سب پر سلام بھیجا ہے اور جبرئیل امین اس گھر میں تمہارے ساتھ موجود ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے آزمائش مقرر کیا ہے اب تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم خدا کے حکم اور اس کے قضاء و قدر پر اس وقت تک صبر کریں گے جب تک کہ ہم اس کی حضور میں حاضر ہوں۔ اور اس سے ثواب کثیر کے خواستگار

ع ۲ ۱۱ ۱۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ

اور اُن لوگوں نے جو ہماری حضور میں آنے کی امید نہیں رکھتے یہ کہدیا کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے

اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا

یا ہم اپنے پروردگار کو کیوں نہیں دیکھتے یقیناً انہوں نے اپنے دلوں میں بہت ہی تکبر کیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی

كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ

جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن قصور واروں کے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہے

وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

اور وہ یہ کہیں گے کہ (ہمارے اور ان کے مابین) کوئی روک اور آڑ کر دی جائے۔ اور جو عمل بھی انہوں نے کیا ہوگا ہم اُس کی طرف متوجہ ہوں گے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا

پس اس کو بکھری ہوئی خاک کر دیں گے۔ جنت والے اُس دن اچھی سے اچھی آرام گاہ

وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور بہتر سے بہتر خوابگاہ میں ہوں گے۔ اور اُس دن آسمان ایک بدلی (کے سبب) سے پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے

تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَي

جو اتارے جانے کا حق ہے۔ سلطنت اُس دن خدا ہی کی ثابت ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر

الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ

بہت ہی سخت ہوگا۔ اور اُس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھائے گا

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ

اور یہ کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کا راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو

اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ

یار نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اُس نے مجھ کو تذکرہ سے بعد اس کے کہ میرے پاس آچکا تھا بھٹکا دیا۔

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ

اور شیطان ہے ہی انسان کی مدد چھوڑ دینے والا۔ اور رسول (اُس وقت) یہ فرمائیں گے کہ اے میرے پروردگار

اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور اسی طرح ہم نے

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ

ہر ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے ایک ایک دشمن قرار دیا تھا۔ اور تمہارا پروردگار ہدایت و

۵۱ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو مبعوث فرمائے گا کہ اُن کا نور ان کے سامنے سفید چادروں کے مانند پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اُس نور کو حکم دے گا کہ بکھرے ہوئے ذرّوں کے مانند پریشان ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے بھی رکھا کرتے تھے اور نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تو وہ بھی لے لیا کرتے تھے۔ اور جب اُن کے سامنے جناب امیر المومنینؑ کی فضیلت کا کوئی ذکر آتا تو اس سے انکار کر جایا کرتے تھے۔ نیز فرمایا کہ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اُن پریشان ذرّوں کو کہتے ہیں جو تم کو سورج کی اس شعاع کے اندر معلوم ہوتے ہیں جبکہ تم کسی گھر کے اندر ہو۔ اور وہ شعاع ایک سوراخ یا درز میں سے داخل ہوتی ہو۔ البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ کن لوگوں کے اعمال ہوں گے؟ فرمایا کہ ہم سے بغض رکھنے والوں کے اور ہمارے دوستوں سے بغض رکھنے والوں کے ۱۲

۵۲ اَحْسَنُ مَقِیْلًا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ مقیل اس مکان کو کہتے ہیں جس میں تھوڑی دیر کے لئے استراحت کو چلے جائیں ظاہر ہے کہ یہاں لفظ قیلولہ سے بطور تشبیہ مجازاً استعمال ہوا ہے اس لئے کہ جنت میں نیند تو ہوگی ہی نہیں۔ کافی میں حدیث سوال قبر میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پھر نکیرین اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیں گے پھر اس سے کہیں گے کہ اب تو آرام سے جوانی کی گہری نیند سو رہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝

۵۳ بِالْغَمَامِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ غمام سے مراد امیر المومنینؑ ہیں ۱۲

نَصِيرًا ○ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
نصرت کے لئے کافی ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہدیا کہ اس پر سارا قرآن

وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ○
ایک دفعہ ہی کیوں نہ نازل کیا گیا۔ یہ اس لئے (نہیں کیا گیا) کہ ہم اس کے ذریعے سے تمہارے دل مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر نازل (کیا)

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ○
اور یہ جو مثل بھی تمہارے پاس لاتے ہیں ہم اس کا ٹھیک ٹھیک جواب اور بہتر سے بہتر بیان ہم پہنچا دیتے ہیں۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا
جو لوگ اپنے مُنہ کے بل جہنم میں جمع کیے جائیں گے وہی تو بُرے سے بُرے مکان میں

وَأَضَلُّ سَبِيلًا ○ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ
اور سب سے زیادہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اُن کے

أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ○ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بھائی ہارونؑ کو ان کا وزیر مقرر کیا تھا۔ پھر ہم نے حکم دیا کہ تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری

بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ○ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ
آیتوں کو جھٹلایا ہے پھر ہم نے ان کو ایسا ہلاک کیا جو ہلاک کرنے کا حق ہے۔ اور نوحؑ کی قوم جس وقت انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا

أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا
تو ہم نے ان کو (طوفان سے) غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے ان کو نشان (عبرت) قرار دیا اور ہم نے نافرمان لوگوں کے لئے دردناک عذاب

أَلِيمًا ○ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ
تیار کیا ہے۔ اور عاد کو اور ثمود کو اور رس والوں کو اور ان کے بیچ بیچ بہت سے زمانے والوں کو

كَثِيرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ○
ہم نے اسی طرح (عبرت) بنا دیا۔ اور ہر ایک کے لئے ہم نے مثلیں بیان کیں اور ہر ایک ایسا ہلاک کر دیا جیسا کہ ہلاک کرنے کا حق ہے۔

وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا
اور یقیناً وہ اس بستی پر سے بھی گزرے ہیں جس پر بُری بارش برسائی گئی تھی۔ تو کیا یہ اس کو (بنظر عبرت)

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ○ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ
نہیں دیکھتے تھے۔ ہاں بات یہ ہے کہ یہ دوبارہ جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے۔ اور جس وقت یہ تم کو دیکھتے ہیں

يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ○
تمہارا ٹھٹھا ہی اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) کیا یہی ہیں جن کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

سلہ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن کفار اپنے چہروں کے بل کیونکر محشور کیے جائیں گے۔ فرمایا جو اس بات پر قادر ہے کہ انہیں ان کے پاؤں کے بل چلاتا ہے، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں ان کے چہروں کے بل چلائے ۱۲ سلہ فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے اس کی قرأت یوں مروی ہے فَدَمِّرَانِّهِمْ (امر صیغہ تثنیہ با نون تقیلہ) اور ایک روایت کے بموجب قرأت ہے فَدَمِّرَاهُمْ گویا خدا نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حکم دیا کہ تم دونوں ان کو ایسا ہلاک کرو جو ہلاک کرنے کا حق ہے ۱۲ سلہ اَصْحٰبَ الرَّسِّ۔ العیون اور علل الشرائع میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آن حضرت کے قتل سے تین دن پہلے بنی تمیم کے سرداروں میں سے ایک شخص جس کا نام عمرو تھا حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا امیر المومنینؑ مجھے اطلاع دیجیے کہ اصحاب الرس کون تھے۔ کس زمانہ میں تھے اُن کی بستیاں کہاں تھیں ان کا بادشاہ کون تھا اور آیا خدا نے ان کے پاس کوئی رسول بھیجا تھا یا نہیں۔ اور وہ ہلاک کس وجہ سے کیے گئے؟ کیونکہ میں کتاب خدا میں اُن کا ذکر تو پاتا ہوں لیکن ان کا قصہ نہیں پاتا جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی اور میرے بعد کوئی اور تجھ سے یہ بات بیان بھی نہ کرے گا سوائے اس کے کہ مجھ ہی سے روایت کرے اور کتاب خدا میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جسے میں نہ جانتا ہوں اور جس کی تفسیر کو سب سے زیادہ نہ سمجھتا ہوں اور میں اس سے بھی واقف ہوں کس مقام پر نازل ہوئی۔ نرم زمین میں یا سنگلاخ زمین میں اور کس وقت اتری۔ رات میں یا دن میں۔ اور اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہاں بڑا علم جمع ہے (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

مع ۷

ع ۳ ۱۴ ۱

إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ

اس نے تو ہم کو ہمارے خداؤں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم اُن (کی عبادت) پر ثابت قدم نہ رہتے۔ اور کچھ عرصہ بعد

يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَرَأَيْتَ

جس وقت یہ عذاب کو دیکھیں گے تو خود سمجھ لیں گے کہ راہ راست سے بھٹکا ہوا کون تھا کیا تم نے اُسے دیکھا

مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ

جو اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالے۔ تو کیا تم اُس کے نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ

یہ گمان کرتے ہو کہ اُن میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو چوپایوں کے مانند ہیں

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

بلکہ ان سے بھی (گئے گزرے اور) زیادہ گمراہ۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کی صنعت کو نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کو کس طرح پھیلایا ہے

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝

اور اگر وہ چاہتا تو اس کو قائم کر دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو اس پر راہبر مقرر کیا ہے۔

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

پھر ہم نے اس کو اپنی طرف تھوڑا تھوڑا کھینچ لیا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے

اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ وَهُوَ

رات کو پردہ مقرر کیا ہے اور نیند کو راحت اور دن کو چلنے پھرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور وہ

الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ

وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجدیتا ہے۔ اور ہم نے

السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا

آسمان سے پاک پانی اتارا۔ کہ اس کے ذریعہ سے مردہ ملک کو زندہ کردیں اور جو

خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

چوپائے ہم نے پیدا کئے ہیں اُن کو اور بہت سے آدمیوں کو وہی پانی پلائیں۔ اور یقیناً ہم نے لوگوں کے درمیان

لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا

اس کو بار بار بیان کیا تاکہ وہ یاد رکھیں مگر بہت سے آدمیوں نے سوائے ناشکری کے ہر بات کا انکار کر دیا اور اگر ہم چاہتے تو

فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ

ہر ہر بستی میں ایک ایک ڈرانے والا بھیجدیتے۔ پس تم کافروں کی پیروی نہ کرو اور قرآن مجید (کی دلیلوں) کے ذریعہ سے

٥١ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن کی یہ حالت تھی کہ جب روزی تنگ ہوتی تو مکہ سے نکل کر متفرق ہو جاتے۔ اور جس شخص کو کوئی خوب صورت درخت یا خوب صورت پتھر نظر آتا تو وہ وہیں اتر کر اس کی پوجا کرتا اور پھر اپنی قوم کو خبر کر دیتا، پس وہ سب اُس کے سامنے آکر اونٹ نحر کرتے اور خون سے اس پتھر کو لتھیڑ دیتے اور جب ان کے اونٹوں میں اور بیویوں میں کوئی بیماری آجاتی تو اس پتھر کے پاس آتے اور تمام اپنے جانوروں کو اُس سے چھوتے (اس سے آگے باقی مضمون ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ٤/١٠

٥٢ مَاءً طَهُورًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی پاک کرنے والا بہت پاک اور ضمناً اس بات کا اشارہ ہے کہ صاف پانی اعلیٰ درجے کی نعمت اور اعلیٰ درجے کا احسان ہے اس لئے کہ وہ نہایت ہی مبارک ہے اور زیادہ نفع پہنچانے والا ہے بمقابل اُس کے جس میں کوئی چیز مخلوط ہو کر اس کی خصوصیت یعنی پاک کرنے کی خصوصیت کم کر دیتی ہے اور اس کے نفع کو بھی کم کر دیتی ہے۔

٥٣ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اس بات کو کہ ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا وغیرہ قرآن مجید میں اور اور کتابوں میں بار بار دہرایا کہ لوگ یاد رکھیں اور عبرت حاصل کریں۔ اور دوسرا یہ مطلب ہے کہ بارش کو لوگوں کے مابین مختلف ملکوں میں اور مختلف اوقات میں مختلف حالتوں کے ساتھ یعنی کہیں تو موسلا دھار اور کہیں ہلکا چھینٹا ہو کر برساتا رہتا ہے۔ چنانچہ الفقیہ میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب سے خدائے تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا اہلِ دنیا پر ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جس میں مینہ نہ برسا ہو۔ سوا اور بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جہاں جہاں اور جتنا جتنا چاہے برسائے ۱۲

جِهَادًا كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

ان سے خوب جہاد کرو۔ اور وہ وہی تو ہے جس نے دو دریا ملا دیئے یہ تو میٹھا مزہ دار ہے

وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا ۝ وَ

اور یہ کھاری کڑوا۔ اور دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مقرر کی ہوئی آڑ لگا دی۔ اور

هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَ

وہ وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو بیٹا (بیٹی اور بہو) اور داماد بنا دیا۔ اور

كَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ

تمہارا پروردگار (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو اُن کو نہ نفع پہنچاتے ہیں

وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور نہ ضرر اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ہم نے تم کو

إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم کہدو کہ میں تو تم سے پیغام پہنچانے کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا سوائے اس کے

مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

کہ جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرلے۔ اور تم اس زندہ پر بھروسا کرو

الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ

جس کو موت نہ آئے گی اور اس کی حمد کی تسبیح پڑھو۔ اور وہی اپنے بندوں کے گناہ کی

خَبِيرًا ۝ ۚ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

خبر رکھنے کو کافی ہے۔ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ

اسے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا براجا۔ رحمٰن وہی ہے پس اس کے بارے میں

خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ

کسی باخبر سے سوال کرو۔ اور جس وقت اُن سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن ہے کیا چیز؟

أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ۝ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ

کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کی نسبت تم ہم کو حکم دیتے ہو اور یہ بات اُن کی نفرت کو اور بڑھا دیتی ہے۔ بڑا برکت والا ہے وہ جس نے

فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۝ وَهُوَ

آسمان میں (بارہ) بروج مقرر کئے اور اُن میں ایک چراغ اور ایک روشنی دینے والا چاند بنا دیا۔ اور وہ

ع ۵ | ۱۶ | ۲

۱؎ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ہماری ولایت پانیوں کے اوپر پیش کی پھر جس جس نے ہماری ولایت قبول کی وہ تو شیریں اور عمدہ ہو گیا اور جس نے ہماری ولایت کا انکار کیا اسی کو خدائے تعالیٰ نے کڑوا کر دیا۔ ۲؎ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا اس سے مراد ہے ایسی زبردست روک کہ ایک دوسرے کے مزے کو بدلنے نہیں پاتا تفسیر صافی میں ہے کہ جہاں دریائے دجلہ سمندر میں داخل ہوتا ہے وہاں اس آیت کی حسّی مثال موجود ہے کہ میٹھا پانی میلوں کھاری پانی کو چیرتا ہوا چلا جاتا ہے اور ذرا اس کے مزے میں فرق نہیں آتا ۱۲ ۳؎ فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا۔ امالی میں بروایت انس ابن مالک جناب رسول خدا سے منقول ہے۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا علی مرتضےٰ آپ کے بھائی ہیں؟ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے سمجھا دیجیے کہ علیؑ آپ کے بھائی کیونکر ہیں؟ فرمایا۔ خدائے عزوجل نے آدمؑ کو پیدا کرنے سے تین ہزار برس پہلے عرش کے نیچے ایک پانی پیدا کیا اور اُس کو ایک سبز موتی میں جگہ دی۔ پھر موتی کو کہاں رکھا اس کا علم خدا کو ہے۔ جب آدمؑ کو پیدا کیا تو اس موتی میں سے اس پانی کو صلب آدمؑ میں پہنچا دیا۔ پس اسی طرح وہ پانی ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب میں پہنچا۔ پھر خدا نے اُس کے برابر دو حصے کئے اُس میں سے نصف میرے والد کے صلب میں اور نصف میرے چچا ابو طالب کے صلب میں۔ میں اس پانی کے پہلے نصف حصہ سے ہوں اور علیؑ اس کے دوسرے نصف حصہ سے۔ لہذا علیؑ دنیا میں بھی میرا بھائی ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر فرمائی وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں پڑھیئے)

الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ

وُہی ہے جس نے رات کو اور دن کو اُس شخص کے لئے جو ذکر کرنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے

شُکُوْرًا ○ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

ایک دوسرے کا قائم مقام بنا دیا - اور (خدائے) رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ

اور جب جاہل لوگ اُن سے خطاب کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلامت رہو - اور جو رات کو اپنے پروردگار کے حضور میں

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ

سجدہ کرتے (کرتے) اور نماز پڑھتے (پڑھتے) بسر کر دیتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم سے

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ

عذابِ جہنم کو دُور کر دے - یقیناً اُس کا عذاب پائیدار ہوگا - بیشک وہ قرار و قیام کے لئے

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ

بہت ہی بُری جگہ ہے - اور وہ لوگ جس وقت کچھ خرچ کرتے ہیں تو نہ ضرورت سے زیادہ صرف کرتے ہیں

یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ

اور نہ کمی کرتے ہیں بلکہ اُن کی گزران بین بین ہوتی ہے - اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ

خدا نہیں بنا لیتے اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کر دیا ہے

اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ○

ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں - اور جو ایسا فعل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا -

یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۖ اِلَّا

قیامت کے دن اُس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اُس میں ذلیل ہو کر رہے گا - سوائے اُس کے

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ

جو توبہ کرلے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے بس وہی تو ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالےٰ

سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وَمَنْ تَابَ

نیکیوں سے بدل دے گا - اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - اور جو شخص توبہ کرے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِیْنَ لَا

اور نیک عمل بجالائے تو وُہی تو اللہ کی طرف پُورا (پُورا) رجُوع ہوتا ہے - اور وہ (خدا کے خاص بندے)

سلہ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً - تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تمہاری رات کی عبادت میں سے جو کچھ باقی رہ گئی ہو اُسے دن میں قضا کے طور پر بجا لاؤ کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - پھر حضرت نے یہی آیت پوری تلاوت فرمائی - پھر فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص سے رات میں جو کچھ فوت ہوا ہو اس کی قضا دن میں بجالائے اور جو کچھ دن میں فوت ہوگیا ہو اس کی قضا رات کو بجالائے - تفسیر قمی میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ بات آلِ محمدؐ کے اسرارِ پوشیدہ میں سے ہے ۱۲ سلہ اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا - تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ خدا کے ان بندوں کی تعریف ہے جو جسامت انسانی کے مطابق زمین پر چلتے پھرتے ہیں نہ ان کی چال میں کوئی بناوٹ ہوتی ہے اور نہ اکڑفوں ۱۲ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے - فرمایا ائمہ علیہم السلام مراد ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے زمین پر پوشیدہ اور آہستہ چلتے پھرتے ہیں ۱۲ سلہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○ تفسیر صافی میں ہے کہ رات کی تخصیص اس ذکر میں اس لئے کی گئی کہ رات کی عبادت بہت سخت ہوتی ہے اور ریا سے بہت بچی ہوئی ۱۲ سلہ غَرَامًا - تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ غرام کے معنی ہیں ایسا لازم جو کبھی جدا ہی نہ ہو اسی سے ہے غریم یعنی سخت تقاضا کرنے والا قرضخواہ جیسے فارسی میں بدبگیر اور ہندی میں کھل اُپاڑ کہتے ہیں ۱۲ سلہ لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا - تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ سے منقول ہے کہ جس شخص نے امر ناحق میں کچھ دیا اس نے تو اسراف کیا اور جس نے کسی حق کو روکا اُس نے کمی کی اور جناب امیرالمومنین سے منقول ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں گو زیادہ خرچ ہو جائے مگر اسراف نہیں ہے - کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اسراف اس میں ہوتا ہے جو مال کو ضائع کرے اور بدن کو نقصان پہنچائے - عرض کیا گیا کہ اقتدار کیا ہے؟ فرمایا محض نمک سے روٹی کھانا جس حال میں کہ تم اس سے زیادہ پر قدرت رکھتے ہو - پھر عرض کیا گیا میانہ روی کیا ہے؟ فرمایا کہ روٹی، نمک، دودھ، سرکہ اور روغن کبھی ایک چیز کبھی دوسری چیز کھانا - (باقی صفحہ میں پڑھیے)

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ○ وَالَّذِينَ

بُری کی جگہ حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بیہودہ چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اور

إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ○

جس وقت اُن کو اُن کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا

اور وہ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری ازواج کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے

قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ○ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ

آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ اُن ہی کو اُن کے

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ○ خَالِدِينَ

صبر کرنے کے معاوضے میں اونچا مقام دیا جائے گا اور اس میں ہر طرف سے اُن کو مبارکباد دی جائے گی اور سلام کیا جائے گا

فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ○ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي

ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہ کیسی اچھی جائے قرار ہے اور کیسا اچھا مقام۔ تم کہدو کہ اگر تم دعا نہ کرتے ہوتے تو میرا پروردگار

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ○ ع

تمہاری کچھ پروا نہ کرتا۔ اب یقیناً تم نے جھٹلایا ہے تو آگے چل کر یہی تکذیب تمہارے گلے کا ہار ہوگی۔

آیاتہا ۲۲۷ | رکوعاتہا ۱۱ | سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۵۳۸۹ | کلماتہا ۱۳۲۸

سورۂ شعراء مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

رحمن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں

طسم ○ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ○ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ

طسم۔ یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ شاید تم اس بات پر اپنی جان دے دو گے کہ

أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

یہ لوگ مومن کیوں نہیں ہو جاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی ان پر نازل کر دیں

آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ○ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ

کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔ اور ان کے پاس خدائے رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت

مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ○ فَقَدْ

نہیں آتی کہ اس سے روگردان نہ ہو جاتے ہوں۔ انہوں نے یقیناً

منزل خامسہ

---

ف۱ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ زور سے مراد غنا (راگ راگنی) ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد غنا بھی ہے اور لہو و لعب کی کل جلسے بھی۔ ف۲ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا ارادہ مرد یا عورت کے اندام نہانی کے ذکر کرنے کا ہو تو فقط کنایۃً ذکر کر دیتے ہیں۔ ف۳ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ المناقب میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ واللہ یہ پوری آیت جناب امیر المومنین کی شان میں خاص ہے وہ حضرت اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا اس سے مراد ہیں جناب فاطمہ زہرا وَذُرِّيَّاتِنَا یعنی حسن اور حسین۔ قُرَّةَ أَعْيُنٍ اس سے یہ مطلب ہے کہ جناب امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ واللہ میں نے اپنے پروردگار سے کبھی نہ ایسے بیٹے کا سوال جو بہت خوبصورت ہو اور نہ ایسے بیٹے کا سوال کیا جو کشیدہ قامت ہو۔ بلکہ میں نے ہمیشہ ایسی اولاد کی خواہش کی جو خدا کے مطیع اور اس سے خائف و ترساں ہوں تاکہ حالت طاعت و عبادت میں جب میری نظر ان پر پڑے تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا اس سے مطلب ہے کہ جو متقی ہم سے پہلے گزر گئے ہیں ان کی تو ہم اقتدا کریں اور جو متقی ہمارے بعد ہونے والے ہیں وہ ہماری اقتدا کریں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی ... تو فرمایا کہ خدا سے سوال تو بہت بڑا ہے کہ ہم لوگوں کو متقین کا امام بنا دے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ یا ابن رسول اللہ پھر یہ کیونکر ہے؟ فرمایا خدا تعالیٰ نے تو یوں نازل کی تھی وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ قول مترجم: خواہ اس کے جو معنی لیتے ہیں ... پہلے معنی پر ... اس صفحہ کے حاشیہ ... ہیں۔

كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ أَوَلَمْ يَرَوْا

جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اُس کی خبریں ان کے پاس آ جائیں گی۔ کیا انہوں نے

إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ○ إِنَّ

زمین کی طرف غور سے نہ دیکھا کہ ہم نے کتنی قسم کے عمدہ عمدہ نباتات کے جوڑے اس میں پیدا کر دیئے ہیں۔ بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ

اسی میں نشانی موجود ہے۔ حالانکہ ان میں سے بہت ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار

ع ٩ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ

تو ضرور غالب (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور جس وقت تمہارے رب نے موسیٰ کو آواز دی کہ تم

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ○ قَالَ رَبِّ

نافرمان قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ کہ یہ کیوں نہیں ڈرتے؟ انہوں نے عرض کی کہ

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ○ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا

اے میرے پروردگار میں اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور

يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ○ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ

میری زبان نہیں چلتی ہے تو ہارون کے پاس (بھی) وحی بھیجدے۔ اور میرے ذمے اُن کا ایک قصور بھی ہے

فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ○ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ

میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ فرمایا نہیں نہیں اب تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ

مُسْتَمِعُونَ ○ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ

سننے والے موجود ہیں۔ اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تمام عالمین کے پروردگار کے

الْعَالَمِينَ ○ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ○ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ

رسول ہیں۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھ کو

فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ○ وَفَعَلْتَ

اپنے گھر میں بچہ سا نہیں پالا اور تو اپنی عمر کے چند برس ہم میں رہا سہا۔ اور تو نے وہ حرکت کی

فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ○ قَالَ فَعَلْتُهَا

جو کچھ بھی کی اور تو احسان فراموش ثابت ہوا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ فعل تو میں نے اس وقت کیا تھا

إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ○ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

جب کہ میں رستہ بھول کر گیا تھا۔ اس وقت جب کہ میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ گیا تھا

ے۵ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو وہ اس کے دروازے پہ آئے اور اس کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہیں ملی۔ حضرت موسیٰ نے اس کے دروازے پر ایک عصا مارا کہ تمام دروازے ٹوٹ کر کھل گئے۔ پھر موسیٰ فرعون کے پاس اندر آئے اور اس کو اطلاع دی کہ میں تمام عالموں کے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیجدے۔ یہ سن کر فرعون نے وہ کچھ کہا جس کو خدائے تعالیٰ نے حکایۃً اَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا سے مِنَ الْكَافِرِينَ تک بیان فرمایا ہے۔

ے۲ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں

فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ

اور اب تو میرے پروردگار نے مجھے حکمت عطا کی ہے اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا ہے۔ وہ نعمت جس کا تو مجھ پر

تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَآءِيلَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا

احسان رکھتا ہے یہی ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا کہ

رَبُّ الْعٰلَمِينَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

تمام عالموں کا پروردگار کیا ہے؟ (موسیٰؑ نے) فرمایا کہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے

إِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ○ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ○ قَالَ

اس کا پروردگار اگر تم (اس کا) یقین کرنے والے ہو۔ (فرعون نے) اپنے گرد و پیش والوں سے کہا کیا تم غور سے نہیں سنتے؟ (موسیٰؑ نے)

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ○ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي

فرمایا کہ تمہارا پروردگار اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار۔ (فرعون نے) کہا کہ یہ تمہارا رسول جو

أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ○ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا

تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ (موسیٰؑ نے) فرمایا کہ مشرق و مغرب کا پروردگار اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ○ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلٰهًا غَيْرِي

ان دونوں کے درمیان ہے اس کا۔ اگر تم عقل رکھتے ہو۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا

لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ○ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ

تو میں ضرور تجھ کو قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ (موسیٰؑ نے) فرمایا کہ اگر میں تیرے پاس ایک واضح چیز

مُّبِينٍ ○ قَالَ فَأْتِ بِهٖ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ○ فَأَلْقٰى

لایا ہوں۔ تو بھی؟ (فرعون نے کہا) اگر تو سچا ہے تو لا دکھلا۔ پس موسیٰؑ نے

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ○ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَإِذَا هِيَ

اپنا عصا ڈال دیا تو وہ یکایک ایک نمایاں اژدہا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ جو نکالا تو وہ یکایک

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِينَ ○ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهٗ إِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ

تمام دیکھنے والوں کو روشن نظر آیا۔ (فرعون نے) اپنے گرد و پیش کے درباریوں سے کہا کہ یہ بڑا ماہر جادوگر

عَلِيمٌ ○ يُرِيدُ أَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ق فَمَاذَا

ہے۔ (اور) یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ پس تم کیا

تَأْمُرُونَ ○ قَالُوٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ

حکم (یعنی رائے) دیتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دے کہ

سلہ

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا کافی میں جناب امیر المومنین سے خطبۂ جوامع التوحید میں منقول ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے نہ اس کی صفات کلی بیان کیں۔ نہ جزئی۔ بلکہ انہوں نے اس کے افعال بیان کئے اور اس کی ظاہری نشانیوں سے اس کا پتہ بتلایا وجہ یہ ہے کہ افعال ظاہر چیزیں ہیں جن کے آثار سب کو دکھائی دیتے ہیں اور صفات کا سمجھنا عقل پر موقوف ہے جو کفار و مشرکین میں بہت ہی کم ہوتی ہے ۱۲

سلہ

فَأَلْقٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو فرعون کے ہم نشینوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو بھاگ نہ گیا ہو۔ اور فرعون پر اس قدر رعب چھا گیا کہ اس کا دل قابو میں نہ رہا اور اس نے گھبرا کر کہا کہ اے موسیٰؑ میں تم کو خدا کی اور اپنے حق پرورش کی قسم دیتا ہوں کہ اس اژدہا کو مجھ سے روک لو۔ پس حضرت موسیٰؑ نے اُسے پکڑ لیا۔ پھر ید بیضا کا معجزہ دکھلایا۔ مگر جس وقت موسیٰؑ نے عصا کھلایا ہے اس وقت فرعون اپنے آپے میں آیا اور قصد کیا کہ موسیٰؑ کی تصدیق کرے مگر ہامان نے اٹھ کر کہا کہ اب تک تو تو خود خدا تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی اور اب تو ایک بندے کا تابع بنا جاتا ہے ۱۲

حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ

وہ تیرے پاس تمام اعلےٰ درجہ کے جادوگر اکٹھے کر لائیں۔ پس ایک معیّن دن کے مقررہ وقت پر

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝

سب جادوگر اکٹھے کرلیے گئے۔ اور کل لوگوں سے کہدیا گیا کیا تم سب بھی جمع ہوجاؤگے؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہم اُن ہی کی پیروی کریں۔ پس جب

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

جادوگر آگئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہم کو کچھ صلہ

الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالَ

بھی ملے گا؟ اس نے کہا کہ ضرور اور اُس صورت میں تم مقرب بھی ہو جاؤگے۔ موسیٰؑ نے کہا

لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ

کہ جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رسّیاں

وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

اور لکڑیاں ڈالیں اور یہ کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم ضرور ضرور ہم ہی غالب رہیں گے۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝

پس موسیٰؑ نے عصا ڈالا تو دیکھتے کیا ہیں کہ جو ڈھکوسلا انہوں نے بنایا تھا وہ سب کو ہڑپ کرتے جاتا ہے

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۙ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پس جادوگر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تمام عالموں کے پروردگار پر

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لائے۔ (فرعون نے) کہا کہ کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں نے تمہیں

لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

اجازت دی ہو ضرور یہی تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تو خیر کچھ عرصہ بعد تم کو معلوم ہوجائے گا۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

ضرور ہے کہ میں تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور ضرور تم سب کو سولی

اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا

دے دُوں گا۔ انہوں نے کہا کچھ ہرج نہیں ہم یقیناً اپنے پروردگار کی حضور میں پلٹ جائیں گے۔ ہماری

۵۱ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لیے کھائی کہ ان کے دلوں میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ ہم کو غلبہ ضرور حاصل ہوگا اور جادو کی قسم سے جو لانا ممکن تھا وہ اعلےٰ سے اعلےٰ لا موجود کیا۔ نیز یہ قسم بھی جاہلیت کی قسموں میں سے ہے اور اسلام میں سوائے خدائے تعالیٰ کی ذات کے اور کسی چیز کے ساتھ قسم کھا کر حلف اٹھانا جائز نہیں ہے۔۱۲

۵۲ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک تو اس علم کے سبب کہ موسیٰؑ نے جو کچھ دکھایا وہ سحر کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہا کہ اس واقعہ کو جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے جس وقت موسیٰؑ کا معجزہ دیکھا تو ان کے دل ان کے قابو میں نہ رہے اور اُن کی یہ حالت ہوئی گویا اُن کو کسی نے پکڑ کر سجدہ میں ڈال دیا۔۱۲

۵۳ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بعض باتیں تو تمہیں سکھائیں اور بعض نہ سکھائیں۔ اس لئے تم پر غالب آگیا یا یہ کہ تم نے آپس میں ساز باز کرلی۔ غرض فرعون کی اس قسم کے بیانات سے یہ تھی کہ اصل معاملے کو اپنی قوم پر مشتبہ کردے تاکہ وہ یہ نہ سمجھنے پائیں کہ جادوگر حق ظاہر ہونے پر سمجھ بوجھ کر ایمان لائے ہیں۔

۵۴ لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرعون و ہامان دونوں نے جادو سیکھا تھا اور جادو ہی کے زور سے لوگوں پر غالب تھے اور جادو ہی کے سبب سے فرعون خدائی کا دعوے کیا کرتا تھا۔ پس موسیٰؑ سے جس دن بحث ہوئی اس کی صبح کو تمام ملک مصر کے شہروں میں ہرکارے بھیج دیئے اور ایک ہزار جادوگر جمع کرلئے۔ پھر ان ہزار میں سے ایک سو منتخب کئے اور اُن سو میں سے اسّی رکھے۔ پس ان جادوگروں نے فرعون سے کہا۔ کہ تو تو جانتا ہی ہے کہ دنیا میں ہمارے برابر کوئی جادوگر نہیں۔ پس اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آگئے تو تیری طرف سے کیا ملے گا؟ کہا کہ اس صورت میں تم کو تقرب حاصل ہوگا۔ اور میں تمہیں سلطنت میں شریک کر

نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

خواہش یہ ہے کہ ہمارا پروردگار ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۞

اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ تم راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے جاؤ یہ ضرور ہے کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۞ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

پھر فرعون نے شہروں میں قاصد بھیجے (اور کہلا بھیجا) کہ یہ گروہ تو

قَلِيْلُوْنَ ۞ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۞ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۞

چھوٹا سا ہے۔ اور اس پر یہ لوگ ہمیں غصہ دلاتے ہیں۔ اور ہم سب کے سب مسلح جماعت ہیں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۞ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۞

پس ہم نے اُن کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عزت کے مکانوں سے نکال باہر کیا۔

كَذٰلِكَ ط وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۞ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۞

ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اور ہم نے (آخر میں) بنی اسرائیل کو ان کا وارث کردیا۔ پس سورج نکلتے نکلتے وہ اُن کے پیچھے گئے۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۞

پس جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے صحابی بولے کہ ہم تو پکڑے گئے۔

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ۞ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

(موسیٰؑ نے) فرمایا ہرگز نہیں بیشک میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ عنقریب مجھ کو راستہ بتادے گا۔ چنانچہ ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

کہ تم سمندر کو اپنے عصا سے مارو۔ (مارا) تو وہ پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا بڑے

كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۞ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۞ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى

پہاڑ کے مانند ہوگیا۔ اور دوسروں کو بھی ہم نے وہیں قریب کردیا۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو

وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۞ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۞ اِنَّ فِیْ

اور جو اُن کے ساتھ تھے اُن سب کو تو نجات دے دی پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔ یقیناً اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

نشانی ہے۔ حالانکہ امتِ موسیٰؑ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا پروردگار

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۞ اِذْ قَالَ

بڑا زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور تم ان کو ابراہیمؑ کا واقعہ پڑھ کر سنادو۔ جس وقت کہ

سلہ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۞ تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے چھ لاکھ آدمی بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیے اور دس لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود سوار ہوئے ۱۲

ع ۱۸

سلہ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط تفسیر قمی میں ہے کہ جب موسیٰؑ سمندر کے قریب پہنچے اور ادھر فرعون بھی تعاقب کرتا ہوا آ پہنچا تو اصحاب موسیٰؑ نے گھبرا کر کہا کہ ہم گرفتار ہوگئے۔ موسیٰؑ نے کہا ایسا ہو نہیں سکتا۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھ کو نجات دے گا پس جیسے ہی سمندر کے پاس پہنچے اس سے کہا کہ پھٹ جا۔ سمندر نے کہا کہ اے موسیٰؑ آپ اتنے بڑے ہوگئے کہ میں آپ کے کہنے سے پھٹ جاؤں حالانکہ میں نے ایک لمحہ بھر بھی خدا کی نافرمانی کبھی نہیں کی اور تم بنی آدمؑ میں بہت سے نافرمان موجود ہیں۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ تو بھی اس سے خوف کر کہ کہیں تو بھی نافرمانوں میں سے نہ ہو جائے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ آدمؑ محض ترک اولےٰ کرنے پر جنت سے نکالے گئے اور ابلیس نافرمانی کرنے پر ملعون قرار دیا گیا۔ سمندر نے کہا کہ میرا پروردگار عظیم ہے اس کا ہر کام قابلِ اطاعت ہے اور کسی چیز کے لئے بھی یہ زیبا نہیں کہ اس کی نافرمانی کرے۔ اس پر یوشعؑ ابن نون نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی کہ یا نبی اللہ آپ کے پروردگار کا حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ سمندر کے پار جانے کا حکم ہے۔ پس حضرت یوشعؑ نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ

ع ۱۷

پس موسیٰؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس وہ پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا بڑے بڑے پہاڑ کے مانند ہوگیا اور سمندر میں بارہ راستے بن گئے

اور بنی اسرائیل کے ہر گروہ نے اپنا اپنا راستہ لیا حالت تو یہ تھی کہ پانی بلند تھا اور نیچے کی زمین سورج کے پڑنے سے خشک ہو گئی تھی۔ ... موسیٰؑ تھے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے بھائی ... گئے؟ فرمایا اسی سمندر میں تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ مگر انہوں نے حضرت کے اس قول کی تصدیق نہ کی۔ پس خدائے تعالیٰ نے ...

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

انہوں نے اپنے چچا سے اور اس کی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو بتوں کی پرستش

عٰكِفِيْنَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ○ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ

کرتے ہیں اور انہی کے مجاور بنے ہوئے ہیں فرمایا آیا جب تم پکارتے ہو یہ تمہاری سنتے بھی ہیں؟ یا تم کو نفع

اَوْ يَضُرُّوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ تو کچھ نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○

فرمایا تم نے خیال بھی کیا کہ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا پوجتے کن چیزوں کو رہے ہو؟

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ

پس یہ میرے تو یقینی دشمن ہیں ہاں پروردگار عالم (حقیقی دوست ہے) جس نے مجھ کو پیدا کیا پس وہی

يَهْدِيْنِ ○ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ

راہ بتائے گا۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور مجھے پانی پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ○ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ

تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ اور وہی ہے جس سے میں

اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ

خواہش رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخش دے۔ اے میرے پروردگار مجھے حکم (خلافت حقیقی)

اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○

عنایت کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اور میرے لئے آنے والوں میں سے ایک سچائی کی زبان مقرر فرما۔

وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ

اور مجھے نعمت والی جنتوں کے وارثوں میں سے قرار دے۔ اور میرے چچا کے گناہ بخش دے بیشک وہ

مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

گمراہوں میں سے تھا۔ اور جس دن لوگ مبعوث کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کرنا۔ جس دن نہ مال کسی کو نفع

مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ وَ

پہنچائے گا اور نہ بیٹے۔ سوائے اس کے جو سالم دل سے خدا کی حضور میں آئے۔ اور

اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ○ وَ

جنت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی۔ اور جہنم گمراہوں کے لئے کھول دی جائے گی۔ اور

(بقیہ نمبر ۴۴۲) پس فرعون خود اپنا گھوڑا بڑھا کر سمندر کے کنارے آیا۔ اس وقت اس کے منجم نے بہ اصرار کہا کہ آپ سمندر میں داخل نہ ہو جیئے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور فرعون ایک بڑے عمدہ گھوڑے پر سوار تھا جو پانی میں جانے سے رکا۔ مگر اسی وقت جبرئیل امین ایک مادیان پر سوار ہو کر آ گئے اور سمندر میں داخل ہوئے۔ فرعون کا گھوڑا بھی مادیان کے پیچھے پیچھے داخل ہو گیا اور فرعون کے لشکر کے لوگوں نے یہ دیکھ کر اپنی اپنی سواریوں کو مار پیٹ کر انہی راستوں پر ڈال دیا یہاں تک کہ قبطیوں کا جب آخری آدمی سمندر میں داخل ہو چکا اسی وقت بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے باہر ہو چکا تھا پس خدائے تعالیٰ نے ہواؤں کو حکم دیا کہ انہوں نے پانی کے ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا اور فرعون اور فرعون والوں پر پانی کے پہاڑ کے پہاڑ گر پڑے پس فرعون نے اس وقت گھبرا کر یہ کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (ترجمہ کے لئے دیکھو پ ۱۱ رکوع ۱۴)۔ اس وقت جبرئیل امین نے کالی کیچڑ کا ایک لوندا اٹھا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ پھر کہا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ اس قصہ کا کچھ حصہ سورۂ یونس اور سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھذا لـه وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ لسان صدق جو خدائے تعالیٰ کسی شخص کے لئے آدمیوں میں مقرر کرے۔ وہ اس مال سے بہتر ہے جسے وہ خود کھائے اور اپنے وارث کے لئے چھوڑ جائے [illegible]

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یا یہ مراد ہے کہ حضرت ابراہیم نے یہ دعا کی کہ میری اولاد میں سے بہت ایک ایسے [illegible] اور تمام لوگوں کو ان ہی باتوں کی دعوت دیتا رہے جن کی میں دعوت دیتا [illegible] تو وہ محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد میں جو امام ہوئے وہ ہیں [illegible] تفسیر قمی میں [illegible]

[illegible]

قِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ○ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ هَلْ

اُن سے کہا جائے گا کہ جن کو تم خدا کے سوا پرستش کیا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں - آیا وہ کچھ تمہاری مدد کریں گے یا

يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ○ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ○

انتقام لیں گے؟ پھر یہ (معبود بھی) اور وہ گمراہ لوگ بھی -

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ○ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ○

اور ابلیس کا لشکر بھی سب کے سب اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے - اور جہنم میں جب کہ وہ لڑتے ہوں گے

تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ

یہ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم ضرور کھلی گمراہی میں تھے - جب کہ ہم تم کو پروردگار

الْعَالَمِينَ ○ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ○ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ○

عالم کی برابر کیے دیتے تھے - اور ہم کو تو دوسرے گنہگاروں نے گمراہ کیا - پس اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ○ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ

اور نہ کوئی دل سوز دوست - پس اگر ہم کو واپس جانا ملتا تو ہم ضرور

الْمُؤْمِنِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

مومنوں میں سے ہو جاتے - بیشک اس میں نشانی موجود ہے - حالانکہ امت ابرٰہیم میں سے بہت سے

مُّؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ كَذَّبَتْ قَوْمُ

ایمان لانے والے نہ تھے - اور بیشک تمہارا پروردگار وہی تو بڑا زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے - نوح کی قوم نے بھی

نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ○ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ○

پیغمبروں کو جھٹلایا - جس وقت اُن کے ہم قوم نوح نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○ وَمَا

میں تم سب کے لئے ایک امانتدار ہوں - پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو - اور

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

میں تم سے اس پیغمبری کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا - میرا اجر تو پروردگار کے ذمے رہا -

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

مگر تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو - وہ کہنے لگے ہم آپ پر ایمان لے آئیں اس حال میں کہ

الْأَرْذَلُونَ ○ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ إِنْ

ادنے درجہ کے لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے؟ فرمایا جو کچھ وہ کرتے رہے ہوں اُس کا تو مجھے علم نہیں - اگر

(بقیہ صفحہ ۴۴۳) إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ١٩ رکوع ٩ - ١٣ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو حُبِ دنیا سے محفوظ رہا ہو - کافی میں ہے کہ ان ہی حضرتؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے فرمایا قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو خدا کی حضور میں اس حال میں جائے کہ اس میں سوائے خدا کے اور کسی چیز کا خیال نہ ہو - نیز فرمایا کہ جس دل میں شرک یا شک ہے وہ اس سے خارج ہے - مصباح الشریعۃ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صاحب قلب سلیم سے مراد ہے سچی اور صاف نیت رکھنے والا - اس لئے کہ شک اور شرک سے قلب کے سالم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کل معاملات میں خدا کے لئے نیت کو صاف رکھے ○ ١٢

حواشی صفحہ ھٰذا

١ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ کُبْكِبُوا تو کبکبہ ہے جس کے معنی ہیں قلابازی کھانا - اور مطلب یہ ہے کہ قعرِ جہنم میں پہنچنے تک کتنی ہی مرتبہ اُن کے پاؤں اور سر نیچے اوپر ہوں گے ١٢

ع ۵ / ۲۶ / ۹

٢ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ

کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے ذریتِ شیطان ٣ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ لوگ ان سے جن کی پیروی کیا کرتے تھے یہ کہیں گے کہ ہم نے تو تمہاری ویسی ہی اطاعت کی جیسی ہم نے اپنی اللہ کی اطاعت کی تھی - پس تم بھی گویا خدا ہو گئے تھے ١٢ ٤ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ○ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان مجرموں سے مراد وہ مشرک فی الامامت کرنے والے ہیں جن کی بنی امیہ اور بنی عباس نے اقتدار کی اور اس شرک میں ان کا پورا اتباع کیا - ان آیتوں میں محض امت محمد مصطفٰےؐ کا ذکر ہے - غیر قومیں مثل یہود و نصاریٰ کی کوئی فرد اس میں داخل نہیں ہے اور اس کی تصدیق زباقی صفحہ ۴۴۷ پر پڑھیے -

حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ○ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ○

تم شعور رکھتے ہو تو اُن کا حساب تو میرے پروردگار ہی کے ذمّے ہے۔ اور میں تو مؤمنوں کو نہ دھتکاروں گا۔

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ

میں تو ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اے نوح ؑ اگر تم باز نہ آئے تو تم ضرور

مِنَ الْمَرْجُومِينَ ○ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ○ فَافْتَحْ

سنگساروں میں سے ہو جاؤ گے۔ (نوح ؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو

بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما اور تو مجھ کو اور جو ایمان لانے والوں میں سے ہیں اُن کو نجات دے۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

پس ہم نے نوح ؑ کو اور جو بھری ہوئی کشتی میں اُن کے ساتھ تھے اُن کو نجات دی۔ پھر باقیماندوں کو ہم نے

بَعْدُ الْبَاقِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

ڈبو دیا۔ یقیناً اس میں نشانی ہے۔ حالانکہ اُمّت نوح ؑ میں سے بہت سے

مُؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ كَذَّبَتْ عَادٌ

ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا پروردگار بڑا زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔ (اسی طرح) قبیلۂ عاد نے بھی

الْمُرْسَلِينَ ○ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ○ إِنِّي لَكُمْ

رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ جس وقت اُن کے بھائی ہود ؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لئے

رَسُولٌ أَمِينٌ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس رسالت کی تم سے

مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ

کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ تم ہر اونچی اونچی جگہ پر

رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ○ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ○

بیکار (بیکار) نشانیاں بناتے ہو؟ اور مضبوط (مضبوط) عمارتیں بنتے ہو گویا تم ہمیشہ یہیں رہو گے؟

وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

اور جب تم غضب میں آتے ہو تو غضب کے ظالم بن جاتے ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ○ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَ

اور اُس سے ڈرو جس نے تمہاری ایسی چیزوں سے مدد کی جن کو تم جانتے ہو۔ اُس نے تمہاری چوپایوں سے اور

(بقیہ صفحہ ٤٤٤) خدائے تعالیٰ کے اُن اقوال سے ہو سکتی ہے کہ پہلی قوموں کا تو یوں ذکر کیا۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ اور كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ۔ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ (ترجمہ کے لئے صفحات آئندہ دیکھئے) اور یہود و نصاریٰ کا یوں ذکر فرمایا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ (دیکھو پارہ نمبر ٨ رکوع ۱۱ ترجمہ کے لئے) سو یہود و نصاریٰ کو بھی عنقریب خدائے تعالیٰ داخل جہنم کر دے گا اور اسی طرح ہر نافرمان قوم کو بسبب ان کے اعمال کے اب یہ حالت خدائے تعالیٰ اُس وقت کی بیان فرماتا ہے جب کہ وہ سب جہنم میں جمع ہو جائیں گے تو اُس وقت بنی امیہ اور گمراہ اور اُن کے مسلک پر چلنے والے یہ کہیں گے کہ ہمیں تو ان سرگروہوں نے گمراہ کیا۔ اس لئے کہ یہی ہم کو اپنے پیچھے پر چلنے کی دعوت کر گئے تھے۔ اسی کو دوسرے موقع پر خدائے تعالیٰ یوں ذکر فرما چکا ہے كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ سطر ١٢) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ محاسن میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ شافعین تو ائمہ ہیں اور صدیق مؤمنین میں سے ہوں گے اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق ؑ سے

ع ٦ / ١٨ / ١٠

منقول ہے کہ واللہ ہم اپنے گنہگار شیعوں کی ضرور شفاعت کریں گے یہاں تک کہ جب ہمارے دشمن یہ حالت دیکھیں گے تو یہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ کافی میں جناب امام محمد باقر ؑ سے منقول ہے کہ شفاعت ضرور کی جائے گی۔ مگر ناصبی کے بارے میں نہیں اور ایک مومن اپنے پڑوسی کے بارے میں جس نے ایک نیکی بھی نہ کی ہوگی شفاعت کرے گا اور یہ عرض کرے گا کہ اے میرے

بَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

بیٹوں سے اور باغوں سے اور چشموں سے مدد کی ہے۔ بیشک میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب سے

عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ

ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے یکساں ہے خواہ آپ نصیحت کریں یا نصیحت کرنے والے

الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ

نہ بنیں۔ یہ تو پہلوں سے یونہی ہوتی چلی آنے والی عادت ہے۔ اور ہم پر

بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا

عذاب ہوگا نہیں۔ سوانہوں نے تو ہودؑ کی تکذیب کی اور ہم نے اُن کو ہلاک کردیا۔ بیشک اس میں ایک نشانی ہے

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

حالانکہ اُمّت ہودؑ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار ضرور زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا

(اسی طرح) قبیلہ ثمود نے بھی رسُولوں کو جھٹلایا۔ جس وقت کہ اُن کے بھائی صالحؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم

تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

(خدا سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسُول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

وَمَآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور میں تم سے اس رسالت کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگارِ عالم کے ذمے ہے۔

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّ

کیا تم یہاں کی چیزوں میں باغات میں اور چشموں میں اور

زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

کھیتوں میں اور کھجور کے درختوں میں جن کی گیلیں ٹوٹی پڑتی ہیں امن کی حالت میں چھوڑ دیے جاؤ گے۔ اور دانائی سے پہاڑوں کو

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ

تراش تراش کر مکانات بناتے رہو گے؟ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اُن زیادتی کرنے والوں کا

الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝

جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے کہنا نہ مانو

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ښ

انہوں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم پر جادو کا اثر ہے۔ تم ہم ہی جیسے تو ایک آدمی ہو۔

ع ۱۴ / ۱۱

(بقیہ صفحہ ۴۴۳) کو یہ حق عطا فرمائے گا کہ وہ بیس آدمیوں کی شفاعت کر سکے۔ اس موقع پر جہنمی یہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ —— حواشی (صفحہ ۴۴۵) ؎۱ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسُول خدا سے منقول ہے کہ ہر عمارت جو بنائی جائے گی قیامت کے دن اپنے بنانے والے پر وبال ہوگی سوائے اتنی کے جتنی کی اُس کو واقعی ضرورت تھی۔ ؎۲ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ غضب وغصے سے قتل کرتے ہیں۔

فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا

پس اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔ فرمایا کہ یہ اونٹنی (نشانی بھی) موجود ہے

شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

ایک دن کا پانی اس کے لئے ہوگا اور ایک مقرر دن کا پانی تم سب کے لئے۔ اور اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم کو

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ

بڑے دن کا عذاب آ لے گا۔ پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر پشیمان ہوئے پھر ان کو

الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝

عذاب نے آ لیا۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔ حالانکہ اُمت صالح میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ

اور بیشک تمہارا پروردگار ضرور زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔ (اسی طرح) قوم لوط نے بھی رسولوں کو

الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي

جھٹلایا۔ جس وقت ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس رسالت کی

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ

کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ کیا تم ساری خدائی میں سے

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ

مردوں ہی کے پاس جاتے (رغبت کرتے) ہو۔ اور ان کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہاری ازواج میں سے تمہارے لئے

أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

پیدا کی ہیں۔ بلکہ تم زیادتی کرنے والے لوگ ہو۔ وہ بولے کہ اے لوط اگر تم باز نہ رہے

يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ

تو تم ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔ لوط نے کہا کہ میں تمہارے اعمال کو سخت ناپسند

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو جو عمل یہ کرتے ہیں اس کے وبال سے نجات دے پس ہم نے لوط کو

أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا

اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والے میں سے تھی۔ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا

---

سلہ لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پہلا چشمہ جو خدائے تعالیٰ نے اس سرزمین کو پھاڑ کر جاری کیا وہ صالحؑ کے لئے تھا۔ جس کے بارے میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ایک دن کا پانی یہ اونٹنی پیا کرے اور ایک دن کا تم سب۔"

ع ۸ ۱۹ ۱۲

سلہ فَعَقَرُوهَا تفسیر صافی میں ہے کہ کونچیں کاٹنے کے فعل کی نسبت جو خدائے تعالیٰ نے سب کی طرف فرمائی ہے حالانکہ کونچیں کاٹنے والا ایک ہی شخص تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ فعل سب کی رضامندی سے کیا گیا تھا اسی وجہ سے عذاب میں سب کے سب گرفتار کیے گئے نہج البلاغۃ میں ہے کہ آدمی کسی معاملے کی رضامندی میں بھی جمع ہو سکتے ہیں اور ناراضی میں بھی۔ چنانچہ قوم ثمود کے ناقے کی کونچیں تو ایک شخص نے کاٹی تھیں اور چونکہ اس فعل پر راضی سب کے سب تھے اس لئے خدائے تعالیٰ نے عذاب میں سب کو عام طور پر شریک رکھا اور ذکر بھی سب کا عمومیت سے فرمایا فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ اور حالت ان کی یہ ہوئی کہ ان کی زمین اس طرح دھنس گئی جیسے نرم زمین میں پگھلا ہوا سیسہ بیٹھ جاتا ہے"

28

الْاٰخَرِیْنَ ۚ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝

اور اُن پر (پتھروں) کا مینہ برسایا پس اُن لوگوں کا جن کو (عذاب سے) ڈرایا گیا تھا کیسا بُرا مینہ تھا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ

بیشک اس میں ایک نشانی ہے۔ حالانکہ امتِ لوطؑ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

تمہارا پروردگار ضرور زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔ (اسی طرح) بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝

جس وقت کہ شعیبؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس رسالت کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔

اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

میرا اجر تو پروردگارِ عالم کے ذمّے ہے۔ پیمانے پورے کرو اور نقصان دینے والے

الْمُخْسِرِیْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا

نہ بنو۔ اور ٹھیک ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو اُن کی

النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ وَاتَّقُوا

چیزوں میں گھاٹا نہ پہنچاؤ اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔ اور

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ

جس نے تم کو اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے اُس سے ڈرو۔ وہ بولے کہ تم پر تو

الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ

جادو کر دیا گیا ہے۔ اور تم ہم ہی جیسے تو آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹا

الْكٰذِبِیْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

سمجھتے ہیں۔ پھر اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا

الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ

گرادو۔ فرمایا جو کچھ بھی تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے۔ پس اُن لوگوں نے اُن کی تکذیب کی

عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ اِنَّ

پھر اُن کو سائبان کے دن والے عذاب نے آلیا۔ بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک

ع ۹ ۱۶ ۱۴

ف۱ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ تفسیر قمیؔ میں ہے۔ کہ اس کے معنی ہیں گرمی کے دن اور بادِ سموم چلنے کے دن۔ صاحبِ تفسیر قمیؔ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں سخت گرمی معلوم ہوئی تو وہ اپنے گھروں سے نکلے۔ اور راحت پانے کے لئے ایک بادل کی طرف بڑھے جسے خدائے تعالیٰ نے ان کو عذاب دینے کے لئے بھیجا تھا پس جیسے ہی اُس کے سائے میں پہنچے تو اُن پر وہ حالت گزری جسے خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔ وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۸ دیکھئے) اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے سات دن اُن پر گرمی مُسلط رکھی۔ کہ اُن کی نہریں بھی خشک ہو گئیں۔ پھر ایک بادل ان پر سایہ کرنے کو بھیجا جس کے نیچے وہ سب جمع ہو گئے۔ پھر اُسی سے اُن پر آگ برسادی کہ وہ سب جل کر رہ گئے

۱۲

فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس میں نشانی ہے۔ حالانکہ (قوم) شعیب میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور تمہارا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ

ضرور زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور یقیناً یہ تمام عالموں کے پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین نے

بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

اس کو صاف عربی زبان ۔۔۔ تمہارے قلب پر اتارا ہے تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَوَلَمْ

ہو جاؤ۔ اور ضرور اس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ کیا یہ

يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ

اُن کے لئے کوئی نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علماء اس سے واقف ہیں؟ اور اگر ہم نے اس کو

عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

کسی عجمی پر اتارا ہوتا اور وہ ان کے سامنے پڑھتا تو وہ اُس پر کبھی ایمان لانے والے نہ ہوتے۔

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

اِسی طرح ہم نے گناہگاروں کے دِل میں (ان کے اصرار کے سبب) یہ بات ڈال دی ہے کہ جب تک وہ

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

دردناک عذاب کو نہ دیکھیں گے ایمان نہ لائیں گے۔ اور وہ عذاب بھی اُن کو یکایک آلے گا اور اُن کو خبر تک نہ ہوگی۔

فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ

اُس وقت وہ کہیں گے کہ کیا ہم کو مہلت دی جا سکتی ہے؟ کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ کیا تم نے غور کیا کہ

اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى

اگر ہم ان کو چند برسوں تک فائدہ پہنچا دیں۔ پھر بھی ان پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور جن چیزوں سے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝

یہ نفع اُٹھا چکے ہیں وہ اُن کو کچھ فائدہ نہ دیں گی۔ اور ہم نے کوئی بستی بھی ایسی برباد نہیں کی کہ جہاں آگاہ کرنے کے لئے ڈرانے والے نہ آئے ہوں

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا

اور ہم ظالم نہیں ہیں۔ اور اس کلام کو شیاطین لے کر نہیں اترے۔ اور نہ وہ

يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝

(اس لائق ہی تھے) اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے تھے۔ یقیناً وہ تو فرشتوں کا کلام سُننے سے بھی ہٹا دیئے گئے ہیں۔

ع ١٦ ١٤

ع ٩

ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد جبرئیل امین ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کی وحی کے امین تھے اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے نَزَّلَ بِهِ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ کافی و البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جو کچھ لے کے آئے تھے اس سے مراد ولایت جناب امیرالمومنینؑ ہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت جناب امیرالمومنینؑ ہے جو بروز خم غدیر نازل ہوئی ۱۲ ہے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت جناب امام محمد باقرؑ منقول ہے کہ خدا نے جو کتاب اور جو وحی نازل فرمائی وہ عربی زبان میں نازل کی مگر ہر نبی کے کان میں ان کی قوم کی زبان میں آواز پہنچتی تھی اور ہمارے نبیؐ اس کو عربی ہی زبان میں سُنتے تھے اور جب وہ اپنی قوم کو سُناتے تھے تو عربی ہی زبان میں سناتے تھے اور عربی ہی میں وہ لوگ سُنتے تھے۔ اور جب کوئی شخص جناب رسول خدا سے بات کرتا تھا۔ تو خواہ وہ کسی زبان میں بات کرے مگر آنحضرت کے کانوں میں اس کا کلام عربی زبان میں پہنچتا تھا۔ سبب یہ ہے کہ آنحضرت کو یہ بزرگی خدائے تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئی تھی کہ جبرئیل امین آنحضرتؐ کے لئے ترجمہ کرتے جاتے تھے ۱۲ ہے وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیرالمومنینؑ کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی آچکا ہے ۱۲ ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے

اَوَلَمْ تَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب علمائے بنی اسرائیل ان صفات کے ذریعے سے جو ان کتابوں میں درج ہیں جناب رسولؐ خدا کو پہچانتے ہیں تو کیا اہل عرب کے لئے اس بات میں نبوت جناب رسولؐ خدا اور صحت کلام خدا کی کافی حجت موجود نہیں ہے ۱۲ ہے وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ

پس اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی اُن لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جن کو عذاب دیا جائے گا۔ اور اپنے بہت

عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

قریب کے کنبے والوں کو ڈراؤ۔ اور مؤمنین میں سے جو تمہارے پیرو ہیں اُن سے تواضع

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

پیش آؤ۔ پھر اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو کہدو کہ جو عمل تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ

اور اُس زبردست اور رحم کرنے والے پر بھروسا رکھو۔ جو اس وقت بھی تم کو دیکھتا رہا ہے جب تم نبوت پر قائم ہوئے۔ اور

تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ

سجدہ کرنے والوں (کے صلب و رحم) میں تمہارے منتقل ہونے کو (بھی دیکھتا رہا) بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے کیا میں تم کو

عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝

اس بات کی خبر دوں کہ شیاطین کس (رکن) پر اترتے ہیں؟ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔

يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝

اور وہ ان کی باتوں پر کان دھرتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور مُنہ سے وہ کچھ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا

ہاں وہ لوگ مستثنے ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی اور بعد اس کے کہ

مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ع

اُن پر ظلم کیا گیا تھا انہوں نے بدلہ لیا۔ اور عنقریب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے یہ جان لیں گے کہ کس کروٹ وہ پلٹتے ہیں۔

ایاتہا ٩٢ ۔ کلماتہا ١١٦٧ ۔ **سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ** ۔ حروفہا ٤٨٧٩ ۔ رکوعاتہا ٧

(سورۂ النمل مکہ میں نازل ہوا)

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝**

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰسٓ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّ

طٰسٓ یہ قرآن مجید اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ اُن مؤمنوں کے لئے

سلہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝
تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے آگے وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ بھی نازل ہوئی تھی یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور جس وقت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا نے کل بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس آدمی تھے اور ان میں سے ہر ایک ایک سالم بکرا کھا جایا کرتا تھا اور ایک ایک مشک پانی پی جاتا تھا اور ان کے لئے تھوڑا سا کھانا میسر تھا تیار کیا اسی کو سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ میرا وزیر میرا وصی میرا خلیفہ کون ہوگا؟ اور ابولہب نے کہا کہ محمد نے تم پر یقیناً جادو کیا اور سب وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے دن بھی آنحضرت نے ایسا ہی حکم دیا اور اسی طرح اُن کو کھانا کھلایا گیا۔ پھر اُن سب کو دُودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سب سیر و سیراب ہو گئے پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تم میں سے میرا وزیر، میرا وصی، میرا خلیفہ کون ہوگا؟ ابولہب نے پھر کہدیا کہ محمد نے تم پر جادو کر دیا اور وہ سب چل دیئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو جناب رسولِ خدا نے پھر وہی حکم دیا اور ان سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا اور سب کو دُودھ پلایا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو میرا وصی اور میرا وزیر بنے اور میرے وعدے پورے کرے اور میرا
ع ١١ ٦ ١٥
قرض ادا کرے۔ پس علیؑ مرتضیٰ جن کا سن سب سے کم اور پنڈلیاں سب سے پتلی اور بحیثیت مال بھی سب سے کم تھے کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور فرمایا بیشک تم ہی ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں اہلِ سنت کی روایت سے بھی قریب قریب یہی مضمون نقل ہوا ہے اور آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ سُن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ لو اب تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو کہ تمہارے بھتیجے نے اُس کو تم پر حاکم بنا دیا۔ تفسیر قمی میں تَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کا یہ مطلب لکھا ہے کہ اس گروہ سے مراد جناب علی ابنِ ابی طالب۔ حمزہ۔ جعفر۔ حسن و حسین اور باقی ائمہ معصومین ہیں (اس کے متعلق باقی روایات اور اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)۔

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

ہدایت اور بشارت ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور آخرت پر وہ (پورا پورا) یقین رکھتے ہیں۔ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ

ہم نے اُن کے اعمال کو اُن کے لئے زینت دے دیا ہے پس وہ (خود ہی) سرگردان ہیں۔ وہ وہی ہیں جن کے لئے

سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ

سخت عذاب ہے اور وُہی آخرت میں سب سے زیادہ ٹوٹا اُٹھانے والے ہوں گے۔ اور یقیناً تم کو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ مُوْسٰى

یہ قرآن صاحب حکمت (و) علم کے پاس سے سکھایا جاتا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰ ؑ نے

لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ

اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھ لی ہے میں بہت جلد اس کے پاس سے تمہارے پاس یا تو کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ

دہکتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم تاپو۔ پس جب موسیٰ ؑ اس کے پاس پہنچے تو انکو آواز دی گئی

اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

کہ جو اس آگ میں ہے وہ اور جو اس کے اِرد گرد ہے وہ سب برکت دیے گئے ہیں اور اللہ تمام عالموں کا پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ

منزہ اور پاک ہے۔ اے موسیٰ ؑ میں ہی تو زبردست (اور) صاحب حکمت خدا ہوں۔ اور اپنا عصا تو ڈال دو۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى

پھر جب اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا گویا وہ ایک تیز رو سانپ ہے تو منہ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر نہ دیکھا (ہماری طرف سے

لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ؕ ثُمَّ

یہ آواز دی گئی کہ) اے موسیٰ ڈرو نہیں کہ رسول میرے پاس ڈرا نہیں کرتے۔ سوائے اس کے جس سے کوئی زیادتی ہو جائے پھر

بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

وہ بدل کر بدی کے بعد نیکی کرے تو بیشک میں بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔ اور تم اپنا ہاتھ

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى

اپنے گریبان میں ڈال دو کہ وہ بے عیب سفید و نورانی ہو نکلے گا (یہ دونوں) منجملہ نو معجزوں کے ہیں جو

سلہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ تفسیر قمی میں ہے کہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ کے وہی معنی ہیں جو وَلَا مَنْ ظَلَمَ کے ہیں اور اصل میں تھا بھی یہی۔ پس یہ موقع ہے کہ حرف حرف سے بدل گیا یعنی واوٗ الف سے بدل گیا ۱۲ سلہ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ المعانی جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ برص وغیرہ کسی بیماری سے ایسا نہ ہوگا ۱۲ سلہ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ تفسیر صافی میں ہے کہ معجزہ ید بیضا منجملہ ان نو نشانیوں کے تھا یا ان کے علاوہ تھا۔ اور وہ نو نشانیاں جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کی گئی تھیں ایک حساب سے یہ تھیں۔ سمندر کا پھٹنا۔ طوفان۔ ٹڈیاں۔ چچڑیاں۔ مینڈک۔ خون۔ چہرے بگڑ جانا۔ خشک سالی۔ کھیتوں اور باغوں کی بربادی۔ دوسرے حساب سے یہ تھیں۔ طوفان۔ ٹڈیاں۔ چچڑیاں۔ مینڈک۔ خون۔ چہرے بگڑ جانا۔ قحط۔ عصا۔ ید بیضا ۱۲

فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا

فرعون اور اس کی قوم کے لئے ہیں۔ یقیناً وہ نافرمان لوگ ہیں۔ پس جب اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں پہنچیں

مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور انہوں نے ازروئے ظلم و تکبر ان معجزات کا انکار کیا

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ع

حالانکہ ان کے دل ان کا یقین رکھتے تھے۔ پس غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا

اور بیشک ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا کیا۔ اور ان دونوں نے کہا کہ سب تعریف اس خدا ہی کے لئے زیبا ہے

عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ

جس نے اپنے بندوں میں سے بہت سوں پر ہم کو فضیلت دی ہے۔ اور سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور

قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ

یہ کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ

یقیناً یہی تو کھلی فضیلت ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے اُن کے لشکر

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓي اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ

جنوں میں سے اور آدمیوں میں اور پرندوں میں سے اکٹھے کئے گئے وہ سب (بدستور) پاس پاس کھڑے کئے جاتے تھے۔ یہاں تک

النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

کہ جب وہ چیونٹیوں کے میدان سے گزرے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

سلیمانؑ اور اُن کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ پس (سلیمانؑ) اس کی اِس بات پر ہنسنے کے لئے مسکرائے

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ جو نعمتیں تو نے مجھ پر

عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ

اور میرے والدین پر مبذول فرمائی ہیں اُن کا شکر ادا کروں اور کوئی ایسا نیک عمل بجالاؤں جس کو تو پسند فرمالے اور

بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ

اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں مجھے داخل کر۔ اور پرندوں کی حاضری لی تو فرمایا کیا بات ہے

سلہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا
تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے اس شکر نے یہ جتلادیا کہ انہوں نے تمام بزرگی کی بنیاد کو علم قرار دیا اور جو چیزیں ان کو ملی تھیں حتے کہ سلطنت کو بھی علم کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ سمجھا حالانکہ ویسی سلطنت کسی کو نہیں ملی۔ اس سے علم کی فضیلت اور اہل علم کا شرف ظاہر ہے۔ نیز عالم کے لئے اس بات کی دلیل بھی ہے کہ اُسے حمد و شکر کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ نے اس کو اپنے فضل سے علم عطا کیا اور اس بات کا بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ گو اس کو بہت سوں پر فضیلت دی گئی ہے مگر بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو خود اس پر فضیلت دی گئی ہے"

ع ۱۴ ۱۶

سلہ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ
تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ سلطنت کے بھی وارث ہوئے اور نبوت کے بھی۔ کافی میں ہے کہ امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ لوگ آپ کے بچپن کے امام ہو جانے کے بارے میں کلام کرتے ہیں فرمایا خدائے تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی فرمائی تھی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کرو حالانکہ حضرت سلیمانؑ اس وقت بچے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے اس پر بنی اسرائیل کے علماء اور عبّاد معترض ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے داؤدؑ کو وحی نازل فرمائی کہ جن جن کو یہ تجویز کرتے ہیں ایک ایک لکڑی ان کی لے لو اور ایک لکڑی سلیمانؑ کی لے لو اور ان سب کو ایک مکان میں بند کر کے قفل لگا دو اور انہی لوگوں کی اس پر مہر لگا دو اور صبح کو دیکھو جس کی لکڑی میں پتے اور پھل آ گئے ہوں وہی خلیفہ ہوگا۔ حضرت داؤدؑ نے ان لوگوں کو اطلاع دی اور وہ سب اس فیصلہ پر راضی ہو گئے نتیجہ وہ ہوا جو کہ نوٹ کے عنوان میں ہے۔ باقی ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا؟ کیا وہ غیر حاضر ہے؟ میں ضرور اُس کو سخت عذاب

شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ

دُوں گا۔ یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا ضرور ہے کہ وہ میرے پاس کوئی کھلی دلیل لائے۔ پس کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی

غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ

کہ وہ (آ گیا اور) کہنے لگا کہ مجھے اس بات کی خبر لگی ہے جس کی آپ کو بھی خبر نہیں اور میں ملک سبا سے

بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ

ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ اُن کی بادشاہ ہے اور اس کو ہر چیز سے حظِ وافر ملا ہے

شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ

اور اس کا تخت (تو) بہت ہی بڑا ہے۔ میں نے خود اس کو اور اس کی قوم کو یہ پایا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر سُورج کو سجدہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں زینت دے دیا ہے اس طرح راہِ راست سے

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ

اُن کو روک دیا ہے اسی سے اُن کو (یہ بات) نہیں سوجھتی۔ کہ وہ خدا کو کیوں نہ سجدہ کریں جو

الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (السجدة) قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ

اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ (سلیمان نے) فرمایا کہ ہم ابھی جانچ لیتے ہیں کہ تو نے

اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

سچ بولا یا جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان کے سامنے ڈال دے

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ

پھر ذرا ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (اس حکم کی تعمیل ہو گئی تو بلقیس اپنی جگہ) بولی اے اہلِ دربار! میرے پاس

اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ

یہ عزت کا خط ڈالا گیا ہے۔ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ لکھا ہے کہ رحمٰن (و) رحیم خدا

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ

کے نام سے (شروع کرتا ہوں) میرے برخلاف تعلّی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ (بلقیس نے) کہا

۵۱ مَالِیَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ
الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ اپنی کرسی پر بیٹھے تھے۔ تو تمام پرندے جن کو خدائے تعالیٰ نے ان کا مطیع کر دیا تھا جمع ہو کر خود کرسی اور بساطِ سلیمانی پر جو بیٹھے ہوتے تھے اُن سب پر اپنے پروں سے سایہ کر لیتے تھے دھوپ کسی پر نہیں پڑنے دیتے تھے۔ چونکہ پرندوں میں سے ہُدہُد غائب ہو گیا اتنی جگہ کھل گئی اور وہاں سے دھوپ حضرت سلیمانؑ کی گود میں آ کر پڑی تو انہوں نے سر بلند فرمایا اور وہ کچھ کہا جو خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان فرمایا ہے۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمانؑ جو ہُدہُد پر اس قدر خفا ہوئے اُس کی وجہ یہ تھی کہ پانی کا پتا دینا ہُدہُد کا کام تھا اور یہ ایک ایسی صفت تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اُس پرندہ کو تو عطا کی تھی۔ لیکن حضرت سلیمانؑ کو نہیں دی تھی حالانکہ ہوا، چیونٹیاں، جن، انسان اور سرکش شیاطین سب ہی اُن کے مطیع تھے تاہم ہوا کے نیچے پانی کہاں ہے اُس کو نہ جانتے تھے اور وہ پرندہ اس سے واقف تھا اور خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۱۰ دیکھئے) اور ہم اس قرآن کے وارث ہوئے ہیں جس میں وہ سب کچھ ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جا سکیں اور جس کے ذریعہ سے ملکوں کے فاصلے طے کئے جائیں اور جس کے ذریعہ سے مُردے زندہ کئے جا سکیں اور ہم پانی کو بھی جو ہوا کے نیچے ہوتا ہے جہاں جہاں ہوتا ہے پہچانتے ہیں۔

السجدۃ ۵
۴۱

ع ۱۷
۱۷

۵۲ اِمْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس عورت کا نام بلقیس بنت شرحبیل بن مالک بن ریان تھا۔ ۵۳ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا تفسیر قمی میں ہے کہ ہُدہُد نے یہ عرض کی تھی کہ بلقیس ایک مضبوط قلعے میں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تو میرا یہ نوشتہ اس کے قبہ پر جا کے ڈال دے۔ چنانچہ ہُدہُد آیا اور نوشتہ کو اس کی گود میں چھوڑ دیا۔ بلقیس اس تحریر کو دیکھ کر...

يَاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

اے ارکانِ دولت! مجھے اس معاملے میں رائے دو کیونکہ میں کوئی معاملہ طے کرنے والی نہیں ہوں جب تک

تَشْهَدُوْنِ ○ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ

کہ تم میری حضور میں نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم بڑی قوت والے اور سخت لڑائیاں جھیلنے والے ہیں اور حکم

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ○ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا

حضور کے ہاتھ میں ہے اب آپ خود طے کریں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں؟ (بلقیس نے) کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں آیا کرتے ہیں

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

تو اُسے اجاڑ دیا کرتے ہیں اور اُس کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔ اور (معمولاً) وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢبِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ○ فَلَمَّا

اور میں تو ان کے پاس ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا خبر لے کر پلٹتے ہیں۔ پس جس وقت

جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ

(ایلچی) سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو پس اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے

اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ

جو تم کو دیا ہے کہیں بہتر ہے تو اپنے اس تحفے سے تو تم ہی خوش رہو۔ اپنے اہلِ دولت کے پاس پلٹ کر جا اور ان کو یہ خبر دے کہ) ہم

بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ

اُن کے پاس ایسے لشکر لے کر آتے ہیں جس کے مقابلے کی اُن میں قوت نہ ہوگی اور ہم اُن کے ملک سے ان کو ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے

صٰغِرُوْنَ ○ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ

(اس کے بعد سلیمانؑ نے) فرمایا اے ارکانِ دولت! تم میں سے کون ایسا ہے جو بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے

اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

کہ (اس کی قوم کے لوگ) میرے پاس فرمانبردار بن کر حاضر ہوں۔ جنات میں سے ایک سرکش بولا کہ قبل اس کے کہ حضور اپنے مقام سے اُٹھیں

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○

میں اُسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں اور مجھ میں اس کے اُٹھانے کی قوت بھی ہے اور میں بھروسے کے قابل بھی ہوں

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

اور اس شخص نے جس کے پاس علم کتاب کا ایک ادنیٰ جزو تھا یہ عرض کی کہ میں اُسے لائے دیتا ہوں قبل اس کے

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ

کہ آپ کی پلک بھی جھپکے چنانچہ جب اُس کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو یہ فرمایا کہ یہ

ف۱ اُولُوْا قُوَّةٍ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قائم آلِ محمدؑ اُولُوْا قُوَّةٍ کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اور اُولُوْا قُوَّةٍ اُس فوج کو کہتے ہیں جس کی تعداد دس ہزار سے کم نہ ہو ۱۲ ف۲ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں اِنَّ الْمُلُوْكَ سے اَذِلَّةً تک تو نقل قول بلقیس ہے اور یہ آخر کا فقرہ قول خدائے تعالیٰ ہے ۱۲ ف۳ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ تفسیر قمی میں ہے کہ بلقیس نے یہ کہا کہ اگر سلیمانؑ خدا کی طرف سے نبی ہیں جیسا کہ اُن کا دعویٰ ہے تو ہم کو اُن کے مقابلے کی تاب نہیں اس لئے کہ خدا کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا لیکن میں اُن کے پاس ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ اگر وہ محض بادشاہ ہیں تو وہ دنیا کی طرف مائل ہو کر اُسے قبول کر لیں گے۔ اور ہم بھی یہ سمجھ لیں گے کہ وہ ہم پر قابو نہیں پا سکتے۔ چنانچہ ایک ڈبا بھیجا جس میں گراں بہا موتی تھا اور اپنے سفیر سے یہ کہا کہ سلیمانؑ سے یہ کہدینا کہ اس جوہر میں بغیر لوہے اور بغیر آگ کے سوراخ کیا جائے۔ سفیر جب اسے لے کر حاضر ہوا تو سلیمانؑ نے اپنے مختلف لشکروں میں سے ایک کیڑے کو حکم دیا کہ اس میں سوراخ کر دے چنانچہ اُس نے اپنے منہ میں ایک دھاگا لے کر اس میں سوراخ کر دیا اور اس ڈورے کو دوسری طرف لے کر نکل گیا ۱۲ ف۴ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ سفیر اس کے حکم کے بموجب بلقیس کے پاس پلٹ کر آیا اور اُس کو اس واقعے کی بھی خبر دی اور حضرت سلیمانؑ کی قوت کی بھی جس سے وہ سمجھ گئی کہ سوائے حاضر ہو جانے کے کوئی صورت بچاؤ کی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے وہ چل پڑی ۱۲ ف۵ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کو یہ علم ہو گیا کہ بلقیس ہماری طرف آ رہی ہے تو اسی وقت انہوں نے اپنے درباریوں سے یہ فرمایا۔ اور مقصود اس سے یہ تھا کہ جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو بعض ایسے عجائبات دکھلا دیں جو خدائے تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ ان حضرت کو عطا فرمائے تھے اور وہ خدائے تعالیٰ کی عظمت قدرت اور ان حضرت کی صداقت نبوت ... برہ

فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا

میرے پروردگار کا فضل ہے۔ تاکہ مجھ کو آزمائے کہ آیا میں شکرگزاری کرتا ہوں یا کفران نعمت۔ اور جو شکر کرے گا تو سوائے اس کے نہیں ہے

يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا

کہ اپنی ذات کے لئے شکر کرے گا۔ اور جو کفران نعمت کرے گا تو یقیناً میرا پروردگار بے پروا اور صاحب کرم ہے۔ فرمایا بلقیس کے لئے

لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اس کے تخت (کی ہیئت) کو بدل دو کہ ہم دیکھیں کہ آیا وہ راہ پر آتی ہے یا انہی لوگوں میں سے ہوتی ہے جو راہ پر نہیں آتے۔

فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ

پس جب وہ حاضر (دربار) ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ آیا یہ تیرا ہی تخت ہے؟ کہنے لگی کہ معلوم تو ویسا ہی ہوتا ہے اور ہم کو اس کا علم

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ

پہلے ہی دے دیا گیا ہے اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور جس چیز کی وہ خدا کے سوا عبادت کیا کرتی تھی اس نے اسے

اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ

روک رکھا تھا بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے۔

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ

پس اس نے جب اس کو دیکھا تو اسے (گہرا) پانی گمان کیا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول ڈالیں (تو سلیمانؑ نے) فرمایا کہ یہ تو

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ

(شیش) محل ہے جس کے فرش میں بھی شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ (بلقیس) عرض کرنے لگی کہ اے میرے پروردگار بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور

اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ۧ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى

اب میں سلیمانؑ کے ساتھ تمام عالموں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں۔ اور بے شک ہم نے

ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

قبیلۂ ثمود کی طرف اُن کے بھائی کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو تو یکایک وہ دو گروہ ہو کر لڑنے لگے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا

(صالحؑ نے) فرمایا کہ اے میری قوم! تم نیکی سے پہلے بدی کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم

تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ

اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تم کو اور جو

مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَ

تمہارے ساتھ ہیں اُن کو منحوس سمجھا ہے۔ فرمایا تمہاری بدفالی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے بلکہ اصلیت یہ ہے کہ تم لوگوں کا امتحان لیا جا رہا ہے اور

---

۵۱ اُدْخُلِي الصَّرْحَ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے پہنچنے سے پہلے یہ حکم دیا تھا کہ شیشے کا ایک مکان بنایا جائے اور وہ مکان پانی پر قائم کیا جائے پھر جب ملکہ بلقیس آگئیں تو اُن سے کہا گیا کہ محل میں چلیے جب وہ جانے لگیں تو خیال کیا کہ پانی ہے اس لئے اپنا کپڑا اونچا کیا۔ اور دونوں پنڈلیاں کھول دیں یکایک ظاہر ہوا کہ اُن کی پنڈلیوں پر بال بہت ہیں۔ پس ادھر ملکہ کو یہ جتلایا گیا کہ یہ تو شیش محل ہے جس کے فرش میں بھی شیشے جڑے ہوئے ہیں اُدھر ملکہ اپنے خیال کی غلطی سے متنبہ ہو کر عرض کرنے لگیں رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے شادی کر لی اور شیاطین سے کہا کہ کوئی ایسی تجویز کرو جس سے ملکہ کے بال دور ہو جائیں۔ پس انہوں نے حمام بنایا اور نورہ لگا کر ٹھیک کیا۔ پس حمام اور نورہ وہ چیزیں ہیں جن کو شیاطین نے تجویز کیا۔ اسی طرح وہ چکیاں جو پانی سے چلتی ہیں۔

ع ١٣ / ١٨

۵۲ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان دونوں فریقوں میں ایک تصدیق کرنے والا تھا اور ایک تکذیب کرنے والا ان میں سے جو کافر تھے وہ تو یہ کہتے تھے کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ صالحؑ نبی بنا کر خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟ اور مومن یہ کہتے تھے کہ نہ فقط گواہی دیتے ہیں بلکہ حضرت صالحؑ جو کچھ خدا کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کافر اس کے جواب میں کہتے تھے کہ تم جن جن چیزوں پر ایمان رکھتے ہو ہم انہی کے منکر ہیں اور ادھر صالحؑ کو کہتے تھے کہ اگر آپ سچے ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیے۔ چنانچہ ان کی درخواست کے بموجب انہوں نے پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر دی جس کی انہوں نے کونچیں کاٹ ڈالیں اور جس شخص نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں وہ ولد الزنا، رنگ میں کا سرخ تھا اور آنکھیں نیلی۔

۵۳ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ تفسیر قمی میں ہے کہ اونٹنی کا معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے (باقی صفحہ ۵۲ پر پڑھو)

كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○

اُس بستی میں نو آدمی تھے جو اس سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ چاہتے تھے۔

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

اُن سب نے باہم خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ہم رات کے وقت صالح کو اور اس کے گھر والوں کو مار ڈالیں گے پھر اس کے وارثوں سے کہدیں گے کہ

مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ○ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا

ہم تو اُن کی ہلاکت کے وقت موجود (ہی) نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ اور وہ ایک چال چلے اور ہم بھی ایک چال چلے

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا

اور اُن کو خبر بھی نہ ہوئی۔ پس غور کرکے دیکھو کہ اُن کی چال کا نتیجہ کیا ہوا کہ ہم نے

دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ○ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا

اُن کو اور اُن کی قوم کو سب ہی کو ہلاک کر دیا۔ اب یہ اُن کے گھر بوجہ اس کے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے خالی پڑے ہیں۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَ

بیشک جو لوگ علم رکھتے ہیں اُن کے لئے اس میں ایک نشانی موجود ہے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور

كَانُوا يَتَّقُونَ ○ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَ

نجات دی۔ اور لوط (کو ہم نے بھیجا) جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم جانتے بوجھتے بے حیائی کی بات کرتے ہو

أَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ○ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ

تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو؟

النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا

بات یہ ہے کہ تم جاہل لوگ ہو۔ پس اُن کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ

أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○

انہوں نے یہ کہا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکیزہ بنتے ہیں۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ○ وَ

پس ہم نے لوط کو اور اُن کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اُن کی زوجہ کے جس کی نسبت ہم نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی اور

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ○ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

اُن کے اوپر ہم نے (پتھروں کا) مینہ برسایا پس جن کو (عذاب سے) ڈرایا گیا تھا اُن کی بارش کیسی بری (بارش) تھی۔ تم یہ کہو کہ ہر قسم کی تعریف خدا ہی کیلئے

وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ○

زیبا ہے اور اس کے اُن بندوں پر جن کو اُس نے برگزیدہ کیا سلام ہے۔ آیا اللہ بہتر ہے یا جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں وہ؟

(بقیہ صفحہ ۴۵۵) اِن لوگوں نے درخواست کی کہ ہم پر دردناک عذاب نازل کرلیجئے اور اس سے ان کا قصد حضرت صالحؑ کا امتحان لینا تھا اس پر انہوں نے یہ کہا لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ جس کا مطلب ہے کہ رحمت کے کرنے سے پہلے عذاب کے خواستگار کیوں ہوگئے ۱۲ ؎۵ اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرت صالحؑ سے یہ کہتے تھے کہ ہمارا شگون یہ ہے کہ جب سے تم نے یہ نیا دین ایجاد کیا ہے اُس وقت سے ہم پر لگاتار سختیاں پڑ رہی ہیں اور ہم میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اُن پر قحط بہت سخت پڑا تھا لہذا وہ یہ کہتے تھے کہ یہ تمہاری اور جو تمہارے ساتھی ہیں اُن کی شومی کا سبب ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھذا

؎۱ مَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ وادیٔ حجر کی ایک گھاٹی میں حضرت صالحؑ نے ایک مسجد بنا رکھی تھی جس میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۶) تو اس قوم کے نو آدمیوں نے یہ کہا کہ صالحؑ کا تو یہ گمان ہے کہ ان کو ہم سے تین دن میں چھٹکارا ملے گا مگر ہم اُن کا اور اُن کے اہل و عیال کا تین دن سے پہلے ہی فیصلہ کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اُن کے قتل کر دینے کی نیت سے اُس گھاٹی میں گئے (اُس کو تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا:- مَكَرُوا مَكْرًا) اور جب وہ گھاٹی کے اندر پہنچ چکے تو پہاڑ پر سے ایک بڑی چٹان نے گر کر ان کے راستہ کو بند کر دیا وہ لوٹ تو وہاں گھٹ کر مر گئے اور بستی کے لوگ اپنے اپنے مکانوں میں عذاب کے سبب ہلاک ہو گئے (یہ مطلب مَكَرْنَا مَكْرًا کا ہے) ۱۲ ؎۲ سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بندے جن کو خدائے تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آلِ محمد ہیں علیہم السلام ۱۲

ع ۴ / ۱۴ / ۱۹

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

آیا وہ کون ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔

فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا

پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے بارونق باغات پیدا کر دیئے۔ تمہاری تو یہ مقدرت نہ تھی کہ تم ان

شَجَرَهَا ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ

باغوں کے درختوں کو اگا لو۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہے تو نہیں) بلکہ یہ لوگ ہیں کہ حق سے منحرف ہوئے جاتے ہیں۔

جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا

آیا وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار مقرر کیا ہے اور اس کے بیچ بیچ میں دریا بہا دیئے ہیں اور اس کے لئے

رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ

بڑے بھاری بھاری پہاڑ مقرر کر دیئے ہیں اور دو دریاؤں کے مابین ایک پردہ حائل کر دیا ہے۔ آیا خدا کے سوا کوئی اور خدا ہے؟

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا

(ہے تو نہیں) مگر ان میں سے بہت سے نہیں جانتے۔ آیا وہ کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کر لیتا ہے جب بھی

دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ

وہ دعا مانگے اور تکلیف کو رفع کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا حاکم مقرر کرتا ہے۔ آیا اللہ کے

مَعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ

ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ (اس کی نعمتوں کو) تم کس قدر کم یاد کرتے ہو۔ آیا وہ کون ہے جو خشکی اور تری کی اندھیریوں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ

تمہاری راہبری کرتا ہے اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری کے طور پر ہواؤں کو بھیج دیتا ہے۔

أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ يَبْدَأُ

کیا خدا کے ساتھ کوئی اور اللہ ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ کی ذات ان سب سے بری ہے۔ آیا وہ کون ہے جو

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پھیر دے گا اور وہ کون ہے جو آسمان و زمین میں سے تم کو رزق دیتا ہے۔

أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ تم کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ

تم یہ کہدو کہ جو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں (ان میں سے) غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

منزل خامس

---

سلہ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے واللہ اصلی مضطر وہی ہیں اور جس وقت وہ مقام ابراہیم میں آکر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالٰی سے دعا مانگیں گے خداوند تعالٰی فوراً ان کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ اور ان کی مصیبت کو دفع فرما دے گا اور ان کو ظاہر بظاہر تمام روئے زمین کا خلیفہ مقرر فرما دے گا اور ایک روایت کے بموجب پہلا وہ شخص جو ان کی بیعت کرے گا وہ جبرئیل امین ہوں گے۔ پھر تین سو تیرہ مرد (اصحاب خاص اور مومنین کاملین) جو بجائے خود معلوم ہیں۔ قول مترجم۔ عام معنی میں اس آیت کا سلسلہ اس آیت سے متعلق ہو سکتا ہے جو سورۂ بقرہ میں پارہ نمبر ۲ رکوع ۳ پر واقع ہے۔"

سلہ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے ایک دن بعض ایسے واقعات کی خبر دی جو ابھی نہیں ہوئے تھے۔ اس پر کسی نے عرض کی یا امیر المومنین کیا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے؟ حضرت ہنس پڑے اور فرمایا یہ خبر دینا علم غیب سے متعلق نہیں ہے یہ تو صاحب علم سے سیکھنے کا نتیجہ ہے۔ رہا علم غیب وہ ایک تو قیامت کا علم ہے اور دوسرے وہ چیزیں ہیں جن کو خدائے تعالٰی نے اس آیت میں شمار فرما دیا ہے إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی یہ جانتا ہے کہ حمل میں کیا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا یقیناً اللہ تعالٰی بڑا جاننے والا (اور) باخبر ہے) مطلب یہ ہوا کہ ان

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي

اور اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ بلکہ اُن کا علم تو آخرت کے متعلق

الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

عاجز ہو گیا۔ بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے یہ اندھے (قطعاً بے خبر) ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا

اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم

لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ

نکالے جائیں گے؟ اس کا ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے ہی سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

یہ تو فقط اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ تم کہدو کہ تم زمین میں چلو پھرو

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ

پھر دیکھو کہ گناہگاروں کا انجام کیسا ہوا؟ اور (اے رسولؐ) تم ان کے لئے افسوس نہ کرو

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

اور جو چالیں یہ چلتے ہیں اُن سے دل تنگ نہ ہو۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ

کہ اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ یہ وعدہ (عذاب) کب آئے گا؟ تم کہدو کہ جس کی تم جلدی کر رہے ہو

يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ

قریب ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پس پشت آ ہی پہنچا ہو۔ اور بیشک تمہارا پروردگار

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

کل آدمیوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اُن میں سے اکثر شکر گزار نہیں ہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

اور بیشک تمہارا پروردگار ان سب چیزوں کو جانتا ہے جن کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں اور جن کا وہ اظہار کرتے ہیں۔

وَمَا مِنْ غَاۗىِٕبَةٍ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں

مُّبِيْنٍ ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

نہ ہو۔ بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے بہت سی وہ باتیں بیان کرتا ہے

(بقیہ صفحہ ۴۵۷) اور ان کے ماورا جو کچھ ہے وہ ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تعلیم فرمایا اور آنحضرتؐ نے (بحیثیت نایب) مجھے سکھایا اور میرے حق میں یہ دعا فرمائی کہ میرا قلب اس علم کو محفوظ رکھے اور میرے اعضاء و جوارح اس پر محیط رہیں ۱۲

ع ۵ / ۹

حواشی صفحہ ہذا ۔ ۵ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ تفسیر قمی میں ہے کہ جو کچھ وہ دنیا میں نہ جانتے تھے وہ بھی آخرت میں جان لیں گے ۱۲ ۔ ۶ وَمَا مِنْ غَاۗىِٕبَةٍ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ کافی میں جناب امام موسےٰ کاظمؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے ۔ کہ کتاب خدا میں ایسی آیتیں بھی ہیں جن کی مراد میں ایسا کوئی امر داخل نہیں جس کا اللہ نے حکم نہ دیا ہو اور اللہ ہی کے حکم سے انبیاء و اوصیائے گزشتہ نے اپنی اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا جس کا ماحصل اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے اُمّ الکتاب میں قرار دے دیا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے ۔ مَا مِنْ غَاۗىِٕبَةٍ پھر فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو کیا جن کو چن لیا تھا) پس وہ ہم ہیں جن کو خدائے تعالےٰ نے چن لیا ۔ اور ہم کو اُس کتاب کا وارث کیا ہے جس میں ہر چیز کا بلیغ بیان موجود ہے ۱۲

اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ اور یقیناً یہ مومنوں کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ

ہدایت اور رحمت ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار ان کے مابین اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا۔ اور وہ

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ

بڑا زبردست (اور) جاننے والا ہے۔ پس تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ یقیناً تم (صاف) صاف حق پر

الْمُبِيْنِ ○ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

ہو۔ یہ ضروری بات ہے کہ تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہو

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ

جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور نہ تم اندھوں کو گمراہی سے

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ

راہ راست پر لا سکتے ہو۔ تم صرف اس شخص کو سُنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتا ہے کہ ایسے لوگ

مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ

ماننے والے ہیں۔ اور جب بات اُن پر پوری ہو گی تو ہم اُن کے لئے زمین میں سے

دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

ایک چلنے والا نکالیں گے جو اُن سے باتیں کرے گا۔ کہ لوگ ہماری آیتوں پر

لَا يُوْقِنُوْنَ ○ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ

یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور اس دن ہم ہر اُمّت میں سے ایک ایک ایسے گروہ کو جو

يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ

ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے جمع کر لیں گے پھر وہ برابر کھڑے کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ سب آجائیں گے

اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ

تو (خدائے تعالیٰ) اُن سے فرمائے گا کہ کیا تم نے ہی میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ از رُوئے علم کے تم ان کا احاطہ

تَعْمَلُوْنَ ○ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا

نہیں کر سکتے تھے یا تم کچھ اور کیا کرتے تھے؟ اور ان کے برخلاف بعوض اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے

يَنْطِقُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ

(ہمارا) قول پورا ہو جائے گا پھر وہ بول نہ سکیں گے کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے رات اس لئے بنائی ہے کہ وہ اس میں آرام کریں اور

سلہ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ بنی اسرائیل میں جن جن مسائل میں اختلاف تھا وہ حسب ذیل تھے مسئلہ تشبیہہ یعنی خدا کو بعض چیزوں کے مانند بیان کرنا مسئلہ تنزیہ یعنی خدائے تعالیٰ کو مخلوق کی مشابہت سے منزہ و برتر بیان کرنا احوال جنّت و دوزخ۔ حالات مسیح و عزیر علیہما السّلام ۱۲

سلہ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ جناب امیر المومنینؑ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ مسجد میں سو رہے تھے۔ اور ریگ کا ایک ڈھیر کر کے سر مبارک اس پر رکھے ہوئے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پائے مبارک سے حرکت دے کر فرمایا اے دآبۃ الارض! اُٹھو۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم بھی آپس میں اس نام سے ایک دوسرے کو پکارا کریں؟ فرمایا نہیں واللہ یہ نام خاص طور پر علیؑ ہی کے لئے ہے اور علیؑ ہی وہ دابہ ہے جس کا خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں ذکر فرمایا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ الخ پھر فرمایا اے علیؑ جب آخری زمانہ آئے گا تو خدائے تعالیٰ تم کو نہایت ہی حسین صورت میں ظاہر کرے گا اور تمہارے پاس نشان لگانے کا ایک آلہ ہوگا۔ جس سے تم اپنے دشمنوں کو نشاندار کر دو گے۔ اس وقت ایک شخص نے جناب امام جعفر صادقؑ سے عرض کی کہ عامۃ الناس تو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ دآبہ لوگوں کو مجروح کر دے گا حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا کہنے والوں کو خدائے تعالیٰ آتش جہنم سے مجروح کرے۔ یہاں لفظ تَكْلِمُهُمْ نہیں ہے بلکہ تُكَلِّمُهُمْ ہے۔ نیز اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص نے عمارؓ بن یاسر سے عرض کی کہ کتاب خدا کی ایک آیت نے میرے دل کی حالت خراب کر دی اور مجھے شکوک میں ڈال دیا۔ عمارؓ نے فرمایا کہ وہ آیت کونسی ہے؟ عرض کی خدائے تعالیٰ کا یہی قول وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ الخ اس میں یہ دآبہ کونسا

ع ۶
۲

النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○

دن کو دکھانے والا (مقرر کیا ہے) بیشک اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اس میں نشانیاں موجود ہیں

وَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

اور جس دن صُور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور

مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ

جو زمین میں ہیں سوائے اُن کے جن کو اللہ چاہے۔ سب ہی دہل جائیں گے اور سب

دٰخِرِیْنَ ○ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ

ذلیل ہو کر اس کی حضور میں چلے آئیں گے۔ اور (اس وقت) تم پہاڑوں کو دیکھو گے کہ تم تو ان کو قائم سمجھتے ہو گے حالانکہ وہ

السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ

بادل کا سا چلنا چل رہے ہوں گے یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو

بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ

اس سے وہ آگاہ ہے۔ جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا پس اس کے لئے اس کا عوض اس سے بہتر موجود ہے اور وہ

مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكُبَّتْ

اس دن خوف سے امن میں ہوں گے۔ اور جو بدی لے کر آئے گا وہ اوندھے

وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ جو کچھ تم کرتے تھے اسی کا بدلہ تمہیں ملے گا۔

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا

سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اس کو

وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ ؗ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

محترم قرار دیا ہے اور ہر چیز اسی کی ہے اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔

وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ

اور یہ کہ میں قرآن (مجید) کی تلاوت کیا کروں۔ پس جو شخص راہ پر آ جائے تو سوائے اس کے نہیں کہ

لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○

وہ اپنی ذات کے لئے راہ پر آئے گا اور جو شخص گمراہ رہے تو تم یہ کہہ دو کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ

اور تم یہ کہدو کہ سب تعریف اللہ کے لئے زیبا ہے جو عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے گا پھر تم انہیں پہچان لوگے۔ اور جو جو

سلہ الصُّوْرِ تفسیر صافی میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ صور کیا چیز ہے؟ فرمایا نور کا نرسنگھا ہے جس کو اسرافیل منہ میں لئے ہوئے ہیں اور وہ ایک طرف سے بہت کشادہ ہے اور ایک طرف سے تنگ ہے اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اوپر کا حصہ کشادہ ہے اور نیچے کا تنگ یا اس کے برعکس اور ہر ایک کے متعلق ایک ایک وجہ بھی وارد ہوئی ہے۔ اس نرسنگھے میں اتنے ہی سوراخ ہیں جتنے کہ انسان اور ہر ہر سوراخ ایک ایک کی روح کے لئے ہے ۱۲

سلہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا سلہ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت جناب امام محمد باقرؑ منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ حَسَنَة سے ہم اہل بیت کی ولایت کی معرفت اور ہماری محبت ہے۔ اور السَّیِّئَة ہم اہلبیت کی ولایت کا انکار اور ہم سے بغض و عداوت ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے تعالے کے اس قول کی تفسیر میں وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اور جو ایک نیکی لائے گا تو ہم اس کے لئے اس میں بہت کچھ خوبی بڑھا دیں گے۔ منقول ہے کہ جو شخص انبیاء کے آل محمد سے محبت رکھتا ہوگا اور ان کے اخبار و آثار کی پیروی کرتا ہوگا تو اس کا یہ پیروی کرنا پہلے انبیاء و مومنین کی دوستی بھی اس کے دل میں بڑھا دے گا حتے کہ آدمؑ کی محبت بھی اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا سے مراد ہے داخلہ جنت ۱۲

سلہ اَلْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد مکہ ہے اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جس وقت قریش نے کعبۃ اللہ کو منہدم کیا تو ان کو اس کی بنیاد میں سے ایک ایسا پتھر ملا۔ جس پر کچھ کتابت تھی جس کو وہ پڑھ نہ سکے تا آنکہ کسی جاننے والے شخص کو بلا لائے اس نے اسے پڑھا اس پر یہ عبارت تھی اَنَا اللّٰهُ ذُوْ بَكَّةَ حَرَّمْتُهَا یَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ وَضَعْتُهَا بَیْنَ هٰذَیْنِ الْجَبَلَیْنِ وَ حَفَفْتُهَا ...

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ع

عمل تم کرتے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں ہے۔

آیاتہا ۸۸ — کلماتہا ۱۴۵۴ — سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ — حروفہا ۵۰۱۱ — رکوعاتہا ۹

(سورۂ قصص مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ

طسم — یہ — کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ — ہم ان لوگوں کی خاطر جو ایمان رکھتے ہیں

نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ

تم کو موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر — پڑھ کر سناتے ہیں۔ — بیشک

فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

فرعون — اس سرزمین میں غالب تھا اور اس کے باشندوں کو اس نے کئی گروہ بنا دیا تھا کہ ان میں سے ایک کو کمزور

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ

رکھتا تھا — ان کے بیٹوں کو ذبح کیا کرتا تھا — اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا — بیشک وہ

كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ — اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ — ان لوگوں پر جو

اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

اس سرزمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں احسان کریں — اور ان کو — امام بنائیں — اور — ان کو ہم

الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

وارث قرار دیں۔ — اور اس سرزمین میں ان کو تسلط عطا کر دیں — اور (اس) — فرعون کو

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَ

اور — ہامان کو — اور ان دونوں کے لشکر کو جو انہی میں سے تھے وہ کچھ دکھا دیں جس کا (ان کی طرف سے) خوف کیا کرتے تھے

اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ

اور ہم نے الہام موسیٰؑ کی ماں کی طرف وحی کی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ۔ — پھر جب تم اس کی بابت خوف کرو

فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَاۗدُّوْهُ

تو اس کو دریا میں ڈال دو اور نہ تم (اس کے آئندہ کے متعلق) خوف کرو اور نہ (اس کے فراق کا) رنج کرو یقیناً ہم اس کو تمہارے پاس واپس بھی کر دیں گے

منزل خامس

ع ۷ — ۱۱ — ۲

سلہ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ فرعون کے اس فعل کی وجہ یہ تھی کہ ایک کاہن نے اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی اس کے انسداد کے لئے اس نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس کا یہی فعل اس کی انتہائے حماقت پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ اگر کاہن کے قول کی تصدیق کرتا تھا تو قتل سے اس واقعہ کی جو ہونے والا تھا روک نہیں سکتا تھا اور اگر اس کا تکذیب کرنے والا تھا تو پھر قتل کی کوئی وجہ رہتی ہی نہیں ۱۲

سلہ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان واقعات قتل و ظلم وغیرہ سے اطلاع دی جو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو فرعون کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تاکہ آنحضرت کے اہلبیت پر حضرت کی امت کے ہاتھوں جو مصائب گزرنے والے تھے اور ان کی خبر حضرت کو دی گئی تھی ان کے بارے میں حضرت کو صبر آ جائے اور تسکین ہو جائے چنانچہ یہ تسلی دینے کے بعد آنحضرت کو یہ بشارت بھی دی ہے کہ بعد ان مصائب کے خدائے تعالیٰ ان پر احسان خاص فرمائے گا اور ان کو تمام زمین کا خلیفہ اور آنحضرت کی ساری امت کا امام مقرر فرمائے گا۔ صاحب تفسیر قمی فرماتے ہیں کہ اگر یہ آیت حضرت موسیٰؑ اور فرعون ملعون کے بارے میں نازل ہوئی ہوتی تو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ اور منہم نہ فرماتا اس لئے کہ اس فرعون و ہامان اور ان دونوں کے ساتھیوں کو جو کچھ بھی اندیشہ تھا شخص واحد سے تھا۔ یعنی موسیٰؑ سے نہ کہ کل قوم بنی اسرائیل سے۔ اور چونکہ پہلے اس آیت سے قول باری تعالیٰ یہ ہے وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً اس سے ہم سمجھے کہ یہاں سے جناب رسول خدا سے خطاب خاص کے ساتھ شروع فرمایا اور حق یہ ہے کہ تمام وہ حدیثیں جو جناب رسول خدا اور ائمہ اہل بیت سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں ان سب کے خلاصے کا مضمون

إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ فَالْتَقَطَهُ آلُ

اور اس کو رسولوں میں سے بھی قرار دیں گے۔ پس فرعون کے گھر والوں نے اس کو اٹھا لیا

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

(اور اس کی خبر نہ تھی) کہ یہی لڑکا ان کے لیے دشمنی اور رنج (کا باعث) ہوگا۔ بیشک فرعون اور ہامان

وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ○ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

اور ان دونوں کے لشکر خطاوار تھے۔ اور زوجۂ فرعون نے یہ کہا کہ

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ

یہ میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہوگا اور تیری آنکھ کی بھی۔ اسے قتل مت کرو۔ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے یا

نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ

ہم اس کو بیٹا بنالیں حالانکہ ان کو (آئندہ کی) خبر نہ تھی۔ اور والدۂ موسےٰؑ کا دل بے چین

مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا

ہوگیا۔ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے کہ وہ ایمان لانے والوں میں سے رہے

عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ

تو قریب تھا کہ وہ اس کے متعلق راز کو ضرور کھول دیتی۔ اور اس نے موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ

قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

خبر کے لئے اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ پس وہ دور سے اس کو دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ

اور ہم نے اس پر دایاں تو پہلے ہی سے حرام کر دی تھیں تو اس نے (جاکر) کہا کہ کیا میں تم کو

عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ○

ایسے گھر والے بتلادوں جو تمہاری خاطر اس بچہ کی کفالت کریں اور وہ اس کے خیر خواہ (بھی) ہوں۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

پس ہم نے موسیٰؑ کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کرے اور وہ یہ بھی جان لے

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ ع وَلَمَّا

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ اور جب کہ

بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ

موسیٰؑ اپنی پوری قوت کو پہنچے اور خوب ہاتھ پاؤں نکالے تو ہم نے ان کو فیصلے کی قوت اور علم عطا کیا۔ اور ہم نیکوکاروں کو

ع ۱۳ ۴

---

سلہ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرعون نے اپنی زوجہ کے جواب میں یہ کہا کہ یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو میری آنکھوں کی کیوں ہونے لگا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کی ہم قسم کھایا کرتے ہیں۔ اگر فرعون بھی مثل اپنی زوجہ کے اس بات کا اقرار کر لیتا کہ یہ میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا تو خدائے تعالیٰ اس کو موسیٰؑ کے ذریعہ سے اسی طرح ہدایت فرما دیتا جیسا کہ اس کی زوجہ کو ہدایت فرما دی ۱۲

سلہ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ والدۂ موسیٰؑ ایسی پریشان ہوگئی تھیں کہ قریب تھا لوگوں سے موسیٰؑ کی خبر کردیں یا مر جائیں مگر پھر بتائید خدا انہوں نے اپنے آپ کو ضبط کیا ۱۲

سلہ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا اکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس قصے کے مفصل بیان میں ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ جب موسیٰؑ کی والدہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ اس بچہ کی آواز سن کر آگاہ نہ ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم ایک صندوق بناؤ۔ اور اس بچہ کو اس میں رکھ دو۔ پھر رات کو اس صندوق کو نکال کر دریائے نیل میں چھوڑ دینا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تعمیل کی مگر بار بار جہاں تابوت پھینکا تھا وہاں لوٹ لوٹ کر آتی تھیں اور اس کو بھنور کی طرف دھکیل دیتی تھیں۔ آخر اس کو ہوا تھپیڑے مار کرلے چلی اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ پانی نے اسے ان کی نظروں سے غایب کر دیا تو انہوں نے قصد کیا کہ چیخ اٹھیں اس وقت اللہ تعالےٰ نے ان کے دل کو مضبوط کر دیا ۱۲

سلہ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ جس وقت خواہر موسیٰؑ نے یہ کہا تو ہامان بولا کہ یہ لڑکی اس بچے کو بھی ضرور جانتی ہے اور اس کے کنبے کو بھی۔ تو خواہر موسیٰؑ نے کہا کہ میرا تو یہ مطلب ہے هُمْ لِلْمَلِكِ نَاصِحُونَ یعنی ایسے لوگ بتلادوں جو بادشاہ کے خیر طلب ہوں ۱۲ سلہ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ

ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ اور وہ شہر میں ایسے وقت جب کہ اہلِ شہر غافل تھے پہنچے

مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ

تو اس میں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک تو اُن کے

شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ

گروہ میں سے تھا اور ایک ان کے دشمنوں میں سے۔ پس اس شخص نے جو اُن کے گروہ میں سے تھا

عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ

اس شخص کے برخلاف جو اُن کے دشمنوں میں سے تھا ان سے استغاثہ کیا۔ پس موسیٰؑ نے اُس کے ایک گھونسا مارا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا

هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ○ قَالَ

فرمانے لگے کہ یہ (ان کا جھگڑا) شیطان کی کارروائی تھی۔ بیشک وہ کھلا دشمن (اور) بھٹکانے والا ہے۔ عرض کرنے لگے کہ

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

اے میرے پروردگار میں نے اپنے آپ کو یہاں بے موقع پہنچایا پس تو مجھے بچائے (یعنی دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے) پس خدا نے

الرَّحِيْمُ ○ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا

اُن کو بچا لیا بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار بسبب اس کے کہ تو نے مجھے نعمت فرمائی ہے

لِّلْمُجْرِمِيْنَ ○ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا

میں کبھی گنہگاروں کا پشت پناہ نہ بنوں گا۔ پس موسیٰؑ نے اس شہر میں اس حال میں صبح کی کہ خوف بھی کھاتے تھے اور آس بھی لگائے ہوئے تھے

الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى

یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ جس شخص نے کل ان سے مدد مانگی تھی (آج بھی) اُن کو پکار رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اس سے فرمایا کہ

اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ

تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب یہ ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا

مغلوب کر دیں تو اس نے یہ کہا کہ اے موسیٰؑ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے بھی اسی طرح قتل کر دو جس طرح

قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ڰ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

تم نے کل ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ بس تم یہی چاہتے ہو کہ اس زمین میں بڑے سرکش بن جاؤ

فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ○ وَ

اور یہ نہیں چاہتے کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور

---

۵۱ مِنْ شِيْعَتِهٖ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تم کو یہ نام مبارک ہو کسی نے عرض کی حضور کونسا نام؟ فرمایا شیعہ پھر پوری یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۵۲ فَقَضٰى عَلَيْهِ العیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ انبیاءؑ تو معصوم ہیں۔ پھر موسیٰؑ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا تو دیکھتا نہیں کہ خدائے تعالیٰ فرمایا فَقَضٰى عَلَيْهِ پس موسیٰ علیہ السلام نے حکم خدا سے اُسے گھونسا مارا تھا اور وہ مر گیا۔

۵۳ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لڑائی ہے جو ان دو شخصوں میں ہو رہی تھی نہ وہ فعل یعنی اپنے دشمن کا قتل جو موسیٰؑ نے حکم خدا سے کیا۔

۵۴ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ چونکہ ظلم کے لفظی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقع اور بے جا رکھنا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ اس لئے فرمایا کہ اس شہر میں ان کا پہنچ جانا بے محل تھا۔

۵۵ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ تفسیر صافی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ نے اس قوت کے بارے میں شکر کیا جس کے سبب ایک گھونسے سے کافر کو مار ڈالا تھا اظہار یہ کیا کہ اس قوت سے میں تیری راہ میں جہاد کروں گا۔ تاکہ تیری رضا حاصل ہو۔

۵۶ اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے اس سے فرمایا کہ کل تو ایک شخص سے لڑا تھا اور آج اس سے لڑ رہا ہے (تو بڑا مفسد ہے) میں تیری ضرور خبر لوں گا یہ فرما کر اس کے پیٹنے کا ۔۔۔ ضمیمہ میں دیکھیں

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ
اُس شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰؑ

الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ
ارکانِ دولت تمہارے بارے میں یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو قتل کر دیں پس تم فوراً نکل جاؤ میں یقیناً

النّٰصِحِيْنَ ○ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ
تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس موسیٰؑ اس شہر سے ڈرتے ہوئے اور آس لگائے ہوئے نکل کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے کہ

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ
اے میرے پروردگار مجھے ظالم لوگوں کے ہاتھ سے نجات دے۔ اور جب مدین کی طرف ہو لئے تو کہنے لگے کہ

عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ
قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے ٹھیک ٹھیک رستہ بتلا دے۔ اور جب مدین کے پانی (کنوئیں) پر

مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ
پہنچے تو اس پر آدمیوں کے ایک گروہ کو پانی پلاتے ہوئے پایا اور اُس سے

دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ
نیچے کی طرف دو عورتوں کو اپنی بھیڑ بکریاں روکے ہوئے پایا۔ اُن سے پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ

حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ
جب تک یہ چرواہے (اپنے مویشیوں کو) ہٹا نہ لیں ہم نہیں پلا سکتے اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ پس موسیٰؑ نے ان دونوں کی خاطر سے

تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ
(ان کے مویشی کو) پانی پلا دیا۔ پھر سائے میں چلے گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار جو خیر و خوبی بھی تو میرے لئے نازل کرے میں اُسی کا

فَقِيْرٌ ○ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ
محتاج ہوں۔ پس اُن دونوں عورتوں میں سے ایک شرمائی ہوئی چال سے ان کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی

اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ
کہ میرے والد تم کو بلا رہے ہیں تاکہ تم نے جو ہماری خاطر سے پانی پلا دیا تھا تم کو اُس کا معاوضہ دیں۔ پس جب موسیٰؑ ان کے

وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ وقفة نَجَوْتَ مِنَ
پاس پہنچے اور ان سے (اپنا) سارا قصہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اب مت ڈرو۔ تم نے ظالموں کے ہاتھ سے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ
نجات پائی۔ اُن دونوں میں سے ایک بولی کہ بابا جان! ان کو اجرت پر رکھ لیجئے کہ جن کو

سلہ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى تفسیر قمی میں ہے 29
کہ یہ فرعون کا خزانچی تھا جو علاوہ
نبی سابق کے موسیٰؑ پر بھی ایمان
رکھتا تھا۔ اور چھ سو برس تک اپنا
ایمان چھپاتا رہا اور یہی وہ شخص ہے
جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا
ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ
اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ
اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ
اللّٰهُ الخ (اور فرعون کے کنبہ
میں سے ایک شخص مومن نے
جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا
یہ کہا کیا تم ایک شخص کو صرف اتنی بات
کہنے پر قتل کرتے ہو کہ میرا پروردگار
اللہ ہے) اور جب فرعون کو یہ خبر پہنچی
کہ موسیٰؑ نے ایک شخص کو قتل کر دیا
ہے تو اس نے موسیٰؑ کو قتل کرنے کے
لئے تلاش کرایا۔ اُس وقت اسی مرد
مومن نے موسیٰؑ کو بذریعہ ایک شخص کے
کہلا بھیجا کہ درباری تمہارے قتل
کا مشورہ کر رہے ہیں لہذا تم یہاں
سے چل دو ۱۲ سلہ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ
تفسیر صافی میں ہے کہ مدین حضرت
شعیب علیہ السلام کی بستی تھی۔ اور
کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے
مدین کے نام پر آباد کی گئی تھی حدود
سلطنت فرعون سے باہر تھی اور اس
شہر سے جہاں سے موسیٰؑ نکل کر بھاگے
اتنا فاصلہ تھا کہ آٹھ دن میں طے ہوتا
تھا۔ الغرض یہاں سے کہ موسیٰؑ مصر
سے اس شان سے نکلے کہ نہ ان کے
پاس کچھ زاد راہ تھا اور نہ کوئی سواری
نہ کوئی خدمتگار۔ گرتے پڑتے نشیب
و فراز طے کرتے سرحد مدین میں پہنچے
اور ایک ایسے درخت کے سایہ میں
جا کر دم لیا جس کے نیچے کنواں بھی
تھا ۱۲ سلہ فَسَقٰى لَهُمَا تفسیر
قمی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ مدین
کے کنوئیں پر پہنچے اور یہ دیکھا کہ لوگ
پانی کھینچ کھینچ کر اپنے اپنے مویشی کو سیراب کر رہے ہیں یہ ایک طرف جا بیٹھے تھے اور تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ ان کی نظر دو لڑکیوں پر جا پڑی جو اپنی بھیڑ بکریوں کو روکے ہوئے ایک طرف کھڑی
تھیں اور کنوئیں کے پاس نہ آتی تھیں۔ اُن سے دریافت کیا کہ تم پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے جو جواب دیا اُسے خدائے تعالیٰ حکایۃً بیان فرما چکا۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ

بھی آپ اُجرت پر رکھیں ان میں وہی بہتر ہے جو قوی بھی ہو اور امانتدار بھی ہو - (شعیبؑ نے) فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں

أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ

کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ اس شرط پر کردوں کہ آپ آٹھ برس میری

حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ

خدمت کریں پھر اگر آپ دس پورے کردیں تو یہ آپ کا احسان ہے - اور میں آپ پر

أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ

کوئی دباؤ ڈالنا نہیں چاہتا انشاءاللہ آپ مجھے صالحین میں سے پائیں گے - (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ

ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

میرے اور آپ کے مابین یہ معاملہ طے ہوگیا - دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں پھر میرے ذمے کوئی بار نہ

عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى

ہوگا - اور جو کچھ میری اور آپ کی تقریر ہوئی ہے خدائے تعالیٰ اس کا شاہد ہے - پھر جب موسیٰؑ نے وہ مدت پوری کرلی

الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۚ قَالَ

اور اپنے اہل کو لے کر چلے تو اُن کو کوہِ طور کی طرف سے ایک آگ نظر آئی - تو انہوں نے

لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

اپنے اہل سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے یا تو میں اس کے پاس سے تمہارے لئے کوئی خبر لے کر

أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا

آتا ہوں یا آگ کی چنگاری لاتا ہوں کہ تم تاپ سکو - پھر جب اس کے پاس پہنچے

نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ

تو اس مبارک جگہ میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے اُن کو

مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

یہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ میں ہی تو تمام عالموں کا پروردگار ہوں -

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ

اور تم اپنا عصا تو ڈال دو - پھر جب اُس کو اس طرح لہراتا ہوا دیکھا جیسے جیتا جاگتا سانپ تو

مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ

پیچھے کو پھرے اور مڑ کر نہ دیکھا (پھر آواز دی گئی) کہ اے موسیٰؑ آگے بڑھو اور ڈرو نہیں تم یقیناً

ع ٣

سلہ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ الفقیہ میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ ان کی قوت تو تمہیں اس سے معلوم ہوگئی کہ کنوئیں پر سے پتھر انہوں نے تن تنہا ہٹا دیا - مگر یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ امین بھی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی کہ بابا جان جب چلنے میں میں ان کے آگے چلی - تو انہوں نے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور جب میں راستہ بھولوں تو مجھے بتا دینا اس لئے کہ ہم ایسی قوم سے ہیں کہ (غیر) عورت کی پشت پر بھی نظر نہیں ڈالتے۔ سلہ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ - تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خداؐ سے سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰؑ نے ان دو مدتوں میں سے کونسی مدت پوری کی فرمایا جو زیادہ طویل تھی اور جس سے زیادہ اچھی طرح سے ایفاء ہوسکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تم سے یہ دریافت کرے کہ حضرت شعیبؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے اپنی کونسی بیٹی بیاہ دی تھی تو جواب دو کہ چھوٹی - وہی حضرت موسیٰؑ کو بلانے کے لئے بھیجی گئی تھی اور اُسی نے یہ تجویز پیش کی تھی يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ - اور جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ کونسی بیٹی نے کہا تھا إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ ؟ فرمایا اُسی نے جس کو حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے بیاہ دیا اس پر دریافت کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا وہی جو سب سے زیادہ تھی یعنی دس برس والی - اس پر کسی نے سوال کیا کہ آیا اس شرط کے ایفار سے پہلے حضرت موسیٰؑ نے ہم بستری کی یا بعد میں؟ فرمایا پہلے - اس پر سوال کیا گیا کہ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہاں ایسوں کے لئے جائز ہے جیسے کہ حضرت موسیٰؑ تھے اس لئے کہ ان کو علم تھا کہ اس شرط کے پورا کرنے تک میں زندہ بھی رہوں گا اور اس کے پورا کرنے پر قادر بھی ہوں گا کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اس زمانے میں اسلام میں اجارہ کا نکاح جائز نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے (باقی صفحہ نمبر ٤٦٦ آئندہ پر پڑھیئے)

مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

امن پانے والوں میں سے ہو۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال لو کہ وہ بے عیب سفید (اور)

غَيْرِ سُوْٓءٍ ز وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ

روشن نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو پس تمہارے رب کی طرف سے

بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا

یہ دو حجتیں فرعون اور اس کے درباریوں کے لئے ہیں۔ بیشک وہ

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ

نافرمان لوگ ہیں۔ (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کردیا تھا پس میں

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا

ڈرتا ہوں کہ وہ (قصاص میں) مجھے مار ڈالیں گے۔ اور میرے بھائی ہارون میری بہ نسبت زبان میں زیادہ فصیح ہیں

فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ○

پس ان کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کریں یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

(خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ عنقریب ہم تمہارے بھائی کے ذریعے سے تمہارے بازو کو قوی کردیں گے اور تم دونوں کے لئے ایسا غلبہ مقرر کریں گے

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ج بِاٰيٰتِنَا ج اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

کہ وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے اور تم دونوں اور جو تم دونوں کی پیروی کریں گے وہ ہماری نشانیوں کے

الْغٰلِبُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا

ذریعے سے غالب رہیں گے۔ پھر جب موسیٰؑ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

یہ تو (خدا پر) افترا کیا ہوا جادو ہی ہے اور ہم نے تو ایسا اپنے پہلے بزرگوں میں سُنا ہی

الْاَوَّلِيْنَ ○ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

نہیں۔ اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اس کے پاس سے

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا

ہدایت لے کر آیا ہے اور اس سے بھی جس کے لئے اُس گھر کا انجام نیک ہے۔ یقیناً

يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ

ظالم لوگ فلاح نہ پائیں گے۔ اور فرعون نے کہا کہ اے ارکان دولت میں تو اپنے سوا

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۶۵) کہ کوئی شخص کسی عورت کے باپ بھائی سے یہ کہے کہ تم اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح مجھ سے اس شرط پر کردو کہ میں اتنے برس تمہارا فلاں فلاں کام انجام دیتا رہوں گا فرمایا یہ اس لئے حرام ہے کہ وہ کام کرنا گویا اس کا مہر ہے اور اپنے مہر کی وہ خود مستحق ہے نہ کہ اس کا کوئی رشتہ دار (اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں پڑھیئے) ۵۳ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰؑ نے حضرت شعیبؑ سے عرض کی کہ اب مجھے اپنے وطن کو لوٹنا اور اپنے کنبے والوں کے پاس جانا ضروری ہے تو یہ فرمایئے کہ آپ مجھے کیا عطا فرمائیں گے؟ حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اس سال میں بھیڑ بکریوں اور دنبیوں کے جتنے چتکبرے بچے پیدا ہوں گے وہ سب تمہارے ہوں گے۔ پس موسیٰؑ نے ایک لکڑی لی۔ جس کی چھال کہیں کہیں سے تو چھیل دی اور کہیں کہیں سے باقی رکھی اور اُسے اس باڑے کے بیچوں بیچ جہاں ریوڑ بند رہتا تھا گاڑ دیا اور اُس پر ایک ابلق چادر ڈال دی۔ اس کے بعد ان کے معتز (یعنی بکرے اور مینڈھے جو اُس ملک کے موافق الگ رکھے جاتے ہیں) ریوڑ میں چھوڑ دیئے پس اس سال جو بچہ پیدا ہوا وہ چتکبرا ہی تھا جب سال ختم ہو گیا تو حضرت موسیٰؑ نے اپنی زوجہ اور اپنے ریوڑ کو اور اپنے ملازموں کو ساتھ لیا۔ اور شعیبؑ نے ان کو سفر خرچ اپنے پاس سے الگ دیا۔ چلتے وقت حضرت موسیٰؑ نے حضرت شعیبؑ سے ایک عصا کی درخواست کی۔ کیونکہ ان کے پاس انبیاء کے کل عصا موجود تھے اور ان کو وراثتہً پہنچے تھے یہ سب انہوں نے ایک کوٹھڑی میں رکھ چھوڑے تھے۔ شعیبؑ نے فرمایا کہ اندر جاؤ اور ایک لے لو۔ موسیٰؑ اندر گئے تو ان کے ہاتھ میں خود بخود وہ عصا آگیا جو باری باری نوحؑ اور ابراہیمؑ کے ہاتھ میں رہ چکا تھا۔ باہر لائے تو شعیبؑ نے کہا کہ اسے رکھ آؤ اور کوئی اور لاؤ۔ حکم کی تعمیل کی مگر پھر وہی ہاتھ میں آیا۔ جب تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیبؑ نے کہا کہ لے جاؤ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیئے)

معانقہ ۱۱

لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل

کسی کو تمہارا خدا جانتا نہیں۔ پس اے ہامان ہمارے خاطر سے ایک پزاوہ چڑھا پھر

لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلٰى إِلٰهِ مُوسٰى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ

ہمارے لئے ایک اونچا محل بنا کہ ہم اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کے حالات معلوم کریں حالانکہ ہم تو اس کو

مِنَ الْكٰذِبِينَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

جھوٹا ہی جانتے ہیں۔ اور اس نے اور اس کے لشکر نے ناحق بڑائی چاہی

الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنٰهُ وَ

اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ ہماری طرف پلٹ کر ہی نہ آئیں گے۔ پھر ہم نے اس کو اور

جُنُودَهُ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اس کے لشکر کو گرفتار کیا پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا۔ پس غور کرو کہ نافرمان لوگوں کا انجام

الظّٰلِمِينَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَّدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ

کیسا ہوا؟ اور ہم نے وہ ایسے سردار بنائے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اور

الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنٰهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ

قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝ ع وَلَقَدْ آتَيْنَا

اور قیامت کے دن وہ (نہایت ہی) برے حال والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو

مُوسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولٰى

بعد اس کے کہ ہم پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کر چکے تھے ایسی کتاب عطا فرمائی

بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

جو لوگوں کے لئے بصیرت تھی اور ہدایت و رحمت تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلٰى مُوسَى

اور (اے پیغمبرؐ) جس وقت ہم نے موسیٰؑ کا معاملہ طے کیا ہے اس وقت تم تو طور کی غربی جانب

الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِينَ ۝ وَلٰكِنَّا أَنْشَأْنَا

موجود نہ تھے اور نہ تم (اس معاملہ کے) دیکھنے والوں میں سے تھے۔ لیکن ہم نے بہت سے گروہ پیدا کئے

قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ

پھر ان کے اوپر ایک زمانہ گزر گیا۔ اور نہ تم اہلِ مدین ہی میں مقیم تھے

۱ؔ يٰأَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِي۔ تفسیر کلبی میں بروایت عبداللہؓ بن عباس منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسولؐ خدا سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کاش آپ مجھ کو اور فرعون کو اس حالت میں دیکھتے کہ وہ تو خلوص سے یہ کلمہ پڑھ رہا تھا اٰمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُوا إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ (ترجمہ کیلئے پارہ ۱۱ رکوع ۱۴ دیکھو) اور میں اسے مارے غیظ و غضب کے پانی و کیچڑ میں ٹھونس ٹھونس دیتا تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ کہیں یہ توبہ نہ کرے اور اس کی توبہ درگاہِ باری میں قبول نہ ہو جائے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس شدتِ غیظ و غضب کی وجہ کیا تھی؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ پہلا تو اس کا یہ کلمہ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِي اور دوسرا اس کا یہ کلمہ اس وقت کا جبکہ سمندر کے کنارے پہنچ لیا ہے أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى (تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار میں ہوں) پہلے کلمے سے دوسرے کلمے تک چالیس برس کا فصل تھا۔ مگر مجھے آخری کلمہ نے سب سے زیادہ غصہ دلایا۔

۲ؔ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلٰى إِلٰهِ مُوسٰى۔ تفسیر قمی میں ہے کہ فرعون کے اس حکم سے ہامان نے اتنا بلند مکان بنوایا کہ اس کے اوپر کے حصہ میں بوجہ دائمی آندھی اور جھکڑ کے آدمی کی یہ مجال نہ تھی کہ کھڑا ہو سکے۔ پھر بھی فرعون نے کہا کہ کیا تو اس پر قادر نہیں کہ اس مکان کو اور اونچا بنائے۔ پس خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی آندھی بھیجی کہ اس نے سارے مکان کو گرا دیا۔ اس پر فرعون و ہامان نے ایک اڑن کھٹولا بنایا اور عقاب کے چار بچے لے کر ان کو پرورش کیا جب وہ بڑے ہو گئے اور قوت پکڑ گئے تو اوّل تو ان کو خوب بھوکا رکھا۔ پھر اڑن کھٹولے کے چاروں کونوں پر چار اونچے اونچے بانس خوب مضبوط باندھے اور ان کے اوپر گوشت کے ٹکڑے لٹکائے اور نیچے کھٹولے کے چاروں پایوں سے عقابوں کی ٹانگیں باندھ دیں۔ اب گوشت کو دیکھ کر انہوں نے بازو پھڑپھڑائے اور اوپر کو اڑے۔ چونکہ فرعون و ہامان کھٹولے میں پہلے ہی بیٹھ چکے

مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○ وَمَا

کہ اُن کے متعلق اُن کو ہماری نشانیاں پڑھ کر سُناتے بلکہ ہم ہی تم کو رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔ اور

كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ

جس وقت ہم نے آواز دی تھی تم طور کے کسی پہلو میں موجود نہ تھے بلکہ یہ (علم تم کو ملنا تو) تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے

رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ

تاکہ تم اُن لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہے

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا

تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور ایسا نہ ہو کہ اُن پر جو کچھ اُن کے ہاتھوں پہلے ہو چکا ہے اُس کے بدلے میں

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

کوئی مصیبت آئے تو یہ کہدیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمُ

ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ہم بھی ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے۔ پھر جب ہمارے پاس سے اُن کے

الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

پاس حق پہنچا تو انہوں نے یہ کہدیا کہ اُن کو ویسی ہی چیزیں کیوں نہ دی گئیں جیسی کہ موسیٰ کو دی گئی

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ

تھیں تو کیا لوگوں نے اُن کا پہلے سے انکار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ یہ

تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ○ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ

دونوں جادو گر ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور یہ کہدیا تھا کہ ہم تو ہر ایک کے منکر ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو تم

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو (توریت و قرآن) دونوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو کہ میں اس کی پیروی کرنے لگوں

صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ

پس اگر وہ تمہاری (بات) نہ مانیں تو یہ سمجھ لو کہ وہ اپنی

اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى

خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی

مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَقَدْ

پیروی کرے۔ بیشک خدائے تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ اور

سلہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا العیون میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو مبعوث فرمایا اور ان کو اپنے کلام سے شرف بخشا، اور سمندر کو ان کے لئے پھاڑ دیا۔ اور بنی اسرائیل کو اُن کے ذریعہ سے نجات دی اور ان کو کتاب توریت کی لوحیں عطا فرمائیں تو ان کو اپنی منزلت کا احساس و خیال ہوا اور عرض کرنے لگے کہ پروردگار تو نے مجھے وہ عظمت عطا فرمائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا فرمائی۔ خطاب ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ محمد مصطفےٰ میرے نزدیک جمیع ملائکہ اور تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ پروردگارا اگر محمد مصطفےٰؐ تیرے نزدیک تیری تمام مخلوق سے افضل ہیں تو آیا انبیاء کی آل میں سے کسی کی آل میری آل سے افضل ہے؟ خطاب ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ تمام انبیاء کی آل کے مقابل آلِ محمدؐ کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسے کہ تمام اور رسولوں کے مقابل خود محمد مصطفےٰؐ کی فضیلت ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کی پروردگارا اگر آل محمدؐ اس رتبے کے ہیں تو آیا اور انبیاء کی امتوں میں سے کسی کی اُمت تیرے نزدیک میری اُمت سے افضل ہے جن پر سایہ کرنے کے لئے تو نے بادل بھیجے اور جن کو بھوک سے بچانے کے لئے تو نے من و سلویٰ نازل فرمایا اور جن کو دشمن سے چھڑانے کے لئے تو نے سمندر کو پھاڑ کر اُن کے لئے راستے بنا دیئے۔ خطاب ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تمام اور اُمتوں کے مقابلہ میں اُمت محمد مصطفےٰؐ کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی کہ میری تمام اور مخلوق کے مقابلہ میں خود آنحضرتؐ کی فضیلت۔ اس پر موسیٰؑ نے عرض کی خداوندا میری تمنا ہے کہ میں اُن کو یعنی امت محمدیہ کو دیکھتا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ تم اُن کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے کہ یہ اُن کے ظہور کا وقت نہیں ہے ہاں جنت میں پہنچ کر جنات عدن اور جنات فردوس میں تم ان کو محمد مصطفےٰؐ کے حضور میں اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنت کی نعمتوں سے راحت پاتے ہوں گے اور وہاں کی لذتوں اور خوبیوں سے مسرور و شاداں ہوں گے

۵ ع ۸ ۸

[illegible]

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ

ہم نے اُن کے واسطے یقیناً ایک قول کو دوسرے قول سے ملا رکھا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں - وہ لوگ جن کو ہم نے

الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ○ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب اُن کے سامنے کلام خدا پڑھا جاتا ہے

قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ

تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ہم پہلے ہی سے اس کے

مُسْلِمِينَ ○ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَ

تسلیم کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا دوہرا اجر دیا جائے گا اور

يَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ○

یہی بدی کو نیکی کے ذریعے سے دفع کرتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

اور جس وقت کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے

أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ○ إِنَّكَ لَا

اعمال تمہارے لئے ہیں تم پر سلام ہو۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں۔ یقیناً

تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ

جس کو تم چاہو راہ پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لے آئے۔

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ

اور وہ راہ پر آنے والوں سے خوب واقف ہے۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کے پیرو ہو جائیں

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا

تو ہم اپنے ملک سے اُچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے اُن کو ایسے امن دینے والے حرم میں جگہ نہیں دی

آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَ

جس کی جانب ہماری طرف سے رزق کے طور پر ہر چیز کے پھل بکثرت لائے جاتے ہیں

لَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

لیکن اُن میں سے بہت سے کچھ نہیں جانتے۔ اور ہم نے کتنی بستیاں ہلاک کر دیں جو

بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ

ناز آسائش سے اِترا کر اپنی بسر کرتی تھیں۔ اب یہ اُن کے مکانات اُن کے بعد بہت ہی کم آباد

(حاشیہ)

سلہ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد حضرت ائمہ معصومین ہیں۔ اور خود جناب امام جعفر صادق نے یہ فرمایا کہ ہم تو صابر ہیں لیکن ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں اس لئے کہ ہم نے تو اُن چیزوں پر صبر کیا جن کے انجام کا ہم علم رکھتے ہیں اور ہمارے شیعوں نے ان مصایب پر صبر کیا جن کے انجام کا اُن کو علم نہیں ۱۲

سلہ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرات ائمہ اور ان کے شیعہ جو شخص اُن کے ساتھ بدی کرے اس کی بدی کا دفعیہ اس طرح کرتے ہیں کہ بدی کرنے والے سے اس کی بدی کے مقابل بہت سی نیکیاں کیا کرتے ہیں ۱۲

سلہ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں اللَّغْو سے مراد جھوٹ لہو و لعب کی باتیں اور غنا یعنی راگ و راگنی ہیں۔ اور ائمہ ان سب سے روگردانی کرنے والے تھے اور جو ان لغو باتوں میں شریک ہوں ان سے یہ فرمانے والے تھے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۱۲

سلہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب عم جناب رسول خدا کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ آنحضرت ان سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ چچا جان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیجیے۔ میں قیامت کے دن اس کے ذریعے سے آپ کو نفع پہنچاؤں گا اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ پیارے بھتیجے میں اپنی ذاتی حالت سے خوب واقف ہوں۔ پھر جس وقت ان کا انتقال ہوگیا تو حضرت عباس ابن عبدالمطلب نے جناب رسول خدا کے سامنے شہادت دی کہ حضرت ابوطالب نے موت کے وقت یہ کلمہ کہہ دیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تو اُن سے سُنا نہیں۔ مگر مجھے یہ امید ہے کہ قیامت کے دن میں اُن کو ضرور فائدہ پہنچاؤں گا۔ نیز یہ ارشاد فرمایا کہ جس وقت میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی والدہ کے حق میں اپنے والد ماجد کے حق میں اور اپنے ایک بھائی کے حق میں جس نے میری بعثت

[illegible]

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ○ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

کیے گئے ۔ اور (اصلی) وارث ہم ہیں ۔ اور تمہارا پروردگار

مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

بستیوں کا برباد کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ اُن کے صدر مقام میں کسی رسول کو مبعوث نہ کرے جو اُن کو

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ○ وَمَآ

ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کے برباد کرنے والے نہیں ہیں سوائے اس صورت کے کہ اُن کے باشندے نافرمان ہوں اور

اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا

تم لوگوں کو جو چیز بھی دی گئی ہے وہ زندگانی دنیا کا سرمایہ اور اس کی زینت ہے اور جو

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا

کچھ اللہ کے پاس ہے وہی (سب سے) بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنی سمجھ نہیں رکھتے؟ کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اچھا وعدہ کیا ہے اور اُس کو وہ وعدہ ملنے والا بھی ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کو ہم نے زندگانی دنیا کے سرمایہ سے نفع پہنچایا ہے

ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

پھر وہ قیامت کے دن (عذاب کے لئے) حاضر کیا جائے گا۔ اور جس دن خدا اُن کو آواز دے گا

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ قَالَ

پھر فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن پر تم گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ اُس وقت وہ

الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ

وہ لوگ جن پر ہمارا قول ثابت ہو جائے گا یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہی ہیں وہ جن کو ہم نے بہکایا۔

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا

ہم نے ان کو اسی طرح بہکایا جس طرح ہم خود بہک گئے تھے۔ اب ہم تیری حضور میں اُن سے تبرا کرتے ہیں۔ یہ ہماری پرستش نہیں

يَعْبُدُوْنَ ○ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

کیا کرتے تھے۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ تم اپنے شریکوں کو پکارلو پس وہ اُن کو پکاریں گے اور

يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ○

وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور وہ عذاب کو دیکھیں گے (اور یہ تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یافتہ ہوتے ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَعَمِيَتْ

اور جس دن خدا اُن کو آواز دے گا پھر یہ فرمائے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ پھر اُس دن اُن سے

سله

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ

تفسیر قمی میں ہے کہ عوام الناس کی روایت تو یہ ہے کہ ندا قیامت میں دی جائے گی اور خاص کی روایت جناب امام جعفر صادق سے یہ ہے کہ جس وقت بندہ قبر میں پہنچے
ع ٦ ١٠
گا اور اس سے پریشان ہوگا تو اس سے جناب رسول خدا کے ٩
بارے میں سوال کیا جائے گا اور یہ پوچھا جائے گا کہ تم اس بزرگوار کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارا پشت پناہ تھا۔ پس اگر یہ بندہ مومن تھا تو کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ لائے تھے وہ سب برحق ہے یہ سن کر اس سے کہا جائے گا کہ اب تم چین سے سوؤ۔ اور شیطان وہاں سے چمپت ہوگا اور قبر میں اس کی سات سات گز کی وسعت کر دی جائے گی اور اس کو اپنا جنت کا مکان نظر آنے لگے گا اور اگر یہ بندہ کافر تھا تو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کسے پوچھتے ہو تو اس کے ایک ضربت ایسی لگائی جائے گی کہ آدمیوں کے سوا خدا کی کل مخلوق سن لے گی اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے گا۔ جس کی آنکھیں تانبے کی ہانڈی کی ایسی چمکتی ہیں جیسے کوندتی بجلی۔ وہ اُس سے کہے گا کہ ہم تم تو بھائی بھائی ہیں نیز سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہو جائیں گے اور قبر میں سخت اندھیری چھا جائے گی اور قبر اس کو ایسا جھٹکا دے گی کہ اُس کی پسلیاں پول جائیں گی۔

عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَنْ

کوئی جواب نہ بن پڑے گا (اور) وہ ایک دوسرے سے سوال بھی نہ کر سکیں گے۔ پھر جو شخص

تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ

توبہ کرے گا اور ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے

الْمُفْلِحِينَ ۝ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ

ہو جائے۔ اور تمہارا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور منتخب کرتا ہے بندوں کو (انتخاب کا) کوئی

الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا

اختیار نہیں ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ اُن سے منزہ اور برتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار ان چیزوں کو (بھی) جانتا

تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

ہے جن کو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور اُن کو (بھی) جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے۔

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ

اول و آخر ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے۔ اور اسی کو حکم (کا حق) حاصل ہے اور تم سب کی بازگشت

تُرْجَعُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ

اسی کی طرف ہوگی۔ (اے رسولؐ، تم یہ) کہدو کہ آیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت کے دن تک تم پر

سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ

برابر رات ہی کو مسلط کر دیتا تو اللہ کے سوا اور کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آتا

بِضِيَاءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ

کیا تم (توجہ سے) نہیں سنتے؟ تم یہ کہدو کہ کیا تم نے سوچا کہ اگر اللہ

عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ

قیامت کے دن تک کے لئے تم پر برابر دن ہی رکھتا تو اللہ کے سوا کون ایسا معبود ہے جو

يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَمِنْ

تمہارے لئے رات کو لے آتا جس میں تم آرام کرتے۔ کیا اسے تم (دیدۂ دل سے) نہیں دیکھتے۔ اور اسی نے

رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَ

اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات (بھی) اور دن (بھی) بنائی تاکہ اس (رات) میں تم آرام کرو اور

لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَيَوْمَ

اس لئے کہ (دن میں) تم اس کے فضل کے خواستگار ہو۔ اور اس لئے کہ (عام طور پر) شکر گزار بنو اور جس دن

سلہ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام کو خدائے تعالیٰ منتخب و مقرر فرماتا ہے بندوں کا یہ کام نہیں ہے کہ امام مقرر کر لیں۔ کافی اور المجالس میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث امام کی فضیلت و صفات کے بارے میں وارد ہوئی ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ آیا لوگ امامت کی قدر جانتے ہیں اور امت کے مقابل میں جو امام کا رتبہ ہے اسے پہچانتے ہیں کہ ان کو امام کے انتخاب کا اختیار دیا جائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ یقیناً لوگوں نے بہت سخت امر کا قصد کیا اور صریح بہتان باندھا اور راہ راست سے گمراہ ہو کر بہت دور جا پڑے اور جب کھلی آنکھوں امام برحق کو چھوڑ دیا تو ضلالت و حیرت کے بھنور میں جا پڑے اور اُن کی وہ حالت ہوئی جو خدائے تعالیٰ ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں زینت دے دیا تھا اور اُن کو راہ راست سے روک دیا تھا حالانکہ وہ سوجھ بوجھ والے تھے۔ یعنی انہوں نے خدا و رسول کے پسند کیے ہوئے سے نفرت ظاہر کی اور اپنے پسند کیے ہوئے کو مان لیا باوجودیکہ قرآن مجید اُن سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ نیز خدائے تعالیٰ صاف صاف فرما چکا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الخ) نہ یہ کسی مومن کا کام ہے اور کسی زن مومنہ کا کہ جب خدا اور رسول کسی معاملہ کو طے کر چکیں تو یہ اس معاملہ میں اپنی رائے بھی ٹھونس دیں۔ اکمال میں ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ سے سوال کیا گیا تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ لوگوں کو اپنے لئے امام مقرر کر لینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ فرمایا کیسا امام۔ اصلاح کرنے والا یا فساد پھیلانے والا؟ عرض کیا گیا کہ اصلاح کرنے والا۔ فرمایا آیا یہ ممکن ہے یا نہیں کہ لوگ

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ○

خدائے تعالیٰ اُن کو بلائے گا پھر دریافت فرمائے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی نسبت تم گمان کیا کرتے تھے؟

وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

اور ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو الگ کر لیں گے پھر ہم (ان سے) کہیں گے کہ تم اپنی اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ ع

اس وقت وہ سمجھ لیں گے کہ حق تو اللہ ہی کا ہے اور جو جھوٹی باتیں وہ بنایا کرتے تھے وہ سب اُن سے جاتی رہیں۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ

بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر وہ اُن سے باغی ہو گیا تھا اور ہم نے اس کو

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

خزانوں کی اتنی مقدار دی تھی کہ اُن کی کنجیاں بڑے قوت والے کثیر گروہ پر بھی گراں گزرتی تھیں۔

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ○

جس وقت اس کی قوم نے اُس سے کہا کہ تو اترا نہیں یقیناً اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ

اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دے رکھا ہے تو اس کے ذریعے سے آخرت کا طلبگار ہو اور اپنے دنیا کے حصے کو فراموش نہ کر

مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ

اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کر اور

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ قَالَ

زمین میں فساد کا خواستگار نہ ہو۔ بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس نے کہا

إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ

کہ یہ جو کچھ مجھے دیا گیا ہے تو اس علم کے ذریعے سے دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے اس سے

أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

پہلے بہت سے گروہوں کو جو اس سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور گروہ میں بھی ہلاک کر دیا تھا

وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ○

اور گناہگاروں سے اُن کے گناہوں کی بابت سوال نہ کیا جائے گا۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پس وہ اپنی قوم کے سامنے بناؤ سنگار کر کے نکلا۔ تو وہ لوگ جو زندگانی دنیا کے طلبگار ہیں کہنے لگے کہ

سلہ وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ امت محمدؐ کے ہر ہر فرقے کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ ان کا امام ان کے اعتقادات و اعمال کی گواہی بھی دے گا ۱۲ سلہ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ تفسیر صافی میں ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا تھا اور قارون اُن لوگوں میں شامل تھا جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ قارون موسیٰؑ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ قول مترجم اوپر کی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کسی کا خالہ زاد بھائی بھی ہو اور چچا زاد بھی ۱۲ سلہ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ تفسیر قمی میں ہے کہ عصبہ اس جماعت کو کہتے ہیں جس کی تعداد دس سے لے کر انیس تک ہو اور قارون کے خزانوں کی کنجیاں ایک بڑا قوی گروہ جس کے اشخاص کی تعداد اوپر بتائی گئی ہے اٹھایا کرتا تھا ۱۲ سلہ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ الخصال میں بروایت جناب امام جعفرؑ صادق اُن کے والد ماجد جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ کثرت مال پر نازاں نہ ہو اور کسی حال میں میری یاد نہ چھوڑ اس لئے کہ مال کی کثرت گناہوں کو بھلا دیتی ہے۔ اور میری یاد کو چھوڑ دینا قساوت قلب پیدا کر دیتا ہے۔ التوحید میں ان ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے بدی کی سزا ملنی برحق ہے تو پھر یہ لوگوں کی خوشی کس بنا پر ہے ۱۲ سلہ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا المعانی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی صحت، قوت، فراغت، جوانی اور عیش و کامرانی کو بھول نہ جاؤ۔ یعنی جب یہ چیزیں حاصل ہوں تو ان کے ذریعہ سے آخرت کی بہبودی بہم پہنچاتے رہو ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ
كاش ہمارے لئے بھی ایسا کچھ ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے یقیناً وہ

لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۞ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور اُن لوگوں نے جن کو علم دیا گیا تھا یہ کہا کہ تمہارا برا ہو

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ
اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے آخرت کا ثواب بہت ہی اچھا ہے اور یہ بات

اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۞ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا
سوائے صبر کرنے والوں کے کسی اور کو نہیں سکھائی جاتی۔ پھر ہم نے قارون کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پس نہ کوئی

كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ
اُس کا گروہ تھا جو اللہ کے عذاب سے بچانے میں اس کی نصرت کرتا اور نہ وہ خود ہی

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۞ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ
اپنے آپ کو بچا سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اُس کی منزلت کی خواستگاری کر رہے تھے

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
یہ کہنے لگے ہے یہ تو اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ
کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا

بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۞ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
ارے غضب کا فر تو (کہیں) پناہ ہی نہیں پاتے۔ یہ آخرت کا گھر

نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا
ہم اُن لوگوں کے لئے مقرر کرتے ہیں جو نہ زمین میں تکبر چاہتے ہیں اور نہ

فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۞ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ
فساد۔ اور انجام نیک پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ جو ایک (خاص) نیکی لائے گا پس (اُس کا بدلہ)

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ
اس کے لئے اس سے بہتر ہوگا۔ اور جو ایک (خاص) بدی لائے گا تو اُن لوگوں کو جو بدی

عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْ
کیا کرتے تھے صرف ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے کہ وہ عمل کیا کرتے تھے۔ بالتحقیق وہ جس نے

سلہ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کہنے والے موسیٰؑ کے اصحاب میں سے بہت ہی خاص خاص لوگ تھے ۱۲ ۔ سلہ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۔ تفقیہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی۔ کہ کوئی شخص چلنے میں تکبر کو کام میں لائے نیز فرمایا کہ جو شخص کوئی لباس پہن کر اس میں تکبر کرے گا تو خدائے تعالےٰ اسے جہنم کے کنارے کھڑا کرے گا اس لباس کے اس میں دھنسا دے گا اور اس کو قارون کا ہم نشین قرار دے گا۔ کیونکہ قارون پہلا شخص ہے جس نے اس قسم کا تکبر کیا اور خدائے تعالیٰ نے اس کو (جس پر تکبر کیا گیا تھا) مع اس کے مکان کے دھنسا دیا (ہلاکت قارون کا قصہ جس طرح تفسیر قمی میں درج ہے ضمیمہ میں پڑھیے) سلہ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ جس وقت حاکم تھے بازاروں میں پھرتے رہتے تھے بھولے ہوؤں کو راستہ بتاتے کمزوروں کی مدد فرماتے۔ خرید فروخت کرنے والوں کے پاس سے گزرتے تو قرآن مجید کھول کر یہ آیت تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو عدالت کو قائم رکھتے ہیں اور حکومت و اختیار کے ہوتے تواضع اور فروتنی اختیار کرتے ہیں ایک اور روایت میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص میں اتنی خود بینی بھی سما جائے کہ میرے جوتے کے تسمے میرے ساتھی کے جوتے کے تسموں سے کہیں بہتر ہیں تو وہ اُن لوگوں میں داخل ہو جائے گا جو زمین میں تکبر کرنے والے اور فساد پھیلانے والے ہیں۔ تفسیر قمی میں منقول ہے

ع ۸
۷
۱۱

کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے حفص ابن غیاث سے فرمایا کہ اے حفص نفس انسان کے مقابل اس دنیا کی منزلت ایک مُردار کی منزلت ہے کہ جب انسان حلال روزی نہ ملنے کے سبب بھوک سے مضطر و پریشان ہو جائے تو مُردار میں سے بقدر ضرورت کھا سکتا ہے اے حفص خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ اُس کے بندے کیا کیا کرنے والے ہیں اور انجام میں کہاں کہاں پہنچنے والے ہیں پس باوجود اپنے سابق علم کے اُن کی بد

فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ
تم پر قرآن کو واجب کیا ہے تم کو تمہارے ٹھکانے کی طرف لوٹانے والا ہے - تم یہ کہدو کہ میرا پروردگار

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ
اس سے بھی واقف ہے جو ہدایت پر رہا اور اس سے بھی (آگاہ ہے) جو صریح گمراہی میں ہے - اور تم تو کوئی

تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا
یہ امید نہ تھی کہ تم پر کوئی کتاب اتاری جائے گی مگر تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہوئی پس تم ہرگز

تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَلَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ
کافروں کے پشت پناہ نہ ہونا - اور تم کو خدا کی ان آیتوں کی تبلیغ سے جو تم پر

اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ
نازل کی گئیں ہرگز کوئی چیز نہ روکے اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ اور تم ہرگز

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
مشرکوں میں سے نہ ہونا - اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اللہ نہ بنالو - اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

هُوَ ؕ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
ہر چیز سوائے وجہ اللہ کے ہلاک ہونے والی ہے (اصلی) حکم اسی کا ہے اور اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی -

آیاتہا ۶۹ ۔ کلماتہا ۹۸۲ ۔ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۔ حروفہا ۴۲۵۷ ۔ رکوعاتہا ۷

(سورہ العنکبوت مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمن و رحیم

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ
الٓمّٓ کیا آدمیوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی

لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
آزمائش نہ کی جائے گی - اور بیشک ہم نے ان سے پہلوں کو بھی آزمایا تھا پس اللہ ضرور ان کو بھی جان لے گا

الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ
جو سچے ہیں اور وہ جھوٹوں کو بھی ضرور جان لے گا - کیا ان لوگوں نے جو

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝
بدیاں کیا کرتے ہیں یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے - یہ کیسے برے حکم لگاتے ہیں -

منزل خامس

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۷۳) اور گریہ فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت کے نازل ہونے پر تمام آرزوئیں مٹ گئیں واللہ صرف نیک لوگوں نے کامیابی حاصل کی - جانتے ہو وہ کون ہیں؟ وہ وہ ہیں جو ایک چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتے - خدا سے ڈرنے کے لئے علم ہونا کافی ہے - اور خدا کی طرف سے غافل ہونے کے لئے جہالت کافی ہے ۱۲

سکہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ اس آیت میں معاد کے معنی رجعت ہیں - تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین ؑ نے فرمایا کہ تمہارے نبی بھی رجعت فرمائیں گے اور امیر المومنین بھی اور اور ائمہ معصومین بھی - نیز منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر کے سامنے جابر ابن عبد اللہ انصاری کا ذکر کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جابر پر رحمت نازل کرے ان کا علم اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ وہ اس کی تاویل سے یعنی مسئلہ رجعت سے واقف تھے ۱۲

ع ۹ ۔ ۱۲

حواشی صفحہ ھذا

سلہ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ سلہ وَلَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ سلہ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ سلہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ان پچھلے چاروں نمبروں کے متعلق تفسیر قمی میں یہ ہے کہ ان میں ظاہرا خطاب جناب رسول خدا سے ہے اور باطنا آنحضرت ؐ کی امت مراد ہے جیسا کہ جناب امام جعفر صادق ؑ فرما چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا کلام دے کر بھیجا ہے جیسا کہ شاعر عرب کہتا ہے اِیَّاكِ اَعْنِیْ وَاسْمَعِیْ یَا جَارَةُ (کہتا تو مجھے تجھ سے ہے اور پڑوسن سنتی رہیو) ۱۲

ھ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وجہ کے معنی چہرہ - ذات - سبب اور آخر میں جو اس کے ضمیر غائب ہے اس کا مرجع احادیث کی رو سے ھو اور بعض احادیث کی رو سے شئے ہے - عوام الناس میں بعض ایسے بیہودہ گو بھی ہیں کہ انہوں نے کہہ دیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی بھی کل چیزیں گل سڑ جائیں گی صرف چہرہ ہی چہرہ رہ جائے گا ایسا اعتقاد اور ایسا قول کفر صریح ہے - چنانچہ التوحید میں جناب امام محمد ؑ سے منقول ہے کہ

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ
جس کو خدا کی حضور میں جانے کی امید ہے تو خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ
سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور جو شخص جہاد کرے گا تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ اپنی ہی ذات کے لئے جہاد کریگا

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اس میں شک ہی نہیں کہ خدائے تعالیٰ تمام اہل عالم سے بے پرواہ ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ
نیک عمل کئے ہم ضرور ان کی بدلیوں کو ان سے دُور کر دیں گے اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اس سے بہتر بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ

حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر زبردستی کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیزوں کو قرار دے جس کا تجھے علم نہ ہو

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
تو تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی پھر جو عمل کیا کرتے تھے ہم اس سے تم کو آگاہ کر دیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝
اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور ان کو صالحین میں داخل کر لیں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ
اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو (منہ سے تو) یہ کہتا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے پھر جب دین خدا کے بارے میں

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ
اس کو کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو وہ آدمیوں کی تکلیف دہی کو عذاب خدا کے برابر قرار دے لیتا ہے اور جس وقت

مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا
تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچ جائے گی تو ضرور وہ سب کے سب یہ کہیں گے کہ ہم تو آپ ہی کے ساتھ تھے۔ کیا اللہ

فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اہل عالم کے دلوں میں جو کچھ ہے اُس سے آگاہ نہیں ہے؟ اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو ایمان لے آئے

وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اور وہ منافقوں کو بھی ضرور جان لے گا۔ اور کافروں نے ایمان لانے والوں سے یہ کہا کہ

١ه مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اسے مبعوث ہونا ہے تو ضرور وہ اس پر بھی ایمان رکھے گا کہ ثواب و عقاب کے متعلق جو خدا کا وعدہ ہے وہ بھی پورا ہونے والا ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اس آیت میں لقاء کے معنی ملاقات یا رویت (آنکھوں سے دیکھنا نہیں ہیں بلکہ لقاء کے معنی ہیں بعثت بعد الموت یعنی مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ۱۲ ٢ه مَنْ جَاهَدَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ جس نے اپنے نفس کو لذتوں سے خواہشوں سے اور گناہوں سے باز رکھنے کی کوشش کی ۱۲ ٣ه بِوَالِدَيْهِ تفسیر قمی میں ہے۔ کہ اس سے مراد ہر شخص کے جسمانی ماں باپ ہیں جن سے کہ وہ پیدا ہوا ۱۲ ٤ه مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس فقرے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس چیز کے صحیح ہونے کا علم نہ ہو اس کا مان لینا جائز نہیں ہے۔ گو اُس کے غلط و باطل ہونے کا علم بھی نہ ہو۔ اور جب اُس کے غلط و باطل ہونے کا علم ہو جیسے کہ خدا کا شریک تو وہ کسی طرح نہ ماننی چاہیئے ۱۲ ٥ه فَلَا تُطِعْهُمَا تفسیر صافی میں ہے۔ کہ اس ممانعت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی جن میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو ۱۲ ٦ه جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ تفسیر قمی میں ہے کہ ایسے آدمی کو جب کوئی دوسرا آدمی ستائے یا اُسے کوئی نقصان پہنچ جائے یا فاقہ سہنا پڑے یا اپنے مذہب حقہ کا ر لوگوں سے کچھ اندیشہ ہو تو وہ آدمیوں کے افعال کی نسبت یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ وہ بھی مثل عذاب خدا کے ہیں جو ختم نہ ہوگا ۱۲

اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ
تم ہمارے رستہ کی پیروی کرو اور تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھائیں گے حالانکہ وہ اُن کے

بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝
گناہوں کا بوجھ کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَيُسْـَٔلُنَّ
اور ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔ اور جو جو افترا پردازیاں وہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
کیا کرتے ہیں قیامت کے دن ان سے ان کے متعلق ضرور بازپرس کی جائے گی۔ اور یقیناً ہم نے نوحؑ کو

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ
ان کی قوم کی طرف بھیجا پس وہ اُن میں پچاس برس کم ہزار سال رہے۔

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ
پھر اُن (امّت) کے لوگوں کو طوفان نے آلیا جس حال میں کہ وہ نافرمان تھے۔ اور ہم نے نوحؑ کو اور

السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ
کشتی والوں کو نجات دی اور اس کشتی کو تمام اہل عالم کے لئے ایک نشانی قرار دیا۔ اور ابراہیم کو (بھیجا) جب کہ

قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
(سب سے) بہتر ہے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر

اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ
بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹی باتیں (خود بخود) بناتے ہو۔ بالتحقیق وہ جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ
تمہارے کسی طرح کے رزق کا اختیار نہیں رکھتے پس اللہ ہی سے رزق طلب کرو

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
اور اسی کی پرستش کرو اور اُسی کا شکر ادا کرو اُسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا
اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلی اُمتیں بھی جھٹلا چکی ہیں۔ اور

سلہ اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطیکم تفسیر قمی میں ہے کہ کفار مومنوں سے یہ کہا کرتے تھے۔ کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ کہ تم جس سے ڈرتے ہو اول تو وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور بالفرض اگر وہ حق تھا تو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اُٹھالیں گے۔ لہذا خدائے تعالیٰ اُن کو دُہرا دُہرا عذاب دے گا ایک تو خود اُن کے گناہوں کے بدلے میں اور ایک دوسروں کے گناہوں کی بابت جن کا بوجھ اٹھا لینے کے لئے وہ خم ٹھونکا کرتے تھے۔ سلہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما۔ اکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس عرصہ میں نبوت میں کوئی حضرت نوح علیہ السلام کا شریک نہیں ہوا۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کو خفیہ خفیہ بھی دعوت دین دیتے تھے اور کھلم کھلا بھی۔ مگر جب ان کا انکار اور سرکشی بڑھ گئی تو خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار میں مغلوب ہوگیا۔ اب میرے ستانے کا عوض تو خود ان سے لے۔ سلہ وان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم ... تا واولئک لھم عذاب الیم تفسیر قمی میں ہے

ع ۱ ۱۳ ۱۴

(باقی صفحہ نمبر ۴۷۸ پر پڑھیے)

عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ
رسول کے ذمے سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ
يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
اللہ خلق کی ابتدا کیونکر کرتا ہے پھر اُس کو دُہراتا ہے۔ بیشک یہ بات اللہ کے لئے
يَسِيْرٌ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ
آسان ہے۔ تم یہ کہدو کہ تم زمین میں چلو پھرو پھر غور سے دیکھو کہ
الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
اللہ نے خلق کو شروع کیونکر کیا پھر وہی اللہ اُن کی آخری اٹھان بھی اٹھائے گا۔ بیشک اللہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ
ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ جس کو وہ چاہے گا عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا رحمت
يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ○ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي
فرمائے گا۔ اور تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم خدا کو نہ زمین میں تھکانے والے ہو
الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
اور نہ آسمان میں اور خدائے تعالےٰ کے سوا نہ تمہارا کوئی
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَاۗىِٕهٖٓ ع ۹ ۱۴
کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اُس کی حضور میں جانے کا انکار کیا ہے۔
اُولٰۗىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
وہی تو میری رحمت سے مایوس ہوئے ہیں اور انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ
پس ابراہیم کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ اُن کو قتل کردو یا ان کو جلا دو
فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
پس اللہ نے ان کو آتش (نمرود) سے نجات دی۔ بیشک ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اس میں نشانیاں
يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ
موجود ہیں۔ اور انہوں نے یہ فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر زندگانی دُنیا میں آپس کی
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
محبت کے لحاظ سے بتوں کو مان لیا ہے پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کو

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۷۶ گذشتہ) کو جہاں سے آیت وَاِنْ تُكَذِّبُوْا شروع ہوئی خدائے تعالےٰ نے خبر ابراہیم علیہ السلام کو منقطع کر دیا اور امت جناب رسول خدا سے خطاب شروع کر دیا۔ پھر عَذَابٌ اَلِيْمٌ پر آیت ختم ہونے کے بعد فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ سے خبر ابراہیمؑ پھر شروع فرما دی۔ اس طرح کی طرز بیان کو علم معانی و بیان میں منقطع معطوف کہتے ہیں۱۲

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ

کافر بناؤ گے اور تم میں کا ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ

اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بس لوطؑ ابراہیمؑ پر ایمان لائے۔ اور کہنے لگے کہ میں

مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا

اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرکے جانے والا ہوں بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور ہم نے ان کو

لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ

اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے اور اُن کی ذریت میں نبوت اور

الْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

کتاب قرار دے دی اور اُن کا اجر ان کو دنیا میں (بھی) دیا۔ اور آخرت میں (بھی)

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ

وہ صالحین میں سے ہوں گے۔ اور لوطؑ کو (بھیجا) جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم

لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

وہ بے حیائی کی بات کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری خدائی میں کسی نے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ

نہیں کی؟ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور (اپنی بیہودگی کے سبب) راستہ بھی

السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ

روکتے ہو۔ اور اپنے جلسوں میں بدکاری کرتے ہو۔ تو ان کی

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ

قوم کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر تم سچوں میں سے ہو

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ

تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ۔ (لوطؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار ان مفسد لوگوں کے

الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا

برخلاف میری مدد فرما۔ اور جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا

اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا

کہ ہم اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بیشک اس کے باشندے

---

**ف۱** يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ التوحید میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی برأت یا تبرا کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک دوسرے سے تبرا کرے گا یعنی علیحدگی کا اظہار کرے گا اور اس کی نظیر سورۂ ابراہیم علیہ میں بھی آچکی ہے۔ دیکھو قول شیطان پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۱۵ نیز قول خلیل الرحمٰن پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۲/۱۷

**ف۲** يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار خطاب سے کہ تم ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوگے یا جن بتوں کو تم پوجا کرتے تھے اُن کو بُرا کہو گے اور وہ تم کو بُرا کہیں گے کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سوائے ہمارے شیعوں کے اور جتنے فرقے ہیں انہوں نے دنیا میں جس جس کو امام بنایا ہوگا قیامت کے دن اس شان سے آئیں گے کہ امام صاحب تو مقتدیوں پر لعنت کرتے ہوں گے۔ اور مقتدی امام صاحب پر ۱۲

**ف۳** لُوْطٌ۔ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کے خالہ زاد بھائی تھے (ان کے قصہ کے لئے دیکھو صفحہ ۔۔۔ کے کل نوٹ)

**ف۴** اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ تفسیر قمی میں ہے کہ اصلی مہاجر وہ ہے جو تمام بدیوں سے ہجرت کر جائے اور خدا کی حضور میں تائب ہو جائے۔ الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی نبوت کوثیٰ میں شروع ہوئی اور یہ بستی اسی مقام پر تھی جہاں (باقی صفحہ ۴۷۹ پر ملاحظہ فرمایئے)

ع ۸/۳ ۱۵

ظٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ

نافرمان ہیں - (ابراہیمؑ نے) فرمایا کہ اس میں تو لوطؑ بھی ہیں - ان (فرشتوں) نے کہا کہ جو (جو) اس میں ہیں ہم ان سے

فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ

خوب واقف ہیں ہم ضرور اُن کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دے دیں گے سوائے اُن کی زوجہ کے جو پیچھے رہ جانے والوں

الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ

میں سے ہوگی - اور جس وقت (وہی) ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس آئے ان کو ان کا آنا ناگوار ہوا

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا

اور اُن کے بارے میں اپنے آپ کو کوتاہ دست پایا تو انہوں نے کہا کہ نہ تم ڈرو اور نہ رنجیدہ ہو - ہم تم کو

مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

اور تمہارے گھر والوں کو نجات دینے والے ہیں سوائے تمہاری زوجہ کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی -

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بیشک ہم اس بستی کے رہنے والوں پر بوجہ اس کے کہ نافرمانی کیا کرتے ہیں آسمان سے عذاب نازل

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

کرنے والے ہیں - اور یقیناً ہم ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ

اس بستی کو ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا ہے - اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو (بھیجا)

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا

پس انہوں نے یہ فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کے امیدوار رہو اور

تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

زمین میں فساد نہ کرتے پھرو - پس انہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پھر اُن کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ وَعَادًا وَّ

زلزلے نے آ لیا پھر وہ اپنے (اپنے) گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے - اور قوم عاد اور

ثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ

ثمود کو (بھی ہلاک کیا) جن کے مکانات کے نشان تم پر ظاہر ہو ہی چکے ہیں اور شیطان نے

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا

اُن کے اعمال کو اُن کی نظروں میں زینت دے دیا تھا پس اُن کو راہ راست سے روک دیا تھا حالانکہ وہ

(بقیہ صفحہ ۴۷۸ گزشتہ) بعد میں کوفہ آباد ہوا - پھر وہ حکم خدا سے وہاں سے ہجرت فرما گئے مگر وہ ہجرت قتال کے سبب نہ تھی اور حضرت ابراہیمؑ کے ہجرت فرمانے کا ثبوت خدائے تعالیٰ کا یہ قول ہے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (یقیناً میں اپنے پروردگار کی حضور میں جانے والا ہوں جو عنقریب مجھے مقام مقصود تک پہنچاوے گا) ۱۲

۵ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ابراہیمؑ جتنے نبی ہوئے وہ آلِ ابراہیمؑ ہی میں سے ہوئے - اور لفظ الْکِتٰبَ میں چاروں کتابیں یعنی توریت و زبور و انجیل و قرآن مجید اور تمام وہ صحیفے جو بعد حضرت ابراہیمؑ نازل ہوئے شامل ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی ذریت طیبہ میں جناب خاتم النبیین اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ اور جناب امیر المومنین امام المتقین حضرت علی مرتضےٰ اور ان دونوں بزرگواروں کی عترت طاہرہ بھی داخل ہیں جن پر ابدالآباد صلوٰۃ وسلام تحیۃ وثنا ہوتی رہے گی ۱۲

۶ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ نادی کے لفظی معنی ہیں ایسا جلسہ یا محفل جس میں لوگ بھرے ہوئے ہوں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُمت لوطؑ کی بے حیائی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے جلسوں میں بلا شرم وحیا گوز اڑایا کرتے تھے ۱۲

مُسْتَبْصِرِيْنَ ○ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ

سُوجھ بُوجھ والے تھے۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کیا) اور

جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا

موسیٰ ضرور ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر انہوں نے اس سرزمین میں

كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ○ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ

بڑائی چاہی اور ان کی کچھ پیش نہ چلی۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے عوض میں گرفتار کیا۔ پس اُن میں سے کوئی

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ

تو ایسا تھا کہ ہم نے اس پر پتھراؤ بھیجا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اُس کو چیخ نے آ لیا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ

اور کوئی ایسا تھا کہ اُس کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اُس کو ہم نے ڈبو دیا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ اُن پر ظلم کرے لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی

يَظْلِمُوْنَ ○ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ظلم کیا کرتے تھے۔ اُن لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۗ وَاِنَّ

کارساز بنا لیے ہیں مکڑی کی سی مثال ہے۔ جس نے ایک گھر بنایا۔ حالانکہ

اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

بودوں سے بودا گھر مکڑی کا ہے۔ کاش وہ اس بات کو جانتے ہوتے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۗ وَ

یقیناً اللہ اس چیز کو جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں جانتا ہے اور

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں بیان تو ہم کل آدمیوں کے لیے کرتے ہیں

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ○ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

حالانکہ سوائے اہل علم کے سمجھتا ان کو ایک بھی نہیں۔ اللہ نے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ ع

زمین کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ بیشک ان میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانی موجود ہے۔

ع ۴ ۱۶

وقف لازم

سلہ

اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ گرمی و سردی سے بچانے کے بارے میں مکڑی کے جالے سے زیادہ بودا کوئی مکان نہیں ہوسکتا۔ ۱۲

سلہ

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ العالمون سے مراد آل محمد ہیں اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ عالم وہ ہے جو خدا کی طرف سے سمجھ رکھتا ہو۔ اس کی اطاعت کے بموجب عمل کرتا ہو۔ اور اس کی ناراضی سے اجتناب کرتا ہو۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ
تمہاری طرف اس کتاب میں سے جو وحی کی گئی ہے اُسے تلاوت کرو اور نماز پڑھو۔ یقیناً

الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ
نماز بے حیائی کی بات اور بدکاری سے باز رکھتی ہے۔ اور ضرور خدا کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا
اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔ اور اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو مگر

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا
اسی طرح سے جو بہت ہی اچھا ہو۔ سوائے اُن کے جو اُن میں سے ظالم ہو گئے اور یہ کہو کہ

اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ
ہم اس پر (بھی) ایمان لائے ہیں اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور (اُس پر بھی) جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود

وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ
ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف (بھی) یہ

الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ
کتاب نازل کی ہے۔ پس وہ لوگ جن کو ہم نے (پہلے کتاب دی تھی اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور

هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝
ان میں سے بھی کوئی ایمان رکھتا ہے۔ اور سوائے کافروں کے ہماری آیتوں کا انکار تو کوئی بھی نہیں کرتا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ
حالانکہ نہ تم سے پہلے کوئی نوشتہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ
کہ ایسی صورت میں یہ ہٹ دھرم کچھ نہ کچھ پیدا کرتے۔ بلکہ وہ کھلی آیتیں

صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا
اُن لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں جن کو علم دیا گیا ہے۔ اور سوائے ظالم لوگوں کے ہماری آیتوں کا انکار

الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
کوئی بھی نہیں کرتا۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اُس پر اُس کے پروردگار کی طرف سے کچھ نشانیاں (معجزے)

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ
کیوں نہ اتاری گئیں۔ تم یہ کہدو سوائے اس کے نہیں کہ نشانیاں تو خدا کے پاس (یعنی اُس کے اختیار میں) ہیں اور میں تو فقط ایک ڈرانے والا ہوں کیا

سلہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ تفسیر قمی میں ہے کہ جب تک نماز کسی شخص کو بے حیائی اور بدکاری سے باز نہ رکھے گی تب تک اُس کو خدا سے دوری ہی ہوتی چلی جائے گی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے اسی روایت کے بعد یہ بھی مروی ہے کہ انصار میں سے ایک نوجوان نمازیں تو جناب رسولؐ خدا کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ اور بہت سی بے حیائی کی باتوں کا مرتکب بھی ہوتا تھا۔ یہ واقعہ آنحضرتؐ کے سامنے بیان کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ دیکھتے رہو ایک دن اُس کی نماز اُسے اُن بدیوں سے باز رکھے گی۔ چنانچہ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ تائب ہو گیا (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں درج ہیں) سلہ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ تفسیر قمی میں ہے کہ جس کی طرف خدائے تعالےٰ نے کتاب نازل فرمائی وہ تو جناب رسولؐ خدا ہیں اور جن کو کتاب عطا فرمائی وہ آلِ محمدؐ ہیں ۱۲ سلہ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ اور حضرات آئمہ معصومینؑ کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہ کرے گا ۱۲ سلہ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی اس آیت پر معطوف ہے وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ (ترجمہ کے لئے پارہ ۱۸ رکوع ۱۷ دیکھئے) یعنی خدائے تعالےٰ نے کفار کے اس قول کے رد میں فرمایا کہ تم ہمارے رسولؐ پر یہ الزام لگاتے کیوں کہ جو

کہ تو جو کچھ ہم کو پڑھ کر سناتا ہے یا جن جن چیزوں کی ہمیں خبر دیتا ہے یہ کسی دوسرے سے لکھ لیتا ہے۔ حالانکہ اے رسولؐ تمہاری یہ شان ہے کہ نہ تم پہلے سے کوئی نوشتہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے کہ اگر ایسا ہوتا تو شک کرنے والوں کو شک کرنے کا موقع مل سکتا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایسی کتاب کا جو تمام اعلےٰ درجہ کے علوم کی جامع ہو ایک اُمّی کے ہاتھوں ظاہر

يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ

ان کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے تم پر ایک ایسی کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بیشک جو

ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے ضرور اس میں رحمت اور نصیحت (موجود) ہے۔ تم کہہ دو کہ

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

ہمارے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو اللہ ہی کافی ہے۔ وہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اُس سے آگاہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کا انکار کر دیا وُہی تو

الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ

نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور وہ تم سے عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہیں حالانکہ اگر

مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

معینہ مدّت نامزد نہ کر دی گئی ہوتی تو اُن پر عذاب کبھی کا آچکا ہوتا۔ اور وہ ضرور اُن کو یکایک آئے گا اور اُن کو

يَشْعُرُوْنَ ۝ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

خبر تک نہ ہوگی۔ وہ تم سے عذاب کی بابت جلدی کرتے ہیں۔ حالانکہ جہنم کافروں کو ضرور

بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ

گھیرنے والا ہے۔ جس دن عذاب اُن کو اوپر کی طرف سے بھی ڈھانپ لے گا اور

تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اُن کے پاؤں کے نیچے کی طرف سے بھی اور (خدائے تعالےٰ اُن سے) یہ فرمائے گا کہ جو جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ

اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو یقیناً میری زمین (بڑی) فراخ ہے پس تم میری ہی

فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا

عبادات کیا کرو ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم سب کی بازگشت

تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

ہماری طرف ہوگی۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور اُن کو

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

جنت کے اونچے اونچے غرفوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی وہ (ہمیشہ) ہمیشہ

(بقیہ از صفحہ ۴۸۱ گذشتہ)
العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کی نشانیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جناب رسولؐ خدا بے باپ کے رہ گئے تھے۔ مال و زر سے خالی ہاتھ تھے۔ بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مزدوری کیا کرتے تھے۔ نہ کبھی اُن حضرت نے لکھنا سیکھا اور نہ کبھی کسی معلم کے پاس گئے پھر ایسا قرآن لائے جس میں انبیاء کے قصّے حرفاً حرفاً موجود اور جو گزر گئے اُن کے واقعات اور جو قیامت تک آنے والے ہیں اُن کے حالات موجود ہیں ۱۲ ۵ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے اس آیت کو تلاوت فرما کر اپنے دستِ مبارک سے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ اور امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد آئمہؑ ہیں اور بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ہم ہیں اور خدائے تعالےٰ نے اس سے صرف ہم معصومینؑ ہی کو مراد لیا ہے ۱۲ ۶ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ بھی آئی ہے یعنی بلفظ مفرد اور آیت سے مراد معجزہ ہے جیسے ناقۂ صالحؑ۔ عصائے موسیٰؑ اور مائدہ عیسیٰ علیہم السلام ۱۲

ع ۵ / ۱

حواشی صفحہ ھٰذا ۱ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں مروی ہے کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ شانے کی ایک ہڈی لے کر آئے جس پر یہودیوں کے کچھ مقولے لکھے تھے آنحضرتؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی قوم کی ضلالت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ان کا نبی جو کچھ لایا ہو اس سے تو نفرت کریں اور ایسے شخص سے جو نبی نہیں ہے کوئی چیز ملے تو اس کی طرف دوڑ دوڑ کے جائیں ۱۲ ۲ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ - تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شہر میں تم کو عبادتِ خدا کرنا میسر و ممکن نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ اور ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں عبادتِ خدا کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ*

فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
اُن ہی میں رہیں گے اُن عمل کرنے والوں کا بدلہ جنھوں نے صبر کیا اور جو اپنے پروردگار پر

يَتَوَكَّلُونَ ○ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللَّهُ
بھروسہ رکھتے ہیں کیا اچھا ہوگا!! کتنے زمین پر چلنے والے ایسے ہیں جو اپنا رزق نہیں اُٹھائے پھرتے۔ اللہ

يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ
اُن کو بھی رزق پہنچاتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہی بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور اگر تم اُن سے یہ سوال کروگے

مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
کہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے اور سورج اور چاند کو مطیع کس نے کر لیا ہے؟

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر وہ کدھر بہکے جاتے ہیں؟ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○
چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز سے (پورا پورا) واقف ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ
اور اگر تم اُن سے یہ دریافت کروگے کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اُس کے ذریعہ سے

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ
زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ کس نے کیا تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ تم کہدینا کہ سب طرح کی تعریف اللہ ہی کیلئے زیبا ہے

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا
لیکن اُن میں سے بہت سے عقل نہیں رکھتے۔ اور یہ زندگانی دُنیا تو سوائے

لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا
کھیل کود کے کچھ بھی نہیں اور دارِ آخرت وہ تو یقیناً ہمیشہ کی زندگی ہے کاش یہ اتنا تو

يَعْلَمُونَ ○ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ
سمجھتے۔ پھر جب وہ جہاز میں سوار ہو جاتے ہیں تو خالص دل سے خدا کی اطاعت کا اظہار کرکے اُسی کو

الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ○
پکارتے ہیں۔ پھر جب اُن کو نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو بیکایک وہی شرک کرنے لگتے ہیں

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○
تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اُس کی ناشکری کریں اور چند روزہ نفع اُٹھالیں پھر آگے چل کر تو وہ جان ہی لیں گے۔

(بقیہ از صفحہ ۴۸۲ گذشتہ)
قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا۔ ملاحظہ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۱۱۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اس ملک میں جہاں تم ہو خدا کی نافرمانی شروع ہو جائے تو تم وہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ الجوامع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے تو گو ایک بالشت ہی ہٹا ہو وہ مستحق جنت ہو جائے گا اور وہاں حضرت ابراہیمؑ و جناب رسول خدا کی رفاقت میں رہے گا۔ ۱۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (اس کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۴ رکوع ۱۰)

حواشی صفحہ ھذا
۱ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ عرب بھوک کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے اسی لئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ۔ اور ایک قول کے بموجب اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ جب اصحاب رسول خدا کو مکہ سے ہجرت کا حکم ملا ہے تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ بھلا ہم ایسے شہر کو کیوں کر جائیں جہاں ہماری کا کوئی سلسلہ نہیں ہے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابن عمر نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول خدا کے ساتھ شہر مدینہ سے نکل کر انصار کے ایک باغ میں گئے جہاں حضرت نے خرمے تناول فرمانے شروع کئے اور فرمایا کہ آج چوتھی صبح ہے کہ میں نے کسی قسم کا کھانا زبان پر نہیں رکھا اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار سے دُعا مانگتا اور وہ مجھ کو کسریٰ و قیصر کی سی سلطنت عطا فرما دیتا۔ مگر اے ابن عمر جب تو ایسے لوگوں کے ساتھ رہ جائے گا جو ایمان کی کمزوری کے سبب اپنا ایک ایک سال کا رزق چھپا چھپا کر رکھیں گے تو اس وقت تیری کیا حالت ہوگی؟ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہمارے اُس باغ کے نکلنے کے پہلے پہلے ہی یہ آیت نازل ہوئی (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۶

وقف لازم

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے تو حرم کو امن کا مقام مقرر کیا اور اُس کے اُس پاس سے لوگوں کو اچک

حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ

لیا جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ

زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا حق کو جب بھی اُس کے اُس پاس آئے جھٹلائے۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا

کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟ اور جو ہمارے (دین کے) بارے میں کوشش کریں گے

فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع

ہم ضرور بالضرور اُن کو اپنا راستہ دکھلا دیں گے۔ اور اللہ ضرور نیکی کرنے والوں کے ساتھ (ساتھ) ہے۔

آیاتہا ۶۰ | کلماتہا ۸۲۴ | سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۳۵۳۴ | رکوعاتہا ۶

(سورہ روم مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ

الٓمّٓ روم والے پاس کی زمین میں مغلوب ہو گئے۔ اور وہ عنقریب چند ہی سال میں

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ

مغلوب ہونے کے بعد پھر، غالب آجائیں گے۔ اللہ کی حکومت

قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ

پہلے سے بھی تھی اور بعد میں بھی رہے گی۔ اور اُس دن ایمان والے اللہ کی نصرت سے خوش ہوں گے۔

اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ

وہ جس کی چاہتا ہے نصرت فرماتا ہے اور وہ زبردست (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اللہ کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ

یہ لوگ زندگانی دنیا کے ظاہر حال کو جانتے ہیں۔ اور آخرت سے وہ (بالکل)

سلہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جَاهَدُوْا فِيْنَا کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے ظاہری و باطنی دشمنوں سے ہمارے حق کے بارے میں جھگڑتے رہیں اور لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کے یہ معنی ہیں کہ پروردگار ان جھگڑنے والوں کو بوجہ ہماری طرفداری کے ہم تک پہنچا دے گا حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرے گا خدائے تعالیٰ اُس کو اُس علم کا بھی وارث کردے گا جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

سلہ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؑ اور ان کے شیعوں کے بارے میں ہے معانی الاخبار میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ۔ قرآن مجید میں میرے بہت مخصوص نام ہیں پس تم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ ان سے ناواقف رہ کر معاملۂ دین میں بھٹک نہ جاؤ۔ محسن میں ہوں اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۱۲۵

سلہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ ... تا بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ۬ کافی میں ہے کہ جناب امام باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو حضرتؑ نے فرمایا اس کی تاویل بھی ہے جس کو اللہ جانتا ہے اور آلِ محمدؑ میں سے جو راسخون فی العلم وہ جانتے ہیں۔ مگر ظاہر قصہ اس کے متعلق یہ ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آگئے اور اسلام کا اعلان و اظہار کیا تو ایک فرمان بادشاہ روم کو اور ایک فرمان بادشاہِ فارس کو اسلام کے متعلق لکھا اور دعوت دی اور اپنے قاصد کے ہاتھ ہر ایک کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ روم نے آنحضرتؐ کے فرمان کی بھی تعظیم کی اور حضرتؐ کے قاصد کا بھی اکرام کیا۔ رہا بادشاہِ فارس۔ اس نے آنحضرتؐ کے فرمان کی بھی حقارت کی اور اسے پھاڑ ڈالا۔ اور حضرتؐ کے قاصد کو بھی ذلیل کیا اور اس زمانے میں بادشاہِ فارس بادشاہِ روم سے جنگ کر رہا تھا اور مسلمانوں کی خواہش یہ تھی کہ بادشاہِ روم بادشاہِ فارس پر غالب آجائے اس لیے کہ روم کی حدینہ نسبت*

* فارس کے اُن سے زیادہ قریب تھی۔ مگر نتیجۂ جنگ میں جب بادشاہِ فارس بادشاہِ روم پر غالب آگیا تو مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گذرا اور اس سے وہ رنجیدہ ہوئے۔ تب خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تفسیر قمی میں ہے کہ قرأت شاذہ میں (باقی صفحہ ۴۸۵ آئندہ پر پڑھیے)

هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
غافل ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے دل میں اس پر غور نہیں کیا۔ کہ اللہ نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى
آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو نہیں پیدا کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور مقررہ مدت تک کے لئے

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ
حالانکہ آدمیوں میں سے اکثر اپنے پروردگار کی حضوری کے منکر ہیں کیا وہ

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
زمین میں نہیں چلے پھرے کہ وہ یہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا تھا

مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَ
جو اُن سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور زمین کو جوتا بویا کرتے تھے اور

عَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
اس سے زیادہ بسایا تھا جتنی انہوں نے بسائی ہے اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝
اور اللہ کی تو یہ شان نہیں ہے کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے آپ پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْۤاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ
پھر ان کا انجام جنہوں نے بدی کی تھی بُرا ہی ہوا کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا

اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
اور اُن کی ہنسی اڑاتے رہے۔ اللہ مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر

يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
وُہی اسے دوبارہ بنائے گا پھر اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گناہگار ناامید ہو کر

الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ
رہ جائیں گے۔ اور اُن کے شریکوں میں سے کوئی اُن کا سفارشی نہ ہوگا اور

كَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ
وہ بھی اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن سب

يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ
الگ الگ ہوجائیں گے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک عمل کرے تھے اُن کا تو

(بقیۂ صفحہ ۴۸۴ گذشتہ)
غَلَبَتْ بفتح غین ولام اور سَيَغْلِبُوْنَ بضم یا اور بفتح لام بھی آیا ہے۔ اور اسی بنا پر وہ روایت ہے جو مستغاث ابن شیم میں مذکور ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہم نے علمائے اہل بیت سے لی ہے اور اُن اسرار و علوم میں سے ہے جو ان حضرات سے شیعہ علمار کو ملے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ایک گروہ جو قریش سے منسوب ہوگا مگر حقیقت میں قریش کے نسب سے نہ ہوگا۔ یہ آیت ان کے بارے میں ہے اور اس امر کو سوائے اُن لوگوں کے جو معدن نبوت اور وارثانِ علم رسالت اور کوئی نہ جانتا ہوگا۔ یہ حقیقت بنی امیہ کی ہے اس لئے کہ وہ فی الحقیقت قریش سے نہ تھے۔ بلکہ اُمیہ ایک رومی غلام تھا جس کو عبس قریش نے پرورش کرلیا تھا۔ پس اسی اُمیہ کی اولاد کے بارے میں اس آیت کی تاویل کی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اے آلِ محمد غُلِبَتِ الرُّوْمُ یعنی یہ رومی نسل کے لوگ تمہارے آس پاس کی زمین میں غالب آگئے ہیں مگر تھوڑے ہی دن میں بنی عباس کے ذریعے سے مغلوب ہو جائیں گے۔ اور آگے ایک دن وہ آئے گا کہ خدا کی نصرت سے تم اور تمہارے سب شیعہ خوش ہوں گے ۱۲

ع ۴ | ۴

سلہ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ علم نجوم و کہانت وغیرہ سب اسی میں داخل ہیں۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہری دنیا کی باتوں کو تو سمجھتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں ۱۲

حواشی صفحہ ہذا
سلہ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید میں غور نہیں کیا کہ سمجھ جاتے ۱۲ سلہ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... تا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان پہلوں سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہے اور ان کا زور سے زمین پر غالب آنا یہ تھا کہ اُس کو کھود کھود کر کنوئیں اور چشمے نکالے تھے اور نہریں جاری کر

فِي رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

(باغ) بہشت میں اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔ اور رہے وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے اور جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝

ہماری آیتوں کو اور قیامت کی حاضری کو جھٹلایا تھا پس وُہی عذاب میں (ہر وقت) حاضر رکھے جائیں گے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ

پس جس وقت تم کو شام ہوتی ہے اور جس وقت تم کو صبح ہوتی ہے خدا کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔ اور

الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

آسمانوں میں اور زمین میں اور شام کے قریب اور جس وقت تم لوگوں کو دوپہر ہوتی ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

وہ مُردے سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مُردے کو نکالتا ہے اور

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ ع وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

زمین کو بعد اس کی موت کے پھر زندہ کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے

اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝

کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم یکایک آدمی بن کر پھیلے ہوئے ہو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا

اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیبیاں بھی پیدا کردیں کہ تم ان کے پاس جا کر راحت پاؤ

اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور تمہارے درمیان مودّت اور رحمت قرار دی۔ بیشک اُن لوگوں کے لئے جو

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

غور و فکر کریں اسی میں نشانیاں موجود ہیں۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِي ذٰلِكَ

زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں کا اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا بھی ہے یقیناً جاننے والوں کے لئے

لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ

اس میں (بھی) نشانیاں (موجود) ہیں۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کا اور دن کا سونا۔

وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور تمہارا اُس کے فضل کا خواستگار ہونا (بھی) ہے۔ یقیناً اُن لوگوں کے لئے

(بقیہ صفحہ ۴۸۵ گذشتہ)
اور زیادہ پھیلنے کی گنجائش نہیں پس خدائے تعالیٰ نے غصے سے فرمایا ہے کہ باوجود ایسی پست حالت ہونے کے یہ اپنی دنیا پر مغرور اور ہمارے رسول کے مقابلے میں شیخی کرتے ہیں ۱۲

حواشی صفحہ ھذا

۵۱ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔۔۔۔ (تا) حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب یہ آیت پانچوں نمازوں کی جامع ہے تُمْسُوْنَ سے مراد ہے نماز مغرب و نماز عشا اور تُصْبِحُوْنَ سے مراد ہے نماز فجر۔ عَشِيًّا سے مراد نماز عصر اور تُظْهِرُوْنَ سے مراد نماز ظہر ہے ۱۲

۵۲ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ع ۹ ۵ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کے صلب سے مومن پیدا کرتا ہے اور مومن کے صلب سے کافر کو۔ تفسیر قمی میں بھی بجنسہٖ یہی معنی درج ہیں ۱۲

۵۳ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ زمین کو قطرات بارش سے زندہ کر دیتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے مرد پیدا کر دیتا ہے جو عدل کو زندہ کردیں۔ اور عدل کے زندہ کر دینے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اور ظالموں اور بدکاروں کو واجبی سزائیں ملنا زمین کے حق میں چالیس روز کی بارش سے بھی زیادہ نافع ہے ۱۲

۵۴ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمی جب کسی شخص کو آنکھ سے دیکھتا ہے تو اس کو اور اس کے رنگ کو پہچان لیتا ہے اور اگر دیوار کے پیچھے سے کوئی کلام سنتا ہے تو پہچان لیتا ہے کہ یہ مرد کا کلام ہے یا عورت کا۔ بچے کا ہے یا جوان کا۔ اور واقف کار کا ہے یا اجنبی کا۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ الخ ۱۲

۵۵ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لِّلْعٰلِمِيْنَ سے مراد علمائے آلِ محمدؐ ہیں ۱۲

يَّسْمَعُوْنَ ۞ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ

جو کان لگا کر سنتے ہیں۔ اس میں (بھی) نشانیاں (موجود) ہیں اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم کو ڈرانے کے لئے اور

يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

امیدوار کرنے کے لئے بجلی دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اُس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ

یقیناً اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اس میں (بھی) نشانیاں موجود ہیں اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ

آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جس وقت وہ تم کو ایک آواز دے کر زمین میں سے بلائے گا

الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۞ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

تو تم یکایک نکل پڑو گے۔ اور جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

زمین میں ہیں اسی کے ہیں (اور) سب اُسی کے مطیع ہیں۔ اور وہ (وہی) ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي

پھر اس خلقت کو دُھرا دیتا ہے اور وہ اس کے لئے آسان ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ ضَرَبَ لَكُمْ

اعلیٰ درجہ کی صفت اُسی کے لئے ہے اور وہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اُس نے تمہارے لئے

مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ

تمہارے ہی نفوس میں کی ایک مثل بیان کی کہ آیا تمہارے غلاموں میں سے ان چیزوں میں جو ہم نے تم کو دے رکھی ہیں

شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

کوئی بھی تمہارا شریک ہے کہ (وہ اور) تم اُن (چیزوں کے تصرف کرنے) میں برابر برابر ہو اور تم اُن سے دبے جا تصرف کرلینے کا

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ویسا ہی اندیشہ ہو جیسا کہ تم کو آپس میں ایک دوسرے سے اندیشہ ہوتا ہے اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں ہم

يَّعْقِلُوْنَ ۞ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

اسی طرح کی آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا وہ بغیر سمجھے بوجھے اپنی اپنی خواہشوں کے پیرو ہو گئے۔

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۞

پس جس سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرے اس کو راہ پر کون لائے گا۔ اور ایسوں کا مددگار بھی کوئی نہ ہوگا۔

---

سلہ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں وہ صفت عجیب اور ایسی شان کہ جو بعینہ ویسی یا مساوی درجہ کی یا اُس کے قریب قریب کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ التوحید میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے یہ معنی ہیں کہ نہ خدائے تعالیٰ کو کسی شے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے نہ اُس کا کسی طرح وصف بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ وہم و گمان میں آ سکتا ہے۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جناب علی مرتضےٰؑ سے فرمایا کہ اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰى تم ہو (اور لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے یہ معنی ہیں کہ تم اُس کے اعلیٰ درجہ کے بندہ ہو) اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے اپنے خطبے کے آخر میں یہ فرمایا نَحْنُ كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَسَبِيْلُ الْهُدٰى وَالْمَثَلُ الْاَعْلٰى (ہم کلمۂ تقوےٰ ہیں اور ہم شاہراہ ہدایت ہیں اور ہم مثل الاعلےٰ ہیں) اور زیارات جامعہ میں جو جناب امام محمد تقیؑ سے منقول ہے یہ الفاظ موجود ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰٓى اَئِمَّةِ الْهُدٰى الخ ...... تا آنکہ آخر میں ہے وَوَرَثَةِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمَثَلِ الْاَعْلٰى ۱۲

ع ۳ ۹ ۔ ۶ ۔ ۷ ۔ ۸

سلہ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ قبیلہ قریش اور عام عرب حج کے وقت یوں تلبیہ کیا کرتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۷ رکوع ۱۲) یہ وہ تلبیہ تھا جو حضرت ابراہیمؑ اور انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ پس ابلیس اُن کے پاس ایک شیخ کی صورت میں آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ تمہارے بزرگوں کا تو یہ تلبیہ نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر ان کا تلبیہ کیونکر تھا۔ اُس نے کہا وہ تو یوں کہا کرتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۷ رکوع ۱۲) اس کی اس بات سے قریش نے اختلاف کیا۔ پس ابلیس نے

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ

پس (اے نبیؐ) تم خالص دل سے دین کی طرف اپنا رخ کئے رہو۔ خدا کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اُس نے آدمیوں کو پیدا کیا

عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ

یہی ہے۔ خدا کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی ہو نہیں سکتی۔ راہِ مستقیم یہی ہے۔ لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا

بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے۔ حالانکہ سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور اس سے ڈرو اور

الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا

نماز پڑھو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔ (یعنی) ان میں سے جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ وَإِذَا

اور گروہ گروہ ہو گئے ہر فرقہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اسی سے خوش خوش ہے۔ اور جس وقت

مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا

آدمیوں کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں پھر جس وقت

أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝

وہ اُن کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو ان ہی میں کا ایک گروہ یکایک اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ

تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا انکار کر دیں۔ پس کچھ دن نفع اٹھا لو۔ پھر آگے چل کر تو تم کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ آیا

أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝

ہم نے ان پر کوئی حجت نازل کی ہے کہ جس کو یہ شریک کر رہے ہیں وہ حجت اس کے بارے میں ان کو کچھ بتلاتی ہو؟

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

اور جس وقت ہم آدمیوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اُن پر اُن ہی کے

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

افعال کے سبب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو یکایک نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ

جو ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ضرور موجود ہیں۔ پس (اے رسولؐ) تم قرابتدار کو اس کا حق دے دو اور مسکین کو (اس کا) اور

(بقیہ از صفحہ ۴۸۷)

کہ خدا کی قدرت اتنی وسیع ہے کہ شریک پر بھی اختیار رکھتا ہے اور جو جو چیزیں اس شریک کی ملکیت میں ہیں ان پر بھی اختیار رکھتا ہے پس اس تصریح کو وہ مان گئے اور خوش ہو گئے اور اس دن سے مخصوص گروہ قریش اسی طرح تلبیہ کرنے لگا۔ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو مبعوث فرمایا تو یہ آیت بھی نازل کی جس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو تمہاری ذات کے متعلق مثال دے کر سمجھاتا ہے کہ جو جو چیزیں اُس نے تم کو دے رکھی ہیں اور ان کے تم مالک ہو۔ آیا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا ان میں شریک ہو جائے اور خصوصاً ایسا شریک جو تمہارا غلام بھی ہو۔ اگر جب تمہیں یہ پسند نہیں تو تم اُس پر کیوں راضی ہو گئے کہ میری ملک چیزوں میں میری مخلوق کو میرا شریک قرار دے لیا ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا ۱؎ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الدین سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنینؑ و ائمۂ معصومینؑ ۱۲ ۲؎ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا فطرت اللہ سے مراد ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَعَلِيٌّ وَلِيُّ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ۱۲ ۳؎ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر سے بیعت کر لی گئی اور ان کی حکومت مہاجرین و انصار پر قائم ہو گئی۔ تو انہوں نے کسی شخص کو بھیجا کہ ملکِ فدک سے جنابِ فاطمۂ بنت رسولؐ کے کارندہ کو نکال دے۔ جب اُن حضرت کو اپنے کارندہ کے نکالے جانے کی خبر ملی تو ابوبکر کے پاس تشریف لائیں۔ اور فرمایا کہ اے ابوبکر مجھے جو میراث جناب رسولخداؐ سے پہنچی ہے تو مجھے اس سے کیوں روکتا ہے اور میرے کارندے کو تو نے کیوں نکال دیا ہے۔ حالانکہ جناب رسولخداؐ نے امر خدا کے بموجب فدک کو میرا خالصہ قرار دے دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملہ کے متعلق گواہ پیش کیجیے (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ
مسافر کو (اس کا)، یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو رضائے خدا کے خواستگار ہوں بہت بہتر ہے۔ اور ایسے ہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ
(پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو سُود بھی تم اس غرض سے دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے مال کو کچھ بڑھا دے

فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ
تو اللہ کے نزدیک کچھ نہیں بڑھتا۔ اور جو زکوٰۃ بھی تم دیتے ہو رضائے خدا کے لئے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ
پس ایسے ہی لوگ (اپنے مال و ثواب کے) بڑھانے والے ہیں۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر اس نے تم کو رزق دیا

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ
پھر وہ تم کو موت دے گا پھر وہ تم کو زندہ کرے گا۔ آیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان باتوں میں سے کوئی بات

مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ع ظَهَرَ
کر دے۔ جن چیزوں کو یہ لوگ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اُن سے اُس کی ذات منزہ و برتر ہے۔

الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم
لوگوں کے ہاتھوں جو کچھ ہوا اس کے سبب سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا تاکہ جو عمل بھی انہوں نے کئے

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي
اس کے تھوڑے سے کا مزہ تو اللہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز رہیں۔ تم کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھرو

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ
پھر غور سے دیکھو کہ ان لوگوں کا جو تم سے پہلے تھے انجام کیسا ہوا؟

أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن
ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ بس تم دین مستقیم کی طرف اپنا رُخ کئے رہو

قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝
قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس کا پلٹ جانا اللہ کی طرف سے تو نہ ہو گا (اور) اُس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔

مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ
جو کافر ہو گیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر رہے گا۔ اور جس نے کوئی نیکی کی تو وہ اپنی اپنی ذات کے لئے بہتری کا سامان

يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن
کر رہے ہیں۔ تاکہ (اللہ) اپنے فضل سے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

ع ۴ / ۱۳

سلہ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۚ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ربا دو قسمیں ہیں جن میں سے ایک تو حلال ہے اور ایک حرام۔ حلال تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے دینی بھائی کو اس لالچ سے قرض دے کہ وہ جب اس کا قرض واپس کرے تو کچھ بڑھا کر واپس کرے مگر اس بڑھوتری کے متعلق کوئی شرط ان دونوں میں نہ ہو۔ پس اگر مدیون ادائے دین کے وقت دائن کو کچھ زیادہ دے دے بحالیکہ ان دونوں کے مابین اس زیادتی کے دینے کی کوئی شرط نہ ہو تو یہ رقم زائد قرض دینے والے کے لئے مباح ہوگی۔ الّا اس کو اس قرض دینے کا خدا کی طرف سے کوئی ثواب نہ ملے گا اور فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ کا یہی مطلب ہے۔ اب رہا ربائے حرام اس کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے اور یہ شرط کرے کہ مدیون اُسے اتنا اور اتنا بڑھا کر دیا کرے پس یہ زیادہ لینا بھی حرام ہے اور زیادہ دینا بھی حرام ہے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں کہ ایک ان میں سے جائز ہے اور دوسری ناجائز۔ پس جو جائز ہے وہ یہ ہے کہ تم کسی شخص کے لئے ایک تحفہ لے جاؤ اور غرض اس سے یہ ہو کہ وہ اس کے معاوضہ میں تمہیں اس سے بیش قیمت چیز دے۔ پس اگر اس نے دی تو یہ ربا ہوا۔ مگر جائز۔ جس کا خدائے تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے وہ جو ناجائز ہے۔ وہ وہی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے منع فرمایا اور اُس پر آتش جہنم کی وعید بھی فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں ربا سے مراد وہ ہدیہ اور تحفہ ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس غرض سے لے جائے کہ معاوضہ میں اس سے زیادہ بیش قیمت پائے تو اس صورت میں نہ اُس کے ثواب ہے نہ عذاب ۱۲

سلہ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں زکوٰۃ سے مراد وہ نیکی ہے جو تم اپنے برادر

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ

جزا دے گا (خبردار) - بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا - اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے

مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ

(اس لئے کہ وہ) خوشخبری دینے والی (ہوں) اور اس لئے کہ وہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور اس لئے کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور اس لئے کہ تم اس کے فضل کے خواستگار رہو اور اس لئے کہ تم شکرگذار رہو۔ اور یقیناً ہم نے

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا

تم سے پہلے بہت سے رسول ان کی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے تھے پس وہ اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ہم نے ان لوگوں سے

مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

جنہوں نے جرم کیا تھا بدلہ لیا۔ اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ

اللہ ہی وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اُبھار لاتی ہیں پھر وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان پر

كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اسی کے درمیان سے مینہ نکلا چلا آتا ہے۔

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر جس وقت چاہتا ہے برسا دیتا ہے تو وہ یکایک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝

اور اگرچہ قبل اس کے کہ وہ ان پر برسایا جائے وہ اس سے پہلے ہی ناامید تھے۔

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

پس ذرا رحمت خدا کی نشانیوں کو غور سے دیکھو کہ وہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس طرح زندہ کر دیتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ

یقیناً وہی تو مُردوں کا زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہی ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر

اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝

ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ کھیتی کو زرد ہوتی (ہوئی) دیکھیں تو اس کے بعد ہی وہ ناشکری کرنے لگیں گے

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

یہ تو یقینی بات ہے کہ تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکارنے کی آواز سنا سکتے ہو جب کہ وہ

(بقیہ صفحہ ۴۸۹ گذشتہ) مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا کہ حرص کرنے والا محروم بھی رہتا ہے اور خواہ وہ حرص کسی چیز کے متعلق ہو باوجود اس کے محروم رہنے کے تو اُسے بُرا بھی جانتے ہیں اور وہ محروم نہ کیوں ہو اس لئے کہ اس نے خدا کے کرم پر بھروسہ نہ کیا اور اس کے ایسے صریح قول کی مخالفت کی اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ۱۲

۵۴ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کے معنی اُس وقت کھلے جس وقت انصار نے یہ کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ۱۲

۵۵ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں غور کرو اور سمجھو کہ تم سے پہلوں کا انجام کیا ہوا اور خدائے تعالیٰ نے اُس کی نسبت تم کو کیا خبر دی ۱۲

۵۶ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۔ لفظی معنی ہیں کہ وہ اس دن متفرق یا الگ الگ ہو جائیں گے یعنی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ۱۲

۵۷ فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عمل نیک اپنے بجالانے والے کو ضرور جنت کی طرف لے جائے گا اور اس کے لئے اسی طرح فرش بچھانا جائے گا جس طرح تمہارے خدمتگار تمہارا بچھونا بچھا دیا کرتے ہیں منہ ۱۲

حواشی صفحہ ھذا ۵۸ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جو مرد مومن بھی اپنے برادر ایمانی کی عزت پر سے کسی حملے کو دفع کر دیگا اسی کا خدا پر یہ حق ہے کہ قیامت کے دن آتش دوزخ کو اس پر سے ہٹا دے۔ الفقیہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن کی نصرت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی میں گرفتار دیکھے ۱۲ ۵۹ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ...... تا لَظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیتیں کافروں کو کفر کی موت کی خبر سنانے والی ہیں۔ اس لئے کہ کفار بوجہ غور و فکر نہ کرنے کے ثابت قدم نہ تھے۔ اور سوچ بچار سے عاری ہونے کے باعث ہر معاملہ سے جلد اکھڑ جاتے تھے اور برابر غور و فکر کرنے کا ضروری نتیجہ نکلتا ہے (باقی صفحہ ۴۹۱ پر پڑھیے)

مُدْبِرِيْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا

پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور نہ تم (دل کے) اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہِ راست پر لانے والے ہو۔ تم تو صرف ان کو سنا سکتے ہو

مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں پھر فرمانبردار (بھی) ہوں۔ اللہ وہ ہے جس نے

مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ

ابتداء میں تم کو ضعف سے پیدا کیا پھر بعد ضعف کے قوت عطا کی پھر

بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

بعد قوت کے ضعیفی اور بڑھاپے کی حالت کر دی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہی صاحب علم (و)

الْقَدِيْرُ ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا

صاحب قدرت ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ (ہم) تو ایک گھنٹہ

غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

سے زیادہ (دنیا میں) رہے ہی نہیں یہ (دنیا میں بھی) ایسے ہی بہکا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کو

الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ

علم اور ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم تو خدا کے نوشتے کے بموجب (عالم دنیا اور عالم برزخ

الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

میں) قیامت تک رہے ہو تو آج تو یہ قیامت کا دن ہے لیکن تم کو (اس کا) علم و یقین ہی نہ تھا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○

پس اُس دن جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کی معذرت اُن کو کچھ نفع نہ پہنچائے گی اور نہ اُن کو رجوع کی طرف توجہ دلائی جائے گی۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ

اور ہم نے اس قرآن میں کل آدمیوں کے نفع کے لئے ہر طرح کی مثل بیان کی ہے۔

وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

اور اگر تم کوئی نشانی بھی لے آؤ گے تب بھی وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں یہی کہیں گے کہ تم نرے

مُبْطِلُوْنَ ○ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا

ناحق کوش ہو۔ اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو علم نہیں رکھتے

يَعْلَمُوْنَ ○ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

ٹھپا لگا دیا کرتا ہے۔ پس تم صبر کرو۔ بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ کہیں تم کو سبک خیال

ع ۵/۱۴

(بقیہ صفحہ ۴۹۰) کہ جب بارش بند ہو جائے تو لوگ اللہ پر بھروسہ کریں اور توبہ استغفار کے ساتھ اُسی کی حضور میں التجا پیش کریں اور اس کی رحمت سے ہرگز ہرگز ناامید نہ ہوں اور جب وہ اپنی رحمت سے اُن پر مینہ برسا دے تو اُس کا شکر بجا لائیں اور اُس کی عبادت متواتر کرتے رہیں اور حد سے زیادہ خوشی نہ کریں۔ اور اگر وہ اُن پر یہ بلا نازل کرے کہ ان کی کھیتیاں زرد کر دے تو اس پر صبر کریں اور کفرانِ نعمت نہ کریں"

حواشی صفحہ ھذا

سلہ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ پیٹھ پھیرنے کی قید اس لئے لگائی کہ بہرے پن کا نتیجہ زیادہ ثابت ہو اس لئے کہ اگر بہرے کا رُخ کسی کی طرف ہو تو گو وہ کسی کا کلام نہ بھی سُنے تاہم حرکات کے ذریعے سے کچھ نہ کچھ سمجھ ہی لیتا ہے۔ جو پیٹھ پھری ہونے کی صورت میں ناممکن ہے۔ سلہ اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اصل آیت یوں تھی وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ لَقَدْ لَبِثْتُمْ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ یعنی الفاظ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ بے محل کا نے ہیں۔ کافی اور العیون میں جناب امام رضا سے اُس حدیث میں جس میں آپ نے امام کے اور امامت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں یہ مضمون بھی ہے جناب رسول خدا نے خدا کے حکم سے اُس قاعدے کے بموجب جو خدا نے تعالیٰ نے لازم قرار دیا تھا امر امامت علی مرتضیٰ کے سپرد فرمایا اور آئندہ کے لئے ان کی اولاد میں اُن برگزیدہ لوگوں کے لئے قرار دے دیا جن کو خدائے تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا اور جن کی شان میں فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ

سلہ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کفار جو شک کرنے والے لوگ ہیں اُن سے تو یہ کچھ بعید ہی نہیں کہ وہ آپ کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں مگر ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے

الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ۝

(اور جاہل) نہ بنادیں۔

آیاتہا ۳۴ کلماتہا ۵۵۴ سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ حروفہا ۲۲۱۴ رکوعہا ۴

(سورۂ لقمان مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً

الٓمّٓ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ اُن نیکی کرنے والوں کے لئے

لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

ہدایت و رحمت ہیں۔ جو (باقاعدہ) نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور وہ آخرت پر بھی پُورا پُورا یقین رکھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں

وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ

اور وُہی (پُوری پُوری) فلاح پانے والے ہیں۔ اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو بیہودہ باتوں کا خریدار ہے

الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖۗ وَّ یَتَّخِذَهَا

کہ بغیر علم کے لوگوں کو راہ خدا سے بھٹکائے اور اُن کی

هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا

ہنسی اڑائے۔ ذلیل کرنے والا عذاب ایسوں ہی کے لئے ہے۔ اور جب اس کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ

وہ تکبر کرتا ہوا روگردان ہوجاتا ہے گویا اُس نے اُن کو سُنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں گرانی ہے۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پس تم اُس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنادو۔ بالتحقیق جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ هُوَ

نعمت والی جنتیں اُن ہی کے لئے ہیں۔ اُن میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ اور وہ

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى

بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اُس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو پیدا کیا ہے۔ اور

سلہ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لغت میں معنی ایسی باتیں جن کی کوئی اصل نہ ہو۔ اور ایسی کہانیاں جن کا کوئی اعتبار نہ ہو۔ نیز ہنسنے ہنسانے کی باتیں اور لغوگوئی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مُراد غنا۔ میخواری اور ہر قسم کا لہو ولعب۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ غنا ان چیزوں میں سے ہے جن پر خدائے تعالےٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ المعانی اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مُراد غنا یعنی گانا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے امر حق میں طعن کرنا اور اس کا مذاق اُڑانا جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی کیا کرتے تھے کہ ایک دن کہنے لگا اے گروہ قریش میں تمہیں وہ زقوم نہ کھلاؤں جس سے تمہارے رفیق تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔ پھر مکھن منگایا اور خرمے منگائے اور کہنے لگا دیکھو یہی ہے وہ زقوم جس سے یہ حضرتؐ تم کو ڈرایا کرتے ہیں ۱۲

ع ۶ / ۷ / ۹

سلہ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا تفسیر قمی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ستون تو ہیں۔ لیکن تم ان کو نہیں دیکھتے۔ قول مترجم۔ شاید کسی کو یہ وہم ہو کہ یہ سوجھے کہ خدائے تو فرماتا ہے بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اور امام فرماتے ہیں کہ ستون ہیں تو وہ ذرا معنوں پر گہری نظر ڈالیں تو ان کو معلوم ہوجائے گا کہ خدائے تعالیٰ نے عام نفی نہیں فرمائی۔ بلکہ ایسے ستونوں کی نفی فرمائی ہے جن کو تم دیکھ سکو ۱۲

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ

زمین میں (بھاری) بھاری پہاڑ قائم کر دیئے ہیں کہ وہ تم کو لے کر کسی طرف کو جھک نہ جائے اور اس میں ہر قسم کا چلنے والا

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ○

بکثرت پھیلا دیا ہے اور ہم نے آسمانوں سے پانی اتارا پھر ہم نے اس میں ہر ہر چیز کے نفیس جوڑے پیدا کر دیئے۔

هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ

یہ تو خدا کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے یہ دکھاؤ کہ جو اس کے سوا ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے

الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ

کہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی

أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ

کہ تم خدا کا شکر کیا کرو۔ اور جو بھی شکر کرے گا تو وہ اپنی ہی ذات کے نفع کے لئے شکر کرے گا اور جو کفران نعمت کرے گا

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ○ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ

تو اللہ بے پروا (اور) لائق حمد و ثنا ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو) جب کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جس حال میں کہ وہ اسے

يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○ وَوَصَّيْنَا

نصیحت کر رہے تھے یہ فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ بیشک شرک سب سے بڑا ظلم ہے اور ہم نے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ

انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں اس سبب سے کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو حمل میں رکھا اور

فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ○ وَإِنْ

دو برس بعد (ولادت) اس کا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گزار رہ اور اپنے والدین کا بھی۔ (آخر) بازگشت میری ہی طرف ہوگی۔ اور اگر

جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو

تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ

تو ان دونوں کی اطاعت مت کر اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ اور راستے پر اس شخص کے چل

مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی پس جو جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اس سے تم کو

تَعْمَلُونَ ○ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ

آگاہ کردوں گا۔ اے میرے پیارے بیٹے اگر نیکی یا بدی رائی کے دانہ کے برابر ہوگی

ع ۱۱ ۱۰

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

النصف

سلہ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ حکمت ہے اس سے مراد عقل و فہم ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے۔ کہ اس سے مراد امام زمانہ کی معرفت ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ لقمان نبی نہ تھے بلکہ ایک ایسے بندے تھے جو مصنوعات الٰہی میں بہت کچھ غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اور جن کا یقین اپنے خالق کے بارے میں بہت ہی اچھا تھا۔ چونکہ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے خدائے تعالےٰ نے بھی ان کو پسند کیا اور حکمت عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔ ایک دن دوپہر کو وہ سو رہے تھے کہ یکایک ان کو ایک آواز آئی۔ کہ اے لقمانؑ آیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ خدائے تعالیٰ تم کو زمین کا خلیفہ مقرر کر دے تاکہ تم لوگوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلے کیا کرو؟ انہوں نے اس آواز کے جواب میں کہا کہ اگر میرا پروردگار مجھ کو اختیار دے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں اور آزمائش میں نہیں پڑنا چاہتا ۱۲ سلہ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ہر نعمت کا شکریہ خواہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو یہ ہے کہ بندہ اس پر حمد خدا کرے ۱۲ سلہ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ظلم تین طرح کا ہے ایک ظلم ایسا ہے جسے خدائے تعالیٰ بخش دے گا اور ایک ظلم ایسا ہے جسے وہ ہرگز نہ بخشے گا اور ایک ظلم ایسا ہے جس سے چشم پوشی نہ کرے گا۔ پس وہ ظلم جسے خدائے تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا وہ شرک ہے اور وہ ظلم جسے خدا بخش دے گا وہ ایسا ہے جو بندہ نے خود اپنے ہی اوپر کیا ہوگا۔ اور رہا وہ ظلم جس سے وہ چشم پوشی نہ فرمائے گا وہ حق العباد ہے ۱۲ سلہ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ عیون میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بندے کو اپنا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے

فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط

پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں خدائے تعالیٰ اُس کو حاضر کریگا

إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ○ يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

بیشک خدائے تعالیٰ باریک سے باریک چیزوں کا جاننے والا (اور) خبر رکھنے والا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے نماز پڑھ اور نیکی کا حکم دے

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ ط إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

اور بدی سے باز رکھ اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اُس پر صبر کر۔ یقیناً پختہ ارادہ کے کاموں میں سے

الْأُمُورِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ

یہ بھی ہے۔ اور لوگوں کے دکھانے کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔

مَرَحًا ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ○ وَاقْصِدْ فِي

بیشک خدائے تعالیٰ کسی چھچھورے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اپنے چلنے میں

مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ

میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ کہ سب سے زیادہ ناگوار آواز گدھوں کی آواز ہے

الْحَمِيرِ ○ ع أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ط وَمِنَ

اُس سب کو تمہارا مطیع کر دیا ہے اور تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور

النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ

آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشنی پہنچانے والی کتاب کے

مُنِيرٍ ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

لڑتا جھگڑتا ہے۔ اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس کی

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ إِلٰى

پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ گو شیطان ان کے باپ دادا کو بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف

عَذَابِ السَّعِيرِ ○ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ

بلاتا رہا ہو۔ تو بھی؟ اور جو شخص اپنے معاملہ کو خدا کے سپرد کر دے اس حال میں کہ وہ

مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ط وَإِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

نیک عمل بھی ہو تو اس نے یقیناً مضبوط رسا پکڑ لیا اور تمام معاملات کا انجام خدا ہی کی حضور میں

۵۱ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو جو تکلیفیں اور ایذائیں تم کو پہنچیں ان کو برداشت کرلو ۱۲ ۵۲ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بروئے تکبر لوگوں کی طرف سے رُخ نہ پھیرلو۔ اور جو شخص تم سے بات کرتا ہو اس کی حقارت کرنے کے لئے اس کی طرف سے منہ نہ موڑلو۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی ایک قرأت وَلَا تُصَاعِرْ بھی ہے اور اصل اس کی صعر ہے یہ ایک بیماری ہے جو اونٹوں کو ہوا کرتی ہے۔ جس سے ان کی گردن کج ہو جاتی ہے اور ایک طرف کا گال پھول جاتا ہے ۱۲ ۵۲ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ع ۲ ۸ ۱۱ المجالس اور الفقیہ میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے اس بات سے ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص کہ کوئی شخص چلنے میں اکڑتا ہوا چلے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کوئی لباس پہنے اور اُسے پہن کر اکڑے تو خدائے تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے کھڑا کر کے مع اس کنارے کے اس کو دھسا دے گا اور وہ قارون کا ہم نشین قرار پائے گا۔ اس لئے کہ قارون پہلا شخص ہے جو اکڑ تکڑ دکھایا کرتا تھا اور وہ مع اپنے مکان کے زمین میں دھسا دیا گیا تھا یہ بھی فرمایا کہ اکڑفون کرنے والا گویا خدائے تعالیٰ سے جبروت خداوندی کو چھین لینا چاہتا ہے ۱۲ ۵۳ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیز تیز نہ چلو۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بلا ضرورت خاص تیز تیز چلنا مومن کی شان میں بٹہ لگاتا ہے ۱۲ ۵۴ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ الخ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ سے ایک مراد تو بہت بلند آواز سے اور بری طرح چھینکنا ہے دوسرے باتیں کرنے میں کسی شخص کا بھنگم طور سے آواز بلند کرنا۔ مگر تلاوت قرآن میں یا دعائیں پڑھنے میں اگر کوئی شخص بلند آواز کرے بشرطیکہ* کسی دوسرے کا حرج نہ ہوتا ہو تو وہ اس حکم سے مستثنے ہے۔ (حضرت لقمان کی نصیحتیں اس آیت پر ختم ہو گئیں اور احادیث میں جو کچھ ان کی تشریح و تفصیل آئی ہے وہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ —— (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

الْاُمُوْرِ ○ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

پیش ہوگا۔ اور جو شخص کافر ہوگیا تو اس کا کفر تم کو رنج نہ دے۔ ان سب کی بازگشت ہماری طرف ہے

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ نُمَتِّعُهُمْ

پھر جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس سے ہم اُن کو آگاہ کردیں گے بیشک اللہ دلوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔ ہم تھوڑے دن اُن کو

قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

نفع پہنچائیں گے پھر سخت عذاب کی طرف ان کو کھینچ بلائیں گے۔ اور اگر اُن سے یہ دریافت کروگے

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

کہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ تم یہ کہنا کہ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

(زیبا) ہے۔ لیکن اکثر اُن میں سے نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ○ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ

بیشک اللہ وہی تو بے پروا (اور) مستحق تعریف ہے۔ اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں

اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

وہ قلمیں ہوجائیں اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں اُن کے لئے روشنائی بن جائیں تو بھی

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

کلماتِ خدا ختم نہ ہوں گے۔ بیشک اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا پھر اُٹھا بٹھانا کچھ بھی نہیں

اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

مگر اتنا ہی جتنا کہ ایک شخص کا۔ یقیناً اللہ سُننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

سورج کو اور چاند کو اُس نے مطیع کرلیا ہے کہ ہر ایک ایک مدتِ مقررہ تک کے لئے چل رہا ہے۔ اور جو جو کچھ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ اللہ وُہی تو برحق ہے اور

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ○ ع

اس کے سوا جن جن کو بھی وہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ وُہی تو اعلیٰ (اور) بزرگ ہے۔

ع ۳ ۱۱ ۱۲

ف۱ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی یہ پہچانتا ہوا پیدا ہوتا ہے کہ خداوند عالم اس کا خالق ہے اسی سے خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الخ جناب امام محمد تقیؑ سے واحد کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ واحد وہ ہے جس کی یکتائی بیان کرنے میں بے شمار زبانیں یک زبان ہوں ۱۲

ف۲ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ اس کی قرأت یوں فرمایا کرتے تھے وَالْبَحْرُ مِدَادُهٗ ۱۲

ف۳ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں نے جناب رسول خداؐ سے رُوح کا حال پوچھا تو حضرت نے جواب دیا اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم تو خاص لوگ ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں۔ آدمی تو سب ہی عام ہیں۔ انہوں نے کہا یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ آپ تو خود ہی اس خیال کے ہیں کہ آپ کو تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک آپ کو دیا گیا اور ہم کو توریت دی گئی ہے اور آپ کا قرآن خود اس بات کی گواہی دیتا ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۳۔ رکوع نمبر ۵)، اس میں حکمت سے مراد توریت ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ الخ جس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کا علم تو بے حد و شمار ہے۔ خیر کثیر جس کو کہا گیا ہے وہ تمہارے مقابلے میں ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ قلیل ہے (كَلِمٰتِ اللّٰهِ کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۵۔ رکوع ۹)

ف۴ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب یہ خبر پہنچی ہے کہ کافروں نے یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ آپ ہی تو یہ بیان فرماتے ہیں کہ خدا نے ہم کو بتدریج پیدا کیا۔

31

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں خدا کی نعمت (یعنی حکم) سے چلتی ہیں کہ وہ اپنی نشانیوں میں سے بعض تم کو

آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُم

دکھلا دے۔ بیشک ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ پھر جس وقت ان کو کوئی

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ

موج بادل کی طرح ڈھانپ لیتی ہے تو وہ خالص دل سے اس کی اطاعت کا اظہار کرکے اللہ سے دعا مانگنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر

إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ

خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو کچھ تو اُن میں سے اعتدال پر رہتے ہیں اور سوائے ہر بے وفا اور ناشکرے کے ہماری نشانیوں کا انکار

كَفُورٍ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي

تو کوئی بھی نہیں کرتا۔ اے آدمیو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو جس دن

وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ

باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کوئی بدلا نہ دے سکے گا۔ اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کوئی چیز بدلے میں دینے والا بنے گا۔ یقیناً

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ

اللہ کا وعدہ سچا ہے پس تم کو زندگانی دنیا دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ خدا کے بارے میں کوئی فریبی تم کو

الْغَرُورُ ۝ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ

دھوکا دینے پائے۔ بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور وہی مینہ برساتا ہے۔ اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَ

وہی یہ جانتا ہے کہ حمل میں کیا ہے۔ اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل اُس کے نصیب میں کیا ہے۔ اور

مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ ع

نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا (اور) باخبر ہے۔

## آیاتہا ۳۰ | کلماتہا ۳۷۰ | سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۱۵۷۰ | رکوعاتہا ۳

(سورۂ سجدہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الم ۝ تَنزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

الٓمّٓ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا اُتارا تمام اہل عالم کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۹۵ گذشتہ) اُس کے نزدیک تمام عالموں کا پیدا کرنا اور ایک نفس کا پیدا کرنا برابر ہے اُسے کسی چیز کے لئے تردد کرنا نہیں پڑتا اس کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو فرمائے کہ ہو بس وہی ہو جائے ۱۲ **سے** يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ موسم گرما میں رات کا جو حصہ گھٹتا ہے وہ دن میں جا داخل ہوتا ہے اور موسم سرما میں دن میں سے جو کچھ کم ہوتا ہے وہ رات میں جا گھسنا ہے ۱۲

**حواشی صفحہ ھٰذا لہ** تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ تفسیر حقانی میں ہے کہ اس آیت میں نعمت کے معنی احسان کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسے اسباب مہیا فرما کر جن سے کشتی چل سکے احسان خاص فرمایا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں نعمت کے معنی قدرت کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ کشتیاں سمندر میں قدرت خدا سے رواں ہوتی ہیں ۱۲ **لہ** لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو آیات خدا میں غور و فکر کرنے کے لئے اور اُس کی نعمتوں میں فکر کرنے کے لئے اور ان کا شکر ادا کرنے کے لئے اپنے نفوس کو وقف کردیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو فقر و فاقہ برداشت کرے اور ہر حالت میں خدا کا شکر کرتا رہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ صَبَّارٍ شَكُورٍ سے مراد مرد مومن ہے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں آدھا اس کا صبر ہے اور آدھا شکر۔ قول صاحب تفسیر حقانی ایک مراد صَبَّارٍ شَكُورٍ سے ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو رزق کی تلاش میں سمندر میں سوار نہ ہو بلکہ جو اسوار ہوئے ہیں ان ہی کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور ایک مراد وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جو جہاز پر سوار ہو۔ اس لئے کہ وہ حالت امید و بیم میں ہوتا ہے یعنی امید تو بچ جانے کی اور خوف ڈوب جانے کا۔ پس چونکہ وہ بلا و نعمت کے بین بین ہے اس لئے صبر بھی کرتا ہے اور شکر بھی لہذا صَبَّار بھی ہے اور شَکُور بھی ۱۲ (باقی صفحہ ۴۹۷ پر)

ع ۴ | ۱۳

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ کسی نے اس کو بنا لیا ہے (جھک مارتے ہیں) بلکہ یہ برحق ہے (اور) تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے

أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي

تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں ہے کہ وہ راہ پر آ جائیں۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا

حاوی ہوگیا۔ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی حاکم ہے اور نہ سفارشی۔ کیا تم

تَتَذَكَّرُونَ ۝ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ آسمان سے زمین تک کے معاملے کی تدبیر وہی کرتا ہے پھر

إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝

اس دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس کی ہوگی کل معاملہ اسی کی حضور میں پیش ہوگا۔

ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي أَحْسَنَ

وہی چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا زبردست (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس نے

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ

ہر چیز کو جسے پیدا کیا بہت ہی اچھا پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی۔ پھر

جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ

اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصے سے قرار دیا۔ پھر اس کو ٹھیک ٹھاک کیا اور

فِيهِ مِن رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ

اپنی (پیدا کی ہوئی) روح اس میں پھونک دی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ

تم شکر ہی تھوڑا ادا کرتے ہو۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے

أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ۝

تو کیا ہم نئی صورت میں پیدا ہوں گے۔ اصل یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی حضور میں آنے ہی کے منکر ہیں۔

قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

تم یہ کہہ دو کہ ملک الموت جو تم پر معین کیا گیا ہے وہ تمہارا خاتمہ کرے گا پھر تم اپنے پروردگار کی حضور میں

(بقیہ صفحہ ۴۹۶) سورۃ لقمان ۳۳ ... الدنیا۔ کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ دنیا دو طرح کی ہے ایک تو تیاری آخرت کے لئے ایام گذاری کا ذریعہ اور ایک آخرت کو بھلا کر دوامی لعنت مول لینے کا اثاثہ ۱۲ سورۃ لقمان ۳۴ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ...... تا مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر سوائے خدائے تعالے کے نہ کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے اور نہ کوئی رسول و نبی۔ نہج البلاغۃ میں ہے کہ وہ علم غیب جس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یہی چیزیں ہیں جن کا ان آیات میں مذکور ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں منقول ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ تفسیر صافی میں ہے کہ آئمہ معصومین سے کئی معتبر حدیثوں میں مروی ہے کہ ان پانچ چیزوں کو تفصیلی اور تحقیقی طور پر سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس کا مطلب خود صاحب تفسیر صافی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اجمالی خبریں ان امور کی بھی حضرات آئمہ معصومین نے اکثر دی ہیں مگر جیسا کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا وہ علام الغیوب سے علم حاصل کرنے کا تھا ۱۲ سورۃ لقمان ۳۴ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ نہج البلاغۃ میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ بدصورت ہے یا خوب صورت۔ سخی ہے یا بخیل بدبخت ہے یا نیک بخت اور جہنم کا کندہ بنے گا یا جنت میں انبیاء کا مصاحب۔ ان تفصیلی باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا سورۃ ۵ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس پوری آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جن امور کی تدبیر کرتا ہے وہ سب اور جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ اور جن کاموں کے کرنے کی ممانعت فرمائی ہے تمام وہ اور سارے بندوں کے اعمال۔ قیامت کے دن ان سب چیزوں کا اظہار فرمائے گا

[illegible]

تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ

لوٹائے جاؤ گے۔ اور کاش تم دیکھتے کہ جب یہ گناہگار اپنے پروردگار کی حضور میں سر جھکائے کھڑے ہوں گے

رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا

(اور یہ عرض کرتے ہوں گے کہ) اے ہمارے پروردگار (اب) ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے اب اگر ہم کو واپس کر دے تو ہم نیکی ہی نیکی کریں گے

مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ

بیشک ہم یقین کرنے والے ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ہر نفس کو توفیق ہدایت دے دیتے لیکن

حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

میرا قول پورا اترا کہ میں جہنم کو جنوں سے اور آدمیوں سے ضرور ضرور پاٹ دوں گا

أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۖ إِنَّا

(پس اُن سے کہا جائے گا کہ) اس کے عوض میں کہ تم آج کے دن کی حاضری کو بھول گئے تھے مزہ چکھو۔ (اب) ہم نے بھی

نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا

تم کو بھلا دیا اور جو عمل تم کیا کرتے تھے اُس کے عوض میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا

ہماری آیتوں پر ایمان وہی لوگ رکھتے ہیں جن کو جس وقت بھی ان کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ

اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں

الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

(اور) اپنے پروردگار سے بیم و امید کی حالت میں دُعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے

يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ

اس کا ایک حصہ (ہماری راہ میں) خرچ کیا کرتے ہیں۔ پس کوئی نفس اس بات کو نہیں جانتا کہ اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیا کیا چیزیں

أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

اُن کے لئے چھپا رکھی گئی ہیں یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔ کیا وہ شخص جو مومن ہے

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اس کے مانند ہے جو فاسق ہے (دونوں ہرگز) برابر نہیں ہیں۔ (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

نیک عمل کئے پس جو عمل وہ کیا کرتے تھے اُس کے عوض میں ان کے لئے مہمانی کے طور پر رہنے کے (بہشتی) باغات ہوں گے۔

ع ۱ ۱۱ ۱۴

سلہ تَتَجَافیٰ جُنُوبُهُمْ الخ
علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ
سے اس آیت کی تفسیر میں
وارد ہے کہ شاید تم نے دیکھا
ہو کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو سوتے
نہیں حالانکہ اس بدن جب تک کہ
جان اس میں سے نکل نہ جائے راحت
پہنچانا ضروری ہے۔ ہاں جب جان
نکل جائے گی تب بدن کو خود ہی راحت
مل جائے گی اور رُوح کی بازگشت
عمل کی قوت کے مطابق ہوگی۔ پھر
فرمایا کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ
کی اور ہمارے شیعوں میں سے جو
ان کی سیرت پر چلنے والے ہیں اُن
کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ
اوّل شب میں سوتے ہیں۔ اور جب
وہ تہائی رات یا جتنی خدا کو منظور ہو جا
چکتی ہے تو اُٹھ کر اپنے پروردگار
کی حضور میں گڑگڑاتے ہیں اور امید و
بیم کی حالت میں اس سے دُعا کرتے
ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی
کتاب میں اس کا ذکر کر دیا۔ تم لوگوں
کو بھی اطلاع دے دی کہ
ان کو کیا کچھ عطا کیا ہے
یعنی ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ
دی اور ان کو اپنی جنت میں داخل
کر لیا اور ان کو خوف سے مامون کر دیا
اور ڈر ان کے دل سے نکال دیا ۱۲

سلہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ
لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ تفسیر قمی
میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول
ہے کہ بندہ جو نیک کام بھی کرتا ہے
اس کا ثواب قرآن مجید
میں مذکور ہے مگر نماز شب
اس سے مستثنیٰ ہے کہ
بوجہ اس کے کثرت ثواب کے خدائے
تعالیٰ نے اس کے ثواب بیان نہ فرمایا
اور یہ ارشاد فرمایا تَتَجَافیٰ جُنُوبُهُمْ
..... تا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
۱۲ اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ
فرمائیے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

اور رہے وہ جو نافرمان تھے پس ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جس وقت بھی وہ ارادہ کریں گے کہ

يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

جہنم سے نکلیں اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ اب تم اس آتش دوزخ کے عذاب کا

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ اس بڑے عذاب کے علاوہ ہم ان کو ایک چھوٹے عذاب کا

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

بھی مزہ چکھائیں تاکہ وہ (زمانہ رجعت میں) پلٹ کر آئیں۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ

اس کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی گئی پھر وہ ان سے روگردان ہوگیا یقیناً ہم مجرموں سے

مُنْتَقِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ

انتقام لینے والے ہیں۔ اور بالتحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی پس تم ان کی قیامت کی حاضری کے بارے میں

مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

شک میں نہ رہنا اور ہم نے اس کتاب کو اولاد اسرائیل کے لئے ہدایت مقرر کیا۔ اور چونکہ انہوں نے صبر کیا تھا

اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے ہم نے بھی ان میں سے ایسے امام مقرر کئے جو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے تھے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان تمام باتوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

ان کے مابین فیصلہ فرمادے گا۔ کیا اس بات نے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا

زمانہ والوں کو جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کردیا ان کو کچھ بھی نہ سمجھایا۔ بیشک اس میں نشانیاں موجود ہیں۔ کیا اب بھی وہ

يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

(توجہ سے) نہیں سنتے؟ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو چٹیل زمین کی طرف ہنکا کرلے جاتے ہیں

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا

پھر اس کے ذریعے سے کھیتی پیدا کردیتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی۔ کیا اب بھی وہ

ع ۲ ۱۱ ۱۵

سلہ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ تفسیر قمی میں ہے کہ عَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد ہے زمانہ رجعت میں تلوار کا عذاب جو جناب صاحب الامر کے ہاتھ سے ان حضرت کے مخالفوں کو چکھنا پڑے گا ۱۲ سلہ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ عام طور پر گنہگاروں سے انتقام لینے کا حتمی وعدہ فرماچکا ہے تو ان لوگوں کی حالت عبرت کے قابل ہے جو سب ظالموں سے بڑھ کر ظالم ہیں۔

قول مترجم۔ عجائب اتفاق سے یہ بات بھی ہے کہ اس آیت کے اعداد کا مجموعہ بحساب جمل کبیر اور بحساب زبر و بینات (جس حال میں کہ محض زبر ہی زبر لیا جائے) ائمہ کے مشہور ناموں کے اعداد کے مجموعے کے برابر ہے ۱۲ سلہ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ معصوم نے فرمایا کہ چونکہ علم خدا میں گذر چکا تھا کہ آل محمد پر مصیبتیں بڑی پڑیں گی ان پر صبر کر لیں گے لہٰذا انہی حضرات کو امام مقرر فرمایا مزید توضیح و تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۸ رکوع ۱۶۔

يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(غور سے) نہیں دیکھتے؟ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ فیصلہ کب ہوگا؟

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

تم کہہ دو کہ فتح کے دن ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے ان کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کو

يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

مہلت دی جائے گی۔ پس تم اُن سے رُوگردانی کرو اور انتظار کرو کہ (آخر) یہ بھی تو انتظار کر رہے ہیں۔

آیاتہا ۷۳ | کلماتہا ۱۲۸۰ | سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ | حروفہا ۵۹۰۹ | رکوعاتہا ۹

(سورۂ احزاب مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اے نبی تم اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

بیشک اللہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى

اُس کی پیروی کرو۔ یقیناً اللہ اس عمل سے جو تم کیا کرتے ہو باخبر ہے۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔ اور کارسازی کے لئے

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ وَمَا

اور نہ تمہاری ان بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لو تمہاری ماں بنا دیا ہے اور نہ

جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ

تمہارے متبنیٰ بیٹوں کو تمہارا (اصلی) بیٹا بنا دیا ہے یہ تو تمہارے اپنے منہ کی کہی ہے۔ اور اللہ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

حق حق فرماتا ہے اور وُہی ٹھیک ٹھیک راستہ بتلاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپ کا کرکے پکارا کرو کہ

اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

خدا کے نزدیک یہی بات زیادہ انصاف کی ہے۔ پھر اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی

ع ۸
۱۶

ف۱ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ ...... تا اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ایک مثل ہے جو خدائے تعالیٰ نے رجعت کے بارے میں اور جناب قائم آل محمد کے بارے میں بیان فرمائی کہ جب منکروں کو جناب رسول خدا نے رجعت کی خبر دی تو وہ کہنے لگے مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ان کا یہ قول خدائے تعالیٰ کے اُس قول پر معطوف ہے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (توضیح کے لئے ضمیمہ میں پڑھیئے۔) (پھر اس کے حسب تعلیم خدا جواب دیا گیا ہے) الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سورتہائے عزائم جن میں سے ہر ایک کا سجدہ واجب ہے چار ہیں از آنجملہ ایک یہ ہے۔ دوسری حٰمٓ تنزیل السجدہ (جو چوبیسویں پارہ میں ہے) تیسری وَالنَّجْمِ (جو ستائیسویں پارہ میں ہے) چوتھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (جو تیسویں پارہ میں ہے)

ف۲ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں وُہی بات ہے جو جناب امام جعفر صادق نے فرمائی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا کلام دے کر بھیجا کہ کہنا تو مجھ سے ہے اے پڑوسن سُنتی تو رہیو۔ یعنی خطاب ظاہر تو نبی سے ہے اور مراد اُمت کے لوگ ہیں۔

ف۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ تفسیر قمی میں جناب امام باقر سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی محبت کسی انسان کے سینے میں جمع نہیں ہو سکتی اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک سے تو کسی سے محبت کرے اور دوسرے سے اسی سے بغض رکھے پس ہمارا محب جو ہو اُسے لازم ہے کہ ہمارے لئے اپنی محبت کو ویسے ہی خالص کرے جیسے سونا آگ میں تپا تپا کر خالص کر لیا جاتا ہے اور اس میں میل کچیل کچھ نہیں رہتا۔ پس جو یہ چاہے کہ ہماری محبت کو جانچے اسے لازم ہے کہ اپنی قلبی حالت کا امتحان کرے۔

الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ

اور تمہارے (دینی) دوست ہیں اور جو کچھ تم سے بھول چوک ہو جائے تم پر کوئی الزام نہیں

وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ النَّبِيُّ

لیکن (اس میں ہے) جس کا قصد تمہارے دل کریں - اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ نبی

أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو

مومنین کی جانوں کا خود اُن سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہے اور اُس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔ اور

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

رشتہ دار مومنین و مہاجرین میں سے خدا کے نوشتہ کے بموجب بعض بہ نسبت بعض کے (میراث کے) زیادہ

وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ

مستحق ہیں اور یہ اور بات ہے کہ تم اپنے اولیاء کے ساتھ کچھ سلوک کرو۔

ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

کتاب میں لکھا ہوا حکم یہی ہے۔ (اور اس وقت کو یاد کرو) جس وقت ہم نے پیغمبروں سے

مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى

ان کا اپنا اپنا عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسےٰ سے اور عیسےٰ

ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ

ابن مریم سے اور ہم نے اُن سے عہد بھی سخت لیا۔ تاکہ خدائے تعالےٰ سچوں سے

عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اُن کے سچ کی بابت سوال کرے اور کافروں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اے ایمان لانے والو!

آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا

اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو جس وقت تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے پس ہم نے

عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو عمل تم کیا کرتے ہو اللہ اُس کو

بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَ

دیکھنے والا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم پر بلندی کی طرف سے بھی آئے اور پستی کی طرف سے بھی اور

إِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ

جب مارے ڈر کے تمہاری آنکھیں کج ہو گئیں اور تمہارے کلیجے منہ کو آ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان!

(بقیۃ صفحہ ۵۰۰) اس خیال کا رد ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کی نسبت یہ کہہ لیتا کہ تیری پشت مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو اسی وقت سے اس کی زوجہ مثل اُس کی ماں کے ہو جاتی ہے (اس کا تتمہ اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ مجادلہ کی تفسیر میں آئے گا) ۱۲ ۵ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ - تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ متبنےٰ بیٹا نہیں ہو سکتا اور یہ عرب کے اس خیال کا رد ہے کہ وہ کسی شخص کے متبنےٰ کو اصلی بیٹا سمجھا کرتے تھے اور اسی پر زید ابن حارثہ کلبی کو جسے جناب رسول خدا نے خرید کر آزاد فرمایا تھا ابن محمد کہا کرتے تھے (تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے زید کی غلامی تبنیت اور شادی وغیرہ کا قصہ منقول ہے)

حواشی صفحہ هذا ۱ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی مومنین کے تمام معاملات میں ان کی ذات سے زیادہ تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے یعنی وہ ان کو جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو جو چیزیں ان کے لئے پسند کرتا ہے اُن ہی چیزوں میں مومنین کی خیر و خوبی بھی ہے اور اُن ہی میں ان کی کامیابی بھی دراً نحالیکہ نفوس کی یہ حالت نہیں ہے (یعنی نفس انسان جس کام کے کرنے کا حکم دے گا اس کا نتیجہ علی العموم خراب ہی ہوگا) اسی لئے نبی کے حکم کو اولےٰ اور اعلےٰ بتلایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی ان پر واجب ہوا کہ اپنی ذات سے زیادہ نبیؐ سے محبت رکھیں اور اپنے نفس کے حکم سے زیادہ نبیؐ کے حکم کو نافذ سمجھیں اور اپنی ذات سے زیادہ نبیؐ کی ذات کی حفاظت و غور و پرداخت کریں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل آیت یوں نازل ہوئی تھی اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَهُوَ أَبٌ لَّهُمْ قول صاحب تفسیر صافی وھو اب لھم کے یہ معنی ہیں کہ نبی دین و دنیا میں امت والوں کا باپ ہے - دین میں تو اس طرح کہ ہر نبی اس جہت سے اپنی کل اُمت کا باپ ہوتا ہے کہ دائمی زندگانی کی جڑ

ع ۸ ۱۷

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

کرنے لگے۔ اسی موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور اُن کو بہت ہی سختی کے ساتھ

شَدِيْدًا ○ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

ہلا ڈالا گیا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا یہ کہنے لگے

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ○ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے ہم سے کچھ وعدہ نہیں کیا ہے مگر نرا دھوکا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ان میں سے ایک گروہ نے

يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ

یہ کہہ دیا کہ اے یثرب کے رہنے والو اب تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں رہی۔ اب پلٹ جاؤ۔ اور ان میں سے ایک گروہ

النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۭ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ

نبیؐ سے یہ کہہ کر اجازت مانگتا تھا کہ ہمارے مکان غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ مکانات غیر محفوظ نہیں ہیں۔ وہ تو

يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ

صرف بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور اگر لشکر اُن پر اطراف سے آجاتے پھر

سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ○ وَلَقَدْ

خود اُن سے فساد برپا کرنے کو کہا جاتا تو ضرور برپا کر دیتے اور اس بارے میں اگر توقف کرتے بھی تو کچھ یونہی سا۔ اور یقیناً

كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ

وہ پہلے سے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اور

عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ○ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

اللہ کے عہد کی بابت باز پرس (بھی) کی جائے گی۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ قُلْ مَنْ ذَا

ہرگز نفع نہ پہنچائے گا اور اس صورت تم کو فائدہ (حیات) بھی کم دیا جائے گا۔ تم یہ کہہ دو کہ وہ کون ہے جو

الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ

اللہ سے تم کو بچائے گا اگر وہ تم کو عذاب دینا چاہے یا تمہارے حق میں

رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

رحمت کرنا چاہے۔ اور وہ اللہ کے سوا کسی کو نہ اپنا کارساز پائیں گے اور نہ مددگار۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ

یقیناً اللہ تم لوگوں میں سے دیر کرنے والوں کو بھی جانتا ہے اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو بھی کہ ہمارے پاس چلے بھی آؤ

(بقیہ صفحہ ۵۰۱) فرق اتنا ہی ہے کہ علیؑ نبی کے بعد ہیں۔ اب رہا دنیا میں باپ ہونا۔ وہ اس حیثیت سے ہے کہ خدائے تعالےٰ نے مومنین کی کفالت اور اُن کے یتیموں اور کمزوروں کی تربیت جناب رسولؐ خدا کے ذمّہ قرار دے دی (اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں پڑھیئے)

سے ۵ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ازواج جناب رسولؐ خدا اُمتیوں پر حرام ہونے میں ماں کا سا حکم رکھتی ہیں (نہ یہ کہ حقیقی ماں ہو گئیں۔ ورنہ ان کا اُمتیوں سے پردہ کرنا بے معنی بات ہوتی ہے) اکمال میں ہے کہ جناب قائمِ آلِ محمدؑ سے اس طلاق کے معنی دریافت کئے گئے تھے جس کا حکم جناب رسولؐ خدا نے جناب امیرالمومنینؑ کے سپرد کر دیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے ازواج نبیؐ کی شان کو بڑھایا اور ان کو امہات المومنین ہونے کا شرف بخشا۔ اور جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ یہ شرف ان کے لئے اسی وقت تک قائم ہے جب تک کہ وہ اطاعت پر قائم رہیں۔ پس میرے بعد اُن میں سے جو بھی نافرمانی برتے اور تمہارے برخلاف خروج کرے اُس کو میں طلاق دے کر زوجیت سے خارج کر دوں گا اور مومنین کی ماں ہونے کے شرف سے اُسے گرا دوں گا اور اس امر کے اظہار کا اختیار تم کو عطا کرتا ہوں

سے ۵۳ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے تو فرمایا کہ امیرالمومنینؑ وحسنینؑ کی شان میں اور پھر اس آیت کا حکم اولادِ حسنینؑ میں جاری ہے پس ہم تمام مومنین و مہاجرین و انصار سے امرِ خلافت کے بھی زیادہ مستحق ہیں اور آنحضرتؐ کی وراثت کے بھی قولِ مترجم۔ بعینہ یہی آیت سورۂ انفال کے آخر میں بھی آ چکی ہے جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اس نے مہاجرین و انصار کے مابین بھائی چارہ کے ذریعہ سے میراث لینے کا جو قاعدہ جاری تھا اس کو منسوخ کر دیا۔ فرق صرف اتنا ہے

إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ

حالانکہ وہ لڑائی کے میدان میں آتے ہی کم ہیں۔ (وہ) تمہاری مدد کرنے میں سخت کنجوس ہیں۔ پھر جب

الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ

خوف کی صورت آجائے تو تم ان کو دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف نگاہ لگائے ہوئے ہیں اور ان کی پتلیاں اس طرح پھر رہی ہیں جیسے

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ

اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو مال غنیمت لینے کے لئے گرے پڑتے ہیں اور طرار زبانوں سے

حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ

تم پر طعنوں کی بھرمار کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے اور اللہ نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیئے

وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ

اور اللہ کے نزدیک یہ بات آسان ہے۔ کفار کے جتھوں کی نسبت یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ

يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي

گئے نہیں۔ اور اگر جتھے (دوبارہ) آجاتے تو ان کی خواہش یہی ہوتی کہ کاش (کہیں)

الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا

یہ جنگلوں میں بدوؤں میں ہوتے اور وہیں سے تمہاری خبریں پوچھا کرتے۔ اور اگر تم میں رہتے تو لڑائی نہ لڑتے

إِلَّا قَلِيلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مگر بہت ہی کم۔ (اے لوگو!) بیشک تمہارے لئے پیروی کرنے کو اچھے سے اچھا نمونہ خود رسول اللہ موجود ہیں

لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا

(یعنی) اس شخص کے لئے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت سی یاد کیا کرتا ہو۔ اور جس وقت

رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

مومنوں نے کافروں کے جتھوں کو دیکھا تو یہ کہا کہ یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا

وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا غرض اس آزمائش نے ان کے ایمان اور تسلیم کو اور بڑھا ہی دیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ

مومنین میں سے ایسے مرد بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پس بعض ان میں سے

مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

ایسے ہیں جن کا خاتمہ ہوگیا اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو (شہادت کا) منتظر ہے اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(بقیہ صفحہ ۵۰۲) خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ سلوک کر دیا جائے۔ اور صاحب تفسیر صافی یہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت جو کچھ سلوک کیا جائے ۱۲

ـــ۵ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں وَمِنْکَ کا واؤ زائد ہے۔ اصل کلام خدا یوں تھا وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ مِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ الخ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق کل انبیاء سے عہد لیا۔ پھر اپنے نبی کے لئے تمام انبیاء سے بھی لیا۔ اور آئمہ سے بھی۔ پھر ان انبیاء کی نبوت کے متعلق اپنے رسول سے عہد لیا ۱۲

ـــ۶ لِیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ یعنی قیامت کے دن انبیاء سے جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا۔ خدائے تعالیٰ سوالات کرے گا اور ان حضرات کی سچائی ظاہر و آشکارا ہو جائے گی ۱۲

ع ۲ ۱۲ ۱۸

ـــ۷ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان لشکروں سے مراد ہیں احزاب قریش و بنی غطفان و یہود بنی قریظہ و بنی نضیر۔

ـــ۸ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ تفسیر صافی میں ہے کہ سخت خوف کے وقت پھیپھڑا پھولتا ہے یہاں تک کہ وہ حلقوم تک آجاتا ہے۔

حواشی صفحہ هذا ـــ۱ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تمام آیتیں غزوۂ احزاب کے متعلق ہیں (احزاب جمع حزب کی ہے جس کے معنی ہیں گروہ)، یعنی قریش کے اور عرب کے گروہ کے گروہ ٹولیاں باندھ باندھ کر جناب رسول خدا کے مقابلے کے لئے آئے تھے اور صورت اس کی یہ تھی کہ ۵ ہجری میں قریش نے اجتماع کیا اور تمام ملک عرب میں چلے پھرے۔ اور لوگوں کو جناب رسولِ خدا سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ اس کارروائی میں انہوں نے یہاں تک کامیابی حاصل کی کہ دس ہزار آدمی جمع کر لئے کنانہ سلیم اور فزارہ کے قبیلے بھی اُن کے ساتھ تھے اور جناب رسولِ خدا نے بھی بنی نضیر کو جو یہودیوں کا ایک قبیلہ اولادِ ہارون سے تھا بوجہ ان کی بدعہدی

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ

تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کے موافق بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے یا

شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَرَدَّ

اُن کی توبہ قبول کرلے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ

ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے تھے اللہ نے اُن کے غصے ہی کی حالت میں لوٹا دیا کہ وہ کسی مُراد کو نہ پہنچے۔ اور اللہ نے مومنوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

لڑائی کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ اور اللہ صاحب قوت (و) صاحب غلبہ ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

ان کی مدد کی تھی ان کو اُن کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا

الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ

کہ تم ایک گروہ کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔ اور تم کو ان کی زمین کا

اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ

اور اُن کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث کر دیا اور ایسی زمین کا جس پر تمہارے کبھی قدم بھی نہ آئے تھے۔ اور

اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہدو

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

کہ اگر تم زندگانی دُنیا اور اُس کی زینت کی خواستگار ہو تو آؤ میں تم کو نفع پہنچادوں

وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور پھر تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کردوں۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی

وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا

اور آخرت کے گھر کی خواستگار ہو تو اللہ نے تم میں سے جو نیک ہوں گی اُن کے لئے بہت بڑا اجر

عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

مہیا فرمایا ہے۔ اے نبی کی بیبیو! جو تم میں سے کوئی کھلی بدی کرے گی

يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

تو اس کو عذاب بھی دُہرا دیا جائے گا اور اللہ پر یہ بات آسان ہے۔

ف وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ بات جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ذریعے سے ہوئی۔ کہ انہوں نے عرب کے نامی پہلوان عمرو ابن عبدود کو قتل کرڈالا۔ اور یہی واقعہ کل دشمنوں کی ہزیمت کا باعث ہوگیا۔

ف وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بنی قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی جب رسول خدا غزوۂ خندق سے لوٹ کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ ابھی لوائے رسولؐ کھولا بھی نہ گیا تھا اور آنحضرت نے صرف یہ ارادہ کیا تھا کہ غبار وغیرہ دُور کرنے کی نیت سے غسل کرلوں کہ جبرئیل امین نے آواز دی کہ ابھی جنگ کا بقیہ باقی ہے۔ فرشتوں نے بھی جو آپ کی مدد کو آئے تھے ابھی ہتھیار کھولے نہیں ہیں۔ پھر آپ کیسے کھولتے ہیں۔ خدائے

ع ٣ ٧ ١٩

تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ نماز عصر بنی قریظہ میں جاکر پڑھیئے۔ میں آپ کے آگے جاتا ہوں اور ان کے قلعے میں جاکر زلزلہ پیدا کر دیتا ہوں۔ فرشتے منزل حمراء الاسد تک شکست کھاکر بھاگ جانے والے لوگوں کو ڈراتے ڈراتے پہنچ گئے ہیں۔ پس جناب رسولؐ خدا پھر مدینہ منورہ سے نکلے۔ حارثہ بن نعمانؓ نے آپؐ کا استقبال کیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے حارثہ کیا خبر ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوجائیں۔ دحیہ کلبی تمام آدمیوں میں آواز دیتا پھر گیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی شخص نماز عصر نہ پڑھے۔ بلکہ محلہ بنی قریظہ میں چل کر پڑھیں۔ فرمایا ہاں وہ جبرئیل امین تھے۔ اب تم علی مرتضےٰ کو بلالو

چنانچہ جناب امیر المومنینؑ آئے۔ اور آنحضرت نے ان کو یہ حکم دیا کہ عام طور سے منادی کرادو کہ نماز عصر سب لوگ چل کر میرے ساتھ محلہ بنی قریظہ میں پڑھیں۔ حضرت نے آواز دلوادی۔ لوگ نکلے۔ اور محلہ بنی قریظہ میں پہنچ گئے۔ ادھر جناب رسولِ خدا برآمد ہوئے اور جناب امیر المومنینؑ ان کے آگے آگے بڑا جھنڈا لئے ہوئے چلے (بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ۔ جتنے یہودی وہاں تھے اُن کی قید۔ انصار میں سے بنی اوس کا ان کی حمایت کرنا

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور تم میں سے جو خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل بجا لائے گی تو ہم اُس کو

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ

اس کا اجر بھی دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے اچھی روزی (بھی) تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی عورتو

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

اگر تم پرہیزگاری کرو تو تم اور عورتوں کے مانند نہیں ہو پس نرم زبان سے

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا

باتیں نہ کیا کرو کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے کسی طرح کا لالچ کرے اور نیک (یعنی شک سے بری ہوئی)

مَّعْرُوْفًا ۝ وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

باتیں کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں (عزت و وقار سے) بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کا سا بناؤ سنگار کرکے

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ

باہر نکلا کرو اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

اور (برابر) اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہلبیت سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا

ہر قسم کے رجس کو دور کردے اور تم کو ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ اور تمہارے گھروں میں

يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

خدا کی آیتیں اور حکمت کی باتیں جو پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو۔ بیشک خدائے تعالیٰ

لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

بڑا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ یقیناً فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور ایمان والے مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اور ایمان والی عورتیں اور دعا کرنے والے مرد اور دعا کرنے والی عورتیں اور (اپنے قول و فعل میں) سچے مرد اور سچی عورتیں

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور گڑگڑانے والے مرد اور گڑگڑانے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد

وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے

ع ۳

ركوع (۲۲)

۱؎ نُؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک اجر تو اس بنا پر ہوگا کہ طاعت خدا اُن کو مدنظر تھی۔ اور دوسرا اجر اس بنا پر کہ قناعت و حسن معاشرت کے ساتھ رضائے جناب رسولخدا مدنظر تھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ سب کچھ آخرت ہی میں ملے گا کیونکہ اجر وہیں ہوگا جہاں عذاب ہوگا۔ قول مترجم۔ اسی طرح دوہرے عذاب کا ذکر اکیسویں پارہ میں آچکا ہے۔ ۲؎ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ ۔ اکمال میں بروایت عبداللہ ابن مسعودؓ جناب رسولؐ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰؑ بعد موسیٰؑ کے تیس برس زندہ رہے اور صفیرا بنت شعیبؑ زوجۂ موسیٰؑ نے اُن پر خلاف خروج کیا اور یہ ادعا کیا کہ میں امر وصایت کی تم سے زیادہ مستحق ہوں۔ چنانچہ وہ حضرتؑ اس سے لڑے۔ اُس کے طرفداروں کو قتل کیا۔ اور جب اُسے قید کرلیا تو اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ابوبکر کی بیٹی میری امت کے اتنے اتنے ہزار آدمیوں میں علیؑ کے مقابل خروج کرنے والی ہے پس علیؑ بھی اس سے لڑیں گے۔ اُس کے حامیوں کو قتل کریں گے۔ اُسے قتل کریں گے۔ درحالت قید میں اُس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے اور اُسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جاہلیت اولیٰ سے صفیرا بنت شعیبؑ کا واقعہ مراد ہے۔ قول مترجم۔ چونکہ اس امت کو امت جناب موسیٰؑ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس میں بھی ویسے ہی واقعات گزریں گے لہٰذا جیسے موسیٰؑ کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ان کے خلیفہ سے مخالفت کرکے ... پرستی کی تھی۔ یہاں آنحضرتؐ کے بعد خلیفۂ برحق سے منحرف ہوئے اور جیسے وہاں وصی موسیٰؑ تیس برس بعد اُن کے زندہ رہے ویسے ہی یہاں بھی وصی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسؓ برس زندہ رہے وہاں مقابلہ پر صفیرا تھی اور یہاں حمیرا ... کے ذکر شی منہ میں پڑھیے)۔

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ١

اور محفوظ رکھنے والی عورتیں اور بہت کثرت سے خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

ان سب کے لئے خدائے تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے۔ اور نہ کسی مومن مرد کے لئے

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

یہ بات موزوں ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لئے کہ جب خدا اور اس کے رسول نے ایک بات طے کر دی تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ میں

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ

کچھ بھی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا یقیناً وہ تو کھلی گمراہی میں

ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

پڑ جائے گا۔ اور (اے رسول) جس وقت تم اس سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا اور

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ

تم نے بھی احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور

فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں (کی بدگوئی) سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ

تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا

اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو۔ پس جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس عورت کو اس غرض سے تمہاری

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا

زوجیت میں دے دیا کہ مومنوں کے لئے ان کی متبنے اولاد کی ازواج کے بارے میں جب کہ وہ اپنی حاجت پوری کر چکا کریں

مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○ مَا كَانَ عَلَى

کوئی روک ٹوک نہ رہے۔ اور خدا کا حکم ہو کر رہا۔ نبی کے لئے

النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

اُس بات میں جو اللہ نے واجب کر دی ہو کوئی روک نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ کا قاعدہ اُن لوگوں میں جو

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ○ الَّذِيْنَ

پہلے گزر گئے ایک ہی چلا آتا ہے۔ اور خدا کا حکم ایک حد پر اندازہ کیا ہوا ہے۔ پیغمبر

يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا

ایسے لوگ ہیں جو خدا کا حکم پہنچاتے ہیں اور اُسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتے

سلہ وَالذّٰكِرٰتِ تفسیر مجمع البیان میں مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ جب اسماء بنت عمیس اپنے شوہر جعفر ابن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج رسول اللہ کے پاس گئیں اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے بارے میں بھی قرآن مجید میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو یہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کی یا رسول اللہ عورتیں بالکل ٹوٹے ہی میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا کس سبب سے؟ عرض کی اس سبب سے کہ مردوں کا ذکر خیر تو قرآن مجید میں آیا اور عورتوں کا نہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں عورتوں کا ذکر تمام نیکیوں میں مردوں کے ساتھ مذکور ہے ۱۲ سلہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے زینب بنت جحش اسدیہ اپنی پھوپھی زاد بہن کو زید ابن حارثہ اپنے آزاد کردہ غلام کے بارے میں پیغام دیا ہے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اتنا انتظار کیجیے کہ ذرا میں سوچ سمجھ لوں اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جسے سن کر زینب نے عرض کی یا رسول اللہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ ہے جو مناسب ہو کیجیے۔ پس آنحضرتؐ نے زید سے ان کا نکاح کر دیا ۱۲ سلہ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد زید بن حارثہ ہیں خدا کا انعام یہ تھا کہ داخل اسلام ہوئے اور آنحضرتؐ کا یہ کہ خرید کر آزاد کر دیا ۱۲ سلہ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ وہ بات جسے جناب رسول خدا اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو خبر دے دی تھی کہ زید ابن حارثہ اپنی زوجہ زینب بنت جحش کو طلاق دے گا اور وہ عنقریب آپ کی ازواج میں داخل ہو جائے گی چنانچہ جب زید آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ عرض کی کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ اس آیت میں خدائے تعالیٰ

اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اور حساب لینے کو اللہ ہی کافی ہے۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

لیکن وہ خدا کے رسولؐ ہیں اور پیغمبروں کا خاتمہ۔ اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا)

عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّ

جاننے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو! اللہ کی یاد بہت کچھ کیا کرو۔ اور

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ

اُس کی پاکی صبح و شام بیان کیا کرو۔ وہ وُہی ہے جو خود اور

مَلٰۗىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ

اس کے فرشتے تم پر صلوات بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو (کفر و نفاق کی) اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لائے - اور

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ

وہ مومنوں پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے - جس دن یہ لوگ خدا سے ملیں گے سلام اُن کی اعلےٰ درجہ کی مدارات ہوگا - اور خدا تعالیٰ نے

لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ

اُن کے لئے بہت ہی اچھا اجر تیار کر رکھا ہے - اے نبیؐ ہم نے تم کو گواہ اور

مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا - اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشنی پہنچانے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے -

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا

اور مومنین کو یہ خوشخبری پہنچا دو کہ اللہ کی طرف سے اُن پر بہت بڑا فضل ہے - اور

تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ

کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو اور ان کو ایذا دینا چھوڑ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو -

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

اور کارسازی کے لئے اللہ ہی کافی ہے - اے ایمان لانے والو! جس وقت تم نے ایمان والی عورتوں سے نکاح کیا

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

پھر قبل اس کے کہ تم نے ان سے مباشرت کی ہو اُن کو طلاق دے دی تو اُن کے ذمے تمہاری خاطر

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

کوئی عدۃ نہیں ہے جسے وہ پورا کریں - پس تم اُن کو کچھ نفع پہنچا دو اور اُن کو نہایت خوبی سے

ع ۵ / ۲

۵۱ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زید ابن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ قریش یہ کہتے تھے کہ محمدؐ ہم پر تو متبنے کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور خود زید کو متبنے کر لیا ہے دلیس خدائے تعالےٰ نے اُن کے اس قول کو رد کر دیا، تفسیر صافی میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے چار بیٹے قاسمؑ، طیبؑ، طاہرؑ اور ابراہیمؑ ہوئے ہیں۔ اس سے آیت کے عام معنی میں خلل پڑتا ہے۔ مگر ذرا غور و تامل سے وہ شک اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ ایک تو وہ رجال ہونے کی حد تک نہیں پہنچے تھے - دوسرے اگر اُس حد تک پہنچتے بھی تو وہ رِجَالِ رَسُوْلِ اللّٰہ ہوتے نہ کہ رِجَالِکُمْ اور اسی سبب سے آنحضرت آئمہ معصومین کے باپ ہیں کہ وہ سب حضرات رِجَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہیں نہ کہ رِجَالُ النَّاسِ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں بطریق صحیح وارد ہوا ہے - کہ آنحضرتؐ نے حسن مجتبےٰ کی نسبت فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے - نیز حسنین کے بارے میں فرمایا کہ میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں خواہ حصول خلافت کے لئے جنگ برپا کریں یا گھر بیٹھے رہیں - نیز فرمایا کہ ہر بیٹی کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر اولاد فاطمہؑ اس عموم سے مستثنےٰ ہے بحکم خدا اُن کا باپ میں ہوں ۱۲ ۵۲ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ تفسیر صافی میں ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ اُمت کے لوگوں کی بیٹیاں یا مطلقہ عورتیں اس کے لئے نکاح میں لانی حرام ہوں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ ان کا خیرخواہ ہے شفیق ہے اور ان پر اُس کی اطاعت و تعظیم واجب ہے - پس زید ابن حارثہ بھی داخل اُمت تھا ۱۲ ۵۳ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت دونوں طرح آئی ہے یعنی تا کو زبر بھی اور زیر بھی - المناقب میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ یا علی میں خاتم الانبیاء ہوں اور تم خاتم الاولیاء - اور جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ جناب محمد مصطفےٰ پر ایک ہزار انبیاء کا خاتمہ ہوا (باقی ضمیمہ میں)

جَمِيلًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي

رخصت کردو۔ اے نبی! بیشک ہم نے تمہارے لئے وہ بیبیاں جن کے تم مہر دے چکے ہو

آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ

اور وہ لونڈیاں جو خدائے تعالیٰ نے بطور مالِ غنیمت تم کو عطا فرمائی ہیں اور جن کے تم مالک ہوگئے

وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ

اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری

خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ

خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ ہجرت کرکے آگئی ہیں اور ہر مومن عورت اگر وہ اپنے آپ کو

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً

نبی کے حوالے کردے بشرطیکہ نبی کا بھی ارادہ ہو کہ اُس سے نکاح کرے۔ خاص

لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

تمہارے لئے حلال کردی ہیں یہ حکم خاص تمہارے لئے ہے اور مومنوں کے لئے نہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ ہم نے ان پر

فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ

اُن کی ازواج کے اور اُن کی لونڈیوں کے بارے میں لازم کیا ہے تاکہ تمہارے لئے کوئی

حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ

تنگی نہ ہو۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ ان میں سے جس کو تم چاہو

وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ

اپنے پاس رکھو۔ پھر جن کو تم الگ کرچکے ہو ان میں سے جس کو چاہو طلب کرلو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا

تو تمہارے ذمے کوئی الزام نہیں ہے۔ یہ خصوصیت اس سے قریب تر ہے کہ ان سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

وہ رنجیدہ نہ رہیں اور جو کچھ تم نے اُن کو دے دیا ہے اس سے وہ سب خوش رہیں۔ اور

مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے اللہ جانتا ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) بُردبار ہے۔ اس کے بعد نہ تمہارے لئے

النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ

اور عورتیں حلال ہیں اور نہ یہ بات کہ تم موجودہ ازواج کے بدلے اور ازواج کرلو گو

سلہ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ تفسیر قمی میں اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ انصار میں کی ایک عورت جناب رسولِ خدا کی خدمت میں بناؤ سنگار کرکے آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ آیا آپ کو میری حاجت ہے۔ میں اپنی ذات کو ہبہ کرتی ہوں۔ جناب عائشہ نے اُس سے کہا خدا تیرا ستیاناس کرے تو مردوں پر کتنی فریفتہ ہے۔ آنحضرت نے اُس سے کہا اے عائشہ بک بک نہ کر۔ اُسے خدا کے رسول کی خواہش ہے جس حال میں کہ تم خدا کے رسول سے متنفر ہو۔ پھر فرمایا کہ بی بی خدا تجھ پر بھی رحم کرے۔ اور اے گروہ انصار تم سب پر بھی رحم کرے کہ تمہارے مرد میری نصرت کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں مجھ سے رغبت رکھتی ہیں۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ اب تو تو اپنے گھر چلی جا۔ میں اس امر میں حکم خدا کا انتظار کروں گا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے یہی آیت نازل فرمائی اور یہ نکاح ہبہ سوائے جناب رسولِ خدا کے کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب اُسی عورت نے اپنی ذات آنحضرت کو ہبہ کردی تو حضرت عائشہ نے کہا ان عورتوں کو ہو کیا گیا کہ بلا مہر اپنے آپ کو رسول خدا کے لئے ہبہ کئے دیتی ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عائشہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ آپ کی جو خواہش ہوتی ہے اللہ میاں بھی جھٹ پٹ اُس کے موافق حکم نازل کردیتے ہیں جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اگر تو خدا کی ایسی اطاعت کرے جیسی کہ میں کرتا ہوں تو تیری خواہش کے مطابق بھی حکم ہوا کرے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے پندرہ عورتوں سے عقد کیا۔ از انجملہ تیرہ سے مجامعت کی اور دو کو بے مس رخصت کردیا۔ اور جب انتقال فرمایا تو نو زندہ چھوڑیں (ان سب کے نام ضمیمہ میں پڑھیئے)

أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

تم کو اُن کا حُسن کتنا ہی اچھا معلوم ہو سوائے اُن کے جن کے تم مالک ہو جاؤ (یعنی لونڈیاں)۔ اور یہ اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

ہر چیز کا نگران ہے۔ اے ایمان لانے والو! نبیؐ کے گھروں میں نہ جاؤ

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ

سوائے اس کے کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے سوا ایسے وقت نہ جو

إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا

کہ کھانا ملنے کے منتظر رہو بلکہ جب تم کو بلایا جائے تو مین وقت پر جاؤ اور جیسے ہی کھانا کھا چکو فوراً متفرق ہو جاؤ

وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

اور باتوں میں نہ لگو یقیناً یہ بات نبیؐ کو تکلیف دیتی ہے

فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا

پس وہ تمہیں اپنے گھر سے نکالنے میں شرم کرتے ہیں۔ اور اللہ حق بات (بیان کرنے) سے نہیں شرماتا۔ اور جب

سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ

تم ازواج نبیؐ سے کوئی چیز مانگو تو اُن سے پس پردہ مانگا کرو یہ بات

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا

تمہارے دلوں کے لئے بھی بڑی پاک کرنے والی ہے اور اُن کے دلوں کے لئے بھی۔ اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تم

رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ

رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ

بیشک اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی (برائی) ہے۔ اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا

تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَّا جُنَاحَ

چھپاؤ تو اللہ تو ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔ اُن (عورتوں)

عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا

پر نہ اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی ہرج ہے اور نہ اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور نہ

أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا

اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی بیٹیوں کے اور نہ

سلہ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ و آلہ وسلم نے زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا تو ولیمہ بھی تیار کیا اور اصحاب کو بلا وا بھی دیا۔ لیکن اصحاب کی یہ حالت تھی کہ کھانا کھا چکتے، تو آنحضرتؐ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنا چاہتے اور حضرتؐ کو منظور تھا کہ آپ خلوت ہو تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ... سے مِن وَرَاءِ حِجَابٍ تک نازل فرمائی جس میں اس امر کی بھی ممانعت مدنظر تھی کہ وہ بلا اجازت آنحضرتؐ کے گھر میں چلے آیا کرتے تھے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جب جناب رسول خدا کی خدمت میں آتے تو جب تک آنحضرتؐ کی اجازت نہ ہوتی مکان کے اندر نہ آتے اور حضرتؐ کے سامنے بیٹھتے تو اس طرح جس طرح غلام آقا کے سامنے بیٹھا کرتا ہے۔"

ع ۶ / ۴

سلہ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے آیۂ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ نازل فرمائی اور جناب رسول خدا کی ازواج کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا تو طلحہ کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ محمد اپنی عورتیں تو ہم پر حرام قرار دیتا ہے اور ہماری عورتوں سے شادی کر لیتا ہے اگر خدا نے محمد کو ہمارے سامنے موت دی تو ہم بھی اُس کی ازواج سے ایسا ہی معاملہ کریں گے جیسا کہ اُس نے ہماری ازواج سے کیا ہے جس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (اس سے آگے صفحہ میں پڑھو)

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ

اپنی لونڈیوں کے۔ اور اُن کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈریں۔ بیشک اللہ ہر

شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ

چیز کا دیکھنے والا ہے۔ بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی (یعنی محمدؐ و آل محمدؐ) پر درود بھیجتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ

اے ایمان لانے والو! تم بھی اُن پر درود بھیجو اور (اُن کی فضیلتوں کو) ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ بالتحقیق

الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے

الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔ اور جو لوگ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا وبال

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ

اپنے ذمے لیتے ہیں۔ اے نبیؐ! تم اپنی ازواج سے اور

بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہدو کہ وہ اپنی چادروں سے

جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ

گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ اس سے قرین (عقل) ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں۔ اور

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛ

اُن کے درپے کر دیں گے پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم۔ اور ہر طرف سے اُن پر لعنت ہوتی رہیگی

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي

وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کئے جائیں گے جیسا کہ قتل کئے جانے کا حق ہے۔ اللہ کا قاعدہ

ع ۶ / ۴

سـ۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلوٰت تو آنحضرتؐ اور ان کی اولاد کا پاک کرنا اور ان کی تعریف کرنا ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰت آنحضرتؐ کی مدح و ثنا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے صلوٰت ان حضرات کے لئے دعا کرنا اور اُن کی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے اور خدائے تعالیٰ کا یہ قول جو ہے وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو اور اُن کی آل کو والی مطلق تسلیم کرو اور جو کچھ آنحضرتؐ نے پہنچایا ہے اس سب کو مانو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر تو خدائے تعالےٰ کا یہ قول ہے صَلُّوْا عَلَيْهِ اور باطن یہ قول ہے وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا جس کے یہ معنی ہیں کہ جس کو آنحضرتؐ نے اپنا وصی قرار دیا ہے اور تم سب کا اپنا خلیفہ کیا ہے اس کی فضیلت کو اور اس کے بارے میں جو حکم تم کو دیا ہے اُس کو تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ بات انہی میں سے ہے جن کی میں نے تم کو اطلاع دی ہے کہ اس کی تاویل کو صرف وہی جانتا ہے جس کی حس لطیف۔ ذہن صاف اور قوت تمیز صحیح ہو (صلوٰت کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں) سـ۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے امیرالمومنینؑ کا حق غصب کر لیا اور جناب فاطمہ زہراؑ کا حق چھین لیا اور اُن کو ایذا پہنچائی۔ حالانکہ جناب رسول خداؐ صاف صاف فرما چکے تھے کہ جس شخص نے فاطمہؑ زہرا کو میری زندگی میں ایذا دی ایسا ہے جیسا کہ اس کو میری وفات کے بعد ستایا اور جس نے میری وفات کے بعد اس کو ستایا وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے اسے میری زندگی میں ایذا دی اور جس نے اس کو ایذا دی اس نے خود مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ اور ایسے لوگوں کے بارے میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ الی آخرہ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

اُن لوگوں میں جو پہلے گذر گئے (یہی تھا) اور تم اللہ کے قاعدہ میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ

لوگ تم سے قیامت کا حال پوچھتے ہیں۔ تم کہدو کہ اُس کا علم اللہ کے پاس ہے۔

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ

اور تم کو کیا خبر ہے شاید قیامت قریب ہی ہو۔ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے

الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ

اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن اُن کے مُنہ جہنم میں اوندھا دیئے جائیں گے

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝

وہ یہ کہتے ہوں گے کہ کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور (کاش ہم) رسُول کی اطاعت کرتے۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا

یہ بھی عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے بڑوں کی اطاعت کی تھی پس انہوں نے

السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

ہم کو راہِ راست سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو عذاب کا دُوہرا حصہ دے اور اُن پر لعنت (کر)

لَعْنًا كَبِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا

بڑی سی لعنت کر۔ اے ایمان لانے والو! تم اُن لوگوں کے مانند نہ ہونا جنہوں نے

مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝

موسیٰؑ کو ایذا دی تھی۔ پھر جو کچھ وہ لوگ کہا کرتے تھے اللہ نے موسیٰؑ کو اس سے بری کیا اور موسیٰؑ اللہ کے نزدیک آبرودار تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کہا کرو کہ

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ

تمہاری خاطر سے تمہارے کاموں کو سنوار دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ اور جو اللہ

وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ

اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسی نے تو بڑی کامیابی حاصل کی۔ بیشک ہم نے اس امانت کو

الربع

۵۱ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آلِ محمدؐ حق غصب کیا اور یہ قول خدا نے ان لوگوں کا نقل فرمایا ہے جو شیطان کے بہکانے سے دنیا میں ان کو پیشوا سمجھتے رہے اور جب وہ دن آیا جس کو خدا فرماتا ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ تو وہ کچھ کہنے لگے جو ان آیتوں میں ہے۔

۵۲ السَّبِيلَا تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں۔

۵۳ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَثِيرًا۔ (قول مترجم) یہ بات غور سے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ منافقین و غاصبین و ظالمین پر لعنت کرنے سے خود بھی باز رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ کی مد میں بھی آئیں گے اور آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ کی بھی دعا مانگیں گے اور وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا کی بھی رٹ لگائیں گے ان بزرگواروں کو لعنت سے بچانا کیسا اُن پر تو دنیا میں بھی لعنت رہی مگر مومنین کی زبانوں سے اور آخرت میں بھی لعنت رہے گی اور وہ اپنے ہی تابعین کے منہ سے۔

ع ۱۰

۵۴ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل یہ کہا کرتے تھے کہ موسیٰؑ کے وہ چیز ہے ہی نہیں جو مردوں کے ہوا کرتی ہے اور موسیٰؑ کی یہ عادت تھی کہ جب غسل کا ارادہ ہوتا تو ایسے مقام پر جاتے جہاں ان کو کوئی نہ دیکھے۔ ایک دن وہ کسی دریا کے کنارے غسل کر رہے تھے۔ اور انہوں نے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دیئے تھے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا اور وہ چٹان دُور چلی گئی۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو ان کے برہنہ جسم کی طرف نظر ڈالنے کا موقع ملا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا ان کا گمان تھا موسیٰؑ ویسے نہیں ہیں۔ آمالی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ نہ سب لوگوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کی زبانیں بند کی جا سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے موسیٰؑ کی نسبت یہ کہدیا تھا کہ وہ عنین ہیں اور اس طرح ان کو ایذا پہنچائی۔ تا آنکہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ان اقوال سے بری ثابت کر دیا کیونکہ وہ خدا کی حضور میں آبرودار تھے۔

۵۵ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے عباد ابن کثیر صوفی بصری سے فرمایا (باقی صفحہ آئندہ ۵۱۲ پر پڑھیے)

عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو اُن سب نے اُس کے اٹھانے سے انکار کردیا

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُس کو اٹھا لیا۔ یقیناً وہی (انسان) اپنے حق میں بڑا ظالم

جَهُوْلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ

(اور) نادان تھا۔ تاکہ اللہ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو اور

الْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ

مشرک عورتوں کو عذاب دے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ اور

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۹ ع

اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

آیاتہا ۵۴ ۔ کلماتہا ۸۹۲ ۔ سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّة ۔ حروفہا ۳۶۳۲ ۔ رکوعاتہا ۶

(سورۂ سبا مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ہر قسم کی تعریف اُسی اللہ کے لئے زیبا ہے جس کی ملکیت آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ (بھی) ہے اور زمین میں جو کچھ ہے

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا

وہ بھی، اور ہر قسم کی تعریف آخرت میں بھی اُسی کی ہے۔ اور وہی حکمت والا (اور) صاحب خبر ہے۔ جو چیز

يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

زمین میں داخل ہوتی ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو چیز اُس سے نکلتی ہے اُسے بھی اور جو آسمان سے اُترتی ہے اُسے بھی

السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَ

اور جو اس پر چڑھتی ہے اُسے بھی۔ اور وہ بڑا رحم کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے قیامت (ہی) نہ آئے گی۔ تم کہہ دو ہاں میرے پروردگار کی قسم

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

جو غیب کا جاننے والا ہے اور جس سے کوئی ذرّہ برابر چیز

(بقیہ صفحہ ۱۱۵ گذشتہ) کہ اے عباد تم کو حرام خوری اور حرام کاری سے باز رہنے نے دھوکا دے دیا ہے خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ پس یہ جان لو کہ خدائے تعالیٰ کوئی عمل قبول نہ کرے گا جب تک کہ تم قولِ عدل (امامت و ولایت اہلِ بیتؑ) کے قائل نہ ہو۔

سے ۵۶ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَّالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (اور جو شخص علی مرتضےٰ اور ان کے بعد کے ائمہ کی ولایت کے بارے میں خدا اور رسولِ خدا کی اطاعت کریگا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا) ۱۲

سے ۵۷ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ العیون اور المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ اور جناب امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے جس نے ناحق اس کا ادعا کیا وہ کافر ہوگیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت جناب امیر المومنین ہے۔ آیتہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے آسمان و زمین نے اور پہاڑوں نے اس کے حامل ہونے سے انکار کیا اور جو یہ فرمایا ہے کہ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یہاں انسان سے مراد ابوبکر ہے۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت ہے۔ اور الانسان سے مراد ابو الشرور منافق۔ اور خلاصہ اس لمبی حدیث کا یہ ہے کہ خدائے نے ارواح آئمہ کو آسمانوں کے زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور ان کا نور ان سب پر چھا گیا اور ان کی فضیلت میں جو کچھ مناسب جانا فرمایا۔ پھر یہ ارشاد کیا کہ ان کی ولایت میری مخلوق کے پاس امانت ہوگی پس تم میں سے اس کی گرانباری کو کون اُٹھائے گا اور ایسا کون ہوگا جو اپنے لئے اسکی ولایت کا مدعی ہو۔ پس عظمتِ پروردگارِ عالم کے لحاظ سے سب نے اس منزلت کے ادعا سے اور اس محل و مرتبہ کی تمنا سے انکار کیا۔ اور جب خدائے تعالیٰ نے آدمؑ اور حوّا کو جنت میں آباد کیا اور ان سے جو کچھ مناسب جانا کہدیا (باقی صفحہ ۵۱۳ پر دیکھئے)

32

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ

آسمانوں کی پوشیدہ ہے اور نہ زمین کی اور نہ اُس سے چھوٹی چیز پوشیدہ ہے اور نہ

اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

بڑی مگر یہ کہ کھلا کتاب میں سب (کا مذکور) ہے قیامت تمہارے لئے ضرور آئے گی۔ تاکہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اور انہوں نے نیک عمل کئے جزائے خیر دے۔ گناہوں کی بخشش اور بہتر سے بہتر رزق اُن ہی کے لئے ہے۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

اور جنھوں نے ہم کو ہرانے کے لئے ہماری آیتوں کے باطل کرنے میں کوشش کی دُکھ دینے والی تکلیفوں کا عذاب اُن ہی

رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

کے لئے ہے۔ اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے یہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ

تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے وُہی حق ہے اور وُہی زبردست (اور) لائق تعریف (خدا)

الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ

کے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے انہوں نے یہ کہا کہ کیا ہم تمہیں ایسا شخص بتائیں

يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ

جو تمہیں یہ خبر دے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر تم از سر نو پیدا

جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ

کئے جاؤ گے۔ کیا اُس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے یا اُسے جنون ہے؟ (یہ تو نہیں) بلکہ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب میں اور بڑی گمراہی

الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

میں ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے

مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

اور آسمان و زمین کے متعلقات پر نظر نہیں ڈالی۔ اگر ہم چاہتے تو ہم ان سمیت زمین کو دھنسا دیتے یا

نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ

اُن پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دیتے بیشک ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے اسی میں نشانی

(حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۱۳) ؎۵ هُوَ الْحَقَّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں ۱۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ سے) تو شیطان نے دوستی کے پیرایے میں ان کے دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ اس منزلت کی تمنا کریں۔ اِسی وجہ سے توفیق الٰہی ان کی یاور نہ رہی اور درخت گندم کھانے کی نوبت آئی۔ آخر حدیث یہ ہے کہ اُس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بعد آدمؑ تمام انبیاء اس امانت کی حفاظت کرتے رہے۔ اور اپنے اپنے اوصیاء کو اور اپنی اپنی امت کے خالص مومنوں کو اس کی اطلاع دیتے رہے۔ پس اس کے ادعا کے سب منکر بلکہ اس سے خائف رہے اور اس کا مدعی ایک ایسا انسان بنا جو قیامت کے دن ہر ظلم و زیادتی کا بانی اور سرچشمہ سمجھا جائے گا۔ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیے) صفحہ نمبر ۵۱۱ کے حواشی یہاں ختم ہوئے۔

(حواشی صفحہ ۵۱۲ گذشتہ)

؎۵ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی مگر چونکہ اس میں عرب کے مردوں اور عورتوں کی خصوصاً اور قریش کی خصوصاً بداعمالیاں ظاہر کی گئی تھیں۔ اس لئے اسے کم کر دیا گیا اور اس میں تحریف کر دی گئی ہے ۱۲ ؎۶ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ...... تا ... فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے خدائے تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھ۔ پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا اُس نے سب کچھ لکھ ڈالا ۱۲

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي

اور ضرور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری عطا کی (ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ) اے پہاڑو تسبیح | موجود ہے۔

مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَ

میں اس کا ساتھ دو اور ایسا ہی پرندوں کو (حکم دیا) اور ہم نے لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا۔ (اور یہ حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بناؤ اور

قَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

ان کے جوڑنے میں صحیح اندازہ کا خیال رکھو۔ اور نیکیاں کرتے رہو۔ بیشک جو عمل تم کرتے ہو میں اُس کا دیکھنے والا ہوں۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا

اور سلیمانؑ کے لئے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا کہ ان کی صبح کی سیر بھی ایک مہینہ کی راہ تک ہوتی تھی اور شام کی سیر بھی ایک مہینہ کی

لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ

راہ تک۔ اور ان کی خاطر سے ہم نے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اور جنوں میں سے ایسے بھی تھے جو حکم خدا سے ان کی حضور میں کام انجام

رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

دیتے تھے۔ اور | ان میں سے جو ہمارے حکم سے انحراف کرتا تھا اُس کو ہم بھڑکتی آگ کے عذاب کا مزہ

السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَ

چکھاتے تھے۔ وہ (سلیمانؑ) جو جو کچھ چاہتے تھے یہ جنات ان کے لئے بنا دیتے تھے (جیسے) بڑی بڑی اونچی عمارتیں اور

جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ

اور بڑے بڑے حوض سے لگن اور ایک ہی جگہ جمی رہنے والی بڑی بڑی دیگیں۔ | اے آلِ داؤدؑ

شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

ہمارا شکر بجا لاؤ۔ حالانکہ میرے بندوں میں سے شکرگزار بہت ہی کم ہیں۔ | پھر ہم نے جب سلیمانؑ پر

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ

موت کا حکم جاری کر دیا تو ان (کے ماتحتوں) کو ان کی موت کی خبر سوائے دیمک کے | جو اُن کا عصا کھا گئی

مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

اور کسی نے نہیں دی۔ پھر جب وہ گر پڑے تب جنات سمجھے کہ | اگر ہم غیب جانتے ہوتے

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ

تو کبھی اس ذلیل کرنے والے عذاب میں گرفتار نہ رہتے۔ | سبا والوں کے لئے

فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ

انکے اپنے گھروں میں (بڑی) نشانی موجود تھی | دائیں اور بائیں دونوں طرف دو باغ تھے۔ (اور اُن سے کہہ دیا گیا تھا کہ)

سلے يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت داؤدؑ جب جنگلوں میں سے گزرتے تو زبور پڑھتے۔ پس تمام درندے پرندے اور چرندے اور تمام جنگل اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے اور خدائے تعالیٰ نے اُن کے لئے لوہے کو مثل موم کے نرم کر دیا تھا۔ کہ اس سے جو کچھ بھی چاہتا بنا لیتے اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ داؤدؑ اور سلیمانؑ کو جو معجزات ملے وہ انبیائے سابقین میں سے کسی کو نہیں ملے پرندوں کی بولی اُن کو سکھائی گئی تھی لوہا اور تانبا بغیر آگ کے اُن کیلئے نرم کر دیا گیا تھا اور تمام پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پروردگار عالم کیا کرتے تھے ۱۲

۱
ع ۹

سلے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ تفسیر قمی میں ہے کہ ہوا بساطِ سلیمانؑ کو اٹھا کر صبح کو بھی اتنے فاصلہ پر لے جاتی تھی جتنا کہ ایک مہینہ میں طے ہوتا ہے اور شام کو بھی اتنے ہی فاصلہ پر لے جاتی ۱۲

سلے عَيْنَ الْقِطْرِ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی خاطر سے پگھلا ہوا تانبا معدن سے اس طرح جاری کر دیا تھا جس طرح چشمے سے پانی نکلتا ہے۔ اسی لئے عَيْنَ کا لفظ جس کے معنی چشمہ ہیں استعمال کیا گیا ہے اور یہ کان ملکِ یمن میں تھی ۱۲

سلے مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ محاریب سے مراد ہیں مضبوط مضبوط محل اور عمدہ عمدہ مکانات اور محاریب اُن کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اُن کی چھتیں محرابوں پر قائم رہتی ہیں اور وہ محرابیں ہر آنے والی مصیبت کے مقابل سینہ سپر رہتی ہیں کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تماثیل سے مراد مردوں اور عورتوں کی مورتیں نہیں ہیں بلکہ صورتیں درختوں وغیرہ کی تھیں ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝

اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اُس کا شکر بجالاتے رہو۔ (رہنے کو) ایسا پاکیزہ شہر ہے اور (مغفرت کو) بڑا بخشنے والا پروردگار

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ

پھر (ہمارے احکام سے) انہوں نے رُوگردانی کی تو ہم نے اُن پر زور کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا

جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝

جن کے پھل کڑوے تھے اور کچھ جھاؤ تھا اور کچھ تھوڑی بہت بیری۔

ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَ

اُن کے کفرانِ نعمت کے بدلے ہم نے اُن کو یہ بدلہ دیا تھا۔ اور کفرانِ نعمت کرنے والوں کے سوا ایسی سزا ہم کسی کو تھوڑا ہی دیتے ہیں اور

جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً

ان کے مابین اور ان بستیوں کے مابین جس کو ہم نے برکت دی تھی ہم نے کچھ ایسی بستیاں بھی رکھی تھیں جو ایک سے دوسری دکھائی

وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝

دیتی تھیں اور ان کے مابین چلنا مقرر کر دیا تھا (اور یہ حکم دے دیا تھا کہ) ان میں راتوں کو اور دنوں میں بے کھٹکے چلو (پھرو)

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ

پھر انہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہماری منزلوں کو دُور کر دے اس طرح انہوں نے اپنے ہی اوپر ظلم کیا پس ہم نے بھی اُن کو

أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ

پورا افسانہ بنا دیا اور ہم نے اُن کو پورا پورا تتر بتر کر دیا۔ بیشک اس واقعے میں ہر

صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ

بڑے صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ اور یقیناً ابلیس نے اُن کے بارے میں اپنی رائے کو سچ کر دکھایا کہ سوائے

فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم

مومنوں کے ایک گروہ کے سب ہی تو اُس کے پیرو ہو گئے۔ اور اس کا اُن پر کوئی

مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ

قابو تو تھا نہیں مگر اس لئے کہ ہم اُن کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں

مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ قُلِ ادْعُوا

اُن سے جو اُس کی طرف سے شک میں ہیں الگ پہچان لیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز کا نگران ہے۔ تم کہہ دو کہ تم اُن کو بلا لو

الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

جن کا تم کو خدا کے سوا گھمنڈ ہے۔ حالانکہ نہ وہ آسمانوں میں کسی ذرّہ بھر (چیز) کے مالک ہیں

ﷺ سَيْلَ الْعَرِمِ تفسیر قمی میں ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا اور سلیمان ؑ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ اس میٹھے دریا میں سے ایک نہر نکال کر بلادِ ہند تک پہنچا دیں انہوں نے اُس کی تعمیل کی تھی اور پتھروں سے اور چونے سے انہوں نے ایک بڑا بند باندھ دیا تھا کہ اس سے نہریں نکل کر بقدر ضرورت تمام ملک یمن میں پانی پہنچایا کرتی تھیں اور اُس کے دائیں بائیں ایسے ایسے باغات ہو گئے تھے کہ چلنے والا دس دس دن تک چلا جاتا اور اُس پر دھوپ ہی نہ پڑتی۔ مگر جب انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اور خدائے تعالے کے حکم سے سرکشی کی اور نیک لوگوں کے منع کرنے سے باز نہ آئے تو خدائے تعالے نے اس بند پر گھونس کو مسلط کر دیا جو ایک بڑی قسم کا چوہا ہے اور اس کا یہ کام تھا کہ جو پتھر آدمیوں کے ہلائے نہ ہلتے تھے اُسے اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا تھا۔ جب یہ حالت دیکھی تو سمجھدار تو اُس ملک کو چھوڑ کر چل دیئے۔ گھونس اپنے کام میں لگی رہی اور گناہگاروں نے خیال بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ سارا بند خراب ہو گیا۔ نہر بڑے زور میں آئی۔ جس سے لوگ ڈوب گئے۔ علاقہ ویران ہو گیا اور درخت برباد۔ اس آیت میں خدائے تعالے نے یہی قصہ بیان فرمایا ہے

۱۲

ع ۲ ۱۲ ۸

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا

اور نہ زمین میں اور نہ اُن (آسمان وزمین) کے بنانے میں اُن کا کوئی ساجھا ہے اور نہ

لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ

اُن میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔ اور اس کی حضور میں کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے

اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ

جس کے لئے وہ حکم دے دے۔ یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے پریشانی دور ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ

انہوں نے کہا کہ حق فرمایا۔ اور وہی تو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ دریافت کرو کہ تم کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ

آسمانوں سے اور زمین سے روزی کون دیتا ہے۔ تم کہدو کہ اللہ۔ اب ہدایت پر یا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ

کھلی گمراہی میں ہم ہیں یا تم ہو؟ تم یہ کہدو کہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں ان کے متعلق تم سے کوئی بازپرس نہ کی جائے گی

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا

اور جو عمل تم کرتے ہو اس کی بازپرس ہم سے نہ کی جائے گی۔ تم یہ کہدو کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہمارے مابین فیصلہ کریگا

بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ

اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (اور) علم والا ہے۔ تم یہ کہدو کہ تم مجھے اُن کو دکھاؤ جن کو تم نے

بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

شریک بنا کر اُس کے ساتھ ملا دیا ہے ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہی زبردست (اور) حکمت والا خدا ہے۔ اور ہم نے تم کو

اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

کل آدمیوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہی (بنا کر) بھیجا ہے لیکن بہت سے لوگ

يَعْلَمُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

نہیں جانتے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ یہ وعدہ کب آئے گا۔؟

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا

تم یہ کہدو کہ تمہارے لئے وعدے کا ایک دن مقرر ہے جس سے تم ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکو گے اور نہ

تَسْتَقْدِمُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

آگے بڑھ سکو گے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہدیا کہ ہم تو کبھی اس

سلہ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن انبیاء واولیاء اور رسولوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک شفاعت کے بارے میں زبان نہ کھولے گا۔ جب تک کہ خدائے تعالےٰ اُن کو اِذن نہ دے گا۔ مگر جناب رسولؐ خدا اس سے مُستثنےٰ ہیں اس لئے کہ ان کو خدائے تعالےٰ نے روز قیامت سے پہلے ہی شفاعت کرنے کا اِذن دے دیا ہے اور شفاعت کرنا ان کا حق ہے۔ اور ان آئمہؑ کا جو آنحضرتؐ کی اولاد ہیں۔ اس کے بعد کہیں اور انبیاء کا حق ہوگا۔ اور جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ اولین وآخرین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو قیامت کے دن جناب رسولؐ خدا کا محتاج نہ ہو پھر فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا کی شفاعت عام امت کے بارے میں ہوگی اور ہماری شفاعت خاص ہمارے شیعوں کے بارے میں اور ہمارے شیعوں کی شفاعت اپنے اپنے متعلقین کے بارے میں پھر فرمایا کہ ایک ایک مومن اتنے آدمیوں کے بارے میں شفاعت کرے گا جتنے قبیلۂ ربیعہ ومضر کے آدمی ہیں اور مومن اپنے خادم اور نوکروں تک کی شفاعت کرسکے گا۔ عرض کرے گا کہ اے پروردگار یہ میرا خادم ہے۔ مجھے گرمی سردی سے محفوظ رکھا کرتا تھا اس کا حق خدمت میرے ذمہ ہے (اسے بھی اس حق کے عوض بخش دے۔ مومن کی خاطر سے یہ سفارش مان لی جائے گی ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

(الصف ۱۶ / ۶)

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے تھیں۔ اور کاش تم دیکھتے کہ جس وقت یہ ظالم

مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ

تمہارے پروردگار کی حضور میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ایک دوسرے پر طعن کرتا ہوگا۔

یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَکُنَّا

اُس وقت کمزور اُن لوگوں سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور

مُؤْمِنِیْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ

مومن ہو جاتے۔ وہ لوگ جو بڑے بن گئے تھے اُن لوگوں سے جو کمزور تھے کہیں گے کہ

صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ۝

بعد اس کے کہ ہدایت تمہارے پاس آ چکی تھی کیا ہم نے تم کو اس سے روکا تھا (یہ تو نہیں ہے) بلکہ تم خود (ہی) مجرم تھے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا بَلْ مَکْرُ

اور کمزور لوگ اُن سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ

الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّکْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ

تمہاری رات دن کی چالوں نے ہم کو روکا کہ تم برابر ہم کو یہ حکم دیتے رہے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کا

اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا

شریک قرار دیں۔ غرض جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے تو ندامت کا اظہار کریں گے۔ اور ہم اُن لوگوں کی

الْاَغْلٰلَ فِیْٓ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۭ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

گردنوں میں جو کفر کرتے رہے طوق ڈال دیں گے۔ آیا اُن کو سوائے اُس کے جو

کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ

عمل وہ کیا کرتے تھے کچھ اور بدلہ دیا جائے گا؟ اور جس بستی میں ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ کٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ

اُس کے مالداروں نے یہ ضرور کہہ دیا کہ جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اُس کے یقیناً منکر ہیں۔ اور اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ

مال میں اور اولاد میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ تم یہ کہہ دو کہ یقیناً میرا پروردگار جس کے لئے

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا

چاہتا ہے روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے لیکن بہت سے لوگ

---

سلہ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۔ تفسیر قمی ہے۔ معصومؑ نے فرمایا کہ جب وہ ولی خدا کو دیکھیں گے تو جہنم میں بھی اپنی ندامت کو چھپائیں گے اس پر عرض کیا گیا یا ابن رسول اللہ جس حال میں کہ وہ عذاب میں ہوں گے ندامت کا چھپانا انہیں کیا فائدہ دے گا؟ فرمایا دشمنوں کی شماتت کو جب بھی برا جانتے ہوں گے۔ قول مترجم۔ اسرار لغات اضداد میں سے ہے جس کے معنے چھپانا بھی ہیں اور ظاہر کرنا بھی ۱۲ سلہ نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ رہے امراء جو اُمتوں میں سے علی العموم مالدار لوگ ہوتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ نعمتوں پر بے جا فخر کیا اور یہ کہہ کر دیا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ پس اگر تم تعصب ہی پر اڑے رہو تو لازم ہے کہ تمہارا تعصب اچھی خصلتوں نیک عملوں اور عالی خوبیوں کے لئے ہو جن کے بارے میں عرب کے قبائل اور ان کے سردار ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی برتری اور اصالت ثابت کیا کرتے تھے ۱۲

يَعْلَمُونَ ۝ وَمَآ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا

(اُس کی مصلحت) نہیں جانتے۔ اور تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایسی چیز نہیں ہیں کہ وہ ہماری حضور میں تمہارا درجہ قریب کر دیں

زُلْفَىٰٓ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ

ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ تو ایسے ہی تو لوگ وہ ہیں کہ جو

الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ

عمل (بھی) وہ کریں گے اس کا دوچند معاوضہ ان کے لئے (مہیا) ہے اور وہی بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔ اور جو لوگ

فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ قُلْ

(ہم کو) ہرا دینے کے خیال سے ہماری نشانیوں کے بارے میں کوشش کرتے رہتے ہیں وہی تو برابر عذاب میں رکھے جائیں گے۔ تم کہہ

إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ

کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے (ایک وقت) روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور (ایک وقت) اسی کے لئے کم کر دیتا ہے

وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

اور جو چیز بھی تم اس کی راہ میں خرچ کر دو گے پس وہ اس کا عوض ضرور دے گا۔ اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ

اور جس دن وہ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر کل فرشتوں سے یہ ارشاد کرے گا کہ کیا یہی لوگ تمہاری

كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ

عبادت کیا کرتے تھے؟ (فرشتے) عرض کریں گے کہ تیری ذات منزہ ہے تو ہی ہمارا آقا ہے کچھ یہ تو ہیں نہیں (ان سے کیا واسطہ؟)

كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا

یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے۔ سو آج کے دن تم میں سے

يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ

ایک دوسرے کے نہ نفع کا اختیار رکھے گا اور نہ ضرر کا۔ اور جو لوگ

ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ وَإِذَا

ظالم ہو گئے ہیں ان سے ہم یہ کہیں گے کہ اس آتش دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جس وقت

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَآ إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن

ان کو ہماری کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص فقط اتنا چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی

يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَآؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَآ إِلَّا إِفْكٌ

تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو باز رکھے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض بنی ہوئی باتیں ہیں

ع ٤ ٦ ١٠

ف فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے ایک شخص نے تونگروں کا ذکر کر کے ان کی کچھ مذمت کی۔ حضرت نے فرمایا خاموش رہو اس لئے کہ متمول شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ الخ۔ ف وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہر شب جمعہ کو امر خداوندی آسمان دنیا پر اول ہی رات سے اتر آتا ہے اور ہر رات کے پچھلے تہائی حصے میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اس امر کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو برابر طلوع فجر تک یہ آواز دیتا رہتا ہے۔ آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے آیا کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا ہے۔ کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں آیا کوئی سوال کرنے والا ہے۔ کہ اس کی حاجت پوری کی جائے۔ یا اللہ تو خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے اور ہر بخیل کا مال تلف کر دے۔ پھر جب فجر طلوع کرتی ہے تو امر خداوندی عرش کی طرف لوٹ جاتا ہے اور رزق بندوں کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ کا یہی مطلب ہے۔ کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جو شخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور جو کچھ وہ خرچ کرے گا خدائے تعالیٰ دنیا میں اس کا عوض دے گا اور آخرت میں کئی گنا ثواب۔ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق کی حضور میں عرض کی کہ میں راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا عوض نہیں دیکھتا۔ فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ خدائے تعالیٰ وعدہ خلافی کرے گا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کس وجہ سے؟ کہنے لگا کہ میں یہ نہیں جانتا۔ فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص حلال طریقہ سے مال پیدا کرے گا تو اس کا جو

جو [illegible] کا عوض یا جلد ملے گا یا دیر سے اور جناب امام رضا سے منقول ہے کہ ان حضرت [illegible]

مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا

اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ہیں حق کی نسبت جس وقت وہ اُن کے پاس آیا یہ کہدیا کہ یہ تو

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا

بلا شبہ کھلا جادو ہے۔ اور ان کو ہم نے کتابیں تو دی نہیں تھیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور نہ

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن

ہم نے تم سے پہلے اُن کے پاس کوئی ڈرانے والا بھیجا تھا۔ اور اُن سے

قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ

پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا حالانکہ جو کچھ ہم نے اُن کو دے رکھا تھا یہ اس کے دسویں حصّہ کو بھی نہیں پہنچے ہیں غرض

كَانَ نَكِيرِ ۝ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ

انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس میری ناخوشی کا نتیجہ کیسا ہوا؟ تم یہ کہدو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک ہی بات کی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم

مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ

دو دو ایک ایک کر کے خدا کے (کام کے) لئے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارے اس رفیق (پیغمبر) کو جنون تو نہیں ہے۔

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ قُلْ مَا

یہ تو سخت عذاب کے آنے سے پہلے پہلے تمہارے لئے صرف ایک ڈرانے والا ہے۔ تم یہ کہدو کہ جو

سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ

اجرت میں نے مانگی ہے اس کا نفع تو تمہارے ہی لئے ہے۔ میری مزدوری تو صرف خدا کے ذمے ہے۔ اور وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ

ہر چیز کا گواہ ہے۔ تم یہ کہدو کہ میرا پروردگار غیب کا جاننے والا حق کو

الْغُيُوبِ ۝ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۝

دل میں ڈال دیتا ہے۔ تم کہدو کہ حق آگیا اور باطل نظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ وہ پلٹ سکتا ہے۔

قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ

تم کہدو کہ اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو میں اپنی ہی ذات کو ضرر پہنچانے کے لئے گمراہ ہوں گا۔ اور اگر میں راہ پر ہوں

فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ

تو اسی کے ذریعہ سے جو میرا پروردگار مجھے وحی پہنچاتا ہے۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) قریب ہے۔ اور کاش کہ تم ان کو دیکھتے

إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ وَ

جبکہ وہ گھبرائے ہوئے پھریں گے اور کوئی بھاگنے کی جگہ نہ پائیں گے اور پاس کے پاس سے گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اور

سلہ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ پہلے زمانے والوں کو جو قوت۔ کثرت مال اور طولِ عمر حاصل تھی اس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں ملا۔ یا اس زمانہ والوں کو جتنی ہدایتیں اور کھلی ہدایتیں پہنچی ہیں اُس زمانہ والوں کو اُس کا دسواں حصّہ بھی نہ پہنچا تھا۔ بہرحال کثرت پر نازاں ہونے کے سبب یا قلّتِ ہدایت کے سبب ان کا تکذیب کرنا بمقابل ان کے تکذیب کرنے کے پھر بھی کچھ موزون تھا اور اسی تقدیرِ ثانی کی بنا پر تفسیر قمی میں ہے کہ پہلے رسولوں کی ان لوگوں نے تکذیب کی تھی۔ حالانکہ محمد وآلِ محمد کو جو کچھ ہم نے دیا ہے اس کا دسواں حصّہ بھی ان کو نہیں دیا تھا۔ تو اس کی نسبت سے محمد وآلِ محمد سے حسد بھی زیادہ ہونا چاہیئے تو ان کی تکذیب بھی زیادہ ۱۲

سلہ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے۔ کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے جس طرح آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا حالانکہ اگر چاہتا تو ایک پلک جھپکنے سے بھی پہلے پیدا کر دیتا۔ اسی طرح شریعت کی پختہ باتیں اور واجبات کے احکام مختلف اوقات میں بھیجے کیونکہ اس نے تدریج و آہستگی کو اپنے امینوں کے واسطے جنہیں مخلوق پر اپنی حجت بنا کر بھیجا تھا اپنی پیدا کرنے کی تدریج و آہستگی سے بطور مثال کے قائم کر دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے اُن کو اس بات کا پابند کیا کہ اس کی یکتائی اور اُس کی ربوبیت کا اقرار کریں اور اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب وہ اس کے مقر ہو چکے تو اس کے بعد اپنے نبی کی نبوت کا اقرار کرلیا اور اُن کی رسالت کی شہادت دلوائی جب اسے بھی مان چکے تو اُن پر بتدریج اول نماز پھر روزہ پھر زکوٰۃ پھر صدقات اور مال غنیمت سے جو قائم مقام صدقات ہو یہ سب نہیں فا کہیں اب تمہیں ایمانی مجھ بیان سب چیزوں کے واجب کرنے کے بعد تمہارے خدا کو کچھ اور بھی واجب کرنا باقی ہے اگر کچھ ہو تو وہ بھی بتادو کہ ہمارے دل

٥ ع ۹ ۱۱

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ

وہ یہ کہیں گے کہ ہم اس (قائم آلِ محمدؐ) پر ایمان لائے اور اتنے بڑے دُور سے اُن کو ایمان دستیاب کیوں کر ہوگا؟ حالانکہ وہ

كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ

پہلے سے اسی (قائم آلِ محمدؐ) کا انکار کرتے تھے اور دُور دُور بیٹھے بیٹھے غیبت کے بارے میں اٹکل پچو باتیں بنایا کرتے تھے۔

بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

اور اُن کے درمیان اور جن جن چیزوں کی اُن کو خواہش ہوگی اُن کے درمیان

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ ع

ایک آڑ کر دی جائے گی جیسا کہ اُن سے پہلے گروہوں کے بارے میں کیا گیا ہے۔ بیشک وہ بڑے سخت پریشان کردینے والے شک میں تھے۔

ع ۹ ۱۲

## اٰیاتھا ۴۵ كلماتها ۷۹۲ سُوْرَةُ الْفَاطِرِ مَكِّيَّةٌ حروفها ۳۳۴۸ رکوعھا ۵

(سورۂ فاطر مکّہ میں نازل ہوا)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے زیبا ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں کو

رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ

رسول بنا کر بھیجنے والا ہے جو دو دو بازو والے بھی ہیں اور تین تین والے بھی اور چار چار والے بھی (اور)

مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ

وہ جو کچھ چاہتا ہے خلقت میں زیادہ کردیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو رحمت خدائے تعالیٰ

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ

آدمیوں کے لئے کھول دیتا ہے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اور جو کچھ وہ روک لیتا ہے۔ پھر

لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

اس کے بعد اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے۔ اور وہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے آدمیو!

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

تم پر خدائے تعالیٰ کی جو نعمتیں ہیں ان کو یاد کرتے رہو۔ آیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا بھی ہے جو

السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَ

آسمان و زمین سے تم کو روزی دے دے۔ سوائے اُس کے کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر تم کدھر بہکے چلے جاتے ہو۔ اور

منزل خامس

سلہ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا تفسیر صافی میں ہے کہ فرشتے خدائے تعالیٰ کے اور انبیاء و آئمہ ؑ کے مابین واسطہ ہوتے ہیں کہ احکام خداوندی کو بذریعۂ وحی و الہام و رؤیائے صادقہ کے ان حضرات تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲

سلہ اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کافی میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ زیادہ فرشتے تین حصّوں پر تقسیم ہیں ایک حصہ والوں کے دو بازو ہیں اور ایک حصہ ایسا ہے کہ ان کے تین بازو ہیں۔ اور ایک حصہ ایسا ہے کہ ان کے چار بازو ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے کوئی یہ نتیجہ نکال لے کہ اس سے زیادہ بازوؤں والے نہیں ہیں اس لئے کہ آنحضرتؐ ہی سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے شب معراج جبرئیلؑ امین کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور اسی کی طرف کلام خدا میں بھی اشارہ ہے يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ اور اکمال میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک فرشتہ دردائیلؑ نامی ہے جس کے سولہ ہزار بازو ہیں۔ اور ہر ایک بازو کے درمیان ایک خلاء واقع ہوا ہے جس کی وسعت آسمان و زمین کے خلاء کے وسعت کے برابر ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کو بہت کچھ مختلف پیدا کیا ہے اور جناب رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ کو اس شان سے دیکھا کہ ان کی ایک پنڈلی پر چھ سو پر اس طرح ہیں جیسے گھاس کے پتّوں پر اوس کے قطرے۔ مگر وسعت ایسی کہ یہ پنڈلی آسمان و زمین کے مابین کے بھر دینے کو کافی ہے اور میکائیلؑ کو زمین پر اترنے کا حکم دیا تو ان کا داہنا پاؤں آسمان ہفتم ہی پر رہا اور بایاں زمین پر پہنچ گیا اور خدائے تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جن کا نصف جسم برف کا ہے اور نصف آگ کا اور وہ کہتے رہتے ہیں یَا مُؤَلِّفَ بَیْنَ الْبَرْدِ وَالنَّارِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ (اے برف و آتش کے جمع کرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ) اور فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے …

إِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی۔ اور کل معاملات کی بازگشت خدا ہی

الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ

کی طرف ہوگی۔ اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس زندگانی دنیا تم کو فریب نہ دے۔

الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ

اور کوئی دغاباز اللہ کے بارے میں تم کو دغا نہ دے دے۔ شیطان تمہارا یقینی دشمن ہے

فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ

پس تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو محض اسی لئے بلاتا رہتا ہے کہ وہ

السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جہنمی ہو جائیں۔ جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے

ع ۱/۱۳

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ

اور انہوں نے نیک عمل کئے اُن کے لئے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ کیا وہ شخص جس کی نظر میں

سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَ

اس کی بدکرداری کو زینت دے دی گئی ہے پھر اُس کو اچھا بھی سمجھتا ہے (کہیں اس کے مانند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے) پس اللہ جس سے چاہتا ہے

يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ

توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے راہبری فرما دیتا ہے۔ پس ان کے بارے میں افسوس کرتے کرتے کہیں تمہاری جان نہ نکل جائے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ

یقیناً جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ اور اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے

فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ

پھر وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہنکا دیتے ہیں پھر ہم اس (بادل) کے ذریعے سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ۝ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ

اُس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی (قیامت میں جی) اٹھنا ہوگا۔ جو شخص عزت کا خواستگار ہو تو پوری عزت خدا ہی

الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

کے لئے ہے۔ اس کی طرف پاکیزہ کلمات (بڑھ کر) پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کو

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

بلند کرتا ہے۔ اور جو چالیں کر کے بدیاں کرتے رہتے ہیں اُن ہی کے لئے سخت عذاب ہے۔

۵۱ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے عُجب کی نسبت دریافت کیا گیا تھا (جو اعمال کو فاسد کر دیتا ہے۔ تو فرمایا کہ عجب کے درجے ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ بندہ کی نظر میں اس کے عمل بد کو زینت دیا جائے اور وہ گمان کرے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ اچھا ہی کرتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زریق اور حبتر کے بارے میں نازل ہوئی۔ زریق و حبتر کی تصریح کے لئے ضمیمہ میں سے پڑھیئے ۱۲

۵۲ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو مبعوث فرمائے تو چالیس دن متواتر آسمان سے زمین پر پانی برسائے گا۔ جس کے ذریعہ سے جوڑ باہم مل جائیں گے اور گوشت اُگ آئے گا۔ اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے کہ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا تو پہلی مرتبہ کے پھونکے جانے کے بعد خدائے تعالیٰ اس سمندر کو جس کو اس نے بحر المسجور فرمایا ہے اور جو ایسا ہے جیسے انسان کی منی ہوتی ہے اس سے زمین پر بارش ہونے کا حکم دے گا۔ پس جہاں اس کا پانی پڑانے سے پرانے مُردوں کو چھوئے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے اور زندہ ہو جائیں گے ۱۲

۵۳ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے حقیقی عزت رکھنے والا میں ہوں پس جس شخص کو دین و دنیا کی عزت درکار ہے اُسے چاہیے کہ حقیقی عزت والے کی اطاعت کرے ۱۲

۵۴ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کلمۂ اخلاص اور اس بات کا اقرار کہ جناب رسول خدا کے پاس جو جو فریضے لائے جن میں ولایت بھی داخل ہے برحق ہیں۔ عمل صالح کو (باقی بر صفحہ ۵۲۲ پر پڑھیے)

وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ○ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن

اور اُن ہی کی چال آخر بیکار ہو جائے گی۔ اور اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ

نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا۔ اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور کوئی بچہ نہیں جنتی

إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا

مگر یہ کہ خدا کو اس کا علم ہے۔ اور کسی بوڑھے کو زیادہ عمر نہیں دی جاتی اور نہ اُس کی عمر میں سے کچھ گھٹائی جاتی ہے مگر یہ کہ

فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ

نوشتۂ خدا میں موجود ہے۔ یقیناً یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ اور ایسے دو دریا برابر نہیں ہو سکتے۔

هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن

کہ یہ تو میٹھا میٹھا ہے اور اُس کا پینا خوشگوار اور وہ دوسرا کھاری کڑوا۔ اور

كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ

ہر ایک میں سے تم تازہ تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات کی چیزیں نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ

اور کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس میں پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل کے خواستگار ہو اور تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ○ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ

اُس کے شکر گزار ہو۔ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ

سورج اور چاند کو اُسے مطیع کر لیا ہے۔ ہر ایک ایک وقت معین کے لئے چل رہا ہے۔ یہی اللہ تو

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ

تمہارا پروردگار ہے ہر طرح کا اختیار اُسی کا ہے۔ اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو اُن کو کھجور کی گٹھلی کے پوست تک (یعنی ذرہ بھر تک)

مِن قِطْمِيرٍ ○ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا

کا بھی اختیار نہیں۔ اگر تم اُن کو پکارو گے تو وہ تمہارا پکارنا نہ سنیں گے۔ اور اگر سُن لیں گے

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا

تو تم کو کچھ جواب نہ دے سکیں گے۔ اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ اور

يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ○ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

خدائے خبیر کے برابر تم کو کوئی خبر نہ دے سکے گا۔ اے آدمیو! تم سب خدا کے محتاج ہو

(بقیہ صفحہ ۵۲۱) خدا کی حضور تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کَلِمَةُ الطَّيِّبُ مومن کا یہ قول ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور عمل صالح اس بات کا قلبی عقاد کہ یہ حق ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے اور جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر قول کی جانچ عمل سے ہوتی ہے جو اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتا ہے جب فرزند آدم کچھ کہتا ہے اور اپنے عمل سے اس کو سچا کر دکھاتا ہے تو اس کا وہ قول بوجہ اس کے عمل کے خدا کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور جب عمل خود اپنے قول کے خلاف کرتا ہے تو اس کا وہ قول اس عمل خبیث کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے اور خود عمل کرنے والے کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا ۲

ﮯ ۵ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ تفسیر تبیانی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے قریش کی وہ حیلے مراد ہیں جو دار الندوہ میں جناب رسول خدا کے لئے کی گئی تھی یعنی آنحضرت کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔ اسی طرح اصحاب سقیفہ کی چالیں بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے وصیت نبی کو رد کر دیا اور وصی نبی کو محروم ۱۲

حاشیہ صفحہ ھٰذا ۱ ۵ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مجمع البیان میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمر گھٹائی یا بڑھائی جاتی ہے اس کا نوشتہ پہلے سے موجود ہے یعنی لوح میں لکھا ہوا ہے کہ اگر فلاں شخص اطاعت خدا کرے گا تو فلاں وقت تک زندہ رہے گا اور جب نافرمانی کریگا تو اُس کی عمر میں سے اتنا اتنا کم کر دیا جائے گا اور اسی امر کی طرف جناب رسول خدا نے اشارہ فرمایا ہے جب کہ ارشاد ہوا کہ صدقہ اور عزیزوں کے ساتھ سلوک نیک یہ دو چیزیں ملکوں کو آباد کر دیتی ہیں اور عمروں کو زیادہ۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہم کو ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی کے

ع ۲ | ۱۴

اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ

اور اللہ وہی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو دور کردے اور

بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

نئی مخلوق لے آئے۔ اور اللہ کے لئے یہ کچھ دشوار نہیں ہے۔ اور کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ

بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ بٹانے کے لئے کسی دوسرے کو بلالے تو اس میں سے اس پر

شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

کچھ نہ لادا جائے گا گو وہ اس کا قریب بھی ہو۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے

بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ

پروردگار سے ڈرتے ہوں اور نماز پڑھتے ہوں۔ اور جو شخص گناہوں سے پاک رہے وہ اپنی ہی ذات کے لئے پاک رہے گا

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا

اور بازگشت اللہ ہی کی طرف ہوگی۔ اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہوسکتے۔ اور نہ

الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا

اندھیریاں اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہ

يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ

زندے اور نہ مردے برابر ہوتے ہیں۔ بیشک اللہ تو جس کو چاہے سنا دے۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝

حالانکہ تم ان کو جو قبروں میں ہیں کچھ نہیں سنا سکتے۔ تم تو صرف ایک ڈرانے والے ہو۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا

بیشک ہم نے تم کو برحق خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور ایک گروہ بھی ایسا نہیں ہوا

فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ اور اگر وہ تمہاری تکذیب کریں تو یقیناً انہوں نے بھی تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

(حالانکہ) ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں اور صحیفے اور روشنی پہنچانے والی کتابیں لے کر آچکے تھے۔

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

پھر جو کافر ہوگئے تھے ان کو میں نے گرفتار کیا پھر میری ناخوشی کا انجام کیسا ہوا؟ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا

---

سلہ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اَعْمٰی سے مراد ہے کافر اور بَصِیْرُ سے مراد ہے مومن ۱۲

سلہ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اَلظُّلُمٰتُ سے مراد ہے باطل اور نُوْر سے مراد ہے حق ۱۲

سلہ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ظِلّ سے مراد ہے ثواب اور حَرُوْرُ سے مراد ہے عذاب اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظِلّ سے مراد ہیں انسان اور حَرُوْرُ سے مراد ہیں چوپائے ۱۲

سلہ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ مومنین کی اور کفار کی دوسری مثال ہے جو پہلے کی بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے اور اسی لئے لفظ مَا يَسْتَوِي کی تکرار کی گئی ہے۔ نیز ایک قول کے بموجب اَحْيَاۗءُ سے مراد علماء ہیں اور اَمْوَاتُ سے مراد جہلاء ۱۲

سلہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ڈرانے والا یا نبی ہو یا وصی نبی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام رہتا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب محمد مصطفےٰؐ نے انتقال نہیں فرمایا جب تک کہ حکم خدا سے آیندہ کے لئے ڈرانے والا مقرر نہ کردیا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا نہیں ہوا تو گویا آنحضرتؐ نے اپنی امت کے ان کل آدمیوں کو جو اس وقت اپنے آباؤ اجداد کے صلب میں تھے ضائع کردیا کسی نے عرض کی کہ آیا قرآن مجید ان کے لئے کافی نہیں ہے؟ فرمایا۔ ضرور کافی ہے بشرطیکہ اس کے مفسر کو معلوم کرلیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ کیا جناب رسول خدا نے اس کی تفسیر نہیں فرمائی؟ فرمایا کہ فرمائی تفسیر تو صرف ایک شخص کے لئے فرمائی۔ رہی باقی امت ان کے لئے اس شخص کی کما حقہ تفسیر فرمادی یعنی اس کی عظمت وشان جتلا دی اور وہ بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ ہیں ۱۲

ع ۳ ۱۲/۱۵

اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا

کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے طرح بطرح کے پھل پیدا کئے

اَلۡوَانُهَا ؕ وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّحُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا

اور پہاڑوں میں سے کچھ تو راستے اور قطعے سفید ہیں اور کچھ مختلف رنگ کے (یعنی بعض) متوسط اور گہرے

وَغَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ ۞ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالۡاَنۡعَامِ

سرخ اور بعضے سیاہ بھونرا۔ اور آدمیوں میں سے اور جانداروں میں سے اسی طرح

مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ

مختلف رنگ کے ہوتے ہیں اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَتۡلُوۡنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ

بیشک اللہ زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہیں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

انہوں نے نماز پڑھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے ظاہر اور چھپا کر ہماری راہ میں خرچ کیا

يَّرۡجُوۡنَ تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ ۞ لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ

وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جس میں کبھی گھاٹا نہ ہوگا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر پورے پورے دے اور

مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ۞ وَالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ

اپنے فضل سے اُن کے لئے کچھ اور بڑھا دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔ اور (اے رسول) جو کتاب ہم نے تمہاری طرف

مِنَ الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَـقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بذریعہ وحی کے بھیجی ہے وہ برحق ہے (اور) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ بیشک اللہ

بِعِبَادِهٖ لَخَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ۞ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا

اپنے بندوں کے حال سے واقف اور (ان کا) نگراں ہے۔ پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے

مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَمِنۡهُمۡ

منتخب کر لیا تھا۔ پس ان (بندوں) میں سے کچھ تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ حکم خدا سے

سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ۞

تمام نیکیوں میں بڑھ جانے والے ہیں۔ یہی تو بہت بڑا فضل ہے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ

یہ سب ہمیشہ رہنے کے بہشتوں میں داخل ہوں گے ان میں ان کو سونے کے کنگن

ف ١٥ اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے قول کی تصدیق اپنے فعل سے کردیں اور جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو وہ عالم نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ خدا کی نسبت زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائے گا جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں پس جس شخص کو معرفت خدا حاصل ہوگی اسے خوف خدا بھی ہوگا اور وہ خوف اس کو طاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھے گا اور صاحبان علم اور ان کے پیرو چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے لہذا وہ قربۃً الی اللہ اعمال بجا لاتے تھے اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ١٢

ف ٥٢ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ الخ بصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت اولاد علیؑ و فاطمہؑ کی شان میں ہے کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ تو امام ہیں اور مُقۡتَصِدٌ وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے اور ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وہ ہے جو معرفت امام نہ رکھتا ہو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا منجملہ یہ بھی سوال تھا کہ کیا یہ آیت مخصوص اولاد فاطمہ کے لئے ہے؟ تو فرمایا جس نے تلوار کھینچی اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت دی یعنی بغیر اس کے کہ وہ امام تھا دعوت امامت دی اور لوگوں کو گمراہ کیا گو وہ اولاد فاطمہ میں ہو اس آیت میں داخل نہیں ہے۔ عرض کیا گیا پھر اس آیت میں کون کون داخل ہیں؟ فرمایا ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ تو وہ ہے جو لوگوں کو نہ ضلالت کی دعوت دے اور نہ ہدایت کی اور مُقۡتَصِدٌ ہم اہلبیت میں سے وہ ہے جو حق امام کا شناسا ہو۔ اور سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ [illegible]

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور اُن میں اُن کا لباس ریشمی ہوگا۔ اور وہ یہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے

الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ○ الَّذِيْٓ

جس نے ہم سے ہر قسم کا رنج وغم دُور کر دیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔ جس نے

اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ

ہم کو اپنے فضل سے ایسے ہمیشہ رہنے کے گھر میں لا اُتارا۔ جس میں نہ ہم کو کوئی رنج پہنچے گا اور

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ

نہ اس میں ہم کو کوئی تھکن پہنچے گی۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لئے آتشِ جہنم ہے۔

لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ

نہ تو وہاں اُن کو قضا ہی آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ اُن کے عذاب جہنم ہی میں تخفیف کی جائے گی۔

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ○ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ

(اور) ہر ناشکرے کو ہم ایسی ہی سزا دیں گے۔ اور وہ اس میں پڑے پڑے چلائیں گے۔ کہ اے ہمارے پروردگار

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ

ہم کو اس میں سے نکال لے تاکہ جو عمل ہم اب تک کرتے تھے اس کے برخلاف ہم نیک عمل کیا کریں (تو جواب دے گا) کیا ہم نے تم کو بہت سی عمر

مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا

نہیں دی تھی کہ اس میں جو بھی نصیحت حاصل کرنا چاہتا نصیحت حاصل کرتا۔ علاوہ بریں تمہارے پاس ایک خاص ڈرانے والا بھی آیا تھا جبکہ

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ○ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ

تم نے اس کی نہیں سنی تو اب مزہ چکھو کہ (یہاں) ناڈرانوں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ بیشک اللہ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا

الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ

ہے۔ یقیناً وُہی دلوں کے حال سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ وُہی تو ہے جس نے تم کو

خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ

زمین میں (پہلوں کا) جانشین کر دیا۔ پھر جو شخص کافر ہو گیا اُس کے کفر کا وبال اُسی پر ہے۔ اور

الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

کافروں کے لئے ان کا کفران کے پروردگار کے نزدیک سوائے ناراضگی کے اور کسی چیز کو نہیں بڑھاتا اور کافروں کے لئے

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ

اُن کا کفر سوائے نقصان کے اور کچھ زیادہ نہیں کرتا۔ تم یہ کہو کہ کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا ہے جن کو

(بقیہ صفحہ ۵۲۴) اور ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الخ پھر حضرت نے تینوں گروہوں کی تفسیر اسی طرح بیان فرمائی جیسا کہ اوپر گزرا۔

حواشی صفحہ ھذا

سلہ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ تفسیر قمی میں ہے دَارَ الْمُقَامَةِ کے معنی ہیں دَارَ الْبَقَاءِ یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر اور نصب کے معنی ہیں رنج وغم اور لُغُوْبٌ کے معنی ہیں کسل و تکان کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ جب مومن جنت میں اپنے مکانات میں پہنچے گا تو اس کے سر پر شاہانہ تاجِ کرامت رکھا جائے گا اور اس کو زرتار حلّے پہنائے جائیں گے۔ اس کے تاج میں یاقوت اور موتی ٹنکے ہوئے ہوں گے اور وہ ریشمیں حُلّے تعداد میں ستر ہوں گے۔ اور رنگ میں مختلف ان کا تانا بانا سنہری اور روپہلی ہوگا۔ اور موتی اور یاقوت سُرخ مرقع موقع سے ان میں ٹکے ہوئے ہوں گے۔ اسی کا ذکر خدائے

۴ تعالیٰ نے اوپر کی آیت میں

ع ۱۱ اس شان سے فرمایا ہے

۱۶ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ○ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اُس کی زوجہ حوران بہشت میں سے ہوگی اپنے خیمے سے نکل کر مع اپنی کنیزوں کے اُس کی طرف آئے گی۔ وہ مجسم حسن وخوبی ہوگی۔ وہ بھی ستر ایسے حلّے جن کی بناوٹ میں یاقوت و زبرجد اور موتی ہوں گے اور جن میں سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی ہوگی پہنے گی۔ اُس کے سر پر تاجِ کرامت بھی ہوگا اور اُس کے پاؤں میں سنہری جوتیاں جن پر یاقوت ٹنکے ہوئے ہوں گے۔ اور جن کے تسمے بھی یاقوت احمر کے ہوں گے۔ پس جب وہ اس دوست خدا کے قریب پہنچے گی اور یہ چاہے گا کہ اس کی خاطر سے کھڑا ہو جائے تو وہ کہے گی کہ اے ولی اللہ آپ کا رنج وتعب اٹھانے کا نہیں ہے۔ میں تمہاری ہوں اور تم میرے ہو۔ اس کے بعد دونوں متحد ہو جائیں گے۔ اور دنیا کی گنتی سے پانچسو برس تک یکجائی رہے گی مگر کسی کو تکان نہ ہوگی (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

تم خدا کے سوا پکارتے رہتے ہو ذرا مجھے تو دکھاؤ آیا زمین کی کوئی چیز انہوں نے پیدا کی ہے یا

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ

آسمانوں میں اُن کا کوئی ساجھا ہے؟ یا اُن کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس کے سبب سے کھلی دلیل پر ہیں

مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝

(یہ کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ نافرمان لوگ ایک دوسرے سے محض دھوکا دہی کے وعدے کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ

بیشک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے روکے ہوئے ہے کہ یہ (اپنی اپنی جگہ سے) ٹل جائیں اور اگر

زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا

یہ (اپنی جگہ سے) ٹل جاتے تو اس کے بعد کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کو روک دیتا۔ یقیناً وہ بڑا بردبار

غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ

(اور) بخشنے والا ہے۔ اور انہوں نے اپنی پوری قوت بھر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر ہمارے پاس کوئی

نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

ڈرانے والا آئے گا تو ہم پہلی ہر امت سے زیادہ راہ راست پر آ جانے والے ہو جائیں گے۔ مگر جب اُن کے پاس

نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ

ڈرانے والا آیا تو ان کی نفرت اور بھی زیادہ ہوئی۔ اور روئے زمین پر سرکشی (زیادہ بڑھی)، اور

مَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ

بری بری چالیں۔ حالانکہ بری چالیں اپنے کرنے والوں ہی پر پڑتی ہیں تو کیا

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

یہ اپنے پہلوں کے قاعدہ کے منتظر ہیں؟ پس تم خدا کے قاعدہ میں ہرگز کوئی

تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور نہ کبھی تم خدا کے قاعدہ کو ٹلتا ہوا پاؤ گے۔ کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ

کہ وہ یہ دیکھتے کہ اُن کے پہلوں کا کیا انجام ہوا تھا

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ

حالانکہ وہ اُن سے قوت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ

ساہ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے خدا کی نسبت یہ سوال کیا گیا تھا کہ آیا وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہے یا عرش اُسے اٹھائے ہوئے ہے؟ فرمایا خدا کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ کوئی اُسے اٹھائے۔ بلکہ عرش ہے تو، آسمان ہیں تو، اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے مابین ہے ان سب کو اپنی قدرت کاملہ سے خدائے تعالیٰ سنبھالے ہوئے ہے اور یہی خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا الآیۃ۔ کافی میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ہمارے سبب سے پروردگار عالم آسمان و زمین کو زائل نہیں ہونے دیتا۔ نیز کسی اماموں سے منقول ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی زمین میں باقی نہ رہے تو تمام اہل زمین معدوم ہو جائیں۔ ساہ لَيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ قریش کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ اہل کتاب نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا تو انہوں نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئے گا تو ہم پہلی ہر امت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ اسی معنی کی ایک حدیث انشاء اللہ سورۂ صٓ کی تفسیر میں بھی آئے گی۔ ساہ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۔ صافی میں ہے کہ قریش کے سرداروں کی بری چالیں روز بدر اُن کو مزہ چکھا گئیں۔ ساہ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا ظاہری مطلب ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ وہ اپنے شام و یمن و عراق کے سفروں میں جو آثار گذشتہ کے دیکھتے ہیں ان سے کچھ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن مجید میں اور گذشتہ ہلاک شدہ قوموں کے حالات میں غور و فکر نہیں کرتے۔

فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝

آسمانوں کی اور زمین کی کوئی چیز اُس کو ہرا دے۔ بیشک وہ (ہر چیز سے) پورا پورا واقف (اور) قدرت رکھنے والا ہے

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا

اور اگر اللہ آدمیوں سے جو فعل وہ کر چکے ہیں اُن کا مواخذہ کرتا تو روئے زمین پر

مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

ایک جاندار کو بھی باقی نہ رکھتا لیکن اُس نے اُن کو ایک مقررہ وقت تک کے لیے ڈھیل دے رکھی ہے۔ پس جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

اُن کا مقررہ وقت آ جائے گا (تو بس) پھر اللہ ہی اپنے بندوں کے حال کا نگران ہو گا۔

آیاتہا ۸۳ | کلماتہا ۷۹۳ | سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۳۰۹۰ | رکوعاتہا ۵

(سورۂ یٰسٓ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم ہے۔ یقیناً تم اُن رسولوں میں سے ہو۔ جو

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

صراط مستقیم پر ہیں۔ (یہ قرآن) زبردست رحم کرنے والے کا اُتارا ہوا ہے۔ تاکہ تم اُن لوگوں کو

مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى

ڈراؤ جن کے بزرگ کبھی ڈرائے ہی نہیں گئے اسی سے وہ غافل ہیں۔ فرمودۂ خدا اُن میں سے

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

اکثر پر یقیناً پورا ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بیشک ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں

فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ

اور وہ ٹھوڑیوں تک ہیں اسی سے اُن کے سر اُٹھے کے اُٹھے رہ گئے۔ اور ہم نے اُن کے آگے سے بھی

اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا

ایک دیوار بنا دی ہے اور اُن کے پیچھے سے بھی ایک دیوار پھر اوپر سے ہم نے اُن کو ڈھانپ دیا ہے کہ وہ

يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

آپ کچھ نہیں دیکھتے۔ اور اُن کے حق میں (دونوں باتیں) برابر ہیں خواہ تم اُن کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ

ع ۵

سلہ یٰسٓ۔ المعانی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یٰسٓ جناب رسولؐ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے ظاہری معنی ہیں اے [illegible] کے سننے والے اور [illegible] میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے دس نام ہیں۔ جن میں سے پانچ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور پانچ نہیں۔ پس وہ پانچ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبداللہ۔ یٰسٓ۔ نٓ۔ قول مُترجم اس حدیث میں صرف ناموں کا ذکر ہے القاب اور خطاب کا نہیں جیسے نبی۔ رسول۔ بشیر۔ نذیر۔ مزمل۔ مدثر۔ العیون میں جناب امام رضاؑ کی اُس حدیث میں جو دربار مامون میں آپ نے بیان فرمائی تھی منقول ہے کہ حضرتؑ نے علمائے عامہ سے سوال کیا۔ کہ مجھے بتلاؤ۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ میں خدائے تعالیٰ کی مراد یٰسٓ سے کون ہے؟ سب علماء نے جواب میں عرض کی کہ اس میں کسی کو شک ہی نہیں کہ یٰسٓ سے مراد جناب رسولؐ خدا ہیں (اس حدیث کے باقی حصہ کے لیے دیکھو ضمیمہ متعلق صفحہ مقبول ترجمہ نوٹ نمبر ۱ نیز اس کا ذکر مع ایک حدیث کے سورۂ والصّافّات میں بھی آئے گا) تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ہے کہ یٰسٓ جناب رسولؐ خدا کا نام ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل خدائے تعالیٰ کا یہ خطاب ہے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۲ سلہ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو جناب امیر المومنینؑ اور ان کے بعد کے آئمہؑ کی ولایت کے مقر نہیں ہوئے اسی کو آگے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اور اس کے آگے کی آیت میں ان کی عقوبت کا بھی ذکر فرمایا ہے ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ

ایمان نہ لائیں گے۔ ڈرا تو تم اُس کو سکتے ہو جو نصیحت پر چلے اور بے دیکھے خدا سے ڈرے

بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

پس ایسے شخص کو گناہوں کی بخشش کی اور عمدہ سے عمدہ اجر کی خوشخبری سنا دو۔ بیشک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ

اور جو کچھ وہ آگے بھیجتے ہیں اور جو آثار اُن کے پیچھے رہ جاتے ہیں اُن سب کو ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں دائرۂ

مُّبِيْنٍ ○ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا

علم و شمار جمع کر لیا ہے۔ اور اُن کے لئے اُس بستی والوں کی مثل بیان کرو کہ جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے اس بستی میں

الْمُرْسَلُوْنَ ○ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا

آئے۔ (اور اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے ان کی طرف دو (رسول) بھیجے پھر انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے

بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا

تیسرے (رسول) سے تقویت پہنچائی اور ان تینوں (رسولوں) نے کہا کہ ہم تمہاری طرف (خدا کے) بھیجے ہوئے ہیں (بستی والوں نے کہا کہ تم

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

تو ہم ہی جیسے آدمی ہو اور (خدائے) رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم نرا

تَكْذِبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○ وَمَا

جھوٹ بولتے ہو۔ (تب) انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ اور

عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

ہم پر رسالت کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ بستی والوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالُوْا

باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو سنگسار کر دیں گے اور ضرور ہماری طرف سے تم کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

تمہاری بدشگونی تو تمہارے ہی ساتھ ہے۔ کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا گیا (تم ہم پر طعن کرتے ہو؟) حقیقت یہ ہے کہ تم بڑی زیادتی کرنیوالے لوگ ہو۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

اور اُس شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا (آتے ہی) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان

الْمُرْسَلِيْنَ ○ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (٢١)

رسولوں کی پیروی کرو۔ اُن لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

وقف غفران — وقف النبی ۹ — ع ۱۸ / ۲

سلہ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ ۔ کافی کی اس حدیث میں جس کو ذکر کیا جا چکا ہے منقول ہے کہ اس آیت میں مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ سے مراد جناب امیر المومنین ہیں ۱۲ سلہ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ مُردوں کو تو ہم رجعت یا بعثت کے وقت زندہ کر کے اٹھائیں گے اور جہاں کو اب ہدایت سے زندہ کرتے ہیں ۱۲ سلہ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ مَا قَدَّمُوْا سے وہ نیک و بد اعمال مراد ہیں جو پہلے کر چکے اور ان کا ظاہرا کوئی نشان باقی نہ رہا اور اٰثَارَهُمْ سے اعمال مراد ہیں جن کے نشانات باقی رہیں جیسے کسی کو علم سکھا دیا دکوئی کتاب تصنیف کر دی۔ کنواں بنوا دیا۔ درخت لگا دیا، قدم نماز کے لئے مسجد کی طرف اُٹھائے کسی امر باطل کی اشاعت کر دی کسی ظلم و جور کی بنیاد ڈال دی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قبیلۂ بنی سلمہ کے لوگوں نے جو مدینۂ منورہ کے ایک گوشہ میں آباد تھے جناب رسول خدا سے شکایت کی کہ ہمارے گھر مسجد سے بہت دور ہیں۔ اور اس طرح نماز جماعت میں حاضر ہونے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (جس کا یہ مطلب ہے کہ جتنی دور تم کو چل کر آنا پڑتا ہے ویسے ہی ہم تمہارے حق میں زیادہ ثواب لکھتے رہتے ہیں) ۱۲ سلہ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ان حضرت نے خود فرمایا کہ واللہ وہ امام مبین میں ہوں میں حق و باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں اور میں نے یہ عہدہ جناب رسول خدا سے وراثۃً پایا ہے۔ معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقرؑ سے بروایت اپنے والد ماجد وجد امجد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا پر یہ آیت وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر و عمر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا امام مبین سے مراد توریت ہے؟ فرمایا نہیں۔ (باقی صفحہ ۵۲۹ پر)

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿22﴾ ءَاَتَّخِذُ

اور مجھے ہو کیا گیا ہے کہ میں اُس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے حالانکہ تم سب کی بازگشت بھی اُسی کی طرف ہوگی - کیا میں

مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ

اُسے چھوڑ کر ایسے خدا بنا لوں کہ اگر (خدائے) رحمٰن مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو

عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ

اُن کی سفارش میرے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکیں - میں تو اس صورت میں کھلی تباہی میں

مُّبِيْنٍ ○ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِيْلَ ادْخُلِ

رہ جاؤں گا - سو (صاحبو) سنو میں تو یقیناً تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں - (اس سے) کہا جائے گا کہ تو

الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ

جنت میں چلا جا - وہ کہے گا کہ کاش میری قوم کے لوگ بھی یہ جان لیتے - کہ مجھے میرے پروردگار نے کس وجہ سے

جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ

بخش دیا اور معززین میں سے قرار دے دیا - اور اس کے بعد اس کی قوم پر (عذاب دینے کے لئے) ہم نے

مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ○ اِنْ كَانَتْ

آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارے اور نہ ہمیں اتارنے کی کوئی ضرورت تھی - (ان کی گرفتاری کے لئے)

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ

ایک چیخ کافی تھی کہ یکایک وہ بجھ کر رہ گئے - بندوں کے حال پر کیسا افسوس ہے

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا

کوئی رسول بھی ان کے پاس ایسا نہیں آتا جس کی یہ ہنسی نہ اڑاتے ہوں - کیا یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○

ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہوں کو ہلاک کر دیا کہ اب ان کے پاس پلٹ کر نہیں آتے -

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ

اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے - اور (یوں تو) مُردہ زمین بھی ان کے لئے ایک معجزہ ہے

الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○ وَ

کہ ہم اس کو زندہ کر دیتے ہیں اور وہ اس میں سے غلّے پیدا کر دیتے ہیں جن میں سے یہ کھاتے ہیں - اور

جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ

اس میں سے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں چشمے بہا دیتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۵۲۸) انہوں نے عرض کی - پھر انجیل ہے؟ فرمایا نہیں - پھر اُن دونوں نے عرض کی - آیا قرآن ہے؟ فرمایا نہیں - اتنے میں جناب امیرالمومنینؑ تشریف لے آئے - آنحضرتؐ نے فرمایا دیکھو وہ امام جس میں خدائے تعالیٰ نے ہر چیز کے علم کا احصا فرما دیا ہے - احتجاج طبرسی میں جناب رسولِ خداؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے گروہِ انسان کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے علیؑ کو نہ سکھا دیا ہو اور جو علم بھی خدا نے مجھے سکھایا اس کا خدا نے مجھ میں احصا کر دیا - اور میں نے امام المتقین یعنی امیرالمومنینؑ میں اُس کا احصا کر دیا ۱۲

۵ اَلْقَرْيَةِ - تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے انطاکیہ ۱۲

۶ اَلْمُرْسَلُوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ قول کے بارے میں دو قول ہیں - ایک یہ کہ ان کو خود خدائے تعالیٰ نے بھیجا تھا اور ایک یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے بحکم خدا بھیجا تھا ۱۲

۷ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ - تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے جو روایتیں منقول ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے دو رسولوں کو بادشاہ انطاکیہ نے غصہ ہو کر قید کر دیا تھا - تیسرے جو پہنچے انہوں نے ایسا ربط و ضبط بڑھایا کہ بادشاہ کے دل میں جگہ کر لی - پھر ان دونوں قیدیوں کا قصہ خود ہی سے پوچھا اور جب ان سے وجہ قید بیان کی تو اس کو یہ صلاح دی کہ ان کا امتحان لینا مناسب ہے چنانچہ وہ طلب کئے گئے اور اُن کی دعا سے ایک مادر زاد اندھے کی آنکھیں کھل گئیں اور ایک پیدائشی لنگڑے لولے کے پاؤں صحیح و سالم ہو گئے اور آخر میں بادشاہ کا اکلوتا بیٹا جسے مرے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا تھا زندہ ہو گیا اور جب بادشاہ نے اس سے دوبارہ زندہ ہو جانے کی وجہ دریافت کی

الْعُيُونِ ۝ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا

دیتے ہیں۔ تاکہ یہ اُن کے پھلوں میں سے بھی کھائیں اور اپنے ہاتھوں کی محنت سے بھی۔ کیا اب بھی

يَشْكُرُونَ ۝ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ

شکر نہ ادا کریں گے۔ منزہ ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے اُس کے بھی جو

الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ ۚ

زمین سے اگتی ہے اور ان (منکرین) کی ذات کے (بھی) اور ان چیزوں کے (بھی) جن کو یہ نہیں جانتے۔ قدرت (بھی) ان کے لئے نشانی ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِي

جس میں سے ہم دن کو نکال لاتے ہیں پھر یہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج (بھی ایک نشانی ہے) جو اپنے ایک

لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ

مقررہ مقام کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑے زبردست صاحب علم کا مقرر کر دیا ہے۔ اور چاند (بھی ایک نشانی ہے)

قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ

جس کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ پلٹ کر پرانی شاخ کی (تری) صورت اختیار کر لیتا ہے نہ سورج ہی کی

يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ

یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑ پائے اور نہ رات ہی کی یہ قدرت ہے کہ دن سے آگے بڑھ جائے حالانکہ یہ سب

فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي

کسی (نہ کسی) آسمان میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کے بزرگوں کو

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۝

بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور ان کے لئے بھی ایسی ہی چیزیں پیدا کر دی ہیں جن پر یہ سوار ہوتے رہتے ہیں

وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ۝

اور اگر ہم چاہتے تو ان کو ڈبو دیتے پس نہ ان کا کوئی فریاد رس ہوتا اور نہ چھڑائے جاتے۔

إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا

سوائے اس کے کہ ہماری رحمت ہو اور ایک عرصہ کے لئے نفع پہنچانا (مدنظر ہو) اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم

مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا

اپنے گزشتہ (گناہوں) سے ڈرو اور آئندہ (کے عذاب) سے خوف کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور

تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں آتی جس سے یہ روگرداں نہ ہوتے ہوں

۵۱ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ - تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نطفہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتا ہے اور نباتات پر یعنی پھلوں اور درختوں پر قرار لیتا ہے پس آدمی بھی اسی نباتات میں سے کھاتے ہیں اور جانور بھی۔ لہٰذا ان سب کے صلب میں وہ پہنچ جاتا ہے۔

۵۲ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ - کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا کا انتقال ہوتے ہی ایسا اندھیرا چھا گیا کہ لوگوں کو ان کے اہل بیتؑ کی فضیلت ہی نظر نہ آئی۔

۵۳ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ دونوں بزرگوار اس کو یوں تلاوت فرماتے تھے لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو سکون و قرار نہیں ہے بلکہ برابر حرکت میں ہے۔ (قول مترجم) زمانہ حال کے ہیئت داں زمین کی ایک تیسری حرکت بھی ثابت کرتے ہیں یعنی اس فضائے وسیع میں آفتاب مع اپنے تمام نظام کے کسی طرف چلا جا رہا ہے اس خیال کی تائید لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا سے ہوتی ہے جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اس کے لئے کوئی مقرر جگہ نہیں ہے۔

۵۴ مَنَازِلَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ اٹھائیس منزلیں ہیں جن میں سے ایک ایک میں چاند ہر رات کو پہنچتا رہتا ہے نہ کسی سے پیچھے رہ جاتا ہے اور نہ کسی سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

(اس صفحے کے باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھیے)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۙ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو رزق خدا نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ (راہِ خدا میں بھی) خرچ کرو۔ تو جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا

مومنوں سے یہ کہتے ہیں کیا ہم اس کو کچھ کھلائیں جس کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ (اس معاملہ میں) تم

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

صریحی غلطی میں ہو۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (روزِ قیامت)

صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ

کب تک آ جائے گا؟ اتنا غور نہیں کرتے کہ ایک چیخ ان کو یکایک آ لے گی اور یہ

يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ

لڑتے جھگڑتے ہی رہیں گے۔ پس نہ اس وقت وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے بال بچوں کے پاس

يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ

پلٹ کر آئیں گے۔ اور (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو یکایک وہ قبروں سے نکل کر

رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ

اپنے پروردگار کی حضور میں حاضر ہونے کے لئے جلد جلد چلنے لگیں گے۔ کہتے ہوں گے ہائے ہائے خرابی ہم کو خواب گاہ سے اٹھا کس نے دیا؟

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا

(جواب دیا جائے گا کہ) یہی تو وقت ہے جس کا (خدائے) رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچی (سچی) خبر دی تھی۔ پس ایک ہی

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا

چیخ تو ہوگی کہ یکایک وہ سب ہمارے حضور میں حاضر کر دیئے جائیں گے۔ پس اس دن نہ تو

تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ

کسی نفس پر کوئی ظلم کیا جائے گا اور نہ تم کو کوئی بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو عمل تم کیا کرتے تھے۔ بیشک

أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ

جنتی لوگ تو اس دن مزے اڑاتے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیبیاں

فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم

تختوں پر سایہ میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لئے جنت میں ہر میوہ اور ان کے لئے

مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝ وَامْتَازُوا

ہر وہ چیز جو وہ چاہیں گے موجود ہوگی۔ بڑی رحمت کرنے والے پروردگار کی طرف سے سلام کہلایا جائے گا (اب اِدھر کی سنیئے) اور اے

لے تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ تفسیر قمی میں ہے کہ آخر زمانہ کا ذکر ہے جب کہ لوگ بازاروں میں اپنے اپنے جھگڑے قصوں میں ہوں گے اور ایک چیخ کی آواز یکایک آئے گی جس جگہ ہوگا وہیں مر جائے گا۔ کسی کی یہ مجال نہ ہوگی کہ مکان کو لوٹے یا کوئی وصیت کر سکے تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ قیامت اس طرح آ جائے گی کہ دو آدمیوں نے ایک کپڑا پھیلا رکھا ہوگا۔ ایک جو بیچتا ہوگا اور دوسرا خریدتا ہوگا ابھی اُسے تہ نہ کرنے پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی۔ اور ایک شخص لقمہ اٹھائے گا کہ منہ میں رکھے۔ ابھی اس کا لقمہ منہ تک نہ پہنچے گا کہ قیامت آ جائے گی۔ اور ایک شخص حوض کے آگے کھڑا ہوگا کہ اپنے چوپائے کو پانی پلائے ابھی وہ پانی نہ پلا چکا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

۵۲ مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا الجوامع میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کی قرأت یوں تھی مِن بَعْثِنَا مِن مَرْقَدِنَا یعنی مِن حرف جر بعث مصدر مضاف نا ضمیر متکلم مضاف الیہ جملہ مجرور۔ قول متواتر، مَن بَعَثَنَا پڑھنے میں گستاخانہ سوال پایا جاتا ہے اور حقیقت حال سے بے خبری حالانکہ حقیقت اس وقت ان پہ منکشف ہو چکی ہوگی جیسی کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے ۵۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں مطالعہ فرمائیے)

عـه أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ تفسیر صافی میں ہے کہ اس جواب میں جزیہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ ان کو کھانا کھلانے پر قادر ہے اور پھر نہیں کھلاتا تو ہم ان کے کھلانے سے اور زیادہ احتراز کرنا چاہیئے تاکہ خدا کے خلاف نہ ہو۔ اس کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے کہ حقیقۃً یہ جواب اعلیٰ درجہ کی جہالت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ جو کھانا کھلاتا ہے اس کے لئے اسباب ہیں منجملہ ان کے ایک

الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا

گناہگارو! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ۔ اے اولادِ آدمؑ کیا میں نے تم کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ

تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ

شیطان کے بندے نہ بننا۔ وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرنا۔

هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ

سیدھا راستہ یہی ہے۔ اور اس نے تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر دیا۔

أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝

تو کیا تم خود کوئی سمجھ نہ رکھتے تھے۔ اب یہ وہی جہنم (موجود) ہے جس سے تم کو ڈرایا جایا کرتا تھا۔

اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ

جیسا کہ تم کفر کیا کرتے تھے اس کے بدلے آج اس میں چلے جاؤ۔ اس دن ہم اُن کے منہ پر تو مہر لگا دیں گے

أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں جو (جو) کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کی بابت

يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا

گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو سپاٹ کر دیتے پھر وہ راستے سے بھی

الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ

آگے بڑھ جاتے پھر وہ کہاں سے دیکھتے؟ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو یہیں مسخ کر دیتے

مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ

پھر نہ وہ کہیں جا سکتے اور نہ پلٹ کر آ سکتے۔ اور جس کو

نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا عَلَّمْنَاهُ

ہم زیادہ عمر دیتے ہیں تو اسے بناوٹ میں جھکا دیتے ہیں کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے اس کو (یعنی اپنے رسول کو)

الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۝

شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے لئے زیبا ہے۔ یہ تو صرف نصیحت اور کھلا قرآن ہے۔

لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ أَوَلَمْ

تاکہ ان لوگوں کو جو زندہ (دل) ہیں ڈرائے اور انکار کرنے والوں پر قول حق ثابت ہو جائے۔ کیا وہ

يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا

اتنا نہیں سمجھتے کہ جو چوپائے ہم نے اپنی قدرت سے بنائے ہیں اُن کے نفع کے لئے پیدا کئے ہیں پس وہ (اس وقت) اُن کے

سلہ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت کی تو گویا اُس نے اسی کی عبادت کی۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس نے کسی کہنے والے کی بات کو توجہ سے سُنا بس وہ اُس کا بندہ بن گیا۔ اب اگر وہ بولنے والا خدا کی طرف سے کچھ کہتا ہے تو یہ سُننے والا خدا کا بندہ بنا۔ اور اگر وہ بولنے والا شیطان کی طرف سے کہتا ہے تو یہ سُننے والا شیطان کا بندہ بن گیا۔

وقف غفران

سلہ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَ تَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ہر ہر آدمی کو اُس کا نامہ عمل بھی عطا فرمائے گا وہ اس میں نظر ڈالیں اور انکار کریں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی اس پر خدائے تعالیٰ اُن کے برخلاف فرشتوں سے گواہی دے گا اور وہ یہ کہدیں گے کہ خدایا یہ تو تیرے ہی فرشتے ہیں یہ تیری ہی سی کہیں گے پھر دوبارہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک فعل بھی نہیں کیا اس واقعہ کو خدائے تعالیٰ ان لفظوں میں بھی فرما چکا ہے یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ (جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو مبعوث فرمائے گا تو وہ اس کی حضور میں بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا لیتے ہیں)، جب وہ اتنی جرأت کریں گے تو خدائے تعالیٰ اُن کی زبانوں پر مہر لگا دے گا۔ اُن کے اعضاء و جوارح جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب بیان کر دیں گے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مومن کے اعضاء جوارح اسکے برخلاف گواہی دیں گے۔ ایسی گواہی تو ان لوگوں کے برخلاف گزرے گی۔ جو عذاب جہنم کے مستحق قرار پا جائیں گے۔ رہا مرد مومن تو اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:- فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَاُولٰٓئِکَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَھُمْ وَ لَا۔

ع ٤ ١٧ ٣

مَلِكُونَ ○ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ○ وَلَهُمْ

مالک بنے ہوئے ہیں۔ اور ہم ہی نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع کر دیا ہے کہ ان میں سے بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ

فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ○ وَاتَّخَذُوا

کھاتے ہیں۔ ان کے لئے ان چوپایوں میں بہت سی منفعتیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا وہ اس کے شکرگزار نہ ہوں گے؟ اور انہوں نے تو

مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ○ لَا يَسْتَطِيعُونَ

خدا کو چھوڑ کر اور خدا بنا لئے تاکہ وہ اُن کی کچھ مدد کریں۔ وہ ان کی ذرا مدد نہ کرسکیں گے

نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ ○ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا

حالانکہ ان کے لشکر کے لشکر ان کی عبادت کے لئے حاضر رہتے ہیں۔ پس (اے رسولؐ) ان کی باتیں تم کو رنجیدہ نہ کریں

نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا

جو (جو) کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو (جو) کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ کیا انسان اتنا نہیں سمجھتا کہ ہم نے

خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا

اس کو نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر یکایک وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔ اور ہمارے ہی لئے اُس نے

مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ○

مثل بیان کی اور اپنی خلقت کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ ہڈیوں کو جس حال میں کہ وہ خاک ہو جائیں گی زندہ کون کر دے گا؟

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ○ ۷۹

تم کہدو کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کر دیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کے حال سے واقف ہے۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ

جس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کر دی کہ اب تم اسی سے

تُوقِدُونَ ○ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ

سلگاتے رہتے ہو۔ کیا وہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اس پر قادر نہیں

عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ○ إِنَّمَا أَمْرُهُ

کہ ان کے ایسے اور پیدا کردے ضرور (قادر ہے) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے۔ یہ فقط اسی کی شان ہے کہ

إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ فَسُبْحَانَ الَّذِي

جب کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس سے صرف اتنا فرمائے کہ ہو پس وہ ہو جائے۔ پس منزہ ہے وہ ذات جس کے

بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ ع

ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اُسی کی حضور میں تم سب کی بازگشت ہوگی۔

ف۱ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چوپائیوں کو ہم نے ان کا مطیع بنا دیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مثلاً اونٹ کو دیکھئے کہ باوجود قوت و عظمت کے ایک بچہ اس کو ہنکاتا پھرتا ہے۔

ف۲ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ ○ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس کا مطلب یہ منقول ہے کہ ان کے دیوتا تو ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور وہ گروہ کے گروہ ان کے پاس حاضر رہتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مُحْضَرُونَ کے یہ معنی بھی آئے ہیں کہ جن بتوں کو یہ پوجا کرتے تھے انہی کے پیچھے پیچھے ان کے غول کے غول جہنم میں بھیجدیئے جائیں گے (قول مترجم) مشرکوں کو جو حالت بت پرستی کے سبب پیش آئے گی وہی تثلیث پرستوں کو اپنے ٹھاکروں کے ذریعہ سے سہنی پڑے گی۔ جب جی چاہے تجربہ کرلیں۔ کسی مصیبت میں پکار کر دیکھیں کہ وہ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ کے مصداق ہیں یا نہیں اور یہ لوگ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ کے دنیا میں بھی مصداق ہیں اور اگر خدانخواستہ اسی عقیدہ پر مر گئے تو دوسرے معنی بھی ان پر صادق آجائیں گے۔

ف۳ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ○ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ابی ابن خلف آیا۔ اور دیوار میں سے ایک پرانی ہڈی لایا اور اس کو چور کر کے کہنے لگا کہ اے محمد کیا جب ہم ہڈیاں اور راکھ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرنو پیدا کرکے اٹھائے جائیں گے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مرنے کے بعد روح تو ایک مقام میں مقیم ہو جائے گی۔ نیکوکار کی روشن اور زندہ ہیں اور بدکار کی تنگ و تار میں اور جسم مٹی ہو کر اسی مٹی میں مل جائے گا جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا اور حشرات و درندے جو کچھ کھا

آیاتہا ۱۸۲ — سُوْرَۃُ وَالصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ — رکوعاتہا ۵

(سُورۂ والصّٰفّٰت مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ○ اِنَّ

قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی۔ پھر قسم ہے جھڑکنے والوں کی۔ پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی۔ بیشک

اِلٰـهَکُمْ لَوَاحِدٌ ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَرَبُّ

تمہارا معبود ضرور یکتا ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے ان کا پرورش کرنے والا

الْمَشَارِقِ ○ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۨالْکَوَاکِبِ ○

اور مشرقوں کا مالک ہے۔ یقیناً ہم نے اس دُنیا کے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا ہے۔

وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ

اور ہر سرکش شیطان کے لئے ان کو نگہبان بنایا ہے۔ اب وہ ملائے اعلیٰ کی کنسوئیاں

الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُوْرًا وَّلَہُمْ عَذَابٌ

نہیں لے سکتے اور ہر طرف سے ان کو بھگانے کے لئے مار پڑتی ہے۔ اور یہ اُن کے لئے پائیدار عذاب

وَّاصِبٌ ○ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ○

ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی اُڑتی ہوئی بات لے بھاگا سو ایک ستارہ ٹوٹ کر اس کا پیچھا کرتا ہے۔

فَاسْتَفْتِہِمْ اَہُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰہُمْ مِّنْ

اب ان سے پوچھو کہ از روئے پیدایش یہ خود زیادہ مضبوط ہیں یا وہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ یقیناً ہم نے ان کو

طِیْنٍ لَّازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ ○ وَاِذَا ذُکِّرُوْا لَا

لسدار مٹی سے پیدا کیا ہے۔ تم کو ان کے انکار سے تعجب ہوا اور وہ (تمہارے تعجب کی) ہنسی اڑاتے ہیں اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے

یَذْکُرُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا

وہ نصیحت نہیں مانتے۔ اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اور (زیادہ) ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ

اِنْ ہٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّ

یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور

عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ قُلْ نَعَمْ

ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ آیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ تم کہدو ہاں بلکہ

(بقیہ صفحہ ۵۳۳) اور جب بعثت کا وقت آئے گا تو زمین پر وہ بارش برسے گی جس سے مخلوق کی از سرِ نو پیدائش کا سلسلہ پھر شروع ہوجائے گا۔ پس زمین بالیدہ ہوجائے گی پھر اس کو اس طرح حرکت دی جائے گی۔ جیسے دودھ کو بلونے کے وقت (ملک عرب میں اس مشک کو حرکت دیتے ہیں جس میں دودھ ہوتا ہے) پس آدمی کی مٹی عام مٹی سے اسی طرح الگ ہوجائے گی جیسے سونے کے ذرے پانی سے دھونے پر مٹی سے الگ ہوجاتے ہیں۔ اور مکھن یا مشکہ حرکت دینے پر دودھ سے الگ ہوجاتا ہے پھر ہر ہر جسم کی مٹی اسی ترتیب کے ساتھ جمع ہوجائے گی اور خدائے قوی قادر کے حکم سے ہر جسم اپنی اپنی روح کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور مصور حقیقی کے حکم سے صورتیں بھی اپنی اپنی اصلی حالت پر عود کر آئیں گی اور روحیں ان جسموں میں داخل ہوجائیں گی اور جب یہ حالت قائم ہوجائے گی تو کسی کو جائے انکار باقی نہ رہے گی (صفحہ ۵۳۳ کے باقی حواشی آگے ضمیمہ میں پڑھیئے)

حواشی صفحہ ۵۳۴

سلہ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۱ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد ہیں فرشتے اور انبیاء اور وہ سب لوگ جنہوں نے خدائے تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی اور اس کی خوشنودی کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہوئے ہونگے۔

سلہ الْمَشَارِقِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد اور سیاروں کے طلوع ہونے کے مقام بھی ہیں اور آفتاب کے طلوع ہونے کا مقام بھی۔ کیونکہ اس کا ہر روز کا مشرق اور مغرب جدا جدا ہوتا ہے۔ مگر مشرق ہی کے ذکر پر اس لئے اکتفا کی گئی کہ آفتاب کا طلوع ہونا قدرت پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔ اور نعمت میں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

سلہ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادق سے حدیث معراج میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل امین چڑھتے چلے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ چڑھتا چلا گیا۔

وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۞ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

تم سب ذلیل ہو کر آؤ گے۔ پس وہ ایک جھڑکی ہی تو ہو گی کہ وہ سب یکایک (قبروں سے نکل کر)

يَنْظُرُوْنَ ۞ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۞ هٰذَا يَوْمُ

دیکھتے (کے دیکھتے) رہ جائیں گے۔ اور کہیں گے کہ ہائے خرابی ہماری یہی تو جزا (و سزا) کا دن ہے (جواب ملے گا جی) یہی

الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اُن لوگوں کو جنہوں نے نافرمانیاں کیں تھیں

وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۞ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

اور اُن کی ازواج کو اور خدا کے سوا جن جن کو یہ پوجا کرتے تھے۔ ان سب کو اکٹھا کر لو پھر ان سب کو

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۞ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۞ مَا لَكُمْ

جہنم کا راستہ بتا دو۔ اور ان کو ٹھہرا لو کہ ان سے سوالات کئے جائیں۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے

لَا تَنَاصَرُوْنَ ۞ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۞ وَاَقْبَلَ

تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ اُس دن تو وہ بڑے تابعدار بنے ہوئے ہوں گے۔ اور

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۞ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا

ایک دوسرے کے پاس سوال کرتے ہوئے آئیں گے۔ کہتے ہوں گے کہ تم تو ہمارے پاس داہنی طرف سے

عَنِ الْيَمِيْنِ ۞ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ وَمَا

(یعنی بڑے اہتمام سے) آیا کرتے تھے۔ وہ یہ کہیں گے کہ تم ہی ایماندار نہ تھے۔ اور

كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۞

ہمارا تم پر کوئی قابو تو تھا نہیں بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۞ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا

پس ہم پر تو ہمارے رب کا قول پورا اترا کہ ہم ضرور (عذاب کا) مزہ چکھنے والے ہیں۔ سو ہم نے تم کو بھی بھٹکایا کہ ہم تو

كُنَّا غٰوِيْنَ ۞ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۞ اِنَّا

گمراہ ہی تھے۔ پس اُس دن وہ عذاب میں ملے جلے ہوں گے۔ ہم

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۞ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ

مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ بیشک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۞ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا

کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکڑا ہی کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم

(بقیہ صفحہ ۵۳۴) اور شہاب ثاقب اُسی کے حکم سے شیاطین کا پیچھا لیتے ہیں۔ اس کی ماتحتی میں ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پھر ستر ستر ہزار فرشتے ہیں ۱۲

(بقیہ حواشی صفحہ ۵۳۵) سلہ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آلِ محمد کا حق غصب کیا اور اَزْوَاجَهُمْ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے مانند ہوں ۱۲ سلہ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو جہنم کے راستے کی طرف بلاؤ ۱۲ سلہ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے ولایت جناب امیر المومنین ؑ کی بنسبت سوال کیا جائے گا۔ اَمالی اور العیون میں جناب رسول خدا سے بجنسہٖ یہی مضمون مروی ہے۔ علل الشرائع میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے گا جب تک کہ اس سے ان چار باتوں کی بنسبت باز پرس نہ ہو جائے (۱) جوانی کی بابت کہ کہیں شغل میں کھوئی (۲) عمر کی بابت کہ کن کن کاموں میں صرف کی (۳) مال کی بابت کہ کہاں کہاں سے اکٹھا کیا اور کس کس کام میں اٹھایا (۴) ہم اہل بیت کی بابت کہ ہم سے محبت رکھی یا نہیں ۱۲

ع ۲۱ ۵

ربع

أَإِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝

ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے ہیں؟ (وہ دیوانہ کیسا؟) بلکہ وہ تو حق لے کر آیا ہے اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے۔

إِنَّكُمْ لَذَائِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ

تم یقیناً دردناک عذاب ضرور چکھنے والے ہو۔ اور تم بدلہ اسی کا پاؤ گے جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

عمل کیا کرتے تھے۔ ہاں خدا کے خاص بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اُن کے واسطے

رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ

رزق (بھی) معیّن ہے۔ (یعنی) میوے اور اُن کی عزت (بھی) کی جائے گی۔ وہ نعمت والی جنتوں میں

النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ

تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوں گے۔ سفید نتھرے شراب کے گلاس کے دَور

مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا

چل رہے ہوں گے۔ جس سے پینے والوں کو لذت حاصل ہوگی۔ اس میں نہ کوئی جھگڑا ہوگا اور نہ

هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ۝

اس سے مدہوش ہو جائیں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی (اور) بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں)

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

اسی طرح ہوں گی گویا رنگ کی صفائی میں، حفاظت سے رکھے ہوئے انڈے ہیں۔ پس وہ بھی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ

سوال کریں گے۔ اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ہم نشین تھا۔ جو یہ کہا کرتا تھا کہ

أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَ

کیا تو بھی تصدیق کرنے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور

عِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ۝

ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم کو کوئی جزا یا سزا دی جائے گی؟ (پھر) کہے گا کہ آیا تم بھی اس سے واقف ہونا چاہتے ہو؟

فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ

پس جھک کر دیکھے گا تو اُس کو جہنم کے بیچوں بیچ دیکھ لے گا۔ (تب بے ساختہ) کہے گا کہ خدا کی قسم تو نے تو مجھے بھی

لَتُرْدِينِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝

والا تھا۔ اور اگر میرے پروردگار کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (تیری طرح) تیرے ساتھ ہوتا۔

لہ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۔ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل جنت کے حالات بیان کئے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے خدام کو معلوم ہوگا۔ اور قبل اس کے کہ دوستان خدا اُن سے سوال کریں کہ لاؤ وہ خود اس رزق کو لائیں گے اور یہ جو خدا نے فرمایا فَوَاكِهُ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں جس چیز کی بھی وہ خواہش کریں گے الفاً ما واکراماً وہی اُن کو دی جائے گی ۱۲

سلہ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ حوریاں جنت کو شترمرغ کے انڈے سے اس لئے نسبت دی گئی ہے کہ شترمرغ ان کو اپنے بال و پر سے چھپائے رہتا ہے اسی سے وہ صاف اور ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک و صاف رہتے ہیں۔ نیز ان کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے اور عرب میں یہ رنگ جسم انسان کے رنگوں میں سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے

۱۲ ــــ ۱۲

۱۲

أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

کیا (میں تم سے نہ کہتا تھا کہ) ہم کو ہماری پہلی موت کے سوا مرنا ہی نہیں ہے اور نہ ہم کو (آخرت میں) عذاب ہی دیا جائے گا

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝

یقیناً بڑی سے بڑی کامیابی یہی تو ہے۔ ایسی ہی (کامیابی) کے لئے تو چاہیئے کہ کرنے والے کچھ کریں۔

أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً

کیا مہمانی کے لئے یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ کہ ہم نے اس کو نافرمانوں کے لئے

لِلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا

عذاب مقرر کیا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی گہرائی سے نکلتا ہے۔ اُس کی

كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ

چوٹی ایسی ہے جیسے شیطان کے سر ہوں۔ پس وہ ضرور اُسی میں کھانے والے ہوں گے اور (چاروناچار)

مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ

اسی سے پیٹ بھرنے والے۔ پھر ان کے لئے اس کے اوپر سے گرم پانی کی پلائی ہوگی۔ پھر

إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ

ان سب کی بازگشت ضرور جہنم ہی میں ہوگی۔ انہوں نے یقیناً اپنے باپ دادا کو بھی

ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ

گمراہ پایا تھا۔ تو اُن کے نشان قدم پر یہ بھی دوڑے چلے آرہے تھے۔ اور بے شک ان سے قبل

أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝

پہلے والے بہت سے گمراہ ہو گئے۔ حالانکہ ہم نے اُن میں ڈرانے والے ضرور بھیجے تھے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

پس غور سے دیکھ لو کہ جن کو ڈرایا گیا تھا اُن کا انجام کیسا رہا! (ہاں) اللہ کے مخلص بندے

الْمُخْلَصِينَ ۝ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝ وَ

اس سے مستثنٰی ہیں۔ اور یقیناً نوح نے ہم کو پکارا تھا پس ہم ہی تو سب سے اچھا جواب دینے والے ہیں۔ اور

نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ

ہم نے خود انہیں اور ان کے اہل کو بڑی تکلیف سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی اولاد کو (آئندہ حق پر)

هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ

باقی رہنے والا قرار دیا۔ اور ہم نے پچھلے آنے والوں میں اُسے (یعنی اُن کی صفت وثنا کو یا ان کے قصّہ کو) باقی رکھا۔

سلہ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت اہلِ جنت جنت میں پہنچ جائیں گے اور اہلِ جہنم جہنم میں۔ اس وقت موت حاضر کی جائے گی اور مابین جنت وجہنم مثل مینڈھے کے ذبح کر دی جائے گی۔ اور یہ اطلاع دے دی جائے گی کہ اب دوام ہے۔ اب موت کبھی نہ آئے گی۔ اس پر اہلِ جنت وہ کچھ کہیں گے جو اگلی دو آیتوں میں منقول ہے"

سلہ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ وہ درخت ہے جس کا پھل جہنمیوں کی مہمانی ہوگا اور لفظ نُزُلًا کے بعد اس کے بیان کرنے میں یہ مصلحت ہے کہ جنتیوں کے لئے وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی جن تک وہم وفہم پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور ان سب کے مقابلے میں جہنمیوں کے کھانے میں صرف زقوم کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے پتوں کا بدبودار کڑوا درخت ہے جو تہامہ کے جنگل میں ہوتا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جب قریش نے یہ آیت سنی إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ (بیشک زقوم کا درخت گنہگاروں کی خوراک ہے) تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس درخت کو پہچانتے بھی نہیں ابن الزبعری نے کہا کہ بربر کی زبان میں یا یمن کے لغات میں زقوم خرموں اور مکھن کو کہتے ہیں۔ اس پر ابوجہل نے اپنی لونڈی کو کہا زَقِّمِينَا (ہم کو زقوم تو کھلا) وہ لونڈی یہ سن کر مکھن اور خرمے لائی اور اس نے اپنے یاروں سے کہا لو بھائیو! یہ زقوم کھاؤ جس سے محمد تم کو ڈرایا کرتا ہے اور یہ گمان کیا کرتا ہے کہ آگ درخت اگا سکتی

ع ۲ ۵۳ ۶

حالانکہ آگ درختوں کو جلایا کرتی ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

نُوحٍ فِي الْعٰلَمِينَ ○ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّهٗ مِنْ

نوح پر تمام عالموں میں سلام ہو۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ○ وَإِنَّ مِنْ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے اوروں کو ڈبو دیا۔ اور یقیناً

شِيعَتِهٖ لَإِبْرٰهِيمَ ○ إِذْ جَاءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○ إِذْ

ابراہیمؑ بھی اُن ہی کے پیروؤں میں سے تھے۔ جب کہ وہ اپنے پروردگار کی حضور میں سالم نیت سے آئے۔ جس وقت کہ

قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُونَ ○ أَئِفْكًا آلِهَةً

انہوں نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے یہ کہا کہ تم یہ کیا پوجتے ہو؟ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر

دُونَ اللّٰهِ تُرِيدُونَ ○ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ○

جھوٹے خداوؤں کے مرید بنتے ہو؟ تمام عالموں کے پروردگار کی نسبت تمہارا خیال کیا ہے؟

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ○ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

پھر ستاروں کی طرف ایک نظر ڈالی۔ اور یہ فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔ پس یہ لوگ تو پیٹھ پھرا کر ان کے پاس سے

مُدْبِرِينَ ○ فَرَاغَ إِلٰى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ○ مَا لَكُمْ

(اُدھر) گئے اور یہ چپ چاپ ان کے خداؤں کی طرف گئے اور دریافت کیا کہ تم کچھ کھاتے کیوں نہیں؟ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے

لَا تَنْطِقُونَ ○ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ○ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ

بولتے کیوں نہیں؟ اب تو چھپے چھپے ان پر داہنے ہاتھ کی ضرب لگانے لگے۔ اب وہ لوگ منڈلا کر اُن کی طرف

يَزِفُّونَ ○ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ○ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

آئے۔ فرمایا کیا تم ان چیزوں کی پوجا کرتے ہو جن کو اپنے ہی ہاتھوں سے تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے تم کو (بھی) پیدا

وَمَا تَعْمَلُونَ ○ قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي

کیا ہے اور جو بُت تم بناتے ہو اُن کو (بھی)، (پھر) انھوں نے آپس میں کہا کہ تم اُس کے لئے ایک عمارت بناؤ پھر اُس کو

الْجَحِيمِ ○ فَأَرَادُوا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَسْفَلِينَ ○ وَ

سخت آگ میں ڈال دو۔ پس اس طرح وہ ابراہیمؑ کے لئے ایک چال چلے سو ہم نے ان ہی کو ذلیل کر دیا۔ اور

قَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ رَبِّ هَبْ لِي

ابراہیمؑ نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں کہ وہ عنقریب میری راہبری فرمائے گا۔ اے میرے پروردگار مجھے

مِنَ الصّٰلِحِينَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ

نیک اولاد عطا فرما۔ پس ہم نے اُن کو ایک بُردبار فرزند کی بشارت دی۔ پس جب وہ (فرزند) اُن کے ساتھ

سلٰمٌ عَلٰى نُوحٍ فِي الْعٰلَمِينَ
تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ جملہ تَرَكْنَا کا مفعول ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے آئندہ امتوں اور نسلوں میں یہ دعائیہ جملہ نوحؑ کے لئے مقرر کیا اور دوسرے قول کے بموجب اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نوحؑ پر سلام ہو اور اس صورت میں تَرَكْنَا کا مفعول مثل صفت و ثنا وغیرہ محذوف ہے۔ اکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی اولاد اور اپنے تابعین کو حضرت ہودؑ کے آنے کی خوشخبری پہنچائی اور ان کو یہ حکم دیا کہ اُن کا اتباع کریں اور ہر سال ہماری وصیت کو ایک مقررہ دن سب کھول کر دیکھا کریں اور وہ دن ان کے لئے عید کا دن سمجھا جائے۔ یہ ایسا ہی حکم تھا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو دے گئے تھے۔ بعد میں اولاد حام اور اولاد یافث کی طرف سے ظلم و جبر شروع ہوا تو اولاد سام نے جو علم ان کے پاس تھا اُسے چھپا لیا۔ اس طرح حضرت نوحؑ کے بعد علم و الہام و نبوت حضرت سامؑ کی اولاد میں رہی اور سلطنت یافث اور حام کی اولاد میں اور خدائے تعالیٰ کے اس قول وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کا یہ مطلب ہے کہ سلطنت نوحؑ کے برخلاف ظالموں کو دے دی گئی اور اس بیان سے خدائے تعالیٰ جناب محمد مصطفیٰؐ کو تسلی دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حام کی اولاد سندھ و ہند و حبش میں ہے اور سام کی اولاد عرب و عجم میں اور سلطنت بیشتر ان کے برخلاف رہی اور وصیت جو حضرت نوحؑ نے چھوڑی تھی اُس کا وارث جب تک کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث نہ فرمایا ایک عالم دوسرے عالم کے بعد ہوتا رہا ١٢

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا
چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں تو اب غور کرو
ذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ
کہ تمہاری رائے کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے بجا لایئے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھ کو
مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ
صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں نے فرمانِ اطاعت کیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ان کو آواز دی
اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
کہ اے ابراہیمؑ تم نے بیشک اپنا خواب سچا کر دیا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ
دیا کرتے ہیں۔ بیشک یہ کھلی ہوئی آزمائش ضرور ہے۔ اور ہم نے اس کا فدیہ
بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓي
ایک بڑی قربانی مقرر کی ہے۔ اور اس کے ذکر کو ہم نے آئندہ آنے والوں میں باقی رکھا ہے۔ ابراہیمؑ پر
اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا
سلام ہو۔ نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے ایمان دار بندوں میں سے
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
تھے۔ اور ہم نے ان کو نبی کی خوشخبری دی جو صالحین میں سے تھے۔
وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ
اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر برکت نازل کی۔ حالانکہ ان دونوں کی اولاد میں نیک بھی ہونے والے تھے اور
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰي وَهٰرُوْنَ ۝
کھلم کھلا اپنے آپ پر ظلم کرنے والے بھی۔ اور بیشک ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر احسان کیا۔
وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا
اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو سخت تکلیف سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی نصرت کی جس
هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا
وہی غالب رہے۔ اور ہم نے ان دونوں کو بلیغ بیان والی کتاب عطا کی۔ اور ہم ہی نے ان دونوں کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ
راستہ دکھائی۔ اور ہم ہی نے آئندہ آنے والوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔

سلہ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى تفسیر صافی میں ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیل حکم کا پختہ ارادہ کر چکے تھے۔ انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشورہ اس لئے کیا کہ خدا کی طرف سے جو امتحان ہونے والا ہے اس سے ان کو بھی مطلع کر دیں۔ کہ اگر وہ اس سے پریشان ہوں تو اُن کو ثابت قدم بنا لیں۔ اور اگر تسلیم کر لیں تو کھٹکا نہ رہے۔ بہرحال اپنے نفس کو امتحان کے لئے آمادہ کر لیں کہ امتحان آسان ہو جائے اور قبل نزول بلا اظہار اطاعت کا ثواب علیحدہ حاصل ہو۔ سلہ ۲ مَا تُؤْمَرُ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں مضارع اس لئے استعمال کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب چند مرتبہ دیکھا تھا اگر ایک ہی دفعہ دیکھا ہوتا تو مَا اُمِرْتَ آتا۔ سلہ ۳ فَلَمَّآ اَسْلَمَا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرالمومنین اور جناب امام جعفر صادق کی قرأت تھی فَلَمَّا سَلَّمَا اس کا جواب محذوف ہے یعنی پھر آگے کیا کیا وجہ یہ ہے کہ حال خود شاہد ہے اور طرفین نے اپنی اطاعت کا ایسا ثبوت دیا کہ بیان میں نہیں آ سکتا (ذبح اسمٰعیل کا مفصل قصہ ضمیمہ میں پڑھیئے، باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۳۹ ۷

عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا

موسیٰ اور ہارونؑ پر سلام ہو۔ بیشک ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ دونوں

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ اور یقیناً الیاسؑ رسولوں میں سے تھے۔

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ

جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں۔ تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے

الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ

اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی چھوڑے دیتے ہو۔ پس انہوں نے الیاسؑ کی

لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

تکذیب کی وہ سب (عذاب میں) ضرور دھرے جائیں گے۔ اللہ کے خالص بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور ان کا ذکر ہم نے پیچھے آنے والوں میں

الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

باقی رکھا۔ آلِ یاسین پر سلام ہو۔ بالضرور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ

دیا کرتے ہیں۔ وہ بیشک ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور یقیناً لوطؑ

الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي

رسولوں میں سے تھے۔ جب کہ ہم نے ان کو اور اور ان کے تمام کنبے کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو

الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ

پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔ اور تم صبح و شام آتے جاتے ضرور ان کے آثار (دیار)

مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ

کے پاس سے گزرتے رہتے ہو تو کیا تم کچھ سمجھتے ہی نہیں؟ اور یونسؑ بھی بیشک

الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ

رسولوں میں سے تھے۔ جبکہ وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی میں چلے گئے۔ پس کشتی والوں نے

مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ

قرعہ ڈالا تو یہ مغلوب رہے۔ پھر ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور یہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پس اگر یہ کہیں

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ النصف

تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو جس دن سب اٹھائے جائیں گے اس دن تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔

سلا، اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا تفسیر قمی میں ہے کہ اس قوم کا ایک بت تھا جس کو وہ لوگ بعل کہا کرتے تھے ؎ ۱۵۲ سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يٰسِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خدائے تعالیٰ نے آلِ محمد کا ذکر فرمایا اور پھر کہا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يٰسِيْنَ۔ پس یٰسین محمد ہیں اور آلِ یٰسین یعنی آئمۂ معصومین علیہم السلام۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروائت اپنے آباؤ اجداد منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ یٰسین جناب محمد مصطفےٰؐ ہیں اور آلِ یٰسین ہم۔ الجوامع میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آلِ یٰسین آلِ محمد اور یٰسین آنحضرت کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اس کا ذکر سورۂ احزاب آیت درود میں اور شروع سورۂ یٰسین میں آنحضرت کے اسمارِ مبارکہ کے ذکر میں آ چکا ہے اور اس کی موئید یہ قرأت وکتابت بھی ہے کہ آج تک مخالفین کے قرآنوں میں آل یٰسین علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے یعنی ملا کر اِلْيَاسِيْنَ نہیں لکھا جاتا اور یہ جو بعض قاریوں نے اِلْيَاسِيْنَ ملا کر پڑھا ہے تو اس پر ایک قول قائم کیا ہے کہ ایک لغت ہم معنی الیاس ہے جیسے طورِ سینا اور طورِ سینین یہ قول ضعیف اور غالباً مخالفین آلِ یاسین کی من گھڑت تصنیف ہے اور بعضوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جمع ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس اور ان کے پیرو ہیں اس قول پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ اگر ایسا ہوتا تو اَلْاِلْيَاسِيْنَ استعمال ہوتا اس لئے کہ عَلَم کی جمع بغیر الف لام کے عربی زبان میں نہیں آتی۔ دوسرا اور جتنے پیغمبروں کا اوپر ذکر ہوا ان کے پیرووں پر تو سلام نہ ہوا اور حضرت الیاس کے پیرووں پر سلام بھیجا گیا اس تخصیص کی وجہ نہیں دکھائی گئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یٰسین حضرت الیاس کے والد کا نام تھا اور ان کا اصلی نام اسی نسبت سے آلِ یٰسین تھا اور جس طرح اوپر کے ہر قصہ میں اس پیغمبر کے ذکر کے بعد اس پر سلام آیا ہے۔

ع ۲۵ ۸

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ○ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ

پھر ہم نے اُن کو ایک خالی جگہ میں ڈال دیا جس حال میں کہ وہ ناتوان تھے۔ اور اُن کے اوپر کدو کا ایک درخت اُگا دیا

يَّقْطِيْنٍ ○ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ فَاٰمَنُوْا

اور اُن کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پس وہ لوگ ایمان لے آئے

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ

اور ہم نے ان کو ایک (مقررہ) وقت تک نفع پہنچایا۔ اب اُن سے پوچھو کہ کیا تیرے خدا کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے

الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ

بیٹے؟ کیا ہم نے ان کو دکھا دکھا کر فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا ہے۔ آگاہ رہو (یہ) یقیناً

مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَى

ان کا بہتان ہے (جو) یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے (بھی) اولاد ہے اور یہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ کیا اُس نے

الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ○ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ اَفَلَا

بیٹے چھوڑ کر بیٹیاں اختیار کر لیں؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ

اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ یا تمہارے پاس کوئی کھلی حجت ہے۔ پس اگر تم سچے ہو تو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ

اپنی کتاب پیش کرو۔ انہوں نے خدا اور جنات کے مابین رشتہ قرار دے دیا ہے

لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ○ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

حالانکہ جنات اِس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ (مفتری) ضرور حاضر کئے جائیں گے۔ جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں

يَصِفُوْنَ ○ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ○

خدائے تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ اللہ کے مخلص بندے اس سے مستثنیٰ رہے۔ پس تم اور جن جن کو تم پوجتے ہو

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ○

وہ سب مل کر خدا کے برخلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ہو۔ سوائے اس کے جو جہنم میں جانے والا ہے۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ○ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ○

اور ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کے لئے ایک معین ٹھکانا نہ ہو۔ اور یقیناً ہم صف باندھنے والے ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ○ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ○ لَوْ اَنَّ

اور بیشک ہم تسبیح کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً وہ یہ کہتے تھے کہ اگر

۱۵ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ○ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے۔ کہ مچھلی ان کو زمین کے مختلف حصوں میں اور سمندروں میں لئے لئے پھری یہاں تک کہ انہوں نے یہ تسبیح پڑھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (دیکھو پارہ ۱۷ رکوع ۶) اس وقت خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو سمندر کے کنارے ڈال دے۔ اُس نے ڈال دیا تو ان کے بدن پر جلد نہ رہی تھی اور گوشت بھی کچھ کم ہو گیا تھا خدا تعالیٰ نے ان پر کدو کا درخت پیدا کر دیا جس کے سائے میں دھوپ سے بچے۔ پھر خدا نے اس درخت کو حکم دیا کہ ان کے جسم سے کچھ ہٹ جائے وہ ہٹ گیا۔ جب دھوپ پڑی تو یہ پریشان ہوئے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ اے یونسؑ تم نے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں پر رحم نہ کیا اور خود ایک ساعت کی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔ اس وقت کہنے لگے یَا رَبِّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ پس خدا تعالیٰ نے اُن کے جسم کو بحال کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس پلٹ آئے۔ اور وہ سب پر ایمان لے آئے (حضرت یونسؑ کا اپنی قوم میں واپس آنے کا قصہ ضمیمہ میں پڑھیئے) ۱۶ وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا تفسیر قمی میں ہے کہ بعض کفار قریش کہا کرتے تھے کہ جنات خدا کی بیٹیاں ہیں اور بعض جنوں سے فرشتے مراد لیتے تھے اس لئے کہ وہ بھی پوشیدہ ہیں اور بعض یہ کہتے تھے کہ خدا نے جنات سے رشتہ کر لیا اور فرشتے نکل بھاگے۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ اللہ اور شیطان بھائی بھائی ہیں غرض جو جو کچھ وہ ظالم کہتے تھے وہ سب خدا کی شان کے منافی تھا۔ اس کی ذات اس سے اعلیٰ و برتر ہے جس سے اس کو نسبت دی جائے۔ باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ○ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○

ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم بھی خدا کے خالص بندوں میں سے ہوتے۔

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

مگر اب تو انہوں نے اس کا انکار کیا پس آگے چل کر ان کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ اور ہمارا وعدہ ہمارے

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ○ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ○ وَإِنَّ جُندَنَا

مرسل بندوں سے پہلے ہی ہو چکا تھا کہ ان سب کو یقیناً مدد پہنچائی جائے گی۔ اور ہمارا لشکر

لَهُمُ الْغَالِبُونَ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ○ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ

ضرور غالب رہے گا۔ پس تم ان سے ایک وقت تک کے لئے روگردان ہو جاؤ۔ اور ان کی حالت دیکھتے رہو کہ آگے چل کر

يُبْصِرُونَ ○ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ○ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

یہ خود دیکھ لیں گے۔ کیا یہ ہمارے عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہیں؟ تو جب وہ ان پر آ اترے گا تو ان لوگوں کی

فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ○ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ○ وَأَبْصِرْ

جو ڈرائے جا چکے ہیں تو بہت ہی بری حالت ہو جائے گی۔ اور ایک وقت تک کے لئے تم ان سے روگردان ہو جاؤ۔ اور دیکھتے رہو کہ

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○

کچھ عرصہ بعد یہ بھی دیکھ لیں گے۔ تمہارا پروردگار صاحب عزت وغلبہ ان سب باتوں سے منزہ ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ○ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ ع ۵ ۹

اور تمام رسولوں پر سلام ہو۔ اور ہر قسم کی تعریف تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لئے (سزاوار) ہے۔

آیاتہا ۸۸ | کلماتہا ۷۳۸ | سُورَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۳۰۴۰ | رکوعاتہا ۵

(سورۂ صٓ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

صٓ ۚ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ○ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَ

صٓ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی (یہ تو برحق ہے) لیکن جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ تکبر اور نافرمانی میں

شِقَاقٍ ○ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوا وَّلَاتَ حِينَ

(اڑے ہوئے) ہیں۔ ہم ان سے پہلے کتنے ہی زمانوں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر وہ پیچھے چلائے گر وہ بچاؤ کا وقت

مَنَاصٍ ○ وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ

نہ تھا۔ اور انہیں تعجب یہ ہوا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی میں سے آیا اور کافروں نے یہ بک دیا کہ

سلہ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ○ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کفار قریش یہ کہا کرتے تھے کہ خدا ان یہود و نصاریٰ کو غارت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کو کس طرح جھٹلایا۔ واللہ اگر ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم ضرور خدا کے خالص بندوں میں سے ہوتے مگر جب ان کے رسول جناب محمد مصطفیٰؐ ان کے پاس آئے تو نتیجہ یہ ہوا فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ ۵۲ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ ...... تا فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ إِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ سے مراد وہ عذاب ہے جو آخر زمانہ میں بنی امیہ اور ان کے پیروؤں پر نازل ہوگا اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ لیکن اس وقت کا آنکھیں کھلنا ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ معصومؑ نے یہ بھی فرمایا کہ اہل قبلہ میں سے جتنے گمراہ اور شبہات پیدا کرنے والے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں ہے۔ ۵۳ سُبْحَانَ رَبِّكَ تا رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کے اعمال پوری ناپ سے ناپے جائیں اسے لازم ہے کہ جس وقت کسی جلسہ سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو ان تینوں آیتوں کو پڑھ لیا کرے۔ التوحید میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ازلی ہے یعنی اس وقت تھا جب کہ کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ ایسا صاحب عزت ہے کہ اس سے پہلے کسی کی عزت ہی نہیں اور یہ اس کے اس قول سے ثابت ہے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ اسی سورہ میں بعض رسولوں پر نام بنام خصوصیت سے سلام بھیجنے کے بعد وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ کہہ دینے سے تمام رسولوں پر سلام بھیجا ہے اور یہ جو فرمایا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ان نعمتوں کے بھی شکریہ ہے جو اب موجود ہیں اور ان کا بھی جو آنے والی ہیں یا جن کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اس کی [illegible]

هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

یہ جھوٹا اور جادوگر ہے - کیا اس نے سب خداؤں کو ایک ہی خدا بنا دیا - بیشک یہ تو ضرور

عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ

عجیب بات ہے - اور ان کے شرفا ایک دوسرے کے پاس یہ کہنے لگے کہ چلو تم اپنے معبودوں کی پوجا پر قائم رہو

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ

بیشک یہ بات کسی غرض سے کہی جاتی ہے - پچھلی مذہب میں تو ہم نے یہ بات سنی نہیں یہ تو

هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ

ایک نئی پیدا کی ہوئی بات ہے - کیا ہم میں سے اسی کے اوپر نصیحت اتاری گئی اصل یہ ہے کہ

شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ

وہ میرے ذکر سے شک میں پڑے ہوئے ہیں - بلکہ (یوں سمجھو کہ) ابھی انہوں نے عذاب ہی نہیں چکھا ہے - آیا تمہارے زبردست اور

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بڑے عطا کرنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ یا آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا ۣ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ

اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا اختیار ان کو حاصل ہو گیا ہے - پس چاہیے کہ یہ آسمانوں کی سیڑھیوں پر چڑھ جائیں - وہ شکستوں میں ایک لشکر ہی

مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

تو ہیں جو عنقریب بھگا دیا جائے گا - ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون بھی

ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْــــَٔــيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

جھٹلا چکے ہیں - اور اسی طرح ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے وہ

الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا

جتھے کے جتھے تھے - ان میں سے سب ہی نے تو رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ہمارے عذاب کے مستحق ہو گئے تھے - اور

يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا

یہ بس ایک چیخ ہی کے منتظر ہیں جس میں کچھ دیر نہ ہوگی - اور انہوں نے یہ کہا کہ اے ہمارے پروردگار

عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ

روز حساب سے پہلے (پہلے) ہمارے حصہ کا عذاب تو ہمارے لئے جلدی ہی بھیج دے - جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

اور ہمارے قوت والے بندے داؤد کو یاد کرو - بیشک وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے - ہم نے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا

ل۵ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ - تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت مکے میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ دین کا اظہار فرمایا تو سب قریش جمع ہو کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوطالب آپ کے بھتیجے صاحب نے ہمارے داناؤں کو تو احمق بنا دیا ہے اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دیا ہے اور ہمارے جتھے کو توڑ ڈالا ہے۔ اگر مفلسی نے انہیں اس بات پر مجبور کیا ہے تو ہم ان کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ قریش میں وہ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اور ان کو ہم اپنا بادشاہ بھی بنائے لیتے ہیں حضرت ابوطالب نے یہ خبر جناب رسولخدا کو پہنچائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر وہ لوگ سورج میرے داہنے ہاتھ میں دے دیں اور چاند بائیں ہاتھ میں تو مجھے وہ بھی منظور نہیں۔ میں تو صرف ایک کلمہ کا خواستگار ہوں۔ جس کے ذریعہ سے وہ عرب کے بھی بادشاہ ہو جائیں گے، اور عجم بھی ان کے سامنے سر جھکائے گا اور آئندہ جنت میں بھی بادشاہی کریں گے۔ حضرت ابوطالب نے یہ خبر ان لوگوں کو پہنچا دی انہوں نے کہا کہ ایک کلمہ کیا ہے ہم دس کلمے کہنے کو موجود ہیں۔ جناب رسولخدا نے فرمایا بس اتنا ہی کہہ دو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے لگے۔ واہ واہ ہم تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ کر ایک کو پوجیں اس امر پر خدائے تعالیٰ نے وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ...... سے اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ تک نازل فرمایا (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

ع ۱۴ / ۱۰

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهٗ

کہ وہ اُن کے ساتھ صبح و شام تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور پرندے بھی جمع رہتے تھے۔ (اور) یہ سب اُن کے

أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ وَ

مطیع تھے سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے ان کو (قانون) شریعت اور فیصلہ کرنے کی قوت عطا کی تھی۔ اور

هَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ ۘ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ

آیا تمہیں جھگڑنے والوں کی بھی خبر ملی ہے جب کہ وہ محراب پھاند کر (داؤدؑ کے پاس) آ گئے تھے۔

دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ

اور وہ اُن سے پریشان ہوئے تھے (اور) انہوں نے کہا تھا کہ ڈریئے نہیں ہم دونوں مدعی و مدعا علیہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر

فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝

زیادتی کی ہے پس آپ ہمارا فیصلہ (ٹھیک) ٹھیک کر دیجئے اور ہمیں راہِ راست پر چلایئے۔

إِنَّ هَٰذَا أَخِي قف لَهٗ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ قف

(دیکھئے) یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس تو ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس ایک ہی بھیڑ ہے۔

فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

پس اُس نے مجھ سے کہا کہ وہ ایک بھی میرے حوالے کر دے اور مجھے بات کرنے میں (بھی) دباتا ہے۔ (حضرت داؤدؑ نے) فرمایا کہ بیشک اس نے

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهٖ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي

اپنی اتنی بھیڑوں کے ہوتے تیری بھیڑ تجھ سے مانگنے سے تجھ پر زیادتی کی اور یقیناً بہت سے شریک اسی طرح

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ

ایک دوسرے پر زیادتی کر جاتے ہیں سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہوں اور نیکوکار ہوں اور وہ بہت ہی تھوڑے

مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَ

اور (اس حد پر پہنچ کر) داؤد سمجھ گئے کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعے سے ان کی آزمائش کی پس انہوں نے اپنے پروردگار سے بخشش مانگی اور

أَنَابَ ۩ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهٗ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝

وہ رکوع میں گر پڑے اور خدا کی طرف رجوع کی پھر ہم نے بھی ان کی یہ لغزش معاف کر دی اور یقیناً ہمارے نزدیک ان کا بڑا تقرب (بھی) اور

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ

انجام نیک (بھی) ہے۔ اے داؤدؑ ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے پس تم لوگوں کے مابین ٹھیک

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

(ٹھیک) فیصلہ کیا کرو اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تم کو راہِ خدا سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً جو لوگ

وقف لازم

السجدة

۱؎ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ الجوامع میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ الحکمۃ سے مراد ہے قانون شریعت (جس سے تمام عالم کے اصول قوانین ماخوذ ہیں) اس کا ایک جزو حضرت داؤدؑ کا یہ قول بھی تھا۔ کہ گواہ لانا ذمہ مدعی اور بصورت انکار دعویٰ و عدم شہادت قسم بذمہ مدعا علیہ۔ العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد ہے تمام زبانوں کا سمجھنا۔ اور بہت سی حدیثوں میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ آئمہ اہل بیت کو حکمت اور فصل الخطاب دونوں عطا فرمائی گئی تھیں۔

۲؎ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ العیون میں جناب امام رضا سے حدیث عصمت انبیاء میں منقول ہے کہ آپ نے دریافت فرمایا کہ لوگ حضرت داؤدؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی یوں کہتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابلیس ایک خوبصورت پرندہ کی شکل بن کر پہلے تو محراب میں آ گیا اور پھر دیوار پھلانگ گیا۔ حضرت داؤدؑ نماز چھوڑ کر اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑ گئے وہ ایک مکان میں چلا گیا یہ بھی چلے گئے پھر وہ ایک چھت پر چڑھ گیا یہ بھی اس پر جا چڑھے۔ پھر وہ پرندہ اوریا بن حیان کے گھر میں جا گرا۔ حضرت داؤدؑ نے چھت پر سے جھانکا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اوریا کی زوجہ نہا رہی ہے۔ ایک نظر پڑی تھی کہ عاشق ہو گئے۔ اوریا کو اس زمانہ میں کسی جہاد پر بھیج رکھا تھا۔ پس اپنے سپہ سالار کو لکھ بھیجا کہ لڑائی میں اوریا کو تابوت سے بھی آگے رکھا کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اوریا نے مشرکین پر فتح پائی۔ یہ خبر حضرت داؤدؑ کو بہت شاق گزری پھر دوبارہ یہی حکم لکھا کہ اوریا کو تابوت کے آگے رکھنا ایسا ہی ہوا اور اس مرتبہ اوریا قتل ہو گیا۔ پھر حضرت داؤدؑ نے اس کی زوجہ سے شادی کر لی اس سے

يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ

راہِ خدا سے بہک جائیں گے اُن کے لئے بوجہ اس کے کہ وہ روزِ حساب کو بھولے ہوئے تھے

الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ

سخت عذاب ہوگا۔ اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کو بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ تو

ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝ أَمْ نَجْعَلُ

ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہو گئے۔ پس اُن لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے جہنم کی ویل ہے۔ کیا ہم

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے زمین میں فساد کرنے والوں کی برابر سمجھیں گے؟ یا

نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا

پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر رکھیں گے؟ یہ کتاب جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا بڑی برکت والی ہے تاکہ وہ اُس کے احکام میں

آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ

غور کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ جیسا بہترین بندہ عطا کیا۔

الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝

بیشک وہ خدا کی طرف بڑا رجوع کرنے والا تھا (اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ شام کے قریب ان کے سامنے خاصے کے اصیل گھوڑے پیش کئے گئے تھے

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ

تو کہنے لگے کہ میں نے مال کی محبت میں اپنے پروردگار کی یاد چھوڑ دی ..یہاں تک کہ (سورج)

بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝

پردے میں چھپ گیا۔ انہیں میرے آگے پھر لوٹا لاؤ۔ پھر انہوں نے پنڈلیوں کو اور گردنوں کو چھو کر مسح کیا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝

اور ہم نے سلیمانؑ کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک دبلے جان، لاشہ ڈال دیا پھر انہوں نے رجوع کی۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۖ

عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار میری خطائیں بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد کسی اور کو میسر ہی نہ آسکے۔

إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً

بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو اُن کے تابع کر دیا کہ وہ اُن کے حکم سے جہاں وہ چاہتے اُن کو

حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ

بخوبی و بآسانی پہنچا دیتی تھی۔ اور شیاطین کو ان کا ماتحت کر دیا تھا وہ عمارتیں بناتے تھے اور دریا میں غوطے لگاتے تھے۔ اور کچھ اور تھے

ع ۲ / ۱۱

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو فرمایا کہ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تو جناب امیر المومنین اور ان کے اصحاب ہیں۔ اور الْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ سے مراد حبتر و زریق اور ان دونوں کے یار ہیں اور لِلْمُتَّقِينَ سے مراد ہیں جناب امیر المومنین۔ اور الْفُجَّارُ سے مراد ہیں اذلم و حبتر اور ان دونوں کے مددگار۔ الخصال میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ متقین کی کچھ علامتیں ہیں جن کے ذریعے سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ سچ بولنا۔ امانت ادا کرنا عہد پورا کرنا۔ فخر کم کرنا۔ برداشت کر لینا۔ اقربا کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ کمزوروں پر رحم کرنا۔ عورتوں کی صحبت میں کم بیٹھنا۔ جود و سخا برتنا۔ حسنِ اخلاق برتنا۔ بہت زیادہ بردبار ہونا اور ایسے علم کا اتباع کرنا جو قربتِ خدا کا باعث ہو۔ اور دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فاجر وہ ہے کہ اگر تم اُسے امین بنا دو تو وہ تم سے خیانت کرے۔ اور اگر تم اسے مصاحبت میں رکھو تو تم کو عیب لگائے اور اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہارا خیر خواہ نہ ہو اور کبھی تمہیں نیک بات نہ سمجھائے ۱۲

(باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ ہماری دین ہے اب خواہ دوسروں کو عطا کرو یا بخل کرو اِس کے متعلق

حِسَابٍ ○ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ وَاذْكُرْ

حساب نہ لیا جائے گا۔ اور بیشک سلیمان کو ہماری حضور میں تقرب بھی حاصل تھا اور نیک انجام (بھی) اور

عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ

ہمارے بندہ ایوبؑ کا ذکر کرو جس وقت انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو رنج بھی پہنچایا ہے اور

عَذَابٍ ○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ وَ

دردناک تکلیف بھی۔ (ہم نے جواب دیا کہ) تم زمین پر اپنا پاؤں مارو (فوراً چشمہ جاری ہوگیا اور ہم نے حکم دیا کہ) یہ ٹھنڈا پانی نہانے کے لئے

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي

بھی ہے اور پینے کے لئے بھی (تاکہ ظاہر و باطن صاف ہو جائے) اور ہم نے ان کو اہل وعیال بھی دیئے اور اتنے ہی اور بڑھا دیئے یہ ہماری طرف

الْاَلْبَابِ ○ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا

ایک رحمت تھی اور سمجھداروں کے لئے نصیحت اور اپنے ہاتھ میں شاخوں کا ایک مٹھا لو اور اس کے ذریعہ سے مارو اور اپنی قسم جھوٹی نہ کرو۔ بیشک

وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ○ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ

ہم نے ان کو صابر پایا وہ کیسے اچھے بندے تھے یقیناً وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ○ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ

و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو یاد کرو جو بڑی قوت والے اور بڑی نظر والے تھے۔ ہم نے اُن کو

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ○ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ

عاقبت کی یاد کے واسطے خالص کر لیا تھا۔ اور وہ ہمارے نزدیک چنیدہ اور نیک بندوں میں سے

الْاَخْيَارِ ○ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ

تھے۔ اور اسمٰعیلؑ و الیسعؑ اور ذو الکفلؑ کو بھی یاد کرو اور یہ سب کے سب

الْاَخْيَارِ ۭ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ جَنّٰتِ عَدْنٍ

نیک تھے۔ یہ تو ایک یادداشت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے انجام ضرور نیک ہے۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ○ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ

جن کے دروازے اُن کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہ اُن میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور طرح طرح کے میوے

كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ○ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ○ هٰذَا مَا

اور پینے کی چیزیں اُن میں طلب کرتے ہوں گے۔ اور اُن کے پاس ہم عمر اور نیچی نگاہ والی (حوریں) ہوں گی۔ یہی تو وہ چیزیں ہیں

ع ۴ | ۱۴ | ۱۲ | وقف لازم

سلہ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے خدا تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں یہ منقول ہے کہ سلیمانؑ کو بڑا ملک عطا کیا گیا تھا پھر اس کی آیت کا حکم جناب رسولِ خدا کے بارے میں جاری ہُوا کہ آنحضرتؐ کو یہ اختیار تھا کہ جس شخص کو جو کچھ چاہیں عطا فرما دیں۔ اور جس سے جو کچھ چاہیں روک لیں اور ایک بات تو حضرت سلیمانؑ کے اختیار سے بھی کہیں بڑھی ہوئی تھی کہ فرماتا ہے مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ رسول کو تم دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو منع کریں اس سے باز رہو۔ نیز اسی کتاب میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا سے دریافت کیا تھا کہ آیا ہمارے ذمہ لازم ہے کہ ہم آپ سے باتیں دریافت کریں۔ فرمایا ہاں! پھر عرض کیا گیا۔ کہ آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ ہماری باتوں کا جواب دیا کریں۔ فرمایا نہیں۔ ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ ہم مناسب سمجھیں تو جواب دیں نہ مناسب جانیں تو نہیں ۱۲

سلہ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ایوبؑ کے ابتلا کا باعث وہ نعمتیں تھیں جو خدائے تعالےٰ نے ان کو عطا فرمائی تھیں اور انہوں نے اُن کا شکر ادا کیا تھا۔ چونکہ ابلیس اس زمانہ میں عرش کے نیچے تک پہنچ جاتا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرت ایوبؑ کا عمل متعلق ادائے شکر نعمت صعود کرتا چلا رہا ہے تو اُس ملعون کو حسد پیدا ہُوا اور اس نے عرض کی کہ پروردگارا یہ ایوب جو تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے یہ عطیات دنیوی کا باعث ہے اگر یہ عطیات زائل کر دیئے جائیں تو پھر نعمت کا شکر نہیں ادا کرے گا۔ اب ذرا مجھے اس کی دُنیا پر تو مسلط کر دے تو تجھے بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ شکر نعمت ادا کرنے والا نہیں ہے۔ فرمایا اچھا۔ میں نے تجھے اُن کی دنیا پر مسلط کیا۔ اس سے آگے مضمون اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی بھی صفحہ ۵۴۷ ملاحظہ فرمایئے

تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا

جن کی بابت حساب کے دن کے متعلق تم سے وعدے کئے گئے تھے۔ بیشک یہ ہمارا وہ عطیہ ہے جس کا خاتمہ ہونے والا نہیں۔ یہی تو ہے

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا

اور سرکشوں کے لئے ضرور انجام برا ہے۔ (یعنی) جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے۔ پس وہ بہت ہی برا بچھونا ہے۔ یہی تو ہے

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ

پس چاہیئے کہ اس کو چکھیں کیسا کھولتا پانی ہے اور کیسی پیپ ہے اور اسی شکل کے اور بہت سے گروہ ہوں گے۔ یہ فوج کی فوج

مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ

تمہارے ہی ساتھ گھسنے والی ہے ان کو کہیں ٹھکانا نہ ملے یہ بھی جہنم میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ تم ہی کو

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ

ٹھکانا نہ ملے تم ہی نے تو ہمارے لئے پہلے سے یہ تیار کیا ہے تو یہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔ پھر عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

جس نے یہ راستہ ہمارے لئے پہلے سے تیار کیا تو اسی آگ میں اس کا عذاب دوگنا بڑھا دے۔ اور وہ کہیں گے کہ کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

نہیں دیکھتے جن کو ہم بدوں میں سے شمار کیا کرتے تھے آیا ان کو ہم نے مسخرہ بنا لیا تھا یا نگاہیں ان سے

ع ۴ ۲۴ ۱۳ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ

پھر گئی ہیں۔ بیشک یہ اہل جہنم کا آپس میں لڑنا برحق ہے۔ تم کہدو کہ میں تو صرف ایک ڈرانے والا ہوں

وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

اور سوائے خدائے یکتا و زبردست کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور

مَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے ان کا پروردگار بڑا زبردست (اور) بخشنے والا ہے تم کہدو کہ وہی تو خبر بزرگ ہے جس سے تم روگردان ہونے والے ہو

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ

مجھے عالم بالا کی تو خبر نہیں تھی جب کہ وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔ مجھے کوئی اور وحی نہیں کی جاتی ہے

اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

مگر یہ کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے پروردگار نے کل فرشتوں سے کہا کہ میں

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ

مٹی سے ایک آدمی بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے بنا چکوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے

---

الثلث

۱؎ غَسَّاقٌ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ غساق جہنم میں ایک وادی ہے جس میں تین سو تیس قصر ہیں اور ہر قصر میں تین سو گھر ہیں اور ہر گھر میں تیس زاویے ہیں اور ہر زاویے میں ایک ایک اژدہا ہے۔ اور ہر اژدہے پر تین سو تیس بچھو ہیں اور ہر ہر بچھو کے سر پر تین سو تیس کانٹے زہر کے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بچھو بھی اپنے زہر کو تمام جہنم میں پھیلا دے تو اس کا زہر سب کی ہلاکت کے لئے کافی ہو مگر وہاں ہلاکت کہاں ؟ ۱۲

۲؎ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ؕ ازواج کے معنی یہاں اصناف و اقسام ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد بنی عباس ہیں۔

۳؎ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خدائے تعالیٰ نے وہ قول بیان کیا ہے جو سرکشوں کے سرداروں سے اس وقت کہا جائے گا جب کہ وہ جہنم میں جاتے ہوں گے ہمراہی میں ان کی پیروی کرنے والوں کی فوجیں کی فوجیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ مقتحم اقتحام سے ہے جس کے معنی ہیں چھوٹے دروازے میں سے گروہ کثیر کا ہجوم کر کے گزرنا۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کثرت کے سبب جہنم ان پر ایسا تنگ ہو جائے گا جیسا کہ نیزہ کی بوڑی کے نیچے والے حصہ پر نیزہ کی ڈانڈ تنگی کیا کرتی ہے۔

۴؎ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تو بنی امیہ کہیں گے اور اس کے جواب میں ان کے پیرو کہیں گے بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ

سجدہ میں گر پڑنا۔ پس سب ہی فرشتوں نے تو سجدہ کیا نہ کیا تو ابلیس نے اُس نے بڑائی چاہی

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور کافروں میں شمار کیا گیا۔ (خدائے تعالیٰ نے) سوال کیا کہ اے ابلیس جسے میں نے اپنی قدرت خاص سے پیدا کیا اسے سجدہ کرنے سے

بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ

تجھے کیا چیز مانع آئی آیا تو نے (خود سے) بڑائی چاہی یا تو اعلیٰ درجہ والوں میں سے ہو گیا؟ عرض کرنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ۚ وَّ

آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا تو یہاں سے نکل جا کر تو راندۂ درگاہ ہے۔ اور

اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

تجھ پر روز جزا تک کے لئے میری لعنت ہے۔ عرض کرنے لگا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اُس دن تک

يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ۙ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

کے لئے مہلت دے دے جس دن یہ مبعوث کئے جائیں گے۔ فرمایا تجھے وقت معلوم کے دن تک کے لئے مہلت دی گئی ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

اُس نے عرض کی اب تیری ہی عزت کی قسم ان میں سے تیرے خالص بندوں کو چھوڑ کر اور تو میں سب ہی کو بھکاؤں گا۔

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ۚ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ

فرمایا یہ ٹھیک ہے اور میں بھی ٹھیک ہی کہے دیتا ہوں۔ میں بھی تجھ سے اور ان میں سے جو (جو) بھی تیرے پیرو ہو جائیں گے ان سب سے

مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ

جہنم کو پاٹ ہی دوں گا۔ تم یہ کہدو کہ میں تو تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ میں

الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ ع

تکلف کرنے والا آدمی ہوں۔ یہ تو تمام اہل عالم کے لئے ایک نصیحت ہے اور اس کی واقعی خبر کچھ عرصہ کے بعد تم سب کو ضرور ہی معلوم ہو جائے گی۔

اٰیاتها ٧٥ | کلماتها ١١٨٤ | سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ | حروفها ٤٩٦٥ | رکوعها ٨

(سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

اس کتاب کا اترنا زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہے۔ یقیناً ہم نے یہ کتاب تمہارے پاس

**۵۱ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ** ۝ تفسیر برہان میں ابو سعید خدری کی حدیث میں منقول ہے کہ ہم جناب رسولِ خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ۔ ہم خلقت آدمؑ سے دو ہزار برس سے پہلے سراوق عرش میں تسبیح خدا کرتے تھے۔ اور سب فرشتوں نے ہماری تسبیح سُن سُن کر تسبیح کرنا سیکھا (بقیہ ضمیمہ میں پڑھیئے)

**۵۲ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ** کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حکم ہوا یا رسول اللہ تم خدا کے ان دشمنوں اور شیطان کے دوستوں سے جو تکذیب و انکار پر اڑے ہوئے ہیں یہ کہدو مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ یعنی تکلف اس صورت میں ہوتا کہ تم سے ایسی بات چاہتا جو تمہارے بس کی نہ ہوتی۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمدؐ کے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ بیس برس سے ہماری گردنیں دبا رکھی ہیں۔ اب یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری گردنیں اپنے اہل بیتؑ کے ہاتھ میں دیئے جائیں یہ خدا نے نازل نہیں کیا ہے۔ یہ خود ان ہی کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کے ذریعے سے اپنے اہل کو ہم پر حاکم بنانا چاہتے ہیں اگر محمدؐ قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو ہم ان کے اہل بیت سے امارت کے بارے میں ضرور جھگڑیں گے اور خلافت ہرگز ہرگز ان میں نہ جانے دیں گے ۱۲ ——— (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ٥ ٢٤ ١٤

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ

حق کے ساتھ اتاری ہے پس تم اطاعت کو خالص کر کے اللہ ہی کی عبادت کرو۔ خبردار رہو کہ اطاعت خالص خدا ہی کے لئے ہے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ

اور جن لوگوں نے اس کے سوا اوروں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے (وہ یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو

اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۵

خدا کے نزدیک کر دیں ضرور خدائے تعالےٰ ان تمام باتوں کو جن میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے ہیں فیصل فرما دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ

یقیناً خدائے تعالےٰ اس شخص کی راہبری نہیں فرماتا جو جھوٹا بھی ہو (اور) بڑا منکر (بھی) اگر اللہ یہ چاہتا کہ کوئی بیٹا بنا لے

وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

تو جو کچھ وہ پیدا کرتا ہے اس میں سے جسے چاہتا اس کی ذات ایسی باتوں سے منزہ ہے وہ یکتا و زبردست خدا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ

اُس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا وہ رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور دن کو

عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا

رات پر اور اُس نے سورج کو اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے۔ ہر ایک وقت معین تک کے لئے پھرتا رہتا ہے۔ خبردار رہو

هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا

وہ سب پر غالب (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ اُسی نے تم کو ایک ذات واحد سے پیدا کر دیا پھر اُسی (کی بچی ہوئی مٹی) سے اُس کا

زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

جوڑا بنا دیا اور تمہارے واسطے چوپایوں کے آٹھ جوڑ اُتار دیئے وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

تین اندھیریوں میں اس طرح پیدا کرتا ہے کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت (بدلتی چلی جاتی ہے۔ وہ اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے

لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اسی کو ہر طرح کا اختیار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر پھرے جاتے ہو؟ اگر تم کفران نعمت کرو تو اللہ تو

غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ

تم سے بے پرواہ ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفران نعمت کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند کرے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور کوئی اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر تم سب کی بازگشت تمہارے پروردگار کی طرف ہو گی پھر جو کچھ تم

سلہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ

احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ پھر آنحضرت مشرکین عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمانے لگے کہ تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟ کہا کہ ہم اُن کے ذریعے سے تقرب خدا کے خواستگار ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا خدا کے حکم کے زیادہ ماننے والے اور اس کی زیادہ عبادت کرنے والے ہیں کہ تم کو ان کی تعظیم کے سبب تقرب خدا حاصل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا نہیں تو۔ فرمایا ان کو تم ہی نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا کہ اگر عبادت ان سے ممکن ہوتی تو زیادہ موزون یہ تھا کہ یہ تم کو پوجتے نہ کہ تم ان کے بنانے والے ہو نہ یہ کہ تم ان کو پوجو کیوں کہ ان کی تعظیم کے متعلق تمہارے پاس اس کا کوئی حکم موجود ہے نہیں جو تمہاری مصلحتوں سے واقف۔ تمہارے انجام سے خبردار۔ اور جن باتوں کی تم کو تکلیف دیتا ہے ان کی حکمتوں کا جاننے والا ہے۔ قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اُس کے سوا پرستش کی جاتی تھی سورج ہو یا چاند یا کوئی اور چیز۔ حاضر کرے گا اور ہر انسان سے اُن کی پرستش کرنے کی وجہ دریافت کرے گا۔ اور جس نے خدائے تعالےٰ کے سوا کسی اور کی پرستش کی ہو گی وہ یہ کہے گا کہ پروردگارا ہم تو ان کی پرستش صرف اس غرض سے کیا کرتے تھے کہ ان کے ذریعے سے ہم کو تیرا تقرب حاصل ہو جائے۔ اس وقت خدائے تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان پوجنے والوں کو بھی اور جن کو یہ پوجا کرتے تھے ان کو بھی سوائے ان کے جو کہ میں مستثنےٰ کر چکا ہوں جہنم میں پہنچا دو کہ جن کو مستثنےٰ کر چکا ہوں وہ جہنم سے علیحدہ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ

عمل کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ یقیناً وہ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔ اور انسان پر جب کوئی

الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ

مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے دعا مانگنے لگتا ہے پھر جب وہ اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ

دیتا ہے تو جس بات کے لئے دعا مانگا کرتا تھا اُسے بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے اور لوگوں کو راہ

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝

خدا سے بھٹکائے۔ تم یہ کہدو کہ تو اپنے کفر سے تھوڑے دن نفع اٹھالے۔ تو یقیناً جہنمیوں میں ہے۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَ

آیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ میں اور کھڑے کھڑے خلوص سے دعا کرنے والا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور

يَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ

اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو (مذکورہ بالا شخص کے مانند ہو سکتا ہے) تم یہ کہدو کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو

لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا

علم نہیں رکھتے برابر ہو جائیں گے؟ سمجھتے تو بس عقل والے ہی ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو

اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ

اپنے پروردگار سے ڈرو۔ اُن لوگوں کے واسطے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں بھی خوبی ہے۔ اور اللہ کی زمین

وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِنِّي

بڑی وسیع ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ صبر کرنے والوں کو ان کے اجر بلا حساب پورے (پورے) دیئے جائیں گے۔ تم یہ کہدو کہ مجھے

أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ

یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں خدا کی عبادت کروں اور اسی کے لئے اطاعت کو خالص کرلوں۔ اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں

أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

پہلا فرمانبردار (ثابت) ہو جاؤں۔ تم یہ کہدو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا

عَظِيمٍ ۝ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا

اندیشہ ہے۔ تم یہ کہدو کہ میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی کے لئے اپنی اطاعت خالص رکھتا ہوں۔ بس تم اس کے سوا

شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ

جس جس کی چاہو عبادت کرو۔ تم یہ کہدو کہ حقیقی نقصان اُٹھانے والے وہی ہیں جو قیامت کے دن اپنے آپ کو

سلہ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد نماز شب ہے ۱۲

سلہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الخ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ تو ہم ہیں اور الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ہمارے دشمن ہیں۔ اور أُولُوا الْأَلْبَابِ ہمارے شیعہ ہیں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارا اور ہمارے شیعوں کا اور ہمارے دشمنوں کا اپنی کتاب کی ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الخ پھر حضرت نے اس کی تفسیر اسی شان سے فرمائی جیسی کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمائی تھی ۱۲

ع ۹ / ۱۵

سلہ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ تفسیر صافی میں ہے کہ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا یا تو أَحْسَنُوا سے متعلق ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لئے خیر و خوبی ہے یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یا اس کا تعلق حَسَنَةٌ سے ہے جو اس کے بعد ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ "جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی خیر و خوبی ہے" یہ تو آخرت کی خیر و خوبی کی منافی نہیں اور دنیا کی خوبی سے مراد صحت و عافیت ہے امالی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ عمل خیر کرنے سے کم از کم دنیا کی خیر و خوبی تو خدائے تعالیٰ کرنے والے کو پہنچا ہی دیتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جن کو خدائے تعالیٰ دنیا میں کچھ بھی عطا نہ فرمائے گا آخرت میں ان سے اس کا کوئی حساب نہ لے گا ۱۲

سلہ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیوان حساب کھولا جائے گا اور میزان عدالت قائم کی جائے گی (اس سے آگے مضمون صفحہ آئندہ نمبر ۵۵۱ پر پڑھیے)

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○ لَهُمْ مِّنْ

اور اپنے اہل (و عیال) کو نقصان پہنچائیں گے۔ خبردار رہو کھلا نقصان یہی تو ہے۔ اُن کے لئے

فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ

اُن کے اوپر ہر طرف سے بھی آگ کی چھتیں ہوں گی اور ان کے نیچے کی طرف سے بھی تہیں کی تہیں رہونگی، یہی تو وہ عذاب ہے

عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ

جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا رہتا ہے۔ اے میرے بندو اب تم مجھ سے ڈرو۔ اور جو لوگ طاغوت سے بچتے رہے کہ

يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ○ الَّذِيْنَ

اُس کی عبادت نہ کریں اور خدا کی طرف رجوع کرتے رہے بشارت اُن ہی کے لئے ہے۔ پس تم میرے اُن بندوں کو

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ

جو بات کو غور سے سُنتے رہے اور ان میں سے سب سے بہتر کی پیروی کرتے رہے یہ خوشخبری سنا دو کہ وہی ہیں جن کو

اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ

خدائے تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور وہی عقلمند ہیں۔ کیا وہ شخص جس پر حکم عذاب ٹھیک اترا۔

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

(قابل بشارت ہو سکتا ہے)، کیا تم اُس کو جو جہنم میں پہنچ چکا ہو چھڑا سکتے ہو؟ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے

مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ

اُن کے لئے بلند مکان ہوں گے اور اُن کے اوپر اور اونچے مکان بنے ہوئے ہوں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا

فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ

پھر زمین میں اس کے چشمے بنا کر جاری کر دیا پھر اُس کے ذریعہ سے رنگ برنگ کی کھیتی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطٰمًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

پھر وہ خشک ہونے لگتی ہے پھر تم اُس کو زرد ہوا دیکھ لیتے ہو پھر وہ اُس کو کھلیان کر دیتا ہے۔ بیشک عقلمندوں کے لئے

لِاُولِى الْاَلْبَابِ ○ع اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ

اس میں بھی نصیحت موجود ہے۔ کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ

عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے (یا کوئی اور؟) پس افسوس اُن لوگوں پر ہے جن کے دل یاد خدا کرنے سخت ہو گئے ہیں

(بقیہ صفحہ ۵۵۰) تو جن جن لوگوں کی خدائے تعالیٰ آزمائش فرما چکا ہے وہ دیوان و میزان دونوں سے بری رہیں گے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو لوگوں کی ایک جماعت سیدھی جنت کے دروازے پر آ دھمکے گی اور دروازے کھٹکھٹائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم اہل الصبر ہیں۔ دریافت کیا جائے گا کہ تم نے کس چیز پر صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہم عبادت خدا بجا لانے کی اور خدا کی نافرمانی سے باز رہنے کی تکلیفوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اس پر خدائے تعالیٰ فرمائے گا یہ سچ کہتے ہیں۔ ان کو جنت میں داخل کر لو۔ خدائے تعالیٰ کے اس قول اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ کا مطلب یہی ہے"

(حواشی صفحہ ھٰذا نمبر ۵۵۱)

لے وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے وہ تم ہو اور جس شخص نے کسی ظالم کی اطاعت کی تو اُس نے گویا اس کی پرستش کی۔

سلے فَبَشِّرْ عِبَادِ ○ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں اہل عقل و فہم کو بشارت دی ہے چنانچہ فرمایا ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الخ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ خوشخبری اُن بندوں سے متعلق ہے جو حدیث کو غور سے سنیں اور جیسی سنیں ویسی ہی بیان کر دیں نہ کچھ بڑھائیں اور نہ گھٹائیں۔ تفسیر صافی میں فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کا مطلب یہ منقول ہے کہ حق و باطل میں وہ تمیز کر لیتے ہیں اور اطاعت کے لئے افضل کے بعد افضل کو اختیار کرتے ہیں ۱۲ ——— (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۲ ۱۲ ۱۶

أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا

وُہی تو کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ وُہی ہے جس نے اچھی سے اچھی بات نازل فرمائی ہے (یعنی) ایک کتاب

مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ

جس کی آیتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور بعض مکرر آئی ہیں اس سے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کے

تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر اُن کے جسم اور ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں (اور) خدا کی یاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یہی تو خدا کی ہدایت ہے جس کے

يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ○

ذریعہ سے جس کو وہ چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور جس سے خدائے تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرلے تو اُس کا راہبر کوئی نہیں ہوتا۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

پھر آیا وہ شخص جو اپنی ذات کو قیامت کے دن بڑے سے بڑے عذاب سے بچائے (اس سے محفوظ رہنے والے کے برابر ہو سکتا ہے؟) حالانکہ

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ○ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ

ظالموں سے (اُس دن) یہ کہا جائے گا کہ تم جو کچھ کیا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ جو لوگ اُن سے پہلے گزر گئے انہوں نے (بھی پیغمبروں کو) جھٹلایا

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ○ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ

پس ان پر عذاب بھی اس طرح آیا کہ یہ کچھ نہ سمجھے۔ پس اللہ نے زندگانی دنیا میں تو ان کو رسوائی کا مزہ چکھایا

الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

اور آخرت کا عذاب اور بڑھا ہوا ہے۔ کاش یہ اُسے سمجھتے۔ اور ہم نے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○ قُرْآنًا

آدمیوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثل بیان کی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ یہ قرآن

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا

عربی زبان میں ہے ہر طرح کی کجی سے بری ہے (جس کی غرض یہ ہے) کہ وہ (خدا سے) ڈریں۔ خدا نے مثل بیان کی ہے ایک ایسے مرد کی

فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ

جس میں کئی ایک جھگڑالو حصہ دار ہوں اور ایک ایسے مرد کی جو سالم اور خالص ایک ہی شخص کا ہو۔ آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ

ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے (زیبا) ہے مگر ان میں سے اکثر یہ بھی نہیں جانتے۔ تم بھی یقیناً مرنے والے ہو اور یہ بھی ضرور

مَيِّتُونَ ○ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ○ ع ۱۰ ۱۷

مرنے والے ہیں پھر قیامت کے دن تم سب کے سب ضرور اپنے پروردگار کے پاس جھگڑتے ہوئے آؤ گے۔

۵۱ احسن الحدیث کتٰبًا متشابہا مثانی تفسیر صافی میں ہے کہ احسن الحدیث سے مراد ہے قرآن مجید اور متشابہا کا مطلب ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے معجزہ ہونے میں، با فائدگی میں معنی کی صحت میں اور عام منفعت میں مشابہت رکھتا ہے اور مثانی کے یہ معنی ہیں کہ بعض اقوال اس میں باربار لائے جاتے ہیں۔ سورۃ الحمد کا نام مثانی ہونے کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز میں باربار پڑھی جاتی ہے۔ (دیکھو پارہ نمبر ۱۴ رکوع ۶) یہاں مثانی بطور صفت کے استعمال کیا گیا حالانکہ خود جمع ہے اور اس کا موصوف لفظ کتاب واحد اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب کا مجموعہ ہے اور تکرار آیات کی ہوئی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ مثانی کو متشابہا کی تمیز قرار دیں۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ جو آیات متشابہ ہیں وہ باربار آئی ہیں۔ باربار لانے کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ علی العموم نفوس کو وعظ و نصیحت سے نفرت ہوتی ہے تو جب تک باربار دُہرائی نہ جائے گی بات ذہن میں راسخ نہ ہوگی قول صاحب تفسیر صافی اسی مضمون کو خدائے تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون ۱۲

وقف لازم

۵۲ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب کسی بندے کے جلد پر خوف خدا سے بال کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت کے پتے ۱۲ باقی اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۱

پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے اور سچ کو جب اُس کے پاس آئے جھٹلائے۔

اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ ۲

کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟ اور وہ جو سچ کو لے کر آیا

وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ

اور وہ جس نے اُس کی تصدیق کی (خدا سے) ڈرنے والے وہی تو ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس جو (جو) کچھ چاہیں گے

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا

موجود ہے نیکوکاروں کا بدلہ یہی تو ہے۔ تاکہ جو بڑی سے بڑی بدی انہوں نے کی تھی اُس (کے وبال) کو خدائے تعالیٰ اُن سے

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ

دُور کردے اور جو عمل (بھی) وہ کیا کرتے تھے اُس کے عوض میں کہیں زیادہ اچھا بدلہ اُن کو دے۔ کیا اللہ

بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ ۳ وَمَنْ يُّضْلِلِ

اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے؟ حالانکہ وہ تمہیں اُن کے (ذریعے) سے ڈراتے ہیں جو اُس کے سوا ہیں اور جس سے خدائے تعالیٰ

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ

توفیق ہدایت سلب کرلیتا ہے اس کا کوئی راہبر نہیں ہوتا۔ اور جسے خدا ہدایت فرما دیتا ہے اُس کا کوئی بھٹکانے والا نہیں ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

کیا اللہ زبردست (اور) انتقام لینے والا نہیں ہے۔ اور اگر تم اُن سے یہ دریافت کرو گے کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا ۴

آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہدیں گے کہ اللہ نے۔ تم کہدو کہ آیا تمہاری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ

اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے رہتے ہو آیا یہ اُس کے نقصان کو رفع کرسکیں گے؟

ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ

یا وہ مجھ پر رحمت نازل کرنی چاہے تو آیا یہ اُس کی رحمت کو روک سکیں گے؟ (چونکہ ایسا نہیں ہے لہذا) تم کہدو

حَسْبِىَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

کہ میرے لئے تو اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے تو اُسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ

مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

میں (اپنا) کام کر رہا ہوں آگے چل کر تم یہ معلوم کر ہی لوگے۔ کہ وہ کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے

---

۱ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الصِّدْق سے مراد ہے وہ حق جو جناب رسول خدا لائے اور ولائت جناب امیر المومنین۔

۲ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ۔ تفسیر مجمع البیان میں آئمہ معصومین سے مروی ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ جَآءَ بِالصِّدْقِ یعنی وہ جو سچ لے کر آئے جناب محمد مصطفےٰ ہیں۔ اور صَدَّقَ بِهٖ یعنی وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں ۱۲

۳ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم سے صاف صاف کہتے ہیں کہ علیؑ کو خلیفہ نہ بنایئے اس سے ہمیں مُعاف رکھیئے اور تم کو دھمکی یہ دیتے ہیں کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم کفار سے جا ملیں گے۔ تفسیر صافی میں ایک ضعیف روائت میں یہ بھی وارد ہُوا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش نے یوں کہا تھا۔ کہ آپ جو ہمارے بتوں کو عیب لگاتے ہیں۔ اس سے ہمیں اندیشہ ہے۔ کہ کہیں لوگ آپ کو مخبوط الحواس نہ کہدیں ۱۲

۴ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ تفسیر صافی میں ایک روائت ہے کہ جناب رسولخدا نے اس حکم بموجب ان کفار سے سوال کیا تھا اور وہ سب چپ رہے تھے اسی پر یہ آئت نازل ہوئی اس میں ان کے دیوتاؤں کے لئے مؤنث کی ضمیریں یہ جتلانے کی غرض سے استعمال کی گئی ہیں کہ وہ حد سے زیادہ بودے اور بے حقیقت ہیں ۱۲

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اس کو ذلیل کردے اور اسی پر پائیدار عذاب (بھی) نازل ہوتا ہے۔ بیشک ہم نے تم پر یہ برحق کتاب

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

لوگوں کے فائدہ کے لئے نازل کی ہے۔ پس جو شخص ہدایت یافتہ ہوگا تو اپنی ہی ذات کے نفع کے لئے اور جو بھٹک جائے گا تو وہ اپنی ہی

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ

ذات کو ضرر پہنچانے کے لئے بھٹکے گا۔ اور تم ان کے نگاہبان نہیں ہو۔ اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت

حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى

لے لیتا ہے اور جو نہیں مرے ہیں اُن کی سونے کے وقت (لے لیتا ہے)۔ پس جن پر موت کا حکم صادر کر چکا ہے

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ

ان کو تو روک رکھتا ہے اور دوسرے کو ایک وقت معین تک کے لئے بھیج دیتا ہے۔ بیشک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ

اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کریں نشانیاں (موجود) ہیں۔ آیا انہوں نے خدا کے سوا اور سفارشی بنا لئے ہیں؟

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ

تم یہ کہدو کہ اگر وہ کسی چیز پر اختیار نہ رکھتے ہوں اور کوئی بات سمجھ نہ سکتے ہوں تو بھی (انہی کو سفارشی بناؤ گے)، تم یہ کہدو کہ

الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

شفاعت تو پوری پوری اللہ ہی کے ہاتھ ہے، اسی کو آسمانوں کا اختیار حاصل ہے اور (اسی کو) زمین کا، پھر اسی کی طرف تمہاری بازگشت بھی ہوگی

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور جس وقت خدائے یکتا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے متنفر ہو جاتے ہیں

بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے ماوراء ہیں تو وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

تم یہ کہدو کہ اے اللہ! اے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے چھپی اور کھلی کے جاننے والے!

اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ

تو ہی اپنے بندوں کے مابین ان تمام معاملات میں فیصلہ فرمائے گا جن جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ اور اگر اُن

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا

لوگوں کے اختیار میں جو نا فرمانی کیا کرتے ہیں زمین میں جو کچھ ہے یہ سب ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور جو قیامت کے دن

سلے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا الخ تفسیر صافی میں ہے کہ بدنوں سے نفوس کو اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ اگر موت آگئی ہے تو تعلق و تصرف ظاہری اور باطنی دونوں منقطع ہو جاتے ہیں اور اگر فقط نیند کی حالت ہے تو ظاہری تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور باطنی تعلق باقی رہتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی سوتا ہے تو اس کا نفس جانب آسمان صعود کر جاتا ہے اور اس کی روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے اور ان دونوں کے مابین ایسا سلسلہ باقی رہتا ہے جیسا کہ سورج اور اس کی شعاع ہیں۔ پھر اگر خدائے تعالیٰ کا حکم قبض روح کا صادر ہو جائے تو روح نفس کی دعوت قبول اور اگر خدائے تعالیٰ کا حکم نفس روح کا صادر ہوتا ہے تو نفس روح کا کہنا مان لیتا ہے اور پلٹ آتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے اس قول اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا کا یہی مطلب ہے۔ اس آمد و شد میں نفس انسان آسمانوں میں عالم ملکوت میں جو کچھ دیکھتا ہے اس کی تو تاویل و تعبیر ہو سکتی ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے مابین دیکھتا ہے وہ شیطانی تخیلات و وساوس ہیں اُن کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ فعل تَوَفّٰی کو کسی آیت میں تو خدائے تعالیٰ سے نسبت دی گئی ہے اور کہیں ملک الموت سے کہیں اور فرشتوں سے اس کی وجہ کیا ہے وہ ہم سورۂ نساء میں بیان کر چکے ہیں (دیکھو پارہ ۵ - رکوع ۱۱)۔

رکوع ۴ ع ۱۰ ۱

سلے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اِلٰى آخرہ کا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کا تنہا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ جن آل محمد کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے تم ان کی اطاعت کرو (اس سے آگے صفحہ ۵۵۵ پر دیکھئے)

بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ

عذاب کی سختی کے مقابلہ میں وہ اس (سب) کو بطور فدیہ دے دیں گے - اور اللہ کی طرف سے ان کے بارے میں وہ کچھ ظاہر ہوگا

يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ

جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔ اور جو جو افعال وہ کیا کرتے تھے اُن کی بُرائیاں اُن پر صاف کھل جائیں گی اور جس (عذاب)

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز

کی وہ ہنسی اڑایا کرتے ہیں وُہی اُن کو آگھیرے گا۔ پس جس وقت انسان پر کوئی تکلیف آپڑتی ہے تو وہ ہم سے دُعا کرنے لگتا ہے۔

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ

پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو مجھے اپنے علم کی بدولت میسر آئی ہے - حقیقت میں

هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ

یہ تو آزمائش ہے لیکن اُن میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ ان سے جو پہلے تھے وہ بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے

مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ

پس جو کچھ انہوں نے کمایا تھا اُس نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ پھر جو جو افعال اُنہوں نے کئے تھے

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ

اُن کی تکلیفیں اُن کو پہنچیں - اور اُن میں سے جو نافرمان رہے عنقریب اُن کے افعال کی بُرائیاں اُن کو پہنچیں گی

مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

اور وہ خدا کو عاجز نہ کرسکیں گے۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ

وسیع کردیتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے - بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں نشانیاں (موجود) ہیں

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

تم یہ کہدو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی ہی ذات پر زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ

یقیناً اللہ سب ہی گناہوں کو بخش دے گا - بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - اور

اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے اُسی کے مطیع رہو

الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

(ورنہ) پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی - اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۳) تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے دل بہت ہی متنفر ہو جاتے ہیں اور جب ان کا ذکر کیا جائے جن کی اطاعت کا خدا نے حکم نہیں دیا تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں (قول مترجم) ہم اپنے زمانہ میں مخالفین آل محمد کی یہی حالت پاتے ہیں کہ جب علیؑ اور اولاد علیؑ کا ذکر ہو تو ان کو حد سے زیادہ ناگوار گزرتا ہے۔ گو بعض مواقع پر کسی لحاظ سے کچھ کہہ نہ سکیں مگر چہرے کی رنگت و حالت دل کے حال سے خبر دے دیتی ہے۔ مگر جب دشمنان آل محمد کا ذکر ہو تو مارے مسرت کے بند قبا ٹوٹے جاتے ہیں۔

حاشیہ صفحہ ھذا نمبر ۵۵۵

سلہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خصوصیت کے لئے شیعیانِ علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کا ذکر اس قول کے ساتھ کیا ہے۔ يٰعِبَادِيَ الخ پھر فرمایا واللہ اس آیت میں تمہارے سوا اس نے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت خاص کر فاطمہؑ زہرا کی اولاد کے شیعوں کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ المحاسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ملت ابراہیمؑ پر سوائے تمہارے اور کوئی قائم نہیں ہے اور عمل سوائے تمہارے کسی اور کے قبول نہ کئے جائیں گے اور گناہ سوائے تمہارے کسی اور کے نہ بخشے جائیں گے نیز جناب امیرالمومنین سے منقول ہے کہ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ یہ آیت مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

ع ۵ ۱۱ ۲

مِنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا

اُس میں سے اچھی سے اچھی بات کی پیروی کرتے رہو قبل اسکے کہ عذاب تم کو یکایک آلے اور تم کو

تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ

خبر تک نہ ہو (کہ) کوئی اُس وقت کہنے لگے ہائے افسوس میں نے جنب اللہ کے بارے میں یہ کیسی کمی کی!

جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ

اور میں بے شبہ اُس کی ہنسی اُڑانے والوں میں رہا۔ یا یہ کہنے لگے کہ اگر مجھے اللہ

هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ

ہدائت فرماتا تو میں (بھی) ڈرانے والوں میں سے ہوجاتا۔ یا جس وقت عذاب کو دیکھے یہ کہے

لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ

کاش میرے لئے بازگشت ہوتی تو میں بھی نیکو کاروں میں سے ہوجاتا۔ (جواب ملے گا کہ ہاں) ہاں تیرے پاس میری آئتیں ضرور

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ

آئی تھیں پھر تو نے اُن کو جھٹلایا تھا اور تو نے بڑا بننا چاہا تھا اور تو انکار کرنے والوں میں سے تھا۔ اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ

تم اُن لوگوں کو جنھوں نے خدا کے بر خلاف جھوٹ بولا ہوگا دیکھوگے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟ اور اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں

اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ

بامراد بناکر نجات دے گا نہ کوئی تکلیف اُن کو پہنچے گی اور نہ وہ رنجیدہ رہیں گے۔ خدا (ہی) ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اُسی کے

وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ع

ہاتھ ہیں۔ اور جنھوں نے اللہ کی نشانیوں کا انکار کردیا ٹوٹا پانے والے تو وہی ہیں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ

تم یہ کہدو کہ اے جاہلو! کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟ حالانکہ خود میری طرف

اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

اور جو مجھ سے پہلے تھے اُن کی طرف یہ وحی یقینی کی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل ضرور مٹ جائیں گے۔

* سلہ یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ المحاسن میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و افسوس کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے عدل کے اوصاف بیان کئے پھر خود ہی اُس کے مخالف ہوگئے۔ ایسوں ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی الخ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آئت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جنب اللہ جناب امیر المومنینؑ ہیں اور اسی طرح ان کے بعد اوصیا میں سے ہر وہ بزرگ جو اس منزلت رفیعہ پر فائز ہوا ہو تاآنکہ یہ امر اُن کے آخر و قائمؑ کو پہنچے۔ الاکمال اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جنب اللہ ہم آئمہ ہیں۔ المناقب میں انہی حضرت سے اور اُن کے والد ماجد سے اور ان کے صاحبزادے جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آئت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جنب اللہ جناب علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور وہی قیامت کے دن مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہوں گے اور جناب امام رضاؑ سے منقول ہے۔ کہ اس آئت میں جنب اللہ کے معنی ہیں ولائت علیؑ۔ نیز جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جنب اللہ میں ہوں احتجاج طبرسی میں خود انہی حضرت سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے عزوجل نے صاف

ع ۱۱ ۳

صاف بیان کرنے میں اور حجت کو ثابت کرنے میں اپنے پاس قول سے جو اس نے اپنے اولیاؑ اور اصفیاؑ کی نسبت فرمایا ہے زیادہ توضیح کی ہے اور وہ قول یہ ہے اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ۔ یہ حقیقۃ مخلوق خدا کو سمجھانے کے لئے خلیفۂ خدا کی قرب منزلت کی تعریف ہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم کسی کی قرب منزلت کی تعریف کرتے ہو تو تم کہا کرتے ہو کہ فلاں شخص فلاں بادشاہ یا نواب کے پہلو میں بیٹھنے والا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ بدلنے والے اس کی کتاب میں ہر طرح کے احداث کریں گے مثلاً جنب اللہ کے ناموں کو اس میں سے گرادیں گے اور ان کے امر کو اُمت پر ملتبس کردیں گے تاکہ اس کے ذریعے سے باطل*

* کرتوت وہی اس لئے اس نے اپنی کتاب میں ایسے رموز قائم کردیئے کہ ان کو سوائے خود اس کی ذات کے اور اس کے انبیاءؑ کے اور زمین پر حجتیں ہیں ان کے اور کوئی نہ سمجھ سکے اور ان رموز سے مخالفوں کے دلوں کو اور ان کی بصارتوں کو ایسا اندھا کردیا کہ انہوں نے ان رموز کو باقی رہنے دیا ۱۲ (باقی حاشیہ ضمیمہ میں)

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ

اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے - لہٰذا صرف خدا ہی کی عبادت کیا کرو اور شکر گزار بندوں میں سے

الشّٰكِرِيْنَ ۞ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ١ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

ہو جاؤ - اور انہوں نے عظمت خدا کا اندازہ ہی نہیں کیا جیسا کہ اندازہ کرنے کا حق ہے - حالانکہ قیامت کے دن

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ

ساری زمین اسی کی ملکیت ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے - جن چیزوں کو یہ اس کا

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

شریک گردانتے ہیں اُن سے اس کی ذات منزہ و برتر ہے - اور (پہلی مرتبہ) صور پھونکا جائے گا تو جو

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

آسمانوں میں ہیں وہ (بھی مرکر) گر پڑیں گے - اور جو زمین میں ہیں وہ (بھی) سوائے اُن کے جن کو اللہ چاہے پھر اس میں

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۞ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ

دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو یکایک وہ سب کھڑے ہو کر (ادھر اُدھر) دیکھنے لگیں گے - اور زمین اپنے مالک کے نور سے روشن ہو جائے گی اور

وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

نوشتے رکھ دیئے جائیں گے اور نبی اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور اُن کے مابین ٹھیک ٹھیک فیصلہ

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ

کیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا - اور ہر نفس کو (جو) جو کچھ وہ کر چکا ہے اس کا پورا (پورا) بدلا دیا جائے گا اس لئے کہ

اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۞ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ

جو (جو) کچھ وہ کیا کرتے ہیں وہ اس سے خوب واقف ہے - اور جو کافر ہو چکے وہ ایک غول بنا کر جہنم کی طرف ہنکا دیئے جائیں گے -

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ

یہاں تک کہ وہ جب اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اُس کے نگہبان اُن سے یہ کہیں گے کہ کیا

يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ

تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغامبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تم کو تمہارے اس دن کی پیش آمد

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

سے ڈراتے - وہ کہیں گے کہ ہاں (آئے تو ضرور تھے) لیکن (ہم نے نہ مانا اور) کافروں پر عذاب کا کلمہ

الْكٰفِرِيْنَ ۞ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ

پورا اُترا - کہا جائے گا کہ جہنم کے پھاٹکوں میں جا گھسو ہمیشہ اُسی میں رہنا - سو

سلہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ - التوحید میں جناب امیر المومنین کا ایک خطبہ منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جب عدول کرنیوالوں نے ایسی مخلوق سے خدائے تعالےٰ کو تشبیہ دی جس کے حصے بھی ہو سکتے ہیں اور جو اپنی صفات میں محدود بھی ہے اور جس کی قطاریں مختلف اطراف میں اور مختلف طبقوں میں ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ پروردگار عزّ و جلّ اپنی ذات سے موجود ہے نہ کہ اعضاء و جوارح اور آلات و ادوات سے لہٰذا اس نے نفی فرمادی کہ بندے اس کی عظمت کا کما حقہٗ اندازہ کر سکیں۔ پس یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ اس کی ذات عالی مثل و مانند کی شرکت سے پاک ہے اور اس کی رفعت عظمت کی جو حد کافروں نے اپنے قیاس سے باندھنی چاہی اُن کے قیاس سے وہ بالا و برتر ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الخ پس قرآن مجید اُس کی جو صفت تمہیں بتائے اس کی پیروی کرو تاکہ وہ تمہارے مابین اور اُس کی معرفت کے مابین وسیلہ بن جائے اور اسی کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرو اس لئے کہ وہ نعمت و حکمت ہے جو تم کو عطا کی گئی ہے پس جو کچھ تم کو عطا کیا گیا ہے اُسے لے لو اور شکر گزار بن جاؤ اور جو کچھ شیطان اس کی بابت تمہیں بتائے یعنی ایسی بات کہ جو نہ قرآن مجید میں تمہارے لئے فرض ہو اور نہ سنت رسولؐ و ائمہ معصومین میں کہیں اس کا پتہ ہو اس کا علم خدا کے سپرد کر دو کہ تمہارے ذمہ خدا کا انتہائی حق اسی قدر ہے اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات بیان نہیں کی جا سکتیں اور کیوں کر بیان کی جا سکتی ہیں جبکہ وہ اپنی کتاب میں خود فرما چکا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ پس جس قدر بھی کوئی بیان کرے اس سے کہیں زیادہ موجود ہے - تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خوارج کے بارے میں آئی ہے۔

ع ٧ ٤

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ○ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ

تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا کیسا بُرا ہوگا! اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے تھے اُن کی (سواریوں) کے دل کے دل جنت کی

زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

طرف (باعزاز) بھیجے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے اور اُس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اُس کے نگہبان اُن

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

کہیں گے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ آپ لوگ تو طیب و طاہر ہوگئے اب ہمیشہ رہنے کے لئے اس میں (تشریف لے) چلیئے۔ اور وہ کہیں گے سب تعریف

الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ

اُسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہم کو اس زمین کا وارث کر دیا۔ ہم اس جنت میں

حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ

جہاں چاہیں رہیں سہیں تو نیک عمل کرنے والوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرداگرد سے گھیرے ہوئے

مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہوں گے۔ اور اُن کے مابین ٹھیک (ٹھیک) فیصلہ

بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ ع

کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا (کہ) ہر طرح کی تعریف تمام عالموں کے پروردگار اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے

آیاتها ۸۵ ۔ کلماتها ۱۲۴۲ ۔ سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۔ حروفها ۵۲۱۳ ۔ رکوعها ۹

(سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حمٓ ○ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ

حٰمٓ ۔ اس کتاب کا اُتارا صاحب علم (اور) زبردست خدا ہی کی طرف سے ہے۔ جو گناہ کا بخشنے والا اور

قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

توبہ کا قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے (اور) فضل و کرم والا (بھی) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا

سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو کافر ہوگئے خدا کے احکام میں کوئی اور نہیں جھگڑتا سو تم کو

يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ○ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَ

اُن کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے۔ اس سے پہلے نوح کی قوم نے (بھی) تکذیب کی تھی اور

سلٰمٌ طِبْتُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ تمہاری ولادت پاک و پاکیزہ ہے اس لئے کہ جنت میں صرف وہی جائیں گے جن کی ولادت پاک و پاکیزہ ہوگی ۱۲ سے فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ خصال میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ازانجملہ ایک سے نبی اور صدیق داخل ہوں گے اور ایک سے شہدا و صالحین اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور ہمارے محب داخل ہوں گے اور میں برابر پل صراط پر کھڑا رہوں گا اور عرض کرتا رہوں گا کہ خداوندا میرے شیعوں کو میرے محبتوں کو۔ میری نصرت کرنے والے میرے دوستوں کو اور جس نے بھی دنیا میں میرا تولا برتا ہو اُسے بھی محفوظ رکھ اور جہنم میں گرنے سے اسے بچالے اور بطنان عرش سے ایک ندا آئے گی کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی اور تمہارے شیعوں کے بارے میں تمہاری شفاعت منظور ہوگئی اس وقت ہر شخص کو جو میرے شیعوں میں سے ہوگا جس نے مجھ سے تولا رکھا ہوگا اور جس نے میری مدد کی ہوگی اور جو میرے دشمن سے لڑا ہوگا فعلاً یا قولاً اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنے پڑوسیوں اور اپنے عزیزوں سے ستر ستر ہزار کی شفاعت کرلے۔ اب رہا ایک دروازہ اس میں سے سارے ایسے مسلمان داخل ہوسکیں گے جنہوں نے شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ادا کی ہوگی اور اُن کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ہم اہل بیت کا بغض نہ ہوگا۔ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اللہ کی طرف گمان نیک رکھو اور یہ جان لو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ہر دروازے کا عرض چار سو برس کی مسافت کے برابر ہے ۱۲ سے وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہاں اَلْاَرْض سے مُراد ہے زمین جنت ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۵۹ ۵

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَ هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ

ان کے بعد اور گروہوں نے (بھی) اور ہر (ہر) اُمت نے اپنے (اپنے) رسول کی نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اُسے گرفتار کریں

جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ

اور باطل کے ذریعے کے وہ جھگڑتے تھے کہ اس سے حق کو زائل کر دیں تب میں نے ان کو دھر پکڑا تو پھر میرا عذاب کیسا

عِقَابِ ۝ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ

رہا؟ اور اسی طرح تمہارے پروردگار کا کلمہ اُن لوگوں کے برخلاف جو کافر ہوگئے پورا اترے گا کہ وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

جہنمی ہیں۔ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ (برابر)

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا

اپنے رَبّ کی حمد و تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے مغفرت طلب

وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا

کرتے رہتے ہیں (اور یہ کہتے رہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے بس جن لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور

سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ

وہ تیری راہ پر چلتے ہیں ان کے گناہ بخش دے اور اُن کو جہنم کے عذاب سے بچالے (اور) اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں

ِنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ

جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے داخل فرمادے اور ان کے باپ دادا میں سے اور اُن کی ازواج میں سے اور ان کی اولاد میں سے جو (جو) نیک ہوں اُن کو (بھی)

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ

بالتحقیق تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔ اور ان کو تکلیفوں سے بچالے۔ اور جس کو تو نے اس دن تکلیفوں سے بچالیا

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اسی پر تو نے یقیناً رحمت فرمائی اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ

كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ

کافر ہوگئے تھے اُن سے یقیناً آواز دے کر کہدیا جائے گا کہ خدا کی ناراضی اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا کہ تم اپنے آپ سے ناراض ہو

تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ

کہ تم کو ایمان کی طرف بُلایا جایا کرتا تھا اس پر (بھی) تم انکار کر دیا کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے کہ پروردگارا تو نے تو ہم کو دو دفعہ مارا اور

اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ

دو ہی مرتبہ جلایا پھر ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو اب (بھی) اس عذاب سے نکلنے کی

۵۱ وَالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مُراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قوم نوح کے بعد اپنے اپنے رسُولوں کے برخلاف گروہ بندی کی تھی اور اُن کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے تھے جیسے عاد و ثمود و قوم لوط و اصحاب مدین ۱۲

۵۲ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ان سے مُراد بنی اُمیّہ ہیں ۱۲

۵۳ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے مُراد ہیں جناب رسُول خدا اور ان کے بعد ان کے اوصیاء۔ اس لئے کہ یہ حضرات حاملانِ علم خدا ہیں اور مَنْ حَوْلَهٗ سے مراد فرشتے ہیں ۱۲

۵۴ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مُراد شیعان آلِ محمد ہیں۔ اور العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مُراد وہ لوگ ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا کے کچھ فرشتے ہمارے شیعوں کی پیٹھ پر سے گناہوں کو اس طرح گرایا کرتے ہیں جیسے ہوا موسم خزاں میں درختوں سے پتے اس آیت میں انہی کا ذکر ہے نیز ارشاد فرمایا کہ واللہ ان کا استغفار کرنا صرف تمہارے لئے ہے اور لوگوں کے لئے نہیں ہے

ع ۹

۵۵ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ تفسیر قمی میں ہے کہ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے فلاں و فلاں اور بنی امیہ کی ولایت سے توبہ کی۔ اور اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ کے یہ معنی ہیں کہ ولایت ولی خدا کو تسلیم کیا ۱۲

۵۶ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ مَنْ صَلَحَ کے یہ معنی ہیں کہ جس نے علیؑ مرتضیٰ سے تولّا رکھا کہ صلاح ان کی یہی ہے (یعنی کسی از ذریت اُن

مِنْ سَبِيلٍ ○ ذٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۚ وَإِنْ

کوئی سبیل ہے ؟ (جواب ملے گا کہ) بات تو یہی ہے کہ جب خدائے یکتا کو پکارا جاتا تھا تب تو تم انکار کیا کرتے تھے - اور اگر

يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ○ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ

اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو اس پر ایمان لے آیا کرتے تھے سو اب تو حکومت خدائے بزرگ و برتر ہی کی ہے - وہ وہی تو ہے جو

آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ

تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق نازل کرتا ہے - اور اس سے نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو

يُنِيبُ ○ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○

غور و فکر سے رجوع کرتا ہے - پس (اب) تم اللہ ہی کے لئے دین خالص کر کے اسے پکارو گو کافروں کو برا لگے -

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ

(خدائے تعالیٰ) بڑے درجوں والا (اور) عرش والا ہے - اپنے بندوں میں سے اپنے حکم سے جس کو

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۚ لَا

چاہتا ہے روح (قدس) کے ذریعے سے فیض پہنچاتا ہے تاکہ وہ بندہ قیامت کے دن سے لوگوں کو ڈرائے - جس دن کہ وہ سب (قبروں سے)

يَخْفَىٰ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

نکل کر آئیں گے - اللہ پر ان کی کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی - (سوال کیا جائے گا کہ) آج سلطنت کس کی ہے (جواب دیا جائے گا کہ) خدائے یکتا

الْقَهَّارِ ○ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ

زبردست کی - (پھر ندا دی جائے گی) آج ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ ملے گا - آج (ذرا) بے انصافی نہیں ہے یقیناً

اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى

اللہ بڑا جلد حساب لینے والا ہے - اور ان کو قریب آنے والے دن سے ڈراؤ جبکہ مارے رنج و غم کے دل حلقوم کے پاس

الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ○

(یعنی کلیجے منہ کو) آ جائیں گے - (اور) ظالموں کا نہ کوئی سرگرم دوست ایسا ہوگا اور نہ سفارشی جس کی سن لی جائے -

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ○ وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ

وہ آنکھوں کی خیانت کو (بھی) جانتا ہے اور جس بات کو سینے چھپائے ہوئے ہیں اس کو (بھی) اور اللہ تو ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرماتا ہے

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اور جن کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی بات (بھی) طے نہیں کر سکتے - بیشک اللہ

السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ ع ۲ / ۱۱

بڑا سننے والا (اور) بڑا دیکھنے والا ہے - کیا یہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ غور کرتے کہ جو

---

**۵۱**

إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جب خدائے یکتا کا ذکر اس شخص کی ولائت کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کی ولائت کا خود اس نے حکم دیا ہے تو تم اس سے انکار کر جاتے ہو اور جب اس کو شریک کر دیا جاتا ہے جس کا ولائت میں کوئی حق نہیں ہے تو تم اس پر ایمان لے آتے ہو کہ ہاں ولائت اسی کیلئے ہے

**۵۲**

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الرُّوحَ سے مراد ہے روح القدس اور وہ جناب رسولخدا اور آئمۂ ہدیٰ سے مخصوص ہے "

**۵۳**

يَوْمَ التَّلَاقِ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ روز قیامت کو يَوْمَ التَّلَاقِ اس لئے کہا کہ اُس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے باہم بالمشافہ ملاقی ہوں گے "

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ

ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ وہ (تو) قوت کی حیثیت سے

قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ

اور زمین میں نشان چھوڑنے کی حیثیت سے ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے پھر اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو دھر پکڑا

لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ

اور اللہ کی گرفت سے ان کو بچانے والا کوئی بھی نہ ہوا۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آیا کرتے تھے

بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

پس انہوں نے انکار کیا پھر خدائے تعالےٰ نے ان سے مواخذہ کیا۔ بیشک وہ بڑا قوت والا (اور) سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو معجزات اور کھلے غلبہ کے ساتھ فرعون

وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ

و ہامان و قارون کے پاس بھیجا تھا پس انہوں نے کہہ دیا کہ (یہ تو) جادوگر (اور) بڑا جھوٹا ہے۔ پس جب وہ ہماری طرف سے حق لے کر ان کے پاس

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا

پہنچا۔ تو انہوں نے کہا کہ جو اس پر ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو تو قتل کر دو اور ان کی بیٹیوں کو

نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

زندہ چھوڑ دو۔ حالانکہ کافروں کی کوئی چال ایسی نہیں ہے جو بیکار نہ گئی ہو۔ اور فرعون نے کہا

ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ

مجھے چھوڑ دو تو سہی کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور اسے چاہیئے کہ یہ اپنے رب کو پکارے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ کہیں تمہارے دین کو بدل دے

دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ

یا ملک میں فساد پھیلا دے۔ اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے تو ہر متکبر کے شر سے (بچنے کے لئے) جو

بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ

قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو اپنے پروردگار کی اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگ لی ہے۔ اور فرعون کے

رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا

کنبے میں سے ایک مرد مومن نے جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا یہ کہا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اتنی سی بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ

أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ وَإِنْ

کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے یقیناً کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر

سلہ فَقَالُوا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ان گستاخانہ الفاظ سے ان تینوں ملعونوں کی مراد حضرت موسیٰؑ ہیں ۱۲ سلہ اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جو برتاؤ تم پہلے کیا کرتے تھے وہ پھر کرنے لگو۔ تاکہ وہ موسیٰ کی حمایت سے باز رہیں ۱۲ سلہ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ تفسیر صافی میں ہے کہ فرعون نے اپنی جلادت کے اظہار کے لئے اور جناب موسیٰؑ کی دعوت دینی کی طرف سے بے پروائی ثابت کرنے کے لئے ایسا کہا۔ ایک قول کے بموجب یہ کہنے کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کے درباری اس کو موسیٰ کے قتل سے روکتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جس سے حضور کو خوف ہے بلکہ یہ ایک جادوگر ہے اور اگر اسے قتل کیا گیا تو یہ گمان کیا جائے گا کہ حضور جیسا صاحب قدرت و قوت اپنی حجت پیش کرنے سے عاجز رہ گیا۔ یہ بات بھی کچھ کم قابل لحاظ نہیں ہے کہ فرعون جس کی عادت میں سفاکی داخل تھی۔ یعنی بہت ذرا ذرا سی باتوں پر لوگوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ وہ موسیٰؑ کے قتل کے بہانے ڈھونڈھ رہا ہے اس کا یہ بہانے ڈھونڈھنا اس امر کی دلیل ہے کہ اسے موسیٰؑ کے نبی برحق کا پورا یقین تھا اسی سے وہ ان کے قتل سے ڈرتا تھا یا یہ سمجھتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کرنا چاہا تو کر نہ سکوں گا۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ فرعون کو قتل موسیٰؑ سے کونسی چیز باز رکھتی تھی؟ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت (نے باز رکھا جو) ظاہرا قوت آئی جو وہ عصا کے اژدہا بننے کی دیکھ چکا تھا نیز یہ بات کہ انبیاء اور اولاد انبیا کو سوائے اولاد زنا کے اور کوئی قتل نہیں کیا کرتا۔ قول مترجم حدیث کے اس آخری جزو سے یہ معلوم ہوا کہ فرعون کافر تھا۔ موسیٰؑ و ہارونؑ کا مخالف تھا مگر ولد الزنا نہ تھا۔ مگر اس امت کے فرعون و ہامان اور ان کے

ع ۳ ۸

يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ

وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر رہا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو جس کا تم سے وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ حصہ

الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

تو تم پر بھی پڑے گا۔ بیشک اللہ اس شخص کی جو فضول خرچ اور بڑا جھوٹا ہو راہبری نہیں فرمایا کرتا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ

اے میری قوم! آج تو اس سرزمین میں تمہارا اختیار ہے غالب تم ہی ہو۔ لیکن (کل) عذاب خدا سے اگر وہ ہم پر آ پڑے

اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ

بچانے کے لئے ہماری مدد کون کرے گا؟ فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دیتا ہوں جو میں (ٹھیک) سمجھتا ہوں اور میں

اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ

سوائے بھلائی کی راہ کے اور کوئی راہ تم کو نہیں بتاتا۔ اور اس شخص نے جو ایمان لایا تھا یہ کہا کہ اے میری قوم! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ

کہیں تم پر پچھلی امتوں کے سے دن نہ پڑ جائیں (یعنی) (یعنی) قوم نوح اور

عَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کی سی حالت نہ گزرے۔ حالانکہ اللہ بندوں کے حق میں ظلم

لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ۙ يَوْمَ

نہیں چاہتا۔ اور اے میری قوم! مجھے تمہارے بارے میں قیامت کے دن کا بھی اندیشہ ہے۔ جس دن

تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ

تم روگردان ہو کر چلو گے (تو) اس دن اللہ کی طرف سے کوئی بچانے والا نہ ہو گا۔ اور جس سے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ

خدائے تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرلے پس اس کا راہبر کوئی ہوتا ہی نہیں۔ اور یقیناً یوسف ؑ

مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَاۗءَكُمْ بِهٖ ۭ

پہلے ہی تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پس جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے تم اس کے بارے میں برابر شک ہی

حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ

میں رہے یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوگیا تو تم نے یہ کہہ دیا کہ ان کے بعد اللہ کسی رسول کو مبعوث ہی نہ کرے گا۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝ۚۖ الَّذِيْنَ

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے جو حد سے گزر جانے والا اور شکی ہو توفیق ہدایت سلب کر لیا کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی لوگ ہیں جو

(بقیہ صفحہ ۵۶۱) جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ وہ مرد مومن فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا اور ایک دوسری حدیث کے بموجب چچازاد بھائی تھا (بہرحال عزیز قریب تھا) تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ فرعون کے خزانوں کا مالک تھا اور اس نے چھ سو برس اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اور وہ وہی ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ الخ اور اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیئے شہ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ تفسیر قمی میں ہے کہ اس مرد بزرگ نے چھ سو برس اپنا ایمان کو پوشیدہ رکھا۔ قول مترجم۔ تقیہ اسی کا نام ہے جس پر کئی معترض ہوتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تقیہ میرے دین کا اور میرے آباؤ اجداد کے دین کا ایک جزو ہے اور جو شخص تقیہ کا منکر ہے اس کا کوئی دین ہی نہیں۔ نیز فرمایا کہ تقیہ اہل زمین کے لئے خدائے تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ایک ڈھال ہے اس لئے کہ اگر مومن آل فرعون نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا ہوتا تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا۔ المجالس میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ صدیق تین ہیں از آنجملہ آنحضرتؐ نے حزقیل مومن آل فرعون کو بھی شمار فرمایا (پوری حدیث سورۂ یٰسٓ میں بیان ہو چکی

(حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۶۲) سلہ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ مومن آل فرعون نے موسیٰ کو قتل سے بچانے کے لئے تین حجتیں پیش کیں اول یہ کہ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ لہذا قتل کی ضرورت نہ رہی۔ دوسرے وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اس میں بھی قتل کے وبال سے بہت کچھ ڈرایا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ وہ انصاف کریں۔ تعصب کو چھوڑ دیں۔ نیز تقیہ و احتیاط کا پہلو بھی نہیں چھوڑا کہ کاذب ہونے کا ذکر پہلے کیا اور صادق ہونے کا بعد (اس کے آگے صفحہ آئندہ ۵۶۳ پر پڑھیں)

يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ بِغَيۡرِ سُلۡطَٰنٍ أَتَىٰهُمۡ ۖ كَبُرَ مَقۡتًا عِندَ

خدائے تعالیٰ کی آیتوں میں بغیر اس کے کہ کوئی دلیل آئی ہو جھگڑتے رہا کرتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک اور

ٱللَّهِ وَعِندَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ۚ كَذَٰلِكَ يَطۡبَعُ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلۡبِ

جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے نزدیک (یہ رویہ) بہت ہی ناپسند ہے۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر

مُتَكَبِّرٖ جَبَّارٖ ۞ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يَٰهَٰمَٰنُ ٱبۡنِ لِي صَرۡحٗا لَّعَلِّيٓ

چھاپا لگا دیتا ہے۔ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک اونچا محل تو بنا تاکہ میں

أَبۡلُغُ ٱلۡأَسۡبَٰبَ ۞ أَسۡبَٰبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ

وسیلے بہم پہنچالوں۔ (اور) آسمان کے راستے پالوں کہ مجھے موسیٰ کے خدا کی حالت معلوم ہو جائے

وَإِنِّي لَأَظُنُّهُۥ كَٰذِبٗا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ وَ

حالانکہ میں اُسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کی نظر میں اُس کی بدعملی زینت پا گئی تھی اور

صُدَّ عَنِ ٱلسَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيۡدُ فِرۡعَوۡنَ إِلَّا فِي تَبَابٖ ۞ وَ

وہ راستے سے روک دیا گیا تھا۔ اور فرعون کی جو چال تھی وہ تباہی کی تھی۔ اور

قَالَ ٱلَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوۡمِ ٱتَّبِعُونِ أَهۡدِكُمۡ سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ۞

اس شخص نے جو ایمان لایا تھا یہ کہا کہ اے میری قوم! تم میری پیروی کرو میں تم کو نیک بختی کی راہ دکھلاؤں گا۔

يَٰقَوۡمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا مَتَٰعٞ وَإِنَّ ٱلۡأٓخِرَةَ هِيَ

اے میری قوم! یہ زندگانی دنیا تو (ذرا سی) پونجی ہے۔ اور آخرت وُہی تو یقیناً

دَارُ ٱلۡقَرَارِ ۞ مَنۡ عَمِلَ سَيِّئَةٗ فَلَا يُجۡزَىٰٓ إِلَّا مِثۡلَهَا ۖ وَمَنۡ

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جو شخص کوئی بدی بھی کرے گا تو اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ اور جو شخص

عَمِلَ صَٰلِحٗا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَأُوْلَٰٓئِكَ يَدۡخُلُونَ

مرد ہو یا عورت کوئی نیک عمل اُس حال میں بجالائے گا کہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل

ٱلۡجَنَّةَ يُرۡزَقُونَ فِيهَا بِغَيۡرِ حِسَابٖ ۞ وَيَٰقَوۡمِ مَا لِيٓ أَدۡعُوكُمۡ

ہوں گے جس میں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔ اور اے میری قوم! یہ بات کیا ہے کہ میں تو تمہیں

إِلَى ٱلنَّجَوٰةِ وَتَدۡعُونَنِيٓ إِلَى ٱلنَّارِ ۞ تَدۡعُونَنِي لِأَكۡفُرَ

نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں

بِٱللَّهِ وَأُشۡرِكَ بِهِۦ مَا لَيۡسَ لِي بِهِۦ عِلۡمٞ وَأَنَا۠ أَدۡعُوكُمۡ

اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اُس کا شریک ایسی چیزوں کو قرار دوں جن کا مجھ کو کچھ علم نہیں حالانکہ میں تم کو

(بقیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۵۶۲) آپ تیسری اور آخری حجت ہے اور ؟ دو حجتیں ہیں۔ یعنی اس میں دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اگر حضرت موسیٰؑ مسرف و کذاب ہوتے تو خدائے تعالیٰ ان کو ایسی دلیلیں عطا نہ فرماتا اور ایسے معجزات سے ان کو قوت نہ پہنچاتا دوسرے یہ کہ مسرف و کذاب کو جب خدا ہی چھوڑ دیتا ہے تو اس کے ہلاک ہونے میں کیا شک رہا۔ پس تم ان کو قتل کر کے کیا لو گے۔ اغلب یہ ہے کہ انہوں نے پہلے معنی مراد لئے ہیں اور دوسرے معنی کا صرف خیال دلایا ہے تاکہ ان کی سخت عادتوں میں نرمی پیدا ہو۔ نیز اس سے فرعون پر بھی تعریض کی ہے کہ وہ مسرف و کذاب ہے۔ خدائے تعالیٰ اسے کبھی راہِ صواب کی ہدایت نہ فرمائے گا ۱۲

۴ ع ۱۰ ۹

۵۲ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأۡسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم اپنے کام کو نہ بگاڑو اور اس کو قتل کر کے اپنے آپ کو خدا کے عذاب کا مستحق نہ بنالو۔ اس لئے کہ اگر ہم پر وہ عذاب آپڑا تو ہم میں سے کوئی اسے روک نہ سکے گا۔ مرد مومن نے بھی اپنی ذات کو اس میں شریک کر لیا ہے تاکہ ان کو یہ دکھائے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور جو خیر خواہی کی باتیں تم سے کہہ رہا ہوں ان میں بھی میں حصہ دار ہوں ۱۲

ع ۱ ۵

۵۳ يَوۡمَ ٱلتَّنَادِ یعنی وہ دن جس دن ایک دوسرے کو آواز دے گا۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یَوۡمَ ٱلتَّنَادِ سے وہ دن مراد ہے جس دن جہنم والے جنتیوں سے پکار پکار کر یہ کہیں گے أَفِيضُواْ عَلَيۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ أَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ (ترجمہ و تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۸ رکوع نمبر ۱۲)

۵۴ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوسُفُ مِن قَبۡلُ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضرت یوسفؑ نبی رسول تھے۔ فرمایا ہاں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے

إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ

بڑے زبردست (اور) بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔ ہاں تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو

فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ

اُس کو دنیا و آخرت میں بلانے کا کوئی حق نہیں ہے اور ہم سب کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہوگی اور

الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ

حد سے بڑھ جانے والے یقیناً وہی تو جہنمی ہیں۔ پس جو (جو) کچھ میں کہا کرتا ہوں عنقریب تم اس (سب) کو یاد کرو گے

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَاهُ[لہ]

اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کئے دیتا ہوں۔ بیشک خدا سب بندوں کا نگران (حال) ہے۔ چنانچہ جو (جو)

اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝

چالیں وہ چلے اللہ نے اُن کی خرابیوں سے اُسے بچائے رکھا اور بڑے سے بڑے عذاب نے فرعون کے سارے کنبے کو آگھیرا۔ (یعنی)

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ

آگ نے جس کے سامنے وہ صبح و شام کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اور جس دن قیامت قائم

السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ

ہوگی۔ (اُس دن یہ حکم دیا جائے گا کہ) فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب پہنچاؤ۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ

فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ

جہنم میں آپس میں حجتیں کرتے ہوں گے پس کمزور اُن لوگوں سے جو بڑے بن گئے تھے کہتے ہوں گے کہ ہم تو آپ ہی کے

تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ۝ قَالَ

پیرو تھے سو آپ آگ سے بچانے میں ہمارے کچھ بھی کام آسکیں گے؟

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ

جو بڑے بن گئے تھے وہ کہیں گے کہ ہم (تم) سب اسی میں ہیں بیشک اللہ نے

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

بندوں کے مابین فیصلہ کر دیا۔ اور جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے خزانچیوں سے کہیں گے کہ

جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ ۝

تم (ہی) اپنے پروردگار کو پکارو کہ کسی دن کو تو ہمارا عذاب ہلکا کر دے۔

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ

وہ (جواب میں) کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے؟ جواب دیں گے جی (آئے تو تھے)

لہ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق سے ایک حدیث منقول ہے اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ خرقیل ان لوگوں کو توحید خدا کی اور نبوت جناب موسیٰ کی اور جناب محمد مصطفےٰ کو کل انبیاء سے افضل ماننے کے اور جناب علی مرتضےٰ اور ائمہ ع کو تمام اوصیاء سے افضل اعتقاد رکھنے کی دعوت دیتے رہتے تھے ساتھ ہی فرعون کو خدا ماننے سے اظہار نفرت کرتے رہتے تھے پس پرچہ نویسوں نے فرعون کو اس مضمون کا پرچہ دیا اور صاف کہدیا کہ خرقیل آپ کی مخالفت کی دعوت دیتا ہے اور آپ کو ضرر پہنچانے کے لئے آپکے دشمنوں کو مدد پہنچاتا ہے۔ فرعون نے ان سے کہا کہ میرا چچازاد بھائی اور سلطنت کا ولیعہد ایسا کام کرنے اگر تمہارا کہنا ٹھیک نکلا تو وہ میری طرف سے کفران نعمت کے سبب یقیناً عذاب کا مستحق ہوگا اور اگر تم جھوٹے نکلے تو تم سخت سے سخت عذاب کے مستحق ٹھہروگے اس لئے کہ تم نے خاندان شاہی میں آگ بھڑکانی چاہی ہے۔ چنانچہ خرقیل کی اور ان کی ایک وقت میں پکار ہوئی اور ان لوگوں کی طرف سے سوال ہوا کہ آیا تم بادشاہ فرعون کے رب ہونے کے منکر ہو اور کفران نعمت کرتے ہو؟ خرقیل نے دریافت کیا کہ اے بادشاہ آیا مجھ پر کبھی جھوٹ کا الزام قائم ہوا ہے؟ فرعون نے کہا نہیں۔ خرقیل نے کہا آپ آپ دریافت کریں کہ ان کا رب کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا یہی فرعون پھر ان سے دریافت کیا کہ تمہارا خالق کون ہے؟ انہوں نے کہا یہی فرعون۔ پھر پوچھا کہ تمہارا رازق کون ہے جو تمہاری معیشت کا کفیل ہو اور تم سے ہر قسم کی تکلیف کا دفع کرنے والا ہو؟ انہوں نے کہا یہی فرعون ہے۔ خرقیل نے کہا اے فرعون اس وقت میں خود حضور کو اور ان تمام درباریوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا پروردگار ہے اور جو ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا روزی رسان ہے (اس سے آگے صفحہ آئندہ ۵۶۳ پر)

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ اِنَّا
(خزانچی) کہیں گے کہ بس تو تم ہی پکار لو۔ حالانکہ کافروں کا پکارنا کچھ نہ ہوگا مگر رائگان ۔ بیشک ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ
زندگانی دنیا میں اپنے رسولوں کی (بھی) مدد کرتے رہتے ہیں اور اُن لوگوں کی بھی جو ایمان لائے ہیں اور

الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ
جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔ اُس دن نافرمانوں کو اُن کی معذرت کوئی نفع نہ پہنچائے گی اور اُن ہی کے لئے لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ
اور اُن ہی کے لئے اُس گھر کی بُرائی ۔ اور ہم نے یقیناً موسیٰؑ کو ہدایت دی اور

اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى
بنی اسرائیل کو ایسی کتاب کا وارث کر دیا۔ جو صاحبان عقل کے لئے ہدایت و

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ
نصیحت ہے۔ سو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے اور

اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ
گناہوں کی مغفرت مانگ لو اور صبح و شام اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے رہو۔

الْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
جھگڑتے رہتے ہیں اُن کے سینوں میں سوائے تکبر کے اور کچھ ہے ہی نہیں حالانکہ

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝
اپنے مطلب تک وہ (کبھی) پہنچنے والے نہ ہوں گے۔ سو تم اللہ کی پناہ مانگو۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ
ضرور آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے سے (کہیں) بڑھا ہوا ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي
لیکن بہت سے آدمی (اتنا) بھی نہیں جانتے۔ اور

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اندھا اور بینا برابر نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل

(بقیہ از صفحہ ۵۶۴ گزشتہ) اور جو اُن کے امور معیشت کی اصلاح کرنیوالا ہے وہی میرے امور معیشت کی اصلاح کرنے والا ہے میرا رب۔ میرا خالق۔ میرا رازق۔ اُن کے رب۔ اُن کے خالق اور ان کے رازق سے علیحدہ نہیں ہے۔ اور میں خود حضور کو اور کل اہل دربار کو گواہ کرتا ہوں کہ سوائے ان کے رب اور ان کے خالق اور ان کے رازق کے اور جو کوئی رب اور خالق اور رازق ہو اس سے میں علیحدہ ہوں۔ ظاہر اُ حزقیل یہ کہہ رہے تھے اور باطناً یہ مراد تھی۔ کہ ان کا پروردگار حقیقت میں اللہ ہے۔ اور وہی میرا پروردگار ہے کیونکہ انہوں نے یوں نہیں ادا کیا کہ جس کو یہ اپنا پروردگار کہتے ہیں وہ میرا پروردگار ہے۔ اس لئے اصل امر فرعون اور اس کے درباریوں پر پوشیدہ رہا اور وہ یہی گمان کرتے رہے کہ یہ فرعون ہی کو اپنا پروردگار وخالق و رازق جانتا ہے یہ سُن کر فرعون نے اُن سے کہا کہ اسے بدمعاش قوم اور اے فسادی گروہ تم میری سلطنت اور میرے خاندان میں فتنہ وفساد ڈالنا چاہتے تھے تم مجھ میں اور میرے چچازاد بھائی اور قوت بازو میں خاص فساد ڈالنا چاہتے تھے لہذا تم میری سزا کے مستحق ہو گئے۔ چونکہ تم میرے چچازاد بھائی کو ہلاک کرانا چاہتے تھے لہذا تمہاری سزا یہ ہے یہ کہتے ہی فرعون نے میخیں منگوائیں اور ایک لٹھے پر ان کے جسم کو بچھا کے ایک ایک میخ اُن کی پنڈلیوں میں اور ایک ایک میخ ان کے سینے میں ٹھکوادی پھر آرے والوں کو حکم دیا کہ ان کو چیر ڈالو۔ اسی واقعہ کو خدائے تعالے نے فرمایا ہے

۵ ع ۱۳ ۱۰

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا ۱۲ح یعنی فرعون سے انہوں نے توجیلی اس بنا پر کی تھی کہ ان کو ہلاک کر دیں اور نتیجہ یہ ہوا حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ
جس سے مُراد یہی میخیں ٹھوکی جانی اور چیرا جانا ہے ۱۲ اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے +

الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ اِنَّ السَّاعَةَ

کیے (وہ) اور بدکار برابر نہیں ہو سکتے تم سوچتے ہی بہت کم ہو۔ قیامت ضرور

لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن آدمیوں میں سے بہت سے

یُؤْمِنُوْنَ ○ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ

ایمان نہیں رکھتے۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں (جو تمہارے نفع کی ہوگی وہ) ضرور

الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ

قبول کر لیا کروں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے

دٰخِرِیْنَ ○ؑ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا

اللہ وُہی تو ہے جس نے رات تمہارے لئے اسی غرض سے بنائی کہ اُس میں آرام کرو

فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی

اور دن کو دکھلانے والا (بنا دیا) بیشک اللہ کل آدمیوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ ذٰلِكُمُ

لیکن بہت سے آدمی شکر گزار نہیں ہوتے۔ یہی

اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی

اللہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کدھر

تُؤْفَكُوْنَ ○ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

بہکے جاتے ہو؟ اسی طرح وہ بھی بہک جایا کرتے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے۔

یَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ

اللہ وُہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار مقرر کیا ہے اور

السَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ

آسمان کو ایک عمارت (یعنی شامیانہ) اور تم کو صورت عطا کی ہے سو تمہاری صورتیں کیسی اچھی بنا دی ہیں اور تم کو

الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ هُوَ

پاکیزہ چیزیں کھانے کو دی ہیں۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ سو اللہ تمام عالموں کا پروردگار بڑا برکت والا ہے۔ (حقیقی)

الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ

زندہ وُہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں سو تم دین کو اُسی کے واسطے خالص کرکے اُسے پکارو۔

سلہ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ الاحتجاج میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا خدا یہ نہیں فرماتا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ پھر کیا وجہ کہ ہم بہت سے مضطر و پریشان حال لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دعا مانگتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی۔ اور کتنے ہی مظلوم ایسے ہیں کہ اپنے دشمنوں کے برخلاف مدد مانگتے ہیں اور ان کو مدد نہیں ملتی۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر کوئی ایسا شخص نہیں کہ دعا مانگے اور قبول نہ ہو۔ اب رہا ظالم تو اس کی دُعا اُس وقت تک رد ہے جب تک کہ توبہ نہ کر لے اور رہا وہ شخص جو حق پر ہو وہ جس وقت بھی دُعا مانگتا ہے۔ قبول کی جاتی ہے اور اس سے بلا ہٹا دی جاتی ہے اس طرح سے کہ اس کو خبر تک نہیں ہوتی اور اُسکے لئے اس دن کے واسطے جس دن اس کو ضرورت ہوگی بڑا ثواب ذخیرہ کیا جاتا ہے اور وہ چیز جس کے لئے بندہ سوال کرتا ہے اگر اس کا عطا کرنا اس کے لئے بہتر نہ ہو تو اسے خدائے تعالیٰ روک لیتا ہے تاکہ اس کو ضرر نہ پہنچ جائے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معرفت مومن پر خدائے تعالیٰ سے ایسے معاملات میں دُعا کرنا جن میں وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ دعا مانگنی ٹھیک ہے یا نہیں گراں گزرا کرتا ہے (اس مضمون کی اور حدیثیں سورۂ بقر کی تفسیر میں اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے متعلق بیان ہو چکیں (دیکھو پارہ نمبر ۲ رکوع ۲۳)۔

(اس سورہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ۶ / ۱۰ / ۱۱

(وقف لازم)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ

سب تعریف اُسی اللہ کے لئے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ تم یہ کہدو کہ مجھے تو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ

جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو میں اُن کی عبادت کرنے لگوں جب کہ میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں

رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ

اور اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام عالموں کے پروردگار ہی کی اطاعت کروں۔ وہ وہی تو ہے جس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

اوّل تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر بستہ بوند سے پھر

يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ

تم کو بچہ بناکر نکالتا ہے پھر (زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی پوری قوت کو پہنچو اس کے بعد تم بوڑھے ہو جاؤ۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ

اور تم میں سے کوئی کوئی پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے اور (زندہ رکھنے کی غرض یہ ہے) تاکہ تم مدتِ معینہ کو پہنچ جاؤ اور

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا

تاکہ تم سمجھو بوجھو۔ وہ وہی ہے جو جلاتا (بھی) ہے اور مارتا (بھی) ہے۔ پھر جب

قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ع اَلَمْ تَرَ ع ۱۲

کسی معاملہ کو طے فرما دیتا ہے تو اس کی نسبت بس اتنا ہی فرماتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتا ہے۔ کیا تم نے

اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ ۱۳ معانقہ

ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں۔ (وہ) کدھر پھیرے جاتے ہیں؟

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ

انہوں نے کتاب کو (بھی) جھٹلایا اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا اس کو (بھی)

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ

سو آگے چل کر وہ جان لیں گے۔ جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں۔

يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۥ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ

کھولتے ہوئے پانی میں وہ گھسیٹے جائیں گے۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر

قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

اُن سے یہ کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے۔

ف۵ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے حضرت سے بہت سے مسئلے پوچھے۔ پھر حاضر ہوا کہ اتنے ہی مسئلے اور پوچھے تو حضرت نے فرمایا کہ انجیل میں یہ آچکا ہے کہ جو عمل تم کو نہ کرنا ہو اس کا علم بھی حاصل نہ کرو۔ اس لئے کہ جب عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے گا تو خدا کی طرف سے دوری کا مستحق ہوتا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ اے شخص قرآن مجید کو لازم جان اس لئے کہ خدائے تعالےٰ نے جنت کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کا فرش مشک کا ہے اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔ اور اس کی کنکریاں موتی ہیں اور اس کے درجے اتنے مقرر کئے ہیں جتنی قرآن مجید کی آیتیں ہیں پس جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہوگا اُسے حکم دے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ پس جو ان میں سے جنت میں پہنچ جائے گا تو سوائے انبیا اور صدیقین کے اور کوئی شخص اس سے اعلےٰ درجہ کا نہ ہوگا۔ اس شخص نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ پھر زہد کیا ہے؟ فرمایا زہد کے دس حصے ہیں پس زہد کا جو اعلےٰ درجہ ہے وہ رضا و تسلیم کا ادنےٰ درجہ ہے۔ اور آگاہ رہو کہ زہد خدا کی کتاب میں ایک آیت میں آگیا ہے اور وہ یہ ہے۔ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۔ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اُس نے تم کو عطا فرمایا ہے اس پر تم نازاں نہ ہو۔ پس اس شخص نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو بھی کہتا ہوں۔ مگر تم میں سے جو کوئی شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس کے ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہہ لیا کرے کیونکہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوا مِنْ قَبْلُ

(جواب میں) کہیں گے۔ کہ وہ تو ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم (تو) پہلے سے کسی چیز کو پکارا ہی نہیں

شَيْئًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو نامراد کر دے گا۔ یہی ہے جس پر تم

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

زمین میں ناحق خوش ہوا کرتے تھے اور (یہی ہے) جس پر تم

تَمْرَحُوْنَ ○ ج اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ج

اترایا کرتے تھے۔ اب جہنم کے دروازوں میں جاگھسو اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہوگے۔

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

پس تکبر کرنے والوں کا کیسا بُرا ٹھکانا ہے۔ پس تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ

حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

برحق ہے۔ پھر اگر ہم اس چیز کا جس سے اُن کو ڈراتے ہیں کوئی حصہ تم کو دکھلادیں یا تمہارا خاتمہ کردیں

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

تو ہماری ہی طرف اُن سب کی بازگشت ہوگی۔ اور بیشک تم سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے تھے

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

اُن میں سے ایسے بھی ہیں جن کا قصہ ہم نے تم کو سنایا ہے اور ان میں سے ایسے (بھی) ہیں جن کا قصہ ہم نے تمہیں نہیں

عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ج

سُنایا۔ کسی رسول کا یہ کام نہ تھا کہ بغیر خدا کے حکم کے کوئی معجزہ دکھلا دے

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

پس جب حکم خدا آجائے گا تو ٹھیک (ٹھیک) فیصلہ کردیا جائے گا اور اس وقت باطل والے

الْمُبْطِلُوْنَ ○ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

ٹوٹے میں رہیں گے۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے کہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا

اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں اور منافع (بھی) ہیں اور یہ غرض (بھی) ہے کہ ان پر سوار ہو

عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

کر تم اپنے مقصد تک جو تمہارے دلوں میں ہے پہنچ جاؤ اور اُن پر اور کشتیوں پر

---

۵۱ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ناصبیوں کا نام کافرین بھی رکھا ہے اور مشرکین بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کو جھٹلایا حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ہاتھ کتاب بھی بھیجی ہے اور تاویل کتاب بھی۔ پس جس نے کتاب کو جھٹلایا یا جو تاویل کتاب خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی ہے اس کو جھٹلایا پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی ۱۲

۵۲ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ خصال میں معصومین سے مروی ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

۵۳ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سوڈان میں ایک نبی بھیجا تھا جس کا قصہ ہم سے بیان نہیں کیا ۱۲

ع ۸

تحملون ○ ویریکم ایته فای ایت الله تنکرون ○ افلم

پر تم لدے (لدے) پھرتے ہو۔ اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے پھر تم اللہ کی نشانیوں میں سے کونسی کا انکار کرتے ہو؟ کیا وہ

یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین

زمین میں نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا؟

من قبلهم کانوا اکثر منهم واشد قوة واثارا فی

جو ان سے تعداد میں (بھی) زیادہ تھے اور قوت میں (بھی) اور زمین میں نام ونشان کی

الارض فما اغنی عنهم ما کانوا یکسبون ○ فلما جاءتهم

حیثیت سے (بھی) پھر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ ان کے کچھ (بھی) کام نہ آیا۔ پس جس وقت

رسلهم بالبینت فرحوا بما عندهم من العلم وحاق

ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو جو علم ان کے پاس پہلے سے تھا اسی پر نازاں رہے اور انجام کار جس

بهم ما کانوا به یستهزءون ○ فلما راوا باسنا

(عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آن گھیرا۔ پھر جس وقت انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا

قالوا امنا بالله وحده وکفرنا بما کنا به مشرکین ○

تو کہنے لگے اب ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو اس کا شریک کیا کرتے تھے اب ہم ان سب کے منکر ہو گئے

فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا سنت الله

مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو اللہ کے اس قاعدے کے موافق جو اس کے بندوں میں جاری رہا ہے

التی قد خلت فی عباده وخسر هنالک الکفرون ○

ان کا ایمان ان کو کوئی نفع نہ پہنچائے گا اور کافر وہاں ٹوٹے ہی میں رہیں گے۔

ایاتها ۵۴ کلماتها ۸۰۹ سورة حم السجدة مکیة حروفها ۳۴۰۶ رکوعاتها ۶

(سورۃ حم السجدہ مکہ میں نازل ہوا)

بسم الله الرحمن الرحيم ○

رحمن ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حم ○ تنزیل من الرحمن الرحیم ○ کتب

حم۔ رحمن (و) رحیم کی طرف سے اس کتاب کا اتارا ہے۔ جس کے احکام صاف

فصلت ایته قرانا عربیا لقوم یعلمون ○

صاف ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں عربی زبان کا قرآن

ع ۹ / ۷ / ۱۴

ﮯ فلما راوا باسنا الخ — عیون میں ہے کہ جناب امام رضا سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالے نے فرعون کو کیوں غرق کر دیا۔ حالانکہ وہ خدا پر ایمان لایا تھا اور اس کی توحید کا مقر ہو گیا تھا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا تھا اور جو ایمان عذاب دیکھنے کے بعد لایا جائے وہ مقبول نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ کا یہ فیصلہ پہلوں کے لئے بھی تھا اور یہی پچھلوں کے لئے بھی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے فلما راوا باسنا الی آخر السورۃ۔ کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے سامنے ایک عیسائی پیش کیا گیا۔ جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا متوکل نے اس پر حد جاری کرنی چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا تب لوگوں نے کہا کہ اقرار شہادتین نے اس کے شرک وکفر کو بھی کھو دیا۔ اور اس کی بدفعلی کو بھی محو کر دیا۔ بعضوں نے کہا اسے تین حد لگنی چاہیئے۔ بعضوں نے کچھ اور کہا۔ آخر متوکل نے پریشان ہو کر حلال مشکلات امام زمان حضرت علی نقی کے پاس کسی کو بھیج کر یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت نے لکھا کہ اس کو پیٹا جائے تا آنکہ وہ مر جائے۔ علمائے عامہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ تو انہوں نے ایسی بات فرما دی جس کے بارے میں نہ کتاب خدا کچھ کہتی ہے اور نہ سنت رسول خدا۔ لہذا دوبارہ حضرت سے آپ کے حکم کی تشریح چاہی۔ تو حضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہی دونوں آیتیں لکھ کر بھیج دیں۔ جن کو دیکھ کر متوکل کو اطمینان ہو گیا اور اس نے حکم دیا اس نصرانی پر ضرب پڑنے لگی تا آنکہ وہ پیٹتے پیٹتے مر گیا ۱۲۔

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۚ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا
خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا ہے۔ پس اُن میں سے بہت سوں نے رُوگردانی کی سو وہ نہیں

يَسْمَعُونَ ۝ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا
سُنتے اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارے دل تو اُس کی طرف سے جس کی طرف

تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن
تم بلاتے ہو غلاف میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھیٹی ہے اور

بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ۝
ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک آڑ ہے پس تم (اپنے دین پر) عمل کیے جاؤ۔ ہم (اپنے دین پر) عمل کرتے رہیں گے

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا
تم یہ کہہ دو کہ میں (صورت میں) تو تم ہی جیسا آدمی ہوں (مگر فرق یہ ہے کہ) میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ
تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے پس تم اُسی کی طرف سیدھے ہو جاؤ اور اُسی سے مغفرت طلب کرتے رہو۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
اور اُن مشرکوں کے واسطے ویل ہے۔ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے

وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
اور وہ آخرت کے بھی (پورے پورے) منکر ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ قُلْ
اور انہوں نے نیک عمل کئے اُن کے لئے ایسا اجر ہے جس کا کوئی احسان نہ جتایا جائے گا۔ تم یہ کہو

أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ
کہ کیا تم اُس کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا

وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝
اور اُس کے لئے شریک قرار دیتے ہو؟ تمام عالموں کا پروردش کرنے والا وہی تو ہے۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا
اور اسی نے اس زمین میں (بڑے بڑے) بوجھل پہاڑ اوپر کی طرف سے قائم کئے اور اسی نے اس (زمین) میں برکت دی

وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً
اور اسی نے اس میں چار دن کے عرصہ میں اُن کی قوت لبسری کے سامان اندازہ سے مقرر کر دیئے

سلہ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ الخ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ خدائے تعالےٰ نے مشرکوں سے ان کے مال کی زکوٰۃ طلب کی ہو جس حال میں کہ وہ اس کی ذات کا شریک ٹھہراتے ہوں۔ اس لئے کہ ظاہر لفظوں میں وہ فرماتا ہے وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ الخ اس پر کسی نے عرض کی قربان ہو جاؤں حضور اس کی تفسیر بیان فرمائیں۔ فرمایا ان مشرکوں کے لئے ویل ہے جنہوں نے امام اول کے بارے میں شرک کیا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ وہ بعد کے آئمہ کے بھی منکر ہے (اے شخص) خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی ذات پر ایمان لانے کی دعوت سب سے پہلے دی۔ پھر جب وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے تب ان کے لئے اور فریضے مقرر کئے۔ قول صاحب تفسیر صافی۔ جہاں تک میری تحقیق ہے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ کفار و مشرکین جب تک اپنے کفر و شرک پر باقی ہیں اس وقت تک وہ احکام شرعی کے مکلف یا پابند قرار نہیں دیئے جاتے۔ قول مترجم۔ کفار کا فروع کے ساتھ مکلف ہونا اکثر علماء کے نزدیک مسلم مسئلہ ہے اور بعض آیات قرآنی بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس آیت کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ان مشرکین کے واسطے ویل ہے جو بشرائط زکوٰۃ نہیں دیتے مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کیوں نہیں کرتے اور قبول اسلام کے بعد زکوٰۃ کیوں نہیں دیتے ۱۲ (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

النصف

ع ۱ ۸ ۱۵

لِلسَّآئِلِيْنَ ○ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ

جو سب مانگنے والوں کے لئے برابر ہیں۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ وہ اُس وقت دھواں تھا

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ

پس اُس نے زمین و آسمان کو حکم دیا کہ تم بخوشی یا بکراہت حاضر ہو۔ دونوں نے عرض کی

اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ

ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس اُس نے دو دن میں اُن کو سات آسمان بنا دیا

وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ

اور ہر (ہر) آسمان میں بذریعہ وحی اُس کے مناسب حال حکم پہنچا دیا۔ اور سب سے نیچے والے آسمان کو ہم نے

الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

ستاروں (کے چراغوں سے) زینت دی۔ اور (اُس کی) نگہبانی (بھی کی) یہ زبردست صاحب علم کی

الْعَلِيْمِ ○ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ

قرار دادہ ہے۔ پس اگر وہ اس پر بھی رُو گرداں ہوں تو تم یہ کہدو کہ میں تم کو ویسی ہی بجلی سے ڈراتا ہوں جیسی

صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ○ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ

بجلی (قوم) عاد و ثمود پر گری تھی۔ جب کہ اُن کے پاس رسُول اُن کے (پیدا ہونے سے) پہلے سے

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

(بھی) (یہ حکم لے کر) آئے اور اُن کے بعد (بھی) کہ تم سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

(اور) انھوں نے (جواب میں) یہ کہا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجدیتا پس تم کو جو کچھ (حکم) دے کر بھیجا ہے ہم

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

اُس کے منکر ہی رہیں گے۔ اب رہی (قوم) عاد تو انہوں نے ناحق (ناحق) زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ

بڑا بننا چاہا اور یہ کہا کہ قوت میں ہم سے زیادہ ہے کون؟ کیا وہ اتنا (بھی)

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

نہ سمجھے کہ وہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ قوت میں اُن سے کہیں زیادہ ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

بہرحال وہ ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ پس ہم نے (بھی) اُن پر منحوس

۱ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ سَآئِلِيْنَ سے مُراد کل حاجتمند ہیں اور عالم میں جن جن کو خدا نے پیدا کیا ہے تو گو وہ ظاہر سوال نہ کرتے ہوں۔ مگر چونکہ وہ اپنی ضروریات پر قادر نہیں ہیں ضرور کبھی نہ کبھی وقت حاجتمندانہ سوال کرتے ہیں قول صاحب تفسیر صافی تمام مخلوق زبان حال سے ہر وقت سوال کرتی ہے اور یہ زبان حال زبان مقال سے بدرجہا زیادہ فصیح و بلیغ ہے ۱۲

۲ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا سے ایسے شخص کی بابت سوال کیا گیا تھا جس سے خدائے تعالٰے نے باتیں کی ہوں اور وہ نہ جنوں میں سے ہو اور نہ آدمیوں میں سے فرمایا ہاں۔ وہ آسمان و زمین ہیں۔ جن سے خدائے تعالٰے نے فرمایا ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا اور انہوں نے جواب میں عرض کی اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ یا تو یہ کلام باطنی شان کا تھا جس میں نہ آوازیں ہوتی ہیں) اور نہ حروف اور یا تاثیر قدرت خدائے تعالٰی کو بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے کہ اس کی طرف سے اُمر ہوتا ہے اور اُن کی طرف سے اظہار اطاعت جیسے کُنْ فَيَكُوْنُ کی حالت (دیکھو پارہ نمبر ۱ - رکوع ۱۴) ۳ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس وحی سے مراد وحی تقدیر و تدبیر ہے ۱۲ ۴ بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا الا کمال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں پس جس وقت ستارے جاتے رہیں گے اہل آسمان بھی جاتے رہیں گے۔ اور میرے اہل بیت زمین کے لئے امان ہیں پس جس وقت میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے اہل زمین بھی باقی نہ رہیں گے ۱۲ ۵ فَاِنْ اَعْرَضُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ اعراض کرنے والوں سے مُراد قریش ہیں اور یہ آیت شروع سورہ کی آیت فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پر عطف ہے ۱۲

رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

دنوں میں باد سرد بھیجدی تاکہ ہم اُن کو

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ

زندگانی دنیا میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وَاَمَّا

زیادہ رُسوا کرنے والا ضرور ہی ہے اور اُن کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ اب رہی (قوم)

ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

ثمود سو ہم نے تو اُن کو ہدایت کی اور انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

بس جیسی کرتوت وہ کیا کرتے تھے (ویسے ہی) اس کے عوض میں ذلت کے عذاب کی بجلی نے اُن کو

يَكْسِبُوْنَ ○ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

(بھی) آ لیا۔ اور جو ایمان لے آئے تھے اور ڈرتے رہتے تھے اُن کو ہم نے

يَتَّقُوْنَ ○ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ

نجات دے دی۔ اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کے پاس جمع کیے جائیں گے

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

پھر وہ (جو پہلے پہنچے اوروں کے انتظار میں) روکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ (سب جہنم میں) پہنچ جائیں گے

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا

تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں جو (جو)

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ

بدعملی وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت ان کے برخلاف شہادت دیں گی۔ اور (یہ) اپنی کھالوں سے یہ کہیں گے کہ (بھلا) تم نے

عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

ہمارے برخلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہم کو تو اسی خدا نے گویا کر دیا جس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے

وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَمَا

(الحاصل) اسی نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی کی حضور میں تمہاری بازگشت ہوگی۔ اور

كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ

تم اس (خوف) سے کہ تمہارے کان تمہارے برخلاف گواہی دیں گے (گناہوں کو) چھپاتے ہی نہ تھے اور نہ

ع ۲ / ۱۰ / ۱۶

۵۱ رِيْحًا صَرْصَرًا تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ صرصر ٹھنڈی ہوا تھی ۱۲ ۵۲ فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ تفسیر لسانی میں ہے کہ نحسات کی قرأت نحسات بسکون حا بھی آئی ہے ۱۲ ۵۳ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ اوّل آنے والے روکے جائیں گے تاکہ پچھلے بھی اُن سے آملیں اور سب گتھم گتھا ہو کر اوپر تلے دھما دھم جہنم میں جا گریں ۱۲ ۵۴ شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے بد اعمال دیکھ کر انکار کر جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک کام بھی نہیں کیا تب وہ فرشتے جو ان کے اعمال لکھا کرتے تھے گواہی دیں گے۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ بے حیا بن کر عرض کریں گے کہ خداوندا یہ تو تیرے ہی فرشتے ہیں تیری ہی سی گواہی دیں گے پھر خدا ہی کی قسم کھا کر کہیں گے کہ یہ فعل تو ہم نے کیے ہی نہیں۔ اسی کو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (جس روز خدائے تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا یہ لوگ اس کی حضور میں بھی اسی طرح قسم کھا کر بات کریں گے جیسے تمہارے سامنے قسم کھا کر بات کرتے ہیں) اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کسی کا حق غصب کیا تھا غرض اس جھوٹی قسم پر خدائے تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر کر دے گا۔ پس اوّل تو اُن کے کان جو جو کچھ خدا کی حرام کی ہوئی باتیں انہوں نے سنی ہوں گی اس کی گواہی دیں گے۔ پھر آنکھ جس جس حرام چیز پر نظر ڈال چکی ہوگی اس کی گواہی دے گی۔ پھر ہاتھ جو جو کچھ لے چکے ہوں گے اس کی گواہی دیں گے۔ پھر پاؤں خدا کی جن جن حرام کی ہوئی باتوں میں دوڑتے پھرے ہوں گے ان کی بابت گواہی دیں گے۔ پھر ان کے ستر جن جن حرام چیزوں کے مرتکب ہو چکے ہوں گے ان کی گواہی دیں گے۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ اُن کی زبانیں کھول دے گا اور وہ اپنے جلدوں سے کہیں گے لِمَ شَهِدْتُّمْ الی آخرہ ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)۔

اَبۡصَارُکُمۡ وَلَا جُلُوۡدُکُمۡ وَلٰکِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰہَ

اس (خوف) سے کہ تمہاری آنکھیں (گواہی دیں گی) اور نہ اس (خوف) سے کہ تمہاری کھالیں (گواہی دیں گی) بلکہ تم نے تو یہ گمان

لَا یَعۡلَمُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ وَذٰلِکُمۡ ظَنُّکُمُ

کرلیا تھا کہ جو بد اعمالیاں تم کیا کرتے تھے ان میں سے بہت کو بہت سی باتوں کو خدا جانتا ہی نہیں۔ اور تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے

الَّذِیۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّکُمۡ اَرۡدٰىکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ

اپنے پروردگار کی نسبت کرلی تھی تمہیں تباہ کردیا کہ سخت نقصان اٹھانے والوں میں سے

الۡخٰسِرِیۡنَ ۝ فَاِنۡ یَّصۡبِرُوۡا فَالنَّارُ مَثۡوًی لَّهُمۡ ۚ وَاِنۡ

ہوگئے۔ اب اگر صبر کریں تو جہنم اُن کا خاص ٹھکانا ہے اور اگر

یَّسۡتَعۡتِبُوۡا فَمَا هُمۡ مِّنَ الۡمُعۡتَبِیۡنَ ۝ وَقَیَّضۡنَا لَهُمۡ

وہ توبہ چاہیں تو وہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی توبہ قبول کی جائے۔ اور ہم نے اُن کے لئے

قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوۡا لَهُمۡ مَّا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا

ایسے ہم نشین مقرر کردیئے تھے کہ وہ جو کچھ اُن کے سامنے تھا اُس کو اور جو کچھ

خَلۡفَهُمۡ وَحَقَّ عَلَیۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ

اُن کے بعد آنے والا تھا اس کو ان کے لئے زینت دیتے رہتے تھے اور تمام اُمتوں میں جو اُن سے پہلے گذریں

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۚ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ ۝

۳ ع ۱۷

جنات کی تھیں تو اور انسان کی تھیں تو اُن پر ہمارا قول پورا اترا کہ وہ ضرور نقصان اُٹھانے والے ہوئے

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ

اور جو لوگ کافر ہوگئے تھے انہوں نے یہ کہا کہ تم اس قرآن ہی کو نہ سنو اور اُس کے (پڑھے جانے کے وقت) میں

وَالۡغَوۡا فِیۡهِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۝ فَلَنُذِیۡقَنَّ

خرافات بکو تاکہ تم ہی غالب رہو۔ پس ہم اُن لوگوں کو

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَذَابًا شَدِیۡدًا ۙ وَّلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَسۡوَاَ

جو کافر ہوگئے ہیں ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جو بد عمل وہ کیا کرتے تھے ہم اس سے بدتر بدلہ

الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ

اُن کو ضرور بالضرور دیں گے۔ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ یہی جہنم ہے

النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِیۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا

اس میں ان کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جیسا وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے

ــه ذٰلِکُمۡ ظَنُّکُمُ الَّذِیۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّکُمۡ الخ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ کہ سب سے آخری بندہ جس کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا وہ اِدھر اُدھر منہ کرکے دیکھے گا۔ پس خدائے تعالیٰ اُس کی نسبت حکم دے گا کہ اسے واپس لاؤ فرشتے اسے واپس لائیں گے۔ منجانب خدا سوال ہوگا کہ تو نے اِدھر اُدھر کیا دیکھا؟ وہ عرض کرے گا پروردگارا میرا گمان تیری طرف سے یہ نہ تھا۔ ارشاد ہوگا اچھا پھر تیرا گمان میری نسبت کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا پروردگارا! میرا گمان تیری نسبت یہ تھا کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور مجھے جنت میں جگہ دے گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس وقت خدائے تعالیٰ حکم دے گا کہ اے فرشتو! مجھے اپنے عزت و جلال اور اپنے علوِ شان و رفعتِ مکان کی قسم ہے کہ میرے اس بندے نے کبھی ایک ساعت کے لئے بھی میری نسبت گمان نیک نہیں کیا۔ اگر ایک ساعت کے لئے بھی گمان نیک کیا ہوتا تو میں اس سے آتشِ جہنم سے خوف بھی نہ دلاتا۔ مگر چونکہ یہ اہلِ بیت رسول کا دشمن نہیں ہے ہم اپنے حقوق کی نسبت درگزر کرتے ہیں اور اس کے اس وقت کے اقرار کو بھی مانے لیتے ہیں۔ جاؤ اسے جنت میں داخل کردو۔ اسکے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک بندہ بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی نسبت نیک گمان رکھے اور اس کا نیک گمان اُسے نفع نہ پہنچائے اور علیٰ ہذا خدا کی نسبت بدگمانی نقصان نہ دے جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے اسی قول سے ثابت ہے وَذٰلِکُمۡ ظَنُّکُمُ الَّذِیۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّکُمۡ الخ۔

ــه قُرَنَآءَ [illegible]

ــه اَلۡغَوۡا فِیۡهِ [illegible]

يَجْحَدُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

ویسا ہی اُس کا بدلہ ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں اُن دونوں کو دکھلا دے

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا

جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا کہ ایک اُن میں سے جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے تاکہ ہم اُن کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں کہ

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ

وہ سب سے نیچے ہو جائیں۔ بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا

پھر وہ (ولائت امیر المومنینؑ) پر بھی قائم رہے۔ اُن پر فرشتے (یہ پیغام لے کر) نازل ہوں گے کہ تم نہ آئندہ کے لئے خوف کرو

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

اور نہ گزشتہ کے متعلق افسوس اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اس کی بشارت لو۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ہم زندگانی دُنیا میں (بھی) تمہارے دوست تھے اور آخرت میں (بھی) ہیں۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

اور جنت میں تمہارے لئے وہ ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور اس میں تمہاری خاطر ہر وہ چیز

تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ وَمَنْ اَحْسَنُ

جو طلب کرو بڑے بخشنے والے اور رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی کے طور پر مُہیا ہے۔ اور اس سے بہتر

قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف بُلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ

اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا

یقیناً میں (خدا کی) اطاعت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی تو برابر ہوتی نہیں

السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ

تم بدی کا دفعیہ اس چیز سے کرو جو بہت ہی اچھی ہو تو یکایک وہ شخص جس کے اور تمہارے مابین

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا يُلَقّٰىهَآ

عداوت ہوگی ایسا ہو جائے گا جیسے سرگرم دوست ہوتا ہے۔ اور اس خصلت کے قبول کرنے کی توفیق

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے صبر کیا ہے اور کسی کو نہیں ملے گی اور اُس خصلت پر عمل کرنے کی توفیق سوائے اُن کے جن کا حصہ بہت بڑا ہے اور کسی کو نہ ملے گی۔

۵۱ اَلَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ عالم آل محمد یعنی جناب امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ جنوں میں سے تو وہ ابلیس ہے جس نے دارالندوہ مکہ میں جناب رسول خدا کے قتل کا مشورہ دیا اور تمام آدمیوں کو بہکا بہکا کر گناہوں پر آمادہ کرتا ہے قول صاحب تفسیر صافی۔ شاید حضرتؑ کی مُراد یہ ہو کہ ایک ایک ولد الزنا دو دو کا نطفہ ہوتا ہے یعنی زانی کا بھی اور شیطان کا بھی اور ایک روائت میں یہ آیا ہے کہ اس آئت میں جو دو مُراد ہیں واللہ وہی دونوں ہیں واللہ وہی دونوں ہیں۔ ۱۲

۵۲ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے آئمہؑ کی اطاعت پر قائم رہے ۴

ع ۷ ۱۸

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضا سے سوال کیا گیا کہ استقامت سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا واللہ وُہی جس پر تم قائم ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے ولائت امیرالمومنینؑ پر قائم رہنا۔ نہج البلاغۃ میں ہے کہ جناب امیرؑ المُومنین فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اس کی حجت کے مطابق بات کر رہا ہوں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ سو اب تم رَبُّنَا اللّٰهُ تو کہہ چکے پس اس کی کتاب پر اور اس کے حکم کے راستے پر اور اس کی عبادت کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو۔ پھر نہ اُس سے جھٹو اور نہ اس میں بدعت پیدا کرو اور نہ اس کی مخالفت اختیار کرو کیونکہ جھٹنے اس سے الگ ہو جانے والے ہیں قیامت کے دن خدا سے اور اُن سے کوئی واسطہ نہ رہ گیا ۱۲

۵۳ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ (عام مومنین کے لئے) موت کے قریب فرشتے آتے ہیں (اس کے آگے صفحہ ۵۷۸ پر)

وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈالا جائے تو تم اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ

یقیناً وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے۔ اور رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور سورج اور چاند اسی کی نشانیوں میں سے ہیں تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر تم اسی کے بندے بننا

تَعْبُدُوْنَ ○ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

چاہتے ہو۔ پھر اگر یہ اکڑیں تو تمہارے پروردگار کے پاس تو وہ موجود ہیں

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ○ السجدۃ

جو رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ (ذرا بھی) نہیں اکتاتے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ

اور اُن کی نشانیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ زمین کو تم ذلیل (خشک) حالت میں دیکھتے ہو پھر جب

اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ

ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ لہلہاتی اور ابھر جاتی ہے۔ جس نے

اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اس کو زندہ کر دیا وہ مُردوں کو (بھی) ضرور زندہ کرنے والا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ

یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں بے جا دخل دیا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ

کیا وہ جو جہنم میں ڈالا جائے گا اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے

الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

آئے گا؟ تمہارا جو جی چاہے کرتے رہو - جو (بھی) کچھ تم کر رہے ہو خدائے تعالیٰ یقیناً اُس کا دیکھنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ

بیشک وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے (قرآن مجید کا جس وقت بھی) ان کے پاس آیا انکار کر دیا۔

(بقیہ صفحہ ۵۷۴ گزشتہ) اور (نہیں وہ خوشخبری سناتے ہیں تم آگے اسی آیت میں درج ہے) البصائر میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپ کے یہاں نازل ہوتے ہیں فرمایا ہاں۔ قسم بخدا نازل ہوتے ہیں۔ بلکہ آ کر ہمارے بچھونوں پر بیٹھتے ہیں۔ کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ الخرائج میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ واللہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم فرشتوں کے لئے اپنے مکان میں بچھونے بچھاتے ہیں۔ وہ ہمارے بچوں سے ہم سے زیادہ مانوس ہیں۔ اور ہم اُن کے نرم نرم پر بچھونوں پر اکثر اٹھا لیا کرتے ہیں (اور اپنے بچوں کے گلوں میں تعویذ بنا کر ڈال دیتے ہیں) کافی میں انہی حضرت سے بروایت اپنے والد ماجد اور جدِ امجد کے حدیث شبقدر میں منقول ہے کہ عبداللہ ابن عباس کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ جن لوگوں کی شان میں یہ آیتیں ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ تا نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ اُن میں بھی داخل ہوں جناب امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ یا ابن عباسؓ کبھی تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے آ کر کہا ہو نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ یا انہوں نے یہ کہا اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا؟ ابن عباس گھبرا کر بولے یا ابن رسول اللہ آخر اللہ یہ تو فرماتا ہی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کہ مومن سب بھائی بھائی ہیں تو اس آیت میں تو سارا عالم داخل ہے رگ یا جب اپنے فرشتوں سے ملاقات کی تو میں نے ہی کی، حضرت فرماتے ہیں کہ میں خوب ہنسا اور کہا کہ ہاں یا ابن عباسؓ ٹھیک کہتے ہو ۱۲ (اس سے اگلے حواشی صفحہ نمبر ۷۰۵ ضمیمہ میں پڑھیے) حواشی صفحہ ہذا سلہ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ۔

36

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ

حالانکہ وہ ایسا زبردست نوشتہ ہے کہ نہ گزشتہ کے متعلق اس کی خبریں غلط ہیں

بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ

اور نہ آئندہ کے متعلق غلط ہوں گی۔ وہ صاحب حکمت اور لائق تعریف (خدا) کی طرف سے

حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

اُتارا ہوا ہے۔ تمہارے لئے کچھ اور نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تم سے پہلے رسولوں کے لئے

مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ

کہا گیا ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار ضرور بخشنے والا (بھی) ہے اور

عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا

دردناک عذاب دینے والا (بھی) اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں اتارتے تو اس وقت لوگ یہ کہتے کہ

لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ

اس کے احکام (ہماری سمجھ کے لائق) صاف کیوں نہ کئے گئے کیا (کلام) عجمی ہوتا حالانکہ مخاطب عربی ہیں۔ تم یہ کہدو

هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا

وہ اُن لوگوں کے لئے تو جو ایمان لائے ہدایت و شفا ہے۔ اور جو

يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ

ایمان نہیں رکھتے اُن کے کانوں میں تو گرانی ہے اور قرآن اُن کے لئے نابینائی ہے۔

اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ؑ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

وہ ایسے ہی رہیں گے کہ گویا اُن کو دُور سے آواز دی جا رہی ہے۔ اور ہم نے یقیناً

مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی پھر اُس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کا کلمہ (متعلق مہلت)

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

سابق نہ ہو چکا ہوتا تو اُن کے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکتا۔ اور بیشک وہ اس کی طرف سے ضرور

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ

بے چین کرنے والے شک میں رہیں گے۔ جو شخص کوئی نیکی کرے گا تو اپنی ذات کی بھلائی کے لئے اور جو کوئی بدی کرے گا

فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

تو اس کا ضرر اُسی کو پہنچے گا۔ اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

---

سلہ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تفسیر صافی میں ہے کہ توریت و انجیل و زبور جو قرآن مجید کے پہلے ہیں باطل نہیں ہیں اور بعد قرآن مجید کوئی ایسی کتاب آنے والی ہے جو اس کو باطل قرار دے دے ۱۲ سلہ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ تفسیر قمی میں ہے کہ اگر یہ قرآن عجمی ہوتا تو وہ لوگ کہتے کہ ہم اسے کیونکر سیکھیں حالانکہ ہماری زبان عربی ہے اور آپ قرآن عجمی لے کر آئے ہیں۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ نے اسی کو پسند فرمایا کہ اپنا کلام پاک اُنہی کی زبان میں نازل فرمائے اور اسی کے بارے میں ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (دیکھو پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۱۲) تصریح۔ اعجمی اس کلام کو کہتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔ نیز اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بات سمجھ میں نہ آئے اور جناب امیر المومنین کی قرأت تھی اَعَجَمِيٌّ بعد ہمزۂ استفہام عین مفتوح و جیم مجزوم جس کا مطلب ہوا منسوب بہ ملک عجم ۱۲ سلہ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا کو تسلی دینے کے لئے نازل کی گئی۔ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہود نے توریت میں جیسا کچھ اختلاف کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں اس امت نے کیا ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ قائم آل محمد جناب امیر المومنین کا جمع کیا ہوا قرآن مجید لے کر آئیں گے اور یہ لوگ اُس میں اختلاف کریں گے یہاں تک کہ ۔۔ات سے تو اس کا صاف انکار کردیں گے تب وہ حضرت کے حکم سے گرفتار کئے جائیں گے اور ان کی گردنیں مار دی جائیں گی ۱۲

۵
ع ۱۲
۱۹

اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ
قیامت (کب آئے گی اس) کا علم اسی کو ہے۔ اور اُس کے علم بغیر نہ کوئی پھل
مِّنْ اَکْمَامِہَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ ؕ
اپنے غلاف سے نکلتا ہے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے۔
وَیَوْمَ یُنَادِیْہِمْ اَیْنَ شُرَکَآءِیْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا
اور اُس دن وہ اُن (مشرکوں) کو ندا دے کر فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم تو تجھ کو اطلاع دے چکے
مِنْ شَہِیْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ
کہ ہم میں سے کوئی بھی (شرک کی) گواہی دینے والا نہیں ہے۔ اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے سے پکارا کرتے تھے اب وہ سب اُن سے جاتی رہیں گی
وَظَنُّوْا مَا لَہُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ
اور ان کو یقین ہو جائے گا کہ ہمارے لئے کوئی چھٹکارا نہیں۔ انسان نیکی کی دُعا (مانگنے) سے تو اُکتاتا ہی نہیں
دُعَآءِ الْخَیْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ
اور اگر اُس کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو مایوس (اور) نا امید ہو جاتا ہے اور اگر بعد اس کے
اَذَقْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُ لَیَقُوْلَنَّ
کہ مصیبت اُس پر پڑ چکی ہو ہم اس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو ضرور ہی یہ کہے گا کہ
ہٰذَا لِیْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰی
اس کا تو میں مستحق ہی تھا اور میرے خیال میں قیامت آنے ہی کی نہیں اور اگر میں اپنے پروردگار کی حضور میں
رَبِّیْٓ اِنَّ لِیْ عِنْدَہٗ لَلْحُسْنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لوٹایا بھی گیا تو میرے لئے اس کے پاس (اس سے) اچھی حالت (موجود) ہے پس جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کو
بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِیْقَنَّہُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ وَاِذَآ
ہم جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں ضرور جتلا دیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے اور جب
اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ وَاِذَا مَسَّہُ
ہم نے انسان کو نعمت عطا کی تو اس نے (شکر سے) روگردانی کی اور (غرور سے) اپنی ہی آپ کی طرف مائل ہوا اور اگر اسے کوئی
الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ
مصیبت چھو گئی تو لمبی چوڑی دعا والا بن گیا۔ تم کہدو کہ آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے
عِنْدِ اللّٰہِ ثُمَّ کَفَرْتُمْ بِہٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ ہُوَ فِیْ
اگر یہ (قرآن) خدا کی طرف سے ہے پھر تم اُس کے منکر ہوئے ہو تو جو بھی بڑھی ہوئی نافرمانی میں ہو اُس سے زیادہ

ؔلہ شُرَکَآءِیْ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد وہ ہیں جن کی لوگ خدا کے سوا پرستش کیا کرتے تھے ۱۲ ✦

ؔلہ مَا مِنَّا مِنْ شَہِیْدٍ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ اب ہم میں سے کوئی ان کو تیرا شریک قرار دینے کی شہادت نہ دے گا۔ اس لئے کہ یہاں کی حالت اور بازپرس کی کیفیت دیکھ کر ہم اُن سے تبرا کر چکے ہیں۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو وہ دکھائی ہی نہیں دیتے۔ اس لئے کہ وہ ہم میں سے گم ہو گئے ہیں ۱۲ ✦

ؔسہ وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰی رَبِّیْٓ اِنَّ لِیْ عِنْدَہٗ لَلْحُسْنٰی تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت پر یقین نہ کرنے والوں کا گمان یہ ہے کہ اگر بالفرض قیامت ہوئی بھی تو بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ہر طرح کی عزت اور نعمت ملے گی۔ اس لئے کہ اس کے اعتقاد میں جو نعمت اسے دنیا میں ملی ہوئی ہے وہ بوجہ کسی نہ کسی استحقاق کے ہے جو گویا وہاں بھی اس کو حاصل ہو گا ۱۲ ✦

شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

گمراہ کون ہو سکتا ہے؟ ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم میں (بھی) دکھلائیں گے اور خود ان کی ذات میں

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي

(بھی) یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حق ہے۔ کیا تمہارا پروردگار اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ

ہر (ا) چیز کا نگران ہے۔ خبردار رہو وہ اپنے پروردگار کی حضور میں جانے کے متعلق شک میں ہیں

رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝

آگاہ رہو کہ (تمہارا پروردگار) ہر چیز کو علم و قدرت سے گھیرے ہوئے ہے۔

آیاتہا ۵۳ | کلماتہا ۸۷۹ | سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۳۵۸۵ | رکوعہا ۵

(سورہ شوریٰ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمۗ ۝ عۗسۗقۗ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

حٰم۔ عسق۔ زبردست حکمت والا خدا اسی طرح تمہاری طرف وحی کرتا ہے اور اسی طرح ان کی طرف

قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

(وحی کیا کرتا تھا) جو تم سے پہلے تھے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

زمین میں ہے اسی کا ہے۔ اور وہی بلند مرتبہ اور عظمت والا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان (عظمت الٰہی کے خوف سے)

مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ

اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں

لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ

ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ اللہ ہی تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کو

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ

چھوڑ کر اور سرپرست بنا لئے ہیں خدائے تعالیٰ ان کی نگرانی سب (کر رہا ہے) اور (اے رسول) تم ان کے

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

ذمہ دار نہیں ہو۔ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف قرآن عربی زبان میں وحی کیا

ع ۱۰ / ۱

سلہ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ آفاق عالم کی نشانیاں سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور سمندر اور درخت اور قسم قسم کے جانور ہیں اور نفوس کی نشانیاں وہ عجیب عجیب صنعتیں اور وہ نفیس نفیس تدابیر اور حکمتیں ہیں جو خدائے فعال نے اُن میں ودیعت فرما دی ہیں۔ تفسیر قمی میں کہ آفاق کی نشانیوں میں سے سورج گہن۔ چاند گہن۔ زلزلے اور جو نشانیاں آسمان میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ سب ہیں اور نفوس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ کبھی بھوک سے عبرت دلائی جاتی ہے اور کبھی پیاس سے اور کبھی پیٹ بھرنے سے۔ کبھی آدمی بالکل تندرست ہوتا ہے۔ تو کبھی مریض۔ اور کبھی بعد مرض پھر صحت پاتا ہے۔ کبھی غنی ہوتا ہے۔ کبھی فقیر۔ کبھی خوش ہوتا ہے تو کبھی غضبناک اور کبھی ڈرتا ہوتا ہے اور کبھی نڈر یہ تمام باتیں خدائے تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرنے والی ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰٓی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

(ہر چیز میں اس کی ایک نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا ہے) ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ ان (آفاق کی نشانیوں سے مراد ہیں وہ فتنے جو تمام زمین میں پھیلیں گے اور الانفس کی نشانیوں سے مراد ہے) حق کے دشمنوں کا مسخ ہو جانا قول صاحب تفسیر صافی امام نے جو کچھ فرمایا یہ رجعت کے زمانے میں اور قائم آل محمد کے ظہور کے وقت واقع ہوگا یعنی اس زمانہ کے لوگ آفاق و انفس میں اتنے عجائبات و غرائبات دیکھیں گے کہ [illegible] و دلالت و ظہور امام کو برحق مان لیں گے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ
(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ

تاکہ تم (خاص مکہ) اور اُس کے اِرد گرد کے رہنے والوں کو ڈراؤ اور قیامت کے دن سے ڈراؤ جس کے بارے میں

فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ○ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

کچھ شک نہیں ہے کہ ایک گروہ (اُس دن) جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں۔ اور اگر اللہ چاہتا

لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي

تو اُن سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ○ أَمِ اتَّخَذُوا

کرتا ہے۔ اور نافرمانوں کا نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔ یا انہوں نے اُسے چھوڑ کر

مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ

اور سرپرست بنا لئے ہیں۔ حالانکہ اللہ وُہی تو سرپرست ہے اور وُہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وُہی

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ

ہر چیز پر (پوری) پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس کسی چیز میں تم اختلاف کرو پس اُس کا فیصلہ

إِلَى اللَّهِ ۚ ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○ فَاطِرُ

اللہ ہی پر ہے۔ وُہی اللہ میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ جس نے تمہارے لئے تمہاری (ہی) ذات سے جوڑے بنا دیئے اور

الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ

چوپایوں میں سے بھی جوڑے (جوڑے) بنا دیئے اسی میں وہ تم کو بڑھاتا ہے۔ کوئی چیز اُس کی مانند نہیں ہے۔ اور وُہ

السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ

بڑا سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں رزق کو

الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ شَرَعَ

جس کے لئے چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز سے (پورا پورا) آگاہ ہے

لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

تمہارے لئے دین کی اُس نے وہی باتیں مقرر کیں جن کی بابت اُس نے نوحؑ کو وصیت کی تھی اور (اے رسولؐ) جس کی بابت ہم نے تمہاری طرف

وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى ۖ أَنْ أَقِيمُوا

وحی کی ہے اور جس کی بابت ہم نے ابراہیمؑ اور موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کو وصیت کی تھی کہ دین کو قائم رکھو

---

۷ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
تفسیر صافی میں منقول ہے کہ اس سے مُراد ہے مکہ اور تمام زمین کے باشندے اور مکے کا نام اُم القرٰے ہونے کی وجہ تسمیہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع ۱۷ ح ۲۱

۸ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ○ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولؐ خدا نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا پھر اپنا داہنا ہاتھ اس شان سے بلند کیا کہ مٹھی بند تھی اور دریافت کیا کہ لوگو بتاؤ میری اس مٹھی میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت تک جو لوگ جنتی ہونے والے ہیں اُن کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر اسی شان سے بایاں ہاتھ بلند کیا اور دریافت فرمایا کہ لوگو بتاؤ میرے اس ہاتھ میں کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت تک جتنے جہنمی ہونے والے ہیں اُن کے نام اور ان کے باپ داداوں کے نام اور اُن کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے یعنی فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ○

ع ۱ ۹ ۲

۹ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً
تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ چاہتا تو اس بات پر قادر تھا کہ تم سب کو معصوم کر دیتا جس طرح کہ فرشتے معصوم بنائے گئے ہیں (اور باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ

اور اس کے بارے میں فرقے فرقے نہ ہو جاؤ۔ مشرکوں کو وہ امر جس کی طرف تم اُن کو بلاتے ہو بہت ہی گراں گزرا

اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

اللہ اُس امر کے لئے جس کو چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے اور توفیق ہدایت اسی کو عطا کرتا ہے جو

يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا

اُس کی طرف رجوع کرے۔ اور بعد اس کے کہ اُن کے پاس علم آچکا تھا وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقہ فرقہ بن گئے

بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مہلت، کا حکم ایک مدت معینہ کے لئے نہ ہو چکا ہوتا

لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ

تو اُن کے مابین (کبھی کا) فیصلہ ہو چکتا۔ اور بیشک جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب کا وارث کیا گیا وہ (آج تک) اس کے بارے میں

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا

شک ہی میں ہیں جو انہیں ڈانواں ڈول کئے ہوئے ہے۔ پس (اے رسولؐ) تم اسی کی طرف ان کو بلائے جاؤ اور جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے ویسے ہی

تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ

قائم رہو اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور یہ کہدو کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی ہے میں اُس پر ایمان لایا ہوں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے

لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ

کہ تمہارے مابین عدالت کروں۔ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَ

ہمارے اور تمہارے مابین کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ (قیامت کے دن) ہم سب کو جمع کرے گا اور اُسی کی طرف (سب کی) بازگشت ہوگی۔ اور

الَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ

جو لوگ (دربارہ) خدا کے بارے میں کٹ حجتی کئے جاتے ہیں بعد اس کے کہ اس کی بات (خلق میں) مان لی جا چکی ہے اُن کی حجت اُن کے

دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝

پروردگار کے نزدیک لغزش میں ہے اور اُن پر غضب ہوگا اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

اللہ وہی تو ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ اُتارا اور میزان کو (بھی) اور تمہیں کیا خبر ہے شاید

السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ

قیامت قریب ہی ہو۔ اس کی نسبت جلدی تو وہی لوگ کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں لائے۔ اور جو

۱؎ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مراد ہے خدا کو ایک جاننا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا اور ان تمام قواعد و احکام کا ماننا جو کتب خدا میں آچکے۔ اور امیر المومنینؑ کی ولایت کا اقرار کرنا ۱۲

۲؎ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس آیت میں مشرکین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو ولایت امیر المومنینؑ کے بارے میں شرک کرتے ہیں اور تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ کی ضمیر غائب جناب امیر المومنینؑ ہی کی طرف راجع ہے نوشتہ خدا میں اسی طرح درج ہے ۱۲

۳؎ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ان میں جہالت سے پھوٹ نہیں پڑی۔ بلکہ جب کلام خدا اُن کے پاس آگیا اور انہوں نے سمجھ لیا اور امیر المومنینؑ کو خدا کے حکم کے بموجب اپنے سے افضل پایا تب باہمی حسد برتا اور بغاوت کی۔ اور الگ الگ مذہب نکال لئے۔ اور اپنی اپنی رائے اور خواہش کے پابند ہو گئے ۱۲

۴؎ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اگر خدا نے پہلے یہ مقدر نہ فرما دیا ہوتا کہ ان کو مہلت دی جائے گی تو جیسے ہی انہوں نے اختلاف کیا تھا ویسے ہی ان کا معاملہ بھی چکا دیا جاتا یعنی ان کو ہلاک کر دیتا اور کبھی مہلت نہ دیتا۔ لیکن اب جو ان کو مہلت دی گئی ہے تو ہی مدت معینہ کے لئے جو اول سے مقدر ہو چکی ہے ۱۲

۵؎ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کنایہ انہی لوگوں سے ہے جنہوں نے حکم جناب رسولِ خدا کے خلاف کیا ۱۲

۶؎ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المومنینؑ کی طرف بلائے جاؤ ۱۲

۷؎ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر بھی حجت قائم کرنا چاہیں گے۔ بعد اس کے کہ اللہ نے چاہا کہ ان پر رسول بھ

(بقیہ از صفحہ ۵۸۰) تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں المیزان سے مراد جناب امیر المومنین ؑ ہیں ۱۲

---

آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ

ایمان والے ہیں وہ تو اس سے ڈرنے والے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ آگاہ رہو کہ جو لوگ

يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۞ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ

قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں (وہ) بیشک بڑی گمراہی میں ہیں۔ اللہ اپنے کل بندوں پر بہت ہی مہربان ہے

يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۞ مَنْ كَانَ يُرِيدُ

جسے (جیسے) چاہتا ہے (جس جس کو چاہتا ہے) رزق عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا قوت والا (اور) زبردست ہے۔ جو آخرت کی

حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ

کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو خوب بڑھا دیں گے۔ اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے

الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۞ أَمْ

تو ہم اس کو اسی میں سے دے دیں گے اور اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ آیا

لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ

ان کے کوئی شریک ایسے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے ایسے قواعد مقرر کر دیئے ہیں جن کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ

اور اگر فیصلہ کی بات نہ ہو گئی ہوتی تو ان کے مابین کبھی کا چکوتا ہو گیا ہوتا۔ اور بیشک نافرمانوں کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۞ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ

دردناک عذاب ہے۔ تم نافرمانوں کو دیکھو گے کہ جو کچھ وہ کر چکے ہیں اس سے ڈرتے ہیں حالانکہ

وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ

ان کا وبال ان پر پڑنے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ بہشت کے چمنوں میں

الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۞

ہوں گے۔ ان کے لئے (جو) جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس مہیا ہے۔ یہی تو وہ بڑا فضل ہے۔

ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ

یہی تو وہی ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے خوشخبری دیتا ہے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ

تم یہ کہدو کہ میں تو اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابتداروں کی محبت۔ اور جو

يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۞

اس کے بارے میں کوئی نیکی بھی کرے گا اس کی خاطر سے ہم اس کی نیکی کو بہت بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا قدردان ہے۔

(حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۸۱)

۵۱ إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں ساعت سے مراد قیامت ہے اور کفار کی یہ حالت تھی کہ جناب رسولِ خدا سے یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی قیامت قائم کر دو۔ اور اگر تم سچے ہو تو جن جن چیزوں سے ہمیں ڈراتے ہو وہ سب لے آؤ۔ اسی کا خدائے تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ الخ ۱۲

ع ۲

۵۲ حَرْثَ الْآخِرَةِ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ثواب آخرت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک فائدہ ہے جو دنیا میں عمل کرنے سے وہاں حاصل ہوگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ ۱۲

۵۳ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۔ ہوگا یہ مطلب ہے کہ ہم ایک کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو تک دیں گے اور کسی موقع پر اس سے بھی زیادہ ہم عطا کریں گے ۱۲

۵۴ حَرْثَ الدُّنْيَا ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمال نیک آخرت کی کھیتی۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان کے لئے دونوں چیزیں جمع کر دیتا ہے۔ کافی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص محض نفع دنیا کے لئے بات کرے گا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور جو شخص اسی بات سے آخرت کی بہبودی کو مد نظر رکھے گا اسے خدائے تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں کی بہبودی عطا فرمائے گا ۱۲ (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ[1]

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اُس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا۔ پس اگر اللہ چاہے تو تمہارے دلوں پر مہر لگادے

قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ

حالانکہ اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کرتا ہے۔ بیشک وہ

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَ

دلوں کی حالت سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ اور وہ وُہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کی

يَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ

بدکاریاں معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو وہ جانتا ہے۔ اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اُن کی دُعا قبول فرماتا ہے اور اُن کے حق میں اپنا فضل (وکرم) بڑھا دیتا ہے اور

الْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ

کافر جو ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے

لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ

رزق بڑھا دیتا تو وہ زمین میں ضرور بغاوت کرتے مگر وہ تو ایک اندازے سے جو کچھ چاہتا ہے اُتارتا رہتا ہے۔

إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن

بیشک وہ اپنے بندوں کے حال سے (پوری پوری) خبر رکھنے والا (اور) اُن کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ اور وہ وُہی تو ہے جو بعد اس کے کہ وہ

بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ

مایوس ہو چکے ہوں بارش نازل کرتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ اور وُہی سرپرست (اور) سزاوارِ حمد ہے۔ اور

آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۚ

اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا بھی ہے اور جتنے چلنے پھرنے والے ان دونوں میں ہیں اُن کا

وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُم مِّن

(پیدا کرنا) اور جس وقت وہ چاہے اُن کے جمع کر لینے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جو مصیبت (بھی) تم کو پہنچتی ہے وہ

مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۝

تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اللہ بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے۔

وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ

اور باوجودیکہ تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو (کہیں بھاگ کر بچ سکو) اور اللہ کے سوا

[1] فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ انصار جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی نصرت کی۔ اب آپ ہمارے مال و منال کا بھی ایک حصہ لے لیں جس سے ضرورت کے وقت آپ مستغنی ہو سکتے ہیں۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ جس میں قربیٰ سے مراد ہیں اہل بیتؑ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا کوئی دوست ہوتا ہے اور اس شخص کے دل میں اس کے اہل بیت کی طرف سے کچھ کینہ ہوتا ہے تو اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ پس اللہ نے چاہا کہ اس کے رسول کے دل میں امت کی طرف کوئی بے اطمینانی کی بات نہ رہے لہذا رسول کے اہل بیت کی مودت اُمت پر فرض کردی۔ اب اگر وہ مانیں گے تو فریضہ ادا کرنے والے سمجھے جائیں گے اور اگر نہ مانیں گے تو فریضہ کے ترک کرنے والے محسوب ہوں گے غرض یہ سُن کر وہ حضرت کے پاس سے چلے گئے اور بعض ان میں سے یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے مال پیش کئے وہ تو نہ لئے اور مطلب یہ ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت کی طرف سے لوگوں سے لڑتے پھرو اور ایک گروہ نے کچھ اور کہا یعنی یہ خدا کا کلام ہی نہیں ہے رسول اللہ نے اپنی طرف سے کہدیا ہے اسی کو خدائے تعالیٰ بطور حکایت فرماتا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا پس خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کہدو کہ اگر میں نے افترا کیا ہوتا تو خدا چاہتا تو میرے قلب پر مہر لگا دیتا۔ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ جس میں کلمات سے مراد آئمہ معصومینؑ خصوصاً قائم آلِ محمدؑ ہیں ۱۲ (اس سے آگے نمبر ۲ ہے)۔

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ

اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا سرپرست ہے اور نہ کوئی مددگار۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑ جیسے

كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى

جہاز ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ جہاز (بھی) سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے

ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ

رہ جائیں۔ یقیناً اس میں ہر اُس شخص کے لئے جو بڑا صبر و شکر کرنے والا ہے نشانیاں موجود ہیں۔ یا

يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

(اگر وہ چاہے تو) اُن (کی سواریوں) کو بوجہ اُن کے کرتوتوں کے ہلاک کر دے حالانکہ وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا رہتا ہے۔ اور وہ لوگ

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں یہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔ پس جو چیز (بھی) تم کو دی گئی ہے

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

یہ تو زندگانی دنیا کا سرمایہ ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

(مگر) ہے اُن کے لئے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو کبیرہ گناہوں سے

كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝

اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آجاتا ہے تو وہ بخش دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى

اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اُن کا معاملہ باہمی مشورہ سے

بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ

(طے) ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس کا جزو (ہماری راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب اُن

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ

پر بغاوت کی جاتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ اور ہر بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہو سکتا ہے پھر جو

عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ۭ

اور جو بعد ظلم سہنے کے بدلے لے پس وہی ہیں تو ایسے ہیں جن پر (سرزنش کی) کوئی راہ نہیں۔

۱؎ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ہر اس شخص کے لئے جو اپنی ہمت و اس میں صرف کرے اور اپنے آپ کو اس پر آمادہ کرے کہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں غور کیا کرے اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ ہر ایسے مومن کے لئے جو کامل الایمان ہو اس لئے کہ ایمان کے دو برابر حصے ہیں آدھا صبر ہے اور آدھا شکر ہے ۱۲ ۲؎ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ اس کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۲ ۱۲ ۳؎ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصہ کو روکے جب کہ وہ اس کے جزا کی پوری قدرت رکھتا ہو تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن سے اور ایمان سے بھر دے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت، خوف کے وقت اور غضب و غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دے گا۔ اس مطلب کی حدیثیں کافی وغیرہ کتب احادیث میں بکثرت ہیں ۱۲ ۴؎ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو امر دین میں جس چیز کی احتیاج ہوتی ہے اس میں امام سے مشورہ کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۹) تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے مشورہ کرے گا تو اسے صحیح رائے معلوم ہو جائے گی ۱۲ (اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي

سوائے اس کے نہیں ہے کہ ایسی راہ تو اُن پر کھلی ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں

الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَن صَبَرَ

(ناحق) ناحق بغاوت کرتے ہیں۔ وہی تو ہیں جن کے لئے دُکھ دینے والا عذاب (مہیا) ہے۔ اور البتہ جو صبر کرے

وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا

اور بخش دے تو اس میں شک نہیں کہ یہ معاملات کی پختگی میں داخل ہے۔ اور جس سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرلے تو اس کے بعد

لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ

اس کا کارساز کوئی نہ ہوگا اور ظالموں کو تم دیکھو گے کہ جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے

يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ

تو یہ کہیں گے کہ آیا (دنیا کی طرف) لوٹ جانے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ اور تم اُن کو دیکھو گے کہ وہ دوزخ کے سامنے

عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ

بُلائے جائیں گے اس حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے اور چوری (چھپی) نظروں سے دیکھتے جاتے ہوں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ یہ کہتے ہوں گے کہ حقیقی نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو (بھی) نقصان

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝

پہنچایا اور اپنے عزیزوں کو (بھی) آگاہ رہو کہ ظالم دوامی عذاب میں رہیں گے۔

وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۗ

اور اللہ کے سوا اُن کے لئے کوئی ایسے اور کارساز نہ ہوں گے جو ان کی مدد کریں۔

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ۝ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن

اور جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کرلے اس کے لئے کوئی (ہدایت ونجات کی) راہ نہیں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کا ٹلنا خدا کی طرف سے

قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ

مقرر نہیں ہے تم اپنے پروردگار کا حکم مانو اس دن نہ تو تمہارے لئے کوئی جائے پناہ ہوگی

يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور نہ (اُس دن) تمہارا کوئی انکار چل سکے گا۔ اس پر بھی اگر وہ رُوگرداں ہوں تو ہم نے تم کو

عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا

اُن کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا تمہارے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو

سلہ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ ... تا ... أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اوپر کی آیت میں جو آچکا ہے وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ اس سے مراد قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو بنی امیہ سے اور جھٹلانے والوں سے اور ناصبیوں سے انتقام لیں گے جس کی اجازت خدائے تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے:- إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ الخ اور وَتَرَى الظَّالِمِينَ سے مراد وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد کو اذیت دی لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ سے یہ مطلب ہے کہ جب وہ جناب علی مرتضےٰ کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں عذاب دلوانے آئے ہیں تو کہیں گے هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ۔ تاہم علی کی دوستی اختیار کرلیں اور خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ سے یہ مطلب ہے کہ وہ علی مرتضےٰ کی موجودگی کے سبب ذلت کے مارے سہمے ہوئے ہوں گے۔ اور يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ سے یہ مطلب ہے کہ وہ جناب علی مرتضےٰ کی طرف نیچی نظروں سے دیکھتے ہوئے جاتے ہوں گے۔ اور قَالَ الَّذِينَ آمَنُوا سے مراد آل محمد اور ان کے شیعہ ہیں۔ اور إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ یہاں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کو اذیت دی۔ امام فرماتے ہیں واللہ جن ظالموں نے جناب امیر المومنین اور اُن کی اولاد کی عداوت قائم کر دی اور ان کی تکذیب کرتے رہے یہاں وہی مراد ہیں ؎۔

سلہ إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الخ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کے پہلے جملہ کو تو إِذَا سے شروع کیا ہے اور دوسرے کو إِن سے اس لئے کہ نعمت کا ذائقہ چکھانا تو یقینی ہے بخلاف تکالیف کے پہنچنے کے۔ پہلے جملہ کی بنا اصاف بیان کی گئی ہے اور دوسرے کی بنا کا قائم مقام یہ جملہ ہے فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝

الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ

اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر اُن کو اُن ہی کی کرتوت کی بدولت کوئی تکلیف پہنچتی ہے

أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ۝ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تو انسان (اُس کے بارے میں) بڑا ہی ناشکرا ہو جاتا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے

وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ

(مسلم) ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور

لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ

جسے چاہتا ہے بیٹے عنایت فرماتا ہے۔ یا اُن کو بیٹے اور بیٹیاں جوڑ دے اں دیتا ہے۔

وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَمَا

اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ صاحب علم (اور) صاحب قدرت ہے۔ اور کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ

بشر کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اللہ اُس سے بات کرے سوائے اس کے کہ وحی کے ذریعہ سے ہو یا پس پردہ سے

حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ

یا کسی رسول کو بھیج دے پھر جو چاہے اپنے حکم سے اُس کو وحی پہنچائے بیشک وہ

عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا ۚ

بلند مرتبہ (اور) حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے رُوح (الامین) کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا۔

مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ

(جس کے پہلے) تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ (تعلیم) ایمان کیا چیز ہے لیکن

جَعَلْنٰهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ

ہم نے اُس کو ایک نور قرار دیا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت کر دیں۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللَّهِ

اور بیشک تم راہِ راست کی طرف ہدایت کرتے ہو۔ (یعنی) اُس اللہ کی راہ کی طرف

الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا

کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے۔ آگاہ رہو کہ

إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝

تمام اُمور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہوگی۔

۵۱ وَحْيًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو دیکھے اور اس سے کچھ سُنے یا بغیر کسی کو دیکھے دل میں خود بخود کوئی بات واقع ہو۔ اور وحی کی اصل وہ خفیہ کلام ہے جو منجانب اللہ سے القاء ذہن میں آجائے۔

۵۲ اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی صورت کے دیکھے محض آواز سُنے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ایک وحی بالمشافہ ہے اور ایک وحی ہے اور ایک الہام ہے پس الہام وہ ہے جو دل میں واقع ہو جاتا ہے یا محض آواز سُن لیتے ہیں جیسے خدا نے اپنے نبیؐ سے کلام کیا یا جیسے موسیٰؑ سے اللہ نے کلام کیا۔ اور آواز آگ سے آئی۔ یا کسی رسول کو بھیج دیتا ہے پس وہ اس کے حکم سے اس کے منشاء کو پہنچا دیتا ہے پس وحی بالمشافہ وہ ہے جو حکم کھول کر لوگوں کو پہنچایا جائے۔

۵۳ رُوْحًا۔ کافی میں جناب امام صادقؑ سے منقول ہے کہ روح خدا کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے زیادہ ہے اور جو جناب رسولخدا کے ہمراہ ہمیشہ رہی اور آپ کو خبر پہنچاتی رہتی تھی اور صلاح دیتی رہتی تھی۔ اور بعد آنحضرت کے ائمہ کے ہمراہ رہی اور ایک روایت میں ہے کہ جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے وہ روح جناب محمد مصطفےٰ پر نازل کی وہ پلٹ کر نہیں گئی اور وہ ہم میں موجود ہے

ع ۵ / ۱۰

(اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ایاتہا ۸۹ | کلماتہا ۸۴۸ | سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۳۹۵۶ | رکوعاتہا ۷

(سورۂ زخرف مکہ میں نازل ہوا)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰمٓ — قسم ہے — واضح کتاب کی — بیشک ہم نے اس کو — عربی قرآن — مقرر کیا — تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

سمجھو۔ اور بیشک وہ ہمارے پاس اُم الکتاب میں ضرور عالی شان (اور) حکمت والا ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝

کیا ہم نصیحت کو تم سے (بالکل) باز رکھیں گے (اسی وجہ سے) کہ تم حد سے زیادہ بدکار ہوگئے ہو۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا

اور — ہم نے پہلوں میں کتنے ہی — نبی بھیجے — اور اُن کے پاس جب کوئی نبی آتا — تو وہ ضرور

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ

اُس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ پھر ہم نے اُن کو جو قوت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے ہلاک کیا اور پہلوں کی مثل

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جاری ہوگئی۔ اور اگر تم اُن سے یہ پوچھو گے کہ — آسمانوں کو — اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے

لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

تو وہ ضرور کہیں گے کہ ان کو اُس زبردست (و) صاحب علم نے پیدا کیا ہے — جس نے — زمین کو تمہارے لئے

مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ

فرش مقرر کیا اور اُس میں تمہارے لئے راستے مقرر کر دیئے — تاکہ تم — راہ پاؤ۔ — اور جس نے

نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ

آسمان سے — ایک اندازے سے پانی اُتارا۔ — پھر ہم نے اُس کے ذریعہ — مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔

كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ

اسی طرح تم (بھی) (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ اور جس نے ہر قسم کے جوڑے (جوڑے) پیدا کئے اور تمہارے لئے

مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ

کشتیاں اور چوپائے مقرر کر دیئے — جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ — تاکہ تم اُن کی پیٹھوں پر درست ہو بیٹھو — پھر

---

۱ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جس کا ذکر اُمِّ الْكِتٰبِ یعنی سورۂ فاتحہ میں ہے وہ جناب امیر المومنین ہیں کیونکہ اس میں خدائے تعالیٰ کا یہ قول درج ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے خود جناب امیر المومنین اور ان کی معرفت مراد ہے

۲ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا تفسیر قمی میں ہے کہ اس استفہام کا یہ مطلب ہے کہ آیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تم کو بیکار چھوڑ دیں گے اور بذریعہ اپنے رسول کے یا امام کے یا حجتوں کے تم پر حجت قائم نہ کریں گے؟ ۱۲

۳ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت آنحضرتؐ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ کیونکہ آپ کی قوم آپ پر ہنستی تھی ۱۲

۴ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا تفسیر صافی میں ہے۔ کہ منکرین قریش سے پہلے خطاب تھا۔ اور اب جناب رسول خدا کی طرف خطاب فرمایا اور پہلوں کے قصے بیان کئے جس میں آنحضرت سے وعدہ ہے اور منکروں کے لئے ویسے واقعات کی وعید ہے جیسے پہلوں پر گذر چکے ہیں ۱۲

تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ

جب تم اُن پر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور یہ کہو کہ منزہ ہے

الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا

وہ جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا حالانکہ ہم اس کی (قابو میں لانے کی) طاقت نہ رکھتے تھے اور بیشک ہم

إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ

اپنے پروردگار کی حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ اور انہوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اسی کا ایک جزو (یعنی اولاد) بنا دیا

الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ ۝ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَأَصْفٰكُمْ

بیشک انسان کھلا ناشکرا ہے۔ یا جو کچھ وہ پیدا کرتا ہے اُس میں بیٹیاں تو اس نے لیں اور

بِالْبَنِينَ ۝ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ

بیٹوں سے تم کو نوازا۔ حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو اُس (یعنی بیٹی) کی بشارت دی جاتی ہے جس کی وہ (خدائے) رحمٰن کے لئے مثل بیان کرتا تھا

وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ

تو مارے غصے کے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ کیا وہ جو زیور (اور زینت) میں پرورش کیا جائے اور وہ

فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ

حجت میں کچھ نہ کر سکے (خدا کے لئے ٹھہراتے ہیں)۔ اور انہوں نے فرشتوں کو جو (خدائے)

الرَّحْمٰنِ إِنٰثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهٰدَتُهُمْ وَيُسْئَلُونَ ۝

رحمٰن کے بندے ہیں بیٹیاں قرار دے دیا۔ کیا وہ اُن کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ عنقریب اُن کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے بازپرس کی جائے گی

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ

اور انہوں نے یہ کہا کہ اگر (خدائے) رحمٰن چاہتا تو ہم اُن کی عبادت نہ کرتے۔ اُن کو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔

إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِنْ قَبْلِهِ

وہ تو محض اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں۔ یا ہم نے اُن کو پہلے سے کوئی کتاب دی ہے

فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۝ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰى

جس کو وہ مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ بتحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا

أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى اٰثٰرِهِمْ مُهْتَدُونَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

اور ہم تو اُن ہی کے قدم بقدم چلے جائیں گے۔ اور اسی طرح ہم نے تم سے

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا ۙ إِنَّا وَجَدْنَا

پہلے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اُس کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا

؎۱ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا الخ کافی میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ جب تم کسی جانور کی پیٹھ پر سوار ہو تو یہ آیت پڑھ لیا کرو اور جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ اگر سوار ہو کر خشکی میں چلو تو یہ آیت پڑھ لو کیونکہ جو بندہ سوار ہوتے وقت اس کو پڑھ لے گا اور پھر وہ اونٹ یا کسی اور سواری سے گر پڑے گا تو حکم خدا سے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی ۱۲ ؎۲ وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو ہم میں یہ طاقت تھی کہ ہم اونٹ کو قابو میں لا سکتے اور نہ یہ کہ کشتی چلا سکتے اور نہ سمندر میں گھسنے کی جرأت کر سکتے۔ اگر اللہ نے ان چیزوں کو ہمارا تابع نہ کر دیا ہوتا ۱۲ ؎۳ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کو جو پہلی آیت سے ملایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سواری کی اصلی غرض ہوتی ہے نقل مکان۔ اور سب سے بڑا نقل مکان خدا کی حضوری میں جانا ہے اور وہ راستہ یقیناً پرخطر ہے پس کسی سوار کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس سے غافل ہو جائے بلکہ یہی مناسب ہے کہ اس کی حضوری کے لئے تیار رہے ۱۲ ؎۴ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور تفسیر صافی میں ہے کہ جزو اس لئے کہا کہ اولاد باپ کی پارۂ جگر ہوتی ہے ۱۲ ؎۵ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے اور کفار قریش کی حالت پر تعجب کرنے کی شان سے استعمال کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی بری ذہنیت سے یہ کہ خدا کی اولاد قرار دی۔ بلکہ اس کی مخلوقات سے اُس کے لئے وہ نامزد کیا جسے اپنے لئے کم درجہ کا سمجھتے ہیں بلکہ کسی طرح اپنے لئے پسند ہی نہیں کرتے جیسا کہ آگے کی آیت سے ظاہر ہے ۱۲ ؎۶ ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے چہرے کا رنگ حد سے زیادہ سیاہ [illegible] اس لئے ہو گیا تھا کہ ان کو رنج پہنچا تھا ۱۲ ؎۸ وَاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے پاس اور کوئی عقلی یا نقلی حجت تو تھی نہیں لہذا انہوں نے اپنے جاہل باپ دادوں کی تقلید کی حجت ڈھونڈھی ۱۲ ؎۹ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (باقی بر صفحہ ۵۸۸)

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ

اور ہم تو اُن ہی کے قدم بقدم چلے جائیں گے - (اس ڈرانے والے نے) کہا کہ

جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا

جس طریقہ پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا تھا اگر میں اس سے زیادہ سیدھا طریقہ لے کر آیا ہوں (تو بھی)؟ انہوں نے کہا کہ

بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

جو کچھ تم کو دے کر بھیجا گیا ہے اس کے تو ہم منکر ہیں - پس ہم نے ان سے (بھی) بدلا لیا پھر دیکھ لو کہ

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ

اُن جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا - اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی چچا) سے اور اپنی قوم سے یہ کہا کہ

بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝

جن چیزوں کو تم پوجتے ہو ان سے تو میں بری ہوں - مگر اُس کو (پوجتا ہوں) جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے پس وہ عنقریب مجھے ہدایت فرمائے گا

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ

اور اسی (اعتقاد) کو اپنی اولاد میں انہوں نے یادگار کے طور پر چھوڑا تاکہ وہ اُسی کی طرف رجوع کرتے رہیں - لیکن

مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

میں ان کو اور ان کے باپ دادا کو نفع پہنچاتا رہا یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور کھلا رسول آ گیا -

وَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَ

اور جب ان کے پاس حق آ گیا تو انہوں نے کہدیا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے یقیناً منکر ہیں - اور

قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

انہوں نے یہ (بھی) کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي

آیا وہ تمہارے پروردگار کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں - ہم نے زندگانی دنیا میں ان کے مابین اُن کی روزی تقسیم کر دی ہے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ

اور ہم نے ان کے ایک کو دوسرے سے بدرجہا بڑھا دیا ہے تاکہ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَوْلَآ

وہ ایک دوسرے کا مذاق بنایا کریں اور تمہارے پروردگار کی رحمت ان چیزوں سے جو یہ جمع کرتے ہیں کہیں بہتر ہے - اور اگر ایسا نہ ہوتا

اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

کہ لوگ ایک ہی جتھا ہو جاتے تو ہم ان کے لئے جو (خدائے) رحمٰن

(بقیہ صفحہ ۵۸۷ گذشتہ) تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کا منشاء جناب رسول خدا کو تسلی دینا ہے اور یہ جتلانا کہ اس طرح کی تقلید جتلانا پرانی گمراہی ہے اور مالداروں کی تخصیص کرنا یہ بتلانے کی غرض سے ہے کہ ناز و نعم میں پرورش پانا اور لغویات کو دوست رکھنا ان کو اس بات کی طرف مائل کرتا ہے کہ غور و فکر کو کام میں نہ لائیں اور اور فکروں میں پڑ جائیں ۱۲

ع ۲ / ۱۰ ۸

حاشیہ صفحہ ھذا ۵۸۸

سلہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں ابراہیمؑ کا ذکر اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ وہ غور کریں کہ انہوں نے تقلید سے کس طرح تبرا کیا - اور برہان و دلیل سے کیسا تمسک فرمایا - لہذا قریش کو اگر تقلید ہی کرنی ہے تو ان کی تقلید کریں کہ وہ اُن کے آباؤ اجداد میں بھی اشرف ہیں ۱۲

سلہ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ - الاکمال میں جناب امام زین العابدینؑ سے اور علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے اور معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسینؑ میں باقی رہے گی - یہی مضمون المناقب اور تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے اور احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے خطبۂ غدیر میں یہ فقرہ منقول ہے کہ اے لوگو! قرآن مجید تم کو یہ بتلاتا ہے کہ علیؑ کے بعد آئمہ انہی کی اولاد سے ہوں گے - اور میں بھی تم کو یہ جتا چکا ہوں کہ وہ (آئمہ) مجھ سے اور علیؑ سے ہوں گے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ (قرآن مجید میں) یہ فرماتا ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ اور میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے - المناقب میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ امامت اولاد حسینؑ میں رہے گی - صلب حسینؑ سے نو امام ہوں گے - از آنجملہ حضرت امام مہدیؑ بھی ہوں گے ۱۲

———— (اس سے آگے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَ

کا انکار کرتے ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں (بھی) چاندی کی بنا دیتے اور زینے (بھی) جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور

لِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ

ان کے مکانوں کے دروازے (بھی) اور وہ تخت (بھی) جن پر تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور (چاندی کے علاوہ سونا بھی (کر دیتے)

ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْءَاخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

مگر یہ سب کچھ زندگانی دنیا کی پونجی ہوتی۔ اور تمہارے پروردگار کے نزدیک آخرت پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُۥ شَيْطَٰنًا فَهُوَ لَهُۥ

اور جو شخص (خدائے) رحمٰن کی نصیحت سے آنکھیں بند کرے گا ہم اُس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیں گے پس وُہی اُس کا

قَرِينٌ ۝ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم

ساتھی رہے گا۔ اور یقیناً وُہی (شیاطین تو) راہ راست سے روکتے رہیں گے اور لوگ یہ گمان کرتے رہیں گے کہ ہم

مُّهْتَدُونَ ۝ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَنَا قَالَ يَٰلَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ

ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو (وہ اس شیطان سے) کہے گا کاش میرے اور تیرے مابین

الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ۝ وَلَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ

مشرق و مغرب کی دُوری ہوتی کہ (تو) بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔ اور جب تم ظلم کر چکے ہو تو یہ (تمہاری حسرت) تم کو آج اس بارے میں کوئی نفع

أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۝ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي

نہ پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے شریک رہو۔ کیا تم بہروں کو سنا دو گے؟ یا اندھوں کی

الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ

اور اُن کی جو کھلی گمراہی میں ہیں راہبری کرو گے؟ پس اگر تم کو ہم لے جائیں گے

فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَٰهُمْ فَإِنَّا

تو ہم اُن سے بھی ضرور ہی بدلہ لینے والے ہیں۔ یا ہم تم کو وہ دکھلا دیں گے جس کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ ہم

عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيٓ أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ

اُن پر (پورا پورا) اختیار رکھنے والے ہیں۔ پھر جو کچھ تمہاری طرف وحی کی گئی ہے تم اسے مضبوط پکڑے رہو۔ بیشک تم

صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ۝

راہ راست پر ہو۔ اور یہ ضرور تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور آگے چل کر تم سے سوال کیا جائے گا۔

وَسْـَٔلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَآ أَجَعَلْنَا

اور جو اپنے رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے اُن سے پوچھ لو کہ آیا ہم نے

ع ۴ ۱۰

ملہ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مومن بندہ سے جس کو دنیا میں محتاج رکھا تھا اس طرح عذر فرمائے گا جس طرح ایک بھائی اپنے بھائی سے عذر کیا کرتا ہے اور یہ فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں نے تجھے ذلیل سمجھ کر دنیا میں محتاج نہیں رکھا تھا۔ اب یہ پردہ اٹھا اور دیکھ لے کہ میں نے تجھ کو دُنیا کے عوض کیا کیا دیا ہے چنانچہ وہ پردہ اُٹھائے گا تو یہ عرض کرے گا کہ جو جو نعمتیں تو نے مجھ سے روک رکھی تھیں۔ اُن کا عوض مجھے ایسا عطا فرمایا ہے کہ اُسے روکنے کا ضرر مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے مسکینو! خوش رہو اور تہ دل سے قضائے خدا پر راضی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے صبر کا تم کو ثواب دے گا اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو تم کو کوئی ثواب نہ ملے گا۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اولاد آدمؑ میں سے مومن فقیر ہوا کرتے تھے اور کافر امیر یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ مبعوث ہوئے اور انہوں نے عرض کی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں آزمائش نہ بنا) پس خدائے تعالیٰ نے اس دُعا کو قبول فرما لیا۔ جس سے مومنین میں بھی مالدار و محتاج قرار پائے گئے اور کفار میں بھی ۱۲ ۞

ملہ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ۔ الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی گناہ کا اہتمام کیا اُس نے یاد خدا سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور جس شخص نے اس سے احکام سیکھنا چھوڑ دیا جس کی اطاعت کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا تھا اُس کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کر دیا ہے جو اس کا ساتھی رہے گا (دنیا میں بھی اور جہنم میں بھی) (اس صفحہ کے باقی حواشی جو اس سے آگے ہیں ضمیمہ میں پڑھیئے)

مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

سوائے (خدائے) رحمٰن کے کچھ اور خدا مقرر کر دیئے تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی - اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو

بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ

فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں ضرور تمام عالموں کے پروردگار کا

الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا

رسول ہوں - پس جب وہ اُن کے ہماری نشانیاں لے کر پہنچے تو وہ یکایک ان (نشانیوں) کا ٹھٹھا اڑانے لگے - اور

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

ہم ان کو کوئی نشانی ایسی نہیں دکھاتے تھے جو دوسری سے بڑھ کر نہ ہو - اور ہم نے اُن کو عذاب میں بھی گرفتار کیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

تاکہ وہ رجوع کریں - اور انہوں نے کہا کہ اے جادوگر تو ہماری خاطر اپنے پروردگار سے اُس چیز کی دعا کر

عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا

جس کا اس نے تجھ سے عہد کیا ہے کہ ہم ضرور راہ پر آنے والے ہیں - پھر جب ہم نے اُن سے عذاب کو دور کر دیا تو یکایک

هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ

وہ اقرار سے پھر گئے - اور فرعون نے اپنی قوم میں آواز دے کر کہا کہ اے میری قوم! کیا

لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

سلطنتِ مصر اور یہ ندیاں جو میرے نیچے بہتی ہیں میری نہیں ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں؟

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝

یا یہ کہ میں اِس شخص سے جو ذلیل ہے اور جو صاف بات تک نہیں کر سکتا بدرجہا بہتر (نہیں) ہوں؟

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

(اگر ایسا نہیں ہے تو) پھر اُس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہ اُتارے گئے یا اُس کے ساتھ فرشتے پرا باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟

مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

پس اُس نے اپنی قوم کو احمق بنایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کر لی - یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے -

فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

پھر جس وقت انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے (بھی) ان سے بدلہ لیا پس اُن سب کو ڈبو دیا -

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا

اور ہم نے اُن کو آنے والوں کے لئے پیشرو اور ضرب المثل بنا دیا - اور جس وقت فرزند مریمؑ کی مثل بیان کی گئی

۵۱ يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ تفسیر ثانی میں ہے کہ یا تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی تند مزاجی اور کثرتِ حماقت کے سبب ساحر کہا اور یا اس لئے کہ ان کے یہاں عالم کامل کو ساحر کہا کرتے تھے تفسیر قمی بھی پچھلے قول کی تائید کرتی ہے ۱۲ ۵۲ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ نہج البلاغہ میں ہے کہ موسیٰؑ ابن عمران مع اپنے بھائی ہارون کے فرعون کے پاس اس حالت میں آئے کہ (دونوں بھائی) اُونی کرتے پہنے ہوئے تھے - اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں ایک ایک عصا تھا اور اُس سے یہ شرط کرنے لگے کہ اگر تو اسلام لے آیا، تو تیری سلطنت قائم اور تیری عزت دائم رہے گی - فرعون نے درباریوں سے کہا کہ تمہیں اُن دونوں پر تعجب نہیں آتا کہ خود تو فقیری اور ذلت کی حالت میں ہیں اور میری عزت کے دوام اور سلطنت کے بقا کی شرط کرتے ہیں پس چونکہ اس کی نظر میں سونا اور اُس کا جمع کر لینا بہت ہی معزز تھا، اور اُون اور اُون کا پہننا بہت ہی حقیر - اس لئے اُس نے کہا کہ ان دونوں کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو انبیاءؑ کو مبعوث کرنے کے وقت ان کے لئے سونے کے خزانے کے خزانے اور کندن کی کانیں کی کانیں اور بہشت کے چمن کے چمن کھول دے اور آسمانوں کے پرندوں اور زمین کے چوپایوں کو ان کے ساتھ جمع کر دے تو ایسا کر سکتا تھا مگر ایسا کر دیتا تو امتحان باقی نہ رہتا اور جزا و سزا باطل ہو جاتی - اور نبوت بیکار ہوتی اس صورت میں ماننے والوں ہی کے لئے اجر ہوتا اور نہ مومنین ہی نیک عمل کرنے والوں کے سے ثواب کے مستحق ہوتے ورنہ ملعون کے نئے معنی لازم ہو جاتے (اس سے آگے مضمون اور اس صفحہ کے باقی حاشیہ ضمیمہ میں پڑھ

ع ۱۰ / ۱۰

ع ۱۱ / ۵ / ۱۱

إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوٓا۟ ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا

تو یکایک تمہاری قوم اُس پر غل مچانے لگی۔ اور وہ کہنے لگے کہ آیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟

ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًۢا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا

انہوں نے تمہارے سامنے یہ (مثل) صرف جھگڑنے کے لئے بیان کی ہے بلکہ وہ لوگ ہی ہیں جھگڑالو۔ وہ (عیسیٰ) نہیں ہے مگر

عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝ وَلَوْ

ایک بندہ جس کو ہم نے نعمت دی تھی اور اُس کو بنی اسرائیل کے لئے نمونہ (قدرت) قرار دیا تھا۔ اور اگر

نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُۥ

ہم چاہتے تو تم ہی میں سے فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہارے جانشین ہوتے۔ اور بیشک وہ

لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

قیامت کی شناخت ہے پس تم ذرا اس کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کئے جاؤ یہی راستہ

مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَلَمَّا

سیدھا ہے۔ اور شیطان تم کو روک نہ دے۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب

جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

عیسیٰ اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو فرمایا کہ میں ضرور تمہارے پاس حکمت (شریعت) لے کر آیا ہوں اور اس لئے کہ

بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ ٱللَّهَ

جن جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو میں ان کے بعض کو تمہارے لئے واضح کر دوں تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بیشک اللہ

هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَٱخْتَلَفَ

وہی تو میرا پروردگار (بھی) ہے اور تمہارا پروردگار (بھی) پس تم اسی کی اطاعت کرو۔ یہی راہ سیدھی ہے۔ پس گروہ (گروہ) آپس میں

ٱلْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

مختلف ہو گئے تو جو لوگ دردناک دن کے عذاب سے سرتابی کرتے ہیں اُن کے لئے

أَلِيمٍ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا ٱلسَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا

افسوس ہے۔ کیا وہ اسی کے منتظر ہیں کہ قیامت اُن کو یکایک آ لے اور وہ اُس سے

يَشْعُرُونَ ۝ ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ ۝

بے خبر ہی رہیں۔ دوستی رکھنے والے اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے متقی اس سے مستثنیٰ ہیں۔

يَٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا

(ندا کی جائے گی کہ) اے میرے بندو! آج نہ تم کو (آئندہ کی بابت) کوئی خوف ہے اور نہ تم (گزشتہ کی بابت) رنجیدہ ہو گے۔ جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان لائے

---

۵۱ یَصِدُّوْنَ معانی الاخبار میں جناب رسولِ خدا سے اس آیت میں یَصِدُّوْنَ کے معنی یَضْحَکُوْنَ منقول ہیں۔ ۱۲

۵۲ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خدائے تعالےٰ نے امیر المومنین کی منزلت کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد کیا۔ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ یہاں صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین ہیں۔

۵۳ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان تم کو امیر المومنین کی ولایت و محبت سے باز نہ رکھے۔

۵۴ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس دن دوست ایک دوسرے سے دشمنی کریں گے اور جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ یاد رکھو دنیا میں جو دوستی خدا کے لئے نہ ہوگی وہی قیامت کے دن دشمنی سے بدل جائے گی۔ ۱۲

۵۵ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (پچھلی حدیث کا سلسلہ چلا آتا ہے) ہاں پرہیزگاروں کی جو دوستی ہے وہ چونکہ خدا کے لئے ہوتی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ نفع پہنچاتی رہے گی۔ نیز کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کو پڑھا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے سوائے تمہارے (اے شیعو!) اور کسی کو مراد ہی نہیں لیا۔ مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تم پرہیزگار لوگوں کی دوستی کی خواہش کرو گو زمین کی اندھیریوں میں ہوں گو ان کی طلب میں تمہاری عمر فنا ہو جائے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے روئے زمین پر انبیاء کے بعد ان سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اور کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا انعام کسی اس شخص کے برابر نہیں ہے جس کو متقین کی صحبت کی نعمت عنایت فرمائی ہو۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ اور میرا یہ گمان ہے

ع ۶ / ۱۱ ۱۲

وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝

اور فرمانبردار رہے تھے۔ (اُن سے کہا جائے گا کہ) تم اور تمہاری ازواج جنت میں چلے جاؤ کہ تمہاری عزت کی جائے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا

اُن کے سامنے سونے کی رکابیاں اور کوزے (دَور کے طور پر) لائے جائیں گے۔ اور اُن میں وہ چیزیں ہوں گی

تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

جن کو دل چاہیں اور (جن سے) آنکھیں مزے اُٹھائیں۔ اور تم ان (جنتوں) میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہو گے۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا

اور یہی تو وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے سبب وارث کئے گئے ہو۔ اس میں تمہارے لئے

فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ

بہت سے میوے ہوں گے جن میں سے تم کھاتے رہو گے۔ یقیناً گناہگار عذاب

جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا

جہنم میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ ان کے عذاب میں کوئی سستی نہ کی جائے گی اور وہ اس (جہنم) میں مایوس ہو جائیں گے۔ اور

ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ

ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ (اپنے حق میں) آپ ہی ظالم ہوئے۔ وہ آواز دیں گے کہ اے مالک کاش

عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ۝ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ

تیرا پروردگار ہمارا خاتمہ ہی کر دے (مالک جواب میں) کہے گا کہ تمہیں تو یونہی رہنا ہے۔ ہم یقیناً تمہارے پاس حق لے کر آئے لیکن

أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۝ أَمْ

تم میں سے بہت سے حق سے نفرت کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم بھی پکا ارادہ کرنے والے ہیں۔ یا

يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھید کو اور خفیہ باتوں کو سنتے نہیں (ہم) ضرور (سنتے ہیں)، اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اُن کے پاس

يَكْتُبُونَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ۝

لکھتے جاتے ہیں۔ تم کہدو کہ اگر (خدائے) رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو سکتا ہے تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا تو میں ہی ہوتا۔

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار عرش کا مالک ان باتوں سے جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں (یعنی بیٹا وغیرہ ہونے سے) منزہ ہے۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

آپ ان کو چھوڑ دو کہ یہ باتیں بنایا کریں اور کھیل کود میں پڑے رہیں تا کہ اُس دن سے ان کا سامنا ہو جائے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

۵۱ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ بھی آئی ہے۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امام آخر الزمان سے دریافت کیا گیا تھا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اُن کے اولاد بھی پیدا ہو گی۔ تو حضرتؑ نے جواب دیا کہ جنت میں نہ عورتوں کو حمل رہے گا۔ نہ اس شان سے ولادت ہو گی۔ نہ حیض ہو گا نہ نفاس۔ اور نہ بچوں کی ولادت کے متعلق جو تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں وہ ہوں گی۔ لیکن چونکہ خدائے تعالیٰ فرما چکا ہے کہ جنت میں ہر وہ چیز ہو گی جس کے لئے دل للچائیں اور جس سے آنکھیں لطف اٹھائیں۔ پس اگر کسی مومن کا دل بچے کو چاہے گا تو خدائے تعالیٰ بغیر حمل و ولادت اس صورت کا بچہ بھی پیدا کر دے گا جیسا کہ اُس کا دل چاہتا ہو گا۔ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے آدمؑ کو پیدا کر دیا تھا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جنت میں ایک ایک جنتی اتنے اتنے عرصہ تک تو آرام کیا کرے گا جتنے دن دنیا میں زندگی بسر کی ہو گی اور ایک ایک مرتبہ میں اتنا اتنا کھایا کرے گا۔ جتنا کہ تمام عمر میں کھا چکا ہو گا ۱۲

۵۲ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دشمنان آلِ محمدؐ ہوں گے ۱۲

۵۳ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرؑ المومنین کی قرأت یَا مَالِ تھی یا تو ترخیم کے سبب یا یہ اظہار مقصود ہو کہ جہنمی اس قدر کمزور ہو گئے کہ پورا لفظ بھی ادا کرنے کی قوت بھی نہ رکھتے ہوں گے لہذا اختصار کریں گے ۱۲ ۵۴ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ قول پروردگار عالم ہے جس میں حق سے مراد ولایت جناب امیرؑ المومنین ہے ۱۲ ۵۵ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم حق سے یعنی ولایت جناب امیرؑ المومنین سے نفرت ہی کرتے رہے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ

اور وہ (خدا) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہ حکمت والا (اور)

الْعَلِيمُ ۝ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

جاننے والا ہے۔ اور وہ صاحب برکت ہے جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ

ان دونوں کے درمیان ہے اُس کی بادشاہت ہے اور قیامت تک کا علم اُسی کے پاس ہے اور اُسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی۔ اور

الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہ رکھیں گے سوائے اس کے جو حق کی گواہی دے

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

جس حال میں وہ جانتے بھی ہوں۔ اور اگر تم ان سے دریافت کرو گے کہ ان کو پیدا کس نے کیا ہے تو وہ ضرور یہ کہدیں گے کہ اللہ نے

فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا

پھر یہ کدھر بہکے جاتے ہیں؟ اور رسول کے یا رب کہنے کی قسم ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو

يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ ع

ایمان نہ لائیں گے۔ پس تم (بھی) ان سے درگزر کرو اور کہدو (تو بس) سلام۔ پھر آگے چل کر تو یہ جان ہی لیں گے۔

آیاتہا ۵۹ — کلماتہا ۳۴۹ — سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ — حروفہا ۱۴۹۵ — رکوعہا ۳

(سورۂ دخان مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حم ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا

حمٓ۔ قسم ہے واضح کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اس کو برکت والی رات میں اتارا ہے کہ ہم ہی

مُنْذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا

ڈرانے والے ہیں۔ ہر حکمت والا کام اُسی (رات) میں مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ حکم ہماری طرف سے ہے۔ ہم

كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبِّ

تمہارے رب کی طرف سے رحمت کرکے بھیجنے والے ہیں۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ جو

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا پروردگار ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو (تو سمجھ لو کہ)

سلہ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ۔ تفسیر طبرسی میں جناب امیر المومنین سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس قول کا وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ اور اس کے اس قول کا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو) اور اُس کے اس قول کا مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ الخ (کسی راز میں ایسے تین نہیں ہوتے۔ کہ اُن کا چوتھا خود اللہ تعالیٰ نہ ہو الخ) پس ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے امین اس قدرت کے ساتھ جو اس نے اُس میں ترکیب دے دی ہے اپنی تمام خلوق پر متعین فرما دیئے ہیں۔ اور اُن کا جو فعل ہے وہ خود اسی کا فعل ہے ۱۲

ع ۷ / ۱۴ / ۲۲

سلہ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن جن کی پرستش کی گئی ہے قیامت کے دن وہ سب اپنی پرستش کرنے والوں کے لئے شفاعت کا کوئی اختیار نہ رکھیں گے ۱۲

مع ۱۲

سلہ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اُن کو دعوتِ اسلام دینے سے باز آؤ اور ان کے ایمان سے مایوس ہو جاؤ ۱۲ سلہ وَقُلْ سَلَامٌ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ چھوڑ دینے کا اور آخری سلام ہے ۱۲

ع ۱۵

سلہ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ جناب رسولخدا کے لئے دھمکی اور اس کی قراءت یوں بھی آئی ہے فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)۔

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ بَلْ هُمْ فِي

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وُہی جلاتا ہے اور وُہی مارتا ہے تمہارا (بھی) پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا (بھی)۔ لیکن وہ تو

شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ۝

شک میں پڑے کھیلتے ہیں۔ سو تم (اُس دن) کا انتظار کرو جس دن آسمان ایک ظاہر دھُواں لائے گا۔

يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ

جو کل آدمیوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہی تو دردناک عذاب ہے۔ (وہ عرض کریں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے (اس) عذاب

إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ۝

کو دُور کر دے ہم یقیناً ایمان لانے والے ہیں۔ اب انہیں نصیحت کہاں سے مل گئی؟ حالانکہ ان کے پاس کھول کر سنانے والا رسول آچکا ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ

پھر انہوں نے اس سے مُنہ پھیر لیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ تو سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم تھوڑے عرصہ کے لئے عذاب دُور کرنے والے ہیں

قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا

(اور) تم پھر وُہی کرنے والے ہو۔ جس دن ہم بڑی سے بڑی گرفت کریں گے۔ (اُسی دن تو) ہم

مُنْتَقِمُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝

بدلہ لینے والے ہیں۔ اور ضرور ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کی آزمائش کی تھی اور ان کے پاس ایک عزت دار رسول (یہ حکم لے کر)

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى

آیا تھا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔ بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ اور یہ کہ خدا کے برخلاف تکبر نہ کرو

اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ

میں تمہارے پاس نمایاں غلبہ کے ساتھ آیا ہوں۔ اور میں اپنے پروردگار کی اور تمہارے پروردگار کی اس بات سے

أَنْ تَرْجُمُونِ ۝ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ

پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر سکو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ پھر اپنے پروردگار سے دعا کی

هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝

کہ یہ گناہگار لوگ ہیں۔ (حکم آیا کہ) پس تم میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَ

اور دریا کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا۔ یقیناً وہ لشکر کے لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ کتنے باغات اور

عُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝

چشمے اور کھیتیاں اور اچھے (اچھے) مکان اور نعمتیں جن کا وہ لطف اُٹھایا کرتے تھے چھوڑ گئے۔

سلہ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ حدیث ہے جس میں قیامت کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی یہ ہوں گی۔ دھُواں، نزولِ عیسےٰ علیہ السلام۔ ایک آگ جو عدن ابین کے قعر سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہنکا کرے جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ دھُواں کیسا ہوگا؟ تو حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ مشرق سے مغرب تک چھا جائے گا اور چالیس دن ایک ہی حالت پر رہے گا اس سے مومن کو تو صرف اتنا ہی صدمہ پہنچے گا جیسے کہ زکام ہو جاتا ہے اور کافر کی یہ حالت ہوگی جیسے کہ نشے میں کوئی متوالا ہوتا ہے اُس کے دونوں نتھنوں سے اور دونوں کانوں سے اور اس کی مبرز سے دھُواں نکلتا رہے گا ۱۲ سلہ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسولِ خدا پر وحی نازل ہوتی تھی تو ظاہراً ایک غشی کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اسی سے کفار و منافقین کہا کرتے تھے کہ آنحضرتؐ مجنون ہیں ۱۲ سلہ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جو یہ فرمایا ہے يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ۔ تو یہ واقعہ اُس دن قبل از قیامت ہوگا اس لئے کہ اگر قیامت کے دن ہوتا تو إِنَّكُمْ عَائِدُونَ نہ فرماتا کیونکہ آخرت و قیامت کے بعد کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس کی طرف عود کریں ۱۲ سلہ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد قیامت ہے اور بطش کے لفظی معنی ہیں قوت و دبدبہ کے ساتھ پکڑ لینا ۱۲ سلہ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے بندگانِ خدا! تم پر خدا کا حق ہے کہ اس کی دعوت قبول کرو اور ایمان لاؤ سو اُسے ادا کر دو۔ اور ایک مطلب یہ ہے کہ بندگانِ خدا یعنی بنی اسرائیل کو ہمارے حوالے کر دو ۱۲

كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ (۲۸) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ
ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسرے لوگوں کو کر دیا ۵۱ پس نہ ان پر آسمان رویا اور نہ

الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ (۲۹) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ
زمین اور نہ ان کو ڈھیل دی گئی اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے ۵۲

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (۳۰) مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱)
ذلت دینے والے عذاب سے نجات بخشی بیشک فرعون زیادتی کرنے والوں میں سے متکبر تھا

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۳۲) وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا
اور ہم نے دیدہ و دانستہ ان کو تمام عالموں سے برگزیدہ کر لیا تھا ۵۳ اور ہم نے ان کو اپنی نشانیوں میں سے وہ دی تھیں

فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ (۳۳) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ (۳۴) اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا
جن میں کھلی آزمائش تھی یہ تو ضرور یہی کہتے ہیں کہ انجام کار ہماری پہلی ہی موت

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ (۳۵) فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۶)
تو ہے ہم پھر مبعوث نہیں کئے جائیں گے پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو بلا لاؤ

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا
آیا یہ اچھے ہیں یا تبع کے لوگ؟ اور وہ جو ان سے پہلے تھے جن کو ہم نے ہلاک کر دیا یقیناً وہ

مُجْرِمِيْنَ (۳۷) وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۳۸) مَا
گنہگار لوگ تھے اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا

خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۹) اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ
ہم نے ان دونوں کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان میں سے بہت سے (لوگ یہ بات) کو نہیں جانتے یقیناً (حق و باطل کی) جدائی

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۴۰) يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ
کا دن ان سب کے لئے مقررہ وقت ہے جس دن کوئی یار کسی یار کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو

يُنْصَرُوْنَ (۴۱) اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (۴۲) اِنَّ شَجَرَتَ
مدد دی جائے گی وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جن پر اللہ نے رحمت فرمائی وہ بڑا زبردست (اور) بڑا رحم کرنیوالا ہے یقیناً

الزَّقُّوْمِ (۴۳) طَعَامُ الْاَثِيْمِ (۴۴) كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ (۴۵) كَغَلْيِ
تھوہر کا درخت گنہگاروں کی خوراک ہوگا (جو) پگھلے ہوئے تانبے کے مانند (ہے) معدوں میں ایسی کھلبلی مچاویگا جیسے

الْحَمِيْمِ (۴۶) خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۴۷) ثُمَّ صُبُّوْا
گرم پانی کا اونٹنا (حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو پھر اس کو جہنم کے بیچوں بیچ کھینچ لاؤ پھر اس کے

---

۵۱ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین کے سامنے سے ایک ایسا شخص گزرا کہ اللہ و رسول کا دشمن تھا تو حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ پھر حضرت کے صاحبزادے جناب امام حسین آپ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان اور زمین ضرور روئیں گے۔ پھر فرمایا کہ آسمان و زمین یا تو حضرت یحییٰ ابن زکریا پر روئے ہیں یا اب حسین پر روئیں گے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حضرت امام حسین ابن علی مرتضیٰ پر چالیس چالیس دن رویا ہے اور ان دو حضرات کے سوا وہ کسی پر نہیں رویا۔ کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اس کے رونے کی علامت کیا تھی فرمایا کہ طلوع و غروب کے وقت بہت ہی زیادہ سرخی ہو جایا کرتی تھی۔ مناقب میں ان ہی حضرات سے منقول ہے کہ آسمان جناب امام حسین پر چالیس روز خون سے رویا اور جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ یحییٰ اسی طرح ذبح کئے گئے تھے جس طرح امام حسین علیہ السلام اور آسمان و زمین سوائے ان دو حضرات کے اور کسی پر نہیں روئے ۔۔

ع ۲۵ ۱۴

۵۲ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے فرعون کا بنی اسرائیل کا غلام بنا لینا اور ان کے بیٹوں کو قتل کرنا۔

ع ۳ ۱۵

۵۳ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ اس سے مراد ہیں خود بنی اسرائیل کے زمانہ کے لوگ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں لفظ عام ہے اور معنی خاص تصریح گو بظاہر اَلْعٰلَمِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ اور آئندہ والے سب مگر مقصود ہیں صرف اُن ہی زمانہ والے۔

(باقی حواشی ضمیمہ صفحہ نمبر ۱۸۲)

فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝

اُس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ڈال دو (یہ) مزہ چکھ تو تو بڑا عزت دار سردار ہے۔

إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝

جس عذاب کے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے وہ یہی ہے۔ بلاشک پرہیزگار لوگ امن والے مقام میں

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

باغوں میں اور چشموں میں مہین اور موٹے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے

مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ایسا ہی ہوگا اور ہم اُن کی شادی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوروں سے کر دیں گے۔ وہ اُن میں بے خوف

فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَ

ہر طرح کے میوے پکار پکار کر طلب کریں گے۔ پہلی موت کے سوا اُن (جنتوں) میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے۔ اور

وَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

جو ان کو عذاب جہنم سے بچالے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کی عنایت ہے۔ یہی تو بڑی

الْعَظِيمُ ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

کامیابی ہے پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ۝ ع

پس تم بھی انتظار کرو یہ بھی منتظر ہیں۔

آیاتہا ۳۷ | کلماتہا ۴۹۲ | سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۲۱۳۱ | رکوعاتہا ۴

(سورۂ جاثیہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمن و رحیم

حم ۝ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّ فِي

حٰمٓ۔ اس کتاب کا اتارا زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہوا ہے۔ بیشک

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ

آسمانوں میں اور زمین میں ایمان لانے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں (موجود) ہیں۔ اور تمہاری پیدائش میں اور جتنے زمین پر

مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا

چلنے والوں کو وہ پھیلا دیتا ہے ان کی پیدائش میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں (موجود) ہیں۔ اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو

---

۵۱ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابوجہل نے جناب رسولخدا سے یہ کہا تھا کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ معزز و مکرم کوئی نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ ابوجہل یہ کہا کرتا تھا أَنَا الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ لہٰذا آتش جہنم میں اُسے یہی طعنہ دیا جائے گا:- ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ

۵۲ زَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے تو پروردگار عالم جناب علی مرتضےٰ کو بھیجے گا کہ وہ اہل جنت کو ان کے مکانات میں جگہ دے دیں اور حوران بہشتی سے ان کو تزویج کر دیں۔ پس وہ علیؑ ہیں جو جنت میں اہل جنت کی شادیوں کا کام خدا کی طرف سے نیابتاً انجام دیں گے۔ اور یہ خدائے تعالےٰ کا خاص فضل اور علیؑ مرتضےٰ کی خاص عزت ہے جو کسی دوسرے کو عطا نہ کی جائے گی ۔

۵۳ بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ جس جس قسم کے میوے کو ان کا جی چاہے گا اسی کے حاضر کرنے کا وہ حکم دیں گے نہ ان میں تخصیص موسم کی ہوگی اور نہ کسی مقام کی (جیسا کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بے موسم اور غیر ملکوں کے میوے گران قیمت اور بدشواری دستیاب ہوتے ہیں)

ع ۳ / ۱۷ / ۱۶

اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

رزق اللہ نے آسمان سے اتارا ہے کہ اُس کے ذریعے سے اُس نے زمین کو اُس کی موت کے بعد

مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

پھر زندہ کر دیا ہے اُس میں اور ہواؤں کے چلنے میں اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں (موجود) ہیں - یہ اللہ کی آیتیں ہیں

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ

جو ہم تم کو ٹھیک (ٹھیک پڑھ پڑھ) کر سناتے ہیں پس خدا کے اور اُس کی آیتوں کے بعد یہ لوگ کونسی بات پر

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ لا يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ

ایمان لائیں گے؟ ہر اس جھوٹے گناہگار پر سب سے زیادہ افسوس ہے - جو خدا کی آیتیں اپنے سامنے پڑھتے ہوئے سنتا ہے

ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا

پھر از روئے تکبر (اپنے کفر پر) اسی طرح اصرار کرتا ہے گویا اُس نے اُن کو سنا ہی نہیں تو اب تم بھی اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو

عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور جب اس کو ہماری آیتوں کا کچھ علم ہو جاتا ہے تو وہ اُن کی ہنسی اُڑاتا ہے - ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے -

مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا

(اور ان کے) آگے اُن کے جہنم ہے - اور اُن کے نہ تو وہ کچھ کام آئے گا جو انہوں نے کمایا ہوگا اور نہ وہ (کام آئیں گے) جن کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ

اللہ کے سوا انہوں نے سرپرست ٹھہرایا ہوگا - اور اُن کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا - ہدایت یہی تو ہے -

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ ع ۱ ۱۱ ۱۷

اور جنہوں نے اپنی پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے ان کے لئے دردناک عذاب کی مار ہے -

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ

اللہ وہی ہے جس نے سمندر کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ اُس میں کشتیاں اُس کے حکم سے چلتی رہیں

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي

اور اس لئے کہ تم اس کے فضل کے خواستگار رہو اور تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو - اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

زمین میں ہے اُس سب کو اُس نے اپنے فضل سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے - بیشک اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں (موجود) ہیں

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ

جو غور و فکر کرتے ہیں - تم اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں یہ کہدو کہ وہ اُن کو جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے معاف کر دیں کہ

---

سلہ وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ تفسیر قمی ہے کہ ہوا ہر طرف سے آتی ہے - بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ گرم لوں چلتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باد خنک بعضی ایسی ہوتی ہے کہ بادل کو جا بجا لے جاتی ہے - اور بعضی تمام زمین میں پھیل جاتی ہے - اور بعضی ایسی ہوتی ہے کہ درختوں میں پھول پھل لاتی ہے (اور بعض ایسی کہ پھلوں کو خراب کر دیتی ہے) تو یہ سب خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی دوسری قرأت تَصْرِيْفِ الرِّيْحِ بھی آئی ہے ۱۲ +

سلہ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں اللہ کا نام جو اٰیٰتِہٖ سے مقدم کیا گیا ہے یہ تعظیم اور مبالغے کی بنا پر ہے جیسے کہ عرب ہیں کہتے ہیں اَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ وَكَرَمُهٗ (مجھے زید نے اور اس کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا) - تصریح - یعنی بجائے اس کے کہ یوں کہا جاتا کہ مجھے زید کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا اس طرح ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا یہی حال اس آیت کا بھی ہے ۱۲

سلہ اِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں لفظ عَلِمَ بمعنی رَاٰی (دیکھا) استعمال کیا گیا ہے - یعنی عَلِمَ کے معنی رویت کے لئے گئے ہیں ۱۲

سلہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آئمہ علیہم السلام حق سے یہ فرمایا ہے (کہ) آئمہ جور کے بارہ میں بد دعا نہ کرو تاکہ خدائے تعالیٰ ان کو ان کی بدعملی کی سزا خود ہی دے دیگا ۱۲

اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ

خدائے تعالےٰ اُن لوگوں کو جیسا (جیسا) وہ کیا کرتے تھے اس کے بموجب خود سزا دے دے گا۔ جو شخص کوئی نیک کام کرے گا تو اپنی ذات کے (نفع کے لئے)

وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

اور جو بدی کرے گا اُس کا وبال بھی اُسی کے ذمہ ہے۔ پھر تم (سب) اپنے پروردگار کی حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔ اور یقیناً ہم نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

بنی اسرائیل کو کتاب اور قوت فیصلہ اور نبوت عطا کی تھی اور ہم نے اُن کو اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دی تھیں

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ

اور ہم نے اُن کو تمام عالموں پر فضیلت دی تھی۔ اور ہم نے ان کو امر دین کی کھلی دلیلیں عطا کی تھیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

پس انہوں نے باہم اختلاف نہیں کیا مگر اُن کے پاس علم پہنچ جانے کے بعد۔ محض آپس کی سرکشی کے باعث۔ بیشک تمہارا پروردگار

يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ

قیامت کے دن اُن کے مابین ان تمام چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے فیصلہ فرما دے گا۔ پھر ہم نے اسی (امر دین) کی

عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

شریعت پر تم کو مقرر کیا پس تم اسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا جو بے علم ہیں۔

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ

یقیناً وہ اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور بیشک یہ ظالم ایک دوسرے کے یار ہیں

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ

اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے۔ کل آدمیوں کے لئے یہ کھلی دلیلیں ہیں اور

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا

اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ہدایت و رحمت ہے۔ کیا وہ لوگ جو بدیاں کرتے ہیں انہوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ

السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً

ہم اُن کو ان لوگوں کے مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ ع ۲ ۱۰ ۱۸

اُن کا جینا مرنا یکساں ہوگا۔ جو حکم وہ لگاتے ہیں بہت ہی بُرا ہے۔ اور اللہ نے آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

اور زمین کو غرض صحیح سے پیدا کیا اور اس لئے کہ ہر نفس اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔ اور اُن پر

سـ ۵ اَنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا تفسیر قمی میں ہے کہ بس کا ظاہر تو جناب رسولِ خدا کے لئے تادیب ہے مگر باطناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے لئے تعلیم ہے ۱۲

يُظْلَمُونَ ۝ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ

ظلم نہ کیا جائے گا۔ کیا تم نے اُس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ

عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ

نے بھی جان بوجھ کر اس سے توفیقِ ہدایت سلب کر لی اور اُس نے اس کے کانوں پر اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا

غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَ

پس اللہ کے بعد اُس کی رہبری کون کرے گا؟ کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے؟ اور

قَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا

انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ ہماری زندگانی دنیا ہی تو ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اور ہم کو

إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا

زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرے گا حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے وہ بڑا قیاس دوڑایا کرتے ہیں۔ اور جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا

ہماری کھلی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو اُن کی حجت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ

بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ ہی نے تم کو حیات دی ہے پھر وہی تم کو موت دے گا پھر

يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

وہی قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں ہے تم سب کو جمع کرے گا۔ لیکن بہت سے لوگ (اتنی بات بھی)

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ

نہیں جانتے۔ اور آسمانوں کا اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔

السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ

اسی دن جھٹلانے والے نقصان اٹھائیں گے۔ اور تم ہر امت کو گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا دیکھو گے۔

كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ

ہر گروہ اپنے نوشتے کی طرف بلایا جائے گا۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ جو) جو عمل تم کیا کرتے تھے آج تم اُس کا

تَعْمَلُونَ ۝ هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا

بدلہ پاؤ گے۔ یہ ہمارا نوشتہ تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک گواہی دیتا ہے (جو) جو عمل تم کیا کرتے تھے ہم اُسے

نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا

لکھواتے جاتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں

۵۱ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ تفسیر صافی میں ہے کہ مشرکین عرب کی یہ حالت تھی کہ جس پتھر کو اچھا سا دیکھتے اسی کو پوجنے لگتے پھر اگر کوئی اس سے اچھا نظر آجاتا تو پہلے کو چھوڑ کر اس دوسرے کو پوجنے لگتے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت کل قریش کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور ان سب چیزوں کے بارے میں بھی جن جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ اور بعد جناب رسولِ خدا اس کے معنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں اس شان سے جاری رہے کہ انہوں نے حق جناب امیر المومنین غصب کیا اور اپنی خواہش نفسانی سے دوسروں کو امام مقرر کر لیا۔

۵۲ نَمُوتُ وَنَحْيَا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جاہل الورق سے یہ مقدم و مؤخر ہو گیا ہے اس لئے کہ دہریئے تو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے قائل ہی نہیں ہیں جو وہ نَمُوتُ کہ نَحْيَا کہتے بلکہ انہوں نے تو نَحْيَا وَنَمُوتُ کہا تھا اور معنے تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے۔ ۱۲ اس سطر کے اس سے اگلے حاشیہ ضمیمہ میں پڑھیے

ع ۳ ۵ ۱۹

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ
اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں سو ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ
کھلی کامیابی ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے (ان سے یہ کہا جائے گا کہ) کیا وہ

اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝
میری آیتیں تمہارے سامنے نہیں پڑھی جایا کرتی تھیں پھر تم ان سے اکڑا کرتے تھے اور تم تھے ہی گنہگار لوگ۔

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ
اور جب یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے

فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا
تو تم یہ کہدیا کرتے تھے کہ ہم جانتے ہی نہیں قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو اس کو ایک خیال ہی خیال

ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
سمجھتے ہیں اور ہم (اس پر) یقین لانے والے نہیں ہیں۔ اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کی بدی

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ
اب ان پر کھل گئی اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آگھیرا اور (ان سے) یہ کہا جائے گا

الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ
کہ آج ہم تم کو اسی طرح بھلا دیں گے (یعنی عذاب میں چھوڑ دیں گے) جیسا کہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا

النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ
جہنم ہے اور (اب) تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا بنالیا تھا

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا
اور زندگانی دنیا نے تم کو دھوکا دیا تھا۔ پس اس دن نہ وہ

يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ
اس سے باہر نکالے جائیں گے اور نہ ان سے (اپنے رب کے) راضی کرنے کی خواہش کی جائے گی۔ پس ہر قسم کی تعریف

السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ
آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار (یعنی) تمام عالموں کے پروردگار۔ اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے اور

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع
آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

ف۱
اتخذتم ایٰت اللہ ھزوًا تفسیر قمی میں ہے کہ آیات اللہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں (اور ان مجرمین میں تھے جو جہنم میں ہوں گے خدائے تعالیٰ ان سے سوال فرمائے گا کہ) آیا تم ان ہی ائمہ کی تکذیب کرتے اور ان ہی کا مذاق اڑایا کرتے تھے

ف۲
ولا ھم یستعتبون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نہ وہ خدائے تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب دے سکیں گے اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔

ف۳
ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض۔ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا میری ردا اور عظمت میری چادر ہے پس جو شخص ان دونوں صفتوں میں سے کسی میں بھی میرا مدعی بنے گا تو میں اس کو آتش جہنم میں جھونک دوں گا

اٰیاتھا ۳۵ | کلماتھا ۶۴۴ | سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ | حروفھا ۲۷۰۹ | رکوعاتھا ۴

(سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ مَا خَلَقْنَا

حٰمٓ۔ اس کتاب کا نزول زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہوا ہے۔ ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُس کو حق ہی کے ساتھ اور ایک مقررہ وقت کیلئے پیدا کیا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان چیزوں سے جن سے ڈرایا جاتا ہے رُوگرداں ہیں۔ (اے رسولؐ) تم یہ کہدو کہ آیا تم نے غور بھی کیا کہ (جن جن)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ

چیزوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ زمین میں سے انہوں نے کیا پیدا کیا ہے یا

شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ

آسمانوں کی پیدائش میں ان کا کوئی ساجھا ہے۔ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لے آؤ

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ

یا کسی علم کا بقیہ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا

يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

جو خدا کو چھوڑ کر ایسے کو پکارے جو قیامت تک اس کا جواب ہی نہ دے

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا

اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر بھی رہیں۔ اور قیامت کے دن جب سب آدمی جمع کئے جائیں گے

لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَاِذَا تُتْلٰى

تو وہ اُن کے دشمن بھی ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر بھی۔ اور جب اُن کے سامنے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا

ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں حق کے بارے میں جب کہ وہ ان کے پاس آچکا ہے

جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ

یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس رسولؐ نے اُسے خود بنا لیا ہے۔ تم یہ کہدو کہ (بالفرض) اگر

---

ف۱ ایتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ کتاب سے مراد توریت اور انجیل ہے اور اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے انبیاء و اوصیاء کا علم۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کی قرات بجائے اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کے اَثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ تھی ۱۲

ف۲ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ...... تا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکوں سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے ہر بات کے سننے والے ہر دعا کے قبول کرنے والے ہر قسم کی قدرت رکھنے والے اور ہر طرح کی خبر رکھنے والے خدا کی عبادت چھوڑ دی اور ان کی عبادت کی طرف مائل ہو گئے جو بالفرض اگر اُن کی دعا سُن بھی لیں تو ان کو کوئی جواب نہیں دیتے چہ جائیکہ ان کے راز پر مطلع ہوں اور ان کی مصلحتوں کو مدنظر رکھیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو جو سورج۔ چاند ستاروں چوپایوں۔ درختوں اور پتھروں کو پوجتے ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ چیزیں ان کی دشمن ہو جائیں گی اور ان کی عبادت کا انکار کریں گی + ۱۲

اِفْتَرٰىهُ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا

میں نے اُسے اپنی طرف سے بنا لیا ہے تو تم خدا کے عذاب سے مجھ کو بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (جن جن) چیزوں میں تم لگے ہوئے ہو اُن سے وہ خوب

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

واقف ہے ۔ میرے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو وہی کافی ہے ۔ اور وہ سب سے زیادہ بخشنے والا (اور)

الرَّحِيْمُ ○ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا

رحم کرنے والا ہے ۔ تم یہ کہدو کہ میں رسولوں میں سے کوئی انوکھا نہیں ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ

يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا

میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا (کیا) جائے گا ۔ میں تو اُس کی پیروی کرتا ہوں جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے اور

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ

میں فقط ایک کھلا ڈرانے والا ہوں ۔ تم یہ کہدو کہ آیا تم نے اس میں بھی غور کیا کہ اگر یہ (قرآن مجید) خدا کی طرف سے ہو اور

كَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

تم نے اس کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی طرح کی ایک کتاب پر گواہی دی ہے

مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

پس وہ ایمان لایا اور تم اکڑے ہی رہے تو تمہارا انجام کیا ہوگا ۔ یقیناً اللہ نافرمان لوگوں کی

الظّٰلِمِيْنَ ○ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ

راہبری نہیں فرماتا ۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو ایمان لے آئے ہیں یہ

خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

کہدیا کہ اگر یہ (رسول جو کچھ لایا ہے وہ) اچھا ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے پہلے نہ بڑھتے اور اب چونکہ انہوں نے اس کے بارے میں ہدایت

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ○ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

نہیں پائی ہے پس وہ تو یہی کہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے ۔ اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب راہبر اور رحمت تھی ۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ

اور یہ کتاب عربی زبان میں اس کی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ اُن لوگوں کو جنہوں نے نافرمانی کی ہے ڈرائے

وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اور نیکی کرنے والوں کے لئے بشارت ہو ۔ بیشک جو لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اُس پر قائم بھی رہے پس اُن کو نہ (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (گزشتہ کا) رنج کریں گے ۔ وہی لوگ

* ۵۱ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الخ تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقرؑ کی حدیث کا ایک حصہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ پر جب کوئی حکم نازل ہوتا تو اس پر کچھ عرصہ تک عمل فرماتے اس کے بعد اور حکم آجاتا پھر اس پر عمل فرماتے اور اسی کا اپنے اصحاب اور اپنی امت کو فرماتے تو لوگ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں ایک چیز کا حکم دیتے ہیں اور جب ہم اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور اس پر اچھی طرح عمل کرنے لگتے ہیں تو آپ دوسرا حکم دے دیتے ہیں ۔ آنحضرتؐ اس کے جواب میں خاموش رہتے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ اسی تفسیر میں جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ الخ جس کا مطلب جہاد کے نتائج سے متعلق تھا تو قریش نے یہ کہا کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کس برتے پر کریں جس کو یہ خبر نہیں کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (بیشک ہم نے فتح کی تمہارے لئے ایک کھلی فتح) نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اصل نزول یوں ہوا تھا اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ فِيْ عَلِيٍّ (یعنی علیؑ کے بارے میں جو وحی میری طرف جاتی ہے میں اسی کی پیروی کرتا ہوں) ۵۲ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں شاہد سے مراد جناب امیر المومنین اور دلیل اس پر سورۂ ہود کی یہ آیت ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ـــــ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۲ ع ۲ ۔ جس سے صاف صاف جناب امیر المومنین مراد ہیں (قول مترجم) چونکہ جناب امیر المومنین تمام کتب کے عالم تھے اور علم توریت کے مالک لہذا بنی اسرائیل کے علماء کی بھی شہادت دیا کرتے تھے وہ بنی اسرائیل کو ماننا پڑتا تھا ۔ ۵۳ اِنَّ الَّذِيْنَ

الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا

جنّت میں جو عمل وہ کیا کرتے تھے۔ اُس کے بدلے میں وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ہم نے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ

انسان کو اپنے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا۔ اُس کی ماں نے اُس کو پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے اُس کو

كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ

جنا۔ اور اُس کے حمل کی اور اُس کے دُودھ چھٹنے کی مدت تیس مہینے ہوئی۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا

وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ

اور چالیس برس کا ہوگیا تو اُس نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ

نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا

میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر مہربانی فرمائی ہے اور میں کوئی ایسا نیک کام کروں

تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ

جسے تو پسند فرمائے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح پیدا کردے۔ بیشک میں نے تیرے حضور میں رجوع کی ہے اور یقیناً میں

الْمُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا

فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہی لوگ جنتیوں میں ایسے ہیں جن کے اچھے عمل ہم قبول کرلیں گے

وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ

اور جن کی بدیوں سے ہم درگزر فرمائیں گے (یہ) سچا وعدہ ہے

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا

جو اُن سے (دُنیا میں) کیا جاتا تھا۔ اور وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ سے یہ کہا کہ مجھے تم سے نفرت ہے

أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي

کیا تم دونوں مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سے زمانے (والے) گزر چکے ہیں۔

وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

اور وہ دونوں خدا کی فریاد کرکے اس سے یہ کہتے تھے کہ تیرا بُرا ہو ایمان لے آ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ

مگر وہ یہی کہتا رہا کہ یہ تو فقط پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ

قول پورا اُترا (اس امت میں بھی اور) اُن گروہوں میں (بھی)، جو جنّوں اور آدمیوں میں سے پہلے بسے۔

ف ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ کے حمل میں جناب امام حسینؑ تھے۔ تو جبرئیل امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ عنقریب فاطمہ زہراؑ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کرے گی۔ پس یہ سن کر جناب فاطمہ زہراؑ کو اس حمل سے بھی رنج پہنچا اور وضع حمل کے وقت اس ولادت سے بھی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ماں ایسی نظر نہ آئے گی جو بیٹے کو جن کر رنجیدہ ہوئی ہو مگر جناب سیدہ ان کو رنج اس وجہ سے ہوا کہ ان کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ فرزند قتل کیا جائے گا۔ اور اسی امام مقتول و مظلوم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جبرئیلؑ امین پھر نازل ہوئے اور یہ عرض کی یا رسولؐ اللہ پروردگار عالم آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ اور آپ کو خوشخبری دیتا ہے۔ کہ وہ امامت و ولایت و وصایت کو اسی فرزند کی اولاد میں مقرر فرمانے والا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پھر جناب فاطمہؑ کو یہ خوشخبری پہنچائی تو وہ بھی راضی ہوگئیں۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسینؑ نے اَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي نہ فرمایا ہوتا یعنی لفظ فی سے مقید نہ کردیا ہوتا تو ان حضرت کی کل ذریت امام ہی امام ہوتی۔ پھر فرمایا جناب امام حسینؑ نے نہ جناب سیدہ کا دودھ پیا ہے اور نہ کسی اور عورت کا بلکہ وہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دے دیتے تھے جس میں سے وہ اتنا کچھ چوس لیتے تھے کہ دو تین دن کو کافی ہو جاتا تھا۔ پس جناب امام حسینؑ کا گوشت جناب رسولؐ خدا کے گوشت و خون سے پیدا ہوا اور سوائے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور جناب امام حسینؑ کے اور کوئی بچہ چھ مہینے میں نہیں پیدا ہوا (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے) ◆

إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ

بیشک وہ سب ٹوٹا اٹھانے والے تھے۔ اور ہر ایک کے لئے اُن کے اعمال کے مطابق درجے ہیں اور اس لئے کہ وہ اُن کے

أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اعمال کا بدلہ پورا پورا دے اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اور جس دن وہ لوگ کافر ہو گئے

عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

آتش جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ) اپنی زندگانی دُنیا کے مزے تو تم خوب لوٹ چکے اور اُس کا نفع بھی

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ

خوب اُٹھا چکے۔ پس آج کے دن بوجہ اس کے کہ تم زمین میں ناحق بڑائی جتایا کرتے تھے

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ وَاذْكُرْ

اور بوجہ اس کے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔ تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جاتی ہے۔ اور

أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ

قوم عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو احقاف (کے ریتلے میدانوں) میں ڈرایا حالانکہ اُن سے پہلے

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي

اور پیچھے اور بھی ڈرانے والے آچکے تھے (اور یہ کہا کہ) تم لوگ سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا

بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہم کو

عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

ہمارے خداؤں سے ہٹا دو۔ سو اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے ہم کو ڈراتے ہو وہی ہم پر لے آؤ۔

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي

انہوں نے فرمایا کہ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے اور مجھے تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے وُہی پہنچا رہا ہوں لیکن

أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ

میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو جہالت کرتے ہو۔ پس جب اُن لوگوں نے ایک بادل اپنے میدانوں کی طرف آتے دیکھا۔

قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا

تو وہ کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر مینہ برسائے گا۔ (ہودؑ نے فرمایا) بلکہ یہ تو وہ ہے جس کے بارے میں تم جلدی کیا کرتے تھے۔ ایک ہوا ہے جس میں

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا

دردناک عذاب ہے۔ یہ ہر شے کو اپنے پروردگار کے حکم سے ہلاک کر دے گی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ صبح کو

ف۱ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ تم نے کھایا۔ پیا۔ پہنا اور سوار ہوئے (یعنی ہر طرح کے آرام حاصل کر لئے اور مزے اُڑا لئے)۔ امالی شیخ مفید علیہ الرحمۃ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کے سامنے حلوا لایا گیا تو آپ نے اس کے نوش فرمانے سے انکار کیا۔ اس پر لوگوں نے عرض کی کہ کیا حضور اس کو حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ میں اس کو طلب کیا کروں۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ مناقب ابن شہر آشوب میں احنف ابن قیس سے مروی ہے کہ میں معاویہ کے پاس گیا تو اس نے شیریں اور ترش (یعنی قسم قسم کا) اتنا کھانا میرے سامنے چنا کہ مجھے اس کی کثرت سے تعجب ہوا۔ پھر ایک کھانا میرے سامنے رکھا جسے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کیا ہے۔ پس میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بطخ کی انتڑیاں ہیں جن میں گوڈ بھر کر روغن پستہ میں بھون کر اوپر سے قند چھڑکا گیا ہے۔ میں یہ سن کر رو پڑا۔ معاویہ نے پوچھا کہ تیرے رونے کا باعث کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے علیؑ یاد آ گئے۔ ایک دفعہ میں ان حضرتؑ کے حضور میں حاضر تھا کہ افطار کا وقت آ گیا۔ حضرت نے مجھ سے ٹھہرنے کو فرمایا۔ پھر ایک تھیلی منگائی جس کے منہ پر مہر لگی ہوئی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ اس تھیلی میں کیا ہے؟ فرمایا جَو کے ستو ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کیا آپ کو اس کا خوف تھا کہ اس میں سے کوئی لے لے۔ یا آپ نے بخل فرمایا کہ اس پر مُہر لگا دی ہے؟ فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں سے تو ایک بھی نہیں لیکن مجھے یہ اندیشہ ضرور تھا کہ حسنینؑ اس میں کوئی چکنائی یا روغن زیت نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کی کہ آیا وہ حرام ہے؟

ع ۲

مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ

ان کے مکان ہی مکان دکھائی دیتے تھے۔ ہم گنہگار لوگوں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ضرور ان کو ان باتوں میں

فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ

جگہ دی تھی جن میں تم کو جگہ نہیں دی ہے اور ہم نے ان کے لئے بھی کان اور آنکھیں اور دل مقرر کر دیئے تھے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ

جب وہ خدا کی نشانیوں کا انکار کرنے لگے تو نہ کچھ ان کے کان ہی ان کے کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل

مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ

اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے

ع ۳ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ

اسی نے ان کو آ گھیرا۔ اور تمہارے ارد گرد کی بستیوں کو ہم نے ضرور ہلاک کیا

الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ

اور ان آیتوں کو بار بار بیان کیا تاکہ وہ (نافرمانی سے) باز رہیں۔ پھر جن کو انہوں نے

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

خدا کے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے خدا بنا لیا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ بلکہ وہ تو ان سے غائب ہو گئے۔

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا

اور ان کے جھوٹ کی اور افترا پردازیوں کی اصلیت یہی ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے جنوں کے

مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

ایک گروہ کو تمہارے پاس بھیجا کہ وہ قرآن مجید کو غور سے سنیں۔ چنانچہ جب وہ اسے سننے آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا

پھر جب وہ ختم ہو چکا تو وہ ڈرانے کے لئے اپنی قوم میں پھر گئے۔ اور وہاں جا کر کہنے لگے کہ اے ہماری قوم! ہم

سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق

يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ

کرنے والی ہے اور حق کی طرف اور راہ راست کی طرف رہبری کرتی ہے اے ہماری قوم!

اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا

۵۱

يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۵ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بہت کچھ نعمتیں عطا کی تھیں پھر انہوں نے کفر کیا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔ پس تم اس بات سے ڈرتے رہو کہیں تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جیسا کہ ان پر ہوا۔

۵۲

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۵ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے جن دیوتاؤں پر یہ بھروسا تھا کہ وہ خدا کے یہاں ان کی تقریب کر دیں گے اور یہ کہا کرتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہوں گے) انہوں نے ان کو ہلاکت سے کیوں نہ بچا لیا۔

۵۳

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو تمہاری طرف مائل کر دیا تھا اور نفر ایسے گروہ کو کہتے ہیں جن کے شرکا کی تعداد دس سے کم ہو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ یہ جن تھے اور تعداد میں نو تھے ایک تو جنات نصیبین سے تھا اور آٹھ بنی عمرو بن عامر سے۔ کتاب مذکور میں ان کے نام بھی لکھے ہیں۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ

اور تم کو دردناک عذاب سے بچائے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی (بات) نہ مانے گا

بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ

وہ زمین میں تو اُس (اللہ) کو عاجز نہ کر سکے گا اور سوائے اُس (اللہ) کے کوئی اس کا کارساز نہ ہوگا۔ ایسے ہی لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

کھلی بدبختی میں رہیں گے۔ کیا انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ وہی اللہ جس نے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي

زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں اس پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کردے۔ ہاں

اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ

وہ ضرور ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن وہ لوگ جو کافر ہو گئے جہنم کے سامنے کئے جائیں گے

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

(تو اُن سے یہ بھی کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے ہمارے پروردگار کی قسم یہ ضرور حق ہے۔ فرمائے گا کہ اب جیسا تم

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

انکار کیا کرتے تھے اس کے عوض اس عذاب کا مزہ چکھو۔ پس (اے رسولؐ) تم ویسا ہی صبر کرو جیسا کہ رسولوں میں سے اولوالعزم رسول

وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا

صبر کیا کرتے تھے اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کرو۔ جس دن یہ اُسے دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو یہ ایسا سمجھیں گے کہ گویا

اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

دن کے ایک گھنٹہ سے زیادہ دُنیا میں نہیں رہے۔ (یہی سمجھانا) کافی ہے۔ کیا نافرمان لوگوں کے سوا کوئی اور ہلاک ہوگا؟

آیاتھا ۳۸ — کلماتھا ۵۵۸ — سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ — حروفہا ۲۴۷۵ — رکوعاتھا ۴

(سورۂ محمد مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝

جو لوگ کافر ہو گئے اور (انہوں نے لوگوں کو) راہِ خدا سے روکا خدا نے اُن ہی کے اعمال باطل کر دیئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰي مُحَمَّدٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور جو کچھ محمد (مصطفےٰ) پر نازل کیا گیا

ل۵ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ تفسیر صافی میں ہے کہ اولوالعزم کے معنی ہیں صاحبان شریعت جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے قائم کرنے اور برقرار رکھنے میں پوری کوشش کی اور جو جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو برداشت کیا۔ نیز اس سے مراد ہیں رسولوں میں سے بڑے کوشش کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے اور یہ خطاب خود آنحضرت سے ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ نوحؑ و ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نے دریافت کیا کہ یہ اولوالعزم کیسے ہو گئے؟ فرمایا کہ نوحؑ کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث کئے گئے تھے اور ہر پیغمبر جو بعد نوحؑ کے آیا وہ انہی حضرت کی کتاب اور شریعت پر عامل رہا تا آنکہ حضرت ابراہیمؑ اپنے صحیفوں کے ساتھ مبعوث کئے گئے۔ اور اس حکم کے ساتھ کہ اب نوحؑ کی کتاب چھوڑ دی جائے نہ بحیثیت انکار بلکہ اس حیثیت سے کہ اب وہ منسوخ ہو گئی پس ہر نبی جو بعد ابراہیمؑ مبعوث ہوا وہ انہی حضرت کی شریعت اور طریقہ اور صحیفوں پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام توریت اور اپنی شریعت اور یہ حکم لے کر آئے کہ اب صحف ابراہیم متروک کئے جائیں۔ پس بعد موسیٰؑ جو نبی مبعوث ہوا وہ توریت اور ان کی شریعت پر عمل کرتا رہا۔ تا آنکہ مسیحؑ انجیل اور یہ حکم لے کر آئے کہ اب شریعت موسیٰؑ متروک ہو۔ پس بعد مسیحؑ جو نبی مبعوث ہوا وہ انہی کی شریعت اور انہی کے طریقے پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب محمد مصطفےٰ ... اپنی شریعت لے کر آئے پس آنحضرت نے جس چیز کو حلال قرار دے دیا وہ قیامت تک حلال ہے اور جس کا حرام قرار دیا وہ قیامت تک حرام ہے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے)

ع ۹ ۴

وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝

اور وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس پر بھی ایمان لائے اُن سے اُن کی بُرائیاں دُور فرمادیں اور اُن کی حالت درست کردی

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

یہ اس لیے کہ جو کافر ہوگئے انہوں نے تو باطل کا اتباع کیا اور جو ایمان لائے

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ

انہوں نے اس حق کی پیروی کی جو اُن کے پروردگار کی طرف سے ہے ۔ اس طرح اللہ آدمیوں کے لئے

اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ

ان کی مثالیں بیان فرماتا ہے ۔ پس جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو گردنوں کا مارنا ہے یہاں تک کہ جب تم

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى

اُن کو خوب قتل کر چکو تو کس کس کے مشکیں باندھ لو پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لے لینا جب تک کہ

تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ڔ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ

لڑائی اپنے ہتھیار نہ ڈال دے ۔ ایسا ہی ہے ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو اُن سے بدلہ لیتا

وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

لیکن اس لئے کہ تم میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے (اُس نے حکم جہاد دیا) اور جو لوگ راہِ خدا میں مارڈالے گئے

فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ

تو ہرگز ان کے اعمال ضائع نہ کرے گا۔ عنقریب وہ اُن کو (جنت تک) پہنچادے گا اور اُن کے حال کی اصلاح فرمائے گا ۔ اور وہ اُن کو

الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ

جنت میں داخل کردے گا جو اُس نے اُن کو پہنچوادی ہے ۔ اے ایمان لانے والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے

يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ

تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں پس اُن کے لئے ہلاکت ہے اور

اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

ان کے اعمال باطل کردے گا۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے جو کچھ اُتارا اُس سے انہوں نے نفرت کی پس اُس نے بھی ان کے اعمال

اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

اکارت کردیئے ۔ کیا وہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَ

جو لوگ اُن سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہُوا اللہ نے اُن کو ہلاک کردیا اور

ع ۱۳

سلہ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آئت ابوذر غفاریؓ۔ سلمان فارسیؓ۔ عمار یاسرؓ اور مقدادؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد شکنی نہیں کی اور جو کچھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لائے یعنی اس ولایت پر جو اللہ نے نازل کی تھی ثابت قدم رہے اور وہ خدا کی طرف سے حق ہے اس سے مراد خود جناب امیر المومنین ہیں۔ سلہ اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مطلب وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب رسولؐ خدا اور جناب امیر المومنین کے دشمنوں کا اتباع کیا۔ سلہ اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سورہ محمد میں ایک آئت ہمارے بارے میں ہے (جو یہی ہے) اور ایک آئت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے (جس کو دوسرے اس سے پہلے ہی پڑھ چکے)۔ سلہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد یہ فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی کے بارے میں دو حکم ہیں ایک تو یہ کہ جب تک لڑائی برپا ہے اور ہتھیار نہیں رکھے گئے ہیں اور لڑنے والے مقتول نہیں ہوئے ہیں تو اس حال میں جو کافر گرفتار کیا جائے گا امام کو اختیار ہے خواہ اس کی گردن مار دے یا اس کے مقابل کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اس کو یونہی چھوڑ دے کہ وہ خون میں لوٹتے لوٹتے مرجائے یہ تو خدا کے اس قول کے مطابق ہے اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ (دیکھو پارہ نمبر ۶ رکوع ۹) اور دوسرا حکم اس وقت کا ہے جب کہ لڑائی موقوف ہو چکے اور مخالف مقتول ہو چکیں تو جو قیدی اس حالت میں گرفتار کیا جائے گا اور مومنین کے ہاتھوں میں ہوگا تو امام کو اختیار

لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کافروں کے لئے ویسے ہی انجام ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ ان لوگوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اور

اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں۔ یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ

انہوں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ

کافر ہوگئے وہ (دُنیا میں) اسی طرح نفع اُٹھالیں گے جیسے چوپائے چرچک لیتے ہیں اور (آخرت میں) آتش دوزخ

مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ

اُن کا ٹھکانا ہوگا۔ اور کتنی ہی بستیاں تمہاری اس بستی سے جس نے تم کو نکال باہر کیا قوت میں بہت زیادہ تھیں

الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى

ہم نے اُن کو ہلاک کردیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔ کیا وہ شخص جو

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ۝

اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہو اس کے مانند ہو سکتا ہے جس کی نظر میں اُس کی بداعمالی زینت دے دی گئی ہو اور انہوں نے اپنی

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ

(اپنی) خواہشوں کی پیروی کی ہو اس جنت (والوں) کی مثل جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اس میں کچھ نہریں تو ایسے پانی کی ہوں گی جس کی بو

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬

یا مزہ بدلا ہوا نہ ہوگا اور کچھ نہریں ایسی دودھ کی ہوں گی جن کا مزہ بدلا ہوا نہ ہوگا اور کچھ نہریں ایسی شراب کی ہوں گی جس سے پینے والوں کو مزہ

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ

آجائے گا۔ اور کچھ نہریں صاف کئے ہوئے شہد کی ہوں گی اور اُن لوگوں کے لئے اس جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور

مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

اُن کے پروردگار کی طرف سے معافی۔ کہیں یہ شخص کی مانند ہوسکتی ہے جو دائما جہنم میں رہے گا اور جن کو ایسا گرما گرم پانی پلایا جائے گا

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ

کہ ان کی انتڑیاں کاٹ کاٹ ڈالے گا۔ اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری باتیں غور سے سنتا ہے یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھ کر چلے

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ

جاتے ہیں تو اُن لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہیں کہ ابھی اس رسول نے کیا کہا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

38

سلہ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہوگئے اور علیؑ کے بارے میں جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اس سے متنفر رہے تو ان کو ہلاکت و عذاب ایسا ہی دیا جائے گا جیسا کہ پہلی اُمتوں کو دیا جا چکا ہے ۱۲ ع ۵

سلہ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تفسیر قمی میں ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے تو وہ لوگ مراد ہیں جو امامت جناب امیر المومنین پر قائم رہے اور تفسیر صافی میں ہے کہ مَوْلٰی کے معنی ہیں ان کے دشمن کے برخلاف ان کی نصرت کرنیوالا ۱۲

سلہ وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب کا دفع کرنے والا کوئی نہ ہوگا یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کے خلاف نہیں ہے ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع ۱۴) اس لئے کہ اس میں مَوْلٰی کے معنی مالک کے ہیں اور یہاں بلا دفع کرنے والے کے ۱۲

سلہ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنین ہیں ۱۲

سلہ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے جناب امیر المومنین کا حق غصب کیا تھا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان لوگوں سے منافق مراد ہیں ۱۲

سلہ مَثَلُ الْجَنَّةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مطلب ہے مَثَلُ اَهْلِ الْجَنَّةِ اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین اس کی قرأت یوں فرمایا کرتے تھے اَمْثَالُ الْجَنَّةِ ۱۲

الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ

جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیرو ہو گئے ہیں۔ اور جو لوگ

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا

ہدایت یافتہ ہو گئے ان کی ہدایت کو اور زیادہ کر دے گا اور ان کو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائے گا۔ پس کیا یہ قیامت کے سوا

السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنّٰى لَهُمْ

وہ اور کسی چیز کے منتظر ہیں کہ ان پر ناگہاں آ جائے سو اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں۔ پس اب جب ان کی

إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ

نصیحت بھی ان کے پاس آ پہنچی تو یہ کس خیال میں ہیں؟ پس یہ سمجھ لو کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور تم اپنے گناہوں کی

لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

معافی کے لئے اور مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرو۔ اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے کو اور تمہارے ٹھکانے کو خوب

مَثْوَاكُمْ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنزِلَتْ

جانتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں یہ کہتے ہیں کہ (جہاد کے بارے میں) کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی پھر جب ایک

سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم

صاف صاف سورت اتاری گئی اور اس میں لڑائی کا ذکر کیا گیا تو تم نے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلٰى

روگ ہے دیکھا کہ وہ تمہاری طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھا کرتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو سو

لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا

انہی کے لئے خرابی ہے۔ حکم ماننا اور اچھی بات کہنا (بہتر ہے) پھر جب معاملہ پختہ ہو جائے۔ پس اگر وہ اللہ سے سچے رہیں گے

اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا

تو (ان کا کام) ان کے لئے بہتر ہوگا۔ پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم

فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی

فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰى

پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا۔ تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا

قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلٰى أَدْبَارِهِم

ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ تحقیق جو لوگ بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی تھی

ع ٦

۵۱ ویغفرلک ذنبک ... تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے سب کو دعوت دی سب نے قبول کیا جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ تو سمجھتا بھی ... بھی کہ حضرت کی نظر سے ان ... کے بعد تعظیم کے ... خدا نے جب کو کبھی ... کی بہتری منظور ہوتی ... پر چھپا دیتا تھا کہ وہ ... نہ سمجھتے تھے۔ پس خدا نے تعالیٰ کے قول ... کا یہی مطلب ہے۔

۵۲ فقد جاء اشراطہا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا سے نماز ساعت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرمایا۔ اس وقت قائم ہوگی جبکہ نجوم پر لوگوں کا ایمان ہوگا اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ علامات آخر میں جناب رسول خدا سے عبداللہ بن مسعود کے سوال کے جواب منقول ہیں۔ نیز یہ بھی ہے کہ اس میں قیامت کی علامتیں وہ یہ ہیں کہ ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے ہنکا کر مغرب کی طرف لا جمع کرے گی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ نالج زیادہ کرے گا ورنہ اس مرض زیادہ ہو جائیں گے ... جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم کم ہو جائے گا جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ شراب پی جائے گی زنا پھیل جائے گا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں اس قدر بڑھ جائیں گی کہ پچاس پچاس عورتوں میں ایک ایک مرد ہوگا۔ تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت سے جناب رسول خدا کا حضرت سلمان فارسی سے قیامت کی علامتیں بیان کرنا جو منقول ہے وہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے ... (اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى

اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے شیطان نے اُن کو فریب دیا۔ اور اُن کو امیدیں دلائیں

لَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ

یہ اس لئے کہ انہوں نے اُن لوگوں سے جنہوں نے خدا کے نازل کئے ہوئے کو بُرا سمجھا ہوا تھا یہ کہا کہ ہم

فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ○ فَكَيْفَ اِذَا

بعض معاملات میں تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور اللہ اُن کے بھید کو خوب جانتا ہے۔ پھر اُس وقت کیا حالت ہوگی

تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ○ ذٰلِكَ

جب کہ فرشتے ان کا خاتمہ اس حالت میں کریں گے کہ اُن کے مُنہ پر اور اُن کی پیٹھ پر مارتے ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ

بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○ ع

انہوں نے اُس کی تو پیروی کی جس نے خدا کو ناراض کیا اور اُس کی خوشنودی کو بُرا جانا پس اُس نے بھی اُن کے اعمال کو اکارت کر دیا

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ○

آیا اُن لوگوں نے جن کے دلوں میں روگ ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ اُن کے کینوں کو ظاہر نہ کرے گا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن لوگوں کو تمہیں دکھلا دیں پھر تم اُن لوگوں کو اُن کی علامتوں سے پہچان لو اور تم اُن کو اُن کی بات کے لہجے سے ضرور پہچان لوگے

الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ

اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اور ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو

مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

سمجھ لیں اور صبر کرنے والوں کو سمجھ لیں اور تمہاری خبروں کو جانچ لیں۔ بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) راہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

خدا سے باز رکھا اور بعد اس کے کہ ہدایت اُن پر کھل چکی تھی اُنہوں نے رسُول کی نافرمانی کی

الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○ يٰٓاَيُّهَا

وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اور وہ اُن کے اعمال بہت جلد اکارت کر دے گا۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ○

ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسُول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو بیکار نہ کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ

بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) راہ خدا سے باز رکھا پھر کفر کی حالت میں مر گئے

**۵۱** الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ تفسیر قمی میں اوپر کی روایت کسی قدر کمی وبیشی کے ساتھ مروی ہے۔

**۵۲** اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ تفسیر البرہان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے جناب امیر المومنین علی کی ولایت کا خدا نے حکم دیا تھا بہت سے موقعوں پر نصرت کی خصوصاً بدر کے دن حنین کے دن بطن نخلہ میں حاجیوں کو پانی پلانے کے دن اور اس عرفہ کے دن جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے پندرہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور اس حج میں جس میں جناب رسولؐ خدا مسجد الحرام سے روکے گئے اور جحفہ میں اور خم غدیر میں تفسیر قمی میں ہے کہ مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ سے مُراد ہے فلاں اور فلاں کی دوستی خصوصاً اور جناب امیر المومنین پر ظلم کرنے والوں کی دوستی عموماً ۱۲

**۵۳** وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ امالی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ میں نے چار باتیں کہی تھیں جن کی تصدیق خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی۔ ازانجملہ میں نے یہ کہا تھا اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ فَاِذَا تَكَلَّمَ ظَهَرَ (آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے جب بات کرے گا ظاہر ہو جائے گا) قول مترجم۔ شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے۔

"تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد"

پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ لحن القول سے مُراد ہے ان لوگوں کا علیؑ ابن ابی طالب سے بغض رکھنا۔ نیز یہ بھی کہا ہے کہ ہم زمانہ جناب رسُول خدا میں منافقوں کو اس طرح پہچان لیتے تھے کہ وہ علیؑ سے بغض رکھا کرتے تھے۔ ایسی ہی روایت حضرت جابرؓ ابن عبد اللہ انصاری سے بھی منقول ہے (اس سے آگے اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ○ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ

تو خدا ہرگز اُن کے گناہ نہ بخشے گا۔ پس سستی نہ کرو اور صلح کی خواہش نہ کرو۔ جس حال میں کہ تم

الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ○ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

غالب ہو۔ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال کو معطل نہ کرے گا۔ سوائے اس کے نہیں کہ زندگانی دنیا

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ

تو کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لے آئے اور پرہیزگار رہے تو تمہارے اجر تم کو عطا کرے گا اور تمہارے کُل مال تم سے نہ

اَمْوَالَكُمْ ○ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ○

مانگے گا۔ اگر تم سے کل مال مانگے پھر تم کو تنگ کرے تو تم بخل کرنا اور وہ تمہارے کینوں کو دور کر دے گا۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ

لو سنتے بھی ہو اب تم بلائے جاتے ہو کہ راہِ خدا میں کچھ خرچ کرو سو تم میں سے کوئی کوئی

مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

ایسا بھی ہے جو بخل کرے گا۔ اور جو بخل کرے گا وہ اپنی ہی ذات کے لئے بخل کرے گا۔ اور اللہ

الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ

غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو وہ تمہارے بدلے اور لوگ لے آئے گا۔

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○ ع ۴ ۱۰

پھر وہ تمہارے مانند نہ ہوں گے۔

آیاتہا ۲۹ کلماتہا ۵۶۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ حروفہا ۲۹۵۹ رکوعاتہا ۴

(سورۂ فتح مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ○ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

بیشک ہم نے تمہارے لئے فتح کی ایک کھلی فتح تا کہ اللہ تمہاری خاطر سے تمہاری (اُمت سے) اگلے

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

گناہوں کو بھی بخش دے اور پچھلوں کو بھی اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کرے اور تم کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ○ هُوَ

صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ اور عزت والی نصرت کے ساتھ اللہ تمہاری نصرت کرے۔ وہ

سلہ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ لفظ وتر سے ہے جس کے معنی ہیں کسی کے عزیز یا سرگرم دوست کو قتل کر ڈالنا اور تنہا کر دینا اعمال کے لئے جو یہ لغت استعمال کیا گیا ہے تو اس کے معنی ہیں کسی شخص کے اعمال کو ضبط کر لینا اور اس کو تنہا یعنی اعمال سے خالی چھوڑ دینا اور یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کی ناسخ ہے وَاِنْ تُخْفُوْا لِلسِّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا الخ (دیکھو پارہ نمبر ۱۰ رکوع نمبر ۳)

سلہ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ تمہارے مال پورے پورے طلب نہیں فرمائے گا۔ بلکہ اس کے تھوڑے جزو پر اکتفا کرے گا۔ مثلاً دسواں۔ بیسواں یا چالیسواں حصہ۔

سلہ وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ عداوت ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔

سلہ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اگر تم ولایت علیؑ سے روگردان ہو جاؤ گے تو

سلہ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ دوسرے لوگوں کو تمہارا قائم مقام کر دے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اوروں کو اس امر میں داخل کر دے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے گروہ عرب اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو خدائے تعالیٰ تمہارے بدلے اور لوگوں کو لے آئے گا یعنی مفتوحہ قوموں میں سے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ مفتوحہ قوموں میں سے اُن سے بہتر ان کے بدلے میں لے آیا۔ نیز اسی کتاب میں یہ بھی روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا کے اصحاب میں سے بعض نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے؟ اس وقت سلمانؓ فارسی آنحضرتؐ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک سلمانؓ کی ران پر مار کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم اور اسی کی قسم جس کے قبضہ

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا

وہی تو ہے جس نے مومنین کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تاکہ

اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اُن کے ایمان کے ساتھ اطمینان کو اور بڑھا دے۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور اللہ ہی صاحبِ علم و حکمت ہے۔ تاکہ مومن مردوں اور

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں

فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

اور اُن سے اُن کی برائیوں کو دور کر دے۔ اور یہی اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔

عَظِيْمًا ۙ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

اور منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو

الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ

اللہ کی نسبت برے برے گمان کیا کرتے ہیں خوب سزا دے۔ اُن برائیوں کا بھیر اُن ہی پر پڑے گا۔ اور

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ

اللہ اُن پر غضبناک ہوگا اور اُن پر لعنت کرے گا اور اُن کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے اور وہ بہت ہی برا

مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

ٹھکانا ہے۔ اور آسمانوں کے اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ زبردست (اور)

حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا

حکمت والا ہے۔ (اے رسول) بتحقیق ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری پہنچانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم لوگ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کو قوت پہنچاؤ اور اس کی عظمت کرو۔ اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

(اے رسول) حقیقت میں جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ ہی کا

اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى

ہاتھ ہوتا ہے۔ پھر جو (عہد کو) توڑ دے اُس کا ضرر اُسی کی ذات پر پڑے گا۔ اور جو اُس (عہد) کو پورا کرے

۱؎ السَّكِيْنَةَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے ثبات عقل اور اطمینان قلب۔ اور کافی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ السَّكِيْنَةَ سے مراد ایمان ہے۔

۲؎ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول خدا کی مخالفت نہیں کی اور صلح کو بے موقع نہیں سمجھا۔

۳؎ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح کو بے موقع سمجھا۔ اور جناب رسول خدا پر اتہام لگایا۔

۴؎ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول جس وقت وہ تم سے بیعت کرتے ہیں اور تم ان کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہو تو وہ تمہارا ہاتھ بمنزلہ خدا کے ہاتھ کے ہے اس لئے کہ وہ تم سے بیعت کرنے میں فی الحقیقت خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث لوگوں کے بیعت کرنے کے بارے میں درج ہے جس میں یہ فرمایا کہ بیعت کا اقرار کرنا چھنگلیا سے لے کر انگوٹھے تک ہے اور اس کا توڑ دینا انگوٹھے سے لے کر چھنگلیا تک ہوتا ہے۔ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں ایک حدیث لوگوں کے جناب امام رضاؑ سے بیعت کرنے کے بارے میں ہے از انجملہ یہ ہے کہ جناب امام رضاؑ نے اپنا دست مبارک اٹھا کر پہلے اپنے روئے مقدس پر پھیرا اور پھر ان لوگوں کے منہ پر پھیرا۔ پس مامون نے اُن حضرت سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لئے پھیلا دیجئے۔ جناب امام رضاؑ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول خدا اسی طرح بیعت لیا کرتے تھے۔ چنانچہ لوگ ان حضرت سے بیعت کرتے تھے اور آپ کا دست مبارک ان لوگوں کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ پوری آیت بیعت الرضوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس میں خدائے تعالیٰ نے ان سے یہ شرط لی تھی کہ بعد اس کے جناب رسول خدا کی کسی بات کو بے موقع نہ سمجھیں گے (باقی صفحہ ۹۱۰ پر)

بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ سَيَقُوْلُ لَكَ

جس پر اُس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب وہ بھی اُس کو بڑا اجر عطا کرے گا۔ قریب ہے کہ

الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ

بدوؤں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے تم سے یہ کہیں گے کہ ہمارے مالوں نے اور ہمارے بال بچوں نے ہم کو کام میں لگائے رکھا آپ ہمارے

لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ

لئے مغفرت کی دعا مانگیں یہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔ تم یہ کہدو کہ اگر اللہ تمہارے بارے میں

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ

کوئی نقصان چاہے یا تمہارے حق میں کوئی نفع چاہے تو اُس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا تمہاری خاطر کچھ بھی بس چل سکے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ

بلکہ اللہ تو جو عمل تم کرتے ہو اُس سے خوب واقف ہے۔ بات یہ ہے کہ تم نے تو یہ گمان کر لیا تھا کہ رسول اور

الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ

مومنین اپنے بال بچوں میں کبھی پلٹ کر ہی نہیں آئیں گے اور یہی بات تمہارے دلوں میں زینت پاگئی تھی اور تم نے

ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

بڑے بڑے گمان کر لئے تھے اور تم ہو ہی ہلاک ہونے والے لوگ۔ اور جو شخص اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا

فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تو ہم نے بھی عنقریب کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور آسمانوں کا اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

وہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا

قریب ہے کہ پیچھے رہ جانے والے جب تم مال غنیمت کے لئے جاؤ گے یہ کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے پیچھے

نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا

پیچھے چلیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے وعدے کو بدل دیں۔ تم یہ کہدو کہ تم ہرگز ہمارے پیچھے نہ آنے پاؤ گے

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ

یہ تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔ پھر وہ عنقریب یہ کہیں گے کہ نہیں تم ہی ہم سے حسد کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

وہ سمجھتے ہی کم ہیں۔ تم اُن پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے یہ کہدو کہ

ع ۱۰ ۹

(بقیہ صفحہ ۶۱۲) خواہ وہ کچھ ہی کریں، اور جس بات کے کرنے کا وہ حضرت حکم دیں گے اس میں ان کی مخالفت نہ کریں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے نزول آیت رضوان کے بعد یہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ الخ اور خدائے تعالیٰ ان سے راضی ہی اسلئے شرط سے ہوا کہ اس کے بعد خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرتے رہیں اور اس عہد کو کبھی نہ توڑیں جس کی وجہ سے خدا ان سے راضی ہوا ہے۔ قرآن مجید جمع کرنے والوں نے اس آیہ شرط کو آیہ رضوان سے مقدم کر دیا۔ حالانکہ بیعت رضوان والی آیت پہلے نازل ہوئی تھیں اور شرط والی بعد میں"

حواشی صفحہ ھذا

سلہ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس قول کے بموجب ان سے مراد قبائل اسلم۔ جہینہ۔ مزینہ اور غفار ہیں جن سے جناب رسول خدا نے سال حدیبیہ میں جہاد کی نیت سے نکلنے کو فرمایا تھا مگر یہ پیچھے رہ گئے تھے اور اپنے بال بچوں کی اور اپنے مال و متاع کی حفاظت کا بہانہ کر دیا تھا۔ حالانکہ پیچھے رہ جانے والے کا سبب کم ہمتی ضعف عقیدہ اور قریش سے لڑنے کا خوف تھا کہ وہ ہم کو ضرور روکیں گے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جن سے جناب رسول خدا نے حدیبیہ جاتے وقت ساتھ چلنے کو فرمایا تھا اور جب آنحضرت حدیبیہ سے مدینہ منورہ کو لوٹ آئے تو غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت ان پیچھے رہ جانے والوں نے حضرت سے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ الخ سلہ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ گناہوں کی بخشش اور رحمت تو اس کی خاص شان ہے اور عذاب دنیا اس کی قسمت تو اس کے ماتحت اسی سبب سے حدیث قدسی میں آیا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ (میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے)۔ سلہ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے غزوہ حدیبیہ میں جانے والوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو غنیمت مکہ کے بدلے غنیمت خیبر عطا فرمائے گا اور تخصیص کرنے کے لئے (باقی صفحہ ۶۱۴ پر)

سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ

عنقریب تم ایک بڑی سخت لڑاکا قوم کی طرف بُلائے جاؤگے (یا تو) تم اُن سے لڑوگے یا وہ اسلام لے آئیں گے۔

فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم

پھر اگر تم اطاعت کروگے تو اللہ تم کو بہت ہی اچھا اجر عنائت فرمائے گا۔ اور اگر تم اُسی طرح رُوگردان ہوجاؤگے جیسا کہ تم پہلے

مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ

رُوگردانی کرچکے ہو تو تم کو دردناک عذاب سے معذّب کرے گا۔ نہ اندھے پر کوئی الزام ہے

وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَن يُطِعِ

اور نہ لنگڑے پر کوئی الزام ہے اور نہ بیمار پر کوئی الزام ہے اور جو

اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ

اللہ کی اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ

اور جو رُوگردانی کرے گا اُسے دردناک عذاب سے معذّب فرمائے گا۔ بیشک اللہ مؤمنوں سے راضی ہوگیا

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ

جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کررہے تھے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے وہ اس سے آگاہ ہے پھر

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً

اُس نے تسکین اُن پر نازل فرمائی اور اُن کو ایک قریب کی فتح اور بہت سی لُوٹ کا موقع دیا

يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً

جسے وہی لے لیں گے۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اللہ نے تم سے بہت سی غنیمت کا وعدہ کیا ہے۔

تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ

جسے تم لے لوگے پھر اس نے تمہاری خاطر سے جلد اس کا موقع لا دیا اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔

وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَأُخْرَىٰ

اور اس لئے کہ یہ (لڑائی) مومنوں کے لئے تو ایک نشانی ہوجائے اور وہ (اللہ) تم کو صراط مستقیم کی ہدایت کردے۔ اور ایک اور فتح

لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

جس پر تم قابُو نہ پاسکے تھے بلیشک اللہ نے اُس پر احاطہ کرلیا تھا۔ اور اللہ ہر چیز پر (پُوری پُوری)

شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ

قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ جو کافر ہوگئے ہیں تم سے لڑ پڑیں گے تو ضرور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے

(بقیہ صفحہ ٦١٣) یہ چاہتے تھے کہ غنیمت خیبر میں ہم بھی شریک ہو جائیں اور اس طرح خدا کے وعدے کو بدل دیں ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا

سلہ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تفسیر صافی میں ہے کہ اس قوم سے مُراد قبیلۂ ہوازان و قبیلۂ ثقیف ہیں ۱۲

سلہ أَجْرًا حَسَنًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد ہے دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں ثواب و جنت ۱۲

ع ١٠

سلہ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۔ (قصہ بیعت کے لئے دیکھو صفحہ ٦١٣ نوٹ نمبر ا) تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے۔ کہ جناب امیرؑ المومنین نے معاویہ کو یہ تحریر فرمایا۔ کہ خدائے تعالےٰ کے اس قول لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ کے مطابق جن لوگوں نے اس درخت کے نیچے جناب رسُول خدا بیعت کی تھی ان میں سے پہلا میں ہوں ۱۲

سلہ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد ہے فتح خیبر جو حدیبیہ کے واپس آنے کے بعد میسر ہوئی ۱۲

سلہ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد غنیمت خیبر ۱۲

ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ

پھر وہ نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ مددگار۔ اللہ کے قاعدے کے موافق جو پہلے سے ہوتا

مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝ وَهُوَ الَّذِي

چلا آیا۔ اور تم اللہ کے قاعدے میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے

كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ

جس نے شہر مکہ کے بیچوں بیچ بعد اس کے کہ تم کو کفار پر غلبہ دے دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو

أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ

اُن سے روک دیا۔ اور عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھنے والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا

وُہی لوگ تو ہیں جو کافر ہو گئے اور انہوں نے تم کو مسجد الحرام سے روکا اور قربانی کو اس بات سے روکے رکھا

أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ

کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچے اور اگر کچھ ایسے ایمان والے مرد اور ایمان دار عورتیں نہ ہوتیں جن کو

تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

تم نہ جانتے تھے۔ (اور لڑائی میں) تم ان کو کچل ڈالتے اس طرح تم کو ان کی طرف سے بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا۔

لِّيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ

(تو وہ تم کو نہ روکتا مگر روکا اس لئے) تاکہ اللہ جس شخص کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے اگر یہ (مومنین وہاں سے) ہٹ جاتے تو ہم ان کو جو

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ

کہ جو کافر ہو گئے تھے ضرور دردناک عذاب سے معذب کرتے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں

الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ

حمیت کو جگہ دی (اور وہ بھی) جاہلیت کی حمیت تو اللہ نے بھی تسکین اپنے رسول پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ

اور مومنین پر نازل کر دی اور ان کے لئے کلمہ تقوےٰ لازم کر دیا اور وہ تھے بھی اس کے مستحق

بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَّقَدْ صَدَقَ

اور اس کے اہل اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔ بیشک

اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ

اللہ نے اپنے رسول کے برحق خواب کو سچا کر دکھایا۔ کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن امان کے ساتھ

ع ۹ / ۳

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

سلہ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو امتیں گزر چکیں ان میں خدا نے قاعدہ یہی مقرر کر دیا تھا کہ اس کے انبیاء غالب رہیں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے) ۲

سلہ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ تفسیر قمی میں ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس بات کے کہ تم نے مدینہ منورہ سے حرم مکہ کا قصد کیا وہ خود تم سے طالب صلح ہوئے حالانکہ اس سے پہلے مدینہ میں وہ تم پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور تم طالب صلح ہوا کرتے تھے۔ اب الٹے وہ طالب صلح ہیں ۲

سلہ رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنٰتٌ ...... تا ...... بِغَيْرِ عِلْمٍ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی نبی کو اطلاع دے دی کہ اس صلح کا اصلی باعث یہ ہے کہ جو مومن مرد اور مومن عورتیں مکے میں تھیں اگر صلح نہ ہوئی ہوتی اور لڑائی ہوتی تو وہ قتل ہو جاتے۔ صلح ہو جانے سے وہ امن میں رہے۔ اور انہوں نے اپنے اسلام کو بھی ظاہر کر دیا اسی سے کہا جاتا ہے کہ یہ صلح اہل اسلام کی بڑی سے بڑی فتح تھی بہ نسبت اس کے کہ وہ ویسے غالب رہتے ۲

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ

اپنے سروں کو منڈوائے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے مسجد حرام میں با داخل ہوگے پھر کبھی تم کو خوف پیش نہ آئے گا پس وہ

مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ

جانتا تھا جو تم نہیں جانتے پس اُس نے اس کے علاوہ ایک اور فتح قریب ہی مقرر فرما دی۔ وہ وہی تو ہے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

اور دیکھ بھال کے لئے اللہ کافی ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو بھی حقیقتاً ان کے ساتھ ہیں وہ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

کافروں پر بھاری ہیں اور آپس میں رحم دل تم ان کو رکوع و سجود کی حالت میں دیکھو گے کہ وہ خدا کے فضل اور

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ

اس کی خوشنودی کے خواستگار رہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہیں یہ

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ښ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ

مثل ان کی توریت میں ہے اور انجیل میں ان کی مثل ... [illegible]

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

... [illegible] اچھی معلوم ہوتی ہے

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تاکہ ان کے ذریعے کفار کو غصہ دلائے۔ ... ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں

مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

مغفرت ... اور ... اجر کا وعدہ کر لیا ہے۔

## آیاتہا ۱۸ سورۃ الحجرٰت مدنیۃ رکوعہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان لانے والو ... اور اس کے رسول سے ... آگے نہ بڑھو

سلہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ امام ہے کہ جسے خدائے تعالیٰ ظاہر فرمائے اپنے دین کا حاکم مقرر فرما دے گا۔ پس وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح معمور فرما دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی اور یہ آیت منجملہ ان کے ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی۔ سلہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ...... تا ...... وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ پہلے فرما چکا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ... [illegible] (پارہ ۲ ع ۱) اس لئے کہ خدا نے توریت میں اور انجیل میں اور زبور میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی صفت آنحضرت کے اصحاب کی ... آنحضرت کی بعثت اور ہجرت کی جگہ سب ... [illegible] اس قول میں ... [illegible] قول مترجم ... [illegible] ذکر ہیں۔ اس لئے کہ اصحاب منافقین ان صفتوں سے نہیں ... [illegible]

منزل ۶ ع ۱۳

ع ۳ ۱۲

... اس آیت میں ذرا سے کوئی ... صرف اصحاب مومنین کا ذکر ہے۔

... [illegible] حاشیہ ... [illegible]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو!

تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے میں اُن سے

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا
ایسے زور زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے چیخ پکار کر باتیں کیا کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تم کو

تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ رسول اللہ کی خدمت میں آوازوں کو پست رکھتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
وہی تو ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے پرہیزگاری سے امتحان لے لیا ہے اُن کے لئے مغفرت اور

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ
بہت بڑا اجر ہے۔ (اے رسول) بیشک جو لوگ تم کو (تمہارے) مکانات کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں سے بہت سے

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا
بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ اتنی دیر صبر کرتے کہ تم خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو اُن کے لئے بہت ہی اچھا ہوتا

لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ
اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! اگر تمہارے پاس

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي
کوئی بدکار کوئی خبر لے آئے تو اُس کی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ نہ پہنچاؤ کہ جس کے

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ
بعد تمہیں خود ہی نادم ہونا پڑے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ کا رسول تم میں موجود ہے۔ اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہنا مانے

فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ
تو تم ضرور ہلاکت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے

وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ
اور اس کو تمہارے دلوں میں زینت دے دی ہے اور کفر و نافرمانی اور گناہ کو تمہارے لئے ناپسند قرار دے دیا ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ
ایسے ہی لوگ ہوشیار ہیں۔ یہ اللہ کا فضل اور اُس کی نعمت ہے۔ اور اللہ

۹۱ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قبیلۂ بنی تمیم کے مہمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کی یہ حالت تھی کہ جب جناب رسول خدا کی خدمت میں آتے تو حضرت کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمد ہم سے ملنے باہر آئیے اور جب جناب رسول خدا باہر آتے تو چلنے میں حضرت کے آگے آگے چلتے۔ اور جب آنحضرت سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو حضرت کی آواز سے بلند کرتے اور برابر یہ کہتے کہ یا محمد یا محمد آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں اور اس میں کیا فرماتے ہیں۔ یعنی بالکل اسی طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کیا کرتے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیے۔

۹۲ الْحُجُرٰتِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں آنحضرت کی ازواج کے حجرے۔

۹۳ اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اور بعض نے فَتَبَيَّنُوْٓا کی بجائے فَتَثَبَّتُوْا قرأت کیا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ کھل جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب کہ اُس نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ پر الزام لگایا گیا تھا۔ جو ان کو جریح قبطی کے ساتھ متہم کیا تھا۔ پس جناب رسول خدا نے جریح کے قتل کا حکم دیا تھا تاکہ حضرت عائشہ کا جھوٹ کھل جائے ... سورۂ نور میں یہ بیان ہو چکا ہے دیکھو پارہ نمبر ۱۸ سورۂ نور۔ اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیے۔

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا

بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن کے مابین صلح کرا دو

بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ

پھر اگر اُن دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو

تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

تا آنکہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف رجوع کرے تو انصاف سے اُن دونوں کے مابین اصلاح کر دو

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ اِنَّمَا

اور عدالت برتو بیشک اللہ عدالت برتنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

کہ مومنین بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

رحم کیا جائے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تو مرد مردوں کی ہنسی اُڑائیں کہ

عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ

شاید وہ (انجام میں) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی (ہنسی اڑائیں) کہ شاید

يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ

وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم آپس میں عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارو۔

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ

ایمان کے بعد نافرمانی کے نام رکھنا بہت ہی بُری چیز ہے۔ اور جو اس سے توبہ نہ کرے گا پس ایسے ہی لوگ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ

نافرمان سمجھے جائیں گے۔ اے ایمان لانے والو! بہت سے گمان کرنے سے پرہیز کرو۔

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ

بیشک بعض گمان گناہ ہے اور حالات کی تفتیش نہ کرو اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے

بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ

کیا تم میں سے کوئی ایسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو بُرا سمجھو گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا

اور اللہ ڈرو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے آدمیو! بیشک

لے وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا الخ
کافی اور تہذیب اور تفسیر قمی
میں جناب امام جعفر صادق سے
بروائت اپنے والد ماجد کے
ایک حدیث منقول ہے جس
میں یہ بھی ہے کہ جب یہ آئت
نازل ہوئی تو جناب رسُول خدا
نے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا بھی
ہے جو میرے بعد تاویل قرآن پر
اسی طرح جہاد کرے گا جیسا کہ
میں نے تنزیل پر کیا۔ دریافت
کیا گیا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا:۔
خاصف النعل جس سے مراد جناب
امیرالمومنین تھے (چنانچہ وہ
وقت آیا تو) عمارؓ ابن یاسر
نے فرمایا کہ میں اسی
علم کے نیچے تین مرتبہ
جناب رسُول خدا کی
معیت میں جہاد کر چکا ہوں
واللہ اگر یہ لوگ ہم کو مارتے
مارتے نخلستان ہجر تک بھی پہنچا
دیں تب بھی ہمارے اس یقین
میں کبھی فرق نہ آئے گا کہ ہم حق
پر ہیں اور یہ باطل پر ہیں۔ اور
بروز جنگ جمل جناب امیرالمومنین
کا برتاؤ اہل بصرہ کے ساتھ وہی
تھا جو جناب رسُول خدا کا روز
فتح مکہ اہل مکہ کے ساتھ تھا کہ
آنحضرتؐ نے ان کے بال بچوں کو
نہیں لوٹا تھا بلکہ یہ فرما دیا تھا
کہ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ
بند کر لے وہ امان میں ہے۔ اور
جو اپنے ہتھیار ڈال دے وہ
امان میں ہے اور جو ابوسفیان
کے گھر میں پناہ لے وہ امان
میں ہے۔ اسی طرح جناب امیر
المومنین نے بصرے میں آواز
دلوا دی تھی کہ ان کے بال بچوں کو
نہ لوٹنا اور کسی زخمی پر حملہ نہ کرنا
اور کسی بھاگتے کا پیچھا نہ کرنا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اور اپنے ہتھیار ڈال دے وہ امان میں ہے ۱۲ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیے)٭

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

ع ۱ ۱۲

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ

ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخیں اور قبیلے بنا دیا

لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر لیا کرو - یقیناً خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۞ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا

صاحب علم (اور) صاحب خبر ہے - بدو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے - تم کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو

وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ

بلکہ تم یہ کہو کہ ہم اسلام لائے (یعنی ہم نے مان لیا) اور ایمان تو تمہارے دلوں میں

قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

بیٹھا ہی نہیں - اور اگر تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہوگے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے - سوائے اس کے نہیں کہ مومن تو وہ لوگ ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہ کیا اور راہ خدا میں اپنے مالوں سے اور

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۞

اور اپنی جانوں سے جہاد کیا - ایسے ہی لوگ تو سچے ہیں -

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

تم یہ کہدو کہ کیا تم اللہ کو اپنا دین جتلاتے ہو حالانکہ اللہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اس کو بھی

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ

جانتا ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو بھی - اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا جاننے والا ہے - وہ تم پر اس کا احسان رکھتے ہیں

اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ

کہ وہ اسلام لے آئے - تم کہدو کہ تم اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو - بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے

اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کر دی بشرطیکہ تم سچے ہو - بیشک اللہ

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ ع

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے - اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے -

سلہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو اپنی ننھیال اور دادھیال پر فخر کیا کرتے ہیں - جناب رسول خدا نے فتح مکہ کے دن یہ فرمایا تھا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنا دور فرما دیا - عربیت اس پر نہیں ہے کہ کسی کا باپ عرب ہو عربیت تو ایک زبان ہے پس جو شخص اس زبان میں کلام کرے وہی عربی ہے - یہ خوب سمجھ لو کہ تم نسل آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے اور خدا کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو ۱۲

سلہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت بنی اسد کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قحط سالی کے زمانہ میں مدینہ منورہ آ گئے تھے اور اظہار کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کرتے تھے اور جناب رسول خدا سے یہ کہتے تھے کہ ہم مع اپنے بال بچوں کے حضرت کی خدمت میں آ گئے ہیں اور ہم کبھی آپ سے لڑے نہیں جیسے کہ فلاں اور فلاں قبیلے لڑے اور غرض اس بات کے جتانے سے یہ تھی کہ ایک تو آنحضرت صدقات دیا کریں اور دوسرے یہ اپنا احسان جتلاتے رہیں - خدائے تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا کیوں کہ ایمان تو اس تصدیق کا نام ہے جس میں وثوق بھی ہو - اور اطمینان قلب بھی ہو اور یہ تمہیں حاصل نہیں ہوا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا کیوں کہ اسلام کے معنی ہیں اطاعت کر لینا صلح میں داخل ہو جانا، اظہار شہادتین کرنا، اور لڑائی چھوڑ دینا -

ع ۲ / ۱۴

سلہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اس آیت جناب امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے ۱۲ —— (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

اٰیاتہا ۴۵ | رکوعہا ۷۶ | سُورَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ | حروفہا ۱۵۲۵ | رکوعاتہا ۳

(سورۂ ق مکہ میں نازل ہوا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قٓ ۟ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ

ق۔ قرآن مجید کی قسم۔ انہوں نے تو اسی کا تعجب کیا کہ اُن کے پاس ایک ڈرانے والا

مِّنۡہُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾ ءَ اِذَا مِتۡنَا وَ

اُن ہی میں سے آ گیا پس کافروں نے یہ کہہ دیا کہ یہ تو عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور

کُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ

مٹی ہو جائیں گے۔ (تو ہم لوٹیں گے) یہ لوٹنا ہی ابعید (از عقل) ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ زمین اُن کے جسموں میں سے کیا کیا

الۡاَرۡضُ مِنۡہُمۡ ۚ وَ عِنۡدَنَا کِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾ بَلۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ

گھٹاتی جاتی ہے۔ اور ہمارے پاس حفاظت کرنے والی کتاب (موجود) ہے۔ بلکہ انہوں نے تو حق

لَمَّا جَآءَہُمۡ فَہُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ

جس وقت بھی اُن کے پاس آیا اُس کی تکذیب کی پس وہ دین کے امر میں پریشان ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف

فَوۡقَہُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰہَا وَ زَیَّنّٰہَا وَ مَا لَہَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ﴿۶﴾

غور سے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو کیسا بنایا ہے اور اُس کو کیسا مزین کیا ہے اور اس میں ایک بھی سوراخ نہیں۔

وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰہَا وَ اَلۡقَیۡنَا فِیۡہَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ہے اور اُس میں بڑے (بڑے) پہاڑ (گاڑ) دیئے ہیں اور ہم نے اس میں ہر قسم کی لہلہاتی ہوئی

مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَہِیۡجٍ ۙ﴿۷﴾ تَبۡصِرَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ﴿۸﴾

نباتات پیدا کر دی ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کیلئے (یہی) قدرت نمائی اور نصیحت ہے۔

وَ نَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ جَنّٰتٍ

اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی اتارا پھر اسی کے ذریعہ سے ہم نے بندوں کو روزی دینے کے لئے

وَّ حَبَّ الۡحَصِیۡدِ ۙ﴿۹﴾ وَ النَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّہَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ﴿۱۰﴾

باغات اور اناج کے کھیت اور لمبے لمبے کھجور کے درخت جن کے گابھے تہ بر تہ ہوتے ہیں پیدا کر دیئے۔

رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ ۙ وَ اَحۡیَیۡنَا بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا ؕ کَذٰلِکَ

اور اسی (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے مُردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ (قیامت کے دن) یوں ہی نکلنا بھی

منزل سابع

(بائیں حاشیے میں) المنزل السابع ۷

**حواشی**

؎۱ قٓ تفسیر معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قاف وہ پہاڑ ہے جو زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے آسمان کی سبزی اسی سے ہے اور اُسی کے ذریعے سے اللہ زمین کو اس سے روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنے بسنے والوں کو لے کر کسی طرف کو جھک جائے ۱۲

؎۲ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تعجب کرنے والے قریش تھے اور ڈرانے والے جناب رسول خدا ۱۲

؎۳ ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُبی ابن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ابوجہل سے یہ کہا تھا کہ تو میں تم کو محمدؐ سے باتیں کر کے تعجب میں ڈالوں۔ پھر ایک ہڈی لے کر اس کا چورا چورا کیا۔ پھر آ کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ اسی کی نسبت تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ زندہ ہو جائے گی ۱۲

؎۴ فَهُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جناب رسول خدا کی نسبت گھبرائی گھبرائی پریشانی کی باتیں کرتے ہیں۔ کبھی تو آنحضرتؐ کو شاعر بتاتے ہیں کبھی ساحر کہدیتے ہیں۔ کبھی کاہن کہدیتے ہیں ۱۲

؎۵ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا۔ مُبٰرَکًا کے معنی ہیں بہت سے نفع بخشنے والا۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زمین کا کوئی پانی ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ آسمان کا پانی مخلوط نہ ہو ۱۲

؎۶ کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اتار کر اس کے ذریعے سے زمین سے ہر طرح کی نباتات اگائی اور مردہ علاقہ کو زندہ کر دیا اسی طرح تمہاری موت کے بعد ہم تم کو زندہ کر کے نکالیں گے اور یہ ان کے اس قول کا جواب ہے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ (دیکھو صفحہ [illegible] سطر [illegible])

الْخُرُوْجُ ○ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ

ہی ہو گا۔ اُن سے پہلے نوحؑ کی اُمت اور اصحٰبِ رس اور

ثَمُوْدُ ○ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ○ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

(قوم) ثمود اور (قوم) عاد اور فرعون اور لوطؑ کی اُمت۔ اور اصحاب ایکہ (بن والے)

وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ○ اَفَعَيِيْنَا

اور قوم تبع (اپنے اپنے نبی کی) تکذیب کر چکے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا ڈراوا بھی پورا ہوا۔ کیا ہم پہلی دفعہ

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○

کے پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ پھر دوسری مرتبہ پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ

اور یقیناً ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور جو (جو) کچھ اس کا نفس اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسے بھی ہم خوب جانتے ہیں

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ اِذْ يَتَلَقَّى

اور ہم اُس کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب کہ دائیں سے

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ

اور بائیں سے دو لینے والے بیٹھے (بیٹھے) جو بات کہتے جاتے ہیں۔ ایک بات بھی

مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ

منہ سے ایسی نہیں نکالتا کہ اس کے لئے نگران پاس ہی موجود نہ ہو۔ اور موت کی غفلت جو

الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ وَ نُفِخَ فِي

برحق ہے آ پہنچی۔ یہی تو ہے جس سے تو کتراتا پھرتا تھا۔ اور صور پھونک دیا گیا

الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا

یہی تو ہے وہ ڈراوے کا دن۔ اور ہر نفس (اس شان سے) آئے گا کہ ایک ہانکنے والا

سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ○ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا

اور ایک گواہ اس کے ساتھ (ساتھ) ہو گا۔ تو اسی سے تو غفلت میں تھا سو اب ہم نے تیرا پردہ ہٹا دیا

عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ وَ قَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا

سو آج تیری نظر بہت تیز ہے۔ اور اس کا ہم نشین یہ کہے گا کہ میرے پاس جو کچھ

لَدَيَّ عَتِيْدٌ ؕ○ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ○ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

ہے یہ حاضر ہے۔ (اور ہانکنے والے اور گواہ کو حکم ہو گا کہ) تم دونوں ہر منکر سرکش کو جہنم میں ڈال دو۔ جو نیکیوں سے بڑا روکنے والا

۵۱ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے نبی کو زندہ دفن کر دیا تھا
۵۲ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ یہ قوم شعیب تھی جن کا قصہ سورۂ حجر کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے۔ دیکھو پارہ نمبر ۱۴ رکوع ۵ ۵۳ قَوْمُ تُبَّعٍ ان کا ذکر سورۂ دخان کی تفسیر میں ہو چکا ہے (صفحہ نمبر ۔ سطر نمبر) ۵۴ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ التوحید میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اس مخلوق کو اور اس عالم کو فنا فرما چکے گا تو جنتی جنت میں جا لے لیں گے اور جہنمی جہنم میں جا پہنچیں گے تو خدائے تعالیٰ اس عالم کے سوا ایک اور عالم اور اس مخلوق کے سوا ایک اور مخلوق بغیر نر و مادہ کے پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کیا کریں گے اور اس کو یکتا جانیں گے۔ ان کے واسطے زمین بھی اس زمین کے سوا اور پیدا فرمائے گا جس پر وہ آباد ہوں گے۔ اور آسمان بھی اس آسمان کے سوا اور پیدا فرمائے گا جو ان پر سایہ ڈالتا ہو گا۔ شاید تم یہ سمجھتے ہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے بس اسی عالم کو پیدا کیا ہے یا یہ سمجھتے ہو گے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے سوا اور آدمی ہی پیدا نہیں کئے ایسا نہیں ہے۔ واللہ خدائے تعالیٰ نے ہزاروں ہزار عالم اور ہزاراں ہزار آدم پیدا کئے ہیں تم تو ان عالموں اور ان آدمیوں سب سے پچھلے ہو۔ الخصال از تفسیر عیاشی میں ان حضرت سے قریب قریب یہی روایت منقول ہے اور اس مضمون کا کچھ ذکر سورۂ ابراہیم میں بھی ہو چکا ہے دیکھو پارہ نمبر ۱۳ - رکوع ۱۷ ہے
(اس صفحہ کے باقی حواشی تتمہ میں پڑھیئے)

مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ

زیادتی کرنے والا شک کرنے والا تھا۔ (اور) جو خدا کے ساتھ اور خدا (بھی) ٹھہراتا تھا پس تم دونوں اس کو

فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ

سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین عرض کرے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے تو اس کو سرکش نہیں بنایا تھا

كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

لیکن یہ خود ہی بڑی گمراہی میں تھا۔ (خدائے تعالیٰ) فرمائے گا کہ میرے حضور میں جھگڑا نہ کرو میں تمہاری طرف ڈراوا پہلے ہی

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ

بھیج چکا تھا۔ میری حضور میں بات بدلی نہیں جا سکتی اور نہ میں بندوں کے حق میں

لِّلْعَبِيْدِ ۝ ع يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ

ظلم کرنے والا ہوں۔ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کہ آیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ عرض کرے گا کہ آیا

مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا

کچھ اور بھی ہے؟ اور جنت پرہیزگاروں کی خاطر بہت ہی قریب کر دی جائے گی۔ (اور ان سے کہا جائے گا)

مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

یہ وہی ہے جس کا تم میں سے ہر رجوع کرنے والے اور نگہداری کرنے والے سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ جو بے دیکھے (خدائے) رحمٰن سے

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝

ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ حاضر ہوا (ایسوں ہی سے کہا جائے گا کہ) تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ یہی تو ہمیشہ رہنے کا دن ہے

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

ان کے واسطے جو کچھ وہ چاہیں گے اس میں موجود ہے اور ہمارے پاس مزید بر آں۔ اور ان سے پہلے ہم کتنے ہی زمانے والے ہلاک کر چکے ہیں

قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ

جو ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھے پھر انہوں نے سارے ہی ملک چھان مارے کہ کہیں بھی بچنے کا موقع ہے۔ بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝

اس میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہو یا توجہ سے کان لگائے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا

اور یقیناً ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا اور

مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

ہم کو کوئی تکان نہ ہوئی۔ پس جو کچھ یہ کہتے ہیں اس کی برداشت کرو اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

---

۵۱ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ تفسیر قمی میں ہے کہ قَرِيْنُهٗ کے معنی اس کا شیطان ہے جو یہ عرض کرے گا رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ اور ان کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرمائے گا۔ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝

۵۲ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ استفہام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرما لیا تھا کہ وہ اس کو بھر دے گا چنانچہ جب وہ بھر جائے گی تو اس سے یہ سوال فرمائے گا هَلِ امْتَلَاْتِ اور وہ جواب میں عرض کرے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ یہ ظاہر استفہام ہے مگر یہ اظہار کرنا مقصود ہے کہ مجھ میں اب گنجائش نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت جنت یہ عرض کرے گی کہ پروردگارا تو نے جہنم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو بھر دیگا اور مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ مجھ کو بھر دے گا۔ پس تو نے جہنم کو تو بھر دیا اور مجھے ابھی نہیں بھرا تو اس وقت خدائے تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا جس کے ذریعے سے جنت کو بھی بھر دے گا۔ یہ حدیث بیان فرما کر امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ خوشحال ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا کا ہم و غم نہ دیکھا اور پیدا ہوتے ہی جنت میں چلے گئے ۱۲

ع ۲/۱۴ ۱۶

۵۳ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اُزْلِفَتْ کے لفظی معنی ہیں ان سے قریب کی گئی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی جلد اور پھرتی سے ان کے لئے جنت مزین کر دی گئی ۱۲

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ

پہلے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو۔ اور رات کے بعض حصّوں میں اس کی پاکی

وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝

بیان کیا کرو اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور جس دن ایک پکارنے والا قریب کے مکان سے پکارے گا تو تم غور سے سُننا۔

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ

جس دن وہ سب واقعی چنگھاڑ سنیں گے۔ یہی تو نکلنے کا دن ہے۔ بیشک ہم ہی تو

نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ

زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہماری طرف بازگشت ہے۔ جس دن زمین اُن کی نعشوں پر سے پھٹ کر الگ

سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

ہو جائے گی اور وہ دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے یہی جمع کر لینا ہمارے لئے آسان ہے۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ہم اس سے خوب واقف ہیں

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝

اور تم ان پر حاکم جابر نہیں ہو۔ پس جو میری دھمکی سے ڈرتا ہو اس کو قرآن (مجید) سُنا سُنا کر نصیحت کرتے رہو۔

اٰیاتھا ۶۰ | کلماتھا ۳۶۰ | سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ | حروفھا ۱۵۵۱ | رکوعاتھا ۳

(سورہ ذٰریٰت مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو (بادل) بکھیر کر اڑنے والی ہیں۔ پھر ان بدلیوں کی جو (بارش کا) بوجھ اٹھانے والی ہیں۔ پھر ان کشتیوں کی جو بآسانی چلنے والی ہیں

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ

پھر ان فرشتوں کی جو کام تقسیم کرنے والے ہیں بیشک جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچی ہے۔ اور بدلہ ضرور

لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝

ملنے والا ہے۔ اور قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔ کہ تم جھگڑے کی بات میں ہو۔

يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ

جس سے وُہی گمراہ ہو جاتا ہے جو گمراہ کر دیا گیا۔ غارت ہوں یہ اٹکل پچو باتیں بنانے والے۔ جو جہالت کے بھنور میں

سَاهُوْنَ ۝ يَسْــَٔـلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَي النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝

غافل ہیں۔ (اور) پوچھتے ہیں فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ (اُس دن آئے گا) جس دن اُن کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

ع ۳ / ۱۶ / ۱۷

۵۱ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا پس فرمایا کہ اس سے مُراد وہ دو رکعتیں ہیں جو نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ایسی ہی روایت جناب رسولِ خدا جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام حسنؑ سے منقول ہے ۱۲ ۵۲ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک منادی قائم آلِ محمدؑ اور ان کے والد ماجد کا نام لے کر اعلان کرے گا اور اُن کی آواز سب کو یکساں پہنچ جائے گی ۱۲ ۵۳ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ط تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مُراد جناب قائمؑ آلِ محمدؑ کی وہ آواز ہے جو آسمان کی طرف سے سُنی جائے گی ۱۲ ۵۴ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس دن سے مُراد رجعت ہے ۵۵ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ امام نے فرمایا یہ واقعہ رجعت میں پیش آنے والا ہے ۱۲ ۵۶ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ہوا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اَلْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ابر۔ پھر دریافت کیا گیا اَلْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جہاز اور کشتیاں۔ پھر دریافت کیا اَلْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ فرشتے۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیئے)

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اِنَّ

(اور یہ کہا جائے گا کہ) اپنے عذاب کا مزہ چکھو۔ وہ یہی ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔ بیشک

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ

پرہیزگار لوگ جنتوں اور چشموں (کی سرزمین) میں ہوں گے۔ اُن کے پروردگار نے جو کچھ عطا کیا ہوگا اُس کا لطف اٹھانے والے ہوں گے

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا

بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ (اور) راتوں کو وہ کم سویا کرتے تھے۔

يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ

اور صبح کو وہ مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔ اور اُن کے مالوں میں

حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ

مانگنے والوں کا اور نہ مانگنے والوں کا (بھی) حصہ ہوتا تھا۔ اور یقین کرنے والوں کے لئے اس زمین میں (بھی) نشانیاں

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝ وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَفِي السَّمَآءِ

موجود ہیں۔ اور تمہاری ذات میں بھی۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے۔ اور آسمان میں

رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

تمہارا رزق بھی موجود ہے اور جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی۔ پس آسمان کے اور زمین کے پروردگار ہی کی قسم ہے یہ ایسا ہی

مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ

برحق ہے جیسے کہ تم باتیں کر رہے ہو۔ آیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کا قصہ

الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ

پہنچا۔ جس وقت کہ وہ اُن کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا (جواب میں) انہوں نے بھی سلام کہا اور یہ فرمایا کہ تم

مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ

اجنبی لوگ ہو۔ پھر چپکے سے اپنے ماتحتوں کے پاس گئے پھر وہاں سے ایک موٹا تازہ بچھڑا (کباب کرکے) لائے۔ پھر اسے ان کے پاس

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَ

رکھا اور کہا کیا آپ کھاتے نہیں؟ پھر اپنے دل ہی دل میں اُن سے ڈرے۔ انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں۔ اور

بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ

انہوں نے انہیں ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ پھر اُن کی زوجہ اس گردہ میں میں آگئیں اور اپنا منہ پیٹ لیا اور

قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

کہا کہ بڑھیا اور بانجھ (میں کیوں کر بچہ جنوں گی) انہوں نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ بیشک وہ صاحب حکمت (اور) صاحب علم ہے۔

سلہ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ تہذیب میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ لوگ سوتے تو تھے۔ مگر جب اُن میں سے کوئی کروٹ لیتا تو یہ کہتا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۱۲

سلہ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ التہذیب اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ نماز وتر میں آخر شب میں ستر مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے ۱۲

سلہ الْمَحْرُوْمِ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ الْمَحْرُوْمِ سے وہ بدبخت مراد ہے جسے لین دین کرنے سے بھی نفع نہ ہو۔ اور نیز آنحضرت سے اور ان کے والد ماجد سے منقول ہے کہ محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو اور اسکے رزق میں وسعت نہ ہو اور تقدیر اس کے مخالف رہے ۱۲

ع ۲۴
۱۸

سلہ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں اٰيٰتٌ سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی عظمت۔ اُس کے علم کی قدرت۔ اس کے ارادے۔ اس کی یکتائی اور اُس کی کثرتِ رحمت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰۤى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

(ہر چیز میں اس کی نشانی ایک ایسی موجود ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا ہے) ۱۲

سلہ وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ۭ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری ذات میں بھی نشانیاں موجود ہیں اس واسطے کہ تمام عالم میں ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ اس کی نظیر انسان کی ذات میں موجود نہ ہو وہ تو یہی جگہ دلالت کرتی ہے اور اس بات میں جس میں انسان منفرد ہے کہ ہیئت اُس کو نفع بخش عطا کی گئی ہے اور صورت خوب صورت ترکیبیں اس میں عجیب عجیب رکھی گئی ہیں اور ایسے ایسے کام کرنے کی قدرت عطا کی گئی ہے جن سے حیرت ہوتی ہے مختلف صنعت و حرفت پیدا کر لینے کا۔
(باقی حواشی صفحہ میں پڑھیئے)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ

(حضرت ابراہیمؑ نے) فرمایا کہ اے رسولو! تم کو کیا مہم درپیش ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم ایک

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○

گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ اُن پر مٹی کے پتھر برسائیں۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ

جو آپکے پروردگار کے پاس حد سے زیادہ گزر جانے والوں کے لئے نشان کئے ہوئے (تیار) ہیں۔ پس اِن (بستیوں) میں مومنوں میں سے جو کوئی تھا

فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ

اُسے ہم نے نکال دیا۔ اور ہم نے اُن میں فرمانبرداروں میں سے ایک گھر کے سوا

الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○

اور کسی کو نہ پایا۔ اور ہم نے اُن میں ان لوگوں کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈریں گے ایک نشانی چھوڑ دی۔

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

اور (اسی طرح واقعۂ) موسیٰؑ میں (نشانی ہے) جب کہ ہم نے اُن کو فرعون کی طرف کھلے غلبہ کے ساتھ بھیجا۔

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ

پس اُس نے اپنے برتے پر روگردانی کی اور کہنے لگا (کہ یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ۔ پھر ہم نے اُس کو اور اُس کے لشکر کو دھر پکڑا

فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ

اور اُن سب کو سمندر میں ڈال دیا جس حال میں کہ وہ (فرعون) اپنے ہی آپ کو بُرا کہتا تھا۔ اور (اسی طرح واقعہ) قوم عاد میں (نشانی ہے) جبکہ ہم نے

الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ○ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

ان پر ایک منحوس آندھی بھیجی۔ کہ جس چیز پر وہ پہنچتی تھی اُس کو چُورا کئے بغیر

كَالرَّمِيْمِ ○ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ○ فَعَتَوْا

نہ چھوڑتی تھی۔ اور (واقعہ) ثمود میں (بھی نشانی ہے) جب کہ اُن سے یہ کہا گیا کہ ایک مُدت (معینہ) تک نفع اُٹھالو۔ پھر انہوں نے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو اُن کے دیکھتے دیکھتے اُن کو ایک کڑک نے آلیا۔ پھر نہ تو وہ

مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ

کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے۔ اور نوحؑ کی قوم کو اس سے پہلے ہی (ہم نشانی بنا چکے تھے) یقیناً وہ لوگ

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○

لوگ نافرمان تھے۔ اور آسمان کو ہم نے ہی اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے اور ہم ہی اُس کو وسعت دینے والے ہیں

ع ۲ ۲۳ ١

ف١ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ فرشتے ہیں۔ اور یہ بھی ان کو معلوم تھا کہ فرشتے یکجائی اس وقت تک نازل نہیں ہوتے جب تک کہ کوئی بڑا کام درپیش نہ ہو۔ اس لئے اُن سے سبب نزول دریافت کیا ۱۲ ف٢ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد ہے قوم لوطؑ۔ تفسیر برہان میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ جناب رسول خداؐ بخل سے خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے فرمایا کہ ہاں اے ابو محمد صبح و شام آنحضرت خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور ہم بھی بخل سے پناہ مانگا کرتے ہیں۔ اسی کے بارے میں تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے محفوظ رہا پس ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں) اور (اے ابو محمد) میں تم کو بخل کے انجام سے آگاہ کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ قوم لوطؑ ایسی بستی کے رہنے والے تھے جو لوگوں کو کھانا دینے کے بارے میں بڑی بخیل تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اس بخل نے اُن کے سر میں ایسی بیماری پیدا کر دی جس کا کوئی علاج ہی نہ ہو سکا۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا

اور زمین کو ہم ہی نے بچھایا ہے پس سب سے اچھے بچھانے والے ہم ہی ہیں - اور ہر چیز کو ہم ہی نے جوڑا جوڑا بنایا

زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ

تاکہ تم یاد رکھو - سو تم اللہ ہی طرف بھاگ چلو میں بیشک تمہارے لئے اسی کی طرف سے کھلا

مُّبِیْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

ڈرانے والا ہوں - اور اللہ کے ساتھ تم اور خدا نہ بناؤ - میں تمہارے لئے اسی کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں -

كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے ایک رسول بھی ایسا نہیں آیا جس کی نسبت انہوں نے یہ نہ کہدیا ہو

مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ

کہ یہ جادوگر ہے یا مجنون ہے - کیا وہ اس (قول) کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہیں ہی سرکش اب تم اُن سے مُنہ پھیر لو

بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

کہ تم پر کوئی ملامت نہیں ہے - اور نصیحت کئے جاؤ کہ نصیحت مومنوں کو یقیناً نفع دے گی - اور میں نے جنوں کو اور آدمیوں کو نہیں پیدا کیا

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ

مگر اس لئے کہ میری عبادت کیا کریں میں اُن سے کوئی روزی تو نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ

یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝ فَاِنَّ

مجھے کچھ کھلا دیا کریں - بیشک اللہ وہی تو بڑا روزی دینے والا (اور) زبردست ہے - پس یقیناً

لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ۝

اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے نافرمانی کی ہے ویسا ہی بھرا ہوا ہے (یعنی اتنا ہی عذاب ہے) جیسا کہ اُن کے (پہلے) ہم رتبہ لوگوں کیلئے بھرا ہوا تھا پس وہ

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝ ع

میرے عذاب کے لئے جلدی نہ کریں پس اُن لوگوں کے لئے جو اُس دن کے منکر ہیں جس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خرابی ہے -

آیاتہا ۴۹ — کلماتہا ۳۱۹ — سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ — حروفہا ۱۳۳۴ — رکوعہا ۲

(سورۂ طور مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝

قسم ہے طور کی - اور لکھی ہوئی کتاب کی - اور پھیلی ہوئی جھلی میں - اور بیت المعمور کی -

سلہ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ - تفسیر برہان میں ہے کہ جس حال میں جناب امیر المومنین کوفہ کی مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے - ایک شخص جس کا نام ذعلب تھا اور جس کی زبان بہت چلتی تھی اور دل کا بڑا قوی اور کلیجا تھا کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے ذعلب تجھ پر افسوس ہے - آیا میں کسی ایسے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس کو نہ دیکھا ہو؟ عرض کی تو پھر آپ نے اُسے کیوں کر دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے ذعلب آنکھیں اس کو مثل اشیاء کے نہیں دیکھتیں بلکہ دل اس کو حقائق ایمانی سے دیکھتے ہیں اے ذعلب میرا پروردگار لطیف ہے - لیکن ایسا لطیف کہ لفظ لطف سے اس کا وصف نہیں ہو سکتا - میرا پروردگار عظیم ہے مگر لفظ عظمت اس کی عظمت کے اظہار کے لئے کافی نہیں ہے - میرا پروردگار کبیر ہے لیکن لفظ کبر اس کی کبریائی کو نہیں بیان کر سکتا - میرا پروردگار جلیل ہے مگر اس کی جلالت کا بیان ممکن نہیں وہ ہر شئے سے مقدم ہے اور کسی شئے کو اس سے قبل نہیں کہ سکتے وہ ہر شئے کے بعد رہے گا مگر اسکے لئے بعد کہنا بھی بے ادبی ہے اس کے ارادے سے کل اشیاء پیدا ہوئیں مگر کسی کے لئے اس کو فکر کی ضرورت نہیں - اس نے تجھ کو بھی پیدا کر دیا مگر کچھ انوکھا نہیں - وہ تمام اشیاء میں موجود ہے مگر نہ کسی چیز میں ملا ہوا

ع ۱۴ / ۲ ۳

ہے اور نہ (کسی چیز سے) الگ ہے - وہ غالب ہے مگر اس طرح نہیں کہ کسی چیز کو چھونے کی ضرورت ہو - وجود اس کا روشن ہے مگر دیکھنے پر موقوف نہیں - علیحدہ ہے مگر نہ دور - لطیف (باریک بین) ہے مگر نہ اس طرح کہ جسم کے ساتھ موجود ہو اور نہ اس طرح کہ معدوم ہونے کے بعد پیدا ہو گیا ہے - کام کرنے والا ہے مگر اضطرار کیساتھ نہیں

وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾

اور بلند کی ہوئی چھت کی۔ اور بھرے ہوئے سمندر کی۔ یقیناً تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔

مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيۡرُ الۡجِبَالُ سَيۡرًا ؕ﴿۱۰﴾

جس کا کوئی دفع کرنے والا نہ ہوگا۔ جس دن کہ آسمان بڑے زور سے چکر کھائے گا۔ اور پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کر کے نابود ہو جائیں گے۔

فَوَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ خَوۡضٍ يَّلۡعَبُوۡنَ ۘ﴿۱۲﴾ يَوۡمَ

تو اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے جو لغو باتوں میں پڑے کھیلا کرتے ہیں ویل ہوگا۔ (اور) جس دن

يُدَعُّوۡنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾

اُن کو آتش جہنم کی طرف دھکے پر دھکے دیئے جائیں گے (اور یہ جتلایا جائے گا کہ) یہ آگ وُہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۱۵﴾ اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا

اب (بتلاؤ) آیا یہ جادو ہے یا تم کو سوجھتی ہی نہیں۔ اب تم اس میں گھس جاؤ خواہ تم برداشت کرو یا نہ

تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ

برداشت کرو تمہارے لئے یکساں ہے۔ جو عمل تم کیا کرتے تھے صرف اسی کا بدلہ تم کو دیا جاتا ہے۔ بیشک پرہیزگار لوگ

فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾

جنتوں میں اور نعمتوں میں ہوں (جو) کچھ اُن کے پروردگار نے اُن کو دیا ہوگا اس کی لذتیں پاتے ہوں گے اور پروردگار اُن کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا

كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡۤـئًا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـئِيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ

(اور اُن سے یہ فرمائے گا کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے اُس کے عوض میں (خوب) کھاؤ پیو (تم کو) رچے پچے (اور) برابر بچھے ہوئے تختوں پر تکیئے لگائے (بیٹھے ہو)

وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم اُن کی شادیاں کر دیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے ایمان میں اُن کی پیروی کی اُن کی اولاد

بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ

کو بھی ہم اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے اعمال (نیک) میں سے کچھ (بھی) کم نہ کریں گے۔

كُلُّ امۡرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا

ہر شخص اپنے کئے (کی جوابدہی) میں گرفتار ہوگا۔ اور ہم اُن کو میووں سے اور گوشت سے جو (جو) کچھ وہ چاہیں گے

يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَلَا تَاۡثِيۡمٌ ﴿۲۳﴾

مدد دیں گے۔ جنت میں وہ آپس میں ایسے پیالے کی چھین جھپٹ کریں گے جس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ کوئی گناہ۔

وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُـؤۡلُـؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقۡبَلَ

اور اُن کے وہ غلام جو چھپے ہوئے موتیوں کے مانند ہوں گے اُن کی خدمت میں چکر لگایا کریں گے۔ اور ایک دوسرے کی طرف

۵۱ اَلۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ تفسیر صافی میں کہ مسجور کے ایک معنی ہیں بھرا ہوا اور دوسرے معنی ہیں گھیرنے والا اور تیسرے معنی ہیں بھڑک اٹھنے والا تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن سمندر بھڑک اٹھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ سمندروں کو آگ بنا دے گا اور اُن کے ذریعے سے آتش جہنم کو بھڑکائے گا ۱۲ ۵۲ مَا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ چونکہ اس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے۔ کہ یہ واقع ہونے والا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ کا قسم کھانا یہ بتلاتا ہے کہ جو کچھ واقع ہونے والا ہے وہ کمال قدرت کے تحت میں ہے اور عقل و حکمت کے مطابق اور جو چیزیں خدا کی کتاب میں آچکی ہیں اُن کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور سزا و جزا کے لئے بندوں کے اعمال منضبط کئے جاتے ہیں ۱۲ ۵۳ فِىۡ خَوۡضٍ يَّلۡعَبُوۡنَ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کی نافرمانیوں ہی میں بسر کرتے ہیں ۱۲ ۵۴ اَفَسِحۡرٌ هٰذَا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم وحی کی نسبت تو یہ کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ اب جو جہنم کی تصدیق ہو گئی تو آیا یہ بھی جادو ہے یا نہیں ۱۲ ۵۵ فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہر صورت اس میں جا گھسو خواہ تمہیں صبر آئے یا نہ آئے کیونکہ اس میں سے نکلنا اب تمہارے لئے ممکن نہیں ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ

متوجہ ہو کر وہ سوالات کیا کریں گے۔ بعض کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم تو

اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝

اپنے بال بچوں میں تھے اور ڈرتے ہی رہتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝ فَذَكِّرْ فَمَآ

ہم تو اس سے پہلے اُس سے دعائیں مانگا کرتے تھے بیشک وہ بڑا نیکی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ پس (اے رسول) تم نصیحت کرتے جاؤ

اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہو اور نہ دیوانے آیا وہ یہ کہتے ہیں کہ

شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ

یہ شاعر ہے جس کے بارے میں ہم زمانہ کی گردش کا انتظار کرتے ہیں؟ تم کہدو کہ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ

انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ آیا ان کی عقلیں ان کو ایسا ہی بتلاتی ہیں یا وہ

طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا

سرکش لوگ ہیں؟ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے دل سے بنالیا ہے بات یہ ہے کہ وہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ پھر اگر وہ

بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ

سچے ہیں تو وہ بھی کوئی ایسی ہی بات بنالائیں۔ آیا وہ بغیر کسی چیز کے خود پیدا ہو گئے ہیں

شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

یا وہ (اپنے آپ کو) پیدا کرنے والے ہیں؟ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟

بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝

یہ کچھ بھی نہیں وہ یقین ہی نہیں رکھتے۔ آیا ان کے پاس تمہارے پروردگار کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں؟

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس کے اوپر چڑھ کر وہ آسمان کی خبریں سن لیتے ہیں۔ ایسا ہے تو ان کا سننے والا بھی کوئی کھلی دلیل

مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ

لے آئے۔ یا خدا کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے بیٹے۔ یا تم اُن سے کوئی مزدوری مانگتے ہو

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں؟ یا ان کے پاس غیب کی خبریں ہیں جن کو وہ لکھتے جاتے ہیں؟

ع ۱ / ۲۸ / ۳

* ۵۱ مُشْفِقِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں عذاب سے ڈرانے والے ۱۲ ۵۲ عَذَابَ السَّمُوْمِ تفسیر قمی میں ہے کہ سَمُوْم کے معنی ہیں سخت گرمی۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں۔ ایسی آگ کا عذاب جو مسامات میں اسی طرح گھستی چلی جائے جیسے بادِ سموم (لُوں) کا اثر نفوذ کر جاتا ہے ۱۲ ۵۳ رَيْبَ الْمَنُوْنِ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب الْمَنُوْن کے معنی ہیں موت اور عام معنی زمانے کے حادثات سے نفس انسان پر جو قلق گزر جائے وہ ہے ۱۲ ۵۴ اَحْلَامُهُمْ لفظی معنی ان کی عقلیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ دنیا میں قریش سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں ۱۲ ۵۵ بِهٰذَآ یہ اسم اشارہ قریش کے ان اقوال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو پہلی آیتوں میں بیان ہو چکے ہیں کہ جناب رسول خدا کو کبھی کاہن کہتے تھے کبھی مجنون۔ کبھی شاعر بتلاتے تھے (کبھی ساحر) اور مقصود یہ ہے کہ باوجود دانا ہونے کے قریش سے ایسا کلام صادر کیوں ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے مخالف ہے اس لئے کہ کاہن تو وہ شخص ہے جو بات کو جانچ کر تول کر کہتا ہے اور مجنون وہ ہے جس کی عقل سلب ہو چکی ہو۔ اور شاعر وہ ہے جس کی بات میں خیال بندی ہوتی ہے اور کلام بجا تلا۔ اس کے برخلاف مجنون سے ایسا کلام صادر ہو ہی نہیں سکتا ۱۲ ۵۶ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں کفار کے اوپر کے اقوال کو رد کیا گیا ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تمہارے خیال میں تمہارے بہت سے فصحاء موجود ہیں۔ پس قرآن جیسا کوئی چیز تم بھی بنالاؤ۔ اس لئے کہ قریش کے جتنے قول تھے سب ظاہر بظاہر فساد پھیلانے والے تھے ۱۲ ۵۷ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بھی قریش کا ایک قول تھا کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور اس سے ان کی*

اَمْ یُرِیْدُوْنَ کَیْدًا ؕ فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ؕ اَمْ لَهُمْ

یا وہ تم سے کوئی چال چلتے ہیں۔ پس جو کافر ہوگئے چال میں تو وہ خود ہی پھنس گئے ہیں۔ یا

اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ وَ اِنْ یَّرَوْا كِسْفًا

خدا کے سوا ان کا کوئی اور معبود ہے؟ جن (جن) کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات ان سب سے منزہ ہے۔ اور اگر کوئی آسمان کا ٹکڑا

مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى

گرتا ہوا دیکھیں تو یہ کہیں کہ یہ تو جما ہوا بادل ہے۔ سو تم ان کو رہنے دو یہاں تک کہ

یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَ ۝ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ كَیْدُهُمْ

وہ دن اُن کے سامنے آئے جس دن وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ جس دن اُن کی چال ذرا بھی ان کے کام نہ آسکے گی

شَیْئًا وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ

اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔ اور بیشک ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے ظلم کیا اس کے علاوہ بھی عذاب ہے

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ

لیکن اُن میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ اور تم اپنے پروردگار کے حکم کے بارے میں صبر کرو کہ یقیناً تم

بِاَعْیُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ مِنَ الَّیْلِ

ہماری حفاظت میں ہو اور جس وقت تم (نماز شب کے لئے) اٹھو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو اور رات کے کسی حصہ میں بھی

فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی۔

ایاتها ۶۲ کلماتها ۳۶۵ سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّیَّةٌ حروفها ۱۴۵۰ رکوعها ۳

(سورۂ نجم مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۝ وَ مَا یَنْطِقُ

قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ وہ اُترا۔ تمہارا رفیق نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے۔ اور وہ خواہش نفسانی سے

عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰى ۝

کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اس کو بڑی قوتوں والے اور بڑی عقل والے نے تعلیم کیا۔

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝

پھر وہ کھڑا ہوگیا۔ جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہوگیا۔

۵۱ کَیْدًا تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد ان کا وہ کید ہے جو انہوں نے دار الندوہ میں بیٹھ کر جناب رسُولِ خدا کے بارے میں کیا تھا ۱۲

۵۲ هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے مکر کا وبال اُن پر یہ پڑا کہ بدر کے دن وہ قتل کئے گئے ۱۲

۵۳ فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا تفسیر قمی میں ظَلَمُوْا کی تفسیر ہے ظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ یعنی اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آلِ محمد کے حق غصب کر لئے ۱۲

۵۴ عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے آخرت کے عذاب کے علاوہ اور عذاب۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے زمانۂ رجعت کا عذاب جو تلوار کے ذریعے سے دیا جائے گا ۱۲

ع ۲

۵۵ بِاَعْیُنِنَا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ہماری حمایت و حفاظت میں اس لئے کہ ہم ہر وقت تم پر نظر رکھتے ہیں اور تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اور لفظ عَیْن (آنکھ) دو تین وجہ سے استعمال کیا گیا ہے (۱) اس لئے کہ ضمیر جمع متکلم کی طرف مضاف ہے (۲) اس لئے کہ اسباب حفاظت بہت کثرت سے ہیں (۳) اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ۱۲

۵۶ حِیْنَ تَقُوْمُ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے جب آپ نماز شب کے لئے اٹھیں ۱۲ ۵۷ فَسَبِّحْهُ یہ نماز شب بجالانے کا حکم ہے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝

پھر دو کمان کا فاصلہ رہا یا کچھ کم۔ پھر (خدائے تعالیٰ نے) اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو کچھ بھی وحی فرمائی۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ

اس (رسولؐ) نے جو کچھ بھی دیکھا (ان کے) دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ آیا تم (لوگ) اُس (رسولؐ) سے، اس کے متعلق بحث کرتے ہو جو کچھ کہ

رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ

دیکھتے ہیں حالانکہ انہوں نے اسے ایک مرتبہ اَور سدرۃ المنتہٰی کے پاس یقیناً دیکھا تھا۔ جس کے پاس رہنے کی جگہ بہشت بھی ہے۔

الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا

جس وقت کہ سدرہ پر جو کچھ بھی چھا رہا تھا چھا رہا تھا۔ نہ تو (رسولؐ کی) نظر نے کجی کی اور نہ

طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ

وہ اچٹ گئی۔ بیشک انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں میں سے بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ آیا تم نے لات و عزّےٰ کو

الْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝

اور ایک اَور تیسری منات کو غور سے دیکھا؟ آیا تمہارے حصہ میں تو بیٹے آئے ہیں اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں؟

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ

یہ تو بڑی بے جا تقسیم ہے! یہ تو نام ہی نام ہیں جو اُن کے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

رکھ لئے ہیں خدائے تعالیٰ نے تو اس کے بارے میں کوئی سند اتاری نہیں ہے۔ وہ تو نرے گمان کی

الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝

اور ان چیزوں کی پیروی کرتے ہیں جن کو ان کے دل چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس اُن کے پروردگار کی جانب سے ہدایت آ چکی ہے

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ

آیا انسان جو خواہش کرتا ہے وہ پوری ہو جاتی ہے؟ پس آخرت اور دُنیا (دونوں جہان) کا اللہ ہی مالک ہے۔ اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ

کہ اُن کی شفاعت کچھ کام نہ آئے گی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ جس کے لئے چاہے اجازت

اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

دے اور پسند بھی فرمالے۔ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے ایسے نام رکھتے ہیں اور اس بارے میں اُن کو علم خاک بھی نہیں ہے۔

ع ۲۵ ۵

سلہ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے اور جنت الماوٰی اس کے قریب ہے۔ اور جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سدرۃ المنتہٰی کے قریب پہنچے تو جبرئیل امین رہ گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ تم مجھے ایسے مقام پر چھوڑنے دیتے ہو عرض کی یا رسول اللہ اب آپ خود بڑھیں۔ واللہ آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ آپ سے پہلے مخلوق خدا میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچا آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے نورِ عظمت دیکھا اور وہ سدرۃ المنتہٰی کے اور میرے مابین حائل ہو گیا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت آنحضرتؐ نے روئے مبارک سے زمین کی طرف اشارہ فرمایا اور دست مبارک سے آسمان کی طرف اور تین مرتبہ یہ فرمایا جَلَالُ رَبِّيْ جَلَالُ رَبِّيْ جَلَالُ رَبِّيْ (اس محل کی اور روائتیں ضمیمہ میں نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمایئے)

سلہ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کی کوئی آیت (نشانی) مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے علی مرتضےٰؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالےٰ نے سات موقعوں پر تم کو میری خاص معیت عطا فرمائی ہے (اس سے آگے اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی ضمیمہ میں پڑھو)

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝

وہ بڑی الکل پر چلتے ہیں۔ حالانکہ الکل حق کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتی

فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ

پس جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہے اور سوائے زندگانی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار ہی

الدُّنْيَا ۝ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

نہیں ہے۔ پس تم بھی اس سے منہ پھیر لو۔ ان کے علم کی انتہا اتنی ہی ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے

بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ۝ وَلِلَّهِ مَا

جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور اس سے بھی آگاہ ہے جس نے ہدایت پائی ہے۔ اور جو کچھ

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے تاکہ وہ ان کو جنہوں نے بدی کی ہے ان کی کرتوت کی سزا دے

عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ

اور ان کو جنہوں نے نیکی کی ہے نیک جزا دے۔ جو کبیرہ گناہوں سے

كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ

اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں گو صغیرہ سے نہ کریں۔ بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔

هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي

وہ تمہارے حال سے اس وقت بھی خوب واقف تھا جب کہ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس وقت بھی جب کہ تم

بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝

اپنی ماؤں کے پیٹ میں جنین تھے۔ پس تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراؤ۔ جو پرہیزگار ہے اس سے خدا خوب واقف ہے۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِندَهُ عِلْمُ

آیا تم نے اس شخص کو غور سے دیکھا جس نے (حق سے) روگردانی کی۔ اور تھوڑا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا۔ آیا علم غیب اس کے پاس ہے

الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَاهِيمَ

کہ وہ (اس سے) سب سمجھ لیتا ہے۔ یا اس کو اس کی خبر نہیں دی گئی جو کچھ موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔ اور ابراہیم کے جنہوں نے

الَّذِي وَفَّىٰ ۝ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ

(حق اطاعت) پورا پورا ادا کر دیا تھا (یعنی) یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ بھی نہیں ہے

إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ

سوائے اتنے کے جتنی اس نے کوشش کی ہو۔ اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی۔ پھر اس کو اس کا بدلہ

ع ۲ / ۷

۱؎ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت کَبِیْرَ الْاِثْمِ بھی آئی ہے اور یہ کبیرہ گناہوں کی مزید تصریح کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۳

۲؎ اَلْفَوَاحِشَ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد زنا و سرقہ ہے ۱۲

۳؎ اللَّمَمَ مجمع البحرین میں ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا بندہ جہالت سے کبھی کبھی مرتکب ہو جائے پھر نادم ہو کر توبہ کرے مغفرت مانگے اور وہ بخش دیئے جائیں ۱۲

۴؎ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی۔ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ نماز پڑھنے پر زیادہ روزے رکھنے پر۔ زیادہ زکوٰۃ دینے پر یا زیادہ قربانیاں کرنے پر فخر نہ کرے اس لئے کہ اس سے خدا ہی زیادہ واقف ہے کہ تم میں سے زیادہ متقی کون ہے (اس کا بقیہ ضمیمہ میں پڑھیے)

۵؎ اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ..... تا وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ سات آیتیں عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو صدقہ دیا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں خرچ کرتا تھا۔ ان کے رضاعی بھائی عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح نے یہ کہہ دیا کہ تم یہ کرتے کیا ہو۔ میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ عثمان نے کہا میرے ذمے گناہ بہت ہیں اور میں جو کچھ کرتا ہوں اس سے رضائے خدا کا طلبگار ہوں اور اسی کے عفو کا امیدوار۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ تم اپنی سواری کی سانڈنی کل سامان کے ساتھ مجھے دیدو اور میں تمہارے کل گناہوں کا بار اپنے ذمے لیے لیتا ہوں۔ چنانچہ عثمان نے اپنی سانڈنی دے دی اور اس پر کسی کو گواہ بھی کر لیا اور پھر زیادہ راہ میں خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی۔ آیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے (احد کے دن جہاد و راہ خدا سے) روگردانی کی۔ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی الخ اور تھوڑا سا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا ۱۲ (باقی حواشی صفحہ آئندہ نمبر ۶۳۲ پر پڑھیے)

الْاَوْفٰی ۝ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی ۝ وَ

بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔ اور یہ کہ انتہا تمہارے پروردگار ہی کے حضور میں ہوگی۔ اور یہ کہ اُسی نے ہنسایا اور رُلایا۔ اور

اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ۝ مِنْ

یہ کہ اُسی نے مارا اور جِلایا۔ اور یہ کہ نطفے سے جب وہ (رحم میں) پہنچا دیا گیا اُسی نے دونوں قسمیں نر و مادہ پیدا کئے۔

نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ۝ وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَ

اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اُسی کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ اُسی نے مالدار اور

اَقْنٰی ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ۝ وَاَنَّهٗ اَهْلَکَ عَادَاۨ الْاُوْلٰی ۝ وَثَمُوْدَاۡ

صاحب ثروت بنایا۔ اور یہ کہ وُہی (ستارۂ) شعریٰ کا مالک ہے۔ اور یہ کہ اُسی نے پہلے عاد کو ہلاک کیا۔ اور ثمود کو

فَمَآ اَبْقٰی ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ کَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰی ۝ وَ

اس طرح کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور نوح کی قوم کو (اُن سے) پہلے ہی کہ یقیناً وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے۔ اور

الْمُؤْتَفِکَةَ اَهْوٰی ۝ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰی ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ تَتَمَارٰی ۝

اُلٹی ہوئی بستیوں کو اُسی نے دے پٹخا۔ پھر اُن پر گزری جو کچھ گزری۔ پس تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرتے ہو؟

هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

یہ تو پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے۔ آنے والی قریب آپہنچی۔ اللہ کے سوا اُس کا

اللّٰهِ کَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَکُوْنَ

ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔ کیا تم اِس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو

وَلَا تَبْکُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ ع السجدة

اور روتے نہیں۔ اور تم کھیل کود میں لگے ہوئے ہو۔ پس خدا کے واسطے سجدہ کرو اور اُسی کی عبادت کرو۔

آیاتها — کلماتها — سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَکِّیَّةٌ — حروفها — رکوعها

(سُورۂ قمر مکہ میں نازل ہُوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہُوں)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا۔ اور اگر یہ لوگ کوئی معجزہ بھی دیکھیں گے تو اس سے روگردانی کرینگے

یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَکَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَکُلُّ اَمْرٍ

اور یہی کہے جائیں گے کہ ہمیشہ کا جادو ہے۔ اور اُنہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ۵۶ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس جس چیز کا خدا نے ان کو حکم دیا تھا وہ امر سے متعلق ہو تو۔ نہی سے متعلق ہو تو۔ بیٹے کے ذبح کرنے سے متعلق ہو تو وہ سب کچھ بجا لائے ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھو)

حواشی صفحہ ھٰذا ۵۱ وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی ۝ کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالٰے جو یہ فرماتا ہے کہ اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب کلام میں نوبت خود خدائے تعالٰی کے ذکر تک پہنچے تو خاموش ہو جاؤ۔ تصریح۔ اس لئے کہ انسانی عقلیں نہ کنہ ذات کو سمجھ سکتی ہیں نہ کنہ صفات کو پھر گفتگو کیا کریں ۱۲ ۵۲ اَضْحَکَ وَ اَبْکٰی ۝ تفسیر قمی میں ہے۔ کہ اَبْکٰی سے یہ مطلب ہے کہ آسمان سے مینہ برسایا۔ اور اَضْحَکَ سے یہ مراد ہے۔ کہ زمین کو لہلہاتے سبزے سے گلزار کر دیا ۱۲ ۵۳ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نطفہ خون سے بنتا ہے اس طرح کہ پہلے تو خون تھا۔ پھر وہ دماغ کی ایک رگ میں جس کا نام وریدہے نطفہ بن جاتا ہے اور وہاں سے ریڑھ کی ہڈی کے ایک ایک جوڑ کے گزرتا چلا جاتا ہے۔ تا آنکہ گردوں میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر سفید ہو جاتا ہے۔ رہا عورت کا نطفہ وہ سینے سے ہو کر اترتا ہے ۱۲

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّنَ الْأَنبَآءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝

انتہا کو پہنچنے والا ہے۔ اور ان کے پاس یقیناً ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں دھمکی بھی تھی۔

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ

(اور) انتہا درجہ کی دانائی (بھی) پھر بھی دھمکیاں کچھ کام نہیں دیتیں۔ اب تم ان سے منہ پھیر لو جس دن بلانے والا

الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ

ان کو ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی قبروں سے اس طرح نکلیں گے

الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ

گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ بلانے والے کی طرف تیز تیز جاتے ہوں گے۔

يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

(اور) کافر یہ کہتے ہوں گے کہ یہ دن تو بڑا ہی کٹھن ہے۔ ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے جھٹلایا تھا

فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي

پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی تھی اور یہ کہا تھا کہ یہ تو دیوانہ ہے اور ستایا ہوا ہے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی

مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝

کہ میں تو مغلوب ہو گیا اب تو انتقام لے لے۔ پس ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔

وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝

اور ہم نے زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے پس اس امر کے بموجب جو یقیناً طے کر دیا گیا تھا آسمان کے پانی سے زمین کا

وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا

مل گیا اور ہم نے اس (نوحؑ) کو تختوں اور کیلوں والی (یعنی کشتی) پر اٹھائے رہے جو ہماری حفاظت میں چلتی رہی (یہ)

جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن

معاوضہ اس شخص کے لئے (تھا) جس کی قدر نہ کی گئی تھی اور یقیناً ہم نے اس کو ایک نشانی بنا کر چھوڑا پس کوئی

مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

نصیحت پکڑنے والا ہے؟ پھر میرا عذاب اور میری دھمکی کیسی رہی؟ اور یقیناً ہم نے

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ

نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو آسان کر دیا تو آیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ قوم عاد نے (بھی) جھٹلایا تھا تو

كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا

میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ بیشک ہم نے ان پر دائمی منحوس دن میں ٹھنڈا جھکڑ

سلہ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ امام آخرالزمان جس وقت ظہور فرمائیں گے تو لوگوں کو حق اہل بیت کی طرف بلائیں گے جن کا وہ ہمیشہ انکار کیا کرتے تھے اور ایک قول کے بموجب اس آیت میں یوم سے مراد یوم قیامت ہے۔ جس کی تائید آگے کی آیت سے ہوتی ہے ۱۲ سلہ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ کافی میں جناب زین العابدینؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے سنہ قیامت کی حدیث میں فرمایا کہ بندوں پر ظہور قدرت خدا فرشتوں کے ایک گروہ کی صورت میں بالائے عرش ہو گا اور ان فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو خدائے تعالیٰ حکم دے گا کہ وہ ان سب میں ندا کرے گا کہ اے گروہ خلائق سب خاموش رہو اور خدائے جبار کے منادی کی ندا سنو۔ پس حضرت نے فرمایا کہ دور والے اور پاس والے اس آواز کو یکساں سنیں گے۔ اس ندا کے سنتے ہی ان کی آوازیں پست ہو جائیں گی اور نظریں نیچی اور پہلو (ملے) خوف کے کانپنے لگیں گے اور ان کے دل ڈر جائیں گے اور ان کے سر اس آواز کی طرف اٹھ جائیں گے اور وہ اس بلانے والے کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ اس وقت کفار یہ کہیں گے هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۱۲ سلہ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ ان میں نو سو پچاس برس رہے اور خفیہ و اعلانیہ ان کو دعوت اسلام دیتے رہے مگر جب انہوں نے انکار و دشمنی کی حد کر دی تو انہوں نے عرض کی پروردگارا! اب میں مغلوب ہو گیا ہوں تو ان سے بدلہ لے ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

بھیجا جو آدمیوں کو اس طرح گراتا تھا گویا وہ کھجور کے تنے جڑ سے اکھڑے

مُّنقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

پڑے ہیں۔ پھر میرا عذاب اور میرا ڈراوا کیسا رہا؟ اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا

ضرور آسان کیا ہے پس کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ (قوم) ثمود نے (بھی) ڈرانے والی نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ سو انہوں نے یہ کہا تھا کہ

أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ

کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک اکیلے آدمی کے پیرو ہو جائیں کہ اس صورت میں ہم ضرور گمراہی میں اور پھر دھکتی ہوئی آگ میں ہوں گے۔ کیا

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ

ہم میں سے وحی اسی پر آ پڑی جی نہیں وہ تو جھوٹا شیخی خورہ ہے۔ یہ تو وہ کل ہی جان لیں گے کہ

غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً

جھوٹا شیخی خور کون ہے؟ ہم اُن کو آزمائش کے لئے ایک سانڈنی بھیجنے والے ہیں

لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ

پس تم اُن کے نگراں رہو اور برداشت کرو۔ اور ان کو یہ خبر دے دو کہ ان کے (اور اونٹنی کے) مابین پانی تقسیم ہو گیا ہے۔

كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝

تو ہر ایک (فریق اپنی اپنی) باری پر حاضر ہو۔ پھر انہوں نے اپنے رفیق کو پکارا پھر اس نے ہاتھ چلایا پھر اس کی کوچیں کاٹ دیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

پھر میرا عذاب اور میرا ڈراوا کیسا رہا؟ یقیناً ہم نے اُن پر ایک چیخ بھیجی

وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

پھر وہ روندے ہوئے خشک جمع شدہ بھوسے کے مانند ہو گئے۔ اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا

یقیناً آسان کر دیا ہے تو آیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے؟ لوط کی قوم نے بھی ڈرانے والی باتوں کو جھٹلایا۔ یقیناً

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ

ہم نے اُن پر پتھراؤ بھیجا اور بجز لوط کے کنبے کو مستثنیٰ کیا ان کو ہم نے سحری کے وقت نجات دے دی۔ یہ ہماری طرف سے

عِندِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا

ایک احسان تھا اور جو شکر گزار ہوتا ہے ہم اس کو ایسا ہی عوض دیا کرتے ہیں۔ اور لوط نے ضرور اُن کو ہماری گرفت سے ڈرایا تھا

ع ۱ ۲۲ ۸

سلہ فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بدھ کا دن دائمی منحوس ہے اس لئے کہ جن دنوں میں خدائے تعالیٰ نے قوم عاد پر عذاب بھیجا ہے اس کا اول بھی بدھ کا دن تھا اور آخر بھی بدھ کا۔ جس کا مجمل ذکر خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ حُسُومًا (اس ہوا کو ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط رکھا) الفقیہ اور الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے لشکر ہواؤں کے بھی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ ان لوگوں کو جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں عذاب پہنچاتا ہے اُن میں سے ہر ہوا پر ایک مطیع فرشتہ مقرر ہے پس خدائے تعالیٰ نے کسی قوم کو کوئی عذاب دینا چاہا ہے تو خدائے تعالیٰ اس فرشتے کو جو اس خاص ہوا پر موکل ہے جس سے وہ عذاب دینا چاہتا ہے وحی فرما دیتا ہے اور وہ فرشتہ اس ہوا کو حکم دیتا ہے پس وہ اس طرح ہیجان میں آتی ہے جس طرح شیر غضبناک ہو کر اٹھے اور ان میں سے ہر ہر ہوا کا ایک ایک نام ہے کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ یعنی اس ہوا کا نام جو قوم عاد پر بھیجی گئی صرصر تھا۔ ۱۲ سلہ تَنزِعُ النَّاسَ لفظی معنی ہیں اُن کے پاؤں اکھاڑ دیتی تھی اور ان کو ادھر اٹھا لیتی تھی۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ کھوہوں میں۔ بھٹوں میں اور گڑھوں میں گھس گئے اور ایک سے دوسرا چمٹ گیا تاہم ہوا نے اُن کو ادھر اٹھا لیا اور مُردہ بنا کر زمین پہ ڈال دیا ۱۲ سلہ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کھجور کے ایسے ٹھے جو جڑوں سمیت زمین سے اکھڑے پڑے ہوں اُن کو ان لٹھوں سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ ہوا ان کے سروں کو اڑا لے گئی تھی اور خالی جسم زمین پر پڑے ہوئے تھے ۱۲ باقی صفحہ ۱۲۵۴ پر

فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ

پھر انہوں نے ڈرانے میں شک کیا۔ اور انہوں نے ضرور ان کے مہمانوں سے ارادۂ بد کیا پھر ہم نے اُن کے دیدے بے نور کر دیئے

فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

(اور یہ کہہ دیا کہ لو) اب میرے عذاب اور میرے ڈراوے کا مزہ چکھو۔ اور ضرور صبح ہی صبح اُن کو ایک پائیدار عذاب نے

مُّسْتَقِرٌّ ۚ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

آپکڑا۔ (پھر اُن سے یہ کہہ دیا کہ لو) اب میرے عذاب اور میرے ڈراوے کا مزہ چکھو۔ اور ہم نے نصیحت کے لئے اس قرآن کو ضرور آسان کر دیا

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ۧ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○ۚ كَذَّبُوْا

ہے تو آیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ اور فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے ضرور آئے۔ (تو اس پر) انہوں نے

بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ

ہماری کل نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے (بھی) ان کو ایسا لے ڈالا جیسا کہ زبردست صاحب اقتدار لے ڈالا کرتا ہے۔ (اے گروہ قریش) آیا

مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ○ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

تمہارے کفار اِن (مذکورہ بالا امتوں) سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے کتابوں میں چھٹکارا آگیا ہے؟ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والے

مُّنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ

گروہ ہیں۔ عنقریب یہ گروہ ہزیمت دیا جائے گا اور یہ پیٹھ دکھائیں گے۔ بات یہ ہے کہ قیامت اُن کے وعدے کا

وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○

دن ہے اور قیامت بڑی ہی سخت اور بڑی ہی تلخ چیز ہے۔ بیشک گنہگار (یہاں تو) گمراہی میں ہیں اور (وہاں) بھڑکتی آگ میں (ہوں گے)

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○

جس دن کہ وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے (اور اُن سے یہ کہا جائے گا کہ) جہنم کے چھو جانے کا مزہ چکھو۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ○

بیشک ہم نے ہر ایک چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ اور ہمارا حکم نہیں ہے مگر جیسے ایک پلک کا جھپک جانا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ

اور ہم تمہارے ہمسروں کو ضرور ہلاک کر چکے ہیں پس ہے بھی کوئی نصیحت پانے والا؟ اور ہر کام جو انہوں نے کیا تھا

فِی الزُّبُرِ ○ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِیْ جَنّٰتٍ

نوشتوں میں (موجود) ہے۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا (عمل) لکھا ہوا ہے۔ بالتحقیق پرہیزگار لوگ جنتوں میں

وَّنَهَرٍ ○ۙ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○ۧ

اور نہروں میں ذی اختیار بادشاہ کے پاس خوشنودی کی جگہ میں ہوں گے۔

ع ۲ / ۱۸ / ۹

ع ۳ / ۱۵

(بقیہ صفحہ ۶۳۴ گزشتہ) سے ۵۴ صَاحِبَهُمْ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا نام تھا قدار ابن سالف بن اُحیمر ثمود ۱۲ سے ۵۵ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ ○ تفسیر صافی میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی جرأت کی اور قتل کر دیا۔ یا تلوار ہاتھ میں لی اور قتل کر دیا فتعاطی کے لفظی معنی ہیں کسی شے کو بے تکلف لینا ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا

سے ۵۱ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ جبرئیل امین نے ان کی طرف ایک انگلی ماری جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اور ایک روایت کے بموجب چھوٹی چھوٹی کنکریاں لیں اور ان کے منہ پر ماریں جس سے ان کے چہرے بگڑ گئے۔ اور اس شہر کے کل رہنے والے اندھے ہو گئے۔ (اس واقعے کے متعلق دیکھو پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۷ اور ان کے نوٹ) ۱۲ سے ۵۲ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورہ میں یہ آیت کئی مرتبہ آئی ہے یعنی ہر قصہ کے ساتھ دُھرائی گئی ہے جس کی غرض یہ ہے کہ ہر رسول کا جھٹلانا اس بات کا مقتضی ہوا ہے کہ لوگوں پر عذاب نازل کیا جائے اور ہر قصہ کا غور سے سننا اس بات کا باعث ہوتا ہے کہ سننے والا اُسے یاد رکھے اور اس سے نصیحت حاصل کرے اور اس کو تنبیہ ہو جائے اور وہ خواب غفلت سے چونک پڑے یعنی بھول چوک اور غفلت اس پر طاری نہ رہے۔ اسی طرح سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ بار بار لایا گیا ہے۔ اور سُوْرَۃُ مُرْسَلٰت میں وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ○ ۱۲ سے ۵۳ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہاں آیات سے مُراد اوصیا رہیں اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کل اوصیا کو جھٹلایا تھا یعنی حضرت یوسفؑ سے لے کر

ایاتها ٧٨ | کلماتها ٣٥١ | سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ | حروفها ١٦٨٣ | رکوعاتها ٣

(سورۂ الرحمٰن مدینہ میں نازل ہوا)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○

(خدائے) رحمٰن نے قرآن (مجید) تعلیم فرمایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اسی نے اُس کو بیان (کرنا) سکھایا۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ○ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ○ وَالسَّمَآءَ

سُورج اور چاند (مقرر) حساب پر (چلتے) ہیں۔ اور بیل اور درخت دونوں سجدے میں ہیں۔ اور آسمان کو

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ

اُس نے بلند کیا اور میزان کو نیچے رکھا۔ تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو۔ اور انصاف سے وزن کو

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ○ فِيْهَا

ٹھیک (ٹھیک) جانچو اور میزان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور زمین کو اُس نے لوگوں کے لئے بنایا ہے۔ (جس میں

فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ○ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ○

میوے (بھی) ہیں۔ اور تھیلی دار کھجور کے درخت (بھی) اور بھوسے والا دانہ اور خوشبودار پھول ہیں۔

فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤگے؟ اسی نے انسان کو ٹھیکرے جیسی کھنکھناتی مٹی سے

كَالْفَخَّارِ ○ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ○ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پیدا کیا۔ اور اسی نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی

تُكَذِّبٰنِ ○ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ○ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

نعمتوں کو جھٹلاؤگے؟ وہ دونوں مشرقوں کا مالک ہے اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔ پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤگے؟

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اُس نے دو دریا بہا دیئے وہ باہم ملتے ہیں (اور) اُن دونوں کے مابین پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرسکتا۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ○ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ○ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤگے؟ اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے۔ پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ○ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ○ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤگے؟ اور سمندر میں پہاڑوں کے مانند اونچے (اونچے) جہاز اسی کے ہیں۔ پھر تم دونوں

سلہ اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ سورہ چونکہ بہت سی دنیوی واُخروی نعمتوں کا ذکر لئے ہوئے ہے اس لئے اس کا آغاز لفظ اَلرَّحْمٰنُ سے کیا گیا ہے اور جو نعمتیں زیادہ بزرگ اور زیادہ عزت والی ہیں اُن کو مقدم رکھا ہے اور وہ تعلیم قرآن ہے کہ وہ دین کی بنیاد بھی ہے اور شریعت کا منشار بھی اور سب سے بڑی وحی بھی اور تمام نعمتوں میں سب سے زیادہ معزز بھی اس اعتبار سے بھی کہ خود وہ معجزہ ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ پہلی کل کتابوں کا اس میں ذکر آگیا ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ اپنی ذات کی بھی تصدیق کرنے والی ہے اور پہلی کل کتابوں کی بھی۔ سلہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ تعلیم قرآن کے بعد اپنی دوسری نعمت خلقتِ انسان بیان فرمائی اور یہ کہ انسان کو اور تمام حیوانوں کے مقابلہ میں امتیاز عطا کیا ہے کہ اس کے دل میں جو کچھ ہو اس کو بیان کرسکتا ہے اور جو کچھ خود سمجھ گیا ہے دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے ہر چیز کا علم ہوا۔ تفسیر قمی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی۔ عرض کیا گیا کہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ اَلْاِنْسَانَ جناب امیرالمومنین ہیں۔ عرض کیا گیا کہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمایا ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ○ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا وہ دونوں عذاب خدا میں ہیں۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیئے)

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ہر شخص جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور تمہارے پروردگار کی ذات صاحب

الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ

جلال و عزت باقی رہے گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ جو (جو) آسمانوں میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اور زمین میں ہیں اسی سے مانگتے رہتے ہیں۔ وہ ہر روز ایک نئی حالت میں ہے۔ پھر تم دونوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ اے دونوں گروہو! ہم عنقریب تمہارے حساب کے لئے فارغ ہو جائیں گے۔ پھر تم دونوں اپنے

تُكَذِّبٰنِ ○ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا

پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اے گروہ جن و انس اگر تم سے ہو سکتا ہے کہ تم آسمانوں کے اور زمین کے

مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا

کناروں سے نکل جاؤ تو (جاؤ) نکل جاؤ حالانکہ بغیر غلبہ (پائے) تم نکل نہ سکو گے۔

بِسُلْطٰنٍ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ تم دونوں پر

شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

آگ کی لپٹ اور پگھلا ہوا تانبا بھیجا جائے گا۔ پس تم دونوں روک نہ سکو گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ پھر جب آسمان پھٹے گا اور جب سرخ نری کی طرح لال ہو جائے گا۔

كَالدِّهَانِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ پھر اس دن نہ تو انسان سے

ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يُعْرَفُ

اس کے گناہوں کی بابت پوچھا جائے گا اور نہ جن سے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ گناہگار

الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ○ فَبِاَيِّ

اپنی اپنی علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے پھر ایڑی سے چوٹی تک گرفتار کئے جائیں گے۔ پھر تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (کہا جائے گا کہ) وہ جہنم ہے جس کو گنہگار جھٹلایا کرتے تھے یہی ہے

ع ١ ٢٥ ١١

سلہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ روئے زمین پر جو جو ہیں وہ سب فانی ہیں ۱۲

سلہ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وَجْهُ اللهِ ہم ہیں جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے اور جن کے ذریعے سے خدا ہر حکم پہنچتا ہے۔ المناقب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ کے یہی معنی منقول ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا ہم وَجْهُ اللهِ ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت رضاؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ اس حدیث کے جسے عام لوگ روایت کرتے ہیں کیا معنی ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہنے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ وَجْهُ اللهِ کو دیکھ لینے کا؟ جواب میں حضرت نے سوال کرنے والے سے فرمایا کہ اے ابو الصلت جس نے خدائے تعالیٰ کا چہرہ مثل اور چہروں کے سمجھا یا بیان کیا وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ ہاں وَجْهُ اللهِ سے مراد اس کے انبیاء و رسل اور اس کی حجتیں ہیں کہ ان ہی کی وجہ سے بندے خود خدائے تعالیٰ کی طرف اور اس کے دین کی طرف اور اس کی معرفت کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ نیز فرماتا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ○

وقف غفران

اس وجہ کی مزید تفسیر کے لئے صـ۴۷۳ نوٹ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں

باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

(اب) وہ اُس کے اور کھولتے پانی کے مابین پڑے پھریں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

اور جو اپنے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرا اسکے لئے دو باغ ہیں۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا عَيْنَانِ

طرح طرح کی نعمتوں والے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں دو چشمے

تَجْرِيَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

بہتے ہیں۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں ہر میوہ

زَوْجَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ

دو دو قسم کا ہوگا۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ وہ ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ

جن کے استر ریشمی ہوں گے۔ اور میوے ان دونوں باغوں کے جھکے ہوئے ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان جنتوں میں نظر کی روکنے والی حوریں ہوں گی جنہیں ان سے پہلے

إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

گویا وہ یاقوت اور مونگا ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

کیا نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کچھ اور ہو سکتا ہے؟ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

اور ان دونوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

مُدْهَامَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا عَيْنَانِ

دونوں ہرے کچھن سے (ہوں گے)۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں دو چشمے

نَضَّاخَتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ

اُبلتے ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں میوے اور خرمے

٥١ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص یہ سمجھ لے گا کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو سنتا ہے اور جو عمل نیک یا بد وہ کرتا ہے اُسے خدائے تعالیٰ دیکھتا اور جانتا ہے تو اس شخص کا یہ سمجھ لینا اس کو بہت سی برائیوں سے باز رکھے گا۔ اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ (جس نے اپنے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈر کر خواہش نفسانی سے اپنے آپکو باز رکھا) ۱۲ ٥٢ دَانٍ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان دونوں جنتوں کے پھل اتنے قریب ہوں گے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بھی لے سکے گا اور لیٹے لیٹے بھی ۱۲ ٥٣ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کی نگاہیں اپنے شوہروں کی طرف لگی ہوں گی۔ غیروں کا خیال تک نہ کریں گی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حوران جنت کی آنکھوں کی چمک ایسی ہوگی کہ آنکھوں میں اس سے چکاچوند سی پیدا ہوگی ۱۲ ٥٤ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ جو حوریں انسانوں کے واسطے ہیں ان کو کسی انسان نے نہ چھوا ہوگا اور جو حوریں جنوں کے واسطے ہیں ان کو کسی جن نے نہ چھوا ہوگا ۱۲ ٥٥ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ رخساروں کی سرخی اور بشرے کی سفیدی اور ان دونوں کا صفائی میں ایسا ہونا۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ اہل جنت کی عورت کی پنڈلی کا گودا ستر ریشمی حُلّوں میں سے نمایاں ہوگا ۱۲ (اس صفحہ کے اس سے آگے کے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ٢ ١٢

وَرُمَّانٌ ۞ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ

اور انار ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان جنتوں میں نیک سیرت اور خوب صورت

حِسَانٌ ۞ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي

عورتیں ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (یعنی) حوریں جو خیموں میں چھپی ہوئی

الْخِيَامِ ۞ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ

ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ جن کو ان سے پہلے نہ کسی آدمی نے چھوا ہے

قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۞ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ مُتَّكِئِينَ

اور نہ کسی جن نے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ اونچے اونچے

عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۞ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

سبز مسندوں پر اور خوبصورت قیمتی قالینوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبَانِ ۞ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۞

کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ تمہارے صاحب عزت و جلالت پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے۔

آیاتہا ۹۶ | کلماتہا ۳۸۴ | سُورَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ | حروفہا ۱۷۶۸ | رکوعاتہا ۳

(سورۂ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۞

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۞ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۞ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ ۞

جب کہ قیامت واقع ہو جائے۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔ (وہ) پست کرنے والی (بھی ہے) اور بلند کرنے والی (بھی)

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۞ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۞ فَكَانَتْ هَبَاءً

جس وقت زمین ایسی ہلائی جائے گی جیسا کہ ہلائے جانے کا حق ہے۔ اور پہاڑ ایسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے جیسا کہ ٹکڑے کر دیئے جانے کا حق ہے۔ پھر وہ پھیلا ہوا

مُنْبَثًّا ۞ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۞ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا

غبار ہو جائیں گے۔ اور تم تین گروہ ہو جاؤ گے۔ پس دائیں طرف والے کیا

أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۞ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۞

کہنے دائیں طرف والوں کے۔ اور بائیں طرف والے پھوٹ گئے نصیب ان کے بائیں طرف والوں کے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۞ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۞ فِي جَنَّاتِ

اور آگے بڑھنے والے وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ مقرب بارگاہ تو وہی ہیں۔ نعمت والی جنتوں میں۔

سا۵ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ سے مراد اہل دنیا کی عورتیں ہیں جو وہاں حوران بہشتی سے زیادہ خوب صورت ہو جائیں گی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ایسی لونڈیاں ہیں جو کنارۂ کوثر پر مثل نباتات کے پیدا ہو جائیں گی۔ جس وقت ان میں سے کسی ایک کو لے لو گے وہیں دوسری پیدا ہو جائے گی کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص جو دوسرے سے کہتا ہے جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا۔ فرمایا

ع ۳ ۲۳ ۱۳

خیر نام جنت میں ایک نہر ہے جو کوثر سے نکلی ہے اور خود کوثر ساق عرش سے نکلا ہے اس نہر کے کنارے اوصیاء و انبیاءؑ کے اور ان کے شیعوں کے مکان ہیں اور اس کے دونوں کنارو پر لونڈیاں اُگ کر پیدا ہوں گی کہ اگر ان میں سے ایک اکھاڑ لی جائے تو بجائے اس کے دوسری اُگ آئے گی۔ اور ان لونڈیوں کے نام بھی اسی نہر کے نام پر ہیں اور خدائے تعالیٰ کے اس قول خَيْرَاتٌ حِسَانٌ کا یہی مطلب ہے۔ پس جو کوئی اپنے رفیق سے کہتا ہے جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا تو اس کا مطلب ان ہی خاص عمارتوں سے ہوتا ہے جو اس نہر کے کنارے ہیں ۱۲

نصف

سلے۵ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ان خیموں میں سے ہر ایک ایک ایک موتی کا ہے جن میں سے ہر ایک کا طول ساٹھ میل کا ہے اور اس کے ہر ہر گوشہ میں وہ حوریں جو اس مومن کے لئے خاص ہیں مخصوص کر رکھی گئی ہیں کہ کوئی غیر ان کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھیئے)

النَّعِيمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَىٰ

سے بہت سے ہیں۔ اور پچھلے میں سے تھوڑے سے۔

سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۝ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۝ يَطُوفُ

سونے سے بنے ہوئے جڑاؤ تختوں پر۔ آمنے سامنے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ہمیشہ رہنے والے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ

لڑکے گلاس اور ٹنٹیاں اور ایسی شراب کے جام لئے ہوئے اُن کے پاس

مِّن مَّعِينٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ۝ وَفَاكِهَةٍ

آتے جاتے رہیں گے۔ جس سے نہ ان کو کبھی درد سر ہوگا اور نہ اُن کے ہوش و حواس گم ہوں گے۔ اور پھل وہ لائیں گے

مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝

جن کو یہ پسند کریں۔ اور پرندوں کا گوشت (ایسا) جس کا ان کو جی چاہے۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں

كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ایسی جیسے چھپے ہوئے موتی۔ جو نیک عمل یہ کیا کرتے تھے یہ اُس کا عوض ہوگا۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝

سوائے سلام اور سلام کہنے کے وہ جنت میں نہ کوئی لغویات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات۔

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ

اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے۔ وہ بغیر کانٹوں والی

مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ

جھکی ہوئی بیریوں میں ہوں گے۔ اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔ اور پھیلے ہوئے سائے میں اور بہتے ہوئے

مَّسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝

پانی میں۔ اور بہت سے میووں میں۔ جو نہ ختم ہوگا اور نہ روکا جائے گا۔

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ

اور اونچے اونچے فرشوں پر ہوں گے۔ (اور حوریں بھی ان کو ملیں گی) ہم نے یقیناً اُن کو بالکل نیا پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اُن کو

أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ ع

کنواریاں پیار دلانے والیاں اور ہم عمر بنا - خاص کر داہنے ہاتھ والوں کے لئے قرار دیا ہے۔ یہ بہت سے پہلوں میں سے ہوں گے۔

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۙ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝

اور بہت سے پچھلوں میں سے ہوں گے۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا بُری گت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی۔

سلہ وِلدانٌ مخلّدون۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے مشرکوں کے بچوں کی بابت دریافت کیا گیا تھا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ اہلِ جنت کے خادم ہوں گے ۱۲ سلہ لحمِ طیرٍ مما یشتہون۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ جنت کے کل سالنوں کا سردار گوشت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا ... اور آخرت کی کل کھانوں کا سردار گوشت ہے ۱۲ سلہ اصحٰبُ الیمین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین۔ جناب علی مرتضےٰ ہیں اور اصحٰبُ الیمین شیعیانِ جناب امیرالمومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ ۱۲ سلہ طلحٍ منضود۔ تفسیر مجمع البیان میں عامۃ الناس کی روایت ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنین کے سامنے وطلحٍ منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ طلح کا کیا موقع ہے اصل تو طلع جیسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ونخلٍ طلعہا ھضیم (دیکھو پارہ ۱۹ رکوع ۸)۔ کسی نے عرض کی پھر حضور اسے بدل کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا آج اس کا موقع نہیں ہے کہ قرآن مجید کی اصلاح کرکے عوام الناس کو ہیجان میں لایا جائے (ائمہ علیہم السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب الامر علیہ السلام کا ہے کہ قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ جناب رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ہمارے بہت سے علماء نے یعقوب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق کے سامنے وطلحٍ منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ اصل تو یوں نہیں ہے اصل تو وطلعٍ منضود تھا ۱۲

(اس سطر کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ۝ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ۝

آگ کی تپش میں اور کھولتے پانی میں۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ نفع بخش۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ۝ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى

بیشک وہ اس سے پہلے بڑی آسائش میں تھے۔ اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار

الْحِنثِ الْعَظِيمِ ۝ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی

وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝

اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم پھر بھی اٹھائے جائیں گے؟ کیا ہمارے پہلے باپ دادا اٹھائے گئے؟

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۝ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ

تم یہ کہدو کہ پہلے اور پچھلے ایک مقررہ دن کے معین وقت پر ضرور

يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ۝

جمع کرلئے جائیں گے۔ پھر تم اے گمراہو! اے جھٹلانے والو!

لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ۝ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝

تھوہر کے درخت میں سے کھانے والے اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہوگے۔

فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۝ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ۝

پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینے والے۔ اور پیاسے اونٹوں کی سی پلائی پینے والے ہوگے۔

هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ۝

جزا و سزا کے دن یہ ان کی مہمانی ہوگی۔ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں نہیں تصدیق کرتے؟

أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝

آیا تم نے غور کیا کہ جو منی تم (رحم میں) پہنچاتے ہو کیا تم اس سے آدمی کو پیدا کردیتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ عَلَىٰ

ہم نے ہی تمہارے مابین موت کو مقرر کردیا ہے اور ہم (اس میں) عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہارے

أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ

بدلے میں تم جیسے اور بنادیں اور تم کو اس حالت میں پیدا کردیں جسے تم نہیں جانتے۔ اور

عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُم مَّا

پہلی پیدائش کو تو تم یقیناً سمجھ گئے ہو پھر اس کو کیوں نہیں یاد رکھتے؟ آیا تم نے اس میں بھی غور کیا

۵۱ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ تفسیر قمی میں ہے کہ سموم تو آتش جہنم کا ایک نام ہے اور حمیم وہ پانی جو اس آگ میں اونٹایا جائے گا۔ اور ظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ایسی اندھیری جس میں سخت گرمی ہوگی لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ کے یہ معنی ہیں کہ نہ وہ کسی طرح ٹھنڈا ہوگا اور نہ نفع بخش۔

۵۲ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جو دنیا کی انتہا مقرر کیا گیا ہے اور اس معین دن کی حد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

۵۳ شُرْبَ الْهِيمِ تفسیر صافی میں ہے کہ ھیم ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو پیاس کی بیماری ہو اور وہ بیماری استسقا سے مشابہ ہوتی ہے۔ الفقیہ۔ المحاسن اور المعانی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اَلْهِيم کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ پیاسے اونٹ۔ اور ایک روایت کے بموجب اَلْهِيم اس ریتلی زمین کو بھی کہتے ہیں جس میں پانی کھپتا ہی چلا جائے اور وہ سیراب نہ ہو۔

۵۴ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ تفسیر صافی میں ہے کہ نُزُل کے معنی ہیں وہ سامان جو کسی آنے والے کے لئے اس کی عزت یا ذلت کے لئے مہیا کیا جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں جزا و سزا کے دن اُن کے لئے یہ کیا جائے گا۔

۵۵ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ۔ کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ تعجب اور پورا تعجب اس شخص سے ہے جو دوسری پیدائش کا منکر ہو جس حال میں کہ وہ پہلی پیدائش کو (کھلی آنکھوں) دیکھ رہا ہے۔

تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ

کہ جو بیج تم بوتے ہو۔ کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہتے

لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ

تو اس کو چورا (چورا) کر دیتے پھر تم باتیں ہی بناتے رہ جاتے کہ ہم پر تو ڈنڈ پڑ گیا۔ بلکہ

نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۝

ہم (تو) بدنصیب لوگ ہیں۔ آیا تم نے اس پانی کے بارے میں بھی غور کیا جسے تم پیتے ہو؟

ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ

کیا تم نے اس کو بادلوں سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہتے

جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۝

تو اس کو کڑوا کھاری کر دیتے پھر تم شکر کیوں نہیں ادا کرتے؟ آیا تم نے اس آگ کے بارے میں بھی غور کیا ہے جسے تم سلگاتے ہو؟

ءَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا

کیا اس کے (ایندھن کے) درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟ ہم نے اس کو (آتش جہنم کی)

تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ ٦

یاد دلانے والا اور جنگل کے رہنے والوں کے لئے نفع کی چیز قرار دیا ہے۔ پس اے رسول تم اپنے عظمت والے خدا کے نام کی تسبیح پڑھو

فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ۝ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۝

پس قسم ہے ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ کی۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ قسم بہت ہی بڑی ہے۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ۝ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا

بیشک یہ نفع دینے والا قرآن ہے۔ جو بڑی پوشیدہ نوشتہ میں ہے۔ جس کو سوائے ان لوگوں کے جو

الْمُطَهَّرُونَ ۝ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ

پاک کر دیئے گئے ہیں کوئی چھوتا ہی نہیں۔ تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ کیا تم اسی بات کے متعلق

أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ۝ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۝ فَلَوْلَا

کاہلی کرتے ہو؟ اور اپنی روزی کا شکریہ اسی بات کو قرار دیتے ہو کہ جھٹلایا کرو۔ پھر اس وقت تمہارا

إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ۝ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ

قابو کیوں نہیں چلتا جب کہ جان حلق تک آ پہنچتی ہے۔ اور تم اس وقت پڑے پڑے دیکھا کرتے ہو۔ اور ہم اس (موت) کی نسبت تم سے

إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ۝ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ۝

زیادہ قریب ہیں لیکن تم کو سوجھتا ہی نہیں۔ پھر اگر تم کسی کے ماتحت نہیں ہو۔

سلہ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ کوئی تم میں سے کبھی یہ نہ کہے زرعت (میں نے زراعت کی۔ یعنی میں نے اگایا) بلکہ یہ کہو حرثت (میں نے بیج ڈالا) ۱۲ سلہ تفکھون تفسیر صافی میں ہے کہ تفکہ کے لفظی معنی میں دل بہلانے اور لطف اٹھانے کے لئے کئی قسم کے میووں کو تھوڑا تھوڑا کھانا اور یہاں بطور استعارہ بات کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۱۲ سلہ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تمہاری یہ آگ بحیثیت حرارت جہنم کی آگ سے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اس پر بھی ستر مرتبہ پانی سے بجھائی گئی ہے اور اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو کسی آدمی کی یہ قدرت نہ تھی کہ اسے بجھا سکتا۔ اور قیامت کے دن یہ آگ آتش جہنم پر رکھی جائے گی تو ایسی سخت آواز سے چیخے گی کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل نبی ایسا باقی نہ رہے گا جو اس کی چیخ سے گھبرا کر اپنے اپنے گھٹنوں کے بل گر نہ پڑے ۱۲ سلہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ۔ تفسیر مجمع البیان اور الفقیہ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس ذکر کو تم اپنے رکوع کے لئے قرار دو ۱۲
(اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

ع ٢ ٣٦٠ ١٥

تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

تو اگر تم سچے ہو تو اس (جان) کو واپس کیوں نہیں لاتے؟ پس اگر وہ مقربان بارگاہ سے ہے تو اس کے لئے

فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۝ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ

راحت اور خوشبو ہے۔ اور نعمت والی جنت ہے۔ اور اگر وہ

اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ

داہنی طرف والوں میں سے ہے۔ تو داہنی طرف والوں سے تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اور اگر

اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝

وہ جھٹلانے والے (اور) گمراہوں میں سے ہیں۔ تو کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے۔

وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ

اور جہنم میں جانا ہے۔ (جو کچھ بیان کیا گیا) یہ ضرور برحق تو یقینی خبر ہے۔ پس (اے رسولؐ)

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ع

تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھو۔

اٰیاتہا ۲۹ | کلماتہا ۵۸۶ | سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ | حروفہا ۲۵۹۹ | رکوعہا ۴

(سورۂ حدید مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

آسمانوں میں اور زمین میں جو (جو) کچھ ہے وہ خدا کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔ وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے۔ اور وہی ہر چیز پر (پوری پوری)

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

قدرت رکھنے والا ہے۔ وہی اول ہے اور وہی آخر اور وہی غالب ہے اور وہی حقیقت سے آگاہ اور وہی ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ

پھر عرش پر (آمادۂ حکم) غالب آیا۔ وہ اس کو بھی خوب جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے

ع ۳ / ۲۲ / ۱۶

۵۱ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۝ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ تفسیر قمی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ روح اور ریحان کی خوشخبری تو اس کی قبر کے متعلق ہے اور جنت و نعیم کی خوشخبری آخرت کے متعلق ۱۲۔

۵۲ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جناب علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ اصحاب الیمین تمہارے شیعہ ہیں اور سلٰم لک کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری اولاد کو وہ قتل نہ کریں گے ۱۲۔

۵۳ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اصحاب الشمال میں جن کا ذکر ان کے افعال کے ساتھ بیان کیا اس کی ایک غرض تو یہ ہے کہ لوگ ان افعال سے باز رہیں۔ اور دوسری یہ کہ اگر وہ انہی افعال پر مصر رہے تو جن جن چیزوں سے ان کو ڈرایا گیا ہے ان کا واقع ہونا بھی لازم سمجھیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ اَلْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ سے مراد مشرکین ہیں تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد دشمنان آل محمد ہیں (قول مترجم) ان دونوں میں حقیقی اختلاف کچھ نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ توحید میں شرک کرنے والے ہوں تو۔ نبوت میں شرک کرنے والے ہوں تو۔ امامت میں شرک والے ہوں تو سب کے سب سگ زرد برادر شغال ہیں۔ دشمنان آل محمدؐ نے چونکہ حکم خدا و رسولؐ کو آل محمدؐ کے بارے میں رد کر دیا لہذا شرک فی التوحید کے بھی مرتکب ہوئے اور شرک فی النبوت کے بھی ۱۲

۵۴ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ آمالی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے نُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ تو ایسے شخص کی قبر کی حالت ہے اور تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ

اور اُس کو بھی جو اُس سے نکلتا ہے اور اُس کو بھی جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور اُس کو بھی جو کچھ آسمان میں چڑھ جاتا ہے اور

مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ لَهُ مُلْكُ

جہاں کہیں تم ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ (رہتا) ہے اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ اُس کا نگران ہے ۔ آسمانوں کا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور زمین کا اختیار اُسی کو ہے ۔ اور کل معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے ۔ وہ رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے ۔ اور دلوں کے حال کا جاننے والا

الصُّدُورِ ○ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

وہی ہے ۔ تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جن (جن) چیزوں میں اُس نے تم کو

مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ

پہلوں کا جانشین بنایا ہے اُن کا ایک حصہ (اُس کی) راہ میں خرچ کرو ۔ پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے (کچھ) راہِ

كَبِيرٌ ○ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا

خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے ۔ اور تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ

بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ هُوَ

تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ اور اگر تم ماننے والے ہو تو (خدائے تعالیٰ بھی) تم سے اسی کی بابت پختہ عہد لے چکا ہے ۔ وہ

الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ

وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی نشانیاں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی)

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ○

روشنی کی طرف نکال لائے ۔ اور یقیناً اللہ تمہارے بارے میں بڑا مہربان (اور) رحم کرنے والا ہے ۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ

اور تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم راہِ خدا میں کوئی چیز خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں کی اور زمین کی وراثت اللہ ہی

وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

کی ہے ۔ تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے (راہِ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا وہ برابر نہیں

وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ

ہو سکتا ۔ ایسے لوگ اُن سے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا درجہ میں کہیں بڑھے ہوئے ہیں

---

سلہ مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ اموال ہیں جو تم نے اپنے موروثوں سے میراث میں پائے ہیں اور تم اُن کے جانشین بن کر ان میں تصرف کرنے کے مستحق ہو گئے کہ یہ حقیقت میں ان کے لئے تھے تمہارے لئے نہیں تھے یا وہ مال مراد ہیں کہ جن میں تصرف کرنے اور ان کا مالک بننے کے لئے تم سے پہلوں نے تم کو جانشین کر دیا ہے ۔ تو اس آیت کے بموجب اُن میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنا بہت سی خوبیاں رکھتا ہے اور اپنی ذات پر خرچ کرنا بہت سی خرابیاں ۱۲

سلہ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تفسیر صافی میں ہے کہ الظلمٰت سے مراد کفر کی اندھیریاں ہیں اور النور سے مراد ایمان کی روشنی ۔ تفسیر برہان میں بحوالہ مناقب ابن شہر آشوب جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اتنا اور منقول ہے کہ نور ایمان سے مراد ہے ولایت جناب امیرالمؤمنینؑ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور اللہ نے اجرِ نیک کا وعدہ تو سب ہی سے کیا ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ

وہ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے کہ خدا اسے اُس کی خاطر سے کئی گنا کر دے اور اس کے لئے

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ

نفع بخش اجر بھی ہو۔ جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

اور ان کے داہنے ہاتھ دوڑتا جاتا ہے (اُن سے کہا جائے گا کہ) آج تمہارے لئے خوش خبری ہے یعنی وہ جنتیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ یہی تو وہ بڑی کامیابی ہے۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا

اُس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان لانے والوں سے یہ کہیں گے کہ ذرا ہمارا بھی انتظار کرو

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ

کہ ہم (بھی) تمہارے نور سے فائدہ اٹھالیں۔ کہا جائے گا کہ تم پیچھے پلٹ جاؤ کوئی نور ڈھونڈھ لو

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ

پھر اُن (مومنین و منافقین) کے مابین ایک فصیل قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف تو اس میں

ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ

رحمت ہوگی اور اُس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) ان (مومنوں) کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ

وہ جواب دیں گے کہ ہاں تھے لیکن تم نے اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالا اور تم نے (مومنین کے حق میں نزولِ بلا کا) انتظار کیا اور تم شک میں

وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

پڑ گئے اور تم کو آرزوؤں نے دھوکا دیا یہاں تک کہ قیامت آگئی اور اللہ کے بارے میں شیطان تم کو دھوکے ہی دیتا رہا۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

سو آج کے دن نہ تم سے ہی کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ اُن سے ہی جو کافر ہو گئے تھے۔

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

تمہارا ٹھکانا آتشِ جہنم ہے۔ وہی تمہاری حاکم ہے اور وہ [illegible] بازگشت ہے۔ کیا اُن لوگوں کے لئے

---

۱؎ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب زمانہ نافرمانوں کا ہو تو امام کا حق ان کو پہنچا دو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے جو کچھ ان کے پاس ہے کچھ اس لئے وہ قرض نہیں مانگا ہے کہ اسے اس کی ضرورت ہے بلکہ اللہ کا جو کچھ حق ہے وہ اس کے ولی کو پہنچتا ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرت نے محتاج سے فرمایا کہ اے محتاج ایک درم جو امام کی خدمت میں پہنچایا جائے وہ وزن میں کوہِ اُحد سے بھی زیادہ ہے۔

۲؎ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ تفسیر برہان میں ہے کہ صالح ابن سہل کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ پھر حضرت نے فرمایا کہ مومنین کے اماموں کا نور قیامت کے دن مومنین کے آگے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ دوڑتا جاتا ہوگا یہاں تک کہ جنت میں وہ اپنے اپنے مکانوں میں جا اتریں گے۔ نیز جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک دن ہم جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آنحضرتؐ نے یکایک جناب علی مرتضیٰؑ کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا اے ابوالحسن میں تمہیں آج ایک خوشخبری [illegible] عرض کی یا رسول اللہ ضرور سنائیے۔ فرمایا یہ جبرئیلؑ ابھی [illegible] یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ خبر دیتے ہیں کہ اس نے تمہارے شیعوں اور تمہارے [illegible] کو سات باتیں عطا فرمائی ہیں۔ موت کے وقت [illegible] ۔ [illegible] وقت نور۔ پریشانی کے وقت امن۔ اعمال کی جانچ کے وقت کفالت (یعنی نیکیاں [illegible]

اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

جو ایمان لائے اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ اُن کے دل خدا کی یاد کے لئے اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے

وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

اُس کے لئے پگھل جائیں اور وہ اُن لوگوں کے مانند نہ ہو جائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی (تھی) پھر اُن پر ایک زمانہ گزر گیا

عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

پس اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَیَّنَّا

(یہ) خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اُس کی موت کے بعد ضرور زندہ فرمائے گا۔ بیشک ہم نے

لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ

تمہارے لئے آیتوں کو کھول کر بیان کر دیا تاکہ تم سمجھو۔ یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور

الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ

صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے خدائے تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا اُن کے لئے دو چند کر دیا جائے گا

لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اور اُن کے لئے نفع بخش اجر ہو گا۔ اور جو لوگ اللہ پر

وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ

اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں وُہی تو اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں

رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا

اُن کا اجر اور اُن کا نور اُن ہی کے لئے ہو گا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور جھٹلایا

بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ

وُہی تو جہنمی ہیں۔ (یہ) خوب سمجھ لو کہ زندگانی

الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ

دُنیا سوائے کھیل کود اور آرائش و پیراستگی اور آپس میں بڑائی مارنے کے اور

فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ

مال اور اولاد کی زیادتی کی خواہش کرنے کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی (دنیا کی) بارش کی سی مثال ہے کہ اُس

ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِی

(کے ذریعے) سے نباتات کا پیدا ہونا کفار کو تعجب میں ڈالتا ہے پھر وہ لہلہاتی ہے پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھتے ہو پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور

* ۵۱ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت قائم آل محمدؐ کی غیبت کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس نہی خدا پر عمل کرنے والے ہیں وہی مومن ہیں ۱۲

۵۲ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ زمین کو اُس کے مرنے کے بعد قائم آل محمدؐ کے ذریعے سے زندہ فرمائے گا (امامؑ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں زمین کی موت سے مراد اہل زمین کا کفر ہے اور کافر خدا کے نزدیک میت کے حکم میں ہیں ۱۲

۵۳ اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دولتمندوں کے مال میں ایک فریضہ مقرر فرمایا ہے اُس کے ادا کرنے پر ان کی کوئی تعریف نہیں کی جا سکتی اور وہ زکوٰۃ ہے جس کے ذریعہ سے اُن کے (مال اور ان کی) جانیں محفوظ رہتی ہیں اور اسی کے ذریعہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں زکوٰۃ کے سوا کچھ اور حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں چنانچہ فرماتا ہے:۔ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (دیکھو پارہ ۲۶ رکوع ۱۸) یہ حدیث طویل ہے آخر میں حضرت نے فرمایا کہ انہی حقوق کے ادا کرنے والوں کی شان میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ دروازۂ جنت پر یہ لکھا ہوا ہے کہ قرض حسنہ میں ایک کا بدلہ اٹھارہ اور صدقہ میں ایک کا عوض دس ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض واقعی حاجتمند ہی کے لئے ہوتا ہے اور صدقہ اکثر ایسے

ع ۹ ۱۸

الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ

آخرت میں سخت عذاب (بھی) ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی (بھی)

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ

اور زندگانی دنیا سوائے دھوکے کی ٹٹی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ

اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان و زمین (دونوں) کے عرض کے برابر ہے

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

(اور) وہ اُن ہی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں - یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَآ

وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ جو

اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

مصیبت بھی زمین پر اور تمہاری ذات پر گزرتی ہے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

قبل اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ہمارے پاس ایک نوشتہ میں (لکھی ہوئی) موجود ہے بیشک یہ امر

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ

اللہ کے لئے آسان ہے - تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے

اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝ الَّذِيْنَ

اس پر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چھچھورے شیخی باز کو دوست نہیں رکھتا - جو خود بھی

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ

کنجوسی برتتے ہیں اور لوگوں کو بھی کنجوسی برتنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جو روگردان ہو جائے گا تو

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ

اللہ ضرور صاحب حمد اور بے پروا ہے۔ بیشک ہم نے اپنے رسول کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجے اور

اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدالت پر قائم ہو جائیں۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

اور ہم نے (خاص) لوہا نازل کیا جس میں سخت خوف (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے نفعے (بھی)

سلہ کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ تفسیر صافی میں ہے کہ اگر آسمان و زمین دونوں کو پھیلا دیا جائے تو ان کے مجموعے کا جو عرض ہوگا وہ یہاں مراد لیا گیا ہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جنتیوں میں سے ادنے سے ادنے کا مکان اتنا بڑا ہوگا کہ اگر تمام جن و انس اس کے مہمان ہو جائیں تو وہ سب کو بے تکلف کھانا پانی اور آرام پہنچا سکے گا۔

سلہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلٰٓى اٰخِرِهٖ علل الشرائع میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ وہ فرشتہ جو رحم مادر پر موکل ہے انسان پر دنیا میں جو جو کچھ گزرنے والی ہے وہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین لکھ دیتا ہے خدائے تعالٰے کے اس قول مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ الخ کا یہی مطلب ہے (اس کی باقی تفسیر ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

سلہ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ نہج البلاغۃ میں ہے کہ تمامی زہد قرآن مجید کے ان دو جملوں میں آگیا ہے خدائے تعالٰی فرماتا ہے لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ پس جو شخص گزشتہ کا افسوس نہ کرے اور جو کچھ آنے والا ہے اس پر اترائے نہیں تو گویا زہد کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ آگئے۔ اس میں سے ایک ممانعت پچھلے زمانہ سے متعلق ہے اور دوسری اگلے زمانہ سے لَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ کا یہ مطلب ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب جن جن فضیلتوں کے ساتھ مخصوص کئے گئے وہ تم کو نہیں ملیں ان پر افسوس نہ کرو اور لَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ کا یہ مطلب ہے کہ بعد جناب رسول خدا جو فتنہ پیش آیا اور اس سے تم نے دنیوی نفع اٹھایا اس پر اتراؤ نہیں ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور یہ غرض (بھی) کہ اللہ یہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے کون (کون) مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ
قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا
صاحب قوت و غلبہ ہے۔ اور یقیناً ہم نے نوح ؑ کو اور ابراہیم ؑ کو بھیجا اور ہم نے
فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ
ان دونوں کی اولاد میں نبوت و کتاب کو قرار دے دیا پس ان میں سے کوئی (کوئی تو) ہدایت یافتہ ہے اور بہت سے
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا
ان میں سے نافرمان ہیں۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے (پیچھے) انہی کے نقش قدم پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد ہم نے
بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا
عیسٰے ؑ ابن مریم کو بھیجا اور ان کو ہم نے انجیل عطا کی۔ اور ہم نے ان لوگوں کے
فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ
دلوں میں جنہوں نے ان کی پیروی کی مہربانی اور رحمت قرار دے دی۔ اور ترک دنیا کو
ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ
انہوں نے (خود) ایجاد کیا ہم نے اسے ان پر واجب نہیں کیا تھا مگر خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے (انہوں نے
اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ
اسے خود ایجاد کر لیا) پھر انہوں نے اس کی ویسی رعایت نہیں کی جیسا کہ اس کی رعایت کا حق تھا۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے
اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
ایمان لائے تھے ان کا اجر دے دیا۔ اور بہت سے ان میں سے نافرمان رہے۔ اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو
وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا
اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ کہ وہ اپنی رحمت کا دوہرا حصہ تم کو دے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دے
تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ
جس کے ذریعے سے تم چلو اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ تاکہ اہل کتاب یہ جان لیں کہ
الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ
وہ خدا کے فضل کے کسی حصے پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ فضل (صرف)
بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ع
خدا کے ہاتھ ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ع ۳ ۱۹
ع ۴ ۲۰

ف۵ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ تفسیر برہان میں ہے کہ مامون نے جو علماء جناب امام رضاؑ سے مناظرہ کرنے کو جمع کئے تھے انہوں نے حضرت سے دریافت کیا کہ آیا عترت آل میں داخل ہے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ خود آل ہے یہ سن کر علماء (جامہ سے باہر ہوگئے) اور کہنے لگے۔ یہ دیکھئے خود جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ میری امت میری آل ہے اور یہ دیکھئے آنحضرت کے اصحاب سے یہ حدیث منقول ہے جس کا مفہوم ہے کہ آل محمد آنحضرت کی امت ہے۔ حضرت نے فرمایا (گھبراؤ نہیں آپے سے باہر نہ ہو) ذرا مجھے یہ بتلا دو کہ آیا آل پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں ہے۔ فرمایا تو امت پر بھی حرام ہے؟ اب تو وہ چکر میں آگئے اور عرض کرنے لگے کہ نہیں۔ فرمایا بس تو آل و امت میں بھی فرق ہے۔ وائے ہو تم پر۔ آیا تم قرآن مجید سے بالکل کورے ہو یا تم حد سے زیادہ گزر گئے ہو آیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وراثت و طہارت صرف ان کے حصے میں آئی ہے جو برگزیدہ اور ہدایت یافتہ ہیں سب کو نہیں ملی۔ وہ کہنے لگے یا حضرت یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں؟ فرمایا خدائے تعالیٰ کے اس قول سے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ پس نبوت و کتاب مہتدین کو عنایت کی گئی نہ فاسقین کو۔ آیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ جس وقت نوح نے اپنے پروردگار سے عرض کی رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۔ دیکھو پارہ ۱۲ ۔ الربع ۔ وجہ اس دعا کی یہ تھی کہ خدائے تعالیٰ نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ ان کو اور اہل کو بچا دیگا۔ اس دعا کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔـلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ دیکھو پارہ ۱۲ ۔ الربع۔

آیاتها ۲۲ — کلماتها ۴۷۹ — سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ مَدَنِيَّة — حروفها ۲۱۰۳ — رکوعاتها ۳

(سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوا)

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

بیشک اللہ نے اس (عورت) کی بات سنی جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی ہے اور خدا کی حضور میں شکایت

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفت گو سنتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا سننے والا (اور) بڑا دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ

تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں۔

اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗىِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ

ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ اور ضرور ایسا کہنے والے بیہودہ بات کہتے

وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ

اور جھوٹ بکتے ہیں اور ضرور اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کریں

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ

پھر وہ جو کچھ کہہ بیٹھے ہیں اس کا تدارک کرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ دونوں مباشرت کریں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ یہ اس لئے کہ تم کو

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

اس کے ذریعے سے نصیحت کی جائے۔ (کہ تم پھر ایسا نہ کرو) اور جو بھی تم کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ پھر جسے یہ میسّر نہ ہو تو

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

قبل اس کے کہ دونوں مجامعت کریں (ظہار کرنے والے کے ذمے) دو مہینے کے متواتر روزے رکھنا ہے۔ پھر جس سے یہ ممکن نہ ہو تو

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ

(اس کے ذمے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرو۔ اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ

خدائے تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ

وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ

اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جیسے وہ لوگ ذلیل کئے گئے وہ ان سے پہلے تھے اور ہم نے

ع ۱

تفسیر ... ہے کہ ... نے کا سبب یہ ہے کہ ... شخص جس نے اسلام میں ... کیا اوس ابن صامت انصاری تھا۔ یہ شخص بوڑھا پھونس تھا۔ ایک دن اپنی زوجہ پر غصہ ہوا اور اس سے کہہ بیٹھا اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ پھر اس پر نادم ہوا اور زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی اپنی زوجہ سے اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ کہہ لیتا تو وہ دوام کے لئے اس پر حرام ہو جاتی۔ اب اس نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ اے خولہ جاہلیت میں تو ہم اس کو حرام جانتے ہی تھے مگر اب تو خدائے تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ تو جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں چلی جا اور آنحضرت سے اس کے بارے میں سوال کر۔ چنانچہ خولہ گئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ اوس بن صامت میرے چچا کا بیٹا ہے۔ میرا شوہر ہے اور میری اولاد کا باپ ہے اور مجھ سے یہ کہہ چکا ہے اَنْتِ عَلَيَّ ... اور زمانۂ جاہلیت کے دستور کے بموجب ہم ایسا کہنے والے پر اس کی زوجہ کو دوام کے لئے حرام جانتے ہیں مگر جب خدائے تعالےٰ نے حضورؐ کی بدولت ہم کو اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ ... الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے قریب قریب یہی مضمون درج ہے مگر آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا کہ اے عورت اس وقت تو میرا فیصلہ بھی یہی ہے کہ تو اس پر حرام ہے اس عورت نے یہ سن کر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر سے چھٹ جانے کی شکایت خدا سے کرتی ہوں۔ پس خدائے تعالیٰ نے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سے لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ پھر اس کے بعد خدائے تعالےٰ نے ظہار کے باب میں کفارے کا حکم صادر فرمایا۔ اور وہ حکم وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ سے عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک کی آیتوں میں ہے (باقی ضمیمہ میں پڑھیے)

بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

کھلی کھلی نشانیاں اتاری ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے ذلت دینے والا عذاب (مہیا کیا) ہے۔ جس دن اللہ ان سب کو مبعوث فرمائے گا

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

پھر جو جو کچھ یہ کر چکے ہیں اس سے ان کو آگاہ کرے گا۔ اللہ نے تو ان کے اعمال کا شمار کر لیا ہے اور یہ ان کو بھول گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز

شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

گواہ ہے۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کو (بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو بھی جانتا ہے

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

کسی راز میں تین ایسے (شریک) نہیں ہوتے کہ وہ خود ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ان کا چھٹا نہ ہو

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ

اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ اس سے زیادہ مگر یہ کہ جہاں کہیں بھی وہ ہوں وہ خود ان کے پاس ہوتا ہے۔ پھر

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى

جو کچھ بھی وہ کر چکے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو جتلائے گا۔ بیشک خدائے تعالیٰ ہر بات کا جاننے والا ہے۔ کیا تم نے

الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو سرگوشی کرنے سے روکے گئے پھر جس بات سے روکا گیا وہی کرتے ہیں اور گناہ (کے بارے) میں

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ

اور زیادتی (کے بارے) میں اور رسول کی نافرمانی (کے بارے) میں آپس میں کانا پھوسی کرتے ہیں اور (اے رسول) جب وہ

بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا

تمہارے پاس آتے ہیں تو تم کو اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طریقے سے تم کو اللہ نے سلام نہیں کیا اور اپنے دلوں میں یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ

نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ہم کہتے ہیں اس کے عوض میں خدا ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتا؟ ان کے لئے جہنم کافی ہے جس میں وہ جائیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

اے ایمان لانے والو! جب تم کانا پھوسی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی (کے بارے) میں

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ

کانا پھوسی نہ کیا کرو ہاں نیکی اور پرہیزگاری کے بارے میں کانا پھوسی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ

حضور میں تم جاؤ گے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ (بدی کے بارے میں) کانا پھوسی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین رنجیدہ ہوں

ع ۱

سلہ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ الخ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس راز میں خدائے تعالیٰ کی شرکت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے محیط ہونے کی قدرت اور علم کے ذریعے سے شریک ہے نہ یہ کہ ذات سے۔ کیونکہ مکانات تو محدود چیزیں ہیں جن کو حدود اربعہ گھیرے ہوئے ہیں۔ پس اگر ذات سے شرکت مانی جائے تو کسی مکان میں اس کا ہونا لازم آئے گا اور کسی میں نہ ہونا۔ نیز جناب امیر المومنین سے دریافت کیا گیا تھا کہ اللہ کہاں ہے؟ فرمایا یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے ہر جگہ ہے۔ اوپر بھی ہے۔ نیچے بھی ہے۔ ہمیں ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرما کر اشارہ کیا کہ تین راز کہنے والوں کا چوتھا اور پانچ راز کہنے والوں کا چھٹا ہوتا ہے۔ یعنی وہ ان سب پر محیط ہے۔ اور سب پر غالب ہے اور اس کا علم ان تمام باتوں کے متعلق جو رازوں میں کہی جائیں کامل ہے اور اس کے گواہ ان کے راز کہنے کے وقت ان کے پاس حاضر رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات مقدس سے ان کا شریک اور گنتی میں مثل ان کے ایک ہو اس لئے کہ اس سے محدود ہونا اور کسی مکان میں ہونا اور کسی مکان میں نہ ہونا لازم آتا ہے۔ (جو خدا کی شان کے منافی ہے) تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت فلاں اور فلاں اور ابو عبیدہ ابن الجراح۔ عبدالرحمٰن ابن عوف۔ سالم مولےٰ ابی حذیفہ اور مغیرہ ابن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ ان لوگوں نے باہمی مشورے سے ایک نوشتہ لکھا تھا اور آپس میں اس کا پختہ عہد کر لیا تھا کہ اگر محمدؐ کا انتقال ہو گیا تو ہم بنی ہاشم میں نبوت و خلافت کو ہرگز جمع نہ ہونے دیں گے۔ تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھیئے)

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى
حالانکہ بغیر مشیت خدا کے وہ ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ
مومنین کو صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اے ایمان لانے والو! جب تم سے یہ کہا جائے

تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ
کہ اپنے جلسوں میں کشادگی کردو (تو کشادگی کردیا کرو) اللہ بھی تمہارے لئے کشادگی فرمادے گا۔ اور جب تم سے یہ کہا جایا کرے کہ

انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا
اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے

الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
بہت سے درجے بلند فرمادے گا۔ اور جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے باخبر رہے۔ اے ایمان لانے والو! جب تم

نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ
رسولؐ سے علیحدگی میں کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنے اس تخلیہ سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝
تمہارے لئے بہتر (بھی) ہے اور زیادہ پاک کرنے والا (بھی)، پھر تم کو اگر یہ میسر نہ ہو تو ضرور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ
کیا تم اس سے ڈر گئے کہ اپنے تخلیہ کرنے سے پہلے کچھ صدقے دیا کرتے۔ اب جونکہ

تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَ
تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے بھی تمہاری توبہ قبول کرلی اب (باقاعدہ) نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور

ع ٢ ٢
أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى
اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے جاؤ۔ اور جو عمل بھی تم کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ کیا تم نے اُن کی طرف خیال نہیں کیا

الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ
جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر خدائے تعالیٰ غضبناک ہوا ہے۔ نہ وہ تم ہی میں سے ہیں اور نہ اُن ہی میں سے۔

وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ
اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی (جھوٹی) باتوں پر حلف اٹھایا کرتے ہیں۔ اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے۔

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا
بیشک جو عمل وہ کرتے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے

١ اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس حکم کے آنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جناب رسولؐ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور آنحضرتؐ کے کلام سننے کے شوق میں ایک دوسرے سے بہت ہی مل کر یا گھچ تنگ ہو کر بیٹھا کرتے تھے۔ ٢ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ آنحضرتؐ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ خدائے تعالے نے اس اٹھنے سے تو منع فرما دیا اور یہ فرمایا کہ تَفَسَّحُوْا یعنی آنحضرتؐ کے لئے مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دے دو۔ پھر فرمایا وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم سے اٹھنے کو کہا جائے تب اٹھو۔ ٣ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ عالم کی بزرگی شہید سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور شہید کی بزرگی عابد سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور قرآن مجید کی بزرگی اور تمام کلام کے مقابلے ایسی ہی ہے جیسی کہ خدائے تعالے کی بزرگی اس کی تمام مخلوقات کے مقابلے میں اور عالم کی بزرگی تمام آدمیوں کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسی کہ خود میری بزرگی ادنے سے ادنے آدمی کے مقابلے میں۔ الجوامع میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ عابد کے مقابلے میں عالم کی بزرگی ایسی ہی ہے جیسی کہ تمام ستاروں کے مقابلے میں چودھویں رات کے چاند کی۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ عابد وعالم کے مابین سو درجے کا فرق ہے جن میں ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فصل ہے کہ بنایا ہوا اصیل گھوڑا ستر برس تک یکساں دوڑ سکے۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کا حق تین گروہوں کو دیا جائے گا۔ اول انبیاء کو پھر علماء کو پھر شہداء کو

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

اور لوگوں کو راہِ خدا سے باز رکھا ہے پس اُن کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار ہے - عذاب سے بچانے کے لئے نہ ان کے مال کچھ ان کے کام آئیں گے

وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

اور نہ ان کی اولاد | وُہی جہنمی ہیں | (اور) وُہی اُس میں

خَالِدُونَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا

ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے - جس دِن اللہ تعالےٰ اِن کو ایک ساتھ مبعوث کرے گا تو یہ اس کے سامنے اسی طرح

يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ

قسم کھائیں گے جیسے کہ تمہارے سامنے حلف اُٹھاتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ کچھ تو راستی پر ہیں - خبردار ہو کہ وہ لوگ

الْكَاذِبُونَ ۝ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ

ضرور بالضرور جھوٹے ہیں - | شیطان اُن پر غالب آگیا ہے | اور اُن کو یاد خدا بھلا دی ہے - | وہ

حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

شیطان کا گروہ ہیں - | خبردار رہنا کہ شیطان کا گروہ وُہی تو ٹوٹا اٹھانے والے ہیں - | بیشک جو لوگ

يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ

اللہ اور اُس کے رسُول سے مخالفت کرتے ہیں سب سے زیادہ ذلیلوں میں وُہی ہیں - | یہ تو اللہ لکھ چکا ہے کہ

أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ

میں اور میرے رسول ضرور بالضرور غالب رہیں گے - یقیناً اللہ قوت والا (اور) زبردست ہے - تم اُن لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر

الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ

ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسُول کی مخالفت کی ہو گو وہ اُن کے (دادا) ہوں

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ

یا اُن کے بیٹے (پوتے) یا اُن کے بھائی (بند) یا اُن کا کنبہ (قبیلہ) | وُہی تو ہیں | جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے

الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے رُوح (ایمان) سے اُن کی تائید فرمائی ہے - اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ

نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ (ہمیشہ) اُن ہی میں رہنے والے ہوں گے - اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور | وہ اس سے راضی ہو گئے -

أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

وُہی خدا کا گروہ ہیں - | آگاہ رہو کہ | خدا کا گروہ | وُہی تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں -

ع ۳ ۹

ف استحوذ علیہم الشیطان
اس کا مطلب ہے کہ ان کو ایمان سے خوف ہے اور جزیہ موقوف ہونے کے لالچ سے فقط زبانی اقرار ہے اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے یَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اُن سب لوگوں کو جنہوں نے آلِ رسول کا حق غصب کیا تھا جمع فرمائے گا اور ان کے کل اعمال ان کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو اُن میں سے ایک بات بھی نہیں جانتے - اور یہ قسم اُن کی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ انہوں نے جناب رسولِ خدا کے سامنے دنیا میں کھائی تھی جبکہ وہ آپس میں عہد کر چکے تھے کہ ولایت و امامت کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے اور جبکہ انہوں نے باہم ارادہ کر لیا تھا کہ آنحضرت کو عقبہ میں قتل کر دیں گے - مگر خدا نے اپنے نبی کو مطلع کر دیا اور اس کی خبر دے دی - تو حضرت کے سامنے قسم کھا کر یہ کہا کہ ہم لوگوں نے نہ ایسا کہا ہے اور نہ ایسا قصد کیا ہے اس پر خدا نے اپنے رسُول پر یہ آیت نازل کی يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ ... [illegible] کے لئے دیکھو پارہ نمبر ا [illegible] جب ان سب کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ان کے سامنے پیش کرے گا تو یہ اس کا انکار کریں گے اور اسی طرح جھوٹی قسمیں کھائیں گے ... [illegible] ... (دیکھو پارہ نمبر ... رکوع ...) — باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھئے

آیاتہا ۲۴ | کلماتہا ۴۵۵ | سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ | حروفہا ۲۰۱۶ | رکوعہا ۳

(سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُس نے خدا کی تسبیح کی۔ اور وہ غالب (اور)

الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

حکمت والا ہے۔ وہ وُہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے اُن لوگوں کو جو کافر ہو گئے تھے

مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا

اُن کے گھروں سے پہلی مرتبہ جلا وطن کر دیا۔ تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور

اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ

اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے قلعے اُن کو (عذاب) خدا سے بچانے والے ہیں لیں (عذاب) خدا اُن پر اس طرح آیا

لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

جس طرح اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُس نے اُن کے دِلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اپنے مکانوں کو

بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اپنے ہاتھوں سے اور مومنین کے ہاتھوں سے برباد کر رہے تھے تو اے آنکھوں والو! عبرت پکڑو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ

اور اگر خدائے تعالٰی نے اُن کی سزا جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو اس دُنیا میں بھی اُن کو عذاب دیتا۔ اور

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ

آخرت میں تو اُن کے لئے عذاب دوزخ موجود (ہی) ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسُول کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ

اور جو اللہ کی مخالفت کرے گا تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ عمدہ خرمے کے

مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

درختوں میں سے جو تم نے کاٹ ڈالا یا جسے اُس کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ خدا کے حکم سے تھا

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ

اور اس غرض سے تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اور جو مال حق تعالٰی نے اپنے رسُول کو اُن لوگوں سے بغیر لڑے عنایت کیا ہے

سلہ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ حشر کے لغوی معنی ہیں کسی گروہ کو ایک مقام سے نکال کر دوسرے مقام میں لے جانا اور لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا یہ مطلب ہے کہ یہودی مدینہ منورہ سے شام کی طرف جلا وطن کئے گئے اور ان کا آخری حشر زمانۂ رجعت میں ہوگا۔ تفسیر قمی میں جناب امام حسنؑ سے اس حدیث میں جو آپ نے بادشاہ سے فرمائی تھی۔ یہ منقول ہے کہ خدائے تعالٰی ایک آگ مشرق کی طرف سے پیدا کرے گا اور ایک مغرب کی طرف سے اور ان دونوں کے پیچھے دو تند ہوائیں ہوں گی جن کے ذریعے سے تمام آدمی بیت المقدس کی چٹان کے پاس جمع کر دیئے جائیں گے۔ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول میں یہودی بنی نضیر کے مدینہ منورہ سے نکالے جانے کا جو قصہ منقول ہے وہ ضمیمہ میں پڑھیئے ۱۲

سلہ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالٰی نے ان پر عذاب اس طرح بھیجا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ اس سے مراد عذاب خدا۔ اور وہ رعب و اضطراب و جلاوطنی کی صورت میں آیا ۱۲

سلہ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ لینۃ کے معنی ہیں عمدہ قسم کا درخت خرما۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لینۃ سے مراد ہے عجوہ اور یہ تمام اقسام درخت خرما کی اصل ہے۔ اور یہی ہے جس کو خدائے تعالٰی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بہشت سے نازل کیا تھا ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ

تو اس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو

رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ مَا أَفَاءَ

جس جس پر چاہتا ہے مسلط فرما دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ دیہات والوں کا

اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بدون جہاد عنایت کیا وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور (رسول کے)

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ

قرابت مندوں کا اور (ان ہی کے) یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا۔ تاکہ وہ (مالِ غنیمت)

دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

تمہارے دولتمندوں کے مابین چکر کھاتا نہ پھرے۔ اور رسول جو کچھ تم کو دیں اُسے لے لو۔

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

اور جس سے تم کو باز رکھیں (اُس سے) باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سخت

الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

عذاب دینے والا ہے۔ نیز (یہ مال فئے) ہجرت کرنے والوں میں سے ان ضرورتمندوں کا حق بھی ہے جو اپنے گھروں سے بھی

وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ

نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بھی (الگ کیے گئے تاہم) خدائے تعالیٰ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے خواستگار ہیں اور

اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ

اللہ اور اُس کے رسول کی نصرت کیے جاتے ہیں وُہی تو سچے ہیں۔ اور (اُن کا حق بھی ہے) جو ہجرت کرنے والوں کے پہلے سے

وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ

دارِ ہجرت میں مقیم اور ایمان پر قائم ہیں اور جو اُن کی طرف ہجرت کرکے آئے اُن سے محبت رکھتے ہیں اور جو کچھ اُن ہجرت کرنے والوں کو

فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ

دیا جائے اُس کی اپنے دلوں میں خواہش نہیں پاتے اور گو انہیں خود ضرورت موجود ہو

أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ

تاہم دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا جائے

نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

تو ایسے ہی لوگ تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔ اور (اُن کا حق بھی ہے) جو ان مہاجرین اور انصار کے بعد) یہ

سلہ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اَوْجَفْتُمْ وَجِیف سے ہے جس کے معنی ہیں تیز چلنا۔ بیان یہ ہے کہ دیہات مدینہ منورہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر تھے اور سوائے جناب رسولِ خدا کے اور سب لوگ پیدل گئے تھے۔ اور آنحضرت گدھے یا اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں زیادہ لڑائی بھی نہیں ہوئی تھی اسی لئے آنحضرت نے وہاں کے مالِ غنیمت سے انصار کو کچھ نہ دیا سوائے دو تین آدمیوں کے جو محتاج تھے ۱۲ سلہ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ کے ذِي الْقُرْبَىٰ سے ہم کو مراد لیا ہے اور ہم کو اپنی ذات اور اپنے نبی سے ملا دیا ہے جہاں یہ ارشاد فرمایا مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ اور یتٰمیٰ اور مساکین سے خاص کر ہمارے یتیم و مساکین مراد ہیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا حصہ مقرر نہیں کیا اور صدقہ ہم پر حرام کیا ہے۔ اللہ نے ہمارا اور اپنے نبی کا یہ اکرام فرمایا ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس کا میل کچیل ہم کو نہیں کھلایا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الیتٰمیٰ سے مراد ہمارے یتیم ہیں اور المساکین سے مراد ہمارے مسکین ہیں اور ابن السبیل سے مراد ہمارے مسافر ہیں (اس کی مزید تفسیر کیلئے پارہ نمبر ۱۰ کے آغاز میں دیکھیے (اس سے آگے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وقف لازم

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ
عرض کرتے ہوئے آئے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے (گناہوں) اور ہمارے بھائیوں کے گناہوں کو جنہوں نے ایمان میں
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
ہم پر سبقت کی ہے بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کوئی کمینہ نہ رہنے دے اور ہمارے پروردگار بیشک تو
رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ
بڑا مہربانی کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم نے اُن منافقوں کی طرف نظر نہیں کی جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ
بھائیوں سے یہ کہتے تھے کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور بالضرور
مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ
ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کرینگے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ضرور بالضرور ہم تمہاری مدد کرینگے
وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ
حالانکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ ضرور جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے
مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ
اور اگر اُن سے لڑائی ہوئی تو یہ اُن کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر انہوں نے اُن کی مدد بھی کی تو ضرور بالضرور
الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ
پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے اور پھر اُن کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ ان کے دلوں میں خدا سے زیادہ تمہارا خوف چھایا ہوا ہے
مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ
یہ اس لئے کہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ یہ اکٹھے ہو کر تم سے کبھی نہ لڑیں گے
جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ
سوائے اس کے کہ محفوظ بستیوں میں ہوں یا فصیلوں کے پیچھے ہوں اُن کی لڑائی
بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ
آپس ہی میں سخت ہوتی ہے۔ تم تو ان کو متفق خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔ یہ اس لئے کہ
بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا
وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ اُن کی مثال اُن لوگوں کی سی ہے جو ابھی (ابھی) ان سے پہلے
ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
اپنے کیئے کی سزا کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اور اُن کے لئے (آخرت میں بھی) دردناک عذاب ہے۔ (یا) اُن (منافقوں) کی حالت شیطان کی سی

سلہ الَّذِينَ نَافَقُوا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابن اُبی اور اُس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۱۲ سلہ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد یہود بنی نضیر ہیں ۱۲ سلہ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ جیسی خدائے تعالیٰ نے پیشینگوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا کہ ابن اُبی اور اس کے ساتھیوں نے پیغام تو بنو نضیر کو وہ بھیجا جو اوپر کی آیت میں ہے۔ پھر جب اُن کی وہ گت بنی جو اس دے کے شروع میں ہے۔ تو اُنہوں نے خلاف وعدگی کی ۱۲

سلہ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اُن کے ضعف اور بزدلی کے سبب نہیں۔ اس لئے کہ جب ایک دوسرے سے لڑتا ہے تو ان کی آپس کی لڑائی سخت ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہ اس رعب کے سبب ہے جو خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں ڈال دیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے مقابلے میں آ جائے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا بہادر ہو بزدل ضرور ہو جائے گا۔ اور کتنا ہی زبردست ہو پست ضرور ہو جائے گا ۱۲ سلہ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد ہیں بنی قینقاع ۱۲ سلہ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں خدائے تعالیٰ نے ابن اُبی اور بنو نضیر کی مثل بیان کی ہے چنانچہ فرماتا ہے كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ الخ ۱۲

ع ۱ / ۱۰ / ۴

إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي

جس وقت اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا - تو جب وہ کافر ہو گیا تو یہ کہہ دیا کہ میں تجھ سے الگ ہوں میں تو

أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ

تمام عالم کے پروردگار خدا سے ڈرتا ہوں - پس نتیجہ ان دونوں کا یہ ہوا کہ وہ دونوں جہنم میں جائیں گے (اور) دونوں ہمیشہ

فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

اسی میں رہنے والے ہوں گے اور نافرمانوں کا بدلہ ہے بھی یہی - اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو

وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا

اور ہر شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کل (روز قیامت) کے واسطے کیا بھیجتا ہے اور اللہ سے ڈرو - بیشک اللہ جو (جو) کچھ تم کرتے ہو اس سے

تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ

باخبر ہے - اور ان لوگوں کے مانند نہ بن جاؤ جو اللہ کو بھول گئے پس اللہ نے بھی اُن کو اُن کا آپا بھلا دیا -

هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ

وہی تو نافرمان ہیں - جہنم والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں جنت والے

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا

(واقعی) کامیاب تو وہی ہیں - اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اس کو خوف خدا سے ابتر

مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اور پھٹتا دیکھ لیتے - اور یہ مثالیں ہم کل آدمیوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ

غور و فکر کریں - وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں - چھپی اور کھلی کا جاننے والا

هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ

وہی رحمٰن (اور) رحیم ہے - وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے پاکیزہ ہے

السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا

صاحب سلامتی ہے امان عطا فرمانے والا نگہبانی کرنے والا زبردست حکم چلانے والا (اور) سب سے بڑا ہے جن جن چیزوں کو لوگ

يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ

شریک قرار دیتے ہیں ان سب سے اللہ (کی ذات) منزہ ہے - وہ اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا (اور) صورتیں عطا فرمانے والا ہے کل اچھے اچھے نام

يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ع

اسی کے ہیں - آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کی تسبیح کرتا ہے اور وہی زبردست (اور) حکمت والا ہے -

سے لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ [illegible] أَصْحَابُ الْجَنَّةِ [illegible] جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ آیت تلاوت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں اور میرے بعد علی مرتضے کو تسلیم کریں اور ان کی ولائت کا اقرار کریں - اور جہنمی وہ ہیں جو ولائت علی ابن ابی طالب سے ناراض ہوں - عہد شکنی کریں اور میرے بعد علی ابن ابی طالب سے لڑیں ۱۲

ع ۲ ۵

سلہ اَلْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اَلْغَيْبِ سے مراد وہ سب کچھ ہے جو واقع نہیں ہوا - اور اَلشَّهَادَةِ سے مراد وہ کچھ ہے جو ہو چکا ۱۲

سلہ اَلْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ تفسیر صافی میں ہے کہ القدوس کے یہ معنی ہیں کہ جو جو چیزیں نقصان کی موجب ہوتی ہیں اُن سب سے بالکل بری - اور تفسیر قمی میں ہے کہ جہالت کے نتائج اور آفتوں کے اسباب سے ہر طرح سے بری اور السلام کے معنی ہیں ہر نقصان و آفت سے محفوظ رہنے والا - المؤمن کے معنی ہیں امن دینے والا - تفسیر قمی میں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو عذاب سے مامون فرمائے گا - المہیمن کے معنی ہیں سختی کے ساتھ نگرانی کرنے والا اور ہر چیز کی حفاظت کرنے والا - اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ہر چیز کا دیکھنے والا یا ہر جگہ موجود - العزیز کے معنی ہیں ایسا شخص جس کی مشیت ہر شخص کے بارے میں چل سکے اور اس کے بارے میں کسی کا ارادہ نہ چلے - الجبار کے معنی ہیں ایسا شخص جو اپنی مخلوق کے احوال کی اصلاح کر سکے - المتکبر کے معنی ہیں ایسا عالیشان بزرگ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور اس میں کسی طرح کا نقص راہ نہ پا سکے ۔

ع ۳ ۶

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

(سورۂ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

اے ایمان لانے والو! تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان سے محبت سے پیش آتے ہو

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ

حالانکہ جو حق تمہارے پاس آچکا ہے وہ اس کے قطعی منکر ہو چکے ہیں وہ

الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ

رسول کو اور تم کو اسی بنا پر تو نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم میری راہ میں

جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ

جہاد کرنے کے لئے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو (تو ایسا نہ کرو کہ) تم انہیں چپکے چپکے دوستی

وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

کے پیام دیتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جس کا تم اظہار کرتے ہو میں اس سے خوب واقف ہوں اور جو تم میں سے ایسا کرے گا وہ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْۤا

راہِ راست سے قطعی بھٹکا ہوا ہے۔ اگر وہ تم کو پکڑ پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور اذیت رسانی کے لئے تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ۝ لَنْ

اپنے ہاتھ بڑھائیں اور زبان درازی کریں اور خواہش یہ کریں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔ نہ

تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تمہارا کنبہ رشتہ تم کو نفع پہنچائے گا اور نہ تمہارے بال بچے۔ قیامت کے دن وہ تمہارے مابین جدائی فرما دے گا اور

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ

جو کچھ بھی عمل تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔ تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان لوگوں (کی باتوں) میں جو ان کے ساتھ تھے

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

اچھا نمونہ موجود ہے جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى

یقیناً بیزار ہیں ہم تم سے علیحدہ ہو چکے اور جب تک تم خدائے یکتا پر ایمان نہ لے آؤ

[1] لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لفظ تو اس آیت کے عام ہیں مگر معنی خاص۔ سبب اس کا یہ تھا کہ حاطب داخل اسلام ہو کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا تھا۔ اور اس کے بال و عیال مکہ ہی میں تھے اور قریش کو یہ کھٹکا لگا ہوا تھا کہ جناب رسول خدا ان کے برخلاف جہاد کرنے والے ہیں۔ لہٰذا وہ حاطب کے بال بچوں کے پاس گئے اور ان سے یہ کہا کہ تم حاطب کو خط لکھ کر محمدؐ کی خبر دریافت کرو کہ آیا ان کا ارادہ مکہ پر چڑھائی کا ہے یا نہیں؟ چنانچہ انہوں نے حاطب کو خط لکھ کر یہ بات دریافت کی۔ پس حاطب نے لکھ بھیجا کہ ہاں آنحضرتؐ کا ایسا ارادہ ہے اور یہ خط اس نے صفیہ نامی عورت کو دیا۔ جس نے اس کو اپنی مینڈھیوں میں رکھ لیا اور چل دی۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور حضرتؐ کو اس واقعہ کی خبر کر دی۔ آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنینؑ اور زبیر بن العوام کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان بزرگواروں نے اسے رستہ ہی میں جا لیا۔ جناب امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا کہ تیرا خط کہاں ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی تلاشی لی تو کچھ بھی نہ نکلا۔ پس زبیر نے کہا کہ ہم تو اس کے پاس کوئی چیز دیکھتے نہیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کے رسول نے کبھی ہم سے جھوٹ بولا اور نہ آنحضرتؐ نے کبھی جبرئیل امین پر بہتان باندھا ہے۔ اور نہ جبرئیل امین نے کبھی خدا کی طرف سے جھوٹی خبر پہنچائی ہے۔ اے عورت اگر تو نے خط ظاہر نہ کر دیا تو خدا کی قسم میں تیرا سر کاٹ کر جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچا دوں گا۔ اب تو وہ گھبرائی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ حضرت جو کچھ منہ سے فرما دیتے ہیں اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔ عرض کرنے لگی کہ آپ دونوں حضرات میرے پاس سے ذرا کی ذرا ہٹ جائیں کہ میں اسے نکال دوں۔ باقی صفحہ نمبر ۶۵۸ پر پڑھئے

تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ

ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان کھلم کھلا دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی مگر ابراہیم کا اپنے چچا سے یہ کہنا کہ میں تمہارے لئے بخشش کی دعا ضرور کروں گا

لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ

(پیروی کے قابل نہیں ہے) اس کے سوائے تمہارے لئے خدا کی حضور میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور

اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

ہم نے تیری طرف رجوع کی اور تیری ہی حضور میں بازگشت ہوگی۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں (ذریعہ) آزمائش

اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ

نہ بنا اور ہم کو بخش دے۔ اے ہمارے پروردگار تو ضرور زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ بیشک تمہارے لئے اُن لوگوں (کی باتوں) میں

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

اچھا نمونہ موجود ہے (مگر) اُس کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو۔ اور جو رُوگرداں ہوگا

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ

تو اللہ بھی ضرور بے پروا (اور) قابل تعریف ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تمہارے درمیان اور اُن لوگوں کے

الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا

درمیان جن سے تم نے دشمنی کی ہے دوستی پیدا کر دے۔ اور اللہ (ہر بات پر) قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم

يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

کرنے والا ہے۔ جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا!

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

خدائے تعالیٰ تم کو اس سے منع نہیں فرماتا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

خدائے تعالیٰ تم کو صرف اُن لوگوں کے دوست رکھنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا!

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

اور تمہارے نکالنے والوں کے پشت پناہ بنے آپ جو ایسوں کو دوست رکھتے

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ

وُہی تو نافرمان ہیں۔ اے ایمان لانے والو! جب ایمان والی

الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ

عورتیں ہجرت کرکے تمہارے پاس آئیں تو اُن کا امتحان لے لو۔ اللہ تو اُن کے ایمان (کی حالت) سے واقف ہی ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۵۷) چنانچہ اپنے مینڈھیوں سے وہ خط نکال کر پیش کر دیا۔ جناب امیر المومنین اس سے لے لیا اور واپس آکر آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضرت حاطب کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ حاطب نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم نہ میں منافق ہوں اور نہ میں نے کوئی تغیر تبدل کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ خدا کے برحق رسول ہیں۔ لیکن میرے اہل و عیال نے یہ لکھا تھا کہ قریش ان کے ساتھ بدنیکی پیش آتے۔ اور میں بھی چاہا کہ ان کے بدنیکی پیش آنے کا ان کو بدلہ دوں۔ پس خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیتیں نازل فرمائیں ۱۲ ع

سلہ کَفَرْنَا بِکُمْ التوحید میں جناب امیر المومنین سے اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی ہیں الگ ہو جانا یا تبرا کرنا اور کَفَرْنَا بِکُمْ کے معنی ہیں ہم تم سے کوئی واسطہ نہیں ہم تم سے الگ ہوتے ہیں یا تم سے تبرا کرتے ہیں

(حواشی صفحہ ھذا نمبر ۶۵۸)

سلہ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ تفسیر صافی میں ہے کہ کلام کا یہ ٹکڑا وَقَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ سے مستثنیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ ابراہیم نے جو اپنے کافر چچا کے لئے استغفار فرمایا تھا یہ ضرور نہیں ہے کہ تم بھی اس کی پیروی کرو۔ اس لئے کہ ان کا استغفار کرنا تو وعدے کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا (دیکھو پارہ نمبر ۱۱ رکوع ۳)۔ سلہ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ولادت آدم سے ہر زمین فقیر ہوتا تھا اور ہر کافر دولتمند یہاں تک کہ جناب ابراہیم آئے اور انہوں نے یہ دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں (ذریعہ) آزمائش نہ بنا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار بنا دیا اور بعض کو محتاج۔ اور اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار بنا دیا اور بعض کو فقیر کر دیا ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حاشیے ضمیمہ میں پڑھیئے)

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ

پس اگر تم بھی ان کو صاحب ایمان سمجھ لو تو پھر ان کو کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو۔ نہ تو یہی

حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَءَاتُوهُم مَّآ أَنفَقُوا۟ ۚ وَلَا جُنَاحَ

(ایمان والی عورتیں) ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہی (کافر شوہر) ان (ایمان دار عورتوں) کے لئے حلال ہیں۔ ہاں جو کچھ وہ

عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا۟

خرچ کر چکے ہوں تم ان کو دے دو اور اس میں تم پر کوئی الزام نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جبکہ تم ان کے مہر دے دو۔ اور کافر عورتوں کو

بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوا۟ مَآ أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوا۟ مَآ أَنفَقُوا۟ ۚ ذَٰلِكُمْ

تم اپنے نکاح میں نہ رکھو اور جو کچھ تم خرچ کر چکے ہو وہ (ان سے) مانگ لو اور جو کچھ وہ خرچ کر چکے ہیں وہ تم سے مانگ لیں

حُكْمُ ٱللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِن فَاتَكُمْ شَىْءٌ

خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ وہ تمہارے مابین حکم دیتا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی

مِّنْ أَزْوَٰجِكُمْ إِلَى ٱلْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَـَٔاتُوا۟ ٱلَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَٰجُهُم

تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کی طرف چلی جائے پھر کفار کا مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو جن لوگوں کی عورتیں چلی گئی ہوں

مِّثْلَ مَآ أَنفَقُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِىٓ أَنتُم بِهِۦ مُؤْمِنُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا

ان کو (اس مال غنیمت میں سے) اتنا ہی دو جتنا وہ خرچ کر چکے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے

ٱلنَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ

نبیؐ! جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے آئیں کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک قرار دیں

شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ

اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ (اپنے شوہروں پر)

بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ

اپنے ہاتھوں اور پیروں کے مابین کوئی بہتان باندھیں (یعنی غیر کے بچے کو شوہر کا نہ قرار دیں) اور نہ کسی نیکی میں

فِى مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

تمہاری نافرمانی کریں تو ان کی بیعت قبول کر لو اور ان کے بارے میں خدا سے مغفرت مانگو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَوَلَّوْا۟ قَوْمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا۟

اے ایمان لانے والو! اُن لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور وہ

مِنَ ٱلْـَٔاخِرَةِ كَمَا يَئِسَ ٱلْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْقُبُورِ ۝

آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے کافر لوگ مُردوں (کے زندہ ہونے) سے۔

ع ۲ / ۷ / ۸

ۮ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا تفسیر قمی میں ہے کہ جب مشرکوں کی کوئی عورت مسلمانوں سے آملے تو اس کا امتحان لیا جائے گا کہ وہ خدا کی قسم کھا کر یہ کہے کہ اس کے مسلمانوں سے آملنے کا باعث نہ تو اس کے اپنے کافر شوہر کی دشمنی ہے اور نہ کسی مسلمان کی دوستی۔ بلکہ اسلام نے اس کو اس پر آمادہ کیا۔ پس جب اسلام لانے سے پہلے وہ ایسی قسم کھالے تو مسلمانوں کو حکم ہے کہ اس کے مہر کے متعلق اس کے کافر شوہر نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ تم اپنے پاس سے اسے دے دو۔ پھر کسی مسلمان سے اس کا عقد کر دو۔

ۮ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس شخص کے عقد میں کوئی کافرہ عورت ہو۔ یعنی ایسی عورت جو ملت اسلام پر نہ ہو تو لازم ہے کہ اس عورت کو اسلام کی خوبیاں جتائی جائیں۔ اگر وہ انہیں قبول کر لے تو وہ اس کی زوجہ رہی۔ اور اگر نہ قبول کرے تو اس سے الگ ہو جائے گی۔ کیونکہ خدائے تعالے نے اسے نکاح میں رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح دائمی نہ کرنا چاہیے۔ کسی نے عرض کی کہ اس کے حرام ہونے کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ قول وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔

ۮ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تمہاری ازواج میں سے کوئی بھاگ جائے اور ان کفار سے جا ملے جن سے تمہارا معاہدہ ہے تو تم ان سے ان کا مہر مانگ لو۔ اور اگر ان کی عورتوں میں سے کوئی تم میں آ ملے تو اس عورت کا مہر انہیں دے دو۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

آیاتہا ۱۴ | کلماتہا ۲۲۳ | سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّة | حروفہا ۹۹۱ | رکوعہا ۲

(سورۂ صف مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اس نے اور جو کچھ زمین میں ہے اس نے اللہ کی پاکی بیان کی اور وہی غالب (اور)

الْحَكِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ

حکمت والا ہے۔ اے ایمان لانے والو! جو کرتے نہیں وہ منہ سے کہتے کیوں ہو؟

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

خدا کے نزدیک یہ بات حد سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ منہ سے وہ کچھ کہو جو کرو نہیں۔ بیشک اللہ تو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم مجھے کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا

کہ میں تمہارے لئے خدا کا رسول ہوں پھر اب انہوں نے کجی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو کج کر دیا۔ اور اللہ

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ

بدکار لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ عیسیٰ ابن مریمؑ نے یہ فرمایا کہ اے

اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

بنی اسرائیل! ضرور میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں توریت کی جو مجھ سے پہلے سے ہے

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا

تصدیق کرنے والا ہوں اور ایسے رسولؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ پھر

جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

وہ ان کے پاس واضح دلیلیں لے کر آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا

اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو۔ اور اللہ

سلہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کر دیں گے اور اپنی جانیں بھی لڑا دیں گے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جو آگے مذکور ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا الخ مگر احد کے دن بھاگ گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسولؐ خدا کے ان اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آنحضرتؐ سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہ حضرت کی مدد کریں گے اور حضرت کے کسی حکم کی مخالفت نہ کریں گے۔ اور امیر المومنینؑ کے بارے میں جو عہد آپ نے لیا ہے وہ کبھی نہ توڑیں گے۔ مگر اللہ یہ جانتا تھا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اسے پورا نہ کریں گے (اسی لئے فرمایا۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝) اور يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے انہیں اس لئے مخاطب فرمایا کہ زبان سے وہ لوگ ان سب چیزوں کا اقرار کرتے تھے گو دل سے نہ تھا۔ سلہ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ الخ مقت کے معنی ہیں سخت سے سخت بغض و عداوت۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ وعدہ خلافی کرنا خدا کو بھی حد سے زیادہ ناپسند ہے اور بندوں کو بھی۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ الخ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کسی مومن کا اپنے مومن بھائی سے وعدہ کر لینا ایسی ایک نذر ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ پھر جس شخص نے خلاف وعدگی کی اس نے گویا خدا سے خلاف وعدگی کرنے کی بنا ڈالی اور اس کی ناراضگی کے خطرے میں اپنے آپ کو ڈالا۔ اور یہ خود اس کے قول سے ہے۔ پھر حضرتؑ نے یہی دونوں آیتیں تلاوت فرمائیں ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کافروں کو برا لگے۔ وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ

ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے گو

الْمُشْرِكُوْنَ ۝ ع ۱/۹/۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ

مشرکوں کو برا لگے۔ اے ایمان لانے والو! آیا میں تم کو ایسا سودا بتلاؤں جو تمہیں

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ

دردناک عذاب سے بچا لے؟ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ

اللہ تمہاری خاطر سے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا

ان پاکیزہ مکانوں میں (پہنچائے گا) جو دوامی جنتوں میں ہیں اور دوسری وہ چیز (عطا فرمائے گا) جسے تم بہت ہی دوست رکھتے ہو

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یعنی اللہ کی طرف سے نصرت اور جلد آنے والی فتح۔ اور مومنین کو خوشخبری سنا دو۔ اے ایمان لانے والو!

اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ

تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے فرمایا تھا

مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

کہ اللہ کے لئے میرے مددگار کون کون ہوں گے؟ تو حواریوں نے جواب دیا تھا کہ اللہ کے مددگار ہم ہیں

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ج

پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لایا تھا اور ایک کافر ہو گیا تھا۔

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ ع ۲/۵/۱۰

پھر ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے برخلاف تائید کی تھی تو وہ غالب رہے تھے۔

۱؎ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ولایت جناب امیر المومنین کو اپنی زبانی باتوں سے اڑا دیں اور خدا ئے امامت کا پورا کرنے والا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا۔ پس تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ، پس النُّوْر سے مراد امام ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ قائم آلِ محمد کے ذریعے سے کار امامت کو پورا کرنے والا ہے اس طرح کہ جب وہ حضرت ظہور فرمائیں گے تو خدائے تعالیٰ ان کو سب پر غالب فرما دے گا۔ اور ان کے ذریعے سے دین اسلام سب ادیان پر غالب آ جائے گا۔ پس سوائے خدا کے کسی اور کی پرستش نہ کی جائے گی ۱۲ ۲؎ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس سے پہلی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اگر ہمیں وہ تجارت معلوم ہو جاتی جو ہم کو عذاب الیم سے نجات دے سکتی ہے تو ہم اس کے بارے میں اپنے مال اور جان اور اولاد سب ہی کچھ خرچ کر دیتے تب خدائے تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں جو تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ تک ہیں ۱۲ ۳؎ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ان مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ایک نعمت اور بھی ہے جو تم کو بہت ہی پسند ہے اور اس لفظ پسند کرنے میں ان اصحاب رسولِ خدا پر ایک طعن بھی ہے جو آخرت کے مقابلے میں دنیا کی چیزوں کو پسند کرنے والے تھے ۱۲

۴؎ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے قائم آلِ محمد کی فتح۔ نیز فتح مکہ ۱۲ ۵؎ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ الحواریوں کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۳۔ رکوع ۱۴۔)

ایاتها ١١ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتها ٢

(یہ سورۂ جمعہ مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اس اللہ کی تسبیح کرتا رہتا ہے جو بادشاہ ہے پاک ہے

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

زبردست ہے (اور) حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے مکے کے رہنے والوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ

جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کے سناتا ہے اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتا ہے اور ان کو قرآن اور شریعت کی تعلیم دیتا ہے گو

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کے لئے بھی (مبعوث فرمایا) جو ابھی

يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔ اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا

اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔ ان لوگوں کی مثال جن پر

التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ

توریت (کے علم و عمل) کا بار ڈالا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

ان لوگوں کی حالت جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ہو کیا ہی بری ہے۔ اور اللہ

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ

نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ تم یہ کہہ دو کہ اے وہ لوگو! جو یہودی ہو گئے ہو اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم ہی

اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خدا کے دوست ہو نہ اور لوگ تو اگر تم (اپنے اس گمان میں) سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

اور جو اعمال ان کے ہاتھ پہلے کر چکے ان کی وجہ سے یہ موت کی تمنا کبھی نہ کریں گے۔ اور اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔

سلہ الاُمِّیّٖن - تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے الاُمِّیّٖن کے بارے میں منقول ہے کہ وہ لوگ لکھتے تھے لیکن چونکہ ان کے پاس نہ خدا کی طرف سے کوئی کتاب آئی تھی اور نہ کوئی رسول آیا تھا اس لئے خدا نے الاُمِّیّٖن فرمایا۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام محمد تقی سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا کو امی کیوں کہا گیا؟ حضرت نے فرمایا کہ عوام الناس کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا وہ تو یہ کہتے ہیں کہ امی آنحضرت کا نام اس لئے رکھا گیا کہ ان میں لکھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ فرمایا۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ بھلا آنحضرت ان کو اس چیز کی تعلیم کیوں کر دیتے تھے جس کی وہ صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ واللہ جناب رسول خدا بہتر یا یہ فرمایا کہ تہتر زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے اور امی تو آنحضرت کو اس لئے کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ ام القریٰ میں سے ہے اور یہی خدا کے اس قول کا مطلب ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (دیکھو پارہ ۔ع ۔) تصریح - ہر بڑی بستی کو جو چھوٹی بستیوں کے مابین ہو۔ اور ان کی ضروریات بہم پہنچاتی ہو ام القریٰ کہتے ہیں۔ اور مکہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا میں وہ سب سے پہلی آبادی کی جگہ ہے۔ اس لئے کہ زمین پر سب سے پہلے خشک ہو کر جو جگہ قابل آبادی ہوئی وہ مکہ ہی ہے ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھیے)

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ

تم یہ کہدو کہ وُہی موت جس سے تم بھاگتے ہو تم سے ضرور ملاقات کرنے والی ہے پھر تم

إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ ع

کھلی اور چھپی کے جاننے والے کی حضور میں پیش کئے جاؤ گے پھر جو عمل تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

اے ایمان لانے والو! جب تم کو جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے پکارا جائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑ پڑو

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

اور لین دین چھوڑ دو۔ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے

تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ

پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ

اور خدا کے فضل کے خواستگار ہو اور اللہ کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم

تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَ

فلاح پاؤ۔ اور انہوں نے جب کوئی سوداگری یا کھیل کود کی بات دیکھی تو (وہ نیست و نابود) اس کی طرف دوڑتے چلے گئے اور

تَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

تم کو (نماز پڑھتے) کھڑا چھوڑ گئے۔ تم یہ کہدو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کھیل کود اور اس سوداگری سے بہت بہتر ہے۔

التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ ع

اور اللہ سب رزق دینے والوں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

آیاتہا ۱۱ کلماتہا ۱۸۳ سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ مَدَنِيَّةٌ حروفہا ۸۳۱ رکوعہا ۲

(سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۘ

جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اور اللہ بھی یہ جانتا ہے کہ تم بیشک اُس کے رسول ہو۔ لیکن یہ اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق

لہ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اے لوگو ہر بھاگنے والے کو اپنے گریز کی حالت میں اسی سے سابقہ پڑتا ہے جس سے وہ بھاگتا تھا اور اجل ہر نفس کو گھیر کر لے آتی ہے اور اس سے بھاگنا خود اسی تک پہنچ جوتا ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اول برس گنے جاتے ہیں۔ پھر مہینے۔ پھر دن پھر گھڑیاں پھر دم شماری ہوتی ہے فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ (آگے ضمیمہ میں پڑھیئے) ٢ہ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ خدا نے تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو اسی دن میں جمع کر کے جناب محمد مصطفےٰ اور ان کے وصی علی مرتضےٰ کی ولایت کا سب سے عہد لیا۔ نیز کسی کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمے پینتیس نمازیں واجب فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک کا جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔ وہ جمعہ کی نماز ہے اور یہ نو قسم کے آدمیوں سے معاف کی گئی ہے۔ نابالغ لڑکا بہت زیادہ بوڑھا۔ دیوانہ۔ مسافر۔ غلام۔ عورت بیمار۔ اندھا۔ اور وہ شخص جو مقام نماز سے چھ میل شرعی کے فاصلے پر رہتا ہو ۱۲

(احکام جمعہ کے متعلق اور حدیثیں اور اس صفحہ کے باقی حواشی تفسیر میں پڑھیئے۔)

لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

ضرور جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی جھوٹی قسموں کو سپر بنا لیا پس لوگوں کو راہِ خدا سے روکا۔

اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

بیشک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔ یہ اس سبب سے کہ وہ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے

فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ

اب اس کا ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا گیا تو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اور جب تم ان کو دیکھو

تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ

تو ان کا ڈیل ڈول تم کو اچھا معلوم ہوگا اور اگر وہ باتیں کریں تو تم ان کی باتیں سنو گے۔ مگر یہ علم و عقل سے ایسے خالی ہیں

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ

گویا وہ لکڑیاں ہیں جن کو دیوار کے سہارے کھڑا کر دیا ہو ہر چیخ کو یہ سمجھتے ہیں کہ انہی پر پڑتی ہے۔ وہ دشمن ہیں

فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

سو ان سے بچے رہو۔ خدا ان کو غارت کرے۔ کدھر بہکے جاتے ہیں؟ جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ

يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ

رسول خدا تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں تو وہ اپنے سروں کو پھرا لیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو گے

وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ

وہ متکبرانہ انداز سے منہ بھی پھرا لیتے ہیں۔ ان کے لئے برابر ہے خواہ تم ان کے حق میں دعائے مغفرت مانگو یا ان کے حق میں

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

دعائے مغفرت نہ مانگو۔ اللہ ان کو ہرگز نہ بخشیگا۔ بیشک اللہ بدکار لوگوں کی

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ

راہبری نہیں فرماتا۔ یہ وہی تو ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس جو لوگ ہیں

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ

ان پر اپنا پیسہ خرچ نہ کرو تاکہ وہ بھاگ جائیں۔ حالانکہ آسمانوں کے اور

الْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ

زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر

رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ

ہم مدینہ پلٹ کر گئے تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ مدینہ سے زیادہ ذلیل کو ضرور بالضرور نکال دے گا۔

ف

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا ۔ مندرجہ بالا حدیث کے سلسلے میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ولائت جناب امیرالمومنین کی طرف آؤ يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ رسول خدا تمہارے گزشتہ گناہوں کے لئے مغفرت طلب کریں گے۔ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ اور خدائے تعالے فرماتا ہے وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ یعنی ولائت جناب امیر سے وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اس کے بعد چونکہ خدائے تعالے ان کے انجام کی حالت سے واقف ہے اس کا اظہار یوں فرماتا ہے سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ جن سے مراد وہ نافرمان ہیں جنہوں نے وصی کے بارے میں نافرمانی کی۔ تفسیر قمی میں اس سورت کی شان نزول میں جو کچھ لکھا ہے وہ ضمیمہ سے پڑھیئے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا

حالانکہ حقیقی عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسُول کی اور مومنین کی لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ

جانتے۔ اے ایمان لانے والو! تم کو تمہارے مال خدا کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں

اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور نہ تمہاری اولاد اور جو ایسا کریں گے وُہی تو

الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

کسی کو موت آجائے پھر وہ یہ عرض کرے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی۔

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا

کہ میں تصدق کرتا اور میں نیک بندوں میں سے ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو

اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

جب کہ اُس کی اجل آجائے گی ہرگز مہلت نہ دے گا اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

ایاتھا ۱۸ | کلماتھا ۲۴۷ | سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ | حروفہا ۱۱۲۲ | رکوعہا ۲

(سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

آسمانوں میں جو چیز ہے وہ اور زمین میں جو چیز ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے سلطنت اسی کی ہے اور ہر طرح کی

الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

تعریف اُسی کے لئے زیبا ہے اور وُہی ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ وُہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

تم میں سے کوئی تو کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس کا دیکھنے والا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور تم کو صورت عطا فرمائی ہے

سلہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ اس سے منع فرماتا ہے کہ مال کی تدبیر اور اولاد کی پرورش تم کو ذکر خدا یعنی نماز اور عبادتوں سے باز رکھے۔ اور جو ایسا کریں گے وُہی نقصان اٹھائیں گے اس لئے انہوں نے ہمیشہ باقی رہنے والی اعلیٰ درجے کی چیزوں کو فنا ہو جانے والی ذلیل چیزوں کے بدلے میں بیچ دیا ۱۲

ع ۱۴ / ۵

سلہ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ من لایحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کسی نے ان حضرت سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا تھا تو فرمایا اَصَّدَّقَ تو صدقہ سے ہے یعنی میں صدقہ دیتا۔ اور اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ میں حج بجالاتا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ کہ اس آیت میں صلاح سے مراد حج ہے

ع ۲ / ۱۴

سلہ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے پاس ایک نوشتہ موجود ہے جس میں سے جس چیز کو چاہتا ہے مقدم فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے۔ پس جب شب قدر آتی ہے تو آئندہ شب قدر تک جو کچھ ہونے والا ہے اسے خدائے تعالیٰ نازل فرما دیتا ہے وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا سے وُہی مراد ہے اس لئے کہ جب خدائے تعالیٰ اسے نازل فرما دیتا ہے اور آسمانی نوشتہ میں اسے لکھ دیتا ہے تو پھر اس میں تقدیم و تاخیر نہیں فرماتا ۱۲

سلہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ جس دن خدائے تعالیٰ نے اولاد آدم سے عہد و پیمان کیا ہے اور وہ سب اس وقت صلب آدم میں عالم ذر میں تھے تو جو ان میں سے ہماری ولایت پر ایمان لانے والے تھے ان کو بھی پہچان لیا اور مومن کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور جو ہماری ولایت ترک کر کے

صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ

تو تمہاری صورتیں کتنی اچھی بنا دی ہیں اور بازگشت اُسی کے حضور میں ہونے والی ہے۔ وہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کو (بھی) جانتا ہے

يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو (بھی)، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کو (بھی) جانتا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اس کو (بھی)، اور اللہ دلوں کے حالات سے

الصُّدُورِ ○ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ز

آگاہ ہے۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے سے کافر ہوئے تھے

فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ ذٰلِكَ

کہ انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزہ (یہاں بھی) چکھا اور (وہاں بھی) اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ

بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ

اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے تو وہ یہ کہتے تھے کہ کیا آدمی

يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ

ہم کو ہدایت کریں گے پس انہوں نے انکار کیا اور روگردان ہوئے اور اللہ نے بھی اُن کی پروا نہ کی۔ اور اللہ بے پروا (اور)

حَمِيدٌ ○ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّي

قابل تعریف ہے۔ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ ہرگز زندہ نہ کئے جائیں گے۔ تم کہہ دو کہ میرے ربّ کی قسم

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ○

تم ضرور زندہ کئے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کر چکے ہو اس کی بابت ضرور تم کو آگاہ کیا جائے گا۔ اور یہ بات خدا کے لئے آسان ہے۔

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

پھر اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے

خَبِيرٌ ○ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ

آگاہ ہے۔ جب وہ قیامت کے دن تم کو جمع کرے گا یہی تو ہار جیت کا دن ہے۔ اور جو

يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ

اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (تو اللہ) اُس کی بدیوں کو اُس سے دُور کر دے گا اور اُس کو

جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ

ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيٰتِنَا أُولٰئِكَ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

سلہ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ النور سے مُراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ النور سے مراد امامت ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۔ نیز فرمایا کہ النور سے مراد امام ہے۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا واللہ النور سے مراد تمام آئمہ ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جتنی چمکتا ہوا آفتاب دن میں پہنچاتا ہو اور مومنین کے دلوں کو آئمہ ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے خدائے تعالیٰ کو توفیق ہدایت سلب کرنی منظور ہو تو آئمہ کے نور کو اُن سے روک لیتا ہے۔ پس ان کے دل اندھیر میں آجاتے ہیں ۱۲ سلہ يَوْمَ الْجَمْعِ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ قیامت کے دن کا نام یوم جمع اس لئے رکھا گیا ہے کہ حساب و کتاب بھی اسی دن ہے اور جزاء و سزا بھی اسی دن۔ نیز یہ کہ اگلے اور پچھلے سب اُسی دن ایک جا جمع ہوں گے۔ سلہ يَوْمُ التَّغَابُنِ قیامت کا یہ ایک اور نام ہے اور اس کی وجہ تسمیہ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے یوں منقول ہے کہ ایک بندۂ مومن بھی ایسا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جو اپنا ٹھکانا جہنم میں نہ دیکھے کہ اگر بدکار ہوتا تو وہاں جاتا اور اس کی غرض یہ ہوگی کہ وہ زیادہ شکر بجا لائے اور اسی طرح ایک بندہ بھی ایسا داخل جہنم نہ ہوگا جو اپنا مکان جنت میں نہ دیکھے کہ اگر نیکی کرتا اور با ایمان مرتا تو اُسے پالیتا اور اس کی غرض یہ ہوگی کہ اُسے حسرت و افسوس زیادہ ہو۔ المعانی میں جناب [illegible] جعفر صادقؑ سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ اہل جنت ان مکانات کو ضبط کرلیں گے جو جنت میں ان لوگوں کے لئے بنائے گئے تھے جو اس قابل ثابت نہ ہوئے اور جہنم میں چلے گئے۔

اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ مَاۤ اَصَابَ

جہنم والے وُہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور وُہی سب سے بُری بازگشت ہے۔ بغیر حکم خدا کے

مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ

کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اللہ اُس کے دِل کو ہدایت کردے گا۔

وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

اور اللہ ہر چیز کا (پُورا پُورا) جاننے والا ہے۔ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسُولؐ کی اطاعت کرو۔

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ

پھر اگر تم رُوگردان ہوجاؤ گے تو ہمارے رسُول پر تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا واجب ہے۔ خدا وہی ہے جس کے سوا اور

اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

کوئی معبود نہیں۔ اور مومنوں کو لازم ہے کہ خدا ہی پر توکل کیا کریں۔ اے ایمان لانے والو!

اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

یقیناً تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض بعض ضرور تمہارے دشمن ہیں پس ان سے بچتی رہو

وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور اگر تم معاف کردو گے اور درگزر کرو گے اور بخش دو گے تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہارے لئے) ایک آزمائش ہیں اور اللہ جو ہے اُس کے پاس بہت بڑا اجر موجود ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا

پس جہاں تک تم سے بن پڑے اللہ سے ڈرو اور (اُس کی نصیحت) سنو اور (اس کے احکام) مانو۔ اور اپنی ذات کی بہتری کے لئے (اس کی راہ میں)

خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ

مال خرچ کرو۔ اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچا لیا گیا پس وُہی تو (پوری پوری)

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ

فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دوگے تو وہ اُس کو تمہارے لئے دوچند کردے گا

لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ

اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا قدردان (اور) بڑا بُردبار ہے۔ کھلی اور چھپی کا جاننے والا

وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

منزل سابع

ع ۱ ۱۰ ۱۵

سلہ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے دِل میں خدائے تعالےٰ کی تصدیق کرتا ہوگا جب خدائے تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کو واضح کرکے بیان فرمائے گا تو وہ اس کو ضرور اختیار کرلے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے توفیق ہدایت اور زیادہ کردے گا جیسا کہ فرمایا ہے وَ یَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی (دیکھو پ ۱۶ سورۂ مریم آیت ۷۶)۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تک ایمان پر قائم نہ ہو جائے اُس وقت تک قلب مضطرب رہتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سینہ اور حلق کے مابین اچھل رہا ہے اور جب ایمان پر قائم ہو گیا قرار پکڑ لیتا ہے خدا کے اس قول وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

سلہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ جب کوئی شخص ہجرت کرکے جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں آنا چاہتا تھا تو اُس کے جورو بچے اس سے چمٹ جاتے اور کہتے کہ ہم خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ ورنہ ہم تمہارے بعد ضائع ہوجائیں گے۔ بعض ان میں سے ایسے ہوتے کہ وہ جورو بچوں کے لالچ میں رہ جاتے۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ نے جورو بچوں سے ڈرایا ہے اور ان کا کہنا ماننے سے منع فرمایا ہے

ع ۲ ۸ ۱۶

اور بعض اُن میں سے ایسے بھی ہوتے کہ اُن کو چھوڑ چھاڑ کر چل دیتے اور ان سے صاف کہدیتے کہ اگر تم اس وقت ہجرت کو کے نہیں چلتے پھر اگر دار الہجرت میں مجھے اور تمہیں خدا ملائے گا تو میں ہرگز تم کو کوئی نفع نہ پہنچاؤں گا۔ مگر جب اللہ نے اُن کو ملا دیا تو ایسے شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ کے ساتھ نیکی کرے اور صلۂ رحم کو کام میں لائے چنانچہ فرمایا کہ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے) ۱۲

اٰیاتہا ۱۲ — کلماتہا ۲۹۸ — سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ — حروفہا ۱۲۳۰ — رکوعاتہا ۲

(سورہ طلاق مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کے عدّت کے (یعنی حیض سے پاک ہونے کے) وقت طلاق دو اور عدت

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا

کا شمار رکھو۔ اور اللہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ نہ تم ان کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ

يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

خود نکلیں سوائے اس کے کہ انہوں نے کوئی کھلی بے حیائی کی ہو۔ اور یہ خدا کی (مقرر کردہ)

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ

حدیں ہیں۔ اور جو خدا کی (مقرر کردہ) حدوں سے تجاوز کرے۔ تو اس نے تو اپنے آپ پر یقیناً ظلم کیا۔ کوئی نفس نہیں جانتا

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

کہ اس (قضیہ) کے بعد شاید خدا کوئی بات پیدا کردے (اور ملاپ ہو جائے)۔ پھر جب وہ اپنی مدت پوری کر چکیں تو یا تم انہیں

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ

حسن سلوک کے ساتھ روک لو یا انہیں معقول طریقے سے رخصت کردو اور (بوقت طلاق) اپنے میں سے دو گواہ کر لو

مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

اور (اے گواہو!) اللہ (کے لئے) ٹھیک ٹھیک گواہی دینا ان احکام کی اس کو نصیحت کی جاتی ہے جو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا خدائے تعالیٰ اس کے لئے بچاؤ کی راہ پیدا کردے گا۔ او

يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَهُوَ

اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ ہی اس کے لئے

حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ

کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر

قَدْرًا ۝ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

فرما دیا ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تم کو (ان کے بارے میں) شک ہو تو

ف ۱ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں خطاب تو نبیؐ سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں ۱۲ ف ۲ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں عدہ کے معنی ہیں حیض سے پاک ہونا۔ اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ طلاق یہ ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو چکی ہو تو اس پاکی کے زمانے میں قبل اس کے کہ اس سے مجامعت کرے یہ کہے اَنْتِ طَالِقٌ اور نیت میں اس کا طلاق منظور ہو اور اپنے اس قول پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرلے ۱۲ ف ۳ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں عدہ سے مراد ہے پورے تین مرتبہ حیض آکر پاک ہو جانا اور وہ یہ مدت ہے جس میں مطلقہ عورت دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی ۱۲ ف ۴ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جن کو دو طلاق مل چکی ہوں پس وہ اس وقت تک گھر سے نہ نکالی جائیں گی جب تک کہ تیسری طلاق دی جائے اور جب تیسری طلاق مل جائے گی تو وہ شوہر سے بالکل جدا کردی جائے گی اور شوہر کے ذمہ اس کا نان و نفقہ نہ رہے گا۔ اور جس عورت کو مرد نے ایک ہی طلاق دی ہو پھر اسے ڈال رکھے کہ مدت گزرے تو ایسی عورت شوہر ہی کے گھر رہے گی اور عدہ ختم ہونے تک اس کا نان و نفقہ بہم پہنچانا بھی شوہر ہی کے ذمہ ہے۔ اور مکان سکنی دینا بھی ۱۲ ف ۵ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر قمی کافی۔ من لا یحضرہ الفقیہ اور کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقرؑ جناب امام جعفر صادقؑ۔ جناب امام علی الرضاؑ۔ اور جناب صاحب العصر والزمان سے اس کے بارے میں جو جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد زنا بھی ہے۔ سحق بھی۔ غیر مردوں کے سامنے آنا جانا بھی۔ شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی۔ اور شوہر کے کنبہ والوں کو اپنی بدزبانی سے تکلیف دینا اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بھی۔ لہذا اگر مطلقہ عورت جس کو طلاق بائن نہ دی گئی ہو۔ اور وہ امور

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ

اُن کا عدہ تین مہینے ہے۔ اور ایسا ہی اُن کا جن کو اب تک حیض آیا ہی نہیں اور حمل والیوں کا عدہ

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ

یہ ہے کہ اُن کا وضع حمل ہو جائے اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالےٰ

لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَیْكُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ

اُس کے لئے اُس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے لئے اُتارا ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا

اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ

اللہ اُس کی بدیاں اُس سے دور کر دے گا اور اس کے لئے اجر کو بڑھا دے گا۔ مطلقہ عورتوں کو حتی الامکان وہیں رکھو

حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا

جہاں تم رہتے ہو اور تنگ کرنے کی غرض سے انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ

عَلَیْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے انہیں خرچ دیتے رہو

حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا

پھر اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائیں تو اُن کی اُجرت اُن کو دیتے رہو۔ اور آپس میں

بَیْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰی ؕ ۝ لِیُنْفِقْ

حسن سلوک سے معاملہ کرو۔ اور طرفین سے تم میں کشمکش ہو تو مرد کی خاطر (بچے کو) کوئی اور عورت دودھ پلائے تاکہ

ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ

مقدور والا تو اپنے مقدور بھر خرچ کرے۔ اور جس کی روزی تنگ ہو تو اُسے لازم ہے کہ اللہ نے جو کچھ اُسے دیا ہو اسی کے مطابق

اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ

خرچ کرے۔ اور اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا کہ اُس کو عطا فرمایا ہے۔ عنقریب اللہ تعالےٰ

عُسْرٍ یُّسْرًا ۝ وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ

تنگی کے بعد فراخی عطا فرمائے گا۔ اور کتنی ہی بستیوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ

پھر ہم نے بھی بڑی سختی سے ان کا امتحان کیا اور ہم نے عذاب بھی اُن کو انوکھا عذاب دیا۔ پھر انہوں نے اپنے کئے کی

وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

سزا کا مزہ چکھا اور اُن کے معاملے کا انجام نقصان ہی نقصان ہوا۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار فرمایا ہے

۵۱ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تفسیر مجمع البیان میں معصومین علیہم السلام میں روایت ہے کہ یہ حکم مخصوص طلاق کے بارے میں ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ موت کے بارے میں دوسرا حکم ہے۔ یعنی اگر عورت حاملہ ہو اور وضع حمل جلد ہو جائے تو بھی اس کے عدے کے چار مہینے دس دن پورے کرنے چاہئیں۔ اور اگر بچہ پیدا ہونے میں چار مہینے دس دن سے زیادہ عرصہ لگے تو وہ زیادہ مدت بھی عدہ میں محسوب ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور وہ حاملہ ہے اور اس کے رحم میں دو بچے ہیں اور اُس نے ایک تو جن دیا۔ اور دوسرا باقی ہے۔ فرمایا وہ بچہ پہلے ہی شوہر کا ہے اور یہ عورت کسی دوسرے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ جو کچھ رحم میں ہے اُسے نہ جنے۔ نیز انہی حضرت سے ایک ایسی حاملہ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ جس کا شوہر مر گیا۔ پھر اس سے بچہ پیدا ہو گیا۔ اور چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے اس نے نکاح کر لیا؟ فرمایا کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہے تو فوراً اُن میں جدائی کرا دی جائے گی۔ اور اس مرد کے لئے یہ دوام کے لئے حرام ہو گی۔ اور اس عورت کو چار مہینے دس دن میں سے جتنی مدت باقی تھی اتنے دن تو شوہر اول کی بابت عدت پورا کرنا پڑے گا اور تین مہینے اس شوہر ثانی کی بابت۔ اور اگر اس نے مجامعت نہیں کی ہے تو بھی ان دونوں میں جدائی کرا دی جائے گی۔ اور شوہر اول کی عدہ کی جو مدت باقی تھی وہ عورت کو پوری کرنی ہو گی ۱۲

ع ۱۷

۵۲ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْهِنَّ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہو تو اسے اس نیت سے ضرر نہ پہنچائے کہ وہ تنگ آکر عدہ سے پہلے مکان چھوڑ دے کہ اللہ نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۱۲

۵۳ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ

شَدِيدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۚ قَدْ

پس اے صاحبانِ عقل! جو ایمان لاچکے ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً

اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَّسُولًا يَّتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو رسول بناکر بھیجا ہے جو تم کو خدا کی کھلی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے

لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف

النُّورِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

نکال لائے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ تعالےٰ اُس کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ہمیشہ ہمیشہ اُن ہی میں رہنے والے ہوں گے۔ یقیناً اللہ نے ایسے شخص کیلئے

اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ

اچھا رزق مہیا فرمایا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور اُن ہی کے برابر زمینوں کو

مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

حکم خدا ان ہی میں سے ہو کر نازل ہوتا ہے تاکہ تم یہ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

(پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) علم سے ہر چیز کا پورا احاطہ کرلیا ہے۔

آیاتہا ۱۲ | کلماتہا ۲۵۳ | سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ | حروفہا ۱۱۲۴ | رکوعہا ۲

(سورۂ تحریم مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ

اے نبی! جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے تم اسے کیوں حرام کرتے ہو؟ کیا تم اپنی بیبیوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟

وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تمہارے لئے (کفارہ سے) تمہاری قسموں کا توڑ دینا مقرر فرمادیا ہے اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ

تمہارا مالک ہے اور وہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور جس وقت نبی نے اپنی کسی

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۶۹) کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں مل چکی ہوں اس کا نان نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ بالکل نہیں ہاں ان عورتوں کا نان و نفقہ ہے جن کے بارے میں شوہر کا حق مراجعت باقی ہے ۱۲ ۔ ع ۱۴ ۔ ۵۷ لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک صاحب مقدور شخص بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے۔ مثلاً طرح طرح کی اوڑھنے چادریں اور بہت سے کرتے۔ کہ ایک پر دوسرے کو پہنے اور ایک سے دوسرے کی حفاظت کرے اور تجمل بھی مدنظر رکھتا ہے تو آیا ایسا شخص مسرف سمجھا جائے گا؟ فرمایا نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ

**حواشی صفحہ ھٰذا**

۵۸ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُولًا ۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۱۴ نصف پر دیکھئے) کی تفسیر میں منقول ہے کہ الذکر سے جناب رسولِ خدا ہیں اور اھل الذکر سے ہم آلِ رسول اور اس بات کو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سورۂ طلاق میں بیان فرمادیا ہے۔ جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ اٰمَنُوا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَّسُولًا يَّتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّورِ ۔ ع ۱۸

۵۹ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ (دیکھو پارہ ۲۶ سورۃ الذاریٰت کا شروع) کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ اس سے زمین کی طرف راستے بنے ہوئے ہیں پھر اپنی انگلیاں انگلیوں میں ڈال کر جال سا بنایا۔ پھر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی پیدائش کی کیفیت اور ان کے ایک دوسرے پر ہونے کی شان بیان کی کہ سب سے نیچے والا آسمان (باقی صفحہ ۶۷۱ پر)

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ

دو بہ سے ایک بات بطور راز کے کہی - اور اس نے اس راز سے کسی اور کو آگاہ کر دیا - اور اللہ نے اپنے نبیؐ پر یہ معاملہ کھول دیا

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

تو نبیؐ نے کچھ حصہ تو اس کا جتلایا اور کچھ حصہ سے چشم پوشی کی - پھر جس وقت نبیؐ نے اس (عورت) کو اس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو

هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

اس کی خبر کس نے دی؟ فرمایا مجھ کو بڑے جاننے والے (اور) بڑے خبردار نے خبر دی - اگر تم دونوں خدا کے حضور میں توبہ کرلو (تو بہتر ہے) پس تم دونوں کے

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ

دل حق سے ضرور منحرف ہو گئے ہیں - اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے برخلاف ایک دوسرے کے پشت و پناہ بنو تو اللہ اور جبرئیلؑ

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ

اور صالح المومنین اس کے مددگار ہیں - اور بعد اس کے کل فرشتے اس کی پشتی پر ہیں - اگر وہ تم کو

اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اس کا پروردگار بدلے میں اس کو ایسی ازواج دے دے جو تم سے بہتر ہوں فرمانبرداری کرنے والیاں

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ایمان والیاں اطاعت کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ اور کنواریاں -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

اے ایمان لانے والو! اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰۗىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ

آدمی ہیں اور پتھر اس پر نہایت تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو خدائے تعالیٰ کی کسی بات میں

اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جس کا وہ ان کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا ان کو حکم دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے ہیں - اے وہ لوگو جو کافر ہو گئے ہو

لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ۧ يٰٓاَيُّهَا

آج کے دن تم کوئی عذر نہ کرو - سوائے اس کے نہیں کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ دیا جاتا ہے - اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

ایمان لانے والو! خدا کی حضور میں اثر پذیر توبہ کرو - قریب ہے کہ تمہارا پروردگار

يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

تم سے تمہاری برائیوں کو دور کردے اور تم کو (اس دن) ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریاں

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۷۰) اس زمین کے اوپر مثل قبے کے ہے اور دوسری زمین آسمان دنیا کے اوپر ہے اور دوسرا آسمان اس زمین پر مثل قبے کے ہے اور اسی طرح ساتویں تک سلسلہ چلا گیا ہے - پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ کا یہی مطلب ہے - پھر فرمایا کہ صاحب الامر فی الحقیقت جناب رسول خدا ہیں اور بعد ان کے وہ وصی جو روئے زمین پر قائم ہو اور امر خدا سب سے اوپر کے آسمان سے آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا اتر کر اس کے پاس پہنچتا ہے (اس پوری حدیث کو پارہ نمبر ۲۶ سورۃ الذاریات کے شروع میں دیکھو)

سلہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ... تا ... نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ - تفسیر قمی میں ہے کہ سبب نزول اس سورہ کا یہ ہوا - کہ جناب رسول خدا ایک دن حفصہ کے گھر میں تھے اور ماریہ قبطیہ حضرت کی خدمت کر رہی تھی اور حفصہ کسی کام کو گئی ہوئی تھی - آنحضرتؐ نے ماریہ سے ہمبستری کی - حفصہ کو اس کی خبر ہوئی تو بہت ہی جھنجھلائی اور جناب رسول خدا کے روبرو یہ کہا کہ یا رسول اللہ میرے ہی دن میں میرے ہی گھر میں اور میرے ہی

۱ ع ۷ ۱۹

بستر پر - آنحضرتؐ کو حیا آئی اور اس سے فرمایا کہ بس کر بس کر - میں ماریہ کو آئندہ سے اپنے لئے حرام کرتا ہوں - اس کے بعد کبھی ہمبستری نہ کروں گا ۱۲

## حواشی صفحہ ھذا

سلہ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا - تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خطاب حفصہ اور عائشہ سے ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ عتاب حد سے زیادہ ہے اور فقد صغت قلوبکما کا یہ مطلب ہے کہ مخالفت رسول کے سبب تمہارے دل حق سے ہٹ گئے ہیں اور تم سے وہ باتیں سرزد ہوئی ہیں جو توبہ کو تم پر واجب کرتی ہیں ورنہ تم کو تو لازم تھا کہ جس چیز کو رسول اللہ پسند کرتے تم بھی پسند کرتیں اور جس چیز سے رسول کو نفرت ہوتی تم کو بھی اس سے نفرت ہوتی ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

42

الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

بہتی ہوں گی ۔ (اُس دن) جس دن خدائے تعالیٰ نبی کو ۔ اور اُن لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرےگا

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

ان کا نور ان کے سامنے ۔ اور ان کے داہنی بائیں ہاتھ چلتا ہوگا ۔ اور وہ یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار

اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تو ہمارے نور کو ہمارے لئے پورا کردے اور ہمارے گناہ بخش دے ۔ بیشک تو ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ

اے نبی تم ۔ کافروں ۔ اور ۔ منافقوں سے جہاد کرو ۔ اور ان پر سختی کرو ۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے ۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے ۔ اللہ نے ان لوگوں کے لئے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ

جو کافر ہوگئے ہیں ۔ نوحؑ کی زوجہ ۔ اور لوطؑ کی زوجہ کی مثل بیان کی ہے کہ یہ دونوں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا

ہمارے نیک بندوں میں سے ۔ دو نیک بندوں کی ماتحت تھیں ۔ پھر ان دونوں نے ان دونوں کے حق میں خیانت کی

عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝

پس وہ دونوں خدا کے عذاب سے بچانے میں ان دونوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دونوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم بھی جانے والوں کے ساتھ جہنم میں چلی جاؤ

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ

اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں ۔ فرعون کی زوجہ کی مثل بیان کی ہے کہ ۔ جس وقت

قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ

اس نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے اور ۔ مجھ کو فرعون سے

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ

اور اس کی بدکاری سے نجات دے اور مجھے (ان) ظالم لوگوں کے ہاتھ سے چھٹکارا دے ۔ اور عمران کی بیٹی مریمؑ کی (مثل بیان کی ہے)

الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ

جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی ۔ پھر ہم نے اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دی تھی اور وہ

بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

اپنے پروردگار کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کیا کرتی تھی ۔ اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی ۔

ع ٢
٥
٢٠

**۱ه** نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن آئمہ مومنین کے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ سعی فرماتے ہوں گے تا آنکہ ان کو جنت میں ان کے مکانوں میں پہنچا دیں گے تفسیر قمی میں بھی ان حضرتؑ سے قریب قریب یہی مضمون ہے اور جناب امام محمد باقرؑ سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جس شخص کو اس دن نور میسر آیا اُس نے ضرور نجات پائی ۔ اور مومن ایک بھی ایسا نہ ہوگا جسے اس دن نور میسر نہ آئے ۱۲ **۲ه** يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (جس کے معنی یہ ہوئے کہ منافق چونکہ ظاہراً تمہارے تابع ہیں لہٰذا ان کے ذریعے سے کافروں سے جہاد کرتے رہو) اور وہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول خدا کسی منافق سے نہیں لڑے وہ حضرت تو ہمیشہ ان کی تالیف قلوب ہی کرتے رہے تفسیر قمی میں ان ہی سے حضرت سے خدائے تعالیٰ کے اس قول جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ میں یہ منقول ہے کہ یہ اسی طرح نازل ہوا تھا اور جناب رسول خدا نے کافروں سے جہاد کیا اور جناب علی المرتضیٰ نے منافقین سے یعنی علی مرتضیٰ نے جہاد رسول خدا کی تکمیل کی (دیکھو پارہ نمبر ۱۰ رکوع ۱۶) **۳ه** ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کا یہ حال ظاہر کرنے کے لئے کہ ان کو ان کے کفر و نفاق کی سزا دی جائے گی اور ان کو نبی اور مومنین کے مابین جو تعلقات ہیں اور خود ان سے جو ان کے برتاؤ ہیں اچھے نہیں معلوم ہوتے ۔ زوجہ نوحؑ اور زوجہ لوطؑ کا حال مثال کے طور پر بیان کیا ہے اور اس میں عائشہ اور حفصہ پر تعریض ہے کہ ان دونوں نے جناب رسول خدا سے خیانت کی ۔ آنحضرتؐ کا راز فاش ہوگیا ۔ دونوں نے آنحضرتؐ سے نفاق برتا ۔ اور آنحضرتؐ کے برخلاف ایک دوسرے کی مددگار رہیں جیسا کہ پہلے دو رکوعوں کے ۔۔۔

آیاتها ۳۰ | حروفها ۱۵۲۳ | سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ | کلماتها ۳۳۵ | رکوعها ۲

(سورۂ ملک مکہ میں نازل ہوئی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں))

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝

بڑی بابرکت ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں تمام جہان کی بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

جس نے موت کو بھی پیدا کیا اور حیات کو بھی تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون شخص عمل میں بہتر ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا

اور وہی زبردست اور سب سے زیادہ بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمانوں کو تہ در تہ پیدا کیا۔ تم

تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى

(خدائے) رحمٰن کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں کوئی اختلاف نہ پاؤ گے۔ پھر نظر ڈال کر دیکھو آیا تم کوئی

مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا

خلل دیکھتے ہو؟ پھر بار بار نظر ڈالو وہ نظر تمہاری طرف تھک کر ذلیل ہو کر

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا

لوٹ آئے گی۔ اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی ہے اور ان کو

رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

شیطانوں کے لئے (پھینک کر) مارنے کا آلہ قرار دیا ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو

بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

اپنے پروردگار کا انکار کرچکے ہیں جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے جس وقت وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا

اس کی چنگھاڑ سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ قریب ہوگا کہ وہ غصے کے مارے پھٹ پڑے۔ جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا

فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا

تو اس کے نگہبان ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں ڈرانے والا رسول تو ہمارے پاس

نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ

ضرور آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھٹلا دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ نے تو کوئی چیز بھی نہیں اتاری تم خود ہی

(۲۹) ع

سلہ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حیات کو موت سے پہلے پیدا کیا ہے اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ حیات و موت خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ پس جب موت آتی ہے تو وہ انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور جس چیز میں موت داخل ہو جائے حیات اس میں سے ضرور نکل جاتی ہے۔

سلہ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس قول خدائے تعالیٰ کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے؟ پھر فرمایا کہ تم میں سے زیادہ کامل عقل کس کی ہے؟ اور تم میں سے خوف خدا میں کون زیادہ بڑھا ہوا ہے؟ اور جن چیزوں کے کرنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے باز رکھا ہے ان میں سب سے زیادہ خوبی کے ساتھ غور کرنے والا تم میں سے کون ہے؟ گو عبادت کرنے میں وہ تم سے کم ہی ہو؟ (مراد یہ کہ ان باتوں میں سب سے بڑھا ہوا ہے) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ یہ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے؟ اور خدائے تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے زیادہ بچنے والا کون ہے؟ اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کی طرف سب سے زیادہ جلد مائل ہو جانے والا کون ہے؟ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زیادہ عمل کرنے والا کون ہے؟ بلکہ یہ غرض ہے کہ سب سے زیادہ صحیح عمل کس کے اترتے ہیں اور اعمال کا صحیح ہونا خدا کے خوف اور نیت کی سچائی پر موقوف ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کا مطلب ہے بار بار عمل کئے جانا۔ یہاں تک کہ عمل خالص ہو جائے اور یہ سب سے زیادہ سخت عمل ہے اور خالص سے مراد وہ عمل ہے جس کی نسبت تمہارے ارادے میں یہ نہ ہو کہ اس عمل پر سوائے خدا کے کوئی بھی تمہاری تعریف کرے اور نیت عمل سے افضل ہے۔ خبردار ہو کہ نیت ہی اصل عمل ہے۔

ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ

بڑی گمراہی میں ہو۔ اور وہ یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے اور سمجھتے تو ہم جہنمیوں میں

السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

(وہ شامل) نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے پس جہنمیوں کے لئے خدا (اپنی رحمت سے) دوری کرے۔ بیشک وہ لوگ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ

جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ

اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ

یا اسے ظاہر کرو۔ یقیناً خدائے تعالیٰ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے حالانکہ وہ باریک بین

الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ

اور خبردار ہے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے نرم کر دیا ہے۔ پس تم اس کے رستوں میں چلو پھرو اور

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

خدائے تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ پیو اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تم اس سے بے خوف ہوگئے ہو کہ وہ (فرشتوں کا گروہ) جو

الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يُّرْسِلَ

آسمان میں رہتا ہے تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ (زمین) یکایک بھونچال میں آجائے۔ یا تم اس سے نڈر ہوگئے ہو کہ جو آسمان میں ہے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

وہ تم پر پتھراؤ کی بارش بھیج دے پھر تم جان ہی لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے؟ اور یقیناً ان لوگوں نے جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰۗفّٰتٍ

ان سے پہلے تھے جھٹلایا تھا پس میرا خوش ہونا (عذاب کا نازل کرنا) کیسا رہا؟ کیا انہوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا جو ان کے اوپر

وَّيَقْبِضْنَ ۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝

(ہوا میں) پر پھیلائے رہتے ہیں اور کبھی ان کو (اڑنے میں) سمیٹ لیتے ہیں سوائے خدائے رحمٰن کے کوئی اور ان کو روکے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناً وہ

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ

ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔ یا کوئی شخص (جس کو تم معبود جانتے ہو) جو تمہارا لشکر ہے سوائے (خدائے) رحمٰن کے ایسا ہے کہ تمہاری مدد کرے؟

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ

کافر محض دھوکے میں ہیں۔ آیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جو تم کو رزق دے دے اگر خدائے تعالیٰ اپنا رزق روک لے؟

رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى

بات یہ ہے کہ یہ سرکشی اور نفرت میں بہت ہی بڑھ گئے ہیں۔ آیا وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو

ع ۱۴

سلہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ انہوں نے سنا بھی ضرور تھا اور سمجھا بھی تھا لیکن نہ انہوں نے اطاعت کی اور نہ انہوں نے مانا جیسا کہ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ سے ظاہر ہے۔ سلہ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سلہ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ تفسیر قرآن میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا نام جو علیم رکھا گیا تو اس سے کوئی تازہ علم مراد نہیں ہے جس نے اس نے اشیاء کو جانا ہو یا آئندہ معاملات کے یاد کرنے پر اس سے مدد لی ہو یا جن چیزوں کو وہ پیدا کرتا ہو ان کے سمجھنے میں وہ مدد دیتا ہو اور جو گزر چکا اور جس مخلوق کو ختم کر چکا اس کے متعلق علم ضائع ہو گیا ہو۔ اس لئے کہ ایسا علم اگر اسے پہلے سے نہ ہوتا۔ اور اب اس کا مددگار بنتا تو خدا جاہل اور کمزور ثابت ہوتا جیسا کہ ہم مخلوق کے علماء کی حالت دیکھتے ہیں کہ وہ اسی علم تازہ کی بدولت عالم کہلاتے ہیں جس کے حصول سے پہلے وہ ضرور جاہل تھے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ آئندہ وہ اس کا علم جاتا رہتا ہے۔ اور پھر وہ جاہل کے جاہل رہ جاتے ہیں۔ ہاں اللہ کو جو عالم یا علیم کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ کسی چیز کی بابت وہ پہلے جاہل تھا نہ اب جاہل ہے نہ آئندہ جاہل ہوگا۔ پس لفظ تو خالق و مخلوق دونوں کے لئے ایک ہی بولا جاتا ہے مگر معنی اس قدر مختلف ہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھ لئے۔ اب رہا لطیف تو یہ اس لطافت سے نہیں ہے جس کے معنی قلت اور کمی اور چھوٹائی کے ہوں۔ بلکہ یہ اس لطافت سے مشتق ہے جس کے معنی چیزوں کی تہ تک پہنچ جانا اور اس بات سے باز رکھنا ہیں کہ کوئی اس کی تہ تک پہنچ سکے جیسے تم کہتے ہو لَطُفَ عَنِّيْ هٰذَا الْاَمْرُ (یہ امر میری سمجھ سے باہر ہے) اور لَطُفَ فُلَانٌ فِيْ مَذْهَبِهٖ (اور فلاں شخص اپنی رائے میں بہت ہی گہری سمجھ رکھتا ہے)۔ پس اس قول سے تم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عقل بڑی ہے

وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ

اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہے یا وہ جو کھڑا (سیدھا) سیدھی راہ پر چل رہا ہے۔ تم کہدو کہ وہ وہی ہے

الَّذِىْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا

جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔ (مگر) تم بہت کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

شکر کرتے ہو۔ (تم) کہدو کہ وہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کے حضور میں تم اکٹھے کئے جاؤ گے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ

اور (وہ) یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ یہ وعدہ کا وقت کب آئے گا؟ (تم) کہدو کہ اس کا علم تو

عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ

اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور میں تو فقط کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ مگر جب اس کو قریب آتا دیکھیں گے تو ان لوگوں کے

وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ○

منہ جو کافر ہو گئے ہیں بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کی تم خواہش کیا کرتے تھے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِىَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِىَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ

(تم) کہدو کہ آیا تم اسے سمجھے کہ اگر اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو

يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ

کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ (تم) کہدو کہ وہی خدائے رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور

عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ

اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ سو عنقریب تم بھی جان لو گے کہ کھلی گمراہی میں کون ہے؟ (تم) کہدو کہ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○

آیا تم یہ بھی سمجھے کہ اگر تمہارا پانی گہرائی میں چلا جائے تو چشمہ کا پانی تمہارے لئے کون لے آئے گا؟

اٰيَاتُهَا ۵۲ — حروفها ۱۲۹۵ — سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ — كلماتها ۳۰۶ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

(سورۂ قلم مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○

نٓ۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ تم اپنے رب کی نعمت کے سبب دیوانے نہیں ہو۔

(بقیہ صفحۂ گزشتہ) پر دلالت کرتی ہے یہاں بھی اسم تو ایک ہے۔ مگر معنی مختلف ساب رہا خبیر سو وہ ایسا خبیر ہے کہ نہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ ہے اور نہ اس سے کوئی چیز غائب ہے۔ اس کا خبیر ہونا تجربہ اور عبرت پر موقوف نہیں جبکہ اگر (یہ) نہ ہوں تو وہ کوئی چیز بھی نہ جانتا۔ یہ تو جاہل کی صفت ہو سکتی ہے اور اللہ جن جن چیزوں کو پیدا کرتا ہے ان سب کی بابت ازل سے خبیر ہے اور خبیر ہی رہے گا۔ مگر آدمیوں میں سے خبیر وہ ہے جو اپنی جہالت دور کرنے کے لئے لوگوں سے بہت سی خبریں دریافت کرے۔ یہاں بھی نام ایک ہے اور معنی مختلف۔ اس مطلب کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۸ رکوع نمبر ۱ (؟)

حواشی صفحہ ہذا سلہ ا اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کافی اور المعانی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دل وہ ہے جس میں نفاق بھی ہو اور ایمان بھی۔ اور ایک دل وہ ہے جو الٹا ہوا ہو۔ اور ایک دل وہ ہے جس پر مہر لگی ہوئی ہو اور ایک دل وہ ہے جو روشن و منور ہو۔ پس جس دل پر مہر لگی ہوئی ہو وہ تو منافق کا دل ہے اور جو روشن اور منور ہے وہ مومن کا دل ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا ہے وہ شکر کرتا ہے اور اگر اسے بلا میں مبتلا کرتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ اب رہا الٹا ہوا دل۔ وہ مشرک کا دل ہے۔ پھر حضرت نے یہ پوری آیت تلاوت فرمائی اَفَمَنْ يَّمْشِىْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اب باقی وہ دل جس میں ایمان بھی ہو اور نفاق بھی تو وہ ایسے لوگ ہیں جیسے کہ طائف میں تھے۔ اگر ان میں سے کسی کو موت نے ایسے وقت میں آ لیا کہ وہ حالت نفاق میں ہے تب تو وہ غارت ہوا اور اگر موت ایسے وقت میں آئی کہ حالت ایمان میں تھا تو نجات پا گیا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مثل جو علی مرتضیٰ کی ولایت سے پھر گیا ہو اس شخص کی سی بیان کی ہے

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ

اور یقیناً تمہارے لئے ایسا اجر (مہیا) ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ہے۔ اور بیشک تمہارا اخلاق بہت بڑھا ہوا ہے۔ سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے

وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے دیوانہ کون سا ہے؟ بالتحقیق تمہارا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

بھٹک گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس تم جھٹلانے والوں کی بات نہ ماننا۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝

وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔ اور تم کسی ایسے شخص کی بات میں نہ آجانا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل خیال

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ

عیب جو چغلخور نیکی سے روکنے والا حد سے گزر جانے والا گناہگار۔ منہ پھٹ تسپر

زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

حرامی بھی ہو۔ محض اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہے۔ جس وقت اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے

الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ

کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ عنقریب ہم اس کی ناک پر ایک نشان لگا دیں گے۔ بیشک ہم نے ان کی اسی طرح آزمائش کی ہے جیسے کہ ہم نے

الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝

ایک باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ کل صبح ہم اس باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے۔ اور ان شاء اللہ نہ کہا تھا۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ

پس اس باغ پر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بلا پھر گئی اور وہ سوتے ہی رہے۔ پس وہ ایسا ہو گیا کہ اس

كَالصَّرِيْمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

میں ایک پھل بھی باقی نہ رہا۔ اور صبح کے وقت وہ ایک دوسرے کو آواز دینے لگے کہ اگر تم کو پھل لینے ہیں تو اپنے باغ کو سویرے ہی سویرے

صٰرِمِيْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ

چلو۔ پس وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس

عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا

نہ آنے پائے۔ اور انہوں نے (اپنے باغ میں پہنچ کر) ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ (صرف) روک تھام کی قدرت رکھتے تھے۔ پھر جب اس کو

اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ

(اجڑا ہوا) دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم یقیناً راستہ بھول گئے۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ہم ہی بدنصیب ہیں۔ ان میں سے جو سب سے اچھا تھا اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا

سلہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ تفسیر قمی اور تلمعانی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ کے معنی ہیں دین عظیم۔ البصائر میں ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو اخلاق و ادب کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (دیکھو پارہ ۹ رکوع ۲۴) اور جب اس حکم کی تعمیل ہوئی تو ارشاد فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۱۲

سلہ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ المحاسن اور الجوامع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں میری خالص محبت نہ ہو اور کسی کے دل میں میری خالص محبت نہیں ہو سکتی جب تک کہ علیؑ کی خالص محبت اس کے دل میں نہ ہو۔ یا علیؑ وہ جھوٹا ہے جو یہ گمان کرے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے جس حال میں کہ تم سے بغض رکھتا ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (جناب رسول خدا سے پرسش کر) منافقوں میں سے دو شخصوں نے کہا کہ رسول خدا تو اس لڑکے (علی مرتضیٰ) کی محبت میں دیوانے ہو گئے ہیں اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اس کے بعد پھر امام نے فرمایا کہ اس سے آگے کی آیت بھی ان ہی دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۱۲

سلہ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اہل مکہ کی بھوک سے اسی طرح آزمائش کی گئی جس طرح اس باغ والوں کی کی گئی۔ اس آیت میں جنت سے مراد دنیا کا ایک باغ ہے جو ملک یمن میں شہر صنعا سے نو میل کے فاصلے پر تھا اور اس کا نام رضوان تھا ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

لَكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ

کہ تم خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے - کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار منزہ ہے بیشک ہم ہی ظالم رہے - اب لگے

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝

ایک دوسرے کو ملامت کرنے - اور یہ کہتے کہ ہائے خرابی ہماری ہم ضرور سرکش رہے -

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝

قریب ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے میں ہم کو اس سے بہتر عطا فرمائے یقیناً ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت رکھتے

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

ہیں - عذاب یوں ہوا کرتا ہے - اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑھا ہوا ہے - بشرطیکہ یہ لوگ سمجھتے ہوتے -

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ

بیشک پرہیزگاروں کے لئے نعمت والی جنتیں ہیں - کیا ہم فرمانبرداروں کو

كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ

گنہگاروں کی مانند کر دیں گے - تمہیں ہو کیا گیا ہے - یہ کیسے فیصلے کرتے ہو؟ آیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے

تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا

جس میں تم پڑھتے ہو - کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا؟ یا تمہاری قسمیں ہمارے ذمے ہیں

بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ

جو قیامت تک چلی جائیں گی - کہ جو کچھ تم حکم کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائے گا - ان سے دریافت کرو کہ ان میں سے

بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا

اس کا ضامن کون ہے؟ یا ان کے کچھ شریک ہیں - پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو

صٰدِقِيْنَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا

لے آئیں - جس دن پنڈلی کھول جائے گی (یعنی جو سخت پریشانی اور گھبراہٹ کا دن ہوگا) اور لوگ سجدے کے لئے بلائے جائیں گے

يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا

تو سجدہ نہ کر سکیں گے - ان کی آنکھیں نیچی ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی - اور دنیا میں بھی یہ

يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ

سجدے کے لئے بلائے جاتے تھے جس حال میں کہ یہ تندرست تھے - اب اے رسول اس بات کو جھٹلانا ہے مجھ پر چھوڑ دو

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ

کہ میں سمجھ لوں گا ہم ان کو رفتہ رفتہ عذاب سے اس طرح قریب کریں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی - اور میں ان کو ڈھیل دیتا رہوں گا

منزل سابع

---

۱۵ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن معاملہ بہت ہی سخت ہو جائے گا - آفتیں بہت ہوں گی اور کشفِ ساق ایسی حالت بیان کرنے کی مثل ہے اور اصل اس کی یہ ہے کہ حملہ کے وقت یا بھاگنے کے وقت پنڈلی پر سے کپڑا اٹھا جاتا ہے - نیز یہ معنی بھی ہو سکتے کہ جس دن معاملہ کی اصلیت و حقیقت اس طرح کھل جائے گی کہ آنکھیں دیکھ لیں گی اس صورت میں یہ استعارہ ہے کیوں کہ درخت کے تنے کو بھی ساق کہتے ہیں اور اس کی چھال چھیل ڈالنے پر لکڑی کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے - اور اگر انسان کی پنڈلی مراد لی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں کیوں کہ گوشت پوست دور کرنے پر اس کی حقیقت بھی پوشیدہ نہیں رہتی - لفظ ساق کو نکرہ لانا بھی یہ بتاتا ہے کہ وہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دونوں حضرات نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ قیامت کے ہول سے لوگ متحیر ہو کر خاموش ہو جائیں گے - ہیبت ان پر طاری ہو جائے گی - چونکہ ندامت و ذلت ان پر سوار ہوگی اور رسوائی کا سامنا ہوگا اس سے ان کی آنکھیں تو کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور کلیجے منہ کو آ جائیں گے ۱۲

۱۶ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ - العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاب نور کھل جائے گا تو مومن تو سجدے میں گر پڑیں گے اور منافقین کی ریڑھ کی ہڈی ایسی سخت ہو جائے گی کہ وہ سجدہ ہی نہ کر سکیں گے - تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں ہے کہ منافقین کی پشت ایسی سخت ہو جائے گی جیسے لوہے کی سلاخ - (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

رکوع ۲ — ع ۱۵

لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ۝

کہ میری تدبیر سنجیدہ ہے۔ آیا تم اُن سے کوئی اجرت مانگتے ہو کہ وہ تاوان کے مارے دبے ہوئے ہیں؟

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

یا اُن کے پاس غیب کی خبریں ہیں جنہیں وہ لکھ لیتے ہیں۔ اب تم اپنے پروردگار کے فیصلے کے انتظار میں صبر کرو اور

كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ

مچھلی والے (یعنی یونسؑ) کے مانند نہ ہو جاؤ جبکہ انہوں نے غم و غصہ کی حالت میں پکارا تھا۔ اگر اُن کے پروردگار کی مہربانی اُن کی

مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ

خبرگیری نہ کرتی تو وہ بُرے حال سے چٹیل میدان میں پڑے ہوتے ہوتے۔ مگر اُن کے پروردگار نے اُن کو برگزیدہ کر لیا اور اُن کو

الصَّالِحِينَ ۝ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا

نیک بندوں میں سے قرار دیا۔ قریب ہے کہ کافر جس وقت قرآن مجید کو سنیں تو اپنی نظروں کے ذریعے سے تمہیں پھسلا دیں

سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ ع

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ حالانکہ وہ (قرآن) تمام عالموں کے لئے نصیحت ہے۔

آیاتها ۵۲ — حروفها ۱۱۳۴ — سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ — كلماتها ۲۶۰ — رکوعها ۲

(سورۂ حاقہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝

برحق ہونے والی۔ کیا چیز ہے وہ برحق ہونے والی۔ اور تم کیا سمجھے کہ وہ برحق ہونے والی کیا ہے؟

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا

(قوم) ثمود و عاد نے تو اُس کھڑکھڑا ڈالنے والی کو جھٹلا ہی دیا تھا۔ پس ثمود تو حد درجہ کے عذاب (بڑی چیخ) سے ہلاک

بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ

کر دیئے گئے تھے۔ اور رہے عاد تو وہ ایک تیز و تند ٹھنڈی ہوا سے ہلاک کئے گئے۔

عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ

جس کو خدا نے لگاتار سات رات اور آٹھ دن اُن پر مسلط رکھا

حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

سو تم اُن لوگوں کو اُس میں اس طرح پڑا ہوا دیکھتے گویا وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہیں۔

۵۱ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ اس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں (ان کے قصہ کے لئے ضمیمہ ملاحظہ فرمایئے) ۵۲ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا الیٰ آخرہٖ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد غدیر کے پاس سے گزرتے تو مسجد کے بائیں طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جناب رسول خدا نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ پھر دوسری طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ وہ جگہ ابوبکر و عمر و سالم مولائے ابوحذیفہ اور ابو عبیدہ و ابن الجراح کے خیمہ کی ہے جس وقت اُن لوگوں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت اس شخص (یعنی جناب رسول خدا) کی آنکھوں کی طرف دیکھو وہ ایسی گردش کر رہی ہیں جیسے دیوانے کی آنکھیں ہوتی ہیں بس جبرئیل امین اس وقت یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ تفسیر قمی میں لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا نے ان کو نصیحت جناب امیر المومنین کی اطاعت دی۔ اور وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ میں ھو سے جناب امیر المومنین مراد ہیں اور اس پوری آیت کے ایک معنی یہ بھی لئے گئے ہیں کہ اے رسول یہ وہ تم کو چشم زخم پہنچانا چاہتے ہیں کیونکہ روایت میں وارد ہے کہ قبیلہ بنی اسد میں بعض بڑے نظر والے تھے اور ان میں سے کسی نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت کو چشم زخم پہنچائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول مترجم۔ نظر لگنا برحق ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو دیگ میں پہنچا دیا کرتی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کی یا رسول اللہ آپکے بھائی جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے تو آنحضرت نے ان کے لئے تعویذ لکھ یا اور یہ فرمایا کہ ہاں اگر کوئی چیز قضا و قدر سے بڑھ سکتی ہے تو وہ نظر ہے۔ باقی حاشیہ ضمیمہ میں پڑھیے۔

خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ○ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ

فرعون اور جو لوگ ... اور ... کچھ بقیہ دیکھتے ہو۔؟ ... پس اب بھی تم اُن کا

قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ○ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ

اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی

اَخْذَةً رَّابِيَةً ○ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ○ لِنَجْعَلَهَا

تو اُس نے بھی اُن کو بہت ہی سخت گرفت کی۔ یہ ہم ہی تھے کہ جب پانی نے طغیانی کی تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا۔ تاکہ ہم اس کو

لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ

تمہارے لئے ایک یادگار قرار دیں اور ایک یاد رکھنے والا کان اُن کو یاد رکھے۔ پھر جب کہ صور ایک دم سے پھونکا جائے گا۔

وَّاحِدَةٌ ○ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○

اور زمین اور پہاڑ اُٹھا لئے جائیں گے پھر یکایک چکنا چور کر دیئے جائیں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○

پس اسی دن تو قیامت واقع ہو گی۔ اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بالکل کمزور ہو جائے گا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ

اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ اپنے اوپر لئے ہوئے ہوں گے۔

ثَمٰنِيَةٌ ○ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ○ فَاَمَّا مَنْ

اُس دن تم پیش کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہے گا۔ اب رہا وہ شخص

اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ○ اِنِّيْ ظَنَنْتُ

جس کا نوشتہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ لو آؤ میرے نوشتہ کو پڑھو۔ میں تو یقین رکھتا تھا کہ

اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○

مجھے حساب دینا پڑے گا۔ اب تو وہ پسندیدہ عیش میں عالی شان باغ میں ہوگا۔

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ

جس کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے (اُن سے کہا جائے گا کہ) گزشتہ دنوں میں جو جو کچھ تم پہلے کر چکے ہو اس کے عوض میں اب مزے سے

الْخَالِيَةِ ○ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۵ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ

کھاؤ پیو۔ اور رہا وہ جس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو وہ کہے گا کاش میرا نوشتہ ہی مجھے نہ

اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ

دیا گیا ہوتا۔ اور میں جانتا ہی نہیں کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش

سلہ وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں اور تمہیں دُور نہ کروں۔ میں تمہیں سکھاتا جاؤں گا اور تم اُسے یاد رکھتے جانا اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے ذمے ہے کہ تمہیں یاد رہے گی۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ نیز کتاب مذکور اور العیون اور جوامع میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا اے علیؑ میں نے خدائے تعالےٰ سے یہ دُعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنے والا کان قرار دے اور روایت میں یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا اُذُنَ عَلِيٍّ (یا اللہ اسے علیؑ کا کان قرار دے) جناب علی مرتضےٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے میں نے جو بات جناب رسولِ خدا سے سُنی اسے کبھی نہ بھولا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ میں منقول ہے کہ یہ آیت وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ نازل ہوئی تو جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ یا علی یہ کان تمہارا کان ہے ۱۲

سلہ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عرش سے مُراد ہے علم۔ اور حاملانِ عرش آٹھ ہیں۔ منجملہ اُن کے چار تو ہم میں سے ہوں گے۔ اور چار ان میں سے جن میں سے اللہ کو منظور ہو۔ تفسیر قمی میں ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حاملانِ عرش آٹھ ہیں۔ چار پہلوں میں سے اور چار پچھلوں میں سے پہلوں میں سے تو نوحؑ۔ اور ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں اور پچھلوں میں سے چار جناب محمد مصطفےٰ اور جناب علی مرتضےٰ اور جناب حسنینؑ ہیں ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھے جائیں)

الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ أَغْنٰى عَنِّیْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ

موت نے فیصلہ ہی کر دیا ہوتا۔ میرا مال تو میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری سلطنت بھی مجھ سے جاتی رہی۔ (حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑ لو

فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

پھر اس کے گلے میں طوق ڈالو۔ پھر اس کو جہنم میں جھونک دو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کا طول ستر ہاتھ کا ہو

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ إِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا

اسے جکڑ دو۔ یہی ہے جو خدائے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا۔ اور نہ

يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝

مسکین کے کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج نہ تو اس کا یہاں کوئی دلسوز دوست ہے۔

وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَأْكُلُهٗٓ إِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ ع

اور نہ پیپ کے سوا کوئی اور کھانا۔ جس کو گناہگاروں کے سوا اور کوئی نہ کھائے گا۔

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

پس مجھے ان چیزوں کی بھی قسم ہے جو تم دیکھتے ہو۔ اور ان کی بھی جو تم نہیں دیکھتے۔ یقیناً یہ عزت دار رسول کا

كَرِيْمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا

قول ہے۔ اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ تم لوگ کس قدر کم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ

بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

یہ کسی کاہن کی زبان بندی ہے۔ کس قدر کم تم لوگ نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ (قرآن) تو تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ ۝ لَأَخَذْنَا

اتارا ہوا ہے۔ اور اگر رسول ہمارے خلاف کچھ باتیں بنا لیتے تو ہم اپنی قدرت سے

مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ

ان کو گرفتار کرتے۔ پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ تو تم میں سے

مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ وَإِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَإِنَّا

کوئی ان کی طرف سے دفع کرنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ پرہیزگاروں کے لئے ضرور نصیحت ہے۔ اور یہ بھی ہم

لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ وَإِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے بھی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے حسرت ہے۔

وَإِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ع

اور یہ قطعاً حق ہے۔ پس (اے رسول) تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھتے جاؤ۔

لہ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ اگر اسی زنجیر کی جس کا طول ستر ہاتھ کا ہے ایک کڑی دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس زنجیر کا خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے وہ معاویہ کے لئے ہوگی اور اللہ یہ کہ وہ اس امت کا فرعون تھا۔ البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پس پشت تھا اور وہ حضرت ایک خچر پر سوار تھے۔ یکایک خچر بدکا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا آدمی ہے جس کے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ اور ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے۔ یہ بوڑھا تو یہ کہتا ہے کہ یا علی ابن الحسین مجھے پانی پلا دیجئے اور وہ شخص یہ کہتا جاتا ہے کہ اس کو پانی نہ پلا دیجئے۔ اللہ اسے کبھی سیراب نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ وہ بوڑھا شخص معاویہ تھا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ وادیٔ ضجنان میں اترے ہوئے تھے کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا لَا غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔ خدا تجھے کبھی نہ بخشے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم سمجھے کہ میں نے جو کچھ کہا کیوں کہا؟ انہوں نے عرض کی ہم آپ پر تصدق ہو جائیں آپ ہی فرمایئے کہ کیوں ارشاد فرمایا۔ فرمایا اسی وقت معاویہ ابن ابی سفیان اپنی زنجیر کھینچتا ہوا میرے پاس سے گزرا تھا۔ زبان اس کی باہر نکلی ہوئی تھی۔ اور مجھ سے یہ درخواست کرتا تھا کہ میں اس کے لئے استغفار کروں۔ اسی کے جواب میں میں نے یہ کہا تھا۔ اور یہ وادی ضجنان جہنم کی وادیوں سے ایک ہے۔ (باقی نوٹ ....)

اٰیاتها ٤٤ | حروفها ٩٤٧ | سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ | کلماتها ٢٢٠ | رکوعها ٢

(سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ○ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ○ مِّنَ

ایک سوال کرنے والے نے بڑی درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے والا

اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ○ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ

کوئی نہیں ہو سکتا۔ فرشتے اور روح اس کی حضور میں (حاضر ہونے کے لئے) ایک ایسے دن میں

مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ○ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ○ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ

جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہوگا چڑھ جائیں گے۔ اب تم نہایت خوبی کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔ یہ لوگ تو اس

بَعِیْدًا ۙ○ وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا ؕ○ یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ○ وَتَكُوْنُ

(قیامت) کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب ہی دیکھتے ہیں۔ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائے گا۔ اور

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ○ وَلَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ۚ○ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ یَوَدُّ

پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی مانند ہو جائیں گے۔ اور آنکھوں دیکھتے کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۔ اور گناہگار یہ

الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍۭ بِبَنِیْهِ ۙ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَ

آرزو کرے گا کہ وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اگر ہو سکے تو اپنے بیٹوں کو اور اپنی بی بی کو اور

اَخِیْهِ ۙ○ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ۙ○ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ ثُمَّ

اپنے بھائی کو اور اپنے کنبے کو جو انہیں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اور زمین (کے رہنے والوں) میں جو (جو) ہیں ان سب کو بطور فدیہ کے دے دے۔ پھر

یُنْجِیْهِ ۙ○ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ○ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ

وہ سب (فدیہ) اسے (اس عذاب سے) محفوظ رکھے (تو) ہرگز ایسا نہ ہوگا وہ (جہنم کی آگ) تو بھڑکتا ہوا شعلہ ہے جو کھال کو جھلس کر ادھیڑ دے گا

تَوَلّٰى ۙ○ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ○ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

یہ (جہنم) ان لوگوں کو بلاتی ہوگی جنہوں نے پیٹھ پھیری اور روگردانی کی اور مال جمع کیا پھر اسے (بخل سے) روک رکھا۔ بیشک انسان حریص پیدا کیا گیا ہے جب اس کو

جَزُوْعًا ۙ○ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ۙ○ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۙ○ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بڑا گھبرا جانے والا ہے اور جب اسے دولت مل جاتی ہے تو بڑا روکنے والا ہے۔ ہاں وہ نماز پڑھنے والے اس سے مستثنےٰ ہیں جو اپنی نماز پر

صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ○ وَالَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ○ لِّلسَّآئِلِ

قائم رہنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا ایک مقررہ حق ہے

ربع

---

له سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِیْنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ بروز خم غدیر جناب رسول خدا نے جب علی مرتضیٰ کو اپنا قائم مقام کیا اور یہ فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اور یہ امر جگہ جگہ مشہور ہوا تو نعمان ابن حارث فہری آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؐ نے ہم کو اللہ کی طرف سے حکم دیا۔ کہ ہم خدا کی یکتائی کی شہادت دیں۔ اور آپ کی رسالت کی شہادت دیں۔ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو جہاد کا۔ حج کا۔ روزہ کا۔ نماز کا۔ اور زکوٰۃ کا حکم دیا اُسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اس پر بھی آپ نے بس نہیں کی یہاں تک کہ آپ نے اس لڑکے کو اپنا قائم مقام اور ہمارا حاکم مقرر کر دیا۔ اور فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ آیا یہ بات آپ کی طرف سے ہے یا حکم خدا سے ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اُسی (خدا) کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ نعمان ابن حارث یہ سن کر پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جاتا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (دیکھو پارہ ٩ رکوع ١٨) پس خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کے سر پر ایک پتھر آکر لگا۔ جس نے اس کا ڈھیر کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کافی میں ہے کہ یوں نازل ہوئی تھی سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِیْنَ بِوَلَایَةِ عَلِیٍّ ○ اور اسی طرح مصحف فاطمہ میں درج ہے ١٢ باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے

وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ

اور وہ لوگ جو فیصلے کے دن کو سچا جانتے ہیں اور وہ لوگ جو

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَ

اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ بیشک اُن کے پروردگار کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے کہ اس سے بے خوف ہو جائیں اور

الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو اپنی بیبیوں یا اپنی لونڈیوں کے سوا اوروں سے محفوظ رکھنے والے ہیں

أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

کہ اس صورت میں اُن کو کوئی ملامت نہیں کی جا سکتی۔ پس جو اس کے سوا کا خواستگار ہو تو ایسے ہی لوگ

هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَ

تو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور

الَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

وہ لوگ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ۝ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا

حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ تو جنتوں میں عزت پائیں گے۔ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ

قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۝

ان کی ٹولیاں کی ٹولیاں داہنے سے اور بائیں سے تمہاری طرف دوڑی چلی آتی ہیں۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ

کیا ان میں سے ہر شخص یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے نعمت والی جنت میں داخل کر دیا جائے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ ہم نے ان کو اس چیز سے

مِمَّا يَعْلَمُونَ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝

پیدا کیا ہے جس کو یہ جانتے ہیں۔ پس مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہم اس بات پر ضرور قادر ہیں۔

عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا

کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لے آئیں اور (اس بارے میں) ہم سے کوئی بازی نہیں لے جا سکتا۔ اب تم ان کو چھوڑ دو کہ یہ باتیں بناتے رہیں

وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ

اور کھیلتے (کودتے) رہیں تا آنکہ اس دن سے مڈبھیڑ ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اُس دن یہ (اپنی اپنی) قبروں سے نکل کر (اس طرح)

الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ

بھاگتے ہوں گے گویا جھنڈوں کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اُن کی آنکھیں نیچی ہوں گی

۵۱ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوم الدین سے مراد قائم آل محمد کے ظہور کرنے کا دن مراد ہے ۱۲ ۵۲ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے نماز واجب۔ اور پہلے جو آ چکا ہے الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ اس سے مراد ہیں نماز نافلہ پڑھنے والے اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہیں ہمارے وہ شیعہ جو پچاس رکعت روزانہ پڑھتے ہیں ۱۲ ۵۳ فَمَالِ الَّذِينَ ... تا عِزِينَ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین ع سے منقول ہے کہ جس حال میں وہ حضرت منافقوں کا ذکر فرما رہے تھے یہ ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے اور ان کو تقرب بخشتے تھے اور ان کو دائیں بائیں اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے حکم دیا کہ ان کو دور کرو چنانچہ فرمایا وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ (ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو) نیز فرمایا فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ ۵۴ أَيَطْمَعُ ..... تا نَعِيمٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی داخل جنت ہو ہی نہ سکے گا۔ کیوں کہ اگر ایسا ہو جائے تو منافق مومنوں کو کہہ سکتے ہیں کہ ہم تم سے کہیں بڑھے رہے کہ تم ایمان لا کر اور مصیبتیں اٹھا کر یہاں تک پہنچے اور ہم بغیر ایمان لائے یہاں آ دھمکے ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی صفحہ ۶۸۳ آئندہ پر پڑھیے)

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ ع

اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔

آیاتھا ۲۸ | حروفھا ۹۶۴ | سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ | کلماتھا ۲۳۱ | رکوعھا ۲

(سورۂ نوح مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے (جو) رحمٰن و رحیم (ہے)

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ

بالتحقیق ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف (اس حکم کے ساتھ) بھیجا کہ تم اپنی قوم کو قبل اس کے کہ ان پر

يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ① قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ② أَنِ

دردناک عذاب آئے ڈراؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَ

تم اللہ کی عبادت کیا کرو اور اس سے ڈرا کرو اور میرا کہنا مانتے رہو۔ کہ وہ تمہارے بعض گناہ بخش دے گا اور

يُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ

ایک معینہ مدت تک تم کو مہلت دے گا۔ بیشک جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ ہٹایا نہیں جاتا۔

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ④ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ⑤

کاش تم اسے سمجھ لیتے۔ (پھر نوحؑ نے) عرض کی اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا۔

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ⑥ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ

مگر میرے بلانے نے ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا سوائے اس کے کہ (مجھ سے) زیادہ بھاگے۔ اور جب کبھی میں نے ان کو اس غرض سے بلایا

لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا

کہ تو ان کے گناہ معاف کر دے تو انہوں نے اپنے (اپنے) کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اپنی بات پر اڑے رہے

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ إِنِّي

اور حد سے بڑھ کر تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو کھلم کھلا بلایا۔ پھر میں نے

أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۖ

ان کے لئے اپنی دعوت کا اعلان کیا اور خفیہ خفیہ بھی ان سے راز میں باتیں کہیں اور یہ کہا کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو۔

إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ⑪ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ

بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ جو آسمان سے تم پر موسلا دھار پانی برسائے گا۔ اور مال

(بقیہ صفحہ ۶۸۲ گزشتہ) **ف۵** كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ كَلَّا سے تو یہ مراد ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور مِمَّا يَعْلَمُونَ ۝ سے مراد ہے نطفہ اور علقہ۔ قول صاحب تفسیر صافی۔ چونکہ انسان ایک نجس قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس وقت تک (بہشت کے) پاک مکانات میں جانے کے لائق نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایمان اور اطاعت کی تکمیل نہ کرے اور اخلاق ملکوتی اسے حاصل نہ ہو جائیں"

ع ۶ ﴿۹﴾

**ف۶** بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ معانی الاخبار میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ سورج کے لئے ۳۶۰ مشرق ہیں اور ۳۶۰ مغرب۔ جس دن وہ کسی مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ تو آئندہ سال کے اسی دن سے پہلے وہ پھر اس سے طلوع نہیں کر سکتا تھا۔ اور جس دن کسی مغرب میں جا ڈوبتا ہے تو اگلے سال کے اس دن سے پہلے پہلے پھر اس میں کبھی نہیں ڈوبتا ۱۲

ربع

حواشی صفحہ ھٰذا

**ف۱** يُرْسِلِ ...تا ...أَنْهَارًا تفسیر صافی میں ہے کہ جب ان کو خدا کے دین کی طرف بہت بلایا گیا اور ان کا اصرار بڑھتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے چالیس برس بارش روک لی۔ اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو تو ایسا ایسا ہوگا" ان کے مفصل قصہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۲۔ ع ۳ سے لے کر ع ۴ تک

وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (12) مَا لَكُمْ

اور زوند سے تمہاری مدد فرماتا ہے اور تمہارے لئے باغات پیدا کرتا ہے اور تمہارے لئے ندیاں جاری کرتا ہے۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے

لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (13) وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (14) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

کہ تم خدا کی عزت نہیں کرتے۔ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح کا پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ

خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (15) وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا

خدائے تعالیٰ نے سات آسمانوں کو تہ بر تہ پیدا کیوں کر کیا ہے۔ اور اُن میں چاند کو روشن کیا

وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (16) وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا (17)

اور سورج کو ایک چراغ بنا دیا۔ اور اللہ نے زمین سے تم کو پیدا اس طرح کیا ہے جیسا کہ پیدا کرنے کا حق ہے

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا (18) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ

پھر وہ اسی میں تم کو لوٹا دے گا اور ایک دفعہ (اسی سے) تم کو نکال لے گا۔ اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے

الْاَرْضَ بِسَاطًا (19) لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (20) قَالَ نُوْحٌ

فرش بنایا ہے۔ تاکہ تم اس کے چوڑے چوڑے راستوں میں چلو پھرو۔ (پھر) نوحؑ نے عرض کی

رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ

اے میرے پروردگار انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کی پیروی کی جس کے مال اور اولاد نے

اِلَّا خَسَارًا (21) وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا (22) وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ

اس کا نقصان ہی بڑھایا۔ اور بہت بڑی بڑی چالیں چلے۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ تم اپنے خداؤں کو نہ چھوڑنا

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (23)

اور تم نہ وَدّ کو چھوڑنا اور نہ سُواع کو اور نہ یغوث و یعوق و نسر کو۔

وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا (24) مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ

اور انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا۔ اور (اے پروردگار) اُن کی ہلاکت ہی زیادہ کیجیو۔ (چنانچہ) اپنے گناہوں کے سبب سے

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا (25)

وہ ڈبو دیئے گئے اور جہنم میں جھونک دیئے گئے۔ پھر اللہ کے سوا انہوں نے اپنے مددگار نہ پائے۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (26)

اور نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار روئے زمین پر کافروں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (27)

بیشک اگر تو نے ان کو باقی رکھا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد سوائے گناہگار کافر کے اور کچھ نہ ہوگی۔

ع ۲۰ / ۹

ﻟﻪ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ تمہارے ارادے اور خیالات اور خواہشیں مختلف ہیں اور ایک قول کے مطابق مطلب یہ ہے کہ کبھی تم مٹی تھے پھر نطفہ بنے پھر بستہ بوند ہوگئے پھر لوتھڑا بنے پھر ہڈیاں اور گوشت و پوست بنے۔ پھر اس میں ایک خوبصورت صورت پیدا کر دی۔ یہ سب باتیں خدائے تعالیٰ کی عظمت اور اس کی حکمت کے کمال پر دلالت کرنے والی ہیں۔

ﻟﻪ وَدًّا وَّلَا ...... نَسْرًا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ نام اُن نیک لوگوں کے ہیں جو آدمؑ اور نوحؑ کے بیچ کے زمانے میں گزرے۔ جب یہ لوگ مر گئے تو برکت کے لئے اُن کی مورتیں بنائی گئیں اور جب عرصہ زیادہ گزر گیا تو اُن کی پوجا بھی ہونے لگی اور وہ مورتیں عرب میں لائی گئیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ لوگ نوحؑ سے پہلے تھے اور مومن تھے جب مر گئے تو لوگوں کو ان کے بارے میں رنج ہوا۔ ابلیس ان کے پاس آیا اور ان کی مورتیں ان کے لئے بنا دیں تاکہ ان سے دل بہلے اور انس ہو جائے۔ چنانچہ جب انس پیدا ہو گیا اور اس پر جاڑے کا موسم آیا تو ان مورتوں کو گھروں میں رکھ لیا جب وہ صدی گزر گئی اور دوسری صدی آ گئی تو ابلیس ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ اور ان سے یہ کہا کہ یہ تو تمہارے معبود ہیں تمہارے باپ دادا بھی ان کو پوجا کرتے تھے پس وہ بھی پوجنے لگے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ آخر نوحؑ نے ان کے لئے بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا۔ تفسیر قمی میں یہ بھی لکھا ہے کہ وَدّ قبیلہ بنی کلب کا بُت تھا اور یغوث بنی مراد کا اور یعوق بنی ہمدان کا اور نسر بنی حصین کا (باقی صفحہ ۱۸۵ پر)

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ

اے میرے پروردگار! تو مجھے (بھی) بخش دے اور میرے ماں باپ کو (بھی) اور ہر اس شخص کو جو حالتِ ایمان میں میرے گھر آئے اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

تمام ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو (بھی) اور نافرمانوں کے حق میں سوائے تباہی کے اور کچھ نہ بڑھا

آیاتھا ۲۸ حروفھا ۱۲۶۹ سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ کلماتھا ۲۸۶ رکوعھا ۲

(سورۂ جنّ مکّہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا

تم یہ کہدو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں سے کچھ لوگوں نے کان لگا کر سنا پھر یہ کہا کہ بیشک ہم نے

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ

عجیب کتاب سنی۔ (جو) نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم اپنے پروردگار کا

بِرَبِّنَا اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا

کسی کو ہرگز شریک نہ کریں گے۔ اور ہمارے پروردگار کی شان بہت بڑی ہے اس نے نہ کوئی جورو اختیار کی اور نہ

وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّ

کوئی بیٹا (بنایا) اور بیشک ہم میں سے احمق خدا کے برخلاف لغو بکا کرتا تھا۔ اور

اَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهُ

ہم نے گمان کیا تھا کہ آدمی اور جن خدا کے برخلاف (اس کے لئے شریک قرار دینے میں) ہرگز جھوٹ نہ کہیں گے

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

اور ضرور سا آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ چاہتے تھے جس نے جنوں کی سرکشی

رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّا

بڑھا دی۔ اور بیشک وہ بھی یہی گمان کیا کرتے تھے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔ اور ضرور ہم نے

لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ وَّاَنَّا كُنَّا

آسمانوں کو چھوا تو ہم نے اس کو بڑے قوی نگہبانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور ہم

نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا

سننے کے لئے اس کے بعض مقامات میں جا بیٹھا کرتے تھے۔ مگر اب کوئی جا کر سننا چاہے تو اپنے لئے شعلے کو

(بقیہ صفحہ ۶۸۴ گزشتہ) ۳ے وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ نوح نے جو دعا میں یہ کہا لَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اس کا علم ان کو کہاں سے ہو گیا تھا؟ فرمایا تو نے خدائے تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (دیکھو پارہ ۱۲ رکوع ۴)

ربع ۳/۴ ۸

### حواشی صفحہ ھٰذا

۱ے وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بیتی سے ولایت مراد ہے اور جو شخص ولایت میں داخل ہو گیا وہ انبیاء کے گھر میں داخل ہو گیا۔

۲ے وَاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا التہذیب اور الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ایک بات ہے جو جنوں نے اپنی جہالت سے کہی تھی۔ اور خدائے تعالیٰ نے ان کا مقولہ حکایتاً نقل فرما دیا۔

۳ے كَانَ .... تا مِنَ الْجِنِّ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ایسے کاہن کے پاس جسے شیطان خبر پہنچاتا تھا جایا کرتے تھے اور اس سے یہ کہتے تھے کہ اپنے شیطان سے کہدو کہ فلاں فلاں تیری پناہ میں آ گئے۔ نیز اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا کی ولادت سے پہلے بعض جن بعض آدمیوں کے پاس آیا کرتے تھے اور جو کچھ ان کو پہنچایا کرتے تھے اور وہ آسمان سے سنتے تھے اور وہ خبریں لوگ جنوں کی ان خبروں کے بموجب کہانت کیا کرتے تھے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

رَصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

تیار پائے گا۔ اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ جو لوگ زمین میں ہیں ان کی نسبت کسی بدی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے

رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝

ان کے بارے میں کسی نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ تو نیک ہیں اور ان میں سے کچھ اس کے علاوہ ہم بہت ہی کئی طریقے کے فرقے ہیں

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا

اور یہ ہم کو بھی یقین ہے کہ نہ ہم زمین میں خدا کو ہرا سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کو عاجز کر سکیں گے۔ اور ہم نے

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ

جب بھی ہدایت سنی ہم اس پر ایمان لے آئے۔ جو اپنے پروردگار پر ایمان لایا تو نہ اسے کسی نقصان کا خوف ہے

بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ

اور نہ عذاب کا۔ اور ضرور ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور ہم میں سے کچھ نافرمان۔ پس جو

اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

فرمانبردار ہوا تو ایسے ہی لوگ تو سیدھے راستے پر چلے۔ اور رہے نافرمان تو وہی جہنم کے کندے ہے۔

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝

اور جو یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بکثرت پانی سے سیراب کرتے۔

لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا

تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردان ہوگا اس کو سخت عذاب میں داخل

صَعَدًا ۝ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا

کرے گا۔ اور ضرور سجدے کے مقامات اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور ضرور جب

قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ

خدا کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو لوگ ہجوم کر کے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ تم کہدو کہ سوائے اس کے نہیں ہے

اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا

کہ میں تو اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ تم کہدو کہ نہ میں تمہارے لئے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں

وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ

اور نہ کسی نفع کا۔ تم کہدو کہ مجھے اللہ کے مقابلے میں کوئی شخص ہرگز پناہ نہ دے گا۔ اور میں اس کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ

پناہ کی کوئی جگہ ہرگز نہ پاؤں گا۔ سوائے اس کے کہ میں خدا کی طرف سے پہنچا دوں اور اس کے پیغاموں کو ادا کردوں۔

۵۱ لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم ؑ سے منقول ہے کہ اَلْهُدٰى سے ولایت مراد ہے اٰمَنَّا بِمَوْلَانَا (یعنی ہم اپنے مولا پر ایمان لائے) اور فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ سے مراد ہے فَمَنْ اٰمَنَ بِوَلَایَةِ مَوْلَاهُ (پس جو اپنے مولا کی ولایت پر ایمان لایا) فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ بخس کے معنی ہیں نقصان اور رھق کے معنی عذاب کسی نے عرض کی کہ آیا الفاظ اسی طرح نازل ہوئے تھے۔ تو فرمایا نہیں یہ تاویل ہے یعنی مطلب یہ ہے ۱۲ ۵۲ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ تفسیر قمی میں جناب امام باقر ؑ سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا ۱۲ ۵۳ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ کافی میں جناب امام محمد باقر ؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ امیر المومنین کی ولایت اور ان اوصیاء کی ولایت پر

ع ۱۹ ۱۱

جو ان حضرت کی اولاد میں ہیں قائم رہتے اور امر و نہی میں ان کی اطاعت کرتے تو ہم ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کر دیتے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بہت سے علم کا فائدہ پہنچاتے جس کو وہ آئمہ سے سیکھ لیتے ۱۲ ۵۴ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اس سے پروردگار عالم کا ولایت جناب امیر المومنین ؑ کو ذکر کرنا مراد ہے ۱۲ ۵۵ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الفقیہ میں جناب امیر المومنین ؑ سے منقول ہے کہ المساجد سے مراد ہیں اعضائے سجدہ یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام تقی ؑ سے نیز تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی صفحہ ۶۸۷ پر دیکھیے)

اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابدا ○ حتی اذا

(کہ میرے لئے پناہ اسی میں ہے) اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

راوا ما یوعدون فسیعلمون من اضعف ناصرا واقل

یہاں تک کہ جب وہ اسے دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا تو وہ یہ سمجھ لیں گے کہ مددگار کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے اور تعداد کی

عددا ○ قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی

حیثیت سے کون زیادہ کم ہے۔ تم کہدو میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ زیادہ قریب ہے یا میرا پروردگار اس کی مدت

امدا ○ علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ○ الا من ارتضی

بڑھا دے گا۔ غیب کا جاننے والا وہی ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اس شخص کے جس کو

من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا ○

وہ رسولوں میں سے (علم غیب کے لئے) منتخب کرے کہ اس کے آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے نگہبان مقرر فرما دیتا ہے۔

لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربہم واحاط بما لدیہم واحصی

تاکہ وہ یہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سب پر خدائے تعالیٰ حاوی ہے

کل شیء عددا ○ ع

اور ہر چیز کو اس نے گن لیا ہے۔

## سورۃ المزمل مکیۃ

آیاتہا ۲۰ — حروفہا ۸۰۴ — سورۃ المزمل مکیۃ — کلماتہا ۲۰۰ — رکوعہا ۲

(سورۂ مزمل مکہ میں نازل ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

یایہا المزمل ○ قم الیل الا قلیلا ○ نصفہ او انقص منہ

اے چادر لپیٹنے والے (رسول) تم رات کو (نماز کے لئے) اٹھا کرو مگر کم (یعنی) آدھی رات یا اس میں سے کچھ

قلیلا ○ او زد علیہ ورتل القران ترتیلا ○ انا سنلقی علیک

کم کر دو۔ یا اس پر کچھ بڑھا لو اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ عنقریب ہم تم پر ایک سخت حکم

قولا ثقیلا ○ ان ناشئۃ الیل ہی اشد وطا واقوم قیلا ○ ان

نازل کریں گے۔ یقیناً رات کا اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر کا بہت ٹھیک وقت ہے۔ بیشک

لک فی النہار سبحا طویلا ○ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ○

دن میں تمہارے لئے بڑی فراغت ہے۔ اور تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب طرف سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

(بقیہ صفحہ ۶۸۶) ۵۶ وانہ لما قام عبد اللہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ عبد اللہ سے جناب رسول خدا مراد ہیں ۱۲ ۵۷ قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو ولایت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی دعوت دی تو قریش آنحضرت کے پاس جمع ہو کر آئے اور یہ کہا کہ اے محمد اس سے ہمیں معاف رکھیئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے معافی دینا میرا منصب نہیں ہے یہ اللہ کا کام ہے۔ اس پر ان لوگوں نے آنحضرت پر اتہام لگایا (اور یہ گمان کیا کہ یہ حکم انہوں نے اپنی طرف سے دیدیا ہے) اور آنحضرت کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ۱۲ ۵۸ ومن یعص اللہ ورسولہ کافی میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص ولایت جناب امیر کے بارے میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سے نافرمانی کرے ۱۲

ع ۲ ۹ ۱۲

۱ ما یوعدون حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ ان سے مراد جناب قائم آل محمد اور ان کے انصار ہیں ۱۲ ۲ اقریب ما توعدون تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو اس امر کی خبر دی جو رجعت میں ہوگا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایسا کب ہوگا؟ تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد تم کہدو ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا ○ ۱۲ ۳ الا من ارتضی من رسول کافی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ ان رسولوں میں سے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے پسند فرما لیا ہے۔ الخرائج میں جناب امام رضا سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ رسول اللہ تو اللہ کے نزدیک مرتضےٰ (پسندیدہ) ہیں اور ہم اس رسول کے وارث ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب میں سے جس جس چیز کو چاہا اس پر مطلع فرما دیا پس ہم جو کچھ ہو چکا ہے اسے بھی جانتے ہیں اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اسے بھی جانتے ہیں ۱۲ [illegible]

43

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى

وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم اسی کو کارساز بنالو۔ اور لوگ جو کچھ بھی

مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي

کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور اُن کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو۔ اور مجھے ان جھٹلانے والے صاحبانِ نعمت سے

النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا

بدلہ لینے کے لئے چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو۔ بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہیں اور جلانے والی آگ بھی۔

ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ

اور گلے میں پھنسنے والا کھانا بھی اور دردناک عذاب بھی۔ (اُس دن کے لئے) جس دن زمین اور پہاڑ لرزنے لگیں اور

الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں۔ یقیناً ہم نے تم لوگوں کی طرف ایک رسول تمہارے حالات کی گواہی دینے والا اسی طرح بھیجا ہے

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ

جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تھی تو ہم نے بھی اُس کو

اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ

سخت وبال میں دھر پکڑا تھا۔ پھر اگر تم نے کفر کیا تو تم اُس دن سے کیوں کر بچو گے جو بچوں کو

شِيْبًا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ ۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ

بوڑھا کر دے گا۔ اور آسمان اس پر پھٹ پڑے گا۔ اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یقیناً یہ ایک

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

نصیحت ہے۔ اب جو چاہے اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لئے راستہ اختیار کرلے۔ بیشک تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور جو

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

تمہارے ساتھ ہیں ان میں کا ایک گروہ رات کی دو تہائی کے قریب اور (کبھی) آدھی رات تک اور (کبھی) ایک تہائی رات تک

مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

نماز پڑھتے رہتے ہو۔ اور اللہ رات اور دن کا خوب اندازہ کرتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اس کا (ٹھیک) اندازہ کبھی نہ کرسکو گے

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ

پس اُس نے (اپنی مہربانی سے) تم پر آسانی کردی اب قرآن میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ عنقریب تم میں سے بعض بیمار ہو جائیں گے

اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ

اور کچھ اور فضلِ خدا کی خواستگاری کرنے کے لئے سفر میں ہوں گے اور کچھ اور

سلہ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس موقع پر تَبَتَّلْ کے معنی ہیں نماز میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور ایک روایت کے بموجب ہے کہ خدا کی حضور میں ہاتھوں کو اٹھانا اور گڑگڑانا ہے۱۲ سلہ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ لوگ جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں ۱۲ سلہ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منافقوں کے ذکر میں منقول ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت برابر ان کی تالیف قلوب فرماتے رہے ان کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے ان کو دائیں بائیں بٹھاتے تھے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے یہ حکم بھیج دیا ۱۲ سلہ وَالْمُکَذِّبِیْنَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اصل میں یوں نازل ہوا تھا کہ وَالْمُکَذِّبِیْنَ بِوَصِیِّكَ (یعنی تمہارے وصی کو جھٹلانے والے ہیں)۱۲ سلہ اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت ایسا ہی عملدرآمد فرمایا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی خوشخبری دے دی تھی مگر اُن پر یہ امر بہت ہی شاق گزرتا تھا (سبب یہ تھا کہ اس زمانے میں گھنٹے گھڑیاں وغیرہ وقت کا اندازہ بتلانے کے لئے موجود نہ تھے) جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ پس جو شخص محتاط ہوتا تھا اس کو تو ساری ساری رات نماز پڑھتے گزر جاتی تھی اس لئے کہ اسے یہ خبر تو ہوتی نہ تھی کہ آدھی رات کب ہوئی اور دو تہائی کب ہوئی لہٰذا اس خوف سے کہ منظور شدہ وقت فوت نہ ہونے پائے وہ نماز ہی پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتا تھا لہٰذا خدائے تعالیٰ نے فَتَابَ عَلَیْكُمْ فرما کے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ قرآن کے ذریعے سے یہ حکم دیا کہ نماز شب چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کے ختم کر دو اور خدائے تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا ( باقی اس سے آگے صفحہ ٦٨٩ آئندہ پر )

ع ١ ١٩ ١٣

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا

راہِ خدا میں لڑتے ہوں گے۔ پس جتنا اس میں سے آسان ہو، پڑھ لیا کرو۔ اور (باقاعدہ)

الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا

نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو۔ اور جو نیکی تم

لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ

اپنی ذات کے لئے (خدا کے حضور میں) پیش کرو گے اللہ کے پاس اس سے بہتر اور اجر میں بڑھا ہوا بدلہ پاؤ گے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ ع

اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

آیاتہا ۵۶ — حروفہا ۱۱۳۵ — سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ — کلماتہا ۲۵۵ — رکوعہا ۲

(سورۂ مدثر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝

اے کپڑا اوڑھنے والے (رسول) اٹھو اور ڈراؤ۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک کر ڈالو۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَإِذَا

اور میل کچیل کو دھو ڈالو۔ اور نیکی اس لئے نہ کیا کرو کہ (اس سے) زیادہ کی خواہش رکھو۔ اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو۔ پس جس وقت

نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ

صور پھونکا جائے گا تو وہی دن تو کافروں پر سخت دن ہو گا

غَيْرُ يَسِيرٍ ۝ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا

آسان نہ ہو گا۔ مجھے اس سے بھگت لینے دو جسے میں نے وحید (اکیلا) پیدا کیا۔ اور اُسے بہت سا مال دیا

مَمْدُودًا ۝ وَبَنِينَ شُهُودًا ۝ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ

اور آنکھوں کے سامنے رہنے والے بیٹے دیئے۔ اور اس کے لئے بہت کچھ ساز و سامان بہم پہنچا دیا۔ پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ

أَنْ أَزِيدَ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ

میں اور بڑھا دوں۔ ہرگز ایسا نہ ہو گا۔ وہ تو ہماری نشانیوں کا دشمن ہے۔ عنقریب میں اُسے بلندی پر لے جاؤں گا۔ یقیناً اُس نے غور کیا

وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ

اور اندازہ کیا۔ پس وہ غارت کیا جائے اُس نے کیسا اندازہ کیا؟ پھر وہ غارت کیا جائے اس نے کیسا اندازہ کیا؟ پھر اُس نے غور کیا۔ پھر اُس نے

(بقیہ صفحہ ۶۸۸ گزشتہ کہ کوئی نبی ایسا نہیں گیا جو نماز شب اوّل شب میں پڑھتا ہو بلکہ سب آخر شب میں پڑھا کرتے تھے) ۱۲ ۔ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تجارت کے لئے اور تحصیل علم کے لئے سفر کرتے ہیں ۱۲

حواشی صفحہ ھٰذا

ع ۱ ۱۴

۱۔ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ زکوٰۃ کے سوا جو کچھ بھی راہ خدا میں خرچ کیا جائے وہ سب اس مد میں داخل ہے ۱۲ ۲۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ تفسیر صافی میں یہ روایت ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں غار حرا میں تھا۔ کہ مجھے ایک آواز دی گئی۔ میں نے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کوئی دکھائی نہ دیا پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو وہ فرشتہ جس نے مجھے آواز دی تھی آسمان اور زمین کے مابین ایک تخت پر بیٹھا نظر آیا مجھ پر رعب چھا گیا اور میں خدیجۃ الکبریٰ کے پاس پلٹ کر آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کوئی کپڑا اوڑھا دو۔ جب میں کپڑے میں لپٹ چکا تو جبرئیلؑ امین نے منجانب اللہ نازل ہو کر یوں آواز دی یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۳۔ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ۔ تفسیر صافی میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ کپڑے تو آنحضرتؐ کے پاک ہی رہتے تھے۔ یہاں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ دامنوں کو اٹھا لیا کرو کہ چلتے وقت وہ چھٹتے نہ رہیں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کم کرو۔ و نیز ان حضرت سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کپڑوں کو دھونا ہم و غم کو برطرف کر دیتا ہے اور وہ نماز کے لئے طہور (بہت ہی پاک و صاف کرنے والا فعل) ہے اور کپڑوں کے دامن کا اٹھا لینا بھی نماز کے لئے طہور (پاک کرنے والی چیز) کا حکم رکھتا ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ یعنی اپنے کپڑوں کے دامن اٹھا لو ۱۲ (اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ

تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر یہ کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر جادو جو پہلے سے چلا آیا

يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا

ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر کسی آدمی کا قول۔ عنقریب میں اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکوں گا اور تم کو کیا خبر ہے کہ بھڑکتی ہوئی

سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

آگ کیا ہے؟ وہ نہ کوئی چیز باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ آدمی کو جھلس کر سیاہ کر دینے والی ہے۔ اس پر انیس فرشتے مؤکل ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا

اور ہم نے جہنم کے داروغہ سوائے فرشتوں کے اور کوئی نہیں کئے ہیں۔ اور ہم نے گنتی ان کی نہیں مقرر کی ہے مگر اس لئے کہ

فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ

کافروں کے واسطے آزمائش ہو تاکہ وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے یقین کر لیں اور

الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ

جو ایمان لے آئے ہیں ان کا ایمان اور بڑھ جائے اور جن کو کتاب دی گئی ہے وہ اور ایمان لانے والے شک نہ کریں۔

وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا

اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے اور کفار یہ کہیں کہ اللہ نے اس مثل سے کیا غرض رکھی ہے؟

مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ

اللہ جس سے چاہتا ہے یونہی توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت زیادہ کرتا ہے۔ اور تمہارے پروردگار

جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذْ

کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ تو آدمی کے لئے صرف ایک نصیحت ہے۔ ہرگز نہیں قسم ہے چاند کی اور رات کی جب کہ وہ

أَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ

پیٹھ پھیرے۔ اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہو جائے بیشک وہ بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔ ۔ آدمیوں کے لئے ڈرانے والی (خصوصاً)

شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا

اس کے لئے جو تم میں سے یہ چاہے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے رہ جائے۔ ہر نفس جو کچھ کر چکا ہے اس کے بارے میں گروی ہے۔ سوائے

أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ

داہنی طرف والوں کے۔ جو جنتوں میں گنہگاروں سے یہ دریافت کرتے ہوں گے کہ تم کو بھڑکتی آگ میں کس چیز نے

فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝

پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نمازیوں میں سے تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

لہ فقال..... البشر۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ شخص بڑا بوڑھا تجربہ کار عرب کے عقلا میں شمار ہوتا تھا اور جناب رسول خدا کی ہنسی اڑانے والوں میں سے تھا۔ جناب رسول خدا ایک حجرے میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ پس قریش ولید ابن مغیرہ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے اے ابو عبد الشمس محمد جو کچھ کہتا ہے یہ کیا ہے؟ آیا شعر ہے یا کہاوت یا خطبہ؟ اس نے کہا ٹھہرو مجھے بھی ان کا کلام سننے دو۔ پس آنحضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا یا محمد اپنے کچھ شعر مجھے سناؤ۔ آنحضرت نے فرمایا وہ شعر نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے جسے اس کے فرشتوں نے بھی پسند کیا ہے اور نبیوں نے بھی اور رسولوں نے بھی۔ کہنے لگا اچھا اسی میں سے کچھ سنایئے پس رسول خدا نے اسے سورۃ حٰمٓ السجدہ پڑھ کر سنائی۔ اور جس وقت اس آیت پر پہنچے فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ (دیکھو پارہ نمبر ۲۴ رکوع ۱۶) ع ۲ ۱۵ ہی ولید کو لرزہ چڑھ آیا اور اس کے سر اور داڑھی کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے گھر کو چلا گیا اور قریش کے پاس پلٹ کر نہ آیا۔ وہ سب ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالحکم ابو عبد الشمس تو اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلا گیا تو نے خیال نہیں کیا کہ وہ ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آیا اگلے دن صبح ہی ابوجہل ولید کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ کہ چچا جان آپ نے تو ہمارا سر جھکا دیا ع ۱۶ اور ہمیں رسوا کیا ہمارے دشمنوں کو ہم پر ہنسایا کہ آپ اپنا دین چھوڑ کر دین محمد میں چلے گئے۔ ولید نے کہا نہیں تو میں ان کے دین کی طرف نہیں گیا۔ لیکن میں نے کلام ایسا سخت سنا کہ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ابوجہل نے کہا آیا یہ خطبہ ہے؟ کہا نہیں۔ خطبہ تو مسلسل کلام ہوتا ہے اور یہ با شان کلام ہے جس کی ایک آیت دوسری سے (معنی میں) مشابہت نہیں رکھتی۔

وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ حَتَّىٰ

اور ہم باطل میں گھس پڑنے والوں کے ساتھ گھس پڑا کرتے تھے - اور ہم فیصلے کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے - یہاں تک کہ

أَتَانَا الْيَقِينُ ۝ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ

ہم کو موت آگئی - پس شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کچھ کام نہ آئے گی - اب انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ

التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝

نصیحت سے اس طرح روگردانی کرنے والے ہیں - گویا وہ وحشی گدھے ہیں - جو شیر سے بھاگتے ہیں -

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۖ بَل

بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے پھیلی ہوئی کتابیں دے دی جائیں - ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ

لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ وَمَا

آخرت ہی سے نہیں ڈرتے - ہرگز ایسا نہ ہوگا یہ تو ایک نصیحت ہے - اب جو چاہے اسے یاد رکھے اور اگر

يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

اللہ نہ چاہے گا تو ان کو یاد ہی نہ رہے گی - وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشنے کا اہل ہے

آیاتها ٤٠ | رکوعها ٦٨٢ | سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ | كلماتها ١٦٤ | رکوعها ٢

(سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ أَيَحْسَبُ

قسم کھاتا ہوں میں قیامت کے دن کی - اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی - کیا انسان

الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝

یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے؟ ہاں ہاں ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست (ٹھیک ٹھیک) بنا دیں

بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۝ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ۝ فَإِذَا

بات یہ ہے کہ انسان (کافر) چاہتا ہے کہ آئندہ بھی بدکاری کرتا رہے - پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ تو جب

بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُولُ الْإِنسَانُ

آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند کو گہن لگ جائے گا - اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے - انسان اس دن کہے گا

يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّأُ

کہ اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ ہرگز نہیں کوئی ٹھکانا نہیں ہے - اس دن تو قرار لینے کی جگہ تمہارے پروردگار ہی کے حضور میں ہے - اس دن

---

سلہ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں تذکرہ سے مراد ہے جناب امیرالمومنینؑ کی ولایت اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے ہر وہ چیز جو جناب امیرالمومنینؑ کی ولایت کو یاد دلائے ۱۲ سلہ بَلْ ...... تا مُنَشَّرَةً ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جناب رسول خدا سے یہ کہدیا کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کے پاس آسمان سے ایک نوشتہ نہ آجائے جس میں خدا کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہو کہ اے فلاں شخص تو محمدؐ کی پیروی کر اس وقت تک ہم ہرگز ہرگز تمہاری پیروی نہ کریں گے - اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے سبب نزول میں یہ منقول ہے کہ لوگوں نے یہ عرض کی تھی کہ اے محمدؐ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص گناہ کرتا تھا تو صبح کو اس کا گناہ اور اس کا کفارہ اس کے سر کے قریب ملتا تھا - تو جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپؐ کی امت گناہوں کے بارے میں بنی اسرائیل کا سا معاملہ چاہتی ہے پس اگر یہ اس پر آمادہ ہیں تو ہم ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے یعنی جیسے بنی اسرائیل کو ان کے کرتوت کے بارے میں گرفتار کیا کرتے تھے ان کو ان کے کردار کے بارے میں دھر پکڑیں گے - گمان لوگوں کو یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنی امت کے لئے اسے منظور نہ فرمایا تاکہ ان لوگوں کی پردہ دری ہو ۱۲ سلہ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ - التوحید میں

ع ٢ | ١٠ | ٢٥ | ١٦

جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا مستحق ہوں کہ مجھ سے ڈرایا جائے اور میرا کوئی بندہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بنائے اور میں اس بات کا مستحق ہوں کہ میرا جو بندہ کسی چیز کو میرا شریک نہ کرے اس کو میں داخل جنت کر دوں گا - نیز فرمایا کہ خداوند تعالےٰ نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو لوگ توحید کے

الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ○ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ

انسان کو وہ سب کچھ جتلا دیا جائے گا جو وہ پہلے کر چکا ہے اور پیچھے ڈال چکا ہے۔ بلکہ انسان اپنے نفس کا بڑا

بَصِيرَةٌ ○ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ○ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

دیکھنے والا ہے۔ گو وہ اپنے عذر پیش کیا کرے۔ تم اس کے ساتھ اپنی زبان کو اس غرض سے حرکت نہ دو کہ اسے

بِهِ ○ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ○ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ○

جلد ادا کرلو۔ بیشک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اُسے پڑھا دیں تو تم اسے پڑھتے رہنا۔

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ○ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ○ وَتَذَرُونَ

پھر اُس کا واضح کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز نہیں (عذر بیکار ہے) بات یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کو پسند کرتے ہو۔ اور آخرت کو

الْآخِرَةَ ○ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ وَ

چھوڑے بیٹھے ہو۔ کچھ چہرے تو اُس دن چمکتے ہوں گے۔ اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ اور

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ○ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○ كَلَّا

کچھ چہرے اُس دن اُداس ہوں گے۔ اور یہ گمان کرتے ہوں گے کہ کمر توڑنے والی مصیبت ہم پر پڑے گی۔ یہی نہیں ہے

إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ○ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ○

جبکہ سانس ہنسلی تک پہنچے گی۔ اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ اور وہ (مرنے والا) سمجھے گا کہ اب جدائی ہے

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ○ ع

اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹے گی۔ تیرے پروردگار کے حضور میں جانے کا وہی دن ہے۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ○ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ○ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ

پس نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر وہ اپنے اہل و عیال کی طرف

أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ○ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ○ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ○ أَيَحْسَبُ

اکڑتا ہوا گیا۔ افسوس ہے تیرے لئے پھر افسوس ہے۔ پھر افسوس ہے تیرے لئے پھر افسوس ہے۔ کیا انسان یہ گمان

الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ○ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ○ ثُمَّ

کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ پھر

كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ○

وہ بستہ خون ہو گیا پھر (خدا نے) اس سے صورت کو پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کر دیا پھر اسی سے جوڑے کو پیدا کیا (یعنی) نر و مادہ کر دیا۔

أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ○ ع

کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دے۔

سلہ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ○ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نیکی کو تو ظاہر کرتا ہے اور بدی کو چھپاتا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہے تو خوب سمجھتا ہے کہ جیسا ظاہر کر رہا ہوں ویسا نہیں ہوں نیز اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ○ باطن کی جب اصلاح ہو جاتی ہے ظاہر پر اس کا نمایاں اثر پڑتا ہے ۱۲

سلہ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ○ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر یہ ارشاد کیا کہ اللہ جو کچھ جانتا ہے اس کے برخلاف لوگوں کو جتلانے کی کوشش آدمی کیوں کرتا ہے۔ جناب رسول خدا یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی عادت کو چھپائے گا خدائے تعالیٰ اُس کا اثر نمایاں طور سے اس پر ظاہر کر دے گا۔ اگر عادت نیک ہے تو اثر نیک اور اگر وہ بد ہے تو اثر بد ۱۲

ع ۱ ۱۷

سلہ وَلَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ○ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا پر جب قرآن مجید کا کوئی حصہ نازل ہوتا تھا تو حضرت بہت جلد اسے اپنی زبان پر نازل کرنا چاہتے تھے کچھ تو اس محبت کے باعث جو آپ کو کلام خدا سے تھی اور کچھ شوق کا تقاضا کہ کلام خدا جلد زبان پر جاری ہو اور کچھ اس کا خیال کہ بہت جلد یاد ہو جائے کچھ اس کا کہ وہ رہ جائے پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرت کو اس بات سے منع کیا اور آگے کی آیتوں میں اس کی وجہ بھی بتا دی) تفسیر قمی میں اس آیت کا سبب نزول ایک اور لکھا ہے جو آگے آتا ہے ۱۲

ع ۲ ۱۰ ۱۸

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

آیاتہا ۳۱ | حروفہا ۱۰۹۹ | سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ | کلماتہا ۲۴۶ | رکوعہا ۲

(سورۂ دہر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○

یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ وہ کوئی چیز ہی نہ تھا جو ذکر کیا جاتا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ

بیشک ہم نے انسان کو (زن و مرد کے) ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا۔ کہ ہم اُسے آزمائیں پھر ہم نے اُسے

سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○

سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔ بالتحقیق ہم نے اسے ٹھیک رستہ بتا دیا اب یا تو وہ شکرگزار ہوگا یا ناشکرا۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ○ اِنَّ الْاَبْرَارَ

یقیناً ہم نے منکروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک لوگ

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ

اس پیالہ (شراب) میں سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہوگا۔ (وہ ایک) ایسا چشمہ (ہے) جس میں سے خدا کے

اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ○ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ

(خاص) بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اس کو جاری کر لیں گے۔ منتوں کو وہ پورا کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی

مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ

ہر طرف پھیلی ہوگی۔ اور مسکین اور یتیم اور قیدی کو باوجود اس (کھانا) کی خواہش کے

اَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○

کھانا کھلاتے ہیں۔ (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو محض خدا کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ

ہم تو اپنے پروردگار سے اس سخت دن کا خوف کرتے ہیں جس میں (کافروں کے) چہرے بگڑ جائیں گے۔ (اور) سکڑ جائیں گے۔ پس اللہ اُن کو

الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○

اُس دن کی سختی سے بچالے گا اور اُن کو (صورتوں میں) تر و تازگی اور (دلوں میں) خوشی عطا فرمائے گا۔ اور جیسا انہوں نے صبر کیا ہے اس کے عوض میں ان کا بدلا

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○

جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔ ان (جنتوں) میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے۔ نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے اور نہ (بہت) ٹھنڈی ہوا۔

منزل سابع

۱ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ علم میں مذکور تھا مگر خلق میں مذکور نہ تھا ۱۲ ۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے نیک و بد راہ اس کے لئے کھول کر بیان کر دی ہے ۱۲ ۳ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ المجالس میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ چشمہ جناب رسول خدا کے مکان میں ہوگا اور اسی میں سے بہکر کل انبیاء اور دیگر مؤمنین کے مکانات میں پہنچے گا ۱۲ ۴ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اہل بیت رسالت کا بہت ہی بلیغ وصف ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ اُس واجب کے ادا کرنے میں جو انہوں نے اپنی ذات پر لازم کیا تھا اتنے مستعد ہیں تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے واجبات کی ادائیگی کرنے میں کتنے مستعد ہوں گے ۱۲ ۵ مُسْتَطِيْرًا تفسیر قمی میں ہے کہ مُسْتَطِيْرًا کے معنی ہیں اعظم یعنی بزرگ ۱۲ ۶ وَيُطْعِمُوْنَ...... وَّلَا شُكُوْرًا ○ المجالس میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ عَلٰى حُبِّهٖ کے یہ معنی ہیں کہ وہ خود بھی خواہش کھانے کی رکھتے ہیں۔ پھر بھی ایثار فرماتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ وہ مسکین مسلمان مسکینوں سے تھا اور وہ یتیم مسلمان یتیموں میں سے اور قیدی مشرک قیدیوں میں سے تھا اس سے آگے جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا یہ ان حضرت نے اپنی زبان سے نہیں ادا کیا صرف دل میں خیال گذرا تھا جسے خداوند تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں مذکور ہے کہ خاص اور عام (یعنی شیعہ و سنی) دونوں کی روایتوں سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کی آیتیں اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ سے وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○ تک علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں اور اُن کی ایک لونڈی فضہ نامی کی شان میں نازل ہوئی ہیں (اس سے آگے مضمون ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ○ وَيُطَافُ عَلَيْهِم

(جس میں گرمی یا سردی سے اذیت ہو) اور ان (درختوں کے) سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور میووں کے خوشے ان کے اختیار میں کر دیئے جائیں گے

بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ○ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ

اور ان کے سامنے چاندی کے برتنوں اور شیشوں کے پیالوں کا دور چلے گا۔ یہ شیشے بھی چاندی کے ہوں گے

قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ○

جن کا انہوں نے مناسب اندازہ کر لیا ہوگا۔ اور اُس (جنت) میں وہ (بہشتی لوگ) ایسے پیالہ (شراب) سے سیراب کئے جائیں گے جن میں سونٹھ

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ

ملی ہوئی ہوگی۔ ایسے چشمے کی جو اس (بہشت) میں (بیشمار موجود) ہے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔ اور ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے چکر لگاتے

إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ○ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَ

رہیں گے جب تم ان کو دیکھو گے تو تم ان کو بکھرے ہوئے موتی خیال کرو گے۔ اور جب تم وہاں نظر اٹھا کر دیکھو گے تو کثیر نعمتیں اور

مُلْكًا كَبِيرًا ○ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ

بڑی سلطنت پاؤ گے۔ اُن کے اوپر سبز مہین اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور ان (بہشتی لوگوں) کو چاندی کے کنگن

مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ○ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً

پہنائے جائیں گے اور ان کا مالک ان کو پاک شراب پلائے گا۔ (اور کہے گا کہ) یہ تو تمہارے لئے بدلا ہے اور تمہاری

وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ○ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ○ ع ۲۲ ۱۹

سعی شکر گزاری (یا قدر) کے قابل ہے۔ بالتحقیق ہم نے قرآن مجید کو تم پر تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ○ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

پس تم اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کرو اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانو۔ اور صبح و شام اپنے پروردگار

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ○ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ○ إِنَّ

کا نام لیتے رہو۔ اور راتوں کو اسے سجدے کیا کرو اور بڑی رات تک اس کی تسبیح پڑھا کرو۔ بیشک

هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ○ نَّحْنُ

یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور سخت دن کو اپنے پیچھے چھوڑے دیتے ہیں۔ ہم نے

خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ○

ان کو پیدا کیا ہے اور ہم نے ان کی خلقت کو مضبوط کر دیا ہے اور جب ہم چاہیں تو ان ہی جیسے اور بدل دیں۔

إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ○ وَمَا تَشَاءُونَ

بیشک یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کی حضور میں پہنچنے کے لئے راستہ اختیار کرلے۔ مگر جب تک خدا کی مرضی نہ ہوگی

سلہ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جنت کی چاندی میں سے نظر اسی طرح نفوذ کر جائے گی جیسے صاف شیشے میں سے ۱۲

سلہ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○ الخصال میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ خدائے تعالے نے پانچ چیزیں مجھے عطا کی ہیں اور پانچ علی مرتضیٰ کو مجھے کوثر عطا فرمایا اور علی کو سلسبیل ۱۲

سلہ مُلْكًا كَبِيرًا ○ المعانی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ یہ ملک کبیر کیا چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بھی اتنا بڑا سمجھا کہ خود اپنے کلام میں کبیر فرما دیا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کر دے گا تو اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے پاس اپنے قاصد کو بھیجے گا جو اس کے دروازے پر بہت سے دربانوں کو پائے گا جو اس سے یہ کہیں گے کہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک کہ ہم تمہارے لئے اجازت لے لیں۔ پس خود خدائے تعالیٰ کا قاصد بھی بغیر اذن نہ پہنچ سکے گا اسی کو خدائے تعالیٰ نے ملک کبیر فرمایا ہے ۱۲

سلہ حُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ ○ قول مترجم۔ اس تمام سورۃ میں ذہب (سونے) کا ذکر نہیں آیا۔ اسلئے استعمال اور زیورات فضہ (چاندی) کے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ غالباً فضہ خاتون کنیز جناب رسالتمآب کی خاطر داری کی تھی جو خدائے تعالیٰ نے ان کی خلوص نیت کی وجہ سے فرمائی ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ

تم ایسا چاہو گے ہی نہیں۔ بیشک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں

فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ع

داخل کرلیتا ہے۔ اور جو نافرمان ہیں ان کے لئے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## آیاتھا ٥٠ — حروفھا ٨٢٦ — سُورَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ — كلماتها ١٨١ — رکوعاتھا ٢

(سورۂ مرسلات مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ۝ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا ۝

قسم ہے فرشتوں کی ان جماعتوں کی جو احکام معروف دے کر بھیجے گئے ہیں پھر تیزی سے ان کو پہنچانے والے ہیں اور قسم ہے اُن کی جو (احکام) ہدایت

فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ

کو زمین میں، خوب پھیلانے والے ہیں پھر (حق و باطل میں) خوب فرق کرنے والے ہیں پھر (انبیاء کے دل میں) نصیحت ڈالنے والے ہیں حجت تمام کرنے اور

لَوَاقِعٌ ۝ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

ڈرانے کے لئے بیشک جس چیز (یعنی قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ پس جب ستارے مٹا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان پھاڑ دیا

نُسِفَتْ ۝ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ۝ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝

جائے گا۔ اور پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جبکہ رسول ایک وقت جمع کئے جائیں گے۔ کون سے دن کے لئے اُن (رسولوں) کو ڈھیل دی گئی ہے؟ فیصلے کے دن

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ نُهْلِكِ

کے لئے۔ اور تم کیا سمجھے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ اُس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک

الْأَوَّلِينَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۝ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝

نہیں کیا؟ پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے بھیجتے رہتے ہیں۔ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی (معاملہ) کیا کرتے ہیں۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ فَجَعَلْنَاهُ

اُس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ کیا ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے

فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ إِلَىٰ قَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ۝

ایک معین اندازہ تک اس کو ایک محفوظ مقام میں رکھا۔ پھر ہم نے اندازہ کیا تو ہم کیسے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۝ أَحْيَاءً وَ

اُس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ کیا ہم نے زمین کو زندہ اور مُردہ لوگوں کا مسکن نہیں قرار دیا؟

ع ٢ / ٩ / ٢٠

ؐ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ الخرائج والجرائح میں ہے کہ جناب قائم آلِ محمد علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل خدائے تعالےٰ کی مشیت کے ظرف ہیں پس جب وہ چاہتا ہے ہمارا بھی ارادہ ہوتا ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ قولِ مترجم۔ مفوضہ وہ فرقہ ہے جس کا یہ قول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امورِ عالم ائمہ علیہم السلام کو تفویض (یعنی سپرد) فرما دیئے ہیں خود کچھ نہیں کرتا ہے جو کچھ ان کا جی چاہے کریں۔ اس فرقہ کو ائمہؑ نے جھوٹا اور کافر فرمایا ہے۔ اور اس پر لعنت کی ہے۔ ؐ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں رحمتِ خدا سے مراد ہم اہلِ بیت کی ولایت ہے۔ ؐ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا تفسیر مجمع البیان میں اصحاب جناب امیر المومنینؑ سے اس کا مطلب منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرشتوں کے ان گروہوں کی قسم کھاتا ہے جنہیں اپنے احکام یعنی اوامر و نواہی دے کر بھیجا تھا۔ پھر وہ تعمیل حکم میں ایسے تیز آئے تھے جیسے آندھی۔ یا باطل دینوں کو انہوں نے مٹا دیا اور احکام شرع اور علوم اور آثار ہدایت کو تمام روئے زمین پر پھیلا دیا پھر حق و باطل میں فرق کر دیا پھر انبیاء کو کلام خدا پہنچا دیا کہ جو حق پر چلنے والے ہیں ان کے لئے اتمام حجت ہو جائے اور جو باطل پر اڑنے والے ہیں ان کے لئے ڈراوا ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا سے مراد ہیں نشانیاں جو ایک کے بعد دوسری آئیں فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا سے مراد ہے قبر۔ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا سے مراد ہے مردوں کو زندہ کرنا۔ فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا سے مراد ہے دابۃ الارض فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا سے مراد ہیں فرشتے۔ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا سے مراد ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے میرا اتمام حجت بھی کرتا ہوں اور تم کو ڈراتا بھی ہوں قول صاحب تفسیر صافی۔ گویا ان آیتوں سے ان فرشتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو رجعت کے اثنا

أَمْوَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ۝

اور ہم نے اس میں اونچے (اونچے اور بڑے بڑے) پہاڑ قائم کر دیئے اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ انطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝

اس دن (ان نعمتوں کے) جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ (اُس دن کہا جائے گا کہ جس (عذاب) کو تم جھٹلایا کرتے تھے اس کی طرف چلو

انطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ

تین شاخ والے سائے کی طرف چلو۔ جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ آگ کی لپٹ سے

اللَّهَبِ ۝ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ

بچائے گا۔ وہ آگ ایسی (بڑی بڑی) چنگاریاں پھینکتی ہوگی جیسے (بڑے بڑے) محل ہوتے ہیں گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔ اُس دن

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ یہی وہ دن ہے کہ وہ (پریشانی کے مارے) بول نہ سکیں گے۔ اور نہ ان کو اس کی اجازت

فَيَعْتَذِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ

دی جائے گی کہ وہ کچھ عذر و معذرت کریں۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ یہی تو فیصلے کا دن ہے (آج) ہم نے

وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

تم کو اور پہلوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ اگر تمہیں کوئی چال چلنی آتی ہے تو وہ مجھ سے چلو۔ اُس دن ان جھٹلانے والوں کی

لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا

(بڑی) شامت آئے گی۔ بیشک پرہیزگار لوگ سایوں اور چشموں میں اور ایسے میووں میں

يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا

(بسر کرتے) ہوں گے جن کی وہ خواہش کریں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) جو عمل نیک تم کیا کرتے تھے اس کے عوض میں چین سے کھاؤ پیو۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَ

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اُس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ (نصیحت کے طور پر ان سے

تَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝

کہا جاتا ہے کہ اس دنیا میں) کھا لو اور چند روز خوب فائدہ اٹھا لو کہ ضرور تم گنہگار ہو۔ اُس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی)

لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

شامت آئے گی۔ پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔

ف ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝ تفسیر صافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کی طرف جانے کے لئے تیار ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ پہلے اس سایہ میں چلو جو تین شاخوں والا ہے یہ آتش جہنم کے دھوئیں سے ہوگا اور اسے جنت سمجھ کر وہ غول کے غول اس میں چلے جائیں گے۔ یہ واقعہ ٹھیک دوپہر کے وقت واقع ہوگا۔ اور اہل جنت جن جن چیزوں کی خواہش کرتے ہوں گے وہ ان کو ان کے مکانات میں جنت میں دی جائیں گی اور وہ بھی ٹھیک دوپہر ہی کے وقت اپنے اپنے مکانات میں داخل ہوں گے۔

ف بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ آتش جہنم کے شرارے اتنے اتنے بڑے ہوں گے کہ جیسے محل اور پہاڑ ہوتے ہیں۔

ف كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ پہلی تشبیہ تو شراروں کی بڑائی تھی اور یہ ان کے رنگ کی اور ان کی کثرت کی۔ ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی اور ایک دوسرے سے مل جانے کی اور ہر تیز حرکت کرنے کی دی گئی ہے۔

ع ١ — ٢١

ف وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور عدالت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بندہ کا کوئی عذر ہو اور وہ نہ سنے بلکہ مطلب یہاں یہ ہے کہ بندہ اپنے کرتوت کے سبب ایسا مبہوت ہوگا گویا فالج زدہ ہے اور اس کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا۔

ف إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ واللہ ہم اور ہمارے شیعہ ہیں سوائے ملت ابراہیم پر اور کوئی نہیں ہے اور کل آدمی اس سے الگ ہیں۔

ع ٢ — ١٠ — ٢٢

ف وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت بنی ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب رسول خدا نے نماز کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم جھکائیں گے کہ یہ عار کی بات ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس دین میں کچھ خوبی نہیں ہے جس میں رکوع نہ ہو۔

آیاتها ۴۰ | حروفها ۸۰۱ | سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ | كلماتها ۱۷۲ | ركوعها ۲

(سورۂ نبا مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ

(لوگ) کس کی نسبت ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں؟ اس خبر بزرگ کی نسبت ۔ جس کے بارے میں وہ

مُخْتَلِفُوْنَ ○ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ

اختلاف کرنے والے ہیں ۔ (حق یہ ہے کہ) عنقریب وہ جان لیں گے ۔ پھر (حق یہ ہے کہ) عنقریب وہ جان لیں گے ۔ کیا ہم نے

الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّ

زمین کو فرش نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا) اور ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا ۔ اور

جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ

تمہاری نیند کو تکان دور کرنے والا مقرر کیا اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنایا ۔ اور ہم نے دن کو

مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○

روزی (کمانے) کا وقت مقرر کیا ۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط کر دیئے ۔ اور ہم نے ایک روشن چراغ مقرر کیا ۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○

اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا ۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے سے دانے اور گھاس

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ○ يَّوْمَ يُنْفَخُ

اور درخت بھرے ہوئے باغ پیدا کریں ۔ بیشک فیصلے کا ایک معین وقت ہے ۔ جس دن صُور پھونکا

فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ○ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ○ وَّ

جائے گا پھر تم گروہ کے گروہ ہو کر آجاؤ گے ۔ اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے (دروازے) ہو جائیں گے ۔

سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○

اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ چمکتا ہوا ریت ہو جائیں گے ۔ بیشک جہنم گھات کی جگہ (اور) سرکشوں کے

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ○ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا

رہنے کا مقام ہے ۔ جس میں وہ مدتوں رہیں گے ۔ نہ اس میں ٹھنڈے پانی کا مزہ چکھیں گے

بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○ جَزَآءً وِّفَاقًا ○ اِنَّهُمْ

اور نہ سوائے گرم پانی اور بہتی پیپ کے کسی اور پینے کی چیز کا ۔ (ان کے عقائد و اعمال کا) یہ پورا (پورا) بدلہ ہوگا ۔ بیشک وہ

---

سلہ عَمَّ ..... تا الْعَظِيْمِ ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ جناب امیر المومنینؑ کی شان میں ہے ۔ جناب امیر المومنینؑ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ نہ خدا کے لئے کوئی نشانی مجھ سے بڑھ کر ہے اور نہ اس کی کوئی چیز مجھ سے زیادہ عظیم ہے ۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضٰےؑ سے یہ فرمایا کہ یا علی تم حکمت خدا ہو ۔ تم دروازۂ (علوم) خدا ہو ۔ تم خدا تک پہنچنے کا رستہ ہو ۔ تم خبر بزرگ ہو ۔ تم صراط مستقیم ہو ۔ اور تم مثل الاعلےٰ ہو الخ ۔ کافی میں خطبہ الوسیلہ میں خود جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اِنِّی النَّبَاُ الْعَظِيْمُ ○ (میں ہوں خبر بزرگ) اور عنقریب جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے تم جان لوگے ۱۲

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ

حساب (و کتاب) کی امید نہ رکھتے تھے۔ اور ہماری نشانیوں کو (بہت کچھ) جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم نے

اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

لکھ (لکھ) کر ہر چیز کو شمار کر لیا ہے۔ لہٰذا (ہم کہیں گے کہ) چکھو کہ ہم سوائے عذاب کے تمہارے لئے اور کچھ نہ بڑھائیں گے۔ بیشک پرہیزگاروں کیلئے

مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ وَّكَاْسًا

کامیابی ہے۔ (یعنی) باغات اور انگور۔ اور نوخیز ہم سن عورتیں۔ اور چھلکتا ہوا

دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ

پیالہ۔ وہ اُن (جنتوں) میں نہ کوئی بیہودہ بات سُنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بدلہ

عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ

ہوگا اور پورا (پورا) عطیہ۔ (یعنی) آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کے مالک

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

(خدائے) رحمٰن کی طرف سے جس سے وہ بات نہ کر سکیں گے۔ (اُس دن) جس دن رُوح (جو فرشتوں سے بڑھ کر ہے) اور فرشتے

صَفًّا ۝ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝

صف بصف کھڑے ہوں گے (کوئی) بات نہ کرتے ہوں گے سوائے اس کے جسے (خدائے) رحمٰن نے اجازت دی ہو اور وہ بھی ٹھیک (ٹھیک) کہے گا

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ

یہ دن برحق ہے۔ اب جو چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے۔ بیشک ہم نے

اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

تم کو قریب آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ (اُس دن کے عذاب سے) جس دن آدمی وہ کچھ دیکھ لے گا جو اسکے ہاتھوں پہلے بھیج چکے ہیں

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

اور کافر یہ کہے گا کہ کاش میں (آج) مٹی ہوتا۔

اٰیاتھا ۴۶ | حروفھا ۷۹۱ | سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ | کلماتھا ۱۸۱ | رکوعاتھا ۲

(سورۂ نازعات مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝

قسم ہے بہ شدت جان نکالنے والے فرشتوں کی اور بہت آہستہ سے رُوح کھینچ لینے والوں کی۔ اور قسم ہے روحوں کے ساتھ (ساتھ) تیرتے پھرنے والوں کی۔

سلہ وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین کی قرأت کِذَابًا بغیر تشدید تھی جس کے معنی ہیں جھوٹ کِذَّابًا بجائے تَكْذِيْبًا کے لایا گیا ہے یہ جتلانے کو کہ وہ اپنی تکذیب میں جھوٹے تھے۔ سلہ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ امالی جناب امیر المومنین سے ایک حدیث یوں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کا شمار فرمائے گا۔ ہر ایک نیکی کے بدلے دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک عطا فرمائے گا۔ اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ اور دوسری جگہ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا (دیکھو پارہ نمبر ۲۲ رکوع ۱۲) سلہ الروح تفسیر قمی میں ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جو عظمت میں جبرئیل و میکائیل سے بھی بڑا ہے۔ وہ جناب رسول خدا کے ساتھ رہتا تھا اور بعد آنحضرت کے آئمہ علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے۔ سلہ مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ واللہ وہ ہم ہیں جن کو قیامت کے دن بولنے کا اذن دیا جائے گا اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک ٹھیک بولیں گے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ حضرات کلام کریں گے تو کیا فرمائیں گے؟ فرمایا پہلے اپنے پروردگار کی تعریف بیان کریں گے۔ پھر اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجیں گے۔ اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ اور خدائے تعالیٰ ہماری شفاعت رد نہ فرمائے گا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝

پھر سبقت کرکے (جنت کی طرف) لے جانے والوں کی۔ پھر (امورِ عالم کی) تدبیر کرنے والوں کی۔ جس دن (نفخ صور کی) ایک بڑی دہلانے والی آواز آئے گی

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

اس کے بعد (اُسی کی ایک) دوسری آواز آئے گی۔ دل اس دن سخت خوف زدہ ہوں گے۔ آنکھیں اُن (دلوں) کی جھکی ہوئی ہوں گی۔

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا

(کفار) کہتے ہیں کہ کیا ہم (مرنے کے بعد) پہلی حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟ کیا اس وقت بھی کہ ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے

نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝

(ہم زندہ ہو سکتے ہیں)؟ (کافروں نے) کہا کہ اس صورت میں تو یہ لوٹنا بڑا ہی نقصان دینے والا ہے۔ پھر (نفخ صور کی) آواز تو بس ایک جھڑکی ہوگی۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ

کہ یکایک وہ کھلے میدان میں ہوں گے۔ کیا تمہیں موسٰےؑ کا قصہ پہنچا ہے؟ جب کہ اُن کو

رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

ان کے پروردگار نے طوےٰ کے پاک میدان میں پکار کر کہا۔ فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ

پھر اس سے کہو کہ آیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو (شرک سے) پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے پروردگار کی راہ بتلا دوں کہ تو ڈرے؟

الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ

چنانچہ اُس کو بڑی سے بڑی نشانی دکھلائی۔ پھر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر روگردان ہوا اور (برخلاف) تدبیر کرنے لگا۔ پھر لوگوں کو جمع کیا

فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ

اور پکار کر کہا۔ کہ میں تم سب کا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں۔ پھر خدا نے اس کو قول آخر اور قول اوّل کے عذاب میں دھر پکڑا۔

وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

بیشک اس (واقعے) میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جو ڈرے۔ آیا خلقت میں تم زیادہ مضبوط ہو

اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ

یا آسمان جس کو اس نے بنایا ہے؟ اس کی بلندی کو بڑھایا پھر اس کو درست کیا۔ اور اس کی رات اندھیری رکھی اور

اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا

اس کی دھوپ نکالی۔ اور بعد اس کے زمین کو بچھا دیا۔ اس کا پانی

مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ

اور اس کی چراگاہ اسی سے نکالی۔ اور پہاڑوں کو اسی نے (زمین میں) قائم کیا۔ (کہ) تمہارے لئے

؂ تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کافروں کا قول بطور ہنسی اڑانے کے تھا ۱۲

؂ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ تفسیر۔ تفسیر قمی میں کہ زَجْرَةٌ سے مراد ہے دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا۔ اور سَاهِرَةٌ ایک مقام کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ملک شام میں واقع ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ سَاهِرَةٌ کے لغوی معنی سفید ہموار زمین ہیں اور فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت وہ دوسرے صور کی آواز سنیں گے تو اپنی اپنی قبروں سے نکل آئیں گے۔ اور وہ زمین پر برابر صف بستہ ہو جائیں گے ۱۲

؂ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ۔ یہ واقعہ مفصل سورۂ طٰہٰ پارہ نمبر ۱۶ میں بیان ہو چکا ۱۲

؂ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى تفسیر قمی میں ہے کہ نَكَالَ کے معنی عذاب اور اَلْاٰخِرَةِ سے مراد فرعون کا وہ قول ہے جو اسی سورہ میں آ چکا ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور اَلْاُوْلٰى سے مراد اس کا وہ قول ہے جو وہ پہلے کہہ چکا ہے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۲) ۔ پس اس کی اُس کی ان ہی دونوں باتوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔ الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرعون کی ان دونوں باتوں کے مابین چالیس برس کا زمانہ گزرا تھا۔ اور اُن ہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل امین نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے عرض کی پروردگارا تو فرعون کو چھوڑے ہوئے ہے حالانکہ وہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تجھ جیسے بندے ہی کو ایسا کہنا زیبا ہے جس کو وقت کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو (ہمارے ہاتھ سے فرعون ہو یا کوئی اور نکل کر کہاں جائیں گے؟) ۱۲

وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

اور تمہارے جانوروں کے لئے نفع (ہو) پھر جب بڑی مصیبت (قیامت) آ جائے گی۔ (اس دن) جس دن انسان اپنے کئے کو

الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ

یاد کرے گا۔ اور ہر اس شخص کے لئے جو دیکھتا ہوگا جہنم نمایاں کر دی جائے گی۔ پس جس نے

طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا

سرکشی کی ہوگی۔ اور زندگانی دنیا کو اختیار کیا ہوگا تو یقیناً اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور جو

مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ

اپنے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا ہوگا۔ یقیناً

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝

جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقت کونسا ٹھہرا ہے؟

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اِنَّمَآ اَنْتَ

اس کے بتلانے سے تم کو کیا کام ہے؟ (کیونکہ) تمہارے پروردگار تک اس کی انتہا ہے۔ تم تو اس شخص کو

مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا

ڈرانے والے ہو جو قیامت سے ڈرتا ہو۔ جس دن وہ اس کو دیکھیں گے یہ سمجھیں گے کہ وہ (دنیا میں) نہیں رہے مگر

عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝

شام کی شام یا صبح کی صبح۔

اٰيَاتُهَا ۴۲ — حُرُوْفُهَا ۵۵۳ — سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ — كَلِمَاتُهَا ۱۳۳ — رُكُوْعُهَا ۱

(سورۂ عبس مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝

(ایک شخص نے اس سبب) تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ کہ نبی کے پاس ایک نابینا آ گیا۔ اور تجھ کو کیا معلوم ہے شاید کہ وہ پاکیزہ ہو جائے۔

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ

یا نصیحت حاصل کرلے تو وہ نصیحت اس کو نفع پہنچائے۔ لیکن جو مالدار ہے اس کے لئے تو تو

لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝

آمادہ رہتا ہے۔ حالانکہ تجھ کو اس کی کچھ پروا نہ ہونی چاہیئے کہ وہ پاکیزہ نہیں ہوتا۔ اور وہ جو تیرے پاس نیکی کی غرض سے آتا ہے

ف۱ مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ایسے بندے کا ذکر ہے جو خدا کی نافرمانی پر قدرت رکھتا ہو اور نافرمانی کو نافرمانی سمجھتا بھی ہو۔ پھر خدا سے ڈر کر چھوڑ دے اور اپنے نفس کو اس سے باز رکھے تو اس کا معاوضہ جنت ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص اس بات کو سمجھ لیگا کہ میرے قول و فعل کو خدا سنتا اور دیکھتا ہے اور جو نیکی یا بدی میں کرتا ہوں اس کو وہ خوب جانتا ہے تو یہ بات اس بندے کو بد اعمالی سے ضرور روکے گی اور ایسے ہی شخص کے لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ ۱۲

ف۲ اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے دن کا کوئی حصہ جیسے فرما چکا ہے اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ (دیکھو پارہ نمبر ۲۶ رکوع ۴) اور اسی وجہ سے لفظ ضحٰی کی اضافت عشیۃ کی طرف فرمائی کیونکہ یہ دونوں ایک ہی دن سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲

ع ۲۰ ۴

ف۳ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان اور ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ ابن ام مکتوم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے مؤذن تھے اور نابینا تھے یہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایسے وقت آئے کہ بہت سے اصحاب موجود تھے از انجملہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو عثمان سے مقدم اور بالا رتبہ پر بٹھایا۔ عثمان نے برا مانا اور روگردانی کی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ قول ملا محمد۔ عوام الناس نے خدا ان سے سمجھے یا ان کو ہدایت کرے اس سورۃ کی ابتدائی آیات کا نزول خود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت میں تجویز کر دیا ہے ۔

وَهُوَ يَخْشَىٰ ۝ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۝ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ

اور وہ (خدا سے بھی) ڈرتا ہے۔ تو اس سے تو اعراض کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ قرآن (کا سورہ) تو ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے

ذَكَرَهُ ۝ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِي

اسے یاد رکھے۔ (اصل کتاب) معزز بلند مرتبہ اور پاک صحیفوں میں ہے جو نیکوکار بزرگ

سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۝ مِنْ أَيِّ

سفیروں کے ہاتھوں میں رہی۔ غارت ہو انسان وہ کیسا ناشکرا ہے۔ اُسے (خدا نے)

شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۝ ثُمَّ السَّبِيلَ

پیدا کس چیز سے کیا ہے؟ نطفہ ہی سے تو اسے پیدا کیا۔ پھر اس کے لئے تقدیر مقرر کر دی۔ پھر راہ

يَسَّرَهُ ۝ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ۝ كَلَّا

اُس کے لئے آسان کر دی۔ پھر اُسے موت دی پھر اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اُسے اُٹھا بٹھائے گا۔ کوئی نہیں

لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۝ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝ أَنَّا

جو کچھ خدا نے اس کو حکم دیا اُسے اُس نے پورا نہ کیا۔ اب انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف غور کرے۔ کہ ہم نے

صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝ فَأَنبَتْنَا

پانی خوب برسایا۔ پھر ہم نے (ہی) اچھی طرح سے زمین کو پھاڑ دیا۔ پھر ہم نے (ہی)

فِيهَا حَبًّا ۝ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۝ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَائِقَ

اُس میں غلہ اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجوریں اور گنجان باغ

غُلْبًا ۝ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَإِذَا

اور میوے اور گھاس خود تمہارے نفع کے لئے اور تمہارے چارپاؤں کے نفع کے لئے پیدا کر دیئے

جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝

پھر جب کانوں کے پردے پھاڑنے والی (چیخ) آ جائے گی۔ تو اُس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے

وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وُجُوهٌ

اور اپنی جورو سے اور اپنے بچوں سے بھاگتا پھرے گا۔ اور اس دن اُن میں سے ہر شخص کی ایک (خاص) حالت ہوگی۔ جو اسے (اوروں سے)

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

بے پروا کر دے گی۔ بہت سے چہرے تو اُس دن روشن خنداں (اور) شادمان ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اُس دن

غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

گرد میں اَٹے ہوئے ہوں گے۔ کہ اُن پر سیاہی چھا جائے گی۔ (آخر الذکر) یہی تو کفار (اور) بدکار ہیں۔

وقف لازم

ع ۱ | ۴۲ | ۵

سلہ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول میں طعام سے کیا مراد ہے فرمایا انسان کا علم جو وہ اس سے حاصل کرے جس سے کہ حاصل کرنا چاہیئے۔ قول صاحب تفسیر صافی تشریح اس کی یہ ہے کہ طعام دو قسم کا ہے ایک جسمانی اور ایک روحانی جیسے کہ خود انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے یعنی جسم و روح کا۔ پس جس طرح وہ اس بات پر مامور ہے کہ اپنی غذائے جسمانی کو غور سے دیکھے کہ کس طرح آسمان سے خدائے تعالیٰ پانی برساتا ہے اور زمین سے نباتات وغیرہ اگاتا ہے اسی طرح وہ اس بات پر بھی مامور ہے کہ اپنی غذائے روحانی پر بھی جو کہ علم ہے نظر ڈالے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ علم آسمان سے خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے اسی طرح کہ خدا نے وحی کی بارش زمین نبوت اور درخت رسالت اور چشمۂ حکمت پر برسائی اور پھر اس سے حقائق کے دانے اور معارف کے میوے پیدا کئے تاکہ جو روحیں تربیت کے قابل ہیں ان کو ان سے غذا پہنچے۔ پس حضرت کے قول عِلْمُهُ الَّذِي يَأْخُذُهُ عَمَّنْ يَأْخُذُهُ کا مطلب ہے کہ اس کو چاہیئے کہ اپنے علم کو اہل بیت نبوت سے حاصل کرے جن کے گھر میں وحی نازل ہوئی اور جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں اس لئے کہ ان کے کل علوم خدا کی طرف سے ہیں اور ان سے علم لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی روح کو غذا پہنچے گی۔ اور دوسروں کے علوم غذائے روحانی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان میں اور خدا میں وحی و الہام کا کوئی سلسلہ نہیں ہے بلکہ اُن کے علوم یا تو لوگوں کے اقوال ہیں جو انہوں نے یاد کر لئے ہیں جو کسی طرح حجت نہیں ہو سکتے یا محض جھگڑنے کا آلہ ہیں جن کو صراط مستقیم میں کوئی دخل نہیں اور یہ دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اسی وجہ سے روح و ایمان کی غذا نہیں ہو سکتیں۔ عوام الناس آیت کے ظاہری مطلب پہ تو اعتراض نہیں کرتے۔ ہاں باطنی اور صحیح مطلب پر اعتراض بلکہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں معنی ایک ہی لفظ سے حاصل ہیں جیسا کہ ہم نے تشریح کر کے ثابت کر دیا۔" سلہ خدائے تعالیٰ نے جو فرمایا ہے وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ یہ اپنے ان احسانات کا شمار فرمایا ہے جو اس نے اپنی مخلوق پر فرمائے ہیں یعنی جس طرح سے ان کو اور ان کے چارپاؤں کو غذا پہنچائی ہے جس سے ان کے نفوس زندہ اور ان کے جسم قائم ہیں۔" (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)۔

آیاتها ۲۹ | حروفها ۴۳۶ | سُوْرَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ | کلماتها ۱۰۴ | رکوعها ۱

(سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوا)

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمن و رحیم

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

جب کہ سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی۔ اور جب کہ تاروں کی روشنی جاتی رہے گی۔ اور جب کہ پہاڑ

سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَ

چلائے جائیں گے۔ اور جب کہ گیابھن اونٹنیاں بیکار ہوجائیں گی۔ اور جب کہ جانور جمع کئے جائیں گے۔ اور

إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝

جب کہ دریاؤں میں آگ لگ جائے گی۔ اور جب کہ (نیک و بد) نفسوں کے جوڑے ملائے جائیں گے۔ اور جب کہ زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی)

بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ

سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی۔ اور جب کہ نامۂ اعمال پھیلائے جائیں گے۔ اور جب کہ آسمان (اپنے مقام سے)

كُشِطَتْ ۝ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ

کھینچ لیا جائے گا۔ اور جب کہ دوزخ بھڑکائی جائے گی۔ اور جب کہ جنت قریب کردی جائے گی۔ تو ہر نفس جان لے گا کہ

نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝

وہ کیا کیا لے کر آیا ہے۔ تو قسم ہے مجھ کو چھپنے اور چلنے والوں اور پھر چھپنے والوں کی۔

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ

اور رات کی جب کہ وہ خوب تاریک ہوجائے۔ اور صبح کی جب کہ روشن ہوجائے۔ بیشک یہ (قرآن) ایک معزز قوت والے رسول کی

كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ

زبانی آیا ہے۔ جو صاحب عرش کے ہاں رتبہ والا سردار وامین ہے

أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ

اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔ اور یقیناً انہوں نے اس (جبرئیل) کو آسمان کے کنارے

الْمُبِينِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ

کھلم کھلا دیکھا ہے۔ اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل نہیں ہے۔ اور نہ یہ شیطان ملعون کا

رَجِيمٍ ۝ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

قول ہے۔ تم پھر کدھر بہکے جاتے ہو؟ یہ اور کچھ نہیں ہے مگر تمام عالموں کے لئے نصیحت۔

ف۱؎ اَلْعِشَارُ۔ ان سے مراد ہیں وہ اونٹنیاں جن کے حمل کا دسواں مہینہ شروع ہوجائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ کل مخلوق مرجائے گی اونٹ بھی بیکار رہ جائیں گے یعنی نہ کوئی لادنے والا رہے گا نہ سوار ہونے والا نہ دودھ دوہنے والا ۱۲ ف۲؎ سُجِّرَتْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے گرداگرد جتنے سمندر ہیں وہ سب آگ ہو جائیں گے ۱۲ ف۳؎ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اہل جنت تو خیرات حسان سے بیاہے جائیں گے۔ اب رہے دوزخی ان میں سے ہر شخص کے لئے ایک شیطان اس کا جوڑی دار بنا دیا جائے گا۔ پس کافرین ہوں تو اور منافقین ہوں تو شیاطین سے ملا دیے جائیں گے اور اس طرح ان پر زوجیت کے معنی پورے اتریں گے ۱۲ ف۴؎ وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ عرب کا دستور تھا کہ غیرت کے سبب بیٹیوں کو قتل کردیا کرتے تھے (یا زندہ دفن کردیتے تھے) پس جب قیامت کا دن آئے گا تو جو زندہ دفن کی گئی ہیں ان سے سوال کرے گا بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں مَوَدَّت ہے اور اس کے معنی ہیں رحم و قرابت۔ اور مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قطع رحمی کی ہوگی اس سے اس کا سبب دریافت کیا جائے گا اور جناب امام محمد باقرؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس مَوَدَّت سے مراد ہے قرابت جناب رسول خداؐ اور جو بھی اقربائے آنحضرت سے جہاد میں شہید ہوا۔ اور ایک روایت کے بموجب فرمایا کہ جو شخص ہماری مَوَدَّت میں شہید ہوا وہ بھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اس مَوَدَّت کے بارے میں سوال کروں گا جس کے فرض ہونے کے بارے میں حکم نازل کرچکا ہوں یعنی قرابتداران رسول خدا کی مَوَدَّت کے بارے میں اور قاتلین سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے ان کو کس گناہ پر قتل کیا تھا؟ ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ؕ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

(خالص کر) اس شخص کے واسطے جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔ اور تم کچھ بھی نہ چاہو گے سوائے اس کے کہ جو

يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اللہ تمام عالموں کا پروردگار چاہے۔

آیاتها ١٩ حروفها ٧٥٨ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ١٦٢ ركوعها ١

(سورۂ انفطار مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب کہ آسمان پھٹ جائیں گے۔ اور جب کہ تارے گر کر منتشر ہو جائیں گے۔ اور جب کہ دریا بہہ کر

فُجِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

مل جائیں گے۔ اور جب کہ قبریں الٹ پلٹ کر دی جائیں گی (اس وقت) ہر نفس جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور

اَخَّرَتْ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ الَّذِيْ

پیچھے کیا چھوڑا۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکا دیا تیرے صاحب کرم پروردگار کے مقابلے میں۔ جس نے

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ

تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر تجھے موزوں بنایا۔ پھر جس صورت میں مناسب جانا تیرے اعضاء (و جوارح) کو ترکیب دے دیا

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ كِرَامًا

یوں نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ بزرگ لکھنے والے تم پر نگہبان (مقرر) ہیں۔

كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ وَاِنَّ

جو (جو) کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔ بیشک نیک لوگ بہشت میں ہوں گے۔ اور یقیناً

الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۚ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۙ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ؕ

بدکار جہنم میں ہوں گے۔ فیصلے کے دن وہ اسی میں جلیں گے۔ اور وہ اس سے غیر حاضر نہ ہو سکیں گے۔

وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ

اور تم کو کیا خبر ہے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ پھر تم کو کیا معلوم ہے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

اس دن کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے بارے میں کسی قسم کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اس دن حکم دینا صرف خدا کے ہاتھ ہوگا۔

منزل سابع ٧

---

ع ١ ٥

ع ١ ١٥

سلہ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادوں کا مورد قرار دیا ہے یعنی جب اللہ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی اسے چاہتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کے اسی قول سے ثابت ہے۔

سلہ مَا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ تفسیر قمی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب آخرت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بعد کوئی نیکی ایسی چھوڑ گیا ہو جو جاری رہی اور اس کا ثواب ملتا رہے یا کوئی ایسی بدی چھوڑ گیا جس کا سلسلہ چلتا رہا اور عذاب ملتا رہے۔

سلہ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ تفسیر صافی میں جو کچھ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان یہ کہہ کے بہکاتا ہے کہ جو کچھ تیرا جی چاہے کیے جا اس لئے کہ تیرا خدا کریم ہے۔ اور عالمین میں سے کسی کو سزا نہ دے گا اور ایک مطلب یہ ہے کہ اس مقام میں لفظ کریم کو رب کی صفت ذاتی اور کسی اسم کو اسمائے الٰہی میں سے صفت نہ قرار دینا اس میں رمز یہ ہے کہ گویا خداوند عالم نے اس طرح بندہ کو جواب تلقین فرما دیا ہے کہ وہ یہ کہ سکے کہ مجھے کریم کے کرم نے دھوکا دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ انسان کی جہالت نے اس کو دھوکا دیا۔

سلہ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ تفسیر صافی میں ہے کہ دین کے معنی ہیں جزا و سزا اور اسلام ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ دین کا مطلب جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین ہیں۔ قول مترجم: ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ قمی میں اصل اصول کے پہچاننے والوں کو بیان کر دیا ہے اور صافی نے خود اصول کو۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

آیاتها ۳۶ حروفها ۸۵۷ سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۱۷۲ رکوعها ۱

(سورۂ تطفیف مکہ میں نازل ہوئا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝

ان کمی کرنے والوں کے لئے ویل ہے۔ جو لوگوں سے جب (ناپ) کر لیں تو بھر پور لیتے ہیں۔

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ

اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیتے ہیں۔ کیا وہ اس کا یقین نہیں رکھتے کہ وہ ایک

مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بڑے دن قبروں سے اٹھائے جائیں گے؟ جس دن سب لوگ تمام عالموں کے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہوں گے

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝

حق یہ ہے کہ یقیناً بدکاروں کا نوشتہ سجّین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر ہے کہ سجّین کیا ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

وہ ایک لکھا ہوا نوشتہ ہے۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے جو فیصلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اِذَا

ویل ہے۔ اور اس کو اور کوئی جھٹلاتا ہی نہیں سوائے ہر زیادتی کرنے والے گنہگار کے۔ کہ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى

اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ یوں نہیں بات یہ ہے کہ جو افعال

قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

وہ کیا کرتے تھے اُن سے ان کے دل سیاہ ہو گئے۔ اتنا ہی نہیں اس دن وہ اپنے پروردگار کی رحمت سے بھی

لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ

یقیناً محروم رہیں گے۔ پھر وہ جہنم میں بھی یقیناً جلیں گے۔ پھر اُن سے یہ کہا جائے گا کہ جس کو

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ

تم جھٹلایا کرتے تھے وہ یہی ہے۔ حق یہ ہے کہ بیشک نیک لوگوں کا نوشتہ علیّین میں ہوگا۔ اور

اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

تم کو کیا خبر ہے کہ علیّون کیا ہے؟ وہ لکھا ہوا نوشتہ ہے۔ جس کو مقربان بارگاہ الٰہی دیکھتے رہتے ہیں۔

سلہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ مطففین اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو ناپ اور تول میں خریدنے والے کو نقصان پہنچائیں۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ مدینہ منورہ آئے تو اہل مدینہ ناپ کے معاملے میں سب سے بدتر لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد سے انہوں نے اپنے عمل کو درست کر لیا۔ وہی حضرتؑ فرماتے ہیں کہ وَيْلٌ کے متعلق ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں ایک کنواں ہے۔ اور اللہ اس کے حال سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ناپ میں نقصان پہنچانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ اور اس سے پہلے کسی شخص کے بارے میں وَيْلٌ نہیں فرمایا جب تک کہ اُس کو کافر نہ کہا ہو جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (دیکھو پارہ نمبر ۱۶ رکوع ۶) سلہ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ لوگ اپنے آدھے کانوں تک اپنے ہی پسینے میں ڈوبے کھڑے ہوں گے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ لوگ کھڑے ہوں گے اور پسینہ بہتے بہتے ان کے کانوں کی لو تک چڑھ جائے گا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کی حالت عجب ہوگی کہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہوں گے ایسی ہوگی جیسے تیر ترکش میں کھڑے ہوتے ہیں یعنی زمین پر ان کے پاؤں کا نشان تو جگہ کے جیسے تیر کا ہوا ترکش میں لگا ہوا ہوتا ہے۔ باقی ادھر یا ادھر ہلنے جلنے کی گنجائش نہ ہوگی۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ○ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ

بیشک نیک لوگ بہشت میں تختوں پر بیٹھے نظارے کرتے ہوں گے۔ اُن کے چہروں سے تم

نَضْرَةَ النَّعِيمِ ○ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ○ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي

تازہ نعم کی ترو تازگی پہچان لوگے۔ اس کو سربمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ جس کی مہر مشک کی ہوگی اور

ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ○ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ○ عَيْنًا

خواہش کرنے والوں کو اس کی خواہش کرنی چاہیئے۔ اور اُس میں آبِ تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے

يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

جس میں سے مقربانِ بارگاہِ الٰہی پئیں گے۔ بیشک جو لوگ گنہگار تھے وہ ایمان لانے والوں سے

يَضْحَكُونَ ○ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ○ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ

ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو چشمک زنی کیا کرتے تھے۔ اور جب اپنے بال بچوں میں پلٹ کر آتے تو

انقَلَبُوا فَكِهِينَ ○ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ○ وَمَا أُرْسِلُوا

خوش (خوش) آتے تھے۔ اور جب اُن (مومنوں) کو دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو یقیناً گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ اُن پر

عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ○ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ○ عَلَى

نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ تو آج کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کافروں سے ہنسیں گے۔ تختوں پر

الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ○ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○ ع

بیٹھے نظارے کریں گے۔ (اور کہیں گے کہ) آیا کافروں کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کا (پورا پورا) بدلا مل گیا۔

آیاتها ۲۵ | حروفها ۴۴۸ | سُورَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ | كلماتها ۱۰۸ | ركوعها ۱

(سورۂ انشقاق مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَإِذَا الْأَرْضُ

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے پروردگار کا حکم سن لے گا اور ہونا بھی یوں ہی چاہیئے۔ اور جب زمین

مُدَّتْ ○ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○

تان دی جائے گی۔ اور جو کچھ اس میں ہے اسے نکال کر ڈال دے گی۔ اور خالی ہو جائے گی۔ اور اپنے مالک کا حکم سن لے گی اور ہونا بھی

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ○ فَأَمَّا

یوں ہی چاہیئے۔ (تب قیامت آجائے گی) اے انسان تو اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچنے کی سخت کوشش کرنے والا ہے تو اس سے جا ملے گا۔ پس جس

---

ملہ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ تفسیر صافی میں ہے کہ مٹی یا لاکھ کی جگہ مشک کی مہر لگی ہوئی ہوگی اور یہ انتہائے نفاست ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب مومن اسے پیئے گا تو اس میں مشک کی خوشبو محسوس کرے گا ۱۲ ملہ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ تفسیر صافی میں ہے کہ تسنیم ایک چشمہ کا نام ہے یا تو اس وجہ سے کہ اس کا مقام بہت ہی بلندی پر ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کا پانی بہت ہی اعلےٰ درجہ کا ہے ظاہراً یہ لفظ تسنمہٗ کا مصدر ہے جس کے لفظی معنی ہیں اس کو بلند کر دیا۔ کیوں کہ جنت والوں کے پینے کی چیزوں میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ اسی کا ہے یا یہ سب سے زیادہ بلندی سے آتا ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ کل جنت کے پینے کی چیزوں میں تسنیم کا پانی سب سے بہتر ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ بلندی سے ان کے پاس آتا ہے ۱۲ ملہ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْمُقَرَّبُوْنَ سے مراد ہیں آلِ محمد جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (دیکھو پارہ ۲۷ سورۂ واقعہ) جس سے مراد ہیں جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد ان کے ساتھ ملا دی جائے گی کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (پارہ ۲۷ سورۂ طور میں دیکھو) مقربین تو خالص تسنیم کا پانی پئیں گے اھ۔ اور مومن ان کے لئے تسنیم کا پانی اور پانیوں میں ملا دیا جائے گا اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مقرب بندوں کی توجہ خدا کے سوا اور کسی طرف ہوتی ہی نہ تھی ۱۲ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَ
شخص کہ اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو آگے چل کر اس سے حساب بھی آسان لیا جائے گا۔ اور

يَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝
وہ اپنے بال بچوں کی طرف خوش خوش پلٹ آئے گا۔ اور رہا وہ جس کا نامۂ اعمال اس کے پس پشت سے دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ فِي
تو وہ آگے بڑھ کر موت ہی موت پکارے گا۔ اور جہنم واصل ہوگا۔ بیشک وہ

أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ
اپنے اہل و عیال میں خوش (خوش) تھا۔ یقیناً وہ یہ گمان کرتا تھا کہ پھر پلٹ کر نہ آئے گا۔ (بیشک) ضرور سے بیشک اس کا پروردگار

كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝
اس کا نگران تھا۔ پس قسم ہے شفق کی۔ اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ ڈھانک لیتی ہے۔

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا
اور چاند کی جب کہ وہ پورا ہو جائے۔ تم ضرور منزل بمنزل (پہلوں کے راستے پر) چلو گے۔ تو انہیں کیا ہو گیا ہے

يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ بَلِ
کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔ بات یہ ہے کہ

الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝ فَبَشِّرْهُم
جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ جھٹلاتے ہیں۔ تو جو کچھ وہ دلوں میں کہتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ اب تم ان کو

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ
دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ ان کے لئے

أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝
بے انتہا ثواب ہے۔

آیاتہا ۲۲ — حروفہا ۴۷۵ — سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ — کلماتہا ۱۰۹ — رکوعہا ۱

(سورۂ بروج مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝
رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ
قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور گواہی دینے والے کی

سلہ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ المعانی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا جائے گا اسے عذاب بھی دیا جائے گا۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ پھر خدا کے اس قول کا کیا مطلب ہے فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا فرمایا اس سے تو مراد درگذر ہے۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ حِسَابًا يَسِيرًا سے مراد ہے نیکیوں کا ثواب دینا اور بدیوں سے درگذر کرنا اور جس شخص سے حساب میں جھگڑا کیا گیا اسے تو سزا ملنی ضرور ہے۔ سلہ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ تفسیر صافی میں ہے کہ ایسے شخص کا داہنا ہاتھ تو اس کی گردن میں باندھ دیا جائے گا۔ اور بایاں ہاتھ پس پشت سے بڑھا کر نامۂ عمل اس میں دیا جائے گا۔ سلہ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ ثبور کے معنی ہیں ویل اور تفسیر صافی میں ہے کہ وہ موت کی تمنا کرے گا اور پکارے گا وَاثُبُورَاهُ جس کے معنی ہیں ہلاکت۔ سلہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے امتوں کے لوگوں نے انبیاء کے بعد اوصیاء سے غدر و بے وفائی کرنے میں جو راستہ چلا تھا وہی تم بھی ضرور چلو گے۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ کیا یہ امت اپنے نبی کے بعد فلاں و فلاں و فلاں کی محکوم ہو کر منزل بمنزل گمراہی میں نہیں بڑھی؟ (ضرور بڑھی) تفسیر قمی میں اس کا یہ مطلب منقول ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کے راستے پر ضرور چلو گے اور یہ مشابہت ایسی ٹھیک ٹھیک اترے گی جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے اور تیر کا ایک پہلو دوسرے پہلو کے مشابہ ہوتا ہے تم ان کے راستے پر چلنے میں ذرا سی بھی کمی نہ کرو گے نہ تو بھر نہ ہاتھ بھر نہ بالشت بھر۔ یہاں تک کہ اگر تم سے پہلے والے کسی گوہ کے بھٹ میں جا گھسے ہوں گے تو تم بھی اس بل میں ضرور جا گھسو گے۔ لوگوں نے عرض کی

وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝

اور جس کی گواہی دی گئی۔ اُس کی دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے اس حال میں قتل کئے گئے تھے کہ وہ ان خندقوں کے

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝

کنارے بیٹھے ایمان والوں کے ساتھ میں جو سلوک کر رہے تھے اس کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ

اور اُن کو اُن کی کوئی بات بری نہیں لگی تھی مگر یہی کہ وہ اس زبردست لائق تعریف خدا پر ایمان لائے تھے۔ جس کے لئے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا

بیشک جن لوگوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو تکلیف دی پھر توبہ نہ کی

فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن ہی کے لئے جلنے کا عذاب بھی ہے۔ یقیناً جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اُن کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝

نہریں بہتی ہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ یقیناً تمہارے پروردگار کی گرفت بڑی سخت ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ

بیشک وہی نئے سرے سے پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ بڑا بخشنے والا بڑا محبت کرنے والا بڑے عرش کا مالک

الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝

(اور) جو کچھ چاہے اس کا کرنے والا ہے۔ آیا تمہارے پاس لشکروں کی خبر آئی؟ (یعنی)

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ

فرعون و ثمود کی بات یہ ہے کہ جو کافر ہو گئے ہیں وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اللہ

وَّرَاۗىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

ہر طرف سے ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بزرگ قرآن لوح محفوظ میں ہے۔

آیاتها ۱۷ | حروفها ۲۵۳ | سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ | كلماتها ۶۱ | ركوعها ۱

(سورۂ طارق مکہ میں نازل ہوا)

---

ل قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سلہ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر جناب رسول خدا تشریف فرما تھے اور جبرئیلؑ بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ جبرئیلؑ کی نظر یکایک آسمان کی طرف گئی۔ آخر نتیجہ یہ کہ جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ یہ اسرافیلؑ دربان دربار باری تعالیٰ ہیں۔ اور تمام مخلوق خدا کی نسبت اس درگاہ میں زیادہ قرب رکھتے ہیں اور یاقوت سرخ کی لوح ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جیسے ہی پروردگار عالم وحی کے ذریعے سے کلام فرماتا ہے تو وہ لوح اسرافیلؑ کی پیشانی کو چھو جاتی ہے وہ اس پر نظر ڈالتے ہیں۔ پھر جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہم کو پہنچا دیتے ہیں اور ہم اس کو لے کر آسمان میں زمین میں جہاں جہاں حکم ہوتا ہے پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ لوح کے دو کنارے ہیں۔ ایک کنارہ اس کا عرش کے داہنے حصہ سے ملا ہوا ہے اور دوسرا حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی سے۔ جب پروردگار عالم جل شانہ کلام فرماتا ہے تو وہ لوح اسرافیلؑ کی پیشانی کو چھو جاتی ہے اور وہ لوح میں نظر ڈال کر جو وحی اس میں باقی ہیں وہ جبرئیلؑ امین کو پہنچا دیتے ہیں۔

ع ۱

ع ۲۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن (و) رحیم

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ○ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ○ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ○

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے (گھپ اندھیری) رات میں آنے والے کی۔ اور تم کیا سمجھے کہ (گھپ اندھیری) رات میں آنے والا کیا ہے؟ وہ جگمگ کرتا تارہ ہے۔

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ○ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ

ایک نفس بھی ایسا نہیں کہ اس پر کوئی نگہبان مقرر نہ ہو۔ پس انسان کو چاہیئے غور کرے کہ وہ کس چیز سے

خُلِقَ ○ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ○ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ

پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پشت اور سینے کی ہڈیوں کے مابین سے نکل کر

التَّرَآئِبِ ○ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ○ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ○ فَمَا لَهٗ مِنۡ

آتا ہے۔ بیشک وہ (خدا) اس کے دوبارہ لانے پر ضرور قدرت رکھتا ہے۔ جس دن پوشیدہ باتیں جانچی جائیں گی۔ پس نہ اُس دن

قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ○ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ○ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ○

اس کا کچھ زور چلے گا اور نہ کوئی مددگار۔ قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی۔ اور پھٹنے والی زمین کی۔

اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ○ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ○ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ○

بیشک یہ (قرآن) ضرور طے شدہ بات ہے۔ اور یہ کوئی ہنسی (مذاق) نہیں ہے۔ بیشک وہ ایک چال چلتے ہیں۔

وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ○ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ○

اور میں ایک تدبیر کرتا ہوں۔ سو تم کافروں کو مہلت دے دو۔ اُن کو کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دو۔

ایاتہا ۱۹ حروفہا ۲۹۹ سُوۡرَۃُ الۡاَعۡلٰی مَكِّيَّةٌ کلماتہا ۷۲ رکوعہا ۱

(سورۂ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى ○ الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى ○ وَالَّذِىۡ قَدَّرَ

اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کر۔ جس نے پیدا کیا۔ پھر درست کیا۔ اور جس نے اندازہ کیا۔

فَهَدٰى ○ وَالَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰى ○ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰى ○

پھر راہبری فرمائی۔ اور جس نے چارہ اگایا۔ پھر اُس کو خشک اور سیاہ کر دیا۔

سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى ○ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا

(اے رسولؐ) عنقریب ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے۔ مگر جو خدا چاہے۔ بیشک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور

سلہ اَلنَّجۡمُ الثَّاقِبُ ○ الخصال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق ؑ نے ایک یمنی شخص سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے؟ یمنی نے عرض کی کہ وہ تو منحوس ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا کبھی نہ کہنا وہ تو جناب امیر المومنین ؑ کا ستارہ ہے اور وہ تمام اوصیاء کا ستارہ ہے اور وہی نجم الثاقب ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا النجم الثاقب یمنی نے دریافت کیا یا ابن رسول اللہ ثاقب کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا اس کے طلوع ہونے کی جگہ تو ساتواں آسمان ہے مگر اُس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے پروردگار عالم نے اسی کو النجم الثاقب فرمایا ہے ۱۲

سلہ یُبۡلَی السَّرَآئِرُ ○ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ پوشیدہ باتیں کیا ہوں گی۔ جن کے متعلق خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی جانچ فرمائے گا؟ فرمایا وہ خفیہ باتیں تمہارے اعمال ہیں یعنی نماز، روزے، زکوٰۃ وضوء، غسل جنابت اور جو واجبات اللہ تعالیٰ نے واجب فرمائی کیونکہ کل اعمال میں یہ شان موجود ہے کہ ان کو چھپایا جائے۔ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اور اس نے نہ پڑھی ہو۔ اور یہ کہے کہ میں نے وضو کر لیا ہے اور اس نے نہ کیا ہو یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو فرمایا یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ ○ ۱۲

۱۷ ع ۱۱

سلہ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ قرآن مجید حق و باطل کے مابین اس طرح فیصلہ کرتا ہے کہ ... دونوں کو ... کھول کر بیان کر دیا ہے ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھئے)

یَخْفٰى ۝ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ

چھپی بات کو بھی۔ اور ہم تمہارے لئے ایک سہل طریقے کو آسان کر دیں گے۔ پس نصیحت کرتے ہو اگر نصیحت فائدہ پہنچائے۔ جو (اللہ سے)

مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ

ڈرتا ہے وہ عنقریب نصیحت حاصل کرے گا۔ اور وہ بدبخت اس (نصیحت سے) الگ رہے گا۔ جو بڑی آگ میں جائے گا۔ پھر

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ

اس میں نہ اس کو موت ہی آئے گی نہ زندہ ہی رہے گا۔ (یعنی راحت نہ ملے گی) اس نے یقیناً فلاح پائی جو پاک رہا۔ اور اپنے پروردگار

فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝

کے نام کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ لیکن تم زندگانی دنیا کو مقدم رکھتے ہو۔ حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور زیادہ باقی رہنے والی ہے

اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ ع

بیشک یہی مضمون پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ (یعنی) ابراہیمؑ اور موسےٰؑ کی کتابوں میں۔

آیاتہا ۲۶ — حروفہا ۳۸۴ — سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ — کلماتہا ۹۲ — رکوعہا ۱

(سورۂ غاشیہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ

کیا تمہارے پاس ڈھانپنے والی (مصیبت) کا ذکر بھی پہنچا ہے؟ اس دن کتنے ہی چہرے رسوا ہوں گے۔ مشقتیں جھیلنے

نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ

تھکے ہوئے۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں چلے جائیں گے۔ (انہیں) کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا۔ ان کا

لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ۝

کھانا ضریع (جہنمی خاردار تلخ گھاس) کے اور کچھ نہ ہوگا۔ جو نہ تو موٹا ہی کرے گا اور نہ بھوک سے ہی بچائے گا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝

(اور) کچھ چہرے اس دن خوشحال اور اپنی کوشش سے (نہال) ہوں گے۔ عالی شان باغ میں ہوں گے۔

لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ

کہ اس میں کوئی فضول بات نہ سنیں گے۔ اس میں بہتا ہوا چشمہ ہوگا۔ اور اس میں اونچے اونچے

مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِىُّ

تخت ہوں گے۔ اور چنے ہوئے آبخورے۔ اور برابر لگے ہوئے تکیے۔ اور نہ بچھی ہوئی

---

ع ۱۹ / ۱۲

سلہ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى تفسیر صافی میں ہے کہ زندگی تو ان کی بیکار ہوگی۔ اب رہی موت، اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (دیکھو پارہ ۱۳ - رکوع ۱۷)

سلہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا جس شخص نے عید کے دن فطرہ نکالا اس کے لئے کہا گیا ہے وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا اس سے یہ مطلب ہے کہ صحرا کی طرف نکل جائے اور نماز عیدین پڑھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ نے ایک شخص سے دریافت کیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى کے کیا معنی ہیں؟ اس شخص نے عرض کی کہ یہ ہے کہ جب اپنے پروردگار کا نام یاد کرے کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے فرمایا تو خدا تعالیٰ نے بے اندازہ تکلیف دی ہے اس شخص نے پوچھا کہ پھر اور کیا مطلب ہے؟ فرمایا جب اپنے پروردگار کو یاد کرے تو محمد و آلِ محمد پر درود بھیجے (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مَبْثُوثَةٌ ۞ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَاِلَى

مسندیں۔ تو کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے وہ کیوں کر پیدا کیا گیا ہے۔ اور

السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى

آسمان کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیوں کر بلند کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیوں کر قائم کئے گئے ہیں۔ اور

الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ

زمین کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیوں کر پھیلائی گئی ہے؟ پس نصیحت کرو۔ تم تو فقط نصیحت کرنے والے ہو۔ تم اُن پر کوئی

بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ

داروغہ تو ہو نہیں؟ سوائے اس شخص کے جو رُو گرداں ہوا اور کافر ہو گیا۔ کہ اللہ اس کو بہت بڑا عذاب

الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ ع

دے گا۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمے ان سب کا حساب لینا ہے۔

## اٰیاتها ۳۰ — حروفها ۵۹۵ — سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ — كلماتها ۱۳۷ — رکوعها ۱

(سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝

قسم ہے صبح کی۔ اور دس راتوں کی۔ اور جفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جب کہ وہ قریب ختم ہو۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝

ضرور اس میں صاحب عقل کے لئے قسم ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ

جو ستونوں والے اِرم کے رہنے والے تھے کہ ویسا شہر شہروں میں بنایا ہی نہیں گیا۔ اور ثمود کے ساتھ

الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ

جنہوں نے میدان میں چٹانوں کو تراشا (اور اُن کو گھر بنایا) تھا۔ اور فرعون کے ساتھ (جو سزا کے لئے میخیں رکھنے والا تھا کیسا معاملہ کیا

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ

کہ ان سب نے ملکوں میں سرکشی کی تھی۔ پھر ان میں خرابی کو بہت بڑھا دیا تھا۔ پس تمہارے پروردگار نے بھی اُن پر

رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۞ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا

عذاب کا کوڑا لگایا۔ بیشک تمہارا پروردگار ضرور گھات میں ہے۔ اب رہا انسان جب

ع ۲۶/۱۳ (الغاشیة)

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اونٹ کی خلقت خدائے تعالیٰ کی کمال قدرت اور اس کی حسن تدبیر پر پوری پوری دلالت کرنے والی ہے اس لئے کہ اس کو پیدا اس غرض سے کیا ہے کہ بھاری بھاری بوجھ اُٹھا اُٹھا کر بڑے دُور دُور کے شہروں میں پہنچا دے اسی لئے اس کو عظیم الجثہ بنایا ہے اور اس بات کے لئے موزون کہ بہت سا بوجھ اٹھا سکے اور بوجھ لے کر بیٹھے سے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور پھر ہانکنے والے کا تابعدار رہے اور گردن لمبی عطا کی ہے کہ وزنی چیزوں کو اس کے ذریعے سے اونچا کر دے اور اونچے اونچے درختوں سے پیٹ بھر سکے۔ پیاس کا متحمل بنایا کہ جنگل دبیابان طے کر سکے، اسی کی سنت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (دیکھو پارہ نمبر ۱۴ رکوع ۶) اور اس کے علاوہ اس میں اور بھی بہت سے منافع ہیں ۱۲ اسلام اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا اور خدائے تعالیٰ اولین و آخرین کو آخری فیصلے کے لئے جمع فرمائے گا تو جناب رسول خدا بھی بلائے جائیں گے اور جناب امیر المومنین بھی اور جناب رسول خدا کو ایک سبز حلہ پہنایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک کو منور کر دے گی۔ پھر ویسا ہی حلہ علی مرتضیٰ کو پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد جناب رسول خدا کو ایک گلابی رنگ کا حلہ پہنایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی اور پھر علی مرتضیٰ کو ویسا ہی حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر یہ دونوں بزرگوار ایک بلند مقام پر بٹھا دیئے جائیں گے پھر ہم کو بلایا جائے گا اور لوگوں کا حساب ہمارے سپرد کر دیا جائے گا۔ پس واللہ اہل جنت کو ہم جنت میں داخل کریں گے اور اہل جہنم کو جہنم میں پہنچا دیں گے اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ ہماری طرف کل مخلوق کی رجوع ہوگی۔ پھر ہمارے ذمہ ان کا حساب لینا ہوگا جو گناہ خدا اور مخلوق کے مابین ہوگا اس کی نسبت تو ہم سے خدائے تعالیٰ نے

مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ

اس کا پروردگار اُس کو (اس طرح) آزماتا ہے کہ اس کی عزت کرتا ہے اور اس کو نعمت دیتا ہے۔ تب تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگا

اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝

نے میری عزت کی۔ اور جب وہ اُسے (اس طرح) آزماتا ہے کہ اُس کا رزق اس کے لئے تنگ کر دیتا ہے تب وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

یہ ہرگز نہیں ہے بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

اور میراث کا مال (حلال وحرام) ملا کر نگلے چلے جاتے ہو۔ اور مال کو جمع کرنے کے بڑے حریص ہو۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا

اتنا ہی نہیں ہے (بلکہ) جب زمین توڑ توڑ کر چکنا چور کر دی جائے گی۔ اور تمہارا پروردگار (یعنی اس کا حکم) اور فرشتے صف

صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

بصف آموجود ہوں گے۔ اور جہنم لا حاضر کیا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا مگر اس وقت

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝ فَيَوْمَىِٕذٍ

اس کے لئے نصیحت حاصل کرنا کہاں (مفید ہوگا) وہ کہے گا کہ کاش میں نے اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝

نہ تو کوئی خدا کا سا عذاب دے سکے گا اور نہ اس کا سا جکڑنا جکڑ سکے گا۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝

(فرمائے گا کہ) اے اطمینان والے نفس! تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی بھی ہے (اور اس کا) پسندیدہ (بھی)

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں چلا آ۔

ع ۱
۱۴

اٰيَاتُهَا ۲۰ حُرُوْفُهَا ۳۴۱ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ كَلِمَاتُهَا ۸۲ رُكُوْعُهَا ۱

(سورۂ بلد مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمن ورحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا

مجھے اس شہر مکہ کی قسم۔ درآنحالیکہ تم اسی شہر میں اترے ہوئے ہو۔ اور باپ (آدم) کی اور

ﻟﮧ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ تا فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ تفسیر صافی میں ہے کہ انسان کی ان دونوں باتوں کے کہنے پر خدائے تعالیٰ نے اس کی مذمت اس لئے کی کہ وہ بغیر غور و فکر کے ایسا کہہ بیٹھتا ہے ورنہ غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی رزق کی تنگی دونوں جہان کی خوبیوں کو پہنچا دیتی ہے۔ اور رزق کو بکثرت ہونا دشمنوں کا نشانہ بنا دیتا ہے اور دنیا کی محبت میں ڈبو دیتا ہے۔

ﻟﮧ اَكْلًا لَّمًّا اس کے معنی ہیں حلال و حرام کو ملا کر کھا جانا کیوں کہ وہ لوگ بیٹیوں کو اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو میراث نہیں دیتے تھے۔ ان کے حصے کھا جاتے تھے یا یہ مطلب ہے کہ باوجود یہ سب کچھ جاننے کے کہ مورث نے حلال و حرام جمع کیا ہے وہ سب کچھ کھا جاتے تھے۔

ﺳﮧ وَجَآءَ رَبُّكَ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت کی نشانیاں اور اس کے قہر و غلبہ کے آثار اسی طرح نمایاں ہوں گے جیسے کسی بادشاہ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

(اس صفحہ کے اور حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

وَلَدَ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ○ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ

(اُن کی) اولاد کی قسم - بیشک ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا - کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے اوپر کوئی بھی

عَلَيْهِ أَحَدٌ ○ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ○ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ

قابو نہ پائے گا؟ کہتا ہے کہ میں نے کثیر مال ضائع کیا - کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ

يَرَهُ أَحَدٌ ○ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ○ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ○ وَ

اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں؟ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں؟ اور ایک زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیئے)؟ اور

هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ○ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ○

ہم نے اس کو دونوں راستے دکھلا دیئے - پھر بھی وہ دشوار گھاٹی سے نہ اترا - اور تم کیا سمجھے کہ دشوار گھاٹی کیا ہے؟

فَكُّ رَقَبَةٍ ○ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ○ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○

کسی بندہ کی گلو خلاصی کرنا - یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم یا خاکسار

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا

مسکین کو کھانا کھلا دینا - پھر وہ اُن لوگوں میں سے ہوتا جو ایمان لائے ہیں اور ایک دوسرے کو

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ○ وَالَّذِينَ

صبر کرنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کرتے رہتے ہیں ایسے ہی لوگ تو نیک فال و مُبارک ہیں - اور جو لوگ

كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ○ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ○

ہماری آیتوں کے منکر اور بدشگون و منحوس ہیں - چوطرفہ سے بندکی ہوئی آگ اُن ہی پر ہوگی -

آیاتھا ۱۵ حروفھا ۲۵۴ سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّة کلماتھا ۵۶ رکوعھا ۱

(سورۂ شمس مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے رحمٰن و رحیم

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ○ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ○ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ○

قسم ہے سورج کی اور اس کی چڑھتی ہوئی دھوپ کی - قسم ہے چاند کی جبکہ وہ سورج کے پیچھے ظاہر ہو - قسم ہے دن کی جب کہ (خدا) اس (آفتاب) کو روشن

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ○ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ○ وَالْأَرْضِ وَمَا

کر دے - اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ اس (آفتاب) کو ڈھانپ لے - قسم ہے آسمان کی اور اُس کی جس نے اسے بنایا ہے - اور قسم ہے زمین کی اور اُس کی جس نے

طَحَاهَا ○ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ○

اُسے بچھایا ہے - اور قسم ہے جان کی اور اُس کی جس نے اُسے ٹھیک پیدا کیا ہے - پھر اس کی بدکاری اور اُس کی نیکی (بھی) اُسے پہنچا دی ہے -

ع ۱ / ۲۰ / ۱۵

سلہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان مستقیم القامت بنایا گیا ہے - تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ انسان تعب اور مشقت کے لئے پیدا کیا گیا ہے یعنی دنیا کی مصیبتیں بھی جھیلتا ہے اور آخرت کی سختیاں بھی اٹھائے گا ۱۲

سلہ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ○ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ شائد اس سے مراد ثالث ہے

سلہ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ○ تفسیر قمی میں ہے کہ لُبَدًا کے معنی ہیں بہت سا اور یہ مقولہ عمرو ابن عبدود کا ہے کہ جس وقت جنگ خندق میں جناب امیر المومنینؑ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا - تو اُس وقت اس نے کہا تھا کہ میرا وہ بہت سا مال جو میں خرچ کر چکا ہوں کہاں سے ملے گا - حالانکہ یہ مال لوگوں کو راہِ خدا سے روکنے کے لئے صرف کیا تھا - لہذا اس کی سزا میں جناب امیر المومنینؑ نے اُسے قتل کر دیا ۱۲

سلہ النَّجْدَيْنِ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مُراد ہے راہ خیر اور راہ شر کسی نے عرض کی کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ ماں کی دونوں چھاتیاں اس کو بتلا دیں - فرمایا ہرگز نہیں بلکہ ان دونوں راہوں سے مراد خیر و شر ہیں ۱۲

سلہ الْعَقَبَةُ تفسیر حقانی میں ہے کہ الْعَقَبَةُ کے معنی ہیں - پہاڑ کی وہ گھاٹی یا درہ - اس سے بطور استعارہ مراد ہے وہ کام جو مثل طے کرنے درہ کوہ کے سخت و دشوار ہے اور اقتحام عقبہ کے معنی ہیں دشوار امر میں پیشقدمی کرنا جیسے بندہ کا آزاد کرنا اور بھوک کے ایسے حال میں کھانا کھلانا کہ خود بھوکا ہو - جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے جواب دیا کہ جس کو خدا نے ہماری ولایت کی عزت عطا فرمائی وہ اس گھاٹی سے عبور کر گیا اور مراد اس گھاٹی سے جس میں ڈرانے والے کے لئے نجات ہے ہم اہل بیت ہیں ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

جس نے اُسے پاک کر لیا وہ تو یقیناً کامیاب ہوا۔ اور جس نے اُسے (خفیہ گناہ سے) دبا دیا وہ یقیناً ناکام رہا۔ (قوم) ثمود نے

بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

اُسی کی سرکشی کے سبب جھٹلایا جبکہ اسی قوم کا سب سے بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ پس ان سے اللہ کے رسول نے کہا تھا کہ خدا کی اونٹنی کو

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ

اور اس کے پانی پینے کو نہ چھیڑنا۔ پس انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں پس اُن کے پروردگار نے ان پر ان کی اس

بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ ع

گناہ کے سبب عذاب نازل کیا پھر ان کا پٹڑا کر دیا۔ اور اسے تو کسی کے بدلا لینے کا ڈر ہے ہی نہیں۔

آیاتها ۲۱ حروفها ۳۱۴ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۷۱ رکوعها ۱

(سورۂ لیل مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ

قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے۔ قسم ہے دن کی جب کہ وہ چمک اٹھے۔ قسم ہے اُس کی جس نے نر و مادہ کو

الْاُنْثٰى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ

پیدا کیا ہے۔ بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔ پس جس شخص نے دیا اور پرہیزگاری برتی۔ اور ٹھیک باتوں کی

بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝

تصدیق کی۔ تو بہت جلد ہم اُسے آسانی کی توفیق دیں گے۔ اور رہا وہ جس نے کنجوسی اور بے پروائی برتی۔

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ

اور اچھی باتوں کو جھٹلایا۔ تو بہت جلد ہم اُسے سختی میں پھنسا دیں گے۔ اور جب وہ مرے گا تو

مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝

اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ بیشک ہمارے ذمے ضرور ہدایت کر دینا ہے۔ اور بیشک ہمارے ہی لئے (ملک) آخرت اور دنیا ہے۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ

سو میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے۔ کہ اس میں کوئی نہ جائے گا مگر وہی بدبخت۔ جس نے جھٹلایا اور

تَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ

روگردانی کی۔ اور عنقریب اس سے وہ پرہیزگار بچا لیا جائے گا۔ جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا

ع ۱۵/۱۶

سلہ اَشْقٰىهَا تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے قدار ابن سالف جو قوم میں سب سے زیادہ شقی تھا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے علی ابن ابی طالب سے دریافت کیا تھا کہ پہلے والوں میں سب سے زیادہ شقی کون ہوا ہے عرض کی یا رسول اللہ ناقہ صالحؑ کی کونچیں کاٹنے والا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کہا۔ اب بتاؤ کہ آخرین میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ یہ میں نہیں جانتا۔ آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنینؑ کے سر مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جو اس پر ضربت لگائے گا وہ ۱۲ سلہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس کے کہ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا کیا یہ اب بھی نہیں ڈرتے؟ اس کی قرأت فَلَا يَخَافُ بھی آئی ہے اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اہلِ مدینہ اور اہلِ شام کے قرآن مجید میں بجائے "واو" کے "فا" تھی ۱۲ سلہ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى تفسیر صافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اَلنَّهَارِ سے مراد ہم اہلِ بیت میں سے قائم یعنی قائم آل محمد کہ جب وہ اٹھ کھڑے ہوں گے تو ہر راست باطل پر غالب آئیں گے پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے مثالیں بیان کی ہیں اور چونکہ اس کے مخاطب خدا کے نبی ہیں اور ہم اُن کے اہل بیت ہیں لہذا ہمارے سوا کسی غیر کو ان باتوں کا علم نہیں ہے ۱۲ سلہ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے وَ خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ منقول ہے یعنی لفظ (مَا) نہیں آیا ہے اور راوی کا بیان ہے کہ جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنینؑ کی قرأت یہی تھی۔ المناقب میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں اَلذَّكَرَ سے مراد ہیں جناب امیر المومنینؑ اور اَلْاُنْثٰى سے مراد ہیں سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا ۱۲ سلہ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جواب قسم ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ تم میں سے

عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ۝ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝

احسان نہیں ہے کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ بلکہ وہ اپنے عالی شان پروردگار کی رضا چاہتا ہے۔ اور آگے چل کر وہ ضرور اس سے راضی ہو جائے گا۔

آیاتہا ١١ ‏ حروفہا ١٦٦ ‏ سُورَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ ‏ کلماتہا ٤٠ ‏ رکوعہا ١

(سورۂ والضحیٰ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَٱلضُّحَىٰ ۝ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝ وَ

قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی۔ اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے۔ (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار تم سے دست بردار ہوا اور نہ ناراض ہوا۔ اور

لَلْءَاخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ ٱلْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

تمہارے واسطے آخرت دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ اور آگے چل کر تمہارا پروردگار تم کو اس قدر عطا فرمائے گا

فَتَرْضَىٰٓ ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَـَٔاوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدَىٰ ۝

کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔ اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنَىٰ ۝ فَأَمَّا ٱلْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا

اور تم کو محتاج پایا اور مالدار کر دیا۔ پس اب یتیم پر ظلم نہ کرنا۔ اور

ٱلسَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنا۔ اور رہی تمہارے پروردگار کی نعمت سو اس کا ذکر کرتے رہنا۔

آیاتہا ٨ ‏ حروفہا ١٠٢ ‏ سُورَةُ أَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ‏ کلماتہا ٢٧ ‏ رکوعہا ١

(سورۂ الم نشرح مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ ٱلَّذِىٓ أَنقَضَ

کیا ہم نے تمہاری خاطر سے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور تم پر سے وہ بوجھ جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتا تھا (نہیں) اتار دیا

ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ

اور تمہاری خاطر سے تمہارے ذکر کو بلند (نہیں) کیا۔ تو بیشک تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔ (اور یقیناً)

ٱلْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَٱنصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب ۝

مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب تم فارغ ہو چکو تو اب اپنا (قائم مقام) مقرر کر دو۔ اور اپنے پروردگار کے حضور میں جانے کی خواہش کرو۔

سلہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی شان نزول میں منقول ہے کہ پہلی سورۃ جو جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو پہنچائی وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ تھی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی نہیں آئی۔ تو جناب خدیجۃ الکبریٰ نے یہ عرض کی کہ شائد پروردگار عالم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کہ پھر آپ کے پاس وحی نہیں بھیجتا۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سلہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا جنابہ فاطمۃ الزہراؑ کے گھر آئے وہ اونٹ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھیں اور اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں اور اپنے بچے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں جناب رسول خدا نے جب یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ بیٹی آخرت میں جو لطف ملنے والے ہیں اُن کے مقابلہ میں دنیا کی ہر سختی پر ضرور صبر کرو۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ المناقب میں بھی ایسی ہی روایت موجود ہے اور آخر میں جنابہ سیدہ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نَعْمَآئِهٖ وَالشُّكْرُ عَلٰى اٰلَآئِهٖ سب تعریف اللہ ہی کے لئے بوجہ اس کی تمام نعمتوں کے زیبا ہے اور واقعی شکر اس کی کل نعمتوں کا ہونا چاہیئے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میرے جدّ امجد اس وقت راضی ہوں گے کہ کوئی موحّد جہنم میں باقی نہ رہے اور محمد حنفیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اے اہل عراق تمہارا تو یہ گمان ہے کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت یہ ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اور ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ہے۔ واللہ یہ ذکر شفاعت ہے جس کے ذریعے سے ہمارے جد امجد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں تک کو بھی داخل جنت فرمائیں گے۔ (بشرطیکہ وہ بغض اہل بیت نہ رکھتے ہوں) اور یہ

اٰيَاتُهَا ٨ | حُرُوفُهَا ١٦٥ | سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ | كَلِمَاتُهَا ٣٤ | رُكُوْعُهَا ١

(سورۂ والتین مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینا کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

بیشک ہم نے انسان کو بہت ہی اچھے کینڈے پر بنایا۔ پھر ہم نے اُسے پست سے پست حالت کی طرف

سٰفِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ

پھیر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیکیاں کرتے رہے کہ ان کے لئے بے انتہا ثواب

مَمْنُوْنٍ ○ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ○ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ●

ہے۔ تو (اے رسول) ان کے بعد تم کو قیامت کے بارے میں کون جھٹلائے گا؟ کیا خدا سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟

اٰيَاتُهَا ١٩ | حُرُوفُهَا ٢٩٠ | سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ | كَلِمَاتُهَا ٧٢ | رُكُوْعُهَا ١

(سورۂ علق مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ

پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو بستہ لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ

وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

اور تیرا ہی پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ○ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ○ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ

دیکھو انسان جب اپنے آپ کو بے پروا پاتا ہے تو وہ ضرور سرکش ہو جاتا ہے۔ بیشک تمہارے پروردگار ہی کی حضور میں تو

الرُّجْعٰى ● اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ○ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ○ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى

پلٹ کر جانا ہے۔ آیا تم نے اُسے بھی دیکھا جو ایک بندے کو جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے؟ آیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اگر وہ

الْهُدٰٓى ○ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ○ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○ اَلَمْ يَعْلَمْ

ہدایت پر ہو یا باز رہنے کا حکم دیتا ہو تو روکنا کیا معنی؟ آیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اگر اسے جھٹلایا اور رُوگردانی کی۔ (تو کیا نتیجہ پائے گا؟) کیا وہ نہیں

ع ٨ ٢٠

سلہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ قسم کے لئے ان دونوں میووں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ کم ہوتا ہے اور غذا جلد ہضم ہو جانے والی ہے اور دوا ایسی ہے جس کا نفع بہت بڑا ہے کہ وہ طبیعت کو ملائم کرتی ہے جو بلغم کو گھلا دیتی ہے گردوں کو صاف کرتی ہے ریگ مثانہ کو دُور کرتی ہے اور جگر اور طحال کے سُدّے کھول دیتی ہے اور بدن کو موٹا کرتی ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ انجیر بواسیر کو دُور کرتا ہے اور درد نقرس کو نفع پہنچاتا ہے اب رہا زیتون وہ میوہ کا میوہ ہے اور سالن کا سالن اور دوا کی دوا اور اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں ہے ١٢ سلہ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مُراد وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات فرمائی تھی اور سینین اور سینا دونوں نام ایک گاؤں کے ہیں جس میں وہ پہاڑ واقع ہے ١٢ سلہ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ الخصال اور المعانی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے شہروں میں سے چار کو پسند فرما لیا ہے۔ پس ارشاد فرمایا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ پس وَالتِّيْنِ سے مُراد ہے مدینہ الزَّيْتُوْنِ سے مراد ہے بیت المقدس اور طُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مُراد ہے کوفہ اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مُراد ہے مکہ معظمہ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ التِّيْنِ سے مراد ہیں جناب رسول خدا اور الزَّيْتُوْنِ سے مراد ہیں جناب امیر المومنینؑ اور طُوْرِ سِيْنِيْنَ سے حسنؑ و حسینؑ اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے ائمہؑ ہیں۔ المناقب میں جناب موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ سے جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ ہیں۔ اور طُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے جناب محمد مصطفےٰؐ ١٢ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ كَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ

جانتا کہ اللہ ضرور دیکھتا ہے۔ ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم ضرور اس کو پیشانی کے بل گھسیٹیں گے۔ جھوٹے قصوروار کی پیشانی

كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ كَلَّا ؕ

کے بل۔ اس وقت چاہیئے کہ وہ اپنی جمعیت کو پکارلے۔ ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے۔ دیکھو!

السجدۃ

لَا تُطِعۡهُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ۩

اس کا کہنا نہ مانو اور سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو۔

آیاتھا ۵ حروفھا ۱۱۲ سُوۡرَةُ الۡقَدۡرِ مَكِّيَّةٌ کلماتھا ۳۰ رکوعھا ۱

(سورۂ قدر مکہ میں نازل ہوا)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ لَيۡلَةُ

بیشک ہم نے اس کو شبقدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا سمجھے کہ شبقدر کیا ہے؟ شبقدر

الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا

ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں روح اور کل فرشتے

بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۙ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ع

اپنے پروردگار کے حکم سے ہر معاملہ لے کر اترتے ہیں (یہ رات) فجر کے طلوع ہونے تک (سلامتی) سلامتی ہے۔

آیاتھا ۸ حروفھا ۴۱۱ سُوۡرَةُ الۡبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ کلماتھا ۹۵ رکوعھا ۱

(سورۂ بیّنہ مدینہ میں نازل ہوا)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى

اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے ہیں وہ اور مشرک علیحدہ ہونے والے نہیں تھے جب تک کہ

تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ ۙ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيۡهَا

اُن کے پاس کوئی دلیل نہ آجاتی۔ (یعنی) اللہ کی طرف سے رسُول جو اُن کو پاک صحیفے پڑھ کر سناتا ہے۔ جن میں

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ

پختہ نوشتے موجود ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی تھی منفرق نہیں ہوئے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس

سلہ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ تفسیر صافی میں ہے کہ سفع کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا اور زور سے کھینچنا اور مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو پیشانی کے بل گرفتار کریں اور جہنم میں پھینک دیں گے ۱۲ سلہ فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ۙ تفسیر صافی میں ہے کہ نادیہ کے معنی ہیں مجلس اور مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اور صحبت کے لوگوں کو پکارے کہ وہ آکر اس کی مدد کریں۔ روایت میں وارد ہے کہ ابوجہل ایک دن آنحضرتؐ کے پاس سے گذرا۔ حضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو خفا ہو کر بولا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے بھی نہایت غصے سے جواب دیا۔ اور فرمایا تو مجھے دھمکاتا ہے حالانکہ وادیٔ مکہ میں سب سے زیادہ مجمع میرے ساتھ ہوگا۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت ابوطالبؑ کا انتقال ہوگیا تو ابوجہل اور ولید علیہما اللعنۃ نے لوگوں کو پکار کر یہ کہا کہ آؤ اب محمد کو قتل کر ڈالو کہ ان کا مددگار جو تھا اب وہ نہیں ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ ۱۲ سلہ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ۩ کافی اور العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بندہ کو خدائے تعالیٰ سے جو قرب حاصل ہوتا ہے سجدے ہی کی حالت میں ہوتا ہے اس کی دلیل یہی آیت ہے تفسیر مجمع البیان میں اور اور کتب میں ائمہؑ سے واجب سجدوں کی جو تفصیل منقول ہے (اسے ضمیمہ میں پڑھیں) اس کے علاوہ جو سجدے ہیں وہ سب مسنون ہیں۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ سب سے پہلی سورۃ جو نازل ہوئی وہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ الخ ہے اور سب سے آخر میں جو سورۃ نازل ہوئی وہ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ الخ ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیئے)

الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵

کھلی دلیل آگئی۔ حالانکہ اُن کو کچھ اور حکم نہیں دیا گیا تھا مگر یہ کہ خدا کی عبادت کریں خاص بندگی اسی کی کریں (عقائد) باطلہ سے

حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

ایک طرف رہیں نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور اسی کو سمجھیں کہ ٹھیک (ٹھیک) دین یہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

بیشک اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے وہ اور مشرک دوزخ کی آگ میں جا پڑیں گے (اور)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ساری مخلوق سے بدتر یہی لوگ ہیں۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ

انہوں نے نیک کام کئے ساری مخلوق سے بہتر یہی لوگ ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں وہ

اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے خوش ہوں گے۔ یہ اسی کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

ایاتہا ٨ | حروفہا ١٥٨ | سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ | کلماتہا ٣٦ | رکوعہا ١

(سورۂ زلزال مدینہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(رحمن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَ

جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے۔ اور زمین اپنے دفینے نکال دے۔ اور

قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى

انسان یہ کہنے لگے کہ اسے ہو کیا گیا ہے؟ اس دن (زمین) اپنی خبریں بیان کر دے گی۔ کیوں کہ تمہارے پروردگار نے

لَهَا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ

اُسے حکم دیا ہوگا۔ اُس دن لوگ مختلف حالتوں میں نکلیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پس جس شخص نے

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔

سلہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لئے قرآن مجید نازل کیا مگر یہ لوگ مرتد اور کافر ہو گئے اور جناب امیر المومنینؑ کی ان لوگوں نے نافرمانی کی۔ سلہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت آلِ محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے آمالی میں حضرت جابر ابن عبداللہ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں تھے کہ علی ابن ابی طالب تشریف لائے اور آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب تو تمہارے پاس میرا بھائی آ گیا۔ پھر کعبہ کی طرف توجہ فرمائی اور اس پر اپنا ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اللہ کے عہد کا سب سے زیادہ پورا کرنے والا اور اس کے حکم کو سب سے زیادہ مضبوطی سے بجا لانے والا۔ رعیت میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والا۔ اور مال غنیمت کا سب سے زیادہ ٹھیک ٹھیک تقسیم کرنے والا اور خدا کے نزدیک فضیلت میں سب سے بڑھا ہوا علی ابن ابی طالب ہے۔ جس وقت آنحضرتؐ نے یہ فرمایا اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ اصحاب جناب رسول خدا کا اس وقت سے یہ معمول ہو گیا کہ جب علی مرتضےٰ کو آتے دیکھتے تو یہ کہا کرتے کہ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وہ آئے اور جناب رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ کی طرف توجہ کر کے فرمایا۔ یا علی واللہ اس آیت میں تم مراد لئے گئے ہو۔ اور تمہارے شیعہ تمہاری اور اُن کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تم کل اس شان سے آؤ گے کہ سروں پر تاج ہوں گے اور چہرے اور پیشانیاں نورانی ہوں گی۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی مطلب مندرج ہے اور المحاسن میں

ع ٩ / ٢٢

ع ٨ / ٢٤

ایاتھا ۱۱ | حروفھا ۱۷۰ | سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ | کلماتھا ۴۰ | رکوعھا ۱

(سُورۂ العٰدیٰت مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۱ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۲ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ○

قسم ہے سرپٹ دوڑانے والے گھوڑوں کی جو ذرا ٹے بھرتے جاتے ہیں پھر پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکالتے جاتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت چھاپا مارتے ہیں۔

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا ○ فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ ○

تو اس سے گرد و غبار بلند کر دیتے ہیں۔ پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں۔ بیشک انسان اپنے رب کے لئے بڑا ہی ناشکرا ہے۔

وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیْدٌ ○ وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ○ اَفَلَا

اور وہ اس بات پر خود بھی گواہ ہے۔ اور وہ مال کی بہت محبت رکھتا ہے۔ کیا وہ

یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ○ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ○

نہیں جانتا کہ جب مُردے قبروں سے نکالے جائیں گے۔ اور سینوں کے بھید کھول دیئے جائیں گے۔

اِنَّ رَبَّہُمْ بِہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ●

اس دن ان کا پروردگار ان سے ضرور واقف ہوگا۔

ایاتھا ۱۱ | حروفھا ۱۶۰ | سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ | کلماتھا ۳۵ | رکوعھا ۱

(سُورۂ قارعہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْقَارِعَۃُ ○ مَا الْقَارِعَۃُ ○ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْقَارِعَۃُ ○ یَوْمَ یَکُوْنُ

کھڑکھڑانے والا واقعہ کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والا واقعہ؟ اور تم کیا سمجھے کہ وہ کھڑکھڑانے والا واقعہ ہے کیا؟ وہ دن ہے

النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ○ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِہْنِ الْمَنْفُوْشِ ○

جس دن آدمی ایسے ہو جائیں گے جیسے پھیلے ہوئے پتنگے۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی اون۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ ○ فَہُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ○ وَاَمَّا مَنْ

پس جس کے اعمال نیک کی تول بھاری اترے گی۔ وہ تو خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال نیک

خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ ○ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ ○ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا ہِیَہْ ○ نَارٌ حَامِیَۃٌ ●

کی تول کم اترے گی۔ تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے؟ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

ــله وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۱ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم کھائی ہے جو دوڑتے ہیں اور دوڑنے میں ان کی سانس کی آواز نکلتی ہیں۔ ــله۲ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۲ تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ وہ ملک پتھریلا تھا۔ اس سبب سے گھوڑوں کی ٹاپیں پڑنے سے چنگاریاں نکلتی تھیں۔ ــله۳ لَکَنُوْدٌ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا آیا تم لوگ جانتے ہو کنود کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ کنود وہ ہے جو تنہا کھائے اور خیرات و عطیا کو روکے اور اپنے غلام کو مارے پیٹے۔ ــله۴ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ تفسیر صافی میں ہے کہ الخیر کے معنی ایک قول کے بموجب مال ہیں اور ایک قول کے بموجب زندگی۔ ــله۵ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ امالی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سورہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے اسی سریہ میں حضرت عمر ابن الخطاب کو سردار کر کے بھیجا تھا وہ شکست کھا کر اس شان سے لوٹے کہ اپنے ساتھیوں کو بزدلی کا الزام دیتے تھے اور وہ لوگ خود انہیں بزدل بتلاتے تھے۔ جب یہ قضیہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرتؐ نے علی مرتضےٰ سے فرمایا کہ سردار قوم تم ہو اس سریہ کی فتح کے لئے تم ہی آمادہ ہو مہاجرین اور انصار کے سواروں میں سے جنہیں جنہیں مناسب سمجھو ہمراہ لے جاؤ۔ حضرتؑ نے تعمیل کی جناب رسولؐ خدا نے ان کو اس مہم پر روانہ کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دن کو ہمیشہ کسی گوشے میں قیام کیا کرنا اور رات کو چلا کرنا اور دشمن کے حالات پر نظر رکھنا۔ جناب امیر علیہ السلام نے حکم جناب رسولؐ کی پوری پوری تعمیل کی۔ وہاں پہنچکر قریب صبح ان لوگوں پر چھاپہ مارا۔ اور یہاں خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۂ وَالْعٰدِیٰتِ نازل کی جس میں جناب علی مرتضےٰ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف

ع ۱ ۱۱ ۲۵

ع ۱ ۱۱ ۲۶

ایاتھا ۸ حروفھا ۱۲۳ سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ کلماتھا ۲۸ رکوعھا ۱

(سورہ تکاثر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا

زیادتی کے فخر نے تم کو غافل بنائے رکھا یہاں تک کہ تم نے قبروں کو دیکھا (یعنی تم کو موت آگئی) آگاہ ہو جاؤ کہ آگے چل کے تم جان لوگے پھر

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ○

سُن رکھو کہ آگے چل کے تم جان لوگے۔ دیکھو اگر تم یقین کے طور پر جان لیتے (تو غافل نہ ہوتے)۔ تو تم دوزخ تو ضرور دیکھوگے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○

پھر تم اُس کو یقین کی آنکھ سے دیکھوگے۔ پھر تم سے اُس دن نعمتوں کی بابت ضرور باز پُرس کی جائے گی۔

ایاتھا ۳ حروفھا ۱۴۴ سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ کلماتھا ۱۴ رکوعھا ۱

(سورہ عصر مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

وقت عصر کی قسم انسان ضرور ٹوٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

انہوں نے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے

ایاتھا ۹ حروفھا ۱۳۵ سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ کلماتھا ۳۳ رکوعھا ۱

(سورہ ھمزہ مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ○ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○

ہر عیب جوئی کرنے والے طعنے دینے والے کے حال پر افسوس ہے۔ جو مال جمع کرتا اور اُسے گِنتا رہتا ہے۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ○ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○

گمان کرتا ہے کہ اُس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا وہ ضرور بھسم کرنے والی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

منزل سابع ۷

ع ۸ ۲۷

ع ۳ ۲۸

سلہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ اپنے کنبے اور قبیلے کی تعداد زیادہ دکھانے کے لئے جب تم اپنے زندوں کے عدد گن چکے تو قبرستان کو چلے اور اپنے کنبوں کے مردوں کی زیادتی پر بجائے اس کے کہ عبرت پکڑتے فخر کرنے لگے اس کی تائید نہج البلاغہ سے بھی ہوتی ہے کہ جناب امیرؑ نے اس سورۃ کو تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آیا وہ اپنے باپ دادا کی قبروں پر فخر کرتے ہیں یا اپنے قبیلے سے مر جانے والوں کی تعداد پر نازاں ہوتے ہیں پھر آگے ارشاد فرمایا کہ حق تو یہ ہے کہ وہ لوگ ان کے لئے باعث عبرت ہیں نہ باعث فخر و مباہات الخ اور روایتیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں

سلہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے عوام الناس کا خیال معلوم کرنے کے لئے جناب ابو حنیفہ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا اور یہ فرمایا کہ اے نعمان تیرے خیال میں النعیم کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ پیٹ بھر کر جو کھانا مل جائے اور ٹھنڈا پانی۔ فرمایا کہ اگر قیامت کے دن تجھے اس بات کی توفیق مل گئی کہ حضور پروردگار عالم بلایا گیا اور ایک ایک کھانے اور پینے کا تجھ سے سوال کیا گیا تو پورا پورا حساب سمجھانے کے لئے برسوں تجھے کھڑا رہنا پڑے گا۔ عرض کرنے لگا کہ میں قربان جاؤں پھر نعیم کیا ہے؟ پھر فرمایا ہم اہل بیت وہ نعیم ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالٰے نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا ہے

دربماری ہی وجہ سے اُن میں اتفاق پیدا کر دیا ہے بعد اس کے کہ سخت اختلاف تھا اور ہماری ہی وجہ سے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی ہے اور ان کو بھائی بھائی بنا دیا ہے بعد اس کے کہ وہ دشمن تھے۔ اور ہماری ہی وجہ سے اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی ہے۔ یہی نعمت خدا کی ایسی ہے جو منقطع نہ ہوگی اور اسی نعمت کے حقوق کی بابت خدائے تعالٰے ان سے سوال کرے گا کیونکہ

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى

اور تم کیا سمجھے کہ بھسم کرنے والی کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک

الْأَفْئِدَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

جا چڑھے گی۔ پھر وہ بڑے (بڑے) لمبے لمبے شہتیروں کی صورت میں ان کو ہر طرف سے گھیر لے گی۔

## آیاتها ۵ حروفها ۹۴ سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۲۴ رکوعها ۱

(سورۂ فیل مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے رحمن ورحیم)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ کیا اس نے ان کی چال کو

فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم

بے کار نہ کر دیا؟ اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان کے اوپر

بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝

پتھر لی مٹی کی کنکریاں پھینکتے تھے۔ پھر ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔

## آیاتها ۴ حروفها ۷۹ سُورَةُ الْقُرَيْشِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۱۷ رکوعها ۱

(سورۂ قریش مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے رحمن ورحیم)

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ۝ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ

چونکہ قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کر دیا تھا۔ ان کے اس مانوس کر دینے کے سبب ان کو چاہیئے کہ اس گھر کے پروردگار کی

هَٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ۝

عبادت کریں جس نے اپنے رسول کو بھیج کر لوگوں کو حج کی طرف مائل کر کے) بھوک سے بچا کے ان کو کھانا دیا۔ اور (لوٹ کھسوٹ کے) خوف سے ان کو مطمئن کر دیا۔

## آیاتها ۷ حروفها ۱۱۵ سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۲۵ رکوعها ۱

(سورۂ ماعون مکہ میں نازل ہوا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے رحمن ورحیم)

---

ع ۱ ۹ ۲۹

ع ۱ ۵ ۳۰

ع ۱ ۴ ۳۱

سلہ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورہ اہل حبشہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ وہ ہاتھی لے کر آئے تھے اس غرض سے کہ اس کے ذریعے کعبۃ اللہ کو گرا دیں جب اسے دروازہ مسجد الحرام کے قریب لائے تو حضرت عبد المطلب نے اس ہاتھی سے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے یہ لوگ تجھے کس قصد سے لے کر آئے ہیں؟ اس نے اپنے سر کے اشارے سے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا یہ تجھے اس غرض سے لے کر آئے ہیں کہ تیرے ذریعے سے کعبۃ اللہ کو گرا دیں۔ آیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ پس حبشہ والوں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ ہاتھی مسجد الحرام میں گھس جائے مگر اس نے ایک نہ مانی۔ آخر حبشیوں نے ہاتھی پر حملہ کر کے خود اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے جو لگاتار چلے آتے تھے ۱۲

سلہ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر پرندہ کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ ہر پرندہ اڑتا ہوا ٹھیک ان کے سروں پر آ جاتا تھا اور کنکری کو سر کے مقابل چھوڑ دیتا تھا۔ پس وہ مبرز سے نکل جاتی تھی اور ان کی حالت ایسی بنا جاتی تھی جیسی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اسی مطلب کی دو روایتیں درج ہیں جن کے الفاظ میں کچھ کمی وبیشی اور کچھ تفاوت ہے از انجملہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ایک پرندہ اس صورت کا بھیجا جیسی ابابیلیں ہوتی ہیں اس کی چونچ میں مسور کے دانے کے برابر پتھر تھے۔ جس شخص پر اس کو وہ پتھر پھینکنا منظور ہوتا تو ٹھیک اس کے محاذ میں آ جاتا۔ پھر اس کے اوپر وہ پتھر چھوڑ دیتا جو اس کا جسم توڑ کر برنز کی راہ سے نکل جاتا۔ یہاں تک کہ اس سارے لشکر سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا یہ شخص بھاگ کر چلا گیا تھا اور جو کچھ دیکھ چکا تھا وہ لوگوں سے کہتا پھرا۔

45 HK

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور

يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن

مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ویل ہے ان نماز پڑھنے والوں کے واسطے جو اپنی

صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

نماز سے غفلت کرتے ہیں اور جو دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں اور عاریت دینے کی چیزوں کو روکتے ہیں

آیاتها ۳ حروفها ۴۷ سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۱۰ رکوعها ۱

سورہ کوثر مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

یقیناً اے رسول، ہم نے تم کو کوثر عطا کی ہے اب تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کرو یقیناً تمہارا دشمن جو ہے وہی بے اولاد رہے گا

آیاتها ۶ حروفها ۹۹ سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ كلماتها ۲۶ رکوعها ۱

سورہ الکفرون مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ

(اے رسول) تم کہدو کہ اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو میں انکی عبادت نہ کروں گا۔ اور نہ تم اسکی عبادت کرنیوالے ہو

مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ

جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں انکی عبادت کرنے والا ہوں جنکی تم نے عبادت کی ہے۔ اور نہ تم اسکی عبادت کرنیوالے ہو

مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرا دین میرے لئے ہے

آیاتها ۳ حروفها ۸۲ سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ كلماتها ۱۹ رکوعها ۱

سورۃ النصر مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

ف۱ أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورت ابوجہل اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے ف۲ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کو اس کا حق نہیں دیتے۔ ایک قول کے بموجب ابوجہل ایک یتیم کے مال کا سرپرست تھا۔ ایک موقع پر وہ یتیم برہنہ حالت میں اس کے پاس آیا اور اپنے ذاتی مال سے اس نے کچھ طلب کیا۔ ابوجہل نے اسکو ہٹا دیا اور ابوسفیان نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ اس سے اسی یتیم نے گوشت مانگا تو ابوسفیان نے اسکو اپنے عصا سے مارا ف۳ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے تارک الصلوۃ لوگ مراد ہیں۔ کیونکہ سہو تو نماز میں ہر انسان سے ہوتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ سہو وسوسہ شیطان ہے؟ فرمایا نہیں یہ تو ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے بلکہ یہاں سہو سے مراد غفلت کا کرنا اور نماز کا اول وقت سے بے عذر چھوڑ دینا ہے۔ الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خدائے تعالےٰ کو پسند نہیں ہے پس دنیا کے کاموں میں سے کوئی کام تم کو اس بات سے باز نہ رکھے کہ نماز کو اس کی فضیلت کے وقت میں بجا لاؤ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ایسی غفلت کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ف۴ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ منافقین ہیں جو نماز پڑھتے تھے۔ تو اس سے ثواب کی امید نہ رکھتے تھے اور نہ پڑھتے تھے تو اس سے کسی عذاب کا اندیشہ نہ کرتے تھے گویا پورے پورے غافل رہتے یہانتک کہ اس کا وقت گذر جاتا اور وہ غافل ہی رہتے۔ پس مومنین کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا محض ریا تھا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝

ع ۱/۳۲
ع ۱/۳۳
ع ۱/۳۴

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ

جب آئی اللہ کی مدد اور فتح (ہوگیا مکہ) اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں

ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ③ ع

گروہ کے گروہ داخل ہو رہے ہیں تو اب تم اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے

| آیاتہا ۵ | حروفہا ۸۱ | سورۃ اللھب مکیۃ | کلماتہا ۲۳ | رکوعہا ۱ |
|---|---|---|---|---|

سورہ لہب مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ ① مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور غارت ہو جائے وہ خود۔ اور اس کا مال اور جو کچھ

كَسَبَ ② سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ③ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ④

اس نے کمایا اس کے کچھ کام نہ آیا عنقریب وہ بھی لپٹ والی آگ میں جلا جائیگا اور اس کی جورو (بھی جہنم کا) ایندھن اٹھائے ہوئے

فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍۭ ⑤ ع

(چلی جائے گی) جس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی

| آیاتہا ۴ | حروفہا ۴۹ | سورۃ الاخلاص مکیۃ | کلماتہا ۱۷ | رکوعہا ۱ |
|---|---|---|---|---|

سورہ اخلاص مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ① ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ③

تم کہو کہ وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا والد ہے۔ اور نہ وہ (خود) کسی سے پیدا ہوا

وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ④ ع

اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

| آیاتہا ۵ | حروفہا ۷۳ | سورۃ الفلق مکیۃ | کلماتہا ۲۳ | رکوعہا ۱ |
|---|---|---|---|---|

سورہ فلق مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

ع ۱ / ۲ / ۲۵

ع ۱ / ۵ / ۲۶

ع ۱ / ۲ / ۲۷

ف۱ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ ؕ تفسیر برہان میں بحوالہ امالی منقول ہے کہ جب یہ سورت جناب رسول خدا پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر اس فتنے میں جو میرے بعد ہوگا جہاد کو اسی طرح واجب فرمادیا ہے جس طرح میرے ہمراہ ہو کر مشرکوں سے جہاد واجب کیا ہے اس موقعہ پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ میں جو گفتگو ہوئی وہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے) کافی اور العیون میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلی سورت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔ اور سب سے پچھلی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ ہے تفسیر مجمع البیان میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی کے آخر سال میں اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے یہ فرمایا کرتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے پھر یہی سورت تلاوت فرمائی ۱۲ (اس سے آگے ضمیمہ میں دیکھئے)

ف۲ تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ تفسیر صافی میں ہے کہ تباب کے معنی ہیں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچادے اور ید سے مراد ہے اس کا نفس اور ذات یا دنیا و آخرت تفسیر مجمع البیان میں عبد اللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتك الاقربین (دیکھو پارہ ۱۹ رکوع ۱۱ حج) نازل ہوئی تو حضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور ایک آواز دی جس سے قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے تمہیں کیا امر پیش آیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر میں تمہیں یہ اطلاع دوں کہ دشمن اس پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا ہے اور صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا کہ ضرور ہم آپ کی تصدیق کریں گے، فرمایا میرے ہی بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ ۹؎

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ

تم کہدو کہ میں سپیدہ صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ۔ ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا ۔ اور

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ

اندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے ۔ اور گرہوں پر پھونک مارنے والیوں کے شر سے (جبکہ وہ پھونک ماریں) اور

شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

حسد کرنے والے کے شر سے جبکہ وہ حسد کرے ۔

آیاتہا ۶ | حروفہا ۷۳ | سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ | کلماتہا ۲۰ | رکوعہا ۱

سورہ الناس مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

رحمن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ

تم کہدو کہ میں آدمیوں کے پروردگار کی ۔ آدمیوں کے بادشاہ کی ۔ آدمیوں کے معبود کی

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

اس شیطان کے وسواسوں کے شر سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہوں ۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ڈالتا رہتا ہے ۔ (ان میں سے) ایک جنوں میں سے ہے ۔ اور ایک آدمیوں میں سے ہے ۔

# دُعائے ماثورہ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا

اے خدا میری قبر میں میری پریشانی کو دور کرنا اور قرآن عظیم کے وسیلہ سے مجھ پر رحم فرما اور قرآن کو میرے لئے پیشوا و باعث نور

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ

اور سبب ہدایت فرما اور قرآن میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں یاد دلا اور قرآن میں سے جو کچھ میں نہیں جانتا وہ سکھائے اور رات دن مجھے اسکی

اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تلاوت نصیب کر اور قیامت کے لئے اسکو میرے لئے دلیل بنا اے عالم کے پرورش کرنیوالے میری دعا قبول کر ۔

نظامی پریس بکڈپو، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ف۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ فلق کے معنی ہیں پھٹ کر الگ ہوجانا اور مخصوص اصطلاح تو پھٹنے کے لئے قرار پاگئی ہے اس لئے یہی مطلب لیا جاتا ہے اور روایتیں ضمیمہ میں لاحظہ ہوں ۱۲

ف۲ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ طب الائمہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے آپ پر جادو کیا اور وہ جادو کی چیز فلاں قبیلہ کے کنوئیں میں اس شخص نے ڈال دی ہے بس آپ اس کنوئیں پر اس شخص کو بھیجئے جس پر آپ کو بھروسہ سب سے زیادہ ہو اور جس کی عظمت آپ کی نظر میں سب سے زیادہ ہو اور جو آپ کے نفس کی سی منزلت رکھتا ہو تا کہ وہ اس جادو کو نکال کر آپ کے پاس پہنچادے ۔ چنانچہ آنحضرت نے علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور فرمایا کہ تم فلاں قبیلے کے کنوئیں پر جاؤ کہ اس میں ایک جادو ہے جو لبید ابن عاصم یہودی نے میرے بارے میں کیا ہے ۔ جناب امیر کا جانا جادو نکال کر باطل کر دکھانا اور دوسرے اصحاب کا شک کرنا اور جناب امیر کے جواب ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے ۔ ۱۲

ع ۵ ۳۸

ع ۶ ۳۹

ف۳ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا معوذتین جزو قرآن مجید ہیں؟ فرمایا ہاں جزو قرآن مجید ہیں کسی شخص نے عرض کی کہ عبداللہ ابن مسعود کی قرائت اور ان کے قرآن میں تو یہ جزو قرآن نہیں پائی گئیں فرمایا ابن مسعود نے خطا کی یا یوں فرمایا کہ ابن مسعود نے غلطی کی یہ دونوں سورے جزو قرآن ہیں اس شخص نے عرض کی کہ میں ان دونوں کو لکھ لوں اور پڑھوں؟ فرمایا ضرور ۔ ۱۲ بقیہ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو نوٹ ۳ بھی

# ضمیمہ جات مقبول

# ترجمہ و حواشی

# ضمیمہ متعلق پارۂ اول

**صفحہ ۲ نوٹ ۵** اور جو دنیا میں امام کی معرفت سے بے بہرہ رہیگا اس کے قدم صراط آخرت سے بھی لغزش کر جائیں گے اور وہ جہنم میں گر پڑیگا ایک اور روایت میں آیا ہے کہ الصراط المستقیم سے ہم ائمہ مراد ہیں۔ (قولِ مترجم:۔ الصراط المستقیم ظاہر بظاہر تعداد میں ۱۴ حروف ہیں جس سے یہ مراد ہے کہ چودہ کا جو راستہ ہے وہ صراط المستقیم ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲ نوٹ ۶** اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (جن پر تو نے انعام فرمایا) ان سے انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین مراد ہیں۔ تصریح سورۂ نساء میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۲ نوٹ ۷** اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے یہود مراد ہیں خواہ وہ امت سابقہ کے ہوں یا اس امت کے۔ ۱۲

**صفحہ ۲ نوٹ ۸** اَلضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں خواہ پہلی امت کے ہوں یا اس امت کے۔ ۱۲

**صفحہ ۳ نوٹ ۱** تفسیر برہان میں بحوالۂ تفسیر عیاشی بروایت محمد ابن قیس منقول ہے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حیّ اور ابو یاسر اخطب کے بیٹے مع نجران کے یہودیوں کے ایک گروہ کے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کی کہ جو کچھ آپ پر نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اس میں الٓمّٓ بھی ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ آیا جبرئیلؑ خدا کے پاس سے آپ کے پاس یہ حروف لائے ہیں؟ فرمایا ہاں لائے ہیں!! انھوں نے عرض کی آپ سے پہلے بہت سے نبی مبعوث ہو چکے مگر ہم سوائے آپ کے ایسے ایک نبی کو بھی نہیں جانتے جس نے اپنی شریعت کے تسلط کا زمانہ اور اپنی امت کے قیام کی مدت بتلا دی ہو۔ یہ کہکر حیّ ابن اخطب اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا دیکھو الف کا عدد ایک ہے لام کے تیس اور میم کے چالیس۔ کل اکہتر برس ہوئے ان لوگوں سے تعجب ہے جو اپنے دین کو چھوڑیں اور ایسی امت میں داخل ہوں جس کو کل اکہتر برس رہنا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ آیا کوئی اور حرف بھی اس کے ساتھ نازل ہوا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور نازل ہوا ہے۔ عرض کی تو بیان کیجئے؟ آپ نے فرمایا کہ الٓمّٓصٓ اس نے کہا ہاں یہ تو زیادہ طویل اور زیادہ گراں ہے۔ الف۔ ایک۔ لام۔ تیس۔ میم۔ چالیس اور صاد۔ نوّے۔ یہ تو ۱۶۱ ہو گئے۔ پھر اس نے جناب رسولِ خدا سے عرض کی کہ کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا ضرور ہے۔ اس نے عرض کی تو اسے بھی بیان کیجئے۔ فرمایا الٓمّٓرٰ اس نے کہا کہ یہ تو بہت زیادہ گراں اور طویل ہو گیا۔ الف۔ ایک۔ لام۔ تیس۔ میم۔ چالیس۔ رے دو سو۔ یہ حساب لگانے کے بعد اس نے کہا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا ہے۔ اس پر اس نے عرض کی کہ آپ کا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہو گیا۔ ہم نہیں جانتے آپ کو کیا کیا کچھ دیا گیا ہے۔ پھر حضرتؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر آیا تو اس وقت ابو یاسر نے حیّ ابن اخطب سے کہا کہ تم کو کیا خبر ہے شاید محمدؐ کے لئے ان سب کا مجموعہ مدت مقرر ہوئی ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ واقعہ بیان کرکے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ آیتیں ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہوا ہے مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ (جس کی کچھ آیتیں تو صاف صاف ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ گول گول ہیں) پھر فرمایا کہ حیّ اور ابو یاسر اور انکے اصحاب نے جو تاویل سوچی تھی ان کی تاویل اس کے علاوہ ہے اور بھی بہت سی وجہیں نکلتی ہیں۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم قریش اور یہود نے قرآن مجید کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے اس کو انھوں نے خود بنا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ یعنی اے محمدؐ کہدو کہ یہ کتاب جو میں نے تم پر نازل کی وہ حروفِ مقطعات میں سے ہے از انجملہ الٓمّٓ بھی ہے اور وہ تمہارے لغت میں اور تمہارے ہی حروف ہجا میں ہے۔ بس اگر تم سچے ہو تو تم بھی ایسی ہی بنا لاؤ اور اس بنانے کے بارے میں اپنے سارے گواہوں سے بھی مدد لو۔ پھر یہ بھی بیان فرما دیا کہ وہ اس پر ہرگز قادر نہ ہونگے چنانچہ ارشاد ہے کہ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۶۴ سطر ۴) پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ یہی وہ قرآن ہے جس کا آغاز الٓمّٓ سے ہوا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہی وہ کتاب ہے جس کی بابت میں نے خود موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے بعد اور انبیاء کو خبر دی اور انھوں نے بنی اسرائیل کو خبر پہنچائی کہ اے محمدؐ عنقریب میں تم پر عربی زبان میں ایک ایسی زبردست کتاب نازل کرونگا کہ نہ گذشتہ کے متعلق اس کی خبریں غلط ہوں گی اور نہ آئندہ کے متعلق۔ وہ حکمت والے لائقِ تعریف خدا کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْهِ کا یہ مطلب ہے کہ اس میں ان کو شک و شبہہ کا موقع نہیں ہے اس لئے کہ یہ بات ان پر ظاہر ہو چکی ہے جس طرح کہ ان کے انبیاء ان کو برابر خبر دیتے رہتے تھے کہ محمدؐ پر ایک کتاب نازل ہوگی جس کو باطل مٹا نہ سکے گا اور وہ خود اور ان کی امت اس کتاب کو ہمیشہ ہر حال میں تلاوت کرتے رہیں گے هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ضلالت کا حال ان لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرنے والی ہوگی جو ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچتے رہتے ہیں اور اس سے بھی پرہیز کرتے ہیں کہ اپنے نفس پر سفاہت کو اور حماقت کو غالب ہو جانے دیں یہانتک کہ جب وہ ان چیزوں کو سمجھ لیتے ہیں جن کا علم ان پر لازم ہو تو عمل ایسا کرنے لگتے ہیں جس سے ان کے پروردگار کی رضامندی ان کے لئے واجب و لازم ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ الف حروف ہجا میں سے ایک حرف ہے جو تمہارے اللہ کہنے پر دلالت کرتا ہے اور لؔ سے لفظ ملک العظیم سمجھ میں آتا ہے یعنی وہ ایسا بڑا بادشاہ ہے کہ اپنی ساری مخلوق پر غالب ہے اور میم سے مجید و محمود کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے تمام افعال میں تعریف کے قابل ہے اور اس نے اپنے اس قول الٓمّٓ سے یہودیوں پر حجت تمام فرمائی ہے اور وہ اس طرح کہ جب خدائے تعالیٰ نے موسیٰ ابن عمرانؑ کو مبعوث فرمایا اور پھر ان کے بعد بنی اسرائیل میں سے اور انبیاء بھیجے تو ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے اپنی اپنی امت اور اپنی اپنی قوم سے اس بات پر عہد و پیمان نہ لیے ہوں کہ وہ محمدؐ عربی و اُمّی پر ضرور بالضرور ایمان لائیں جو مکہ میں مبعوث ہوں گے پھر ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں گے اور ایسی کتاب لیکر آئیں گے جس کی بعض بعض سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوگا انکی امت اس کتاب کو حفظ کریگی اور اٹھتے بیٹھتے

چلتے پھرتے اس کتاب کو پڑھا کریگی اور خدائے تعالیٰ اس کا حفظ کرنا ان کے لئے آسان کردیگا اور وہ جناب حضرت محمد مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی اور ان کے وصی علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو بھی مانتے ہوں گے کہ تمام علوم کو انہی سے حاصل کریں گے اور ہر امر میں انہی کی پیروی کریں گے اور جو شخص محمد مصطفیٰ کا مخالف بنے گا اپنی سیف قاطع سے اس کو ذلیل کریں گے اور جو شخص آنحضرتؐ سے مجادلہ و مخاصمہ پیش آئیگا اس کو اپنی زبردست دلیلوں سے خاموش کردیں گے تنزیلِ کتابِ خدا پر بندگانِ خدا سے یہاں تک لڑیں گے کہ چار و ناچار لوگ اس کو مان لیں پھر جب جناب محمد مصطفیٰ رضوانِ خدا کی طرف انتقال فرمائیں گے اور بہت سے وہ لوگ جو ظاہر ایمان لائے ہوں گے مرتد ہو جائینگے وہ اس کتاب کی تاویلوں میں تحریف کریں گے اور اس کے معنی اور مطالب کو بدل ڈالیں گے اور جو صورتیں اس سے پیدا ہونگی اس کے خلاف لوگوں کو سمجھائیں گے تو جناب علیؑ مرتضیٰ اس کتاب کی تاویل پر ان لوگوں سے جہاد فرمائیں گے یہاں تک کہ ابلیس ملعون جو ان لوگوں کا بہکانے والا اور انکا رسوا کرنے والا ہے وہ خود ذلیل و مطرود و مغلوب ہو جائیگا پھر فرمایا کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں آنحضرتؐ کو ظاہر کیا پھر وہاں سے انکو مدینۂ منورہ بھیجدیا اور وہاں ان کو غلبہ عطا فرمایا اور اپنی کتاب ان پر نازل فرمائی اور اس کی سب سے بڑی سورت کے شروع میں آیت الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ قرار دی (یعنی یہ وہی کتاب ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ الٓمٓ یہ وہی کتاب ہے جس کی بابت میں نے اپنے انبیاء سابقین کو خبر دیدی ہے پس اے محمدؐ میں عنقریب وہی کتاب تم پر نازل کرنے والا ہوں لَا رَيْبَ فِيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ خبر انبیاء کی تصدیق ہوگئی یعنی محمد مصطفیٰ پر ایک ایسی برکت والی کتاب نازل کی جائیگی جسے باطل مٹا نہ سکے گا اور آنحضرتؐ اور ان کی ساری امت اس کتاب کو ہر حالت میں تلاوت کرتے رہیں گے پھر یہودی خلافِ مقصودِ خدا اس کی تاویل کریں گے اور اس میں تحریف کریں گے اور کھینچ تان کر اس میں وہ علم داخل کرنا چاہیں گے جو خدائے تعالیٰ نے ان سے سلب کرلیا ہوگا یعنی اس امت کے لئے مدتیں نام زد کریں گے اور یہ کہ اس کا تسلط کتنے دن رہیگا چنانچہ ان کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا آپ نے جناب علیؑ مرتضیٰ کو ان کا جواب دینے پر مامور فرمایا اس وقت ان کے کہنے والے نے یہ کہا کہ اگر محمدؐ اپنے بیان میں سچے ہیں تو ان کی امت کا تسلط ہم خوب سمجھ گئے کہ کل اکہتر[۷۱] برس رہیگا کیونکہ الف۔ ۱۔ ل۔ ۳۰۔ م۔ ۴۰۔ علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا کہ پھر تم الف۔ ل۔ م۔ صٓ کو کیا کروگے وہ بھی تو انہی حضرتؐ پر نازل ہوا۔ انھوں نے کہا ایک سو اکسٹھ[۱۶۱] برس بھی فرمایا کہ الف۔ ل۔ رٰ کو کیا کروگے یہ بھی تو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی انھوں نے کہا یہ تو سب میں زیادہ ہے یہ تو دو سو اکتیس[۲۳۱] ہوگئے۔ جناب علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا کہ پھر الف۔ لٓ۔ م۔ رٰ۔ یہ بھی تو آنحضرتؐ پر نازل ہوا ہے وہ بولے یہ تو دو سو اکہتر[۲۷۱] برس ہوگئے اس پر حضرتؐ نے فرمایا آیا ان میں سے کوئی ایک اس امت کے بارے میں ہے یا سب کے سب؟ اب یہاں ان میں خود اختلاف پڑ گیا کوئی کہتا تھا کہ ایک ہے کوئی کہتا تھا کہ سب اور سب کا مجموعہ سات سو چونتیس ہوتے ہیں۔ پھر سلطنت اور تسلطِ دینِ یہود کا ہوگا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا خدائے تعالیٰ کی کوئی کتاب اس بات کو بتاتی ہے یا تمہاری اپنی رائیں اور عقلیں ایسا بتلاتی ہیں؟ بعض تو ان میں سے کہنے لگے کہ کتابِ خدا ایسا ہی کہتی ہے اور دوسروں نے کہا کہ نہیں ہماری رائیں ایسا بتلاتی ہیں۔ پہلوں سے تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہمیں وہ خدا کی کتاب دکھلاؤ جس کے الفاظ تمہارے قول کے بموجب ہوں وہ تو اس کے پیش کرنے سے عاجز رہے دوسروں سے یہ فرمایا کہ یہ رائے صحیح کیونکر ہے اس کی دلیل پیش کرو انھوں نے عرض کی کہ ہماری رائے کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ حسابِ جُمل کے مطابق ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہو حسابِ جُمل اس پر دلالت کیونکر کرتا ہے حالانکہ ان حروف میں کوئی ایسی خبر نہیں ہے جو تم خود بخود بیان کرتے ہو جبتک کہ تم واضح طور پر سمجھا نہ سکو بھلا خیال تو کرو اگر تم سے یہ کہا جائے کہ یہ حروف امتِ محمدؐ کا تسلط بیان نہیں کرتے بلکہ ان میں کا ہر حرف اس بات کو بتلاتا ہے کہ ہر ایک کے عدد کے موافق ہم میں اور تم میں سے ہر ایک کو اتنے اتنے درہم یا دینار ملیں گے یا اس بات کو بتاتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ذمہ اس عدد کے حساب کے موافق علیؑ ابن ابیطالبؑ کے اتنے دینار قرض ہیں یا تم میں سے ہر ایک پر اتنی ہی مرتبہ لعنت کی گئی ہے جتنے حروف کے عدد ہیں۔ وہ بولے کہ ابوالحسنؑ جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس پر الٓمٓ و الٓمٓصٓ و الٓرٰ و الٓمٓرٰ میں سے تو کوئی نص نہیں دلالت کرتی۔ پس اگر ہمارا قول باطل ہے تو آپ کا قول بھی باطل ہوا۔ ان کا بولنے والا کہنے لگا کہ اے علیؑ اگر ہم اپنے دعوے پر حجت نہ لاسکے تو تم اِس پر خوش نہ ہو اس لئے کہ آپ بھی تو اپنے دعوے پر کوئی حجت نہیں پیش کرسکے سوائے اس کے کہ آپ نے ہمارے عجز کو اپنے لئے حجت قرار دیا بس اب نہ ہمارے لئے ہمارے قول کی دلیل ہے نہ تمہارے لئے تمہارے قول کی۔ یہ سنکر جناب علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ ہم تم برابر نہیں ہماری حجت تو کھلا معجزہ موجود ہے پھر حضرتؐ نے ان یہودیوں کے اونٹوں کو آواز دی کہ اے یہود کے اونٹو تم محمد مصطفیٰ اور ان کے وصی کے بارے میں گواہی دو۔ پس وہ اونٹ بے تامل بول اٹھے کہ اے وصیِ محمد مصطفیٰ آپ سچے ہیں آپ سچے ہیں اور یہ یہودی سراسر جھوٹےؔ اس پر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے تو یہ جانور اچھے ہیں پھر فرمایا کہ اے یہودیوں کے کپڑو تم بھی محمد مصطفیٰ اور ان کے وصیؑ کے بارے میں شہادت دو پس کل کپڑے گویا ہوئے کہ یا علیؑ آپ سچے ہیں آپ سچے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ خدا کے برحق رسولؐ ہیں اور اے علیؑ آپ ان کے برحق وصی ہیں جو بزرگی ہمیشہ سے جناب محمد مصطفیٰ کے لئے ثابت ہے آپ بھی ویسی ہی بزرگی حاصل کرنے کے ہے انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں بس نور خدا کی چمک سے آپ دونوں بھائی پیدا ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے (ظاہر میں) آپ دونوں کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا حالانکہ فضائل میں آپ دونوں شریک ہیں فرق اتنا ہے کہ محمد مصطفیٰ کے بعد نبی کوئی نہ ہوگا یہ شہادت سنکر یہودیوں کی زبان بند ہوگئی اور اس واقعہ کے سننے اور دیکھنے والوں میں سے بعض آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور اکثر یہودیوں پر اور باقی دیکھنے والوں پر شقاوت و بدبختی غالب آگئی۔ **قولِ مترجم**:- الٓمٓ ظاہر بظاہر حروف تہجی میں سے تین حرف ہیں اور حروف تہجی کی کل تعداد اٹھائیس[۲۸] ہے ان میں سے جتنے حروف قرآن مجید میں اس شان سے وارد ہوئے ہیں کہ گو لکھنے میں ملے ہوئے لکھے جائیں مگر پڑھنے میں ایک ایک حرف جدا جدا کرکے پڑھا جاتا ہے پہلے تو ہم ان سب کی ایک فہرست لکھتے ہیں جس سے ان کی تعداد معلوم ہو جائے۔ بعد میں انشاء اللہ کچھ اور دلچسپ باتیں بھی تحریر کریں گے۔ وہ فہرست یہ ہے۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓصٓ۔ الٓرٰ۔ الٓرٰ۔ الٓرٰ۔ الٓمٓرٰ۔ الٓرٰ۔ الٓرٰ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ۔ طٰهٰ۔ طٰسٓمٓ۔ طٰسٓ۔ طٰسٓمٓ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ۔ يٰسٓ صٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓ۔ قٓ۔ نٓ۔

بنا بر مشہور موجودہ ترتیب میں ایک سو چودہ[۱۱۴] سورتیں موجود ہیں حالانکہ بنا بر تقسیم اجزائے قرآن یہ بات صاف نہیں ہے کیونکہ پہلا پارہ جہاں سے شروع ہوتا ہے وہ الٓمٓ یعنی آغاز سورۂ بقرہ ہے اور تیسواں یا آخری پارہ جس سورہ پر ختم ہوتا ہے وہ سورۂ النّاس ہے۔ الحمد بہرصورت علیحدہ رہی اور وہ فی الحقیقت ہے بھی الگ رہنے کے لائق اس لئے کہ اس کی عظمت تمام قرآن مجید سے بدرجہا زیادہ ہے اور چونکہ اس کا نام سورۂ فاتحہ ہے اس لئے اس کا ذکر دیباچہ میں انشاء اللہ علیحدہ آئیگا۔ اب رہیں باقی ایک سو تیرہ[۱۱۳] سورتیں ان میں اٹھائیس[۲۸] ایسی ہیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں اِن حروف مقطعات کی کل تعداد چوہتر[۷۴] حروف ہیں جب ان کے حروف کی تلخیص کی جائے۔ یعنی جتنے حروف

مکرر تحریر ہیں وہ سب گرائے جائیں تو مندرجۂ ذیل چودہ حروف باقی رہتے ہیں۔ ا۔ ل۔ م۔ ر۔ ك۔ ہ۔ ی۔ ع۔ ص۔ ط۔ س۔ ح۔ ق۔ ن۔ ان حروف کو اگر ترتیب دیا جائے تو ستاسی کروڑ بیاسی لاکھ اکیانوے ہزار دو سو طرح سے ہو سکتی ہے مگر ایسی بامعنی عبارت جس سے نکتۂ لطیف پیدا ہو اور حق کا نور ہویدا ہو یہی ہے۔ صِرَاطُ عَلِيٍّ حَقٌّ نُمَسِّكُهُ (علیؑ کا راستہ برحق ہے جس کی ہم پیروی کرتے ہیں) یہ بات تمام دنیا میں مسلمات سے ہے کہ کسی سلطنت کے بادشاہ اور اس کے ارکینِ دولت کے مابین ایک خط رموز میں ہوتا ہے جس کے اشارات اور کنایات غیر لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ کلام چونکہ معجزہ ہے اس لئے خدائے تعالیٰ نے خود اپنے اور اپنے رسولؐ کے مابین معمولی حروف کو رمز قرار دیدیا اور اس رمز کو سوائے ان کے کماحقہٗ کوئی نہیں سمجھا ہاں جو ان سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ کم از کم اتنا تو سمجھے کہ یہ حروف کتنی مرتبہ ترتیب دیئے جا سکتے ہیں اور بامعنی عبارتیں کیا کیا پیدا ہوتی ہیں جو ان کے ایمان اور اطمینان کے لئے کافی ہے۔ نیز ان حروف کے چودہ ہونے نے بھی یہ اشارہ کیا کہ ان رموز کے لئے چودہ ہی منتخب کئے گئے ہیں ان چودہ حروف میں بھی تین نقطہ دار ہیں اور گیارہ بے نقطہ جس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ چودہ میں بھی تین کی عزت خاص ہے از آنجملہ نون سے صاف صاف نبیؐ مراد ہیں تو قاف سے علیؑ۔ کوتاہ بیں کے نزدیک بے ادبی معلوم ہوتی ہے کہ نون کے عدد پچاس اور قاف کے سو یعنی ظاہر بظاہر دو چند کا فرق مگر جب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دوشِ رسولؐ پر کعبۃ اللہ میں دو بالا دیکھئے گا تو پچاس کا دو چند سو ہو جائیگا نیز اعدادِ احاد میں نو کا عدد کامل اور اشرف سمجھا گیا ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ جس طرح شریف آدمی خواہ کسی درجہ پر پہنچ جائے اپنی شرافت کو نہیں چھوڑتا یہی حالت نو کے عدد کی ہے مثلاً اس کا دو چند لیا جائے اٹھارہ ہوگا اب اس کے ظاہری عدد کا مجموعہ وہی آٹھ اور ایک نو۔ سہ چند لیا جائے ستائیس ہوا ظاہری عدد کا مجموعہ سات اور دو نو۔ چہار چند لیا جائے تو چھتیس ہوا جس کا مجموعہ ۶ و ۳ نو۔ پانچ گنا لیا جائے تو پینتالیس ہوا مجموعہ پانچ اور چار کا نو۔ چھ گن لیا جائے تو چون مجموعہ چار اور پانچ نو۔ سات گنا لیا جائے تو ۶۳ ہوا مجموعہ ۳ اور ۶ کا ۹ ہوا۔ آٹھ گنا لیا جائے تو بہتر ہوا اور مجموعہ ۲ اور ۷ کا نو ہوا۔ نو گنا لیا جائے تو ۸۱ مجموعہ ایک اور آٹھ کا نو ہوا۔ دس گنا لیا جائے تو ۹۰ ہوا مجموعہ صفر اور ۹ کا ہوا نو۔ گیارہ گنا لیا جائے تو ۹۹ جس کا مجموعہ ۹ اور ۹ اٹھارہ کا پھر لیا جائے تو آٹھ اور ایک کا نو۔ بارہ گنا لیا جائے تو ۱۰۸۔ تیرہ گنا لیا جائے تو ۱۱۷۔ جس کا مجموعہ ۹ ہوا۔ چودہ گنا لیا جائے تو ۱۲۶ جسکا مجموعہ ۹ ہوا۔ اب دوسرے ہندسہ کو مثالاً دیکھئے مثلاً آٹھ کو لیجئے اس کا دو گنا ہوا سولہ جس کا مجموعہ ۷ رہ گیا اب سہ چند لیجئے تو وہ ہوا ۲۴ جس کا مجموعہ ۶ ہوا چار چند لیجئے تو ہوا ۳۲ اس کا مجموعہ ۵ ہی رہ گیا پانچ گنا لیجئے تو ۴۰ ہوا جس کا مجموعہ ۴ رہ گیا چھ گنا لیجئے تو ہوا ۴۸ جس کا مجموعہ ہوا ۱۲ مگر اس کا آئندہ مجموعہ ہوا تین اور سات گنا لیجئے تو ۵۶ جس کا مجموعہ گیارہ یعنی ایک اور ایک دو اور آٹھ گنا لیجئے تو ۶۴ جس کا مجموعہ ہوا دس صفر خالی باقی ایک ہی رہ گیا گویا اپنی مقدار تک بڑھ کر ایک ہی رہ گیا۔

عدد نو کے کمال اور شرافت کا اس سے پتہ لگ گیا۔ اب قاف کے عدد ہیں ۱۰۰ یعنی ایک عدد اور دو اضافی نقطے یاد رہے اب اس میں سے گیارہ مرتبہ نو برآمد ہو سکتا ہے اور پھر عدد ایک کا ایک رہتا ہے اور چونکہ قاف سے اشارہ ہے علی مرتضےٰ کی طرف جس سے معلوم ہوا کہ ان کی نسل سے گیارہ کامل اور اشرف انسان پیدا ہوں گے ق اور ی دونوں دو دو نقطے والے ہیں مگر فرق اتنا ہی ہے کہ ق کے نقطے فوقانی اور یاء کے تحتانی جس سے یہ اشارہ پایا گیا کہ علیؑ اور فاطمہؑ ہمرتبہ ہیں صرف مرد و عورت کا فرق ہے اور نون کے ایک نقطہ ہونے نے یہ بتلایا کہ نبی نہ فقط تمام مخلوقات میں بلکہ انبیاء میں بھی فرد و یکتا ہیں جن کا ثانی ہی نہیں اور ان چودہ حروف میں صرف پانچ نقطہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چودہ میں سے پانچ کا اجتماع ایک وقت میں ہو جائیگا اور ان تینوں نقطہ والے حرفوں کو بترتیب جمع کریں تو لفظ نقی پیدا ہوتا ہے جس سے یہ پتہ لگا کہ چودہ میں سے یہ تین چیدہ ہیں اگر کسی کو اس نکتہ میں کلام ہو کہ نقطہ سے ذاتِ معصوم مراد لی ہے تو وہ جناب امیر علیہ السلام کی اس حدیث کو دیکھے کہ وہ حضرت فرماتے ہیں اَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ (کہ بائے بسم اللہ کے نیچے کا نقطہ میں خود ہوں) جس کے متعلق شاعر نے خود حقیر کی فرمائش سے یہ شعر موزوں کیا ہے ؎

علی ہیں نقطۂ زیبائے بائے بسم اللہ — جسے کلام ہو اس میں وہ آئے بسم اللہ

چونکہ بعض روایتوں سے اس کا بھی پتہ لگتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک حرف خدائے تعالیٰ کے ایک ایک نام کا بتانے والا ہے اس سبب سے ان حروف کے اسرار لاتعد و لاتحصےٰ ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے صرف ایک حرف الف کے متعلق یہاں کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ الف کے ملفوظی اعداد ایک سو گیارہ ہوتے ہیں یعنی ایک اکائی۔ ایک دہائی اور ایک سیکڑہ جس سے باقاعدہ تین حرف پیدا ہوئے۔ الف۔ یاء۔ قاف اور جب اس کو دو گنا کیا تو دو سو بائیس ہوئے جس سے باء۔ کاف۔ راء پیدا ہوئے۔ اور سہ چند کیا تو تین سو تینتیس ہوئے جس سے جیم۔ لام۔ شین پیدا ہوئے اور چوگنا کرنے سے چار سو چوالیس یعنی دال۔ میم۔ تاء۔ پانچ گنا کرنے سے پانچ سو پچپن ہوئے جس سے۔ نون۔ ثاء پیدا ہوئے چھ گنا کرنے سے چھ سو چھیاسٹھ ہوتے ہیں۔ ان سے واو۔ سین۔ خاء۔ سات گنا کرنے سے سات سو ستہتر ہوئے جس سے زاء۔ عین ذال۔ آٹھ گنا کرنے سے آٹھ سو اٹھاسی ہوئے جس سے حاء۔ فاء۔ ضاد پیدا ہوئے۔ نو گنا کرنے سے نو سو ننانوے ہوئے جس سے طاء۔ صاد۔ ظاء پیدا ہوئے اس طرح ستائیس حرف پیدا ہو گئے اب رہا اٹھائیسواں اس کے عدد ایک ہزار ہیں۔ ہزار کو عربی میں اَلْفٌ کہتے ہیں۔ اَلف و اِلف میں تجنیس خطی ہے تو وہ بھی گویا الف سے ہی پیدا ہوا۔ اب تمام علوم ان اٹھائیس حروف ہی میں بند ہیں اور یہ ہم نے ثابت کر دیا کہ سب ایک حرف الف سے نکلے ہیں تو معلوم ہوا کہ سب علوم کا سرچشمہ صرف حرف الف ہے تشبیہہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ ذات واحد فرد ہونے میں الف سے مشابہ ہے تو جس طرح الف مصدرِ جمیع علوم ثابت ہوا اسی طرح ذات واجب الوجود بھی مصدرِ جمیع موجودات ثابت ہے۔ ہاں بین و باریک فرق اتنا ضرور موجود ہے کہ یہاں الف مثل اور حرفوں کے خود بھی الف ہی سے پیدا ہوا ہے اور وہاں اس کے حکم و قدرت سے تو سب کچھ پیدا ہوا لیکن وہ خود کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی اس کے مثل و مانند ہو سکتی ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ الٓمّٓ کی تفسیر ایک اور صرف ایک ہو سکتی ہے اور تفسیر وہ ہے جو فرمودۂ رسولؐ سے ثابت ہو۔ اس لئے کہ مہبط وحی بھی جناب رسولؐ خدا ہیں اور مفسر اور معلم تفسیر بھی آنحضرتؐ ہی ہیں۔ یعنی الٓمّٓ سے مراد آلِ محمدؐ ہیں تو اب آیت کا منشا یہ ہوا کہ آلِ محمدؐ اور وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں متقیوں کے لئے ہدایت ہیں۔ اب فرمودۂ رسولؐ کو دیکھئے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں مَعْشَرَ النَّاسِ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ وَاِنَّهُمَا لَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (اے گروہِ انسان میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز ہرگز کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی جب تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں) اس حدیث کو جو فریقین کے نزدیک مسلّم ہے سننے کے بعد اگر الٓمّٓ کے معنی آلِ محمدؐ

نہیں ہیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ فقط کتاب متقین کی راہبر اور راہنما ہو سکتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

**صفحہ ۴ نوٹ ۴** جب صحابہ کو امیر المومنینؑ سے بیعت کرنے کا اور ان پر بلفظ امیر المومنین سلام کرنے کا حکم دیا تو ابوبکر وعمر مہاجرین وانصار میں سے نو شخص انکے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں بحث و پژ کرلی کہ جس وقت رسولؐ اللہ کا انتقال ہو جائے تو علی مرتضیٰؑ سے امر خلافت چھین لینے کی کوشش کریں اور جس چال سے ممکن ہو انھیں خلیفہ نہ ہونے دیں اور سب وقتاً فوقتاً رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ کہتے رہیں کہ آپ نے ایسے شخص کو ہمارا امیر مقرر کیا ہے جو تمام مخلوق میں اللہ کا اور آپ کا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس کے سہارے سے ہم ظالموں کے ظلم سے بالکل محفوظ رہیں گے چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کے دلوں میں عداوت ہے اور مستحق کو اس کے حق سے الگ کرنا چاہتے ہیں پس اس آیت سے اپنے رسولؐ کو انکی حالت سے خبر دیدی۔ ۱۲

**صفحہ ۴ نوٹ ۵** يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ :۔ مطلب یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور جو انکے دلوں میں ہے اس کے خلاف ظاہر کرتے ہیں کیونکہ رسولؐ کو دھوکہ دینا خود خدا کو دھوکہ دینا ہے جیسے رسولؐ کی اطاعت کرنا خود خدا کی اطاعت کرنا ہے حسب قول باری تعالیٰ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جیسے رسولؐ کی بیعت کرنا خود خدا کی بیعت کرنا ہے مثل ارشاد باریتعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِؐ خدا سے دریافت کیا گیا کہ نجات کس چیز میں ہے فرمایا کہ نجات صرف اس میں ہے کہ اللہ کو تم ایسا دھوکہ نہ دو کہ وہ تم سے بدلہ لے کیونکہ جو اللہ کو دھوکہ دیتا ہے خدا اس سے عوض لیتا ہے اور وہ یہ کہ اس کے ایمان کو اس سے سلب کرلیتا ہے اور اگر شعور ہو تو وہ (دھوکہ دینے والا) سمجھے کہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس پر سائل نے پوچھا کہ اللہ کو دھوکہ کیسے دیا جا سکتا ہے فرمایا اس طرح کہ ظاہر میں تو تعمیل حکم خدا کی ہو رہی ہے اور باطن میں اطاعت اس کی مدنظر نہیں ہے پس ریاکاری سے ڈرو کہ یہ خدا کے ساتھ ایک نوع کا شرک ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴ نوٹ ۶** فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ :۔ مرض سے مراد ہے نفاق و شک اور مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں نبی اور وصی اور مومنین کی طرف سے کینہ و حسد و غم و غصہ جوش مارتا ہے لفظ مرض کو نکرہ لانا اور جملہ کو ظرفیہ استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفاق انکے دلوں میں خوب جڑ پکڑے ہوئے ہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ بجائے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے فرماتا قلوبھم مَّرضٰی۔ ۱۲

**صفحہ ۴ نوٹ ۷** كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ :۔ یعنی انسانیت میں کامل مقتضٰے عقل پر عمل کرنے والے ایسے خالص ایمان والے جو نفاق کے شائبے سے پاک ہوں جیسے سلمانؓ ابوذرؓ عمارؓ مقدادؓ۔ ۱۲

**صفحہ ۴ نوٹ ۸** اَلسُّفَهَآءُ :۔ لفظی معنی احمق۔ منافقوں نے ایسے لوگوں کی نسبت جو خالص مومن تھے اور سچے دل سے رسولؐ اللہ کی اطاعت کرتے تھے یہ لفظ طعناً استعمال کیا مطلب یہ تھا کہ اگر رسولِؐ خدا کا کام بگڑ جائیگا تو جو رسولؐ کے دشمن ہیں وہ انکو قتل کر ڈالیں گے اور اپنے آپ کو دانا سمجھتے تھے کہ دونوں طرف بنی رکھتے تھے خدا نے یہ لفظ انہیں پر الٹ دیا جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے احمق ہیں کہ حق کو پہچانتے ہی نہیں امر رسالت ایسا معمولی امر نہیں کہ وہ بگڑ جائے اور کھلی نشانی انکی سفاہت کی یہ ہے کہ ادھر تو رسولِؐ خدا اور انکے وصی اور انکے اصحاب سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ ہم کو منافق جانتے ہیں اور ادھر انکے مخالفوں سے بھی مطمئن نہیں ہو سکتے کیونکہ ظاہراً تو ادھر کا ساتھ دیا ہی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴ نوٹ ۹** شَيٰطِيْنِهِمْ :۔ انکے منافق یار جو تکذیب رسولؐ میں انکے شریک تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۵ نوٹ ۵** انکے نفاق پر مطلع نہ ہو جائیں اور انکی بیخ کنی نہ کر دیں جس وقت وہ حضرت سے بیعت توڑنے والوں کے حق میں لعنت یا وعید سنتے تھے تو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے تاکہ وہ نہ سنیں کیونکہ اس کے سننے سے یہ ممکن تھا کہ رنگ میں تغیر ہو اور مومنین اس طرح ان کو پہچان لیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵ نوٹ ۶** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا :۔ اس آیت میں یہ خوبی مدنظر رکھی گئی ہے کہ مومنین و کافرین و منافقین کے فرقوں کا ذکر اور جو انکی حالتیں انجام کار ہونے والی ہیں ان کا حال بیان فرما کے التفات خاص کے ساتھ عام خطاب فرماتا ہے تاکہ سننے والوں کو ایک خوشی حاصل ہو اور مثالی عظمت کے بموجب امر عبادت میں اہتمام کریں اور چونکہ ایسے عظیم الشان نے ان سے خطاب فرمایا ہے لہٰذا اس خطاب کی لذت کے خیال میں عبادت کی تکلیف کو تکلیف نہ سمجھیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵ نوٹ ۷** لَعَلَّكُمْ :۔ لعلّ کے معنی تو شاید ہیں مگر جب یہ آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو اس میں امید اور گمان قوی اس کام کے ہونے کا ہوتا ہے اور جب خدا کی طرف نسبت ہے تو اس امر کا ہونا لازم اور ضرور ہے کیونکہ اس کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ بندہ کو بلا نفع کے تکلیف دے یا اس کو اپنے فضل کا امیدوار کر کے ناامید کر دے۔ ۱۲

**صفحہ ۶ نوٹ ۴** اَلنَّاسَ :۔ تفسیر قمی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آتشِ دنیا آتشِ جہنم کا ایک جزو ہے جو ستر مرتبہ پانی سے بجھائی گئی ہے اور پھر بھڑک اٹھی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی آدمی کی یہ قوت نہ تھی کہ اس آگ کو بجھا سکتا۔ ۱۲

**صفحہ ۶ نوٹ ۵** اَلْحِجَارَةُ :۔ کتاب الاصحاح میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پہاڑ پر گذرے جس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے پہاڑ تو کیوں روتا ہے اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مسیح علیہ السلام میرے پاس سے اس حالت میں گذرے کہ آدمیوں کو اس آگ سے ڈراتے تھے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے مجھے خوف ہے کہ وہ پتھر کہیں میں نہ ہوں ان حضرتؐ نے فرمایا کہ تو خوف نہ کر وہ پتھر گندھک ہے۔ اس پہاڑ کے یہ سنکر آنسو تھم گئے یہ بھی کہا گیا کہ ان پتھروں سے مراد وہ بت ہیں جنکی آدمیوں نے اس لالچ سے کہ ان کی شفاعت کریں گے عبادت کی تھی جیسا کہ کلام خدا سے ظاہر ہوتا ہے وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی تم اور جس چیز کی خدا کے سوا تم پرستش کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہونگے۔ ۱۲

**صفحہ ۶ نوٹ ۶** بَعُوْضَةً :۔ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھر کی مثل اس لئے بیان کی کہ اس میں باوجود اتنا چھوٹا ہونے کے وہ سب اعضاء پیدا کئے ہیں جو ہاتھی میں باوجود اتنے بڑے ہونے کے ہیں بلکہ مچھر کو دو عضو اس سے زیادہ دیئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ

کا مقصود یہ تھا کہ مومنوں کو اپنی عجیب و غریب صنعت سے آگاہ کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۷ نوٹ ۵** نافرمانی سے استدلال کر کے بہ حیثیت اجماع خطاب کے جواب میں یہ بات پیش کی کہ کیا تو زمین میں ایسے کو مقرر فرمائیگا جو فساد اور خونریزی کرے اور اپنی تسبیح و تقدیس کے اظہار سے ضمناً رہنا استحقاق خلافت پیش کیا مگر خدائے تعالیٰ نے اس نوری مخلوق کا اجماع اس حجت سے باطل کر دیا کہ تم کو آئندہ کا کافی علم نہیں دیا گیا۔ ۱۲

**قول مترجم**:- جب معصوم اور نوری مخلوق یعنی فرشتوں کا اجماع کامل خدا کے نزدیک حجۃ خدا کی تعیین میں کے بارے میں اعتراض کرنے پر باطل ٹھہرا تو گنہگار خاکی بندوں کا اجماع ناقص خود خلیفہ کے مقرر کرنے میں کس درجہ باطل ہوگا کسی صاحب شعور سے پوشیدہ نہیں نیز پروردگار عالم کے جواب سے جو فرشتوں کے اعتراض پر دیا گیا ثابت ہے کہ حجت اور خلیفۂ خدا اصلاح کرے گا نہ کہ فساد و خونریزی اور اصلاح خطا کار سے ممکن نہیں لہٰذا خلیفہ معصوم ہی ہوگا۔" ۱۲

**صفحہ ۷ نوٹ ۶** اَلْاَسْمَآءَ سے مراد انبیاء خدا کے نام اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ حسینؑ و ائمہ اولاد امام حسین علیہ السلام کے نام اور انکے شیعوں کے نام (البرہان) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ وہ اسماء ہم ہیں کسی بندے کا کوئی عمل بغیر ہماری معرفت کے کبھی قبول نہ ہوگا اور مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرات ائمہ علیہم السلام ذات خدا کی معرفت کے وسائل اور اس کی صفات کے ظہور کے مظاہر ہیں اور کسی شے کو کوئی علم بغیر انکے توسل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

**صفحہ ۷ نوٹ ۷** عَرَضَهُمْ:- یعنی محمدؐ و علیؑ و ائمہ علیہم السلام کے نور فرشتوں کو دکھائے اور فرمایا کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ان کے نام مجھے بتلا دو اور چونکہ وہ ان کے نام بتانے سے بھی عاجز رہے تو انکی خوبیوں کو جو آئندہ ان سے ظاہر ہونے والی تھیں کیا سمجھ سکتے تھے اسی سبب سے ان کو اپنے علم کے محدود ہونیکا اعتراف اور خدا کے علیم و حکیم ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ ۱۲

**صفحہ ۸ نوٹ ۴** مِنَ الظّٰلِمِيْنَ:- عیون اخبار الرضا میں وارد ہے کہ حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ سے فی الحقیقت کوئی گناہ منافی عصمت ثابت نہیں ہوا کیونکہ خدا نے ان دونوں سے فرمایا تھا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے پاس نہ جانا یہ نہیں فرمایا تھا لَا تَاْكُلَا مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَلَا مِمَّا كَانَ مِنْ جِنْسِهَا یعنی اس درخت میں سے اور جو اس جنس کے ہیں ان میں سے کچھ نہ کھانا بس آدمؑ و حواؑ اس درخت کے پاس ہرگز نہیں گئے اور وسوسۂ شیطانی سے اگر کچھ کھایا تو اسی جنس کے ایک اور درخت سے کھایا لہٰذا کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ ۱۲

**صفحہ ۸ نوٹ ۵** كَلِمَاتٍ:- ایک روایت میں ہے کہ وہ کلمات یہ تھے اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالطَّيِّبِيْنَ مِنْ اٰلِهِمْ لَمَا تَفَضَّلْتَ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِيْ وَغُفْرَانِ زَلَّتِيْ وَاِعَادَتِيْ مِنْ كَرَامَتِكَ اِلٰى مَرْتَبَتِيْ یعنی اے اللہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور انکی آل میں جو معصوم ہیں ان کے مرتبہ کے لحاظ سے میری توبہ قبول فرما میری لغزش کو معاف فرما اور اپنی بزرگی کو کام فرما کے مجھے میرے مرتبہ پر بحال فرما دے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آدم علیہ السلام نے یہ کلمات عرض کئے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ٥ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ٥ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥ ترجمہ:- " یا اللہ سوائے تیرے معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو میری توبہ قبول کر اور میری خطا بخشدے حالانکہ تو سب سے اچھا بخشنے والا ہے۔ یا اللہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو مجھے بخشدے اور تو مجھ پر رحم کر بے شک تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یا اللہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے بُرا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو میری توبہ قبول فرما بے شک تو سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا اور سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے"۔ اور دوسری روایت کے بموجب ان کے ساتھ یہ لفظ بھی تھے بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور ایک تیسری روایت کے بموجب الفاظ یہ تھے بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے یہ ترکِ اولیٰ سرزد ہوا اور انہوں نے اپنے پروردگار سے معذرت چاہی اور یہ عرض کی يَا رَبِّ تُبْ عَلَيَّ وَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَاَعِدْنِيْ اِلٰى مَرْتَبَتِيْ وَارْفَعْ لَدَيْكَ دَرَجَتِيْ فَلَقَدْ تَبَيَّنَ نَقْصُ الْخَطِيْٓئَةِ وَذُلُّهَا بِاَعْضَآئِيْ وَسَآئِرِ بَدَنِيْ ترجمہ " اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر سن اور میرے رتبے پر مجھے پہنچا دے اور میرا درجہ اپنے حضور میں بلند کر اس لئے کہ اس ترکِ اولیٰ کی خرابی اور اس کی ذلت میرے تمام اعضاء اور میرے سارے بدن سے ظاہر ہو گئی"۔ منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ کیا تم کو ہمارا یہ حکم یاد نہیں کہ جب تم پر مصیبتیں۔ سختیاں اور بلائیں نازل ہوں تو تم ہم سے محمدؐ اور ان کی آلِ پاک کا واسطہ دیکر دعا مانگنا آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ خدایا بے شک (مجھے خیال نہ رہا تھا) پھر خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا خصوصیت سے واسطہ دیکر ہم سے دعا مانگو ہم تمہاری درخواست کو قبول کریں گے اور تمہاری خواہش سے زیادہ تم کو عطا کریں گے"۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگارا! ان کا درجہ اس قدر بڑا ہے کہ ان کی توسّل سے تو میری توبہ بھی قبول کریگا اور میرا ترکِ اولیٰ بھی بخشدیگا۔ حالانکہ مجھے تو نے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ اپنے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا اور اپنی جنت مجھے رہنے کو عنایت فرمائی اور اپنی کنیز خاص حواؑ میرے نکاح میں دی اور اپنے معزز فرشتوں سے میری خدمت کرائی خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ! میں نے جو فرشتوں کو تعظیماً تمہارے سجدہ کا حکم دیا تو وہ انہی انوار کے باعث تھا جن کے تم مخزن قرار دیئے گئے ہو اور اگر تم اِس ترکِ اولیٰ سے پہلے انہی کا واسطہ دیکر ہم سے یہ سوال کرتے کہ ہم اس ترکِ اولیٰ سے بھی تمہیں بچالیں گے اور یہ کہ تمہارا دشمن ابلیس تمہارے برخلاف کوئی چال نہ چلنے پائے کہ تم اس سے محفوظ رہو تو ہم ایسا ہی کرتے۔ لیکن ہمارے علم سابق میں ایسا ہی گزر چکا تھا تو تمہیں وہ خیال ہی کیوں آتا۔ سو اب تم انہی کا واسطہ دیکر ہم سے دعا کرو ہم قبول کریں گے۔ اس پر آدم علیہ السلام نے وہ دعا مانگی جو صفحہ ۸ نوٹ نمبر ۱ میں درج ہو چکی ہے۔ تفسیر برہان میں حسن ابن راشد سے منقول ہے کہ جب تم سوتے سے اٹھو تو وہ کلمات کہہ لیا کرو جو حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے تھے اور وہ یہ تھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ

اَلتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝ ترجمہ فرشتوں کا اور روح کا مالک بڑا پاک و پاکیزہ ہے۔ تیری رحمت تیرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے بے شک اپنی ذات پر ظلم کیا سو تو مجھے بخشدے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا۔ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے "۔

**صفحہ ۹ نوٹ ۶** نِعْمَتِیَ :- جس نعمت کو پروردگار عالم جتلاتا ہے اس سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے بزرگوں کو عطا کی گئی تھیں اور یہ محارۂ عرب میں داخل ہے کہ بزرگوں نے جو کچھ کیا ہو اس کے متعلق خوردوں سے اس طرح بات کیجاتی ہے کہ گویا وہ فعل انھوں نے ہی کیا ہے اسی لئے بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور وہ نعمتیں یہ ہیں کہ ان کے بزرگوں کو نبوت عطا فرمائی اور ان انبیاء نے انھیں رسالت آخری اور وصایت کی ہدایت کی اور ان سے اس کا اقرار لیا کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آلؑ اطہار پر ایمان لائیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح دنیا میں ان انبیاء کے احکام پر عمل کرنے سے ملک شام کی بادشاہی ملی اسی طرح محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ماننے سے عاقبت میں جنت پر قبضہ ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۹ نوٹ ۷** فَضَّلْتُکُمْ :- اس زمانے کے لوگوں پر جو انبیائے بنی اسرائیل کے مخالف تھے خود بنی اسرائیل کو جو انبیاء کے تابع تھے کئی باتوں میں فضیلت دی گئی مثلاً جب حکمِ خدا سے شام کی طرف سفر کر رہے تھے تو غیر موسم میں بادل ان پر سایہ کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے من و سلویٰ ان پر نازل کیا گیا پتھر سے انکے لئے میٹھا پانی جاری کیا گیا۔ سمندر میں ان کے لئے راستہ بنایا گیا ان کو نجات دی گئی اور ان کے دشمنوں کو ڈبو دیا گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۹ نوٹ ۸** یَوْمًا :- تفسیر امام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس یوم سے مراد یوم الموت ہے کیونکہ تاخیر موت کے بارے میں کوئی شفاعت قبول نہیں ہوسکتی ورنہ قیامت کے دن ہماری شفاعت سے کوئی مستغنی نہیں ہوسکتا پس ہم اور ہمارے کامل شیعہ مثل سلمان و مقداد و ابوذر و عمار وغیرہ کے اپنے کمزور شیعوں کی ہر طرح حمایت اور شفاعت کریں گے اور جو ان میں سے جہنم میں بھی بھیجدیئے جائیں گے ان کو جہنم میں سے ہم اس طرح اٹھالائیں گے جیسے باز اپنے شکار کو اچک لیجاتا ہے یا جیسے کبوتر دانے چن لیتا ہے اور ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائیگا جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے مگر ہماری دوستی اسکے دل میں موجود ہوگی اور اس کو ایک لاکھ کے مابین کھڑا کیا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کریں گے کہ وہ بھی امامت کے تسلیم کرنے والے ہوتے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰ نوٹ ۵** فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ :- بچھڑا پوجنے کے جرم کے سبب یہ حکم آیا تھا کہ نہ پوجنے والے پوجنے والوں کو قتل کریں خواہ وہ انکے کیسے ہی عزیز قریب ہوں اس پر انھوں نے واویلا مچائی کہ یہ تو ہماری بھی سزا ہے (حالانکہ انکی اتنی سزا واجبی تھی کیونکہ گو خود انھوں نے نہ پوجا سہی لیکن پوجنے والوں کو باز رکھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی) تاہم خدا نے رحم فرما کر یہ حکم دیا کہ اگر یہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کریں گے تو ان کے لئے قتل کرنا آسان ہوجائیگا۔ بچھڑا پوجنے والے بھی اس حکم سے واقف ہوئے اور انھوں نے بھی اسی توسّل سے دعا مانگنی شروع کی چنانچہ خدا نے ان کا گناہ بھی معاف کردیا اور اس سزا سے بھی انکو بری قرار دیا اور بعض روایتوں کے بموجب دس ہزار کے قتل کی نوبت پہونچ چکی تھی اس کے بعد معافی ہوئی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰ نوٹ ۶** لَنْ نُّؤْمِنَ :- تفسیر امام میں ہے کہ جس وقت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور علیؑ و اولادِ علیؑ کی امامت کا اقرار لینا چاہا تو انھوں نے کہدیا کہ جبتک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں اور وہ ہم سے خود نہ کہے ہم باور نہیں کریں گے کہ یہ خدا کا حکم ہے اس گستاخی کے سبب کہنے والوں پر بجلی گری جو باقی رہے ان سے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اس امر کا انکار کرنے سے ان پر کیا گزری آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو زندہ کردے کہ ہم ان سے دریافت کرکے اطمینان کرلیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ زندہ ہوئے اور انھوں نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ ہم نے آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر کرسی پر جنت میں دوزخ میں کسی کا وہ تسلط نہ پایا جو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و ائمہؑ اولادِ حسینؑ کا ہے چنانچہ جب ہم کو جہنم کی طرف لے چلے تو منجانب محمدؐ و علیؑ آواز آئی کہ ان لوگوں پر ابھی عذاب نہ کرو کہ یہ ایک سائل کے سوال پر زندہ کئے جائیں گے اور ان سے ہمارا اور ہماری آل کا شرف دریافت کیا جائیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲ نوٹ ۵** ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا :- تفسیر امام میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اے بندگانِ خدا گناہوں میں مشغول رہنے سے اور ان کو چھوڑ دینے میں سستی برتنے سے حذر کرو کہ گناہوں کا متواتر کرنا توفیق خدا کو سلب کرلیتا ہے اور اس سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک گناہ کا عادی اس گناہ سے کسی دوسرے بڑے گناہ کا بھی ارتکاب کرتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ ولایت وصی رسولؐ نبوت رسولِ خدا اور توحیدِ خدا کا بھی منکر ہوجاتا ہے اور دین خدا میں ایجاد کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲ نوٹ ۶** وَلَا خَوْفٌ :- تفسیر برہان میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک شخص کے چہرے پر آثار خوف ملاحظہ فرما کر دریافت کیا کہ اے شخص تیری کیا حالت ہے اس نے عرض کیا کہ مجھے خدا کا خوف ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اپنے گناہوں سے خوف کر اور اگر خدا کے بندوں پر ظلم کیا ہے تو اسکے عدل سے ڈر جن چیزوں کی تجھے تکلیف دی ہے ان میں اسکی اطاعت کر اور جو چیزیں تیری اصلاح کی مقرر فرمائی ہیں ان میں نافرمانی نہ کر پھر خدا سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ نہ وہ کسی پر ظلم کریگا اور نہ کسی کو ایسا عذاب دیگا جس کا وہ مستحق نہ ہو ہاں اس کا خوف ہوسکتا ہے کہ انجام برا نہ ہو کیونکہ تغیّر و تبدّل کا کھٹکا لگا ہوا ہے اگر تیری خواہش یہ ہے کہ خدا تیرا انجام بخیر کرے تو اس کا خیال رکھ کہ جو خیر و خوبی ہوتی ہے یہ خدا کے فضل اور اس کی توفیق سے اور جو خرابی اور مصیبت تجھ پر پڑتی ہے یہ خدا کے ڈھیل دینے سے کہ تیری آزمائش کی جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲ نوٹ ۷** الطُّوْرَ :- جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ امین کو حکم دیا کہ جبل فلسطین سے ایک اتنا بڑا ٹکڑا جو یہودیوں کے لشکرگاہ کے برابر تھا اٹھالائیں اور ان لوگوں کے سروں کے مقابل کرکے انھیں دکھائیں اور موسیٰ علیہ السلام اس وقت ان کو یہ حکم دیں کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو تسلیم کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا بعضوں نے سچے دل سے قبول کرلیا اور سجدے میں گر گئے اور بہت سے ایسے تھے جنھوں نے دل سے اطاعت نہیں کی پیشانی بھی خاک پر رکھی اور رخسار بھی مگر خضوع و خشوع کی غرض سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دیکھیں پہاڑ گرتا ہے یا نہیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے ہمارے خدا نے جو توفیق تم کو عنایت کی ہے اس کا شکر یہ ادا کرو کہ تم خاک پر سجدہ کرتے ہو مگر کفارِ بنی اسرائیل کی طرح نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲ نوٹ ۸** اَلسَّبْتِ:۔ مطلب ہے آرام واماں کا دن خدائے تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے لئے یہ حکم تھا کہ اتوار سے جمعہ تک چھ دن برابر کام کریں اور ہفتہ کو آرام ۔ عبادت خدا ضرور بجالائیں لیکن کار دنیا اس دن مطلق نہ کریں ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲ نوٹ ۹** کُوْنُوْا:۔ اکثر یہودی سبت کے احکام کو توڑتے رہتے تھے یہاں خدائے تعالیٰ نے خاص ایک گروہ کا قصہ بیان فرمایا ہے جو سمندر کے کنارے ایک شہر میں آباد تھا تعداد انکی اسی ہزار پانچ سو تھی جن میں سے ستر ہزار نافرمانی کرتے تھے اور خاص سبت کے دن تدبیروں سے مچھلی کا شکار کر لیتے تھے انبیائے وقت نے طرح طرح سے انکو نافرمانی سے باز رکھنا چاہا جب انھوں نے نہ مانا تو ساڑھے دس ہزار فرمانبرداروں کو حکم ہوا کہ وہ شہر چھوڑ دیں پاس کے گاؤں میں چلے جائیں اور یہ بقیہ ستر ہزار بندروں کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے اور تین ان میں ہلاک ہو گئے کسی شخص نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ ایک ناصبی ہم سے یہ کہتا ہے کہ اگر امام حسین علیہ السلام کا قتل کرنا ناحق تھا تو ظاہر ہے کہ وہ سبت کے دن مچھلیوں کے شکار سے بدرجہا بڑھا ہوا گناہ تھا پھر کیا وجہ ہے کہ قاتلین امامؑ پر اتنا سخت عذاب بھی نازل نہیں ہوا جتنا کہ ان مچھلیوں کے شکاریوں پر ۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان ناصبیوں سے کہدو کہ ابلیس کا گناہ ان تمام کفار کے گناہوں سے بڑھا ہوا ہے جنہوں نے اس کے اغوا سے کفر کیا پھر کیا وجہ ہے کہ خدا نے ان کافروں کو تو برباد کر دیا جیسا کہ قوم نوح کو غرق کر دیا اور ابلیس کو ہلاک نہیں کیا حالانکہ زیادہ سزا کا مستحق وہ تھا مگر اس میں کوئی مصلحت خدا کی ہے کہ سبت کی عزت نہ کرنے والوں کو فوراً سزا دیدی اور اہلبیتؑ کی عزت نہ کرنے والوں کو فوراً سزا نہ دی لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ اس سے اسکے افعال کی نسبت کچھ باز پرس کر سکے حالانکہ بندوں سے باز پرس کی جائے گی۔) ۱۲

**صفحہ ۱۳ نوٹ ۱** کہ اس کو کچھ عرصہ کے لئے زندگی عطا فرمائیے کہ وہ اپنی مطلوبہ کے ساتھ بعیش بسر کر سکے خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ہم نے اسکو ستر برس کی زندگی اور مرحمت کی پس وہ دونوں ستر برس تک زندہ رہے اور ساتھ ہی مر گئے اور یہ بھی فرمایا کہ اے موسیٰؑ اگر قاتلین ہم سے ان بزرگوں کا واسطہ دیکر یہ دعا کرتے کہ ان کا راز فاش نہ ہو تو ہم ان کی بھی دعا قبول کر لیتے (مگر عام قاعدہ یہ ہے کہ سخت گناہوں کے مرتکب ہونے والوں کا دل ایسا سیاہ ہو جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ ولایت و نبوت و توحید سب سے دست بردار ہو جاتے ہیں پھر ایسیوں کو ایسی دعا کا خیال ہی کیوں آنے لگا) پھر اس قبیلہ والوں نے جنہیں گائے کی قیمت بھرنی پڑی تھی گریہ وزاری شروع کی کہ ہمارا تو سارا قبیلہ فقیر ہو گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بھی محمدؐ وآل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کرو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس قبیلہ کے رؤساء فلاں خرابے میں جاکر فلاں موقع کو کھودیں اور جو وہاں ہے نکال لیں اور لے لیں اور اسی نسبت سے آپس میں تقسیم کر لیں جس طرح گائے کی قیمت جمع کرتے وقت ہر ایک نے دیا تھا ۔ چنانچہ وہاں ایک کروڑ اشرفی نکلی اور آپس میں تقسیم ہو گئی ۔ محمدؐ وآل محمدؐ کے توسط کا یہ ادنیٰ صلہ ہے کہ انکے مال دوچند ہو گئے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴ نوٹ ۲** روشن تھیں کہ چھپ نہ سکتی تھیں باوجود اس کے رسولؐ اللہ کو نہ مانتے تھے اور انھیں علماء کی تقلید کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ خدا نے ان کی مذمت کی اسی طرح ہماری امت کے عوام اگر یہ دیکھیں کہ ان کے فقہاء ظاہراً فسق و فجور میں مبتلا ہیں یا شدید تعصب رکھتے ہیں یا مال دنیا کے ایسے گرویدہ ہیں کہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے جس کے مخالف ہوتے ہیں اس کے ہلاک کے درپے ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں گو وہ اس کا مستحق نہ ہو ۔ پس جو شخص ہمارے عوام میں سے اس قسم کے فقہاء کا مقلد ہوگا اس کی خدا نے ایسی ہی مذمت فرمائی ہے کہ جیسی کہ عوام یہود کی اب رہا وہ جو فقہاء میں سے ایسا ہو کہ اپنے نفس کو بچائے اپنے دین کی حفاظت کرے اپنے خواہش نفسانی کے خلاف عمل کرے اور اپنے مولا کے حکم کا مطیع ہو ہمارے عوام کے ذمہ اسکی تقلید لازم ہے اور یہ بات شیعوں میں سے کسی کسی کو حاصل ہوتی ہے سب کو نہیں پس جن میں یہ باتیں نہ پائی جائیں انکی کوئی بات نہ ماننی چاہئے اور انکی کوئی اطاعت نہ کرنی چاہیئے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴ نوٹ ۳** اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً:۔ یہود کا قول تھا کہ ہمیں اتنے ہی دن عذاب کیا جائے گا جتنے روز ہم نے بچھڑا پوجا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ نوٹ ۵** وہ رفیق الاعلیٰ میں ہمارے ساتھ ہوگا اور یہ حدیث ایسی ہے کہ میرے آباء واجداد نے سلسلہ بسلسلہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ تک پہونچائی ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ نوٹ ۶** اَلْمَسٰکِیْنُ بروئے لغت وہ ہے جس کی حرکت کو فقر و فاقہ نے ساکن کر دیا ہو جو شخص اپنے مال سے ایسے مسکین کی حاجت پوری کرے گا خدائے تعالیٰ اس سے خوشنود ہو گا مگر محبان محمدؐ وآل محمدؐ سے وہ شخص زیادہ مستحق امداد جو دشمنوں کا دینی معاملات میں مقابلہ نہ کرے پس جو شخص انکو علمی قوت پہنچا کر اس لائق کر دے کہ وہ نواصب و خوارج کے حملوں کو دفع کر سکیں اور گمراہ نہ ہونے پائیں اس کا درجہ سب مواسات کرنے والوں سے زیادہ ہوگا ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ نوٹ ۷** حُسْنًا:۔ جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص سے شیریں زبان سے بات کرو خواہ مومن ہو یا مخالف مومنوں سے تو خندہ پیشانی سے پیش آؤ جس سے انکے دل باغ باغ ہو جائیں اور مخالفوں سے مدارات سے بات کرو تاکہ وہ ایمان کی طرف مائل ہوں اور اگر اس سے ناامیدی ہو تو کم از کم اتنا فائدہ تو ہو گا کہ تم اپنے نفس کو اور اپنے مومن بھائیوں کو ان کے شر سے بچا سکو گے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ نوٹ ۸** ثُمَّ اَنْتُمْ:۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیتیں ظاہراً یہودیوں کے بارے میں ہیں لیکن کیا میں تم کو ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو اس امت کے یہودی ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ضرور بتلائیے فرمایا میری امت کا ایک گروہ میرے مذہب پر ہونے کا اقرار کرتا ہوگا اور میری اولاد میں سے جو سب سے افضل ہوں گے انہیں قتل کریگا میری شریعت اور سنت کو بدل ڈالے گا اور میرے حسینؑ کو اس طرح قتل کرے گا جیسا کہ ان یہودیوں کے بزرگوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا تھا خدا کی طرف سے ان پر ایسی ہی لعنت ہو گی جیسی کہ ان یہودیوں پر ہوئی تھی اور قیامت سے پہلے پہلے خدائے تعالیٰ اس گروہ پر اولاد حسینؑ میں سے جناب مہدیؑ کو مسلط فرمائے گا کہ ان حضرتؑ کے مددگار انکو فی النار کر دیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ نوٹ ۹** ھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ:۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت جناب ابوذر غفاری کی شان میں اور عثمان بن عفان نے جو کچھ برتاؤ ان کے ساتھ کیا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ جب عثمان نے انکے ربذہ بھیجے جانے کا حکم دیا تو اس زمانہ میں وہ بیمار تھے لکڑی کے سہارے آئے اور عثمان کے سامنے ایک لاکھ درہم دیکھے دریافت کیا کہ یہ مال کیسا ہے کہا کہ ایک عامل نے بھیجے ہیں اتنا ہی اور آجائے تو انکی نسبت کوئی رائے قائم کروں ۔ جناب ابوذر نے فرمایا کہ لاکھ درہم زیادہ ہوتے ہیں یا چار دینار اس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہے کہ لاکھ درہم بہت زیادہ ہیں فرمایا کیا تمہیں یاد نہیں کہ ایک شب

بوقت عشاء میں تم خدمتِ جناب رسولؐ خدا میں گئے تھے تو آنحضرتؐ کو بہت رنجیدہ پایا اور پھر صبح کو گئے تو آنحضرتؐ خوش تھے میں نے ہر رنج اور خوشی کا سبب دریافت کیا فرمایا میرے پاس مال مسلمین سے چار دینار تھے جنکی تقسیم باقی تھی اور مجھے موت کے آجانے اور امانت کے باقی رہ جانے کا خوف تھا اب وہ امانت ادا ہوچکی ہے یہی خوشی ہے۔ عثمان نے یہ سنکر کعب الاحبار کی طرف نظر کی اور کہا کہ جب زکوٰۃ واجبہ ادا کردی جائے تو پھر بھی کوئی بات باقی رہتی ہے اس نے کہا کچھ نہیں گو سونے چاندی کے کھتے بھرے پڑے ہوں۔ جناب ابوذرؓ کو اس پر غصہ آیا اور اپنا عصا کعب الاحبار کے سر پر دے مارا اور فرمایا تو احکام مسلمین کو کیا جانے خدائے تعالیٰ کا فرمانا سچا ہے یا تیرا قول کہ وہ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَ الۡفِضَّۃَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ عَلِیۡمٍ غرض یہ آیتیں مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ تک پڑھیں عثمان نے کہا تمہاری تو بڑھاپے سے عقل جاتی رہی ہے اگر مجھے صحبتِ رسولؐ کی رعایت منظور نہ ہوتی تو تمہیں ابھی قتل کر ڈالتا انھوں نے فرمایا کہ اے عثمان تو جھوٹ بولتا ہے جناب رسولؐ خدا فرما گئے ہیں کہ آزمائش میری تو ضرور ہوگی لیکن مجھے قتل کوئی نہ کرسکے گا مجھے جناب رسولِ خدا نے وہ حدیث جو بنی امیہؓ کے بارے میں فرمائی ہے یاد ہے۔ عثمان نے کہا کہ ہاں آپ نے رسولؐ اللہ سے میرے بارے میں اور میری قوم (بنی امیہ) کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت ابوذرؓ غفاری نے فرمایا کہ میں نے خود آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب آلِ ابوالعاص کی تعداد تیسؔ مرد تک پہنچ جائیگی مالِ خدا پر ہتھ پھیر کریں گے اور کتابِ خدا کو (معانی و مطالب بدلکر) پھانسنے کا جال بنائینگے اور بندگانِ خدا کو لونڈی غلام قرار دیں گے نیک لوگوں سے جنگ کریں گے اور بدکاروں کو اپنی ٹولی بنائیں گے۔" عثمان نے کہا کہ اے گروہ اصحابِ محمدؐ آیا تم میں سے کسی نے جناب رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی ہے؟ سب نے (ایمان نگل کر عثمان کی خاطر سے صاف) کہدیا کہ ہم نے تو جناب رسولؐ خدا سے یہ نہیں سنی۔ اس پر عثمان بولا کہ ذرا علیؑ کو تو بلالو۔ چنانچہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس کے پاس آئے تو عثمان نے ان سے کہا کہ یا ابالحسنؑ ذرا سنیے تو سہی یہ جھوٹا بڈھا کیا بکتا ہے؟ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے عثمان! ان کو جھوٹا نہ کہہ کہ میں نے خود جناب رسولِ خدا کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آسمان نے کسی شخص پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی ایسے کو اٹھایا نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔" (تصریح۔ معصومینؑ اس سے مستثنیٰ ہیں غیر معصومین کا ذکر ہے) اصحاب رسولؐ اللہ نے (جو اس وقت موجود تھے) اقرار کیا کہ علی مرتضٰے سچ فرماتے ہیں ہم نے بھی جناب رسولِ خدا سے یہ حدیث سنی ہے۔ اس پر حضرت ابوذرؓ رو پڑے اور فرمایا کہ وائے ہو تم پر تم میں سے ہر ایک نے اپنی گردن اس مال کی طرف دراز کر لی تھی اور تم میری نسبت یہ گمان کرتے تھے کہ میں اور جناب رسولِ خدا کے برخلاف جھوٹ بولتا ہوں (گویا مقصد یہ تھا کہ یہ علیؑ مرتضٰے ہیں جن کے تشریف لانے نے تم جیسے دنیا طلب لوگوں کو میری تصدیق پر مجبور کیا) پھر ان کی طرف نظر ڈالی اور دریافت کیا تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ سب بولے کہ آپ تو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ہی ہم سب سے بہتر ہے فرمایا ہاں! میں نے اپنے حبیب جناب رسولِ خدا کو جس وقت وداع کیا ہے تو میں یہی جبہّ پہنے ہوئے تھا اور اب تک میں اسی جبہّ میں ہوں (تصریح۔ مقصد یہ ہے کہ جس حال پر میں اس وقت تھا اسی حال پر اب تک ہوں یعنی جیسے لباس ظاہر کو نہیں بدلا ہے ویسے ہی باطن بھی نہیں بدلا ہے) اور تم لوگوں نے تو بڑے بڑے احداث کئے ہیں جن کی بابت خدائے تعالیٰ تم سے باز پرس کریگا اور مجھ سے کچھ باز پرس نہ فرمائے گا۔ اس پر عثمان نے (بات کاٹ کر) کہا اے ابوذرؓ! میں جناب رسولِ خدا کے حق کی قسم دیکر تم سے دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم سے پوچھنے والا ہوں اس کی بابت مجھے ٹھیک ٹھیک خبر دینا۔ حضرت ابوذرؓ غفاری نے فرمایا کہ واللہ اگر تو جناب رسولِ خدا کے حق کی قسم دیئے بغیر بھی مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے ٹھیک ہی ٹھیک خبر دیتا (عثمان کے ایمان و یقین کا اندازہ کرنے کے لئے یہ بات کافی ہے) یہ سنکر بولا کہ "تمہیں سب سے زیادہ پسند کونسا شہر ہے کہ تم اس میں رہا کرو" فرمایا مکہ معظمہ جو اللہ کا بھی حرم ہے اور اللہ کے رسولؐ کا بھی حرم ہے۔ میں اپنی موت کے آنے تک اسی میں خدا کی عبادت کیا کرونگا" عثمان نے کہا نہیں خدا تمہاری یہ مراد پوری نہ کرے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا تو پھر مدینہ! جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم ہے۔ عثمان نے کہا نہیں یہ بھی تمہیں میسر نہ ہو۔ راوی حدیث جناب امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت ابوذرؓ خاموش ہو گئے! اب عثمان نے دریافت کیا کہ وہ شہر کونسا ہے جس میں رہنا تم سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہو؟ فرمایا وہ ربذہ ہے جس میں دین اسلام میں آنے سے پہلے رہتا تھا۔ عثمان نے کہا تو اچھا جاؤ وہیں چلے جاؤ۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے جو سوال کیا میں نے اس کا سچا سچا جواب دیدیا اب میں جو سوال تجھ سے کرتا ہوں اس کا تو بھی مجھے ٹھیک ٹھیک جواب دیجیو! اس نے کہا اچھا! فرمایا اگر تو نے مجھے اپنے اور اصحاب کے ساتھ مشرکوں سے لڑنے کے لئے بھیجدیا ہوتا اور وہ مجھے قید کر لیتے اور یہ کہتے کہ ہم اِس کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ تو اپنے تمام مال واملاک کی تہائی نہ دیدے (تو تو کیا کرتا)"۔ کہنے لگا کہ میں ضرور اتنا ہی فدیہ دیکر آپکو چھڑا لیتا" فرمایا اور اگر وہ یہ کہتے کہ ہم تو تیرے مال واملاک کا نصف لیکر ان کو چھوڑیں گے (تب کیا کرتا)" کہا اس حال میں بھی میں فدیہ دیکر آپ کو چھڑا لیتا۔ فرمایا اور اگر وہ یہ کہتے کہ ہم تو اس کو چھوڑیں گے ہی نہیں جب تک کہ تو اپنی کُل ملکیت اس کے فدیہ میں ہمیں نہ دے دے (تب کیا ہوتا) کہا میں سب کچھ آپ کے فدیہ میں دیدیتا اور آپ کو چھڑا لیتا (فرمایا وہ فدیہ دینا زیادہ ہوتا یا مجھے مکہ یا مدینے میں رہنے دینا؟ کہا یہ کسی طرح منظور نہیں) اس پر ابوذرؓ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! مجھ سے میرے حبیب جناب رسولؐ خدا نے ایک دن فرمایا تھا کہ اے ابوذرؓ اس دن تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم سے یہ کہا جائے گا کہ تمہیں کونسا شہر زیادہ پسند ہے کہ تم اس میں رہا کرو اور تم یہ کہو گے کہ مکہ معظمہ جو اللہ کا حرم اور اس کے رسولؐ کا حرم ہے میری خواہش ہے کہ میں اپنی موت آنے تک اسی میں اللہ کی عبادت کرتا رہوں اس وقت کہا جائیگا کہ نہیں خدا تمہاری یہ مراد پوری نہ کرے پھر تم کہو گے کہ مدینہ منورہ جو اللہ کے رسولؐ کا حرم ہے اس وقت تم سے کہا جائیگا کہ نہیں خدا تم کو یہ بھی میسر نہ کرے پھر تم سے دریافت کیا جائیگا کہ وہ کونسا شہر ہے جس میں رہنا تمہیں سب سے زیادہ ناپسند ہے تو تم کہو گے کہ ربذہ جس میں میں دین اسلام میں داخل ہونے سے پہلے رہتا تھا۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ تم وہیں چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ یہ واقعہ یونہی ہونے والا ہے فرمایا ہاں اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ ضرور واقع ہونے والا ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آیا میں اس وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھکر اس سے قدم قدم پر ان کو نہ ماروں؟ فرمایا نہیں! (جو کچھ بھی تجھے کہا جائے) سُن اور خاموش رہ گو غلام حبشی کی اطاعت کرنی پڑے۔ اور اے ابوذرؓ! اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں اور تیرے دشمن عثمان کے بارے میں ایک آیت نازل فرمائی ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول ہے اور پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

صفحہ ۱۶ نوٹ ۲ | نہیں سمجھتے اس قرأت کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے وہ یہ ہے وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ " انھوں نے یہ کہدیا کہ جس بات کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اسے ہمارے دل کسی طرح قبول ہی نہیں کرتے اور نہ ہمارے کان سنتے ہیں اور ہمارے اور آپکے مابین تو پردہ حائل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۶ لوٹ ۳** يَسْتَفْتِحُوْنَ :- کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ یہودیوں کو اپنی کتاب میں یہ بات ملی تھی کہ آخری رسول جس کا نام محمدؐ ہوگا اس کا دار الہجرت عیر اور احد کے مابین ہوگا پس وہ اس مقام کی تلاش میں اپنی جگہ سے چلے اور ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام حُبیل تھا اور دوسرا ایک پہاڑ اور ملا جس کا نام حداد ہے یہاں سے انکے گروہ الگ ہوگئے ایک نے تیماء میں مقام کر دیا ایک نے فدک میں ایک نے خیبر میں یہ اب تیماء والوں کو اپنے بھائیوں سے ملنے کا خیال پیدا ہوا انھوں نے بنی قیس میں سے ایک بدو کا اونٹ کرایہ پر کیا اور اس سے یہ کہا کہ ہمیں عیر اور احد کے درمیان سے جو راستہ جاتا ہے اس سے لے چل اور یہ بھی کہدیا کہ ہمیں وہاں پہونچتے ہی بتا دینا چنانچہ اس بدو کی امداد سے وہ زمین مدینہ پر پہونچ گئے اور جیسے ہی انکو وہ مقام معلوم ہوا فوراً اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور اس سے کہا کہ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا اب جہاں تیراجی چاہے اپنی سواری کو لیجا پھر اپنے بھائیوں کو جو فدک اور خیبر میں تھے خطوط بھیجے کہ وہ ٹھیک موقع جس کا کتابوں میں ذکر ہے مل گیا ہے اب تم سب ہمارے پاس چلے آؤ انھوں نے جواب میں لکھا کہ یہاں ہم مکان بنا چکے ہیں کھیتی باڑی کا روبار پھیلا ہوا ہے تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں، جب وہ موقع آئے ہم کو بھی شریک کر لینا اب ان لوگوں نے زمین مدینہ میں اپنے مکان بنائے رفتہ رفتہ مالدار ہوگئے اتفاق سے یہاں تُبّع (ایک بادشاہ) آگیا اس نے ان سے لڑائی کی ٹھان دی یہ قلعہ بند ہوگئے اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چونکہ یہ اہل کتاب سے تھے تبع کی فوج کے جو لوگ ضرورتمند تھے انکو یہ رات کے وقت کھجوریں جَو اور اسی قسم کا سامان انپر رحم کھا کر بھیج دیتے تھے تبع کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس کے دل میں بھی انکی طرف سے جگہ پیدا ہوئی اور اس نے انھیں امن دیا اب یہ اس سے ملنے آئے تو اس نے ان سے یہ کہا کہ مجھے تمہارا ملک بہت پسند آیا میں بھی چاہتا ہوں کہ یہیں سکونت اختیار کر لوں انھوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہ تو ایک نبی کا دار الہجرت ہے اور کسی کے لئے یہاں رہنا موزوں نہیں اس نے کہا کہ ایسا ہے تو خیر میں اپنے قیدیوں میں سے یہاں کچھ ایسے لوگ چھوڑے جاتا ہوں جو اس وقت اس نبی کی مدد کریں۔ چنانچہ دو قبیلے اوس اور خزرج یہاں چھوڑ گیا ان قبیلوں کی تعداد جب زیادہ ہوگئی تو یہ انھیں یہودیوں پر زیادتیاں کرنے لگے ان کا مال چھین لیتے تھے اور یہودی ان سے یہ کہتے تھے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے محمدؐ مصطفےٰ کو مبعوث کیا ہم تم کو تمہارے گھروں سے نکالیں گے اور اس وقت ہمارے مال تمہاری دستبرد سے بچیں گے مگر جب خدا نے محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو انصار تو ان پر ایمان لے آئے اور یہودی منکر ہوگئے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے سے تو کافروں کے برخلاف اس کے ذریعہ سے طالب فتح تھے مگر جب وہ ان کے پاس آیا تو اسے نہ پہچانا بلکہ انکار کر دیا۔ خدا ان کافروں کو اپنی رحمت سے دور کرے۔

کافی میں یہ ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کے زمانے میں یہ کچھ لوگ تھے جو بت پرستوں کو آنحضرتؐ کے نام سے ڈرایا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ضرور بالضرور ایک ایسا نبیؐ مبعوث ہوگا جو تمہارے بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تمہاری ایسی اور ایسی گت بنائیگا مگر جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انہی لوگوں نے آنحضرتؐ کا انکار کر دیا اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہودی آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے پہلے عربوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے عرب دیکھو اب اس نبیؐ کے ظہور کا وقت قریب ہے جو مکہ سے مبعوث ہوگا اور ہجرت کر کے مدینہ آئیگا وہ سب نبیوں سے آخر اور سب سے افضل ہوگا اس کی دونوں آنکھوں میں سُرخی ہوگی اور دونوں شانوں کے بیچ میں نبوت کی مُہر ہوگی۔ ردا اوڑھے گا اور اپنی غذا میں چند لقموں اور چند خرموں پر اکتفا کیا کرے گا بغیر ساز و زین کے گدھے پر سوار ہوا کرے گا۔ بہت ہنس مکھ ہوگا لڑائی کے وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھے گا اور مقابلہ میں کوئی بھی آجائے اس کی پروا نہ کرے گا اس کے قوی دلائل ربع مسکوں میں اس سرے سے اُس سرے تک پہنچ جائیں گے۔ اے گروہ عرب ہم اس نبیؐ کے ساتھ ہو کر ضرور تم سب کا قتل عام کریں گے مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو انہی صفات کے ساتھ مبعوث فرمایا تو انہی یہودیوں نے آنحضرتؐ سے حسد کیا اور کافر ہوگئے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۲۱ سطر ۳)

اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں بروایت جناب امیر المومنین علیہ السلام منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو یہودیوں کے اس ایمان کی اطلاع دی تھی جو وہ آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے ان پر رکھتے تھے اور اس بات کی بھی اطلاع دی تھی کہ آنحضرتؐ کا ذکر کر کر کے اور آنحضرتؐ پر اور ان کی آلؑ پر درود بھیج بھیج کر اپنے دشمنوں کے برخلاف ان پر فتح پانے کی دعائیں کیا کرتے تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جناب موسٰیؑ کے زمانے میں اور ان کے بعد یہ حکم دیا تھا کہ جب ان پر کوئی سخت مصیبت پڑے یا کوئی بلا نازل ہو تو وہ جناب محمدؐ مصطفےٰ اور ان کی آل پاک کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں اور ان کے ذریعہ سے مدد مانگا کریں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ کے رہنے والے یہودی جناب محمدؐ مصطفےٰ کے ظہور سے برسوں پہلے یہی عمل کیا کرتے تھے اور بڑی بڑی سخت بلاؤں اور مصیبتوں کو اسی عمل سے روک دیتے تھے اور آنحضرتؐ کے ظہور سے دس برس پہلے بنی اسد و بنی غطفان اور مشرکوں کا ایک گروہ یہودیوں کا دشمن ہوگیا تھا اور اُن کو ایذا پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا پس یہ ان کے شر سے بچنے کے لئے اور اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے پروردگار سے جناب محمدؐ مصطفےٰ اور ان کی آلؑ کا واسطہ دیکر دعا کرتے رہتے تھے یہانتک کہ ایک موقعے پر بنی اسد و بنی غطفان نے تین ہزار سواروں سے حوالی مدینہ میں جو یہودیوں کے مواضعات تھے ان کو جا گھیرا یہودی ان سے بمقابلہ پیش آئے حالانکہ ان کے سوار کل تین سو تھے مگر انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگی اور ان تین ہزار میں سے ایک حصہ کو تو کاٹ ڈالا اور ان کو شکست دیکر بھگا دیا اب بنی اسد و بنی غطفان نے ایک دوسرے سے یہ کہا کہ آؤ اب ہم کل قبیلوں سے ان کے برخلاف مدد مانگیں چنانچہ انھوں نے قبیلوں سے انکے خلاف مدد مانگی وہ لوگ آکر بکثرت جمع ہوئے یہانتک کہ تیس ہزار سوار ہوگئے اور ان سب نے یہ قصد کیا کہ ان تین سو کو ان کے گاؤں ہی میں قتل کر دیں یہ تین سو اپنے گھروں میں پناہ گزین ہوگئے اور ان تیس ہزار نے ان کا پانی بند کر دیا یعنی وہ نہر کاٹ دی جو ان کے گاؤں میں آتی تھی اور ان کا کھانا بھی روک دیا (یعنی رسد بند کر دی) یہودیوں نے امان مانگی تو ان کو امان بھی نہیں دی اور یہ کہا کہ تمہارے لئے کوئی چارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور غارت کرینگے۔ اب یہودیوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ ہم کیا کریں اُن میں سے جو برابر والے تھے اور جو صاحبانِ بزرگی و رائے تھے انہوں نے یہ کہا کہ موسٰی علیہ السلام تمہارے بزرگوں کو اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو بزرگ تھے اُن کو یہ حکم دے گئے تھے کہ جب تم پر وقت آپڑے تو تم محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر گڑگڑا گڑگڑا کر خدائے تعالیٰ سے دعا کرنا لوگ کہنے لگے کہ ہاں کہہ تو گئے تھے انھوں نے کہا بس تو اب دعا کرو چنانچہ انہوں نے یہ دعا کی "یا اللہ محمدؐ اور ان کی آلِ طاہرہ کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں

کہ جیسا تو نے ہمیں پانی پلایا تھا اِن ظالموں نے ہمارا پانی بند کر دیا ہے ہمارے بوڑھے کمزور ضعیف ہو گئے ہیں اور ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے اس سے سخت پریشان ہو گئے ہیں اور ہم ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں "۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان پر موسلادھار مینھ برسایا جس سے اُن کے حوض و تالاب نہریں اور برتن سب پُر ہو گئے انھوں نے کہا کہ دو خوبیوں میں سے ایک تو ہم کو یہ حاصل ہوئی پھر چھتوں پر چڑھ کے محاصرہ کرنے والے لشکروں کی حالت دیکھی تو معلوم ہوا کہ مینھ نے ان کو بہت ہی تکلیف دی ہے۔ انکے اموال واسباب و ہتھیار سب خراب ہو گئے ہیں اور اسی سبب سے کچھ ان میں سے چلے بھی گئے ہیں چونکہ یہ مینھ خلافِ موسم سخت گرمی میں آیا تھا جس وقت عموماً مینھ نہیں ہوتا اب اس لشکر میں سے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے کہا کہ خیر پانی تم کو مل گیا تو کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ چلے بھی گئے تو ہم تو اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک کہ تم کو اور تمہارے بال بچوں کو مغلوب و مقیّد نہ کر لیں اور تمہارے مال لوٹ نہ لیں اور اس طرح اپنی تشفی خاطر نہ کر لیں یہودیوں نے کہ جس نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کرنے سے پانی عطا فرمایا ہے وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ ہم کو کھانا دے اور جس نے اتنے لوگوں کو بھگا دیا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ باقی جو رہے ہیں ان کو بھی بھگا دے۔ پھر انھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر یہ دعا کی کہ خدا ان کو کھانا بھی پہنچائے پس ایک بڑا قافلہ اناج لیکر آیا ان کے پاس دو ہزار اونٹ اور خچر اور گدھے گیہوں اور ستوؤں سے بھرے ہوئے تھے قافلہ والوں کو لشکروں کی کچھ خبر نہ ہوئی مگر جب ان کے پاس پہنچے تو اِن سب کو سوتا پایا اور لشکر والوں کو اِن کی خبر نہ ہوئی اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی نیند گہری کر دی تھی قافلہ والے بستی میں آ گئے ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ اپنا مال لا کر ڈالا اور سب فروخت کر دیا اور چل دیئے۔ اہلِ لشکر کو اب بھی سوتا ہی چھوڑ گئے ان کا کوئی جاسوس بھی بیدار نہ تھا جو ان کو دیکھتا۔ جب وہ دور نکل گئے تب یہ لشکر والے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنے پر آمادہ ہوئے ایک دوسرے سے کہتا تھا آؤ آؤ جلد آؤ ان کو تو بھوک نے خوب ستا رکھا ہے اب یہ ہمارے سامنے ذلیل ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے ان سے کہا کہ ایسا خیال بھی نہ کرنا ہمیں ہمارے پروردگار نے کھانا پہنچا دیا اور تم سوتے ہی رہے۔ ہم کو اس طرح اور اس طرح رزق پہنچ گیا اور اگر سوتے میں ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو یہ بھی ہمارے لئے آسان تھا۔ لیکن ہم نے تم پر زیادتی کرنا خود ہی پسند نہ کیا اب بھی خیر ہے تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ ورنہ ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر تمہارے برخلاف بددعا کریں گے اور خدائے تعالیٰ سے طالبِ نصرت ہوں گے کہ تم کو اسی طرح ذلیل و رسوا کرے جیسے کہ ہم کو پانی اور کھانا پہنچایا ہے انہوں نے از روئے سرکشی انکار کیا انہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر بددعا کی اور ان کے برخلاف نصرت مانگی پھر یہی تین سو ان تیس ہزار کے برخلاف نکل کھڑے ہوئے کتنوں کو تو ان میں سے قتل کیا اور کتنوں کو قید کیا اور کتنوں ہی کو کچل ڈالا اور کتنوں کو ان کے قیدیوں کے ہاتھوں سے بندھوا دیا وہ ان قیدیوں کو کچھ تکلیف یوں نہیں پہنچاتے تھے کہ اس سے ڈرتے تھے کہ یہودی ہم کو ایذا پہنچائیں گے (دس برس پہلے تو یہ حالت تھی) مگر جب آنحضرتؐ کا ظہور ہوا تو وہی یہودی آنحضرتؐ سے حسد کرنے لگے اور آنحضرتؐ کو جھٹلانے لگے اس لئے کہ آنحضرتؐ عرب سے تھے "۔

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ مشرکوں کے برخلاف یہودیوں کی مدد اس لئے فرمایا کرتا تھا کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو یاد کرکے دعا مانگا کرتے تھے۔ پس اے امتِ محمد تم بھی مصیبت و تکلیف کے وقت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کو یاد کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے سے ان شیاطین کے برخلاف جو تمہیں ایذا پہنچانے کا قصد رکھتے ہوں تمہاری مدد فرمایا کرے اس لئے کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ تو اسکے داہنی طرف رہتا ہے جو اس کی نیکیاں لکھتا جاتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اس کی بدیاں لکھتا جاتا ہے اور ابلیس کی طرف سے دو شیطان اس کے ساتھ رہتے ہیں جو اسے اغوا کرتے رہتے ہیں پس جب وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور یہ کہے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے تو دونوں شیطان دمک جاتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں "۔

**صفحہ ۱۶ نوٹ ۴** بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ :- کتاب کافی و تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں پر پہلا غضب تو اس وقت نازل ہوا جبکہ جناب عیسیٰؑ کی انھوں نے تکذیب کی جس کے مظلومین بندر بنا دیئے گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے خدا نے ان پر لعنت کرائی۔ اور دوسرا غضب اس وقت نازل ہوا جس وقت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تکذیب کی اور یہ اس صورت میں ہوا کہ خدا نے آنحضرتؐ کے ساتھ والوں کی تلواریں ان پر مسلط کر دیں جن سے وہ مجبور و مقہور ہو گئے اور یا تو ذلت سے جزیہ دینا اختیار کیا یا مجبوراً اسلام لائے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷ نوٹ ۳** فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ :- جناب محمد مصطفےٰ اور علیؑ مرتضےٰ اور انکی اولاد کا تو یہ دعویٰ تھا کہ خدا کے دوست ہم ہیں اور جو ہمارے مخالف ہیں وہ خدا کے دوست نہیں ہو سکتے چونکہ یہودیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم خدا کے دوست ہیں اور سوائے یہودیوں کے جنت میں اور کوئی داخل ہی نہ ہوگا اسلئے خدا نے حکم دیا کہ تم اپنی موت کی تمنا کرو کیونکہ توریت میں یہ لکھا ہے کہ خدا کے دوست موت کے متمنی ہونگے اور اس سے خوف نہ کریں گے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جس شخص کو اپنے جنتی ہونے کا یقین ہوگا وہ جنت میں جانے کا مشتاق اور اس عالم سے جہاں طرح طرح کے جھگڑے پیش آتے رہتے ہیں جلد خلاصی پانے کا آرزومند ہوگا جیسا کہ امیر المومنینؑ نے جنگ جمل کے موقع پر فرمایا تھا کہ لَا اُبَالِيْ وَقَعْتُ عَلَى الْمَوْتِ اَوْ وَقَعَ عَلَيَّ الْمَوْتُ (مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں یا موت مجھے آئے) اور چونکہ یہودی ایسے دعوے میں جھوٹے اور ظالم تھے اس آزمائش یا کسوٹی سے پرہیز کر گئے جیسا کہ خدا آگے فرماتا ہے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷ نوٹ ۴** عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ :- تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مروی ہے کہ پروردگار عالم نے یہودیوں کی مذمت اس وجہ سے کی کہ ان کو جبرئیلؑ امین سے بغض تھا کہ جو چیزیں ان کو بری معلوم ہوتی تھیں جبرئیلؑ اس میں قضائے خدا جاری کرتے تھے جیسے کہ دانیال علیہ السلام کو بے گناہ بخت نصر کے ہاتھ سے قتل کرا دینا اور اسی طرح اس امت کے یہودی یعنی نواصب کی مذمت فرمائی ہے کہ وہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دیگر فرشتگانِ خدا سے عداوت رکھتے تھے اس بنا پر کہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی امداد کے لئے نازل ہوتے رہے اور علی علیہ السلام ہمیشہ تیغ برّاں سے کافرین اور منافقین پر غالب آئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۲** جیسا کسی کو زہر کی ماہیت اور نقصانات سے واقف کیا جائے پھر اس کے دفعیہ کی چیز بنائی جائے اور کہہ دیا جائے کہ جس کو اس زہر سے مسموم دیکھو اسکا زہر دفع کر دو اور خبردار اس زہر سے کسی کو قتل نہ کرنا (جب لوگوں نے آمادگی ظاہر کی تو) نبی نے ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا کہ اب تم آدمی کی صورت میں ظاہر ہو اور جو کچھ خدا نے تمہیں علم دیا ہے وہ انھیں تعلیم کر دو اور انھیں نصیحت کر دو۔ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونوں کسی کو وہ سحر اور اس کے باطل کرنے کا طریقہ اس وقت تک نہ سکھائیں حَتّٰى يَقُوْلَ جب تک کہ سیکھنے والے سے یہ نہ کہدیں اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ "ہم بندوں کے لئے ایک آزمائش ہیں تاکہ وہ جو کچھ بھی سیکھتے ہیں

اس میں خدائے تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کریں کہ اس کے ذریعے سے جادو کی تدبیر کو باطل کردیں اور خود جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ اس کا یہ مطلب تھا کہ تو اس جادو کا استعمال کرکے اور اس کے ذریعے سے کسی کو ضرر پہنچا کے یا لوگوں کو یہ جتلا کے کہ تو اس کے ذریعے سے موت وحیات پر قادر ہے اور ایسی چیزیں کرسکتا ہے جو سوائے خدا کے کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا کیونکہ اس قسم کی سب باتیں کفر ہیں کافر نہ ہو۔ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا پس جو جادو سیکھنے کے طالب ہوتے ہیں پس وہ ان دونوں قسموں میں سے یعنی اِس سے بھی جسکو خدا نے فرمایا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور اس سے بھی جسکو خدائے تعالیٰ نے فرمایا مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ یعنی ان دونوں قسموں کا جادو سیکھتے تھے۔ مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ مطلب یہ ہے کہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جن سے آدمیوں کو ضرر پہنچائیں یعنی طرح طرح کے حیلوں سے اور چغل خوریوں سے شک ڈالنے سے اور یہ کہنے سے کہ فلاں طلسم فلاں جگہ دفن کیا گیا ہے اور فلاں عمل اس طرح کیا گیا ہے تاکہ عورت کا دل مرد کی طرف سے پھٹ جائے اور مرد کا دل عورت کی طرف سے بیزار ہوجائے اور اس طرح اُن دونوں میں کوئی جدائی کی صورت پیدا ہو وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے سیکھنے والے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر یہ کہ خدا اس کو جانتا ہے اور ان سے مزاحمت نہیں کرتا اس لئے کہ اگر چاہے تو جبراً اور قہراً روک دے وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انھوں نے یہ سحر اس لئے سیکھا کہ اُس سے جادو کریں اور نقصان پہنچائیں تو ضرور انھوں نے ایسی چیز سیکھی جس سے وہ اپنے دین کے بارے میں نقصان اٹھائیں اور نفع دینی کچھ بھی نہ پائیں بلکہ دینِ خدا سے بالکل نکل جائیں وَلَقَدْ عَلِمُوْا یعنی ایسے سیکھنے والے جانتے ہیں لَمَنِ اشْتَرٰىهُ یعنی جس نے اپنے دین کو بیچ کر یہ سحر سیکھ لیا ہو مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ثوابِ جنت اس کے حصہ میں کچھ نہیں ہے

عیون اخبار الرضاؑ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے "چونکہ ان کے اعتقاد میں آخرت کوئی چیز نہ تھی لہٰذا وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب آخرت ہوگی ہی نہیں تو دنیا کے بعد دارِ آخرت میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور اگر دنیا کے بعد آخرت ہو بھی جیسے کہ واقعی ہے تو بوجہ اس کے کہ وہ آخرت کے منکر تھے ان کا حصہ آخرت میں کچھ بھی نہ ہوگا"۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ اس کا یہ مطلب ہے کہ انھوں نے اپنی جانیں دیکر عذابِ خدا خرید لیا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ کاش وہ اسے سمجھتے کہ انھوں نے آخرت کی بہبودی فروخت کردی اور جنت میں جو ان کا حصہ تھا اسے چھوڑ بیٹھے اس لئے کہ اس سحر کو جن لوگوں نے ضرر پہنچانے کی نیت سے سیکھا ان کے اعتقاد میں نہ خدا تھا نہ رسولؐ۔ نہ قیامت تھی نہ بعثت۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم ایسی رہتی ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جب بنی آدم کے گناہ زیادہ ہوگئے تو فرشتوں نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو (زمین پر بھیجنے کے لئے) منتخب کیا اور اللہ نے ایک تیسرے کے ساتھ ان کو دنیا میں بھیجا اور وہ دونوں کے دونوں زُہرہ نام ایک عورت پر مفتون ہوگئے اور ان دونوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا۔ شراب پی۔ اور ناحق ایک شخص کو قتل کردیا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو (چاہِ) بابل میں عذاب دے رہا ہے اور یہ کہ جادوگر انہی سے جادو سیکھتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو مسخ کرکے ستارہ بنا دیا اور ستارۂ زہرہ وہی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ! خدا کے فرشتے معصوم ہیں اور خدائے تعالیٰ کے الطاف وعنایات سے ہر قسم کی برائی سے اور کفر سے محفوظ ہیں خدائے تعالیٰ خود ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۸۹۵ سطر ۴) نیز فرماتا ہے وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ (یعنی الملٰئکۃ) لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۵) نیز فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ..... تا ..... مُشْفِقُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۶ سطر ۶) (جن کی نسبت خدائے تعالیٰ ایسا فرمائے ان سے ایسے افعالِ ناشائستہ سرزد نہیں ہوسکتے)

العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے زہرہ کی بابت جیسا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں دریافت کیا گیا یعنی وہ ایک عورت تھی جس کی وجہ سے ہاروت و ماروت کی آزمائش کی گئی نیز سہیل کی بابت جیسا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ وہ ملک یمن کا عشار یعنی دسواں حصہ حق سلطانی وصول کرنے والا تھا اس کی نسبت بھی حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جو کچھ بکتے ہیں سب غلط ہے یہ دونوں تو ستارے ہیں اور اسی نام کے دو بحری جانوروں میں سے تھے پس لوگوں نے غلط طور پر خلط ملط کرلیا اور یہ گمان کرلیا کہ جاندار اور ستارے ایک ہی چیز ہیں پس یہ خدا کا کام نہیں ہے کہ اپنے دشمنوں کو مسخ کرکے نورانی بنائے پھر ان کو آسمان اور زمین کے باقی رہنے تک باقی رکھے۔ یہ بھی فرمایا کہ جو مسخ ہوئے وہ تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے مرگئے اور ان سے کوئی نسل بھی پیدا نہیں ہوئی اور آج روئے زمین پر کوئی مسخ شدہ موجود نہیں ہے اور جو جاندار ایسے باقی ہیں کہ ان پر مسخ کا نام وارد ہوتا ہے جیسے بندر۔ سؤر اور ریچھ وغیرہ یہ حقیقت میں ان کے ہم صورت ہیں جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ نے مسخ کردیا تھا اور ان پر غضب ولعنتِ خدا بوجہ اس کے نازل ہوئی تھی کہ انھوں نے توحیدِ خدا کا انکار کیا تھا اور اس کے رسولوں کو جھٹلا دیا تھا۔ رہے ہاروت وماروت یہ دو فرشتے تھے جو لوگوں کو جادو اس لئے سکھلاتے تھے کہ وہ جادوگروں کے شر سے محفوظ رہیں اور ان کی چال کو باطل کردیا کردیں اور انھوں نے جب کسی کو کوئی چیز سکھلائی تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (دیکھو صفحہ ۴۴ سطر ۵) اب کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے ان چیزوں کا استعمال کیا جن سے انکو منع کیا گیا تھا اور اس طرح کافر ہوگئے اور مرد وعورت میں جدائی ڈلوانے لگے۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی:۔** عوام الناس میں ہاروت وماروت کا اور زہرہ کے مسخ ہونے کا قصہ جس شان سے مشہور ہے اس کا جھٹلانا تو آپ کو اوپر کی روایتوں سے معلوم ہوگیا مگر تفسیر قمی و تفسیر عیاشی میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے وہ قصہ بھی منقول ہے جو عوام الناس میں رائج ہے پھر اس تکذیب و تصدیق کا اختلاف کیونکر رفع ہوسکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عوام الناس کی حکایات کو حضرات معصومینؑ نے کسی مصلحت سے باقی رکھا اور ان کے رموز سمجھا دیئے مگر جب یہ دیکھا کہ لوگوں کے اعتقاد پر اس کے ظاہری لفظوں کے معنوں سے برا اثر پڑتا ہے تو اصل قصہ کی تکذیب فرمادی۔

**قولِ مترجم:۔** بعض روایتیں اہلبیتؑ اطہار سے ایسی بھی وارد ہوگئی ہیں جن سے قولِ مشہور کی موافقت کا توہم ہوتا ہے لیکن غور وتدبر کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ ان احادیث کا مطلب قولِ مشہور کے موافق ہرگز نہیں ہے مثلاً انہی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فرشتے ملکی شان سے ہٹا کر انسانی حیثیت میں داخل کرکے دنیا میں بھیجے گئے تھے لہٰذا ان سے اگر معاصی کا صدور ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اس لئے کہ معصومیت تو ان کو ملکی حیثیت میں حاصل تھی اور جب وہ بغرض امتحان بھیجے گئے تو وہ حیثیت بھی سلب کرلی گئی تھی۔

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۴** اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ :۔ جو شخص ان فرشتوں کے پاس سیکھنے کے ارادے سے آتا تھا وہ اس سے یہ کہتے تھے کہ ہم بندوں کے لئے اس بات میں آزمائش ہیں تاکہ وہ ہم سے جو کچھ سیکھ کر جائیں اس سے وہ صرف جادو کا اثر باطل کر دیں۔ نہ یہ کہ اسکے استعمال سے وہ لوگوں کو نقصان پہنچائیں اور انھیں یقین دلائیں کہ ہم بندوں کی موت وحیات پر خود قادر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹ نوٹ ۲** اس کی یاد اڑا نہیں دیتے جبتک کہ تم کو اور اس سے بہتر نہ پہنچادیں یعنی دوسری آیت جو بجائے منسوخ شدہ کے آتی ہے، اس میں ثواب و صلاح تمہارے لئے زیادہ ہوتی ہے اور تم سب کی زیادہ بہتری متصور ہوتی ہے اور اس نسخ وتبدیل سے ہماری غرض تمہاری ہی مصلحتیں ہیں اور پھر آنحضرتؐ سے خطاب فرماکر ارشاد فرماتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اسی طرح نسخ وتبدیل پر بھی قادر ہے۔ محمد ابن مسلم جناب امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ناسخ وہ امر ہے جس نے امر سابق کو بہ حکم مصلحت تبدیل کر دیا یا منسوخ کر دیا ہو جیسے جناب یونس علیہ السلام کی قوم پر پہلے عذاب آنے والا تھا، انھوں نے ایسے سچے دل سے توبہ کی کہ خدا نے رحمت فرمائی اور عذاب ہٹالیا۔ یا جیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلا حکم ملا تھا کہ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (ان سے روگردانی کرو تم پر کوئی الزام نہیں ہے) پھر حکم پہنچا اُدْرِكْهُمْ بِرَحْمَةٍ (رحمت ومہربانی کے ساتھ ان کی خبرگیری کرو) عمرو ابن یزید روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بھلاتے ہیں جب تک کہ اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کر دیں) حضرتؑ نے فرمایا ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں، آیت یوں نہیں ہے۔ اگر خدا کسی آیت کو منسوخ کرتا اور ویسی ہی بدلے میں لاتا تو پھر منسوخ ہی کیوں فرماتا؟ میں نے عرض کی خدا نے یوں ہی تو فرمایا ہے، فرمایا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا، میں نے عرض کی کہ پھر خدا نے کیونکر فرمایا ہے؟ فرمایا کہ خدا نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں الف واو ہرگز نہیں ہے۔ خدا نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا مِثْلِهَا اس آیتِ قرآن میں لفظ آیت سے مراد امام ہیں، مطلب خدا کا یہ ہے کہ ہم کسی امامؑ کو اس دنیا سے اس لئے نہیں اٹھاتے کہ اس کا ذکر فراموش ہوجائے بلکہ اٹھانے سے پہلے اس کے صلب سے ایک خیر پیدا کر دیتے ہیں جو اس کے مثل امام ہوتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰ نوٹ ۱** جیسا کہ رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ کہو اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) مطلب یہ ہے کہ ہم تجھی یکتا کو مانتے ہیں اور اسطرح نہیں کہتے جس طرح کہ دہریے کہتے ہیں کہ کل چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور انکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا، نہ اس طرح کہتے ہیں جسطرح ثنویہ کہتے ہیں کہ نور وظلمت ہی عالم کے مدبر ہیں، نہ اس کے قائل ہیں کہ جو کچھ مشرکینِ عرب مانتے ہیں کہ بت ہمارے خدا ہیں۔ بلکہ اے خدا ہم ان کفار کے قول سے بیزار ہیں نہ ہم کسی کو تیرا شریک کرتے ہیں اور نہ ہم تیرے سوا کسی کو خدا سمجھتے ہیں نہ ہم یہود ونصاریٰ کے اس قول کے قائل ہیں کہ تیرا کوئی بیٹا ہو تیری شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے۔

**قولِ مترجم** :۔ بحث وجدال کا بہترین طریقہ یہ ہے اور دلیل اسی کو کہتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰ نوٹ ۲** وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ :۔ جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ ایک گروہ یہودیوں میں سے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا تھا اور ایک نصرانیوں میں سے اور انھوں نے یہ عرض کی تھی کہ ہمارے مابین فیصلہ کر دیجئے، آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے اپنا اپنا قصہ بیان کرو، یہودیوں نے کہا ہم خدائے واحد وحکیم اور اس کے دوستوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کا دین کچھ نہیں ہے اور نہ یہ حق پر ہیں اور بعینہٖ یہی نصاریٰ نے ان کے خلاف کہا تھا، جناب رسولِ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم سب باطل پر ہو، دینِ خدا میں تم نے غلطی کی ہے اور امرِ خدا کے تم خلاف کرتے ہو، یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر کافر ہیں، حالانکہ کتابِ خدا (توریت) ہمارے پاس ہے، جسے ہم پڑھتے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم کیونکر مخالفِ حق ہیں، حالانکہ کتابِ خدا (انجیل) ہمارے پاس موجود ہے جسے ہم پڑھتے ہیں، جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے یہود ونصاریٰ تم دونوں کتابِ خدا کے مخالف ہو اور اس پر ایک کا بھی عمل نہیں ہے اگر تم کتابِ خدا پر عمل کرنے والے ہوتے تو بلا دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ بناتے، کیونکہ جو کتابیں خدا نے نازل کی ہیں وہ دل کی نابینائی کو دور کرتی ہیں اور جو انکے مطابق عمل کرتے ہیں وہ انکو گمراہی میں نہیں رہنے دیتیں بلکہ صراطِ مستقیم تک پہونچا دیتی ہیں اور چونکہ تم لوگوں نے خدا کی کتاب پر عمل نہیں کیا ہے لہٰذا وہ تمہارے لئے وبال ہے اور خدا کی حجت کی اطاعت نہ کرنے کے سبب تم خدا کی نافرمانی کرنے والے قرار پائے ہو اور اس کے عذاب کے مستحق ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰ نوٹ ۳** وَمَنْ اَظْلَمُ :۔ جناب امام حسنؑ عسکری علیہ السلام نے جناب امام حسنؑ سبطِ اکبر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے مکہ میں مبعوث فرمایا اور حضرتؐ نے دین خدا کی دعوت شروع کی اور کلامِ خدا کو پھیلایا اور کفار کی بت پرستی کو عیب بتلایا اور اس پر مواخذہ شروع کیا تو ان لوگوں نے حضرتؐ کو ستانا شروع کیا اور ان کی عافیت تنگ کر دی اور جو لوگ رسولؐ اللہ پر ایمان لے آئے تھے اور کعبہ کے اطراف میں عبادت کے لئے انھوں نے مسجدیں بنالی تھیں، ان مشرکوں نے ان کو ستانا اور مسجدوں کو توڑنا شروع کر دیا، جناب رسولؐ خدا اور ان کے باایمان اصحاب کو اس قدر ستایا کہ وہ مکۂ معظمہ چھوڑ دینے اور مدینۂ منورہ کو چلے جانے پر مجبور ہوئے، آنحضرتؐ نے شہر مکہ سے چلتے وقت خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اللہ اس کا عالم ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اور اگر تیرے رہنے والے مجھ کو یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر کسی اور شہر کی سکونت اختیار نہ کرتا، مجھے تیری مفارقت کا صدمہ ہے۔ خدا نے آنحضرتؐ پر اسی وقت وحی بھیجی کہ اے رسولؐ علی اعلیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد ہم تم کو سلامتی کے ساتھ اسی شہر میں فاتح وغالب وقادر بناکر بھیجیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۲** معنی ہیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے علم سے کل چیز کو نیا پیدا کیا ہے جن کا مثل اور ہم صورت پہلے سے کوئی موجود نہ تھا اسطرح آسمانوں اور زمینوں کو بھی ایجاد کیا ہے، پہلے سے آسمان وزمین موجود نہ تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۳** وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا :۔ صفوان ابن یحییٰ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا کے اور مخلوق کے ارادے میں فرق کیا ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مخلوق کا ارادہ اوّل دل میں گذرتا ہے اس کے بعد اگر عمل میں آئے تو لوگوں پر ظاہر ہوجاتا ہے مگر خدا کا ارادہ خود فعل ہے اس لئے کہ سوچنا اور غور کرنا اور ایک کام کے ہر پہلو پر نظر ڈالنا اسکی صفتیں ہیں جسکا علم ناکافی اور جسکی قدرت وقوت محدود ہو۔ خدا کی ذات اس قسم کی صفات سے منزہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۴** يَقُوْلُ :۔ کے معنی یہ ہیں کہ فرماتا ہے مگر لفظوں میں نہیں نہ ایسی آواز سے کہ کوئی سنے نہ زبان کا محتاج ہے کہ اس سے بولے نہ دل ودماغ کا کہ اس سے غور

وفکر کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۵** وَلَنْ تَرْضٰی :- اس آیت میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان یہود و نصاریٰ کے داخلِ اسلام ہونے سے ناامیدی دلائی گئی ہے جنکے بارے میں آنحضرتؐ کوشش فرماتے ہوں گے اور مطلب صاف ہے کہ جب وہ آپ سے سوائے اس صورت کے کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں خاموش بھی نہیں ہو سکتے تو آپ کی ملت میں کب داخل ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۶** وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ :- اس آیت میں ظاہرًا خطاب رسولؐ اللہ سے ہے مگر حقیقت میں آنحضرتؐ کی امت کے لوگ مراد ہیں، کیونکہ یہ کھلی بات ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے احکامِ خدا کے کسی اور کی خواہش کی پیروی کرنے والے تھے ہی نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۷** اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمْ :- تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور کتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ لوگ جو کتاب کی تلاوت اس شان سے کرتے ہیں جو تلاوت کا حق ہے وہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲ نوٹ ۳** حجر بنی اسرائیل، حجر اسود۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲ نوٹ ۴** اَلثَّمَرٰتِ :- کتاب علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ مکہ کے رہنے والوں کو پھلوں کی روزی مرحمت فرمائے تو رود اردن (شام کا ایک دریا) کے قرب کی آراضی کے ایک کو حکم ہوا اور وہ مع اپنے درختوں اور پھلوں کے اپنی جگہ سے حرکت کر کے البیت کے گرداگرد طواف کرتا ہوا حکمِ خدا سے اُس موقع پر قائم ہو گیا جو اب تک طائف کہلاتا ہے اور جس کا نام اسی وجہ سے طائف (طواف کرنے والا) رکھا گیا ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مِنَ الثَّمَرٰتِ سے مراد ہے مِنْ ثَمَرٰتِ الْقُلُوْبِ یعنی لوگوں کی محبت اور اس تاویل کی شہادت میں سورۂ ابراہیمؑ کی آیت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں میں سے یہ بھی تھی کہ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ (پس لوگوں کے دل اُن کی (یعنی اہلبیتؑ کی) طرف مائل کر دے) ۱۲

**صفحہ ۲۲ نوٹ ۵** مِنَ الْبَیْتِ :- تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جس وقت حضرت اسماعیلؑ بالغ ہو گئے خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو البیت کی بناء کا حکم دیا انھوں نے عرض کی پروردگار کس جگہ پر بناؤں؟ فرمایا اُس جگہ بناؤ جہاں میں نے آدمؑ پر قبہ نازل کیا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کو وہ موقع معلوم نہ تھا کیونکہ جو قبہ آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا وہ ایامِ طوفانِ نوح تک قائم رہا تھا اور جہاں سے جہاں تک اس کی روشنی پہونچی تھی اس کو حرم کہتے ہیں، پس جس وقت طوفان نے دنیا کو غرق کر دیا تو خدائے تعالیٰ نے قبہ کو اٹھا لیا لیکن اس کی جگہ اور مقام غرق نہ ہوا اسی سبب سے جب وہاں مکان بنا تو اس کا نام بیت العتیق رکھا گیا یعنی وہ مقام جو غرق سے بچ گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت کے لئے پروردگار عالم نے جبریئلؑ کو بھیجا جنھوں نے البیت کے مقام کو خط کھینچ کر بتا دیا، پھر اس کے لئے ستون بھی جنت سے بھیجے اور جس حجر کو اب حجر اسود کہتے ہیں یہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور اُس وقت وہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا، جب کافروں نے اپنے ہاتھوں سے اسے چھوا تو وہ سیاہ پڑ گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو البیت کی عمارت بناتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وادی سے پتھر ڈھونڈھ کر لاتے تھے، دیواریں نو ہاتھ بلند کی گئیں، اس کے بعد جبریئلؑ امین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ موقع بتایا جہاں حجر اسود تھا، چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اُسے اس مقام سے نکال کر اس جگہ نصب کر دیا جہاں وہ اب تک ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے البیت کے دو دروازے بنائے ایک مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف ان میں سے مغرب والے دروازے کا نام مستجار (جائے پناہ) رکھا۔ پھر کھجور کی لکڑی اور اذخر (سرکنڈے یا کچھ نیزے) سے چھت پاٹ دی اور حضرت ہاجرہؑ نے اس کے دروازے پر اپنی چادر (مثل شامیانے کے) تان دی۔ جس کے نیچے یہ بزرگوار بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۴ نوٹ ۱** تِلْکَ اُمَّۃٌ :- یہ آیت دو دفعہ نازل ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبیعتوں میں یہ بات مستحکم ہوتی ہے کہ اپنے آباء و اجداد کے بارے میں فخر کیا کرتے ہیں اور جو مراتب اور مدارج ان کو حاصل ہو چکے ہوں ان کو اپنے لئے بھی کافی سمجھا جاتا ہے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اسی غلطی کو پروردگار عالم بتاتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ان کے اعمال ان کے لئے تھے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ان کے اعمال پر تم کو بھروسہ کرنا کسی طرح زیبا نہیں ہے۔ پہلی آیت میں لفظ امت سے مراد انبیاءؑ سابق کی امت ہے اور دوسری آیت میں لفظ امت سے مراد یہود و نصاریٰ کے بزرگ ہیں۔ ۱۲

---

# ضمیمہ متعلق پارۂ دوم

**صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۱** پھر آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ سبت کے دن کام چھوڑ دیتے ہو. پھر اس کے بعد اور دنوں میں وہ سارے کام کرتے ہو پھر سبت کے دن اُن کاموں کو چھوڑ دیتے ہو پھر اُس کے بعد سب کام کرتے ہو تو آیا تم حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتے ہو یا باطل چھوڑ کر حق کی طرف آتے ہو یا باطل کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتے ہو یا حق کو چھوڑ کر حق کی طرف آتے ہو. اب جو جی چاہے جواب میں کہو وہی محمّد (مصطفےٰ) کا قول اور ان کا بھی جواب تمھارے لئے ہوگا. یہودی کہنے لگے کہ سبت کے دن کام چھوڑنا بھی حق ہے اور اس کے بعد کام کرنا بھی حق ہے. جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ بس اسی طرح بیت المقدس کا قبلہ ہونا بھی اپنے وقت میں حق تھا اور کعبہ کا قبلہ ہونا بھی اپنی جگہ برحق ہے. اب وہ کہنے لگے کہ اے محمّدؐ! جیسا تمھارے خیال کے بموجب تمھارے خدائے تعالیٰ نے تم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا تو جب اسے بدل کر کعبہ کی طرف نماز کا حکم دیدیا تو کیا خدا کو بداء واقع ہوا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں خدا کو کوئی بداء واقع نہیں ہوا اسلئے کہ جو کاموں کے انجام کو جاننے والا ہو وہ اپنی ذات میں کوئی غلطی نہیں پکڑ سکتا اور نہ پہلے کے خلاف کوئی رائے قائم کیا کرتا ہے اس کی شان اس سے کہیں زیادہ رفیع ہے نہ اُس کے لئے کوئی ایسا مانع ہوسکتا ہے جو اس کے مقصود و مراد سے اُس کو روکے اور نہ ایسے اوصاف والے کیلئے بداء واقع ہوسکتا ہے اس کی شان اس سے کہیں زیادہ بلند ہے کہ اُس سے کسی غلطی کے واقع ہونے کا احتمال ہوسکے. پھر جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے یہودیو! ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ خدائے تعالیٰ کسی کو بیمار بنا دیتا ہے تو کسی کو صحتمند بنا دیتا ہے اور کسی کو تندرست بنا دیتا ہے اور پھر اسی کو بیمار بنا دیتا ہے. آیا اس میں اسے بداء واقع ہوا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا بس اسی طرح اُس نے اپنے نبی محمّد مصطفےٰؐ کو حکم دیا کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھا کریں بعد اس کے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دے چکا تھا پس اس کے پہلے حکم میں کوئی بداء واقع نہیں ہوا. پھر فرمایا کہ آیا ایسا نہیں ہوتا کہ وہ گرمی کے بعد جاڑا لے آتا ہے اور جاڑے کے بعد گرمی کیا ان میں سے ہر موسم کے لانے میں اس کو بداء واقع ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں! فرمایا بس اسی طرح قبلہ کی تبدیلی میں بھی بداء واقع نہیں ہوا پھر فرمایا کہ آیا اُس نے جاڑے میں تم پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ موٹے کپڑے پہن کر سردی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو اور گرمی میں اپنے آپ کو حرارت سے بچایا کرو. آیا گرمی میں اُسے بداء واقع ہوجاتا ہے کہ تم کو اُس حکم کے خلاف حکم دینے لگتا ہے جو حکم وہ جاڑے میں دے چکا تھا؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں! فرمایا بس اسی طرح وہ تمھاری صلاح کے بموجب تمکو ایک حکم دیتا ہے اور دوسرے وقت میں دوسری صلاح کے بموجب دوسرا حکم دیتا ہے اگر تم دونوں حالتوں میں خدا کی اطاعت کروگے تو ضرور تم خدا کے ثواب کے مستحق ہوگے. اسی کے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے اُس کے حکم کی بجاآوری کیطرف توجہ کی ہے تو جو رضا حاصل کرنا تمھارا مقصود ہے اور جو ثواب ملنے کی تمھیں امید ہے تو وہ ایسی ہی توجہ سے میسّر ہوگی. پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا تم لوگ مثل مریض کے ہو اور اللہ تمام عالم کا پروردگار مثل طبیب کے ہے اور مریض کی خیر و صلاح اُسی میں ہے جو کچھ طبیب اس کو بتلائے اور اُس کے لئے تجویز کرے. اس میں جس کو مریض کا دل چاہے اور مریض اُس کی فرمائش کرے. آگاہ ہو کہ تم کو خدا کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے کہ اسی سے تم کامیاب ہوگے.

**صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۲** اُمَّةً وَّسَطًا: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمّد باقر علیہ السّلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں وارد ہیں، جن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ امت وسط خدا کی طرف سے مخلوق خدا پر گواہ اور خدا کی زمین میں اس کی حجّت ہم ہیں حلال و حرام خدا سے ہم واقف ہیں اور جس نے جو کچھ ضائع اور باطل کردیا اس کی گواہی ہم دیں گے. جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سے تمام مسلمان اہل قبلہ مراد ہیں وہ غلطی پر ہیں، کیوں کہ مسلمانوں میں تو ایسے بھی موجود ہیں کہ جن کی شہادت ساگ کی ایک گڈی پر تو قبول نہیں کی جاتی پھر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ پروردگار عالم کل اُمم سابقہ کی موجودگی ان سے شہادت طلب فرمائے. ۱۲

**صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۳** مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ: تفسیر امامؑ اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تابعین اُن لوگوں سے ممیّز ہوجائیں جو اپنے باپ دادا کی محبت کی وجہ سے اس دین مرتد ہوجایا کرتے ہیں. ۱۲

**صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۴** اِيْمَانَكُمْ: تفسیر عیاشی میں ہے کہ ابو عمرو زبیری نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ مجھے بتلائیے کہ ایمان کیا ہے آیا وہ قول و عمل دونوں ہے یا قول بلا عمل؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ عمل تو پورا ہے اور قول کچھ حصّہ اور وہ عمل خدا کی طرف سے واجب ہے اس کی کتاب میں کھول کر بیان کیا گیا ہے اس کا نور واضح ہے، اس کی حجّت ثابت ہے کتاب اس کی گواہی بھی دیتی ہے اور اس کے بجالانے کی دعوت بھی. جس وقت خدا نے اپنے نبیؐ کا رُخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کردیا تو مسلمانوں نے جناب رسولِ خداؐ سے عرض کیا کہ جو نمازیں ہم بیت المقدس کیطرف پڑھتے رہے ان کی کیا حالت ہوگی. اور جو لوگ ہم میں سے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے پڑھتے مرگئے اُن کا کیا حشر ہوگا؟ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے نماز کو ایمان کے نام موسوم کیا ہے، پس جو شخص اللہ سے ڈرتا رہے گا اور اپنے کُل اعضاء کی حفاظت کرے گا اور ہر عضو سے وہی کام لے گا جو خدائے تعالیٰ نے اس سے لینا لازم کردیا ہے. تو وہ خدا کے حضور میں کامل ایمان کے ساتھ جاسکے گا اور اہل جنت سے ہوگا اور اگر ان میں سے کسی بات میں خیانت کریگا یا خدا کے حدود و انتظام سے کچھ تجاوز کرے گا تو وہ خدا کے

سامنے ناقص الایمان جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲ نوٹ نمبر ۵ | شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؛ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ آیت سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ سے پہلے کی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ پہلے حصۂ آیت میں جناب رسولِ خدا اور اہلِ مدینہ سے خطاب ہے اور دوسرے میں کل نمازیوں سے خواہ وہ مغرب میں رہتے ہوں یا مشرق میں، اور مقصود یہ ہے کہ جو لوگ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں اُن کے لئے تو خود بیت اللہ قبلہ ہے اور جو مسجد الحرام سے باہر لیکن حرم کے اندر رہوں اُن کیلئے مسجد الحرام قبلہ ہے اور تمام اہلِ زمین کیلئے کل حرم مکہ۔ قول مترجم ؛ جو لوگ کعبۃ اللہ کو دیکھ سکتے ہیں اُن کے لئے تو خود کعبۃ اللہ قبلہ ہے اور مابقی لوگوں کے لئے سمتِ قبلہ، پہلے قول کے علماء بھی قائل ہیں مگر عمل قول آخر پر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۵ | گذشتہ سے پیوستہ ؛ اور نیکیوں کے خزانے بند کر دیتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے اور باز رہنے والا باز رہے اور نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے اور عبرت پکڑنے والا عبرت پکڑے۔ اس آیت میں عام امتحان کی بھی خبر ہے اور خاص کی بھی۔ قول مترجم : اس آیت کے تمام الفاظ سے عام امتحان کا حتمی وعدہ ظاہر بلفظ ہر صاف صاف معلوم ہوتا ہے اور خاص بندوں کے خاص امتحان کا خاص اشارہ اس خاص نشان سے موجود ہے کہ وعدۂ امتحان نون ثقیلہ کے ساتھ کیا گیا ہے جو چودہ صیغوں پر داخل ہوتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ چودہ بندوں بلا امتحان خاص ہوگا یہ ذکر تو چہاردہ معصومین علیہم السّلام کے امتحان کا تھا اب خاص مومنین کے خاص امتحان کا ذکر کتاب کمال الدین میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جن آزمائشوں کا ذکر ہے۔ قائم آلِ محمدؐ کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ اس وقت مومنین کا خدا کی طرف سے امتحان ہوگا یہ جو خدا نے فرمایا ہے بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ بنی امیہ کے ان بادشاہوں سے ہوگا جو ان کے غلبہ کے آخر زمانہ میں ہوں گے اور یہ جو فرمایا وَالْجُوْعِ یہ اُس زمانہ کے نرخ حد سے زیادہ مہنگے ہو جانے سے دیگا۔ اور یہ جو فرمایا وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یہ تجارتوں کے خراب ہو جانے سے اور فصلوں کے کم ہو جانے سے ہوگا اور یہ جو فرمایا وَالْاَنْفُسِ یہ طرح طرح کی موت واقع ہونے سے ہوگا اور وَالثَّمَرٰتِ جو فرمایا ہے یہ جو کچھ زراعت کریں گے اس میں کمی پیداوار کی وجہ سے ہوگا اور یہ جو فرمایا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ یہ خوشخبری ان لوگوں کو دیئے جانے کا حکم ہے جو ان مصیبتوں کے وقت قائم آلِ محمدؐ کے خروج کے منتظر ہوں گے پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس آیت کی تاویل ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ۘ

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۶ | اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؛ نہج البلاغہ میں مرقوم ہے کہ ہمارا یہ قول اِنَّا لِلّٰهِ اپنی ذات کیلئے اس بات کا اقرار ہے کہ ہم خدا کے بندے اور اس کی ملکیت ہیں اور ہمارا یہ قول کہ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اپنی ذات کے لیے اس بات کا اقرار ہے کہ ہم کو مرنا ضرور ہے تفسیر عیاشی اور الخصال میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بڑے نور میں جگہ ملے گی۔ (۱) اس کے ایمان کی سپر یہ کلمہ ہو۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲) مصیبت کے وقت اس کا تکیۂ کلام یہ ہو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (۳) خیر و خوبی پہنچنے کے وقت اس کا مقولہ ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۴) اور جب کوئی خطا اس سے سرزد ہو جائے تو اس کا اعتراف ہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۷ | اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ؛ مکہ معظّمہ کے دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ (قول مترجم) مناسک حج میں یہ بھی داخل ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ ہرولہ کرکے دوڑے۔ حج کے تمام احکام معلوم کرنے کیلئے تحفۃ المقبول کتاب الحج ملاحظہ کیجئے۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ اس آیت کی تفصیل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی بابت سوال کیا گیا تھا کہ آیا یہ واجب ہے یا سُنّت؟ تو حضرت نے فرمایا کہ واجب ہے اس پر کسی نے عرض کی کہ آیا خدائے تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا جس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ اس پر کچھ الزام نہیں ہے کہ ان دونوں کے مابین سعی کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو مطلب تم سمجھتے ہو وہ عمرۂ قضا سے متعلق تھا اور واقعہ اُس کا یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے مشرکینِ مکہ سے شرط کرلی تھی کہ آنحضرتؐ کے عمرہ بجالانے کے وقت وہ صفا و مروہ پر سے بتوں کو ہٹا لیں گے۔ پس ایک شخص اُن دنوں میں اور کاموں میں مشغول رہا اور سعی نہ بجالا یا دن ختم ہو گئے بت پھر اپنی جگہ لوٹائے گئے۔ لوگوں نے آکر عرض کی کہ فلاں شخص نے صفا و مروہ کے مابین سعی نہیں کی اور جب بت اپنی جگہ لوٹا دیئے گئے ہیں اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہاڑ تو درحقیقت خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جب وہ اپنے قضا شدہ مناسک ادا کرے تو گو ان پہاڑوں پر بت بھی رکھے ہوں لیکن چونکہ اس کی نیت میں تعمیل حکم خدا ہے اس لئے ایسی حالت میں بھی سعی کرنے کے باعث اس پر کوئی الزام نہیں۔ اور تفسیر قمیؒ میں ہے کہ قریش نے اپنے بت صفا و مروہ کے مابین قائم کر لئے تھے اور جب سعی کرتے تو ان کو بھی چھو لیا کرتے تھے جب غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسول خداؐ سے صلح قرار پائی اور اس وقت آنحضرتؐ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکا تو یہ شرط کرلی تھی کہ سالِ آئندہ بیت اللہ کو آنحضرتؐ کے لیئے خالی کر دیں گے۔ تاکہ آپ تین دن عمرہ بجالائیں اور پھر وہاں سے چلے آئیں چنانچہ ۷ھ ہجری میں جب آنحضرتؐ عمرہ بجالانے کیلئے داخل مکہ ہوئے تو قریش سے فرمایا کہ اپنے بتوں کو صفا و مروہ کے درمیان سے ہٹالو تاکہ میں سعی کروں۔ چنانچہ انھوں نے ان کو ہٹا لیا الی آخر الحدیث۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مسلمان یہ گمان کیا کرتے تھے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا مشرکین کا فعل ہے لہٰذا خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ــــ حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ صفا و مروہ کے مابین دوڑنا خدائے تعالیٰ نے گردن کشوں کی کسرِ شان کے لئے قرار دیا ہے۔

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۸ | فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؛ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا واجب ہے یا سنت، حضرتؑ نے فرمایا کہ واجب ہے اس پر یہ عرض کی گئی کہ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ ارشاد ہوا کہ یہ تو عمرۂ قضا شدہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ اس لیے کہ جب کفار قریش مکہ معظّمہ پر حاوی تھے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر ان سے یہ شرط کرلی تھی کہ آنحضرتؐ کے عمرہ بجالانے کے وقت وہ صفا و مروہ سے تین دن کے لئے بتوں کو ہٹا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، مگر حضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص کسی کام میں مصروف رہا اور سعی نہ کر سکا اور وہ تین دن گذر گئے اور بت پھر اپنی جگہ لاکر قائم کر دیئے گئے اب اور لوگوں نے آکر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ فلاں شخص صفا و مروہ کے مابین سعی نہ کر سکا اور بت اپنی جگہ قائم کر دیئے گئے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خدا کی نشانیاں ہیں چونکہ تمہاری نیت میں اطاعتِ خدا کرنی ہے بس گو اُن پر بت رکھے ہوں تم سعی کرو۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۹ | اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ ان چھپانے والوں سے مراد یہودیوں کے وہ علماء ہیں جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السّلام کے بارے میں شہادت دینے والی آیتوں کو ان دونوں حضرات کی تعریف کرنے والی آیتوں کو

اوران کے حُلیۂ مبارک بتانے والی آیتوں کو چھپاتے تھے۔ اور وہ ناصبی مراد ہیں جو فضائل جناب امیرؑالمومنین کے بارے میں قرآن مجید میں جو کچھ نازل ہوا ہے چھپاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۳ | وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ؁ ۔ تفسیر برہان میں منصور ابن حازم سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ؁ سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا کہ جناب علیؑ مرتضیٰ کے دشمن جو ابدالآباد جہنم میں رہیں گے (قول مترجم) انصاف کا مقتضا یہی ہے کہ جو دنیا میں خارجی رہے وہ آخرت میں نارجہنم میں داخلی رہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۴ | حَلٰلاً طَيِّبًا ۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ عبادت کے ستر حصے ہیں جن میں سے افضل طلب حلال ہے (یعنی یہ کوشش کرنا کہ حلال طریقے سے روزی پیدا کرے اور اس سے حلال و پاک چیزیں بہم پہنچا کر کھائے)
(قول مترجم)، جو لوگ کفار و مشرکین کی بنائی ہوئی اور ان کی چھوئی ہوئی تر چیزیں بے تامل کھا پی لیتے ہیں گو ان کا اصل مال بطریق حلال ہی پیدا ہوا ہو وہ اس آیت اور اس حدیث کو بغور دیکھیں کہ ان کی کل عبادت محض اکارت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۵ | خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۔ التہذیب میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نحر کرنے کی قسم کھائی ہے، فرمایا اس کی یہ قسم خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں داخل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے کام کی بابت حلف کرے جس کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے تو اُسے ضروری بجالائے اور حلف و قسم کا کوئی کفارہ اس کے ذمہ نہ ہوگا کیوں کہ اس قسم کی حلف و قسم خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں داخل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۶ | وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؁ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ بندوں پر خدائے تعالیٰ کا حق کیا ہے فرمایا کہ جس بات کا علم رکھتے ہوں وہ کہیں اور جس کا علم نہ رکھتے ہوں اُس پر خاموش رہیں۔ اور جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ دو خصلتوں سے بچتے رہو کیوں کہ جو ہلاک ہوا انھیں دو کے سبب سے ہلاک ہوا ایک یہ کہ اپنی رائے سے فتویٰ دینے سے پرہیز کرو، دوسرے جس امر کا علم نہ رکھتے ہو اُس کے متعلق فیصلہ کن بات نہ کہدو۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۷ | وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ ۔ تفسیر قمیؒ اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بہائم کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کا مالک جب اُن کو ڈنٹتا ہے تو وہ آواز تو سنتے ہیں مگر یہ کچھ نہیں سمجھتے کہ وہ کہتا کیا ہے یہی حالت کفار کی ہے کہ جب تم انکو اللہ کا کلام سناتے ہو اور ان کو ایمان لانے کی ترغیب دیتے ہو تو وہ بہائم کی طرح کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۰ نوٹ نمبر ۴ | قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۔ چونکہ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ سب سے بڑی نیکی قبلہ کی طرف رُخ کرنا ہے اور اسی سبب سے جب جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم پہونچا ہے تو بہت سے لوگ قبلہ کے بارے میں بہت کچھ غور و خوض کرنے لگے۔ خدائے تعالیٰ نے اُن کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ یہ کوئی نیکی کی بات نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کیطرف کر لو۔ (اور اس میں یہ رمز ہے کہ نصاریٰ کا قبلہ مشرق تھا اور یہود کا قبلہ مغرب) بلکہ اصلی نیکی ان چیزوں میں ہے جن کی تفصیل آیت میں کی گئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۶ | گذشتہ سے پیوستہ ۔ کہ آزاد غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ اُسے خوب پیٹا جائے گا۔ اور غلام کی دیت دلائی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا سوائے اس صورت کے کہ نصف دیت اس مرد کے وارثوں کو دیدی جائے تو قتل کیا جاسکتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۷ | مِنْ اَخِيْهِ ۔ وارث مقتول کو لفظ اخی سے اس واسطے یاد کیا گیا ہے کہ وہ قاتل کے ساتھ نرمی، رحم اور مروّت سے برتاؤ کرے اور اُدھر قاتل بھی اس کی جانب معافی قصاص ہوجانے کے بعد اداء دیت میں کچھ ڈھیل نہ کرے اور مثل بھائی کے مروت برتے، نیز یہ بھی نکتہ ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۸ | ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ ۔ خدا کی طرف سے تخفیف اور سہولت یہ ہے کہ اگر محض قتل یا محض عفو کا حکم ہوتا تو مقتول کے وارث بوجہ اختلاف طبائع و مزاج پورے خوش نہیں ہوسکتے تھے اور شریعت میں یہ ایک نقص ہوتا جیسے یہود کے ہاں محض قصاص لینا واجب تھا اور نصاریٰ کے یہاں محض معاف کر دینا لازم تھا۔ اس آیت میں مقتول کے وارثوں کو اختیار دے کر آسانی کر دی گئی ہے اور اسطرح شریعت کی تکمیل ہوگئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۹ | وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ ۔ یہ کلام لفظوں میں بہت ہی کم ہے اور فصاحت و بلاغت میں بہت بڑھا ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھ سے اس کا قصاص ضرور لیا جائے گا۔ کبھی تو اس خوف سے وہ قتل سے باز رہتا ہے تو یہ قصاص کے خوف سے باز رہنا اس کی حیات کا بھی باعث ہوا جس کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اس کی حیات کا بھی باعث ہوا جو خود قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اس طرح عام طور پر لوگوں کی زندگی کا باعث ہوگیا جو قصاص کے خوف سے قتل کی جرأت ہی نہیں کر سکتے۔ امالی میں جناب امیرؑ المومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ میرے چار قولوں کی تصدیق خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ اَلْقَتْلُ يُقِلُّ الْقَتْلَ (قتل قتل کو کم کر دیتا ہے)۔ اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ ۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۳ | گذشتہ سے پیوستہ ۔ تفسیر عیاشیؒ میں جناب امام محمدؑ باقر یا جناب امام جعفرؑ صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیتیں آیاتِ میراث سے منسوخ ہو چکی ہیں (قول مترجم) اب ان پر عمل درآمد اس طرح ہوسکتا ہے کہ مورث اعلیٰ ان ورثہ کے حق میں جو محجوب الوارث ہوجائیں مناسب وصیت کرجائے دادا یا نانا ان پوتوں یا نواسوں کے حق میں جن کا باپ یا ماں مرگئی ہو کچھ وصیت کر جائے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۴ | اَلصِّيَامُ ۔ اس مقام پر صوم کی جمع نہیں ہے بلکہ مصدر ہے جس کے معنی ہیں روزہ رکھنا۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۵ | عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ اس سے مراد انبیاءؑ سابقین ہیں اُن کی اُمتیں نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۶ | مَرِيْضًا ۔ کافی، تہذیب اور الفقیہہ میں مروی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ مرض کی وہ حد کیا ہے جہاں تک پہنچ کر روزہ چھوڑ دینا چاہیئے اور نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھنی چاہیئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (انسان اپنے نفس کی حالت سے خوب واقف ہے) یعنی وہ خوب جانتا ہے کہ آس میں روزہ رکھنے یا نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت ہے یا نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۷ | اَوْ عَلٰى سَفَرٍ ۔ بہت سی حدیثوں میں ائمۂ معصومین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص سفر جائز میں ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ وہ شخص جو حالت اقامت میں روزہ نہ رکھے۔ جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ خود افطار فرمایا اور نماز کو قصر کیا اور اپنے ساتھ والوں کو قصر کا اور افطار کا حکم دیا مگر بہت سے اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو آنحضرتؐ نے ان کو نافرمان کا خطاب عنایت فرمایا۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لوگ قیامت تک نافرمان رہیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہم اُن کو اور اُن کی اولاد کو پہچانتے ہیں (قول مترجم) مخالف فرقہ میں آج تک

یہ سُلہ اسی طرح چلاجاتاہے کہ سفر میں اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا افطار کرے یعنی جناب رسولِ خداصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی جائز ہے اور اُن نافرمان لوگوں کی بھی، مگر بیشتر اصحاب نافرمان ہی کے قول پر عمل درآمد کیا جاتاہے۔ ۱۲

صفحہ۳۲نوٹ نمبر۸ | عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ ؛ سے مراد بہت بوڑھے پھونس یا حاملہ عورت جو جننے کے قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو اور وہ شخص جس کو پیاس کا مرض ہو۔ بڑا نکتہ قابلِ غور اس جگہ یہ ہے کہ وسعت ہے بے تکلف برداشت کرنا اور طاقت ہے بتکلف برداشت کرنا۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (خدائے تعالےٰ کسی نفس کو تکلیف ہی نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے موافق)۔ ۱۲

صفحہ۳۲نوٹ نمبر۹ | فَمَنْ شَهِدَ ؛ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے وارد ہے کہ جب ماہِ رمضان شروع ہوجائے توکسی شخص کو بلاضرورت سفر کرنا جائز نہیں ہے اور جائز سفر ایسا ہوسکتا ہے کہ حج کیلئے ہو یا عمرہ کے لیے یا اپنے مال کے تلف کے اندیشے سے یا اپنے کسی بھائی کی ہلاکت کے اندیشے سے اگر بھائی کے مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس کے لئے خواہ اُسے سفر کرنے کی ضرورت نہیں مگر تیئیسویں شب گذرجانے کے بعد مضائقہ بھی نہیں۔ ۱۲

صفحہ۳۳نوٹ نمبر۶ | وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ ؛ تفسیر عیاشی اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ہم میں ایک شخص ایسا بھی ہے کہ اُس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ باآسائش بسر کرسکے اور اُس پر قرض بھی ہے تو آیا جائز ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کا خرچ اٹھاتا رہے اور ادائے قرض کیلئے اس کا انتظار کرے کہ جب خدا اُسے اور زیادہ فراغت عنایت فرمائے اُس وقت قرض ادا کردے اور پھر اگر تنگی ہوجائے اور کام نہ چلے تو اس قرض پر اور قرض لے لے یا صدقات قبول کرلے۔ فرمایا جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اُس سے پہلے قرض ادا کردے اور جس حالت میں ادا کرسکتا ہے لوگوں کا مال نہ کھائے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ ۱۲

صفحہ۳۵نوٹ نمبر۴ | وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؛ علل الشرائع اور تفسیر عیاشیؒ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جس شخص کو استطاعت ہو اُس کیلئے عمرہ بھی بمنزلۂ حج واجب ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ حج کی تکمیل زیارت امامؑ پر موقوف ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص حج کرے اُسے لازم ہے کہ ہماری زیارت پر اختتام کرے کہ حج کا اتمام اسی پر موقوف ہے ؛ قول مترجم۔ اس زمانے میں معصومینؑ کے مشاہد کی زیارت اُن کی ملاقات اور زیارت کے قائم مقام ہے جیساکہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اُن حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ یہ سب زیارتیں حج کی تکمیل کرنے والی ہیں۔ ۱۲

صفحہ۳۵نوٹ نمبر۵ | فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ ؛ محصَر سے مراد مریض ہیں اور مصدود وہ شخص جسے دشمن یا ظالم نے حج سے روک دیا ہو جیسے جناب رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین مکّہ نے روک دیا تھا محصَر کے لئے حالت احرام میں مباشرت کی ممانعت ہے اور مصدود کیلئے اجازت۔ ۱۲

صفحہ۳۵نوٹ نمبر۶ | فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ؛ یعنی اونٹ، گائے، بکری جو میسّر آجائے۔ ۱۲

صفحہ۳۵نوٹ نمبر۷ | صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ؛ صیام سے مراد تین دن کا روزہ اور صدقہ سے مراد چھ مسکین کو کھانا کھلانا کہ ہر ایک کو نصف صاع دیا (قریب آدھ پاؤ ڈیڑھ سیر بوزن اسّی تولہ) دیا جائے، نُسُك سے بکری مراد ہے۔ ۱۲ قول مترجم ؛ اس جگہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص احرام باندھ چکا ہو اور پھر حج کو نہ جاسکے تو اپنی طرف سے جو قربانی ممکن ہو بھیجدے اور جب تک قربانی عام حلال ہونے کی جگہ تک نہ پہنچ لے سر نہ منڈائے اور اگر کسی ضرورت سے سر ہی منڈانا پڑے تو اس کا فدیہ یہ بتلایا گیا ہے جیسے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو جوؤں کی زیادتی کے سبب سے حالتِ احرام میں سر منڈانے کی اجازت دے دی تھی۔ ۱۲

صفحہ۳۵نوٹ نمبر۸ | فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ؛ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ قرآن مجید میں جس جگہ آیا ہے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (یعنی جسے ایسا ایسا میسّر نہ ہو وہ ایسا ایسا کرے) اس میں اول صورت اول کرنی چاہیئے یعنی یہ ترتیب احکام ہے نہ یہ کہ مکلف کو اختیار دیدیا گیا ہو کہ دونوں میں سے جو مناسب سمجھے کرے اور جہاں لفظ اَوْ استعمال کیا گیا ہے یعنی یا یہ کرے۔ وہاں بندے کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ۳۶نوٹ نمبر۵ | الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؛ تفسیر قمیؒ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ حرث سے مراد اس موقع پر دین ہے اور نسل سے مراد انسان۔ ۱۲ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (اوپر والی آیت میں جن اشخاص کا ذکر ہے اور جن کی تفصیل ہم نوٹ نمبر ۳ کے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں) وہ اپنے ظلم اور اپنی بدبو سے زراعت کو بھی برباد کریں گے اور مخلوقِ خدا کو بھی۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان کے ظلم کی شومی سے خدائے تعالیٰ بارش روک لے گا جس سے مخلوقِ خدا بھی ضائع ہوگی اور کھیتی باڑی بھی برباد ہوگی اور ظلم کے ایسے ہی اور نتیجے بھی نکلیں گے۔

صفحہ۳۷نوٹ نمبر۷ | وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ ؛ مخالفین نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے اور ہمارے بہت سے اصحاب و علماء نے ہمارے ائمہؑ سے متعدد حدیثیں اس بارے میں نقل کی ہیں کہ یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ وہ حضرتؑ شبِ ہجرت بستر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حسب ارشاد آنحضرتؐ سو رہے اور آنحضرتؐ غارِ ثور کو تشریف لے گئے اور آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جس وقت وہ حضرتؑ سو رہے تھے تو اس وقت جبرئیلؑ امین اُن کے سرہانے اور میکائیلؑ ان کے پائنتی کھڑے تھے اور جبرئیلؑ امین یہ کہہ رہے تھے کہ اے علیؑ ابن ابی طالبؑ آپ کا مانند ہو کون سکتا ہے مبارک ہو آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی وجہ سے خدائے تعالےٰ اپنے مقرب فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ ۱۲

اہلسنت کے امام ابواسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور ابن عقبہ نے اپنی کتاب ملحمہ میں اور ابوالسعادات نے اپنی کتاب فضائل العشرہ میں اور امام غزالی نے اپنی کتاب الاحیاء میں اپنی اپنی روایتوں سے ابوالیقظان سے اور ہمارے علماء اثناعشری کے گروہ نے مثل علامہ ابن بابویہ القمی اور ابن شاذان اور کلینی اور طوسی اور ابن عقدہ اور برقی اور ابن فیاض اور عبدکی اور صفوانی اور ثقفی نے اپنی اپنی سندوں سے ابن عباس سے ابی رافع سے اور ہند ابن ابی حالہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ قرار دی ہے پس تم دونوں میں سے کون سے ایسا ہے جو اپنے بھائی کی خاطر موت کو قبول کرلے اور اس کی زندگی کا طالب ہو دونوں میں سے ہر ایک نے موت کو پسند نہیں کیا (اور اپنے بھائی کی خاطر جان دینا نہ چاہا) اس پر خدائے تعالےٰ نے ان دونوں کی طرف وحی فرمائی کہ تم میرے ولی علیؑ ابن ابیطالبؑ کے مانند کیوں نہیں بنتے کہ میں نے اس میں اور اپنے نبیؐ محمد مصطفےٰؐ میں مواخات قرار دی ہے تو علیؑ مرتضیٰ نے محمد مصطفٰےؐ کی جان بچانے کی خاطر اپنی جان خطرہ میں جھونک دی ہے اور اُسکے بچھونے پر بجائے اُس کے جان دیدینے کیلئے اسوقت لیٹا ہے اور سو رہا ہے تم دونوں اسی وقت زمین پر جاؤ اور اُس کے دشمنوں سے اُس کی حفاظت کرو۔ بس

جبرئیلؑ اُتر کر ان حضرتؐ کے سرہانے بیٹھے اور میکائیلؑ پایائے مبارک کے قریب پائینتی بیٹھے اور جبرئیلؑ یہ کہنے لگے کہ اے فرزندِ ابوطالب! مبارک ہو مبارک ہو آپ کا مثل و مانند کون ہوسکتا ہے کہ آپ کی وجہ سے خدائے تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ تفسیر برہان میں المجالس کی روایت سے منقول ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ راوی ہیں کہ ابن الخطاب کے مقرر کئے ہوئے شوریٰ کے بموجب جب جناب امیر علیہ السّلام اور عثمان اور طلحہ و زبیر اور عبدالرحمٰن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص ایک مکان میں داخل ہوئے اور دروازہ اس کا بند کر دیا گیا اور امر خلافت میں باہم مشورہ دینے لگے تو چونکہ اُس نے تین دن کی مدت مقرر کر دی تھی اور یہ قرار دے دیا تھا کہ پانچ ایک بات پر متفق ہو جائیں اور ایک رائے سے علیحدہ رہے تو اسے قتل کر دینا اور چار متفق ہو جائیں اور دو الگ رہیں تو ان دو کو قتل کر دینا مگر جب سب ایک رائے پر متفق ہوئے تو جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ان سے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں تم سے کہوں وہ تم سن لو اگر وہ حق ہو تو اسے قبول کرنا اور باطل ہو تو اس کا انکار کر دینا سب نے کہا فرمائیے تو حضرتؐ نے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کئے اور وہ سب قبول کرتے جاتے تھے اس وقت جناب امیرؑ نے منجملہ اور فضائل کے یہ بھی فرمایا کہ آیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس کے بارے میں آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ نازل ہوئی ہو اور آیا میرے سوا اور کوئی تھا جو شبِ ہجرت جناب رسولؐ خدا کی بچانے کے لیے ان کے فرش خواب پر سویا ہو۔ اُن پانچوں نے اقرار کیا کہ آپ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اور یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (قولِ مترجم) اہلسنت کی ۹ کتب احادیث میں اور اہلِ تشیع کی گیارہ کتب میں متعدد اور معتبر راویوں سے یہ حدیث منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر تعصب کا خدا بُرا کرے کہ متاخرین میں ایسے بے حیا بھی پیدا ہوئے جو اس حدیث کے بارے میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور علی مرتضیٰؑ کی کوئی فضیلت سننا پسند نہیں کر سکتے بلکہ حضرتؐ کے ذکر سے انگاروں پر لوٹ جاتے ہیں۔

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر۱ | گذشتہ سے پیوستہ: اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ (سوائے اس کے نہیں کہ شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں آپس میں عداوت و بغض ڈالدے اور تمھیں یادِ خدا اور نماز سے باز رکھے آیا تم اب بھی ان چیزوں سے بچوگے؟) ان آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے اس سے پرہیز کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور وہ وجوہ بھی بیان کر دی ہیں جن سے اسے حرام قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (کہو دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ کو حرام کیا ہے اور ناحق بغاوت کو) اور چونکہ پہلی آیت میں خدا نے فرمایا تھا فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ اور اس آیت میں فرمایا اَلْاِثْمَ اس سے معلوم ہوگیا کہ خدا نے اسے حرام قرار دیدیا اور یہ اعلیٰ درجے کی تدبیر ہے کہ بتدریج حرام کیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر۲ | اَلْعَفْوَ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اَلْعَفْوَ سے مراد سال بھر کے خرچ سے جو کچھ بچ رہے، انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ آیت آیۂ زکوٰۃ سے منسوخ ہوگئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر۳ | يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ○ (بیشک جو لوگ یتیموں کا مال بطریقِ ظلم کھا جاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں) تو جس جس شخص کی سپردگی میں کوئی یتیم تھا اُس کو اُس نے نکال دیا۔ پھر جناب رسولؐ خدا سے جاکر اُس کے نکالنے کے بارے میں سوال کیا تو اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر۴ | وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ اور جناب امام محمد باقر علیہما السّلام سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ۔ تو ان لوگوں نے یتیموں کا اپنے خرچ میں ملا جلا رکھنا بُرا سمجھا یہ بات یتیموں پر گراں گزری انھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جاکر شکایت کی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ یتیموں کے مال سے اتنا لے تو جتنا ان کی ضرورتوں کو کافی ہو اور اپنے مال میں سے اتنا جتنا تمھاری ضرورتوں کو کافی ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ اگر یتیم چھوٹے اور بڑے ہوں اور بعض اُن میں سے بعض کی نسبت اچھا کپڑا پہنیں اور بعض ان میں سے بعض کی نسبت زیادہ کھاتے ہوں اور مال سب کا یکجائی ہو تب کیا حکم ہے؟ فرمایا کپڑے کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ ہر ایک کے ذمہ اُس کے اپنے اپنے کپڑے کی قیمت ہے جیسا وہ پہنے اور کھانا سب کا ایک جا ہونا چاہیئے کیونکہ بچہ بھی بڑے ہی کے قریب قریب کھاتا ہے اور ایک روایت کے بموجب اتنا اور فرمایا تھا کہ ان کے مال سے زیادہ نہ لینا ورنہ وہی جہنم میں پہونچا دینے کا موجب ہو جائے گا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہم اپنے کسی بھائی سے ملنے جائیں جو یتیموں کے گھر میں رہتا ہو اور اُن یتیموں کا نوکر ہو اور ہم اُن یتیموں کا پانی پئیں اور ان کے فرش پر بیٹھیں اور ان کا خدمتگار ہمارا کچھ کام کر دے اور کبھی ایسا بھی ہو کہ ہم اپنے بھائی کے ساتھ جو کھانا کھائیں اس میں یتیموں کا کھانا ملا ہو تو اس میں حضرت کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اگر تمھارا اس شخص کے پاس جانا ان یتیموں کے نفع کی غرض سے ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر تمھارے جانے میں ان کا کچھ ضرر ہے تو ہرگز مت جاؤ۔ اور اس نفع و ضرر کو تم خود پہچان سکتے ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (بلکہ انسان اپنے نفس کی حالت خود ہی خوب جانتا ہے) پس اصل تم پر پوشیدہ نہ رہے گا اور اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر۶ | اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ: ان نیکیوں سے باز رہنے کے لئے خدا کی قسم کھانا منع کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ قسم کھانے والا خدا کے مقابلے میں جری ہو جاتا ہے اور جو شخص خدا کے مقابلے میں جری ہو جائے وہ پارسا اور پرہیزگار نہیں رہ سکتا اور نہ لوگوں کے مابین صلح کرانے میں اس پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اسی لئے پروردگارِ عالم نے زیادہ قسم کھانے والے کی مذمت ان لفظوں میں کی ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (ہر زیادہ قسم کھانے والے ناقص الرائے کی بات پر ہرگز نہ چلو)۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر۷ | بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ: سے مراد ایسی قسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی وعدہ یا ارادہ نہیں ہوتا ہے جیسے عرب کے لوگ محض محاورے میں بغرض تاکیدِ کلام بولتے ہیں لَا وَاللّٰهِ اور بَلٰى وَاللّٰهِ۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر۸ | بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ: اس سے مراد ہے نیت، وعدہ، قصد، ارادہ جو قسم کھانے کے وقت ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر۴ | گذشتہ سے پیوستہ: اس عورت نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مرد پر آدمیوں میں سے سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے ماں باپ کا۔ پھر اُس نے عرض کی کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اُس کے شوہر کا۔ اُس نے عرض کی کہ میرا حق شوہر پر ایسا نہ ہوگا جیسا کہ اُس کا مجھ پر ہے؟ فرمایا نہیں سو کے مقابل ایک بھی نہیں، اُس نے عرض کی کہ اُسی کی قسم جس نے آپکو نبیؐ برحق بنا کر بھیجا ہے میں ہرگز ہرگز آپ اپنے کو کسی مرد کے عقدِ نکاح میں نہ دوں گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر۵ | اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ: یعنی نیکی کے ساتھ آزاد کر دینا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴ نوٹ نمبر ۶** | فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ : جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب عورت اپنے شوہر سے یہ کہہ دے کہ میں کسی بات میں تیری اطاعت نہ کروں گی تو مرد جو کچھ اس سے لے سب جائز ہے اور پھر اُس سے رجوع کرنا مناسب نہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴ نوٹ نمبر ۷** | فَإِنْ طَلَّقَهَا : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ اس طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے جو دو طلاق کے بعد دیجائے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴ نوٹ نمبر ۵** | وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ : والدات یہاں عام ہیں خواہ مطلّقہ ہوں یا غیر مطلّقہ اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں خاص مطلّقہ مراد ہیں اسلئے کہ سلسلہ مطلّقہ ہی کا چلا آرہا ہے. کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ آزاد عورت اپنے بچّے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جائے گی. ہاں لونڈی مجبور کی جائے گی اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اگر آزاد عورت اپنی خوشی سے اپنے بچّے کو دودھ پلانا چاہے تو روکی نہ جائے گی کیونکہ وہ اس کا حق ہے اور جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بچّے کے لئے اس کی ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہوسکتا. الفقیہ میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے بھی فرمایا ہے کہ کوئی دودھ جس سے بچہ پرورش پائے اُس کے حق میں اُس کی ماں کے دودھ سے زیادہ نافع نہیں ہوسکتا ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴ نوٹ نمبر ۶** | حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ : کے معنی پورے دو برس ہیں، کاملین سے اسلئے تاکید کی گئی ہے کہ لوگ علی العموم اس بارے میں بے توجہی کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۵ نوٹ نمبر ۴** | : گذشتہ سے پیوستہ : پس آنحضرتؐ نے اس نماز میں دعائے قنوت پڑھی اور پھر سفر اور حضر میں ہر نماز میں برابر قنوت پڑھتے رہے. کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص پانچوں واجب نمازیں اُن کے اوقات کا لحاظ اور اُن کے حدود کی رعایت کر کے ٹھیک ٹھیک ادا کریگا وہ قیامت کے دن خدا کی حضور میں اس طرح جاسکے گا کہ خدائے تعالیٰ اُس کے جنت میں داخل کرنے کا ضامن ہوگا اور جس نے حفاظتِ اوقات یا رعایتِ احکام میں بے پروائی برتی ہوگی وہ اس حالت سے پہنچے گا کہ خدا کی ضمانت کچھ نہ ہوگی چاہے بخش دے چاہے عذاب کرے ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۵ نوٹ نمبر ۵** | فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا : کافی اور الفقیہ میں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام اور جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں جداگانہ حدیثیں منقول ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ میدان جنگ میں یا ایسی جگہ جہاں درندوں یا چوروں کا خوف ہو فقط تکبیریں کہہ لیں اور رکوع و سجود وغیرہ اشارے سے ادا کرلیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۳** | اور وہاں انبیاء بنی اسرائیل میں سے حزقیلؑ نامی ایک نبی کا گذر ہوا. انھوں نے یہ ہڈیاں دیکھیں تو بہت روئے اور عرض کی کہ اے پروردگار اگر تو چاہے تو ایک ہی ساعت میں ان کو زندہ بھی کرسکتا ہے جیسے کہ تو نے ان کو موت دیدی کہ یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے بندے اس سے پیدا ہوں گے اور یہ جو دوبارہ زندگی پائیں گے نئے پیدا ہونے والوں کے ساتھ ملکر تیری عبادت کیا کریں گے. خدائے تعالیٰ نے بذریعۂ وحی ان سے دریافت کیا کہ آیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ ہم ان کو زندہ کردیں؟ انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا ضرور. چنانچہ خدائے تعالیٰ نے ان سب کو زندہ کردیا اور صورت اُس کی یہ ہوئی کہ اُن نبیؑ کو وحی فرمائی کہ تم فلاں فلاں الفاظ اپنی زبان پر جاری کرو. انھوں نے حکم کے مطابق وہ الفاظ جاری کیئے جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ وہ الفاظ اسم اعظم تھے جیسے ہی حضرت حزقیلؑ نے وہ الفاظ ادا کیے دیکھا کہ وہ ہڈیاں دوڑ دوڑ کر ایک دوسرے سے مناسب وموزوں مقامات پر مل گئیں اور وہ سب لوگ زندہ ہوکر لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے! اور خدائے تعالیٰ کی تسبیح وتکبیر وتہلیل کرنے اُس وقت حضرت حزقیلؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے. راوی حدیث کا بیان ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام نے یہ قصہ بیان کرکے ارشاد فرمایا کہ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

العوالی میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے ایک حدیث مذکور ہے جس میں اہل فارس کی عیدِ نوروز کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت علیہ السّلام نے فرمایا کہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے ایک نبیؑ نے اپنے پروردگار سے یہ عرض کی تھی کہ ان لوگوں کو زندہ کردے جو اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں موت کے خوف سے نکل گئے تھے اور پھر تو نے اُن کو بھی موت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اُن نبیؑ کو وحی فرمائی کہ تم اُن کی قبروں پر پانی چھڑک دو چنانچہ انھوں نے اسی نوروز کے دن ان پر پانی چھڑکا تھا اور وہ زندہ ہوگئے تھے اور وہ تعداد میں تیس ہزار تھے. یہیں سے نوروز کے دن پانی چھڑکنا قدیم زمانے کی سنّت ثابت ہے. سوائے راسخون فی العلم کے اور کوئی اس کا سبب نہیں جانتا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے انہی لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جن کو خدا نے حکم دیا تھا کہ مرجاؤ اور پھر اُن کو زندہ کیا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کو زندہ دیکھا تھا تو آیا پھر ان کو موت دیدی تھی یا انھیں دنیا میں رہنے کی مہلت دی تھی کہ وہ مکانوں میں آباد ہوئے ہوں اور کھانا کھاتے ہوں؟ فرمایا موت نہیں دی تھی بلکہ ان کو دنیا میں بھیجدیا تھا کہ وہ مکانوں میں بھی آباد رہے اور انھوں نے کھانے بھی کھائے اور عورتوں سے مباشرت بھی کی اور جتنی مدّت خدا کو منظور تھا دنیا میں رہے بھی پھر اپنی اپنی موت سے مختلف اوقات میں مر بھی گئے ۔

**صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۴** | أَضْعَافًا كَثِيرَةً : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا (جو ایک نیکی لائے گا پس اُسے اُس سے بہتر معاوضہ دیا جائے گا) تو جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پروردگار عالم مجھے اس سے زیادہ عنایت فرما تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو ایک نیکی لائے گا اُسے اس کا دس گنا معاوضہ دیا جائے گا) اس پر جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پروردگارا اس سے بھی زیادہ عطا کر تب خدا نے یہ آیت نازل کی مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً جس سے جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھ لیا کہ خود خدا جسے کثیر فرمائے اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوسکتی ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۵** | إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام کی روایت کے بموجب یہ نبیؑ اشموئیلؑ تھے جس کی عربی اسمٰعیلؑ ہوتی ہے. اور ایک اور روایت کے بموجب ارمیا تھے اس زمانے میں بنی اسرائیل میں نبوت وسلطنت ایک گھرانے میں جمع نہ ہوتی تھی بلکہ نبوت تو اولاد لاوی ابن یعقوبؑ میں تھی اور سلطنت اولاد حضرت یوسفؑ میں ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۸ نوٹ نمبر ۲** | گذشتہ سے پیوستہ : جب یہ لوگ اس دریا پر پہونچے تو بہت ہی تھوڑے ایسے تھے جنھوں نے نہ پیا ہو باقی سب نے پی لیا. ان پانی پی لینے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی. حالانکہ یہ ایک امتحان تھا جس کی خدا نے پہلے سے خبر دے دی تھی. جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ وہ گروہِ قلیل جنھوں نے نہ پیا اور نہ چلّو میں اٹھایا تین سو تیرہ تھے جب یہ لشکر اُس دریا سے پار اتر گیا اور جالوت کے لشکر پر اس کی نظر پڑی تو جو پانی پی گئے تھے انھوں نے تو یہ کہا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ اور جنھوں نے پانی نہ پیا تھا انھوں نے کہا کہ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۰ داؤدؑ علیہ السّلام جالوت کے مقابلہ میں آ ڈٹے. جالوت

ایک ہاتھی پر سوار تھا اُس کے سر پر تاج تھا اور پیشانی پر ایک یاقوت جگمگا رہا تھا اور لشکر اس کے دائیں بائیں پوری آن بان سے کھڑا تھا۔ داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں میں سے ایک پتھر لیکر جالوت کے میمنہ (لشکر کے دائیں حصّے) پر پھینکا یہ پتھر ہوا میں اڑ کر اسطرح ان پر جا پڑا کہ سب بھاگ گئے، پھر دوسرا پتھر جالوت کے میسرہ (لشکر کے بائیں حصّے) پہ پھینکا وہ بھی بھاگ گئے۔ اس کے تیسرا پتھر خود جالوت کے مارا وہ یاقوت پر اس زور سے لگا کہ وہ یاقوت جالوت کی پیشانی کو توڑ کر اس کے دماغ میں گھس گیا اور وہ وہیں گر کر ٹھنڈا ہو گیا اِسی کو خدا نے فرمایا ہے۔ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ۔ ۱۲

صفحہ ۸ ہم نوٹ نمبر ۳ | وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ ؛ پروردگار عالم نیکوں کے طفیل میں بدوں کی بلائیں بھی دفع فرماتا رہتا ہے۔ ۱۲

پارۂ دوم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ سوم

**صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۴** يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (اس دن سفارش کوئی نفع نہ دے گی سوائے اس کے جس کو رحمٰن نے اجازت دے دی ہوگی اور اس کی بات کو پسند بھی فرماتا ہوگا) ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یوم موت ہو جیسا کہ پہلے وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا کی تفسیر میں آچکا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۹ نوٹ نمبر ۸)

**صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۵** هُمُ الظَّالِمُونَ: اس میں ضمیر (هُمْ) تاکید کے لئے آئی ہے اور اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ان کا ظلم اپنی ذات پر انتہا کو پہونچ گیا ہے اور ایک یہ کہ اور جو اور جیسے جیسے ظالم ہوسکتے ہیں۔ ان کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۶** لَا تَأْخُذُهُ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کسی شخص کو ان حضرتؑ نے اسطرح بیٹھے دیکھا کہ اس نے اپنا ایک پاؤں دوسری ران پر رکھ چھوڑا تھا اسی وقت حضرت سے سوال کیا گیا کہ آیا یہ طریقہ نشست مکروہ ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کیا اسلئے کہ یہودی یہ کہتے ہیں کہ جب پروردگار عالم آسمان و زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو وہ آرام کرنے کی غرض سے اسی طرح بیٹھا تھا۔ حالانکہ ان کے اسی قول کی تردید میں خدا نے آیۃ الکرسی نازل فرمائی ہے۔ قول مترجم: مطلب یہ ہوا کہ اس طرح بیٹھنا مکروہ نہیں ہے، اور خدا کی یہ شان ہی نہیں ہے کہ اٹھے بیٹھے کیوں کہ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۷** لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ: کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اس آیت کو یوں تلاوت فرماتے تھے لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۱۲

**صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۸** كُرْسِيُّهُ: کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا آسمان و زمین میں کرسی سمائی ہوئی ہے یا کرسی میں آسمان و زمین، فرمایا کہ ہر شئی کرسی میں سمائی ہوئی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کل آسمان اور زمین اور جتنی مخلوق ان میں ہے یہ سب جوف کرسی میں ہیں اور کرسی کو خدا کے حکم سے چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ کتاب التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرش و کرسی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک صورت تو یہ ہے کہ عرش سے مراد تمام مخلوق ہے اور کرسی ان سب کا ظرف ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ عرش سے مراد وہ علم ہے جس پر خدا نے اپنے انبیاءؑ اور رسولوںؑ اور حجتوںؑ کو مطلع فرمایا ہے اور کرسی سے مراد وہ علم ہے جس پر ان میں سے کسی کو مطلع نہیں فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۵** گذشتہ سے پیوستہ: فرمایا کہ ہاں ان کا کوئی دین نہیں ہے اور ان پر کوئی عتاب نہیں۔ کیا تم نے خدا کا کلام نہیں سنا کہ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (یعنی گناہوں کی تاریکی سے توبہ و مغفرت کی روشنی کی طرف بوجہ ولایت امام عادل و منصوص من اللہ منتقل کر دیتا ہے، پھر فرمایا کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ اس سے یہ مطلب ہے کہ پہلے وہ نور اسلام میں تھے، جب امام ظالم کی اطاعت کی جو خدا کی طرف سے نہ تھا تو ایسوں کی ولایت تاریکی کفر کی طرف لے گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے کفار کے ساتھ اُن کے لئے بھی جہنم واجب کر دیا۔ ابن ابی یعفور کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سے عام کافر مراد نہیں ہیں؟ فرمایا وہ ہرگز نہیں کیوں کہ کافروں کے پاس پہلے نور ہی کون سا تھا جس سے نکال کر طاغوت اُن کو ظلمات کی طرف لے گئے

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۶** خَالِدُونَ: تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے دشمن کو کتنے ہی بڑے عابد اور پرہیزگار ہوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۷** أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ: کتاب الخصال میں برقی سے مرفوعاً یہ حدیث مروی ہے کہ چار آدمی پورے پورے زمین کے مالک ہوئے ہیں، جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر، مومن تو سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرود اور بخت نصر۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۸** إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کے بعد کا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۹** أَوْ كَالَّذِي: اس سے ارمیا نبی مراد ہیں اور بروایت ضعیف عزیرؑ نبی مراد ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۱۰** مِائَةَ عَامٍ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل پر خدا نے بخت نصر کو مسلط کیا تو حضرت عزیزؑ بھاگ کر ایک کھوہ میں پناہ گزیں ہوئے اور حضرت ارمیا علیہ السلام سو برس تک مردہ رہے۔ اس کے بعد خدا نے انہیں زندہ کیا۔ زندہ کرنے کے وقت سب سے پہلے خدا نے ان کی آنکھ میں جان ڈالی اور ان سے بذریعہ وحی سوال کیا کہ تم یہاں کتنی دیر رہے؟ عرض کی کہ ایک دن پھر سورج کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ دن کا کچھ حصہ (یعنی پورا دن بھی نہیں) اس وقت خداوند عالم نے کہ نہیں بلکہ سو برس۔ اب تم اپنے کھانے پینے کی طرف دیکھو کہ ان میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ غرض یہ ہے کہ ہم خود تم کو لوگوں کے لئے ایک نشانی مقرر کریں گے اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ کس طرح ہم اس کی ہڈیاں جوڑتے اور اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی اور نافرمانی زیادہ کی تو خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اُن پر ایسے شخص کو مسلط کرے جو ان کو ذلیل بھی کرے اور قتل بھی کرے۔ پس حضرت ارمیا علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے ارمیا بلیہ شہر کتنا بُرا ہے کہ جس کو میں نے اپنے شہروں میں سے منتخب کیا پھر اُس میں اچھا سے اچھا پودا لگایا اور وہ ایسا بُرا نکلا کہ اُس سے خرنوب پیدا ہوا۔ حضرت ارمیا علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے نیک لوگوں کو اس امر سے اطلاع دی تو انھوں نے عرض کی کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں پھر عرض کیجئے کہ ہم کو اس مثل کے معنی بتلائے پس حضرت ارمیا علیہ السلام نے سات دن روزے رکھے (پھر عرض معروض کی) تو وحی الٰہی ہوئی کہ اے ارمیا! شہر سے مراد بیت المقدس ہے

اور جو کچھ میں نے اُس میں بویا ہے وہ بنی اسرائیل ہیں جن کو میں نے اس شہر میں آباد کیا مگر وہ نافرمانی کو کام میں لائے میرے قواعد کو انھوں نے بدل دیا۔ اور میری نعمت کا احسان ماننے کے بدلے کفر کیا بس میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی کہ میں سخت آزمائش سے اُن کو آزماؤں گا کہ بڑے بڑے دانا بھی اس میں حیران رہ جائیں گے اور اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو جس کی ولادت بھی بہت ہی برے طریقہ سے ہوئی ہو اور جس کا کھانا بھی بہت ہی بُرا اور ذلیل کھانا ہو۔ ان پر مسلّط کردوں گا۔ اور وہ جبراً اور قہراً اُن کے اوپر غلبہ حاصل کرے گا پھر ان میں سے جو لڑنے کے قابل ہوگا اُن کو قتل کرے گا اور ان کی عورتوں کو قید کریگا اور اپنے جس بیت مقدس پر وہ نازاں ہیں اُس کو وہ برباد کر دیگا اور جس پتھر کی وجہ سے وہ تمام بنی نوع انسان پر اپنا فخر جتلاتے ہیں اُس کو وہ گھورے پر ڈال دیگا اور سو برس وہ وہیں پر رہے گا۔" ارمیا علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے نیک لوگوں کو یہ خبر پہونچائی تو انھوں نے عرض کی کہ آپ پھر اپنے پروردگار کے حضور میں رجوع کریں اور یہ عرض کریں کہ جو لوگ فقیر و مسکین و ضعیف ہیں اُن کا کیا قصور ہے (یہ تو گیہوں کے ساتھ گھُن بھی پِسا جاتا ہے) حضرت ارمیاؑ نے پھر روزہ رکھا۔ اس کے بعد شام کو کھانا کھایا تو کوئی وحی نہ ہوئی پھر سات دن روزے رکھے (اور عرض معروض کی) تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم اس معاملہ میں سکوت اختیار کرو ورنہ میں تمہارے چہرے کو پشت کی طرف پھیر دوں گا۔ پھر وحی کی گئی کہ تم ان (مساکین و فقرا) سے کہدو کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے بدی کو دیکھا اور اس سے روکا نہیں۔ ارمیاؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار! مجھے یہ تو جتلا دے کہ وہ شخص کون ہے؟ تاکہ میں اس کے پاس جاؤں اور اپنی ذات کے لئے اور اپنے اہلبیتؑ کیلئے اُس سے امان لے لوں۔ فرمایا کہ فلاں فلاں موقع پر جاؤ وہاں تم ایک لڑکے کو دیکھو گے کہ پرانی سے پرانی سخت بیماری اسکو عارض ہے اور ولادت کی رو سے بھی وہ بہت ہی خبیث ہوگا۔ اور جسم میں سب سے زیادہ کمزور اور غذا بھی اس کی سب سے بدتر ہوگی بس وہی وہ شخص ہے۔" حضرت ارمیاؑ اس شہر میں پہونچے تو یکایک ایک لڑکے کو ایک پرانی سرائے کے بیچوں بیچ ایک مزبلے پر سخت پرانی بیماری کی حالت میں پڑے ہوئے دیکھا اور یکایک اس کے پالنے والی کو بھی دیکھا کہ ایک پیالے کے ٹھیکرے میں کچھ ٹکڑے بڑے اُس نے ڈال رکھے ہیں اور اُن کے اوپر مادہ سُور کا دودھ دوہ رہی ہے اس کے بعد اُسے وہ اُس لڑکے کے قریب لاتی ہے اور وہ اُسے کھالیتا ہے۔" حضرت ارمیا علیہ السّلام نے خیال کیا کہ جس شخص کی حالت خدائے تعالےٰ نے بیان کی تھی ہو نہ ہو دنیا میں تو وہ یہی ہوسکتا ہے چنانچہ اُس کے قریب آئے اور اس سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے عرض کی بخت نصرؔ! (نام سن کر) پہچان لیا کہ یہ وہی ہے پھر اُس کا علاج کیا۔ یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا پھر اُس سے فرمایا کہ تو مجھے پہچانتا ہے؟ اُس نے کہا کہ جانتا تو نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ آپ بڑے نیک شخص ہیں فرمایا کہ میں بنی اسرائیل میں سے ایک نبی ہوں۔ ارمیا میرا نام ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب وہ تجھکو بنی اسرائیل پر مسلط فرمائیگا سو تو ان کے مردوں کو تو قتل کرے گا اور جو کچھ بھی تجھے کرنا ہے ان کے ساتھ سبھی کچھ کر گزریگا۔ امام فرماتے ہیں کہ اُس وقت وہ لڑکا یہ باتیں سن کر اپنے دل میں حیران رہ گیا۔ پھر حضرت ارمیاؑ نے فرمایا کہ تو اپنی طرف سے ایک نوشتہ میرے لیے امان کا لکھدے چنانچہ اس نے ایک نوشتہ لکھدیا۔ اور اب راتوں کو یہ لڑکا پہاڑوں میں جاتا اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لاتا اور شہر میں لاکر اُن کو بیچا کرتا۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ لوگوں کو بنی اسرائیل سے لڑنے کیلئے لوگوں کو بلانے لگا۔ بنی اسرائیل کا صدر مقام اُس وقت بیت المقدس تھا لوگ کثرت سے اس کے بلانے پر جمع ہوگئے اور بخت نصر اُن سب کو لیکر بیت المقدس کی طرف بڑھا جب حضرت ارمیاؑ کو اس کے بیت المقدس کی طرف آنے کی خبر ہوئی تو وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کے استقبال کے لیے چلے اور بخت نصر نے جو امان نامہ ان کو لکھکر دیا تھا وہ اُن کے پاس تھا مگر اس کے لشکر اور مصاحبوں کی کثرت کے سبب حضرت ارمیاؑ اس تک نہ پہنچ سکے اسلئے انھوں نے وہ امان نامہ ایک لکڑی پر باندھ کر اسے بلند کیا۔ بخت نصر نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ فرمایا میں وہی ارمیاؑ نبی ہوں جس نے تجھے اس بات کی بشارت دی تھی کہ تو عنقریب بنی اسرائیل پر مسلط ہو جائیگا اور یہ تیرا امان نامہ ہے جو تو نے میرے لیے دیا تھا۔ اُس نے کہا کہ بہت اچھا آپ کو تو میں نے امان بخشی! اب رہے آپ کے اہلبیت!، تو میں اسی جگہ سے بیت المقدس کی طرف ایک تیر پھینکتا ہوں اگر میرا وہ تیر بیت المقدس تک پہنچ گیا تو میں ان کو امان نہ دوں گا۔ اور اگر نہ پہنچا تو وہ سب مامون ہوں گے۔ یہ کہتے ہی اُس نے کمان کھینچی اور بیت المقدس کی طرف ایک تیر سر کیا۔ ہوا نے اس کا تیر بیت المقدس تک پہونچا دیا کہ وہ اُس کے پردے میں جا اٹکا۔ بخت نصر نے کہا کہ اب میں ان کو امان نہیں دے سکتا۔ ساتھ ہی اس کی نظر مٹی کے ایک ٹیلے پر پڑی جو اس کے بیچوں بیچ تھا دیکھتا کیا ہے کہ اس کے بیچوں بیچ سے خون جوش مار مار کر نکل رہا ہے اور جتنی مٹی اس پر ڈالی جاتی ہے خون اور زیادہ ابلتا ہے۔ بخت نصر نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کا ایک نبی تھا جس کو بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے قتل کر دیا۔ یہ اُس کا خون ابلتا ہے اور جتنا بھی ہم اس کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں وہ اور زیادہ جوش کھا کھا کر نکلتا ہے۔ بخت نصر نے کہا تو میں بھی بنی اسرائیل کو اُس وقت تک قتل کیے ہی جاؤں گا جب تک یہ خون نہ تھمے۔ اور وہ خون حضرت یحییٰؑ ابن حضرت زکریا علیہما السّلام کا تھا۔ اُن حضرتؑ کے زمانے میں ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت یحییٰؑ علیہ السّلام کے پاس سے بھی گزرا کرتا تھا۔ حضرت یحییٰؑ علیہ السّلام اس سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بادشاہ یہ فعل تیرے لیے جائز نہیں ہے اس سے پرہیز کر ایک موقعہ پر ان عورتوں میں سے جس سے زنا کرتا تھا ایک عورت نے نشہ کی حالت میں اُس سے کہدیا کہ اے بادشاہ یحییٰؑ کو قتل کردے چنانچہ اس نے حکم دیدیا کہ یحییٰؑ علیہ السّلام کا سر اُس کے سامنے لایا جائے۔ سو یحییٰؑ علیہ السّلام کا سر ایک طشت میں رکھ کر اس کے سامنے لایا گیا۔ سامنے آتے ہی وہ سر اُس سے باتیں کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ اے شخص اللہ سے ڈر یہ فعل تیرے لیے جائز نہیں ہے پھر خون اُس طشت سے ابلا یہاں تک کہ زمین پر پہنچا۔ پھر زمین سے ابلا اور اس وقت سے اب تک اُبلے جاتا ہے تھمتا ہی نہیں۔ حالانکہ یحییٰؑ علیہ السّلام کے قتل اور بخت نصر کے خروج کے مابین سو برس کا زمانہ گذر چکا تھا۔ اب بخت نصر ان کے قتل پر تُل پڑا۔ گاؤں گاؤں میں جاتا تھا۔ اور مردوں، عورتوں، بچوں اور ان کے جانوروں تک کو قتل کرتا تھا لیکن وہ خون کسی طرح نہیں ٹھہرتا تھا۔ یہاں تک کہ جتنے بھی اس ملک میں تھے اس نے سب فنا کر دیئے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا اس ملک میں اب کوئی باقی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں فلاں موضع میں ایک بڑھیا باقی ہے کسی کو بھیجا اور اُس نے جاکر خود اس خون کے اوپر بڑھیا کی گردن کاٹ کر ڈال دی اُس وقت خون ٹھہرا۔ یہ بڑھیا باقی رہنے والوں میں سب سے زیادہ آفت تھی۔ اس کے بعد بخت نصر ارض بابل میں آیا اور یہاں اُس نے ایک شہر بنوایا۔ اسی میں اقامت اختیار کی اور ایک کنواں کھدوایا جس میں حضرت دانیال علیہ السلام کو ڈلوا دیا اور ان کے ساتھ ایک شیرنی بھی اسی میں ڈلوا دی۔ یہ شیرنی تو اس کنوئیں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیالؑ اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گزر گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اُس نبی کو جو اسوقت بیت المقدس میں تھے یہ وحی فرمائی کہ تم یہ کھانا اور پانی لیکر دانیالؑ کے پاس جاؤ اور اُن کو ہمارا سلام پہونچاؤ۔ انھوں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ ہیں کہاں؟ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں موقع پر چاہِ بابل میں ہیں۔ امام فرماتے ہیں کہ وہ نبیؑ چاہِ بابل پر آئے اور کنوئیں میں جھک کر آواز دی کہ اے دانیالؑ! حضرت دانیالؑ نے جواب دیا لبیک! یہ آواز تو عجیب ہے نبیؑ نے کہا کہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کے لیے کھانا اور پانی بھیجا ہے پھر ڈول کی طرح لٹکا کر وہ چیزیں انھیں پہونچائیں اسوقت حضرت دانیال علیہ السّلام نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ دَعَاہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْهِ کَفَاہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِهٖ لَمْ یَکِلْهُ اِلٰی غَیْرِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاۃً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضُرَّنَا عِنْدَ کُرْبَتِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ ثِقَتُنَا حِیْنَ یَنْقَطِعُ الْحِیَلُ مِنَّا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ رَجَاؤُنَا حِیْنَ سَآءَ ظَنُّنَا بِاَعْمَالِنَا۔

**ترجمہ**:۔ سب تعریف اس خدا کے لئے زیبا ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو ترک نہیں فرماتا۔ سب تعریف اُسی خدا کے لیے زیبا ہے جو اپنے دعا مانگنے والے کو ناامید نہیں فرماتا۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے زیبا ہے جو اُس شخص کے لیے کفایت فرماتا ہے جو اس پر بھروسہ کرلے۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے زیبا ہے جو اپنے اوپر پختہ بھروسہ کرنے والے کو

کسی غیر کے سپرد نہیں فرماتا۔ سب تعریف اُس اللہ کے لیے زیبا ہے جو نیکی کا بدلہ نیک ہی دیتا ہے۔ سب تعریف اُس اللہ کے لیے زیبا ہے جو صبر کے لیے نجات دیتا ہے۔ سب تعریف اُس اللہ کے لئے زیبا ہے جو ہماری سخت تکلیف کے وقت ہماری معیبت کو رفع کر دیتا ہے اور سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو ہماری تدبیریں قطع ہونے کے وقت ہمارا سہارا ہوتا ہے۔ اور سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو اُس وقت ہماری اُمید گاہ ہوتا ہے۔ جبکہ ہم اپنی بد اعمالی کے سبب بدگمان ہوتے ہیں۔"

امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے بخت نصر کو سوتے میں ایک خواب دکھلایا کہ اس کا سر لوہے کا ہوگیا ہے اور اس کے دونوں پاؤں تانبے کے اور اس کا سینہ سونے کا حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اُس نے منجموں کو بلایا اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے کیا خواب دیکھا؟ وہ بولے کہ ہم کیا جانیں حضور نے کیا دیکھا؟ ہاں جو کچھ حضور نے دیکھا ہے ارشاد فرمائیے (تو ہم کچھ تعبیر دے سکیں) بادشاہ نے (غصہ ہوکر) کہا کہ میں تمھیں اتنی مدّت سے تنخواہیں یوں ہی دے رہا ہوں اور تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے اُسی وقت حکم دیا گیا اور وہ سب قتل کیئے گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اُس وقت کسی مصاحب نے یہ عرض کی کہ اس خواب کو اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ بتا سکتا ہے جو کنوئیں میں قید ہے اس لیے کہ (یہ معجزہ تو اس کا ظاہر ہے کہ) آج تک شیرنی نے اُس سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ خود مٹی کھاتی ہے اور اُسے دودھ پلاتی ہے۔ بادشاہ نے فوراً کسی کو بھیجکر حضرت دانیالؑ کو نکلوایا اور ان سے دریافت کیا کہ بتلایئے میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے بادشاہ! تو نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ سر تیرا فلاں چیز کا ہو گیا ہے اور پاؤں تیرے فلاں چیز کے ہوگئے ہیں اور سینہ تیرا فلاں چیز کا ہوگیا ہے۔ اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے یہی دیکھا ہے اب بتلایئے اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا تیری سلطنت ختم ہو گئی تو تین دن میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور تجھکو فارس کا ایک شخص قتل کرے گا۔" اُس نے کہا میرے گرداگرد سات شہر ہیں اور ہر شہر کے دروازے پر نگہبان ہیں اور میں اتنے پر بھی مطمئن نہیں ہوا بلکہ ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی ایک بطخ بناکر رکھدی ہے کہ جب کوئی پردیسی اس دروازے میں گھستا ہے تو وہ چیختی ہے اور جب تک وہ پکڑ نہ لیا جائے وہ چیختی رہتی ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ حضرت دانیالؑ علیہ السلام نے کہا کہ ہونا تو وہی ہے جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اُسی وقت بخت نصر نے بہت سے سوار فصیل کے گرداگرد پھیلا دیئے اور یہ حکم دیدیا کہ جو تمھیں ملے اُسے قتل کر دو وہ کوئی کیوں نہ ہو اور دانیال علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ تم ان تین دن کہیں نہ جاؤ میرے ہی پاس بیٹھے رہو اگر (مجھ پر) تین دن (خیر سے) گذر گئے تو تمھیں قتل کر دوں گا چنانچہ جب تیسرے دن شام ہونے کو ہوئی تو بخت نصر کے دل پر ایک غم طاری ہوگیا وہ مکان سے باہر نکلا اور اُسے ایک لڑکا ملا جو اہل فارس میں سے تھا اور اس کے بیٹے کی خدمتگاری کرتا تھا۔ مگر بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ اہل فارس سے ہے۔ بادشاہ نے اپنی تلوار اُسے دی اور یہ کہا کہ اے لڑکے آج مخلوق خدا میں سے جو بھی تجھے ملے اُسے قتل کر دیجیو۔ اور اگر میں بھی تجھے مِل جاؤں تو مجھے بھی قتل کر دیجیو لڑکے نے تلوار لے لی اور فوراً بخت نصر کے ایک ضربت لگائی اور وہیں اُسے قتل کر دیا۔ اس وقت حضرت ارمیا علیہ السّلام اپنے گدھے پر سوار ہوئے ان کے پاس کچھ انجیر بطور ناشتے کے تھے اور کچھ شیرہ۔ اس وقت انھوں نے خشکی کے درندوں کو بھی دیکھا اور تری کے درندوں کو اور ہوا کے پرندوں کو دیکھا کہ مردار جسموں کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اُسی وقت ایک ساعت غور و فکر کی اور پھر اپنے دل میں یہ کہا کہ اللہ اس کو دوبارہ کیوں کر پیدا کرے گا حالانکہ مختلف درندے اسے کھا گئے ہیں خدائے تعالیٰ نے فوراً اُسی جگہ ان کو موت دے دی اسی کا ذکر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: "اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط۔

ثُمَّ بَعَثَهٗ کے یہ معنی ہیں کہ ان کو پھر زندہ کیا۔ پھر جب خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر رحم کیا اور بخت نصر کو ہلاک کر دیا تو مقتولین بنی اسرائیل کو پھر زندہ کرکے دنیا میں بھیجا اور بخت نصر کو جس وقت اللہ نے بنی اسرائیل پر مسلط کیا تھا اُس وقت حضرت عزیرؑ بھاگ کر ایک چشمہ میں چلے گئے تھے اور غائب ہوگئے تھے اور حضرت ارمیاؑ اس طرح سّو برس تک مرے پڑے رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تو سب سے پہلے اُن کی آنکھوں میں جان ڈالی پتلیوں میں جان اسی طرح آئی جس طرح انڈے کی زردی میں ہوتی ہے پھر بذریعہ وحی اُن سے دریافت کیا كَمْ لَبِثْتَ ط انھوں نے عرض کی لَبِثْتُ يَوْمًا پھر سورج کی طرف نظر ڈالی اور دیکھا کہ اونچا ہو گیا ہے تو عرض کی اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط اس وقت خدائے تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط (دیکھو صفحہ ۶، سطر ۱) اب لگے وہ۔ گلی ہوئی چورا چورا ہڈیوں کی طرف دیکھنے کہ وہ کیوں کر جمع ہوتی جاتی ہیں اور گوشت جسے درندے کھا گئے تھے۔ کیونکر ہڈیوں پر چمٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ خود بھی کھڑے ہوگئے اور گدھا بھی کھڑا ہو گیا آخر بول اُٹھے اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پچاس برس کی عمر میں اپنے اہل و عیال سے جدا ہو کر کہیں تشریف لے چلے زوجہ ان کی حاملہ تھیں (راستہ میں ان پر ایسا ہی واقعہ گذرا جیسا اوپر کی آیتوں میں بیان ہوچکا ہے یعنی) خدائے تعالیٰ نے ان کو سّو برس کے لیے موت دی اس کے بعد از سر نو زندہ کیا تو وہ تو اپنے بال بچوں میں اس طرح پلٹ کر آئے کہ پچاس ہی برس کے تھے اور بیٹا ان کا سّو برس کا تھا تو اس طرح ان کا بیٹا ان سے سن میں بڑا تھا۔ یہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ ابن الکوّا نے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے عرض کی کہ یا امیرالمؤمنینؑ دنیا میں کوئی بیٹا ایسا بھی ہوا ہے جو اپنے باپ سے سن میں بڑا ہو؟ فرمایا ہاں وہ حضرت عزیر علیہ السّلام کا بیٹا تھا جبکہ ان کا گذر ایک اُجڑی ہوئی بستی پر سے ہوا تھا اور اسی موقع پر بیٹا بھی ایک عورت سے پیدا ہوا تھا یہ اُس وقت گدھے پر سوار تھے ان کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں انجیر تھے اور ایک کوزہ تھا جس میں کچھ شیرہ بھرا ہوا تھا۔ اُس اُجڑی ہوئی بستی پر سے گذرے تو فرمایا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا چنانچہ سّو برس کے لیے خدا نے خود اُنھیں موت دے دی یہاں اُن کا بیٹا بڑا ہوا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی بلکہ اولاد در اولاد پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا تو وہ پلٹ کر اپنے گھر آئے تو یہ وہ بیٹا تھا جو اپنے باپ سے سن میں بڑا تھا۔ اور روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب وہ اپنے لوگوں کے پاس اپنے اسی گدھے پر سوار ہوئے آئے اور یہ کہا کہ میں عزیر ہوں تو انھوں نے ان کی تہذیب کی۔ تب انھوں نے ساری توریت حفظ سُنائی اور توریت کو حضرت عزیرؑ کے سوا اور کسی نے حفظ کیا ہی نہیں تھا اسی سے لوگوں نے اُنھیں پہچانا اور بہت سے کہنے لگے کہ یہ ابن اللہ ہیں اور ایک قول کے بموجب جب وہ اپنے گھر پلٹ کر آئے تو یہ خود تو جوان تھے اور ان کے بیٹے پوتے بوڑھے۔ جب وہ اُن سے کوئی بات کہتے تو وہ کہتے کہ یہ سّو برس کی بات ہے۔

**قول صاحب تفسیر صافی۔** ظاہراً ان روایتوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ حضرت ارمیا علیہ السّلام کے لیے یافتہ لکھا ہے اور دوسری جگہ حضرت عزیر علیہ السلام کیلئے اور ایک جگہ حضرت عزیر کے غائب ہونے کا حال لکھا ہے اور دوسری جگہ موت کا۔ مگر یہ اختلاف اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السّلام کیلئے بھی ایسا واقعہ ہوا ہو اور حضرت عزیر علیہ السّلام کے لیے بھی۔ نیز کسی نے حضرت عزیر علیہ السّلام کا غائب ہونا خیال کیا ہو اور اسی طرح روایت کر دی ہو اور

بعد میں اُنھوں نے آکر اپنی موت کا اظہار کیا ہو۔ ایک یہ امر بھی خیال کے قابل ہے کہ تفسیر قمیؔ میں بخت نصر کا بنی اسرائیلؑ کو حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے خون پر قتل کرنا بیان کیا گیا ہے اور بعض روایتوں اور کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کی ولادت بخت نصر کے واقعہ کے بعد ہوئی ہے تو یہ تعجب بھی اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کوئی یحییٰ ابن زکریاؑ پہلے بھی گزرے ہوں وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۞

**صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۲** شیخ مفید علیہ الرحمہ نے الاختصاص میں اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے سوال کیا کہ یا علیؑ تم نے آج کی رات کوئی عمل کیا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ حضرت یہ سوال کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا تمھارے بارے میں اللہ تعالےٰ نے چار معنی نازل فرمائے ہیں۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں میرے پاس چار درہم تھے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن میں اور ایک درہم چھپا کر دیا اور ایک ظاہر بظاہر۔ فرمایا اسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے تمھارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (دیکھو صفحہ ۵۰ سطر ۲)

**قول مترجم۔** ہمارے علماء میں سے صاحب تفسیر عیاشی وصاحب تفسیر مجمع البیان و علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابوں میں یہی مضمون نقل کیا ہے تو ہم اثنا عشریوں کے تو چار عالموں نے نقل کیا ہے اور چار یاریوں کے بارہ راوی ہیں از آنجملہ اوّل ابوالمؤید موفق ابن احمد دوسرے امام ثعلبی جنھوں نے ایک روایت ضحاک سے لی ہے دوسری مجاہد سے تو یہ کل تین ہوئے چوتھے ابراھیم ابن محمد الحموینی پانچویں صاحب فصول المہمہ مالکی انھوں نے واحدی مفسر سے نقل کی ہے پھر چار روایتیں حافظ ابونعیم اصفہانی کی ہیں پہلی عبدالوہاب ابن مجاہد سے دوسری سلمہ سے تیسری یحییٰ ابن الیمان سے چوتھی احمد ابن علی سے یہاں تک کہ نو ہوئے دسویں ابن مغازلی شافعی جنھوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے گیارہویں علامہ ابن شہر آشوب جنھوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سدی۔ مجاہد کلبی۔ ابوصالح۔ واحدی۔ طوسی ثعلبی۔ طبری۔ ماوردی۔ کشیری۔ ثمالی۔ نقاش۔ قتال۔ عبداللہ ابن الحسین علی ابن حرب طائی۔ مفسرین سے روایت ہے کہ ان سب نے اپنی اپنی تفسیروں میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جناب علی ابن ابیطالبؑ کے پاس چار درہم چاندی کے تھے پس ایک آنحضرتؑ نے رات میں خیرات کیا اور ایک دن میں ایک پوشیدہ خیرات کیا اور ایک ظاہر بظاہر پس اللہ تعالیٰ نے آیہ اَلَّذِیْنَ الخ مذکورہ بالا نازل فرمائی اور ایک ایک درہم کو مال کے نام سے نامزد کیا۔ اور آنحضرتؐ کو اس خیرات کے قبول کرنے کی بشارت دی۔ علامہ زمخشری نے اپنی کتاب خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے بارھویں علامہ ابن ابی الحدید معتزلی ہیں جو علمائے عامہ میں فرقۂ معتزلہ کے بہت بڑے عالم ہیں انھوں نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے استاد ابوجعفر اسکافی نے جاحظ کی رد میں فرمایا کہ تم خود دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آیہ نجوے نازل فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ الخ (دیکھو صفحہ ۲۷۹ سطر ۲) تو اس پر سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے اور کسی نے بھی عمل نہیں کیا حالانکہ تم خود اقرار کرتے ہو کہ علی ابن ابیطالبؑ فقیر تھے اور ان کا ہاتھ خالی تھا اور ابوبکر کے پاس وسعت مال کی حالت تھی جس کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں مگر پھر بھی وہ صدقہ دینے کے خوف سے راز میں باتیں کرنے سے باز رہا پھر اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر عتاب فرمایا اور یوں ارشاد کیا ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ الخ (دیکھو صفحہ ۶۶۸ سطر ۵) ان آخری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کے صدقہ دینے سے باز رہنے کو گناہ قرار دیا ہے پھر ہم کیسے اس بات کو تسلیم کر لیں کہ ابوبکر نے کسی وقت میں بقول تمھارے چالیس ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کیے ہوں گے جبکہ جناب رسولؐ خدا سے بصیغۂ راز بات کرنے میں ایک دو درہم کے خرچ کرنے کے لیے بھی اپنے نفس کو راضی نہ کر سکا رہے علی علیہ السّلام ان کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ انھوں نے باوجود خواہش طعام ہونے کے اپنا کھانا مسکین و یتیم و اسیر کو کھلا دیا (اور ایسا ہی عمل اُن کی زوجہ اُن کی دو بیٹیوں اور ان کی لونڈی فضہ نے بھی کیا) جس کے سبب سے خدائے تعالیٰ نے خود ان کی شان میں ان کی زوجہ محترمہ کی شان میں اور اُن کی دونوں بیٹیوں کی شان میں قرآن مجید کی پوری ایک سورت نازل فرمائی اور وہی ایسے ہیں کہ جن کے پاس کل چار درہم تھے تو ان میں سے ایک درہم پوشیدہ خیرات اور ایک اعلانیہ پھر ایک دن میں خیرات کیا اور ایک رات میں جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۵۰ سطر ۲) اور وہی ہیں کہ جنھوں نے راز میں بات کرنے سے پہلے صدقہ پر صدقہ دیا جس حال میں کہ کل مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل سے روگردانی کی۔ اور وہی ہیں کہ جنھوں نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی خیرات میں دی جس کے سبب سے خدائے تعالیٰ نے اُن کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۞

**صفحہ ۵۸ نوٹ نمبر ۲** کہ اے پروردگار ہم کیا لکھیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان دونوں کو وحی کرتا ہے کہ تم دونوں اپنے اپنے سر اٹھا کر اس کی ماں کے سر کی طرف دیکھو وہ دونوں جب اپنے اپنے سر اٹھاتے ہیں تو یکایک ایک لوح کو اس کی ماں کی پیشانی سے ٹکراتا ہوا دیکھتے ہیں جب اُس میں غور سے نظر کرتے ہیں تو اس لوح میں اس بچہ کی صورت اس کی زینت اس کی مدت اور اس کا عہد اور یہ کہ وہ شقی ہوگا یا سعید اور اسی طرح کل حال لکھا ہوا پاتے ہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت اُن دونوں فرشتوں میں سے ایک اپنے ساتھی کو بتاتا جاتا ہے اور جو کچھ اُس لوح میں ہے وہ دونوں لکھتے جاتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں اُس میں بدا یعنی مصلحت خدا کی شرط لکھتے جاتے ہیں پھر اس نوشتہ کو بند کر کے مہر لگاتے ہیں اور اُسے اس بچہ کی دونوں آنکھوں کے مابین رکھ دیتے ہیں پھر اُس کو اُس کی ماں کے پیٹ میں سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ بچہ سرکشی کر کے الٹا ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا عموماً نہیں ہوتا سوائے کسی بڑے سرکش شریر کی حالت کے۔ پھر جب اس بچے کے نکلنے کا وقت پہنچتا ہے خواہ پورا نکلنے والا ہو خواہ ادھورا تو خدائے تعالیٰ رحم کو وحی فرماتا ہے کہ تو اپنا دروازہ کھول دے کہ میری یہ مخلوق میری زمین پر نکلے اور اس کے بارے میں میرا حکم جاری ہو کہ اس کے نکلنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ رحم ولادت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور خدائے تعالیٰ ایک فرشتے کو جس کا نام زاجر ہے بھیجتا ہے۔ یہ آتے ہی ایسی سخت جھڑکی دیتا ہے کہ بچہ اُس سے ڈر کر منقلب ہو جاتا ہے یعنی اُس کے پیر اوپر ہو جاتے ہیں اور سر نیچے (مصلحت اس میں یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ عورت پر ولادت کو اور بچہ کے لیے نکل آنے کو آسان کر دے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ (منقلب ہونے کے بعد) بچہ پھر ٹھہر جاتا ہے تو وہ فرشتہ ایک ڈانٹ اور بتاتا ہے جس سے ڈر کر یہ بچہ روتا ہوا زمین پر آپڑتا ہے۔

**صفحہ ۵۸ نوٹ ۳** مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ: وہ آیتیں ہیں جن کی عبارتیں صاف ہیں ان میں کچھ اجمال یا گنجلک نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۲** رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا: کافی میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے حدیث ہشام میں وارد ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ہشام خدائے تعالیٰ نے نیک لوگوں کا ذکر اس شان سے فرمایا ہے کہ وہ اپنی دعا میں یہ عرض کرتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل کج ہو جایا کرتے ہیں اور جہالت اور ہلاکت کی طرف عود کر جایا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص خدا سے نہ ڈرے گا وہ خدا کی باتیں نہ سمجھے گا۔ اور جو شخص خدا کی باتیں نہ سمجھے گا اُس کا دل معرفت خدا پر قائم نہ ہو سکے گا کہ وہ اس میں غور کرے اور اس کی حقیقت کو سمجھ لے اور کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا سوائے اُس کے جس کا فعل اُس کے قول کے مطابق ہو اور جس کا باطن اُسکے

ظاہر کے موافق ہو اسلئے کہ خدا نے باطنی اور پوشیدہ عقل کی دلالت ظاہری قول وفعل کو قرار دیا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول کہ یہ آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ بہت پڑھا کرو اور کسی وقت (حق سے ہٹ جانے سے) مطمئن نہ ہو جانا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۴** | قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ ؛ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا جب غزوۂ بدر میں قریش کو شکست دیکر مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو بازار قینقاع میں جمع کیا اور اُن سے یہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ یہود بدر کے دن جو مصیبت قریش پر نازل ہوئی۔ اُس سے ڈرو اور قبل اس کے کہ تم پر ویسی ہی مصیبت نازل ہو داخلِ اسلام ہو جاؤ کیونکہ تم یہ پہچان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں اور میرا ذکر تمہاری کتابوں میں موجود ہے انھوں نے جواب میں کہا کہ اے محمدؐ یہ بات تم کو دھوکے میں نہ ڈالے تمہارا مقابلہ جاہل لوگوں سے ہوا تھا جن کو فن جنگ سے کوئی بھی واقفیت نہ تھی اسی سبب سے اُن کے مقابلے میں حسب منشاء کامیاب ہوگئے۔ اگر کہیں ہم سے تمہارا مقابلہ آپڑا تو تم کو معلوم ہوگا کہ ہم بھی کچھ آدمی ہیں اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور پھر جو کچھ فرمایا تھا کر دکھایا اور اپنا وعدہ اسطرح سچا کیا کہ بنی قریظہ قتل کیئے گئے اور بنی نضیر جلاوطن کیے گئے اور خیبر فتح ہوا جو باقی رہ گئے ان پر جزیہ مقرر ہوا اور اس خبر کا سچ ہونا بھی آنحضرتؐ کی نبوت کی ایک دلیل ہوگئی۔

**صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۵** | فِیْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؛ اس سے مراد بدر کے دن کی لڑائی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۶** | فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛ یعنی رسولؐ اللہ اور ان کے اصحاب ۱۲

**صفحہ ۶۲ نوٹ نمبر ۲** | ؛ عیون اخبار الرضاؑ میں ایک حدیث عترت جناب رسولؐ خدا اور امتِ جناب رسولؐ خدا کا فرق دکھلانے کیلئے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن خلیفہ مامون نے جناب علیؑ ابن موسیٰؑ الرضا کی خدمت میں عرض کی کہ آیا خدائے تعالیٰ نے عترت جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالموں پر فضیلت دی ہے اُن حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بیشک خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب کے محکم حصہ میں عترت جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے مامون نے کہا کہ وہ کتاب خدا میں کس جگہ ہے؟ فرمایا کہ وہ خدا کے اس کلام میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى الخ ۱۲ قول مترجم ایسے عمران تین گزرے ہیں جن کا ذکر کتاب خدا میں آیا ہے ایکؔ عمران ابن یُصہر ابن فاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام جن کے بیٹے موسیٰؑ اور ہارون علیہما السلام تھے اور دوسرؔے عمران ابن ماثان جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی ستائیسویں پشت میں تھے جن کی بیٹی حضرت مریمؑ اور جن کے نواسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تیسرؔے عمران جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے عمّ مکرم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے والد ماجد ہیں جن کی کنیت ابو طالبؑ مشہور رہے اور ہم نے ضمیمہ میں مفصلاً اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ اس سورہ اور اس آیت میں یہی تیسرؔے عمرانؑ مراد ہیں اور انہی کی آل کو جو آل محمدؐ بھی ہیں خدا نے تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ آیہ مذکورہ سے منجانب اللہ دو شخصوں کی اصطفا کا اعلان ہونا پایا جاتا ہے اور دو گروہوں کے اصطفا کا۔ وہ دونوں شخص حضرت آدمؑ صفی اللہ اور حضرت نوحؑ نجی اللہ علی نبینا وعلیہما السلام ہیں اور دو گروہ آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمرانؑ ہیں اصطفاؔ کے لغوی معنی ہیں برگزیدہ کرلینا چھانٹ لینا اور اصطلاحی معنی چند معلوم ہوتے ہیں۔ از آنجملہ ایک یہ کہ خصوصیتِ خاصہ سے تمام نوع پر فضیلت دینا جو بات جناب رسولؐ خدا کو حاصل تھی کہ نوعِ بشر میں ایسی خصوصیت وفضیلت خاص رکھتے ہیں کہ نفل اصطفا کسی نبیؑ یا رسولؐ کے نام کا جزو نہیں بنا آج تک کسی مسلمان نے نہ سُنا ہوگا کہ عام طور سے آدمؑ مصطفےٰ کہا جائے یا نوحؑ مصطفےٰ یا ابراہیمؑ مصطفےٰ یا موسیٰؑ مصطفےٰ یا عیسیٰؑ مصطفےٰ مگر محمدؐ مصطفےٰ اس کثرت اور تواتر کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ خالی محمدؐ کہنے والا شاید ہزاروں میں کوئی ایک مسلمان ہو دوسرے اصطلاحی معنی اصطفا کے یہ ہوسکتے ہیں کہ کسی خاص زمانے اور خاص گروہ کی ہدایت کیلئے برگزیدہ کرنا اور کسی خاص واقعۂ ہدایت کا اس سے متعلق ہونا اور کسی خاص زمانہ تک اُس کا عمل درآمد رہنا جیسا کہ اس آیت سے بھی پایا جاتا ہے اصطفائے آدمؑ کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آدم علیہ السلام جیسے اول بشر تھے ویسے ہی اوّل نبیؑ اوّل رسولؐ اور اوّل صاحب شریعت بھی تھے جن کی شریعت پر نوح علیہ السلام کے مبعوث ہونے تک پورا پورا عمل درآمد رہا۔ اصطفائے نوحؑ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ طوفانِ نوحؑ نے سوائے نوحؑ اور تابعین نوحؑ کے سب کو صاف کر دیا اور بعدِ طوفانِ نوحؑ اولادِ نوحؑ کے سوا جتنے بھی ایسے ایمان لانے والے تھے وہ سب لاولد فوت ہوگئے۔ اور تمام عالم کی موجودہ آبادی حضرت نوحؑ کی نسل سے ہے جن کو اس حساب سے آدم ثانی کہنا زیبا ہے بعثتِ نوحؑ سے لیکر بعثتِ ابراہیمؑ تک نوحؑ کی شریعت ہی پر عمل درآمد رہا تو بڑا واقعہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام ہی کی اولاد باقی رہی اور نوحؑ علیہ السلام ہی کی شریعت۔ تیسرے نمبر پر چاہیے تھا کہ اصطفائے ابراہیم علیہ السلام کا اعلان کیا جاتا مگر نہ کیا گیا بلکہ آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کا کیا گیا جس کی بابت تفحص کرنے سے کتب سماوی وسیر و تواریخ واحادیث سے یہ پتہ لگا کہ ابراہیم علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ نبوت وامامت تمہاری نسل میں محدود رہے گی۔ یہ مطلب موجودہ محرفہ مترجمہ توریتِ مقدس میں بھی موجود ہے اور قرآن مجید میں بھی (دیکھو ص ۱۳ سطر ۱۶)، اب موسیٰ علیہ السلام ہوں کہ اور عیسیٰ علیہ السلام ہوں کہ اول الذکر عمران کے بیٹے ہیں اور آخر الذکر عمران ثانی کے ظاہرا نواسے اور حکماً بیٹے اگر ان کے اصطفا کا اعلان ویسی ہی خصوصیتِ خاصہ اور فضیلتِ خاصہ کے باعث ہوتا جیسا کہ جنابِ رسولؐ خدا کا ہوا تو یہ بھی موسیٰؑ مصطفےٰ اور عیسیٰؑ مصطفےٰ کے ناموں سے موسوم ہوئے ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا تو سمجھ میں یہ آتا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ میں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی نسل میں جتنے نبی گزرے ہیں سب کے اصطفا کا اعلان عام ہے اسی لیے موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی تخصیص نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید کے ترتیب دینے والوں نے وہ آیات جن میں حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور کفالت اور تربیت کی کیفیتیں درج ہیں سب اس سورہ میں لاکر جمع کر دی ہیں تاکہ یہ امر لوگوں کے ذہن نشین ہوجائے کہ آلِ عمران سے مراد عمران بن ماثان کے بیٹے وغیرہ ہیں لیکن جسے خدا نے نور ایمان عطا کیا ہو اسے صاف نظر آئیگا کہ آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کا جب عام اعلان ہوگیا تو آلِ عمرانؑ سے مراد موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہرگز مراد نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ کوئی خصوصیت خاصہ اُن کی نہ دکھلائی جائے اور وہ خصوصیتِ خاصہ اور فضیلتِ خاصہ جناب محمدؐ مصطفےٰ کی اُن دونوں نبیوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کا عام اعلان کرکے موسیٰؑ یا عیسیٰؑ کے اصطفا کا خصوصیت کے ساتھ اعلان کرے اور جناب محمدؐ مصطفےٰ کے اصطفا کا اعلان چھوڑ دے۔ لہٰذا وہ دونوں عمران یہاں مراد نہیں ہوسکتے بلکہ یہ کوئی تیسرے عمران ہیں جن کا پتہ کتبِ اسلام کے دیکھنے سے یہ نکلا کہ وہ عمران جناب رسالتمآبؐ کے بڑے چچا ہیں جن کی کنیت ابو طالبؑ تھی اور جن کا نام عمرانؑ اس مضمون کے سمجھ لینے سے عمران کے معنی صاف ہوگئے اور تفسیر قمی میں جو لفظ آلِ محمدؐ لکھا تھا اس کا مطلب یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ آلِ عمران کی تفسیر ہے کیونکہ حضرت ابو طالبؑ کی اولاد میں اصطفا کے لائق علیؑ اور ائمۂ معصومینؑ ہیں جو اولادِ علی علیہ السلام سے ہیں اور یہ ہی آلِ محمد علیہم السلام بھی ہیں اور ان کی خصوصیتِ خاصہ اور فضیلتِ خاصہ ظاہر وباہر ہے تاہم معترضین کی تشفی کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ اہم واقعہ کیا تھا جس نے باوجود آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کے عام اعلان ہوجانے کے ان کے خاص اصطفا کا اعلان کرایا وہ اہم واقعہ جناب محمدؐ مصطفےٰ پر نبوت کا ختم ہونا ہے۔ اور اس اعلان کا یہ مطلب ہے کہ مخلوقِ خدا نبوت ختم ہوجانے سے اس دھوکے میں نہ پڑے کہ ختم نبوت کے بعد ہدایت بھی ختم ہوگئی اور اب کوئی ہادی باقی نہیں ہے بلکہ نبیؐ آخر الزماں کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے ہدایت کو

مکمل فرمادیا اور اپنی رضامندی کا ایسا جامع اور مانع قانون بھیجدیا جس میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں لیکن امت کا ہر کس و ناکس اُس کی تفسیر و تشریح کبھی نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ نبیؐ آخر الزماں کے مقرر کیے ہوئے مفسر سے حاصل نہ کرے ۔ لہٰذا وہ ہادی جس کو کتاب خدا کی تفسیر سپرد کی گئی اور تمام امت کو ان سے معنی اخذ کرنے کا اور انکی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا وہ آلِ عمران یا آلِ محمدؐ ہیں جو کتاب خدا کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں کہ حوض کوثر تک جدا نہ ہوں گے ۔

**صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۳** اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ ؛ زوجۂ عمران ابن ماثان والدۂ مریمؑ بتول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی فاقوزا کی بیٹی تھیں اور ان کا مشہور نام حنّہ تھا جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۴** مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ؛ یعنی بیت المقدس کی خدمت کے لئے آزاد کردوں گی اور کسی کام میں اُسے نہ لگاؤں گی ۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مُحَرَّرْ اُسے کہتے تھے جو خانۂ خدا کی خدمت کرتا رہتا تھا اور اُسکے حدود سے باہر نہ جاتا تھا ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۵** اُنْثٰى : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عمران ابن ماثان کو وحی فرمائی تھی کہ میں تم کو ایک لڑکا عنایت کروں گا جو مستوی الخلقت اور مبارک ہوگا کہ خدا کے حکم سے مادر زاد اندھوں کو اچھا کرے گا، کوڑھیوں کو تندرست کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا ۔ اور میں اس کو بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجوں گا ۔ عمران نے یہ سب کیفیت اپنی زوجہ سے بیان کردی چنانچہ جب حنّہ کو حمل رہا تو دونوں کو یہی گمان تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر جب بچہ پیدا ہوا تو حنّہ نے تعجب سے عرض کی کہ بارالٰہا یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکے اور لڑکی میں بہت بڑا فرق ہے یعنی لڑکی نہ تو رسول ہوسکتی ہے اور نہ پوری خدمت بیت المقدس کی کرسکتی ہے اسلئے کہ خاص حالت میں اس کو باہر نکل جانا پڑے گا ۔ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو مریمؑ بتول تھیں یعنی حیض و نفاس سے پاک دوسرے یہ کہ عمران کی نسل میں بیٹی سے صاحب اعجاز رسول پیدا ہونے والا تھا جس کی پیشین گوئی پہلے سے چلی آتی تھی تاکہ لوگ اس بات کیلئے آمادہ ہوجائیں اور ان کو اس میں شک باقی نہ رہے کہ بیٹی کی اولاد اس شخص کی نسل سے شمار ہوگی جس کی بیٹی ہے اور بیٹی کی نسل سے ہادی پیدا ہوسکتا ہے کہ ان کو پھر کسی طرح آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں شک اور جائے گفتگو باقی نہ رہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۴ نوٹ نمبر ۳** یہ فرماکر کہ وہ دنیا ان کے حوالے کیا اور بیت الشرف کو تشریف لائے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف فرما ہیں اور جناب سیدہ نماز میں پڑھ رہی ہیں اور ان دونوں حضرات کے درمیان ایک چنیر ڈھکی رکھی ہے جب جناب سیدہ نماز سے فارغ ہوئیں تو اس کو کھولا دیکھا تو ایک کاسہ بزرگ گوشت اور روٹی سے ملبّب ہے جناب امیرؑ نے فرمایا ۔ يَا فَاطِمَةُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا (اے فاطمہؑ یہ تمہارے لئے کہاں سے آیا) جناب سیدہ نے عرض کی هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اللہ کے پاس سے آیا، اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا فرماتا ہے) ۔

**صفحہ ۶۴ نوٹ نمبر ۴** حَصُوْرًا ؛ اس کے معنی ہیں اپنے نفس کو خواہشوں سے اور کھیل کود سے بڑا روکنے والا ۔ روایت ہے کہ جناب یحییٰؑ بچپن میں بچوں کے پاس سے گزرے انھوں نے انکو کھیل کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ میں کھیل کیلئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں ۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے کہ بچوں کو خدائے تعالیٰ نے کامل العقل مردوں کے ساتھ ملحق نہیں کیا ہے مگر یہ چار اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ، یحییٰؑ ابن زکریاؑ اور حسنینؑ علیہما السلام پھر ان چاروں کا قصہ بیان کیا کہ ان میں سے اول یحییٰؑ نے جو پہلے پہل تصدیق عیسیٰؑ علیہ السلام کی کی وہ یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ بیت المقدس کے اس حجرے میں جس میں حضرت مریمؑ عبادت کیا کرتی تھیں ۔ ایک سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھکر تن تنہا اُن کے پاس جایا کرتے تھے اور جب اُترتے تو دروازے پر قفل لگادیا کرتے تھے ۔ دروازے کے اوپر ایک چھوٹا سا روشندان تھا جس کے ذریعہ سے اُنکو ہوا پہنچتی تھی ۔ پس جب حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کو حاملہ پایا تو ان کو بڑا رنج ہوا ۔ اور انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ اُن کے پاس سوائے میرے اور کوئی تو آتا نہیں اور یہ حاملہ ہوگئیں ۔ اب بنی اسرائیل میں میں ہی فضیحت ہوں گا، اور کسی کو اس بات میں شک نہ رہے گا کہ حمل کا باعث میں ہوں ۔ غرض انھوں نے اپنی زوجہ کے پاس آکر سب قصہ بیان کیا ۔ انھوں نے کہا اے زکریاؑ چونکہ آپ خدا کے نیک بندے ہیں آپ کچھ خوف نہ کریں ۔ اللہ آپ کے حق میں بہتر کرے گا، ذرا مریمؑ کو آپ میرے پاس لے آئیں تاکہ میں بھی اسکو دیکھ لوں اور اس کا حال دریافت کروں ۔ چنانچہ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کو اپنی زوجہ کے پاس لائے اور خدا کی طرف سے یا انتظام ہوا کہ حضرت مریمؑ کو کسی سوال کا جواب نہ دینا پڑا ۔ زوجۂ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کی حقیقی بڑی بہن تھیں، اسلئے وہ تعظیم کو نہ اٹھیں خدائے تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھے حکم دیا کہ انھوں نے شکم مادر میں گدگدی کی اور ان کو بےچین کیا اور ان کو آواز دی کہ اے والدہ سیدہ نساء العالمین جن کے بطن میں سید رجال العالمین ہیں وہ آتی ہیں اور تم کھڑی نہیں ہوتیں چنانچہ وہ بےچین ہوئیں اور فوراً کھڑی ہوئیں اور حضرت یحییٰؑ نے اس حالت میں کہ شکم مادر میں تھے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا ۔ یہ حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کی پہلی تصدیق ہے جو حضرت یحییٰؑ نے کی اور اُسی سے حضرت رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب حسنینؑ علیہما السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سردارِ جوانانِ اہل بہشت ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائی عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کے ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹ نوٹ نمبر ۴** روایت میں وارد ہے کہ جب نصارائے نجران کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں ذرا سوچ لینے دیجئے پھر غور و فکر کرنے کے بعد انھوں نے عاقب سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے یہ سب میں زیادہ عقیل و فہیم سمجھا جاتا تھا اُس نے کہا کہ خدا کی قسم تم اس شخص کی نبوت کو تو پہچان چکے اور تمہارے آقا (عیسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں قول فیصل بیان کرچکا ہے خدا کی قسم جس قوم نے نبی کے ساتھ مباہلہ کیا وہ ضرور ہلاک ہوگئی پس اگر تمہارے دین کی محبت تمہیں ہٹ دھرمی پر مجبور کرتی ہے تو اس شخص سے مصالحت کرو اور پلٹ چلو چنانچہ (یہ رائے مختتم کرکے) وہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے صبح کا وقت تھا اور آنحضرتؐ اس شان کے ساتھ برآمد ہوئے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیے ہوئے تھے اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام اُن کے پیچھے پیچھے تھے اور آنحضرتؐ ان سب بزرگواروں سے یہ فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کر چکوں تم سب آمین کہنا اب (جب نصرانیوں نے ان حضراتؑ کو اس شان سے دیکھا تو) ان کے بڑے بڑے پادریوں نے اُن سے یہ کہا کہ اے گروہ نصاریٰ ہم ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ خدا سے پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کا بھی سوال کریں گے تو وہ اُس کو ضرور ہٹا دیگا پس تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم ضرور ہلاک ہوجاؤ گے پس انھوں نے آنحضرتؐ کی بزرگی تسلیم کی اور دو ہزار سرخ حلّے اور تیس فولادی زرہیں بطور جزیہ دینی قبول کرلیں اُس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو مسخ ہوکر بندر اور سوُر بن جاتے اور ان کا تمام میدان آگ سے بھر جاتا اور خدائے تعالیٰ نجران والوں کی بیخکنی کر دیتا یہاں تک کہ نجران کے درختوں کے بیٹھنے والے پرند بھی مرجاتے۔ یہ روایت اہلسنت کی کتب سے لی گئی ہے۔ یہ آنحضرتؐ کی نبوت کی بھی دلیل ہے اور آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کے شرف و فضیلت کی بھی اسلیئے کہ اس سے اہلبیتؑ کا ایسا شرف ثابت ہوا جس میں مخلوقِ خدا میں سے کوئی بڑھ ہی نہیں سکتا اس لیے کہ اس آیت میں علیؑ مرتضیٰ کو نفسِ رسولؐ قرار دیا ہے۔ تفسیرِ قمیؔ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب نصارائے نجران کا گروہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سردار اہتم عاقب اور سید تھے اِن لوگوں کی نماز کا وقت آیا تو لگے ناقوس بجانے اور نماز پڑھنے تب اصحاب رسولؐ (بگڑے اور) عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ یہ (بدعت اور) آپ کی مسجد میں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا تم ان سے کوئی غرض نہ رکھو (یہ میرے مہمان ہیں) جب وہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ کے قریب آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ دعوت کس چیز کی دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اس گواہی کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ کا رسول ہوں اور عیسیٰ علیہ السّلام اُس کے پیدا کیئے ہوئے بندہ تھے جو کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور ان سے بول و براز بھی صادر ہوتا تھا اُن لوگوں نے عرض کی کہ اچھا بتایئے کہ اُن کے والد کون تھے؟ آنحضرتؐ پر اُسی وقت وحی نازل ہوئی اور حکم آیا کہ تم یہ کہو کہ تم آدمؑ کے باب میں کیا کہتے ہو آیا وہ خدا کے پیدا کیئے ہوئے بندے تھے کھانا کھاتے تھے پانی پیتے تھے اُن سے بول و براز بھی صادر ہوتا تھا اور وہ اپنی زوجہ سے ہم بستری بھی کرتے تھے یا نہیں؟ چنانچہ آنحضرتؐ نے اُن سے یہ سب سوال کیے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ سب صحیح ہے اور یہ سب کچھ ہوتا تھا فرمایا کہ اب بتاؤ آدم علیہ السّلام کے باپ کون تھے؟ اب جواب میں وہ مبہوت ہو کے رہ گئے اسوقت خدا تعالیٰ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ آدَمَ سے لیکر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۝ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ (دیکھو ص۹۰ سطر ۳ تا ۸)

اُسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم مجھ سے مباہلہ کرلو اگر میں سچا ہوں تو لعنت تم پر نازل کی جائے گی اور اگر (معاذ اللہ) جھوٹا ہوں تو مجھ پر نازل کی جائے گی انھوں نے کہا ہاں یہ انصاف کی بات ہے پس وہ مباہلہ کیلئے آمادہ ہو گئے اور جب اپنے مقام پر پلٹ کر آئے تو ان کے سرداروں نے یعنی سید و عاقب و اہتم نے کہا کہ اگر انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو لیکر ہم سے مباہلہ کیا تو تو ہم ان سے مباہلہ کریں گے (اور سمجھ لیں گے) کہ یہ نبی نہیں ہیں اور اگر یہ خاص اپنے اہلبیتؑ کو لیکر ہم سے مباہلہ کرنے چلے آئے تو ہم ان سے مباہلہ نہ کریں گے اسلیئے کہ یہ اپنے اہلبیتؑ کو اسی صورت میں لیکر آئیں گے جبکہ وہ بالکل سچے ہوں صبح ہوئی تو یہ سب لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب امیر المومنینؑ حضرت فاطمہؑ زہرا اور جناب حسنین علیہم السّلام تھے نصرانیوں نے پوچھا کہ یہ کون کون ہیں؟ ان سے جواب میں کہا گیا کہ یہ تو آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے وصی اور داماد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں اور یہ آنحضرتؐ کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ ہیں اور یہ دونوں آنحضرتؐ کے (فی الحقیقت نواسے اور حکماً) بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ یہ سنتے ہی نصرانی ہٹ گئے اور جناب رسولِ خدا سے صلح کے طالب ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمیں مباہلہ سے معاف کر دیجئے پس آنحضرتؐ نے ان سے جزیہ پر صلح کرلی اور وہ اپنے اپنے مکان پر گئے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب اختصاص میں اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ محمد ابن المنکدر بروایت اپنے باپ دادا کے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نجران کے دونوں پادری سید اور عاقب شتر سوار اپنے ساتھ لیکر جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں بطور ڈیپوٹیشن کے آئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا درآنحالیکہ کرز نامی جوان کی رصد کا منتظر تھا چلا آ رہا تھا کہ اتنے میں اُس کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو اس نے کہا کہ وہ غارت ہو جس کے پاس تو آیا ہے یہ سُن کر اس کے ساتھی عاقب نے کہا کہ تو ہی غارت ہو سید نے کہا تو ایسا کیوں کہتا ہے کہا کہ اس لیے کہ تو نے نبی امی احمدؐ کو کوسا۔ سید نے کہا کہ تجھے اُن کے نبی ہونے کا علم کہاں سے ہوا؟ عاقب نے کہا کیا تو نے اُس وحی کی کہ جو حضرت مسیح علیہ السّلام کو ہوئی تھی مفتاح رابع نہیں پڑھی کہ اے مسیح بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم کتنے جاہل ہو کہ اپنے آپکو خوشبوؤں سے معطّر کرتے ہو تا دنیا میں اہل دنیا کے نزدیک اور اپنے بھائی بندوں کے نزدیک خوشبودار بن جاؤ۔ حالانکہ میرے نزدیک تمھارے بھائی بند اور تم مردار کی بدبو سے بھی بدتر ہو اے بنی اسرائیل میرے رسولؐ نبی اُمی پر ایمان لاؤ جو آخری زمانہ میں ہوگا اور اس کا چہرہ چاند سا روشن ہوگا۔ وہ سُرخ اونٹ پر سوار ہوتا ہوگا اور نور سے بھرا ہوا ہوگا کپڑے اُس کے موٹے جھوٹے اور نیت اس کی بخیر ہوگی میرے نزدیک وہ تمام گذشتہ انبیاء کا سردار ہوگا اور جتنے آنے والے ہیں ان سب میں اشرف ہوگا میرے معاملہ میں صبر کرنے والا اور سنّتوں کو جاری کرنے والا ہوگا اور میری خاطر مشرکوں سے اپنے ہاتھ سے لڑنے والا ہوگا پس بنی اسرائیل کو اس کی خوشخبری پہونچادو اور بنی اسرائیل کو حکم دیدو کہ اس کو قوت پہنچائیں اور اس کو مدد دیں عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی اے قدوس اے قدوس یہ نیک بندہ کون ہے جس کی محبت میرے دل میں سماگئی حالانکہ میری آنکھ نے ابھی اسے نہیں دیکھا فرمایا وہ تجھ سے ہے اور تو اس سے ہے تیری ماں (بہشت میں) اس کی زوجہ ہوگی اس کی اولاد کم ہوگی اور بیبیاں زیادہ ہوں گی وہ مکہ میں سکونت رکھتا ہوگا اسی مقام کے قریب جہاں ابراہیم علیہ السّلام نے وطن بنانے کی نیّت سے پہلی نیو رکھی تھی اس کی نسل ایک ایسی برکت والی عورت (خدیجہؑ) سے پھیلے گی جو جنت میں تمھاری ماں کی سوتن ہوگی اُس نبی کی خاص خاص علامتیں یہ ہوں گی کہ اس کی دونوں آنکھیں سوتی ہوں گی تو بھی اس کا دل بیدار رہے گا ہدیہ اور تحفہ کھالے گا صدقہ قبول نہ کرے گا زمزم کے کنارے سے لیکر سورج کے غائب ہونے کی جگہ تک اُس کا ایک حوض ہوگا جس میں رحیق اور تسنیم کے دو پرنالے گرتے رہیں گے اس میں چھوٹے چھوٹے کوزے آسمان کے ستاروں کے ہم عدد ہوں گے جو ایک مرتبہ اس حوض میں سے پانی پی لے گا پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی یہ سب اس وجہ سے کہ میں نے اس کو تمام رسولوں پر فضیلت دی ہے اُس کا قول اُس کے فعل کے مطابق ہوگا۔ اور اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا پس خوشحال اس کا اور خوشحال اُس کی ان اُمّتوں کا جو اس کی ملّت پر زندگی بسر کریں اُسی کے طریقہ پر مرجائیں اور اُسی کے اہلبیتؑ کی طرف پورے پورے مائل ہوں امن سے ہوں اور ایمان و اطمینان رکھتے ہوں وہ ایسا صاحب برکت ہوگا کہ خشک سالی کے زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا وہ مجھ سے دعا کریگا تو میں آسمان سے بارانِ رحمت اُس کے لئے نازل کردوں گا تو اس کی برکت کا اثر اطراف واکناف میں دکھائی دے گا اور جس چیز پر وہ ہاتھ رکھ دے گا میں اس میں برکت دوں گا تب عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی کہ الٰہی میری خاطر سے اُس کا نام بھی مجھے بتا دے خدا نے فرمایا اُس کا نام احمدؐ بھی ہوگا اور محمدؐ بھی وہ تمام مخلوقات کی طرف میرا رسولؐ ہوگا۔ اور منزلت میں سب سے زیادہ میرا مقرب ہوگا اور میرے حضور میں سب سے زیادہ شفاعت کرنے والا ہوگا جن باتوں کو میں پسند کرتا ہوں وہ اُنہی کا حکم دے گا اور جو چیزیں مجھے ناپسند ہوں گی وہ اُنہی سے منع کرے گا۔ یہ سُن کر سید نے کہا کہ جس شخص کی یہ صفتیں ہوں ایسا شخص ہم نے کہاں پایا عاقب نے کہا کہ ہم اسکے حالات گواہ ہیں اور اُس کے ایّام کے منتظر ہیں پس اگر یہ وہی ہے تو ہم اس کی ایسی مدد کریں گے کہ اسے کسی بات کی ضرورت ہی نہ رہے اور ہم اپنے اہل دین یعنی نصرانیوں سے بچانے کیلئے اپنے مال سے اس کی کافی مدد کریں گے اور اس طرح سے کہ اُسے خبر بھی نہ ہوگی اور اگر وہ جھوٹا ہے تو چونکہ خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہے تو ہم اس کے جھوٹ کی

سزا دینے کے لیے بھی کافی ہیں عاقب نے کہا کہ جب تم نے علامتیں دیکھ لیں تو تم اُس کی پیروی کیوں نہیں کرتے ؟ سید بولا یہ نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسے کچھ سلوک کیے ہیں ہماری تعظیم وتکریم یہ کرتے ہیں۔ مالدار انھوں نے ہم کو بنا رکھا ہے فرمایا انھوں نے ہمارے لیے لیتا نے ہیں اور غلو کے ساتھ یہ ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں بدنفس ایسے دین میں داخل ہو یا کیونکر پسند کرے جس میں شریف اور ذلیل دونوں برابر ہو جائیں غرض ایسی ہی ایسی باتیں کرتے مدینہ پہنچے تو اصحاب جناب رسولؐ خدا میں سے جو دیکھ چکے تھے انھوں نے کہا کہ ہم عرب کے ڈیپوٹیشنوں میں سے آج تک ایسا ڈیپوٹیشن نہیں دیکھا یہ خوبصورت بھی سب سے زیادہ ہے اور ان کا قبیلہ بھی بہت بڑا ہے اور لباس بھی وہ سب علماء کا پہنے ہوئے ہیں آنحضرتؐ اس وقت مسجد سے الگ تھے ان لوگوں کی نماز کا وقت آیا تو انھوں نے مشرق کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے بعض لوگوں نے اُنکو منع کرنا چاہا تو اُسی وقت خود جناب رسولؐ خدا تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو کوئی مزاحمت نہ کرو جب وہ اپنی نماز ختم کر چکے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر بیٹھے اور آپ سے مناظرہ کرنے لگے کہ اے ابوالقاسم آپ ہم سے حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں بحث کریجیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ کے بندے تھے اور اُسکے رسول اور اس کا کلمہ جس کو اُس نے مریمؑ کیطرف القا فرمایا تھا اور اس کی پیدا کی ہوئی روح تھی اس پر اُن دونوں میں سے ایک بولا یوں نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک خدا کے بیٹے اور دو میں سے دوسرے تھے دوسرے نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تین میں سے تیسرے تھے یعنی باپ بیٹا روح القدس میں سے ایک تھے اور قرآن مجید جو آپ پر نازل ہوا ہے اس میں بھی ہم نے سنا ہے کہ اُس نے جمع کے صیغے استعمال کیے ہیں جیسے فَعَلْنَا (ہم نے کیا) جَعَلْنَا (ہم نے رکھا یا بنایا) خَلَقْنَا (ہم نے بالکل نیا پیدا کیا) اگر وہ اکیلا ہوتا تو یوں کہتا فَعَلْتُ (میں نے کیا) جَعَلْتُ (میں نے رکھا یا بنایا) خَلَقْتُ (میں نے بالکل نیا بنایا) آنحضرتؐ پر اس وقت آثارِ وحی ظاہر ہوئے اور سورۂ آلِ عمران کی ابتدائی آیتیں اس آیت تک نازل ہوئیں فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ پس آنحضرتؐ نے اُن کو یہ حصۂ قرآن مجید سنایا تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ قسم بخدا تمھارے آقا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تفصیل دار خبر اس نوشتہ نے دیدی اور آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تم سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ کل صبح ہم آپ سے مباہلہ کریں گے اور آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہمیں یہ دیکھنا منظور ہے کہ یہ ہم سے مباہلہ کس چیز کے ساتھ کریں گے آیا اپنے پیرووں کی کثرت پر نازاں ہو کر اوباشوں اور اراذل کو ساتھ لیکر یا صاحبانِ عصمت وطہارت کے ایک چھوٹے سے گروہ کو ساتھ لیکر اس لیے کہ وہ انبیاء کی اصل ونسل ہیں اور وہی باعثِ قبولِ دعا ہو سکتے ہیں چنانچہ جب اگلی صبح ہوئی تو آنحضرتؐ اس صورت سے ظاہر ہوئے کہ داہنی پر حضرت علی علیہ السلام اور بائیں پر حسنین علیہما السلام تھے اور اُن کے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام یہ سب حضرات ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور جناب رسولؐ خدا کے دوشِ مبارک پر ایک دھاری دار کمل تھا جو نہ بہت موٹا تھا اور نہ مہین بلکہ متوسط درجہ کا کپڑا تھا آنحضرتؐ نے دو درختوں کے مابین جھاڑ دیئے جانے کا حکم دیا چنانچہ جھاڑ دی گئی اور ان دونوں کے اوپر وہ کمل پھیلا دیا گیا اور ان سب حضرات کو اس کمل کے نیچے لے لیا گیا اور اپنا بایاں شانہ بھی اسی کمل کے نیچے داخل کیا اور اپنی کمان پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور اپنا ہاتھ مباہلہ کے لیے آسمان کی طرف اٹھایا لوگ دیکھ رہے تھے کہ سید اور عاقب کا رنگ زرد پڑ گیا اور ایسا لرزہ طاری ہوا کہ قریب تھا کہ اُنکی عقلیں جاتی رہیں اُس وقت ایک نے دوسرے سے کہا کیا تم ان سے مباہلہ کرو گے ؟ اُس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ جس قوم نے نبی سے مباہلہ کیا پھر نہ اُن کا چھوٹا بچا اور نہ بڑا لیکن تم اپنا غیر متوجہ ہونا ان پر ظاہر کرو اور جس قدر وہ مال اور ہتھیار تم سے طلب کریں تم انھیں دیدو اس لیے کہ یہ شخص لڑائی کا آدمی ہے اور ان سے یہ کہدو کیا آپ انہی اپنے چند عزیزوں کے ذریعہ سے ہم سے مباہلہ کرتے ہیں یہ تدبیر اس لیئے ہے کہ وہ یہ نہ سمجھ جائیں کہ ہمیں اُن کی اور ان کے اہلبیتؑ کی فضیلت پہلے سے معلوم ہو چکی ہے جب آنحضرتؐ سے مباہلہ کیلئے آسمان کی طرف اپنا ہاتھ اُٹھایا تو ان پادریوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص سے (معاملہ کو) جلد طے کر لو یہ کون سی دور اندیشی ہے (کہ سکوت میں پڑے ہو) ؟ اگر اس شخص نے لعنت کا لفظ اپنی زبان پر جاری کیا تو ہم اپنے اہل و عیال تک لوٹ کر ہرگز نہ جا سکیں گے۔ اب تو دونوں بولے کہ اے ابوالقاسمؐ کیا آپ ان چند عزیزوں) کے ذریعہ سے ہم سے مباہلہ کرتے ہیں ؟ فرمایا ہاں روئے زمین پر میرے بعد خدا کے نزدیک ان سے زیادہ دوسرا کوئی رودار نہیں ہے اور نہ توسل کے لیے اس کے حضور میں ان سے زیادہ کوئی معزز ہے اب تو دونوں پر پھر لرزہ طاری ہوا اور دونوں عرض کرنے لگے کہ اے ابوالقاسمؐ ہم آپ کو تو ایک ہزار تلواریں دیتے ہیں اور ایک ہزار زرہیں اور ایک ہزار ڈھالیں اور ایک ہزار اشرفی سالانہ اس شرط پر کہ یہ ہمارے ہتھیار آپ کے پاس عاریت رہیں گے جب تک کہ ہم اپنی قوم کے پاس جائیں اور آئیں جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہے اُن سے بیان کریں تو معاملہ سب کی رائے سے طے ہو کہ یا تو سب اسلام لائیں گے یا جزیہ دیا کریں گے یا سال بسال کے لیے کوئی رقم طے ہو جائے گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے تمھاری یہ شرط منظور ہے لیکن اُسی کی قسم جس نے مجھے عزت وکرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم ان کی معیت میں جو کساء کے نیچے ہیں میرے ساتھ مباہلہ کرتے تو خدائے تعالیٰ تمام میدان کو آگ سے بھر دیتا اور ایک پلک جھپکنے میں جھلکے وہ تم سب کا خاتمہ کر دیتی اُسی وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ جو کساء کے نیچے ہیں اگر آپ ان لوگوں کو ساتھ لیکر تمام اہلِ آسمان و زمین سے مباہلہ کرتے تو آسمان و زمین کے ٹکڑے اڑ جاتے اور کہیں آسمان و زمین والوں کو ٹھکانا نہ ملتا اُس وقت آنحضرتؐ نے دستِ مبارک بلند کیا یہاں تک کہ سفیدیِ زیر بغل نمایاں ہوئی اور یہ فرمایا کہ جو تمھارا حق بجور وظلم لے لیگا یا میرے اس اجر میں کمی کرے گا جو خدائے تعالیٰ نے تمھارے بارے میں واجب فرمایا ہے اُس پر قیامت تک خدائے تعالیٰ کی لعنت ہوتی رہے گی۔ المختصر اسلام کی نصرانیت کے مقابلہ میں ایسی تین فتح ہوئی ہے کہ جس سے بڑھی ہوئی تلوار و توپ کی کوئی فتح نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہی واقعہ نصرانیوں کا زمین پر باقی رکھنے والا ہو گیا ورنہ آنحضرتؐ سے مباہلہ کرنے کے بعد ایک نصرانی کا بھی زمین پر زندہ رہنا محال و ناممکن ہو جاتا پس اسلام کی کوئی عید عید مباہلہ سے بڑی نہیں ہو سکتی جس میں اسطرح اسلام کی فضیلت غیر فرقہ کے علماء نے تسلیم کی یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پنجتن پاک کی فضیلت اور ان پانچ بزرگواروں کی خاص بزرگی عام طور سے اُسی دن سے ایسی شائع وذائع ہوئی کہ مخالفین میں سے کوئی مفسر یا محدث یا مورخ اس میں اختلاف کی جرأت نہ کر سکا کہ مباہلہ کے وقت جناب رسولؐ خدا انہی چار بزرگوں کو ساتھ لے کر آئے تھے لفظِ نِسَآءَنَا سے جناب سیدہ ہی مراد تھیں حالانکہ نساء کے معنی ازواج کے بھی ہیں۔ مگر ایک درجن بھر ازواج میں سے کوئی ایک بھی اُس دن نہ لائی گئی اور نہ کوئی منہ بولی بیٹی آئی کیونکہ اللہ کے نزدیک کسی کی وجاہت وہ تھی ہی نہیں جو جناب سیدہ (حقیقی بیٹی) کی تھی اَبْنَآءَنَا سے مراد بس حسنؑ وحسینؑ ہی تھے اور کسی کو ابن رسولؐ ہونے کی نہ لیاقت نہ قابلیت نہ جرأت اور یہ محض علیؑ ہی کی شان تھی کہ ان کو خود خدائے تعالیٰ نے نفسِ رسولؐ قرار دیا ہے آنحضرتؐ کی آنکھ بند ہو جانے کے بعد غصبِ خلافت کر کے کئی سر بزرگ بن بیٹھے مگر اُس دن کسی کی نہ چلی کہ اپنے آپکو نفسِ رسولؐ قرار دلوا لیتا مگر جیسا کہ آپ نے خاتمۂ روایت پر ملاحظہ فرمایا غصبِ حق کرنیوالوں پر قیامت تک خدا کی لعنت اسطرح ہو رہی ہے کہ کوئی قوت آجتک اسے روک سکی ہے اور نہ روک سکے گی واقعۂ مباہلہ اہلسنت کے بیسیوں معتبر کتابوں میں باختلافِ الفاظ وارد کیا گیا ہے مگر ہم بخوف طوالت ان سب کا ذکر چھوڑے دیتے ہیں۔

**صفحہ ۷۰ نوٹ نمبر ۳** وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ کتاب التوحید میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عرب کبھی کبھی یہ کہا کرتے ہیں کہ وَاللّٰہِ مَا يَنْظُرُ اِلَيْنَا فُلَانٌ (خدا کی قسم فلاں شخص ہماری طرف نہ دیکھے گا) جس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے ہمکو کوئی خیر و خوبی نہیں پہنچے گی تو یہاں وہی مطلب ہے کہ جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے خدائے تعالیٰ کیطرف سے ان کو قیامت کے دن کوئی خیر و خوبی نہ پہونچے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۷۰ نوٹ نمبر ۴** وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو گناہوں سے پاک نہ فرمائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۷۰ نوٹ نمبر ۵** وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہودی لوگ بعض باتیں جن کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے جھوٹ اور افتراء کے طور پر کہتے تھے کہ یہ توریت میں موجود ہیں اُنہی کی خدا نے تکذیب فرمائی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۰ نوٹ نمبر ۶** مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ ۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ ابورافع قرظی اور سید نجرانی دونوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کیا کریں اور آپ کو اپنا پروردگار قرار دے لیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ معاذ اللہ کہ سوائے خدا کے کسی کی پرستش کی جائے یا ہم سوائے عبادت خدا کے کسی اور کی عبادت کا حکم دیں نہ خدا نے مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے نہ اس کا حکم دیا ہے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ عیون اخبار الرضاؑ میں مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جس قدر میرا رتبہ ہے اس سے مجھے نہ بڑھاؤ اسلیئے کہ پروردگار عالم نے مجھے نبی بنانے سے پہلے اپنا بندہ قرار دیا پھر آنحضرتؐ نے یہی تلاوت فرمائی۔ اسطرح جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے حالانکہ اسمیں میرا کچھ قصور نہیں ایک تو وہ محب جو میرا رتبہ حد سے زیادہ بڑھا دیں گے اور دوسرے وہ دشمن جو میرا رتبہ گھٹانے کے درپے رہیں گے۔ اور جو لوگ ہمارے بارے میں غلو کریں گے اور ہمارا رتبہ ہماری حد سے زیادہ بڑھائیں گے ہم خدا کے حضور میں اُن سے اپنی برأت اسی طرح ظاہر کریں گے جس طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم نصاریٰ سے اپنی برأت ظاہر کریں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۱ نوٹ نمبر ۳** قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے عالم ذر میں یہ سوال فرمایا کہ کیا تم نے خود اس کا اقرار کیا اور اپنی اپنی امتوں سے اس کا عہد لے لیا انھوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ اُس وقت خدائے تعالیٰ نے کُل فرشتوں سے یہ کہا کہ تم گواہ رہو۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ انبیاءؑ اور ان کی امتوں نے خدائے تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہ بات عرض کی کہ جس بات کے اقرار کا تو نے حکم دیا ہے ہم اس کے مقر ہیں تو خدائے تعالیٰ نے انبیاءؑ سے یہ کہا کہ تم اپنی اپنی امتوں کے اقرار کے گواہ رہو اور میں تمہارا اور تمہاری امتوں کے اقرار کا گواہ رہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۷۱ نوٹ نمبر ۴** وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کو تلاوت فرما کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا تو زمین کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے گا جس میں شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی منادی نہ پکاری جائے۔ ۱۲

تمام شد پارہ سوئم

# ضمیمہ متعلق پارۂ چہارم

**صفحہ ۲، نوٹ نمبر ۲** ؛ اور ان کے پاس اصلی توریت موجود تھی وہ اس بات کی جرأت نہ کرسکے کہ اس توریت میں سے اونٹ کی حرمت ثابت کر دیتے۔ ۱۲

**صفحہ ۲، نوٹ نمبر ۳** لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ؛ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکہ کا نام مکّہ اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ روتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مقصد یہ ہے کہ بڑے بڑے جبّاروں کی گردنیں جھکا دیتا ہے نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آبادی کا نام تو بکّہ ہے اور خاص بیت اللہ کی زمین کا نام مکّہ ہے۔ ۱۲

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے اور من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ زمین کو پیدا کرے تو اُس نے ہواؤں کو حکم دیا اور ہوا نے پانی کو خوب ٹکرایا جس سے موج پیدا ہوگئی پھر جھاگ بنے پھر جھاگ بن کر اکٹھے ہوئے پھر ان سب کو اُس جگہ جمع کر دیا یہاں بیت اللہ ہے پھر اُنہی جھاگوں سے ایک پہاڑ بنایا پھر اسی کے نیچے سے زمین پھیلا دی اور خدائے تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا اور من لا یحضرہ الفقیہ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ زمین میں پہلی جگہ جو خدائے تعالیٰ نے پیدا کی وہ کعبہ ہے پھر اُس سے اور زمین پھیلائی گئی اور اُس کتاب میں یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہر چیز میں سے ایک چیز کو پسند فرمایا ہے چنانچہ ساری زمین میں سے کعبہ کی جگہ کو پسند فرمایا ہے علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکّہ کا نام بکّہ اس لیے رکھا گیا کہ مرد بھی اس میں روتے ہیں اور عورتیں بھی اور عورت وہاں تمہارے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں اور ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے اور اس کا کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ حالانکہ عورت کا اس طرح نماز پڑھنا اور تمام ملکوں میں مکروہ ہے الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکہ کے پانچ نام ہیں اُمّ القریٰ۔ مکّہ۔ بکّہ۔ بسّاسہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو اس میں رہ کر ظلم کرتا ہے اُسے یا تو خارج کر دیتا ہے) ہلاک اور اُمِّ رُحم اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں جو رہتے ہیں اُن پر خدا رحم کرتا ہے اسی کے ہم معنی ایک حدیث مَن لا یحضرہ الفقیہ میں منقول ہے نیز اُسی کتاب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکانِ کعبہ کو پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السّلام کی خاطر جنت سے اُتارا تھا اُس وقت وہ ایک سفید موتی تھا پھر اُسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا فقط اُس کی بنیاد باقی رہ گئی اور وہ موجودہ بیت اللہ کے گرداگرد ہے اور ہر روز اس میں ستّر ہزار فرشتے حکم خدا سے آتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آسکتے پس خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السّلام کو حکم دیا کہ اُنہی بنیادوں پر اس مکان کو بنائیں مَن لا یحضرہ الفقیہ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی زمین کل روئے زمین پر ایک بلند ٹیلا تھا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا یہ حالت اس وقت تک رہی جب تک کہ آدم علیہ السّلام کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا اس واقعہ کے بعد وہ سیاہ ہوگئی پھر جب آدم علیہ السّلام آئے تو خدائے تعالیٰ نے اس زمین کو اُن کی خاطر سے کل زمین سے اونچا کیا کہ انھوں نے اُسے دیکھ لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ سب تیرے لیے ہے انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا یہ زیادہ چمکتی ہوئی زمین کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ اس زمین میں میرا حرم ہے اور اے آدمؑ تمہارے ذمہ میں نے یہ واجب کر دیا کہ ہر روز سات سو مرتبہ طواف اس مقام کا بجا لاؤ۔ مَن لا یحضرہ الفقیہ میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا پایا گیا کہ میں خدا خدائے اکیتا ہوں بکّہ کا مالک ہوں میں نے اس کو اُس دن پیدا کیا ہے جس دن آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور جس دن سورج اور چاند کو پیدا کیا اور اُس کی گرداگرد سات فرشتے مقرر کر دیئے اس میں رہنے والے برکت دیئے جائیں گے۔ ان کو نہ پانی کی کمی ہوگی اور نہ دودھ کی اور ان کا رزق ان کو تین طریقوں سے پہنچے گا اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے اور گھاٹیوں میں سے قولِ صاحب تفسیرِ صافی مقامِ ابراہیم کا آیات اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ وہ حسبِ خواہش ابراہیم علیہ السّلام بلند ہو جاتا تھا یہاں تک کہ پہاڑوں سے بھی اونچا ہوگیا تھا جس کا ذکر انشاء اللہ سورۂ حج میں آئے گا۔ اب رہا حجرِ اسود اس کا آیت اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ انبیاء و اوصیاء کے لیے اُس سے عجائبات ظہور میں آتے رہے ہیں اُس وقت بھی جبکہ وہ ایک جوہر تھا اور آدم علیہ السّلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں رکھا تھا اور اُس وقت بھی جبکہ وہ بڑے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اور خدائے تعالیٰ نے آدمیوں سے جو عہد و پیمان لیا تھا اُس کی بابت اُسے حکم دیا تھا کہ اُسے بطور لقمہ نگل جائے اور اپنے پاس امانت رکھے نیز اس حیثیت سے بھی آیت ہے کہ قیامت کے دن وہ اس شان سے حاضر ہوگا کہ اس کی ایک زبان بڑی بولنے والی ہوگی اور دو آنکھیں ہوں گی جن سے کل مخلوق کو پہچانے گا اُن کی گواہی بھی دے گا جنھوں نے اس عہد کو پورا پورا ادا کیا ہے اور میثاق اس کے پاس سے اُس کے مطابق عمل کیا ہے اور ہر اس شخص کے برخلاف گواہی دیگا جس نے انکار وغیرہ کیا ہے جیساکہ اخبارِ آئمہ علیہم السّلام سے ثابت ہے نیز اس کا آیت اللہ ہونا اس حیثیت سے بھی ثابت ہے کہ بعض آئمہ علیہم السّلام کے لیے اس نے بات کی ہے جیسے کہ جناب امام زین العابدین کے لیے اس وقت جبکہ ان کے چچا جناب محمدؐ حنفیہ نے امرِ امامت میں ان سے جھگڑا کیا تھا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ بعد جناب امام حسین علیہ السّلام کے امام میں ہوں اور حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ چچا جان امام وہ ہوتا ہے جس کی کل مخلوق گواہی دے سکے چنانچہ طرفین کی رضامندی سے حجرِ اسود حکم بنایا گیا جس نے محمدؐ حنفیہ کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا پھر جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے جواب میں اس فصاحت سے آپ کے امام ہونے کی گواہی دی کہ موافق و مخالف سب قائل امامت ہوگئے نیز اس حیثیت سے بھی حجرِ اسود کا آیت اللہ ہونا ثابت ہے کہ جب اُس کو اُس کے موقع پر نصب کرنا چاہا ہے تو اُس نے بھی غیر معصوم کی اطاعت نہیں کی جیساکہ بارہا تجربہ ہوچکا اب رہا منزلِ اسمٰعیل علیہ السّلام کا آیت اللہ ہونا تو وہ منازل تو خشک کیا گیا تھا مگر اُس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے لیے وقتاً فوقتاً پانی جاری ہوتا رہا اور مقامِ ابراہیمؑ کا خصوصیت سے قرآن مجید میں ذکر آیا ہے اور چیزوں کا ذکر وضاحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ کُل آدمیوں کے لیے کوئی نشان مقامِ ابراہیمؑ سے زیادہ ظاہر نہیں ہے اور اُس پر جو

نشانِ قدم بنے ہوئے ہیں اُن کی نسبت ایک قول تو یہ ہے کہ جب کعبہ کی دیواریں بلند ہوگئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام اس پتھر پر کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ دیواروں کے پتھر اوپر پہنچانے ممکن ہوں پس دونوں قدموں کے نشان اُس پر بن گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب شام سے مکہ معظّمہ کی زیارت کو آئے تو زوجہ اسمٰعیلؑ نے عرض کی کہ آپ اُتریے اور سر دھو ڈلیے مگر آپ نہیں اُترے تو وہ اس پتھر کو اٹھالائیں اور آپ کی سواری کے داہنی طرف رکھدیا۔ حضرت نے اپنا داہنا پاؤں اُس پر رکھا اور زوجہ اسمٰعیل علیہ السّلام نے آپکے سر مبارک کا داہنا حصہ دھودیا پھر پتھر کو اٹھا کے بائیں طرف رکھدیا اور حضرت نے بایاں پاؤں اُس پر رکھا اور زوجہ اسمٰعیلؑ نے بائیں طرف کا حصہ دھو دیا اس طرح دونوں قدموں کا نشان اُس پتھر پر بن گیا اور باقی رہ گیا۔

**قولِ مترجم۔** اوپر کے دونوں قولوں میں سے کون سا صحیح ہے اس کی تصدیق مشاہدہ پر موقوف ہے۔ اگر دونوں قدموں کے نشان باقاعدہ بنے ہوئے ہیں یعنی داہنے پاؤں کا داہنے طرف اور بائیں پاؤں کا بائیں طرف تو تو قولِ اوّل صحیح ہے اور اگر نشان اس کے خلاف بنے ہوئے ہیں یعنی بائیں طرف داہنے پاؤں کا نشان ہے اور داہنی طرف بائیں پاؤں کا نشان ہے تو قولِ ثانی صحیح ہوگا۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُس مقامِ ابراہیمؑ کی جگہ جسے ابراہیم علیہ السّلام نے خود رکھا تھا بیت اللہ کی دیوار سے متصل تھی اور وہ برابر وہیں رہا تا آنکہ زمانہ جاہلیت میں کفّار نے اُسے اُس مقام تک ہٹادیا جہاں آجتک ہے پھر جب آنحضرتؐ نے مکہ معظّمہ کو فتح کیا تو اُسے اٹھاکر اُسی مقام پر واپس پہنچادیا جہاں ابراہیم علیہ السّلام نے اُسے رکھا تھا پس یہ برابر وہیں رہا تا آنکہ عمر ابن الخطاب حاکم ہوا اُس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو اس جگہ کو بتاسکے جہاں مقامِ ابراہیمؑ زمانۂ جاہلیت میں تھا ایک شخص نے کہا کہ میں نے اُس کے فاصلہ کو اُس وقت ناپ لیا تھا اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ عمر نے کہا کہ ہمارے پاس لے آ۔ وہ شخص لے آیا عمر نے خود اسے جانچا پھر مقامِ ابراہیمؑ کو بیت اللہ کے پاس سے ہٹاکر اُس جگہ کردیا جہاں کفّار نے زمانۂ جاہلیت میں قائم کیا تھا۔

**قولِ مترجم۔** اِس بدعت کا موقوف کرنا بھی جناب صاحب الامر علیہ السّلام کے حقوق میں داخل ہے۔

**صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۴** | آیَاتٌ بَیِّنٰتٌ ۞ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی حضرتؑ سے سوال کیا گیا تھا کہ یہ آیاتِ بیّنات کیا چیز ہیں؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا ایک تو مقامِ ابراہیمؑ ہے یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کو بنایا تھا اور اس پر اُن کے دونوں قدموں کے نشان بن گئے ہیں، دوسرے حجرِ اسود ہے، تیسرے منزلِ اسمٰعیلؑ۔ ۱۲

علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ابوحنیفہ سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (دیکھو صفحہ ۳ سطر ۰) کا مطلب تجھے سمجھا کہ یہ مقام زمین پر کس جگہ واقع ہے اُس نے عرض کی یہ کعبۃ اللہ ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ حجاج ابن یوسف نے جب کعبۃ اللہ کا محاصرہ کرکے عبداللہ ابن زبیر کے مغلوب کرنے کے لیے منجنیق قائم کیے اور پھر ابن زبیر کو قتل بھی کیا تو آیا عبداللہ کعبہ میں مامون ہوا یعنی امن سے تھا؟ یہ سُن کر ابوحنیفہ چپ سادھ گیا پھر حضرتؑ سے جواب کا طالب ہوا حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قائم آلِ محمد علیہ السّلام کی بیعت کرے گا اور آنحضرت علیہ السّلام کی اطاعت میں داخل ہوگا اور آنحضرتؑ کے دستِ مبارک کو مس کرے گا اور اُن کے اصحاب کے گروہ میں داخل ہوگا وہ ضرور امن پائے گا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس گھر یعنی (بیت اللہ) کا ارادہ کرکے آئے اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ خانۂ خدا یہی ہے جس کے حج کا خدائے تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے اور وہ ہم اہلبیتؑ کے حق کو ایسے ہی پہچانتا ہو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو وہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں امن سے رہے گا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جو شخص بیت اللہ میں اس شان سے داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس پر واجب کیا ہے اُس سب کا شناسا ہو تو آخرت میں دائمی عذاب سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کافی میں بروایتِ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام اُن دعاؤں میں (جو کہ بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت پڑھنی چاہئیں) یہ فقرہ بھی منقول ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قَدْ قُلْتَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ (یا اللہ تو نے یہ فرمایا ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہوگیا" پس مجھے عذابِ دوزخ سے مامون فرمادے) نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں اُنہی حضرت علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آدمیوں میں سے جو شخص حرمِ مکّہ میں داخل ہو جائے اور خدا کی پناہ پکڑلے وہ عذابِ خدا سے اُس میں مامون ہو جاتا ہے اور جو چوپاؤں یا پرندوں میں سے اِس میں آجائے وہ جب تک حرم سے باہر نہ نکل جائے اِس بات سے مامون ہے کہ کوئی اُسے ستائے یا بھڑکادے۔ نیز انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جب بندہ نے حرم سے باہر کوئی قصور کیا پھر وہ بھاگ کر حرم میں آگیا تو کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے حرم کے اندر گرفتار کرے لیکن بازار میں اُس سے لین دین بند کردیا جاوے اور کھانا پینا اُسے نہ دیا جاوے اور کوئی شخص اُس سے بات بھی نہ کرے کہ ایسا کرنے سے امید ہے کہ وہ باہر نکلیگا اُس وقت وہ گرفتار کیا جائے اور اگر کسی نے حرم کے اندر ارتکابِ جرم کیا ہو تو اس پر حرم کے اندر ہی حد جاری کی جائے گی۔ اور کافی میں اتنی عبارت اور زیادہ ہے کہ یہ اِس سبب سے کہ اُس نے حرمِ خدا کی حرمت کی رعایت نہیں کی۔ نیز کافی میں منقول ہے کہ سماعہ نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ذمہ میرا مال ہوا اور وہ عرصہ تک غائب رہے اور پھر میں اُس کو کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرتے دیکھوں تو آیا جائز ہے کہ میں اپنے مال کا تقاضا اُس سے کروں۔ فرمایا نہیں نہ تو اس کو سلام کرو اور نہ اُسے کسی طرح ڈراؤ دھمکاؤ جب تک وہ حرم سے باہر نہ آجائے مَنْ لَا یَحْضُرُهُ الْفَقِیْه میں منقول ہے کہ جو شخص حرمِ خدا یا حرمِ رسولؐ میں مرجائیگا خدا اُس کو امن پانے والوں میں مبعوث کرے گا۔ اور جو شخص دونوں حرموں کے مابین مرجائے گا تو اُس سے حساب نہ لیا جائیگا اور جو شخص حرمین میں دفن ہو جائے گا وہ قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا۔

**قولِ مترجم۔** اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی حرم میں دفن ہونے کے قابل نہ ہو نقل کرنے والے ملائکہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں اُسے اُس مقامِ محترم سے منتقل کرکے ایسی جگہ پہونچا دیتے ہیں جہاں کے وہ لائق ہو۔

**صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۵** | وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۞ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص کعبۃ اللہ میں اس حال سے داخل ہو کہ ہمارے حقوق کو اُسی طرح پہچانتا ہو جس طرح کعبہ کا شناسا ہے تو اس کے کل گناہ معاف کردیے جائیں گے اور اس کی دنیا و آخرت کی مہمات پوری کی جائیں گی۔ ۱۲

کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو خدا نے لفظ سبیل فرمایا ہے تو سبیل سے کیا مطلب ہے فرمایا اُس کے پاس اتنا ہو جس سے حج بجالائے راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ عرض کی اگر کسی کے سامنے اتنا پیش کیا جاتے جس سے وہ حج بجالاسکے پھر وہ اُس کے لینے سے حیا کرے تو آیا وہ بھی مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط (دیکھو صفحہ ۳، سطر ۱) کی حد میں آجائے گا؟ فرمایا ہاں ضرور آجائے گا کیا وجہ ہے کہ وہ حیا کرے

کو اُسے ایسے گدھے پر سوار ہو کر بھی جانے کا موقع ملے جس کی ناک بھی کٹی ہو اور دُم بھی اور اگر کسی میں اِس بات کی طاقت ہو کہ کچھ راستہ پیدل چل سکے اور کچھ سوار ہو کر تو بھی اُسے حج بجالانا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کسی کے پاس سواری کے لیے نہ ہو تو بھی نکل کھڑا ہو اور پیدل چلے اس پر کسی نے عرض کی اگر چلنے کی بھی قوت نہ رکھتا ہو فرمایا کچھ پیدل چلے اور کچھ سوار ہو کر عرض کی گئی کہ اس کا مقدور نہیں رکھتا کہ سوار ہو فرمایا اس صورت میں بعض لوگوں کی خدمت یا نوکری اختیار کر لے اور اُن کے ساتھ جائے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اُن حضرتؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص جسمانی طور سے صحیح ہو اور راستہ بھی صاف ہو اور اس کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو تو وہ اُن لوگوں میں سے ہو اجو حج کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اس روایت کا راوی یہ بھی کہتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے پاس مال ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اُن حضرتؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے دریافت کیا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کی گئی لوگ تو زادِ راہ اور سواری کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو اُن حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ اس صورت میں تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے کہ اگر ایک شخص کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو یعنی اتنا کہ اپنے بال بچوں کی خبر گیری کر سکے اور اس کے سبب سے لوگوں سے مستغنی ہو تو اگر اُسے حج میں صرف کر دے تو کیا بال بچوں کے قوت کے لیے لوگوں سے جاکے بھیک مانگے اور اس طرح وہ سب مارے بڑے اس پر عرض کی گئی کہ پھر سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ وسعتِ مال کہ اُس کے ایک حصّہ سے حج کرے اور اس کا ایک حصّہ اپنے اہل و عیال کے لیے باقی رکھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے زکوٰۃ کو واجب کیا ہے ان لوگوں پر جن کے پاس کم از کم دو سو درہم ہوں۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی۔** آخری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا ہی مال ہو جس سے وہ اپنے بچوں کی خبر گیری کر سکتے ہیں اگر اُن پر یہ واجب کیا جاتا کہ اُس مال کو وہ زادِ راہ اور سواری میں اُٹھاویں پھر وہ اپنے اہل و عیال کے قوت کے لیے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرتے تو یہ صورت لوگوں کی بربادی کا موجب ہوتی اور اوپر کی روایتیں بتلاتی ہیں کہ جس کے پاس تھوڑا سا بھی ہو اُسے حج کو جانا چاہیئے۔ ان روایتوں کے اختلاف کی وجہ لوگوں کے حالات کا مختلف ہونا ہے معذور ہونے کی حیثیت سے ہو اور قوت و ضعفِ جسمانی سے ہو تو اس کا مختصر فیصلہ خداوند عالم یوں فرماتا ہے۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ (دیکھو صفحہ ۹۲۳ سطر)

**قولِ مترجم۔** حج کے مفصّل احکام و شرائط کتب فقہیّہ میں دیکھو اور اجتہاد یا تقلید کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔

**صفحہ۳، نوٹ نمبر۶** | حِجُّ الْبَیْتِ: کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حج البیت سے مراد حج و عمرہ دونوں ہیں کیوں کہ دونوں واجب ہیں۔ ۱۲

**صفحہ۳، نوٹ نمبر۷** | اِسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا: تفسیرِ عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا حج اُس کے ذمہ واجب ہے جس کو صحتِ جسمانی بھی حاصل ہو اور قوتِ مال بھی۔ ۱۲ (تفصیل ضمیمہ میں دیکھیئے)

**صفحہ۳، نوٹ نمبر۸** | وَمَنْ کَفَرَ: اس جگہ کَفَرَ، لَمْ یَحُجَّ کا قائم مقام ہے یعنی خدائے تعالیٰ بجائے اس کے کہ یہ فرماتا کہ جس نے حج نہ کیا یوں فرمایا کہ جس نے کفر کیا۔ الفقیہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ وصیّت جو علیؑ مرتضٰی کو فرمائی تھی درج ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ اے علیؑ جو شخص باوجود استطاعت کے تارکِ حج ہوگا وہ کافر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ یا علیؑ جو کوئی حج کو ٹالتا رہے گا یہاں تک کہ مر جائے تو قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُس کو یہودی یا نصرانی اٹھائے گا۔ ۱۲

**صفحہ۴، نوٹ نمبر۴** | وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں مُسَلِّمُوْنَ ہے، یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ نبیؐ نے جو احکام پہنچائے ہیں اُن سب کے بجالانے والے اور خود نبیؐ کے مطیع۔ ۱۲

**صفحہ۴، نوٹ نمبر۵** | بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا: تفسیرِ قمی میں وارد ہے کہ حَبْلُ سے مراد ہے توحید اور ولایت اور تفسیرِ عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آلِ محمدؐ خدا کی وہ مضبوط رسی ہیں جن سے متمسک ہونے کا خدا نے اس آیت میں سب کو حکم دیا ہے۔ ۱۲

تفسیرِ برہان میں بروایتِ جابر ابنِ عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں اہلِ یمن کا ایک گروہ بطور مہمان وارد ہوا آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ تمہارے پاس اہلِ یمن آتے ہیں جو بہت ہی باریک بین ہوتے ہیں پھر جب وہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تب فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنکے دل نرم ہیں اور جن کے ایمان مضبوط ہیں منصور انہی میں سے ہوگا جو میرے برحق خلیفہ کی ستّر ہزار آدمیوں سے نصرت کرے گا اور اسی طرح میرے وصی کے بیٹے کی وہ سب اپنی تلواریں حمائل کیے ہوں گے لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ آپ کا وصی کون ہے؟ فرمایا وہ ہے جس کی پیروی کرنے کا خدائے تعالیٰ نے تم سب کو حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (دیکھو صفحہ۴، سطر) لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے لیے اسے کھول کر بیان کیجئے کہ یہ حبل کیا ہے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ کا یہ قول دیکھو اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (دیکھو صفحہ۶، سطر۲) پس حبل من اللہ خدا کی کتاب ہے اور حبل من الناس میرا وصی لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کے وصی ہیں کون سے؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ (دیکھو صفحہ۴۳ سطر) لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس جنب اللہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا (دیکھو صفحہ۵ سطر۹) وہی میرا وصی ہے جو میرے بعد مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی اُس کی قسم جس نے آپ کو برحق بنا کر بھیجا ہے ہمیں اُسے دکھا دیجئے کہ ہم اُس کے بہت ہی مشتاق ہو گئے۔ فرمایا وہ وہی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے سمجھنے والوں کے لیے نشانی بنا دیا ہے پس اگر تم اُس کو اُس نظر سے دیکھو گے جس نظر سے وہ شخص دیکھے جس کی تعریف میں خدا فرماتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ (دیکھو صفحہ۸۳ سطر) تو تم اُسے پہچان لوگے کہ وہی میرا وصی ہے جیسا کہ تم نے مجھے پہچان لیا کہ میں تمہارا نبی ہوں اب تم صفوں میں سے گزرو اور چہروں کو غور سے دیکھو تو جس کی طرف تمہارے دل مائل ہو جائیں تو بلاشک وہ ہی میرا وصی ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اس کے بارے میں ابراہیم علیہ السّلام کی دعا یوں نقل فرماتا ہے فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ (دیکھو صفحہ۱۳ سطر۲) جس سے مراد ہے اس کی طرف اور اس کی اولاد کی طرف۔ جابر کہتے ہیں اس پر ابو عامرہ اشعری قبیلۂ اشعر میں سے اور ابو غرۃ الخولانی قبیلۂ خولانیین میں سے ہے اور عثمان ابن قیس اور عرنہ دوسی قبیلۂ دوسیین میں سے اور لاحق ابن علاقہ کھڑے ہوئے صفوں میں گئے چہروں کو غور سے دیکھا اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جس کی پیشانی کے بال اُڑے ہوئے اور پیٹ

بڑھا ہوا تھا عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ ہمارے دل تو اس کے گرویدہ ہوگئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جبکہ تم نے وصیؐ رسولؐ خدا کو قبل اس کے کہ تم انھیں پہچانتے ہو اس طرح شناخت کر لیا تم خود برگزیدۂ خدا ہو گئے۔ اچھّا اب یہ تو بتاؤ تم نے شناخت کیونکر کیا کہ یہ وہی ہے؟ جناب رسولؐ خدا کی زبان سے اپنی تعریف سن کر یہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ اے رسولؐ اللہ ہم نے اور لوگوں کی طرف دیکھا تو ہم ان سے ذرا بھی نہ ڈرے اور جب ہم نے اس بزرگوار کی طرف دیکھا تو ہمارے دل کانپ گئے پھر ہمارے نفس مشتاق ہوئے اور ہمارے دل بھر آگئے اور ہماری آنکھیں بھر آئیں اور ہمارے سینے نورانی ہو گئے۔ گویا یہ ہمارا باپ ہے اور ہم اس کے بیٹے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (تم ان لوگوں کی منزلت میں آگئے جن کی تعریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (دیکھو صفحہ ۴۹۳ سطر ۱) اور تم آتش جہنم سے دور ہو گئے۔ جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ یہ سب بزرگوار جن کے نام لیے گئے اُس وقت تک زندہ رہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگِ جمل و صفین میں شریک ہوئے اور بالآخر صفین میں شہید ہو گئے خدائے تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل کرے آنحضرتؐ ان کو جنت کی بشارت دیا کرتے تھے اور اس بات کی خبر کہ تم علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ شہید ہو جاؤ گے اُسی کتاب میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا مع اپنے اصحاب کے مسجد میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمانے لگے کہ ابھی تھوڑی دیر میں اس دروازہ سے ایک جنّتی آئے گا اور جو مطلب اُسے پوچھنا ہے دریافت کرے گا چنانچہ ایک طویل القامت آدمی مصر کے لوگوں سے مشابہ آیا آگے بڑھ کے آنحضرتؐ کو اُس نے سلام کیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے سُنا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یہ بھی فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۲) پس یہ حبل کون سی ہے جس کو چنگل مار کے خدائے تعالیٰ نے ہم کو پکڑنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ اُس سے جدا نہوں یہ سوال سُن کر آنحضرتؐ نے سرِ مبارک جھکا لیا پھر بلند کر کے ہاتھ سے علی مرتضیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ کی رسّی یہ ہے جو اس سے متمسک ہوگا دنیا میں بھی اس کے ذریعہ سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی آخرت بھی اُس کے ہاتھ سے نہ جانے پائے گی پس وہ شخص جھپٹ کر اٹھا اور علی مرتضیٰؑ کے پس پشت جا کر حضرتؐ سے چمٹ گیا اور یہ عرض کرتا جاتا کہ میں اللہ کی رسّی سے متمسک ہو گیا پھر اٹھا اور منہ پھیر کر مسجد سے چل دیا اس اثنا میں لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسولؐ اللہ میں اس شخص سے ملاقات کروں اور کہوں کہ میری مغفرت کی خدا سے دعا کرے آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں اگر تجھے اس کی توفیق ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے چنانچہ یہ شخص بھی نکل کر اس شخص سے جا ملا اور اُس سے درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت کر شخص اول نے کہا تو یہ سمجھا کہ حضرتؐ نے مجھ سے کیا فرمایا اور میں نے آنحضرتؐ سے کیا عرض کیا؟ اس نے کہا کہ ہاں سمجھا شخص اول نے کہا کہ پس اگر تم اِن بزرگوار سے متمسک ہو جو حبل اللہ ہیں تو اللہ تمہارے سب گناہ بخشدے اور اگر تم ان سے متمسک نہیں ہو تو خدا تمھیں بھی نہ بخشے۔ کتاب المناقب میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ہم جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا یا حضرتؐ میں نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا تو وہ حبل اللہ کیا ہے جسے ہم چنگل مار کر پکڑیں پس آنحضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک علی مرتضےٰؑ کے ہاتھ پر مار کر فرمایا اس سے متمسک ہو کہ وہ حبل المتین یہی ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ ایک اعرابی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آنحضرتؐ سے اس آیت وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا کے معنی دریافت کیے تو جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضےٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے اعرابی حبل اللہ یہ ہے اس سے متمسک ہو جا وہ اعرابی پھر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے پیچھے آیا اور حضرتؐ کو آغوش میں لیکر کہنے لگا کہ یا اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بڑی رسی کو تھام لیا تو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ ایک جنّتی شخص کی طرف نظر کرے تو اُسے چاہیئے کہ اس اعرابی کو دیکھے۔

**صفحہ ۴۴ نوٹ نمبر ۱** | وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد جناب رسولؐ خدا جناب علی مرتضےٰؑ اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ثبوت ہر ایک کا حسب ذیل ہے۔

(۱) تفسیر برہان میں ہے کہ یہ آیت وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۳) بنی اوس اور بنی خزرج کے بارے میں نازل ہوئی جن میں ایک سو برس تک برابر لڑائی رہی نہ رات کو ہتھیار اتارتے نہ دن کو اسی حالت پر اُن کی اولاد پیدا ہوتی رہی جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو حضرتؐ نے اُن میں صلح کرا دی اور یہ لوگ اسلام لائے۔ حضرتؐ کی وجہ سے وہ عداوت ان کے دلوں سے دور ہو گئی اور وہ لوگ بالکل بھائی بھائی ہو گئے۔ قولِ مترجم۔ اس صورت میں آنحضرتؐ کی ذات نعمتِ خدا ہوئی اور آنحضرتؐ کا ذکر کرنا امر خدا کی تعمیل یعنی عبادت ہوئی۔

(۲) جناب رسولؐ خدا حج آخر سے فارغ ہو کر مکّۂ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کو چلے اور راستہ میں جحفہ کے قریب مقام خم غدیر پر بہ تعمیل امرِ الٰہی جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا تو منجانب خدا یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (دیکھو صفحہ ۱۶۹ سطر ۹) جس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے علیؑ مرتضیٰ کو اور اُن کی ولایت یا امامت کو اپنی نعمت سے تعبیر فرمایا پس علیؑ مرتضیٰ اور آئمہ علیہم السلام خدا کی نعمت ہوئے اور چونکہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ (علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے) اور آنحضرتؐ کی حدیث کے صحیح ہونے کی جانچ یہ ہے کہ اس کا مضمون کتابِ خدا کے مضمون سے موافق ہے چنانچہ اس حدیث کا مضمون وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ سے مطابق و موافق ہے لہٰذا یہ حدیث بھی صحیح ہے اور علیؑ مرتضیٰ کی ذات اور اُنکی ولایت دونوں نعمتِ خدا ہیں۔

(۳) تفسیر برہان میں ابراہیم ابن العباس سولی الکاتب بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن جناب امام علیؑ ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو حضرتؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں کوئی حقیقی نعمت نہیں ہے۔ حضرتؐ کے حضور میں جو لوگ حاضر تھے ان میں سے ایک عالم نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ جو فرماتا ہے لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (دیکھو صفحہ ۹۶۰ سطر ۶) یہ نعیم تو دنیا ہی میں ہے اور اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اور اس فرمانے میں حضرتؐ کی آواز بھی بلند ہو گئی کہ تم نے اس کی ایسی ہی تفسیر کی ہے بلکہ اس کی تفسیر کئی طرح سے کی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے دوسرا عمدہ کھانا کہتا ہے تیسرا میٹھی نیند مراد لیتا ہے حالانکہ میرے والدِ ماجد نے اپنے والدِ ماجد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں لوگوں کے یہ اقوال اُن حضرتؐ کے سامنے بیان ہوئے تو آپ کو غصّہ آیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جو چیزیں عطا فرما چکا ہے ان کے بارے میں اُن سے ہرگز سوال نہ کرے گا اور نہ اُن پر احسان جتائے گا جبکہ احسان جتانا اُس کی مخلوق کے لیے بھی بدنما ہے تو پھر ایسی چیز کی نسبت خالق کی طرف کیسے دی جا سکتی ہے جو مخلوق کے لیے بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اس آیت میں النَّعِيمُ سے مراد ہم اہلبیتؑ کی محبت و ولایت ہے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ بندہ سے بعد توحید و نبوّت کے سوال کرے گا۔ اور جو بندہ اِس امتحان میں پورا اُتر جائیگا اُسے نعیمِ جنت تک پہونچا دے گا جو کبھی زائل ہونے والی نہیں ہے

قولِ مترجم: اس سے ثابت ہوا کہ أئمہ اہلبیتؑ اور ان کی ولایت خدا کی نعمت ہے۔

**صفحہ ۴، نوٹ نمبر** اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً : ایک ضعیف روایت یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اُوس اور خزرج دونوں حقیقی بھائی تھے اُن کی اولاد میں عداوت قائم ہوگئی تھی اور ایک سو بیس برس تک برابر لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے اُس عداوت کی آگ بجھا دی اور اپنے رسول کے صدقے سے ان میں میل جول کرا دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۴، نوٹ نمبر ۸** وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام اِس لفظ کو اَئِمَّةٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کُل امت پر واجب ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا گیا کہ کیوں؟ فرمایا کہ صرف اس کے ذمہ ہے جو قوت رکھتا ہو لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں اور وہ معروف و منکر کی تمیز بھی رکھتا ہو۔ ان کم علم لوگوں کے ذمہ نہیں ہو سکتا جو خود ہی راہِ حق کو نہ پہچانتے ہوں اور جو بات وہ اپنے منہ سے کہیں وہ سمجھ نہ سکتے ہوں کہ آیا حق ہے یا باطل اور اس قول کی دلیل کتابِ خدا میں موجود ہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت خاص ہے عام نہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ (موسٰیؑ کی قوم میں ایک گروہ ایسا تھا جو حق کی ہدایت کرتا تھا اور خود اسی کے مطابق چلتا تھا۔ ۱۲

یعنی خدائے تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ موسٰیؑ علیہ السّلام کی ساری اُمّت کے ذمہ حق کی ہدایت کرنا لازم تھا اور نہ یوں فرمایا کہ موسٰی علیہ السّلام کی ہر ہر قوم کے ذمہ ہدایت کرنا ضروری تھا حالانکہ اس زمانہ میں اس قوم میں مختلف گروہ بنے ہوئے تھے بلکہ یوں فرمایا کہ قوم موسٰی میں سے ایک اُمّت ایسی ہو جو حق کی ہدایت کیا کرے اور خود بھی اُسی راستے پر چلے اور لفظِ اُمّت جو اس آیت میں فرمایا تو امت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا (دیکھو صفحہ ۴۴۴ سطر ۳) مطلب یہ ہے کہ اس وقت ابراہیم علیہ السّلام ہی اکیلے خدا کے مطیع تھے اور اس وقت میں بھی اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اُسے نیکی بدی کا علم ہو مگر نہ تو اسے قوت و قدرت ہو اور نہ اس کا کوئی جتھا یا گروہ ہو اور نہ اس کی بات مانی جاتی ہو تو اس کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے اُنہی حضرتؑ سے یہ دریافت کیا گیا جنابِ رسولؐ خدا کی جو یہ حدیث ہے کہ ظالم حاکم کے سامنے انصاف کی ایک بات کہدینا سب سے بڑا جہاد ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ اُس شخص کے ذمہ ہے جو امر بالمعروف کرنے سے پہلے اس کی پوری معرفت بھی رکھتا ہو (یعنی حقیقتِ امر کو بھی پہچانتا ہو اور اس شخص کے بھی عادات و اطوار سے واقف ہو) اور اس کا یقین بھی رکھتا ہو کہ اس کی بات قبول کی جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے ذمہ لازم نہیں ہے نیز اُنہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا تو مومن کے حق میں ہونا چاہیئے کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا جاہل کے حق میں ہونا چاہیئے کہ وہ علم حاصل کرے اب رہے ذی اختیار ظالم حاکم اُن سے چشم پوشی بہتر ہے (کہ وہ بجائے نیک بات ماننے کے تمھاری جان و عزّت و آبرو کے درپہ ہو جائیں گے) تفسیر قمّی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ اور اُن کے تابعین سے مخصوص ہے کہ وہ وہ امورِ خیر کی طرف بلاتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے باز رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں۔ جناب امام المتقین امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ بدی سے لوگوں کو منع کرو اور خود بھی اس سے باز رہو۔ اس لیے کہ منع کرنے کا حکم تم کو اُسی حالت میں دیا گیا ہے جبکہ تم خود بھی باز رہتے ہو۔ اُنہی حضرتؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ایسے نیکی کا حکم کرنے والوں پر لعنت کرے جو خود اس نیکی پر عمل نہ کرتے ہوں اور ایسے بدی پر منع کرنے والوں پر لعنت کرے جو خود اسی بدی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدائے تعالیٰ کے مخلوق میں سے دو مخلوق ہیں پس جو اِن دونوں کی نصرت کریگا خدائے تعالیٰ اُس کو عزّت دیگا اور جو ان دونوں کی نصرت چھوڑ دے گا خدائے تعالیٰ اُس کی نصرت چھوڑ دے گا (یعنی اُس کو ذلّت دیگا) تہذیب الاحکام میں جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے منقول ہے کہ جب تک لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہیں گے اور نیکی میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے تب تک وہ برابر خیر و خوبی میں رہیں گے اور جب ایسا نہ کریں گے تو برکتیں اُن سے سلب ہو جائیں گی وہ ایک دوسرے پر مسلّط ہو جائیں گے اور اُن کا کوئی مددگار نہ زمین میں رہے گا اور نہ آسمان میں۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دکھاوے کی پیروی کرتے ہوں گے قرآن مجید پڑھتے ہوں گے اور الٹی چال چلتے ہوں گے۔ نئی نئی باتیں نکالنے والے کم عقل نہ امر بالمعروف کو واجب جانتے ہوں گے اور نہ نہی عن المنکر کو سوائے اس صورت کے کہ جب کسی ضرر سے بچنے کا موقعہ ہو وہ اپنی ذات کے لیے آسانیاں اور بہانے ڈھونڈتے رہیں گے۔ عالموں کی غلطیوں کی پیروی اور ان کے علم کے نقص کی تقلید کرتے رہیں گے نماز اور روزہ یعنی ایسی چیزیں جو ان کے جان و مال کو ضرر نہ پہنچائیں بجالاتے رہیں گے اور اگر نماز یا اس کے افعال اُن کے مالوں اور جسموں کو ضرر پہونچاتے تو وہ اُسے بھی چھوڑ بیٹھتے جیسا کہ انھوں نے اعلیٰ اور اشرف فریضہ کو چھوڑ دیا ہے (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو) بے شک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی بڑے واجب امر ہیں جن کے ذریعے سے روزہ و نماز و واجبات قائم ہوتے ہیں (ان سے چشم پوشی کے سبب خدائے تعالیٰ کا غضب اُن پر پورا ہوگا) اور عقاب خدا عام طور سے آن گھیرے گا بس اُس وقت بدوں کے گھروں میں نیک لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے اور بڑوں کے ساتھ چھوٹے بھی۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بجالانا نبیوں کا طریقہ اور نیک لوگوں کا راستہ ہے۔ اور بہت بڑا فریضہ ہے جس کے ذریعہ سے اور فرائض قائم ہوتے ہیں اصل مذہب مامون و محفوظ رہتا ہے اور حلال روزی کمائی جا سکتی ہے اور کسی پر ظلم ہو گیا ہو تو اس کا معاوضہ دیا جا سکتا ہے ملک اس سے آباد ہوتا ہے اور دشمنوں سے انتقام لیا جا سکتا ہے اور تمام معاملات ٹھیک ٹھاک ہو سکتے ہیں پس تم بدیوں کو دل سے برا جانو اور پھر زبان سے بُرا کہو اور اس کی وجہ سے لوگوں کے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو بس اگر کچھ لوگ مان جائیں اور حق کیطرف پھر آئیں تو پھر ان کو نہ ستاؤ۔ ستانا تو ان لوگوں کو چاہیئے جو اور لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق ناحق ملک میں زیادتی کرتے ہیں اُن کے لیے وہاں بھی دردناک عذاب ہے۔ پس جو ایسے ہوں اُن سے اپنی جسمانی کوشش سے بھی لڑو اور دل سے بھی اُن سے بغض رکھو مگر تمہارا مطلب نہ قبضہ پا لینا ہو نہ مال دبا لینا اور نہ ظلم کے ذریعہ سے قابو یافتہ ہو جانا ایسی کوشش اُس وقت تک جاری رہنی چاہیئے کہ وہ امر خدا کیطرف پھر آئیں اور حق کی طرف رجوع کریں اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرنے لگیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السّلام کو وحی فرمائی کہ میں تمہاری اُمّت کے ایک لاکھ چالیس ہزار بدکاروں کو عذاب دونگا اور ساٹھ ہزار نیکوکاروں کو انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا بدکار تو اپنی بدی کے سبب عذاب پائیں گے یہ نیکوکار کیوں عذاب دیئے جائیں گے؟ ارشاد ہوا کہ یہ اس سبب سے کہ بدکاروں سے چشم پوشی کیا کرتے تھے اور میرے ناراض ہونے پر بھی اُن سے ناراض نہ ہوتے تھے۔

**صفحہ۷۵ نوٹ نمبر۱** ان پانچوں جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس اُمت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا اُس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں اِن لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد اُن دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (یعنی کتاب خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پسِ پشت ڈال دیا اور رہا ثقل اصغر یعنی اہلبیتِ رسولؐ اُن سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ میں اُن سے یہ کہوں گا کہ تمھارے کالے منھ ہوں گے تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ پھر دوسرا جھنڈا اس اُمت کے فرعون (عمرؔ) کا میرے پاس آئے گا اور میں اُن سے بھی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقلِ اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پھاڑ ڈالا اور اُس کی مخالفت کی۔ اب رہا ثقل اصغر اُن سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے لڑے تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمھارا بھی منھ کالا ہو تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اُس کے بعد تیسرا جھنڈا اس اُمت کے سامری (عثمانؔ) کا آئے گا اُن سے بھی یہی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد میرے متعلقین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقل اکبر کی ہم نے نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا اور ثقلِ اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور اُن کو ضائع کر دیا تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمھارا بھی منھ کالا ہو جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اِس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ کا جس کے ساتھ اول سے آخر تک کل خوارج ہوں گے آئے گا میں اُن سے بھی یہ سوال کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ وہ یہ کہیں گے کہ ثقلِ اکبر کو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اس سے علیحدہ رہے اور ثقلِ اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور اُن کو قتل کیا میں اُن سے کہوں گا جاؤ جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سید الوصیین قائد الغر المحجلین وصی رسولِ رب العٰلمین کا میرے پاس وارد ہوگا میں اُن سے دریافت کروں گا کہ تم میرے بعد ثقلین کے ساتھ کس کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ثقل اکبر کی ہم نے پیروی کی اور اطاعت کی اور ثقلِ اصغر سے ہم نے محبت و موالات کی اور اُن کو یہاں تک مدد دی کہ ان کے بارے میں ہمارے خون تک بہا دیئے گئے پس میں اُن سے کہوں گا کہ تم سیر و سیراب ہو کر سفید رو بنکر جنت میں چلے جاؤ۔ اِس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جو یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ سے هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ تک ہیں (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱۱ و صفحہ ۱۰۰ سطر ۲)

**صفحہ۷۸ نوٹ نمبر۴** (تم کو غور و فکر کی ضرورت نہیں) امرِ خدا یہ ہے کہ علیؑ کو اپنا وصی اور اپنے بعد ولی امر قرار دیدو بس اس آیت میں خدا کا مطلب یہ ہے نہ وہ جیسا کہ عوام الناس نے سمجھا کہ اس لڑائی کے معاملہ میں رسولؐ خدا کو کچھ اختیار نہ تھا۔ وہ اختیار کیوں نہ ہوتا حالانکہ یہ امر اُنہی کو خدا نے تفویض فرمایا تھا کہ جس چیز کو وہ حلال قرار دیدیں وہ حلال ہو اور جس کو حرام قرار دے دیں وہ حرام جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (جو کچھ رسولؐ تم کو دیدیں وہ لے لو اور جس سے تم کو روکیں اُس سے باز رہو) ۱۲

**صفحہ۷۸ نوٹ نمبر۵** لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ؛ سود لینے والوں کا یہ دستور تھا کہ ایک مدت کے لیے رقم سود پر دیدیتے تھے اور اُس مدت کے بعد اصل میں سود ملا کر پوری رقم کو پھر اصل قرار دیتے اور دوسری مدت میں اُس کل پر سود لگا لیتے اور اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے اپنی اُس تھوڑی سی رقم کے ذریعے سے مدیون کا کل مال ہضم کر جاتے۔ قولِ مترجم ؛ نمبر(۱) اس زمانے میں بھی سود در سود بالکل اُسی زمانے کی مانند جاری ہے نمبر(۲) اس سے یہ نتیجہ کوئی نہ نکالے کہ محض سود در سود ممنوع ہے بلکہ سود مفرد بھی ممنوع ہے جس کا حکم دوسرے مقام پر ہے۔ ۱۲

**صفحہ۷۹ نوٹ نمبر۴** اور حدیث کی لفظوں میں بھی نماز کا تہیہ ہی دار دہے ۱۲

**صفحہ۷۹ نوٹ نمبر۵** وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا ؛ تفسیر عیاشی اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ السلام سے آیت کی تفسیر میں اصرار کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ بندہ مرتکب گناہ ہو کر نہ خدا سے مغفرت طلب کرے اور نہ اپنے نفس کو توبہ کی طرف مائل کرے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ کوئی بندہ اصرار کر کے گناہ سے بری نہیں ہوسکتا اور جو بندہ گناہ سے بری ہوا ہے اقرار کرنے کے سبب سے بری ہوا ہے۔ نیز اُنہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اصرار سے صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا (یعنی کبیرہ ہو جاتا ہے اور استغفار سے کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا (یعنی بخشدیا جاتا ہے) نیز بروایتِ ضعیف جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت ہے کہ جو شخص استغفار کرے وہ اصرار کرنے والوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔ گو ایک گناہ کا ایک ہی دن میں ستّر مرتبہ ارتکاب کرے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غزوۂ احد کا اصلی سبب یہ منقول ہے کہ کفارِ قریش جب بدر کی لڑائی سے پلٹ کر مکہ معظمہ میں آئے اور اس ذلت پر خیال کرنے لگے جو بدر کی لڑائی میں قتل و قید سے اُن کو پہونچی تھی اسلئے کہ ستر ہی تو قتل کیے گئے اور ستر ہی قید کیے گئے تھے اور ابوسفیان نے کہا کہ اے گروہ قریش تم اپنی عورتوں کو اپنے مقتولوں پر رونے نہ دو اس لئے کہ جب آنسو نکل جائیگا تو وہ رنج کو اور محمدؐ کی عداوت کو دور کر دیگا چنانچہ اُحد کی لڑائی میں جب آنحضرتؐ سے یہ لوگ لڑنے آئے ہیں اُس دن انھوں نے اپنی عورتوں کو رونے پیٹنے کی اجازت دی (تاکہ غصہ بھڑک جائے اور جوش بڑھ جائے) اور مکہ معظمہ سے تین ہزار سوار اور دو ہزار پیدل نکلے اور عورتوں کو بھی اپنے ساتھ نکال لائے جناب رسولؐ خدا کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور اُن کو جہاد کی ترغیب دی تو عبداللہ ابن اُبی (مشہور منافق) نے یہ عرض کی "یا رسولؐ اللہ مدینہ سے نہ نکلیئے تاکہ ہم ان سے کوچوں میں لڑ سکیں۔ اس صورت میں گلی کوچوں کے ناکوں پر اور چھتوں پر سے بڈھے آدمی غلام اور عورتیں تک لڑ سکیں گی۔ اور اب تک کا تجربہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی قوم ہم پر چڑھکر آئی اور ہم اپنے قلعوں میں اور گھروں میں بیٹھے رہے تو وہ ہم پر کبھی غالب نہیں ہوئی اور جب کبھی ہم دشمن کے مقابل نکلے تو ہمیشہ اُنہی ہمارے خلاف غلبہ رہا" اس پر سعد ابن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ "یا رسولؐ اللہ جس حال میں کہ ہم مشرک اور بت پرست تھے تب تو کسی عرب کی ہمارے برخلاف چلی ہی نہیں اب ہم پر کیا غالب آئیں گے۔ جس حال میں کہ حضور یہاں موجود ہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہم تو ان سے نکل کر لڑیں گے کہ جو ہم میں سے قتل ہو جائے گا شہید ہوگا۔ اور جو ہم میں سے باقی رہے گا وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والا شمار ہوگا۔" پس آنحضرتؐ نے اُنہی کی رائے مان لی اور اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو لیکر شب کے وقت لڑائی کی جگہ جا رہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (ترجمہ کے لیے دیکھو صفحہ ۳۰ سطر ۵) اور عبداللہ ابن اُبی آنحضرتؐ کی نصرت چھوڑ کر مدینہ منورہ میں رہ گیا۔ اور خزرج کے ایک گروہ نے اُس کی رائے مان لی۔ قریش اُحد کے پاس آ پہنچے اور آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جن کی تعداد سات سو تھی صلاحِ جنگ سے آراستہ کیا۔ پس عبداللہ ابن جبیرؓ کو پچاس تیراندازوں سمیت اُس گھاٹی کے دروازہ پر مقرر فرمایا جو لشکر کے پسِ پشت تھی

اور یہ خوف تھا کہ اسی طرف سے دشمن جو کمین گاہ میں ہیں ان پر آپڑیں گے۔ لہٰذا عبدؔاللہ ابن جُبیرؔ اور اُن کے ساتھیوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ " اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے قریش کو ایسی شکشت دی جو کہ ان کو مکّہ پہنچا دے تب بھی تم اِس جگہ سے نہ ہٹنا اور اگر تم یہ دیکھو کہ انھوں نے ہم کو شکست دی یہاں تک کہ ہم مدینہ جا گھُسے تب بھی تم یہاں سے نہ ٹلنا اور اپنے اپنے مقام پر جمے رہنا" اُدھر ابوؔسفیان نے خالدؔ ابنِ ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ گھات میں بٹھا دیا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ "جب تم یہ دیکھو کہ ہم باہم مِل گئے تو تم اس گھاٹی کے راستہ سے اُن پر حملہ کر بیٹھنا تا آنکہ اُن کے پیچھے پہنچ جاؤ" اِدھر جناب رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب کو مرتب کیا اور اپنا رایت جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کے سپرد فرمایا۔ اس وقت انصار نے مشرکینِ قریش پر ایک حملہ کر دیا اور اُن کو بڑی سخت شکست دی اور پھر اصحابِ جنابِ رسولِ خدا اُن کے گروہوں پر ٹوٹ پڑے اور خالدؔ ابنِ ولید دو سو سواروں سمیت عبدؔاللہ ابن جُبیرؔ پر آیا تو اُن لوگوں نے تیروں سے جواب دیا۔ وہ پلٹ گیا۔ اِدھر عبدؔاللہ ابن جُبیرؔ کے ساتھیوں نے اصحابِ رسولِ خدا پر نظر ڈالی تو وہ قریش کا مال لوٹتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پس انھوں نے عبدؔاللہ ابن جُبیر سے کہا کہ " ہمارے ساتھیوں نے تو مال غنیمت لے لیا اور ہم یوں ہی بلا غنیمت رہ گئے۔ "

عبدؔاللہ نے اُن سے کہا کہ " اللہ سے ڈرو۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔" مگر انھوں نے نہ مانا اور ایک ایک کر کے نکلنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے مقامات خالی کر دیے اور عبدؔاللہ ابنِ جُبیرؔ صرف بارہ آدمیوں سے جمے رہے اُس دن قریش کا عَلَم طلحہؔ ابن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا جو قبیلۂ عبدالدّار کا ایک نامی جوان تھا۔ اِسے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے قتل کیا تو عَلَم کو سعیدؔ ابن ابی طلحہ نے لے لیا اُسے بھی جنابِ علیؑ مرتضیٰ نے قتل کیا تا آنکہ قبیلۂ عبدالدّار کے یکے بعد دیگرے نوجوان قتل کیے۔ نوبت یہ پہنچی کہ مشرکوں کا عَلَم اسی قبیلہ کے حبشی غلام کے ہاتھ پڑا جس کا نام صوابؔ تھا جناب امیر علیہ السّلام نے قریب پہنچ کر اُس کا داہنا ہاتھ اڑا دیا تو اس نے عَلَم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ اور جب حضرتؐ نے اس کا بایاں ہاتھ بھی قلم کر دیا تو اس نے کٹے ہوئے ہاتھوں سے عَلَم کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا پھر ابوسفیان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ " تو نے دیکھا کہ قبیلۂ بنی عبدالدّار نے آج عَلَم کی کیسی عزت رکھی ہے۔" اس عرصہ میں جناب امیر علیہ السّلام نے اُس کے سر پر ایسی ضربت لگائی کہ وہ تو قتل ہو گیا اور عَلَم گر گیا جسے عمرہؔ بنت علقمہ کنانیہ نے آکر اٹھا لیا اتنے میں خالدؔ ابن ولید عبدؔاللہ ابنِ جُبیرؔ پر جس کے ساتھی بھاگ چکے تھے اور گنتی کے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا دو سو سواروں سمیت ٹوٹ پڑا اور اُن کو گھاٹی کے دروازہ پر قتل کر کے مسلمانوں کا پیچھا آ لیا اور قریش نے دیکھا کہ اُن کا عَلَم گر کر پھر کھڑا ہو گیا تو وہ اپنے عَلَم کی طرف جھپٹ کر آئے اور جناب رسولؐ خدا کے اصحاب نے بڑی شکست کھائی اور وہ اِدھر اُدھر پہاڑوں پر چڑھنے اور گھاٹیوں میں گھومنے لگے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن شکست کی حالت دیکھی تو اپنے سرِ مبارک پر سے خود ہٹا دیا اور خود آواز دینی شروع کی۔ فرمایا کہ " لوگو! میری طرف آؤ میں اللہ کا رسولؐ یہاں موجود ہوں۔ تم خدا کے رسولؐ کو چھوڑ کر کدھر بھاگے جاتے ہو؟ اس وقت ہندہ بنتِ عتبہ زوجۂ ابوؔسفیان کے لشکر کے بیچوں بیچ موجود تھی گروہِ قریش میں سے جو شخص بھاگنا چاہتا تھا اس کو سُرمہ دانی اور سلائی دیکر یہ کہتی کہ " تو اب مرد نہیں رہا۔ لے یہ سُرمہ تو لگا لے " (اس طرح شرم دلا دلا کر وہ کفار کو بھاگنے سے روکتی تھی) اس وقت حضرت حمزہؓ بن حضرت عبدالمطلب گروہِ قریش پر حملہ کر رہے تھے۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ کفّار بھاگے اور ان کے سامنے کوئی جم کر نہیں لڑتا (اور پھر دیکھا کہ پلٹ آئے تو انھوں نے عام حملہ شروع کر دیا) ہندہ بنتِ عتبہ وحشی نامی غلام سے یہ عہد کر چکی تھی کہ اگر تو نے محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؓ کو قتل کر دیا تو تجھے اتنا اتنا دیا جائے گا یہ وحشی جُبیرؔ ابن مُطعم کا حبشی غلام تھا اس نے اپنے دل میں سوچا کہ محمدؐ پر تو قابو نہ پا سکوں گا۔ رہے علیؑ وہ بڑے ہوشیار ہیں اور ہر طرف نظر رکھتے ہیں لہٰذا ان پر بھی داؤں گھات نہیں چل سکتا۔ بس وہ حضرت حمزہؓ کیلئے گھات میں بیٹھ گیا۔ اِس لیے کہ اُس نے اُن حضرتؐ کو جوش میں لوگوں پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تھا کہ وہ کہتا ہے کہ وہ حضرتؐ میرے پاس سے گذرے اور ایک نالے کے کنارے ٹھٹکے تو میں نے اپنے نیزہ کو خم دیکر اس طرح لگایا کہ اُن حضرتؐ کے کولھے سے اوپر لگ کر دوسری طرف نکل گیا۔ اور حضرت حمزہؓ گر گئے۔ وحشی کا بیان ہے کہ میں نے قریب پہنچکر آپ کے شکمِ مبارک کو چاک اور اُن کا کلیجہ نکال کر ہندہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ یہ حمزہؓ کا کلیجہ ہے اُس ملعونہ نے کلیجہ اپنے مُنہ میں ڈال لیا۔ چبایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے اُس کے منہ میں ایسا سخت کر دیا ـــ جیسے کہ گھٹنے کی ہڈی ہوتی ہے اُسنے اُسے اپنے مُنہ سے نکالکر پھینکدیا۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مامور کیا کہ اُس نے اس کلیجہ کو اٹھا کر اس کے مقام پر پہونچا دیا پھر ہندہ حضرت حمزہ علیہ السّلام کی لاش پر آئی اور آپ کے عضوِ تناسل کو اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ کرلے گئی (تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ان سب کا ہار بنا کر پہنا) اور جناب رسولِ خدا کے پاس سوائے ابودجانہ کے جن کا نام سماکؔ ابن خرشہ تھا اور سوائے جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السّلام کے اور کوئی باقی بھی نہ رہا پس جب کوئی گروہ آنحضرتؐ پر حملہ کرتا تھا جناب علیؑ مرتضےٰ علیہ السّلام مقابلہ کر کے اُن سب کو دفع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرتؐ نے اپنی تلوار ذوالفقار اُن کو عنایت فرمائی اور آنحضرت کوہِ اُحُد کے ایک گوشہ میں جاگزین ہو کر ٹھہر گئے اِس لیے لڑائی جو طرفہ ہونے کے بدلے ایک ہی طرف رہی اور علیؑ مرتضیٰ دشمنوں سے یہاں تک لڑتے رہے کہ سارا میدان اُن سے خالی کرا لیا۔ اور اُن حضرت علیہ السّلام کے چہرۂ مبارک و سرِ مبارک پر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں پر ستر زخم لگے تھے اس حالت میں جبرئیل امین علیہ السلام یہ کہتے تھے یا رسولؐ اللہ مواسات اس کو کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کیوں نہ ہو علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے جبرئیل امینؑ کو آسمان و زمین کے مابین سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہتے ہوئے سُنا تھا لَا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ (یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے اور علیؑ کے سوا کوئی جوانمرد نہیں ہے) روایت میں وارد ہوا ہے کہ مسلمانوں کے شکشت کھانے کا اصلی سبب یہ تھا کہ ابلیسؔ نے اُن کے مابین ایک آواز لگا دی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اور آنحضرت اُس وقت لوگوں کے اِزْدِحام میں تھے اور لوگ انھیں دیکھ نہیں رہے

**صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۲** | وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا : تفسیر عیاشی میں اس آیت کے بارے میں وارد ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ابھی کل چیزیں عالمِ ذر ہی میں تھیں کہ خدائے تعالیٰ ان سب کے بنانے سے پہلے اُن سب کے حال سے واقف تھا۔ اسی طرح وہ خوب جانتا تھا کہ کون کون جہاد کریں گے اور کون کون نہ کریں گے۔ جیسا کہ اپنی مخلوقات کو موت دینے سے پہلے یہ جانتا ہے کہ ان کو موت دوں گا حالانکہ زندگی کی حالت میں موت انھیں نہیں دکھلاتا۔ ۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۳** | وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ : تفسیر قمیؒ میں اس آیت کے بارے میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے یہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین کو شہداء بدر کی منزلوں سے آگاہ کیا تو بہت سوں کو لالچ آیا اور انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا۔

کوئی لڑائی ہمیں بھی پیش آجائے کہ ہم اُس میں شہید ہو جائیں خدا نے ان کی دعا قبول کی اور معرکۂ اُحد پیش آگیا جس میں معدود دے چند ثابت قدم رہے اِسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ ۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۴** اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ : تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا کہ جو شخص قتل کیا گیا وہ مرا یا نہیں؟ فرمایا نہیں موت اور چیز ہے اور قتل اور چیز ہے پھر اُس نے عرض کی کہ جو شخص قتل ہوا وہ ضرور مرا، امامؑ نے فرمایا کہ اللہ کا قول تیرے قول سے زیادہ سچا ہے اُس نے قرآن مجید میں ان دونوں باتوں میں فرق رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (اگر وہ مر جائے گا یا قتل ہو جائے گا) اور دوسری جگہ فرماتا ہے لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ہ (اگر تم مرو یا قتل ہو خدا کی حضور میں ضرور محشور ہو گے) پس تیرا قول صحیح نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کہ موت اور چیز ہے اور قتل اور چیز ہے اس پر کسی نے عرض کی یابن رسول اللہ خدا تو فرماتا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ حضرتؑ نے فرمایا کہ صحیح ہے لیکن جو قتل ہوا اُس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور یہیں سے مسئلہ رجعت ثابت ہے کہ جس شخص نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا ضرور ہے کہ وہ دنیا میں رجعت کرے اور موت کا ذائقہ چکھے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۵** يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ : لفظی معنی پچھلے پاؤں پھر جائیگا اور مراد یہ ہے کہ مرتد ہو جائے گا۔ احتجاج طبرسی میں خطبۂ غدیر کے یہ فقرے وارد ہیں۔ مَعَاشِرَ النَّاسِ اُنْذِرُكُمْ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِي الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مُتُّ اَوْ قُتِلْتُ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اَلَا وَاِنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمَوْصُوْفُ بِالصَّبْرِ وَالشُّكْرِ وَمِنْ بَعْدِهٖ وُلْدِيْ مِنْ صُلْبِهٖ (اے گروہ مردمان میں تم کو ڈراتا ہوں کہ خدا نے مجھے تم سب کے پاس رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی رسولؐ گذر چکے ہیں کیا میں مر جاؤں گا۔ یا قتل ہو جاؤں گا تو تم دین حق کو چھوڑ دو گے اور جو شخص دین حق کو چھوڑ دے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب خدائے تعالیٰ شکر گزار بندوں کو بہت ہی اچھا بدلہ دیگا۔ خبردار ہو کہ علیؑ وہ شخص ہے جو صفاتِ صبر و شکر سے موصوف ہے اور اس کے بعد میری اولاد جو اُس کے صلب سے ہوگی) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ بعد جناب رسولؐ خدا کے سوائے تین شخصوں کے اور سب مرتد ہو گئے۔ سوال کیا گیا کہ وہ تین کون تھے؟ فرمایا۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، پھر اور لوگوں کو تھوڑی دیر بعد حق و باطل پہچنوایا گیا۔ پس وہ لوگ جن پر ایمان کی چکی کا پاٹ چل رہا تھا یہی تھے۔ یہ بعتِ باطلہ سے قطعاً منکر رہے۔ یہاں تک کہ لوگ جبرًا امیر المؤمنینؑ کو لائے اور حضرتؑ سے مصالحت ہوئی۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ رسولؐ اللہ اپنی موت سے مرے یا قتل کیے گئے؟ فرمایا تو خدا کے کلام کو نہیں دیکھتا کہ وہ فرماتا ہے اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں نے موت سے پہلے زہر کھلا دیا تھا۔

قول مترجم : مطلب حضرتؑ کا وہی دو عورتیں ہیں خدا اُن پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ نمبر ۵** يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ : تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں اُس وقت نازل ہوئی جبکہ وہ معرکۂ اُحد کے میدانِ جنگ سے بھاگتے ہوئے مومنوں سے یہ کہتے جاتے تھے کہ اپنے بھائیوں کے پاس چلے چلو، اور اپنے پچھلے دین کو اختیار کر لو۔ ۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ نمبر ۶** اَلرُّعْبَ : معرکۂ اُحد کے دن کفّار کے دلوں میں ایسا رُعب چھا گیا کہ وہ لڑائی چھوڑ کر ظاہرًا بغیر کسی سبب کے خود بخود بھاگ گئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ میری نصرت رُعب کے ذریعہ سے کی گئی تھی اور وہ میرے مقام سے ایک ایک مہینے کی راہ تک کفّار کو محسوس ہوتا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۳** يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : تفسیر قمیؔ میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز اُڑائے گا قیامت کے دن اس چیز کو آتش جہنم میں دیکھے گا، پھر اس کو اس پر مجبور کیا جائے گا کہ داخل جہنم ہو کر اس چیز کو نکال لائے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۴** اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ : کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو خوشنودی خدا کے تابع ہیں وہ ائمہ ہیں اور جن کے درجات اللہ کے نزدیک ہیں وہ مومنینؑ ہیں اور جس قدر ہماری ولایت اور معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اُسی قدر اُن کے اعمال کے ثواب کو خدائے تعالیٰ بڑھاتا جاتا ہے اور جس نسبت سے اُن کے ثواب کو بڑھاتا ہے اُسی نسبت سے ان کے درجے بلند فرماتا جاتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۵** بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ : تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ ہر پھر کر غضبِ خدا میں گرفتار ہونے والے وہ لوگ ہیں جو حق امیر المؤمنین علیؑ اور حقوق ائمہ اہلبیتؑ کے منکر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۶** مُصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا : تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مسلمانوں نے بدر کے دن ایک سو چالیس ۱۴۰ مشرکوں کو صدمہ پہونچایا تھا اسطرح کہ ستّر کو قتل کیا تھا اور ستّر کو قید اور اُحد کے دن مسلمانوں میں سے ستّر شہید ہو گئے، اس پر رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ اللہ نے تو نصرت کا وعدہ کیا تھا یہ مصیبت ہم پر کیوں پڑی؟ اسی کے جواب میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم پر تو ایک ہی مصیبت پڑی ہے حالانکہ تم دوسروں پر تو دوگنی ڈال چکے ہو اور پھر یہ بھی ہماری طرف سے مصیبت نہیں ہے۔ یہ بھی تمہاری ہی طرف سے ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۳** وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت شہداءِ بدر و اُحد کی شان میں نازل ہوئی اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو راہِ خدا میں قتل ہوا ہو، جہاں جان طلبِ رضاءِ خدا میں دینی پڑتی ہے، یا جہادِ اکبر میں قتل ہوا ہو، جہاں ریاضت سے ہر خواہشِ نفسانی کا قلع و قمع کر دیا جاتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمدؑ باقرؑ سے

روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں جہاد کی طرف بہت راغب ہوں۔ اور مجھے اُس سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ضرور تو راہِ خدا میں جہاد کیا کر (کہ اس کی ہر صورت میں فائدہ ہے یعنی) اگر تو اس میں قتل ہوگیا تو حقیقت میں تو نے ہمیشہ کیلئے زندگی پائی اور تو خدا کے پاس سے رزق پائے گا۔ اور اگر تو جہاد کی تیاری یا عینِ جہاد میں اپنی موت سے مرگیا تب بھی خدا کے ذمہ تیرا اجر رہا۔ اور اگر صحیح و سلامت واپس آیا تو کوئی گناہ تیرے ذمے نہیں رہا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا کی تفسیر یہی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۴** یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ: کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ واللہ اس آیت میں اس مقام پر مراد ہمارے شیعہ ہیں جس وقت اُن کی روحیں جنت میں جائیں گی خدائے تعالیٰ کی طرف سے جس کرامت کی وہ مستحق ہیں اُس سے انکا استقبال ہوگا۔ اُس وقت اُنکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم واقعاً دینِ خدا پر اور حق پر تھے۔ پس مومنین میں سے اُن کے بھائی جو پیچھے رہ گئے وہ اُن کو یہ خوشخبری دیں گے کہ نہ ان کو آئندہ کے متعلق کچھ خوف ہوگا اور نہ اُس کو گزشتہ کے متعلق کوئی رنج اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ روایت ہے کہ کسی شخص نے آنحضرتؐ سے یہ عرض کی کہ عوام الناس یہ روایت کرتے ہیں کہ مومنین کی روحیں عرشِ خدا کے گرداگرد سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہیں گی، حضرتؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہے، مومن کی عزت خدا کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ اُس کی روح کو کسی پرندے کے پوٹے میں جگہ دے بلکہ اُن روحوں کو اور بدن مثل اُن کے پہلے بدنوں کے دیئے جاتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۸۶ نوٹ نمبر ۲** فَاخْشَوْھُمْ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدرِ صغریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے قصہ اُس کا یہ ہے کہ ابو سفیان نے معرکۂ اُحد کے دن میدان سے جاتے وقت جناب رسولِ خدا سے یہ کہا تھا کہ یا محمدؐ آئندہ بدرِ صغریٰ کے مجمع کے موقع پر ہماری اور تمہاری لڑائی رہی آنحضرتؐ نے بھی اسے منظور فرمالیا تھا۔ چنانچہ دوسرے سال ابوسفیان اہلِ مکّہ کو لیکر نکلا اور اپنے اونٹوں وغیرہ سمیت ایک باغ میں اترا پھر خدا نے اس کے دل میں رُعب ڈال دیا اور اُس نے واپس آنا چاہا نعیم ابن مسعود اشجعی سے جو بہ نیت عمرہ آرہا تھا ملاقات ہوئی اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے بدرِ صغریٰ میں مقابلہ کا وعدہ کرلیا تھا، مگر یہ قحط کا سال ہے اور ہمارے لیئے وہ سال موزوں ہوتا ہے کہ جس میں گھاس چرانے کو ملے اور دودھ پینے کو۔ تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس سال بدرِ صغریٰ تک نہ جاؤں مگر یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمدؐ آئیں اور مجھے نہ پائیں کہ اُس سے اُن کی جرأت اور بڑھے گی، پس تم ذرا مدینے چلے جاؤ اور ان کے ساتھیوں کو ڈرا دھمکا کر روک آؤ، اس خدمت کے معاوضہ میں دس اونٹ تمکو دوں گا کہ سہیل ابن عمر کے حوالے کیے دیتا ہوں۔ نعیم مدینے آیا اور لوگوں کو ابوسفیان کے مقابلہ کیلئے نکلنے کی تیاری کرتے پایا۔ اُس نے اُن سے کہا کہ تمہاری رائے کیسی بری رائے ہے کہ جب وہ گذشتہ سال تمہارے گھروں پر چڑھکر آئے تھے تب تو تم میں سے بہت ہی تھوڑے نکلے تھے اور اب تمہارا ارادہ ان کے مقابلہ کا ہے حالانکہ وہ اس میلے کے وقت بہت سے جمع ہو کر آئیں گے جن کا مقابلہ کرکے بخدا تم میں سے کوئی زندہ پلٹ کر نہ آئیگا۔ اصحابِ رسولؐ کو اتنا سہارا ملنا تھا کہ وہ جہاد کے جانے کو مکروہ سمجھنے لگے۔ جناب رسالتمآبؐ نے جب یہ حالت دیکھی تو یہ فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور مقابلہ کیلئے نکلوں گا گو میں تنہا ہوں اور کوئی بھی میرے ساتھ نہ جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بزدل سب رہ گئے اور بہادر آمادۂ جہاد و قتال ہوکر نکلے اور رسول اللہ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ پس جناب رسولِ خدا اور اصحابِ شجاع بدرِ صغریٰ تک پہنچے۔ بدرِ صغریٰ ایک پانی کا نام ہے جو بنی کنانہ کی ملکیت تھا اور زمانۂ جاہلیت میں وہاں آٹھ دن کیلئے سالانہ میلہ ہوا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ ابوسفیان کے انتظار میں ٹھہرے رہے مگر وہ جحفہ سے مکّہ کو لوٹ گیا تھا۔ اہلِ مکّہ نے ابوسفیان کے اسی لشکر کا نام جیش السویق رکھا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ ستو پھانکنے گئے تھے اور خالی خولی لوٹ آئے۔ آنحضرتؐ اور اُن کے اصحاب کو ایک مشرک بھی مکّہ کا نظر نہ آیا۔ میلہ کے تمام زمانے میں آنحضرتؐ وہیں رہے۔ اور اصحابِ حضرتؐ نے خوب تجارت کی یہاں تک کہ اِن کے ایک ایک کے دو دو ہوگئے تا آنکہ وہ صحیح و سالم اور مالا مال ہوکر مدینے لوٹ آئے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۶ نوٹ نمبر ۳** ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ: یہاں شیطان سے مراد نعیم اشجعی ہے جو رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کے اصحاب کو ڈرانے کے لیے آیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۸۸ نوٹ نمبر ۳** مَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ: مجالس الابرار میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول بیان کیا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا کہ علیؑ سے دوستی رکھنے والا ہو اور میں اُسے جہنم سے بچا نہ لوں اور جنت میں جگہ نہ دوں اور اسی طرح میرے بندوں میں کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا کہ علیؑ سے بغض رکھنے والا ہو اور میں اُس سے بغض نہ رکھوں اور اُسے داخلِ جہنم نہ کروں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو سخی ہیں اور سب سے بدتر وہ ہیں جو بخیل ہیں۔ اور کسی شخص کے خالص مومن ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے نیکی کرے اور اُن کی حاجت براری میں سعی کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۲** یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے بڑی عبادت مصنوعاتِ خدا اور قدرتِ خدا میں غور کرنا ہے۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام یہ فرمایا کرتے تھے غور و فکر سے اپنے دل کو ہوشیار رکھو۔ رات کو نہ سوؤ اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ جناب امام رضا علیہ السّلام نے یہ فرمایا کہ کثرتِ صوم و صلوٰۃ عبادت نہیں ہے بلکہ امرِ خدا میں غور کرنے کا نام عبادت ہے۔

**قولِ مترجم**: اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز و روزہ بالکل چھوڑ دے اور صرف گیان دھیان کرلیا کرے جیسے کہ بعض اہلِ مذاہب کا خیال ہے بلکہ قولِ امام یہ ہے کہ امرِ خدا میں غور کرنے کا نام عبادت ہے۔ چونکہ نماز روزہ کا بجالانا خود امرِ خدا ہے اس لیے اس کے منافع و فوائد میں غور و خوض کرنا اور صحیح ارکان کے بموجب اُسکو بجالانا چاہیئے نہ محض عادتاً اٹھک بیٹھک کرنا یا بھوکے پیاسے مرنا۔ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے منقول ہے کہ ایک ساعت (صنعِ خدا میں) تفکّر کرنا ایک شب کی عبادت سے بہتر ہے۔ دوسری روایت کے بموجب ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ان تینوں روایتوں کے باہمی اختلاف کا موجب تفکّر کے

مراتب کا مختلف ہونا، تفکّر کرنے والوں کے درجوں کا متفاوت ہونا اور جن چیزوں میں تفکّر کیا جائے ان کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۳** وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ظالموں کے ایسے امام نہ ہوں جو اُن کی کچھ مدد نہ کر سکیں۔ ۱۲

**صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۴** مُنَادِیًا یُّنَادِیْ: اس سے مراد رسولِ خدا ہیں اور ایک قولِ ضعیف کے بموجب قرآن مجید ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰ نوٹ نمبر ۳** تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ: تقلّب کے لفظی معنی ہیں اِدھر اُدھر چلنا پھرنا۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ کاروبار کے لیے، سیر و سیاحت کے لیے، تجارت و زراعت کے لیے، عیش و راحت کے لیے مختلف شہروں اور ملکوں میں آنا اور جانا۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰ نوٹ نمبر ۸** وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ: اس سے مراد نجاشی بادشاہِ حبشہ ہے جس کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس کی وفات کی جبرئیلؑ امین نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ اور آنحضرتؐ نے لوگوں سے یہ فرمایا کہ چلو اور اپنے بھائی کے جنازے کی نماز پڑھو جس کا انتقال پردیس میں ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا نجاشی۔ پھر جناب رسولِ خدا بقیع میں تشریف لائے اور زمین مدینہ سے حبشہ تک سب کی سب اُن لوگوں کو دکھلائی دینے لگی یہاں تک کہ تابوت بھی اُس کا نظر آنے لگا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُس پر نماز پڑھی۔ اور منافقوں نے کہا کہ یہ کیسے رسولؐ ہیں کہ ایک حبشی عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ وہ اِن کے دین پر نہیں تھا۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِس کی شانِ نزول میں بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت اسّی آدمیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو سب کے سب دینِ عیسیٰؑ پر تھے اور رسولِ خدا پر ایمان لائے تھے۔ اُنہیں سے چالیسؔ بحرین کے رہنے والے تھے اور بتیسؔ حبشہ کے اور آٹھ روم کے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۲** خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا: الفقیہ اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے اُن حضرتؑ سے حضرت حوّاؑ کی پیدائش کی کیفیت دریافت کی اور یہ عرض کی کہ ہمارے قرب و جوار میں ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی انتہائی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ امامؑ نے یہ سن کر فرمایا کہ خدا کی شان ان باتوں سے بہت رفیع اور اس کی ذات اِن سب ہزلیات سے بَری ہے جو اس بات کا قائل ہے وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ خدائے تعالیٰ میں حضرت حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی پسلی کے سوا کسی طرح پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی اور وہ طعن و تشنیع کرنے والوں کو گفتگو کا موقع دیتا ہے کہ وہ کہیں کہ آدمؑ کے ایک جزو کا نکاح دوسرے جزو کے ساتھ ہوا تھا اسلیئے کہ زوجہ پسلی سے تھی۔ کیا ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں؟ خدا اِن سے سمجھے۔ پھر (اصلی قصہ) یوں ارشاد ہوا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے جس وقت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور فرشتوں کو اُن کے سجدہ کا حکم دیا اور وہ سجدہ بھی کر چکے آدمؑ پر نیند غالب کی گئی۔ پھر حضرت حوّاؑ کو اپنی قدرت سے اُسی شان سے حضرت آدمؑ کے واسطے پیدا کیا۔ اور اُن کو آدمؑ کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں جگہ دی۔ مصلحت اِس میں یہ تھی کہ عورت ہمیشہ مرد کی تابع رہے۔ حضرت حوّاؑ نے اِس جگہ سے ہٹ جانے کا ارادہ کیا۔ اور اُن کی حرکت سے حضرت آدمؑ بیدار ہو گئے۔ اور جیسے ہی وہ بیدار ہوئے حضرت حوّاؑ کو یہ آواز آئی کہ تم اِن کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جب حضرت آدمؑ نے اُن سے بات کی تو حضرت حوّاؑ نے اُنھی کی زبان میں اُس کا جواب دیا۔ حضرت آدمؑ کا سوال تھا کہ تم کون ہو؟ حضرت حوّاؑ کا جواب تھا کہ میں ایک مخلوق ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا ہی پیدا کیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اُس وقت آدمؑ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کی یہ خوبصورت مخلوق کون ہے؟ جس کی طرف دیکھنا اور جس کے پاس ہونا میرے دل کو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ میری کنیز حوّاؑ ہے کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ یہ تمہارے پاس رہے اور تم سے موانست کرے اور تم سے باتیں کیا کرے اور تمہارے حکم کی تابع ہو؟ عرض کی پروردگارا بیشک بلکہ اس نعمت کا زندگی بھر شکریہ بھی ادا کرتا رہوں گا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تم باقاعدہ اِس کی ہم سے خواستگاری کرو کہ یہ ہماری لونڈی ہے اور تمہاری زوجہ بننے کی اِس میں صلاحیت ہے۔ اِس کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ میں شہوت بھی پیدا کی اور ہر چیز سے کام لینے کا علم اِن کو پہلے سے سکھا دیا گیا تھا۔ اُس وقت آدمؑ نے عرض کی پروردگارا میں تجھ سے اِس عورت کے بارے میں خواستگاری کرتا ہوں تیری اس بارے میں رضا کیا ہے؟ فرمایا کہ میری رضا یہ ہے کہ تم اس کو میرے دین کے قواعد تعلیم کر دو۔ آدمؑ نے عرض کی کہ اگر تیری مشیّت اِس کے بارے میں میرے لیے ہو تو میں اس کو تعلیم دینے کے لیے حاضر ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یہی مشیّت ہے اور میں نے اسے تمہاری زوجیّت میں دیا اب تم اس سے متحد ہو جاؤ۔ اُس وقت آدم علیہ السلام نے حضرت حوّاؑ سے خطاب کر کے کہا کہ میرے پاس آؤ، حضرت حوّاؑ نے انکار کیا اور یہ کہا بلکہ آپ میرے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ایسا ہی ہوا، چنانچہ وہ گئے اور اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو عورتیں ہمیشہ مردوں کی خواستگاری کرنے جایا کرتیں۔ خلقتِ حوّاؑ کا اصلی قصہ اتنا ہے (ان دونوں بزرگواروں کی ابتداءِ اولاد کا قصہ حواشی ص۸ تا ص۹ پر دیکھیئے) تفسیر برہان و علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اولادِ آدمؑ کی نسل ابتداءً کیونکر پھیلی اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی اپنے بیٹوں سے کر دیں اور یہ تمام موجود مخلوق بھائیوں اور بہنوں کے میل سے پیدا ہوئی ہے حضرت نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ خدائے تعالیٰ کی شان اس سے کہیں ارفع و اقدس ہے کہ وہ ایسا حکم دے جو شخص اِس بات کا قائل ہے۔ وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے برگزیدہ لوگوں کو یعنی اپنے دوستوں کو۔ نبیوں کو اور رسولوں کو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اور احکام کے ماننے والے مرد اور عورتوں کو معاذ اللہ حرام سے پیدا کیا۔ اور اس میں اِس بات کی قدرت نہ تھی کہ وہ ان سب کو حلال سے پیدا کرتا۔ حالانکہ اُن سے اس بات کا پختہ عہد لے لیا تھا کہ وہ حلال پر اور پاکی و پاکیزگی پر قائم رہیں اور حرام اور ناپاک چیزوں کے پاس بھی نہ پھٹکیں اور مجھے تو یہاں تک تحقیق خبر ملی ہے کہ کسی چوپایہ کو دھوکا دیا گیا تھا کہ اس کی بہن پہچان میں نہ آئی جب وہ اُس سے جفتی کھا کر اُترا تو اصلی حالت اس پر ظاہر کی گئی اور اُس نے جان لیا کہ اس کی بہن ہے تو اُس نے اُسی وقت اپنا عضوِ تناسل نکالا پھر دانتوں سے اسے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور گر کر فوراً مر گیا۔ ایک اور چوپایہ کو بعینہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ اس کی ماں پہچان میں نہیں آئی تھی اور وہ اسی طرح مر گیا تھا۔ تو کیا انسان باوجود اپنے علم و فضل کے حیوانات سے بھی گیا گزرا ہوگا ہاں بات یہ ہے کہ اس مخلوق سے جس کو تم دیکھ رہے ہو ایک گروہ نے خاندانِ انبیاءؑ کے علم سے مُنہ پھیر لیا اور جہاں سے لینے کا حکم نہ تھا وہاں سے علم لیا اس کا نتیجہ وہ جہالت اور رجالت ہوئی جسے تم دیکھتے ہو پھر فرمایا وائے ہو اُن لوگوں پر کدھر چلے گئے اُس قول سے جس میں نہ فقہائے حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ فقہائے عراق نے خدائے عزّ و جل نے قلم کو حکم دیا اور اُس نے قیامت تک کے

احکام لوحِ محفوظ پر آدم علیہ السّلام کی پیدائش ہونے سے دو ہزار برس پہلے لکھ دیے اور جتنی کتابیں قلم نے (بحکمِ خدا) لکھی ہیں ان سب میں بھائیوں کا بہنوں پر حرام ہونا درج ہے۔ اور اُن چاروں کتابوں میں جو تمام عالم میں مشہور ہیں۔ یہی مضمون ہم نے دیکھا ہے اُن میں سے کسی کتاب میں بھائیوں کا بہنوں پر حلال ہونا ثابت نہیں ہے میں تم سے حق بات کہتا ہوں کہ جو ایسی ایسی باتوں کا قائل ہے وہ مجوسیوں کی محبت کو قوی کرتا ہے انھیں کیا ہو گیا ہے خدا ان پر لعنت کرے پھر جناب امام علیہ السّلام نے حضرت آدم علیہ السّلام اور اُن کی ذرّیت کی ترقّی نسل کا بیان شروع کیا پس فرمایا کہ آدم علیہ السّلام کے ہاں ستر ولادتیں ہوئیں ہر ولادت میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی جب ہابیل قتل ہو گئے تو آدم علیہ السّلام کو بیحد صدمہ ہوا کہ عورت کے پاس بھی آنا جانا چھوڑ دیا اور پانچ سو برس تک حضرت حوّا علیہا السّلام سے ہم بستری نہیں کی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے ان کے غم کو دور کیا تا آنکہ وہ حضرت حوّا علیہا السّلام کے پاس گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِس ولادت میں صرف ایک بیٹا شیثؑ نام عطا فرمایا جن کے ساتھ توام کوئی نہ تھا۔ یعنی لڑکی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اِنہی شیثؑ کا نام ہبۃ اللہ بھی ہے یہ روئے زمین پر پہلے وصی ہیں جنھیں اولادِ آدمؑ میں سے خدائے تعالیٰ نے نیابت کے لیے منتخب فرمایا۔ پھر حضرت آدم علیہ السّلام سے شیث علیہ السّلام کے بعد دوسرا بیٹا یافث پھر پیدا ہوا۔ اُن کے ساتھ بھی کوئی دوسرا نہ تھا۔ اور جب یہ دونوں بیٹے بالغ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ان کی نسل پھیلے جیسا کہ تم اُسے دیکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی منظور تھا کہ لوح و قلم کے ذریعے سے جن چیزوں کو حرام قرار دے چکا ہے وہ حرام ہی رہیں جیسے بہنوں کا بھائیوں سے نکاح ہونا۔ لہٰذا جمعرات کے دن بعد عصر جنّت سے ایک حور کو نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السّلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیثؑ کی اِس سے شادی کر دو۔ چنانچہ حضرتؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر دوسرے دن عصر کے بعد ایک اور حور جنّت سے نازل کی جس کا نام منزلہ تھا اور خدائے تعالیٰ نے اُس کی نسبت حکم دیا کہ اس کی شادی یافث سے کر دو۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ شیثؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور یافث کے ہاں لڑکی اور جب یہ دونوں بچے بالغ ہو گئے تو شیثؑ کا بیٹا یافث کی بیٹی سے بیاہا گیا۔ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السّلام اور برگزیدہ بندے انہی دونوں کی نسل سے ہیں اور جیسا کہ عوام النّاس قائل ہوئے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہے کہ بہنوں کی شادی بھائیوں سے ہوتی تھی مَن لَا یحضرہ الفقیہ میں بھی قریب قریب یہی مضمون منقول ہے کافی اور تفسیر عیّاشی میں کئی حدیثیں اس مضمون کی منقول ہیں کہ سلسلۂ نسل کیونکر چلا۔ خلاصہ اُن سب کا یہ ہے کہ حضرت شیث علیہ السّلام کے چند بیٹے یا پوتے پیدا ہوئے اور وہ ایک جن کی بیٹیوں سے بیاہے گئے لہٰذا آدمیوں میں حسن و خلق و خوبصورتی و حلم وغیرہ جو اچھی اچھی صفتیں ہیں وہ تو حور کی طرف سے درافتا کی ہیں اور غیر مزاجی و غصّہ و جہالت و حماقت و بدصورتی یہ اُس جن کی بیٹیوں کی طرف سے ہے۔

**صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۴** | تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ : تفسیر قمی میں وارد ہے کہ تم سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور صلۂ رحمی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ آیا تم نے تقویٰ کیا تھا اور صلۂ رحمی کی تھی۔ یعنی اپنے عزیزوں سے نیک سلوک کیا تھا یا نہیں ؟

**صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۵** | فِي الْيَتٰمٰى : یہاں مراد یتٰمیٰ سے یتیم لڑکیاں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم کو یہ اندیشہ ہو کہ اُنکے ماں باپ یعنی حمایتی نہ ہونے کے سبب تم ان کے ساتھ عدالت کا برتاؤ نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے نکاح کر لو جن کے ساتھ عدالت کا برتاؤ کرنے پر اُن کا کُنبہ تم کو مجبور کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۶** | فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا : اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل کر ہی نہ سکو گے تو دُو، تینؔ، چاؔر کی اجازت نہیں۔ صرف ایک ہی سے نکاح کرو۔ ۱۲

**صفحہ ۹۴ نوٹ نمبر ۱** | قولِ مترجم۔ جب کسی مرد یا عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کا ادا کرنا سب سے پہلے لازم ہے پھر اگر اُس نے کوئی وصیّت کی ہو تو باقی مال کی ایک تہائی تک اُس کی وصیّت کے بموجب صرف ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد جو بچے دو وارثوں کا حق ہے۔ وارث دو وجہ سے بن سکتے ہیں ایک نسب کے باعث دوسرے سبب کے بموجب

**نسب کا بیان :۔** وارثانِ نسبی کے تین طبقے ہیں۔ اوّل طبقہ میں ماں باپ اور اولاد ہے۔ دوسرے طبقہ میں دادا دادی نانا نانی بھائی بہن اور ان کی اولادیں۔ تیسرے طبقہ میں چچا۔ پھوپھی۔ ماموں۔ خالہ۔ اور ان کی اولاد ہے۔

**تنبیہ :۔** واضح ہو کہ اگر پہلے طبقہ کے لوگ موجود ہوں تو دوسرے اور تیسرے طبقہ کے لوگ میراث سے محروم رہیں گے۔ اور دوسرے طبقہ والوں کی موجودگی میں تیسرے طبقہ والے لوگ میراث نہ پائیں گے۔ شوہر اور زوجہ ہر طبقہ کے ساتھ اپنا حق لے سکتے ہیں۔ اور عینی بھائی بہن کے ہوتے پدری بھائی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔

**صاحبانِ فروض و قرابت کا بیان :۔** صاحبِ فرض وہ شخص ہے جس کا حصّۂ وراثت صراحتاً قرآن مجید میں مذکور ہے وہ دسؔ ہیں۔ ماںؔ باپؔ بیٹےؔ۔ چند بیٹیاں۔ بہنؔ۔ چند بہنیںؔ۔ عینی یا پدری۔ مادری بہنؔ بھائی۔ شوہرؔ۔ زوجہؔ۔ صاحبِ قرابت وہ شخص ہے جس کا سہمِ وراثت صراحتاً کلام مجید میں مذکور نہیں بلکہ تفسیر میں آنحضرتؐ نے ایک عام قاعدہ بتا دیا ہے جس سے اُس شخص کا حصّہ معلوم ہو جاتا ہے وہ دسؔ ہیں داداؔ۔ دادیؔ۔ ناناؔ۔ نانیؔ۔ چچاؔ۔ پھوپھیؔ اور ان کی اولاؔد۔ خالہؔ۔ ماموںؔ اور اُن کی اولادؔ ہیں۔

**سہام و فروض کا بیان :۔** حدیث و قرآن کی رو سے جس قدر مال پانے کا وارث مستحق ہوتا ہے اُتنے مال کو سہم کہتے ہیں سہام چھؔ ہیں۔ نصفؔ۔ ثلثؔ۔ ثلثینؔ۔ ربعؔ۔ سدسؔ۔ ثمنؔ۔

نصفؔ۔ یعنی آدھا ترکہ پانے کے تین شخص مستحق ہیں۔ اوّل شوہر جبکہ زوجہ اپنے بطن سے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ چھوڑے۔ دوسرے صرف ایک بیٹی۔ تیسرے صرف ایک بہن خواہ عینی ہو یا پدری۔

ثلثؔ۔ یعنی ایک تہائی ترکہ پانے کے دوؔ شخص مستحق ہیں اوّل میّت کی ماں جبکہ میّت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اور دؔو یا زیادہ بھائی عینی یا پدری نہ ہوں۔ دوسرے دو یا دو سے زیادہ مادری بھائی بہن یا ان کی اولاد۔

**ثُلُثَین** ۔ یعنی دو تہائی ترکہ دو قسم کے لوگ پا سکتے ہیں۔ اوّل صرف بیٹیاں جبکہ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ دوسرے صرف بہنیں خواہ عینی ہوں یا پدری۔

**رُبُع** ۔ یعنی چوتھائی مالِ میّت دو قسم کے آدمی پائیں گے۔ اوّل شوہر جبکہ زوجہ اپنی نسل سے اولاد چھوڑے۔ دوسرے زوجہ اپنے شوہر کے متروکہ میں سے جبکہ شوہر اور اولاد نہ چھوڑے خواہ اُسی زوجہ کے بطن سے ہو یا کسی دوسری کے۔

**سُدُس** ۔ یعنی چھٹا حصّہ یہ سہم تین وارثوں کا ہے۔ اوّل ماں۔ باپ۔ جبکہ میّت نے اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑی ہو۔ دوسرے ماں جبکہ میّت دو بھائی یا زیادہ۔ یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں چھوڑے اور میّت کا باپ موجود نہ ہو۔ تیسرے ایک مادری بہن یا بھائی۔

**ثُمُن** ۔ یعنی آٹھواں حصّہ سہم زوجہ کا ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ جبکہ میّت اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑے۔ خواہ وہ اولاد موجودہ زوجہ کی نسل اور بطن سے ہو یا اور کسی زوجہ سے۔

میراث پانے والوں کا جو حق قرآن مجید اور احادیث کی رو سے ثابت ہے اُس کا مختصر ذکر یہ ہو چکا۔ اس سے زیادہ تفصیلِ احکام اور تقسیم میراث کے طریقے جنکو دیکھنے منظور ہوں وہ ہماری کتاب تحفۃ المقبول میں ملاحظہ فرمالیں۔

**صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۴** ؛ مِنْ قَرِيْبٍ ؛ ایک مطلب اس کا یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس بدی کی محبّت اس کے دل میں بیٹھ جائے اور طبیعت اسکی عادی ہوجائے توبہ کرلے۔ اور ایک مطلب اس کا یہ ہے کہ وقتِ موت سے پہلے توبہ کرلے کہ موت آجانے پر توبہ قبول نہیں ہے جیساکہ فرمایا حَتّٰى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ موت کا نام خدا نے قریب رکھا ہے اسلیئے کہ مدت حیات بہت ہی تھوڑی ہے جیساکہ فرمایا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ تفسیر صافی اور مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْه میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے اپنے آخری خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک سال تو بہت ہے جو شخص اپنے مرنے کے ایک مہینہ پہلے بھی توبہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے مرنے سے ایک دن پہلے بھی توبہ کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی بھی دعا قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ ایک دن بھی بہت ہے جو شخص اپنے مرنے سے ایک ساعت پہلے بھی توبہ کریگا تو خدائے تعالےٰ اُس کی بھی دُعا قبول فرمائیگا۔ پھر فرمایا کہ ایک ساعت بھی بہت ہے جو شخص اس وقت بھی توبہ کریگا جبکہ اُس کا دم یہاں تک پہونچا ہوگا (اسوقت اپنے دستِ مبارک سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) اس وقت بھی خدائے تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ اور آخر میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو شخص ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بھی توبہ قبول فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں یہ وارد ہے کہ جب ابلیس راندۂ درگاہ کیا گیا ہے تو اُس نے عرض کی کہ تیری ہی عزت و عظمت کی قسم میں فرزندِ آدمؑ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ روح اُس کے جسم سے مفارقت نہ کرجائے پروردگار عالم سبحانہٗ تبارک و تعالےٰ شانہٗ نے فرمایا مجھے بھی اپنی عزت و عظمت کی قسم میں بھی اپنے بندہ سے اس وقت تک توبہ کو باز نہ رکھوں گا جب تک کہ اس کی سانس اُلٹی نہ چلنے لگے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب سانس یہاں تک پہنچ جائے (اُسوقت حضرتؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ فرمایا) اسوقت تو عالم کے لیے تو توبہ نہیں ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقر علیہ السّلام سے بھی یہ ہی حدیث منقول ہے مگر اُس کے آخر میں اتنا اور زیادہ ہے مگر جاہل کی توبہ اس وقت بھی قبول ہو جائے گی۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی** ۔ اس وقت عالِم کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب غالباً یہ ہو کہ موت کی علامتیں دیکھکر اُس کو زندگی سے مایوسی ہو ہی جاتی ہے برخلاف جاہل کے کہ جب تک اس کو غیب کی چیزیں نظر نہ آئیں اُس وقت تک بھی مایوسی نہیں ہوتی۔ منجملہ ان الطاف کے جو خدائے تعالےٰ نے مبذول فرمائے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ روح قبض کرنے والے فرشتہ کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ شروع پاؤں کی انگلیوں سے کرے پھر سہج سہج اوپر کو چڑھتا جائے پھر صدر تک پہنچے اور آخر میں حلق تک تاکہ مرنے والے کو اس بات کی مہلت ملے کہ اپنا دل خدا کی طرف متوجہ کرے اور وصیّت کرسکے اور فرشتہ کو دیکھنے سے پہلے ہی توبہ کرلے اور صاحبانِ حقوق سے حقوق بخشوا سکے اور خدائے تعالےٰ کو یاد کرسکے۔ اور دم نکلتے نکلتے اس کی زبان پر ذکرِ خدا رہے کہ اس صورت میں خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے خدائے تعالےٰ اپنے لطف و کرم سے سب مومنوں کو ایسی ہی موت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

**صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۵** ؛ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ سے مراد ہیں گنہگار مومنین جو پہلی آیت میں ہے اور لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ سے مراد ہیں منافقین۔ ۱۲

**صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۶** تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؛ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قبائل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کسی شخص کا کوئی قریبی رشتہ دار مرجاتا اور اپنی زوجہ چھوڑتا تو وہ شخص اس عورت پر اپنا کپڑا ڈال دیتا بوجہ اس کے کہ متوفی نے مہر ادا کرکے اس سے نکاح کیا تھا تو جیسے یہ رشتہ دار اُس کے اور مال کا وارث ہوتا ویسے ہی اس عورت کا بھی مالک ہوجاتا۔ چنانچہ جب ابوالقیس ابن الاشلت کا انتقال ہوگیا تو اُس کے بیٹے محصن ابن ابی قیس نے اپنے باپ کی زوجہ کبیشہ بنت معمر بن معبد کے سر پر کپڑا ڈالا اور دستور کے مطابق اس کا مالک ہوگیا۔ مگر پھر اس کو نظر انداز کردیا نہ کبھی اس کے پاس آتا جاتا اور نہ اسے روٹی کپڑا دیتا۔ پس وہ جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں شکایت لیکر آئی اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ ابوالقیس ابن الاشلت تو مرگیا اور اس کا بیٹا محصن میرے نکاح کا مالک ہوگیا۔ اب نہ وہ میرے پاس آتا جاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تو تو اپنے گھر چلی جا۔ اگر خدائے تعالیٰ نے تیرے بارے میں کچھ حکم دیا تو میں تجھ کو اطلاع دوں گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۔ اس کے حکم کے بموجب وہ آزاد ہوکر اپنے میکے چلی گئی۔ مگر مدینہ منورہ میں اور بھی ایسی بہت سی عورتیں تھیں جن کے نکاح کے وارث اور لوگ ہوگئے تھے۔ فرق اتنا ہی تھا کہ نکاحِ کبیشہ کا وارث اس کے خاوند کا بیٹا تھا۔ اس لیے دوسرا حکم یہ نازل ہوا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک عورت کو صرف اسی لیے روک رکھا تھا کہ جب یہ مَرجائے تو اِس کے مال کا وارث میں بن جاؤں حالانکہ اُس کو اور کوئی ضرورت نہ تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۷** لَا تَعْضُلُوْهُنَّ ÷ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک عورت تھی کہ وہ اس کو مارتا تھا، غرض یہ تھی کہ وہ کچھ فدیہ دیکر اُس سے چھوٹ جائے اسی سے خدائے تعالےٰ نے ممانعت فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۸** ÷ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ÷ لفظی معنی اِس کے ہیں کھلی بدی اور مراد اس سے ہے شوہر کی نافرمانی، اس کے ساتھ بُرا برتاؤ اور صاحبِ عفت نہ ہونا ۱۲

**صفحہ ۹۶ نوٹ نمبر ۶** ÷ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ÷ اس آیہ نے اصلی اولاد اور متبنیٰ کی حقیقت کھول دی یعنی خدا کے نزدیک متبنیٰ کوئی چیز نہیں اور اولاد خواہ اپنی ہو خواہ بیٹے کی خواہ بیٹی کی سب اس حکم میں داخل ہیں۔ کافی میں جناب امام محمّد باقر سے ایک حدیث منقول ہے جس میں حضرتؑ نے جناب حسنینؑ کو جناب رسولؐ خدا کا صلبی بیٹا ثابت کیا ہے کیونکہ بحث کرنے والے نے یہ کہا تھا کہ عیسٰیؑ نوحؑ کے یا ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں۔ اس لیے کہ بیٹی کے بیٹے کو بیٹا کہدیتے ہیں اور یہ جو خدا نے جناب رسولؐ خدا سے ارشاد فرمایا کہ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا تو یہ بھی عرب کا محاورہ ہے کہ بیٹے توکسی کے ہوں اور دوسرا کہہ دے۔ اَبْنَاءَنَا یہ کچھ صلبی بیٹا ہونے کا ثبوت نہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ میں صلبی بیٹا ہونے کا ثبوت کتابِ خدا سے دیتا ہوں تو ان سے یہ سوال کرکہ آیا حسنینؑ کی مطلقہ ازواج سے جناب رسولؐ خدا نکاح کرسکتے تھے۔ اگر وہ کہدیں کہ کر سکتے تھے تو انھوں نے جھوٹ کہا اور فاجر و فاسق اور مستحقِ لعن ہوئے۔ اور اگر کہیں کہ نہیں تو ثابت ہوا کہ حسنینؑ رسولؐ خدا کے صلبی بیٹے اس آیت کے بموجب ہیں الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اُس کے پاس ایک لونڈی ہے اُس نے اُسکو برہنہ کرکے بنظرِ شہوت دیکھا تو آیا وہ اس شخص کے باپ کیلئے حلال ہے؟ اور اگر باپ نے ایسا کیا ہو تو وہ اس کے بیٹے کے لیے حلال ہے؟ فرمایا اگر باپ نے ایسا کیا ہے تو اس کے بیٹے کے لیے حلال نہیں ہے۔ اور اگر بیٹے نے ایسا کیا ہے تو باپ کے لیے حلال نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۶ نوٹ نمبر ۷** ÷ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ÷ کافی میں وارد ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی یا خلع حاصل کیا ہے یا مبارات کی ہے آیا جائز ہے کہ وہ اس کی بہن سے عقد کرے؟ فرمایا اگر اُس سے پورا قطع تعلق ہوگیا ہے اور رجوع کرنے کا کوئی موقع نہیں رہا ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ دو بہنیں اُس کی کنیزی میں تھیں اُس نے ایک سے مجامعت کی پھر دوسرے سے کی۔ فرمایا جب دوسری سے مجامعت کی تو پہلی اس وقت تک کے لیے حرام ہوگئی جب تک کہ دوسری مرنہ جائے۔ راوی نے عرض کی کہ جب دوسری کو بیچ ڈالے تو پہلی اُس کے لیے حلال ہو جائے گی؟ فرمایا کہ اگر کسی ضرورت سے بیچے تو پہلی کیطرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ اور اگر محض اسی غرض سے بیچی کہ پہلی کی طرف رجوع کرنے کا موقع ملے تو وہ حلال نہ ہوگی۔ ۱۲

÷ تمام شد ضمیمہ جات پارۂ چہارم ÷

# ضمیمہ متعلق پارہ پنجم (۵)

**صفحہ ۹۷ نوٹ ۳** اور دوسری مرتبہ یہ کہا ثَلٰثٌ کُنَّ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اَنَا مُحَرِّمُھُنَّ وَ مُعَاقِبٌ عَلَیْھِنَّ مُتْعَۃُ الْحَجِّ وَ مُتْعَۃُ النِّسَآءِ وَحَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ فِی الْاَذَانِ (تین باتیں عہد رسولؐ اللہ میں جاری تھیں اور میں ان تینوں کو حرام قرار دیتا ہوں اور کرنے والوں کو سزا دونگا، ایک متعۂ حج دوسرے متعۂ نساء تیسرے حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ اذان میں کہنا) متعہ کے بارے میں ائمہؑ سے مخالفین سے جو مباحثے کئے ہیں :—

کافی میں ہے کہ ابوحنیفہ سنیوں کے امام اعظم نے ابوجعفر محمد نعمان سے (جو مؤمن طاق کے نام سے مشہور تھے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے خاص صحابی تھے) دریافت کیا کہ آپ متعہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا آپ اس کو حلال جانتے ہیں؟ مؤمن طاق نے کہا کہ ہاں۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ پھر اس سے آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کو حکم دیں کہ وہ متعہ کیا کریں اور آپ کے لئے روپیہ کما یا کریں؟ مؤمن طاق نے فرمایا کہ جو افعال اور پیشے حلال ہوں یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ان سب کو کرے بھی اور ہر شخص کا ایک مرتبہ اور اس کی ایک قدر و منزلت ہے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اپنی قدر و منزلت کو بڑھائیں (نہ یہ کہ اپنی منزلت گھٹائیں) مگر ہاں ابوحنیفہ صاحب ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کا قول "نبیذ" (شراب خرما) کے بارے میں کیا ہے؟ آیا آپ کے خیال میں وہ حلال ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا جی ہاں حلال ہے۔ مؤمن طاق نے فرمایا پھر آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اپنی جوروؤں اور بیٹیوں کو دوکانوں میں بٹھائیں اور ان سے نبیذ بکوائیں کہ وہ چھنا چھن آپ کے لئے روپیہ پیدا کیا کریں؟ ابوحنیفہ بولا یہ تو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ بلکہ آپ کا ہی تیر زیادہ نشانے پر بیٹھا۔ پھر بولا کہ اے ابوجعفر سورۃ المعارج کی آیتیں متعہ کے حرام ہونے پر صاف صاف دلالت کرتی ہیں۔ (ان آیتوں کے لئے دیکھیے صفحہ ۹۰۹ سطر ۲ تا ۵) اور جناب رسولؐ خدا سے بھی متعہ کے منسوخ فرمادینے کی روایت آئی ہے۔ یہ سنکر ابوجعفر یعنی مؤمن طاق نے فرمایا اے ابوحنیفہ (دروغگو را حافظہ نباشد) سورۃ المعارج مکی ہے (یعنی اس زمانہ میں نازل ہوئی ہے جبکہ رسولؐ خدا مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے) اور آیۂ متعہ مدنی ہے (یعنی اس زمانہ میں نازل ہوئی ہے جبکہ آنحضرتؐ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کے مدینۂ منورہ میں آبسے تھے تو بھلا بعد کی آیت کو پہلے والی آیت منسوخ کیونکر کرسکتی ہے) اور تمہاری روایت شاذہ وردیہ یعنی خراب ہے (جس کا راوی کوئی ایک آدمی مجہول الحال شخص ہو) اب ابوحنیفہ (چڑکے) بولا کہ آیت میراث بھی تو متعہ کو منسوخ کرتی ہے (اس کا مطلب یہ ہے کہ زوجۂ منکوحہ میراث پاتی ہے اور ممتوعہ کو میراث نہیں ملتی تو گویا وہ زوجہ ہی نہیں) مؤمن طاق نے فرمایا کہ نکاح کا ہونا بغیر میراث کے یقیناً ثابت ہے ابوحنیفہ بولا بھلا یہ آپ کہاں سے کہتے ہیں؟ مؤمن طاق نے فرمایا بھلا اگر کوئی مسلمان کسی یہودی یا نصرانی عورت سے عقد کرلے پھر وہ مرجائے تو اس کے بارے میں کیا کہتے ہو (آیا وہ عورت میراث پاسکے گی؟) ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ عورت تو اس کی میراث نہیں پائے گی۔ مؤمن طاق نے فرمایا کہ دیکھو (تمہارے ہی قول سے) نکاح بغیر میراث کے ثابت ہے (یعنی آیتِ میراث متعہ کو منسوخ نہیں کرسکتی) اتنی باتیں کرکے دونوں اپنی اپنی طرف چلے گئے۔ کافی میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر لیثی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت متعۃ النساء کے بارے میں کیا فرماتے ہیں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اپنے نبیؐ کی زبان سے اس کا اعلان کرادیا ہے پس وہ قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ یہ سنکر عبداللہ بولا کہ یا حضرتؐ آپ جیسا شخص یہ فرمائے حالانکہ عمر (ابن الخطاب) نے اس کو حرام کردیا اور اس سے ممانعت کردی۔ حضرتؐ نے فرمایا گو اس نے ایسا ہی کیا ہو۔ عبداللہ بولا معاذ اللہ آپ اس چیز کو حلال قرار دیں جسے عمر نے حرام قرار دیا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں تو اپنے صاحب عمر کے قول پر ہے اور میں جناب رسولؐ خدا کے حکم کا قائل ہوں آؤ اس بات پر ہم اور تم مباہلہ کریں کہ جو کچھ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا وہ حق ہے اور جو کچھ تیرے صاحب نے بکا وہ باطل۔ راوی کہتا ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اسے قبول نہیں کیا بھاگ گیا۔ اسی کتاب میں ہے کہ ابوحنیفہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا حضرت نے فرمایا متعہ دو ہیں تو کونسے کی بابت سوال کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں متعۃ الحج کے بارے میں تو حضرت سے پہلے سوال کرچکا ہوں اب متعۃ النساء کے بارے میں یہ فرمائیے کہ آیا یہ حق ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا سبحان اللہ کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَلَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ ؕ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۹ سطر ۴) ابوحنیفہ کہتا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ واللہ گویا میں نے یہ آیت کبھی پڑھی ہی نہ تھی۔ مَنْ لَا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے دنیا میں دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے (مضمونِ رجعت کے لئے دیکھو ضمیمہ متعلق نوٹ نمبر ۲ صفحہ ۹۴)

**صفحہ ۹۷ نوٹ ۴** مِنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ کسی نے ان حضرتؐ سے دریافت کیا کہ آیا وہ لونڈی سے عقد کرے؟ فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ اسے اضطرار ہو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ آجکل کسی مرد آزاد کو کسی لونڈی سے عقد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ضرورت اُس وقت تھی کہ جب خدا نے فرمایا تھا وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا (جسکو تم میں سے مقدرت نہ ہو) اور طَول سے مراد ہے مہر اور آجکل آزاد عورت کا مہر لونڈی کے مہر کے برابر یا اس سے بھی کم ہے۔ نیز انہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ لونڈی کے ہوتے آزاد عورت سے عقد ہوسکتا ہے اور آزاد عورت کے ہوتے لونڈی سے عقد باطل ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ عورت اجازت دیدے اور اگر اس طرح اجازت سے دونوں کا اجتماع ہوجائے تو آزاد عورت کے دو دن ہیں اور لونڈی کا ایک دن۔ ۱۲

**صفحہ ۹۷ نوٹ ۵** بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ :۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ ان حضرتؐ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی لونڈی ہے

بلا اجازت اس کے مالک کے کسی نے عقد کر لیا؟ فرمایا وہ مرتکب زنا ہوا اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ ۱۲۔

**صفحہ ۹۷ نوٹ ۶** الْعَنَتَ :- العنت کے معنی ہیں جوڑنے کے بعد ہڈی کا ٹوٹ جانا اور استعارۃً ہر مشقت وضرر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ ایسے گناہ سے ڈرتا ہو جس کا گناہ غلبۂ شہوت سے ہو جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۸ نوٹ ۴** گذشتہ سے پیوستہ :- مثلاً کسی کو حرام نظر ڈالنے کا بھی موقع ہے اور بوسے لینے کا بھی اور اس نے نظر ہی ڈالنے پر اکتفا کی تو چونکہ بڑا گناہ جس پر کہ یہ قادر تھا اس نے ترک کیا تو ممکن ہے کہ اس چھوٹے گناہ کو جو اس سے سرزد ہوا خدائے تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۸ نوٹ ۵** وَاسْئَلُوا اللّٰهَ :- الفقیہ میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ ایک شے کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات کے لئے دوست رکھتا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے دشمن۔ وہ شے سوال ہے۔ خدا کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ خود اس سے سوال کیا جائے۔ اور مخلوق سے سوال کرنے کو بہت ہی برا جانتا ہے۔ پس تم میں سے کوئی شخص خدا کے فضل سے سوال کرنے میں کسی چیز کی شرم نہ کرے گو وہ چیز کیسی ہی حقیر و ذلیل ہو (سوال سے مراد ایسا مانگنا ہے کہ کوئی حق ثابت نہ ہو پھر بھی سوال کرے اور مفت کوئی شے کسی سے مانگے) تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت جناب رسولِ خدا مروی ہے کہ رزق کا خدا ضامن ہے اور وہ مقسوم و مقدر ہے مگر فضلِ خدا طلوع فجر سے طلوع شمس تک تقسیم ہوتا رہتا ہے اور یہ جو خدا نے فرمایا وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ ط اس سے یہی فضل مراد ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ طلب رزق میں بعد طلوع فجر ذکرِ خدا کرنا تمام زمین میں مارے مارے پھرنے سے زیادہ کارآمد ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۰ نوٹ ۳** إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ :- کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت خاص کرامتِ جناب محمد مصطفیٰؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہر قرن میں ان میں سے ایک امام ہوگا جو ان کے اعمال و افعال کی گواہی دیگا۔ اور جناب محمد مصطفیٰؐ ہم ائمہؑ کے اعمال و افعال کی گواہی دیں گے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث اہل محشر کے احوال میں مذکور ہے جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ رسولؐ کھڑے کئے جائیں گے اور ان سے دریافت کیا جائیگا کہ جن رسالتوں کا حامل بنا کر تم کو تمہاری امتوں کی جانب بھیجا گیا تھا وہ تم نے پہنچا دیں یا نہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے پہونچا دیں، پھر امتوں سے دریافت کیا جائیگا وہ انکار کریں گے جیسا کہ کلام خدائے تعالیٰ میں وارد ہے فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ٥ (ضرور بالضرور ہم ان سے بھی دریافت کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے ہیں اور ضرور بالضرور ہم رسولوں سے بھی دریافت کریں گے) اور وہ امتیں جو کچھ کہیں گی اسکی بھی خبر دیدی ہے مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ (ہمارے پاس کوئی خوشخبری پہونچانیوالا نہ کوئی ڈرانیوالا آیا) اس وقت اور رسولؐ جناب محمد مصطفےٰ کو اپنا گواہ دینگے۔ پس آنحضرتؐ رسولوں کی تصدیق اور ان کی امتوں کے منکروں کی تکذیب کی گواہی دیں گے اور ہر امت سے یہ فرمائیں گے بَلٰى قَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ (بے شک تمہارے پاس بشیر و نذیر آیا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یہاں لانیکا یہ فائدہ ہے کہ امتوں کا یہ جتلانا مقصود ہے کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اعضا سے اس بات کی گواہی دلوا دے کہ ان رسولوں نے اپنی رسالت تم تک پہونچادی ہے اسی لئے خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا ہے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ٥ (پس وہ جناب رسالتمآبؐ کی شہادت کو رد نہ کر سکیں گے اس خوف سے کہ کہیں ان کے منہ پر مہر نہ لگا دی جائے اور ان کے اعضا و جوارح گویا نہ کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اپنی قوم اور اپنی امت کے منافقین و منکرین وملحدین کے برخلاف شہادت دیں گے کہ کس طرح انھوں نے عناد برتا، کیونکر عہدِ رسولؐ کو توڑا، کس کس طرح سنتِ رسولؐ کو بدلا، کیسی کیسی اہلبیتؑ رسولؐ پر زیادتی کی، کیونکر اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے، کس طرح ارتداد اختیار کیا۔ اور پچھلے انبیاءؑ کی ظالم اور خائن امتوں کی کس درجہ تک پوری پوری پیروی کی اور ان کے قدم بقدم چلے۔ اس زبردست شہادت کے گذرنے پر سب گھبرا کر اقرار کریں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ٥ (اے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب ہوگئی اور ہم گمراہ ہو گئے۔) ۱۲

**صفحہ ۱۰۲ نوٹ ۲** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ ط تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے یہ کہا تھا نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے یار ہیں) اور یہ کہا تھا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارٰى (سوائے یہود و نصاریٰ کے جنت میں ہرگز کوئی داخل نہ ہوگا) تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ وارد ہے اس آیت میں وہ لوگ بھی مراد ہیں جنھوں نے اپنے کو آپ سے آپ صدیق اور فاروق اور ذی النورین قرار دے لیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۲ نوٹ ۳** بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ :- تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا اور ان کی منزلت کا حسد کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۵** بِاٰيٰتِنَا :- تفسیر قمی میں ہے کہ آیات سے جناب امیر المومنینؑ اور ائمۂ معصومین علیہم السلام مراد ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۶** غَيْرَهَا :- احتجاج طبرسی میں وارد ہے کہ ابن ابی العوجا نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ بھلا غیر کا کیا گناہ ہے تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر یہاں غیر سے بھی وہی مراد ہے، اس نے عرض کی میری سمجھ میں نہیں آیا امرِ دنیا سے کسی چیز سے مثال دیجئے۔ فرمایا ہاں کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک آدمی مٹی کی کوئی چیز بنالیتا ہے پھر اس کو توڑ موڑ کے اسی مٹی سے دوسری چیز بنالیتا ہے تو وہی چیز عین بھی ہے اور غیر بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۷** الْأَمَانَاتِ :- کافی وغیرہ میں کئی روایتیں اس امر میں وارد ہیں کہ اس آیت میں حقیقی خطاب ائمہؑ سے ہے اور ان میں سے ہر ایک مامور کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد کے امام کو امانت سپرد کر دے اور وصیت کر دے اور اس کا حکم اور امانتوں کے بارے میں بھی جاری ہے یعنی عام بھی ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اس آیت میں ہم ائمہؑ کو مراد لیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ امامِ اول اپنے بعد والے امام کو علم وکتب وسلاح سونپتا رہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو امانات میں سے کوئی امانت سونپی جائے، خواہ اماناتِ خدا میں سے ہو جیسے اوامر و نواہی خواہ اماناتِ بندگانِ خدا میں سے ہو جیسے ایک دوسرے کے پاس اپنا مال وغیرہ سونپ دیتے ہیں۔ انہی حضراتؑ سے کئی روایتوں میں یہ بھی وارد ہے کہ کسی شخص کی لمبی چوڑی نماز کی طرف خیال نہ کرو کیونکہ یہ تو ایک ایسی شے ہے جسکا وہ عادی ہو گیا ہے اور اگر اسے چھوڑے تو اس کو وحشت پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ

وہ بات کا کہاں تک سچا ہے اور ادائے امانت میں کیسا ہے ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایسا شخص جس نے حضرت امیر المومنینؑ پر تلوار چلائی ہو اور ان کا قاتل ہو مجھے کوئی امانت سونپے یا مجھ سے کوئی نیک صلاح مانگے یا مشورہ طلب کرے پھر میں اس کی امانت قبول بھی کر لوں تو اس کی امانت ادا کر دوں گا اور اسے رائے دوں تو نیک رائے دوں گا ۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۱ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! تم میرے اہلبیتؑ کو تعلیم نہ دو اس لئے کہ وہ تم سے کہیں زیادہ عالم ہیں ۔ نیز فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ تم لوگوں کو باب ہدایت سے کبھی ہرگز ہرگز باہر نہ کریں گے اور باب ضلالت میں کبھی داخل نہ کریں گے اگر جناب رسولخدا خاموش رہے ہوتے اور یہ نہ بتاتے کہ ان کے اہلبیتؑ کون ہیں تو اس وقت مناسب تھا کہ آلِ فلاں اور آلِ فلاں یہ دعویٰ اپنے لئے پیش کرتے اور بروایت عیاشی آلِ فلاں سے پہلے آلِ عباس اور آلِ عقیل زیادہ ہے مگر اللہ نے تو اپنے نبیؐ کی تصدیق کے لئے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمادی اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ه (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۶۳ سطر ۸) اس وقت علی مرتضےٰ ۔ حسنؑ مجتبےٰ ۔ حسینؑ سید الشہدا اور فاطمہؑ زہرا یہ سب حضرات صلوات اللہ علیہم اجمعین جناب ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں موجود تھے جناب رسولخدا نے ان سب کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا اور پھر فرمایا کہ یا اللہ ہر نبی کے کچھ اہلبیت اور گرامی منزلت لوگ ہوا کرتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ اور گرامی قدر یہ ہیں حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا میں آپ کے اہلبیتؑ سے نہیں ہوں فرمایا تمہارا انجام بخیر ہوگا لیکن میرے اہلبیت ہیں تو اور گرامی قدر ہیں تو یہی ہیں ۔ (یہ حدیث طویل ہے لیکن بقدر ضرورت لے لی گئی ہے) نیز منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسلام کی بنیاد کن کن چیزوں پر قائم ہے کہ جب ان کو حاصل کر لیا جائے تو معاملہ ایسا صاف ہو جائے کہ اس کے بعد جن چیزوں کو نہ جانتے ہوں ان کا نہ جاننا کچھ ضرر نہ پہنچا سکے تو ان حضرتؑ نے یہ فرمایا کہ پہلے تو اس بات کی شہادت کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں پھر جو کچھ وہ خدا کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا اور مال میں سے زکوٰۃ واجب نکالنا اور اس ولایت کا قبول کرنا جس کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے یعنی ولایت آلِ محمدؐ کا قبول کرنا اس لئے کہ جناب رسولخدا نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مر جائیگا اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانتا ہوگا وہ کفر کی موت مرے گا نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ تو پہلے اولی الامر جناب علیؑ مرتضےٰ تھے پھر ان کے بعد جناب حسنِ مجتبےٰ علیہ السّلام ہوگئے پھر ان کے بعد جناب حسین شہید کربلا علیہ السلام ہوئے پھر جناب علیؑ بن الحسینؑ پھر جناب محمد ابن علی علیہما السلام ہوئے (پھر میں ہوں) پھر اسی طرح یہ سلسلہ برابر چلا جائیگا اس لئے کہ زمین کی صلاحیت بغیر امام کے ہو نہیں سکتی ۔ (یہ حدیث طویل ہے بقدر ضرورت لی گئی) معانی الاخبار میں بروایت سُلیم ابن قیس الہلالی منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم وہ بات جس سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے کیا ہے؟ فرمایا اس بات کا نہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس شخص کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس پر کس کی ولایت فرض فرمائی ہے اور اپنی زمین میں اپنی حجت اور اپنی مخلوق کے نیک و بد اعمال کا گواہ کس کو مقرر کیا ہے ۔ سائل نے عرض کی ۔ یا امیر المومنینؑ وہ کون ہیں فرمایا وہ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبیؐ کے ساتھ ملا دیا ہے ۔ اور ارشاد فرمایا ہے يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (ترجمہ کے لئے صفحہ ۱۳۸ سطر ۸ دیکھو) راوی کہتا ہے کہ میں نے ان حضرت کے سر مبارک کو چوم لیا اور عرض کی کہ آپ نے میرے لئے راہِ حق کو واضح کر دیا میری فکر کو دور کر دیا اور ہر قسم کا شک جو میرے دل میں تھا اسے دفع فرما دیا ۔ الاکمال میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ البتہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابرؓ وہ میرے بعد خلیفہ ہیں اور مسلمانوں کے امام ہیں کہ اوّل ان میں سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ ابن الحسینؑ پھر محمدؐ ابن علیؑ جو توریت میں باقر کے نام سے مشہور ہیں علیہم السلام اور اے جابر! تم عنقریب ان کو پاؤ گے پس جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہدینا ۔ ان کے بعد جعفر ابن محمد الصادق علیہ السلام ہوں گے پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علیؑ ابن موسیٰ پھر محمدؐ ابن علیؑ پھر علیؑ ابن محمدؐ پھر حسن ابن علی علیہم السّلام ہیں پھر میرا ہمنام اور ہم کنیت اللہ کی زمین میں اللہ کی حجت اور اللہؐ کے بندوں میں اللہ کا بقیہ محمد ابن حسنؑ المہدی ہوں گے یہ ابن الحسنؑ ابن علیؑ ہی وہ شخص ہوں گے جن کے ہاتھوں پر خدائے تعالیٰ اس زمین کے مشرق و مغرب کو فتح فرمادیگا اور یہی وہ ہیں جو اپنے شیعوں اور اپنے دوستوں سے اتنی مدت تک غائب رہیں گے کہ ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کی امامت کا قائل سوائے اس شخص کے اور کوئی نہ رہے گا جس کے قلب کا خدائے تعالیٰ ایمان سے امتحان لے چکا ہوگا ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا ان کے شیعہ غیبت میں بھی کچھ ان سے منتفع ہوں گے؟ فرمایا ہاں اس کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ لوگ ان کی غیبت کے زمانے میں ان کے نور سے روشنی حاصل کریں گے اور ان کی ولایت سے نفع اٹھائیں گے اسی طرح جس طرح آدمی سورج سے نفع اٹھایا کرتے ہیں اگرچہ بادلوں نے اس کو ڈھانپ رکھا ہو ۔ اے جابرؓ! یہ خدائے تعالیٰ کے اسرار مکنونہ اور علوم مخزونہ میں سے ہے پس تم بھی اس کو پوشیدہ رکھنا سوائے ان لوگوں کے جو اس کے اہل ہوں کتب متداولہ معتبرہ میں اس معنی کی حدیثیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا حصار نہیں ہو سکتا ۔ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اللہ کو اللہ ہی کے ذریعہ سے پہچانو اور رسول کو رسالت کے ذریعے سے اور اولی الامر کو امر بالمعروف اور عدل و احسان کے ذریعے سے ۔ نیز علل الشرائع میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہ ہونی چاہیئے اطاعت تو صرف اللہ کی ہو اور اس کے رسولؐ کی اور والیانِ امر کی اللہ نے رسولؐ کی اطاعت کا حکم اس لئے دیا کہ وہ معصوم و مطہر ہیں وہ خدا کی نافرمانی کا حکم ہی نہ دیں گے اور والیان امر کی اطاعت کا حکم اس لئے دیا کہ وہ بھی (مثل رسولؐ) معصوم و مطہر ہیں وہ کبھی خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے ۔

صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۲ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ :- خدا کی طرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی محکم کتاب سے رجوع کی جائے اور رسولؐ کی طرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کے زمانے میں تو خود ان سے سوال کیا جائے اور بعد میں ان کی سنّت پر عمل کیا جائے اور جس شخص کو رسولؐ نے اپنے بعد ولی امر بنایا ہو اس سے رجوع کی جائے کہ اس کی طرف پھرنا خود رسولؐ کی طرف پھرنا ہے اور اس کی اطاعت خود رسولؐ کی اطاعت ہے ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا کرتے تھے فَاِنْ خِفْتُمْ تَنَازُعًا فِيْ اَمْرٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ؏ اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی کیونکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اولی الامر کی اطاعت کا حکم بھی دے اور پھر ان سے جھگڑا کرنے کی اجازت بھی دے بلکہ یہ حکم تو ان مامورین کے حق میں ہے جن سے اَطِيْعُوا اللّٰهَ کہا گیا ہے ۔ نہج البلاغہ میں خوارج کے ذکر میں ہے کہ جس وقت انہوں نے آدمیوں کے فیصلے سے انکار کیا تو یہ لفظ کہے کہ ہم نے آدمیوں کو حَکَم نہیں بنایا تھا حالانکہ یہ قرآن سطروں میں لکھا ہوا ایک خط ہے جو دو دفتیوں کے مابین ہے اس کی کوئی زبان نہیں جو بولے پس لابُد ہے کہ کوئی اس کا مطلب بیان

کہنے والا ہو اور وہ مطلب بیان کرنے والے ہوں نہوں آدمی ہی ہوں گے اور جب مخالف لوگوں نے ہم کو اس بات کی دعوت دی کہ ہم اپنے مابین قرآن کو حکم قرار دیں تو ہم ایسا گروہ تو تھے نہیں کہ جو کتابِ خدا سے روگرداں ہو حالانکہ خدائے سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (دیکھو صفحہ ۱۳۱ سطر ) پس اللہ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس کی کتاب سے فیصلہ چاہیں اور رسولؐ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کی سنت پر عمل کریں پس جب کتابِ خدا سے سچا سچا فیصلہ کیا جائے تو کتابِ خدا کے سمجھنے اور سمجھانے والے سب آدمیوں سے بہتر ہم ہیں اور جب سنتِ رسولؐ اللہ سے فیصلہ کیا جائے تو آنحضرتؐ سے بھی سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہم ہی ہیں۔ نیز جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے عہد میں مالکِ اشتر سے فرمایا کہ جب معاملات تجھ پر مشتبہ ہوں اور طرفین کے بیان تجھے دقت میں ڈالیں تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف رجوع کیجیو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے جن لوگوں کی ہدایت و ارشاد کو پسند فرمایا انہیں یہ حکم دیا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پس اللہ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی کتاب کے محکم حصے سے نتیجہ اخذ کیا جائے اور رسولؐ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان حضرت کی ایسی سنت سے نتیجہ اخذ کیا جائے جو جامع ہو متفرق کرنے والی نہ ہو مطلب یہ ہے کہ متفق علیہ ہو اختلاف کی اس میں گنجائش نہ ہو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک خطبہ ہے جس میں آنحضرتؐ کے یہ الفاظ ہیں کہ تم لوگ ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت واجب ہے کہ وہ خدا و رسولِ خدا کی اطاعت سے ملادی گئی ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نیز فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (دیکھو صفحہ ۱۴۴ سطر ) مگر جب تک تم میں وہ صفت نہ ہو جس کا ذکر اس طرح فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اس وقت تک تم سے ان احکام کی تعمیل نہ ہو گی اس لئے کہ ایمان ہی وہ چیز ہے جو ان احکام کی تعمیل کراتا ہے۔

**صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۳** اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَی الطَّاغُوْتِ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زبیر ابن عوام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کا ایک باغ کی بابت ایک یہودی سے جھگڑا ہوا تھا، پس زبیر نے یہ کہا تھا کہ ہم ابن شیبہ یہودی کے فیصلے پر راضی ہیں اور اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر راضی ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے گروہ میں سے دو آدمیوں کا قرض یا میراث کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا اور وہ بادشاہِ وقت یا اس کے مقرر کئے ہوئے ججوں کی طرف رجوع کریں تو آیا یہ حلال ہے؟ فرمایا جو شخص طاغوت سے فیصلہ چاہے اور وہ اس کے موافق فیصلہ کر دے تو گو اس کا حق بھی ہو تاہم وہ مال حرام کھانے والا سمجھا جائیگا کیونکہ اس کو حکم طاغوت سے ملا ہے جس کے انکار کا خدا نے حکم دیا تھا۔ حضرتؐ سے دریافت کیا گیا کہ پھر وہ کیا کریں؟ فرمایا کہ ان لوگوں کو ڈھونڈھیں جو ہماری احادیث کے راوی ہوں، اور ہمارے مقرر کئے ہوئے حلال و حرام پر ان کی نظر ہو، ہمارے احکام کو جانتے ہوں۔ لازم ہے کہ تم ان کے فیصلے پر راضی ہو۔ کیونکہ ہم نے ان کو تم پر حاکم بنایا ہے پس جس وقت ایسا کوئی شخص ہمارے حکم کے بموجب فیصلہ دے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے تو اس نے حکمِ خدا کا استخفاف کیا اور ہم سے بغاوت کی۔ اور جس نے ہم سے بغاوت کی اس نے خدائے تعالیٰ سے بغاوت کی اور شرک کی حد تک پہونچ گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۴** کافی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ حدیث قدسی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے بنی آدمؑ تیرا وجود میری مشیت سے ہے کہ تو اپنے نفس کے لئے جو جی چاہے خواہش کرے، تو نے میرے فرائض کو میری عطا کی ہوئی قوت سے ادا کیا ہے اور میری نعمتوں کے سبب سے تجھ کو یہ قوت حاصل ہوئی ہے کہ تو میری معصیت کرے، میں نے تجھ کو سمیع و بصیر و قوی بنا دیا ہے۔ پس جو نفع تجھ کو پہونچا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان تجھ کو پہونچا ہے وہ تیری ذات کے سبب سے۔ پس تیری خوبیاں میری طرف منسوب ہونی چاہئیں نہ کہ تیری طرف اور تیری بدیاں تیری طرف منسوب ہونی چاہئیں نہ کہ میری طرف۔ مجھ سے میرے کسی فعل کی بابت سوال نہیں کیا جاسکتا اور بندوں سے ضرور سوال کیا جائیگا۔ تفسیر عیاشی میں جو روایت وارد ہے اس کا بھی قریب قریب یہی مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۵** مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج :۔ لفظی معنی یہ ہیں جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ رسولؐ صرف پہونچانے والے ہیں اور حقیقی امر و نہی فرمانے والا خود خدا ہے اس لئے مروی ہے کہ خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے حقیقت میں خدا سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے فی الواقع خدا کی اطاعت کی۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ ہم کو تو شرک سے منع کرتے ہیں اور خود شرک کی باتیں کرتے ہیں، اِن کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰؑ کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح ہم ان کو پروردگار سمجھ لیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چوٹی کی بات اور معاملات کی کنجی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضامندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے اس لئے کہ خدا فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج اور سبب یہ ہے کہ رسولؐ جس چیز کا پہنچانے والا ہے امام اس کی اشاعت کرنے والا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۸ نوٹ ۴** لَهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ج :۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص غیبت میں اپنے مسلمان بھائی کے لئے نیک دعا کرے تو وہ دعا اس کی قبول ہو جاتی ہے اور فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تجھے اس سے دو چند ملے گا، نصیب یہی ہے۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ فرشتے جب کسی مومن کو غیبت میں اپنے برادر مومن کے لئے دعا کرتے ہوئے یا نیکی سے اس کو یاد کرتے ہوئے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تو اپنے بھائی کا کیسا اچھا بھائی ہے کہ گو وہ تجھ سے غائب ہے مگر تو اس کا ذکر کرتا ہے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے، جو کچھ تو نے خدا سے اس کے لئے طلب کیا خدا نے اس کا دوچند تجھ کو عطا کیا اور جس قدر تو نے اسکی تعریف کی خدا نے دوچند تیری تعریف کی اور تجھ کو اس پر فضیلت دیدی۔ اور جب وہ فرشتے کسی کو اپنے بھائی کے حق میں بدی کرتے ہوئے یا بددعا کرتے ہوئے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تو کیسا برا بھائی ہے، تو اپنے نفس کی طرف غور کر اور اس کے گناہوں پر اور عیوب پر پردہ ڈال۔ اللہ کی تعریف کر جس نے تیرے عیب نہیں کھلنے دیئے اور یہ سمجھ لے کہ اللہ اپنے بندے کے حالات سے تجھ سے بہت زیادہ واقف ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۸ نوٹ ۵** مُقِیْتًا :۔ اس کے معنی ہیں صاحبِ قدرت اور نگہبان یعنی حاجت برآری پر قادر۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بواسطۂ آباء و اجداد خود بروایت جناب رسولِ خدا مروی ہے کہ جو شخص کسی کو نیک کام کا حکم دے یا بد کام سے باز رکھے یا کوئی نیک بات بتلا دے یا اس کا اشارہ کر دے

تو وہ اس میں شریک ہے اور اگر کوئی کسی کو بد کام کا حکم دے یا اس کا اشارہ کر دے تو وہ اس کا شریک ہے ۔ ۱۲- اس شخص کو زیادہ دوست رکھتے ہیں جو سلام کرنے میں ابتدا کرے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ سلام میں افشاء کرنے کو دوست رکھتا ہے ۔ (یعنی بہ آواز بلند سلام کرنے کو)

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی:** - اس حدیث میں لفظ افشاء کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص بھی تم سے ملے تم اسے سلام کرو خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو - جناب امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین موقعے ایسے ہیں کہ ان میں جمع کے صیغے سے جواب دینا چاہیئے گو مخاطب ایک ہی ہو ایک تو چھینک کے موقع پر کہنا چاہیئے یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ (خدا تم پر رحم فرمائے) گو چھینکنے والے کے ساتھ کوئی اور نہ ہو - دوسرے جب ایک شخص دوسرے کو سلام کرے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ - تیسرے جب کوئی شخص کسی شخص کے لئے دعا مانگے تو بھی جمع ہی کے صیغے بولے مثلاً عَافَاکُمُ اللّٰهُ (اللہ تمہیں عافیت عطا فرمائے) گو وہ شخص اکیلا ہی ہو اس کے ساتھ ظاہراً کوئی اور نہ ہو اسلئے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کی حفاظت کرنے والے اور اس کے اعمالِ نیک و بد لکھنے والے فرشتے موجود رہتے ہیں - اور سلام کا جواب بطریق احسن دینا یہ ہے کہ لفظ رَحْمَةُ اللّٰهِ جواب میں بڑھا دے اور اگر خود سلام کرنے والے ہی نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بڑھا دیا تو جواب دینے والا وَبَرَکَاتُهُ اور بڑھا دے اور یہ انتہا ہے یعنی اگر سلام کرنے والے نے وَبَرَکَاتُهُ بھی کہا ہو تو جواب اتنا ہی دیا جائے زیادہ نہ کیا جائے - اس لئے کہ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ایک گروہ کے پاس سے گزرے ان لوگوں کو حضرتؑ نے سلام کیا تو انہوں نے جواب میں عرض کیا عَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَرِضْوَانُهُ وَمَغْفِرَتُهُ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ہمارے حق میں اس سے زیادہ نہ بڑھاؤ جتنا فرشتے ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے لئے کہہ چکے ہیں انھوں نے اتنا ہی تو کہا تھا رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ (دیکھو صفحہ ۳۶۶ سطر ۱۷) روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسولِ خدا سے عرض کی السلام علیک حضرتؐ نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک تیسرے شخص نے عرض کی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا وعلیک اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے تو آپ نے نقصان ہی میں رکھا خدائے تعالیٰ نے جو فرمایا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا (دیکھو صفحہ ۱۴۵ سطر ۴) اس کی تعمیل کہاں ہوئی آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے میرے لئے بڑھانے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی لہٰذا میں نے دوسرے حکم کی تعمیل کی جو اس کے آگے لکھا ہے اَوْ رُدُّوْهَا اس کا یہ مطلب ہے یا ویسا ہی جواب دیدو چنانچہ میں نے ویسا ہی جواب دیدیا - کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے جو شخص السلام وعلیکم کہے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص کہے سلامٌ علیکم ورحمۃ اللہ تو یہ بیس نیکیاں ہوئیں اور جو شخص سلامٌ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو یہ تیس نیکیاں ہوئیں نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مقیم کے لئے سلام کا خاتمہ مصافحہ پر ہونا چاہیئے اور مسافر کے لئے معانقہ پر بروایت انہی حضرتؑ کے جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اہلِ کتاب کو سلام کرنے میں تم ابتدا مت کرو اور جب وہ تم کو سلام کریں تو جواب میں اتنا کہدو وَعَلَیْکُمْ - جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین قسم کے آدمی سلام نہ کریں ایک وہ جو جنازہ کے ساتھ جا رہا ہو - دوسرا وہ شخص جو نمازِ جمعہ کو جا رہا ہو - تیسرا وہ جو حمام میں ہو - الخصال میں بروایت انہی حضرتؑ کے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ یہود کو سلام کرو اور نہ نصاریٰ کو نہ مجوس کو نہ بت پرست کو اور نہ اس کو جو شراب کا سامان سامنے لیے بیٹھا ہو اور نہ اسے جو شطرنج اور چوسر لیے بیٹھا ہو نہ ہجڑے کو نہ ایسے شاعر کو جو پاکدامن عورتوں پر بہتان باندھے یا عیب لگائے اور نہ نماز پڑھنے والے کو اس لئے کہ نماز پڑھنے والا حسبِ منشائے آیت جوابِ سلام نہیں دے سکتا حالانکہ سوال کرنے والے کی طرف سے سلام کی ابتدا ہونا سنت ہے اور جواب دینے والے کی طرف سے اس کا جواب دینا واجب ہے - اسی طرح مسلمانوں سے سود لینے والوں پر سلام نہ کرو اور نہ اس شخص پر جو پاخانہ میں بیٹھا ہو اور نہ اس پر جو حمام میں ہو اور نہ اس بدکار پر جو کھلے خزانہ بدی کرتا ہو -

**صفحہ ۱۰۹ نوٹ ۲** وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ :- تفسیر قمی میں اس آیہ کا شانِ نزول بنی اشجع اور بنی ضمرہ کے بارے میں وارد ہوا ہے اور قصہ اس کا یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا جس وقت اپنے وعدہ کے موافق بدر کو تشریف لے گئے تو ان کے ملک کے قریب سے گزرے اور اس سے پہلے جناب رسولِ خدا نے بنی ضمرہ کو ہٹا دیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ ہم تم سے نہ لڑیں گے - اصحابِ رسولِ خدا نے عرض کی کہ بنی ضمرہ ہم سے قریب ہیں اور ہم کو خوف ہے کہ مدینہ تک ہماری مخالفت نہ کرتے جائیں یا ہمارے برخلاف قریش کی مدد نہ کریں - پس اگر ہم اُن سے ہی لڑنا شروع کر دیتے تو اچھا تھا - آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا اس لئے کہ یہ قبیلۂ عرب میں سب سے زیادہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنیوالا اور عزیزوں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور اپنے عہد کا سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے اور قبیلۂ اشجع کا ملک بنی ضمرہ کے ملک سے ملا ہوا تھا اور یہ بنی کنانہ کی ایک شاخ تھی - اور قبیلۂ اشجع اور قبیلۂ بنی ضمرہ میں مراعات اور امان کے بارے میں حلف تھا یعنی جس کو ایک قبیلہ امان دیدے تو دوسرا بھی اس کو امان دیدے اور جس کے ساتھ ایک قبیلہ کچھ رعایت برتے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ وہی رعایت کرے - پس اشجع کے ملک میں قحط پڑا اور بنی ضمرہ کے ملک میں سماں تھا اور اشجع بنی ضمرہ کے ملک کو چلے گئے - جب رسولِ خدا کو خبر ہوئی تو آنحضرتؐ بنی اشجع پر چڑھائی کے لئے تیار ہو گئے تاکہ بنی ضمرہ سے جو معاہدہ تھا اس کی رو سے بنی ضمرہ سے لڑیں اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور بنی اشجع حضرتؐ کی تشریف آوری سے خائف ہوئے اور اپنے ملک کو چلے گئے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۹ نوٹ ۳** فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سیرتِ جناب رسولِ خدا قبل نزولِ سورۂ برأت یہ تھی کہ جب تک کوئی آنحضرتؐ سے لڑنیکا ارادہ نہ کرتا آپ اس سے نہ لڑتے کیونکہ اسی آیہ پر آنحضرتؐ کا عمل تھا اور جب سورۂ برأت نازل ہوگئی تو حضرتؐ کو عام طور پر مشرکین کے قتل کا حکم آگیا خواہ وہ کنارہ کشی کریں یا نہ کریں، ہاں اس حکم سے وہ مستثنیٰ تھے جن سے آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے دن معاہدہ کر لیا تھا مثلاً صفوان ابن امیہ، سہیل ابن عمرو وغیرہما ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۱ نوٹ ۲** اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً :- ایک قول کے مطابق یہ آیت مکہ کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اسلام تو لائے تھے مگر جب ہجرت واجب ہوئی تو ہجرت نہیں کی - تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے جناب امیر المومنینؑ کا جہاد میں ساتھ نہیں دیا اور ان سے کنارہ کشی کی، فرشتوں نے ان سے موت کے قریب کہا فِیْمَ كُنْتُمْ انھوں نے کہا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ (اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ حق کس کی طرف تھا اس وقت منجانب اللہ یہ ندا ہوئی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا (اس کا یہ مطلب ہے کہ کیا دینِ خدا اور کتابِ خدا ایسی واضح نہ تھی کہ تم اس میں نظر کرتے اور حق و باطل پہچان لیتے ؟)

**قولِ مترجم:** اوپر کی دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ پہلی تفسیر ہے دوسری تاویل اور خود آیت دونوں پر مشتمل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۲ نوٹ نمبر ۲** وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھ لے تو اعادہ کرے یا نہیں؟ فرمایا اگر اس کے سامنے قصر کی آیت پڑھی گئی اور اس کا مطلب اس کی سمجھ میں آگیا ہے اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے اور اگر یہ آیت اس کے سامنے نہیں پڑھی گئی اور وہ اس سے واقف نہیں ہے اور اس نے پوری پڑھ لی تو اس کے ذمہ اعادہ نہیں ہے، اور ہر نماز فریضہ سفر میں دو رکعت ہے سوائے مغرب کے کہ وہ سفر میں بھی تین ہی رکعت ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۲ نوٹ نمبر ۳** اِنْ خِفْتُمْ:- کافی اور الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حالتِ خوف میں دو رکعتی نماز بھی ایک رکعت کی جا سکتی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا مکہ معظمہ جانے کے ارادہ سے مقام حدیبیہ تک تشریف لے گئے جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے خالد ابن ولید کو دو سو سوار دیکر آنحضرتؐ کے مقابلہ کے لئے بھیجدیا۔ یہ حضرتؐ سے آگے آگے رہتا تھا اور جہاں حضرتؐ مقام فرماتے وہاں یہ مقابلہ میں پہاڑ پر ٹھہرتا تھا ایک دن راستہ میں کسی جگہ نمازِ ظہر کا وقت آگیا بلال نے اذان کہی اور جناب رسولِ خدا نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اس وقت خالد ابن ولید نے یہ کہا کہ جب یہ نماز پڑھ رہے ہوں اگر اس وقت ہم ان پر حملہ کر دیں تو ہم حسب دلخواہ ان کو قتل و قید کر لیں گے اس لئے کہ یہ لوگ نماز کو قطع نہیں کیا کرتے اور تھوڑی دیر میں ان کی دوسری نماز کا وقت آیا چاہتا ہے جو ان کو اپنی آنکھوں کی روشنی سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ پس جب اس نماز کو شروع کریں گے ہم ان پر حملہ کر دیں گے اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت لیکر نازل ہوئے جس میں صلوٰۃ الخوف کا حکم ہے پس جناب رسولِ خدا نے اپنے اصحاب کے دو گروہ کر دیے کہ ایک تو مسلح ہو کر رخ کر کے دشمن کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرے نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا ڈٹے اور وہ لوگ جنہوں نے نماز نہ پڑھی تھی وہ اِدھر آئے اور جناب رسولِ خدا کے ساتھ دوسری رکعت انہوں نے پڑھی جس کو اپنی اوّل رکعت قرار دیا اور جب جناب رسولِ خدا تشہد کے لئے بیٹھے تو ان اصحاب نے کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر تشہد اور سلام کے بعد نماز کو ختم کیا۔ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے غزوہ ذات الرقاع میں اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی اور وہ اس طرح کہ اپنے اصحاب کو دو فرقوں میں بانٹ دیا ایک فرقہ تو دشمن کے مقابل میں ڈٹا رہا اور ایک گروہ آنحضرتؐ کے پیچھے آکھڑا ہوا جب آنحضرتؐ نے تکبیر کہی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی۔ آنحضرتؐ نے جب الحمد اور سورہ قرأت کیا تو وہ چپکے سنتے رہے پھر آنحضرتؐ نے جب سجدہ کیا تو انھوں نے بھی سجدہ کیا پھر آنحضرتؐ تو باقاعدہ اپنی دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنی دوسری رکعت الگ پڑھ لی اور جلدی سے سلام پھیرا اور اپنے ساتھیوں کے پاس دشمن کے مقابلہ میں جا ڈٹے اور ان کے ساتھی آکر جناب رسولِ خدا کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر حضرتؐ نے وہ رکعت ان کے ساتھ پڑھی پھر حضرتؐ نے تو تشہد پڑھا اور سلام پھیرا اور ان لوگوں نے کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر ایک نے دوسرے کو سلام کر کے اپنا اپنا راستہ لیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے نمازِ خوف کی ترکیب دریافت کی گئی تھی تو فرمایا کہ امام نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ آکر اس کے پیچھے کھڑا ہو جائے اور ایک گروہ اس کے دشمن کے مقابل رہے امام ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور یہ بھی کھڑے ہو جائیں ابھی امام تو حالتِ قیام ہی میں رہے کہ یہ جلدی سے اپنی دوسری رکعت ختم کر کے سلام پھیر کر چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کی جگہ جا لیں اور وہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو جائیں جسے پڑھکر امام تو بیٹھ جائے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت ختم کریں پھر سلام کے بعد متفرق ہو جائیں۔

**قولِ مترجم:** چونکہ حالتِ سفر میں چار نمازیں تو دو رکعتی ہیں ان کا تو حکم آپ نے سن لیا اور مغرب کی نماز تین رکعتی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا گروہ رکعت اولیٰ میں شرکت کرے اور دو رکعتیں جلدی سے پڑھ کے ختم کر دے اور دوسرے گروہ کی جگہ جالے اور دوسرا گروہ ادھر آکر دو رکعتیں امام کے پیچھے پڑھ لے اور ایک رکعت آخر کی اپنے طور پر ختم کر لے۔

**صفحہ ۱۱۶ نوٹ نمبر ۲** لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ:- لفظی معنی اس کے یہ ہیں کہ تم یا اہل کتاب یہ امید تو کرتے ہی نہیں ہو کہ تمہاری بدی کا تم کو عذاب نہ ہو اور جو شخص کوئی بدی کرے گا اس کو دیر یا سویر اس کا بدلہ ضرور ملیگا۔ عیونِ اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ حضرت اسمٰعیلؒ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ بابا جان آپ ہمارے فرقے کے گنہگاروں کے بارے میں اور غیروں کے گنہگاروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب میں امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی سب روئے اور بہت رنج کیا اور ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس آیت نے تو کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اسی کی قسم کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے حق میں بھی نازل ہوئی ہے اور تمہارے حق میں بھی۔ لیکن تمہارے لئے مژدہ ہو کہ اگر تم میانہ روی اختیار کرو گے تو تم میں سے اگر کسی پر کوئی مصیبت پڑے گی تو اس کے عوض میں خدائے تعالیٰ اس کی کچھ نہ کچھ خطائیں معاف کر دیگا یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی لگ جائیگا تو وہ بھی معافی سے خالی نہ رہے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۶ نوٹ نمبر ۳** مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ:- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ نازل ہوئی تو اصحابِ رسولؐ میں سے کسی نے کہا کہ یہ آیت کس قدر سخت ہے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کیا تمہاری جانوں پر، مال پر، اولاد پر کچھ بلائیں نہیں وارد ہوتی رہتیں؟ انھوں نے عرض کی ضرور، فرمایا بس ان کے سبب سے خدائے تعالیٰ حسنات تمہارے نامۂ اعمال میں لکھتا جائیگا۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب خدا کو کسی بندے کا اکرام منظور ہوتا ہے اور اس کے ذمے کوئی گناہ بھی ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کو کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے اور یہ بھی نہ کیا تو اس کی موت کو اس پر سخت کر دیتا ہے تاکہ اس گناہ کی مکافات ہو جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۶ نوٹ نمبر ۴** وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا:- کافی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عبد مقرر فرمایا اور رسول بنانے سے پہلے اپنا نبی بنایا اور خلیل بنانے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام بنانے سے پہلے اپنا خلیل بنایا۔ (قولِ مترجم:- صاحبانِ بصیرت اسی سے شانِ امامت کا اندازہ فرمالیں) کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب خدائے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل مقرر کیا تو ان کی خلت کی بشارت دینے والے آئے۔ چنانچہ ملک الموت ایک نوجوان خوبصورت آدمی کی صورت میں آئے جو دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے سر سے پانی یا چکنائی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اور جیسے ہی ابراہیمؑ اپنے گھر میں جانے لگے یہ ان کو نکلتے ہوئے ملے۔ ابراہیمؑ بڑے غیور شخص تھے اور ان کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ کسی کام کو نکل کر جاتے

تو دروازہ بند کر جاتے اور کنجی اپنے پاس رکھتے۔ چونکہ وہ اسی وقت پلٹے تھے اور دروازہ کھولا تھا ایک خوبصورت شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا ہاتھ پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ اے بندۂ خدا تجھ کو میرے گھر میں کس نے پہنچایا؟ اس نے عرض کی کہ اس کے حقیقی مالک نے۔ فرمایا بے شک اس کا حقیقی مالک مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے۔ لیکن یہ تو بتلائیے کہ آپ ہیں کون؟ عرض کی میں ملک الموت ہوں۔ جناب ابراہیمؑ نے خوفزدہ ہو کر فرمایا آیا تم قبضِ روح کے لئے آئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک بندے کو خلیل مقرر فرمایا ہے اسے خوشخبری دینے آیا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے مجھے معلوم ہو جائے تو تا دمِ مرگ میں اس کی خدمت کرتا رہوں۔ ملک الموت نے عرض کی کہ آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ سنکر حضرت سارہؑ کو بھی یہ خوشخبری سنائی کہ خدا نے مجھ کو اپنا خلیل مقرر فرمایا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام بڑے ہی مہمان نواز تھے اور اگر ایسا اتفاق ہوتا کہ جب ان کے ہاں مہمان نہ آتے تو وہ اپنا دروازہ بند کر کے کنجیاں ساتھ لیکر مہمانوں کی تلاش میں دور دور نکل جاتے ایک دن جو اپنے گھر پلٹ کر آئے تو یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ مرد کی صورت کا ایک شخص گھر میں موجود ہے اس سے دریافت فرمایا کہ اے بندۂ خدا تو اس گھر میں کس کی اجازت سے آیا؟ اس نے تین مرتبہ جواب دیا کہ میں اس گھر میں اس کے حقیقی مالک کی اجازت سے آیا۔ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام نے پہچانا کہ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں پس وہ اپنے پروردگارِ عالم کی حمد بجالائے پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ کے پروردگار نے اپنے بندوں میں سے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا ہے جسے اس نے اپنا خلیل بنایا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم مجھے اسے بتا دو گے کہ وہ کون ہے؟ تاکہ میں بھی مرتے دم تک اس کی خدمت کرتا رہوں حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ وہ آپ ہی ہیں فرمانے لگے کہ یہ کیوں کس وجہ سے ایسا ہوا؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی اس وجہ سے کہ آپ نے خود تو کوئی چیز کسی سے مانگی نہیں اور جب کسی نے آپ سے کوئی چیز مانگی تو آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ تفسیر قمی میں بروایت انہی حضرتؑ کے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جن کے لئے ریگ بدلکر آٹا ہو گیا تھا اور واقعہ اس کا یہ ہوا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے ایک دوست کے پاس جو مصر میں تھا آٹا قرض لینے گئے تھے وہ اپنے مکان پر نہ ملا اور انہیں یہ کچھ اچھا نہ معلوم ہوا کہ اپنے گدھے کو خالی لئے چلے آئیں۔ اس لئے اس کی گونوں میں ریت بھر لیا اور جب اسے گھر میں لے آئے تو شرم کے مارے گدھے کو حضرت سارہؑ کے پاس چھوڑا اور آپ اپنے حجرے میں جا کے سو رہے حضرت سارہؑ نے جو کھولکر دیکھا تو گونوں میں ایسا عمدہ آٹا پایا جیسا اچھے سے اچھا ہو سکتا۔ پس انھوں نے روٹی پکائی اور کھانا حضرت کے سامنے لاکر رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم نے یہ روٹیاں کہاں سے بہم پہنچائیں؟ انھوں نے عرض کی اسی آٹے سے پکائی ہیں کہ جو آپ اپنے مصری دوست کے ہاں سے لائے ہیں۔ یہ سنکر فرمانے لگے کہ ہاں دوست کے ہاں سے تو ہے مگر یہ وہ مصری نہیں ہے اسی پر خدائے تعالیٰ نے ان کو خلیل ہونے کا رتبہ عطا فرمایا جس پر وہ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے اور وہ کھانا کھایا۔ احتجاج طبرسی میں جناب رسولخدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ ہم جو کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ تو لفظ خلیل خلت سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں فقر و فاقہ تو مطلب یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام فقط اپنے پروردگار ہی سے حاجت رکھنے والے تھے سوائے اس کے کسی سے کوئی حاجت نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے غیر سے مستغنی و بے پرواہ و رو گرداں رہتے تھے اس کا پورا ثبوت اس وقت ملا جبکہ ان کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا گیا اور اسی غرض سے منجنیق میں ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو حکم دیا کہ جلد میرے بندہ کی خبر لے جبرئیل امین آئے اور ہوا میں حضرت ابراہیمؑ سے ملے اور کہا جو آپ کی ضرورت ہو وہ کام مجھ سے لیجئے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ ہی کی نصرت کے لئے بھیجا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بَلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (بلکہ اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی سب سے اچھا کارساز ہے) میں اس کے غیر سے کچھ نہیں چاہتا اور سوائے اس کے اور کسی سے میری کوئی حاجت نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ نے ان کا نام خلیل اللہ قرار دیا جسکے معنی ہیں۔ اللہ کا فقیر۔ اللہ کا محتاج اور اللہ کے سوائے کسی دوسرے سے غرض نہ رکھنے والا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جب اس کے معنی خلّت سے لئے جائیں تو خلیل وہ ہوا جو معنی و مقصود و بطون سے واقف اور اسرار پر ایسا مطلع ہو کہ دوسرا ویسا مطلع نہ ہو تو اب اس کے معنی ہوں گے اس شخص سے بھی واقف اور اس کے معاملات سے بھی آگاہ۔ اور اس سے خدا کی تشبیہ اس کی مخلوق سے لازم نہیں آتی اسلئے کہ وہ اپنے خاص بندوں کو اپنے امور و معاملات سے مطلع کرتا رہتا ہے جیسے کہ دوست اپنے دوست کو آگاہ کر دیا کرتا ہے) کیا تم نہیں سمجھے کہ دونوں معنی راست آتے ہیں یعنی اگر پورا پورا اسی کی طرف متوجہ نہ ہو تب بھی اس کا خلیل نہیں ہو سکتا اور جبتک وہ اپنے اسرار پر کسی کو مطلع نہ کرے تب بھی اس کا خلیل نہیں ہو سکتا۔ عیون اخبار الرضا میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے اپنا خلیل مقرر کیا کہ انھوں نے کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کی اور سوائے اللہ کے کسی سے کچھ نہیں مانگا علل الشرائع میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ زمین پر زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے خلیل اللہ کا خطاب پایا اور جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ اور آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ پر زیادہ درود بھیجنے کے سبب سے یہ خطاب پایا اور جناب رسولِ خدا سے مروی ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلانے کے سبب سے اور راتوں کو ایسے وقت نماز پڑھنے سے جبکہ اور لوگ سوتے ہوں یہ خطاب پایا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس معنی میں سب مشترک ہیں کہ وہ خدا کی رضا کے جویا تھے اس کے سوا کسی دوسرے سے غرض نہیں رکھتے تھے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے اس سے مستغنی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل قرار دیا۔ اور ایک روایت میں خلیل اللہ مقرر ہونے کی وجہ یہ وارد ہوئی ہے کہ ایک موقعہ پر فرشتوں میں آپس میں باتیں ہوئیں ایک نے دوسرے سے کہا یہ بات ہی کیا ہوئی اللہ تعالیٰ نے تو ان کو ماں کے پیٹ ہی سے خلیل قرار دے دیا تھا اور ملکِ عظیم و جزیل عطا کرنا (یعنی نبی اور رسول قرار دینا) ٹھان لیا تھا خدائے تعالیٰ نے ان فرشتوں کو وحی فرمائی کہ تم فرشتوں میں سے جو سب سے زیادہ زاہد اور تم میں سردار ہوں ان کو اپنا معتمد علیہ قرار دے لو کہ وہ جاکر ہمارے خلیل کا امتحان لے لیں کہ آیا ہم نے اسے یونہی خلیل قرار دیا ہے یا اس میں کوئی خاص بات بھی ہے) فرشتوں نے باہمی اتفاق سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو منتخب کیا یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایسے دن آئے جسدن ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ریوڑ سب جمع کئے تھے ابراہیم علیہ السلام کے ہاں چار ہزار تو چرواہے تھے اور چار ہزار کتے جن میں سے ہر ایک کے گلے میں کندن کا ایک ایک بھاری طوق پڑا ہوا تھا اور چالیس ہزار بھیڑ بکریاں فقط دودھ دینے والی تھیں اور گھوڑے اور اونٹ اتنے تھے کہ انکا علم خدا ہی کو ہے۔ پس یہ دونوں فرشتے اس مجمع کے ادھر اُدھر کھڑے ہوئے اور ایک نے بہت ہی دل لبھانے والی آواز سے یہ لفظ اپنے منھ سے نکالے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ دوسرے نے اسکے جواب میں کہا رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں ان کلمات کو پھر دہراؤ اور میرا آدھا مال لیلو انہوں نے دوہرا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم دونوں ان کلمات کو پھر ادا کرو اور تم دونوں میرا مال بھی لیلو اور میری اولاد بھی لیلو اور میرا جسم بھی تمہاری خدمت کیلئے حاضر ہے۔ اسوقت کل آسمان کے فرشتے ایک زبان بول اٹھے کرم اسی کا نام ہے۔ کرم اسی کا نام ہے اور اسی وقت ایک منادی کو عرش کی طرف سے یہ کہتے سنا کہ خلیل وہی ہے جو اپنے خلیل سے اس طرح موافقت رکھے۔

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۵ | فِي النِّسَآءِ:- لفظی معنی ہیں عورتوں کے بارے میں اور مراد ہے ان کی میراث کے بارے میں چنانچہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا سے ازواج کی میراث کے بارے میں سوال کیا گیا تو خدائے تعالیٰ نے ان کا چہارم و ہشتم مقرر فرما دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۴** وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں آکر محتاجی کی شکایت کی، حضرتؑ نے فرمایا کہ شادی کرے۔ اس نے تعمیل کی مگر اس سے مفلسی اور بڑھ گئی، پھر اس نے آکر شکایت کی، حضرتؑ نے فرمایا کہ اب اپنی زوجہ کو طلاق دیدے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس سے اس کی حالت سنور گئی۔ جب اس نے دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو دونوں حکم خدا کے حکم کے بموجب دیئے تھے۔ پہلا حکم خدا کا یہ ہے وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (اور تم میں سے جو مرد بے زن ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں ان کے نکاح کردو اور تمہاری لونڈی غلاموں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کردو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردیگا اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے) اور دوسرا حکم خدا کا یہ ہے وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ۔ (قولِ مترجم:۔ مقصودِ امام یہ ہے کہ بموجب حکم خدا تمہاری ثروت و غنا کی پہلے ایک تدبیر کی گئی اور راس نہ آئی تو دوسری کی گئی جو راس آگئی) ۱۲

**صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۱** (قولِ مترجم:۔ یہاں اصطلاحِ چار یار کا حل کردینا ضروری ہے کہ اس سے مراد کیا ہے۔ چونکہ علی العموم فارسی و اردو زبانوں میں یار ہمیشہ ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو بدی میں ایک دوسرے کے رازدار ہوں۔ پس لفظ یارِ رسولؐ تو ظاہر بظاہر مہمل ہے بلکہ وہ چار یار وہ تھے جنہوں نے ابتدا میں وہ کتابت لکھی جس کا اوپر کی حدیث میں ذکر آیا ہے اور وہ چاروں ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ ابن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ تھے۔ اب وہ اصطلاحِ چار یار تو زبان زدِ عوام باقی رہ گئی مگر اس کے مفہوم کو علی العموم نہیں جانتے جو یہاں جتلا دیا گیا ہے) ۱۲

**صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۲** اٰيٰتِ اللّٰهِ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اٰيٰتِ اللّٰهِ مرادِ ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۳** فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جس وقت تم کسی شخص کو حق کا انکار کرتے اس کی تکذیب کرتے اور اہلِ حق کی بدی کرتے سنو تو اس کے پاس سے اٹھ جاؤ اور اس کے پاس کی نشست و برخاست موقوف کردو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سننے کی قوت کے لئے یہ بات خدا نے واجب کی ہے کہ جن چیزوں کا سننا پروردگار عالم نے حرام کیا ہے ان سے اس قوت کو محفوظ رکھے اور جن چیزوں کی خدا نے ممانعت کی ہے ان کو حتی الامکان کان میں پڑنے ہی نہ دے۔ بعد اس کے حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ موضع نسیان کو خدا نے مستثنیٰ کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو) ۱۲

**صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۴** فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ:۔ اس آیت میں پروردگار نے مومنین کے غلبہ کو فتح سے تعبیر فرمایا اور کافروں کے غلبہ کو لفظِ نصیب سے، اسلئے کہ کافروں کا غلبہ صرف دنیوی کامیابی ہے اخروی کچھ نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے رویّے کو جو وہ جہاد کے وقت برتا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کیا کہ مسلمانوں کی فتح ہو جاتی تھی تو مال غنیمت کا حصہ لینے اِدھر آجاتے تھے اور اگر کافروں کا غلبہ ہو جاتا تھا تو احسان جتلانے اُدھر چلے جاتے تھے کہ یہ ہماری کوتاہ دستی نے تم کو زندہ چھوڑ دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۵** وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝:۔ عیونِ اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ کسی شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ نواحِ کوفہ میں ایک قوم ایسی ہے جس کا گمان یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا سے کبھی سہو نہیں ہوا حضرتؑ نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ جو ذات سہو سے بری ہے وہ صرف ذاتِ معبود ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ (قولِ مترجم:۔ سہو و نسیان دو چیزیں جداگانہ ہیں۔ جناب رسولِ خدا کی ذات نسیان سے بری تھی ورنہ ہو سکتا تھا کہ خدا کا حکم پہنچتا کچھ اور بتلا دیتے کچھ اور۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (یعنی اے رسولؐ عنقریب ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم اس کو نہ بھولو گے) اور سہو ایسی بات ہے کہ مثلاً دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھنا چاہیئے تھا مگر سہواً کھڑے ہونے لگے پھر خود ہی یاد آیا بیٹھ گئے۔ یا مقتدی نے بلفظ الحمد للّٰہ آگاہ کیا اور بیٹھ گئے۔ اس قسم کا سہو جناب رسولِ خدا پر اگر طاری ہو گیا تو ظاہراً چند وجوہ سے۔ ایک یہ کہ عبد اور معبود کا فرق جیسا کہ امامؑ نے فرمایا ظاہر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ امت کو مسائل سہو کے معلوم ہو جائیں۔ تیسرے یہ ظاہر ہو جائے کہ قلب نبیؐ اس قدر محوِ ذکرِ خدا ہے کہ تصورِ غیر نہیں آنے پاتا۔ اس سے ارکان کا خیال جنکو اعضا بجالاتے ہیں نہ رہا وغیر ذالک) پھر اس شخص نے عرض کی کہ ان میں ایک قوم ایسی بھی ہے کہ وہ گمان کرتی ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام شہید نہیں ہوئے بلکہ حنظلہ ابن اسعد شامی اُن حضرتؑ کی شبیہہ بنا دیا گیا تھا اور وہ حضرتؑ مثلِ عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ لوگ اسی آیہ سے حجت لاتے ہیں وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ الخ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں اُن پر خدا کا غضب ہو اور خدا کی لعنت ہو، وہ جناب رسولِ خدا کی حدیثیں جھٹلانے کے سبب کافر ہو گئے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ نے متواتر خبر دی ہے کہ حسینؑ شہید کئے جائیں گے۔ واللہ جناب امام حسینؑ شہید کئے گئے اور جو ان سے بہتر تھے وہ بھی شہید کئے گئے، یعنی جناب امیر المومنینؑ و حسنؑ ابن علیؑ اور ہم ائمہؑ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو شہید نہ کیا جائے واللہ میں بھی ایک فریب دینے والے کے فریب سے شہید کیا جاؤنگا اور اس بات کو میں اُس عہد کے سبب سے جانتا ہوں جو جناب رسولِ خدا سے مجھ تک پہونچا ہے اور اُن حضرتؐ کو جبرئیلؑ امین نے رب العالمین کی جانب سے پہنچایا ہے۔ رہا خدا کے اس قول وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ الخ کا مطلب سو وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ مومن پر کافروں کی حجت غالب نہ ہونے دیگا۔ خدائے تعالیٰ خود کفار کی نسبت خبر دیتا ہے کہ انبیاءؑ کو انھوں نے قتل کیا مگر باوجود اس کے کہ انھوں نے انبیاءؑ کو قتل کیا انبیاءؑ پر وہ حجت میں غالب نہیں آئے۔ ۱۲

تمام شد پارۂ پنجم

# ضمیمہ متعلق پارہ ششم

**صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۳** لِلْكٰفِرِيْنَ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں کافرین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کا اقرار کیا اور جناب امیر المومنینؑ کا انکار۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۴** سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ :- مراد یہ ہے کہ اے رسولؐ تم سے تو انھوں نے یہی سوال کیا ہے کہ آسمان سے کتاب نازل کردو تو یہ سوال تم کو بڑا نہ معلوم ہو کیونکہ بڑا سوال تو وہ تھا جو انھوں نے موسیٰؑ سے کیا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے پھر اپنے لفظوں میں بیان کیا اور یہ سوال حضرت موسیٰؑ سے ان کے بدیہی معجزے اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد کیا گیا تھا۔ زمانۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جو یہودی موجود تھے موسیٰ علیہ السلام سے سوال تو ان کے آباء واجداد نے کیا تھا مگر خدا اس طرح بیان فرماتا ہے گویا خود انھوں ہی نے وہ سوال کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے آباء واجداد کے مذہب پر قائم تھے اور انھیں جہالتوں پر جمے ہوئے اور انھیں خیالات پر ڈٹے ہوئے تھے جو ان کے آباء واجداد کے انبیاءؑ کی مخالفت پر ہوتے تھے۔ **قولِ مترجم**:- یہ آیت صاف رویتِ باری تعالیٰ کی نفی کرتی ہے کیونکہ وہ کبھی بھی اگر ممکن ہوتی تو جب معجزے کے طور پر طلب کرتے تھے ضرور راستدعا قبول کی جاتی نہ کہ اس سوال کو بڑی گستاخی پر محمول کیا جاتا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۴** اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ :- اس واقعہ کا ذکر سورۂ آل عمران میں اس آیت کی تفسیر میں آچکا ہے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ یہاں خدا نے ان کے اقوال مردودہ سے انھیں پر حجت قائم کی ہے کہ تم نے خدا کے برخلاف جرأت کی اور ایسے نبی کے قتل کا قصد کیا جس کی تائید معجزاتِ قاہرہ سے کی جاتی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۵** اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ :- کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے ہونے سے لوگوں میں اختلاف پڑ گیا۔ بعض یہودی یہ کہتے تھے کہ جو قتل ہوگیا تھا تو وہ جھوٹا لیکن ہم نے سچا کہہ دیا تھا اور بعضے متردد رہے، بعض یہ کہتے تھے کہ اگر یہ عیسیٰؑ تھا تو ہمارا ساتھی کدھر گیا، بعض یہ کہتے تھے کہ چہرہ تو عیسیٰؑ کا سا تھا اور جسم ہمارے ساتھی کا سا۔ کسی نے حضرت عیسیٰؑ کو یہ دعا مانگتے سنا تھا کہ خداوندا ہم کو آسمان پر بلالے، ان کا یہ خیال تھا کہ وہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ اور ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ ان کی روح تو آسمان پر اٹھالی گئی اور جسم صلیب پر لٹکتا رہا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۶** بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ :- من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں، جب کسی شخص کو ان بقعات میں کسی بقعہ تک پہنچا لے ہے تو گویا خدا نے اس کو اپنے پاس بلالیا۔ کیا تم نہیں سنتے کہ خدا عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے قصہ میں فرماتا ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (بلکہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلالیا) تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بلائے گئے ہیں تو اُون کا جو غم پہنے ہوئے تھے جسے حضرت مریمؑ نے اپنے ہاتھ سے کاتا تھا، بُنا تھا اور سیا تھا، جب وہ آسمان پر پہنچ گئے تو آواز آئی کہ اے عیسیٰؑ اب دنیا کی زینت کو دور کردو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۷** وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ :- ائمہ معصومینؑ میں سے کسی سے یہ روایت ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں میں سے ایک بھی باقی نہ رہیگا جو اپنے مرنے سے پہلے اس بات پر ایمان نہ لائے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے گو یہ ایمان لانا جان نکلتے کے وقت کچھ فائدہ نہ پہنچائے۔ تفسیر قمی میں شہر ابن حوشب سے منقول ہے کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا کہ اے شہر کتابِ خدا کی ایک آیت نے مجھ کو پریشان کردیا، میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون سی آیت ہے تو اس نے یہ آیت تلاوت کی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور یہ کہا میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں پھر ذرا سی اس کو مہلت دیدیتا ہوں پھر اس کے ہونٹ بھی حرکت کرتے نہیں دیکھتا کہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے اس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے جو آپ نے فرمائی۔ اس نے کہا پھر کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ عیسیٰؑ قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا باقی نہ رہے گا جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور وہ خود حضرت مہدیؑ آخر الزماں کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔ حجاج بولا وائے ہو تجھ پر یہ تاویل تو نے کہاں سے پیدا کی میں نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء واجداد کے بیان کی ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمے سے نکلا ہے جس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں یہ روایت بھی وارد ہے کہ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رجعت فرمائیں گے تو کل لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر یوں وارد ہے کہ کسی دین کا آدمی نہ مریگا جبتک کہ وہ جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ صلوات اللہ علیہما کو دیکھ نہ لے۔ اس معنی کی بہت سی حدیثیں دیگر مقامات پر بھی منقول ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں سے کوئی شخص نہ مریگا جبتک امام وقت اور اس کی امامت کا مقر نہ ہوجائے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کے اور بیٹے حضرت یوسفؑ کی بزرگی کے مقر ہوگئے تھے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا (خدا کی قسم آپ کو خدا نے ہم پر بزرگی دی ہے) (تصحیح) امامؑ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اہل الکتاب سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے تو یہ خدا کے اس قول سے بھی مطابق ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا ان کو جن کو ہم نے اپنے بندوں سے منتخب کرلیا تھا) اس جگہ پر برگزیدہ بندوں سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے جیسا کہ اس کی تفسیر اپنے موقع پر آئے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۶ نوٹ ۴** بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ :- کافی، تہذیب الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں اس کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ مویشی کا بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو جب اس کی خلقت پوری ہو جائے یعنی اس پر بال اور اُون بھی پیدا ہوگئے ہوں اور اس کی ماں کو ذبح کیا گیا ہو تو اس بچہ کا یہی تذکیہ ہے کہ ماں کا تذکیہ ہوگیا۔ کافی اور تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس آیت سے مراد حلتِ جنین ہی ہے مگر خلقت پوری نہ ہوئی ہو تو اس کے متعلق علیحدہ روایت موجود ہے کہ اس کو نہ کھائیں۔

**قولِ صاحبِ تفسیر صافی**:- اس آیت کے بہت سے معنی ہیں منجملہ ان کے ایک کا اوپر بیان ہوا نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان سب حدیثوں سے مراد کسی پوشیدہ چیز کا بیان ہو یا یہ کہ اول الذکر کی حد باندھنا مقصود ہو یعنی یہ کہ جب اون اور بال پیدا ہو جائیں اور اس پر اس وقت لفظ بہیمہ صادق آجائے تو وہ اس کی حلت کا وقت ہے اس طرح اس کے معنی عمومیت کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اس کی ماں کے حلال ہونے کا ذکر تو نص میں پہلے ہی آگیا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے ہاتھی اور ریچھ اور بندر کے گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ ان مویشی میں داخل نہیں ہیں جن کے گوشت کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۶ نوٹ ۵** اَلْقَلَاۗئِدَ :- قلائد سے مراد قربانیاں ہیں جو کعبہ کو بھیجی جاتی تھیں تو انکے گلے میں ایسی نعل جس میں نماز پڑھ چکے ہوں یا کوئی اور چیز اس غرض سے ڈال دی جاتی تھی جس سے لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور کوئی اس سے معترض نہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۷ نوٹ ۲** اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ علیہما السلام سے منقول ہے کہ حجۃ الوداع کے

واپسی کے وقت روز غدیر خم جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو تمام حاضرین کے روبرو کل مخلوق کی ہدایت کے لئے ہادی مقرر فرمایا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان دونوں حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آخری فریضہ تھا جس کے بعد کوئی اور فریضہ نازل نہیں ہوا۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ ایک فریضہ دوسرے کے بعد نازل ہوتا رہا ولایت سب سے آخری فریضہ تھا جس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے کل فرائض کو پورا کر چکا، اس کے بعد کوئی اور فریضہ نازل نہ کروں گا۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں بھی ان حضرت سے قریب قریب یہی مضمون درج ہے (تصریح) دین کے اظہار کا ولایت و اعلان خلافت پر کامل ہو جانا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پروردگار عالم نے جو علم سپرد فرمایا تھا وہ آپ نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا اور جو اوصیاء ان کی اولاد میں ہونے والے تھے ان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچا دیا۔ اور جب ان کو اپنا قائم مقام کر دیا اور لوگوں کو حرام و حلال کے بارے میں ان سے کل امور دریافت کرنے کا موقع مل گیا تو تمام امت کو یہ حکم دیدیا کہ وہ ہر معاملہ میں ان سے رجوع کریں حلال و حرام انھیں سے دریافت کریں اور چونکہ ان کے یکے بعد دیگرے اس امر پر قائم ہونے سے بندوبست استمراری ہو گیا لہٰذا دین کامل ہو گیا اور نعمت پوری ہو گئی۔ (خطبۂ غدیر میں یہ مضمون انشاء اللہ بیان کیا جائیگا) ۱۲

**صفحہ ۱۲۷ نوٹ ۳** مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ :- مکلبین جمع مکلب کی ہے اس کے معنی ہیں شکاری جانور کا سدھانیوالا۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کسی باز یا شکرے یا عقاب کو شکار کے لئے چھوڑو تو اس کا شکار کیا ہوا جانور نہ کھاؤ سوائے اس صورت کے کہ تم جانور کو زندہ پالو اور اس کا تذکیہ کر لو۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرت سے کتے اور شکرے کے شکار پر چھوڑنے کے متعلق دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ شکرے کا تو یہ حکم ہے کہ اس کا شکار نہ کھاؤ تاوقتیکہ تم اس کو زندہ نہ پالو اور تذکیہ نہ کر لو۔ اور کتے کا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو چھوڑتے وقت تم نے خدا کا نام لے لیا ہے تو اس کا شکار کیا ہوا حلال ہے خواہ اس نے گوشت کا کوئی حصہ کھا لیا ہو یا نہ کھایا ہو۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز اور شکرے اور چیتے اور کتے کے شکار کی بابت دریافت کیا گیا کہ اگر کتے کے پکڑنے سے شکار مر جائے؟ حضرتؑ نے فرمایا کچھ حرج نہیں کھالو کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پھر اس علیکم کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ ہر درندہ شکار اپنی ذات کے لئے پکڑتا ہے سوائے سدھے ہوئے کتے کے کہ یہ اپنے آقا کے لئے پکڑتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب تم کتے کو شکار کے لئے چھوڑو تو اس پر خدا کا نام لے کر چھوڑو کہ یہی اس کے تذکیہ کے لئے کافی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۲** وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ :- کافی، تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم خدا کے اس قول سے منسوخ ہے وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (اور کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو) تفسیر مجمع البیان میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اس قول سے بھی منسوخ ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ۔ تہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص کے نکاح میں آزاد مسلمان عورت موجود ہو اور وہ کسی یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور دیگر حدیثوں میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی سے صرف متعہ (یعنی نکاح میعادی) کا جواز ثابت ہے (اور زمانۂ غیبت امامؑ میں اسی پر عملدرآمد ہے) ۱۲

**صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۳** اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ :- تہذیب اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تم سونے سے اٹھو۔ تفسیر عیاشی میں یہی معنی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہیں۔ ان صریح احادیث کے ہوتے ہم کو اور مفسرین کے خیالات اور اشارات و کنایات کے تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب رہا سوائے نیند کے اور صورتوں میں وضو کا واجب ہونا تو وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ہم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھلا دیجئے تو حضرت نے پانی سے بھرا ہوا ایک طشت یا بڑا پیالہ طلب فرمایا پھر اپنا داہنا ہاتھ ڈالکر اس میں سے ایک چلو پانی لیا اور اس کو اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالکر اپنا منہ دھو ڈالا پھر بایاں ہاتھ ڈالکر ایک چلو پانی لیا اور اس کو داہنی کلائی پر ڈالا اور کہنی سے انگلیوں تک ہاتھ کو دھو ڈالا مگر اس طرح کہ بایاں ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف کھینچتے ہوئے لائے نیچے سے اوپر کو نہیں لے گئے۔ پھر داہنا ہاتھ طشت میں ڈالکر ایک چلو پانی لیا اور اس کو بائیں کلائی پر ڈالا اور اس کو کہنی سے انگلیوں کے سرے تک اسی طرح دھو ڈالا جس طرح داہنا ہاتھ دھویا تھا۔ پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے سر مبارک کا اور دونوں پاہائے مبارک کا مسح کیا اور مسح کے لئے کوئی جدید پانی نہیں لیا۔ پھر یہ فرمایا کہ آنحضرتؐ کبھی نعلین مبارک پہنے ہوتے تھے تو اس کے تسمے کے نیچے انگلیاں نہیں پہنچاتے تھے۔

**قولِ مترجم** :- نعلین عربی میں صرف ایک تلا ہوتا ہے اور اوپر دو تسمے ہوتے ہیں ایک انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں اور دوسرا بند کے طور پر ٹخنے کے اوپر ہوتا ہے۔ پس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسمے کے نیچے انگلی نہیں پہنچاتے تھے تو اس سے مطلب وہ تسمہ ہے جو انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں ہوتا ہے۔ سوتے سے اٹھنے کے علاوہ اور نواقض یعنی وضو توڑنے والی چیزوں کے صدور کے بعد وضو کرنے کا واجب ہونا احادیث سے ویسے ہی ثابت ہے جیسے کہ جنابت کے علاوہ اور صورتوں میں غسل کا واجب ہونا دوسرے مقام سے ثابت ہوا ہے اور قرآن مجید کی کل مجمل باتوں کی تفسیر اہلبیت علیہم السّلام ہی نے کی ہے اور وہ حضرات (اہلبیت علیہم السلام) اوروں کی بہ نسبت اس سے خوب واقف ہیں جو کچھ آیت میں نازل ہوا۔ چنانچہ خزینۃ الاحکام میں مروی ہے کہ وجہ (چہرہ) وہ ہے جو سامنے نظر آتا ہے پس اگر کسی کے ڈاڑھی کے بال گھنے ہوں یعنی خطاب کرنے کے وقت ان (بالوں) کے اندر کی جلد نظر نہ آتی ہو تو ان (بالوں) کو حرکت دینا واجب نہ ہو گا اس لئے کہ اس صورت میں فقط بالوں کا سامنا ہوتا ہے اور اس جلد کا سامنا نہیں ہوتا جو ان (بالوں) کے نیچے ہوتی ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تہذیب میں منقول ہوا ہے کہ چہرہ کے جن حصوں کو بالوں نے گھیر لیا ہو ان (حصوں) کا بندوں پر طلب اور ان پر پانی جاری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ فقط بالوں پر پانی جاری کرنا چاہیئے۔ تہذیب اور کافی میں ہے کہ جناب امام محمدؐ باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص وضو کرتا ہے کیا وہ اپنی ڈاڑھی کے نیچے بھی پانی پہنچائے؟ فرمایا۔ نہیں۔ اب رہی چہرہ کی حد تو من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ وہ چہرہ جس کے دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے اور کسی شخص کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اس پر زیادتی کرے یا اس کو کم کرے اور یہ کہ اگر اس پر زیادتی کرے تو ثواب کا مستحق نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو گنہگار ہو۔ اس (چہرہ) کی حد یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھا سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اس کو گھیر لے۔ اور چہرہ کے جن حصوں پر کہ دورہ کرنے کی حالت میں دونوں انگلیاں جاری ہو جائیں پس وہ (حصے) چہرہ میں داخل ہیں اور اس کے علاوہ کوئی حصہ چہرہ کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کسی نے عرض کی کہ کنپٹیاں وجہ میں داخل ہیں؟ فرمایا نہیں۔ اور باقی اعضاء میں پانی اور تری کا جلد تک پہنچانا اور جو چیز کہ اس پانی یا تری کے پہنچنے سے مانع ہو اس چیز کا حرکت دینا واجب

ہے جیساکہ غسل اور مسح کے حکم کا مقتضا ہے۔ پس سر کا مسح ٹوپی پر اور پاؤں کا مسح موزوں پر کافی نہ ہوگا۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر ابن الخطاب نے جناب رسولِ خدا کے اصحاب کو جمع کیا اور ان میں جناب امیرالمومنین علی مرتضٰے علیہ السلام بھی موجود تھے اور سب سے پوچھنے لگا کہ آپ لوگ موزوں پر مسح کرلینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مغیرہ بن شعبہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نے جناب رسولِ خدا کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے جناب امیر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد۔ مغیرہ بولا کہ یہ تو میں نہیں جانتا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ موزوں پر کتابِ خدا سابق ہوچکی ہے سورۂ مائدہ آنحضرتؐ کی وفات سے دو یا تین مہینے پہلے نازل ہوئی ہے۔

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی۔ یہ مغیرہ بن شعبہ منافقوں کے سرگروہوں میں سے ایک تھا جنہوں نے مقامِ عقبہ پر جناب رسولِ خدا کی ہلاکت کی تجویزیں کیں اور مقام سقیفہ پر علیؑ مرتضٰے کے حقوق غصب کرنے کی تدبیریں کیں۔ خدائے تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے اپنا وضو دوسرے کی جلد پر کرنا مناسب سمجھا ہو۔ نیز عائشہ ہی سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ موزے پر مسح کرنے سے تو میں اسے اچھا سمجھتی ہوں کہ جنگل میں جو اونٹ پھر رہے ہوں ان کی پیٹھ پر مسح کرلو۔ اور جناب رسولِ خدا کے پاس کبھی موزے کا ہونا نہیں پایا جاتا سوائے ایک جوڑی موزے کے جو نجاشی بادشاہِ حبشہ نے ایک مرتبہ بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔ تو یہ پاؤں کی پشت کی طرف سے کھلے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے پاہائے مبارک میں ان کو پہنے ہوئے ان پر مسح کیا تو لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرتؐ نے اپنے موزوں پر مسح کیا حالانکہ یہ حدیث بھی صحیح سندوں سے نہیں پہنچی۔ من لا یحضرہ الفقیہ کی عبارت یہاں تمام ہوچکی۔ اب چونکہ ہاتھ کا اطلاق پہنچے سے نیچے نیچے جتنا ہے اتنے پر بھی ہوسکتا ہے اور کہنی سے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی اور مونڈھے سے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے جتنا اس میں سے دھولینا چاہیئے اسکی انتہا صاف صاف بیان فرمادی۔ جیسے تم کسی لڑکی سے کہدو کہ تو پہنچے تک مہندی لگالے۔ یا تلوار کے بارے میں کہدو کہ قبضہ تک صیقل کی جائے آیت کے لفظوں میں کوئی دلالت اس بات کی نہیں ہے کہ ہاتھ کا دھونا انگلیوں سے شروع کرکے کہنی تک پہنچایا جائے جیساکہ ان دونوں عبارتوں سے خضاب لگانے میں ہاتھ کی انگلیوں سے ابتدا کرنا اور صیقل کرنے میں تلوار کے سرے سے ابتدا کرنا نہیں سمجھا جاتا۔ لہذا آیت اس معنی میں مجمل اور اہلبیت علیہم السلام کی تشریح اور تفسیر کی محتاج رہی۔ اب مِرفق یا مَرفِق وہ جگہ ہے جہاں بازو کی اور کلائیوں کی ہڈیاں آکر مل گئی ہیں اور ظاہر آیت میں کوئی دلالت اس بات کی نہیں پائی جاتی کہ ہاتھ کے دھونے میں مرفق کو بھی داخل کیا جائے اور نہ اس بات کی دلالت ہے کہ پاؤں کے مسح کرنے میں ٹخنے کو بھی شامل کیا جائے اس لئے کہ انتہا جس جگہ پر ہوتی ہے کبھی وہ داخل سمجھی جاتی ہے اور کبھی خارج۔ لہٰذا اس معنی میں بھی آیت مجمل رہی اور حضرات ائمہ علیہم السلام کی تفسیر کی محتاج اور کسی چیز کا غسل دو طرح سے ثابت ہوسکتا ہے یا تو اس عضو پر پانی بہادینے سے یا اسی عضو کو پانی میں ڈبو دینے سے اگرچہ مَلا دَلا نہ جائے اور بِرُءُوسِکُمْ میں جو (ب) آئی ہے یہ تبعیض کے لئے ہے جیساکہ آیتِ تیمم میں بِوُجُوْهِكُمْ کی (ب) تبعیضیہ ہے اور یہی حالت اَرْجُلَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ کی بھی ہے جو بِرُءُوسِکُمْ اور بِوُجُوْهِكُمْ پر معطوف ہیں اور کعب یعنی ٹخنہ اس ہڈی کو کہتے ہیں جو گولائی لئے ہوئے ہے اور اس جگہ واقع ہوئی ہے جہاں پنڈلی اور پاؤں دونوں ملے ہوئے ہیں یہ پاؤں کی پشت کی طرف سے آئی ہے اور اس کا ایک سر پنڈلی کے سرے میں جوڑ دیا گیا ہے جیساکہ گائے اور بھیڑ بکری کے پاؤں میں بھی ہوتا ہے جس سے اکثر بچے کھیلا کرتے ہیں اور کبھی کبھی جوڑ کی جگہ کو بھی قریب ہونے کی وجہ سے کعب یعنی ٹخنہ کہدیتے ہیں۔ چونکہ لوگوں نے صاحبان لغت اور صاحبان تشریح کے کلام میں تو غور نہیں کیا اور معصومینؑ کی احادیث میں تاویل کرنے سے روگرداں ہیں اس لئے کعب کے سمجھنے میں بھی انھوں نے اختلاف کیا ہے۔ اب چونکہ رجل کا اطلاق قدم پر بھی ہوسکتا ہے اور گھٹنے کے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی اور کولے کے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی لہذا خدائے تعالیٰ نے جتنے پر مسح کیا جائیگا اتنے کی حد بیان فرمادی۔ اب رہی آیت کی دلالت اس بات میں کہ دونوں پاؤں پر مسح کرنا چاہیئے وہ اس سے بھی زیادہ روشن ہے جتنا کہ آفتاب نصف النہار پر روشن ہوتا ہے خاص کر اس وقت جبکہ اَرْجُلِكُمْ لام کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے اور جو لوگ غسلِ رجلین کے قائل ہیں انمیں سے بھی بہت سے اس بات کے معترف ہیں کہ قاعدہ سے مسح ہی ہونا چاہیئے اور اَرْجُلِكُمْ بھی زیر ہی سے ہونا چاہیئے۔ التھذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول وَامْسَحُوْا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اَرْجُلَكُمْ کے لام پر زیر ہے یا زبر؟ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ زیر ہے۔ صاحبِ تفسیرِ صافی فرماتے ہیں کہ زبر پڑھنے کی صورت میں بھی معنی مسح ہی کے رہیں گے اس لئے کہ عطف اس کا رؤس کے محل پر ہے جیسے کہ عرب کی زبان میں رائج ہے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَعَمْرٍو کی جگہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَعَمْرًوا بول دیتے ہیں اس لئے کہ اس کا عطف وجوہ پر کرنا نہ فقط قانون فصاحت سے خارج ہے بلکہ اسلوبِ زبانِ عربیت سے بھی خارج ہے۔ عامہ (مخالفین) نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے وضو فرمایا اور عربی نعلین پہنے پہنے پاہائے مبارک پر مسح کیا۔

قولِ مترجم:۔ عربی نعلین کی تشریح اصل نوٹ میں حاشیۂ قرآن مجید پر موجود ہے۔ نیز عامہ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تو مسحِ رجلین کا حکم دیا مگر لوگوں نے نہ مانا زبردستی غسل شروع کردیا نیز انھوں نے یہ فرمایا کہ وضو میں دو غسل ہیں اور دو مسحے ہیں اس میں جو مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں نیز انھوں نے آنحضرتؐ کا وضو کرکے دکھلایا تو اپنے دونوں پاؤں پر مسح کیا التھذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے پاؤں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جبرئیلؑ امین تو یہی حکم لیکر آئے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض بعض آدمیوں کو ساٹھ ساٹھ ستر ستر برس گزر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ایک نماز بھی قبول نہیں کرتا عرض کیا گیا کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے فرمایا اس طرح ہوسکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جس جگہ مسح کا حکم دیا اُسے دھوتا رہتا ہے من لا یحضرہ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص چالیسؔ برس تک خدا کی عبادت کرتا رہے گا مگر وضو میں خدا کی اطاعت نہ کرنے کے سبب سب برباد ہوجائیگی کیونکہ خدا نے جس کے مسح کا حکم دیا تھا یہ اس کا غسل کرتا رہا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں یہ منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب رسولِ خدا کے وضو کی نقل کرکے دکھلائی جس کا ذکر ہم نوٹ میں کرچکے ہیں تو اس کے بعد یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ (دیکھو سطر ۱ صفحہ ۱۷) پس کسی بندے کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ چہرے کے کسی حصہ کو بغیر غسل کے چھوڑ دے اور چونکہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونے کا حکم ہے بندے کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کہنیوں سے لیکر انگلیوں تک کوئی حصہ بھی بغیر دھلا چھوڑ دے اس لئے کہ خدا کے حکم اِغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ کی پوری تعمیل اسی سے ہوگی پھر فرمایا وَامْسَحُوْا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (دیکھو سطر ۲ صفحہ ۱۷) پس جب بندے نے اپنے سر کے کچھ حصہ کا مسح کرلیا اور اپنے دونوں پاؤں کے کسی حصہ کا انگلیوں کے سرے سے لیکر کعبین تک کے مابین

مسح کر لیا وہ اس کے لئے کافی ہوگیا۔ کسی نے عرض کی کعبین کہاں ہے؟ فرمایا یہ ہے یعنی وہ جوڑ بتلایا جو پنڈلی کی ہڈی سے نیچے ہے۔ اس پر کسی نے پنڈلی کی ہڈی کے دونوں طرف جو گٹیاں سی نکلی ہوتی ہیں ان پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ یہ پنڈلی کی ہڈی کا جزو ہے اور کعب قدم کا وہ حصہ ہے جو ان دونوں کے بیچ تک پہنچا ہے اور ان سے نیچا ہے۔ کسی نے عرض کی خدا آپ کو خیر و خوبی عطا فرمائے آیا ایک ایک چلو منہ دھونے کے اور کلائیوں کے لئے کافی ہے؟ فرمایا ہاں کافی ہے جبکہ تم پانی کے پہنچانے کی کوشش کرو اور دو دو ڈالو تو پانی اچھی طرح رواں ہو ہی جائیگا۔ من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں زرارہ بن اعین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا آپ مجھے مطلع نہ فرمائیں گے یہ آپ نے کہاں سے جانا اور کہاں سے فرمایا کہ سر کے بھی بعض حصہ کا مسح چاہیئے اور دونوں پاؤں کے بھی بعض حصہ کا؟ حضرت متبسم ہوئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے زرارہ یہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے کتاب بھی اسی کے موافق نازل ہوئی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ اس سے ہم نے سمجھا کہ چہرہ کل کا کل دھویا جانا چاہیئے پھر فرمایا وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ یعنی کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو منہ کے ساتھ ملایا جس سے ہم یہ سمجھے کہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو بھی دھونا چاہیئے پھر اس نے اپنے کلام میں خود ہی فصل کر دیا اور یہ فرمایا وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ پس اس لفظ بِرُءُوسِكُمْ سے ہم سمجھے کہ سر کے بعض حصہ کا مسح مقصود ہے جس پر کلمۂ با دلالت کرتا ہے پھر دونوں پاؤں کا ذکر سر کے ذکر کے بعد کیا جیسا کہ دونوں ہاتھوں کا ذکر منہ کے ذکر کے بعد فرمایا تھا اور یوں ارشاد فرمایا وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اسے ملانے سے ہم سمجھے کہ دونوں پاؤں کے بھی بعض حصوں کا مسح ہونا چاہیئے اس کے بعد خود جناب رسولِ خدا نے اپنے عمل سے اس کی تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا مگر پھر بھی لوگوں نے خدا کے حکم اور رسولؐ کے حکم و عمل کو ضائع کر دیا۔ اس حدیث کے آخر میں تیمم کا ذکر بھی آگیا ہے اس کا خلاصہ نوٹ نمبر۳ صفحہ ۱۷۱ میں لکھا گیا ہے۔

**صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۴** وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا :- یہ ٹکڑا پہلی شرط کی فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ پر معطوف ہے۔ تو گویا مطلب یہ ہوا کہ جب تم سونے سے نماز کیلئے اٹھو تو وضو کر و اور اگر جنب ہو تو غسل کر ڈالو اور اس کی جزا شرط پر معطوف ہونے کی دلالت خدا کے اس قول سے پائی جاتی ہے وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ اس لئے کہ وہ یقیناً اسی شرط کے ماتحت ہے اور اگر إِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا - إِذَا قُمْتُمْ پر معطوف ہوتا یا قطعاً جدا ہوتا تو دونوں جملوں میں ربط نہ رہتا۔ اور یہ لازم آتا ہے کہ غسل و صلوٰۃ میں بھی اس آیت کی رو سے کوئی ارتباط نہیں ہے اور اس صورت میں لفظ اِنْ کا استعمال بھی موزوں نہ ہوتا۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوتا وَإِذَا كُنْتُمْ جُنُبًا۔ جو اسلوبِ کلام کے سمجھنے والے ہیں وہ اس کلام کو سمجھ لیں گے۔ اور اس بات پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جو کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے ایک عورت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس سے اس کے شوہر نے جماع کیا ہو اور اس کو فوراً حیض آگیا ہو تو وہ غسل کرے۔ فرمایا کہ چونکہ اس کو وہ حالت عارض ہوگئی ہے کہ جس سے نماز ساقط ہے لہٰذا وہ غسل نہ کرے (اس سے غسل و نماز کا ارتباط ثابت ہے) (باقی حدیثیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں) ۱۲

**صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۵** فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ :- اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جس وقت مکلف کو پانی نہ ملے تو وضو ساقط ہے اور تیمم میں ان چیزوں کے ایک جزو کا مسح کافی ہے جن کے غسل کا حکم ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ اور اسی سے پھر لفظ اَيْدِيكُمْ کو متصل فرمایا ہے اور اس کے بعد فرمایا مِنْهُ جس کے معنی ہیں اسی تیمم سے۔ تو چونکہ پروردگارِ عالم جانتا تھا کہ نہ تو ساری ہتھیلی پر مٹی لگی رہ سکتی ہے اور نہ سارے چہرے یا ہاتھوں پر مثل پانی کے رواں ہو سکتی ہے اس لئے باءِ تبعیضی کو استعمال فرمایا کہ بندوں کو تکلیف مالا یطاق نہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۱ نوٹ ۲** نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ :- یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم خدا کے بیٹے عزیر کے پیرو ہیں اس لئے ہم بھی خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ ہم خدا کے بیٹے مسیحؑ کے پیرو ہیں۔ لہٰذا ہم بھی خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۱** عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ :- فترۃ سے مراد دو رسولوں کے مابین کا زمانہ جس میں وحی نہ آئی ہو۔ جناب صدوق علیہ الرحمہ نے اکمال الدین میں فرمایا ہے کہ فترۃ کے معنی ہیں وہ زمانہ جس میں کوئی نبی یا وصی ظاہر و معروف نہ ہو اور ہمارے نبیؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے مابین بہت سے نبی ہوئے ہیں جن میں کو زیادہ خفیہ رہے ہیں۔ ازاں جملہ خالد ابن سنان عیسیٰ بھی تھے یہ زمانہ تخمیناً پانچ سو برس کا گزرا۔ صدوق علیہ الرحمہ کے اس قول کی بنا جناب امیر المومنینؑ کی یہ حدیث ہے کہ زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں رہتی خواہ وہ حجت ظاہر و مشہور ہو خواہ خائف و مغمور۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۲** اُدْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ تم اس ارضِ مقدس میں چلے جاؤ پس وہ اس میں نہیں گئے تو خدا نے وہ زمین ان پر اور ان کے بیٹوں پر حرام کر دی پھر ان کے پوتوں کو اس میں داخلہ کا موقع ملا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۳** الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے جن لوگوں کے حق میں ارضِ مقدسہ لکھی گئی تھی نافرمانی کی وجہ سے ان کے نام سے مٹا دی گئی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۴** قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اِن دو شخصوں سے مراد حضرت یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوقنا ہیں اور وہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۳ نوٹ ۱** تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ زمینوں میں سب سے اچھی زمین شام کی ہے اور باشندوں میں سب سے بدتر اس کے باشندے ہیں اور ملکوں میں سب سے بدتر ملک مصر ہے کہ وہ ان لوگوں کا جن سے خدا ناراض ہے جیل خانہ ہے۔ اور بنی اسرائیل کا اس میں پہنچنا اسی وجہ سے تھا کہ انھوں نے خدا کی نافرمانی کی تھی اس لئے جب ان کو وہاں سے رہائی دی تب فرمایا اُدْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (دیکھو صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۱) اس میں ارضِ مقدسہ سے مراد شام کا ملک تھا۔ پس انھوں نے اس میں جانے سے انکار کیا تو چالیسؔ برس تک مصر اور اس کے بیابانوں میں سرگرداں پھرتے رہے پھر چالیسؔ برس کے بعد شام پہنچے اور ان کا مصر سے نکلنا اور شام میں پہنچنا توبہ قبول ہونے کے بعد اور اس کی رضامندی حاصل ہونے کے بعد ہوا یہ بھی فرمایا کہ میں اس چیز کا کھانا بھی مکروہ جانتا ہوں جو مصر کی مٹی کے برتن میں پکا ہو اور میں مصری مٹی سے سر دھونا بھی پسند نہیں کرتا اس خوف سے کہ اس کی مٹی ذلت پہنچاتی ہے اور عزت کھو دیتی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور ان کی امت کے اس قول کا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زمین مقدس کو چالیسؔ برس کے لئے حرام کر دیا اور ان کو خوب سرگرداں پھرایا چنانچہ جب عشاء کا وقت ہوتا اور وہ کوچ بولتے تو ان کے قافلہ سالار

یہ آوازیں نکالتے اَلرَّحِیْلُ اَلرَّحِیْلُ ۔ اَلْوَحَا اَلْوَحَا ۔ اور وہ برابر چلے جاتے یہاں تک کہ شام ہوجاتی تاآنکہ وہ کوچ کرتے اور زمین ان کو سیدھی راہ پر لے چلتی تو حق تعالیٰ زمین سے خطاب فرماتا کہ ان کو چکر دیدے پس وہ برابر چلتے رہتے تاآنکہ جب وقتِ سحر ہوتا اور صبح قریب آتی تو وہ کہنے لگتے کہ یہ پانی ہے جس کے پاس تم پہنچ گئے ہو پس تم اتر پڑو پس جب صبح ہوجاتی تو وہ اپنی اسی تیہ اور منزلوں میں موجود ہوتے جن میں وہ ایک روز قبل تھے اس کے بعد وہ ایک دوسرے سے کہتے کہ تم راستہ بھول گئے اور سخت غلطی کی غرض جب تک خدا کا حکم نہ ہوا ایسے ہی ہیر پھیر میں پڑے رہے ۔ پھر ارضِ مقدس میں پہنچے جس کو حق تعالیٰ ان کے لئے مقرر کرچکا تھا۔ کافی میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ اسی زمانے میں جبکہ بنی اسرائیل سرگردانی کی حالت میں تھے انتقال فرماگئے اور ایک منادی کرنے والے نے آسمان سے منادی کی کہ موسیٰؑ انتقال فرماگئے اور ایسا نفس کونسا ہے جو نہ مرے گا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل انتقال فرما گئے تھے۔ اور دونوں کا انتقال اسی صحرائے سرگردانی میں ہوا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے تو سب گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگر موسیٰؑ ہم میں سے نکل گئے تو یقیناً ہم پر عذاب نازل ہوگا پس روتے ہوئے آنحضرتؑ کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری توبہ قبول کرلے ۔ تفسیر برہان میں ہے کہ عمارہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے وفاتِ موسیٰؑ ابن عمران کا واقعہ سنا دیجیے، حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان کی اجل آگئی اور جب ان کی مدت پوری ہوگئی اور کھانا بھی ان کا چھوٹ گیا تو ملک الموت ان کی خدمت میں آئے اور عرض کی السلام علیک یاکلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا علیک السلام، تم کون ہو؟ انھوں نے عرض کی میں ملک الموت ہوں فرمایا کس ضرورت سے آئے؟ عرض کی اسلئے آیا کہ آپ کی روح قبض کروں ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میری روح کہاں سے قبض کروگے؟ انھوں نے عرض کی منھ سے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیونکر ہوگا؟ اس لئے کہ میں نے اسی منھ سے اپنے پروردگار جلّ جلالہٗ سے باتیں کی ہیں انھوں نے عرض کی تو اچھا ہاتھ کی طرف سے؟ فرمایا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ ہاتھ سے میں نے توریت اٹھائی ہے ۔ انھوں نے عرض کی اچھا تو پھر دونوں پاؤں کی طرف سے؟ فرمایا یہ کیونکر ہوسکتا ہے ان سے تو میں طورِ سینا پر چلا پھرا ہوں ۔ عرض کی تو اچھا دونوں آنکھوں کی طرف سے؟ فرمایا یہ کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ یہ امیدِ الٰہی میں عرصہ تک کھلی رہی ہیں ۔ عرض کی تو اچھا دونوں کانوں کی طرف سے؟ فرمایا (رواہ) یہ کیونکر ہوسکتا ہے ان سے تو میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا ہے ۔ اس اثناء میں ملک الموت کو اپنے پروردگار کی طرف سے وحی ہوئی کہ تم اس وقت تک انکی روح قبض نہ کرو جب تک کہ یہ خود ارادہ نہ کریں چنانچہ ملک الموت نکل آئے اور موسیٰ علیہ السلام اتنی دیر جب تک خدا کو منظور تھا اور زندہ رہے پھر یوشع ابن نون کو بلاکر اپنا وصی کیا اور ان کو حکم دیا کہ اصل امر کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور اپنے بعد اپنے والی امر کو وصیت کردیں ۔ اور پھر موسیٰؑ اپنی قوم سے غائب ہوگئے اور اسی حالتِ غیبت میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو قبر کھود رہا تھا اس سے فرمایا کہ کیا اس قبر کے کھودنے میں میں تیرا مددگار نہ بنوں؟ اس نے عرض کی ضرور مدد کیجیے چنانچہ اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبر کھُد گئی اور اندر کا بودہ بھی صاف ہوگیا پھر موسیٰ علیہ السلام اس میں جالیٹے تاکہ دیکھیں کہ کیفیت کیا ہوتی ہے تو پردہ آپ کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تب انھوں نے جنت میں اپنی جگہ دیکھی اور عرض کرنے لگے کہ پروردگار اب میری روح قبض کرلے ۔ اس وقت ملک الموت نے بحکم خدا ان کی روح قبض کرلی اور اسی قبر میں ان کو دفن کردیا اور مٹی ڈالکر برابر کردی اور وہ جو آدمی کی صورت میں قبر کھود رہا تھا وہ فرشتہ تھا۔ اور واقعہ صحرائے تیہ میں گزرا ۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ کلیم اللہ کا انتقال ہوگیا اور وہ نفس کونسا ہے جو زندہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میرے والد ماجد نے بروایت میرے جدِّ امجد کے اور انھوں نے بروایت اپنے والد کے مجھ سے یہ بیان فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا سُرخ ٹیلے کے پاس اس شارعِ عام پر جو مصر سے شام کو آتا ہے ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ محمد ابن مسلم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا آیا ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے فرمایا ہاں! کیا تو حضرت ہارونؑ کا یہ قول نہیں دیکھتا جس کو خدا نے نقل فرمایا ہے ۔ یَابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ ۃ (دیکھو صفحہ۔۔ سطر۱) وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی ان دونوں میں سن میں بڑا کون تھا فرمایا حضرت ہارونؑ میں نے عرض کی وحی دونوں پر ایک ساتھ آتی تھی؟ فرمایا وحی صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آتی تھی اور حضرت ہارونؑ کو خبر کردیا کرتے تھے پھر میں نے عرض کی کہ احکام اور فیصلے اور امر اور نہی وغیرہ دونوں کی طرف سے ایک ساتھ ہوتے تھے فرمایا نہیں وہ موسیٰ علیہ السلام تھے جو اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علوم لکھتے تھے اور بنی اسرائیل کے مابین فیصلے کرتے تھے اور جب یہ مناجات کرنے چلے جاتے اور لوگوں میں نہ ہوتے تو حضرت ہارونؑ ان کے خلیفہ اور قائم مقام ہوتے تھے میں نے عرض کی ان دونوں میں سے پہلے کس کا انتقال ہوا؟ فرمایا حضرت ہارونؑ کا مگر دونوں کا انتقال وادیِ تیہ (بنی اسرائیل کی سرگشتگی کے جنگل) میں ہوا ہے ۔ میں نے عرض کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد تھی؟ فرمایا نہیں اولاد ہارون علیہ السلام کے تھی اور نسل انہی سے چلی ۔ تفسیر برہان میں ہے علی ابن اسباط کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت عرض کی کہ اہلِ مصر تو یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا ملک بہت ہی مقدس ہے فرمایا بھلا یہ کیونکر؟ میں نے عرض کی وہ کہتے ہیں کہ اُن کے وادی کے ستر ہزار آدمی تو بلاحساب کے ہی جنت میں داخل ہوں گے ۔ فرمایا میری جان کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے جب ناراض ہوا تب تو ان کو مصر میں داخل کیا اور جب ان سے رضامند ہوگیا تو ان کو مصر سے نکالکر اور ملک میں لے گیا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس ملک سے یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں بھی نکالکر لیجاؤ تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو ڈھونڈنا شروع کیا جو اس قبر کی جگہ پہچانتا ہو تو ان کو ایک اندھی اپاہج بڑھیا بتلائی گئی کہ یہ قبر سے واقف ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے درخواست کی کہ وہ قبر مجھے بتلادے تو اس نے انکار کیا کہ جب تک دو باتیں میرے لئے نہ کرو نہیں بتلاؤں گی ۔ ایک تو اللہ سے دعا کرو کہ میری بیماری کھودے اور دوسرے مجھے جنت میں اسی درجے میں پہنچادے جس میں خود آپ ہوں گے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اس کے) اس سوال کو عظیم سمجھا خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ تم کیوں تردد کرتے ہو جو کچھ بھی یہ مانگتی ہے دیدو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کردی اور اس عورت نے یہ وعدہ کیا کہ جس وقت چاند نکلے گا اس وقت بتلاؤں گی چنانچہ خدائے تعالیٰ نے چاند کے نکلنے کو اس وقت تک موقوف رکھا جس وقت تک کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وعدے کی جگہ نہ پہنچ گئے اس وقت اس نے بتلایا پس بڑھیا نے ان (استخوانہائے حضرت یوسفؑ) کو رودِ نیل سے ایک چینی کے صندوق میں نکالا اور حضرت موسیٰؑ اسے اٹھا کرلے گئے یہ ذکر فرما کے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مصر کی مٹی کے برتن میں کھانا نہ کھاؤ اور اس کی مٹی سے اپنے سر نہ دھوؤ کہ اس سے ذلت پہنچے گی اور عزت جاتی رہے گی ۔

**صفحہ ۱۳۳ نوٹ ۳** سلیمان ابن خالد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میں قربان ہوجاؤں پھر یہ اولادِ آدمؑ کی نسل کیونکر چلی؛ کیا حوّا کے سوا کوئی اور عورت تھی یا آدمؑ کے سوا کوئی اور مرد تھا؟ فرمایا کہ اے سلیمان! خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بطنِ حوّاؑ سے پہلے تو قابیل عطا فرمایا اور پھر ہابیلؑ جب قابیل جوان ہوگیا تو اس کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک جنّیہ کو بھیجا اور آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ قابیل کی اس سے شادی کردو چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور قابیل کو اس کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم بھی دیا پھر ہابیل بالغ ہوگئے تو ان کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک حوریہ کو بھیجا اور آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہابیلؑ کی اس سے شادی کردو آدم علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی ۔ اب ہابیلؑ جب قابیل کے

ہاتھ سے قتل کئے گئے تو وہ حوا حاملہ تھیں اس کے بعد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ وصیت اور اسم اعظم اس کے سپرد کر دو پھر حضرت حوا سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضرت آدم علیہ السلام نے شیثؑ رکھا جب شیثؑ بالغ ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ایک حوریہ نازل فرمائی اور آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ شیثؑ کی شادی اس سے کر دو اس کی تعمیل ہوئی اور اس حوریہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام آدم علیہ السلام نے حورہ رکھا اور جب یہ لڑکی بالغ ہو گئی تو آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ سے اس کا عقد کیا پھر آدم علیہ السلام کی نسل ان دونوں سے چلی۔ پھر ہبۃ اللہ ابن ہابیلؑ کا بھی انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اب وصیت اور اسم اعظم اور علم نبوت جو میں نے تم پر ظاہر کیا ہے اور علم الاشیاء جو میں نے تم کو تعلیم کیا ہے یہ سب شیثؑ کے حوالے کر دو۔ پس اے سلیمان اصل واقعہ یہ ہے۔

تفسیر برہان میں بروایت ابو حمزہ ثمالی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اور ان کے دن پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ اب تمہاری نبوت ختم ہوئی اور تمہارے دن پورے ہوئے تو اب جو علم تمہارے پاس ہے وہ اور ایمان اور اسم اعظم اور میراث علم اور آثار علم نبوت اپنی اولاد میں باقی رہنے کے لئے اپنے بیٹے ہبۃ اللہ کے حوالے کر دو کیونکہ میں قیامت تک ان چیزوں کو تمہاری نسل سے خارج نہ کرونگا اور زمین کو کبھی ایسے عالم سے خالی نہ رکھوں گا جس کے ذریعے سے میرا دین مشہور رہے اور میری اطاعت پہچانی جائے اور جو تمہارے اور نوح علیہ السلام کے مابین لوگ پیدا ہوں ان سب کے لئے باعث نجات ہو اور آدم علیہ السلام نے نوحؑ کی بھی خوشخبری دی کہ اللہ ایک ایسے نبیؑ کو مبعوث کرنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہوگا وہ خدا کی طرف بلاتا ہوگا اور اس کی قوم کے لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو طوفان سے ہلاک کر دے گا اور حضرت آدمؑ اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس پشت کا فصل ہے یہ سب کے سب نبیؑ ہوئے ہیں اور آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو یہ وصیت فرمائی کہ تم اپنی اولاد کو برابر وصیت کرتے جانا کہ تم میں سے جو شخص نوح علیہ السلام کو پائے اس پر لازم ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے اور ان کی تصدیق کرے تاکہ غرق ہونے سے محفوظ رہے۔ پھر آدم علیہ السلام اس مرض میں بیمار ہوئے جس میں کہ انتقال فرمایا۔ تو ہبۃ اللہ کو بھیجا اور یہ فرمایا کہ جبرئیلؑ سے اور فرشتوں سے ملاقات ہو جائے تو ان سے میرا سلام کہدینا اور یہ کہنا کہ اے جبرئیلؑ میرے والد یہ چاہتے ہیں کہ کچھ جنت کے پھل ان کے لئے بطور ہدیہ کے لاؤ چنانچہ یہ ملے تو جبرئیلؑ امین نے کہا کہ اے ہبۃ اللہ آپ کے والد کا تو انتقال ہو گیا اور ہم ان پر نماز ہی پڑھنے کے لئے آئے ہیں اب آپ چلئے چنانچہ یہ پلٹ کر آئے تو دیکھا کہ واقعاً آدم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے۔ پس جبرئیلؑ امین نے غسل دینے کی ترکیب بتلائی چنانچہ ان کو غسل دیا گیا۔ جب نماز کی نوبت آئی تو ہبۃ اللہ نے کہا کہ اے جبرئیلؑ اب تم آگے کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام پر نماز پڑھو۔ پس جبرئیلؑ نے کہا کہ ہم لوگوں کو تو خدا تعالیٰ نے آپ کے باپ آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ جنت میں تھے۔ پس ہمارے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ ہم ان کے کسی بیٹے کے امام بنکر کھڑے ہو جائیں۔ پس ہبۃ اللہ آگے ہوئے اور جبرئیلؑ اور فرشتوں کے لشکر کے لشکر ان کے پیچھے۔ پس ہبۃ اللہ نے اپنے والد آدم علیہ السلام پر سلام بھیجا اور ان پر بتدریج تیس ۳۰ تکبیریں کہیں پھر جبرئیل امینؑ نے ان سے کہا کہ پچیس ۲۵ تکبیریں موقوف کر دو۔ پس آج تک ہم میں سنت پانچ تکبیریں رہیں اور اہل بدر پر جناب رسولِ خدا نے سات سات اور نو نو بھی پڑھیں۔ پھر جب ہبۃ اللہ آدم علیہ السلام کو دفن کر چکے تو قابیل ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبۃ اللہ میں نے دیکھا کہ میرے والد آدم علیہ السلام نے تمہیں ایسے ایسے علم سے مخصوص کر دیا ہے کہ ویسے علم سے مجھے مخصوص نہیں کیا اور وہ ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے سے تمہارے بھائی ہابیلؑ نے دعا کی تو ان کی قربانی قبول ہو گئی اور میں نے انہیں قتل کر دیا تاکہ ان کی اولاد میری اولاد پر یہ کہکر فخر نہ جتایا کرے کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی تھی اور تم اس کے بیٹے ہو جس کی قربانی متروک کر دی گئی تھی اب اگر تم نے اس علم کا اظہار کیا جس سے تمہیں تمہارے باپ نے مخصوص کر دیا ہے تو میں تمہیں بھی اسی طرح قتل کر دونگا جس طرح میں نے تمہارے بھائی ہابیلؑ کو قتل کر دیا تھا۔ پس ہبۃ اللہ اور ان کی اولاد اُس علم اور ایمان اور اسم اعظم اور میراث علم اور آثار علم نبوت کو جو ان کے پاس تھا چھپاتے ہی رہے تاآنکہ خدائے تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا اور اس وقت ہبۃ اللہ کی وصیت ان کی اولاد میں ظاہر ہوئی جب انھوں نے وصیتِ آدم علیہ السلام پر گہری نظر ڈالی تو انھوں نے نوح علیہ السلام کو ایسا نبیؑ پایا جس کے بارے میں ان کے باپ آدم علیہ السلام بشارت دے گئے تھے پس وہ نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کیا اور ان کی تصدیق کی اور حضرت آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو یہ وصیت کی تھی کہ ان کی یہ وصیت سال کے پہلے دن دیکھ لی جایا کرے اور وہ دن ان کی عید کا ہوتا تھا پس وہ اس دن نوح علیہ السلام کی بعثت کا اور اس زمانے کا جس میں وہ ظاہر ہوں گے آپس میں ذکر اور معاہدہ کر لیا کرتے تھے اور یہی حالت آئندہ ہر نبیؑ کی وصیت کی رہی ہے تاآنکہ خدائے تعالیٰ نے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

ہشام ابن حکم کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ ہبۃ اللہ کو وصیت کر دے تو اس کے ساتھ ہی ان کو یہ حکم بھی تھا کہ ان وصایا کو چھپائیں پس سنت یہی جاری ہو گئی کہ ہر وصی اپنے ماقبل کے اسرار کو چھپاتا رہے۔

**قولِ مترجم**:۔ ہبۃ اللہ حضرت ہابیلؑ کے بیٹے کا نام ہے اور حضرت شیثؑ ابنِ آدمؑ کا لقب ہے جو بعد وفاتِ فرزند ہابیلؑ ان کو عطا کیا گیا۔

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۱** فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے اُن دونوں بھائیوں کی قربانی کے ذکر کے بعد فرمایا کہ قابیل یہ نہیں جانتا تھا کہ قتل کیونکر کرے یہاں تک کہ ابلیس نے آکر اسے سمجھایا کہ اس کا سر دو پتھروں کے مابین رکھ کر کچل دے۔ جب اس طرح قتل کر چکا تو یہ نہیں جانتا تھا کہ نعش کو دفن کیونکر کرے۔ اس اثناء میں دو کوّے آئے اور وہ باہم لڑے یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور پھر اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا۔ اس پر قابیل نے يٰوَيْلَتٰٓى الخ کہکر افسوس کیا اور بھائی کی نعش کو زمین کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا۔ اسی دن سے مردوں کے زمین میں دفن کرنے کا سلسلہ جاری ہوا۔ دفن کرنے کے بعد قابیل اپنے والد ماجد کے پاس پلٹ کر آیا اور انھوں نے ہابیلؑ کو اس کے ساتھ نہ دیکھا تو اس سے دریافت فرمایا کہ تو میرے بیٹے کو کہاں چھوڑ آیا اس پر قابیل نے کہا کہ آپ نے کوئی مجھے ان کا نگراں بنا کر تھوڑا ہی بھیجا تھا۔ اس پر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ قربانی کے مقام تک چل۔ قابیل کے فعل کا کھٹکا آدم علیہ السلام کے دل میں ہو چکا تھا۔ جب قربانی کے مقام پر پہنچے تو قابیل کا قتل کرنا ظاہر ہوا۔ آدم علیہ السلام نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیلؑ کا خون قبول کر لیا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کو حکم آیا کہ وہ قابیل پر بھی لعنت کریں اور آسمان کی طرف سے قابیل کو ندا دی گئی کہ جس طرح تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا اسی طرح تجھ پر لعنت کی گئی۔ اور اسی وقت سے حکم دیا گیا کہ زمین آئندہ خون نہ پیا کرے۔ پس آدم علیہ السلام وہاں سے چلے آئے اور چالیس ۴۰ شب و روز ہابیلؑ کے لئے روتے رہے۔

**قولِ مترجم**:۔ شاید کہ شہدا اور اموات کے لئے چہلم تک سوگ رکھنے کی سنت یہاں سے پیدا ہوئی ہو۔ جب حضرت کا رنج و غم زیادہ ہوا تو خدائے تعالیٰ سے اس کی شکایت کی

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں تم کو ایک فرزند ایسا دینے والا ہوں جو ہابیلؑ کا قائم مقام ہوگا۔ چنانچہ حضرت حوّاؑ کے ہاں ایک پاک طینت و مبارک لڑکا پیدا ہوا اور جب ساتواں دن ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدمؑ یہ بچہ ہماری طرف سے تم کو عطا کیا گیا ہے سو تم اس کا نام ہبۃ اللہ رکھنا۔

(قولِ مترجم:۔ شاید کہ مولود کے ساتویں دن نام رکھنے کا استحباب اسی وقت سے ثابت ہوا ہو۔) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قابیل ابن آدمؑ سورج میں اپنے بالوں کے بھل لٹکا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ پھرتا رہتا ہے۔ وہ کرۂ زمہریر سے گزرے تو اور کرۂ حمیم سے گزرے تو وہ قیامت تک اسی طرح پھرتا رہے گا اور جب قیامت ہوگی تو خدائے تعالیٰ اس کو جہنم میں بھیجدیگا۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ طاؤس یمانی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور وہ دن کونسا تھا کہ جس دن ایک تہائی آدمی مرگئے تھے؟ فرمایا کہ اے بندۂ خدا تہائی آدمی تو کبھی نہیں مرے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ چوتھائی آدمی کب مرگئے تھے؟ اس نے عرض کی یہ کیونکر؟ فرمایا کہ ایک وقت آدمؑ و حوّا اور قابیل و ہابیلؑ چار تھے پس ہابیلؑ کے شہید ہوجانے سے چوتھائی آدمی مرگئے تھے۔ طاؤس نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تجھے یہ بھی خبر ہے کہ قابیل کی کیا گت بنائی گئی؟ عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا کہ وہ سورج میں لٹکا دیا گیا اور قیامت قائم ہونے تک وہ سخت گرم پانی میں برابر بھگایا جاتا ہے۔

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۲** كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے الفاظ تو خاص بنی اسرائیل کے بارے میں ہیں اور معنی اس کے کل آدمیوں کے بارے میں ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۳** فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا:۔ ایک قتل کے سبب سے ایسا جو سمجھا گیا کہ گویا کل آدمیوں کو قتل کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے خونِ انسان کی ہتک حرمت قتل کا طریقہ جاری کیا اور لوگوں کو اس پر جرأت دلائی۔ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ کل آدمیوں کا قتل کرنے والا بھی اسی میں بھیجا جائے گا اور ایک آدمی کا قتل کرنے والا بھی اسی میں اور حدیثوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ گو درجہ عذاب کا کم و بیش ہوگا مگر مقام سب قاتلوں کا ایک ہی ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۴** فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا:۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جو شخص کسی نفس کو جلنے سے، ڈوبنے سے، یا کسی عمارت وغیرہ کے گرنے کے صدمے سے یا درندے سے بچالے یا اس کے اخراجات کی کفالت کرکے مستغنی کردے یا فقر کی حالت سے اُسے غنا کے درجے پر پہنچا دے اور سب سے افضل یہ ہے کہ گمراہی سے راہِ راست پر لے آئے تو ان سب حالتوں میں یہ سمجھا جائیگا گویا اس نے کل آدمیوں کے ساتھ وہی عمل کیا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ جلنے سے بچایا ہو یا ڈوبنے سے۔ کسی نے عرض کی۔ اور اگر کسی کو ضلالت سے نکال کر ہدایت تک پہنچا دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ آیت کی سب سے بڑی تاویل ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں یہی مضمون جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ اور یہ بھی ان حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی نفس کو ضلالت سے نکال کر ہدایت تک پہنچا دیا تو گویا اس نے اس کو زندہ کردیا اور جس نفس کو ہدایت سے ہٹا کر ضلالت تک پہنچایا تو اس کو یقیناً قتل کردیا۔ من لایحضرہ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اس کو ایسا ثواب ملے گا گویا اس نے ایک نفس کو زندہ کردیا اور اس کا ثواب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا گویا اس نے کل آدمیوں کو زندہ کردیا۔ تفسیر برہان میں ہے کہ محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک خاص ٹھکانا ایسا ہے کہ اگر کوئی شخص کل آدمیوں کو قتل کردے گا تب بھی وہیں جائے گا اور ایک دو کو قتل کرے گا جب بھی وہیں۔ حمران کہتے ہیں کہ میں نے خدا کے اسی قول کا مطلب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ بھی ساتھ ہی عرض کی کہ جس شخص نے ایک ہی آدمی کو قتل کیا ہے وہ سب آدمیوں کے قاتل کے مانند کیسے ہوگیا؟ فرمایا بات یہ ہے کہ وہ جہنم کے ایسے مقام پر رکھا جائے گا جہاں اہلِ دنیا کے عذاب کی انتہائی تکلیف اس کو پہنچے گی اور اگر کل آدمیوں کو قتل کرتا تب بھی جاتا اسی جگہ۔ میں نے عرض کی کہ پھر ایک کے اور دو کے قاتل میں فرق کیا رہا؟ فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ مقام ایک ہی ہو اور دو کے قاتل کے لئے شدتِ عذاب دوچند ہوجائے۔

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۵** اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ:۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی ضبّہ کا ایک گروہ بیمار ہوکر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ٹھہرو جب تم تندرست ہوجاؤ گے تب ہم تم کو جہاد پر بھیجیں گے انھوں نے عرض کی کہ ہم کو مدینے سے کہیں باہر بھیج دیجئے چنانچہ حضرتؐ نے ان کو وہاں بھیج دیا جہاں صدقے کے اونٹوں کا گلّہ تھا جن کے دودھ وغیرہ سے یہ نفع اٹھاتے تھے جب تندرست ہوگئے اور قوت آگئی تو گلّہ کے محافظوں میں سے تین آدمیوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو لیکر چلدیئے۔ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آنحضرتؐ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو ان کی سزا کے لئے مامور کیا۔ یہ باغی قرب سرزمین یمن ایک وادی میں راستہ بھول گئے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے جاکر ان کو گرفتار کیا اور جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں لاکر پیش کیا۔ انھیں کی سزا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان باغیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اس طرح کہ ایک ایک ہاتھ اور اس کے خلاف کا ایک ایک پاؤں (مثلاً دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں) انھیں حضرتؐ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ فرمایا کہ ان حدود کا عمل درآمد اختیارِ امامؑ میں ہے جیسا مناسب سمجھے کرے اس پر یہ عرض کیا گیا کہ جس کو چاہیں جیسی سزا دیدیں فرمایا نہیں جیسا جرم ویسی سزا مثلاً جو شخص راہزنی کرے، قتل بھی کرے، مال بھی لے لے تو اس کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹے جائیں گے اور سولی بھی دیا جائیگا۔ اور جو شخص راہزنی کرے اور قتل کرے مگر مال نہ لے وہ صرف قتل کیا جائیگا اور جو شخص راہزنی کرے اور مال لے مگر قتل نہ کرے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائیگا اور جو شخص صرف راہزنی کرے، نہ قتل کرے، نہ مال لے تو وہ جلاوطن کیا جائیگا۔ ۱۲

جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جلاوطن کیسے کیا جاتا ہے اور جلاوطنی کی حد کیا ہے؟ فرمایا جس شہر میں اس نے ایسا فعل کیا ہو جس سے اس کا اخراج لازم آئے تو وہاں سے اسے نکال کر دوسرے شہر کو بھیجدیا جائے اور اس شہر والوں کو یہ لکھا جائے کہ یہ شخص جلاوطن کیا گیا ہے پس نہ تم اس شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور نہ اس سے لین دین کرنا اور نہ اس کے ساتھ بیاہ شادی کرنا اور نہ اس کے ساتھ کھانا پینا۔ سال بھر ایسا ہی کیا جائے گا اور اگر اس عرصہ میں وہ اُس شہر سے نکل کر کسی اور شہر میں چلا جائے تو وہاں والوں کو بھی ایسا ہی لکھدیا جائے گا تا آنکہ سال پورا ہوجائے۔ اور ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ ممکن ہے وہ اِس ذلت سے پریشان ہوکر جلد توبہ کرلے یعنی سال ختم ہونے

سے پہلے پہلے۔ کسی نے عرض کی کہ اگر وہ مشرکوں کی زمین کی طرف چلا جائے۔ فرمایا تو وہاں کے رہنے والوں سے قتال کیا جائے گا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ قتل اس صورت میں کئے جائیں گے جبکہ وہ اس شخص کو اپنے ملا لینا چاہیں اور مسلمانوں کے طلب کرنے پر اس کو نہ دیں۔ اور اگر وہ حوالے کر دیں تو اسی جگہ اس کی گردن ماردی جائیگی۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان حضرت علیہ السلام سے ایک گروہ کے بارے میں دریافت کیا تھا جو ڈاکو بنے ہوئے تھے فرمایا اگر انھوں نے فقط راستہ کو پُرخطر بنادیا ہے اور کسی کو قتل نہیں کیا نہ کوئی مال لیا ہے تو ان کو پکڑ کر قید کر ان کے لئے جلاوطنی کے معنی اسی طرح پورے ہو جائیں گے۔ اور کافی کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جو شخص محاربہ کرنے والا ہو اس کی جلاوطنی یہ ہے کہ اس کو سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ اس نے جو قتل کئے ہوں یا جو صلیب پر چڑھائے ہوں ان سب کا بدلہ ہو جائے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص رات کو ہتھیار باندھکر پھرے وہ محارب ہے مگر وہ شخص اِس حکم سے مستثنیٰ ہے جس کی نسبت کسی کو شبہہ نہ ہو۔

**صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۶** اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ:۔ ایک قول کے بموجب اس آیت میں استثنیٰ جو بیان ہوا ہے وہ محض حق اللہ کا استثناء ہے رہا قصاص میں قتل تو چونکہ اس کا اختیار خدا نے ورثاء کو دیا ہے تو توبہ کر لینے سے اس کا قتل کرنا واجب تو نہ رہے گا مگر جائز ضرور رہے گا یعنی ورثاء کا حق ساقط نہ ہوگا اور اگر مجرم گرفتار ہونے کے بعد توبہ کرے تو سوائے اس کے کہ مشرک کا مجرم ہو عذاب آخرت اس کو معاف کر دیا جائیگا لیکن سزائے دنیا اس کو معاف نہ ہوگی۔

**صفحہ ۱۳۵ نوٹ ۳** کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے چور کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اوّل دفعہ چرائے گا تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو دوسری دفعہ چرائے گا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر تیسری دفعہ چرائے گا تو اسے قید کیا جائے گا اور داہنا پاؤں باقی رکھا جائے گا تاکہ اس سے پاخانہ پیشاب کو جاسکے اور بایاں ہاتھ باقی رکھا جائے گا کہ اس سے کھانا کھا سکے اور استنجا کر سکے اور فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ کسی شخص کو اس حالت میں باقی رکھوں کہ وہ کسی چیز سے منتفع نہ ہو سکے اسے قید رکھوں گا کہ وہ قید ہی کی حالت میں مرجاوے۔ پھر فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹنے کے بعد پھر اور کچھ نہیں کاٹا۔ تفسیر عیاشی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے اور اسی مضمون کی اور حدیثیں بھی بہت ہیں۔ اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص چوری کرنے کے بعد چوری سے توبہ کرے اور مالکِ مال کو اس کا مال واپس کر دے تو اگر اس کی توبہ اس سے پہلے ہو کہ وہ امام کے ہاتھ میں پڑجائے تو اس کی توبہ بھی قبول ہو جائیگی اور ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا اور عذاب آخرت سے بھی محفوظ رہے گا اور اگر امامؑ کے ہاتھ میں آجانے کے بعد توبہ کرے تو گو مالک مال معاف بھی کر دے تب بھی ہاتھ کاٹنے کی حد ساقط نہیں ہوگی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی نسبت دریافت کیا گیا جس نے چوری کی یا شراب پی یا زنا کیا اور کسی کو اس کے اس جرم کی خبر نہیں ہوئی اور نہ وہ پکڑا گیا اور آخر میں اس نے توبہ کر لی اور نیکی اختیار کر لی۔ فرمایا جب وہ نیکی اختیار کر چکا اور اس کی خوبی مشہور ہو چکی اب اگر پچھلا واقعہ معلوم بھی ہو جائے تو اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی چور کو پکڑلے پھر اسے معاف کر دے تو یہ اسے اختیار ہے لیکن جب معاملہ امام کی حضور میں لے جائیگا تو امام چور کا ہاتھ کٹوا دے گا گو صاحبِ مال یہ کہتا رہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں مگر امامؑ کے حضور میں معاملہ پہنچنے کے بعد امام ہاتھ کٹوائے بغیر نہ مانے گا اس لئے کہ معافی امامؑ کے حضور میں پہنچانے سے پہلے دی جا سکتی ہے اور امامؑ کی تو یہ شان ہے کہ خدائے تعالیٰ ائمہؑ کے بارے میں فرماتا ہے وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۔ پس جب حد امامؑ تک پہنچ گئی تو پھر کسی دوسرے کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص کی نسبت دریافت کیا گیا تھا کہ اس نے چور کو پکڑا ہے اب وہ اُسے حضور میں حاضر کرے یا چھوڑ دے؟ فرمایا (نظیراً یہ واقعہ سن لو) کہ صفوان بن امیہ مسجد الحرام میں لیٹا تھا پھر وہ اپنی چادر رکھکر پیشاب کرنے چلا گیا پلٹ کر آیا تو دیکھتا ہے کہ چادر چوری ہو گئی۔ اب یہ پوچھتا پھرا کہ میری چادر کس نے لی یہاں تک کہ لینے والے کو پکڑ پایا اور اسے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں لے آیا آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ چور کا ہاتھ کاٹو۔ اب صفوان نے کہا کہ یارسولؐ اللہ یہ میری چادر کے سبب اِس کا ہاتھ کٹواتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ صفوان نے کہا یارسولؐ اللہ میں یہ چادر ہی اسے بخشے دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس معاملہ لانے سے پہلے کیوں نہ بخشدی؟ یہاں تک واقعہ سنکر کوئی شخص بولا کہ آیا امامؑ کی بھی وہی منزلت ہے جو جناب رسولؐ خدا کی تھی؟ فرمایا ہاں وہی منزلت ہے جب ایسا معاملہ امامؑ کے سامنے لایا جائے۔

**صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۱** بنو نضیر و بنو قریظہ اولاد ہارون علیہ السلام سے یہودیوں کے دو قبیلے تھے جو مدینۂ منورہ میں رہتے تھے۔ بنو قریظہ کوئی سات سو آدمی تھے اور بنو نضیر کوئی ہزار۔ اور بنو نضیر بہ نسبت بنو قریظہ کے زیادہ مالدار اور خوشحال تھے اور عبداللہ ابن ابیّ مشہور منافق کے ہم سوگند بھی تھے اور اگر اتفاقاً ان دونوں قبیلوں کے جھگڑے میں کوئی قتل ہو جاتا اور وہ مقتول بنو نضیر میں سے ہوتا تو بنو نضیر بنو قریظہ سے کہتے کہ ہم تو اس پر راضی نہیں ہوں گے کہ ہمارے مقتول کے بدلے تم میں سے بھی ایک مقتول ہو جائے اس پر طرفین میں مدت تک جھگڑا اور گفتگو رہی یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتل واقع ہو۔ آخر بنو قریظہ اس پر راضی ہوئے اور ان کے مابین ایک نوشتہ لکھا گیا کہ بنو نضیر میں کا جو شخص بھی بنو قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دے تو وہ اونٹ پر الٹا بٹھایا جائے یعنی دم کی طرف منہ کر کے اور اس کے منہ پر کیچڑ مل دی جائے اور اس تشہیر کے بعد آدھا خون بہا وہ ادا کر دے اور جو شخص بنو قریظہ میں سے بنو نضیر کے کسی شخص کو قتل کر دے تو وہ پورا خون بہا بھی دے اور قتل بھی کیا جائے۔ جب جناب رسولؐ خدا ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آگئے اور اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے داخلِ اسلام ہو گئے تو یہودی بہت کمزور ہو گئے اس وقت بنو قریظہ میں سے بنو نضیر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تب بنو نضیر نے ان کو کہلا بھیجا کہ مقتول کی دیت بھی ہمیں بھیجو اور قاتل کو بھی بھیجو کہ ہم اسے قتل کریں بنو قریظہ نے کہلا بھیجا کہ یہ توریت کا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ وہ بات ہے جو تم نے ہم سے زبردستی منوالی تھی۔ اب یا تو دیت ہی لے لو یا قاتل ہی کو لے لو۔ ورنہ یہ محمدؐ موجود ہیں یہ ہمارے تمہارے مابین فیصلہ کریں گے چلو ان کو حکم بنائیں۔ پس بنو نضیر اپنے ہم سوگند عبداللہ ابن ابیّ کے پاس پہنچے اور اس سے یہ کہا کہ تم محمدؐ سے یہ کہو کہ اس معاملۂ قتل میں جو ہمارے اور بنو قریظہ کے درمیان ہے ہماری شرط نہ توڑیں۔ عبداللہ ابن ابیّ نے کہا کہ تم کسی شخص کو بھیجو جو میرا بھی کلام سنے اور محمد مصطفیٰؐ کا بھی کلام سنے اگر وہ تمہاری مرضی کے موافق فیصلہ کر دیں تو ماننا ورنہ اس فیصلے کو نہ ماننا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک شخص اس کے ساتھ کر دیا۔ اب یہ منافق جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر حاضر ہیں اور بتراضیٔ طرفین آپس میں ایک عہد نامہ لکھ چکے ہیں اور اب آپ کے یہاں تشریف لے آنے سے ایک فریق اسکے توڑنے کے درپے ہے مگر معاملہ کو آپ کے فیصلے پر چھوڑنے کو راضی ہیں تو مجھ کمبخت کی رائے یہ ہے کہ) آپ ان کا عہد نامہ اور ان کی شرط نہ ٹوٹنے دیں کیونکہ بنو نضیر بڑی قوت والے بھی ہیں اور ہتھیار والے بھی اور مویشی والے بھی اور ہم کو اپنی جگہ زمانے کی گردش کا اندیشہ ہے۔ جناب رسولِ خدا یہ سنکر مغموم ہوئے اور اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بس تھوڑی میں جبرئیل امینؑ یہ آیتیں لیکر نازل ہوئے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ اس سے مراد عبداللہ ابن ابیّ اور سب بنو نضیر ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

هٰذَا فَخُذُوْهُ ج وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا یہ کہنے والا ابن اُبَیّ ہے اور جس سے کہا ہے وہ بنو نضیر اور قول اس کا یہ ہے کہ اگر فیصلہ تمہاری مرضی کے موافق کردیں تب تو قبول کرنا ورنہ نہیں ۔

**صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۳** فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ :۔ اس کی تفسیر التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حاکم مسلم کے پاس جب اہل توریت یا اہل انجیل اپنے اپنے جھگڑے لیکر آئیں تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ ان کا فیصلہ کردے یا نہ کرے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۴** وَالرَّبَّانِیُّوْنَ :۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ربانیون سے ائمہؑ مراد ہیں نہ کہ انبیاء جو کہ لوگوں کو اپنے علم کے ذریعے سے تربیت کرتے تھے اور احبار سے مراد ہیں وہ علماء جو ربانیین کے علاوہ تھے انہی کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتاب ان کو سپرد کی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے ۔ یہ نہیں فرماتا کہ کتاب ان پر لادی گئی تھی ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ہم ائمہؑ کی شان میں نازل کی گئی ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۷ نوٹ :۔** اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ :۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ نفس کے بدلے نفس قتل کیا جائیگا اور وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ سے یہ مطلب ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ نکال لی جائے گی اور وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ سے مراد یہ ہے کہ ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ کا یہ مطلب ہے کہ کان کے بدلے کان کاٹا جائیگا وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ کا یہ مطلب ہے کہ دانت کے بدلے دانت اکھاڑا جائیگا ۔ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ سے یہ مطلب ہے کہ جیسا زخم لگائیگا ویسا ہی زخم لگایا جائیگا ۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت خدا کے اس قول سے منسوخ ہوگئی کُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی (تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص واجب کیا گیا آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت) مگر آیت کا اس قدر ٹکڑا وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ یہ منسوخ نہیں ہوا ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۷ نوٹ ۳** هُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنے بڑے زخم کو کوئی معاف کریگا اتنے ہی بڑے گناہ اس شخص کے خدا معاف فرمائیگا ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۷ نوٹ ۴** مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ :۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید جن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ان کا ایسا نگراں ہے کہ ان میں تغیر و تبدل نہیں کرنے دیتا یعنی اگر منکرین کردیتے ہیں تو وہ اس کا اعلان کردیتا ہے اور ان کی صحت و ثبات کا گواہ ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۸ نوٹ ۵** لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ :۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی امداد پر دوستانہ بھروسہ نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ یارانہ نشست و برخاست رکھو کیونکہ جو ان سے دوستانہ مدد مانگے گا وہ انہی جیسا کافر سمجھا جائیگا ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص آلِ محمدؐ سے دوستی رکھے اور جیسی بزرگی ان کو قرابتِ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے ویسے ہی یہ ان کو کل آدمیوں سے بزرگ و مقدم سمجھے تو آلِ محمدؐ کے نزدیک وہ شخص بمنزلۂ آلِ محمدؐ کے ہوجائیگا ۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا شمار ساداتِ آلِ رسولؐ میں ہوجائیگا ۔ بلکہ بوجہ ان کا اتباع کرنے اور ان سے تولّا رکھنے کے انہی میں سے سمجھا جائیگا ۔ اور یہ بات خدا کے اس فیصلہ سے ثابت ہے وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (جو تم میں سے ان سے محبت رکھے گا وہ انہی میں محسوب ہوگا) اور یہی بات قول جناب ابراہیمؑ سے بھی ثابت ہے فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ (جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا) ۱۲

**صفحہ ۱۳۹ نوٹ ۴** قولِ مترجم :۔ وہ رات جس کی صبح کو رایتِ جناب رسولؐ خدا علیؑ مرتضٰے کو ملا لشکرِ جناب رسولِ خدا میں بڑی بے چینی سے گزری ہر شخص اس آرزو میں تھا کہ علم رسولؐ مجھے ملے ۔ یہ حوصلہ کرنے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ علیؑ مرتضٰے بوجہ آشوب چشم مدینہ منورہ ہی میں چھوڑے گئے تھے اور اہل کتاب کے مقابلہ میں فتح پانا ایسی بین بزرگی تھی کہ جتنی بھی اسکی آرزو کی جائے تھوڑی ہے ۔ طلوعِ فجر سے پہلے پہلے جناب رسولؐ خدا کے خیمے کے سامنے اچھا خاصا ہجوم ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ اس صبح کی نماز حضرتؐ نے خیمہ کے اندر ہی ادا فرمائی اور بعد نماز علم اپنے دست مبارک سے باندھا طلوعِ آفتاب کے ساتھ علم دست مبارک میں لئے ہوئے خیمے سے برآمد ہوئے اصحاب کے مجمع پر ایک عام نظر ڈالی بہت سوں کے دل اس وقت دھڑک رہے تھے اور بہت یہ کوشش کر رہے تھے کہ اپنی طرف جناب رسولؐ خدا کو متوجہ کرلیں ۔ مگر ان کی تمام امیدوں پر پانی پڑ گیا جس وقت جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا اَیْنَ اَخِیْ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ ؟ نبیؐ اور وصیؑ کے مابین کیا سلسلہ ہے ؟ وہ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ نبیؐ بعد نماز علم درست کر رہے ہوں اور وصیؑ بعد نماز دُلدُل کسے جانے کا حکم دیں اِدھر نبیؐ خیمے سے برآمد ہوں اُدھر وصیؑ مسجد سے نکلیں اِدھر علم ہاتھ میں لیا جائے اُدھر قدم رکاب میں دیا جائے اِدھر آواز دی جائے اَیْنَ اَخِیْ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ ؟ اُدھر معجزہ سے طی الارض کرکے جواب عرض کیا جائے لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! پھر کیا تھا منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی ۔ ایک شخص نے آگے بڑھکر عرض کی تو یہ کی کہ یا رسولؐ اللہ ان کی تو آنکھیں دُکھ رہی ہیں حضرتؐ نے فوراً لعابِ دہن مبارک لگادیا اور یہ الفاظ فرمائے اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ پھر رایت عنایت فرماکے یہ ارشاد ہوا کہ یا علیؑ اِس قلعہ کو فتح کئے بغیر اِدھر رُخ نہ کرنا تعمیل حکم اسے کہتے ہیں کہ رایت لینے کے بعد اور قلعہ کی طرف چند قدم بڑھنے کے بعد یہ دریافت کرنا تھا کہ سلسلۂ حرب کہاں تک جاری رکھا جائے مگر رخ آنحضرتؐ کی طرف کرکے یہ بات نہیں پوچھی بلکہ رُخ قلعہ ہی کی طرف اور آنحضرتؐ سے سوال کیا گیا ۔ جواب میں حکم ہوا کہ جب تک وہ سب قائل شہادتین نہ ہوجائیں ۔ جس پر آگے بڑھے تن تنہا بیدھڑک حارث و مرحب وغیرہما کو قتل کیا ۔ بائیں ہاتھ سے اس مشہور قلعے کے زبردست دروازہ کو جو در کا بھی کام دیتا تھا اور پل کا بھی ۔ اکھیڑ ڈالا ۔ تمام اہل قلعہ کو داخلِ دائرۂ اسلام کیا ۔ مرحب کی بہن کو جو آئندہ زوجۂ رسولؐ ہونے والی تھیں عزت و احترام سے خدمتِ رسولِ خدا میں بھجوادیا اور حکم جناب رسولِ خدا کی اس طرح تعمیل کی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ فقط اہل قلعہ سے کہلوادیا بلکہ آج تک صولتِ حیدری کے خوف سے پانچوں وقت مسلمان ہر جگہ پکارتے ہیں ۔ فتح کے بعد جب اِدھر رُخ کیا ہے تو جناب رسولِ خدا نے ایک حد خاص تک استقبال کیا ۔ چھاتی سے لگایا ۔ گرد چہرے کی اپنے دامن سے صاف کی دونوں آنکھوں کے مابین پیشانی کے بوسے لئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ "یا علیؑ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری امت کے لوگ تمہارے حق میں وہ کچھ کہنے لگیں گے جو نصاریٰ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہنے لگے تو میں آج تمہاری کچھ فضیلتیں بیان کرتا جن کا یہ نتیجہ ہوتا کہ جس طرف سے تم گزرتے لوگ تمہارے قدم کے نیچے کی خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں بطور سرمہ لگاتے اور اپنے بیماروں کا اس سے معالجہ کیا کرتے ۔

اب اس آیت کے نکات کی طرف نظر ڈالئے تو یہ وصف کہ اہلِ ایمان کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آنا اور کافروں کے حق میں سخت اور شدید ہونا ۔ خدا کی راہ میں بیدھڑک جہاد کرنا ۔ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرنا ایسے ہیں کہ سوائے علیؑ مرتضٰے کے کسی دوسرے سے ظاہر ہی نہیں ہوئے ۔ کُل مقاماتِ مشہورہ میں دین کی نصرت

کرنا۔ ملت و شریعت کو مضبوط بنانا۔ مومنوں کے ساتھ رافت و رحمت سے پیش آنا اہل شرک و کفر کے اوپر سکہ بٹھانا۔ اور ان کو واجب و مناسب سزائیں دینا ایسے کھلے واقعات ہیں کہ علیؑ مرتضٰے کے اور استحقاق مٹا بھی دیئے جائیں تو بھی ان باتوں کی طرف سے آنکھ بند نہیں کی جاسکتی (المختصر ان باتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کا نزول خصوصیت کے ساتھ انہی حضرتؑ کے حق میں ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ رسول اللہ کا ارشاد فرمانا یُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ خدائے تعالیٰ کا فرمانا اَعِزَّةٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ اور جناب رسولِ خدا کا فرمانا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ خدائے تعالیٰ کا فرمانا یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور جناب رسولِ خدا کا فرمانا لَنْ یَّرْجِعَ حَتّٰی یَفْتَحَ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ سوائے علیؑ مرتضٰے کے اِس وقت تک کسی دوسرے پر راس نہیں آیا۔) خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؑ نے جنگ بصرہ کے دن فرمایا کہ واللہ اِس آیت کے ابتدائی حصّے کے اہل سے اب تک قتال نہیں کیا گیا تھا اور پھر پوری آیت تلاوت فرمائی۔

**قولِ مترجم** :۔ لیجئے اصحابِ منافقین کی ایک نئی فضیلت ثابت ہوئی مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کی وہی تمام فضیلتیں جو روز خیبر ثابت ہوئی تھیں روز بصرہ بھی ثبوت کو پہنچیں۔ تفسیر قمی میں ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ۔ جناب رسول خدا کے اُن اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کرلیا اور دین خدا سے پھر گئے۔ جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن میرے اصحاب کا ایک گروہ میرے پاس آئیگا مگر تھوڑی دیر میں وہ میرے حوض سے ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کرونگا کہ خداوندا یہ میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا کہ تم کو علم نہیں ہے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا فتنے برپا کئے۔ کیا کیا بدعتیں کیں یہ سب کے سب مرتد ہوگئے تھے اور دینِ خدا سے پچھلے پاؤں پلٹ گئے تھے۔ تفسیر قمی میں یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اِس امت کے مہدیؑ اور ان کے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حصۂ اوّل میں ان لوگوں سے خطاب ہے جنہوں نے آلِ محمدؐ پر ظلم کیا اور ان کو قتل کیا اور ان کا حق غصب کرلیا۔ تفسیر مجمع البیان میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ قولِ خدا فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ قوم وقت نزولِ آیت موجود نہ ہو اور آیت ان کے حق میں پوری اترے جو قیامت تک اس صفت سے متصف ہوتے آویں۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات و اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ آیات میں خاص بھی ہیں اور عام بھی۔ خاص نزول علیؑ کی شان میں اور عام مہدی علیہ السلام کی شان میں ہوسکتا ہے۔

**قولِ مترجم** :۔ خاص اور عام، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ وغیرہ سے کیا مراد ہے؟ یہ سب ذکر دیباچہ میں ملاحظہ کیجئے گا۔ انشاء اللہ۔

**صفحہ ۱۳۹ نوٹ ۵** رَاکِعُوْنَ :۔ المجالس میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ داخل زمرۂ اسلام ہوا۔ جن میں عبداللہ ابن سلام، اسد ابن ثعلبہ، ابن امین اور ابن صوریا بھی شامل تھے۔ ایک موقع پر یہ لوگ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ حضرت موسیٰؑ نے یوشع ابن نون کو اپنا وصی مقرر کیا تھا پس آپ کا وصی اور ہمارا ولی بعد آپ کے کون ہے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٹھو چلو چنانچہ سب اٹھ کر مسجد کو آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائل مسجد سے نکلتا ہے، آنحضرتؐ نے سائل سے دریافت کیا تجھ کو کسی نے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! یہ انگوٹھی دی ہے۔ فرمایا یہ تجھے کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کی اس شخص نے دی ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔ فرمایا تجھے کس حالت میں دی تھی؟ عرض کیا جس وقت وہ رکوع میں تھا۔ یہ سن کر جناب رسولِ خدا نے تکبیر فرمائی اور جو لوگ مسجد میں تھے انھوں نے بھی تکبیر کہی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرے بعد تمہارا ولی ہے اور انھوں نے عرض کی رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّ بِعَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَلِیًّا (ہم خدا کی ربوبیت سے، اسلام کے دین سے، محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ولایت سے راضی ہیں) اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل کی وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیۂ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں وارد ہے کہ وَلِیُّکُمْ کا مطلب ہے کہ تمہارے معاملات میں تمہاری جانوں پر اور تمہارے مالوں پر سب سے زیادہ استحقاق رکھنے والا اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں قیامت تک جتنے امام ہوں گے وہ سب پھر چونکہ لفظ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بہت عام تھا اس لئے خاص صفت یہ بیان کی اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَ هُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ جناب امیر المومنین علیہ السلام نماز ظہر پڑھ رہے تھے دو رکعتیں پڑھ چکے تھے حالتِ رکوع میں تھے ایک حلّہ پہنے ہوئے تھے جس کی قیمت ہزار دینار تھی جناب رسولِ خدا نے وہ آپ کو عطا فرمایا تھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں نجاشی بادشاہ حبشہ نے بطور تحفہ بھیجا تھا پس سائل آیا اور یہ الفاظ عرض کئے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ وَ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ تَصَدَّقْ عَلٰی مِسْکِیْنٍ (ترجمہ :۔ اے ولی اللہ اور اے مومنوں سے زیادہ انکی جانوں پر اختیار رکھنے والے آپ پر سلام ہو مسکین کو کچھ صدقہ دیجئے) حضرتؐ نے وہ حلہ جسم اطہر سے گرا دیا اور انگلی سے اشارہ کردیا مطلب یہ تھا کہ اسے لیجا! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور جو کچھ عطا فرمایا اس میں ان کی اولاد کو بھی شریک کردیا پس جو حضرتؐ کی اولاد میں سے درجۂ امامت کو پہنچے گا وہ اس نعمت میں مثل ان حضرتؐ کے ہوجائیگا اور وہ بھی حالتِ رکوع میں تصدق ضرور کرے گا اور وہ سائل جس نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا تھا فرشتوں میں سے تھا۔ اور جو کچھ ان ائمہؑ سے جو حضرتؐ ہی کی اولاد ہیں ایسے موقع پر سوال کریں گے وہ بھی فرشتوں میں سے ہوں گے۔ انہی حضرتؐ سے بروایت اپنے پدر بزرگوار اور جد بزرگوار کے قولِ خدا یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا وَ اَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب آیۂ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ الخ نازل ہوئی تو اصحاب رسولؐ اللہ کا ایک گروہ مسجد مدینہ میں جمع ہوا ان میں سے بعض نے تو یہ کہا کہ اگر ہم اس آیت کے منکر ہوں گے تو گویا ہم سارے ہی قرآن کے منکر ہوئے اور اگر ہم ایمان لائے تو یہ آیت بتاتی ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کو ہم پر مسلط کیا جائیگا۔ وہ بولے کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ محمدؐ جو کچھ کہتا ہے اپنے اقوال میں سچا ہے لیکن ہم تو خود اُسی سے تولاّ رکھیں گے مگر اس حکم کو نہ مانیں گے علیؑ کی اطاعت ہرگز نہ کریں گے۔ امامؑ فرماتے ہیں اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا یہاں نعمت اللہ سے مراد ہے ولایتِ علیؑ مرتضٰے اور آخر میں جو فرمایا ہے وَ اَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُوْنَ اس میں کفرانِ نعمتِ خدا یعنی انکارِ ولایت مراد ہے۔ انہی حضرتؐ سے سوال کیا گیا تھا کہ آیا اوصیاءِ جناب رسولِ خدا کی اطاعت واجب ہے؟ فرمایا ضرور! وہی تو وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا "اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" اور وہی تو ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا "اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے۔ جب خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ جس کو

مراد بھی ولایت تو منافق ہوں گے کہ جتنی چیزیں ہم پر آپکا پروردگار واجب کر چکا ہے ان کے علاوہ کوئی اور چیز بھی باقی رہ گئی ہے جسے وہ واجب کریگا اگر ایسا ہے تو اسے بھی بیان کر دیجئے کہ ہمارے دل تسکین پائیں اور ہم سمجھ لیں کہ اب اور کوئی بات باقی نہیں رہی اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ الخ اور امت کے مابین اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس دن ان میں سے کسی نے سوائے ایک شخص کے ایسی حالت میں کہ وہ رکوع کر رہا ہو زکوٰۃ نہیں دی اور اگر اس کا نام کتاب میں مذکور کر دیا جاتا تو جو کچھ کہ اس کتاب میں سے گرایا گیا ہے اس کے ساتھ اسے بھی گرا دیا جاتا۔ اور بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمایا یَآاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس آیت کے نازل ہونے کا سبب تم لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جبرئیل امینؑ میرے پاس تین مرتبہ آئے اور مجھے میرے پروردگار کی طرف سے جو خود سلام ہے سلام پہنچایا اور یہ حکم دیا کہ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر ہر گورے اور کالے کو یہ حکم دیدوں کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرا بھائی، میرا وصی، میرا خلیفہ اور میرے بعد امام ہے۔ اور وہ اللہ اور رسولؐ اللہ کے بعد تمہارا اولی ہے اور اسی بارے میں پروردگار عالم اپنی کتاب میں مجھ پر ایک آیت نازل فرما چکا ہے اور وہ یہ ہے "اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ" اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ہی وہ شخص ہے جس نے نماز پڑھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی اور ہر حال میں رضائے خدا کو مدنظر رکھا۔ الخصال میں منقول ہے کہ منجملہ ان حجتوں کے جو جناب امیرالمومنینؑ نے ابوبکر پر قائم کیں ایک یہ بھی تھی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ جس آیت میں انگوٹھی کی تصدیق کرنے کا ذکر ہے اس میں خدا اور رسولؐ کی ولایت کے ساتھ منجانب اللہ میری ولایت واجب کی گئی ہے یا تیری؟ ابوبکر نے کہا کہ نہیں حضور آپ ہی کی واجب کی گئی ہے۔ نیز اسی کتاب میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے مناقب اور انکی تعریف میں یہ بھی ہے کہ فضیلت نمبر ۶۵ یہ ہے کہ میں مسجدِ رسولؐ میں نماز پڑھ رہا تھا اور رکوع کی حالت میں تھا کہ ایک سائل آیا اور میں نے اپنی انگلی میں سے اپنی انگوٹھی اس کو دیدی اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حالت میں جناب رسولِ خدا تشریف فرما تھے اور یہودیوں کا بھی ایک جرگہ آنحضرتؐ کے پاس حاضر تھا جن میں عبداللہ ابن سلام بھی تھا آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرتؐ وہاں سے نکلکر مسجد کی طرف آئے اور ایک سائل کو سامنے آتے دیکھا اس سے اسی وقت دریافت فرمایا کہ کسی نے کوئی چیز تم کو دی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں اس نماز پڑھنے والے نے دی ہے۔ پس آنحضرتؐ اور آگے آئے اور دیکھا کہ وہ نماز پڑھنے والا جناب امیرالمومنینؑ ہیں۔

**قولِ صاحب تفسیر صافی**:۔ عامّہ اور خاصہ کی روایتوں سے اس بارے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے روایتیں اور حدیثیں بہت ہی کثرت سے منقول ہیں، تفسیر مجمع البیان میں جمہور مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ آپ نے رکوع میں اپنی انگوٹھی تصدق فرمادی اور پھر ابن عباسؓ سے اُس کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ مگر ظاہراً کافی کی روایت میں اور مجمع البیان کی روایت میں یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تصدق کرنے میں حلّہ کا ذکر ہے اور یہاں انگوٹھی کا اور خاصّہ اور عامّہ کی روایتوں میں زیادہ انگوٹھی ہی کا ذکر ہے تو ان دونوں روایتوں سے رفع اختلاف کی ظاہر صورت یہ ہے کہ علیؑ مرتضےٰ صدقہ دینے کے بہت ہی عادی تھے تو ممکن ہے کہ ایک وقت رکوع میں حلّہ تصدق فرمایا ہو اور دوسری دفعہ انگوٹھی۔ اور آیت اس دوسرے تصدق کے بعد آئی ہو۔ اور خدائے تعالیٰ کے قول میں جو لفظ یُؤْتُوْنَ آیا ہے یہ بتلاتا ہے کہ صدقہ ایک ہی دفعہ نہیں دیا بلکہ دیتے ہی رہتے ہیں اور چونکہ مضارع میں زمانہ مستقبل بھی شامل ہوتا ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دیتے بھی رہیں گے یعنی ان کی اولاد میں جو اس مرتبہ پر فائز ہوں گے وہ بھی اسی طرح تصدق کیا کریں گے۔ (قولِ مترجم:۔ جہاں آپ حضرات یہ اخبارِ مسرت سن چکے وہاں یہ حسرتناک منظر بھی دیکھ لیجئے۔)

تفسیر صافی میں ہے روایت میں خود عمر ابن الخطاب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ واللہ میں نے چالیس انگوٹھیاں حالتِ رکوع میں تصدق کیں کہ میرے بارے میں بھی ویسا ہی کچھ نازل ہو جائے جیسا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں نازل ہوا ہے مگر کچھ بھی نہ آیا۔

**قولِ مترجم**:۔ آیہ تو ضرور آیا مگر آپ کو سناتے ہوئے حجاب آیا لہٰذا ہم سنائے دیتے ہیں کہ لوگ ناواقف نہ رہیں " فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ نہ قولِ رسولِ خدا کی تصدیق کی نہ حکمِ خدا مانا نہ علیؑ مرتضےٰ کی ولایت تسلیم کی بلکہ مخالفت کرکے اپنے لئے ولایت چاہی تو ایسی نماز نماز ہی کیوں ہوتی بلکہ صریح تکذیب ہے اور احکام سے روگردانی۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دونوں آیتوں میں جو الفاظ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا آئے ہیں ان سے مراد عام مومنین نہیں ہیں بلکہ وہ حجج اللہ اور اوصیاء مراد ہیں جن کو یکے بعد دیگرے اپنی مخلوق پر اپنا امین مقرر فرماتا رہا ہے۔

التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن جناب رسولِ خدا اپنے پروردگار پر تکیہ اور بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہم اپنے نبیؐ پر بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہمارے شیعہ ہم پر بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہمارے شیعہ حزب اللہ ہیں اور حزب اللہ کی صفت خود خدا نے بیان فرمائی۔ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

**صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۵** وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ:۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد علیؑ اور اولادِ علیؑ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۶** مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ:۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مِنْ فَوْقِهِمْ سے مراد ہے بارش اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ سے مراد ہے نباتات۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۷** اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ داخلِ اسلام ہو گیا تھا خدائے تعالیٰ نے اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ (یا میانہ رو گروہ) انہی کو فرمایا۔

**صفحہ ۱۴۲ نوٹ ۱** تفسیر عیاشی میں بھی روایت سے مختصراً اسی قدر واقعہ نقل ہوا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ثعلبی اور حسکانی وغیرہ کئی مفسرین اہلسنت سے قریب قریب یہی واقعہ درج کیا گیا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ ولایت جناب امیرالمومنینؑ کا حکم جمعہ کے دن کہ عرفہ بھی تھا آیا تھا اور خدا کا یہ حکم تھا کہ اکمالِ دین اور اتمام نعمت علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ولایت کا حکم سنا دینے پر موقوف ہے۔ جناب رسالتمآب نے یہ عرض کیا کہ میری امت چونکہ ابھی ابھی کفر سے داخلِ اسلام ہوئی ہے تو اگر میں اپنے ابن عم کے بارے میں یہ اطلاع دوں گا تو کوئی کچھ کہیگا اور کوئی کچھ کہیگا آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے

زبان سے کسی سے نہیں کہی تھی بلکہ صرف میرے دل میں ایسا خیال گذرا تھا کہ خدا کا دوسرا حکم تاکیدی پہونچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا اگر اس حکم کو نہ پہنچاؤں۔ چنانچہ یہ پوری آیت يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ الخ نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضٰیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا ایہاالناس جو انبیاء مجھ سے پہلے گزرے ہیں ان میں سے ہر ایک کا خدا نے ایک وقت مقرر کر دیا تھا جب ان کو بلایا چلے گئے اب قریب ہے کہ میں بھی بلایا جاؤں اور چلا جاؤں سوال مجھ سے بھی کیا جائیگا اور تم سے بھی اس وقت تم کیا کہو گے؟ سب نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے احکامِ خدا پہنچائے ہماری خیرخواہی کی جو کچھ آپ کے ذمے تھا اُسے آپ نے ادا فرمایا پس اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں اور رسولوں سے افضل جزا آپ کو دے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ میرے بعد تم سب کا ولی اور والی ہے تم میں سے جو حاضر ہیں وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خلق خدا پر علم خدا کے اور اس دین کے جو خدا تعالیٰ نے پسند فرمایا تھا امین تھے حق امانت ادا فرما گئے۔ نیز انہی حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو ولایتِ علیؑ کا حکم دیا اور ان پر آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ نازل فرمائی اور اولی الامر کی ولایت واجب کی مگر لوگ سمجھتے نہیں تھے کہ وہ چیز کیا ہے پس خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ ولایت کی تفسیر ان کے لئے ایسی ہی کر دیں جیسے کہ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کی تفسیر کی تھی جب خدا کا یہ حکم پہنچا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قدر تردد ہوا خوف یہ تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں اور میری تکذیب نہ کریں پس پروردگار عالم کی طرف رجوع کی تو اُدھر سے یہ وحی آئی يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ الخ حضرتؐ نے امرِ خدا کی تعمیل کی۔ یوم غدیر خم اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پکارے جانے کا حکم دیا اور علیؑ کو مولا مقرر فرمایا اور لوگوں کو یہ حکم دیدیا کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو اس امر کی خبر کر دے۔

**صفحہ ۱۴۲ نوٹ ۱** کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ برابر نازل ہوتا رہتا تھا اور ولایت و امامت سب سے آخری فریضہ ہے اس کے نازل ہو چکنے کے بعد خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ" گویا خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اب میں کوئی اور واجب نازل نہ کرونگا تمہارے لئے تمام واجبات کو پورا کر چکا۔

احتجاج طبرسی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ سے حج کرنے چلے اس حالت میں کہ اپنی قوم کو سوائے حج اور ولایت کے اور کُل احکام پہنچا چکے تھے جبرئیلؑ امین آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے انبیاء سے کسی نبیؐ کو اور اپنے رسولوں میں سے کسی رسول کو اس وقت تک نہیں اٹھایا جب تک کہ اپنے دین کو کامل نہیں کر دیا اور اپنی حجت کے بارے میں تاکید نہ کر دی اب آپ پر دو واجب باقی ہیں جن کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی قوم کو پہنچا دیں ایک فریضۂ حج اور دوسرے فریضۂ ولایت وخلافت۔ اس لئے کہ میں نے اپنی زمین کو کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رکھا اور نہ کبھی خالی رکھوں گا۔ پس یا رسولؐ اللہ خدا کا حکم ہے کہ آپ اپنی قوم کو حج کے احکام پہنچائیں خود آپ حج فرمائیں اور جس شخص کو خانۂ خدا تک پہنچنے کا مقدور ہو وہ بھی حج کرے خواہ وہ شہر کا رہنے والا ہو یا اطراف واکناف کا۔ ان سب لوگوں کو آپ حج کے احکام اسی طرح تعلیم فرما دیں جس طرح ان کو نماز و روزہ اور زکوٰۃ کے احکام تعلیم فرمائے ہیں۔ اور ان کو اسی طرح اس کے کل ارکان ومناسک سے واقف کر دیں جس طرح شریعت کے اور احکام سے واقف کیا ہے۔ پس جناب رسولِ خدا کی طرف سے ایک منادی نے کُل آدمیوں میں آواز دی کہ امسال رسولِ خدا حج کا ارادہ رکھتے ہیں اور تم لوگوں کو اس کے احکام اسی طرح تعلیم فرمائیں گے جیسے کہ شریعت کے اور احکام تعلیم کر چکے ہیں اور خود اس کا عمل کر کے دکھائیں گے جیسا کہ اور چیزوں کا عمل کر کے دکھایا ہے۔ پس آنحضرتؐ روانگی کے ارادے سے نکلے اور لوگ بھی ان کے ساتھ نکلے۔ یہ ٹھانے ہوئے کہ دیکھتے جائیں کہ حضرتؐ کیا کیا کرتے ہیں تاکہ وہ بھی اسی طرح کریں پس آنحضرتؐ نے ان سب کے ساتھ حج ادا کیا پس اس موقعہ پر جناب رسولِ خدا کے ساتھ خود اہل مدینہ میں سے اور آس پاس کے رہنے والوں اور بدوؤں میں سے سب ملا کر ستر ہزار آدمی یا زیادہ تھے اور یہ اصحاب موسیٰؑ کی اس تعداد کے موافق تھے جن سے ان حضرتؑ نے ہارون علیہ السلام کی بیعت لی تھی اور ان سب نے بیعت توڑ کر گوسالہ پرستی اور سامری کا اتباع اختیار کر لیا تھا اسی طرح جناب رسولِ خدا نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی بیعت لی تھی اور ان لوگوں نے بھی بیعت توڑی اور اس امت کے گوسالہ کا اتباع کیا تاکہ امتِ موسیٰؑ سے تشبیہہ پوری پوری ہو جائے۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک صدائے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ مسلسل سنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرتؐ نے موقف میں جاکر قیام فرمایا تو جبرئیلؑ امین منجانب رب العالمین آئے اور یہ پیغام لائے کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری اجل کا اور تمہاری مدت کا اندازہ کیا اور ہم اب تمہیں اپنے حضور میں بلانے والے ہیں یہ مشیت ہماری حتمی ہے پس اب آپ اپنی وصیت پہنچا دیں اور عہد لے لیں اور آپ کے پاس علم اور میراثِ علوم الانبیاء اور سلاح اور تابوت اور اپنے سے پہلے انبیاء کی جو نشانیاں اور تبرکات ہیں وہ سب اپنے وصی اور اپنے خلیفہ اور میری حجتِ بالغہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے حوالے کر دیں اور اس کو تمام آدمیوں کے سامنے اپنا قائم مقام اور علمِ ہدایت قرار دیدیں اور اس عہد و پیمان کی تجدید کریں اور بیعت از سرِ نو لیں اور جس بات پر پہلے ان سے بیعت لے چکے ہیں اور عہد و پیمان کر چکے ہیں وہ پھر ان کو یاد دلا دیں تاکہ ولایتِ ولی سے منکر نہ ہو سکیں اور یہ سمجھ لیں کہ ان کا مولا اور ہر مومن و مومنہ کا مولا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہے اس لئے کہ میں نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبیؐ کو اس وقت تک نہیں اٹھایا جب تک کہ اپنے اولیاء کی ولایت اور اپنے دشمنوں کی دشمنی کا حکم ان کو جتا کر اپنے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو پورا نہ کر دیا اور میری توحید اور میرے دین کی تکمیل اور میری نعمت کا میری خلق پر پورا ہونا اسی بات پر موقوف ہے کہ میرے ولی کا اتباع اور اس کی اطاعت کی جائے اس لئے کہ میں اپنی زمین کو اپنے ولی سے خالی نہیں رکھتا ہوں کہ وہ میری مخلوق پر میری طرف سے حجت ہو پس آج کے دن میں نے تمہارا دین اپنے ولی کی ولایت کے ساتھ کامل کر دیا۔ وہ ہر مومن و ہر مومنہ کا مولا ہے میرا خاص بندہ ہے میرے نبیؐ کا وصی ہے اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے میری مخلوق پر میری حجت ہے اس کی اطاعت محمدؐ مصطفٰے کی اطاعت سے ملی ہوئی ہے اور اس کی اطاعت محمدؐ مصطفٰے کی اطاعت سے ملکر میری اطاعت سے ملی ہوئی ہے جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے یقیناً میری نافرمانی کی میں نے اس کو اپنے مابین اور اپنی مخلوق کے مابین نشان مقرر کیا ہے جس نے اس کو پہچانا وہ مومن ہو گیا اور جس نے اس کو نہ پہچانا وہ کافر رہا اور جس نے اس کی بیعت میں کسی اور کو شریک کیا وہ مشرک ہو گیا۔ اور جو اس کی ولایت کے اقرار کے ساتھ میرے حضور میں آئے گا یقیناً وہ داخلِ جنت ہو گا اور جو اس کی عداوت کے ساتھ میرے پاس پہنچے گا وہ یقیناً داخلِ جہنم ہو گا۔ پس اے محمدؐ آپ علیؑ کو علمِ ہدایت قائم کر دیں اور ان کے لئے بیعت لے لیں اور میرے عہد کی ان لوگوں کے ساتھ پھر تجدید کریں اور جو پیمان ان سے آپ لے چکے ہیں اسے پھر لے لیں اس لئے کہ میں آپ کو اٹھانے والا اور اپنی حضور میں بلانے والا ہوں"۔ پس جناب رسولِ خدا اپنی قوم سے عموماً اور اہل نفاق وشقاق سے خصوصاً اندیشہ ناک تھے کہ یہ پھوٹ ڈالیں گے

اور کفر کی طرف عود کریں گے چونکہ ان کی عداوت سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ علیؑ مرتضٰے کی طرف سے کیا کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا ہے۔ پس حضرتؐ نے جبرئیل امینؑ
سے یہ کہا کہ پروردگار عالم سے یہ سوال کرو کہ لوگوں کے شر سے مجھے محفوظ رکھے اور اس بات کے منتظر رہے کہ جبرئیلؑ امین خدا کی طرف سے حفاظت کی ضمانت لائیں
اس لئے اس حکم کو پہنچانے میں اس وقت تک تاخیر کی کہ مسجد خیف میں پہنچے پس جس وقت مسجد خیف پہنچے ہیں تو جبرئیلؑ امین پھر یہ حکم لائے کہ "لوگوں سے عہد لو اور علیؑ مرتضٰی
کو علم ہدایت قائم کرو" مگر اس وقت تک منجانب اللہ حفاظت کا وعدہ نہیں آیا جو حضرتؐ کا مقصود تھا۔ پھر حضرت روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ کے مابین
کراع الغمیم تک پہنچے پھر جبرئیلؑ امین آئے اور وہی حکم منجانب اللہ لائے جو پہلے آچکا تھا مگر حفاظت کا وعدہ اب بھی نہیں تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل مجھے اپنی
قوم سے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور علیؑ کے بارے میں میرے قول کو قبول نہ کریں گے پھر حضرت روانہ ہو گئے اور جب غدیر خم پر پہنچے جو جحفہ کے سامنے تین میل کے
فاصلے پر واقع ہے اس وقت جبرئیلؑ امین ایسے وقت کہ ٹھیک پانچ گھنٹے دن چڑھا تھا انتہائی تاکیدی حکم مع وعدۂ عصمت و حفاظت لیکر آئے اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ
آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ فرماتا ہے یَااَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ فِیْ عَلِیٍّ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۰ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ ۰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۰ اس قافلہ کا اگلا حصہ جحفہ کے قریب پہنچ چکا تھا لہٰذا حکم یہ آیا کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے ہیں ان کو واپس کرو اور جو
پیچھے رہ گئے ہیں ان کو اسی جگہ روکو تا کہ علیؑ مرتضٰے کو کل آدمیوں کے لئے اپنا قائم مقام مقرر کر سکو اور جو کچھ خدائے تعالیٰ نے علیؑ کے بارے میں نازل کیا ہے وہ لوگوں کو سنا دو
اور یہ بھی خبر پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے شر سے آپ کو محفوظ رکھنے کی ضمانت فرمائی ہے۔ پس جب حفاظت کی ضمانت آگئی تو جناب رسولؐ خدا نے منادی کو حکم دیا کہ کل
آدمیوں میں ندا دیدے کہ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ (سب کی نماز ایک ہی جگہ ہوگی) اور جو آگے بڑھ گئے ہیں ان کو پیچھے ہٹا لائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کو اس جگہ پہنچنے
پر روک لیں پھر شارع عام کے دائیں کنارے سے ہٹ کر مسجد غدیر کے برابر پہنچ گئے اس لئے کہ جبرئیلؑ امین نے خدا کے حکم سے اسی مقام تک آنے کا حکم دیا تھا اور اس مقام
پر ایک پہاڑی تھی۔ پس جناب رسولؐ خدا نے حکم دیا کہ اس کے دامن میں قیام کریں اور پتھروں سے منبر کی سی صورت تیار کر دیں تا کہ جب اس کے اوپر بیٹھیں تو جناب رسولؐ خدا
کو کل آدمی دیکھ سکیں۔ پس آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر آئے اور پیچھے آنے والے اسی جگہ رک گئے۔ ابھی یہ تانتا لگا ہوا ہی تھا کہ جناب رسولؐ خدا ان پتھروں کے اوپر تشریف
فرما ہوئے۔ پھر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا اس طرح فرمانی شروع کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَا فِیْ تَوَحُّدِهٖ وَدَنَا فِیْ تَفَرُّدِهٖ وَجَلَّ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَعَظُمَ فِیْ اَرْكَانِهٖ وَاَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَهُوَ فِیْ مَكَانِهٖ
وَقَهَرَ جَمِیْعَ الْخَلْقِ بِقُدْرَتِهٖ وَبُرْهَانِهٖ مَجِیْدًا لَمْ یَزَلْ مَحْمُوْدًا لَا یَزَالُ بَارِئُ الْمَسْمُوْكَاتِ وَدَاحِی الْمَدْحُوَّاتِ وَجَبَّارُ الْاَرَضِیْنَ
وَالسَّمٰوٰتِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مُتَفَضِّلٌ عَلٰی جَمِیْعِ مَنْ بَرَاَهٗ مُتَطَوِّلٌ عَلٰی جَمِیْعِ مَنْ اَنْشَاَهٗ یَلْحَظُ كُلَّ عَیْنٍ وَ
الْعُیُوْنُ لَا تَرَاهُ كَرِیْمٌ ذُوْ اَنَاةٍ قَدْ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ بِرَحْمَتِهٖ وَمَنَّ عَلَیْهِمْ بِنِعْمَتِهٖ لَا یَعْجَلُ بِانْتِقَامِهٖ وَلَا یُبَادِرُ اِلَیْهِمْ بِمَا
اسْتَحَقُّوْا مِنْ عَذَابِهٖ قَدْ فَهِمَ السَّرَآئِرَ وَعَلِمَ الضَّمَآئِرَ وَلَا تَخْفٰی عَلَیْهِ الْمَكْنُوْنَاتُ وَلَا اشْتَبَهَتْ عَلَیْهِ الْخَفِیَّاتُ لَهُ الْاِحَاطَةُ
بِكُلِّ شَیْءٍ وَالْغَلَبَةُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَالْقُوَّةُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ وَالْقُدْرَةُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ مُنْشِئُ الشَّیْءِ حِیْنَ
لَا شَیْءَ دَآئِمٌ قَآئِمٌ بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ جَلَّ عَنْ اَنْ تُدْرِكَهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ
الْخَبِیْرُ لَا یَلْحَقُ اَحَدٌ وَصْفَهٗ مِنْ مُعَایَنَتِهٖ وَلَا یَجِدُ اَحَدٌ كَیْفَ هُوَ مِنْ سِرِّهٖ وَعَلَانِیَتِهٖ اِلَّا بِمَا دَلَّ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی نَفْسِهٖ وَاَشْهَدُ بِاَنَّهُ
الَّذِیْ مَلَاَ الدَّهْرَ قُدْسُهٗ وَالَّذِیْ یَغْشَی الْاَبَدَ نُوْرُهٗ وَالَّذِیْ یُنْفِذُ اَمْرَهٗ بِلَا مُشَاوَرَةِ مُشِیْرٍ وَلَا مَعَهٗ شَرِیْكٌ فِیْ تَقْدِیْرٍ وَلَا
تَفَاوُتَ فِیْ تَدْبِیْرٍ صَوَّرَ مَا اَبْدَعَ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ وَخَلَقَ مَا خَلَقَ بِلَا مَعُوْنَةٍ مِنْ اَحَدٍ وَلَا تَكَلُّفٍ وَلَا احْتِیَالٍ اَنْشَاَهَا فَكَانَتْ وَ
بَرَاَهَا فَبَانَتْ وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُتْقِنُ بِالصَّنْعَةِ الْحَسَنُ الصَّنِیْعَةِ الْعَدْلُ الَّذِیْ لَا یَجُوْرُ وَالْاَكْرَمُ الَّذِیْ
تَرْجِعُ اِلَیْهِ الْاُمُوْرُ وَاَشْهَدُ اَنَّهُ الَّذِیْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِهٖ وَخَضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِهَیْبَتِهٖ مَالِكُ الْاَمْلَاكِ وَمُفَلِّكُ
الْاَفْلَاكِ وَمُسَخِّرُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كُلٌّ یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُكَوِّرُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَیُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی اللَّیْلِ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا قَاصِمُ
كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَمُهْلِكُ كُلِّ شَیْطَانٍ مَرِیْدٍ لَمْ یَكُنْ مَعَهٗ ضِدٌّ وَلَا نِدٌّ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ اِلٰهٌ وَاحِدٌ وَرَبٌّ مَاجِدٌ یَشَآءُ فَیُمْضِیْ وَیُرِیْدُ فَیَقْضِیْ وَیَعْلَمُ فَیُحْصِیْ وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَیُفْقِرُ وَیُغْنِیْ وَیُضْحِكُ وَیُبْكِیْ وَ
یُدْنِیْ وَیُقْصِیْ وَیَمْنَعُ وَیُعْطِیْ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ
فِی اللَّیْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ مُسْتَجِیْبُ الدُّعَآءِ وَمُجْزِلُ الْعَطَآءِ مُحْصِی الْاَنْفَاسِ وَرَبُّ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ لَا یُشْكِلُ عَلَیْهِ شَیْءٌ
وَلَا یُضْجِرُهٗ صُرَاخُ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَا یُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ الْعَاصِمُ لِلصَّالِحِیْنَ وَالْمُوَفِّقُ لِلْمُفْلِحِیْنَ وَمَوْلَی الْعَالَمِیْنَ الَّذِی
اسْتَحَقَّ مِنْ كُلِّ مَنْ خَلَقَ اَنْ یَّشْكُرَهٗ وَیَحْمَدَهٗ عَلَی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَآءِ وَاُوْمِنُ بِهٖ وَبِمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
اَسْمَعُ اَمْرَهٗ وَاُطِیْعُ وَاُبَادِرُ اِلٰی كُلِّ مَا یَرْضَاهُ وَاَسْتَسْلِمُ لِقَضَآئِهٖ رَغْبَةً فِیْ طَاعَتِهٖ وَخَوْفًا مِنْ عُقُوْبَتِهٖ لِاَنَّهُ الَّذِیْ لَا یُؤْمَنُ مَكْرُهٗ
وَلَا یُخَافُ جَوْرُهٗ اُقِرُّ لَهٗ عَلٰی نَفْسِیْ بِالْعُبُوْدِیَّةِ وَاَشْهَدُ لَهٗ بِالرُّبُوْبِیَّةِ وَاُؤَدِّیْ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ حَذَرًا مِنْ اَنْ لَّا اَفْعَلَ فَتَحُلَّ بِیْ مِنْهُ
قَارِعَةٌ لَا یَدْفَعُهَا عَنِّیْ اَحَدٌ وَاِنْ عَظُمَتْ حِیْلَتُهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لِاَنَّهٗ قَدْ اَعْلَمَنِیْ اَنِّیْ اِنْ لَّمْ اُبَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیَّ فَمَا بَلَّغْتُ رِسَالَتَهٗ وَ
قَدْ ضَمِنَ لِیْ تَبَارَكَ وَتَعَالَی الْعِصْمَةَ وَهُوَ اللّٰهُ الْكَافِی الْكَرِیْمُ فَاَوْحٰی اِلَیَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَااَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ
اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ فِیْ عَلِیٍّ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۰ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا قَصَّرْتُ فِیْ تَبْلِیْغِ مَآ اَنْزَلَهٗ
وَاَنَا مُبَیِّنٌ لَّكُمْ سَبَبَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ هَبَطَ اِلَیَّ مِرَارًا ثَلٰثًا یَاْمُرُنِیْ عَنِ السَّلَامِ رَبِّیْ وَهُوَ السَّلَامُ اَنْ اَقُوْمَ فِیْ هٰذَا الْمَشْهَدِ

فَاعْلَمْ كُلَّ اَبْيَضٍ وَّ اَسْوَدٍ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْطَالِبٍ اَخِيْ وَ وَصِيِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ وَالْاِمَامُ مِنْ بَعْدِيْ الَّذِيْ مَحَلُّهُ مِنِّيْ مَحَلُّ هٰرُوْنَ مِنْ
مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَدْ اَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيَّ بِذٰلِكَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِهٖ
اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ وَعَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ
اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَهُوَ رَاكِعٌ يُرِيْدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ حَالٍ وَّ سَاَلْتُ جِبْرَئِيْلَ اَنْ يَّسْتَعْفِيَ لِيْ عَنْ تَبْلِيْغِ ذٰلِكَ
اِلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ لِعِلْمِيْ بِقِلَّةِ الْمُتَّقِيْنَ وَكَثْرَةِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاِدْغَالِ الْاٰثِمِيْنَ وَحِيَلِ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ بِالْاِسْلَامِ الَّذِيْنَ وَصَفَهُمُ
اللهُ فِيْ كِتَابِهٖ بِاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَ يَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللهِ عَظِيْمٌ وَكَثْرَةِ اَذَاهُمْ لِيْ غَيْرَ
مَرَّةٍ حَتّٰى سَمَّوْنِيْ اُذُنًا وَّ زَعَمُوْا اَنِّيْ كَذٰلِكَ بِكَثْرَةِ مُلَازَمَتِهٖ اِيَّايَ وَاِقْبَالِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ وَمِنْهُمُ
الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۔ قُلْ اُذُنٌ عَلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ الْاٰيَةَ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَ
بِاَسْمَآئِهِمْ لَسَمَّيْتُ وَاَنْ اُوْمِيَ اِلَيْهِمْ بِاَعْيَانِهِمْ لَاَوْمَاْتُ وَاَنْ اَدُلَّ عَلَيْهِمْ لَدَلَلْتُ وَلٰكِنِّيْ وَاللهِ فِيْ اُمُوْرِهِمْ قَدْ تَكَرَّمْتُ
وَكُلُّ ذٰلِكَ لَا يَرْضَى اللهُ مِنِّيْ اِلَّا اَنْ اُبَلِّغَ مَا اُنْزِلَ اِلَيَّ ثُمَّ تَلَا يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فَاعْلَمُوْا مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ اللهَ قَدْ نَصَبَهٗ لَكُمْ وَلِيًّا وَّ اِمَامًا مُّفْتَرَضًا طَاعَتُهٗ
عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَعَلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ وَّعَلَى الْبَادِيْ وَالْحَاضِرِ وَعَلَى الْاَعْجَمِيِّ وَالْعَرَبِيِّ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ
وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَعَلَى الْاَبْيَضِ وَالْاَسْوَدِ وَعَلٰى كُلِّ مُوَحِّدٍ مَّاضٍ حُكْمُهٗ جَائِزٌ قَوْلُهٗ نَافِذٌ اَمْرُهٗ مَلْعُوْنٌ مَّنْ خَالَفَهٗ
مَرْحُوْمٌ مَّنْ تَبِعَهٗ وَمَنْ صَدَّقَهٗ فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَاَطَاعَ لَهٗ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّهٗ اٰخِرُ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ
فِيْ هٰذَا الْمَشْهَدِ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَانْقَادُوْا لِاَمْرِ رَبِّكُمْ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ رَبُّكُمْ وَوَلِيُّكُمْ وَاِلٰهُكُمْ ثُمَّ مِنْ
دُوْنِهٖ رَسُوْلُهٗ مُحَمَّدٌ وَلِيُّكُمْ الْقَآئِمُ الْمُخَاطِبُ لَكُمْ ثُمَّ مِنْ بَعْدِيْ عَلِيٌّ وَّلِيُّكُمْ وَاِمَامُكُمْ بِاَمْرِ اللهِ رَبِّكُمْ ثُمَّ
الْاِمَامَةُ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ مِنْ وُّلْدِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَوْمَ يَلْقَوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا حَلَالَ اِلَّا مَا اَحَلَّهُ اللهُ وَلَا حَرَامَ اِلَّا مَا
حَرَّمَهُ اللهُ عَرَّفَنِيَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَاَنَا اَفْضَيْتُ بِمَا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ مِنْ كِتَابِهٖ وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ اِلَيْهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا مِنْ
عِلْمٍ اِلَّا وَقَدْ اَحْصَاهُ اللهُ فِيَّ وَكُلُّ عِلْمٍ عُلِّمْتُهٗ فَقَدْ اَحْصَيْتُهٗ فِيْ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَمَا مِنْ عِلْمٍ اِلَّا وَقَدْ عَلَّمْتُهٗ عَلِيًّا وَّهُوَ
الْاِمَامُ الْمُبِيْنُ مَعَاشِرَ النَّاسِ لَا تَضِلُّوْا عَنْهُ وَلَا تَنْفِرُوْا مِنْهُ وَلَا تَسْتَنْكِفُوْا مِنْ وَّلَايَتِهٖ فَهُوَ الَّذِيْ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَيَعْمَلُ بِهٖ وَ
يُزْهِقُ الْبَاطِلَ وَيَنْهٰى عَنْهُ وَلَا تَاْخُذُهٗ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَآئِمٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالَّذِيْ فَدٰى رَسُوْلَ اللهِ
بِنَفْسِهٖ وَالَّذِيْ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ وَلَا اَحَدٌ يَّعْبُدُ اللهَ مَعَ رَسُوْلِهٖ مِنَ الرِّجَالِ غَيْرُهٗ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَضِّلُوْهُ فَقَدْ فَضَّلَهُ اللهُ وَ
اقْبَلُوْهُ فَقَدْ نَصَبَهُ اللهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّهٗ اِمَامٌ مِّنَ اللهِ وَلَنْ يَّتُوْبَ اللهُ عَلٰى اَحَدٍ اَنْكَرَ وَلَايَتَهٗ وَلَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَهٗ حَتْمًا عَلَى
اللهِ اَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ بِمَنْ خَالَفَ اَمْرَهٗ فِيْهِ وَاَنْ يُّعَذِّبَهٗ عَذَابًا نُكْرًا اَبَدَ الْاٰبَادِ وَدَهْرَ الدُّهُوْرِ فَاحْذَرُوْا اَنْ تُخَالِفُوْهُ فَتَصْلَوْا
نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اَيُّهَا النَّاسُ بِيْ وَاللهِ بَشَّرَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْحُجَّةُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ فَمَنْ شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ كُفْرَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَمَنْ
شَكَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ قَوْلِيْ هٰذَا فَقَدْ شَكَّ فِي الْكُلِّ مِنْهُ وَالشَّاكُّ فِي الْكُلِّ فَلَهُ النَّارُ مَعَاشِرَ النَّاسِ حَبَانِيَ اللهُ بِهٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ مَنًّا مِّنْهُ
عَلَيَّ وَاِحْسَانًا مِّنْهُ اِلَيَّ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ مِنِّيْ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَضِّلُوْا عَلِيًّا
فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدِيْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى بِنَا اَنْزَلَ اللهُ الرِّزْقَ وَبَقِيَ الْخَلْقُ مَلْعُوْنٌ مَّلْعُوْنٌ مَّغْضُوْبٌ مَّغْضُوْبٌ مَّنْ رَّدَّ قَوْلِيْ
هٰذَا وَاِنْ لَّمْ يُوَافِقْهُ اَلَا اِنَّ جِبْرَئِيْلَ اَخْبَرَنِيْ عَنِ اللهِ تَعَالٰى بِذٰلِكَ وَيَقُوْلُ مَنْ عَادٰى عَلِيًّا وَّلَمْ يَتَوَلَّهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِيْ وَغَضَبِيْ
فَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللهَ اَنْ تُخَالِفُوْهُ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّهٗ
جَنْبُ اللهِ اَنْزَلَ فِيْ كِتَابِهٖ يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ تَدَبَّرُوا الْقُرْاٰنَ وَافْهَمُوْا اٰيَاتِهٖ وَانْظُرُوْا اِلٰى
مُحْكَمَاتِهٖ وَلَا تَتَّبِعُوْا مُتَشَابِهَهٗ فَوَاللهِ لَنْ يُّبَيِّنَ لَكُمْ زَوَاجِرَهٗ وَلَا يُوْضِحَ لَكُمْ تَفْسِيْرَهٗ اِلَّا الَّذِيْ اَنَا اٰخِذٌ بِيَدِهٖ وَمُصْعِدُهٗ
اِلَيَّ وَشَآئِلٌ بِعَضُدِهٖ وَمُعْلِمُكُمْ اَنَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَّوْلَاهُ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ اَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَمُوَالَاتُهٗ مِنَ اللهِ عَزَّ
وَجَلَّ اَنْزَلَهَا عَلَيَّ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ عَلِيًّا وَّالطَّيِّبِيْنَ مِنْ وُّلْدِيْ هُمُ الثِّقْلُ الْاَصْغَرُ وَالْقُرْاٰنُ هُوَ الثِّقْلُ الْاَكْبَرُ فَكُلُّ وَاحِدٍ مُّنْبِئٌ
عَنْ صَاحِبِهٖ وَمُوَافِقٌ لَّهٗ لَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ اُمَنَآءُ اللهِ فِيْ خَلْقِهٖ وَحُكَّامُهٗ فِيْ اَرْضِهٖ اَلَا وَقَدْ اَدَّيْتُ اَلَا وَقَدْ بَلَّغْتُ
اَلَا وَقَدْ اَسْمَعْتُ اَلَا وَقَدْ اَوْضَحْتُ اَلَا وَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَاَنَا قُلْتُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنَّهٗ لَيْسَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرَ اَخِيْ
هٰذَا وَلَا تَحِلُّ اِمْرَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدِيْ لِاَحَدٍ غَيْرِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى عَضُدِهٖ فَرَفَعَهٗ وَكَانَ مُنْذُ اَوَّلُ مَا صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ
شَالَ عَلِيًّا حَتّٰى صَارَتْ رِجْلُهٗ مَعَ رُكْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ ثُمَّ قَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ هٰذَا عَلِيٌّ اَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَوَاعِيْ عِلْمِيْ وَخَلِيْفَتِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ
وَعَلٰى تَفْسِيْرِ كِتَابِ اللهِ وَالدَّاعِيْ اِلَيْهِ وَالْعَامِلُ بِمَا يُرْضِيْهِ وَالْمُحَارِبُ لِاَعْدَآئِهٖ وَالْمُوَالِيْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَالنَّاهِيْ عَنْ مَّعْصِيَتِهٖ خَلِيْفَةُ
رَسُوْلِ اللهِ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاِمَامُ الْهَادِيْ وَقَاتِلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ بِاَمْرِ اللهِ اَقُوْلُ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ
بِاَمْرِ اللهِ رَبِّيْ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَالْعَنْ مَنْ اَنْكَرَهٗ وَاغْضَبْ عَلٰى مَنْ جَحَدَ حَقَّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ

أنزلت على أن الإمامة لعلي وليك عند تبياني ذلك ونصبي إياه بما أكملت لعبادك من دينهم وأتممت عليهم
نعمتك ورضيت لهم الإسلام دينا فقلت ومن يتبع غير الإسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين
اللهم إني أشهدك إني قد بلغت معاشر الناس إنما الله عز وجل أكمل دينكم بإمامته فمن لم يأتم به وبمن
يقوم مقامه من ولدي من صلبه إلى يوم القيامة والعرض على الله عز وجل فأولئك الذين حبطت أعمالهم وفي النار
هم خالدون لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون معاشر الناس هذا علي أنصركم لي وأحقكم بي وأقربكم
إلي وأعزكم علي والله عز وجل وأنا عنه راضيان وما نزلت آية رضى إلا فيه وما خاطب الله الذين آمنوا إلا بدأ
به ولا نزلت آية مدح في القرآن إلا فيه ولا شهد الله بالجنة في هل أتى على الإنسان إلا له ولا أنزلها في سواه ولا
مدح بها غيره معاشر الناس هو ناصر دين الله والمجادل عن رسول الله وهو التقي النقي الهادي المهدي نبيكم
نبيكم خير نبي ووصيكم خير وصي وبنوه خير الأوصياء معاشر الناس ذرية كل نبي من صلبه وذريتي
من صلب علي معاشر الناس إن إبليس أخرج آدم من الجنة بالحسد فلا تحسدوه فتحبط أعمالكم وتزل أقدامكم
فإن آدم أهبط إلى الأرض بخطيئة واحدة وهو صفوة الله عز وجل فكيف بكم وأنتم أنتم ومنكم أعداء الله
ألا إنه لا يبغض عليا إلا شقي ولا يتولى عليا إلا تقي ولا يؤمن به إلا مؤمن مخلص وفي علي والله أنزل سورة العصر
بسم الله الرحمن الرحيم والعصر إلى آخره معاشر الناس قد استشهدت الله وبلغتكم رسالتي وما على الرسول
إلا البلاغ المبين معاشر الناس اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون معاشر الناس آمنوا بالله ورسوله والنور
الذي أنزل معه من قبل أن نطمس وجوها فنردها على أدبارها معاشر الناس النور من الله عز وجل في ثم مسلوك
في علي ثم في النسل منه إلى القائم المهدي الذي يأخذ بحق الله وبكل حق هو لنا لأن الله عز وجل قد جعلنا حجة على
المقصرين والمعاندين والمخالفين والخائنين والآثمين والظالمين من جميع العالمين معاشر الناس إني أنذركم أني
رسول الله إليكم قد خلت من قبلي الرسل أفإن مت أو قتلت انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر
الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين ألا وإن عليا الموصوف بالصبر والشكر ثم من بعده من ولدي من صلبه معاشر
الناس لا تمنوا على الله تعالى إسلامكم فيسخط عليكم ويصيبكم بعذاب من عنده إنه لبالمرصاد معاشر الناس سيكون
من بعدي أئمة يدعون إلى النار ويوم القيامة لا ينصرون معاشر الناس إن الله وأنا بريئان منهم معاشر الناس إنهم
وأشياعهم وأتباعهم وأنصارهم في الدرك الأسفل من النار ولبئس مثوى المتكبرين ألا إنهم أصحاب الصحيفة
فلينظر أحدكم في الصحيفة قال فذهب على الناس إلا شرذمة منهم أمر الصحيفة معاشر الناس إني أودعها إمامة
ووراثة في عقبي إلى يوم القيامة وقد بلغت ما أمرت بتبليغه حجة على كل حاضر وغائب وعلى كل أحد ممن شهد أو لم
يشهد ولد أو لم يولد فليبلغ الحاضر الغائب والوالد الولد إلى يوم القيامة وسيجعلونها ملكا واغتصابا ألا لعن الله
الغاصبين والمغتصبين وعندها سنفرغ لكم أيه الثقلان فيرسل عليكما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران
معاشر الناس إن الله عز وجل لم يكن يذركم على ما أنتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على
الغيب معاشر الناس إنه ما من قرية إلا والله مهلكها بتكذيبها وكذلك مهلك القرى وهي ظالمة كما ذكر الله تعالى
وهذا إمامكم ووليكم وهو مواعيد الله والله يصدق ما وعده معاشر الناس قد ضل قبلكم أكثر الأولين والله
لقد أهلك الأولين وهو مهلك الآخرين معاشر الناس إن الله قد أمرني ونهاني وقد أمرت عليا ونهيته فعلم الأمر
والنهي من ربه عز وجل فاسمعوا لأمره تسلموا وأطيعوه تهتدوا وانتهوا لنهيه ترشدوا وصيروا إلى مراده
ولا تتفرق بكم السبل عن سبيله أنا صراط الله المستقيم الذي أمركم الله باتباعه ثم علي من بعدي ثم ولدي
من صلبه أئمة يهدون بالحق وبه يعدلون ثم قرأ الحمد لله رب العالمين إلى آخرها وقال في نزلت وفيهم نزلت
ولهم عمت وإياهم خصت أولئك أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ألا إن حزب الله هم
الغالبون ألا إن أعداء علي هم أهل الشقاق العادون وإخوان الشياطين الذين يوحي بعضهم إلى بعض زخرف
القول غرورا ألا إن أولياءهم المؤمنون حقا الذين ذكرهم الله في كتابه فقال تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله إلى آخر الآية ألا إن أولياءهم الذين وصفهم الله عز وجل فقال
الذين آمنوا ولم يلبسوا إيمانهم بظلم أولئك لهم الأمن وهم مهتدون ألا إن أولياءهم الذين يدخلون
الجنة آمنين وتتلقاهم الملائكة بالتسليم أن طبتم فادخلوها خالدين ألا إن أولياءهم الذين قال الله عز و
جل يدخلون الجنة بغير حساب ألا إن أعداءهم الذين يصلون سعيرا ألا إن أعداءهم الذين يسمعون
لجهنم شهيقا وهي تفور ولها زفير كلما دخلت أمة لعنت أختها الآية ألا إن أعداءهم الذين قال الله عز
وجل فيهم كلما ألقي فيها فوج سألهم خزنتها ألم يأتكم نذير ○ ألا إن أولياءهم الذين يخشون ربهم

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ مَعَاشِرَ النَّاسِ شَتَّانِ مَا بَيْنَ السَّعِيْرِ وَالْجَنَّةِ عَدُوُّنَا مَنْ ذَمَّهُ اللّٰهُ وَلَعَنَهُ وَوَلِيُّنَا
مَنْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَدَحَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَلَا وَاِنِّيْ مُنْذِرٌ وَّعَلِيٌّ هَادٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنِّيْ نَبِيٌّ وَّعَلِيٌّ وَّصِيٌّ اَلَا وَ
اِنَّ خَاتِمَ الْاَئِمَّةِ مِنَّا الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ اَلَا اِنَّهُ الظَّاهِرُ عَلَى الدِّيْنِ اَلَا اِنَّهُ الْمُنْتَقِمُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَلَا اِنَّهُ فَاتِحُ الْحُصُوْنِ
وَهَادِمُهَا اَلَا اِنَّهُ قَاتِلُ كُلِّ قَبِيْلَةٍ مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَلَا اِنَّهُ مُدْرِكُ كُلِّ ثَارٍ لِاَوْلِيَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنَّهُ نَاصِرُ
دِيْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنَّهُ الْغَرَّافُ مِنْ بَحْرٍ عَمِيْقٍ اَلَا اِنَّهُ يَسِمُ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ بِفَضْلِهِ وَكُلَّ ذِيْ جَهْلٍ بِجَهْلِهِ اَلَا اِنَّهُ
خِيَرَةُ اللّٰهِ وَمُخْتَارُهُ اَلَا اِنَّهُ وَارِثُ كُلِّ عِلْمٍ وَالْمُحِيْطُ بِهِ اَلَا اِنَّهُ الْمُخْبِرُ عَنْ رَّبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَبِّهُ بِاَمْرِ اِيْمَانِهِ
اَلَا اِنَّهُ الرَّشِيْدُ السَّدِيْدُ اَلَا اِنَّهُ الْمُفَوَّضُ اِلَيْهِ اَلَا اِنَّهُ قَدْ بَشَّرَ بِهِ مَنْ سَلَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَلَا اِنَّهُ الْبَاقِيْ حُجَّةً وَّلَا
حُجَّةَ بَعْدَهُ وَلَا حَقَّ اِلَّا مَعَهُ وَلَا نُوْرَ اِلَّا عِنْدَهُ اَلَا اِنَّهُ لَا غَالِبَ لَهُ وَلَا مَنْصُوْرَ عَلَيْهِ اَلَا اِنَّهُ وَلِيُّ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهِ
وَحَكَمُهُ فِيْ خَلْقِهِ وَاَمِيْنُهُ فِيْ سِرِّهِ وَعَلَانِيَتِهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ قَدْ تَبَيَّنْتُ لَكُمْ وَاَفْهَمْتُكُمْ وَهٰذَا عَلِيٌّ يُفْهِمُكُمْ بَعْدِيْ
اَلَا وَاِنَّ عِنْدَ انْقِضَاءِ خُطْبَتِيْ اَدْعُوْكُمْ اِلٰى مُصَافَقَتِيْ عَلٰى بَيْعَتِهِ وَالْاِقْرَارِ بِهِ ثُمَّ مُصَافَقَتِهِ مِنْ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنِّيْ
قَدْ بَايَعْتُ اللّٰهَ وَعَلِيٌّ قَدْ بَايَعَنِيْ وَاَنَا اٰخِذُكُمْ بِالْبَيْعَةِ لَهُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ
الْاٰيَةِ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ الْاٰيَةِ مَعَاشِرَ
النَّاسِ حُجُّوا الْبَيْتَ فَمَا وَرَدَهُ اَهْلُ بَيْتٍ اِلَّا اسْتَغْنَوْا وَلَا تَخَلَّفُوْا عَنْهُ اِلَّا افْتَقَرُوْا مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا وَقَفَ بِالْمَوْقِفِ
مُؤْمِنٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهِ اِلٰى وَقْتِهِ ذٰلِكَ فَاِذَا انْقَضَتْ حَجَّتُهُ اسْتَاْنَفَ عَمَلَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ الْحُجَّاجُ
مُعَانُوْنَ وَنَفَقَاتُهُمْ مُخَلَّفَةٌ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ مَعَاشِرَ النَّاسِ حُجُّوا الْبَيْتَ بِكَمَالِ الدِّيْنِ وَالتَّفَقُّهِ وَلَا تَنْصَرِفُوْا
عَنِ الْمَشَاهِدِ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَّاِقْلَاعٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَئِنْ طَالَ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ
فَقَصَّرْتُمْ اَوْ نَسِيْتُمْ فَعَلِيٌّ وَلِيُّكُمْ وَمُبَيِّنٌ لَكُمُ الَّذِيْ نَصَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَعْدِيْ وَمَنْ خَلَفَهُ اللّٰهُ مِنِّيْ وَمِنْهُ يُخْبِرُكُمْ بِمَا
تَسْئَلُوْنَ مِنْهُ وَيُبَيِّنُ لَكُمْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا اِنَّ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ اُحْصِيَهُمَا وَاُعَرِّفَهُمَا فَاٰمُرَ بِالْحَلَالِ وَاَنْهٰى
عَنِ الْحَرَامِ فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ فَاُمِرْتُ اَنْ اٰخُذَ الْبَيْعَةَ عَلَيْكُمْ وَالصَّفْقَةَ لَكُمْ بِقَبُوْلِ مَا جِئْتُ بِهِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ عَلِيٍّ اَمِيْرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنِّيْ وَمِنْهُ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ وَّفِيْهِمُ الْمَهْدِيُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ
مَعَاشِرَ النَّاسِ وَكُلُّ حَلَالٍ دَلَلْتُكُمْ عَلَيْهِ وَكُلُّ حَرَامٍ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرْجِعْ عَنْ ذٰلِكَ وَلَمْ اُبَدِّلْ اَلَا فَاذْكُرُوْا
ذٰلِكَ وَاحْفَظُوْهُ وَتَوَاصَوْا بِهِ وَلَا تُبَدِّلُوْهُ وَلَا تُغَيِّرُوْهُ اَلَا وَاِنِّيْ اُجَدِّدُ الْقَوْلَ اَلَا فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاْمُرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اَلَا وَاِنَّ رَاْسَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اَنْ تَنْتَهُوْا اِلٰى قَوْلِيْ وَتُبَلِّغُوْهُ مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ وَتَاْمُرُوْهُ
بِقَبُوْلِهِ وَتَنْهَوْهُ عَنْ مُخَالَفَتِهِ فَاِنَّهُ اَمْرٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّيْ وَلَا اَمْرَ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا نَهْيَ عَنْ مُّنْكَرٍ اِلَّا مَعَ اِمَامٍ مَعَاشِرَ
النَّاسِ اَلْقُرْاٰنُ يُعَرِّفُكُمْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ وُلْدِهِ وَعَرَّفْتُكُمْ اَنَّهُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ حَيْثُ يَقُوْلُ اللّٰهُ وَجَعَلَهَا
كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهِ وَقُلْتُ لَنْ تَضِلُّوْا مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا مَعَاشِرَ النَّاسِ التَّقْوٰى اَلتَّقْوٰى اِحْذَرُوا السَّاعَةَ كَمَا قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ اُذْكُرُوا الْمَمَاتَ وَالْحِسَابَ وَالْمَوَازِيْنَ وَالْمُحَاسَبَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَالثَّوَابَ وَالْعِقَابَ فَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ اُثِيْبَ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْجِنَانِ نَصِيْبٌ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّكُمْ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ
تُصَافِقُوْنِيْ بِكَفٍّ وَّاحِدَةٍ وَّاَمَرَنِيَ اللّٰهُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَلْسِنَتِكُمُ الْاِقْرَارَ بِمَا عَقَّدْتُ لِعَلِيٍّ مِّنْ اِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ جَآءَ بَعْدَهُ
مِنَ الْاَئِمَّةِ مِنِّيْ وَمِنْهُ عَلٰى مَا اَعْلَمْتُكُمْ اَنَّ ذُرِّيَّتِيْ مِنْ صُلْبِهِ فَقُوْلُوْا بِاَجْمَعِكُمْ اِنَّا سَامِعُوْنَ مُطِيْعُوْنَ رَاضُوْنَ مُنْقَادُوْنَ
لِمَا بَلَّغْتَ عَنْ رَّبِّنَا وَرَبِّكَ فِيْ اَمْرِ عَلِيٍّ وَّاَمْرِ وُلْدِهِ مِنْ صُلْبِهِ مِنَ الْاَئِمَّةِ نُبَايِعُكَ عَلٰى ذٰلِكَ بِقُلُوْبِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَلْسِنَتِنَا
وَاَيْدِيْنَا عَلٰى ذٰلِكَ نَحْيٰى وَنَمُوْتُ وَنُبْعَثُ وَلَا نُغَيِّرُ وَلَا نُبَدِّلُ وَلَا نَشُكُّ وَلَا نَرْتَابُ وَلَا نَرْجِعُ عَنْ عَهْدٍ وَّلَا نَنْقُضُ الْمِيْثَاقَ
وَنُطِيْعُ اللّٰهَ وَنُطِيْعُكَ وَعَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوُلْدَهُ الْاَئِمَّةَ الَّذِيْنَ ذَكَرْتَهُمْ مِّنْ ذُرِّيَّتِكَ مِنْ صُلْبِهِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
الَّذِيْنَ قَلْ عَرَّفْتُكُمْ مَكَانَهُمَا مِنِّيْ وَمَحَلَّهُمَا عِنْدِيْ وَمَنْزِلَتَهُمَا مِنْ رَّبِّيْ فَقَدْ اَدَّيْتُ ذٰلِكَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ
الْجَنَّةِ وَاَنَّهُمَا الْاِمَامَانِ بَعْدَ اَبِيْهِمَا عَلِيٍّ وَّاَنَا اَبُوْهُمَا قَبْلَهُ وَقُوْلُوْا اَطَعْنَا اللّٰهَ بِذٰلِكَ وَاِيَّاكَ وَعَلِيًّا وَّالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَئِمَّةَ
الَّذِيْنَ ذَكَرْتَ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا مَاْخُوْذًا لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ قُلُوْبِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَمُصَافَقَةِ اَيْدِيْنَا مَنْ اَدْرَكَهُمَا بِيَدِهِ وَ
اَقَرَّ بِهِمَا بِلِسَانِهِ لَا نَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ بَدَلًا وَّلَا نَرٰى مِنْ اَنْفُسِنَا عَنْهُ حِوَلًا اَبَدًا اَشْهَدْنَا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا وَّاَنْتَ بِهِ عَلَيْنَا
شَهِيْدٌ وَّكُلُّ مَنْ اَطَاعَ مِمَّنْ ظَهَرَ وَاسْتَتَرَ وَمَلٰٓئِكَةُ اللّٰهِ وَجُنُوْدُهُ وَعَبِيْدُهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَهِيْدٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا
تَقُوْلُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ كُلَّ صَوْتٍ وَّخَافِيَةَ كُلِّ نَفْسٍ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَنْ بَايَعَ فَاِنَّمَا
يُبَايِعُ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَبَايِعُوْا عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَئِمَّةَ
كَلِمَةً بَاقِيَةً يُهْلِكُ اللّٰهُ مَنْ غَدَرَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ اَوْفٰى فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ الْاٰيَةِ مَعَاشِرَ النَّاسِ
قُوْلُوا الَّذِيْ قُلْتُ لَكُمْ وَسَلِّمُوْا عَلٰى عَلِيٍّ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَقُوْلُوا الْحَمْدُ

لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ فَضَآئِلَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَثِیْرٌ وَّقَدْ اَنْزَلَهَا عَلَیَّ فِی الْقُرْاٰنِ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ اُحْصِیَهَا فِیْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ فَمَنْ اَنْبَاَكُمْ بِهَا وَعَرَّفَهَا فَصَدِّقُوْهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَعَلِیًّا وَّالْاَئِمَّةَ الَّذِیْنَ ذَكَرْتُهُمْ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا مَعَاشِرَ النَّاسِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی مُبَایَعَتِهٖ وَمُوَالَاتِهٖ وَالتَّسْلِیْمِ عَلَیْهِ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ مَعَاشِرَ النَّاسِ قُوْلُوْا مَا یَرْضَی اللّٰهُ بِهٖ عَنْكُمْ مِّنَ الْقَوْلِ فَاِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاغْضِبْ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ وَالْكٰفِرَاتِ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

**ترجمہ**:۔ رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جو اپنی توحید میں (لوگوں کے خیالات سے) دور رو برتر ہے اور اپنی یکتائی میں نزدیک ہے اور اپنی سلطنت میں غالب اور اپنی خدائی کے اصول میں عظیم الشان ہے جو چیز جہاں جہاں ہے اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں تمام مخلوق پر اپنی قدرت اور اپنی دلیل سے غالب ہے ایسا صاحب عزت و بزرگی کہ ہمیشہ سے ہے اور ایسا لائق حمد کہ ہمیشہ رہیگا تمام بلند چیزوں کا پیدا کرنیوالا اور تمام بچھی ہوئی چیزوں کا بچھانے والا زمینوں اور آسمانوں کا انتظام کرنیوالا۔ سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ جس کے سب نام لیوا ہیں تمام فرشتوں کا اور روح کا پروردگار جن جن چیزوں کو پیدا کیا ہے ان سب پر احسان و انعام کرنیوالا ہر آنکھ کو خود دیکھتا ہے حالانکہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھتیں۔ صاحب کرم بردبار بتدریج کام کرنیوالا جس نے ہر شے کو اپنی وسیع رحمت سے حصّہ دیا ہے اور اپنی نعمت سے مخلوق پر احسان کیا ہے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا نہ عذاب دینے میں جس کے لوگ مستحق بھی ہوں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور دلوں کے حال سے آگاہ ہے پوشیدہ باتیں اس پر چھپی نہیں رہتیں اور نہ خفیہ باتوں میں اس کو کوئی شبہہ پڑ سکتا ہے۔ ہر شے پر اس کا احاطہ ہے اور ہر چیز پر اس کا غلبہ ہے ہر چیز میں اس کی قوت ساری ہے اور ہر چیز پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ کوئی شے اس کے مانند نہیں ہے اور وہی شے کا پیدا کرنے والا ہے جبکہ کوئی شے موجود نہ تھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ باقی رہیگا اُس زبردست حکمت والے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی شان اِس سے زیادہ ہے کہ بینائیاں اس کا ادراک کر سکیں حالانکہ وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ بڑا باریک بیں اور کار آگاہ ہے کوئی شخص اس کے اوصاف کو از روے معائنہ بیان نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ظاہر یا باطن کی رو سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیا ہے ہاں انہی چیزوں سے اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے جن کو کہ اس نے اپنی ذات (کی معرفت) کے لئے قائم کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کی قُدوسیت تمام عالم پر حاوی اور اس کا نور ابد الآباد پر غالب ہے اور اس کا حکم بغیر کسی مشورہ دینے والے کے مشورہ کے نافذ و جاری ہے۔ معاملات کے اندازہ کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کی تدبیر میں اختلاف نہیں ہے جس چیز کی اس نے صورت بنائی نئی بنائی (یعنی اس کی کوئی مثال سے موجود نہ تھی) اور جو کچھ بھی پیدا کیا اس طرح پیدا کیا کہ نہ کسی کی مدد لینی پڑی اور نہ تکلیف اٹھانی پڑی اور نہ کوئی حیلہ کرنا پڑا پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور وہ ہو گئی اور جس وقت اسے پیدا کر دیا وجود میں آ گئی اور وہ وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کاریگری میں پختہ ہے اچھی اچھی چیزیں بنانے والا ایسا منصف کہ کبھی ظلم نہیں کرتا اور ایسا کریم کہ تمام امور کی بازگشت اسی کی طرف ہو گی اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اس کی قدرت کے آگے پست اور ہر شے اس کی ہیبت سے سرنگوں ہے تمام فرشتوں کا وہ مالک اور تمام آسمانوں کا گردش دینے والا سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کہ ان میں سے ہر ایک معین وقت کے لئے گردش میں ہے وہ رات کو دن پر مستولی کر دیتا ہے اور دن کو رات پر غالب کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگا جاتا ہے ہر کینہ تو ز ظالم کا سر توڑنے والا ہے اور ہر سرکش شیطان کا ہلاک کرنے والا نہ اس کا کوئی مدمقابل ہے اور نہ اس کا کوئی شریک یکتا ہے بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ہے معبود یکتا اور پروردگار بزرگ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے فوراً فیصل کر دیتا ہے وہ جانتا ہے اور کما حقہٗ جانتا ہے وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے وہی فقیر کرتا ہے اور وہی امیر وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے۔ وہی قریب کرتا ہے وہی دور کرتا ہے وہی روک لیتا ہے اور وہی عطا کرتا ہے۔ ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے ہے سب خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے رات کو دن میں ٹھونس دیتا ہے اور دن کو رات میں ٹوم دیتا ہے۔ سوا اُس زبردست بڑے بخشنے والے کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ دعا کا قبول کرنے والا اور عطیات کا دل کھول کر دینے والا تمام جنوں اور آدمیوں کا پرورش کرنے والا اس کے لئے کوئی چیز بھی مشکل نہیں ہے نہ فریاد کرنیوالوں کی فریاد اس کو پریشان کر سکتی ہے اور نہ گریہ و زاری کرنیوالوں کی گریہ و زاری اس کو تنگ اور عاجز کر سکتی۔ نیک بندوں کا بچانے والا اور فلاح پانے والوں کی توفیق دینے والا، تمام عالموں کا سردار، ہر اس شخص کے ذمّے جس جس کو پیدا کیا یہ استحقاق رکھتا ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور ہر ایک خوشی اور ناخوشی اور سختی اور آسانی کی حالت میں اس کی تعریف کرے۔ میں اس پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اس کے حکم کو سنتا ہوں اور اس کی اطاعت کے لئے حاضر اور جو کچھ اس کو پسند ہے اس کے بجالانے پر تیار اور اس کا فیصلہ ماننے پر مستعد، اِس خواہش سے بھی کہ اس کی اطاعت کے لئے آمادہ ہوں اور اس خوف سے بھی کہ اس کی عقوبت سے ڈرتا ہوں کیونکہ اس کے بدلہ لینے سے بے خوف نہ ہونا چاہئے اور اس بات سے ڈرنا نہ چاہئے کہ اس کی طرف سے کوئی ظلم ہو گا میں اپنی ذات کے لئے اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے مالک ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور جو کچھ اس نے میری طرف وحی فرمائی ہے اسے ادا کرتا ہوں۔ اس خوف سے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھ پر ایسی بلا نازل ہو گی کہ جسے مجھ سے کوئی دفع نہ کر سکے گا خواہ کیسا ہی بڑا تدبیر کرنے والا کیوں نہ ہو سکے اس خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جو حکم اِس وقت مجھ پر نازل کیا گیا ہے اگر میں اسے نہ پہنچاؤں تو گویا میں نے اس کی رسالت ہی نہیں پہنچائی اور اس بزرگ و برتر خدا نے اس بات کی ضمانت فرمائی ہے کہ وہ مجھے آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اللہ خود کافی اور کریم ہے جس نے میرے پاس ان لفظوں میں وحی فرمائی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے رسولؐ! جو کچھ تمہارے پاس علیؑ کے بارے میں تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اس کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھے گا۔ اے لوگو جو کچھ بھی اس نے نازل فرمایا میں نے اس کے پہنچانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اب میں اِس آیت کی شانِ نزول بھی تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہوں کہ جبرئیلؑ میرے پاس تین مرتبہ آئے اور میرے پروردگار کی طرف سے جو خود سلام ہے یہ حکم مع سلام لائے کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوں اور ہر گورے اور کالے کو یہ اطلاع دوں کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرے بھائی اور میرے وصی اور میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔ ان کی منزلت مجھ سے وہی ہے

جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ہاں وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد تم سب کا ولی ضرور ہے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی کتاب میں ایک آیت نازل فرما چکا ہے وہ یہ ہے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے نماز پڑھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی اور ہر حال میں خدا کی خوشنودی اس کے مدِنظر تھی اور اے لوگو میں نے جبرئیلؑ امین سے یہ خواہش کی کہ خدائے تعالیٰ مجھے اِس حکم کے تم تک پہنچانے سے معافی دے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ متقی تم میں بہت کم ہیں اور منافق زیادہ اور گنہگار چالیں چلنے کو تیار اور اسلام کی ہنسی اڑانے والے حیلہ جوئی کے لئے مستعد یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں اسطرح فرماتا ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو کچھ ان کے دلوں میں نہیں ہوتا اور وہ اسے معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت بات ہے اور وہ مجھے کتنی ہی دفعہ تکلیفیں بھی بہت دے چکے ہیں یہانتک کہ میرا نام رکھا کہ یہ اکان ہی کان ہیں اور میری نسبت گمان بھی کر لیا کہ میں ایسا ہی ہوں اس وجہ سے کہ میں علیؑ کو اپنے پاس زیادہ رکھتا ہوں اور اُن کی طرف توجہ زیادہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھ پر یہ آیت نازل کی اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نبیؐ کو ایذا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہیں تم ان لوگوں کے برخلاف جو تم کو ایسا سمجھتے ہیں یہ کہدو کہ تمہارے لئے ان کا کان ہونا بہتر ہے اور اگر میں یہ چاہوں کہ ان کے نام بتلادوں تو بتلا سکتا ہوں اور اگر یہ چاہوں کہ ان کی طرف اشارہ کر دوں تو کر سکتا ہوں اور اگر یہ چاہوں کہ ان کا پتہ بتادوں تو بتا سکتا ہوں لیکن واللہ میں نے ان کے تمام معاملات میں اخلاقِ کریمانہ کا برتاؤ کیا ہے مگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کوئی عذر قبول نہیں فرماتا اور یہی حکم دیتا ہے کہ میری طرف جو کچھ اس وقت نازل کیا ہے وہ پہنچادوں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے رسولؐ جو کچھ علیؑ کے بارے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نازل کیا گیا ہے وہ پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (گویا) تم نے اس کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھیگا۔ سو اے لوگوں! تم سمجھ لو کہ اللہ نے علیؑ کو یقیناً تمہارے واسطے ایسا ولی اور ایسا امام مقرر کر دیا ہے جس کی اطاعت مہاجرین پر بھی لازم ہے اور انصار پر بھی اور جو نیکی میں انکے تابع ہیں ان پر بھی اور جنگلی پر بھی اور شہری پر بھی عجمی پر بھی اور عربی پر بھی آزاد پر بھی اور غلام پر بھی بچے بھی اور بوڑھے پر بھی گورے پر بھی اور کالے پر بھی اور ہر خدا کے یکتا ماننے والے پر اس کا حکم جاری ہوگا اس کا قول ماننا پڑیگا اس کا فرمان نافذ ہوگا جو اسکی مخالفت کریگا ملعون ہو جائیگا اور جو اسکی متابعت اور اسکی تصدیق کریگا اس پر رحم کیا جائیگا کہ اللہ نے خود اس کو مغفور فرمایا ہے اور جو شخص اس کی بات سنے گا اور اس کی اطاعت کریگا اس کو بھی۔ اے لوگو! یہ آخری مقام ہے کہ میں اس جگہ اس کو قائم مقام بناتا ہوں پس تم سنو اور مانو اور اپنے پروردگار کے حکم کی اطاعت کرو کہ خدائے عزوجل تمہارا پروردگار اور تمہارا معبود ہے پھر اس کے بعد اس کا رسول محمدؐ تمہارا ولی ہے جو اس وقت کھڑا ہوا تم سے بات کر رہا ہے پھر میرے بعد تمہارے پروردگار کے حکم سے علیؑ تمہارا ولی اور تمہارا امام ہے پھر قیامت کے دن تک یعنی اس دن تک کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حضور میں پہنچو گے امامت میری اولاد میں چلی جائیگی جو علیؑ کے صلب سے ہوگی کوئی چیز حلال نہ ہوگی سوائے اس کے جسے اللہ نے حلال قرار دیا اور کوئی چیز حرام نہ ہوگی سوائے اس کے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا اس نے مجھے حلال و حرام پہنچوا دیا اور میں نے اپنے پروردگار کی کتاب کا علم اور حلال و حرام کا علم علیؑ کے سپرد کر دیا۔ اے لوگو! کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے خدا تعالیٰ نے میری ذات میں احصانہ فرما دیا ہو اور میں نے وہ امام المتقین علیؑ کے سپرد نہ کر دیا ہو۔ کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میں نے علیؑ کو تعلیم نہ کیا ہو امامِ مبین یہی ہے۔ لوگو! اس سے بہک کر اور طرف نہ جانا اس سے الگ نہ ہونا اور اس کو حاکم بنانے سے نفرت نہ کرنا اس لئے کہ یہی حق کی ہدایت کریگا اور یہی حق پر عمل کریگا اور یہی باطل کو مضمحل کرے گا اور یہی اس سے باز رکھے گا اور اللہ کے کام سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اُسے باز نہ رکھے گی پھر یہ بھی سمجھ لو کہ یہی پہلا شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لایا اور جس نے رسولؐ پر اپنی جان فدا کی اور رسولؐ کے ساتھ ہو کر اللہ کی عبادت ایسی حالت میں کرتا رہا کہ کوئی اور شخص مردوں میں سے رسول اللہ کا ساتھی نہ تھا۔ لوگو! اس کی فضیلت تسلیم کرو کہ اسے اللہ نے فضیلت دی ہے اور اس کی امامت کو مانو کہ اللہ نے اس کو امام مقرر کیا ہے۔ لوگو! یہ اللہ کی طرف سے امام ہے اور اللہ کسی ایسے شخص کی توبہ قبول نہ کریگا جو اس کی ولایت کا منکر ہو اور ہرگز اسے نہ بخشے گا۔ اور اللہ پر لازم ہے کہ جو علیؑ کے بارے میں اس کے حکم کی مخالفت کرے اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سخت سے سخت اور انوکھے سے انوکھا عذاب دے پس تم اس کی مخالفت سے بچتے رہنا کہیں اس آگ میں نہ چلے جاؤ جس کا ایندھن آدمی ہونگے اور پتھر وہ کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔ لوگو! میرے ہی سبب سے پہلوں کو بشارت دی گئی ہے نبی ہوں تو رسول ہوں تو اور میں ہی تمام نبیوں اور رسولوں کا خاتمہ ہوں اور تمام مخلوق پر کہ وہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں تو اور زمینوں کے رہنے والے ہوں تو خدا کی حجت ہوں پس جو اس میں شک کرے وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ اب سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں کافر ہوا کرتے تھے اور جو میرے اس قول میں کچھ بھی شک کرے تو اس نے گویا کل امور میں شک کیا اور جو کل باتوں میں شک کرنے والا ہے اس کے واسطے جہنم تیار ہے۔ لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان و کرم سے جو مجھ پر ہر دم مبذول ہے یہ فضیلت مجھے عطا فرمائی ہے اُس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں میں ہمیشہ ہمیشہ سے ہر حال میں اسی کی حمد و ثنا کرتا رہا ہوں۔ لوگو! علیؑ کو بزرگ جانو کہ وہ میرے بعد کل لوگوں سے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت افضل ہے۔ ہمارے ہی سبب سے اللہ تعالیٰ رزق نازل فرماتا ہے اور سب مخلوق اسی سے باقی ہے جو شخص کہ میرے اس قول کو رد کرے وہ ملعون ہے ملعون ہے مغضوب ہے مغضوب ہے اگرچہ اس کے خیال کے موافق نہ ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جبرئیلؑ امین نے مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے خبر پہنچائی ہے اور وہ خود یہ فرماتا ہے کہ جو شخص علیؑ سے دشمنی کرے اور ان سے دوستی نہ رکھے تو اس پر میری لعنت بھی ہوگی اور میرا غضب بھی ہوگا پس ہر نفس کو غور کرنا لازم ہے کہ وہ کل کے لئے آگے کیا بھیجتا ہے اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو کہ ثابت قدمی کے بعد کہیں قدم لغزش نہ کر جائیں بیشک جو کچھ تم کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ لوگو! وہ جنب اللہ ہے (اسی کے بارے میں) اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا کہ بعض نفس یہ کہیگا کہ افسوس میں نے جنب اللہ کے بارے میں کیسی کوتاہی کی! لوگوں! قرآن مجید میں غور کرو اور اس کی آیتوں کو سمجھو اور اس کے محکمات میں نظر ڈالو اور اس کے متشابہات کی پیروی نہ کرو خدا کی قسم سوائے اس شخص کے جسکا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہوں اور جسکو میں اپنی طرف اٹھائے ہوئے ہوں اور جسکا بازو میں تھامے ہوئے ہوں کوئی اور تنبیہوں کو تمہارے لئے کھولکر بیان نہ کریگا اور اس کی تفسیر کی تمہارے لئے وضاحت نہ کریگا اور تمہارا سکھانے والا نہ ہوگا بیشک جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے اور یہی علیؑ ابن ابیطالبؑ میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور اس کا یہ ولی ہونا اللہ کی طرف سے ہے اور اسی نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم ہیں وہ سب ثقل اصغر ہیں اور قرآن مجید ثقل اکبر ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کے حالات سے آگاہی دینے والا ہے اور اس سے موافقت کرنے والا ہے یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے جبتک

کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں ۔ یہ خدائے تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے امین ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے مقرر کئے ہوئے حاکم۔ آگاہ رہو کہ میں نے ادا کر دیا سمجھ لو کہ میں نے پہنچا دیا ہوشیار ہو کہ میں نے سنا دیا خبردار ہو کہ میں نے کھول کر بیان کر دیا۔ دیکھو خدائے عزوجل نے فرمایا اور میں نے خدائے عزوجل کی طرف سے سنا دیا سمجھ رکھو کہ میرے اس بھائی کے سوا کوئی اور امیر المومنین نہ ہوگا اور میرے بعد اسکے سوا کسی دوسرے کے واسطے امارتِ مومنین جائز نہیں ہے پھر علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر ان کو اور بلند کیا یہانتک کہ ان کے پاؤں جناب رسولِ خداؐ کے گھٹنوں کے برابر آ گئے حالانکہ ہاتھ تو اسی وقت سے تھامے ہوئے تھے جس وقت سے کہ آپ منبر پر تشریف لے گئے تھے پھر فرمایا لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرے علم کا خازن اور میری امت پر اور کتابِ خدا کی تفسیر پر میرا خلیفہ اور خدا کی طرف بلانے والا اور جن چیزوں کو خدائے تعالیٰ پسند فرماتا ہے ان پر عمل کرنے والا اور خدا کے دشمنوں سے لڑنے والا اور خدا کی اطاعت پر دوستی کرنے والا اور اسکی نافرمانی سے روکنے والا ۔خدا کے رسولؐ کا خلیفہ مومنوں کا امیر خدا تک پہنچانے والا اور خدا کے حکم سے ناکثین و قاسطین و مارقین سے لڑنے والا ہے۔ میں اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ کے حکم کے بموجب کہتا ہوں اور میری بات پلٹی نہیں جائیگی میں بحکمِ خدا یہ کہتا ہوں کہ یا اللہ تو اُس سے دوستی رکھیو جو اس سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھیو جو اس سے دشمنی رکھے اور اس پر لعنت کیجیو جو اس کا انکار کرے اور اس پر غضب نازل کیجیو جو اس کے حق کا منکر ہو جائے یا اللہ تو نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ امامت تیرے ولی علیؑ کے لئے ہے اور جب میں نے اس کو کھول کر بیان کیا اور علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تو تو نے وہ آیت نازل فرمائی جس سے اپنے بندوں کے دین کی تکمیل کر دی اور ان پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تو نے ان کے لئے دین اسلام کو پسند فرمالیا پھر تو نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہوگا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا یا اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا۔ لوگو! سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدائے عزوجل نے دین کو اس کی امامت کے ساتھ کامل کیا ہے پس جو شخص اس کو امام نہ مانے اور اس کے بعد قیامت تک میری اولاد سے اور اس کے صلب سے جو اسکے قائم مقام ہوں انکو امام نہ مانے تو جب وہ خدا کی حضور میں پیش کیا جائیگا تو وہ وہی لوگ ہونگے جنکے کل اعمال بیکار کر دیے جائیں گے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) جہنم میں رہنے والے ہوں گے اللہ ان کے عذاب میں تخفیف نہ فرمائیگا اور نہ انکو مہلت دی جائیگی ۔ لوگو! علیؑ سب سے زیادہ میری نصرت کرنے والا ہے اور تم سب سے زیادہ مجھ سے قرابت رکھنے والا ہے اور تم سب سے زیادہ میرا عزیز ہے اور خدائے عزوجل اور میں دونوں اس سے راضی ہیں خوشنودیٔ خدا کی کوئی آیت ایسی نہیں اتری جو اس کے بارے میں نہ ہو اور مومنوں کو کسی جگہ خدائے تعالیٰ نے مخاطب نہیں کیا مگر یہ کہ آغاز اسی سے فرمایا ہے اور قرآن مجید میں مدح کی کوئی آیت ایسی نہیں اتری جو اس کی شان میں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ میں جنت کی شہادت خاص اسی کے لئے دی ہے اور وہ سورت اس کے سوا کسی دوسرے کی شان میں نازل نہیں فرمائی اور نہ اس کے سوا کسی اور کی اس میں تعریف فرمائی ہے ۔ لوگو! وہ اللہ کے دین کی نصرت کرنیوالا اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے جدال و قتال کرنیوالا اور وہ چیدہ و برگزیدہ خدا تک پہنچانیوالا اور خود ہدایت یافتہ ہے تمہارا نبیؐ سب سے اچھا نبیؐ اور تمہارا وصیؑ سب سے اچھا وصیؑ ہے اور اس کی اولاد سے بہترین اوصیاء ہونگے ۔لوگو! ہر نبی کی ذرّیت خود اس کے صلب سے ہوئی ہے اور میری ذریت علیؑ کے صلب سے ہے ۔ لوگو! ابلیسؔ نے آدم علیہ السلام کو حسد کے سبب جنت سے نکالا پس تم علیؑ سے حسد نہ کرنا ورنہ تمہارے کل اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہارے قدم لغزش کر جائینگے ۔آدم علیہ السلام صرف ایک ترکِ اولیٰ کے سبب زمین اتار دیے گئے تھے حالانکہ وہ خدا کے برگزیدہ بندے تھے تو پھر تمہاری کیا حالت ہوگی جس حال میں کہ تم ہو جو کچھ ہو اور تم میں بعض خدا کے دشمن بھی موجود ہیں خبردار رہو کہ علیؑ سے سوائے شقی کے اور کوئی بغض نہ رکھے گا اور سوائے برگزیدۂ خدا کے کوئی اور علیؑ کا دوست نہ بنے گا اور سوائے مومنِ خاص کے کوئی اس پر ایمان نہ لائیگا واللہ علیؑ ہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے سورۂ عصر نازل فرمائی ہے ۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر آنحضرتؐ نے سورۂ وَالْعَصْرِ تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں نے اللہ کو گواہ کیا اور اپنی رسالت تم کو پہنچا دی اور رسولؐ کے ذمہ سوائے کھولکر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ لوگو! اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر اسی حالت میں کہ تم تسلیم کرنیوالے ہو ۔ لوگو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ پر اور اس نور پر جو اس کے ساتھ ہی ساتھ اتارا گیا ہے ۔ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں پھر ان کو انکی پشت کی طرف پھرا دیں ۔ لوگو! خدائے عزوجل کی طرف سے نور مجھ میں موجود ہے پھر وہ علیؑ میں چلا جائیگا۔ پھر اس کی نسل میں مہدیؑ قائم تک رہیگا جو اللہ کے حق کی بابت بھی مواخذہ کریگا اور ہمارے ہر حق کی بابت بھی ۔ اس لئے کہ خدائے عزوجل نے تمام اہل عالم کی تقصیر کرنیوالوں پر عناد برتنے والوں پر، مخالفت کرنے والوں پر ۔ضمانت کرنیوالوں پر ۔گناہ کرنے والوں پر اور ظلم کرنے والوں پر ہم کو حجت قرار دیا ہے ۔ لوگو! میں تم کو ڈراتا ہوں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔ مجھ سے پہلے اور رسولؐ بھی گذر چکے ہیں کیا میں مر جاؤنگا یا قتل کر دیا جاؤنگا تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو شخص اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائیگا تو وہ اللہ کا کبھی کچھ نہ بگاڑیگا اور اللہ شکر گزار بندوں کو جزائے خیر دیگا ۔آگاہ رہو کہ علیؑ صبر و شکر سے موصوف ہیں اور انکے بعد میری وہ اولاد جو انکے صلب سے ہے ۔ لوگو! تم اللہ تعالیٰ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ ورنہ وہ تم سے ناراض ہو جائیگا اور اس کی طرف سے تم کو عذاب پہنچے گا یقیناً وہ ایسے لوگوں کی گھات میں ہے ۔ لوگو! عنقریب میرے بعد ایسے امام ہونگے جو جہنم کی طرف بلائیں گے اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائیگی ۔ لوگو! اللہ تعالیٰ اور میں دونوں ان سے بیزار ہیں ۔ لوگو! یقیناً وہ سب اور ان کے دوست دار اور ان کے پیرو اور ان کے مددگار جہنم کے سب سے نیچے والے طبقہ میں ہوں گے تکبّر کرنے والوں کی جگہ کیسی بری ہے ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہی اشخاص اصحابِ صحیفہ (کتبہ لکھنے والے) ہیں پس تم میں سے (جسکو مطلوب ہو) چاہیئے کہ وہ صحیفہ میں نظر کرے (راوی کہتا ہے کہ جملہ حاضرین سے امرِ صحیفہ پوشیدہ رہا یعنی وہ یہ نہ سمجھے کہ آنحضرتؐ کس صحیفہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) سوائے چند لوگوں کے (یعنی وہ لوگ سمجھ گئے کہ حضرتؐ کا مقصود کیا ہے) (مترجم کہتا ہے کہ اس کلام میں صحیفہ سے وہ صحیفۂ ملعونہ مراد ہے جس کو منافقین نے غصبِ خلافت کے باب میں باہم عہد کر کے لکھا تھا) لوگو! میں امامت اور وراثت کو قیامت تک اپنی اولاد میں چھوڑتا ہوں اور جس بات کو پہنچانیکا مجھکو حکم دیا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دی تاکہ ہر حاضر و غائب پر حجت ہو اور ہر اس شخص پر جو یہاں موجود ہے یا جو موجود نہیں ہے اور ہر اس شخص پر جو پیدا ہو چکا ہے یا جو پیدا نہیں ہوا ہے اس لئے کہ ہر حاضر کو لازم ہے کہ غائب تک اس خبر کو پہنچائے اور ہر باپ کو لازم ہے کہ اپنے بیٹے کو یہ خبر پہنچائے اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح سے جاری رہے ۔ اور عنقریب لوگ اس کو از روئے غصب سلطنت بنا لیں گے۔ آگاہ رہو کہ خدا تعالیٰ غصب کرنیوالوں پر اور ان کے ساتھیوں پر لعنت کریگا اور اسی وقت اے دونوں گروہ! ہم تمہارا حساب لینے کے لئے جلدی سے فارغ ہو جائیں گے پھر تم دونوں پر آگ کی لپٹ اور پگھلا ہوا تانبا بھیجا جائیگا کہ تم دونوں اسے روک نہ سکو گے ۔ لوگو! یقیناً خدائے عزوجل جس حالت میں کہ تم ہو اسی میں تم کو نہ چھوڑیگا جب تک کہ برے کو اچھے سے الگ نہ کرے اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے ۔ لوگو! کوئی بستی ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ اسکی تکذیب کرنیوالوں کو اس کی تکذیب کے باعث ہلاک کر دیگا اور اسی طرح ہر ظلم

کرنیوالی بستی بھی ہلاک کیجائیگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ذکر فرما چکا ہے اور یہ تمہارا امام ہے اور تمہارا ولی ہے اور وہ اللہ کے وعدے ہیں اور اللہ نے جو وعدہ اِس سے کر لیا ہے وہ سچا کر دکھائیگا۔ لوگو! تم سے پہلے بہت سے بہک گئے اور اللہ نے پہلوں کو بھی ہلاک کر دیا اور وہ پچھلوں کو بھی ہلاک کرنیوالا ہے۔ لوگو! بیشک اللہ نے مجھکو امر بھی فرمایا اور نہی بھی فرمائی اور میں نے علیؑ کو امر بھی کیا اور نہی بھی کی پس علیؑ نے امر و نہی (کا حکم) خدا کی طرف سے سیکھا لہٰذا تم اس کے امر کو سنو تو سلامت رہو گے اور اسکی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ گے اور اس کے نہی کرنے سے باز رہو تو کامیاب ہو جاؤ گے اور جدھر وہ لے چلنا چاہتا ہے اُدھر ہی چلو اور مختلف راستے تم کو اس کے راستے سے نہ ہٹا دیں میں خدا کی صراطِ مستقیم ہوں جس کے اتباع کا خود خدا نے تم کو حکم دیا ہے پھر میرے بعد علیؑ صراطِ مستقیم ہیں پھر میرے بیٹے جو اسکی صلب سے ہیں ایسے امام ہیں جو حق کی راہبری کریں گے اور خود اسی پر چلیں گے پھر آنحضرتؐ نے پوری سورۂ الحمد تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور ان کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور ان کے لئے عام بھی ہے اور انہی کے لئے خاص بھی ہے وہی اللہ کے ایسے وصی ہیں جنکو نہ آئندہ کی بابت کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ گزشتہ کا رنج کرینگے آگاہ رہو کہ اللہ کے گروہ کے لوگ وہی تو غالب آنے والے ہیں سمجھ لو کہ علیؑ کے دشمن وہی نافرمانی کرنیوالے اور زیادتی کرنیوالے ہیں اور وہی ان شیاطین کے بھائی ہیں جو دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے کان میں سنہری باتیں پھونکتے رہا کرتے ہیں خبردار رہو کہ ان کے دوست جتنے ہیں وہی پکے مومن ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم اِن لوگوں کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہو۔ آگاہ رہو کہ انکے جو دوست دار ہیں انکے اوصاف خدائے عزوجل نے یوں بیان فرمائے ہیں کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملتبس نہ کیا امن و اطمینان انہی کے لئے ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ خبردار رہو انکے دوستدار جو ہیں وہ امن و امان کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے اور فرشتے انہی کو سلام کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہ تم پاک و پاکیزہ ہو گئے اب ان جنتوں میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے جا رہو۔ آگاہ رہو کہ انہی کے دوست ہیں جنکے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جنت میں بلاحساب داخل ہو جائینگے۔ سن رکھو کہ انہی کے دشمن وہ ہیں جو بھڑکتی ہوئی آگ میں جائینگے۔ بھول نہ جانا کہ انہی کے دشمن وہ ہوں گے جو جہنم کی چنگھاڑ سنیں گے جس وقت کہ وہ جوش مارتا ہوگا اور اس کی چیخ نکلتی ہوگی۔ جب بھی کوئی گروہ اس میں داخل ہوگا تو وہ اپنے ہم جنس گروہ کو لعنت کرتا ہوگا (پوری آیت کے لئے دیکھو صفحہ ۲۲۵ سطر ۹) سمجھ لو کہ وہ انہی کے دشمن ہیں جنکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائیگا تو اس کے نگہبان ان لوگوں سے دریافت کریں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا (پوری آیت کے لئے صفحہ ۹۸ سطر ۲ ملاحظہ ہو) سمجھ لو کہ وہ انہی کے دوست ہیں جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں انکے لئے گناہوں کی بخشش بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔ لوگو! جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اور جنت میں بڑا فرق ہے ہمارا وہ ہے جس کی اللہ نے مذمت بھی کی ہے اور اس پر لعنت بھی کی ہے اور دوست ہمارا وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دوست بھی رکھا ہے اور اس کی مدح بھی کی ہے۔ لوگو! یاد رکھو کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ مقامِ مقصود تک پہنچانیوالے ہیں۔ لوگو! میں نبیؐ ہوں اور علیؑ میرے وصی ہیں آگاہ رہو کہ آخری امام قائم آلِ محمدؑ مہدی ہم ہی دونوں کی نسل سے ہوگا۔ خبردار رہو کہ وہی تمام دینوں پر غالب آئیگا۔ یہ سمجھ لو کہ ظالموں سے بدلہ لینے والا وہی ہوگا یاد رکھو کہ خدا کے دوستوں کے ہر خون ناحق کا بدلہ لینے والا وہی ہوگا۔ یاد رکھو کہ قلعوں کا فتح کرنیوالا اور ان کا منہدم کرنیوالا وہی ہوگا۔ سمجھ لو کہ مشرکوں کے ہر قبیلہ کو قتل کر دینے والا وہی ہوگا۔ سمجھ لو کہ خدائے عزوجل کے دین کی نصرت کرنے والا وہی ہوگا یاد رکھو کہ اس گہرے سمندر سے چلو بھر لینے والا وہی ہوگا۔ آگاہ رہو کہ ہر فضیلت والے کو اس کی فضیلت کے ساتھ اور ہر جاہل کو اس کے جہل کے ساتھ وہی نامزد کریگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور پسندیدہ ہوگا۔ خبردار رہو کہ وہ ہر علم کا وارث اور اس پر پورا احاطہ رکھنے والا ہوگا۔ یہ بھی سُن رکھو کہ وہ اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے صبر دینے والا اور ایمان کی بابت تنبیہہ کرنیوالا ہوگا۔ یاد رکھو کہ وہ اعلیٰ درجہ کا سمجھدار اور متین ہوگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ کل معاملہ اسی کے سپرد ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے جو جو گزرے سب نے اس کی بشارت دی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ حجتِ خدا کے طور پر وہی باقی رہیگا اور اس کے بعد کوئی نئی حجت نہ ہوگی حق صرف اسکے ساتھ ہوگا اور نور صرف اس کے پاس ہوگا۔ خوب سمجھ لو کہ اس پر کوئی غالب نہیں آئیگا اور اس کے برخلاف کوئی فتح نہ پائیگا۔ یاد رکھو کہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا ولی ہے اور خدا کی مخلوق میں اس کا مقرر کیا ہوا حاکم ہے اور ظاہر و باطن پر خدا کا امین ہے۔ لوگو! میں نے تمہارے لئے کھولکر بیان کیا اور تم کو سمجھا دیا اب یہ علیؑ میرے بعد تم کو سمجھایا کریگا۔ سمجھ لو کہ اپنا خطبہ پورا ہو چکنے پر میں تمہیں بلاؤنگا کہ علیؑ کی بیعت کرنے کے لئے اور اس کا اقرار کرنے کے لئے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارو پھر میرے بعد اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے خدا سے بیعت کی اور علیؑ نے خود مجھ سے بیعت کی اور میں خدا کے حکم سے اس کی بیعت تم سے لیتا ہوں اب جو اس کو توڑیگا اس کا ضرر اسی کی ذات پر پڑیگا۔ لوگو! حج و عمرہ اور صفا و مروہ خدا کی نشانیاں ہیں۔ پس جو شخص خانۂ خدا کا حج کرے یا عمرہ بجالائے۔ لوگوں خانۂ خدا کا حج کیا کرو اس لئے کہ جس خاندان کے لوگ بیت اللہ جائینگے وہی غنی ہو جائیں گے اور جو باوجود استطاعت حج سے جی چرائیں گے وہی فقیر ہو جائینگے۔ لوگو! جو مومن موقف میں جا کھڑا ہوگا خدائے تعالیٰ اس کے کُل پچھلے گناہ اس وقت تک کے بخش دیگا جب اس کا حج پورا ہو چکے تو وہ اپنے عمل کو از سرِ نو شروع کرے۔ لوگو! حج کرنیوالوں کو مدد بھی دی جائیگی اور جو کچھ ان کا خرچ پڑیگا اس کا بدل بھی انکو ملیگا۔ اور اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہ فرمائیگا۔ لوگو! بیت اللہ کا حج دین کو کامل کر کے اور فقہ کو اچھی طرح سمجھ کے کرنا اور مشاہدِ مقدسہ سے بغیر توبہ کے اور گناہ کے ارادے سے اپنے نفس کو پاک کئے نہ جانا۔ لوگو! نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اگر تمہاری مدت بڑھا دی جائے پھر تم سے کوتاہی ہو جائے یا تم بھول جاؤ تو یہ علیؑ تمہارا حاکم ہے اور یہ تمہارے لئے ان باتوں کو کھولکر بیان کر دیگا کہ خدائے عزوجل نے اسی کو میرے بعد مقرر کیا ہے اور اسی کو میرا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے جو خدا کی باتیں تم اس سے دریافت کرو گے وہ تمہیں بتائیگا اور جو کچھ تم نہیں جانتے ہو وہ تمہارے لئے کھولکر بیان کر دیگا۔ آگاہ رہو کہ حلال و حرام کی تعداد اتنی ہے کہ اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور نہ میں سب تمہیں پہنچوا سکتا ہوں ہاں ایک ہی مقام پر حلال کو بجالانے کا حکم دیتا ہوں اور حرام کے ارتکاب سے ممانعت کرتا ہوں لہٰذا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ امیرالمومنین علیؑ کے بارے میں اور جو امام انکے بعد ہونگے کہ وہ مجھ سے اور علیؑ سے ہیں وہ قیامت تک حق پر قائم رہنے والا ایک گروہ ہوگا۔ مہدیؑ بھی انہی میں سے ہوگا جو حق حق فیصلے کیا کریگا ان سب کے بارے میں جو کچھ خدا کی طرف سے میرے پاس آیا ہے اس کے قبول کرنے کے بارے میں تم سے بیعت لیلوں سو اب تم میرے ہاتھ پر ہاتھ مار دو۔ لوگو! ہر حلال جو میں تم کو بتلا چکا ہوں اور ہر حرام جس سے میں تم کو منع کر چکا ہوں خوب سمجھ لو کہ میں اُس سے نہ کبھی ہٹوں گا اور نہ کبھی بدلونگا۔ لہٰذا تم بھی اسے یاد رکھو اس کی حفاظت کرو اور اس کے بارے میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہو اور اس کو کبھی نہ بدلنا اور کبھی اس میں تغیر نہ کرنا

دیکھو میں پھر اس بات کی تجدید کرتا ہوں ۔ یاد رہے کہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا نیک کاموں کا حکم کرتے رہنا اور بدی سے باز رکھنا یہ بھی مجھ لو کہ نیکی کا حکم دینے میں چوٹی کی بات یہ ہے کہ میرے قول کے بموجب عمل کرو اور جو میری بات سننے کے لئے حاضر نہ ہو اس تک اسے پہنچادو اور اس سے میری بات منواؤ اور اس کی مخالفت سے اسے باز رکھو اس لئے کہ یہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے اور میرا بھی حکم یہی ہے اور بغیر امام کے نہ امر بالمعروف ہو سکتا ہے نہ نہی عن المنکر۔ لوگو! قرآن مجید تم کو جتلاتا ہے کہ اس کے بعد والے ائمہؑ اسی کی اولاد میں سے ہوں گے اور میں یہ بھی تم کو جتلا چکا ہوں کہ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس موقع پر خدا یہ فرماتا ہے اور اس نے اسے اس کی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیدیا اور میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو۔ قیامت سے ڈرو جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے ۔ موت کو یاد کرو حساب کو یاد کرو خدا کے حضور میں جا پہنچنے اور جوابدہی کو یاد کرو ثواب و عذاب کو یاد کرو جو شخص خاص نیکی لیکر آئیگا اسے ثواب دیا جائیگا اور جو شخص خاص بدی لیکر آئیگا جنت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ لوگو! ایسے تو تم میں بہت سے ہیں جو ایک ہاتھ سے مجھ سے بیعت کرتے ہیں لیکن اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہاری زبانوں سے بھی اس بات کا اقرار لیلوں کہ میں نے علیؑ کے لئے امارتِ مومنین مقرر کردی اور اس کے بعد ان ائمہؑ کے لئے جو مجھ سے بھی ہوں گے اور اس سے بھی جیسا کہ میں تم کو جتلا چکا ہوں کہ ذریت میری اس کے صلب سے ہے تو لو اب تم سب مل کے کہدو کہ آپ نے ہمارے پروردگار کی طرف سے اور اپنے پروردگار کی طرف سے علیؑ کے معاملہ میں اور ان ائمہؑ کے معاملہ میں جو انکی اولاد سے اور ان کے صلب سے ہوں گے جو کچھ بھی پہنچایا ہم اس کے سننے والے ہیں اور اسکے ماننے والے ہیں اس پر راضی ہیں اطاعت پر تیار ہیں ہم اپنے دل سے ۔ جان سے زبان سے اور ہاتھ سے اِسی پر بیعت کرتے ہیں اسی پر ہم جئیں گے اسی پر مریں گے اور اسی پر مبعوث ہوں گے ہم اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کریں گے نہ اس میں کسی شک و شبہہ کو راہ دینگے نہ کبھی اس عہد سے پھریں گے نہ اس پیمان کو توڑیں گے اور ہم اللہ کی اطاعت کریں گے اور آپ کی اور امیر المومنین علیؑ کی اطاعت کریں گے اور ان ائمہؑ کی اطاعت کریں گے جو ان کی اولاد سے ہیں اور جنکا آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ کی ذریت سے اور ان کے صلب سے حسنؑ و حسینؑ کے بعد ہوں گے حسنین علیہما السلام کے تعلقات جو مجھ سے ہیں میں بتلا چکا ہوں اور ان دونوں کی منزلت جو میرے پروردگار کے نزدیک ہے وہ میں تم کو اچھی طرح دکھلا چکا ہوں یہ دونوں جوانان اہلِ جنت کے سردار ہیں اور دونوں اپنے باپ علیؑ کے بعد امام ہیں اور میں بحکمِ خدا علیؑ سے پہلے انکا باپ قرار دیا گیا ہوں اور یہ بھی کہو کہ ہم نے اس معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کی اور علیؑ کی اطاعت کی اور حسنؑ حسینؑ کی اور ان ائمہؑ کی اطاعت کی جنکا کہ آپ نے ذکر فرمایا یہ عہد و پیمان ہے جو امیر المومنینؑ کے لئے ہمارے دلوں سے ہماری جانوں سے ، زبانوں سے اور اُس شخص (یعنی رسولِ خدا) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے لیا گیا ہے ۔ جس نے ان دونوں (یعنی حسنینؑ) کو اپنے ہاتھ میں بھی لیا اور اپنی زبان سے بھی ان دونوں (کی بزرگی) کا اقرار کیا ۔ ہم اس بات کے بدلے میں کسی اور کو نہ چاہیں گے اور جب تک جان میں جان باقی ہے کبھی اس عہد سے نہ پھریں گے ۔ ہم اللہ کو گواہ کرتے ہیں اور اللہ گواہی دینے کو کافی ہے اور آپ بھی اس معاملہ میں ہمارے گواہ رہیں اور ہر وہ شخص گواہ رہے جو خدا کا مطیع ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اور خدائے تعالیٰ کے فرشتے اور اس کے لشکر اور اس کے بندے بھی گواہ رہیں اور سب گواہوں سے بڑھکر خود خدائے تعالیٰ ہے ۔ لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ اسلئے کہ اللہ ہر آواز کو جانتا ہے اور ہر نفس کی پوشیدہ باتوں کو پہچانتا ہے اب جو ہدایت پائے تو اپنی ذات کی بہتری کے لئے اور جو بھٹک جائے تو اپنے ہی آپ کو نقصان پہنچائیگا اور جو بیعت کرے وہ اللہ سے بیعت کریگا یعنی اسکے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوگا ۔ لوگو! اللہ سے ڈرو اور امیر المومنین علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان ائمہؑ سے جو کلمۂ باقیہ ہیں بیعت کر لو (بعد اسکے) جو بیوفائی کریگا اللہ اسے ہلاک کریگا اور جو وفا کریگا اللہ اس پر رحم فرمائیگا اور جو اس بیعت کو توڑیگا اس توڑنے کا ضرر اسی کی ذات پر پڑیگا ۔ لوگو! جو کچھ میں تم سے کہہ چکا ہوں وہ کہو اور اس وقت سے علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا کرو اور یہ بھی کہو کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا ۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف بازگشت ہوگی ۔ اور یہ بھی کہو کہ سب تعریف اسی اللہ کیلئے زیبا ہے جس نے ہم کو اِن باتوں کی ہدایت فرمادی اور اگر اللہ ہماری راہبری نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاتے ۔ لوگو! اللہ کے نزدیک علیؑ بن ابیطالبؑ کے فضائل بہت ہیں اور جو کچھ اس نے مجھ پر قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں وہ اِس سے کہیں زیادہ ہیں کہ میں کسی ایک مقام پر اپنے خطبہ میں ان کو بیان کرسکوں پس جو شخص بھی تم کو وہ فضائل جتلائے اور بتلائے تو تم اس کی تصدیق کرنا ۔ لوگو! جو اللہ کی اور اسکے رسولؐ کی اور علیؑ کی اور ان ائمہؑ کی جنکا میں ذکر کرچکا ہوں اطاعت کریگا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کریگا ۔ لوگو! جو علیؑ سے بیعت کرنے میں ان سے دوستی رکھنے میں اور ان کو امیر المومنین تسلیم کرنے میں سبقت کرنیوالے ہوں گے جنت کی نعمتوں کے بارے میں وہی کامیاب ہوں گے ۔ لوگو! وہی بات کہو جس بات کے کہنے سے اللہ تم سے راضی ہو پھر اگر تم اور زمین میں جتنے بھی ہیں وہ سب کافر بھی ہوجائیں تو اللہ کا کوئی کچھ نہ بگاڑیگا ۔ یا اللہ تو کُل مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشدے اور کُل کافر مردوں اور کافر عورتوں پر اپنا غضب نازل کر اور ہر طرح کی تعریف تمام اہل عالم کے پروردگار ہی کے لئے زیبا ہے ۔

بس سب لوگوں نے پکار کر کہا کہ جی ہاں ہم نے سنا اور ہم امرِ خدا اور امرِ رسولِ خدا کی دلوں سے اور زبان سے اور ہاتھوں سے اطاعت کرنے کو حاضر ہیں اور ہر طرف سے جناب رسولِ خدا اور علیؑ مرتضےٰ پر ہجوم کر کے آگئے اور انکے ہاتھوں پر بیعت کرنے لگے ۔ پہلے اشخاص جنہوں نے جناب رسولِ خدا سے عہد و پیمان کیا وہ اوّل و ثانی و ثالث و رابع تھے اور پھر باقی مہاجرین و انصار پھر باقی کُل آدمی ہر طبقہ اور ہر پیشہ کے سلسلہ وار اپنی اپنی منزلت و مرتبہ کے بموجب ۔ یہاں تک کہ مغرب و عشاء کی نمازیں خوب اندھیرا ہوجانے پر ایک ہی ساتھ پڑھی گئیں اور یہ عہد و پیمان و بیعت تین تین مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مار مار کر کی جاتی تھی اور جب کوئی گروہ آکر بیعت کرتا تھا تو جناب رسولِ خدا یہ الفاظ فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ (سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ہم کو تمام اہل عالم پر فضیلت دی ہے) اور بیعت کے وقت ہاتھ پر ہاتھ مارنا سنت اور رسم قرار پاگیا یہاں تک کہ اسے وہ لوگ بھی کام میں لانے لگے جنکا خلافت و امامت میں کوئی حق نہ تھا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا حجۃ الوداع سے واپس آرہے تھے اور حجۃ الوداع جناب رسولِ خدا نے مدینہ منورہ میں تشریف لے آنے کے دسویں سال کے آخر میں کیا ہے ۔ اس حج کے موقعہ پر منیٰ میں جو خطبہ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا وہ حسب ذیل ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ (ثُمَّ قَالَ) اَیُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ وَاعْقِلُوْهُ عَنِّیْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَلْقٰکُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا (ثُمَّ قَالَ) هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالَ النَّاسُ هٰذَا الْیَوْمُ قَالَ فَاَیُّ شَهْرٍ قَالَ النَّاسُ هٰذَا الشَّهْرُ قَالَ وَاَیُّ بَلَدٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً

قالوا بلدنا هذا قال فان دماءكم و اموالكم و اعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم
هذا في بلدكم هذا الى يوم تلقون ربكم فيسألكم عن اعمالكم الا هل بلغت ايها الناس قالوا نعم قال اللهم
اشهد ثم قال الا كل مأثرة او بدع كانت في الجاهلية او دم او مال فهو تحت قدمي هاتين ليس احد اكرم
على الله من احد الا بالتقوى الا هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال الا و كل ربوا كان في الجاهلية
فهو موضوع و اول موضوع منه ربوا العباس ابن عبد المطلب الا و كل دم كان في الجاهلية فهو موضوع و اول
موضوع منه دم ربيعة الا هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال الا ان الشيطان قد يئس ان يعبد
بارضكم هذه و لكنه راض بما تحتقرون من اعمالكم الا و انه اذا اطيع فقد عبد الا ايها الناس ان المسلم
اخ المسلم حقا و لا يحل لامرئ مسلم دم امرئ مسلم و ماله الا ما اعطاه بطيبة نفس منه و اني امرت ان
اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها فقد عصموا مني دماءهم و اموالهم الا بحقها و حسابهم على الله
الا فهل بلغت ايها الناس قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال ايها الناس احفظوا قولي تنتفعوا به بعدي و افقهوه
تنتعشوا الا لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض بالسيف على الدنيا فان انتم فعلتم ذلك و لتفعلن لتجدوني
في كتيبة بين جبرئيل و ميكائيل اضرب وجوهكم بالسيف ثم التفت عن يمينه و سكت ساعة ثم قال ان شاء الله او علي
ابن ابيطالب ثم قال الا و اني قد تركت فيكم امرين ان اخذتم بهما لن تضلوا كتاب الله و عترتي اهل بيتي فانه قد
نبأني اللطيف الخبير انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض الا فمن اعتصم بهما فقد نجى و من خالفهما فقد هلك الا هل
بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال الا و انه سيرد على الحوض منكم رجال يعرفونني فيدفعون عني
فاقول رب اصحابي فيقال يا محمد انهم قد احدثوا بعدك و غيروا سنتك فاقول سحقا سحقا۔

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) سب تعریف اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں (پھر فرمایا کہ) اے لوگو! میری بات سنو اور میرا مطلب سمجھو۔ میں ایسا جانتا ہوں کہ اس سال کے بعد پھر تم سے ملاقات نہ کرونگا (پھر فرمایا) آیا تم یہ جانتے ہو کہ عزت و حرمت میں کونسا دن سب دنوں سے بڑھا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہی آج کا دن! فرمایا پھر مہینوں میں کونسا مہینہ؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہی مہینہ! فرمایا اور شہروں میں کونسا شہر حرمت میں زیادہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہمارا یہی شہر (مکہ معظمہ)! فرمایا تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہارے ناموس اسی طرح محفوظ و محترم ہیں (یعنی دوسروں کو غصباً انکا لینا ویسا ہی حرام ہے) جیسا کہ آج کے دن اِس مہینے میں اور اس شہر محترم میں (کسی کی جان کا لینا یا مال کا چھیننا یا عزت کا بگاڑنا حرام ہے) اس دن تک کہ تم اپنے پروردگار کی حضور میں پہنچو اور وہ تم سب سے تمہارے اعمال کی بابت باز پرس کرے۔ کیوں لوگو! میں نے حکم خدا پہنچا دیا؟ سب نے ایک زبان عرض کی کہ بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا اللہ تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ ہر وہ رسم یا بدعت جو زمانۂ جاہلیت میں جاری تھی یا کسی کا خون کسی کے ذمے تھا یا کسی کا مال کسی کے ذمے تھا اب وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے (مطلب یہ تھا کہ انکو بھول جاؤ اور مٹا دو) کوئی ایک شخص دوسرے سے زیادہ معزز نہیں ہے سوائے اس کے جو پرہیزگاری میں بڑھا ہوا ہو۔ آیا میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ ہر سود جو زمانۂ جاہلیت میں لیا جاتا تھا اب وہ یک قلم موقوف! اور سب سے پہلے میرے چچا عباس ابن عبد المطلب کا جو سود کسی کے ذمے ہو وہ سب معاف اور ہر خون جو زمانۂ جاہلیت میں ہوا وہ معاف اور سب سے پہلے قبیلۂ ربیعہ کے خون جو لوگوں کے ذمے ہیں وہ معاف۔ آیا میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا۔ الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں پھر اسکی پوجا کی جائے۔ اب وہ اِسی پر راضی ہے کہ تمہارے نیک اعمالوں میں سے جو کچھ بھی کم اور خراب ہو جائیں وہی سہی تو اب یہ تم خوب سمجھ لو کہ جب کبھی اسکی اطاعت کی گئی گویا اس کو پوجا گیا۔ اے لوگو! آگاہ رہو یہ بات برحق ہے کہ ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مرد مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مرد مسلمان کا خون گرائے اور نہ ایک کا مال دوسرے کو جائز ہے سوائے اس کے کہ وہ بخوشی اس کو دیدے اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے وہاں تک لڑوں جہانتک کہ وہ کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہو جائیں اور جب وہ اس کے قائل ہو گئے تو انکی جانیں بھی محفوظ ہو گئیں اور انکے مال بھی محفوظ ہو گئے سوائے اتنے کے جو کسی دوسرے کا حق ہو اور آخری حساب سب کا خدا کے ذمے ہے کیوں لوگو! آیا میں نے حکم خدا پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان عرض کی۔ جی ہاں پہنچا دیا! فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ لوگو! میری بات کی حفاظت کرنا کہ اس سے میرے بعد نفع اٹھاؤ گے اور اُسے خوب سمجھنا کہ درجۂ اعلیٰ پاؤ گے دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ دنیا کی خاطر تم میں سے ایک دوسرے کی گردن پر تلوار چلائے کہ اگر تم نے ایسا کیا اور ضرور تم کرو گے تو تم مجھکو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے مابین ایک لشکر میں دیکھو گے کہ میں خود تم پر تلوار چلاتا ہوں گا پھر دائیں طرف دیکھا اور ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں ہونگا۔ ورنہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میری جگہ ہوں گے۔ پھر فرمایا آگاہ رہو! کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے ان دونوں سے تمسک کیا تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیتؑ ہیں! اسلئے کہ باریک بیں اور ہر چیز کے جاننے والے پروردگار نے مجھے خبر پہنچائی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جبتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ لیں۔ آگاہ رہو جس نے ان دونوں کو مضبوط پکڑ لیا اس نے ضرور نجات پائی اور جس نے ان دونوں کی مخالفت کی وہ ضرور ہلاک ہو جائیگا۔ لوگو! میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب بولے جی ہاں پہنچا دیا۔ فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو پھر فرمایا خوب سمجھ لو کہ تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے اور وہ مجھے پہچانتے بھی ہونگے مگر میرے پاس سے ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کرونگا کہ الٰہی یہ تو میرے اصحاب ہیں تب مجھ سے کہا جائیگا کہ اے محمدؐ انھوں نے تمہارے بعد بڑے بڑے فتنے برپا کیے اور تمہاری سنت کو بدل ڈالا تو اس وقت میں کہونگا کہ "دور کرو اِن کو دور کرو"۔

پھر جب ایام تشریق کا آخری دن آیا یعنی ۱۳ ذی الحجہ تو خدائے تعالیٰ نے سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ الخ نازل فرمایا اور جناب رسولِ خدا

نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے پھر منادی نے ندا کی کہ آج مسجد الخیف میں عام نماز جماعت ہوگی سب لوگ جمع ہو گئے آنحضرتؐ نے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ "اللہ اس شخص کی مدد فرمائے جو میری باتیں سنکر انکو یاد رکھے اور اس شخص تک پہنچا دے جس نے انکو نہ سنا ہو اسلئے کہ بہت سے مسئلے جاننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ خود عالم نہیں ہوتے اور بہت سے مسائل پہنچانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے سے زیادہ عالم کو پہنچا دیتے ہیں اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ مردِ مسلم کے دل سے نہیں ہٹائی جا سکتیں۔ ایک تو خدا کے لئے خالص عمل کرنا۔ دوسرے ائمۃ المسلمین کا خیر خواہ ہونا۔ تیسرے ان کی جماعت میں شریک رہنے کا التزام کرنا۔ مومن بھائی بھائی ہیں ان کے خون برابر ہیں۔ ان کی ذمہ داری ادنیٰ مومن سے بھی متعلق ہو سکتی ہے اس لئے کہ خدا کی دعوت انکو ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ وہ غیر کے مقابلہ میں سب ملکر ایک ہاتھ کا حکم رکھتے ہیں۔ لوگو! میں تم میں دوؔ بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ دوؔ بزرگ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہلبیتؑ! اسلئے کہ ہر چیز کے جاننے والے باریک بین پروردگار عالم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہونگی جب تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ لیں اور یہ دونوں اس طرح ساتھ ساتھ رہیں گی جیسے میری یہ دوؔ انگلیاں۔ اور اس وقت حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی کلمہ کی انگلیاں ملائیں اور فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ دونوں اس طرح ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت آپ نے ایک ہی ہاتھ کی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر دکھائی کہ یہ تو ایک دوسری سے بڑھی ہوئی ہے اس وقت حضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک گروہ مجتمع ہوا اور کہنے لگا کہ محمدؐ یہ چاہتا ہے کہ امامت کو اپنے اہلبیتؑ میں قرار دے جائے۔ اور ان میں سے چار آدمی نکلکر مکہ پہنچے اور کعبۃ اللہ میں گئے اور وہاں آپس میں عہد و پیمان کئے اور فیما بین خود ایک نوشتہ لکھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ محمدؐ کو موت دے یا یہ شخص قتل ہو جائے تو امر خلافت کو اس کے اہلبیتؑ میں کبھی نہ جانے دیں۔

**قولِ مترجم**:۔ اصطلاح میں جو چار یار مشہور ہیں وہ شاید یہی چار یار ہوں۔

اس وقت خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۚ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۷۸۹ سطر ۱ تا صفحہ ۷۹۰ سطر ۱) پھر جناب رسولِ خداؐ مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک منزل پر آکر اترے جسکا نام غدیر خم تھا اس وقت تک لوگوں کو مناسکِ حج تعلیم کر چکے تھے اور اپنی وصیت انکے ذہن نشین کر چکے تھے کہ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ پس جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تہدید بھی ہے اور وعید بھی ہے پھر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ لوگو! تم جانتے ہو کہ میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہوں۔ سب نے کہا بیشک! فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو! پھر تین مرتبہ اسی بات کو دُہرایا اور ہر مرتبہ خود بھی مثل پہلے کے فرماتے تھے اور اور لوگ بھی۔ اور لوگوں کے اقرار کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ کہتے جاتے تھے الٰہی گواہ رہیو۔ پھر جناب امیر المومنینؑ کا ہاتھ پکڑا اور انکو اتنا بلند اٹھایا کہ آنحضرتؐ کی بغل کے نیچے کی سفیدی معلوم ہونے لگی۔ پھر ارشاد فرمایا اَلَا فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهُ (خبردار ہو جاؤ جس کا میں مالک و آقا ہوں یہ علیؑ اس کا مالک و آقا ہے۔ یا اللہ تو اس سے دوستی کر جو علیؑ کا دوست بنے اور اس کا دشمن ہو جا جو اس سے دشمنی کرے اور تو اس کی نصرت کیجیو جو اس کی نصرت کرے اور تو اس کی نصرت چھوڑ دیجیو جو اس کی نصرت چھوڑ دے اور تو اس سے محبت کیجیو جو اس سے محبت رکھے) پھر فرمایا یا اللہ تو انکے اقرار کا گواہ رہیو اور میں بھی گواہ ہوں"۔ اس وقت اصحاب میں سے عمر ابن الخطاب نے سوال کیا کہ یا رسولؐ اللہ آیا یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں یہ اللہ کی طرف سے اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے ہے کہ علیؑ امیر المومنین ہے۔ علیؑ امام المتقین ہے اور علی قائد الغر المحجلین ہے قیامت کے دن خدائے تعالیٰ صراط کے اوپر علیؑ کو بٹھا دیگا کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کرے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں پہنچا دے۔ پھر ان اصحابِ رسولؐ نے جو بعد میں مرتد ہو گئے یہ کہا کہ وہاں مسجد خیف میں تو محمدؐ نے جو کچھ کہا تھا سو کہا ہی تھا اب یہاں بھی جو کچھ کہا کہا۔ اب اگر مدینے واپس پہنچ گیا تو پھر ہم کو علیؑ کی بیعت پر مجبور کریگا۔ اس وقت چودہ آدمی مجتمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ رسولؐ اللہ کو قتل کر ڈالیں اور یہ سب کے سب ایک گھاٹی میں جا بیٹھے اور اس گھاٹی کا نام ہرشے ہے یہ جحفہ اور ابواء کے مابین واقع ہے۔ سات آدمی تو (اس گھاٹی کے) دائیں طرف بیٹھے تھے اور سات بائیں طرف! غرض یہ تھی کہ جناب رسولِ خدا کی اونٹنی کو بھڑکا دیں۔ جب رات اچھی طرح چھا گئی جناب رسولِ خدا روانہ ہوئے اور اس رات کو حضرت سارے لشکر کے آگے آگے تھے اور اپنی سواری کی اونٹنی پر سوتے بھی جاتے تھے جیسے ہی اس گھاٹی کے قریب پہنچے۔ جبرئیلؑ امین نے آواز دی کہ اے محمدؐ فلاں اور فلاں اور فلاں آپ کے لئے گھات میں بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ یہ میرے پیچھے کون ہے؟ حذیفہ ابن الیمان نے آواز دی یا حضرتؐ میں ہوں تب حذیفہ ابن الیمان سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے سنا ہے وہ تو نے بھی سنا ہے؟ عرض کی جی ہاں سنا ہے! فرمایا اسے پوشیدہ رکھیو۔ پھر آنحضرتؐ ان گھات میں بیٹھنے والوں کے قریب پہنچے اور ان کے نام لے لے کر ان کو آوازیں دیں جب انھوں نے رسولؐ اللہ کی آواز سنی تو بھاگے اور لوگوں کے دَل میں جا گھسے اور یہاں اپنی اپنی سواریاں انھوں نے باندھ رکھی تھیں انہیں یونہی چھوڑ گئے۔ اب اور لوگ بھی جناب رسولِ خدا سے آملے اور ان کو تلاش کرنے لگے۔ آنحضرتؐ خود انکی سواریوں تک پہنچے اور سواریوں کو پہچان لیا جب منزل پر جا کر اترے تو ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انھوں نے کعبہ میں جا کر یہ حلف اٹھایا کہ اگر خدائے تعالیٰ محمدؐ کو موت دیگا یا وہ قتل ہو جائیگا تو امرِ خلافت و امامت کو اس کے اہلبیتؑ میں کبھی نہ جانے دیں گے۔ پس وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بحلف عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے تو نہ کوئی ایسی بات کہی نہ کوئی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہم نے حضور کے بارے میں نہ کوئی قصدِ بد کیا۔ اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ (ترجمہ اور سلسلے کے لئے دیکھو صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۳) پس جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ پلٹ کر آئے اور پورے ماہِ محرم اور آدھے ماہِ صفر تک اچھے رہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی پھر دردِ سر پیدا ہوا جس میں انتقال فرمایا۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی تھی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تو اصحاب میں سے جو آنحضرتؐ کی حفاظت کیا کرتے تھے ان سے حضرتؐ نے فرما دیا کہ اب تم اپنے گروہ میں جا ملو اللہ نے آدمیوں کے شر سے میری حفاظت کرنیکا وعدہ فرمالیا۔

**صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۳**:۔ اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا اَكَلَ مِنَ الْمَآئِدَةِ عَذَابًا لَا تُعَذِّبُ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَنْهُمْ كَمَا لَعَنْتَ

اَصْحَابَ السَّبْتِ (یا اللہ جنہوں نے آسمانی خوان سے کھانے کے بعد انکار کیا ہے ان کو ایسا عذاب دے کہ پھر تو تمام عالم میں کسی کو ویسا عذاب نہ دے اور ان پر ویسی ہی لعنت کر جیسی کہ تو نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی) اس دعا کے اثر سے وہ سب سور بنا دیئے گئے اور وہ کل پانچ ہزار آدمی تھے۔

**صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۴** كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ:۔ یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا بیان ہے کہ وہ نہ خود بدیوں سے باز رہتے تھے اور نہ ایک دوسرے کو منع کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ وہ بدیاں یہ تھیں (۱) سور کا گوشت کھاتے تھے (۲) شراب پیتے تھے اور (۳) عورتوں سے ایام حیض میں مباشرت کرتے تھے۔ ثواب الاعمال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل میں نافرمانی زیادہ پھیل گئی تو نوبت یہ پہنچی کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو گناہ کرتے دیکھتا اور اسے منع کرتا اور وہ باز نہ آتا تو اس منع کرنے والے کو اس سے نفرت پیدا نہ ہوتی یہ مثل سابق اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا کھانے پینے میں شریک رہتا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت ڈال دی اور قرآن مجید میں ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہی حضرتؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ شیعوں کا ایک گروہ سلطان کی ملازمت میں داخل ہے وہ خدمات متعلقہ بھی انجام دیتے ہیں اور وہ بادشاہ اور اس کے عمال سے محبت اور موالات بھی رکھتے ہیں۔ حضرتؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ بس تو وہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ وہی ہیں اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی لُعِنَ الَّذِيْنَ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۵** اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً:۔ یہ جو خدا فرماتا ہے کہ تم یہودیوں اور مشرکوں کو مومنوں کا سب سے زیادہ دشمن اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا کفر بہت بڑھ گیا تھا خواہش نفس کی پیروی میں منہمک رہتے تھے۔ عادات و اطوار میں کھرا پن آگیا تھا تقلید کی طرف مائل تھے، تحقیق سے دور انبیاءؑ کو جھٹلانے اور اُن سے دشمنی کرنے کے مشاق ہو گئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۶** اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً:۔ یہ جو فرمایا کہ تم نصاریٰ کو مومنوں کا زیادہ دوست پاؤ گے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سب فرقوں میں علم و عمل زیادہ تھا، حرص دنیا ان میں کم تھی، رقیق القلب تھے اور عادات و اخلاق میں ان کے نرمی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۷** قِسِّيْسِيْنَ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا یہ منقول ہے کہ ان سے مراد مذہب مسیحی کے وہ علماء اور درویش ہیں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام اور جناب محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانوں کے بین بین ہوئے اور آنحضرتؐ کی آمد کے منتظر تھے۔ ۱۲

تمام شد پارۂ ششم

# ضمیمہ متعلق پارۂ ہفتم

**صفحہ۱۴۵ نوٹ۱** رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ:- پروردگار عالم نے اپنے رسول پر لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ سے وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ تک آیتیں اسی بارے میں نازل فرمائیں (نجاشی کے دربار میں جو روبکاری ہوئی اس کی کیفیت اور کفار قریش کے وکلاء کے اخلاق کا کچا چٹھا ملاحظہ کیجئے۔)

قریش کو جس وقت حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمانوں کے سوار ہونے کی خبر پہنچی تو انھوں نے عمرو ابن العاص اور عمارہ ابن الولید کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجنا چاہا تاکہ وہ ان مسلمانوں کو کفار قریش کے پاس واپس بھیجدے اور عمرو اور عمارہ دونوں میں آپس میں عداوت بھی اور ان کے مقابل قبیلوں کو بھی شکایت تھی اسی وجہ سے قریش میں سے بعض نے اعتراضاً یہ کہا کہ ایسے دو شخصوں کو ہم کیونکر بھیج سکتے ہیں جو آپس میں بھی دشمن ہیں اور قبیلوں کے بھی قصوروار ہیں چنانچہ بنی مخزوم نے عمارہ کے قصور سے درگزر کی اور بنی سہم نے عمرو ابن العاص کے قصور سے دست برداری کی اب عمارہ جو نہایت ہی خوبصورت جوان تھا ادھر سے اتراتا ہوا نکلا اور ادھر سے عمرو ابن العاص معہ اپنے سب کنبہ کے آیا۔ جہاز پر سوار ہوئے اور خوب ڈٹ ڈٹ کر شرابیں پیں اور حالت نشہ میں عمارہ نے عمرو ابن العاص سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہو کہ وہ میرے بوسے لے عمرو نے کہا واہ واہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اس پر عمارہ چپ تو ہو رہا مگر جب عمرو کو خوب نشہ ہوگیا اور اس وقت وہی جہاز کے بیچ بیچ تھا تو عمارہ نے اسے دھکا دیکے سمندر میں پھینک دیا۔ عمرو سے جس طرح بن پڑا جہاز سے آچمٹا آخر اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور نکال لیا۔ اب جب یہ نجاشی کے پاس پہنچے تو جو ہدیے اور تحفے اس کے لئے لائے تھے وہ سب لیکر اسکی حضور میں گئے اس نے وہ منظور کئے اب عمرو ابن العاص نے تقریر شروع کی کہ اے بادشاہ ہماری قوم میں سے کچھ لوگ ہمارے دین میں ہمارے مخالف ہوگئے ہیں اور انھوں نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دینی شروع کی ہیں اور اب وہ سب بھاگ کر حضور کی پناہ میں آگئے ہیں لہٰذا ہم ملتجی ہیں کہ انکو ہمارے حوالے کر دیا جاوے بادشاہ نجاشی نے یہ سنکر حضرت جعفر طیار کو بلایا جب وہ آگئے تو بادشاہ نے کہا کہ اے جعفر دیکھو یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ جعفر نے عرض کی کہ اے بادشاہ آپ ہی فرمائیں کہ کیا کہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں کو انکے حوالے کر دیں۔ حضرت جعفر نے فرمایا کہ اے بادشاہ آپ ان سے دریافت کریں کہ آیا ہم ان کے غلام ہیں؟ عمرو نے کہا نہیں بلکہ نہایت معزز آزاد لوگ ہیں۔ فرمایا تو آیا اس کا کوئی قرض ہمارے ذمہ ہے جس کا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں عمرو نے کہا کہ نہیں ہمارا ان پر کوئی قرضہ نہیں ہے۔ جعفر نے فرمایا کہ آیا ہمارے ذمے ان لوگوں کے کچھ خون ہیں جنکا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں؟ عمرو نے کہا کہ نہیں۔ حضرت جعفر نے فرمایا تو پھر تم ہم سے اور کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو ستایا ہم تمہارے شہر سے نکلکر چلے آئے۔ عمرو ابن العاص نے عرض کی کہ اے بادشاہ ان لوگوں نے ہمارے دین میں ہماری مخالفت کی اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دیا اور ہمارے گروہ کو پراگندہ کر دیا پس ان کو ہمارے حوالے کر دے تاکہ ہم اپنے معاملات کو درست کرلیں حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ ہاں اے بادشاہ ہم نے انکی مخالفت ضرور کی اللہ نے ہم میں سے ایک نبی کو مبعوث کیا جس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم خدا کے شریکوں کو چھوڑ دیں اور تیروں کے ذریعہ سے جو تقسیم ہوا کرتی تھی اس کو موقوف کر دیں۔ نیز ہم کو نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ظلم و جور کو۔ ناحق خونریزی کو۔ زنا کو سود خواری کو اور مُردار و خون و سور کا گوشت کھانے کو حرام قرار دیا۔ نیز ہم کو حکم دیا کہ ہم عدل و انصاف کریں۔ لوگوں کے ساتھ بسلوک پیش آئیں عزیزوں کو انکے حقوق پہنچائیں۔ بدی سے۔ بے حیائی کی باتوں سے اور بغاوت سے باز رہیں۔ نجاشی نے یہ سنکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بھی انہی احکام کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا کہ اے جعفر تمہارے نبی پر اللہ نے جو اپنا کلام نازل کیا ہے اس میں سے کچھ تم کو یاد ہے؟ انھوں نے فرمایا یاد ہے چنانچہ سورۂ مریم پڑھکر سنایا اور جب خدائے تعالیٰ کے اس قول پر پہنچے وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ج (دیکھو صفحہ ۴۸۸ سطر ۱۰) نجاشی نے یہ سنا تو ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ یہ سب برحق ہے۔ عمرو ابن العاص نے پھر عرض کی کہ اے بادشاہ یہ ہمارا مخالف ہے اسے ہمارے حوالے کر۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ اٹھا کر عمرو کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہا خاموش رہ۔ خدا کی قسم اگر تو نے اس شخص کا حقارت سے ذکر کیا تو ضرور میں تیری جان نکال دونگا۔ عمرو ابن العاص دربار سے اس طرح اٹھکر گیا کہ چہرے پر خون بہ رہا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر معاملہ یونہی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو اچھا ہم ان سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اس وقت نجاشی کے پس پشت ایک لونڈی کھڑی تھی جو مگس رانی کر رہی تھی اس نے عمارہ ابن ولید کو دیکھا کہ یہ بہت ہی حسین جوان تھا تو یہ اس پر عاشق ہوگئی۔ جب عمرو عاص اپنے مکان پر لوٹ آیا تو عمارہ سے کہا کہ اگر تو بادشاہ کی لونڈی کو پیغام دے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اس نے پیغام دیا تو لونڈی نے اسکے پیغام کا مناسب جواب دیا۔ عمرو عاص نے عمارہ سے کہا کہ اب تو اس لونڈی سے یہ کہلا بھیج کہ بادشاہ کے استعمال کرنے کی خاص خوشبو میں سے کچھ تجھے بھی بھیجدے۔ چنانچہ اس نے کہلا بھیجا اور اس نے کچھ خوشبو بھیجدی۔ عمرو نے وہ خوشبو خود لے لی اور چونکہ عمارہ کی طرف سے دل میں وہ کینہ رکھتا تھا کہ اس نے اسے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ لہٰذا وہ خوشبو بادشاہ کے پاس تک پہنچائی اور عرض کی کہ اے بادشاہ جب ہم لوگ آپکے شہر میں آگئے اور اس میں امن سے ہیں تو ہم پر بادشاہ کا احترام اور اس کی اطاعت لازم ہے اور اس احترام کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ ہم بادشاہ کے ساتھ کوئی دغا اور فریب نہ کریں اور کسی طرح کی خیانت کو دل میں جگہ نہ دیں میرے اس ساتھی نے کہ اس وقت بھی میرے ساتھ ہے حضور کے حرم میں پیغام بھیجکر اس لونڈی کو دھوکا دیا اور اس نے آپکے استعمال کرنے کی خوشبو میں سے کچھ اسکے پاس بھیجدی۔ یہ کہکر وہ خوشبو بادشاہ کے سامنے رکھدی۔ نجاشی کو سخت غصہ آیا پہلے تو اس نے عمارہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر یہ کہا کہ جو شخص ہمارے شہر اور ہماری امان میں آگیا اس کا قتل تو کچھ مناسب نہیں لیکن جادوگروں کو بلاکر حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی کرو جو قتل سے بھی زیادہ سخت ہو چنانچہ ان لوگوں نے

اس کو پکڑ کر اس کے عضوِ تناسل میں پھونک کے ذریعہ سے پارہ پہنچادیا جس سے اسکی یہ نوبت ہوئی کہ وہ صبح و شام جنگلی جانوروں کے ساتھ رہنے لگا اور آدمیوں کے ساتھ ذرا بھی انس نہ رکھتا تھا قریش نے کچھ آدمی اس پر مامور کئے کہ اس کو پکڑیں چنانچہ وہ ایک ایسی جگہ گھات لگاکر بیٹھے جہاں جنگلی جانور پانی پینے آیا کرتے تھے اور اس کو پکڑ لیا وہ انکے ہاتھوں میں جبتک رہا ایسا ہی رہا گویا رسے تڑاتا ہے اور چیختا ہی رہا یہانتک کہ مرگیا۔ عمرو ابن العاص قریش کے پاس لوٹ کر آیا اور ان کو یہ خبر پہنچائی کہ جعفرؓ سرزمین حبشہ میں بہت ہی عزت سے ہیں چنانچہ حضرت جعفرؓ اسی طرح رہے یہانتک کہ قریش نے جناب رسولؐ خدا سے لڑنے کے بعد مصالحت کی اور اس کے بعد خیبر کی فتح واقع ہوئی اس کے بعد جعفرؓ سب کو لیکر واپس آئے۔ اسی اثنا میں حضرت جعفرؓ طیار کے ہاں اسماء بنت عمیس کے بطن سے عبداللہ ابن جعفر پیدا ہوئے اور نجاشی بادشاہ حبشہ کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے محمد رکھا تھا۔

**صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۲** لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام و حضرت بلالؓ موذن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عثمان ابن مظعونؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ ہرگز ہرگز رات کو نہ سویا کریں گے۔ حضرت بلالؓ نے یہ قسم کھائی تھی کہ دن میں ہمیشہ روزہ رکھا کریں گے اور حضرت عثمان ابن مظعونؓ نے یہ قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ سے کبھی ہمبستری نہ کریں گے۔ تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ عائشہ کے پاس آئی یہ بہت ہی خوبصورت عورت تھی عائشہ نے کہا کیا بات ہے کہ میں تجھے سنگھار سے خالی پاتی ہوں اس نے کہا میں سنگھار کس کے لئے کروں خدا کی قسم اتنی اتنی مدت ہوئی کہ میرے شوہر نے میری طرف رخ بھی نہیں کیا۔ وہ تو زاہد بن گیا ہے اس نے کمل وغیرہ کے کپڑے پہن لئے ہیں۔ جناب رسولِ خدا جب تشریف لائے تو عائشہ نے حضرتؐ کو اس بات کی خبر دی حضرت فوراً باہر نکلے اور حکم دیا کہ منادی کردو کہ آج نماز کے وقت سب لوگ حاضر ہوں جب لوگ جمع ہوگئے آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنی ذات پر پاک چیزوں کو حرام قرار دے لیتے ہیں۔ میں خود رات کو سوتا بھی ہوں اور اپنی عورتوں سے قربت بھی کرتا ہوں اور دن میں کھانا بھی کھاتا ہوں پس جس شخص کو میری سنت سے نفرت ہو وہ میری امت سے نہیں ہے یہ سنکر یہ تینوں بزرگوار اٹھے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم تو اس بات پر حلف کر چکے کہ ان کاموں کو نہ کریں گے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ الخ

**قولِ صاحبِ تفسیر صافی** :۔ اس قسم کے خطاب و عتاب سے اس شخص کی شان میں جس سے خطاب کیا گیا ہو کوئی بٹہ نہیں لگتا جیسا کہ خدائے تعالیٰ جناب رسولِ خدا سے فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

**صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۳** بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ :۔ ان سے وہ قسمیں مراد ہیں جو بلا قصد سرزد ہوتی ہیں۔ کافی اور الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عرب لوگوں کے محاورہ میں جو لَا وَاللّٰهِ اور بَلٰى وَاللّٰهِ رائج ہے جس سے کوئی زبان دینا اور معاہدہ کرنا مقصود نہیں ہوتا وہ انھیں لغو قسموں کی قسم میں داخل ہے۔ (قولِ مترجم :۔ چونکہ اس قسم کی قسموں میں کوئی نیت یا ارادہ نہیں ہے اس لئے مواخذہ بھی کچھ نہیں ہے) ۱۲

**صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۴** عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ :۔ یعنی جن قسموں کو تم نے بہ نیت و ارادہ پختہ کیا ہو اور پکا عہد باندھا ہو ان کی مخالفت پر ضرور مواخذہ ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۵** فَكَفَّارَتُهٗٓ :۔ یہاں قسم کا کفارہ مراد ہے اور کفارہ اس عمل کو کہتے ہیں جو گناہ کو دور کردے اور اُسے چھپا دے۔ چنانچہ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائیں یا کپڑا پہنائیں زیادہ میسر ہو تو ایک غلام آزاد کیا جائے۔ ان میں سے کچھ نہ ہوسکے تو تین روزے رکھے جائیں چنانچہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوسط درجہ یہ ہے کہ روغن زیتون یا سرکہ سے روٹی کھلادیں اور اعلیٰ یہ ہے کہ گوشت روٹی۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فی کس ایک مُد گیہوں دیدیئے جائیں (مُد اسی تولہ کے وزن سے احتیاطاً جو دہ چھٹانک کا ہوتا ہے) اور کپڑے دیئے جائیں تو فی کس دو کپڑے (مثل احرام) ۱۲

**صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۶** اَوْ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ اَوْ آیا ہے (اَوْ حرف عطف تردیدی ہے جس کے اردو معنی ہیں یا) یعنی یہ یا یہ وہاں بندے کو اختیار دیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۴** تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہر پینے کی چیز جب وہ نشہ دے خمر ہوجاتی ہے اور جب اس میں نشہ پیدا ہوگیا تو حرام ہونے میں اس کا تھوڑا اور بہت برابر ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ ابوبکر نے حرام ہونے سے پہلے خمر خوب پی اور جب اس کا نشہ ہوا تو بدر میں جو مشرکین قتل ہوگئے تھے انکی تعریف میں شعر کہنے لگا اور انکے احوال پر رونے لگا۔ آنحضرتؐ نے سنا تو فرمایا کہ یا اللہ اسکی زبان بند کردے اللہ نے اس کی زبان بند کردی جب تک نشہ رہا ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے اس کی حرمت کا حکم بھیجدیا۔ خمر کی حرمت کا حکم جس زمانے میں مدینہ میں آیا ہے تو اس زمانے میں پختہ و خام خرمے سے شراب بہت تیار ہوتی تھی جس کو فضیخ کہتے ہیں تو حکم آنے کے بعد جناب رسولؐ خدا شہر سے باہر نکلے اور ایک مسجد میں آکر بیٹھ گئے لوگوں کے برتن منگائے جن میں نبیذ (شرابِ خرما) تیار کیا کرتے تھے ان سب برتنوں کو الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ سب خمر ہے اور اللہ نے اس کو حرام فرمادیا ہے۔ اس دن جو کچھ پھینکا گیا اس میں زیادہ فضیخ (قسم شراب) تھی۔ انگور کی شراب کا تو شاید ایک ہی برتن تھا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ منقّٰی اور خرما ملی ہوئی تھی انگور کا شیرہ تو اس زمانے میں مدینہ میں ہوتا ہی نہ تھا۔ بہرحال خدائے تعالیٰ نے خمر کو خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت اور اسکے بیچنے اور خریدنے اور اس سے نفع اٹھانے کو سب باتوں کو حرام قرار دیدیا اور جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص شراب پیئے اُسکے کوڑے لگاؤ دوبارہ پیئے تو پھر لگاؤ تیسری مرتبہ پیئے تو پھر لگاؤ اور چوتھی مرتبہ پیئے تو اس کو قتل کردو۔ نیز یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے لئے حق حاصل ہے کہ خمر پینے والے کو زنا کرنے والی عورتوں کے اندام نہانی سے جو پیپ اور کچ لہو بہیگا اور جس کی بدبو سے حرارت سے اہلِ جہنم بھی ایذا پائیں گے وہ پلائے۔ نیز جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ جو شخص خمر پیئے گا تو پینے کے دن سے چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر ان چالیس دن کے اندر بغیر توبہ کئے مرگیا تو خدائے تعالیٰ اس کو وہ پیپ اور کچ لہو پلائیگا جو زناکاروں کے اندام نہانی سے بہہ بہہ کر برسوں جہنم کی دیگوں میں جوش کھا چکا ہوگا

**صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۵** آنحضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ نہ تم سے پہلے لوگوں میں سے کوئی ہلاک ہوا ہے اور نہ قائم آلِ محمدؐ کے آنے تک کوئی ہلاک ہوگا مگر اس بنا پر کہ ہماری ولایت کو ترک کردے اور ہمارے حق کا انکار کردے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ اس امت کی گردن پر

ہمارا حق لازم نہ کر دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۲** جُنَاحٌ :- لفظی معنی ہے گناہ۔ تفسیر قمی میں مروی ہے کہ جب شراب اور جوے کے بارے میں حرمت نازل ہوئی اور ان کے متعلق سختی کا حکم آیا تو مہاجرین و انصار کے بہت سے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے بہت سے ایسے یار و دوست قتل ہو چکے ہیں جو شراب پیتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے تو اس کو رجس فرمایا اور کار شیطانی قرار دیا اور آنحضرتؐ نے جو فرمایا وہ اس کے علاوہ رہا، اب ہمارے دوست جو مر گئے ہیں ان کو تو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، گویا یہ جتلا دیا کہ حرام ہونے سے پہلے جس نے شراب پی تھی تو بشرط ایمان و تقویٰ اور عمل صالح کے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی** :- از بسکہ ایمان اور تقویٰ کے بہت سے درجے اور منزلیں ہیں جیسا کہ ائمہ علیہم السلام سے وارد ہوا ہے تو بعید نہیں کہ ان دونوں کا جو آیہ شریفہ میں مکرر ذکر ہوا ہے اس سے غالباً انہی درجات اور منازل کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے درجے ہیں۔ طبقے ہیں اور منزلیں ہیں۔ ان میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ انتہا تک پورا ہو چکا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ ناقص ہے اور اس کا نقصان بھی ظاہر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بہت بڑھ گیا ہے اور اس کا پلّہ بھاری ہے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین مختلف منزلتوں پر ہیں۔ بعض ان میں سے ایک منزلت پر ہیں بعض دو منزلتوں پر بعض تین پر بعض چار پر بعض پانچ پر بعض چھ پر بعض سات پر۔ اب اگر تم ایک منزلت والے پر دو منزلت والے کا بار ڈالنا چاہو تو وہ نہ اٹھا سکے گا۔ اسی طرح دو والا تین کا بار نہ اٹھا سکے گا۔ یہ آگے یہ سلسلہ اسی طرح چلا گیا۔ بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح درجے بھی ہیں۔ مصباح الشریعۃ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تقویٰ تین طرح کا ہوتا ہے پہلے تقوائے فی اللہ ہے۔ یہ تقوائے وہ ہے جس میں حلال کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے شبہ کا تو ذکر ہی کیا ہے یہ تو خاص الخاص لوگوں کا تقویٰ ہے (جیسے جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ نے کبھی گیہوں کا دانہ تک نہ کھایا) دوسرے تقویٰ من اللہ ہے اس میں شبہات تک کو چھوڑا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ حرام سے تو کلی اجتناب ہوگا۔ یہ خاص لوگوں کا تقویٰ ہے۔ تیسرے وہ تقویٰ ہے جو آتشِ جہنم اور عذاب کے خوف سے ہو۔ اور اس میں حرام سے اجتناب ہوتا ہے اور یہ عام لوگوں کا تقویٰ ہے اور تقویٰ کی مثال اس پانی کی سی ہے جو کسی نہر میں جاری ہو اور ان تینوں طبقوں کی مثال جو تقویٰ کے معنی کے متعلق بیان کئے گئے ان درختوں کی سی ہے جو نہر کے کنارے لگے ہوئے ہوں کہ ہر ایک کی قسم اور رنگ جدا گانہ ہو یعنی ہر درخت اس نہر سے پانی تو ضرور چوس لیتا ہے مگر اپنے جوہر اور اپنی طبیعت اور لطافت اور کثافت کے موافق لیتا ہے۔ پھر ان درختوں سے اور انکے پھلوں سے لوگوں کو منافع بھی اتنے ہی پہنچتے ہیں جیسی انکی قدر و قیمت ہوتی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ (دیکھو صفحہ ۱۹۹) پس عبادتوں کے لئے تقویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ درختوں کے لئے پانی اور جیسا کہ درختوں کا رنگ اور ذائقہ طبیعتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے ایسے ہی تقویٰ کے درجے ایمان کے درجے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جس شخص کا ایمان درجہ میں اعلیٰ ہے اور اس کی روح کا جوہر صفائی میں سب سے بڑھا ہوا ہے وہ تقویٰ میں بھی سب سے اعلیٰ ہوگا اور جس کا تقویٰ سب سے بڑھا ہوا ہوگا اس کی عبادت بھی سب سے زیادہ خالص اور سب سے زیادہ طاہر ہوگی اور جو شخص ایسا ہوگا اس کو قربِ خدا بھی سب سے زیادہ حاصل ہوگا اور ہر وہ عبادت جسکی بنا تقویٰ پر نہیں ہے محض بیکار ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ ۔

**صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۴** لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَىْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ :- لفظی معنی تو یہ ہیں کہ کچھ شکار سے پروردگار عالم تمہاری آزمائش کریگا اور مطلب اُس وقت کی آزمائش ہے کہ جب حالت احرام میں ہو۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت غزوۂ حدیبیہ میں نازل ہوئی جس وقت اصحاب جناب رسالتمآبؐ کی آزمائش کے لئے پروردگار عالم نے اس قدر جانور جمع کر دیئے تھے کہ آدمیوں کے سامانوں کے بیچ میں سے گزر جاتے تھے اور کافی میں ہے کہ شکار اس قدر غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جمع کر دیئے گئے تھے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب کے ہاتھ اور نیزے بہ آسانی ان تک پہنچتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۳** ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اصل میں ذو عدل تھا یعنی صاحب عدل۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذو عدل سے مراد ہیں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد میں امام جو ان کا قائم مقام ہو۔ اور ذوا عدل ان مقامات سے ہے جن میں کاتبانِ قرآن نے غلطیاں کی ہیں (قولِ مترجم :- ذوا عدل کا الف غلط ہونے کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حاکم دو ہوں حالانکہ حاکم ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت میں حاکم تھے اور بعد انکے ہر زمانے کا امام اپنے وقت میں حاکم ہوتا رہا ہے) التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ العدل سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں اور بعد میں وہ امام جو خدا کے حکم سے انکا قائم مقام ہو۔ مسئلہ بتلانے کا حق انہی کو ہے اور ذَوَا عَدْلٍ یہی ہیں تو جس وقت تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم جناب رسولِ خدا نے دیا ہے یا کسی امامِ برحق نے تو وہ تمہارے لئے کافی ہے اور اس سے زیادہ تم کو سوال کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے حالتِ احرام میں ھَدْی واجب ہو جائے اسے اختیار ہے کہ جہاں جی چاہے اسے نحر یا ذبح کرے سوائے اس ھَدْی کے جو شکار کے عوض میں ہو کہ اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ھَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ یعنی ایسا ھَدْی یا قربانی کعبہ پہنچائی جائیگی۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے کسی شکار کی وجہ سے جو اس نے حالت احرام میں کیا ہو قربانی واجب ہو گئی ہو تو اگر وہ احرام حج کا تھا تو یہ قربانی جو اسکے ذمے واجب ہوئی ہے منیٰ میں نحر یا ذبح کی جائیگی اور اگر عمرہ کا احرام تھا تو وہ قربانی شہر مکہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے نحر یا ذبح کی جائیگی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالت احرام میں شتر مرغ یا گورخر کو شکار کر لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اس کے ذمے ایک بدنہ (جوان اونٹنی) کی قربانی ہے جو پانچ برس کی پوری ہو کر چھٹے میں داخل ہو گئی ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر اتنی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور کھانے میں ہر مسکین کو ایک مُد (تخمیناً تین پاؤ) وہ غلہ دینا چاہیئے جو خود کھاتے ہوں۔ عرض کیا گیا اگر اتنی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا اٹھارہ دن کے روزے رکھ دے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالتِ احرام میں ایک جنگلی گائے کا شکار کیا ہو؟ فرمایا اس کے ذمے ہے کہ ایک گائے قربانی کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اسکی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تو نو دن کے روزے رکھے۔ کسی نے عرض کی اگر ہرن کو شکار کیا ہو تو اس کے ذمے کیا ہے؟ فرمایا ایک بکرے کی قربانی کرنا۔ عرض کی اگر اسے اتنی قدرت نہ ہو تو؟ فرمایا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ عرض کی گئی کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو؟ فرمایا تو تین دن کے روزے رکھے۔

**صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۱** جس کو تو اپنا باپ کہتا ہے۔ پھر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ گمان ہے کہ میری قرابت نفع نہ پہنچائیگی اُسے کیا ہو گیا ہے وہ اپنے باپ کا حال مجھ سے کیوں نہیں دریافت کرتا؟ اس پر عمر نے کھڑے ہو کر یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں غضبِ خدا اور غضبِ رسولِ خدا سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ میرا قصور معاف فرما دیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا تک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سوالات تم پہلے کر چکے ہو اسے اللہ نے معاف کیا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۲** مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ:۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی اونٹنی ایک بطن سے دو بچے جنتی تھی تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اب یہ اونٹنی وصیلہ ہو گئی پھر نہ اس کا ذبح کرنا حلال جانتے تھے نہ اس کا گوشت کھانا۔ اور جو اونٹنی دس بچے جن چکتی تھی تو وہ اس کو سائبہ قرار دیتے تھے۔ اب اس کی پیٹھ پر چڑھنا بھی حرام جانتے تھے اور اس کا گوشت کھانا بھی۔ اور حام کے معنی اونٹوں کا سانڈ۔ اسکے بھی کھانے کو اور اس پر سوار ہونے کو حرام جانتے تھے۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ خدا نے ان کو حرام قرار نہیں دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچے تک دے چکتی تھی تو اگر پانچواں نر ہوتا تو اسے نحر کر کے مرد و عورت کھا لیتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے کان چیر دیتے۔ بحیرہ اُسی کو کہتے ہیں۔ اس کا گوشت اور دودھ عورتوں پر حرام ہوتا اور اگر مر جاتی تو میتہ اسکا عورتوں کے لئے حلال سمجھا جاتا۔ اور سائبہ وہ اونٹ تھا جو کسی کی منت پورا ہونے سے آزاد کیا جاتا تھا مثلاً کوئی یہ منت مان لیتا کہ خدا مجھے صحت دیگا یا منزل پر پہنچا دیگا تو میں ایک اونٹ آزاد کر دونگا اور وصیلہ بھیڑ بکریوں میں سے ہوتی تھی۔ کوئی بکری جب سات بچے دے چکتی تو اگر ساتواں نر ہوتا تو وہ ذبح کیا جاتا اور اس کو مرد و عورت کھا لیتے اور اگر مادہ ہوتی تو وہ ریوڑ میں چھوڑ دی جاتی اور اگر ایک نر اور ایک مادہ ہوتے تو اس میں سے مادہ کی نسبت کہا جاتا کہ یہ اپنے بھائی کے ساتھ پیدا ہوئی ہے یہ وصیلہ ہے پس وہ ذبح نہ کئے جاتے اور دونوں کا گوشت عورتوں پر حرام سمجھا جاتا سوائے اس کے کہ ان میں سے کوئی مر جائے کہ اُس وقت اس کا کھانا مرد و عورت دونوں کے لئے جائز سمجھا جاتا۔ اور حام ایسا سانڈ تھا کہ جس کی اولاد کی اولاد سواری میں کام آئے کہ اس کی نسبت کہتے تھے کہ اب اس کی پیٹھ کا بچانے والا ہو گیا۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ حام اونٹوں میں سے وہ ہوتا تھا کہ جس سے دس بچے ہو چکیں تو کہتے تھے کہ اب اس نے اپنی پیٹھ بچا لی پھر نہ اس پر سوار ہوتے تھے اور نہ اس کو چارے اور پانی سے روکتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۳** اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ:۔ یعنی یہ جھوٹا بہتان ہے کہ مندرجۂ بالا چیزوں کے حرام جاننے میں تقلید تو اپنے رؤسا کی کرتے ہیں اور نسبت خدا کی طرف دیتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ عمرو بن لحے ابن قمعہ ابن جندب مکہ کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ اور یہ اول شخص ہے جس نے دینِ اسمٰعیل کو بدلا، بتوں کی عبادت شروع کی، بتوں کو قائم کیا۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ رسمیں جاری کیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس کو جہنم میں اس شان سے دیکھا کہ جہنم والے بھی اس کی بوئے استخوان سے ایذا پاتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۴** حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ کفار کے اس قول سے ان کی عقل کی کمی اور بزرگوں کی اندھی تقلید میں ان کا انہماک پایا جاتا ہے اور اس کا بھی پتہ لگتا ہے کہ اپنے کردار کی وہ کوئی اور سند نہیں لا سکتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۵** عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ:۔ تفسیر صافی میں مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کا باعث یہ ہے کہ مومنین اپنے کافر رشتہ داروں کے لئے افسوس کیا کرتے تھے اور ان کے ایمان لانے کے متمنی رہا کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں اس آیت کے معنی یہ لکھے ہیں کہ اپنی ذات کی تم اصلاح کرو اور لوگوں کے عیب نہ نکالو اور نہ ان کا خیال کرو کیونکہ اگر تم خود نیک ہو تو ان کی گمراہی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابو ثعلبہ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تھے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نیک عمل بجا لاؤ اور بدیوں سے باز رہو اور جس وقت یہ دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرتے ہیں، بخل برتتے ہیں، خواہش نفسانی کی پیروی کرتے ہیں اور ہر صاحب رائے کو اپنی رائے پر گھمنڈ ہے تو اس وقت تم کو لازم ہے کہ اپنی ذات کی تو اصلاح کرو اور عام لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۹ نوٹ ۲** تمیم داری کے پاس ایک خورجین تھی اور کچھ برتن سونے سے نقش کئے ہوئے تھے اور ایک گلوبند ایسا تھا جسے وہ عرب کے اکثر بازاروں میں بیچ کر چکا تھا۔ اتفاق تمیم داری سخت مریض ہوا اور مرتے ہوئے اس نے کل اسباب اپنے ان عیسائی ساتھیوں کے سپرد کر دیا کہ جب مدینے پہنچیں تو اس کے وارثوں کے حوالے کر دیں ان لوگوں نے اور چیزیں تو اس کے ورثار کو پہنچا دیں مگر برتن اور گلوبند اڑا لیا، تمیم کے ورثار نے ان چیزوں کو نہ پا کر سوال کیا کہ آیا اس کا مرض کچھ زیادہ طویل تھا کہ خرچ زیادہ پڑ گیا ہو انھوں نے کہا نہیں وہ تو تھوڑے ہی دن بیمار رہا تھا پھر انھوں نے کہا کہ اس سفر میں اس کا کچھ مال چوری گیا انھوں نے کہا نہیں۔ پھر انھوں نے دریافت کیا کہ آیا اس نے کوئی تجارت کی تھی کہ اس میں اس کو نقصان پہنچا ہو، انھوں نے کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر کیا سبب ہے کہ اس کے اسباب میں سے جو عمدہ چیزیں تھیں وہ نہیں ہیں۔ یعنی اس کے ساتھ جڑاؤ برتن تھے اور گلوبند۔ انھوں نے کہا کہ اس نے جو کچھ ہم کو دیا تھا ہم نے وہ تمہیں پہنچا دیا۔ پس وارثوں نے یہ معاملہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے دونوں نصرانیوں سے قسم لی اور ان کے قسم کھانے پر ان کو چھوڑ دیا، اس کے بعد ان دونوں کے پاس وہ چیزیں نکلیں تو تمیم کے ورثار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی۔ حضرتؐ نے اس بارے میں خدا کے حکم کا انتظار کیا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ الخ پس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ورثار تمیم دلدی کو حکم دیا کہ اب تم حلف اٹھاؤ جیسا کہ اللہ نے انکو حکم دیا تھا پس ان لوگوں نے قسم کھائی تب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ گلوبند اور برتن ابن بیدّے اور ابن ماریہ سے ورثار تمیم کو دلوا دیئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴۹ نوٹ ۳** مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ:۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم پیغمبروں سے ان کے اوصیار کے بارے میں جن کو وہ اپنی امتوں پر خلیفہ کر گئے تھے یہ دریافت فرمائیگا کہ تمہارے حکم کی کہاں تک تعمیل کی گئی تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہماری امتوں نے جو کچھ ہمارے بعد کیا اس کا علم ہم کو بالکل نہیں اور تو علام الغیوب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۱ نوٹ ۴**:۔ اور ان کو یہ جتلایا ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مسئلۂ تثلیث خود نصاریٰ کی

ایجاد ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کے کسی قول پر مبنی نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ حساب کے لئے اکھٹے کئے جائیں گے تو اس صاف میدان تک جہاں سب کو جمع ہونا ہے پہنچتے پہنچتے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی اور بڑے بڑے ہولناک منظر پیش نظر آئیں گے۔ جب سب پہنچ چکیں گے تو منجانب عرش ایسی ایک آواز سے جسے سب سنتے ہوں گے پہلا شخص جس کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ حضرت محمدؐ ابن عبداللہ النّبی القریشی العربی ہونگے چنانچہ آنحضرتؐ آگے بڑھکر عرش کی داہنی طرف جا کھڑے ہوں گے پھر تمہارے آقا اور مولا کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ آنحضرتؐ کی بائیں طرف جا کھڑے ہونگے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائیگا اور وہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے بائیں ہاتھ سلسلہ وار جا کھڑے ہوں گے پھر اول سے آخر تک ایک ایک نبی کو معہ انکی امت کے بلایا جائیگا یہ سب عرش کے بائیں طرف کھڑے ہوں گے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد روبکاری شروع ہوگی اوّل جس کو اظہار دینے کے لئے بلایا جائیگا وہ قلم ہوگا جو آدمی کی صورت میں آکر کھڑا ہوگا۔ منجانب اللہ اس سے سوال کیا جائیگا کہ ہم نے جو الہام تجھ کو کیا تھا اور جو احکام بطریق وحی بھیجے تھے آیا انکو تو نے لوح میں لکھدیا تھا؟ قلم عرض کریگا کہ پروردگارا! تو خوب واقف ہے کہ بروئے وحی جو حکم تو نے مجھے دیا تھا اور جو الہام فرمایا تھا وہ سب میں نے لوح میں لکھدیا تھا۔ منجانب اللہ سوال ہوگا کہ تیری اس بات کا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریگا کہ خداوندا! تیرے اسرار پوشیدہ کا سوائے تیرے واقف کوئی نہیں اُس وقت منجانب اللہ آواز آئیگی کہ تو نے اپنی حجت کو پورا کردیا۔ اس کے بعد لوح کو طلب کیا جائیگا وہ بھی آدمی کی صورت میں حاضر ہوگی اور قلم کے پاس کھڑی ہوجائیگی اس سے سوال کیا جائیگا کہ آیا قلم نے ہمارا حکم اور ہمارا الہام جو کچھ اس کو بذریعہ وحی پہنچا تھا تجھ میں لکھا تھا؟ لوح عرض کریگی پروردگارا ضرور لکھا تھا۔ اور میں نے اسرافیلؑ کو پہنچادیا تھا پھر اسرافیلؑ بلائے جائیں گے یہ بھی آدمی کی صورت میں لوح وقلم کے برابر آکر کھڑے ہونگے۔ ان سے خدائے تعالیٰ دریافت فرمائیگا کہ آیا قلم نے جو وحی لوح میں لکھی تھی وہ لوح نے تم کو پہنچائی؟ وہ عرض کریں گے کہ خداوندا! ضرور پہنچائی اور وہ میں نے جبرئیلؑ کو پہنچادی۔ جبرئیلؑ طلب کئے جائیں گے جو اسرافیلؑ کے برابر آکر کھڑے ہونگے ان سے منجانب اللہ یہ سوال کیا جائیگا کہ آیا اسرافیلؑ نے تم کو وہ حکم پہنچادیئے جو انکو پہنچے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ خداوندا! انھوں نے مجھے پہنچادیئے اور میں نے تیرے تمام انبیاء کو پہنچادیئے جو حکم بھی مجھے جسکی نسبت ملا اسی کو پورا پورا پہنچادیا اور میں نے تیری رسالتیں ایک ایک نبی کو اور ایک ایک رسول کو پوری پوری پہنچائیں اور تیری وحی اور ہر وحی اور ہر شریعت اور ہر کتاب جس جس کو پہنچنی چاہیئے تھی اسی کو پہنچائی۔ اور سب سے آخر میں تیری رسالت۔ تیری وحی۔ تیری حکمت۔ تیرا علم اور تیری کتاب اور تیرا کلام تیرے حبیب محمدؐ ابن عبداللہ العربی القریشی الاُمّی کو پہنچادیا۔ یہاں پہنچکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اولادِ آدمؑ میں سے جس شخص کو پہلے روبکاری کے لئے طلب کیا جائیگا وہ محمدؐ ابن عبداللہ ہوں گے ان کو منزلتِ خاص عطا کی جائیگی۔ اس دن کسی مخلوق کو خدائے تعالیٰ سے وہ قرب حاصل نہ ہوگا جو آنحضرتؐ کو ہوگا۔ خدائے تعالیٰ دریافت فرمائیگا کہ اے محمدؐ آیا جبرئیلؑ امین نے وہ تمام وحی تم تک پہنچائی جو میں نے بھیجی تھی اور آیا اس کے ذریعے سے میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم تک پہنچا؟ جناب رسولِ خدا عرض کریں گے پروردگارا! بیشک جو وحی اور جو کتاب اور حکمت اور علم تو نے جبرئیلؑ کے ذریعے سے بھیجا وہ سب انھوں نے مجھے پہنچادیا۔ اس وقت خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے سوال کریگا کہ اچھا جبرئیلؑ نے جو میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم کو پہنچایا آیا تم نے وہ اپنی امت کو پہنچادیا؟ آنحضرتؐ عرض کریں گے خداوندا! جو کچھ بھی تو نے بذریعۂ وحی میری طرف بھیجا وہ تیری کتاب تھی تو اور تیری حکمت تھی تو اور تیرا علم تھا تو وہ سب کا سب میں نے اپنی امت کو پہنچادیا اور تیری راہ میں کوشش کی حد کردی اس وقت خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے فرمائیگا کہ اس کا گواہ کون ہے؟ آنحضرتؐ عرض کریں گے کہ پروردگارا! سب سے پہلا میرا گواہ تو ہے پھر تیرے فرشتے ہیں پھر میری امت کے نیک لوگ ہیں حالانکہ گواہی تیری ہی کافی ہے۔ اس وقت فرشتے بلائے جائیں گے وہ سب آنحضرتؐ کی تبلیغ رسالت کی شہادت دیں گے۔ پھر آنحضرتؐ کی امت بلائی جائیگی اور ان سے سوال کیا جائیگا کہ آیا محمدؐ مصطفٰے نے ہماری رسالت ہماری کتاب ہماری حکمت اور ہمارا علم تم کو پہنچایا اور ان سب چیزوں کی تم کو تعلیم دی یا نہیں؟ چنانچہ وہ سب لوگ بھی آنحضرتؐ کے حق میں رسالت اور حکمت اور علم کے پہنچانے کی گواہی اور تعلیم کرنے کی گواہی دینگے پھر خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے دریافت کریگا کہ آیا تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو اپنی امت میں اپنا خلیفہ بنایا تھا جو میری حکمت اور میرے علم کو ان میں قائم رکھے اور میری کتاب کی انکے لئے تفسیر کرتا رہے اور جن جن باتوں میں وہ باہم اختلاف کریں ان سب کو کھولکر بیان کرتا رہے اور وہ تمہارے بعد میری حجت اور زمین میں میرا خلیفہ ہو؟ آنحضرتؐ جواب دیں گے کہ خداوندا! ضرور میں نے علی ابن ابیطالبؑ اپنے بھائی۔ اپنے وزیر۔ اپنے وصی اور اپنی امت میں سب سے بہتر شخص کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور اپنی زندگی میں ان سب کے لئے اس کو عَلَمِ ہدایت قائم کردیا تھا اور ان سب کو اس کی اطاعت کی دعوت دی تھی اور اپنی امت میں اسکو اپنا خلیفہ اور ایسا امام مقرر کردیا تھا کہ میرے بعد قیامت تک تمام امت خود اس کی اور اسکے بتلائے ہوئے اماموں کی پیروی کرتی رہے۔ پھر علیؑ ابن ابیطالبؑ طلب کئے جائینگے اور ان سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا جناب محمدؐ مصطفٰے نے تم کو اپنا وصی بنایا اور تم کو اپنی امت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تم کو اپنے ایام حیات میں اپنی امت کے لئے بطور عَلَمِ ہدایت کے مقرر کیا اور آیا تم بعد ان کے انکے قائم مقام ہوئے؟ اس وقت جناب علیؑ مرتضٰے عرض کریں گے کہ خداوندا! جناب محمدؐ مصطفٰے نے ضرور مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی امت میں مجھکو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی زندگی میں اُن سب کے لئے مجھے عَلَمِ ہدایت مقرر کیا۔ مگر جس وقت تو نے آنحضرتؐ کی روحِ مبارک قبض فرمائی امت نے میرا انکار کیا۔ میرے حق میں چالیں چلے مجھے کمزور کردیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں جن کو تو نے مؤخر فرمایا تھا ان کو مجھ پر مقدم کردیا اور جنکو تو نے مقدم کیا تھا انکو مؤخر کردیا۔ میری بات نہ سنی۔ میرا کہنا نہ مانا پس میں بھی جب تک کہ انھوں نے مجھ کو قتل نہ کردیا تیری راہ میں ان سے برابر لڑتا ہی رہا۔ اس وقت علیؑ مرتضٰے سے پھر دریافت کیا جائے گا کہ آیا تم نے اپنے بعد امتِ محمدؐ مصطفٰے میں کسی کو حجت اور زمین خدا کا خلیفہ مقرر کیا جو میرے بندوں کو میرے دین کی طرف اور میری راہ کی طرف بلاتا رہے؟ جناب علیؑ مرتضٰے عرض کریں گے کہ خداوندا میں نے اپنے بڑے بیٹے اور تیرے نبیؐ کی بیٹی کے بڑے بیٹے حسنؑ مجتبٰے کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اس وقت حسنؑ مجتبٰے بلائے جائیں گے اور ان سے ویسے ہی سوال ہونگے جیسے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ سے ہوچکے ہونگے پھر ان کے بعد اور امام یکے بعد دیگرے بلائے جائیں گے اور ان کے زمانے والے بھی بلائے جائیں گے ائمہ علیہم السّلام اپنی اپنی حجتیں پیش کرینگے خدائے تعالیٰ ان کے عذر کو قبول فرمائیگا اور انکی حجتوں کو جائز رکھے گا (اور نہ ماننے والوں پر باقاعدہ جرم قائم ہوجائیگا) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت خدائے تعالیٰ فرمائے گا هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۸)

**صفحہ ۱۵۲ نوٹ ۳** کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس امر میں شک کرنا ہی بعید از عقل ہے۔ یہاں تک اس سورے کی جو دو آیتیں ہوئیں ان میں سے پہلی توحید کی دلیل ہے اور دوسری توحید اور بعثت دونوں کی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۲ نوٹ ۴** ۔ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانوں میں اور زمین میں خدا ہی کی پرستش کی جاتی ہے

اور وہی معبود ہونے میں اور یکتائی میں مشہور بھی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ (وہ وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے) کتاب التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس شان سے خدائے تعالیٰ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی شان سے ہر جگہ ہے ۔ کسی نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا کہ آیا وہ اپنی ذات سے موجود ہے فرمایا وائے ہو تجھ پر مکانات تو کوئی نہ کوئی حد رکھتے ہیں اور جب تو یہ کہیگا کہ وہ اپنی ذات سے کسی مکان میں موجود ہے تو تجھے یہ بھی کہنا پڑیگا کہ اس کے لئے حد ہوگئی یعنی وہ بھی محدود ہوگیا ۔ لیکن محدود ہونا شان مخلوق ہے اور خالق اپنی مخلوق کی ہر صفت سے بالکل علیحدہ ہے ۔ ہاں جن چیزوں کو پیدا کیا ہے اپنے علم و قدرت و غلبہ سے اُن سب پر حاوی ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ زمین میں جو چیزیں ہوں ان کا علم بہ نسبت آسمان والی چیزوں کے کم ہو یا کوئی چیز اس سے قریب ہو یا بعید بلکہ از روئے علم و قدرت و ملکیت و غلبہ و احاطہ ہر شے سے اس کا تعلق برابر برابر ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۳ نوٹ ۱** پھر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ تو جو یہ کہتا ہے کہ تم نبی ہوتے تو تمہاری تصدیق کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھی ہوتا جسے ہم دیکھتے بلکہ اللہ کو ہمارے پاس کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو وہ کسی فرشتے ہی کو بھیج دیتا نہ کہ ہم جیسے آدمی کو ۔ تو بھلا یہ تو بتلا کہ تجھ جیسے آدمی اپنے حواس سے فرشتے کو دیکھتے کیونکر ؟ اسلئے کہ فرشتہ جنس ہوا سے ہے اور ہوا کو تم دیکھتے نہیں ہو اور اگر یہ صورت اختیار کی جاتی کہ تمہاری بصارت کی قوت بڑھا دی جاتی اور تم اس کو دیکھتے تو تم صاف یہ کہدیتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ انسان ہے اس لئے کہ وہ تم پر آدمی ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا تاکہ تم اس کی بات سمجھو اور اس کے مطلب اور غرض کو پہچانو پھر اب تم سمجھا دو کہ تم لوگ اس فرشتہ کا سچا ہونا کیسے جانتے ؟ (چونکہ طرف ثانی سے کوئی جواب نہ بن پڑا حجت ثابت ہوگئی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ) قولِ خدا برحق ہے اس نے آدمی کو رسولؐ بنا کر بھیجا اور اس کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر کئے جو انسان کے لئے طبعی نہیں ہیں ۔ پس تم اپنے تجربے سے اس بات کو سمجھ سکتے ہو اور تمہارے دل خود اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نبی نے جو کچھ کیا ہے وہ معجزہ ہے اور وہی خدا کی طرف سے اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے اور اگر تم پر کوئی فرشتہ ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ سے ایسی باتیں بن پڑتیں جن سے کہ انسان عاجز ہوتا تو وہ اس کے خدا کی طرف سے ہونیکی دلیل نہ ہوتیں اس لئے کہ فرشتوں کی طبائع سے عادۃً عجائبات ظاہر ہونے ہی چاہئیں تو پھر وہ معجزہ کہاں ہوا ۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ پرندوں کا اڑنا کوئی معجزہ نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے اڑنا تو طبعی قرار دیا گیا ہے ۔ ہاں اگر کوئی آدمی پرندوں کا سا اڑنا اُڑے تو بے شک وہ عجیب بات ہوگی ۔ پس اللہ نے تو معاملہ کو تمہارے لئے سہل کیا ہے اور تمہیں جیسے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے کہ تم پر اس کی حجت قائم ہو جائے ۔ اور تم معاملہ کو ایسا دشوار کرنا چاہتے ہو کہ اس سے کوئی حجت قائم نہ ہو سکے ۔ (اس حدیث کا ایک جزو سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں دوسرا سورۂ فرقان میں اور تیسرا سورۂ زخرف میں انشاء اللہ بیان کیا جائیگا ۔) ۱۲

**صفحہ ۱۵۳ نوٹ ۲** كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات پر اتنی باتیں واجب کی ہیں کہ اپنی معرفت کی تم کو ہدایت کرے اور دلیلیں قائم کرے اور کتابیں نازل کرکے اپنی توحید کا علم تم تک پہنچا دے ۔ اور اگر تم کفر کرو اور نافرمانی کرو تو تم کو مہلت دے تاکہ اس کمی کا تدارک کر سکو اور تمہاری کوئی حجت باقی نہ رہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۴ نوٹ ۴** اور آنحضرتؐ مکہ ہی میں تھے یہ بھی انھوں نے کہا کہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے آپ کا حال پوچھا تھا تو انھوں نے کہا کہ ان کا کوئی ذکر ہماری کتابوں میں نہیں ہے ۔ اب تم کوئی ایسی بات پیش کرو جو اس بات کی شہادت دے کہ تم اللہ کے رسول ہو ۔ اس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ دی ۔

**صفحہ ۱۵۴ نوٹ ۵** وَ مَنْ بَلَغَ :۔ تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مَنْ بَلَغَ کے یہ معنی منقول ہیں کہ وہ آل محمدؐ میں سے ایک امام ہوتا رہے گا جو قرآن کے ذریعہ سے اسی طرح امت کو ڈراتا رہے گا اور اس کے مطالب اسی طرح لوگوں کو پہنچاتا رہیگا جیسے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرایا کرتے تھے اور پہنچایا کرتے تھے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۲** وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ :۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ قسم کھا کے جو یہ کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ ہم ولایت و خلافت و امامت کو علیؑ اور اولاد علیؑ ہی کا حق سمجھتے تھے اور غیر کو اس میں نہیں شریک کیا کرتے تھے ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ باوجود یہ جاننے کے کہ اس سے کچھ نفع نہ پہنچے گا پھر بھی وہ کمبخت خوف و پریشانی کے مارے خدا کے حضور میں جھوٹ بول دیں گے اور اس پر قسم بھی کھالیں گے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۳** اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ :۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اُن حضرتؑ نے قیامت کے خوفناک مواقع کا ذکر فرمایا ہے ۔ از آنجملہ وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر سب لوگ ایک اور جگہ جمع کئے جائیں گے اور وہاں ان کے اظہار لئے جائیں گے اور وہ یہ کہیں گے ہمارے پروردگار خدا کی قسم ہے ہم تو مشرک نہ تھے ۔ یہ خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر ہے جو دارِ دنیا میں توحید کے قائل تھے مگر یہ محض اللہ پر ایمان رکھنا ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچائیگا ۔ جس حال میں کہ وہ اس کے رسولوں کے مخالف رہے اور جو کچھ ان رسولوں نے ان کو پروردگار کی طرف سے پہنچایا اس میں شک کرتے رہے اور اپنے اوصیاء کے بارے میں رسولوں سے جو عہد ان سے لئے ان کو توڑتے رہے اور اچھی چیزوں کو گھٹیا چیزوں سے بدلتے رہے اسی سبب سے انھوں نے اپنے اظہاروں میں ایمان کا جھوٹا ادعا کیا اس کی خدائے تعالیٰ نے تکذیب فرمادی اور فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا الخ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان سے مراد اس امت کا قدریہ فرقہ ہے کہ ان کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ستارہ پرستوں اور مجوسیوں اور نصرانیوں کے ساتھ محشور فرمائیگا ۔ وہ عرض کریں گے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائیگا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا الخ ۔ اور اسی تفسیر میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر امت میں مجوس ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قدر کوئی چیز نہیں ۔ ہر طرح کی مشیت و قدرت خود ہمیں کو حاصل ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۴** اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اساطیر کے معنی ہیں اباطیل یعنی جھوٹی باتیں اور وہ جمع ہے سطر کی جس کے معنی ہیں لکھی ہوئی چیز اور مطلب اس جگہ یہ ہے کہ کفار کا جھٹلانا اس حد کو پہنچ گیا تھا کہ وہ خدا کے کلام کو جس سے زیادہ سچا کلام ہو نہیں سکتا پرانے زمانے کے لوگوں کی جھوٹی کہانیوں سے تعبیر کیا کرتے تھے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۵** يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْئَوْنَ عَنْهُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد ہیں وہ بنی ہاشمؑ جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے تھے

اور آنحضرتؐ سے قریش کی ایذا کو باز رکھتے تھے اور ساتھ ہی خود بھی دور رہتے تھے یعنی آنحضرتؐ پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۶** وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش ایک مرتبہ پھر ہمیں دنیا میں پہنچا دیا جاتا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۱** میں تو کسی کو نہیں دیکھتا۔ فرمایا اے جابرؓ! برہوت اس وقت مجھے دکھلایا گیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخین اور ان کے لشکر برہوت کے تابوت میں مقید ہیں اور عذاب پا رہے ہیں اور ان دونوں نے مجھ سے چیخ کر کہا ہے کہ اے ابوالحسنؑ اے امیرالمومنینؑ ہم کو دنیا میں واپس بلائیے ہم آپکی فضیلت اور ولایت کا اقرار کریں گے۔ اور میں نے وہ الفاظ کہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ اے جابرؓ جو شخص وصی نبیؐ کی مخالفت کریگا وہ قیامت کے دن اندھا محشور کیا جائیگا۔ اور میدانِ حشر میں اندھے منہ پھرایا جائیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۲** فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ:۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے اس آیت کو پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ واللہ جھٹلانے میں تو ان لوگوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر اصل میں یہ لفظ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ نہیں ہے بلکہ لَا يُكْذِبُوْنَكَ ہے جس کے معنی ہیں کہ کوئی ایسا باطل نہ پیش کر سکیں گے جس سے تمہارے حق کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس آیت کو لَا يُكْذِبُوْنَكَ پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات نہ پیش کر سکیں گے جو تمہارے حق سے زیادہ حق ثابت ہو جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۳** فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا:۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے صبر کیا وہ بھی تھوڑے عرصہ کے لئے ہے اور جس نے بے صبری کی وہ بھی تھوڑے ہی عرصہ کے لئے۔ پھر فرمایا کہ تم کو اپنے تمام معاملات میں صبر اختیار کرنا چاہئے اس لئے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا اور آنحضرتؐ کو صبر و نرمی کا حکم دیا۔ اور یہ فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (لوگ جو کچھ بھی کہیں اس پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ اس کو چھوڑ بیٹھو) اور یہ فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (بدی کو ایسی تدبیر سے ٹالو جو بہت اچھی ہو کہ یکایک اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص جس کے اور تمہارے مابین عداوت ہے ایسا ہو جائیگا گویا ہمیشہ کا تمہارا سرگرم دوست ہے) پس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرتؐ پر بہت بڑے بڑے الزام لگائے اور طعن کئے اور آنحضرتؐ دلتنگ ہوئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (ہم خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے تم بہت دل تنگ ہوئے ہو) پھر لوگوں نے حضرتؐ کو جھٹلایا اور طعن کئے جس سے آنحضرتؐ محزون و مغموم ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جو قَدْ نَعْلَمُ سے نَصْرُنَا تک ہیں۔ پس حضرتؐ نے اپنی ذات کے لئے صبر لازم کر لیا اور بیٹھ رہے اور خدائے تعالیٰ کی یاد کرتے رہے اور وہ لوگ حضرتؐ کو جھٹلاتے رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے عرض کی کہ خداوندا میں نے اپنی ذات کے معاملہ میں اپنے بال بچوں کے معاملہ میں اور اپنی عزت کے معاملہ میں تو صبر کر لیا مگر میرے معبود کی شان میں جو یہ بے ادبی کرتے ہیں اس پر مجھے صبر نہیں ہوتا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (بے شک ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہم کو کچھ تکان نہیں ہوئی۔ پس جو کچھ بھی لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو) اب جناب رسولؐ خدا نے ہر حال میں صبر فرمایا تو پھر آنحضرتؐ کی اولاد سے ائمہؑ ہونے کی آپ کو بشارت دی گئی اور خدائے تعالیٰ نے ان کا وصف بھی صبر ہی کے ساتھ فرمایا اور یہ ارشاد کیا وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (اور ہم نے ان کو بوجہ ان کے صبر کرنے کے اور اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے امام مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کریں۔) اس پر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث فرمائی کہ صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس کی قدردانی فرمائی اور یہ آیت نازل کی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (اور بنی اسرائیل پر بوجہ ان کے صبر کے تمہارے رب کا سچا قول پورا ہو گیا اور فرعون اور اس کی قوم جو بنایا اور بلند کیا کرتے تھے اس سب کو ہم نے برباد کر دیا) پس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ یہ آیت خوشخبری کی بھی ہے اور انتقام کی بھی پس خدائے تعالیٰ نے مشرکین کا قتل جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں مباح کر دیا اور ان کو جناب رسولؐ خدا اور آنحضرتؐ کے دوستوں کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ اور اس طرح آنحضرتؐ کے صبر کا بدلہ علاوہ اس اجر کے جو آخرت میں آنحضرتؐ کے لئے مہیا فرمایا ہے دنیا میں بھی عطا فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۶** مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں الکتٰب سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور نہج البلاغہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیا خدائے تعالیٰ نے اپنا دین ناقص نازل فرمایا ہے کہ ان لوگوں سے اس کے اتمام میں مدد مانگی یا یہ اس کے شریک ہیں کہ ان کا یہ منصب ہوا کہ جو ان کا جی چاہے وہ کہدیں اور اس کا یہ کام ہو کہ وہ ان کے قول کو پسند کرے یا خدا نے دین کامل نازل کیا اور رسولؐ نے اس کے پہنچانے میں کوئی کوتاہی کر دی حالانکہ وہ فرماتا ہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اس میں ہر چیز کا کھلا بیان موجود ہے) عیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے حدیث وصف امامت میں منقول ہے کہ لوگ علی العموم جاہل ہیں اور انھوں نے اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھایا ہے۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کو اس وقت تک اٹھایا جبتک کہ دین کو کامل نہ کر دیا اور ان پر پورا قرآن مجید نازل نہ کر دیا جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس میں خدائے تعالیٰ نے حلال اور حرام کو حدود اور احکام کو اور سب ان چیزوں کو جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے پورا بیان فرما دیا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۷** ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ:۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس اونٹ پر سوار ہو کر تین حج ادا کئے گئے ہوں اس کا شمار جنت کے چوپاؤں میں ہو جائیگا۔ اور ایک روایت میں سات حج بھی آیا ہے۔ اسی کتاب میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے دیکھا کہ ایک اونٹنی بندھی ہے اور اس کا اسباب اس پر لدا ہوا ہے۔ فرمایا اس کا مالک کہاں ہے، اس سے کہدو کہ قیامت کے دن اس کی جواب دہی کو تیار رہے۔ الخصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث قیامت میں منقول ہے کہ اس دن سوائے چار کے اور کوئی سوار نہ ہوگا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور صالحؑ نبی اللہ۔ پس میں تو براق پر ہوں گا اور میری بیٹی فاطمہؑ زہرا میرے ناقہ عضباء پر اور صالحؑ خدا کی اس اونٹنی پر جس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ رہے علیؑ سو وہ ایک ناقۂ ذر پر ہوں گے جس کی نکیل یاقوت کی

ہوگی اور وہ دو سبز حلے پہنے ہوں گے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۸** صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن لوگوں نے اوصیاء کو جھٹلایا ہے اور ظلمات سے مراد یہاں ظلمتِ کفر ہے پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ بہرے بھی ہیں اور گونگے بھی اور وہ کفر کی اندھیریوں میں ہیں پس جو اولادِ ابلیس سے ہوں گے نہ کبھی وہ اوصیاء کی تصدیق کریں گے اور نہ ان پر ایمان لائیں گے اور خدائے تعالیٰ بھی ان سے توفیق ہدایت سلب کر لیگا ۔ اور جو اولادِ آدمؑ سے ہوں گے وہ اوصیاء پر ایمان لائیں گے اور وہی صراطِ مستقیم پر ہوں گے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۲** حضرت قنبرؒ نے فرمایا بیشک حجاج نے کہا کہ اگر میں تیری گردن ماروں تو تو کیا کریگا ۔ حضرت قنبرؒ نے فرمایا کہ میں سعادت ابدی حاصل کروں گا اور تو شقاوت دائمی ۔ چنانچہ اس ملعون نے حکم دیا اور وہ شہید کئے گئے رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۳** اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً :۔ لفظی معنی ہم نے ان کی اچانک خبر لی ۔ اور تفسیر قمی اور تفسیر برہان کے بموجب یہ مطلب ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کے قیام و ظہور کا زمانہ جس میں باغیوں کو یہ معلوم ہوگا کہ گویا ان کا تسلط کبھی ہوا ہی نہ تھا ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۴** فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا :۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچا ہوا اور جن چیزوں میں حرام ہونے کا شبہہ ہو ان سے بھی گریز کرتا ہو اس لئے کہ جو شخص شبہہ حرام سے نہ بچے گا تو وہ اس طرح حرام میں مبتلا ہو جائیگا کہ اس کو خبر بھی نہ ہوگی اور جب کوئی بدی اس کے سامنے آئیگی تو وہ اس کے کرنے سے انکار نہ کریگا اور رفتہ رفتہ بدی اس پر اس قدر غالب آجائیگی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرنے کو اچھا سمجھنے لگے گا اور جب وہ خدا کی نافرمانی کو اچھا سمجھنے لگے گا تو گویا اس نے کھلم کھلا خدا سے عداوت کا اظہار کیا ۔ اور جس شخص نے ظالموں کی بقا چاہی اس نے اللہ کی نافرمانی کو دوست رکھا ۔ حالانکہ پروردگار عالم ظالموں کو ہلاک کرنے کے سبب خود اپنی تعریف فرماتا ہے ۔ اس کے بعد حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب تم یہ دیکھو کہ خدائے تعالیٰ تمہاری نافرمانیوں کو چھپائے چلا جاتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کی طرف سے تم کو ڈھیل دی جا رہی ہے پھر آنحضرتؐ نے آیت فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ سے ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک تلاوت فرمائی ۔ اور اسی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے ابن آدم جب تو یہ دیکھے کہ پروردگار عالم کی طرف سے تجھ پر متواتر نعمتوں کی بوچھار ہے تو اس وقت خاص طور سے ڈر (مبادا تجھ کو مہلت دی جاتی ہو اور غفلت میں ڈال کر تجھ کو یکلخت سزا دینا منظور ہو) ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۵** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی کہ جس وقت جناب رسولِ خداؐ مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے تھے اور آنحضرتؐ کے واقعی جو ساتھی تھے ان کو سخت تکلیفیں اور امراض پیش آئے تھے جس کی آنحضرتؐ سے انھوں نے شکایت کی تھی پس خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا کہ تم پر تو صرف دنیا ہی کی تکلیف گذری ہے رہا دردناک عذاب جس میں ہلاکتِ ابدی ہوگی وہ صرف ظالموں کا حصہ ہے ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی امیہ کی گرفت اچانک ہوئی اور بنی عباس کی کھلم کھلا ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۲** احکام پہنچانے والے تھے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس کلام سے ثابت ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اس سے دونوں باتیں پائی جاتی ہیں ۔ اتباع بھی اور تبلیغ رسالت بھی ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۳** اَلْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اعمیٰ سے مراد ہے جاہل اور بصیر سے مراد ہے عالم اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بصیر سے مراد ہیں اہلبیتؑ ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۱** وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ :۔ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ مدینۂ منورہ میں ایک گروہ محتاج مومنوں کا تھا جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے اور جناب رسولِ خداؐ نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ سب کے سب مسجد کے ایک صفہ یا چھت میں رہا کریں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس انکی خبر گیری فرماتے تھے اور اکثر ان کے کھانے کی چیزیں خود اٹھا کر لایا کرتے تھے اور وہ لوگ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے جاتے تو حضرتؐ ان کو اپنے قریب بٹھاتے ، دیر تک ان سے صحبت رکھتے اور ان سے اُنس و محبت فرماتے تھے ۔ اصحاب رسولؐ میں جو لوگ مالدار تھے وہ جب کبھی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچتے تو انکو ناگوار معلوم ہوتا اور وہ یہ کہتے کہ یا حضرتؐ ان کو پاس سے نکالئے چنانچہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی وقت اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی آنحضرتؐ کے پاس تھے اور حضرتؐ سے ملے ہوئے بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ ان سے باتیں کرتے تھے پس وہ انصاری صاحب ان سے ہٹ کر بیٹھے جناب رسولؐ خدا نے ان سے ارشاد بھی فرمایا کہ آگے آؤ مگر انھوں نے اس حکم تعمیل نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تو اس سے ڈر گیا کہ اس کی فقیری تجھ سے چمٹ جائے گی اس وقت انصاری نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ان کو تو اپنے یہاں سے نکال ہی دیجئے ۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۵** فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ :۔ لفظی معنی یہ کہ ہم نے ان میں سے بعض کا امتحان بعض کے ذریعہ سے لیا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ امتحان امرِ دین میں لیا گیا تھا مثلاً انہی کمزور لوگوں یعنی اصحاب صفہ کو بوجہ ایمان میں سابق ہونے کے اشرافِ قریش پر فضیلت دی تھی ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۶** اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ قول متکبرین قریش کا تھا جو اس استفسار سے گویا انکار کرتے تھے کہ ایسے مسکین و ضعیف لوگ تو اس لائق ہیں کہ خدائے تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کو سعید بنا دے گا اور ہم کو چھوڑ دے گا حالانکہ رئیس اور بڑے بڑے لوگ تو ہم ہی ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۷** فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے نکالنے کی خدا نے نبیؐ کو ممانعت فرما دی تھی ۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ان لوگوں کو دیکھتے تھے تو خود ان پر سلام کرنے کی ابتدا فرماتے تھے اور یہ ارشاد کیا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی داخل کئے ہیں جن کی نسبت مجھ کو حکم ہے کہ میں ان کو سلام کرنے میں ابتدا کروں ۔ اور ایک روایت کے بموجب یہ آیت حمزہ اور جعفر اور عمار اور مصعب ابن عمیر وغیرہم کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔ اور ایک روایت میں یہ ہی

کہ ایک گروہ جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں آیا اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہم سے گناہ بہت سرزد ہوئے ہیں آنحضرتؐ یہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عام طور پر توبہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس کی تائید آیت کا آخری حصہ کرتا ہے۔ تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت دم یہاں تک پہنچے (حضرتؑ نے اپنے حلق مبارک کی طرف اشارہ کیا) اس وقت عالم کی توبہ تو قبول نہ ہوگی اور جاہل کی توبہ اس وقت تک بھی قبول ہوگی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جو موت سے پہلے توبہ کرلے اس لئے کہ توبہ گناہوں کی میل کچیل کو صاف کر دینے والی اور ہلاکت ابدی کی بدبختی سے بچانے والی ہے اور پروردگار عالم نے اپنے نیک بندوں کے لئے اپنی ذات پر رحمت واجب فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ تا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o اور سورۂ نساء میں فرمایا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱۴ سطر ۷) (قولِ مترجم:۔ ظاہر میں یہ چار روایتیں ہیں مگر باہم مخالف نہیں ہیں فرق صرف خصوص اور عموم کا ہے اور رحمت الٰہی کا اظہار سب سے ہوتا ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۳** جیسے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہے هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (اور وہ خدا وہ ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور مقرر فرمایا۔) نیز دوسری آیت میں فرماتا ہے وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ (دیکھو صفحہ ۷۰۰ سطر ۸) نیز فرماتا ہے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۵ سطر ۹) مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی روح مبارک قبض فرمائی تو اس کے بعد اندھیری پر اندھیری چھا گئی اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کی فضیلت ان لوگوں کو نہیں سوجھی خدائے تعالیٰ کی اس آیت وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۲۷۹ سطر ۱۲) کا بھی یہی مطلب ہے۔

**صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۴** مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ورقہ سے مراد وہ بچہ ہے جو ولادت کے وقت معین سے پہلے ساقط ہو جائے مگر بولے۔ اور رطب سے مراد نطفہ ہے جو رحم مادر میں ساکن ہو لیکن نہ ابھی اس کی خلقت پوری ہوئی ہو اور نہ حرکت کرنے لگا ہو اور یابس سے مراد وہ بچہ ہے جس کی خلقت ہر طرح سے پوری ہو گئی ہو اور صحیح و سالم پیدا ہوا ہو۔ کتاب مبین سے مراد ہے امام مبین۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے آقا جناب امیر المومنین علیہ السلام کے واسطے یہ فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (تم یہ کہدو کہ اللہ اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو کافی ہیں) اور خدائے تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو) اور اس کتاب کا علم انھی حضرتؑ کے پاس ہے۔

قولِ مترجم:۔ کتاب کے معنی تاویلاً کیا ہونے چاہئیں وہ ہم سورۂ بقرہ کے اوّل میں حل کر چکے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۵** اَجَلٌ مُّسَمًّى:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد موت ہے۔

**صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۳** طرف کے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۴** مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا عذاب ہے جیسا کہ فرعون ڈبویا گیا اور قارون دھنسایا گیا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے زلزلہ اور دھنسنا۔ قولِ مترجم:۔ یہ سب عذاب نیچے کی طرف کے ہیں۔

**صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۵** يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے لڑائی میں ایک دوسرے سے باہم بھڑ جانا اور مخلوط ہو جانا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے عداوت اور تعصب سے ایک دوسرے کو مارنا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے دین میں اختلاف کرنا اور ایک دوسرے پر طعن کرنا۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ میری پوری امت پر کسی غیر دین والے کو غلبہ نہ ہو خدائے تعالیٰ نے منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری ساری امت بھوک سے ہلاک نہ کی جائے اسے بھی منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری پوری کی پوری امت گمراہی میں نہ پڑے اسے بھی منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری امت کے گروہ کے گروہ ہو کر ایک دوسرے سے نہ لڑیں۔ اس دعا سے مجھے خدائے تعالیٰ نے منع فرمادیا۔ (قولِ مترجم:۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بابِ امتحان مسدود ہو جاتا حالانکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے) ایک اور حدیث میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت میری امت کے مابین تلوار چل جائے گی تو وہ پھر تا قیامت نہ رُکے گی۔ (قولِ مترجم:۔ مصالحت کے خواستگار اسے ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں)

**صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۶** يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ:۔ تفسیر صافی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے ایک کا دوسرے کو قتل کرنا اور یہ سب اہل قبلہ میں سے ہوں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں بُرے پڑوسی

**صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۷** اَلَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا:۔ تفسیر قمی میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو وہ ہرگز ایسے جلسے میں نہ بیٹھے جس میں کسی امام کی نسبت بے ادبی کی جاتی ہو یا کسی مسلمان کی غیبت اس لئے کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ:۔ علل الشرائع میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ جس جلسہ میں اور جس شخص کے پاس تمہارا جی چاہے بیٹھو اٹھو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الخ۔

**صفحہ ۱۶۲ نوٹ ۴** جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بصارت کو اتنی قوت عطا کر دی گئی تھی کہ وہ آسمانوں سے پار گزر جاتی تھی جو کچھ آسمانوں میں ہے اسے بھی دیکھتی تھی عرش کو بھی دیکھتی تھی اور جو کچھ عرش سے اوپر ہے اس کو بھی دیکھتی تھی۔ المناقب میں ہے کہ جابر ابن یزید جعفی نے انہی حضرتؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے جابر کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا فرمایا اپنا سر اٹھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے جو سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس مکان کی چھت ندارد ہو گئی اور میری نظر اس سوراخ سے پار ایک نور پر پڑی اور اس سے بھی گزر گئی فرمایا بس اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت کو

دیکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ اب تو زمین کی طرف دیکھ پھر اپنا سر اٹھا اب جو میں نے سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چھت جیسی پہلے تھی ویسی ہی موجود ہے۔ پھر حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے اس گھر سے نکالا اور مجھے ایک کپڑا پہنا دیا اور فرمایا کہ اپنی دونوں آنکھیں ایک ساعت کے لئے بند کرلے پھر فرمایا اب تو ظلمات میں پہنچ گیا ہے۔ ذوالقرنین نے دیکھا تھا۔ میں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھ سکا۔ پھر چند قدم اٹھائے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اب تو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچ گیا ہے جہاں خضر علیہ السلام نے پانی پیا تھا پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے فرمایا کہ یہ سب ملکوت الارض میں داخل ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں آنکھیں بند کرلے اور میرا ہاتھ حضرتؑ نے پکڑ لیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ہم اسی مکان میں آ گئے جس میں پہلے تھے اور وہ لباس جو مجھے پہنایا گیا تھا اتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کی قربان جاؤں دن کا کتنا حصہ گزرا ارشاد فرمایا فقط تین ساعت۔ کافی تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنتیں دیکھیں تو ایک شخص کو زنا بھی کرتے دیکھا اسکے حق میں بددعا کی وہ مرگیا پھر دوسرے کو دیکھا اس کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگیا پھر تین شخصوں کو دیکھا ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگئے اس وقت خدائے تعالیٰ نے انکی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ دعا تو تمہاری مستجاب ہے مگر میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو اس لئے کہ اگر مجھے تمہاری بددعا سے ان کو مارنا منظور ہوتا تو میں سرے سے انکو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق جتنی پیدا کی ہے وہ تین قسم کی ہے ایک قسم کے لوگ تو محض میری عبادت کریں گے۔ کسی چیز کو میرا شریک قرار نہ دینگے پس میں انکو ثواب دونگا۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوں گے جو مجھے چھوڑ کر اوروں ہی کی عبادت کیا کریں گے مگر میرے قابو سے تو کبھی باہر نہ جائیں گے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو خود تو عبادت اور رونکی کیا کریں گے مگر انکی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرونگا جو میری ہی عبادت کیا کریں گے۔

**صفحہ ۱۶۳ نوٹ ۵** فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ :۔ عیون اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ کیا آپ یہ نہیں فرماتے کہ انبیاء معصوم ہیں؟ فرمایا ضرور۔ مامون نے کہا تو خدا کے اس قول کا مطلب بتلائیے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو تین گروہوں سے واسطہ پڑا تھا کہ ان میں سے ایک گروہ زہرہ کی پرستش کرتا تھا اور ایک گروہ چاند کی اور ایک گروہ سورج کی۔ (قولِ مترجم:۔ چندر بنسی اور سورج بنسی کی اصل یہیں سے معلوم ہوتی ہے) جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس غار سے نکلے جس میں کہ وہ چھپے ہوئے تھے اور رات چھا گئی تو انھوں نے زہرہ کو دیکھا اور اپنی قوم سے خود انکار کے طور پر اور ان سے استفسار کے طور پر فرمایا هٰذَا رَبِّيْ اور جب وہ غروب ہوگیا تو فرمایا کہ میں غروب ہوجانے والوں کو دوست نہیں رکھ سکتا (پھر ان کی عبادت تو کیا کرتا) کیونکہ غروب ہوجانا حادث کی صفت ہے نہ کہ قدیم کی۔ پھر جب چاند نکل آیا اور اس کو دیکھا تو اسی شان سے اس کی نسبت سوال کیا اور اس کے غروب ہونے پر یہ فرمایا کہ اگر میرے پروردگار نے مجھ کو ہدایت نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ ہوتا۔ پھر جب صبح ہوگئی اور سورج کو سب سے زیادہ روشن دیکھا تو اقرار و اختیار کی شان سے نہیں بلکہ انکار و استخبار کی شان سے فرمایا هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ پھر جب شام کو وہ غروب ہوا تو ان تینوں گروہوں سے یہ فرمایا کہ اے میری قوم جن جن کو تم شریک کرتے ہو ان سے میں بالکل بری ہوں میرا تو رخ خالص طور پر اسی کی طرف ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرک نہیں ہوں۔ پس ابراہیمؑ نے جو کچھ فرمایا اس سے انکا مطلب ان لوگوں کے دین کا باطل کرنا تھا اور اس بات کا ثابت کرنا کہ عبادت آسمان و زمین کے خالق کی جو خود ان سیاروں کا بھی خالق ہے زیبا ہے پس اس قوم پر حجت کا ثابت کرنا خود خدائے تعالیٰ نے اس طرح ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ الہام کے عطا فرمایا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ (اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے برخلاف عنایت کی تھی اور ہم جس کے چاہیں درجے بلند کردیں) مامون نے یہ سنکر عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو اس امر کی جزائے خیر دے۔ (آپ نے خوب عصمتِ انبیاء ثابت فرمائی۔)

**صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۳** تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا :۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ جس حصہ کو چاہتے تھے چھپاتے تھے اور جس قدر چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توریت کو متفرق اوراق میں لکھ لیتے تھے پھر اس کے جس حصے کو چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور جتنا چاہتے تھے چھپا لیتے تھے۔ (قولِ مترجم:۔ کاغذ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جیسا کسی کاغذ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں ویسا کاغذ اس زمانہ میں تھا بلکہ اس زمانہ میں چمڑا، جھلیاں، بعض درختوں کی پتیاں بعضے درختوں کی چھالیں اور بعضے درختوں کا گودا اور موم جامہ وغیرہ بطور کاغذ کے کام میں لایا جاتا تھا) تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ توریت میں جو چیزیں جناب رسولؐ خدا کے متعلق تھیں ان کو یہودی چھپایا کرتے تھے۔ (قولِ مترجم جیسے اس زمانہ کے یہودی آلِ رسولؐ کے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں ہیں ان کو چھپاتے، ان کو ادلتے بدلتے اور ان میں تاویلیں پیدا کرتے ہیں۔)

**صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۴** اُمَّ الْقُرٰى :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کہ مکہ اور مکہ کا نام ام القریٰ اسلئے رکھا گیا کہ یہ پہلا خشکی کا حصہ ہے جو خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا۔

**صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۵** وَمَنْ حَوْلَهَا :۔ اس سے مراد ہے شرق و غرب و جنوب و شمال کے رہنے والے اس لئے کہ مکۂ معظمہ کے چاروں طرف قابلِ سکونت زمین پھیلتی چلی گئی ہے۔

**صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۶** وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آخرت کی تصدیق کرتا ہوگا وہ انجام سے بھی ڈرے گا اور انجام کا خوف اس کو غور و فکر کی طرف مائل رکھے گا یہاں تک کہ وہ آخرت پر ایمان لے آئیگا اور عبادت کی حفاظت کرے گا خصوصاً نماز کی اس لئے کہ وہ دین کا ستون اور ایمان کی نشانی ہے۔

**صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۳** اور خدائے تعالیٰ نے ایک مخلوق زمین سے اور ایک مخلوق آسمانوں سے پیدا کی اور اس سے جو جبرئیلؑ کے دائیں ہاتھ میں تھی فرمایا کہ تجھ سے رسول، انبیاء، اوصیاء، مومن اور شہید اور وہ لوگ جن کی عزت مقصود ہے پیدا ہوں گے پس ایسا ہی ہوا اور جو خاک جبرئیل امینؑ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس سے فرمایا کہ تجھ سے ظالم، مشرک، منافق، سرکش اور جن جن کی مجھ کو ذلت اور شقاوت منظور ہے وہ پیدا ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ دونوں قسم کی مٹی خوب

مخلوط کر دی جائے پس خدائے تعالیٰ کے اس قول کا اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یہ مطلب ہے کہ حَبّ سے مراد ہے طینتِ مومنین جس میں خدائے تعالیٰ نے اپنی محبت ڈال دی اور نوٰی سے مراد ہے طینت کافرین جس کو ہر خیر و خوبی سے دوری ہے اور نوٰی اس کا نام اسی سے رکھا گیا ہے کہ اس کو حق سے بُعد اور دوری ہوگئی (بقیہ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا ۔

**صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۴** فَالِقُ الْاِصْبَاحِ :۔ سے مراد دن کا لانے والا اور اندھیرے کے بعد روشنی پیدا کرنے والا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حاجت طلب کرو تو دن میں طلب کرو کیونکہ خدا نے حیا آنکھ میں قرار دی ہے اور جب شادی کرو تو رات کو شادی کرو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے رات کو سکون و قرار مقرر فرمایا ہے۔ حسنؑ ابن علیؑ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خدائے تعالیٰ نے رات کو بھی سکون و راحت قرار دیا ہے اور عورات کو بھی ۔ لہٰذا سنت قرار پائی کہ شادی بھی رات کو کرو اور کھانا بھی رات ہی کو کھلاؤ۔ علی ابن عقبہ نے بتوسط اپنے باپ کے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تم لوگ رات کو شادی کیا کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اسے سکون قرار دیا ہے اور رات کو حاجتیں طلب نہ کیا کرو اسلئے کہ رات اندھیری ہے ۔ نہج البلاغہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اول شب کو راستہ نہ چلو کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو سکون قرار دیا ہے اور مقام کرنا اس کی غرض و غایت ہے نہ کوچ کرنا۔ پس اس میں تم اپنے جسم کو راحت پہنچاؤ اور پشت بستر سے لگا دو۔ کافی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے غلاموں کو حکم دیا کرتے کہ جب تک صبح نہ ہو کسی جانور کو ذبح نہ کرو اور فرماتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے شب کو ہر چیز کے لئے راحت اور سکون قرار دیا ہے ۔

**صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۵** اَلنُّجُوْمُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ النجوم سے مراد آلِ محمد ہیں ۔

**صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۶** ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ :۔ اس سے مراد ہیں وہ معاملات جس میں اشتباہ ہو اور وہ راستے جن میں پیچیدگیاں ہوں اور بطور استعارہ ان کو ظلمت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس اندھیرے کو نورِ آلِ محمدؐ دور کر سکتا ہے ۔

**صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۱** صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ یہاں جو امامؑ نے فلاں شخص کا لفظ فرمایا ہے اس سے مراد ابوالخطاب محمد ابن مقلاص غالی ہے جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے ۔

**صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۲** وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد فرشتے ہیں جنکو ان کافروں نے خدا کا شریک قرار دیدیا تھا اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ درحقیقت یہ خدا کی بیٹیاں ہیں مگر چونکہ ہماری آنکھوں سے ان کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اسی سبب سے انکا نام جن رکھ دیا ہے ۔ نیز ان کی شان گھٹانے کے لئے ۔ چنانچہ دوسرے مقام پر ہے وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا (کہ انھوں نے خدا کے اور جنات کے مابین رشتہ قائم کر دیا) اور ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد شیاطین ہیں ۔ اس لئے کہ کفار جنوں کی ایسی ہی اطاعت کرتے تھے جیسی کہ خدا کی کی جاتی ہے ۔ اور انہی کے بہکانے سے بتوں کو پوجتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا تو خیر کا پیدا کرنے والا ہے اور ابلیس شر کا ۔

**صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۳** وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ مشرک تو یہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور اہلِ کتاب یہ کہتے تھے کہ عزیرؑ اور مسیحؑ خدا کے بیٹے ہیں ۔ (ان سب کا مجمل ذکر خدائے تعالیٰ نے فرما دیا ہے ۔)

**صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۴** خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ :۔ کتاب الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس حیثیت سے کہ ہر چیز خدا کے علم میں گزری ہے اور ہر بات کا خدائے تعالیٰ نے اندازہ فرمایا ہے بندوں کے افعال بھی خدا کی مخلوق ہیں مگر اس حیثیت سے نہیں کہ ان افعال کو خدا نے خود کیا یا بندہ کو ان کے کرنے پر مجبور کیا ۔ خدا تعالیٰ ہر شے کا خالق ضرور ہے مگر ہم نہ جبر کے قائل ہیں اور نہ تفویض کے ۔

**صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۲** وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ :۔ الکافی، التوحید اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ لطیف سے مراد یہاں اختصار اور چھوٹائی نہیں ہے بلکہ اس سے مطلب ہے چیزوں کی انتہا تک معلوم کر لینا اور خود ایسا نہ ہونا کہ کوئی اس کو سمجھ سکے جیسا کہ محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے لَطُفَ عَنِّیْ ھٰذَا الْاَمْرُ (یہ بات میری سمجھ سے باہر رہی) یا یہ کہنا لَطُفَ فُلَانٌ فِیْ مَذْھَبِہٖ وَقَوْلِہٖ (فلاں شخص اپنی تدبیر میں اور اپنی بات میں بڑا نازک خیال ہے) پس جو شخص یہ محاورہ بولتا ہے وہ تم کو بتلاتا ہے کہ اس نے اپنی پوری عقل دوڑائی لیکن کسی طرح بات کی تہہ تک نہ پہنچا، ناکامیاب رہا۔ اور معاملہ ایسا نازک رہا کہ اس کا وہم و خیال ادراک سے عاجز رہا پس لطف پروردگارِ عالم ایسا ہی کہ نہ کسی تعریف سے اس کا ادراک کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی طرح کے وصف سے اس کی تعریف ہوسکتی ہے ۔ رہی ہمارے نزدیک لطافت اس سے مطلب چھوٹا پن، کمی اور باریکی ہے ۔ پس یوں سمجھنا چاہئے کہ اسم تو دونوں کے لئے ایک ہی آیا مگر معنی مختلف ہیں پھر ان حضرتؑ نے فرمایا کہ خبیر اس کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہ رہے اور کوئی چیز اس سے جاتی نہ رہے اور یہ قوت چیزوں کے تجربے اور اعتبار سے حاصل نہ ہوئی ہو اس لئے کہ تجربہ اور اعتبار تو دو فائدہ پہنچانے والے علم ہیں اور اگر وہ کسی میں نہ ہوں گے تو وہ ان چیزوں کے علم سے بے بہرہ یا جاہل رہیگا حالانکہ پروردگارِ عالم ان چیزوں کے متعلق بھی خبیر ہے جن کو وہ پیدا کریگا اور ان چیزوں کی بابت بھی خبیر ہے جن کو وہ پیدا نہ کرے گا اور آدمیوں میں خبیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنی جہالت کے سبب خبر دریافت کرے اور جس کو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے ۔ پس یہاں بھی خدا اور بندے کے لئے لفظ تو ایک ہی استعمال ہوا ہے مگر معنی مختلف ہیں ۔

**صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۳** وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکُوْا :۔ تفسیر مجمع البیان میں اہلبیت علیہم السّلام سے اس کی تفسیر یوں وارد ہے کہ اگر خدا چاہتا تو ان سب کو مومن اور معصوم بنا دیتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی خدا کی نافرمانی نہ کرتا اور اس صورت میں نہ جنت کی ضرورت ہوتی اور نہ جہنم کی لیکن اللہ نے تو ان کو بعض چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض چیزوں کے کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس طرح ان کا امتحان لیا ہے اور ان کو ایسی قوت اور ایسے اعضاء اور آلات عنایت فرمائے ہیں کہ جن کے ذریعے سے ان پر حجت قائم ہو جائے تاکہ عذاب و ثواب دونوں کے مستحق ہوسکیں ۔

**صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۴** وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ :۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ کفار جن باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہیں تم ان کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔ تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث

کے معنی پوچھے گئے اِنَّ الشِّرْكَ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلٰى صَفَا سَوْدَآءَ فِيْ لَيْلَةٍ ظَلْمَآءَ (کہ شرک اندھیری رات میں سیاہ چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی لکیر سے زیادہ پوشیدہ ہے) تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ ابتدا میں ایسا ہوتا تھا کہ مشرک خدا کو چھوڑ جن چیزوں کے پوجنے والے ہوتے مومن انہی کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ پس اللہ نے مومنوں کو منع کیا کہ ان کے معبودوں کو برا نہ کہیں تاکہ کفار مومنوں کے معبود کو برا نہ کہنے پائیں اور اس طرح کے مومن جو خدا کو برا کہلواتے تھے اس حیثیت سے شرک کرتے تھے حالانکہ یقیناً وہ سمجھتے نہیں تھے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خبردار دشمنانِ خدا کو ایسی جگہ برا بھلا نہ کہنا کہ جہاں سے وہ سن پائیں اور بغیر سوچے سمجھے زیادتی کر کے خدا کو برا کہنے لگیں۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ان سے اس کے معنی دریافت کئے گئے تو فرمایا کہ تم نے کبھی ایسا شخص بھی دیکھا ہے جو خدا کو برا کہتا ہو عرض کی گئی کہ نہیں، فرمایا کہ بس جو خدا کے دوستوں کو برا کہتا ہے اس نے گویا خدا کو برا کہا۔ الاعتقادات میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کسی نے آکر یہ عرض کی کہ یا بن رسولؐ اللہ ہم نے مسجد میں دیکھا کہ فلاں شخص آپ کے دشمنوں پر علی الاعلان سب و لعن کرتا ہے فرمایا کہ اسے کیا ہو گیا ہے خدا اس پر لعنت کرے وہ ہماری آبرو کا درپے ہوا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ان کو برا نہ کہو ورنہ وہ تم کو برا کہیں گے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص کسی دوستِ خدا کو برا کہے تو گویا اس نے خود خدا کو برا کہا۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ جس نے تم کو برا کہا اس نے خود مجھ کو برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے اللہ کو برا کہا اور جس نے اللہ کو برا کہا وہ ناک کے بل اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائیگا۔

**صفحہ ۲۶۸ نوٹ ۵** وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل الٹ جائیں گے یعنی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائیگا اور ان کی بصارت ایسی جاتی رہے گی کہ وہ جناب امام مہدی علیہ السلام کو نہ دیکھیں گے اور جناب امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالب علیہما السلام نے یہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے دل کا الٹنا ہاتھ کے جہاد سے دست کشی کرنا ہے پھر پاؤں کے جہاد سے رک جانا اور انجام کار دل کے جہاد سے باز رہنا۔ پھر جس شخص کا دل نیکی کو نیک نہ سمجھے اور بدی کو بد نہ جانے تو اسے الٹا ہوا سمجھو یعنی اس کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو گیا اور ایسا دل پھر کبھی نیکی قبول نہ کرے گا۔

# ضمیمہ متعلق پارۂ ہشتم

**صفحہ ۱۶۹ نوٹ ۳** فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس تم ہرگز ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اسی طرح کا کلام ہے کہ کسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اور اے رسولؐ تم ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا) یہ ظاہر بات ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نہ شرک کرنے والوں میں سے تھے اور نہ شک کرنے والوں میں سے۔ یہ خطاب عرب کے محاورہ کے مطابق تھا کہ جس میں بات کسی اور سے کیا کرتے ہیں اور سُنانا کسی اور کو مقصود ہوتا ہے۔ پس یہاں خطاب جناب رسولؐ خدا سے ہے اور سنانا اُمت کو مقصود ہے۔۱۲

**صفحہ ۱۶۹ نوٹ ۴** وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفات امامؑ میں وارد ہے کہ امامؑ ماں کے پیٹ میں لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور جس وقت وہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دونوں شانوں کے مابین۔ اور ایک روایت کے بموجب داہنے بازو پر یہ پوری آیت لکھی جاتی ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ پھر جب امر امامت اس کے سپرد کیا جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ نور کا ایک ستون اس کے لئے قائم کر دیتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی رعایا کے کل اعمال کو دیکھتا رہتا ہے۔۱۲

**صفحہ ۱۷۰ نوٹ ۵** اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ مَيْتًا سے مراد ایسا جاہل ہے جو کسی چیز کو نہ پہچانے اور نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ سے مراد ایسا امام ہے جس کی امامت کا قائل ہونا چاہئیے اور كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ سے مراد وہ شخص ہے جو امامؑ کو نہ پہچانتا ہو کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث میں اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کی موت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مٹی کافر کی مٹی کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور زندگی اس کی یہ ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلمات کے ذریعہ سے ان دونوں کو علٰحدہ علٰحدہ کر دیا۔ قول مترجم: سورۂ فاتحہ میں حروف تہجی میں سے سات حروف نہیں آئے ہیں یعنی ث، ج، خ، ز، ش، ظ، ف۔ وہ سب اس پوری آیت میں واقع ہیں۔۱۲

**صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۴** ضَيِّقًا حَرَجًا ۔ معانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ اگر فقط ضیق ہو تو وہ تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسا منفذ باقی رہے کہ جس سے کچھ سُن لے اور یہ دیکھ لے اور جب حرج بھی ہوا تو وہ ایسا ٹھوس ہوا کہ اس میں کوئی منفذ ہی نہیں کہ جس سے کچھ سنے اور سمجھے۔۱۲

**صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۵** كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۔ لفظی معنی گویا وہ آسمان پر چڑھا چلا جاتا ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ضیق صدر کے مقابلہ کے لئے لایا گیا ہے اور اسی شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایسی بات کرنے کے درپے ہو جو اس کے بس کی نہ ہو کیونکہ آسمان پر چڑھنا مثل میں اس شخص کے لئے بیان کیا جاتا ہے جس کی استطاعت وقدرت سے وہ بات خارج ہو۔۱۲

**صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۶** كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ : تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلرِّجْسَ سے مراد یہاں شک ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ دل طلب حق میں سینہ میں تڑپتا رہتا ہے اور جب حق اسے مل گیا تب وہ قرار پکڑتا ہے اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ پھر ان حضرتؑ نے یہ پوری آیت وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ: سے لَا يُؤْمِنُوْنَ تک تلاوت فرمائی۔۱۲

**صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۷** دَارُ السَّلٰمِ : تفسیر صافی میں ہے کہ ہر آفت وبلا سے سلامتی کا مکان اور تفسیر قمی میں ہے کہ مراد اس سے جنّت ہے اور سلام سے مراد ہے امان وعافیت وخوشی۔۱۲

**صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۸** قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ : تم نے آدمیوں میں سے بہت سوں کو گمراہ کر لیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو شخص کسی گروہ سے محبت رکھے وہ اسی میں محشور ومحسوب ہوگا۔ گو ان کی جنس سے نہ ہو۔۱۲

**صفحہ ۱۷۳ نوٹ ۶** وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا : اس سے مراد ہیں ایسے جانور جن کے ذبح اور نحر کے وقت خدا کا نام نہ لیتے تھے اور ایک قول کے بموجب ان پر سوار ہو کے حج نہ کرتے اور لبیک نہ پکارتے اس ساری آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین نے اپنے زعم باطل میں اپنے مویشی کی تقسیم مقرر کر رکھی تھی ایک حصّہ کو تو انھوں نے ممنوع اور اچھوتا مقرر کیا تھا اور ایک کو ایسا کہ اس کی سواری ناجائز اور ایک حصّہ ایسا کہ جس پر خدا کا نام لینا منع اور اپنی اس خیالی تقسیم کو خدا کی طرف منسوب کر دیتے۔۱۲

**صفحہ ۱۷۳ نوٹ ۷** مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ : تفسیر قمی میں ہے کہ مشرکین عرب ان بچوں کو جو ان مویشی کے پیٹ سے نکلتے تھے عورتوں کے لئے حرام قرار دیتے تھے۔ اور اگر وہ بچہ مُردہ نکلتا تو مرد وعورت کھا لیتے۔۱۲

**صفحہ ۱۷۴ نوٹ ۳** وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ : کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا میرے والد کھیتی کاٹتے وقت اور فصل خُرما جمع کرتے وقت دونوں ہاتھ بھر بھر کر دینے کو اسراف سمجھتے تھے اور ایک ایسے ہی موقع پر

آپ نے اپنے غلام کو اسی طرح لپ بھر بھر کر دیتے ہوئے دیکھا تو چیخ کر فرمایا کہ ایک ہاتھ سے مٹھی بھر بھر کر دے اور اسی طرح بالوں کا مٹھا بھی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے کہ فلاں ابن فلاں انصاری نے جس کے یہاں کھیتی تھی جس وقت اس کو جمع کیا سب تصدق کر دی اور اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے لئے کچھ نہ رکھا فرمایا اسی کو اللہ نے اسراف کہا ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ فضول خرچی سے بھی خدا نے منع فرمایا ہے اور بخیلی سے بھی۔ پس جو کچھ مراد ہے یہ ہے کہ بین بین عمل کرو یہ نہیں کہ جو کچھ ہے سب خرچ کر بیٹھو اور پھر خدا سے دعا کرو کہ ہم کو اور دے کیونکہ ایسی دعا وہ قبول نہ کرے گا۔۱۲

**صفحہ ۷۴ نوٹ ۴** مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۝: کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے آٹھ جوڑے کشتی میں لے لئے تھے جن کو خدا نے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ فرمایا ہے۔ بھیڑ کے دو یعنی ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا جن کا شکار جائز ہے اور بکری کے دو ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا، اونٹ کے دو ایک عربی کا اور دوسرا بختی کا اور گائے کے دو ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا۔ اور ہر قسم کا پاک پرند جنگلی اور پالتو سب لے لئے تھے۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۱** پھر دابۃ الارض اپنا سر بلند کر کے حکم خدا سے آسمان و زمین کے مابین کی سب چیزوں کو دیکھ لے گا یہ واقعہ مغرب کی طرف سے سورج نکلنے کے بعد ظاہر ہوگا اس وقت سے توبہ اٹھا دی جائے گی یعنی نہ کوئی توبہ قبول ہوگی اور نہ کوئی عمل مانا جائے گا اور اسی وقت کی تعریف خدا نے اس طرح فرمائی ہے کہ کسی نفس کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لاچکا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کرچکا ہو پھر اس حدیث کے راوی صعصعہ نے مغرب کی طرف سے سورج نکلنے کا یہ مطلب بیان کیا کہ اس کے معنی ہیں قائم آل محمدؐ کا ظہور فرمانا۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۲** لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ اس دن جو شخص ایمان لائے گا اس کا ایمان اس کو کبھی کوئی نفع نہ دے گا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ کا مطلب ہے مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا، دجال کا خروج کرنا اور دھوئیں کا پیدا ہونا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ہٹ پر قائم رہیگا اور مقتضائے ایمان پر عمل نہ کرے گا اور یہ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو اس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۳** اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ اس فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ کو فَارَقُوْا دِيْنَهُمْ پڑھتے تھے۔ اور كَانُوْا شِيَعًا کے یہ معنی ہیں کہ فرقہ فرقہ ہوگئے اور ہر فرقہ کسی ایک امام کا پیرو ہوگیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد لئے گئے ہیں جو اس امت سے نکل کر ضلالت میں چلے گئے اور شبہات میں پڑ گئے اور بدعتی ہوگئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ عنقریب میری امت میں تہتّر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی جن میں سے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ ایک وہ ہوگا جو میرے وصی علیؑ کی پیروی کرے گا۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۴** مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۝: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عرض کی کہ مجھے اس سے زیادہ عطا فرما اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل کی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۝: کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ فضائل و احکام و حدود میں مومن کو مسلم پر کوئی فضیلت ہے فرمایا نہیں ان باتوں میں دونوں کی ایک ہی سی حالت ہے لیکن اعمال میں اور جس چیز کے ذریعہ سے خدا سے تقرب حاصل کر سکتے ہیں اس چیز میں مومن کو مسلم پر فضیلت ہے اس موقع پر حضرتؑ سے اعتراضاً پوچھا گیا کہ خدا یہ نہیں فرماتا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ مسلم نماز میں زکوٰۃ میں حج میں روزہ میں مومن کے ساتھ ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا يُضٰعِفُهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (اس کے واسطے کئی گناہ بڑھا دیتا ہے) پس مومن ہی وہ ہیں جن کی نیکیوں کو خدائے تعالیٰ اس طرح بڑھا دیتا ہے کہ ہر نیکی کو ستّر گنا کر دیتا ہے لہٰذا یہ مومن کی مسلم پر فضیلت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا اس کی نیکیوں کو بڑھانا اس کے ایمان کی صحت کی مقدار پر موقوف ہے اور اللہ مومنین کے ساتھ جس قدر نیکی چاہے گا کرے گا۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۵** وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ ابلیس کو وہ قوت عطا فرما چکا جس کا اس نے سوال کیا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی پروردگار اس کو تو نے میری اولاد پر مسلّط فرمایا تا آنکہ ان کی رگوں میں جہاں جہاں خون ہے گا اسکو بھی پہونچادیا اور جو جو کچھ تو نے چاہا عطا فرمایا اب میرے لئے اور میری اولاد کے لئے کیا عطا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تمھارے لئے اور تمھاری اولاد کے لئے یہ ہے کہ بدی کا بدلہ ایک اور نیکی کا عوض دس۔ عرض کی پروردگار اکچھ اور بڑھا۔ فرمایا کہ توبہ کو ہم نے اس قدر وسعت دی کہ جب تمھاری اولاد میں سے کسی کا دم حلقوم تک پہونچے گا اور اس وقت بھی توبہ کرلے گا تو بھی ہم قبول کرلیں گے۔ عرض کی پروردگار اور بڑھا۔ فرمایا کہ اگر کوئی ایمان کو سالم لے آیا اور توبہ نہیں بھی کی تو خواہ کتنے ہی گناہ کئے ہوں گے میں بخش دوں گا اور کچھ پروا نہ کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی بس کافی ہے۔۱۲

**صفحہ ۷۸ نوٹ ۶** مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۝: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حنیفیت نے کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا تا آنکہ ناخون کٹوانا، مونچھیں کتروانا، ختنہ کرانا بھی اس میں داخل ہیں اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس امّت میں سے دین ابراہیمؑ پر چلنے والا سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم اور ہمارے شیعہ ہی ملّت ابراہیم پر ہیں اور کل دوسرے اس سے الگ۔۱۲

**صفحہ ۷۹ نوٹ ۳** خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ: اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام ہو اور زمین میں تصرف کرے جیسے کہ اہل اسلام جو یہود و نصاریٰ اور مجوس کی سلطنتوں کے فاتح اور ان کے تصرف و تسلّط کے قائم مقام بنے۔۱۲

**صفحہ ۷۹ نوٹ ۴** الٓمّٓصٓ: معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث میں معنی ان حروف کے یہ منقول ہیں اَنَا اللّٰهُ الْمُقْتَدِرُ۔۔

الصَّادِقُ یعنی میں زبردست سچا اللہ ہوں۔ نیز اس کتاب میں اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ بنی اُمیّہ میں سے ایک شخص جو زندیق تھا حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ خدا نے اپنی کتاب میں یہ آلمّصٓ فرمایا ہے اس سے کیا مطلب نکالا اس میں حلال و حرام کیا چیز ہے جس سے لوگوں کو نفع ہو راوی کہتا ہے امام علیہ السلام کو یہ سن کر غصہ آیا فرمایا واۓ ہو تجھ پر خاموش رہ الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس۳۰ اور میم کے چالیس۴۰ اور صاد کے نوّے۹۰ بتا سب کا مجموعہ کیا ہوا اس نے عرض کی ایک سو اکسٹھ۱۶۱ فرمایا جب ۱۶۱ سنہ ختم ہو جائے گا تو بنی امیّہ کی سلطنت ختم ہو جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس کو غور کرتا رہا جب ۱۶۱ سنہ ختم ہو کر عاشورہ کا دن آیا تو مسودہ کوفہ پہنچا اور بنی امیّہ کی سلطنت جاتی رہی ۔۱۲

**صفحہ ۷۹ نوٹ ۵** قَآئِلُوْنَ ۝: قیلولہ سے ہے جس کے معنی دوپہر کے سونے والے مطلب ساری آیت کا یہ ہے کہ ہمارا عذاب جب کسی قوم پر آیا ہے تو ان کی غفلت و واستراحت کے وقت ان کو آیا ہے جیسے قوم لوطؑ کو شب کے وقت اور قوم شعیب کو دوپہر کے وقت ۔ قول مترجم :۔ غذاب کے ایسے اوقات پر آنے کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ بوقت آرام سب مجتمع ہوتے ہیں کوئی متفرق نہیں ہوتا دوسرے خداوندعالم کو اس سے حیا آتی ہے کہ لوگ ہوشیار ہوں اور معذّب کئے جائیں جس کی تائید میں قصۂ قوم لوطؑ ضمیمہ میں دیکھئے ۔۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ ۳** وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خَلَقْنٰكُمْ سے یہ مطلب ہے کہ پہلے نطفہ پیدا کیا پھر بستہ خون بنائی پھر لوتھڑا بنایا پھر ہڈی پیدا کی پھر گوشت چڑھایا اور صَوَّرْنٰكُمْ سے یہ مراد ہے کہ آنکھ، ناک، کان، منھ، ہاتھ پاؤں بنادیئے پھر بدصورت، خوبصورت، موٹا، دُبلا، بلند قامت، پستہ قد جیسا منظور ہوا بنادیا۔ قول مترجم :۔ شاید کسی کو یہ وہم پیدا ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام تو کسی نطفہ سے نہیں پیدا کئے گئے پھر ان پر خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ کیونکر صادق آیا ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی خلقت مٹّی سے ہوئی جس کی کوئی خاص صورت نہیں پس ان کی ہڈّی گوشت پوست کا بنانا تو خلق کرنا ہوا اور پھر اس میں کل اعضاء پیدا کرنا یہ صورت کا بنانا ہوا اور اس طرح دونوں لفظ صادق آگئے ۔۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ ۴** خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝: کافی، احتجاج اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ جو آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ مسائل میں تو قیاس کرتا ہے اس نے اقرار کیا حضرتؑ نے فرمایا قیاس نہ کیا کر کیونکہ پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جس وقت اس نے یہ کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اس نے آگ اور مٹّی کے درمیان قیاس کیا اور اگر وہ آدمؑ کی نورانیت کو نار کی ناریّت سے جانچتا تو ایک کو جو فضیلت و صفائی دوسرے پر حاصل ہے اسے پہچان لیتا ۔۱۲

**صفحہ ۸۰ نوٹ ۵** اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا روایت میں وارد ہے کہ اس آیت میں تنبیہ ہے کہ تکبیر اہل جنّت کے لائق نہیں اور یہ کہ شیطان کو خدائے تعالیٰ نے نہ فقط اس کی نافرمانی کے باعث بلکہ اس کے تکبّر کے سبب مردود و مطرود قرار دیا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو تواضع اختیار کرے گا خدائے تعالیٰ اس کو رفعت عنایت کرے گا اور جو تکبّر کرے گا اس کو خوار و ذلیل کر دیگا ۔۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ ۴** اُخْرُجْ مِنْهَا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدائےتعالیٰ نے ابلیس کو نکل جانے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی کہ خداوند تو تو عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا کیا میرے عمل کا سب ثواب باطل ہی ہو جائے گا۔ فرمایا نہیں تو امیر دنیا سے جو چاہے ثواب کے بدلے مانگ لے میں تجھے دیدوں گا۔ پس پہلی چیز جو اس نے مانگی قیامت تک کی زندگی۔ خدائےتعالیٰ نے ظہور قائم آل محمد تک کی زندگی اسے عنایت فرمائی۔ پھر اس نے کہا مجھے اولاد آدم پر تسلّط بھی دے فرمایا کہ میں نے تسلّط کر دیا پھر کہا کہ رگوں میں جس طرح خون چلتا ہے اس طرح میں سرایت کرسکوں۔ فرمایا یہ بھی منظور۔ عرض کی کہ جب ان کے یہاں ایک بچّہ پیدا ہو میرے یہاں دو ہوں میں تو ان کو دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھیں اور مجھے یہ بھی اختیار ہو کہ میں جس صورت میں چاہوں ان کے سامنے آسکوں۔ خدائےتعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ عطا کیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ پروردگار کچھ اور بھی دے۔ فرمایا کہ میں نے تیری اور تیری اولاد کا ان کے سینوں میں ٹھکانا قرار دیا اس وقت اس نے عرض کی کہ بس اب کافی ہے اور اسکے بعد کہا فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (تیری عزت و جلال کی قسم میں ان سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے مخلصین بندوں کے جو ان میں سے ہوں) بعد اس کے اس نے خدا کی درگاہ میں وہ عرض کی جس کو اس نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ سے شٰكِرِیْنَ تک جب امام علیہ السلام یہاں تک فرما چکے تو کسی نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں ابلیس کو کیا استحقاق تھا کہ خدائےتعالیٰ نے اس کو اتنا کچھ اختیار عطا فرمایا امام نے ارشاد فرمایا جو بھی نیکی اس نے کی تھی خدا نے اس کا معاوضہ دیدیا اس پر عرض کی گئی کہ وہ نیکی کیا تھی فرمایا کہ اس نے دو رکعتیں اتنی طول دیکر ادا کی تھیں کہ چار ہزار برس کی مدت صرف ہوگئی تھی ۔۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ ۵** فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ : لفظ وسوسہ کے معنی اصل میں ہیں خفیہ آواز۔ اب عربی میں اس کے استعمال کی دو صورتیں ہیں ایک حرف اِلٰی کے ساتھ اور ایک لام کے ساتھ یعنی وَسْوَسَ اِلَیْهِ اور وَسْوَسَ لَهٗ پس جب وَسْوَسَ اِلَیْهِ آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ایک مطلب خفیہ آواز کے ذریعہ سے پہونچا دیا اور جب وَسْوَسَ لَهٗ آئے جیسا کہ اس آیت میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہم پیدا کر دیا کہ یہ بات خیرخواہی کی ہے ۔۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ ۶** فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ :اس کی اصل تدلیہ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اوپر کی طرف سے نیچے کو لٹکانا۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ ان کو اس درخت کے پھل کھانے کی طرف مائل کر دیا۔ اس ذریعہ سے ان کو اعلیٰ درجہ سے اسفل کی طرف لے آیا۔ بِغُرُوْرٍ کے معنی دھوکے سے فریب سے اور فریب یہ دیا کہ ان دونوں کے سامنے خدا کی قسم کھائی کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں اور انھوں نے سمجھ لیا کہ کوئی شخص جھوٹ خدا کی قسم نہ کھا سکتا ہوگا۔۱۲

**صفحہ ۸۱ نوٹ ۷** بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب خدائےتعالیٰ نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں جگہ دی اور سوائے ایک درخت کے ہر چیز کا کھانا پینا ان کے لئے مباح کیا تو یہ بات بتلاتی ہے کہ اس نے ایک خلقت پیدا کر دی تھی جس کی بقا امر و نہی کی تعمیل پر، غذا و لباس پر، پردہ پوشی پر اور مرد و عورت کے میل جول پر موقوف تھی اور یہ نفع وہ ضرر کی چیزوں پر بغیر بتلائے واقف نہیں ہو سکتے تھے۔ اب جو ابلیس نے آکر یہ کہا کہ جس درخت سے اللہ نے منع کیا ہے اگر اس درخت کے پھل سے تم کھالو گے تو تم دونوں فرشتے ہو جاؤ گے اور ہمیشہ جنت میں رہو گے اور اگر تم نے

یہ پھل نہ کھائے تو وہ تم کو جنت سے نکالے گا اور قسم کھا کے بیان کیا کہ میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔ پس آدم علیہ السلام نے اتنی بات مان لی کہ اس کے ہم جنس درخت سے پھل کھا لئے اس وقت ان پر وہ حالت گزری جو خدائے تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ لباس جنت جو ان کو پہنا رکھا تھا وہ گر گیا۔ برہنگی ان کی ظاہر ہوگئی اور وہ پتوں سے پردہ پوشی کرنے لگے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۴** خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ: تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان، کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، الخصال، الجوامع وغیرہ میں اس کے متعلق جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ عیدین میں اور جمعہ کے دن غسل کرنا سفید اور اچھے کپڑے پہننا جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی سنت ہے اور ہر نماز کے وقت کنگھا کرنے کی سخت تاکید ہے۔ اور اس سے روزی بڑھتی ہے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔ حاجت بر آری ہوتی ہے نزلہ دور ہوتا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ دونوں رخساروں پر کنگھے کو چالیس مرتبہ اوپر سے نیچے کو لاتے تھے اور سات مرتبہ نیچے سے اوپر کو لے جاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے ذہن بڑھتا ہے۔ اور بلغم دفع ہوتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۵** اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیا تمھارا یہ ہے کہ جس شخص کو خدا نے نعمت دنیا زیادہ دے رکھی ہے تو کچھ اس سبب سے خدا کے نزدیک اس کا رتبہ بڑھا ہے یا جس کو نعمات دنیا سے محروم کیا ہے تو کچھ اس وجہ سے وہ خدا کے نزدیک ذلیل ہے ایسا نہیں ہے بلکہ جس قدر مال ہے حقیقت میں خدا کا مال ہے بندوں میں سے جس کے پاس جتنا چاہا رکھ دیا۔ اور یہ ان کے لئے جائز کر دیا کہ متوسط درجہ کا کھائیں پیئیں کپڑا پہنیں نکاح کریں اور سواری رکھیں اور جو جائز ضرورتوں سے بچے وہ فقراء و مومنین پر تقسیم کریں اور ان کی پریشانیوں کو دفع کریں پس جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا کھانا بھی حلال ہے، پینا بھی حلال ہے، نکاح بھی حلال ہے اور سواری بھی حلال ہے اور جو اس کے خلاف عمل کرتا ہے اس پر سب حرام ہے۔ پھر فرمایا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال امانت رکھ دیا گیا اور اس نے دس ہزار روپے کی ایک گھوڑی خریدلی حالانکہ بیس روپے کی گھوڑی بھی کام دے سکتی تھی۔ اور ہزار اشرفی کی ایک کنیز خرید لی حالانکہ بیس اشرفی کی کنیز سے بھی کار برآری ہوسکتی تھی۔ پس ایسوں ہی کو خدا تعالیٰ نے مسرف فرمایا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کے نصف حصہ میں خدا تعالیٰ نے ساری طب جمع کر دی ہے کیونکہ فرمایا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا نیز زیادہ کھانے کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور لوگوں سے مانگے وہ بھی مسرف ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۶** قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ: خوارج نے اور صوفیوں اور مخالفوں نے ائمہ پر لباس فاخرہ پہننے پر جو اعتراضات کئے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے۔ کافی میں ہے کہ سفیان ثوری نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو قیمتی اور عمدہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا میں ان پر جا کر حجت قائم کرتا ہوں اور ان کو سخت تنبیہ کرتا ہوں قریب آکے بولا یا ابن رسول اللہ جناب رسول خدا نے تو کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے اور نہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے پہنے اور نہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے اور کسی نے پہنے حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا عسرت کے زمانے میں تھے اور ایسے ہی عسرت کے زمانے میں ہمارے اور بھی بزرگ رہے اور اس کے بعد دنیا نے ادھر رخ کیا تو جو اس میں ابرار ہیں وہ اس سے نفع اٹھانے کے زیادہ مستحق ہیں پھر حضرتؑ نے یہ آیۂ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ تلاوت فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا فرمایا ہم اس کے لینے کے زیادہ مستحق ہیں مگر اے ثوری یہ جو اوپر کے کپڑے تو دیکھتا ہے یہ تو میں نے لوگوں کے دکھلانے کے لئے پہنے ہیں پھر سفیان کا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور اوپر کا کپڑا اٹھا کر نیچے والا نکالا تو جسم مبارک سے جو ملا ہوا تھا وہ ویسا ہی موٹا تھا (جیسا کہ حضرتؑ کے بزرگ پہنا کرتے تھے) پھر فرمایا دیکھ یہ تو میں اپنے نفس کے لئے پہنتا ہوں اور وہ جو تو نے دیکھا وہ لوگوں کے دکھانے کے لئے۔ اس کے بعد سفیان کا اوپر والا کپڑا کھینچ لیا جو بہت ہی موٹا اور کھردرا تھا تو اندر سے ایسا کپڑا نکلا جو بہت ہی نفیس اور نرم تھا فرمایا کہ تو نے یہ اوپر کا لباس تو لوگوں کے دکھانے کو پہن رکھا ہے اور اندر کا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے۔ نیز منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اپنے کسی صحابی پر سہارا دیئے ہوئے جا رہے تھے اور آپ شہر مرو کے بنے ہوئے نفیس کپڑے پہنے ہوئے تھے کہ عباد ابن کثیر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ تو اہل بیت نبوت سے ہیں اور آپ کے والد ماجد اور ایسے تھے اور آپ کے جد امجد ایسے اور ایسے تھے پھر یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اگر ان سے گھٹیا کپڑے آپ پہنتے تو موضوع ہوتا حضرتؑ نے فرمایا کہ اے عباد وائے ہو تجھ پر مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط پھر فرمایا کہ خدائے عزّوجلّ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو اس بات کو بھی دوست رکھتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس بندے پر دیکھے تو ان کپڑوں کے پہننے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اے عباد وائے ہو تجھ پر میں جناب رسول خدا کا لخت جگر ہوں پس مجھ کو ایذا مت دے (یہ فرمانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ) اس وقت عباد خود روئی کے دوہرے دوہرے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ خدا حضور کا بھلا کرے آپ ذکر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام موٹے جھوٹے کپڑے پہنا کرتے تھے کرتا ایسا پہنتے تھے جو چار درم کو آتا تھا۔ یا اسی کے قریب قریب۔ اور آپ کو ہم عمدہ لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام وہ لباس اس زمانے میں پہنتے تھے جبکہ وہ لباس حقارت کی نظر سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ اور اگر وہ لباس حضرت آج کل پہنتے تو مطعون ہو جاتے پس ہر زمانے میں جو لباس اہل زمانہ میں رائج ہو اس کو اختیار کرو۔ ہاں اس حکم سے قائم آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ مستثنیٰ ہیں کس لئے کہ جب وہ حضرتؑ تشریف لائیں گے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا سا لباس بھی پہنیں گے اور آنحضرتؐ کی سیرت اختیار کریں گے۔ قول مترجم: - ایک اور روایت میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس بات سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ موٹا جھوٹا کیوں کھاتے تھے اور پہنتے تھے۔ وجہ یہ کہ خداوند عالم نے ائمہؑ علیہم السلام پر عدل کو واجب کیا تھا کہ اپنی ذات کو محتاج سے محتاج آدمی کے برابر کر دکھائیں تاکہ فقیر کو اس کا فقر ناگوار نہ گزرے اور غنی کو اپنی غنا پر گھمنڈ نہ ہو۔

**صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۷** خَالِصَۃً: اس آیت میں مومنین کی جاگیر کا ذکر ہے۔ کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے روئے زمین کے دریاؤں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا جو کچھ ان میں سے پی لیا گیا وہ ہمارا ہے اور جو ہمارا ہے وہ ہمارے شیعوں کا ہے اور ہمارے دشمنوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انھوں نے کچھ غصب کر لیا۔ رہے ہمارے دوست وہ اس کے اور اس کے مابین یعنی آسمان و زمین کے مابین ہماری طرف سے بحل کئے ہوئے ہیں (یعنی یہ جو چیزیں ہمارے حق کی اپنے استعمال میں لائیں ان کے متعلق ہماری ولایت کے سبب کوئی باز پرس نہ ہوگی) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن وہ سب کچھ مومنوں کو ہی مل جائیگا جو کفّار اور منافقین و مخالفین نے ان سے غصب کر لیا تھا۔ اور وہاں کوئی غصب نہ کر سکے گا امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اے بندگان خدا یہ سمجھ لو کہ متقی لوگوں کو فوری نفع بھی حاصل ہوگا اور آئندہ کا بھی یعنی وہ اہل دنیا کی دنیا میں تو شریک ہیں اور اہل دنیا ان کی عقبے میں ان کے شریک نہ ہوں گے۔ دنیا میں اللہ نے ان کے لئے وہ مباح فرمایا ہے جو ان کے لئے کافی ہوگا اور ان کو بے پروا کر دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ الخ پس وہ دنیا میں اچھے سے اچھے گھروں میں رہے۔ جن میں دنیا رکھ سکتی تھی اور انھوں نے دنیا میں اچھے سے اچھا کھایا جو وہ کھلا سکتی تھی۔ اہل دنیا کے ساتھ وہ ان کی دنیا میں شریک رہے۔ کھانے کی پاک چیزوں میں سے جو وہ کھاتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور پینے کی پاک چیزوں میں سے جو کچھ وہ پیتے ہیں یہ بھی پیتے رہے۔ اور اچھے سے اچھے کپڑے جیسے وہ پہنتے ہیں یہ بھی پہنتے رہے اور اچھے سے اچھے مکان جن میں وہ رہتے ہیں یہ بھی رہتے رہے۔ اور عمدہ سے عمدہ ازواج جیسی ان کو میسر ہیں یہ بھی ویسی ہی کرتے رہے اور اچھی سے اچھی سواریاں جن پر وہ سوار ہوتے تھے یہ بھی سوار ہوتے رہے۔ غرض دنیا کی مدّت تو اہل دنیا کے ساتھ اٹھائی اور کل قیامت کے دن خدا کے مہمان ہوں گے۔ کہ جو تمنا اس سے کریں گے وہ ان کو عطا فرمائیگا۔ اور ان کی کسی دعا کو رد نہ کرے گا۔ اور نہ ان کی لذت کا کوئی حصّہ کم کرے گا۔ پس اے بندگان خدا جس شخص میں عقل ہے وہ تو ایسی ہی حالت کا مشتاق ہوگا۔

**صفحہ ۸۳ نوٹ ۸** کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ الۡفَوَاحِشَ کی تفصیل میں جو خداوند عالم فرماتا ہے مَا ظَہَرَ مِنۡہَا اس سے مراد ہے ایسا زنا جو اعلان کے ساتھ کیا جائے اور دوسرے زمانۂ جاہلیت میں بدکار عورتیں اپنے گھروں پر جھنڈے نصب کر لیا کرتی تھیں (یا جیسے ہندوستان میں کوٹھوں پر بیٹھ جاتی ہیں) اور یہ جو خداوند عالم نے فرمایا ہے وَمَا بَطَنَ اس سے مراد ہے باپ کی ازواج سے نکاح اس لئے کہ بعثت جناب رسُول خدا سے پہلے مرد جیسے اپنے باپ کے مال کا مالک ہوتا تھا ایسے ہی اس کی ازواج کا بھی مالک ہوتا تھا سوائے اس کے جس کے بطن سے پیدا ہوا ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو حرام قرار فرما دیا ہے آگے فرمایا وَالۡاِثۡمَ اس سے مراد ہے خمر کہ خدائے تعالےٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ ؕ قُلۡ فِیۡہِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ یس کتاب خدا میں اَلۡاِثۡمَ سے مراد خمر و میسر ہے اور تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اَلۡمَیۡسِرِ سے مراد ہے نرد یعنی جوئے کا سامان اور شطرنج اور چوسر وغیرہ۔ اور آگے فرمایا اَلۡبَغۡیَ سے مراد ہے چھپا کے زنا کرنا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اکثر الۡفَوَاحِشَ سے ایسے گناہ مراد لئے جاتے ہیں جن کی قباحت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ خفیہ اور عام طور سے اَلۡاِثۡمَ کا لفظ ہر گناہ کے لئے بھی آیا ہے اور اَلۡبَغۡیَ کا مطلب ظلم اور تکبر بھی ہے کہ اس صورت میں لفظ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ سے اس کی تاکید ہوئی ہے اور مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا سے مراد تحکم یعنی جبراً ایک بات کو ماننا اور منوانا کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ خداوند عالم اس بات کی کوئی دلیل نازل کرے کہ اس کے غیر کو اس کا شریک کیا جائے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ پس جو کچھ خداوند عالم نے قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے اس سے باز رہنے کو فرمایا ہے وہ تو ظاہر ہے اور باطن اس کا آئمۂ جور ہیں۔ اور اسی طرح جن جن چیزوں کو خداوند عالم نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے یا ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے وہ تو ظاہر ہیں اور باطن ان کا آئمۂ حق ہیں اور اس بات سے منع کیا ہے کہ تم خدا کے برخلاف وہ کچھ نہ کہو جو کچھ تم نہ جانتے ہو یعنی اپنی طرف سے بات نہ بناؤ اور افترا نہ کرو۔ نیز کافی اور خصال میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ دو عادتوں سے بچتے رہو کیونکہ جو ہلاک ہوا وہ انہی دو باتوں کے سبب سے ہلاک ہوا۔ ایک تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتویٰ دینا۔ اور دوسرے جو نہ جانتے ہو اس کے بموجب فیصلہ کرنا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک تو دین خدا میں باطل کو مذہب قرار دینا دوسرے جو کچھ تم نہ جانتے ہو اس کے بموجب دوسروں کو فتویٰ دینا۔ نیز اسی کتاب میں اور التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ کسی نے آنحضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ بندوں پر اللہ کی حجّت کیا ہے فرمایا یہ کہ جو جانتے ہوں وہ کہیں اور جو نہ جانتے ہوں اس میں خاموش رہیں من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کی وہ وصیّت منقول ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے محمد ابن حنیفہ کو فرمائی اس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ بیٹا جو کچھ تم نہ جانتے ہو وہ نہ کہو بلکہ جتنا جانتے ہو وہ بھی سب نہ کہو۔ العیون میں بروایت جناب امیرالمؤمنین جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کو فتوے دے کل آسمانوں کے اور زمین کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

**صفحہ ۸۳ نوٹ ۹** فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اجل وہ وقت ہے جو شب قدر میں ملک الموت کو بتا دیا جاتا ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پہلے سال گذر جاتے ہیں پھر مہینے پھر دن پھر ساعت اور جب ٹھیک وقت آجاتا ہے تو پھر وعدہ سے دم زیادہ نہ کم۔ ۱۲

**صفحہ ۸۶ نوٹ ۴** البصائر اور احتجاج میں بھی یہ حدیث اسی طرح ہے مگر آخر میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا کہ بندے اس کی ذات کی معرفت کسی اور طرح حاصل کر لیں تو وہ قادر تھا کہ بندے کسی اور طرح حاصل کر لیتے مگر اب تو اس نے اپنی معرفت کی صراط، سبیل (راہ) اور باب ہم کو مقرر کیا ہے۔ قول مترجم:۔ اس حدیث میں لفظ اعراف تین معنوں میں استعمال کیا گیا ہے، پہلے سے بلندیاں یا چوٹیاں مراد ہے۔ دوسرے سے معرفت کے نشان تیسرے سے وہ سردار جو رئیس کے ماتحت کسی گروہ کے امور کا اہتمام و انصرام کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۸۶ نوٹ ۵** اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اعراف جنت و جہنم کے مابین کی بلندیاں ہیں اور رجال سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں جو اپنے گنہگار شیعوں کو ان بلندیوں پر لئے ہوئے کھڑے ہوں گے اور جو شیعہ گناہوں سے پاک ہوں گے وہ جنت میں جا چکے ہوں گے تو آئمہ علیہم السلام گنہگار شیعوں سے فرمائیں گے جو تمہارے بھائی جنت میں جا چکے ہیں دیکھو کس طرح بے حساب جنت میں داخل ہو گئے چنانچہ وہ ان کی طرف دیکھ کر ان کو سلام کریں گے جیسے خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ وَنَادَوۡا اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ ۟ لَمۡ یَدۡخُلُوۡہَا وَہُمۡ یَطۡمَعُوۡنَ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اپنے دشمنوں کو جہنم کی طرف دیکھو اس وقت کی حالت خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ وَاِذَا صُرِفَتۡ اَبۡصَارُہُمۡ تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوۡا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اور اس وقت اصحاب الاعراف یعنی انبیاء و اوصیاء ان لوگوں سے جن کو پہچانتے ہوں گے اور وہ جہنم میں ہوں گے فرمائیں گے مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ پھر ان گنہگار شیعوں کے

دشمنوں سے جو جہنم میں ہوں گے خطاب فرما کے دریافت کریں گے اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ اس کے بعد ان گنہگار شیعوں سے فرمائیں گے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۱۲

**صفحہ ۱۸۶ نوٹ ۶** اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ: تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اہل جہنم میں پیاسے مرتے ہیں اور پیاسے ہی قبر میں جاتے ہیں اور پیاسے ہی جہنم میں جائیں گے۔ پھر ان کے عزیز جو جنت میں پہونچ گئے ہیں ان کو دکھائے جائیں گے تو ان سے وہ پکار کر کہیں گے اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ تو وہ جواب دیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۱۲

**صفحہ ۱۸۷ نوٹ ۴** ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ: احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں تدبیر درست کی اور اس کا امر غالب رہا اور کافی میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر دقیق اور جلیل امر پر غالب آیا۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر چیز پر اس کا غلبہ مساوی ہے پس کوئی شئی بہ نسبت دوسری کے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ قول مترجم:۔ کلام خدا میں جو لفظ عرش آیا ہے اور احادیث جناب رسول خدا اور ائمۂ ہدیٰ میں جو اس کی تشریح کی گئی ہے اس سے تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عرش سے مراد وہ جسم ہے جو کل اجسام کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور کہیں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کل عالم جسمانی مراد ہے اور کبھی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ واسطہ مراد ہے جس پر کل اجسام کا قیام ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا کے سوا ہے وہ مراد ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم خدا جو ماسوا کے متعلق ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم خدا مراد ہے جس پر انبیاءؑ اور رسولوں اور حجتوں کو مطلع کیا اور اکثر یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ عرش سے مراد خدا تعالیٰ کا مالک ہونا اور ہر شے پر حاوی ہونا۔ بہر حال آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی تفسیر یہ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات جسم و جسمانیت مکان و مقام سے منزہ و پاک ہے اور ایسا نہیں ہے جیساکہ عوام الناس نے تخت کو ایک عرش سمجھا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس پر بیٹھا ہوا تصور کر لیا ہے روایات کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر شئی پر حاوی و غالب ہے اور کوئی شئی بہ نسبت دوسری کے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ حالانکہ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کو مقربین کہا جاتا ہے اور شیاطین کو مبعدین تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں قرب و بُعد روحانی مراد ہے جسمانی ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۷ نوٹ ۵** لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ: خلق سے مراد عالم اجسام اور امر سے مراد عالم ارواح ہے ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۷ نوٹ ۶** تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہٖ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے ایک وادی میں پہونچے تو لوگ چلا چلا کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے لگے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! ٹھہرو ٹھہرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم اس سے دعا مانگتے ہو جو سمیع و قریب ہے وہ تو ہر مقام پر اور ہر وقت تمھارے ساتھ ہے مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ شب و روز ہر وقت اپنے تمام معاملات میں گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے اعانت طلب کیا کرو جیساکہ وہ خود حکم دیتا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ: قول مترجمؒ:۔ اعتداء اس طرح چیخ چیخ کر پڑھنے کو کہتے ہیں کہ پڑوسیوں کے گھروں کے نہیں تو اپنے گھر کے سب سوتے جاگتے اچھل پڑیں ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۸ نوٹ ۵** اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ: کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ نوح علیہ السّلام کی شریعت یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت توحید اور اخلاص کے ساتھ کی جائے اور جو خدا کے شریک بنا رکھے ہیں چھوڑ دیئے جائیں اور یہی وہ فطرت ہے جس پر خدا تعالیٰ نے آدمیوں کو پیدا کیا اور اللہ نے نوح علیہ السّلام سے اور انبیاء سے جو عہد لیا وہ یہی تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان کو نماز کا حکم دیا تھا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمایا تھا اور حلال و حرام کا حکم دیا تھا باقی ان پر حدود و قصاص کے احکام اور میراث وغیرہ کے واجب نہیں کئے گئے تھے۔ پس ان کی شریعت اتنی ہی تھی ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۹ نوٹ ۱** اکمال الدین میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے شیعوں کو بلایا اور یہ فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایک غیبت ہوگی جس میں بہت سے سرکش ظہور کریں گے۔ پھر عنقریب خدا تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک شخص کو قائم کرے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا جو صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہوگا جس کی وجہ سے میری تکلیفیں رفع ہو جائیں گی جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت ہودؑ مبعوث ہوئے تو اولاد سام ان پر ایمان لائی اور باقی ایمان نہیں لائے اور آندھی سے ہلاک ہوئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے یہ بھی روایت ہے کہ انبیاءؑ کی بعثت عام بھی ہوتی ہے اور خاص بھی چنانچہ حضرت ہودؑ خاص قوم عاد ہی کے لئے بھیجے گئے تھے ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۹ نوٹ ۲** فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ قوم عاد کا ہر ایک آدمی قد میں کھجور کے درخت کے برابر تھا اور پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانیں اپنے ہاتھ سے توڑ کر علیحدہ کر لیتا تھا ۔۱۲

**صفحہ ۱۸۹ نوٹ ۳** اٰلَآءَ اللّٰهِ: کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے کسی سے دریافت کیا تھا کہ جانتا ہے اٰلَآءَ اللّٰهِ یعنی نعمات خدا سے کیا مراد ہے؟ اس نے عرض کی نہیں، فرمایا سب سے بڑی نعمت جو خدا نے اپنی مخلوق عنایت کی وہ ہماری ولایت ہے ۔۱۲

**صفحہ ۱۹۰ نوٹ ۲** وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا: ثمود عرب کا ایک دوسرا قبیلہ تھا جن کا نام اپنے جد ثمود ابن ارم ابن سام ابن نوحؑ کے نام پر ثمود ہی تھا اور صالح علیہ السّلام بھی قوم ثمود ہی سے تھے کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ صالح علیہ السّلام قبیلہ ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور اس قبیلہ کا سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں پورے چالیس گھر بھی نہ تھے ۔۱۲

**صفحہ ۱۹۰ نوٹ ۳** نَاقَةُ اللّٰهِ: یوں تو اونٹنی کیا ہر چیز اللہ ہی کی ہے مگر اس کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے اضافت دی گئی کہ بلا واسطہ (نر و مادہ) کے پیدا کی گئی تھی اور اس لئے خدا کی ایک نشانی تھی ۔۱۲

**صفحہ ۱۹۰ نوٹ ۴** تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا: تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت کی گئی ہے کہ قوم عاد کے لوگوں کی عمریں اس قدر دراز ہوتی تھیں کہ اینٹ اور لکڑی کے مکان ان کی عمریں ختم ہونے کے پہلے ہی گل کر گر پڑتے تھے اس وجہ سے ان کو ضرورت تھی کہ خالص پتھر کے مکان بنائیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹۱ نوٹ ۳** کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ قوم حضرت صالح علیہ السلام کس طرح ہلاک ہوئی۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حضرت صالح اپنی قوم کی طرف سولہ برس کی عمر میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ اتنی مدت ان میں رہے کہ ایک سو بیس۱۲۰ برس کے ہوگئے مگر انھوں نے ان کی ایک بات بھی نہ مانی اور ان لوگوں کے ستر بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تو حضرت صالح نے فرمایا کہ لوگو! مجھے تم میں ایک سو چار برس گزر گئے اب میں تمھارے سامنے دو باتیں پیش کرتا ہوں یا تو تم یہ منظور کرو کہ مجھ سے جو چیز چاہے مانگو میں اپنے خدا سے اس کا سوال کروں گا وہ فوراً تم کو عطا کرے گا اور یا یہ منظور کرو کہ میں تمھارے خداؤں سے کچھ مانگوں اگر انھوں نے میری وہ بات پوری کردی تو پھر میں تمھارے پاس چلا جاؤں گا اس لئے کہ میں تم سے اکتا گیا ہوں اور تم مجھ سے اکتا گئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ اے صالح یہ بات تو انصاف کی ہے چنانچہ ایک دن مقرر کیا گیا جس میں وہ بتوں کو اپنی پیٹھ پر لاد کر نکلے اور کھانے پینے کی چیزیں تیار کیں اور کھا پی کے جب فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ صالح اب تم ان سے مانگو۔ صالح علیہ السلام نے ان میں سے بڑے کا نام پوچھا ان لوگوں نے نام بتایا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فلاں میری فلاں حاجت پوری کر جب کچھ جواب نہ ملا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے تو کوئی جواب نہیں ملتا۔ انھوں نے کہا کیا حرج ہے آپ دوسرے سے مانگیئے۔ چنانچہ انھوں نے نام لے لے کے سلسلہ وار سب سے مانگا اور کچھ جواب نہ پایا تب وہ لوگ اپنے بتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے یہ تم کو ہو کیا گیا ہے کہ تم صالح کی دعا قبول نہیں کرتے اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا تب انھوں نے کہا آپ ایک ساعت کے لئے یہاں سے علٰحدہ ہو جائیں اور ہم کو اور ہمارے خداؤں کو چھوڑ دیں۔ پھر تو انھوں نے وہاں سے فرش بھی اٹھا ڈالے اور اپنے کپڑے بھی اتار ڈالے اور خاک پر ان کے سامنے لوٹنے لگے اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگے۔ اور اپنے بتوں سے یہ کہا کہ اگر آج تم نے صالح کی بات پوری نہ کی تو ہم ذلیل ہو جائیں گے پھر صالح علیہ السلام کو بلایا اور ان سے کہا کہ اے صالح اب ان سے دعا کرو چنانچہ دعا کی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو! دن کا بڑا حصہ تو جا رہا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے خدا میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیتے اب تم اگر مجھ سے کہو تو میں اپنے خدا سے دعا مانگوں۔ جو فوراً میری بات کا جواب دے گا چنانچہ ان میں سے جو بزرگ اور شریف تھے ان میں سے ستر آدمی آمادہ ہو گئے اور انھوں نے کہا اے صالح ہم تم سے سوال کریں گے اگر تمھارے پروردگار نے ہماری بات قبول کرلی تو ہم بھی تمھاری پیروی کریں گے اور ہماری بستی کے کل رہنے والے بھی تمھاری پیروی کرلیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب جو تمھارا جی چاہے مانگو انھوں نے کہا آپ اس پہاڑ تک ہمارے ساتھ چلئے۔ پہاڑ قریب ہی تھا حضرت صالح علیہ السلام ان کے ساتھ گئے جیسے ہی پہاڑ پر پہونچے انھوں نے کہا اے صالح! اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ہمارے لئے ایک اونٹنی خالص سرخ رنگ کی بڑے بڑے بالوں والی دس مہینہ کی حاملہ ایسی نکلے کہ اس کے دونوں پہلوؤں کی چوڑائی ایک میل ہو۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی چیز مانگی ہے جو میرے لئے تو مشکل ہے مگر میرے خدا کے نزدیک آسان ہے چنانچہ حضرتؑ نے دعا کی اور وہ پہاڑ اس زور سے پھٹا کہ قریب تھا کہ یہ لوگ اس کے صدمہ کی آواز سُن کر دیوانے ہو جائیں پھر اس میں اس طرح کا زلزلہ پیدا ہوا جیسے عورت کی حالت ہوتی ہے جبکہ اس کو دردِ زِہ عارض ہوا اور تھوڑی دیر میں جہاں سے پہاڑ شق ہوا تھا وہاں سے اونٹنی کا سر نکلا پھر گردن نکلی پھر سارا جسم نکلا پھر وہ زمین پر پوری کھڑی ہوگئی۔ جب یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ اے صالح! تمھارے خدا نے تو تمھاری دعا بہت جلد قبول کرلی۔ اب اس سے یہ دعا بھی کرو بچہ بھی جلدی سے پیدا کر دے۔ حضرتؑ نے دعا کی بچہ بھی اس نے جن دیا اور وہ بچہ اس کے آس پاس پھرنے لگا۔ ان لوگوں سے پوچھا اب کچھ اور باقی ہے؟ انھوں نے کہا اب آپ ہمارے ساتھ ہماری قوم کے پاس چلئے تاکہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے اپنی قوم کو اطلاع دیں۔ اور وہ سب آپ پر ایمان لے آئیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ لوٹے تو ستر کے ستر ان کے پاس نہیں پہونچے ان میں سے چونسٹھ مرتد ہو گئے اور انھوں نے یہ کہا کہ یہ جھوٹ ہے اور جادو ہے اور مجمع کے پاس پہونچ کر چھ نے حق کہا۔ مجمع نے بھی باقی کے ساتھ یہی کہا کہ جھوٹ ہے اور جادو ہے اور اسی پر سب قائم رہے پھر ان چھ میں سے بھی ایک نے شک کیا اور وہ ان لوگوں میں داخل ہو گیا جنھوں نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دوستوں میں سے ایک شخص سے جس کا نام سعید ابن یزید تھا جناب امام علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے شام کے ملک میں بچشم خود وہ پہاڑ دیکھا ہے جس سے یہ اونٹنی نکلی تھی اور اس کے دونوں پہلوؤں کا اثر اس شان سے موجود ہے کہ پہاڑ جو پھٹا ہے اس کے دونوں حصوں کے درمیان کا فاصلہ ٹھیک ایک میل اب بھی موجود ہے۔

**قول مترجم:** جناب امام محمد باقر علیہ السلام والی روایت تو ختم ہوگئی۔ ہم اس قصہ کا بقیہ کتاب کافی سے جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔

جب ان لوگوں کی حسب استدعا یہ اونٹنی پیدا ہو گئی تو خدائے تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے صالحؑ ان لوگوں سے کہدو کہ جو چشمہ ان لوگوں کے پانی پینے کا ہے اس کا ایک دن کا پانی خدا نے اس اونٹنی کے لئے مقرر فرما دیا ہے اور ایک دن کا تم لوگوں کے لئے۔ پس جو دن اونٹنی کے پانی پینے کا ہوتا اس دن وہ چشمہ کا سارا پانی پی جاتی اور یہ لوگ اس کا دودھ دوہ لیتے اور ان کا چھوٹا بڑا کوئی ایسا باقی نہ رہتا کہ جو اس کا دودھ نہ پیتا اور دوسرے دن کا پانی یہ لوگ پیتے اس دن اونٹنی کچھ نہ پیتی مدت تک یہی درآمد عمل رہا۔ پھر ان لوگوں نے خدائے تعالیٰ کے برخلاف سرکشی اختیار کی ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالو ہم کسی طرح راضی نہیں ہیں کہ ایک دن کا پانی یہ پیئے اور ایک دن کا ہم پئیں انھوں نے کہا وہ کون ہے جو اس کے قتل پر آمادہ ہو ہم اس کی مرضی کے موافق اس کو انعام دینے کو تیار ہیں؟ تو ایک شخص ولد الزنا سرخ رنگ کبود چشم جس کے باپ کا پتہ نہ تھا جس کا نام قدار تھا جو سب سے بڑھ کے شقی اور اس قوم میں سب سے زیادہ منحوس تھا۔ آمادہ ہوا اور انھوں نے اس کے لئے انعام مقرر کیا تو جب وہ اونٹنی پانی کی طرف گئی اس وقت تو کچھ نہ کہا یہاں تک کہ وہ پانی پی کر لوٹی یہ شخص اس کے راستے میں گھات میں بیٹھ گیا اپنی تلوار سے پہلے ایک ضربت لگائی اس کا کچھ اثر نہ ہوا پھر دوسری ضربت لگائی وہ کاری لگی اونٹنی اپنے پہلو کے بل زمین پر گری اور اس کا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے تین مرتبہ چیخا اور قوم صالح سب کی سب آئی اور اس اونٹنی کے ضربتیں لگائیں۔ کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے ضربت

نہ لگائی ہو اور سب نے اس کا گوشت آپس میں بانٹ لیا اور چھوٹے بڑے سب نے کھایا۔ صالح علیہ السّلام نے جب یہ دیکھا تو ان سے فرمایا کہ اے قوم تم نے یہ کیا کیا؟ کس چیز نے تم کو اپنے پروردگار کی نافرمانی پر آمادہ کیا؟ اس وقت خدائے تعالےٰ نے صالح علیہ السّلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمھاری قوم نے بغاوت کی۔ سرکشی کی اور اس اونٹنی کو مارا جس کو میں نے ان پر حجّت قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا اس سے ان کو ضرر نہ پہونچتا تھا بلکہ بہت بڑا نفع پہونچتا تھا اب ان سے کہدو کہ میں تین دن میں ان پر اپنا عذاب بھیجنے والا ہوں اگر یہ توبہ کرلیں اور رجوع کریں تو میں ان کی توبہ قبول کرلوں گا۔ اور اس عذاب کو ان سے روکوں گا اور اگر انھوں نے توبہ نہ کی اور حق کی طرف رجوع نہ کی تو میں تیسرے دن ان پر عذاب بھیج دونگا صالح علیہ السّلام نے آکر ان سے فرمایا کہ اے میری قوم میں تم سب کی طرف تمھارے پروردگار کا رسول ہو کر آیا ہوں اور وہ تم سے یہ فرماتا ہے کہ اگر تم نے توبہ کی اور حق کی طرف رجوع کی اور مغفرت مانگ لی تو میں تم کو بخش دوں گا اور تمھاری توبہ قبول کرلوں گا (بصورت دیگر تین دن میں اپنا عذاب نازل کروں گا) حضرت صالح علیہ السّلام کا ان سے یہ فرمانا تھا کہ انکی سرکشی اور خیانت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور انھوں نے یہ کہا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ حضرت صالح علیہ السّلام نے فرمایا لوگو! کل صبح کو تمھارے منھ زرد ہو جائیں گے۔ پرسوں سُرخ اور اس سے اگلے دن سیاہ۔ چنانچہ عذاب کا پہلا دن ہوا تو ان کے منھ زرد ہو گئے ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہنے لگے کہ دیکھو صالحؑ نے جیسا کہا تھا ہوا تو ویسا ہی مگر سرکش بولے ہم تو صالحؑ کی بات نہ سُنیں گے اور اس کا کہنا نہ مانیں گے خواہ کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ ہو۔ دوسرا دن ہوا تو ان کے چہرے سُرخ ہو گئے پھر ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہا کہ لوگو! دیکھو صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا وہی ہوتا جاتا ہے۔ سرکش لوگ بولے اگر ہم مر بھی جائیں گے تو بھی صالحؑ کی بات نہ سنیں گے اور اپنے ان خداؤں کو نہ چھوڑیں گے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے چلے آئے ہیں۔ بہر حال نہ انھوں نے توبہ کی اور نہ حق کی طرف رجوع کی۔ تیسرا دن ہوا تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہا کہ دیکھو صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا سب پورا ہوا (اب عذاب ہی آنا باقی ہے) ان میں سے سرکش بولے کہ صالحؑ کی باتوں کا ذکر ہی نہ کرو دن تو گزر گیا رات جب آدھی آئی تو جبرئیل علیہ السّلام نے آکر ایک چیخ ماری جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ جگر شق ہو گئے اور دل پارہ پارہ ہو گئے یہ تین دن جو گزرے تھے اس میں وہ لوگ اپنا انتظام اور اہتمام کرتے رہتے تھے اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ عذاب ان پر آنے والا ہے۔ جب عذاب آیا تو ایک پلک جھپکنے میں چھوٹے بڑے سب مر گئے۔ اور ان کا کوئی پرندہ اور چرندہ بھی باقی نہ رہا۔ کہ اللہ نے اس کو ہلاک نہ کر دیا ہو چنانچہ وہ اپنے گھروں میں اور بستروں میں مرے کے مرے رہ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اسی چیخ کے ساتھ دن پر آسمان سے ایک آگ بھی بھیجی جس نے ان کو جلا کر راکھ کر دیا۔

**صفحہ ۱۹۱ نوٹ ۵** — اَلْفَاحِشَۃَ: لفظی معنی بے حیائی کی بات، کھلی بدی یا خرابی میں بڑھی ہوئی بدکاری مگر یہاں مراد ہے عمل قوم لوطؑ جس کی ابتداء قوم میں حسب روایت کافی اور علل الشرائع اس طرح ہوئی تھی کہ ابلیس حسین صورت میں عمدہ کپڑے پہنے ہوئے اس شان سے کہ اس کی صورت سے زنانہ پن ٹپکتا تھا اس قوم کے کچھ جوان لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے ایسا اور ایسا فعل کرو اگر خلاف کا طالب ہوتا تب تو وہ انکار کر دیتے مگر چونکہ خود مفعول بننے کا طالب ہوا انھوں نے قبول کر لیا اور اس فعل کی ایسی لذت معلوم ہوئی کہ ابلیس تو چلا گیا اور وہ ایک دوسرے سے مبتلا ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۲** — اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا: روایت میں وارد ہے کہ یہ لوگ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد تھے اور شعیبؑ بھی انہی میں سے تھے۔ اپنے حسنِ بیان کے سبب خطیب الانبیاء مشہور تھے ان کی قوم کا نام ان کے جد امجد کے نام پر تھا اور یہی نام انھوں نے اپنے شہر کا رکھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو مدین میں نبی بنا کر بھیجا اور یہ شام کے راستے میں ایک بستی ہے اور وہ لوگ حضرت شعیبؑ پر ایمان نہیں لائے۔ اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ شعیبؑ کو خدا نے نبی بنا کر مدین میں بھیجا جہاں پورے چالیس گھر بھی نہ تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۳** — قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ: یہ الفاظ بتلاتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی نبوت کی صحت کا کوئی معجزہ دکھلایا تھا مگر اس کا تفصیلی ذکر نہ تو قرآن مجید میں کہیں ہے نہ احادیث میں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۴** — لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ روایت میں آیا ہے کہ یہ لوگ راستے میں آ بیٹھتے تھے اور آنے جانے والوں سے یہ کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) شعیبؑ جھوٹے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو تمھارے دین سے بہکا دیں۔ یہی ڈھنگ قریش کا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی مخالفت میں تھا اور یہ شیطان کی پوری پیروی ہے جس نے اولاد آدمؑ کو بہکانے کے لئے خدا تعالیٰ سے عرض کیا تھا۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۱۲ ؏

**صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۵** — اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ: روایت میں وارد ہے کہ مدین ابن ابراہیمؑ خلیل نے حضرت لوطؑ کی بیٹی سے شادی کی تھی ان سے جو بچہ پیدا ہوا خدا تعالیٰ نے بڑی برکت دی اور تجارت کے سبب سے ان کی دولت بھی بہت بڑھ گئی چونکہ یہ لوگ لوگوں کے حقوق بہت مارنے لگے اسی سبب سے انکو حکم دیا گیا لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور ان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ جن سے مراد حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ کی قومیں تھیں جن سے یہ قریب العہد تھے۔ ۱۲

پارۂ ہشتم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارہ نہم

**صفحہ ۱۹۸ نوٹ ۲** تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ جب جادوگر سجدہ میں گر گئے اور لوگ ایمان لائے تو ہامان نے فرعون لعین سے کہا کہ لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے لگے ہیں تو اس پر تاکید کر کہ جو ان کے دین میں داخل ہوتا جائے اسکو قید کریں چنانچہ بنی اسرائیل میں سے جو بھی موسیٰؑ پر ایمان لایا تھا اس کو قید کر دیا گیا موسیٰ علیہ السلام فرعون لعین کے پاس آئے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اس نے نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سال میں ان لوگوں پر طوفان بھیجا اور ان کے مکانات اور آبادیوں کو ویران کر دیا یہانتک کہ جنگلوں میں نکل گئے اور خیمے ڈالکر رہنے لگے اور فرعون لعین نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ طوفان کو ہم سے باز رکھے تو میں بنی اسرائیل اور ان کے سب ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی خدائے تعالیٰ نے طوفان کو ان سے روک لیا۔ فرعون لعین نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے مگر ہامان لعین نے کہا کہ اگر تو نے بنی اسرائیل کو چھوڑا تو موسیٰؑ تجھ پر غالب آجائیں گے اور تیری سلطنت جاتی رہیگی۔ ہامان لعین کی بات مان لی گئی اور بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا گیا دوسرے سال خدا تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں بھیجیں تو نباتات اور درخت کی قسم سے جو کچھ تھا وہ سب کھا گئیں یہانتک کہ انکے بالوں اور ڈاڑھیوں کو بھی کھانے لگیں۔ فرعون لعین اور فرعون والے اس سے چیخ اٹھے انھوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہم سے ان ٹڈیوں کو روک لے تو میں بنی اسرائیل کو اور تمہارے اصحاب کو چھوڑ دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اس نے ٹڈیاں ان سے ہٹالیں اور ہامان لعین نے اب بھی بنی اسرائیل کو نہ چھوڑنے دیا تو تیسرے برس خدائے تعالیٰ نے ان پر چچڑیاں (کلیاں) بھیجدیں جس سے تمام کھیتیاں انکی جاتی رہیں اور وہ بھوکے مرنے لگے پھر فرعون لعین نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر چچڑیوں کا عذاب ہم سے دفع کر دو تو میں بنی اسرائیل کو چھوڑ دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی وہ چچڑیاں بھی جاتی رہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے پہل چچڑیاں اسی زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں (قصص بحر۔ یہ چچڑیاں خاص قسم کی تھیں جو درختوں کو اور نباتات کو چٹ کر جاتی تھیں زمین کو چاٹ جاتی تھیں اور لباس کے اندر گھس کے بدن کو بھی کاٹتی تھیں تو سارے بدن پر چیچک سی نکل آتی تھی جس سے نیند بھی اڑ جاتی تھی اور آرام و قرار بھی) بہرحال بنی اسرائیل کو اس نے پھر بھی نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اسکے بعد مینڈکیاں بھیجیں اور انکے کھانے میں مینڈکیاں ہی مینڈکیاں ہوگئیں اور روایت میں یہانتک وارد ہوا ہے کہ انکے کانوں سے اور ناک سے اور اندام نہانی سے بھی مینڈکیاں ہی برآمد ہوتی تھیں اس سے بہت کچھ چیخے پیٹے اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم سے ان مینڈکیوں کو دفع کر دو تو ہم آپ پر ایمان بھی لائیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ کر دیں گے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اللہ نے اس بلا کو بھی ان سے دفع کر دیا پھر بھی بنی اسرائیل کے چھوڑنے سے انکار ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کا پانی انکے لئے خون کر دیا۔ قبطیوں کو تو خون نظر آتا تھا اور اسرائیلیوں کو پانی جب اسرائیلی اسے پیتا تو پانی ہوتا اور جب قبطی اسے پیتا تو خون۔ چنانچہ قبطی اسرائیلی سے یہ کہتے تھے کہ تم اپنے منہ میں پانی لیکر ہمارے منہ میں ڈالدو پس وہ ایسا ہی کرتے تھے مگر قبطی کے منہ میں پانی آتے ہی خون بن جاتا تھا۔ اب اس سے بہت چیخے پیٹے اور سب نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر یہ خون کی مصیبت ہم سے دفع ہوگئی تو ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ ضرور ہی بھیجدینگے مگر جب اللہ تعالیٰ نے خون کی مصیبت دفع کی تو پھر انھوں نے بغاوت کی اور بنی اسرائیل کو نہیں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر رجس کو نازل کیا جس سے مراد ہے برف اور اس سے پہلے انھوں نے کبھی برف نہیں دیکھی تھی بہت سے اس میں مر گئے باقی روئے پیٹے۔ کیونکہ اس سے انہوں نے وہ تکلیف پائی جو پہلے کبھی نہ پائی تھی تب انہوں نے عرض کی کہ اے موسیٰؑ تم اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے بموجب اس عہد کے جو اس نے تم سے کیا ہے دعا کرو اگر تم نے یہ برف کا عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم تم پر ایمان بھی ضرور لے آئینگے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ ضرور ہی بھیجدینگے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اس نے برف کا عذاب ان سے دور کر دیا۔ اس موقع پر فرعون لعین نے بھی بنی اسرائیل کو آزاد ہی کر دیا جیسے ہی وہ آزاد ہوئے موسیٰؑ کے پاس جمع ہوگئے اور موسیٰؑ انہیں مصر سے لے نکلے فرعون کے پاس سے جو جو بھاگے تھے وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوگئے۔ اب فرعون کو یہ خبر پہنچی تو ہامان لعین نے کہا کہ میں نے تو بنی اسرائیل کے آزاد کرنے سے پہلے ہی منع کیا تھا اب دیکھو یہ لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ فرعون لعین پھر گھبرایا اور شہر میں قاصد دوڑا دیئے اور جم غفیر جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلا نتیجہ میں جس طرح غرق ہوگیا وہ مشہور و عام ہے)

**صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۱** عیون اخبار الرضا میں جو حدیث ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضاؑ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰؑ تو کلیم تھے کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ خدا سے رویت کا سوال کر بیٹھے۔ فرمایا کلیم اللہ بے شک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن واقعہ یوں گذرا تھا کہ جب حضرت موسیٰؑ کو شرفِ کلام حاصل ہوا ہے تو انھوں نے آکے بیان کیا مگر لوگوں نے اس کا یقین نہ کیا اور یہ کہدیا کہ جب تک ہم خود نہ سن لیں ہم تو ایمان نہیں لائیں گے وہ لوگ تعداد میں سات لاکھ تھے حضرت موسیٰؑ نے ان میں سے انتخاب کرتے کرتے ستر آدمی منتخب کر لیے اور انھیں لیکر طور سینا میں گئے، دامنِ کوہ میں تو ان کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ خدائے تعالیٰ نے باتیں کیں ان لوگوں نے بھی ہر طرف سے آوازیں سنیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک درخت میں قوتِ گویائی پیدا کر دی تھی۔ اب ان لوگوں کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ انھوں نے صاف کہدیا کہ ہم تو جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں گے ہرگز ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ اسی بڑے بول کے سبب ان پر بجلی گری اور وہ سب کے سب مر گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ پروردگارا بنی اسرائیل مجھے الزام دیں گے کہ تیرا دعویٰ ہی غلط تھا اسی وجہ سے ان سب کو قتل کرآیا لہٰذا خدائے تعالیٰ نے ان کو پھر زندہ کیا۔ اب انھوں نے موسیٰؑ سے یہ کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کر لیتا، موسیٰؑ نے فرمایا اے لوگو خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہ آیات و علامات سے پہچانا جاتا ہے۔ انھوں

نے کہا کہ جب تک آپ یہ سوال نہ کریں ہم تو ایمان نہیں لا سکتے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ خدایا تو نے ان کا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ جو کچھ یہ کہتے ہیں سوال کرو ہم ان کے جہل کے سبب تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ اس کا اطمینان ہو لینے پر موسیٰؑ نے وہ جرأت کی تھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور اس کا نتیجہ وہ ہوا تھا کہ جو اس نوٹ کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۲** وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم جفر کے بارے میں یوں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو تختیاں جنتی زبرجد کی حضرت موسیٰؑ پر نازل فرمائی تھیں ان میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب درج تھا جب موسیٰؑ کا آخر وقت آیا تو ان کو حکم آیا کہ زینت نامی پہاڑ میں ان تختیوں کو امانت رکھدو اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہو چکی تو یمن کا ایک قافلہ حضرتؐ کی خدمت میں آتا تھا ان کا گزر اس پہاڑ کی طرف سے ہوا ان کو وہ تختیاں دکھائی دیں مگر ملفوف تھیں انھوں نے اٹھا لیا مگر ایسا رعب غالب ہوا کہ دیکھ نہ سکے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب آئے تو جبرئیلؑ امین نے پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی جب ان لوگوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چیز تم کو ملی ہے وہ لاؤ ان لوگوں نے عرض کی کہ آپ کو کہاں سے خبر ہو گئی فرمایا کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے وہ لوحیں ہیں یہ سچی خبر سن کر وہ لوگ ایمان بھی لائے اور لوحیں بھی حاضر کر دیں جو عبرانی میں تھیں۔ آنحضرتؐ نے وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد فرما دیں اور یہ ارشاد فرمایا کہ انکی حفاظت کرنا کہ انمیں علوم اولین و آخرین ہیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انکی نقلیں بھی کیں انھیں نقلوں کا نام جفر ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نقلیں بھی ہمارے پاس ہیں اور اصلی لوحیں بھی ہمارے پاس ہیں۔ عصاءِ موسیٰؑ بھی ہمارے پاس ہے اور ہم کل انبیاءؑ کے وارث بھی ہیں۔ (یہ حدیث طویل ہے یہاں صرف خلاصہ درج کیا گیا ہے) ۱۲

**صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۳** جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ:۔ گوسالہ کا قصہ تو سورۂ بقر میں بیان ہو چکا یہاں صرف دو باتیں بیان کی جاتی ہیں ایک یہ کہ خوار کے معنی ہیں گائے کی آواز دوسرے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے پروردگار عالم سے مناجات کی تھی تو اس میں یہ دریافت کیا تھا کہ خداوندا بچھڑا تو سامری نے بنایا تھا یہ آواز اس میں کہاں سے آئی تھی وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ یہ ہماری طرف سے آزمائش تھی تم اس کی تفتیش نہ کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے عرض کی کہ خداوندا اس بچھڑے کے بت میں آواز کس نے پیدا کر دی فرمایا میں نے اس پر موسیٰؑ نے عرض کی إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي بِهَا مَنْ تَشَاءُ (یہ تیری ہی طرف سے آزمائش ہے اسی کے ذریعہ سے جس سے تو چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۲** پوجنے کے وقت چھوڑ نہ دیا اور حضرت موسیٰؑ سے جا نہ ملے اگر حضرت ہارونؑ ایسا کرتے تو بنی اسرائیل پر فوراً عذاب خدا نازل ہو جاتا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۳** يَا ابْنَ أُمَّ:۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب ہارونؑ نے اِبْنَ أَبِيْ نہیں فرمایا اس لئے کہ باپ سے جتنے بیٹے ہوں اور مائیں ان کی مختلف ہوں تو ان کے مابین عداوت کچھ بعید نہیں ہے سوائے ان کے جن کو خدائے تعالیٰ محفوظ رکھے اور ایک ماں سے جتنے ہوتے ہیں ان میں آپس میں عداوت بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے تین برس بڑے تھے اور بڑے حلیم و بردبار تھے اسی سبب سے بنی اسرائیل ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہے کہ وحی خدا کا نزول حضرت موسیٰؑ پر ہوتا تھا اور وہ حضرت ہارونؑ کو اس سے مطلع فرما دیا کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے مناجات بھی حضرت موسیٰؑ ہی کرتے تھے احکام جو ملتے تھے وہ بھی حضرت موسیٰؑ ہی تحریر فرماتے تھے اور بنی اسرائیل میں جو جھگڑے ہوا کرتے تھے وہ بھی حضرت موسیٰؑ ہی فیصل فرمایا کرتے تھے مگر حضرت موسیٰؑ کی کوئی اولاد نہ تھی اولاد حضرت ہارونؑ ہی کی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۴** وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ:۔ افترا ان کا یہ قول تھا کہ انھوں نے کہا تھا کہ هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کو تلاوت فرما کر یہ فرماتے تھے کہ بدعتی کو تم ہمیشہ ذلیل پاؤ گے اور جو اللہ پر اور اللہ کے رسولؐ پر اور اہلبیت رسولؐ پر افترا باندھے گا اس کو بھی ذلیل پاؤ گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۲ نوٹ ۳** الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ:۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ رسول وہ ہے کہ جس سے فرشتہ نازل ہو کر کلام کرے اور نبی وہ جس کو خواب میں احکام ملیں اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتی ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی کیوں کہا گیا۔ فرمایا کہ مکّہ سے نسبت رکھنے کے سبب جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا (تاکہ تم ام القریٰ اور اس کے ارد گرد والوں کو ڈراؤ) پس ام القریٰ مکّہ ہے اور اسی کی نسبت کے سبب آنحضرتؐ اُمّی ہوئے۔ علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے اسی کی نسبت سوال کیا گیا تو اُن حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا عوام الناس کا کیا خیال ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ تو یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ حضرتؐ اس لئے امی کہلائے کہ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں خدا کی ان پر لعنت ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (وہ خدا وہی ہے جس نے ام القریٰ کے رہنے والوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث کیا جو اس کے احکام انھیں پڑھ کر سناتا ہے اور (ظاہر و باطن) انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے) پس جب کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے تو اس کی ان کو تعلیم کیوں کر دیتے تھے۔ واللہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتّر یا فرمایا کہ تہتّر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے اور امّی تو حضرتؐ کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ آپ مکّہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور مکّہ ان بستیوں میں سے ہے جو ام القریٰ کے نام سے موسوم ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ **قولِ مترجم**:۔ مطلب یہ ہے کہ بعد تعلیم خدا لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۲ نوٹ ۴** يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ لکھا ہوا پانے والے تو یہود و نصاریٰ ہیں اور جو کچھ وہ لکھا ہوا پاتے تھے وہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اور آنحضرتؐ کی صفات ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ

سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی گئی تو انھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری پہنچائی پھر اور انبیاءؑ خوشخبری دیتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ مسیح ابن مریمؑ کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری پہنچائی اور یہی اس آیت کا مطلب بھی ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۳ نوٹ ۲** صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ جبرئیلؑ امین شب معراج آنحضرتؐ کو ان کے پاس لے گئے تھے اور حضرتؐ نے انھیں دس سورتیں پڑھکر سنائی تھیں جو اس وقت تک مکہ میں اتر چکی تھیں ۔ پس وہ سب آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آنحضرتؐ کی انھوں نے تصدیق کی اور آنحضرتؐ نے انھیں حکم دیا کہ وہ وہیں رہیں اور سبت کی پابندی چھوڑ دیں اور نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں ۔ چنانچہ انھوں نے ان احکام کی تعمیل شروع کر دی اور ان کے سوا اور کوئی واجب ان تک نہیں پہنچا ۔ نیز صاحب مجمع البیان یہ فرماتے ہیں کہ یہ سب قوم قائم آلِ محمدؐ کے ساتھ خروج کرے گی ۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ذوالقرنین ان سے ملے تھے اور اُن سے یہ کہا تھا کہ اگر مجھ کو مقام کرنے کا حکم ملا ہوتا تو مجھے یہی بات پسند آتی کہ میں تمہارے پاس ٹھہرا رہوں ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۳ نوٹ ۳** اَسْبَاطًا :- اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اولاد کی اولاد ۔ اور اسباط اولاد یعقوبؑ میں ایسے ہی تھے جیسا کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں قبائل ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۱** مَعْذِرَةً اِلٰی رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ :- امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے حکم خدا کو بھی بھلا دیا اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحتوں کو بھی نہ مانا تو انھوں نے کہا کہ بھائی ہم تورات کو تمہارے ساتھ اس بستی میں رہیں گے نہیں جس میں خدا کی مخالفت ہو چکی ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر عذابِ خدا نازل ہو اور ہم بھی لپیٹ میں آجائیں پس وہ شہر سے نکل گئے اور زیر آسمان رات بسر کی ۔ صبح ہوئی تو فرماں بردار اُن نافرمانوں کی حالت دریافت کرنے آئے تو شہر کا دروازہ بند پایا بہت کھٹکھٹایا مگر جواب ندارد ۔ فصیل سے ملا کر ایک سیڑھی لگائی اور ایک آدمی کو دیکھنے کے لئے چڑھایا تو اس نے دیکھا کہ وہ سب بندر ہو گئے ۔ اس شخص سے یہ بات سن کر انھوں نے دروازہ توڑا اور اندر گئے تو وہ بندر ان لوگوں کو پہچانتے تھے کہ یہ کس قبیلہ سے ہیں مگر وہ آدمی ان کو نہیں پہچانتے تھے کہ یہ کس کس قبیلہ سے ہیں ۔ پس ان لوگوں نے بندروں سے اتنا کہا کہ کیا ہم نے تم لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے منع نہیں کیا تھا ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ اس شہر کے کل باشندے کچھ اوپر اسی ہزار تھے جن میں دس ہزار بچے اور کچھ اوپر ستر ہزار بندر بنا دیئے گئے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۵** مخصوص کیا ہے ۔ ایک تو یہ کہ جب تک جانتے نہ ہوں کچھ نہ کہیں ۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ نہ جانتے اس کو رد نہ کریں اور یہ دونوں حکم ان آیتوں میں موجود ہیں ۔ پہلی آیت یہ ہے اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اور دوسری یہ ہے بَلْ كَذَّبُوْا مَالَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ (بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا ان کو علم نہ تھا) ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۶** اَلْجَبَلَ :- تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر توریت نازل کی تھی تو وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے تو خدائے تعالیٰ نے بھی کوہِ طورِ سینا کو ان کے سروں پر بلند کیا تو حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمایا کہ اگر تم اس کتاب کے احکام قبول نہ کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر گرے گا تب انھوں نے سر جھکا کر قبول کر لیا ۔

**صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۷** بِقُوَّةٍ :- تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس سے قوّتِ جسمانی مراد ہے یا قوتِ قلبی ۔ فرمایا دونوں قوتیں ساتھ ساتھ مراد ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۱** خدائے تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ تم گواہ رہنا ۔ فرشتوں نے عرض کی کہ ہم گواہ ہیں ۔ فرمایا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ کہدیں اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔

یہاں ان کو علم پہنچانے اور ان سے اقرار لینے کا یہ مطلب ہے کہ اپنی ربوبیت کی دلیلیں انکے لئے قائم کر دیں اور انکی عقلوں میں ایسی ترکیب پیدا کی کہ وہ سمجھ بوجھ کر اقرار کریں ۔ پس انکا اپنی ذات کے لئے یہ گواہی دینا مثال کے طریقہ پر ہے اور اسکی نظیر خدائے تعالیٰ کا یہ کلام موجود ہے اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۰ نیز یہ قول فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۰ اب یہ ظاہر ہے کہ یہاں حقیقتاً کچھ کہنا سننا نہیں ہے بلکہ مثال اور مطلب کی تصویر ہے اسی طرح جس وقت لوگوں کے نفوس اپنے آباؤ اجداد کے صُلب میں روحانی حیثیت سے اصلی معنوں میں تھے اور وہ اِن حقیقتوں کے اصلی دقیقے تھے تو انکے آباؤ اجداد کو خدائے تعالیٰ سے لفظِ ظہور سے تعبیر فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ نفوس انہی سے ظاہر ہونے والے تھے یا یہ مطلب ہے کہ نوری صورت میں اس کے نزدیک اپنی اپنی ذات میں ظاہر تھے تو اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کا یہ مطلب ہوگا کہ اسی حالتِ نورانی و روحانی میں ایسے قوائے عقلی عنایت فرمائے تھے کہ خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کو اسی طرح سمجھ سکتے تھے جیسے دنیا میں جسمانی قوتوں کے ذریعہ سے ظاہری خطاب کو سنتے ہیں اور انہی عقلوں کی زبانوں سے یہ جواب بھی دیا تھا کہ بیشک تو ہمارا پروردگار ہے تو نے ہم کو یہ وجوہِ قدسی اور ربانی عطا فرمایا ہے ہم نے تیرا کلام سنا اور تیرے خطاب کا جواب عرض کیا اور یہ کچھ بعید بات نہیں ہے کہ ایسا ہونا ملکوتی زبان سے عالمِ مثالی میں ہوا ہو جو عالمِ عقل سے ماوراء ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اس عالم میں ہر چیز کی ملکوتی قوت موجود ہے جس کی طرف خدائے تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (دیکھو صفحہ ۱۱۷ سطر ۱) ملکوت سے مراد ہے قوّتِ باطنی اور ہر ذرہ کی ایک ملکوتی زبان ہے جو تسبیح و تمجید و تہلیل و تحمید و توحید میں ہر وقت مصروف رہتی ہے وہی وہ زبان ہے جسکے ذریعے سے کنکریاں اور پتھریاں جناب رسولِ خدا کے دستِ مبارک میں گویا ہوئیں اور اسی کے ذریعے سے قیامت کے دن زمین باتیں کریگی يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (دیکھو صفحہ ۸۹۵ سطر ۴) اور اسی کے ذریعے سے اعضاء و جوارح بات کریں گے جیسا کہ فرمایا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۔

**صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۲** اَلَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا :- تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بلعم ابن باعورا کی شان میں نازل ہوئی ہے جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کو کتب خدا میں سے بعض کا علم دیا گیا تھا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ اصل تو اس آیت کی بلعم کے بارے میں ہے

پھر مثل کے طور پر خدائے تعالیٰ نے تمام اہلِ قبلہ میں سے ہر اس شخص کے لئے بیان کی ہے جو ہدایتِ خدا کے برخلاف اپنی خواہشِ نفسانی کو اختیار کرے۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ مغیرہ ابن سعید کی مثل بلعم کی سی مثل ہے جس کو اسم اعظم دیا گیا تھا جیساکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیۡۤ اٰتَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۳** مِنَ الۡغٰوِیۡنَ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بلعم ابن باعورا کو اسم اعظم عطا کیا گیا تھا جس کے ذریعہ سے جو دعا وہ مانگتا قبول ہو جاتی پس وہ فرعون کی طرف مائل ہو گیا پھر جب فرعون حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا تو اس نے بلعم سے کہا کہ موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کے برخلاف ایسی دعا کر کہ وہ ہماری قید میں آجائیں۔ پس وہ بھی اپنے گدھے پر سوار ہوا کہ موسیٰؑ کی تلاش میں نکلے۔ گدھے نے چلنے سے انکار کیا۔ اس نے اسے مارنا شروع کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسے گویائی عطا فرمائی تو اس نے کہا کہ مجھے مارتا کیوں ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ جاؤں کہ تو اللہ کے نبیؑ اور مومنین کے برخلاف دعا کرے مگر وہ اسے مارے ہی گیا یہاں تک کہ اسے مار ہی ڈالا۔ اور وہ اسم اعظم بھی اس کی زبان سے جاتا رہا جیساکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَانۡسَلَخَ مِنۡہَا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۴** فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الۡکَلۡبِ :۔ خدائے تعالیٰ نے بلعم کی اور اسی شکم کے اعمال کرنے والوں کی مثال کتّے سے دی ہے اور یوں فرمایا ہے اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡہِ یَلۡہَثۡ اَوۡ تَتۡرُکۡہُ یَلۡہَثۡ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو نصیحت کرو گے تو گمراہ رہیں گے نہ کرو گے تو گمراہ رہیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۵** مَنۡ یَّہۡدِ اللّٰہُ فَہُوَ الۡمُہۡتَدِیۡ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ :۔ باعتبار لفظ ہدایت یافتہ کو واحد سے اور گمراہوں کو جمع سے تعبیر کیا ہے اور معناً اس میں اس بات کی آگاہی پائی جاتی ہے کہ ہدایت یافتہ بوجہ اتحاد طریقہ کے مثل نفس واحد کے ہیں اور گمراہ بوجہ مختلف راہوں کے بہت سے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۲** پارۂ اول کے نوٹ نمبر ا صفحہ ۹ میں جہاں اس مضمون کو حل کرنا چاہیئے تھا وہاں نہیں کیا گیا اس لئے اس کو اس جگہ لکھتے ہیں۔ وہاں جو خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو اسماء کل کے کل تعلیم کئے اسکے متعلق تفسیروں میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کل پہاڑوں کے نام کل سمندروں کے نام کل میدانوں کے نام ہر طرح کی نباتات کے نام اور ہر قسم کے حیوانات کے نام۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آدم علیہ السلام کا وہ علم کیا تھا فرمایا کل زمینوں کا علم تھا کل پہاڑوں کا علم تھا کل میدانوں کا علم تھا کل گھاٹیوں کا علم تھا۔ پھر حضرتؑ کے نیچے جو فرش بچھا ہوا تھا اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس فرش تک کا علم بھی ان کو سکھایا گیا تھا۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں بحوالۂ جناب امام زین العابدین علیہ السلام منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے گئے تھے از آنجملہ انبیائے خدا کے نام بھی تھے۔ اولیائے خدا کے نام بھی تھے اور خدا کے سرکش دشمنوں کے نام بھی تھے۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی** :۔ اسماء کی تحقیقات اور مختلف روایتوں میں موافقت پیدا کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم بعض اسرار بیان کر دیں جن سے تمام مطلب صاف طور سے سمجھ میں آجائے۔ یہاں تعلیم اسماء سے مراد ان اسماء کی تعلیم نہیں ہے جو فقط معنی پر دلالت کیا کرتے ہیں اس لئے کہ یہ تو تعلیم لغت ہوئی اور لغت کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ اسکے ذریعے سے فرشتوں کے مقابل فخر کیا جائے اور ان پر فضیلت حاصل ہو جائے بلکہ اسماء سے مراد اس پیدا ہونیوالی مخلوقات کی حقیقت ہے جو عالم جبروت میں تھی جس کو ایک گروہ کلمات کے نام سے تعبیر کرتا ہے دوسرا اسماء سے تیسرا عقول سے اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ حقیقی مراد اس مخلوق کے وجود میں آنے کے اسباب ہیں یا اسکی ہر قسم کی قوتِ مربیہ جسکے ذریعہ سے وہ مخلوق پیدا ہوگی مدتِ معینہ تک رہیگی اور روزی پائیگی الاسماء سے خدائے تعالیٰ کی مراد یہی ہے اسلئے کہ یہ مخلوق عالمِ ظہور میں ظاہر ہو کر اپنے ظاہر کرنے والے پر اسی طرح دلالت کرتی ہے جیساکہ اسم مسمےٰ کو بتلایا کرتا ہے کیونکہ دلالت جیسے لفظ سے ہو سکتی ہے ویسے ہی ذات سے بھی ہو سکتی ہے اصل معنی اور مطلب کے بتلانے میں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اللہ کے نام مخلوق کے نام سے مشابہ نہیں ہوتے اسی لئے حدیث میں کبھی کبھی ان سے کل مخلوق مراد لی گئی ہے کیونکہ مخلوق سب کی سب ان اسماء کی مظاہر ہے اسلئے کہ انکی پوری پوری صفات مخلوق ہی میں ظاہر ہوتی ہیں یعنی لطف و قہر کی ساری صفتیں اولیائے خدا میں ظاہر ہیں اور قہر کی ساری صفتیں دشمنانِ خدا میں اور اسی امر کی طرف اُس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے جو خدائے تعالیٰ نے اس وقت فرمائی جبکہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ صورتیں میری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ یہ تو محمدؐ ہے اور میں حمید جسکے افعال کی تعریف ہی تعریف ہوگی میں نے اس کے لئے ایک نام اپنے نام سے نکالا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علی العظیم ہوں اسکے لئے بھی میں نے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اسی طرح سلسلہ حدیث کا چلا گیا ہے تو مطلب نام کو نام سے نکالنے کا یہ ہے کہ اپنی صفت کو اس میں ظاہر کیا ہے اور اصل کی بنا یوں ظاہر کر رکھی ہے تاکہ جو اصل کو نہ سمجھے وہ سبب کو سمجھ کر مسبب تک پہنچ جائے اور آدم علیہ السلام کو کل اسماء کی تعلیم دینے سے یہ مطلب ہے کہ انکو ایسے اجزاء سے پیدا کیا جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور قوتیں اُن میں ایسی رکھیں جو ایک دوسرے کی ضد تھیں جس سے طرح طرح کی باتیں سمجھنے کی استعداد پیدا ہو گئی خواہ وہ معقولات سے ہوں یا محسوسات سے یا متخیلات سے ہوں یا موہومات سے نیز انکو ایسا الہام عطا فرما دیا جس سے چیزوں کی ذات کو بھی پہچان لیں اور خواص کو بھی علم سے اصول بھی سمجھ لیں اور صنعتوں کے قانون بھی اور انکے آلات کی کیفیت بھی اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین تمیز بھی کر لیں پس اسی معرفت کا آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ آدم خدائے تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے پورے پورے مظہر تھے اور اس مرتبۂ یکتائی تک پہنچ گئے تھے جس کی وجہ سے تمام قسم کی موجودات سے انکا مرتبہ بڑھا ہوا تھا اور وہ اس مقامِ اصلی کی طرف رجوع کی قابلیت پیدا کر چکے تھے جس سے کہ وہ آئے تھے اور خدائے تعالیٰ کی کتاب کبیر ہونے کے لئے منتخب ہو گئے تھے جس سے مراد عالم اکبر ہے اور جس کو جناب امیر المومنین علیہ السلام یوں فرماتے ہیں وَفِیۡکَ انۡطَوَی الۡعَالَمُ الۡاَکۡبَرُ۔

**قولِ مترجم** :۔ لفظ اسم اور اسماء کی تشریح کے لئے ہم صاحب تفسیر صافی کی ایک دوسری تقریر بھی نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ۔ اسم وہ ہے جو مسمّٰی پر دلالت کرے اور اس کے سمجھ لینے کا ذریعہ ہو جائے پس بعض اسم تو ایسے ہیں کہ ان سے مسمّٰی کی کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں اس قسم کا اظہار نہیں ہوتا پس اوّل قسم والے موصوف کی ذات پر ایک معیّن صفت کے ذریعے سے دلالت کرتے ہیں مثلاً لفظ رحمٰن اس ذات پر دلالت کرتا ہے جو صفت رحمت سے متصف

ہو اور لفظ قَهَّارٌ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں قہر پایا جائے وغیر ذالک ۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے معنی میں اسم اس مظہر پر دلالت کرے جس میں کسی ذات کی صفت اِس شان سے پائی جائے کہ وہ مظہر بھی اسی صفت سے متصف ہو مثلاً نبی کہ وہ خدائے تعالیٰ کی ہدایت کا مظہر ہے لہٰذا خدا کے اس اسم کا بھی مظہر ہوا۔ اَلْهَادِیْ لِعِبَادِهٖ (اپنے بندوں کو ہدایت کرنیوالا) اِس اعتبار سے لفظوں سے جو نام پیدا ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسماء الاسماء یا ناموں کے نام ہیں ۔ کسی نے جناب امام رضا علیہ السّلام سے اسم کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ وہ اصل میں کیا ہے؟ فرمایا کہ موصوف کی صفت ہے ۔ حضرتؑ کے اس جواب سے دو معنی پیدا ہوتے ہیں ایک لفظ اور دوسرے مظہر حالانکہ مظہر ہی میں معنی زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم سے وہ معنی ذہنی مراد ہوتے ہیں جو لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اسی بناء پر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی یہ حدیث ہے کہ جس شخص نے خدائے تعالیٰ کی عبادت محض وہم پر کی وہ تو یقیناً کافر ہوا اور جس نے اسم اور معنی دونوں کی عبادت کی وہ مشرک ہوا اور جس نے اس معنی کی عبادت کی جس پر تمام اسماء ان صفات کے ساتھ دلالت کرتے ہیں جن سے اس معنی نے اپنی ذات کو بیان کیا ہے اور اسی پر اپنے دل کی پوری توجہ صرف کی اور اسی کا ذکر ظاہر و باطن اپنی زبان پر جاری کیا ایسے ہی لوگ سچے مؤمن ہیں ۔ تو حضرتؑ کی مراد یہاں اسم سے وہ ذات ہے جو لفظ سے سمجھ میں آجاتی ہے خود لفظ نہیں اسلئے کہ لفظ کی تو عبادت نہیں کی جاتی اور معنی سے وہ ذات مراد ہے جس پر لفظ صادق آتا ہے ۔ پس اسم تو ایک ذہنی معنی ہے اور اصل معنی موجود عینی ہے اور مسمّیٰ وہ ہی ہے اور اسم و مسمّیٰ دونوں الگ الگ ہیں مثلاً انسان کا وہ مطلب و معنی جو تمہارے ذہن میں موجود ہے وہ مطلب انسان نہیں انسان نہیں ہے نہ اس میں جسمیت ہے نہ حیات ہے نہ حس و حرکت ہے نہ نطق ہے نہ کوئی اور شئے ہے جو خواص انسانی سے ہو ۔ صاحب تفسیر صافی کہتے ہیں کہ اس مضمون میں جب غور کرو گے تو حدیث کے معنی اچھی طرح سمجھ میں آجائیں گی ۔ اب اس تمہید کے بعد سمجھو کہ خدائے تعالیٰ کے جتنے اسماء ہیں ان میں سے ہر اسم کے لئے موجودات میں سے ایک مظہر ضرور موجود ہے جس میں اسی صفت کا ظاہر ہونا غالب ہے جو اس اسم سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ اللہ کا نام اس اعتبار سے ہے کہ اسی صفت سے متصف ہونے کے سبب خدا کی ذات پر دلالت کرنیوالا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اسماء میں سے ایک ایک اسم کے ذریعے سے اپنی طرح طرح کی مخلوق میں سے ہر ہر نوع کو پیدا بھی فرماتا ہے اور انکی تدبیر بھی کرتا ہے اس طرح سے گویا وہ اسم ربّ النّوع ہے اور خدائے تعالیٰ ربّ الارباب ہے ۔ اسی مضمون کی طرف کلام اہلبیت علیہم السّلام میں اُن حضراتؑ کی دعاؤں میں اس طرح سے اشارہ ہوا ہے کہ فرماتے ہیں وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْعَرْشَ وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْكُرْسِیَّ وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْاَرْوَاحَ (اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے عرش کو پیدا کیا اور اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے کرسی کو پیدا کیا اور اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے روحوں کو پیدا کیا) اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ واللہ خدائے تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ہم ہیں کہ بغیر ہماری معرفت کے خدائے تعالیٰ بندوں کا کوئی عمل قبول نہ کریگا جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات خدا تعالیٰ کی ذات کی شناخت کا وسیلہ ہیں اور اسکی صفات کے ظہور کا واسطہ اور اسکی مخلوقات کی انواع کے ربّ النوع ۔ کسی شخص کو کل اسماء کا علم حاصل نہیں ہوسکتا سوائے اس صورت کے کہ وہ ان سب کا مظہر بھی ہو اور اس کی جبلّت میں ان سب کے قبول کی استعداد بھی ہو ۔ اب یہ جو کچھ ہم بیان کرچکے اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اور خدا سے دعا کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ راہِ راست پالو گے ۔

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۳** (تم تو اسے اُن مبارک ناموں سے یاد کرو اور ان لوگوں سے کوئی واسطہ نہ رکھو جو اس کے ناموں سے بتوں کو موسوم کرتے ہیں یا اس کی صفتیں ایسی بیان کرتے ہیں جن کے وہ لائق نہیں ہے اور اس کو ایسے ناموں سے پکارتے ہیں جن سے پکارنا نہ چاہیئے) یعنی از روئے جہالت کے بغیر علم حاصل کئے ۔ پس جو لوگ بغیر علم کے اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں وہ مشرک ہیں چاہے وہ جانتے نہ ہوں اور وہ اس کی ذات کے ساتھ کفر کرنے والوں میں محسوب ہیں گو وہ سمجھتے ہوں کہ ہم نیکی کر رہے ہیں ۔ اسی لئے ان کے بارے میں فرماتا ہے وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ان میں سے بہت سے اللہ پر ظاہر ایمان لائے ہیں مگر ہیں وہ مشرک) پس یہ وہی ہیں جو بغیر سمجھے بوجھے اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں یعنی ان اسماء مبارکہ کو وہاں صرف کرتے ہیں جہاں ان کے صرف کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۴** وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۝ :- تفسیر قمّی میں ہے کہ یہ آیت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پیرووں کے بارے میں ہے ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اسی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ امت ضرور تہتّر فرقوں میں تقسیم ہوجائیگی اور ان میں سے سوائے ایک فرقے کے اور سب جہنم میں جائیں گے اور اس آیت میں اسی فرقہ کا ذکر ہے اور اس امت میں سے وہی نجات پائیگا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ آیت تو تمہارے لئے ہے اور ایسی ہی ایک قوم موسیٰؑ کو بھی دی گئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۔ قولِ مترجم :- جیسے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب موسیٰؑ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اُن کے قوتِ بازو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو ان کے قوت بازو حضرت ہارونؑ سے اور اُن کی اولاد کو ان کی اولاد سے ۔ اسی طرح ان کی امت کو انکی امت سے تشبیہ دی گئی ہے چنانچہ جیسے اُس آیت میں مِنْ تبعیضیہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ قوم موسیٰؑ میں سے بھی ایک گروہ ناجی تھا ویسا ہی مِنْ تبعیضیہ اس آیت میں بھی موجود ہے اور بتلاتا ہے کہ اس امت کا بھی ایک ہی گروہ ناجی ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۵** سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ :- کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کرتے ہیں تو انھیں اور نعمت دی جاتی ہے تاکہ اس نعمت میں مشغول ہو کر گناہ سے استغفار کرنا بھول جائیں اور نتیجہ وہ ہو جو آگے کی آیت میں بیان فرمایا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ نوٹ ۲** اور جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو عطا کیجئے اور جو آپ سے قطع رحمی سے پیش آئے آپ اس سے صلۂ رحمی سے پیش آئیے ۔ الجامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مکارم الاخلاق پر مامور کیا ہے اور تمام قرآن مجید میں کوئی آیت اخلاق کی خوبیوں کی جامع اس سے بڑھ کر نہیں ہے ۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو لوگوں کے ساتھ بمدارات پیش آنے کا حکم دیا اور

فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۳** إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کا قصد کریں اور پھر سوچ سمجھ کر اس سے باز رہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جب شیطان انکو گناہ یاد دلائے اور اس پر آمادہ کرے تو یہ اللہ کو یاد کریں تو اس کا نتیجہ وہ ہوگا جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ (یعنی یکایک انکی آنکھیں کھل جائیں گی) ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۴** وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ :۔ الفقیہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے ہو تو (نماز جہریہ میں) اوّل کی دو رکعتوں میں قرأت کے وقت کچھ نہ پڑھو بلکہ خاموش سنتے رہو اور پچھلی دو رکعتوں میں بھی کچھ نہ پڑھو کیونکہ خدائے تعالیٰ مومنین کو حکم دیتا ہے إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ (یعنی نماز میں پیش نماز کے پیچھے) فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ اور پچھلی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں کی تابع ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے بہ نیت جماعت نماز پڑھ رہے ہو تو (نماز اخفات میں) یا تو خاموش رہو یا چپکے چپکے اپنے دل میں سُبْحَانَ اللهِ کہتے رہو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قرآن مجید نماز میں پڑھا جائے یا ویسے اس کے سننے کے لئے خاموش رہنا واجب ہے۔ **قولِ مترجم** :۔ اس مسئلہ کا تفصیلی حکم فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوگا کیونکہ علماء اعلام نے ہر مسئلہ کے متعلق اس کی کل حدیثوں پر نظر ڈال کر اسے طے فرمادیا ہے۔ نیز جس مجتہد کی تقلید کی جائے اس کے عملیہ سے یا خود اس سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تہذیب الاحکام میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا تھا جو کسی گروہ کی پیشنمازی کرتا ہے اور ایک شخص اس کی پیشنمازی پسند نہیں کرتا اور مصلحتاً اسکے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو جن نمازوں میں بلند آواز سے قرأت نہیں کی جاتی انمیں تو وہ چپکے چپکے اپنے دل میں الحمد و سورہ پڑھ سکتا ہے اور جن میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے انمیں کیا کرے۔ فرمایا کہ جس وقت کتاب خدا کو پڑھتے ہوئے سنے خاموش رہے۔ اس پر راوی نے عرض کی کہ اگر وہ میرے سامنے اپنے مشرک ہونیکا ثبوت دے چکا ہو۔ فرمایا کہ اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ مگر تو خدا کی اطاعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سوال کو کسی وقت پھر دہرایا تو حضرتؑ نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہو اور یہ شخص پیچھے کچھ بھی پڑھے گو نیت فرادیٰ کی ہو۔ راوی نے کہا اگر میں پہلے اپنے گھر نماز پڑھ آیا کروں اور پھر آکر مصلحتاً اس کے پیچھے بھی پڑھ لیا کروں۔ فرمایا یہ تجھے اختیار ہے۔ (دوسری روایت یہ ہے) نیز فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نمازِ صبح پڑھا رہے تھے اور ابن الکوا حضرتؑ کے پیچھے تھا اس نے بلند آواز سے یہ آیت پڑھی۔ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ تو حضرت تعظیم قرآن کی وجہ سے خاموش ہو گئے جب وہ آیت سے فارغ ہوا تو حضرتؑ نے اپنی قرأت پھر شروع کی ابن الکوا نے اسی آیت کو پھر دہرایا حضرتؑ پھر خاموش ہو گئے پھر قرأت شروع کی تو ابن الکوا نے پھر اعادہ کیا پھر بھی حضرتؑ خاموش ہو گئے اور اسکے ختم کرنے پر فرمایا فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝ اسکے بعد حضرتؑ نے اس سورت کو پورا کیا جس کو پڑھ رہے تھے اور رکوع کیا۔

**قولِ صاحبِ تفسیر صافی** :۔ جو روایتیں نوٹ میں اور ضمیمہ میں بیان کی گئی ہیں ان سے ظاہر قرآن کے موافق یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جب قرأت بالجہر ہو رہی ہو تو اس کا سننا اور خود خاموش رہنا واجب ہے۔ مگر علمائے فریقین نے یہاں حکم وجوب نہیں سمجھا ہے بلکہ استحباب پر اور سنتِ مؤکدہ ہونے پر محمول کیا ہے بلکہ جب مخالف کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں اور تقیہ نہ ہو تو گو اسکی قرأت سننے میں آتی ہو تاہم اپنی قرأت کا حکم صاف وارد ہے۔ اگرچہ مخالف کے ساتھ بدونِ تقیہ بھی اقتدا کرنا ممدوح ہے لیکن ایسی صورت میں اپنی قرأت کے ترک نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔

**قولِ مترجم** :۔ یہاں تقیہ سے مراد خاص ایسا تقیہ ہے جو جان کے خوف سے کیا گیا ہو۔

**صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۵** تَضَرُّعًا وَخِيفَةً :۔ دونوں مصدر ہیں مگر بطور حال استعمال کئے گئے ہیں اور معنی ہیں "گڑگڑا گڑگڑا کر اور ڈرتے ڈرتے"۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتہ تو اتنا ہی لکھتا ہے جتنا سنتا ہے اور خدا حکم دیتا ہے وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً پس اس ذکر کا ثواب جو شخص اپنے دل ہی دل میں کرے اتنی عظمت رکھتا ہے کہ اس کو خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے دل ہی دل میں خدا کو یاد کیا اسی نے خدا کو زیادہ یاد کیا۔ منافق اعلانیہ خدا کو یاد کیا کرتے تھے اور دل میں اسے یاد نہیں کرتے تھے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں) ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۶** بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شام کے وقت یہ کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمِيتُ وَيُحْيِي وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ ہر قسم کا اختیار اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی ماریگا اور جلائیگا اور وہ ایسا زندہ ہے جو کبھی نہ مریگا اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے) کسی نے عرض کی کہ بِيَدِهِ الْخَيْرُ بھی تو ہے فرمایا یوں تو ہر قسم کی خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے لیکن تم اتنا ہی دس مرتبہ پڑھ لیا کرو جتنا میں بتا چکا ہوں اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کے وقت دس مرتبہ أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ (میں ہر آواز کے سننے والے اور بات کے جاننے والے خدا کی پناہ مانگتا ہوں) کہہ لیا کرو ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۷** وَلَهُ يَسْجُدُونَ :۔ تلاوت قرآن کے سجدوں میں سے یہ پہلا سجدہ ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ اولاد آدمؑ میں سے جو کوئی شخص آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے الگ ہو جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہائے افسوس وائے افسوس اس شخص کو سجدہ کا حکم ملا اس نے اس کی تعمیل کی اور جنت کا مستحق ہوگیا اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تھا اور میں نے نافرمانی کی اور جہنم کا مستحق ہوگیا ہائے ہائے ہائے ہائے وائے وائے وائے وائے ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۱ نوٹ ۱** قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (اے رسولؐ تم کہدو کہ مالِ غنیمت اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا ہے) ان دونوں کو اختیار ہے جس طرح چاہیں صرف کریں۔ تہذیب الاحکام میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اس میں نہ خون بہایا گیا ہو (اور نہ اس میں جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو۔ اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کے سب فے اور انفال میں داخل ہے اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی ملکیت ہے اور اللہ کا حصّہ بھی اسکے رسولؐ ہی کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اس کو صرف کرے اور بعد رسولؐ کے امام کو بھی وہی حق حاصل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال وہ زمینیں ہیں جنکے اوپر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں یعنی انکے حاصل کرنے میں کدوکوشش نہ کی گئی ہو یا جس قوم سے مصالحت ہوگئی ہو یا جس قوم نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور ہر زمین ویران اور پانی کے راستے کہ یہ سب جناب رسولِ خدا کی ملکیت ہیں اور انکے بعد امام وقت کی کہ جہاں چاہیں وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں۔ نیز انہی حضرتؑ سے کئی حدیثوں میں منقول ہے کہ جو شخص بغیر وارث چھوڑے مرجائے اس کا مال داخلِ انفال ہے۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری اطاعت اللہ نے فرض کی ہے انفال بھی ہمارے لئے ہیں اور چیدہ مال بھی ہمارے لئے ہے۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال ہمارا حق ہے کسی نے عرض کی کہ انفال کیا ہے؟ فرمایا کہ معدنیات بھی انمیں سے ہے اور جنگلات بھی اور ہر وہ زمین بھی جس کا کوئی مالک نہ ہو اور ہر وہ زمین بھی جسکے رہنے والے مرگئے ہوں یہ سب ہمارا حق ہے۔ نیز فرمایا کہ مفتوحہ ممالک میں سے جو جاگیر کہ بادشاہوں کا حق ہو وہ داخلِ انفال ہے۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بغیر لڑائی کے کفار کے ملک سے ہاتھ آئے اور ہر وہ زمین جس سے اس کے رہنے والے بغیر لڑائی کے نکل جائیں جسکو فقہا کی اصطلاح میں فے کہتے ہیں۔ نیز غیر آباد زمینیں یا جنگلات۔ پانی کے راستے بادشاہوں کی خاص جاگیریں اور ہر اس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو یہ سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا مال ہے اور بعد رسولؐ کے اس شخص کا جو منجانب اللہ رسولؐ اللہ کا قائم مقام ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ آبادیاں ہیں جو ویران ہوگئی ہوں اور ان کے باشندے جلاوطن ہوگئے ہوں کہ اب وہ اللہ کی ملکیت ہیں اور اللہ کے رسولؐ کی اور جناب رسولِ خدا کے بعد امامؑ کی۔ اسی طرح ممالک مفتوحہ میں سے جو بادشاہوں کی مخصوص ملکیت ہو وہ بھی مالِ امامؑ ہے اور جن زمینوں کے حاصل کرنے میں گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں وہ اور ہر وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو اور جن میں سے معدنیات نکلیں وہ اور اس شخص کی میراث جس نے کوئی وارث نہ چھوڑا ہو وہ سب داخلِ انفال ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ آیت فتح غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی جبکہ مخالف گروہ شکست کھا کر بھاگ گیا تو اصحابِ جناب رسولِ خدا تین قسم کے تھے۔ ایک گروہ ان لوگوں میں سے تھا جو خیمۂ جناب رسولِ خدا کے پاس قائم رہے تھے اور دوسرا وہ تھا جنہوں نے مال لوٹا۔ اور تیسرا وہ تھا جنہوں نے بھاگتوں کا پیچھا کیا اور لوگوں کو قید بھی کیا اور مالِ غنیمت بھی جمع کیا۔ جب سب مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر چکے تو انصار نے قیدیوں کے بارے میں گفتگو شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے قیدی اور مالِ غنیمت مباح قرار دیدیئے تو سعد ابن معاذ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آخر ہم محروم کیوں رہیں نہ تو ہم نے جہاد سے دست کشی کی اور نہ ہم نے دشمن کے پیچھے دوڑنے سے بزدلی کا اظہار کیا بلکہ ہم تو اس اندیشے سے ٹھہرے رہے کہ اگر آپ کے موقعے کو خالی پائیں تو ایسا نہ ہو کہ انکا گروہ ادھر آپڑے اسی لئے حضورؐ کے خیمہ کے پاس ڈٹے بڑے مہاجرین اور انصار جمع رہے اور ان میں سے ایک بھی نہیں سرکا۔ اب یا رسولؐ اللہ آدمی تو بہت سے ہیں اور مالِ غنیمت تھوڑا سا ہے اگر آپ نے یہ انہی لوگوں کو دیدیا تو آپ کا ساتھ دینے والوں کے لئے تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ خوف اس شخص کو یہ تھا کہ کہیں جناب رسولِ خداؐ غنیمت اور مقتولین کے مال کو جہاد کرنے والوں ہی پر تقسیم نہ کردیں اور ان لوگوں کو جو خیمہ کے پاس موجود رہے کچھ بھی نہ عطا کریں اسی وجہ سے ان میں اختلاف ہوا تھا اور اسی بنا پر انھوں نے آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا تھا کہ آخر یہ غنیمت کس کا حق قرار پایا تو اسکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ اب لوگ یہ سمجھے کہ مالِ غنیمت میں انکا کچھ حصّہ ہی نہیں ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ (دیکھو صفحہ ۲۸۹ سطر ۱) پس جناب رسولِ خدا نے وہ مالِ غنیمت بحصّہ مساوی ان سب لوگوں میں تقسیم کردیا اس پر سعد ابن ابی وقاص نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ایک لڑنے والے کو جس نے قوم کی حمایت میں جان لڑادی ایک کمزور کے برابر جو اپنی جگہ ہی بیٹھا رہا عطا فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تم کو جو مدد ملتی ہے وہ ان کمزوروں کی (دعاؤں کی) بدولت ملتی ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے غنیمتِ بدر میں سے خمس نہیں لیا۔ بدر کے بعد سے خمس لینا شروع فرمایا۔

**صفحہ ۲۱۲ نوٹ ۵** رِجْزَ الشَّيْطٰنِ:۔ اس سے مراد جنابت بھی ہے اور وسوسہ بھی کیونکہ روایت میں وارد ہے کہ غزوۂ بدر میں جناب رسولِ خدا اور ان کے اصحاب ایسے مقام پر اترے تھے جہاں ریت کے ٹیلے تھے اور پاؤں دھنسے جاتے تھے اور پانی وہاں نہ تھا۔ رات کو سوئے تو اکثر ان میں سے محتلم ہوگئے اور بدر جس جگہ کا نام ہے وہاں کے پانی پر مشرکین کا قبضہ تھا پس شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمہاری مدد کیا خاک کی جائیگی جبکہ پانی تک تمہارے قبضہ میں نہیں اور تمہارا تو یہ حال ہے کہ تم خدا کے دوست ہو اور اس کا رسولؐ تم میں موجود ہے حالانکہ نماز تم کو جُنُب حالت میں پڑھنے پڑیگی۔ پس اِن وسوسوں سے متاثر ہو کر وہ لوگ ڈرے اور خدائے تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی۔ ساری رات مینہ برستا رہا صبح جو اٹھ کر دیکھتے ہیں تمام جل تھل بھرے پڑے ہیں پس تمام سواریوں کو پانی پلایا، غسل کیا، وضو کیا اور شیریں پانی جمع کرلیا اور مطمئن ہوگئے اور مینہ برسنے سے چونکہ ریت مضبوط ہوجاتا ہے اسی طرح ثابت قدم رہنے کا بھی ثبوت ہوگیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۲ نوٹ ۶** فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ:۔ یہ احکام غزوۂ بدر سے متعلق ہیں جس کا مختصر قصّہ یہ ہے کہ اعیان واشراف قریش بڑی تعداد میں شرابیں پیتے دف بجاتے اپنی قوت وکثرت وشجاعت پر غرّا کرتے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں آئے تھے اور آنحضرتؐ کے ساتھ صرف تین سو تیرہ آدمی تھے جن میں سے بہت سے ایسے بھی تھے کہ شیطان کے ذرا وسوسہ ڈالنے سے اُن کے دلوں پر خوف طاری ہوجاتا تھا۔ خدائے تعالیٰ

نے اپنے رسولؐ کی خاطر سے بار بار اطمینان دلایا چنانچہ جس دن واقعی لڑائی ہوئی اور یہ چھوٹا سا گروہ بہ حکم خدا غالب آیا اور وہ بڑی جمعیت جس کے سردار ابوجہل و عتبہ و عقبہ ابن ابی معیط اور نضر ابن حارث ابن کلاہ وغیرہ تھے مغلوب ہو گئی۔ ستر ان میں سے قید کئے گئے اور ستر قتل کئے گئے باقی بھاگتے نظر آئے۔ ان ستر مقتولوں میں سے صرف جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے دستِ حق پرست سے ایک روایت کے بموجب ستائیس[٢٧] اور ایک روایت کے بموجب چھتیس[٣٦]۔ ایک روایت کے بموجب چھیالیس[٤٦] قتل کئے تھے باقی سینتالیس[٤٧] یا چونتیس[٣٤] یا چوبیس[٢٤] کے قاتل حضرت حمزہؓ۔ جوانانِ انصار و مہاجرین اور وہ فرشتے جو امداد کے لئے بھیجے گئے تھے سب تھے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ غزوۂ بدر کا اصلی سبب یہ تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ ملکِ شام کی طرف گیا تھا جس میں انکی بڑی بڑی رقمیں لگی ہوئی تھیں آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مدینہ سے نکلیں اور اس قافلے کو گرفتار کرلیں اور انکو یہ بھی خبر دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھے فتح عنایت فرمائیگا یا قافلۂ تجارتی پر یا اعیانِ قریش پر اسی بناء پر آنحضرتؐ تین سو تیرہ اصحاب کو لیکر نکل کھڑے ہوئے اور بدر کے قریب قریب جا پہنچے اُدھر ابوسفیان قافلۂ تجارتی کا سردار تھا اسے جب یہ اطلاع ملی کہ آنحضرتؐ قافلۂ تجارتی کی مخالفت کے خیال سے نکلے ہیں تو وہ بہت ہی ڈرا اور شام کی طرف جلد جلد چلا جب مقام نقرہ پر پہنچا تو اس نے ضمضم ابن عمرو خزاعی کو دس اشرفی اجرت پر مقرر کیا اور ایک نوجوان اونٹنی اس کو عطا کی اور اس سے یہ کہا کہ تو قریش کے پاس چلا جا اور انکو یہ خبر پہنچا دے کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہلِ یثرب تمہارے قافلہ کی گرفتاری کی نیت سے نکل کھڑے ہوئے اب تم اپنے قافلہ کی خبر لو اور ابوسفیان نے اس شخص کو یہ بھی وصیت کی کہ اپنے ناقہ کی ناک میں نکیل ڈال لے اور اسکے کان کاٹ ڈالے کہ خون بہتا ہوا جائے اور اپنا کپڑا آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالے اور جب مکہ میں پہنچے تو اپنا منھ اونٹ کی دُم کی طرف کرلے اور بہت بلند آواز سے چیخ کر یہ کہے کہ اے آلِ غالب اے آلِ غالب لطیمہ لطیمہ[١] قافلہ لُٹ گیا قافلہ لٹ گیا۔ خبر لو خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم تو خبر نہیں لیتے اور وہاں محمدؐ اور نوجوانانِ اہلِ یثرب تمہارے قافلہ کو لوٹنے پر مستعد ہو گئے۔ الغرض ضمضم تیز تیز مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے پہنچنے سے تین دن پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور وہ آواز دے دیکر یہ کہتا ہے کہ اے آلِ عذرا اے آلِ عذرا تیسری صبح کو تم اپنے اپنے مقتولوں میں پہنچ جاؤ گے۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو کوہِ ابوقبیس پر لے گیا اور وہاں سے ایک پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ پر دے مارا اور قریش کا کوئی گھر ایسا باقی نہ بچا کہ اس پتھر کی کرچ اس میں نہ پہنچی ہو اور وادیِ مکہ کا نشیبی حصہ سب خون سے بھر گیا یہ دیکھکر عاتکہ خوف زدہ بیدار ہوئیں اور عباس کو اس بات کی خبر دی۔ عباس نے اسکی خبر عتبہ بن ربیعہ کو کی عتبہ نے کہا کہ یہ کوئی نئی مصیبت قریش پر آنیوالی ہے اور اس خواب کو تمام قریش میں افشا کر دیا ابوجہل کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا لات وعزیٰ کی قسم یہ اولادِ عبدالمطلب میں سے دوسری نبیہ بننا چاہتی ہے ہم تین دن انتظار کریں گے اگر عاتکہ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے تو جیسا اس نے دیکھا ہے ہو جائیگا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو آپس ایک نوشتہ لکھیں گے کہ بنی ہاشم کے مردوں یا عورتوں سے جھوٹا خاندان عرب بھر میں اور کوئی نہیں ہے جب اسے ایک دن گزر گیا تو ابوجہل نے کہا لو ایک دن تو گزر گیا جب دوسرا دن ہوا تو ابوجہل نے کہا لو یہ دو دن بھی گزر گئے اب تیسرا دن ہونا تھا کہ ضمضم وادیِ مکہ سے یہ چیختا ہوا آیا۔ اے آلِ غالب اے آلِ غالب لطیمہ لطیمہ قافلہ قافلہ۔ خبر لو خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم تو خبر نہیں لیتے اور اُدھر محمدؐ اور نوجوانانِ یثرب تمہارے قافلہ کو لوٹنے کے لئے جس میں تمہارے خزانے ہیں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے تمام مکہ میں شور مچا دیا اور لڑائی کے لئے نکلنے کی تیاری ہونے لگی۔ سہیل ابن عمرو۔ صفوان ابن امیہ اور ابوالبختری ابن ہشام مُنبّہ و نُبیّہ۔ پسرانِ حجاج و نوافل۔ ابن خویلد آمادہ ہو گئے انھوں نے کہا کہ اے گروہ قریش واللہ اس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت تم پر پڑی ہی نہیں کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہلِ یثرب لالچ میں آجائیں اور تمہارے قافلہ کو لوٹنا چاہیں جس میں تمہارے خزانے ہوں واللہ کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں ہے جس کا اس قافلے میں کچھ نہ کچھ حصہ نہ ہو۔ مدد کے لئے مستعد ہو جاؤ اور یہ سمجھو کہ اس سے زیادہ کوئی ذلت اور حقارت ہو ہی نہیں سکتی کہ محمدؐ کو تمہارے مال لینے کی خواہش پیدا ہو اور وہ تم میں اور تمہارے مالِ تجارت میں جدائی ڈالدے۔ صفوان ابن امیہ نے پانچ سو اشرفی نکالی اور اس سے سامان کرنا شروع کیا۔ اتنا ہی مال سہیل ابن عمرو نے نکالا اور قریش کے بزرگوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے کچھ نہ کچھ مال نہ نکالا ہو اور کچھ نہ کچھ قوت نہ پہنچائی ہو اور سواریاں اکٹھی نہ کی ہوں۔ خود آپے سے باہر ہو کر سرکش اور سدھی ہوئی سواریوں پر سوار ہو ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ ان کے ساتھ عباس ابن عبدالمطلبؓ۔ نوفل ابن حارث اور عقیل ابن ابیطالبؓ کو بھی نکلنا پڑا اور گانے والی لونڈیوں کو بھی ساتھ لیکر نکلے۔ شرابیں پیتے جاتے تھے اور دف بجاتے جاتے تھے اُدھر جناب رسولِ خداؐ تین سو تیرہ آدمیوں کو ساتھ لیکر برآمد ہوئے اور جب مقام بدر رات بسے کے فاصلے پر رہا تو آنحضرتؐ نے بشر ابن ابی الرغباء اور محمد ابن عمرو کو بطور جاسوس تجارتی قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا یہ دونوں چاہِ بدر پر وارد ہوئے اپنی سواریاں بٹھائیں پانی نکالکر پیا اور پلایا اور دو لونڈیوں کو آپس میں ایک دوسری سے لڑتے سنا کہ ایک کا دوسری کے ذمہ ایک درم چاہیئے تھا اور وہ اس کا مطالبہ کر رہی تھی اور اس مدیونہ نے یہ کہا تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کل تو فلاں مقام پر ٹھہرا تھا اور کل یہاں آجائیگا۔ میں انکی خدمت کرونگی اور اجرت جو ملیگی اس سے تیرا درم ادا کر دونگی لونڈیاں تو دونوں چلدیں اور جاسوسوں نے جو کچھ سنا تھا جناب رسولِ خداؐ کو جا سنایا اُدھر ابوسفیان قافلۂ تجارتی کے ساتھ آیا مگر بدر کا سوانہ نظر آنے لگا تو قافلہ سے آگے بڑھکر تیز تیز تنہا چلا آیا یہانتک کہ چشمۂ بدر پر پہنچا یہاں ایک شخص قبیلۂ جُہینہ سے تھا جسکو کسبؔ الجہنی کہتے تھے اس سے ابوسفیان نے کہا کہ اے کسب آیا تجھے محمدؐ اور انکے اصحاب کا کچھ علم ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ لات وعزیٰ کی قسم اگر تو نے محمدؐ کے معاملے کو ہم سے چھپایا تو قریش کی اور تیری ہمیشہ کے لئے عداوت ہو جائیگی اس لئے کہ قریش میں سے ایک بھی متنفس ایسا نہیں ہے کہ جس کا اس قافلہ میں بیس[٢٠] درہم یا زائد کا حصہ نہ ہو لہٰذا تو مجھ سے اصل معاملے کو پوشیدہ نہ کیجو۔ کسب نے کہا واللہ مجھے محمدؐ اور انکے اصحاب کا باقاعدہ تو کوئی علم ہے نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے آج دو سوار دیکھے تھے کہ وہ یہاں آئے اور اس جگہ سواریاں ٹھہرائیں اور پانی پیا اور چلے گئے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کون تھے۔ ابوسفیان یہ سنکر انکے اونٹوں کے ٹھہرنے کے مقام پر آیا اور مینگنیاں اپنے ہاتھ میں لیکر توڑیں تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں پائیں تو کہا یہ تو یثرب کا چارہ ہے واللہ یہ ضرور محمدؐ کے جاسوس تھے۔ اتنا کہکر الٹے ہی پاؤں بھاگا اور قافلہ کو جاکر حکم دیا کہ وہ سمندر کے کنارے کنارے ہولیں اور معینہ راستہ چھوڑ دیں انھوں نے ایسا ہی کیا اور بڑے تیز تیز چلدیئے۔ اُدھر جبرئیلؑ امین جناب

---

[١] لطیمہ سے قریش کا وہ قافلہ مراد ہے جس کو ابوسفیان ملک شام سے لیکر آیا تھا اور اسمیں قریش کا مال موجود تھا اور اسمیں قریش کے چالیس[٤٠] شتر سوار بھی تھے۔ ١٢ مترجم

رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خبر دی کہ قافلہ تو اس طرح راستہ چھوڑ گیا اور قریش اپنے قافلہ کی حمایت میں آ گئے۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ان سے لڑیے اور نصرت کا وعدہ دیا ہے۔ اس وقت آنحضرتؐ چشمۂ صفرا کے کنارے اترے ہوئے تھے آپ نے چاہا کہ اپنے ساتھیوں کی آزمائش کریں کیونکہ گھر میں بیٹھے بیٹھے تو سب نے آنحضرتؐ کو مدد دینے کے بلیے چوڑے وعدے کئے تھے پس آنحضرتؐ نے اب انکو اطلاع دی کہ لوگو! قافلۂ تجارتی تو نکل گیا اور قریش اپنے قافلے کی حمایت میں آ گئے اور اللہ نے مجھے حتماً حکم دیا ہے کہ میں ان سے لڑوں یہ سنتے ہی اصحابِ رسولِؐ خدا کے چھکے چھوٹ گئے اور مارے خوف کے ان کا حال پتلا ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں جب سے کافر ہوئے کبھی ایمان نہیں لائے اور جب سے عزت پائی کبھی ذلیل نہیں ہوئے اور آجتک لڑائی کے لئے گروہ بندی کر کے باہر نہیں نکلے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو اس مرتبہ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے بھی ابوبکر کی سی باتیں بنائیں اور حکم وہی سنا۔ اب حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہوا کریں ہم تو آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کر چکے اور ہم تو اس بات کی گواہی دے چکے ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے اور اللہ کے پاس سے ہے واللہ اگر آپ ہم کو حکم دیں گے کہ ہم آگ میں کود پڑیں تو ہم کود پڑیں گے اور اگر یہ حکم دیں گے کہ کانٹے دار جھاڑیوں میں گھس جائیں تو ہم گھس جائیں گے اور ہم آپ سے وہ فقرہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیلؑ نے موسیٰ علیہ السّلام سے کہا تھا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ٥ بلکہ ہم تو آپ سے یہ عرض کرینگے اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُوْنَ ٥ (چلیے آپ اور آپ کا پروردگار لڑیے ہم بھی آپ کے ساتھ لڑنیوالوں میں ہونگے) آنحضرتؐ نے حضرت مقدادؓ کو جزائے خیر کی دعا دی وہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اب سعد ابن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کیا آپ ہم انصار کی رائے طلب فرماتے ہیں؟ فرمایا بیشک۔ عرض کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ نکلے تو کچھ اور سوچ کے تھے اور اب حکم کچھ اور آ گیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم تو آپ پر ایمان لا چکے اور آپ کی تصدیق کر چکے اور اس بات کی گواہی دے چکے کہ آپ خدا کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے جو کچھ آپ کا جی چاہے ہم کو حکم دیجئے اور ہمارے مالوں میں سے جتنا جتنا حضور کا جی چاہے لے لیجئے اور جتنا جتنا جی چاہے چھوڑ دیجئے اور مجھے تو وہ جو آپ لے لینگے بہ نسبت اسکے جو آپ چھوڑ دیں گے زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں گے کہ ہم اس سمندر میں کود پڑیں تو ہم آپ کے ساتھ کود پڑیں گے۔ پھر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ واللہ میں کبھی اس راستے سے نہیں آیا اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے اور ہم مدینہ میں ایسے لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں جو آپ کی خاطر جہاد کرنے میں ہم سے بڑھے رہیں گے اور ان کو یہ خبر ہوتی کہ لڑائی پیش آئے گی تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتے۔ ڈاک بیٹھی ہوئی ہے اور ہم دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ہم مقابلہ خوب ڈٹ کر کریں گے اور لڑائی میں ذرا بھی ہمت نہ ہاریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعے سے آپ کی آنکھوں کے ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچائیگا۔ پس اگر نتیجہ وہی نکلا جو کچھ آپ چاہتے ہیں تو واہ وا اور اگر (خدا نخواستہ) خلاف ہوا تو آپ سواری پر بیٹھ جائیں اور ڈاک بدلتے ہوئے ہمارے لوگوں سے جا ملیں (سعد ابن معاذ کی ڈھارس بندھانیوالی تقریر سنکر) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ اس کے خلاف کریگا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں اس جگہ مارا گیا اور فلاں اس جگہ قتل کیا گیا۔ ابوجہلؓ یہاں خون میں لوٹا۔ اور عتبہ بن ربیعہ وہاں۔ شیبہ بن ربیعہ یہاں مقتول ہوا اور منیہؓ اور بنیہ پسران حجاج وہاں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھ کو کامل فتحیابی عنایت فرمائیگا اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہ کریگا۔ اس وقت حضرتؐ پر جبرئیل امین یہ آیت لیکر آئے كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ .... تا .... وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ٥ پس جناب رسولِ خدا نے کوچ کا حکم دیا۔ یہانتک کہ عشاء کے وقت چشمۂ بدر کے کنارے شامی پڑاؤ پر آ اترے۔ اُدھر سے قریش بھی آئے اور وہ یمنی پڑاؤ پر اترے اور انھوں نے اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لئے بھیجا۔ اصحاب جناب رسولِؐ خدا نے انکو پکڑ لیا اور قید کر لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام ہیں پوچھا تو بتاؤ کہ قافلۂ تجارتی کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ہم کو قافلہ کی کچھ خبر نہیں پس یہ انکو مارنے لگے۔ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اپنی نماز قطع کر دی فرمایا کہ جب یہ لوگ سچ بول رہے ہیں تو تم انکو مارتے ہو اور اگر یہ تم سے جھوٹ بولیں گے تو انکو چھوڑ دو گے۔ انکو میرے سامنے لاؤ چنانچہ انکو آنحضرتؐ کے سامنے لائے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی کہ اے محمدؐ ہم قریش کے غلام ہیں۔ فرمایا یہ لوگ تعداد میں کتنے ہیں عرض کی کہ حضرتؐ ہم کو تعداد کی خبر نہیں۔ فرمایا روز کتنے اونٹ نحر کئے جاتے ہیں عرض کی نو ۹ سے دس تک فرمایا کہ نو سو سے کم نہیں اور ہزار سے زیادہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون؟ عرض کی عباسؓ ابن عبدالمطلب۔ نوفل ابن حارث اور عقیل ابن ابیطالب ہیں۔ پھر غلاموں کی نسبت حکم دیا کہ انکو قید رکھا جائے قریش کو یہ خبر پہنچی تو انکا ڈر کے مارے بہت ہی برا حال ہوا۔ یہاں عتبہ بن ربیعہ ابوالبختری ابن ہشام سے ملنے گیا تو اس سے کہا کہ بھلا تم نے یہ زیادتی دیکھی خدا کی قسم مجھے تو چلنے کی جگہ بھی نہیں سوجھتی ہم تو اپنے قافلۂ تجارتی کی حمایت کے لئے نکلے تھے اور وہ راستہ بدل کے چلدیا تو ہمارا آگے بڑھکر آنا محض ظلم و زیادتی ہے خدا کی قسم جس قوم نے زیادتی کی کبھی فلاح نہیں پائی اور مجھے تو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ میں اولادِ عبد مناف کا جتنا مال تھا وہ سب ہی تلف ہو جاتا۔ لیکن ہم اس راستے نہ آتے ابوالبختری نے کہا کہ آپ تو سردارانِ قریش میں سے ایک سردار ہیں ذرا لوگوں میں چلئے پھریے اور جس قافلۂ تجارتی کو محمدؐ اور انکے اصحاب نے مقامِ نخلہ پر نقصان پہنچایا تھا اس نقصان کی اور ابن حضرمی کے خون کی ذمہ داری لے لیجئے کہ وہ آپ کا حلیف تھا۔ عتبہ نے کہا کہ تو تم مجھے یہ رائے دیتے ہو حالانکہ سوائے ابن حنظلہ یعنی ابوجہل کے اور کوئی ہم میں سے میرے خلاف نہیں ہوگا اچھا تم ابوجہل کے پاس چلے جاؤ اور اس کو اطلاع دیدو کہ میں اس نقصان کا بھی ذمہ دار ہوں جو قافلے نے محمدؐ کے ہاتھوں نخلہ کے مقام پر اٹھایا تھا اور ابن حضرمی کی دیت کا بھی۔ ابوالبختری کا بیان ہے کہ میں ابوجہل کی خیمہ کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی زرہ نکال رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ ابوالولید نے مجھ کو آپکے پاس بطور ایلچی کے بھیجا ہے۔ یہ سنکر ابوجہل بڑا خفا ہوا اور بولا کہ عتبہ کو سوائے تیرے کوئی ایلچی نہیں ملا میں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر اس کے سوائے کوئی اور بھیجنے والا ہوتا تو میں کبھی نہ آتا۔ مگر چونکہ ابوالولید سردار قبیلہ ہے اتنا سننا تھا کہ ابوجہل پھر آپے سے باہر ہو گیا اور بولا تو اس کو سردارِ قبیلہ کہتا ہے میں نے کہا میں اسے کیا کہتا ہوں سب قریش یہی کہتے ہیں اس لئے کہ اسی نے تو سارے قافلہ کا نقصان اپنے ذمہ لیا ہے اور ابن حضرمی کی دیت بھی۔ ابوجہلؓ بولا کہ عتبہ کی زبان درازی ظاہر ہے اور اس کا کلام بھی فصیح و بلیغ ہوتا ہے اور چونکہ وہ بنی عبد مناف سے ہے اس لئے وہ بلاشک و شبہہ محمدؐ کی پچ کرتا ہے اور اس کا بیٹا اس کے ساتھ ہے اور یہ اسکو لوگوں میں چھوڑ کر چلدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ لات و عزیٰ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا جب تک ہم یثرب پہنچکر ان پر ہجوم نہ کریں اور ان کو قید نہ کر لیں اور مکہ میں انکو قیدی کی

حیثیت سے لیکر آئیں تمام عرب اس کی خبر سن لے اور پھر ہمارے اور ہمارے مقامِ تجارت کے مابین کوئی مانع باقی نہ رہے۔ اصحابِ رسولِؐ خدا کو جو گروہ قریش کی کثرت کی خبر پہنچی تو مارے ڈر کے انکی بہت ہی بُری حالت ہوئی اور لگے روتے پیٹتے شکایتیں کرنے اور استغاثہ کرنے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل فرمائیں اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ جب شام ہوئی اور اندھیری خوب چھاگئی تو اصحاب جناب رسولؐ خدا کو نیند آگئی اور اللہ نے ان پر پانی برسایا کیونکہ آنحضرتؐ ایسے موقعے پر ٹھہرے ہوئے تھے جس میں ریت کے سبب سے پاؤں نہیں جمتے تھے پس اللہ نے ان پر تو اتنا مینھ برسایا کہ زمین سخت ہوگئی اور پاؤں جمنے لگے۔ جو خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ یہ اس لئے فرمایا کہ بعض اصحاب محتلم ہوگئے تھے آگے فرماتا ہے وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۰ قریش پر تو یہ مینھ لگاتار پڑا تھا اور اصحاب جناب رسولِؐ خدا پر پھوار یعنی اتنا کہ جس سے صرف زمین مضبوط ہو جائے۔ اب قریش پر بڑا خوف چھا گیا۔ اور وہ محافظت لگے کرنے کہ کہیں شب خون نہ مارا جائے۔ آنحضرتؐ نے عمار ابن یاسرؓ اور عبداللہ ابن مسعود کو بھیجا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں میں جا گھسو اور انکی خبر ہمارے پاس لاؤ۔ یہ دونوں انکے لشکر کو کھوندتے پھرے جسے انھوں نے دیکھا ڈرتا ہوا اور پریشان پایا اتنے میں گھوڑیاں ہنہنائیں اور بڑی دیر تک ہنہناتی رہیں پھر منبہ ابن حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج تو بھوک ہم کو سونے ہی نہیں دیتی ضرور ہے کہ یا تو ہم مرجائیں یا بھوک ہی ہمکو مار ڈالیگی راویِ حدیث جناب امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ واللہ اس وقت وہ سب پیٹ بھرے تھے انہوں نے جو اس وقت ایسا کہا تھا تو خوف کے مارے کہا تھا کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۸) جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے کھڑا کیا۔ آنحضرتؐ کے لشکر میں کل دو گھوڑے تھے ایک زبیر بن العوام کا اور ایک مقداد کا اور سارے لشکر میں کل ستّر اونٹ تھے جن پر اترتے چڑھتے آئے تھے چنانچہ جناب رسولِؐ خدا اور حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ اور مرثد ابن ابی المرثد غنوی تینوں ایک ہی اونٹ پر اترتے چڑھتے آئے تھے اور اس اونٹ کا مالک مرثد تھا۔ اُدھر قریش کے لشکر میں چار سَو تو گھوڑے ہی گھوڑے تھے پس جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو سامنے ترتیب سے کھڑا کر لیا تو ارشاد فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور لڑائی کی ابتدا تم ہرگز نہ کرنا اور نہ تم میں سے کوئی کسی سے بات کرے۔ قریش نے جب اصحاب رسولِؐ خدا کی تعداد کم دیکھی تو ابوجہل بولا۔ یہ تو ایک جانور کا کھاجا ہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی انکی طرف بھیجدینگے تو ان سب کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے آئیں گے۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ بھی تم کو خبر ہے کہ کہیں گھات میں نہ بٹھا رکھے ہوں اور کوئی کمک پیچھے سے نہ آتی ہو اس پر عمرو ابنِ وہب جمحی کو بھیجا جو بڑا بہادر سوار تھا۔ اس نے اپنا گھوڑ پھینکا یہاں تک کہ جناب رسولِ خدا کے سارے کیمپ کا کاوا کاٹ گیا پھر میدان میں بلندی کے اوپر چڑھا اور وہاں سے خوب چیخ کر آواز دی پھر قریش کے پاس لوٹ کر آیا اور کہا کہ نہ تو انکی کوئی گھات معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی کمک آنیوالی ہے بلکہ یہ یثرب کے آبکش اونٹ ہیں جو موت کو لاد کر لائے ہیں (یعنی ایسے منچلے بہادروں کو لائے ہیں جو ہمارے لئے بمنزلۂ موت ہیں) ایک کے منہ سے بھی آواز تو نکلتی نہیں مگر یہ سانپوں کی طرح اپنے اپنے ہونٹ چبا رہے ہیں اور سوائے اپنی تلواروں کے اور کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں پاتے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت تک پیٹھ نہ پھرائینگے جب تک کہ قتل نہ کر دیے جائیں اور اس وقت تک قتل نہ ہونگے جب تک کہ تم میں سے انکے برابر قتل نہ ہو چکیں۔ تم سوچ سمجھ کے رائے قائم کرو۔ ابوجہل نے کہا تو جھوٹا اور بُزدلا ہے اہل یثرب کی تلواریں دیکھکر تیرا پھیپھڑا پھول گیا ہے (اور تیری سٹّی گم ہوگئی ہے) اِدھر اصحاب جناب رسولِؐ خدا نے جو قریش کی کثرت اور قوّت دیکھی تو حد سے زیادہ پریشان ہوگئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ حالانکہ خدائے تعالیٰ یہ جانتا تھا کہ نہ وہ صلح کی طرف مائل ہونگے اور نہ صلح کی بات کا جواب دیں گے لیکن اس آیت کے نازل کرنے سے یہ مطلب تھا کہ اصحاب رسولِؐ خدا کا دل خوش ہو جائے جناب رسولِؐ خدا نے قریش کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش مجھے عرب بھر میں سب سے زیادہ یہ بات ناگوار ہے کہ میری پہلے پہل تم سے لڑائی ہو پس تم مجھے اور عرب کو چھوڑ دو اگر میں سچا ہوں تو میرے سبب سے تمہاری عزت بڑھیگی اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا کام تمام کرنے کو یہ عرب کے بھیڑیے ہی کافی ہوں گے تم اپنی عزت و آبرو کے ساتھ یوں ہی لوٹ جاؤ عتبہ نے یہ سنکر کہا واللہ جن لوگوں نے ایسی بات رد کی انھوں نے کبھی فلاح نہیں پائی۔ پھر ایک سُرخ اونٹ پر جو اس کا تھا سوار ہوا۔ آنحضرتؐ دیکھ رہے تھے کہ وہ اسے لشکر میں گھماتا پھرتا تھا اور سب کو لڑائی سے روکنے کی کوشش کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا کہ اگر کسی میں کچھ نیکی باقی ہے تو اس سُرخ اونٹ والے میں ہے اگر اسکی مانوگے تو نتیجہ اچھا ہوگا۔ اب عتبہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ اے گروہ قریش سب قریب آجاؤ اور میری بات سنو جب وہ قریب آگئے تو اس طرح ان سے خطاب کیا۔ برکت وسعتِ خیال کے ساتھ ہے اور وسعتِ خیال برکت کے ساتھ ہے۔ اے گروہِ قریش آج تم میری بات مان لو پھر چاہے عمر بھر نہ ماننا اس وقت مکّہ کو لوٹ چلو شرابیں پیو سیاہ چشم عورتوں سے معانقہ کرو اس میں شک نہیں کہ محمدؐ کے ذمّے کچھ تمہارے مطالبات ہیں مگر وہ تمہارا ابن عم ہے تو اب تو تم لوٹ ہی چلو اور میری رائے کو رد نہ کرو ایک مطالبہ تو تم محمدؐ سے اس قافلہ کا کرتے ہو جو انھوں نے نخلہ میں گرفتار کر لیا تھا اور ایک ابن حضرمی کے خون کا حالانکہ وہ میرا حلیف تھا اور اس کی دیت میرے ذمّے ہے ابوجہل نے جو یہ سنا اس کو سخت غصہ آیا اس نے کہا کہ عتبہ بڑا زبان دراز اور باتون آدمی ہے اگر اسکے کہنے سے اس وقت قریش لوٹ گئے تو ہمیشہ کے لئے قریش کا سردار یہی ہو جائیگا پھر وہ بولا کہ اے عتبہ تو نے اولاد عبدالمطلب کی تلواریں دیکھیں اور ان سے ڈر گیا اور تیرا پھیپھڑا پھول گیا (ہاتھ پاؤں پھول گئے) لوگوں کو لوٹ جانے کی رائے دیتا ہے حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اپنے خون کا بدلہ لیے لیتے ہیں۔ عتبہ یہ سنکر اپنے اونٹ سے اترا اور اس نے ابوجہل پر حملہ کیا جو گھوڑے پر سوار تھا اسکے بال پکڑ لیے اور لوگوں نے کہا کہ اس کو قتل کرتا ہے۔ اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور کہا کہ مجھ جیسے آدمی کو تو بزدلی کا الزام لگاتا ہے قریش کو ابھی ابھی معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں سے زیادہ بزدل اور ذلیل اور اپنی قوم کے لئے سب سے زیادہ مفسد کون ہے لے اب تو موت کی طرف کھلی آنکھوں میں اور تو ہی چل رہے ہیں۔ پھر کہا کہ یہ تو میرا عمل ہے اور اسکی خوبی جو کچھ ہے اسی میں ہے اور ہر شخص جیسی کریگا ویسی بھریگا۔ پھر اس کے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے چلا لوگ جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالولید خدا سے ڈر آپس کی قوت میں پھوٹ نہ ڈال تو اوروں کو ایسی باتوں سے باز کیا رکھے گا جبکہ تو خود ہی ایسی باتوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ بہر حال ابوجہل کو انھوں نے اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

اس وقت عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کی طرف نظر کی اور بولا کہ بیٹا اٹھو اور خود بھی اٹھا زرہ پہنی لوگوں نے اس کے لئے خود تلاش کیا مگر اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ اس کے سر کے برابر خود نہیں ملا تو اس نے دو عمامے اپنے سر پر لپیٹے پھر تلوار اٹھائی اور وہ خود اور اس کا بیٹا اور بھائی آگے بڑھے اور آواز دیکے کہا کہ اے محمدؐ قریش میں سے جو ہمارے ہمسر ہیں انکو ہمارے مقابلہ کے واسطے بھیجدو ادھر سے انصار کے تینؓ آدمی عفراء کے بیٹے عوذ، معوذ اور عون انکے مقابلے کے لئے نکلے عتبہ نے کہا کہ تم کون ہو؟ اپنا نسب بیان کرو تاکہ ہم تم کو پہچان لیں۔ یہ بولے کہ ہم عفراء کے بیٹے خدا اور رسولؐ خدا کے انصار ہیں۔ انہوں نے کہا تم لوٹ جاؤ ہم تم سے مقابلہ نہیں چاہتے ہم تو قریش میں سے اپنا ہمسر چاہتے ہیں چنانچہ جناب رسولِ خدا نے انکے پاس کسی کو بھیجکر حکم دیا کہ تم لوٹ آؤ وہ لوٹ آئے اور اپنی جگہ آکر کھڑے ہو گئے آنحضرتؐ بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ پہلا حملہ انصار کریں پھر آنحضرتؐ نے عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب کی طرف نظر کی جنکا سن ستر برس کا تھا ان سے فرمایا کہ اے عبیدہ اٹھ کھڑے ہو۔ چنانچہ وہ تلوار لیکر سامنے آکھڑے ہوئے پھر حمزہ ابن عبدالمطلب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ چچا تم بھی اٹھو پھر امیرالمومنین کی طرف دیکھکر کہا کہ اے علیؑ تم بھی اٹھو حالانکہ حضرتؑ اس وقت سب سے زیادہ کم سن تھے پھر فرمایا تم اپنا وہ حق حاصل کرلو جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اس لئے کہ قریش غرور و تکبر کے ساتھ آئے ہیں۔ ارادہ ان کا یہ ہے کہ نورِ خدا کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ کو سوائے اسکے اور کچھ منظور نہیں ہے کہ اپنے نور کو پورا کرے تو جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے عبیدہ تم تو عتبہ کی خبر لو اور اے چچا حمزہ آپ شیبہ کی خبر لیں اور علیؑ مرتضےٰ سے کہا کہ تم ولید ابن عتبہ کی خبر لو۔ پس یہ چلے اور ان لوگوں کے پاس پہنچے تو عتبہ نے کہا کہ اپنا نسب بیان کرو کہ ہم تم کو پہچان لیں عبیدہ بولے کہ میں عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہوں عتبہ نے کہا کفو کریم ہو یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے فرمایا کہ یہ حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں اور یہ علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں۔ وہ بولا یہ دونوں بھی کفو کریم ہیں۔ خدا اس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس جگہ لا کھڑا کیا۔ (مراد ابوجہل ہے جس نے لڑائی کے میدان سے واپس نہ ہونے دیا حالانکہ عتبہ دو مرتبہ اظہارِ رائے کر چکا تھا) اب شیبہ نے حمزہؓ سے کہا تم کون ہو؟ فرمایا کہ میں حمزہ ابن عبدالمطلب شیرِ خدا اور شیرِ رسولِ خدا ہوں۔ شیبہ نے کہا کہ آج تو مجھے ہم قسم صاحبوں کے شیر سے واسطہ پڑا۔ بھلا اے شیرِ خدا دیکھوں تو تمہارا حملہ کیسا ہے جنیدہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور ایک ایسی ضربت اس کے سر پر لگائی کہ اس کی کھوپڑی کے دو کر دیئے اُدھر اس نے عبیدہ کی پنڈلی پر ایسی ضربت لگائی کہ اسے کاٹ دیا اور دونوں ایک ساتھ ہی گر گئے اِدھر حمزہؓ نے شیبہ پر حملہ کیا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی یہاں تک کہ دونوں تلواریں کُند ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی ڈھال سے بچاتا جاتا تھا۔ اور جناب امیرالمومنینؑ نے ولید ابن عتبہ پر حملہ کیا اسکے کندھے پر ضربت لگائی اور تلوار بغل سے نکل گئی۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ ولید نے اپنا داہنا کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اٹھا کر میرے سر پر اس زور سے مارا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آسمان زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد خود گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پس حمزہؓ اور شیبہ باہم گلو گیر ہو گئے مسلمانوں نے پکار کر کہا کہ یا علیؑ دیکھتے نہیں اِس کُتے نے تمہارے چچا کو مغلوب کر لیا ہے چنانچہ علیؑ مرتضےٰ نے شیبہ پر حملہ کر دیا پھر فرمایا کہ چچا ذرا تم اپنا سر جھکالو کیونکہ حمزہؓ شیبہ سے قد میں اونچے تھے حضرت حمزہ نے اپنا سر اپنی چھاتی کے برابر کر لیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے شیبہ کے سر پر ضربت لگائی اور آدھا اڑا دیا پھر عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے اس میں بھی کچھ جان باقی تھی اس کا بھی خاتمہ کیا اور عبیدہ کو حضرت علیؑ مرتضےٰ اور حضرت حمزہؓ اٹھا کر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں لائے جناب رسولِ خدا نے انکو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے عبیدہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا کہ تم میرے اہلبیتؑ میں سے اوّل شہید ہو پھر عبیدہ بولے کاش اِس وقت میرے چچا زندہ ہوتے وہ بھی یہ جان لیتے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا میں اسکی تعمیل میں مقدم رہا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کونسے چچا کو یاد کر رہے ہو عرض کرنے لگے کہ ابوطالبؑ کو۔ اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں:

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ نَبْزِيْ مُحَمَّدًا ... وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ ... وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(خدا کے گھر کی قسم تم جھوٹے ہو کہ ہم محمدؐ کو چھوڑ دیں گے حالانکہ ہم ان کی طرف سے اپنی جانیں لڑا دینگے اور انکے دشمنوں کو دفع کرینگے اور انکو حوالہ نہ کرینگے جبتک کہ اپنی زوجہ اور اپنے بچوں کو بھولکر انکے گرداگرد نہ گرا دیے جائیں) جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ اُنکا بیٹا شیرِ غازی کی طرح خدا اور خدا کے رسولؐ کی حضور میں دشمنوں کا شکار کر رہا ہے اور اُنکا دوسرا بیٹا سرزمین حبشہ پر راہ خدا میں جہاد کر رہا ہے۔ عبیدہ نے عرض کی کیا اس بات پر حضرتؐ مجھ سے ناراض ہو گئے فرمایا نہیں۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں بلکہ تم نے میرے شفیق چچا کو مجھے یاد دلا دیا جس سے میرا دل بھر آیا۔ اُدھر ابوجہل نے قریش سے کہا کہ نہ تو تم جلدی کرو اور نہ اتراؤ جیسا کہ ربیعہ کے لونڈے اپنی اکڑفوں میں جلدی کر گئے پہلے تم اہلِ یثرب کی خبر لو انکی تو کھال تک اتار لو پھر قریش کی خبر لینا اور اُنکو فقط گرفتار کر لینا تاکہ انکو مکے میں لے چلیں اور انکی وہ گمراہی انکو جتائیں جس پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ قریش کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو مکہ میں اسلام لاچکے تھے اور انکے بزرگوں نے انکو قید کر رکھا تھا اس وقت وہ قریش کے ساتھ نکل کر بدر تک آئے تو تھے مگر انکے دل شک و شبہہ و نفاق سے پُر تھے۔ از آنجملہ قیس ابن ولید ابن مغیرہ تھا اور ابوقیس ابن الفاکہہ حارث ابن ربیعہ۔ علی ابن امیہ ابن خلف اور عاص ابن منبہ۔ جب انھوں نے جناب رسولِ خدا کے اصحاب کی کمی دیکھی تو بولے ان بیچاروں کو انکے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اب تھوڑی دیر میں مارے جائیں گے۔ اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اور ابلیس ملعون سراقہ ابن مالک کی صورت میں قریش کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تو تمہارا ہمسایہ ہوں لاؤ یہ اپنا جھنڈا مجھے دو انھوں نے اپنا جھنڈا اس کو دیدیا۔ اب اِس نے اپنے شیاطین کو بلایا جن کے ذریعے سے اصحاب جناب رسولؐ خدا کے دلوں میں ہول پیدا کر دیئے طرح طرح کے خیالات ڈالے اور انکو پریشان کیا اُدھر سے قریش آگے بڑھے جن کے آگے آگے ابلیسؑ انکا جھنڈا لئے ہوئے تھا جناب رسولِ خدا نے اس کو دیکھا تو اصحاب کو حکم دیا کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو اور دانت پیسو اور جبتک میں تم کو حکم نہ دوں تلواریں نہ کھینچنا پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائیگی اور اگر تجھے ہی یہ منظور ہو کہ تیری عبادت نہ کی جائے تو دوسری بات ہے۔ پھر حضرتؐ پر آثارِ نزولِ وحی طاری ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت دور ہوئی تو چہرۂ مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا حضرت نے فرمایا کہ لو یہ جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری پشتی کے لئے آگئے۔ راوی کہتا ہے ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل آیا جس میں بجلی چمک رہی تھی اور

یہ جناب رسولِ خدا کے لشکر کے اوپر آگیا کسی کہنے والے کی آواز بھی یہ کہتے سنائی دیتی تھی کہ حیزوم آگے بڑھو حیزوم آگے بڑھو پھر ہم نے فضائے آسمان سے ہتھیاروں
کی جھنکار بھی سنی اور ابلیسؔ نے جبرئیلؑ امین کو دیکھا تو وہ قریش کا جھنڈا پھینک کر بھاگا جسے منبہؔ ابن حجاج نے اٹھالیا اور کہنے لگا کہ اے سراقہ وائے ہو تجھ پر تو لوگوں
کی جماعت کو پریشان کرتا ہے۔ ابلیسؔ نے اس کی چھاتی پر لات ماری اور کہا میں تو تم سے الگ ہوں میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اسی
کو خدائے تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ ج فَلَمَّا
تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ط وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ٥
پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ج وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ٥
(دیکھو صفحہ ۲۹۱ سطر ۷) پس جبرئیلؑ امین نے ابلیسؔ پر حملہ کیا اور اس کے پیچھے گئے یہانتک کہ اس نے اپنے آپکو سمندر میں گرادیا اور عرض کرنے لگا کہ خداوندا تو نے جو مجھ سے
وعدہ فرمایا ہے کہ تو یَوْمُ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ تک مجھے زندہ رکھیگا تو اس کو پورا کر۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جس حالت میں بھاگا جارہا تھا ابلیسؔ نے جبرئیلؑ امین
کی طرف مڑ کر یہ بھی کہا تھا کہ اے شخص جو کچھ تم ہم کو عطا کر چکے ہو کیا اس میں تم کو بداء واقع ہو گیا تو کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ابلیسؔ کو
خوف تھا کہ جبرئیلؑ امین اسکو قتل کردیںگے فرمایا کہ یہ خوف تو نہیں تھا مگر یہ ڈر ضرور تھا کہ اسے ایسی ضربت لگائیں گے جسکا عیب قیامت تک اس کے لئے باقی رہیگا اس
وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا
الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ ٥ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۷) کیونکہ قریش اپنے غرور و تکبر میں یہ سوچتے ہوئے آئے تھے کہ ہم
نورِ خدا کو بجھادیں گے اور اللہ کو سوائے اسکے اور کچھ منظور نہ تھا کہ اپنے نور کو پورا کرے۔ ادھر ابوجہل دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا اللہ
محمدؐ نے قطع رحم کیا ہے اور ہمارے مقابلے میں ان لوگوں کو لاکر کھڑا کیا ہے جنکو ہم پہچانتے بھی نہیں۔ پس تو آج اسکی بات بگاڑ دے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ ج وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ج وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ج وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ
فِئَتُکُمْ شَیْئًا وَّلَوْ کَثُرَتْ لا وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (دیکھو صفحہ ۲۸۴ سطر ۹) اس وقت جناب رسولِ خدا نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر اٹھائی اور
قریش کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ بگڑ جائیں یہ چہرے اللہ نے اسی وقت ایک تیز ہوا چلائی جو قریش کے چہروں پر تھپیڑے مارتی تھی اور وہی انکی شکست کا
باعث ہوئی اور جناب رسولِ خدا نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس امت کا فرعون یعنی ابوجہل ابن ہشام بچکر نہ جانے پائے۔ چنانچہ قریش میں سے ستر تو قتل ہوئے اور
ستر ہی قید کرلئے گئے اور عمرو ابن الجموح کی مڈبھیڑ ابوجہل سے ہوئی تو عمرو نے ابوجہل کی ران پر ضربت لگائی اور ابوجہل نے عمرو کے ہاتھ پر جس سے اس کا ہاتھ بازو
سے الگ تو ہوا مگر تھوڑی سی کھال کے ذریعے سے لٹکتا رہ گیا تو عمرو نے اپنا ہاتھ اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ وہ الگ ہو گیا اور اس کو اٹھا کر
پھینک دیا۔ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس ایسی حالت میں پہنچا کہ وہ اپنے خون میں لوٹ رہا تھا میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے اس نے تجھکو
ذلیل کیا ابوجہل نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ خدا نے اپنے بندے ابن ام عبد (یعنی عبداللہ ابن مسعود) کو ذلیل کیا۔ تجھ پر وائے ہو یہ تو بتا کہ آج دین اور میدان کس
کے ہاتھ رہا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ رہا اور میں تجھے قتل کرنیوالا ہوں یہ کہتے ہوئے میں نے اپنا پاؤں اسکی گردن پر
رکھدیا تو کہنے لگا کہ ارے چرواہے تو تو بڑی منزلت پر پہنچ گیا آج کے دن کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہے کہ تو اور مجھے قتل کرے۔ ارے مجھے
اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی نے قتل نہ کیا نہ ان لوگوں میں سے جو ہمارے ہم قسم تھے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ وہ تو یہ بکتا ہی رہا اور میں نے اسکے سر پر سے خود اتارا
پھر اسے قتل کیا اور اسکا سر لیکر جناب رسولِ خدا کی حضور میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ مژدہ باد یہ ابوجہل ابن ہشام کا سر ہے آنحضرتؐ سجدۂ شکر
بجالائے۔ ادھر ابوالیسر بن کعب بن عمرو انصاری نے عباس ابن عبدالمطلب اور عقیل ابن ابیطالب کو گرفتار کیا تھا اور دونوں کو لیکر جناب رسولِ خدا کی خدمت
میں آئے۔ حضرتؐ نے اس سے دریافت کیا کہ اس گرفتاری میں کسی نے تمہاری مدد کی تھی؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں سفید کپڑوں والے ایک شخص نے مدد
کی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ پھر جناب رسولِ خدا نے عباس سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ ادا کرو انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ میں تو اسلام لاچکا
تھا یہ لوگ مجھ کو زبردستی لے آئے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ آپ کے اسلام سے تو خدا آگاہ ہے اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو اسکی جزائے خیر اللہ آپکو دیگا مگر
ظاہر صورت میں تو آپ ہمارے برخلاف ہوکر آئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں نے اللہ سے لڑائی کی نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے تم کو مغلوب کردیا۔ پھر فرمایا کہ
اب تم اپنی طرف سے بھی فدیہ دو اور اپنے بھتیجے کی طرف سے بھی عباس کے پاس چالیس اوقیہ سونا تھا جو لوٹ میں جناب رسولِ خدا کے پاس آچکا تھا اب جبکہ جناب
رسولِ خدا نے عباس سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ دو تو انھوں نے عرض کی کہ اس سونے کو میرے فدیے میں محسوب کر لیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جی نہیں۔ وہ تو
ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آپ سے ہمیں دلوادی مگر اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ آپ ادا کریں عباس نے کہا کہ میرے پاس سوائے اس مال کے جو مجھ سے جاتا رہا اور
کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مال تمہارے پاس ضرور ہے۔ وہ جو تم مکہ میں ام الفضل کے پاس چھوڑ آئے اور ان سے یہ کہہ آئے ہو کہ مجھ پر اگر کوئی حادثہ
واقع ہوجائے تو تم آپس میں بانٹ لینا۔ اب عباس بولے تو کیا آپ مجھے محتاج ہی بنا کر چھوڑیں گے کہ میں لوگوں سے بھیک مانگتا پھروں اسکے بارے میں اللہ تعالےٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
مِنْکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ پھر فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ مِنْهُمْ ط وَاللّٰهُ
عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ٥ پھر جناب رسولِ خدا نے عقیل سے فرمایا کہ اے ابویزید اللہ نے ابوجہل ابن ہشام عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، منبہ و بنیہ پسران حجاج اور نوفل
ابن خویلد کو قتل کیا اور سہیل ابن عمرو اور نضر ابن حارث ابن کندہ، عقبہ ابن ابی معیط اور فلاں اور فلاں کو قید کیا۔ عقیل بولے اچھا ہوا۔ اب تہامہ میں آپ سے جھگڑنے
والا کوئی نہیں رہا۔ اب جبکہ آپ ان لوگوں پر غالب آگئے ہیں تو اب ان کے کندھوں پر سوار ہو جیئے۔ جناب رسولِ خدا انکی یہ بات سنکر مسکرائے۔ بدر کے مقتول بھی
ستر تھے اور قیدی بھی ستر۔ از آنجملہ جناب امیرالمومنین نے تنِ تنہا ان میں سے ستائیسؔ کو قتل کیا تھا (دوسروں کی نصرت میں جنکو قتل کیا ہو وہ اس سے علیحدہ ہے

مگر کسی کو قید نہیں کیا تھا۔ اب لوگوں نے سب قیدیوں کو اکٹھا کیا اور پاس پاس کرکے رسیوں میں جکڑا اور انکو پیدل لیکر چلے اور مالِ غنیمت بھی سب اکٹھا کر لیا اصحابِ جناب رسولِ خدا کا شمار کیا گیا تو ان میں سے نوؔ شہید ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے سعد ابن خیثمہ آنحضرتؐ کے نقیبوں میں سے تھے اب حضرتؐ نے کوچ فرمایا اور سورج کے ڈوبتے ڈوبتے مقام اثیل پر آکر قیام کیا جو بدر سے چھ میل کے فاصلے پر ہے اس وقت جناب رسولِ خدا نے عقبہ ابن ابی معیط اور نضر ابن حارث ابن کندہ کی طرف خاص نظر سے دیکھا کہ یہ دونوں ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے تھے۔ نضر نے عقبہ سے کہا کہ اے عقبہ میں اور تو دونوں مارے گئے۔ عقبہ نے کہا کہ قریش میں ہوتے ہوئے؟ کہا ہاں محمدؐ نے ہماری طرف ایسی نظر سے دیکھا ہے جس میں مجھے قتل کے آثار معلوم ہوئے۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے پاس نضر اور عقبہ کو لیکر آؤ نضر بڑا ہی خوبصورت آدمی تھا جسکے سر پر بال بھی تھے جنہیں پکڑ کر علیؑ مرتضےٰ اسے کھینچتے ہوئے جناب رسولِ خدا کے پاس لے آئے نضر نے عرض کی کہ اے محمدؐ میں اس قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جو میرے اور آپ کے مابین ہے کہ آپ میرے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں جیسا کہ قریش کے ایک شخص کے ساتھ اگر آپ انکو قتل کریں تو مجھے بھی قتل کریں اور ان سے فدیہ لیں تو مجھ سے بھی فدیہ لے لیں اور اگر انکو آزاد کریں تو مجھے بھی آزاد کر دیں۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تیرے اور میرے مابین کوئی قرابت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے رشتوں کو اسلام کے ذریعے سے قطع فرما دیا ہے یا علیؑ اسکو آگے بڑھاؤ اور اسکی گردن مار دو۔ پھر عقبہ بولا کہ اے محمدؐ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ قریش باندھکر قتل نہ کیے جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو قریش سے کب ہے تو تو روم و حبش کے میل کا دوغلا کافر ہے۔ پیدائش کی رو سے اپنے اُس باپ سے بھی بڑا ہے جسکا بیٹا ہونے کا ادعا کرتا ہے۔ یا علیؑ اسکو بھی آگے بڑھاؤ اور اسکی گردن مار دو چنانچہ اسے بھی آگے بڑھایا اور اس کی گردن مار دی جب جناب رسولِ خدا نضر اور عقبہ کو قتل کرا چکے تو انصار کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی طرح سب قیدی قتل نہ کرا دیے جائیں جناب رسولِ خدا کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم نے نشتر کو قتل کیا اور نشتر کو قید کیا اور یہ سب آپ ہی کی قوم اور آپ ہی کے قیدی ہیں۔ یا رسول اللہ یہ قیدی ہم کو عطا فرما دیجئے۔ مطلب یہ تھا کہ ان سے جزیہ لے لیجئے اور انکو آزاد فرما دیجئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر۱) چنانچہ اس بات کی ان کو اجازت دی گئی کہ قیدیوں سے فدیہ لے لیں اور ان کو آزاد کر دیں مگر شرط یہ کی گئی کہ آئندہ سال میں اتنے ہی تمہارے آدمی قتل کیے جائیں گے جتنوں سے تم نے فدیہ لیا ہے سو وہ لوگ اس پر رضامند ہوگئے۔

**صفحہ ۲۱۳ نوٹ ۲** اصلی سبب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاک پھینکنا تھا جس کے ظاہری فاعل آنحضرتؐ تھے اور باطنی اثر بخشنے والا خدا تھا اسلئے کہ اثر بخشا قوتِ بشری سے باہر ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر بھی آگیا ہے۔ وہاں حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی کے فعل کو اپنا فعل فرمایا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ اسکی تنزیل کے بالکل مطابق ہی نہیں ہے بلکہ کچھ علیحدہ ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ علیؑ مرتضےٰ نے جناب رسولِ خدا کو وہ مٹی اٹھا کر دی جو آنحضرتؐ نے مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکی اور خدا نے یہ فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

**صفحہ ۲۱۳ نوٹ ۳** إِنْ تَسْتَفْتِحُوا:۔ ایک روایت کے بموجب یہ خطاب اہل مکّہ سے بطور استہزاء و مذاق کے ہے اس لئے کہ جب انھوں نے مکّہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو کعبہ کا پردہ پکڑ کے یہ دعا مانگی تھی کہ یا اللہ جو دونوں گروہوں میں زیادہ ہدایت یافتہ اور زیادہ معزز و مکرم ہو اسکی نصرت کیجیو اور اُسی کو فتح دیجیو۔ تفسیر مجمع البیان میں ابو حمزہ کی حدیث میں ہے کہ ابو جہل نے ان لفظوں میں دعا مانگی تھی "یا اللہ اے ہمارے پروردگار ہمارا دین قدیم ہے اور محمدؐ کا دین حادث پس ان دونوں دینوں میں سے جو تیرے نزدیک پسند اور تجھے پیارا ہو آج کے دن اسی دین والوں کی نصرت فرما" اور ایک روایت کے بموجب یہ بھی کہا تھا کہ ہم میں سے جو زیادہ اپنوں کو چھوڑ دینے والا اور قطع رحم کرنے والا ہو آج کے دن اسی کو ذلیل کر اور اسی کو ہلاک کر۔ چنانچہ یہ دعا اسکی بہ حسنِ وجوہ قبول ہوگئی۔ اور دوسری روایت کے بموجب اس آیت کا خطاب مومنین سے ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۳** قولِ مترجم:۔ یعنی ایک وقت ہر شخص کے لئے ایسا ضرور آتا ہے کہ وہ حق کو حق سمجھ لے اور باطل کو باطل۔ اب ماننا یا نہ ماننا یہ اس کا اپنا فعل ہے اور توفیق کا ملنا یا نہ ملنا اسی کے ارادہ پر موقوف ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۴** فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً:۔ مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ عام ہوگا یعنی نقصان اس کا سب کو پہنچے گا اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی کرنا، آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بدعتیں پھیلانا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد ہی لوگوں کو وہ فتنہ پیش آیا جس سے بچنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ علیؑ مرتضےٰ کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور غیر شخص سے بیعت کر لی حالانکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ علیؑ کا اور آلِ محمدؐ میں سے جو وصی ہوں گے ان کا اتباع کرنا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ دونوں حضراتؑ لَا تُصِيبَنَّ کو لَتُصِيبَنَّ فرماتے تھے۔ اور جناب عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اسی وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو شخص میرے بعد میری جانشینی کے بارے میں علیؑ پر ظلم کریگا وہ ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا اور اُن کل انبیاؑ کا انکار کیا جو مجھ سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۵** لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ:۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت ۵ھ ہجری میں غزوۂ بنی قریظہ کے وقت ابو لبابہ بن عبد المنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں خیانت کی تھی اس کا نزول سورۂ توبہ کی بعض آیتوں کے ساتھ ہوا ہے اور درج اس جگہ غزوۂ بدر کی آیتوں کے ساتھ کی گئی ہے جو ہجرت کے سولہویں مہینہ میں واقع ہوا۔ منجملہ اُن دلیلوں کے جو یہ بتلاتی

ہیں کہ ترتیب قرآن مجید خلاف تنزیل ہے ایک یہ بھی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ابولبابہ ابن عبدالمنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے وجہ اس کی یہ تھی کہ جناب رسولِ خدا نے قبیلۂ بنی قریظہ کے یہود کا اکیس۲۱ شبوں تک محاصرہ کیا پس وہ لوگ آنحضرتؐ سے انہی شرائط پر صلح کے خواستگار ہوئے جن شرائط پر انکے بھائی قبیلۂ نضیر کے یہودی صلح کر چکے تھے یعنی یہ چاہتے تھے کہ ملک شام میں اذرعات اور اریحا کے مقامات پر اپنے بھائیوں کے پاس چلے جائیں آنحضرتؐ نے اس امر کے قبول فرمانے سے انکار کیا اور یہ اشارہ کیا کہ تم کو سعد ابن معاذ کے فیصلے پر راضی ہونا چاہیئے انھوں نے عرض کی کہ اچھا ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیجدیجئے یہ انکے خیر خواہ تھے کیونکہ انکے اہل و عیال اور انکا مال انہی کے پاس تھا آنحضرتؐ نے ان کو بھیجدیا جب یہ پہنچے تو انھوں نے دریافت کیا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم سعد ابن معاذ کے فیصلے پر راضی ہو جائیں؟ ابولبابہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اس طرح اشارہ کیا جس سے یہ جتا دیا کہ انکا فیصلہ تمہارا قتل ہے اس پر راضی نہ ہونا اُدھر جبرئیلؑ امین نے جناب رسولِ خدا کو آکر یہ خبر دیدی ابولبابہ کا بیان ہے کہ میرے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے کہ میں سمجھ گیا کہ میں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کی خیانت کی اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں باندھ دیا اور یہ کہا کہ واللہ میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا جبتک کہ میں مر نہ جاؤں یا اللہ میری توبہ قبول نہ کرے۔ چنانچہ سات دن اسی حالت میں رہا نہ کھانا کھاتا تھا نہ پانی پیتا تھا تا آنکہ غش کھا کر گر پڑا پس اللہ نے اس کی توبہ قبول کی کسی نے آکر کہا کہ اسے ابولبابہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی تو انھوں نے کہا کہ نہیں واللہ میں تو اپنے آپکو اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک کہ جناب رسولِ خدا خود مجھے نہ کھولدیں۔ آخر آنحضرتؐ خود تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے انکو کھولا پھر ابولبابہ نے عرض کی کہ میری توبہ کی تکمیل تو یوں ہوگی کہ میں اپنے اس قومی گھر کو بھی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ گناہ ہوا اور اپنے مال سے بھی دست بردار ہو جاؤں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تہائی مال بطور صدقہ کے دیدو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے خیانت کرنا ان دونوں کی نافرمانی ہے اب رہی امانت کی خیانت تو اسکے متعلق یہ ہے کہ ہر شخص ان تمام معاملات کا جو کہ اللہ نے انسان پر واجب کئے ہیں امانت دار ہے (اب جس قدر کسی سے ادائے واجبات میں کمی ہوتی ہے اتنی ہی اس سے امانت میں خیانت ہوتی ہے) پھر فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر ابولبابہ ابن عبدالمنذر کے بارے میں نازل ہوئی تھی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا الخ۔

**صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۶** اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ (یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں) اسلئے کہ ایسا تم میں سے ایک بھی نہیں جو فتنہ سے خالی ہو اور فتنہ کو دوست نہ رکھتا ہو جیسا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ مطلب یہ ہے کہ تمہارے مال بھی اور تمہاری اولاد بھی خدا کی طرف سے آزمائش ہیں پس اگر کوئی شخص پناہ مانگے تو یوں مانگے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ (یا اللہ جو ایسی آزمائشیں ہیں جو راہ راست سے ہٹا دینے والی ہیں ان سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔) ۱۲

**صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۱** نے پوری آیت وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ سے وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ تک تلاوت فرمائی (ہجرت فرمانے یا مکۂ معظمہ چھوڑنے کی بنا یہی واقعہ ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہجرت سے پہلے مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی اور سببِ نزول اس کا یہ ہے کہ جب جناب رسولِ خدا نے مکہ میں علی الاعلان دعوت دینی شروع فرمادی تھی تو آنحضرتؐ کے پاس بنی اوس اور بنی خزرج بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھکو پناہ دو تو یہ میرے ذمے ہے کہ اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھکر سنایا کرونگا اور یہ اللہ کے ذمے رہا کہ تمہارا معاوضہ جنت ہوگا۔ انھوں نے عرض کی بہت اچھا جو کچھ آپ چاہیں اپنے پروردگار کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے لےلیں فرمایا کہ اچھا تم ماہِ ذیحجہ کی گیارہویں شب کو متصل عقبہ کے مجھ سے ملاقات کرنا چنانچہ انھوں نے حج کیا اور منیٰ کو آئے اور حج کرنیوالوں میں سے بہت لوگ تھے جبکہ گیارہویں تاریخ ہوئی تو جناب رسولِ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم رات کو حضرت عبدالمطلب کے مکان میں جو عقبہ کے قریب ہے آنا۔ کسی سوتے کو نہ جگانا اور ایک ایک کرکے اس مکان کے اندر پہنچ جانا چنانچہ اوس و خزرج میں سے ستّر آدمی اسی ترتیب اور اسی حکم کے بموجب داخل ہوئے جناب رسولِ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھے پناہ دو میں اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھکر سناؤنگا اور اللہ اسکے معاوضہ میں تم کو جنت عطا فرمائیگا۔ سعد ابن زرارہ۔ براء ابن معرور اور عبداللہ ابن خرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بہت اچھا آپ اپنے پروردگار کے لئے اور اپنے لئے ہم سے جو چاہیں شرط فرمالیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے لئے تو میں تم سے یہ شرط چاہتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرنا اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرانا اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط کرتا ہوں کہ تم میری ان چیزوں کے ساتھ حمایت کرنا جن سے اپنی جانوں کی حمایت کرتے ہو اور میری اہل و عیال کی ان چیزوں سے حمایت کرنا جن چیزوں سے اپنی اہل و عیال اور اولاد کی حمایت کرتے ہو انھوں نے عرض کی کہ ہم کو اس کا معاوضہ کیا ملیگا فرمایا آخرت میں جنت اور دنیا میں یہ کہ عزت کے تم مالک ہو جاؤگے اور عجم تمہارے مطیع ہو جائیں گے اور جنت میں بھی تم بادشاہ ہوگے انہوں نے عرض کی کہ ہم راضی ہیں فرمایا تو اچھا اپنے میں سے بارہ۱۲ آدمیوں کو نقیب مقرر کردو کہ وہ تمہارے اس معاملے کے گواہ رہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ۱۲ گواہ لیے تھے جبرئیلؑ امین نے ایک ایک نقیب کو بتایا کہ یہ ہے اور یہ ہے۔ نو۹ بنی خزرج میں سے لیے گئے اور تین۳ بنی اوس میں سے۔ بنی خزرج میں سے جو لیے گئے انکے نام یہ ہیں۔ سعد ابن زرارہ براء ابن معرور۔ عبداللہ ابن خرام (والد جابر ابن عبداللہ) رافع ابن مالک۔ سعد ابن عبادہ۔ منذر ابن عمرو۔ عبداللہ ابن رواحہ۔ سعد ابن ربیع۔ عبادہ ابن صامت بنی اوس میں سے یہ لیے گئے۔ ابوالہیثم ابن التیہان یہ یمنی تھے اور اسد ابن حصین اور سعد ابن خیثمہ۔ جب یہ لوگ مجتمع ہوکر جناب رسولِ خدا کی بیعت کرنے لگے تو ابلیس چیخ اٹھا کہ اے گروہِ قریش و عرب یہ دیکھو محمدؐ اور اہل یثرب کے نوجوان جمرۂ عقبہ کے پاس محمدؐ کی بیعت کرتے ہیں تاکہ تم سے لڑیں۔ تمام اہل منیٰ نے اس آواز کو سنا۔ قریش میں ایک ہیجان پیدا ہوا وہ ہتھیار لیکر آپہنچے۔ جناب رسولِ خدا نے بھی اس آواز کو سنا تھا انصار سے فرمادیا تھا کہ تم سب چلدو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی تلواروں سے ان پر لوٹ پڑیں تو ہم ایسا ہی کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی مجھے اس کا حکم نہیں ملا ہے اور نہ مجھے اللہ

تعالیٰ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے انہوں نے عرض کی کہ تو آپ ہمارے ساتھ چلیں فرمایا کہ میں حکم الٰہی کا منتظر ہوں قریش صبح ہی صبح ہتھیار باندھے ہوئے عقبہ پر آپہنچے اِدھر جناب حمزہؓ اور حضرت امیرالمومنینؑ تلوار لئے ہوئے نکلے اور عقبہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریش نے اِن دونوں کی طرف دیکھا تو کہا کہ تم سب کس بات کے لئے یہاں جمع ہوئے ہو حضرت حمزہؓ نے فرمایا جمع ہونا کیا معنی یہاں کوئی بھی نہیں ہے واللہ جو اس عقبہ سے گزرنا چاہیگا میں اس کو اپنی تلوار سے کاٹ ڈالونگا۔ قریش مکہ کو لوٹ گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم ہرگز اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ ہمارا معاملہ خراب ہوجائیگا تو بزرگانِ قریش میں سے کوئی دین محمدؐ میں داخل ہوجائیگا اس لئے وہ سب ندوہ میں جمع ہوئے اور دارالندوہ میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوسکتا تھا جو پورے چالیسؔ برس کا نہ ہوچکا ہو بزرگانِ قریش میں سے اس میں چالیسؔ آدمی آئے تھے اسی وقت ابلیس لعینؔ بھی ایک بوڑھے پھونس آدمی کی صورت میں پہنچا دربان نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اہلِ نجد میں سے ایک سن رسیدہ شخص ہوں مجھے یقین ہے کہ تم میری صائب رائے سے اس موقع پر فائدہ اٹھاؤ گے اس لئے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم فلاں شخص کے معاملہ میں اکٹھے ہوئے ہو تو میں بھی اس لئے آیا ہوں کہ تم کو اس معاملہ میں مشورہ دوں۔ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا آؤ جب ابلیس بھی اندر پہنچ گیا اور یہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ چکے تو ابوجہل بولا کہ اے گروہِ قریش عرب میں سے کوئی شخص ہم سے زیادہ عزت دار نہیں ہے ہم اہل اللہ مشہور ہیں۔ سال میں دو مرتبہ عرب کے گروہ کے گروہ ہمارے ہاں آتے ہیں ہمارا اکرام کرتے ہیں ہم حرم خدا کے رہنے والے ہیں جسکی وجہ سے کوئی طمع کرنیوالا ہمارے بارے میں طمع بھی نہیں کرتا ہم برابر اِسی عزت کی حالت میں رہے یہانتک کہ ہم میں محمدؐ ابن عبداللہ پیدا ہوا جسکی صلاحیت صداقت اور سکینہ و وقار کو دیکھ کر ہم اس کو امین و صادق کہتے رہے ہمارے اسی اکرام کرنے سے نوبت یہ پہنچی کہ اس نے خدا کا رسولؐ ہونے کا دعوےٰ کردیا اور اس بات کا بھی مدّعی بن گیا کہ آسمانی چیزیں اسکے پاس آتی ہیں۔ ہماری عقلوں کو عیب لگاتا ہے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس نے بگاڑ دیا ہے اور ہمارے گروہ میں پھوٹ ڈالدی ہے اور اس کا گمان یہ بھی ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے جو مرگئے وہ سب جہنم میں گئے اِس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت آجتک ہم پر نہیں پڑی۔ لہٰذا میں نے اس کے بارے میں ایک رائے قائم کی ہے۔ سردارانِ قریش بولے کہ وہ رائے کیا ہے؟ کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی خفیہ اسکے پاس بھیجدیں کہ وہ اس کو قتل کردیوے۔ پھر اگر بنی ہاشم اس کے خون کا مطالبہ کریں گے تو ہم ان کو دسؔ گنا خوں بہا دیدینگے۔ شیطان لعینؔ بولا کہ یہ رائے بیہودہ ہے۔ وہ بولے کیونکر؟ اس نے کہا کہ محمدؐ کا جو قاتل ہوگا وہ یقیناً مارا جائیگا۔ تم میں سے وہ کونسا سورما ہے جو اپنی جان لڑادے اور اپنے قتل کرانے پر آمادہ ہوجائے۔ اسلئے کہ جس وقت محمدؐ قتل کیا گیا تو تمام بنی ہاشم اور انکے ہم سوگند بنی خزاعہ خون کے مطالبہ کے لئے اکٹھے ہوجائیں گے اور بنی ہاشم کبھی اس بات پر راضی نہ ہونگے کہ قاتلِ محمدؐ زندہ رہے اور زمین پر چلتا پھرتا رہے لامحالہ تمہارے ہی مابین حرم میں لڑائیاں شروع ہوجائیں گی اور تم فنا ہوجاؤ گے۔ اس پر ایک دوسرا بولا کہ میری رائے اور ہے۔ ابلیسؔ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم محمدؐ کو ایک گھر میں قید کردیں روزانہ کھانا پانی وہاں پہنچا دیا کریں یہانتک کہ وہ مرجائے جیسے کہ زہیر اور نابغہ اور امرء القیس مرگئے ابلیس لعینؔ نے کہا یہ پہلی رائے سے بدتر ہے۔ وہ بولا کیونکر؟ ابلیسؔ نے کہا کہ بنی ہاشم کبھی اس پر راضی نہ ہونگے اور جب عربوں کے یہاں جمع ہونے کا موسم آئیگا تو وہ ان سے فریاد کریں گے وہ سب تمہارے برخلاف جمع کرکے محمدؐ کو نکال لائیں گے۔ ایک اور شخص بولا کہ اچھا یہ بھی نہ سہی ہم اپنے شہر سے انکو نکالے دیتے ہیں پھر ہم اپنے معبودوں کی عبادت بفراغت کیا کریں گے۔ ابلیسؔ بولا کہ یہ رائے پہلی دونوں رایوں سے اور بدتر ہے قریش بولے کیونکر؟ ابلیس لعینؔ بولا اس طرح کہ تم جان بوجھ کر میدانِ عرب میں ایک ایسے شخص کو بھیجتے ہو جو صورت میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ زبان جسکی سب سے زیادہ چلتی ہے۔ کلام میں سب سے زیادہ فصیح ہے تو ضرور ہے کہ وہ جنگلی عربوں کو خوب دھوکا دیگا اور اپنی زبان کے زور سے ان سب کو مطیع کرلیگا کچھ زیادہ عرصہ نہ گزریگا کہ تمہارے برخلاف انکو لاکر پیادوں اور سواروں سے میدان کو بھردیگا اب وہ سب حیران رہ گئے۔ پھر سب نے ابلیسؔ سے کہا کہ اے شیخ تم ہی بتاؤ کہ آخر کونسی رائے اختیار کی جائے؟ ابلیسؔ نے جواب دیا کہ اس بارے میں رائے صرف ایک ہی ہے۔ سب بولے وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہے کہ قریش کی جتنی شاخیں ہیں ان سب میں سے ایک ایک آدمی جمع کرو اور ایک بنی ہاشم میں سے بھی ہو اور ان میں سے ہر ایک ایک آہنی حربہ یا تلوار لیلے اور ایک ہی وقت سب مکان میں گھس پڑیں اور ایک ہی مرتبہ سب کے سب ضربت لگائیں تاکہ ان کا خون تمام قریش میں پھیل جائے اور بنی ہاشم بوجہ اس کے کہ ایک ان میں کا بھی شریک ہوگا خون کا مطالبہ ہی نہ کرسکیں اور اگر وہ تم سے سوال بھی کریں کہ دیت دیدو تو زیادہ سے زیادہ انکو تینؔ دیت دیدینا یعنی تینؔ گنا خوں بہا وہ بولے کہ ہم دسؔ دیت تک دینے کو موجود ہیں یعنی دسؔ گنا تک۔ الحاصل شیخ (شیطان) نجدی کی یہ رائے سب کے نزدیک پاس ہوگئی وقتِ معیّنہ پر سب جمع ہوئے اور ابولہب جناب رسولِؐ خدا کا چچا بنی ہاشم کی طرف سے ان میں داخل ہوا۔ جبرئیلؑ امین نے جناب رسولِؐ خدا کو اطلاع دی کہ قریش اس طرح آپکے برخلاف تدبیر کرنے کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے ہیں اور آنحضرتؐ کو اسی بارے میں یہ آیت پہنچائی وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ٥ قریش نے باہم اس پر اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرتؐ کے گھر میں گھس پڑیں اور آپ کو قتل کردیں۔ اسی نیت سے مسجد الحرام کیطرف سیٹیاں بجاتے اور پکارتے گئے اور جاکر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اسی کے بارے میں پروردگارِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا کَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّ تَصْدِیَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ٥ اس میں مُکَآءً سے مراد ہے منہ سے سیٹی بجانا اور تَصْدِیَةً سے مراد ہے ہاتھوں سے تالیاں پیٹنا یہ آیت پہلی آیت اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ پر معطوف ہے گو موجودہ ترتیب میں کئی آیتوں کے بعد لکھی گئی ہے۔ مقررہ شب کی شام ہوئی تو قریش اکٹھے ہوکر آئے کہ گھر میں گھس پڑیں مگر ابولہب نے کہا کہ میں تم کو رات کے وقت اندر نہ جانے دونگا اسلئے کہ گھر میں کچھ بچے ہیں کچھ عورتیں اور ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہوسکتے کہ کسی کا ہاتھ غلطی سے ان پر پڑجائے بس رات کو تو ہم انکو گھیرے رہیں گے جب صبح ہوگی تو ہم ضرور انکے پاس جائیں گے اور جو کچھ کرنا ہے کرگزریں گے) بس جناب رسولِؐ خدا کے حجرے کے گرداگرد یہ لوگ سو رہے۔ اُدھر جناب رسولِؐ خدا نے حکم دیا کہ انکے لئے بچھونا بچھایا جائے۔ بچھونا بچھایا گیا تو علیؑ ابن ابیطالبؑ کو بلاکر فرمایا کہ تم اپنی جان مجھ پر فدا کرو۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ حاضر ہوں۔ فرمایا میرے بچھونے پر سوجاؤ اور میری چادر اوڑھ لو۔ پس جناب علیؑ مرتضےٰ جناب رسولِؐ خدا کے بچھونے پر سوئے اور انکی چادر اوڑھ لی۔ اِس میں جبرئیلؑ امین آئے اور انھوں نے جناب رسولِؐ خدا کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ

کو قریش کے روبرو باہر نکالا وہ سب سو رہے تھے اور آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ اب آپ غارِ ثور کا راستہ لیں یہ منےؔ کے راستے پر ایک پہاڑ ہے جسکا مَدّ و جِبِل کا سا مَدّ و ہے[1] پس آنحضرتؐ غارِ ثور میں جا پہنچے اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ ادھر صبح ہوئی تو قریش مکان میں جا گھسے اور بچھونے پر حملہ کا قصد کیا کہ ایک دفعہ ہی جناب علیؑ مرتضےٰ جھپٹ کر ان کے سامنے کھڑے ہوگئے دریافت کیا کہ یہاں آنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ وہ بولے کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم نے مجھکو انکا نگہبان مقرر کیا تھا جو مجھ سے دریافت کرتے ہو؟ تم کہا نہیں کرتے تھے کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے پس وہ تمہارے شہر سے نکل گئے ہوں گے۔ اب یہ لوگ لگے حضرتؐ کو مارنے اور کہنے کہ تم ساری رات تو ہم کو دھوکا دیتے رہے۔ جواب میں جب حضرتؐ نے انکی خبر لی تو بھاگے۔ پھر وہ (جناب رسولِؐ خدا کی تلاش میں) پہاڑوں میں پھیل گئے۔ ان میں ایک شخص بنی خزاعہ میں سے تھا جس کا نام ابوکرز تھا۔ یہ نشانِ قدم سے کھوج نکال لیا کرتا تھا قریش نے اس سے کہا کہ اے ابوکرز تمہارے فن کی جانچ کا آج موقعہ ہے چنانچہ وہ آنحضرتؐ کے دروازے پر آکھڑا ہوا اس نے کہا کہ یہ محمدؐ کا قدم ہے اور ایک اور مقام پر جاکر کہا کہ یہاں سے دوسرا قدم بھی ساتھ ہوا ہے۔ صورت یہ تھی کہ ابوبکر جناب رسولِؐ خدا کی طرف آتا تھا اسکو جناب رسولِؐ خدا اپنے ہمراہ لے گئے تھے پھر ابوکرز نے یہ کہا کہ یہ دوسرا قدم یا ابو قحافہ کے بیٹے کا ہے یا خود ابو قحافہ کا پھر آگے بڑھکر اس نے کہا کہ یہاں سے ابو قحافہ کا بیٹا ہی گزرا ہے۔ بہرحال وہ ان کو لیے چلا گیا تا آنکہ انکو غارِ ثور کے دروازے پر جا کھڑا کیا۔ پھر اس نے کہا وہ اس جگہ سے آگے نہیں بڑھے یا تو آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں جا گھسے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مکڑی کو بھیجدیا تھا کہ اس نے غار کے دروازے پر جالا تن دیا اور فرشتوں میں سے ایک سوار دروازۂ غار پر (حفاظت کے لیے) آکھڑا ہوا تھا۔ ابوکرز نے کہا کہ اِس غار میں کوئی نہیں ہو سکتا اب یہ لوگ تو یہاں سے متفرق ہوگئے اور اللہ نے اپنے رسولؐ کی حفاظت فرمائی ان لوگوں کو دیکھنے نہ دیا پھر آنحضرتؐ کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

**صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۲** لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا :- یہ قول نضر ابن حارث ابن کلاہ کا ہے اور انتہا درجہ کی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تیرہ برس سے جناب رسولِؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کلام خدا کا اعلان فرما رہے تھے اور سب ویسا کلام بنا کر لانے سے عاجز رہے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۳** فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ :- ایک قول کے بموجب یہ کلام نضر کا ہے اور تفسیر قمی کے بموجب ابوجہل کا اور کافی کے بموجب حرث ابن عمر فہری کا اور مجمع البیان کے بموجب نعمان ابن حرث کا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولؐ خدا نے قریش سے یہ فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تمام دنیا کے بادشاہوں کو (اگر وہ دینِ حق قبول نہ کریں) تو قتل کردوں اور انکی سلطنت تم کو دلوا دوں اور جس بات کی طرف تم کو بلاتا ہوں اسے قبول کرلو کہ تم اس کے ذریعہ سے عرب کے بھی مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی اسی کے ذریعے سے تمہارے مطیع ہو جائیں گے۔ اور جنت کے بھی تم بادشاہ ہو گے تو ابوجہل نے جناب رسولِؐ خدا سے حسد کرنے کے باعث یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اگر جو کچھ محمدؐ کہتے ہیں یہ برحق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ پھر کہنے لگا کہ ہم اور بنی ہاشم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کے مانند تھے جب وہ حملہ کرتے ہم بھی حملہ کرتے اور جب وہ نیزہ مارتے تھے تو ہم بھی نیزہ مارتے تھے اور جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے تھے تو ہم بھی بھڑکاتے تھے جب دوڑ میں ہم اور وہ بالکل مساوی ٹھہرے تو ان میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہدیا کہ ہم میں ایک نبی موجود ہے تو ہم اس امر پر کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ بنی ہاشم میں تو نبی ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو پھر بولا غُفْرَانَكَ اللَّهُمَّ (یا اللہ تیری مغفرت درکار ہے) اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸ سطر ۲) اس آیت میں يَسْتَغْفِرُونَ سے اشارہ اسی قول غُفْرَانَكَ اللَّهُمَّ کی طرف ہے۔ پھر جب انھوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور حضرتؐ کو مکہ سے نکال دیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ کا یہ مطلب ہے کہ قریش مکہ میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اے رسولؐ تم اور تمہارے ساتھی اس لائق ہو کہ اسی میں رہو اسی بناء پر خدائے تعالیٰ نے بدر کے دن قریش کو مبتلائے عذاب کیا کہ انکے بزرگ قتل کر دیئے گئے۔ کافی میں ابوبصیر سے روایت ہے[2] کہ جس حال میں جناب رسولِؐ خدا تشریف فرما تھے جناب امیرالمومنین علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ تم میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی شباہت ہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت کے بعض گروہ تمہارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے جیسا کچھ نصاریٰ عیسےٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہتے تو میں تمہارے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ آدمیوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی تم گزرتے وہ تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک برکت حاصل کرنے کے لئے اٹھا لیا کرتا۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا یہ قول سنکر دو بدوؤں کو (مراد ابوبکر و عمر ہیں) اور مغیرہ ابن شعبہ کو اور قریش میں سے بہت سوں کو سخت غصہ آیا کہنے لگے کہ اس رسولؐ کو کسی طرح چین ہی نہیں پڑا جبتک کہ اپنے چچازاد بھائی کو عیسیٰؑ ابن مریم کے برابر نہ کر دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم (مِنْ بَنِي هَاشِمٍ) مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۔۔ سطر ۔۔) فرماتے ہیں کہ حرث ابن عمر فہری کو یہ آیتیں سنکر بڑا غصہ آیا اور اس نے یہ کہا کہ یا اللہ اگر یہ امر تیری طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم بادشاہت

---

[1] مَدّ و بیل کے جسم کے اس حصے کو کہتے ہیں جو پشت اور گردن کے درمیان ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو بعض بعض جگہ ٹھانٹ بھی بولتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

[2] یہ روایت اگرچہ بظاہر مرفوع ہے اور امام علیہ السلام کے اسم گرامی کی اسمیں تصریح نہیں مگر عجب نہیں کہ وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو اسلئے کہ ابوبصیر انہی بزرگواروں کے اصحاب میں داخل ہیں اس صورت میں ممکن ہوگا کہ اس قول کے قائل امام علیہ السلام ہوں۔ واللہ یعلم۔ ۱۲

کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے رہیں گے (جیسے کہ ہرقل کے بعد ہرقل ہوتا ہے) تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر حرث کا مقولہ بھی نازل فرمایا اور اس کے بعد کی یہ آیت بھی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (دیکھو صفحہ ۲۸۴ سطر ۴) پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو یا تو توبہ کر ورنہ یہاں سے چلدے۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر شہر سے باہر گیا جیسے ہی وہ باہر پہنچا ہے ایک پتھر اس پر آکر گرا کہ اس نے اس کی کھوپڑی کو چکنا چور کر دیا۔ جناب رسولِ خدا کے پاس اس وقت جسقدر منافق بیٹھے ہوئے تھے ان سے جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ لو اور اس نے جس چیز کی دعا کی تھی وہ اس پر آپڑی اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ واجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضےٰ کو غدیر خم کے دن اپنا قائم مقام مقرر کیا اور ارشاد فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یہ بات شہر در شہر پہنچی تو نعمان ابن حرث فہری آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی کہ آپ نے اللہ کی طرف سے ہمکو یہ حکم پہنچایا کہ اسکی گواہی دیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ نیز آپ نے ہم کو جہاد کا حکم دیا۔ روزہ کا حکم دیا۔ نماز کا حکم دیا اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے ان سب کو قبول کر لیا پھر بھی آپ کے کسی طرح سیری نہیں ہوئی یہانتک کہ آپ نے اِس لڑکے کو ہم پر حاکم بنا دیا اور یہ بھی کہدیا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اب یہ بات آپکی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے پس نعمان ابن حرث نے پیٹھ پھیری اور وہ یہ کہتا ہوا چلا کہ یا اللہ اگر یہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پتھر اس کے سر پر آکر لگا جس نے اس کو وہیں ڈھیر کر دیا اور اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ○ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ○ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۹)

**قولِ مترجم:**۔ اگر کسی کو ان روایتوں میں اختلاف معلوم ہو تو وہ ذرا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک واقعہ کا چند مرتبہ واقع ہونا خلافِ عقل نہیں ہے۔ ابوجہل و حرث ابن عمرو فہری و نعمان ابن حرث فہری نے غضب و غصہ میں ایک طرح کی دعا کی ہو گو مختلف اوقات میں کی ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔

**صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۴** وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ:۔ یہ مشرکوں کے اس قول کا رد ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ کے اور حرم خدا کے تصرف کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کے اس قول کو رد فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ مسجد الحرام کے تصرف کے زیادہ مستحق متقی لوگ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۲** موافق ہیں تو ہی اِن کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور یہ اعمال نیک مومن کی طینت سے ہیں اور اس کے مزاج کے موافق ہیں وہ ان کا زیادہ مستحق ہے آج کے دن کوئی ظلم نہیں کیا جاتا بے شک خدائے تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس مطلب کی تائید قرآن مجید کی آیتوں سے ہوتی ہے دیکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ (بری بری باتیں برے لوگوں کے لئے ہیں اور برے آدمی بری باتوں کے لئے اور اچھی اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے ہیں اور اچھے آدمی اچھی باتوں کے لئے) پھر دوسری آیت حضرتؐ نے یہی تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ وافی میں ابواسحاق لیثی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ فرمائیے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے کوئی مومن جب اپنے ایمان اور معرفت کے کمال کو پہنچ جائے آیا زنا کا مرتکب بھی ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی لواطہ کا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کیا شراب پی لیگا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کہ کسی گناہ کا بھی ارتکاب اس سے ممکن ہے؟ فرمایا نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں ان جوابات سے بہت ہی متحیر ہوا اور میرا تعجب بہت ہی بڑھ گیا۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں تو جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں میں اور آپ کے دوستوں میں ایسے لوگ پاتا ہوں کہ کوئی ان میں سے شراب پیتا ہے کوئی سود کھاتا ہے کوئی زنا کرتا ہے کوئی لواطہ کرتا ہے کوئی نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور ایسے امور خیر میں سستی کرتا ہے یہانتک کہ ان میں بعض ایسے بھی موجود ہیں کہ ان کا مومن بھائی مختصر سی حاجت انکے پاس لیکر آتا ہے اور وہ اسے بھی پوری نہیں کرتے۔ یا ابن رسولؐ اللہ فرمائیے یہ کیونکر ہے؟ اور کس وجہ سے؟ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابواسحاق جو کچھ تم کہہ چکے اسکے سوائے اور بھی تمکو کچھ کہنا ہے؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ضرور عرض کرنا ہے وہ یہ کہ میں ناصبیوں میں بعض بعض ایسے اشخاص کو بھی پاتا ہوں کہ مجھے انکے کفر میں تو ذرا بھی شک نہیں ہے مگر وہ اِن سب باتوں سے پرہیز کرتے ہیں یعنی نہ شراب کو حلال جانتے ہیں اور نہ کسی مسلمان کا پیسہ مار لیتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ و جہاد میں سستی کرتے ہیں۔ بلکہ مومنین و مسلمین کی حاجتیں صرف خدا کی خوشنودی کے لئے پوری کرتے ہیں اب فرمائیے کہ یہ کیونکر ہے؟ اور کیونکر ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابراہیم اسکے متعلق ایک باطنی امر ہے اور وہ پوشیدہ راز ہے اور وہ خزانۂ الٰہی کا ایسا دروازہ ہے جو ابتک کھولا نہیں گیا وہ تم پر اور بہت سوں پر اور تمہارے یار دوستوں پر مخفی ہے اور خدائے تعالیٰ نے اسکی اجازت نہیں دی کہ اس کا راز اور اس کا غیب عام طور پر کھولا جائے ہاں ان لوگوں پر کھولا جا سکتا ہے جو اس کے متحمل ہو سکتے ہیں اور اسکے اہل بھی ہوں میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ خدا کی قسم میں تو آپ حضرات کے رازداروں کا رازدار ہوں۔ آپ حضرات کا دشمن اور ناصبی نہیں ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابراہیم بیشک تو ایسا ہی ہے لیکن ہمارا علم ایسا مشکل اور دشوار ہے کہ اسکا متحمل کوئی ہو ہی نہیں سکتا سوائے اسکے کہ فرشتۂ مقرب ہو یا نبیؐ مرسل ہو یا ایسا مومن ہو جسکے قلب کا امتحان خدائے تعالیٰ ایمان کے بارے میں لے چکا ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ تقیہ ہمارا دین اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بیدین ہے اور اے ابراہیم اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ کا چھوڑنے والا بے نماز کے مانند ہے تو یہ کہنا میرا بالکل حق ہو گا اے ابراہیم ہماری حدیثوں میں سے، ہمارے اسرار میں سے، ہمارے علم باطنی میں سے ایسی باتیں ہیں جنکی برداشت نہ مقرب فرشتے کر سکتے ہیں نہ مرسل نبی نہ وہ مومن جنکا خدائے تعالیٰ امتحان لے چکا ہو۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے آقا اور اے میرے مولا پھر ان کی برداشت کون کر سکتا ہے؟ فرمایا جسے اللہ چاہے اور جسے ہم چاہیں۔ پھر تینؑ دفعہ فرمایا کہ خبردار ہو جا جو شخص ہمارے اسرار کو سوائے اہل کے کسی دوسرے پر ظاہر کر دیگا وہ ہم میں سے نہ ہو گا۔ آگاہ ہو کہ جو شخص ہمارا راز فاش کر دیگا خدائے تعالیٰ اس کو لوہے کی حرارت کا

عذاب چکھائیگا ۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیم جس علم باطن کا تو نے سوال کیا تھا اور جو خدائے تعالیٰ کے علم میں اس وقت تک مخزون و محفوظ تھا اس نے اپنے رسوؐل
کو بتلایا تھا اس کے رسوؐل نے اپنے وصی جناب امیر المومنین علیہ السّلام کو تعلیم فرمایا تھا ہے ہم تجھ پر ظاہر کرتے ہیں ۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی عَالِمُ
الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ( دیکھو صفحہ ۹۱۵ سطر ۳ ) اے ابراہیم تو نے مجھ سے ہمارے مولا امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ
علیہما السلام کے شیعوں میں سے جو مومن ہیں انکا حال دریافت کیا اور ناصبیوں میں سے جو زاہد و عابد ہیں انکا ۔ انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدِمْنَا
إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ٥ ( دیکھو صفحہ ۷۵ سطر ۵ ) اور انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ٥
تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ٥ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ٥ ان ناصبیوں کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ ہم سے بغض رکھیں ہمارے فضائل کو رد کرتے رہیں ۔ ہمارے
جدامجد جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی خلافت کو باطل سمجھیں معاویہ اور بنی امیہ کی خلافت کو حق سمجھیں اور یہ گمان کرتے رہیں کہ وہ خدا کی زمین میں خدا کے خلیفہ تھے
اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ جس نے انکے خلاف خروج کیا اس کا قتل واجب ہے اور اس بارے میں محض جھوٹی روایتیں بیان کرتے رہیں ۔ یہ بھی روایت کرتے رہیں
کہ جو شخص غالب آجائے گو وہ خارجی اور ظالم بھی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ بھی روایت بیان کریں کہ جناب امام حسین علیہ السّلام (معاذ اللہ) خارجی تھے جنہوں
نے یزید ابن معاویہ کے برخلاف خروج کیا اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنا زکوٰۃ کا مال سلطانِ وقت کے حوالے کر دیا کرے گو وہ ظالم ہی
ہو ۔ اے ابراہیم یہ سب کچھ خدا کے بھی برخلاف ہے اور رسوؐلِ خدا کے بھی ۔ سبحان اللہ ان لوگوں نے خدا کے برخلاف کیسا جھوٹ کا طوفان اٹھایا ہے اور رسوؐلِ خدا
کے خلاف بھی محض جھوٹ بولتے ہیں ان لوگوں نے اللہ کی بھی مخالفت کی ہے اور اللہ کے رسوؐل اور انکے برحق خلفاء کی بھی ۔ اے ابراہیم میں تمہارے لئے اس
مضمون کی تشریح کتابِ خدا سے ایسی کرونگا جس سے نہ کسی کو انکار کی مجال ہو سکے نہ فرار کا موقع مل سکے اور جس نے خدا کی کتاب کا ایک حرف بھی رد کیا وہ یقیناً خدا
اور خدا کے رسوؐل کا منکر ہو گیا ۔ میں نے عرض کی یا ابن رسوؐل اللہ جو مضمون میں نے حضور سے دریافت کیا ہے یہ کتابِ خدا میں ہے ؟ فرمایا ہاں یہی مضمون جو تم نے
مجھ سے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے شیعوں کے بارے میں اور انکے ناصبی دشمنوں کے بارے میں دریافت کیا کتابِ خدائے عزوجل میں موجود ہے ۔ میں نے
عرض کی یا ابن رسول اللہ یہی بجنسہ ؟ فرمایا ہاں یہی بجنسہ اور اس کتاب میں جسکی تعریف میں خدا فرماتا ہے وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ٥ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن
بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ٥ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ
وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۚ کیا تم سمجھے کہ یہ زمین کونسی ہے ؟ میں نے عرض کی نہیں ۔ حضرتؑ نے فرمایا سمجھ لو کہ خدائے
عزوجل نے ایک زمین طیب و طاہر پیدا کی اور اس کے اندر سے ایک ایسا چشمہ جاری کیا جسکا پانی صاف، ستھرا، میٹھا، مزیدار اور ایسا جسکا پینا گوارا ہو ۔ اور اس
زمین پر ہم اہلبیتؑ کی ولایت عرض کی گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا ۔ پس خدائے تعالیٰ نے وہی پانی سات دن اس پر جاری رکھا پھر ساتویں دن کے بعد اس پانی کو
اس پر سے غائب کر دیا اور اس مٹی کے خلاصہ میں سے ایک طینت لی جسکو اس نے ائمہ علیہم السّلام کی طینت قرار دیا پھر خدائے تعالیٰ نے اسکی معمولی مٹی لی اور اسی
طرح ہماری اس بچی ہوئی طینت سے ہمارے دوستوں اور شیعوں کو پیدا کیا ۔ پس اے ابراہیم اگر تمہاری طینت بھی یونہی چھوڑ دی جاتی جیسے کہ ہماری طینت چھوڑ
دی گئی تھی تو تم اور ہم برابر ہوتے میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ہماری طینت کے ساتھ کیا کیا ؟ فرمایا اس نے تمہاری طینت میں آمیزش کر دی اور ہماری
طینت میں کوئی آمیزش نہیں کی ۔ میں نے عرض کی یا ابن رسولِؐ اللہ ہماری طینت میں کس چیز کی آمیزش کی گئی ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمین
شورہ زار خبیث و بدبودار بھی پیدا کی تھی اور اس میں ایک چشمہ جاری کیا تھا جسکا پانی کھاری سخت شور اور بدبودار تھا پھر اس زمین پر بھی جناب امیر المومنین
علیہ السّلام کی ولایت عرض کی تھی اس نے اس کو قبول نہ کیا اور وہ پانی سات دن تک اسنے اس پر جاری رکھا اس کے بعد اس پانی کو اس سے غائب کر دیا پھر
اِس خبیث سڑی ہوئی مٹی میں سے جو بدتر سے بدتر تھی کچھ لی اور اس سے کافروں کے امام سرکشوں کے امام اور بدکاروں کے امام پیدا کیئے گئے پھر اس طینت
میں سے جو باقی رہا اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو ہماری طینت کے ساتھ آمیز کر دیا اگر انکی طینت اپنے حال پر چھوڑ دی گئی ہوتی اور تمہاری طینت کے ساتھ
اسکی آمیزش نہ فرماتا تو وہ لوگ کبھی کوئی نیک کام نہ کرتے نہ وہ کسی کی امانت ادا کرتے نہ اقرار شہادتین کرتے نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ حج
کرتے بلکہ صورت تک میں تم سے مشابہ نہ ہوتے ۔ اے ابراہیم مومن پر اس سے زیادہ کوئی بات گراں نہیں گزرتی کہ وہ خدا کے دشمنوں میں سے کسی کی صورت خوبصورت
دیکھے اور اس بیچارہ کو اس بات کی خبر نہ ہو کہ وہ خوبصورتی مؤمن کی طینت اور اسکے مزاج کی وجہ سے ہے ۔ اے ابراہیم پھر خدائے تعالیٰ نے ان دونوں طینتوں کی
پہلے اور دوسرے پانی کے ساتھ آمیزش فرمائی پس تم ہمارے شیعوں اور دوستوں میں جو سود خواری ۔ زناکاری ۔ لواطت ۔ خیانت ۔ شراب خوری اور نماز و
روزہ و زکوٰۃ و حج و جہاد کے بارے میں غفلت دیکھتے ہو یہ سب ہمارے دشمن ناصبی اور انکی اصل اور انہی کے مزاج کی وجہ سے ہے جو انکی طینت میں شامل
ہو گئی اور جو کچھ ان دشمنوں ناصبیوں میں زہد ۔ عبادت ۔ نماز کی پابندی ۔ زکوٰۃ ۔ روزہ ۔ حج اور جہاد کی ادائیگی اور اعمالِ خیر و نیک دیکھتے ہو یہ سب کے سب
مومن کی طینت اسکی اصل اور اسکی آمیزش کی وجہ سے ہے جس وقت خدائے تعالیٰ کی حضور میں مومن کے اور ناصبی کے اعمال پیش ہونگے تو خدائے تعالیٰ ارشاد
فرمائیگا کہ میں منصف ہوں ظلم ہرگز نہ کرونگا مجھے اپنی عزت و جلال اور رفعت کی قسم ہے کہ میں کسی مومن کو اس گناہ کی وجہ سے سزا نہ دونگا جو ناصبی کی طینت
اور اصلیت کی آمیزش کے سبب اس سے ہو گیا ہے ۔ یہ نیک اعمال جتنے ہیں یہ سب مومن کی طینت اور اسکے مزاج کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ جتنے بداعمال مومن
سے ہوئے ہیں یہ ناصبی اور دشمن کی طینت کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ ان میں سے ہر ایک کے لئے اسی چیز کو چسپاں کر دیگا جس سے اس کی اصل اور
اسکا جوہر اور اسکی طینت ہے اور وہ اپنی کل مخلوق میں سے اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے ۔ کیوں اے ابراہیم کیا اسمیں تو کوئی ظلم یا جور زیادتی
پاتا ہے ؟ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی مَعَاذَ اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِندَهُ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ٥ اے ابراہیم جس
وقت سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں ملکوں ملکوں میں ظاہر ہو جاتی ہیں تو آیا وہ سورج کے کرہ سے علیحدہ ہوتی ہیں یا اس سے متصل ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اسکی
شعاعیں دنیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں مگر جب وہ غائب ہوتا ہے تو شعاعیں بھی لوٹ جاتی ہیں اور اسی طرف رجوع کرتی ہیں کیا ایسا نہیں

ہوتا؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ضرور ایسا ہوتا ہے۔ فرمایا بس تو اسی طرح ہر ہر چیز اپنی اپنی اصل اور جوہر اور عنصر کی طرف عود کریگی۔ جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ اس ناصبی دشمن سے مومن کی اصل اسکا مزاج اور اسکی طینت اور اسکا جوہر اور عنصر معہ کل اعمالِ صالحہ کے لیکر انکو مؤمن کے حوالے فرمادیگا اور اسی طرح اس مؤمن سے ناصبی کی اصل اور اسکی طینت اور اسکا مزاج اور اسکا عنصر معہ کل اعمالِ بد کے لیکر ناصبی کے حوالے فرما دیگا اور یہ خدائے جل جلالہٗ وتقدست اسماءہٗ کی جانب سے عدل ہی عدل ہوگا اس لئے کہ وہ خود ناصبی سے فرمادیگا کہ تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا یہ اعمالِ خبیثہ تیری ہی طینت اور تیرے ہی مزاج کے باعث ہیں اور تو ہی انکا سب سے زیادہ مستحق ہے اور یہ اعمالِ نیک مومن کی طینت اور اسکے مزاج کے موافق ہیں لہٰذا وہ انکا مستحق ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا کَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○ (دیکھو صفحہ ۷۴۲ سطر ۹) آیا اس میں تم کوئی ظلم وجور دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ بالکل نہیں بلکہ میں تو بڑی بڑھی ہوئی حکمت اور نہایت کھلا ہوا عدل وانصاف دیکھتا ہوں۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ آیا اس مطلب کو میں قرآن مجید سے اور زیادہ کھولکر تمہیں سمجھاؤں؟ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ضرور سمجھایئے۔ حضرت نے فرمایا دیکھو کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ (دیکھو صفحہ ۵۶۲ سطر ۴) نیز خدائے عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ○ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَهٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَهٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَهٗ فِیْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ میں نے عرض کی سبحان اللہ جو شخص اس آیت کو سمجھے اسکے لئے خدائے تعالیٰ نے مطلب کو کتنا کھولدیا اور اس منحوس مخلوق کے دل (جنہوں نے آلِ رسولؐ کو چھوڑ دیا ہے) آیاتِ الٰہی کا مطلب سمجھنے سے کتنے اندھے ہوگئے ہیں حضرتؑ نے (یہ سنکر) ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم اسی مطلب کو تو خدائے تعالیٰ بھی فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ○ (دیکھو صفحہ ۵۷۹ سطر ۱۱) خدائے تعالیٰ اس پر بھی راضی نہیں ہوا کہ انکو گدھوں سے۔ بیلوں سے۔ کتوں سے اور چوپایوں سے تشبیہ دے بلکہ مضمون کو ترقی دیکر فرمایا وَقَدِمْنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ نیز فرماتا ہے وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ نیز فرماتا ہے وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْئًا ○ اسی طرح یہ ناصبی جو جو نیک عمل آگے بھیج چکا ہے انکو اپنے حق میں نافع خیال کرتا رہیگا مگر جب وہاں پہنچے گا تو انکو کوئی چیز نہ پائیگا پھر اسی مضمون کی خدائے تعالیٰ نے دوسری مثل بیان فرمائی ہے اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ○ (دیکھو صفحہ ۵۴۶ سطر ۶) پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم آیا میں اسی مضمون کو قرآن مجید سے تمہارے واسطے اور بھی بیان کروں؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ضرور بیان فرمایئے۔ فرمایا دیکھو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (دیکھو صفحہ ۵۸۲ سطر ۱۱) مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو بدیوں سے (اور خدائے تعالیٰ اپنے اختیار کا اظہار اس طرح فرماتا ہے یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ○ (دیکھو صفحہ ۴۱۲ سطر) نیز فرماتا ہے وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِهٖ (دیکھو صفحہ ۴۰۵ سطر ۶) نیز فرماتا ہے لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ○ (دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۱۱)

اے ابراہیم یہ خدائے تعالیٰ کے علومِ مکنونہ اور اسرارِ مخزونہ میں سے بعض باتیں تھیں جو میں نے تم کو بتلادی ہیں۔ آیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ ان باطنی باتوں میں سے کچھ اور بھی تمہارے سینہ میں زیادہ ہوجائیں؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ضرور۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰکُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ اسی خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور جو صبح کا نور پھیلانیوالا اور زمینوں کا اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ میں نے تم کو ٹھیک ٹھیک خبر دیدی اور اللہ اعلم واحکم ہے۔

**قولِ مترجم:۔** اس حدیث کو دیکھنے والے شاید شبہہ کریں کہ جب خدائے تعالیٰ نے ایسی طینت سے پیدا کیا تو پھر کفار ومنافقین اور مجرمین کا قصور ہی کیا ہے؛ تو وہ یہ سمجھ لیں کہ ابتدائے عالمِ ارواح میں روحوں پر طینت پر آب پر جداگانہ ولایتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ عرض کی گئی ہے تو حجت ان پر وہیں تمام ہوچکی اور جن جن چیزوں نے اس ولایت کو قبول نہ کیا انہی سے کفار ومنافقین کی پیدائش کی گئی لہٰذا خدا کی حجت غالب ہے اس پر کسی دوسرے کی حجت غالب نہ آسکے گی۔

**صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۳** اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ان حضرتؑ سے گزارش کی کہ میں بنی امیہ کی طرف سے حاکم تھا اور بہت سا مال اکٹھا کیا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے تب میں نے اسکے مطابق سوال کیا تو مجھے یہ جواب ملا کہ تیرے اہل وعیال تیرا مال اور تیری ہر چیز حرام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جواب دینے والوں نے جو تجھ سے کہا ہے اصل امر یوں نہیں ہے اس نے عرض کی تو آیا میرے لئے توبہ ہے فرمایا کہ ہاں تیرے لئے توبہ کتابِ خدا میں یہ موجود ہے قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۴** وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ:۔ فتنہ کے معنی یہاں ہیں کفر وشرک اور یہ آیت پہلے دو حکموں کی ناسخ ہے جن میں ایک ہی کُفُّوْۤا اَیْدِیَکُمْ (اپنے ہاتھوں کو روکو) اور دوسرا ہے دَعْ اَذٰىهُمْ (انکو تکلیف دینا چھوڑ دو) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد اسکے کہ جناب رسولِ خدا نے اپنی اور اپنے اصحاب کی حاجتوں اور ضرورتوں کے باعث کفار سے جزیہ لیکر انکو انکے دین پر باقی رہنے کی اجازت دی اس آیت کی تاویل نہیں آئی اگر اس آیت کی تاویل آگئی ہوتی تو کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جاتا اور وہ یہانتک قتل کے جاتے کہ سب توحیدِ خدا پر ایمان لاتے اور شرک کا نشان باقی نہ رہتا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کی تاویل نہیں ہے اور جب ہمارا قائمؑ ہمارے بعد کھڑا ہوگا تو جو شخص اس زمانہ کو پائیگا اس آیت کی تاویل کو بھی دیکھ لیگا اور یہ ضروری بات ہے کہ دین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم میں اسطرح پھیل جائیگا کہ تمام روئے زمین پر شرک کا نشان باقی نہ رہیگا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا (میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے) ۱۲

پارۂ نہم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ دہم (۱۰)

**صفحہ ۲۱۷ نوٹ ۳** اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ط وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں ظاہرًا خطاب تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہے لیکن مراد آنحضرتؐ کے اصحاب ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے قریش کی تعداد کم کرکے دکھلائی تھی اور اگر زیادہ دکھلاتا بجائے جہاد کرنے کے وہ خوب رد تے جھینکتے۔ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ابلیس مسلمانوں کو کافروں کی نظروں میں کم دکھلاتا تھا اور کافروں کو مسلمانوں کی نظروں میں زیادہ دکھلاتا تھا۔ پس جبرئیل امین ایک تلوار لے کر اس پر جھپٹے تو وہ ان کے خوف سے یہ کہتا ہوا بھاگا کہ اے جبرئیل مجھے تو مہلت ملی ہوئی ہے اور بھاگتے بھاگتے سمندر میں جا پڑا۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ جب اسے مہلت ملی ہوئی ہے تو خوف کس بات کا تھا؟ فرمایا اس بات کا کہ جبرئیل امین اس کا کوئی عضو قطع کر دیتے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۷ نوٹ ۴** وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا مجمع میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ مشرکین ہماری نظروں میں اتنے کم نظر آتے تھے کہ میں نے اپنے پہلو میں کسی سے سوال کیا کہ یہ تو کوئی ستر آدمی نظر آتے ہیں نا؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مجھے تو کوئی سو نظر آتے ہیں۔ پھر ہم نے ان میں سے ایک کو قید کیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم کتنے تھے تو اس نے کہا کہ ہم ایک ہزار تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱۷ نوٹ ۵** وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لفظی معنی۔ تم کو ان کی نظروں میں کم دکھلاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے تو یہ کہہ دیا کہ بیچارے مسلمان ہیں ہی کتنے۔ ایک اونٹ کا کھاجا ہیں، اور ابوجہل نے کہا کہ یہ ہیں ہی کتنے۔ ہمارے ایک جانور کا پیٹ بھرنے کے لائق ہیں۔ ہم کو مقابلہ میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیجیں گے تو وہ اپنے ہاتھوں سے انھیں گرفتار کرکے لا حاضر کریں گے، اور غرض اس کم کرکے دکھلانے سے یہ تھی کہ مقابلہ کرنے سے پہلے تو مشرکین جری رہے اور جب مقابلہ میں آگئے تو پھر مسلمانوں کو ان کی نظروں میں زیادہ کرکے دکھلایا تاکہ شوکت کثرت سے مغلوب ہو جائیں (چنانچہ ہو گئے)، اور یہ بات خدائے تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اور واقعہ بدر کی عظیم الشان نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی کیونکہ یوں تو آنکھ کو کبھی کبھی کثیر کو قلیل اور قلیل کو کثیر دکھتی ہے لیکن نہ ایسی خاص صورت میں اور نہ اس خاص حد تک۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۱ نوٹ ۳** قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ اور نوفلؓ ابن حرث کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ روز غزوۂ بدر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جو بنی ہاشم مشرکوں کے طرفدار ہیں ان میں سے کوئی قتل نہ کیا جائے اور ابوالبختری۔ لہٰذا یہ سب اسیر کئے گئے تھے اور آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ کو بھیجا کہ دیکھو بنی ہاشم میں سے کون کون گرفتار ہیں۔ جب وہ حضرتؑ تشریف لے گئے تو عقیلؓ نے کہا کہ بھائی ہماری حالت دیکھتے ہو۔ امیرالمومنینؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کر دیا کہ ابوالفضل یعنی عباس فلاں شخص کے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور عقیلؓ فلاں شخص کے ہاتھ میں۔ آنحضرتؐ پہلے اٹھ کر عقیلؓ کے پاس گئے اور یہ فرمایا کہ اے ابویزید ابوجہل تو مارا گیا۔ عقیلؓ نے جواب دیا کہ اچھا ہوا اب ملک تہامہ میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر آج تم نے ان لوگوں (مسلمانوں) کو مغلوب کر لیا ہوتا تو تم ان کی خوب مشکیں کسواتے۔ پھر عباس آنحضرتؐ کے سامنے لائے گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے فدیہ دو۔ انھوں نے عرض کی کہ مجھے اتنی مہلت ملے کہ میں قریش سے کچھ طلب کر لوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ کیوں نہیں دیتے جو تم ام الفضل کے پاس چھوڑ آئے ہو اور ان سے یہ کہہ آئے ہو کہ جب مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو یہ روپیہ تم اپنی ذات پر اور اپنے بچوں کی پرورش پر خرچ کرنا۔ حضرت عباس نے عرض کی کہ یہ خبر مجھ کو تھی یا آپ کی چچی کو۔ تیسرا اس سے کوئی واقف نہ تھا۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اور قیدی تو فدیہ دے کر مشرک کے مشرک چلے گئے مگر حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ اور نوفلؓ داخل اسلام ہو گئے۔ انھیں کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۱** اس کے بعد ان لوگوں کی طرف خطاب فرمایا کہ اہل بصرہ آیا کسی فیصلہ میں میری کوئی زیادتی تمہیں ثابت ہوئی ہے انھوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا تقسیم مال میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا دنیا کے بارے میں کوئی رغبت؟ کہ اپنے اور اپنے اہلبیت کے لئے کچھ زیادہ لے لیا ہو اور تم کو نہ دیا جس سے تم میرے خلاف ہو گئے ہو اور میری بیعت توڑ دی۔ انھوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا آیا میں نے جرائم کی سزائیں تم کو دی ہیں اور دوسروں کو رعایت کرکے چھوڑ دیا ہے؟۔ انھوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ میری بیعت توڑی جاتی ہے اور دوسرے کسی کی نہیں توڑی گئی۔ میں نے اس معاملہ کو اول سے آخر تک چھان ڈالا مگر اس میں مجھے سوائے کفر کے اور کچھ نہ ملا جس کا علاج تلوار ہے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ الخ پوری آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسی کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور کوئے کو پیدا کیا ہے اور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے اس آیت کے مورد وہی لوگ ہیں اور جس دن سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کی تعمیل آج تک نہیں ہوئی تھی (آج ہوتی ہے)۔ تفسیر عیاشی میں انھی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو تمہارے اس دین میں تم پر طعن کرے وہ یقینًا کافر ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ طلحہ اور زبیر کے بارے میں عبداللہ معذرہو

کہ ان دونوں نے بلا اکراہ و اجبار خوشی میری بیعت کی پھر بغیر اس کے کہ مجھ سے کوئی امر جدید سرزد ہوا ہو میری بیعت توڑ دی۔ خدا کی قسم جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ الخ جو اس کے اہل ہیں کوئی ان سے نہیں لڑا یہاں تک کہ میں ان سے لڑا ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۲** قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ :۔ اس آیت میں جتنے وعدے خدا نے فرمائے ہیں سب پورے کر دیئے اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک بیّن دلیل۔ تفسیر عیاشی میں ابو الاغر التمیمی سے روایت ہے کہ جنگ صفین میں میں کھڑا ہوا تھا اور عباس ابن ربیعہ ابن حرث ابن عبد المطلب کا ہتھیاروں کا آزمائش کرنا دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اہل شام سے عرار بن ادہم نے آواز دی کہ اے عباس بڑے بہادر ہو تو میدان میں کیوں نہیں چلے آتے۔ ہاشمی کو طعن کی تاب کہاں۔ آ گئے۔ دور سے دونوں میں تلوار چلتی رہی اور بوجہ کامل الفن ہونے کے دیر تک ایک دوسرے کے قریب نہ پہونچ سکا۔ آخر عباس نے شامی کی زرہ گرا دی اور اب جو تلوار ماری تو شامی کا پہلو چاک کر دیا۔ شامی گر کر اپنے خون میں لوٹ گیا اور لوگوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ زمین ہل گئی۔ میں نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ الخ اب جو متوجہ ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ تلاوت کرنے والے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۳** اَلْمُؤْمِنِيْنَ :۔ تفسیر قمی اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین سے مراد اس آیت میں آل محمد یعنی ائمہ معصومین ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۴** وَلِيْجَةً :۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا راز دار نہ بناؤ ورنہ تم مومن نہ ہو گے بیشک ہر سبب ہر نسب ہر قرابت ہر دوستی ہر بدعت اور ہر شبہ ختم ہو جائے گا سوائے اس کے جو قرآن شریف باقی رکھے۔ اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولیجہ سے مراد یہاں وہ ہے جو بجائے صاحب الامر آدمیوں کے بنانے سے بن گیا ہو۔ اور مومنین کا لفظ جو اس موقع پر آیا ہے اس کے لفظی معنی ہیں اللہ کی طرف سے امان دینے والے اور وہ ائمہ علیہم السلام ہیں جن کی امان کو اللہ تعالیٰ جائز رکھے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۱** تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ کفر آیا ہے اس کے باطنی معنی ہیں اول وثانی کی ولایت اور ایمان کے باطنی معنی ہیں علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۲** حُنَيْنٍ :۔ مکہ معظمہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے۔ تفسیر قمی میں غزوۂ حنین کی جو وجہ لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جناب رسول خداؐ فتح مکہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں تو آنحضرتؐ نے ظاہر یہ کیا تھا کہ قبیلہ ہوازن کے برخلاف ارادہ رکھتے ہیں۔ اس قبیلہ کو جو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے بھی تہیّہ کیا اور بڑا مجمع جمع کیا اور بہت سے ہتھیار منگوا لئے اور تمام سرداران قبیلہ ہوازن مالک ابن عوف نضری کو اپنا سردار بنا کر مال اور عورتیں اور بچے سب ساتھ لے کر اوطاس میں آ اترے۔ آنحضرتؐ بھی بعد فتح مکہ بارہ ہزار آدمی لے کر ان کے مقابلہ میں گئے۔ عین مقابلہ کے وقت سوائے علی مرتضیٰؑ اور ان کے چند ساتھیوں کے میدان میں اور حضرت عباسؓ و ابو سفیان ابن حارث ابن عبد المطلب کے جناب رسول خداؐ کے پاس کوئی نہ ٹھہرا۔ (حسب روایت صحیح بخاری) عمر ابن خطاب کا نمبر بھاگنے والوں میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھاگنے والوں کے منہ پر خاک پھینکتی جاتی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی (تمہارا جائے ستیاناس) تم اللہ اور اللہ کے رسول سے بھاگ کے جاتے کہاں ہو؟ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس سے بھاگنے والے بھاگے تھے اور آنحضرتؐ ان سے فرماتے تھے کہ کہاں کہاں میرے پاس آؤ میں اللہ کا رسول موجود ہوں۔ مگر کوئی نہیں سنتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ کی سند تو بھاگنے والوں کو ملی اور جناب رسول خداؐ نے خدائے تعالیٰ سے ان لفظوں میں دعا کی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ (یا اللہ سب تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے اور تجھی سے شکایت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد طلب کرتا ہوں) خدائے تعالیٰ نے فرشتے مدد کے لئے بھیجے۔ قبیلہ ہوازن کو شکست ہوئی۔ جناب علی مرتضیٰؑ نے تن تنہا چالیس مشرک قتل فرمائے۔ بنی ہوازن کا کل مال، عورتیں اور بچے غنیمت میں آئے۔ نصرت الٰہی کو دیکھ کر بھگوڑے بھی لوٹ آئے مگر جناب رسول خداؐ کی حضور میں آتے ہوئے شرماتے ضرور تھے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں سبب غزوۂ حنین یہ تحریر ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے قصد سے چلے ہیں تو اظہار یہ فرمایا تھا کہ قبیلۂ ہوازن کا قصد رکھتے ہیں۔ یہ خبر قبیلۂ ہوازن کو پہنچی تو انھوں نے بہت تہیّہ کیا کیا۔ جماعتیں بھی بڑی بڑی اکٹھی کیں اور ہتھیار بھی کثرت سے جمع کئے اور ان کے سب سردار جمع ہو کر مالک ابن عوف نضری کے پاس آئے۔ سب نے مل کر اس کو اپنا سردار بنایا اور اپنے اپنے مقامات سے اپنے ہر قسم کے اموال اور عورات و اطفال کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ یہاں تک کہ وادی اوطاس میں آ کر اترے۔ ان لوگوں میں دُرید ابن صمہ جشمی بھی تھا جو قبیلہ جشمی کا سردار تھا۔ یہ بڈھا آدمی تھا جس کی بڑھاپے کے سبب سے آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ اس نے زمین کو ہاتھ سے چھو کر دریافت کیا کہ تم لوگ کونسی وادی میں ہو؟ جو آس پاس تھے بولے کہ وادی اوطاس میں۔ کہنے لگا ٹھیک یہ گھوڑے دوڑانے کی اچھی جگہ ہے۔ نہ تو سخت پتھریلی ہے نہ نرم ریتیلی مگر یہ کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا گدھوں کا رینکنا گایوں کا ڈکرانا بکریوں کا ممیانا اور بچوں کا رونا ایک ساتھ سن رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا بات یہ ہے کہ مالک ابن عوف کل لوگوں کو مع ان کی اہل وعیال اور ہر طرح کے مال کے لے آیا ہے تاکہ ہر ایک مرد اپنی اہل وعیال کی حمایت اور اپنی جان ومال کی حفاظت مدنظر رکھ کر لڑے۔ دُرید نے یہ سن کر کہا آخر تو بھیڑ بکریاں چرانے والا ہے نا؟ رب کعبہ کی قسم اسے فن جنگ سے کیا واسطہ؟ پھر کہا کہ ذرا مالک کو تو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آیا تو اس سے کہا کہ اے مالک یہ تو نے کیا کیا ہے؟ مالک نے کہا کہ میں تمام لوگوں کو مع ان کے اموال اور اہل وعیال کے لے آیا ہوں تاکہ ہر شخص اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کو پس پشت رکھے اور ان کی پشتیبنی لینے میں بہت ہی جم کر لڑے۔ اس بوڑھے نے کہا کہ اے مالک تو اپنی قوم کا سردار ہے اور مقابلہ میں ایک مرد کریم کے جا رہا ہے۔ آج اس کا موقعہ باقی ہے کہ آئندہ کے لئے اصلاح کر لے۔ قبیلۂ ہوازن کے بال بچوں کو مخالف کے گھوڑوں کے آگے ڈال دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ وائے ہو تجھ پر تو نے یہ غور نہیں کیا کہ بھاگنے والا پلٹ کر بھی کسی چیز کی طرف بھی نہیں دیکھا کرتا۔ تو قبیلۂ ہوازن کے بال بچوں کو بلند علاقوں میں بھیجدے جہاں دشمنوں کے سوار نہ پہنچ سکیں اور مردوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے سامنے کر اس لئے کہ اگر تجھے کوئی چیز نفع دے سکتی ہے تو وہ سواران شمشیر زن ہونگے۔ پھر اگر میدان تیرے ہاتھ رہا تو تو ان سب سے جا ملے گا اور اگر رن تیرے برخلاف پڑا تو تو اپنے اہل وعیال کی فضیحت کا باعث تو نہ ہو گا۔ مالک نے اس سے کہا چونکہ تم زیادہ بوڑھے ہو گئے ہو اس لئے تمہارے عقل وعلم بھی پرانے ہو گئے ہیں۔ بہرحال دُرید کی بات نہ مانی۔ دُرید نے دریافت کیا کہ قبیلۂ کعب وکلاب نے کیا کیا؟ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے تو کوئی بھی نہیں آیا۔ کہنے لگا بس تو عزم وکوشش

کا بھی خاتمہ ہی سمجھو۔ اگر خوش بختی اور برتری ہونے والی ہوتی تو کعب و کلاب غائب نہ ہوتے۔ اچھا ہوازن میں سے کون کون موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو ابن عامر اور عوف ابن عامر۔ کہا وہ تو بچے ہیں۔ ان سے نہ کوئی نفع پہنچے گا نہ نقصان۔ پھر درید نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ لڑائی شدید آن پڑی۔ پھر یہ شعر پڑھے ؎

لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعٌ اَخُبُّ فِیْهَا وَ اَضَعُ اقود وطفاء الزمع کَاَنَّهَا شَاۃٌ صَدَعٌ

(ترجمہ): کاش میں اس لڑائی میں نوجوان ہوتا تو میں اس میں مدد کرنے کیلئے تیز تیز بھاگتا دوڑتا (یعنی خوب جد و جہد کرتا) اور میرے لئے اس لمبے چوڑے لشکر کی سپہ سالاری کرلینا ایک دبلی پتلی بکری کے لے چلنے سے زیادہ اہم نہ ہوتا۔

جناب رسول خدا کو بھی وادی اوطاس میں قبیلہ ہوازن کے جمع ہونے کی خبر پہنچ گئی پس آپ نے قبائل کو جمع فرمایا۔ ان کو جہاد کی ترغیب دی اور نصرت کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کو یہ اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اِن لوگوں کا مال، اِن کے بچے، ان کی عورتیں سب ہم کو غنیمت میں مل جائے گا۔ پس لوگ بھی جہاد کیلئے تیار ہوگئے اور اپنے اپنے جھنڈوں کے تحت میں چل کھڑے ہوئے۔ آنحضرتؐ نے سب سے بڑا علم خود اپنے دستِ مبارک سے درست کرکے امیرالمومنین علیہ السلام کے حوالہ کیا اور مکۂ معظمہ میں داخل ہوتے وقت جو شخص اپنی قوم کا علمدار تھا حکم دیا کہ وہ اب بھی علمدار ہو کر چلے۔ اس طرح بارہ ہزار فوج کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے۔ از انجملہ دس ہزار وہ تھی جو آنحضرت کے ساتھ ساتھ آئی تھی۔ یہ سب چلتے رہے۔ یہانتک کہ ان لوگوں کے پاس ایسے وقت پہنچ گئے کہ رات کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا تھا۔ ادھر مالک ابن عوف اپنی قوم سے یہ کہہ رہا تھا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کو پس پشت رکھے اور تم سب لوگ اپنی اپنی تلواروں کے میان توڑ دو اور اس میدان کے نشیبی مقاموں اور درختوں میں چھپ کے بیٹھ جاؤ۔ جیسے ہی پو پھٹے اندھیرے اندھیرے ان پر ایک دم حملہ کر دینا۔ اس لئے کہ محمدؐ کو اب تک کسی ایسے سے پالا ہی نہیں پڑا ہے جو لڑائی کے محل اور موقعہ کو اچھی طرح پہچانتا ہو۔

راوی کہتا ہے کہ جب آنحضرتؐ صبح کی نماز پڑھ چکے تو وادی حنین کے نشیب میں چلے اور اس وادی میں نشیب بہت ہے۔ قبیلہ بنی سلیم آنحضرتؐ کے مقدمہ پر تھا ان پر قبیلۂ ہوازن کے دستے کے دستے ہر طرف سے نکلے اور بنو سلیم شکست کھا کر بھاگے اور جو ان کے پیچھے تھے وہ بھی بھاگے۔ سوائے جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے چند ساتھیوں کے جو کفار سے لڑتے رہے اور کوئی بھی بھاگنے سے نہ بچا۔ (سب پر طرہ یہ ہے کہ) بھاگنے والے آنحضرتؐ کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آنحضرتؐ کی سواری کے خچر کی لگام داہنی طرف سے تو حضرت عباس ابن عبدالمطلب تھامے ہوئے تھے اور بائیں طرف سے ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب اور جناب رسول خداؐ برابر آواز دے رہے تھے کہ اے گروہ انصار! تم بھاگے کہاں جاتے ہو۔ میں اللہ کا رسول موجود ہوں مگر کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھتا تھا۔ نسیبہ بنت عبد مازنیہ ان بھاگنے والوں کے منہ پر خاک جھونکتی تھی اور کہتی تھی (کہ مونڈی کاٹو) تم اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بھاگے کہاں جاتے ہو؟۔ عمر ابن الخطاب بھی اس کے پاس سے گزرا کہنے لگی خدا تیرا کھوج کھو دے یہ تونے آج کیا کیا؟ وہ آپ فرماتے کیا ہیں کہ ابھی اللہ کا منشا یہی تھا۔ جب آنحضرتؐ نے ہزیمت کی یہ حالت دیکھی تو حضرت علیؑ کی طرف جانے کے لئے اپنے خچر کو ایڑ لگائی اور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور ارشاد فرمایا کہ اے عباس تم اس بلندی پر چڑھ جاؤ اور آواز دو کہ اے اصحاب البقرہ اور اے اصحاب الشجرہ تم بھاگے کہاں جاتے ہو؟ جناب رسول خداؐ تو یہ موجود ہیں۔ (چنانچہ حضرت عباس نے اس حکم کی تعمیل کی) اور جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ (ترجمہ) یا اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے اور شکایت بھی تجھی سے کرتا ہوں اور مدد بھی تجھی سے طلب کرتا ہوں) جبرئیل امین اسی وقت نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے تو انھیں لفظوں میں دعا مانگی جن لفظوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت دعا مانگی تھی جبکہ اللہ نے ان کے واسطے دریا کو پھاڑ دیا تھا اور فرعون کے پنجے میں آجانے سے ان کو بچا لیا تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے ابوسفیان ابن حارث سے فرمایا کہ مجھے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر دیدو۔ چنانچہ انھوں نے مٹھی بھر کر دیدی اور انھوں نے مشرکین کے منہ پر ماری اور یہ الفاظ فرمائے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (بگڑ جائیں یہ چہرے) پھر سر مبارک آسمان کیطرف بلند کرکے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَمْ تُعْبَدْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ لَا تُعْبَدَ لَا تُعْبَدُ (ترجمہ) یا اللہ اگر تونے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی اور اگر خود تجھی کو یہ منظور ہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے تو نہ کی جائیگی) گروہ انصار نے جب حضرت عباس کی آواز سنی تو پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں کے میان توڑ دیے اور یہ آوازیں لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ حاضر حاضر جناب رسول خداؐ کے پاس سے گزرے تو شرم کے مارے حضرت کو منہ نہیں دکھلایا بلکہ علم کے نیچے جمع ہوگئے۔ جناب رسول خداؐ نے عباس سے دریافت کیا کہ اے ابوالفضل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ انصار ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب آتش جنگ شعلہ ور ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت آسمان سے مدد نازل ہوئی اور قبیلہ ہوازن کو شکست ہوئی۔ وہ فضائے آسمانی میں ہتھیاروں کی جھنکار برابر سنتے تھے اور ہر طرف کو بھاگ نکلے اور خدا نے ان کے مال اور ان کے بچے سب غنیمت میں جناب رسولؐ خدا کو عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ کے اس قول لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ کا مطلب یہی ہے اور روایت ابوالجارود میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اس سے مراد ان کا قتل ہے) وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ میں منقول ہے کہ قبیلۂ نضر ابن معاویہ کے ایک شخص نے جس کا نام شجرہ ابن ربیعہ تھا اور وہ مسلمانوں کے پاس قید تھا مسلمانوں سے کہا کہ وہ ابلق گھوڑیاں اور وہ سوار جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے کہاں ہیں؟ انہی کے ہاتھوں سے ہم قتل ہوئے ہیں حالانکہ اگر ہم نے تم کو نہایت حقیر سمجھا تھا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ وہ ملائکہ تھے (جن کو خدا نے اپنے رسول کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔) کافی میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے کسی نے سکینۃ کے معنی پوچھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ جنت کی ہوا تھی جس کی ہوا مشک سے زیادہ تھی۔ صورت اس کی آدمی جیسی تھی۔ اس کو خدائے تعالیٰ نے جنگ حنین میں اپنے رسول کے پاس بھیجا جس نے مشرکوں کو شکست دے کر میدان کارزار سے بھگا دیا۔

| | |
|---|---|
| صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۵ | اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ :- ابحواسع میں ہے کہ جس وقت دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا تھا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا تھا کہ ہم تو آج مغلوب نہیں آئیں گے۔ اس کا یہ کہنا جناب رسولؐ خدا کو برا معلوم ہوا تھا۔ روایت میں ہے کہ وہ کہنے والے میاں جی ابوبکر تھے۔ ۱۲ |
| صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۱ | کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا مجوس کا بھی کوئی نبی تھا؟ فرمایا ہاں تھا کیا تم |

کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا وہ خط نہیں پہنچا جو اہل مکہ کو لکھا تھا کہ یا تو اسلام لاؤ یا لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ اور ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو یہ جواب لکھا تھا کہ آپ ہم سے جزیہ لے لیا کریں اور بتوں کی عبادت کرنے دیں۔ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ میں سوائے اہل کتاب سے اور کسی سے جزیہ لینے کا مجاز نہیں ہوں اور ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو جھٹلانے کی غرض سے یہ لکھا کہ آپ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ سوائے اہل کتاب کے کسی اور سے جزیہ نہیں لیتے حالانکہ مجوس ہجر سے آپ نے جزیہ لیا۔ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے تحریر فرمایا کہ مجوس کا نبی تھا۔ اس کو ان لوگوں نے قتل کر دیا تھا اور کتاب کو جلا ڈالا تھا۔ ان کا نبی جو کتاب لایا تھا وہ بارہ ہزار بیلوں کی کھالوں پر لکھی تھی۔ ۱۲

کافی، من لایحضرہ الفقیہ، علل الشرائع اور تہذیب میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (یا ابن رسولؐ اللہ) عورتوں سے جزیہ کیوں ساقط ہوا؟ (یعنی جزیہ کا حکم ان سے کس لئے اٹھا دیا گیا) حضرتؑ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دار الحرب میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے عموماً منع فرمایا ہے۔ صرف اس وقت اجازت دی ہے جبکہ وہ (مردوں کے ہمراہ ہو کر مسلمانوں سے) لڑیں۔ اسپر بھی اگر کوئی حرج نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے طرح دی جائے۔ پس جبکہ دار الحرب میں عورتوں کا قتل جائز نہ ہوا تو دار السلام میں بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگا۔ پس اگر (عورتوں پر جزیہ قرار دیا جاتا اور) وہ جزیہ نہ دیتیں تو بھی ان کا قتل جائز نہ ہوتا۔ پس جبکہ ان کا قتل کرنا ممکن نہ ہوا تو جزیہ کا حکم بھی ان سے برطرف کر دیا گیا۔ ہاں اگر مرد جزیہ دینے سے انکار کریں تو عہد شکنی کی وجہ سے ان کا خون مباح اور ان کا قتل حلال ہے۔ اس لئے کہ مردوں کا قتل دار الحرب میں بھی مباح ہے۔ اب رہے اپاہج مشرکین اور کفار اور اندھے اور بہت بوڑھے اور بچے ان سے بھی عورتوں کیطرح جزیہ نہیں لیا جاتا کیونکہ دار الحرب میں ان کا قتل بھی جائز نہیں ہے۔ اس لئے ان سے بھی جزیہ برطرف کیا گیا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے حنین کے دن چالیس کافروں کو اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طریقہ یہی قرار پایا ہے کہ کم عقلوں اور پاگلوں سے جزیہ نہ لیا جائے۔ نیز مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں اور تفسیر عیاشی و تفسیر قمی میں انہی حضرت سے روایت ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا جزیہ کی حد کیا ہے؟ اہل کتاب سے کتنا جزیہ لیا جائے؟ آیا جزیہ کی کوئی حد معین کر دی گئی ہے جس سے زیادہ لینا اور تجاوز کرنا جائز نہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ جزیہ کا تعین کرنا امام زمانہ کی مصلحت پر موقوف ہے۔ کہ وہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور مالیت کے موافق جتنا چاہے لے لیا کرے کیونکہ اہل کتاب نے جزیہ دیکر اپنی جانوں کو غلام بننے سے اور اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا لیا ہے لہذا جزیہ ان کی استطاعت بھر ان سے لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ پس وہ شخص ذلیل و خوار کیسے ہو سکتا ہے جو اپنے مال کی پروا نہ کرے اگرچہ کتنا ہی اس سے لے لیا جائے مگر جبکہ جزیہ دینے میں اسے ذلت حاصل ہوگی تو تنگ آکر اسلام لے آئے گا۔ کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے مولا اہل جزیہ سے سوائے جزیہ کے ان کے مال اور ان کی جانیں میں سے کچھ اور بھی لے لینا جائز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں۔ تفسیر برہان میں ہے کہ محمد بن مسلم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اہل کتاب کو کیا کرنا چاہیئے جس سے ان کا مال اور ان کی جانیں محفوظ رہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ وہ لوگ خراج (محصول) ادا کیا کریں۔ پس اگر ان کے راس المال سے جزیہ لیا جائے تو پھر ان کی زمینوں سے کچھ نہ لیا جائے اور اگر زمینوں سے محصول لیا جائے تو پھر ان کے راس المال سے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

**صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۳** عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ :۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہودیوں کے اس قول کے بارے میں ان سے حجت طلب کی تو انھوں نے عرض کی کہ ان حضرتؑ نے توریت کو بعد اس کے کہ وہ گم ہو چکی تھی زندہ کیا۔ ایسا کام سوائے اس کے جو خدا کا بیٹا ہو دوسرا کون ہو سکتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عزیرؑ فقط توریت کو گم کرنے کے بعد زندہ کرنے سے خدا کے بیٹے ہو گئے اور موسیٰؑ خدا کے بیٹے نہ ہوئے جن کی وجہ سے خود توریت کا وجود ہوا تھا؟ اور اس کے علاوہ جس قدر انھوں نے معجزے دکھلائے تھے ان سے تم ناواقف نہیں ہو۔ تمہاری عقل اس بارے میں کیا گواہی دیتی ہے کیا اس میں موسیٰؑ کا زیادہ استحقاق تھا یا عزیرؑ کا؟۔ انھوں نے لاجواب ہو کر کہا کہ ہم پھر سوچ کر جواب دینگے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۴** اَلْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ :۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نصاریٰ سے بھی ان کے اس قول کی حجت طلب کی تو انھوں نے یہ عرض کی کہ چونکہ خدائے تعالےٰ نے ان کے ہاتھ سے بہت سے عجائبات ظاہر کئے پس بوجہ کرامت خدائے تعالےٰ نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہودیوں سے جو میں نے تقریر کی وہ تم نے سنی ہے؟۔ اس کا حضرت نے پھر اعادہ فرمایا اور سب خاموش رہے مگر ان میں سے ایک بول اٹھا کہ آپ بھی تو حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کہتے ہیں۔ اگر ہم مسیحؑ کو ابن اللہ کہتے ہیں تو ہمیں کیوں روکا جاتا ہے۔ فرمایا کہ ہم حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کن معنوں میں کہتے ہیں پہلے یہ تو سمجھ لو۔ لفظ خلیل خَلَّةٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں فقر و فاقہ۔ پس خلیل اللہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ صرف خدا کے محتاج تھے کسی دوسرے کے محتاج نہ تھے جیسا کہ انھوں نے ثبوت دیدیا کہ جب نمرود نے ان کو آگ میں پھینکوایا تو انھوں نے جبرئیلؑ کی مدد قبول نہیں کی۔ اسی وجہ سے ان کو خلیل اللہ کا خطاب عنایت ہوا (یعنی خاص خدا سے غرض رکھنے والا)۔ اور یہ لفظ خلیل خُلَّةٌ سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی ہیں محرم اسرار کہ اس معنی میں خلیل کہنا خدا کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دینا ہے۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے انھوں نے اپنے والد ماجد سے ان جناب نے اپنے پدر بزرگوار سید الشہداء جناب امام حسین ابن علی علیہما السلام سے اور انحضرتؑ نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلوات اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت میں پانچ مذہب کے لوگ جمع ہوئے۔ یہودؔ۔ نصاریٰؔ۔ دہریہؔ۔ ثنویہؔ اور مشرکین عربؔ۔ یہود نے کہا ہم لوگ عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر آپ نے ہماری متابعت کی تو بہتر ہے۔ ہم پہلے ہی سے حق پر ہیں اور اس طرح آپ سے افضل ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہم آپ سے جھگڑینگے۔ نصاریٰ بولے کہ ہم مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا ہے۔ ہم آپ کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر آپ ہماری پیروی کریں تو بہت اچھا ہے کہ ہم راہ صواب پر ہیں اور آپ سے بہتر ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہم آپ سے جھگڑینگے۔ پھر دہریے آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ہمارا دعوےٰ یہ ہے کہ تمام چیزیں ازلی ہیں۔ ان کے لئے کوئی ابتدا نہیں۔ ہم لوگ

آپ سے مباحثہ کے لئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ اس مسئلہ کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے پیرو ہیں تو خوب ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور آپ سے افضل ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہمارا آپ کا جھگڑا ہوگا۔ پھر ثنویہ بولے کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ نور و ظلمت تمام دنیا کے مدبر ہیں اور یہی دونوں خالق ہیں۔ ہم آپ سے بحث کرنے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ ہم کو کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے مطیع ہو گئے تو بہت اچھا کہ دعوےٰ ہمارا برحق ہے اور آپ پر ہم کو فضیلت حاصل ہے اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہماری آپ سے لڑائی ہوگی۔ پھر مشرکین عرب نے کہا کہ ہمارا قول یہ ہے کہ یہ بت ہمارے معبود ہیں۔ ہم آپ سے بحث کرنے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر آپ نے ہماری پیروی اختیار کر لی تو یہ حق بجانب ہیں۔ ہم لوگ آپ سے زیادہ حقدار ہیں افضل ہیں اور اگر آپ نے ہم سے مخالفت کی تو ہمارا آپ کا جھگڑا ہوگا۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں (کہ ان سب کے دعوے سنکر) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو خدائے وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لایا ہوں اور اس کے سوا تمام معبودوں کا میں انکار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے مجھے حق کیساتھ تمام مخلوق کیطرف (ان کی ہدایت کیلئے) بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں سارے عالم پر خدا کی رحمت ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہر اس شخص کی چال کو جو دین میں اس کے ساتھ چلیگا اسی کے گلے کا ہار کر دیگا۔ پھر یہود کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے پاس اس لئے آئے ہو کہ میں تمہاری بات بغیر دلیل کے مان لوں؟ یہود نے جواب دیا کہ ہماری غرض یہ تو نہیں ہے کہ آپ ہمارے دعوے کو خواہ مخواہ تسلیم کرلیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر تم لوگ حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کس لئے کہتے ہو؟ یہود نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہے کہ حضرت عزیرؑ نے توریت کو اس کے ناپید ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور بنی اسرائیل کے سامنے لائے۔ اس کا باعث بس یہی تھا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر بات اتنی ہی ہے تو حضرت عزیرؑ خدا کے بیٹے کیسے ہو گئے؟ (اس حساب سے تو) حضرت موسیٰ کو خدا کا بیٹا ہونا چاہیے تھا کہ وہ توریت کو پہلے پہل لائے اور انھوں نے تم کو وہ معجزات و عجائبات دکھائے جو تمہیں معلوم ہیں اور اگر عزیرؑ اس لئے خدا کے بیٹے ہیں کہ ان کی بزرگی توریت کو دوبارہ موجود کرنے سے ظاہر ہوئی تو اس بنا پر بھی موسیٰ خدا کا بیٹا ہونے کے زیادہ حق دار ہیں اور اگر اتنی سی بزرگی نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بنا دیا تو حضرت موسیٰؑ کو اس کرامت و بزرگی سے چند در چند بزرگی حاصل تھی جس کے سبب سے حضرت موسیٰؑ کو وہ اعلیٰ مرتبہ ملنا چاہیے جو فرزندی سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہو، اور اگر حضرت عزیرؑ کو تم لوگ خدا کا بیٹا اس طور سے بتاتے ہو کہ عزیرؑ خدا سے پیدا ہوئے ہیں جس طرح کہ بچے ماں کے پیٹ سے اور باپ کے نطفہ سے دنیا میں پیدا ہوا کرتے ہیں تو اس اعتقاد سے تم لوگ کافر ہو گئے کہ خدا کو تم نے مخلوق کا مشابہ قرار دیا اور مخلوق کی صفتیں تم نے خالق میں مان لیں اور اس حساب سے خود خدائے تعالیٰ تمہارے گمان میں مخلوق اور حادث ہو گیا پھر اس کے لئے بھی کسی اور خالق اور صانع کی ضرورت پڑیگی جس نے اس خدا کو پیدا اور ایجاد کیا ہو۔ یہود بولے کہ یہ تو ہم ہرگز نہیں کہتے ہیں نہ یہ ہمارا مقصود ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ بیشک یہ عقیدہ موجب کفر ہے بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ حضرت عزیرؑ بوجہ کرامت خدا کے فرزند ہیں۔ اگرچہ ولادت کا واسطہ ان میں اور خدا میں نہ ہو۔ دیکھیے ہمارے بعض علماء شخص اجنبی سے جس کا اکرام ان کو مدنظر ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ دکھانا مقصود ہوتا ہے بااوقات اے فرزند کہہ کر خطاب کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ولادت کا تعلق اس شخص سے نہیں ہوتا اور نہ ان دونوں میں باہم کوئی قرابت نسبی ہوتی ہے پھر بھی وہ فرزند کہلاتا ہے۔ اسیطرح خدائے تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو بزرگی عطا فرمائی اور انھیں اپنا بیٹا بنا لیا۔ یہ فرزندی کرامت کے لحاظ سے ہے اس لئے نہیں ہے کہ حضرت عزیرؑ کی ولادت خدا سے ہوئی ہو۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی تم سے کہہ چکا کہ اس دلیل سے تو حضرت موسیٰؑ کے لئے مرتبہ نبوت اور منزلت فرزندی اولیٰ ہے (حضرت عزیرؑ کا فرزند ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا) خداوند عالم بہت جلد ہر باطل پرست کو اسی کے اقرار سے رسوا کرتا ہے اور اس کی دلیل کو اسی پر لوٹا دیتا ہے۔ تم نے جو دلیل بیان کی ہے یہ تم کو ایسی خرابی کیطرف لیجائیگی جو اس خرابی سے بدتر ہوگی جس کو میں نے تم سے (پیشتر) بیان کیا ہے (دیکھو) تمہارا مقولہ یہی ہے نا کہ تمہارا عالم کسی شخص سے جس سے رشتہ ناتہ نہ ہو یَا بُنَیَّ (اے فرزند) کہہ کر بات کرتا ہے اور کسی سے هٰذَا اِبْنِیْ (یہ میرا بیٹا ہے) کہہ دیا کرتا ہے۔ اسیطرح تم نے اس عالم کو کسی اجنبی سے یہ بھی کہتے سنا ہوگا هٰذَا اَخِیْ (یہ میرا بھائی ہے) کسی سے وہ کہتا ہوگا هٰذَا شَیْخِیْ (یہ میرا بزرگ ہے) اور کسی سے اس کی آبرو بڑھانے کیلئے یَا سَیِّدِیْ (اے میرے سردار) یا هٰذَا سَیِّدِیْ (یہ میرا سردار ہے) کہتے بھی سنا ہوگا بلکہ جتنی جتنی اس کی بزرگی مدنظر ہوگی اتنے ہی اتنے شائستہ الفاظ اس کی نسبت زبان پر آتے ہونگے

پس چونکہ حضرت موسیٰؑ کا مرتبہ حضرت عزیرؑ سے بڑھا ہوا ہے لہذا تم کو چاہیے کہ حضرت موسیٰؑ کو خدا کا بھائی یا اس کا بزرگ یا اس کا باپ یا اس کا سردار کہا کرو۔ جس طرح (خدا نے تمہارے خیال کے بموجب) حضرت عزیرؑ کو ان کا مرتبہ بڑھانے کے لئے یَا بُنَیَّ فرمایا تو حضرت موسیٰؑ سے (جو کہ حضرت عزیرؑ سے بھی افضل ہیں) یا ان کا رتبہ بڑھانے کے لئے یَا سَیِّدِیْ۔ یَا شَیْخِیْ۔ یَا عَمِّیْ۔ یَا رَئِیْسِیْ۔ یَا اَمِیْرِیْ فرمایا ہوگا نا؟ بس یہ جواب سن کر یہود تو مبہوت اور متحیر ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہمیں کچھ مہلت دو کہ ہم آپ کے ارشاد کئے ہوئے مضامین میں غور کرلیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ اپنے دلوں میں انصاف کو جگہ دے کے سوچ لو۔ خدا تم کو راہ راست پر لائے۔

پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصاریٰ کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے جو یہ کہا ہے کہ خدائے قدیم نے مسیحؑ کو اپنا بیٹا بنایا تو اس کلام سے تمہارا مقصود کیا ہے؟ آیا یہ مطلب ہے کہ خدائے قدیم حضرت عیسیٰؑ کی صورت میں ظاہر ہو کر حادث بن گیا؟ یا حضرت عیسیٰؑ جن کا وجود حادث ہے خدا کا مظہر بننے سے قدیم ہو گئے؟ یا تمہارے اس قول کا کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے بیٹا بنا لیا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو ایسی کرامت سے خصوصیت بخشی جو اور کسی کو عطا نہ فرمائی تھی جس کی وجہ سے خود خدائے تعالیٰ (حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ) حادث ہو گیا؟ تو یہ تو تمہارا دعوےٰ باطل ہے۔ اس لئے کہ قدیم کا حادث کی صورت میں بدل جانا محال ہے اور نہ یہی ہو سکتا ہے کہ حادث چیز بدل کر قدیم بن جائے اور اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے میں بیٹا بنایا ہے انکو خصوصیت بخشی تھی اور تمام بندوں پر ان کو بزرگی عطا فرمائی تھی تو اس بیان سے تم حضرت عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہو گئے اور وہ چیز بھی حادث ہو گئی جس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس لئے کہ جب حضرت عیسیٰؑ خود حادث ٹھہرے اور خدائے تعالےٰ نے ان کو بیٹا بنانا چاہا تو ان میں وہ صفت پیدا کر دی جس سے وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے بڑھ گئے۔ اس صورت میں خود حضرت عیسیٰؑ بھی حادث ٹھہرے اور وہ صفت بھی حادث ٹھہری۔ حالانکہ یہ تمہارے دعوے کے خلاف ہے

نصاریٰ نے کہا کہ اے محمدؐ بات یہ ہے کہ جب خدا نے حضرت عیسیٰؑ کے امور عجیبہ ظاہر کئے تو ان کو بوجہ کرامت اپنا بیٹا بنا لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا جواب تو میں نے یہود کو جو دیا ہے وہ تم سب نے سن لیا۔ پھر جناب رسولخداؐ نے اس تقریر کو ان کیلئے دُہرایا اور سب تو خاموش ہو رہے مگر ان میں سے ایک بولا کہ آپ بھی تو حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کہتے ہیں پھر ہمیں حضرت ابر کو ابن اللہ کہنے سے کیوں روکتے ہیں؟۔ جناب رسولخداؐ نے جواب دیا کہ ہم جو حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کہتے ہیں وہ تمہارے قول ابن اللہ کے مشابہ نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے قول ابراہیم خلیل اللہ میں لفظ خلیل خَلَّۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں فقر و فاقہ۔ پس خلیل اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ صرف خدا کے محتاج تھے کسی اور کے حاجتمند نہ تھے ان کو خدا پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ تمام مخلوق سے منہ پھرا کے وہ ہمہ تن خدائے تعالیٰ کیطرف متوجہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے توکل کو عملی صورت میں لاکر دکھا دیا اور مخلوق سے اپنے بے پرواہ ہونے کا پورا پورا ثبوت اسوقت دیدیا جبکہ نمرود مردود نے انکو منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھکوایا تو خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو ان کے پاس بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل بہت جلد میرے بندے کے پاس پہنچ۔ جبرئیل امینؑ ٹھیک ایسے وقت حاضر ہوئے کہ وہ حضرت ابھی ہوا ہی ہوا میں اڑے جا رہے تھے اور عرض کرنے لگے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ کی نصرت کیلئے بھیجا ہے۔ جو حاجت ہو بیان فرمائیے کہ میں اسے پورا کر دوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرا اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی سب سے اچھا کارساز ہے۔ میں خدا کے سوا کسی سے سوال کرنا پسند نہیں کرتا (مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں) اسی دن سے حضرت ابراہیم کو جناب احدیت سے خلیل اللہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ یعنی جناب ابراہیم خاص الخاص خدائے تعالیٰ سے غرض رکھنے والے اور صرف اسی کی حضور میں اپنی حاجت پیش کرنیوالے تھے۔ اور اگر اس کے معنی خُلَّۃٌ سے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوست کے باطن سے واقف اور اس کے ایسے رازوں کا رازدار جن سے کوئی دوسرا واقف نہ ہو اور اس کی ذات سے اور اس کے معاملات سے پورا پورا آگاہ۔ تو یہ معنی موزوں اور زیبا نہیں ہیں کیونکہ یہ خدا کو اس کی مخلوق سے مشابہ کر دیتے ہیں۔ آیا تم یہ نہیں سمجھے کہ جبتک کوئی بندہ اسپر پورا پورا بھروسہ کرے تو وہ خَلَّۃٌ سے جو خلیل مشتق ہے وہ خلیل نہیں ہوسکتا اور جبتک کوئی پورا پورا اس کے اسرار سے واقف نہ ہو تو وہ خُلَّۃٌ سے جو خلیل مشتق ہے وہ خلیل نہیں ہوسکتا۔ اب رہی یہ بات کہ جو شخص از روئے ولادت کسی کا بیٹا ہو تو خواہ وہ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ ذلیل کر دے خواہ اس کا رتبہ حد سے بڑھا دے بہرحال وہ اس کے بیٹا ہونے سے خارج نہیں ہوسکتا کیونکہ تعلق ولادت اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ پھر اگر محض اس بنا پر کہ خدائے تعالےٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل فرمایا ہے قیاس کرکے عیسیٰ کو ابن اللہ کہنا تمہارے نزدیک ضروری ہے تو اسیطرح موسیٰ کو بھی ابن اللہ کہو۔ بلکہ ایک اعتبار سے موسیٰؑ کو شیخ اللہ۔ عم اللہ۔ سید اللہ۔ رئیس اللہ۔ امیر اللہ تم کو کہنا چاہیے جیسا کہ میں ابھی یہود سے بیان کر چکا ہوں۔ اسلئے کہ حضرت موسیٰ کو خدا کی درگاہ سے ان معجزات کے علاوہ جو حضرت عیسیٰؑ کو عطا ہوئے اور بھی معجزات مرحمت ہوئے تھے۔ (یہ سنکر) ایک نصرانی بولا اچھا یہ تو بتائیے کہ خدا کیطرف سے آنیوالی کتابوں میں کیوں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنے باپ کے پاس جانیوالا ہوں؟۔ (اس سے تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے فرزند تھے) جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس کتاب پر عمل کرتے ہو تو اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے یہ بھی فرمایا رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ وَاَبِیْ وَاَبُوْکُمْ (وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور وہ میرا بھی باپ ہے اور تم سب کا بھی باپ ہے) تو اس بنا پر یہ کہو کہ وہ لوگ جن سے حضرت عیسیٰؑ نے خطاب کیا تھا سب کے سب خدا کے بیٹے ہوگئے۔ دلیل وہی ہے جو تم حضرت عیسیٰؑ کے خدا کا بیٹا ہونے پر لائے ہو۔ اب تم ان سب لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا کرو اور تم نے جو کتاب خدا سے حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے کی سند پیش کی ہے وہ الٹی تم پر پڑتی ہے جس سے تمہارا دعویٰ باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ تمہارا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک خصوصیت خاص کی وجہ سے خدا کے بیٹے تھے اور تم ابھی کہہ چکے ہو کہ وہ خدا کے بیٹے اس اختصاص کی وجہ سے تھے جو کسی اور کو حاصل نہ تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جو بات حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے ملی تھی وہ ان لوگوں کو نصیب نہیں ہوئی تھی جن سے حضرت عیسیٰؑ نے اَذْهَبُ اِلٰى اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ فرمایا تھا لہذا یہ قول تمہارا باطل ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے بیٹا ہونے کی کوئی خصوصیت ہو۔ کیونکہ تمہارے نزدیک خود حضرت عیسیٰؑ کی سی خصوصیت حاصل نہ تھا (حالانکہ خطاب میں انکی نسبت بھی وہی لفظ فرمایا کہ جو اپنی نسبت فرمایا) حقیقت حال یہ ہے کہ لفظ تو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لے لئے اور تاویل ان کی بیجا بیان کی۔ اس لئے کہ جب آنحضرتؐ نے اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ فرمایا تو ان کی مراد وہ نہ تھی جو تم نے لی اور سمجھی۔ بھلا تم کیا جانو۔ شاید انکی مراد ان لفظوں کے فرمانے سے کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں' حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ ہوں اور غرض یہ ہو کہ خدائے تعالےٰ مجھے اس زمین سے اٹھائے لیتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچائے دیتا ہے جو میرے بھی باپ ہیں اور تمہارے بھی باپ ہیں اور یہی حالت حضرت نوح علیہ السلام کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی مراد اس کے سوا دوسری تھی ہی نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نصاریٰ یہ سنکر چپ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو آپکا سا جھگڑنے والا اور بحث کرنے والا دیکھا نہیں۔ اب ہم اپنے معاملات میں غور اور فکر کرینگے۔

پھر جناب رسول خداؐ دہریوں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ تمہارے اس دعوے پر کہ دنیاوی چیزوں کی ابتدا ہی نہیں ہے یہ ہمیشہ سے تھیں اور ہمیشہ رہینگی، دلیل کیا ہے؟۔ دہریوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر مشاہدہ کوئی حکم نہیں لگاتے اور ہم نے اشیائے عالم کی ابتدا نہیں دیکھی لہذا سمجھ لیا کہ ان چیزوں کے لئے آغاز ہی نہیں ہے اور ادھر چونکہ ہم نے ان چیزوں کو فنا اور ختم ہوتے نہیں پایا اس سے جان لیا کہ ان کے واسطے انتہا بھی نہیں ہے۔ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کیا تم لوگ ہمیشہ سے اس عالم کی قدامت کا مشاہدہ کر رہے ہو اور برابر اس کی بقا کو دیکھتے رہوگے۔ اگر تم یہ کہو کہ ہاں ایسا ہی ہے تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری سمجھ میں یہ بات بھی آگئی ہے کہ تمہاری ہیئت تمہاری عقلیں برابر ہمیشہ سے ایک ہی حالت پر ہیں اور اسیطرح ہمیشہ باقی رہیں گی۔ پس اگر تم یہ کہنے لگو گے تو یہ تمہارا دعوےٰ مشاہدہ کیخلاف ہوگا اور دنیا کے جو لوگ تم کو (ابتدائے پیدائش سے) دیکھتے رہے ہیں وہ تم کو جھٹلائیں گے۔ سب کے سب کہنے لگے ہاں بیشک کسی چیز کی قدامت اور بقائے ابدی تو ہم دیکھ سکتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر تم نے یہ حکم کیسے لگا دیا کہ یہ چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی جبکہ تم نے مشاہدہ نہیں کیا اور تم تمیز نہیں کرسکتے تو بہتر یہی ہے کہ تم ان چیزوں کے حدوث اور فنا کے قائل ہو جاؤ۔ کیونکہ جس نے مثل تمہارے ان کی قدامت اور بقائے ابدی نہیں دیکھی ہے وہ تو ان کو ان کو حادث اور فانی ہی سمجھے گا۔ کیا تم لوگ دن اور رات کیطرف نظر نہیں کرتے کہ ان میں سے ایک کے بعد ایک آتا جاتا ہے۔ سب نے کہا بیشک ہم دیکھ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کے بارے میں تمہاری رائے یہی ہوگی نا کہ یہ دونوں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگے؟۔ دہریوں نے کہا بیشک۔ آنحضرتؐ نے

فرمایا تو اس بنا پر تمہارے نزدیک یہ دونوں ساتھ ہی ساتھ شروع ہو سکتے ہیں؟ سب نے کہا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر ساتھ ساتھ شروع نہیں ہو سکتے تو ایک کا ختم ہوا ہوگا تب دوسرے کی ابتدا ہوئی ہوگی۔ ایک پہلے سے آیا ہوگا اور دوسرا اس کے بعد شروع ہوا ہوگا۔ سب نے کہا ایسا ہی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بس تو تم نے خود ہی اپنی زبان سے مقدم اور سابق پر خواہ دن ہو یا رات حدوث کا حکم لگا دیا۔ حالانکہ تم نے اپنی آنکھ سے ان کا حدوث نہیں دیکھا تھا سو اب تم کو خدا کی قدرت کا انکار کرنا زیبا نہیں ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بس تم تو نے رات میں سے ایک کو مقدم فرض کر کے بتاؤ کہ وہ متناہی ہے یا غیر متناہی ہے؟ اگر تم اس کو غیر متناہی کہو تو دوسرا تم تک کیسے پہنچ گیا۔ حالانکہ پہلا ابھی ختم نہیں ہوا اور اگر تم اس کو متناہی مانو تو دوسرے کا حدوث اور پہلے کا ختم ثابت ہو گیا۔ سب نے جواب دیا ہے تو ایسا ہی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہاری سمجھ کے بموجب یہ عالم قدیم ہے حادث تو نہیں ہے مگر اس مضمون کا تم ایک معنی میں اقرار کر چکے ہو اور ایک معنی میں انکار کر چکے ہو۔ سب نے عرض کی بیشک۔ تب جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں کہ عالم میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو دوسری چیزوں کی محتاج ہیں۔ جبتک وہ ان سے نہ ملائی جائیں وجود اور قیام ان کا نہیں ہو سکتا مثلاً مکان ہی کو دیکھئے کہ اس کے بعض اجزاء بعض کے محتاج ہیں۔ جبتک وہ سب نہ ہوں مکان نہیں بن سکتا اور نہ وہ مضبوط و مستحکم ہو سکتا ہے۔ اسیطرح عالم کی تمام چیزوں کو آپس میں ایک کو دوسرے کا محتاج پاتے ہو پس جبکہ یہ عالم جس کا بعض حصہ ضعیف دوسرے حصہ قوی کا محتاج ہے تمہارے نزدیک قدیم ہے تو اب بتاؤ کہ اگر عالم حادث ہوتا تو وہ کیسا ہوتا اور اس کی کیا صفت ہوتی؟ یہ سنکر وہ سب کے سب مبہوت ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ جو صفت حادث کی ہونی چاہئے یعنی احتیاج وہ اس عالم کے کل اجزاء میں موجود ہے جسے ہم قدیم سمجھے ہوئے ہیں پس کچھ جواب نہ بن پڑا اور کہا ہم اس میں غور کرلیں تب آپ سے بات چیت کرینگے۔

پھر جناب رسولخداؐ ثنویہ فرقہ کیطرف ملتفت ہوئے جنھوں نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ نور اور ظلمت دونوں مدبر ہیں اور فرمایا تم لوگ نور اور ظلمت کو کس دلیل سے مدبر عالم مانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا بات یہ ہے کہ ہم نے عالم کو دو طرح پر پایا۔ خیر اور شر اور پھر خیر اور شر کو آپس میں ایک دوسرے کی ضد پایا پس ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ فاعل ایک ہو۔ پھر وہ ایک کام بھی کرے اور اسکی ضد بھی۔ بلکہ لازم یہ ہے کہ ہر ایک کا فاعل جداگانہ ہو۔ کیا آپ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ برف ٹھنڈا ہے مگر ممکن نہیں کہ برف کی ہیئت باقی رہے اور گرم ہو جائے۔ اسیطرح آگ گرم ہے تو محال ہے کہ وہ آگ باقی رہ کر ٹھنڈک پہنچائے۔ اس سے ہم نے ان میں سے ہر ایک کیلئے جدا جدا دو صانع قدیم کہ وہ نور اور ظلمت ہیں مان لئے۔ جناب رسولخداؐ نے ان سے فرمایا کہ آیا تم سیاہی۔ سفیدی۔ سرخی۔ زردی اور سبزی نہیں پاتے اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان میں سے ہر ایک اور سب کی ضد واقع ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی دو ایک جگہ جمع ہی نہیں ہو سکتے جیسے کہ گرمی اور سردی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور ایک جگہ میں ان کا اکٹھا ہو جانا محال ہے۔ سب نے عرض کی بیشک ہے تو ایسا ہی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تو آیا تم نے ہر ہر رنگ کیلئے ایک ایک صانع قدیم تسلیم کر لیا ہے کہ وہ ان مختلف رنگوں میں سے کسی ایک کا تو فاعل ہو، اور جو دوسرے رنگ اس کی ضد آن کر پڑے ہیں ان کا فاعل نہ ہو۔ اب تو وہ سب چپ ہو گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا اس نور اور ظلمت میں اتفاق کیونکر ہوا؟ حالانکہ ایک بالطبع بلندی کیطرف مائل ہے اور دوسرا پستی کیطرف۔ کیا یہ بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے کہ ایک شخص تو مشرق کی طرف رخ کر کے چلنا شروع کرے اور دوسرا مغرب کی طرف اور دونوں اپنی اپنی سیدھ پر چلتے بھی رہیں تو آیا کبھی ان کی مڈ بھیڑ ہو گی؟ سب نے کہا کبھی نہیں۔ فرمایا تو اس سے تمہیں ماننا لازم ہو گیا کہ نور اور ظلمت کبھی مل ہی نہیں سکتے۔ پھر یہ عالم انسیوں کے میل سے کیسے پیدا ہو گیا جن کا ملنا ہی محال ہے (بجائے اس کے کہ یہ دونوں تمام عالم کے مدبر اور خالق ہوتے یہ ثابت ہوتا ہے کہ) یہ دونوں کے دونوں مخلوق ہیں اور کوئی ایسا مدبر موجود ہے جو ان دونوں کی بھی تدبیر کرتا ہے۔ اب تو وہ سب (گھبرا کر) بولے ہم اپنے معاملہ (اعتقاد) میں غور کرینگے۔

پھر جناب رسولخداؐ مشرکین عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بھلا تم لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟ انھوں نے عرض کی صرف اس لئے کہ اس ذریعہ سے ہم خدا کا تقرب حاصل کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آیا یہ بت اپنے پروردگار کا حکم سنتے، اس کے احکام کی اطاعت کرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں کہ تم ان کی تعظیم کرنے کے سبب سے خدا کا تقرب حاصل کر لوگے؟ انھوں نے عرض کی ایسا تو نہیں ہے بتلایا آیا تم ہی تو ان کو اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو؟ وہ عرض کی جی ہاں۔ (فرمایا) اس صورت میں اگر یہ عبادت کر سکتے تو بجائے اس کے کہ تم ان کی پرستش کرو یہ زیادہ موزوں ہوتا کہ یہ تمہاری پرستش کرتے۔ کیونکہ جو تمہاری مصلحتوں سے واقف اور انجام کار سے آگاہ ہے اور جس چیز کا بھی تم کو حکم دیتا ہے وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس نے تو تم کو ان کی تعظیم کا کوئی حکم دیا نہیں۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے یہ فرمایا تو ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ بعض تو ان میں سے یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے اس صورت کے آدمیوں کے جسم میں حلول فرمایا تھا پس ہم نے تعظیماً یہ صورتیں بنائی ہیں تاکہ ان صورتوں کی ہم تعظیم کر سکیں جنھیں ہمارے پروردگار نے حلول فرمایا تھا۔ دوسرے بولے کہ یہ پہلے بزرگوں کی صورتیں ہیں جو ہم سے قبل اللہ تعالےٰ کے مطیع بندے تھے۔ پس ہم نے صرف خدا کی تعظیم کیلئے ان کی صورتیں بنائی ہیں اور ہم ان کی پرستش کرتے ہیں (اور ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرشتوں کو ان کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا (تو بھلا ہم سجدہ کیسے نہ کریں؟) ہم تو فرشتوں کی بہ نسبت اس کا زیادہ استحقاق رکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور چونکہ ہم ان کو نہ پا سکے لہذا ہم نے ان کی صورت بنائی اور فقط قربت خدا حاصل کرنے کے لئے ہم اسی (صورت) کو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ فرشتوں نے قربت خدا حاصل کرنے کے لئے خود آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور جیسا کہ آپ اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو مکہ کیطرف سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ سجدہ کرتے ہیں۔ پھر آپ نے مکہ کے سوا اور شہروں میں محرابیں بنائی ہیں جن کیطرف آپ لوگ کعبہ کیطرف سجدہ کرنے کی نیت سے سجدہ کرتے ہیں۔ وہ سجدہ آپ کا ان محرابوں کو نہیں ہوتا۔ نیز کعبہ کیطرف بھی آپ کا سجدہ خدا کو سجدہ کرنے کی غرض سے ہوتا ہے نہ کہ خود کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کی غرض سے۔ جناب رسولخداؐ نے فرمایا تم سب سے حقیقی راستہ سمجھنے میں چوک ہوئی اور تم سب گمراہ ہو گئے۔ اب حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے جنھوں نے یہ کہا تھا کہ خدائے تعالےٰ نے بعض مردوں کی صورت میں حلول فرمایا تھا اور ان کی یہی صورتیں تھیں جو ہم نے تعظیماً بنا لی ہیں تاکہ ہم ان صورتوں کی بزرگی کر سکیں جن میں ہمارا پروردگار حلول کر چکا ہے اور ان سے ارشاد فرمانے لگے کہ تم نے تو اپنے پروردگار میں مخلوقات کی سی صفتیں ثابت کر دیں۔ آیا تمہارے پروردگار کا کسی چیز میں حلول کرنا بغیر اس کے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ اس چیز میں پورا سما گیا ہو اور اس چیز نے پورا پورا اسے گھیر لیا ہو۔ (انھوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا) تو پھر خدا میں اور ان میں

عــہ قدیم فزیکل جیوگرفی (جغرافیۂ طبعی) کے مطابق ہے اور کلّموا النّاس علیٰ قدر عقولھم کے ماتحت

ہیں جو کسی جسم میں کئے ہوئے ہیں جیسے رنگ ہے۔ ذائقہ ہے۔ بو ہے۔ نرمی ہے۔ سختی ہے۔ بھاری پن ہے۔ ہلکاپن ہے۔ ان سب میں فرق کیا ہے؟ جس جسم میں حلول کیا گیا ہے یہ حادث کیوں ہے۔ قدیم کیوں نہ ہوا؟ مناسب تو یہ تھا کہ حلول کرنے حادث ہوتا اور جس میں حلول کیا ہے وہ قدیم اور جو حلول کرنے سے پہلے موجود تھا وہ ایسی چیز کا محتاج کیوں ہوا جو حلول کرے اور یہ تم جانتے ہو کہ خدائے عزّوجل پہلے سے موجود تھا۔ اب جبکہ تم نے اس میں حلول وغیرہ حادث چیزوں کی صفتیں تسلیم کرلیں تو تم کو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہ کبھی نہ کبھی زائل بھی ہو جائے اور جس میں تم نے زائل ہونے کی اور حادث ہونے کی صفتیں تسلیم لیں تو اس کا تم کو فانی بھی بھی ماننا پڑیگا۔ اس لئے کہ جو حلول کرتا رہتا ہے اور جس میں حلول کرتا رہتا ہے وہ ان دونوں کیلئے فنا لازم ہے اور یہ صفتیں ذات باری کے سوا اوروں ہی کیلئے سزاوار ہوسکتی ہیں اور اگر کہیں یہ جائز ہو کہ ذات باری کسی چیز میں حلول کرکے متغیر ہوسکتی ہے تو یہ بھی جائز ہوگا کہ اس میں اور تغیرات بھی جائز ہوسکتے ہیں یعنی ممکن ہے کہ وہ حرکت کرے یا ساکن ہو جائے۔ کالا ہو جائے۔ گورا ہو جائے۔ سرخ ہو جائے۔ زرد ہو جائے اور یکے بعد دیگرے اس میں وہ سب صفتیں پیدا ہونے لگیں جو ان چیزوں میں ہوا کرتی ہیں جن کو تم ان صفتوں سے موصوف کرتے ہو۔ یا یوں کہو کہ مخلوق کی کل صفتیں خالق میں آجائیں اور وہ خود ہی حادث ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ کی شان اس لغو اعتقاد سے کہیں ارفع ہے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ جب تمہارا یہی خیال باطل ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ کسی چیز میں سما سکتا ہے تو وہ چیز تو گئی گزری ہوئی، جس چیز پر تم نے اپنے قول کی بنیاد رکھی تھی (کیا اب تمہیں کچھ اور کہنا ہے؟)

جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تو بالکل خاموش ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ اپنے اعتقادات میں پھر غور کرینگے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ دوسرے گروہ کیطرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم ذرا سمجھ کر اپنی حالت بیان کرو۔ جب تم نے ان لوگوں کی صورت کو پوجنا شروع کیا جو خدا کی عبادت کیا کرتے تھے تو تم نے ان کیلئے سجدہ بھی کیا اور ان کی نماز بھی پڑھی اور ان کے سامنے تم نے عزت دار چہروں کو خاک پر بھی رکھ دیا تو بتاؤ تم نے خداوند عالم کیلئے کیا چیز باقی رکھی ہے؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جس کی تعظیم و عبادت لازم ہو اس کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے غلام کو اس کے برابر نہ رکھا جائے؟ کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اگر تم کسی بڑے بادشاہ کو تعظیم اور خضوع و خشوع کرنے میں اس کے غلام کے برابر کر دو تو وہ تم پر اس کا الزام قائم نہ کریگا کہ بڑے کی بڑائی کرنے میں تم نے کمی کی اور چھوٹے کو بڑھا دینے میں زیادتی کی۔ انھوں نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہے۔ فرمایا کہ تم تم یہ نہیں جانتے کہ جب تک خدائے تعالیٰ کی بزرگی کے خیال سے اس کی اطاعت کرنے والے بندوں کی صورت کی اتنی ہی تعظیم کرتے ہو تو خود پروردگار عالم کی اتنی ہی تحقیر کرتے ہو۔ یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے (معتقدات کے) معاملہ میں غور اور فکر کرینگے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے تیسرے گروہ کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمارے لئے مثل بیان کی اور اپنے آپ کو ہمارے مانند ٹھہرایا حالانکہ ہم تم برابر نہیں ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تو اللہ کے بندے ہیں۔ اسی نے ہم کو پیدا کیا اور وہی ہم کو روزی دیتا ہے۔ جس چیز کا وہ ہم کو حکم دیتا ہے ہم اس پر چلتے ہیں اور جس بات سے وہ ہم کو روکتا ہے اس سے ہم باز رہتے ہیں۔ جس حیثیت سے وہ چاہتا ہے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اب اگر اس نے مختلف صورتوں میں سے کسی خاص صورت کا حکم دیا تو اس کی اطاعت کرینگے اور دوسری صورت کیطرف جس کے بارے میں ہم کو کوئی حکم نہ دیا ہو خود بخود نہ دوڑ پڑینگے۔ اس لئے کہ ہم یہ نہیں جانتے کہ جیسا اس نے ایک صورت کی ہم سے خواہش کی ہے۔ وہ دوسری صورت کو بھی پسند کرتا ہو۔ ممکن ہے کہ دوسری اسے ناپسند ہو۔ اب وہ ہم کو اس بات سے منع کر چکا ہے کہ ہم بلا حکم خود بخود کسی بات میں پہل کر بیٹھیں۔ جب اس نے ہم کو یہ حکم دیا کہ کعبہ کیطرف رخ کرکے اس کی عبادت کیا کریں ہم نے تعمیل کی۔ پھر جب اس نے ہم کو یہ حکم دیا کہ جن شہروں میں بھی ہم ہوں اس کی عبادت کیا کریں کعبہ کی طرف رخ کیا کریں۔ ہم نے اس کو مان لیا۔ لہذا ہم کسی حال میں اور کسی جگہ اس کے حکم کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں۔ اب تم غور کرو کہ جب خدائے عزوجل نے خود حضرت آدمؑ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو ان کی صورت کی طرف سجدہ کرنے کا حکم تو نہیں دیا۔ کیونکہ وہ یقیناً آدمؑ نہیں ہے اور تمہارا یہ کام نہیں کہ تم ایک کا قیاس دوسرے پر کرلو۔ اس لئے کہ تم یہ نہیں جانتے کہ شاید خدائے تعالیٰ کو تمہارا یہ فعل ناپسند ہو۔ کیونکہ اس نے تم کو اس کا حکم تو دیا ہی نہیں ہے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے ان سے فرمایا کہ آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر ایک شخص تم کو اپنے گھر میں کسی مقررہ دن میں آنے کی اجازت دے تو تم کو یہ حق بھی حاصل ہو جائیگا کہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اور دنوں میں بھی جا گھسو؟ یا تمہیں یہ منزلت حاصل ہو جائیگی کہ اس کے اور گھروں میں بغیر اس کے حکم کے چلے جاؤ یا مثلاً کوئی شخص تم کو اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا دیدے یا اپنے غلاموں میں سے ایک غلام تم کو بخش دے یا اپنی سواری کے جانوروں میں سے ایک جانور تم کو عطا کر دے تو آیا تم کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ اُسے لے لو اور اگر اسے نہ پاسکو تو اس کی صورت کا دوسرا بھی لے لو؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ جیسی اجازت اس نے ہم کو پہلی چیز کی دی تھی ویسی اجازت دوسری کی تو نہیں دی۔ فرمایا یہ تو بتاؤ آیا خدائے تعالیٰ کا حق اس بات میں زیادہ ہے کہ اس کی ملک میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف نہ کریں یا بعض بندوں کا؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں خدا کا حق اس بات میں زیادہ ہے کہ اس کی ملک میں بغیر اس کے حکم اور اذن کے کوئی تصرف نہ کیا جائے۔ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور تم کو کس نے حکم دیا کہ تم مورتی کو سجدہ کرو کرو۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے معاملات (معتقدات) میں پھر غور اور فکر کرینگے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی کی قسم جس نے ہمارے نبی کو حق کیساتھ مبعوث کیا تین دن گزرنے سے پہلے پہلے پچیس[۲۵] آدمی یعنی ہر گروہ میں سے پانچ پانچ جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل دائرۂ اسلام ہو گئے اور عرض کرکے لگے کہ اے محمدؐ ہم نے کسی کی حجت ایسی نہیں دیکھی جیسی کہ آپ کی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی بات پر خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ کہ اس میں ان تینوں کا رد موجود ہے۔ خداوند تعالےٰ نے جو یہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو یہ فرقۂ دہریہ کا رد ہو گیا جن کا دعوےٰ یہ تھا کہ اشیاء کی ابتدا ہی نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ سے یونہی چلی آتی ہیں اور پھر جب فرمایا کہ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۝ تو یہ فرقۂ ثنویہ کا رد ہو گیا جن کا قول یہ تھا کہ نور اور ظلمت دونوں مل کر اس عالم کے مدبر ہیں۔ پھر جب یہ فرمایا ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ یہ مشرکین عرب کا رد ہو گیا جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے بت ہی معبود ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ نازل فرمایا جس میں ان سب لوگوں کا رد ہے جو خداوند تعالیٰ کا شریک اور سہیم قرار دیتے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا

کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ خدائے یکتا کی عبادت کرتے ہیں۔ نہ تو ہم دہریوں کی سی باتیں بناتے ہیں کہ چیزوں کی ابتدا ہی کو نہ مانیں اور نہ ان کو دائمی جانیں اور نہ ہم ثنویہ کا قول مانتے ہیں جو اس کے قائل ہیں کہ نور اور ظلمت دونوں مدبران عالم ہیں اور نہ مشرکوں کا قول تسلیم کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں۔ خدایا ہم تیرا شریک کسی چیز کو نہیں ٹھہراتے اور تیرے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں مانتے جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں اور تیری شان میں وہ باتیں نہیں بناتے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ بکتے ہیں کہ تیرے لئے کوئی بیٹا ہو گیا۔ تیری شان اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔

**صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۵** قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ: احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ یہاں اس کے معنی ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یعنی خدائے تعالیٰ نے لعنت کو قتال سے موسوم فرمایا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ یہود پر خدائے تعالیٰ اس وقت غضبناک ہوا جبکہ انھوں نے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا اور نصاریٰ پر اس وقت جبکہ انھوں نے مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہا اور اس امت میں سے خدا کا غضب ان لوگوں پر نازل ہوگا جو میرا خون گرائیں گے اور میری عترت کے بارے میں مجھ کو ایذا پہنچائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۶** اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ۔ تفسیر کیلئے دیکھو ص ۶۸ نوٹ ۱) ۱۲

**صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۷** تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسیحؑ کی دیسے تو انھوں نے نازیبائی کی اور اپنے خیال میں ان کی عظمت یہاں تک کی کہ بعض نے یہ گمان کرلیا کہ وہ معبود ہیں اور بعض نے یہ کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تین میں کے تیسرے ہیں اور ایک گروہ نے یہ کہا کہ خود وہی خدا ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۱** احتجاج میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان لوگوں نے یہ چاہا کہ قرآن میں ایسی باتیں بڑھا دی جائیں جو خدا نے نہیں فرمائی ہیں تاکہ مخلوق خدا پر اصلی بات پوشیدہ ہو جائے۔ پس خدا نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا اور انھوں نے اس میں ایسا کچھ باقی رہنے دیا جس سے اس کا پتہ چلنا آسان ہو گیا کہ انھوں نے اس میں کیا کیا احداث کیا اور کیا کیا کم کر دیا۔ (بڑھا تو کچھ بھی نہ سکے)

انہی جناب سے منقول ہے کہ جو لوگ کتاب خدا کے ظاہر و باطن پر عمل کرتے ہیں اور اس کے احکام کو قائم رکھتے ہیں وہ ایسے درخت سے پیدا ہوئے ہیں جس کی اصل نہایت مضبوط اور محکم ہے شاخیں اس کی آسمان میں ہیں۔ ہر وقت وہ بار در رہتا ہے یعنی علوم کے میوے لوگوں کے ہاتھ آتے ہیں اور ان کے دشمن جو اپنے منہ سے خدا کا نور بجھانے کا قصد کر رہے ہیں شجرۂ ملعونہ سے ان کی خلقت ہے مگر خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ وہ اپنے نور کو پیدا کر دے۔ الاکمال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی تلاش میں حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرا دیے تھے اسیطرح بنی امیہ اور بنی عباس نے جبکہ ان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ قائم آل محمدؐ کیوجہ سے ان کے جابروں کی سلطنت مٹی میں مل جائیگی تو انھوں نے قائم آل محمدؐ کی طرف سے اپنے دلوں میں عداوت قائم کرلی ہے اور اہلبیت رسولؐ کے قتل پر تلواریں اٹھائی ہیں اس ارادے سے کہ نسل ان کی قطع ہو جائے اور ان کے زمرہ میں قائم آل محمدؐ بھی مارے جائیں مگر خدا کو منظور نہیں ہے کہ کسی دشمن پر قائم آل محمدؐ کا حال ظاہر ہو یہاں تک وہ اپنے نور کو کمال بخشے۔ اگر مشرکوں کو برا لگے۔

**صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۲** کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدا نے رسول کو حکم دیا کہ اپنے وصی کی ولایت ظاہر کر دیں۔ ولایت سے مراد دین حق ہے جو قائم آل محمدؐ کے زمانۂ ظہور میں تمام دینوں پر غالب آ جائیگا۔ خدائے تعالیٰ ولایت قائمؑ کو ولایت علیؑ کے ذریعے پورا کر دیگا۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔ کسی نے عرض کیا اے مولا! کیا اس آیت کا یہی مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ اسی کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ سے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذکر میں فرمایا میں اپنے کلمات کو ضرور پورا کر دونگا اور اپنے دین کو سب دینوں پر غالب کر دونگا یہانتک کہ ہر مکان میں میری عبادت کی جائیگی۔ احتجاج میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان جناب نے فرمایا "صاحب الامر ایک عذر کیوجہ سے غائب ہو جائینگے۔ اس وقت میں لوگوں کے قلوب فتنے برپا کرینگے۔ یہانتک کہ آدمیوں میں سے جو سب سے زیادہ ان کا فرانبردار ہوگا وہ ان کا سخت دشمن ہو جائیگا۔ اس وقت خدائے تعالیٰ ان کی ایسے لشکر سے مدد کریگا جس کو تم نہ دیکھو گے اور اپنے پیغمبرؐ کے دین کو خدا ان کے ہاتھ سے سب دینوں پر غالب کر دیگا اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو۔" تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دین محمدی کا غلبہ اس وقت ہوگا کہ جب مہدی آل محمدؐ ظاہر ہونگے۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا باقی نہ رہیگا جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے۔ الاکمال اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہمارا قائم اپنے رعب و دبدبہ سے مظفر و منصور ہوگا۔ مدد غیبی سے اس کی نصرت کی جائیگی۔ زمین اس کیواسطے سمٹ جائیگی وہ جہاں چاہینگے دم بھر میں چلے جائینگے، زمین کے خزانے ان پر ظاہر ہو جائینگے۔ ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک پہنچے گی۔ ان کے ذریعے خدا اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کر دیگا۔ کوئی ویرانہ ایسا نہ رہے گا جہاں آبادی نہ ہو جائے۔ عیسیٰؑ روح اللہ بن مریم نازل ہونگے اور ان حضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھینگے۔

**صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۳** تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے تین مرتبہ فرمایا سونا بھی غارت ہو چاندی بھی غارت ہو۔ اصحاب کو آنحضرتؐ کا یہ قول ناگوار گزرا۔ عمر نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم کونسا مال جمع کریں۔ فرمایا یاد خدا کرنے والی زبان، اور شکر خدا بجا لانے والا دل اور ایماندار زوجہ جو تم میں سے دین میں کسی کی مددگار ہو سکے۔ **قول مترجم**: عمر کی دینداری جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس جواب سے بھی ثابت ہے۔ اس لئے کہ یہ نہیں فرمایا کہ دین میں تیری مددگار ہو سکے بلکہ یہ فرمایا کہ کسی کی مددگار ہو سکے یعنی جو مومن ہوگا اس کی زوجہ اس کی مددگار ہوگی۔ الخصال میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ درہم و دینار نے تم سے پہلے والوں کا بھی ہلاک کیا اور تم کو بھی یہی دونوں ہلاک کرینگے (اس آیت کا ذکر ص ۱۵ پر بھی آ چکا ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنے مال میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے فرمایا کہ زکوٰۃ ظاہری کو پوچھتے ہو یا زکوٰۃ باطنی کو؟ سائل نے عرض کی دونوں کو۔ فرمایا ظاہری تو ہر ہزار میں پچیس ہیں اور باطنی یہ ہے کہ تمہارا بھائی جس چیز کا تم سے زیادہ ضرورتمند ہو اپنے لئے اس چیز کو نہ رکھو اور یہ سمجھ لو کہ خدائے تعالیٰ نے جو مال تم کو زیادہ دیا ہے تو اس کی غرض یہ ہے کہ جن اغراض میں خدا کا منشاء ہے ان اغراض میں اسے صرف کر دو۔ اس غرض سے

نہیں دیا ہے کہ اسے جوڑ جوڑ کر رکھو۔

تفسیر قمی میں اس حدیث کا بقیہ جسے ہم سورہ بقرہ میں بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ عثمان ابن عفان نے کعب الاحبار سے دریافت کیا کہ اے ابو اسحاق تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو۔ ایک شخص نے واجب ہونے کے بعد اپنے مال کی زکوٰۃ دیدی اب بتاؤ کہ پھر بھی اس کے ذمہ کچھ رہا؟ کعب نے جواب دیا کہ پھر اگرچہ وہ چاندی سونے کی اینٹیں بھی بنا کر رکھ لے تب بھی اس پر کچھ نہیں۔ حضرت ابوذر غفاری نے (جو اتفاق سے اس وقت وہاں موجود تھے) اپنا عصا اٹھا کر کعب کے سر پر دے مارا اور فرمایا اے یہودیہ کافرہ کے جنے تیری بھی اتنی مجال ہوگئی کہ تو مسلمانوں کے احکام میں دخل دینے لگا۔ خدا کا قول تیری بکواس سے کہیں زیادہ سچا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ جو لوگ اپنے رسول کو خبر دی ہے کہ جو لوگ سونا یا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

**قول مترجم۔** سبحان اللہ چشم بد دور!! خلیفۂ رسول کہلائیں اور ایک چھوٹا سا مسئلہ دوسروں سے پوچھتے پھریں۔ قرآن تک یاد نہ تھا نہ اس کی کوئی منزلت سمجھتے تھے جبھی تو اس کی بنائی کہ کہیں کی آیت کہیں لا ڈالی۔ اس پر ستم یہ کہ بہت سے نسخے آگ میں رکھ کر جلا دیے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ درہم ہوں یا دینار (یعنی روپے ہوں یا اشرفی) جب گنتی میں چار ہزار سے زیادہ ہوں تو کنز کے حکم میں ہیں خواہ ان کی زکوٰۃ دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔ جو اس تعداد سے کم ہوں وہ سامان خرچ سمجھا جائے گا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آن حضرتؑ نے فرمایا کہ دو ہزار درہم (روپے) سے جو زیادہ ہو تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ امالی میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز میں داخل نہیں ہے گو ساتوں زمینوں کے نیچے تک چلا جائے اور جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی ہو وہ کنز ہے گو زمین کے اوپر ہی ہو۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں کو اجازت ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے اسے نیک کاموں میں صرف کرتے رہیں مگر جب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہو جائیں گے تو پھر صاحب خزانہ پر خزانہ کا اپنے پاس رہنے دینا حرام ہو جائے گا۔ اسی وقت اس کو لازم ہوگا کہ اپنے خزانہ کو ان حضرتؑ کی حضور میں پہنچا دے تا کہ وہ حضرتؑ اسے اپنے دشمنوں کے برخلاف کام میں لاسکیں اور خدائے تعالےٰ کے اس قول وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ کا یہی مطلب ہے۔

**قول صاحب تفسیر صافی۔** ظاہرا روپیہ کی چار حدیثوں میں اختلاف ہے۔ ان میں موافقت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقوق واجب ادا کرنے کے بعد کسی غرض صحیح کے لئے دو ہزار یا چار ہزار تک جمع کر لینا جائز ہے اور منجملہ حقوق کے حق امام بھی ہے جبکہ امام ظاہر ہو اور اس میں کل وہ حصۂ مال داخل ہے جو صاحب مال کی واجبی ضرورت سے زیادہ ہو۔

**قول مترجم۔** مومنین کو زکوٰۃ تو اس طرح ادا کرنی چاہئے جس طرح جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ظاہری اور باطنی زکوٰۃ ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس پر بھی اگر کچھ بچ رہے اور جمع کرنے ہی کا شوق ہو تو غرض صحیح یہ مدنظر رکھیں کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام تشریف لائے اور درہم ان کی خدمت بابرکت میں پہنچایا تاکہ وبال و نکال سے محفوظ رہیں اور اجر و ثواب کے مستحق ہوں۔ امالی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی انتڑیاں دوزخ کی آگ میں کھینچی جائیں گی۔ نیز منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے درہم و دینار (روپیہ اشرفی) کے بارے میں دریافت کیا کہ اے مولا کسی کے پاس زیادہ ہو جائیں تو وہ کیا کرے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار (روپیہ اشرفی) زمین پر خدا کی مہریں ہیں جو خدا نے زمین پر اپنی مخلوق کی اصلاح حالت، درستی شان اور اغراض صحیح پورا کرنے کے لئے مہیا فرمائی ہیں جس کے پاس یہ کثرت سے ہوں اور وہ ان میں خدائے تعالےٰ کے حقوق سمجھے اور وہ ان کی زکوٰۃ وغیرہ باقاعدہ نکالے تو اس نے خدائے تعالےٰ کا مقصد پورا کر دیا اور جو مال بچا وہ اس کے لئے حلال ہے اور جس کے پاس مال بکثرت ہو اور وہ کنجوسی اختیار کرے اور خدا کے حقوق اس میں سے نہ ادا کرے۔ مکان اونچے اونچے بنوائے تو وہ عذاب خدا کا مستحق ہوگا اور اسی کے بارے میں خدا نے یہ وعید فرمائی ہے يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا نے سونا چاندی (روپیہ اشرفی) کا خزانہ جمع کرنا حرام قرار دیا ہے اور ان کو راہ خدا میں صرف کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ الخ۔ التہذیب میں انہیں حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس بندے کی خیر و خوبی خدا کو منظور ہو اس کو تین ہزار درہم بھی ایک دم نہیں دیتا۔ نیز فرمایا کہ کوئی شخص دس ہزار درہم محض حلال ہی حلال سے جمع نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو لوگوں کا خازن ہو اور جب کسی شخص کو بقدر ضرورت روزی بھی ملتی ہو اور عمل خیر کی بھی توفیق عطا ہوئی ہو تو اس کے لئے اللہ نے دنیا و آخرت کی خیر (و خوبی) کو جمع کر دیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ملک شام میں تھے اور روزانہ صبح سویرے بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے کہ اے خزانے والو! تم کو خبردار رہنا چاہئے کہ روز قیامت اسی سونے چاندی سے پیشانیاں داغی جائیں گی پہلو داغے جائیں گے کمروں پر داغ لگائے جائینگے یہاں تک کہ آگ کی حرارت شکموں میں بھڑکنے لگے گی۔

**قول مترجم۔** اس منادی کرنے کے باعث حضرت ابوذر غفاری علیہ الرحمہ اور عثمان کے درمیان جو واقعہ گزرا اس کے لئے دیکھو قرآن مجید مترجم کا صفحہ ۱۵ نوٹ نمبر ۹ مع ضمیمہ متعلقہ۔

**صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۳** ثَانِیَ اثْنَیْنِ: لفظی معنیٰ "دو میں کا دوسرا" اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت ظاہری ساتھی سوائے ایک شخص کے اور کوئی نہ تھا۔ پروردگار عالم ان منافقوں سے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر نصرت رسولؐ سے جی چراتے تھے یہ فرماتا ہے کہ تم اگر ہمارے رسولؐ کی نصرت نہ کرو گے تو ہم کو پروا کیا ہے؟ ہم نے تو اس کی ایسے وقت میں مدد کی ہے جبکہ کافروں نے اس کو اس کے وطن سے نکال دیا تھا۔

اس ۔۔۔

اس حالت میں کہ اتفاق سے اس کے ساتھ ہو جانے والا ہمراہی ایک ہی تھا اور وہ بھی بار خاطر تھا نہ یا رشاطر کہ بے محل روئے دیتا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۴** اَلْغَارِ : اس سے مراد غار ثور ہے جو مکہ معظمہ سے جانب یمن ایک پہاڑ ہے اور شہر سے ایک گھنٹہ کے فاصلہ کی راہ پر ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۶** لَا تَحْزَنْ : لفظی معنی "جو امر تیرے ہاتھ سے نکل گیا اس پر افسوس نہ کر"۔ عوام الناس اس کو لَا تَخَفْ کا مرادف قرار دیتے ہیں جس کے معنی ہیں "ڈر نہیں، خوف نہ کر"۔ حالانکہ خوف و حزن دونوں جداگانہ چیزیں ہیں۔ خوف ہمیشہ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق ہوا کرتا ہے اور حزن گزشتہ واقعات کے متعلق ہوا کرتا ہے یعنی جو ہو چکے ہوں (جس کو یقین نہ ہو وہ اہلسنت کی تفسیر بیضاوی دیکھ لے) اگر شیخ جی کو براہ شفقت بزرگانہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرفتار ہو جانے یا قتل ہو جانے کے متعلق خوف ہوتا جیسا کہ ان کے مریدوں کا ادعا ہے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ لَا تَخَفْ فرماتے لَا تَحْزَنْ نہ کہتے۔ آنحضرتؐ کا لَا تَحْزَنْ فرمانا ہی بتلا رہا ہے کہ شیخ جی کے ہاتھ سے کوئی بر دنکل گئی اور ان کا کوئی منصوبہ بگڑ گیا تھا جس پر ان کو افسوس ہو رہا تھا اور وہ روئے دیتے تھے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ فرما رہے تھے کہ تو افسوس نہ کر، تو غم نہ کھا۔ ہم دونوں کے (میرے اور علیؑ کے) ساتھ تو اللہ موجود ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا غار میں ابوبکر سے فرما رہے تھے کہ چپ رہ بیشک اللہ میرے اور علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ خوب چیخ چیخ کر رو رہا تھا اور کسی طرح چپ ہی نہ ہوتا تھا۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ اے شخص تو چاہتا ہے کہ میں انصار میں سے اپنے اصحاب کو تجھے دکھلا دوں جو اپنے اپنے مقامات میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور جعفرؑ اور اس کے ساتھیوں کو دکھلاؤں جو سمندر میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ عرض کی جی ہاں۔ تو آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس کے منہ پر پھیر دیا تو انصار بھی اپنے جلسوں میں باتیں کرتے نظر آنے لگے اور جعفر بھی سمندر میں جاتے دکھائی دینے لگے۔ شیخ جی کے دل میں اسی وقت یہ بات گزری کہ (معاذ اللہ) یہ ساحر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۶** اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا : بتحقیق اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ دونوں سے کون مراد ہیں اور معیت خدا کا کیا مطلب ہے **قول مترجم** اس آیت میں لفظ مَعَنَا میں ضمیر تثنیہ کی ہے یا جمع کی اس لئے کہ متکلم کی ضمیر میں تثنیہ اور جمع میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ پس اگر ضمیر تثنیہ کی مانی جائے تو ان دو سے مراد جناب محمد مصطفٰےؐ اور جناب علی مرتضٰیؑ ہیں اس لئے کہ ظاہر بظاہر یہی دونوں معرض خطر میں تھے بستر پر ہوں تو غار میں ہوں تو کیونکہ ابوبکر تو بظاہر مسلمان تھے اور اپنی اسی مسلمانی کے پیچھے مع اپنے سامان بزازہ کے ہجرت اولیٰ میں جانے والے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ جانے کے لئے تیاری کر چکا تھا کہ ابن الدغنہ رئیس قبیلہ نے جو مشرکین قریش کا حلیف (ہم سوگند قبیلہ تھا) اس کو امان دیدی تھی اور اسی امان کے بھروسہ پر ہجرت توڑ کر چلا آیا تھا اور مکہ میں دندناتا پھرتا تھا اس لئے کہ رسم جاہلیت کے بموجب اگر کسی قبیلہ کا رئیس کسی شخص کو امان دیدیتا تھا تو اس کے علاوہ قبیلہ کے ہر متنفس کو بھی اس کی امان کا پاس کرنا پڑتا تھا اس حیثیت سے ابوبکر کو ابن الدغنہ کی معیت حاصل تھی اور مشرکین قریش سے اسے کسی طرح کا دغدغا اور خطرہ نہ تھا اگر گرفتار بھی ہوتا تو اس کا بال بیکا نہ ہوتا پس جو دغدغے اور خطرہ میں تھے انہی کو کسی زبردست کی معیت اور امان کی ضرورت تھی وہ سب سے زبردست اور سب کا حقیقی محافظ اللہ ہے جس کی معیت جناب محمد مصطفٰےؐ اور جناب علی مرتضٰیؑ کو اس وجہ سے حاصل تھی کہ وہ دونوں مقدس بزرگوار بخلوص اسی کے کام میں لگے ہوئے تھے جسے خدا کی معیت حاصل ہو وہ آن واحد کے لئے کسی دوسرے کا بندہ اور پرستار ہو ہی نہیں سکتا۔ مثال کے لئے ملاحظہ کیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول جسے خدائے تعالٰے نے نقل فرمایا ہے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ (دیکھو صفحہ سطر) یہ اس وقت فرمایا ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر چل کھڑے ہوئے ہیں اور فرعون اپنے لشکروں کو ہمراہ لے کر ان کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے تعاقب کرتے کرتے اتنا قریب آ پہنچا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے فرعون اور اس کی جمعیت کو دیکھ بھی لیا اور بول اٹھے کہ اب ہم گرفتار ہوئے جاتے ہیں مگر معیت خدا ایسی چیز ہے کہ نہ موسیٰ مرعوب ہوئے نہ مضطر و مضطرب بلکہ کمال ثابت قدمی سے دوسروں کا بھی اطمینان کر دیا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہبری فرمائیگا اور ضمناً یہ مطلب بھی تھا کہ اگر تم میرے ساتھ رہے تو ہرگز اس موذی کے پنجے میں نہ پھنسنے پاؤ گے چنانچہ ایک بھی اس کے ہاتھ نہ پڑا۔ یہاں بھی وہی ماجرا درپیش ہے۔ ڈھونڈھنے والے غار کے دروازے تک جا پہنچے مگر چونکہ جناب رسول خدا کو معیت خدا حاصل تھی نہ کوئی آنحضرتؐ تک پہنچا نہ کوئی آنحضرتؐ کو پاسکا ابوبکر جو ظاہرا جناب رسول خدا کے ساتھ تھا وہ بھی آنحضرتؐ کی برکت سے مشرکین کے ہاتھ میں پڑنے سے ویسا ہی محفوظ رہا جیسا کہ موسیٰ کے منافق اصحاب فرعون کے ہاتھ میں پڑنے سے موسیٰ کی برکت سے بچ گئے تھے۔ (موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کیسے تھے ان کا قول اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ جو خدائے تعالٰے نے اپنے کلام پاک میں نقل فرمایا ہے اور ابوبکر کا جو قول احادیث و سیر و تواریخ میں پایا جاتا ہے بالکل یکساں ہے۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ میں حضرت ہارون ایسے تھے کہ ہر طرح ان کے تابع اور ایسے بھروسے کے لائق کہ خود موسیٰ عرض کرتے ہیں رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ اسیطرح جناب محمد مصطفٰےؐ کے لئے علی مرتضٰیؑ تھے کہ ہر طرح کے حکم کے تابع اور ایسے بھروسے کے لائق کہ آنحضرتؐ کو یقین واثق تھا کہ اگر کفار اس تک پہنچ بھی جائیں گے تو کچھ بھی گزر جائے میرا بھید ہرگز نہ بتائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جہاں کفار کے پہنچنے کا اندیشہ صریح تھا وہاں خطرہ بھی صحیح تھا لہذا معیت خاص کی ضرورت بھی صریح تھی اور بحمداللہ وہ حاصل تھی۔ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مثیل موسیٰ علیہ السلام تھے تو جناب علی مرتضٰی یقیناً شبیہ ہارونؑ تھے۔ نبی اور وصی کو معیت خدا اسی شان سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ خدائے تعالٰی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خطاب کر کے فرماتا ہے اِنَّنِیْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔

**صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۷** فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ : تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ عوام الناس خدائے تعالٰی کے اس قول ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کو ہمارے مقابلہ میں بطور حجت پیش کرتے ہیں حالانکہ اس میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ قسم بخدا خدائے تعالٰی نے یوں فرمایا تھا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ اور اس آیت میں فرمایا ہے (وہ منافقوں کے دھمکانے کے لئے)

ایک معمولی خبر دی ہے کسی نے دریافت کیا کہ آپ اس کی قرأت اسی طرح فرماتے ہیں فرمایا ہاں ہم اسی طرح پڑھتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۱** وَفِي الرِّقَابِ : ان سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کے ذمہ مختلف قسم کے کفارے ہوں مثلاً بھول چوک سے قتل کر دینے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، حالت احرام میں شکار کرنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ۔ اور ان کے پاس ادائے کفارہ کا سامان نہ ہو اور ہوں وہ مومن تو اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے ایک حصہ اسی لئے مقرر فرما دیا ہے کہ ان کے کفارے ادا ہو جائیں۔ وَالْغَارِمِينَ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ذمہ اب قرض ہو جو انھوں نے بغیر فضول خرچی کے اطاعت خدا میں صرف کیا ہو۔ پس امام کے ذمہ واجب ہے کہ ان کا ایسا قرض ادا کر دے اور مال صدقات میں سے ان کو اتنا دیتا رہے کہ ان کے خرچ کے لئے کافی ہو۔ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں جائیں اور ان کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ ہو یا ایسے مسلمان جن کے پاس حج کرنے کا یا نیک کام کرنے کا سامان نہ ہو تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے ان کو اتنا دے کہ حج کرنے کی یا جہاد کرنے کی ان کو قوت بہم پہنچ جائے۔ وَابْنِ السَّبِيلِ اس سے مراد ہیں وہ مسافر جو عبادت و اطاعت خدا کے لئے سفر میں نکلے ہوں۔ پھر ان پر کوئی افتاد پڑ جائے اور ان کا مال جاتا رہے تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے ان کو اتنا دے کہ وہ اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔ صدقات آٹھ حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پس ہر شخص کو انھیں آٹھ حصوں میں سے اس کی ضرورت کے مطابق بلا کم و بیش دے۔ اس کا انتظام امام کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہی ان مصلحتوں کا جانتا ہے جن کے موافق عملدرآمد کیا جا سکے۔

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جتنے مؤلفۃ القلوب آج کل ہیں اتنے کبھی نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو خدا کو ایک جانتا ہے۔ شرک سے تو وہ نکل آئے مگر ابھی ان کے دلوں میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معرفت حاصل نہیں ہوئی اور نہ ان باتوں کی ان کے قلوب میں جگہ ہوئی جو آنحضرتؐ نے خدا کی طرف سے بیان فرمائیں تبھی تو جناب رسولؐ خدا ان کی تالیف قلوب کرتے تھے اور ان کے بعد مومنین (یعنی امان دینے والے ہم ائمہؑ) کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کو پوری پوری معرفت حاصل ہو جائے۔ کافی اور عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلم یا مومن مر جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو پس اگر وہ بدکاری اور فضول خرچی کے سبب سے نہیں ہے تو امام پر اس کا ادا کرنا لازم ہے اور اگر امام ادا نہ کریگا تو اس شخص کے ذمہ اس کا وبال رہے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الخ پس مقروض مسلم یا مومن صنف غارمین میں داخل ہے جن کا حصہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں قرار دیا ہے۔ اگر وہ حصہ امام کے پاس موجود ہے اور اگر امام اس حصہ کو روک رکھے گا تو قرضدار وبال سے بری نہیں ہو سکتا۔ و امام چونکہ عادل ہے لہٰذا وہ بلا وجہ موجّہ کسی کو گرفتار وبال کیوں رہنے دیگا)، کافی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدوی عربوں کے صدقات بدوی عربوں ہی پر تقسیم کر دیتے تھے اور شہریوں کے صدقات شہریوں کو دیتے تھے اور ان سب کو برابر کا حصہ عطا نہ فرماتے تھے بلکہ جتنے مستحقین آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو جس کو وہ جناب جتنے کے لائق دیکھتے تھے اتنا ہی عطا فرما دیتے تھے۔ کیونکہ صدقات دینے کا نہ کوئی وقت مقرر ہے اور نہ یہ وظیفہ ہے جو برابر کا حصہ دیا جائے۔ آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ یہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ اور ان لوگوں کا حصہ جن کو آزاد کرانا مقصود ہو عام ہے اور باقی سہام خاص ہیں جو انھیں لوگوں کو دیئے جائیں گے جن کو معرفت حاصل ہو چکی ہو گی وہ حصے غیروں کو نہ دیئے جائیں گے۔ انتصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کو صرف دو صورتوں میں صدقہ لینا جائز ہے۔ ایک وہ وقت جبکہ وہ بے حد پیاسے ہوں پس جب ان کو پانی ملے تو اتنا پی لیں جتنے سے پیاس بجھ جائے۔ دوسرے یہ کہ آپس کے صدقات لے لیں (یعنی بنی ہاشم کا صدقہ بنی ہاشم پر جائز ہے۔ من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکاتب غلام کے بارے میں جو اپنی آزادی کے بارے میں حصہ حصہ ادا کر چکا ہو اور باقی بوجہ محتاجی کے نہ ادا کر سکتا ہو دریافت کیا تھا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا بقیہ صدقات سے دے کر اس کو ادا کر دیا جائے۔ اسی لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَفِي الرِّقَابِ اور اس سے مراد ایسے ہی غلام ہیں۔

**صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۲** وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ عبد اللہ ابن نفیل ایک منافق تھا جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں آبیٹھتا تھا اور آنحضرتؐ کے کلام سن کر منافقوں میں جا کر بیان کر دیتا تھا اور حضرتؐ کی چغلیاں کھاتا تھا پس جبرئیل امینؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ منافقوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس بیٹھتا ہے اور آپ کی چغلیاں منافقوں سے جا کر کھاتا ہے اور آپ کی باتیں منافقوں تک پہنچاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے؟ جبرئیل نے عرض کی وہ شخص وہ ہے جس کا رنگ سیاہ، سر بڑا، بال گھنے، آنکھیں بڑی بڑی اور زبان شیطان کی سی زبان ہے۔ آنحضرتؐ نے اس شخص کو بلا کر خبر دی تو وہ قسم کھا گیا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا میں تیری قسم قبول کئے لیتا ہوں مگر آئندہ ایسا نہ کیجیو۔ جب وہ اپنے یاروں میں پلٹ کر آیا تو کہنے لگا کہ محمدؐ تو کانوں کے بڑے کچے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو خبر دی کہ میں ان کی چغلیاں کھاتا اور ان کی خبریں پہنچا دیتا ہوں تو اس کو مان لیا اور جب میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا تو میری بات مان لی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ط قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ جس کے آخری الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ جو کچھ فرماتا ہے رسولؐ اس کی بھی تصدیق کرتا ہے اور جو کچھ تم عذر پیش کرتے ہو ظاہر میں اس کو مان لیتا ہے مگر باطن میں نہیں۔ اس مان لینے کی بنا یہ ہے کہ جیسا تمہارا ایمان ظاہری ہے ویسے ہی رسول کی تصدیق بھی ظاہری ہے۔

**صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۳** يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مومنوں سے قسم کھا کھا کے کہتے تھے کہ ہم تم ہی میں سے ہیں اور اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں کو راضی کر لیں۔

**صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۲** جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ : تفسیر مجمع البیان میں قرأت اہلبیت علیہم السلام ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ اور انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کبھی منافقین سے لڑائی نہیں کی بلکہ ان کی تو تالیف قلب کرتے تھے اور منافقین کفر کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے اور ان کے کفر کے متعلق خدا کا علم ان کے قتل کا مباح ہونے کا باعث نہیں ہوسکتا تھا اس لئے کہ ظاہر میں تو وہ ایمان کا اظہار کرتے تھے (پھر قتل کیا اور جہاد کیوں؟) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تو یوں نازل ہوئی تھی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ اس لئے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے منافقین سے تلوار کے ذریعہ سے کبھی جہاد ہی نہیں فرمایا۔ یہ قول تو سورۂ توبہ کے متعلق ہے اور سورۂ تحریم کی تفسیر میں خدائے تعالیٰ اس قول کے متعلق یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ وہاں کی آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کفار سے جہاد فرمایا تھا اور علی مرتضیٰؑ نے منافقین سے اور اس طرح جناب علی مرتضیٰؑ کا جہاد عین جہاد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا جہاد تھا۔۱۲

**صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۳** وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوا : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کعبۃ اللہ میں باہم قسم کھائی تھی کہ بعد رسول امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے۔ یہ تو ان کا کفر تھا اور پھر گھاٹی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی گھات میں جا بیٹھے اور آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ اور اسی تفسیر میں کسی دوسرے موقع پر ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرتؐ نے ان کو جتلایا تو آنحضرتؐ کے سامنے ان لوگوں نے بحلف بیان کیا کہ نہ ہم نے ایسا کہا اور نہ ہم نے ایسا قصد کیا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ کے دن جناب امیر کو اپنا قائم مقام کرنا چاہا ہے تو آنحضرتؐ کے سامنے منافقین میں سے سات شخص تھے اور وہ ساتوں یہ تھے ابوبکر، عمر، عبدالرحمان ابن عوف، سعد ابن ابی وقاص، ابوعبیدہ ابن الجراح، سالم مولائے ابوحذیفہ، مغیرہ ابن شعبہ۔ اور اسی وقت عمر نے آنحضرتؐ کی شان میں یہ الفاظ کہے کہ تم اس شخص کی دونوں آنکھیں نہیں دیکھتے ہو گویا مجنون کی سی آنکھیں ہیں۔ ابھی ابھی یہ کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ میرے پروردگار نے ایسا کہا ہے اور ایسا کہا ہے۔ پس آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور کہا اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ اَوْلٰی بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ (تمہاری جانوں کا مالک تم سے زیادہ کون ہے؟) سب نے جواب دیا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (اللہ اور اس کا رسولؐ) آنحضرتؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ (یا اللہ اب تو ان کے اس قول کا گواہ رہیو) پھر فرمایا اَلَا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (آگاہ رہو جس کا میں مالک وحاکم ہوں علیؑ اس کا مالک اور حاکم ہے) پھر حکم دیا سَلِّمُوْا عَلَيْهِ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آج سے علیؑ کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کرو کر دیا علیؑ کا امیرالمومنین ہونا بصدق دل تسلیم کرو) اس وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو ان لوگوں کے قول کی خبر دی۔ آنحضرتؐ نے ان کو بلاکر دریافت کیا تو صاف انکار کرگئے اور قسمیں کھانے لگے اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ۔۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت اہل عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ انھوں نے یہ بات اپنے دلوں میں ٹھان لی تھی کہ جب جناب رسولخدا غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت عقبہ میں پہنچیں گے تو آنحضرتؐ کو قتل کر ڈالیں گے اور تجویز اس کی یہ سوچی تھی کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں گے پھر حضرت سمیت اس ناقہ کو نیچے کی طرف دھکیل دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو خبردار فرمادیا۔ یہ بات آنحضرتؐ کے معجزات میں سے تھی کیونکہ بغیر وحی ایسے امور پر مطلع ہونا ممکن نہیں۔ حاصل کلام جناب رسول خدا مقام عقبہ پر تن تنہا پہنچے اس طرح کہ عمارؓ حضرت کے ناقہ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے اور حذیفہ ابن الیمان پیچھے پیچھے اونٹ ہانکتے چلے آرہے تھے کیونکہ اور سب لوگوں کو آنحضرتؐ نے یہ حکم دے دیا تھا کہ بادی میں ہوکر چلیں اور وہ لوگ جنھوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ تعداد میں بارہ یا پندرہ تھے۔ جناب رسول اللہؐ نے ان سب کو پہچانا اور ان کے نام لے کر بتا دیا۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آٹھ ان میں سے قریش میں سے تھے اور چار عام عرب میں سے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ غم غدیر میں جو کچھ فرمانا تھا فرما چکے اور لوگ اپنے اپنے خیمہ میں پہنچ گئے تو حضرت مقدادؓ کا گزر ایک گروہ کے پاس سے ہوا جو آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دیکھو تو سہی جب محمدؐ کی موت قریب پہنچی اور زندگی کے دن پورے ہو چکے اور کوچ کا وقت قریب آ لگا تو یہ ارادہ کیا کہ اپنے بعد علیؑ کو ہمارا حاکم بنا جائے۔ خدا کی قسم (اس ارادہ میں جیسی کچھ کامیابی ہوگی) اسے بھی معلوم ہو جائیگا) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپس میں) آگے بڑھ گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ندا کرو دو نماز کے لئے سب لوگ جمع ہو جائیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ جمع ہوگئے تو آپس میں انھوں نے کہا کہ مقداد نے ہم پر تہمت لگائی ہے تو آؤ ہم بھی حاضر ہوکر اس کے برخلاف ہوکر حلف اٹھالیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ لوگ آکر جناب رسول خدا کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اسی کی قسم جس نے آپ کو مبعوث مبعوث کیا ہے اور اسی کی قسم جس نے آپ کو بزرگی کی بزرگی بخشی ہے اور اسی کی قسم جس نے آپ کو نوع انسانی پر فضیلت دی ہے جو خبر آپ کو پہنچی ہے یہ بات ہم نے ہرگز نہیں کہی۔ اس پر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا (بِاَ مُحَمَّدُ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ) بِمَا لَمْ يَنَالُوْا الخ وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کفر کا کلمہ ضرور کہا وہ اپنے اسلام لانے کے بعد کافر ہوگئے اور (اے محمدؐ عقبہ سے گزرنے والی رات کو) انھوں نے اس بات کا قصد ضرور کیا جس میں کامیاب نہ ہوئے۔ ابان بن تغلب سے منقول ہے جبکہ شہنشاہ انس وجن نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنا وزیر بنایا اور غدیر خم میں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ فرمایا تو حاضرین میں سے دو قریشیوں نے سر ہلاکے کہا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں وہ تو کبھی نہ ہونے پائے گا۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی تو آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلاکر واقعہ پوچھا دونوں صاف مکر گئے اور جھوٹی قسمیں کھانے لگے۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے

اور یہ آیہ لائے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ دونوں بتکلف حاکم بھی بنے اور مر بھی گئے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کعبہ میں بیٹھ کر باہم یہ حلف لیا تھا کہ امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے اسی کو خدا نے کلمہ کفر فرمایا ہے۔ پھر یہی لوگ گھاٹی میں جناب رسول خدا کے قتل کے ارادہ سے گھات میں جا بیٹھے تھے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ علامہ ابن بابویہ القمی نے باسناد خود حضرت حذیفہ ابن الیمان سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جناب رسول خدا کی اونٹنی کو بھڑکانا چاہا وہ مندرجہ ذیل چودہ آدمی تھے۔ ابوالشرور (ابوبکر) ابوالدواہی (عمر) ابوالمعارف (عثمان) عفان۔ طلحہ۔ سعد ابن ابی وقاص۔ ابوعبیدہ ابن الجراح۔ ابوالاعور۔ مغیرہ۔ سالم مولا ابی حذیفہ۔ خالد ابن الولید۔ عمرو ابن العاص۔ موسیٰ الاشعری۔ عبدالرحمن ابن عوف۔ انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ علامہ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب معاملہ غدیر خم پر افسوس اور لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک مقام پر قریش میں سے چند آدمی بیٹھے ہوئے واقعہ غدیر خم پر افسوس کر رہے تھے۔ ناگاہ ایک گوہ کا ان کے پاس سے گزر ہوا۔ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش! محمد اس گوہ کو ہمارا حاکم بنا دیتے تو اچھا ہوتا۔ علیؑ کو نہ بناتے۔ یہ باتیں حضرت ابوذر غفاری نے بھی سن لیں اور انھوں نے جناب رسول خدا کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔ آنحضرتؐ نے کسی کو بھیج کر انھیں بلوایا اور ان کی کہی ہوئی باتیں ان کے سامنے دوہرائیں۔ سب ملاعنہ نے صاف انکار کر دیا اور حلف اٹھا لیا کہ ہم نے اب نہیں کہا۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ الخ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ زمین نے کسی ایسے کا بوجھ نہیں اٹھایا اور آسمان نے کسی ایسے پر اپنا سایہ نہیں ڈالا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔

**قول مترجم** ۔ مراد آنحضرتؐ کی یہ ہے کہ غیر معصومین میں حضرت ابوذر سب سے زیادہ سچے ہیں تو بشہادت پیغمبر خدا یہ صدیق ہوئے نہ کہ وہ جن کو یار لوگوں نے بنا دیا۔

تفسیر عیاشی میں جابر ابن ارقم سے منقول ہے کہ ہم لوگ ایک جلسہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید ابن ارقم کا بھائی حدیثیں بیان کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک شخص گھوڑے پر سوار مسافرانہ ہیئت سے ہمارے قریب آیا اور گھوڑا روک کر اس نے سلام کیا اور پوچھا آیا تم لوگوں میں زید ابن ارقم بھی ہے؟ زید نے جواب دیا کہئے میں ہوں۔ زید ابن ارقم سے آپ کو کیا کام ہے؟ اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں کہاں سے آرہا ہوں؟ زید نے کہا مجھے کیا خبر تم کس جگہ سے آرہے ہو؟ وہ سوار بولا میں فسطاس مصر سے اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے جناب رسول خدا کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کروں جو آپ نے بیان کی ہے اور مجھے اس کی خبر پہنچی ہے۔ زید نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ سوار نے جواب دیا وہ حدیث غدیر خم ہے جو ولایت جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں ہے۔ زید نے کہا عزیز من واقعہ غدیر خم سے پہلے کا قصہ میں تم سے بیان کرتا ہوں (اول اسے سن لو) وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت روح الامینؑ ولایت علی ابن ابیطالب کا حکم لے کر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے بعض اصحاب کو جن میں یہ خادم بھی تھا طلب فرما کے معاملہ ولایت میں مشورہ لیا تاکہ زمانۂ حج میں حکم الٰہی امت تک پہنچا دیں۔ اس وقت ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا جو ہم رائے دیتے۔ جناب رسول خداؐ گریہ فرمانے لگے۔ جبرئیل امینؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ گریہ کیوں فرماتے ہیں۔ کیا امر کو امر الٰہی کی تبلیغ پر رونا آگیا؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا حاشا وکلا! اے جبرئیل!! یہ وجہ نہیں ہے اے جبرئیل! خدا خوب جانتا ہے کہ جب قریش نے میری خلافت کو نہ مانا تو ان کے ہاتھوں مجھے کیسی کیسی ایذائیں پہنچیں۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے جہاد کا حکم دیا اور آسمان سے لشکر کے لشکر میری مدد کے لئے اتارے اور ان لشکروں سے میری مدد کی (تب کہیں اسلام کی یہ صورت بنی)۔ اب مجھے خوف یہ ہے کہ یہ لوگ میرے بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ کی امامت و حکومت کا کیسے اقرار کریں گے۔ یہ سن کر جبرئیل امین واپس چلے گئے پھر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا آپ اس حکم کو جو وحی کا حصہ ہے امت تک نہ پہنچائیں گے اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ دلتنگ رہیں گے؟ (اے سوار!) جب ہم حج سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف پلٹے اور جحفہ میں اترے تو ہم نے اپنے خیمے نصب کر دیے۔ اسی وقت جبرئیل امین آیہ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ الخ لیکر خدمت جناب رسول خدا میں آئے۔ ہم لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے کہ یکایک جناب رسول خداؐ کی آواز سنی کہ وہ جناب فرما رہے ہیں اَيُّهَا النَّاسُ داعی اللہ کی بات کو مانو۔ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ یہ آواز سنکر ہم لوگ دھوپ کی گرمی میں دوڑتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا سنکر کہ وہ جناب حرارت آفتاب کی وجہ سے ایک کپڑا سر پر باندھے ہوئے ہیں نیچے ڈالے ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ہم لوگوں کو درختوں کے نیچے صفائی کرنے کا حکم دیا۔ پس وہ مقام صاف کیا گیا جو کچھ وہاں جھاڑ جھنکاڑ کنکر پتھر تھا وہ سب ہٹا دیا گیا۔ اس وقت ایک شخص بولا بھلا اس مقام کے صاف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ ابھی یہاں سے کوچ کا ارادہ ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) ضرور کوئی بلا تم پر نازل ہونے والی ہے۔ پس جب وہ مقام صاف ہو گیا تو جناب رسول خدا نے حکم دیا کہ اپنے اونٹوں کے پالان اور رسیاں اور کاٹھیاں حاضر کرو۔ پس ہم لوگ یہ سب چیزیں لائے اور ان کو تلے اوپر رکھ کر (رسی سے کس کے) منبر کی صورت بنا دی۔ پھر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر آنحضرتؐ اس پر رونق افروز ہوئے۔ اول خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائے اس کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم! آگاہ ہو جاؤ عرفہ کی شام میرے پاس پروردگار عالم کا ایسا حکم آیا تھا جس کے پہنچانے سے مجھے جھوٹوں کی تکذیب کا بیحد خوف ہوا۔ آج یہاں پہنچ کر پھر وہی حکم بڑی شدت سے آیا ہے کہ اب اگر اس کو بجا نہ لاؤنگا تو مستحق عتاب الٰہی کا ہو جاؤنگا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اب مجھے اس کے بیان کرنے میں نہ کسی کی مخالفت کا اندیشہ ہے نہ کسی کی قرابت کا لحاظ و پاس کہ اس کی محبت مجھے باز رکھ سکے۔ ایہا الناس! تمہارے نفسوں پر کون حاکم ہے؟ سب نے کہا اللہ۔ اور اس کا رسولؐ ہمارا حاکم ہے۔ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ! تو گواہ رہنا اور اے جبرئیل! تم بھی ان لوگوں کے اقرار پر گواہ رہنا۔ پس جناب رسول خدا نے علیؑ ابن ابیطالب کے بازو پکڑ کے ہاتھوں پر بلند کر کے درگاہ خدا میں عرض کی اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ خدایا جس کا میں حاکم ہوں یہ علیؑ بھی اس کا حاکم ہے۔ یا اللہ جو شخص علیؑ کو حاکم سمجھے تو اسے دوست رکھ اور جو کوئی علیؑ سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کیجیو۔ یا اللہ جو علیؑ کی نصرت کرے تو بھی اس کی مدد کیجیو اور جو علیؑ کی نصرت چھوڑ دے تو بھی اس کی

مدد نہ کیجیو۔ تین مرتبہ آنحضرتؐ نے یہ دعا مانگی۔ پھر فرمایا ایہا الناس کیا تم لوگوں نے سن لیا جو میں نے کہا؟ سب نے (ہاتھ اٹھا کر) کہا، خدا گواہ ہے ہم نے سن لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ سب نے کہا بے شک! آنحضرتؐ نے فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو اور اے جبرئیل تم بھی (میرے تبلیغ امر اور ان کے اقرار پر) گواہ رہنا۔ پھر آنحضرتؐ اتر آئے اور ہم لوگ اپنے اپنے ڈیروں میں چلے آئے۔ میرے خیمہ کے پہلو میں قریش کے ایک گروہ کا ڈیرہ تھا اور وہ گنتی میں تین آدمی تھے اور میرے ہمراہ حذیفہ ابن الیمان تھے۔ پس میں نے سنا کہ ان تین میں کا ایک (مردک) کہہ رہا ہے۔ قسم بخدا یہ محمد (معاذ اللہ) احمق ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے بعد علیؑ ابن ابیطالب کی حکومت برقرار کر دے (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا)، (دوسرا (پاجی) بولا کہ یہ سب کے سب بیوقوف ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ مجنون ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہ تھا کہ قریب تھا کہ وہ پسر ابوکبشہ کی زوجہ کے قریب گرنا چاہتا تھا۔ تیسرا (گدھا) بول اٹھا میاں چھوڑو بھی جانے دو چاہے وہ احمق ہو یا مجنون ہو۔ خدا کی قسم اس نے جو کہا ہے وہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ان نابکاروں کا بیہودہ کلام سن کر حذیفہ (جوش محبت جناب رسول خداؐ سے) غضب میں بھر گئے اور خیمہ کا کنارہ اٹھا کر ان کی طرف اپنا سر نکالا اور فرمایا کہ (اے منافقو! تم نے آئندہ کا حال بھی) جان لیا۔ حالانکہ جناب رسول خدا یہاں موجود ہیں اور ان کی معرفت (وحی خدا) تم کو سنا دی گئی ہے۔ خدا کی قسم کل صبح سویرے میں تمہاری باتوں کی خبر آنحضرتؐ کو ضرور دونگا۔ وہ مردود کہنے لگے کہ اے ابوعبداللہ! (ادہر) آپ یہیں تشریف رکھتے ہیں۔ ہماری باتیں آپ نے سن لیں (برائے خدا) آپ اس راز کو چھپا ڈالئے۔ کیونکہ پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ اس کی امانت محفوظ رکھتے ہیں۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ یہ موقع پڑوسی کی امانت چھپانے کا نہیں ہے۔ اگر میں اس خبر کو پوشیدہ رکھونگا تو خدا اور رسول کا خیر خواہ کیسے رہونگا۔ وہ ملاعنہ بولے کہ اے ابوعبدہ! تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ خدا کی قسم ہم لوگ حلف اٹھائیں گے کہ ہم نے یہ باتیں نہیں کہیں۔ حذیفہ ہم پر تہمت لگاتا ہے۔ تم بھی دیکھ لوگے کہ جناب رسول خداؐ ہماری تصدیق کریں گے اور تمہیں جھوٹا جانیں گے حالانکہ (تم ایک ہو اور) ہم تین ہیں۔ حذیفہ نے جواب دیا کہ جب میں خدا اور رسولؐ کا خلوص ادا کر دونگا تو مجھے ہرگز اس کی پروا نہیں ہے جو تمہارا جی چاہے کہے جاؤ اور کہہ دینا۔ پس حذیفہ خدمت جناب رسول خداؐ میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی ایک طرف تلوار حمائل کئے تشریف رکھتے تھے۔ ان منافقوں کی گفتگو سے حذیفہ نے جناب رسول خداؐ کو آگاہ کر دیا۔ آنحضرتؐ نے ایک آدمی ان کے پاس بھیجکر انھیں بلایا۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں نابکارو! تم نے کیا کہا تھا؟ سب (جھوٹے زبی) بولے خدا کی قسم ہم نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ جو کچھ خبر حضور کو دی گئی ہے وہ سب ہم پر افترا اور بہتان ہے۔ اس وقت جبرئیل امینؑ یہ آیت یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا الخ لے کر نازل ہوئے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ جو چاہیں کہہ لیں۔ خدا کی قسم میرا دل میری پسلیوں میں اور میری تلوار میری گردن میں حمائل ہے۔ اگر یہ لوگ میرے قتل کا قصد کرینگے تو میں بھی ان کو جواب دے لونگا۔ جبرئیل امینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جو حادثے (علیؑ پر) پڑنے والی ہیں ان پر صبر کیجئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل امینؑ کی پوری گفتگو جناب امیر المومنین علیہ السلام کو سنا دی اور فرمایا اے علیؑ! اس وقت صابر اور راضی برضائے تقدیر رہنا۔ اس موقع پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (زید کی یہ تقریر سنکر) اس مجمع کا ایک بڈھا بول اٹھا اگر میں اس وقت موجود ہوتا جبکہ یہ بیہودہ ان لوگوں نے کی تھیں (اور میں کچھ نہ کہتا) تو میں گدھے سے بدتر تھا۔ اس بوڑھے کے پہلو میں ایک جوان بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ اے زید! (جیسا تم کہتے ہو) اگر یہ سچ ہے تو بیشک ہم لوگ گدھے سے بدتر ہیں۔

**صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۴** اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ : تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ (زمانہ جاہلیت میں) ان (اصحاب رسولؐ) میں سے کوئی تو سری بیچا کرتا تھا اور کوئی پائے۔ کوئی عورتوں کے موباف بٹا کرتا تھا۔ پھر (ظاہر اسلام کی اطاعت کر لینے کے سبب سے) خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ سے ان کو مالدار بنا دیا تو بجائے شکر نعمت کے کفران نعمت کرنے لگے۔ حالانکہ واجب یہ تھا کہ شکر نعمت کرتے (اور وہ شکر نعمت کرنا یہ تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی وصیت کو ضائع نہ کرتے۔) ۱۲

**صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۵** وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ : تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ثعلبہ ابن حاطب ابن عمرو ابن عوف ہے پہلے وہ محتاج تھا پھر اس نے اللہ سے وہ معاہدہ کیا (جو درج آیت ہے) اور جب خدا نے اس کو مال دیا تو ادائے حقوق میں بخل کرنے لگا۔ اکثر واقع ہے کہ یہ معاہدہ کرنے والا ثعلبہ ابن حاطب ہے جس نے یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہؐ! خدا سے دعا کیجئے کہ مجھے مال عطا فرمائے اور آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ اے ثعلبہ وہ تھوڑا سا جس کا تو شکر یہ ادا کر سکے اس بہت سے بہتر ہے جس کا تجھ سے شکر نہ بن پڑے تو اس وقت اس نے عرض کی تھی کہ قسم اسی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر پروردگار عالم مجھے مال عطا فرمائیگا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور بالضرور دیا کرونگا۔ آنحضرتؐ نے اس کے حق میں دعا مانگی۔ اس نے بھیڑ بکریاں پالیں تو وہ اتنی بڑھیں اتنی بڑھیں جیسے کیڑے بڑھ جاتے ہیں۔ یہانتک کہ مدینہ میں ان کے رہنے کیلئے جگہ نہ رہی تو وہ ان کو لیکر ایک وادی میں اتر گیا۔ اب جمعہ اور جماعت سے بھی محروم ہوگیا اور آنحضرتؐ نے صدقہ وصول کرنے والے کو اس کے پاس بھیجا کہ صدقہ وصول کر کے لائے تو اس نے بخل برتا اور کہنے لگا کہ واہ صاحب یہ جزیہ تو جزیہ کی نظیر ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اے (ثعلبہ) تو اپنا عہد بھول گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۴** سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ : العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان کو ان کے ہنسنے کا بدلہ دیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۵** اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ لوٹ کر آئے تھے اور عبداللہ ابن ابی مشہور منافق بیمار تھا اور اس کا بیٹا عبداللہ مومن تھا پس یہ مومن عبداللہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایسے وقت آیا جبکہ اس کا باپ حالت احتضار میں تھا اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اگر آپ میرے

میرے باپ کے پاس تشریف نہ لائے تو ہمارے کنبہ پر عیب لگایا جائیگا آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف نہ لے گئے۔ اس وقت بہت سے منافق اس کے پاس تھے۔ عبداللہ ابن عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس کیلئے استغفار فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے استغفار فرمایا۔ عمر نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا آپ کو خدا نے منع نہیں کیا ہے کہ منافقوں پر نماز نہ پڑھیئے اور ان کیلئے استغفار نہ کیجئے! آنحضرتؐ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کی پس آنحضرتؐ نے فرمایا خدا تجھے غارت کرے یہ مجھے اختیار دیا گیا ہے پس میں اپنے اختیار کو کام میں لایا تو دیکھتا نہیں ہے کہ خدا فرماتا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر مناسب ہو تو اس کے جنازہ پر بھی تشریف لے چلئے پس آنحضرتؐ تشریف لیگئے اور اس کی قبر پر بھی کھڑے ہوئے۔ اس وقت عمر نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ کیا خدا نے آپ کو منع نہیں فرمایا ہے کہ اگر کوئی منافق مرجائے تو نہ کبھی اس کی نماز پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تیرا برا ہو تو یہ بھی جانتا ہے کہ میں نے دعا یہ کی ہے اَللّٰهُمَّ اَحْشُ قَبْرَهٗ نَارًا وَجَوْفَهٗ نَارًا وَاَصْلِهٖ نَارًا (یا اللہ تو اس کی قبر کو آگ سے بھردے اور اس کے پیٹ کو بھی آگ سے بھردے اور اس کو جہنم میں پہنچادے)، اس طرح (عمر کی چھیڑ خوانی سے) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ بات ظاہر ہوگئی جس کے اظہار کو آنحضرتؐ پسند نہ فرماتے تھے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب کسی میت کی نماز پڑھتے تو تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے۔ دوسری تکبیر کے بعد انبیاء پر درود وسلام بھیجتے، تیسری تکبیر کے بعد عام مومنین کیلئے دعا فرماتے، چوتھی تکبیر کے بعد خاص اس میت کے حق میں دعا فرماتے اور پانچویں تکبیر کے بعد نماز ختم کر دیا کرتے تھے۔ جب سے پروردگار عالم نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی مما نعت فرمائی تو اس وقت سے مومنین کے جنازہ کی نماز کا تو وہی طریقہ شرعی رکھا اور منافقین کے جنازہ کی نماز اس طرح ادا فرمانے لگے کہ پہلی تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے، دوسری تکبیر کے بعد انبیاء پر درود وسلام بھیجتے، تیسری تکبیر کے بعد عام مومنین کیلئے دعا فرماتے اور چوتھی تکبیر پر نماز ختم فرما دیتے اور خاص اس میت کیلئے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ قول مترجم آج تک ہمارے مخالف فرقہ میں یہی منافقوں والی نماز جاری ہے اور ہم لوگوں میں وہی مومنوں والی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مردے کی جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیریں کہتے تھے اور ایک قوم کی نماز میں چار تکبیریں فرماتے تھے۔ ایک دن ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور سائل کے جواب میں فرمایا کہ یہ منافق تھا۔ حنان نے اپنے باپ سدیر سے اور سدیر نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زمانۂ جناب رسولخدا میں ایک منافق مرگیا (اس کا بیٹا مومن تھا) آنحضرتؐ نے اس کے پاس کہلا کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ جب تم جنازہ لیکر چلنے لگو تو مجھے خبر کر دینا پس جب وہ لوگ مردے کا کام انجام دے چکے ایک آدمی کو اطلاع کیلئے آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے اور اس میت کے فرزند کا ہاتھ پکڑ کے جنازہ کے ہمراہ چلے۔ عمر نے اعتراض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ کو خدا نے ان لوگوں پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں کے پاس کھڑے ہونے کو منع نہیں کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا جیسے ہی وہ لوگ جنازہ لئے ہوئے قبر پر پہنچنا چاہتے تھے کہ عمر ابن خطاب نے جناب رسولخداؐ سے پھر وہی خطاب کیا کیا آپ کو خدائے تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا ہے؟ ان لوگوں نے تو خدا و رسولؐ کا انکار کیا ہے اور یہ کفر کی حالت میں مرے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اس وقت عمر سے فرمایا کہ تو نے نہ تو مجھ کو اس کی جنازہ پر نماز پڑھتے دیکھا اور نہ میں اس کی قبر پر کھڑا ہوا (پھر تو مجھ پر اعتراض کیوں کرتا ہے؟) چونکہ اس کا بیٹا باایمان ہے ہم کو اس کا حق ادا کرنا ضروری تھا (اس لئے ہم چلے آئے) عمر نے کہا کہ میں خدا کے غضب سے اور اے جناب رسولخداؐ آپ کے غضب سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ محمد ابن المہاجر نے اپنی ماں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں (ایک روز) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گئی اور میں نے عرض کی کہ اے فرزند رسولخداؐ! اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے ایک مرتبہ فرقۂ مرجیہ کی ایک عورت (سفر حج میں) میرے ہمراہ تھی۔ جب ذوالحلیفہ اُن کے پاس پہنچا تو سب آدمیوں نے احرام باندھ لیا اور اس عورت نے بھی احرام باندھ لیا لیکن میں نے وادی عقیق میں پہنچکر احرام باندھا پس وہ عورت بولی کہ اے گروہ شیعہ! تم لوگ اس چھوٹی سی بات میں بھی عام مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہو کہ انھوں نے تو کوہ اُین سے احرام باندھا اور تم نے وادی عقیق سے۔ اسی طرح تم لوگ نماز میت میں بھی ان کے مخالف ہو کہ وہ تو میت پر چار تکبیریں کہتے ہیں اور تم لوگ پانچ تکبیریں کہتے ہو۔ (اے مولاؑ!) وہ عورت خدا کی قسم کھا کر یہ بات کہہ رہی تھی کہ میت پر چار ہی تکبیریں کہنی چاہئیں۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ جناب رسولخداؐ کا دستور یہ تھا کہ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ پہلی تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے تھے، دوسری کے بعد صلوات، تیسری کے بعد عام مومنین کیلئے استغفار، چوتھی کے بعد خاص اس میت کیلئے دعا، پانچویں پر ختم کر دیتے اور تشریف لے جاتے تھے اور جب سے خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو منافقین کے جنازہ پر نماز پڑھنے کو (یعنی چوتھی تکبیر کے بعد خاص ان کیلئے دعا کرنے کو) منع فرمایا تو اس دن سے وہ جناب منافقین کی نماز جنازہ یوں پڑھنے لگے کہ پہلی تکبیر کے بعد تشہد، دوسری کے بعد صلوات، تیسری کے بعد عام مومنین کیلئے استغفار اور چوتھی پر ختم کر دیتے اور خاص اس میت کیلئے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔

**صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۲** فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا : خدائے تعالیٰ کا یہ فقرہ منافقوں کی دنیا اور آخرت کی حالت کی خبر دیتا ہے یعنی چند روزہ دنیا میں تو یہ ہنس لیں گے اور آخرت میں ابدالآباد کے لئے روتے رہیں گے۔ امر کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ یہ سمجھ لیں کہ ایسا حتماً اور جزماً ہوگا اور ہنسنے اور رونے کا لفظ جو استعمال فرمایا ہے خوشی اور رنج کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

# ضمیمہ متعلق پارہ یازدھم ١١

**صفحہ ٢٤٢ نوٹ نمبر ٥** کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب آیہ زکوٰۃ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ماہِ مبارک رمضان میں نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے منادی کو حکم دیا کہ تمام آدمیوں کو خبر دے دے کہ تم پر اللہ نے نماز کی طرح زکوٰۃ بھی واجب فرمادی ہے پس منادی نے آواز دی اے مسلمانو! خدانے تم پر اونٹ. گائے. بکری. جو. گیہوں. خرما. انگور (کشمش منقے) میں زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے سوا اور چیزوں میں معافی دی ہے. حضرت فرماتے ہیں پھر اُن مسلمانوں کے مالوں میں سے کوئی چیز جناب رسولِ خدا کے پاس نہیں آئی. یہاں تک کہ ایک سال ختم ہوگیا (اور دوسرا ماہِ رمضان آگیا) پس ان لوگوں نے روزے رکھے. جب عید الفطر آئی تو حضرت نے پھر منادی کو ندا کرنے کا حکم دیا. منادی نے (مدینہ کے) تمام مسلمانوں میں پکار دیا اے مسلمانو! اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو کہ تمھاری نمازیں قبول ہوں. پھر حضرت نے مالِ زکوٰۃ تحصیل کرنے کیلئے عاملوں اور خراج زمین وصول کرنے والوں کو ان کے پاس بھیجا. جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جن لوگوں کا گمان یہ ہے کہ امام (زمانہ) آدمیوں کے مال کا محتاج ہے وہ کافر ہیں بلکہ وہ خود محتاج ہیں کہ امام ان کے مالوں کو قبول کرے. چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے. خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا اُن کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لو کہ ان کو بھی پاک کردو اور اس زکوٰۃ لینے کی وجہ سے اُن کے مال کو بڑھا دو.

**صفحہ ٢٤٢ نوٹ نمبر ٦** يَاخُذُ الصَّدَقَاتِ : تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میں اپنے پروردگار کی جانب سے اس کا ضامن ہوں کہ صدقہ جب تک پروردگار کے ہاتھ نہ پہنچ لے بندے کے ہاتھ میں نہیں پہنچتا. اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ. کافی میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ ہر شے کے قبول کرنے کے لیے ہم نے موکل مقرر کر دیئے ہیں سوائے صدقہ کے کہ اُسے میں اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں. یہاں تک کہ اگر کوئی ایک خرما یا ایک خرمے کا ٹکڑا بھی صدقے میں دیتا ہے تو اُسے میں اسی طرح پرورش کرتا ہوں جس طرح آدمی اپنی اولاد کو پرورش کرتا ہے اور قیامت کے دن وہ اُسے کوہِ اُحد کے برابر یا اُس سے بھی بڑا پائے گا. تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب جنابِ امام زین العابدین علیہ السّلام کسی سائل کو کچھ عطا فرماتے تھے تو اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تھے. کسی نے عرض کیا اے مولا آپ کس لیے سائل کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے پاس پہنچتا ہے پھر بندے کے ہاتھ میں جاتا ہے خدانے ہر چیز پر ایک فرشتہ موکل کر دیا ہے مگر صدقہ پر کسی کو مقرر نہیں کیا پس وہ خدا ہی کے ہاتھ میں جائیگا راوی کہتا ہے میرا گمان یہ ہے کہ وہ جناب روٹی یا درہم کو بوسہ دیا کرتے ہوں گے. کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جب کسی کو کچھ صدقہ دیتے تھے تو اُس کے ہاتھ میں رکھنے کے بعد اُٹھا لیتے تھے اور بوسہ دیکر سونگھتے تھے پھر اُسی کو دیدیتے تھے. الخصال میں ہے جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی سائل کو صدقہ دو تو اُس سے دعا کا التماس کرو کیونکہ اُس کی دعا تمھارے حق میں قبول ہوگی اور اُس کے اپنے لیے قبول نہیں ہوگی جنابِ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ میں دیا تو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد کیا یا علیؑ کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ صدقہ جب مؤمن کے ہاتھ سے نکلتا ہے تو ستر شیطانوں کے جبڑوں کو توڑ دیتا ہے اور سائل کے قبضہ میں جانے سے پہلے پروردگار کے ہاتھ میں پہنچتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے. اَلَمْ يَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ کیا اُنھوں نے یہ نہیں جانا کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور (اُن سے) صدقات لے لیتا ہے. معلّٰے ابن خنیس سے منقول ہے کہ ایک رات جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام دولتسرا سے برآمد ہوئے. اُس وقت کچھ بوندیاں پڑ رہی تھیں پس وہ جناب بنی ساعدہ کی جھونپڑیوں کی طرف چل نکلے میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا ناگاہ کوئی چیز حضرت کے دستِ مبارک سے چھوٹ پڑی. حضرت نے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اُرْدُدْهُ عَلَيْنَا فرمایا یعنی میں اللہ کا نام لیتا ہوں خدایا تو اس چیز کو میری طرف پھیر دے. اتنے میں یہ غلام بھی اُن جنابؑ تک پہنچ گیا. میں نے سلام عرض کیا حضرت نے (جوابِ سلام دیکر) فرمایا کہ تو معلّٰے بن خنیس ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں. اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں. حضرت نے فرمایا اے معلّٰے ذرا اس جگہ اپنے ہاتھ سے ٹٹولو جو کچھ تمہیں ملے وہ مجھے دیدو. میں نے جو تلاش کیا تو روٹیاں پھیلی ہوئی پائیں پس میں ایک ایک دو دو کر کے اٹھانے لگا. اُن جناب کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی جس کے بوجھ سے وہ حضرت تھک گئے تھے. میں نے عرض کیا اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ زنبیل حضور میرے حوالے کر دیں (میں اسے پہنچا دوں گا) حضرت نے جواب دیا اے معلّٰے (ابن خنیس) میں بہ نسبت تمھارے اس کام کے کرنے کا زیادہ حقدار ہوں. البتہ تم میرے ہمراہ چلے چلو. پس ہم دونوں قبیلۂ بنی ساعدہ کے جھونپڑے پر پہنچ گئے دیکھا ہم نے کہ ایک جماعت پڑی ہوئی سو رہی ہے. پس حضرت نے آخر تک کسی کے پاس ایک روٹی کسی کے پاس دو روٹیاں چھپا دیں. یہاں تک کہ جب وہ جناب واپس ہوئے میں نے عرض کیا اے مولا کیا انھیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ان کے پاس روٹیاں رکھی ہیں حضرت نے جواب دیا نہیں اگر وہ جان لیتے تو ہم پر یہ بھی لازم تھا کہ ہم روٹی کے ساتھ نمک بھی اُن کو دیتے (آگاہ ہو جاؤ کہ) خداوند عالم نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ہر ایک کے لیے ایک خازن مقرر کیا ہے جو اُسے محفوظ (وجمع) رکھے مگر صدقہ کا حافظ خود خدا ہے. میرے پدر بزرگوار جب کسی کو صدقہ دیتے تھے تو سائل کے ہاتھ میں رکھ کے واپس لیتے تھے اور اُسے بوسہ دیکے سونگھتے تھے. پھر اُسی سائل کو عطا فرما دیتے تھے. وجہ یہ ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے

پھر سائل کے ہاتھ میں جاتا ہے پس مجھے یہی مناسب ہے کہ میں صدقے کو چوم لیا کروں کہ وہ خدا کے ہاتھ میں گیا ہے۔ اور (آگاہ ہو جاکہ) رات کے وقت صدقہ دینا خدا کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حسابِ (قیامت) میں آسانی پیدا کر دیتا ہے اور دن میں صدقہ دینا مال کو زیادہ کرتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے۔ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ دو چیزوں میں کسی کی شرکت مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی ایک وضو ہے جو میں اپنی نماز کے لیے کرتا ہوں دوسرے صدقہ ہے جو خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے۔

**صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۱** وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ان حضرت کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے دراصل تھا وَالْمَأْمُوْنُوْنَ اور مامومون ہم ہیں۔ ۱۲

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ پس جب وہ منصب امامت پر فائز ہوتے ہیں تو ہر بستی میں ایک منارہ نور کا قائم کیا جاتا ہے جس کی روشنی میں بندوں کے اعمال کو وہ دیکھ لیتے ہیں۔ یزید عجلی کہتا ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا پس میں نے دریافت کیا اے مولا آیۂ اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ میں مومنون سے مراد کون ہے؟ حضرت نے جواب دیا اس سے ہم اہلبیتِ رسالت مراد ہیں۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا اے مولا آیا بندوں کے اعمال جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا بیشک کیا تم نے قول باری تعالیٰ اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ میں غور نہیں کیا خدا نے اپنی مخلوق پر اپنے گواہ مقرر کیے ہیں عبداللہ بن ابان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا اے آقا آپ کے دوستوں میں سے ایک جماعت نے مجھے سفارشی بنایا ہے کہ آپ اُن کے حق میں دُعا فرمائیں حضرت نے فرمایا واللہ میں ہر روز اُن کے اعمال خدا کی حضور میں پیش کرتا ہوں۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا اے مولا ابوالخطاب یوں کہتا تھا کہ جناب رسولِ خدا کے سامنے ہر پنجشنبہ کو آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ آنحضرت کے سامنے اُن کی کُل اُمت کے اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد ہر صبح کو پیش ہوتے ہیں پس تم کو بداعمالیوں سے بچنا چاہیئے اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ یہ کہکر حضرت خاموش رہے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ مؤمنون سے حضرات ائمہ علیہم السّلام مراد ہیں۔ یعقوب بن شعیب نے حضرت بحق ناطق جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں مؤمنون سے حضرات ائمہ طاہرین مراد ہیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آنحضرت چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ تم لوگوں میں میرا موجود رہنا میری مفارقت سے بہتر ہے اور میری مفارقت بھی تمھارے لیے بہتر ہے۔ یہ سن کر جابر بن عبداللہ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ کا وجود ہم لوگوں میں آپ کی رحلت سے افضل ہے لیکن آپ کا مفقود ہو جانا کیونکر بہتر ہوگا؟ حضرت نے جواب دیا میرا ہونا تمھارے واسطے اس لیے اچھا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ اس آیت میں عذاب سے مراد تلوار کا عذاب ہے۔ اب رہی میری مفارقت۔ وہ تمھارے لیے یوں اچھی ہوگی کہ تمھارے اعمال ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ اگر وہ اعمال اچھے ہوں گے تو اس کا میں خدا کی جناب میں شکر ادا کیا کروں گا۔ اور اگر بُرے ہوں گے تو میں تمھارے لیے استغفار کیا کروں گا۔ داؤد بن کثیر رقّی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُن جنابؑ نے خود بخود مجھ سے ارشاد کیا کہ اے داؤد پنجشنبہ کے دن تمھارے اعمال میرے سامنے پیش ہوئے پس میں نے اُن عملوں میں ایک یہ عمل بھی پایا کہ تم نے اپنے فلاں چچازاد بھائی کا صلۂ رحم ادا کیا (تم نے اس کی مصیبت میں مدد کی) اُس سے میں خوش ہو گیا اس لیے کہ تمھارے صلۂ رحم سے مجھے معلوم ہو گیا کہ بہت جلد اُس کی زندگی تمام ہو جائے گی۔ داؤد کہتا ہے میرا ایک چچازاد بھائی بیحد دشمنِ خدا ناصبی۔ خبیث تھا مجھے اس کی اور اس کے عیال کی خرابی حال اور فقر و فاقہ کی خبر پہنچی تو میں نے اُس کے پاس خورد و نوش کا سامان مکہ معظمہ کی طرف سفر کرنے سے پہلے بھیجدیا۔ پس جب میں مدینہ آیا تو جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے یہ واقعہ مجھ سے بیان فرمایا تجھے حلبی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا کوئی حدیث حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام کی شان میں بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا آیا تفصیل سے بیان کروں یا مجملاً؟ میں نے عرض کیا مجملاً ہی سہی۔ حضرت نے جواب دیا عَلِيٌّ بَابُ الْهُدٰى مَنْ تَقَدَّمَهٗ كَانَ كَافِرًا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ كَانَ كَافِرًا ۔ یعنی حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ باب ہدایت ہیں جو اس دروازے سے آگے بڑھ جائے وہ بھی کافر ہے اور جو اس دروازے سے پیچھے رہے وہ بھی کافر ہے میں نے عرض کیا اے آقا کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ حضرتؑ نے ارشاد کیا آگاہ ہو جاؤ روز قیامت عرش کی داہنی جانب ایک منبر رکھا جائے گا جس کی چوبیس سیڑھیاں ہوں گی پس جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام اپنے دست مبارک میں لواء الحمد لیے ہوئے تشریف لائیں گے اور اُس منبر پر رونق افروز ہوں گے۔ پھر تمام مخلوق اُن حضرتؑ کے سامنے پیش ہوگی جس کو وہ جنابؑ پہچانتے ہوں گے۔ وہ تو جنت میں داخل ہوگا اور جس سے وہ حضرت واقف نہ ہوں گے وہ سب دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا آیا کوئی آیت قرآنی اس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں تم اس قول باری تعالیٰ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ میں کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم مؤمنوں سے علی بن ابیطالب علیہ السّلام (اور آئمہ اولادِ آنحضرت) مراد ہیں۔

**صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۲** وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے مشرک تھے جنھوں نے امیر حمزہؑ اور جعفر طیارؑ اور اس قسم کے اور مومنوں کو قتل کیا تھا پھر وہ داخل اسلام ہو گئے اور شرک چھوڑ دیا مگر ادھر تو ان کے دلوں نے اب تک ایمان کی معرفت نامہ حاصل نہیں کی تھی کہ مومن ہو جاتے اور اُن کے لیے جنت واجب ہو جاتی اور نہ کفر و انکار ہی پر اڑے رہے کہ جہنم ان کے لیے واجب ہوتا۔ پس وہ اس حالت میں رہے جیسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۳** مَسْجِدًا ضِرَارًا ۔ الجامع میں روایت ہے کہ عمرو ابن عوف نے اس وقت میں جبکہ مسجد قبا تیار ہوئی اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اس میں نماز پڑھنے لگے تو برادرانِ قبیلۂ غنم ابن عوف پر رشک کیا اور یہ کہا کہ ہم اپنی مسجد علیحدہ تیار کر لیں گے اور اس میں نماز پڑھا کریں گے اور محمدؐ کی جماعت میں نہ داخل ہوں گے پس انھوں نے مسجد قبا کے برابر ایک مسجد بنائی اور جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

غزوۂ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے اُس وقت آکر یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ چل کر اس میں نماز پڑھا دیں۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ میں تو سفر کو جا رہا ہوں اور جب حضرت غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو یہ آیتہ نازل ہوئی پس آنحضرتؐ نے ایسے لوگوں کو بھیجا جنھوں نے مسجد کو منہدم کر دیا اور جلا دیا۔ اور حضرتؐ نے حکم دیا کہ بجائے اس کے مزبلہ بنا دیا جائے کہ لوگ اُس پر مُردار اور کوڑا کرکٹ ڈالا کریں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۲ نوٹ نمبر ۴** تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسجد قبا میں نماز کے لیے جمع ہوئے تھے اور اُن منافقین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کو اس مسجد سے باہر کرا دیں اور اُن میں پھوٹ ڈلوا دیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۲ نوٹ نمبر ۵** لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؛ اس سے مراد ہے ابو عامر راہب، ایک قول کے بموجب ان لوگوں نے یہ مسجد اس غرض سے بنائی تھی کہ ابو عامر راہب جب شام سے آجائے گا تو اُس میں ان کو نماز پڑھائے گا۔ الجوامع میں ہے کہ ایام جاہلیت میں ابو عامر راہب رہ چکا تھا۔ جب جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس نے آنحضرتؐ سے حسد کیا اور حضرتؐ کے کام میں خرابی ڈالنی چاہی۔ پھر فتح مکّہ کے بعد بھاگ کر روم میں چلا گیا اور عیسائی ہو گیا اور یہ لوگ متوقع تھے کہ وہ پھر واپس آئیگا اور اُسی کیلئے یہ مسجد تیار کی تھی کہ وہ آکر نماز پڑھائے گا اور آنحضرتؐ کے برخلاف اُس کو قوت دیں گے وہ چونکہ پہلے کئی غزوں میں آنحضرتؐ سے لڑ بھی چکا تھا اب شام کو اس لیے گیا تھا کہ قیصر سے لشکر لے کر آئے اور اس کے ذریعہ سے جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سے لڑے۔ اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی اور قنسرین میں مر گیا۔

قمیؒ نے اس آیت کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آیا آپ ہم کو اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ محلۂ بنی سالم میں ایک مسجد بنالیں جس میں ہمارے بیمار اور بوڑھے پھونس اور ہم لوگ بارش کی رات میں نماز پڑھ لیا کریں حضرتؐ اس وقت سفر تبوک کی تیاری میں مصروف تھے مسجد بنانے کی اجازت اُن کو دیدی۔ وہ بولے یا رسولؐ اللہ ہماری آرزو یہ ہے کہ حضور وہاں تشریف لے جا کے اُس مسجد میں نماز پڑھ لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اب تو میں سفر میں جا رہا ہوں۔ انشاءاللہ بعد واپسی اُس مسجد میں آکر نماز پڑھوں گا۔ پس جب اُن جنابؐ نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو یہ آیت ابو عامر راہب اور مسجد کی مذمت میں نازل ہوئی۔ حالانکہ وہ منافقین رسولؐ اللہ کے سامنے قسمیں کھا چکے تھے کہ ہم یہ مسجد نیکی اور صلاح کے لیے بناتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ (اس سے مراد ہے ابو عامر راہب جو ان لوگوں کے پاس آکر جناب رسولِ خدا کا اور آنحضرتؐ کے اصحاب کا ذکر کیا کرتا تھا) وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ (اس سے مراد ہے مسجد قبا) اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (ان لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو پانی سے طہارت کیا کرتے ہیں) سورۂ بقرہ کی آیت لَا تُقُوْلُوْا رَاعِنَا کی تفسیر میں جنابِ امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کو بادشاہ دومۃ الجندل کا ارادہ معلوم ہوا جس کی بہت بڑی سلطنت نواحیٔ عرب میں ملک شام کے متصل تھی اس سے متعلق خبریں آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں اور وہ بادشاہ جناب رسولؐ خدا کو اصحاب سمیت قتل کرنے کی دھمکی دیا کرتا تھا اصحابِ جنابِ رسولؐ خدا کو اس کی طرف سے خوف اور ڈر تھا پھر منافقوں نے مخالفت جناب رسولؐ خدا پر آپس میں اتفاق کر لیا اور سب نے ابو عامر راہب سے جس کا نام حضرتؐ نے فاسق رکھا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا امیر بنا لیا اور سب کے سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ ابو عامر راہب نے منافقین سے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں مدینے سے چند روز کے لیے چلا جاؤں تاکہ مجھ پر الزام نہ آنے پائے اور اتنے دن غائب رہوں کہ تم لوگوں کی تدبیر پوری ہو جائے اور تم لوگ اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کو لکھ بھیجنا کہ وہ آکر مدینہ کو تباہ و برباد کر دے۔ پس خداوند عالم نے اپنے رسولؐ پر وحی بھیجی اور منافقوں کے مشورے اور اتفاق رائے سے مطلع کیا۔ اور حکم دیا کہ آپ تبوک پر چڑھائی کر دیں۔ اور جناب رسولِ خدا کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی غزوہ کو تشریف لے جاتے تو غیروں سے اپنے ما فی الضمیر کو پوشیدہ رکھا کرتے سوائے اس غزوہ تبوک کے کہ اس کے متعلق آنحضرتؐ کے دل میں جو کچھ تھا وہ ظاہر فرما دیا تھا۔ اور منافقوں کو اس کا موقع دیا تھا کہ اس غزوہ کے بارے میں جو چالیں وہ چل سکیں چلیں یہی غزوہ تبوک وہ لڑائی ہے جس میں منافق ذلیل اور رسوا ہوئے۔ اور اسی جنگ میں شریک نہ ہونے کے سبب خدا نے ان کی مذمت فرمائی ہے اور جناب رسولؐ خدا نے وحی خدائے تعالیٰ کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ اور یہ اظہار فرمایا کہ خدائے تعالیٰ عنقریب ہم کو اکیدر پر غلبہ دیگا۔ وہ ہمارے ہاتھوں میں قید ہو جائیگا اور اس شرط پر صلح کر لیگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے ماہ رجب میں اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے ماہ صفر میں دیتا رہے اور یہ بھی خبر دیدی کہ میں اسّی دن میں بسلامت مدینہ لوٹ آؤں گا۔ نیز جنابِ رسولِ خدا نے اُن سے فرمایا کہ موسیٰؑ نے (چلتے وقت) اپنی قوم سے چالیسؔ راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں تم سے اسّی راتوں کا وعدہ کرتا ہوں کہ مدت مذکورہ پر تمھارے پاس بسلامتِ مال غنیمت لیے ہوئے مظفر و منصور واپس آجاؤں گا نہ وہاں کوئی لڑائی ہوگی اور نہ کسی مومن کو کوئی شکایت پیش آئیگی۔ منافقوں نے آپس میں کہا خدا کی قسم یہ آخری دفعہ ہے جس کے بعد یہ کوئی خبر نہ دیا کریں گے۔ ان کے بعض صحابی گرمی کی شدت میں ہلاک ہو جائیں گے اور بعضے صحرا کی گرم ہواؤں کی وجہ سے مر جائیں گے اور بعضے وہاں کا خراب اور بدمزہ پانی پی کر مر جائیں گے۔ جو اس سے بچ رہیں گے وہ اکیدر کے ہاتھوں یا تو مارے جائیں گے یا زخمی ہو جائیں گے پس منافقوں نے حیلہ بہانہ کر کے ہمراہ نہ جانے کی اجازت لے لی۔ کسی نے کہا مجھے گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہے کسی نے بہانہ کیا میں بیمار ہوں۔ کسی نے اپنے عیال کی بیماری کا عذر کیا غرض آنحضرتؐ نے سبھی کو اجازت دے دی پس جب دوسرا دن ہوا اور حضرت کا ارادہ تبوک کیطرف جانے کا مصمم ہو گیا تو منافقوں نے عمدًا مدینہ کے باہر ایک مسجد بنائی۔ اُس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ وہ لوگ اس میں جمع ہوتے۔ نماز کے پیرایہ میں وہ اپنی تدبیریں اس جگہ کیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ اپنے ارادوں کو سہل طریقوں سے پورا کر سکیں۔ پھر ایک گروہ منافقوں کا جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہمارے مکان آپ کی مسجد سے دور ہیں۔ اور ہم کو بغیر جماعت نماز پڑھنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور ہر جماعت میں حاضر ہونا بھی ہمارے امکان سے باہر ہے اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے ہماری آرزو یہ ہے کہ حضور وہاں تشریف لے چلیں اور ہم لوگوں کو نماز بجماعت پڑھائیں۔ تاکہ حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھ کے ہم لوگ برکت حاصل کیا کریں۔ چونکہ آنحضرتؐ کو منافقوں کے قصد اور ارادے سے خدا نے ابھی اطلاع نہیں دی تھی اس وجہ سے آنحضرتؐ نے

ان کی دعوت قبول فرمائی اور حکم دیا کہ میرا گدھا یعفور لاؤ جب وہ آگیا تو حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے اور اُن کی مسجد کا قصد کیا لیکن ہر چند آنحضرتؐ نے اور اصحاب نے اُسے مسجد منافقین کی طرف ہانکا مگر وہ نہ چلا مگر جب دوسری طرف ہانکا تو اچھی طرح چل نکلا۔ یہ حال دیکھکر حضرتؐ نے فرمایا شاید اس نے مسجد کی طرف کوئی چیز دیکھ لی ہے جبھی تو اس طرف کا رُخ نہیں کرتا۔ اچھا میرا گھوڑا لاؤ اس پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ جب گھوڑا حاضر کیا گیا آنحضرتؐ اس پر سوار ہوئے اور مسجد منافقین کی طرف ہانکا مگر وہ بھی نہ چلا۔ پھر اصحاب نے اُسے حرکت دی لیکن اُسے بالکل جنبش نہ ہوئی۔ اور جب دوسری طرف کو چلایا تو بخوبی چل نکلا۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس نے بھی کوئی چیز دیکھ لی ہے کہ اُس طرف جانے سے کراہت کرتا ہے۔ آنحضرتؐ نے عرض کیا پیدل چلیں۔ پس جب اصحاب سمیت آنحضرتؐ نے اُس مسجد کی طرف پیدل چلنے کا قصد کیا تو سب کے سب بھاری پڑ گئے بالکل حرکت نہ کر سکے اور جب دوسری طرف کا انہوں نے قصد کیا تو بدن اُن کے ہلکے پڑ گئے اور دل اُن کے خوش ہو گئے۔ یہ حال دیکھکر حضرت ختمی منزلتؐ نے فرمایا خدا کو اس وقت ہمارا مسجد کی طرف جانا پسند نہیں اب انھیں مہلت دو انشاءاللہ جب میں تبوک سے واپس آؤں گا تو اس معاملہ میں موافق مرضی باری تعالیٰ غور کروں گا۔ پس حضرتؐ نے تبوک کا عزم بالجزم کر دیا اور منافقوں نے یہ مشورہ کیا کہ جب یہ لوگ چلے جائیں تو باقیماندوں کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دو۔ پس خداوند عالم نے جبرئیلؑ کو خدمتِ جنابِ رسولِؐ خدا میں بھیجا۔ حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ علی الاعلیٰ بعد تحفۂ سلام ارشاد فرماتا ہے یا تو آپ تبوک جائیں اور علیؑ کو چھوڑ جائیں یا علیؑ کو بھیجدیں اور آپ مدینہ میں موجود رہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ بن ابیطالبؑ کا یہاں رہنا مناسب ہے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام نے عرض کیا میں خدا و رسولؐ کا حکم بجالانے کے لیے بسر و چشم حاضر ہوں اگرچہ مجھے کسی حال میں رسولؐ اللہ کا فراق گوارا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جائے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے ملا تھا مگر (ایّہا الناس) علیؑ بن ابی طالبؑ میرے بعد نبی نہیں ہیں۔ جناب امیر المؤمنین نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں راضی ہوں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا اُتنا ہی مدینہ میں رہنے سے ملیگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں تنہا ایک اُمت قرار دیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ایک امت قرار دیا تھا۔ مدینہ میں تمھارا رہنا اور تمھاری ہیبت کفّار اور منافقین کو مسلمانوں پر دست درازی سے باز رکھیگی پس جب حضورؐ سرورِ عالم تبوک کی طرف روانہ ہو گئے اور جنابِ امیر المؤمنینؑ ہمراہِ رکابِ سعادت انتساب رخصتی کے لیے مدینہ کے باہر آئے تو منافقین معاملہ جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام میں بات چیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمدؐ نے علیؑ بن ابیطالبؑ کو مدینہ میں بوجہ عداوت و ملال کے چھوڑ دیا ہے اس سے اُن کا بس یہی مقصود ہے کہ منافقین رات کے وقت موقع پاکر علیؑ بن ابیطالب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ خبر جنابِ رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کے گوشِ گذار ہوئی تو جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ حضورؐ نے سُنا جو منافقین نے میرے بارے میں کہا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اس کی پروا نہ کرو تم بمنزلہ اس جلد کے ہو جو میری دونوں آنکھوں کے مابین ہے۔ تم میرے نورِ نظر ہو اور تم بمنزلہ اُس روح کے ہو جو میرے بدن میں ہے۔ پس جناب سرورِ دو جہاں بادشاہِ اِنس و جاں نے اپنے اصحاب کو روانگیٔ تبوک کا حکم دیا اور جنابِ امیر المؤمنین قاتل المشرکین مدینہ واپس آئے اور منافقین بہت سی تدبیریں نقصان پہنچانے کی کر گزرے لیکن جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام کے ڈر سے وہ کچھ نہ کر سکے اور انھیں اس بات کا خوف تھا ایسا نہ ہو کہ علیؑ بن ابیطالب ہمکو مسلمانوں کی طرفداری میں مدینہ سے مار کر نکال دیں۔ پھر اُن منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ اس لڑائی سے وہ جناب ہرگز واپس نہ آئیں گے۔ یہاں تک کہ جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام نے واقعہ بیان کیا اور خبر دیدی کہ اکیدر نے مغلوب ہو کر جنابِ رسولؐ خدا سے صلح کر لی۔ پس جب جنابِ رسالتؐ پناہ بسلامت مظفر و منصور جنگِ تبوک سے واپس ہوئے اور خدا نے منافقوں کے مکر کو جھوٹا کر دیا تو ان جنابؐ نے مسجد ضرار کے پھونک دینے کا حکم دیا اور خدا نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ نازل فرمائی۔ امام علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ابو عامر راہب اس امت کا مثل گوسالۂ امتِ موسیٰؑ گوسالہ تھا۔ خدا نے اس پر عذاب نازل کیا کہ وہ ملعون قولنج اور برص اور لقوہ اور فالج میں مبتلا رہا اور چالیس شبانہ روز عذاب دنیوی میں گرفتار رہکر عذاب دائمی کی طرف چل بسا۔

**صفحہ ۳۴۴ نوٹ نمبر ۶** یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ صلّی اللہ علیہ وآلہ پانی سے استنجا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۵ نوٹ نمبر ۲** اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قصۂ غزوۂ تبوک کے بارے میں ہے اور جن کا ذکر ہے وہ حضرت ابوذرؓ اور ابو خیثمہ اور عمیرہ ابن وہب ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے اور پھر جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سے جا ملے تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کچھ ایسے لوگ جو صاحبان بصیرت تھے جن کو کوئی شک کبھی عارض نہیں ہوا تھا وہ پیچھے رہ گئے تھے اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہم جا ملیں گے از آنجملہ ابو خیثمہ بھی تھے ان کی دو بیبیاں تھیں اور دو بنگلے تھے اور ان کی دو بیبیوں نے دونوں بنگلوں کو خوب آراستہ کیا۔ اُس نے کہا واللہ یہ رسولؐ اللہ کے حق میں انصاف نہیں ہے۔ باوجودیکہ وہ معصوم ہیں وہ تو جہاد کے لیے آندھی اور پانی میں ہتھیار لگا کر چلے گئے اور ابو خیثمہ ہٹا کٹا اپنے بنگلے میں حسین جوروؤں کے ساتھ پڑا رہے واللہ یہ انصاف نہیں ہے پھر سانڈنی کے ذریعہ جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کے قریب جا پہونچے۔ لوگوں نے راستہ پر کسی سوار کو آتے ہوئے دیکھا تو آنحضرتؐ کو اس کی خبر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو خیثمہ ہوگا چنانچہ ابو خیثمہ ہی تھے۔ لوگوں نے کہا آیئے اور انھوں نے جو وقفہ گزرا تھا جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سے بیان کیا۔ پس حضرتؐ نے دعاء خیر دی۔ اور حضرت ابوذرؓ غفاری آنحضرت سے تین دن پیچھے رہ گئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کا اونٹ نہایت ہی لاغر تھا۔ آخر وہ ایک جگہ کھڑا ہی ہو گیا۔ مجبوراً حضرت ابوذرؓ نے اپنا اسباب اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا اور تین دن بعد جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سے جا ملے جب دن چڑھا تو لوگوں کو ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے۔ چنانچہ وہ ابوذرؓ ہی تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو پانی پلاؤ یہ پیاسے ہیں لوگوں نے ان کو پانی پلایا۔ جب حضرت ابوذرؓ آنحضرتؐ کے سامنے آئے تو اُن کے ساتھ تھوڑا پانی بھی تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ تمھارے پاس پانی تھا اور تم پیاسے رہے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں ایک سخت زمین پر پہنچا جس پر مینہ کا پانی کھڑا تھا میں نے اُسے چکھا تو وہ میٹھا اور ٹھنڈا تھا۔ میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ جب تک اس میں سے حبیبؐ خدا نہ چکھیں گے میں بھی نہ پیوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ تم پر خدا اپنا رحم کرے۔ تم تنہا ہی زندگی بسر کرو گے اور تنہا ہی انتقال کرو گے اور تنہا قبر سے مبعوث ہو گے اور تنہا جنت میں داخل ہو گے۔ اہل عراق کا ایک گروہ آجائیگا اور تمھارے غسل و کفن وغیرہ کا سامان کرے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۴۵ نوٹ نمبر ۳** وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا : ثلثہ سے مراد کعب ابن مالک شاعر یہ مرارہ ابن ربیع اور ہلال ابن امیہ ہیں۔ ان کا مختصر حال یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں یہ پیچھے رہ گئے تھے اور یہ سوچتے رہے کہ آج چلتے ہیں کل چلتے ہیں تا آنکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ واپس آگئے۔ جب یہ آنحضرتؐ کی واپسی پر مبارکباد دینے گئے تو حضرتؐ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا نہ کسی اور نے جواب دیا جب یہ خبر ان کے کنبہ والوں کو پہونچی تو انھوں نے بھی بولنا چھوڑ دیا ان کی عورتوں نے آکر حضرتؐ سے کہا کہ آیا ہم ان سے قطع تعلق کریں؟ فرمایا کہ قطع تعلق تو نہ کرو مگر ان کے پاس نہ جاؤ۔ کعب ابن مالک اور اس کے دو ساتھیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو ایک پہاڑ میں جاکر خوب روئے ان کے کنبہ والے ایک طرف کھانا لاکر رکھ جایا کرتے تھے وہ روتے تھے اور مغفرت کی دعا کرتے تھے جب عرصہ گذر گیا اور توبہ قبول نہ ہوئی تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ باہم حلف اٹھالیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور ایک دوسرے سے باتیں نہ کریں یہاں تک کہ یا تو توبہ قبول ہو یا ہم یوں ہی مرجائیں جب تین دن گذر گئے تو تیسری رات کو اس حال میں کہ جناب رسولِ خدا ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے ان کی توبہ کی آیت نازل ہوئی اور ان کی توبہ قبول ہوگئی کیوں کہ خدائے تعالیٰ ان کی صدق دلی سے واقف تھا۔

**صفحہ ۲۴۵ نوٹ نمبر ۴** كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ : تفسیر قمی میں ہے کہ صٰدقین سے مراد ائمہ معصومین علیہم السّلام ہیں اور کتاب اکمال الدین میں ہے کہ زمانہ خلافت عثمان میں جناب امیرالمؤمنین نے مہاجرین و انصار کے ایک گروہ سے دریافت کیا کہ میں تمکو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور سلمان فارسی نے یہ دریافت کیا تھا کہ یا رسولؐ اللہ یہ آیت عام ہے یا خاص تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مامور تو عام مومنین ہیں جن کو صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور صادقین خاص میرے بھائی اور میرے اوصیاء ہیں تو ان کے بعد یکے بعد دیگرے قیامت تک ہوں گے۔ اور جناب امیرالمؤمنینؑ کے جواب میں سب نے کہا۔ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ (اللہ گواہ ہے یہی سچ ہے) ۱۲

**صفحہ ۲۴۶ نوٹ نمبر ۲** قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ : اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن اس بات پر مامور کئے گئے ہیں کہ جو کفار اُن سے قرابت میں یا سکونت میں زیادہ قریب ہیں ان سے لڑیں اسی حکم کا نظیر یہ وہ حکم ہے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور اے رسولؐ اپنے کنبہ کے جو بہت ہی قریب کے ہیں ان لوگوں کو ڈراؤ) اس لیے کہ جو زیادہ قریب ہیں وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حق میں شفقت برتی جائے اور ان کی اصلاح کی جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر قوم کے لیے واجب ہے کہ جو کفار ان سے اور امام سے قریب ہوں ان سے لڑیں اور جب تک اس کو طے نہ کرلیں آگے نہ بڑھیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۴۶ نوٹ نمبر ۳** فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا : تفسیر قمی میں ہے کہ ان لوگوں کا رد ہے جن کا یہ گمان ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اولاد آدمؑ کے اعضاء و جوارح پر ایمان کو فرض کر دیا ہے اور اُسے اُن سب پر تقسیم کر دیا ہے اور ان سب میں پھیلا دیا ہے۔ پھر حضرتؑ نے اُس کا مضمون واضح کر کے بیان فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں ایمان کی کمی کو اور اس کے کامل ہونے کو تو سمجھ گیا مگر یہ زیادتی اُس میں کہاں سے آئی فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کو دیکھ۔ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ معنی تو اس کے متن میں درج ہے اور مطلب یہ ہے کہ سورہ کے معنی میں غور و خوض کرنے سے علم بڑھتا ہے اور علم کی زیادتی کے ساتھ ایمان و یقین بڑھتا ہے اور ایمانداروں کو اس سورہ کے نازل ہونے کی خوشی ہوتی ہے کہ وہ اُن کے ایمان کے زیادہ ہونے کا باعث ہوئے اور درجوں کے بلند ہونے کا۔ نیز اس قول کو دیکھکر وہ فرماتا ہے وَزِدْنٰهُمْ هُدًى (اور ہم نے ان کو از روئے ہدایت کے بڑھا دیا) اور اگر ہر شخص کے ایمان کی حالت یکساں ہی ہوتی اور اُس میں نہ زیادتی ہوتی اور نہ کمی تو کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ ہوتی۔ اور نعمتیں بھی سب کو برابر ہی ملتیں اور ہر حیثیت کے لوگ مساوی ہی رہتے اور ایک کا دوسرے سے بڑھنا محض باطل ہی ہوتا لیکن صورتحال یہ ہے کہ پورا ایمان ہونے سے مومن جنت میں داخل ہوں گے اور ایمان میں زیادتی کے سبب ہم مومنوں کے درجے اللہ کے نزدیک بڑھے ہوئے ہوں گے اور ایمان میں کمی کرنے سے کمی کرنے والے جہنّم میں جائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۴۷ نوٹ نمبر ۳** کافی میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے اس آیت کو یوں نازل فرمایا ہے لَقَدْ جَآءَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِنَا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتْنَا حَرِيْصٌ عَلَيْنَا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞

**صفحہ ۲۴۹ نوٹ نمبر ۲** : مگر یہ منافق اُس رئیس المنافقین کے پاسنگ بھی نہ تھا جس نے ناگوار ہونے کو ظاہر نہ کیا بلکہ ظاہر طور پر آکر مبارکباد دی حالانکہ دل میں تو یہی تھا کہ یار زندہ صحبت باقی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۵ نوٹ نمبر ۱** اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ : معنی تو اس کے متن میں مندرج ہیں مگر مترجم ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہے کہ عوام الناس میں جو یہ شہریت ہے کہ فرقۂ شیعہ تبرّا کرتا ہے۔ اور ہم تو صاحب کسی کو بُرا کہتے ہی نہیں یہ آیت صاف تبرّا ہے۔ اور امر کے صیغے سے رسول صلّے اللہ علیہ و آلہٖ کو حکم ہوا ہے کہ ایسا ایسا کہو یعنی قُلْ کا لفظ پہلے آچکا ہے اور امّت بھی اس حکم کی محکوم اور اسی امر پر مامور ہے اور جب کسی نے اس آیت کی تلاوت کی تبرّا تو اُس نے کیا۔ اب اگر باطن کا یا ظاہر و باطن دونوں کا اندھا ہے تو وہ جو آگے آیتیں ہیں ان کے حکم میں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۲** اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ : تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس عذاب سے مراد وہ ہے جو آخری زمانہ میں نافرمان مسلمانوں پر اس وجہ سے نازل کیا جائیگا کہ وہ نزولِ عذاب کے منکر ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۳** وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ : کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ

اے رسولؐ یہ لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ علی علیہ السّلام کے بارے میں جو کچھ تم کہتے ہو آیا یہ حق ہے؟ تم اس کے جواب میں کہو ہاں میرے پروردگار کی قسم یہ ضرور برحق ہے۔ اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو (جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم علی مرتضٰی علیہ السّلام کو جسے خدا نے میرا خلیفہ مقرر کیا ہے تسلیم نہ کرو گے اور اپنی پنچایت سے کسی کو چودھری بنا لو گے تو اس سے خدا کے انتظام میں تم کوئی گڑبڑ نہیں ڈال سکو گے اور تمھارے اجماع اور پنچایت سے خدا اس پر مجبور نہیں ہو سکتا کہ تمھارے بنائے ہوئے خلیفہ کو اپنا خلیفہ قبول کر لے) تفسیر عیاشی۔ تفسیر قمی اور المجالس میں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اے رسولؐ اہلِ مکّہ تم سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا علیؑ ابن ابیطالبؑ علیہما السّلام امامؑ ہیں؟ تم ان کے جواب میں کہدو ہاں میرے پروردگار کی قسم وہی امامؑ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۴** ظَلَمَتْ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں سے یہ معنی مقدر ہیں ظَلَمَتْ آلِ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ یعنی آل محمدؐ پر یہ ظلم کرے گا کہ ان کے حق لے لیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۵** لَافْتَدَتْ بِهٖ ؛ مطلب یہ ہے کہ اگر اُس ظالم کے ہاتھ میں زمین کے کل خزانے اور مال ہوتے تو وہ عذاب سے بچنے کے لیے زمانۂ رجعت میں فدیہ دے دیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۶** اَسَرُّوا النَّدَامَةَ ؛ تفسیر مجمع البیان، تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب وہ عذاب میں ہوں گے تو پھر ندامت کا چھپانا کیا فائدہ دے گا۔ فرمایا دشمنوں کی شماتت ناپسند کرتے ہوں گے (فائدہ) یہ لغات اضداد میں سے ہے جس کے معنی اظہار و اخفاء دونوں کے ہیں فافہم۔ ۱۲

**صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۷** شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ؛ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بروایت اپنے والد ماجد کے جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کی خدمت میں دردِ سینہ کی شکایت کی آنحضرتؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تو قرآن مجید کے ذریعہ سے علاج کر لے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے ذکر کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ سے خدا کا رسولؐ اور خدا کی کتاب دونوں مراد ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۶۰ نوٹ نمبر ۱** ریّان ابن صلت سے مروی ہے کہ ایک روز جنابِ علی بن موسٰی الرضا علیہ السّلام مامون ملعون کے دربار میں تشریف لے گئے اُسوقت وہاں ایک گروہ علماء اور فقہاء اور متکلمین کا بیٹھا ہوا تھا پس علماء نے اُن جناب سے عترت اور امّت میں فرق اور عترت رسولؐ کی بزرگی اور مرتبہ دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا قرآن میں بارہ جگہ لفظ اصطفا کی تفسیر سے (عترت و امت کا فرق) معلوم ہوتا ہے (عترت کا مرتبہ دیکھو) جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے اپنی مسجد سے اپنی ذریت یعنی عترت کے سوا سب کو نکال باہر کر دیا۔ یہاں تک کہ اصحاب اس بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ نے ہم کو تو مسجد سے نکال دیا اور اپنی عترت کو نہیں نکالا۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے اختیار سے نہ انھیں باقی رہنے دیا ہے اور نہ تمکو خارج کیا ہے بلکہ اللہ نے اُن کو باقی رکھا ہے اور تمکو نکال دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا اس میں شرح اس مضمون کی یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسٰیؑ سے تھی۔ علماء (مخالفین) نے کہا یہ مضمون قرآن مجید میں کہاں ہے؟ جناب امام رضا علیہ السّلام نے جواب دیا کہ میں اس بارے میں قرآن مجید کی آیت نکال کر تمھارے لیے تلاوت کروں؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں ضرور فرمایا قول خدائے تعالیٰ یہ موجود ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً۔ پس اس آیت سے ہارونؑ کی منزلت جو موسٰیؑ سے تھی معلوم ہو گئی اور اسی سے منزلت علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام کی جو جنابِ رسولِ خدا سے تھی معلوم ہو گئی اور اُن کے ماسوا قول جنابِ رسولِ خدا سے پوری دلیل نکلتی ہے جبکہ اُن جناب نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ اس مسجد میں کوئی شخص سوائے میرے اور میری آل کے جنابت کی حالت میں نہیں آسکتا۔ علمائے مخالفین نے کہا اے ابوالحسنؑ (علیؑ بن موسٰیؑ) یہ بیان اور ایسی شرح سوائے آپ اہلبیتؑ رسولؐ کے اور کسی کے پاس نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہمارے علم کا کون انکار کر سکتا ہے؟ حالانکہ جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا ہے۔ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ عَلِیٌّ بَابُهَا۔ پس جو شخص شہر میں داخل ہونے کا قصد کرے اُس کو دروازے سے جانا چاہیئے۔ (سُنو) جو کچھ میں نے (اہلبیتؑ کی) فضیلت اور تقدس اور اُن کے پاک و پاکیزہ ہونے کی توضیح اور تشریح کی ہے اُس کا انکار سوائے دشمنِ خدا کے اور کوئی نہیں کر سکتا ابن مغازلی شافعی نے المناقب میں حذیفہ ابن اسید غفاری تک راویوں کا سلسلہ پہونچا کے روایت کی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم مدینہ میں تشریف لائے اصحابِ جنابِ رسولِ خدا بھی پہنچ گئے۔ ان کے پاس مکان تو تھے ہی نہیں جن میں وہ رات بسر کیا کرتے۔ پس وہ لوگ مسجد جنابِ رسولِ خدا میں سو رہا کرتے تھے۔ اسی میں اُن کو احتلام بھی ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دن جنابِ رسولؐ خدا نے اُن سے فرمایا کہ اب تم لوگ مسجد میں نہ سویا کرو کہ تم کو احتلام بھی ہو جاتا ہے تب ان لوگوں نے مسجد کے چاروں طرف مکان بنا لیے اور دروازے ان مکانوں کے مسجد میں رکھے تو جنابِ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے معاذ بن جبل کو ابوبکر کے پاس بھیجا۔ معاذ نے دروازہ پر پکار کے کہا اے ابوبکر خدا کا حکم ہے کہ تم اپنے دروازہ کو مسجد کی طرف سے بند کر لو اور مسجد سے باہر ہو جاؤ۔ ابوبکر نے جواب دیا بہت اچھا (دیہ کہکر) اپنا دروازہ بند کر لیا اور مسجد سے باہر ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے معاذ بن جبل کو عمر خطاب کے پاس بھیجا۔ معاذ نے عمر سے کہا کہ جنابِ رسولِ خدا کا حکم ہے کہ تم مسجد کی طرف سے اپنا دروازہ بند کر لو اور مسجد سے نکل جاؤ۔ عمر نے کہا بہت خوب مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک سوراخ مسجد کی طرف باقی رہے جو کچھ عمر نے کہا تھا وہ بعینہ معاذ نے جنابِ رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ سے عرض کر دیا۔ پھر اُن جنابؐ نے معاذ کو عثمان بن عفان کے پاس اسی حکم کے ساتھ بھیجا اور اس زمانہ میں رقیّہ (جناب خدیجۃ الکبریٰ کی تربیت کردہ بیٹی) عثمان کے نکاح میں تھیں۔ عثمان نے بھی کہدیا بسر و چشم اور دروازہ بند کر کے مسجد سے نکل آیا۔ پھر جنابِ حمزہؓ کے پاس یہی پیغام بھیجا۔ انھوں نے بھی اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کے لیے موجود ہوں۔ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام اس معاملہ میں متردد تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آیا وہ اُن لوگوں میں محسوب ہوں گے جن کا مسجد میں رہنا جائز ہو یا اُن میں شمار کیے جائیں گے جو نکال دیے گئے۔ حالانکہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے ان حضرتؑ کے لیے اپنے مکانوں کے بیچ میں ایک مکان بنوایا تھا اور اس کا دروازہ مسجد میں رکھا تھا

پس اُن جنابؐ نے امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا اے علیؑ تم پاک و پاکیزہ ہو اس مکان میں رہو۔ یہ خبر حضرت امیر حمزہؓ کو پہنچی تو وہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ ہم کو تو مسجد سے نکالتے ہیں اور اولاد عبدالمطلب کے بچوں کو رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا چچا جان اگر میرا اختیار ہوتا تو میں آپ پر کسی کو فوقیّت نہ دیتا۔ خدا کی قسم یہ مرتبہ تو علیؑ ابن ابیطالب ہی کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور آپ بھی اللہ کے اور اللہ کے رسولؐ کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کو بشارت ہو۔ آنحضرتؐ کی اس بشارت دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر حمزہؓ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کی اس منزلت نے بہت سے لوگوں کے دلوں میں حسد و رشک پیدا کر دیا وہ لوگ اُن جنابؑ سے دلوں میں عداوت رکھنے لگے اور اس مرتبہ سے تمام صحابہ پر اُن جنابؑ کو فضیلت حاصل ہو گئی۔ ایک دن جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا ایّہا النّاس علیؑ بن ابیطالب کے مسجد میں رہنے سے بہت سے آدمی اُن کے دشمن ہو گئے اور اپنے دلوں میں کینہ رکھنے لگے۔ خدا کی قسم نہ میں نے خود سے اور لوگوں کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ علیؑ بن ابیطالب کو مسجد میں جگہ دی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے جنابِ موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں کچھ مکان بناؤ اور اپنے مکانوں کو نماز کی جگہ قرار دو اور ان میں نماز پڑھا کرو۔ پس پھر وحی جنابِ موسیٰؑ نے حکم دیا کہ سوائے ہارونؑ اور ذرّیتِ ہارونؑ کے کوئی شخص اُن کی مسجد میں نہ رہے اور نہ مسجد میں عورتوں سے جماع کرے۔ اور نہ کوئی جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہو اور بیشک علیؑ ابن ابی طالب کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو جناب موسیٰؑ سے تھی۔ علیؑ بن ابی طالب میرا بھائی ہے میں اپنے جملہ قرابتداروں سے زیادہ اس کو دوست رکھتا ہوں۔ پس سوائے علیؑ بن ابی طالب اور ان کی ذرّیتِ طاہرہ کے اور کسی شخص کو میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرنا حلال نہیں ہے۔ جس کسی کو میرا یہ کہنا برا معلوم ہو اُس کا راستہ اس طرف ہے اور دست مبارک سے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابن مغازلی شافعی نے مناقب میں بروایت عدیّ بن ثابت یہ بھی لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد میں آئے اور ارشاد کیا خدائے تعالیٰ نے جنابِ موسیٰؑ پر وحی کی تھی اے موسیٰؑ تم ایک پاک و پاکیزہ مسجد بناؤ جس میں تمہارے اور ہارونؑ کے سوا کوئی اور نہ رہنے پائے (اے گروہِ صحابہ) اسی طرح میری مسجد میں بھی سوائے میرے اور علیؑ بن ابی طالب اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ رہنے پائے گا۔

**صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۴** قَالَ آمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ آمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ : اس آیت سے تین مرتبہ اقرارِ ایمان نکلتا ہے مگر چونکہ یہ اضطرار کے وقت تھا اس لیے قبول نہیں ہوا حالانکہ وقت اختیار کے ایک دفعہ کا اقرار کافی ہوتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۵** قَدْ عَصَیْتَ : العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ فرعون کیوں ڈبو دیا گیا حالانکہ وہ خدا پر ایمان بھی لے آیا تھا اور اس کی توحید کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ فرمایا اسلئے کہ عذاب کو دیکھکر وہ ایمان لایا تھا اور اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا اور یہ خدا کا عام حکم ہے پہلوں کے لیے بھی۔ یہی حکم تھا اور پچھلوں کے لیے بھی جیسا کہ فرماتا ہے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا آمَنَّا بِاللہِ وَحْدَہٗ وَکَفَرْنَا بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشْرِکِیْنَ ۝ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُہُمْ اِیْمَانُہُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۝ سُنَّتَ اللہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ وَخَسِرَ ہُنَالِکَ الْکَافِرُوْنَ ۝ (پھر جس وقت انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے ایکتا پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم اس کا شریک کیا کرتے تھے ان سب کے ہم منکر ہو گئے۔ مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو پھر ان کا ایمان ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ یہ خدا کا قاعدہ اس کے بندوں میں پہلے ہی سے چلا آیا ہے اور ایسے وقت ایمان لانے سے کافر یقیناً ٹوٹے میں رہے) اور نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا لَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِہَا خَیْرًا (ترجمہ کے لیے دیکھو پارۂ ہشتم) پس اسی طرح جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے کہا آمَنْتُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ آمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ پس جواب میں اُس سے کہا گیا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً ۔ اور فرعون سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُسے غرق کیا ہے تو اس کے جسم کو ایک بلند زمین پر ڈال دیا تاکہ وہ اپنے بعد والوں کے لیے علامت رہے۔ اور وہ دیکھیں کہ باوجود لوہے سے بھاری ہونے کے بھی وہ اونچی زمین پر پڑا ہوا ہے حالانکہ بھاری چیز کی خاصیت ہے کہ وہ پانی میں نیچے کو بیٹھ جائے اوپر نہ آئے یہ بھی ایک نشانی اور علامت ہے ایک اور وجہ فرعون کو غرق کر دینے کی یہ بھی تھی کہ اُس نے ڈوبتے وقت موسیٰ علیہ السّلام سے فریاد کی تھی، اللہ سے فریاد نہیں کی تھی پس خدائے تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ تم فرعون کی فریاد کو نہیں پہنچے۔ کیونکہ وہ تمھاری مخلوق نہ تھا۔ اگر اس نے ہم سے فریاد کی ہوتی تو ہم اس کی فریاد کو ضرور پہنچتے۔

قمیؒ نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے جنابِ موسیٰ علیہ السّلام سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ خدا کی درگاہ میں دعا کیجیے کہ وہ ہماری بلا کو دور کر دے۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی۔ جواب میں وحی آئی اے موسیٰؑ ان لوگوں کو آگے لے جاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا خداوندا آگے تو دریائے (قلزم) ہے ارشادِ باری ہوا اے موسیٰؑ آگے بڑھ جاؤ اسی طرح ہمارا حکم ہے اس کی تعمیل تم پر واجب ہے۔ یہ دریا تمہارے لیے شگافتہ ہو جائے گا۔ پس جنابِ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو آگے بڑھایا فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ قریب تھا کہ فرعون بنی اسرائیل کے قریب پہنچ جائے۔ بنی اسرائیل نے جو مڑ کر دیکھا تو فرعون کو اپنے سروں پر پایا موسیٰؑ نے دریا کو اپنے لیے شگافتہ ہونے کا حکم دیا دریا سے آواز آئی میں تو (بغیر حکم خدا) شگافتہ نہیں ہو سکتا۔ بنی اسرائیل بولے اے موسیٰؑ تم نے ہم کو دھوکا دیا تم نے ہمیں ہلاک کر دیا! کاش کہ آپ ہمیں (مصر ہی میں) چھوڑ آتے کہ آلِ فرعون ہم کو غلام بنا لیتے۔ ہم لوگ گھروں سے نہ نکلتے۔ اب ہم سب کے سب یکبارگی قتل کر دیے جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ عنقریب ہمارے لیے راہ پیدا کر دیگا۔ جاہل قوم کی اس گفتگو نے موسیٰ علیہ السّلام کو رنج پہونچایا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ ہم لوگ فرعونیوں کے پنجوں میں قید ہوا چاہتے ہیں۔ آپ نے تو یہ کہا تھا کہ ہمارے لیے دریا میں راستہ نکل آئے گا اُس میں سے ہم سب گذر جائیں گے۔ اور چلے جائیں گے۔ (دیکھیے) فرعون اور اس کا لشکر نزدیک آ گیا۔ اور آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ ہم سے کتنے قریب ہوتے جاتے ہیں پس حضرت موسیٰؑ نے درگاہِ خدا میں دعا کی۔ خداوند عالم نے وحی کی اے موسیٰؑ اپنا عصا اس دریا پر مارو جونہی حضرت موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا دریا شگافتہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ مع اپنی قوم کے پار اُتر گئے۔ فرعون کا لشکر جب دریا کے قریب آیا تو وہ دریا میں کشادہ راہیں دیکھ کر تعجّب کرنے لگے۔ فرعون نے کہا میں نے ہی تو تم لوگوں

کے لیے یہ راستہ بنایا ہے پس تم لوگ اسی راہ سے گزر کر جاؤ۔ جب فرعون اپنے لشکر سمیت دریا کے بیچ میں پہنچ گیا خدا نے دریا کو مل جانے کا حکم دیدیا۔ دریا کے ملتے ہی وہ سب کے سب ڈوب گئے۔ پس فرعون نے ڈوبتے وقت کہا۔ آمَنْتُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ جواب دیا گیا اب تو ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے تو نافرمانی کر چکا اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ آج ہم صرف تیرے بدن کو نجات دیکر بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کیلئے نشانی قرار دیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ فرعون کی ساری قوم دریا میں چلی گئی تھی ان میں سے کوئی نہ بچا۔ وہاں سے وہ سب دوزخ میں چلے گئے لیکن صرف فرعون کے لاشے کو خدا نے ساحل (کنارہ) پر پھینکدیا تاکہ لوگ اُسے دیکھیں اور اُسے پہچانیں اور آئندہ لوگوں کے لیے وہ لاشہ قدرتِ خدا کی نشانی قرار پائے کہ فرعون کے ہلاک ہونے میں کسی کو شک وشبہہ باقی نہ رہے کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں نے فرعون کو اپنا پروردگار سمجھ لیا تھا۔ پس خدا نے فرعون کو مُردار بنا کے ساحل پر پھینکدیا اور سب کو دکھا دیا کہ عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ہ یعنی بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے بیخبر ہیں نیز اسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب سے فرعون غرق ہوا تھا حضرت جبرئیلؑ ہر پیغمبر کے پاس مغموم ومحزون آیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں بھی اُسی طرح آتے رہے لیکن جس دن آیہ اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ہ لائے تو خرّم وشاداں تھے۔ جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیلؑ آج تمہاری خوشی کا کیا سبب ہوا؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ بات یہ تھی کہ جس وقت فرعون ڈوبنے لگا اور اُس نے اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ کہا تو میں نے کیچڑ کا ایک لوندا اُٹھا کے اُس کے مُنہ میں ٹھونس دیا پھر میں نے کہا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ہ چونکہ میں نے یہ کام بغیر حکم خدا کیا تھا تو مجھے اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ اگر خدا فرعون کے حال پہ رحم فرمائے تو مجھے میرے اس کیے پر عذاب دیگا۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ غمگین رہتا تھا۔ مگر اس وقت جو میں آپ کے پاس حکم پروردگار لے کے آیا ہوں تو اس میں وہی کلمہ موجود ہے جو میں نے فرعون سے کہا تھا۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ وہ فعل میرا مرضئ خدا کے موافق تھا۔ اس وجہ سے میں خوش ہوگیا اور میرا رنج وملال دور ہوگیا۔ وہی جناب فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب فرعون ڈبو دیا گیا تو حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیلؑ کو فرعون کے ہلاک ہو جانے کی خبر دی۔ مگر انھوں نے یہ خبر سچّی نہ سمجھی۔ پس خداوندِ عالم نے فرعون کا لاشہ کنارے پر پھینکدیا تاکہ بنی اسرائیل اس کو اپنی آنکھوں سے مُردہ دیکھ لیں محمد ابن ابی عمیر نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے عرض کیا قولِ باری تعالیٰ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ہ کا مطلب کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا قَوْلًا لَّيِّنًا سے یہ مراد ہے کہ اس سے کلام کرنا تو اس کی کنیت یعنی ابو مصعب کہکر اُسے مخاطب بنانا (اس کا نام نہ لینا) فرعون کا نانا ابو مصعب ولید بن مصعب تھا اور لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى سے مطلب یہ ہے کہ اس کلمہ سے خدا نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون کے پاس جانے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ فرعون آخری عذاب دیکھے بغیر نہ ڈرے گا۔ اور نہ عبرت حاصل کرے گا۔ کیا تم یہ نہیں سُنتے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون ڈوبنے ہی لگا تب اُس نے یہ کہا اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ہ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ دریا میں چلے گئے تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون بھی لشکر سمیت چلدیا مگر فرعون کا گھوڑا پانی کے اندر جانے سے جھجکا تو اُسی وقت جبرئیلؑ گھوڑی پر سوار ہوکر آدمی کی شکل میں آموجود ہوئے فرعون کے گھوڑے نے جونہی گھوڑی کو دیکھا اُس کے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ فرعون اور اُس کا لشکر دریا کے بیچوں بیچ پہنچ گیا تو وہ سب کے سب ڈبو دیے گئے۔ الاختصاص میں شیخ مفید علیہ الرّحمہ نے بروایت عبداللہ بن جندب جنابِ علیؑ بن موسیٰ الرّضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ چھ لاکھ آدمی فرعون کے مقدمۂ لشکر میں تھے۔ اور دو لاکھ اُن کے بعد اور لشکر کے آخری حصہ میں دس لاکھ۔ پس جب حضرت موسیٰؑ دریا میں پہنچ گئے تو فرعون نے لشکر سمیت ان جنابؑ کا پیچھا کیا۔ دریا کے پانی کو دیکھکر فرعون کا گھوڑا ٹھٹکا۔ پس جبرئیلؑ امین آدمی کی صورت میں مادیان پر سوار اُسکے سامنے آگئے فرعون کے گھوڑے کی نگاہ جو اُس مادیان پر پڑی بے اختیار اُس کی طرف چلا۔ اس طور سے فرعون اور اُس کا لشکر دریا میں داخل ہوگیا پھر سب کے سب ڈبو دیئے گئے (**قولِ مترجم**۔ اس قصہ کے متعلق اور روایتیں انشاء اللہ سورۂ شعراء پارہ ۱۹ میں آئیں گی)۔

**صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۶** فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ: علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام علی نقی علیہ السّلام سے ان کے بھائی موسیٰؑ نے اس آیت کے متعلق اُس موقع پر سوال کیا جبکہ یحییٰ ابن اکثم نے ان کے پاس کچھ سوال لکھکر بھیجے تھے از آنجملہ یہ بھی تھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس آیت کا مخاطب کون ہے؟ اگر جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے مخاطب ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہو اس میں انھوں نے شک کیا ہو اور اگر اس کا مخاطب کوئی اور ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اور پر بھی خدا نے کتاب نازل کی تھی۔ موسیٰ ابن محمد تقی علیہ السّلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی علیؑ نقی علیہ السّلام سے یہ سوال کیا تو آن حضرت نے فرمایا کہ اس کے مخاطب جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور جو کچھ اللہ نے اُن پر نازل کیا اس میں انھوں نے کبھی شک بھی نہیں کیا لیکن چونکہ جاہلوں نے یہ کہا تھا کہ خدائے تعالیٰ فرشتوں میں سے کوئی نبی کیوں نہیں بھیجتا کہ ہم میں اور اس میں فرق بیّن ہو یعنی وہ نہ کھانا کھائے اور نہ پانی پیئے اور نہ بازاروں میں چلے پھرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو وحی فرمائی کہ تم جاہلوں کے سامنے اُن لوگوں سے جو پہلی کتابیں پڑھتے ہیں یہ سوال کرو کہ آیا خدا نے پہلے بھی کوئی ایسا رسولؐ بھیجا ہے جو نہ کھانا کھاتا ہو اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہو۔ اور چونکہ سب ایسے ہی تھے جو کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی اس معاملۂ خاص میں اُنھیں کے پیرو ہو اور جو فرماتا ہے۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ حالانکہ وہ شک میں نہیں نہیں تھے۔ بلکہ اس کتاب میں ردِّ سخن ان جاہلوں کی طرف تھا جو شک کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ آیۂ مباہلہ میں فرماتا ہے فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ہ (ترجمہ کے لیے دیکھو پارۂ سوم صفحہ ۶۷، ۶۸)

اگر خدائے تعالیٰ یوں کہتا ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (پھر ہم گڑگڑائیں اور خدا کی لعنت تم پر قرار دیں) تو نصرانی مباہلہ کو سرے سے قبول ہی نہ کرتے۔ حالانکہ خدا جانتا تھا کہ اس کا رسولؐ جو اس کی طرف سے پیغام پہونچاتا ہے جھوٹا نہیں ہے اور اسی طرح رسول بھی جانتے تھے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہی سچ کہہ رہا ہوں لیکن انھوں نے بھی اسی کو پسند کیا کہ بات ایسی ہی کہی جائے جسے مخالف بھی انصاف سمجھ لے اور آنحضرت کی ذات کو خواہ مخواہ ترجیح دیا جانا نہ سمجھا جائے۔

تفسیر قمی میں ابوسکان نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب حضور سرورِ دو عالم شب معراج آسمان پر تشریف لیگئے تو خدائے تعالیٰ نے جناب علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام کی فضیلت میں وحی نازل فرمائی اور شرف و بزرگی آن حضرتؑ کی ظاہر کی جب آنحضرتؐ واپسی میں بیت المعمور پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی خاطر سے تمام انبیاء کو جمع کیا اور انھوں نے آنحضرتؐ کے پیچھے نماز جماعت پڑھی اُس وقت آنحضرتؐ کے دل میں اُس وحی کی بابت جو جناب علیؑ مرتضیٰ کی عظمت کے بارے میں نازل ہوئی تھی کچھ خیال گزرا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (یعنی اگر تمھیں اس فضیلت میں جو ہم نے علیؑ کے بارے میں نازل کی ہے کچھ شبہہ ہے تو اُن نبیوں سے جو تم سے پہلے کتاب پڑھتے تھے دریافت کر لو (کہ یہ اسوقت تمھارے پاس ہی موجود ہیں) ہم نے ان کی کتابوں میں علیؑ بن ابی طالب کے ایسے ہی فضائل نازل کر دیئے ہیں جیسے تمھاری کتاب میں اتارے ہیں) لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ امام فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو شک نہ ہوا اور نہ آنحضرت نے کسی سے کچھ دریافت کیا۔ **قولِ مترجم**: جناب رسولؐ خدا کے خیال مبارک میں جو کچھ گذرا ہوگا وہ منافقین امت کے شکوک کی بابت گذرا ہوگا جس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں ظاہراً خطاب حضرتؐ سے ہے اور باطناً اُنہی واقعی شک کرنیوالوں کی تہدید اور تنبیہ مراد ہے۔" ابراہیم بن عمر نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب ختمی منزلت صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا مجھے کچھ بھی شک نہیں ہے۔ عبدالصمد بن بشیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب جنابِ رسولؐ خدا معراج کیلئے بالائے آسمان تشریف لے گئے اور وہاں اپنے پروردگار سے مناجات کر چکے تو بیت المعمور کی طرف واپس آئے۔ یہ بیت المعمور خانۂ کعبہ کے مقابل چوتھے آسمان پر ہے اس جگہ خدائے تعالیٰ نے تمام رسولوں اور نبیوں اور ملائکہ کو جمع کیا اور جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ اور جنابِ رسولؐ خدا نے سب کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ الخ۔ علامہ ابن شہر آشوب نے اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ فرماتے ہیں کہ جب میں معراج کیلئے بالائے آسمان گیا اور چوتھے آسمان پر پہنچا تو جبرئیلؑ نے تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور فرشتوں کو جمع کر کے اذان دی پھر اقامت کہی پس میں آگے بڑھا اور سب کو نماز پڑھائی پھر واپسی میں جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ان سے دریافت کریں کہ یہ سب کس بات کی گواہی دیتے ہیں؟ (جب میں نے پوچھا) وہ سب کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور علیؑ بن ابی طالب امیرالمؤمنین ہیں۔ تفسیر ثعلبی اور اربعین خطیب میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج آسمان پر گیا اور جبرئیلؑ کے ہمراہ چوتھے آسمان پر پہونچا تو میں نے وہاں یاقوت سرخ کا ایک مکان دیکھا جبرئیلؑ نے کہا بیت المعمور یہی ہے جسے خدائے تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی خلقت سے پچاس ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔ پھر جبرئیلؑ کہنے لگے یا رسولؐ اللہ اٹھیئے اور نماز پڑھائیے اور اللہ تعالیٰ نے کُل انبیاؑ کو جمع فرما دیا تھا میں نے اُن سب کو نماز پڑھائی جب آخری سلام پھیر چکا تو ایک فرشتہ حکم پروردگار سے میرے پاس آیا اور اُس نے کہا اے محمدؐ خداوند عالم بعد سلام ارشاد فرماتا ہے کہ آپ اُن نبیوں سے دریافت کیجیے کہ یہ لوگ آپ سے پہلے کس اعتقاد پر دنیا میں بھیجے گئے تھے؟ جب میں نے ان سے سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا ہم سب آپ کی ولایت اور علیؑ بن ابیطالب کی ولایت پر مبعوث ہوئے تھے۔

**صفحہ ۲۶۲ نوٹ نمبر ا** تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے بیان کیا اور اُن سے جبرئیلؑ امین نے بیان کیا کہ یونس بن متّٰی کو خدا نے تیسؔ سال کی عمر میں اُن کی قوم کے پاس نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت یونسؑ گرم مزاج تھے اور اپنی قوم کی ایذا رسانی پر بہت کم صبر کرتے تھے اور اپنی قوم سے مدارت کم کرتے تھے بارِ نبوّت کے تحمل میں عاجز آ گئے تھے اور اُس کے بوجھ سے ایسی تھک گئے تھے جیسے کہ تین برس کا اونٹ کا بچہ لدنے سے تھک جاتا ہے تینتیسؔ سال تک اپنی امت میں مقیم رہے اور برابر لوگوں کو خدا پر ایمان کی طرف بُلاتے رہے اور اپنی تصدیق اور اپنی متابعت کی رغبت دلاتے رہے (اتنی ہدایت پر) اُن کی قوم میں سے صرف دو آدمی ایمان لائے اور اُن کے پیرو ہوئے اُن دونوں میں سے ایک کا نام روبیل تھا دوسرے کا نام تنوخا۔ روبیل خاندان علم و نبوّت و حکمت سے تھا اور حضرت یونسؑ کے مبعوث بہ نبوّت ہونے سے پہلے اُن کا مصاحب تھا۔ اور تنوخا ایک مرد کم علم تھا مگر عابد و زاہد جکی ہمیشہ عبادت میں بسر ہوتی تھی مگر عالم اور صاحب حکمت نہ تھا۔ روبیل کے پاس بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں جن کو چرایا کرتا تھا۔ اُنہی سے اُس کی بسر اوقات ہوتی تھی اور تنوخا ہیزم فروش تھا جو اپنے سر پر لکڑیاں اٹھا کر لاتا اور بیچا کرتا۔ اور اسی پیسے سے اپنی بسر اوقات کرتا۔ روبیل کا مرتبہ اس کے علم و حکمت اور صحبت قدیم کی وجہ سے جتنا حضرت یونسؑ کے نزدیک تھا اُتنا تنوخا کا نہ تھا۔ پس جب حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ میری بات نہیں مانتے اور ایمان نہیں لاتے تو تنگ آ گئے اور اپنی ذات میں زیادہ صبر کی گنجائش نہ پائی تو خدا کی درگاہ میں شکایت کی اور شکایت میں یہ عرض کی کہ پروردگارا! تو نے مجھے اس قوم کی طرف تیسؔ برس کی عمر میں نبی بنا کر بھیجا مجھے تینتیس برس ان میں گزرے کہ میں برابر ان کو تجھ پر ایمان لانے اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور تیرے عذاب و نکال سے ڈراتا رہا ہوں مگر یہ لوگ سب مجھے جھٹلاتے رہے اور مجھ پر ایمان نہ لائے میری نبوّت کا انکار کیا۔ میری رسالت کو حقیر جانا مجھے یہ لوگ دھمکیاں دیتے رہے۔ اب مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہیں یہ قوم مجھے قتل نہ کر دے۔ لہٰذا تو ان پر اپنا عذاب نازل فرما کہ یہ وہ لوگ ہیں کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اس قوم میں کچھ تازہ حاملہ عورتیں ہیں

اور کچھ ایسی بھی ہیں کہ جن کے پیٹ میں بچے کی صورت بن چکی ہے یا خلقت تمام ہو چکی ہے۔ کچھ بچے ہیں کچھ بوڑھے بھی ہیں۔ کمزور مرد اور ضعیف عورتیں بھی ہیں اور کچھ بیمار و ناتوان بھی ہیں اور میں حاکم عادل ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ تمہاری امت میں بڑوں کے گناہ کے سبب سے بے گناہ چھوٹوں پر عذاب کروں۔ اے یونسؑ وہ میرے بندے اور میری مخلوق ہیں۔ میرے شہروں میں وہ آباد ہیں میں انھیں روزی دیتا ہوں۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ ابھی توقف کروں۔ میں ان پر مہربانی کروں اور اُن کی توبہ کا منتظر رہوں۔ اے یونسؑ میں نے تم کو تمہاری قوم کی طرف اس لیئے بھیجا ہے کہ تم ان کی حفاظت کرو لہٰذا ان کے ساتھ نرمی اور رحمدلی سے پیش آؤ اور انبیاء کی سی مہربانی کے ساتھ ان کو ڈھیل دو اور رسولوں کی سی دانائی کے ساتھ اُن کے اذیت دینے پر صبر کرو اور تمھیں اُن کے لیے مثل علاج کرنیوالے طبیب کے ہونا چاہیئے۔ جو دواؤں کے استعمال کا جاننے والا ہوتا ہے۔ پس تم نے اُن کے ساتھ دانائی کا سلوک کیا اور تم نے ان کے دلوں میں نرمی کو جگہ نہ دی اور رسولوں کا سا معاملہ ان کے ساتھ نہ کیا پھر تم اپنی سخت نظری کے سبب مجھ سے اُن پر عذاب نازل کرنے کا سوال کر بیٹھے۔ میرے بندہ نوحؑ کو دیکھو کہ اُس نے اپنی قوم کے ظلم و ستم پر تم سے کتنا زیادہ صبر کیا۔ وہ اپنی قوم سے کتنا اچھا برتاؤ رکھتا تھا اور میرے نزدیک وہ صبر کر کے کتنی ڈھیل سے کام لیتا تھا اور عذر خواہی میں بیحد مبالغہ کرتا تھا۔ اسی لیے جب وہ اپنی قوم پر میری خاطر غضبناک ہوا تو میں بھی اس کی خاطر غضبناک ہوا۔ جب اُس نے مجھ سے دعا مانگی تو میں نے اس کی دُعا کو قبول کر لیا۔ حضرت یونسؑ نے عرض کیا پروردگارا! میں نے بھی ان پر تیری محبت میں غصّہ کیا ہے۔ اور جب وہ لوگ تیرے نافرمان بن گئے تو میں نے ان کے حق میں بد دعا کی ہے۔ قسم ہے تیری عزّت کی میں کبھی ان پر مہربانی نہ کروں گا۔ اور جب وہ لوگ کافر ہو چکے اور مجھے جھٹلا چکے اور میری نبوّت کا انکار کر چکے تو اب میں ان کی نصیحت کا انتظار نہ کروں گا۔ پس اب تو اُن پر اپنا عذاب نازل کر دے کہ یہ لوگ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ ارشاد باری ہوا اے یونسؑ! یہ ایک لاکھ یا زیادہ آدمی میری مخلوق ہیں۔ میرے شہروں کو یہ آباد کرتے ہیں۔ میرے بندے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ ابھی ان کو مہلت دیدوں۔ اس مصلحت کے لیے جو مجھ کو سابق ہی سے معلوم ہے اور میری تقدیر اور تدبیر پہلے ہی مقرر ہو چکی ہے تمھیں ان باتوں کا علم ہی نہیں ہے۔ اے یونسؑ! تم میرے رسول ہو میں حکمت والا پروردگار ہوں۔ میں عالم الغیب ہوں تمھیں اس کا انجام معلوم نہیں۔ تم تو ظاہر کے جاننے والے ہو باطن کے حال سے تم بیخبر ہو۔ اے یونسؑ! میں نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا۔ لیکن اس سے میرے نزدیک تمہارا زیادہ حصّہ نہ ہوگا اور نہ یہ دعا تمہاری شان کے لائق ہے۔ اے یونسؑ شوال کے وسط میں چہارشنبہ کے دن طلوعِ آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہوگا۔ جاؤ۔ انھیں خبر دیدو۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ مژدہ سن کر جناب یونسؑ خوش ہو گئے کچھ بھی تو انھیں رنج نہ ہوا۔ مگر انھیں انجام معلوم نہ تھا پس حضرت یونسؑ تنوخا عابد کے پاس گئے اور اُس سے بیان کیا کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ فلاں روز اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ چلو ان لوگوں کو خبر کر دیں۔ تنوخا بولا انھیں گناہوں میں پڑا رہنے دو۔ یہاں تک کہ عذاب ان پر آ پڑے۔ حضرت یونسؑ نے فرمایا اچھا روبیل کے پاس چلیں وہ خاندانِ نبوّت کا عالم اور حکیم ہے۔ دیکھو وہ اس معاملہ میں کیا مشورہ دیتا ہے۔ اب دونوں روبیل کے پاس گئے۔ حضرت یونسؑ نبی نے فرمایا۔ اے روبیل! میرے پاس وحی آئی ہے کہ وسطِ شوال میں بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ آیا ان لوگوں کو نزولِ عذاب کی خبر دیدیں (یا کیا؟) روبیل نے عرض کیا آپ خدا کی طرف صاحب حکمت نبی اور رسول کریم کی مانند رجوع کریں اور واپسیٔ عذاب کی دعا مانگیں کہ خدا ان کے عذاب سے غنی ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ اگر ان پر عذاب نازل ہوگا تو اس سے آپ کو نفع نہ پہنچے گا۔ اور نہ آپ کی پیشِ خدا منزلت بڑھے گی۔ شاید آپ کی قوم کسی دن ایمان لے آئے اگرچہ آپ اُن کے کفر کو سُن چکے ہیں ان کے انکار کو مشاہدہ فرما چکے۔ پس آپ کچھ اور صبر فرمائیں اور توقف کریں۔ تنوخا نے کہا افسوس ہے تم پر اے روبیل یہ تم کیسی رائے دیتے ہو۔ حالانکہ وہ لوگ کافر ہو چکے۔ نبی خدا کا انھوں نے انکار کیا اور جھٹلایا گھر سے ان کو نکال دیا۔ سنگسار کرنے کا وہ ارادہ رکھتے ہیں روبیل نے کہا اے تنوخا چپ رہ تو ایک مرد عابد ہے۔ علم تجھ میں بالکل نہیں۔ پھر روبیل حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا اے یونسؑ! یہ تو فرمایئے کہ جب خداوندِ عالم آپ کی قوم پر عذاب نازل کرے گا تو آیا سب کو ہلاک کر دیگا یا بعض کو ہلاک کرے گا اور بعض کو باقی رہنے دیگا؟ حضرت یونسؑ نے جواب دیا بلکہ ان سب کو ہلاک کر دیگا یہی میں نے خدا سے دعا کی ہے میرا دل اُن پر مہربان نہیں ہے کہ میں خدا کی طرف رجوع کروں اور واپسی عذاب کی خدا سے دعا مانگوں۔ روبیل نے عرض کیا اے یونسؑ کیا آپ کو یہ خبر ہے کہ اگر وہ لوگ عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھیں تو اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور (گڑگڑا کر) خدا سے بخشش کی دعا مانگیں پس خدا اُن پر رحم فرمائے کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور عذاب کو ان کی طرف سے پھیر دے حالانکہ آپ بدھ کے دن نازل ہونے کی خبر دے چکے ہوں تو کہیے کہ پھر آپ اُن کے نزدیک جھوٹے نہ ٹھیریں گے؟ تنوخا نے کہا اے روبیل! وائے ہو تجھ پر تو نے بڑی منہ زوری کی۔ خدا نے اپنے رسول کو نزولِ عذاب کی وحی کی ہے خدا کا رسول خبر دے رہا ہے کہ اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ اے روبیل! تو قولِ خدا و رسول کو رد کر رہا ہے اور قولِ رسول میں شک کرتا ہے چلا جا یہاں سے کہ تیرے سارے اعمال مٹ گئے روبیل نے تنوخا سے کہا تیری عقل خراب ہو گئی۔ (میں تجھ سے بات نہیں کرتا) پھر روبیل حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کرنے لگے (خیر آپکو اختیار ہے جو چاہیئے کیجیئے) اپنی قوم پر خدا سے عذاب نازل کرایئے۔ اُس کا قول سچا ہے (لیکن یاد رکھیے) جب عذاب نازل ہوگا تو ساری قوم آپکی ہلاک ہو جائے گی۔ بستیاں ان کی اُجڑ جائیں گی۔ تو کیا آپ نام نبیوں کے دفتر سے خدائے تعالیٰ محو نہ فرمائے گا۔ اور آپ کی رسالت کو نہ مٹائیگا۔ اُس وقت آپ مثل اور لوگوں کے ہو جائیں گے۔ کیا آپ کو ایک لاکھ سے زیادہ بندوں کا مرنا پسند ہے؟ حضرت یونسؑ نے روبیل کی نصیحت نہ سُنی اور تنوخا کو ساتھ لے اپنی قوم کو وحی خدا سے خبر دی کہ وسطِ شوال میں بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ اُن لوگوں نے قولِ یونسؑ کو رد کر دیا اور جھٹلا دیا اور بری طرح اپنی بستی سے نکال دیا۔ حضرت یونسؑ تنوخا کے ہمراہ بستی سے تھوڑی دور جا ٹھیرے اور عذابِ خدا کا انتظار کرنے لگے۔ روبیل اپنی قوم کے ہمراہ بستی میں رہا۔ یہاں تک کہ ماہِ شوال شروع ہوا تو روبیل نے ایک پہاڑی پر چڑھ کے بلند آواز سے اپنی قوم کو پکارا اے قوم آگاہ ہو جاؤ کہ میں روبیل ہوں اور تم پر بڑا مہربان ہوں۔ تم نے عذابِ خدا کا انکار کیا۔ اب وہ مہینہ جس میں نزولِ عذاب کی یونسؑ نبی نے خبر دی تھی شروع ہو گیا۔ اس مہینہ کے وسط میں بدھ کے دن طلوعِ آفتاب کے بعد عذاب تم پر نازل ہوگا۔ خدا اپنے رسول سے ہرگز جھوٹا وعدہ نہیں کرتا۔ اب اپنی اپنی تدبیروں میں غور کرو۔ اس کلام نے سب کے دلوں کو ہلا دیا۔ وہ سب خوفزدہ ہو گئے اور اُن کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بیشک ہم پر عذاب نازل ہوگا۔ پس وہ سب روبیل کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے روبیل! تم عالم اور حکیم ہو تم ہی ہمکو مشورہ دو۔ (افسوس) ہم نہ جانتے تھے کہ تم ہم لوگوں پر اس درجہ مہربان ہو۔ جو کچھ تم نے حضرت یونسؑ کو مشورہ دیا تھا اُس کی ہمیں خبر پہونچ گئی ہے۔ اب اپنی رائے ظاہر کرو اور ہم کو حکم دو (کہ ہم اسے بجالائیں) روبیل نے جواب دیا پس میرے نزدیک یہی مناسب ہے اور یہی میری رائے ہے کہ (اُس دن کا) انتظار کرو اور آمادہ رہو۔ جب چہارشنبہ کی صبح وسطِ شوال میں طلوع کرے تو تم بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر دو۔ بچّے تو پہاڑ کے نیچے جنگل کی راہوں میں رہیں عورتیں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑی ہوں۔ یہ سب باتیں طلوعِ صبح

سے پہلے پہلے طے ہو جائیں۔ پھر تم سب بچے اور بوڑھے ملکر فریاد کرو اور خوب روؤ اور خدا کی درگاہ میں رو رو کے توبہ کرو اور استغفار پڑھو اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کے یوں کہو پروردگارا بے شک ہم نے ظلم کیا اور تیرے نبی کو جھٹلایا۔ اب ہم اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتے ہیں۔ اگر تو ہمیں نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ضرور ہم نقصان اٹھائیں گے اور تیرے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے (اے ہمارے معبود!) تو ہماری توبہ قبول کرلے اور اے ارحم الراحمین! تو ہم پر رحم فرما۔ پھر جب تک آفتاب غروب نہ کرے یا عذاب دور نہ ہو برابر روتے پیٹتے اور غل مچاتے رہنا۔ پس ان لوگوں نے روبیل کی رائے پسند کرلی اور سب متفق ہو گئے کہ جو کچھ روبیل نے مشورہ دیا ہے اس پر عمل کریں جب نزولِ عذاب والا بدھ کا دن آگیا تو روبیل اس بستی سے جدا ہو گئے اور ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سے اُن کی فریاد کو سُنیں اور عذاب کو نازل ہوتے دیکھیں۔ جب چہار شنبہ کی صبح ظاہر ہوئی تو قوم یونسؑ نے وہی کیا جو روبیل نے انھیں حکم دیا تھا۔ جس وقت آفتاب بلند ہوا تو کالی زردی مائل آندھی تیزی سے اُٹھنے لگی بھیانک آوازیں اُس سے آتی تھیں جونہی ان لوگوں نے آندھی کو دیکھا سب چیخنے لگے اور رو رو کے خدا کی درگاہ میں توبہ کرنے لگے اور بخشش کی دعا مانگنے لگے بچے رو رو کر اپنی ماؤں کو ڈھونڈھتے تھے اور جانوروں کے بچے اپنی اپنی دودھ پلانے والی کی تلاش میں الگ غل مچا رہے تھے چار پائے اپنے گذریوں کی تلاش میں الگ دوڑتے پھرتے تھے اسی حالت میں وہ دیر تک مبتلا رہے۔ حضرت یونسؑ اور تنوخا اُن کی آوازیں اور شور و فریاد سُن رہے تھے۔ اور دعا کر رہے تھے کہ خداوندا تو ان پر عذاب کو اور سخت کر دے روبیل بھی اُن کا چیخنا چلانا سُن رہے تھے اور نازل ہونے والا عذاب دیکھ رہی تھی اور دعا کرتے تھے خدایا تو اس عذاب کو دور کر دے پس جب دن ڈھل گیا اور آسمان کے دروازے کھل گئے تو پروردگار کا غضب ٹھہر گیا۔ خدائے رحمٰن نے اُن پر رحم فرمایا اور اُن کی دعا منظور کی اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی خطائیں معاف کیں اور اسرافیلؑ کو وحی کی کہ اے اسرافیلؑ تم قوم یونس کے پاس جاؤ کہ اُن لوگوں نے میرے سامنے فریاد کی اور رو رو کر مجھ سے توبہ کی اور مجھ سے بخشش چاہی۔ پس میں نے اُن پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول کرلی کیونکہ میں توبہ قبول کرنے والا مہربان خدا ہوں۔ جو بندہ میری درگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے میں اس کی توبہ جلد قبول کرلیتا ہوں میرے بندے اور میرے رسول یونسؑ نے اپنی قوم پر نزولِ عذاب کی دعا کی تھی میں نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور میں معبود برحق ہوں اپنی عہد کا سب سے زیادہ وفا کرنیوالا ہوں۔ مگر یونسؑ نے جس وقت مجھ سے ان پر عذاب نازل کرنے کا سوال کیا تھا تو یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ میں انکو ہلاک بھی کر دوں لہٰذا اے اسرافیلؑ تم زمین پر اترو اور میرے عذاب کو ان لوگوں سے پھیر دو اسرافیلؑ نے عرض کی پروردگارا! ترا عذاب تو ان لوگوں کے کندھوں تک پہنچ چکا۔ قریب ہے کہ وہ اُن سب کو ہلاک کر دے۔ میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ عذاب اُن کے قریب ہو گیا ہے اب میں اس کو کہاں لے جاؤں کس طرف پھیروں؟ ارشاد باری ہوا اے اسرافیلؑ ہرگز ایسا نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنے فرشتوں سے کہدیا ہے کہ جب تک میرا حکم نہ پہونچے عذاب اُن پر نہ اترنے دو۔ اے اسرافیلؑ جلد اترو اور اُن پہاڑوں پر اور چشموں کے نکلنے کے موقعوں پر اور سیلابوں کے جاری ہونے کے مقاموں پر جو بڑے بڑے سرکش پہاڑوں پر ہیں جو دوسرے پہاڑوں کے مقابلہ میں غرور کرتے ہیں اس پر عذاب کو پہنچا دو کہ اس کی وجہ سے ان پہاڑوں کو ذلت حاصل ہوگی اور وہ نرم پڑ جائیں گے اور جم کر لوہا بن جائیں گے۔ پس اسرافیلؑ اترے اور اپنے پروں کو پھیلا کے ان پہاڑوں پر عذاب کو پھینک دیا جن کے بارے میں خدا نے حکم دیا تھا۔ جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں وہ پہاڑ موصل کے اطراف میں ہیں بس قیامت تک ان میں سے لوہا نکلتا رہے گا۔ جب قوم یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب ان کے سروں سے ہٹ گیا تو سب کے سب پہاڑ کی چوٹیوں سے اتر کر اپنے اپنے گھروں میں آگئے اور اپنی عورتوں اور اپنے بال بچوں کو اور اپنے مال مویشی کو جمع کر لائے اور اس بات پر خدا کا شکر بجا لائے کہ اُن سے عذاب کو ہٹا دیا۔ پس حضرت یونسؑ اور تنوخا جب پنجشنبہ کی صبح کو اس جگہ سے جہاں وہ تھے اٹھے تو انھوں نے غل و شور کے بند ہو جانے سے جان لیا کہ بیشک عذاب نے اُن سب پر نازل ہو کر اُن کو ہلاک کر دیا۔ پس صبح سویرے سورج نکلنے کے ساتھ ان لوگوں کا حال دیکھنے کیلئے بستی کی طرف چلے۔ جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ لکڑہارے اور گدھے والے اور چرواہے بستی سے نکل رہے ہیں اور وہ لوگ نہایت اطمینان میں ہیں۔ یہ حال دیکھکر حضرت یونسؑ نے تنوخا سے فرمایا کہ وحی نے میری تکذیب کی۔ اس گروہ سے میرا وعدہ خلاف ہوا جدا کی قسم بعد اس تکذیب کے اب یہ لوگ میرا منھ نہ دیکھیں گے۔ پس یہ کہکر حضرت یونسؑ دریائے ایلہ کی طرف (بغیر حکمِ خدا) خفا ہو کے بھاگ نکلے۔ اس خیال سے کہ جب یہ لوگ مجھے دیکھیں گے تو جھوٹا کہیں گے چنانچہ خداوند عالم اس واقعہ کی خبر آیۂ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ الخ میں دیتا ہے اور تنوخا بستی میں آیا۔ روبیل سے ملاقات کی۔ روبیل نے کہا اب فرمائیے۔ ان دونوں رایوں میں کون سی حق پر تھی تمھاری یا میری۔ تنوخا نے جواب دیا آپ نے حکیم اور عالم کی سی رائے دی۔ آپ ہی کا مشورہ ٹھیک تھا۔ میں تو ہمیشہ اپنی عبادت و پرہیزگاری کی وجہ سے اپنے کو آپ پر فضیلت دیتا تھا۔ آج آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی خدا نے آپکو علم و حکمت سے ممتاز کیا ہے اس پر آپ متقی بھی ہیں۔ یہ باتیں اس عبادت اور زہد سے افضل ہیں جو بغیر علم کے ہوں پس یہ دونوں آپس میں مل جُل کے اپنی قوم میں رہے اور حضرت یونسؑ تو اُسی وقت وہاں سے خفا ہو کے چلے گئے تھے اور ان کا پورا واقعہ اس طرح گزرا تھا جس کی خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ تک خبر دی ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کی کہ یابن رسولؐ اللہ۔ حضرت یونسؑ اتنے دن اپنی قوم سے غائب رہے کہ پھر اُن میں نبوت اور رسالت کے ساتھ آئے۔ پس وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن جناب کی تصدیق کی حضرتؑ نے فرمایا چار ہفتے ایک ہفتہ میں دریا کے کنارے پہنچے۔ دوسرے ہفتہ مچھلی کے پیٹ میں رہے تیسرا ہفتہ کدو کے درخت کے نیچے گزرا چوتھے ہفتہ میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ آیا یہ ہفتے مہینوں کے تھے یا دنوں کے یا ساعتوں کے؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ اے ابوعبیدہ ان لوگوں پر میدان میں عذاب نیمۂ شوال میں بدھ کے دن آیا تھا اُسی دن وہ ہٹ گیا۔ اور حضرت یونسؑ خفا ہو کر جمعرات کے دن چلد یئے۔ سات دن تو سمندر تک پہنچنے میں صرف ہوئے اور سات دن مچھلی کے پیٹ میں بسر ہوئے اور سات دن خالی جگہ کدو کے درخت کے نیچے پڑے رہے۔ سات روز میں اپنی قوم کی طرف لوٹے یہ کل اٹھائیکس روز ہوئے جبکہ حضرت یونس علیہ السّلام اُن لوگوں کے پاس آئے تو وہ لوگ مومن ہو گئے اور سب نے حضرت یونسؑ کو سچا جانا اور فرمانبرداری اختیار کی اسی وجہ سے خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ علل الشرائع میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کیا وجہ ہے کہ قوم یونسؑ سے عذاب ہٹا دیا گیا حالانکہ عذاب ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔ یہ حال کسی اور اُمت کا کیوں نہ ہوا؟ حضرتؑ نے جواب دیا بات یہ ہے کہ خدا کے علم میں یہ گذر چکا تھا کہ قوم یونسؑ توبہ کرے گی اس وجہ سے عذاب اُن سے روک دیا جائے گا۔ خدا نے جو حضرت یونسؑ کو پہلے سے مطلع نہ کیا (کہ عذاب انھیں ہلاک نہ کرے گا) تو اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند عالم کو منظور تھا کہ یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں اپنی عبادت کے لیے فارغ البال بنا دے تاکہ زیادتی ثواب اور کرامت کے وہ مستحق ہو جائیں۔ کافی میں اُنہی جناب سے منقول ہے کہ خبرِ عذاب دیتے وقت جبرئیلؑ

نے قوم کی ہلاکت کو مستثنٰے کر دیا تھا لیکن حضرت یونسؑ نے اس کو غور سے نہیں سُنا۔ تفسیر قمیؔ اس واقعہ کے بیان میں تفسیر عیاشی سے موافق ہے فرق اتنا ہے کہ ایک تو واقعہ مختصر کر کے بیان کیا ہے دوسرے عابد کا نام بجائے تنوخا کے ملیخا لکھا ہے۔ تیسرے آخر میں کچھ اور بڑھا دیا ہے جو ہم سورۂ والصّافات کی تفسیر میں انشاء اللہ درج کریں گے اور اسی قصہ کا کچھ حصہ سورۂ انبیاء میں بھی آئے گا۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمیؔ میں جمیل سے مروی ہے وہ کہتا ہے مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوندِ عالم نے یونسؑ کو ان کی قوم پر مبعوث کیا۔ وہ جناب اُن لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر وہ لوگ انکار کرتے تھے اور کہنا نہ مانتے تھے پس حضرت یونسؑ نے اُن کے حق میں بد دعا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُس قوم میں (صرف) دو آدمی مسلمان تھے۔ ایک عابد تھا دوسرا عالم تھا۔ ایک کا نام تنوخا دوسرے کا نام روبیل تھا وہ عابد حضرت یونس علیہ السّلام کو بد دعا پر ابھارتا تھا اور عالم ردکتا تھا اور کہتا تھا اے حضرت یونسؑ آپ انھیں بد دعا نہ دیجئے کیونکہ آپ کی دعا خداوند عالم قبول تو فرمالے گا مگر اسے اپنے بندوں کا ہلاک کرنا پسند نہیں۔ پس حضرت یونسؑ نے عابد کا کہنا کیا اور عالم کی بات نہ مانی اور اُن کے حق میں دعائے بد کر ہی دی۔ خدا نے وحی نازل فرمائی کہ فلاں سَنْ فلاں مہینے فلاں روز ان پر عذاب نازل ہوگا جب نزولِ عذاب کا وقت قریب آگیا حضرت یونسؑ عابد کو لیے ہوئے بستی سے نکل کھڑے ہوئے وہ مرد عالم اُنہی لوگوں میں رہ گیا۔ جب وہ دن آیا اور عذاب نازل ہوتا معلوم ہوا تو عالم نے اپنی قوم سے پکار کے کہا ایّھا النّاس خدا کی درگاہ میں روؤ بیٹو تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے اور عذاب تم سے پھیر دے۔ ان لوگوں نے کہا اب ہم کیا تدبیر کریں عالم نے جواب دیا تم سب کے سب جنگل میں نکل پڑو بوڑھوں سے اولاد کو اونٹوں اور گایوں اور بکریوں سے اُن کے بچوں کو جدا کر دو پھر رو رو کے دعا مانگو۔ پس وہ لوگ صحرا میں چلے گئے عالم کی بتائی ہوئی تدبیر عمل میں لائے چیخیں مار مار کے روئے خدا نے اُن پر رحم کیا عذاب کو اُن سے پھیر دیا۔ وہ عذاب پہاڑوں پر گرا دیا گیا۔ حالانکہ اُن کے قریب ہو چکا تھا۔ پس حضرت یونس علیہ السّلام یہ دیکھنے کے لیے کہ اُس قوم کو خدا نے کیونکر ہلاک کیا۔ بستی کی طرف چلے۔ دیکھا کہ کسان لوگ کھیتی کا کام کر رہے ہیں۔ حضرت یونسؑ نے فرمایا اے کسانو! یہ تو بتاؤ) قوم یونسؑ نے کیا عمل کیا (جو عذاب اُن سے واپس ہوگیا) ان لوگوں نے جناب یونسؑ کو نہ پہچانا کہنے لگے کہ حضرت یونسؑ نے اُن کے بارے میں بد دعا کی تھی۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ عذاب اُن پر نازل ہوا۔ پس وہ لوگ مجتمع ہوئے اور رو رو کے دعا مانگی خدا نے اُن پر رحم فرمایا اور عذاب اُن سے پھیر کے پہاڑوں پر ڈال دیا۔ اب وہ لوگ یونسؑ نبی کو تلاش رہے ہیں کہ اُن پر ایمان لائیں۔ یہ سُن کر حضرت یونسؑ کو غصہ آگیا اُسی وقت مُنہ اٹھائے خفا ہوکے (بغیر حکمِ خدا) چلدیے۔ جیساکہ باری تعالیٰ نے خود اس قصہ کو بیان فرمایا ہے۔ وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ یعنی حضرت یونسؑ غصہ ہوکر چلدیئے اور دریا کے کنارے پہنچے۔ دیکھا ایک کشتی بڑی ہے لوگ اُسے چلانا چاہتے ہیں یونسؑ نے آواز دی اس کشتی میں مجھے بھی بٹھالو۔ پس کشتی والوں نے اُن کو سوار کر لیا۔ جب وہ کشتی بیچوں بیچ دریا میں پہنچی خدا نے ایک بڑی مچھلی کو وہاں بھیج دیا جس نے کشتی کو سامنے سے روک لیا۔ جونہی حضرت کی نظر اس مچھلی پر پڑی کانپ اٹھے اور کشتی کے پچھلے حصّہ میں جا بیٹھے مچھلی بھی اُسی طرف پہنچ گئی اور منہ اپنا کھولدیا یہ حال دیکھ کر کشتی والے نکل کر کہنے لگے ضرور ہم میں کوئی نافرمان بندہ ہے۔ اُن لوگوں نے قرعہ ڈالا قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا جیساکہ خدا فرماتا ہے۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ۔ آخر پس کشتی والوں نے حضرت یونسؑ کو اٹھاکر دریا میں پھینکدیا۔ دریا میں گرتے ہی مچھلی انھیں نگل کے چلتی بنی۔ ایک یہودی نے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے سوال کیا تھا بتایئے وہ کون سا قید خانہ ہے جو قیدی کو لیے ہوئے زمین کے اطراف میں گھومتا رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ قید خانہ ایک مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونسؑ قید کیئے گئے تھے پھر وہ مچھلی دریائے قلزم میں پہنچی وہاں سے دریائے مصر میں آئی پھر دریائے طبرستان گئی پھر دجلہ میں وارد ہوئی۔ پھر وہ زمین کے نیچے اس مقام پر پہونچی جہاں قارون جو حضرت موسٰیؑ علیہ السّلام کے زمانے میں ہلاک ہوا تھا۔ قید تھا۔ اُس پر خدا نے ایک فرشتہ مقرر کیا تھا جو اُسے ہر روز زمین میں ایک قدآدم دھنسا دیتا تھا۔ حضرت یونسؑ علیہ السّلام مچھلی کے پیٹ میں خدا کی تسبیح کرتے تھے اور استغفار پڑھتے تھے۔ جیسے ہی یہ آواز قارون نے سُنی تو اُس نے فرشتہ سے کہا آپ مجھے تھوڑی مہلت دیجیئے کہ میں نے آدمی کی آواز سُنی ہے (میں اُس سے کچھ باتیں کروں) خدا نے فرشتہ کو الہام کیا کہ اسے مُہلت دیدو۔ فرشتہ نے قارون کو بات کرنے کی اجازت دیدی۔ قارون نے کہا تم کون ہو؟ (تمھارا کیا نام ہے؟) حضرت یونسؑ نے جواب دیا میں ایک بھاگا ہوا بندہ یونسؑ بن متّٰی ہوں۔ قارون نے کہا اے حضرت یونسؑ بتایئے کہ حضرت موسٰی بن عمران نے جو خدا کے بارے میں شدید الغضب تھے کیا کیا؟ حضرت یونسؑ نے جواب دیا کہ بہت دن ہوئے کہ انھوں نے وفات پائی۔ قارون نے کہا اچھا یہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ ابن عمران جو اپنی قوم پر مہربان اور رحم دل تھے کیا ہوئے حضرت یونسؑ نے جواب دیا وہ بھی انتقال کر گئے۔ پھر قارون نے اُن سے کلثم بنتِ عمران کا حال دریافت کیا جو اُس سے نامزد تھیں۔ جناب یونسؑ نے فرمایا عرصہ ہوا وہ بھی مرگئیں۔ اب کوئی آلِ عمران سے باقی نہیں رہا۔ قارون نے کہا افسوس آلِ عمران میں سے کوئی نہ بچا (چونکہ قارون نے آلِ عمران کے فنا ہوجانے کا افسوس کیا تھا اس کی جزا میں خداوند عالم نے نگہبان فرشتہ کو حکم دیا کہ جب تک دنیا باقی ہے اتنے دن قارون سے عذاب کو روک دے) پس عذاب اس سے اٹھا دیا گیا۔ جب حضرت یونسؑ نے یہ حال دیکھا تو ظلمات میں عرض کیا خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک میں نے اپنے نفس کو ستایا (کہ بغیر تیرے حکم کے چلا آیا) خدا نے حضرت یونسؑ کی توبہ قبول کرلی اور مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو اگل دے۔ اس نے حضرت یونسؑ کو دریا کے کنارے ڈال دیا درآنحالیکہ اُن کی کھال اور گوشت جاتا رہا تھا۔ خدا نے کدو کا درخت اگایا۔ جس نے حضرت یونسؑ کو دھوپ سے بچایا۔ کچھ دنوں حضرت یونسؑ اُس کے سائے میں رہے۔ پس خدا نے کدو کے درخت کو حکم دیا کہ ان پر سے ہٹ جائے۔ دھوپ کی تیزی نے جناب یونسؑ کو بیچین کر دیا۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی اے یونسؑ تم کو ایک لاکھ سے زیادہ پر رحم نہ آیا اور خود ایک ساعت کی اذیّت میں گھبرا گئے۔ حضرت یونسؑ نے عرض کی پروردگارا بخشدے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ پس خداوند عالم نے اُن کو تندرستی عطا فرمائی۔ وہ اپنی قوم میں واپس آئے۔ وہ لوگ اُن جنابؑ پر ایمان لائے جیساکہ خدا فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ روایت ابی الجارود میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے یوں منقول ہے کہ حضرت یونسؑ تین روز مچھلی کے پیٹ میں رہے پس انھوں نے تین ظلمتوں میں کہ ایک ظلمت تو دریا کی تھی۔ دوسری تاریکی رات کی تھی۔ تیسری اندھیری مچھلی کے پیٹ کی تھی۔ آواز دی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی مچھلی نے ان کو کنارے پر ڈالدیا۔ خدا نے سایہ کے لیے ایک کدو کی بیل ان کے قریب اُگادی۔ وہ حضرتؑ اُسے چوستے تھے اور اُس کے پتوں کا اپنے بدن پر سایہ کرتے تھے۔ بال اُن کے اُڑ گئے تھے۔ کھال اُن کی باریک پڑ گئی تھی۔ وہ حضرتؑ رات دن خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ اور رات دن اُس کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ پس جب بدن میں ان کے قوت آگئی اور اعضاء سخت ہوگئے تو خدا نے دیمک کو بھیجدیا دیمک نے بیل کی کی جڑ کو کھالیا جس سے وہ بیل خشک ہوگئی۔ اس کا سوکھ جانا جناب یونسؑ پر شاق گزرا اور رنجیدہ ہوگئے۔ خدا نے وحی کی کہ اے یونسؑ تمھارے حزن و ملال کا سبب کیا ہوا؟ یونسؑ نے عرض کیا پروردگارا دیمک نے اس بیل کو جو مجھ پر اپنے پتوں سے سایہ کرتی تھی خراب کر دیا وہ سوکھ گئی۔ ارشاد باری ہوا اے یونسؑ تم ایک درخت کے خشک ہوجانے سے

جس کو نہ تم نے بویا تھا نہ اُسے تم نے سینچا تھا اور نہ تمھیں اس کی چنداں پروا تھی فقط اس لیے رنجیدہ ہوگئے کہ وہ تم پر سایہ کیا کرتی تھی مگر ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کے لیے تم غمگین نہ ہوئے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اہلِ نینوا ایمان لے آئے اور پرہیزگار ہوگئے۔ اے یونسؑ تم ان کے پاس واپس جاؤ پس حضرت یونسؑ چلے جب نینوا کے قریب پہنچے تو بستی میں جانے سے شرم آئی۔ ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اُس سے جنابِ یونسؑ نے فرمایا تو اہلِ نینوا کو خبر کر دے کہ یونسؑ آگئے۔ چرواہا بولا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ آپکو شرم نہیں آتی۔ یونسؑ تو دریا میں ڈوب کے ملکِ عدم کو چلے بھی گئے۔ حضرتِ یونسؑ نے فرمایا۔ اگر یہ بکری گواہی دے کہ میں یونسؑ ہوں تو تو مان لے گا؟ چرواہے نے کہا بیشک۔ حضرت یونسؑ نے عرض کیا خدایا! تو اس بکری کو گویائی عطا فرما کہ وہ میرے یونسؑ ہونے کی گواہی دے۔ پس بکری نے بزبانِ فصیح کہا ہاں یہ یونسؑ خدا کے نبی ہیں۔ جب چرواہا اپنی قوم کے پاس یہ خبر لیکر آیا اور اُن سے حضرت یونسؑ کا آنا بیان کیا تو اُن لوگوں نے اُس چرواہے کو پکڑ لیا اور پیٹنے کا ارادہ کیا۔ چرواہے نے کہا جو میں کہتا ہوں اُس کا میرے پاس گواہ موجود ہے وہ گواہ یہ بکری ہے جو میری سچائی اور یونسؑ کے واپس آنے کی گواہی دے گی۔ پس وہ بکری قدرتِ خدا گویا ہوئی اور گواہی دی۔ یہ حال دیکھکر وہ لوگ تلاشِ حضرت یونسؑ میں بستی سے نکل پڑے۔ اور سب کے سب حاضرِ خدمت ہوئے اور بصدقِ دل ایمان لائے لہٰذا خدا نے اُن کو عذاب سے نجات دینے کے بعد ایک مدّت تک زندہ رکھا۔

تمام شد

# ضمیمۂ متعلق پارۂ دوازدہم ۱۲

**صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۴** اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً :۔ کافی میں جناب امام جعفرصادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ تعداد میں عمل کس کے زیادہ ہوں گے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ زیادہ اچھے عمل کس کے ہوں گے اور عمل کا اچھا ہونا خدا کے خوف اور نیّت کی صداقت پر موقوف ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۵** اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ :۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفرصادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ سے مراد قائم آل محمدؐ اور ان کے اصحاب ہیں اور انہیں حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ان کی تعداد بدر والوں کی تعداد کے برابر ہوگی۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اصحاب قائم آل محمدؐ ۳۱۰ سے کچھ اوپر ہوں گے وَ اللہ اُمّۃ معدودۃ سے وہی مراد ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ واللہ وہ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۶** فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ :۔ کافی میں جناب امام جعفرصادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ جب مابین مکّہ و مدینہ منزل قدیدہ پر جاکر اترے تو علیؑ مرتضیٰ علیہ السّلام سے یہ ارشاد فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اور تمہارے مابین موالات (محبّت) قائم کردے پس اس نے کردی اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا کہ میرے اور تمہارے مابین مواخات (بھائی چارہ) قائم کردے پس اس نے قائم فرما دی۔ اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا کہ تم کو میرا وصی قرار فرما دے پس اس نے قرار دیدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سن کر قریش کے دو شخصوں نے یہ کہا کہ واللہ ایک صاع خرمے جو پرانی مشک میں ہوں ہمارے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہیں جو کچھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ سے سوال کئے بھلا اس نے اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کی بابت سوال کیوں نہ کیا جو اس کے دشمنوں کے برخلاف اس کا مددگار ہوتا یا خزانہ کا سوال کیوں نہ کیا جس کے ذریعہ سے آئے دن کے فاقوں سے نجات پاتا۔ واللہ اس نے اپنے پروردگار سے کسی امر حق یا امر باطل کی دعا نہیں مانگی جو اس نے پوری نہ کردی ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ الخ۔ تفسیر قمی میں اور تفسیر عیاشی میں مضمون اس کے قریب قریب ہے اور عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی نماز کے آخر میں ایسی بلند آواز سے کہ لوگ صاف سنتے تھے امیرالمؤمنین کے حق میں یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ هَبْ لِعَلِيٍّ اَلْمَوَدَّةَ فِيْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْهَيْبَةَ وَالْعَظَمَةَ فِيْ صُدُوْرِ الْمُنَافِقِيْنَ (یا اللہ تو مومنین کے دل میں علی علیہ السّلام کی محبّت عطا فرما اور منافقین کے دل میں اس کی ہیبت و عظمت قائم فرما دے) پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ط (بالتحقیق جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کئے عنقریب خداوند عالم ان کے لئے محبّت قرار دیگا) اس پر ابن الخطاب نے وہ کہا جو اوپر کی روایت میں قریش کے دو شخصوں کا قول نقل ہوا ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں سورۃ ہود کی دس آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے پہلی یہ ہے تفسیر عیاشی میں زید ابن ارقم سے یہ روایت ہے کہ روح الامین عرفہ کی شام کو جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ولایت علی علیہ السّلام کا حکم لیکر نازل ہوئے اور جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منافقوں کی تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا اور کچھ لوگوں کو جن میں میں بھی تھا بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا حج میں یہ احکام سنائے جائیں یا نہیں۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گریہ فرمایا اور جبرئیل امین نے یہ عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے دل تنگ ہوتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھے کتنی اذیتیں پہنچی ہیں جب انھوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے مجھے ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کیلئے لشکر بھیجے اور انھوں نے میری مدد کی۔ پھر وہ میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار کیوں کر کرلیں گے یہ سن کر جبرئیل امین چلے گئے اور اس کے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۶۶ نوٹ نمبر ۲** احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ اے مولا اپنی بڑی سے بڑی فضیلت بیان فرمایئے پس ان جنابؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ اور ارشاد فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا کا شاہد میں ہوں اسی کتاب کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے ایک زندیق نے کہا کہ میں تو یہ پاتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ (اپنی کتاب میں) خبر دیتا ہے کہ ہمارے نبیؐ کے بعد ایک شاہد انہی سے ان کا قائم مقام ہوگا اور جو شخص آنحضرتؐ کے بعد انکی جگہ بیٹھا اس نے تو مدّت تک بت پرستی کی تھی (کیا وہی جناب رسولؐ خدا کا شاہد تھا؟) حضرتؑ نے جواب دیا قول باری تعالیٰ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد خدا کی حجّت ہے جس کو خدا نے اپنی مخلوق پر مقرر کیا ہے اور یہ بات ان کو جتلا دی ہے کہ نبیؐ کی جگہ کا حقدار ایسا شخص ہے جو ان کا قائم مقام ہو سکے اور ان کے بعد ایسا شخص انکا نائب ہوگا جو مثل جناب رسولؐ خدا کے پاک پاکیزہ ہو تاکہ اس شخص کو جو نجاست کفر سے کسی وقت آلودہ ہو چکا ہے جناب رسولؐ خدا کی جگہ بیٹھنا جائز نہ ہو اور ظلم و گناہ پر اعانت کرنے والوں کو (لاعلمی کے) عذر کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس شخص پر جو کافر رہ چکا ہے عہدۂ نبوت و ولایت کو حرام فرمایا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے جناب ابراہیمؑ کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۵) اس آیت میں ظالمین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ ظلم بھی شرک ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۶۵۷ سطر ۴) پس جب حضرت ابراہیمؑ کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدائے تعالیٰ کا یہ منصب بت پرستوں کو نہیں مل سکتا تو درگاہ باری میں عرض کی وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۴۱۳ سطر ۸) آگاہ ہو جاؤ کہ جس نے منافقوں کو سچوں پر اور کفار کو مومنوں پر ترجیح دی اس نے خدا پر بہت بڑا افترا کیا اور بڑی تہمت لگانے کا وبال سمیٹا خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تصدیق کرنے والے اور جھٹلانے والے میں اور طاہر و نجس میں اور مومن و کافر میں فرق بتا دیا ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ وفات جناب رسولؐ خدا کے بعد ان کا عہدہ ایسے ہی شخص کو ملے گا جو ان ہی کی طرح سچّا اور عادل اور پاک و پاکیزہ و افضل ہو۔ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا تھا اگر میرے لئے مسند قضا بچھا دی جائے تو میں اس پر بیٹھ کر توریت والوں کو توریت کے موافق فتویٰ دوں گا انجیل والوں کا مقدمہ انجیل کے مطابق فیصل کروں گا قرآن والوں کے جھگڑے قرآن مجید سے طے کروں گا یہ میرے روشن فیصلے خدا کے پاس پہنچیں گے خدا کی قسم جتنی آیتیں قرآن میں نازل ہوئی ہیں خواہ وہ دن میں آئی ہوں یا رات میں اتری ہوں مجھے ان سب کی شان نزول معلوم ہے اور جس جس کا سر راستے سے مونڈا گیا ہے اس کی آیت قرآنی ضرور ہے خواہ وہ آیت اس کو جنّت میں لے جائے یا جہنم میں پہنچائے یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیرالمؤمنین

بتلایئے آپکی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے؟ حضرت نے فرمایا تونے یہ قول باری تعالیٰ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ نہیں سنا؟ پس جناب رسول خدا اپنے پروردگار کیطرف سے روشن دلیل پر تھے اور میں ان جناب کا شاہد ہوں اور ان ہی سے ہوں اور ان کا قائم مقام ہوں۔

شیخ صدوقؒ نے اپنے امالی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ حدیث لکھی ہے کہ ان حضرتؑ نے جمعہ کے خطبہ میں بالائے منبر ارشاد فرمایا قسم ہے کہ اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جانداروں کو خلق فرمایا قریش میں کوئی مرد ایسا نہیں ہے جس کے سر پر آستراچلا ہو مگر یہ کہ اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی آیت قرآن مجید میں ضرور نازل ہوئی ہے مجھے وہ آیتیں اسی طرح معلوم ہیں جس طرح وہ اشخاص معلوم ہیں ایک شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ کی شان میں کون سی آیت ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا اگر تو پوچھتا ہے تو سمجھ بھی لے اور یاد رکھ کہ آئندہ میرے سوا کسی اور سے ایسا سوال نہ کرنا آیا تونے سورہ ہود پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی یا امیر المؤمنینؑ پڑھی ہے حضرت نے فرمایا کیا قول باری تعالیٰ ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ تونے سنا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں سنا ہے حضرتؑ نے فرمایا اپنے پروردگار کی کھلی ہوئی دلیل پر جو تھے وہ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جو شاہد ان کے خاندان سے ان کے پیچھے پیچھے آیا وہ میں ہوں خدا کی قسم میں ہی جناب رسولؐ خدا کا گواہ ہوں اور میں ہی اُن حضرتؐ کی عترت سے ہوں۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے دربار میں ایک طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تمہارے کان بھی ہیں اور دل بھی سنو ہم اہلبیتِ رسالت ہیں خدا نے ہم کو شرف اسلام سے بزرگی بخشی پھر ہمیں تمام مخلوق میں سے پسند کر کے برگزیدہ اور ممتاز فرمایا اور رجس سے ہم کو دور فرمایا اور ہم کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے رجس کے معنی ہیں شک کرنا پس ہم نہ تو خدا کے برحق ہونے میں شک کرتے ہیں اور نہ دین اسلام کے برحق ہونے میں۔ ہر طرح کے نقصان اور عیب سے خدا نے ہم کو پاک قرار دیا ہے آدم علیہ السلام سے لیکر ہم تک سب کے سب نعمتہائے خدا کا بخلوص شکر ادا کرتے رہے ہیں جب کبھی آدمیوں میں دو حصے ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے ہم کو بہترین حصہ میں رکھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور رسالت کے لئے منتخب کیا اور قرآن مجید ان کے پاس بھیجا پھر لوگوں کو خدا کی طرف بلانے کا حکم دیا سب سے پہلے والد ماجد نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی یہ دعوت قبول کی اور سب سے اوّل انہوں نے ایمان کا اظہار کیا۔ اور خدا اور رسولؐ کی تصدیق فرمائی پس خداوند عالم نے اپنی کتاب میں جو جناب رسولؐ خدا پر نازل ہوئی ہے ارشاد کیا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی کھلی ہوئی دلیل پر تھے اور میرے پدر بزرگوار ان کے گواہ تھے جو آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے (ہدایت کیلئے آئے)۔

شیخ مفیدؒ نے اپنی امالی میں بروایت عباد بن عبداللہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا امیر المؤمنین اس آیت " اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ " کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں حضرتؑ نے ارشاد کیا مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر تھے اور میں ان جنابؐ کا گواہ ہوں اور ان ہی کے عترت سے ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اُسی کی قسم قریش میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے سر پر استرا پھر گیا ہو کہ اس کی شان میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی ہو اور اُسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اہلبیتؑ کے لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی اُمّیؐ کی زبانی کیا کیا کچھ عطا فرمایا تو تم اس کو سمجھ لو کہ مجھے وہ اس قدر محبوب ہے کہ اگر میرے سامنے کا یہ میدان سونے سے بھرا ہوا ہو تو اس کے مقابل سب ہیچ ہے۔ واللہ ہماری مثال اس اُمت میں کشتی نوحؑ کی سی ہے " اور باب حطۂ بنی اسرائیل کی سی۔

سُلیم بن قیس ہلالی کی کتاب سے وہ گفتگو جو قیس بن سعد بن عبادہ اور معاویہ میں ہوئی نقل کی گئی ہے قیس نے کہا کہ جب حضور سرورِ عالمؐ نے وفات پائی تو انصار جمع ہو کر ابو بکر کے پاس مجتمع ہوئے اور (آپس میں یہ) کہنے لگے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ کی بیعت کئے لیتے ہیں اتنے میں قریش بھی آ گئے قریش نے ہمارے مقابلے میں حجتیں پیش کیں جو جناب امیر المؤمنین علیؑ بن ابیطالبؑ اور ان کے اہل بیتؑ پیش کرتے اور ہم لوگوں کے خلاف جناب رسولؐ خدا کے حقدار اور عزیز قریب ہونے کی حجت سے غالب آ گئے اس کے بعد قریش نے انصار پر بھی ظلم کیا۔ اور آل محمدؐ پر بھی البتہ میں بقسم کہتا ہوں کہ انصار میں سے قریش میں سے عرب میں سے عجم میں سے کوئی بھی اس عہدہ کا مستحق نہ تھا بلکہ منصب خلافت سوائے علیؑ بن ابیطالبؑ اور ان کے بعد انکی اولاد کے اور کسی کا حق نہ تھا۔ یہ سنکر معاویہ نے غضبناک ہو کر کہا کہ اے پسر سعد یہ مضمون تونے کس سے لیا اور یہ روایت تونے کس سے سنی۔ غالباً اپنے باپ ہی سے سُنی ہوگی اور اُسی نے بیان کی ہوگی قیس نے جواب دیا کہ میں نے تو یہ روایت اس سے سُنی ہے جو میرے باپ سے بھی بہتر ہے اور میرے باپ کی نسبت اس کا حق مجھ پر زیادہ ہے معاویہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیس نے جواب دیا وہ اس اُمت کے عالم اور اس کے ربّانی اور صدیق اور فاروق حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جن کی شان میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ؕ اس کے بعد جو جو آیتیں حضرتؑ کی شان میں نازل ہوئی تھیں اس نے پڑھ کر سنائیں معاویہ بولا کہ صدیق اُمّت تو ابو بکرؓ ہے اور فاروق اُمّت عمرؓ بن خطاب اور مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد عبداللہ بن سلام ہے قیس نے کہا کہ ان خطابات کا سب سے زیادہ سزاوار اور ان آیات کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کی شان میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ نیز یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۹۷ سطر ۱) اور وہ شخص ہے جس کو جناب رسولؐ خدا نے غدیر خم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور یہ فرمایا کہ جس کا میں حاکم ہوں اس کا یہ علیؑ بھی حاکم ہے اور غزوۂ تبوک کے (جاتے) وقت فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو جناب ہارونؑ کو جناب موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

کشف الغمہ میں ہے عباد بن عبداللہ اسدی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے بالائے منبر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں ایک دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں منبر کے نیچے سے ایک شخص نے عرض کی بتایئے آپ کی شان میں کون سی آیت اتری ہے؟ حضرت یہ سن کر خفا ہوئے اور فرمایا اگر تو سب کے سامنے سوال نہ کرتا تو میں تجھے جواب نہ دیتا وائے ہو تجھ پر کیا تونے سورہ ہود نہیں پڑھی ہے؟ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ اور فرمایا کہ رسول اللہؐ خدا کی کھلی ہوئی دلیل پر تھے اور میں انہی سے ہوں اور اُن جنابؐ کا گواہ ہوں۔

ابن شہر آشوب نے طبرسی سے اور انھوں نے راویوں کے ذریعہ سے جابر بن عبداللہ انصاری سے اور اصبغ بن نباتہ اور جناب امام زین العابدین اور جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے فرمایا۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد میں ہی ہوں۔

حافظ ابو نعیم نے تین طریقوں سے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ جناب رسولؐ خدا ہیں اور۔ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ میں ہوں۔

خطیب خوارزمی نے بھی یہی لکھا ہے۔

ابن مغازلی شافعی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میں اپنے پروردگار کی واضح دلیل پر ہوں اور علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام میرے گواہ ہیں۔

ابن مغازلی شافعی نے راویوں کے ذریعے سے علی بن حابس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں اور ابو مریم دونوں عبداللہ بن عطا کے پاس گئے ابو مریم نے کہا اے عبداللہ تو علی بن حابس سے وہ حدیث بیان کر جو تونے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی مجھے سنائی تھی اس نے کہا میں ان حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہماری طرف سے پسر عبداللہ بن سلام ہو کے گزرا۔ میں نے عرض کیا۔

سے مولا میں آپ کے فدا ہو جاؤں کیا یہ اسی کا بیٹا ہے جس کی شان میں آیا ہے "وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ" حضرتؑ نے فرمایا نہیں وہ تو تمہارے آقا امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ کی مدح میں ہے جن کی شان میں بہت سی آیات قرآنی آئی ہیں مثلاً "وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ" (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۳۰۴ سطر ۱۰) اور "اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ" اور "اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ"۔

ابان بن تغلب نے مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور سلمان فارسی کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھے سوائے ہمارے اور کوئی ان جناب کے پاس موجود نہ تھا کہ یکایک غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے مہاجروں کے تین گروہ حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد تین فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ اہل حق کا ہوگا جو ذرا بھی باطل میں آلودہ نہ ہوگا ان کی مثال سونے کی سی ہوگی کہ جتنا بھی اسے آگ میں تپاؤ گے اتنا ہی اس کا کھرا پن کھلتا جائے گا اور اس کی خوبی بڑھتی جائے گی اور ان کا امام اس تہائی میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں "اِمَامًا وَّرَحْمَةً" فرمایا ہے (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۵ سطر ۶) دوسرا فرقہ اہل باطل کا ہوگا جس کو حق سے کچھ سروکار نہ ہوگا انکی مثال لوہے کے زنگ کی سی ہوگی کہ جتنا اسے آگ میں تپایا جائے اس کا میل کچیل اور زیادہ ثابت ہوگا اور ان کا امام اس دوسری تہائی میں سے ایک ہوگا تیسرا فرقہ اہل ضلالت کا ہوگا۔ وہ مذبذب ہوگا نہ ادھر ہوگا نہ ادھر۔ ان کا امام اس تیسری تہائی میں سے ایک ہوگا۔ مسلم کہتا ہے کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ اہل حق اور ان کا امام کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب متقیوں کے امام ہیں لیکن اور دو پیشواؤں کو ظاہر نہ کیا میں نے کوشش بھی کی کہ کسی طرح ان دونوں خبیثوں کا نام بھی وہ مجھے بتا دیتے مگر انھوں نے نہ بتایا اس حدیث کو خوارزم کے بڑے خطیب موفق بن احمد نے نقل کیا ہے اور ابو الفرج المعانی صحیح بخاری والے کے استاد نے بھی روایت کیا ہے۔

**صفحہ ۲۶۷ نوٹ نمبر ا** قول صاحبؒ تفسیر صافی چار بادشاہوں سے مراد ثلثہ اور معاویہ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ا** صالح ہروی نے حضرت علیؑ بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا! حضرت نوحؑ کے زمانہ میں تمام دنیا میں کیوں غرق کر دی گئی۔ حالانکہ ڈوبنے والوں میں بچے اور بے گناہ لوگ بھی تھے حضرت نے فرمایا ان میں اطفال بالکل نہ تھے اس لئے کہ خداوند عالم نے طوفان سے چالیس برس پہلے عورتوں کے رحموں کو بانجھ کر دیا تھا پس انکی نسل قطع ہو گئی تھی۔ اور وہ سب کے سب ڈبو دیئے گئے اور ان میں کوئی طفل نہ تھا۔ خدائے عادل کے خلاف شان ہے کہ وہ بے گناہوں پر عذاب کرے۔ اب رہے اور لوگ چونکہ انھوں نے نبی خدا حضرت نوحؑ کو جھٹلایا تھا یا ان کی تکذیب کرنیوالوں کے فعل پر راضی ہو گئے تھے اس لئے وہ غرق کر دیئے گئے کیونکہ جو شخص کسی امر سے غائب ہو مگر اس پر راضی ہو جائے تو وہ مثل ان لوگوں کے شمار کیا جائے گا۔ جو حاضر ہو۔ اور اس کا مرتکب ہو۔

مفضل بن عمر وکہتے ہیں کہ جس زمانہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ابو العباس کے پاس تشریف لے چلے تو اس وقت میں حضرتؑ کے ہمراہ کوفہ میں موجود تھا جب محلۂ کناسہ پہ پہنچے تو حضرت نے فرمایا اس جگہ میرے چچا زید کو سولی دی گئی تھی خدا ان پر رحم فرمائے وہاں سے چلکر وہ حضرت روغن فروشوں کے کوچوں میں تشریف لائے یہ وہ مقام ہے کہ اس جگہ چراغ فروشوں کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔ پس وہ جناب سواری سے اتر پڑے اور مجھ سے فرمایا تو بھی اتر آ۔ کیونکہ اس جگہ مسجد کوفہ تھی جسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں اس جگہ سوار ہو کر چلوں میں نے عرض کیا اے مولا! اس مسجد کو کس نے مٹا دیا؟ حضرت نے فرمایا پہلے تو طوفان نوحؑ نے خراب کیا پھر بادشاہ کسریٰ اور نعمان کے آدمیوں نے اسے تباہ کیا۔ رہی سہی زیاد ابن ابوسفیان نے مٹا دی۔ میں نے عرض کی اے مولا! کیا کوفہ اور مسجد کوفہ حضرت نوح کے زمانہ میں تھے؟ حضرت نے فرمایا ہاں اے مفضل تھے۔ حضرت نوحؑ اور انکی قوم کوفہ کی سمت مغرب میں فرات کے کنارے ایک بستی میں رہتے تھے اور حضرت نوحؑ بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے پس خدا نے ان کو برگزیدہ کیا۔ اور اپنا نبی مقرر فرمایا۔ حضرت نوحؑ ان میں سے اول شخص ہیں جنھوں نے کشتی بنا کر پانی پر چلائی حضرت نوحؑ اپنی قوم کو نو سو پچاس برس تک ہدایت کرتے رہے لیکن وہ لوگ ان جناب سے مذاق اور مسخراپن کرتے تھے۔ پس جب حضرت نوح کو معلوم ہو گیا (کہ اب یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے) تو ان کے واسطے بد دعا کی۔ اور درگاہ باری میں عرض کیا پروردگار! تو زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رکھ کہ اگر تو انھیں چھوڑ دے گا تو یہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور کافروں کی بدکار اولاد پیدا ہوگی خدا نے وحی نازل فرمائی اے نوح! بہت جلد ایک بڑی کشتی تیار کر لو پس حضرت نوحؑ نے اپنے ہاتھوں سے مسجد کوفہ میں کشتی بنانا شروع کر دی جس کے لئے لکڑی بہت دور سے لائی جاتی تھی یہاں تک کہ اسے بنا کے فراغت پائی مفضل کہتے ہیں چونکہ زوال ہو گیا تھا اس لئے امام علیہ السلام خاموش ہو گئے پس حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر وعصر ادا فرمائی جب مسجد سے واپس ہوئے تو بائیں طرف متوجہ ہو کر دار الدارین کی جانب دست مبارک سے اشارہ کیا۔ یہاں بن حکیم کا مکان تھا اور اس زمانہ میں اس جگہ فرات کا پانی جاری ہے پس حضرت نے فرمایا اے مفضل اس مقام پر قوم نوح نے اپنے بت یغوث ویعوق ونسر قائم کر رکھے تھے پھر حضرتؑ تھوڑی دور چل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے میں نے عرض کی اے آقا حضرت نوحؑ نے کتنے دن میں کشتی تیار کر لی تھی۔؟ حضرت نے فرمایا دو دَوروں میں بنا چکے تھے میں نے عرض کیا دو دَوروں کی کتنی مقدار ہوتی ہے؟ حضرت نے فرمایا اسّی برس میں نے عرض کیا کہ مخالفین تو یوں کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے کشتی پانسو برس میں بنائی تھی حضرت نے فرمایا کہ حاشا وکلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "وَوَحْيِنَا" (دیکھو صفحہ ۲۵۹ سطر ۴) **قول مترجم** صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ حدیث کے آخری فقرہ "وَوَحْيِنَا" میں دو احتمال ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو چیز کہ خدا کا حکم اور اس کی تعلیم سے تیار کی جائے اس کا زمانہ اس مدت (یا نسو سال) تک کیونکر طولانی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ اس مقام پر وحی کی سرعت و عجلت کے ساتھ تفسیر کی ہے اس لئے کہ لفظ وحی اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے پس محاورہ میں کہا جاتا ہے "اَلْوَحَا اَلْوَحَا" ممدودہ ومقصورہ دونوں کے ساتھ جس سے جلدی کرنا مراد ہوتا ہے اور دوسرا معنی سند کے مقام پر زیادہ چسپاں ہیں۔

میں نے عرض کی کہ اے مولا! یہ تو بتائیے کہ وہ تنور تھا۔ کہاں جس میں سے پانی ابلا تھا اس کا واقعہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ تنور ایک ایماندار بڑھیا کے گھر میں تھا جس کا مکان مسجد کے دہنے حصہ کے پیچھے قبلہ کی طرف تھا میں نے عرض کی کہ اب اس کا نشان کہاں ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ آج کل جہاں پر باب الفیل کا گوشہ ہے پھر میں نے عرض کی سب سے پہلے اسی تنور سے پانی ظاہر ہوا حضرت نے جواب دیا ہاں خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ قوم اپنی آنکھ سے علامت عذاب دیکھ لے پھر خدا نے ان پر موسلا دھار پانی برسایا اور زمین کے کل چشمے بھی جاری کر دیئے پس ان سب کو تو خدائے تعالیٰ نے ڈبو دیا اور حضرت نوحؑ کو مع ان کے ہمراہیوں کے جو کشتی میں تھے غرق ہونے سے بچا لیا میں نے عرض کیا نوح علیہ السلام کو کشتی میں کتنے دن لگے کہ پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ اور وہ کشتی سے برآمد ہوئے؟ حضرت نے فرمایا سات شبانہ روز۔ اور حضرت نے سات دن تک بیت اللہ کا طواف کیا بعد ازاں کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔ یہ اس دریائے فرات کا منبع ہے جو کوفہ کے پاس بہتا ہے میں نے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں مسجد کوفہ تھی؟ حضرت نے فرمایا وہ انبیاءؑ خدا کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جب حضور سرور عالم شب معراج یہاں وارد ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنے پدر بزرگوار آدم علیہ السلام کی مسجد میں اتریے کہ انبیاء علیہم السلام کا مصلےٰ ہے پس وہ جناب اتر پڑے اور نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

عبد الحمید ابن دیلم نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہمراہ کشتی میں جانوروں کے آٹھ جوڑے لئے تھے جن کی خبر خدا نے قرآن میں دی ہے۔ "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ" (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۲۲ سطر ۴) (کشتی میں) آٹھ جوڑے تھے دو جوڑے بھیڑ کے تھے۔ ایک اہلی جسے آدمی پالتے ہیں دوسرا وحشی جو پہاڑوں میں رہتے ہیں شکار اس کا حلال ہے دو جوڑے بکری کے تھے ایک پالتو جسے آدمی پرورش کرتے ہیں دوسرا جنگلی وہ ہرن کا سا گھر ہے۔ جو صحرا میں رہتا ہے گائے کے بھی دو جوڑے تھے۔ ایک پالتو دوسرا نیل گائے اونٹ کے بھی دو جوڑے تھے ایک بختی دوسرا عربی اور ہر قسم کے پرندے بھی تھے پالتو بھی اور جنگلی بھی بعد اس کے تمام زمین ڈبو دی

تھی (سوائے بیت اللہ کے)

ابوبصیر کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کہ خداوند عالم نے قوم نوحؑ کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس برس پہلے عورتوں کو بانجھ بنا دیا پھر ان میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا پس نوحؑ کشتی تیار کر چکے تو خدا کا حکم پہنچا کہ سریانی زبان میں آواز دو۔ جونہی حضرت نوحؑ نے پکارا سارے وحشی اور حیوان حاضر ہو گئے پس حضرت نوحؑ نے حیوان کی ہر جنس سے دو دو جوڑے اپنی کشتی میں رکھ لئے اور تمام دنیا میں کل اسّی آدمی ایمان لائے تھے ان کو بھی سوار کر لیئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۔ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۹ سطر ۱) (جب تنور نے جوش کھایا تو) ہم نے کہدیا کہ اس کشتی میں ہر ہر قسم کا ایک ایک جوڑا لے لو اور اپنے کل اہل و عیال کو سوار کر لو سوائے ان کے جن کے بر خلاف پہلے ہی ہمارا حکم ہو چکا ہے اور جو ایمان لایا ہے (اسے بھی بٹھا لو) حالانکہ ان کے ساتھ بہت کم ایمان لائے تھے وہ کشتی مسجد کوفہ سے جاری ہوئی تھی۔ جب قوم نوحؑ کے ہلاک کئے جانے کا دن آیا زوجہ نوح اس مقام پر روٹی پکا رہی تھی جو مسجد کوفہ میں التنور کے ساتھ معروف ہے حضرت نوحؑ نے کشتی میں ہر جنس حیوان کے لئے جدا جدا درجے بنائے تھے ان میں ہر ایک کے کھانے پینے کا سامان بھی رکھ لیا تھا جب تنور سے پانی ابلنے لگا تو حضرت نوحؑ کی زوجہ چیخنے لگیں پس حضرت نوحؑ تنور کے پاس آئے اور اس پر مٹی رکھ کر مہر کر دی تا اینکہ تمام حیوانات کو سفینہ میں داخل کر لیا پھر آپ دوبارہ تنور کے پاس آئے اور مہر اپنی توڑ دی اور مٹی اس سے ہٹا دی آفتاب کو گہن لگا آسمان سے بغیر قطروں کا موسلادھار پانی پڑنے لگا زمین سے چشمے کھل گئے چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اس واقعہ کی یوں خبر دیتا ہے۔ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝ اس وقت حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۶۰ سطر ۱) جب سب لوگ سوار ہو گئے تو کشتی چل نکلی۔ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا کہ وہ کبھی گرتا ہے کبھی کھڑا ہوتا ہے فرمایا اے فرزند! تو بھی ہمارے ساتھ ہو جا کافروں کا ساتھ نہ دے اس نے کہا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے ڈوبنے سے بچالے گا حضرت نوحؑ نے فرمایا آج کے دن خدا کے عذاب سے کوئی بچنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر خدا رحم فرمائے (جب) حضرت نوحؑ نے (اپنے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو) اپنے پروردگار کو پکار کر عرض کیا اے میرے اللہ میرا بیٹا میرے اہل میں داخل ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ارشاد باری ہوا اے نوحؑ! وہ تمہاری اولاد سے نہیں ہے کیونکہ وہ بدچلن ہے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو۔ اس کی بابت تم مجھ سے سوال نہ کرو کہیں تم جاہلوں میں شامل نہ ہو جاؤ حضرت نوحؑ نے عرض کیا پروردگار ضرور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے میں ایسی بات کی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اگر تو مجھے معاف کرے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا پس موج ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور نوحؑ کا بیٹا ڈوب گیا امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موجوں کے تھپیڑوں نے کشتی کو چلایا یہاں تک کہ وہ مکہ معظمہ پہنچی اور خانہ کعبہ کے اس نے سات دورے کئے تمام دنیا پانی میں ڈوب گئی تھی مگر خانہ کعبہ کا مقام غرق نہ ہوا تھا اسی لئے اس کا نام بیت عتیق ہوا کہ وہ ڈوبنے سے آزاد (محفوظ) کیا گیا۔ اور چالیس روز تک آسمان سے پانی پڑتا رہا اور زمین سے چشمے ابلے یہاں تک کہ کشتی بلند ہو گئی اور آسمان کے دروازے کھل گئے حضرت نوحؑ نے ہاتھ اٹھا کے دعا مانگی خدایا اب تو اس پانی کو روک دے پس خدائے تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی پی لے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خبر دیتا ہے کہا گیا اے زمین تو اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان تو رک جا۔ تمام پانی سکھا دیا گیا۔ معاملہ طے کر دیا گیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی زمین نے اپنے پانی کو اتار لیا جب ہی آسمان کے پانی نے اس میں داخل ہونا چاہا تو زمین نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے یہ حکم ہے کہ میں اپنا پانی کھینچ لوں پس آسمان کا پانی روئے زمین پر باقی رہ گیا اور کشتی نوح کوہ جودی پر جو موصل کے قریب ایک بڑا پہاڑ ہے ٹھہر گئی پس خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امین کو بھیجا انھوں نے وہ پانی ان سمندروں میں پہنچا دیا جو دنیا کے گرداگرد ہیں حضرت نوحؑ کو یہ حکم ہوا اے نوحؑ! تم اور جو گروہ تمہارے ساتھ ہے کشتی سے اترو کہ تم پر اور تمہارے ساتھ والوں پر ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں اور ان ہی میں سے کچھ گروہ ایسے ہوں گے جن کو ہم عنقریب نفع پہنچائیں گے پھر ہماری طرف سے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ پس نوحؑ علیہ السلام اسّی آدمیوں سمیت موصل میں کشتی سے اتر پڑے اور بلدۃ الثمانین اسی جگہ آباد کیا۔

قمیؒ نے طوفان نوحؑ کا واقعہ یوں لکھا ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نوحؑ نے اپنی قوم کو تین سو برس تک خدا کی طرف بلاتے رہے اور ہدایت کرتے رہے مگر کسی نے ان کا کہا نہ مانا پس ان جناب نے ان لوگوں پر بددعائے بد کرنے کا ارادہ کیا تو طلوع آفتاب کے قریب فرشتوں کے بارہ ہزار گروہ پہلے آسمان سے ان کے پاس آموجود ہوئے حضرت نوحؑ نے ارشاد کیا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم بارہ ہزار گروہ ملائکہ آسمان اوّل کے رہنے والے ہیں آسمان دنیا کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور اسی قدر زمین سے آسمان دنیا تک فاصلہ ہے طلوع صبح کے وقت ہم وہاں سے چلے تھے۔ اس وقت ہم آپ کے پاس پہنچ گئے ہم سب آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کو بددعا نہ کریں حضرت نوحؑ نے فرمایا میں نے ان کو تین سو برس کی مہلت دی پس جب چھ سو سال گزر گئے۔ اور یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان پر بددعا کرنے کا قصد کیا۔ اتنے میں دوسرے آسمان سے بارہ ہزار فرشتوں کی جماعت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آنجنابؑ نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم بارہ ہزار قبیلے دوسرے آسمان کے ہیں (یہ ملحوظ خاطر رہے کہ) دوسرے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور اسی قدر آسمان دنیا سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے آسمان دنیا کی موٹائی بھی پانسو برس میں طے ہوتی ہے اور اتنی ہی مسافت آسمان دنیا سے زمین تک ہے ہم سب طلوع آفتاب کے وقت وہاں سے چلے تھے۔ چاشت کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ہماری استدعا آپ سے یہ ہے کہ آپ اپنی قوم کے لئے بددعا نہ فرمائیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا میں نے انکو تین سو برس کی اور مہلت دی جب نو سو برس ہو گئے اور ایمان نہ لائے تو ان کے لئے بددعا کا قصد کیا۔ خدا نے حضرت نوحؑ کو وحی کی۔ اے نوح تمہاری قوم میں سے جو ایمان لا چکے وہ لا چکے اب کوئی بھی ایمان نہ لائے گا پس جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس سے تم رنجیدہ نہ ہو اس وقت نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو زمین پر کافروں سے کسی ایک بسنے والے کو بھی نہ چھوڑ کہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا۔ تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور بدکار کفار ان کی اولاد میں پیدا ہوں گے۔ پس خدا نے حکم دیا اے نوحؑ! تم خرمے کے درخت لگاؤ یہ حکم پاتے ہی وہ حضرت خرمے کے درخت لگانے میں مصروف ہو گئے ان کی قوم کے لوگ ادھر سے گزرتے تھے اور مسخرا پن اور مذاق کرتے تھے۔ اور وہ لوگ کہتے تھے اس بوڑھے کو دیکھو کہ نو سو برس کی عمر میں اب باغ لگانے بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی وہ ملاعنہ ان جناب پر پتھر پھینکتے تھے۔ پس جب پچاس برس اور گزر گئے۔ خرمے کے درخت بڑے ہو کر اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ تو خدا نے ان کو کاٹنے کا حکم دیا (یہ حال دیکھ کر) انھوں نے ہنسی اڑائی۔ کہ یہ درخت تو رسیدہ ہو گئے تھے (انھیں کیوں برباد کر دیا) اس واقعہ کی خدا خبر دیتا ہے کہ جب قوم نوح انکی طرف سے گزرتی تھی۔ تو ان سے مسخرا پن کیا کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے کہا اگر تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ (کہ کسی وقت) ہم بھی تم سے یونہی ہنسی کریں گے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ پس خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اور تعلیم کے لئے جبرئیلؑ کو انکے پاس بھیجدیا۔ اور زمین میں اس کشتی کا طول بارہ سو ہاتھ کا تھا اور اس کا عرض آٹھ سو ہاتھ اور اونچائی اسّی ہاتھ کی تھی۔ نوح علیہ السلام نے درگاہ خدا میں عرض کی اے میرے پروردگار کشتی کے بنانے میں کون میری مدد کرے گا؟ ارشاد باری ہوا اے نوحؑ اپنی قوم سے کہو جو ہماری کشتی کے بنانے میں ہاتھ بٹائے گا اور بڑھئی کا کام کرے گا۔ تو اسے چاندی اور سونا مزدوری میں ملے گا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بھی آواز دی۔ وہ لوگ مزدوری کے لئے آ گئے کام بھی کرتے تھے۔ اور مذاق بھی اڑاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دیکھو یہ خشکی میں کشتی بناتے ہیں۔

الاکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم پر عذاب نازل ہونے کی خدا سے درخواست کی تو خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ جبرئیلؑ حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ خرمے کی سات گٹھلیاں تھیں جبرئیلؑ نے عرض کیا یا نبی اللہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ لوگ میری مخلوق اور بندے ہیں میں ان کو اپنے عذاب سے اس وقت ہلاک کروں گا۔ کہ ان کو دوبارہ ہدایت کی جائے اور ان پر حجت تمام کر دی جائے پس تم اپنی قوم کی نصیحت میں پھر کوشش کرو۔ میں تمہیں اس کا ثواب دوں گا۔ اور تم یہ گٹھلیاں بو دو۔ کہ تم کو ان کے بنانے اور رسیدہ ہونے اور پھل لانے کے زمانے تک اس مصیبت سے نجات اور رہائی حاصل ہو گی۔ اور تم اس کی ان لوگوں کو بھی خوشخبری دیدو۔ جو تم پر ایمان لائے ہیں پس جب درختوں کے کلّے پھوٹے اور وہ سخت ہو گئے۔ اور کمال کو پہونچ گئے۔ اور بہت دنوں کے بعد اس پر پھل لگے۔ تو حضرت نوحؑ نے خدائے تعالیٰ سے وعدہ وفائی کی درخواست کی۔ ارشاد باری ہوا اب تم ان درختوں کی گٹھلیاں لگاؤ۔ کچھ زمانہ تک اور صبر کرو اس قوم کو مکرّر ہدایت کر کے حجت تمام کر لو۔ پس حضرت نوحؑ نے ان لوگوں کو خبر دی۔

(کہ اب کی دفعہ عذاب آئے گا) یہ خبر سن کر تین سو آدمی مرتد ہو گئے (ایمان سے پھر گئے) اور کہنے لگے کہ نوح علیہ السّلام کا دعویٰ سچا ہوتا تو اس کا پروردگار وعدہ خلافی نہ کرتا پس خداوند عالم ہر دفعہ نیا باغ لگانے کا حکم دیتا رہا یہانتک کہ سات مرتبہ باغ لگائے اور ہر دفعہ ایماندار وں میں سے ایک ایک گروہ مرتد ہوتا رہا تا اینکہ ستّر آدمی اسلام پر باقی رہ گئے۔ اس وقت خداوند عالم نے وحی کی اے نوحؑ اب رات اور دن میں فرق ہو گیا تمہاری آنکھوں کے سامنے حق ظاہر ہو گیا جن کی اصلیت بُری تھی وہ دین سے پھر گئے پس اس وقت میں اگر کفّار کو ہلاک کر دیتا تو یہ مرتد ہو نیوالے جو (ظاہر میں) ایمان لا چکے تھے باقی رہ جاتے تو میں نے تم سے تمہاری قوم کے خالص مومنوں اور توحید کے ماننے والوں کیلئے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ کیسے ٹھیک ہوتا کہ میں تمہاری نبوت کے ماننے والوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بناؤں گا اور دین کے اظہار کی انھیں قدرت دوں گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دوں گا تاکہ شرک و کفر کے دور ہونے سے وہ میری اچھی طرح عبادت کر سکیں پس جب کہ میں ان مرتدوں کے ضعفِ اعتقاد اور خباثتِ طینت اور بد باطنی سے جس کا انجام نفاق اور طرح بطرح کی گمراہی ہے بخوبی واقف تھا تو ایسے لوگوں کو کیونکر خلیفہ بناتا اور کیسے قدرت و امان دیتا اور جب کہ خلیفہ بناتے وقت مومنین کو حکومت ملنے کی ان کو خبر ہو جاتی تو مومنین کے دشمن انکو ہلاک کر دیتے اس وقت ظالموں کی بُری رسمیں رواج پا جاتیں اور ان کا نفاق مستحکم ہو جاتا ان کے دلوں کی گمراہی کا رنج ہیجان میں آتا اپنے بھائیوں سے کھُلّم کھُلّا عداوت رکھتے اور طلب حکومت و ریاست پر ان سے لڑتے پھر کیونکر مومنین کو اجرائے دین پر قدرت ہوتی اور لڑائی جھگڑوں میں فتنہ و فساد برپا ہونے میں ہرگز ان کا فرمان جاری نہ ہوتا پس اب تم ہمارے روبرو ہماری وحی کے موافق کشتی تیار کر لو۔

قمیؔ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے جب کہ خداوند عالم نے قوم نوحؑ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس برس پہلے عورتوں کو بانجھ بنا دیا اس عرصہ میں کوئی بچّہ پیدا نہ ہوا پس جب حضرت نوحؑ کشتی بنا چکے تو حکم خدا ہوا اے نوحؑ اب تم سُریانی زبان میں ایک آواز لگا دو کہ تمام جانور تمہارے پاس آجائیں گے۔ جونہی ان جناب نے آواز دی سارے حیوانات آموجود ہوئے پس حضرت نوحؑ نے ہر جنس میں سے سوائے بلّی اور چوہے کے دو دو جوڑے کشتی میں بٹھا لیے جب آدمیوں نے جانوروں کے گوبر اور بیٹ اور فضلۂ انسان کی جناب نوحؑ سے شکایت کی تو ان حضرت نے سؤر کو بلا کر اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اسے چھینک آئی تو اس کی ناک سے (بقدرتِ خدا) ایک جوڑا چوہے کا گر پڑا پس جب چوہوں کی نسل پھیلی اور وہ نقصان دینے لگے تو یہ حال ان لوگوں نے جناب نوحؑ سے بیان کیا حضرت نے شیر کو طلب فرما کے اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کے پھیرتے ہی اسے چھینک آئی تو اس کی ناک سے ایک جوڑا بلّی کا (بقدرتِ خدا) نکل پڑا۔ دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت نوحؑ سے فضلہ کے بکثرت ہو جانے کی شکایت کی تو ان جناب نے ہاتھی کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا کہ چھینک کے ساتھ سؤر کا جوڑا اس کی ناک سے نکل پڑا۔

علل الشرائع میں ہے جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے کسی نے پوچھا یا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ بھیڑ کی شرمگاہ برہنہ ہے اور دم اس کی چھوٹی ہے (اور دُنبہ کے چکتی ہوتی ہے) حضرتؑ نے فرمایا جس وقت نوحؑ نے بھیڑ کو کشتی میں داخل کرنا چاہا تو یہ رک گئی پھر اُسے دھکیلا تو اس کی دم ٹوٹ گئی اور دُنبہ جلدی سے کشتی میں چلا گیا حضرت نوحؑ نے اس کی شرمگاہ پر ہاتھ پھیرا پس اس کی دُم کی جگہ چکتی نمودار ہو گئی۔ الخصال میں حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام نے کشتی میں نوّے (۹۰) حجرے جانوروں کے واسطے بنائے تھے۔

**صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۳** کہ ہزار مرتبہ فرمایا ھَیْلُوْلِیَا اِلْقَا اِلْقَا یَا اَسْ یَا اِتْقِن۔ ہوا مناسب ہو گئی۔ اور کشتی ٹھیک ٹھیک چلنے لگی پس نوحؑ نے فرمایا کہ جس کلام نے مجھے غرق سے نجات دی وہ اس لائق ہے کہ کسی وقت مجھ سے جدا نہ ہو چنانچہ انھوں نے اپنی انگوٹھی پر وہی نقش کرا لیا جس کی عربی یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْفُ مَرَّۃٍ یَا رَبِّ اَصْلِحْ۔ احتجاج طبرسی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السّلام کشتی میں سوار ہوئے اور ان کو غرق کا خوف ہوا۔ تو انھوں نے یہ عرض کیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لِمَا اَنْجَیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ (یا اللہ میں محمدؐ اور آل محمدؐ کے وسیلے سے تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ سے تو مجھے غرق سے بچا لے) ۱۲

**صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۴** اِبْنَہٗ کا اس سے مراد ہے کنعان۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کا بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ ان کی زوجہ کا بیٹا تھا جو ساتھ آیا تھا (یعنی مادر جلو تھا) اور بنی طے کی لغت کے بموجب زوجہ کے بیٹے کو جو ساتھ آئے (اِبْنُہٗ) کہتے ہیں چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین و جناب امام محمّد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ وہ اِبْنَہٗ قراءت فرماتے تھے اور ایک روایت کے بموجب اِبْنَھَا بھی ہے جس میں ضمیر مؤنث صاف ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۵** وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ ۔ یہ آیت فصاحت میں بہت ہی بڑھی ہوئی ہے خاصکر اپنے لفظوں کی عظمت کے سبب اور نظم کلام کی خوبی کے سبب اور باوجود اختصار کل واقعات پر دلالت کرنے کے باعث اور نیز اس سبب سے بھی کہ اس میں فعل مجہول استعمال کیا گیا ہے جو فاعل کی بزرگی پر دلالت کرتا ہے گویا وہ مخاطب کے نفس میں ایسا متعین ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں کیونکہ بوجہ اس علم کے کہ ان افعال پر سوائے اس کے کوئی قادر ہی نہیں ہو سکتا اس کا خیال کسی دوسرے کی طرف جا ہی نہیں سکتا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ کشتی پھرتی رہی اور موجیں اس کو تھپیڑے مارتی رہیں یہانتک کہ وہ مکۂ معظمہ پہنچی اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا حالانکہ اس وقت تمام دنیا سوائے بیت اللہ کے مقام کے ڈوب چکی تھی۔ اور اسی سبب اس مکان (یعنی کعبۃ اللہ) کا نام بیت العتیق ہوا کہ یہ غرق ہونے سے آزاد رہا پس چالیس دن آسمان سے موسلادھار پانی پڑتا رہا۔ اور زمین سے چشمے ابلتے رہے یہاں تک کہ کشتی بہت ہی بلند ہو گئی اس وقت نوحؑ نے ہاتھ بلند کر کے یہ کہا یَا رَحْمٰنُ اَتْقِنْ جس کا مطلب ہے کہ اے پروردگار اب احسان کر پس خدائے تعالیٰ نے وہ حکم دیا جو اس آیت میں ہے جس پر زمین اپنا پانی نگل گئی اور جب آسمان کے پانی نے زمین میں گھسنے کا ارادہ کیا تو زمین نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ مجھے باری تعالیٰ نے صرف اپنا پانی نگلنے کا حکم دیا ہے پس آسمان کا پانی زمین کے اوپر باقی رہ گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری جو علاقۂ موصل میں ایک بڑا پہاڑ ہے پھر خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جو پانی زمین کے اوپر ہے اس کو سمیٹ کر سمندر قرار دیدو جو دنیا کے گردا گرد ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۶** اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی نجات کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ تمہارے تابعین ہیں اور یہ تمہارے دین پر نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان تفسیر عیاشی اور العیون میں بروایت جناب امام رضا علیہ السّلام جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نوحؑ علیہ السّلام سے یہ فرمایا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کا مخالف تھا۔ اور جس نے نوح علیہ السّلام کا اتباع کیا اس کو ان کا اہل قرار دیا گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۹ نوٹ نمبر ۴** وَلَا تَرْکَنُوْٓا ۔ تفسیر مجمع البیان میں معصومین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ رُکون کے معنی ہیں محبّت اطاعت خیر خواہی اور رُکون کے لغوی معنی ہیں تھوڑا سا مائل ہونا اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت کے برخلاف کرنا اس شخص پر صادق آئے گا جو کسی بادشاہ دنیا کے پاس آتا جاتا ہو اور اس سبب سے اس کی بقا کا خواستگار ہو کہ وہ اپنے کیسہ سے اسے کچھ دیا کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۹ نوٹ نمبر ۵** فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہاں خلود اور دوام نہیں رکھا گیا۔ بلکہ جیسا ادنیٰ میلان تھا ویسے ہی تھوڑے زمانہ کے لئے عذاب بھی ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۹ نوٹ نمبر ۶** طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ۔ التہذیب میں جناب امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ دن کی دونوں طرفوں سے مراد ہے وقت فجر و مغرب اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے مراد نماز عشاء ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۹ نوٹ نمبر ۷** اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ :۔ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حدیث مشہور ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں سے انسان اجتناب کرتا ہے تو ایک نماز سے دوسری نماز کے عرصہ

میں جتنے گناہ صغیرہ ہوں گے نماز ان کا کفارہ ہو جائیگی امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر ایک نیکی ایک بدی کا کفارہ ہو جاتی ہے کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مومن کا نماز پڑھنا اس کے دن بھر کے گناہوں کو دھو دیتا ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں چار فضیلتیں ہوں گی۔ تو ان کے ہونے کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو ہلاک نہ کرے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اہل بیت کی محبت نہ رکھنے کے سبب ہلاک ہو۔ اوّل یہ کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے اور اس کو کرے پھر اگر اس نے وہ کام نہیں بھی کیا تو خدائے تعالیٰ اس کی نیک نیت کے سبب ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔ اور اگر کرلیا ہے تو کم از کم دس نیکیاں ضرور رکھے گا۔ دوم یہ کہ جب کوئی بندہ کسی بدی کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر وہ کچھ نہ کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں بھی کچھ نہ لکھے گا۔ اور اگر کچھ کر گزرا تو سات ساعت کی مہلت دی جائے گی اور کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے جو بائیں طرف رہتا ہے یہ کہتا ہے کہ ابھی اس کے اندراج میں جلدی نہ کر شاید کہ یہ اس کے بعد کوئی نیکی کرے جس سے یہ بدی محو ہو جائے یا اس کے بعد استغفار کرے پس تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر بعد اس بدی کے اس بندے نے کوئی نیکی کی تو بموجب اس آیت اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ کے وہ بدی نہیں لکھی جاتی اور چوتھی خصلت یہ ہے کہ اگر اس نے استغفار ان لفظوں میں کر لیا ؎ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ؎ تو اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو کیئے ہوئے سات ساعتیں گزر گئیں اور اس بندے نے نہ کوئی نیکی کی اور نہ یہ استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے یہ کہے گا کہ اس بدبخت محروم کے نامۂ اعمال میں یہ بدی درج کرو۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کوئی چیز نہیں ہے جس کا انجام گناہ سے زیادہ کھٹن اور خراب ہو اور جس سے جلد ندامت و پشیمانی حاصل ہو۔ اور نہ کوئی چیز نیکی سے بڑھ کر ہے۔ کہ جو گناہ کو جلدی سے مٹا دے۔ اور اس پر غالب آجائے مگر یہ ان گناہوں کو دور کرتی ہے۔ اور گراتی ہے۔ جو نامۂ اعمال میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور بندہ انکو بھول جاتا ہے۔ نیکی کا گناہ کو دور کر دینا قول باری تعالیٰ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ؕ سے ظاہر ہے۔

جمیل بن صالح سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (اے جمیل!) تم آدمیوں کے فریب اور دھوکے میں نہ پڑو اس لیئے کہ ان کی دھوکہ بازی کا بُرا اثر تم ہی پر ہوگا۔ اور رسائی زندگی کو ایسے ویسے کاموں میں بسر ہونے دو کہ تمہارے ساتھ ساتھ (خدا کا) نگہبان بھی رہتا ہے (جو تمہارے اعمال لکھ لیتا ہے) میں نے تو نیکی سے بڑھ کر ابھی تک کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ جو گناہان کبیرہ پر بہت جلد غالب آجائے۔ تم کو لازم ہے کہ تم عمل خیر کو چھوٹا نہ سمجھو کہ وہ بروز قیامت تمہیں خوش کر دیگا اور نہ کسی بُرے کام کو حقیر جانو کہ وہ فردائے قیامت تمہیں رنج دے گا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ؕ

ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے حاضرین سے خطاب فرمایا (اَيُّهَا النَّاسُ) تمہارے نزدیک قرآن مجید میں کونسی آیت ایسی ہے جو سب سے زیادہ بندوں کو رحمت خدا کی امیدوار بنانیوالی ہے؟ ایک نے کہا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۴) حضرتؑ نے فرمایا یہ ایک نیکی ہے یہ وہ آیت نہیں ہے بعض نے کہا یہ آیت ہے۔ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۷۰۴ سطر ۹) حضرتؑ نے فرمایا یہ بھی نیکی ہے وہ آیت نہیں (جو میں دریافت کرتا ہوں) بعض نے کہا یہ آیت ہے ‹ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ › (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۰۵ سطر ۸) حضرتؑ نے فرمایا یہ بھی حسنہ ہے وہ آیت نہیں ہے۔ سلام فرماتے ہیں یہ سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لیئے حضرتؑ نے فرمایا اے گروہ مسلمین! تمہیں کیا ہو گیا (کیوں جواب نہیں دیتے ہو؟) ان لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اب تو ہمیں اور کوئی آیت معلوم نہیں حضرتؑ نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے زیادہ امیدوار بنانیوالی کتاب خدا میں یہ آیت ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ط حضور سرور عالمؐ نے یہ آیت پوری تلاوت کر کے ارشاد کیا اے علیؑ! قسم ہے اس کی جس نے مجھے برحق بشیر و نذیر مقرر کیا ہے جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضائے وضو کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ظاہر و باطن کو (خدا کی طرف) متوجہ کرتا ہے تو جس وقت وہ اپنی نماز کو تمام کرے گا تو گناہوں سے اس طرح باہر آئے گا گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ کرے گا تو دوسری نماز میں اسکی وہی حالت ہو جائے گی یہانتک کہ ان جنابؐ نے پانچوں نمازیں شمار کیں اور فرمایا اے علیؑ! پنج وقتہ نماز میری امت کے لئے اس نہر جاری کی مانند ہے جو کسی کے دروازے پر بہتی ہو پس تم سمجھ لو کہ جس کے بدن میں میل کچیل ہو اور وہ ایک دن میں پانچ مرتبہ اس میں نہائے تو کیا اس کے بدن میں میل باقی رہے گا خدا کی قسم اسی طرح میری امت کو یہ پانچ وقت کی نماز (بشرط قبولیت) گناہوں سے پاک و صاف کر دیتی ہے۔

سماعہ بن مہران کہتا ہے کہ ایک پہاڑی آدمی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو بادشاہ (جابر) کے ملازموں سے کچھ مال ہاتھ لگا پس کچھ تو اس نے صدقہ میں دیا اور کچھ مال اپنے عزیزوں میں تقسیم کیا اور کچھ مال اسے حج بیت اللہ میں صرف کیا تاکہ اس کے گناہ معاف ہوں اور (ہر کام کے وقت) اس آیت کو پڑھ دیتا تھا۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ حضرتؑ نے فرمایا (یہ اس نے خطا کی) گناہ سے گناہ دور نہیں ہو سکتا بلکہ نیکی سے بدی زائل ہوتی ہے۔

**صفحہ ۲۸۰ نوٹ نمبر ۲** اور ستینوں کے چار امام ہیں مگر انھوں نے پورا مہ قائم کر دیا ۱۲

**صفحہ ۲۸۲ نوٹ نمبر ۴** اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ٭ ایک ضعیف روایت کے بموجب اس کہنے کا سبب یہ تھا کہ اس سرزمین میں بھیڑیئے بہت تھے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہے کہ تم کسی کو جھوٹ نہ بتاؤ ورنہ یہ جھوٹ تم ہی سے بولا جائے گا چنانچہ یعقوبؑ علیہ السلام کے بیٹے یہی نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا آدمی کو کھا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے والد ہی نے بتایا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے فراق میں اس لئے مبتلا کئے گئے کہ انھوں نے ایک موٹا تازہ دنبہ ذبح کیا تھا۔ اور ان کے پڑوس میں ایک شخص بھوکا تھا جس کو شام کو بھی کچھ میسر نہ آیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام اس کے حال سے غافل رہے اور اس کو کچھ نہ کھلایا جن کے درجے ہیں سو ان کو سوا مشکل ہے پڑوسی کے حق میں ذرا سی غفلت ہونے کے سبب درد فراق پس اس قدر مدت تک مبتلا رہے) اس کے بعد تو یہ حالت تھی کہ ہر روز ایک منادی ندا کیا کرتا تھا کہ جو روزہ سے نہ ہو وہ دن کا کھانا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دسترخوان پر چل کر کھائے۔ اور ہر شام کو ایک منادی ندا دیا کرتا تھا کہ جو روزے سے ہو وہ شام کا کھانا حضرت یعقوبؑ کے دسترخوان پر چل کر کھائے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۸۲ نوٹ نمبر ۵** فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسفؑ کو گھر سے لیکر چلے ہیں تو حضرت یعقوبؑ ان کے پیچھے تیز قدم گئے اور راستہ میں ان کو جا لیا اور یوسف علیہ السلام کو ان کے ہاتھ سے لیکر گلے لگایا اور خوب پیار کیا اور خوب روئے پھر بھائیوں کو دیدیا ادھر ان کا گھر کی طرف رُخ کرنا تھا کہ یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر خوب زور سے بھاگے کہ کہیں حضرت یعقوب علیہ السلام پھر نہ آئیں اور پھر ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار نہ کر دیں۔ غرض جب برادران یوسفؑ کو یقین ہو گیا کہ اب یعقوبؑ نہ آئیں گے تو وہ سب کے سب حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک بن میں (گنجان) درختوں کے نیچے لائے اور کہنے لگے اس درخت کے نیچے اسے مار کر ڈال دیں کہ رات کو بھیڑیا آکر کھا جائے گا بڑے بھائی (یہودا) نے کہا یوسفؑ کو قتل تو نہ کرو بلکہ تمہیں تو کچھ ایسا ہی کرنا ہے تو کسی گہرے کنویں میں اسے پھینک دو کہ اسے کوئی راہگیر اٹھالے جائے گا پس وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو ایک کنویں پر لائے اور ان کو اس کنویں میں ڈھکیل دیا ان کا گمان یہ تھا کہ یوسفؑ اس کے پانی میں ڈوب جائیں گے مگر جس وقت یوسفؑ کنویں کی تہ میں پہنچے تو اپنے بھائیوں کو آواز دیکر بولے کہ اے اولاد روبین! تم میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو میرا سلام کہدینا جس وقت ان کے کان میں یوسفؑ کی آواز پہنچی تو آپس میں کہنے لگے کہ جب تک یہ مر نہ جائے ہم کو یہیں ٹھہرا رہنا چاہیئے۔ پس وہ شام تک اسی جگہ موجود رہے۔ جب رات ہو گئی۔ تو گھر واپس گئے۔

تفسیر قمی میں یوں لکھا ہے کہ وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو ایک کنویں کے قریب لائے اور کنویں کی منڈیر پر بٹھا کے کہا اے یوسفؑ اپنا کرتہ اتار دے حضرت یوسفؑ یہ سن کر رونے لگے اور کہا اے بھائیو تم مجھے برہنہ نہ کرو پس ان میں سے ایک نے چھری نکال لی کے کہا اگر تو کرتہ نہ اتارے گا تو میں ضرور تجھے قتل کردوں گا یہ سن کر حضرت یوسفؑ ڈر گئے اور (جلدی سے) کرتا اتار دیا پس بھائیوں نے ان حضرتؑ کو کنویں میں پھینک دیا اور خود وہاں سے کنارے ہو گئے جب یوسف علیہ السلام تہہ میں پہنچے تو درگاہ خدا میں عرض کی اے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے معبود تو میری کمزوری اور بیچارگی اور بچپنے پر رحم فرما پھر قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا اور اس قول کو ابن طاؤس نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے کہ برادران یوسفؑ نے واپسی کے وقت کہا ہم اس کرتے کو خون میں لتھیڑ لیتے ہیں باپ سے کہدیں گے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا تو ان کے بھائی لاوی نے کہا (تمہاری رائے ٹھیک نہیں ہے) کیا ہم سب یعقوبؑ اسرائیل اللہ پسر اسحٰقؑ نبی اللہ بن ابراہیمؑ خلیل اللہ کے بیٹے نہیں ہیں کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اس خبر کو اپنے نبیوں سے پوشیدہ رکھے گا؟ (یہ سن کر) ان لوگوں نے کہا اچھا آپ ہی کوئی تدبیر اور بہانہ بتا دیجیے سب نے کہا چلو غسل کرکے نماز جماعت پڑھیں پھر خدائے تعالیٰ کی حضور میں تضرع و زاری دعا کریں کہ وہ اپنے نبیوں سے اس واقعہ کو پوشیدہ رکھے پس وہ لوگ اٹھے اور سب کے سب نہائے حضرت ابراہیم اور اسحٰق و یعقوب علیہم السلام کی شریعت کا یہ حکم تھا کہ نماز جماعت میں گیارہ آدمی سے کم نہ ہوں ان میں سے ایک امام بنے اور دس اس کے پیچھے نماز پڑھیں پس ان لوگوں نے کہا اب ہم کیا کریں کوئی امام تو ہے نہیں (نماز جماعت کیسے ہو؟) لاوی نے کہا خدا کو ہم اپنا امام بنائے لیتے ہیں غرض ان سب نے نماز پڑھی اور رو رو کے خدا سے دعا مانگی اے ہمارے پروردگار تو ہمارے اس معاملہ کو چھپالے۔

**صفحہ ۲۸۲ نوٹ نمبر ۶** وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ ہمارا مطلب اس کا یہ ہے کہ باوجود صغیر السن ہونے کے خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی نازل فرمائی جیسے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ وحی حضرت جبرئیلؑ کی معرفت آئی تھی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت یوسفؑ کا سن سات برس کا تھا۔۱۲

**صفحہ ۲۸۳ نوٹ نمبر ۴** کہ مجھے تم قتل تو نہ کرو اور جو جی چاہے کرو۔ تو وہ انھیں لیکر قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اسے بیچتے ہیں جس کا جی چاہے خرید لے ایک شخص نے انھیں بیس درہم میں خرید لیا۔ قول مترجم: اس قیمت کو خدائے تعالیٰ نے ثَمَنٍ بَخْسٍ فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں ناقص قیمت اور اصلی معنی ہیں حرام قیمت کیونکہ شخص آزاد کی قیمت لینا حرام ہے اور چونکہ حرام کے مال میں برکت نہیں ہوتی اس لیئے اس کو ناقص سے تعبیر کیا۔ شیخ عمر بن ابراہیم اوسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا اے جبرئیلؑ آیا تم باوجود اس قوت و طاقت کے کبھی تھکے بھی ہو؟ یعنی کبھی تم کو زحمت و مشقت بھی ہوئی ہے جبرئیلؑ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ تین مرتبہ میں تھکا ہوں اور بڑی محنت کرنی پڑی ہے پہلے اس دن جبکہ ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو مجھے حکم خدا ہوا بہت جلد میرے بندہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ اے جبرئیلؑ! میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم سے پہلے ابراہیمؑ آگ میں پہنچ گئے تو میں تمہارا نام دفتر ملائکہ سے کاٹ دونگا۔ پس میں یہ (حکم پاتے ہی) نہایت تیزی سے اترا اور ایسے وقت میں ابراہیمؑ کو جالیا کہ وہ آگ اور ہوا کے مابین تھے۔ پس میں نے عرض کیا اے ابراہیمؑ! اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا خدا سے ضرور ہے مگر تم سے نہیں۔ دوسرے اس دن جب کہ ابراہیمؑ اپنے فرزند اسماعیلؑ کے ذبح کرنے پر مامور ہوئے تو بھی مجھے حکم ہوا اے جبرئیلؑ! جلد جا۔ اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری چل گئی تو میں تمہارا نام فرشتوں کے دفتر سے مٹا دونگا۔ پس میں جلدی سے اترا اور چھری کو الٹ کر دنبہ اس کے نیچے ڈال دیا۔ تیسرے اس دن کہ یوسفؑ کنویں میں پھینکے گئے کہ میرے پاس خدا کی وحی آئی۔ اے جبرئیلؑ! یوسفؑ کی جلد خبر لو۔ اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تمہارے جانے سے پہلے یوسفؑ کنویں کی تہہ میں پہنچ گیا تو میں تمہارا نام دفتر ملائکہ سے محو کردوں گا۔ پس میں بہت جلد اترا اور ہوا میں یوسفؑ کو جالیا۔ اور ایک پتھر جو کنویں کی تہہ میں تھا۔ یوسفؑ کو با آرام بٹھا دیا۔ اور بسلامت ان کو اتار دیا۔ پس میں تھک گیا (یا رسول اللہ) اس کنویں میں سانپ اور اژدہے بہت سے تھے۔ جس وقت انھیں یوسفؑ کی آہٹ معلوم ہوئی تو آپس میں کہنے لگے خبردار اب نہ نکلنا۔ کہ نبی کریم یہاں نازل ہوا ہے اور ہمارے مکان میں اترا ہے۔ یہ سن کر کوئی بھی اپنے بھٹوں سے باہر نہ نکلا۔ مگر ایک اژدہا برآمد ہوا۔ اور یوسفؑ کے ڈسنے کا ارادہ کیا۔ تو میں اُن پر چلایا جس کی وجہ سے اُسکے کان قیامت تک کے واسطے بہرے ہو گئے۔

کسی کے جواب میں عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب حضرت یوسفؑ کنویں کی تہہ میں ٹھہر گئے اور موذی جانوروں سے وہ مطمئن ہو گئے تو اپنے بھائیوں کو آواز دے کر کہنے لگے ہر شخص اپنی موت کے وقت وصیت کیا کرتا ہے میں بھی تم سے وصیت کرتا ہوں کہ جب تم اپنے مکان کو واپس جاؤ تو میری تنہائی کو اور جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو وحشت کو۔ جب تم کھانا کھاؤ تو میری بھوک کو۔ اور جب پانی پیو تو میری پیاس کو اور جب تم کسی نوجوان کو دیکھو تو میری نوجوانی کو یاد کرلینا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے یوسفؑ خاموش ہو جاؤ۔ (ایسی باتیں نہ کرو بلکہ) خدا سے دعا مانگو اور کہو۔ یَا کَاشِفَ کُلِّ کُرْبَةٍ وَّیَا مُجِیْبَ کُلِّ دَعْوَةٍ وَّیَا جَابِرَ کُلِّ کَسِیْرٍ وَّیَا حَاضِرَ کُلِّ بَلْوٰی وَیَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ وَّیَا صَاحِبَ کُلِّ غَرِیْبٍ وَّشَاهِدَ کُلِّ نَجْوٰی اَسْئَلُكَ بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَنْ تَجْعَلَ فِیْ قَلْبِیْ حُبَّكَ حَتّٰی لَا یَكُوْنَ لِیْ هَمٌّ وَّشُغْلٌ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ (اے دکھ درد کے دور کرنے والے! اے دعا کے قبول کرنے والے اے شکستہ کے جوڑنے والے! اے ہر بلاؤں میں حاضر! اے تنہا کے مونس! اے مسافر و آوارہ وطن کے ساتھی! اے مناجات کے وقت موجود! لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ کا صدقہ دیکر میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے کام میں خوشی عطا کر اور مجھے یہاں سے نکال اور اے کل مہربانوں سے زیادہ مہربان! تو اپنی رحمت سے میرے دل میں اپنی محبت اتنی ڈالدے کہ مجھے تیری یاد کے سوا کوئی فکر و شغل نہ ہونے پائے) پس فرشتوں نے درگاہ خدا میں عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم دعا اور آواز کو سن رہے ہیں یہ آواز تو کسی نبیؑ کی آواز معلوم ہوتی ہے اور یہ دعا بھی کسی نبیؑ کی دعا ہے ارشاد باری ہوا یہ میرا نبی یوسفؑ ہے جو دعا کر رہا ہے خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی اے جبرئیلؑ یوسفؑ سے کہدو۔ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ ضرور بالضرور (ایک وقت) اُن کا یہ فعل تم خود انکو جتلاؤ گے اور وہ پہچانتے نہ ہوں گے۔

**صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۱** پس نتیجہ خود ابلیس کے اقرار سے یہ نکلا کہ اس نے یوسفؑ کو اغوا نہیں کیا۔ اور ہم یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ جاہل جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ شبہات پیدا کرتے ہیں اگر یہ خدا کے دین کے پیرو ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و عصمت کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی شہادت قبول کریں اور اگر شیطان کے چیلے چانٹوں میں سے ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و طہارت کے بارے میں ابلیس ہی کی شہادت قبول کرلیں۔۱۲

**صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۲** شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو الہام کیا کہ انھوں نے عزیز مصر سے یہ کہدیا کہ یہ لڑکا اس امر کی گواہی دے گا کہ اس عورت نے خود مجھے پھسلانا چاہا تھا چنانچہ عزیز مصر نے اس لڑکے سے دریافت کیا اور خدائے تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خاطر سے اس لڑکے کی جو ابھی گہوارے میں تھا۔ زبان کھول دی۔۱۲

**صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۳** اِنَّ کَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کا مکر شیطان کے مکر سے بڑھا ہوا ہوتا ہے اس لئے کہ سامنے ہونے کے سبب ان کی چال کا اثر دل و دماغ پر زیادہ پڑتا ہے اور شیطان چونکہ دکھائی نہیں دیتا اس لئے اس کا مکر وسوسہ ہی ہوتا ہے۔۱۲

**صفحہ ۲۸۵ نوٹ نمبر ۶** کہ مجھ پر آج تک جو مصیبتیں پڑی ہیں وہ محبت ہی کے سبب پڑی ہیں خالہ محبت رکھتی تھیں تو انھوں نے مجھے چور بنایا تھا باپ محبت رکھتے تھے تو بھائیوں نے حسد کیا عزیز مصر کی بیگم نے محبت کی تو قید کرایا (اور تم نے محبت کی تو خدا جانے کیا آفت آئے گی) جب یوسف علیہ السلام زندان میں تھے تو خدا سے شکایتاً یہ عرض کی کہ میں قید کا مستحق کیوں قرار دیا گیا؟ جواب میں وحی آئی کہ تم نے خود اسے اختیار کیا ہے جب یہ کہا اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ اس وقت تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ۔ اَلْعَافِیَةُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بڑے رونے والے پانچ ہوئے ہیں از انجملہ یوسفؑ ہیں کہ وہ حضرت یعقوبؑ کے لئے یہاں تک روئے کہ تمام قیدی ان کے رونے سے تنگ آگئے اور اُن سب نے کہا کہ یا تو تم رات میں رو لیا کرو اور دن میں خاموش رہو یا دن میں رو لیا کرو اور رات کو خاموش رہا کرو۔ آخر ان میں سے کسی ایک پر مصالحت کرلی کافی میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین یوسفؑ کے پاس آئے جب وہ زندان میں تھے اور کہا کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ پڑھ لیا کریں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ (یا اللہ میرے لئے کشائش اور اس بلا سے نکلنے کا راستہ قرار دے اور رزق وہاں سے بھی پہنچا جہاں سے میرا گمان ہے اور وہاں سے بھی جہاں سے میرا گمان نہیں ہے)۔۱۲

**صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۲** يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ یعنی یَعْصِرُونَ کو معروف پڑھا جیسا کہ آپ موجودہ قرآن میں دیکھتے ہیں حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر وہ کیا نچوڑیں گے آیا خمر نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کی یا امیر المومنین پھر میں اسے کیونکر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمائی ہے ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُعْصَرُونَ یعنی یُعْصَرُونَ کو مجہول بتلایا جس کے معنی میں یہ فرمایا کہ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا۔ اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا (اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا) **قول مترجم**: معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خوار خلفاء کی خاطر یُعْصَرُونَ کو یَعْصِرُونَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کے معرفت آسان کر دی ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر کا حق ہے اور ان ہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدا تعالیٰ پڑھا جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۳** فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ : اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے حکم سے فوراً چلے آنے میں دیر کی اور یہ چاہا کہ شہر کی عورتوں سے سوال اور ان کا تفتیش حال ہو جائے تاکہ بادشاہ پر ان کی صفائی بھی ظاہر ہو جائے اور یہ بھی کھل جائے کہ ناحق قید کئے گئے اور انھوں نے عزیز مصر کی زوجہ کا خود ذکر نہیں کیا باوجودیکہ اس کی طرف سے ان کے حق میں اس قدر زیادتی ہو چکی تھی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو ذاتی کرم اور دوسرے محسن کے احسان کی رعایت۔ ۱۲

**صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۴** اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ : یہ خود زلیخا کا بیان ہے اور اس پر کسی مزید شہادت کے لانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جب ایک فریق خود قبول کرے کہ اس کا مخالف حق پر ہے اور وہ خود باطل پر تو پھر کسی اور شہادت کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

**صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۵** اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ : تفسیر قمی کے بموجب یہ آیت اور اس سے اگلی آیت جو تیرھویں پارہ کی ابتدا ہے زلیخا کے قول کا تتمہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کہا اس غرض سے کہا کہ یوسفؑ یہ جان لیں کہ جب ان کی غیبت میں ان کی نسبت مجھ سے سوال کیا گیا تو میں نے ان پر کوئی جھوٹ نہیں کہا حالانکہ میں اپنے آپ کو خیانت سے بری نہیں جانتی کیونکہ جب میں نے ان پر تہمت باندھی تھی اور جھوٹ بولی تھی تو میں نے ضرور خیانت کی تھی۔ ۱۲

## پارۂ دوازدھم ختم شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ سیزدہم ۱۳

**صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۲** اخلاق میں ہے کہ یعقوبؑ نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسفؑ اس وقت سے تمہارا غلام ہے مگر اس شرط پر کہ نہ تم اسے بیچو اور نہ کسی کے ہاتھ ہبہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ میں آپکی بات اس شرط پر قبول کرتی ہوں بلکہ اسے آزاد کرتی ہوں کہ آپ سے میرے پاس سے نہ لے جائیں چنانچہ اسی پر معاملہ طے ہوگیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۳** اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ٭ ظاہر کلام تو یہ ہے کہ تمہاری خواہش کے بموجب اُس کے سوا جس کے پاس ہمارا مال نکلا ہے کسی دوسرے کو لے لیں تو تمہارے خیال میں بھی ہم ظالم ہوں گے اور باطن یہ ہے کہ چونکہ خدا نے ہم کو اپنی مصلحتوں کے سبب جن کا علم اسی کو ہے یہ حکم دیا ہے کہ ہم بنیامین کو روک لیں اگر کسی دوسرے کو بجائے اس کے رکھیں گے۔ تو ہم ظالم یعنی نافرمان ثابت ہوں گے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ یہ نہیں کہا اِلَّا مَنْ سَرَقَ مَتَاعَنَا (سوائے اس کے جس نے ہمارا مال چرایا)۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۴** كَبِيْرُهُمْ ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے بڑے بھائی کا نام یہودا تھا اور تفسیر قمی میں ہے کہ بڑے کا نام لاوی تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۳ نوٹ نمبر ۵** فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوسفؑ کے اور بھائی تو اپنے والد کے پاس گئے اور یہودا باقی رہ گئے یہ بنیامین کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لئے پھر حضرت یوسفؑ کے پاس آئے بات دونوں میں بڑھی یہاں تک کہ یہودا کو غصہ ہو آیا اور یہودا کے شانوں پر کچھ بال تھے جو غصہ کے وقت کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور ان سے خون ٹپکنے لگتا تھا یہاں اولاد یعقوبؑ میں سے اس وقت کوئی چھو دیتا تو غصہ جاتا رہتا۔ حضرت یوسفؑ کا چھوٹا بیٹا اس وقت سونے کے انار سے کھیل رہا تھا جب حضرتؑ نے یہودا کی یہ حالت دیکھی بچے کے ہاتھ سے انار لیکر یہودا کی طرف لڑھکا دیا بچہ وہ انار لینے کے لئے اس طرف دوڑا اور اس حالت میں یہودا کو بھی چھو دیا ان کا غصہ فوراً جاتا رہا یہودا کے دل میں شک تو ہوا مگر کچھ سمجھ نہ سکے سا و رحضرتؑ سے یہودا نے یہ بھی کہا کہ اس گھر میں کوئی شخص اولاد یعقوب علیہ السلام سے ہے المختصر تین مرتبہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۳** اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا ٭ یہ قمیص اصل میں حضرت ابراہیمؑ کا تھا اور یعقوبؑ رلد میں تھے تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی وغیرہ میں اس کرتے کے متعلق جو روایتیں ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کا کپڑا تھا اور جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تھے تو ان کو پہنایا گیا تھا خاصیت اسکی یہ تھی کہ اس کے پہننے والے کو نہ گرمی ضرر پہنچا سکتی تھی۔ نہ سردی۔ اپنے آخر وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو پہنا دیا تھا اور حضرت اسحٰقؑ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور جب یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کو پہنا دیا گیا اور یوسف علیہ السلام پر جو واقعات گزرے ان سب حالتوں میں ان کے بازو پر رہا اور جب یوسفؑ نے اسے مصر سے بھیجنا چاہا ہے تو تعویذ سا اسے نکالا اسی وجہ سے حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کو جو فلسطین میں تھے اس کی خوشبو پہنچ گئی کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آخر وہ قمیص کہاں گیا۔ فرمایا جو اس کے اہل تھے اُن کے پاس ہے اور جب قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے۔ تو ان کے پاس ہوگا پھر فرمایا جس نبی نے جو کچھ ورثہ چھوڑا علم ہو یا تبرک وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آل محمد علیہم السلام تک پہنچ گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۴** لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ٭ لفظی معنی یہ ہیں اگر تم مجھے فند سے منسوب کرو اور فند کے معنی ہیں عقل کی کمی جو بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے سے عارضی ہوتی ہے (جس کو ہندوستان کے محاورہ میں سٹھیا جانا سترا بہترا کہتے ہیں)۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۵** اَلْبَشِيْرُ ٭ الاکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ خوشخبری لانے والا یہودا حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۶** فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جبرئیل امینؑ نے یعقوبؑ کو یہ دعا تعلیم کی تھی اور یہ عرض کی تھی کہ اس دعا کے ساتھ دعا مانگنے سے خدائے تعالیٰ آپکی بصارت بھی لوٹا دے گا اور بیٹوں سے بھی ملا دے گا۔ چنانچہ رات کو یہ دعا پڑھی اور صبح سے پہلے یہ خوشخبری پہنچ گئی کرتہ منہ پر ڈالا گیا اور بصارت لوٹ آئی۔ دعا یہ تھی يَامَنْ لَّا يَعْلَمُ اَحَدٌ كَيْفَ هُوَ وَحَيْثُ هُوَ وَقُدْرَتُهٗ اِلَّا هُوَ يَامَنْ سَدَّ الْهَوَآءَ بِالسَّمَآءِ وَكَبَسَ الْاَرْضَ عَلَى الْمَآءِ وَاخْتَارَ لِنَفْسِهٖ اَحْسَنَ الْاَسْمَآءِ ائْتِنِيْ بِرَوْحٍ مِّنْكَ وَفَرَجٍ مِّنْ عِنْدِكَ (اے وہ کہ جس کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیونکر ہے اور کس طرح کا ہے اور نہ اس کی قدرت کو کوئی جانتا ہے مگر اتنا سب جانتے ہیں کہ ہے اے وہ کہ جس نے ہوا کو آسمان میں بند کیا ہے اور زمین کو پانی میں ڈھانپ دیا ہے اور اپنی ذات کیلئے سب سے اچھا نام پسند کیا ہے تو اپنی طرف سے میری راحت و کشائش کا سامان بہم پہنچا دے)۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۷** سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ٭ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے جو یہ کہا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ تو انھوں نے فرمایا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ یعنی اُن کے لئے طلب مغفرت کرنے کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے تاخیر میں ڈالا اور یوسف علیہ السلام سے جب ان سب نے عرض کیا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا تو انھوں نے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ایک تو یہ کہ جوان کے بہ نسبت بوڑھے کے رقیق القلب ہوا کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا جو قصور تھا۔ وہ یوسف علیہ السلام کی ذات سے تو متعلق تھا۔ اور یعقوبؑ علیہ السلام کو جو صدمہ پہنچا تھا۔ وہ بھی یوسفؑ علیہ السلام کو ہی تکلیف دے کر۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام نے اپنا حق معاف کر دینے کی جلدی کی اور یعقوبؑ علیہ السلام کو چونکہ دوسرے کا حق معاف کرنا تھا۔ اس لئے تاخیر فرمائی۔ اور وہ تاخیر شب جمعہ سے روز جمعہ کی صبح تک تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۲** وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۱۲ء

**صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۳** تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عزیز مصر (قطفیر) قحط کے زمانہ میں مر گیا تو اس کی زوجہ زلیخا مفلس اور محتاج ہو گئی یہاں تک کہ بھیک مانگنے لگی لوگوں نے اس سے کہا کس لیئے تو عزیز مصر (یوسفؑ) کے راستہ پر نہیں جا بیٹھتی ہے (وہ تجھے کچھ دیدیں گے تیرے حال زار پر رحم کھائیں گے) اس زمانہ میں مصر کے بادشاہ کو عزیز مصر کہا کرتے تھے اسی سبب سے جناب یوسفؑ کا بھی لقب عزیز مصر ہو گیا۔ زلیخا نے جواب دیا کہ (میں کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں) مجھے تو حیا آتی ہے غرض ان لوگوں کے بار بار کہنے سننے سے ایک دن زلیخا گزر گاہ حضرت یوسفؑ پر جا بیٹھی اتنے میں اُن جنابؑ کی سواری نہایت شان و شوکت سے اس طرف ہو کر گزری۔ زلیخا ان حضرتؑ کا تزک و احتشام دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ بِالْمَعْصِيَةِ عَبِيْدًا وَجَعَلَ الْعَبِيْدَ بِالطَّاعَةِ مُلُوْكًا۔ (منزہ ہے وہ اللہ جس نے بادشاہوں کو بسبب انکی نافرمانی کے غلام بنادیا اور غلاموں کو بوجہ اطاعت و فرمانبرداری کے بادشاہ بنا دیا) (یہ سُنکر) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تو وہی زلیخا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! حضرتؑ نے فرمایا اے زلیخا تجھے مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ زلیخا نے جواب دیا (واہ جناب) اب میں بڑھیا ہو گئی تو مجھ سے آپ اب پوچھتے ہیں کیوں آپ میری ہنسی اڑاتے ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔ زلیخا نے جواب دیا آپ مجھ سے ضرور دل لگی کرتے ہیں۔ جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میرے مکان پر آ۔ غرض زلیخا حسب ارشاد دولتسرائے جناب یوسفؑ میں حاضر ہوئی اس وقت زلیخا بہت بڑھیا ہو گئی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو نے فلاں فلاں حرکت میرے ساتھ نہیں کی تھی؟ زلیخا نے جواب دیا اے نبیؑ خدا! آپ مجھے بحل فرمائیں ملامت نہ کریں کہ میں اس وقت تین بلاؤں میں مبتلا تھی کہ آج تک کوئی ان میں گرفتار نہیں ہوا۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے دریافت کیا وہ بلائیں کیا تھیں؟ زلیخا نے جواب دیا ایک تو آپ کی محبت تھی کہ خدا نے تمام عالم میں کوئی شخص آپ کی نظیر پیدا نہیں کیا دوسرے میری صورت ایسی تھی کہ تمام ملک مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی عورت حسینہ و جمیلہ نہ تھی اور نہ کسی کے پاس مال اس کثرت سے تھا۔ جو (افسوس ہے کہ) مجھ سے چھن گیا تیسری بلا یہ تھی کہ میرا شوہر نامرد تھا حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے زلیخا اب تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا آپ خدا سے دعا فرمائیے کہ مجھے دوبارہ جوان کر دے پس ان جنابؑ نے درگاہ خدا میں دعا مانگی دعا ان کی قبول ہو گئی زلیخا پھر سے جوان ہو گئی۔ حضرت یوسفؑ نے اُس سے نکاح کر لیا اور اُسے باکرہ پایا۔

**صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۴** تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۞ الاکمال میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک سو چالیس برس زندہ رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک سو بیس برس۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت یعقوبؑ مصر میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کتنے دن زندہ رہے۔ فرمایا دو برس کسی نے سوال کیا کہ اس وقت حجۃ اللہ کون تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام فرمایا کہ حجۃ اللہ تو یعقوب علیہ السلام تھے اور بادشاہ یوسف علیہ السلام اور جب یعقوبؑ کا انتقال ہو گیا تو ان کا تابوت حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک شام کو بھیج دیا اور وہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے پس بعد یعقوب علیہ السلام کے حضرت یوسف علیہ السلام حجت اللہ مقرر ہوئے اس پر کسی نے سوال کیا کہ آیا یوسفؑ عہ رسول اور نبی تھے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ (اور یقیناً یوسف علیہ السلام پہلے ہی تمہارے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آ چکے ہیں) ۱۲ء

**صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۱** تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں آئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مر جاتا اور فلاں شخص نہ ہوتا کہ مجھ پہ ایسی اور ایسی مصیبت پڑ جاتی اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا کنبہ مر جاتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدائے تعالیٰ کے اختیارات میں شریک قرار دیتا ہے کیونکہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفع کرنا خاص خدا کا کام ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث سے اگر خدا اسے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا فرمایا کہ ہاں اس طرح کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ء

**صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۲** عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۞ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَنَا سے یہاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور مَنِ اتَّبَعَنِيْ سے جناب امیر المومنینؑ اور وہ اوصیاء جو ان کے بعد ہونے مراد ہیں۔ اور جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بوجہ کم سنی کے ان حضرتؑ کی امامت کا انکار کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم انکار کیا کرتے ہو اللہ نے تو اپنے نبیؐ سے یہ فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ واللہ سوائے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ابتداء کسی نے اتباع نہیں کیا تھا اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اس وقت نو برس کے تھے اور میں بھی نو برس کا ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۳** سُبْحٰنَ اللّٰهِ ۞ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُبْحٰنَ اللّٰهِ کی تعریف دریافت کی گئی تو فرمایا کہ یہ جملہ خدائے تعالیٰ کی برتری بیان کرتا ہے (مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات انسان کے وہم و گمان سے برتر ہے اور انسان کسی طرح اس کا بیان نہیں کر سکتا) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز سے تعجب کرتا ہے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے ۱۲

**صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۴** رِجَالًا ۞ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کبھی فرشتوں کو اس غرض سے نہیں بھیجا کہ نبی یا امام یا حکام بنیں۔ ہاں انبیاءؑ کی مدد کے لئے یا ان کے پاس وحی لیکر ضرور آئے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۵** حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۞ چونکہ ظاہری معنی آیت کے یہ ہیں یہاں تک کہ جب رسول ہماری مدد کے پہنچنے سے مایوس ہو گئے اور انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ ان سے ضرور جھوٹ بولا گیا تب ہماری مدد اُن کے پاس آئی۔ چونکہ ان معنوں سے عصمت انبیاء میں بٹہ لگتا ہے۔ عیون اخبار الرضاؑ میں ہے کہ مامون نے یہ شبہہ جناب امام رضا علیہ السلام سے ظاہر کیا تو حضرتؑ نے اس آیت کے معنی یوں ارشاد فرمائے کہ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ یعنی اپنی قوم کے ایمان لانے سے (نہ یہ کہ خدا کے وعدے کے سچا ہونے سے) وَظَنُّوْٓا انھوں نے گمان کیا یعنی امت والوں نے گمان کیا۔ اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا کہ ان سے قطعی جھوٹ بولا گیا یعنی رسولوں نے ہم کو عذاب کا جھوٹا ڈراوا دیا ہے جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ہماری مدد رسولوں کے پاس پہنچی یعنی ان کی امت کے کافروں پر عذاب نازل ہوا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۹۷ نوٹ نمبر ۵** زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۞ یہاں مطلب یہ ہے کہ پھلوں کے ہر نوع کی باعتبار صفات دو دو قسمیں رکھی ہیں جیسے سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، خشک و تر، بڑا اور چھوٹا وغیرہ ۱۲ء

**صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۵** يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ ۞ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ جس گھر میں فرحت و سرور زیادہ ہوگا وہاں اس کے بعد تکبر بھی آ جائے گا۔ اور جس کو تکبر ہوا وہ جہنمی ضرور ہو جائے گا پس جب تم کسی بدی کا بھنا محسوس کرو۔ تو اس کے بعد کوئی نیکی جلدی کرو کہ وہ اس کو محو کر دے اور نیکیاں کرنا لازم سمجھو کہ وہ بدی کی خرابیوں کو دور کر دیتی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علیؑ مرتضیٰ سے یہ ارشاد فرمایا تو امت کے لوگوں کی تادیب کیلئے نہ یہ کہ معاذ اللہ ان حضرتؑ میں کوئی ایسی بات پائی جاتی تھی ۱۲ء

**صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۶** وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۞ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آباء و اجداد میں سے، ازواج میں سے، ذریات میں سے گو وہ اس درجہ کے نہ ہوں مگر ان کی عظمت شان کی خاطر سے پروردگار عالم ان کو اُن تک پہنچا دے گا۔ الخصال میں منقول ہے کہ اُمّ سلمہؓ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر کسی عورت کے یکے بعد دیگرے دو شوہر ہوئے ہوں اور مرنے کے بعد دونوں مستحق جنت ہوئے ہوں تو یہ دونوں میں سے کس کو ملیگی۔ فرمایا اے ام سلمہؓ یہ اس عورت کی پسند پر موقوف ہوگا۔ اور اے ام سلمہؓ یہ پسند اسکو کرے گی جو خلق میں بہتر

اور اپنے قبضہ میں زیادہ نیک سلوک کرنیوالا ہوگا۔ اسے ام محمد حسن خلق دنیا و آخرت کی کل خوبیوں سے بڑھا ہوا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۷** وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ؁ کافی اور تفسیر قمی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مومن کی اس حالت اور جلالت کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو جنت اور جنت کے محلوں میں پہنچنے سے اس کی ہوگی۔ اس حدیث کا اوّل حصّہ تو انشاء اللہ سورۂ فاطر اور سورۂ زمر کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔ اور آخر حصّہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہزار فرشتے منجانب خداوند عالم اس کو مبارکباد دینے کیلئے اور حوران جنت سے اس کا عقد کرنے کے لئے اس کے پاس خدائے تعالیٰ بھیجدے گا۔ اس کے پہرہ دار۔ چوبدار۔ اور نقیب اور داروغہ جہاں مقرر ہوں گے ان سب کے پاس آداب ٹھہرتے ہوئے اور اجازت لیتے ہوئے اس محل میں پہنچیں گے جہاں یہ مع اپنے زوجہ کے ہوگا اور جس کے ہزار دروازے ہوں گے۔ اور ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ دربان ہوگا اور اس کی اجازت سے ہر ہر دربان ہر ہر دروازہ کھولے گا اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک فرشتہ اس کو تہنیت دینے آئے گا۔ اسی حالت کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۸** سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ؁ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ائمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان کے ان شیعوں کے بارے میں جنھوں نے (مخالفین سے تکلیف پہنچانے پر) صبر کیا تھا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم تو صابر ہیں ہی لیکن ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں اس لئے کہ ہم تو باوجود علم صبر کرتے ہیں اور وہ ان چیزوں پر صبر کرتے ہیں جن کا ان کو علم نہیں دیا گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۹** مِيْثَاقِهٖ ؁ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ عہد و قرار ہے جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے بارے میں لیا گیا تھا۔ اور وہ اوّل تو عالم ذر میں لیا گیا تھا۔ اور پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خم میں لیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۴ نوٹ نمبر ۲** تفسیر برہان میں فضیل بن یسار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ ہے جو تمام مخلوق سے پوشیدہ ہے خدا کے سوا کوئی اس پر اطلاع نہیں رکھتا دوسرا علم وہ ہے کہ جو خدا نے اپنے فرشتوں اور رسولوں کو سکھا دیا ہے پس جو باتیں خدائے تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور نبیوں کو بتا دی ہیں۔ وہ ضرور ہونگی ان کے متعلق نہ خدا کا وعدہ جھوٹا ہوگا۔ نہ وہ فرشتے اور انبیاء جھوٹے پڑیں گے۔ اور جو علم خدا کے پاس مخزون ہے اس میں سے خدائے تعالیٰ نے جس چیز کو چاہے مقدم کردے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ اور جو چاہے ثابت و برقرار رکھے۔

ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء کے نام بتائے اور ان کی عمروں سے اطلاع دی۔ جب حضرت داؤد نبی کے نام کی نوبت آئی اور آدم علیہ السلام نے ان کی دنیاوی زندگانی چالیس برس کی پائی تو درگاہِ خدا میں عرض کی اے میرے پروردگار داؤد کی عمر کتنی کم ہے اور میری عمر کتنی زیادہ ہے پروردگار اگر میں اپنی عمر میں سے تیس برس داؤد کو دیدوں۔ تو آیا تو اس کی زندگی میں تیس برس اور بڑھا دے گا؟ فرمایا ہاں اے آدم ایسا ہی ہوگا۔ اس پر انھوں نے عرض کی خداوندا تو میں نے اپنی عمر میں سے تیس برس اسکو دیئے۔ تو اس کی بابت حکم نافذ فرمادے یہ تیس برس اسکی عمر میں بڑھا۔ اور میری عمر میں سے کم کر دے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لئے تیس برس زیادہ کر دیئے۔ اور وہ ان کے لئے مثبت ہوگئے۔ حالانکہ پہلے اُن کے لئے اس سے کم زندگی ثابت ہو چکی تھی۔ قول باریتعالیٰ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ اسی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی خدا نے وہ زندگی جو آدم علیہ السلام کے لئے ثابت کی تھی محو کر دی اور جتنی عمر داؤد علیہ السلام کے واسطے نہ تھی۔ وہ بڑھا دی۔ امام نے فرمایا جب آدم کی مدت حیات پوری ہو چکی اور ملک الموت انکی قبض روح کیلئے آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت! ابھی تو میری عمر میں سے تیس برس باقی ہیں (ابھی سے تم کیوں آ گئے؟) ملک الموت نے عرض کی اے آدم! جب آپ وادی رَوحا میں تھے اور آپ کے سامنے انبیاء کے نام اور انکی عمریں پیش ہوئی تھیں۔ تو کیا آپ نے اپنی عمر میں سے تیس برس کم کر کے اپنے فرزند داؤد کو نہیں دیئے تھے حضرت آدم نے جواب دیا۔ یہ تو مجھے یاد نہیں۔ ملک الموت نے کہا اے آدم کیا آپ انکار کرتے ہیں (یاد تو کیجئے) کیا آپ نے خدائے تعالیٰ سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ تیس برس میری عمر میں سے منہا کر کے داؤد کی عمر میں بڑھا دے پس خدا نے (آپ کی سفارش کے بموجب) تیس برس کتاب زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے قائم کر دیئے اور کتاب ذکر میں آپ کی عمر میں سے تیس محو فرما دیئے آدم علیہ السلام نے کہا کہاں لکھا ہے لاؤ مجھے بھی معلوم ہو جائے امام نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اپنے یاد نہ رہنے کا سچا عذر کیا تھا۔ یہ اُن کا انکار نہ تھا۔ اور اسی دن سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیدیا کہ جب آپس میں مقررہ وقت کے لئے قرض کا لین دین یا کوئی اور معاملہ کیا کریں تو لکھ لیا کریں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے معاملہ کو بھول گئے تھے۔ اور انھوں نے کہہ دیا تھا کہ میں نے تو قرار نہیں کیا تھا۔

تفسیر عیاشی میں ایوب بن نوح سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں مدینہ میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی حضور میں حاضر تھا۔ اُن حضرت نے بغیر میرے سوال کے خود ہی مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ایوب! خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے کسی کو اس وقت تک شرف نبوت سے مشرف نہیں فرمایا۔ جب تک کہ ان سے تین باتوں کا اقرار نہ لے لیا۔ اوّل یہ کہ گواہی دیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دوسرے یہ کہ خدا کے لئے کسی کو شریک مانیں۔ تیسرے یہ (عقیدہ رکھیں) کہ خدا قادر ہے۔ اسے اختیار ہے۔ جس وقت جس چیز کو چاہے مقدم کردے اور جس کو چاہے مؤخر کردے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف پھیل جائے گا تو ان میں اُس وقت تک چلا جائے گا جب تک کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور نہ فرمائیں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے لیلۃ القدر سے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا شب قدر میں ملائکہ اور لکھنے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس سال میں جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ گزرنیوالی ہے وہ سب لکھ لیتے ہیں مگر بہت سی باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جو مشیت خدا پر موقوف ہیں پس اُن میں سے (موافق مصلحت) جس کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے تاخیر میں ڈال دیتا ہے کسی چیز کو مٹا دیتا ہے اور کسی کو قائم کر دیتا ہے اور حقیقی نوشتہ اُسی کے پاس ہے۔

زرارہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر کتاب خدا میں ایک آیت نازل نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے گذشتہ اور آئندہ قیامت تک کی خبریں بیان کر دیتا میں نے عرض کی وہ کونسی آیت ہے؟ حضرت نے فرمایا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

فضیل بن یسار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو یقینی ہو کے رہیں گی۔ اور بعض ایسی ہیں جو مشروط ہیں خدا کے نزدیک کسی چیز پر موقوف ہیں اُن میں جس کو چاہتا ہے مقدم یا مؤخر کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے محو یا ثابت کر دیتا ہے ان امور پر خدا نے کسی کو اطلاع نہیں دی ہے لیکن جو باتیں رسولوں نے (بغیر کسی قید کے) خدا کی طرف سے پہنچائیں۔ اور بیان کیں وہ ضرور ضرور ہونیوالی ہیں۔ ان میں رد و بدل کر کے خدا اپنے نبی کو اور فرشتوں کو اور اپنے آپکو جھوٹا نہ کرے گا۔

ابن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے۔ اسے ہر چیز کا علم ہے خدا جس کام کا ارادہ کرتا ہے کرنے سے پہلے ہی وہ علم خدا میں ہوتی ہے جن جن چیزوں میں خدا کو مصلحت پیش آتی ہے خدا کو ان مصلحتوں کا پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کیونکہ جہالت اس پر محال ہے۔

عمار بن موسیٰ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے حضرت نے فرمایا اس کتاب سے مراد ایک ایسا نوشتہ ہے جس میں سے خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے قائم کر دیتا ہے اسی لئے دعا کیوجہ سے قضا پلٹ جاتی ہے اور یہ بھی اس میں لکھا ہوگا۔ کہ فلاں دعا سے یہ قضا ٹل جائے گی۔ مگر جو باتیں اُمُّ الْكِتٰبِ (لوح محفوظ) میں ہوں۔ تو ان میں کسی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں (میرے سامنے) محمد بن صالح ارمنی نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ کی تفسیر دریافت

کی۔ حضرتؑ نے فرمایا محو تو وہی چیز کی جائے گی جو پہلے سے ہو اور ثابت وہی چیز کی جائے گی جو پیشتر سے نہ ہو (ابوہاشم کہتے ہیں) میں نے اپنے جی میں کہا یہ تو (مقولہ) ہشام کے بالکل خلاف ہے تاوقتیکہ کوئی چیز ہو نہ جائے گی۔ اس کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ پس وہ جناب میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا (آگاہ ہو جاؤ) کہ خدائے جبار تمام چیزوں کے پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا عالم تھا۔ اور اس کو پیدا کرنے کی قدرت اس وقت موجود تھی جب کہ کوئی چیز پیدا ہی نہیں فرمائی تھی۔ اور وہ پرورش کرنے والا اس وقت بھی تھا۔ جب کہ کوئی ایسا وجود موجود نہ تھا جس کی پرورش فرماتا۔ اور قادر وہ اس سے پہلے تھا کہ ان چیزوں کا ظہور ہو جس پر ان کا قدرت رکھنا ثابت ہو سکے (ابوہاشم کہتے ہیں کہ یہ تقریر سن کر) میں نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا اور اس کے عادل ولی ہیں اور آپ امیر المومنین کے قدم بقدم ہیں۔

**صفحہ ۳۰۸ نوٹ نمبر ۳** | وَقَالَ الشَّيْطٰنُ۔ ج تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں وَقَالَ الشَّيْطٰنُ آیا ہے وہیں ثانی مراد ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۹ نوٹ نمبر ۸** | وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ٭ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ ظالموں کو اپنے دار کرامت سے نکال دیگا۔ **قول مترجم** ۔ مومنین ذرا ان معنی کا خیال کریں جو امام برحق نے بتلائے ہیں اور ان معنوں کو دیکھیں جو عوام الناس نے اسی موقع پر لکھے ہیں اور وہ یہ ہے ۔ اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے ۔ جس سے خدا اور شیطان میں (معاذ اللہ) کوئی تمیز ہی نہیں رہتی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۹ نوٹ نمبر ۹** | بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ٭ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تھا۔ تو فرمایا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں عرض کیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ قریش کے دو بدکار قبیلوں کے بارے میں ہے یعنی بنومغیرہ اور بنو امیہ کے۔ فرمایا واللہ کل نافرمان قریش کے بارے میں ہے خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو خطاب کر کے یہ فرمایا تھا کہ میں نے قریش کو تمام عرب پر فضیلت دی۔ اور اپنی نعمت ان پر پوری کی۔ اور اپنا رسول انکی طرف بھیجا پس انھوں نے میری نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ کل قریش ہیں جنھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی اور آنحضرتؐ سے لڑے اور ان کے وصی کا انکار کر دیا۔ **قول مترجم** ۔ واقعہ غدیر خم میں جب جناب رسول خدا علی مرتضیٰؑ کو اپنا جانشین فرما چکے۔ تو منجانب خدا یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ ٭ جس کا ظاہر ترجمہ یہ ہے (آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ وغیرہ) تو اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے ولایت و خلافت علیؑ کو اپنی نعمت فرمایا اور اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ کفار قریش نے خدا کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔ تو ظاہر ہے کہ خلافت علیؑ تو نعمت خدا تھی۔ اب جس سے بدل گئی وہ کفر ہوا یا کچھ اور ٭ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جنھوں نے سنت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بدل دیا۔ اور آنحضرتؐ کے وصی سے انکار کیا۔ اور اس بات سے نہ ڈرے کہ ان پر عذاب نازل کیا جائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نعمت جس کے ذریعہ سے اس نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا ہم ہیں اور قیامت کے دن جو شخص کامیاب ہوگا۔ وہ ہمارے ہی ذریعہ سے کامیاب ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۱** | وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ٭ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس کو یوں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلٍّ مَّا سَاَلْتُمُوْهُ۔ **قول مترجم** ۔ جو موجودہ صورت اس آیت کی لکھنے پڑھنے کی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا تم خدا سے سوال کرتے ہو اس کا ایک جزو یا اس میں کا کچھ حصہ تم کو عطا کر دیتا ہے۔ اور ائمہ معصومینؑ کی قرات یہ بتلاتی ہے۔ کہ جن جن چیزوں کا تم نے سوال کیا وہ سب تمہیں عطا فرمائیں اور مراد مَا سَاَلْتُمُوْهُ سے یہ بھی ہے کہ جو چیز قابل سوال ہو خواہ مانگی جائے۔ یا نہ مانگی جاسکے۔ وہ عطا فرماتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۳** | فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہم سے محبت رکھے گا۔ وہ ہم اہلبیتؑ میں سے شمار کیا جائے گا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ آپ اہلبیتؑ میں سے ؟ فرمایا ہاں ہم میں سے کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ۔ **قول مترجم** :۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ داخل نسل ہو جائے گا۔ بلکہ اسے عظمت و منزلت حاصل ہو جائے گی۔ جیسے شہدائے کربلا درود و سلام میں جناب امام حسین علیہ السلام اور انکی اولاد کے ساتھ داخل ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۴** | رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ٭ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ (جن کا ابراہیمؑ نے ذکر کیا) وہ ہم ہیں اور اس ذریت کا بقیہ ہم ہیں اور تفسیر مجمع البیان میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا خاص کر ہمارے ہی لئے تھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ملک شام کے ایک صحرا میں مقیم تھے حضرت ہاجرہؑ کے بطن مبارک سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ تو حضرت سارہؑ کو اس بات کا بے حد رنج و ملال ہوا۔ کہ میرے تو ابھی تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ (ہاجرہؑ کے لڑکا بھی ہوگیا) جناب سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کو ہاجرہؑ کے بارے میں بہت ایذا دیتی تھیں۔ اور غمگین رکھتی تھیں۔ ایک دن خدا کی درگاہ میں حضرت ابراہیمؑ نے اس امر کی شکایت کی۔ ارشاد باری ہوا اے ابراہیمؑ! عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے اگر تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے۔ تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اور اگر اسے سیدھا کرو گے۔ تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ (اچھا) اب تم یہاں سے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو لے جاؤ جناب ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کہاں لیجاؤں؟ ارشاد ہوا میرے حرم میں لیجاؤ جسے میں نے جائے امن قرار دیا ہے۔ اور زمین کے حصوں میں سب سے پہلے اسکی زمین کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ سرزمین مکہ ہے پس جبرئیلؑ براق لیکر حاضر ہوئے۔ اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و ہاجرہؑ کو اس پر سوار کیا۔ راہ میں جہاں کہیں حضرت ابراہیمؑ سرسبز و شاداب زمین جس میں باغ اور کھیتی دیکھتے تھے۔ تو فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ! کیا یہیں کا حکم ہوا ہے جبرئیلؑ عرض کرتے تھے نہیں ابھی چلے چلئے۔ یہاں تک کہ زمین مکہ پر پہنچے اور خانہ کعبہ کی جگہ سواری روک دی گئی۔ حضرت ابراہیمؑ چلتے وقت سارہؑ سے عہد کر آئے تھے۔ کہ مرکب سے اترے بغیر واپس آجاؤں گا۔ اس لئے ان جنابؑ نے ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو اتار دیا اور خود نہ اترے اس جگہ ایک درخت تھا اس کے نیچے ہاجرہؑ بیٹھ گئیں اور درخت پر چادر جوان کے پاس تھی تان لی اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ پس جس وقت ابراہیمؑ نے اُن کو چھوڑنے اور سارہؑ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ تو ہاجرہؑ نے عرض کیا اے ابراہیمؑ آپ ایسی جگہ مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہیں جہاں نہ کوئی مونس تنہائی ہے۔ نہ یہاں پانی ہے اور نہ یہاں کھیتی ہوتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اے ہاجرہؑ! حکم خدا یہی ہے کہ میں تم دونوں کو اس مقام میں چھوڑ جاؤں وہ ہر جگہ موجود ہے۔ (وہی تمہارا نگہبان ہے) یہ کہہ کر حضرتؑ واپس ہوئے جب کداء پر پہنچے جو وادی ذی طویٰ میں ایک پہاڑ ہے تو اسمٰعیلؑ و ہاجرہؑ کی طرف منہ کر کے درگاہ خدا میں عرض کی۔ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ (پھر حضرت ابراہیمؑ وہاں سے چلدیئے۔ ہاجرہؑ اکیلی رہ گئیں جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت اسمٰعیلؑ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں اس مقام پر آئیں جہاں (حج و عمرہ میں) سعی کی جاتی ہے۔ اور آواز دی آیا کوئی اس جنگل میں مونس و غمخوار ہے (جو میرے بچے کو پانی پلائے)؟ (اسی دوڑ دھوپ میں) حضرت اسمٰعیلؑ ہاجرہؑ کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ (وہاں سے واپس ہوئیں) اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں صحرا کی طرف نگاہ دوڑائی تو ایک جگہ (کوہ مروہ کے قریب) سراب (پانی کی صورت کی ریت) نظر آئی۔ ہاجرہؑ نے خیال کیا یہ پانی ہے (بے چین ہو کر) اسکی طرف دوڑیں۔ جب دور نکل گئیں تو پھر اسمٰعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ (مڑ کر دیکھا تو) کوہ صفا کے قریب پھر اُن کو سراب نظر آئی۔ پانی کے خیال میں پھر وہاں سے صفا کی طرف روانہ ہوئیں اور اتنی دور نکل گئیں کہ اسمٰعیلؑ دکھائی نہ دیتے تھے۔ (مجبور ہو کے) صفا پر ٹھہر گئیں۔ اور چاروں طرف پانی کو دیکھنے لگیں تو پھر انھیں کوہ مروہ کی طرف پانی کی صورت ریت نظر آیا۔ پھر وہاں سے مروہ کی طرف لوٹیں اور اتنی دور جا کر ٹھہر گئیں کہ اسمٰعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر پھر انھیں کوہ صفا کی طرف پانی کی صورت ریت نظر پڑا وہاں سے پھر پلٹیں۔ یہاں تک کہ مروہ سے صفا تک آنے جانے میں سات دوڑ ہوگئے۔ جب ساتویں چکر میں کوہ مروہ سے اپنے معصوم بچے کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اسمٰعیلؑ کے پیروں کے قریب زمین سے پانی اُبل رہا ہے۔ (بے چین ہو کے دوڑیں) اسمٰعیلؑ کے پاس آئیں۔ اور پانی کے گرد ریت جمع کر دیا۔ چونکہ وہ پانی جاری تھا۔ حضرت ہاجرہؑ نے اُس کے چاروں طرف ریت اکٹھا کر کے اسے روک دیا۔ اس لئے اس مقام کا نام زمزم

ہو گیا۔ جب مکہ میں پانی ظاہر ہو گیا تو پرندے اور وحشی جانور وہاں آنے لگے۔ قبیلۂ جرہم کے کچھ لوگ ذی مجاز اور عرفات کے مابین ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے اس مقام میں پرندے اڑتے ہوئے دیکھے تو سبب معلوم کرنے کیلئے چلے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جہاں حضرت ہاجرہؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنی گود میں لئے ہوئے بیٹھی تھیں۔ درخت پر سایہ کے لئے چادر تان لی تھی۔ پانی اُنکے قریب ظاہر ہو چکا تھا۔ پس اُن لوگوں نے پوچھا اے بی بی! تو کون ہے اور تیرا اور اس بچے کا واقعہ اور سرگزشت کیا ہے؟ ہاجرہؑ نے جواب دیا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے فرزند کی ماں ہوں اور یہ اُن کا فرزند ہے اُن جناب کو خدا نے حکم دیا تھا کہ ہم دونوں کو اس جگہ پہنچا دیں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم بھی اس جگہ بود و باش اختیار کرلیں۔ (ہاجرہؑ نے ان سے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو آلینے دو) جب تیسرے دن جناب ابراہیم علیہ السلام مزاج پرسی کی غرض سے وہاں آئے۔ تو ہاجرہؑ نے قبیلۂ جرہم کی درخواست اُن حضرت سے بیان کی حضرت ابراہیمؑ نے اجازت دیدی حضرت ہاجرہؑ نے ان لوگوں سے کہدیا۔ پس وہ لوگ وہاں رہنے لگے۔ خیمے اپنے تان لیئے۔ ڈیرے اپنے ڈالدیئے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ ان سے مانوس ہوگئے۔ جب تیسری مرتبہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے۔ تو وہاں بکثرت لوگوں کو آباد پایا یہ حال دیکھ کر وہ جناب بہت خوش ہوئے۔ باقی واقعہ سورۃ بقرہ میں گزرا (دیکھو صفحہ ۳۰ نوٹ نمبر ا)

**صفحہ ۴۱۱ نوٹ نمبر ۲** مِنَ الثَّمَرَاتِ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیکہ یہاں ثمرت سے مراد دلوں کے پھل ہیں اور مطلب اس کا یہ ہے کہ اولادِ اسمٰعیلؑ کی محبت ان کے دلوں میں ڈالدے کہ یہ لوگ ان کے پاس آئیں اور پھر آئیں العوالی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اطراف و اکناف سے مکہ و معظمہ کے رہنے والوں کے لیئے پھل لائے جاتے ہیں۔ اور دعاء ابراہیمؑ کی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ بلاد مغرب و مشرق کا کوئی پھل ایسا نہیں ہے جو مکہ معظمہ میں نہ ملتا ہو یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ جاڑے کے۔ گرمی کے۔ خریف کے۔ ربیع کے پھل ایک دن میں میسر آجاتے ہیں۔

**قول مترجم** :۔ اوپر کی دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایک باطنی معنی پر دلالت کرتی ہے اور ایک ظاہری پر اور میرے اس قول کی تائید میں یہ آیت موجود ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول کی تو یہ فرمایا :۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ (کیا ہم نے انکو اس امن والے حرم پر مسلط نہیں کردیا جس کی طرف ہر چیز کے جدید جدید پھل لائے جاتے ہیں) ۱۲۔

**صفحہ ۴۱۱ نوٹ نمبر ۴** مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ خدا سے دعا کرتا ہے تو وہ بندہ کے ارادہ سے تو وہ واقف ہے لیکن یہ اس کو پسند ہے کہ حاجتیں اس سے بیان کی جائیں۔ پس جب تم دعا مانگو۔ تو اپنی حاجتوں کا نام لیا کرو۔ ۱۲

**صفحہ ۴۱۱ نوٹ نمبر ۵** وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ :۔ ایک قول کے بموجب جناب ابراہیم علیہ السلام ننانوے برس کے تھے۔ تب جناب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ اور جب ایک سو بارہ برس کے ہوئے تب جناب اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۱۱ نوٹ نمبر ۶** وَلِوَالِدَيَّ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں تھا۔ وَلِوَلَدَيَّ جس سے مراد تھے اسماعیلؑ و اسحٰقؑ۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہیکہ اس آیت میں کاتبوں کی غلطی سے تصحیف ہو گئی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۱۲ نوٹ نمبر ۱** تفسیر برہان میں ثوبان سے مروی ہے کہ ایک یہودی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے محمدؐ! میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں اس کا آپ مجھے جواب دیجئے۔ پس ثوبان نے اسے ٹھوکر لگائی۔ اور کہا (اے بدبخت نام کیوں لیتا ہے) یا رسول اللہ کہہ کر بات کر۔ وہ یہودی بولا میں تو نام ہی لے کر پکارونگا اور وہی نام لوں گا جس کے یہ سزاوار ہیں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ بتایئے کہ جب زمین دوسرے زمین سے اور آسمان دوسرے آسمان سے بدلے جائیں گے۔ تو اس دن آدمی کہاں ہوں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا ظلمات میں محشر کے قریب ہوں گے اس نے کہا کہ جب لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے انہیں کھانے کو کیا چیز ملے گی۔؟ حضرتؐ نے جواب دیا مچھلی کا کلیجہ۔ اس نے کہا کھانے کے بعد کیا چیز پئیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا سلسبیل کا پانی اس نے کہا اے محمدؐ بیشک تم سچے ہو۔

محمد بن مسلم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب سے خدا نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ ایسے ایسے سات عالم خلق فرمائے۔ جن میں آدم علیہ السلام کی اولاد نہ تھی۔ وہ لوگ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے انکو خدا نے یکے بعد دیگرے ایک ایک عالم میں آباد کیا۔ پھر خدا نے آدمؑ ابوالبشر کو اور اُنکی ذریت کو ان سے پیدا کیا۔ خدا کی قسم جب سے جنت پیدا ہوئی ہے وہ کبھی ارواح مومنین سے خالی نہ رہی۔ اور نہ دوزخ ارواح کفار و گنہگاران سے خالی رہا۔ شاید جب تم یہ سمجھے ہوگے کہ جب قیامت برپا ہوگی۔ اور جنتی بندوں کے بدن اور روحیں جنت میں داخل ہو جائیں گی۔ اور اہل دوزخ کے جسم اور روحیں دوزخ میں چلی جائیں گی۔ تو خدا کے شہروں میں نہ کوئی اس کی عبادت کرے گا اور نہ کوئی جدید خلقت پیدا کی جائے گی۔ جو خدا کی پرستش کرے۔ اور اُسکی وحدانیت کو مانے (یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ) خدائے عزوجل (اس دنیا کے فنا ہونیکے بعد) بغیر مردوں اور عورتوں کے ایک مخلوق کو پیدا کرے گا جو اُسکی عبادت کیا کرے گی۔ اور اس کو ایک جانیگی اور اُسکی تعظیم کیا کرے گی۔ ان کے لئے ایک زمین پیدا کرے گا جس میں وہ لوگ آباد ہوں گے اور ان پر سایہ کرنیکے لیئے ایک نیا آسمان بنائے گا چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۸۲۸ سطر ا)

تفسیر برہان میں ہے کہ ابرش کلبی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ خدائے تعالیٰ کے اس قول يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ زمین بدل کر روٹی ہو جائے گی۔ حضرتؑ نے فرمایا جن لوگوں نے تجھ سے بیان کیا۔ صحیح بیان کیا ہے جس وقت لوگ موقف میں کھڑے ہوں گے یہ زمین بدل کر نہایت ہی نفیس روٹی بنجائیگی۔ جس میں سے لوگ کھائیں گے۔ یہ سن کر ابرش خوب ہنسا اور کہنے لگا حساب دینا ایسا ہی آسان کام ہے۔ کہ انہیں حساب دینے کا بھی ہوش رہے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر (خدا کے معاملات میں ہنسی کیسی؟) یہ تو بتا کہ دونوں مقاموں میں سے زیادہ کام میں پھنسے ہوئے کہاں ہونگے اور زیادہ بُری حالت میں کس جگہ ہونگے آیا موقف میں (جہاں حساب دے رہے ہوں گے) یا جہنم میں جہاں عذاب پا رہے ہوں گے۔؟ اس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہے کہ جہنم میں زیادہ مشغول اور زیادہ بُرے حال میں ہوں گے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر دیکھ خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس حال کے بارے میں جبکہ وہ جہنم میں ہونگے فرماتا ہے۔ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۸۵۵ سطر ۷) یہ سنکر ابرش چپ رہ گیا۔ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا کہ جب وہ لوگ دوزخ میں اور عذاب میں ہوں گے۔ اس وقت تو انکو ضریع کے کھانے سے اور حمیم کے پینے سے کوئی چیز باز ہی نہ رکھے گی۔ تو بھلا حساب دینے کی حالت میں وہ کھانے سے کیونکر باز رہ سکتے ہیں۔؟

**تمام شد**

# ضمیمہ متعلق پارۂ چاردھم ۱۴

**صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۳** عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ :۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے گودام اور ذخیرے بھر کے رکھ چھوڑے ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہم میں قدرت موجود ہے کہ جو چیز جس مقدار میں جس وقت چاہیں پیدا کر دیں تفسیر قمی میں ہے کہ ایک خزانہ پانی بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے حیوان کے لئے اس کی غذا پیدا کر دیتا ہے ۱۲

**صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۴** الرِّيَاحَ :۔ تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ تم ہواؤں کو برا نہ کہو کہ وہ خوشخبری پہنچانے والی اور ڈبانے والی اور پانی کو لاد کر لانے والی ہیں۔ پس اللہ سے نفع پہنچانے والی ہواؤں کے بھیجنے کا تو سوال کرو اور ضرر پہنچانے والی ہواؤں سے پناہ مانگتے رہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۵** وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ :۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ پھر پروردگار عالم نے سخت زمین سے، نرم زمین سے، عمدہ زمین سے، اور شور زمین سے مٹی لیکر اس کو پانی سے سانا، کہ وہ صاف ہو گئی پھر اس مٹی کو متھا کہ اس میں چپک پیدا ہو گئی۔ پھر اس سے جوڑ بند والی اور ہاتھ پاؤں رکھنے والی ایک مورت بنائی پھر اس کو ٹھہرایا کہ اس میں قیام پیدا ہو گیا۔ پھر اس کو سخت کیا کہ بجانے سے اس میں آواز آنے لگی۔ اور جتنی دیر مناسب سمجھا اسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح ڈالدی کہ وہی مورت انسان بن گئی کیسا انسان جس میں خیال کے لئے ذہنی قوت موجود ہے اور معاملات میں دخل دینے کے لئے غور و فکر اور کام کرنے کیلئے اعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ) موجود ہیں اور شناخت کی ایک ایسی قوت موجود ہے جس کے ذریعہ سے وہ چکھنے کی چیزوں میں اور سونگھنے کی چیزوں میں اور رنگوں میں اور جنسوں میں تمیز کرتا ہے۔ یہ خود ایک معجون مرکب ہے جو رنگ برنگ کی مٹی سے اور قسم قسم کی صورتوں سے اور ایسی ضد کی چیزوں سے جو ایک علاج کرنے کی دشمن ہیں۔ اور ایسے خلطوں سے جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں یعنی گرمی سے سردی، تری سے خشکی سے، رنج سے اور خوشی سے مل ملا کر ترکیب پایا گیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۶** وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جن اولاد جان سے ہیں ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی، یہودی بھی ہیں نصرانی بھی، اور مختلف دین کے بھی اور شیاطین اولاد ابلیس سے ہیں اور ان میں سوائے ایک کے کوئی مومن نہیں ہے اس کا نام ہام ابن ہیم ابن لاقیس ابن ابلیس ہے یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے ایک دن ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ وہ بے حد لمبا چوڑا اور عظیم الجثہ ہے اور اس کی صورت ڈراؤنی ہے پس حضرتؐ نے ارشاد کیا تو کون ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہے جس دن قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔ میری عمر چند سال کی تھی۔ میرا شیوہ یہ تھا۔ کہ میں خدا پر توکل کو منع کرتا تھا اور حرام چیزیں کھانے کی طرف رغبت دلاتا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری جان کی قسم وہ جوان سب سے بدتر ہے جسے امیدیں دلائی جائیں۔ اور وہ بہکنے میں اپنے اور اسی طرح وہ ادھیڑ سب سے بدتر ہے۔ جس کو عذاب خدا سے اطمینان دلایا جائے۔ اور وہ باوجود بدکاری کے مطمئن ہو جائے۔ اس نے کہا اے محمدؐ آپ مجھے ملامت نہ کریں میں حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر توبہ کر چکا ہوں۔ اور کشتی میں ان حضرتؑ کے ہمراہ تھا۔ اور میں ان حضرتؑ پر قوم کے برخلاف دعا کرنے پر ناراض بھی ہوا تھا۔ اور میں اس وقت بھی حاضر تھا جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تھے۔ آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ صحیح وسالم رہے تھے۔ اور میں حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ اس وقت بھی موجود تھا۔ کہ جب اللہ نے فرعون کو ڈبو دیا۔ اور بنی اسرائیل کو نجات دی تھی۔ اور میں حضرت ہودؑ کے ساتھ تھا۔ جب کہ انھوں نے اپنی قوم کو بددعا کی تھی۔ اور میں ان سے بھی ناراض ہوا تھا۔ اور میں حضرت صالحؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب کہ انھوں نے اپنی قوم پر نزول عذاب کی خدا سے درخواست کی تھی۔ میں نے بددعا کرنے سے انکو روکا بھی تھا۔ میں نے تمام آسمانی کتابیں پڑھی ہیں۔ ہر کتاب میں آپ کے ظہور کی میں نے بشارت دیکھی ہے۔ اور تمام نبیوں نے آپ کو سلام کہدیا ہے۔ اور وہ سب یہ بھی کہتے تھے کہ آپ سارے نبیوں سے افضل اور بزرگ مرتبہ ہیں۔ اب آپ بھی اس میں سے جو کچھ آپ پر خدا نے نازل کیا ہے۔ مجھے کچھ تعلیم فرمایئے۔ جناب رسول خداؐ نے امیرالمومنینؑ علیہ السلام سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ! تم اسے (احکام دین) کر دو۔ ہام نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم تو سوائے نبی اور وصی نبی کے کسی کی اطاعت نہیں کرتے۔ یہ بزرگوار کون ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے بھائی اور وصی اور وزیر اور میرے وارث علیؑ ابن ابیطالب ہیں اس نے عرض کی بیشک میں نے ان کا نام کتب آسمانی میں الیا میں دیکھا ہے پس امیرالمومنین علیہ السلام نے اسے تعلیم دی پھر جنگ لیلۃ الہریر میں بھی جو بمقام صفین برپا ہوئی تھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ہام حاضر ہوا تھا۔

**قول مترجم** :۔ اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ باوجود علم نبوت ہام کے حالات سے آگاہ نہ تھے۔ بلکہ بہت سی مصلحتیں اس کی مقتضی ہوا کرتی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی بیتی خود کہہ سنائیں تاکہ انسان صورت شیطان سیرت لوگوں کی ہدایت کا باعث ہو۔

**صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۱** تیسرا نفس ناطقہ قدسیہ اس کی پانچ قوتیں یہ ہیں فکر، ذکر، علم، حلم، نباہت اور اس کی دو خاصیتیں ہیں نزاہت و حکمت یعنی تمام بری چیزوں سے علیحدہ رہنا اور دانائی اس نفس کے پیدا ہونے کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ یہ فرشتوں کے نفس سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور چوتھا نفس کلیہ الہیہ اس کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں۔ فنا کی حالت میں باقی رہنا، کچھ نہ ملنے کو نعمت سمجھنا، حالت ذلت کو عزت سمجھنا۔ باوجود کہ غنی ہونے کے فقیر رہنا، ہر بلا میں صبر کرنا اس کی دو خاصیتیں یہ ہیں رضا و تسلیم۔ یہی وہ ہے جس کا مبدأ خدا کی طرف سے ہوا۔ اور اس کا عود بھی خدا ہی کی طرف ہوگا۔ اور اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِيْ اور اسی سے خطاب ہوگا۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (اے اطمینان والے نفس اپنے پروردگار کی طرف اس حالت میں لوٹ کر آ کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔) اور عقل ان میں سے ہر ایک کا وسط ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۲** يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ :۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرتؑ نے راوی سے فرمایا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ دن وہ دن ہے جس دن کل آدمی مبعوث کئے جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس دن تک کے لئے مہلت دیدی ہے جس دن قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے۔ ظہور فرمانے کے وقت وہ مسجد کوفہ میں ہوں گے۔ اور ابلیس سامنے آ کر گھٹنے کے بل بیٹھے گا۔ اور یہ عرض کرے گا۔ کہ آج کے دن سے چھٹکارا نہیں معلوم ہوتا۔ پس وہ حضرتؑ اس کی پیشانی پکڑ کر اس کی گردن مار دیں گے۔ پس يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ یہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۴** هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُّسْتَقِيْمٌ منقول ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ بزرگی

اور شرف رکھنے والا اور درست و راست ہے نیز یہ بھی منقول ہے کہ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ جس کے صاف معنی یہ ہیں (یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے) موجودہ صورت جو اب قرآن میں لکھی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ مستقیم ہے اور میرے اوپر یہ حق ہے کہ اس کی نگرانی کیا کروں۔ قول مترجم۔ پڑھنے والے کچھ پڑھا کریں مگر تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۴** إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ :۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کی تفسیر پوچھی گئی تھی۔ تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ تو ان کو جنت یا جہنم میں پہنچائے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وَاللّٰہ لفظ عِبَادِیْ سے خدائے تعالیٰ کی مراد سوائے ائمہ اور ان کے شیعوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۵** لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم کے طبقے ایک دوسرے کے اوپر ہیں یہاں تک کہ ان حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر بتلایا تھا۔ کہ اس طرح ہیں۔ پس دروازے بھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے سب سے نیچے والے طبقے کا نام جہنم ہے اس کے اوپر والا لظیٰ۔ اس سے اوپر حطمہ۔ اس سے اوپر سقر اس سے اوپر جحیم۔ اس سے اوپر سعیر اس سے اوپر ہاویہ۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۸ نوٹ نمبر ۵** جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن مجید کو پارہ پارہ کر دیا اور جس طرح اللہ نے نازل کیا تھا اس طرح جمع نہیں کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۲** جس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جناب رسولؐ خدا نے سمجھ لیا کہ خدائے تعالیٰ نے ان سب کو ذلیل کیا اور بُری موت سے مارا (انکی سب کی موت کی تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو) تفسیر قمی میں ان ہنسی اڑانے والوں کا اور ان کے انجام کا ذکر کرنے کے بعد یہ منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا دولت سرا سے برآمد ہوئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ قریش ! اے قوم عرب ! میں تم کو اس امر کی شہادت دینے کی دعوت دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور میں تم کو یہ حکم دیتا ہوں کہ بتوں کو یعنی جن کو تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ انکو چھوڑ دو کہ میرا یہ حکم ماننے سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی تمہارا مطیع ہو جائے گا۔ اور جنت کی بادشاہی بھی تمہارے ہاتھ آئے گی۔ یہ سُن کر لوگ خوب ہنسے اور کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) محمدؐ ابن عبداللہ کو تو جنون ہو گیا ہے کہنے کو تو یہ کہا مگر حضرت ابو طالبؑ کی شان و منزلت کے لحاظ سے کسی نے آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کی۔ ۱۲

ان سب کی موت کی تفصیل یوں ہے :۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان جنابؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کی ہے کہ ملک شام کا رہنے والا ایک یہودی عالم جو توریت وانجیل وزبور کو پڑھا ہوا تھا۔ صحف انبیاءؑ سے وہ واقف تھا۔ انبیاء کے دلائل و معجزات پر بھی اطلاع تھی۔ ایک دن مسجد رسولؐ میں آیا اور بیٹھ گیا۔ اصحاب رسولؐ کا مجمع اس وقت مسجد میں موجود تھا۔ ان میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور عبداللہ ابن عباسؓ اور ابو سعید جہنی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پس یہودی نے کہا اے اُمت محمدؐ ! تم نے کسی نبی کا درجہ، کسی رسول کی فضیلت نہیں چھوڑی جو اپنے نبیؐ کو نہ دیدی ہو۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ تم لوگ اس کا مجھے جواب دو۔ یہ سُنکر سب نے اُسکی طرف سے منھ پھرالیا۔ لیکن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بیشک خداوند عالم نے تمام نبیوں اور رسولوں کے مراتب اور فضائل جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات میں جمع کر دیئے ہیں۔ بلکہ بہ نسبت تمام انبیاء و مرسلین کے چند در چند محامد ان جناب کو خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ یہودی بولا تم میرے سوال کا جواب دوگے ؟۔ حضرت نے فرمایا ہاں آج میں تیرے سامنے رسول اللہؐ کے ایسے فضائل بیان کرونگا۔ جن سے مؤمنین کی آنکھیں خنک ہو جائیں گی۔ اور شک کرنے والوں کے شک دور ہو جائیں گے۔ اور میں جو فضائل بیان کرونگا ان سے کسی نبی پر عیب لگانا یا آنکی منقصت ظاہر کرنا میرا مقصود نہ ہوگا۔ بلکہ خدا کی شکر گزاری ہوگی کہ اُس نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مدارج عطا فرمائے۔ جو اور انبیوںؑ کو دیئے تھے بلکہ اس سے زیادہ عنایت کیے۔ جس کے سبب سے وہ جنابؐ تمام رسولوں سے افضل ہو گئے۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں اس کا جواب دیجئے۔ حضرت نے فرمایا بیان کر۔ اس نے عرض کی آپ اس کے قائل ہیں یا نہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ نے جو کچھ اور انبیاءؑ کو دیا تھا۔ وہ ہمارے نبیؐ کو بھی عطا کیا ہے ؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک ! جو کچھ اور نبیوں کو عطا کیا تھا۔ وہ بھی دیا اور اس سے بھی زیادہ عنایت کیا اب یہودی نے یہ عرض کیا کہ دیکھیئے کہ حضرت موسیٰؑ بن عمران کو تو خدائے تعالیٰ نے فرعون کے پاس رسول بنا کر بھیجا اور انکو اپنی بڑی سے بڑی نشانی دکھائی۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسی ہی ہمارے رسولؐ کی حالت ہے بلکہ ان جنابؐ کو خدا نے بہت سے فرعونوں کے پاس بھیجا تھا۔ مثلاً ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابو البختری، النضر ابن الحارث، ابی بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے منبہ و نبیہ۔ اور پانچ آدمی ہنسی اڑانے والے ولید بن مغیرہ مخزومی، عاص بن وائل سہمی، اسود بن عبد یغوث زہری، اسود بن مطلب، حارث بن طلاطلہ، پس خدائے تعالیٰ نے ان سب کو اطراف میں اور خود انکی ذاتوں میں ایسی نشانیاں دکھلادیں۔ کہ ان سب پر جناب رسولؐ خدا کا برحق ہونا ظاہر ہو گیا تھا۔ (یہ اور بات ہے کہ ایمان نہ لائے) یہودی بولا خدا نے موسیٰؑ کا بدلہ فرعون سے لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا اسی طرح یہاں بھی ہوا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے فرعونوں سے جناب رسولؐ خدا کا انتقام لیا۔ ہنسی اڑانے والوں کے انجام کی خبر تو خدا نے اپنے قول إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۔ سے دی ہے پس وہ پانچوں مختلف طور سے ایک ہی دن اور ایک ہی ساعت میں مار ڈالے گئے۔ مگر اس طرح کی ایک کی موت دوسرے سے مختلف تھی۔ ولید بن مغیرہ تو یوں مرا کہ وہ کہیں جا رہا تھا۔ راستہ میں بنی خزاعہ میں سے ایک شخص نے تیر میں پر لگا کے رکھدیا تھا۔ ولید کے پاؤں میں اس کی نوک گھس گئی جس سے اس کی رگ اکحل کٹ گئی۔ بدن کا خون بہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے رہا عاص بن وائل سہمی۔ وہ کسی کام کو کسی ایسے موقع پر گیا تھا۔ جو ایک بڑے پتھر کے نیچے واقع تھا۔ وہ پتھر اس پر گرا اور اس کے بدن کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ وہ مر گیا اور مرتے مرتے کہتا تھا۔ کہ محمدؐ مصطفٰے کے خدا نے مجھے قتل کیا ہے اسود بن عبد یغوث کا یہ حال ہوا کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کے لئے گھر سے نکلا اور ایک درخت کے سایہ میں جا کھڑا ہوا پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اس کے سر کو درخت کے تنہ پر دے مارا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا تو اسکو (جو میرا سر توڑے ڈالتا ہے) منع کر اس نے جواب دیا میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ خود آپ اپنا سر درخت کے تنہ پر مار رہے ہیں اور کوئی یہاں موجود نہیں۔ پس وہ مر گیا مرتے وقت بولا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے۔ اسودؐ بن المطلب کو جناب رسولؐ خدا نے بد دعا کی تھی۔ کہ خدایا تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کے غم میں مبتلا کر۔ پس جب نزول عذاب کا دن آیا تو وہ اپنے گھر سے نکلا جب ایک مقام پہ پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے ایک سبز پتہ اس کی آنکھوں میں لگادیا پس وہ اندھا ہو گیا۔ پھر وہ زندہ رہا یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے کے غم میں ہلاک ہو گیا اور حارثؓ بن طلاطلہ باد سموم کے موسم میں گھر سے باہر آیا ہوا کی گرمی سے رنگ اس کا کالا پڑ گیا۔ پس جب وہ گھر میں جانے لگا۔ اُس کی اولاد نے اسے روکا اس نے کہا میں حارث ہوں یہ سن کر وہ لوگ جھلائے اور اس کو مار ڈالا قتل ہوتے وقت وہ کہہ رہا تھا مجھے محمدؐ کے ربّ نے قتل کیا ہے۔ نیز دوسری روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسود بن المطلب نے چھیلئے شور کی مچھلی کھائی تھی مچھلی کھاتے ہی اسے پیاس نے غلبہ کیا۔ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے ان پانچوں ملعونوں کو ایک وقت میں یہ سزائیں اس لئے دی گئی تھیں کہ انھوں نے جناب رسولؐ خدا سے یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ ! ہم ظہر کے وقت تک تمہارا انتظار کرتے ہیں یا تو اس عرصے میں آپ اپنے دعوئے نبوت

سے باز آ گئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ جناب رسولؐ خدا کو ان کے اس قول سے بہت ہی صدمہ پہنچا۔ بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔ دروازہ بند کر لیا۔ جبرئیلؑ امین منجانب رب العالمین اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! پروردگار عالم بعد تحفۂ درود و سلام یہ ارشاد فرماتا۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ اہل مکہ پر امر دین کو ظاہر کرو اور انکو قبول ایمان کی دعوت دو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اسے جبرئیلؑ امین ان ہنسی اڑانے والوں کا اور جو دھمکی دے چکے ہیں۔ اس کا کیا علاج کروں؟ جبرئیلؑ امین نے عرض کی خدا نے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ فرمایا اسے جبرئیل! ابھی ابھی تو وہ میرے روبرو موجود تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ابھی ابھی انکا فیصلہ کئے دیتا ہوں اور حضور اسی وقت اظہار امر دین فرمائیں ان پانچ کے علاوہ جو فرعون باقی رہے وہ سب بدر کے دن تلوار سے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ انکی پوری جمعیت کو خدائے تعالیٰ نے شکست دی اور وہ گروہ پیٹھ دکھا کر بھاگے۔

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۳** بِمَا يَقُوْلُوْنَ :۔ لفظی معنی ہیں جو کچھ یہ کہتے ہیں مطلب یہ ہیکہ آپ کے جھٹلانے میں آپ پر طعن کرتے ہیں، قرآن مجید کے بارے میں جو جو کچھ کہتے ہیں اور کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیکہ آپ جو اپنے وصیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ ان فضائل کو سُن سُن کر منافقین جو کچھ کہتے ہیں اس سے آپ کو سخت رنج پہنچتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۴** فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ :۔ مطلب یہ ہے کہ جب منافقین و کفار تمہیں ستائیں۔ تم خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور نماز میں مشغول ہو جایا کرو کہ تمہارا وہم و غم دفع ہو جایا کرے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تم کو اپنے کل معاملات میں صبر لازم ہے اللہ تعالیٰ نے جناب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان کو صبر و ملائمت کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے دفعیۂ جنون کے منتر پڑھنے شروع کئے اور بعضوں نے سحر کرنا چاہا تب خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ الخ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب جناب رسول خدا کو رنج دینے والا امر پیش آتا۔ تو آنحضرت نماز میں مشغول ہو جایا کرتے۔ **قول مترجم** :۔ فرقۂ شیعہ جو ہر امر میں تابع اہلبیت نبوی ہے اپنی نماز کے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ جو کہتا ہے وہ اسی حکم کی تعمیل ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ مخالفین وبحمدہ کے لفظ کو اڑا دیتے ہیں خدا انکو ہدایت کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۵** اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ جب قریش نے یہ کہا کہ ہم پر عذاب نازل کر دیجئے۔ تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے کسی امر کے متعلق خبر دے چکا کہ وہ ہونے والا ہے تو گویا وہ ہو ہی گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۶** يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ :۔ البصائر میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا جبرئیلؑ امین تو وہ فرشتہ ہے جو انبیاءؑ پر نازل ہوتا رہتا ہے اور روح وہ ہے جو انبیاء و اوصیاء کے ہر دم ساتھ ہے کسی وقت ان سے جدا ہی نہیں اور یہی سبب ہے کہ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ ہر بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے ہیں اور انکی ہر بات بچی تلی ہوتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۷** خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کو بدبودار پانی کے ایک قطرہ سے پیدا کیا پھر وہ بڑا فصیح و بلیغ لڑاکو اور جھگڑالو بن گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۸** دِفْءٌ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ دنبوں اور بھیڑوں کی اون اور بکریوں اور اونٹوں کے بالوں سے جو کپڑے اور خیمے سردی کے دفعیہ کے لئے بنائے جائیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۳** لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ :۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں آخرت سے مراد رجعت ہے۔ **تشریح** :۔ رجعت کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا اور حضرات ائمۂ معصومین علیہم السلام اور خاص خاص مومنین اور خاص خاص کفار و منافقین قبل از قیام قیامت ایک مرتبہ اس دنیا میں اور آئیں گے کہ نیکی کا بول بالا اور بدی کا منہ کالا ہو جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۴** مُّسْتَكْبِرُوْنَ تا الْمُسْتَكْبِرِيْنَ :۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان الفاظ سے وہ لوگ مراد ہیں جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے سے اکڑے اور بعضوں نے آنحضرتؐ کے سامنے اپنے آپ کو بڑا بنانا چاہا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا گزر چند مسکینوں کی طرف سے ہوا جنھوں نے اپنی چادر بچھا رکھی تھی۔ اور روٹیوں کے ٹکڑے اس پر پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ کھا رہے تھے۔ حضرتؑ کو دیکھا تو انھوں نے کہا کہ ابن رسول اللہ آئیے حضرت دوزانو جا بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو ایک دوسرے سے افضل سمجھے وہ مستکبرین میں شمار کیا جائے گا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ اگر کسی کو مرتکب گناہ کا مرتکب دیکھ لیں اور ہم اس سے بچے ہوئے ہوں تب بھی اپنے آپ کو اس سے افضل نہ سمجھیں فرمایا ہرگز نہیں، ہرگز نہیں کیونکہ یہ امید ہے کہ اس کے بڑے بڑے گناہ آن واحد میں معاف ہو جائیں اور تمہارے چھوٹے سے چھوٹے گناہوں کا محاسبہ قیامت پر موقوف رہے کیا تم نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں جو جادوگر آئے تھے ان کا قصہ نہیں پڑھا (مطلب یہ ہیکہ فرعون کو خدا مان کر حقیقی خدا کے رسولؐ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اور ایک سجدہ کرنے میں اتنا بڑا گناہ بخش دیا گیا) **قول مترجم** :۔ پہلی دو حدیثیں تو آیت کے عام معنی بتلاتی ہیں اور پہلی خاص۔ ۱۲

**صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۶** لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے امیر المؤمنینؑ کا حق غصب کیا ہے وہ اپنے گناہ پورے پورے تو اٹھائیں گے ہی اور جن لوگوں نے انکی پیروی کی ہے ان سب کے گناہوں میں کا بھی کچھ کچھ وبال برداشت کرنا پڑے گا۔ چنانچہ قول جناب امام جعفر صادق علیہ السلام یہ ہے کہ واللہ ایک سینگی بھر خون بھی نہیں گرایا گیا ہے۔ اور ایک لکڑی بھی لکڑی پر نہیں ٹوٹی ہے اور ایک عورت بھی غاصبانہ طور سے تصرف میں نہیں آئی ہے۔ اور کوئی مال بھی بیجا نہیں لیا گیا ہے مگر یہ کہ ان میں سے ہر ہر فعل کا وزر و وبال ان دونوں صاحبوں کی گردن پر ہوگا۔ بلا اس کے کہ اصل مرتکبین کا وبال کچھ بھی کم کیا جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۲** لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت کیا کہ لوگ اس آیت کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے فرمایا کفار تو خدا کی قسم نہیں کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت تو امت محمدیہ کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن سے کہا گیا تھا کہ موت کے بعد اور قیامت کے پہلے تم کو رجعت ہوگی۔ اور انھوں نے قسم کھا کر کہا تھا۔ کہ ہم کو رجعت نہ ہوگی۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے قول کو رد کیا اور یہ فرمایا لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ یعنی وہ رجعت کے بارے میں منکر اور جھوٹے تھے لہٰذا ان کو زمانۂ رجعت میں پھر جلائے گا اور قائم آل محمدؐ انکو قتل کریں گے۔ اور اس طرح مومنوں کے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۳** هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ :- ایک قول کے بموجب اس سے مراد جناب رسولؐ خدا اور مہاجرین ہیں قریش نے ان پر ظلم کیا تھا پھران میں سے کچھ تو حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۴** لَنُبَوِّئَنَّهُمْ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ یہ تھا لَنُثَوِّيَنَّهُمْ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو بہت ہی اچھی منزلت عطا فرمائیں گے اور اس منزلت سے مراد ہے اہل مکہ پر غلبہ جنھوں نے ان پر ظلم کیا تھا۔ پھر کل عرب پر غلبہ اور پھر تمام مشرق ومغرب پر غلبہ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۵** اَهْلَ الذِّكْرِ :- کافی اور تفسیر عیاشی میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ الذکر سے مراد ہیں جناب رسولؐ خدا اور اہل الذکر سے مراد ہیں آل رسولؐ خدا۔ اور امت اس پر مامور کی گئی ہے۔ کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہوں آل رسولؐ خدا سے دریافت کرلیں۔ العیون جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (بتحقیق اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو یعنی رسولؐ کو اتارا جو تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے) پس ذکر تو جناب رسولؐ خدا ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ائمہؑ پر ایک ایسا فرض ہے جو ان کے شیعوں پر نہیں ہے اور ہمارے شیعوں کے ذمہ ایک ایسا فرض ہے جو ہم پر نہیں ہے ان کو تو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہم سے سوال کریں چنانچہ فرمایا۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور ہم کو جواب دینے میں اختیار دیا ہے۔ کہ اگر ہم مناسب جانیں تو جواب دیں اور اگر مناسب نہ جانیں تو نہ دیں کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خدا نے جو یہ فرمایا۔ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اس میں اہل الذکر سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں فرمایا کیا خدا کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ یہود ونصاریٰ تم کو اپنے دین کیطرف دعوت دیں اور تم ان سے سوالات کرتے پھرو! پھر اپنے دست اقدس سے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اہل الذکر ہم ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۶** بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ :- ایک قول کے بموجب اس کے معنی ہیں معجزات کے ساتھ اور کتابوں کے ساتھ گویا یہ اس شخص کا جواب ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کن چیزوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۷** اَلذِّكْرَ :- البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ الذکر سے یہاں قرآن مجید بھی مراد ہے اور اس کے اہل بھی آل محمدؑ ہیں (جن کی معیت اس کے ساتھ حوض کوثر پر پہنچنے تک کے لئے خود جناب رسولؐ خدا نے بیان فرمادی تھی) کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ نے جو قرآن کے اہل ہیں انھیں سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جاہلوں سے سوال کرنے پر لوگ مامور نہیں کئے گئے اور خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید کا بھی نام ذکر رکھا چنانچہ فرمایا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ نمبر ۸** اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ :- کافی میں جناب امام زین العابدینؑ کی ایک حدیث نصیحتوں کے اور زہد کے بارے میں ہے از ان جملہ یہ بھی ہے کہ تم ان ظالموں میں سے نہ ہونا جو دنیا کی زینت کی طرف مائل ہوتے تھے۔ اور بُری بُری چالیں چلتے تھے۔ کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب کے محکم حصہ میں فرماتا ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ الخ :- پس خدائے تعالیٰ نے ظالموں کو جو بدلہ دیا ہے اس کا ذکر اپنے کتاب میں کرکے جو تم کو ڈرایا ہے اس واور اس سے مطمئن نہ ہو جاؤ کہ ظالموں سے جو وعید کی گئی ہے اس کا کوئی حصہ تم پر نازل نہ ہوگا۔ واللہ خدائے تعالیٰ نے دوسروں کا حال بیان کرکے تم کو نصیحت فرمائی ہے۔ اور سعید وہی ہے جو دوسروں کے حالات سے خود نصیحت قبول کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ نمبر ۸** وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ :- تفسیر قمی میں ہے کہ وحی کے معنی ہیں الہام اور الہام کے معنی ہیں دل میں ڈال دینا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ شہد کی مکھی اور شہد میں بہت سی باتیں غور سے دیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے قابل ہیں۔ از ان جملہ یہ خصوصیت کہ شہد اس مکھی کے منہ سے نکلتا ہے دوسرے یہ بات کہ شفا اور زہر ایک چھوٹے سے جانور میں۔ جمع کر دیا ہے تیسرے یہ کہ اس مکھی میں اور اس کی طبیعت میں خدائے تعالیٰ نے کیسے کیسے عجائبات ترکیب دیئے ہیں اور سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بہت سی مکھیوں سے بچانے کے لئے ان میں ایک یعسوب مقرر فرمایا ہے۔ کہ وہ ان کا حاکم ہے۔ وہ سب سے مقدم ہوتا ہے اور ہر طرح کی آفت کو ان سے دفع کرتا ہے ان کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے انتظام سیاسی قائم رکھتا ہے اور وہ سب ہر بات میں اس کا اتباع کرتی ہیں۔ اور اگر وہ کہیں جانا چاہے تو سب اس کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہیں۔ اور جب وہ گم ہو جائے تو ان کا انتظام ٹوٹ جاتا ہے قوم جاتا رہتا ہے اور متفرق ہو کر سب ہلاک ہو جاتی ہیں۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے جو فرمایا ہے۔ اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ اس میں اسی معنی کیطرف اشارہ ہے تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ منقول ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ النحل سے مراد ائمہ معصومین ہیں۔ اور الجبال سے عرب اور الشجر سے عجم اور آزاد شدہ غلام اور مِمَّا يَعْرِشُوْنَ سے وہ غلام جو آزاد نہیں ہیں مگر اللہ اور رسولؐ وائمہ کے دوستدار ہیں۔

پس ائمہ کو الہام کیا گیا ہے کہ ان سب قوموں میں سے اپنے شیعوں کو لے لیں اور شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ سے مراد مختلف علوم ہیں جو حضرات ائمہ کے بطون وصدور سے شائع ہوئے اور فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ یقیناً انھی علوم کی تعریف ہو سکتی ہے کہ جن میں امراض شک ونفاق کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ شفا موجود ہے جو حالت ظاہری شہد میں ہمیشہ یقینی نہیں ہو سکتی اور خدا کا قول خلاف نہیں ہو سکتا۔ اَلنَّاس تو شیعہ ہیں دوسرے جو کچھ ہیں وہ جانیں اور انکا خدا جانے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۱ نوٹ نمبر ۳** اور اَلْفَحْشَآءِ سے مراد ہیں جناب اوّل اور المنکر سے مراد ہیں حضرت ثانی اور اَلْبَغْيِ سے مراد ہیں مسٹر ثالث روایت میں وارد ہے کہ یہ آیت جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے پڑھی گئی تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو میں کہتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى حَقَّهٗ عرض کیا گیا کہ زید ابن ثابت کی قرأت میں تو ہم یوں نہیں پڑھتے ہیں فرمایا لیکن علیؑ ابن ابیطالب کی قرأت میں تو ہم یوں ہی پڑھتے ہیں۔

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ نمبر ۵** اور پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے اعتراض کی وقعت کو جانچیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ نمبر ۲** السَّبْتُ :- تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا تھا۔ کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن مخصوص خدا کی عبادت کا رکھیں اور وہ دن وہ ہو جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کیا ہے مگر انھوں نے اس میں اختلاف کیا۔ قولہ مترجم :- وہ دن شنبہ تھا۔ اور اس کا مفصل ذکر سورۂ اعراف میں ہو چکا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ نمبر ۳** جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ :- کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ سے مراد قرآن مجید ہے اور احتجاج طبرسی اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سورۂ بقرہ کی آیت قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے دین کے متعلق جدال کا ذکر کیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ جناب رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰؑ کو اس کی ممانعت ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ اس جدال سے ممانعت ہے جو احسن نہ ہو کیا تم نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور اس کا دوسرا قول اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پس ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ علمائے دین کو احسن طریقہ سے تو مجادلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور وہ جدال جو احسن طریقہ سے نہ ہو وہ حرام ہے جو اللہ نے ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے

اور عام جدال کو خدائے تعالیٰ کیونکر حرام قرار دیتا حالانکہ خود فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى پھر اس کے جواب میں فرماتا ہے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ پھر جدال کا حکم دیتا ہے قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اس سے معلوم ہوا کہ سچائی اور ایمان کا علم و دلیل و برہان ہی پر قرار دیا ہے اور دلیل سوائے احسن طریقے کے اور کسی طرح پیش نہیں کی جاسکتی۔ کسی نے عرض کیا یابن رسول اللہ! جدال احسن اور غیر احسن کیا ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جدال غیر احسن یہ ہے کہ تم کسی مخالف مذہب سے مناظرہ کرو اور وہ تمہارے سامنے کوئی امر باطل پیش کرے۔ جس کو تم خدا کی بتائی ہوئی حجت سے رد نہ کرسکو بلکہ تم اس کے جواب میں کسی ایسے امر حق کا انکار کردو جسے مخالف اپنے باطل دعوے کے ثبوت میں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہو بس تم یہ خیال کرکے کہ اگر دشمن فلاں حق بات کو اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے گا۔ تو مجھ سے جواب نہ بن پڑے گا۔ لاؤ پہلے ہی سے اس کا انکار کردیں بس اس طریقہ کا مجادلہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے اس لیئے کہ ایسے مجادلہ اور جواب سے ضعیف الاعتقاد مومنین پر اور مذہب کے باطل کرنے والے مخالفین پر برا اثر پڑے گا۔ مخالفین پر تو اس وجہ سے برا اثر ہوگا کہ وہ کمزور عقیدے والوں کو اور کمزور بنادیں گے۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں پر برا اثر ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگ تمہارا جواب ناقص پائیں گے۔ تو ان کے دل غمگین ہونگے کہ باطل مذہب والوں سے مذہب حق والے مغلوب ہوگئے۔ اب رہا وہ جدال جو احسن ہو۔ وہ یہ ہے جس کا خدا نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا ہے کہ جو کوئی تم سے مرنے کے بعد اٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرے تو تم اس سے مناظرہ کرو چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۚ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۲) اس قول کے رد میں خدا نے اپنے رسولؐ پر وحی نازل فرمائی۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ چاہا کہ وہ باطل پر اڑنے والے لوگوں سے گویا یہ کہا کرتے تھے۔ کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بوسیدہ ہڈیوں کو پھر مبعوث فرمائے گا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۝ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ابتدا میں جب کہ کوئی چیز نہ تھی۔ از سر نو پیدا کرسکا کیا وہ اس سے عاجز ہو جائے گا کہ پرانی بوسیدہ چیزوں کا پھر اعادہ کرے کیونکہ تمہارے خیال کے بموجب کسی چیز کا ابتداءً بنانا یا کرنا اس کے دوبارہ بنانے یا کرنے سے بہت دشوار ہوتا ہے۔ پھر فرمایا:۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب اس نے گیلے اور ہرے درخت میں جلانیوالی آگ کو پوشیدہ کر رکھا ہے جس کو ضرورت کے وقت نکال دیتا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ سڑی گلی چیز کے دوبارہ پیدا کرنے پر تو اور زیادہ قدرت رکھتا ہوگا۔ پھر فرمایا اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا تمہارے نزدیک بھی بہت بڑی بات ہے اور تمہاری عقلیں بھی ایک بوسیدہ چیز کے دوبارہ پیدا کرنے سے اسکو زیادہ عظیم الشان جانتی ہیں تو پھر تم نے یہ کیسے مان لیا کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان کام انجام دیا ہوگا۔ اور تمہارے خیال میں جو اتنا سخت کام ہے اس کو پورا کیا ہوگا۔ اور جب تم نے اسے مان لیا تو جو کام تمہاری نظر میں بھی اس سے زیادہ آسان ہے یعنی بوسیدہ چیز کا پھر پیدا کردینا اسے کیوں نہیں تسلیم کرتے؟

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیات مذکورۂ بالا تلاوت فرمائے اور انکا مطلب بیان فرماکے ارشاد فرمایا کہ یہ طریقۂ جدال تو وہ ہے جسے جناب رسولؐ خدا نے احسن فرمایا ہے اس لیئے کہ اس سے کافروں کے عذر منقطع ہوجاتے ہیں اور انکے شبہات دور ہوتے ہیں۔ اب رہا وہ طریقۂ جدال جو غیر احسن ہے کہ تم کو ایک امر حق میں اور مجادلہ کرنیوالے کے پیش کردہ امر باطل میں تمیز تو دشوار ہو اور تم اس کے باطل کے دفع کرنے کے خیال سے اس حق کا انکار کرجاؤ تو ایسا مجادلہ کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ تم اور تمہارا مخالف اس معاملہ میں یکساں ہوگئے۔ یعنی ایک حق کا وہ انکار کرتا تھا ایک کے تم بھی منکر ہوگئے۔

**صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۴** فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیکہ روز احد جب جناب رسولؐ خدا نے یہ دیکھا کہ آپکے عم مکرم جناب حمزہؓ ابن عبدالمطلبؓ کی نعش مبارک کے ساتھ کیسی کیسی بے ادبی کی گئی ہے تو یہ عرض کی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا اَرٰى (خداوندا سب تعریف تیرے ہی لیئے ہے اور جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اسکی نسبت تجھی سے شکایت کیجاتی ہے اور تجھی سے مدد چاہی جاتی ہے) پھر فرمایا کہ اگر میں قریش پر غالب آؤں گا تو ضرور بالضرور انکو مثلہ کروں گا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا الخ بس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اَصْبِرُ اَصْبِرُ (میں صبر کرتا ہوں میں صبر کرتا ہوں) ۱۲

**صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۵** وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ ۔ مطلب یہ ہے کہ جو اصحاب شہید ہوگئے ان پر اور جو بے ادبی بعد شہادت انکے ساتھ کی گئی ہے اس پر رنج و غم نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے انکو دار کرامت کی طرف منتقل کردیا ۱۲۔

۱۴
# پارۂ چہاردھم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ پانزدہم ۱۵

**صفحہ ۳۳ نوٹ ۱** کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں براق لے کر حاضر ہوئے جو قد میں خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا۔ کنوتیاں اس کی برابر چلتی رہتی تھیں۔ نظر اس کی اپنے سموں پر رہتی تھی اور جہاں سے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے اتنے عرصہ کو ایک قدم میں طے کر لیتا تھا اور کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب وہ کسی پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کرتا تو اس کے آگے کے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور پچھلے بڑے اور جب پہاڑ سے اترنے کا ارادہ کرتا تو اگلے پاؤں بڑھ جاتے اور پچھلے چھوٹے ہو جاتے۔ اس کی داہنی طرف کی یال کے بال کھڑے رہتے تھے۔ اس کے دو پر پیچھے کی طرف لگے ہوئے تھے۔

عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے براق کو میرے لئے مسخر فرما دیا تھا اور وہ جنّت کے چوپایوں میں سے ایک چوپایا ہے۔ قد میں نہ تو بہت چھوٹا ہے اور نہ بہت بڑا۔ اس پر بھی اگر خدا تعالیٰ اسے حکم دیتا تو ایک ہی دفعہ کے چلنے میں دنیا اور آخرت کا پورا چکر کر جاتا اور وہ تمام چوپاؤں میں رنگ کی حیثیت سے بھی سب سے خوبصورت تھا۔

تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام مروی ہے کہ جناب جبرئیلؑ امین اور حضرت میکائیلؑ اور حضرت اسرافیلؑ براق لے کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے تو لگام تھامی دوسرے نے رکاب پکڑی اور تیسرے نے اس پر آنحضرتؐ کے لباس کو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ اب براق لگا کلیلیں کرنے تو جبرئیلؑ امین نے اس کے طمانچہ مار کر فرمایا کہ اے براق ٹھہر جا کہ ان جیسا کوئی نبی نہ تو ان سے پہلے تجھ پر سوار ہوا اور نہ ان کے بعد کوئی سوار ہوگا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کو لے کر چلا اور بلند ہونا شروع ہوا۔ بہت زیادہ نہیں۔ جبرئیلؑ امین ساتھ ساتھ تھے اور آنحضرتؐ کو آسمان و زمین کی نشانیاں دکھاتے جاتے تھے آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں چلا ہی جا رہا تھا کہ داہنی طرف سے پکارنے والے نے پکارا یا محمدؐ میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے بائیں طرف سے پکارا میں نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا اور اس طرف بھی توجہ نہ کی۔ پھر ایک عورت میرے سامنے آئی جس کی دونوں باہیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور وہ دنیا کی ہر زیب و زینت سے مزیّن تھی اور وہ کہنے لگی کہ اے محمدؐ ذرا ٹھہر جائیے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی پھر میں آگے بڑھا چلا گیا تو میں نے ایک آواز سنی جس نے میرا دل دہلا دیا۔ (ذرا طبیعت ٹھٹھری تھی) کہ جبرئیلؑ امین نے مجھے اتارا اور مجھ سے کہا کہ نماز پڑھ لیجئے میں نے اتر کر نماز پڑھی اور مجھ سے دریافت کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ تو انھوں نے بتایا کہ یہ مدینۂ طیبہ ہے۔ جہاں آپ کو ہجرت کر کے آنا ہے۔ پھر میں سوار ہوا اور جہاں تک خدا کو منظور ہوا ہم چلے گئے۔ پھر جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ اتریئے اور نماز پڑھئے چنانچہ میں نے نماز پڑھی تو انھوں نے دریافت کیا کہ حضور سمجھے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی میں نے کہا نہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ نماز آپ نے طور سینا میں پڑھی ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا تھا۔ پھر میں سوار ہوا اور جہاں تک خدا کو منظور تھا ہم چلے گئے۔ اس کے بعد جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ اتریئے اور نماز پڑھئے چنانچہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ نے سمجھا بھی کہ یہ نماز آپ نے کہاں پڑھی۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ جبرئیلؑ بولے آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے اور بیت اللحم کے اطراف میں ہے۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ بن مریم پیدا ہوئے تھے۔ پھر ہم سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ بیت المقدس پہونچے اور جس حلقے میں انبیائے سابقین اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے اسی میں میں نے براق کو باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوا جبرئیلؑ امین میرے ساتھ ساتھ تھے۔ یہاں میں نے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ کو انبیاءؑ کے گروہ میں جو مشیّتِ الٰہی سے وہاں موجود تھے دیکھا۔ وہ سب کے سب میرے گرداگرد جمع ہو گئے۔ اقامت کہی گئی۔ مجھے ذرا بھی شک نہ تھا کہ جبرئیلؑ ہم سے آگے کھڑے ہوں گے مگر جب صفیں درست ہو گئیں تو جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑ کے مجھے سب سے آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے ان سب کی پیشنمازی کی مگر مجھے اس بات پر کچھ فخر نہیں ہے۔ نماز کے بعد خازن (مہمان خانۂ الٰہی کا داروغہ) میرے سامنے تین پیالے لایا۔ ایک میں دودھ تھا۔ دوسرے میں پانی۔ تیسرے میں شراب۔ ساتھ ہی میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سُنا کہ اگر انھوں نے پانی لے لیا تو یہ خود بھی ڈوب جائیں گے اور ان کی امت بھی ڈوب جائے گی۔ اور اگر شراب پی لی تو خود بھی بہکیں گے اور امّت بھی بہک جائے گی۔ اور جو لیا دودھ تو خود بھی راہِ راست پر قائم رہیں گے اور ان کی امت بھی۔ آنحضرتؐ کا بیان ہے کہ میں نے دودھ کا پیالا اٹھایا۔ اور اس میں سے جتنا مناسب جانا پی لیا۔ اس پر جبرئیلؑ امین مجھ سے کہنے لگے (یا رسولؐ اللہ!) آپ بھی راہ راست پر برقرار رہے اور آپ کی امت کی ہدایت کا بھی سامان ہو گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے مجھ سے پوچھا یا حضرتؐ آپ نے راہ میں کیا کیا چیزیں ملاحظہ فرمائیں؟ میں نے جواب دیا کہ اپنی داہنی طرف سے میں نے ایک منادی کی آواز سنی تھی جبرئیلؑ نے عرض کی آپ نے اسے کوئی جواب تو نہ دیا تھا۔ میں نے کہا جواب کیسا میں نے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ پکارنے والا یہود کا پیشوا تھا اگر آپ اس سے خطاب کرتے تو آپ کے بعد آپ کی ساری امت یہودی ہو جاتی۔ جبرئیلؑ بولے پھر آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ کسی منادی نے میری بائیں جانب سے مجھے پکارا (یہ سنکر) وہ کہنے لگے یا رسولؐ اللہ آپ نے اس سے کلام تو نہیں کیا؟ میں نے کہا کلام کیسا میں نے اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ دین نصاریٰ کی طرف بلانے والے کی آواز تھی۔ اچھا ہوا کہ آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ ورنہ آپ کے بعد آپ کی ساری امت نصرانی ہو جاتی۔ پھر جبرئیلؑ نے پوچھا وہ کون چیز تھی جو آپ کے سامنے آموجود ہوئی تھی؟ میں نے جواب دیا مجھے ایک عورت ملی جس کے دونوں بازو کھلے ہوئے تھے اور ہر قسم کی دنیوی زینت سے وہ آراستہ تھی۔ کہنے

لگی کہ اے محمدؐ ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اس پر جبرئیلؑ امین نے دریافت کیا کہ آپ نے اس عورت سے کچھ بات کی؟ میں نے کہا نہ تو میں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ عورت دنیا تھی۔ اگر آپ اس سے بات کر لیتے تو آپ کی ساری امت آخرت چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا پھر مجھے ایسی ہولناک آواز آئی جس نے میرے دل کو دہلا دیا۔ جبرئیلؑ بولے یا رسولؐ اللہ آپ نے کچھ سنا؟ میں نے کہا ہاں کچھ سنا۔ کہنے لگے ستر برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ کہ جہنم کے کنارے ایک پتھر تھا جسے میں نے اس میں دھکیل دیا تھا۔ اس وقت وہ تہہ میں جا کر بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس خبر کے سننے کے بعد جب تک آنحضرتؐ زندہ رہے کبھی نہیں ہنسے۔ حضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر جبرئیلؑ آسمانِ اوّل پر گئے ان کے ساتھ ساتھ میں بھی گیا۔ اس پر ایک فرشتہ ہے جس کا نام اسمٰعیلؑ ہے۔ صاحب خطفہ وہی ہے جو شیاطین کو تیروں سے مارتا ہے۔ جس کے بارے میں جناب باری عزّ اسمہ ارشاد فرماتا ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ اس فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک فرشتے کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔ اس فرشتے نے دریافت کیا اے جبرئیل یہ تمھارے ہمراہ کون بزرگوار ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا میرے ہمراہ (پیغمبر آخرالزماں) جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا وہ جناب مبعوث برسالت ہو گئے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ پس اس نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اس نے جواب میں مجھے سلام کیا۔ میں نے اس کے لئے طلب مغفرت کی اور اس نے میرے لئے طلب مغفرت کی اور میرے آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور ملائکہ مجھ سے بغلگیر ہوئے یہاں تک کہ جب آسمان اوّل میں داخل ہوا تو کوئی فرشتہ مجھے ایسا نہ ملا جو مجھے دیکھ کر خوش نہ ہوا ہو اور مجھے اس نے بشارت نہ دی ہو۔ مگر ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ جس سے بڑی کوئی مخلوق میں نے اس وقت تک نہیں دیکھی تھی۔ صورت اس کی بدصورت اور چہرے سے اس کے غیظ و غضب کے آثار نمایاں تھے۔ پس اسے مثل اوروں کے سلام و دعا کے کلمات تو ادا کئے مگر ہنسا نہیں اور نہ میں نے اس کے چہرے سے وہ خوشی کے آثار پائے جو اور فرشتوں کے چہروں سے ظاہر ہوئے تھے۔ جو مجھے دیکھ کر مسکرائے تھے۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں تو پریشان ہو گیا۔ جبرئیل نے کہا اس سے تو پریشان ہونا ہی چاہیئے۔ اس لئے کہ ہم سب اسؑ سے پریشان رہتے ہیں۔ یہ مالک داروغہ جہنم ہے۔ یہ کبھی نہیں ہنسا اور جب سے خدا تعالیٰ نے اسے جہنم کا اختیار دیا ہے خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر اس کا غیظ و غضب بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور خداوند عالم اس کے ذریعہ سے ان لوگوں سے انتقام لے گا اگر آپ سے پہلے جو گزرے ہیں ان میں سے کسی کے سامنے یہ ہنسا ہوتا یا آپ کے بعد جو آنے والے ہیں ان میں سے کسی کے لئے یہ ہنسنے والا ہوتا تو بیشک یہ آپ کے حضور میں بھی ہنستا مگر اس کو تو کبھی ہنسی آتی ہی نہیں۔ الغرض میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب سلام دینے کے بعد مجھے جنت کی خوشخبری دی۔ پھر میں نے جبرئیلؑ سے یہ کہا اور جبرئیلؑ کی وہ قدر و منزلت تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مدح میں فرمایا ہے مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ اے جبرئیلؑ تم آیا مالک کو حکم نہیں دیتے کہ وہ ہمیں دوزخ کا معائنہ کرا دے۔ جبرئیلؑ نے مالک سے فرمایا اے مالک تم جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو جہنم کا معائنہ کرا دو۔ یہ سنتے ہی اس نے اوّل تو دوزخ کی آڑ کو دور کیا اور پھر اس کا ایک دروازہ کھول دیا پس اس سے ایک شعلہ بلند ہوا جو آسمان میں پھیل گیا۔ جہنم کی آگ بھڑکی اور بلند ہوئی یہانتک کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھکو لپیٹ لے گی۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا اے جبرئیلؑ مالک سے کہدو کہ اس آڑ کو پھر قائم کر دے مالک نے آڑ کو حکم دیا کہ اپنی جگہ قائم ہو جائے۔ چنانچہ وہ آڑ جس مقام سے ہٹی تھی اسی جگہ قائم ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے روانہ ہوا۔ راہ میں ایک بزرگوار گندم رنگ قوی الجثہ میری نظر پڑے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے دادا حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آنحضرتؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان جناب کے سامنے ان کی ذریت پیش ہو رہی ہے تو وہ فرماتے جاتے ہیں کہ اچھی خوشبو ہے اور اچھی خوشبو پاک جسم سے آرہی ہے پھر آنحضرتؐ نے سورہ مطففین کی اٹھارھویں آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ سے شروع کر کے آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حضرت آدمؑ پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا اور میں نے ان کے لئے استغفار کیا ان حضرتؑ نے مجھے دعا دی اور فرمایا مرحبا اے فرزند صالح اور نبی صالح تم زمانہ صالح میں مبعوث برسالت ہوئے۔ پھر میرا گزر ایک فرشتہ کے پاس سے ہوا جو ایک مقام بلند پر بیٹھا ہوا تھا اس کے دونوں گھٹنوں کے مابین ساری دنیا تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک نور کی لوح تھی اور اس میں ایک نوشتہ بھی تھا۔ جس کی طرف وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ نہ دائیں طرف توجہ کرتا تھا نہ بائیں طرف۔ رنجیدہ دردمند کی طرح اسی لوح کی جانب (سر جھکائے ہوئے) نگراں تھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ ملک الموت ہے قبض روح اس کا کام ہے میں نے کہا اے جبرئیلؑ تم مجھے اس کے قریب لے چلو کہ میں اس سے باتیں کروں گا وہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے۔ اور میں نے اس پر سلام کیا۔ جبرئیلؑ امین مخاطب ہوئے کہ اے ملک الموت! یہ نبی رحمت ہیں۔ خدا نے اپنے بندوں کی طرف ان کو رسولؐ مقرر کر کے بھیجا ہے یہ سن کر ملک الموت نے مجھ سے مرحبا کہا اور سلام کر کے کہا اے محمدؐ خوش ہو جیئے میں آپ کی امت میں ہر قسم کی بھلائی دیکھتا ہوں میں نے جواب دیا میں خدائے منان کی حمد بجا لاتا ہوں جس نے اپنے بندوں کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں (جو کچھ مجھ پر خدا کی مہربانی ہے) یہ میرے پروردگار کا مجھ پر فضل اور اس کی رحمت ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اس ملک مقرب کا عمل سارے فرشتوں سے زیادہ سخت ہے۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ! آیا وہ سب لوگ جو مر چکے ہیں یا اس زمانہ کے بعد مریں گے ان سب کی روح یہی قبض کریں گے؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں۔ میں نے پوچھا جہاں جہاں آدمی ہوتے ہیں آیا یہ فرشتہ ان سب کو دیکھ لیتا ہے اور (قبض روح کے وقت) سب کے پاس پہونچ جاتا ہے؟ جبرئیلؑ بولے جی ہاں۔ ملک الموت کہنے لگے ساری دنیا کی مثال جس کو خدا نے میرے قابو میں کیا ہے اور اس پر مجھے پوری قدرت دی ہے۔ ایسی ہے جیسے آدمی کے ہاتھ میں ایک درہم ہوتا ہے اور وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے اور کوئی گھر ایسا نہیں ہوتا جس میں ہر روز پانچ مرتبہ نظر نہ کرتا ہوں۔ جب گھر والے کسی مردہ پر روتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ اس کے غم میں نہ روؤ کہ میں تمھارے پاس بھی مکرر آؤں گا۔ تا اینکہ تم میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ رہیگا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اے جبرئیلؑ بربادی کے لئے موت کافی ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا موت کے بعد خود بربادی ہے۔ وہ موت کی بربادی سے زیادہ سخت ہے۔ پھر میں وہاں سے آگے بڑھا۔ تو میرا گزر ایسی قوم کی طرف سے ہوا جن کے سامنے دستر خوان بچھے ہوئے ہیں کہ ان پر عمدہ گوشت بھی ہے اور خراب بھی مگر وہ لوگ عمدہ گوشت کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور برے گوشت کو کھاتے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مال حرام کھاتے ہیں۔ اور مال حلال کو چھوتے بھی نہیں۔ اور یہ سب آپ کی امت میں سے ہیں۔ پھر میں نے ایک فرشتے کو دیکھا جس میں خدا نے عجیب صنعت قرار دی ہے کہ آدھا بدن ان کا آگ کا ہے اور آدھا برف کا نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے نہ برف آگ کو بجھاتی ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ كَفَّ حَرَّ هٰذِهِ النَّارِ فَلَا يُذِيْبُ الثَّلْجَ وَكَفَّ بَرْدَ الثَّلْجِ فَلَا يُطْفِيْ حَرَّ هٰذِهِ النَّارِ اَللّٰهُمَّ مُؤَلِّفَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ "پاک ہے

اللہ جس نے اس آگ کی حرارت کو روکا کہ وہ برف کو پگھلا نہیں سکتی اور اس برف کی برودت کو روکا کہ وہ آگ کو بجھا نہیں سکتی۔ اے اللہ اے برف اور آگ کے مابین الفت پیدا کرنے والے تو اپنے مومن بندوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دے"۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ ایک ملکِ مقرب ہے جس کو پروردگار نے آسمان اور زمین کے اطراف پر مقرر فرمایا ہے۔ یہ فرشتہ مومنین کا جو زمین پر رہتے ہیں بڑا خیر خواہ ہے۔ جب سے یہ پیدا ہوا ہے ان کے لئے خدا سے دعا کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ حضور سُن رہے ہیں۔ دو فرشتے آسمان کے دروازے پر او رہی ایک ان میں سے یوں دعا کرتا ہے۔ خدایا جو لوگ تیری درگاہ میں مال صرف کریں تو ان کو اس کا عوض عطا فرما دے اور دوسرا یہ عرض کرتا ہے یا اللہ ہر بخیل بندہ کے مال کو تلف فرما دے۔ پھر آگے بڑھا اور ایک گروہ کی طرف سے گزر ہوا۔ جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی مانند تھے۔ ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جاتا تھا۔ اور ان کے منہ میں ڈالا جاتا تھا۔ جبرئیلؑ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بندگانِ خدا کی عیب جوئی اور چغل خوری کیا کرتے ہیں۔ پھر میرا ایک قوم پر گزر ہوا جن کے سروں کو فرشتے پتھر سے کچلتے تھے میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر نماز عشاء ادا کئے ہوئے سو جاتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر میری نظر پڑی جن کے منہ میں آگ ڈالی جاتی تھی اور نشیتوں کی راہ سے نکل جاتی تھی۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق، ناحق اور برو ئے ظلم کھا جاتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈالے جائیں گے۔ پھر آگے چلا تو کچھ لوگ دیکھے کہ جو لوگ کھڑا ہونا چاہتے ہیں مگر توند بڑی ہونے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے ہیں۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ یہ لوگ سود خور ہیں قیامت کے دن اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان مس کر کے خبطی بنا دے۔ یہ لوگ فرعون کی راہ پر ہیں۔ صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ بس یہ لوگ عرض کرتے ہیں خدایا قیامت کب قائم ہوگی؟ پھر میں نے آگے چل کے چند عورتیں دیکھیں جو پستانوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے دریافت کیا یا جبرئیلؑ یہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے عرض کی یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کی اولادیں جنتی ہیں اور اپنے شوہروں کے مال ان کو میراث میں دلواتی ہیں۔ یہ سُن کر حضور سرورِ عالم نے فرمایا خدا ان پر سخت عذاب نازل کرے جو اپنے بچوں کو غیروں کی نسل میں داخل کر دیتی ہیں کہ وہ ان لوگوں کی (نامحرم) عورتوں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کا مال ناجائز کھاتے ہیں۔ پھر ہم ایک فرشتے کے گروہ کے پاس سے گزرے جن کو خدا تعالےٰ نے جیسا چاہا ہے پیدا کیا ہے۔ اور ان کے چہروں کی وضع قطع جیسی چاہی قرار دی ہے۔ ان فرشتوں کے جسموں کا کوئی جوڑ بند ایسا نہیں ہے جو خدا کی حمد اور تسبیح مختلف آوازوں میں چلا چلا کے اور خوف خدا سے رو رو کے نہ کرتا ہو۔ میں نے ان کا حال جبرئیل سے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ جس طور سے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اسی طرح یہ فرشتے پیدا کئے گئے ہیں نہ تو آج تک ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے بات کی ہے اور نہ انھوں نے اپنے سروں کو بلند کیا ہے اور نہ نیچے کو جھکایا ہے۔ یہ سب باتیں خدا کے ڈر اور خوف کی وجہ سے ہیں۔ میں نے ان پر سلام کیا مگر انھوں نے میری طرف بغیر نظر کئے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ جبرئیلؑ ان سے مخاطب ہوئے کہ اے فرشتو! آگاہ ہو جاؤ یہ ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ نبیِّ رحمت۔ خدا نے ان کو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔ نبوت ان پر ختم ہو چکی یہ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ تم ان جناب سے کلام کیوں نہیں کرتے ہو؟ اُن فرشتوں نے جبرئیلؑ کی یہ گفتگو سنی تو سب نے متوجہ ہو کر مجھ پر سلام کیا اور میرا اکرام کیا۔ اور مجھ کو اور میری امت کو بھلائی کی بشارت دی۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر پہونچے وہاں دو شخص دیکھے جو ایک دوسرے سے شکل و صورت میں مشابہت رکھتے تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ دونوں کون ہیں؟ جواب دیا یحییٰ اور عیسیٰ خالہ زاد بھائی ہیں۔ پس میں نے ان دونوں پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کے لئے دعا کی انھوں نے بھی مجھے دعا دے کر کہا مرحبا۔ اے برادر صالح اور اے نبیِّ صالح۔ بعد اس کے میں نے فرشتوں کا ایک گروہ دیکھا جن کے چہروں سے خضوع و خشوع کا اثر نمایاں تھا۔ خدا نے جس سمت چاہا ان کے چہروں کا رُخ قرار دیا تھا۔ ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو طرح طرح کی آوازوں میں خدا کی حمد و تسبیح نہ کرتا ہو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں ایک شخص ایسا حسین و خوبصورت تھا جس کا حسن تمام خلائق سے اس قدر زائد تھا جیسے چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر روشنی میں فوقیت و فضیلت رکھتا ہے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ آپ کے بھائی یوسف (نبی) ہیں۔ پس میں نے ان پر سلام کیا انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کے لئے دعا کی انھوں نے بھی دعا دے کر کہا مرحبا۔ اے برادر صالح اور اے نبی صالح جو مناسب زمانہ میں مبعوث برسالت ہوئے پھر میں نے یکایک وہاں بھی اسی طور کے فرشتے دیکھے۔ جن کا خضوع و خشوع مثلِ آسمان اوّل اور آسمان دوم کے فرشتوں کے تھا۔ جبرئیلؑ نے ان سے میرے بارے میں وہی کہا جو اور فرشتوں سے کہا تھا اور وہ سب میرے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسے اور فرشتے پیش آئے تھے۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے وہاں ناگاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ حضرت ادریسؑ (نبی) ہیں۔ جن کو خدا نے بلند مرتبہ مکان کی طرف اٹھا لیا ہے میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کو دعا دی انھوں نے مجھ کو دعا دی۔ وہاں ملائکہ کو خضوع و خشوع میں ویسا ہی پایا جیسا کہ پہلے آسمانوں میں۔ پھر ان سب نے مجھے اور میری اُمّت کو خیر و خوبی کی بشارت دی۔ پھر میں نے ایک فرشتے کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کی ماتحتی میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ اور ہر ہر فرشتے کے زیر حکم ستر ہزار ملک اور تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل میں خیال گزرا یہ تو بڑا عظیم الشان فرشتہ ہے (یہ حال دیکھ کر) جبرئیلؑ نے اس فرشتہ سے چلا کر کہا اٹھ کھڑا ہو۔ وہ (جبرئیلؑ کے حکم سے کھڑا ہو گیا اور) قیامت تک کھڑا رہے گا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے۔ وہاں میں نے ایک ادھیڑ عمر کے شخص کو دیکھا جن سے زیادہ حسن اب تک میں نے کوئی نہ دیکھا تھا۔ جن کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور ان کے گرداگرد ان کی اُمّت کا ایک بڑا گروہ جمع تھا۔ جن کی کثرت سے مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ اپنی قوم کی بات مان لینے والے ہارونؑ بن عمران نبی ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انھوں نے مجھکو سلام کیا میں نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی انھوں نے میرے لئے دعا کی۔ وہاں بھی اور آسمانوں کی طرح (بہت سے) فرشتے خضوع و خشوع میں مصروف پائے۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر پہونچے وہاں ایک شخص گندمی رنگ طویل القامت دیکھا ان کے جسم پر اتنے بڑے بڑے بال تھے کہ وہ اگر کرتے بھی پہنتے تو ان کے بال کرتوں سے باہر نکل آتے۔ میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کا گمان یہ تھا کہ میں اولاد آدمؑ میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ زرک ہوں حالانکہ یہ شخص (جناب پیغمبر آخرالزّماں) پیش خدا مجھ سے گرامی تر ہیں۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ آپ کے بھائی موسےٰؑ بن عمران ہیں۔ بس میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے ان کو دعا دی اور انھوں نے مجھکو دعا کی۔ اور اس جگہ بھی میں نے اور آسمانوں کی طرح (بہت سے) فرشتے خضوع و خشوع میں مشغول پائے۔ پھر ہمارا آسمانِ ہفتم پر ورود ہوا۔ اب جس فرشتے کی طرف سے میرا گزر ہوتا تھا وہ کہتا تھا اے محمدؐ آپ بھی پچھنے لگوایئے اور اپنی امت کو بھی پچھنے لگوانے کا حکم دیجئے۔ اور

اس آسمان پر ایک بزرگوار کو دیکھا جن کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ اور سفید ملے جلے تھے۔ کرسی پر وہ جناب رونق افروز تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے دروازہ پر جوارِ رحمتِ خدا میں فروکش ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ! یہ آپ کے جدّ نامدار حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ اور آپ کا اور آپ کی امت میں سے متقیوں کا محل یہی ہے (امامؑ فرماتے ہیں) پس رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ پس میں نے ان پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ اور فرمایا مرحبا اے نبیِّ صالح اور اے فرزند صالح اے مناسب زمانے میں رسالت پر مامور ہونے والے اس آسمان پر بھی مثل دیگر افلاک کے (بہت سے) فرشتوں کو خضوع و خشوع میں مشغول پایا۔ پس انھوں نے مجھے اور میری امت کو خیر و خوبی کی بشارت دی۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بیان ہے کہ میں نے ساتویں آسمان میں کچھ سمندر نور کے جگمگ جگمگ کرتے ہوئے دیکھے جنکی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ سمندر تاریکیوں کے دیکھے اور کچھ سمندر برف کے دیکھے جن سے گرج کی آوازیں نکلتی تھیں۔ جب میں ان کے دیکھنے سے پریشان ہوا تو میں نے جبرئیلؑ امین سے دریافت کیا انھوں نے جواب دیا یا رسولؐ اللہ! آپ کو بشارت ہو اور خدائے تعالیٰ نے جو اعزاز و اکرام آپ کا کیا ہے اس کا شکریہ بجا لائیے اور جو برتاؤ آپ کے ساتھ کیا ہے اس کا شکریہ بجا لائیے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مدد و قوت سے مجھے قائم رکھا کہ جبرئیلؑ امین سے میں نے بہت ہی کچھ باتیں کیں۔ مجھے بھی اپنی جگہ حیرت ہوتی تھی اور انھیں بھی۔ انھوں نے مجھ سے کہا یا رسولؐ اللہ جو کچھ آپ دیکھتے ہیں اسی کو آپ عظیم سمجھتے ہیں یہ تو آپ کے پروردگار کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے تو وہ خالق کیسا ہوگا جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جنھیں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور ان چیزوں کو بھی پیدا کیا ہے جو آپ کی پروردگار کی مخلوق میں ان سے کہیں بڑی ہیں اور ان کو آپ دیکھ بھی نہیں رہے۔ یقین جانیئے کہ خدائے تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان نوّے ہزار حجاب ہیں اور خدائے تعالےٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ قرب رکھنے والا میں ہوں اور اسرافیلؑ ہیں مگر خدائے تعالےٰ اور ہمارے مابین بھی چار حجاب ہیں۔ ایک حجاب نور کا ہے۔ ایک حجاب ظلمات کا۔ ایک حجاب بادلوں کا۔ ایک حجاب پانی کا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ منجملہ ان عجیب چیزوں کے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اپنے ارادے کے ماتحت رکھی ہیں میں نے ایک مُرغ کو دیکھا۔ جس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کی تہہ تک پہونچے ہوئے ہیں اور اس کا سر عرش کے قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے جیسا چاہا ہے پیدا کیا ہے۔ اس فرشتہ کے بھی دونوں پاؤں تو ساتویں زمین کی تہہ تک پہونچے ہوئے ہیں اور قد اوپر کو بڑھتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان کی ہوا میں جا نکلا اور اس سے بھی بڑھتے بڑھتے قریب عرش جا کر ختم ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ تسبیح کرتا رہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيْ حَيْثُ مَا كُنْتَ لَا تَدْرِيْ اَيْنَ رَبُّكَ مِنْ عَظْمِ شَاْنِهٖ " (میرا پروردگار پاک اور پاکیزہ ہے اور تم کہیں بھی ہو اس کی عظمت اتنی بڑی ہے کہ اس کو سمجھ ہی نہیں سکو گے کہ وہ کہاں ہے) اس مرغ کے مونڈھوں پر دو بازو ہیں کہ ان دونوں کو جب پھیلاتا ہے تو مشرق و مغرب سے نکل جاتے ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو وہ اپنے دونوں بازو پھیلا کر پھڑپھڑاتا ہے اور یہ تسبیح ادا کرتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (اللہ تعالےٰ جو بادشاہ ہے اور پاک و پاکیزہ ہے ہر طرح سے منزّہ ہے خدائے تعالیٰ بڑی عظمت والا بڑے مرتبے والا ہر طرح سے پاک و پاکیزہ ہے۔ سوائے اس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے) جس وقت وہ یہ کہتا ہے تو زمین کے سب مُرغ تسبیح کرتے ہیں اور اپنے اپنے بازوؤں کو پھڑپھڑاتے ہیں اور چیخنے لگتے ہیں۔ اور جب آسمان کا وہ مرغ خاموش ہو جاتا ہے تو زمین کے بھی کل مرغ چُپ ہو جاتے ہیں اس مُرغ کے رونگٹے سبز تھے اور پر ایسے سفید تھے جن کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اور ان سفید پروں کے نیچے چھوٹے چھوٹے سبز رونگٹے تھے اور ان کی سبزی سے زیادہ تیز سبزی میں نے کبھی نہیں دیکھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جبرئیل امین کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ بیت المعمور میں پہونچا اور وہاں میں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ میرے ساتھ کچھ لوگ میرے اصحاب میں سے بھی تھے جن کے لباس نئے نئے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ ان کے لباس پھٹے پرانے تھے۔ بس نئے لباس والے تو اندر جا سکے اور پھٹے پرانے کپڑے والے روک دیئے گئے۔ پھر میں مسجد سے نکلا تو میرے سامنے دو نہریں لائی گئیں۔ از آنجملہ ایک نہر کا نام کوثر ہے اور دوسری نہر کا نام رحمت ہے۔ کوثر سے تو میں نے پانی پیا اور رحمت سے غسل کیا۔ پھر اور بہت سی چیزیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ یہاں تک کہ میں جنت میں پہونچا تو یکایک میں نے اس کے وسط میں اپنے مکان اور اپنی ازواج کے مکان دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ وہاں کی مٹی مشک کی مانند (خوشبو) ہے اور ایک لونڈی کو دیکھا کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگاتی ہے اس سے میں نے دریافت کیا کہ اے لڑکی تو کس کے لئے ہے؟ اس نے عرض کی کہ زیدؓ بن حارثہ کے لئے۔ جب صبح ہوئی تو زیدؓ بن حارثہ کو میں نے یہ خوشخبری پہونچادی۔ میں نے جنت کے پرندوں کو دیکھا کہ وہ قد میں بختی اونٹ کے برابر ہیں۔ اور وہاں کے اناروں کو دیکھا کہ وہ بڑے چرسے (یعنی بڑے ڈول کے جسے بیل وغیرہ کھینچتے ہیں) کے برابر ہیں ایک درخت ایسا دیکھا کہ اگر ایک پرندہ اس کی جڑ کے دور کو ناپنے کے لئے اڑایا جائے تو سات سو برس میں بھی اس کا پورا چکر نہ کر سکے۔ اور جنت میں ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جس میں اس درخت کی شاخ موجود نہ ہو۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا درخت طوبےٰ یہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں جنّت میں پہونچا تو اس وقت میرے حواس بجا ہوئے اور اس وقت میں نے جبرئیلؑ امین سے ان دریاؤں کا حال دریافت کیا اور جو عجائبات ان کے متعلق تھے اور جو جو خوف دلانے والی چیزیں ان میں تھیں ان سب کی بابت دریافت کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ ان حجابوں کے سراپردے ہیں۔ جو خدا اور مخلوق کے مابین حائل ہیں۔ اور اگر یہ پردے نہ ہوتے تو نور عرش صاف نمایاں ہوتا۔ اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی دکھائی دیتیں۔ اس کے بعد میں صدرۃ المنتہےٰ تک پہونچا دیکھتا کیا ہوں کہ اس کا ایک ایک پتہ ایک ایک امت پر سایہ کرنے کو کافی ہے وہاں سے میں اس جگہ پہونچا جس کے بارے میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پس اس وقت منجانب ربّ العزت آواز آئی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الخ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! تو نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بہت سی فضیلتیں عنایت کی ہیں پس مجھے بھی کچھ عطا فرما۔ منجانب ربّ العزت خطاب ہوا (کہ ہمارے حبیب) ہم نے جو کچھ تم کو عطا فرمایا ہے اس میں دو کلمے خاص اپنے عرش کے نیچے سے عطا فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ (بغیر خدا کے وسیلے کے نہ کوئی زور ہے نہ کوئی قوت تجھ سے بھاگ کر سوائے تیری ہی حضوری میں لوٹ آنیکے کہیں نجات ہی نہیں مل سکتی۔) آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ وہاں کے فرشتوں نے مجھے ایک دعا بتلائی جو میں صبح و شام پڑھا کرتا ہوں چنانچہ میں صبح کے وقت یوں کہتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ ظُلْمِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِمَغْفِرَتِكَ وَذُلِّيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِعِزَّتِكَ وَفَقْرِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِغِنَاكَ وَوَجْهِيَ الْفَانِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِوَجْهِكَ الْبَاقِي الَّذِيْ لَا يَفْنٰى (یا اللہ رات بھر میں جو بات مجھ سے بیجا ہوتی ہے وہ تیری معافی کے بھروسے

برتے پر (یعنی تیرا عزت دینا اسے ذلت نہ رہنے دیگا۔ اور میرا فقر و فاقہ تیرے غنی کرنیکی بدولت فقر و فاقہ نہ رہیگا اور میری فنا ہو جانے والی ذات تیری ہمیشہ رہنے والی اور غیر فانی ذات کی پناہ میں ہے) اور جب شام ہوتی ہے تو یوں کہتا ہوں اَللّٰهُمَّ اِنَّ ظُلْمِيْ اَمْسٰى مُسْتَجِيْرًا بِعَفْوِكَ وَذَنْبِيْ اَمْسٰى مُسْتَجِيْرًا بِمَغْفِرَتِكَ وَذُلِّيْ اَمْسٰى مُسْتَجِيْرًا بِعِزَّتِكَ وَفَقْرِيْ اَمْسٰى مُسْتَجِيْرًا بِغِنَاكَ وَوَجْهِيَ الْفَانِيْ اَمْسٰى مُسْتَجِيْرًا بِوَجْهِكَ الْبَاقِيْ الَّذِيْ لَا يَفْنٰى (یا اللہ دن بھر میں جو بات مجھ سے بیجا ہوئی وہ تیری معافی کے بھروسے پر اور جو گناہ مجھ سے ہوا وہ تیری مغفرت کے سہارے اور جو ذلت مجھے پہونچی وہ تیری عزت کے برتے پر (یعنی تیرا عزت دینا اسے ذلت نہ رہنے دیگا) اور میرا فقر و فاقہ تیرے غنی کرنے کی بدولت فقر و فاقہ نہ رہیگا اور میری فنا ہو جانے والی ذات تیری ہمیشہ رہنے والی ذات اور غیر فانی ذات کی پناہ میں ہے) پھر میں نے اذان سنی تو دیکھتا کیا ہوں اذان ایک ایسا فرشتہ دے رہا ہے جو اس رات سے پہلے کبھی آسمان میں نہیں دیکھا گیا اس نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے میں اس سے بڑا ہوں کہ کسی طرح کوئی میرا وصف بیان کر سکے پھر اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس پر خدا تعالےٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے خدا میں ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پھر اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس پر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے بیشک محمدؐ میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے ہی اسے مبعوث کیا اور میں نے ہی اسے منتخب کیا۔ پھر اس نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے سچ کہا اور میرے فریضہ کی طرف بلایا پس جو شخص بخوشیٔ خاطر اور امیدوار ثواب ہو کر اس کی طرف جائے گا تو اس کے جو گناہ گزر چکے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے گا پھر اس نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا بیشک یہ نماز صلح بھی ہے فلاح بھی ہے نجاح بھی ہے۔ پھر میں نے ان فرشتوں کی پیش نمازی کی جیسے کہ بیت المقدس میں انبیاءؑ کی پیش نمازی کر چکا تھا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ پر ایک وجد کی سی حالت طاری ہو گئی۔ میں بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اور مجھے میرے پروردگار نے آواز دیکر فرمایا کہ میں نے ہر نبی پر جو تم سے پہلے تھے پچاس وقت کی نماز واجب کی ہے اب تم پر اور تمھاری امت پر بھی واجب کر دی لہٰذا تم بھی بجا لایا کرو اور اپنی اُمت کو تاکید کر دو کہ بجا لایا کریں۔ اس کے بعد میں اترنے لگا یہاں تک کہ ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا انھوں نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی۔ اب موسیٰؑ کے پاس پہونچا تو انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یا حضرتؐ کہیئے آپ نے کیا کیا؟ میں نے بیان کیا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میں نے تم سے پہلے ہر نبی پر پچاس وقت کی نماز واجب کی تھی اور اب تم پر اور تمھاری امت پر بھی اتنی ہی واجب کی۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ یا حضرتؐ آپ کی اُمت تو سب سے آخر اُمت اور سب سے کمزور اُمت ہے اور آپ جو کچھ عرض کریں گے اسے خدا تعالےٰ رد نہ کرے گا اور آپ کی اُمت سے پچاس وقت کی نماز ادا کرنا ممکن نہ ہوگا۔ پس آپ اپنے پروردگار کی حضور میں پھر جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے (آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ) میں پھر پلٹ کر گیا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہےٰ تک پہونچا اور وہاں جا کر سجدہ میں گر پڑا پھر عرض کی پروردگارا! تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی ہے اسقدر کی تو مجھ میں اور میری امت میں تاب نہیں ہے۔ پس خدا تعالےٰ نے دس کم فرما دیں اب میں موسیٰ علیہ السّلام تک پلٹ کر آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ انھوں نے فرمایا پھر جایئے اتنی بھی نہیں ہو سکے گی۔ پھر میں لوٹ کر اپنے پروردگار کی حضور میں پہونچا۔ پھر اس نے دس کم کر دیں۔ اب میں پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس لوٹ کر آیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ انھوں نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ غرض ہر دفعہ لوٹ کر جانے میں میں سجدہ میں گر پڑتا تھا (اور میرا پروردگار ہر دفعہ اپنے فضل سے دس نمازیں کم کر دیتا تھا۔) یہاں تک کہ آخر میں دس ہی وقت کی نماز رہ گئی اب میں موسیٰؑ علیہ السّلام کے پاس آیا ان کو اطلاع دی انھوں نے فرمایا یہ بھی نہ ہو سکے گی۔ پھر اپنے پروردگار کی حضور میں پلٹ کر پہونچا اور اس نے پانچ اور کم کر دیں۔ اب میں پھر موسیٰؑ کے پاس واپس آیا اور ان کو اس کی خبر دی تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں اتنی بھی نہ ہو سکے گی۔ اس پر میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے عرض کرتے شرم آتی ہے میں تو اتنے ہی پر بس کروں گا۔ اس وقت ایک منادی نے مجھے ندا دی کہ چونکہ تم نے اس پر بس کی ہے اس لئے یہ پانچ پچاس کی منزلت میں قرار دی گئی ہیں۔ یعنی ہر نماز کا ثواب دس گنا کر دیا گیا ہے اور جو شخص بھی تمھاری اُمت میں سے نیکی کا قصد کریگا اگر اسے بجا لایا تب تو اس کے لئے (کم از کم) دس گنا ثواب لکھا جائیگا۔ اور اگر نہ بجا لایا تب بھی ہم اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیں گے۔ اور جو شخص آپ کی امت میں سے بدی کا قصد کرے گا اگر اسے کر گزرا تو اس کے ذمہ ایک بدی لکھی جائے گی۔ اور اگر کچھ نہ کیا تو (محض قصد کرنے کے سبب) کچھ بھی نہ لکھا جائے گا۔ یہ فرما کر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو خدا تعالےٰ اس اُمت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے اس قول سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ الخ کی تفسیر یہ ہے۔

المجالس میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا کو شب معراج بیت المقدس تک پہونچایا تو جبرئیلِ امین آپ کو براق پر سوار کر کے لے گئے تھے اور جب دونوں صاحب بیت المقدس پر پہونچے تو جبرئیلِ امین نے آنحضرتؐ کو انبیاءؑ کی محرابیں دکھلائیں اور آنحضرتؐ نے ان سب میں نمازیں پڑھیں اور جب بعد معراج آنحضرتؐ کو واپس لائے تو واپسی میں جناب رسُول خدا کا گزر قریش کے ایک قافلہ کے پاس سے ہوا وہاں آپ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برتن ان کا پانی بھرا ہوا ہے اور ایک اونٹ ان کا گم ہو گیا ہے جسے وہ تلاش کر رہے ہیں تو جناب رسُول خدا نے اس پانی میں سے کچھ پیا اور باقی کو لنڈھا دیا۔ صبح جب جناب رسُول خدا نے قریش کو یہ واقعہ سنایا کہ خدا تعالےٰ نے شبا شب مجھے بیت المقدس پہونچایا اور مجھے انبیاءؑ کی نشانیاں اور ان کے مقامات دکھلائے اور میں واپسی میں فلاں مقام پر قافلہ کے پاس سے گزرا اور ان کا ایک اونٹ کھویا گیا تھا اور ان کے پانی میں سے کچھ میں نے پیا باقی کو لنڈھا دیا تو ابوجہل بولا (یارو!) موقعہ تو تم کو اچھا ملا اب ان (حضرتؐ) سے پوچھ لو کہ اس میں ستون کتنے ہیں اور قندیلیں کتنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوچھا کہ اے محمدؐ! یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو بیت المقدس کو دیکھ آئے ہیں بھلا بتایئے تو سہی کہ اس کے ستون کتنے ہیں؟ قندیلیں کتنی ہیں؟ اور محرابیں کتنی ہیں؟ جبرئیلؑ امین اسی وقت آئے اور بیت المقدس کی صورت آنحضرتؐ کے سامنے پیش کر دی پس جو کچھ یہ لوگ پوچھتے جاتے تھے آنحضرتؐ اس کا جواب ان کو دیتے جاتے تھے۔ جب ان کو پورا جواب دے چکے تو کہنے لگے کہ اچھا (اب فیصلہ اس وقت ہوگا جب) قافلہ بھی آلے اور جو کچھ آپ نے ان کی نسبت فرمایا ہے ہم اسے بھی دریافت کرلیں۔ اس پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا کہ اس کی تصدیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ قافلہ کل صبح سورج نکلنے کے ساتھ تمھارے پاس پہونچے گا۔ اور ابلق رنگ کا اونٹ اس کے آگے آگے ہوگا۔ پس دوسرے دن جیسے ہی صبح ہوئی یہ لوگ گھاٹی کی طرف نظر دوڑانے کے لئے بڑھے اور کہنے لگے کہ لو سورج تو یہ نکل آیا پس یہ یہ کہنا ہی تھا کہ سامنے سے قافلہ بھی نمودار ہوا جیسے جیسے کرۂ آفتاب بلند ہوتا گیا ویسے ویسے قافلہ بھی قریب آتا گیا جس کے آگے ابلق رنگ کا اونٹ تھا۔ ان لوگوں نے

اہلِ قافلہ سے جنابِ رسولِ خدا کے قول کی تصدیق چاہی ان لوگوں نے بیان کیا کہ بیشک فلاں مقام پر ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور ہم نے پانی رکھا تھا جو صبح کو گرا ہوا پایا گیا۔ یہ سن کر بجائے تصدیق کرنے کے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی۔

تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی روایت موجود ہے۔

کشف الغمہ میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کیا گیا تھا کہ شب معراج آپ کے پروردگار نے آپ سے کس لہجے میں بات کی؟ تو فرمایا مجھ سے علیؑ ابن ابیطالب کے لہجے میں خطاب فرمایا تھا۔ اور اسی وقت میرے دل میں یہ بات آئی اور میں نے عرض کیا کہ پروردگار! آیا تو مجھ سے خطاب فرما رہا ہے یا علیؑ؟ ارشاد ہوا کہ اے احمد! میں شے ہوں مگر اشیاء کے مانند نہیں۔ نہ میرا قیاس انسانوں کا سا کیا جا سکتا ہے اور نہ میرا وصف اشیاء کے ساتھ بیان ہو سکتا ہے میں نے تم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور علیؑ کو تمھارے نور سے پیدا کیا پس میں تمھارے دل کے بھیدوں پر مطلع ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تمھارے دل میں علیؑ ابن ابیطالب سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے علیؑ کی زبان میں تم سے خطاب کیا کہ تمھارا دل مطمئن ہو جائے۔

قولِ مترجم:۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ قصۂ معراج کے متعلق حدیثیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا کسی ایک کتاب یا ایک رسالہ میں جمع کرنا محال ہے اور ان میں بہت سی باتیں اسرار کی ایسی ہیں کہ سوائے اَلرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کے اور کسی سے ان کا حل ممکن ہی نہیں۔

**صفحہ ۳۳ نوٹ ۴** وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ فِی الْکِتٰبِ ...... تا ...... وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ تفسیر قمی میں ہے کہ وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ فِی الْکِتٰبِ کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ان کو اطلاع دی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل سے خطاب منقطع کر کے خدا تعالےٰ نے امت محمدیہ کو مخاطب فرمایا اور ارشاد کیا لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ جس کا مطلب وہی دونوں صاحب ہیں اور ان کے ساتھی اور ان کا عہد توڑنا پھر فرمایا وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا اس کا مطلب وہ ادّعاء ہے جو انھوں نے خلافت کی بابت کیا تھا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا یعنی قصۂ روز جمل ہے اور بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ اس سے مراد ہیں جناب امیرؑ اور ان حضرتؑ کے اصحاب۔ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے تم کو تلاش کیا اور قتل کیا۔ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا اور جو وعدہ تھا پورا ہو کر رہا ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ اس کے یہ معنی ہیں کہ بنی امیہ کو آل محمدؐ کے مقابلہ میں ثانیاً غلبہ دیا۔ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے بنی امیہ تم کو علیؑ مرتضیٰ کے بیٹوں حسنینؑ اور ان دونوں کے اصحاب کے مقابل مال، اولاد اور بھیڑ بھاڑ سے امداد دی مگر تم نے اس کا برا استعمال کیا یہاں تک کہ آل محمدؐ کی عورتوں تک کو لوٹ لیا۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اس سے مراد ہیں جناب قائم آل محمدؐ اور ان کے اصحاب۔ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بنی امیہ کے منھ کالے کر دیں گے۔ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ ان داخل ہونیوالوں سے مراد جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرالمومنینؑ اور ان حضراتؑ کے اصحاب ہیں وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا اس کا یہ مطلب ہے کہ جب قائم آلِ محمدؐ تم پر غالب آئیں گے تو تم کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر توجہ آل محمدؐ کی طرف فرمائی اور یہ ارشاد کیا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم کو تمھارے دشمنوں پر غالب فرما دیگا۔ پھر بنی امیہ سے خطاب کر کے فرمایا وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اس کا یہ مطلب ہے کہ جب تم سفیانی کی سرداری کے ساتھ عود کرو گے تو ہم قائم آلِ محمدؐ کی سرپرستی میں لوگوں کو بھیجیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴ نوٹ ۱** اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے جو درجے بڑھائے جائیں گے اور وہ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کریں گے یہ ان اپنی اپنی عقلوں کے اندازہ پر ہوگا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ثواب کا اندازہ عقل پر موقوف ہے (یعنی جتنا نیکی کو نیکی سمجھ کر انجام دیتا ہے اور طاعت خدا جس قدر سمجھ بوجھ کر کی ہے اتنا ہی اعلیٰ درجہ ملے گا)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴ نوٹ ۲** لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ: تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہر خطاب جناب رسولؐ خدا سے بھی ہے اور امت کے ہر ہر متنفس سے بھی مگر مراد امت ہی کو سنانا اور یعنی خطاب بھی امت ہی سے ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴ نوٹ ۳** بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا: کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا تھا کہ وہ احسان کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کی خدمت میں حاضر رہنے کو اچھا جانے اور گو وہ مالدار بھی ہوں تاہم اس کی ان کو تکلیف نہ ہونے دے کہ وہ کوئی چیز اس سے طلب کریں (بلکہ ان کی تمام ضرورت کی چیزیں خود بخود مہیا کرتا رہے) کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور فرماتا ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اگر تم پر خفا بھی ہوں تو تم ان کے مقابلہ میں اُف تک نہ کرو (یعنی کوئی کلمہ حقارت کا نہ کہو) اور اگر وہ تم کو ماریں تو ان کو جھڑک نہ دو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو ماریں تو تم کہو غَفَرَ اللّٰهُ لَکُمَا کہ تمھاری طرف سے قول کریم یہی ہے اور خدا فرماتا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کی طرف بھر نظر دیکھو تو رحمت کی نیت سے اور ترس کھانے کی غرض سے ہو اور تم اپنی آواز ان دونوں کی آواز پر بلند نہ کرو اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے اونچا نہ اٹھاؤ اور اپنا پاؤں ان کے پاؤں سے آگے نہ بڑھاؤ۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر خدا کے علم میں کوئی چیز اُف سے زیادہ حقیر ہوتی تو اس سے بھی (ماں باپ کے مقابلہ میں کہنے سے) ضرور منع فرما دیتا اور اس لفظ کا کہنا عاق ہو جانے کا ادنیٰ درجہ ہے اور کافی میں ہے کہ عاق جن جن باتوں سے ہو جاتا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کی جانب تیز نظر سے دیکھے۔ اور جناب موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا تھا کہ بیٹے پر باپ کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا نام لے کر ذکر نہ کرے، چلنے میں اس سے آگے نہ چلے، بیٹھنے میں اس سے پہلے نہ بیٹھے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس کے سبب سے لوگ اس کے باپ کو برا کہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴ نوٹ ۴** لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَوَّابٌ کے معنی ہیں بڑا توبہ قبول کرنے والا، بڑا عبادت کرنیوالا اور بڑا گناہوں سے باز رہنے والا۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص دو دو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں اَلْحَمْدُ ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ احد پچاس مرتبہ تو وہ اوّاب شمار کیا جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴ نوٹ ۵** وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ: تفسیر قمی میں ہے کہ الْقُرْبٰی سے مراد ہے قرابت جناب رسولؐ خدا اور یہ آیت جناب فاطمہ زہراؑ کی شان میں ہے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے فدک ان کے لئے مخصوص فرما دیا تھا۔ اور اس آیت میں مسکین سے مراد وہ مسکین ہے جو اولاد فاطمہؑ سے ہو اور

ابن السبیل (مسافر) سے بھی مراد وہ ابن السبیل ہے جو اولاد فاطمہؑ سے ہو۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب موسٰیؑ کاظم علیہ السلام مہدی خلیفۂ عباسی کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ وہ بندگان خدا کے حقوق واپس کر رہا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے مہدی! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو ہمارا حق واپس نہیں دیتا؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابوالحسنؑ! وہ حق کون سا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جبکہ خداوند عالم نے اپنے نبی کے ہاتھ پر بغیر لڑائی فدک اور اس کے قریب والے املاک فتح کر دیئے۔ ان مقامات پر مسلمانوں نے چڑھائی نہیں کی تھی (اس لئے وہ صرف رسولؐ اللہ کا مال تھا) پس خدا نے یہ آیۂ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل فرمایا۔ آنحضرتؐ نہیں جانتے تھے کہ اس سے کون مراد ہیں؟ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبرئیلؑ سے اور انھوں نے خود ربّ العالمین سے دریافت کیا کہ ذوالقربےٰ سے کون کون مراد ہے وحی آئی اے رسولؐ! یہ فدک اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیدو۔ پس آنجنابؐ نے حضرت فاطمہؑ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہؑ! مجھے حکم پروردگار پہونچا ہے کہ میں فدک تمھیں دیدوں۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے آپ کے اور خدا کے عطیہ کو بسرو چشم قبول کیا پس جب تک جناب رسولؐ خدا حیات رہے جناب سیدہؑ کے وکلاء تحصیل وصول کیا کرتے تھے۔ جس وقت ابوبکرؓ حاکم بن بیٹھا تو اس نے جناب سیدہؑ کے وکیلوں کو فدک سے نکال باہر کیا۔ جب سیدہؑ ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا اے ابوبکر! تو میرا حق مجھے واپس دے۔ اس نے کہا تم اپنے دعوے پر گواہ لاؤ خواہ کالے ہوں یا گورے کہ جناب رسولؐ خدا نے فدک تمھیں دیدیا ہے۔ جناب معصومہؑ حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ اور حضرت امّ ایمنؓ کو لے گئیں۔ ان دونوں نے گواہی دی۔ ابوبکر نے فدک واپس دینے کا پروانہ لکھ دیا۔ جناب سیدہؑ اس پروانہ کو لئے ہوئے دولتسرا کی طرف تشریف لے چلیں راہ میں عمر ملا اور کہا اے دختر رسولؐ خدا! یہ تمھارے پاس کیا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا پروانہ ہے جو پسر ابو قحافہ نے میرے لئے لکھا ہے۔ عمر نے کہا ذرا مجھے تو دکھاؤ؟ جناب سیدہؑ نے انکار کیا اس نے زبردستی پروانہ چھین لیا۔ اور دیکھا پھر اس پر تھوک کر لکھے ہوئے کو مٹا کے چاک چاک کر ڈالا اور کہا یہ وہ ہے جس پر لشکر نے چڑھائی نہیں کی ہے پس تم ہمارے گلے گھونٹ دو۔ یہ سنکر مہدی نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ فدک کی حدود تو بتایئے؟ حضرتؑ نے فرمایا ایک حد اس کی کوہ اُحُد ہے۔ دوسری حد عریش مصر ہے۔ تیسری حد سیف البحر ہے۔ چوتھی حد دومۃ الجندل ہے۔ خلیفہ مہدی نے کہا یہ سب فدک میں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ہاں یہ سب وہ مقامات ہیں جو بغیر لڑائی کے فتح ہوئے ہیں۔ مہدی نے کہا یہ تو بہت ہے میں اس میں غور کروں گا۔

ریّان بن الصّلت سے مروی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا قول باریتعالےٰ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ میں ایک خصوصیت ہے جس کے ساتھ خدائے عزیز و جبار نے ذریت رسولؐ کو خاص کیا ہے اور تمام امّت پر ان کو بزرگی بخشی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ علیہا کو طلب فرما کے ارشاد کیا اے فاطمہؑ! یہ فدک وہ ہے جس پر فوج کشی نہیں کی گئی۔ یہ صرف میرا مال ہے مسلمانوں کا اس میں بالکل حق نہیں ہے۔ میں خدا کے حکم سے تم کو اور تمھاری اولاد کو دیتا ہوں تم اسے لے لو۔

تفسیر برہان میں بطریق عامہ ثعلبی سے روایت ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ملک شام کے ایک شخص سے فرمایا آیا تو نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں!۔۔۔ حضرتؑ نے فرمایا آیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل میں آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نہیں پڑھی؟ اس نے جواب دیا کہ آیا وہ اقربا جن کے حق دیے جانے کا خود حق تعالیٰ نے حکم دیا آپ ہی حضرات ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں وہ ہم ہی ہیں۔

تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب یہ آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ الخ نازل ہوئی تو جناب رسالتمآبؐ صلے اللہ علیہ وآلہ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ مسکین کو تو میں سمجھ گیا یہ ذالقربا کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کیا وہ آپ کے عزیز قریب ہیں۔ پس آنجنابؐ نے حسنینؑ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کو بلا کر ارشاد فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ زمینیں جو بغیر لڑائی بھڑائی کے خدا تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں وہ میں تمھیں دے دوں لہٰذا فدک کی جاگیر میں نے تم کو دے دی۔

عطیہ عوفی کہتا ہے جب جناب رسالتمآبؐ صلّے اللہ علیہ وآلہ نے خیبر کو فتح کیا اور فدک بغیر لڑائی کے مفتوح ہوگیا اور خدا تعالےٰ نے آیۂ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل کیا تو جناب رسولؐ خدا نے جناب سیدہؑ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ فدک تمھارا حق ہوگیا۔

عبدالرحمٰن بن فلاح سے مروی ہے کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن موسے العبسی کو خط لکھ کر معاملۂ فدک اس سے دریافت کیا۔ اس نے جواب میں یہی حدیث لکھ دی جو اوپر گزری ہے۔

عطیہ سے روایت ہے کہ مامون نے اولاد فاطمہؑ کو فدک واپس دے دیا۔

ابوطفیل سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے شوریٰ کے دن ارشاد فرمایا آیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کی شان میں آیۂ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوا؟ سب نے جواب دیا ایسا تو کوئی نہیں ہے۔

**قول مترجم:** عوام الناس میں ملک فدک باغ فدک کے نام سے مشہور ہے جس سے یہ دھوکا دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی بڑی چیز نہ تھی صرف دو چار کھجور کے درخت تھے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ فدک ملک خیبر کے یہودیوں کے مواضعات میں سے ایک موضع تھا جس کی آمدنی نہایت معقول تھی اور جو باغ فدک کہا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ آس پاس کے ملک کے مقابلہ میں باغ کہا جاتا تھا جیسے کہ انگریز ملک اودھ کو باغ ہند کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لفظاً اصلاً باغ فدک تھا یعنی دونوں چیزوں کے درمیان میں واو عطف تھا جس سے یہ مطلب ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب سیدہؑ کو اپنا باغ بھی دے دیا تھا۔ جو مدینہ منورہ کے قریب موضع عوالی کے رقبہ میں واقع تھا اور قریۂ فدک بھی دے دیا تھا جو مدینہ منورہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ وہاں دو دن میں پہونچ سکتے تھے کسی کاتب کی خود اپنی حماقت یا کسی خائن حاکم کی ہدایت سے باغ و فدک کا واؤ لکھنے سے رہ گیا۔ یار لوگوں نے باغ فدک پڑھنا شروع کر دیا جیسے گلستاں کے اس مصرع کی گت بن گئی۔ ع خاندان و نبوتش گم شد۔ جس کا مضمون مطابق قرآن مجید ہے اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ مگر کاتب صاحب کے واؤ اڑا دینے نے اور لوگوں کے نون کو با پر مقدم کر دینے نے "خاندان نبوتش گم شد" پڑھوا دیا حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کی نُبُوّتْ ہی جاتی رہی یعنی وہ بیٹا ہونے سے خارج کر دیا گیا یہی حالت باغ و فدک کی ہوگئی۔

| | |
|---|---|
| صفحہ ۴۴۳ نوٹ ۶ | وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا: تبذیر کے لفظی معنی کم کر دینا اور مراد ہے مال کو ایسی جگہ صرف کرنا جہاں ضرورت نہ ہو یا ضرورت سے زیادہ اٹھانا۔ |

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے فرمایا جو شخص طاعت خدا کے برخلاف کوئی چیز صرف کرتا ہے وہی مُبَذِّرٌ ہے اور جو شخص راہ خدا میں صرف کرتا ہے وہ مُقْتَصِدٌ (میانہ رَو) ہے۔ انہی حضرتؑ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا مالِ حلال میں بھی تبذیر ہوسکتی ہے؟ فرمایا ہاں ہوسکتی ہے۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۵** قول مترجم: نئی روشنی کے حضرات اس حدیث صحیح کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر عورتوں کا پردۂ شرعی اٹھانے کے نتائج پر عقل سلیم سے غور کریں یورپ کی تقلید پر نہ مرمٹیں۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۶** اِلَّا بِالْحَقِّ: تفسیر صافی میں ہے کہ وہ حق جس سے قتل نفس جائز ہوجاتا ہے وہ تین باتوں سے ایک ہے۔ ایمان کے بعد کافر ہوجانا، صاحبِ زوجہ یا صاحب شوہر ہوکر زنا کرنا اور عمداً کسی مومن کو قتل کرنا۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۷** فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ: کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا اور یہ سوال بھی کیا گیا کہ اسراف کیا ہے؟ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ قاتل کے سوا کسی اور کو قتل کیا جائے، یا قاتل کو مثلہ کیا جائے۔ عرض کی گئی کہ پھر خدا کے اس قول کے کیا معنی ہیں اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا؟ فرمایا کہ اس سے بڑھ کر نصرت کیا ہوگی کہ قاتل مقتول کے ورثہ کے حوالے کردیا جاتا ہے کہ وہ اس کو قتل کرتے ہیں، اور اس قتل سے ان پر کوئی الزام نہ آخرت میں آتا ہے نہ دنیا میں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب ایک شخص کے قتل میں کئی شریک ہوں تو وارث کو یہ حکم ہے کہ ان میں سے جس ایک کو چاہے قتل کرادے مگر یہ حق نہیں ہے کہ ایک سے زیادہ کو قتل کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اگر تمام اہل زمین ان حضرتؑ کے خون ناحق کے عوض میں قتل کئے جائیں تو بھی اسراف نہ ہوگا۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۸** بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے وہ طریقہ مراد ہے جس سے یتیم کے مال کی نگہداشت ہوسکے۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۹** اَشُدَّهٗ: الفقیہ میں جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی لڑکا چودھویں برس میں داخل ہوجائے تو اس پر وہ تمام امور واجب ہوجاتے ہیں جو بالغ پر ہونے چاہئیں خواہ اسے احتلام ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اس کی بدیاں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اپنے کل معاملات میں تصرّف اس کے لئے جائز ہوجاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ کم عقل ہو۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۰** اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ: الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو خلاف کرنے کی رخصت نہیں دی۔ ازآنجملہ حضرتؑ نے وفاء عہد کو بھی شمار فرمایا۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۱** بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے وہ ترازو مراد ہے جس میں کمی بیشی بتانے والا کانٹا لگا ہوا ہو۔۱۲

**صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۲** لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ: علل الشرائع میں جناب زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ تم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ جو جی چاہے تم زبان سے نکال بیٹھو چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جو کوئی بات کرے تو نیک بات کرے تاکہ فائدہ اٹھائے یا خاموش رہے کہ ہر آفت سے محفوظ رہے۔ اور تم کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا ہے کہ جو جی چاہے سنو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ الخ:۱۲

**صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۱** تفسیر صافی میں ہے کہ مخالفین میں سے بعض نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ ان کے منبر پر چڑھتے ہیں اور بندروں کی طرح کودتے پھاندتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی امیہؔ کو ان کے اسلام لانے کے عوض میں دنیوی جاہ وحشم مل جائے گا۔ اور بعض یوں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے منبر پر بندر چڑھتے اترتے ہیں یہ حال دیکھ کر آنحضرتؐ کو صدمہ ہوا اور رنجیدہ ہوگئے۔

قمیؔ نے لکھا ہے کہ جب حضور سَرورِ عالم نے خواب میں دیکھا کہ ان کے منبر پر بندر چڑھتے اترتے ہیں اس خواب سے حضرتؐ کو بہت رنج ہوا۔ اور غمگین رہنے لگے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ اس میں شجرۂ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔

صحیفۂ سجّادیہ کے مقدمہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو منبر پر کچھ غنودگی سی آگئی۔ تو آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں اور مسلمانوں کو پچھلے پاؤں چلاتے ہیں یعنی مرتد بناتے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر آنحضرتؐ اٹھ بیٹھے۔ چہرۂ مبارک سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ اتنے میں جبرئیلؑ یہ آیت لائے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الخ مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں سے مراد بنی امیہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ آیا یہ لوگ میرے ہی عہد اور میرے ہی زمانہ میں ہوں گے؟ جبرئیلؑ نے عرض کی نہیں بلکہ اسلام کی چکّی آپ کی ہجرت سے لے کے دس برس تک ایک شان سے چلتی رہے گی۔ پھر ۳۵ھ تک اسلام کی چکّی ایک دوسری شان سے چلے گی اس کے بعد پانچ برس اوّل شان سے چلے گی۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ گمراہی کی چکّی اپنی کیلی پر قائم ہوکے چلتی رہے پھر فرعون لوگ ملک کے مالک ہوجائیں گے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ اس میں ہزار مہینہ سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں بنی امیہ سلطنت اسلامی پر قابض رہیں گے۔ اور اس زمانہ میں شب قدر مطلق نہ ہوگی۔ امامؑ فرماتے ہیں پس خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کو مطلع کردیا کہ بنی امیہ اس امّت کے بادشاہ ہوجائیں گے اور ان کی مدّتِ شاہی بھی بتلادی کہ اگر اتنے زمانہ کے اندر پہاڑ بھی ان کا مقابلہ کریں گے تو وہ غالب آجائیں گے اور وہ برابر غالب ہی رہیں گے یہاں تک کہ خدا ان کی حکومت کو برباد کردے اور وہ لوگ اتنی مدّت میں ہم اہلبیتؑ کی دشمنی کو خوب ظاہر کریں گے اور خدا نے اپنے رسولؐ کو ان صدموں اور اذیتوں سے خبر دے دی ہے جو ان کے ہاتھوں سے ان کے زمانہ میں اولاد رسولؐ اور ان کے محبّوں اور شیعوں کو پہونچیں گے۔

قول صاحبِ تفسیر صافی:۔ آنحضرتؐ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ میں لوگوں کو اسلام سے مرتد ہوتے دیکھتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اسلام کا اظہار کرتے

تھے۔ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجود اس کے تھوڑا تھوڑا کر کے اسلام سے نکلتے جاتے تھے۔ گویا ان کی حالت اس شخص کی سی تھی جو راہِ راست پر تو ہو اور منہ بھی اس کا حق کی طرف یعنی منزلِ مقصود کی طرف ہو مگر بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے کو ہٹتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ جب اپنا چلنے کا کام پورا کر چکے تو اپنے آپ کو جہنم میں پائے۔

احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ ہے کہ مروان بن حکم سے فرمایا اے مروان! صرف میں ہی تجھے اور تیرے باپ کو برا نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا نے تجھ پر اور تیرے باپ پر اور تیری اولاد و ذریت پر اور تیرے باپ کی نسل پر اپنے رسولؐ کی زبانی قیامت تک کے لئے لعنت کی ہی۔ اے مروان! تو اس کا انکار نہیں کر سکتا اور نہ وہ لوگ انکار کر سکتے ہیں جن کے سامنے جناب رسولؐ خدا نے تجھ پر اور تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ اور اے مروان! جتنا خدا نے تمھیں خوف دلایا اور ڈرایا اتنا ہی تم اور سرکشی کرنے لگے۔ بیشک خدا نے اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے جہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا اے مروان! اس شجرۂ ملعونہ سے قرآن مجید میں تو اور ذریت مراد ہیں۔ نیز جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرؑ سے ایک اور حدیث میں منقول ہے کہ جو لوگ قرآن مجید پر قائم ہیں اور اس کے ظاہر و باطن پر عمل کرتے ہیں ان کا نکاس ایک ایسے درخت سے ہے جس کی جڑ نہایت مضبوط اور محکم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں وہ ہر زمانہ میں اپنے پروردگار کے حکم سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے یعنی اس سے وقتاً فوقتاً سمجھنے والوں کے لئے ایسے ایسے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے دشمنوں کا نکاس شجرۂ ملعونہ سے ہے جو اپنے منہ سے پھونک مار مار کر نورِ خدا کو بجھانا چاہیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ اے مروان! اگر منافقوں، ملعونوں کو معلوم ہوتا کہ ان آیتوں کے باقی رکھنے میں جن کی تاویل میں نے تجھ سے بیان کی انکا کتنا بڑا ضرر ہے۔ تو وہ ان کو بھی قرآن مجید سے ایسے ہی نکال دیتے جیسے کہ وہ آیتیں نکال دیں۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جب سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اترتے چڑھتے ہیں تو ایسے غمگین ہوئے کہ مرتے دم تک آپؐ کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

**صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۲** وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیہودہ اور فحش گالیاں بکنے والے بے حیا پر جو اس کی پروا نہ کرتا ہو خود وہ کیا بکتا ہے اور نہ اس کی کہ لوگ اس کے حق میں کیا کیا بکتے ہیں جنت حرام کر دی ہے۔ اور اگر تم اس کی تفتیش کرو گے تو اس کے سوا کچھ اور نہ پاؤ گے کہ وہ اولاد زنا ہے یا اس کے باپ کا نطفہ منعقد ہوتے وقت شیطان کی شرکت ہوئی ہے۔ کسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آدمیوں میں شیطان کی شرکت ہے؟ فرمایا کیا تو خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتا وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ کافی میں بروایت امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ شیطان عورت کے پاس آکر اسی طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح اس کا مرد اور جو کچھ مرد کرتا ہے وہی شیطان بھی کرتا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کی بھلا یہ پہچانا کیسے جائے (کہ اس شخص میں نطفۂ شیطان شریک ہے یا نہیں؟) فرمایا کہ ہماری محبت سے اور ہمارے بغض سے۔ پس جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ تو بندۂ خدا کا نطفہ ہے اور جو ہم سے بغض رکھتا ہے وہ شیطان کا نطفہ ہے انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ بسم اللہ کہہ لی جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر بسم اللہ کہے بغیر مجامعت کی جائے تو پھر فعل دونوں کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور نطفہ ایک منعقد ہوتا ہے تفسیر قمیؒ میں ہے کہ مال حرام جو کچھ بھی ہو وہ شرکتِ شیطان ہے پس اگر ایسے مال سے لونڈیاں خریدی جائیں یا مہر ادا کر کے عقد کیا جائے اور ان سے اولادیں پیدا ہوں تو ان میں شیطان کا حصہ ضرور رہا اور ایسے شخص کی مباشرت کے وقت جو فعل حرام کرے شیطان ضرور ساتھ ہوگا۔ اور بچہ مشترک نطفہ سے پیدا ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۳** إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ تفسیر عیاشی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن جن کو دوست رکھتا ہوگا ان کے حق میں بھی اس کا حکم جاری فرمادے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۴** يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ: المجالس میں ہے کہ جناب امام حسینؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک امام نے ہدایت کی طرف بلایا کچھ لوگوں نے اس کی مان لی اور ایک امام نے گمراہی کی طرف بلایا کچھ لوگوں نے اس کی مان لی۔ پس وہ جنت میں گئے اور یہ جہنم میں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ کل آدمیوں کے امام نہیں ہیں؟ فرمایا میں تو کل آدمیوں کی طرف خدا کا رسولؐ ہوں لیکن عنقریب میرے بعد خدا کی طرف سے میرے اہلبیتؑ میں سے کل آدمیوں کے لئے امام بھی مقرر کئے جائیں گے۔ جو آدمیوں پر اپنا حق ثابت کر دیں گے پھر بھی جھٹلائے جائیں گے۔ اور کفر و ضلالت کے امام اور ان کے پیرو کار ان اصلی اماموں پر ظلم کریں گے۔ پس جو شخص ان حقیقی اماموں سے دوستی رکھے گا اور ان کا اتباع کرے گا اور ان کی تصدیق کرے گا پس وہ مجھ سے ہے اور میرے ساتھ ہوگا۔ اور عنقریب مجھ سے آملے گا۔ اور غور سے سُن لو کہ جو شخص ان برحق اماموں پر ظلم کرے گا اور ان کی تکذیب کرے گا پس نہ وہ مجھ سے ہوگا اور نہ میرے ساتھ ہوگا اور نہ مجھ سے اور اس سے کوئی واسطہ ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۵** مَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ: الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ سب سے زیادہ اندھا پن اس شخص کا ہے جو ہماری فضیلت کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لے۔ اور بلا اس کے کہ ہم نے اس کا کچھ جرم کیا ہو ہماری عداوت پر کمر باندھے ہم نے تو اتنا ہی کیا کہ اس کو حق کی طرف بلایا۔ اور جو ہمارے برخلاف تھے انھوں نے فتنے کی طرف اور دنیا کی طرف بلایا۔ پس وہ ان کی طرف تو چلا گیا اور ہمارا دشمن ہو گیا۔ اور ہم سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۶** لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ: تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ آیت امیر المومنینؑ کے بارے میں ہے (مطلب یہ ہے کہ وحی نے جو بتلائے ہیں وہ تو علیؑ مرتضیٰ ہیں اور جو ان کے غیر کو خلیفہ سمجھے وہ خدا پر افتراء بازی کرتا ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۷** لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا: تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ فتح مکہ کے دن جناب رسولؐ خدا نے کعبۃ اللہ اور مسجد الحرام سے بتوں کو نکلوا دیا۔ ایک بُت کوہِ مروہ پر تھا قریش نے درخواست کی کہ اسے رہنے دیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اس کے بھی توڑ دینے کا حکم دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جس وقت میں یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولؐ خدا یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا (یا اللہ مجھے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کیجیو)۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے اس حدیث میں

جو آپ نے مامون سے عصمت انبیاءؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی۔ منقول ہے کہ جس وقت اس نے حضرتؑ سے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ کے معنی دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ اسی قبیل سے ہے کہ میری مُراد تو تجھے سنانا ہے اور پڑوسن سنتی تو رہو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مخاطب تو اپنے نبی کو فرمایا ہے اور مراد اس سے آنحضرتؐ کی امت ہے اور یہی حالت خدا تعالیٰ کے اس قول کی بھی ہے۔ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ (اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے کل اعمال باطل ہو جائیں گے اور ضرور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے) اور یہی حالت اس آیت کی بھی ہے جس کے متعلق نوٹ لکھا گیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۷۳ نوٹ ۵** فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ: تہذیب میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے نوافل کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو ارشاد فرمایا کہ ایک فریضہ ہے اس پر سننے والے گھبرا گئے تو ارشاد فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ نماز شب جناب رسولؐ خدا پر واجب تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ الخصال میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ کو جو نصیحتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ یا علیؑ دنیا میں مومن کو خوش کرنے والی تین چیزیں ہیں۔ برادرانِ ایمانی سے ملاقات کرنا، روزہ کھولنا، رات کو نماز تہجد پڑھنا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۷۳ نوٹ ۶** مَقَامًا مَّحْمُوْدًا: روضۃ الواعظین میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ نیز یہ فرمایا کہ جب میں مقامِ محمود پر ہوں گا تو کبیرہ گناہ والوں کی میں شفاعت کروں گا۔ اور ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ لیکن جن لوگوں نے میری اولادؑ کے بارے میں مجھے ستایا ہے قسم بخدا میں ان کی شفاعت ہرگز نہ کروں گا۔ ۱۲

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میں مقامِ محمود پر بیٹھوں گا تو اپنے والدین کی اور اس بھائی کی سفارش کروں گا جو زمانۂ جاہلیت میں میرے ہمراہ رہا کرتا تھا۔

تفسیر برہان میں سماعہ بن مہران نے جناب امام موسیٰؑ کاظم سے خدا تعالیٰ کے اس قول عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ٥ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے ان حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اتنے عرصہ تک کھڑے رہیں گے جتنا چالیس دن اور رات میں گزرتا ہے اور آفتاب کو حکم دیا جائے گا کہ بندوں کے سروں پر آجائے اور اور پسینہ ان کے دہانے تک آجائے گا اور زمین کو یہ حکم ہو گا کہ پسینہ کی ایک بوند بھی جذب نہ کرے پس وہ سب کے سب (گھبرائے ہوئے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے شفاعت کی خواہش کریں گے وہ حضرتؑ ان کو حضرتؑ نوح کی طرف ہدایت کر دیں گے۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ کی طرف ہدایت کر دیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ کا حوالہ دے دیں گے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتا دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حوالہ دے دینگے۔ اور یہ بھی کہہ دیں گے کہ جناب محمدؐ مصطفیٰ خاتم النبیّین ہیں تم سب لوگوں کو انہی کا دامن پکڑنا چاہیئے۔ جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں میں شفاعت کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ حضرتؐ ان سب کو لئے ہوئے جنّت کے دروازہ پر تشریف لائیں گے۔ کھٹکھٹائیں گے۔ ان سے کہا جائیگا آپ کون ہیں؟ حالانکہ اللہ جانتا ہوگا۔ آپ فرمائیں گے میں محمدؐ ہوں۔ دروازہ کھول دو پس جیسے ہی دروازہ کھولا جائے گا حضوریٔ پروردگار کے تصوّر میں سجدے میں گر پڑیں گے اور اس وقت تک سر نہ اٹھائیں گے جب تک یہ نہ کہا جائیگا کہ بولو اور مانگو (کہ تم لوگ جو کچھ مانگو گے وہی) ملے گا۔ اور شفاعت کرو (کہ جس کی شفاعت تم کرو گے) قبول کی جائے گی۔ پھر آنحضرتؐ سر اٹھائیں گے اور حضوریٔ پروردگار عالم کے تصوّر میں پھر سجدہ میں گر جائیں گے پھر مثلِ سابق کہا جائیگا۔ پھر آنحضرتؐ اپنا سر مبارک اٹھائیں گے اور اب جو شفاعت کرنے پر مستعد ہوں گے تو ان تک کی بھی شفاعت کریں گے جو جہنم میں جل چکے ہوں گے پس قیامت کے دن تمام گروہوں میں سے کوئی شخص جناب ... محمد مصطفیٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سی وجاہت نہ رکھتا ہوگا۔ خدا کے اس قول عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ٥ کا یہی مطلب ہے۔

شیخؒ نے اپنی امالی میں بسلسلہ روایت نقل کیا ہے کہ جناب امام علی نقی علیہ السلام نے بر روایت آباؤ اجداد خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ان حضرت نے جابرؓ بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب امیرالمومنینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خود جناب رسولؐ خدا کو یہ فرماتے سُنا کہ قیامت کے دن تمام آدمی محشور ہوں گے تو ایک آدمی مجھے آواز دیگا یا رسولؐ اللہ! خدا نے آج کے دن آپ کو اختیار دیا ہے کہ اپنے دوستوں کو اور اپنے اہلبیتؑ کے محبّوں کو جو آپ کی خاطر ان سے تولا رکھتے تھے اور آپ کی خاطر ان کے دشمنوں سے تبرّا کیا کرتے تھے معاوضہ دلوایئے اور جیسا جی چاہے معاوضہ دلوایئے۔ میں درگاہ خدا میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! تو ان سبکو جنّت میں داخل کر دے۔ پس وہ لوگ جس جس راستے سے میں چاہوں گا بہشت میں داخل ہو جائیں گے (اے علیؑ!) اس مقام محمود سے جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے یہی مراد ہے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا اے علیؑ! تمہارے شیعہ قیامت کے دن اپنی مراد کو پہونچیں گے۔ پس جس نے تمہارے کسی شیعہ کی اہانت کی اس نے تمہاری اہانت کی اور جس نے تمہاری اہانت کی اس نے میری اہانت کی اور جس نے میری اہانت کی اسے خدا تعالےٰ آتشِ جہنم میں داخل کر دے گا کہ وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ یا علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہاری روح میری روح ہے تمہاری طینت میری طینت ہے تمہارے شیعہ ہمارے خمیر کی بچی ہوئی مٹّی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس جو شخص ان کو دوست رکھے گا وہ ہمارا دوست ہو گا۔ اور جو انھیں غضبناک کریگا وہ ہمیں غضبناک کرے گا۔ جو ان سے دشمنی کرے گا وہ ہمارا دشمن ہے جو ان سے دلی محبت رکھے گا وہ ہمارا دلی دوست ہے۔ یا علیؑ! تمہارے شیعوں کی خطائیں اور گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اے علیؑ! میں روز قیامت جب مقامِ محمود پر پہونچوں گا تمہارے شیعوں کی شفاعت کروں گا۔ پس تم ان کو خوشخبری سنا دو۔ اے علیؑ! تمہارے شیعہ خدا کے شیعہ ہیں۔ تمہارے انصار خدا کے انصار ہیں۔ تمہارے دوست خدا کے دوست ہیں۔ تمہارا گروہ خدا کا گروہ ہے۔ اے علیؑ! تمہارا دوست سعادتمند ہے۔ اور تمہارا دشمن بدبخت ہے۔ اے علیؑ! تمہارے لئے جنّت میں خزانہ ہے۔ اور جنّت کے ذوالقرنین تم ہی ہو۔

تفسیر عیاشی میں خیثمۂ جعفیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں اور مفضّل بن عمرو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھے کہ ہم دونوں کے سوا تیسرا کوئی نہ تھا پس مفضّل جعفی نے ان حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا! ہم سے کوئی ایسی چیز بیان فرمایئے جس سے ہمارے دل خوش ہو جائیں۔ فرمایا کہ اچھا سُنو! جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالےٰ اپنی ساری مخلوق کو ایک بلند زمین پر جمع کرے گا اور سب کے سب ننگ دھڑنگ ہوں گے یعنی برہنہ پا جسم سے ننگے اور بال تک بھی بدن پر ندارد۔ جب ان لوگوں کو کھڑے کھڑے اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ ان کا پسینہ ٹھوڑیوں تک آجائے گا تو وہ گھبرا کر کہیں گے کہ کاش خدا تعالےٰ ہمارا فیصلہ فرما دے

کو ہمیں جہنم ہی میں بھیج دے۔ اس لئے کہ جس تکلیف میں وہ ہوں گے اس کے مقابلہ میں جہنم میں ہونیکو راحت سمجھیں گے۔ پس حضرت آدمؑ خدمت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہم سب کے باپ بھی ہیں۔ پس آپ خدائےتعالےٰ سے یہ عرض کریں کہ ہمارا فیصلہ فرمادے گو جہنم ہی میں بھیجے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے بیٹو! میں اس قابل نہیں ہوں! خدائےتعالےٰ نے مجھے پیدا کیا اور اپنے عرش پر مجھے جگہ دی اور اپنے سارے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا۔ پھر مجھے ایک حکم دیا جس کی تعمیل میں مجھ سے ترک اولیٰ ہوگیا۔ لیکن میں تمھیں اپنے ایک سچے بیٹے کو بتائے دیتا ہوں جو نوسو پچاس برس تک اپنی قوم میں دین کی دعوت دیتا رہا۔ جتنا جتنا وہ اسے جھٹلاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کی سچائی کی گواہی دیتا تھا۔ وہ نوحؑ ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ پروردگارِ عالم سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے گو جہنم ہی میں بھیجے۔ وہ فرمائیں گے صاحبو! میں اس قابل نہیں ہوں میں نے یہ کہا تھا کہ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ (حالانکہ عنداللہ وہ عاق تھا) لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جسے دنیا میں خدائے تعالیٰ نے خلیل اللہ کا خطاب دیا۔ تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ حضرتؑ فرمائیں گے کہ لوگو! میں اس کام کا نہیں ہوں۔ میں نے تو خود ہی کہا اِنِّيْ سَقِيْمٌ (حالانکہ میں اس وقت بیمار نہ تھا۔) لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتلائے دیتا ہوں جس سے خدائےتعالےٰ نے خود کلام فرمایا اور اسے کلیم ہونے کا شرف بخشا وہ موسےٰ علیہ السلام ہیں چنانچہ وہ لوگ موسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے سفارش کی درخواست کریں گے۔ موسےٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ بھائیو! میں اس قابل کہاں ہوں میں نے تو ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ ہاں میں تمھیں ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جو حکم خدا سے (نئی) مخلوق بھی پیدا کرتا تھا اور خدا ہی کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بھی بخشا کرتا تھا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ (دوستو!) میں تمھاری دستگیری نہیں کرسکتا لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جس کے دنیا میں پہونچنے کی میں خود تم کو خبر دے آیا تھا وہ احمدؐ (مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ) ہیں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کے آنحضرتؐ سے پہلے پہلے جو نبی بھی اولاد آدمؑ میں ہوا ہے وہ اس وقت لوائے محمدیؐ کے نیچے آکھڑا ہوگا۔ پھر وہ سب لوگ بھی (گھبرائے ہوئے) آنحضرتؐ کے پاس آئیں گے پھر فرمایا کہ وہ لوگ سوال کریں گے کہ یا رسول اللہ! حضور خدائےتعالےٰ سے عرض کریں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے گو جہنم ہی میں بھیجے۔ حضرتؐ فرمائیں گے بہت اچھا میں تم سب کی دستگیری کے لئے موجود ہوں۔ پس آنحضرتؐ دارالرحمٰن میں آئیں گے جس سے مراد عدن ہے اور اس کے دروازے کی وسعت اتنی ہے جتنا مشرق سے مغرب تک کا فاصلہ۔ حضرتؐ اس دروازے کی زنجیروں میں سے ایک زنجیر کو حرکت دیں گے تو آواز دی جائے گی کون ہے؟ حالانکہ خدائےتعالےٰ آپ سے واقف ہوگا۔ آنحضرتؐ جواب دیں گے کہ میں ہوں محمدؐ! جواب ملے گا کہ ان کے لئے (دروازہ) کھول دو۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا۔ اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پروردگارِ عالم کی عظمت وجلالت دیکھوں گا تو اس کی بزرگی ایسی بیان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے اس کی بزرگی بیان نہ کی ہوگی۔ اور نہ میرے بعد کوئی اس کی بزرگی ویسی بیان کرسکے گا۔ پھر میں سجدہ میں گرپڑوں گا پھر ارشاد بارتیعالےٰ ہوگا کہ اے محمدؐ تم اپنا سر اٹھاؤ اور جو تمھارا جی چاہے کہو۔ کہ تمھاری بات سنی جائے گی اور جس کی مناسب جانو سفارش کرو تمھاری سفارش قبول ہوگی۔ پس جو جی چاہے مانگو وہ تم کو ملے گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کی عظمت وجلالت دیکھ کر پہلے سے کہیں زیادہ اس کی بزرگی بیان کروں گا۔ پھر سجدہ میں گرپڑوں گا پھر ارشاد باری ہوگا کہ اے محمدؐ! تم اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو کہ تمھارا قول سنا جائیگا۔ اور جس کی مناسب سمجھو شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت مانی جائے گی۔ اور جو تم کو مانگنا ہے مانگو وہ تم کو دیا جائے گا۔ اس وقت میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا اے میرے پروردگار تو اپنے بندوں کے حق میں فیصلہ فرمادے گو یہ جہنم ہی میں جائیں گے اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ اچھا اے محمدؐ! آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت ایک سانڈنی لائی جائے گی۔ جو یاقوت سُرخ کی ہوگی۔ اور اس کی نکیل سبز زبرجد کی ہوگی۔ میں اس پر سوار ہوکر مقام محمود پر آؤں گا اور وہاں آکر ٹھہروں گا۔ یہ مقام محمود عرشِ الٰہی کے مقابل بڑی تیز خوشبودار مشک کا ایک ٹیلہ ہوگا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ پھر ابراہیمؑ بلائے جائیں گے اور وہ بھی ویسی ہی سانڈنی پر سوار کئے جائیں گے اور مقام محمود پہونچ کر جناب رسوؐل خدا کے داہنے ہاتھ کھڑے ہوجائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت جناب رسوؐل خدا نے اپنا دست مبارک اٹھا کر امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کے شانہ پر مار کر یہ فرمایا تھا کہ یا علیؑ! واللہ ایک ایسی ہی سانڈنی تمھارے لئے بھی لائی جائے گی تمھیں اس پر سوار کیا جائے گا پھر تم آکر اپنے باپ ابراہیمؑ کے اور میرے مابین کھڑے ہوجاؤ گے اس وقت ایک منادی خدائے رحمٰن کی طرف سے پکار کر یہ کہے گا اے مخلوق خدا! آیا یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے انصاف نہیں ہے کہ ہر ہر گروہ کو اسی شخص کے ساتھ کردے جس کو دنیا میں وہ اپنا سردار سمجھتے رہے۔ سب لوگ جواب دیں گے بیشک بیشک۔ اور اس کے سوا کیا انصاف ہوسکتا ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کھڑا ہوجائے گا جس نے لوگوں کے ایک فرقہ کو گمراہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ انھیں یہ سمجھ لیا تھا کہ عیسیٰؑ خود خدا ہیں اور خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ ایسا سمجھنے والے سب اس کے پیچھے پیچھے جہنم میں چلے جائیں گے۔ پھر وہ شیطان کھڑا ہوگا جس نے لوگوں کے ایک فرقہ کو گمراہ کیا تھا یہاں تک کہ انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ عُزیرؑ خدا کے بیٹے تھے۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والے سب اس کے ساتھ ہوکر جہنم میں پہونچ جائیں گے۔ اسی طرح ہر ہر امت میں سے ایک ایک شیطان جس جس نے کسی گروہ کو گمراہ کیا ہوگا کھڑا ہوتا جائے گا اور اس کے ماننے والے اس کے پیچھے پیچھے داخل جہنم ہوتے جائیں گے۔ باقی رہ جائے گی یہ امت تو پھر ایک منادی منجانب پروردگار عالم پکار کر یہ کہے گا کہ اے مخلوق خدا! آیا یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے انصاف نہیں ہے کہ ہر گروہ کو اسی شخص کے ساتھ کردے جسے وہ دارِ دنیا میں اپنا آقا سمجھتے تھے سب کہیں گے بجا ہے اس کے سوا اور انصاف ہو کیا سکتا ہے؟ چنانچہ شیطان اوّل کھڑا ہوگا اور جتنے اس کے یار ہوں گے سب اس کے پیچھے ہولیں گے پھر شیطان ثانی کھڑا ہوگا جتنے اس کے یار ہوں گے سب اس کا پیچھا لیں گے۔ پھر شیطان ثالث کھڑا ہوگا اس کے جتنے ماننے والے ہوں گے اس کا پیچھا پکڑیں گے۔ پھر معاویہ کھڑا ہوگا اس سے دوستی رکھنے والے اس کے پیچھے پیچھے ہوجائیں گے۔ اِدھر جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے اور جو حضرات ان سے تولّا رکھنے والے ہوں گے وہ ان کے ساتھ ساتھ داخل فردوس بریں ہوں گے۔ پھر یزید بن معاویہ اٹھے گا جن جن لوگوں نے اسے اپنا ولی ووالی جانا تھا وہ سب اس کے ساتھ ہوجائیں گے۔ اِدھر جناب امام حسنؑ کھڑے ہوں گے۔ ان کو مولا ماننے والے ان کے ساتھ ہوں گے اسی طرح جناب سیّد الشہدا امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ ان کو آقا سمجھنے والے ان کے ہمراہ ہوں گے۔ پھر مروان بن حکم اور اس کا بیٹا عبدالملک بن مروان دونوں کھڑے ہوجائیں گے۔ ان دونوں کو خلیفۂ برحق ماننے والے ان کا پیچھا کریں گے پھر جناب سیّد الساجدین امام زین العابدینؑ کھڑے ہوں گے ان حضرتؑ کو دوست رکھنے والے ان کی معیت میں ہوں گے۔ ادھر ولید بن عبدالملک کھڑا ہوگا۔ اس کے پیرو کار اس کا پیچھا لیں گے۔ ادھر سے جناب امام محمد باقرؑ کھڑے ہوں گے اور ان حضرتؑ کے موالی

ان حضرتؑ کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے (جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ) پھر میں کھڑا ہوں گا اور جو مجھے مولا ماننے والے ہیں وہ میرے ساتھ ہوں گے اور میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں میرے ساتھ ہوگے۔ پھر ہم لائے جائیں گے اور اپنے پروردگار کے عرش پر ہم جلوس کریں گے لوگوں کے اعمال نامے پیش کئے جائیں گے اور ہم اپنے دشمنوں کے برخلاف گواہی دیں گے اور ہمارے شیعوں میں سے جو گنہگار ہوں گے ان کی ہم شفاعت کریں گے۔ اور رہے ہمارے شیعوں میں سے وہ جو متقی و پرہیزگار ثابت ہوں گے ان کو بامُراد بنا کر خدائتعالیٰ خود نجات دے گا نہ کوئی تکلیف ان کو پہونچے گی نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔" غیثۂ جعفی بیان کرتے ہیں کہ حدیث یہاں تک پہونچنے پائی تھی کہ ایک لونڈی نے آکر عرض کی کہ مولا فلاں قریشی درِ دولت پر حاضر ہے۔ امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آنے دو۔ پھر ہم لوگوں سے فرمایا کہ اب خاموش ہو رہو (یعنی اس حدیث کے سلسلہ میں اب کچھ نہ پوچھو)۔

عیص بن قاسم نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چند ہاشمی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! چوپایوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے آپ ہم لوگوں کو عامل فرما دیجئے ہم زیادہ حقدار ہیں جو حصہ عاملین کو ملا کرتا ہے وہی ہم کو مل جایا کرے گا۔ کہ ہم اس کے اوروں سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرتؐ نے جواب دیا اے اولادِ عبد المطلب! صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے نہ تمہارے لئے۔ لیکن مجھ سے خدا نے شفاعت کا وعدہ کیا ہے پھر فرمایا خدائتعالیٰ نے اپنے وعدہ پر گواہی بھی دے دی ہے اے عبد المطلب کے فرزند! اب تم بتاؤ اگر میں جنّت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کے خدا سے شفاعت کی درخواست کروں گا۔ تو کیا تم یہ گمان کر سکتے ہو کہ میں تم پر دوسرے کو ترجیح دوں گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جب قیامت کے دن تمام جن وانس ایک جگہ جمع ہوں گے اور انھیں ٹھہرے ٹھہرے ایک عرصہ دراز ہو جائے گا تو وہ سبب کے سبب شفاعت کے خواہاں ہوں گے اور کہیں گے کہ کس کے پاس جائیں کس کو شفیع بنائیں پس وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ وہ جواب دیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں اور اپنی حاجت بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ وہ آپس میں کہیں گے پھر اب کس کے پاس جائیں۔ کوئی جواب دیگا حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پس وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے شفاعت چاہیں گے وہ جنابؑ فرمائیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں۔ اپنی حاجت بارگاہِ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ آپس میں کہیں گے کہ اب کس کے پاس چلیں۔ کوئی کہیگا کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس چلو۔ اب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور ان سے شفاعت کا سوال کریں گے جناب موسیٰؑ فرمائیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں۔ اپنی حاجت بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ آپس میں کہیں گے اب کس کے پاس چلیں۔ جواب ملے گا حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے پاس چلو۔ پس وہ سب کے سب حضرت عیسیٰؑ کے پاس آکر شفاعت کی استدعا کریں گے۔ جناب عیسیٰؑ جواب دیں گے میں خود ضرورتمند ہوں۔ اور اپنی درخواست بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ اس وقت وہ کہیں گے اب کس سے عرض حال کریں۔ کہنے والا کہے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔ پس وہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور شفاعت کے طالب ہوں گے پس میں خدا پر بھروسہ کر کے کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور بلا خوف جنّت کے دروازے پر آؤں گا زنجیر در پکڑ کر ہلاؤں گا۔ آواز آئے گی کون ہے؟ میں جواب دوں گا احمدؐ! یہ سنکر خدام جنّت آئیں گے اور دروازہ کھول دیں گے جس وقت میں جنت کی نعمتیں دیکھوں گا خدا کی عظمت و جلالت کو یاد کر کے سجدہ میں گر پڑوں گا۔ ایک فرشتہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یا رسولؐ اللہ! سجدے سے سر مبارک اٹھائیے اور خدا سے سوال کیجئے کہ آپ جو کچھ مانگیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا اور جس کی مناسب جانئے شفاعت فرمائیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں سر اٹھا کر دروازۂ جنت میں داخل ہوں گا۔ پھر سجدے میں گر کر اپنے پروردگار کی عظمت و بزرگی کا ذکر کروں گا۔ پھر ایک فرشتہ آکر ذکر کرے گا کہ یا رسولؐ اللہ! اپنا سر مبارک اٹھائیے اور جو جی چاہے سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ اور جس کی چاہیے شفاعت کیجئے کہ قبول کی جائے گی۔ پھر آنحضرتؐ کچھ دیر تک جنت میں چلتے پھرتے رہیں گے۔ پھر سجدے میں گر کر اپنے پروردگار کی عظمت و بزرگی بیان کریں گے۔ پھر ایک فرشتہ آکر یہی پیغام دے گا کہ یا رسولؐ اللہ اپنا سرِ مبارک اٹھا کر جو جی چاہیے مانگئے ملے گا اور جس کی چاہیے شفاعت کیجئے مان لی جائے گی اس کے بعد اٹھ کر جو کبھی سوال کریں گے خدائتعالیٰ ضرور بالضرور وہ سب آنحضرتؐ کو عطا فرمائے گا۔

**صفحہ ۷۴۳ نوٹ ۷** اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ فتح مکہ کے دن شہر مکہ میں جس وقت جناب رسولؐ خدا نے داخل ہونا چاہا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی میں ہے کہ جب امام جعفر صادقؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا شکر کی کوئی حد بھی ہے کہ بندہ اس حد تک بجا لائے تو شاکر سمجھا جائے۔؟ فرمایا ہے۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جو نعمت خدائتعالیٰ اس کو دے خواہ مال ہو یا اولاد یا کوئی اور چیز اسی پر خدائتعالیٰ کی حمد بجا لائے اور مال کی قسم کی نعمتوں میں جو حقوق اس کے ذمہ ہیں وہ ادا کرتا رہے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۴۳ نوٹ ۸** جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ: امالی میں جناب جعفر صادقؑ سے بروایت آباء و اجداد خود منقول ہے کہ روز فتح مکہ جب جناب رسولؐ خدا داخل حرم کعبہ ہوئے اور تین سو ساٹھ بُت خود بیت اللہ کے گرد قائم تھے تو آنحضرتؐ اس عصا سے جو آپ کے دست مبارک میں تھا ایک ایک اسکی نوک سے ڈھکیلتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ه وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ اور وہ بُت اپنے اپنے منھ کے بھل اوندھے گرتے جاتے تھے کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ قائم ہوں گے تو باطل سلطنت جاتی رہیگی۔ الخرائج میں جناب حکیمہ خاتون سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت قائم آلِ محمدؐ پیدا ہوئے ہیں تو وہ (ختنہ شدہ ناف بُریدہ) پاک و پاکیزہ تھے اور ان کی داہنی کلائی پر یہی آیت لکھی تھی۔ جَاءَ الْحَقُّ الخ۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے بسلسلۂ اسناد خود محمد بن حرب الہلالی امیر مدینہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! میرے دل میں ایک بات ہے جو حضرتؑ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو میں تمہاری بات تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی بیان کر دوں اور جی چاہے تم خود ہی بیان کرو۔

میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! بھلا آپ نے میرے دل کی بات میرے سوال کرنے سے پہلے جان کیسے لی۔؟ فرمایا تم سّم و تفرّس کے سبب سے۔ کیا تم نے خدائتعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ اور جناب رسولؐ خدا کا یہ قول نہیں سُنا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ محمد بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! اچھا جو میرے دل میں بات ہے بتا دیجئے؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا تم مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتے

تھے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میں اتنی تو قوت موجود تھی کہ ملکِ خیبر میں قلعۂ قموص کا دروازہ اکھاڑ دیا اور پسِ پُشت پھینکا جو چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر جا کر گرا حالانکہ چالیس آدمی اسے نہیں اٹھا سکتے تھے مگر کعبہ کی چھت پر سے بتوں کے گرانے کے دن جناب رسولؐ خدا کو اپنے کندھے پر نہ اٹھا سکے حالانکہ جناب رسولؐ خدا اونٹ پر بھی سوار ہوتے تھے۔ گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ اور شبِ معراج براق پر بھی سوار ہوئے تھے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ ان جانوروں کی قوت کو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی قوت سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدا کی قسم میں آپ سے یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ آپ حضورؐ مجھے بتلا دیں؟۔

فرمایا! بہت اچھا سنیئے۔ علیؑ مرتضےٰ کو جو شرف ملا ہے جناب رسولؐ خدا کے باعث اور جو رفعت حاصل ہوئی ہے آنحضرتؐ کے سبب تو یہ رتبہ بھی آنحضرتؐ ہی کے سبب ملا کہ انھوں نے شرک کی آگ بجھا دی۔ اور خدا کے سوائے جو بھی معبود تھا اسے باطل کر دیا۔ اگر جناب رسولؐ خدا بتوں کے گرانے کی غرض سے علیؑ مرتضےٰ کے کاندھے پر سوار ہوئے ہوتے تو آنحضرتؐ کی دسترس علیؑ کے ذریعہ سے ہوتی اس سے یہ نتیجہ نکلتا کہ علیؑ مرتضیٰ جناب رسولؐ خدا سے افضل ہیں۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جناب امیرؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پشت پر سوار ہوا تو مجھے ایسا شرف ملا اور ایسی رفعت ملی کہ اگر میں یہ چاہتا کہ آسمان کو پالوں تو اسے بھی تو پالیتا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ چراغ ہی تو وہ چیز ہے جس کے ذریعہ سے اندھیرے میں راستہ ملتا ہے اور ہر شاخ جڑ ہی سے تو پھوٹا کرتی ہے اور حضرت امیرالمومنینؑ یہ بھی فرما چکے ہیں کہ میں جناب رسولؐ خدا سے ایسی ہی نسبت رکھتا ہوں جیسے روشنی کو روشنی سے نسبت ہوتی ہے۔ کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ جناب محمد مصطفٰےؐ اور جناب علی مرتضیٰ دونوں کے دونوں مخلوق خدا کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے پیش خداوند عالم ایک ہی نور تھے اور فرشتے اس نور کی اصل کو بھی دیکھتے تھے۔ اور جو چمکتی ہوئی شعاع اس سے نکلتی تھی اس کو بھی دیکھتے تھے اور دریافت کرتے تھے کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے سردار! یہ نور کیا ہے؟ تو جناب پروردگار عالم ان کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ کہ یہ نور میرے نور سے ہے اسکی جڑ نبوت ہے اور اس کی شاخ امامت۔ اب رہی جڑ وہ تو میرے بندہ اور میرے رسولؐ محمدؐ کے لئے ہے۔ اور رہی شاخ سو وہ میرے ولی اور میری حُجّت علیؑ کے لئے ہے۔ اور اگر یہ دونوں بزرگوار نہ ہوتے تو میں اپنی مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔ کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ جناب رسولؐ خدا نے غدیر خُم کے دن علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ بلند کر کے اٹھایا کہ لوگوں نے دونوں بزرگواروں کی بغل کے نیچے کی سفیدی دیکھ لی اور ان کو تمام مسلمانوں کا مولا اور امام قرار دے دیا۔ اور حظیرۂ بنی نجاء والے دن حسن و حسین علیہما السلام کو خود اپنے کندھوں پر سوار کیا۔ حالانکہ بعض صحابیوں نے یہ بات عرض بھی کی کہ یا رسول اللہ ان دونوں صاحبزادوں میں سے ایک کو تو ہمیں دیدیجئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی اچھے سوار ہیں اور ان کے والد ماجد ان دونوں سے افضل ہیں اور ایسا تو اکثر ہوا کرتا تھا کہ آنحضرتؐ اصحاب کو نماز پڑھاتے ہوتے اور سجدوں میں سے کسی سجدہ کو طول دیدیتے جب سلام پھیرتے تو لوگ دریافت کرتے کہ یا رسولؐ اللہ فلاں سجدے کو تو آپ نے بہت طول دیا تو آنحضرتؐ فرماتے کہ ہاں میرا بیٹا میری پیٹھ پر سوار ہو گیا تھا اور مجھے یہ مکروہ معلوم ہوا کہ جب تک وہ خود سے نہ اترے اسے علٰحدہ کر دوں۔ اور ان سب باتوں سے (حسب منشاءِ پروردگار عالم) لوگوں پر ان کی شرافت و بزرگی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا۔ پس ہر نبی کے بعد نبی ہوتا آیا مگر علیؑ مرتضےٰ امام تھے نبی یا رسول نہ تھے لہٰذا بارِ نبوّت بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔

محمد بن حرب الہلالی کہتے ہیں کہ یا بن رسولؐ اللہ! مجھے تو کچھ اور بھی سُنایئے۔ فرمایا بیشک تو اس سے زیادہ کا مستحق ہے۔ لے اور سُن! رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو اپنی پشت مبارک پر جگہ دی۔ اس سے یہ اظہار مقصود تھا کہ جناب رسولؐ خدا کی اولاد کے باپ علیؑ ہوں گے اور جتنے آئمہ آنحضرتؐ کے صلب سے ہونے والے ہیں ان سب سے مقدم اور امام علیؑ ہوں گے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ آنحضرتؐ نے نماز استسقاء پڑھنے میں اپنی رداء مبارک کو ایک پلٹا دے دیا تھا جس سے اپنے اصحاب کو یہ تعلیم کرنا مقصود تھا کہ ہم نے قحط سالی کو فصلِ ارزاں سے بدل دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا بن رسولؐ اللہ! مجھے تو کچھ اور بھی سنایئے۔ فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ کو اپنی پشت مبارک پر اس غرض سے بھی سوار کیا تھا کہ اپنی قوم کو جتلا دیں کہ جو شخص بعد جناب رسولؐ خدا کے آنحضرتؐ کی پشت مبارک پر سے ان کے قرض کا اور ان کے وعدوں کا بار اتارے گا وہ علیؑ ہی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ! کچھ اور بھی۔ فرمایا اس لئے علیؑ کو اٹھایا تھا کہ علیؑ کا جو بار ہے وہ اپنے اوپر لیں مگر علیؑ تو معصوم تھے کوئی وزر و وبال تو ان کے ذمہ تھا نہیں اور آنحضرتؐ کے افعال لوگوں کے نزدیک حکمت اور صواب تھے۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ سے خود فرما کر حل کر دیا کہ اے علیؑ! خدائے تبارک و تعالےٰ نے تمھارے شیعوں کا بار مجھ پر ڈالا پھر میری خاطر سے ان کو بخش دیا۔ اور یہ خدائے ۔ کے اس قول سے بھی ثابت ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ اور اسی سے خدا تعالےٰ نے فرمایا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ج لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ لوگو! تم کو اپنے اپنے نفوس کی حفاظت لازم ہے اس لئے کہ جب تم خود ہدایت یافتہ ہو تو کسی دوسرے کا گمراہ ہونا تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور علیؑ میرا نفس اور میرا بھائی ہے تم علیؑ کی اطاعت کرو اس لئے کہ علیؑ نہ کبھی راہ راست سے بھٹکیں گے اور نہ بے نصیب ہوں گے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ محمد بن حرب الہلالی کہتے ہیں کہ اس کے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے امیر جناب رسولؐ خدا نے کعبۃ اللہ کی چھت پر سے بتوں کو گرانے کے وقت جو علیؑ مرتضیٰ کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا ہے اس میں جتنے پہلو نکلتے اور جتنے مطالب آنحضرتؐ نے مراد لئے ہیں اگر میں وہ سب تمھارے سامنے بیان کروں تو شاید تم یہ کہو کہ جعفر بن محمدؑ دیوانے ہو گئے ہیں لہٰذا جو تم سُن چکے ہو تمھارے لئے یہی کافی ہے۔ بن بن حرب کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر امام کے قریب گیا اور سر مبارک کو بوسہ دیا اور یہ عرض کیا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ ابوبکر شیرازی نے جناب امیرالمومنینؑ کی شان میں جو قرآن نازل ہوا ہے اسے قتادہ کی روایت سے جمع کیا ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ قتادہ نے ستیب سے روایت کی ہے اور مسیب نے ابوہریرہ سے۔ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جابر ابن عبداللہ انصاری نے ذکر کیا کہ ہم جناب رسولؐ خدا کے ساتھ شہر مکہ اور حرم کعبہ میں پہنچے تو کعبۃ اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بُت موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو ان کے توڑنے کا حکم دیا اور بیت اللہ کے اوپر ایک بڑے اونچے قد کا بُت تھا۔ جس کا نام ہُبل تھا۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے علیؑ میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ تاکہ ہُبل کعبۃ اللہ کے اوپر سے گرا دیا جائے۔ علیؑ مرتضےٰ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ حضورؐ میری پشت پر سوار ہو جایئں۔ پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرتؐ خود فرماتے ہیں

کو نقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اٹھا سکا۔ اور میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! میں ہی آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاؤں گا۔ پس آنحضرتؐ نے تبسم فرمایا۔ اُتر آئے اپنی پشت مبارک جھکادی۔ میں آنحضرتؐ کے کاندھے پر سوار ہو گیا اسی کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا اگر میں یہ چاہتا کہ آسمان کو چھو لوں تو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے آسمان کو چھو سکتا تھا۔ پس میں نے کعبہ کی چھت پر سے ہُبل کو پھینک دیا اور اسی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا o علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ روز فتح مکہ جناب امیر علیہ السلام کو امر عظیم پیش آیا تو وہ آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر سوار ہوئے اور پھر کعبہ کی چھت پکڑ کر اس پر چڑھ گئے۔ اور بتوں کو اس طرح سے اکھاڑا کہ بیت اللہ کی دیواریں بھی ہل گئیں۔ پھر ان کو اس طرح پھینکا کہ ان کے پرخچے اڑ گئے۔ یہ روایت احمد حنبل اور ابو یعلےٰ موصلی نے بھی اپنی اپنی مسند میں درج کی ہے۔ اور ابوبکر خطیب نے اپنی تاریخ میں اور خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب اربعین میں اور محمد بن صباغ زعفرانی نے اپنی کتاب الفضائل میں اور عبداللہ طبری نے اپنی کتاب الخصائص میں درج کی ہے۔ اور جناب علامہ سید رضیؒ اپنی کتاب المناقب الفاخرہ فی العترۃ الطاہرہ باسناد خود مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ اور مجاہد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہ جناب رسولؐ خدا کعبۃ اللہ میں پہونچے تو یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ابن مسعود کی ڈولچیاں بھری ہوئی ٹنگ رہی ہیں۔ جناب امیرالمومنین سے فرمایا کہ اے علیؑ! ان ڈولچیوں میں سے ایک ڈولچی میرے پاس لے آؤ۔ وہ حضرت ایک ڈولچی لے آئے۔ آنحضرتؐ نے اس میں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی فرمایا۔ پھر ابن مسعود کی طرف دیکھ کے ارشاد ہوا کہ تمھاری ڈولچی میں مجھے ایک قسم کی خوشبو معلوم ہوئی یہ کیسی ہے؟ ابن مسعود نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ مکہ کا پانی مجھے بھاری معلوم ہوا تھا اس سبب سے میں نے چند کھجوریں (یعنی چھوارے) لے کر اپنی ڈولچی میں ڈال کر پانی میں بھگو دیئے تھے۔ تاکہ پانی میرے لئے میٹھا بھی ہو جائے اور ہلکا بھی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ حلال ہے۔ اور پانی بھی پاک ہے۔ پھر حضرتؐ اٹھے اور شیبہ سے کنجی لی اور کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا۔ اس وقت حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! آیا میں آپ کا چچا اور آپ کے والد کا ہمسر نہیں ہوں۔؟ فرمایا ہاں! ہو۔ اچھا چچا اپنا مطلب بیان کرو؟ انھوں نے عرض کی کعبہ کی کنجی مجھے عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لو چچا لو۔ اس کے بعد جبرئیلؑ امین نازل ہوئے بعرض کرنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ امانت تو اس کے مالک ہی کو ملنا چاہیئے۔ تب آنحضرتؐ نے حضرت عباسؓ سے کنجی واپس لے کر شیبہ کو دے دی۔ اور آنحضرتؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کعبہ میں موجود ہے۔ ارشاد فرمایا کہ صورتوں اور مورتوں کو نہ پوجو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند کرتا ہے۔ اور ان کے بنانے والے کو بھی برا جانتا ہے۔ پھر اپنی ردائے مبارک کے گوشے سے اس کو مٹانے لگے۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو شیبہ سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو پھر سر مبارک بلند کیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر بھی ایک بت موجود ہے۔ علیؑ مرتضےٰ سے فرمانے لگے اے علیؑ اس بت کا میں کیا علاج کروں۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ابھی میں حضور کے سامنے جھکا جاتا ہوں حضور میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھسیٹ لیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ! اگر میری ساری اُمّت اوّل سے آخر تک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضائے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا بھی بوجھ اٹھا لیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن اے علیؑ! تم میرے قریب آؤ۔ چنانچہ علیؑ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے قریب آیا تو آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مُبارک سے میری دونوں پنڈلیاں پکڑ کر مجھے زمین سے اٹھالیا۔ اور سر سے اونچا کر دیا تو میں دیکھتا ہوں کہ میں آنحضرتؐ کے شانہائے مبارک پر ہوں۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا علی! بلند ہو کر اس بُت کو کھینچ لو؟ پس میں نے اس بُت کو پکڑ کر کھینچا اور زمین پر دے مارا تو وہ ثلاثہ (تین ٹکڑے) ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی! جس وقت تم میرے دوش پر ہو تو کیا دیکھتے ہو۔؟ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ میں تو اچھا ہی اچھا دیکھتا ہوں۔ ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ اگر آسمان کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے چھونا چاہوں تو چھو سکتا ہوں۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! اللہ تمھارے شرف کو اور زیادہ کرے پھر میرے نیچے سے کھسک گئے۔ اور میں زمین پر گرا تو ہنسا۔ فرمانے لگے یا علیؑ تمھارے ہنسنے کا کیا باعث ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ کعبہ کی سی بلندی سے میں زمین پر گرا اور مجھے اس گرنے سے چوٹ نہیں لگی۔ فرمایا یا علیؑ بھلا تمھارے چوٹ کیا لگتی۔ چڑھایا تو تمھیں محمدؐ جیسے (سید النبیین) نے اور اتارا تمھیں جبرئیلؑ جیسے (روح الامین) نے اس کے بعد آنحضرتؐ تو تشریف لے گئے اور حضرت عباسؓ لگے اپنا فخر جتلانے کہ میں سردار قریش ہوں اور میں از روئے حسب و نسب کے سب سے بہتر ہوں اور میرے یہاں سب سے بہتر سواریاں موجود ہیں۔ حاجیوں کا پانی پلانا میرے ہاتھ ہے۔ میرے سوا کسی دوسرے کو یہ منصب حاصل نہیں۔ اس پر شیبہ بولا کہ واہ یہ نہیں ہو سکتا۔ سردار قریش تو میں ہوں۔ خدمت کعبہ میرے ہاتھ میں ہے۔ کلید برادری مجھ سے متعلق ہے یہ منصب کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا تم دونوں صاحب اپنا اپنا فخر میرے مقابلہ میں جتلاتے ہو اور اپنی باتوں سے مجھے چڑاتے ہو۔ میں تم دونوں کا بھی سردار ہوں اور مادر اسئے جناب رسولؐ خدا تمام اہل زمین کا سردار ہوں میں ہی تو وہ ہوں جس نے تمھارا منھ کچل ڈالا ہے جس کے سبب سے تم ایمان لے آئے اور آنحضرتؐ کی رسالت کا تم نے اقرار کر لیا۔ جناب امیرؑ کے اس قول سے وہ دونوں بہت ہی چڑ پائے۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر علیؑ مرتضےٰ نے جو کچھ ان سے کہا تھا وہ سب کچھ بیان کیا۔ جبرئیلؑ امین اسی وقت نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! خدائے برحق بعد درود و سلام یہ ارشاد فرماتا ہے کہ شیبہ اور عباسؓ سے کہہ دیجئے اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ o یا رسولؐ اللہ علی مرتضیٰ ان دونوں سے کہیں بہتر ہیں۔

**صفحہ ۷۴۳ نوٹ ۹** شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک ایسی حدیث میں جس کا اوّل حصہ سورہ نحل میں آچکا منقول ہے کہ شفا علم قرآن میں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ مگر بلا شک و شبہ یہ شفا ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے اہل ہوں اور اس کے اہل آئمہ ہدیٰ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان کو کر دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا)

طب الائمہؑ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب کبھی کسی مومن کو کوئی مرض لاحق ہو اور مرض کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ آیت پڑھے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا o تو کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو دور ہو جائے گی۔ چنانچہ مضمون شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ o اسی پر دلالت کرتا ہے۔

انہی جناب سے منقول ہے کہ یہ آیت قرآنی سے گنڈہ تعویز اور عمل کرنا جائز ہے اور جیسے قرآن سے شفا نہ ہوگی گویا ایسے خدا تعالےٰ ہی نے شفا نہ بخشی کیا قرآن مجید سے پڑھ کے بھی کوئی تعویز یا دعا ہو سکتی ہے۔ کیا خدا تعالےٰ نہیں فرماتا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ٥

**صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۱۰** وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسول خدا کو جو کچھ پہونچایا وہ یوں تھا۔ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ إِلَّا خَسَارًا ٥ (اور آل محمدؐ کا حق دبا لینے والے ظالموں کو قرآن مجید سے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ملے گا)۔۱۲.

**صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۳** تو یہ دونوں باتیں جمع کیونکر ہو سکتی ہیں پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ (اور اگر زمین کے کل درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں روشنائی کا کام دے تو بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے) مقصد خدا تعالیٰ کا یہ جتلانا ہے کہ خدا کا علم ان سب اندازوں سے بڑا ہے۔ اور تم کو جو کچھ دیا گیا ہے تمھارے نزدیک کثیر ہے۔ اور خدا کے نزدیک قلیل تفسیر عیاشی میں میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس قول وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ اس کی باطنی تفسیر یہ ہے کہ علم بہت ہی کم آدمیوں کو دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرتؑ نے بے غرض تفسیر یوں تلاوت فرمایا وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ ۔۱۲

**صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۴** لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ: الخرائج میں جناب امام جعفر صادقؑ کے معجزات میں درج ہے کہ ابن ابی العوجاء اور تین اور دہریئے جمع ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک پاؤ پاؤ قرآن کا مقابلہ کرے۔ یہ معاہدہ مکہ میں ہوا۔ اور قرار دادیہ پائی کہ سال آئندہ اپنا اپنا بنا ہوا حصۂ قرآن پیش کریں جب سال ختم ہوا اور یہ چاروں یار حسب قرار داد مقام ابراہیمؑ پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یارو! میں نے تو جب یہ آیہ دیکھا يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ تو معاوضہ سے باز رہا دوسرے یار بولے کہ میں نے جب فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ٥ پر غور کیا میں بھی معاوضہ سے مایوس ہو گیا تیسرے یار کی ابھی کچھ کہنے کی نوبت ہی نہ پہونچی تھی اور چپکے چپکے یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ امام جعفر صادقؑ ان کے پاس سے گزرے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ پوری آیت اس طرح تلاوت فرمائی کہ وہ سب کے سب مبہوت ہو کر رہ گئے۔۱۲

**صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۵** فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے یہ آیت یوں پہونچائی تھی۔ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ إِلَّا كُفُورًا (پھر بھی بہت سے لوگ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا انکار کئے بغیر نہ رہے۔)۱۲

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۱**

## گفتگوئے عبداللہ بن ابی امیہ با جناب رسولؐ خدا۔

**عبداللہ بن ابی امیہ** ۔ اے محمدؐ! تم نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور بڑی ہولناک بات کہی ہے تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تمام عالموں کے پروردگار کے رسولؐ تم ہو حالانکہ تم عالموں کے پروردگار اور تمام مخلوق کے خالق کو اس کی ضرورت کیا پڑی ہے کہ تم جیسا اس کا رسولؐ ہو۔ سبحان اللہ ہم ہی جیسا ایک آدمی جو ویسے ہی تو کھانے کھائے جیسے کہ ہم کھاتے (پیتے) ہیں اور اسی طرح چلے پھرے جیسے کہ ہم چلتے پھرتے ہیں۔ (اور پھر رسولؐ خدا بھی بن جائے) ذرا اسی پر نظر ڈالو کہ بادشاہ روم و بادشاہ فارس جب کسی کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجتے ہیں تو ایسے ہی کو بناتے ہیں جو بڑا مالدار اور بڑا صاحب مقدرہو جس کی محل سرائیں اور مکانات خیمے اور ڈیرے اور لونڈی اور غلام۔ نوکر و چاکر بہت کثرت سے ہوں اور وہ تو سارے عالموں کا پروردگار۔ ان سب سے کہیں زیادہ بلند مرتبہ ہے کہ یہ سب بڑے بڑے بادشاہ اس کے بندے ہیں۔ (وہ رسولؐ بنا کر بھیجے تو تم ایسے مفلس کو۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اور نبی ہو) اگر کہیں تم نبی ہوتے تو تمھاری اردلی میں کوئی فرشتہ ہوتا۔ جو تمھاری تصدیق کرتا پھرتا اور ہم بھی اس کو دیکھتے بلکہ اللہ کو اگر منظور ہوتا کہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو وہ کسی فرشتہ ہی کو کیوں نہ بھیج دیتا۔ ہمارے پاس ہمارے ہی جیسے آدمی کو بھیجنا بے معنی سی بات ہے۔ اے محمدؐ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہو نہو تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ باقی تم نبی (وبی) کچھ نہیں ہو۔

**جناب رسولؐ خدا** اچھا اب کہہ چکے یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟

**عبداللہ بن ابی امیہ** جی ہاں ابھی کہنا ہے ہم تو آپ پر ایمان لائیں گے نہیں۔ جب تک کہ آپ اسی مکہ میں ہمارے لئے اسی زمین میں سے ایک چشمہ نہ جاری کر دیں۔ کیونکہ یہ زمین سخت پتھریلی بلکہ نری پہاڑی ہی پہاڑی ہے۔ اب آپ اسے کھود ڈالیں اور اس میں چشمے ہی چشمے بہا دیں۔ اس لئے کہ ہم کو چشموں کی ضرورت ہے یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک بڑا سا باغ ہو کہ آپ بھی اس میں سے کھائیں (پیئیں) اور ہمیں بھی خوب کھلائیں (پلائیں) اور اس کے بیچ بیچ میں بہت سی نہریں پھیلا دیں یا جاری کر دیں۔ یا جیسا کہ آپ گمان کر چکے ہیں آسمان ہی کا ایک ٹکڑا گرا دیں کیونکہ یہ تو آپ کہہ چکے ہیں۔ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ شاید ہم ایسے ہی کہیں پھر کہنے لگا یا تم اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے ہی لا کر کھڑا نہ کر دو۔ یا اچھا یوں سہی کہ آپ کا کوئی مکان سونے کا ہو کہ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دیجئے جس سے ہم بھی مالدار ہو جائیں۔ پھر ممکن ہے کہ ہم سرکش بن جائیں۔ کیونکہ آپ یہ بھی تو کہہ چکے ہیں كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ۔ پھر بولا آپ آسمان ہی پر نہ چڑھ جائیں۔ اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے نام ایک خط نہ بھیجیں جسے ہم پڑھ کر دیکھیں۔ (اور جس کا مضمون یہ ہو) "حکمت والے زبردست خدا کی طرف سے۔ عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے نام تم لوگوں کو لازم ہے کہ تم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لاؤ کہ یہ میرا رسولؐ ہے اور اس کی سب باتوں کو سچا جانو کہ وہ میری طرف سے کہتا ہے"۔

اے محمدؐ! اگر یہ سب بھی کرو تو بھی یہ نہیں معلوم کہ میں تم پر ایمان لاؤں گا کہ نہ لاؤں گا۔ بلکہ اگر تم ہم سب کو آسمان تک لے چلو اور آسمان کے دروازے بھی کھل جائیں اور ہمیں تم ان کے اندر بھی پہونچا دو تب بھی ہم تو یہی کہے جائیں گے کہ یہ اور کچھ نہیں ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ اور ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

**جناب رسولؐ خدا** اے عبداللہ تجھے اور بھی کچھ کہنا ہے یا بس؟

**عبداللہ بن ابی امیہ** کیا جتنی ایرادیں میں آپ پر کرچکا ہوں یہ کافی دوافی نہیں ہیں۔؟ مجھے تو اب کچھ کہنا نہیں آپ کو جو کہنا ہو فرمائیے اور اگر آپ کے پاس کوئی حجت و دلیل ہے تو اسے بیان کیجئے۔ مگر اپنے دشمن نہ بنیئے ہم نے جو کچھ سوال کئے ہیں ان کے جواب دیجئے۔

**جناب رسولؐ خدا** (خدا سے عرض کرنے لگے) الٰہی تو ہر آواز کا سننے والا ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے تیرے بندے جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے تو خوب واقف ہے۔ مجاب رب العزت آیۂ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ سے وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا تک کی آئتیں نازل ہوئیں پھر یہ آیت نازل ہوئی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ۝

**جناب رسولؐ خدا** (اوپر کی آیتوں کے بعد) ہاں اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا کہ میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح تم لوگ کھانا کھاتے ہو۔ اور اسی کی وجہ سے تم نے یہ گمان کر لیا کہ میں اللہ کا رسولؐ نہیں ہو سکتا تو اصل معاملہ تو خدا کے ہاتھ ہے وہ جو چاہے کرے اور جیسا چاہے حکم دے اس کے کل حکم قابل تعریف ہیں مجھے تجھے یا کسی اور کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ فلاں بات کیوں کی اور فلاں بات کیسے کی؟ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ خدائے تعالےٰ کسی کو فقیر بناتا ہے اور کسی کو امیر کسی کو معزز بناتا ہے کسی کو ذلیل۔ کسی کو توانا و تندرست بنایا ہے اور کسی کو کمزور و بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو رذیل اور کھانا یہ سب کے سب کھاتے ہیں۔ پھر فقیروں کو تو یہ حق نہیں ہے کہ وہ عرض کریں کہ تو نے ہمیں فقیر کیوں بنایا اور فلاں فلاں کو امیر کیوں کیا۔ نہ کمینوں کو یہ منصب حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ تو نے ہمیں کمینہ کیوں بنایا اور فلاں فلاں کو شریف کیوں بنایا۔ نہ بیماروں اور کمزوروں کی یہ مجال کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں بیمار و کمزور کیوں بنایا۔ اور فلاں فلاں کو توانا و تندرست کیوں رکھا۔ نہ ذلیل لوگوں کی یہ قدرت ہے کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں ذلیل کیوں بنایا ہے اور فلاں و فلاں کو معزز کیوں قرار دیا ہے۔ نہ بدصورتوں کی یہ حیثیت کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں بدصورت کیوں بنایا ہے اور فلاں و فلاں کو خوبصورت کیوں بنایا ہے اگر وہ ایسا کہیں تو وہ اپنے آقا کے احکام کے رد کرنے والے۔ اس کے حقوق میں دست اندازی کرنے والے بلکہ آقا ہونے کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کی طرف سے ان سب کا جواب یہ ہوگا کہ میں بادشاہِ وقت ہوں۔ پست کرنے والا۔ بلند کرنے والا۔ غنی بنانے والا۔ فقیر بنانے والا۔ عزت دینے والا۔ ذلت دینے والا۔ صحت دینے والا اور بیمار بنانے والا صرف میں ہوں اور تم سب میرے لونڈی غلام ہو تمہارا حق اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ میری اطاعت کرو اور میرا حکم مانو اگر تم نے میری اطاعت کی تو تو تم میرے ماننے والے بندے ہو گئے۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو تم منکر ہو گئے۔ اور میرے عذاب کے مستحق قرار پائے یعنی ہمیشہ کے لئے گئے گزرے ہو گئے۔ پھر خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔ مطلب یہ ہے کہ کھانا مثل تمہارے ہی کھاتا ہوں يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ مطلب یہ ہے کہ ان سے کہہ دو کہ بشریت میں تو میں تم ہی جیسا ہوں لیکن میرے پروردگار نے مجھ کو نبوت کے ساتھ خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ وہ دوسرے آدمیوں کے مقابل میں کسی کو دولتمندی کے ساتھ خصوصیت بخشتا ہے کسی کو صحت جسمانی کے ساتھ کسی کو حسن و جمال کے ساتھ۔ پھر اس سے انکار کیوں کرتے ہو کہ اس نے مجھے نبوت کے ساتھ خصوصیت بخشی۔

اب رہا تمہارا یہ قول کہ بادشاہ روم و بادشاہ فارس جیسے ایلچی بنا کے بھیجتے ہیں وہ بڑا مالدار اور بڑا شاندار شخص ہوتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے مکان اور محل سرائیں ہوتی ہیں۔ اس کے خیمے ڈیرے۔ لونڈی غلام۔ نوکر چاکر بہت سے ہوتے ہیں تمام عالموں کا پروردگار تو ان سے بالاتر ہے یہ سب اس کے بندے ہیں۔ (تو چاہیئے کہ اس کا رسول اور اس کا پیغامبر تو بہت بڑی شان اور سامان کا ہو) تو اے عبداللہ خدائے تعالےٰ بہت بڑا صاحب تدبیر و حکمت ہے۔ وہ تمہارے خیال اور گمان کے بموجب عملداری نہیں کرتا۔ نہ اسے تمہاری نکتہ چینیوں کی پروا ہے بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو مناسب سمجھتا ہے حکم دیتا ہے اس کا ہر فعل قابل تعریف ہے۔ اس نے اپنے نبی کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلائے اور رات اور دن کی کل ساعتوں میں اپنی ذات کو اسی کام کے لئے وقف رکھے اگر اس کا کوئی بڑا سا محل اور قلعہ ہوتا جس کے اندر وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا اور لونڈی غلام۔ نوکر چاکر اس کی خدمت میں اور پہرے پر ہوتے تو بتاؤ رسالت بیکار ہوتی یا نہیں۔ اور معاملاتِ ہدایت کھٹائی میں پڑ جاتے یا نہیں۔ کیا تم بادشاہانِ دنیا کو نہیں دیکھتے کہ جب وہ پردے میں بیٹھے ہوتے ہیں تو کیسی کیسی برائیاں پھیلتی رہتی ہیں۔ جن کی ان کو خاک بھی خبر نہیں ہوتی۔ اے عبداللہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی رسالت پر مبعوث فرمایا۔ ایسی حالت میں کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ تاکہ تم اس کی قوت و قدرت کو پہچان لو اور یہ بھی سمجھ لو کہ وہ اپنے رسولؐ کی اس طرح سے مدد کر رہا ہے کہ تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس کو کار رسالت سے باز رکھ سکتے ہو۔ اس میں اس کی قدرت کا اور تمہارے عاجز ہونے کا زیادہ کھلا ثبوت ہے اور آگے چل کر وہ مجھے تمہارے اوپر ایسی فتح دے گا کہ میں اپنے اختیار سے تم کو بآسانی قتل بھی کروں گا اور قید بھی۔ پھر مجھے تمہارے شہروں پر بھی مظفر و منصور فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ ایمان لانے والوں کو بھی تم پر اور تمہارے دین سے موافقت رکھنے والوں پر غالب فرما دیگا کہ تم کو ان کے شہروں سے نکال باہر کریں گے۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب رہا تیرا یہ قول کہ اگر تم نبی ہو۔ تو تمہاری اردلی میں کوئی فرشتہ ہوتا جو تمہاری تصدیق کرتا اور ہم بھی اس کو دیکھتے بلکہ اسے یہ منظور ہوتا کہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو کسی فرشتہ ہی ہمارے پاس کیوں نہ بھیج دیتا۔ ہم جیسے ایک آدمی کو کیوں بھیجا۔ تو فرشتہ کو تو تمہارے ظاہری حواس محسوس ہی نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ قسم ہوا سے ہے دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ اور اگر تم اس طرح سے دیکھ سکتے کہ تمہاری بصارت کی قوت بڑھا دی جاتی تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ تو نہیں ہے۔ یہ تو بشر ہے اس لئے کہ وہ بھی تمہارے لئے بشر ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا تاکہ تم کو اس سے الفت ہوتی کہ تم اس کی بات سمجھ سکو اور اس کے مطلب اور مراد کو پالو۔ پھر تم اس کے فرشتے ہونے کو کیونکر سچ سمجھتے اور یہ کیونکر جانتے کہ

کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ برحق ہے اس لئے خدائےتعالےٰ نے بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجا اور اس کے ہاتھوں پر ایسے معجزہ ظاہر کئے جو بشر کے اختیارات سے باہر ہیں اور تمھارے دل اس بات کو جانے ہوئے ہیں پس ان معجزات کو دیکھ کر چونکہ تم نے اپنے آپ کو عاجز سمجھ لیا اسی سے ثابت ہوگیا کہ وہ معجزہ ہیں۔ اور اس بشر کی سچائی پر خدا کی طرف سے شہادت۔ اب اگر فرشتہ ظاہر ہوا ہوتا اور اس کے ہاتھ سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتیں جن سے بشر عاجز ہے۔ تو تم اسے معجزہ سمجھتے اس لئے کہ اس سے تم یہ کیونکر سمجھتے کہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس سے اس کے ہم جنس فرشتے عاجز ہیں۔ اور اپنی طبائع اور اختیار سے ایسا نہیں کر سکتے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ پرندے اُڑتے ہیں تو یہ ان کا کوئی معجزہ نہیں ہے اس لئے کہ اڑنے کا فعل ان کے ہم جنس اور پرندوں سے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اڑے تو یہ ضرور اس کا معجزہ ہوگا۔ پس خدائےتعالیٰ نے تو معاملہ کو تمھارے لئے آسان کیا ہے اور اپنا رسُول تم ہی جیسے آدمی کو قرار دیا ہے تاکہ تم پر اس کی حجّت قائم ہو جائے اور تم اعتراض کرکے ایسا سخت معاملہ پیش کرتے ہو جس میں کوئی حجّت قائم نہیں ہو سکتی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جو تو نے کہا کہ تم جادو کے مارے ہوئے ہو۔ تو میں ایسا کیونکر ہو سکتا ہوں کہ حالانکہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ میری عقل اور قوت تمیز تم سب سے بالاتر ہے جس وقت سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے لیکر چالیس برس کے سن تک آیا تم نے مجھکو کوئی لغویات۔ کوئی بیہودہ کام۔ کوئی جھوٹ۔ کوئی خیانت۔ کوئی قول کی غلطی کوئی رائے کی خامی تجربہ سے پائی ہے (ہرگز نہیں پائی) تو کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ کوئی شخص اتنی مدّت تک خطا اور لغزش سے اپنی ہی ذاتی قوت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یا اس کے لئے منجانب اللہ عصمت درکار ہے اسی لئے تو خدائےتعالےٰ فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ٥ مطلب یہ ہے کہ اپنے جھوٹے دعووں کے ثابت کرنے کے لئے تمھارے برخلاف کوئی حجّت قائم کرنے کی راہ نہیں پاتے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب رہا تمھارا یہ قول کہ یہ قرآن مجید ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا یعنی مکّہ کے ولیدؔ بن مغیرہ پر یا طائف کے عروہ ابن مسعود ثقفی پر تو خدائےتعالےٰ کی نظر میں مال دنیا کی عزّت وعظمت ایسی نہیں ہے جیسی کہ تمھاری نظر میں اگر خدا کے نزدیک دنیا کی قدر وقیمت ایک پرپشہ کے برابر بھی ہوتی تو اپنے مخالف کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پینے دیتا اور خدا کے عطیات ہمارے ہاتھ نہیں ہیں بلکہ وہ رحمتوں کا تقسیم کرنے والا خود ہے۔ اور اپنے لونڈی غلاموں میں جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے عملدرآمد خود فرماتا ہے اس کو کسی سے اس قسم کا خوف و اندیشہ نہیں ہے جس طرح سے تم کسی سے اس کے مال کے سبب سے ڈرتے ہو یا کسی سے اس کے حال کے سبب سے۔ اسی سبب سے تم اس کو نبی بنانا چاہتے ہو۔ خدائےتعالےٰ کو نہ کسی کے مال کے سبب سے کوئی لالچ ہے نہ حال کے سبب سے جیسا کہ تم کو طمع واغنگیر ہے کہ وہ اس کو اس لالچ کے سبب سے نبوّت کی عزّت بخش دے۔ نہ اس کو کسی سے خواہش نفسانی کی کوئی محبت ہے جیسا کہ تم کو محبت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے تم غیر مستحق کو مقدم کر دیتے ہو اس کا تو کل معاملہ عدل پر مبنی ہے۔ پس وہ دین کے افضل رتبہ پر اسی کو مامور فرماتا ہے جو اس کی طاعت وعبادت میں افضل رتبہ رکھتا ہو۔ اور عزت وجلال میں اسی کو بڑھاتا ہے جو اس کی خدمت میں اجلّ واکرم ہو اور اسی طرح مراتب دین میں اس شخص کو سب سے آخر کر دیتا ہے۔ جو اس کی طاعت وعبادت میں سب سے زیادہ سُست ہو۔ اور جب اس کی صفت ہے تو نہ وہ مال کی طرف نظر فرماتا ہے نہ حال کی طرف بلکہ یہ مال ہے تو اور یہ حال ہے تو سب اس کی مہربانی سے ہے اور خدا کے ذمہ اس کے کسی بندہ کی طرف سے کوئی امر لازم نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ تو نے فلاں بندہ کو مال عطا فرمایا ہے تو یہ بھی لازم ہے کہ اب اسے نبوّت بھی عطا فرما دے۔ کیونکہ نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اسکے خلاف منشاء اس پر جبر کر سکے نہ یہی لازم ہے کہ ایک مہربانی فرمائی ہے تو دوسری بھی ضرور کرے۔ کیوں عبداللہ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ ایک شخص کو تو کیسا مالدار بنایا ہے اور اس کے ساتھ ہی بدصورت اور دوسرے شخص کو کیسا خوبصورت بنایا ہے اور اس کے ساتھ ہی فقیر۔ اور ایک شخص کو کس طرح شرف بخشا ہے اور ساتھ ہی فقیر کیا ہے۔ اور ایک شخص کو کیسی دولت بخشی ہے اور ساتھ ہی اسے کمینہ بنایا ہے۔ پھر نہ تو دولتمند کو یہ منصب ہے کہ وہ یہ عرض سکے کہ میری دولت کے ساتھ فلاں شخص کی خوبصورتی کیوں نہ عطا کی گئی۔ نہ خوبصورت کی یہ مجال ہے کہ وہ یہ عرض کرے کہ میرے حسُن کے ساتھ فلاں شخص کی دولت مجھے کیوں نہ دے دی گئی۔ نہ شریف کی یہ قدرت کہ وہ یہ عرض کر سکے کہ میری شرافت کے ساتھ فلاں کی دولت کیوں نہ عطا ہوئی۔ نہ مکین کی یہ حیثیت کہ وہ عرض کرے کہ میری دولت کے ساتھ فلاں شخص کی شرافت کیوں نہ بخشی گئی۔ بلکہ اختیار بالکل خدا کو ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح نعمتیں چاہے تقسیم فرمائے۔ اس کے کل افعال حکمت کے مُطابق ہیں اور اس کے اعمال میں کوئی گرفت نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے تم لوگوں کے سوال وجواب میں لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ٥ ارشاد فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ٥ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے۔ مثلاً اس کو تو اس کے مال کی احتیاج ہے اور اسے اس کی چیز کی یا اس کی خدمت کی۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور بڑے سے بڑا دولتمند بعض چیزوں میں غریب سے غریب کا محتاج ہوتا ہے یا تو کسی چیز کا جو اس کے پاس نہیں ہوتی یا کسی فن کا جو وہ نہیں جانتا یا خدمت کا جس سے اس کی آسائش کی چیزیں مہیّا ہوتی ہیں جس سے وہ مستغنی ہو ہی نہیں سکتا یا انواع علوم وفنون کا جن کی اسے احتیاج ہوتی ہے کہ وہ غریب سے فائدہ اٹھائے پس جس طرح یہ غریب اس بادشاہ یا دولتمند کے مال کا محتاج ہے اسی طرح یہ بادشاہ اس غریب کے علم کا یا اس کی رائے کا یا اس کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے۔ اب اس بادشاہ کو یہ منزلت حاصل نہیں کہ وہ یہ عرض کر سکے کہ میرے مال کے باوجود مجھے اس غریب کا علم بھی کیوں نہ دیدیا گیا۔ نہ اس غریب کے لئے موزوں ہے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ جیسی مجھے رائے عطا کی گئی ہے علم دیا گیا ہے اور فنون حکمت میں دسترس حاصل ہے ایسے ہی مجھے اس بادشاہ کا یا دولتمند کا مال بھی کیوں نہ دیدیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا ہے لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا الخ تو اس میں تو نے تمام عالموں کے پروردگار کے رسول پر ایسی چیزوں کی نکتہ چینی کی ہے

کہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ اگر محمدؐ ان کا اظہار بھی کر دے تو وہ نبوت کی دلیل ہی نہیں ہو سکتیں اور رسولؐ اللہ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ جاہلوں کے جہل سے فائدہ اٹھا کر ان پر ایسی بات سے حجت قائم کرے جو فی الحقیقت کوئی حجت ہی نہ ہو اور ان میں سے بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر رسولؐ ان کو ظاہر کر دے تو ان کے ساتھ تیری ہلاکت بھی یقینی ہے حالانکہ رسولؐ کا کام یہ ہے کہ ایسی دلیلیں اور ایسی حجتیں پیش کرے جن سے اللہ کے بندوں پر ایمان لانا لازم ہو جائے تاکہ وہ ہلاکت ابدی سے محفوظ رہیں حالانکہ اے عبداللہ! تو نے اپنی ہلاکت اپنی نادانی سے خود چاہی ۔ حالانکہ تمام عالموں کا پروردگار اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحیم ہے ۔ اور ان کی مصلحتوں سے بہت زیادہ واقف ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ ان کے اعتراضوں کے سبب ان کو ہلاک کر دے اور ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ وہ محال ہیں نہ ان کا ہونا صحیح ہے نہ جائز اور پروردگار عالم کا رسولؐ ان کو خوب پہچانتا ہے ۔ وہ تیرے تمام عذر قطع کر دیگا ۔ اور مخالفت کی راہیں تجھ پر بند کر دے گا اور تجھے اس بات پر مجبور کر دے گا کہ تو اللہ کی حجتوں کی تصدیق کرے ۔ تیرے لئے کوئی گریز کا موقع اور بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی ۔ اور ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی بابت تجھے اقرار کرنا پڑے گا ۔ کہ تو ان باتوں میں سرکش کینہ توز ہے نہ کسی حجت کو قبول کرتا ہے نہ کسی دلیل کو کان لگا کر سنتا ہے ۔ پس جو شخص ایسا ہو اس کا علاج یہی ہے کہ آسمان سے اس پر عذاب نازل ہو یا جہنم میں اللہ تعالےٰ اس کو پہونچا دے یا اپنے دوستوں کی تلواروں سے اس کو سزا دے ۔ ہاں اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا کہ ہم تو آپ پر ایمان لائیں گے نہیں جب تک کہ آپ اسی مکہ میں زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کر دیں اس لئے کہ اس کی زمین پتھریلی چٹانوں والی اور پہاڑی ہے ۔ اس زمین کو آپ کاٹیں اور کھود دیں اور چشمے بہائیں اس لئے کہ ہم کو ان کی ضرورت ہے پس تیرا یہ سوال کرنا اس بنا پر ہے کہ تو خدائی دلیلوں کو جانتا ہی نہیں بھلا خیال تو کر کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا اس کے سبب سے میں نبی ہو جاؤں گا ۔ کیا تو اس باب میں غور نہیں کرتا کہ طائف میں تیرے باغات موجود ہیں کیا وہاں ایسی پتھریلی اور خراب زمینیں نہیں ہیں جن کو تو نے درست کیا اور نرم کیا اور ان کو کھود کھاد کر چشمے جاری کئے ہیں اور وہ چشمے تو نے ہی پہاڑوں میں سے نکالے ہیں ۔

**عبداللہ ابن ابی امیہؓ مخزومی** ۔ جی ہاں ضرور ہے ۔

**جناب رسول خدا** ۔ اور جیسا تو نے کیا ہے ایسے ہی طائف میں اور لوگوں نے بھی چشمہ بہائے اور باغ لگائے ہیں ۔

**عبداللہ ابن ابی امیہؓ مخزومی** ۔ جی ہاں لگائے ہیں ۔

**جناب رسولؐ خدا** تو کیا ان چشموں کے بہانے سے اور ان باغوں کے لگانے سے تو اور وہ نبی بن گئے ؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ** ۔ جی نہیں ۔ تو

**جناب رسولؐ خدا** بس اسی طرح اگر محمدؐ بھی مکہ میں چشمے ظاہر کر دے اور باغ لگا دے تو یہ اس کی نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ یہ تو ایسی بات ہو گی جیسے تو یہ کہدے کہ ہم تو ایمان لائیں گے نہیں جب تک آپ کھڑے ہو کر زمین پر نہ چلیں ۔ یا جب تک کہ آپ کھانا نہ کھائیں جیسے کہ اور لوگ کھاتے ہیں ۔ اب رہا تیرا یہ قول کہ " اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ " کہ آپ خود بھی اس میں سے کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں ۔ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ تو آیا طائف میں خود تیرے اور تیرے یاروں کے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہیں یا نہیں ۔ جن میں سے تم خود بھی کھاتے ہو اور اوروں کو بھی کھلاتے ہو ۔ اور ان کے اندر اندر تم نے ندیاں بھی بہا رکھی ہیں ۔ تو آیا ان کے سبب سے تم نبی ہو گئے ؟

**عبداللہ ابن ابی امیہؓ مخزومی** ۔ جی نہیں تو ۔

**جناب رسولؐ خدا** پھر یہ کیا بات ہے کہ تم اللہ کے رسولؐ پر نکتہ چینی کرتے میں ایسی باتیں پیش کرتے ہو کہ اگر تمھاری نکتہ چینی کے بموجب وہ باتیں ہو جائیں تو اللہ کے رسولؐ کی سچائی پر دلالت نہ کریں ۔ بلکہ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا ایسا کرنا اس کے کذب پر دلالت کرے اس لئے کہ ان باتوں سے تو کوئی حجت نہیں قائم ہوتی بلکہ کمزور عقل والوں کو دھوکا دے کہ ان کو ان کے دین سے اور عقل سے ہٹایا جا سکتا ہے اور پروردگار کے رسولؐ کی شان ایسا کرنے سے اجل و ارفع ہے ۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے عبداللہ رہا تیرا یہ قول " اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا " اور اس کی تائید میں تو نے خدا تعالےٰ کا یہ قول بھی بیان کیا ۔ " وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ " تو آسمان کے تم پر گرنے میں تو تمھاری ہلاکت اور تمھاری موت (یقینی) ہے اور اللہ کے رسولؐ سے تم ایسا چاہتے ہو کہ وہ تم کو ہلاک کر دے حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار کا رسولؐ تو تم پر خود سے رحم کرنے والا ہے ۔ وہ تمھاری ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ وہ تو تم پر اللہ کی حجتیں قائم کرنا چاہتا ہے ۔ اور اللہ کی حجتیں کچھ اس کے نبی کے لئے بندوں کے اعتراضات اور نکتہ چینیوں کے موافق نہیں ہوتیں ۔ اس لئے کہ بندے تو جاہل ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ خوبی کس میں ہے اور خرابی کس میں ہے اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خوبی کے لئے کیا کیا امور موزوں ہیں اور کیا کیا ناموزوں ہیں ۔ اسی وجہ سے ان کی نکتہ چینیاں مختلف اور ان کے اعتراضات ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کا واقع ہونا ہی محال ہو جاتا ہے ۔ اگر بندوں کے اعتراضات کی طرف توجہ کی جائے تو جیسے تیرا یہ اعتراض ہے کہ آسمان تم پر کیوں نہیں گرتا ممکن ہے کہ دوسرا تمھارا بھائی یہ اعتراض کرے کہ آسمان تو تم پر نہ گرے بلکہ زمین آسمان تک اٹھائی جائے اور آسمان پر جا گرے تو ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے کی مخالفت ہوئی اور ایسا ہونا محال ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ اپنی تدبیریں ایسے انداز پر نہیں چلاتا جس سے محال لازم آئے ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! کبھی تو نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کوئی طبیب بیماروں کی نکتہ چینیوں اور ان کے اعتراضات کے بموجب ان کے علاج کرتا ہو بلکہ طبیب تو اس کے بموجب عمل کریگا جس میں وہ بیمار کی بہتری سمجھے خواہ بیمار کو وہ بات پسند ہو یا ناپسند ۔ پس تم لوگ مریض اور خدا تعالیٰ تمھارا طبیب ہے ۔ اب اگر تم اس کے علاج کو مانو گے تو وہ تمھیں شفا بخشے گا اور اگر تم سرکشی کرو گے تو وہ تم کو تمھاری بیماری کی حالت میں چھوڑ دے گا ۔ اور اے عبداللہ! کبھی تو نے یہ بھی

دیکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کے برخلاف اپنے حق کا دعویٰ کیا ہو تو حکّام میں سے کسی حاکم نے مدّعی کو اس پر مجبور کیا ہو کہ مدعا علیہ کی نکتہ چینیوں کی بموجب اپنا ثبوت دے کیونکہ اگر ایسی صورت ہو تو نہ کسی کا دعویٰ کسی کے برخلاف ثابت ہو سکے اور نہ کسی کا حق کسی کے ذمہ نکلے اور نہ ظالم و مظلوم کے مابین کوئی فرق ثابت ہو اور نہ سچے اور جھوٹے کے درمیان کوئی تمیز ہو سکے۔ پھر فرمایا کہ اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا ۙ مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے مقابل ہوں اور ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو یہ سوال ایسا محال ہے کہ اس کا محال ہونا کسی سے چھپا نہیں۔ بیشک میرا پروردگار بزرگ و برتر مخلوق کی مانند نہیں ہے جو کہیں آئے اور جائے اور حرکت کرے اور کسی چیز کے سامنے ہو کہ کہیں لایا جا سکے۔ یہ تو تم نے محال کا سوال کیا اور جو کچھ تم نے چاہا یہ تو تمھارے بتوں کی حالت ہے جو کمزور ہیں اور ناقص۔ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ نہ کچھ جانتے ہیں۔ نہ تمھارے یا کسی اور کے کچھ کام آ سکتے ہیں۔ کیوں عبداللہ! کیا طائف میں تیرے زمین اور تیرے باغات نہیں ہیں اور کیا مکہ میں تیری جائیداد نہیں ہے اور تیرے کارندے وہاں نہیں رہتے ؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** ۔ جی کیوں نہیں۔ کارندے بھی رہتے ہیں۔

**جناب رسوّل خدا** تو کیا ان سب کی نگرانی اور لین دین اپنی ذات ہی سے کرتا ہے یا تیرے اور تیرے کاشتکاروں اور اجارہ داروں کے باہمی معاملات کارندوں اور مختاروں کے ذریعے سے طے ہوتے ہیں۔

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** جی کارندوں اور مختاروں ہی کے ذریعے سے طے ہوتے ہیں۔

**جناب رسوّل خدا** آیا تیری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اگر تیرے کاشتکار اور تیرے اجارہ دار اور تیرے غلام تیرے کارندوں اور مختاروں سے یہ کہدیں کہ ہم تو تمھاری مختاری اور کارندہ گری کو سچا نہیں سمجھتے جب تک کہ تم عبداللہ ابن ابی امیہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ کہ ہم خود اس کو دیکھیں اور جو کچھ تم کہتے ہو ہم خود اس کی زبان سے سُنیں تو آیا تجھے ان کا یہ کہنا گوارا ہو گا اور آیا تو ان کے لئے اس بات کو جائز رکھے گا؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ** ۔ ہرگز نہیں۔

**جناب رسوّل خدا** تو بھلا ایسے موقع پر تیرے مختاروں اور کارندوں کے ذمہ کیا بات لازم ہے یہی نا کہ تیری طرف سے ان کے سامنے کوئی صحیح نشانی پیش کر دیں جو ان کی سچّائی پر دلالت کرتی ہو؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** ۔ بیشک یہی ہے۔

**جناب رسوّل خدا** کیوں عبداللہ! کیا تیرے مختار کے لئے جب وہ تیری رعایا سے اس قسم کی باتیں سُنیں یہ زیبا ہے کہ وہ تیرے پاس پلٹ کر آئے اور تجھ سے یہ کہے کہ اٹھ کر سیدھا میرے ساتھ چل اس لئے کہ تیری رعایا نے تیرے نہ آنے پر اعتراض کیا ہے تو آیا اس کا ایسا کہنا تیری طبیعت کے مخالف نہ ہو گا اور تو اس سے یہ نہ کہے گا کہ تو میرا مختار ہے نہ مشیر کار اور نہ تو مجھ پر حکم چلانے والا ہے (کہ اس طرح کی باتیں بناتا اور حکم چلاتا ہے)

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** ۔ جی ہاں ضرور ایسا ہی کہوں گا۔

**جناب رسوّل خدا** پھر تو پروردگار عالم کے رسوّل کے برخلاف ویسے ہی اعتراضات کیوں پیش کرتا ہے جو اپنے اجارہ داروں اور کاشتکاروں کے لئے جائز نہیں رکھتا کہ وہ تیرے کارندے اور مختار کے مقابل پیش کریں۔ تو نے پروردگار عالم کے رسول سے یہ کیسے چاہا کہ وہ اپنے پروردگار کی اس طرح اہانت کرے کہ اس کے اوپر حکم چلائے یا کسی قسم کی اس کو ممانعت کرے حالانکہ تو اپنے کارندوں اور مختاروں کے لئے ایسی ہی بات خود اپنے بارے میں جائز نہیں سمجھتا اب جو کچھ تو نے نکتہ چینیاں کی ہیں وہ ایمان نہ لائیں گی وجوہ بیان کیں ان سب کے باطل کرنے کے لئے یہ قطعی حجتیں ہیں اور اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول "اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ" زخرف سے مراد ہے سونا تو آیا تجھے یہ اطلاع نہیں ملی کہ عزیز مصر کے کتنے مکان سونے کے ہیں ؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** ۔ جی ہاں ملی ہے۔

**جناب رسوّل خدا** تو آیا ان سونے کے مکانوں کے سبب سے وہ نبی ہو گیا۔؟

**عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی** ۔ جی نبی تو نہیں ہوا

**جناب رسوّل خدا** تو اسی طرح محمدؐ کے لئے بھی سونے کے مکان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور محمدؐ خدائی دلیلوں کے ہوتے تیری جہالت سے کوئی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے اور اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول "اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ط" اور پھر تو نے یہ کہا "وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ط" تو اے عبداللہ! آسمان کی طرف چڑھنا اس سے اترنے کی نسبت زیادہ دشوار ہے اور تو خود اس کا مقر ہو چکا کہ چڑھنے پر تو ایمان لائے گا نہیں تو ایسا ہی اترآنے کی نسبت سمجھنا چاہیئے۔ پھر جو تو نے یہ کہا "حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ط" اور اس کے بعد یہ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس پر بھی میں آپ پر ایمان لاؤں گا یا نہ لاؤں گا تو اس سے اے عبداللہ تو نے کھُلم کھُلا اقرار کیا کہ تجھ پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے تو بھی تو عناد برتتا رہے گا تو تیرا کوئی علاج اس کے سوا نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء میں سے خواہ وہ بشر سے ہو یا فرشتگان عذاب سے کسی نہ کسی کے ہاتھوں تجھے سزا دلوائے اور مجھ پر تو اس نے تیرے تمام اعتراضات کو باطل کرنے کے لئے ایک جامع بات نازل فرما دی چنانچہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے رسوّل تم یہ کہہ دو "سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۠" میرے پروردگار کی شان اس سے کہیں زیادہ عظیم و رفیع ہے کہ جاہلوں کے جائز اور ناجائز اعتراضات کے بموجب کسی بات کا صدور فرمائے۔ اور میں تو ایک آدمی ہوں کہ جس کو اس نے رسول بنا کر بھیجا۔ میرے ذمہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو حجتیں اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں وہ میں اس کے بندوں پر قائم کر دوں۔ میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنے پروردگار پر کوئی حکم چلاؤں نہ یہ کہ میں کسی بات سے اسے منع کروں اور نہ یہ کہ میں اسکو مشورہ دوں۔ ورنہ میں بھی اسی ایلچی کی مانند سمجھا جاؤں گا جس کو کسی

بادشاہ نے اپنی مخالف قوم کے پاس بھیجا تھا اور وہ ان کے پاس سے پلٹ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا تو اس پر یہ حکم چلاتا ہوا آیا کہ ان لوگوں کے جو جو کچھ اعتراضات ہیں آپ اس کے بموجب کیوں نہیں کرتے (اور ایسا حکم چلانے کے عوض میں بادشاہ نے اس کی خوب گوشمالی کی تھی۔

عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی کو یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ ابوجہل ملعون نے دخل در معقولات کے طور پر گفتگو شروع کر دی اس سے جو کچھ باتیں ہوئیں وہ بھی ذیل میں اسی پیرایہ میں درج کی جاتی ہیں۔

**ابوجہل** اے محمدؐ بات تو ایک ہی سی ہے کیا تم نے یہ گمان نہیں کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب سے یہ سوال کیا کہ آپ ہمیں خدا کو کھلم کھلا دکھلا دیں تو وہ لوگ اسی وقت بجلی کے گرنے سے مر گئے۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ہم بھی اسی طرح کبھی کے جل گئے ہوتے اس لئے کہ ہم نے تو آپ سے اس سے زیادہ سخت سوال کیا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے خود موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا اس لئے کہ انھوں نے تو اتنا ہی کہا تھا کہ آپ اللہ کو ہمیں کھلم کھلا دکھلا دیں (اور وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔) اور ہم نے تو یہ کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے نہ لے آئیں۔ کہ ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

**جناب رسول خدا** اے ابوجہل کیا تجھ کو ابراہیمؑ خلیل اللہ کا قصہ معلوم نہیں جبکہ (آسمان و زمین کے) سلطنتوں کے حجاب ان کے لئے اٹھا دیئے گئے تھے اور یہ خدائے تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ "وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝" یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت بھی قوی کر دی اور ان کو ایک آسمان کے نیچے حد تک بلند کیا تاکہ ساری زمین پر نظر ڈالیں اور جو اس میں کھلے اور چھپے ہیں ان سب کو دیکھیں پس ان کی نظر ایک مرد اور ایک عورت پر پڑی جو فحش میں مبتلا تھے۔ ان دونوں کی ہلاکت کے لئے دعا کی۔ وہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو اسی طرح دیکھا۔ ان کی ہلاکت کے لئے بھی دعا کی۔ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو ایسی ہی حالت میں دیکھا۔ ان کے لئے بھی دعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو دیکھا ان کے لئے بددعا کا قصد کیا ہی تھا کہ خدائے تعالیٰ نے ان کے لئے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ! بس کرو میرے غلام اور لونڈیوں کے خلاف اپنی بددعا کو روکو۔ میں بڑا رحم کرنیوالا، بڑا حکم چلاتے والا اور بڑا بُردبار خدا ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھے اسی طرح کوئی نقصان نہیں پہونچاتے جیسے کہ ان کی اطاعت مجھے کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی۔ میں ان کا انتظام اس طرح نہیں کرتا کہ ہر دم بھڑکتا ہوا غصّہ انہی پر اتارا کروں۔ جیسا کہ تم انتظام کر رہے ہو پس اب تم میرے بندوں اور کنیزوں کے لئے بددعا مت کرنا اس لئے کہ تم صرف ایک ڈرانے والے بندے ہو نہ تم میری سلطنت میں میرے ساجھی ہو اور نہ مجھ پر اور میرے بندوں پر نگراں ہو۔ اب رہے میرے بندے ان سے میرا معاملہ تین طرح میں سے کسی ایک طرح پر ہوتا ہے یا تو وہ میری حضور میں توبہ کر لیتے ہیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں۔ اور ان کے گناہ بخش دیتا ہوں اور ان کے عیوب پر پردہ ڈال دیتا ہوں یا (اگر توبہ نہیں کرتے تو) میں اپنا عذاب ان سے روکے رکھتا ہوں۔ اس حکم کے سبب کہ ان کے صلب سے مومن اولاد پیدا ہونے والی ہے۔ پس میں ان نافرمان باپوں کے ساتھ ملائمت کا برتاؤ کرتا ہوں اور ڈھیل دیتا ہوں اور عذاب کو ان سے برطرف رکھتا ہوں کہ وہ مومن ان کے صلب سے پیدا ہو چکے۔ پس جب وہ مومن ان سے الگ ہو چکتا ہے تب میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری مصیبت ان کو آ گھیرتی ہے اب اگر (یہ دونوں صورتیں نہ ہوں یعنی) امر یہ ہو نہ ہو تو تیسری صورت یہ ہے کہ (ان کو ڈھکیل اس لئے دیتا ہوں کہ) جو عذاب میں نے ان کے لئے تیار رکھا ہے وہ اس سے کہیں بڑا ہے جو تم اپنی بددعا سے ان کے لئے مہیّا کرانا چاہتے ہو اس لئے کہ میرا تیار کیا ہوا عذاب میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہوگا۔ سو اے ابراہیمؑ! تم میرے معاملہ میں اور میرے بندوں کے معاملہ میں دخل نہ دو اس لئے کہ میں تمھاری بہ نسبت کہیں زیادہ مہربان ہوں تم میرے اور میرے بندوں کے معاملہ کو یونہی رہنے دو اس لئے کہ میں بڑا حکم چلانے والا بڑا بردبار۔ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہوں۔ میں اپنے معاملات کی تدبیر اپنے علم کے بموجب کرتا ہوں۔ اور اپنی قضا و قدر کو ان کے معاملات میں مناسب سمجھ کر جاری کرتا ہوں۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل! تجھ سے جو خدا نے اس عذاب کو دفع کیا ہے وہ اُس کے اس حکم کی وجہ سے ہے کہ تیرے صلب سے تیرا ایک مسلمان بیٹا عکرمہ نام عنقریب پیدا ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں کے ایک حصہ کا حاکم بھی ہوگا اور جب تک وہ مسلمانوں کی اطاعت کرتا رہے گا خدائے تعالےٰ کے نزدیک اس کا رتبہ بھی بزرگ رہے گا۔ ورنہ عذاب تجھ پر کبھی کا نازل ہو جاتا اور اسی طرح اور عذاب مانگنے والوں پر بھی اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انھوں نے عذاب کا سوال کیا تھا۔ ان لوگوں کے حق میں اس لئے تاخیر کی گئی ہے کہ ان میں سے بعض کی نسبت خدا کو علم ہے کہ وہ عنقریب اس کے رسول محمدؐ (مصطفےٰ) پر ایمان لے آئیں گے اور اس ذریعہ سے سعادت حاصل کریں گے تو خدائے تعالےٰ نے ان کے سعادت کے سامان منقطع نہیں فرمائا اور اس بارے میں ان کے حق میں بخل نہیں برتتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان سے مومن اولاد پیدا ہونے والی ہے۔ پس وہ باپ کو اس لئے مہلت دیتا ہے کہ اس سے سعید بیٹا پیدا ہو جائے اگر ایسے ایسے امور مانع نہ ہوتے تو ان سب پر عذاب نازل ہو چکا ہوتا۔ اور اے ابوجہل! اب ذرا آسمان کی طرف تو نگاہ اٹھا کر دیکھ! اب جو نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان میں سے نکلتی ہوئی آگ ان عذاب مانگنے والوں کے سر پر ہر ایک کی سیدھ میں ہے اور اتنی قریب ہو گئی ہے کہ شانوں کے مابین اس کی گرمی محسوس کر رہے ہیں اب تو ابوجہل اور ان لوگوں کی بوٹی بوٹی کانپنے لگی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہرگز نہ ڈرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے تم کو ہلاک نہیں کرے گا یہ تو خدائے تعالےٰ نے تمھاری عبرت کے لئے ظاہر کی ہے۔ اب جو انھوں نے نظر ڈالی تو دیکھتے کیا ہیں کہ ان لوگوں کی پشتوں میں سے نور نکل نکل کے اس آگ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کو رفع دفع کر دیتا ہے یہاں تک کہ آسمان میں جہاں سے وہ آئی تھی وہیں لوٹ جاتی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بعض کے نور تو وہ ہیں جو اللہ کے علم میں ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بعض کے پاک اولاد کے

نورہیں جیسے خدا چاہتا ہے کچھ عرصہ کے بعد وہ صلبوں سے پیدا ہوں گے۔ اور گو یہ لوگ خود ایمان نہیں لائیں گے۔ مگر وہ ایمان لے آئیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آئیتیں عبداللہ ابن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جناب ام المؤمنین ام سلمہؓ کا بھائی تھا اور خدائے تعالیٰ نے اس کے وہ اقوال نقل فرمائے ہیں جو اس نے خاص مکۂ معظمہ میں جناب رسولِ خدا سے کہے تھے۔ اور یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بعد ہجرت جب جناب رسولِ خدا (مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو چکے اور) فتح مکہ کے ارادے سے نکلے تو عبداللہ ابی امیہ آپ کے استقبال کو آیا اور آنحضرتؐ کو سلام کیا آنحضرتؐ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ بلکہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سے کوئی بات نہ کی اس کی بہن جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی حضرتؐ کے ساتھ تھیں یہ ان کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ اے خواہر! آنحضرتؐ نے سب لوگوں کا سلام تو قبول کیا مگر میرا اسلام رد کر دیا تو کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ میرا اسلام مثل اور لوگوں کے قبول کر لیا جائے۔ (ام المومنینؓ نے فرمایا کہ میں حضرتؐ سے دریافت کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتی) جب آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے یہاں آئے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش ہوں تو اور عرب ہوں تو حضور کے ذریعہ سے تو سب ہی لوگوں کو سعادت حاصل ہوئی رہ گیا تو ایک میرا (بد نصیب) بھائی کہ حضور نے جہاں اور لوگوں کا سلام قبول کیا اس کا سلام رد فرما دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ام سلمہ تمھارے بھائی نے میری ایسی تکذیب کی کہ کسی دوسرے نے میری ویسی تکذیب ہی نہیں کی۔ وہ وہی تو ہے جس نے مجھ سے یہ کہا تھا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ
لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا آپ نے یہ نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ اسلام پہلی سب باتوں کو محو کر دیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ میں نے ضرور کہا تھا۔ (لیکن اس شخص کے بارے میں تم جیسی کی سفارش کی ضرورت تھی) پھر آنحضرتؐ نے اس کا سلام قبول فرمایا۔

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۲** كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ: یہ شہادت دونوں باتوں کے متعلق جتلائی گئی ہے۔ ایک یہ کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں دوسرے یہ کہ جو کچھ میرے ذمہ پہونچانا تھا وہ میں نے پہونچا دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۳** اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا: لفظ خبیر بتاتا ہے کہ دلی حالات سے یعنی نیت سے، قصد سے، ارادے سے، باطن سے وہ باخبر تھے۔ اور لفظ خبیر بتاتا ہے کہ حالات ظاہری یعنی اعمال و افعال سے آگاہ ہے اور انھیں پر جزا و سزا کا دار و مدار ہے۔ اس طرح یہ مختصر سا فقرہ جناب رسول خدا کے لئے تسکین و تسلی و تشفی ہے اور کفار کے لئے دھمکی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۴** وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن اللہ کافروں کو منھ کے بھل کیونکر محشور کرے گا؟ فرمایا جو ان کو دنیا میں دو پاؤں کے بھل چلاتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن منھ کے بھل چلا دے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۵** عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا: چونکہ دنیا میں انھوں نے آیات خدا کے دیکھنے سے اور عبرت حاصل کرنے سے آنکھیں بند کر لی تھیں اور امور حق کے سننے سے کان بند کر لئے تھے اور کلمۂ حق کہنے سے زبان روک لی تھی اس لئے قیامت کے دن اس طرح محشور کئے جائیں گے۔ کہ نہ کوئی چیز دیکھیں کہ جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔ اور نہ کوئی چیز سنیں گے جس سے سننے کا لطف ملے۔ اور نہ منھ سے کوئی بات نکال سکیں گے جس سے ان کو کوئی نفع پہنچ سکے یا قابل قبول ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۶** تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام سعیر ہے جس وقت جہنم کی آگ ذرا بھی کم ہوتی ہے تو وادی سعیر کا منھ کھول دیا جاتا ہے اور خدا کے اس قول كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۳** مِنَ الْاَرْضِ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں الارض سے مراد ملک مصر ہے۔ فرعون نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال دے خدائے تعالیٰ آگے کی آیت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی چال اسی پر لوٹ دی کہ خود اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ڈبو دیا۔ (گویا مصر ہی سے نہیں دنیا سے خارج کر دیا)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۴** لَفِيْفًا: ملے جلے گروہ اور جماعتیں جو مختلف قبیلوں میں سے ہوں۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے لَفِيْفًا کے معنی جَمِيْعًا منقول ہیں۔ ایک اور روایت میں یہ بھی معنی ہیں کہ ہر طرف سے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۵** فَرَقْنٰهُ: اس کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کو آیت آیت کر کے نازل کیا اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرؑ اس کو فَرَّقْنٰهُ بہ تشدید تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۶** اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ: ان سے مراد وہ علماء ہیں جو پہلی کتابیں پڑھتے تھے اور یہ حقیقت وحی اور علامات نبوت کو پہچانتے تھے اور سچے نبی اور نبوت کے جھوٹے مدعی کو شناخت کر لینے میں قدرت رکھتے تھے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں وہ اہل کتاب مراد ہیں کہ جو جناب رسول خدا پر ایمان لے آئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۷** يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا: اس کا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتب میں جو خدا کا وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کے رسولوں کے خاتمہ پر ایسے وقت میں کہ جب رسولوں کو آئے ہوئے ایک عرصہ گذر چکا تھا۔ محمدؐ مصطفےٰ کو مبعوث کروں گا اور ان پر ایک قرآن مجید نازل کروں گا پس یہ علماء اس وعدے کو پورا ہوتے دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کرنے کی نیت سے اور امر خدا کی تعظیم کے لئے منھ کے بھل سجدہ میں گر پڑا کرتے ہیں۔ اذقان ذقن کی جمع ہے جن کے معنی ہیں ٹھوڑی۔ (کیونکہ ٹھوڑی چہرے کا ایک جزو ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ جزو بول کر کل مراد لیا کرتے ہیں چنانچہ) تفسیر قمی میں

اذقان کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے منہ کے بھل سجدے میں گر پڑے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۲** پس فضول خرچی بھی بدی اور بیہودہ کفایت شعاری بھی بدی ہے۔ اور دونوں کے بین بین نیکی ہے۔ پس تم کو لازم ہے کہ دونوں کے بین بین جو نیکی ہے اس کو اختیار کرلو (قول مترجم:۔ اس تعلیم سے جناب امام محمد باقرؑ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر معاملہ میں حالت وسط اختیار کرنا چاہیئے تا کہ افراط و تفریط سے محفوظ رہیں) جناب امام محمد باقر سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہ آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ سے منسوخ ہے اور انہی حضرتؑ سے اس کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کا یہ مطلب ہے کہ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کا اور جو کچھ میں نے ان کو عطا کیا ہے اس کا اس وقت تک پورا پورا اظہار نہ کرو جب تک کہ میں تم کو اس کی بابت حکم نہ دوں اور وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کا یہ مطلب ہے کہ خود علیؑ سے اس کو نہ چھپاؤ بلکہ جو ان کی منزلت ہے خود ان کو جتلا دو اور اِبْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا کا یہ مقصود ہے کہ تم مجھ سے سوال کرتے رہو کہ امر ولایت علیؑ کے اظہار کی تم کو اجازت دوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ اس کا سوال کرتے رہے اور بروز غدیر خم اس کے اظہار کا حکم مل گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۳** وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کی حضور میں کسی نے اللہ اکبر کہا (جس کے لفظی معنی ہیں اللہ زیادہ بڑا ہے) حضرتؑ نے فرمایا اللہ کس چیز سے زیادہ بڑا ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہر چیز سے۔ فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر تو نے تو اللہ کو محدود کر دیا۔ اس نے کہا یا بن رسول اللہ تو کیونکر کہوں۔؟ فرمایا یوں کہہ کہ خدا اس بات سے بڑا ہے کہ کسی طرح بھی اس کا بیان کیا جا سکے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۴** عِوَجًا قَيِّمًا: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ مقام منجملہ ان مقامات کے ہے جن میں ترکیب کے وقت کلموں کی تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ چنانچہ اصل میں تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَيِّمًا وَّلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ عِوَجٌ بالکسر کے معنی ہیں عام کجی اور عَوَجٌ بالفتح کے معنی ہیں اصل شے میں کجی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۵** قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا: تفسیر قمی میں ہے کہ ان کہنے والوں سے مراد قریش ہیں جنھوں نے یہ کہدیا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنھوں نے عزیز و مسیح کو خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۲** اور سدِّ یاجوج و ماجوج تک گیا اور اس کا قصہ کیا ہے؟ قیامت کب ہوگی؟ کفار تلثہ خوش خوش لوٹے اور بذریعہ حضرت ابو طالبؑ سوالات ازجہ پیش کر دیئے اور جناب رسولِ خدا نے دوسرے دن جواب دینے کا وعدہ فرمایا مگر لفظ انشاء اللہ نہ کہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چالیسؔ دن وحی بند رہی اور جناب رسولِ خدا اور حضرت ابو طالبؑ غمگین رہے۔ اور جتنے اصحاب خام ایمان والے تھے سب شک میں پڑ گئے۔ کفار قریش بہت خوش ہوئے اور اس عرصہ میں خوب ہنسی اڑاتے رہے۔ اکتالیسویں دن جبرئیلؑ امین سورۂ کہف لے کر آئے۔ جس میں تمام باتوں کا ایسا کافی و شافی جواب ہے کہ شاید و باید۔ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی تنبیہ بھی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۳** اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ: امام جعفر صادقؑ سے یہ مروی ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں یہ لوگ تھے وہ خود بھی بُت پرست تھا اور تمام رعایا کو بھی بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ پس یہ لوگ شکار کے بہانے سے اس کے شہر سے نکل گئے اور ایک غار میں جا کر سو رہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف ایک ظالم اور سرکش بادشاہ کے زمانہ میں تھے جو اپنی کل رعایا کو بتوں کے پوجنے پر مجبور کرتا تھا اور جو اس کا کہنا نہ مانتا تھا اس کو قتل کر دیتا تھا اور یہ لوگ مومن تھے کہ صرف خدائے عزّ و جلّ کی پرستش کرتے تھے اور اس بادشاہ نے شہر کے دروازے پر کچھ آدمی مقرر کر دیئے تھے جو کسی کو شہر سے باہر نہ جانے دیتے تھے جب تک کہ بتوں کو سجدہ نہ کر لے۔ پس یہ لوگ شکار کے بہانے سے نکلے اور راستہ میں ان کو ایک گڈریا ملا اسے بھی انھوں نے اپنے طریق میں شامل کرنا چاہا وہ چرواہا تو نہ مانا مگر ایک کتّا اس کے ساتھ تھا اس نے ان کی بات سن لی اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جنّت میں چوپایوں میں سے تین ہی جائیں گے۔ ایک بلعم باعورا کا گدھا۔ دوسرا حضرت یوسف علیہ السّلام کا گدھا۔ تیسرے اصحاب کہف کا کتّا۔ پس یہ اصحاب کہف شکار کے بہانے سے اس ظالم بادشاہ کے قانون سے ڈر کر شہر سے نکل کر شام کے وقت ایک غار میں جا چھپے۔ کتّا بھی ان کے ہمراہ تھا پس خداوند عالم نے ان پر نیند غالب کر دی جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا اور وہ اتنے عرصہ تک سوتے رہے کہ بادشاہ اپنی کل رعایا کے ہلاک ہو گیا۔ وہ زمانہ ہی بدل گیا دوسرا زمانہ آ گیا۔ نئے آدمی پیدا ہو گئے اس وقت یہ لوگ بیدار ہوئے۔ آپس میں کہنے لگے بھلا ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے۔ کسی نے آفتاب بلند دیکھ کر کہا ایک دن سوئے یا دن کا کچھ حصہ۔ پھر ان لوگوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا بھیس بدل کے بستی میں جاؤ اور اس روپیہ کا کھانا لے آؤ۔ دیکھو خبردار! کوئی تم کو پہچان نہ لے اگر ان کو ہمارا حال معلوم ہو جائے گا اور ہم کو شناخت کر لیں گے تو یا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالیں گے یا ہم کو بجبر اپنے دین میں داخل کریں گے۔ پس ایک شخص بستی کی طرف گیا اس نے دیکھا نہ تو ویسی بستی ہے جیسی چھوڑی تھی نہ وہاں کے باشندوں کی ویسی صورت ہے نہ وہ لوگ اسے پہچانتے ہیں۔ نہ یہ ان کو شناخت کر سکتا ہے نہ وہ لوگ اس کی بولی سمجھتے ہیں نہ یہ ان کی زبان سمجھتا ہے پس ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے اپنا سارا قصّہ ان لوگوں سے بیان کیا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ مع اراکین دولت اس شخص کے ہمراہ غار میں آیا۔ بادشاہ کے ساتھی غار میں جھانکنے لگے ایک نے کہا یہ تین آدمی ہیں چوتھا کتّا ہے۔ دوسرا بولا تین نہیں بلکہ پانچ ہیں۔ چھٹا کتّا ہے۔ تیسرے نے کہا سات ہیں۔ آٹھواں کتّا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا چونکہ یہ لوگ مومن ہیں (غار کا دروازہ بند کر کے) اس غار پر مسجد بنا دو کہ ہم یہاں زیارت کیا کریں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ "ہر سال میں دو دفعہ ان کی کروٹ بدلی جاتی ہے۔ چھ مہینے وہ لوگ داہنی کروٹ پر سوتے ہیں اور چھ مہینے بائیں پر۔ اور کتّا غار کے دروازے کی طرف ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے۔

تفسیر برہان میں مناقب ابن شہر آشوب سے بروایت ابن سالم منقول ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں بصرے میں انس بن مالک صحابی رسولؐ خدا کی مجلس میں حاضر ہوا وہ حدیث بیان کر رہا تھا۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہ دریافت کیا کہ اے صحابی رسول اللہ! یہ حالت جو میں آپ کی دیکھتا ہوں کیوں

ہے۔ ؟ اس لئے کہ میرے والد نے جناب رسُولِ خدا سے سنی ہوئی حدیث خود مجھ سے بیان کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی مومن کو برص و جذام کی بلا میں مبتلا ہی نہیں کرتا ابنِ سالم کہتے ہیں کہ یہ سُن کر انسؔ بن مالک نے نیچے کو سر جھکا لیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ پھر سر اٹھا کر یہ کہا کہ بندۂ صالح علی ابن طالب علیہ السّلام کی بد دعا مجھ میں اثر کر گئی۔ ابنِ سالم کہتے ہیں کہ چاروں طرف سے لوگ اٹھ اٹھ کر اس پر ہجوم کر کے آگئے۔ اور سب یہ کہتے تھے کہ ہاں اے انسؔ ہمیں اس کا سبب سُنا دو۔ انسؔ یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اس سے معاف کرو۔ لوگوں کا یہ اصرار ہوا کہ ہوتی نہیں اب تو تم کو یہ قصّہ سنانا ہی پڑے گا۔ انسؔ نے کہا اچھا اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ اور مجھ سے پورا پورا واقعہ سنو۔ میرے اس مرض کا سبب علیؑ ابن ابیطالب ہوئے ہیں واقعہ یہ تھا کہ جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں بلادِ مشرق کی طرف سے جسے ہندق کہتے ہیں فلاں بستی کا ایک ادنیٰ فرش بطور ہدیہ کے لایا گیا۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ابوبکرؔ۔ عمرؔ۔ عثمانؔ۔ طلحہؔ۔ زبیرؔ۔ سعدؔ۔ سعیدؔ۔ عبدالرحمٰن ابنِ عوف زہری کو بلا لاؤں۔ چنانچہ میں ان سب کو بلا لایا اور آنحضرتؐ کے ابنِ عم علیؑ ابن ابیطالب پہلے ہی سے آنحضرتؐ کے پاس موجود تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے ان سب کو فرش پر بٹھایا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے انسؔ تو بھی (اس پر) بیٹھ جا تاکہ جو کچھ ان سب پر گزرے وہ واقعہ تو مجھ سے بیان کر دے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ ہوا کو حکم دو کہ وہ تم کو اٹھالے۔ امامِ اوّل جناب علیؑ مرتضیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہوا ہمیں اٹھالے۔ یہ فرمانا تھا کہ ہم سب ہوا پر تھے جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ جاؤ برکتِ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ انسؔ کہتے ہیں کہ جہاں تک کہ خدا کو منظور تھا ہم چلے گئے۔ پھر جناب امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے ہوا ہمیں اتار دے۔ یہ فرمانا تھا کہ ہوا نے ہمیں اتار دیا۔ جناب علیؑ مرتضیٰ نے ہم سے دریافت کیا کہ بھلا کچھ جانتے ہو کہ تم لوگ کہاں ہو؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسُول اور علیؑ مرتضیٰ بہتر جانتے ہیں (بھلا ہم کیا جانیں؟) فرمایا اصحاب الکہف والرقیم کا مقام یہی ہے جن کے بارے میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے "کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا"۔

اے اصحاب رسول! اب اٹھو اور ان کو سلام کر لو۔ یہ سنکر ابوبکرؔ و عمرؔ دونوں کودکود کر کھڑے ہوئے اور بولے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ انسؔ کا بیان ہے کہ ان دونوں کو کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ پھر طلحہؔ اور زبیرؔ کھڑے ہوئے اور دونوں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ مگر ان دونوں کو بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ انسؔ کہتا ہے کہ پھر میں اور عبدالرحمٰن اٹھے اور میں نے بڑھ کر کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ۔ میں خادم رسُول اللہ انسؔ ابن مالک ہوں مگر مجھے بھی کسی نے جواب نہ دیا (قولِ مترجم:۔ سعدؔ و سعیدؔ ایسے بے سعادت تھے کہ اس روایت میں انسؔ بن مالک ان کے سلام کرنے کا ذکر بھول گیا یا اوروں کے سلام کا جواب نہ ملنے کے سبب وہ یونہی گھنی سادھ گئے) انسؔ کہتا ہے کہ اس کے بعد ابوالائمہ جناب علیؑ مرتضیٰ خود اٹھے اور ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا (اے غار والو! اور اے کتبہ والو! جو ہماری نشانیوں میں سے عجیب ہو تم پر سلامِ خدا) انھوں نے فوراً جواب دیا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا وَصِیَّ رَسُوْلِ اللہِ (اے وصیِّ رسُولِ خدا آپ پر بھی خدا کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں) حضرتؑ نے فرمایا کہ اے اصحابِ کہف! تم نے جناب رسُولِ خدا کے صحابیوں کا جواب سلام کیوں نہ دیا۔؟ انھوں نے عرض کی کہ اے خلیفہ رسُولِ خدا! ہم وہ خاص مومن ہیں جو پروردگار پر ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ نے ہماری توفیق و ہدایت بہت زیادہ فرما دی۔ اب ہم کو اس کا حکم نہیں ہے کہ ہم سوائے وصیِّ نبی یا نبی کے کسی اور کے سلام کا جواب دیں۔ آپ خاتم النبیینؐ کے وصی اور خود سیدالوصیّین ہیں (اس لئے آپ کے سلام کا جواب دیا یہ کس کھیت کا بتھوا اور کون سے باغ کی مولی ہیں کہ ہم ان کے سلام کا بھی جواب دیتے) پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ کیوں اے اصحاب رسُول! تم نے سُن لیا سب بولے کہ جی ہاں یا امیرالمومنین سُن لیا۔ فرمایا! اچھا تو اپنا اپنا ٹھکانا پکڑو۔ اور اپنی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ جاؤ۔ انسؔ کا بیان ہے کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر حضرتؑ نے حکم دیا کہ اے ہوا ہم کو اٹھالے۔ چنانچہ ہم اٹھالئے گئے۔ (پھر حکم دیا کہ چل وہ چلی) اور جہاں تک ہوا کو منظور ہوا لیئے چلی۔ تا آنکہ سورج ڈوب گیا۔ اس وقت حضرتؑ نے حکم دیا کہ اے ہوا اب ہمیں اتار دے۔ (ہوا نے جو اتارا تو) ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ہم ایسی زمین میں ہیں جو رنگت میں تو زعفران سی ہے مگر اس میں کوئی آبادی نہیں ہے۔ نباتات وہاں کی فقط ستیاناسی ہے اور پانی بھی اس زمین میں ندارد۔ اس لئے ہم نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ نماز کا وقت تو آگیا اور یہاں پانی بھی میسّر نہیں جس سے ہم وضو کریں۔ تو حضرتؑ اٹھے اور اس زمین کے ایک موقع پر گئے اور پائے مبارک سے وہاں ایک ٹھوکر ماردی فوراً میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ فرمایا لو جو چاہتے تھے حاضر ہے۔ اور اگر تم نے نہ مانگا ہوتا تو جبرئیلؑ امین خود ہمارے لئے جنت کا پانی لاتے (قولِ مترجم:۔ ایسے خوش نصیب ہوتے ہی کیوں؟) انسؔ کا بیان ہے کہ ہم نے وضو کیا اور نمازیں پڑھیں اور حضرتؑ تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہے کہ آدھی رات بھی گزر گئی۔ اس وقت ارشاد فرمایا کہ اپنا اپنا ٹھکانا پکڑو۔ اب صبح کی نماز پوری یا ادھوری تم لوگ جناب رسُولِ خدا کے ساتھ جا پڑھو گے۔ پھر حکم دیا کہ اے ہوا ہم کو اٹھا۔ اب جو دیکھا تو ہم ہوا میں تھے۔ پھر جسقدر ہوا کو منظور ہوا ہم چلتے رہے۔ اب یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ہم جناب رسُولِ خدا کی مسجد میں ہیں اور آنحضرتؐ نمازِ صبح کی ایک رکعت پڑھ چکے ہیں۔ بس ایک رکعت تو ہم نے حضرتؐ کے ساتھ پڑھی اور ایک اپنی اپنی۔ پھر آنحضرتؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے انسؔ تو اب یہ واقعہ تو مجھ سے بیان کرے گا یا میں تجھ سے بیان کر دوں؟ میں نے عرض کی یا رسُول اللہ! آپ کی زبان مبارک سے زیادہ شیریں معلوم ہوگا۔ انسؔ کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے ابتدا سے واقعہ شروع کیا اور انتہا تک اس طرح بیان کر گئے کہ گویا ہمارے ساتھ ہی ساتھ تھے۔ پھر فرمایا کہ اے انسؔ جس وقت میرا بھیّا تجھ سے یہی واقعہ بطور گواہی کے پوچھے گا تو آیا تو میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کے حق میں گواہی دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسُول اللہ میں ضرور گواہی دوں گا۔ انسؔ کا بیان ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بن بیٹھا تو جناب امیر علیہ السّلام میرے پاس تشریف لائے ایسے وقت میں جب کہ میں ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا اور لوگ اس کے اردگرد تھے۔ اس وقت مجھ سے فرمایا کہ اے انسؔ! افضیلتِ بساط کی گواہی نہ دو گے اور اس دن کی گواہی نہ دو گے جس دن چشمے سے پانی نکلا تھا۔ تو میں نے کہا اے علیؑ میں تو بڑھاپے کی وجہ سے بھول گیا۔ اس پر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے انسؔ بعد اس کے کہ آنحضرتؐ تجھے وصیّت فرما چکے تھے اگر تو نے جان بوجھ کر اس گواہی کو چھپایا ہے تو خدا تعالےٰ تیرے چہرے پر سپیدی پیدا کر دے اور تیرے اندرون میں آگ بھڑکا دے اور دیدے تیرے بٹم کر دے۔ پس میں اپنی جگہ سے نہیں اٹھنے پایا کہ برص بھی ہو گیا اور اندھا بھی اور اب میں نہ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھ سکتا ہوں اور نہ کسی اور مہینے کے اس لئے کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں وہ میرے پیٹ میں ٹھہرتا ہی نہیں۔ (بھسم ہوا چلا جاتا ہے۔ قصّہ تو یہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد) انسؔ اسی حال میں رہا۔ یہاں تک کہ بصرہ ہی میں مرگیا۔

تفسیر برہان میں بروایت عبداللہ ابن عباس منقول ہے کہ جب ابن خطاب خلافت کا مالک بن بیٹھا تو یہودیوں کے کچھ لوگ مع اپنے علماء کے اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ اے عمر! (جناب) محمدؐ (مصطفےٰ) کے بعد ان کا ولی امر تو ہی ہے؟ کہنے لگا ہاں میں ہی ہوں۔ انھوں نے کہا ہم تجھ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ تو نے ہم کو ٹھیک ٹھیک بتلا دیں تو ہم داخل اسلام ہو جائیں گے۔ اور یہ جان لیں گے کہ دین اسلام برحق ہے۔ اور محمدؐ سچے نبی تھے۔ اور اگر تو نے ہمیں وہ باتیں نہ بتلائیں تو ہم جان لیں گے کہ دین اسلام جھوٹا ہے۔ اور یہ کہ محمدؐ (مصطفےٰ) نبی نہ تھے۔ اس پر عمر نے کہا کہ جو تمھارا جی چاہے پوچھو۔ انھوں نے بہت سے مسئلے پوچھے (جن کا ذکر اصل حدیث میں موجود ہے مگر یہاں بنظرِ اختصار ہم نے ان کا ذکر چھوڑ دیا) راوی کہتا ہے کہ مسئلے سن کر خلیفہ جی نے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب کی طرف سر اٹھا کر خلیفہ جی بولے کہ اے ابو الحسنؑ! جو مسئلے اس وقت دریافت کئے گئے ہیں میں تو ان کا جواب سوائے آپ کے اور کسی کے پاس دیکھتا نہیں۔ اگر ان کا کوئی جواب ہے تو دیجئے۔ (اسلام کی عزت بچائیے اور ان سے میرا پیچھا چھڑائیے) جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے (اسلام پر رحم فرما کر) ان یہودیوں سے ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ پوچھنا ہے وہ مجھ سے پوچھو۔ لیکن جواب دینے سے پہلے میری ایک شرط ہے وہ تم کو ماننی پڑے گی۔ انھوں نے دریافت کیا کہ بھلا وہ آپ کی شرط کیا ہے؟ فرمایا جب تم کو مطابق اس کے خبر دیدوں جو تمھاری توریت میں درج ہے تو تم کو ہمارے دین میں داخل ہونا پڑے گا۔ انھوں نے عرض کی ہاں یہ منظور! حضرتؑ نے فرمایا اچھا اب تم مجھ سے ایک ایک بات کرکے پوچھتے جاؤ۔ چنانچہ وہ ایک ایک بات پوچھتے تھے اور حضرتؑ جواب دیتے جاتے تھے۔ (ان سوالات و جوابات کو بھی بوجہ طوالت ہم نے یہاں درج نہیں کیا۔) ابن عباس کہتے ہیں کہ یہودیوں کے عالم تین تھے۔ از آنجملہ دو تو جھپٹ کر اٹھے اور انھوں نے صاف کہا۔ نَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ مگر تیسرے نے ذرا تامل کیا اور یہ عرض کی کہ یا علیؑ! بات تو میرے دل میں وہی آئی تھی جو میرے ساتھیوں کے دل میں آئی۔ لیکن مجھے ایک بات پوچھنا اور باقی ہے (وہ بتا دیجئے تو میں بھی اسی طرح ایمان لے آؤں گا) پہلے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو تین سو نو برس تک مُردہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا اب مجھے بتلا دیجئے کہ ان کا قصّہ کیا ہے؟ جناب امیر علیہ السّلام نے یہ سنا تو اس طرح شروع فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ الخ اور جب حضرتؑ نے ارادہ کیا کہ سورۂ کہف کی تلاوت فرمائیں تو وہ یہودی بول اٹھا کہ سورہ تو ہم نے بہت دفعہ سنا ہے اگر آپ کو اصل واقعہ سنانا ہے تو ان لوگوں کا پورا قصّہ سنائیے۔ ان کے نام بتائیے ان کی تعداد سے مطلع کیجئے۔ ان کے کُتّے کا نام بتائیے ان کے غار کا نام فرمائیے ان کے ملک کے نام سے آگاہ کیجئے۔ اور ان کے شہر کا نام بتلا دیجئے؟ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہر طرح کی قوت اور قدرت تو خدا ہی کو حاصل ہے۔ مگر اے یہودی! (تو بھی کیا یاد رکھے گا سُن لے) میرے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ ملک روم میں ایک شہر اُفسُوس نامی تھا جس کا بادشاہ بہت ہی نیک شخص تھا اس بادشاہ کا انتقال ہو گیا معاملہ سلطنت درہم برہم ہو گیا۔ اور اراکین سلطنت میں پھوٹ پڑ گئی یہ معاملہ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے گوش زد ہوا۔ جس کا نام دُقیوس تھا۔ وہ ایک لاکھ آدمی لے کر چڑھ دوڑا اور شہر اُفسُوس پر قبضہ کر لیا اور اسی کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اس میں ایک قلعہ ایسا تعمیر کیا جس کا طول و عرض تین میل سے تین میل تھا۔ پھر اس قلعہ میں ایک دربار کا مکان بنوایا جس کا طول و عرض ہزار ہاتھ سے ہزار ہاتھ تھا۔ اس میں تمام شیشہ جڑا ہوا تھا اور اس دربار کے مکان میں چار ہزار ستون سونے کے تھے اور ہزار قندیلیں سونے کی تھیں جو خالص چاندی کی زنجیروں میں لٹک رہی تھیں جن میں اچھی سے اچھی خوشبوئیں روشن کی جاتی تھیں۔ اس دربار کے مشرقی حصّہ میں اسّی نشست گاہیں قرار دی تھیں۔ اور اسی طرح غرب کی طرف اسّی نشست گاہیں بنائی تھیں سورج کسی طرف سے بھی ہر پھر کر آئے اس دربار کے مکان میں موزوں روشنی پہونچاتا تھا اور بادشاہ نے اپنے لئے ایک تخت سونے کا بنوایا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے مگر ان میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر قالین بچھائے تھے اور تخت کے داہنی طرف اسّی کرسیاں سونے کی زبرجد سبز سے جڑی ہوئی بچھائی تھیں۔ ان پر تو وہ اپنے مذہب کے پادریوں کو بٹھاتا تھا۔ اور تخت کے بائیں طرف اسّی کرسیاں چاندی کی بچھائی تھیں جن میں یاقوت سُرخ جڑے ہوئے تھے ان پر اپنے اراکین دربار یعنی والیان ملک کو جو اس کے ماتحت تھے بٹھاتا تھا۔ پھر خود تخت پر بیٹھ کر تاج اپنے سر پر رکھتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس پر وہ یہودی اچھل پڑا اور کہنے لگا یا امیرالمومنینؑ اور تاج کس چیز کا تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا ہر طرح کی قوت و قدرت تو خدائے بزرگ و برتر ہی کو ہے (اب یہ سوال کیا ہے تو اس کا بھی جواب سن لے) اس کا تاج سونے کا تھا مگر جالی دار جس کے سات رکن تھے کہ ہر رکن پر ایک ایسا سفید موتی جڑا ہوا تھا جس کی چمک اس چراغ کی روشنی کے مانند تھی جو اندھیری رات میں روشن کیا جائے۔ اور اس نے اپنے والیان ملک کی اولاد میں سے پچاس لڑکے لئے ان کو دیباج سُرخ کی پوشاک پہنائی اور فرندِ سبز کے پاجامے پہنائے۔ تاج ان کے سروں پر رکھے کڑے ان کے ہاتھوں میں ڈلوائے اور پازیب ان کے پاؤں میں پہنائیں اور سونے کے عصا ان کے ہاتھوں میں دیئے۔ اور ان کو اپنے پیچھے ایک صف میں کھڑا کیا۔ اور علماء کی اولاد میں سے چھ لڑکے لئے جن کو اپنا وزیر قرار دیا۔ ان میں سے تین کو اپنے داہنے ہاتھ بٹھاتا تھا اور تین کو بائیں ہاتھ۔ یہاں تک سن کر یہودی بولا کہ بھلا جن تین کو اپنے داہنے ہاتھ بٹھاتا تھا ان کے نام کیا تھے اور تین کو اپنے بائیں ہاتھ بٹھاتا تھا ان کے نام کیا تھے؟ جناب علی مرتضیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ جن تین کو اپنے داہنے ہاتھ بٹھلاتا تھا ان کے نام تو تَمْلِیْخَا۔ مُکْسَلِیْنَا اور مِحْشِیمِیْنَا تھے۔ اب رہے وہ تین جن کو بائیں ہاتھ بٹھلاتا تھا ان کے نام مَرْنُوْسَ کَیْنَطُوْسَ اور سَادِیُوْسَ تھے۔ اپنے تمام معاملات میں انہی سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بادشاہ اپنے مکان کے صحن میں بھی روز اجلاس کیا کرتا تھا۔ اس طرح کہ اس کے مذہبی سردار داہنے ہاتھ بیٹھتے تھے اور امراء و اراکین دربار اس کے بائیں ہاتھ بیٹھتے تھے۔ اور تین نوجوان اس شان سے اس کی حضور میں پہونچتے تھے کہ ایک کے ہاتھ میں سونے کا پیالہ مشک سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں چاندی کا پیالہ گلاب سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک سفید پرندہ ہوتا تھا۔ جس کی چونچ سُرخ ہوتی تھی۔ جیسے ہی بادشاہ کی نظر اس پرندے پر پڑتی وہ سیٹی بجاتا اور پرندہ اس سیٹی کو سُن کر گلاب کے پیالے میں جا پڑتا اور اس میں خوب لوٹ کر اپنے پر و بازو کو گلاب میں تر کر لیتا۔ پھر دوسری سیٹی پر وہ پرندہ اس پیالہ میں سے اُڑ کر مُشک کے پیالہ میں جا پڑتا۔ اور اس میں خوب لوٹ کر اپنے پر و بال میں مُشک بھر لیتا۔ پھر تیسری سیٹی دینے پر وہ پرندہ اڑ کر بادشاہ کے سر پر معلق ہو جاتا (اور بادشاہ کے اوپر ان ... خوشبوؤں کی بارش کرتا۔) بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تو بڑی سرکشی اور جبروت اختیار کی اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے لئے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنی رعایا میں جو عزت دار تھے ان سب کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ اور جس جس نے اس کی یہ بات مان لی ان کو انعام دیئے ان کی آؤ بھگت کی۔ ان کو خلعت دیئے اور جس نے

اس کی بات نہ مانی اس کو قتل کر دیا۔ (اب جان کے خوف سے اور مال کے لالچ سے) زیادہ ماننے والے ہی ہو گئے۔ اس نے سال میں ایک مرتبہ ان کے لئے عید قرار دی پس ایک دن جب کہ وہ لوگ عید منا رہے تھے اور مذہبی لوگ اس کے دائیں ہاتھ بیٹھے تھے اور ارا کین سلطنت بائیں ہاتھ بیٹھے تھے۔ کہ یکایک ان پادریوں میں سے ایک پادری آگے بڑھا اور اس کو اطلاع دی کہ فارس کی فوجیں چڑھ آئی ہیں۔ یہ سُن کر اس کو اسقدر رنج پہونچا کہ تاج اس کے سر سے گر گیا۔ ان تین نوجوانوں میں سے جو اس کے دائیں ہاتھ تھے ایک نے جس کا نام تملیخا تھا اس بات کو غور سے دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر دقیوس جیسا کہ گمان کرتا ہے خدا ہوتا تو اسے نہ تو خوشی ہوتی اور نہ رنج اور نہ اس کو پیشاب کی ضرورت ہوتی نہ پاخانہ کی اور نہ سوتا اور نہ جاگتا۔ یہ سب باتیں خدا کے کام نہیں ہیں۔ یہ جوان سب تعداد میں چھ تھے اور قاعدہ انھوں نے یہ مقرر کیا تھا کہ کھانا سب مل کر ایک ایک دن ایک ایک کے ہاں کھایا کرتے تھے۔ وہ دن تملیخا کے ہاں کھانا کھانے کا تھا۔ اس نے ان کے لئے اچھے اچھے کھانے اور نفیس نفیس پینے کی چیزیں تیار کر رکھی تھیں۔ جب سب کھاتے پینے سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا بھائیو! میرے دل میں ایک ایسی بات پیدا ہوئی ہے جس نے میرا کھانا پینا بھی چھڑا دیا ہے اور نیند بھی اڑا دی ہے۔ سب نے مل کر کہا اے تملیخا! وہ بات کیا ہے؟ تملیخا نے کہا کہ میں نے مدّت تک آسمان کے بارے میں غور کیا کہ وہ کون ہے جس نے اس کی چھت کو ایسی بلندی پر سنبھال رکھا ہے حالانکہ نہ اوپر سے کچھ ناتیں تنی ہوئی ہیں نہ نیچے سے کوئی اڑواڑ لگی ہوئی ہے اور وہ کون ہے جس نے اس میں سورج اور چاند جیسے دو چمکتے ہوئے روشنی دینے والے ستارے چلتے کر دیئے ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے اس کو ستاروں سے زینت دی ہے۔ پھر میں نے مدّت تک اس زمین کے بارے میں فکر کی تو میں نے سوچا کہ وہ کون ہے؟ جس نے اس کو جمع شدہ پانی کے اوپر مسطح کر کے پھیلا دیا ہے۔ اور وہ کون ہے جس نے پہاڑوں کے ذریعہ سے اس کو اس بات سے روکا کہ کسی طرف جُھک نہ جائے پھر میں نے اپنی ذات کے بارے میں سوچا اور بہت سوچا اور یہ خیال کیا کہ آخر وہ کون ہے جس نے مجھے ماں کے پیٹ سے جنین بنا کر نکالا اور جب کہ میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو مجھ کو غذا بھی پہونچائی۔ اور میری پرورش بھی کی ضرور ان سب چیزوں کا کوئی بنانے والا اور کوئی تدبیر کرنے والا اور ہی ہے۔ یہ دقیوس بادشاہ تو ہے ہی نہیں۔ ہو نہ ہو وہ کل بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام آسمانوں پر حکم چلانے والا ہے یہ سنتے ہی وہ سب نوجوان تملیخا کے قدموں پر گر پڑے۔ اور ان کو بوسہ دے کر کہنے لگے بیشک اللہ تعالےٰ نے ہم سب کو آپ کے ذریعہ سے گمراہی سے بچایا۔ اور ہدایت کا راستہ سجھایا۔ اب جو رائے آپ ہم کو دیں (ہم اس کی تعمیل کو حاضر ہیں) حضرتؑ فرماتے ہیں کہ تملیخا یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چھوٹا سا ایک باغ تھا اس کے پھل تین درہم کو فروخت کئے۔ وہ اپنی جیب میں ڈالے اور سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر سے نکل گئے جب تین میل نکل چکے تو تملیخا نے کہا کہ بھائیو! دنیاوی سلطنت تو گئی۔ اور دنیا کا معاملہ زائل ہو گیا اب اپنے اپنے گھوڑوں سے اترو اور پیادہ پا چلو۔ چنانچہ وہ اسی دن دن میں سات فرسخ۔۔ (۲۱ میل) چلے۔ اور ان کے پاؤں سے خون بہنے لگا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ایک گڈریا سے ان کو ملنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے پوچھا کہ اے گڈریے آیا تیرے پاس کچھ دودھ پینے کو مل سکتا ہے؟ یا پانی پینے کی کوئی سبیل ہے؟ راعی نے کہا کہ تمھیں جو جو کچھ چاہیئے وہ سب موجود ہے۔ مگر مجھے تمھارے چہروں سے شاہی کے آثار معلوم ہوتے ہیں اور میرا گمان ہے کہ تم بادشاہ دقیوس کے خوف سے بھاگے ہو۔ ان سب نے کہا کہ اے گڈریے! ہمارے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے اور سچائی ہم کو تیرے ہاتھ سے بھی نجات دے سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس وقت ان سب نے اسے اپنا قصہ سُنایا۔ گڈریے نے اپنے آپ کو ان کے قدموں پر گرا دیا۔ اور ان کے قدم چومنے لگا اور کہنے لگا کہ صاحبو! جو بات آپ لوگوں کے دل میں سما چکی ہے وہی میرے دل میں بھی سما گئی۔ مگر مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں بھیڑ بکریاں ان کے مالکوں کو واپس کر آؤں۔ اور آپ صاحبوں سے آملوں چنانچہ یہ ٹھہر گئے اس نے بھیڑ بکریاں واپس کیں اور دوڑتا چلا آیا۔ ایک کتّا بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اثنائے سُن کے وہ یہودی بولا کہ یا علیؑ مرتضےٰ یہ تو بتلا دیجئے کہ اس کتّے کا رنگ کیا تھا۔ اور اس کا نام کیا تھا؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے اخا الیہود اس کتّے کا رنگ تو ابلق تھا جسمیں سیاہی زیادہ تھی۔ اب رہا نام سو قطمیر تھا۔ جب ان نوجوانوں نے کتّے کی طرف دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ کتّا بھونک بھونک کر ہمیں فضیحت کرے گا۔ لاؤ اسے پتھر مار کر بھگا دیں۔ جیسے ہی کتّے نے ان کی طرف دیکھا کہ یہ اسے بھگانے پر اصرار کر رہے ہیں تو وہ اپنی دُم کے بل کھڑا ہو گیا۔ سیج سیج چلا اور نہایت صاف زبان سے گویا ہوا اور باواز بلند یہ کہتا تھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صاحبو! مجھے رہنے دو۔ میں آپ کے دشمنوں سے آپ کی نگہبانی کروں گا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اب تو وہ لگے اس کو گلے سے لگانے اور گڈریا ان سب کو لے کر چلا۔ اور چلتا ہی رہا یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر ان سب کو لے کے جا چڑھا اور وہاں لے جا کے ان سب کو ایک غار میں اتار دیا۔ جس کا نام وصید تھا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس غار کے سامنے چشمہ بھی ہے اور میوے دار درخت بھی ہیں۔ پس انھوں نے وہ میوے کھائے اور پانی پیا۔ اور جب رات ہو گئی تو سب نے اس غار میں پناہ لی۔ اس وقت ملک الموت کو خدا تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ ان کی روحیں قبض کر لے۔ اور ایک ایک آدمی پر دو دو فرشتے تعینات کر دیئے۔ کہ ہر ایک کو داہنی کروٹ سے بائیں اور بائیں کروٹ سے داہنی بدلواتے رہیں اور سورج کے داروغہ کو یہ حکم دے دیا کہ سورج ان کے غار سے دائیں ہاتھ سے بچا بچا جاتا رہے اور بائیں ہاتھ کو کترا کے چلا جایا کرے۔

یہاں جب دقیوس عید کے میلے سے پلٹ کر آیا تو اس نے ان جوانوں کی بابت دریافت کیا تو اس کو خبر دی گئی کہ وہ تو بھاگ گئے۔ وہ اسّی ہزار سوار لے کر چلا اور ان کے قدموں کے نشان پر آتے آتے اسی پہاڑ پر آ چڑھا اور اسی غار میں جا اترا۔ ان لوگوں نے دیکھا تو ان کو سوتے پایا۔ اس پر وہ بادشاہ کہنے لگا کہ اگر میں ان کو کچھ سزا بھی دینا چاہوں تو جو سزا ان لوگوں نے اپنے آپ کو دی ہے میں اس سے زیادہ کیا سزا ان کو دوں گا۔ مگر معماروں کو بلواؤ (چنانچہ معمار آئے) اور بادشاہ کے حکم سے غار کا دروازہ پتھر اور چونے سے بند کر دیا گیا۔ پھر اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ یہ اپنے اس خدا سے جو آسمانوں میں ہے کہدیں کہ وہ ان کو اٹھا کر لے جائے اور اگر یہ سچے ہیں تو ان کو اس جگہ سے رہائی دلوا دے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یہودی! وہ تین سو نو برس اسی حال میں رہے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا کہ انھیں زندہ کرے تو اسرافیل فرشتے کو حکم دیا کہ ان کے جسم میں روح پھونک دے تو وہ اپنی نیند سے اٹھ بیٹھے۔ پھر جو سورج چمکا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ رات بھر تو ہم خدا کی عبادت سے غافل ہی رہے اٹھ کر کیا دیکھتے ہیں کہ چشمہ بہت ہی نیچے کو اتر گیا اور درخت بالکل سوکھ گئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارا معاملہ تو بہت ہی عجیب ہے ایسا بھرا پُرا چشمہ ایک ہی رات میں ایسا اتر گیا۔ اور ایسے ایسے درخت ایک ہی رات میں یوں سوکھ گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ادھر ان کو بھوک نے ستایا تو آپس میں کہنے لگے کہ اچھا اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کے بستی میں تو بھیجو کہ وہ جا کر دیکھے کہ

کون ساکھانا پاکیزہ ہے کہ اس میں سے تمھارے لئے کچھ کھانا لائے۔ مگر آئے جائے چُپ چاپ اور تمھاری خبر مطلق کسی کو نہ کرے۔ اس پر تملیخا نے کہا کہ تمھارے کاموں کے لئے میرے سوا کوئی نہ جائے گا۔ مگر اے چرواہے تو اپنے کپڑے مجھے دیدے میں بھیس بدل کر جاؤں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ چرواہے نے اپنے کپڑے ان کو دے دیئے اور تملیخا (ان کو پہن کر) چل دیئے راستہ میں بہت سی ایسی جگہیں دیکھیں جو پہچان ہی میں نہ آتی تھیں۔ اور کتنے ہی راستے ایسے ملے جو اوپرے اوپرے تھے۔ تا آنکہ وہ شہر کے دروازے پر پہونچے وہاں یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سبز جھنڈا قائم ہے جس پر زرد حرفوں میں لکھا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ رُوْحُہٗ۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ وہ لگے اس علم کو غور سے دیکھنے اور اپنی آنکھوں سے مس کرنے اور یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ کیا میں اب بھی سو رہا ہوں۔ پھر شہر میں گئے۔ بازار میں پہونچے تو وہاں ایک نان بائی کو دیکھا۔ تو اس سے کہا میاں نان بائی تمھارے اس شہر کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا اُفسُوسْ! فرمایا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا عبدالرحمٰن! کہنے لگے اے شخص ذرا مجھے ہلا جلا تو سہی کہیں میں سوتا تو نہیں ہوں۔؟ نان بائی نے کہا (سُبحان اللہ! اگر) تم سوتے ہوتے تو مجھ سے بات کیسے کرتے۔ اس پر تملیخا اس نان بائی سے بولے اچھا تو تم مجھے اس روپیہ کا کھانا دیدو۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب نان بائی نے وہ درہم اس کی بڑائی اور اس کے نقوش دیکھے تو بڑا تعجب کیا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہودی یہاں تک سُن کر اُچھل پڑا۔ اور کہنے لگا یا علیؑ ہر درہم کا وزن کسقدر تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے یہودی اس وقت کے ہر درہم کا وزن اس وقت کے درہم کے مقابلہ میں پڑ ا تھا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ نان بائی اس درہم کو دیکھ کر بولا اے شخص! تجھے تو کہیں بڑا خزانہ ملا ہے۔ تملیخا نے کہا کہ نہیں بھائی ایسا نہیں ہے۔ یہ تو میرے باغ کے پھلوں کی قیمت ہے جو کوئی تین دن ہوتے ہیں کہ میں نے بیچے تھے۔ اور میں اس شہر سے چلا گیا تھا اور لوگوں کو دقیوس بادشاہ کی پرستش کرتے چھوڑ گیا تھا۔ یہ سُن کر تو نان بائی اپنے آپے میں رہا اور کہنے لگا اگر تو مجھے اس خزانہ کا حصّہ نہ دے گا تو تو میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ غضب خدا کا تو ایسے شرابی آدمی کا ذکر کرتا ہے جو خدائی دعوٰے کیا کرتا تھا۔ اور جسے مرے ہوئے بھی تین سو برس سے زیادہ ہو گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس نان بائی نے تملیخا کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے بادشاہ وقت کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے؟ نان بائی نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو بڑا خزانہ ملا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے جوان! ڈر نہیں! اس لئے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جن لوگوں کو خزانے ملیں ہم ان سے ان کا صرف پانچواں حصّہ لے لیں۔ پس تو پانچواں حصّہ ہمیں دیدے اور بخیر و عافیت چلا جا۔ اس پر تملیخا نے کہا کہ اے بادشاہ! ذرا میرے معاملے میں غور و فکر کو کام میں لایئے۔ مجھے خزانہ وغیرہ کچھ نہیں ملا میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ تم اسی شہر کے رہنے والے ہو؟ انھوں نے فرمایا جی ہاں اسی شہر کا۔ بادشاہ نے کہا اچھا کچھ لوگوں کے نام تو لو۔ اس وقت تملیخا نے کوئی ہزار آدمیوں کے نام لئے۔ جن میں سے کوئی ایک بھی نہیں پہچانا جاتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ نام تم کیسے لے رہے ہو؟ فرمایا کہ ہمارے زمانے کے نام تو یہی تھے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اس شہر میں تمھارا کوئی گھر بھی ہے؟ فرمایا جی ہاں ہے ذرا بادشاہ سلامت میرے ساتھ سوار ہو کر چلیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ بادشاہ سوار ہو کر ان کے ساتھ ہو گیا۔ تو اس شہر میں جس مکان کا سب سے اونچا دروازہ تھا اس پر تملیخا بادشاہ کو لے آئے اور کہنے لگے یہی مکان میرا گھر ہے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھا (پھونس) نکل کر آیا کہ بڑھاپے کے سبب اس کی بھویں لٹک کر اس کی آنکھوں پر آ رہی تھیں۔ دریافت کرنے لگا کہ آپ صاحبوں کا کیا مطلب ہے؟ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم ایک عجیب خبر تمھارے پاس لائے ہیں۔ یہ نوجوان گمان کرتا ہے کہ یہ مکان اسی کا ہے۔ تو وہ بوڑھا اب ان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں قسطنطین کا بیٹا تملیخا ہوں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر بوڑھا ان کے قدموں پر گر پڑا۔ اور دونوں قدم چوم کے کہنے لگا کہ بیت المقدس کے مالک خدا کی قسم یہ تو میرے اجداد میں سے ہیں۔ اب بادشاہ کو خیال آیا کہ اوہو! یہ تو ان چھ میں سے ہیں جو دقیوس بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر چلے گئے تھے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس خیال کے آتے ہی بادشاہ تعظیماً اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ان کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا۔ لوگ لگے ان کے ہاتھ اور پاؤں چومنے اور یہ پوچھنے لگے اے تملیخا تمھارے اور ساتھی کیا ہوئے؟ انھوں نے ان کو اطلاع دی کہ فلاں غار میں ہیں۔ اب جس دن کا یہ واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اس دن اس شہر کے مالک دو بادشاہ تھے۔ ایک مسلمان اور ایک عیسائی۔ سو یہ دونوں مع اپنے درباریوں کے سوار ہو کر تملیخا کے ساتھ گئے۔ اور جب غار کے قریب پہونچے تو تملیخا نے ان سے کہا کہ صاحبو! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے ساتھی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُن کر کہیں یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ بادشاہ دقیوس ان کو پکڑنے آ گیا ہے لہٰذا مجھے مہلت دیجئے کہ میں آگے بڑھ کر ان کو خبر کر دوں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ سب لوگ ٹھہر گئے۔ اکیلے تملیخا آگے بڑھ کر غار میں پہونچے۔ جب ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو گلے ملنے اور کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو دقیوس کے ہاتھ سے نجات دی اس پر تملیخا بولے تم اپنا اور دقیوس کا ذکر تو چھوڑو۔ تمھیں یہ بھی خبر ہے کہ تم یہاں کتنی مدت رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ یہی دن بھر یا اس سے کچھ کم! تملیخا نے کہا کہ تم لوگوں کو یہاں تین سو نو برس ہو چکے۔ دقیوس مدت ہوئی کہ مر گیا اور اس پر صدی پر صدی گزر گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اس شہر والوں کے لئے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ اور ان کو خدا تعالےٰ نے زندہ زمین سے اٹھا لیا ہے۔ اب خود اس شہر کا بادشاہ مع اور لوگوں کے ہم لوگوں کی زیارت کو آیا ہے۔ وہ بیچارے سُن کر گھبرائے اور کہنے لگے اے تملیخا! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو سب لوگوں کے لئے نشانہ اور آزمائش بناویں۔ تملیخا بولے کہ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بولے کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی خدا تعالےٰ سے دعا کریں اور ہم بھی خدا تعالےٰ سے آپ کے ساتھ دعا کریں کہ وہ ہماری روحیں پھر قبض کر لے۔ اور ہمارا آج شام کا کھانا ہم کو جنت میں عطا فرمائے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس پر ان سب نے ہاتھ اٹھائے اور عرض کرنے لگے کہ خداوندا! جو کچھ دین برحق میں سے تو نے ہم کو عطا فرمایا اسی کا واسطہ تو ہماری روحوں کو قبض کرنے کا حکم جاری فرما۔ اور اس غار کے دروازہ پر ایسی روک لگا دے کہ آدمی اندر آنے سے پریشان ہو۔ پس وہ دونوں بادشاہ آ کر غار کے دروازے پر سات دن طواف کرتے رہے اور ان کو غار میں جانے کا کوئی راستہ ہی نہ ملا۔ اس وقت مسلمان بادشاہ تو کہنے لگا کہ یہ اصحاب کہف ہمارے دین پر مرے ہیں میں تو اس غار کے دروازہ پر مسجد بنواؤں گا۔ اس پر وہ نصرانی بادشاہ بولا کہ واہ! وہ تو ہمارے دین پر مرے ہیں۔ میں تو اس غار کے دروازہ پر گرجا بنواؤں گا۔ مختصر دونوں میں خوب لڑائی ہوئی اور آخر لامسلمان بادشاہ عیسائی بادشاہ پر غالب آیا۔ اور اس نے غار کے دروازے پر مسجد بنوا ہی دی۔ یہ قصّہ تمام فرما کے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی! میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ تمھاری توریت میں لکھا ہے میرا بیان اس کے مُطابق ہے یا نہیں؟ یہودی نے جواب دیا خدا کی قسم نہ آپ نے ایک حرف کم کیا نہ زیادہ کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اور اس بات کی بھی دیتا ہوں کہ جناب رسُول خدا

کے برحق خلیفہ وصی اور مومنوں کے امیر صرف آپ ہی ہیں۔

**قول مترجم:**۔ اس واقعہ میں جو یہ ذکر آیا ہے کہ اس شہر کے مالک دو بادشاہ تھے ایک مسلمان اور ایک عیسائی۔ تو اس مسلمان سے محمدی مراد نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا وقت اس وقت تک نہیں ہوا تھا بلکہ ایسا شخص مراد ہے جو جناب عیسیٰ علیہ السّلام کو اسی منزلت پر سمجھتا تھا۔ جو منجانب اللہ ان حضرتؐ کو عطا ہوئی تھی۔ اور عیسائی سے مراد تثلیث کا عقیدہ رکھنے والا ہے۔ لفظ مسلمان یا مسلم کی بنا کل توحید و نبوّت کے ماننے والوں کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے وقت سے چلی آتی ہے۔ جیساکہ خدائےتعالےٰ فرماتا ہے۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ۙ

**صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۴** اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ: کافی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے کسی شخص سے دریافت کیا تھا کہ تمھارے نزدیک فتےٰ کے کیا معنی ہیں؟ اس نے عرض کی نوجوان فرمایا نہیں فتیٰ کے معنی ہیں مومن۔ اصحاب کہف بوڑھے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے سبب ان کو فتیۃً فرمایا ہے۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے اسی روایت کے سلسلے میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے وہی فتیٰ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۵** فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۵ ظاہری لفظی معنی تو یہ ہیں کہ انھوں نے زبان سے یہ کہہ دیا کہ ہمارا پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے۔ اور جب اس کے پہلے کے لفظ قَامُوْا کو ملایا تو لفظی معنی پر قیاس کے لینے والوں نے یہ کہہ دیا کہ گویا انھوں نے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے عقائد کا اظہار کر دیا تھا حالانکہ یہاں قَامُوْا کے معنی ہیں آباد ہو گئے۔ اور قَالُوْا کے معنی ہیں قائل ہو گئے یعنی دل ہی دل میں۔ یہ ہمارا قیاس نہیں ہے بلکہ مندرجہ ذیل روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابو طالب کی شان اصحاب کہف کی سی شان ہے جو اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور شرک کا اظہار کرتے تھے۔ پس اللہ نے ان کو اجر بھی دو چند دیا۔ نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کسی شخص کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کو نہیں پہونچا اس لئے کہ وہ ان کے تمام تہواروں میں شریک ہوتے تھے۔ زنار باندھتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کا اجر بھی دو چند دے گا۔ منقول ہے کہ وہی حضرتؑ اصحاب کہف کا ذکر فرما رہے تھے اس میں ارشاد فرمایا کہ اگر تمھاری قوم تمھارے ساتھ یہی معاملہ طے کرے جو ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ تب تمکو انکی مجبوریوں کا پتہ چلے کسی نے عرض کی یا بن رسول اللہ ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ فرمایا کہ ان کو شرک کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ پس یہ ان کی خاطر سے اظہار شرک کرتے تھے۔ اور خدا کے لئے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ آخر خدا نے ان کو ان کے ہاتھ سے نجات دی۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی ہے کہ اصحاب کہف جب شہر سے نکلے تھے تو کچھ ارادے سے نہیں نکلے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے کے حال پر پورا پورا مطلع تھا۔ مگر جب جنگل میں پہونچ چکے جہاں کسی کا خوف نہیں تھا تو ایک دوسرے سے عہد لے کر باہم اپنے اپنے عقائد کا اظہار کیا۔ تب معلوم ہوا کہ ان سب کا عقیدہ فی الحقیقت ایک ہی تھا۔ یہیں انھوں نے یہ رائے قائم کرلی کہ اب شہر کو لوٹ کر نہ جائیں جیساکہ آگے کی آیتوں سے معلوم ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۲** جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قائم آل محمدؑ کی معیت میں پشت کعبہ سے ستائیس آدمی خروج کریں گے۔ از آنجملہ پندرہ تو قوم موسٰی سے ہوں گے جن کی تعریف میں خدائےتعالےٰ نے فرمایا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۵ اور سات اصحاب کہف ہوں گے اور ایک یوشع بن نون وصی موسٰی علیہ السّلام اور چار اس امت سے ہوں گے حضرت سلمان فارسی، حضرت ابو دجانہ انصاری، حضرت مقداد، حضرت مالک اشتر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہی ان حضرتؑ کے انصار میں سے ہوں گے اور یہی حاکم مقرر ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۳** وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۵ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصحاف کہف کا قصہ جو ہم نے تم سے بیان کر دیا یہ کافی ہے۔ اور تم اہل کتاب سے اس کے بارے میں کچھ بحث نہ کرو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۴** وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ۵ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم انشاء اللہ کہنا بھول گئے ہو تو جب تم کو یاد آئے کہہ لو۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس وقت تک بات ختم نہ ہوئی ہو تم انشاء اللہ کہہ سکتے ہو۔ کافی میں ہے کہ انہی حضرتؑ سے انشاء اللہ کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کا مطلب خصوصیت کے ساتھ قسم کے بارے میں ہے یعنی جب تم کو یہ کہنا ہو کہ خدا کی قسم میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اور پھر یہ یاد آجائے کہ تم نے انشاء اللہ کہا تھا تو ضرور کہہ لیا کرو۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ قسم کے بارے میں جب بھی انشاء اللہ یاد آئے کہہ لو۔ گو چالیس دن کے بعد یاد آئے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ من لا یحضرہ میں ہے میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا اگر کوئی شخص انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو چالیس دن کے اندر جس وقت یاد آئے کہدے۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی کچھ سوال لے کر آئے تھے حضرتؑ نے بغیر انشاء اللہ کہے ہوئے فرما دیا تھا کہ تم لوگ کل میرے پاس آنا میں ان سوالوں کا جواب دے دوں گا۔ پس چالیس دن تک جبرئیلؑ حاضر خدمت نہ ہوئے۔ اکتالیسویں روز یہ آیہ لائے۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے آیۂ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور حواؑ سے ارشاد کیا کہ تم دونوں نہ اس درخت کے پاس جانا نہ اس کا پھل کھانا تو انھوں نے بغیر انشاء اللہ کہے ہوئے اقرار کیا کہ پروردگارا ہم دونوں نہ اس درخت کے قریب جائیں گے اور نہ اس کا پھل کھائیں گے۔ پس خداوند عالم نے ان دونوں کے دلوں میں اس درخت کی خواہش پیدا کر دی۔ امامؑ نے فرمایا کہ خدائے عزوجل نے اپنے نبی کے پاس یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ تو اس کام کے کل کرنے کا ہے سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ یعنی اگر اللہ نہ چاہے گا تو نہ کر سکوں گا۔ پس مشیت خدا ہر بات میں مقدم ہے پس جب اللہ کو یہ منظور نہ ہوگا کہ میں وہ کام کروں تو مجھے کام کرنے کی قدرت کہاں سے ملے گی۔ اسی لئے خدائےتعالےٰ نے فرمایا "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اپنے فعل کو خدا کی مشیت کے ساتھ مشروط کر دے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی ضرورت کے لئے ایک شخص کے نام خط لکھنے کا حکم دیا۔ جب خط لکھ کر کاتب نے حضرتؑ حضرتؑ کے سامنے پیش کیا تو ان جنابؑ نے بعد ملاحظہ ارشاد فرمایا کہ تم کو کیسے امید ہوگئی کہ ہمارا مقصد پورا ہوگا حالانکہ اس میں انشاء اللہ کہیں بھی نہیں ہے۔ تم اس میں ہر اس موقعہ پر جہاں لفظ انشاء اللہ کی ضرورت ہے وہاں انشاء اللہ لکھ دو۔

التہذیب میں اس روایت کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرتؑ نے دوات قلم منگا کر حکم دیا کہ تو اس میں لفظ انشاء اللہ بڑھا دو۔ چنانچہ جس جس موقعہ پر ضرورت تھی وہاں لفظ انشاء اللہ بڑھا دیا گیا۔

التہذیب میں مرازم بن حلیم سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ایک دن جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مُعتّب کے مکان پر تشریف لے گئے وہ عمرۂ مفردہ ادا کرنے کے لئے جانے والا تھا مُعتّب نے حضرتؑ کے سامنے ایک تختی رکھ دی۔ جس پر اس نے اپنے عیال کے خور و نوش کے بارے میں کچھ ہدایات لکھی تھیں اور یہ بھی اس میں تحریر تھا کہ اتنا اتنا مال فلاں فلاں کو دیا جاوے۔ لیکن اس میں انشاء اللہ کسی جگہ نہیں لکھا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے معتّب! یہ تختی کس نے لکھی ہے؟ کہیں اس نے انشاء اللہ نہیں لکھا۔ اس نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ کام پورے ہو جائیں گے۔ پس حضرتؑ نے قلم و دوات طلب کر کے فرمایا اس میں انشاء اللہ اور بڑھا دو۔

**صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۵** | ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک یہودی نے جناب امیرالمومنینؑ سے اصحاب کہف کے غار میں رہنے کی مدت کی بابت سوال کیا کہ قرآن میں کیا آئی ہے؟ آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی تو اس نے کہا ہم تو اپنی کتابوں میں تین سو ہی پاتے ہیں فرمایا وہ بھی صحیح ہے ان کتابوں میں شمسی حساب ہے اور قرآن مجید میں قمری۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۶** | اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ط: تعجب کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ اس امر پر دلالت کریں کہ دیکھنے والے اور سننے والے کا اور اک جہاں تک کام دے سکتا ہے معاملات خدا ان سب کے حد سے خارج ہیں۔ اس لئے کہ خود اس کے علم کے لئے کوئی روک ٹوک اور کوئی حد نہیں۔ اس کے نزدیک لطیف اور کثیف۔ صغیر اور کبیر۔ خفی اور جلی سب برابر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۶ نوٹ ۳** | اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ کتاب الاختصاص میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ ابن سلیمان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت (خلافت اوّل کے آغاز میں) جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو گلے میں چادر ڈال کر نکالا گیا ہے تو حضرتؑ جناب رسولؐ خدا کی قبر کے پاس ٹھہرے۔ اور یہ ارشاد فرمایا "یَا ابْنَ عَمِّيْ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ" اے میرے چچیرے بھائی! بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک سے ایک ہاتھ ابوبکر کی طرف (اشارہ کرتا ہوا) نکلا جس کو لوگ پہچانتے تھے کہ آنحضرتؐ ہی کا ہاتھ ہے اور ایک ایسی آواز پیدا ہوئی جس کو لوگ پہچانتے تھے کہ آنحضرتؐ ہی کی آواز ہے اور یہ ارشاد فرمایا يٰهٰذَا اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ (اے شخص! کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے (فی الحقیقت) تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا)۔

اسی کتاب میں بروایت محمد ابن خالد الطیالسی جس نے بتوسط اپنے والد کے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے منقول ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنا دیا گیا تو عمر جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم کو خبر نہیں ہے کہ ابوبکر خلیفہ بنا دیا گیا؟ ان جنابؑ نے عمر سے فرمایا کہ ان کو خلیفہ بنا کس نے دیا؟ کہنے لگا کہ سب مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے بنا دیا۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ واللہ! ان مسلمانوں نے کتنی جلد جناب رسولؐ خدا سے مخالفت کی ہے۔ اور کس طرح آنحضرتؐ کے عہد کو توڑا ہے۔ اور ابوبکر کا وہ نام رکھ دیا ہے جس کا وہ مستحق ہی نہیں۔ واللہ جناب رسولؐ خدا نے اس کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اس پر عمر ان حضرتؑ سے کہنے لگا (معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد) کہ تم جھوٹ بولتے ہو خدا تمہارا برا کرے۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ میرے قول کی اگر تو دلیل چاہے تو میں وہ دلیل دینے کو موجود ہوں۔ عمر بولا کہ تم تو (معاذ اللہ) جناب رسولؐ خدا کے برخلاف ان کی زندگی میں بھی جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اور بعد ان کی وفات کے بھی جھوٹ بولتے ہو اس پر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ ذرا ہمارے ساتھ چل تاکہ معلوم ہو جائے کہ جناب رسولؐ خدا کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد وہ کون ہے جو ان حضرتؐ کے برخلاف سب سے زیادہ جھوٹ بولتا رہا۔ پس عمر حضرتؑ کے ساتھ گیا تا آنکہ قبر مبارک پر پہونچا تو یکایک دیکھا گیا ہے کہ ایک پنجہ برآمد ہوا جس پر یہ آیت لکھی تھی۔ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ " اب جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیوں (اے جھوٹوں کے جھوٹے) اب تو تو خوش ہوا دیکھ تجھے اپنی زندگی میں جناب رسولؐ خدا نے بھی فضیحت کیا تھا اور اب بعد وفات بھی فضیحت کیا ہے۔ نیز اسی کتاب میں روایت زیاد ابن المنذر جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہے کہ مدینہ کے کسی کوچہ میں بوڑھا ابوبکر جناب امیرالمومنینؑ کو مل گیا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا تو نے ایسی (اور ایسی) نالائقی کی اور اس طرح (اور اس طرح) ظلم کیا اس نے کہا اس سے واقف کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا واقف ہیں۔ اس نے کہا کہ میری رسائی جناب رسولؐ خدا تک کیسے ہو سکتی ہے؟ کہ وہ حضرتؐ مجھے بھی جتلا دیں۔ ہاں اگر وہ حضرتؐ خواب میں تشریف لا کر مجھ سے فرما دیں تو میں اسے مان لوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پہونچا دوں گا چنانچہ حضرتؑ اس بڈھے کو مسجد قبا میں لے گئے تو یکایک وہ دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا مسجد قبا میں موجود ہیں اور ان حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنینؑ پر ظلم کرنے سے باز رہ۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ابوبکر کی مڈبھیڑ عمر سے ہوئی اس سے سارا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا چُپ رہ (خبردار کسی سے ذکر نہ کیجیو۔ ارے کھوسٹ!) تو نے آج تک اتنا بھی نہ پہچانا کہ اولاد عبدالمطلب ہمیشہ کے جادوگر ہیں۔ اسی کتاب میں بروایت معاویہ ابن عمار الدہنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن ابوبکر جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ روز اعلان ولایت (عید غدیر) کے بعد جناب رسولؐ خدا نے آپ کے بارے میں ہم سے کوئی نئی بات نہیں فرمائی۔ اور میں اس بات کا اقراری ہوں اور جناب رسولؐ خدا کی زندگی میں بھی میں آپ کو امیرالمومنینؑ جانتا اور مانتا تھا اور جناب رسولؐ خدا نے ہم کو یہ خبر بھی دی ہے کہ آپ ان کے وصی اور ان کے وارث ہیں اور ان کے اہل و عیال کے لئے ان کے خلیفہ بھی ہیں مگر آنحضرتؐ نے ہم کو یہ خبر نہیں دی کہ آپ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے خلیفہ

بھی ہیں مگر آنحضرتؐ نے ہم کو یہ خبر نہیں دی کہ آپ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے خلیفہ ہوں گے لہٰذا فیما بین اس معاملہ میں ہمارے ذمہ کوئی جرم نہیں اور بینی و بین اللہ ہم کسی طرح گنہگار نہیں۔ یہ سن کر ان حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کہ بھلا اگر تو جناب رسولؐ خدا کو دیکھے اور آنحضرتؐ تجھ سے یہ فرمائیں کہ جس جگہ تو دبا بیٹھا ہے میں ہی اس کا مستحق ہوں نہ کہ تو۔ اور اگر تو اس جگہ سے نہ ہٹا تو تو کافر ہو جائے گا۔ پھر کیا کہتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ اگر میں جناب رسولؐ خدا کو دیکھ لوں اور جو کچھ آپ نے مجھ سے فرمایا ہے آنحضرتؐ اس کا ایک حصہ بھی مجھ سے بیان کر دیں تو وہی میرے لئے کافی ہو گا۔ فرمایا اچھا تو جب تو نماز مغرب پڑھ چکے تو میرے پاس آجائیو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نماز مغرب کے بعد حضرتؑ کی خدمت میں آگیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور مسجد قبا میں لے گئے۔ تو وہ یکایک دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے تشریف فرما ہیں اور اس سے خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے عتیق! تو نے علیؑ مرتضٰے پر حملہ کیا اور نبوت کی جگہ جا بیٹھا حالانکہ میں علیؑ مرتضٰے کو تیرے سامنے سب پر مقدم کر چکا تھا۔ اب جو لباس (خلافت) تو نے پہن لیا ہے اسے اتار دے اور اسے علیؑ کے لئے چھوڑ دے ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیرا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ پھر حضرتؑ ابوبکر کو ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور جناب رسولؐ خدا ان دونوں کے سامنے سے اٹھ کر تشریف لے گئے۔ اور جناب امیرؑ المومنین وہاں سے سلمانؓ فارسی کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے سلمانؓ! کیا تمھیں خبر نہیں کہ معاملہ یوں اور یوں گذرا۔ سلمانؓ فارسی عرض کرنے لگے کہ ضرور ہے کہ وہ اس معاملہ کی آپ کے نام کے ساتھ شہرت دے گا اور اپنے یار کے لئے اس کیفیت کو ضرور ظاہر کر دے گا۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ پوری پوری خبر اس کو پہونچائے گا۔ اس پر جناب امیرؑ متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ یار کو خبر دینا یہ تو ضرور کرے گا پھر اپنے ذاتی معاملات پر نظر ڈال کر واللہ قیامت تک وہ دونوں ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں گے۔ چنانچہ ادھر ابوبکر نے عمر سے ملاقات کی اور کہا کہ علیؑ فلاں فلاں وقت آئے تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ لے گئے تھے اور جناب رسولؐ خدا نے ایسا ایسا فرمایا یہ سن کر عمر نے اس سے کہا کہ پھٹے منھ تو بھی کتنا گودن ہے۔ خدا کی قسم تو اس وقت (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) ابن ابی کبشہ (یہ وہ کنیت ہے جس سے کفار جناب رسولؐ خدا کا ذکر کیا کرتے تھے) کہ جادو کی لپیٹ میں آگیا تھا کیا تو اس بات کو بھول گیا کہ کل بنی ہاشم اور ان کے ماننے والے اسی بھیس میں تو ہیں (یعنی سب جادوگر ہیں)۔

اسی کتاب میں روایت ابوسعید الہکاری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کی ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے تجھکو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ تو میری اطاعت کرے اس نے کہا نہیں تو۔ اور اگر آنحضرتؐ مجھے حکم دیتے تو کیا میں اطاعت نہ کرتا؟ فرمایا چل میرے ساتھ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں چلیں۔ پس وہ حضرتؑ کے ساتھ مسجد قبا میں گیا تو یکایک دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا مسجد قبا میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرتؐ فارغ ہوئے تو علیؑ مرتضٰے نے ان سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں نے ابوبکر سے یہ کہا تھا کہ کیا مجھے جناب رسولؐ خدا نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا تو یہ کہتا ہے کہ ہاں نہیں دیا اس وقت جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے تجھ کو ضرور حکم دیا ہے کہ تو علیؑ مرتضٰی کی اطاعت کر۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوبکر مسجد سے نکل کر عمر سے ملا تو ترسیاں ولرزاں تھا۔ عمر ٹھہر کر پوچھنے لگا کہ ارے تجھے ہو کیا گیا ہے تو ابوبکر نے جواب دیا کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا نے ایسا اور ایسا فرمایا ہے اس پر عمر نے کہا پتھر پڑیں اس امت پر جس نے تجھ جیسے کو اپنا حاکم بنا لیا۔ کیا تو بنی ہاشم کے جادو سے واقف نہیں؟ بصائر الدرجات میں بروایت ابی عمارہ ابان ابن تغلبہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ ابوبکر کے پاس آئے اور اس پر حجت قائم کر دی۔ پھر اس سے فرمایا کہ آیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جناب رسولؐ خدا میرے اور تیرے مابین فیصلہ فرمائیں۔ اس نے عرض کی بھلا مجھے اس کا موقع کیسے ملے گا۔ اس پر حضرتؑ اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لے آئے تو یکایک دیکھتا کیا ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں موجود ہیں۔ پس آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کے موافق اور ابوبکر کے برخلاف فیصلہ سنا دیا وہاں سے ابوبکر خوف زدہ واپس ہوا راستہ میں عمر سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سارا واقعہ اسے سنایا تو اس نے کہا (ارے یوبک!) تجھے ہو کیا گیا ہے آیا تو بنی ہاشم کے جادو سے واقف نہیں ہے؟

کافی میں بروایت عباس ابن جریش جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ابوبکر سے یہ فرمایا۔۔۔۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ اور یہ فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب رسولؐ خدا نے شہید ہو کر انتقال فرمایا خدا کی قسم وہ تیرے پاس ضرور آئیں گے پس جب وہ تیرے پاس آئیں تو یقین کر لیجیو کیونکہ شیطان آنحضرتؐ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا تو یکایک اس نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! علیؑ پر اور اس کی اولاد میں سے جو گیارہ امام ہوں گے ان پر ایمان لا کہ وہ سب میری مانند ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ نبوت ان کو نہیں ملی۔ خدا کے حضور میں توبہ کر اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ان کو دے دے اس لئے کہ تیرا کوئی حق اس میں نہیں ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرتؐ تشریف لے گئے اور ابوبکر نے ان کو پھر نہ دیکھا۔

صاحب درّ المناقب میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ کوچہائے مدینہ کا گشت کر رہے تھے کہ ابوبکر سامنے سے آگیا۔ ان جناب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکر اس اللہ سے ڈر جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا۔ اور اے ابن ابی قحافہ! قیامت کو بھی یاد کر اور جناب رسولؐ خدا جو کچھ فرما گئے تھے اسے بھی دھیان میں لا۔ یہ تو تم لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ غدیر خم میں تم لوگوں کو کیا کیا وصیتیں فرمائی تھیں۔ اگر اب بھی امر خلافت تو مجھے واپس کر دے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ تیرے اس وقت تک کے افعال کو وہ بخشدے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ذرا یہ بھی سوچ لے کہ کل جناب رسولؐ خدا کو کیا جواب دیگا یہ سنکر ابوبکر بولا کہ آپ مجھے جناب رسولؐ خدا کو خواب میں دکھا دیں اور آنحضرتؐ مجھ کو اس چیز سے روک دیں جو مجھے میسر آگئی ہے۔ تو میں ان کی اطاعت کروں گا اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں حالت بیداری ہی میں آنحضرتؐ کی زیارت کرا دوں تو کیسا؟ (اس نے کہا سبحان اللہ اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے میں اور زیادہ اطاعت کو حاضر ہوں۔) پھر جناب علیؑ مرتضٰی اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لے آئے۔ تو اس نے دیکھا کہ آنحضرتؐ محراب مسجد میں کشف پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے ابوبکر! کیا میں نے تجھ سے بار بار اور بکرات و مرات یہ

نہیں کہا تھا کہ علیؑ ابن ابیطالب میرے خلیفہ ہیں۔ اور میرے وصی ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ اور ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہاں سے ابوبکر بہت ہی پریشان و ترساں و لرزاں نکلا اور اس نے یہ ارادہ حتمی کر لیا کہ امر خلافت جناب امیرالمومنینؑ کو دے دے۔ کہ اتنے میں اس کے یاروں میں سے ایک شخص اسے مل گیا۔ جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کیا اس نے کہا کہ یہ تو بنی ہاشم کے جادوؤں میں سے ایک جادو ہے۔ تجھے جو خلافت مل گئی ہے۔ اس پر ڈٹا رہ اور اس کے استحکام میں کوشش کئے جا۔ الغرض اس یار نے اتنا بہکایا اتنا بہکایا کہ وہ حق سے باز رہا۔ تفسیر برہان میں کسی مشہور عالم کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ شیعہ بالاتفاق روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی جگہ غصباً متمکن ہو گیا اور اپنے آپ کو امام مشہور کرنے لگا اور لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لینے لگا جو جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرتؐ کے اقوال سے اس پر حجت قائم کی اور اس پر یہ اقوال ان حضرتؐ نے بہت سے موقعوں پر فرمائے تھے کہ علیؑ میرے خلیفہ اور وصی اور وزیر۔ میرا قرض ادا کرنے والے میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ نیز ان حضرتؐ نے لوگوں کو اپنی حیات میں بھی ان کے اتباع کا حکم دیا۔ اور بعد وفات بھی۔ ابوبکر کا جواب اس موقعہ پر یہ تھا کہ لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں سو تم مجھے اس حکومت سے معذور ہی رکھو اس پر جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ یوں کہنے سے تجھے حکومت سے کون معذور رکھے گا۔ تو خود بخود اپنے گھر میں بیٹھ رہ۔ اور امر خلافت اس کے سپرد کر دے جس اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے خلیفہ اور امیر مقرر کیا ہے۔ اور قریش کے کینہ وہ لوگ تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں اس لئے کہ وہ دنیا کے بندے ہیں۔ وہ حق کو اس کی جگہ سے صرف اس لئے ہٹانا چاہتے ہیں کہ تیرے بعد حکومت خود حاصل کر لیں اور جب تک تو زندہ ہے تیری دنیا کا حصہ لیتے رہیں۔ اس کا جواب ابوبکر سے صاف نہ بن پڑا۔ اس کی زبان لکنت کرنے لگی۔ اور امر خلافت جناب امیرؑ کے سپرد کرنے میں پس و پیش کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دن اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر میں جناب رسولؐ خدا کو تجھے دکھلا دوں اور وہ حضرتؐ تجھے میرا اتباع کرنے کا اور امر خلافت میرے سپرد کرنے کا حکم دے دیں تو بھی ان کے قول کو قبول کر لے گا؟ حضرتؑ کی اس بات پر متعجب ہو کر لگا ہنسنے اور یہ کہنے کہ جی ہاں قبول کر لوں گا۔ اس پر حضرتؑ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس مسجد میں لے گئے جو مدینہ میں مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ جناب رسولؐ خدا کو اسے دکھلا دیا کہ۔۔ آنحضرتؐ اس سے فرمارہے ہیں کہ ارے ابوبکر! کیا وہ سب کچھ بھول گیا جو علیؑ کے بارے میں میں تجھ سے کہہ چکا ہوں۔ یہ امر خلافت علیؑ کے سپرد کر دے۔ علیؑ کی پیروی کر اور ان کی مخالفت روا نہ رکھ۔ جب ابوبکر یہ سن چکا اور جناب رسولؐ خدا اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے تو مبہوت اور متحیر ہو کر رہ گیا اور اس کے بدن میں کپکپی سی پڑ گئی۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ امر خلافت ان جنابؑ کے سپرد کر دے۔ مگر بعد میں ثانی نے اس کی رائے میں دخل دیا اور جو کچھ بہت سی احادیث میں بیان ہو چکا ہے وہ کچھ اس نے کہا۔ (اور آخر الامر اسے حق سے باز رکھا)

قول مترجم:۔ صاحب برہان فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی روائیتیں بہت ہی کثرت سے ہیں مگر ہم نے طول ہو جانے کے خوف سے اتنی ہی روائیتوں پر اختصار کیا ہے۔

**صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۴** مَا اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: مطلب یہ ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت کو ہم نے آسمان و زمین کی خلقت کا گواہ نہیں بنایا تھا مگر جن کو گواہ بنایا تھا ان کو تم دوست نہیں رکھتے بلکہ ان سے روگرداں ہو۔ چنانچہ کافی میں امام محمد تقیؑ سے منقول ہے کہ ازل الازل سے پروردگار عالم منفرد و یکتا تھا۔ پھر اس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو پیدا کیا۔ اور ہزار زمانوں تک انکو جس شان سے رکھا وہ رہے۔ پھر اور تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی پیدائش کا گواہ قرار دیا۔ اور ان حضراتؑ کی اطاعت ان پر لازم کر دی۔ اور ان کے معاملات انہی حضراتؑ کے سپرد فرما دیئے۔ قول مترجم:۔ ہزار زمانے فرمانے سے مطلب سال یا ماہ یا دن رات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس وقت تک نہ تھیں۔ لہٰذا اس زمانے کی مقدار خدا جانے یا خاصان خدا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۵** وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۝ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ دعا مانگی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِيْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ (یا اللہ تو عمر ابن خطاب یا ابوجہل ابن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے) جواب میں خدائتعالے نے یہی آیت نازل فرمائی۔

قول مترجم:۔ جناب رسولؐ کی یہ دعا مخالفین کے لئے سرمایہ ناز ہے کہ گویا جناب رسولؐ خدا اپنے اس سسرے کی شرکت کو اسلام کی عزت سمجھتے تھے۔ کیونکہ علیؑ تو طفولیت ہی سے داخل اسلام تھے پس ان کی شرکت تو گویا کوئی چیز ہی نہ تھی اور اس سسر کی شرکت ایسی بڑی چیز تھی کہ جناب رسولؐ خدا نے خود خدا سے دعا کی۔ مگر جواب میں جو آیت نازل ہوئی اسے پڑھ کر کسی مومن کے دل میں تو آن واحد کے لئے بھی شبہہ باقی نہ رہے گا۔ کہ خدائتعالیٰ نے تو اس سسرے کا نام گمراہ کرنے والوں کی فہرست میں داخل فرما دیا اور جناب رسولؐ خدا نے اپنی دعا میں اسے ہم مرتبۂ ابوجہل فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کا یہ دعا مانگنا علم نبوتؐ کی ایک بیّن دلیل ہے یعنی آنحضرتؐ جانتے تھے کہ میرے بعد میری امت کا ایک بڑا گروہ اسی سسرے کو باعث عزت اسلام سمجھتا رہے گا۔ ان کی ہدایت کے لئے آنحضرتؐ کی دعا اور خدائتعالےٰ کا جواب شرط ایمان کافی و وافی ہو سکتا ہے نیز یہ امر بھی نظر انداز نہ کیا جائے کہ جناب رسولؐ خدا کا ہر عمل تابع رضاء خدا ہوتا ہے تو ضرور یہ دعا بھی خدائتعالےٰ کے اشارے سے کی گئی ہو گی۔ تاکہ دعا اور اس کا جواب شک کرنے والوں کے لئے موجب اطمینان ہو سکے جیسا کہ اس سسرے کے ہمسر خسر و اول میاں ابوبکر کو سورۂ برات کی ابتدائی آئیتیں دے کر جناب رسولؐ خدا نے مامور فرمایا تھا۔ مگر پھر وصی صریح کے حکم سے ان کو معزول اور جناب امیرؑ کو منصوب فرما دیا۔ تاکہ امت کے لئے یہ دوامی حجت قائم رہے۔ کہ جو شخص چند آئیتیں مشرکین مکہ کے سامنے جا کر پڑھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو وہ جانشین نبی کیونکر ہو سکتا ہے اس کے لئے تو جانشین نبی ایسا ہونا چاہیئے جو تمام عالم کے لئے خدا کی تفسیر کر سکے۔ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۶** فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا: احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کبھی کبھی کافر کا گمان بھی یقین ہو جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۷** سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ: لفظی معنی پہلوؤں کا قاعدہ۔ اور مطلب ہے ہلاکت و بیخکنی جیسی کہ پہلوں کی کی گئی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰/۳۵۹ نوٹ ۷** حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک پرندہ آیا۔ کنارۂ سمندر پر اترا پھر اس نے چونچ اپنی سمندر میں ڈالی اور یہ کہا کہ اے موسیٰؑ میری اس چونچ کے اوپر اس سارے سمندر میں سے جتنا پانی لگا ہے آپ کو اپنے پروردگار کے علم میں اتنا ہی ملا۔

اور دوسری طرح جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یوں روایت کی گئی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السّلام کا واقعہ اس حد تک پہونچا کہ ان کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تو ان کو ایک پیمانہ بھی عطا ہوا جس میں ایک نمک لگی ہوئی مچھلی تھی۔ اور ان سے یہ کہا گیا کہ یہی مچھلی آپ کو ان صاحب تک پہونچا دے گی۔ مجمع البحرین کے پاس ایک چٹان ہے اور اس کے پاس ایک چشمہ ہے اس کا ایک قطرہ بھی کسی مُردہ پر پڑے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اس لیے اس کا نام چشمۂ حیات ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگوار چلے اور چٹان کے پاس پہونچے تو حضرت یوشعؑ لگے اس مچھلی کو اس چشمہ میں دھونے۔ وہ مچھلی ان کے ہاتھ میں تڑپی جس سے ان کے ہاتھ میں ایک خراش بھی آگئی اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل کے دریا میں داخل ہو گئی۔ مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے اس واقعہ کا ذکر کرنا بھول گئے۔

کتاب اکمال الدین میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے کسی یہودی کے جواب میں جس نے ان حضرتؑ سے کچھ مسئلے دریافت کئے تھے یہ ارشاد فرمایا کہ رہا تیرا یہ قول کہ پہلا چشمہ جو روئے زمین پر جاری ہوا وہ کونسا ہے؟ تو یہودیوں کا گمان تو یہ ہے کہ وہ چشمہ ہے جو بیت المقدس میں پتھر کے نیچے سے نکلا ہے مگر وہ جھوٹے ہیں بلکہ وہ چشمہ چشمۂ آب حیات ہے جس تک موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ولی پہونچے تھے۔ اور حضرت یوشعؑ نے نمک لگی ہوئی مچھلی اسی میں دھوئی تھی جس سے وہ زندہ ہو گئی تھی۔ اور اس پانی کی خاصیت ہی یہ ہے کہ جس مردہ کو چھو جائے وہ زندہ ہو جاتا ہے اور حضرت خضر علیہ السّلام ذوالقرنین کے آگے آگے اس چشمۂ آب حیات کی تلاش میں گئے تھے انھوں نے اسے پا بھی لیا تھا اور اسے پی بھی لیا تھا۔ ہاں ذوالقرنین کو وہ نہیں ملا تھا۔

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۱** رُشْدًا اس کی قراءت رُشُدًا (بضم شین) بھی آئی ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ آگے بڑھنے کے بعد واپس آئے اور یہ معلوم کیا کہ مچھلی اپنا راستہ بنا کر سمندر میں چلی گئی ہے۔ اور اس کے نشان پر دونوں چل پڑے تو سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں حضرت خضر کے پاس پہونچ گئے اور ان کو بیٹھے ہوئے یا کسی چیز پر تکیہ کئے ہوئے پایا۔ موسیٰؑ نے سلام کیا انھوں نے ان کے سلام سے تعجب کیا کیونکہ وہ ایسی سرزمین میں تھے جہاں سلام کا دستور نہ تھا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ میں موسیٰ ابن عمران ہوں۔ فرمایا تم وہی موسیٰ ابن عمران ہو جن سے خدا نے باتیں کیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں فرمایا آپ کی حاجت کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ فرمایا کہ مجھے وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو آپ کے بس کا نہیں ہے۔ اور آپ کو وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو میرے بس کا نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت خضرؑ نے جناب موسیٰؑ کو آل محمدؐ کے کچھ فضائل اور کچھ مصائب سنائے اور دونوں بزرگوار خوب روئے پھر کچھ اور فضیلتیں سنائیں یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کہنے لگے کہ کاش میں بھی آل محمدؐ میں سے ہوتا پھر ابوبکر و عمر کا ذکر اور جناب رسُول خدا کے اپنی قوم میں مبعوث ہونے کا ذکر اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے تکلیفیں پانے کا اور جھٹلائے جانے کا ذکر فرمایا اور اس آیت کی وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ تاویل بیان فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۲** إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ یہ قول حضرت خضرؑ کا ہے۔ اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ قیاس کو کام فرمائیں گے حالانکہ علم خدا اور امر خدا میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہو سکتا تفسیر عیاشی اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ نبی مرسل تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے ان کی قوم میں مبعوث فرمایا تھا۔ اور وہ توحید خدا و اقرار انبیاء و مرسلین و کتب کی دعوت دیتے تھے اور ان کا اصلی نام و نسب بلیا ابن ملکا بن عامر بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ تھا۔ اور خضرؑ اس لئے مشہور ہوئے کہ یہ ان کا معجزہ تھا کہ جس خشک لکڑی پر بیٹھ جاتے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۳** سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ یا جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث میں جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے علم حاصل کرنے کی خواہش کی تھی اس طرح امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ہم سے علم حاصل کرنے کی رغبت نہیں کی۔ وہاں حضرت خضرؑ نے موسیٰؑ سے صاف کہہ دیا کہ تم کو میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا تسپر بھی انھوں نے مشیت خدا کی قید لگا کر ساتھ رہنے پر اصرار کیا اور اپنا شوق تحصیل علم ظاہر کر دیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے مابین ہوتا تو ان دونوں کو جتلا دیتا کہ میں ان سے زیادہ عالم ہوں۔ اور ان چیزوں کی خبر دیتا جس کا ان دونوں کو علم نہیں دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ موسیٰؑ اور خضرؑ کو گذشتہ کا علم دیا گیا تھا۔ کہ آئندہ کا اور قیامت تک کا۔ اور ہم کو جناب رسُول خدا سے وراثتہً سب کچھ پہونچا ہے

قول مترجم:۔ امام علیہ السّلام کے اس قول کو کوئی شخص خودستائی پر محمول نہ کرے۔ بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے۔ جیسا کہ جناب رسُول خدا کی بھی متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو جاہلوں پر حقیقت کے حال کا انکشاف نہ ہوتا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۴** إِمْرًا: تفسیر قمی میں ہے کہ إِمْرًا سے مطلب ہے بدی اور چونکہ حضرت موسیٰؑ ہر ایسے امر سے جو ظاہراً بد معلوم ہو متنفّر تھے اس لئے جو کچھ انھوں نے دیکھا ان پر بہت ہی گراں گزرا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۵** بِمَا نَسِيتُ: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ سے یہ پہلی خلاف ورزی بوجہ نسیان ہوئی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۶** لَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا: مطلب یہ ہے کہ میرے نسیان پر اتنی گرفت نہ کیجئے کہ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہی دشوار ہو جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۷** أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً: علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ کو اس قتل پر اتنا غصہ آیا کہ انھوں نے

حضرتؑ سے سخت حجّت کی اور یہ سب کچھ کہا جو اس آیت میں اَقَتَلْتَ سے آخر تک کہا گیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ آدمیوں کی عقلیں حکم خدا کی حاکم نہیں ہو سکتیں ہاں حکم خدا تمام آدمیوں کی عقلوں کا حاکم ہو سکتا ہے۔ پس آپ مجھے جو کچھ بھی کرتے دیکھیں اسے چُپ چاپ تسلیم کر لیا کریں اور جادہ صبر سے نہ ہٹا کریں۔ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ ۱۲

## پارۂ پانزدہم (۱۵) تمام شُد

# ضمیمہ متعلق پارۂ شانزدہم ۱۶

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۱** ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ مومن کی اولاد کی ایک ہزار برس تک حفاظت کرتا ہے چنانچہ ان دونوں لڑکوں کے اور (اُن) کے ماں باپ کے مابین (جنھوں نے یہ خزانہ رکھا تھا) سات سو برس کا فصل تھا انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ مرد مومن کی نیکی کے باعث خدائے تعالیٰ اُس کی اولاد کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے اور خود اس کی اولاد کی اور اُس کے پڑوسیوں تک کی حفاظت فرماتا ہے۔ پس اس مومن کی جو عزت خدا کے نزدیک ہے اس کی وجہ سے یہ حفاظتِ خدا میں رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرتؑ نے انہی دونوں لڑکوں کا جو دیوار کے مالک تھے ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ان کے اجداد کی نیکی کے باعث ان کی اسطرح قدردانی فرمائی العوالی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب عالِم علم لدنی نے اس دیوار کو قائم کر دیا اور حضرتِ موسیٰؑ و حضرتِ خضرؑ سے فیض و بحث ہو چکی تو پروردگار عالم نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں ماں باپ کے اعمال کا بدلہ ان کی اولاد کو دیا کرتا ہوں نیکی کا نیک، بدی کا بد۔ پس تم زنا نہ کرنا ورنہ تمھاری عورتوں سے بھی زنا کیا جائے گا جو شخص کسی مسلمان کی زوجہ سے بدفعلی کرے گا۔ اس کی زوجہ سے بھی بدفعلی کی جائے گی۔ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۲** مَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ ؕ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا ہے خدا کے حکم سے کیا ہے اِن تینوں آیتوں میں حضرت خضرؑ نے اپنے افعال کی جو توجیہیں بیان کی ہیں اُن میں پہلی آیت میں تو فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور دوسری میں اپنی طرف اور خدا کی طرف مشترک اور تیسری میں خالص خدا کی طرف۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۳** یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ۔ پس قرب الاسناد میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہودیوں کے چند آدمی جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے اور میرے جدِّ امجد جناب امیرالمومنینؑ سے انھوں نے عرض کی کہ ہمیں ابن عم تک لے چلئے ہمیں کچھ سوال کرنے ہیں۔ حضرت امیرالمومنینؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ جتنا اُس نے مجھے تعلیم فرما دیا ہے اُس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ ان کو آنے دو۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ جس لیے تم آئے ہو آیا وہ تم خود دریافت کرو گے یا میں پہلے سے بتلا دوں؟ انھوں نے کہا (اس سے بہتر کیا ہوگا) آپ ہی بتلائیے۔ فرمایا کہ تم ذوالقرنین کا حال پوچھنے آئے ہو انھوں نے عرض کی ہاں۔ یہی مطلب ہے۔ فرمایا کہ وہ روم کا ایک لڑکا تھا جو بعد میں بادشاہ ہو گیا تھا اور سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے تک گیا تھا پھر اس نے ان دونوں مقامات کے درمیان دیوار بنائی تھی۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ واقعی واقعہ تو اتنا ہی ہے۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت موسیٰؑ۔ حضرت یوشع اور حضرت خضر علیہم السّلام کا قصہ بیان فرمایا تو لوگوں نے عرض کی کہ ہم سے اُس پھرنے والے کا بھی حال بیان فرمایئے جو مشرق و مغرب میں چلا پھرا ہے کہ وہ کون تھا؟ اور اس کا قصہ کیا ہے؟ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں "وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ الخ"۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا بادشاہ؟ حضرتؑ نے جواب دیا نہ وہ نبی تھے اور نہ بادشاہ بلکہ خدا کے نیک بندے تھے وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا اُنکو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا سے خلوص رکھتے تھے اور خدائے تعالیٰ ان کو خالص بندہ جانتا تھا۔ اور انھیں اُنکی قوم کے پاس ہدایت کرنے کیلئے بھیجا تھا پس اُن لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصّہ پر ضربت لگائی تو ذوالقرنین اُن کی نظروں سے جب تک خدا کو منظور تھا غائب ہو گئے پھر دوبارہ خدا نے اُن کو بھیجا تو ان لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے بائیں حصّہ پر ضربت لگائی پھر اُن کی نظروں سے ایک مدّت تک غائب رہے۔ پھر تیسری بار ہدایت کے لیے بھیجے گئے خداوندِ عالم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا۔ (ایّھا النّاس!) ذوالقرنین کی مثل تم میں بھی موجود ہے۔ مراد حضرتؑ کی یہ تھی کہ میں بھی مثلِ ذوالقرنین ہوں۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین کو خدائے تعالیٰ نے اُن کی قوم کو ہدایت پر مامور کیا تھا پس اُس قوم نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصہ پر تلوار ماری۔ خدا نے ان کو پانچ سو برس تک مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کر کے اُنہی کی ہدایت کے واسطے بھیجا تو ابکی دفعہ انھوں نے ذوالقرنین کے بائیں حصہ سر پر ضربت لگائی۔ پھر خدا نے ان کو پانچسو برس کیلئے موت دیدی۔ پھر زندہ کر کے اُن لوگوں کے پاس ہدایت کیلئے بھیجا اور زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کر دیا یعنی جہاں سے سورج نکلتا دکھائی دیتا ہے وہاں سے لیکر اس جگہ تک کا جہاں وہ ڈوبتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ آیاتِ مندرجۂ ذیل میں خدائے تعالیٰ نے اسی امر کی خبر دی ہے حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ الخ

تفسیر عیاشی میں جنابِ امیر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نہ نبی تھے اور نہ رسول بلکہ وہ ایک بندہ تھے جو اللہ کو دوست رکھتے تھے اور اللہ اُنکو دوست رکھتا تھا وہ خدائے تعالیٰ کی جناب میں خلوص رکھتے تھے اور خدائے تعالیٰ اُنکو بندۂ خالص جانتا تھا۔ انھوں نے اپنی قوم کو (دین خدا کی) دعوت دی اُن لوگوں نے ان کے ایک حصّہ سر پر ضربت لگائی اور اُن کو مار ڈالا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اُن کو مبعوث فرمایا اور اُن لوگوں نے ان کے دوسرے حصّہ سر پر ضربت لگائی اُن کو قتل کر دیا۔ اور ایک حدیث میں یوں وارد ہے کہ ان حضرتؑ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ آیا ذوالقرنین بادشاہ تھے یا نبی۔ اور اُن کے دونوں قرن سونے کے تھے یا چاندی کے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ نہ وہ نبی تھے اور نہ بادشاہ اور نہ اُن کے قرن سونے کے تھے اور نہ چاندی کے (اس سے آگے وہ بیان فرمایا جو عیاشی کی روایت میں اوپر مذکور ہو چکا)

الخصال میں بطور حدیث مرفوع منقول ہے کہ تمام روئے زمین کے چار شخص مالک ہوئے ہیں۔ دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن تو سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرودِ مردود اور بخت نصر شقی۔ ذوالقرنین کا نام عبداللہ بن ضحاک تھا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جنابِ امیرالمومنین علیہ السّلام نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ذوالقرنین

ذوالقرنین ایک بندۂ صالح تھے۔ جن کا نام عیّاش تھا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو طوفانِ نوحؑ کے بعد گزشتہ صدیوں میں سے کسی صدی میں برگزیدہ فرماکے نواحِ مغرب کی طرف ہدایت کے لیے بھیجا وہاں کے لوگوں نے اُن کے سر کے داہنے حصہ پر ضربت لگائی جس سے وہ ہلاک ہوگئے پھر سو برس کے بعد خدائے تعالیٰ نے ان کو زندہ کرکے بلادِ مشرق میں بھیجا وہاں کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور سر کے بائیں حصہ پر ضربت لگائی اور وہ اس سے ہلاک ہوگئے۔ پھر سو برس کے بعد خدائے تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور سر پر جو دو ضربیں لگی تھیں ان ضربتوں کی جگہ دو کھوکھلے سینگ پیدا کردیئے جن کو سلطنت کی عزّت اور نبوّت کی علامت قرار دیا پھر خدائے تعالیٰ نے اُنکو آسمانِ دنیا تک بلند کیا اور پردے اُن کی آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے تمام دنیا کی چیزیں خشکی اور تری پہاڑ اور چٹیل میدان اور کچھاریں سب دکھائی دینے لگیں۔ یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک کی ساری چیزوں پر اُن کی نگاہیں پڑ گئی اور خدائے تعالیٰ نے اُن کو ہر شے میں ایسی بصیرت عطا فرمائی جس سے انھوں نے حق و باطل کو پہچان لیا اور ایک بادل کے ذریعہ سے اُنکی تائید کی جس میں اندھیریاں بھی ہوتی تھیں اور کڑک بھی اور چمک بھی اور وہ ہر وقت اُن کے سر پر رہتا تھا۔ پھر اُنکو زمین پر اتارا اور وحی فرمائی کہ اب زمین کے مغربی نواح میں بھی جاؤ اور مشرق میں بھی اسلئے کہ ہم ملکوں میں تمھارے لیے چلنا پھرنا آسان کردیں گے۔ اور بندوں کو تمھارا انعقاد اور مطیع بنادیں گے اور تمھارا خوف اُن کے دلوں میں بٹھادیں گے چنانچہ پہلے وہ مغرب کیطرف گئے۔ جس بستی میں پہنچتے تھے تو غضبناک شیر کی طرح ڈکارتے تھے اور اُس بادل سے جو اُن کے سر پر رہتا تھا اُس بستی پر تاریکی چھاجاتی تھی جس میں کڑک اور دمک ہوتی تھی جو اُنسے مخالفت کرتا تھا اور دشمنی کرتا تھا اُس پر بجلی گرا کر اُسے ہلاک کرتے تھے ابھی ذوالقرنین مغرب میں نہ پہنچ پائے تھے کہ تمام مشرق و مغرب والے اُن کے تابع فرمان ہوگئے جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ اِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ الخ سے ظاہر ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین کو خدائے تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو سخت بادلوں پر سوار ہوکے زمین کی مسافت طے کریں یا مطیع و فرمانبردار بادل پر۔ انھوں نے آخر الذکر بادل کو پسند کیا تھا۔ اسی پر وہ سوار ہوتے تھے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو اپنی طرف سے آپ ہی ایلچی بن کر ان کے پاس جاتے تھے تاکہ اور ایلچیوں کو جھٹلانے کا جیسا موقع ہوسکتا ہے وہ ان کو نہ ملے۔

جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام سے کسی نے ذوالقرنین کے حالات دریافت کیے تو حضرتؑ نے جواب دیا کہ ذوالقرنین کیلئے خدا نے بادل کو مسخر کردیا تھا اور اسباب اُنکے لیے مہیا کردیے تھے اور ایک روشنی ان کو عطا فرمائی تھی۔ کسی نے عرض کی کہ وہ روشنی کیسی تھی؟ فرمایا وہ روشنی ایسی تھی جس سے وہ رات کو بھی دن کی طرح دیکھ لیتے تھے۔ (قولِ مترجم۔ بجلی کی روشنی کے خیالی موجد دیکھلیں کہ پہلے بھی یہ روشنی عطا ہوچکی ہے۔ کچھ اِس زمانہ والوں کی ذاتی ایجاد نہیں ہے)

الکمال اور الخرائج میں ہے کسی نے جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام سے سوال کیا کہ ذوالقرنین کو یہ بات کیسے حاصل ہوئی کہ مشرق و مغرب میں پہنچ گئے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ نے بادل کو اُن کا فرمانبردار بنا دیا تھا اور اسباب اُن کے واسطے آسان کردیے تھے اور ایک روشنی عطا فرمائی تھی جس کی وجہ سے اُنکے لیے رات اور دن یکساں تھا۔ اور الخرائج میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ انھوں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ وہ سورج سے اس قدر قریب ہوگئے کہ انھوں نے اُس کے شرقی کنارہ کو بھی پکڑ لیا تھا اور غربی کنارہ کو بھی جب انھوں نے اپنی قوم سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی منزلت اُن پر ظاہر کی تو انھوں نے اُن کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اور انھوں نے سب کو خدا کی طرف دعوت دی اور وہ داخلِ اسلام ہوئے

قولِ مترجم:۔ اوپر کی روایتوں میں پانچ پانچ سو برس بھی ذوالقرنین کا مردہ رہنا بیان کیا گیا ہے اور ایک ایک سو برس بھی ظاہرًا یہ اختلاف بیان روایات کو مشکوک کرنے والا ہے مگر جن لوگوں کو علم ہیئت میں دخل ہے ان کو یہ معلوم ہے کہ عطارد کا سال ۸۸ اٹھاسی دن کا۔ زہرہ کا ۲۲۵ دو سو پچیس دن کا۔ زمین کا ۳۶۵ تین سو پینسٹھ دن کا۔ اسی طرح مریخ و مشتری و زحل و یورینس وغیرہ کے بڑے بڑے یعنی زمین کے سال کے حساب سے کئی کئی برس کے ایک ایک برس ہوتے ہیں اور ان زمانوں میں جبکہ ذوالقرنین تھے مختلف قومیں مختلف ستاروں کی پرستش کیا کرتی تھیں اور انھیں کے حساب سے اپنا سال بھی شمار کرتی تھیں تو ممکن ہے کہ کسی سیّارہ کے پانچ برس دوسرے سیّارہ کے ایک برس کے برابر ہوں۔ تو اسی طرح ممکن ہے کہ پہلے سیّارہ کی ماننے والی قوم کے نزدیک جس واقعہ کو پانچ سو برس گزرے ہوں دوسرے سیّارہ کے ماننے والی قوم کے نزدیک اسی واقعہ کو سو برس گزریں گے۔ پہلی قوم کی روایت اگر پانچ سو برس ہوگی تو دوسری قوم کے یہاں کی مطابق اُسی روایت میں سو برس رہ جائیں گے۔ مختصرًا اتنا اشارہ کردیا گیا زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

تفسیر برہان میں جابرؓ ابن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ذوالقرنین ایک مردِ نیک تھے خدائے تعالیٰ نے اُن کو اپنے بندوں پر حجّت قرار دیا تھا۔ پس اُنھوں نے اپنی قوم کو دینِ خدا کی طرف ہدایت کی اور اُن کو تقوے اور پرہیزگاری کا حکم دیا۔ اُس قوم نے ذوالقرنین کے ایک حصۂ سر پر ضربت ماری پس ذوالقرنین ایک زمانہ تک غائب رہے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یا تو وہ مرگئے یا کسی جنگل میں چلے گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے پس انھوں نے اُن کے دوسرے حصۂ سر پر بھی ضربت لگائی اور تم میں بھی ایک ذوالقرنین موجود ہے (مراد جنابِ امیر علیہ السّلام ہیں) خدا نے ذوالقرنین کو تمام روئے زمین کا بادشاہ کیا تھا اور ہر چیز کا سبب ان کو عطا فرمایا تھا اور وہ مشرق میں بھی پہنچے تھے اور مغرب میں بھی۔ خدائے تعالیٰ میری اولاد میں سے قائم آلِ محمدؐ کو ہوبہو ایسی ہی حکومت عنایت کرے گا۔ اور اُن کو زمین کے مشرق میں بھی پہنچا دیگا اور غروب میں بھی۔ زمین کا کوئی حصہ پہاڑی ہو یا چٹیل میدان جس پر ذوالقرنین نے قدم رکھا ہے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اُس پر قائم آلِ محمدؐ کو پہنچائیگا۔ روئے زمین کے خزانے اُن کے لیے کھول دیگا اور رکانیں ظاہر فرما دیگا۔ رعب و دبدبہ سے ان کی مدد فرمائے گا اور تمام زمین کو ان کے ذریعہ سے عدل و انصاف سے اُسی طرح مملو کردیگا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

کتاب اختصاص میں جناب شیخ مفیدؒ نے بہ سلسلۂ اسنادِ خود عبد الرحمٰن قصیر سے روایت کی ہے وہ لکھتا ہے کہ مجھ سے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ ذوالقرنین کے پاس خدا نے دو بادل بھیجے تھے ایک ذلول دوسرا صعب اور یہ اختیار دیا تھا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہیں پسند کرلیں پس انھوں نے ذلول کو اختیار کیا۔ اور صعب تمھارے مولا کے لیے چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کی صعب کیا چیز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا صعب وہ بادل تھا جس میں گرج اور بجلی اور صاعقہ تھا۔ تمھارے امام اُس پر سوار ہونگے اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے اسباب ملاحظہ کریں گے۔ پس وہ پانچ زمینیں آباد اور دو زمینیں غیر آباد پائیں گے نیز اسی کتاب میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ جنابِ محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام تمام زمین کے اوپر اور نیچے کے بادشاہ تھے۔ دو بادل اُن کے سامنے پیش کیئے گئے تھے ایک ذلول دوسرا صعب ذلول میں زمین کے اوپر کا فرشتہ کا اور صعب میں زمین کے نیچے کا فرشتہ تھا۔ پس اُن جنابؑ نے صعب کو اختیار کیا وہ ساتوں زمینوں میں اُن کو لے گیا۔ پس اُن جناب نے چار زمینیں آباد پائی تھیں اور تین غیر آباد۔ اسی کتاب میں جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے ذوالقرنین کے پاس دو بادل ایک ذلول دوسرا صعب بھیجے تھے

اور انھیں اختیار دیا تھا کہ جسے چاہیں پسند کریں تو انھوں نے ذلول کو پسند کیا تھا۔ ذلول وہ بادل ہے جس میں بجلی اور گرج نہ تھی صعب کو اسلئے انھوں نے پسند نہ کیا تھا کہ اُسے خدائے تعالےٰ نے قائم آلِ محمدؐ کیلئے رکھا تھا۔

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۴** بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ : تفسیر صافی میں ہے کہ ظاہرًا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کے کنارے تک پہنچ گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۵** وَجَدَهَا تَغْرُبُ : تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ کَانَتْ تَغْرُبُ جس کے معنی ہوتے ہیں واقعی ڈوبتا تھا بلکہ فرمایا وَجَدَهَا تَغْرُبُ یعنی ذوالقرنین نے اُس کو ڈوبتے دیکھا۔ اور مغرب کی طرف جہاں تک ذوالقرنین کی نگاہ جاتی تھی سوائے پانی کے کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۶** مَطْلِعَ الشَّمْسِ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں آباد حصۂ زمین پر سب سے پہلے سورج طلوع ہوا کرتا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۷** لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا : تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان کو مکان بنانا نہیں سکھایا گیا تھا۔ اور تفسیر قمیؔ میں ہے کہ وہ کپڑا بنانے بھی نہ جانتے تھے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایسے لوگوں کے پاس پہنچا تھا جن کو سورج جھلس دیا تھا اور ان کا رنگ و جسم اتنا بدل دیا تھا گویا وہ مجسّم سیاہی ہو گئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۲** كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ : العیون میں منقول ہے کہ جناب امام رضاؑ نے خلیفہ مامون کو جو کچھ تحریر فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ تَحْكِيمِ حَكَمَيْنِ کے قصہ پر خوش ہونے والوں سے اور ابو موسیٰ اشعری اور اُس کے دوست داروں سے تبرّا واجب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ یہاں آيَاتِ رَبِّهِمْ سے مراد ولایت جناب امیرالمومنینؑ ہے اور كَفَرُوا کا یہ مطلب ہے کہ اُن حضرتؑ کو چھوڑ کر دوسروں کی امامت کے قائل ہو گئے نتیجہ یہ ہوگا فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۔ اور جہنّموں کے کتے بنا دیے جائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۳** فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا : احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اہل محشر کا اور ان کے احوال کا مذکور رہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے ائمۂ کفر اور سردار ضلالت بھی ہوں گے جن کی قیامت کے دن کوئی وقعت و قدر نہ کی جائے گی۔ اور ان کی طرف سے ایسی بے پرواہی کی جائے گی جیسی کہ انھوں نے خدائے تعالیٰ کے امر و نہی کی طرف سے بے پرواہی برتی تھی۔ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ آتش جہنم ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور ان کے منہ گرمی کے مارے کھلے کے کھلے رہ جائیں گے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص بڑا موٹا تازہ لایا جائیگا مگر وزن میں پر پشّہ کے برابر بھی نہ ہوگا۔ تفسیر قمیؔ میں ہے کہ وَزْنًا کا ایک مطلب نیکی بھی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۴** آيَاتِي : تفسیر صافی میں ہے کہ آیات سے مراد یہاں اوصیاءِ جناب رسولؐ خدا ہیں جن کا ان لوگوں نے انکار کیا اور مذاق بنایا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۵** الْفِرْدَوْسِ : تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین۔ ان سب میں اعلیٰ درجہ فردوس ہے جس سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ پس جب تم خدائے تعالےٰ سے سوال کرو تو فردوس ہی کا سوال کرو۔ تفسیر قمیؔ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوذرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت عمّارؓ یاسر رضوان اللہ علیہم کی شانِ ذیشان میں نازل ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جنات فردوس کو ان کی منزل اور جائے مہمانی مقرر فرمایا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۶** كَلِمَاتِ رَبِّي : ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ کلام خدا کے لیئے کوئی حد و احصاء نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی ختم نہ ہوگا اس کے متعلق کچھ ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کی ذیل میں آچکا ہے۔ (کلماتِ پروردگار کے متعلق پارۂ اول کے ضمیمے میں ملاحظہ کیجیے) ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۷** إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ : احتجاج طبرسی میں اور جناب امام حسن عسکریؑ کی تفسیر سورۂ بقرہ میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو یہ حکم پہنچا کہ ان سے یہ کہہ دو کہ میں صورت بشری میں تو تم ہی جیسا ہوں لیکن جیسا پروردگار عالم عام آدمیوں میں سے کسی کو حسن و جمال کے ساتھ، کسی کو مال و دولت کے ساتھ، کسی کو صحت و عافیت کے ساتھ مخصوص فرما دیتا ہے اسی طرح مجھ کو خاص آدمیوں میں سے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے پس تم میری اس خصوصیّت کا کیوں انکار کرتے ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۸** لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا : تفسیر قمیؔ میں ہے کہ اس شرک سے مراد ہے ریاکاری۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے دکھانے کیلئے نماز پڑھے وہ بھی مشرک ہے۔ اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے زکوٰۃ دے وہ بھی مشرک ہے اور جو لوگوں کو دکھانے کیلئے روزے رکھے وہ بھی مشرک اور جو لوگوں کے دکھانے کیلئے حج کرے وہ بھی مشرک ہے اور خدائے تعالےٰ ریاکار کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کی تعریف کی خاطر نماز پڑھی یا روزہ رکھا یا غلام آزاد کیے یا حج بجالایا تو اس نے اپنے عمل میں مشرک کیا اور وہ مشرک ہوا۔ لیکن یہ شرک بخشے جانے کے قابل ہے۔ ۱۲۔ **قول مترجم** : قولِ امام علیہ السّلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرک جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (یقیناً خدائے تعالیٰ اس بات کو نہ بخشے گا کہ اس کی ذات کے ساتھ شرک کیا جائے) اس سے مراد شرک جلی ہے اور یہ شرک فی العبادۃ شرک خفی ہے۔ جو

اُس مد میں آجاتا ہے جس کی نسبت فرمایا وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ (یعنی شرک ذات سے ادنیٰ درجہ کے گناہ بخشدیگا) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص کوئی عملِ خیر خوشنودیٔ خدا کے لیے نہ بجالائے بلکہ غرض اُس کی یہ ہو کہ لوگ سُن کر تعریف کریں تو یہ شخص اپنی عبادت میں مشرک ہوگا۔ پھر فرمایا جو شخص چھپا کے نیکی کرے تو خداوند عالم اس کو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر کردے گا۔ اور جو بندہ پوشیدہ براکام کرے تو اگرچہ کتنا ہی زمانہ گذر جائے تو خدائے تعالےٰ اُسے کبھی کبھی ظاہر کردے گا۔ تفسیر برہان میں ہے حسن بن علی دشا کہتے ہیں کہ میں جناب امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے اُن جنابؑ کے پاس لوٹا رکھا ہوا ہے اور وہ نماز کے لیے وضو کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے حضرت کے دستِ مبارک پر پانی ڈالنے کا ارادہ کیا مگر اُن جنابؑ نے منع کر دیا۔ میں نے عرض کی اے مولا! آپ مجھ کو ثواب حاصل کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟ فرمایا اے حسن! تم کو تو ثواب ملے گا مگر میں زیر بار ہو جاؤں گا میں نے عرض کی اے مولا یہ کیوں؟ حضرت نے جواب دیا کیا تم نے قول باری تعالےٰ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ نہیں سُنا ہے۔ اب میں نماز کے لیے وضو کرتا ہوں۔ نماز خدائے تعالیٰ کی عبادت ہے۔ مجھے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ میری عبادت میں کوئی شریک ہو جائے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ عمل صالح سے ائمہ اثنا عشر کی معرفت مراد ہے اور لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ سے حضرت علی علیہ السّلام کی اطاعت مقصود ہے کہ کسی دوسرے نااہل کو اُن جناب کی خلافت میں شریک نہ کرنا چاہیئے۔ تفسیر قمیؔ میں اُنہی حضرتؑ سے روایت کی گئی ہے کہ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ کا یہ مطلب ہے کہ ولایتِ آلِ محمدؐ کے ساتھ کسی اور کی ولایت کو شریک نہ کرنا چاہیے اور اُن کی ولایت عمل صالح ہے اور جس نے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک کیا اُس نے ہماری ولایت سے بھی شرک کیا اور اس کا انکار کیا اور جناب امیر المومنین کے حق اور ان کی ولایت کا بھی مُنکر ہوا۔

**صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۹** کٓهٰيٰعٓصٓ ۚ: الاکمال میں جناب صاحب العصر والزمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اُن حضرتؑ سے اِن حروف کی تاویل دریافت کی گئی تو فرمایا یہ حروف غیب کی خبریں ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ نے اپنے بندے ذکریّا کو مطلع فرمایا تھا۔ پھر اس کا قصّہ جناب رسولؐ خدا سے بیان فرمایا اور وہ یہ تھا کہ جناب زکریّاؑ نے خدا سے یہ دعا کی تھی کہ مجھے پنجتن پاک کے اسمائے مبارکہ تعلیم فرما دے۔ خدا تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو نازل کیا اور انھوں نے تعلیم فرمادیا۔ اب حالت یہ تھی کہ جناب زکریّا جب محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ علیہم السّلام کے اسماء مبارک اپنی زبان پر جاری کرتے تو اُن کا رنج دور ہو جاتا اور دل کو فرحت ہوتی اور جب حسینؑ کا نام زبان پر لاتے تو اندوہ و ملال طاری ہوتا اور بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ایک دن انھوں نے عرض کی الٰہی! یہ کیا بات ہے کہ چار بزرگواروں کے نام لینے سے مجھے تسلّی ہوتی ہے اور حسینؑ کا نام لینے سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور آہ نکلتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے حسینؑ کے قصّہ سے یوں مطلع فرمایا کٓهٰيٰعٓصٓ ۚ: پس کاف سے کربلا مراد ہے اور ہا سے ہلاکتِ عترتِ رسولؐ اور یا سے مراد یزید لعین جو حسینؑ پر ظلم کرنے والا ہے اور عین سے مراد عطش امامِ عالیمقام کی پیاس اور صاد سے مراد ہے اُن حضرتؑ کا صبر۔ حضرت زکریّا نے جب سُنا تو تین دن تک مسجد سے نہ نکلے اور لوگوں کو بھی اپنے پاس آنے سے منع کر دیا۔ اور برابر روتے پیٹتے رہے۔ اور نوحہ اُن کا یہ تھا۔ الٰہی جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہے کیا تو اُس کو اُسکے بچے کے غم میں مبتلا کرے گا؟ الٰہی! کیا یہ مصیبت اُس کے گھر پر نازل ہوگی؟ الٰہی کیا تو علیؑ و فاطمہؑ کو ایسی مصیبت کے لباس سے ملتبس کریگا؟ الٰہی! کیا ایسی آفت اُن بزرگواروں پر ڈالے گا؟ پھر عرض کرتے تھے کہ الٰہی! ایک بچّہ مجھے بھی عطا فرما جس سے اس بڑھاپے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔ اس کو میرا وارث و وصی قرار دے اور اُس کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہو جو حسینؑ کو محمد مصطفےٰؐ سے ہے۔ اور جب عطا فرمادے تو مجھے اس کی محبت میں مبتلا کر۔ اس کے بعد مجھے اس بچے کے غم میں اسی طرح مبتلا کر جس طرح محمدؐ کو انکے بچّے کے غم میں مبتلا کریگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کو یحییٰؑ عطا فرمایا اور پھر اُن کا رنج بھی انکو پہنچایا۔ اور یحییٰؑ کا حمل چھ مہینے رہا تھا اور یہی حالت حمل جناب امام حسینؑ کی ہوئی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۴** لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۚ: کنایہ کے طور پر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے بطریقِ احلال مجھ سے مباشرت نہیں کی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۵** فَحَمَلَتْهُ ۚ: تفسیر قمیؔ میں ہے کہ جبرئیلؑ امین نے حضرت مریمؑ کے کُرتے کی جیب میں ایک پھونک ماردی تھی پس رات کو وہ حاملہ ہوئیں اور اُسی کی صبح کو حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے۔ یہ حمل صرف نو گھنٹے رہا یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ ظاہر کرنے کیلئے مہینوں کو ساعتوں سے بدل دیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۶** مَكَانًا قَصِيًّا: التہذیب میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت مریمؑ دمشق کے راستے سے نکلتی ہوئی کربلا آگئی تھیں۔ اور حضرتِ عیسٰیؑ اُس جگہ پیدا ہوئے جہاں اب قبرِ مبارکِ جنابِ امام حسینؑ ہے۔ پھر اندھیرے ہی اندھیرے اپنی جگہ واپس آگئی تھیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۷** اَلْمَخَاضُ ۚ: مخاض اس درد کو کہتے ہیں جو حاملہ عورت کو اُس وقت محسوس ہوتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلنے کیلئے حرکت شروع کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۸** مِنْ تَحْتِهَا ۚ: اس سے مراد ہیں حضرت عیسٰیؑ یا جبرئیلؑ امین۔ مگر اول کی نسبت روایتیں زیادہ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۹** اَلنَّخْلَةِ ۚ: تفسیر قمیؔ میں ہے کہ جس دن حضرتِ مریمؑ بیت المقدس سے نکل کر چلی ہیں وہ بازار کا موقع تھا۔ پس اُن حضرت کو راستے میں کچھ جولاہے ملے جو سبز رنگ خچّروں پر سوار چلے آتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں جولاہے کا پیشہ بڑی برکت کا پیشہ تھا۔ حضرت مریمؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ خُرمے کے خشک درخت کہاں ہیں؟ جواب میں انھوں نے حضرتؑ کو جھڑک دیا اور حضرتؑ کا مذاق اڑایا۔ حضرتِ مریمؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ تمھارے پیشے کو ذلیل و خوار اور تم کو لوگوں کیلئے ذلّت و عار قرار دے۔ آگے بڑھکر کچھ نجّار ملے جنھوں نے وہ سوکھا درخت بتلادیا۔ اُن کے

بارے میں حضرتِ مریمؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمھارے پیشہ میں برکت دے اور لوگوں کو تمھارا ضرورت مند رکھے غرض جب اُس درخت کے پاس پہنچیں تو دردِزہ شروع ہوا۔ اور حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے جن کو دیکھکر حضرتِ مریمؑ نے فرمایا۔ یَالَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ہ مطلب یہ تھا کہ میں اپنے ماموں حضرت زکریاؑ سے اور بنی اسرائیل سے اگر انھوں نے پوچھا تو کیا کہوں گی؟ حضرت عیسیٰؑ نے اُن کے قول کے جواب میں فرمایا ہ لَا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ہ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ہ یہ کھجور کا درخت مدتوں سے سوکھا کھڑا تھا۔ حضرتِ مریمؑ کا ہاتھ بڑھانا تھا کہ سرسبز ہوگیا۔ برگ وبار لے آیا اور تازے تازے خرمے اُن سے ٹپکنے لگے۔ حضرتِ مریمؑ اس سے بہت خوش ہوئیں اور اُن کا رنج وغم جاتا رہا۔ تب حضرت عیسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ اب مجھے قماط میں لپیٹیے اور ٹھیک ٹھاک کیجئے۔ اور پھر یہ کیجئے وہ کیجئے۔ پس حضرت مریمؑ نے انکو قماط میں لپیٹا اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر** فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا: حضرت ابراہیمؑ کے مقولے جو خدائے تعالیٰ نے اِن آیتوں میں نقل فرمائے ہیں اُن کے متعلق تفسیر صافی میں جو کچھ درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرتِ ابراہیمؑ نے اپنے چچا آزر کو نہایت خوبی اور ملائمت کے ساتھ رعایتِ ادب ملحوظ رکھ کے قبولِ ہدایت کی دعوت دی اور اپنی حجّت نہایت عمدہ طور سے ثابت کردی آزر جس گمراہی میں تھا کھلّم کھلّا کوئی اس کی برائی نہیں کی بلکہ سوال کے طور پر پوچھا کہ جو چیزیں بیکار ہونے کے سبب عبادت کرنے کے قابل نہیں ہیں اُن کی تم عبادت کرتے کیوں ہو؟ مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی وجہ موجود ہو تو مجھے بھی سمجھادو پھر اپنی پیروی کیلئے بھی کہا تو اس طرح نہیں کہا کہ اپنے آپ کو عالم اور اس کو جاہل بتلایا ہو بلکہ اس طرح بیان کیا جس طرح کہ راستے کے باہم چلنے والے رفیق ایک دوسرے کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ گو راہبر وہی ہوتا ہے جو راستے سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ پھر اُس بیکار عبادت سے جو نفع سے خالی اور جس کا ضرر یقینی ہے ڈرا بھی دیا کہ فی الحقیقت یہی عبادتِ شیطان ہے اور یہ بھی بیان کردیا کہ شیطان خدا کا سب سے پہلا نافرمان ہے۔ اور جو نافرمان ہوگا اُس سے نعمتیں سلب کرلی جائیں گی۔ اور آخر میں ایسا بُرا نتیجہ اُسے بھگتنا پڑے گا کہ لعنت و عذاب میں شیطان کا ساتھی ہوجائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر ۸** اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰاِبْرٰهِيْمُ: یہ آزر کا مقولہ ہے اور طرزِ ادا کی درشتی بتلاتی ہے کہ اُس کو نصیحت و ہدایت کتنی بُری لگی۔ کیونکہ جس پیار سے حضرت ابراہیمؑ نے یٰاَبَتِ کہا تھا اُس کے جواب میں یَابُنَیَّ (میرے پیارے بیٹے) کہنا چاہیے تھا۔ یہاں بجائے اس کے نام سے پکارا ہے۔ اور منادیٰ کو جملہ کے آخر میں ڈالا ہے جو حقارت پر اور نامہربانی پر دلالت کرتا ہے۔ پھر خبر یعنی لفظ رَاغِبٌ کو مبتدا پر مقدم کیا ہے۔ اور جملہ کے شروع میں ہمزۂ استفہامیہ لایا ہے جو ظاہراً تعجب پر دلالت کرتا ہے اور باطناً انکار پر۔ اور پھر آگے تو کھلے الفاظ میں زجر و توبیخ و تنبیہ و تہدید موجود ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر ۹** سَلٰمٌ عَلَيْكَ: نبیؐ کے خُلق کا پتہ دینے والے الفاظ ہیں کہ سختی کے مقابل نرمی اور بدی کے مقابل نیکی یوں کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۱** شَقِيًّا: اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا کرنے میں ویسا ناکام نہیں رہ سکتا جیسا کہ تم اپنے من گھڑت معبودوں سے دعا کرنے میں ہمیشہ ناکام رہتے ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۲** فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ: مطلب یہ ہے کہ ان کو چھوڑ کر ملکِ شام میں چلے گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۳** وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ: تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو اپنے کافر عزیز چھوڑ دیئے تھے اُس کے معاوضہ میں خدائے تعالیٰ نے ایسے بیٹے اور پوتے عطا کیے (کہ جن کی نسل سے بہت سے نبیؐ ہوئے) ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۴** لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا: تفسیر قمی میں جناب امام حسنؑ عسکری سے منقول ہے کہ اس آیت میں دو جگہ لَهُمْ جو آیا ہے اس ضمیر هُمْ کے مرجع حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ ہیں اور ساری آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو اپنی رحمت سے اپنا رسول محمدؐ مصطفےٰ عطا کیا۔ نیز اُن کے لیے سچائی کی زبان امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کو مقرر کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۵** رَسُوْلًا نَّبِيًّا: رسولؐ اس لیے فرمایا کہ خدا نے ان کو مخلوق کی طرف بھیجا اور نبی اسلئے کہ انھوں نے آکر مخلوق کو خدا کی خبر پہنچائی۔ اسلئے لفظ رسول لفظ نبی سے پہلے آیا ہے کہ اس میں خصوصیت زیادہ پائی جاتی ہے اور علوِّشان بھی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی تھی اور یہ دریافت کیا گیا تھا کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ نبی تو وہ ہے جو احکام خدا کو خواب میں دیکھتا ہے اور آواز سنتا ہے مگر فرشتہ کو نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنتا ہے، خواب بھی دیکھتا ہے اور ظاہر بظاہر فرشتہ کو بھی دیکھتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۶** قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا: خدائے تعالیٰ ہر شخص سے قریب ہے۔ پس یہ الفاظ جو جناب موسیٰؑ کیلئے کہے گئے فی الحقیقت تشبیہ کے طور پر ہیں کہ انسانی بادشاہ جس کو اپنا رازدار بناتے ہیں اُس کو اپنے پاس بیٹھنے کی خصوصیت بھی عطا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر** اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا: حضرتِ ہارونؑ حضرتِ موسیٰؑ سے سن میں بڑے تھے اور چونکہ حضرتِ موسیٰؑ نے دعا کی تھی وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (اور میرا ہاتھ بٹانے والا میرے ہی کنبہ سے مقرر فرما) اس دعا کو خدا نے قبول فرمایا۔ اور حضرتِ ہارونؑ کو نبی مقرر کردیا۔ الاکمال میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک سو چھتیس ۱۳۶ برس کی عمر پائی اور حضرت ہارونؑ ایک سو تینتیس ۱۳۳ برس کی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۸** اِسْمٰعِيْلَ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اسمٰعیلؑ ابن حزقیل تھے اور علل الشرائع میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ یہ اسمٰعیلؑ ابن ابراہیمؑ نہ تھے بلکہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے ان کی قوم کے لیے مبعوث فرمایا تھا اور قوم کے لوگوں نے اُن کو پکڑ کر اُن کے چہرے اور سر کی کھال اتار لی تھی۔ تو ایک فرشتہ اُن کے پاس آیا اور عرض کی کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ جو آپ

حکم دیں وہ کروں انھوں نے فرمایا کہ جو انبیاءؑ کے ساتھ ہوتا آیا ہے وہ میرے ساتھ بھی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جناب امام حسین پر جو گزرنے والی ہے اور جو کچھ وہ کرنے والے ہیں (یعنی صبر) میں بھی اسی کا پیرو ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۹**

صَادِقَ الْوَعْدِ ﴿ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اِنہی حضرت اسمٰعیلؑ نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ سال بھر تک اُس کے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے اور جب وہ شخص اس مدت کے بعد آیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے جس وقت سے تجھ سے وعدہ کیا ہے اُسی وقت سے تیرے انتظار میں ٹھہرا رہا ہوں۔ اسی سے خدائے تعالیٰ نے انھیں صادق الوعد کا خطاب عطا فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۱۰**

اِدْرِیْسَ ﴿ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ حضرت شیثؑ کے پوتے اور حضرت نوحؑ کے جدّ امجد تھے اور ان کا نام اخنوخ تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ بہت درس دینے کے سبب سے ادریسؑ مشہور ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان پر تیس صحیفے نازل ہوئے تھے اور وہ پہلے ہیں جنھوں نے قلم سے لکھا اور علم نجوم و حساب جاری کیا۔ اور پہلے شخص ہیں کہ کپڑے سیئے اور پہنے۔ ان سے پہلے کے لوگ کھالوں سے جسم چھپایا کرتے تھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس حدیث میں جس میں مسجد سہلہ کا ذکر ہے یہ منقول ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد سہلہ اُسی مقام پر واقع ہے جہاں حضرت ادریسؑ کا مکان تھا جس میں انھوں نے کپڑے سیئے تھے۔ ۱۲ کافی میں ہے۔ جابر جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ فرشتوں میں ایک فرشتہ خدا کے نزدیک نہایت جلیل القدر تھا (ترک اولیٰ کی وجہ سے) اس پر عتاب خداوندی ہوا۔ آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا۔ پس وہ جناب ادریسؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے ادریسؑ! خدا کے نزدیک آپ کا بڑا مرتبہ ہے۔ آپ خدائے تعالیٰ سے میری سفارش کر دیجئے۔ یہ سُنکر حضرت ادریسؑ نے پیہم تین رات بے تکان نماز پڑھی اور تین روز بغیر افطار کیے روزے رکھے پھر چوتھی صبح کو اُس فرشتے کیلئے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی۔ فرشتے نے عرض کی اے ادریسؑ! دعا آپ کی قبول ہو گئی۔ خدائے تعالےٰ نے مجھے بازو عطا فرما دیے۔ اے ادریسؑ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے احسان کے شکریہ میں آپکی کوئی خدمت بجا لاؤں۔ اگر کوئی مطلب ہو تو بیان فرمائیے۔ حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے ملک الموت کو دکھا دو۔ شاید کہ میں اُن سے مانوس ہو جاؤں کیونکہ ملک الموت کی یاد کے ساتھ مجھے کوئی اچھی چیز نہیں معلوم ہوتی۔ پس فرشتے نے اپنے بازو پھیلا دیئے اور کہا کہ اے ادریسؑ سوار ہو جائیے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو لیکر آسمانِ دنیا پر پہنچا اور ملک الموت کو وہاں تلاش کیا اور نہ پایا کسی نے کہا دوسرے آسمان پر جاؤ۔ پس وہ فرشتہ برابر اڑتا رہا یہاں تک کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کی مابین ملک الموت کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرشتہ نے ملک الموت سے کہا کہ اے ملک الموت! میں تم کو اس وقت ترش رو پاتا ہوں۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں ابھی عرش کے نیچے تھا کہ یکایک حکم خدا پہنچا کہ اے ملک الموت! آسمان چہارم اور پنجم کے درمیان ایک آدمی کی روح قبض کر لو۔ اس حکم سے مجھ کو نہایت تعجب ہوا ہے۔ یہ باتیں سُن کر جناب ادریسؑ خوفزدہ ہو گئے اور فرشتے کے بازو سے چھٹ پڑے اسی جگہ ملک الموت نے ان کی روح قبض کر لی۔ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب یہی ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں روایت ہے کہ ایک فرشتہ پر (بوجہ ترک اولیٰ) عتاب الٰہی ہوا۔ تمام بال و پر اُس کے نوچ دیے گئے اور کسی جزیرہ میں ڈال دیا گیا۔ مدتوں اُسی میں پڑا رہا۔ یہاں تک کہ ادریس علیہ السّلام مبعوث ہوئے پس وہ فرشتہ اُن جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا نبیؑ اللہ! آپ میرے حق میں دعا کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور مجھے بازو عطا کر دے حضرت ادریسؑ نے اُس کیلئے دُعا کی۔ پس خدائے تعالےٰ اُس سے راضی ہو گیا اور بال و پر اُسے واپس دیے فرشتے نے عرض کی یا نبیؑ اللہ! اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمایئے کہ میں اُسے انجام دوں۔ جناب ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے آسمان پر لے چلو کہ میں ملک الموت کو ایک نظر دیکھ لوں کہ اُن کی یاد کے ساتھ زندگی تلخ ہے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو اپنے بازو پر بٹھا کے لے اُڑا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم تک پہنچا دیا۔ حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ ملک الموت تعجب سے سر ہلاتے آ رہے ہیں۔ پس حضرت ادریسؑ نے ملک الموت کو سلام کرکے سر ہلانے کا سبب دریافت کیا۔ ملک الموت نے جواب دیا ابھی مجھے حکم خدا ہوا ہے کہ میں آسمان چہارم و پنجم کے مابین آپکی روح قبض کر لوں۔ میں نے عرض کیا تھا اے میرے پروردگار! چوتھے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور چوتھے آسمان سے تیسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پھر تیسرے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے۔ اور تیسرے آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پھر دوسرے کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے اور دوسرے آسمان سے پہلے آسمان تک فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔ آسمان اول کی موٹائی بھی اسی قدر ہے پھر آسمان اوّل سے زمین تک بھی اتنی ہی مسافت ہے تو ان کی روح قبض کرنا اتنی بلندی پر کیسے ہو گا؟ (یہ عرض ہی کر رہا تھا کہ آپکو میں نے دیکھکر تعجب کیا) پھر ملک الموت نے چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان جناب ادریسؑ کی روح قبض کر لی قولِ باری تعالیٰ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا یہی مطلب ہے نیز اُسی کتاب میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام خود جناب رسول خداؐ سے حدیثِ شبِ معراج میں منقول ہے۔ آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں آسمانِ چہارم پر گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک شخص موجود ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ یہ شخص کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت ادریسؑ یہی تو ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اس مکان بلند تک رفعت دی ہے۔ پس میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے اُن کے لیے دعائے مغفرت مانگی اور انھوں نے میرے لیے دعائے مغفرت کی۔ (**قولِ مترجم**) کوئی صاحب یہ وہم نہ کریں کہ حضرت ادریسؑ زندہ نہیں ہیں جیسا کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔ اوپر کی روایتوں سے صاف ثابت ہے کہ وہ زمین سے زندہ ہی اٹھائے گئے۔ اور آخری روایت بتلاتی ہے کہ وہ آنحضرتؐ سے زندہ ہی ملے پس قبضِ روح جو چوتھے اور پانچویں آسمان کے مابین ملک الموت کے ہاتھوں واقع ہوئی وہ شاید اُس وحشت کے رفع کرنے کی غرض سے ہو جو اُن کو ملک الموت سے تھی اور پھر وہی روح اُن کے جسم میں لوٹا دی گئی ہو۔

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۴**

قولِ مترجم:۔ دین و دنیا کے کل معاملات میں نیّت بڑی چیز ہے۔ جن چیزوں میں تکبّر و ریاکاری وغیرہ مقصود ہو وہ سب مذموم ہیں اور جن میں اطاعتِ خدا اور اظہارِ نعمتِ خدا مطلوب ہو وہ مستحسن ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۵**

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿ المحاسن اور طب الائمہؑ میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی شخص نے بدہضمی، تخمہ اور

دردوں کی شکایت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تو صبح و شام کھانا کھایا کر اور بیچ میں کچھ نہ کھا کہ فسادِ بدن اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ خدائے تعالےٰ اہلِ جنت کے بارے میں فرماتا ہے لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ہ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ جن جنتوں کا اس آیت میں اور اوپر کی آیت میں ذکر ہے وہ قیامت سے پہلے پہلے عالمِ برزخ کی جنتیں ہیں۔ اسلئے کہ جنات خلد جو بعد روز قیامت ملیں گی اُن میں صبح و شام سے کیا واسطہ۔ صبح و شام تو برزخ کی جنتوں میں ہے جن میں مومنین کی ارواح منتقل ہو کے چلی جاتی ہیں اور ان میں آفتاب و ماہتاب بھی طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۶** تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا ہ التہذیب میں ماہِ رمضان المبارک کی نمازِ نافلہ کی دعاؤں میں ہے سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْجَنَّةَ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ مَنْ يُّوْرِثُهَا مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ وَّشِيْعَتَهُمْ۔ (پاک و پاکیزہ ہے وہ جس نے جنت کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے نور سے پیدا کیا، پاک و پاکیزہ ہے وہ جو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور ان کے شیعوں کو جنت کا وارث بنا دے گا)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۷** نَسِيًّا ہ یہاں اس کے معنی بھولنے والا نہیں ہیں بلکہ چھوڑنے والا ہیں۔ چنانچہ التوحید میں جناب امیرالمؤمنینؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہمارا پروردگار تبارک و تعالےٰ بڑا عالی شان ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو بھول جائے یا کسی چیز میں غفلت کرے بلکہ وہ ہر چیز کا حفاظت کرنے والا اور اُس کا علم رکھنے والا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۸** هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔ التوحید میں جناب امیرالمؤمنینؑ سے اس آیت کی تاویل میں یہ منقول ہے کہ آیا تم کسی اور شخص کو سوائے اللہ کے ایسا جانتے ہو جس کا نام اللہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۹** اُخْرَجُ حَيًّا ہ تفسیر صافی میں روایت ہے کہ اُبَیِ ابنِ خلف کچھ بوسیدہ ہڈیاں اُٹھا لایا، پھر اُس کو چورا کر کے کہنے لگا کہ محمدؐ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد پھر مبعوث ہوں گے (جواب آگے کی آیت میں دیکھیے)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۱۰** لَمْ يَكُ شَيْئًا ہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز عدم محض تھی۔ چنانچہ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ نہ کوئی چیز بنی ہوئی تھی اور نہ خیال کی ہوئی۔ اور المحاسن میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ نہ کسی چیز کا وجود تحریر میں تھا اور نہ علم میں تفسیر قمیؒ میں ہے کہ لَمْ يَكُ شَيْئًا کا یہ مطلب ہے کہ اس حالت میں اُس چیز کا ذکر تک نہ تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۱۱** لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ہ تفسیر صافی میں مروی ہے کہ قیامت کے دن کفّار اپنے اپنے شیاطین کے ساتھ جنھوں نے اُنکو بہکایا ہوگا۔ اسطرح محشور ہوں گے کہ اُن میں سے ہر شخص اپنے اپنے شیطان کے ساتھ جکڑا ہوا ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۴** اَحْسَنُ نَدِيًّا ہ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے قبیلۂ قریش کو ہماری ولایت کی دعوت دی پس انھوں نے اس سے نفرت کی اور انکار کیا۔ اور جو لوگ قریش میں سے کافر تھے انھوں نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تھے یعنی جناب امیرالمومنینؑ اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کو مان لیا تھا۔ یہ سوال کیا کہ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا اور جواب میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ سُنا جو آگے کی آیتوں میں درج ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۵** فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی عمر بڑھا دیگا اور اس کو اُس سے نفع اٹھانے کا موقع دیگا تاکہ گرفت بتدریج ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اسی مطلب کی اور آیتیں بھی ہیں مثلاً اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (ہم ان کو ڈھیل دیں گے تاکہ ان کے گناہ اور بڑھ جائیں) یا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ (آیا ہم نے تم کو طویل عمر نہ دی تھی کہ جو بھی نصیحت حاصل کرنے والا ہے وہ نصیحت حاصل کر لے)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۶** حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ ہ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد قائمِ آلِ محمدؐ کا ظہور ہے اور اس آیت میں جو لفظ اَلسَّاعَةَ ہے اُس سے مراد ہے حضرتؑ کے ظہور کا وقت۔ اور آگے جو فرمایا ہے فَسَيَعْلَمُوْنَ اس کا یہ مطلب ہے کہ اُس دن اُن لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ قائمِ آلِ محمدؐ کے ہاتھوں خدائے تعالےٰ کی طرف سے اُن پر کیا پڑنے والی ہے جس سے وہ سمجھ لیں گے کہ اُن حضرتؑ کی نظر میں کس کی منزلت بڑی ہے اور مقابلہ میں کس کا گروہ کمزور ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۷** وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ہ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قائمِ آلِ محمدؐ کے وجود کے قائل ہیں اور اُن حضرتؑ کے ظہور کے دن ان کا اتباع کرنے کے سبب ہدایت پر ہدایت بڑھ جائے گی اُنھوں نہ حضرتؑ کے وجود سے انکار کیا تھا اور نہ حضرتؑ کے اتباع سے انکار کریں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۸** اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہ (تفسیر کے لیے دیکھو ص ۳۵۷ نوٹ ۶)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۹** لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ہ تفسیر قمیؒ میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ عاص ابن وائل ابن ہشام قرشی سہمی جو جناب رسولِ خداؐ سے ٹھٹّا کرنے والوں میں سے ایک تھا اور جناب ابن ارتؓ کا کچھ قرض اس کے ذمّہ تھا۔ جناب اس کے تقاضے کو آئے تو اُس نے کہا کہ کیا تمھارا یہ گمان نہیں ہے کہ جنت میں سونا، چاندی، ریشمی کپڑے وغیرہ ہوں گے؟ انھوں نے کہا ہاں یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ اس نے کہا کہ بس تو میں تمہارا قرضہ وہیں ادا کروں گا۔ اسلئے کہ مجھے یقین ہے کہ مجھے وہاں ضرور دینا ہے اچھا اور زیادہ ملے گا۔ (اسی بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۲ نوٹ نمبر ۴** ہ جن پر موتی اور یاقوت کی جڑاؤ سونے کی کاٹھیاں ہوں گی اور استبرق و سندس کی جھولیں اور ارغوانی نکیلیں اور زبرجد کی مہاریں ہوں گی یہ سانڈھنیاں ہر ہر شخص کو سوار کر کے میدانِ حشر سے اس شان سے گذرتی ہوئی کہ ہر ہر سوار کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ایک ایک ہزار فرشتوں کا جمگھٹا ہوگا اُن کو جنت کے بڑے پھاٹک تک پہنچا دیں گی۔ تفسیر قمیؒ میں اس حدیث کے خاتمہ پر اتنا اور زیادہ ہے کہ علیؑ مرتضیٰ نے دریافت فرمایا تھا کہ یا رسولؐ اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ یہ تمہارے شیعہ ہیں اور تم اُن کے امام ہو۔ ۱۲

اُس دروازہ پر ایک درخت ہے جس کا ایک ایک پتا اتنا بڑا ہوگا کہ ایک لاکھ آدمی اس کے سایہ میں آجائیں۔ اور اُس درخت کے داہنی طرف ایک پاک و پاکیزہ چشمہ ہوگا اُس میں سے ان لوگوں کو ایک ایک گھونٹ پانی پلایا جائے گا جس کی وجہ سے خداوند عالم اُن کے دلوں کو حسد سے پاک کر دیگا۔ اور اُن کے بدنوں سے بال گر پڑیں گے۔ یہ مطلب قولِ باری تعالیٰ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ درخت کے بائیں جانب والے چشمہ پر وارد ہوں گے وہ آبِ حیات کا چشمہ ہوگا۔ اسمیں وہ لوگ نہائیں گے پھر کبھی ان کو موت نہ آئے گی۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ عرش کے سامنے ٹھہرائے جائیں گے اور ہر ہر طرح کی آفتوں سے اور بیماریوں سے اور گرمی و سردی سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو چکے ہوں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان فرشتوں سے جو اُن کے ساتھ ہوں گے فرمائے گا کہ اے فرشتو! میرے ان دوستوں کو جنت میں لے جاؤ۔ یہاں عام لوگوں کے ساتھ اِن کو نہ ٹھیراؤ۔ میں ان سے پہلے ہی راضی ہو چکا اور میری رحمت ان پر لازم ہو چکی۔ پھر مجھے یہ کیسے گوارا ہو کہ میں ان کو ہر نیک و بد کے ساتھ کھڑا رکھوں۔ پس ملائکہ اُن کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔ اور بڑے دروازہ پر پہنچ کے ملائکہ زنجیر در ہلائیں گے اُس زنجیر کی رگڑ سے ایک آواز پیدا ہوگی جو تمام حورانِ بہشتی کے کانوں میں پہنچے گی۔ جن کو خدائے تعالےٰ نے اپنے دوستوں کیلئے پیدا کیا اور مہیّا کر رکھا ہے پس وہ حوریں جس وقت کھٹکھٹانے کی آواز سُنیں گی تو خوش خوش ایک دوسرے کو بشارت دیں گی اور کہیں گی آہا! ہمارے پاس اولیائے خدا آتے ہیں پس ان کے لیے دروازہ کھول دیا جائیگا وہ سب کے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کی ازواج حورالعین میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی اُن پر جھک جھک کر نظر کریں گی اور کہیں گی خوشا حال آپ لوگوں کا ہم تو آپ کے بڑے مشتاق تھے اولیائے خدا بھی اِن حوروں کو ویسا ہی جواب دیں گے۔

**صفحہ ۲۷۲ نوٹ نمبر ۵** مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۞ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے ولایتِ جناب امیرالمومنین اور آن ائمہؑ کی ولایت سے جو ان کے بعد ہیں قربتِ خدا حاصل کرلی اُس نے خدا سے عہد لے لیا۔ یعنی عہد عنداللہ کے یہی معنی ہیں۔ تفسیر قمیؒ میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ عام طور پر نہ لوگوں کی شفاعت کی جائے گی اور نہ وہ کسی کی شفاعت کر سکیں گے۔ ہاں وہ شخص اُس سے مستثنیٰ ہے جس کی شان میں فرمایا ہے اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ولایت جناب امیرالمومنین اور ائمہؑ کے سبب اس کو اذنِ شفاعت مِل جائے گا اور عہد عنداللہ یہی ہے۔ الجامع میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ہر صبح و شام اپنا عہد خدا کے پاس امانت رکھدیا کرو۔ انھوں نے عرض کی وہ کیونکر؟ فرمایا صبح و شام یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاَنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (یا اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے چھپی اور کھلی کے جاننے والے میں تیری حضور میں عہد کرتا ہوں کہ میں اِس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے، اور اس بات کا بھی مُقر ہوں کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسولؐ ہیں، اور مجھے اس بات کا بھی اقرار ہے کہ اگر تونے مجھ سے اپنی توفیق ہٹالی اور مجھے میرے نفس کے اختیار میں چھوڑ دیا تو میرا نفس مجھکو بدی میں مبتلا کر دیگا اور نیکی سے دور ہٹا دیگا۔ حالانکہ مجھے تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں۔ پس میں اپنا یہ عہد تیری حضور میں امانت رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن تو اسے پورا کر دیجیو۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس وقت بندہ یہ کہہ چکے گا یہ چھپ جائے گا۔ اور عرش کے نیچے رکھدیا جائے گا۔ اور جب قیامت) کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا دے گا۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جن کے عہد خدا کے پاس موجود ہیں۔ پسؔ وہ اب جنت میں چلے جائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۲ نوٹ نمبر ۶** وَلَدًا ۞ اس کی ایک قرأت وُلْدًا بھی ہے جو لفظ وَلَدٌ کی جمع ہے۔ تفسیر قمیؒ میں جناب امیرالمومنینؑ سے جو کچھ منقول ہے اس کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت آدمیوں سے یہ بے ادبی ہوئی کہ خدا کا بیٹا، بیٹی قرار دیا تو اسوقت آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر جو کچھ گذری وہ تو آئندہ کی آیت میں درج ہے، اِلّا درختوں پر یہ گزری کہ اس سے پہلے درختوں میں کانٹے نہ ہوتے تھے اس وقت سے کانٹے پیدا ہوگئے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ نمبر ۱** اور موسیٰؑ کی نسبت ایسا لاعلمی کا خیال کرنا کفر ہے۔ اس پر راوی نے عرض کی کہ اے مولا! تو مجھے اس آیت کا مطلب حضور بتلا دیں۔ ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے باوجود اس بات کے کہ ان کو اپنی بی بی بچے کی بڑی محبت تھی اُس وادیٔ مقدس میں اپنی مناجات میں یہ عرض کی تھی کہ میں نے اپنی محبت تیرے لیے خالص کر دی ہے اور تیرے ماسوا سے اپنے دل کو صاف کرلیا ہے تو اس وقت ارشاد ہوا۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ (جو محاورۂ عرب ہے اور) جس کے معنی یہ ہیں کہ زن و فرزند کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے تاکہ تیری محبت میرے لیے خالص ہو جائے اور تیرا دِل اور کی طرف مائل نہ رہے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ نمبر ۲** اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۞ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جس وقت تم کو یہ یاد آجائے کہ ذمہ کوئی نماز ہے تو خواہ اس کا وقت باقی ہو یا نہ ہو تم اُسے پڑھ ڈالو۔ اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کوئی نماز بھول جائے تو اسے لازم ہے کہ جس وقت یاد آجائے اُسے پڑھ لے کہ اس کے سوا کوئی اور اس کا کفارہ ہی نہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ نمبر ۳** تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۞ طب الائمہؑ میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ سفیدی برص وغیرہ سے نہیں ہوگی۔ تفسیر قمیؒ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سفیدی کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے نہ ہوگی۔ اور اس کے جتلانے کی ضرورت یہ تھی کہ موسیٰؑ کا رنگ گہرا گندمی تھا اور جب انھوں نے اپنا ہاتھ خدا کے حکم کے بموجب بغل سے نکالا تو وہ خوب روشن ہو گیا تو یہ

ایک اور نشانی یا دوسرا معجزہ تھا۔

**صفحہ ۳۷۴ نوٹ نمبر ۴** وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي : تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب انگارا منہ میں رکھ لینے سے جل کر ان کی زبان میں ایک گرہ پڑ گئی تھی۔ اور پورا قصہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ کی روایت کے بموجب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا تھا فرعون اُس کو قتل کرا دیتا تھا۔ اور موسیٰؑ کی پرورش اور ان کا اکرام کرتا تھا اور اس سے بے خبر تھا کہ میری ہلاکت انھیں کے ہاتھ سے ہے۔ اب حضرت موسیٰؑ جب گھٹنیوں چلنے لگے ایک دن فرعون کے پاس تھے جب انھیں چھینک آئی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ فرعون کو یہ بات بہت ہی ناگوار گزری اور اس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا بکتا ہے؟ موسیٰؑ نے اُچھل کر اُس کی داڑھی پکڑ لی جو بہت ہی بڑی تھی اور ایسے زور سے اکھاڑی کہ اُسے بہت ہی تکلیف پہنچی پس فرعون نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس کی زوجہ نے کہا کہ یہ ننھا سا بچہ ہے یہ کوئی بات سمجھ کر نہیں کہتا۔ فرعون نے کہا نہیں یہ خوب سمجھتا ہے۔ زن فرعون نے کہا کہ اچھا اس کے سامنے ایک خرما اور ایک انگارا رکھو اگر اس نے دونوں میں تمیز کر لی تو تمہارا قول ٹھیک ہے چنانچہ اُن کے سامنے ایک خرمہ اور ایک انگارا رکھا اور کہا کھاؤ۔ حضرتِ موسیٰؑ خرمے کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہتے تھے کہ جبرئیلؑ امین نے آکر ان کا ہاتھ انگارے کی طرف کر دیا۔ پس انھوں نے انگارا منہ میں رکھ لیا اور ان کی زبان جل گئی اور خوب چیخے روئے۔ اس وقت آسیہ زنِ فرعون نے فرعون سے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ یہ نادان بچہ ہے تب فرعون نے معاف کر دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۱** : مگر پھر انھوں نے اپنی جان کی حفاظت کی اور وہ ایسی ہو گئیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ( اگر ہم نے اس غرض سے اُس کا قلب مضبوط نہ کر دیا ہوتا کہ وہ بھی ایمان لانے والوں میں سے رہے تو وہ اس راز کو کھول دیتی پھر انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ تم کنارہ کنارہ چلی جاؤ۔ چنانچہ ان کی بہن اسی طرح چلی گئیں اور دور سے پانی میں سے نکالنے کا اور دائیوں کے بلانے کا واقعہ دیکھا اور کسی کو خبر نہ ہونے دی پھر جب موسیٰؑ نے کسی عورت کی چھاتی منہ میں نہ لی تو فرعون کو سخت رنج ہوا اُس وقت حضرتِ موسیٰؑ کی بہن نے آگے بڑھ کے کہا۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتلاؤں جو تمہاری خاطر سے اس بچے کی کفالت کریں اور اس بچے کے بھی خیر خواہ ہوں؟) سب نے کہا ہاں بتلاؤ چنانچہ وہ موسیٰؑ کی والدہ کو لے آئیں اور جب انھوں نے موسیٰؑ کو گود میں لیا اور چھاتی منہ میں دی تو انھوں نے چھاتی بھی لی اور دودھ بھی پیا۔ پس فرعون بھی خوش ہوا۔ اور اُس کے کنبہ والے بھی اور موسیٰؑ کی والدہ کی بڑی عزت کی اور اُن سے کہا کہ تم اس بچے کی ہماری خاطر سے پرورش کرو ہم تمہارے ساتھ بہت کچھ سلوک کریں گے۔ اس موقع پر راوی نے دریافت کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ موسیٰؑ اپنی والدہ سے کتنے عرصہ تک غائب رہے؟ فرمایا تین دن۔

**صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۲** وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ج : تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ کی والدہ حاملہ ہوئیں تو وہ حمل جننے کے وقت سے پہلے پہلے ظاہر ہی نہیں ہوا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قبطیوں کی عورتوں کو مقرر کر رکھا تھا کیونکہ اس کو یہ خبر ملی تھی کہ بنی اسرائیل یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں موسیٰؑ ابن عمران ایک لڑکا پیدا ہوگا اور فرعون اور اس کے ساتھی اسی کے ہاتھ سے مارے جائیں گے اس پر فرعون نے کہا کہ میں ان کے بیٹوں کو قتل کرتا رہوں گا کہ ان کی خواہش ہی پوری نہ ہونے پائے اور ادھر ان کے مردوں اور عورتوں میں اسطرح جدائی ڈال دی کہ کل مردوں کو قید میں ڈال دیا (مگر ارادۂ خدا کو کون روک سکتا ہے) موسیٰؑ پیدا ہوئے بر ہوئے اور ان کی والدہ دیکھکر بہت مغموم ہوئیں اور روئیں اور کہنے لگیں کہ ابھی تو یہ ذبح کر دیا جائے گا۔ مگر اللہ نے اُسی قبطی عورت کا دل جو ان پر مقرر تھی مہربان کر دیا۔ اس نے والدۂ موسیٰؑ سے کہا تمہارا رنگ زرد کیوں ہو گیا ہے؟ کہنے لگیں کہ اس خوف سے کہ میرا بچہ ابھی ذبح کر دیا جائے گا۔ قبطیہ نے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ اور موسیٰؑ کی یہ حالت تھی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا اُسی کے دل میں ان کی محبت ہو جاتی۔ خدا کے اس قول وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ کا یہی مطلب ہے کہ وہ قبطیہ جو ان کی والدہ پر ان کی ہلاکت کے لیے مسلّط کی گئی تھی وہ بھی محبت کرنے لگی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۳** جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ : تفسیر صافی میں ہے کہ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تم اپنی عمر کی اُس حد کو پہنچ گئے ہو جس حد تک پہنچکر انبیاءؑ کو وحی کی جاتی ہے اور وہ چالیسویں برس کی ابتدا ہے اور ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ میری قدر و قضاء میں یہ گزرا تھا کہ میں تم سے ایک معیّن وقت پر بات کروں گا۔ اور اب تم اسی حد پر پہنچ گئے ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۴** فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا : لفظی معنی تم دونوں اُس سے نرم نرم بات کہنا۔ دوسری جگہ ان باتوں کی تفصیل خود فرمائی ہے کہ یوں کہنا۔ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (آیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو نجاستِ کفر و نافرمانی سے پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے رب کا راستہ بتلا دوں کہ تو ڈرنے لگے) دعوت کی یہ صورت بطور مشورہ اور درخواست کے ہے اور بچاؤ اس میں اس سے ہے کہ جس کو دعوت دی جاتی ہے اُس کی حماقت کہیں اس کو اس پر آمادہ نہ کر دے کہ وہ تم دونوں پر حملہ کرے۔ کافی میں جناب امیر المؤمنینؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جس وقت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو اُن سے ضرور یہ فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ہ حالانکہ خدا یہ جانتا تھا کہ فرعون نہ نصیحت حاصل کرے گا اور نہ ڈرے گا۔ لیکن ان الفاظ کے کہنے کی یہ غرض تھی کہ موسیٰؑ کو جانے پر زیادہ آمادگی ہو جائے۔ (اور اُن کو اُس کے ایمان لانے سے مایوسی نہ ہونے پائے)۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۲** وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ہ التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مخلوق از روئے علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتی اس لیے کہ خدائے تعالیٰ نے دلوں کی بصیرت پر ایک ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ نہ کوئی فہم اسے کسی کیفیت کے ذریعہ سے پا سکتا ہے اور نہ کوئی عقل کسی خاص تعریف کے ذریعہ سے اُس کا ادراک کر سکتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اُس کا بیان اس سے زیادہ نہیں کر سکتا جتنا کہ اُس نے اپنی ذات کا بیان خود فرما دیا ہے۔ نہ کوئی شئے اس کے مانند ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ سُننے والا۔ سب سے زیادہ دیکھنے والا، سب سے مقدّم اور سب سے آخر تک رہنے والا، سب پر غالب اور سب کے بطون کا حال جاننے والا اور سب چیزوں کو صورت عطا کرنے والا ہے۔ اُسی نے کل چیزوں کو پیدا کیا ہے پس اشیاء میں سے کوئی شئے اُس کے مانند ہو ہی نہیں سکتی۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۳** قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ہ : تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جو دن مجھ پر ایسا گزرے کہ اُس دن

میرا علم زیادہ نہ ہو جس سے مجھے قربتِ خدا حاصل ہو تو خدائے تعالےٰ اس دن کے سورج طلوع کرنے میں برکت نہ دے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا وہ جو اپنے علم کے ساتھ اور لوگوں کے علم کو بھی جمع کرلے اور انہی حضرتؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک علم کی فضیلت اُس کی عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۴** وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ : کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے خدائے تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ جناب رسولؐ خدا پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَئِمَّةِ مِن ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۵** وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا : علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جو انبیاءؑ اولوالعزم ہیں ان سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ میرا رسولؐ اور امیرالمومنین علیؑ اور اُن کے اوصیاء جو ان کے بعد ہوں گے وہ میرے امر کے ولی اور میرے علم کے خاندان ہیں اور از آں جملہ مہدیؑ کے ذریعہ سے میں اپنے دین کی نصرت کروں گا۔ اور اپنی سلطنت انہیں کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا، اور اُنہی کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور انہی کے ذریعہ سے بخوشی یا بجبر میری عبادت کی جائے گی۔ پس سب نے اقرار کیا تھا اور گواہی دی تھی مگر آدمؑ نے نہ اقرار کیا تھا نہ انکار۔ پس پانچ کا عزم تو مہدیؑ کے بارے میں ظاہر ہوا اور آدمؑ کا کوئی عزم اس اقرار کے بارے میں نہیں پایا گیا۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔

**صفحہ ۳۸۴ نوٹ نمبر ۳** وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو یہ حکم دیا کہ اپنے اہلبیتؑ کو اور اپنی ذات کو اور کل آدمیوں کے مقابلہ میں مخصوص قرار دیں تاکہ سب لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے اہلبیتؑ کی جو منزلت خدا کے نزدیک ہے وہ کسی دوسرے کی نہیں ہے۔ پس ان کو کل آدمیوں کے ساتھ عام حکم بھی دیا۔ العیون میں جناب امام علی رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس خصوصیت سے ہم کو مخصوص کیا ہے کہ ہم کو نماز پڑھنے کا حکم کل امت کے ساتھ دیا اور پھر مخصوص یہ حکم بھی ہم کو دیا جس میں امتؐ کو چھوڑ دیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نو مہینے تک ہر روز پانچ مرتبہ یعنی ہر نماز کے وقت جناب رسولؐ خدا، علیؑ و فاطمہؑ کے دروازے پر تشریف لاتے اور یہ فرماتے اَلصَّلٰوةُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ (نماز پڑھو خدائے تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے) ۔ اور خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کی اولاد کا یہ اکرام نہیں فرمایا جو ہمارا اکرام کیا ہے اور کسی نبی کے اہلبیت کی یہ خصوصیت نہیں فرمائی جو ہماری خصوصیت فرمائی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ابوسعید خدری سے اتنا اور منقول ہے کہ اَلصَّلٰوةُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ کے بعد آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ تفسیر قمیؒ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب تک آنحضرتؐ نے دنیا سے مفارقت نہیں فرمائی۔ جس وقت بھی مدینہ میں رونق افروز ہوتے تھے ہر روز اہلبیتؑ کے دروازہ پر پانچ مرتبہ تشریف لاکر یہی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۴ نوٹ نمبر ۴** رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ : کشف الحجۃ میں بروایت جناب امیرالمومنینؑ جناب رسولؐ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ ولی کون ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں تو تمہارا ولی میں ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی میرا وصی ہوگا۔ اور میرے وصی کے بعد ہر زمانہ میں ایک حجت اللہ تمہارا ولی ہوتا رہے گا۔ تاکہ تم وہ نہ کہنے پاؤ جو تم سے پہلے گمراہ کہہ گئے ہیں کہ جس وقت ان کے نبی نے اُن سے مفارقت کی تو انھوں نے یہ کہا۔ رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا ۝ الخ اور ان کی ضلالت یہ تھی کہ منہ سے تو یہ کہتے تھے فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ اور آیات سے جاہل رہتے تھے جن سے مراد اوصیاء انبیاءؑ ہیں پس اللہ کی طرف سے ان کو جواب ملتا تھا۔ جو آگے کی آیت میں ہے جس میں تربّص کے یہ معنیٰ ہیں کہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم کو اوصیاء کے تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں جب تک کہ وہ اپنا اعلان آپ نہ کریں۔ ۱۲

پارہ شانزدہم ۱۶ تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ ہفدہم

**صفحہ ۳۸۶ نوٹ ۴** وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ ہ العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ فرشتے معصوم ہیں اور الطاف الٰہی کے باعث کفر سے اور بدیوں سے محفوظ ہیں ان کے بارے میں خدا فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ہ (اللہ تعالیٰ جو حکم ان کو دیتا ہے وہ اس کے متعلق نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم کبھی ان کو دیا جاتا ہے اسی کے مطابق وہ عمل درآمد کیا کرتے ہیں) نیز ان کی نسبت فرماتا ہے۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ ۱۲

**صفحہ ۳۸۶ نوٹ ۵** يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ہ الاکمال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا فرشتے سوتے ہیں؟ فرمایا کوئی زندہ ایسا نہیں ہے جو نہ سوتا ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ہ فرمایا صحیح ہے فرشتوں کی سانس تک بھی تسبیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے جسم کے جتنے طبقے ہیں سب مختلف آوازوں سے ہر سمت سے خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۴** اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا اذ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب تو یہ آیت قبیلہ بنی خزاعہ کے بارے میں ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ کا وہ قول ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور یہود کا یہ قول کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور مسلمانوں کے اسی قسم کے اقوال جو اہلؑ کے بارے میں ہوں پس خدا تعالیٰ ان سب کے جواب میں فرماتا ہے سُبْحٰنَهٗ یعنی اس کی ذات منزہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۵** بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا لوگوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اللہ کی اولاد ہیں۔ اس کا پورا جواب تو سورۂ زمر میں اس آیت کے تحت میں آئے گا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو جو کچھ اس نے پیدا کیا اس میں سے جو کچھ چاہتا منتخب فرما لیتا مگر اس کی ذات (ایسی تمام باتوں سے) منزہ ہے۔ وہ خدائے یکتا اور قہار ہے۔) مختصر یہ کہ بندے ہیں اور ایسا عمل کرتے ہیں جیسا کہ سدھائے ہوئے اور ادب پائے ہوئے بندے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ الخراج میں منقول ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت لڑتے ہوئے جناب امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ مرد خارجی تھا اور عورت کے مقابلے میں اس کی آواز بہت بلند تھی۔ جناب امیرؑ نے اسے اسی لفظ سے دھتکارا جس سے کتے کو دھتکارتے ہیں تو لوگ دیکھنے کیا ہیں کہ اس کا سر کتے کا سا ہو گیا ہے۔ ایک شخص وہیں موجود تھا عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ کی ایک دھتکار سے اس خارجی کا سر کتے کا سا ہو گیا تو معاویہ کے بارے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اگر میں یہ چاہوں کہ معاویہ کو مع اس کے تخت کے یہیں موجود کر دوں تو میں ابھی خدا سے دعا کروں اور وہ ایسا کر دے۔ لیکن اللہ کے خزینہ دار سونے اور چاندی پر موکل نہیں ہیں بلکہ ایسے ہی اسرار پر موکل ہیں اور عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ کی تاویل یہی ہے۔ ۲

**صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۶** وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ہ التوحید میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے بواسطۂ اپنے آباؤ اجداد کے جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ میری امت میں سے جو کبیرہ گناہ کرنے والے ہیں میری شفاعت مخصوص ان کے لئے ہوگی۔ اب رہے ان میں سے نیکی کرنے والے ان کے ذمے تو کوئی الزام ہے ہی نہیں۔ اس پر کسی نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ کبیر گناہ کرنے والوں کے لئے شفاعت کیوں کر ہوگی حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اور جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا وہ پسندیدہ خدا ہو نہیں سکتا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو شخص مومن ہو جس وقت وہ کسی گناہ کا مرتکب ہوگا تو اسے وہ برا ضرور معلوم ہوگا اور وہ نادم ضرور ہوگا۔ اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ توبہ کے لئے ندامت کافی ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو نیکی سے خوشی پہونچے اور بدی سے رنج وہ مومن ہے۔ پس جو شخص اس گناہ پر جس کا وہ مرتکب ہوا ہے نادم نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہے اور نہ اس کی شفاعت لازم ہوگی۔ بلکہ وہ ظالم ہے اور ظالموں کا ذکر خدا نے یوں فرمایا ہے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (اس دن ظالموں کا نہ کوئی دلسوز دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ یہ سنکر ابی عمیر نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ جو شخص گناہ کبیرہ کر کے نادم نہ ہو وہ مومن کیوں نہیں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ایسا کوئی نہیں ہے۔ جو اس بات کا عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ گناہ کرنے والا عذاب کا مستحق ہے۔ اور گناہ پر سزا ضرور ملے گی پھر وہ گناہ کر کے نادم نہ ہو۔ پس جب نادم ہو گیا تو یہی اس کی توبہ ہو گئی۔ اور وہ شفاعت کا مستحق ہو گیا اور جو گناہ کر کے پشیمان نہ ہو گا وہ اصرار کرنے والا سمجھا جائے گا اور اصرار کرنے والے کے لئے بخشش نہیں ہے اس لئے کہ جس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے متعلق وہ عذاب پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر وہ عذاب کا عقیدہ رکھتا ہوتا تو نادم بھی ضرور ہوتا۔ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں کہ (توبہ و) استغفار کے ساتھ کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا (یعنی قابل معافی ہو جاتا ہے) اور اصرار کے ساتھ صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے) اب رہا قول بارتعالیٰ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اسکا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت شفاعت کرنیوالے اسی کی شفاعت کرینگے جسکا دین خدا کو پسند ہوگا اور دین کے معنی یہ ہیں کہ بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ اچھے اور برے کاموں کی جزا ضرور ملیگی پس جس بندہ کا دین پسندیدۂ خدا ہوا تو وہ تو اپنے گناہ پر ضرور پشیمان ہوگا اسلئے کہ اسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ روز قیامت ہر نیکی و بدی کا نتیجہ ملے گا۔

**صفحہ ۳۸۸ نوٹ ۱** کافی ہے کہ محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا تو اس وقت آسمان اس طرح بند تھا کہ اس سے ایک قطرہ پانی کا نہ برستا تھا اور زمین اس طرح بند تھی کہ اس سے

کوئی چیز نہ اگتی تھی پس جب آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی تو خدا نے آسمان کو حکم دیا تو بادلوں سے کچھ بوندا باندی ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے دوبارہ حکم دیا تو اس نے اپنا دہانہ کھول دیا۔ (یعنی خوب پانی پڑا) پھر زمین کو حکم دیا تو اس سے درخت رو ئیدہ ہو گئے اور درختوں پر پھل آ گئے اور نہریں جاری ہو گئیں۔ پس وہ تو ان کا بند ہونا تھا اور یہ ان کا کھلنا ہوا۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تو ویسا ہی جیسی اس نے اپنی صفت خود بیان فرمائی ہے۔ اب رہا عرش خدا وہ پانی پر تھا اور پانی ہوا پر اور ہوا کی کوئی حد محدود نہ تھی۔ اور اس وقت ہوا اور پانی کے سوا کوئی اور مخلوق نہ تھی۔ اور اس زمانہ میں پانی محض شیریں اور خوشگوار ہی تھا۔ پس جب خدا نے زمین کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ہواؤں کو چلنے کا حکم دیا۔ ہواؤں کے تھپیڑوں سے پانی جوش مارنے لگا اور موجزن ہو گیا۔ جس کی وجہ سے پانی پر جھاگ آ گئے پھر خدا نے اس جھاگ کو اکٹھا کر کے اس جگہ جمع کر دیا جہاں خانۂ کعبہ بنایا گیا ہے۔ پھر ان جھاگوں کو پہاڑ بنا دیا۔ اور اس کے نیچے سے زمین پھیلائی۔ چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ پھر خدا نے جب تک اسے منظور ہوا کسی چیز کو پیدا نہ کیا۔ اور جب یہ چاہا کہ آسمان کو پیدا کرے تو ہواؤں کو چلنے کا حکم دیا۔ ہواؤں کے چلنے سے اور ان کے جھونکوں سے سمندر میں تلاطم آیا اور پانی موجیں مارنے لگا۔ جس کے سبب سے پانی پر کف آ گیا پھر کف اور موجوں کے درمیان سے بلا آگ کے دھواں نکلا اس دھوئیں سے خدا تعالیٰ نے آسمان کو پیدا کیا اور آسمان میں برج اور ستارے اور آفتاب و ماہتاب کی منزلیں قرار دیں اور ان سب کو آسمان میں چلتا کر دیا آسمان کا رنگ ہرے پانی کی مانند سبز ہے۔ اور زمین کا رنگ شیریں پانی کی طرح غبار آلود ہے۔ یہ دونوں زمین و آسمان بند تھے۔ ان دونوں میں دروازے نہ تھے نہ زمین سے کوئی چیز اگتی تھی نہ آسمان سے پانی برستا تھا۔ پس خدا نے آسمان کو شگافتہ فرمایا یعنی اس سے پانی برسایا اور زمین کو شگافتہ فرمایا یعنی اس سے نباتات پیدا کی۔ قول باری تعالیٰ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ کا یہی مطلب ہے۔ تفسیر برہان میں بروایت ابو حمزہ ثمالی اور ابو منصور سے بروایت ابو ربیع منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال ہشام بن عبد الملک حج کے لئے گیا اور اس کے ساتھ نافع غلام عمر ابن الخطاب بھی تھا اسی سال ہم بھی امام محمد باقر علیہ السّلام کے ہمرکاب حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ نافع نے جناب امام علیہ السّلام کو رکن بیت اللہ کے پاس دیکھا جس حال میں کہ لوگ چاروں طرف سے ان حضرت پر ہجوم کئے ہوئے تھے تو ہشام سے دریافت کرنے لگا یہ صاحب کون ہیں جن پر لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں؟ ہشام نے جواب دیا کہ یہ تو اہل کوفہ کا نبی محمدؐ بن علیؑ ابن الحسینؑ بن علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ نافع نے کہا حضور ذرا دیکھیں کہ میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا اور ان سے ضرور وہ مسئلے دریافت کروں گا جن کا جواب سوائے نبی یا فرزند نبی یا وصی نبی کسی اور سے نہ بن پڑے ہشام لعین نے کہا اے نافع جلدی جا اور سوال کر۔ شاید ان کو خجالت حاصل ہو۔ پس نافع گیا اور آدمیوں پر تکیہ کر کے کھڑا ہوا۔ پھر حضرت کی طرف دیکھ کر کہنے لگا محمدؐ بن علیؑ میں نے توریت و انجیل و زبور و قرآن کو پڑھا ہے۔ ان کتابوں میں حلال و حرام کے متعلق جتنے بھی احکام ہیں وہ مجھے سب معلوم ہیں میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے چند ایسے سوال کروں کہ جس کا جواب سوائے نبیؐ یا فرزند نبیؐ یا وصی نبیؐ کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ پس حضرتؑ نے سر مبارک بلند کر کے فرمایا جو تیرا جی چاہے دریافت کر۔ پس نافع سوال کرتا جاتا تھا اور حضرت اس کا جواب دیتے جاتے تھے منجملہ ان سوالات کے ایک یہ بھی تھا کہ قول باری تعالیٰ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا کی تفسیر بیان فرمایئے؟ حضرتؑ نے ارشاد کیا جب کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو زمین پر اتارا تو آسمان بھی بستہ تھا کہ وہ ایک قطرہ پانی کا نہ برساتا تھا۔ اور زمین بھی بند تھی کہ کوئی چیز نہ اگاتی تھی جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی تو آسمان کو پانی برسانے کا حکم دیا تو آسمان سے کچھ بوندا باندی ہوئی۔ پھر دوبارہ حکم دیا تو اس وقت بادلوں کے دہانے کھل گئے (یعنی خوب مینہ برسا) پھر زمین کو حکم دیا تو اس سے درخت اگے اور ان درختوں سے پھل پیدا ہوئے۔ اور نہر زمین پر ندیاں بہہ نکلیں پس پہلی حالت تو آسمان اور زمین کا بند ہونا تھا اور یہ ان دونوں کا کھل جانا ہے۔ یہ جواب سن کر نافع نے کہا اے فرزند رسولؐ (بے شک) آپ نے سچ فرمایا۔ کتاب الارشاد میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بروایت علماء یہ مضمون درج کیا ہے کہ عمرو بن عبید جناب امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں آیا کہ سوالات کے ذریعے سے حضرتؑ کا امتحان لے۔ چنانچہ عرض کرنے لگا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں قول باری تعالیٰ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا سے کیا مراد ہے۔؟ اور یہ رتق و فتق کیا ہے؟ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے اس سے فرمایا کہ ابتدا میں آسمان بھی بند تھا اس سے مینہ نہ برستا تھا اور زمین بھی بند تھی کہ اس سے کوئی چیز نہ اگتی تھی یہ سن کر عمرو خاموش ہو گیا اور اس کو کوئی جائے اعتراض باقی نہ رہی۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں قول باری تعالیٰ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى (دیکھو صفحہ ۵۰۵ سطر ۴) میں غضب خدا کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا غضب خدا سے مراد اس کا عذاب ہے اور اے عمرو جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ خدا کی حالت میں کچھ تغیر و تبدل ہو جاتا ہے وہ کافر ہے۔ (قول مترجم۔ یہ سن کر ایسی بولتی بند ہوئی کہ چپ چاپ چمپت ہوئے)

**صفحہ ۱۹۳ نوٹ نمبر ۱**

تفسیر قمیؒ میں منقول ہے کہ ہر چند حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں پر اپنی حجت و دلیل قائم کی اور بتوں کی عبادت سے روکنا چاہا مگر انھوں نے حضرت کا کہنا نہ مانا جب ان کی عید کا دن آیا تو نمرود مع اپنے ارکان دولت اور رعایا کے عید منانے کے لئے شہر سے نکلا حضرت ابراہیم نے انکے ہمراہ جانے سے کراہت کی تو نمرود نے ان کو بت خانہ سپرد کر دیا۔ پس جب وہ لوگ چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام ہر بت کے سامنے کھانا لے گئے اور ہر ایک سے ارشاد فرمایا لے کھانا کھا لے اگر نہیں کھاتا ہے تو مجھے جواب دے۔ جب کوئی نہیں بولا تو ہاتھ میں بسولا لے کر ان کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے سب کے ساتھ یہی عمل کیا مگر بڑے بت کو چھوڑ دیا اور بسولا اس کی گردن میں لٹکا دیا۔ وہ صحرا میں دھرا ہوا تھا۔ جب بادشاہ اور لوگ عید سے پلٹ کر آئے تو بتوں کو ٹوٹا پھوٹا پایا آپس میں کہنے لگے کہ جس نے ہمارے معبودوں کی یہ گت بنائی ہے بے شک وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ (پھر) کہنے لگے ہم نے تو ایک نوجوان کو جس کا نام ابراہیمؑ ہے اور جو آذر کا بیٹا (بھتیجا) ہے ان کا (برا) ذکر کرتے ہوئے سنا تھا (ہو نہ ہو یہ اسی کی کرتوت ہے) پس وہ لوگ جناب ابراہیمؑ کو نمرود کے پاس لے گئے۔ نمرود نے آذر سے کہا تو نے مجھ سے خیانت کی اور اس لڑکے کی مجھے اطلاع نہ ہونے دی۔ آذر نے جواب دیا کہ اے بادشاہ یہ کام ابراہیمؑ کی ماں کا ہے اور وہ اپنے اس فعل کی جوابدہی بھی کر سکتی ہے۔ پس نمرود نے جناب ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے اس لڑکے کا حال مجھ سے کیوں پوشیدہ رکھا کہ اس نے ہمارے معبودوں کی گت جو کچھ بھی بنائی بنائی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ میں

نے تیری رعیت کی ہمدردی میں ایسا کیا ہے۔ نمرود بولا اس کا مطلب بیان کر وہمدردی کیسی؟ والدہ جناب ابراہیمؑ نے کہا کہ بات یہ ہے جب میں نے دیکھا کہ تو اپنی رعایا کی اولاد کو (ناحق) قتل کرتا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ اس سے تو لوگوں کی نسل ہی قطع ہو جائے گی۔ پس میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہے جس کی تلاش میں نمرود ہے تو میں اس لڑکے کو اس کے حوالے کر دوں گی کہ اسے قتل کر دے اور لوگوں کی اولاد کے قتل کرنے سے باز رہے۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو ہمارا لڑکا ہمیں مبارک! اے نمرود اب تو نے اسے پالیا تو اب رعایا کی اولاد قتل کرنے سے ہاتھ روک لے۔ نمرود نے والدۂ جناب ابراہیمؑ کی بات قبول کی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ اے ابراہیمؑ! ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا یہ حرکت تو ان کے بڑے نے کی ہے۔ اب اگر یہ بولتے ہوں تو تم انہی سے پوچھ لو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم بخدا نہ تو ان کے بڑے بت نے یہ فعل کیا تھا اور نہ ابراہیم علیہ السلام نے خلاف واقعہ کچھ فرمایا۔ اس پر کسی نے سوال کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ ایسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ فرمایا مشروط فرمایا یعنی یوں فرمایا کہ اگر یہ بڑا بت بول سکتا ہے تو یہ فعل بھی اسنے کیا اور اگر نہیں بول سکتا تو اسنے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کے معاملہ میں اپنی قوم سے مشورہ لیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے تو اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو اور ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو۔ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ فرعون ابراہیمؑ (یعنی نمرود) اور اسکے مشیر سلطنت بڑے ولد الحرام تھے کہ انھوں نے نمرود کو یہ مشورہ دیا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ اور موسیٰ علیہ السلام والا فرعون اور اسکے ارکین دولت ولد الحلال تھے۔ کہ انھوں نے تو جناب موسیٰؑ کے بارے میں یہ رائے دی۔ اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ الغرض ابراہیمؑ کو نمرود مردود نے قید کر لیا اور ان کو جلانے کے لئے (خشک) لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب آگ میں ڈلوانے کا دن آیا تو نمرود اپنی بستی سے باہر نکلا اور اس مکان میں آیا جو خاص اس لئے بنوایا گیا تھا کہ وہاں بیٹھ کر نمرود حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں جلنا دیکھے۔ اور آگ بحد تیز تھی جو پرندہ اس پر سے گزرتا تھا تو جل جاتا تھا۔ کسی میں اتنی قدرت نہ تھی کہ آگ کے قریب جا کر ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دیتا (وہ لوگ حیران تھے کہ کس طرح ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکیں کہ) شیطان نمرود کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں کے لئے گوپھن بنائی۔ جب وہ تیار ہوگئی تو اس میں جناب ابراہیمؑ کو بٹھایا۔ آذر ملعون قریب آیا اور ایک طمانچہ اس کافر نے رخسار ابراہیمؑ پر مارا اور کہنے لگا اے ابراہیمؑ اب بھی اپنا باطل عقیدہ چھوڑ دے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی باقی نہ رہی جس نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں جناب ابراہیمؑ کے لئے دعا نہ کی ہو ملائکہ آسمان دنیا پر بھیج دیئے گئے۔ زمین نے عرض کی خدایا اگر ابراہیمؑ جل گئے تو مجھ پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ ملائکہ عرض کرنے لگے پروردگارا تیرا خلیل آگ میں جلایا جاتا ہے۔ جناب احدیت سے خطاب ہوا اگر ابراہیمؑ مجھ سے دعا کرے گا تو میں ضرور اس کے لئے کفایت کروں گا۔ جبرئیل نے عرض کی خداوندا ابراہیمؑ تیرا خلیل ہے اس کے سوا زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو نے اس کے دشمن کو اس پر مسلط کیا ہے کہ وہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلانا چاہتا ہے۔ ارشاد باری ہوا اے جبرئیل خاموش ہو جا۔ یہ بات وہ کہے گا جو تیری مانند موت سے خوف کرتا ہو۔ ابراہیمؑ میرا بندہ ہے اگر وہ مجھ سے درخواست کرے گا تو میں اس کی دستگیری کروں گا۔ پس اس وقت جناب ابراہیمؑ نے یہ کلمات کہے اور دعا مانگی۔ يَا اللهُ يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ نَجِّنِىْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ (اے اللہ! اے تنہا! اے یکتا! اے بے نیاز! نہ تجھ سے کوئی پیدا ہوا نہ تو کسی سے پیدا ہوا۔ نہ کوئی تیرا ہمسر ہے۔ تو اپنی رحمت سے آتش نمرود سے مجھے نجات دے) امام علیہ السلام نے فرمایا پس جب کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو گوپھن میں رکھ دیا گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے ان سے ہوا میں ملاقات کی عرض کی اے ابراہیمؑ آیا آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے تو بیان کیجئے۔ ان حضرت نے جواب دیا اے جبرئیل تم سے کوئی حاجت نہیں ہاں خدا سے ضرور ہے۔ پس جبرئیل نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک انگوٹھی دی جس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ اَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَى اللهِ وَاَسْنَدْتُّ اَمْرِىْ اِلَى اللهِ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَى اللهِ لکھا ہوا تھا (جب وہ جناب آگ میں پہنچے تو) خداتعالے نے آگ کو سرد ہو جانے کا حکم دیا وہ اتنی ٹھنڈی ہوگئی کہ سردی سے حضرت ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے۔ پھر آگ سے ارشاد باری ہوا۔ ابراہیمؑ کو صحیح و سالم رکھ۔ پس جبرئیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور آگ میں بیٹھ کر ان جناب سے باتیں کرنے لگے نمرود نے جو یہ واقعہ دیکھا تو کہنے لگا اگر کوئی شخص کسی کو معبود بنائے تو ابراہیمؑ کے معبود جیسے کو اپنا خدا سمجھے یہ سن کر نمرود کے ارکین دولت میں سے ایک شخص بولا کہ میں نے آگ کو قسم دے دی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلائے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آگ سے ایک شعلہ نکلا اور اسی شخص کو جلا کر خاک کر دیا۔ اس وقت حضرت لوط بھی حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور ہجرت کر کے شام کی طرف چلے گئے۔ اور نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو اسی آگ میں ایک سبز اور شاداب باغ میں ایک مرد پیر کے ہمراہ باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو آواز سے کہا تیرے بیٹے (یعنی بھتیجے) کا اس کے پروردگار کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چھپکلی تو آتش ابراہیمی بھڑکانے کے لئے پھونک مارتی تھی اور مینڈک اس کے بجھانے کے لئے پانی لا لا کر ڈالتا تھا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خداتعالے نے آگ کو یہ حکم دیا "كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا" تو ساری دنیا میں تین دن تک آگ نے اپنا کام ہی نہ کیا۔ پھر خداتعالے نے یہ فرمایا وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ اس وقت سے آگ کام دینے لگی۔ اس کے بعد خداتعالے نے فرمایا وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ○ اس آیت میں الارض سے مراد ملک شام اور سواد کوفہ کی ہے۔

**صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۲** وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ○ الاکمال میں جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ زبور پڑھتے ہوئے نکلتے تھے اور جس وقت وہ زبور پڑھتے تھے تو کوئی پہاڑ یا پتھر یا پرندہ ایسا باقی نہیں رہتا تھا جو ان کے ساتھ نہ پڑھتا ہو۔ المناقب میں میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر سجدہ میں تسبیح خدا کی تو کوئی درخت اور ڈھیلا ایسا نہ رہا جس نے ان حضرتؑ کے ساتھ تسبیح خدا نہ کی ہو۔

**صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۳** وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ○ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ اگر تم بیت المال میں سے نہ کھاتے اور اپنے ہاتھ کی محنت سے (اپنی روزی) بہم پہونچاتے تو بہت ہی اچھے بندے ہوتے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت داؤدؑ چالیس دن تک روتے رہے۔ پس خداتعالیٰ نے لوہے کو حکم دیا کہ تو میرے بندے داؤد کے لئے نرم ہو جا۔ حکم خدا سے لوہا نرم ہوگیا اور داؤدؑ روز ایک زرہ بنا لیتے تھے اور ہزار درہم کی بیچ لیتے تھے۔ اس طرح تین سو ساٹھ زرہ بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم کو بیچ لیں۔ اور ہمیشہ کے لئے بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۴** اَلضُّرُّ۔ جب عام ضرور کے معنوں میں ہو تو یہ لفظ زبر سے آتا ہے۔ اور جب خاص جسمانی ضرر کے معنوں میں ہو جیسے بیماری اور دبلاپن وغیرہ تو پیش سے آتا ہے۔

**صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۵** وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ حضرت ایوب نے اپنی ذات اور اپنی تکلیف کا ذکر کرنے کے بعد اپنے پروردگار کی انتہائے رحمت کا ذکر کر دیا اور اپنے سوال کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ سب سے زیادہ رحم کرنے والے سے تکلیف کے اظہار کے بعد مطلب عرض کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۲** لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥ الفقیہ اور الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے جسے رنج وغم پیش آئے وہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں فریاد کرتا کیوں کہ اس کے بعد تو خدا فرماتا ہے . . . فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اور جناب رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ جو مصیبت زدہ اس آیت کے ساتھ دعا مانگے گا اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۳** وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ٥ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب حضرت ذکریاؑ کی زوجہ کو حیض نہیں آتا تھا پھر آنے لگا۔

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۴** یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ٥ یہاں رغبت سے مراد ہے طاعت و عبادت کی رغبت نہ کہ ثواب اور معاوضہ کی خوف سے مراد نافرمانی و مخالفت کا خوف ہے نہ کہ عذاب کا۔ اس وجہ سے کہ انبیا و اوصیا کا مقام بہت ہی عالی ہے جیسا کہ امیرالمومنین فرماتے ہیں "یا اللہ! نہ میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتا ہوں اور نہ جنت کی لالچ سے بلکہ میں تیری عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ میں نے تجھ کو لائقِ عبادت پایا ہے"۔

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۵** وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ٥ تفسیر قمیؒ میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس بستی کے رہنے والوں کو خدا تعالیٰ نے عذاب سے ہلاک کیا ہو گا وہ زمانۂ رجعت میں واپس نہ آئیں گے الفقیہ میں جناب امیرالمومنینؑ کا جمعہ کا خطبہ مندرج ہے جس میں یہ فقرے بھی ہیں اَلَمْ تَرَوْا اِلَی الْمَاضِیْنَ مِنْكُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ وَ اِلَی الْبَاقِیْنَ مِنْكُمْ لَا یَبْقَوْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ٥ (کیا تم ان لوگوں کے بارے میں جو تم سے گزر گئے ہیں غور نہیں کرتے کہ وہ واپس نہیں آتے اور جو تم میں سے باقی ہیں ان کے بارے میں غور نہیں کرتے کہ وہ باقی نہ رہیں گے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس کے لئے ممانعت ہے کہ وہ رجعت کے زمانے میں واپس نہ آئیں گے۔) ۔۲

**صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۲** اور خدا تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کو اور جو جمعیتیں ان کے بعد زمین میں ہونے والی ہیں ان کو وہ صبر تعلیم فرمایا تھا جو ان سے پہلے کسی نبیؐ سے نہیں بن پڑا۔ پس خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اسی عنوان سے مبعوث فرمایا کہ ہدایت بھی کر دیں اور درگزر بھی مگر عذاب کی صراحت نہ فرمائیں پس آنحضرت نے اللہ کی حجت کو اپنے وصی کے بارے میں ہدایت و درگزر کے ساتھ ثابت کر دیا اور فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ ٥ (جس کا میں مالک و آقا ہوں پس یہ علیؑ بھی اس کا آقا و مالک ہے) اور یہ بھی فرمایا وَهُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور اس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور نبی کے اخلاق سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ ایسی کوئی بات منہ سے نکالے جو بے معنی ہو پس امت پر یہ جاننا لازم ہوگیا کہ ہارونؑ میں نبوت بھی موجود تھی اور موسیٰؑ کے حقیقی بھائی بھی تھے تب خلیفہ مقرر کئے گئے اور جس کو آنحضرتؐ نے مقرر کیا وہ نہ نبی ہے نہ حقیقی بھائی پھر بھی اس کو منزلت ہارونی عطا کی تو ضرور ہے کہ اس کو اپنی امت پر اس طرح خلیفہ مقرر کیا ہو جیسا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کو کیا تھا جب ان سے یہ فرمایا تھا اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (تم میری قوم میں میرے جانشین ہو) اور آنحضرت ان سے یہ فرماتے کہ فلاں شخص کے سوا کسی دوسرے کو امام نہ سمجھنا ورنہ تم پر عذاب نازل ہو گا۔ تو غیروں کو خلیفہ بنا لینے کی صورت میں ضرور عذاب نازل ہوتا پس آنحضرت کے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اس امت کو ڈھیل دی گئی اور ان کا عذاب صرف آخرت میں رکھا گیا لعلل میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے جس وقت قائم آل محمدؐ ظہور کریں گے تو عائشہ دوبارہ زندہ کی جائے گی وہ جناب امیرؑ (حد جاری کریں گے اور) کوڑے لگائیں گے۔ اور دخترِ رسولؐ جناب فاطمہ زہراؑ کا اس سے بدلا لیں گے۔ کسی نے عرض کی عائشہ پر کوڑے کیوں پڑیں گے۔ حضرتؑ نے جواب دیا اس لئے کہ اس نے حضرت ام المومنینؑ ماریہ قبطیہ مادر ابراہیمؑ پر تہمت لگائی تھی۔ کسی نے سوال کیا عائشہ پر جھوٹا اتہام لگانے کی سزا حضرت قائمؑ کے لئے خدا نے کیوں چھوڑ دی؟ حضرتؑ نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت بنا کر مبعوث کیا ہے اور قائم آل محمدؐ کو انتقام اور منافقین سے بدلا لینے والا معین فرمائے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے وقت حضرت جبرئیل امین سے یہ دریافت کیا کہ اس رحمت کا حصہ تم کو بھی کچھ ملا ہے؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں ملا ہے میں ہمیشہ انجام امر سے ڈرا کرتا تھا مگر جب آپؐ ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان لفظوں میں میری تعریف فرمائی۔ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ٥ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۔

**صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۳** فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح مجھ کو توحید کے بارے میں وحی ہوتی ہے آیا تم اس طرح اس کے تسلیم کرنے کو اور خدا کے بندے بننے کو آمادہ ہو یا نہیں المناقب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ اصل منزل تھی فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ جس کا یہ مطلب ہے کہ آیا تم میرے بعد میری وصیت کے ماننے والے ہو؟ تو ل منہ جم توحید سے روگرداں ہوں تو اور وصیت سے روگرداں ہوں تو مال دونوں کا ایک ہی ہے یعنی خواہش نفسانی کا بندہ بن جانا یا شیطان کا گرگا بننا۔

**صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۴** قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ٥ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ دو طرح سے پڑھا گیا ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا پروردگار سب سے برحق فیصلہ کرنے والا ہے یعنی ظالموں سے انتقام لینا اسی کا کام ہے اس صورت میں اعراب اس کے یوں ہوں گے قُلْ رَبِّیْ اَحْكَمُ بِالْحَقِّ اور معنی اس آیت سے متشابہ ہوں گے جو سورۂ آل عمران میں آچکی لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۸، سطر ۱۰) اور دوسری قراءت معمولی ہے جس میں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار تو حق کے ساتھ فیصلہ فرما، چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی دعا قبول کی اور ان کو غلبہ عطا فرمایا اگر آنحضرتؐ کے بعد ان کی امت حق نہ چھوڑ دیتی تو اسلام کا جھنڈا کبھی سرنگوں ہی نہ ہوتا۔

**صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۵** زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ ٥ احتجاج طبرسی میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اے آدمیو! تقویٰ اختیار کرو اور اس ساعت سے ڈرو جس کے بارے

میں خداتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں خطاب تو عام آدمیوں سے ہے مگر یہ زلزلہ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے اور آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے کچھ پہلے آئے گا۔۱۲

**صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۶** یَوْمَ تَرَوْنَهَا ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے عمران ابن حسین اور ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ اس سورہ کے اوّل کی دونوں آیتیں غزوۂ بنی المصطلق کے زمانہ میں رات کے وقت جب کہ لوگ چلے جارہے تھے نازل ہوئیں یہ بنی المصطلق بن خزاعہ کے قبیلہ کی ایک شاخ۔ جناب رسولؐ خدا نے اسی وقت سب لوگوں کو ایک آواز دلوائی۔ بس سب اپنی اپنی سواریوں کو تیز کرکے آنحضرتؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے پس آنحضرت نے ان کو یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اس رات کو لوگ ایسا روئے ایسا روئے کہ کبھی نہ روئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو نہ کسی نے کاٹھی اتاری نہ خیمہ قائم کیا اور لوگوں کی حالت یہ تھی کہ کوئی روتا تھا اور کوئی متفکر و غمگین بیٹھا تھا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم سمجھے کہ یہ دن کون سا ہے۔؟ انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ خداتعالیٰ آدم سے فرمائے گا کہ اپنی اولاد کو جہنم میں بھیجو۔ وہ دریافت کریں گے کہ کتنوں کو تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے ۹۹۹ کو جہنم میں اور ایک کو جنت میں یہ بات مسلمانوں پر اور بھی گراں گزری پھر گریہ وزاری کرنے لگے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ یوں نجات ہی کون پائے گا؟ فرمایا خوش ہو جاؤ کہ تمھارے ساتھ دو مخلوق یاجوج و ماجوج کہ جہاں ہوں گی کثرت انھیں کی ہوگی اور تم تو آدمیوں میں ایسے ہو جیسے سیاہ بیل کے سفید بال ہوں یا نوجوان اونٹ کے بازو پر ایک تحریر ہو۔ یا اونٹ کے پہلو میں ایک بکری ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ امید ہے کہ اہل جنت کی ایک تہائی تم ہو گے۔ اب لوگوں نے تکبیر کہی۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اہل جنت کی دو تہائی تم ہو گے' اس لئے کہ اہل جنت کی ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوں گی جس میں سے اسی میری ہی امت کی ہوں گی پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب داخل جنت ہوں گے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس پر عمر ابن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ ستر ہزار۔ حضرتؐ نے فرمایا جی بلکہ ایک ایک ساتھ ستر ستر ہزار۔ اس پر عکاشہ ابن محسن اٹھ کھڑا ہوا عرض کی یا رسولؐ اللہ دعا فرما کہ خداتعالیٰ مجھ کو بھی انہی میں سے قرار دے۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی خدایا عکاشہ کو انھیں میں سے قرار دے۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا حضور دعا کیجئے خداتعالیٰ مجھے بھی انھیں میں سے قرار دے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عکاشہ اس امر میں تجھ سے سبقت کر چکا۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں چونکہ وہ انصاری منافق تھا اس لئے حضرتؐ نے اس کے لئے دعا نہیں فرمائی۔۱۲

**صفحہ ۳۹۷ نوٹ ۵** اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جب بندہ سو برس کو پہونچ جائے تو یہی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے پچھتر برس منقول ہیں۔ قول مترجم: حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ بندہ کی طاقت اور ملک کی آب و ہوا پر موقوف ہے۔۱۲

**صفحہ ۳۹۷ نوٹ ۶** لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ط۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی حالت کی طرف عود کر جاتا ہے جو بچپن میں تھی یعنی عقل ناقص ہو جاتی ہے' فہم کم ہو جاتا ہے' جن جن چیزوں کو جانتا تھا انھیں بھول جاتا ہے اور جنھیں پہچانتا تھا ان سے انجان ہو جاتا ہے۔۱۲

**صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۳** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین کے کنارے پر ہے کہ اسے قرار نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص لشکر کے کنارے رہے اگر کامیابی نظر آئے تو ٹھہرا رہے ورنہ بھاگ جائے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے تھے جنھوں نے خدا کی توحید کو تو مان لیا تھا اور خدا کے سوا جن کی عبادت کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ دیا تھا اس طرح شرک سے نکل آئے تھے مگر یہ نہیں پہچانا تھا کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں بس وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے مگر جناب محمد مصطفیٰؐ کی طرف سے اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لے کر آئے تھے اس کی طرف سے شک میں تھے۔ بس وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہمارے مال اور اولاد میں اضافہ ہوا اور ہم خود بھی آفیت سے رہے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ خدا کے سچے رسولؐ ہیں اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس وقت کی اس وقت دیکھی جائے گی۔ بس ان کے اسی مطلب کو خداتعالیٰ یوں فرماتا ہے فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ٕاطْمَاَنَّ بِهٖ ج بس یہاں خیر سے دنیا کی بہتری مراد ہے وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ سے یہ مراد ہے کہ اسی شک کی وجہ سے پھر شرک کی طرف عود کر جائیں گے۔۱۲

**صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۴** یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَمَا لَا یَنْفَعُهٗ۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ اسی شخص کی حالت کا بیان ہے جو توحید خدا کو تو مانتا ہو اور جناب رسولؐ خدا کی طرف سے شک میں ہو کہ جب اس پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو وہ پھر مشرک ہو جاتا ہے' خدا کے سوا دوسروں سے دعا کرنے لگتا ہے اور دوسروں کی عبادت کرنے لگتا ہے پس اس قسم کے گروہ میں سے کوئی تو ایسا ہوگا جو ان چیزوں کی حقیقت پہچان لے گا جو نہ اسے ضرر پہونچاتی ہیں نہ نفع' اور اس طرح ایمان اس کے قلب میں داخل ہو جائے گا۔ اور ایمان بھی لے آئے گا تصدیق بھی کر لے گا اور وہ منزلت شک سے ہٹ کر دائرۂ ایمان میں بھی داخل ہو جائے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو اپنے شک پر قائم رہے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو قطعی مشرک ہو جائے گا۔۱۲

**صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۵** مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ لفظ ظن کتاب خدا میں دو طرح سے آیا ہے ایک ظن یقین اور دوسرا ظن شک اور یہاں ظن شک ہے مطلب یہ ہوا کہ جس شخص کو اس بات میں شک ہو کہ خداتعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں ثواب دے گا اسے یہ لازم ہے کہ خدا کے اور اپنے مابین کوئی راستہ بنائے (کیونکہ سبب بمعنی راستہ سورۂ کہف میں بھی آیا ہے) پھر علٰحدگی اختیار کرے (کیونکہ قطع بمعنی تمیز آیا جیسے خدا فرماتا ہے ... وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا جس کے معنی ہیں ہم نے ان کو علٰحدہ علٰحدہ کر دیا) پھر غور سے دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر اس بات کو جو اسے غصہ دلاتی تھی روک دیتی ہے یا نہیں تو اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو شخص اپنی ذات کے لئے کوئی راستہ نکال لے گا اور سب سے الگ بھی ہو جائے گا تو ایسا راستہ جو اس کے اور خدا کے مابین ہوگا اس کو حق بنا دے گا اور عوام الناس کی روایت کے بموجب اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص خداتعالیٰ کے اقوال کی تصدیق نہ کرے اسے لازم ہے کہ اپنے گھر کی چھت پر ایک رسی لٹکائے اور اپنے گلے میں پھندا ڈال لے اور پھر دیکھے اس کی تدبیر اس کے غصہ کو کھو دیتی ہے یا نہیں۔۱۲

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۳** يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ط تفسیر قمی میں جناب جعفر صادق سے بروایت ابوبصیر جنت کا جو بیان کیا گیا ہے تفسیر قمی میں ابوبصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں (جنت کا حال سن کر) میرے شوق کو بڑھایئے حضرت نے فرمایا اے ابو محمد جنت کی ادنیٰ نعمت یہ ہے کہ اس کی خوشبو اتنی دور سے معلوم ہوگی جتنی مسافت دنیاوی حساب سے ایک ہزار برس میں طے ہو۔ اور اہل جنت کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ اتنا ہے کہ اگر اس میں تمام جن و انس منزل کریں تو بھی اس کا سامان خورد نوش سب کو کافی ہوگا۔ کوئی چیز کم نہ پڑے گی اور اہل جنت کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ جو شخص جنت میں داخل ہوگا اس کے لئے تین باغ کھولے جائیں گے۔ جب وہ نیچے والے باغ میں جائے گا تو وہاں اپنی بیویاں خدمت کرنے والے اور نہریں جاری اور ہر قسم کا میوہ پائے گا جس کے دیکھتے ہی آنکھیں اس کی خنک اور دل اس کا خوش ہو جائے گا۔ پس جب کہ وہ خدا کا شکر اور اس کی حمد بجا لائے گا آواز آئے گی (ذرا) اپنا سر اٹھا کر دوسرے باغ کو تو دیکھ کیوں کہ اس میں نعمتوں کا وہ سامان ہے جو پہلے میں نہ تھا پس یہ بندہ مومن عرض کرے گا اے میرے پروردگار یہ باغ بھی تو مجھے عطا فرما دے۔ جواب آیا اگر میں یہ تجھے دے دوں گا تو مجھ سے اس کے سوا اور باغ بھی مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! بس یہی مجھے دے دے۔ جب وہ بندۂ مومن اس باغ میں داخل ہو کر خدا کا شکر و حمد بجا لائے گا تو خدا کا حکم ہوگا کہ اس کے سامنے تیسرے باغ کا دروازہ بھی کھول دو۔ جب وہ آنکھ اٹھا کر ان کی نعمتیں دیکھے گا تو ان دونوں جنتوں سے چند در چند اسباب عیش و نشاط اس میں نظر آئیں گے۔ انھیں دیکھ کر بیحد خوش ہوگا اور درگاہ خدا میں عرض کرے گا اے پروردگار! تو بے شک سزاوار حمد ہے تیری حمد و تعریف کا احاطہ نہیں ہو سکتا کہ تو نے مجھے جنت میں پہونچا کر احسان کیا اور آتش ہائے دوزخ سے نجات دی۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں رونے لگا اور میں نے عرض کی کہ اے آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کچھ اور فرمایئے۔ حضرت نے ارشاد کیا اے ابو محمد! جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر نوجوان لڑکیاں اُگی ہوئی کھڑی ہوں گی جب مرد مومن ان میں سے کسی لڑکی کے پاس سے گزرے گا اور وہ لڑکی اسے اچھی معلوم ہوگی تو اسے اکھاڑ لے گا! اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسری اور اگا دے گا۔ ابوبصیر نے عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا اے ابو محمد! ہر مومن کے نکاح کی آٹھ سو کنواری لڑکیاں اور چار ہزار شوہر دیدہ عورتیں اور دو حوریں ازدواج سے ہوں گی۔ اس نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ اے مولا کیا آٹھ سو کنواری لڑکیاں ملیں گی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ جب ان سے ہمبستری کی جائے گی تو وہ باکرہ ہوں گی۔ میں نے دریافت کیا مولا حوریں کس چیز سے پیدا کی گئی ہیں حضرت نے فرمایا جنت کی نورانی مٹی سے مخلوق ہوئی ہیں ان کی پنڈلیوں کا گودا ستر حلوں میں سے بھی نظر آئے گا۔ مومن کا جگر حور کے لئے آئینہ ہوگا اور حور کا جگر مومن کا آئینہ ہوگا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ کیا حوران جنت جنت میں باتیں بھی کریں گی؟ حضرت نے فرمایا ان کی شیریں بیانی ایسی ہوگی کہ کسی نے بھی نہ سنی ہوگی۔ میں نے کہا وہ کیا باتیں ہوں گی؟ حضرت نے کہا وہ نرم آوازوں سے کہیں گی ہم ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہمیں کبھی موت نہ آئے گی ہم نازک اندام ہیں۔ سختی ہم میں بالکل نہیں ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ہم کبھی یہاں سے کوچ نہ کریں گے۔ ہم ہمیشہ خوش مزاج رہیں گے ہم کو کبھی غصہ نہ آئے گا۔ خوشا حال اس کا جو ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جس کے واسطے ہم مخلوق ہوئے ہیں ہم وہ ہیں کہ اگر ہمارا گیسو زمین اور آسمان کے درمیان معلق کر دیا جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں۔

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۴** وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ حمزہؑ اور جعفر طیارؑ اور عبیدہؓ اور سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ اور مقداد ابن اسودؓ اور عمارؓ ابن یاسر تھے جنھوں نے صراط الحمید یعنی ولایت جناب امیر المومنینؑ کی راہ پالی۔ المحاسن میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وَاللہ صراط الحمید سے مراد وہ امر ہے جس پر تم قائم ہو۔ ۱۲

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۵** سَوَآءَ اِلْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ کفار قریش نے جناب رسول خدا کو مکہ آنے سے روکا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ مکہ میں اہل مکہ اور وہ لوگ جو باہر سے آئیں دونوں برابر کا حق رکھتے ہیں نہ کسی کو کہیں اترنے سے روکا جائے اور نہ داخلۂ حرم سے نہج البلاغہ میں وہ فرمان ہے جو حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے عامل مکہ قثم ابن عباس کو لکھا تھا۔ اس میں یہ حکم بھی تھا کہ اہل مکہ سے کہہ دو کہ کسی سے کرایہ نہ لیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَوَآءَ اِلْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ط اس عاکف سے مراد اہل مکہ ہیں اور باد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو باہر سے حج کے لئے مکہ میں آئے کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے جس نے مکہ کے دروازوں پر کواڑ لگوائے اور بیت اللہ کے حاجیوں کو روکا باوجودیکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَوَآءَ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ط حالانکہ پہلے کا دستور تھا کہ باہر سے آنے والے جس کے ہاں جی چاہتا اتر پڑتے۔ بس معاویہ اس زنجیر میں جکڑا جائے گا جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا (ایسی زنجیر میں جس کا طول ستر ہاتھ کا ہوگا۔) اور وہ اس امت کا فرعون ہے۔ ۱۲

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۶** بِاِلْحَادٍ ہ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے ہر ظلم جو کوئی شخص مکۂ معظمہ میں اپنی ذات پر کرے خواہ چوری کرنے سے یا کسی کو ستانے سے یا اور کسی طرح کی نافرمانی کرنے سے میرے نزدیک وہ الحاد ہے اور اسی وجہ سے وہ حضرتؑ حرم میں سکونت اختیار کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۷** وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ ہ کافی اور تہذیب میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ پس بندہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ مکہ میں بغیر غسل کئے اور پاک ہوئے داخل ہو۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کعبہ کے گرداگرد خدا تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں ہیں از انجملہ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس فقط کعبہ کے دیکھنے والوں کے لئے۔ ۱۲

**صفحہ ..۲۴ نوٹ ۸** وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب ابراہیمؑ بیت اللہ کے بنانے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ - - - -

نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان حج کردو۔ انھوں نے عرض کی پروردگار میری آواز نہ پہونچے گی۔ خداتعالیٰ نے فرمایا تم اعلان تو کرو۔ اعلان کرنا تمھارے ذمہ ہے اور آواز کا پہونچانا میرے ذمہ ہے۔ تم مقام ابراہیم پر چڑھو جو اس زمانہ میں بیت اللہ سے بالکل ملا ہوا تھا پس مقام ابراہیم حضرت ابراہیم کو لے کر اتنا اونچا ہوا کہ اونچے سے اونچے پہاڑ سے بھی بلند ہو گیا پس ابراہیم نے اپنے کانوں میں انگلی دے کے اور مغرب و مشرق کی طرف رُخ کرکے یہ آواز دی لوگو! تم پر بیت عتیق کا حج واجب کیا گیا پس اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرو۔ پس لوگوں نے ساتوں سمندروں کے نیچے سے مشرق و مغرب کے مابین سے اور زمین کے کل اطراف سے جہاں تک خشکی چلی گئی ہے اور مردوں کے پشتوں سے اور عورتوں کے رحموں سے حضرت ابراہیم کی ندا کا جواب لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہہ کے دیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اب تک لوگ یہی کلمہ کہتے چلے آئے ہیں، اور جو اس دن سے قیامت تک حج کریں گے وہ انہی میں سے ہیں جنھوں نے اعلان خدا کا جواب دیا تھا۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب رسول خدا دس برس مدینہ منورہ میں رہے اور کوئی حج نہیں بجالائے پھر خداتعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ الخ پھر حضرتؐ نے موذنوں کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اس امر کا اعلان کردیں کہ جناب رسول خدا اس سال حج کو جائیں گے۔ پس لوگ مدینہ میں تھے وہ اور اہل موالی اور اطراف کے بدو سب اس سے واقف ہو گئے اور آنحضرت کے حج کے لئے جمع ہو گئے۔ مطلب یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جاکر حج کریں اور جن جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے انھیں غور سے دیکھ کر بجالائیں اور جو کچھ حضرتؐ کو کرتے دیکھیں وہی بجالائیں۔ کافی اور العلل میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا اور اس کی تعمیر ختم ہو گئی تو وہ جناب اس کے رکن پر رونق افروز ہوئے اور آواز دی هَلُمَّ اِلَى الْحَجِّ یعنی حج کے لیے آؤ اور اگر هَلُمُّوْا اِلَى الْحَجِّ فرماتے تو وہ لوگ حج کرنے کو آتے جو اس وقت تک پیدا ہو چکے تھے۔ (کیونکہ صیغۂ هَلُمُّوْا اسے خطاب ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو موجود ہوں) لیکن ان جناب نے هَلُمَّ اِلَى الْحَجِّ فرمایا (اس لئے کہ صیغۂ هَلُمَّ کا استعمال عام ہے یعنی جن سے خطاب کیا جائے خواہ بوقت خطاب موجود ہوں یا نہوں) یہ آواز سنتے ہی لوگوں نے لَبَّيْكَ کہنا شروع کیا یہاں تک کہ جو اپنے باپوں کی پشتوں میں (بصورت نطفہ) تھے انھوں نے لَبَّيْكَ دَاعِيَ اللّٰهِ لَبَّيْكَ دَاعِيَ اللّٰهِ کہا پس جس نے دس مرتبہ لبّیک کہی تھی اس نے دس حج کیئے اور جس نے پانچ مرتبہ لبّیک کہی تھی وہ پانچ حج بجالایا۔ اور جس نے جتنی بار لبّیک کہی تھی اس نے اتنے ہی حج کئے۔ جس نے ایک دفعہ لبّیک کہی تھی اس نے صرف ایک ہی حج ادا کیا اور جس نے بالکل لبّیک نہیں کہی تھی وہ حج سے محروم رہا۔

تفسیر برہان میں ہے کہ معاویہ بن عمار نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس برس تک مدینہ میں قیام فرمایا اور حج بجانہ لائے۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی "وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ" پس حضرت نے موذنوں کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اس بات کا اعلان کردیں کہ اس سال جناب رسول خدا حج کو جائیں گے۔ جو لوگ مدینہ میں موجود تھے وہ اور عوالی کے باشندے اور قرب و جوار کے بدوی سب اس خبر سے آگاہ ہو گئے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ حج بیت اللہ ادا کرنے کے لئے اس لئے جمع ہو گئے کہ احکام خدا کی پابندی دیکھ بھال کے کرسکیں۔ اور جو کچھ حضرتؐ کو کرتے دیکھیں خود بھی بجالائیں۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ چھبیس ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے اور ذوالحلیفہ میں پہونچ کر بوقت زوال حضرتؐ نے غسل (احرام) کیا اور مسجد شجرہ میں نماز ظہر پڑھی۔ وہاں سے حج افراد کے ارادہ سے روانہ ہو کے مقام بیداء میں جو پہلے میل کے پاس ہے آئے۔ پس حضرت کے لئے لوگوں کی دونوں طرف سے دو صفیں قائم ہو گئیں۔ اور حج افراد کی نیت کرکے لبّیک کہی۔ چھیاسٹھ یا چونسٹھ قربانیاں ہمراہ لیں۔ یہاں تک کہ آخری تاریخ ذیقعدہ کو مکۂ معظمہ پہونچ گئے۔ جب چوتھی ذالحجہ آئی۔۔۔ تو آنحضرت نے بیت اللہ کا پورا طواف یعنی سات دور کا پورا طواف کیا۔ نماز طواف مقام ابراہیمؑ کے پیچھے ادا فرمائی۔ وہاں سے پھر حجر اسود کے قریب آئے اور اس کو بوسہ دیا۔ اس سے پہلے شروع طواف میں بھی بوسہ دے چکے تھے۔ پھر فرمایا کہ صفا و مروہ دونوں (پہاڑیاں) شعائر اللہ (خدا کی نشانیوں) میں سے ہے۔ پس جو کچھ خدا نے حکم دیا تھا حضرتؐ نے اسے شروع کردیا۔ مسلمانوں کا بھی یہی گمان تھا کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا خدا کی نشانیوں میں سے ہے۔ پس جو حج کرے یا عمرہ بجالائے اسے ان دونوں (پہاڑیوں) کا طواف بھی ادا کرنا لازم ہے۔ پھر حضرتؐ کوہ صفا پر آئے اور اس پر چڑھ گئے اور یمانی کی طرف منہ کرکے خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور اتنی دیر تک حضرتؐ نے دعا مانگی کہ جتنی دیر میں سورت بقرہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جاسکے۔ پھر وہاں سے اتر کر کوہ مروہ پر آئے۔ وہاں بھی مثل کوہ صفا کے قیام کیا۔ پھر اس سے اتر کر صفا کی جانب واپس ہوئے تھوڑی دیر اس پر توقف فرمایا پھر اتر کر کوہ مروہ کی جانب تشریف لائے یہاں تک کہ اپنی سعی کو کوہ مروہ پر ختم کرکے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و ثنائے باریتعالیٰ ادا کرنے کے بعد پشت مبارک کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا جبرئیل مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی اپنے ہمراہ قربانی نہیں لایا ہے (یعنی) جس نے حج قران کا احرام نہیں باندھا ہے) وہ احرام کھول ڈالے اگر میں پہلے سے حج قران کی نیت کئے ہوئے نہ ہوتا تو جو میں نے تم کو حکم دیا ہے اس پر میں بھی عمل کرتا۔ (احرام کھول دیتا) اور حج قرآن بجالانے والے کو قربانی سے پہلے احرام نہ کھولنا چاہیئے۔ امام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص (یعنی ابن الخطاب) نے عرض کی یارسولؐ اللہ! ہم لوگ حج بھی کرنے جائیں اور ہمارا یہ حال بھی ہو کہ غسل جنابت کے قطرے ہمارے بالوں سے ٹپکتے ہوں۔ جناب رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو کبھی اس حکم پر ایمان نہ لایا پس سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی نے عرض کی یارسولؐ اللہ آج ہم نے اپنے دین کو سمجھا گویا کہ آج ہم پیدا ہوئے ہیں۔ یہ جو آپ نے حکم دیا ہے یہ اسی سال کے لئے ہے یا آئندہ کے لئے بھی ہے۔؟ حضرت نے فرمایا یہ حکم قیامت تک ہمیشہ کے لئے ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے یوں داخل ہو گیا (جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں۔ امام فرماتے ہیں اسی وقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام یمن سے مکہ میں جناب رسولؐ خدا کے پاس آحاضر ہوئے۔ اور وہاں سے جناب سیدہ علیہا السلام کی قیام گاہ میں تشریف لائے تو وہ معصومہ اپنا احرام کھول چکی تھیں اور رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو خوشبو محسوس ہوئی تو فرمایا کہ اے سیدہؑ! یہ کیا؟ معصومہؑ نے جواب دیا مجھے رسولؐ خدا نے یونہی حکم دیا ہے۔ پس جناب امیرالمومنینؑ دریافت حال کے لئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسولؐ اللہ فاطمہؑ نے تو احرام کھول لیا ہے اور رنگین لباس بھی پہن لیا ہے۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں نے ان لوگوں کو تو یہی حکم دیا ہے مگر یا علیؑ تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے؟ حضرتؑ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں نے اسی نیت سے احرام باندھا تھا جس نیت سے حضور نے باندھا تھا۔ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا تو اے علیؑ! تم اپنے احرام پر برقرار رہو اور تم میری قربانی میں میرے شریک ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں پھر جناب رسولؐ خدا مکۂ معظمہ میں زمین بطحے اپر اپنے اصحاب سمیت فروکش ہو گئے اور طواف کے لئے برابر آتے جاتے رہے یہاں تک کہ روز ترویہ (آٹھویں ذالحجہ) آگیا تو آنحضرتؐ نے زوال کے وقت ان لوگوں کو حکم دیا کہ اب غسل کرکے حج کا احرام پھر باندھیں اور آنحضرتؐ کا یہ حکم خداتعالیٰ کے اس

قول مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ کے مطابق تھا۔ پھر آنحضرتؐ اور اصحاب احرام حج باندھے۔ لبیک لبیک کہتے ہوئے برآمد ہوئے منیٰ تک آئے اور نماز ظہر و عصر و مغرب وعشاء و نماز فجر منیٰ ہی میں ادا کی پھر وہ جناب علی الصباح مجمع کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہوئے اور قریش کا قاعدہ تھا کہ مزدلفہ (مشعر الحرام) ہی میں وقوف کر کے واپس ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوسرے حاجیوں کو بھی مشعر سے آگے جانے کو منع کیا کرتے تھے۔ یہی سال بھی قریش کی یہی آرزو تھی کہ جہاں سے وہ واپس ہوتے ہیں وہیں سے اور لوگ بھی چلے آئیں مگر جناب رسول خدا مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے کیونکہ خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی۔ ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ آیت میں اَلنَّاسُ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ اور ان کے بعد والے جو انہی کی ملت پر تھے مراد ہیں (مطلب یہ ہے کہ جس راہ سے یہ لوگ چلے اسی راستے سے مسلمانوں کو بھی چلنا چاہیئے) جب قریش نے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا ہودج (مشعر سے) آگے بڑھ گیا تو انھیں رنج ہوا۔ وہ تو یہی چاہتے تھے کہ تمام آدمی مشعر ہی سے چلے آئیں۔ پس آنحضرت کی سواری وادی نمرہ میں جسے بطن عرفہ بھی کہتے ہیں پہونچی اراک (پیلو) کے درخت اس جگہ بہت تھے۔ وہاں حضرت کا خیمہ نصب کیا گیا۔ اور حاجیوں نے بھی اپنے تنبو۔ چادریں۔ ڈیرے چھولداریاں تان لیں۔ زوال آفتاب کے وقت حضرتؐ برآمد ہوئے قریش بھی ہمراہ تھے آنحضرتؐ نے غسل فرما لیا تھا اور تلبیہ بند کر دیا تھا یہاں تک کہ آپ نے توقف فرمایا۔ تمام آدمیوں کو وعظ و نصیحت فرمائی کسی بات کا حکم دیا کسی بات کی ممانعت کی پھر ایک اذان اور دو اقامتوں سے نماز ظہر و عصر ادا کی۔ پھر وہ جناب کوہ عرفات پر پہونچے وہاں بھی تھوڑی دیر ٹھہرے رہے۔ لوگوں کی حالت یہ تھی کہ حضرتؐ کی سواری پر پلے پڑتے تھے۔ تاکہ ناقہ کے پہلو میں ٹھہریں۔ آنحضرتؐ وہاں سے اپنا اونٹ ہٹالے گئے وہ بھی ساتھ ساتھ چل دیئے۔ پس آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ایہا النّاس میرے ناقے کے قریب ہی موقف نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارا میدان وہاں تک وقوف کی جگہ ہے۔ دست مبارک سے اشارہ کر کے بتا دیا۔ یہ سنکر مجمع متفرق ہو گیا اور کچھ فاصلے سے وہ لوگ ٹھہر گئے۔ مزدلفہ میں بھی یہی واقعہ ہوا۔ اسی طرح وقوف کی جگہ بتائی۔ پس جب کہ آفتاب غروب ہو گیا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ عرفات سے باطمینان روانہ ہو گئے ان کے ہمراہ سارے حاجی چل پڑے اور مزدلفہ یعنی مشعر الحرام میں آئے۔ وہاں پہونچ کے حضرتؐ نے نماز مغربین ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھی پھر صبح تک وہیں مقیم رہے۔ نماز صبح بھی اسی جگہ ادا کی اور بنی ہاشم میں سے کمزور و ناتوان آدمی دن نکلنے سے پہلے ہی مشعر سے چل دیئے لیکن حضرت نے ان کو یہ حکم دے دیا تھا کہ طلوع۔۔۔ آفتاب سے پیشتر جمرۂ عقبہ پر رمی نہ کریں (کنکریاں نہ ماریں) پس جب آفتاب طلوع ہو گیا تو جناب رسولؐ خدا مشعر سے روانہ ہو کر منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۂ عقبہ پر رمی کی (سات کنکریاں ماریں۔) بعد اس کے آنحضرتؐ کے ہمراہ چونسٹھ یا چھیاسٹھ قربانیاں تھیں وہ آنحضرتؐ نے نحر کر دیں اور چونتیس یا چھتیس اونٹ جناب امیر المومنین علیہ السلام لائے تھے۔ یہ ان جناب نے نحر کئے تھے۔ پھر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے ایک ایک بوٹی لے کر ایک بڑی دیگ میں پکائیں جب وہ گوشت تیار ہو گیا تو حضرتؐ نے پھر اپنی جناب امیر المومنین علیہ السلام تناول فرمایا اور شوربا اس کا پی لیا۔ ان اونٹوں کی کھالیں اور جھولیں اور قلادے (گلوبند) قصابوں کو نہیں دیئے۔ بلکہ محتاجوں پر تصدق کر دیئے۔ پھر حضرتؐ نے سر مبارک منڈوایا پھر وہ جناب (طواف) زیارت کے لئے بیت اللہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے پھر منیٰ واپس آئے اور تیرھویں ذی الحجہ تک وہیں رہے۔ پھر آنحضرت نے تینوں جمروں پر رمی فرمائی اور روانہ ہو کے بطحےٰ میں تشریف لے آئے عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی اور بیبیاں تو حج و عمرہ دونوں بجا لا چکیں میں نے صرف حج ہی کیا میں تو بغیر عمرہ کئے مدینہ واپس نہ جاؤں گی۔ پس حضرتؐ خود تو بطحےٰ میں مقیم رہے مگر عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو (جو عائشہ کا بڑا بھائی تھا) اس کے ہمراہ وادیٔ تنعیم کو (جو مکہ سے تقریباً چار میل ہے) بھیجدیا وہاں عائشہ نے عمرہ (مفردہ) کا احرام باندھا اور مکہ میں آئی اوّل خانۂ کعبہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کے مابین سعی کی۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئی۔ اسی دن حضرتؐ نے مدینہ کی طرف توجہ کر دیا۔ نہ پھر مسجد الحرام کی طرف گئے اور نہ طواف کیا۔ ابتداءً عقبۂ مدنیین سے آنحضرت داخل مکہ ہوئے تھے اور راہ وادیٔ ذی طوےٰ کے راستے سے جو مکہ کا نشیبی حصہ ہے باراد‌ۂ روانگی باہر نکلے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

**صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۶** اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو نہ لڑائی کا حکم ملا نہ اجازت جب تک جبرئیلؑ یہ حکم لے کر نہ آئے اور تلوار آنحضرتؐ کے گلوئے مبارک میں حمائل نہ کر دی۔ اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ مشرک مسلمانوں کو برابر تکلیفیں پہونچایا کرتے تھے۔ اور وہ پٹے کٹے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور شکایتیں کیا کرتے تھے آنحضرت فرمایا کرتے تھے ابھی صبر کرو ابھی مجھے لڑائی کا حکم نہیں ملا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور لڑائی کے بارے میں جو آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں یہ پہلی آیت ہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عوام الناس تو اس بات کے قائل ہیں کہ یہ آیت تو جناب رسولؐ خدا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ قریش نے آنحضرت کو مکہ معظمہ سے نکال دیا تھا اور حقیقت میں یہ قائم آل محمدؐ کے بارے میں ہے۔ جس وقت کہ وہ امام حسینؑ کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے ظہور فرمائیں گے اور یہ فرماتے ہوں گے کہ اس خون کے وارث ہم ہیں اور اس کے طالب ہم ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۷** اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا اور جناب علیؑ مرتضےٰ حضرت امیر حمزہؑ اور حضرت جعفر طیار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اس کا حکم جناب امام حسینؑ کے بارے میں جاری ہوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں مراد جناب امام حسینؑ ہیں جب کہ یزید لعنہ نے ان کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے کہ ان کو پکڑ کر شام میں لے آئیں۔ اور وہ حضرتؑ وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور میدان طف میں قتل کئے گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۳** وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اس آیت کو یوں تلاوت فرماتے تھے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ۔ اس پر کسی نے عرض کی ہماری قراءت تو یہ نہیں ہے، پس رسولؐ اور نبی اور محدث میں کون کون ہے؟ فرمایا رسولؐ تو وہ ہے جس کیلئے فرشتہ ظاہر ہو کر اس سے بات کرے اور نبی وہ ہے جو احکام کو خواب میں دیکھے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے نبوت اور رسالت ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتی ہیں اور محدث وہ ہے کہ آواز تو سنے مگر صورت نہ دیکھے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جو شخص احکام کو خواب میں دیکھے تو یہ کیونکر سمجھے کہ یہ برحق ہیں اور خدا کی طرف سے ہیں؟ فرمایا اس کو اس کی توفیق دے دی جاتی ہے اور اسے ایقان ہو جاتا ہے۔ خداتعالیٰ نے تمھاری کتاب پر کتابوں کو اور

تمھارے نبی پر نبوت کو ختم فرمایا ہے۔ کافی میں بہت روایتوں میں ہے کہ آئمہؑ سب کے سب محدّث تھے یعنی فرشتوں کی آواز تو سنتے تھے لیکن ان کو دیکھتے نہ تھے۔ تفسیر قمی میں اسی آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ عوام الناس کی روایت تو یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا مسجد الحرام میں نماز میں تھے اور سورۃ النجم کی قراءت فرما رہے تھے اور قریش قراءت کو سنتے تھے پس جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ٥ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ٥ تو شیطان نے حضرت کی زبان پر یہ جاری کر دیا۔ فَاِنَّهَا الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی ٥ وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰی۔ پس قریش خوش ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے ان لوگوں میں ولید ابن مغیرہ مخزومی بھی موجود تھا یہ بہت ہی بوڑھا تھا اس نے بیٹھے ہی بیٹھے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور انھیں کو سجدہ کر لیا، اور قریش نے یہ کہا اب تو محمدؐ بھی لات و عزیٰ کی سفارش کے مقر ہو گئے اس پر جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپ نے تو وہ پڑھ دیا جو میں نے آپ کو نہیں پہونچایا۔ اور اس کے بعد یہ آیت پہونچائی۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (قول مترجم ٥ رسولؐ خدا پر ایسا بہتان باندھنے والوں پر خدا لعنت کرے)۔ اور خواص کی روایت جو جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ ایک جگہ پر جناب رسولؐ خدا کو بھوک لگی آنحضرتؐ انصار میں سے ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہے اور ایک بکری ذبح کی اور اس کے گوشت کو مشوی کیا (یعنی خالی تکے آگ پر بھون لئے) جب آنحضرتؐ کے سامنے رکھے تو آنحضرتؐ کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میرے ساتھ اس وقت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی ہوتے مگر اتفاق سے آ گئے اس وقت ابوبکر و عمر۔ پھر ان دونوں کے بعد علی مرتضےٰؑ پہونچے اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّيْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ج (مطلب یہ ہے کہ یہ تمھارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول و نبی و محدّث گزرے ہیں ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے ان کی آرزو میں کوئی نہ کوئی اڑنگا لگا ہی دیا جیسے یہاں اس نے اپنے دونوں ایجنٹ ابوبکر و عمر بھیج دیئے)۔ ١٢

**صفحہ ۸۰۴ نوٹ ۴** فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِی الشَّيْطٰنُ (مطلب یہ ہے کہ شیطان جو اڑنگا لگاتا رہا خدا تعالیٰ اس کو منسوخ فرماتا رہا جیسے یہاں ان دونوں کے بعد علی مرتضیٰؑ آ گئے) ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی آیتوں کو اسی طرح مضبوط کرتا رہتا ہے جیسے جناب امیر المومنینؑ کی نصرت فرمائی۔ ١٢

**صفحہ ۸۰۴ نوٹ ۴** وَاسْجُدُوْا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدمؑ کے اعضاء و جوارح پر ایمان کو لازم کیا ہے پھر اس کو ان پر تقسیم کر دیا۔ از آنجملہ چہرہ پر اوقات نماز میں شب روز میں سجدہ کرنا واجب قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا اور سجدہ میں ایسا جامع واجب ہے کہ یہ چہرہ پر بھی ہے ہاتھوں پر بھی، پاؤں پر بھی۔ الجامع میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ سورۃ حج میں دو سجدے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دونوں کو نہ کرنا چاہے تو یہ سورہ بھی نہ پڑھے۔ ١٢

**صفحہ ۸۰۴ نوٹ ۵** جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط: تفسیر صافی میں جناب رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو فرمایا اب ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دشمنوں سے جہاد کرنا جہادِ اصغر ہے اور اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ ١٢

**صفحہ ۸۰۴ نوٹ ۶** هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ المناقب میں اور ایک حدیث میں ہے کہ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے آل محمدؐ کے لئے یہ دعا کی تھی پس قریش میں سے جو شخص حرم میں اس وقت تک رہا جب تک کہ آنحضرتؐ مبعوث ہوئے پھر اس نے سچے دل سے آنحضرتؐ کا اتباع بھی کیا اور آنحضرتؐ پر ایمان بھی لایا۔ وہ اس میں داخل ہے۔ ١٢

**صفحہ ۸۰۴ نوٹ ۷** لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ٥ الاکمال اور کافی میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے اس آیت میں خاص کر تیرہ آدمی مراد لئے گئے ہیں۔ عام امت مراد نہیں لی گئی ہے پھر فرمایا وہ میں ہوں اور میرا بھائی اور گیارہ میرے بیٹے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے جو کچھ خدا کی طرف سے پہونچایا ہے اس کے بارے میں قیامت کے دن وہ ہمارے گواہ ہوں گے۔ اور ہم کل آدمیوں کے۔ پس جو قیامت کے دن سچا سچا اظہار دے گا ہم اس کی تصدیق کر دیں گے۔ اور جو جھوٹ بولے گا اس کی ہم تکذیب کریں گے۔ ١٢

پارہ ہفدہم تمام شد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# ضمیمہ متعلق پارہ ہیجدہم ۱۸

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۵** وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِفُرُوۡجِھِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝ ؛ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ حلال ہے مگر سوائے زنِ عفیفہ کے کسی اور سے نہ کرنا کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِفُرُوۡجِھِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝ ۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۶** اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِھِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُھُمۡ ؛ کافی میں بروایت جناب امام محمدؑ باقر جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے تین طرح سے عورتوں کو حلال کیا ہے ایک وہ صورت ہے جس میں عورتیں میراث پائیں گی وہ نکاح دائمی ہے۔ دوسری وہ صورت ہے جس میں عورتیں میراث نہ پائیں گی وہ متعہ ہے۔ تیسرے ملکیت ہو جانا جیسے لونڈیاں۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۷** اَلَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ۝ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جس شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے اس کے لیے دو مکان بنائے ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں جس وقت جنتی جنت میں اور دوزخی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ اے اہلِ جنت! ذرا جھک کے دیکھو۔ جب وہ جھک کر اہلِ جہنم کی حالت دیکھیں گے اور ان کی خاطر سے جہنم میں جو ان کے مکانات تھے وہ اونچے کرکے دکھائے جائیں گے پھر ان سے یہ کہا جائے گا کہ جہنم میں یہ تمہارے مکانات ہیں اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے تو تمھیں ان میں رہنا پڑتا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر وہاں کوئی شخص بسبب شادی مرگ مرسکتا تو اُس دن کُل اہلِ جنت اس بات کی خوشی میں مرجاتے کہ انواعِ عذابِ جہنم سے محفوظ رہے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہلِ جہنم تم اپنے سروں کو اٹھاؤ، وہ اپنے سر اُٹھائیں گے اور جنت میں اپنے مکانات کو اور جو نعمتیں ان میں مہیا کی گئی ہیں ان کو دیکھیں گے۔ اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ یہ تمہارے مکانات ہیں۔ اگر تم نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی ہوتی تو تم ان میں رہتے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی رنج کے مارے وہاں مرسکتا تو کُل اہلِ جہنم وہاں رنج کے مارے مرجاتے۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ جنت والوں کے مکان جو جہنم میں ہیں ان کے وارث تو اہلِ جہنم ہی قرار پائیں گے۔ اور جہنم والوں کے مکان جو جنت میں ہیں ان کے وارث اہلِ جنت ہوں گے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ ۝ ۱۲

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۸** مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ سُلالہ کے معنی ہیں کھانے اور پینے کا خلاصہ جس سے نطفہ بن جاتا ہے۔ تو نطفہ کی اصل تو سُلالہ سے ہوئی اور سُلالہ ہے کھانے اور پانی کا خلاصہ اور کھانا ہے مٹی کا خلاصہ لہٰذا خلقتِ انسان کا مادہ مٹی کے خلاصہ سے ہوا اور یہی حق تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۹** فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ۝ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ سے مطلب ہے پہلے مرد کے اُنثیین پھر عورت کا رحم۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۴ نوٹ ۱۰** خَلۡقًا اٰخَرَ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس سے مطلب جنین میں روح کا پھونک دینا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۱۴ نوٹ ۳** وَلَدَیۡنَا کِتٰبٌ یَّنۡطِقُ بِالۡحَقِّ ؛ المناقب میں منقول ہے کہ جب ماہِ مبارکِ رمضان آجاتا تو جناب امام زین العابدینؑ اپنے غلاموں کے قصور لکھنے شروع فرمادیتے اور جب ماہِ مبارک کی آخری شب آتی تو ان سب کو طلب فرماتے اور اس کتاب کو نکالتے اور ہر ایک سے فرماتے کہ تو نے یہ قصور کیا ہے اور تو نے یہ، میں تجھے اس کی سزا دوں گا، وہ سب اپنے اپنے قصور کے معترف ہوتے۔ پھر حضرتؑ ان کے بیچ میں کھڑے ہوجاتے اور یہ فرماتے کہ تم سب بلند آواز سے کہو کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ آپ کے مالک نے بھی آپ کے اعمال اسی طرح شمار کرلیے ہیں جیسے کہ آپ نے ہمارے اور اس کے پاس ایک ایسا نوشتہ ہے جو حق حق بولے گا۔ اور وہ کسی چھوٹی یا بڑی بات کو شمار کرنے سے نہ چھوڑے گا۔ پس اپنے اُس مالک کے حضور میں عبودیت کے ساتھ کھڑے ہونے کو یاد کیجیے جو ذرّہ برابر ظلم نہ کرے گا۔ اور وہ خود ہی گواہی دینے کو کافی ہوگا۔ پس آپ ہمارے قصور معاف کردیجیے اور درگذر کیجیے۔ اور آپ کے قصور وہ مالک خود ہی معاف کردیگا جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ (انھیں چاہیے کہ معاف کریں اور انھیں چاہیے کہ درگزریں۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خدائے تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو بخش دے) (اس حکم کی تعمیل ہوجاتی تو) پھر حضرتؑ بہت گریہ فرماتے اور اُن سب کے قصور معاف کر دیتے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۱۴ نوٹ ۴** حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِیۡھِمۡ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے بڑے بڑوں کو عذاب دیا۔ الجوامع میں ہے کہ وہ عذاب بدر کے دن تو ان کا قتل ہونا تھا۔ اور ایک وقت میں جبکہ جناب رسولؐ خدا نے ان کو بددعا دی تھی قحط تھا۔ آنحضرتؐ کی بددعا یہ تھی کہ اللہ تو قبیلہ مضر کی سخت گرفت فرما۔ اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کر جیسا کہ زمانۂ یوسفؑ میں مصر والوں کو مبتلا کیا تھا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو ایسے قحط میں مبتلا کیا کہ وہ مردار اور کتے اور جلی ہوئی ہڈیاں نجاستِ انسانی اور آخر اپنے بچوں تک کو کھا گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۱۴ نوٹ ۵** مَا لَمۡ یَاۡتِ اٰبَآءَھُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝ الجوامع میں ہے کہ اُن کے بزرگ اللہ سے ڈرتے تھے اور اُس پر ایمان لائے تھے اور اس کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ اور مراد قریش کے بزرگوں سے حضرتِ اسمٰعیلؑ اور اولادِ اسمٰعیل ہیں۔ اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ مضر اور ربیعہ کو برا نہ کہو کہ وہ دونوں مسلم تھے

اور نہ حارث ابن کعب اور اسد ابن خزیمہ اور تمیم ابن مرہ کو برا کہو کہ یہ بھی اسلام پر تھے اور اگر تم کو کسی اور کے اسلام میں شک ہو تو اس میں شک نہ کرنا کہ تُبّع مسلم تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴ نوٹ ۶** لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ : مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے امین ہونے سے، سچا ہونے سے، اعلیٰ درجہ کے خلیق ہونے سے اور کامل عالم ہونے سے باوجود یہ کہ کبھی کسی سے کچھ نہ سیکھا تھا۔ اور اسی قسم کی اور باتوں سے جو انبیاءؑ ہی کی صفت ہو سکتی ہے کیا یہ ایسے کون ہیں کہ انھوں نے اپنے رسولؐ کو نہیں پہچانا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴ نوٹ ۷** وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں الحق سے مراد جناب رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ ہیں، اور فساد آسمان سے یہ مراد ہے کہ اس سے مینھ نہ برسے اور فساد زمین سے یہ کہ اُس سے نباتات نہ اُگے اور آدمیوں کی خرابی ایسی حالت میں ظاہر ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۲** اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا : علل الشرائع میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ اُسکو مہمل چھوڑ دے گا ـــــ بلکہ ان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ اپنی قدرت کا اظہار کرے اور ان کو اپنی عبادت کی تکلیف دے کہ وہ اس کے سبب سے اس کی خوشنودی کے مستحق ہوں اور اُس نے مخلوق کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ ان سے خود کوئی نفع اٹھائے یا کسی مضرت کو دفع کرے بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے کہ خود اُن کو نفع پہنچائے اور نعمات ابدی میں داخل کرے۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے انہی آنحضرتؐ سے کہا کہ ہم تو فنا کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔ فرمایا واہ۔ ہم تو بقا کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا حالانکہ نہ خدا کی جنت کبھی زائل ہوگی اور نہ جہنم کبھی بجھایا جائے گا اور ہم لوگوں کی تو یہ حالت ہوگی کہ جیسے کسی ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۳** اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورہ کا آغاز مومنوں کی فلاح کی تقریر سے ہوا ہے اور خاتمہ کافروں کی عدم فلاح پر۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۴** فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کی ناسخ ہے وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۲) کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ سورۂ نور سورۂ نساء کے بعد نازل ہوئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سورۂ نساء میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ ...... تا .... اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ اور وہ سبیل اس سورہ میں اُن آیتوں میں بیان فرمائی جو سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا سے لیکر طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ تک ہیں۔ التہذیب میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ آزاد مرد اور آزاد عورت جب زنا کریں گے تو اُن میں سے ہر ایک کو سَو سَو دُرّے لگائے جائیں گے۔ اور اگر مرد زوجہ والا ہو اور عورت شوہر والی تو ان دونوں کو رجم کیا جائے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آیۂ رجم نازل ہوئی تھی۔ اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ فَاِنَّهُمَا قَضَيَا الشَّهْوَةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (زیادہ سِن والا مرد اور زیادہ سِن والی عورت جب زنا کریں گے تو خدا کی طرف سے سزا یہ ہے کہ ان دونوں کو ضرور سنگسار کر دو کہ ان دونوں نے شہوت رانی کی اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے) اور ایک روایت کے بموجب بڈھے اور بُڑھیا کو پہلے دُرّے لگائے جائیں اور پھر سنگسار کیا جائے اور دوسری روایت میں ہے کہ یہی حکم محصن (زوجہ والے) اور محصنہ (شوہردار) کا ہے۔ اور اگر کنوارا مرد اور کنواری عورت زنا کریں تو سَو سَو دُرّے لگائے جائیں گے۔ اور ایک ایک سال کیلئے شہر بدر کئے جائیں گے۔ کافی میں ہے کہ انھیں حضرتؑ سے محصن کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو فرمایا وہ زانی جس کے پاس ایسے مستغنی کرنے والا سامان موجود ہو اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ کسی مرد اور عورت کو سنگسار نہ کیا جائے گا۔ جب تک کہ چار گواہ عینی شہادت جماع کی اور ایسے دخول کی نہ دیں جیسے سُرمہ دانی میں سلائی۔ اور تفسیر قمی میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ عمر کے پاس چھ آدمی لائے گئے جو زنا میں گرفتار ہوئے تھے اور اس نے حکم دیا کہ سب کو کوڑے لگائے جائیں۔ اتفاق سے جناب امیر المومنینؑ وہاں موجود تھے فرمایا کہ اے عمر یہ حکم ان کے بارے میں صحیح نہیں ہے، عرض کرنے لگا کہ بسم اللہ تو آپ ہی ان پر حد جاری کر دیں۔ پس حضرتؑ نے پہلے کو آگے بڑھایا اور اس کی گردن مار دی پھر دوسرے کو آگے بڑھایا اُسے سنگسار کیا پھر تیسرے کو آگے بڑھایا اور سَو دُرّے لگائے پھر چوتھے کو آگے بڑھایا اُس کو پچاس دُرّے لگائے پھر پانچویں کو آگے بڑھایا اور اسے تعزیر دی اور چھٹے کو صاف چھوڑ دیا۔ اب خلیفہ بھی متحیر ہوئے اور مرید بھی۔ آخر خلیفہ بولے یا اباالحسنؑ جرم ایک مجرم چھ اور سزائیں ایسی مختلف کہ ایک سے دوسری کو کچھ واسطہ نہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں پہلا ان میں سے کافر ذمی تھا۔ (یعنی وہ کافر جو اسلام کی پناہ میں ہو) جب اس نے یہ فعل کیا تو وہ پناہ سے خارج ہوگیا پس اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ رہا دوسرا وہ محصن تھا لہٰذا وہ سنگسار کیا گیا۔ تیسرا غیر محصن تھا مگر آزاد لہٰذا اُس کی سزا سَو دُرّے۔ چوتھا غلام تھا لہٰذا اس کی سزا پچاس دُرّے۔ پانچویں نے یہ فعل شُبہہ میں کیا پس ہم نے بھی اس کی تادیب کی۔ اب رہا چھٹا وہ مجنون تھا چونکہ اس کی عقل سالم نہیں لہٰذا اُس سے تکلیف ساقط ہے۔ جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ مرد کو تو کھڑا کر کے حد لگائی جائے گی اور عورت کو بٹھا کے کُل اعضاء پر سوائے سر اور عورزمین کے ضرب لگائی جائے گی۔ جناب امام موسیٰؑ کاظم سے دریافت کیا گیا کہ زانی کو دُرّے کیونکر لگائے جائیں؟ فرمایا نہایت سختی کے ساتھ۔ عرض کیا گیا کہ کپڑوں کے اوپر؟ فرمایا نہیں کپڑا اتار کر۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹ نوٹ ۵** وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ : کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص جناب رسولؐ خدا کے پاس آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر ایک شخص اپنے گھر میں آئے اور اپنی زوجہ سے ایک غیر شخص کو مجامعت کرتے ہوئے دیکھے تو حضورؐ کا کیا حکم ہے وہ کیا کرے؟ آنحضرتؐ نے یہ سن کر منھ پھیر لیا وہ شخص چلا گیا، حالانکہ وہ خود ہی اس بلا میں گرفتار ہوا تھا۔ پس خدا کی طرف سے شوہر و زوجہ کے بارے میں بذریعہ وحی کے یہ حکم آیا۔ پس آنحضرتؐ نے کسی کو بھیجکر اُسے بلایا اور فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی زوجہ کو مرد غیر کے ساتھ دیکھا؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا جا اور اپنی زوجہ کو میرے پاس لے آ کہ خدائے تعالیٰ نے تیرے بارے میں اور تیری زوجہ کے بارے میں حکم بھیجا ہے۔ وہ گیا اور اپنی زوجہ کو لا حاضر کیا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کو کھڑا کیا پھر شوہر سے فرمایا کہ تو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ اس عورت پر جو الزام تو نے لگایا ہے اس میں تو سچا ہے۔ اس نے گواہی دی۔ پھر فرمایا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور اب پانچویں مرتبہ یہ کہکے گواہی دے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ پر خدا کی لعنت ہے۔ چنانچہ اس نے یہ پانچویں شہادت بھی ادا کی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو اب ہٹ جا، وہ ہٹ گیا، پھر اس عورت سے فرمایا کہ اگر تو اس الزام کو قبول نہیں کرتی تو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ تیرے شوہر نے جو الزام تجھ پر لگایا ہے اس میں وہ جھوٹا ہے چنانچہ اس عورت نے اسی طرح گواہی دی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھہر جا۔ اور اُسے نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ اے کنیز خدا! خدا سے ڈر کہ غضبِ خدا بڑی سخت چیز ہے پھر فرمایا کہ پانچویں مرتبہ یہ کہہ کے شہادت دے کہ میرے شوہر نے جو الزام مجھ پر لگایا ہے اگر وہ اس امر میں سچا ہے تو مجھ پر غضبِ خدا نازل ہو۔ اُس عورت نے یہ شہادت بھی دے دی۔ پس آنحضرتؐ نے دونوں کو جدا کر دیا اور فرمایا کہ بعد لعان کے تم دونوں کا باہم پھر کبھی عقد نہ رہ سکے گا۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ اس میں اس الزام زنا لگانے والے کا ذکر ہے جو اپنی زوجہ کو الزام زنا لگائے۔ پھر جب وہ الزام زنا لگانے کے بعد اس کا اقرار کرلے کہ اُس نے اپنی زوجہ پر افترا کیا تھا تو اس پر حد جاری کی جائے گی مگر اُس کی عورت

اس کو دلا دی جائے گی۔ اور اگر اپنے الزام سے انکاری نہ ہو اور اُسی پر قائم رہے تو اسے چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصّٰادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں نے اس عورت کو جس امر کی نسبت دی خدا کی قسم میں اس میں سچا ہوں) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ (اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت خود مجھ پر ہو) اور اگر عورت کو یہ منظور ہو کہ وہ عذاب سے چھٹکارا پا جائے اور وہ عذاب ہے سنگسار ہونا تو اس کو چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (اگر میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہو تو خود مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو) اور اگر عورت ایسا نہ کرے تو وہ سنگسار کی جائے گی اور اگر ایسا کرے گی تو اپنی ذات کو سنگسار سے بچالے گی مگر پھر اپنے شوہر کیلئے قیامت تک حلال نہ ہو سکے گی۔ کسی نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ! جب شوہر و زوجہ کو الگ کر دیا جائے اور اس عورت کے بچہ ہو جائے اور وہ لڑکا (اپنی عمر کو پہنچکر) مرے (تو اس کا وارث کون ہوگا؟) فرمایا اس کی وارث اُس کی ماں ہو گی۔ اور اس کی ماں مر چکی ہو تو اس لڑکے کے ماموں اور خالائیں (یعنی اس کی ماں کے رشتہ دار) اس کے وارث ہوں گے۔ اور جو اس لڑکے کو ولدالزنا کہے گا اس کے اوپر قاذف (جھوٹی تہمت لگانیوالے) کی حد جاری ہوگی۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ یا مولا! اگر (بعد پشیمانی کے) وہ شخص اقرار کرلے کہ وہ لڑکا میرا ہی ہے تو آیا وہ لڑکا اُس کو مل جائے گا؟ فرمایا اس کو ہرگز نہیں ملے گا۔ اور اگر یہ لڑکا اس کے سامنے مر جائے تو اس کو اس لڑکے کی وراثت بھی نہ ملے گی۔ مگر (چونکہ اُس نے اُس کی نسبت اپنے بیٹا ہونے کا اقرار کر لیا تو) وہ لڑکا اس کی وراثت پائیگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت لعان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا سبب نزول یہ ہوا کہ جب جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ جنگ تبوک سے مدینہ واپس آئے تو عویمر بن ساعدہ عجلانی انصاری حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! میری زوجہ سے شریک بن سمحاء نے زنا کیا ہے اور وہ اُسی سے حاملہ بھی ہو گئی ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُس کی طرف سے روئے انور پھیر لیا۔ اُس نے دوبارہ وہی مضمون عرض کیا۔ پھر حضرتؐ نے روئے مبارک پھیر لیا۔ یہاں تک کہ چار مرتبہ اس نے یہی واقعہ بیان کیا تو آنحضرتؐ اٹھکر بیت الشرف میں چلے گئے اس وقت آیہ لعان نازل ہوئی تب آنحضرتؐ برآمد ہوئے اور اصحاب کے ہمراہ نمازِ عصر ادا کرکے عویمر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو لے آ کہ تم دونوں کے مقدمہ میں حکم خدا آگیا۔ پس وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چل تجھے جناب رسولؐ خدا نے طلب فرمایا ہے۔ چونکہ وہ عورت بڑی خاندان کی تھی۔ اس لیے اُس کے ساتھ اُس کی قوم کی ایک جماعت بھی آئی۔ جب وہ عورت مسجد رسولؐ میں حاضر ہو گئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عویمر منبر پر جا کر لعان کر۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیونکر لعان کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا یوں کہہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصّٰادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جس امر کو اس عورت کی طرف منسوب کیا میں اُس میں سچا ہوں) عویمر آگے بڑھا اور اسی طرح کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح پھر کہہ۔ اُس نے دوبارہ وہی الفاظ کہے یہاں تک کہ پورے چار دفعہ اُس سے وہی کلمات کہلوائے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اب پانچویں بار یہ کہہ کے گواہی دے اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں اگر اس امر میں جو میں نے اس عورت کی طرف منسوب کیا ہے جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو)۔ اُس نے پانچویں دفعہ اسی طرح کہدیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عویمر! اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو تجھ پر لعنت ضرور ہو گی، پھر فرمایا کہ اے عویمر اب تو یہاں سے ہٹ جا! جب وہ ہٹ گیا تو اس کی زوجہ سے فرمایا کہ آیا تو بھی اسی طرح گواہی دے گی کہ جس طرح تیرے شوہر نے گواہی دی۔ بصورتِ دیگر میں تجھ پر خدا کی مقرر کی ہوئی حد جاری کروں گا۔ اس عورت نے اپنی قوم کی طرف دیکھ کے کہا کہ میں تو (حد جاری کرا کے) اس شام کے وقت ان کے چہروں پر کلنک کا ٹیکا نہ لگاؤں گی۔ یہ کہکر وہ آگے بڑھی اور منبر پر چڑھ گئی اور یہ کہا۔ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّ عُوَیْمَرَ بْنَ سَاعِدَةَ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ عویمر بن ساعدہ نے جو الزام مجھ پر لگایا ہے اس میں وہ جھوٹا ہے) آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اس کا پھر اعادہ کر۔ اُس عورت نے اُس کا اعادہ کیا یہاں تک کہ چار مرتبہ دہرایا۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے عورت پانچویں مرتبہ یوں کہہ کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (اگر اس کا الزام لگانا سچا ہو تو خدا اپنا غضب مجھ پر نازل کرے) چنانچہ اس عورت نے پانچویں دفعہ یہ کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر ضرور تیرے اوپر خدا غضبناک ہوگا۔ (اگر تو جھوٹی ہو گی) پھر آنحضرتؐ نے عویمر سے فرمایا جا اب یہ عورت تجھ پر کبھی حلال نہ ہو گی۔ عویمر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! جو مال اپنا میں اُس کو دے چکا ہوں اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو ہی جھوٹ بولا ہے تو اس جھوٹ کے سبب وہ تجھے مل نہیں سکتا اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو وہ اس کے مہر میں محسوب ہو جائے گا کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اگر اس عورت کا بچہ دُبلی پنڈلیوں والا اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا اور حبشیوں کے سے بل کھائے ہوئے بالوں والا پیدا ہو تو وہ زنا زادہ ہوگا اور اگر بڑی بڑی آنکھوں والا اور بھورے بھورے بالوں والا پیدا ہو تو وہ اپنے باپ (عویمر) کا ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلسکے جب لڑکا پیدا ہوا تو اس میں وہی علامتیں موجود تھیں جو آنحضرتؐ نے زنا زادہ کے لیے بیان فرمائی تھیں پھر یہ بھی حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ اور نہ شوہر اس بچہ کی میراث پائے گا۔ بلکہ ماں اس کی وارث ہو گی اور اگر ماں زندہ نہ رہے تو اس بچہ کی میراث اس کے ماموں اور خالائیں لے لیں گی۔ اور اگر (شوہر کے سوا) کوئی دوسرا شخص کسی عورت کو زنا کی نسبت دیگا تو اس پر جھوٹا الزام لگانے والے کی حد جاری کی جائے گی۔

کتاب العوالی میں روایت کی گئی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی زوجہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ شریک بن سمحاء سے پھنسی ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ثبوت پیش کر۔ ورنہ تجھے حد لگائی جائے گی اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کے پاس کسی غیر مرد کو پائے پھر اُسی سے ثبوت طلب کیا جائے (کیا اچھا انصاف ہے؟) مگر آنحضرتؐ یہی فرماتے رہے کہ شہادت پیش کر ورنہ تجھے سزا دی جائے گی اس پر اس نے عرض کی کہ اُسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے میں تو یقیناً سچا ہوں اور (میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ میں خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی آیت نازل فرمائے گا جس سے مجھے حد لگنے سے نجات ملے۔ چنانچہ (اس کی سچائی اور اُس کا ایمان آڑے آیا اور) خدائے تعالیٰ نے حکم لعان وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ نازل فرمایا۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے تو اس عورت کے مقابلہ میں اس وقت تک وہ لعان نہیں کر سکتا جب تک یوں نہ کہے کہ میں نے ایک شخص کو اس عورت کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں خود اس سے زنا کرتے دیکھا ہے۔

اور جناب امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ لعان کے وقت امام کو چاہیئے کہ خود قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھے اور مرد و عورت کو برابر اپنے

سامنے قبلہ رو کھڑا کرے۔ پہلے مرد سے قسم لے پھر عورت سے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ مرد کو اپنی داہنی جانب اور عورت کو بائیں جانب کھڑا کرے۔

منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ایک شخص کو لعان کے لیے کھڑا کیا اُس نے قسم کھا کے گواہی دی پھر وہ قسم کھانے سے باز رہا اور لعان پورا ہونے سے پہلے اپنے کو جھوٹا بتایا تو اُن حضرتؑ نے حکم دیا اسکو جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا دی جائے اور ان دونوں (زن و شوہر) میں جدائی نہ کی جائے۔

جناب امام محمد تقی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی مرد اپنی زوجہ کو الزام دے تو اسے تنہا کو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کے گواہی دینی پڑتی ہے۔ اور یہ گواہی اُس کی چار گواہوں کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اور اُسی عورت کو اس کے شوہر کے سوا کوئی دوسرا الزام دے تو خواہ وہ باپ ہو یا بھائی یا بیٹا ہو یا اور عزیز و قریب ہو تو اُسے مجبور کیا جاتا ہے کہ یا تو اپنے قول کی باقاعدہ سزا بھگتے یا ثبوت پیش کرے! ان حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ سوال ہو چکا ہے تو اس کے جواب میں اُن حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ شوہر جو اپنی زوجہ کو الزام دیتا ہے تو اس کو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا اور ایسا دیکھا ہے تو اس وقت اس کی شہادت چار گواہوں کے برابر ہو جاتی ہے جبکہ وہ خدا کی قسم کھا کر اظہار دے اور جو وہ یہ کہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا ایسا نہیں دیکھا ہے تو اس سے بھی کہا جائے گا کہ وہ اپنے قول پر ثبوت پیش کرے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھا جائے گا جیسا کہ شوہر کے سوا کوئی دوسرا محرم الزام دیتا اور سبب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حق شوہر کو عورت کے متعلق عنایت فرمایا ہے وہ کسی دوسرے محرم کے لیے نہیں ہے نہ عورت کے باپ کو وہ حق حاصل ہے اور نہ بیٹے کو یعنی یہ لوگ رات میں اور دن میں بے دھڑک اس کے پاس نہیں جا سکتے (جیسا کہ شوہر جا سکتا ہے) لہٰذا شوہر ہی کے لیے تو یہ کہنا جائز ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا اور اگر شوہر کے سوا کوئی اور یہ کہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا تو اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تجھ کو اس عورت کے خلوت خانہ میں جہاں تجھ اکیلے نے ایسا اور ایسا دیکھا جانے کا کیا حق تھا تو جھوٹا الزام لگانے والا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ تجھ پر وہی حد جاری کی جائے جو اللہ نے تیرے لیے واجب کی ہے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ جو شوہر کی اکیلی گواہی چار گواہوں کے برابر رکھی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے چار قسمیں لی جاتی ہیں کہ ایک ایک قسم ایک ایک گواہ کے برابر ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ زنا میں چار گواہ کیوں رکھے گئے اور قتل میں دو کیوں؟ فرمایا خدائے عزّ و جل نے تمہارے لیے متعہ کو حلال کیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عنقریب یہ متعہ تمہارے لیے معیوب سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اس سے تمہاری احتیاط کیلئے چار گواہوں کا حکم دیدیا کہ کسی ایک امر کے لیے چار گواہ بہت ہی کم میسّر آیا کرتے ہیں اگر اُس ستار نے ایسا حکم نہ دیا ہوتا تو تم لوگ بہت سزا پاتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُن حضرتؑ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ زنا میں سزا دو کو ہوتی ہے (لہٰذا گواہ چار چاہئیں) مگر یہ صورت جائز نہیں ہے کہ ایک ایک مجرم کے دو دو گواہ ہوں اس لیے کہ مرد و عورت دونوں ایک ہی جرم کے باہم شریک ہیں اور حد بھی دونوں پر ایک ہی دم جاری کی جائے گی۔ اب رہا معاملۂ قتل اس میں حد تو صرف قاتل پر جاری کی جائے گی نہ کہ مقتول پر۔ (لہٰذا وہاں دو گواہ کافی ہوئے)

**صفحہ ۴۲۰ نوٹ ۱** | اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ: تفسیر قمی میں ہے کہ عامہ کی روایت تو یہ ہے کہ یہ آیت عائشہ کے بارے میں اور جو اتہام اس کو غزوۂ بنی المصطلق میں لگایا گیا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور خاصہ کی روایت یہ ہے کہ یہ آیت ام المومنین ماریہؓ قبطیہ کی شان میں اور جو الزام عائشہ نے ان کو لگایا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ جناب امام محمد باقرؑ سے اسی تفسیر میں یہ روایت ہے کہ جب ابراہیمؑ فرزند جناب رسولؐ خدا کا انتقال ہو گیا اور آنحضرتؐ کو بہت سخت رنج ہوا تو عائشہ نے کہا کہ آپ رنج کس کا کرتے ہیں وہ تو جُریح قبطی کا بیٹا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو بھیجا اور جُریح کے قتل کا حکم دیا۔ علیؑ تلوار لیکر گئے۔ جُریح اُس وقت ایسے باغ میں تھا جس کے چاروں طرف چہار دیواری تھی اور دروازہ بند تھا۔ حضرتؑ نے جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور جُریح دروازہ کھولنے آیا۔ مگر حضرتؑ کے چہرہ پر غضب کے آثار دیکھکر دروازہ نہ کھولا اور پچھلے پاؤں پلٹا حضرتؑ جھپٹ کر دیوار پر چڑھ گئے۔ اور باغ میں اترے اور اس کے پیچھے چلے، اور جُریح پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اور جب اُسے اندیشہ ہوا کہ حضرتؑ سنے آیا تو کھجور کے ایک درخت پر چڑھ گیا، حضرتؑ بھی درخت پر چڑھ گئے۔ مگر جب اُس کے قریب گئے تو اس نے اپنے آپکو درخت سے گرا دیا اور اس کا ستر کھل گیا۔ تو یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ نہ اُس کے مرد کی علامت ہے اور نہ عورت کی حضرتِ امیرالمومنینؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پلٹ آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ جب حضورؐ مجھے کسی کام کیلئے مقرر فرماتے ہیں تو میں اُس میں ایسا مشغول ہو جاتا ہوں جیسے گرم کی ہوئی کیل اُن میں اترتی ہوئی چلی جائے۔ اب یہ ارشاد فرما دیجئے کہ میں اُس کام کو انتہا تک پہونچا دیا کروں یا تحقیق سے بھی کام لیا کروں؟ فرمایا نہیں تحقیق سے کام لیا کرو عرض کی کہ اسی کی قسم ہے جس نے آپکو حق کے ساتھ اتارا ہے یہ کہ جُریح میں نہ مرد کی علامت ہے نہ عورت کی۔ آنحضرتؐ نے یہ سُن کر فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیتؑ سے بدی اور بدنامی کو دور رکھا۔ تفسیر قمی میں یہی علامت بہ تبدیلِ الفاظ و عبارت سورۂ معجزات کی اس آیت کی تفسیر کے تحت میں اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (اگر کوئی گنہگار تمھیں کوئی خبر پہنچائے تو تم اس کی تحقیق کیا کرو) بیان کی گئی ہے اور اس میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جُریح کو گرفتار کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا تو حضرتؐ نے اُس سے دریافت کیا کہ اے جُریح تیری کیا حالت ہے؟ اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ قبطیوں کا یہ دستور ہے کہ اپنے خادموں کو خاص کر اُن کی جو اُن کی عورتوں کے پاس آنے والے جانے والے ہیں خواجہ سرا بنا دیتے ہیں اور چونکہ نبطیوں کو قبطیوں ہی سے اُنس ہوتا ہے اسلیئے مجھے ماریہؓ قبطیہ کے والد نے بھیجا تھا کہ میں اُن کے پاس آیا جایا کروں اور اُن کی خدمت کیا کروں۔ **قول صاحبِ تفسیر صافی:** آنحضرتؐ کا علیؑ مرتضیٰ کو اس طرح جُریح کے قتل پر بھیجدینا یہ بتلاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ حق کھل جائے اور بدنامی دفع ہو جائے اور علم نبوت سے حضرتؐ یہ جانتے تھے کہ علیؑ اس کو قتل نہ کریں گے ورنہ محض عائشہ کے قول پر قتل کا حکم حضرتؐ دے نہیں سکتے تھے۔ ہمارے اس قول کی دلیل وہ روایت ہے جو تفسیر قمیؒ میں سورۂ حجرات کی تفسیر میں یوں بیان کی گئی ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے باوجود اس علم کے کہ ماریہؓ قبطیہ کے برخلاف جھوٹ بولا گیا ہے اس قبطی کے قتل کا حکم دیدیا تھا یا آنحضرتؐ اس سے لاعلم تھے۔ اور خدائے تعالیٰ نے علیؑ مرتضیٰ کی سیرت میں جو تفتیش کی عادت پیدا کر دی تھی اُس سے قبطی قتل سے بچ رہا؟ فرمایا جناب رسولؐ خدا کو اس کی بے گناہی کا علم ضرور تھا۔ اور اگر آنحضرتؐ کے ارادہ میں اُس کا قتل منظور ہوتا تو علیؑ مرتضیٰ کبھی قتل کیئے بغیر واپس نہ آتے۔ آنحضرتؐ کے اس طرح بھیجنے کی تو یہ غرض تھی کہ عائشہ پچھتائے اور اپنے گناہ سے توبہ کرے مگر وہ نہ پچھتائی اور نہ اس کو ایک مردِ مسلمان کا ناحق قتل ہو جانا جس کے سبب سے آخر کو جھوٹی ثابت ہوئی ناگوار گزرتا۔

۱۲

**صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۳** | حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو لفظ استیناس ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اپنے گھر میں جانے لگے تو تسبیحاتِ اربعہ بلند آواز سے پڑھ لے اور کھنکھار لے۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور کھنکھارا تو آنحضرتؐ نے ایک عورت سے جس کا نام روضہ تھا فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے تو اٹھ کر جا اور اس سے یہ کہہ کہ پہلے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہے اور اس کے بعد ان لفظوں میں اجازت مانگے کہ کیا میں اندر آجاؤں۔ چنانچہ اس عورت نے کہہ دیا اور اُس شخص نے اسی طرح تعمیل کی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی اپنے باپ کی خدمت میں جانے لگے تو اجازت مانگ لے مگر باپ کو بیٹے

کے پاس جانے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں نیز جب کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کے پاس جانا چاہے اور وہ بیاہی ہوتی ہو تو اجازت مانگ لے۔ تفسیر مجمع البیان میں کہ ایک شخص نے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کی کہ اگر مجھے اپنی ماں کی خدمت میں جانا ہو تو میں اجازت مانگوں؟ فرمایا ضرور! عرض کی میرے سوا کوئی دوسرا تو ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے تو کیا جب جب مجھے جانا ہو ہر ہر مرتبہ اجازت مانگوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آیا تو یہ چاہتا ہے کہ اسے ننگا دیکھے، اس نے عرض کی نہیں یہ تو نہیں۔ فرمایا بس تو ہر دفعہ اجازت مانگا کر۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۴** بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان سے مراد ایسے مکان ہیں جیسے حمام، سرائیں اور پڑاؤ کے مکانات۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۵** مِنْھَا مَتَاعٌ لَّکُمْ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے ایسا نفع مراد ہے جیسے سردی و گرمی سے بچنا، مہمانوں کو اتار دینا اور معاملات طے کرنے کے لیے جلسہ کرنا وغیرہ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۶** یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ : کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک نوجوان انصاری کا ایک عورت سے سامنا ہو گیا اور اُس زمانہ میں عورتیں اپنے مقنع کانوں کے پیچھے رکھا کرتی تھیں۔ بس اس نوجوان نے اُسے دیکھا جس حال میں کہ وہ سامنے آ رہی تھی کہ جب وہ گزری چلی گئی جب بھی اس کی طرف دیکھا۔ پھر یہ ایک کوچے میں جو ایک خاص قبیلہ کا تھا۔ اُس کے پیچھے پیچھے چلا گیا اور اسے دیکھتا گیا اور ایک دیوار میں ایک ہڈی یا شیشہ نکلا ہوا تھا وہ اس کے منہ میں لگ گیا۔ اور چہرے پر ایک زخم سا ہو گیا، جب وہ عورت جا چکی تب اس نے خیال کیا تو دیکھا کہ خون اس کے کپڑے اور چھاتی پر بہہ رہا ہے۔ اس نے کہا واللہ میں ضرور جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں جاؤں گا۔ اور اس واقعہ کی خبر کروں گا۔ چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر دریافت فرمایا کہ صورت واقعہ کیا ہے؟ اس نے تمام واقعہ بیان کیا اور جبرئیل امین یہ آیت لے کر آئے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۷** یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ : نوٹ نمبر ۷ اور نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۴۲۳ کا حاشیہ ایک ہی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۴** وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنے خلخال (جھانجھن) وغیرہ کی آواز ہونے دے تاکہ کوئی یہ نہ جانے کہ عورت جھانجھن پہنے ہوئے ہے کہ ایسی باتیں مردوں میں میلانِ شہوت پیدا کر دیتی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۵** اَلْاَیَامٰی : یہ لفظ ایایم کا مقلوب ہے جو اَیِّم کی جمع ہے اور اَیِّم کے معنی ہیں یکہ و تنہا، مرد ہو یا عورت کنوارا ہو یا کنواری رانڈ ہو یا رنڈوا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۶** اَلصّٰلِحِیْنَ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ جن میں نکاح کی صلاحیت ہو اور ایک قول یہ ہے کہ صالحین سے مراد نیک ہیں اور نیکوں کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ ان کے دین کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۷** اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ : کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مفلسی کے خوف سے شادی چھوڑ بیٹھے تو اس نے خدا کی طرف بدظنی کی اسلئے کہ خدا تو فرماتا ہے کہ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ نیز انہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور مفلسی کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شادی کرلے چنانچہ اس نے شادی کرلی اور خوشحال ہو گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۸** وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا : تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں یہ امر مشہور ہے کہ جن لوگوں کو نکاح کا سامان یا ذریعہ میسر نہ ہو انھیں لازم ہے کہ شہوت کا قلع و قمع کرنے میں بہت کوشش کریں اور طبیعت کے جوش کو ساکن کرنے کے لیے اور عفیف رہنے کیلئے زیادہ عبادتِ خدا بجالائیں۔ جیسا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جسے شادی کرنے کی استطاعت ہو وہ ضرور شادی کرلے۔ اور جسے اسبابِ نکاح میسر نہ ہوں تو اسے لازم ہے کہ روزہ رکھا کرے کہ روزہ رکھنا قاطعِ شہوت ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۵** مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ الخ : التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ ایک مثل ہے جو خدائے تعالیٰ نے ہمارے لیے بیان کی ہے اور انہی حضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ تو ایسا ہے اور مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد ہیں جناب محمد مصطفٰےؐ اور کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد ہے سینۂ مبارک جناب رسولؐ خدا فِیْھَا مِصْبَاحٌ اس سے مراد اس میں نورِ علم یعنی نبوت ہے، اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اس سے یہ مراد ہے کہ علم جناب رسولؐ خدا قلب علیؑ مرتضٰی میں در آیا۔ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ فرمایا اس سے مراد ہیں جناب علیؑ مرتضٰی جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ قریب ہے کہ علم (وفور و کثرت کے باعث) عالم آلِ محمدؐ کے منہ سے قبل اس کے کہ وہ گویائی سے کام لیں خود بخود نکلے۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔

کتاب التوحید اور معانی الاخبار میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام منقول ہے کہ اُن جنابؑ نے اس آیت "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ سے حضرت فاطمہؑ زہرا اور مصباح سے حضرت امام حسنؑ اور زجاجہ سے حضرت امام حسینؑ مراد ہیں کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ۔ یہ جناب سیدہ علیہا السّلام کا ایک وصف ہے کہ وہ معصومہ تمام عورات عالم میں ستارۂ روشن کی مانند ہیں۔ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے جناب ابراہیمؑ مراد ہیں زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرتؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ کا یہ مطلب ہے کہ اس شجرۂ مبارکہ سے علم کا چراغ روشن ہوگا اگرچہ آگ اس کے قریب بھی نہ جائے۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے مقصود یہ ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔ (یہاں تک کہ بارہویں پر دنیا ختم ہو جائے گی) یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ائمۂ ہدیٰ علیہم السّلام کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اظہار واقعہ ہے۔ راویٔ حدیث کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا مولا اسی سورت میں آگے جو یہ آیت ہے۔ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ

مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ الخ اس کا کیا مطلب ہے ؟ (دیکھو ۴۲۵ ۔ سطر ۶ ) حضرت نے جو مطلب ارشاد فرمایا اُس کے لیے (دیکھو صفحہ ۴۲۵ نوٹ نمبر۲ )

اسی کتاب میں فضیل بن یسار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا قولِ باری تعالیٰ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا خدائے بزرگ و برتر ایسا ہی ہے ۔ میں نے عرض کی پھر مَثَلُ نُوْرِہٖ سے کیا مراد ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ ۔ میں نے عرض کی کَمِشْکٰوۃٍ کیا ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جنابِ رسولؐ خدا کا سینۂ مبارک میں نے پوچھا فِیْهَا مِصْبَاحٌ کیا چیز ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا اس میں نورِ علم یعنی نبوت ہے ۔ میں نے دریافت کیا اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ کا کیا مطلب ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا علم جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قلب مطہر جناب امیر المومنین علیہ السّلام میں درآیا ۔ میں نے عرض کی " کَاَنَّهَا " اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کَاَنَّهَا کیوں پڑھا جاتا ہے ؟ میں نے عرض کیا قربان ہو جاؤں پھر کیونکر پڑھوں فرمایا یوں پڑھو " کَاَنَّهٗ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ " فرمایا اس سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام مراد ہیں کہ وہ جنابؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی ۔ میں نے عرض کی یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے کیا غرض ہے ؟ حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ قریب ہے کہ علم عالم آلِ محمدؐ کے منہ سے قبل اس کے کہ وہ گویائی سے کام لیں خود بخود نکلے ۔ میں نے عرض کی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے کیا مطلب ہے ؟ فرمایا کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا ( یہاں تک کہ بارہویں بعد دنیا ختم ہو جائے گی ) نیز عیسٰی ابن راشد نے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ میں مشکوٰۃ سے تو مراد نورِ علم ہے جو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کے سینۂ مبارک میں ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زُجَاجَةٍ سے سینۂ جناب امیر المومنین علیہ السّلام مراد ہیں کہ علم جنابِ رسولؐ خدا اس سینہ میں درآیا اور وجہ اس کی وہ تعلیم تھی جو آنحضرتؐ نے علی علیہ السّلام کو دی کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ فرمایا اس سے نورِ علم مراد ہے لَا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ وہ حضرت نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب عالم آلِ محمدؐ سوال سے پہلے علوم کے ساتھ گویا ہوں گے ۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ۔ یعنی آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں سے ایک امام کے بعد دوسرا امام نورِ علم و حکمت سے مؤید ہوتا رہے گا ۔ اور یہ سلسلہ آدم علیہ السّلام سے برابر چلا آتا ہے اور قیامت تک برقرار رہے گا ۔ جابر بن یزید نے جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے یہ روایت کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ میں مشکوٰۃ سے مراد سینۂ جناب رسولِ خدا ہے اور فِیْهَا مِصْبَاحٌ میں مصباح سے مراد علم ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زُجَاجَةٍ سے مراد جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام ہیں کہ جن کے پاس علم جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم موجود تھا ۔ نیز عبداللہ بن جندب سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عریضہ بھیجکر اسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا ۔ اما بعد ۔

آگاہ ہو جاؤ کہ جناب محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ تمام مخلوق میں خدا کے امین تھے ۔ جب اُن جناب نے وفات پائی تو ہم اہلبیتؑ رسالت آنحضرتؐ کے وارث ہوئے اب ہم روئے زمین پر امین خدا ہیں ۔ ہمارے پاس موتوں کا اور بلاؤں کا علم ہے اور عرب کے نسب اور اسلام کا مؤلد ہم کو معلوم ہے اگر کوئی گروہ سو شخصوں کو گمراہ کرے تو ہم اس کے ہانکنے والے اور کھینچنے والے اور آواز لگانے والے کو پہچانتے ہیں ۔ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے ہیں تو اس کے ایمان اور نفاق کی حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں ہمارے شیعوں کے نام اور ان کے باپ داداؤں کے نام ہمارے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں ۔ خدا نے ہم سے اور اُن سے عہد و پیمان لے لیا ہے ۔ وہ ہمارے چشموں پر وارد ہونگے اور جہاں ہم داخل ہوں گے وہاں وہ داخل ہوں گے ۔ اُن کے اور ہمارے سوا قیامت تک کوئی شخص دینِ اسلام پر قائم نہیں رہ سکتا ۔ ہم نے جنابِ رسولِ خدا سے نور حاصل کیا ہے ۔ اور آنحضرتؐ نے ہمارے پروردگار سے لیا ہے اور ہمارے شیعہ ہمارے اس نور میں سے حصّہ لینے والے ہیں ۔ جو ہم سے جُدا ہو گیا وہ ہلاک ہوا ( یعنی جہنمی ہوا ) اور جس نے ہماری متابعت کی اس نے نجات پائی ( یعنی جنتی ہوا ) اور ہم سے جدا ہونے والا اور ہماری ولایت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور ہماری متابعت کرنے والا اور ہمارے دوستوں کا پیرو مومن ہے ۔ کافر ہم سے ہرگز محبت نہ کرے گا ۔ اور مومن کبھی ہم سے عداوت نہ رکھے گا ۔ اور جو ہماری محبت پر مرے تو خدا پر لازم ہوگا کہ اُسے ہمارے ساتھ محشور کرے ۔ جو شخص ہماری متابعت کرے ہم اس کے لیے نور ہیں ۔ جو ہماری ہدایت پر چلے ہم اس کے لیے ہدایت ہیں ۔ اور جو ہمارا نہیں اُس کو اسلام سے بھی کچھ تعلق نہیں ۔ ہمارے ہی ذریعہ سے خدا نے اپنے دین کی ابتدا کی اور ہمارے ہی ہاتھوں خدا اس کو انجام کو پہنچائے گا ۔ ہمارے ہی سبب سے خدائے تعالیٰ تم کو زمین سے پیدا ہونیوالی چیزیں کھلاتا ہے اور ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ مینہ برساتا ہے اور جب تم سمندر میں ہو تو خدائے تعالےٰ ہماری ہی وجہ سے تم کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جب تم خشکی میں ہو تو ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ تم کو اس میں دھنسنے سے بچاتا ہے اور ہمارے ہی ذریعے سے خدائے تعالےٰ تم کو تمہاری زندگی میں اور تمہاری قبروں میں اور محشر میں صراط پر میزان کے پاس اور دخولِ جنت کے وقت نفع پہنچائے گا ۔ کتاب خدا میں ہماری مثل مشکوٰۃ بیان کی گئی ہے اور مشکوٰۃ قندیل ہے ۔ پس ہم مشکوٰۃ ہیں اور فِیْهَا مِصْبَاحٌ سے مُراد جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مُراد آنجنابؐ کا عنصر طاہر ہے ۔ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ سے مُراد ہے کہ گویا وہ چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے ۔ نہ شرق سے اس کو نسبت ہے اور نہ غرب کی طرف وہ منسوب ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ نہ اُن کا نسب ادّعائی ہے نہ غیر معروف ۔ یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے مراد یہ ہے کہ عنقریب اُس کا روغن بغیر آگ کے چھوئے روشنی دیگا ۔ اس کی مثل قرآن مجید ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ امام کے بعد امام ہوگا یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ میں نور سے مُراد جناب علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں ۔ خدائے تعالےٰ جس کو دوست رکھتا ہے اس کو ہماری ولایت قبول کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے اور یہ خدا پر لازم ہے کہ ہمارے فرمانبردار دوستوں کو ایسے حال میں قبر سے اٹھائے گا کہ اُن کے چہرے درخشاں ہوں ۔ اُن کے ایمان کی دلیل روشن ہو ان کی حجت خدا کے نزدیک ظاہر ہو اور خدا پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ ہماری پیروی کرنے والوں کو پرہیزگار سچ بولنے والے ، مرتبۂ شہادت پانے والے نیک بخت بنائے ۔ وہ لوگ ہمارے بہت اچھے رفیق ہوں گے ۔ اگر ہم اہلبیتؑ میں سے کوئی شہید ہو تو اس کا مرتبہ کل شہیدوں سے دس حصّہ زیادہ ہوگا ۔ اور ہمارے شیعوں میں سے جو شہید ہوگا اُس کا درجہ غیر امت کے شہیدوں سے نو حصّے بڑھا ہوا ہوگا ۔ ہم ہیں برگزیدۂ خدا ۔ ہم ہیں تمام نبیوں سے پیشرو ہم ہیں اوصیائے رسولؐ کی اولاد ۔ خدا نے قرآن مجید میں ہمارا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے بہ نسبت اور لوگوں کے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہمارے لیے اولیت اور اولیت زیادہ ہے ۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے لیے خدا نے اپنا دین مقرر کیا ہے جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ہم سے خطاب کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے آلِ محمدؐ ! شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا

تَتَقَرَّبُ فُؤَادُهُ ط كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ط اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ ہم نے تمہارے لیے دین کی وہ باتیں قرار دی ہیں جن کی نوح کو وصیت کی تھی۔ پھر ہمارے جدّ امجد کی طرف خطاب کرتا ہے کہ اے محمد! اور ہم نے تمہاری طرف اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی طرف بھی وہی باتیں وحی کی ہیں کہ دین کو قائم رکھو اور جدا جدا فرقے نہ بن جاؤ جو باتیں خدا کی طرف سے ہم کو پہنچیں وہ ہم نے جان لیں (کسی اجنبی شخص سے) ہم نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ تمام انبیاءؑ کے علوم ہم کو سونپے گئے۔ رسولوں اور نبیوں میں سے جو صاحبانِ علم ہیں اُن کے اور جو اولوالعزم نبی ہیں اُن کے وارث ہم ہی ہیں جس بات کی تم لوگوں کو دعوت دیتے ہو مشرکوں پر بہت گراں گزرتی ہے۔ یہاں جس چیز کی دعوت دی جاتی ہے اُس سے ولایتِ علی ابنِ ابیطالب مراد ہے اور اسی طرح مشرک سے وہ لوگ مراد ہیں جو ولایتِ علیؑ ابن ابی طالب میں غیر کو شریک کرتے ہیں۔ اور خدا تو اُسی کو ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جو ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالب قبول کرنے میں اس کی طرف رجوع کرے (اے عبداللہ بن جندب!) میں تمہارے پاس (تمہارے جواب میں) ایسا خط بھیجا ہے جس میں ہدایت کی باتیں ہیں۔ تم اس کو خوب غور و فکر سے پڑھو اور سمجھو کہ یہ خط دل کی بیماریوں کو شفا دینے والا ہے۔ صالح بن سہل ہمدانی سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا مصباح سے حضرت امام حسنؑ اور اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مراد حضرت امام حسینؑ اور اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے جناب فاطمہ زہرا علیہم السّلام مراد ہیں جو تمام بہشتی عورات میں مثل ستارۂ درخشاں کے ہوں گی۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ میں شجرۂ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سے یہ مطلب ہے کہ وہ حضرتؑ نہ یہودی مذہب رکھتے تھے اور نہ نصرانی۔ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ سے یہ مطلب ہے کہ اس نسلِ مبارکہ سے علم پھیلے گا۔ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ (سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ انھوں نے کسی سے نہ سیکھا ہو) نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ سے یہ مطلب ہے کہ اسی سلسلہ مبارکہ میں ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔ (یہاں تک کہ بارہ کی تعداد پوری ہو جائے) يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نور کو یعنی ائمہ علیہم السّلام کی پیروی کی جس کو چاہتا ہے توفیق عطا فرماتا ہے وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیرالمومنینؑ علیہ السلام کی خدمت میں مسجد کوفہ میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے کہ وہ جناب اپنی انگشتِ مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور تبسم فرماتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمومنین! حضور کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مجھے اس بات پر تعجب آتا ہے کہ لوگ اس آیت کو پڑھتے ہیں مگر جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھتے نہیں۔ میں نے عرض کی وہ کونسی آیت ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا خدائے تعالیٰ کا یہ قول اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ الخ میں مشکوٰۃ سے تو حضور سرورِ عالم مراد ہیں۔ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط میں زجاجہ سے حسنؑ و حسینؑ مراد ہیں۔ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ علی ابن الحسینؑ۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ محمد بن علیؑ زَيْتُوْنَةٍ جعفر ابن محمدؑ۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ موسیٰ ابن جعفرؑ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ علی ابن موسیٰؑ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ محمد ابن علیؑ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ علی ابن محمدؑ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ حسنؑ ابن علیؑ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ القائم مہدیؑ ہیں۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ **قولِ مترجم**: مندرجۂ بالا روایتوں میں جو کچھ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کہ کہیں شجرۂ مبارکہ سے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ مراد لیے گئے ہیں اور کہیں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السلام اور کسی روایت میں مشکوٰۃ سے جناب رسولِ خدا مراد لیے گئے ہیں اور کسی میں صدرِ جنابِ رسولِ خدا کسی میں مصباح سے آنحضرتؐ مراد ہیں اور کسی میں علمِ نبوت کسی میں زجاجہ سے جناب سیدہؑ مراد ہیں اور کسی میں حسنینؑ علیہما السّلام اور کسی میں عنصرِ طاہرِ آنحضرتؐ۔ تو فی الاصل یہ اختلاف کچھ اختلاف نہیں ہے اسی لیے کہ اصل سب کی ایک ہے نورِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں اور وہی نور صلبِ حضرت ابراہیم علیہ السّلام میں بھی تھا

**صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۶** يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط: تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفرؑ صادق جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ مثل مومن کے لیے بیان کی ہے پھر فرمایا کہ مومن یکے بعد دیگر پانچ نوروں میں منتقل ہوتا ہے، اُس کی آمد بھی نور ہے اس کی روانگی بھی نور ہے، اُس کا علم بھی نور ہے، اس کا کلام بھی نور ہے اور قیامت کے دن اس کی جو بازگشت جنت کی طرف ہوگی وہ بھی نور ہے۔ راوی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ پروردگارِ عالم کے نور کی مثل ہے فرمایا سبحان اللہ (ان لوگوں کے کیا کہنے) اللہ کی تو کوئی مثل ہی نہیں کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (خدا کے لیے تم مثلیں نہ بیان کرو) ۱۲

**صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۷** فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان بیوت سے مراد انبیاءؑ کے گھرانے ہیں اور جناب علی مرتضیٰؑ کا گھرانہ اُنھی میں داخل ہے۔ کافی میں منقول ہے کہ قتادہ نے اُنھی حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں بہت سے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب اسطرح مضطرب نہیں ہوا جس طرح حضورؐ کے سامنے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ تو کہاں ہے؟ تو ان گھروں کے سامنے ہے جن کی تعظیم کیے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے بس تو وہاں ہے اور ہم وہ ہیں۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤں واللہ آپ نے سچ فرمایا۔ بیشک ان بیوت سے مراد مٹی اور پتھر کے مکان نہیں ہیں۔ **قولِ مترجم**: یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین میں اول درجہ کا مفسّر ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۸** رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ: الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کچھ تاجر ایسے بھی تھے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو وہ اپنا لین دینے چھوڑ کر نماز کو چلے آتے اور ان کا اجر ان لوگوں سے زیادہ تھا جو تجارت نہیں کرتے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق نے ایک تاجر کی بابت پوچھا کہ وہ کیا کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ اب تو وہ پارسا بن گیا ہے اور اُس نے تجارت چھوڑ دی ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ یہ تو شیطان کا کام ہے کیا اُس کو یہ خبر نہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ایک پورے قافلہ کا مال جو شام سے آیا تھا خرید لیا تھا اور اُس سے آپ کو اتنا منافع بچا کہ آپ نے اپنا قرض بھی ادا کر دیا اور کچھ اپنے قرابتداروں میں بھی تقسیم کر دیا اور خدائے تعالےٰ بھی ایسے تاجروں کے بارے میں فرماتا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الخ ۱۲

**صفحہ ۴۲۵ نوٹ ۲** اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ الخ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اَوْ كَظُلُمٰتٍ سے مراد ہیں فلاں و فلاں (اول و ثانی) فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ اس سے مراد ہیں نعثل (ثالث) مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ اس سے مراد ہیں طلحہ و زبیر مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اس سے مراد معاویہ یزید اور بنی امیہ کے فتنے ہیں۔ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا مذکورہ بالا اشخاص کے زمانہ میں جو اندھیر تھا یہ اُس کی مثال ہے وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جس کے لیے اولادِ فاطمہؑ میں سے کوئی امام نہ ہوگا۔ فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ تو قیامت میں بھی اس کا کوئی امام نہ ہوگا جس کی روشنی میں وہ چل پھر سکے گا۔ جیسا کہ خدا یتعالےٰ نے فرمایا ہے يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور دائیں دائیں چلتا ہوگا) فرمایا قیامت کے دن مومنوں کی یہ حالت ہوگی جب تک کہ وہ جنت میں نہ چلے جائیں۔ ۱۲

(اس کے بعد قرآن مجید میں نوٹ نمبر۲ کو نمبر۳ اور نوٹ نمبر۳ کو نمبر۴ سمجھا جائے گا)

**صفحہ ۴۲۶ نوٹ ۳** ؛ وجہ یہ تھی کہ دونوں کا ایک باغ کے بارے میں جھگڑا تھا۔ تو جناب امیر المومنینؑ نے یہ فرمایا کہ چلو ہم جناب رسولؐ خدا کے فیصلے پر راضی ہیں مگر عبدالرحمٰن ابن عوف نے عثمان سے یہ کہا کہ اس معاملہ کو رسولؐ اللہ کے پاس نہ لیجانا ورنہ آنحضرت ضرور تمہارے خلاف ان کے حق میں فیصلہ کر دیں گے۔ پس عثمان نے جناب امیر المومنینؑ سے یہ کہا کہ ہم تو ابن شیبہ یہودی کے فیصلہ پر راضی ہوں گے۔ ابن شیبہ نے عثمان سے یہ کہا کہ تم رسولؐ اللہ کو وحیِ آسمانی پہنچانے میں تو امین جانتے ہو اور معاملات کے فیصلہ میں اُن کو غیر معتبر سمجھتے ہو۔ اسی پر خدائے تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل کیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۴** وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں بروایت اہلبیت مروی ہے کہ یہ آیت مہدی آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ یہ ہم اہلبیت کے شیعہ ہیں، جن کے لیے خدائے تعالےٰ یہ سب کچھ ہم میں سے ایک شخص کے ہاتھوں انجام دیگا جو اس امت کا مہدیؑ ہوگا اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں جناب رسولؐ خدا فرما گئے ہیں کہ اگر عمر دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے تعالےٰ اس کو طولانی کر دے گا۔ تاکہ میری اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام میرا ہی نام ہوگا حاکم ہو جائے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور کر دے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ الاکمال میں جناب امام جعفرؑ صادق سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس میں حضرتؑ کے زمانۂ غیبت کے مومنین کو حضرت نوحؑ کے زمانہ کے مومنین سے تشبیہہ دی ہے اور زمانۂ غیبت کے طویل ہونے کی مدلل وجہیں ارشاد فرمائی ہیں اس کے آخر میں راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ یہ ناصبی تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت ابوبکر و عمر و عثمان و علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے فرمایا خدا ان ناصبیوں کی کبھی ہدایت نہ فرمائے بھلا وہ دین جس کو خدا اور اس کے رسولؐ نے پسند کیا تھا ان میں سے کسی کے زمانہ میں ایسا مستحکم ہوا جیسا کہ خدا کا منشا تھا اس لئے کہ امر خلافت کے بارے میں تمام امت میں انتشار پھیلا رہا۔ خوف لوگوں کے دلوں سے کبھی دور نہ ہوا اور شک ان کے دلوں سے کبھی نہ گیا۔ اور خاص کر امیر المومنینؑ کے زمانہ میں تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور فتنے اُن سب کے زمانوں میں پورے جوش سے پھیلے رہے اور لڑائیاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جاری ہیں۔

احتجاجِ طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے ایک حدیث منقول ہوئی ہے جس میں ثلٰثہ کے مثالب (معائب) کا ذکر ہے اور اس بات کا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو مہلت کیوں دی۔ آخر میں حضرتؑ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ تھی کہ خدائے تعالےٰ نے جو اپنے دشمن ابلیس کو مہلت دی ہے اس کی تکمیل ہو جائے اور نوشتۂ خدا حدِّ آخر تک پہنچ جائے اور کافروں پر خدائے تعالیٰ کا قول ثابت ہو جائے اور اُس وعدۂ برحق کا وقت قریب پہنچ جائے جس کو خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اپنے اس قول میں صاف طور سے بیان کیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ اور یہ اس وقت ہوگا۔ جبکہ اسلام کا محض نام رہ جائے گا۔ اور قرآن کا محض نشان اور جناب صاحب الامر علیہ السّلام بوجہ غدر بیّن کے غائب ہو جائیں گے اس لئے کہ فتنہ و فساد دلوں پر علی العموم چھا جائیگا حتّٰی آنکہ جو ان کے عزیز تر یب ہوں گے وہی ان کے سب سے زیادہ دشمن ہو جائیں گے اور اس وقت اللہ تعالیٰ ان حضرتؑ کی ایسے لشکروں سے مدد کرے گا جن کو تم نہ دیکھتے ہو گے اور اپنے نبیؐ کے دین کو اُنہی حضرتؑ (صاحب الامرؑ) کے ہاتھوں سے غالب کر دیگا اور ان حضرتؑ کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ مشرکوں کو بُرا لگے۔ الجوامع میں جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منقول ہے کہ مجھے زمین کے انتہائی حصہ تک پہنچا یا گیا۔ پس مجھے اُس کا مشرق بھی دکھایا گیا اور مغرب بھی اور عنقریب میری امت کی سلطنت اس مقام تک پہنچ جائے گی جہاں تک مجھے پہنچایا گیا تھا۔ نیز حضرت مقدادؓ نے انہی حضرتؑ سے روایت کی ہے کہ زمین پر کوئی گھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا اُون کا ایسا باقی نہ رہے گا۔ جس میں خدائے تعالےٰ کلمۂ اسلام کو نہ پہونچا دے خواہ کسی عزت دار کی عزت دار کے ساتھ پہنچے یا کسی ذلت والے کی ذلت کے ساتھ۔ اگر خدائے تعالیٰ اُن کو عزت دے گا تو جو اس آیت کے حقیقی اہل ہیں انکو بھی اُنہی کے تابعین سے قرار دیگا اور اگر ان سے توفیقِ ہدایت سلب فرمائیگا تو بھی اُن کے بارے میں خدائے تعالےٰ باقاعدہ باز پُرس کرے گا۔

ابوبصیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور ائمہؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا سے ظہور قائم آلِ محمدؐ کا زمانہ مراد ہے۔

واثلہ ابن الاصقع نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جندل بن جنادہ بن جبیر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! بتائیے وہ کون سی چیز ہے جو خدا کے لیے نہیں اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں اور وہ کیا ہے جس کو خدا نہیں جانتا؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ وہ چیز جو خدا کے لیے نہیں ہے وہ تو اس کا شریک ہے یعنی خدائے تعالیٰ کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں وہ ظلم ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ چیز جس کو خدا نہیں جانتا وہ اے یہودیو تمہارا یہ قول ہے کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ یہ نہیں جانتا کہ اس کے کوئی بیٹا بھی ہے۔ یہ جواب سُن کر جندل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ پھر اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کل رات میں نے حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضرتؑ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے جندل تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لا اور ان کے اوصیاء سے متمسک ہو۔ یا رسولؐ اللہ! خدا نے اسلام تو مجھے نصیب کیا ہے میں مومن ہوگیا۔ اب فرمائیے کہ آپ کے بعد آپ کے اوصیاء کون کون ہوں گے؟ تاکہ میں اُن سے بھی تمسک کر سکوں۔ حضرتؑ نے فرمایا اے جندل!

میرے بعد میرے اوصیاء عدد میں نقبائے بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے۔ جندل نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ نقبائے بنی اسرائیل بارہ تھے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت امام بھی بارہ ہوں گے۔ جندل نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا وہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ہونگے؟ حضرتؐ نے جواب دیا نہیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا ہوگا۔ اے جندل! تم ان میں سے صرف تین اماموں کو دیکھو گے۔ میرے بعد سب سے پہلے میرے وصی سیدالاوصیاء ابوالائمہ علیؑ ابن ابیطالب ہیں پھر ان کے دونوں فرزند حسنؑ وحسینؑ (یکے بعد دیگرے) امام ہوں گے۔ اے جندل! میرے بعد تم اُن سے ضرور متمسک رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ جاہلوں کی جہالت تمھیں دھوکا دے۔ اے جندل! جب علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدین کی ولادت کا زمانہ قریب آئے گا۔ تو تمھارا انتقال ہو جائے گا اور آخری رزق تمھارا دودھ ہوگا۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے توریت میں یہ نام پڑھے ہیں۔ الیا۔ یقطوا۔ شبرا۔ شبیرا۔ مگر میں ان کا مطلب نہیں سمجھتا تھا (قول مترجم۔ یقطوا تو فارقلیطا کا ہم معنی جناب رسولؐ خدا کا نام احمدؐ ہے۔ الیا یا ایلیا ہم معنی علیؑ ہے۔ شبر ہم معنی حسنؑ اور شبیر ہم معنی حسینؑ مشہور ہیں) اب فرمائیے امام حسنؑ کے بعد کے امام ہوں گے اور ان کے نام کیا کیا ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل میں نو امام ہونگے۔ مہدیؑ بھی انھی میں سے ہوگا۔ جس وقت حسینؑ کی مدّتِ حیات پوری ہو جائے گی تو اُن کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدین ہے امام ہوں گے پھر جب علیؑ بن الحسینؑ کی زندگانی ختم ہو جائے گی تو ان کے فرزند محمدؑ باقر لقب امام ہوں گے۔ پھر محمدؑ کے بعد ان کے فرزند جعفرؑ امام ہوں گے صادق ان کا لقب ہوگا۔ پھر جعفرؑ کے بعد ان کے بیٹے موسیٰؑ امام ہوں گے ان کا لقب کاظم ہے پھر موسیٰؑ کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ امام ہوں گے ان کا لقب رضا ہے۔ پھر علیؑ کے بعد ان کے فرزند محمدؑ امام ہوں گے۔ لقب ان کا زکی ہوگا۔ پھر محمدؑ کے بعد ان کے بیٹے علیؑ جن کا لقب نقی ہے امام ہوں گے۔ پھر علیؑ کے بعد ان کے فرزند حسنؑ جن کا لقب امین ہے امام ہوں گے۔ پھر میری امت کا امام غائب ہو جائے گا۔ جندل نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا حسنؑ (بن علیؑ بن محمدؑ) غائب ہو جائیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ غائب نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کے فرزند (جو کہ بارھویں امام ہیں) غائب ہو جائیں گے۔ جندل نے کہا یا رسول اللہ اُن کا اسم مبارک کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا جب تک وہ ظاہر نہ ہوں گے اُن کا نام نہ لیا جائے گا۔ جندل نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے توریت میں ان سب کا تذکرہ پایا ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ ابن عمران نے ہمکو آپ کی اور آپ کے بعد والے وصیتوں کی خوشخبری دی ہے پھر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ پھر جندل نے عرض کی یا رسول اللہ انھیں کس کا خوف ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر امام کے زمانہ میں ایک بادشاہ جابر ہوگا جو انھیں ستائے گا اور ایذا دے گا۔ خداوندعالم ہمارے قائمؑ کو جلد ظاہر کرے وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشا حال اُن لوگوں کا جو ان کے زمانۂ غیبت میں صبر سے کام لیں اور ان کی محبت پر قائم رہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی توصیف خدائے تعالیٰ نے اپنے قول اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ سے فرمائی ہے۔ یہی لوگ خدا کے گروہ ہیں اور جان لو کہ خدا کا لشکر ضرور غالب ہوگا۔ ابن الاصقع کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السّلام کے زمانہ تک جندل مدینہ میں رہے پھر وہ طائف چلے گئے۔ نعیم بن ابوقیس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں طائف میں جندل کے پاس گیا وہ بیمار تھے انھوں نے پینے کے لیے دودھ مانگا اور کہا کہ مجھے جناب رسولؐ خدا نے خبر دیدی ہے کہ میرا آخری رزق دودھ ہوگا۔ یہ کہہ کے وہ انتقال فرما گئے۔ اور طائف میں مقام کورا میں مدفون ہوئے۔ خدا اُن پر رحم فرمائے۔

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۳** اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ: کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص بطور منصرم کسی کے مال کا انتظام کرتا ہو تو وہ بغیر اسکی اجازت کے کھانا کھا سکتا ہے۔ اور جناب امام محمدؑ باقر یا جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جس کی کنجیاں تمھارے ہاتھ میں ہوں اس کے ہاں سے اتنا کھا لینے یا کھلا دینے میں کوئی الزام نہیں ہے جس میں مالک کو نقصان نہ پہنچے یا ایسی چیز جس کے خراب ہو جانیکا اندیشہ ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور مہاجرین وانصار میں مواخات قائم کردی تو اس کے بعد ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب اصحاب میں سے آنحضرتؐ کسی کو غزوہ یا سریّہ میں بھیجتے تو وہ صحابی اپنے گھر کی کنجی اپنے دینی بھائی کے سپرد کر جاتا اور یہ کہہ جاتا کہ جو تمھارا جی چاہے کھانا پینا اور جو جی چاہے لینا مگر وہ ایسا نہ کرتے یہاں تک کہ اکثر ایسا ہوتا کہ جو جنس وہ بھری ہوئی چھوڑ جاتے وہ خراب ہو جاتی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جس گھر کی کنجی تمھارے ہاتھ میں ہو تو اس کا مالک موجود ہو یا نہ ہو تم اس میں سے کھا سکتے ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۴** اَوْ صَدِيْقِكُمْ: تفسیر مجمع البیان میں ائمہ ہدیٰ علیہم السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جن جن گھروں کا اوپر ذکر آیا ان میں سے کسی میں سے بقدر ضرورت کھانیکا کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر بقدر ضرورت کھایا جائے اسراف نہ کیا جائے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول اَوْ صَدِيْقِكُمْ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے گھر میں جائے تو بغیر اس کی اجازت کے کھانا کھا سکتا ہے اور انھی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جن جن کا خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے ان سب کے ہاں سے ایسی چیزیں جیسے (دال) سالن، خرمہ وغیرہ بغیر ان کی اجازت کے بھی کھا سکتے ہیں اور اسی طرح زوجہ بھی اپنے شوہر کے گھر سے ایسی چیزیں کھا سکتی ہے مگر اس کے علاوہ اور اجناس کے لیے اجازت کی ضرورت ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۵** فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ سلام ہے جو تم کو اپنے گھر والوں پر کرنا چاہیئے کہ ان کا جواب دینا وہ تمھارا اسلام تمھاری ہی ذات پر ہوا۔ اور جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں جائے تو اگر کوئی اس میں ہے تو اس پر سلام کرے اور اگر کوئی نہ ہو تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا (ہمارے پروردگار کی طرف سے ہم ہی پر سلام ہو) اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۶** لَمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا ان کو کسی معاملہ کے لیے جمع کرتے مثلاً کسی مہم پر بھیجنا ہوتا یا کسی لڑائی میں مشورہ کرنا ہوتا تو وہ ضرور حاضر ہوتے مگر اٹھتے وقت بغیر آنحضرتؐ کی اجازت لیے متفرق ہو جاتے اسی حرکت سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو منع فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۷** فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ پوری آیت حنظلہ ابن ابی عیاش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور قصّہ اُس کا یہ ہے کہ حنظلہ نے اس رات میں جس کی صبح کو جنگِ اُحد واقع ہوئی شادی کی تھی۔ اور آنحضرتؐ سے ٹھہرنے کی اجازت مانگی پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرتؐ کو کسی کے ٹھہرنے کی اجازت کا اختیار دیا۔ بہر حال (ان کو اجازت مل گئی اور وہ) رات کو اپنے گھر رہے جیسے ہی صبح ہوئی میدان جنگ میں آ موجود ہوئے اور شہید ہو گئے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو آسمان وزمین کے مابین بارش کے پانی سے جو چاندی کے برتن میں بھرا ہوا تھا غسل دے رہے ہیں اسی وجہ سے حنظلہ غسیل ملائکہ مشہور ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۸** لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم جناب رسولؐ خدا کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہ پکارو یَا مُحَمَّدُ اور نہ یوں کہو یَا اَبَا الْقَاسِمِ بلکہ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر پکارو۔ المناقب میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جناب سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ یَا اَبَاہُ کہکر بات کروں مگر میں نے آیت کے خیال سے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا بس آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ میری طرف سے منہ پھرا لیا اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فاطمہؑ! یہ آیت تمہارے بارے میں، تمہارے شوہر کے بارے میں اور تمہاری اولاد کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ یہ تو قریش میں سے جتنے مغرور و متکبر و ظالم و بے ادب ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تم تو وہی یَا اَبَاہُ کہکر خطاب کرو کہ تمہارا یَا اَبَاہُ کہنا میرے دل کو زیادہ زندہ کرنے والا اور میرے پروردگار کو زیادہ پسند ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۵** قَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ۞ تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسولؐ خدا کو یہ آیت اس طرح پہنچائی تھی۔ وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمۡ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ۞ (اور آلِ محمدؐ کا حق غصب کرنے والوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ صرف ایک جادو کے مارے ہوئے کی پیروی کرتے ہیں)۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۶** فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَبِيۡلًا ۞ تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے سبیل علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ وہ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت قبول کرنے کی سعادت حاصل نہ کر سکیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۷** وَيَجۡعَلْ لَّكَ قُصُوۡرًا ۞ احتجاج طبرسی اور تفسیر امامؑ میں سورہ بقرہ کی آیت اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ الخ کی تفسیر میں جناب رسولؐ خدا کے اس مناظرہ کا ذکر ہے جو عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی اور اور مشرکین کے سوالات کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا جس کا ذکر سورۂ انعام ص۱۵۳ اور سورۂ بنی اسرائیل ص۳۴۹ پر آچکا ہے۔ یہاں صرف آنحضرتؐ کا وہ جواب درج کیا جاتا ہے جو آنحضرتؐ نے اُن کے سوالات کے جواب میں دیا تھا جن کا خلاصہ خدائے تعالےٰ نے وَقَالُوۡا مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ سے يَجۡعَلْ لَّكَ قُصُوۡرًا ۞ تک فرمایا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! تو نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ میں بھی مثل تم لوگوں کے کھانا کھاتا ہوں اور اس وجہ سے میں خدا کا رسول نہیں ہو سکتا تو اصل معاملہ تو خدا کے ہاتھ ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے فیصلہ فرما دے خدا تو ہر طرح لائق تعریف ہے مجھے یا کسی اور کو یوں کہنے کہ کہ خدا نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیونکر کیا اعتراض کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ خدا نے کسی کو فقیر بنایا ہے اور کسی کو امیر، کسی کو عزت دار بنایا ہے کسی کو ذلیل، کسی کو تندرست بنایا ہے کسی کو بیمار، کسی کو اعلیٰ کیا ہے کسی کو ادنیٰ اور کھاتے سب یہی کھانا ہیں، پھر فقیروں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں بنایا اور ان کو امیر کیوں بنایا۔ اور نہ ادنیٰ لوگوں کو یہ ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہمیں ادنیٰ کیوں بنایا اور ان کو اعلیٰ کیوں، اور نہ بیماروں اور کمزوروں کو یہ حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ تو نے ہم کو بیمار اور کمزور کیوں بنایا اور ان کو تندرست و قوی کیوں؟ اور نہ ذلیلوں کو یہ حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم کو ذلیل کیوں بنایا اور ان کو عزت دار کیوں بنایا؟ اور نہ بدصورتوں کا یہ منصب ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم کو بدصورت کیوں بنایا اور ان کو خوبصورت کیوں؟ بلکہ اگر وہ ایسا کہیں تو وہ اپنے پروردگار کے احکام کے رد کرنے والے اور اس کے فیصلوں میں اس سے جھگڑنے والے اور اس کی شان میں کفر کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور اس کا جواب ان کے لیے یہ ہوگا کہ میں بادشاہ ہوں، پست و بلند کرنے والا ہوں، میں دولت و فقیری دینے والا ہوں، میں عزت و ذلت عطا کرنے والا ہوں، میں ہی تندرست کرنے والا ہوں، اور میں ہی بیمار کرنے والا ہوں، اور تم بندے ہو تمہارا کام سوائے تسلیم کرنے اور میرا حکم مان لینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ پس اگر تم تسلیم کرتے ہو تو میرے مومن بندے ہو اور اگر تم انکار کرتے ہو تو میری شان میں کفر کرنے والے ٹھہرو گے۔ اور میرے سخت عذاب سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ جس کا یہ مطلب ہے کہ تم ان سے کہدو کہ بشریت میں تو میں تمہارا ہمصورت ہوں لیکن نبوت سے خداوند عالم نے مجھے اسی طرح مخصوص فرمایا ہے جیسا کہ بعض کو دولت سے۔ بعض کو صحت سے، اور بعض کو حسن و جمال سے، حالانکہ بہت سوں کو وہی چیزیں عطا نہیں فرمائیں پس میری اس خصوصیتِ نبوت کا کیوں انکار کرتے ہو؟ (پھر حضرتؐ نے ان لوگوں کے اور اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو سورۂ بنی اسرائیل کے ضمیمہ میں درج ہیں۔ اور عبداللہ کے اعتراض کا بقیہ جواب پارۂ ۱۵ ملاحظہ ہو۔) ۱۲

پارۂ ہجدہم تمام شد۔

# ضمیمہ متعلق پارۂ نوازدہم ۱۹

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۴** اَلظَّالِمُ: تفسیر قمی میں ہے کہ اَلظَّالِمُ سے مراد ہیں حضرت اوّل۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۵** سَبِیْلًا: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے علیًا وَلِیًّا (یعنی وہ ظالم کہتا ہوگا کہ کاش ہم نے رسولؐ کے ساتھ علیؑ کو بھی ولی مانا ہوتا)۔ ۱۲ نوٹ نمبر ۴ اور نوٹ نمبر ۵ کی تفصیل یوں ہے: تفسیر برہان میں کتاب الغیبۃ سے بروایت حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں اہل یمن کا ایک ڈیپوٹیشن (وفد) آیا۔ آنحضرتؐ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن تمہارے پاس آتے ہیں۔ یہ ایک رنگ سے دوسرا رنگ بآسانی قبول کر لیا کرتے ہیں جب وہ لوگ آنحضرتؐ کی حضور میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دل نرم ہیں مگر ان کا ایمان مضبوط ہے۔ منصور انہی میں سے ہوگا جو ستر ہزار آدمی سے میرے بیٹے اور میرے وصی کے بیٹے (مراد ہیں جناب صاحب الامر علیہ السلام) کی نصرت کے لئے نکلے گا اُن سب کی تلواروں کے پرتلے چمڑے کے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ آپ کے وصی کون ہیں؟ فرمایا وہی ہے جس کے ساتھ تمسک کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ اس پر اُن لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ذرا ہمارے لئے کھول کر بیان فرما دیجئے کہ مندرجۂ بالا قول خدا میں حَبْل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا قولِ خدا خود اس کا مفسّر ہے اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ۔ پس حَبْلٌ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد کتاب خدا ہے اور حَبْلٌ مِّنَ النَّاسِ سے مراد میرا وصی ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آخر وہ آپ کا وصی ہے کون؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ جَنْبِ اللّٰهِ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۔ فرمایا وہی میرا وصی ہے جو میرے بعد مجھ تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ اس پر لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ کو اسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے آپ ہمیں اپنے وصی کو دکھا دیجئے ہم تو اُس کی زیارت کے بہت ہی مشتاق ہو گئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو متوسمین (فراست سے پہچاننے والوں) کے لئے نشانی قرار دیا ہے۔ پس اگر تم اُس کو اُس شخص کی سی نظر سے دیکھو گے جس کی شان میں خدا نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ تو تم اُس کو پہچان لو گے کہ وہی میرا وصی ہے۔ جیسے کہ تم نے یہ پہچان لیا کہ میں ہی تمہارا نبی ہوں۔ پس اب تم صفوں میں چلو، پھر وا اور چہروں کو غور سے دیکھو بھالو۔ پس جس کی طرف تمہارے دل کھنچیں سمجھ لو کہ وہی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اُسی کے بارے میں اپنی کتاب میں (دعائے ابراہیمؑ کو نقل) فرماتا ہے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ۔ اس میں ضمیر "ہِمْ" سے مراد خود میرا وصی اور اُس کی وہ اولاد ہے جو معصوم اور لائق درود و سلام ہے۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس پر قبیلۂ اشعر یمن میں سے ابن عامر اشعری اور قبیلۂ خولانیین میں سے ابوغرہ خولانی اور ظبیان اور عثمان ابن قیس اور قبیلۂ دوسیین میں سے عزیۂ دوسی اور لاحق ابن علاقہ کھڑے ہوئے۔ صفوں کے اندر انھوں نے گشت لگائی چہروں کو دیکھا بھالا اور اصلع[1] بطین[2] کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہمارے دل تو اس کی طرف کھنچتے ہیں۔ اس پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے رسولؐ خدا کے وصی کو پہچان لیا قبل اس کے کہ تم اُسے جانتے ہو تو تم خود برگزیدۂ خدا ہو گئے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے پہچانا کس ذریعہ سے کہ یہ وہی ہیں؟ اس پر وہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم نے سب ہی لوگوں کی طرف نظر ڈالی تو ہمارے دل پر اُن کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن جب ہم نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو پہلے تو ہمارے دل کانپ گئے۔ پھر ہمارے نفس مطمئن ہو گئے۔ پھر ہمارے جگر پانی ہو گئے۔ اور ہماری آنکھیں بھر آئیں۔ ہمارے سینے نورانی ہو گئے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا ہمارے باپ ہیں اور ہم اِن کے بیٹے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ تمہاری اس سے وہی منزلت ہے جو تم بیان کر چکے۔ اسی منزلت کے سبب سے نیکی تمہارے حق میں پہلے ہی طے ہو چکی اور تم جہنم سے دور ہو گئے۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگوار جن کے نام لئے گئے زندہ رہے تا آنکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ جمل و جنگ صفین میں حاضر ہوئے اور سب کے سب نے صفین میں شہادت پائی۔ جناب رسول خدا اِن کی نسبت صاف جنّت کی خوشخبری دے چکے تھے اور یہ خبر بھی دے چکے تھے کہ وہ جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی معیّت میں شہادت پائیں گے۔

کافی میں جابر ابن یزید جعفی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! ان شیعہ فرقوں کے جو آپس کے اختلاف ہیں اُس نے تو مجھے پریشان کر دیا۔ فرمایا اے جابر! کیا میں تجھے اِن کے اختلاف کا مطلب نہ سمجھا دوں کہ اِن میں اختلاف کس حیثیت سے ہوا اور یہ کس وجہ سے فرقہ فرقہ بن گئے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! ضرور سمجھا دیجئے۔ فرمایا کہ جب لوگ اختلاف کریں تو تم اختلاف نہ کیجیو۔ اے جابر! سن لے کہ امام زمانہ کا منکر ویسا ہی ہے جیسے جناب رسولؐ خدا کے زمانہ میں اُن کا منکر۔ اے جابر! اب جو میں کہتا ہوں اُسے غور سے سن لے۔ اور اپنے ہی دل میں رکھیو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ جس وقت تک چاہوں؟ فرمایا غور سے سن لے۔ اور اُس جگہ تک دل میں رکھیو جہاں تک کہ تیری سواری تجھ کو لے جائے (نصیحۃ)، مطلب یہ ہے کہ قریب وفات دوسرں

---

[1] اصلع وہ شخص ہے جس کے سر کے اگلے حصّہ پر بال نہ اُگے ہوں اور بعض احادیث میں بجائے اصلع لفظ انزع مذکور ہوا ہے جو اصلع کے ہم معنی ہے اور مراد یہ ہے کہ منزہ عن الشرک تھے یعنی کبھی نجاست شرک میں آلودہ نہ ہوئے تھے۔ ۱۲۔ منہ

[2] بطین وہ شخص ہے جس کا پیٹ بڑا ہو یہ لفظ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اوصاف میں مذکور ہوا ہے اُس سے حضرتؑ کا علم و حکمت سے پُر ہونا مراد ہے۔ ۱۲۔ منہ

کی ہدایت کے لئے اس کا اظہار کر دیجیو تا کہ دشمنوں کی ضرر رسانی سے تو خود محفوظ رہے اور امر ہدایت بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ واقعہ جو آگے ارشاد ہوا حسبِ ذیل ہے )۔

جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے سات دن بعد جب کہ قرآنِ مجید کو ( حسب تنزیلِ الٰہی ) مرتب و مکمل کرنے سے فراغت پائی تو جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے شہر مدینہ میں لوگوں کے سامنے اِس طرح خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْدَمَ الْاَوْهَامَ اَنْ تُنَالَ اِلَّا وُجُوْدَهٗ وَحَجَبَ الْعُقُوْلَ اَنْ تَتَخَيَّلَ ذَاتَهٗ لِاِمْتِنَاعِهَا مِنَ الشِّبْهِ وَالتَّشَاكُلِ { ہر طرح کی تعریف اُسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے اوہام کو اس طرح معدوم کیا کہ کہیں پائے ہی نہیں جاتے سوائے اِس کے کہ خود اس کا وجود (یعنی اُس کی ہستی معمولی طور پر عقل میں آجانے کی چیز نہیں ہے) اور عقلوں پر ایسے پردے ڈالے ہیں کہ اُس کی ذات کا خیال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہ کسی چیز کے مانند ہے نہ کسی چیز کے ہم شکل } یہ خطبۂ جلیلہ بہت بڑا ہے۔ اس کا ابتدائی بڑا حصّہ فرمانے کے بعد حضرتؑ نے یوں ارشاد کیا کہ "لوگو! خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص وسیلہ کا وعدہ فرمایا اور خدا کا وعدہ برحق ہے اور وہ اپنے وعدہ کے ہرگز ہرگز برخلاف نہ کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ خاص وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور قربِ خدا کی انتہائی منزل اور آرزوؤں کی سب سے اونچی چوٹی۔ اُس کے ہزار زینے ہوں گے کہ ایک زینے سے دوسرے زینے تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا ایک عمدہ گھوڑے کی دوڑ لاکھ برس میں طے کر سکے۔ اور وہ زینے سلسلے وار اس طرح ہیں۔ پہلا زینہ موتی کا۔ دوسرا جواہر کا۔ تیسرا زبرجد کا۔ چوتھا بڑے موتی کا۔ پانچواں بڑے یاقوت کا۔ چھٹا زمرد کا۔ ساتواں مرجان کا۔ آٹھواں کافور کا۔ نواں عنبر کا۔ دسواں بلخش کا۔ گیارہواں سونے کا۔ بارہواں چاندی کا۔ تیرہواں بادل کا۔ چودہواں ہوا کا۔ پندرہواں نور کا۔ اِن سب کو طے کر کے جنت میں پہنچتے ہیں جس کے دروازہ پر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم دو ردائیں اوڑھے بیٹھے ہوں گے۔ ازاں جملہ ایک رحمتِ خدا کی ہوگی اور دوسری نورِ خدا کی۔ تاجِ نبوّت اور اکلیلِ رسالت آپ کے سرِ اطہر پر ہوگا جس کے نور سے تمام میدانِ حشر جگمگ جگمگ کرتا ہوگا اور میں اُس دن بڑے درجہ پر ہوں گا۔ وہ صرف جناب رسولِ خدا کے درجہ سے ( تو ) کم ہوگا ( اور سب سے اعلیٰ )۔ میں ہی اُس دن دو ہی چادریں اوڑھے ہوں گا ایک ارغوانی نور کی اور دوسری کافور کی رتبے اور رسولؐ اور اوصیاءؑ اور مختلف زمانہ کے بزرگ اور خدا کی حجتیں۔ یہ سب ہم سے نیچے رتبہ پر ہوں گے۔ ہمارے دائیں ہاتھ کی طرف ان میں سے اکثر نور و کرامت کے حُلّے پہنے ہوئے ہوں گے اور کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی ایسا باقی نہ رہے گا جو ہمارے نور کو دیکھ کر مبہوت نہ ہو جائے۔ اور ہماری روشنی اور جلال سے متعجب نہ ہو۔ اور اِس مقررہ وسیلہ کے دائیں طرف یعنی جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کے دائیں طرف جہاں تک نظر کام دے گی ایک بدلی چھائی ہوئی ہوگی جس سے یہ آواز آتی ہوگی کہ اے اہلِ محشر! خوشا حال اُس کا جس نے وصی سے دوستی رکھی اور نبیِ اُمّیِ عربی پر ایمان لایا۔ اور جو اُس کا منکر رہا جہنم اُس کی وعدہ گاہ ہے۔ اور اِس مقررہ وسیلہ کے بائیں طرف یعنی جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کے بائیں ہاتھ ایک غبار رسا ہوگا ( جیسے کہ سخت گرمی کے موسم میں آندھی آنے سے پہلے آسمان پر چھا جایا کرتا ہے ) جس سے یہ آواز آتی ہوگی۔ خوشا حال اُس شخص کا جس نے وصی سے دوستی رکھی اور نبیِ اُمّی پر ایمان لایا۔ اُسی کی قسم جس کے ہاتھ اعلیٰ اختیار ہے سوائے اُس شخص کے جو اپنے خالق کی حضور میں اِن دونوں کی سچّی محبّت کے ساتھ آئے گا اور اُن کی اولاد کا پیرو ہوگا اور کوئی نہ کامیاب ہوگا اور نہ راحت و جنّت تک پہنچے گا۔ پس اے خدائے تعالیٰ کے مقرر کردہ ولایت کو ماننے والو! تم تو اپنی سرخروئی کا اور اپنے سرداروں کی بزرگی کا اور اپنی ذاتی عزت و کامیابی کا یقین کر لو۔ آج کے دن تم تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھو گے اور اے انحراف کرنے والو! اور خدائے تعالیٰ سے یعنی اُس کی یاد سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ سے اور مختلف زمانے کے بزرگوں سے رکنے والو اور روکنے والو! تم اپنی روسیاہی کا اور اپنے پروردگار کے غضب کا باور کر لو۔ یہ اُس کرتوت کا بدلہ ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور پہلے ایک رسول اور ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا جو اپنے بعد کے آنے والے رسولؐ کی خبر نہ دیتا رہا ہو۔ اور جناب رسالت مآب صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری نہ سناتا رہا ہو اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کے اتباع کی وصیّت نہ کرتا رہا ہو۔ اور اپنی اُمت سے ایسا صاف صاف بیان نہ کرتا رہا ہو جس سے وہ آنحضرتؐ کی صفات کو پہچان لیں اور خود اُس نبی کا بھی اتباع کریں تو آنحضرتؐ کی شریعت کے بموجب اور بعد اُس نبی کے کسی کے بہک جانے کا اندیشہ نہ رہے۔ پس جو گمراہ ہوا اور بہکا تو بعد اس کے کہ اُس کے نبی کی طرف سے کافی ہدایت اور ڈراوا ہو چکا تھا اور حجّتِ خدا کو پورا ہونے کے بعد اُس نے بدل دیا تھا۔ اور اُمتوں کو اِس بات کی امید باقی رہتی تھی کہ رسولؐ آئیں گے۔ نبیؐ آئیں گے۔ اور اگر کسی اُمت کی آزمائش بعد ایک نبی کے آجانے کے دوسرے نبی کی تشریف آوری کے سبب سے کی بھی جاتی تھی تو گو اُن کی مصیبت اور بلا کتنی ہی بڑی ہوتا ہم امید اُس سے زیادہ بڑی ہوتی تھی۔ مگر کوئی مصیبت اور کوئی بلا اُس مصیبت اور بلا سے بڑی نہیں ہے جو آنحضرتؐ کی اُمت کو پیش آئی۔ اِس لئے کہ آنحضرتؐ پر خوشخبری دینا اور ڈرانا سب ختم ہو گیا۔ حجتیں تمام ہو گئیں۔ خدا اور مخلوقِ خدا کے مابین کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ خدا نے بندوں کی خود اپنی ذات تک رسائی کا دروازہ اُن ہی حضرتؐ کو مقرر کیا۔ اور بندوں کے اعمال کا نگراں اُن ہی کو قرار دیا۔ اب کوئی عمل بغیر توسطِ آنحضرتؐ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور آنحضرتؐ کی اطاعت بغیر کسی کو قربِ الٰہی حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنی محکم کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ تو اس طرح اپنی اطاعت کو جناب رسولؐ خدا کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا اور اپنی نافرمانی کو آنحضرتؐ کی نافرمانی کے ساتھ ایک کر دیا۔ یہ سب سے بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے معاملات آنحضرتؐ کے سپرد فرمائے ہیں اور جو آنحضرتؐ کی متابعت یا نافرمانی کرے اُس کے اعمال و افعال کا گواہ اِسی حکمِ محکم کو قرار دیا ہے اور اپنی کتابِ عظیم کے دوسرے موقع پر اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی پیروی کی حرص دلانے کے لئے اور آنحضرتؐ کی تصدیق کی رغبت دلانے کے لئے اور آنحضرتؐ کی دعوت قبول کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ پس آنحضرت کا اتباع خدا کی محبت اور آنحضرت کی رضا۔ گناہوں کی مغفرت۔ نورِ ایمان کے کمال اور جنت کے واجب ہونے کے موجب ہیں۔ اور آنحضرت کی اطاعت سے روگردانی کرنا خدائے تعالیٰ کی نافرمانی۔ اُس کے غضب۔ اُس کے غصّے۔ اُس سے دوری اور جہنم میں پہونچنے کا باعث ہوگا۔ اور یہ خدائے تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ اس قولِ باری تعالیٰ میں کفر سے مراد آنحضرتؐ کا انکار اور اُن کی نافرمانی ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اپنے بندوں کا ( خاص ) امتحان لیا ہے اور میرے ہاتھوں سے اپنے مخالفوں کو قتل کرایا اور میری تلوار سے اپنے منکروں کو فنا کرایا۔ اور مجھے مومنوں کے لئے تو باعثِ قربت قرار دیا اور سرکشوں کے لئے موت کی گھاٹی۔ اور گناہگاروں کے لئے سیف ( بُرّان ) بنایا۔ اور میری وجہ سے اپنے رسولؐ کی کمر مضبوط کی اور مجھے اُن کی نصرت کرنے کی عزت بخشی اور مجھے اُن کے علم سے مشرف فرمایا اور اُن کے احکام کی تعلیم اور تعمیل کی بزرگی دی اور اُن کے وصی ہونے کی خصوصیت عنایت فرمائی اور اُن کی اُمت میں اُن کا خلیفہ ہونے کے لئے چُن لیا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اُس حالت میں جب کہ مہاجر و انصار آنحضرتؐ کے گرد جمع تھے اور محفل اُن سے پُر تھی ارشاد فرمایا لوگو! علیؑ کی منزلت مجھ سے وہی ہے

جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی ۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ۔ پس مومنین نے رسولؐ خدا کے اس کلام کو جو اللہ کی طرف سے تھا خوب سمجھا ۔ چوں کہ یہ تو وہ سب جانتے ہی تھے کہ میں جناب رسولؐ خدا کا حقیقی بھائی تو ہو ہی نہیں سکتا جیسے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اور نہ میں نبی ہو سکتا تھا اس لئے کہ نبوت تو آنحضرتؐ پر ختم ہی ہو چکی تھی لامحالہ مجھے منزلت ہارونی عطا فرمانے کا مطلب اپنی خلافت کا عطا فرمانا تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت هارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا جب کہ یہ الفاظ فرمائے اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تھا جب کہ ایک گروہ نے آنحضرتؐ سے باتیں کیں اور یہ عرض کی کہ ہم حضور کے غلام ہیں تو آنحضرتؐ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے ۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کے غدیر خم میں پہونچے اور حکم دیا تو منبر کی سی صورت تیار کی گئی ۔ پھر اُس کے اوپر چڑھے اور میرے بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی سپیدیٔ زیر بغل نمایاں ہوئی اور بہت بلند آواز سے اُسی محفل میں فرمایا جس کا میں آقا ہوں یہ علیؑ اُس کا آقا ہے ۔ یا اللہ! تو اس سے دوستی کیجیو جو اس سے دوستی کرے اور تو اُس سے دشمنی کیجیو جو اس سے دشمنی کرے پس میری دوستی پر خدا کی دوستی موقوف ہوئی اور میری دشمنی پر خدا کی دشمنی ۔ اور اُسی دن خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط پس میری ولایت کمال دین کا باعث اور پروردگار عالم کی خوشنودی کا سبب قرار پائی اور خدائے تعالیٰ نے مخصوص میرے لئے اور میری اولاد کی عزت بڑھانے کے لئے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عظمت میری فرماتے تھے اور جو فضیلت مجھ کو دیتے تھے اُس کے اظہار کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ط اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ط اور مجھ میں ایسی منقبتیں ہیں کہ اگر میں اُن کا ذکر کروں تو رفعت قدر عظیم ہو جائے ۔ اور اُن کے غور سے سننے کو بھی عرصہ درکار ہو اور اگر قمیص خلافت کو دو بدبختوں نے کھینچ تان کر اپنے بدن میں پہن لیا اور مجھ سے اُس چیز میں جھگڑا کیا جس میں اُن دونوں کا کوئی بھی حق نہ تھا ۔ گمراہی کے سبب سے خلافت کو اپنا مرکب قرار دیا اور جہالت سے اپنے آپ کو کامیاب سمجھا تو جس پر کہ وہ وارد ہوئے کیا بُرا ٹھکانا ہے اور جس کی کہ انھوں نے اپنی نفسوں کی ابتدا کی ہے وہ کیا بُرا عمل ہے ۔ وہ دونوں اپنے گھروں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو لعنت کیا کریں گے اور اُن میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے بیزاری کرے گا اور جس وقت مڈبھیڑ ہوگی تو ہر ایک اپنے ساتھی سے یہ کہے گا يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۔ پس وہ بڑا بدبخت اُس کے جواب میں کہے گا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۔ پس وہ ذکر میں ہوں جس سے وہ بہک گیا اور وہ سبیل میں ہوں جس سے وہ بھٹک گیا اور وہ ایمان میں ہوں جس کا اُس نے انکار کیا ۔ اور وہ قرآن میں ہوں جس کو اُس نے چھوڑ دیا اور وہ دین میں ہوں جس کے بارے میں اُس نے جھوٹ بولا اور وہ راستہ میں ہوں جس کو چھوڑ کر اُس نے کج روی اختیار کی ۔ گو چند روزہ دنیا میں وہ چرے ( چگے ) اور اس فنا ہونے والی کے دھوکے میں آ گئے اور اسی کی وجہ سے وہ دونوں ( چار و ناچار ) جہنم کے گڑھے کے کنارے بھڑکنے والی سواری پر سوار ہوں گے اور یاس و ناامیدی کے ڈیپوٹیشن میں شامل ۔ اور قابل لعنت جگہ پر وارد ہوں گے ۔ چلّا چلّا کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے ۔ حسرت کے ساتھ دونوں چیختے پیٹتے ہوں گے ۔ کسی طرح کی راحت اُن دونوں کو نہ ملے گی اور کبھی عذاب سے مہلت نہ پائیں گے ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ بتوں کے پجاری تھے اور مندروں کے مہنت ۔ انھوں نے اُن کی پوجا کی رسمیں مقرر کر رکھی تھیں ۔ اُن کے لئے نذر بھینٹ چڑھایا کرتے تھے اور قربانیاں کیا کرتے تھے اور اُن ہی کی خاطر سے بحیرہ ۔ سائبہ ۔ وصیلہ ۔ اور حام ( کنپھٹی اونٹنی ۔ اونٹوں کا سانڈ ۔ بکری کا جُڑواں بچہ اور بہت بوڑھا اونٹ ) مقرر کئے تھے ۔ اور یہی ڈال کر تیروں کے ذریعہ سے اونٹ کا گوشت تقسیم کیا کرتے تھے ( اس کی تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۱۶۹ ۔ نوٹ نمبر ۱ ) یاد خدا سے ہٹے ہوئے ۔ راہ راست سے دور اور بارگاہ الٰہی سے دوری کی طرف پورے مائل تھے ۔ شیطان اُن پر حاوی ہو گیا تھا اور جاہلیت کے سیاہ رنگ میں شرابور تھے ۔ اپنی جہالت سے اُس کو شیر مادر کی طرح پی گئے تھے ۔ اور ضلالت و گمراہی کے ڈورے میں اُس کو پرو لیا تھا ۔ پس خدائے تعالےٰ نے ہم ( محمدؐ و آل محمدؐ ) کو رحمت بنا کر اُن کی طرف بھیجا اور ہم کو اُن کے لئے رأفت قرار دیا اور ہماری وجہ سے گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نور اُن لوگوں کے لئے چمکایا جو اُس سے فائدہ اٹھانا چاہیں اور اُن کے لئے فضیلت مقرر کی جو اس نور کی پیروی کریں اور اُن کے لئے توفیق کی تائید عطا فرمائی جو تصدیق کریں ۔ پس بعد ذلت کے وہ معزز ہو گئے اور قلت کے بعد اُن کو کثرت حاصل ہوئی ۔ مخالفوں کے دل و دماغ پر اُن کی ہیبت چھا گئی اور بڑے بڑے گردن کش و سرکش اُن کے سامنے ذلیل ہو گئے اور اُن کو ایسی نعمتیں اور بزرگیاں حاصل ہوئیں جن کا زبانوں پر چرچا ہو گیا ۔ خوف کے بعد انھوں نے امن پایا اور انتشار کے بعد اُن کا جتھا بن گیا ۔ اور ہماری ہی وجہ سے معد ابن عدنان کی اولاد فخر کرنے کے قابل ہو گئی ۔ ہم نے اُن کو باب ہدایت کے اندر پہونچایا اور سلامتی کے اندر اُن کو داخل کر دیا ۔ ہم نے اُن کو لباس ایمان سے آراستہ کیا ۔ تمام عالم پر وہ ہماری ہی وجہ سے غالب آئے اور جناب رسولؐ خدا کے زمانہ میں اُن میں صلحا کے آثار بھی پیدا ہو گئے ۔ کوئی کوئی اُن میں حق کی حمایت کرنے والا پیدا ہوا ۔ کوئی نماز پڑھنے والا اور خلوص سے عبادت کرنے والا پیدا ہوا ۔ کوئی اعتکاف کرنے والا اور زہد برتنے والا پیدا ہوا ۔ امانتداری اُن سے ظاہر ہوئی ۔ ثواب کی باتیں نمایاں ہوئیں ۔ یہاں تک کہ جب اللہ نے اپنے نبیؐ کو اپنی حضور میں طلب فرما لیا تو اس کے بعد اتنی سی دیر میں کہ پلک جھپکے یا بجلی کی چمک ہو جائے وہ اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے ۔ حق سے انھوں نے پیٹھ پھرا لی ۔ کفار جو حق کے مقابلہ میں مارے گئے تھے اُن کے خون کا مطالبہ کرنے لگے ۔ ٹولیاں کی ٹولیاں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں ۔ دروازہ گرا دیا اور خانۂ ایمان کو برباد کر دیا ۔ آثار جناب رسولؐ خدا کو بدل ڈالا ۔ آنحضرتؐ کے احکام سے نفرت کی ۔ اُن کے انوار ہدایت سے دوری اختیار کی ۔ جس کو آنحضرتؐ خلیفہ کر گئے تھے اُسے چھوڑ کر ایک اور شخص کو اُس کا قائم مقام مان لیا ۔ ایسا کرنے میں انتہائی نافرمانی کی حالانکہ گمان یہ کر لیا کہ آل ابی قحافہ سے جس شخص کو انھوں نے پسند کر لیا وہی جناب رسولؐ خدا کے مقام پر بیٹھنے کا اُس سے زیادہ حقدار بھی ہے جس کو خود خدائے تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ نے جانشین رسولؐ قرار دیا تھا ۔ اور یہ بھی گمان کر لیا کہ آل ابی قحافہ کا مہاجر تمام مہاجر و انصار سے بہتر بھی ہے ۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد مناف پر حکومت کرنے کا حقدار بھی ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام میں دی گئی وہ ان ہی لوگوں کی گواہی تھی کہ انھوں نے اپنے یار کو رسولؐ اللہ کا خلیفہ ظاہر کیا مگر جب سعد بن عبادہ رحمۃ اللہ کا معاملہ گزرا جو کچھ بھی گزرا تو اپنے اس قول سے پھرے اور یہ اظہار کرنے لگے کہ جناب رسولؐ خدا بغیر کسی کو خلیفہ کئے دنیا سے چلے گئے ۔ پس جناب رسولؐ خدا پہلے شخص ہیں جن کے بارے میں اسلام میں جھوٹی گواہی دی گئی حالاں کہ جو کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں اُس کے کچھ حصہ کا بدلہ بہت ہی جلد پائیں گے ۔ اور جس کی بنا ڈال گئے پچھلے بھی اُس کا بھگتان بھگتیں گے ۔ گو کچھ عرصہ تک مہلت ملے ۔ اور ایک عرصہ تک مبتلائے مصیبت نہ ہوں ۔ چلت پھرت میں آزاد رہیں اور اس دھوکا دینے والی دنیا میں بتدریج پکڑے جائیں ۔ فوراً کوئی سزا نہ دی

جائے۔ اور دور دراز کی امیدیں باندھنے کے موقع ملیں۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے شدّاد ابن عاد۔ ثمود ابن عبود اور بلعم ابن باعورا کو بھی مہلتیں دی تھیں۔ اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں اُن پر پوری کی تھیں۔ مال سے بھی اُن کی مدد فرمائی تھی اور عمریں بھی اُن کو طویل عطا کی تھیں۔ اور زمین اُن کے لئے اپنی برکتوں کے ڈھیر لگاتی تھی تاکہ وہ خدا کی نعمتوں کو یاد کریں۔ پھر اُس کی ہیبت اور اُس کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ اُس کی حضور میں رجوع کریں اور تکبّر سے باز آئیں۔ (مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو) پھر جب اپنی مدت پوری کر چکے اور جو کچھ اُن کی تقدیر میں کھانا پینا تھا وہ کھا پی چکے تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو دھر پکڑا۔ اور کچل ڈالا۔ پس کوئی تو اُن میں ایسا تھا کہ اُس پر پتھراؤ کیا گیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو چیخ نے آلیا۔ اور بعض ایسے تھے کہ اُن کو اندھیریوں نے پھونک دیا اور بعض ایسے تھے کہ اُن کو زلزلہ نے ہلاک کیا۔ اور بعض ایسے تھے کہ وہ زمین میں دھنستے ہی چلے گئے۔ خدا کا تو یہ کام ہے نہیں کہ اُن پر ظلم کرتا۔ وہ کمبخت اپنے آپ پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔ یہ یاد رکھو کہ ہر آنیوالے امر کے لئے ایک نوشتہ موجود ہے۔ جب اُس نوشتہ کی مدت پوری ہو جاتی ہے ہونے والا کام بھی ہو جاتا ہے۔ نافرمان لوگوں کی جو گت بننے والی ہے اور ان نقصان اٹھانے والوں کا جو انجام ہونے والا ہے اگر وہ تم کو کھول کر دکھا دیا جائے تو تم جس حالت میں ہو اُس کو چھوڑ کر پورے پورے اللہ والے بن جاؤ۔ لوگو! اسے خوب سمجھ لو کہ میں تم میں ایسا ہی ہوں جیسے کہ فرعون والوں میں حضرت ہارونؑ تھے اور جیسے بنی اسرائیل کے لئے باب حطّہ تھا۔ اور جیسے نوح علیہ السّلام کی قوم میں کشتیٔ نوحؑ تھی۔ اور میں نبأ عظیم (خبر بزرگ) ہوں۔ صدیق اکبر میں ہوں۔ اور اس میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہے کہ جن چیزوں سے تم کو ڈرایا جاتا ہے اُن کا تم کو کما حقہٗ علم ہو جائے گا۔ اللہ کے نزدیک عرصہ اتنا ہی باقی ہے جیسے کھانے والا ایک لقمہ گلے سے اُتار لے یا پینے والا ایک گھونٹ پانی پی لے۔ یا اونگھنے والا ایک جھونکا کھائے۔ پھر جو تغیرات واقع ہوں گے وہ اُن کو اِس غفلت کا مزا چکھائیں گے۔ دنیا میں تو رسوائی نتیجہ میں ملے گی اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے کیوں کہ جو عمل تم کر رہے ہو اللہ اُس سے غافل نہیں ہے کہ جو راہ راست سے بھٹک گیا ہے اور اُس نے حق کی حجّت کا انکار کر دیا ہے اور خدائے تعالیٰ کی ہدایت کی مخالفت کی اور نورِ خدا سے پھر گیا اور خلیفۂ خدا کی نافرمانی پر پل پڑا۔ پانی کے بدلے شراب کو اور نعمت کے بدلے عذاب کو۔ کامیابی کے بدلے بدبختی کو اور خوشحالی کے بدلے بدحالی کو اور وسعت کے بدلے تنگی کو اختیار کیا۔ کیا ایسا شخص اِس سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ جو بدی اُس نے کی اُس کا بدلہ نہ پائے اور حق کے خلاف چلنے کا مزا نہ چکھے۔ اُن کو لازم ہے کہ حقیقی وعید کا یقین رکھیں اور جن چیزوں سے اُن کو ڈرایا جاتا ہے وہ اُن پر پڑیں اور پھر پڑیں۔ مگر یہ واقعہ اُس دن ہو گا جس دن کی تعریف خدائے تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے۔ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ط اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ لا يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ط ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ه نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ وقف فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ه

**صفحہ ۴۳۲ نوٹ ۶** فُلَانًا، تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس فُلَانًا سے حضرت ثانی مراد ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۷** اَلذِّكْر، انھی حضرت نے فرمایا کہ اس سے ولایت جناب امیر المؤمنینؑ مراد ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۸** اَلشَّيْطٰنُ، انھی حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی حضرت ثانی ہیں۔ کافی میں جناب امیر المؤمنینؑ سے خطبۃ الوسیلہ میں منقول ہے کہ میری بزرگیاں اتنی ہیں کہ اگر میں اُن کو بیان کروں تو اُن کی کوئی حد و پایاں نہیں ہو سکتی۔ اور اُن کو غور سے سننے کے لئے بھی طویل مدت درکار ہے۔ مگر دو بدبختوں نے مجھے چھوڑ کر خلافت کی قمیص کسی نہ کسی طرح بہ تکلّف پہن لی۔ اور جس میں اُن کا کوئی حق نہ تھا اُس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ از روئے ضلالت گدّی پر جا ڈٹے اور از روئے جہالت کارِ خلافت کرنے لگے۔ پس قیامت کے دن ان دونوں کا اتارا بہت ہی بُرا ہو گا۔ اور جو کچھ اُن دونوں نے اپنی ذات کے لئے مہیّا کیا وہ اور بدتر ہو گا وہ اپنے اپنے گھروں میں ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ہر ایک اُن میں سے اپنے ساتھی سے تبرّا کرے گا، اور جب آمنا سامنا ہو گا ہر یار دوسرے یار سے کہے گا يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ (کاش میرے اور تیرے مابین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی، تو تو بڑا ہی بُرا نکلا) اور وہ یار اُچک اُچک کر جواب دے گا۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ه لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ه پس میں وہ ذکر ہوں جس سے وہ بہک گیا تھا، اور میں وہ سبیل ہوں جس سے وہ بھٹک گیا تھا، اور میں وہ قرآن ہوں جس کو اُس نے چھوڑ دیا تھا، اور میں وہ دین ہوں جس کو اُس نے جھٹلایا تھا، اور میں وہ صراط ہوں جس سے وہ گمراہ ہو گیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۹** اِتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ه قول مترجم: یہ پوری آیت جناب رسولِ خدا کا عرضی دعویٰ ہے۔ پس مدعا علیہم اسے خوب غور سے پڑھ لیں اور تاریخ پیشی آنے سے پہلے اپنی اپنی فکر کر لیں۔ لفظ مَهْجُوْرًا یا هِجْر ہائے مکسورہ سے ہے جس کے معنی چھوڑ دینا یا ترک کر دینا ہے یا هَجْر ہائے مفتوحہ سے ہے جس کے معنی ہذیان بکنا یا بکواس کے ہیں۔ بر طبق اوّل معنی یہ ہیں کہ اے پروردگار میری قوم نے اِس قرآن (یعنی میری آل قرآنِ ناطق) کو چھوڑ دیا تھا۔ اور بر طبق ثانی یہ مطلب ہے کہ میری قوم نے اِس قرآن کو بکواس قرار دے دیا تھا کہ بائے بسم اللہ سے سینِ ناس تک پڑھ گئے مگر خدا اِن کا ستیاناس کرے جو ایک حرف بھی سمجھے ہوں کہ تیری غرض اِس کے نازل کرنے سے کیا تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۱۰** وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ه (دیکھو صفحہ ۱۶۹ نوٹ نمبر ۱) ۱۲

**صفحہ ۴۳۴ نوٹ ۳** لیکن طالبانِ علم کم ہیں اور تھوڑے ہی عرصہ بعد جب تم مجھے کھو بیٹھو گے تو بہت پچھتاؤ گے۔ اے اخویم اصحاب الرس کا قصّہ یہ ہے کہ وہ ایک قوم تھی جو درخت صنوبر کی پرستش کیا کرتی تھی جس کو شاہ درخت بھی کہتے ہیں اور اُس کو حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث نے ایک چشمے کے کنارے پر لگایا تھا۔ اِس چشمہ کا نام روشاب تھا اور بعد طوفانِ نوحؑ یہ درخت پیدا ہوا تھا۔ اور یہ اصحابُ الرس اس لئے مشہور ہوئے کہ انھوں نے اپنے نبی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا تھا اور یہ واقعہ حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کے بعد کا ہے۔ اُن کی بارہ بستیاں ایک دریا کے کنارے تھیں جس کا نام رس تھا یہ دریا بلادِ مشرق میں ہے اور انھیں لوگوں کی وجہ سے اُس کا نام بھی رس ہو گیا۔ اور اُس زمانہ میں روئے زمین پر کوئی دریا کثرتِ آب میں اور شیریں ہونے میں اُس سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور نہ اُن کی بستیوں سے زیادہ آباد کوئی بستی تھی۔ اِن میں سے پہلی بستی کا نام آبان رکھا تھا، دوسری کا آذر، تیسری کا دے، چوتھی کا بہمن، پانچویں کا اسفندار، چھٹے کا فروردین، ساتویں کا اُردی بہشت، آٹھویں کا فرداد، نویں کا مرداد، دسویں کا تیر، گیارہویں کا مہر، بارہویں کا شہر یود۔ اِن میں سے سب سے بڑی بستی کا نام اسفندار تھا اور اُسی

میں اُن کا بادشاہ رہتا تھا جس کا نام ترکوز بن عابور بن یارش بن سازر بن نمرود بن کنعان تھا۔ یہ نمرود وہی ہے جو ابراہیمؑ کے مقابل ہوا تھا۔ اور اُسی اسفندار میں وہ چشمہ اور درخت صنوبر تھا اور باقی ہر ہر بستی میں انھوں نے اُسی کے بیج لے کر بو لیا تھا جس سے بڑے بڑے درخت پیدا ہو گئے تھے۔ اِس چشمہ کا اور اُس سے جو نہریں نکالی تھیں اُن سب کا پانی انھوں نے حرام قرار دے لیا تھا کہ نہ خود پیتے تھے اور نہ اپنے جانوروں کو پینے دیتے تھے بلکہ جو ایسا کرتے تھے اُسے قتل کر ڈالتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ تو ہمارے معبودوں کی زندگی کا باعث ہے اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُن کی زندگی کم کر دے اور وہ خود دریائے رس سے پانی پیتے تھے جس کے کنارے اُن کی آبادیاں تھیں اور وہی اپنے چوپایوں کو پلاتے تھے۔ اور سال کے ہر ہر مہینہ میں ہر ہر بستی میں ایک ایک عید مقرر کی تھی جس میں اُسی بستی کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اِسی وجہ سے عجمی مہینوں کے نام انھی بستیوں کے نام قرار پا گئے ہیں۔

کافی میں ہے کہ کچھ عورتیں جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اُن میں سے ایک عورت نے سحق (چپٹی) کھیلنے کی بابت دریافت کیا فرمایا اُس کی حد (یعنی سزا) وہی ہے جو زنا کی ہے۔ اُس عورت نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں کیا، فرمایا ضرور کیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہاں ہے؟ فرمایا، اَصْحٰبَ الرَّسِّ کی عورتیں ایسی ہی تھیں۔ اور اُس درخت پر ریشمی کپڑا جس پر طرح طرح کی تصویریں کڑھی ہوئی تھیں ڈال دیتے تھے۔ پھر وہ لوگ اس درخت کے لئے بکریاں اور گائیں لاکر بھینٹ کرتے تھے۔ اور درخت کی قربانی کے لئے اُن کو ذبح کرتے تھے۔ پھر (سوکھی) لکڑیاں لاکر آگ روشن کرتے تھے (اور قربانیوں کے گوشت کو اُس میں ڈال دیتے تھے پھر) جس وقت اِن قربانیوں کا دھواں اور اُن کے جلنے کی چراندھ ہوا میں پھیلتی تھی اور آسمان کے اور اُن کی نظر کے مابین حائل ہو جاتی تھی تو وہ سب کے سب اُس درخت کے لئے سجدہ میں گر پڑتے تھے اور رُو رُو کے اور گڑ گڑا گڑ گڑا کے کہتے تھے اے ہمارے معبود! تو ہم سے راضی ہو جا۔ اور شیطان آکر اُس درخت کی ٹہنیوں کو ہلاتا تھا اور اُس کے تنہ میں سے لڑکوں کی سی آواز سے چیخ کر کہتا تھا اے میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں پس دل خوش رکھو اور آنکھیں ٹھنڈی۔ اُس وقت وہ لوگ سجدہ سے سر اُٹھاتے تھے اور شرابیں پیتے تھے ڈھول بجاتے تھے اور اپنے ہاتھوں میں راکھی باندھتے تھے (تصحیح: راکھی دہلی کی زبان میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو ہندو لوگ سلونو کے موقعہ پر اپنے اپنے پہونچے میں باندھ لیتے ہیں۔ دوسرے شہروں میں اور اور مقامات میں جو کچھ اس کا نام ہو) اور ایک شبانہ روز اِس جگہ قیام کر کے اپنے اپنے گھروں کو پلٹ جاتے تھے۔ ایرانیوں نے اپنے مہینوں کے نام ابان اور آذر وغیرہ اِن ہی بستیوں کے نام پر رکھے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ آپس میں کہتے تھے کہ یہ فلاں مہینے کی عید ہے اور یہ فلاں مہینے کی عید ہے۔ پس جب سب سے بڑی بستی (اسفندار) کی عید آتی تو تمام چھوٹے بڑے جمع ہوتے۔ درخت صنوبر اور چشمہ کے پاس ریشمی سراپردہ نصب کرتے تھے جس پر قسم قسم کی تصویریں کڑھی ہوتی تھیں اور اُس سراپردہ کے بارہ دروازے ہوتے تھے۔ ہر ایک بستی والوں کے واسطے جُدا گانہ دروازہ قرار دیا جاتا تھا۔ پھر وہ لوگ اُس سراپردہ کے باہر سے درختِ صنوبر کو سجدہ کرتے تھے اور اُس درخت کے لئے بہ نسبت اُن درختوں کے جو اُن کی بستیوں میں تھے کئی گُنی زیادہ قربانیاں چڑھاتے تھے۔ یہاں ابلیس آتا تھا اور درخت کو بڑے زور سے ہلاتا تھا اور اُس کے اندر سے بآوازِ بلند اُن سے باتیں کرتا تھا اور دوسرے شیطانوں سے زیادہ اُن لوگوں سے وعدے بھی کرتا تھا اور امیدیں بھی دلاتا تھا۔ تب وہ لوگ خوش خوش سجدہ سے سر اٹھاتے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے اور شراب کی اور باجوں کی کثرت سے بات تک نہ کر سکتے تھے (اور نہ کان پڑی آواز سنائی دیتی تھی) اور سال کی تمام عیدوں کے ہم عدد بارہ دن اور رات وہاں بسر کرتے تھے۔ پھر واپس چلے آتے تھے۔ پس جب کہ اُن کے کفر کی مدّت طولانی ہو گئی اور غیر خدا کی عبادت کرتے ہوئے اُن کو ایک زمانہ گزر گیا تو خداوند عالم نے یہودا ابن یعقوب کی اولاد میں سے ایک نبی کو اُن کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ پس وہ مدّت تک اُن کو عبادتِ خدا کی طرف بلاتے رہے اور معرفت و ربوبیّتِ الٰہی کی تلقین کرتے رہے۔ لیکن وہ لوگ پیروی نہ کرتے تھے۔ جب نبیٔ خدا نے گمراہی اور ضلالت پر اُن کا اصرار اور ہدایت و نجات کے ماننے سے انکار دیکھ لیا اور اُن کی بڑی بستی کی عید آگئی تو درگاہِ خدا میں عرض کی کہ اے میرے پروردگار! تیرے بندے میری تکذیب اور تیرے انکار پر اَڑے ہوئے ہیں۔ اب یہ لوگ کل کے دن درخت کی پرستش کریں گے جو نہ انھیں کچھ نفع دے سکتا ہے اور نہ کچھ ضرر پہونچا سکتا ہے۔ خدایا! تو انھیں اپنی قدرت و قوت دکھا دے اِن کے کُل درختوں کو خشک کر دے۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے درختوں کو سوکھا ہوا پایا۔ اِس سے وہ بہت ہی ہراساں اور نا امید ہو گئے۔ اور اُن کے دو گروہ ہو گئے ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ اس شخص نے جو یہ گمان کرتا ہے کہ میں زمین و آسمان کے معبود کا رسول ہوں تمہارے معبودوں پر اس نے جادو کیا ہے کہ تمہیں تمہارے خداؤں سے برگشتہ کر کے اپنے خدا کی طرف متوجہ کرے۔ دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ جب تمہارے خداؤں نے یہ دیکھا کہ یہ شخص اُن کو عیب لگاتا ہے۔ اُن کی بُرائیاں کرتا ہے اور تم کو اُن کی عبادت سے ہٹا کر اور کی طرف بلاتا ہے تو وہ تم سے ناراض ہو گئے اور اُن کی رونق و خوبی تمہاری نظروں سے غائب ہو گئی۔ تاکہ تم اُن کا بدلہ لینے کے لئے اِس شخص پر غضب و غصّہ ہو (تو اب تو ایک دل اور ایک جان ہو کر اس کو قتل کر ڈالو) پس وہ ملاعنہ نبی خدا کے قتل پر متفق ہو گئے اور سیسے کے بڑے بڑے نل چوڑے منھ کے بنائے۔ پھر ایک نل چشمہ کے تہ میں نصب کر دیا اور اُس میں تلے اُوپر اتنے نل جوڑے کہ بالائی حصّہ پانی کے باہر تک آگیا۔ پھر اُن لوگوں نے نلوں کے ذریعہ سے چشمہ کا پانی کھینچ لیا اور اُس کی تہ میں تنگ منھ کا ایک گہرا کنواں کھودا۔ اور اُس میں اپنے نبی کو ڈال دیا۔ اور اُس کے منھ پر ایک بڑا پتھر رکھ دیا۔ پھر انھوں نے اِس چشمہ میں جو نل لگائے تھے وہ الگ کر لئے (کہ سارا چشمہ پانی سے بھر گیا) اور آپس میں کہنے لگے اب ہمیں امید ہے کہ ہمارے معبود ہم سے راضی ہو جائیں گے۔ اِس لئے کہ یہ تو انھوں نے دیکھ ہی لیا کہ جو اُن کی بُرائیاں کیا کرتا تھا اُس کو ہم نے قتل کر دیا اور (ہزاروں من) مٹی کے نیچے دبا بھی دیا۔ اب تو بڑے معبود کو شفا ہو جائے گی اور اُس کی رونق و بہار جیسی تھی ویسی ہی پھر ہو جائے گی۔ پس وہ لوگ تمام دن اپنے نبی کی آہ و بکا سنتے رہے کہ وہ درگاہِ خدا میں عرض کر رہے ہیں خدایا! تو اس مقام کی تنگی اور میری بے چینی کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ اب میری کمزوری اور بیچارگی پر رحم فرما اور جلدی سے میری روح قبض کر لے۔ اور میری دعا قبول کرنے میں دیر نہ لگا۔ یہی فرماتے فرماتے اُن حضرتؑ نے انتقال کیا۔ اُس وقت خدائے تعالےٰ نے جبرئیلؑ سے فرمایا اے جبرئیل! میرے اِن بندوں کو میرے حلم نے جری بنا دیا۔ یہ لوگ میرے عذاب سے بیخوف ہو گئے کہ انھوں نے مجھے چھوڑ کر اوروں کی پرستش کی۔ میرے رسول کو قتل کیا۔ کیا اِن کا یہ گمان ہے کہ میرے عذاب کی برداشت کر سکیں گے اور میری سلطنت سے نکل جائیں گے؟ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے حالانکہ میں اُن لوگوں سے انتقام لیتا ہوں جو میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور میرے عذاب سے بیخوف رہتے ہیں میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ اِن پر عذاب نازل کر کے خلائق کے لئے اِن کو عبرت بناؤں۔ اب میں اُن کی کچھ بھی رعایت نہ کروں گا پس جب کہ وہ لوگ عید منا رہے تھے ناگاہ بڑی تیز سُرخ رنگ آندھی نمودار ہوئی جسے دیکھ کر وہ سب کے سب حیران و خوف زدہ ہو گئے اور ایک دوسرے سے لپٹنے لگے پھر زمین اِن کے نیچے گندھک بن کے تپنے لگی اور ایک کالے رنگ کی بدلی اُن پر چھا گئی جس سے اُن لوگوں پر بھڑکتے ہوئے بڑے بڑے انگارے پڑنے لگے۔ پس

اُن کے بدن اُسی طرح پگھل گئے جس طرح آگ میں سیسہ گداختہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک ارشاد فرما کے جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا خدا کا غضب اور اُس کا عذاب نازل ہونے سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کے سوا نہ کسی میں قدرت ہے اور نہ کوئی بلاؤں کو پھیر سکتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں ایک عورت اپنی کنیز کو ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کیا انجام ہوگا اُس عورت کا جو عورت کے ساتھ چپٹی کھیلے؟ حضرتؑ نے فرمایا وہ جہنم میں جائیں گی۔ روز قیامت وہ میدانِ حشر میں لائی جائیں گی۔ آگ کی چادر اور آگ کی اوڑھنی اڑھائی جائے گی اور آگ کے موزے انھیں پہنائے جائیں گے۔ آگ کے ڈنڈے اُن کی شرمگاہوں اور اُن کے پیٹوں میں ڈالے جائیں گے اور پھر وہ عورتیں دوزخ میں گرادی جائیں گی۔ اُس نے عرض کی اِس کا ذکر کتابِ خدا (قرآن مجید) میں نہیں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ضرور ہے۔ اُس نے کہا کہاں ہے؟ فرمایا وَعَادًا وَّثَمُوْدَ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ۔ اصحاب الرس کی عورتیں چپٹی کھیلا کرتی تھیں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ اصحاب الرس کی عورتیں چپٹی کھیلا کرتی تھیں۔

**صفحہ ۴۳۵ نوٹ نمبر ۱** ایک دن کوئی عرب اپنے اونٹ وہاں لایا جیسے ہی اُس نے چاہا کہ اپنے اونٹوں کو اُس پتھر سے مَس کرکے برکت حاصل کرے اُس کے اونٹ بدکے اور بھاگ گئے تو اُس نے دو شعر کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ میں تو اس مبارک پتھر کے پاس اس لئے آیا تھا کہ ہماری جماعت کو اکٹھا رکھے۔ اس نے تو ہم میں اور پھوٹ ڈالدی تو وہ سعد کا ہے کا ہے۔ یہ سعد نہیں ہے بلکہ زمین سے نکلی ہوئی ایک سپاٹ چٹان ہے جو نہ کسی گمراہ کو راستہ بتاتی ہے نہ کسی قسم کی برکت دیتی ہے۔ ایک دن دوسرے عرب کا اِدھر سے گزر ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس پتھر پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر اُس نے ایک شعر کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی قسم لومڑیاں اِس کے سر پر پیشاب کر رہی ہیں اور جس پر لومڑیاں پیشاب کریں وہ بڑا ذلیل ہے۔

کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے ایک طولانی حدیث میں ارشاد فرمایا اے ہشام! پھر خدائے تعالیٰ نے اِن بے عقلوں (کفّار) کی مذمت میں یہ آیت بھیجی اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا اصحابِ مشئمہ میں سے یہود و نصاریٰ بھی ہیں جن کے بارے میں خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ۔ پس اہلِ کتاب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کی ذات کو اور (میری) ولایت کو توریت و انجیل کے ذریعہ سے خوب پہچانتے ہیں جس طرح کہ اپنے گھروں میں اپنی اولاد کو جانتے ہیں لیکن اُن میں کا ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے تم کبھی شک نہ کرنا۔ اب جو انھوں نے اپنی جانی پہچانی چیز کا انکار کیا تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو بلا میں مبتلا کیا اور روحِ ایمان اُن سے لے لی۔ صرف تین روحوں کو یعنی روحِ قوت، روحِ شہوت، اور روحِ بدن کو اُن کے جسموں میں جگہ دی اور پھر اُن کو چوپایوں کی طرف منسوب کرکے فرمایا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ۔ یہ لوگ تو چوپایوں کے مانند ہیں اِس لئے کہ چوپایوں میں بھی تین روحیں ہیں ایک روحِ قوت جس کی وجہ سے وہ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ دوسری روحِ شہوت جس کی وجہ سے وہ گھانس پھونس چرتے چگتے ہیں۔ تیسری روحِ بدن جس کے باعث سے وہ چلتے پھرتے ہیں۔

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ نمبر ۳** روضۃ الواعظین میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا خداوندِ عالم نے ایک پوشیدہ سفید رنگ نطفہ پیدا کیا۔ پھر اُس کو ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ وہ صلب عبد المطلب میں پہونچا۔ وہاں اِس کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ صلبِ عبداللہ میں رکھا اُس سے میری ولادت ہوئی۔ دوسرا حصّہ صلب ابوطالب میں گیا اُس سے علیؑ ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا الخ۔ تفسیر بُرہان میں حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ چوں کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب امیر المومنینؑ کے ساتھ اپنی دخترِ نیک اختر نکاح کر دیا تھا تو اِس سبب سے جناب علیؑ ابن ابی طالب جناب رسولؐ خدا کے داماد ہوئے اور چچازاد بھائی تو پہلے ہی سے تھے۔ بنابریں نسب بھی مسلّم ہو گیا اور دامادی بھی۔

عکرمہ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے یوں روایت کی ہے کہ جب خداوندِ عالم نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو پانی سے نطفہ کو بھی پیدا کیا۔ پھر اُس نطفہ میں نور کی آمیزش فرما کر اُسے حضرت آدمؑ کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا اُن کے بعد اُن کے بیٹے کے صلب میں قرار دیا۔ پھر انوش کے صلب میں۔ پھر قینان کی پشت میں رکھا۔ پھر وہ نطفہ ایک باپ سے دوسرے باپ کی طرف منتقل ہوتا ہوا ابراہیم علیہ السّلام کی پشت میں آیا۔ وہاں سے حضرت اسمٰعیلؑ کی پشت میں آیا۔ پھر وہ کبھی پاک و پاکیزہ پشت میں کبھی طیب و طاہر رحم میں رہا یہاں تک کہ جناب عبد المطلب کے صلب میں پہونچا۔ وہاں پہونچ کر اُس نور کے دو حصّے ہوگئے ایک حصّہ صلبِ حضرت عبداللہ میں گیا جس سے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ متولّد ہوئے۔ دوسرا حصّہ صلبِ حضرت ابوطالب کی طرف منتقل ہوا جس سے جناب امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب کی ولادت ہوئی۔ پھر خداوندِ عالم نے جناب علیؑ ابن ابیطالب کا نکاح جناب فاطمۂ زہرا (بنت رسولؐ خدا) سے کر دیا اور قولِ باری تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔ کا یہی مطلب ہے۔ جابر جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب امیر المومنین علیہ السّلام جنگِ نہروان سے فارغ ہو کر کوفہ تشریف لائے اور اُن جنابؑ کو یہ خبر پہونچی کہ معاویہ علیہ اللعن اُن حضرتؑ کو دشنام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے اور اُن کے اصحاب کو قتل کرتا ہے تو حضرتؑ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ میں ہی وہ داماد ہوں جس کی شان میں خدا نے آیۂ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ نازل فرمایا ہے۔

ابو الحسن ابن زید ابن علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اپنے جدِ بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السّلام کا سنِ مبارک دریافت کیا۔ اُن جنابؑ نے جواب دیا مجھ سے میرے والد ماجد نے اُن سے جناب امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا تھا کہ میں ایک موقعہ پر اُس سال میں جس سال میرے چچا جناب امام حسن علیہ السّلام کے پیچھے پیچھے مدینہ کے ایک کوچہ میں جا رہا تھا۔ میں اُس زمانہ میں بچہّ تھا۔ ابھی بلوغ کو نہ پہونچا تھا۔ راستہ میں جابرؓ بن عبداللہ انصاری اور انس بن مالک انصاری ایک جماعتِ قریش و انصار کے ساتھ اُن سے ملے۔ جوں ہی جابرؓ نے میرے چچا اور میرے والدِ ماجد کو دیکھا بے اختیار جھک کر اُن حضرات کے ہاتھوں اور بازؤں

کے بوسے لینے لگے۔ یہ حال دیکھ کر ایک مردِ قریشی نے جو مروانی تھا کہا اے جابرؓ! یہ تو تمہارا سن و سال اس پر تم جناب رسولِ خدا کے جلیل القدر صحابی۔ پھر تم یہ کیا کرتے ہو؟ یہ جابرؓ انصاری غزوۂ بدر میں بھی موجود تھے۔ جابرؓ نے جواب دیا اے قریشی دور ہو۔ اگر ان دونوں کی فضیلت و منزلت جیسی کہ مجھے معلوم ہے تجھے بھی معلوم ہوتی تو تو ان کے قدموں کے نیچے کی خاک کو اسی طرح چومتا جیسے کہ میں نے ان کے قدم چومے ہیں۔ پھر جابرؓ انصاری انس بن مالک کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوحمزہ! مجھ سے جناب رسولِ خدا نے اِن دونوں کے وہ فضائل بیان فرمائے ہیں جن کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ یہ مراتب کسی آدمی کو حاصل نہیں ہوسکتے۔ انس نے کہا اے ابوعبداللہ! وہ مراتب کیا ہیں؟ جناب امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السّلام تو وہاں سے تشریف لے گئے اور میں وہاں کھڑا ہوا ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا۔ پس جابرؓ نے حدیث شروع کی اور فرمایا ایک دن جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ بہت سے لوگ آنحضرتؐ کے گرداگرد تھے۔ آن جنابؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابرؓ! حسنؑ و حسینؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ وہ حضرت ان دونوں پر بحد فریفتہ تھے۔ پس میں گیا اور دونوں کو لے آیا۔ میں کبھی ایک شاہزادے کو گود میں لیتا تھا کبھی دوسرے کو کندھے پر بٹھاتا تھا۔ حضرتؐ نے جو میری الفت اور میری تکریم اُن دونوں شاہزادوں کے ساتھ ملاحظہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرۂ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابرؓ! کیا تم اِن دونوں کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہو جائیں اِن کی دوستی سے مجھے کون چیز روک سکتی حالانکہ اِن کا رتبہ جو حضور کے نزدیک ہے وہ ظاہر ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابرؓ! کیا تم اِن کے فضائل سننا چاہتے ہو؟ بیان کروں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ فدا ہو جائیں ضرور بیان فرمائیے۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا جب کہ خدائے تعالیٰ کو میرا پیدا کرنا منظور ہوا تو اُس نے میرا نور پاکیزہ سفید نطفہ کی صورت میں پیدا کر کے آدم علیہ السّلام کی صلب میں امانت رکھا۔ پھر وہ برابر پاک صلب سے پاکیزہ رحم کی طرف منتقل ہوتا ہوا نوحؑ اور ابراہیمؑ تک پہونچا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب کے صلب میں آیا۔ اِس عرصہ میں کبھی کفر کی نجاست نے مجھے آلودہ نہیں کیا۔ پھر یہ نطفہ دو حصّوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصّہ (میرے والد) حضرت عبداللہ کے صلب میں گیا۔ اُس سے میں پیدا ہوا۔ خدا نے مجھ پر نبوّت ختم کر دی۔ دوسرا حصّہ (میرے چچا) حضرت ابوطالب کی صلب میں گیا اُس سے علیؑ ابن ابی طالب کی ولادت ہوئی اور خدا نے وصایت اُن پر تمام کر دی۔ پھر دونوں نور ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اُس سے جہرؔ و جُہیرؔ یعنی حسنؑ و حسینؑ متولد ہوئے۔ اسباطِ نبوت کا اِن ہی دونوں پر خاتمہ ہوا۔ اور میری اولاد کا سلسلہ اِن ہی دونوں سے چلا اور خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ کفر کی ایک بستی یا بہت سی بستیاں فتح کر لوں۔ خداوند عالم تمام [illegible] کو ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد عدل و انصاف سے معمور کر دے گا۔ یہ (میرے نواسے) دونوں پاک و پاکیزہ ہیں۔ یہ دونوں تمام جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں۔ خوشا حال اُس کا جو اِن دونوں سے اور اِن کے باپ سے محبت رکھے اور ویل ہے اُس کے لئے جو ان سے دشمنی کرے اور اِن کو رنج پہونچائے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے ابن سیرین کہتا ہے کہ یہ آیت جناب رسولِ خدا اور جناب علیؑ ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے اُس وقت جب کہ حضور سرورِ عالمؐ نے اپنی پارۂ جگر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا نکاح جناب امیرالمومنین کے ساتھ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر علیؑ ابن ابی طالب پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ زہراؑ کے لئے کفو (یعنی ہمسر) ہی ممکن نہ تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے (جناب علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ سے مخاطب ہو کے) فرمایا کہ اے علیؑ! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر میری فاطمہؑ کا کفو نہ ملتا۔

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۴** — وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کبھی کبھی انسان کو بھی رب کہا جاتا ہے جیسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوسفؑ نے اپنے قید خانہ کے ساتھی سے کہا تھا اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ اور ہر چیز کا مالک اُس کا رب کہلاتا ہے۔ اور اِس آیت میں کافر سے مراد ثانی ہے اور رَبِّهٖ سے مراد جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور ظَهِيْرًا سے یہ مطلب ہے کہ ثانی عداوت و شرک میں شیطان کا پشتیبان ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۵** — فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ یہود چیزوں کی پیدائش کے ابتدائی حالات کو اُس کے خلاف بیان کرتے تھے جیسا کہ خدا نے خبر دی ہے۔ اِس پر خدائے تعالیٰ نے حکم دیا فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ اور لفظ سوال کبھی تو حرفِ عَنْ اُس کے بعد آنے سے متعدی ہو جاتا ہے اُس کے معنی ہوتے ہیں کسی کی بابت تفتیش کرنا۔ اور کبھی با سے متعدی ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے امرِ خاص کی بابت توجہ سے تحقیق کرنا۔ پس اگر یہاں بِهٖ فَسْئَلْ سے متعلق سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حالِ خلقت کو جاننے والے سے اچھی طرح تحقیق کرو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بِهٖ خَبِيْرًا کا صلہ ہو تو اُس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو اس امر کی خبر رکھنے والا ہے اُس سے دریافت کرو۔ اور خَبِيْر سے مراد یا خدائے تعالےٰ ہے یا جبرئیلؑ امین یا وہ بزرگوار جس کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے تاکہ وہ تمہارے بیان کی تصدیق کر سکے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۶** — قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔ (رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن مجید تعلیم کیا، اُسی نے۔ (رسولؐ جیسا) انسان پیدا کیا جس کو بیان کرنا سکھلا دیا)۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۷** — جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ اس سے مراد بارہ بروج ہیں جن کا ذکر سورۂ حجر میں آچکا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۷ نوٹ ۵** — یہ بھی منقول ہے کہ اُن حضرتؐ نے اِس آیت کو تلاوت فرما کر ایک مٹھی کنکریوں کی بھر لی اور جتنی ہاتھ میں آگئیں اُن کو مضبوط پکڑے رہے اور پھر فرمایا کہ یہ تو اقتار ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پھر ایک دوسری مٹھی بھری اور پورا ہاتھ کھول دیا۔ (جس سے سب گر پڑیں) پھر فرمایا کہ یہ اسراف ہے۔ پھر ایک مٹھی اور اُٹھائی اور ان میں سے بعض کو بسہولت گرنے دیا اور بعض کو روکے رکھا اور فرمایا کہ یہ قوام (میانہ روی) ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۷ نوٹ ۶** — فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ امالی میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر سے خدا کے اِس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ گنہگار مومن قیامت کے دن مقامِ حساب میں لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ اُس کے حساب سے کسی شخص کو مطلع

نہ فرمائے گا بلکہ خود اُس کا حساب لے گا اور اُس کے گناہ اُسے جتلائے گا جب وہ اپنی بدیوں کا اقرار کرلے گا تو لکھنے والوں کو حکم دے گا کہ اس کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالو اور لوگوں پر وہ نیکیاں ظاہر کردو۔ اُس وقت لوگ کہیں گے کہ یہ عجیب بندہ ہے جس سے ایک بدی بھی نہیں ہوئی پھر خدائے تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔ اس آیت کی تاویل یہی ہے اور یہ خاص کر ہمارے شیعہ گنہگاروں کے بارے میں ہے۔ اور جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے یہ فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ کی محبّت گناہوں کو دور کردیتی ہے اور نیکیوں کو بہت کچھ بڑھادیتی ہے اور ہم اہلبیتؑ کے محبّوں میں سے عام بندگانِ خدا کے حق میں جو مظالم ہوگئے ہوں گے اُن کا معاوضہ خدائے تعالیٰ خود دیدے گا، مگر جو ظلم خصوصیّت کے ساتھ مومنوں پر کیا ہوگا اور جو ضرر اُن کو پہونچایا ہوگا اُس کا وبال اُس کو بھگتنا پڑے گا۔ علاوہ اِن کے اور جو بدیاں ہوں گی اُن کو نیکیوں سے بدل دینے کا حکم دیدے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۴** لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ: تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمّد باقرؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ بہت سا پڑھنا افضل ہے یا بہت سی دعا مانگنی ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ بہت سی دعا مانگنی افضل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۵** طٰسٓمٓ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے بروایت جناب رسولِ خداؐ منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت طٰسٓمٓ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ طا سے مراد ہے طورِ سینا اور سین سے سکندریہ اور میم سے مکّہ نیز فرمایا کہ طا سے مراد شجرۂ طوبیٰ ہے اور سین سے مراد سدرۃ المنتہیٰ ہے اور میم سے مراد محمّدؐ مصطفیٰ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ طٰسٓمٓ خدائے تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے حروف میں سے ہے (باقی کے لئے ضمیمہ صفحہ ۳ نوٹ ۱ ملاحظہ ہو) ۱۲

**صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۶** اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً ۔ الاکمال میں جناب امام رضاؑ سے اُس حدیث میں جس میں آپ نے قائمِ آلِ محمّدؐ کے اوصاف بیان فرمائے ہیں منقول ہے کہ قائم آلِ محمّدؐ وہ ہیں جن کی طرف بُلانے کے لئے آسمان سے ایک منادی ایسی ندا دے گا جسے تمام اہلِ زمین سُن لیں گے اور وہ یہ کہے گا کہ خبردار ہو جاؤ، حجۃ اللہ بیت اللہ کے پاس ظاہر ہوگئے پس تم سب اُن کی پیروی کرو اِس لئے کہ حق اُن کے ساتھ اور اُن کی پیروی کرنے میں ہے اور خدا کے اِس قول اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۷** فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۔ ارشادِ شیخ مفیدؒ میں جناب امام محمّد باقرؑ سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ عنقریب خدائے تعالیٰ اُن کی یہی حالت کردے گا۔ عرض کیا گیا کن کی ؟ فرمایا بنی اُمیہ کی اور اُن کی جو ان کے ماننے والے ہیں۔ عرض کیا گیا وہ نشانی کیا ہوگی جس کے آگے گردنیں جھک جائیں گی ؟ فرمایا کہ آفتاب کا وقتِ زوال سے وقتِ عصر تک آسمان پر ایک ہی جگہ قائم رہنا اور اُس کے اندر سے ایک چہرہ کا سینہ تک دکھلائی دینا جو صاحبُ الامرؑ کا نام لے کر پکارے گا اور اُن کے حسب و نسب سے اہلِ عالم کو آگاہ کردے گا۔ یہ واقعہ سفیانی کے زمانہ میں پیش آئے گا اور اُسی کے متصل خود اُس کی اور اُس کی قوم کی ہلاکت ہوگی۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس وقت اِس آیت کا ظہور ہوگا یعنی صاحبُ الامرؑ کے نام کے ساتھ ایک چیخ آسمان سے سنائی دے گی تو بنی اُمیہ کی گردنیں جھک جائیں گی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۳۹ نوٹ ۲** وَ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۔ اَلْعُيُوْن میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے یہ بات دریافت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ انبیاءؑ معصوم ہیں پھر موسیٰؑ نے کیوں کہا وَ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ؟ فرمایا یوں کہ موسیٰؑ راستہ بھول کر فرعون کے شہروں میں سے ایک شہر میں آگئے تھے۔ اِس کا انھوں نے اظہار کیا کہ میں راستہ بھول گیا تھا۔ قول مترجم: یہ ہیں ضَآلِّيْنَ کے معنی نہ کہ وہ جو تم سمجھے ؟۔ اگر اس پر بھی تم نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۱ نوٹ ۴** مگر اب تو تم اپنی تدبیریں پوری کرلو۔ وعدہ کا دن ایسا مقرر تھا جو اُن لوگوں کی عید تھی۔ جب اُس دن دن چڑھا اور فرعون نے جادوگروں کو اور خلقِ خدا کو اکٹھا کرلیا تو خود ایک قبّہ میں جاکر بیٹھا جس کی بلندی اسّی ہاتھ تھی اور جس کے اوپر صیقل کی ہوئی فولادی چادریں منڈھی ہوئی تھیں کہ دھوپ جب اِن پر پڑتی تھی تو چمک کے سبب اُس پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ فرعون اور ہامان اُس میں بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگے اور موسیٰؑ نے آسمان کی طرف دیکھا، پس جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہمارا مقابل ایسا شخص ہے جو بار بار آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور ہمارا جادو آسمان تک پہونچے گا نہیں، جادوگر تو اسی بات کے ضامن ہوئے تھے کہ زمین والوں پر جادو چلائیں، پھر انھوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ آپ پہلے کچھ ڈالتے ہیں یا ہم پہلے ڈالیں ؟ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالدو۔ چنانچہ انھوں نے رسّے اور لکڑیاں ڈال دیں جو مثل زندہ سانپوں کے تڑپنے لگے، اُس وقت انھوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھاکر کہا کہ ہم ضرور غالب آئیں گے، پس موسیٰؑ کو کچھ خوف معلوم ہوا تو اُن کو آواز دی گئی کہ ڈرو مت، غلبہ تو یقینی تمہارا ہی ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے ڈال دو کہ اُن کے ڈھکوسلے کو ہڑپ کر جائے۔ پس موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو ایک دفعہ تو وہ زمین میں ایسا پھیل گیا جیسے سیسا، پھر اپنا سر اٹھایا اور منھ کھولا اور اوپر کا جبڑہ فرعون کے قبّہ کی چوٹی پر رکھدیا، پھر ایک چکّر کھایا اور نیچے کے ہونٹ کو بل دیکر جادوگروں کی لکڑیاں اور رسّے سب نگل گیا۔ اور سب پر غالب آیا، لوگوں نے جب اُس کی یہ عظمت اور خوف کی یہ صورت دیکھی جو نہ کسی نے کبھی دیکھی تھی اور نہ کسی بیان کرنے والے نے بیان کی تھی تو وہ تتر بتر ہوکر بھاگے اور بھاگنے میں دس ہزار مرد عورت اور بچے روندن میں آکر کچل کر مرگئے۔ اژدہا اسی طرح فرعون کے قبّہ کے گرد چکّر کاٹتا رہا۔ فرعون اور ہامان دونوں کا پاخانہ خطا ہوگیا اور دونوں کے سر کے بال مارے خوف کے سفید ہو گئے۔ لوگوں کے بھاگنے کی دھکاپیل میں موسیٰؑ بھی دور چلے گئے تھے۔ خداوندِ عالم نے حکم دیا کہ اے موسیٰؑ اسے پکڑ و اور ڈرو نہیں، ہم اِس کو پھر اس کی اصلی حالت پر لائیں گے، موسیٰؑ واپس آئے اور جو عبا اوڑھے ہوئے تھے اُسے ہاتھ پر لپیٹ کر اُس کے منھ میں ہاتھ ڈال دیا تو جیسا وہ تھا یکایک ویسا ہی وہ عصا کا عصا ہوگیا۔ جادوگر یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بولے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۔ اب ذرا فرعون کے حواس ٹھکانے ہوئے تو اُن کے ایمان لانے پر بڑا جھنجھلایا اور کہنے لگا اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ الخ اور انھوں نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اُس کو خدائے تعالیٰ نے لَا ضَيْرَ ...... سے اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ تک نقل فرمایا ہے۔ پس موسیٰ پر ایمان لانے والوں کو فرعون نے قید میں ڈال دیا۔ اور اس وقت تک قید میں رکھا جب تک خدائے تعالیٰ نے مصریوں پر طوفان، ٹڈیاں، جھچڑیاں، مینڈک اور خون بطور عذاب کے نہ بھیجے جس کے بعد ان کو چھوڑ دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۴ نوٹ ۱** تفسیر قمی میں منقول ہے کہ اِس آیت میں هُمْ سے مراد ہیں بنی اُمیہ اور وَ الْغَاوٗنَ سے مراد ہیں بنی عباس۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۹ نوٹ ۶** اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ

آنحضرتؐ کے بعد اُن کے منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا کر پچھلے پاؤں ہٹاتے ہیں۔ پس آنحضرت اس سے بہت ملول و غمگین ہوئے۔ جبرئیلؑ امین حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسولؐ اللہ! کیا بات ہے کہ میں آپ کو رنجیدہ و ملول پاتا ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے آج ہی کی رات ایسا اور ایسا خواب دیکھا ہے۔ جبرئیلؑ امین نے عرض کی اُسی کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے اِس معاملہ کی کچھ خبر نہیں۔ پھر آسمان پر گئے اور تھوڑی دیر میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں جن سے آنحضرتؐ کا ملال دفع ہو لے کر آئے۔ جن کے آغاز میں یہ آیت تھی جو ہم نے صدر میں لکھی نیز سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ بھی اسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے نازل فرمائی جس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے ایک شب کو اُن ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے جن میں سلطنت بنی اُمیہ کے ہاتھ رہے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۱** | تفسیر برہان میں ہے کہ عبداللہ بن حرث بن نوفل نے جناب امیرؑ المومنین سے روایت کی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اولادِ عبدالمطلب کو جمع کیا وہ چالیس۴۰ یا اُنتالیس۳۹ آدمی تھے۔ پس آنحضرتؐ نے پہلے تو عام طور سے پھر ہر ہر شخص سے استفسار فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو (اِس وقت تو) میرا بھائی اور میرا وزیر بنے (اور میرے بعد تم لوگوں میں) میرا خلیفہ میرا وصی اور میرا وارث ہو۔ اس کے جواب میں ہر ایک انکار کرتا رہا تا آنکہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام وارد ہوئے۔ انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ! میں اِن خدمات کے لئے حاضر ہوں۔ یہ سُنکر جناب سرورؐ کائنات نے ارشاد فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب دیکھو یہ علی ابنِ ابی طالب میرا وزیر ہے اور میرے بعد تم میں یہی میرا وارث اور میرا خلیفہ ہوگا پس وہ آپس میں ہنستے ہوئے اٹھ گئے اور جناب ابو طالب سے کہنے لگے لیجئے! اب آپ اپنے بیٹے کی اطاعت کریں کہ آپ کے بھتیجے صاحب آپ کو یہی حکم دیتے ہیں حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ یہ سُن کر میں اِس سے دلتنگ ہوا اور میں یہ جانتا تھا کہ جب میں ان کے سامنے اِس معاملہ کے اظہار کی جرأت کروں گا تو ان سے مجھے وہ کچھ دیکھنا پڑے گا جو مجھے ناگوار ہوگا۔ پس میں اِس معاملہ میں خاموش ہو رہا۔ آخر جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ! اگر آپ اس حکمِ خدا کی تعمیل نہ کریں گے تو یہ امر آپ کے پروردگار کی سخت ناراضی کا باعث ہوگا۔ اے علیؑ میں حکمِ خدا کو ضرور پورا کروں گا۔ تم ایک صاع آٹے کی روٹی اور ایک ران بکری کی تیار کرلو اور ایک پیالہ دودھ مہیا کر رکھو۔ پھر اولادِ مطلب کو کھانے کے لئے بُلالاؤ تاکہ میں اُن سے گفتگو کروں اور جو حکم مجھ کو دیا گیا ہے وہ اُن تک پہونچادوں (جناب امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ) جو حکم آنحضرتؐ نے مجھے دیا تھا میں نے اُس کی تعمیل کی۔ پھر میں نے حسب ارشاد جناب رسولِ خدا کھانا تیار کرکے اولادِ عبدالمطلب کو بُلایا۔ اُس دن وہ سب چالیس۴۰ آدمی تھے یا اِس تعداد سے ایک زیادہ ہو یا ایک کم۔ منجملہ اُن کے جناب رسولِؐ خدا کے چچا ابو طالبؓ، حمزہؓ، عباسؓ، ابولہب بھی تھے۔ جب وہ سب جمع ہوگئے۔ جناب رسولؐ خدا نے مجھے اُس کھانے کے حاضر کرنے کا حکم دیا جو میں نے اُن کے لئے تیار کیا تھا۔ پس میں نے وہ کھانا لاکر حضرتؐ کے سامنے چُن دیا۔ آنحضرتؐ نے اُس میں سے ایک بوٹی اٹھائی اور دندانِ مبارک سے کاٹ کر اُسی رکابی کے کنارے پر رکھدی جس میں سالن تھا۔ پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ نوش کیجئے۔ پس لوگوں نے اتنا کھایا کہ کسی کے پیٹ میں گنجائش باقی نہیں رہی۔ میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ کھانا جو میں نے اُن کے سامنے رکھا تھا اتنا تھا کہ اُن میں کا ایک آدمی اُسے کھا لیتا مگر میں نے کھانے پر اُن لوگوں کی انگلیوں کے نشان ہی نشان دیکھے (کھانا بجنسہٖ باقی رہا) پھر میں دودھ کا کاسہ اُن کے سامنے لایا۔ وہ دودھ اُن سب نے خوب پیا یہانتک کہ سب سیراب ہوگئے۔ حالانکہ وہ دودھ اتنا تھا کہ اُن میں سے ایک ہی آدمی پی لیتا۔ بعدِ فراغ جونہی جناب رسولؐ خدا نے اُن لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ کیا ابو لہب جلدی سے بول اُٹھا کہ دیکھا تمہارے میزبان نے تم پر کیسا جادو کیا ہے؟ یہ سُن کر وہ سب کی سب چلدیئے اور متفرق ہوگئے۔ آنحضرتؐ کچھ بھی فرمانے پائے۔ دوسرے دن پھر مجھ سے فرمایا اے علیؑ! دیکھی تم نے اِس مردک کی چالاکی کہ مجھ سے پہلے ہی ایسی بات کہدی جس سے وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں اُن سے کچھ بھی نہ کہنے پایا (خیر) پھر آج تم کل کی طرح کھانا تیار کرکے اِن سب کو دعوت دینا۔ چنانچہ میں نے ارشادِ نبویؐ کے مطابق کھانا تیار کرکے اُن سب کو جمع کرلیا۔ آنحضرتؐ نے کھانا طلب فرمایا۔ میں نے حاضر کیا۔ پس آنحضرتؐ نے روزِ گزشتہ کی مانند ایک بوٹی دانتوں سے توڑ کر سالن کے کاسہ میں رکھدی۔ پھر اُن سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کسی کو خواہشِ طعام باقی نہیں رہی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انھیں دودھ بھی پلاؤ۔ چنانچہ میں نے وہ دودھ کا پیالہ لاکر رکھدیا۔ وہ سب کے سب اُسے پیکر اچھی طرح سیراب ہوگئے پس جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عبدالمطلب کے فرزندو! خدا کی قسم میں نے تو اِس ملکِ عرب میں کسی کو نہیں سُنا جو اپنی قوم کے لئے مجھ سے بہتر چیز لایا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی خیر و خوبی لے کر آیا ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اُس کی طرف بُلاؤں۔ پس تم میں کون ایسا ہے جو خدا پر ایمان لائے اور میرا دین جاری کرنے میں میرا ہاتھ بٹائے تاکہ اب تو وہ میرا بھائی اور میرا وزیر ہو اور میرے بعد وہ میرا وصی اور میرا خلیفہ میرے کنبہ میں ہو جائے۔ یہ سُن کر سب نے منہ پھیر لیا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا حالانکہ میں اُن سب میں کم عمر تھا۔ میری آنکھیں بھی صاف نہ تھیں۔ پیٹ بھی میرا بڑا تھا۔ پنڈلیاں بھی میری دبلی پتلی تھیں اور میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ! میں آپ کی رسالت کے امور سرانجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ حضور مجھ کو اپنا وزیر بنالیں۔ پس آنحضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اُن لوگوں سے ارشاد فرمایا (اَیُّهَا النَّاس!) یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ تم لوگوں میں ہے۔ تم سب اِس کی سننا اور اِس کی ماننا۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو طالبؓ سے کہنے لگے لیجئے آپ کا بھتیجا آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کی سُنیں اور اِس کی اطاعت کیا کریں۔

بروایت ابورافع آزاد کردۂ جناب رسولؐ خدا منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا نے شعب ابو طالب میں تمام بنی عبدالمطلب کو جمع کیا وہ سب لوگ حضرت عبدالمطلب کی صُلبی اولاد میں سے چالیس آدمی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے لئے بکری کی ایک ران پکوائی۔ پھر ایک کاسہ میں روٹی چوری گئی اور شوربا اور گوشت اُس میں ملایا گیا۔ بعد اس کے وہ کاسہ اُن لوگوں کے سامنے رکھا گیا۔ پس انھوں نے خوب سیر ہو کے کھایا کہ اُن کی کوکھیں تن گئیں۔ پھر اُن کو ایک پیالہ دودھ پلایا کہ وہ سب کے سب اُسی پیالے سے سیراب ہوگئے۔ ابو لہب بولا خدا کی قسم اگر ہم میں سے ایک کو بھی اتنا کھانا کھلایا جاتا تو وہ ہرگز سیر نہ ہوتا۔ اور اگر اس دودھ کے برابر نبیذ پلائی جاتی تو وہ سیراب نہ ہوتا۔ اور فرزند ابو کبشہ نے ہم سب کو بُلا کر ایک ران گوشت اور ایک پیالہ سے سیر و سیراب کردیا۔ ہو نہو یہ تو کھلا جادو ہے۔ ابو رافع کہتے ہیں دوسرے دن پھر اُن سب کی جناب رسولؐ خدا نے دعوت کی۔ پس (جب وہ کھا چکے تو) حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے کنبہ والوں اور خالص رشتہ داروں

کو خدا سے ڈرائیں۔ تم لوگ میرے عزیز قریب ہو اور خالص رشتہ دار ہو۔ (سنو!) خدا نے جتنے نبی بھیجے ہیں ہر ایک کے لئے اسی کے کنبہ میں سے قوت کا قوت بازو۔ وزیر وارث اور وصی مقرر کیا ہے۔ پس تم میں سے ایسا کون ہے جو اس وقت اٹھ کر مجھ سے بیعت کرے کہ وہی میرا قوت بازو اور وزیر ہو اور وہی میرا وارث۔ دوسرا میرے کنبہ میں سے میرا وارث نہ ہو اور وہی میرے تمام تابعین میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ اور اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ فرق اتنا ہی رہے کہ وہ میرے بعد نبی نہ ہوگا۔ یہ سن کر سب خاموش ہو رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ابھی ایک شخص تم میں سے اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو تم میں سے نہ ہوگا۔ اس وقت تم کو ندامت ہوگی (حضرتؐ یہ فرما ہی رہے تھے کہ) جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور سب کے سب حضرت علیؑ کو دیکھ رہے تھے۔ پس ان جناب نے جناب رسولؐ خدا سے بیعت کی اور ان کے ارشاد کو قبول کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وہ قریب گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنا منھ کھولو جب انھوں نے منھ کھولا تو آنحضرتؐ نے کچھ لعاب دہن ڈال دیا اور کچھ دونوں شانوں اور کچھ دونوں چھاتیوں کے مابین مل دیا اس پر ابولہب نے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بہت ہی برا سلوک کیا ہے کہ اس نے تو آپ کی بات مانی اور آپ نے اس کا منھ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو جھک مارتا ہے میں نے تو علی کو علم و حکمت اور احکام دین سے مملو کر دیا ہے۔

براء بن عازب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کیا وہ چالیس نفر تھے کہ ہر ایک ان میں سے ایک بکرا کھا جاتا تھا اور ایک بڑا کاسہ دودھ کا پی جاتا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا اے علیؑ! ایک ران بکرے کی تیار کرلو۔ جب یہ کھانا تیار ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا بسم اللہ! سب صاحب کھانا کھائیں پس دس دس آدمیوں کے مل کر خوب پیٹ بھر کے کھایا۔ پھر آنحضرتؐ نے دودھ کا ایک پیالہ طلب کیا اور اس میں سے ایک گھونٹ نوش فرما کے سب کے سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا بسم اللہ! پیو۔ وہ دودھ پی کر سب سیراب ہو گئے پس ابولہب سب سے پہلے بولا۔ دیکھو اس شخص نے تم پر کیسا جادو کیا ہے۔ کہ تھوڑے سے کھانے سے اور دودھ سے تم سب کو سیر و سیراب کر دیا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ خاموش ہو رہے۔ اور کچھ نہ فرمایا دوسرے دن پھر ان سب کی ویسی ہی دعوت کی۔ جب وہ کھا پی چکے تو آنحضرتؐ نے ان سب کے لئے نصیحت فرمائی اور خدا کا خوف دلایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب! آگاہ ہو جاؤ میں تم سب کی طرف خدا کی جانب سے بشیر و نذیر ہو کر آیا ہوں تم سب اسلام لاؤ۔ میری اطاعت کرو کہ ہدایت پاؤ گے اور راہ راست پر آجاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو امور رسالت میں میرا قوت بازو بنے اور میرا کام بٹائے تاکہ وہ میری طرف سے حاکم اور میرے بعد میرا وصی اور خلیفہ ہو۔ اور میرا قرض بھی ادا کرے۔ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا کسی نے جواب نہ دیا سب کے سب خاموش رہے مگر جناب علی ابن ابیطالب ہر دفعہ کھڑے ہو جاتے تھے اور عرض کرتے تھے یا رسولؐ اللہ! خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ جب تیسری بار بھی جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے یہی جواب دیا تو جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اے علیؑ تم ہی میرے خلیفہ اور وصی ہو۔ پس وہ لوگ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگے لیجئے اب آپ بھی اپنے بیٹے کی اطاعت کیا کریں کہ اسے آپ پر محمدؐ (رسولؐ اللہ) نے حاکم بنا دیا۔

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۲** وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے سیّد و سردار اور ان کے سب سے زیادہ معزز فرد جناب محمد مصطفیٰؐ کو ان لفظوں میں تواضع کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تواضع خوف خدا، شرم و حیا اور خشوع و خضوع کی کھیتی ہے یعنی ان صفات کا اظہار بغیر تواضع کے نہیں ہو سکتا اور پوری اور کامل بزرگی اسی کی مسلم ہو سکتی ہے جو خدا کی خوشنودی کے لئے بتواضع و انکسار پیش آئے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۳** فَاِنْ عَصَوْكَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسولؐ اللہ جو آپ کے بعد ولایت علیؑ اور ولایت ائمہ کے بارے میں آپ کی نافرمانی کریں گے اور وفات کے بعد حضرتؐ کی نافرمانی اسی مد میں سمجھی جائے گی جیسی کہ آنحضرتؐ کے دین حیات کی نافرمانی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۴** تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو انبیاءؑ کے صلب میں منتقل کرتا رہا یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کا نور بقاعدۂ حلال یعنی بذریعہ نکاح پہونچا، کہیں خلاف امر خدا کوئی بات سرزد نہیں ہوئی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۵** عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ : کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا اور نہ کوئی رات کہ تمام جن اور شیاطین ائمہ ضلالت کی زیارت نہ کرتے ہوں۔ اور اسی تعداد میں فرشتے آئمہ ہدیٰ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے ہوں۔ یہاں تک کہ جب شب قدر آتی ہے تو ولیّ امر کے پاس تو اتنے فرشتے جتنے خدا کو منظور ہیں حاضر ہوتے ہیں اور ولی ضلالت کے پاس اتنی ہی تعداد میں شیاطین آتے ہیں۔ اور جیسے ولیّ امر کے پاس فرشتے ہر امر واقعی لاتے ہیں ویسے ہی یہاں شیاطین جھوٹ طوفان کے تودے کے تودے لگا دیتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے میں نے یہ دیکھا اور وہ دیکھا حالانکہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے، اگر اس کی حقیقت صاحب العصر سے پوچھتا تو وہ اس کو بتا دیتے کہ تو نے شیطان کو دیکھا اور اس نے تجھ کو یہ اور یہ خبر دی اور اس کا یہ اور یہ مطلب ہے۔ نیز اس ضلالت سے بھی مطلع کرتا کہ جس پر وہ اڑا ہوا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۱** وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے دین خدا کو بدل دیا اور امر خدا کی مخالفت کی۔ کیا تم نے کوئی شاعر بھی دیکھا ہے جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں؟ یہاں شعراء سے وہی لوگ مراد ہیں جنھوں نے اپنی رایوں سے ایک مذہب قائم کر لیا اور لوگ اسی مذہب کے بارے میں اس کے پیرو ہو گئے۔ معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقرؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کبھی تم نے کسی شاعر کو بھی دیکھا ہے کہ لوگ اس کا اتباع کرتے ہوں یہاں مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے حق کے خلاف دوسروں کی خاطر سے خود دفقہ بنائی جس سے وہ آپ بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے عیاشی نے روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا شعراء سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے دین کے برخلاف

نفقہ بنائی ہے پس وہ خود بھی گمراہ ہو گئے۔ اور دوسروں کو بھی انھوں نے گمراہ کر دیا الاعتقادات میں ہے کہ انہی حضرت سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں شعراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو جھوٹے قصہ بیان کیا کرتے ہیں۔ (تصریح۔ دونوں قسم کے جھوٹے آگئے۔)

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۷** اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ٥: تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد دین خدا میں تغیر کرنے والے ہیں جو باطل کے ساتھ لوگوں سے مناظرہ کیا کرتے ہیں۔ اور گمراہ کرنے والی دلیلوں کے ساتھ مجادلہ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۸** اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں سے خدائے تعالیٰ نے آل محمدؐ اور ان کے ہدایت یافتہ شیعوں کا ذکر شروع فرمایا ہے۔ المعانی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت میں ذکر کثیر سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس نے تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ پڑھی اس نے سب سے زیادہ یاد خدا کی۔ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ کو چپکے چپکے یاد کیا اس نے سب سے زیادہ یاد کیا۔ منافق خدائے تعالیٰ کو علانیہ یاد کیا کرتے تھے اور دل میں ذرہ بھر نہیں۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ٥ (۱۲)

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۹** وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں پھر ان کے دشمنوں کا اور جنھوں نے ان پر ظلم کیا ہے ان کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ واللہ یہ آیت اسی طرح سے نازل ہوئی تھی۔ الجوامع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ اسی طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۱۰** طٰسٓ: معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَنَا الطَّالِبُ السَّمِیْعُ (میں طلب کرنے والا (اور) سننے والا ہوں) ۱۲

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۳** عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو علاوہ اور علم کے ہر زبان اور ہر لغت کی معرفت بھی عطا کی گئی تھی۔ اور وہ پرندوں، چرندوں اور درندوں کی بولی بھی سمجھتے تھے۔ جب وہ حضرت میدان جنگ میں ہوتے تو فارسی میں باتیں کیا کرتے تھے اور جب دربار میں بیٹھے جہاں جنگی اور ملکی حکام اور اہل عملہ جمع ہوتے تو رومی زبان میں باتیں کرتے اور خلوت میں اپنی عورتوں سے سریانی اور نبطی زبان میں باتیں کرتے اور جب مقدمات کرتے کرتے اور مختلف قوموں اور ملکوں کے قاصدوں اور مہمانوں کی پذیرائی کے لئے اجلاس فرماتے تو عبرانی میں بات کرتے اور جب محراب میں عبادت و مناجات کے لئے کھڑے ہوتے تو نمازیں اور دعائیں عربی میں پڑھتے۔ البصائر میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ابن عباس سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو پرندوں کی بولی اسی طرح تعلیم فرمائی ہے جس طرح سلیمان بن داؤد کو تعلیم فرمائی تھی اور خشکی و تری میں ہر چلنے والی کی بولی تھی۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان جناب نے ارشاد فرمایا کہ سلیمان ابن داؤد علیہ السلام زمین کے مشرق و مغرب کے مالک ہو گئے تھے اور ان حضرت نے سات سو برس اور چھ مہینے بادشاہت کی۔ دنیا میں جتنے رہنے والے ہیں سب پر ان کی سلطنت یکساں تھی۔ جن ہوں یا انسان شیاطین ہوں یا چوپائے پرندے ہوں یا درندے اور ان حضرت کو ہر چیز کا علم دیا گیا تھا۔ اور ہر جاندار کی بولی سکھائی گئی تھی۔ اور ان حضرت کے زمانے میں ایسی ایسی عجیب صنعتیں عمل میں لائی گئیں جن کا ان سے پہلے لوگ ذکر ہی سنا کرتے تھے (دیکھی کسی نے بھی نہ تھیں) خدائے تعالیٰ کے اس قول عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ٥ کا یہی مطلب ہے۔

الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سے مراد ہے سلطنت اور نبوت دونوں چیزیں۔ البصائر میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں یہ پوری آیت تلاوت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اصل میں تو مِنْ نہ تھا اصل تو یوں تھی وَاُوْتِیْنَا كُلَّ شَیْءٍ۔

"قول مترجم:۔ جو مرید آج تک اپنے پیروں کے عیب چھپانے کے لئے منمناتے پھرتے ہیں وہ اس روایت کو ذرا غور سے دیکھیں۔ نحوی ترکیب اور معانی و بیان کے قواعد سے بھی مطابقت کریں فصاحت و بلاغت سے بھی جانچیں۔ اور پھر دیکھیں کہ جن کے گھر میں کلام خدا نازل ہوا ہے وہ اس کے سمجھنے اور بتلانے کے زیادہ اہل ہیں یا عمرو و بکر و زید کہ ان میں سے کوئی جولاہا تھا تو کوئی دری باف۔ کوئی بزاز تھا تو کوئی دلّال۔ کوئی حلّاق تھا تو کوئی حجّام۔ کوئی جرّاح تھا تو کوئی فصّاد۔ کلام خدا سے ان لوگوں کو اور ان لوگوں سے کلام خدا کو واسطہ کیا۔ سوائے اس کے بائے بسم اللہ سے سین ناس تک طوطے کی طرح رٹ لیں مگر خدا ستیاناس کرے جو ایک لفظ بھی سمجھیں۔"

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت نے فرمایا امام پر کسی طرح کی بولی مخفی نہیں نہ آدمیوں کی نہ پرندوں کی نہ چوپایوں کی بلکہ وہ ہر ذی روح کی زبان جانتے ہیں۔ اور جس میں یہ خصلت نہ ہو وہ امام نہیں ہو سکتا۔ منقول ہے ایک دن دوپہر کو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی دیوار پر ان جناب کے سامنے کبوتر سفید کا ایک جوڑا آکر بیٹھا اور اس نے اپنی بولی میں حضرتؑ سے باتیں کیں۔ حضرتؑ ایک ساعت تک انہی کی زبان میں ان کو جواب دیتے رہے۔ پھر وہ جوڑا اڑ گیا اور دوسری دیوار پر بیٹھ کر کبوتر نے اپنی مادہ کو آواز دی اور تھوڑی دیر گوگتا رہا۔ پھر دونوں اڑ گئے۔ کسی نے عرض کی یابن رسول اللہ یہ پرندہ کیسا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہر شے جس کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے خواہ وہ پرندہ ہو یا چوپایا یا کوئی دوسری ذی روح چیز ہو وہ اولاد آدم سے زیادہ ہماری بات کو سنتی اور ہماری اطاعت کرتی ہے اس کبوتر نے اپنی مادہ پر بدگمانی کی تھی۔ اس نے ہر چند قسمیں کھائیں کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے (مگر کبوتر کو یقین نہ آیا) پس وہ کبوتر بولا اچھا حضرت محمد بن علی علیہ السلام کے فیصلہ پر تو راضی ہو جائے گی۔ اس نے کہا میں راضی ہوں۔ وہ دونوں میرے پاس آئے۔ میں نے جواب دیا بیشک کبوتر نے اپنی مادہ پر ظلم کیا ہے۔ اس وقت کبوتری کو اس نے سچا جانا۔

**صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۴** اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ: البصائر میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس میں مِنْ نہ تھا اصل کلام یہ تھا وَاُوْتِيْنَا كُلَّ شَيْءٍ ۔۱۲

**صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۵** وَادِ النَّمْلِ: تفسیر قمی میں امام جعفر صادق کا یہ قول منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایک وادی ایسی ہے جس میں چاندی اور سونا پیدا ہوتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ نے اپنی سب سے کمزور مخلوق یعنی چیونٹیوں کے سپرد کر دیا ہے اگر بڑی سے بڑی مخلوق اگر اونٹ بھی وہاں جانا چاہے تو اس وادی میں نہیں جا سکتا۔۱۲

**صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۶** فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا: العیون میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد سے منقول ہے کہ جس وقت چیونٹی نے یہ کہا کہ یٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ پس ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمان کے کان تک پہونچا دی اس وقت آپ بالائے ہوا جا رہے تھے۔ فوراً ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ اس چیونٹی کو ہمارے پاس لاؤ۔ حاضر کی گئی تو فرمایا کہ اے چیونٹی کیا تو یہ نہیں جانتی کہ میں خدا تعالیٰ کا نبی ہوں۔ اور یہ کہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ عرض کی ضرور جانتی ہوں۔ فرمایا پھر تو نے چیونٹیوں کو کیوں میرا خوف دلایا۔ اور یہ کہا۔ یٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ الخ۔ اس نے عرض کی مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ چیونٹیاں آپ کی شان و شوکت دیکھ کر کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں؟ اور خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ پھر اس نے عرض کی آیا آپ بہت بزرگ ہیں یا آپ کے والد حضرت داؤدؑ۔ فرمایا میرے والد حضرت داؤدؑ۔ عرض کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے نام کے حرفوں میں آپ کے والد کے نام کے حرفوں سے ایک لفظ زیادہ ہے۔؟ فرمایا کہ اس کا تو مجھے علم نہیں۔ چیونٹی نے عرض کی کہ آپ کے والد حضرت داؤدؑ نے اپنے زخم کا علاج ود نام بوٹی سے کیا تھا۔ اس کے سبب سے وہ داؤد یعنی ود بوٹی والے مشہور ہو گئے۔ اور اے سلیمان مجھے امید ہے کہ آپ بھی عنقریب اپنے والد کی خدمت میں پہونچنے والے ہیں۔ پھر اس نے عرض کی کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تمام مخلوق سے ہوا سب سے زیادہ آپ کی مطیع کیوں کی گئی ہے۔؟ فرمایا اس کا مجھے علم نہیں۔ فرمایا اس سے پروردگار کا یہ مطلب ہے کہ اگر اور چیزیں بھی مطیع ہوئیں جیسے کہ ہوا۔ تو ان سب کا زوال آپ کے سامنے ایسا ہی ہو جاتا جیسا کہ تیز ہوا کا جھونکا۔ زائل ہو جایا کرتا ہے۔ پس اس کی بات پر حضرت سلیمان نے تبسم فرمایا۔۱۲

**صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۷** رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ: البصائر میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سلیمان کے پاس خدا تعالیٰ کا وہ اسم اکبر تھا کہ جب اس کے ذریعہ سے کوئی سوال کیا جاتا تھا تو ملتا ہے۔ اور جب اس کے ذریعہ سے کوئی دعا کی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے اور اگر سلیمان آج کے دن زندہ ہوتے تو ہمارے توسل کے محتاج ہوتے۔۱۲

**صفحہ ۴۵۳ نوٹ ۴** كِتٰبٌ كَرِيْمٌ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں نوشتہ مختوم یعنی ایسی تحریر جس پر مہر لگی ہوئی ہو۔ یا سربمہر ہو۔ الجامع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خط کی بزرگی اس کا مختوم ہونا ہے۔۱۲

**صفحہ ۴۵۳ نوٹ ۵** اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ بلقیسؑ نے اپنے اہلِ دربار کو مخاطب کر کے سنایا کہ اس تحریر کا عنوان یہ ہے کہ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کہ رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع ہوتا ہے) میرے برخلاف تعلّی نہ کرو اور میرے پاس فرمان بردار ہو کر چلے آؤ۔ یہ فرمان انتہا درجہ کا مختصر ہے اور جو غرض اس کے لکھنے سے رکھی گئی ہے اسکو کامل طور سے ادا کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ اول تو اس میں بسم اللہ سے جو باری تعالیٰ کی ذات پر بھی دلالت کرتی ہے اور اس کی صفات پر بھی پھر تعلّی و تکبر کی ممانعت ہے جو تمام بدیوں کی جڑ ہے اس کے بعد اسلام یعنی فرمانبرداری کا حکم ہے جو تمام خوبیوں اور بزرگیوں کا جامع ہے۔ پھر اطاعت کا حکم اپنی رسالت کی دلیل قائم کئے بغیر نہیں دیا ہے کہ معمولی استدعا نہ سمجھی جائے کیونکہ جس حال میں کہ وہ ملکہ تھی اس حالت میں اس فرمان کا پرندہ کے ذریعہ سے پہونچنا نبوت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۵۴ نوٹ ۶** قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ: اس کا مطلب ہے کہ اجلاس برخاست کرنے سے پہلے پہلے۔ اور حضرت سلیمان کا قاعدہ تھا کہ مقدمات فیصل فرمانے کے لئے دوپہر تک اجلاس خاص فرمایا کرتے تھے۔۱۲

**صفحہ ۴۵۴ نوٹ ۷** الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ: روضۃ الواعظین میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ کون صاحب تھے؟ فرمایا کہ یہ میرے بھائی سلیمانؑ ابن داؤدؑ کے وصی تھے۔ البصائر اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کا اسم اعظم تہتر حروف پر مشتمل ہے از انجملہ آصف بن برخیا وصی سلیمانؑ کو صرف ایک حرف کا علم تھا پس جیسے ہی انھوں نے اس حرف کو زبان سے ادا کیا وہاں سے تخت بلقیس تک کی جتنی زمین تھی سب دھنس گئی۔ اور وہ حصّہ اتنا قریب آگیا کہ تخت کو انھوں نے اپنے ہاتھ سے سرکا لیا اور پھر زمین جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ پلک جھپکنے سے پہلے ہو گیا۔ اور ہمارے پاس اسی اسم کے بہتر حروف موجود ہیں اور ایک حروف ایسا ہے جسے پروردگار نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے کسی اور اور کو اس کا علم نہیں دیا ہے۔۱۲

کافی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آصف بن برخیا کے اسم اعظم کا وہ حروف پڑھتے ہی زمین اس مقام سے سبا تک سب سمٹ گئی کہ انھوں نے بلقیس کا تخت اپنے ہاتھ سے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کر دیا پھر پلک جھپکنے سے پہلے زمین ویسی ہی پھیل گئی جیسے پہلے تھی۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے یہ منقول ہے کہ جس کو کتاب کا تھوڑا سا علم دیا گیا وہ آصف بن برخیا تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس چیز کی معرفت سے عاجز تھے جس کی معرفت آصف کو حاصل تھی بلکہ سلیمان علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ اس سے تمام جنوں اور انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ سلیمان کے بعد ان کے خلیفہ اور حجت خدا آصف بن برخیا ہیں اور آصف کو جتنا بھی علم تھا وہ بحکم خدا حضرت سلیمان ہی نے ان کو سکھایا تھا کہ ان کی امامت میں کوئی اختلاف نہ کر سکے۔ جس طرح کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی زندگی میں حضرت سلیمان کو علوم تعلیم کر دیئے تھے تاکہ حضرت سلیمان کی نبوت و امامت لوگوں پر ظاہر ہو جائے اور مخلوق پر حجت پوری قائم ہو۔

تفسیر برہان میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم سے ۷۳ حروف قرار دیئے ہیں منجملہ ان کے آدم علیہ السلام کو ۲۵ حروف عطا فرمائے تھے۔ اور نوح علیہ السلام کو ۱۵ اور ابراہیم کو ۸ اور موسیٰ علیہ السلام کو چار اور عیسیٰ علیہ السلام کو ۲۔ انہی کے ذریعہ سے وہ مردوں کو بھی زندہ کر دیتے تھے اور مادر زاد اندھے اور مبروص کو تندرست کر دیتے تھے۔ اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ۷۲ حروف عطا فرمائے۔ اور صرف ایک حروف پوشیدہ رکھا تھا۔ تاکہ کسی شخص کو ارادہ خدا کا علم نہ ہو سکے۔ اور نہ کوئی بندوں کے دل کے بھید سے آگاہ ہونے پائے۔

عبداللہ ابن کبیر کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم اور ان کی سلطنت کا ذکر کیا۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کو اسم اعظم کا صرف ایک حروف عطا ہوا تھا لیکن بخدا تمھارے امام علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو جن کی شان میں خدا نے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ فرمایا ہے پوری کتاب کا علم حاصل تھا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں فدا ہو جاؤں بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔

قول مترجم:۔ وصی جناب سلیمانؑ کی نسبت خدائتعالےٰ نے فرمایا اَلَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ فرمایا جس کا مِنْ تبعیضیہ ہے جو تبلاتا ہے کہ کتاب کے ایک جزو کا علم دیا گیا تھا۔ اور وصی جناب رسولؐ خدا کی نسبت فرمایا مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ اسی وجہ سے وصی آنحضرتؐ اس قابل قرار پایا کہ نبوت کی شہادت دینے میں شریک خدا ہو۔ حالانکہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے۔

عمرو بن حنظلہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی اے مولا! میرا گمان ہے کہ مجھے حضور کی جناب میں ایک منزل خاص حاصل ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے میں نے عرض کی اے آقا! مجھے ایک ضرورت ہے۔ فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کی مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ فرمایا اس کے سیکھنے کی تم میں قوت و طاقت بھی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اچھا اس گھر میں چلے جاؤ۔ جب میں اس گھر کے اندر چلا گیا تو حضرت نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھا۔ ناگاہ سارے مکان میں تاریکی چھا گئی۔ بس میرے پہلو کانپنے لگے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہیئے اب بھی آپ اسم اعظم سیکھیں گے؟ میں نے عرض کی جی نہیں۔ حضرت نے دست مبارک زمین سے اٹھا لیا۔ مکان اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

سیّد رضی رحم اللہ الخصائص میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام مسجد میں رونق افروز تھے۔ کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے رحاضر خدمت ہوئے کہ ایک ان میں خارجی تھا۔ ان دونوں نے اپنے مقدمہ میں ان سے فیصلہ چاہا۔ (دونوں کے دعوے سن کر) حضرتؑ نے جو حکم دیا وہ ملعون خارجی کے خلاف ہوا۔ اس نے کہا خدا کی قسم آپ نے انصاف نہیں کیا اور فیصلہ ٹھیک نہیں دیا۔ اور خدا کی مرضی کے موافق آپ نے حکم نہیں سنایا پس حضرتؑ نے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اِخْسَاْ عَدُوَّ اللّٰهِ (او دشمن خدا دھوت) حضرتؑ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ کالا کتا بن گیا۔ حاضرین دربار کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ اس کے کپڑے اس کے جسم سے علٰحدہ ہو کر ہوا میں اڑ گئے۔ اور وہ حضرتؑ کے سامنے دُم ہلانے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر اس کے چہرے پر بہنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر حضرتؑ کا دل بھر آیا۔ پس حضرتؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور لبہائے مبارک کو حرکت دے کر کچھ فرمایا۔ جس کو ہم نے بالکل نہ سنا پھر بخدا ہم نے دیکھا کہ وہ خارجی اپنی صورت پر لوٹ آیا اور آدمی ہو گیا اور اس کے کپڑے بھی ہوا سے اڑتے ہوئے اس کے شانوں پر آ پڑے جب وہ مسجد سے جانے لگا تو ہم نے دیکھا کہ پاؤں اس کے لرز رہے ہیں پس ہم لوگ نہایت متحیر ہو کر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف نظر کرنے لگے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور کیوں تعجب کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ ہم کو حیرت کیوں نہ ہو حالانکہ آپ نے ایک عجیب کام کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ آصف بن برخیا وصی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک ایسا کام کیا تھا جو اس سے بہت مشابہ تھا اس کا تذکرہ خدائتعالیٰ اپنی کتاب میں اس طرح فرماتا ہے۔ جہاں یہ ارشاد ہوا ہے اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ قف لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ اب تم ہی بتاؤ کہ تمھارے رسولؐ کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے یا سلیمان علیہ السلام کا؟ ان لوگوں نے جواب دیا اے امیرالمومنینؑ ہمارے نبیؐ افضل ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا پس تمھارے نبیؐ کا وصی بھی وصی سلیمانؑ سے زیادہ گرامی قدر ہے۔ وصی سلیمانؑ کو اسم اعظم کا صرف ایک حروف عطا کیا تھا جس کے ذریعہ سے انھوں نے خدا سے دعا مانگی (اثر اس کا یہ ہوا کہ) اس مقام سے لے کر تخت بلقیس تک کی ساری زمین دھنس گئی۔ اور پلک جھپکنے سے پہلے تخت حاضر کر دیا اور ہمارے پاس تو اسم اعظم خدائتعالےٰ کے بہتر حروف ہیں۔ صرف ایک ہی حروف ایسا ہی ہے جس کا علم اس نے تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے خدائتعالےٰ نے اسے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔

حاضرین دربار نے عرض کی یا امیرالمومنین جب آپ کے پاس ایسی چیز موجود ہے تو پھر آپ کو معاویہ وغیرہ کے لڑنے کے لئے انصار کی اور لوگوں کو دوسری لڑائی کے واسطے جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ پھر ارشاد فرمایا کہ میں جو ان لوگوں کو معاویہ سے لڑنے کے بلاتا ہوں اس کی غرض تو یہ ہے کہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور کار خدا کے لئے تکلیف اٹھانے کے عادی ہو جائیں اور (اگر معاویہ کو ہلاک کرنے کا حکم ہو گیا ہوتا تو پھر تاخیر کیوں ہوتی۔ لیکن (اسے تو مہلت دی گئی ہے۔ یہ تو مخلوق خدا کے امتحان کے لئے ہے) خدائتعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس جس چیز سے اور جس جس طرح چاہے اپنی مخلوق کا امتحان لے"۔ حاضرین دربار کا بیان ہے کہ ہم حضرتؑ کے پاس سے اٹھے تو اس حال میں اٹھے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا تھا اس کی ہمارے دلوں میں بے حد عظمت تھی۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ حضرت موسیٰ ابن جناب امام محمد تقی بن جناب امام علی رضا بن جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملاقات یحییٰ ابن اکثم سے ہوئی اس نے آپ سے کچھ مسائل دریافت کئے آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے برادر مکرم جناب امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے مجھ سے بہت سی نصیحت کی باتیں ارشاد فرمائیں تا آنکہ میں نے اپنی سرکشی چھوڑی اور حضرتؑ کی اطاعت کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ میں قربان

ہو جاؤں ابن اکثم نے کچھ مسئلے مجھ سے دریافت کئے ہیں جن کا میں اسے جواب دے چکا ہوں۔ حضرتؑ نے تبسم فرماکے دریافت کیا کہ آیا کسی مسئلہ کا جواب دے بھی دیا ہے۔؟ میں نے عرض کی ابھی تو نہیں دیا۔ فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا۔ عرض کی یہ تو میں نے نہیں کہا۔ فرمایا۔ اچھا اس کے سوالات کیا کیا تھے؟ عرض کی ایک سوال تو یہ تھا کہ مجھے بتلاؤ کہ آیا سلیمان علیہ السلام آصف ابن برخیا کے علم کے محتاج تھے یا نہیں؟ پھر اسی طرح اور سوالات کا ذکر کیا (جنہیں سماعت فرماکر) حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اچھا بھائی لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تم نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی بابت جو اسی کی کتاب میں ہے۔ "قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ" سوال کیا ہے تو سمجھ لو کہ اس سے مراد آصف ابن برخیا ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان چیزوں کی معرفت سے جن کو آصف ابن برخیا جانتے تھے بے بہرہ یا عاجز نہیں تھے بلکہ ان حضرت کا مقصود یہ تھا کہ ان کی تمام امت خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے یہ جان لیں کہ آصف بن برخیا ان حضرتؑ کے بعد حجت خدا ہیں۔ اور یہ کہ سلیمان ابن داؤد علیہ السلام نے اپنا علم حکم خدا سے آصف ابن برخیا کے سپرد فرما دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے انہی حضرت کو اس کے سمجھنے کا فہم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی میں علم و فہم عطا فرما دیا تھا۔ کہ ان کی امامت و نبوت بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے مسلم ہو گئی تھی۔ نہ کسی طرح یہ مقصود تھا کہ آصف بن برخیا کی امامت و وصایت کے بارے میں بھی کوئی اختلاف واقع نہ ہو اور مخلوق خدا بے تامل ان کو حجت خدا سمجھے۔

## پارۂ نوزدہم (19) تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بستم

**صفحہ ۹۵۹ نوٹ ۲** عمارؓ آگے بڑھے اور بیٹھ کر حضرتؑ کے ساتھ کھانے لگے۔ اس شخص نے اس بات پر تعجب کیا اور جب عمارؓ اٹھے تو کہنے لگا سبحان اللہ آپ تو کھانے پینے اور بیٹھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ جب تک کہ مجھے دابۃ الارض نہ دکھائیں، عمارؓ نے کہا کہ میں تو تجھے دکھلا چکا یہ اور بات ہے کہ تجھ میں عقل ہی نہ ہو

تفسیر مجمع البیان بعینہٖ یہی قصہ بروایت تفسیر عیاشی حضرت ابوذر غفاریؓ سے منقول ہے کہ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ چیزیں مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ علم المنایا، علم البلایا، علم الوصایا، فصل الخطاب، صاحب الکرات اور دولت الدول میں ہوں۔ اور صاحب عصا و میسم یعنی وہ دابۃ جو لوگوں سے کلام کرے گا۔ (میں ہی ہوں)

قول مترجم:- علم المنایا۔ منایا جمع ہے منیہ کا اور منیہ کے معنی ہیں موت۔ لہذا علم المنایا کے معنی ہوئے علم اوقات وفات۔ علم البلایا۔ بلایا جمع ہے بلیہ کی اور بلیہ کے معنی ہیں امتحان و آزمائش اور علم البلایا کے یہ معنی ہیں کہ خاصان خدا کی اور عام مخلوق خدا کی کس کس طرح آزمائش کی جائے گی۔ اور کس کس چیز سے اور کس کس زمانہ میں۔ علم الوصایا۔ وصایا جمع وصیت کی ہے اور جب وہ خدا کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد خاص احکام ہیں جیسے فرمایا وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا اور يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔ اور جب انبیا کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد ہوتا ہے وہ احکام جو انبیاء محافظت شریعت کے واسطے اپنے نائب و قائم مقام کو دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ قائم مقام اوصیاءؑ کہلاتے ہیں جیسے کہ شیثؑ وصی آدمؑ تھے۔ اور سام بن نوحؑ وصی نوحؑ تھے اور یوحنا بن حنان ابن عم ہودؑ وصی ہودؑ تھے۔ اور اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ ابنائے ابراہیمؑ وصی ابراہیم علیہ السلام تھے اور یوشعؑ بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام تھے اور شمعونؑ بن حمون الصفا جو مریمؑ کے چچا تھے وہ وصی عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اور علی مرتضیٰ ابن عم محمد ن المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

یا وہ احکام مراد ہوتے ہیں جو امت کو اوصیاء کی متابعت کے متعلق دیں۔

اور جب وصیت عام لوگوں کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد وہ آخری خواہش ہوتی ہے جو اپنی اولاد یا مال کے لئے کر جائیں۔ پس علم الوصایا ان سب قسم کی وصیتوں پر حاوی ہے۔

فصل الخطاب کے معنی کے لئے دیکھو صفحہ ۴۴۵ نوٹ نمبر ۲

صاحب الکرات اور دولت الدول سے مراد ہے زمانہ رجعت میں آنے والا۔

صاحب عصا و میسم، میسم کے معنی ہیں نشان کرنے کا آلہ یعنی انگوٹھی۔

الاکمال میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے دجال اور اس کے قاتل کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد الطامۃ الکبریٰ ہو گی۔ کسی نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ! طامۃ الکبریٰ کیا چیز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کوہ صفا کے قریب سے دابۃ الارض کا نکلنا اس کے پاس حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور جناب موسیٰؑ کا عصا ہو گا۔ ہر مومن کی پیشانی پر وہ اسی انگشتری سے مہر کر دیگا۔ جس میں یہ نقش ہو جائے گا۔ کہ "هٰذَا مُؤْمِنٌ حَقًّا" (یہ سچا مومن ہے) اور عصائے موسیٰ ہر کافر کے چہرے پر مارے گا جس سے ایک خط پڑ جائے گا اور اس میں لکھا ہو گا هٰذَا كَافِرٌ حَقًّا (یہ پکا کافر ہے) ایماندار بندہ کافر سے کہے گا وائے ہو تجھ پر یقیناً ویل تیرے لئے ہے اور کافر جواب میں یہ کہے گا اے مومن! خوشا حال تیرا کاشکے میں بھی تجھ جیسا مومن ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ پھر وہ دابۃ الارض مشرق اور مغرب کے درمیان بحکم خدا اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرے گا یہ واقعہ اس زمانہ میں ہو گا جب آفتاب سمت مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس وقت دروازۂ توبہ بند ہو جائے گا پھر نہ کسی کی توبہ قبول ہو گی اور نہ کوئی عمل قبول کیا جائے گا اور جو شخص پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہو گا یا اپنے ایمان کے بارے میں کسی نیکی کا اکتساب نہ کر چکا ہو گا تو اس وقت کا ایمان لانا اس کے لئے کچھ مفید نہ ہو گا پھر فرمایا اس کے بعد کے حالات مجھ سے دریافت نہ کرنا کہ میرے حبیب جناب رسولؐ خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں سوائے اپنی ذریت کے اور کسی کو ان حالات کی خبر نہ دوں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ دابۃ الارض کا طول ساٹھ ہاتھ کا ہو گا نہ کوئی اس کو پکڑ سکے گا نہ کوئی اس سے بھاگ سکے گا۔ مومن کی دونوں آنکھوں کے مابین وہ نشان لگائے گا۔ بس کندہ ہو جائے گا۔ "مؤمن" اسی طرح کافر کی بھی دونوں آنکھوں کے مابین نشان کر دے گا جس سے لکھ جائیگا کافر۔ اس کے ہمراہ جناب موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگشتری ہو گی۔ مومن کا چہرہ عصائے موسیٰؑ لگانے سے چمکنے لگے گا اور کافر کی پیشانی انگشتری سلیمان سے داغی جائے گی (کوئی کسی کا نام نہ لے گا) ایک دوسرے کو یا "مومن" اور یا "کافر" کہہ کے آواز دیا کریں گے۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی نے دابۃ الارض کا حال دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا آگاہ ہو کہ وہ کوئی دمدار جانور نہیں ہے بلکہ وہ تو صاحب ریش

انسان ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا (قیامت سے پہلے) دابۃ الارض ظاہر ہوگا اس کے پاس عصائے موسٰیؑ اور سلیمانؑ بن داؤدؑ کی انگشتری ہوگی مومن کا چہرہ عصائے موسٰیؑ کی وجہ سے روشن و منور کردے گا اور کافر کا منھ انگشتری کے سبب سے داغدار کردے گا۔[1]

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں گیا دیکھا میں نے کہ وہ حضرتؑ سرکہ اور زیتون سے روٹی تناول فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمومنین قول خدا وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ میں دابۃ الارض کیا چیز ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ دابہ ہے جو سرکہ اور زیتون سے روٹی کھارہا ہے۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک دن معاویہ بولا اے گروہ شیعہ تمھارا یہ گمان ہے کہ دابۃ الارض سے علی ابن ابیطالب مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا ہمارا تو کیا ذکر ہے۔ یہودی مذہب والے بھی یہی کہتے ہیں اس جالوت کو بلا کر دریافت کرو (جب وہ آیا تو) معاویہ ملعون بولا وائے ہو تجھ پر کیا تم لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دابۃ الارض کا وجود ہوگا۔ اس نے کہا ہاں ضرور ہوگا۔ معاویہ نے پوچھا دابۃ الارض کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا ہوتا کیا۔ آدمی ہے۔ معاویہ نے کہا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا دابۃ الارض کا نام الیا ہے۔ پس معاویہ میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا وائے ہو تجھ پر اے اصبغ لفظ الیا "علیؑ" سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

بروایت عبداللہ بن یسار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے اے محمدؐ! اوصیائے ائمہ میں سب سے پہلے میں نے علی ابن ابیطالب سے عہد و پیمان لیا تھا اور سب اماموں کے بعد علی ابن ابیطالب کی روح قبض کروں گا۔ علیؑ ابن ابیطالب ہی وہ دابۃ الارض ہے جو آدمیوں سے کلام کرے گا۔

**صفحہ ۴۵۹ نوٹ ۳** مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آیٰتنا سے مراد جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اور واقعہ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ رجعت میں پیش آئے گا اس کی دلیل خداتعالیٰ کے ان لفظوں میں موجود ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا الخ ایک شخص نے عرض کی کہ عوام الناس کا تو یہ گمان ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خداتعالیٰ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گروہ کو بلائیگا اور باقی کو چھوڑ دے گا؟ ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ یہ واقعہ تو رجعت میں پیش آنا ہے۔ رہی قیامت اس کے بابت یہ آیت ہے۔ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومنین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو شہید کیا گیا ہو۔ اور وہ ذائقہ موت چکھنے کے لئے رجعت نہ کرے۔ اور جس جس کو رجعت ہوگی وہ یا تو ایمان میں خالص ہوگا یا کفر میں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آئمہ ہدائ علیہم السلام کی بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت خداتعالیٰ ان حضرتؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے بہت سے ایسے لوگوں کا جن کا انتقال ہوچکا ہوگا دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تاکہ ان حضرتؑ کی نصرت کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ اور ان کی سلطنت و غلبہ کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اسی طرح ان حضرتؑ کے دشمنوں میں سے بھی کتنوں ہی کو دنیا میں دوبارہ بھیجے گا۔ تاکہ وہ جناب ان سے انتقام لیں۔ اور جس عذاب کے وہ خدا کی طرف سے مستحق ہیں اس کا کچھ حصہ ان کو یہاں بھی مل جائے۔ مثلاً شیعوں کے ہاتھوں سے قتل ہو جانا یا حضرتؑ کا بول بالا دیکھ کر ان کا ذلیل و خوار ہونا اور کسی عقلمند کو اس میں شک نہیں ہوسکتا کہ یہ تمام معاملہ یعنی مسئلہ رجعت خداتعالیٰ کی طرف سے مقدر و معین ہے اور بجائے خود ناممکن و محال نہیں۔ اور ایسا پہلی امتوں میں بھی خداتعالیٰ نے کیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد موقعوں پر آچکا ہے جیسے کہ حضرت عزیرؑ وغیرہ کا قصہ ہے اور ان کے ہر موقع پر ہم تفسیر لکھ چکے ہیں۔ نیز جناب رسولؐ خدا سے حدیث صحیح میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جو کچھ ہوچکا ہے وہ سب کچھ عنقریب میری امت میں بلا کم و بیش واقع ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی سوسمار کے بھٹ میں گھسا ہوگا تو تم بھی اس میں گھس جاؤگے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۴** نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس دن جناب رسولؐ خدا نے شہر مکہ فتح فرمایا ہے آپ حرم محترم میں تشریف لائے کعبہ کا دروازہ کھولا اور جو تصویریں کعبہ میں تھیں ان کے مٹائے جانے کا حکم صادر فرمایا پھر دروازۂ کعبہ کے دونوں بازو تھام کر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اللہ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن مکہ کو محترم قرار دیا ہے پس اس کے لئے خدا کی عطا کی ہوئی حرمت قیامت تک برقرار رہے گی نہ اس کے شکار کو ڈرایا اور بھگایا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کی ہری گھاس نوچی جائے گی۔ اور نہ اس کا لاوارث پڑا ہوا مال کسی اور کے لئے حلال ہوگا سوائے اس کے جو اسے اٹھا کر سال بھر تک بقاعدہ شرعی اس کا اعلان کرتا رہے گا اس وقت حضرت عباس ابن عبدالمطلبؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اذخر کو تو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیجئے کہ اس کی قبروں کو بند کرنے کے لئے اور مکانوں کی چھت پاٹنے کے لئے ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا کہ اذخر کو مستثنیٰ کیا گیا۔

قول مترجم:۔ اِذخر سرکنڈے کی قسم ایک نباتات ہے جس کے پتے چوڑے چکلے اور خوشبودار ہوتے ہیں اور مکہ معظمہ کے مکانوں کی چھتوں میں کڑیوں کے اوپر جو بیشتر کھجور کی ہوتی ہیں بجائے تختوں کے پاٹنے کے کام میں لائی جاتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۵** سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں آیات سے مراد جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام ہیں جب وہ زمانۂ رجعت میں دنیا میں آئیں گے تو ان کے دشمن انھیں دیکھ کر فوراً پہچان لیں گے اور اس بات کی دلیل کہ آیات سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں خود جناب امیرالمومنینؑ کی یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ خداتعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقرؑ

---

[1] قول مترجم:۔ روایتیں دونوں طرح کی وارد ہوئی ہیں معنی میں کوئی منافات نہیں بہرحال ایک مومن کی علامت ہوگی اور ایک کافر کی منافقوں کے یہاں بھی روایات کی یہی حالت ہوگی۔ ۱۲

سے یہ عرض کی کہ قربان ہو جاؤں شیعہ آپ سے آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ہ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ہ (کس کی نسبت یہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں آیا خبر بزرگ کی نسبت ؟) کی تفسیر دریافت کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے چاہے تبلاؤں چاہے نہ تبلاؤں مگر تم کو اس کی تفسیر جاننے کی بزرگی دیئے دیتا ہوں۔ سب سے پہلے اس میں ہے عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ہ راوی نے عرض کی بجا ہے۔ فرمایا لوگوں کا سوال جناب امیرالمومنینؑ کے بارے میں تھا۔ اور خود جناب امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ۔۔ خدائے تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی کوئی خبر مجھ سے بزرگ تر نہیں ہے۔ **قول مترجم**:۔ الآیات کی تفسیر ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اس کی تائید کے لئے دیکھو ص ۲۶۲ نوٹ ؎

**صفحہ ۱۲۷۴ نوٹ ۲** کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے اپنے فرزند جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کو چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ بھی ان میں سے ہیں جن کی شان میں خدا نے فرمایا ہے وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ الخ۔

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسوؐل خدا صلے اللہ علیہ وسلّم حضرت علی ابن ابیطالب و حسنین علیہم السّلام کی طرف نظر کر کے خوب روئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد کمزور بنا دیئے جاؤ گے کسی نے فرمایا کہ یا ابن رسوؐل اللہ! اس کا کیا مطلب ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا مقصود جناب رسوؐل خدا کا یہ تھا کہ تم میرے بعد خلقت کے امام ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً پھر حضرت نے فرمایا یہ آیت قیامت تک ہمارے ہی بارے میں جاری رہے گی۔

المجالس میں ہے انہی جناب نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے اور ہماری ہی شان میں ہے۔

الاکمال والغیبۃ میں مروی ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ علیہ السّلام پیدا ہوئے تو انھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

الجوامع میں جناب زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر مبعوث کیا ہے ہم اہلبیتؑ میں سے نیک لوگ اور ان کے شیعہ جناب موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے شیعوں کے مانند ہیں اور ہمارے دشمن اور ان کے پیرو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سی منزلت رکھتے ہیں

تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمیؒ علیہ الرحمہ سے روایت حضرت موسےٰ ابن قاسم جو جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پڑتے تھے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب حکیمہ خاتون بنت جناب محمد تقی علیہ السّلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بھتیجے ابو محمد حسن بن علی العسکری علیہما السّلام نے مجھے بلا بھیجا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ پھوپی اماں آج کی رات آپ ہمارے یہاں روزہ افطار فرمائیے گا اس لئے کہ یہ شب پانزدہم شعبان ہے اور خدائے تبارک و تعالےٰ اس شب میں اپنی حجت کو ظاہر کرے گا اور وہ خدائے تعالیٰ کی زمین میں اس کی حجت بن کر رہے گا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھتیجے امام زمانہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ تو فرمائیے کہ اس حجت خدا کی ماں کون سی ہوگی ؟ فرمایا نرجس خاتون۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں تو نرجس خاتون میں کوئی علامت حمل کی پاتی نہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے مگر ہوگا وہی جو میں آپ سے کہتا ہوں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں گھر میں گئی اور جب سلام کر کے بیٹھی تو نرجس خاتون میرے پاس آ کر میری جوتیاں اتارنے لگیں۔ اور مجھ سے کہتی جاتی تھیں کہ اے میری سیدہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے میں نے جواب میں کہا سیدہ اور سردار تو میرے سارے کنبے کی اب تم ہو۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر نرجس خاتون کہنے لگیں کہ پھوپی اماں آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ بزرگی تو آپ ہی کی ہے جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے یہ کہا کہ بیٹی آج کی رات میں خدائے بزرگ و برتر تمھیں ایسا بچہ عنایت فرمائے گا جو دنیا و آخرت کا مالک و سردار ہوگا۔ (پھر تمھاری بزرگی میں کیا شک رہا) یہ سن کر جناب نرجس خاتون بیٹھ گئیں اور شرما سی گئیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو میں نے روزہ افطار کیا کچھ کھایا پیا اور اپنے بستر پر جا لیٹی اور سو رہی۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نماز شب کے لئے اٹھی اور جب نماز شب سے فارغ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون سو رہی ہیں اور کوئی نئی بات ان کے لئے نہیں ہوئی۔ پھر میں بیٹھی تا قیبات پڑھتی رہی پھر لیٹ گئی۔ پھر گھبرا کر جاگ اٹھی اس وقت بھی دیکھا کہ وہ سو رہی ہیں۔ پھر دیکھا کہ نرجس خاتون اٹھیں پھر انھوں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر سو رہیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اب تو میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے۔ اس پر ابو محمد علیہ السّلام اپنے مقام سے باآواز بلند بولے کہ پھوپھی اماں جلدی مت کرو۔ وقت آ پہونچا یہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں پڑھ ہی رہی تھی کہ نرجس خاتون گھبرائی ہوئی اٹھیں اور میں لپک کر ان کے پاس پہونچی اور میں نے کہا بیٹی! اللہ تمھیں اپنی حفاظت میں رکھے کیا تمھیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے ؟ بولیں ہاں پھوپی اماں محسوس ہوتی ہے تو میں نے کہا بیٹی! تم اپنے حواس ٹھکانے کر لو اور اپنی ساری توجہ ایک ہی طرف مبذول کرو۔ یہ وہی بات ہے جو میں تم سے کہہ چکی تھی۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ پھر مجھے ذرا غنودگی سی آگئی اور اب میں جو اس غنودگی سے چونکتی ہوں تو معلوم ہوا کہ امامؑ نے مجھے چھو کے ہوشیار کیا۔ اور کپڑا اٹھا کر دکھایا تو یکایک دیکھتی کیا ہوں کہ حجت خدا تمام سجدہ کرنے والے اعضا کو زمین پر ٹکائے ہوئے سجدۂ خدا میں پڑے ہیں۔ میں نے انھیں اٹھا کر چمٹا لیا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ہر طرح سے پاک و پاکیزہ اور صاف و ستھرے ہیں۔ بس ابو محمد علیہ السّلام نے پکار کر کہا کہ پھوپی اماں میرے بچے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے ان کی خدمت میں لے گئی۔ تو حضرتؑ نے ایک ہاتھ تو ان کی پیٹھ کے نیچے رکھا اور اس طرح اٹھایا کہ ان کے پاؤں اپنے سینے پر رکھ لئے پھر اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی اور اپنا دوسرا ہاتھ ان کی آنکھوں، کانوں اور تمام جوڑوں پر پھرایا پھر فرمایا کہ بیٹا بولو! تو حجت اللہ یہ بولے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ رَسُولُ اللّٰهِ اس کے بعد جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام پر تا آنکہ خود اپنے والد ماجد پر درود بھیجا پھر چپ ہو گئے۔ پھر ابو محمد علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ پھوپھی اماں! اب انھیں ان کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ کہ یہ انھیں بھی سلام کریں۔ اور پھر میرے پاس لے آنا چنانچہ میں ان کو لے گئی۔ انھوں نے اپنی والدہ کو سلام کیا۔ اور میں پھر انھیں واپس لے آئی اور بیٹھک میں حضرت کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ پھوپھی اماں! اب جب ساتواں دن ہو (اہل ہند کے اعتبار سے چھٹی) تو پھر تشریف لایئے گا۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو میں امام زمان ابو محمد علیہ السّلام کے سلام کو حاضر ہوئی اور پردہ اٹھا کر اپنے آقا حجت خدا کو تلاش کیا۔ تو انھیں نہ دیکھا۔ میں نے امام زمانؑ کی

خدمت میں عرض کی کہ قربان ہو جاؤں میرے آقا و سردار حجت خدا کیا ہوئے؟ فرمایا کہ پھوپی اماں! ہم نے ان کو اسی کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کر دیا تھا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب ساتواں دن ہوا تو میں حضرت کی خدمت میں آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ میرے بچہ کو لے آؤ۔ میں اپنے آقا و سردار حجت خدا کو ایک کپڑے میں پیسٹ کر لے گئی۔ تو اس دن بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے پہلے دن کیا تھا پھر اپنی زبان ان کے منھ میں اس طرح دے دی گویا ان کو دودھ پلا رہے ہیں یا شہد چٹا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بیٹا! باتیں تو کرو۔ تو حجت خدا نے پہلے تو فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر جناب محمد مصطفیٰؐ اور جناب امیرالمومنینؑ اور دیگر ائمہ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اپنے والد ماجد پر درود بھیج کر ٹھہر گئے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۔ راوی حدیث موسے ابن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم عقبہ سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جناب حکیمہ خاتون نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

الخصائص میں سید رضی علیہ الرحمہ نے باسند خود بروایت سہل ابن کہیل خدائے تعالیٰ کے اس قول وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان والدین میں سے ایک علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ پھر فرمایا کہ جناب کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جناب امیرالمومنین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا بعد اس کے کہ ہم سے روگرداں رہی ہے ضرور ہے کہ ہم پر ویسی ہی مہربان ہوگی جیسی کٹکھنی اونٹنی آخر اپنے بچہ پر مہربان ہو جاتی ہے اور اس کے بعد حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ الخ۔ قول مترجم:۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں ہم نے بنظر اختصار ایک ہی کا لکھنا کافی سمجھا۔

مسند فاطمہ علیہا السلام میں ابو جعفر محمد ابن جریر طبری علیہ الرحمہ نے بروایت جناب سلمان فارسی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر نے کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس کے لئے بارہ نقیب مقرر نہ کئے ہوں۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا۔۔۔ رسول اللہ یہ مضمون تو میں اہل توریت اور اہل انجیل سے بھی سن چکا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا اے سلمان! میرے نقیبوں کو بھی جانتے ہو ذرا یہ تو بتلا دو کہ وہ بارہ کون سے ہیں جن کو میرے بعد اس امت کے لئے خدائے تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اس سے تو اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ واقف ہیں۔ اس پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (لو اچھا اب غور سے سن لو) سب سے پہلے خدائے تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور کے خلاصہ سے پیدا کیا اور اسے (اپنی معرفت و عبادت کی اور میری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی۔ اس نے بھی خدائے تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی۔ پھر علی کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا اور اس کو (اپنی معرفت و عبادت اور ہماری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی پس اس نے بھی حکم خدا کی اطاعت کی۔ پھر مجھ سے۔ علیؑ سے اور فاطمہؑ سے حسنینؑ علیہما السلام کو پیدا کیا۔ ان کو ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے ویسی ہی اطاعت کی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے ہم پانچوں کے نام اپنے اسمائے گرامی سے مشتق فرما کر رکھے چنانچہ۔ خدائے تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور خدائے تعالیٰ اعلےٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔ اور خدائے تعالیٰ فاطر ہے اور یہ فاطمہؑ اور اللہ (صاحب) احسان ہے یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے پھر ہم سے اور نور حسینؑ سے نو امام پیدا کئے ان سب کو بھی ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے خدائے تعالیٰ کے حکم کی ویسی ہی اطاعت کی یہ واقعہ اس سے پہلے ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان کی عمارت بنائی۔ اور زمین کا فرش بچھایا اور ہوا اور پانی اور فرشتے اور ہمارے سوا اور آدمی پیدا کئے ہم چودہ کے چودہ عالم نور میں خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اس کا حکم سنتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جو ان کے مراتب پہچانتے والا ہے اس کا کیا رتبہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان! جو ان کو ایسا پہچانے جیسا ان کے پہچانے کا حق ہے اور جو ان کی پیروی کرے اور جو ان کے دوستوں کی دوستی کرے اور ان کے دشمنوں سے الگ تھلگ رہے واللہ وہ ہم سے محسوب ہوگا۔ جہاں ہم پہونچیں گے وہیں وہ بھی پہونچے گا اور جہاں ہم رہیں گے وہیں وہ بھی رہے گا۔ سلمان فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا ان پر مجمل ایمان لانا کافی ہے۔ بغیر اس کے کہ ہم ان کے ناموں سے اور ان کے رشتوں سے واقف ہوں؟ (آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں! نام) اور رشتوں سے واقفیت کیوں نہ حاصل ہو؟) سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! بھلا مجھے ان کی معرفت کیسے حاصل ہو میں تو حسینؑ علیہ السلام ہی تک جانتا ہوں۔ فرمایا ہاں حسینؑ کے بعد ان کے بیٹے علی ابن الحسینؑ سید العابدین علیہ السلام ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی الملقب بہ باقر علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء مرسلین اولینؑ و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی تبانے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی تبانے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جو خدا کی سچی زبان ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام ہوں گے جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں صبر کرنے کے سبب اپنے غصہ کو روکنے والے ہوں گے اور اسی سبب سے کاظم مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے علی بن موسیٰ۔۔۔ علیہ السلام ہوں گے۔ جو امر خدا میں یہاں تک راضی ہوں گے کہ رضا مشہور ہو جائیں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی علیہ السلام ہوں گے جن کو خدائے تعالےٰ اپنی مخلوق میں سے برگزیدہ فرمائے گا ان کے بعد راہ خدا کے بتلانے والے علی ابن محمد علیہ السلام ہوں گے جو ہادی مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے جو خدا کے راز کے رازدار اور خاموش مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے۔ جن کے القاب ہادی۔ مہدی۔ ناطق قائم بحق اللہ (وغیرہ) ہوں گے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے سلمان! تم بھی مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچو گے اور جو لوگ ایمان میں تمہاری مانند ہوں گے وہ بھی۔ اور جو حقیقت معرفت کے ساتھ مہدی علیہ السلام سے تولاّ رکھنے والے ہوں گے وہ بھی۔ سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے خدائے تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا ان کے زمانہ تک میں زندہ رہوں گا؟ فرمایا کہ اے سلمان! یہ آیت پڑھ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ

بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ٥ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اس پر میرا شوق بڑھا اور میں بہت رویا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا عہد مجھ سے ہے۔ فرمایا ہاں اسی اللہ کی قسم جس نے محمدؐ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ عہد میری طرف سے بھی ہے اور علیؑ کی طرف سے بھی ہے۔ اور حسنینؑ کی طرف سے بھی ہے اور نو اماموں کی طرف سے بھی ہے۔ جو حسینؑ کی نسل میں سے ہوں گے اور ہر ایک اس شخص کی طرف سے بھی ہے جو ہم میں سے ہوگا۔ اور ہم میں آملے گا۔ خدا کی قسم اے سلمانؓ! اس وقت ابلیس بھی حاضر کیا جائے گا اور اس کا کل لشکر بھی اور ہر وہ شخص آئے گا جس نے ایمان کو ایمان ہی سمجھ کر قبول کیا ہوگا۔ اور ہر وہ شخص بھی لایا جائے گا جو کفر کو محض کفر ہی کی خاطر سے مانتا ہوگا۔ (یعنی ہر خالص مومن اور ہر خالص کافر حاضر کیا جائے گا) نہ کہ قصاص لئے جائیں اور جو خون ایسے ہوں کہ ان کی دیت نہ لی گئی ہو ان کی دیت دلائی جائے اور ہر خون کا کما حقہ بدلہ ملے اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ذرا بھی ناانصافی نہ کرے گا۔ اس آیت وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ٥ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ٥ کے اصل مطلب کا پورا ہونا یہی ہوگا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ کے سامنے سے کھڑا ہو گیا۔ اور اس وقت سے سلمان کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ موت اسے کب آلے یا وہ موت کے منھ میں کب چلا جائے۔

شیبانی نے کشف البیان میں یہ لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب صاحب الامر علیہ السلام کی شان میں بالخصوص نازل ہوئی ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے شاہان جابرین اور سرکش لوگوں کو ہلاک کریں گے شرق سے غرب تک تمام زمین کے وہ جناب مالک ہوں گے۔ پس وہ حضرت تمام زمین کو عدل و انصاف سے مملو کر دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۵** کہ اَشُدَّ سے مراد ہے اٹھارہ برس کی عمر اور اِسْتَوٰى کا یہ مطلب ہے کہ داڑھی نکل آئی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسٰیؑ فرعون کے پاس بہت ہی عزت و احترام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حدّ بلوغ کو پہونچ کر پورے مرد ہو گئے۔ مگر حالت یہ تھی کہ توحید کی جو باتیں فرماتے تھے وہی فرعون کو ناگوار گزرتی تھی۔ تا آنکہ اس نے موسٰیؑ کے قتل کا مقصد کیا پس حضرت اس کے ہاں سے نکل کر چل دیئے۔ الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسٰیؑ کی تلاش میں رہتے تھے اور ان کے حالات کی تفتیش کیا کرتے تھے مگر ان کو کوئی خبر نہ ملتی تھی۔ یہ فرعون کو بھی معلوم ہو گیا اس نے ان کو بلوا کر تکلیفیں بھی زیادہ پہونچائیں۔ اور ان کی ٹولیاں الگ الگ کر دیں اور ان کو منع کر دیا کہ نہ موسٰیؑ کی خبر کسی سے دریافت کرو اور نہ ان کے حالات کی تفتیش کرو۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل ایک چاندنی رات میں اپنے ایک بزرگ کے پاس گئے۔ جو کچھ علم رکھتا تھا اور اس سے کہنے لگے کہ ہم باتیں ہی کر کے دل بہلا لیا کرتے تھے۔ اب اس سے بھی روک دیئے گئے تو ذرا یہ تو بتلا دو کہ یہ بلا ہم پر مسلط کب تک رہے گی؟ اس نے کہا واللہ تم برابر اس بلا میں اس وقت تک مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا تعالٰی اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک لڑکے کو نہ لائے جس کا نام موسٰیؑ ابن عمران ہوگا۔ یہ لڑکا لمبے کا کلوں والا ہوگا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت موسٰیؑ ایک خچر پر سوار ان کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ اس بزرگ نے سر اٹھا کر ان کی صفات سے ان کو پہچان لیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کا اسم مبارک؟ فرمایا موسٰیؑ۔ عرض کی آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ فرمایا عمران کا۔ وہ بزرگ یہ سن کر جھپٹ کر اٹھے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور لوگ ان کے قدم پر جھک پڑے۔ اور قدم بوسی کی۔ پس موسٰیؑ نے ان سب کو پہچانا اور ان لوگوں نے موسٰیؑ کو اور ان کو اپنا شیعہ بنایا۔ پھر جب تک خدا کو منظور ہوا ان کے پاس رہے پھر وہاں سے چل دیئے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۷** اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ: العیون میں جو پوری حدیث اس موقع کے متعلق جناب امام رضاؑ سے منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول اس اسرائیلی کا ہے جو موسٰیؑ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور ان کے ڈانٹنے دھمکانے اور مفسد کہنے سے ڈر گیا تھا۔ اور اس طرح موجب افشائے راز ہو گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۶۴ نوٹ ۳** موسٰیؑ کو ان پر رحم آگیا کنوئیں کے قریب آکر جو شخص کنوئیں کے قریب تھا اس سے فرمایا کہ ڈول مجھے اس شرط پر دے دو کہ میں ایک اپنے لئے کھینچوں گا اور ایک تمہارے لئے حالانکہ وہ ڈول چرسا تھا۔ جسے دس آدمی مل کر کھینچا کرتے تھے۔ مگر حضرت موسٰیؑ نے اکیلے ایک تو اس شخص کے لئے کھینچ دیا اور دوسرا شعیب کی لڑکیوں کے لئے اور ان کے تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ چرواہے اس کنوئیں کے منھ پر ایک ایسا بھاری پتھر ڈھک جایا کرتے تھے جسے ایک روایت کے بموجب سات اور ایک روایت کے بموجب دس اور ایک روایت کے بموجب چالیس آدمی اٹھایا بٹھایا کرتے تھے۔ لیکن موسٰیؑ نے تن و تنہا ہٹا دیا۔ اس روایت میں آگے ڈول کا ذکر ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۶۴ نوٹ ۴** رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سوال کے وقت حضرت موسٰیؑ کو سخت بھوک تھی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ موسٰیؑ نے یہ سوال کھانے کا کیا ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ واللہ موسٰیؑ نے اس موقع پر خدا تعالٰی سے سوائے روٹی کے اور کسی چیز کا سوال نہ کیا اس لئے کہ کئی دن سے ساگ پات کھا رہے تھے۔ اور گوشت اتنا گھل گیا تھا اور دبلے اتنے ہو گئے تھے کہ ساگ کی سبزی پیٹ کی جھلی میں سے نمایاں تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۶۴ نوٹ ۵** اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ: تفسیر قمی میں قصۂ موسٰیؑ میں ہے کہ جب شعیب کی دونوں بیٹیاں واپس پہونچ گئیں تو انھوں نے فرمایا کہ آج تم دونوں جلد واپس آگئیں۔ انھوں نے موسٰیؑ کا قصہ بیان کیا اور یہ بھی جتایا کہ ہم دونوں پہچانتے نہیں ہیں۔ شعیب نے ان میں سے ایک سے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کو بلا لاؤ کہ ہم ان کو ان کے کام کی اجرت دیں۔ چنانچہ وہ اپنے باپ کے حکم سے جیسا کہ خدا تعالٰی نے فرمایا ہے موسٰیؑ کے پاس آئیں۔ موسٰیؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شعیب کی بیٹی ان کے آگے آگے ہو گئیں۔ مگر تیز ہوا کے چلنے نے باز رکھا۔ تو موسٰیؑ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ۔ اور جہاں موڑ آتا جائے مجھے راستہ بتاتی جانا کیونکہ میں اس قوم میں سے ہوں جو (غیر) عورت کی پشت پر نظر نہیں ڈالتے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۲** من لایحضرہ الفقیہ میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السّلام کو ایفائے عہد سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستر ہونا جائز تھا اس لئے کہ ان کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شرط پوری ہونے تک زندہ رہیں گے اسی لئے انھوں نے دونوں مدتوں میں سے طولانی مدت وہاں بسر کی۔

الاکمال میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰؑ انکی جناب کی وفات کے بعد تیس برس تک زندہ رہے۔ زوجہ جناب موسیٰؑ یعنی صفراء بنت شعیبؑ نبی نے یوشعؑ پر خروج کیا اور کہا کہ بہ نسبت آپ کے خلیفہ ہونے کی میں زیادہ حقدار ہوں پس زوجہ موسیٰؑ یوشعؑ بن نون سے خوب لڑی۔ یوشعؑ نے اسکے ہمراہیوں کو قتل کر کے صفراء کو قید کر لیا اور ان کی حرمت کو ضائع نہ ہونے دیا (قول مترجم :۔ حمیرہ اور صفراء کے کرتوت کی مشابہت ملاحظہ طلب ہے) تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے بروایت انس منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السّلام محبت پروردگار عالم میں یہاں تک روئے کہ بصارت جاتی رہی خدائے تعالیٰ نے پھر ان کی بصارت عطا فرمائی یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ نابینا ہونے کی نوبت پہونچی تو خدائے تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے شعیب ایسا کہاں تک ہوتا رہیگا اگر تمھارا یہ رونا خوف جہنم سے ہے تو ہم نے تم کو امان دی اور اگر شوق جنت کے سبب سے ہے تو ہم نے تم کو جنت عطا کی۔ اس وقت انھوں نے عرض کی کہ اے میرے معبود! اور اے میرے سیّد و سردار! تو خوب جانتا ہے کہ نہ میں تیرے جہنم کے خوف سے روتا ہوں اور نہ تیری جنت کے شوق میں بلکہ میرے دل میں تیری سچی محبت ہے اس کی وجہ سے میں صبر نہیں کر سکتا اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب یہ تمھاری حالت ہے تو ہم اپنے معزز پیغمبر موسیٰؑ بن عمران کو جس کا لقب کلیم اللہ ہے تمھاری خدمت میں دیں گے (یہ بنا تھی کہ موسیٰؑ علیہ السّلام کا مدین میں ورود ہوا۔ اور حضرت شعیب علیہ السّلام کی بیٹی سے شرط خدمت پر نکاح قرار پایا۔۱۲

**صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۳** خدائے تعالیٰ نے یہ تمھارے ہی لئے مخصوص کیا ہے چنانچہ اپنا تمام ٹانڈہ لاد کر مصر کو چلے جب کھلے میدان میں پہونچے تو بڑی سخت سردی تھی اور تیز ہوا اور اندھیری گھٹا اور اوپر سے رات نے آلیا اس وقت موسیٰؑ نے ایک آگ دیکھی جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔۱۲

**صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۴** شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ التہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ جس کا خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ تو فرات ہے اور بُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ کربلا ؁ معلّیٰ۔۱۲

**صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۵** اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ: تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰؑ آگ کی طرف بڑھے کہ کچھ آگ لے لیں دیکھا کہ ایک درخت ہے جس پر شعلہ اٹھ رہے ہیں جیسے ہی وہ لینے کے لئے چلے کہ وہ آگ خود جھک کر آئی یہ ڈر کر بھاگے۔ آگ پھر بلند ہو گئی، مختصر یہ کہ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔ پس تیسری دفعہ کے بعد درخت کے پاس نہ گئے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے آواز دے کر ان سے کہا۔ يٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ موسیٰؑ نے عرض کی اس کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا اے موسیٰ تمھارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی یہ تو میرا عصا ہے۔ فرمایا اسے ڈال دو، ڈالنا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اب تو موسیٰؑ ڈر کر بھاگے پس خدائے تعالیٰ نے ان کو آواز دی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝۱۲

**صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۲** فرعون نے کہا اچھا زمین کی طرف نظر ڈال، اس نے کہا زمین تو نظر بھی نہیں آتی البتہ سمندر اور پانی نظر آتا ہے۔ یہ تو یہ باتیں کر رہے تھے اور عقاب تھے کہ چڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور سمندر اور پانی کا نظر آنا بھی موقوف ہو گیا۔ پھر فرعون نے کہا ارے ہامان ذرا آسمان کی طرف تو دیکھ اس نے دیکھا اور کہا مجھے تو اتنی ہی دور نظر آرہا ہے جتنی دور زمین سے دکھائی دیتا تھا۔ اب جب رات پوری پوری چھا گئی ہامان نے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرعون نے کہا کیوں اب تو پہونچ گئے نا؟ اس نے کہا میں تو ستاروں کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح زمین سے دیکھا کرتا تھا اور زمین کی طرف جو دیکھتا ہوں تو اندھیرے کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں روایت میں ہے کہ آخر اس اڑن کھٹولے کا جھکڑ سے پالا پڑا۔ اور لگا وہ اڑن کھٹولہ جھٹکے کھانے، اور نیچے آنے نتیجہ یہ ہوا کہ آخر میں زمین پر آرہا۔ اور اسی وقت سے فرعون کا غصہ اور اس کی سرکشی اور بڑھ گئی۔۱۲

**صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۳** وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ کتاب خدا میں اماموں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہی جن کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۹۲ سطر ۵) جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کو امام بنایا ہے اور وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے ہیں آدمیوں کے حکم کے بموجب نہیں اور وہ ہمارے حکم کو بندوں کے حکم کے مقدم سمجھتے ہیں اور ہمارے فیصلہ کو سب کے فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں دوسری قسم کے اماموں کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے حکم کو خدا کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اور آدمیوں کے فیصلہ کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں اور خدا کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کے برخلاف اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

قول مترجم :۔ ایسا کرنے والوں کو جو خدا کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے اس کا خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور آئندہ کی آیت میں بھی۔ دنیاوی سزا تو یہ ہے کہ ارشاد فرمایا ہے وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً اب جن کے پیچھے خود خدا نے لعنت لگا دی ہو وہ مریدوں کی حمایت کرنے سے لعنت سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اور آخرت کی سزا دہری بیان فرمائی ہے ایک تو یہ کہ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ یہ حالت تو ظاہرہ بوقت حساب و کتاب ہو گی اور دوسری وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝ یہ حالت معلوم ہوتا ہے بوقت عتاب و عذاب و عقاب ہو گی۔۱۲

**صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۴** مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى: قرون اولیٰ سے مراد حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ علیہم السّلام کی امتیں ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جس وقت سے خدائے تعالیٰ نے توریت کو روئے زمین پر نازل کیا اس وقت سے کسی قوم، کسی گروہ، کسی امت اور کسی بستی کے رہنے والوں کو آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا سوائے اس کے کہ ایک بستی کے رہنے والے جو مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے تھے اس کے بعد حضرتؐ نے اپنے قول کی تائید میں یہ پوری آیت تلاوت فرمائی۔۱۲

**صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۱** یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اور منجانب امت محمدیہ جو باپ کے صلب میں تھے اور ماں کے رحم میں تھے تو جواب میں عرض کیا گیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ آنحضرت نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے میری امت کے اس جواب کو حج کرنے والوں کا شعار مقرر فرما دیا۔ پھر خداتعالیٰ نے دوسری ندا فرمائی کہ اے امت محمدؐ میرا فیصلہ تمہارے حق میں یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے مقدم رہے گی۔ اور میری معافی میرے عذاب سے پہلے ہوگی اور قبل اس کے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور پیشتر اس کے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو میں تمہیں عطا کروں گا اور جو شخص میری حضور میں میری شہادت کے ساتھ حاضر ہوگا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے) اور اس شہادت کے ساتھ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور ان کے تمام اقوال سچے اور تمام افعال برحق ہیں اور اس شہادت کے ساتھ کہ علی ابن ابیطالبؑ محمد مصطفےٰؐ کے بھائی اور ان کے بعد ان کے وصی اور ان کے برحق جانشین ہیں جن کی کہ اطاعت ویسی ہی واجب ہے جیتی کہ خود جناب محمد مصطفےٰؐ کی اور اس شہادت کے ساتھ کہ ان دونوں بزرگواروں کے بعد ان کے قائم مقام ان کی اولاد میں سے جو برگزیدہ اور پاک و پاکیزہ ہیں وہ ہیں کہ وہ خداتعالیٰ کی عجیب و غریب نشانیاں اور معجزات دکھلانے پر قادر ہیں اور مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں پس جو بھی ان شہادتوں کے ساتھ پہونچے گا میں اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا۔ گو اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب خداتعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ جس وقت ہم نے تمہاری امت کو اس عزت کے ساتھ آواز دی ہے تو تم طور کے کسی پہلو میں موجود نہ تھے پھر مجھ کو تو حکم ہوا کہ یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مَا اخْتَصَّنِیْ بِہٖ مِنْ ھٰذِہِ الْفَضِیْلَۃِ (خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا) اور میری امت کو یہ حکم ہوا کہ یوں کہو کہ خدا کا شکر ہے ہم کو ان فضائل کے ساتھ مخصوص فرمایا۔۱۲

**صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۲** سِحْرَانِ تَظَاھَرَا: لفظی معنی یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے سے پشتی لیتے ہیں تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قراءت سَاحِرَانِ تَظٰھَرَا بھی آئی ہے تو اس صورت میں جادوگر سے ان کی مراد (معاذ اللہ) حضرت موسیٰؑ اور جناب محمد مصطفےٰؐ تھے اور مروجہ قرأت سِحْرَانِ کی بنا پر کہ مبالغہ کے طور پر مصدر استعمال کیا گیا ہے ان کفار کی مراد تھی توریت و قرآن مجید کہ ان دونوں کے احکام ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔۱۲

**صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۳** وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی رائے کو اپنا دین قرار دے لے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کا پیرو نہ ہو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ **قول مترجم**:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بارہ اماموں میں سے کسی ایک ہی کی پیروی کافی ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ باوجود بارہ کے اعتقاد کے ہر شخص تابع اسی ایک امام کا ہوتا ہے جس کے زمانہ میں وہ ہو۔۱۲

**صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۴** **قول صاحب تفسیر صافی**: جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے چھپانے اور شرک کے ظاہر کرنے سے حضرت ابوطالب کی غرض اصلی یہ تھی کہ جناب رسولؐ خدا کی نصرت زیادہ کر سکیں۔ بشارت المصطفےٰؐ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ ایک دن جناب امیرالمومنین رحبۂ کوفہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ کثرت سے جمع تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ کو تو خدا نے اس منزلت پر پہونچایا ہے حالانکہ آپ کے والد دوزخ میں عذاب پا رہے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہ کیا بکتا ہے۔ خدا تیرا منھ توڑے۔ اسی ذات کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ کو برحق نبی بنا کر بھیجا اگر میرے والد روئے زمین کے کل گنہگاروں کی شفاعت کریں تو خداتعالیٰ ان کی شفاعت سب کے حق میں قبول کر لے۔ میرے والد ماجد اور جہنم میں عذاب دیئے جائیں جس حال میں کہ میں ان کا بیٹا قسیم جنت و نار ہوں۔ پھر فرمایا اسی کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ کو حق میں ساتھ مبعوث فرمایا قیامت کے دن حضرت ابوطالب کا نور سوائے پانچ نوروں کے تمام مخلوق خدا کے نوروں کو ماند کر دے گا وہ پانچ نور یہ ہیں۔ اوّل جناب محمد مصطفےٰؐ کا نور، دوسرا میرا نور، تیسرا فاطمہ زہراؑ کا نور، چوتھا حسنینؑ علیہما السلام کا نور، پانچواں ان نو اماموں کا نور جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے اس لئے کہ ہمارے ان پانچوں نوروں سے خداتعالیٰ نے حضرت ابوطالب کا نور پیدا کیا جیسے آدم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا تھا۔

**قول مترجم**:۔ علماء اہلسنت کی تحقیق ایمان و نجات حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں مفصل دیکھنی مقصود ہو تو رسالۂ اسنی المطالب فی نجاۃ ابیطالبؑ مصنفۂ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکۂ معظمہ مطبوعۂ مصر خواہ اس کا ترجمہ مترجمۂ حقیر بزبان اردو ملاحظہ فرمایئے۔ ایمان و نجات ابوطالبؑ کے متعلق اور حدیثیں ملاحظہ کریں۔

کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب کافر تھے۔ فرمایا جھوٹے ہیں (خدا ان پر لعنت کرے) وہ شخص کافر کیسے ہو سکتا ہے جو یہ کہے ؎

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا     نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

(ترجمہ) کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جیسے کہ موسیٰؑ تھے۔ اور یہ بات سب سے پہلے نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔

اور دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کافر ہو کیونکر سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کے یہ اقوال موجود ہیں۔

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ     لَدَیْنَا وَلَا یُعْبَأُ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ
وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ     ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

(ترجمہ) یہ تو وہ سب خوب جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارے نزدیک قابل تکذیب نہیں ہے اور بیہودہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کی جا سکتی وہ ایسا حسین و خوبصورت ہے کہ اس کے روئے اقدس کا واسطہ دیکر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے وہ یتیموں کا والی اور بیوہ عورتوں کا جائے پناہ ہے۔

**قول صاحب تفسیر صافی**:۔ سب سے اوپر کے شعر میں "خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ" آیا ہے اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ حکم سب سے پہلے نوشتہ یعنی لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا گیا ہے۔

۲۔ ابیض عرب کے محاورہ میں سے ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی عزت میں کبھی کوئی بٹہ نہ لگا ہو یعنی وہ ہمیشہ ہر معاملہ میں رو سفید رہا ہو۔

۳ ۔ثِمَال بروزن کتاب اس فریاد رس کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے معاملات کی درستی کرتا رہتا ہو۔

۴ ۔ اَرَامِلُ جمع اَرْمَلَہ کی ہے اور ارملہ اس عورت کو کہتے ہیں جو جس کا شوہر نہ ہو۔

**قول مترجم:**۔ نیز اَرَامِلُ جمع اَرْمَلُ کی بھی ہے اور اَرْمَلَہ کی بھی۔ اَرْمَلُ وہ مرد ہے جس کی عورت نہ ہو اور اَرْمَلَہ وہ عورت ہے جس کا مرد نہ ہو۔ مگر اَرَامِلُ کا مخصوص اور کثرت سے استعمال بے شوہری عورتوں ہی پر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے کہ جناب موسٰیؑ کاظم علیہ السّلام سے کسی شخص نے دریافت کیا تھا کہ آیا ابو طالب بحیثیت اولیائے حضرت اسمٰعیلؑ میں ہونے کے جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کے لئے بھی حجّۃ اللہ تھے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ وصایائے انبیاء کے ایک امین تھے جو انھوں نے آنحضرت تک پہونچادیں۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ جب انھوں نے وصیتیں آنحضرتؐ تک پہونچادیں تو اس سے تو صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابو طالب حجّت تھے اور آنحضرتؐ ان کے ماتحت۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے اگر جناب رسوؐل خدا ان کے ماتحت ہوتے تو پھر وصیت ہی ان کو کیوں پہونچاتے۔ اس پر عرض کیا گیا تو پھر حضرت ابو طالب کی کیا حالت تھی۔؟ فرمایا کہ انھوں نے جناب رسوؐل خدا کی رسالت کا اقرار کیا۔ اور جو احکام آنحضرتؐ لائے تھے ان کا اقرار کیا۔ انبیا کی وصیتیں ان کے سپرد کیں۔ اور اسی دن انتقال فرما گئے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابو طالب نے انتقال فرمایا تو جبرئیل امین جناب رسوؐل خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! اب آپ مکّہ سے تشریف لے جایئے کیونکہ یہاں آپ کا کوئی مددگار نہیں رہا اور قریش آنحضرت کو ضرر پہونچانے کے لئے ہیجان میں آئے ہوئے ہیں۔ پس اس مشورہ کے بموجب آنحضرتؐ نے شہر مکہ کو چھوڑا اور مکہ معظمہ کے اطراف میں ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام حجون تھا اور اسی میں پناہ لی۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا رسوؐل اللہ! پروردگار عالم آپ کو سلام پہونچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آتش جہنم کو اس صلب پر حرام کیا ہے جس میں آپ کا نور رہا ہو اور اس رحم پر حرام کیا ہے جس میں آپ حمل میں رہے ہوں اور اس گود پر حرام کیا ہے جس میں آپ نے پرورش پائی ہو پس صلب سے مراد آنحضرتؐ کے والد ماجد عبداللہ ابن عبدالمطلب کا صلب ہے اور بطن یا رحم سے مراد جس کے رحم میں آنحضرتؐ رہے جناب آمنہ بنت وہاب ہیں اور وہ گود جس نے آپ کی پرورش کی اس سے حضرت ابو طالب کی گود مراد ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ حضرت ابو طالب کی شامل ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی ہیں۔ کیونکہ دونوں نے اپنی اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کی۔

تفسیر عیاشی میں زہری سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے حضرتؐ سے کوئی بات پوچھی جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اس وقت اس شخص نے (بطریق غصّہ) یہ کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو آپ بت پرستوں کی اولاد ہیں حضرتؐ نے فرمایا (خدا تجھ پر لعنت کرے) تو جھوٹ بکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ (اپنے بیٹے) اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں پہونچادیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ عرض کی کہ "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" پس اولاد اسمٰعیل میں سے کسی نے کبھی بت کی پرستش نہیں کی۔ ہاں عرب ضرور بتوں کو پوجنے والے تھے رہی اولاد اسمٰعیلؑ ان میں سے بعض تو یہ کہہ دیا کرتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط اور اس طرح کافر ہو جاتے تھے مگر بت کو کبھی نہ پوجتے تھے یعنی شرک ہرگز نہ تھے۔ امالی شیخ طوسی علیہ الرّحمۃ میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے اور ان حضرت نے بتوسّط اپنے والد ماجد کے اپنے جدّ امجد سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو ان حضرتؐ نے جناب امام حسن علیہ السّلام سے سماعت فرمائی تھی اور وہ ایک واقعہ تھا جو ان حضرتؑ کو طلحہ اور معاویہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ چنانچہ امام حسن علیہ السّلام نے ان دونوں ملعونوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہی قرابت تو وہ مشرک کو بھی نفع پہونچائے گی اور خدا کی قسم مومن کے لئے تو بہت زیادہ نفع ہو گی چنانچہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابو طالب سے عین حالت احتضار میں یہ فرمایا کہ آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ لیں کہ میں اس کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا۔ حالانکہ (یہ امر مسلم ہے کہ) جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم کو جب تک پورا یقین نہ ہوتا نہ اپنے چچا سے ایسی بات فرماتے نہ ایسا وعدہ کرتے اور (اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ) یہ بات سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابو طالب علیہ السلام کے کسی دوسرے کے لئے جائز ہی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ج حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ہ

بروایت عبداللہ ابن عباس خود حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ بھتیجے! آیا اللہ نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔ تب حضرت ابو طالب نے کہا اچھا مجھے کوئی معجزہ دکھلا دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس درخت کو آپ کی خاطر سے بلاتا ہوں۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آگیا اور آنحضرتؐ کے سامنے اس نے سجدہ کیا۔ پھر اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا اس وقت حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سچے رسوؐل ہیں (اس کے بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کے فرمایا) یا علیؑ تم اپنے ابن عم کی اطاعت کرو۔ کئی حدیثوں میں یہ مضمون جناب امام جعفر صادق علیہ السلامؑ اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی روایتوں سے وارد ہوا ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السّلام حساب جمل کی روح سے داخل اسلام ہوئے تھے۔ اور امام علیہ السّلام نے اپنی مٹھی باندھ کر ۶۳ کا عدد بھی ظاہر کیا۔

ابوالحسن محمد ابن احمد داؤدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو القاسم حسین ابن روح قدس اللہ روحہ (سفیر جناب صاحب العصر والزمان عجّل اللہ فرجہ) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ حضرت عباس کے اس قول کے کیا معنی ہیں (جو انھوں نے آنحضرتؐ سے فرمایا تھا) آپ کے چچا ابو طالب حساب جمل کی رو سے اسلام لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ۶۳ کا اشارہ کیا انھوں نے فرمایا کہ اس مطلب اِلٰهٌ اَحَدٌ جَوَادٌ تھا۔ اور اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی کہ الف کا عدد ایک ہے تو لام کے ۳۰ اور ہ کے ۵۔ پھر الف کا ایک ح کے ۸ دال کے ۴۔ پھر ج کے ۳، و کے ۶۔ الف کا ۱۔ اور د کے چار اور مجموعہ ان سب کا ۶۳ ہے۔

اصبغ ابن نباتہ سے منقول ہے کہ میں نے خود جناب امیرالمومنینؑ کو یہ فرماتے سُنا کہ خدا کی قسم نہ میرے باپ نے کبھی بت کی پرستش کی اور نہ میرے دادا عبدالمطلب نے اور نہ ان کے والد ہاشم نے اور نہ ان کے والد عبدالمناف نے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ آخر وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ فرمایا بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے دینِ ابراہیمؑ کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اسی پر قائم تھے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد حضرت ابو طالب علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض سے آئیں کہ ان کو جناب رسُول خدا کی ولادت کی خوشخبری سنائیں۔ تو حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ ایک سبت تم صبر کرو تو میں بھی تمھیں ایسے ہی شخص کی خوشخبری دوں گا۔ فرق اس قدر ہوگا کہ اس میں نبوت نہ ہوگی۔ حضرتؑ نے خود ارشاد فرمایا کہ سبت سے مراد تیس ۳۰ برس ہیں۔ اور جناب رسُول خدا کی ولادت اور حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کی ولادت میں تیس ہی برس کا فرق ہے۔

علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں حضرت ابو طالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں از آنجملہ اشعار ذیل بھی ہیں ؎

| | | | |
|---|---|---|---|
| اَنتَ الاَمِینُ مُحَمَّدٌ | قَرمٌ اَغَرُّ مُسَوَّدٌ | لِمُسَوَّدِینَ اَطَائِبٍ | کَرُمُوا وَطَابَ المَولِدُ |
| اَنتَ السَّعِیدُ مِنَ السُّعُودِ | تَکَنَّفَتکَ الاَسعُدُ | مِن بَعدِ آدَمَ لَم یَزَل | فِینَا وَصِیٌّ مُرشِدٌ |
| فَلَقَد عَرَفتُکَ صَادِقاً | بِالقَولِ لَا تَتَفَنَّدُ | مَا زِلتَ تَنطِقُ بِالصَّوَابِ | وَاَنتَ طِفلٌ اَمرَدُ |

(ترجمہ) تم امین ہو محمدؐ ہو سب سے زیادہ عزت دار سردار ہو۔ تم سرداروں اور پاک دامنوں کے فرزند ہو۔ جو کریم الاصل تھے۔ تمھاری جائے ولادت بہت اچھی ہے۔ تم نیک بختوں کے سعید فرزند ہو۔ اور سعید لوگ ہی آپ پر احاطہ کئے رہے۔ آدم علیہ السّلام کے بعد سے لے کے اب تک ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا وصی برابر چلا آتا ہے۔ اسی سے میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں۔ کہ آپ کی ہر بات سچی ہے۔ کوئی خلافِ عقل نہیں۔ آپ تو اس وقت سے جب کہ آپ بچّے ہی تھے حق ہی حق باتیں کہتے رہے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب نے جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح میں اسی قسم کا مضمون اپنے قصیدۂ لامیہ میں بھی فرمایا ہے ؎

| | |
|---|---|
| وَمَا مِثلُہٗ فِی النَّاسِ سَیِّدُ مَعشَرٍ | اِذَا قَایَسُوہُ عِندَ وَقتِ التَّفَاضُلِ |
| فَاَیَّدَہٗ رَبُّ العِبَادِ بِنُورِہٖ | وَاَظهَرَ دِیناً حَقُّہٗ غَیرُ زَائِلِ |

اور انہی میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

| | |
|---|---|
| وَاَبیَضُ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجهِہٖ | رَبِیعُ الیَتَامٰی عِصمَۃٌ لِّلاَرَامِلِ |
| تُطِیفُ بِہِ الهُلَّاکُ مِن آلِ هَاشِمٍ | فَهُم عِندَہٗ فِی نِعمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ |
| وَمِیزَانُ صِدقٍ لَا یَخِیسُ شَعِیرَۃً | وَمِیزَانُ عَدلٍ وَّزنُہٗ غَیرُ عَائِلِ |

(ترجمہ) جب بزرگی دینے کے وقت لوگ اس کی بزرگی کا اندازہ کریں تو تمام آدمیوں میں کوئی شخص ان کے مانند گروہوں کا سردار نہیں ہے۔ بندوں کے پروردگار نے اپنے نور کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے اور انھوں نے ایسا دین ظاہر کیا ہے۔ جس کا حق ہونا کبھی زائل نہ ہوگا۔

اور وہ ایسے متبرک ہیں کہ ان کے روشن کا واسطہ دے کر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کے باغ وبہار اور بیواؤں کے جائے پناہ ہیں بنی ہاشم میں سے ہیں جن کے گرد فقراء جمع رہتے ہیں۔ بس وہ لوگ ان کے پاس ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ سچائی کی میزان ہیں جو جَو بھر بھی کم نہیں ہوتی اور وہ عدل کی ترازو ہیں جس کی تول ہمیشہ پوری ہی اترتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السّلام کے ایمان پر اہلبیت علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا اجماع ثابت ہے۔ اور ان حضرات کا اجماع حجت ہے اس لئے کہ وہ ثقلین میں سے ایک ثقل ہیں جن کے اتباع کا حکم جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے اس مشہور قول کے بموجب دیا ہے۔ "مَا اِن تَمَسَّکتُم بِهِمَا لَن تَضِلُّوا بَعدِی" (جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہوگے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے)۔

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مضمون متذکّرہ بالا قول باری تعالےٰ وَهُم یَنهَونَ عَنهُ وَیَنئَونَ عَنهُ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہیں حضرت ابو طالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ جو ان کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں مگر ہم بخوفِ طوالت ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب طرائف میں فرماتے ہیں کہ عجائبات سے یہ بات ہے کہ دشمنانِ اہلبیتؑ علیہم السّلام کا تعصب اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو یہ فرمایا "اِنَّکَ لَا تَهدِی مَن اَحبَبتَ" اس میں "مَن اَحبَبتَ" سے حضرت ابو طالب مراد ہیں۔ حالانکہ ابو المجد بن رشادہ واعظ نے اپنی کتاب نزول القرآن میں اسی آیت کے بارے میں حسن ابن فضل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی حالانکہ یہ سورت جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں سب سے آخر ہے حالانکہ

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا انتقال جبکہ آنحضرت مکہ ہی میں تھے اور اسلام کا آغاز تھا جب ہی ہو چکا تھا۔ اور یہ آیت حرس ابن نعمان بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن سے آنحضرتؐ بہت محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اسلام لے آئیں ایک دن انھوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ یقیناً برحق ہیں اور جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ بھی سب برحق ہے لیکن آپ کے اتباع سے ہم کو یہ بات روکتی ہے کہ عرب اپنی کثرت اور ہماری قلت کے سبب ہم کو ہماری سرزمین سے معدوم کر دیں گے۔ اور ہم میں ابھی اتنی قوت ہے نہیں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت بوجہ ان کے میلان کے جو اسلام کی طرف تھا ان کو اسلام ہی میں شمار فرماتے تھے۔ اسی طرح جناب سیّد ابن طاؤس علیہ الرّحمہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جو ان روایتوں کو جانتا ہو اور ان آیات کے مضمون سے واقف ہو یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت ابوطالب کے ایمان سے انکار کرے حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السّلام کی وصیت کی روایتیں جو انھوں نے اپنے بیٹے علی علیہ السلام کو جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ساتھ دینے کے بارے میں فرمائیں پہلے گزر چکی ہیں۔ اور ان کے اس قول کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلّم) سوائے نیکی کے اور کسی بات کی طرف بلائیں گے ہی نہیں۔ اور آنحضرتؐ کا یہ قول بھی مذکور ہو چکا "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا يَا عَمِّ" (چچا جان خدا آپ کو جزائے خیر دے) نیز آنحضرتؐ کا یہ قول کہ اگر چچا اس وقت زندہ ہوتے تو اسلام کا عروج اور ہماری ترقی دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کا علم نہ ہوتا کہ حضرت ابوطالب مومن مرے ہیں تو وہ کبھی حضرت ابوطالب کے حق میں دعائے خیر نہ فرماتے اور نہ کبھی اس بات کی شہادت دیتے کہ اسلام کے عروج اور ہماری ترقی سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر امت میں سے کسی اور کی گواہی حضرت ابوطالب کے بارے میں سوائے عترت جناب رسُولِ خدا کی گواہی کے نہ بھی ہو تو بھی تمام امت پر عترت رسُولِ خدا کی گواہی کی تصدیق واجب و لازم ہے اس لئے کہ ان کے نبی نے گواہی دی ہے کہ میری عترت کتاب خدا سے کبھی جدا نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں ہو سکتا کہ عترت جناب رسُولِ خدا حضرت ابوطالب کے باطنی حالات سے بہ نسبت غیروں کے بہت زیادہ واقف ہیں اور شیعیان اہلبیت کا اس بات پہ اجماع ہو چکا ہے کہ جناب ابوطالبؑ یقینی مومن تھے اور اس بارے میں ان کی تصنیفات موجود ہیں۔ علامہ ابن بابویہ علیہ الرحمہؒ باسناد خود علی ابن عقبہ سے اور وہ اپنے والد عقبہ سے روایت کرتے ہیں عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم اپنے کل معاملات خدا کے واسطے کرو اور آدمیوں کے واسطے کچھ نہ کرو۔ اس لئے کہ جو کچھ بھی اللہ کے واسطے ہوتا ہے وہی خدا کے ہاں قبول ہے اور جو کچھ آدمیوں کے لئے ہوتا ہے وہ خدا کے دربار میں باری نہیں پاتا۔ اور معاملات میں لوگوں سے جھگڑا نہ کرو اس لئے کہ جھگڑا کرنا دل کو مریض بنا دیتا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی نبی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فرمایا۔ "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ" نیز فرمایا "اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝" سو تم لوگوں کو تو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ لوگوں نے تو جو کچھ اخذ کیا ہے وہ معمولی آدمیوں سے اخذ کیا ہے۔ اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لیا ہے۔ میں نے خود اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی بندہ کے لئے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ ہمارے امر میں داخل ہو جائے تو وہ اس پرندہ کی نسبت زیادہ تیزی سے داخل ہوگا جو اپنے گھونسلے میں جا گھستا ہے۔

**صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۵** اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا: روضۃ الواعظین میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امر اسلام کی دعوت گوروں کو بھی دیتا رہوں گا۔ اور کالوں کو بھی پہاڑ کی چوٹیوں پر جو رہتے ہیں ان کو بھی اور سمندر کی تہ میں جو رہتے ہیں ان کو بھی۔ اہل فارس کو بھی میں دعوت اسلام دوں گا۔ اور اہل روم کو بھی۔ اس پر قریش بہت کچھ بھپرے اور بہت ہی اینٹھے اور حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ کے بھتیجے صاحب کیا کہتے ہیں واللہ اگر فارس اور روم والے سن پائیں گے تو اس زمین سے ہمارا کھوج کر دیں گے۔ اور اس کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۷۱ نوٹ ۱** جیسے تمہاری عقل فوراً قبول کر لے۔ بتاؤ آیا وہ رسُول جن کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا تھا اور ان پر اپنی کتابیں نازل کی تھیں وحی و الہام سے ان کو مشرف فرمایا تھا اور خلعت عصمت سے مزین کیا تھا۔ آیا ان کا انتخاب کیا ہوا زیادہ ٹھیک اترے گا یا ان کی امتوں کا مثلاً موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کو لو۔ آیا یہ ممکن ہے کہ باوجود اپنے کمال علم و عقل کے وہ بزرگوار اپنی رائے سے کسی شخص کو مومن سمجھ کر منتخب کریں۔ اور منافق ثابت ہو۔ عرض کیا گیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا مگر ایسا ہوا تو ضرور۔ موسٰیؑ کلیم اللہ نے وفور عقل و کمال علم و صاحب وحی و کتاب ہونے کے اپنے قوم کے شرفاء اور اپنے لشکر کے سرداروں میں سے اپنے پروردگار کے مقرر کردہ وقت کے لئے ایسے ستر آدمی چھانٹ لئے جن کے ایمان و اخلاص میں ان کو ذرا بھی شک نہ تھا۔ مگر وہ سب منافق ثابت ہوئے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا الخ نیز ان کا قول نقل فرماتا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً الخ۔ پس جب کہ ہم کو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس شخص کا اپنی رائے سے انتخاب کرنا بھی غلط ثابت ہو گیا۔ جس کو خدا تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لئے برگزیدہ فرما چکا تو ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ سوائے اس کے انتخاب کے جو دلوں کے راز سے اور سینوں کی مخفی باتوں سے اور سب کے آئندہ حالات سے واقف ہے۔ کسی دوسرے کا انتخاب جائز ہی نہیں اور جب کہ نبی کا انتخاب باوجودیکہ وہ اہل صلح کو منتخب کرنا چاہتے تھے۔ مفسدین پر واقع ہوا تو وائے بر حال اس انتخاب کے مہاجرین و انصار نے کیا ہو اسلئے کہ وہ تو بہت ہی بڑے خطرے میں ڈالنے والا اور ہلاکت کو پہونچانے والا ہے۔ ۱۲

کافی میں حدیث مرفوع بروایت عبد العزیز ابن مسلم منقول ہوئی ہے (وہ پوری حدیث مع ترجمہ درج کی جاتی ہے) راوی کا بیان ہے کہ ہم شہر مرو میں جناب امام رضا علیہ السّلام کی معیت میں موجود تھے اور ہم وہاں پہونچنے کے بعد ابتدائی زمانہ میں ایک جمعہ کے دن جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے لوگوں نے امر امامت کا ذکر چھیڑا اور یہ بھی ذکر نکالا کہ آدمیوں کا اس معاملہ میں کسقدر اختلاف ہے پس میں اپنے آقا اور سیّد جناب امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امر امامت کے بارے میں لوگوں نے جو جو گفتگو کی تھی وہ سب ان حضرتؑ سے عرض کی۔ حضرتؑ یہ سب باتیں سُن کر متبسّم ہوئے۔ پھر یوں ارشاد فرمایا۔ يَا عَبْدَ الْعَزِيْزِ جَهِلَ الْقَوْمُ وَخُدِعُوْا عَنْ اَدْيَانِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى اَكْمَلَ لَهُ الدِّيْنَ

وأنزل عليه القرآن فيه تبيان كل شيء بيّن فيه الحلال والحرام والحدود والأحكام وجميع ما يحتاج إليه الناس كملاً وقال عزّ وجلّ ما فرّطنا في الكتاب من شيء وأنزل فيه ما أنزل في حجة الوداع وهي آخر عمره صلى الله عليه وآله اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام ديناً وأمر الإمامة من تمام الدين ولم يمض رسول الله صلى الله عليه وآله حتى بيّن لأمته معالم دينهم وأوضح لهم سبيلهم وتركهم على سبيل قصد الحق وأقام لهم علياً عليه السلام علماً وإماماً وما ترك شيئاً يحتاج إليه الأمة فمن زعم أن الله عزّ وجلّ لم يكمل دينه فقد ردّ كتاب الله ومن ردّ كتاب الله فهو كافر به هل يعرفون قدر الإمامة ومحلها من الأمة فيجوز فيها اختيارهم إن الإمامة أجلّ قدراً وأعظم شأناً وأعلى مكاناً وأمنع جانباً وأبعد غوراً من أن يبلغها الناس بعقولهم أو ينالوها بآرائهم أو يقيموا إماماً باختيارهم إن الإمامة خصّ الله عزّ وجلّ بها إبراهيم الخليل صلى الله عليه بعد النبوة والخلة مرتبة ثالثة وفضيلة شرّفه بها وأشاد بها ذكره فقال إني جاعلك للناس إماماً فقال الخليل عليه السلام سروراً بها ومن ذريتي قال الله تبارك وتعالى لا ينال عهدي الظالمين فأبطلت هذه الآية إمامة كل ظالم إلى يوم القيامة فصارت في الصفوة ثم أكرمه الله تعالى بأن جعلها الله في ذريته أهل الصفوة والطهارة فقال ووهبنا له إسحاق ويعقوب نافلة وكلاً جعلنا صالحين وجعلناهم أئمة يهدون بأمرنا وأوحينا إليهم فعل الخيرات وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وكانوا لنا عابدين فلم تزل في ذريته يرثها بعض عن بعض قرناً فقرناً حتى ورّثها الله عزّ وجلّ النبي صلى الله عليه وآله فقال جلّ وتعالى إن أولى الناس بإبراهيم للذين اتبعوه وهذا النبي والذين آمنوا والله ولي المؤمنين فكانت له خاصة فقلّدها رسول الله صلى الله عليه وآله علياً عليه السلام بأمر الله عزّ وجلّ على رسم ما فرض الله فصارت في ذريته الأصفياء الذين آتاهم الله العلم والإيمان بقوله جلّ وعلا وقال الذين أوتوا العلم والإيمان لقد لبثتم في كتاب الله إلى يوم البعث فهي في ولد علي عليه السلام خاصة إلى يوم القيامة إذ لا نبي بعد محمد صلى الله عليه وآله فمن أين يختار هؤلاء الجهال إن الإمامة هي منزلة الأنبياء وإرث الأوصياء إن الإمامة خلافة الله وخلافة رسول الله صلى الله عليه وآله ومقام أمير المؤمنين عليه السلام وميراث الحسن والحسين عليهما السلام إن الإمامة زمام الدين ونظام المسلمين وصلاح الدنيا وعزّ المؤمنين إن الإمامة أسّ الإسلام النامي وفرعه السامي بالإمام تمام الصلاة والزكاة والصيام والحج والجهاد وتوفير الفيء والصدقات وإمضاء الحدود والأحكام ومنع الثغور والأطراف الإمام يحلّ حلال الله ويحرّم حرام الله ويقيم حدود الله ويذبّ عن دين الله ويدعو إلى سبيل ربه بالحكمة والموعظة الحسنة والحجة البالغة الإمام كالشمس الطالعة المجللة بنورها للعالم وهي في الأفق بحيث لا تنالها الأيدي والأبصار الإمام البدر المنير والسراج الزاهر والنور الساطع والنجم الهادي في غياهب الدجى وأجواز البلدان والقفار ولجج البحار الإمام الماء العذب على الظماء والدال على الهدى والمنجي من الردى الإمام النار على اليفاع الحار لمن اصطلى والدليل في المهالك من فارقه فهالك الإمام السحاب الماطر والغيث الهاطل والشمس المضيئة والسماء الظليلة والأرض البسيطة والعين الغزيرة والغدير والروضة الإمام الأنيس الرفيق والوالد الشفيق والأخ الشقيق والأم البرة بالولد الصغير ومفزع العباد في الداهية النآد الإمام أمين الله في خلقه وحجته على عباده وخليفته في بلاده والداعي إلى الله والذابّ عن حرم الله الإمام المطهر من الذنوب والمبرأ من العيوب المخصوص بالعلم الموسوم بالحلم نظام الدين وعزّ المسلمين وغيظ المنافقين وبوار الكافرين الإمام واحد دهره لا يدانيه أحد ولا يعادله عالم ولا يوجد منه بدل ولا له مثل ولا نظير مخصوص بالفضل كله من غير طلب منه له ولا اكتساب بل اختصاص من المفضل الوهاب فمن ذا الذي يبلغ معرفة الإمام أو يمكنه اختياره هيهات هيهات ضلت العقول وتاهت الحلوم وحارت الألباب وخسئت العيون وتصاغرت العظماء وتحيرت الحكماء وتقاصرت الحلماء وحصرت الخطباء وجهلت الألباء وكلّت الشعراء وعجزت الأدباء وعييت البلغاء عن وصف شأن من شأنه أو فضيلة من فضائله وأقرت بالعجز والتقصير وكيف يوصف بكله أو ينعت بكنهه أو يفهم شيء من أمره أو يوجد من يقوم مقامه ويغني غناه لا كيف وأنى وهو بحيث النجم من يد المتناولين ووصف الواصفين فأين الاختيار من هذا وأين العقول عن هذا وأين يوجد مثل هذا أتظنون أن ذلك يوجد في غير آل محمد صلوات الله عليه وآله كذبتهم والله أنفسهم فارتقوا مرتقى صعباً دحضاً تزل عنه إلى الحضيض أقدامهم راموا إقامة الإمام بعقول حائرة بائرة ناقصة وآراء مضلة فلم يزدادوا منه إلا بعداً قاتلهم الله أنى يؤفكون ولقد راموا صعباً وقالوا إفكاً وضلوا ضلالاً بعيداً ووقعوا في الحيرة إذ تركوا الإمام عن بصيرة وزين لهم الشيطان أعمالهم فصدهم عن السبيل وكانوا مستبصرين رغبوا عن اختيار الله واختيار رسوله إلى اختيارهم والقرآن يناديهم وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون وقال عزّ وجلّ وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم وقال ما لكم كيف تحكمون أم لكم كتاب فيه تدرسون إن لكم فيه لما تخيرون

اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ
اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اَمْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَمْ قَالُوْا
سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَاَسْمَعَهُمْ
وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ هُوَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝
فَكَيْفَ لَهُمْ بِاخْتِيَارِ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَا يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقُدْسِ وَالطَّهَارَةِ وَالنُّسُكِ وَالزَّهَادَةِ وَالْعِلْمِ
وَالْعِبَادَةِ مَخْصُوْصٌ بِدَعْوَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَنَسْلُ الْمُطَهَّرَةِ الْبَتُوْلِ لَا مَغْمَزَ فِيْهِ فِيْ نَسَبٍ وَلَا يُدَانِيْهِ ذُوْ
حَسَبٍ فِي النَّسَبِ مِنْ قُرَيْشٍ وَالذِّرْوَةُ مِنْ هَاشِمٍ وَالْعِتْرَةُ مِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَالرِّضَا مِنَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ
شَرَفُ الْاَشْرَافِ وَالْفَرْعُ مِنْ عَبْدِ مَنَافٍ نَامِي الْعِلْمِ كَامِلُ الْحِلْمِ مُضْطَلِعٌ بِالْاِمَامَةِ عَالِمٌ بِالسِّيَاسَةِ مَفْرُوْضُ
الطَّاعَةِ قَائِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَاصِحٌ لِعِبَادِ اللّٰهِ حَافِظٌ لِدِيْنِ اللّٰهِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَئِمَّةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يُوَ
فِّقُهُمُ اللّٰهُ وَيُؤْتِيْهِمْ مِنْ مَخْزُوْنِ عِلْمِهِ وَحِكَمِهِ مَا لَا يُؤْتِيْهِ غَيْرَهُمْ فَيَكُوْنُ عِلْمُهُمْ فَوْقَ عِلْمِ اَهْلِ زَمَانِهِمْ فِيْ قَوْلِهِ
جَلَّ وَتَعَالٰى اَفَمَنْ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُتَّبَعَ اَمَّنْ لَا يَهِدِّيْ اِلَّا اَنْ يُهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَقَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَقَوْلِهِ فِيْ طَالُوْتَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ
يُؤْتِيْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ وَقَالَ فِي الْاَئِمَّةِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ وَعِتْرَتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا فَمِنْهُمْ مَنْ
اٰمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ وَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اخْتَارَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاُمُوْرِ عِبَادِهِ شَرَحَ صَدْرَهُ
لِذٰلِكَ وَاَوْدَعَ قَلْبَهُ يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ وَاَلْهَمَهُ الْعِلْمَ اِلْهَامًا فَلَمْ يَعْيَ بَعْدَهُ بِجَوَابٍ وَلَا يُحَيَّرُ فِيْهِ عَنِ الصَّوَابِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ
مُؤَيَّدٌ مُوَفَّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ اَمِنَ مِنَ الْخَطَايَا وَالزَّلَلِ وَالْعِثَارِ يَخُصُّهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ لِيَكُوْنَ حُجَّتَهُ عَلٰى عِبَادِهِ وَشَاهِدَهُ عَلٰى خَلْقِهِ وَذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ فَهَلْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى مِثْلِ هٰذَا فَيَخْتَارُوْنَهُ اَوْ يَكُوْنُ مُخْتَارُهُمْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ
فَيُقَدِّمُوْنَهُ تَعَدَّوْا وَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَقَّ وَنَبَذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْهُدٰى وَالشِّفَآءُ
فَنَبَذُوْهُ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ فَذَمَّهُمْ وَمَقَّتَهُمْ وَاَتْعَسَهُمْ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالٰى فَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ
اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَقَالَ فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۝

(ترجمہ) اے عبدالعزیز لوگ جاہل ہیں اور اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھائے ہوئے ہیں۔ یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی کو اس وقت تک نہیں اٹھایا۔ جب تک کہ ان کے لئے دین کو کامل نہ کر دیا اور ان پر قرآن مجید نازل نہ فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔ اس میں حلال کو حرام کو حدود کو اور تمام ان چیزوں کو جن کی آدمیوں کو ضرورت پڑتی ہے پورا پورا کھول کر بیان کر دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی اور حجۃ الوداع میں جو آنحضرتؐ کی آخر عمر میں ہوا جو کچھ نازل فرمایا وہ بھی اس کتاب میں موجود ہے (اور وہ آیت ہے) آج کے دن میں تمھارے لئے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دین اسلام کو تمھارے لئے پسند کر لیا۔ امر امامت دین کا پورا کرنے والا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک آنحضرتؐ نے ان کے دین کی باتیں ضروری صاف بیان نہ کر دیں اور ان کو ان کا راستہ صاف بتلا نہ دیا۔ اور ان کو ایسے راستے تک پہونچا نہ دیا جو سیدھا حق تک لے جا سکے۔ اور علی علیہ السّلام کو ان کے لئے علم ہدایت بنا کر قائم نہ کر دیا۔ اور کوئی چیز آنحضرتؐ نے ایسی نہ چھوڑی جس کی امت کو ضرورت پڑتی ہو (اور آنحضرتؐ نے اس کو واضح نہ کر دیا ہو۔ پس جس شخص کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا وہ کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے۔ اور جو کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے وہ کافر ہے۔ آیا تم لوگ امامت کے رتبہ کو اور امت سے امام کو جو نسبت ہے اس نسبت کو پہچانتے بھی ہو کہ امت کا امام کو منتخب کر لینا جائز ہو جائے۔ (یہ خوب سمجھ لو کہ) امامت کی قدر اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی شان اس سے کہیں بڑی ہے اور اس کی منزلت اس سے کہیں اعلیٰ ہے اور وہ اس سے کہیں محفوظ تر ہے اور اس کی گہرائی اس سے کہیں زیادہ ہے کہ آدمیوں کی عقلیں اس کی حد تک پہونچ سکیں یا لوگ اپنی رایوں سے اس کو پا سکیں یا اپنے اختیار (و انتخاب) سے امام بنا سکیں۔ امامت وہ رتبہ ہے جس سے خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ خلیل کو بعد نبوت و خلقت کے تیسری مرتبہ مخصوص فرمایا اور (امامت) وہ فضیلت ہے جس سے ان حضرت کو مشرف فرمایا اور اپنے کلام پاک میں اس کا ذکر اس شان سے کیا کہ فرمایا۔ " میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں" حضرت خلیل اللہ اس سے اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے عرض کی کہ میری اولاد سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے (اس) عہد سے ظالم فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ پس اس آیت نے قیامت کے دن تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا۔ اور صرف پاک و پاکیزہ لوگوں کے لئے رہ گئی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا یہ اکرام فرمایا کہ ان کی اولاد میں اس امامت کو ایسے لوگوں کے لئے قرار دیا جو صاحبان عصمت و طہارت ہوئے چنانچہ فرمایا اور ہم نے اسے (بیٹا) اسحٰق اور پوتا یعقوب عنایت کیا اور ان میں سے ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا اور ان کو ہم نے ایسا امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کرتے تھے اور ان کی طرف ہم نے نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی۔ اور وہ سب کے سب ہماری بندگی کرنے والے تھے۔ پس امامت انہی کی اولاد میں رہی اور ہر زمانہ میں ایک سے دوسرے کو وراثۃ

یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا وارث قرار دیا جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا بلاشک بمقابلہ کل آدمیوں کے ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو ہے جو ان کے پیرو ہیں اور اس نبی کو ہے اور ان لوگوں کو ہے جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کل مومنوں کا کارساز ہے پس امامت آنحضرتؐ کے لئے اس طرح کارساز ہوگی اور آنحضرتؐ نے وہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو حکم خدا کے رو سے انہی قواعد کے بموجب جو اللہ نے واجب کئے تھے جو (فرمادی) - اسی وجہ سے وہ اوصیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا انہی حضرت کی ذریت میں ہوئے جیسا کہ خدائے بزرگ و برقرار فرماتا ہے۔ "اور وہ لوگ جن کو علم و ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم خدا کے نوشتہ کے بموجب قیامت کے دن تک رہے" پس امامت اولاد علی علیہ السلام میں قیامت کے دن تک مخصوص ہوگئی اس لئے کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی ہی نہیں۔ پس یہ جاہل لوگ انتخاب کا اختیار کہاں سے لائے امامت تو انبیاء کی منزلت اور اوصیاء کی وراثت ہے۔ امامت فی الحقیقت خدا کی خلافت اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا مقام اور حسنین علیہ السلام کا میراث ہے۔ امامت دین کی باگ ہے اور وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں کا نظم (ونسق درست) اور دنیا کی صلاح (و فلاح) اور مومنین کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ امامت اسلام کی بڑھتی ہوئی بنیاد اور اس کی نمایاں شاخ ہے امام ہی کے ذریعہ سے نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کی تکمیل ہوتی ہے اور مال غنیمت اور مال صداقت کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ حدود و احکام کا اجراء ہوتا ہے۔ اور سرحدوں کی روک تھام ہوتی ہے امام اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم کرتا ہے اور خدا کے دین پر سے ہر حملہ کو دور کرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف دانائی اچھی نصیحت اور بڑھتی ہوئی حجت سے بلاتا ہے۔ امام چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا نور تمام عالم کو روشن کر دے اور وہ خود افق ہی میں رہے۔ کہ اس تک نہ ہاتھ پہونچ سکیں نہ آنکھیں۔ امام روشنی دینے والا۔ کامل چاند چمکتا ہوا چراغ اور پھیلا ہوا نور اور اندھیری راتوں میں پھیلا ہوا راہ بتانے والا ستارہ جو ملکوں اور جنگلوں کے درمیان راستوں اور سمندروں میں راہبر ہو۔ امام پیاسے کے لئے میٹھا اور ٹھنڈا پانی۔ ٹھیک ٹھیک راستہ کا بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا ہوتا ہے امام اس آگ کی مانند ہوتا ہے جو کسی بلند مقام پر روشن کی جاتی ہے (اور وہ قریب و بعید سب کو روشنی پہونچاتی ہے) اور جس سے لوگ تاپ کر نفع اٹھاتے ہیں اور ہلاکت کے موقعوں سے چھٹکارا دینے والا ہوتا ہے جو اسے چھوڑے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ امام مینہ برسانے والا بادل اور نفع پہونچانے والی بارش اور روشنی دینے والا سورج اور سایہ ڈالنے والا آسمان اور نفع پہونچانے والی پھیلی ہوئی زمین اور کثرت سے پانی دینے والا چشمہ اور تالاب و باغ ہوتا ہے۔ امام شرکت کرنے والا ساتھی اور شفقت و محبت کرنے والا باپ اور بھائی اور وہ مہربان جو چھوٹے چھوٹے بچے کو بر لطف و مدارات پرورش کرتی ہے اور آنیوالی مصیبتوں میں کل بندوں کے لئے جائے پناہ ہوتا ہے امام مخلوق خدا میں خدا کا امین اور خدا کے بندوں پر اس کی حجت اور خدا کی زمین میں اس کا خلیفہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور خدا کے حرم سے نافرمانوں کے حملہ دفع کرنے والا ہوتا ہے۔ امام کل گناہوں سے معصوم اور پاک اور ہر طرح کے عیب سے بری خاص علم کے ساتھ مخصوص اور خاص حلم کے ساتھ موسوم۔ دین کے نظم ونسق کا درست کرنے والا۔ مسلمانوں کو عزت دینے والا منافقوں کو غصہ میں لانے والا اور کافروں کا ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا شخص یکتا ہوتا ہے۔ بزرگی میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا نہ کوئی عالم اس کا مقابل ہو سکتا ہے۔ نہ (اس کے زمانہ میں) کوئی اس کا بدل یا مثل یا نظیر ہو سکتا ہے۔ تمام فضائل کے ساتھ اس کی ذات مخصوص ہوتی ہے۔ یہ سب فضیلیں اس کو بغیر طلب اور بغیر کد و کوشش کے ملتی ہیں۔ سبب یہ کہ بڑا عطا کرنے والے اور فضل کرنے والے کی عطا کی ہوئی خصوصیت ہی پس وہ کون ہو سکتا ہے جو امام کو کما حقہ پہچانے یا اس کا منتخب کر لینا اس کے امکان میں ہو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا امام کے فضائل میں سے ایک فضیلت اور اس کی شانوں میں سے ایک شان کے بیان میں عقلیں حیران فہم سرگردان دانائیاں پریشان ہوتی ہیں نظریں تھک جاتی ہیں بڑی بڑی سمجھ کے لوگ اپنے آپ کو نادار پاتے ہیں۔ حکما مبہوت ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دانا اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بولنے والے بند ہو گئے بڑے بڑے جاننے والے انجان بن گئے۔ بڑے بڑے شاعروں کی زبان بند ہو گئی۔ ادیب عاجز ہو گئے۔ بلیغ تھک گئے۔ اور بہتوں نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور تقصیر کا۔ بھلا پھر پورا وصف تو کون بیان کرتا کما حقہ نعت و تعریف کون کرتا یا امام کے بیان میں سے کوئی بات بھی سمجھی جاتی اور ایسا تو کہاں سے ملتا کہ اس کا قائم مقام ہو سکے اور جو اس کے فرائض ان سے لوگوں کو مستغنی کر سکے ملنا کہاں اور کیسا جس حال میں کہ امام کی شان ایسی ہے جیسے کہ ستارہ وحس ہاتھ بڑھانے والے اپنے ہاتھ سے چھو سکتے ہیں اور نہ ہاتھ بڑھانے والے اس کا وصف بیان کر سکیں بھلا ایسے کا انتخاب کہاں اور عقلوں کا ایسے کو سمجھ لینا کیسا اور ایسا مل جانا کیا معنی تم لوگ یہ گمان کر سکو کہ ایسا شخص آل محمدؐ کے سوا کہیں اور مل جائے گا۔ خدا کی قسم ان کے نفسوں نے ان کی تکذیب کی۔ بس ایسی سخت بلندی پر چڑھ گئے جو دھنس جانے والی ہے۔ جس سے ان کے قدم پستی کی طرف اترتے چلے جائیں گے۔ لوگوں نے اپنی ناقص و ناکام چکر میں آنے والی عقلوں کے ساتھ اور گمراہ کرنے والی رایوں کے ساتھ امام بنا لینے کا فیصلہ کیا۔ جس سے سوائے رحمت سے دور رہنے کے انھیں کچھ بھی نہ ملا خدا انھیں شکست و نابود کر دے بہکے کہاں جاتے ہیں یقیناً انھوں نے ایک سخت امر کا قصد کیا۔ جھوٹ بولا۔ رحمت خدا سے بہت دور گمراہی میں جا پڑے۔ اور حیرانی میں پڑ گئے اس لئے کہ کھلی آنکھوں دیکھتے اصل امام چھوڑ دیا اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دیدیا پس ان کے دیکھتے دیکھتے ان کو راہ راست سے روک دیا۔ پس وہ خدا کے منتخب کئے ہوئے اور رسولؐ کے منتخب کئے ہوئے کو چھوڑ کر اپنے منتخب کئے ہوئے کی طرف جھک پڑے حالانکہ قرآن مجید ان کو پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے (اور جو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے) بندوں کو انتخاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ ان سے منزہ اور برتر ہے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا اور نہ کسی ایمان والے مرد کے لئے یہ بات جائز ہے نہ کسی ایمان والی عورت کے لئے کہ جب خدا اور اس کے رسولؐ نے ایک بات طے کر دی ہو تو پھر انھیں اپنے اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی رہے نیز فرماتا ہے تمھیں ہو کیا گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا۔ یا تمھاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں۔ جو قیامت تک چلی جائیں گی۔ کہ جو کچھ تم فیصل کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائے گا ان سے دریافت تو کرو کہ ان میں سے اس کا

ضامن کون ہے یا ان کے کچھ شریک ہیں پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں نیز خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ یا اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے کہ وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا حالانکہ وہ سنتے کچھ نہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے برتر جانور وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں (اور) جو (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ کو ان میں کسی قسم کی خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سنواتا اور اگر وہ ان کو سنوائے تو وہ اس سے بھی ضرور روگرداں ہو کر الٹے بھاگیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور ہم نافرمانی کریں گے۔ لیکن یہ تو اللہ کا فرض ہے کہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ پھر ان کو امام کے انتخاب سے واسطہ؟ حالانکہ امام ایسا عالم ہوتا ہے جو کسی امر میں جاہل نہیں ہوتا۔ اور ایسا نگہبان ہوتا ہے جو کبھی تھکتا نہیں۔ پاکی اور پاکیزگی اور زہد و فرمانبرداری اور علم و عبادت کی کان رسول اللہ جس شان سے شہادت دیتے تھے اس کے ساتھ مخصوص اور سیدہ طاہرہ بتول زہرا کی نسل سے ہوتا ہے جس کے نسل میں کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا اور بڑے سے بڑا خاندانی اس کا پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا۔ نسب میں وہ قریش سے ہوتا ہے۔ اور بنی ہاشم کا سرتاج اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ کی عزت اور خدائے عز و جل کا پسندیدہ سب شریفوں سے زیادہ شریف اولاد عبد مناف کی (پھلی پھولی) شاخ۔ علم میں ترقی کرنے والا۔ حلم میں پورا۔ امامت کا کام کما حقہ چلانے والا۔ سیاست سے آگاہ۔ جس کی اطاعت واجب جو حکم خدائے عز و جل کا قائم کرنے والا۔ خدائے عز و جل کے بندوں کا خیر خواہ اور خدا کے دین کا محافظ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء اور آئمہ صلوات اللہ علیہم کی ہی شان ہے۔ کہ توفیق خدا ان کی رفیق ہوتی ہے۔ اور خدائتعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کے پوشیدہ راز سے ان کو علم اپنے اہل زمانہ کے علم سے کہیں بڑھا ہوا جیساکہ فرماتا ہے کہ کیا وہ شخص جو حق کی راہنمائی کرتا ہے اس کا زیادہ وہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یا وہ جو (راہ خدا) نہیں بتلا سکتا جب کہ اس کو راہ نہ بتلائی جائے۔ بس تمھیں ہو کیا گیا ہے یہ کیسے فیصلے کرتے ہو نیز ارشاد فرماتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کو تو یقیناً بہت کچھ خیر و خوبی عطا کی گئی نیز حضرت طالوت کے بارے میں اس کا قول ہے کہ بیشک اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہے اور اسے علم و جسم میں کشادگی دی ہے اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔ نیز اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت حاصل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اس کی تم کو تعلیم دی اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔ اور ان آئمہ کے بارے میں جو اس کے نبی کی اہلبیتؑ اور عزت و ذریت سے ہوئے ہیں فرماتا ہے کیا وہ لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔ بیشک ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی پھر (عام) آدمیوں میں سے کچھ تو اس پر ایمان لائے۔ اور کچھ اس سے رک گئے اور (ان رکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ رہا وہ بندہ جسے خدائتعالیٰ نے اپنے بندوں کے معاملات کے لئے منتخب فرمائے تو اس کا سینہ وہ اس کام کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے قلب میں چشموں کو امانت رکھ دیتا ہے اور بروئے الہام اس کو علم پہونچاتا ہے پس اس کے بعد وہ کسی جواب میں نہیں عاجز آتا اور ٹھیک بات کہنے سے کبھی بند نہیں ہوتا پس وہ معلوم ہوتا ہے اس کی تائید کی جاتی ہے توفیق خدا اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہر بات اس کی صحیح و درست ہوتی ہے۔ خطا اور لغزش اور غلطی سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور ان باتوں سے اس کو اس لئے مخصوص فرما دیتا ہے کہ اس کے بندوں پر وہ اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق کے اعمال و افعال کا اس کی طرف سے اس کا گواہ ہو اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور خدائتعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے پس آیا بندے ایسا امام بنانے پر قادر ہیں کہ وہ کہیں سے ایسا چھانٹ لائیں یا ان کا منتخب شدہ ان صفات سے موصوف ہو سکتا ہے کہ اسے مقدم قرار دیں۔ خانۂ خدا کی قسم انھوں نے حق اور کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا۔ گویا وہ اس کو جانتے ہی نہیں حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا دونوں چیزیں موجود ہیں۔ تو اسے تو انھوں نے پھینک دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اسی لئے خدائتعالیٰ نے ان کی مذمت کرتا ہے ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کو ہلاک کرے گا چنانچہ وہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے بیشک خدا نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا نیز فرماتا ہے سو ان کے لئے ہلاکت ہو اور ان کے اعمال بھی سب ناکارہ ہو گئے۔ نیز فرماتا ہے کہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو یہی بات سب سے زیادہ ناپسند ہے اور اسی کا اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر چھاپا لگا دیگا اور جناب محمد مصطفےٰ اور ان کی آل پر خدائتعالےٰ اور ان کی آل پر خدائتعا بہت بہت درود و سلام نازل فرمائے۔

**صفحہ ۷۱۴ نوٹ ۲** | لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مومنین آخرت میں خدا میں خدائتعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش ہو کر اور حمد خدا کی لذت کا احساس کر کے وہاں بھی اس کی حمد اس طرح بیان کریں گے جس طرح دنیا میں کیا کرتے تھے چنانچہ ان کے اقوال ہوں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ہم سے گزشتہ کا رنج دور کر دیا) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ الخ (سب اللہ کے لئے زیبا ہے جس نے اپنا وعدہ جو ہم سے کیا سچا کر دکھایا اور ہم کو اس زمین (بہشت) کا وارث کر دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۷۲۴ نوٹ ۶** | وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ خ مصباح الشریعۃ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ظاہر کی خرابی باطن کی خرابی سے ہوتی ہے اور جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لے خدائتعالیٰ اس کے ہر کام کی اصلاح فرما دیتا ہے اور جو شخص پوشیدگی میں خدا سے خیانت کرتا ہے خدائتعالیٰ علی الاعلان اس کی پردہ دری فرما دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی خرابی نہیں ہے۔ کہ بندہ خدائتعالیٰ کی طرف سے غفلت کو پسند کرنے لگے۔ اور یہ خرابی تین باتوں سے پیدا ہوتی ہے ۱۔ امیدوں اور آزادی کو طول دینے سے ۲۔ حرص بڑھا لینے سے ۳۔ تکبر کرنے سے۔ جیساکہ خدائتعالیٰ نے نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے۔ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ الخ اور ان آیتوں میں جن جن بری خصلتوں سے منع کیا گیا ہے قارون ان سب کا عامل و معتقد تھا۔ اور ان سب کی اصل دنیا اور مال دنیا کی جمع آوری کی محبت تھی اور نفس کی متابعت اور اس کی کل خواہشوں کا پورا کرنا، لوگوں سے اپنی تعریفیں سننے کی آرزو تھی۔ اور شیطان کی موافقت اور اس کے قدم بقدم چلنا اور یہ سب باتیں خدا کی طرف سے غافل ہو جانے اور اس کے احسانات کو بھول جانے کے تحت میں آجاتی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۷۲۴ نوٹ ۷** | عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد علم کیمیا ہے، جس سے قارون پورا پورا ماہر تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ ۸** لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گنہگار ان لوگوں سے پہلے گزر گئے ان سے ان کے گناہوں کی نسبت کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ ۹** فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ: تفسیر قمی میں ہے کہ رنگین کپڑے اتنے طویل پہنے ہوئے تھا کہ زمین پر گھسٹتے ہوئے چلتے تھے اور ایک روایت کے بموجب ارغوانی پوشاک پہن کر سبزہ رنگ خچر پر سوار نکلا جس کا زین و سامان سب سونے کا تھا۔ اور اس کے ساتھ چار ہزار غلام اسی ٹھاٹھ سے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۲۷۴ نوٹ ۲** تفسیر قمی میں ہلاکت قارون کا سبب یہ لکھا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے گئے اور ان کو ایک صحرا میں جا اتارا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر من وسلوےٰ نازل فرمایا اور ایک پتھر سے ان کے لئے بارہ چشمے جاری کر دیئے تو اب وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے دعا کر کہ زمین سے جو جو چیزیں پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات کھیرا ککڑی لہسن مسور پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم گھٹیا چیزوں کو اس سے بدلنا چاہتے ہو جو بڑھیا ہے۔ ایسا ہی ہے، تو کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ تم مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائیگا۔ اس کے جواب میں انھوں نے یہ کہا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں تو ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے جب تک کہ وہ اس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اس میں جائیں گے نہیں۔ پھر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ اب تم اور تمہارا پروردگار جاؤ دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ان پر اس شہر میں جانا تو واجب کر دیا تھا مگر پھر چالیس برس تک کے لئے ان پر حرام بھی کر دیا کہ اس زمین پر سرگرداں پھریں۔ (اور یہ حکم بھی دیدیا کہ) نافرمان لوگوں کی حالت پر کچھ افسوس نہ کرو۔ اب یہ لوگ اوّلِ شب سے اٹھ بیٹھتے تھے توریت خوب پڑھتے تھے۔ دعائیں بہت مانگتے تھے۔ روتے بہت تھے قارون بھی انہی میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا اور اس سے زیادہ خوش آواز ان میں سے ایک بھی نہ تھا۔ اور وہ اپنی خوش آوازی کے سبب ان میں دردناک آواز والا مشہور تھا۔ وہ کیمیا بھی بناتا تھا۔ پس جب بنی اسرائیل کو اس سرگردانی میں توبہ کرتے کرتے عرصہ گزرا اور قارون کی یہ حالت تھی کہ توبہ میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس سے محبت کرتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام ایک دن اس کے پاس گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ اے قارون اس کی ساری قوم تو توبہ کر رہی ہے اور تو ان سے الگ بیٹھا ہے تو بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ورنہ خدا تعالیٰ تجھ پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو حقیر جانا اور ان کی اس بات کی ہنسی اڑائی موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس سے غمگین ہو کر نکلے اور اس کے محل کے صحن میں آ بیٹھے۔ اس وقت وہ ایک اونی جبّہ پہنے ہوئے تھے اور (پاؤں میں) گدھے کے چمڑے کے نالین تھے۔ جن کے تسمے بٹے ہوئے بالوں کے تھے۔ (تصریح نعلین عربی کی پوری ہیئت صفحہ ۱۷ نوٹ نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو) ان کے دست مبارک میں عصا تھا۔ قارون نے اپنے کسی آدمی کو حکم دیا کہ راکھ پانی میں گھول کر ان حضرت پر ڈال دے وہ ڈال دی گئی تو جناب موسیٰ علیہ السلام کو بہت ہی سخت غصہ آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شانوں پر کچھ بال تھے جب حضرت کو غصہ آتا تھا تو وہ کھڑے ہو کر کپڑوں میں سے نکل آتے تھے۔ اور ان سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ اس غصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر میری اس توہین پر تو نے غضب نہ فرمایا تو میں سمجھوں گا کہ میں تیرا نبی ہی نہیں ہوں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ میں نے زمین کو حکم دیدیا ہے وہ تمھاری اطاعت کرے گی۔ اب جو تم چاہو اسے حکم دو ادھر قارون نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ قصر کا دروازہ بند کر لیں (اور دروازے بند کر لئے گئے تھے کہ) موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے دروازوں کی طرف اشارہ کیا (یہاں سے وہاں تک) سب کھل گئے۔ قارون کے پاس درانہ چلے آئے اب جو قارون کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑی سمجھ گیا کہ حکم عذاب لے کر آئے ہیں (گڑ گڑا کر) کہنے لگا کہ اے موسیٰ! اسی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ جو میرے اور آپ کے مابین ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لاوی کے بیٹے! بس اب مجھ سے بات نہ کر اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زمین اس کو لے۔ بس اس کا محل بھی مع تمام چیزوں کے زمین میں اتر گیا۔ اور قارون بھی گھٹنوں تک سما گیا۔ اب لگا وہ رونے اور قرابت کا واسطہ دے دے کر قسمیں دینے۔ (جواب میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے پسر لاوی۔ اب مجھ سے کوئی بات نہ کر ہاں اے زمین اس کو لے بس زمین اس کو مع اس کے قصر کے اور خزانوں کے نگل گئی۔ پس موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول جو انھوں نے قارون سے اس دن فرمایا تھا۔ جس دن اللہ نے اس کو ہلاک کیا تھا خدا تعالیٰ نے بطور طعن کے خود موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اور جب موسیٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ خود پروردگار عالم نے ان پر طعن کیا تو عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! قارون نے تو تیرے غیر کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا ہوں تو میں ضرور اس کی بات مان لیتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وہی فرمایا جو قارون سے کہا تھا۔ کہ اے لاوی کے بیٹے مجھ سے زیادہ باتیں نہ بنا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی میں ہے تو میں اس کی بات مان لیتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کے اور قسم ہے مجھے اپنے بخشش وجود وحق کی اور قسم ہے مجھے اپنی بزرگی اور علوِ مرتبت کی اگر قارون نے مجھ سے اسی طرح دعا کی ہوتی جیسے کہ اس نے تم سے استدعا کی تھی تو میں اس کی بات ضرور مان لیتا۔ لیکن چونکہ اس نے تم سے دعا کی تھی اور ہم اسے تمہارے حوالہ کر چکے تھے (اس لئے جو کچھ تم نے کیا اس میں دخل نہ دیا گیا۔) اے عمران کے بیٹے! اب موت سے نہ گھبراؤ اس لئے کہ موت تو میں نے ہر نفس کے لئے لازم کر دی ہے اور تمھارے لئے اس کی تمہید شروع کر دی ہے جس وقت کہ موت تمھیں آئے گی تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچے گی۔ (یعنی اس کا ورود تمھارے لئے موجب راحت وخوشی ہوگا) پس موسیٰ علیہ السلام اپنے وصی کو ساتھ لے کر وادی سینا میں کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کدال پھاوڑا ٹوکری لئے ہوئے سامنے سے آ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو کیا چاہتے ہو۔؟ انھوں نے کہا کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک شخص نے وفات پائی ہے میں اس کے لئے قبر کھودوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ مجھے بھی اجازت ہے کہ میں اس کام میں تمھاری مدد کروں۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں بہت خوشی سے بسم اللہ۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور وہ دونوں مل کر قبر کھودتے رہے۔ جب فارغ ہو گئے تو اس شخص نے چاہا قبر میں اترے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو۔ کہا میں قبر میں اتر کے یہ دیکھنا چاہتا

کہ آرام سے بیٹھنے بیٹھنے کے لائق ہوگئی یا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی کرنے کی کیا ضرورت ہے لاؤ میں دیکھے لیتا ہوں (اس نے کہا آپ کی خوشی) موسیٰ علیہ السلام قبر میں اترے خوب پھیل کر لیٹے ادھر لیٹنا تھا کہ ادھر ملک الموت نے روح قبض کر لی۔ اور پہاڑ اوپر سے مل گیا۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں حضرت یونس علیہ السلام کا پورا قصہ سورۂ یونس میں مذکور ہو چکا ہے۔ اس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ کسی یہودی نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے اس قید خانہ کا حال پوچھا تھا جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے مختلف حصوں میں گھومتا پھرا تھا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی رہا وہ قید خانہ جو اپنے قیدی کو مختلف حصوں میں لئے پھرتا رہا۔ وہ وہ مچھلی تھی جس میں یونس علیہ السلام قید ہوئے تھے کہ وہ بحر قلزم میں داخل ہوئی تو بحر مصر میں جا کر نکلی پھر بحر طبرستان میں داخل ہوئی۔ تو دجلہ الفور میں جا نکلی پھر اسی طرح وہ ان کو زمین کے نیچے بھی لے پہونچی یہاں تک کہ قارون کے قریب جا پہونچایا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہلاک ہوا تھا۔ اور اس پر خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو معین کر دیا تھا۔ کہ روزانہ ایک قد آدم اس کو زمین میں دھنسا دیا کرے یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا اور استغفار کیا کرتے تھے قارون نے ان کی آواز سنی تو اس فرشتہ نے جو ان پر معین تھا کہا کہ ذرا مجھے مہلت دے اور تسبیح کرنے والے کو دکھا دے چنانچہ اس نے مہلت بھی دی اور دکھایا بھی قارون نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ یونس نے فرمایا کہ میں ایک بندہ گنہگار یونس بن متے نام ہوں۔ اس نے پوچھا کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام جو خدا کے معاملات میں بہت ہی خفا ہو جایا کرتے تھے کس حال میں ہیں انھوں نے فرمایا افسوس! عرصہ ہوا انھوں نے تو انتقال فرمایا کہا پھر وہ جو اپنی قوم پر بہت ہی مہربان تھے ہارون بن عمران وہ کس حال میں ہیں فرمایا کہ ان کا بھی انتقال ہو چکا۔ پوچھا کلثم بنت عمران جو مجھ سے منسوب ہو چکی تھیں وہ کیا کرتی ہیں؟ فرمایا افسوس! آل عمران میں سے تو کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر قارون نے کہا کہ آل عمران کے لئے سخت افسوس ہے خدائے تعالیٰ نے اس کے اس افسوس کرنے کی قدر فرمائی۔ اور جو فرشتہ اس پر معین ہے اس کو حکم دے دیا کہ اب دنیا کی جس قدر مدت باقی ہے اس میں قارون کو عذاب نہ دیا جائے چنانچہ وہ عذاب رفع کر دیا گیا۔

## پارۂ بستم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارہ بست و یکم ۲۱

**صفحہ ۴۱ نوٹ ۱** التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر نماز کو محافظ مقرر کیا ہے کہ جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر ان جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ہے کہ سعد خفاف نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا اے مولا! کیا قرآن بھی کلام کرتا ہے یہ سن کر حضرتؑ نے تبسم کیا اور فرمایا خدا ہمارے ضعفائے شیعہ پر رحمت نازل کرے کہ وہ ہمارے مطیع ہیں۔ اے سعد! (قرآن کا تو ذکر ہی کیا ہے) نماز بھی باتیں کرتی ہے۔ اور اس کے لئے صورت بھی ہے اور خلقت بھی۔ وہ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔ سعد کہتا ہے کہ یہ سنکر تو میرا رنگ متغیر ہو گیا اور دل میں کہنے لگا یہ بات تو میں کسی آدمی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے سوا اور کسی میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ جس نے نماز کو نہ پہچانا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔ اے سعد! میں تم کو قرآن کا کلام سناؤں؟ میں نے عرض کی کہ آپ پر خدا تعالےٰ کا درود و سلام ہو ضرور سنایئے! حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ پھر فرمایا کہ نماز کا منع کرنا یہ تو اس کا کلام ہے۔ (اور) فحشا و منکر سے مخصوص لوگ مراد ہیں۔ اور ذکر خدا سے ہم اہلبیتؑ رسالت مراد ہیں (اور) ہم ہی اکبر (یعنی سب سے زیادہ بزرگ ہیں) قولہ صاحب تفسیر صافی بہ الفحشا و المنکر سے مراد حضرت اول و جناب ثانی ہیں اس لئے کہ دونوں صاحب از روئے صورت و سیرت مجسم بے حیائی و بدکاری تھے۔ اور اصلی نماز وہی ہے جو ان دونوں کی محبت سے باز رکھے۔ اور المعروف سے مراد ویسی ہی نماز ہے۔ **قول مترجم:** اس سے زیادہ بیحیائی کیا ہو گی کہ فخر مریم و حوّا۔ صدیقہ کبریٰ۔ بتول عذرا جناب سیّدہ فاطمہ زہراؑ ابنت رسول خدا علیہا التحیۃ والثناء کو جن کی تعظیم کے لئے خود آنحضرتؐ سرقد کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ معاملہ فدک میں رُد در رُو جھٹلایا اور اس طرح خود کو مورد لعنت بنا لیا۔ رہا منکر و اتفاق سے ثانی کے مشہور نام کا ہم عدد بھی ہے اور قیامت کے دن اس کی دوستی اور جان پہچان کا ہر مرید اسی طرح منکر ہو گا جس طرح دنیا میں کوئی شخص کسی بدی کا مرتکب ہو کر بھی اس کا اقرار نہیں کیا کرتا۔ اس طرح ہر مرید تو منکر ثابت ہو گا اور وہ گرو گھنٹال خلیفہ جی منکر۔

طبرسی نے روایت کی ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیا نماز اس کی قبول ہوئی یا نہیں اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا نماز نے اس کو فحشا اور منکر سے باز رکھا ہے یا نہیں۔ پس جس قدر اس نے اسے فحشا اور منکر سے باز رکھا ہو گا اتنی ہی اس کی نماز قبول ہو گی۔

**صفحہ ۴۸۳ نوٹ ۱** **قول مترجم:** یہ ابن عمرؓ بڑے حضرت تھے۔ رسول اللہ سے روائتیں بھی کرتے تھے۔ حق اہلبیتؑ کے شناسا بھی تھے۔ اپنے باپ کو وقتاً فوقتاً ملامت بھی کرتے رہے مگر جب جناب امیر المومنینؑ کو خلافت ظاہری پہونچی اور تمام مہاجرین و انصار نے اجماع کر کے ان حضرتؑ سے بیعت کی تو انھوں نے بیعت سے صاف انکار کر دیا۔ اسی لئے مخالفین میں یہ تمام صحابہ سے زیادہ پرہیز گار مشہور ہیں۔ بعد واقعۂ کربلا ایک بڑا لمبا چوڑا خط لعنت و ملامت کا یزید کو بھی لکھا تھا پھر جوش میں آکر خود بھی دمشق تشریف لیگئے اور بہت سے لوگ راستے میں ان کے ساتھ ہوتے گئے۔ غرض یہ تھی کہ قاتل اولاد رسولؐ خلافت مسلمین کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یزید کو یہ سب خبریں پہونچیں، مگر اس نے ذرا پروا نہ کی اور یہی کہتا رہا کہ ذرا یہاں آنے دو ایک فقرہ میں سارا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ جب یہ پہونچے اس نے محل میں جا کر خود ان کے باپ کا خط اپنے باپ کے نام ان کو دکھلا دیا اور کہہ دیا کہ ہم نے تو اس حکم کی تعمیل کی ہے۔ سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اس کے قدم چومے اور چلے آئے۔ اور جب عبدالملک ابن مروان تخت خلافت پر بیٹھا اور اس کی طرف سے حجاج بن یوسف ثقفی عراق و حجاز کا حاکم مقرر ہوا جس نے عبداللہ ابن زبیر کو خاص حرم کعبہ میں ذبح کیا اور کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا اور پتھروں کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصّہ گرا دیا اس کی بیعت کے لئے آدھی رات کو پہونچے تھے، اور جب اس نے سوال کیا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کر لیتا تو وہاں یہ حدیث رسولؐ بیان کی تھی۔ کہ جو شخص مر جائے اور بیعت امام وقت میں نہ ہو تو وہ حالت کفر میں مرتا ہے، تو اس وقت حجاج جیسے دشمن اسلام نے اعتراض کیا کہ علیؑ ابن ابیطالب کی بیعت کے وقت تم کو یہ حدیث یاد نہ رہی۔ میرا ہاتھ خالی نہیں ہے اگر تمھیں ضرورت ہے تو میرے پاؤں سے بیعت کر لو۔ چنانچہ اس کے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری تاریخ اعثم کوفی، تاریخ کامل، تاریخ طبری، اور روضۃ الصفا وغیرہا میں موجود ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۸۸ نوٹ ۳** پس وہ حضرت امّ ایمنؓ کو لائیں اور انھوں نے کہا اے ابوبکر میں اس وقت تک گواہی نہ دونگی جب تک کہ قول رسولؐ سے تجھ پر حجّت قائم نہ کر لوں پھر کہنے لگیں کہ اے ابوبکر میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتی ہوں آیا تو یہ نہیں جانتا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ امّ ایمن ایک عورت اہل جنت میں سے ہے؟ ابوبکر نے کہا فرمایا تھا جب یہ اقرار لے چکیں تب امّ ایمن نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جناب رسولؐ خدا کو وحی فرمائی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اور آنحضرتؐ نے خدا کے اسی حکم کے بموجب فدک کو جناب سیّدہ کے لئے خالصہ قرار دیدیا؟ پھر حضرت علیؑ تشریف لائے اور انھوں نے بھی ایسی ہی شہادت دی تو ابوبکر نے فدک کی واپسی کے متعلق ایک نوشتہ لکھا اور جناب سیّدہ کے حوالے کر دیا۔ اتنے میں عمرؓ آ گیا اور اس نے پوچھا یہ نوشتہ کیسا ہے؟ ابوبکر نے بیان کیا کہ بنت رسولؐ خدا نے دعویٰ کیا اور امّ ایمن اور علیؑ نے گواہی دی لہٰذا میں نے فدک کی واپسی کے متعلق لکھ دیا ہے۔ عمر نے جناب سیّدہؑ سے وہ نوشتہ لے کر پارہ پارہ کر دیا اور کہا یہ خالصہ تو سب مسلمانوں کا ہے اور اوس بن حدثان اور عائشہ و حفصہ یہ گواہی دیتی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاءؑ کسی کو وارث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے رہے علیؑ یہ فاطمہؑ کے شوہر ہیں اپنے ذاتی نفع کے لئے گواہی دے رہے ہیں ہاں امّ ایمن بے شک وہ ایک نیک عورت ہیں مگر وہ اکیلی ہیں، اگر کوئی گواہ اور بھی ان کے ساتھ ہوتا تو ہم کچھ غور و فکر کرتے۔ پس جناب سیّدہ علیہا السلام نہایت محزون و مغموم اور روتی ہوئی چلی آئیں۔ بعد اس واقعہ کے حضرت امیر المومنینؑ ابوبکر کے پاس ایسے وقت تشریف لائے کہ وہ مسجد میں تھا اور اس کے گرد پیش مہاجرین و انصار موجود تھے۔ فرمایا کہ اے ابوبکر تو نے فاطمہ زہراؑ کو اس میراث سے کیوں محروم کر دیا جو جناب رسولؐ خدا سے پہونچی تھی۔ حالانکہ وہ اس علاقے کی رسولؐ خدا کی زندگی ہی میں مالک ہو چکی تھیں۔ ابوبکر نے کہا یہ تو سب مسلمانوں کا حق ہے اگر فاطمہ زہراؑ گواہ پیش کریں

کہ آنحضرتؐ نے ان کا خالصہ قرار دید یا تھا۔ تو دیکھا جائے ورنہ ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے ابوبکر آیا تو معاملۂ فدک میں قانون خدا کے خلاف فیصلہ کرتا ہے جو اس نے تمام مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا نہیں کیسے؟، خیال تو کر اگر ایک چیز مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کے مالک ہوں اور میں اس کے بارے میں دعویٰ پیش کروں تو تو ثبوت کس سے مانگے گا؟ اس نے کہا آپ سے۔ فرمایا بس اب تو یہ کہہ تو فاطمہؑ زہرا سے اس چیز کے بارے میں کیوں ثبوت طلب کرتا ہے جو ان کے ہاتھ میں تھی اور جس کی وہ زمانۂ رسولؐ خدا میں مالک ہو چکیں اور ان کی وفات کے بعد سے اب تک مالک رہیں اور مسلمان اگر خالصہ ہونے کے مدعی ہیں تو ان سے ثبوت و گواہ طلب کیوں نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابھی تو نے کہا میں مدعی ہوتا تو تو مجھ سے گواہ طلب کرتا۔ پس ابوبکر تو چپ ہو گیا پھر عمر بولا اے علیؑ اپنے کلام سے تو ہم کو معاف کیجئے اس لئے کہ ہم میں آپ کی دلیلوں کے جواب دینے کی قوت نہیں ہے۔ مگر اس معاملہ میں اگر آپ عادل گواہ پیش کیجئے تو کچھ ہو ورنہ وہ تو مسلمانوں کی جاگیر قرار پا چکا۔ نہ آپ کا اس میں کوئی خاص حق ہے نہ فاطمہؑ زہرا کا۔ اس کے بعد جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تو کتاب خدا بھی پڑھا کرتا ہے؟ اس نے کہا جی کیوں نہیں۔ فرمایا بتا تو سہی یہ قول خدا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (اے اہلبیتؑ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے رجس سے بری ہونے کا اعلان کر دے۔ جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے) کس کی شان میں نازل ہوا ہے آیا ہماری شان میں یا ہمارے دشمنوں کی؟ کہنے لگا یا حضرتؑ آپ ہی کی شان میں، فرمایا بفرض محال دو گواہ تیرے سامنے آ کر یہ گواہی دیدیں کہ معاذ اللہ فاطمہؑ زہرا بنت رسول اللہ نے چوری کی ہے اس وقت تو کیا کرے گا؟ کہا میں ان پر بھی اسی طرح حد جاری کروں گا جس طرح اور مسلمانوں پر، فرمایا مگر یہ بھی سمجھا کہ اس صورت میں تو کافر ہو جائے گا۔ اس نے کہا بھلا کس طرح؟ فرمایا کہ اس طرح کہ اس صورت میں آدمیوں کی شہادت تو تو نے قبول کی اور خدا کی شہادت جو ان کے بارے میں تھی اس کو رد کر دیا۔ اسی طرح تو نے معاملہ فدک میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم کو تو رد کر دیا ہے جنھوں نے فدک کو فاطمہ زہراؑ کی جاگیر قرار دیا تھا اور آنحضرتؐ نے اپنے حین حیات جناب سیدہ کا اس پر قبضہ کرا دیا تھا۔ (پھر احکام قرآن مجید کے خلاف) تو نے ایک ایسے جنگلی عرب کی شہادت قبول کر لی جسے سیدھی طرح موتنا بھی نہیں آتا۔ یعنی اس بن حدثان کی اور دو ایسی عورتوں کی جن کے دلوں کے یقیناً حق سے ہٹ جانے کی خود خداتعالیٰ شہادت دے چکا ہے کہ فرماتا ہے۔ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا (پس یقیناً تم دونوں کے دل کج ہو گئے ہیں یعنی قبول حق سے منحرف ہو گئے ہیں) اور ایسی شہادتوں کی بنا پر تو نے فدک ان حضرتؑ سے چھین لیا اور اسے مسلمانوں کا مال قرار دے دیا۔ حالانکہ جناب رسولؐ خدا فرما چکے ہیں۔ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی عَلَیْکُمْ (ثبوت دینا مدعی کے ذمہ ہے اور اگر مدعا علیہ کو انکار ہو تو حلف اٹھانا اس کے ذمہ ہے) جناب امام جعفرؑ صادق فرماتے ہیں کہ (امیرالمومنینؑ کا یہ بیان سن کر) لوگوں کو (ابوبکر پر) سخت غصہ آیا بعض ان میں سے رونے لگے کہ واللہ علیؑ مرتضیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے حق اور بجا ہے اور جناب امیرالمومنینؑ (حجت کو اس طرح ثابت اور دشمن کو ساکت کر کے) دولت سرا کو تشریف لے گئے ۔۱۲ (اس کے بعد جناب سیدہ کا مسجد میں آنا، قبر جناب رسولؐ خدا پر جانا، مرثیہ پڑھنا اور ابوبکر و عمر کا جناب امیرالمومنین کے قتل کے لئے سازش کرنا سب حضرتؑ نے مفصل بیان فرمایا ہے) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے پاس سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام تو دولت سرا کو تشریف لے گئے اور جناب سیدہؑ روضۂ جناب رسولؐ خدا کی طرف روانہ ہو گئیں۔ جب روضہ میں داخل ہوئیں تو رسولؐ خدا کی قبر اطہر کا طواف کرنے لگیں۔ اثنائے طواف میں رو رو کے یہ مرثیہ پڑھتی تھیں۔ اور بین جگر خراش کرتی تھیں۔ **نوحہ**

اِنَّا فَقَدْ نَاکَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَھَا وَاخْتَلَّ قَوْمُکَ فَاشْھَدْھُمْ وَلَا تَغِبْ۔ بابا آپ ہم سے ایسے جدا ہو گئے جیسے قحط کے زمانے میں بارش جدا رہتی ہے۔ آپ کی قوم میں خلل پیدا ہو گیا ہے پس آپ ان کے شاہد رہیں اور غائب نہ ہوں۔

قَدْ کَانَ بَعْدَکَ اَنْبَاءٌ وَّھَنْبَثَۃٌ لَوْ کُنْتَ شَاھِدَھَا لَمْ تَکْثُرِ الْخُطُبُ۔ آپ کے بعد طرح طرح کی دشواریاں اور مصیبتیں پیش آئیں۔ اگر آپ ان کے دیکھنے والے ہوتے تو مصیبتیں اتنی نہ پڑتیں۔

قَدْ کَانَ جِبْرِیْلُ بِالْاٰیَاتِ یُؤْنِسُنَا اِذْ غِبْتَ عَنَّا فَنَحْنُ الْیَوْمَ نُغْتَصَبُ۔ ایک زمانہ تھا کہ جبرئیل ہم کو آیت قرآنی سنا کر تسلی دیا کرتے تھے۔ بابا آپ کی وفات کے بعد ایک زمانہ ایسا آ گیا کہ لوگ ہمارا حق غصب کر رہے ہیں۔

فَکُلُّ اَھْلٍ لَہٗ قُرْبٰی وَمَنْزِلَۃٌ عِنْدَ الْاِلٰہِ عَلَی الْاَدْنِیْنَ تَقْتَرِبُ۔ ہر ایک نبی کے اہلبیتؑ کو تمام آدمیوں سے زیادہ خدا کے نزدیک قرب و منزلت حاصل ہے لیکن اے بابا! آپ کے انتقال کے بعد جبکہ ہمارے

اَبْدَتْ رِجَالٌ لَّنَا نَجْوٰی صُدُوْرِھِمْ لَمَّا مَضَیْتَ وَحَالَتْ دُوْنَکَ الْکُتُبُ

اور آپ کے مابین مٹی کا ٹیلہ حائل ہو گیا تو لوگوں نے اپنے دلوں کی پوشیدہ باتیں ہمارے بارے میں ظاہر کر دیں۔

فَقَدْ رُزِیْنَا بِمَا لَمْ یُرْزَہٗ اَحَدٌ مِّنَ الْبَرِیَّۃِ لَا عُجْمٌ وَّلَا عَرَبُ۔ بابا! ہم پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں جو تمام مخلوق میں سے کسی پر نہیں پڑیں نہ عرب پر نہ عجم پر۔

فَقَدْ رُزِیْنَا بِہٖ مَحْضًا خَلِیْقَتُہٗ صَافِی الضَّرَائِبِ وَالْاَعْرَاقِ وَالنَّسَبِ۔ ہم لوگ ایسے بزرگوار کی مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے اخلاق ہر طرح خالص تھے اور ان کے خصائل اصول اور ان کا حسب و نسب پاک و پاکیزہ تھا۔

فَاَنْتَ خَیْرُ عِبَادِ اللّٰہِ کُلِّھِمْ وَاَصْدَقُ النَّاسِ حِیْنَ الصِّدْقِ وَالْکَذِبِ۔ اے بابا! آپ خدا کے تمام بندوں سے افضل ہیں اگرچہ سارا زمانہ جھوٹ بولے یا سچ کہے مگر آپ سب سے زیادہ سچے ہیں۔

فَسَوْفَ نَبْکِیْکَ مَا عِشْنَا وَمَا بَقِیَتْ مِنَّا الْعُیُوْنُ بِتَھْمَالٍ وَّ تَنْسَکِبُ۔ اے بابا! جب تک ہم زندہ ہیں آپ کے غم میں روتے رہیں گے اور جب تک ہماری آنکھیں باقی رہیں گی برابر وہ آنسوؤں کا مینہ برساتی رہیں گی۔

سَیَعْلَمُ الْمُتَوَلِّیْ ظُلْمَ حَامَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنّٰی سَوْفَ یَنْقَلِبُ۔ اس خاندان کے سرگروہ پر ظلم کرنے کا جو مہتمم بنا ہے قریب ہے کہ اس کو معلوم ہو جائے گا کہ قیامت کے دن اسکا ٹھکانا کہاں ہو گا۔

امام فرماتے ہیں پس ابوبکر اپنے گھر چلا گیا اور اس نے عمر بن خطاب کو بلا بھیجا۔ جب وہ آ گیا تو ابوبکر نے اس سے کہا میں نے علیؑ ابن ابیطالب کو کبھی ایسا برتاؤ کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج کے جلسہ میں انھوں نے میرے ساتھ سلوک کیا۔ اگر وہ ہمارے جلسہ میں بیٹھ کر ایسی ہی باتیں کیا کریں گے تو وہ ضرور ہماری حکومت میں خرابی پیدا کر دیں گے۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمر بولا علیؑ کو قتل کرا دے۔ خلیفہ جی نے کہا علیؑ کو قتل کون کر سکتا ہے اس نے کہا خالد بن ولید۔ چنانچہ دونوں نے خالد کو بلوایا جب وہ آیا تو اس نے کہا

کہ اے خالد ہم تجھ سے ایک بڑا کام لینا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا جو کام تمہارا جی چاہے مجھ سے لو گو وہ علیؑ ابن ابیطالب کا قتل ہی کیوں نہ ہو۔ انھوں نے کہا کام تو یہی ہے۔ خالد نے کہا یہ تو بتاؤ کہ میں ان کو قتل کب کروں؟ ابوبکر بولا جب وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائیں تو تم ان کے پہلو میں جا کھڑے ہونا اور جب میں سلام پھیروں تم فوراً اٹھ کر ان کی گردن اڑا دینا۔ خالد نے کہا بہت اچھا یہ باتیں اسماء بنت عمیس نے سُن لیں۔ وہ اس وقت ابوبکر کے نکاح میں تھیں۔ انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور جناب فاطمہ زہرا کی خدمت میں جا اور ان دونوں کو میرا اسلام کہنے کے بعد یہ آیت سُنا دینا اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ہ (لونڈی نے تعمیل حکم کی تو) جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے سن کر فرمایا تو جواب میں کہہ دیجیو اِنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یُرِیْدُوْنَ خداوند عالم ان کے اور ان کے ارادے کے مابین حائل ہو جائیگا۔" پھر وہ حضرت اٹھے اور نماز کی قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ خالد بن ولید بھی تلوار حمائل کئے برابر آ کھڑا ہوا (پس جب ابوبکر تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھا تو اپنے حکم دینے پر نادم ہوا اور فتنۂ و فساد اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی شجاعت سے وہ خوف زدہ ہو گیا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا اور سلام پھیرنے کی جسارت نہ کر سکا لوگوں نے خیال کیا کہ کہیں ابوبکر کو نماز میں سہو ہو گیا۔ بالآخر وہ خالد کی طرف منھ کر کے کہنے لگا۔ میاں خالد! سنتے ہو جو حکم میں نے تمھیں دیا تھا اس کی تعمیل نہ کرنا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ قول مترجم:۔ حضرات اہل سُنت جو اِدھر اُدھر منھ پھیر لیا کرتے ہیں ظاہراً اس کی اصل یہیں سے ظاہر ہوتی ہے۔"

جب امیرالمومنین علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے خالد! ابوبکر نے تجھے کیا حکم دیا تھا (جس سے پھر منع کیا) اس نے کہا آپ کی گردن اڑا دینے کا (حکم دیا تھا)۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تو ایسا ہی کرتا؟ اس نے جواب دیا خدا کی قسم اگر یہ مجھ کو منع نہ کرتا تو میں ضرور بعد سلام آپ کو قتل کر دیتا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہو گئے عمر نے کہا پروردگار خانۂ کعبہ کی قسم اب یہ خالد کو ضرور قتل کر دیں گے۔ اور لوگ عرض کرنے لگے اے ابوالحسن! آپ کو خدا کا واسطہ اس صاحبِ قبر کا صدقہ اب تو اسے چھوڑ دیجئے۔ حضرت نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ہنسلی کی ہڈی پکڑ لی اور فرمایا صہاک کے جنے! اگر جناب رسُول خدا نے مجھ سے عہد نہ لے لیا ہوتا اور منجانب خدا امتحان امت کا نوشتہ مقدر نہ ہو گیا ہوتا تو تو اسی وقت دیکھ لیتا کہ ہم میں سے مددگار کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے اور تعداد کی حیثیت سے کون گھٹا ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ حضرتؑ بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔

**صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۱** اور اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ تجھے حاکم بنائے تو میں اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ مجھے حاکم بنائے گا تو مجھے عصمت بھی عطا فرمائے گا۔ اور میری مدد بھی کرے گا۔ جناب لقمانؑ فرشتوں کی آواز سُن رہے تھے مگر فرشتے ان کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ پس فرشتوں نے ایسی حالت میں کہ لقمان ان کی آواز تو سنتے تھے اور ان کو دیکھتے نہ تھے کہا کہ اے لقمان! آپ عذر کیوں فرماتے ہیں۔ لقمان نے جواب دیا بات یہ ہے کہ حکومت کی منزلیں بڑی کٹھن ہیں اور ان پر ظلم کا پردہ پڑا ہوا ہے اگر حاکم حق فیصلہ کرے گا تو تو نجات پائے گا اور اگر خطا کرے گا تو جنت کی راہ میں بھٹکتا ہی پھرے گا جو شخص دنیا میں شریف اور صاحب مرتبہ ہو کر آخرت میں ذلیل ہو تو اس سے تو بہتر یہ ہے کہ دنیا میں وہ ذلیل ہو اور آخرت میں اس کو بزرگی حاصل ہو اور جو شخص آخرت کو چھوڑ کے دنیا اختیار کر لے گا اسے نہ دنیا ہی ملے گی نہ آخرت ہی نصیب ہو گی۔ حضرت لقمان کی یہ تقریر سن کر ملائکہ بے حد متعجب ہوئے۔ جب رات کے وقت حضرت لقمانؑ سو گئے تو خداوند عالم نے ان کو حکمت عطا فرمائی اب جو وہ بیدار ہوئے تو ہر بات حکمت سے کہتے تھے۔ اور اسی حکمت کی وجہ سے حضرت داؤدؑ نے ان کو اپنا وزیر بنایا اور حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ اے لقمان! آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ حکمت (دانائی) تو آپ کو مل گئی اور حکومت کی آزمائش سے آپ بچ گئے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے حضرت لقمانؑ کا حال دریافت کیا۔ اور اس کی حکمت کا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو اُن جناب نے ارشاد فرمایا کہ لقمان کو جو حکمت عطا فرمائی گئی تھی تو وہ نہ حسب و نسب کی وجہ سے تھی نہ مال و منال و اہل و عیال کی وجہ سے نہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ان کا جسم کچھ بہت لمبا چوڑا تھا۔ نہ یہ کہ وہ خوبصورتی میں بے مثل و بے مثال تھے۔ بلکہ ان کو حکمت اس لئے دی گئی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام بجالانے میں بڑے مضبوط آدمی تھے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے زہد برتتے تھے بڑے سکینہ اور وقار والے تھے۔ معاملات میں گہری نظر رکھتے تھے مصنوعات الٰہی میں بہت غور و فکر کیا کرتے تھے۔ رائے ان کی بڑی بلیغ تھی۔ عبرتوں کے حاصل کرنے میں وہ بہت مشقت کیا کرتے تھے۔ دن کو ذرا نہ سوتے تھے اور کبھی کسی شخص نے ان کو پیشاب کرتے یا پاخانہ پھرتے یا نہاتے کبھی نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ ایسے امور کے لئے بہت پوشیدہ جگہ اختیار کرتے تھے۔ اور اپنی رائے کا عام آدمیوں پر اظہار نہ ہونے دیتے تھے کیونکہ ان کو اس کا خوف ہر وقت لگا رہتا تھا کہ مبادا اس میں خدا کی نافرمانی ہو۔ نہ کبھی کسی چیز سے ہنسے نہ غضبناک ہوئے اور نہ کبھی کسی شخص سے مزاح کیا۔ دنیا کی چیزوں میں سے جو بات میسّر آئی اس پر کبھی خوش نہیں ہوئے۔ اور جو ہاتھ سے نکل گئی اس پر رنج نہیں کیا۔ عورتوں سے شادیاں کیں اور ان سے اولاد بھی ان کی بہت ہوئی۔ اور بہت سی ان کے سامنے مر بھی گئیں مگر وہ کسی کی موت پر نہیں روئے۔ اور جب دو ایسے آدمیوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا جن کو لڑتے جھگڑتے پایا تو ان میں صلح ضرور کرا دی۔ اور ان دونوں کے پاس سے نہ آتے تھے جب تک وہ دونوں آپس میں دوست نہ ہو جاتے تھے۔ اور جب کسی آدمی سے کوئی ایسی بات سُنی جو انھیں پسند آئی تو اس کا مطلب بھی اس سے دریافت کیا اور ماخذ بھی پوچھا کہ تم نے یہ بات حاصل کس سے کی؟ وہ ہمیشہ عالموں اور حکیموں کے پاس زیادہ بیٹھتے تھے اور وہ حاکموں اور بادشاہوں کے پاس بھی آیا جایا کرتے تھے۔ حکّام سے جو غلط فیصلے ہو جاتے تھے ان پر افسوس کیا کرتے تھے۔ اور بادشاہوں کو خدا کی طرف سے جو عزت ملی ہوئی ہے اور اس سے ان کو ایسا اطمینان ہو گیا ہے (کہ وہ آخرت کو بھولے ہوئے ہیں) اس کے سبب سے ان پر ترس کھایا کرتے تھے اور عبرت بھی حاصل کیا کرتے تھے اور ایسی باتیں سیکھتے تھے جس سے اپنے نفس کو دبا سکیں اور خواہش کا مقابلہ کر سکیں اور شیطان سے بچ سکیں۔ اور غور و فکر کر کے اس پر غالب آ سکیں۔ اور اپنے نفس کا عبرتوں سے علاج کرتے رہیں۔ اور کسی پر ایسی چیز کا طعنہ نہیں کرتے تھے جس سے خود بری نہ ہوں۔ انہی باتوں کی وجہ سے ان کو حکمت و عصمت عطا کی گئی تھی۔ ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ وہ قیلولہ فرما رہے تھے اور ان کی آنکھ ذرا کی ذرا بند ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے بعض گروہوں کو حکم دیا اور انھوں نے حضرت لقمان کو اس طرح سے کہ وہ ان کی آواز تو سنتے تھے اور دیکھتے نہ تھے پکارا اور ان سے یہ کہا کہ اے لقمان! تم یہ چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ زمین میں سے تم کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے کہ تم لوگوں کے جھگڑے فیصل کیا کرو؟ اس کے جواب میں حضرت لقمان نے کہا کہ اگر میرے پروردگار نے حکماً یہ بات میرے لئے مقرر کی ہے تو تو مجھے بغیر قبول کرنے کے چارہ ہی کیا ہے اس لئے کہ جب میں اسے قبول کروں گا تو وہ خود میری اعانت بھی فرمائے گا۔ فیصلہ کرنے کا طریقہ

بھی مجھے سکھائے گا اور اس سے بھی مجھے بچائے گا کہ میرے ہاتھ سے کوئی بات بیجا ہو جائے اور اگر خدا تعالیٰ نے قبول کرنے نہ کرنے میں مجھے مختار فرمایا تو میں تو عافیت ہی کو قبول کروں گا۔ فرشتوں نے دریافت کیا کہ اے لقمان ایسی بات تم نے کیوں کہی؟ انھوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمیوں کے جھگڑوں کو طے کرنا۔ دین کی منزلوں میں سب سے زیادہ سخت منزل ہے اور اسی میں سب سے بڑی آزمائش ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ خدا کی طرف سے مدد نہ ملے اور یونہی چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ ظلم تو ایسے شخص کو ہر طرف سے آگھیرتا ہے۔ اور وہ دو حالتوں میں پھنس جاتا ہے اگر اس کا فیصلہ ٹھیک ہو گیا تو تو امید ہوتی ہے کہ بچ جائے اور اگر فیصلہ میں غلطی کی تو پھر جنت کے راستے سے دور جا پڑتا ہے۔ اور جو شخص دنیا میں کمزور و ذلیل رہے اس کی نسبت امید ہے عاقبت میں شریف و عزیز تر ہو بلکہ اس کا حکم چلے اور جس نے عاقبت کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیا وہ دونوں جہان سے گیا گزرا ہو گیا دنیا تو فنا ہونے والی ہے یوں گئی۔ اور عاقبت کو اس نے اختیار ہی نہ کیا تھا وہ یوں نہ ملی۔ امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے بھی ان کی ایسی حکمت کی باتوں پر تعجب کیا اور خدا تعالیٰ کو بھی ان کی یہ گفتگو پسند آئی چنانچہ جب شام ہوئی اور شب کو وہ اپنے بستر پر سوئے تو خدا تعالیٰ نے ان پر اپنی حکمت نازل فرمائی۔ اور اس نے سوتے ہی میں ان کو سر سے پاؤں تک ڈھانپ لیا اب جو وہ بیدار ہوئے تو اس زمانہ میں ان سے زیادہ دانا کوئی نہ تھا جب گھر سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے تو جو بات کہتے تھے سراپا حکمت ہی حکمت ہوتی تھی اور ان کی حکمت تمام عالم میں پھیل گئی۔ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جب لقمان کو خلافت کی خوشخبری دی گئی اور انھوں نے اس کو قبول نہ کیا تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا اور انھوں نے وہ خلافت کی خوشخبری داؤد علیہ السلام کو جا سنائی اور انھوں نے بغیر کسی ایسی شرط کے جو لقمان علیہ السلام نے کی تھی اسے قبول فرما لیا تو خدا تعالیٰ نے زمین کی خلافت داؤدؑ کو عطا فرمائی اور اس میں کئی مرتبہ ان کی آزمائش کی اور ان سے اس کے بارے میں لغزشیں بھی سرزد ہوئیں۔ جن کی بابت خدا تعالیٰ نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان کو معاف کر دیا۔ حضرت لقمان اکثر حضرت داؤد کی زیارت کو جایا کرتے تھے اور ان کو بہت سی نصیحت کی باتیں بوجہ وفور علم کے سنا آیا کرتے تھے کہ اے لقمان! خوشا حال تمھارا! کہ تمھیں حکمت عطا کی گئی اور میں حکومت کی آزمائشوں کے جھگڑوں میں پڑ گیا۔

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۲** دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس کو خدا تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ دل سے اس کا اقرار کرے تو اس نعمت کا شکر ادا ہو جائے گا۔ انہی جناب سے مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میری نعمتوں کا کما حقہ شکریہ ادا کیا کرو۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تیرا شکریہ کما حقہ کیوں کر بجا لا سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تو تیری ہی ایک نعمت ہے۔ ارشاد باری ہوا اے موسیٰؑ! جب کہ تم نے یہ سمجھ لیا کہ یہ توفیق شکر بھی میری ہی طرف سے ہوتی ہے تو اب پورا پورا شکریہ ادا کر دیا۔

**صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۵** صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا یا رسولؐ اللہ! مجھے کچھ نصیحت کیجئے فرمایا خدا تعالیٰ کا تو کسی چیز کو شریک نہ کر گو تجھے آگ سے جلایا جائے اور سخت سے سخت عذاب دیا جائے (البتہ اگر محل تقیہ ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی جان بچانے کے لئے منہ سے کچھ کہہ لے اور دل ایمان سے مطمئن ہو) اور اپنے والدین کی اطاعت کر اور وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کے ساتھ نیکی کئے جا۔ اور اگر وہ تجھے یہ بھی حکم دیں کہ تو اپنے اہل و عیال کو اور مال کو چھوڑ دے تو ایسا ہی کر اس لئے کہ امور دینوی میں ان کی اطاعت کرنا منجملہ ایمان ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر۔ اس نے عرض کی پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے عرض کی پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔

جناب امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا ابن رسولؐ اللہ! اگر میرے والدین مذہب حق نہ رکھتے ہوں تو کیا میں جب بھی ان کے لئے دعائے خیر کیا کروں؟ فرمایا تو ان کے واسطے دعا بھی مانگ اور ان کی طرف سے خیرات بھی کیا کر۔ اور اگر وہ دونوں زندہ ہوں اور حق کے شناسا نہ ہوں تو بھی ان کے ساتھ مدارات کیا کر اس لئے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی اس لئے مقرر کیا ہے کہ میں بندگان خدا کو صلۂ رحمی کی نصیحت کیا کروں۔ نافرمانیٔ والدین کا حکم دینے کے لئے خدا نے مجھے مبعوث نہیں فرمایا۔

عیون الاخبار میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے گو وہ مشرک بھی ہوں البتہ نافرمانیٔ خدا میں ان کی اطاعت کرنا چاہیئے نہ کسی اور کی کیونکہ ایسے کاموں میں جو خالق کی نافرمانی کا باعث ہوں کسی مخلوق کی اطاعت کرنا حرام ہے۔

مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا معرفتِ باریتعالیٰ کی بہترین قسم ہے اس لئے کہ کوئی عبادت اتنا جلد بندوں کو رضائے خدا تک نہیں پہونچا سکتی۔ جتنا کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمان ماں باپ کی عزت و تعظیم کرنا۔ اس لئے کہ والدین کا حق خدا تعالیٰ کے حقوق سے نکلا ہے بشرطیکہ ماں باپ دونوں دیندار ہوں اور اولاد کو طاعتِ خدا سے منع کر کے اس کی نافرمانی کا مرتکب نہ بناتے ہوں اور یقین سے ہٹ کر شک میں نہ پھنساتے ہوں اور دین سے جدا کر کے دنیا کی طرف رغبت نہ دلاتے ہوں۔ اور اگر وہ دونوں امور مذکورہ کے خلاف کرتے ہوں تو ان کی مخالفت کرنا خدا کی اطاعت ہے اور ان کی اطاعت کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔ اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا البتہ زندگانی دنیا میں تم ان کی مدارات کرتے رہو اور ان کے ساتھ بہ نرمی پیش آتے رہو اور جو تکلیف وہ دیں اس کی برداشت کرتے رہو۔ اسی طرح کہ جس طرح انھوں نے بچپن میں تمھاری خاطر تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اور جتنی وسعت تمھیں خدا نے کھانے پینے میں دے رکھی ہو اس کے مقابلہ میں تم ان کی خدمت بجا لانے میں تنگی نہ کیا کرو۔ اور بگڑ کے ان کی طرف سے منہ نہ پھیرا کرو اور ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کیا کرو کیونکہ ان کی عظمت و بزرگی کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جب ان سے کوئی بات کہا کرو تو اچھی اور نرم زبان سے کہا کرو۔ اس لئے کہ نیکی کرنے والوں کا اجر خدا تعالیٰ برباد نہیں کرتا۔

کافی میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آیۂ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ

نے فرمایا کہ ان والدین سے جن کی شکرگزاری خدا نے واجب کی ہے وہ دو بزرگوار مراد ہیں جن سے علم پیدا ہوا اور جنھوں نے حکمت میراث میں پائی۔ اللہ تعالےٰ نے انہی دونو کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ پھر فرمایا اِلَیَّ الْمَصِیْرُ کے یہ معنی ہیں کہ تمام بندوں کی بازگشت اسی کی حضور میں ہے اور خدا کا راستہ بتلانے والے وہی والدین ہیں۔ پھر داؤد عطف لاکے وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ سے ابن حنتمہ (عمر) اور اس کے یار (ابوبکر) کو مراد لیا ہے اس قول میں عام طور سے انہی کی طرف اشارہ ہے اور خاص طور سے بھی پھر خدا تعالےٰ اپنی وصیت میں یہ فرماتا ہے کہ جب یہ دونوں تم کو اطاعتِ خدا سے تم کو ہٹانا چاہیں تو تم ان کی اطاعت نہ کرو اور ان کی بات نہ سنو۔ پھر خدا نے اپنے قول (وَصَاحِبْهُمَا) کو وَالِدَیْكَ سے ربط دیا اور فرمایا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کی فضیلت لوگوں سے بیان کرو اور لوگوں کو ان کی راہ کی طرف بلاؤ جیساکہ ارشاد باریتعالےٰ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ سے ظاہر ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ تمھاری بازگشت خدا کی طرف ہوگی پھر ہماری طرف پس تم لوگ خدا تعالےٰ سے ڈرو اور والدین کی نافرمانی نہ کیا کرو کیونکہ ان دونوں کی رضامندی خدا تعالےٰ کی رضا کا سبب ہے اور ان کی ناراضی خدائے تعالےٰ کی ناراضی کا باعث۔

**صفحہ ۹۹۳ نوٹ ۶** وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ: تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ کی راہ پر چلو۔ ۱۲

**صفحہ ۹۹۳ نوٹ ۷** مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ رائی کا دانہ مقدار کی کمی کے لئے بطور مثال کے استعمال کیا جاتا ہے اور مطلب یہاں یہ ہے کہ نیکی یا بدی کتنی ہی کم ہو اور خیال میں ہو یا نہ ہو وہ وہاں پیش ضرور کی جائے گی۔ اور حساب ضرور لیا جائے گا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ سے بھی پرہیز کرو کہ اس کا بازپرس کرنے والا موجود ہے کوئی تم میں سے ہرگز ہرگز یہ نہ کہے کہ اب تو میں گناہ کئے لیتا ہوں پھر خدا سے مغفرت مانگ لوں گا۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۹۹۴ نوٹ ۵** تفسیر قمی میں خدا تعالےٰ کے اس قول جو وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ سے شروع ہو کر لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ پر ختم ہوا ہے۔ تفسیر میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں منجملہ ان نصیحتوں کی یہ باتیں بھی تھیں کہ انھوں نے فرمایا اے میرے (پیارے) بیٹے! جس وقت سے تم دنیا میں آئے ہو اس کی طرف پیٹھ کئے ہوئے ہو اور آخرت کی طرف منھ۔ پس وہ مکان جس کی طرف تم چلے جارہے ہو وہ تم سے بہ نسبت اس مکان کے زیادہ قریب ہے جس سے تم ہٹتے جاتے ہو۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو اور مؤدب بیٹھا کرو اور ان سے بیجا جھگڑا نہ کرنا ورنہ وہ تمھیں اپنی صحبت میں آنے سے منع کردیں گے اور دنیا میں سے اتنا لینا جتنا واقعی تمھاری ضرورتوں کو کافی ہو جائے۔ اور بالکل دنیا کو چھوڑ بھی نہ دینا کہ تم اور لوگوں کے اوپر اپنا بار ڈال دو اور اتنا دنیا میں گھسنا بھی نہیں کہ اپنی آخرت کو ضرر پہونچاؤ اور روزہ رکھنا کہ وہ شہوت نفسانی کو کم کردیتا ہے مگر ایسا روزہ نہ رکھنا جو تمھیں نماز سے روکے۔ اس لئے کہ نماز اللہ کو روزے کی نسبت زیادہ پیاری ہے۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! دنیا بڑا گہرا سمندر ہے جس میں بہت سی مخلوق ہلاک ہوچکی ہے۔ بس تم اس میں ایمان کو تو اپنی کشتی قرار دو اور توکل کو اس کا بادبان بناؤ۔ اور تقویٰ کو اپنی زادِ راہ قرار دو پس اگر نجات پا جاؤ تو سمجھنا کہ خدا کی رحمت کے سبب نجات پائی۔ اور اگر نجات نہ پائی تو سمجھنا کہ اپنے گناہوں کے وبال کے سبب نہ پائی۔ اے میرے (پیارے) بیٹے اگر بچپن میں تم ادب سیکھو گے تو بڑے ہو کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ جس کو ادب کی پروا ہوگی وہ اس کا اہتمام بھی کرے گا۔ اور جو اس کا اہتمام کرے گا وہ علم حاصل کرنے کی تکلیف برداشت کرے گا۔ وہ طلب علم کی دقتیں بھی جھیلے گا۔ اور جو طلب علم کی دقتیں جھیل لے گا وہ اس کا نفع بھی حاصل کرلے گا۔ پس تم علم کو عبادت سمجھ کر حاصل کرو کہ اس سے تم اپنے بزرگوں کا نام بھی روشن کرو گے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس سے نفع پہونچاؤ گے۔ امید کرنے والے علم کے سبب سے تمھارے امیدوار بنیں گے اور ڈرنے والے تمھارے علمی دبدبہ سے خائف ہوں گے اور علم کے حاصل کرنے میں سستی کو تو پاس پھٹکنے ہی نہ دینا اور دوسری چیزوں کی اس کے مقابلہ میں طلب نہ کرنا اس لئے کہ اگر طلب دنیا تم پر غالب آگئی تو تم آخرت پر غالب نہ آؤ گے اور جب طلب علم تم سے چھوٹ گئی تو آخرت تم سے ضرور چھوٹ جائے گی۔ اور تم اپنے دن میں رات میں اور گھڑیوں میں اپنی ذات کے لئے طلب علم کا کچھ وقت ضرور رکھو کیونکہ اس سے زیادہ تضیعِ اوقات اور کسی بات کو نہ پاؤ گے کہ علم کے حاصل کرنے کا کوئی وقت ہی نہ رکھو اور بیہودہ جھگڑنے والے سے کبھی بحث نہ کرنا۔ اور عالم دین سے کج بحثی نہ کرنا اور بادشاہ سے کبھی دشمنی نہ کرنا اور ظالمین کے کبھی راستہ نہ چلنا اور نہ کسی ظالم سے کبھی دوستی کرنا اور کسی ایسے فاسق کے بھائی نہ بننا جو بیہودہ بکنے والا ہو۔ اور جو شخص بدنام ہو اس کی صحبت میں نہ بیٹھنا اور علم کو اسی طرح جمع کرنا جیسے روپیہ (پیسہ) جوڑ کے رکھتے ہو۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! اللہ سے اس طرح ڈرنا کہ اگر قیامت کے دن تمام جنوں اور آدمیوں کی نیکی کے برابر نیکی تم لے کر آؤ تب بھی تمھیں یہ خوف ضرور رہے کہ شاید خدا تمھیں عذاب دے دے اور امید خدا سے ایسی رکھنا کہ اگر قیامت کے دن تمام جنوں اور آدمیوں کے برابر تم گناہ بھی لے کر آؤ تو بھی تمھیں اپنی یہی امید ہو کہ خدا تمھیں ضرور بخش دے گا اس پر ان کے بیٹے نے عرض کی کہ بابا جان! دل تو میرا ایک ہی ہے۔ ان دونوں باتوں کو اس میں کیسے جگہ دوں تو حضرت لقمان نے ان سے فرمایا کہ اے میرے (پیارے) بیٹے! اگر مومن کا دل نکال کر دو ٹکڑے کیا جائے تو اس میں دو نور پائے جائیں گے۔ ایک نور خوف خدا کے لئے ہوگا۔ دوسرا رجا (امید) کے لئے۔ اگر ان دونوں کو تولا جائے تو ایک دوسرے سے ذرّہ بھر بھی نہ بڑھے گا۔ پس جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سب کی وہ تصدیق کرے گا۔ اور جو خدا تعالےٰ کے اقوال کی تصدیق کرے گا تو خدا تعالےٰ نے جن چیزوں کے متعلق حکم دیا ہے وہ ان سب کو بجا لائے گا۔ اور جو خدا تعالےٰ کے احکام بجا نہیں لایا اس نے گویا خدا تعالےٰ کے اقوال کی تصدیق بھی نہ کی اس لئے کہ یہ تو ایسے کام ہیں کہ ایک دوسرے کی گواہی دیتے ہیں۔ پس جو اللہ پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے وہ عمل بھی خدا کے لئے خالص کرتا ہے اور جو خالص خدا کے لئے عمل کرتا ہے اس کا ایمان بھی خدا کے لئے سچا ہی ہوتا ہے اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اللہ سے محبت بھی یقینی رکھتا ہے اور جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ خدا کے حکم کی پیروی بھی یقیناً کرتا ہے اور جو خدا تعالےٰ کے حکم کی پیروی کرتا ہے اس کے لئے خدا کی جنت اور خدا کی رضامندی لازم ہے اور جو خدا تعالےٰ کے حکم کی پیروی نہیں کرتا وہ غضب خدا کو سہل سمجھتا ہے اور خدا کے غضب سے ہم تو خدا ہی کی پناہ مانگتے ہیں۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! دنیا کی طرف مائل نہ ہوجیو اور اپنے دل کو اس میں نہ پھنسائیو اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے دنیا سے زیادہ ذلیل کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں کی۔ کیا یہ بات تمھاری سمجھ میں نہیں آتی (اس کی ذلت تو اسی سے ثابت ہے کہ) نہ

دنیا کی نعمتوں کو اطاعت کرنے والوں کی اطاعت کا صلہ قرار دیا ہے۔ اور نہ اس کی تکلیفوں کو نافرمانوں کی نافرمانی کا عذاب ٹھہرایا ہے۔

**صفحہ ۴۹۴ نوٹ ۶** نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نعمت ظاہری تو جناب رسولؐ خدا ہیں اور جو کچھ ان حضرتؐ نے معرفت خدا اور توحید کے بارے میں منجانب اللہ پہونچایا ہے وہ ہے نعمت باطنی ہم اہلبیتؑ کی ولایت اور ہماری مودت و محبت کا عہد جو آنحضرتؐ نے امت سے لیا ہے الاکمال اور المناقب میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ نعمتِ ظاہری سے مراد ہے امام ظاہر اور نعمتِ باطنی سے مراد ہے امام باطن۔ **قول مترجم**:۔ دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اعتقاد ولایت و محبت جیسی خفیہ چیز ہے ویسے ہی امام غائبؑ خفیہ چیز ہے اور جناب رسولؐ خدا اور کتاب خدا اور احادیث آنحضرتؐ جیسی ظاہر۔۔ چیزیں ہیں ویسے ہی امام ظاہر ہے امالی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ یا علیؑ یہ تو بتلاؤ کہ پہلی نعمت جس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کی اور تم پر انعام فرمایا گیا ہے عرض کی کہ وہ یہ ہے کہ اس نے مجھے پیدا کیا حالانکہ پہلے میں کوئی چیز ہی نہ تھا کہ ذکر کیا جاتا آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک۔ اب بتاؤ دوسری کیا ہے؟ عرض کی یہ احسان کہ جب مجھے پیدا کیا تو زندہ پیدا کیا، مُردہ پیدا نہ کیا۔ فرمایا درست ہے۔ اب تیسری بتاؤ فرمایا؟ عرض کی بہتر سے بہتر صورت عطا کی اور مناسب سے مناسب ترکیب سے مجھے بنایا۔ فرمایا بجا ہے۔ چوتھی کیا ہے؟ عرض کی مجھے غور و فکر کرنے والا بنایا۔ بھولنے والا نہ رکھا۔ فرمایا صحیح۔ پانچویں کیا ہے؟ فرمایا ایسی قوتیں عطا کیں جن کے ذریعہ سے جو جو کچھ میں چاہتا ہوں سمجھ لیتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک روشنی دینے والا چراغ میرے لئے مقرر فرمایا۔ ارشاد ہوا سچ ہے اب بتلاؤ چھٹی کیا ہے؟ عرض کی کہ وہ یہ ہے کہ مجھے اپنے دین کی ہدایت فرمادی اور اپنی راہ سے بھٹکنے نہ دیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ ساتویں کیا ہے؟ عرض کی میرے لئے بعد وفات ایک ایسی زندگی مقرر کی ہے جو ختم نہ ہوگی۔ فرمایا درست۔ آٹھویں کیا ہے؟ عرض کی مجھ کو خود مختار اور با اختیار بنایا، غلام اور بے اختیار نہ رکھا۔ فرمایا بجا ہے۔ نویں کیا ہے؟ عرض کی اپنے آسمان و زمین کو اور جو مخلوق ان میں ہے اس کو میرا مطیع کر دیا۔ فرمایا صحیح، دسویں کیا ہے؟ عرض کی یہ کہ مجھے مرد بنایا اور عورتوں کا حاکم مقرر فرمایا، عورت اور محکوم نہیں بنایا۔ فرمایا سچ ہے، اس کے بعد کیا ہے؟ عرض کی یا نبیؐ اللہ! خدا کی نعمتیں ان گنت اور بکثرت ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر ہیں اور خود ہی فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اس پر آنحضرتؐ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو الحسنؑ حکمت اور علم تم کو مبارک ہو، میرے علم کے وارث تم ہو اور میری اُمت میں میرے بعد جو اختلاف بھی واقع ہو اُس کے کھول کر بیان کر دینے والے تم ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹۴ نوٹ ۷** بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ نضر ابن حارث کا قول ہے جس سے جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا تھا کہ خدا کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کر۔ اور اس نے یہ کہا تھا کہ میں تو اسی کی پیروی کروں گا جس کی اپنے باپ دادا کو پیروی کرتے ہوئے پایا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹۷ نوٹ ۲** مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ شب معراج جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ایسا دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک نور کی تختی تھی۔ نہ وہ دائیں طرف متوجہ ہوتا تھا اور نہ بائیں طرف۔ بلکہ مغموم صورت بنائے اس کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کون ہے؟ انھوں نے عرض کی یہ ملک الموت ہیں جو قبض ارواح میں مشغول ہیں۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ مجھے ذرا ان سے قریب کیجئے کہ میں ان سے کچھ بات کروں، انھوں نے ایسا ہی کیا تو میں نے دریافت کیا اے ملک الموت جو شخص بھی مرجاتا ہے وہ تمہارے قبض ارواح کے بعد ہی مرتا ہے نا؟۔۔ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تم ان سب مرنے والوں کے پاس خود جاتے ہو؟ عرض کی جی ہاں تمام دنیا کو خدا تعالیٰ نے میرے ماتحت کر دیا ہے اور مجھے اس پر ایسی قدرت دیدی ہے کہ جیسے ایک روپیہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو کہ وہ جس طرح چاہے اسے اُلٹ پلٹ کرے۔ اور دنیا کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جہاں روزانہ پانچ مرتبہ میں نہ جاتا ہوں۔ اور جب کسی میت کے رشتہ دار اسے روتے ہیں تو میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ تم بیکار روتے ہو میں تو بار بار تمہارے پاس آتا ہی رہوں گا، یہاں تک کہ تم میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ جناب رسولؐ خدا نے یہ سُن کر فرمایا کہ اے جبرئیلؑ موت بڑی بھاری مصیبت ہے، جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ خود موت سے زیادہ بھاری اور زیادہ عظیم ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹۸ نوٹ ۲** المحاسن میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ یا علیؑ شب معراج جب مجھے لے گئے تو میں نے بہشت میں ایک نہر دیکھی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ شیریں اور تیر سے زیادہ راست اور جتنی ستاروں کی تعداد اُتنے اس میں آبخورے اور لوٹے تھے۔ اور اس کے کنارے سُرخ یاقوت اور سفید موتی کے قبے بنے ہوئے تھے بس جبرئیلؑ امین نے جو اپنا بازو جو ایک قبہ سے لگایا تو یکایک اس میں سے مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسی ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، جنت میں ایک درخت ہے جس کے پتوں کے۔۔ پھڑپھڑانے سے تسبیح کی ایک ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جو نہ پہلوں نے سنی ہے نہ پچھلوں نے، اس درخت کا پھل انار کے مانند ہوتا ہے اور اگر ایک پھل کسی شخص کے سامنے ڈالیں اور وہ اسے توڑے تو اس میں سے ستّر ذائقے پیدا ہوں۔ اور مومن نور کی کرسیوں پر ہوں گے، ان کی پیشانیاں چمکتی ہوں گی اور انھیں اختیار دیا جائے گا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں اسی حالت میں اوپر کی طرف سے ایک عورت ان کی طرف جھکے گی جو یہ کہتی ہوگی کہ اے بندۂ خدا سبحان اللہ! کیا تیرے یہاں میری باری نہیں ہے؟ مومن حیران ہو کر سوال کریگا تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہاں تم کو میں نے اس شان سے اس امر کی اطلاع دے دی کہ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھ کر معلوم کر لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۹۸ نوٹ ۳** اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب اور ولید بن عقبہ میں جھگڑا ہو گیا اور ولید فاسق نے یہ کہا کہ واللہ میری زبان آپ سے کہیں زیادہ چلتی ہے اور میں آپ سے بہت بڑھا ہوا نیزہ باز ہوں، اور لشکر میں کھڑا ہوں تو آپ سے کہیں زیادہ شاندار ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہ تو فاسق ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن مجتبیٰؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس کا ایک جزو یہ ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا اے ولید ابن عقبہ واللہ میں تجھ کو علیؑ مرتضیٰ سے بغض رکھنے کے سبب ملامت نہیں کرتا اس لئے کہ ان حضرتؑ نے تجھے شراب پینے کے

سبب اسی کوڑے لگوائے اور بدر کے دن تیرے باپ کو گرفتار کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ مگر تو ان حضرت کو برا کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ خداتعالیٰ نے قرآن کی دس آیتوں میں ان کا نام مومن رکھا ہے اور تیرا فاسق۔ از آنجملہ قول خدا ہے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط ۱۲۔

**صفحہ ۵۰۰ نوٹ ۵** تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی شانِ نزول اس طرح مروی ہے کہ جب حضور سرورِ عالم نے جناب خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد سے عقد کر لیا تو ایک دن وہ جناب مالِ تجارت لے کر بازارِ عکاظ میں تشریف لے گئے۔ وہاں زید کو فروخت کرتے ہوئے پایا یہ بھی دیکھا کہ وہ ذہین و ہوشیار لڑکا ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے اس کو خود ہی خرید لیا۔ جب آنحضرت رسالت پر مامور ہو گئے تو اسے بھی اسلام کی دعوت دی اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور جناب رسول خدا کا غلام کر کے مشہور ہو گیا۔ جب اس کے باپ حارثہ شراحیل کلبی کو زید کا حال معلوم ہوا تو وہ مکّہ میں حضرت ابوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حارثہ جلیل القدر آدمی تھا۔ اس نے کہا اے ابوطالب! میرا بیٹا قید ہو گیا تھا اب مجھے خبر ملی ہے کہ وہ تمہارے بھتیجے کے پاس ہے۔ آپ اپنے بھتیجے سے فرمایئے کہ یا تو اسے میرے ہاتھ بیچ ڈالیں یا اس کا فدیہ لے لیں یا آزاد کر دیں۔ حضرت ابوطالبؑ نے یہ سارا واقعہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے زید کو آزاد کیا۔ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔ پس حارثہ اٹھا اور اس نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ اے فرزند! اب میرے ہمراہ چل اور اپنے حسب و نسب میں جا مل۔ زید نے جواب دیا کہ میں تو جناب رسول خدا کو کبھی نہ چھوڑوں گا اور ہرگز آنحضرتؐ کے قدموں سے جدا نہ ہوں گا۔ حارثہ نے کہا کہ اے فرزند! کیا تو اپنے خاندانی حسب و نسب کو چھوڑ کر قریش کا غلام بننا گوارا کرتا ہے؟ زید نے جواب دیا کہ میں جب تک زندہ ہوں جناب رسول خدا کی خدمت سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔ یہ سُن کر اس کے باپ حارثہ کو غصّہ آیا اور اس نے کہا کہ اے گروہِ قریش! تم سب گواہ رہنا کہ میں زید سے بیزار ہوں اور یہ اس وقت سے میرا بیٹا نہیں ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا اے قوم گواہ ہو کہ زیدؔ اس وقت سے میرا بیٹا ہے میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہو گا۔ پس اس دن سے زیدؔ فرزندِ رسول خدا کہے جانے لگے۔ اور جناب رسول خدا زید سے بیحد محبت رکھتے تھے اور ان کو پیار از زیدؔ فرمایا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو زینبؔ بنت جحشؓ سے زیدؔ کا نکاح بھی کر دیا۔ ایک دن زید آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ دریافت حال کے لئے آنحضرتؐ بہ نفس نفیس زید کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرتؐ نے دروازہ کے کواڑ کھولے۔ زینبؓ بہت حسین عورت تھی۔ وہ اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی خوشبو پیس رہی تھی۔ آنحضرتؐ کی نظر اس پر جا پڑی پس آنحضرتؐ نے یہ دعا پڑھی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ خَالِقِ النُّوْرِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنی "میں تسبیح کرتا ہوں خدا کی جس نے نور کو پیدا کیا ہے اور بڑا برکت والا ہے اللہ جو سب بنانے والوں سے اچھا ہے"۔ پس آنحضرتؐ اُلٹے پاؤں اپنے بیت الشرف کی طرف واپس چلے آئے۔ جب زیدؔ اپنے مکان میں آئے تو زینبؓ نے جناب رسول خدا کا تشریف لانا اور ارشاد فرمانا زیدؔ سے بیان کیا زیدؔ نے کہا اے زینبؓ! تم یہ چاہتی ہو کہ میں تم کو طلاق دیدوں اور جناب رسول خدا تم سے نکاح کر لیں۔ شاید آنحضرتؐ کے دل پر تمہارا اثر ہو گیا ہو۔ زینبؓ نے یہ جواب دیا مجھے یہ ڈر ہے (کہیں) ایسا نہ ہو کہ تم تو مجھے طلاق دے دو اور جناب رسول خدا بھی مجھ سے نکاح نہ کریں۔ پس زید جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ مجھ سے زینبؓ نے ایسا ایسا بیان کیا ہے اگر حضور کی مرضی ہو تو میں زینبؓ کو طلاق دیدوں پھر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے زیدؔ! خدا سے ڈر اپنے گھر کو جا اور زینبؓ کو اپنی زوجیت میں رہنے دے۔ پھر خداوند عالم نے اس واقعہ کو اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ سے وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا تک کی آیتوں میں بیان کیا ہے۔ جب خدا نے بالائے عرش حضور سرورِ عالم کا نکاح زینبؓ کے ساتھ کر دیا تو منافقوں نے کہا دیکھو ہم پر تو بیٹوں کی بیبیاں حرام کر دی ہیں اور خود اپنے بیٹے زیدؔ کی زوجہ سے اپنا نکاح کر بیٹھے۔ پس خداتعالےٰ نے ان کی رد میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ يَهْدِي السَّبِيْلَ ٥

**صفحہ ۵۰۱ نوٹ ۱** تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے عزّ وجلّ نے مومنین کو رسولؐ کی اولاد اور رسولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیا ہے۔ مومنین میں سے جو شخص اپنی حفاظت نہ کر سکے۔ اور اس کے پاس مال نہ ہو اور اس کا کوئی ولی نہ ہو تو خدا نے اپنے رسولؐ کو اس کا ولی بنایا ہے اور مومنین کے نفسوں پر رسولؐ کو حاکم مقرر کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت نے غدیرِ خُم کے مقام پر ارشاد فرمایا۔ اَيُّهَا النَّاسُ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ "اے لوگو! کیا میں تمہارے نفسوں پر حاکم نہیں ہوں؟" سب نے جواب دیا بیشک آپ ہمارے حاکم ہیں۔ پس حضرتؐ نے ان لوگوں پر اپنی ولایت کی طرح امیر المومنینؑ کی ولایت بھی واجب و لازم فرما دی اور ارشاد فرمایا اَلَا فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ خبردار ہو جاؤ جس کا میں حاکم اور مولا ہوں یہ علیؑ ابن ابیطالب بھی اس کے حاکم و مولا ہیں۔ جبکہ خدا نے اپنے رسولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیدیا اور ان کی کفالت اور یتیموں کی تربیت آنحضرتؐ پر لازم فرمائی تو آنحضرتؐ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی مر جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا اور اگر وہ مقروض مریگا اور جائداد چھوڑ ے گا تو اس کا قرض میں ادا کر دوں گا اور جائداد میری طرف منتقل ہو جائے گی پس خداتعالےٰ نے جناب رسول خدا پر مومنین کے وہ حقوق واجب کئے جو باپ پر اولاد کے ہوتے ہیں اور مومنین پر وہ حقوق واجب فرمائے جو اولاد پر باپ کے ہوتے ہیں۔ مثلاً اطاعت وغیرہ اور جو باتیں جناب رسول خدا پر واجب ہوئی تھیں وہ سب آنحضرتؐ کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے گیارہ اماموں پر لازم ہوئیں۔ اور اس دعوے پر کہ جناب رسول خدا اور جنابِ امیر المومنین تمام مسلمانوں کے باپ ہیں خدا کا یہ قول وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا دلیل ہے اس لئے کہ اس آیت میں والدین سے جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنینؑ مراد ہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہود عام طور پر ایمان اسی آیت کے سبب سے لائے کہ انھوں نے سمجھ لیا کہ ہماری جانیں اور ہمارے بال بچّے سب مامون و محفوظ رہیں گے۔

عللُ الشرائع میں ہے کہ جناب امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ جناب رسول خدا کی کنیّت ابوالقاسم کیوں قرار پائی؟ فرمایا وجہ یہ ہے کہ ان جنابؐ کا ایک فرزند تھا جس کا نام قاسم تھا اسی کے نام پر آنحضرتؐ کی کنیّت ابوالقاسم قرار پائی۔ پھر سائل نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! اگر حضور مجھے اس قابل جانتے ہوں تو کچھ اور توضیح فرما دیجئے۔ فرمایا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ابن ابیطالب اس امت کے باپ ہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں اے فرزند رسولؐ مجھے معلوم ہے۔ فرمایا تم یہ بھی جانتے ہو کہ جناب رسول خدا ساری امّت کے باپ ہیں اور امّت میں جناب علیؑ ابن ابیطالب بھی داخل ہیں۔ اس نے عرض کی بیشک! فرمایا یہ بھی تم کو علم ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب جنت و نار کے قاسم ہیں۔؟ اس نے عرض کی ہاں یا ابن رسول اللہ! فرمایا پس اسی لئے حضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی کہ وہ قاسم جنت و نار کے باپ ہیں۔ اس نے عرض کی اے مولا! جناب رسول خدا کے باپ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس طرح باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام امت پر جناب رسولؐ

خدا مہربان تھے۔ اور ساری امت سے جناب علیؑ ابن ابیطالب افضل ہیں اور جناب رسولؐ خدا کے بعد جناب علیؑ ابن ابیطالب اُمّتِ رسولؐ پر مثل رسولؐ کے مہربان تھے اس لئے کہ وہ حضرتؑ جناب رسولؐ خدا کے وصی اور خلیفہ اور اُمّت کے امام تھے اسی وجہ سے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اس امت کا باپ ایک میں ہوں دوسرے علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ پھر بالائے منبر ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرضہ یا جائیداد چھوڑے اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔ اور اس کی جائیداد میرا حق ہے۔ اور اگر مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کو ملے گا۔ پس اسی سبب سے جناب رسولؐ خدا بہ نسبت اپنے امتیوں کے ان کے ماں باپ سے اور ان کے نفسوں سے اولےٰ ہوئے اسی طرح آنحضرتؐ کے بعد جناب امیرالمومنینؑ سب سے اولےٰ قرار پائے اور جو بات جناب رسولؐ خدا کو اُمّت کے مقابلہ میں حاصل تھی وہی جناب امیرالمومنین کو حاصل ہوئی۔

کافی میں سلیم ابن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن جعفر طیارؓ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور جناب امام حسن اور جناب امام حسینؑ علیہ السلام اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ اور عمر بن ام سلمہ اور اسامہؓ بن زید بھی وہاں موجود تھے۔ پس مجھ سے اور معاویہ سے ایک امر میں گفتگو ہونے لگی۔ میں نے معاویہ سے کہا کہ میں نے خود سنا ہے کہ جناب رسولؐ خدا فرما رہے تھے کہ میں تمام مومنوں کے نفسوں پر حاکم ہوں پھر میرے بعد علیؑ ابن ابیطالب میرے بھائی تمام مومنین پر حاکم ہیں۔ علیؑ کی شہادت کے بعد ان کے بڑے بیٹے حسنؑ ابن علیؑ تمام مومنوں کے حاکم ہیں پھر ان کے بعد میرا فرزند علیؑ ابن الحسینؑ تمام مومنوں پر حاکم ہے۔ اے علیؑ! تم علیؑ ابن الحسینؑ کو دیکھو گے۔ پھر علیؑ بن الحسینؑ کا فرزند محمدؐ بن علیؑ تمام مومنوں کا حاکم ہے۔ اور اے حسینؑ تم محمدؐ بن علیؑ کو دیکھو گے۔ پھر آنحضرتؐ نے بارہ اماموں کا شمار پورا کیا ان میں سے نو امام حسینؑ بن علیؑ کی نسل سے ہوں گے۔ حضرت عبداللہؓ ابن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور عمر بن اُمّ سلمہؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ سے گواہی طلب کی۔ ان سب نے معاویہ کے سامنے میرے کلام کی تصدیق کی۔ سُلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذرؓ اور حضرت مقداد سے بھی سُنی ہے اور انھوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ہم نے جناب رسولؐ خدا سے یونہی سنا ہے۔

**صفحہ ۵۰۳ نوٹ ۱** پس ذرا کمرِ ہمت چست باندھو، زمین عرب میں چلو پھرو، اور جتنے تمھارے ہم سوگند قبیلے ہیں ان سب کا اجماع کرو تاکہ ہم سب یک لخت مدینہ پر حملہ کریں کہ میری قوم کے سات سو مردان شبلی یعنی بنی قریظہ ابھی مدینہ ہی میں موجود ہیں اور گو محمدؐ کے اور ان کے مابین عہد و پیمان ہے مگر میں ان کو اس پر آمادہ کر دوں گا۔ کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں اور ان کے برخلاف ہو کر ہمارا ساتھ دیں۔ پس تم اہل مدینہ پر بلندی کی طرف سے حملہ کرو اور وہ پستی کی طرف سے کریں گے اور یہ بنی قریظہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر اس موضع میں رہتے تھے جس کا نام بیر بنی المطلب ہے۔ غرض حی ابن اخطب سردار ان قریش کے ساتھ قبائل عرب میں چلا پھرا جس سے دس ہزار سے زائد آدمی جمع ہو گیا جن میں اقرع بن حابس اور رئیس کنانہ اور عباس ابن مرداس رئیس بنی سلیم اور عرب کا نامی پہلوان عمرو ابن عبدود بھی تھے۔ اس وقت جناب رسولؐ خدا کے اصحاب کی تعداد صرف سات سو تھی جس سے آنحضرتؐ نے اس لڑائی کے بارے میں مشورہ کیا (حضرت سلمانؓ فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ کس طرح دیا، جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے دعوت کیونکر کی۔ علما یہود نے اپنے لوگوں سے توریت سے آنحضرتؐ کے فضائل کس کس طرح بیان کئے ہیں۔ عمر ابن خطاب نے اصحاب رسولؐ خدا کو عمرو ابن عبدود سے کیسا کیسا ڈرایا اور بالآخر تن وتنہا جناب امیرالمومنینؑ علیؑ مرتضیٰ صلوات اللہ سلامہ علیہ نے عمر کے اس ہیجا عمرو کو بیجان کر کے شکر اسلام کو کیونکر سرخرو کیا، اور جناب رسولؐ خدا کی زبان مبارک سے جو حقیقتہً خدا کی زبان تھی جناب علیؑ مرتضیٰ کی ضربت کی کیسی تعریف ہوئی۔ ملاحظہ کیجئے)۔ ۱۲ اس وقت حضرت سلمان فارسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! چھوٹا گروہ بڑے گروہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیا تدبیر کرنی چاہیئے؟ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم ایک خندق کھود دیے لیتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ ہو جائے۔ کہ ان سے مقابلہ ممکن ہو اور ان کے لئے یہ ناممکن ہو کہ ہر طرف سے ہم پر آن پڑیں ہم عجمیوں کا ملک فارس میں یہی دستور ہے کہ جب دشمن کا گروہ کثیر ہم کو آ گھیرتا ہے تو ہم لوگ خندقیں کھود لیا کرتے ہیں۔ اس طرح سے عرب ایک خاص جگہ میں محدود ہو جائیں گے۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ حضرت سلمانؓ کی رائے بہت ٹھیک ہے جناب رسولؐ خدا نے کوہِ احد کی جانب راتج تک زمین ناپنے کا حکم دیا اور انصار و مہاجرین میں سے ہر ایک کے لئے بیس بیس قدم اور تیس تیس قدم زمین کھودنے کے لئے مقرر کر دی۔ وہ سب خندق کنی میں مصروف ہو گئے۔ کُدالیں اور آلات پیمائش حاضر کئے گئے اور جناب رسولؐ خدا خود اپنے دست مبارک میں کُدال لے کر مہاجرین کی حد میں زمین کھودنے لگے۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام مٹی باہر پھینکتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم کو پسینہ آ گیا۔ اور تھک گئے۔ فرمایا یہ اس دنیا کی راحت تو کوئی چیز نہیں اصلی راحت آخرت کی راحت ہے۔ خدایا تو انصار و مہاجرین کے گناہ بخش دے۔ پس جب اصحاب نے خود آنحضرتؐ کو سرگرم پایا تو سب کے سب خندق کھودنے میں دل توڑ کوشش کرنے لگے۔ اور (جلد جلد) مٹی باہر پھینکنے لگے۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ لوگ خندق کھودنے کے لئے سویرے ہی سویرے حاضر ہو گئے اور جناب رسولؐ خدا مسجد فتح میں آ بیٹھے مہاجرین و انصار برابر کھودتے چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک بڑا پتھر نمودار ہوا جس میں کُدالیں اثر نہ کرتی تھیں۔ اصحاب نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اطلاع کے لئے بھیجا۔ جابرؓ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوئے تو دیکھا وہ جناب ردائے مبارک سر کے نیچے رکھے ہوئے شکم اقدس پر پتھر باندھے ہوئے چت لیٹے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ایک بڑا سخت پتھر نمودار ہو گیا ہے جس پر بیلچے اور کُدالیں تک اثر نہیں کرتیں (اب ہم کیا کریں؟ یہ سُن کر) آنحضرتؐ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پتھر کے پاس تشریف لائے اور ایک ظرف میں پانی طلب کیا۔ جس سے پہلے چہرۂ انور دھویا۔ پھر دونوں باہیں۔ پھر سرِ مبارک کا مسح فرمایا۔ پھر دونوں پاہائے مبارک کا مسح کیا۔ پھر تھوڑا سا پانی پیا اور تھوڑا سا پانی لے کر منہ میں اس کو حرکت دی۔ پھر اس پتھر پر کلی کر دی۔ پھر ایک کدال لے کر اس پر ماری۔ کدال پڑتے ہی ایک بجلی سی چمکی جس کی روشنی میں ہم نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔ پھر ایک چوٹ اور لگائی اس سے (بھی) ایک روشنی چمکی جس میں ہم کو مدائن کے محل نظر آئے۔ پھر ایک ضرب اور لگائی۔ اس سے ایک اور روشنی پیدا ہوئی جس میں ہم کو ملک یمن کے قصر دکھائی دیئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب خداوند عالم تمھارے ہاتھوں پر ان مقامات کو جو اس کی چمک میں معلوم ہوئے ہیں فتح کر دے گا۔ اب وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس طرح کھود لیا گیا جیسے بسہولت ریت کھود لی جاتی ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے آنحضرتؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ جناب بھوکے ہیں۔ لہٰذا میں نے عرض کیا کہ ایک بکری اور ایک صاع جو تو موجود ہیں۔ فرمایا اچھا جاؤ جو کچھ تمھارے یہاں ہے اس کا کھانا تیار کراؤ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ حکم سنتے ہی میں اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ کو آٹا پیسنے کا حکم دیا۔ وہ آٹا پیسنے لگی میں نے بکری کو ذبح کیا اور اس کی کھال جدا کر کے گوشت کے ٹکڑے پارچے بنا دیئے۔ اور اپنی زوجہ سے کہا آٹے کی روٹیاں پکالو اور گوشت کا سالن اور کباب تیار کرلو۔ جب وہ کھانا پکا چکی تو میں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہو جائیں ہم کھانا تیار کر چکے۔ اب جس جس کو

مناسب جانیے ہمراہ لے چلئے۔ پس آنحضرتؐ خندق کے کنارے تشریف لائے اور بآواز بلند فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جابرؓ کے ہاں چلو۔ جابرؓ کہتے ہیں اس وقت خندق کے کام میں سات سو آدمی لگے ہوئے تھے۔ وہ سب کے سب نکل آئے۔ اب آنحضرتؐ ان میں سے جس کے پاس سے گزرتے تھے یہ فرماتے جاتے تھے کہ جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ حال دیکھ کر میں آگے بڑھا۔ اور اپنے گھر جا کر اپنی زوجہ سے میں نے یہ ذکر کیا۔ کہ خدا کی قسم جناب رسولؐ خدا اتنے آدمیوں کو ساتھ لا رہے ہیں کہ تم کو ان سب کے کھانا کھلانے کی طاقت نہیں ہے۔ ان کی زوجہ نے پوچھا صاحب! تم نے جناب رسولؐ خدا کو کھانے کی مقدار بھی بتادی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ زوجہ بولی تو جتنوں کو بھی وہ ساتھ لا رہے ہیں وہ جانیں (اور ان کا کام) پس آنحضرتؐ جابر کے گھر آئے اور ہنڈیا کی طرف نظر فرمائی۔ اور جابر کی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا سا اس میں انڈیل دے اور تھوڑا سا باقی رہنے دے۔ پھر تنور کو دیکھا اور حکم دیا اس میں سے کچھ روٹیاں نکال لے اور کچھ باقی رہنے دے۔ پھر ایک بڑا سا کاسہ طلب کیا روٹیاں اس میں چور کی گئیں اور فرمایا کہ اے جابر! میرے پاس دس دس کو لاتے جاؤ۔ بس میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ دسوں آدمی سیر ہو گئے۔ حالانکہ کھانے پر صرف انگلیوں کے نشان ہی نشان معلوم ہوئے۔ ورنہ کھانا بجنسہ موجود رہا۔ پھر آنحضرتؐ نے بکرے کا دست مانگا اُسے بھی ان دس آدمیوں نے خوب کھایا۔ بعد ان کے اور دس آدمی بٹھائے گئے۔ وہ بھی خوب سیر ہو گئے۔ اور ان کی انگلیوں کے نشان ہی کھانے پر نظر آئے۔ پھر ان کے لئے بھی بکری کا دست حضرتؐ نے طلب فرمایا۔ میں نے حاضر کیا اسے بھی ان دس آدمیوں کو کھلایا۔ پھر اس دسترخوان پر دس آدمیوں کی تیسری صف بٹھائی گئی۔ جب وہ لوگ بھی کھانا کھا چکے تو حضرتؐ نے فرمایا ان کے لئے بھی ایک دست لاؤ۔ میں نے حاضر کرنے کے بعد عرض کی یارسولؐ اللہ! بکری کے دست کئے ہوتے ہیں فرمایا دو ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کی خدا کی قسم تین دست تو میں لا چکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابر! اگر تم خاموش رہتے تو میں کل آدمیوں کو اسی طرح دست کھلائے جاتا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح دس دس آدمیوں کو لا کر کھانے پر بٹھاتا رہا اور وہ سب اچھی طرح سیر ہوتے گئے۔ پھر بھی کھانا اتنا بچ رہا کہ ہم کئی روز تک کھاتے رہے۔ المختصر اب جناب رسولؐ خدا نے خندق کھودلی اور اس کے آٹھ دروازے رکھے اور ہر دروازہ پر ایک شخص کو مہاجرین میں سے اور ایک شخص کو انصار میں سے مع چند چند آدمیوں کے محافظ مقرر فرمادیا۔ اور قریش کے آنے سے تین روز پہلے خندق ہر طرح تیار ہو گئی۔ پھر قریش اور بنی کنانہ اور بنی سلیم اور بنی ہلال وارد ہوئے اور موضع زغابہ میں اترے پھر قریش آگے بڑھے ان کے ہمراہ حیّ بن اخطب بھی تھا۔ قریش تو وادئ عقیق میں ٹھہر گئے اور حیّ ابن اخطب رات کے وقت بنی قریظہ کے پاس آیا۔ وہ لوگ اپنے قلعہ میں تھے اور عہد جناب رسولؐ خدا سے کر چکے تھے۔ اس پر قائم تھے۔ پس حیّ ابن اخطب نے قلعہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ کعب بن اسید نے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی تو اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ یہ تیرا بھائی ہے جس نے اپنی قوم میں تو نحوست پھیلادی اب یہاں آیا ہے کہ ہم پر بھی اپنی نحوست کا اثر ڈالے ہم کو ہلاک کرے اور ہم کو یہ مشورہ دے کہ محمدؐ (مصطفٰیؐ) کے اور ہمارے مابین جو عہد ہے اسے ہم توڑ دیں حالانکہ محمدؐ (مصطفٰیؐ) نے اپنے عہد کو (برابر) پورا کیا ہے۔ اور پڑوسیوں کے ساتھ جو اچھے سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے وہ ہمارے ساتھ مدنظر رکھا ہے یہ کہکر اپنے محل سے اترا اور دروازے پر آکر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں حیّ ابن اخطب ہوں۔ میں تیرے پاس دائمی عزت لے کر آیا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ تو میرے لئے دائمی ذلت کا سامان لے کر آیا ہے وہ بولا اے کعب! قریش مع اپنے سرداروں اور افسروں اور بنی کنانہ کے جو ان کے ہم قسم ہیں وادئ عقیق میں اترے ہوئے ہیں۔ اور بنی فزارہ اپنے افسروں سمیت زغابہ میں مورچہ بندی کئے ہوئے ہیں۔ اور بنی سلیم وغیرہ کا لشکر قلعۂ بنی زبیان کے قریب پڑا ہوا ہے۔ اتنی کثیر التعداد فوج سے محمدؐ اور ان کے اصحاب بچ کر کہیں بھی نہیں جاسکتے اے کعب! تو دروازہ کھول دے اور جو عہد تو نے محمدؐ (مصطفٰیؐ) سے کیا ہے اسے توڑ دے۔ کعب نے جواب دیا کہ میں تیرے لئے ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تو جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا۔ حیّ نے کہا تو اس لئے دروازہ نہیں کھولتا کہ اگر ہم لوگ تیرے پاس آئیں گے تو تجھے کھانا کھلانا پڑے گا میں تجھے اس تکلیف کی معافی دیتا ہوں۔ اب تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے عجیب ترکیب سے یہ میرے پاس آنے کی راہ اختیار کی ہے۔ پھر اپنے ملازموں کو دروازہ کھولنے کا حکم دے دیا۔ جب دروازہ کھولا گیا حیّ ابن اخطب اندر آیا تو اس نے کہا اے کعب! جو عہد محمدؐ (مصطفٰیؐ) کے اور تیرے مابین ہے اسے توڑ دے۔ اور میری رائے رد نہ کر اس لئے کہ محمدؐ اتنے بڑے گروہ سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ اگر تو نے یہ وقت کھو دیا تو پھر ایسا وقت تیرے ہاتھ کبھی نہ آئے گا۔ پس کعب نے قلعہ والوں میں سے سرداران یہود مثل غزال بن شمول۔ یاسر بن قیس۔ رفاعہ بن زید۔ زبیر بن باطا کو جمع کر کے کہا تم لوگوں کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟۔ سب نے جواب دیا اے کعب! تو ہمارا سردار ہے ہم تیرے فرمانبردار اور ہم عہد ہیں اگر تو محمدؐ (مصطفٰیؐ) کا معاہدہ توڑے گا تو ہم بھی توڑ دیں گے۔ اگر تو باقی رکھے گا تو ہم بھی باقی رکھیں گے۔ اگر تو (لڑنے کے لئے قلعہ سے) باہر نکلے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ نکل پڑیں گے اس کے بعد زبیر بن باطا جو سب میں بوڑھا اور تجربہ کار آدمی تھا آنکھیں اس کی جاتی رہی تھیں بولا میں نے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب توریت میں پڑھا ہے کہ خداوند عالم آخر زمانہ میں ایک رسولؐ مبعوث فرمائے گا جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اسی مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اور بغیر زین کے گدھے پر سوار ہوگا۔ سر پر عمامہ باندھے گا۔ تھوڑے سے چھواروں اور قلیل غذا پر گزران کر لیا کرے گا۔ ہنس مکھ اور بڑا لڑنے والا ہوگا۔ آنکھوں میں اس کی سرخی ہوگی۔ دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔ جب وہ اپنے کندھے پر تلوار رکھے گا پھر وہ کسی کی پروا نہ کرے گا۔ اس کی سلطنت وہاں تک پہونچ جائے گی جہاں تک سوار اور پیدل بھی نہیں جاسکتے ہیں۔ یعنی سمندر تک۔ پس اگر یہ وہی ہے تو یہ جماعت اس کو مغلوب نہیں کر سکتی (سُنو!) اگر وہ بڑے بڑے پہاڑوں کا قصد کرے تو ضرور ان پر غالب آجائے گا۔ حیّ بن اخطب نے جواب دیا یہ وہ نبی نہیں ہے۔ (جس کی صفت تم نے بیان کی) وہ تو بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ یہ تو عرب کا باشندہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہے اور کبھی بنی اسرائیل اس شخص کی اطاعت نہیں کر سکتے جو اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہو کیونکہ خدا نے بنی اسرائیل کو تمام آدمیوں پر بزرگی اور فضیلت دی ہے اور نبوت و سلطنت انہی میں مقرر کی ہے۔ اور حضرت موسٰیؑ نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم لوگ کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہماری موجودگی میں ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھا جائے۔ اور محمد (مصطفٰیؐ) کے پاس کوئی معجزہ نہیں ہے۔ البتہ انھوں نے جادو کر کے ایک جماعت کو اپنے پاس اکٹھا کر لیا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اسی جادو کے زور سے ان سب پر بھی غالب آجائیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ان لوگوں کو ان کی رائے سے ہٹا دیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی بات مان لی۔ اب اس نے ان سے کہا لاؤ وہ عہد نامہ نکالو جو تمھارے اور محمدؐ (مصطفٰیؐ) کے مابین ہے۔ پس ان لوگوں نے حیّ بن اخطب کو وہ عہد نامہ دے دیا۔ اس نے وہ کاغذ لیا اور پھاڑ ڈالا۔ پھر بولا بات پکی ہو چکی۔ اب تم سب کے سب لڑائی کے لئے مہیا ہو جاؤ اور سامان جنگ

درست کرلو۔ جناب رسولؐ خدا کو اس واقعہ کی خبر پہونچی جس کی وجہ سے وہ جناب بے حد غمگین ہوئے اور تمام صحابی خوف زدہ ہو گئے۔ پس آنحضرتؐ نے سعد بن معاذ اور اُسید بن حصین سے کہ یہ دونوں قبیلہ اوس سے تھے اور اس قبیلہ میں بنی قریظہ میں قسم ہو چکی تھی فرمایا تم دونوں جاؤ اور بنی قریظہ کو دیکھو کہ وہ کس شغل میں ہیں اور اگر انھوں نے میرا عہد توڑ دیا ہو تو جب تک تم میرے پاس واپس نہ آجاؤ کسی پر اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور (میرے پاس آکر) مجھ سے عضل والقارۃ کہہ دینا۔ پس یہ دونوں دروازہ قلعہ کے پاس پہونچے اوپر سے کعب نے جھانکا اور دونوں کو دیکھ کر سعد کو اور جناب رسولؐ خدا کو ناسزا کہنے لگا سعد نے جواب دیا کہ اے کعب تو لومڑی .. (کے مانند) ہے کہ بھٹ میں بیٹھا ہوا ہے تو قریش کا ساتھی ہو گیا۔ اب جناب رسولؐ خدا تیرے قلعہ کا محاصرہ کریں گے اور تجھے ذلت دیں گے۔ اور تیری گردن ماریں گے یہ کہہ کر وہ دونوں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پلٹ آئے اور عرض کی عضل والقارۃ۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا یہ تو ہماری ہی مصلحت کے موافق ہے ہم نے ہی انکو ایسا کرنے کا مشورہ دے دیا ہے۔ اور یہ فرمانے کی بنا یہ تھی کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں قریش کے جاسوس لگے ہوئے تھے جو یہاں کی خبریں وہاں پہونچایا کرتے تھے۔ یہ ایک مثل ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ عضل اور قارۃ (مطلب یہ ظاہر کرنا ہوتا تھا کہ جن کی خبر ملنا مقصود ہے انھوں نے غدر کیا) حی بن اخطب گروہ قریش اور ابوصفیان کے پاس آیا اور ان کو یہ خبر دی کہ بنی قریظہ نے وہ عہد جو ان کے اور جناب رسولؐ خدا کے درمیان میں تھا اس کو توڑ دیا یہ خوشخبری پاکر قریش بہت خوش ہوئے۔ جب رات ہو گئی تو نعیم بن مسعود اشجعی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ قریش کے آنے سے تین روز پہلے اسلام لا چکا تھا۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی رسالت کی تصدیق کر چکا ہوں اور (مصلحتاً) کفار سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا ہے اگر حضورؐ کا حکم ہو تو میں معرکۂ جنگ میں اپنی ذات سے حاضر ہو کر آپ کی نصرت کروں یا ارشاد ہو تو جا کر یہود اور قریش میں تفرقہ ڈال دوں تاکہ یہودی اپنے قلعہ سے قریش کی مدد کے لئے قدم باہر نہ نکالیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ایسی ہی تدبیر کر جس سے ان دونوں میں پھوٹ پڑ جائے یہی میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے نعیم نے عرض کی اتنی اور اجازت دیجیئے کہ جو کچھ بھی میرے دل میں آئے میں حضور کی شان میں (پس غیبت) کہوں۔ فرمایا جو مصلحت سمجھنا وہ کہہ دینا۔ پس نعیم (اسی وقت) ابوسفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا جو محبت اور خلوص مجھے تم لوگوں سے ہے اسے تم خوب جانتے ہو۔ خدا تم کو تمھارے دشمنوں پر کامیاب کرے مجھے پکی خبر پہونچی ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ یہودیوں سے مل گئے ہیں اور ایکا کر لیا ہے اور اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہود تمھارے لشکر میں آملیں اور موقع پا کر تمھیں قتل کر دیں اور محمدؐ نے ان لوگوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ اگر تم لوگ اس کام کو انجام دے دو گے تو جو نقصان تم کو بنی نضیر اور بنی قینقاع نے پہونچایا ہے اس کی تلافی کر دی جائے گی۔ جو مال انھوں نے تمھارا لے لیا ہے واپس دلوا دیا جائیگا۔ میری رائے تو ہرگز یہ نہیں ہے کہ تم یہود کو اپنے لشکر میں شریک کرو جب تک کہ ان میں سے (کسی سردار) کو ضامن نہ بنالو۔ اور اسے مکہ نہ بھیج دو کہ اس صورت میں تم لوگ یہود کے مکر و فریب سے محفوظ رہ سکو گے۔ ابوسفیان نے کہا خدا تجھے توفیق اور جزائے خیر عطا فرمائے کہ تو نے مجھے بڑی نصیحت کی۔ نعیم کا مسلمان ہو جانا اس وقت تک نہ ابوسفیان کو معلوم ہوا تھا اور نہ کسی یہودی کو پس وہ جلدی سے بنی قریظہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا اے کعب! تجھے معلوم ہے کہ مجھے تجھ سے کتنی دلی محبت ہے مجھے سچی خبر پہونچی ہے کہ ابوسفیان نے اپنے لشکر کو یہ مشورہ دیا ہے کہ لڑائی کے وقت بنی قریظہ کو آگے رکھنا چاہیئے کہ اگر ان کی فتح ہوئی تو ہماری ہی بات بڑھے گی اور ہمارا ہی نام ہو گا اور اگر ہم نے شکست کھائی تو بنی قریظہ ہی قتل ہوں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ جب تک تم قریش کے دس سردار بطور ضمانت و رہن اپنے قلعہ میں نظر بند نہ کر لو ہرگز قریش کو شریک جنگ نہ بناؤ۔ دیکھو! اگر قریش کامیاب نہ ہو سکیں تو تم یہ کہہ دینا کہ جب تک ہم سے محمدؐ (مصطفےٰ) دوبارہ عہد و پیمان نہ کر لیں ہم تمھارے آدمی واپس نہ دیں گے۔ اے کعب! یاد رکھ اگر قریش کی شکست ہو گئی اور وہ میدان سے بھاگ گئے تو محمدؐ (مصطفےٰ) تم سے ضرور لڑیں گے اور تم کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا یہ تو تم نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ اور ہمیں بہت اچھی صلاح دی۔ جب تک ہم قریش سے ان کے سرداروں کو لے کر اپنے قلعہ میں بطور رہن اول نہ رکھیں گے ہم میں سے ایک بھی قلعہ سے باہر نہ نکلے گا۔

المختصر اب قریش (لشکر آراستہ کرنے کے بعد) آگے بڑھے جب انھوں نے خندق دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ مکر ہے جس سے عرب پہلے سے آگاہ نہ تھے کسی نے کہا کہ یہ تدبیر اس فارسی نے بتلائی ہے جو محمدؐ (مصطفےٰ) کے ہمراہ ہے۔ اثنا سُن کر عمرو ابن عبدود اور ہبیرہ بن وہب اور ضرار بن خطاب خندق کے پار ہو گئے اور گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے لشکر اسلام کے مقابل آگئے۔ جناب رسولؐ خدا نے اپنی فوج کے پرے اپنے سامنے جمائے تھے۔ جونہی مسلمانوں نے عمرو کو دیکھا سب کے سب خوف زدہ ہو کر جناب رسولؐ خدا کے پیچھے آگئے اور آنحضرتؐ کو آگے دھر لیا۔ مہاجرین میں سے ایک شخص (عمر بن خطاب) نے اپنے ساتھی سے کہا جو اس کے پہلو میں تھا دیکھتے ہو تم اس شیطان عمرو کو خدا کی قسم کوئی بھی تو اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چلو محمدؐ کو اس کے سامنے کر دیں کہ وہ ان کو قتل کر ڈالے اور ہم سب کے سب اپنی قوم سے جا ملیں۔ پس خدائے عزّ و جلّ نے اسی وقت یہ آیت قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ سے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا تک نازل فرمائی اور عمرو بن عبدود نے زمین میں اپنا نیزہ گاڑ دیا اور گھوڑے کو کاوہ دینے لگا۔ اور یہ رجز پڑھنے لگا ؎

وَلَقَدْ بُحِحْتُ مِنَ النِّدَاءِ بِجَمْعِكُمْ هَلْ مِنْ مُبَارِزْ ۔۔۔ وَوَقَفْتُ إِذْ جَبُنَ الشُّجَاعُ مَوَاقِفَ الْقِرْنِ الْمُنَاجِزْ

إِنِّي كَذٰلِكَ لَمْ أَزَلْ مُتَسَرِّعًا نَحْوَ الْهَزَاهِزْ ۔۔۔ إِنَّ الشَّجَاعَةَ فِي الْفَتَى وَالْجُوْدَ مِنْ خَيْرِ الْغَرَائِزْ

ترجمہ:۔ میں تم سب ہی سے تو باآواز بلند یہ کہتے کہتے تھک گیا ہوں کہ آیا تم میں کوئی لڑنے والا ہے جو نکلے۔ میں بہادر اور دلیر شخص کی جگہ کھڑا ہوا ہوں جہاں کہ شجاع بھی بزدلی کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ لڑائی اور مصائب کی طرف بھی میں ایسا ہی جھپٹ کر جاتا رہا۔ واقعی بات یہ ہے کہ نوجوان میں شجاعت اور سخاوت ہی بہترین اخلاق ہیں۔

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کتے کے بھونکنے کو بند کر دے کسی نے آنحضرتؐ کی بات کا جواب نہ دیا صرف امیرالمومنین علیہ السّلام لبیک کہ کر آئے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! میں اس کے مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ قول مترجم:۔ بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ سب اصحاب سے .. جناب رسولؐ خدا نے تین مرتبہ یہ خطاب فرمایا مگر ہر مرتبہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام ہی نے جواب دیا۔ بالآخر آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یہ عمرو بن عبدود فارس یلیل (شہسوار میدان یلیل) ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی تو علیؑ ابن ابیطالب ہوں! حضرتؐ نے فرمایا علیؑ میرے قریب آؤ جب وہ جنابؑ قریب گئے تو جناب رسولؐ خدا نے آپ کے سر مبارک پر اپنے دست اقدس سے عمامہ باندھا اپنی تلوار ذوالفقار ان جناب کو عطا فرمائی اور ارشاد کیا اے علیؑ جاؤ

اور اسی تلوار سے لڑو اور یہ دعا بھی دی اَللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ۔ یا اللہ! تو آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں اوپر سے نیچے سے علیؑ کی حفاظت کیجیو۔" پس جناب امیرالمومنینؑ دوڑتے ہوئے اس کی طرف چلے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

لَا تَعْجَلَنَّ فَقَدْ اَتَاكَ مُجِیْبُ صَوْتِكَ غَیْرُ عَاجِزْ ۔۔۔ ذُوْ نِیَّةٍ وَّ بَصِیْرَةٍ وَّ الصِّدْقُ یُنْجِیْ كُلَّ فَائِزْ

اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُقِیْمَ عَلَیْكَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزْ ۔۔۔ مِنْ ضَرْبَةٍ نَجْلَاءَ یَبْقٰی صِیْتُهَا بَعْدَ الْهَزَاهِزْ

ترجمہ:۔ "کیوں جلدی کرتا ہے تیری دیدہ دہنی کا دنداں شکن جواب دینے والا جو کسی طرح عاجز نہیں آپہونچا جس کا ارادہ پکا ہے اور جو صاحب بصیرت ہے اور سچائی ہی تو کامیاب ہونیوالوں کو بلاؤں سے نجات دیتی ہے۔ مجھے خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ میری گہری ضربت جس کا شہرہ دل ہلا دینے والی لڑائی کے بعد بھی باقی رہے گا۔ تیرے لاشہ پر رونے والی عورتوں کو جمع کر دے گی۔"

عمرو نے کہا تم کون ہو؟ حضرت نے جواب دیا میں ہوں علیؑ ابن ابیطالب جناب رسولؐ خدا کا ابن عم اور داماد۔ عمرو نے کہا خدا کی قسم تمہارے والد میرے بڑے دوست اور ہم صحبت تھے۔ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو قتل کروں۔ تمہارے چچازاد بھائی نے جب تمھیں میرے مقابلہ کے لئے بھیجا اس بھی اندیشہ نہ کیا کہ میں تم کو اپنے اس نیزہ میں چبھو کر اٹھا لوں گا۔ اور زمین و آسمان کے مابین میں تم کو اس طرح اُدھر چھوڑ دوں گا کہ نہ تم زندہ ہی رہو گے اور نہ جلدی سے مر ہی جاؤ گے۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ ابن عم خوب جانتے ہیں کہ اگر تو مجھے قتل کر دے گا تو میں جنت میں جاؤں گا اور تو دوزخ میں جلے گا۔ اور اگر میں تجھ کو مار ڈالوں گا تو بھی میں بہشت میں داخل ہوں گا اور تیرا ٹھکانا تو بہر صورت دوزخ ہی ہو گا۔ عمرو نے کہا یا علیؑ (کیا خوب!) تمہارے ہی دونوں میٹھے۔ یہ تو دھاندلی کی تقسیم ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے عمرو! ان فضول باتوں کو جانے دے (معاملہ کی بات پر آ) میں نے خود تجھ سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ تو خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ لڑائی کے وقت جو شخص تین حاجتیں میرے سامنے پیش کریگا میں ان میں سے ایک بات ضرور مان لیا کروں گا۔ اب میں تجھ سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے کسی ایک کو تو قبول کر لے۔ عمرو نے کہا ہاں اے علیؑ! بیان کردہ کیا ہیں؟ فرمایا اوّل تو یہ ہے کہ تو کلمۂ شہادت زبان پر جاری کر لے اور یہ کہہ لے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ! اس نے کہا اسے تو جانے دو۔ فرمایا دوسرا امر یہ ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور اس لشکر کو جناب رسولؐ خدا کے سامنے سے ہٹا لے جا۔ اس لئے کہ اگر آنحضرتؐ سچے ہیں تو تم دیکھ لو گے کہ وہ کس طرح غالب آتے ہیں اور اگر (معاذ اللہ) آنحضرتؐ جھوٹے ہیں تو تم جیسے بہادروں کو تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ عرب کے بھیڑیئے ہی ان کا کام تمام کر دیں گے۔ عمرو نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا اگر اب میں ایسا کروں تو قریش کی عورتیں مجھ پر طعن کریں گی اور میری نامردی اور بزدلی کے اشعار گایا کریں گی کہ میں بزدل ہو کر لڑائی سے ہٹ گیا۔ اور قدم میں نے پیچھے ہٹا دیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا سردار بنایا تھا ان کی میں نے نصرت چھوڑ دی۔ حضرتؑ نے فرمایا تو اب تیسری بات یہ ہے کہ میں پیادہ ہوں اور تو سوار ہے تو بھی مجھ سے لڑنے کے لئے گھوڑے پر سے اتر پڑے۔ یہ سنتے ہی وہ فوراً اپنے گھوڑے سے کود پڑا۔ اور اس کو پے کر دیا (یعنی ایک ہاتھ تلوار کا مار کر اس کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالے) اور کہنے لگا اس کا مجھے کبھی خیال بھی نہیں گزرا تھا کہ کوئی عرب اس شان سے مجھے اپنی لڑائی کے لئے بلائیگا۔ پھر عمرو نے (دوسری) تلوار نیام سے کھینچی اور حضرتؑ پر وار کیا ان جنابؑ نے اس کا وار ڈھال پر روکا۔ وہ تلوار حضرتؑ کی سپر کو کاٹ کر سر مبارک تک پہونچی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے عمرو! میرے لڑنے کے لئے تجھ سا پہلوان ہی کیا کم تھا کہ تو نے اپنی مدد کے لئے اور لوگوں کو بھی بلا لیا۔ یہ سن کر عمرو نے مڑ کر پیچھے دیکھا ادھر حضرتؑ نے تیزی سے اسکی ران پر ضربت لگائی کہ دونوں ٹانگیں اس کی کٹ گئیں وہ زمین پر گر پڑا اس کے گرنے سے غبار بلند ہوا۔ منافقین آپس میں کہنے لگے کہ علیؑ ابن ابیطالب مارے گئے۔ مگر جب دامن غبار چاک ہوا تو دیکھا کہ امیرالمومنین علیہ السّلام سینۂ عمرو پر سوار ہیں اور اس کی داڑھی پکڑے ہوئے ہیں اور اس کو ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ پھر وہ جنابؑ اس کافر کا سر لئے ہوئے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب امیرؑ کے سر مبارک سے بوجہ ضربت عمرو خون جاری تھا اور ذوالفقار سے اس کافر کے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے عمرو کا سر ہاتھ میں لئے ہوئے یہ شعر پڑھتے چلے آتے تھے۔

اَنَا عَلِیٌّ وَّابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ۔۔۔ اَلْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْفَتٰی مِنَ الْهَرَبْ

ترجمہ:۔ "میں علیؑ (بن ابیطالب) اور عبدالمطّلب کا فرزند ہوں۔ جوانمرد کے لئے بھاگنے سے مرنا بہتر ہے" جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ! تم اس کافر سے چال چلے۔ عرض کی بیشک یا رسولؐ اللہ! لڑائی تو چال ہی ہے؟ پھر جناب رسولؐ خدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ زبیر نے ہبیرہ کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ اس کی کھوپڑی شگافتہ ہو گئی۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے عمر بن خطاب کو ضرار سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہ ذات شریف صف لشکر سے نکلے۔ ضرار پر تیر چلانے کے لئے کمان میں تیر جوڑنے لگے۔ ضرار نے چلا کر کہا او صہاک کے جنے! وائے ہو تجھ پر (یہ کیا نامردی ہے) میدان کارزار میں تو مجھے تیر مارے گا اگر تو نے مجھ پر تیر چلایا تو خدا کی قسم سرزمین مکہ پر بنی عدی سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ یہ سن کر میاں عمر ڈر گئے۔ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ضرار نے ان کا پیچھا کیا اور قریب آکر ان کی کھوپڑی میں نیزہ چبھو دیا۔ پھر کہا اے عمر! اسے یاد رکھنا میں نے قسم کھائی ہے کہ حتے المقدور کسی قریش کو قتل نہ کروں گا (اسی لئے میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔) عمر صاحب کو ضرار کی عنایت ان کے زمانۂ۔۔۔ حکومت (باطلہ) تک یاد رہی پس عمر تو بھاگ گیا اور جناب رسولؐ خدا خندق میں پندرہ روز تک کفار سے لڑتے رہے۔ ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے کہا۔ اے یہودی! خدا تجھے غارت کرے اب وہ تیری قوم کے لوگ کہاں ہیں؟ اس وقت حیی بن اخطب ان کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ ارے کم بختو! اب تو نکلو کہ اس وقت تو محمدؐ (مصطفٰےؐ) کو لڑائی نے اچھی طرح آلیا ہے مگر تم لوگ نہ تو محمدؐ (مصطفٰےؐ) ہی کے ساتھ ہو اور نہ قریش ہی کے مددگار! کعب نے جواب دیا ہم لوگ ہرگز باہر نہ نکلیں گے جب تک قریش اپنے سردار ہمارے پاس بطور رہن (اول) نہ بھیج دیں گے۔ اس لئے اگر قریش فتحیاب نہ ہوئے تو جب تک محمدؐ (مصطفٰےؐ) ہم سے دوبارہ معاہدہ نہ کر لیں ہم ان دس آدمیوں کو واپس نہ دیں گے۔ ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر قریش بھاگ جائیں گے اور ہم لوگ اپنے گھروں میں رہ جائیں گے تو محمدؐ (مصطفٰےؐ) ہم سے لڑیں گے اور ہمارے مردوں کو قتل کریں گے۔ اور ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کر لیں گے اور اگر ہم نے میدان جنگ میں قدم نہ رکھا اور قریش کا ساتھ نہ دیا تو شاید وہ ہم کو ہمارا عہد نامہ واپس کر دیں۔ حیی بن اخطب نے کہا تو تو ایسے لالچ کی بات کہتا ہے جو پوری ہونے والی نہیں۔ اس لڑائی میں تو محمدؐ (مصطفٰےؐ) کو

سارے ہی عرب نے گھیر لیا ہے مگر تم اس وقت تک نہ محمدؐ (مصطفےٰ) ہی کے طرفدار ہو نہ قریش ہی کے ساتھی۔ کعب نے جواب دیا کہ یہ تو تیری ہی نحوست ہے۔ تیرا کیا بگڑے گا تو تو پرندہ ہے کل قریش کے ساتھ اڑ جائے گا ہم لوگوں کو ہمارے گھروں میں چھوڑ جائے گا۔ محمدؐ (مصطفےٰ) ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ حیی نے کہا اے کعب! میں خدا سے اور حضرت موسےٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر قریش کو محمدؐ (مصطفےٰ) کے مقابل کامیابی نہ ہوئی تو میں تیرے ساتھ تیرے قلعہ میں چلا آؤں گا جو افتاد تجھ پر پڑے گی وہی میرا حال ہوگا۔ اب تو تو قریش کی مدد کرے گا۔؟ اس نے جواب دیا میں تو پہلے ہی ایک بات کہہ چکا ہوں۔ کہ جب تک قریش اپنے دس سردار ہمارے پاس گرو نہ رکھیں گے ہم لوگ قدم باہر نہ نکالیں گے یہ سن کر حیی بن اخطب بے نیل مرام قریش کے پاس واپس گیا۔ اور ان سے سب واقعہ بیان کیا۔ جب ضمانت و رہن کا ذکر آیا تو ابوسفیان بولا خدا کی قسم نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا کہ یہ قوم دھوکا دے گی۔ خیر ہمیں بندروں اور سوٗروں کے بھائیوں سے کوئی غرض اور مطلب نہیں۔ چونکہ لڑائی کو عرصہ گزر گیا تھا اور لشکر اسلام محصور ہو گیا تھا۔ سردی کا وہ موسم تھا تو اصحاب رسولؐ گھبرا گئے۔ اور لگے بھوک کے مرنے یہود کی طرف سے ان کے دلوں میں بے حد خوف بیٹھ گیا تھا۔ منافقین آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تھے جس کی خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو خبر دی اصحاب رسولؐ میں سے بہت کم ایسے باقی رہے تھے۔ جن کے دلوں میں نفاق پیدا نہ ہوا ہو۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو پہلے ہی یہ خبر دے دی تھی۔ کہ عرب ٹولیاں باندھ باندھ کر مجھ پر بلندی کی طرف سے حملہ کریں گے اور یہود اپنے عہد کو توڑ دیں گے۔ تم ان سے ڈر جاؤ گے اور لوگوں کو تکلیف بہت پہونچے گی لیکن نتیجہ ہمارے موافق اور ان کے برخلاف ہوگا پس جب قریش آئے اور یہود نے عذر کیا تو منافقین نے کہا کہ خدا اور رسولؐ نے ہم کو دھوکا دیا ہے ان منافقوں میں سے بعض کے مکانات اطراف مدینہ میں تھے۔ وہ لگے عرض کرنے کہ یا رسولؐ اللہ! ہمارے مکان غیر محفوظ ہیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہمارے مکانوں کو لوٹ لیں۔ آپ ہم کو اجازت دے دیں کہ ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ ان میں سے ایک جماعت نے یہ بھی کہا کہ آؤ چلو جنگل میں بھاگ چلیں اور بدوؤں سے پناہ مانگیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ہم سے جتنے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹے نکلے۔ جناب رسولؐ خدا نے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ شب کے وقت مدینہ کی حفاظت کیا کریں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سارے لشکر اسلام کے گرد رات بھر طلایہ پھرا کرتے تھے اور حفاظت کیا کرتے تھے۔ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص ادھر کا قصد کرتا تھا تو حضرتؑ اس سے لڑتے تھے اور خندق کو عبور کر کے لشکر کفار میں جاتے تھے تمام رات تنہا گشت بھی لگایا کرتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مرکز پر لوٹ کر آیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی مسجد جو اب تک وہاں بنی ہوئی ہے مسجد فتح سے وادی عقیق کی طرف ایک تیر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ زائرین وہاں جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درازیٔ محاصرہ کی وجہ سے اپنے اصحاب کی پریشانی دیکھی تو مسجد فتح میں تشریف لے گئے جو ایک پہاڑی پر بنائی گئی تھی اور وہاں پہونچ کر حضرتؐ نے درگاہ خداوندی میں دعا مانگی اور مناجات کی کہ خدایا تو اپنا وعدہ وفا کر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا میں یہ کلمات بھی تھے۔ یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَا کَاشِفَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ مَوْلَایَ وَوَلِیِّیْ وَوَلِیُّ اٰبَائِیَ الْاَوَّلِیْنَ اِکْشِفْ عَنَّا غَمَّنَا وَهَمَّنَا وَکَرْبَنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ بِقُوَّتِكَ وَحَوْلِكَ وَقُدْرَتِكَ۔

**ترجمہ**۔ "اے دردمندوں کے مددگار! اے مضطر بندوں کی دعا قبول کرنے والے! اے بلائے عظیم کے دور کرنے والے! تو میرا مولا اور حاکم ہے اور میرے آباؤ اجداد کا بھی حاکم ہے۔ تو ہمارے غم و الم اور بےچینی کو دور کر دے۔ اور اس قوم کے شر کو اپنی قوت اور طاقت و قدرت سے ہماری طرف سے پھیر دے"۔ پس جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدا نے آپ کی گفتگو سنی۔ آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس نے ملائکہ کو اور ہوا کو حکم دے دیا ہے کہ وہ قریش اور ان کے گروہوں کو پریشان کر دے۔ پس قریش پر خدا نے ہوا کو مسلّط کیا۔ ہوا نے ان کے خیموں کو اکھاڑ کے پھینک دیا۔ وہ سب کے سب بھاگ گئے۔ جبرئیل نازل ہوئے اور اس واقعہ کی بشارت لائے۔ جناب رسولؐ خدا نے خذیفہ یمانی کو آواز دی حالانکہ وہ قریب تھے مگر انھوں نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ پھر حضرتؐ نے پکارا مگر وہ نہ بولے تیسری مرتبہ کے بلانے میں خذیفہ نے کہا۔ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو بلا رہا ہوں لیکن تم جواب نہیں دیتے۔ خذیفہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں خوف اور سردی اور بھوک نے مجھے تعمیل ارشاد سے تاخیر میں ڈالا (اب میں حاضر ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں) آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ ان لوگوں کی خبر لاؤ کس حال میں ہیں لیکن میرے پاس آنے تک کوئی نئی بات نہ کر بیٹھنا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش پر خدا نے ہوا کو مسلّط کیا ہے۔ ہوا نے ان کو بھگا دیا ہے خذیفہ کہتے ہیں کہ بجز ارشاد میں اس طرف کو روانہ ہوا۔ حالت میری یہ تھی کہ سردی سے میری بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔ لیکن یہ کیفیت صرف تھوڑی دور چلنے تک رہی جب خندق سے پار اتر گیا تو گویا حمام میں پہونچ گیا۔ پس میں ایک بڑے خیمہ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ آگ کبھی اس میں بجھ جاتی ہے اور کبھی بھڑک اٹھتی ہے۔ ایک دوسرے خیمہ کے پاس پہونچا تو یکایک کیا دیکھا کہ اس میں ابوسفیان آگ نیچے لئے بیٹھا ہے۔ اس پر بھی سردی کی شدّت سے کپکپا رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے اے گروہ قریش! اگر محمدؐ کے خیال کے موافق اگر آسمان والوں سے ہماری جنگ ہے تو ہم ہرگز آسمان والوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر ہماری لڑائی زمین والوں سے ہے تو ان سے ہم لڑ سکتے ہیں۔ پھر بولا کہ بھائیو! ہر شخص اپنے اپنے پہلو میں غور کرے ایسا نہ ہو کہ محمدؐ کا کوئی جاسوس ہم میں آ بیٹھا ہو۔ خذیفہ کہتے ہیں سب سے پہلے میں بول اٹھا اور میں نے اپنی داہنی طرف والے آدمی سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عمرو بن عاص ہوں۔ پھر میں نے اپنی بائیں جانب والے سے دریافت کیا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا معاویہ بن ابوسفیان میرے جلدی سے بول اٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ مجھ سے کوئی سوال نہ کرنے پائے کہ تو کون ہے؟ پھر ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اسے یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بندھا ہوا ہے۔ اگر مجھ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حرکت کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ابوسفیان کو وہیں قتل کر دیتا کہ وہ بیجر قابو میں تھا۔ پھر خالد بن ولید سے ابوسفیان نے کہا اے ابوسلیمان! مجھے اور تمھیں لازم ہے کہ کمزور آدمیوں کے پیچھے رہیں۔ پس اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا جلد کوچ کرو کہ ہم سب ابھی یہاں سے سفر کرتے ہیں۔ یہ کہہ کے وہ سب بھاگ نکلے۔ جب صبح ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا اب تم لوگ اپنے اپنے مقام پر جاؤ۔ طلوع کے بعد وہ لوگ مدینہ میں داخل ہوئے۔ چند آدمی حضرتؐ کے ہمراہ باقی رہ گئے۔ ابو عرقد کنانی نے سعد ابن معاذ رحمہ اللہ کے خندق میں ایک تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (ہفت اندام) کٹ گئی تھی خون اس سے جاری تھا۔ سعدؓ نے دوسرے ہاتھ سے اس رگ کو دبا لیا تھا۔ اور درگاہِ خدا میں عرض کی تھی کہ خداوندا! اگر اس جنگ کا سلسلہ ابھی باقی رکھے تو مجھے بھی اس کے لئے باقی رکھ اس لئے کہ مجھے اور کوئی چیز اتنی زیادہ پسند نہیں ہے جتنا ان لوگوں سے لڑنا جو اللہ اور اللہ

کے رسول سے لڑیں اور اگر آنحضرتؐ کی اور قریش کی لڑائی ختم ہو چکی ہے تو اسی کو میری شہادت کا ذریعہ قرار دے دے مگر اس وقت تک مجھے باقی رکھ جب تک کہ بنی قریظہ کی سزا دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ پس خون بند ہو گیا اور ہاتھ ان کا ورم کر آیا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے سعد بن معاذ کے لئے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا آنحضرتؐ بہ نفس نفیس ان کی غور و پرداخت کرنے لگے خداوند عالم نے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ سے اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا تک آیتیں نازل فرمائیں ان آیات میں اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ سے مراد قریش۔ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ سے بنی قریظہ جنھوں نے عہد شکنی کی تھی اور اصحاب رسول اللہ ان دونوں سے یہاں تک ڈرے تھے کہ خدا تعالےٰ ان کی حالت بیان فرماتا ہے کہ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ اور وہ لوگ۔۔ جناب رسول خدا سے یہ عرض کرنے لگے تھے کہ ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں کہ وہ اطراف مدینہ میں ہیں اور ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں انھیں یہود لوٹ لوٹ نہ لیں۔ انہی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ وَّمَا ھِیَ بِعَوْرَۃٍ۔ جن کا خاتمہ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا پر ہوتا ہے اور یہ آخری آیتیں مخصوص ثانی کے حق میں ہیں جس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ کہا تھا کہ آؤ محمدؐ کو قریش کے حوالے کر دیں اور ہم اپنی قوم سے جا ملیں۔

**صفحہ ۵۰۳ نوٹ ۲** مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ الخصال میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ جناب امیر المومنین سے اس حدیث میں منقول ہے جو آپ نے ایک یہودی سے فرمائی کہ میں نے اور میرے چچا حمزہؓ اور میرے بھائی جعفرؓ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ نے جس امر کا خدا اور رسول سے وعدہ کر لیا تھا اسے پورا کیا۔ پس خدا کی مرضی یہ ہوئی کہ میرے وہ ساتھی تو آگے بڑھ گئے اور میں ان کے پیچھے رہا۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اتری اور واللہ وہ منتظر میں ہوں اور میں نے جو معاہدہ خدا سے کیا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی سعد السعود میں امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اس قول کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کے بارے میں منقول ہے کہ تم لوگ علی ابن ابیطالب اور آل محمدؐ کے ساتھ رہو کیونکہ انھیں کے بارے میں خدا فرماتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ یہ تو حمزہ ابن ابو مطلب ہیں وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ یہ علی ابن ابیطالب ہیں اور خدا تعالیٰ ان سب کے بارے میں فرماتا ہے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ المناقب میں ہے کہ میدان کربلا میں جناب امام حسینؑ کے اصحاب میں سے جو شخص دشمن کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کرتا تو حضرت سے رخصت ہوتا اور کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حضرتؑ جواب میں فرماتے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ بھائی (چلو) ہم بھی تمھارے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ پھر آیت تلاوت فرماتے فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ جس نے اللہ سے جو وعدہ کر دیا تھا اسے سچا کر دکھایا اور اسے پورا کر دیا۔ ایسوں ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ اور ایسوں ہی کو دنیا کی تکلیفیں پریشان کر سکتی ہیں اور نہ آخرت میں ان کو کوئی تکلیف پیش آئے گی اور ایسے ہی ہیں وہ جو دوسروں کی شناخت کریں گے اور خود ان کو شفاعت کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ دوسری قسم کے مومن کھیتی کے ڈنٹھل کے مانند ہیں کہ کبھی وہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور کبھی سیدھا۔ پس یہ ان میں سے ہوئے جن کو دنیا کی تکلیفیں بھی پیش آئیں گی اور آخرت کی بھی۔ اور یہ ان میں سے ہیں جن کی شناخت کی جائے گی۔ اور وہ خود دوسروں کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ تمھارا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ الخ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد جو تم سے لیا تھا اسے تم نے پورا کر دیا۔ اور ہمارے بدلے ہمارے غیر کو ولی نہیں سمجھا۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا تھا یا علیؑ جو تم سے محبت کرتا ہوگا اور مر جائیگا وہ تو اس مد میں آئے گا مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ اور جو تم سے محبت کرتا ہوگا اور نہ مریگا وہ اس مد میں رہیگا مَنْ یَّنْتَظِرُ۔ اور سورج جب اس پر طلوع یا غروب ہوگا تو رزق اور ایمان کے ساتھ (مطلب یہ ہے کہ اسے روزانہ روزی بھی پہونچے گی اور اس کا ایمان بھی برقرار رہیگا) ۱۲۔

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۲** قریش کے بھاگ جانے کے بعد حیی بن اخطب قلعۂ بنی قریظہ میں داخل ہوا۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ کعب بن اسید قلعہ پر چڑھا اور باہر کو سر نکال کے مسلمانوں کو اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو ناسزا کہنے لگا اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ بھی تشریف لے آئے جناب امیر المومنین علیہ السلام استقبال کے لئے آگے بڑھے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں قلعہ کے پاس تشریف نہ لے جایئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم اس لئے مجھے روکتے ہو کہ یہود نے مجھے برا کہا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تو ہرگز بد کلامی نہ کر سکیں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان کو ذلیل کرے گا۔ پس وہ جناب قلعہ کے قریب آئے اور ارشاد فرمایا اے بندروں اور سوئروں کے بھائیو! اے طاغوت کے پرستش کرنے والو! تم لوگ مجھے برا بھلا کہتے ہو؟ (دیکھو!) ہم وہ ہیں کہ جب دشمن پر جا پڑتے ہیں تو اس کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ سنکر کعب نے قلعہ سے سر نکال کے جواب دیا۔ خدا کی قسم اے ابو القاسم! آپ ہرگز نادان اور جاہل نہیں ہیں۔ (یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ نے کچھ فرمایا تھا اس پر اتنی حیا آئی کہ ردا دوش مبارک سے اتر پڑی۔ اس قلعہ کے گرداگرد کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ان کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا وہ سب کے سب قلعہ سے دور جنگل میں متفرق مقامات پر جا کھڑے ہوئے۔ آنحضرتؐ نے قلعہ کے چاروں طرف اپنا لشکر اتارا اور تین دن تک قلعہ کا محاصرہ رکھا۔ اس اثناء میں قلعہ سے کسی نے سر باہر نہ نکالا۔ تین دن کے بعد عزال بن سموئل قلعہ سے اترا اور جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کرنے لگا جس طرح حضورؐ نے ہمارے قوم بنی نضیر پر عنایت فرمائی۔ ان کو امان بخشی ہم کو بھی معاف کر دیجئے کہ ہم اپنی بستیاں آپ کے لئے خالی کر دیں گے۔ اور جو کچھ ہمارے قبضہ میں ہے وہ سب کچھ حضور کو دیدیں گے۔ کوئی چیز نہ چھپائیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ تم سب کے سب میرے حکم کے موافق قلعہ سے باہر نکل آؤ۔ پس عزال واپس گیا۔ وہ لوگ چند روز تک اسی حال میں مبتلا رہے۔ آخر تنگ آکر ان کی عورتیں اور بچے رونے اور پیٹنے لگے یہاں تک کہ جب محاصرہ ان پر گراں اور سخت گذرنے لگا تو وہ لوگ قلعہ سے نکل پڑے اور سب نے جناب رسول خدا کے سامنے سر تسلیم جھکا دیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے حکم دیا کہ مردوں کی مشکیں باندھ لی جائیں اور عورتیں ان سے جدا کر دی جائیں۔ پس بجبر دار شادنبوی وہ سب کہ جن کی تعداد سات سو تھی رسیّوں میں جکڑ دئے گئے۔ عورتیں علٰحدہ کر دی گئیں۔ یہ حال دیکھ کر قبیلۂ اوس اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! یہ لوگ ہمارے ہم قسم اور دوست ہیں بنی خزرج کے مقابلہ میں انھوں نے ہمیشہ ہماری مدد کی ہے اور حضورؐ نے عبداللہ بن ابی کی سفارش سے سات سو زرہ پوش اور تین سو بے زرہ والوں کا خون بھی بحل فرما دیا تھا۔ ہم لوگ حضورؐ کے نزدیک عبداللہ سے ہیٹے نہیں ہیں۔ تو ہماری سفارش سے بنی قریظہ کو بھی معافی دیدیجئے جب کئی مرتبہ انھوں نے یہ التجا کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا تو میں تمھارے ہی قبیلہ میں سے کسی کو

حکم بنائے دیتا ہوں وہ فیصلہ کر دیگا تو تم اس کے فیصلہ کو مان لوگے؟ سب نے عرض کی ہم کو منظور ہے۔ اب بتائیے وہ ہے کون؟ فرمایا سعد بن معاذ! سب نے عرض کی سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم کو بسر و چشم منظور ہے غرض سعد بن معاذ کو محافہ میں بٹھا کے وہ لوگ اس جگہ لائے اور قبیلۂ اوس ان کے گرد جمع ہو گیا اور کہنے لگے اے ابو عمر! خدا کا خوف مدنظر رکھ اور اپنے عہدوں اور دوستوں پر احسان کر (اور ان واقعات کو یاد کر) کہ انھوں نے (خزرج کے مقابلہ میں) جنگ بغاث اور حدائق میں اور اور لڑائیوں میں ہماری کیسی مدد کی ہے۔ جب کئی بار ان لوگوں نے یہی کہا تو سعد نے جواب دیا خدا کی قسم سعد بن معاذ آج کے دن خدا کی راہ میں وہ فیصلہ کرے گا کہ اسے کسی ملامت گر کی ملامت کا اندیشہ نہ ہوگا۔ یہ سُن کر اوس نے کہا افسوس! بنی قریظہ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے (قبیلۂ اوس کے اس کلمہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ) عورتیں اور بچے سعد کے آگے رونے پیٹنے لگے۔ جس وقت جوش و خروش ان کا کم ہوا سعد نے کہا اے قوم یہود! تم لوگ مجھے پنچ بناتے ہو۔ جو کچھ میں تمھارے بارے میں حکم دوں اسے تم تسلیم کر لوگے؟ سب نے جواب دیا بدل منظور ہے۔ اور ہم کو امید ہے کہ آپ انصاف مدنظر رکھ کر ہم پر احسان فرمائیں گے اور اچھا فیصلہ دیں گے۔ سعد نے دوبارہ ان کا اقرار لیا۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت ادب سے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر نثار ہو جائیں۔ جناب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سعد! تم ان لوگوں کے حق میں حکم دو مجھے تمھارا فیصلہ منظور ہے۔ پس سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا حکم یہ ہے کہ اس قوم کے مرد قتل کئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قید کئے جائیں۔ مہاجرین و انصار پر ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ پس جناب رسول خدا اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے سعد رحمہ اللہ کے ہاتھ کا زخم پھٹ گیا۔ اور خون اس سے ٹپکنے لگا یہاں تک کہ سعد نے وفات پائی (ان کی مراد بر آئی) لشکر اسلام تمام قیدیوں کو لئے ہوئے مدینہ آیا۔ جناب رسول خدا نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا بقیع میں گڑھا کھودا گیا جب شام قریب ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان قیدیوں میں سے ایک ایک آدمی نکالا جائے اور اس کی گردن ماری جائے۔ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید سے کہا تو دیکھتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا پھر تجھے اس کا کیا افسوس کیونکہ جو کوئی کسی مذہب کی طرف دعوت دیتا ہے وہ امر تبلیغ میں کاہلی نہیں کرتا۔ گیا وقت اور ہاتھ سے نکلا ہوا موقع پھر واپس نہیں آتا۔ اب تم صبر کرو اور اپنے دین پر ثابت قدم رہو۔ پھر کعب بن اسید صف سے باہر نکالا گیا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ خوبصورت اور شاندار آدمی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے اس کی طرف ایک نظر کر کے فرمایا اے کعب! تجھے اس ہوشیار و ذہین عالم کی نصیحت نے جو ملک شام سے تیرے پاس آیا تھا کچھ فائدہ نہ دیا اس نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں نے سؤر اور شراب کو چھوڑ دیا ہے اب میں اس نبی اور رسولؐ کی قدمبوسی اور اطاعت کے لئے یہاں ہوں جو مبعوث ہوگا اور مکہؔ میں وہ پیدا ہوگا۔ اس شہر مدینہ میں وہ ہجرت کر کے آئیگا تھوڑے سے چھواروں پر اور قلیل غذا پر گزارہ کر لیا کرے گا۔ بے زین کے خچرؔ پر سوار ہو گا۔ اس کی آنکھوں میں سُرخی ہو گی اور اس کے دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت ہو گی۔ اپنے کندھے پر تلوار رکھے گا۔ اگر تم اس سے لڑو گے تو وہ اس کی کچھ بھی پروا نہ کرے گا۔ سلطنت و شاہی اس کی سمندر تک پہونچ جائے گی۔ کعب نے جواب دیا کہ اے محمد (مصطفےٰ) ایسا ہی ہوا تھا اور آپ میں یہ سب باتیں موجود ہیں اگر مجھے یہود کے طعنہ اور عیب جوئی کا خوف نہ ہوتا کہ (یہ لوگ کہیں گے) کعب اپنے قتل سے ڈر گیا تو میں ضرور ایمان لے آتا اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں تو دین یہود پر ہی زندہ رہا اور اسی پر مروں گا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے حکم دیا کہ اسے آگے بڑھاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ پس وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر حیی بن اخطب آنحضرتؐ کے سامنے حاضر کیا گیا اسے دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاسق! تو نے اپنے بارے میں خدا کی کارروائی کیسی پائی؟ اس نے عرض کی نہ اکی قسم مجھے ہرگز اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ میں نے آپ سے دشمنی کیوں کی اور نہ میں آپ کی دشمنی پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں۔ میں تو میں تو دل ہلا دینے والی کوششیں کر گزرا مگر خدا جس کی مدد نہ کرے وہ تو آخر شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر جب اس کو گڑھے کے پاس قتل کے لئے لائے تو اس نے یہ شعر پڑھا ؎

لَعَمْرِیْ مَالَامَ ابْنُ اَخْطَبَ نَفْسَہٗ ۔۔۔ وَلٰکِنَّہٗ مَنْ یَّخْذُلِ اللّٰہُ یُخْذَلِ

(ترجمہ) "اپنی جان کی قسم (حیّ) ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی لیکن جس کا خدا ہی ساتھ نہ دے اس کا کوئی بھی ساتھ نہ دیگا" اس کے بعد اس کی بھی گردن اڑا دی گئی۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے تین دن تک ہر صبح و شام ان یہودیوں کو قتل کیا اور برابر فرماتے تھے ایہا الناس! ان کو شیریں پانی سے سیراب کرو۔ اچھے مزیدار کھانے کھلاؤ اور ان کے قیدیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو خداوند عالم نے وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ سے وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا تک کی آیتیں اسی بارے میں نازل فرمائیں۔

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۳** یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ...... تا مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۔ تفسیر قمی میں ان آیتوں کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب جناب رسول خدا غزوۂ خیبر سے واپس آئے اور یہودیوں کے بڑے بڑے خزانے حضرتؐ کے پاس آئے تو ازواج نے عرض کی کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے اس میں سے ہمیں بھی دیجئے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا دہ میں نے حکم خدا کے بموجب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سن کر وہ غصہ ہوئیں اور کہنے لگیں آپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر آپ ہمیں طلاق دیدیں تو ہماری قوم میں ہمارے ہمسر میسر ہی نہ آئیں گے جو ہم سے شادی کر لیں ان کی یہ بات خدا تعالیٰ کو اپنے رسولؐ کی خاطر سے بُری معلوم ہوئی۔ اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ تم سب سے الگ رہو چنانچہ حضرتؐ انتیس [29] دن تک ان سب سے الگ رہے مشربۂ ام ابراہیم میں سکونت گزیں تھے اس عرصہ میں ان سب کو ایام بھی آئے اور پاک بھی ہو گئیں اس کے بعد خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اختیار دینے والی آیت ہے خواہ رسولؐ کے ہاں رہو یا چلتی پھرتی نظر آؤ۔ پس حضرت ام سلمہؓ پہلی تھیں جنھوں نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر اور بھی کھڑی ہوئیں اور یہی کہتی گئیں اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ (یعنی اب وہی اختیار جناب رسولؐ خدا کو دیا گیا کہ تم ان میں سے جس کو چاہو طلاق دیدو اور جس کو چاہو رکھ لو) چنانچہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ نے اس وقت رکھ لیا وہ تو نکاح میں رہی جس کو رخصت کر دیا وہ مطلقہ ہو گئی اور یہ آیت تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ الخ۔ آیت یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ کے ساتھ تھی مگر قرآن مجید جمع کرنے کے وقت پیچھے ڈال دی گئی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۴** مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد ہے تلوار لے کے لڑائی کے لئے نکلنا۔ قولِ مترجم :۔ جنگ جمل میں افواج بصرہ کی جنرل کمانڈنگ حضرت عائشہ اس آیت کی رو سے فَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ کی مرتکب ہیں۔ جو جناب امیر المومنینؑ وصی رسولؐ رب العالمین کے خلاف فوج کشی کرنے کے صلے میں اپنے سپوت بیٹوں کی زبان و قلم سے صدیقۂ عالمہ وغیرہ وغیرہ بہت سے

خطابات کی مستحق ہوگئی ہیں۔ مگر اہلِ ایمان کے عالم ذیشان اورع اناس جناب مفتی سید محمد عباس صاحب اعلیٰ المقام ان کمانڈر بی بی صاحبہ کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

حمیرا جنگجو با حیدرؑ آمد، کہ جنگش جنگ با پیغمبرؐ آمد
پدر بوبکر ترسوک دجہاں بود، نگر کن دخترش جنگی بر آمد

- ۱۲ -

## پارۂ بست و یکم ۲۱ تمام شُد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست و دوم ۲۲

**صفحہ ۵۰۵ نوٹ ۳** اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۝ الخصال میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے ابوبکر کے سامنے جو حجتیں پیش کیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا آیۂ تطہیر میری شان میں اور میرے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے یا تیری شان میں اور تیرے اہلبیت کی شان میں ؟ ابوبکر نے کہا نہیں میرے لئے نہیں بلکہ آپ کی اور آپ کے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولِ خدا نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو بلا کر یہ فرمایا تھا کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ یہ تیرے حضور میں حاضر ہوں گے، جہنم میں نہ جائیں گے۔ تجھے اور تیرے اہلبیت کو بلا کر یہ فرمایا تھا۔ ابوبکر نے کہا نہیں بلکہ آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو بلا کر یہ فرمایا تھا۔ ۱۲

(موقع شوریٰ پر جو حجتیں اس آیت کے متعلق پیش کی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس جگہ ازواج نبیؐ سے خطاب چھوڑ دیا گیا ہے اور اہلبیت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ پھر ازواج نبیؐ سے خطاب فرمایا وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی۔ پھر آل محمدؐ سے خطاب فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ اور جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب امام حسنؑ و جناب امام حسین علیہ السّلام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ واقعہ زوجۂ نبیؐ اُمّ المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں ہوا جہاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے جناب امیرالمومنینؑ جناب سیدہؑ اور جناب حسنؑ و حسینؑ علیہ السّلام کو بھی طلب فرمایا تھا۔ جب یہ سب بزرگوار جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو ان جنابؐ نے خیبری چادر ان سب پر ڈال دی اور خود بھی اوڑھ لی پھر درگاہِ خدا میں عرض کی خداوندا! یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تو نے مجھ سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ اب تو ان سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دے یا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی ان میں شریک ہو جاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اُمّ سلمہؓ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ تمھارا انجام بخیر ہوگا (لیکن تم ان میں داخل نہیں ہو سکتیں)۔

زید بن علی بن حسینؑ علیہما السلام فرماتے ہیں کہ بعض جاہلوں کا یہ گمان کہ یہ آیت ازواج نبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے غلط ہے۔ وہ لوگ جھوٹے اور گنہگار ہیں خدا کی قسم اگر یہ آیت ازواج نبیؐ کے بارے میں ہوتی تو خداوند عالم یوں ارشاد فرماتا۔ لِیُذْہِبَ عَنْکُنَّ الرِّجْسَ وَیُطَہِّرَکُنَّ تَطْہِیْرًا۝ مؤنث کی ضمیریں اور تانیث کے صیغے ہوتے جیسا کہ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ وَقَرْنَ۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ وَلَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ میں ہیں۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تفسیر قرآن سے زیادہ کوئی چیز لوگوں کی عقلوں سے دور تر نہیں ہے سبب یہ ہے کہ کسی آیت کا اول حصّہ تو کسی معاملہ میں ہے اور بیچ کا کسی اور معاملہ میں اور آخر کا کسی اور معاملہ میں۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۝ (بطورِ مثال) فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا سے یہ مطلب ہے کہ تم کو جاہلیت میں پیدا ہی نہیں کیا۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل البیت سے مراد ائمہ علیہم السّلام ہیں اور البیت سے مراد ان کی ولایت پس جو ان کی ولایت میں داخل ہوا وہ بیت النبیؐ میں داخل ہو گیا۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ بھی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو کتاب خدا اور اہلبیتؑ سے تمسّک کی وصیّت کرتا ہوں اس لئے کہ میں نے خدا عزّ وجل سے یہ سوال کیا تھا کہ ان دونوں چیزوں میں اس وقت تک جدائی نہ کرے جب تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہونچ جائیں۔ اور اس نے میری یہ بات منظور فرمالی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تم ان کو کچھ نہ سکھاؤ اس لئے کہ وہ ہر بات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ وہ کبھی تم کو باب ہدایت سے خارج نہ کریں گے اور بابِ ضلالت میں داخل نہ کریں گے۔ (یہاں تک کہ فرما کے) امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاموش بھی رہتے اور اپنے اہلبیتؑ کو صاف طور سے نہ بتلا دیتے تو فلاں کی اولاد اور فلاں کی اولاد اس بات کی مدعی ہو جاتی کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت ہم ہی ہیں۔ لیکن خدائے عزّ وجلّ نے اپنی کتاب میں اپنے نبیؐ کے لئے آیۂ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ نازل فرمادی اور آنحضرتؐ نے حضرت اُمّ المومنین، اُمّ سلمہؓ کے مکان میں علیؑ وحسنؑ وحسینؑ و فاطمہؑ زہرا علیہم السّلام کو ایک کملی میں لے لیا پھر یہ فرمایا کہ خداوندا ہر نبی کے اہل وثقل ہوتے ہیں اور یہ میرے اہلبیتؑ اور میرے ثقل ہیں۔ اس وقت حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کی (یا رسول اللہ) آیا میں آپ کے اہل سے نہیں ہوں فرمایا تمھارا انجام بخیر ہوگا لیکن میرے اہلبیتؑ اور ثقل تو یہی ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں امام علیہ السّلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رجس سے مراد شک ہے۔ واللہ ہم اپنے پروردگار کے بارے میں کبھی شک نہیں کرتے (مترجم:- اہلبیت علیہم السّلام کو جو آنحضرتؐ نے ثقل کے لفظ سے یاد کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ثقل مسافر کے سامان واسباب کو کہتے ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے یہ وصیّت سفرِ آخرت کے وقت فرمائی تو گویا اُمّت پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں جو اپنا سامان تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں وہ یہ دو چیزیں ہیں ایک کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیتؑ۔ یہ حضرتؐ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرے جبّۂ شریف کی زیارت کرنا میری نعلین کو سر پر رکھے پھرنا یا موئے مبارک کو بوسے دینا اور آنکھوں سے لگانا مگر یہ سب تو کیا جاتا ہے اور نہیں کی جاتی تو اطاعت اہلبیتؑ اور عمل بہ تعلیم قرآن کریم عمل کرنا ثقیل گزرتا ہے)۔

الخصال میں ہے کہ شوریٰ کے دن جناب امیر علیہ السّلام نے لوگوں کے سامنے اپنی حجّتیں پیش کی ہیں از آنجملہ یہ بھی فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں

کوئی ایسا ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر آیۂ تطہیر اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ الخ نازل فرمائی ہو؟ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولِ خدا نے ایک کساءِ خیبری اوڑھی اور اس میں مجھ کو جناب سیّدہ کو اور حسنؑ و حسینؑ کو لے لیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے پروردگار! میرے اہلبیتؑ یہی ہیں تو ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دینا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے۔ آیا میرے سوا کوئی دوسرا یہ منزلت رکھتا ہے؟ سب نے بالاتفاق کہا کہ خدا کی قسم! سوائے آپ کے کوئی اور یہ منزلت نہیں رکھتا اور کسی اور کے بارے میں یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔

الاکمال میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے ایک مرتبہ خلافت عثمان کے زمانے میں انصار و مہاجرین کے گروہ سے جب کہ وہ مسجد میں جمع تھا ارشاد فرمایا۔ ایھا النّاس آیا تم جانتے ہو کہ خدا عزّ و جلّ نے آیۂ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا۝ نازل فرمایا پس جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے مجھے اور فاطمہؑ اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر چادر ہم سب پر ڈال دی اور درگاہِ الٰہی میں عرض کی خدایا! یہ ہیں میرے اہلبیتؑ اور میرے جسم کے ٹکڑے۔ جو چیز انھیں رنج دے گی وہ مجھے صدمہ پہونچائے گی۔ اور جو چیز ان کا دل توڑے گی وہ مجھے دکھ پہونچائے گی۔ الٰہی! تو ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دیتا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے یہ سن کر حضرت امّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اور میں؟ حضرت نے فرمایا تم؟ تمہارا انجام تو بخیر ہوگا۔ لیکن یہ آیت تو خاص کر میری شان میں اور میرے بھائی (میر قوت بازو علی مرتضیٰ) اور میری پارۂ جگر (فاطمہ زہرا) اور میرے دونوں فرزندوں (حسنؑ و حسینؑ) اور میرے فرزند حسینؑ کے نو بیٹوں کی شان میں نازل ہوئی ہے ہمارے سوا کوئی اس میں شریک نہیں اس کے جواب میں حاضرین نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم سے حضرت امّ سلمہؓ نے یونہی بیان کیا تھا۔ پھر ہم نے جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہٖ سے دریافت کیا تھا تو آنحضرتؐ نے بھی وہی فرمایا تھا جو امّ سلمہؓ نے کہا تھا۔

علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا، جناب امیرالمومنینؑ، جناب حسنؑ مجتبےٰ، جناب حسینؑ سیّد الشہدا اور جناب فاطمۂ زہرا علیہم السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جب پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کو اٹھا لیا تو اصحاب تطہیر میں سے جناب سیّدہ جناب امیرالمومنین پھر جناب حسنؑ مجتبےٰ پھر جناب امام حسینؑ سیّد الشہدا باقی تھے۔ (اب تنزیل کا نمبر تو ختم ہوگیا) پھر اس آیت کی تاویل شروع ہوئی جیسا کہ خدا اپنی کتاب میں فرما چکا ہے وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰی۔۔۔ بِبَعۡضٍ فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ اور جناب علی بن الحسین زین العابدین علیہ السّلام اس کے موزوں قرار پائے پھر اس کا حکم ان ائمہؑ میں جاری ہوا جو ان کی اولاد میں سے یکے بعد دیگرے وصی ہوتے رہے پس ان کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی خدائے عزّ و جلّ کی نافرمانی ہے۔ (قول صاحب تفسیر صافی) پنجتن پاک یا آلِ عبا کی شان میں اس آیت کے نازل ہونے کے متعلق خاصّہ اور عامّہ کی روایتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احصاء نہیں ہوسکتا۔ صاحب مجمع البیان نے عامّہ کے طریقوں سے بہت سی روایتیں درج کی ہیں جسے معلوم کرنے کی ضرورت ہو وہ اس تفسیر کو دیکھے۔

**صفحہ ۵۰۵ نوٹ ۴** اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمٰتِ وَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مومن وہ ہے جو اپنے پڑوسی کو کوئی گزند نہ پہونچائے۔ اور جو شخص خود پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایمان تو وہ ہے جو دلوں میں دقار پاتا ہے اور اسلام وہ ہے جس پر نکاح کا ہونا میراث کا ملنا اور قتل سے بچ جانا موقوف ہے ایمان میں اسلام شامل ہے لیکن اسلام میں ایمان شامل نہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی:- امام کی اس حدیث کی تائید میں یہ آیت موجود ہے۔ قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰكِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ (بدّو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تم یہ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ اور ایمان تو ابھی تمہارے گھٹ میں بیٹھا ہی نہیں) قول مترجم:- یہاں اسلام حقیقی مراد ہے نہ اسلام اصطلاحی جسکی چیخ پکار اس زمانے والوں نے مچا رکھی ہے اور جس کا مدّو جزر کھا جا رہا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۶ نوٹ ۵** زَوَّجۡنٰكَهَا: الجوامع میں ہے کہ اہلبیتؑ کی قراءت یہ تھی زَوَّجۡتُكَهَا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے اس طرح پڑھا اور اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ ہمارے جدّ امجد جناب امیرالمومنینؑ نے ہمارے جدّ اعلیٰ جناب رسولؐ خدا سے پڑھا ہے۔ اور اسی کتاب میں یہ روایت لکھی ہے کہ امّ المومنین زینبؓ جناب رسولؐ خدا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے تین خصلتیں ایسی حاصل ہیں جو آپ کی ازواج میں سے کسی اور کو نہیں ملیں ایک یہ کہ میرے اور آپ کے جد ایک ہیں (یعنی حضرت عبدالمطلبؑ آنحضرتؐ کے دادا تھے اور امّ المومنین زینبؓ کے نانا) دوسرے یہ کہ میرا عقد آپ کے ساتھ خود خدا تعالیٰ نے کیا۔ تیسرے یہ کہ اس تمام معاملہ کی ایلچی گری کا کام جبرئیل امین نے انجام دیا۔ قول مترجم:- بی حمیرہ کے طرفدار جو سال بسال شام سے مدینہ تک اور مدینہ سے مکّہ تک اور ادھر مصر سے مکّہ تک بی صاحبہ کا ڈولا اچھالتے پھرتے ہیں۔ امّ المومنین زینبؓ کی ان دلیلوں کا ذرا جواب دیں۔ اور ان کی فضیلت ان کے مقابل میں ثابت کر کے دکھائیں تو ہم جانیں۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ ان کی ساری عزت اس بنا پر کی جاتی ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کی جان کی دشمن تھیں اور ان کے مقابل میں تمام احکام خدا اور رسولؐ فراموش کرنے والی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۶ نوٹ ۶** لِكَیۡ لَا یَكُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِهِمۡ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے زینبؓ کا نکاح زید سے کر دیا تو جب تک خدا کو منظور تھا زینبؓ اس کے گھر میں رہیں۔ پھر ان دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور وہ قضیہ آنحضرتؐ تک پہونچا۔ اس وقت زید نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے طلاق دے دوں۔ اس لئے کہ ایک تو اس میں تکبّر ہے دوسرے مجھ کو اپنی زبان سے آزار دیتی رہتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا سے ڈر اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دے اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ آخر نوبت یہی پہونچی کہ زید نے اسے طلاق دی اور جب عدّہ گزر گیا تو خدا تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے خود اس کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا تھا (اور اس آیت میں اس کی غرض بھی بتلا دی کہ متبنّیٰ حقیقت میں بیٹا نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس کی زوجہ کو مثل حقیقی بیٹے کی زوجہ سمجھتے ہیں ان کی غلطی ہے اور اس غلطی کا دور کرنا مدّنظر تھا جو بوجہ احسن دور کر دی گئی۔) العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ صرف تین نکاح ایسے ہیں جن کا اہتمام خود پروردگارِ عالم

نے فرمایا اوّل حضرت حوّاؑ کا نکاح حضرت آدمؑ کے ساتھ، دوسرے ام المومنین زینبؓ کا نکاح جناب رسُولِ خدا کے ساتھ، تیسرے سیدۃ نساء العالمین جناب فاطمہ زہراؑ بنت جناب رسُولِ خدا کا نکاح جناب سید الوصیین امیر المومنینؑ امام المتقین علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ ۔۱۲

علی بن محمد بن جہم کہتے ہیں کہ میں ایک دن خلیفہ مامون کے دربار میں گیا وہاں جناب علی رضا علیہ السّلام بھی تشریف فرما تھے ۔ مامون نے کہا یابن رسُول اللہ! آپ کا یہی دعویٰ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں ۔؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک! پس مامون نے ان آیتوں کا مطلب پوچھا جو انبیاؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں جن کا ہم موقع موقع سے ذکر چکے ہیں ۔ اور ان کا مطلب بھی حضرت کے ارشاد کے بموجب بتا چکے ہیں ۔ مامون نے عرض کی یابن رسُول اللہ! بیان فرمایئے کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے ؟ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ ط وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۝ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک دن جناب رسُولِ خدا کو زید بن حارثہ سے کچھ کام تھا (وہ اس دن حاضر خدمت نہ ہوئے تھے) اس لئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ خود زیدؓ کے مکان پر تشریف لے گئے ان کی زوجہ زینبؓ بنت جحش اس وقت غسل کر رہی تھی ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكِ (پاک ہے اللہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے)۔ اس قول سے آنحضرتؐ کا مقصود یہ تھا جو لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ۔ (خدا تعالیٰ اس عیب سے بری اور پاک ہے ۔ اس کی ذات تمام نقائص سے منزّہ ہے) جس سے اولاد ہوتی ہے اسے طہارت اور غسل کی بھی احتیاج پڑتی ہے (حالانکہ خدا پاک و پاکیزہ ہے) جب زیدؓ اپنے مکان میں آئے تو زینبؓ نے یہ واقعہ بیان کیا اور آنحضرتؐ کے ارشاد سے زیدؓ کو اطلاع دی ۔ زیدؓ نے کلام جناب رسُولِ خدا کا مطلب نہ سمجھا اور یہ خیال کیا کہ جناب رسُولِ خدا نے یہ کلمہ اس لئے فرمایا ہے کہ ان جنابؐ کو زینبؓ کی صورت اچھی معلوم ہوئی ہے پس وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی چونکہ میری زوجہ کج خلق ہے میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے زیدؓ! تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو اور خدا سے ڈرو ۔ حالانکہ خدا نے آنحضرتؐ کو ان کی ازواج کی تعداد سے اطلاع دے دی تھی اور یہ بھی جتا دیا تھا کہ یہ عورت (زینبؓ) بھی ان میں شامل ہو گی مگر یہ بات حضرتؐ نے اپنے دل میں رکھی زید پر ظاہر نہ کی ۔ کیونکہ حضرتؐ کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر زیدؓ پر میں یہ ظاہر کر دوں گا کہ زینبؓ میری زوجہ ہونے والی ہے تو لوگ حضرتؐ پر عیب لگاتے کہ اپنے آزاد کردہ غلام سے جناب رسُولِ خدا نے یہ کہہ دیا کہ تیری زوجہ عنقریب میری ازواج میں آ جائے گی ۔ پس خدا نے یہ آیت وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ الخ نازل فرمائی یعنی جبکہ تم اس سے جسکو خدا نے اسلام کی نعمت بخشی اور تم نے اسے آزاد کر کے اس پر احسان کر کے یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو اور خدا سے ڈرو اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم آدمیوں سے اندیشہ کرتے تھے حالانکہ خدا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو ۔ پھر زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی ۔ زینبؓ نے عدہ رکھا عدّہ ختم ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے جناب رسُولِ خدا کا زینبؓ کے ساتھ نکاح کر دیا اور قرآن میں یہ واقعہ نازل کیا اور پھر اپنے رسُول کو بھی جتلا دیا کہ عنقریب منافقین اس نکاح سے تم کو عیب لگائیں گے ۔ پس خدا نے یہ آیت بھیجی ۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ط یہ جواب سن کر مامون بولا یابن رسُول اللہ! خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی اور انبیاء اور اسلام کے بارے میں جو شک میرے دل میں تھا آپ نے دور فرما دیا ۔

العیون میں یوں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السّلام نے (مامون کے جواب میں) عصمتِ انبیاء کے متعلق فرمایا ۔ اب رہا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ج وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ط اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کو بتا دیا تھا کہ دنیا میں تمہاری اتنی بیویاں ہوں گی ۔ اور ان کے یہ یہ نام ہوں گے اور آخرت میں اس اس نام کی باقی رہیں گی اور ہیں وہ سب کی سب امّہاتِ مؤمنین ان میں سے ایک زوجہ زینب بنتِ جحش بھی ہو گی جو اس وقت زیدؓ بن حارثہ کے نکاح میں ہے ۔ پس آنحضرتؐ نے زینبؓ کا نام اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس سبب کسی پر ظاہر نہیں کیا کہ منافقین یہ نہ کہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایسی عورت کو اپنی زوجہ کہہ دیا جو دوسرے کے عقد میں ہے ۔ پس ان کو منافقین کی باتیں بنانے کا اندیشہ ہوا ۔ اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۝ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں آدمیوں سے اندیشہ کرتے ہو حالانکہ خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا کرو ۔ خداوند عالم نے بس تین نکاحوں کا اہتمام خود فرمایا ہے ایک حضرت آدم علیہ السّلام کے نکاح کا حضرت حوّاؑ کے ساتھ ۔ دوسرے زینبؓ بنت جحش کا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ساتھ جیسا کہ فرماتا ہے ۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ تیسرے جناب سیّدۃ کونین فاطمہ زہراؑ ابنت رسُولِ خدا کے نکاح کا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کے ساتھ ۔

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۳** اور مجھ پر ایک ہزار اوصیاء کا مگر کسی کے فرائض ایسے سخت نہیں ہوئے جیسے کہ میرے ۔ قولِ مترجم :- جناب رسُولِ خدا کے اس قول کا کہ یا علیؑ تم خاتم الاولیاء ہو مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کے جانشینوں میں سے تم آخری ہو ۔ کیونکہ آئندہ والے ولی کے جانشین ہوں گے نہ کہ نبی ۔ اور جناب علیؑ مرتضیٰ کا یہ فرمانا کہ جناب رسُولِ خدا ہزار نبیوں کا خاتمہ ہیں اس سے مراد وہ نبی ہیں جو کارِ رسالت پر بھی مامور ہوئے تھے خواہ ایک بستی کے لئے مامور ہوئے ہوں خواہ ایک قوم کے لئے خواہ تمام عالم کے لئے ۔۱۲

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۴** اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ : کافی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ اس ذکر کثیر میں داخل ہے جس کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا ۔۱۲

کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک حد مقرر ہے جس پر وہ ختم ہو جاتی ہے مگر ذکر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی حد معیّن نہیں ہے (دیکھو!) خدا تعالیٰ نے جو باتیں واجب فرما دی ہیں جب بندہ ان کو ادا کر دیتا ہے تو یہی ان کی حد ہو گئی ۔ مثلاً ماہ رمضان کے روزے خدا تعالیٰ نے واجب فرما دیئے ہیں پس جو اس مہینہ میں روزے رکھ لے گا تو ختمِ ماہ پر روزوں کی انتہا ہو جائے گی ۔ خدا تعالیٰ نے حج واجب فرمایا ہے اب جو شخص مناسکِ حج بجا لائے گا حج پورا ہو پورا ہو جائے گا مگر ذکرِ خدا ایک ایسی چیز ہے جس کی کمی سے خدا راضی ہی نہیں ہوتا ۔ اور نہ اس کے لئے کوئی حد معیّن فرمائی ہے (جس پر وہ ختم ہو جائے اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے رہنا چاہیئے ۔) پھر حضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ انہی جناب سے یہ بھی منقول ہے کہ فرمایا کہ جب ہمارے شیعہ خالی بیٹھے ہوا کریں تو خدا کو بکثرت یاد کیا کریں ۔

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار خدا کو بہت یاد کرتے تھے ۔ چنانچہ جب میں ان جناب کے ہمراہ کہیں جاتا تو پدر

بزرگوار خدا کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میں ان جنابؑ کے ہمراہ کہیں جاتا تو وہ حضرتؑ راہ میں ذکر خدا فرماتے اور جب میں ان جنابؑ کے ساتھ کھانا کھاتا ہوتا تب بھی وہ جنابؑ ذکر خدا بجا لاتے۔ اور جب وہ حضرتؑ لوگوں سے باتیں کرتے ہوتے تب بھی ذکر خدا کو ترک نہ فرماتے۔ اور میں (اکثر) دیکھا کرتا تھا کہ ان حضرتؑ کی زبان تالو سے ملی ہوئی ہوتی مگر برابر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز آتی رہتی۔ اور وہ جناب ہم سب کو جمع کرتے اور طلوعِ آفتاب تک ذکر خدا میں مشغول رہنے کا حکم دیتے اور ہم میں سے جو کوئی خواندہ ہوتا اسے تلاوت قرآن کی ہدایت فرماتے (نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے کہ) جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جائے اور خدا کا ذکر کیا جائے اس میں برکت زیادہ ہوگی۔ ملائکہ رحمت اس میں نازل ہوں گے۔ اور شیطان اسے چھوڑ دیں گے اور اہلِ آسمان کی نظروں میں وہ گھر ایسا ہی دکھائی دے گا جیسے روشن ستارہ زمین والوں کی نگاہ میں معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ گھر جس میں قرآن کریم نہ پڑھا جائے اور ذکر خدا نہ کیا جائے اس کی برکت کم ہو جائے گی۔ اور ملائکہ اس کو چھوڑ دیں گے اور شیطان آدھمکیں گے۔ اور جناب رسولؐ خدا نے اصحاب سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو تمھارے اعمال میں افضل عمل ہو۔ تمھارے درجہ کو بلند کرے ملائکہ کو روشن تر نظر آئے۔ درہم و دنیا سے تمھارے لئے بہتر ہو۔ اور اس سے بھی بہتر ہو کہ جب تم اپنے دشمنوں سے لڑو تو تم ان کو قتل کر دو یا وہ تم کو قتل کر دیں؟ ان سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ضرور فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ یہ ہے کہ خدا کو بکثرت یاد کیا کرو۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اہلِ مسجد میں سے سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا جو خدا کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہو۔ نیز جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ذکر خدا کرنے والی زبان عطا ہوئی ہے تو اس کو دنیا اور آخرت کی ساری خوبیاں مل گئیں۔ قول باریتعالیٰ وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۹۱۹ سطر اوّل) کی تفسیر میں امامؑ فرماتے ہیں جو نیکی خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے کرو اسے زیادہ نہ سمجھو۔ انہی جنابؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا جو کوئی اکثر خدا کا ذکر کرتا ہے خدا اسے دوست رکھتا ہے اور جو بکثرت خدا کو یاد کرے تو خدا تعالیٰ اس کو دو پروانے عطا فرمائے گا ایک آتشِ جہنم سے آزادی کا اور دوسرا نفاق سے بریّت کا۔ وہی جناب فرماتے ہیں جو کوئی اکثر خدا کو یاد کرے تو جنت میں خدا کی رحمت اس پر سایہ فگن ہوگی۔

ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ بطریق مُرسل جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ کسی شخص نے ان جنابؑ سے سوال کیا تھا اے مولا! قولِ خدا اُذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ۝ میں ذکر کثیر سے کون سا ذکر مراد ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جو شخص تسبیح جناب سیّدہؑ پڑھے تو اس نے خدا کا ذکر کثیر ادا کر لیا۔

اسمٰعیل بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا اے مولا! اُذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ۝ کی حد کیا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے اپنی پارہ جگر حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو تعلیم فرمایا کہ چونتیس بار اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اور تینتیس مرتبہ سُبۡحَانَ اللّٰهِ تینتیس مرتبہ... مرتبہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہا کرو پس جب تم نے یہ تسبیح ایک مرتبہ رات کو اور ایک مرتبہ دن میں پڑھی تو خدا تعالیٰ کا ذکر کثیر ادا کر دیا۔

ائمہ طاہرین علیہم السّلام سے منقول ہے جو شخص سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكۡبَرُ تیس بار کہے تو اس نے خدا کا ذکر کثیر ادا کر دیا۔

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۵** هُوَ الَّذِيۡ يُصَلِّيۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ: ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سَو مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سَو مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اسی کا خدا نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۶** يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ: التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ لقاءِ خدا یا ملاقات خدا سے مراد بعثت یا قیامت میں جزا و سزا کے لئے دوبارہ زندہ ہونا ہے اور تمام کتاب خدا میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے اسی معنی میں آیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۷** مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ: علل الشرائع میں ہے کہ آنحضرتؐ نے یہودیوں کے ایک گروہ کے جواب میں جو یہ دریافت کرنے آئے تھے کہ آپ کے نام محمدؐ، احمدؐ، ابوالقاسمؐ، بشیرؐ، نذیرؐ اور داعی الی اللہ کیوں قرار دیئے گئے؟ جو جواب دیا از انجملہ یہ بھی ہے کہ داعی اس لئے کہ لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی طرف اس کے حکم کے موجب بلاتا ہوں۔ نذیرؐ اس لئے کہ جو میری نافرمانی کرے اس کو آتشِ جہنم سے ڈراتا ہوں۔ اور بشیرؐ یا مبشرؐ اس لئے کہ جو میری اطاعت کرے اس کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۸** وَدَعۡ اَذٰىهُمۡ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو ایذا دیں تو اس کی پروا کرنا چھوڑ دو اور خود ان کو ایذا نہ دو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہجرت سے پانچ برس پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور یہ تالیف تلوب کے خلاف بہت بڑی دلیل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۹** ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی زوجہ کو مجامعت سے پہلے طلاق دے دے منقول ہے کہ اگر مہر مقرر ہو گیا تھا تو اس کے ذمہ اس کا نصف ہے، اور اگر کچھ مقرر نہ ہوا تھا تو اس حیثیت کی عورتوں کو جو کچھ دیا جاتا ہو ویسا ہی اس کو بھی دینا لازم ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۸ نوٹ ۱** رہیں وہ دو عورتیں جنسے ہم بستر نہیں ہوئے۔ ایک کا نام عمرہ تھا دوسری کا سنبا۔ اور جن تیرہ سے مجامعت فرمائی ان میں سب سے اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا بنت خویلد ہیں۔ بعد ان کے سَودہ بنتِ زمعہ۔ پھر اُمِّ سلمہ جن کا اصلی نام ہند بنتِ ابی امیہ ہے۔ پھر عائشہ بنتِ ابوبکر اس کی کنیت امّ عبداللہ ہے پھر حفصہ بنتِ عمر بن خطاب۔ پھر زینب بنتِ خزیمہ۔ ان کی کنیت اُمّ ابن الحارث اور اُمّ المساکین ہے۔ پھر زینب بنتِ جحش۔ پھر اُمِّ حبیبہ ان کا اصلی نام رملہ بنتِ ابوسفیان ہے۔ پھر میمونہ بنت الحارث۔ پھر زینب بنتِ عمیس۔ پھر جویریہ بنتِ الحارث۔ پھر صفیہ بنتِ حی بن اخطب۔ پھر خولہ بنتِ حکیم سُمی۔ جس نے اپنا نفس جناب رسولؐ خدا کیلئے ہبہ کر دیا تھا علاوہ بریں جناب رسولؐ خدا کی ازواج میں دو حرم بھی تھیں ایک ماریہ قبطیہ دوسری ریحانہ ہلالیہ۔ اور جو بیبیاں انھوں نے وقت وفات چھوڑیں ان کے نام یہ ہیں۔ عائشہ حفصہ۔ اُمّ سلمہ۔ زینب بنتِ جحش۔ میمونہ بنت الحارث۔ اُمّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان۔ صفیہ بنتِ حی ابن اخطب۔ جویریہ بنتِ الحارث۔ سَودہ بنتِ زمعہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی تمام ازواج میں سب سے افضل حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت اُمّ سلمہ گرامی مرتبہ ہیں۔ پھر حضرت جویریہ۔

**صفحہ ۵۰۸ نوٹ ۲** لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ سورۂ نسا میں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ (دیکھو صفحہ ۹۲ سطر ۱۲ الخ) اس آیت لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ میں وہی عورتیں مراد ہیں جو اس آیت میں حرام ہو چکیں اور اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح کہ عوام الناس کہتے (یا مطلب سمجھتے) ہیں تو تمہارے لئے وہ کچھ حلال ہو جاتا جو جناب رسولؐ خدا کے لئے بھی نہیں ہے۔ یعنی تم کو اختیار ہے جب چاہو زوجہ کو طلاق دیدو اور دوسری کرلو اور جناب رسولؐ خدا کو گویا یہ اختیار نہیں، پس جیسا کہ عوام الناس کہتے (یا سمجھتے) ہیں اصل معاملہ یوں نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو عام اجازت دی تھی۔ کہ جس عورت سے چاہیں نکاح کرلیں سوائے ان عورتوں کے جن کا ذکر سورۂ نساء میں ہو چکا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اوپر کی آیت تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ سے منسوخ ہے گو ترتیب دینے والوں نے الٹ پلٹ کر دیا۔ قول مترجم: منسوخ ہونے کی وجہ ظاہر بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام الناس نے خود رائی کو دخل دے کر آیۂ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الخ کو سورۂ نساء کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الخ۔ کا مؤید نہ سمجھا بلکہ.. مستقل آیت سمجھ کر جناب رسولؐ خدا کے اختیارات بہ خیال خود محدود کر دیئے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۰۹ نوٹ ۲** قول صاحب تفسیر صافی: اس حکم میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے آنحضرتؐ نے عقد تو کیا تھا لیکن مباشرت نہ کی تھی۔ کافی میں حسن بصری سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے ایک عورت شنباء نامی سے عقد کیا تھا، یہ عورت حسن میں فرد تھی۔ عائشہ اور حفصہ نے اسے دیکھا تو باہم مشورہ کیا یہ تو ہمارے حسن و جمال کے سبب ہمارے مقابلہ میں رسولؐ خدا پر حاوی ہو جائے گی۔ پس ان دونوں نے کہا رسولؐ خدا کو تیری کچھ خواہش نہیں معلوم ہوتی پس جب تو آنحضرتؐ کے پاس جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کہہ دیجیو۔ غرض ایسا ہی ہوا اور جناب رسولؐ خدا نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا۔ اور طلاق دے دی اور اس کے کنبہ میں بھیج دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے بنی کندہ میں سے ایک عورت سے جو ابوالجون کی بیٹی تھی عقد کیا مگر جب ابراہیمؑ فرزند رسولؐ خدا کا جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے انتقال ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر یہ نبیؐ ہوتے تو ان کا بیٹا کبھی نہ مرتا۔ آنحضرتؐ نے قبل اس کے کہ اس سے مباشرت کریں اس کو بھی اس کے گھر بھیج دیا جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اور ابوبکر خلیفہ بن بیٹھا تو وہ عامریہ اور کندیہ دونوں آئیں اور ان دونوں نے اپنے بارے میں حکم دریافت کیا۔ پس ابوبکر اور عمر دونوں نے جمع ہو کر کہہ دیا کہ تمہیں اختیار ہے چاہے تم دونوں پردے میں رہو چاہے عقد کرلو۔ ان دونوں نے عقد کر لیا مگر ایک کا شوہر مجذوم ہو گیا اور ایک کا مجنون۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث زرارہ اور فضیل کے سامنے بیان کی تو ان دونوں نے جناب امام محمد باقرؑ کے حوالے سے تصدیق کی۔ اور یہ بھی کہا کہ ان حضرت نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جس امر کی بھی ممانعت فرمائی اسی میں اس کی نافرمانی کی گئی۔ بے شک ان لوگوں نے بعد آنحضرتؐ ان کی ازواج کی بھی شادی کرا کے چھوڑی حالانکہ اگر تم ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک عورت نے ایک شخص سے عقد کیا اور قبل اس کے کہ اس کے پاس گیا ہو اسے طلاق دے دی تو آیا کہ اس شخص کے بیٹے سے اس کا عقد کرنا جائز ہے۔ تو صاف کہیں گے کہ نہیں جائز نہیں ہے۔ اور رسولؐ اللہ جن کی حرمت سب کے باپ دادا سے کہیں زیادہ تھی ان کے بارے میں ایسی جراءت کر بیٹھے۔ المناقب میں ایک روایت ہے کہ جو حکم نبیؐ کی ازواج کے بارے میں ہے وہی حکم وصی کی ازواج کے بارے میں بھی جاری ہے۔ کافی میں معصومینؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کا حکم یعنی ایذائے رسولؐ کا حکم علی مرتضیٰؑ کے بارے میں بھی ویسا ہی اور باقی آئمہؑ کے بارے میں بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۱** معانی الاخبار میں ہے کہ کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بات کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی صلوٰۃ تو یہ ہے کہ وہ اپنے رسولؐ پر رحمت نازل کرتا ہے اور صلوٰۃ ملائکہ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی پاکیزگی اور طہارت بیان کرتے ہیں۔ اور آدمیوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ جناب رسول خدا صلے اللہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس کا قبول کرنا لازم ہے کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ تو فرمائیے کہ ہم محمدؐ و آل محمدؐ پر درود کس طرح بھیجیں؟ فرمایا کہو۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ اَنْبِيَآئِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ... وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ کسی نے عرض کی جو شخص کسی طور سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے تو اسے کتنا ثواب ملے گا۔؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آ جائے گا گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

العیون میں ہے کہ جناب غریب الغربا امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے دربار میں ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس! یہ بات تو ہمارے دشمن بھی جانتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے۔ اب آپ پر درود کیونکر بھیجا جائے۔؟ حضرتؐ نے فرمایا یوں کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ کیوں اے گروہ مردم! جو کچھ میں نے بیان کیا آیا کوئی شخص اس کے خلاف کہہ سکتا ہے؟ سب نے جواب دیا نہیں (کسی کو اختلاف نہیں ہے) مامون بولا جو کچھ آپ نے فرمایا اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کسی نے اس کے خلاف نہیں کہا مگر آپ کسی اور آیت قرآنی سے جو اس آیت سے واضح تر ہو اس بات پر دلیل لایئے۔ کہ آل رسولؐ پر خدا نے درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ان حضرتؑ نے فرمایا گروہ علما! یہ تو بتاؤ کہ قول باری تعالیٰ - - يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ میں یٰسٓ سے خدا تعالیٰ نے کسے مراد لیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا بے شک و شبہ یٰسٓ جناب رسولؐ خدا کا نام ہے۔ حضرت نے فرمایا اسی آیت سے خدا تعالیٰ نے محمدؐ و آل محمدؐ کو وہ فضیلت عطا فرمائی جس کی کنہ و صفت تک سوائے اس شخص کے جو اس کو سمجھ چکا ہے اور کوئی پہنچا ہی نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے انبیاء کے سوا کسی اور پر سلام نہیں بھیجا۔ پس فرمایا سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور فرمایا سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ (مگر ان نبیوں کی آل پر سلام نہیں بھیجا یعنی) یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ نُوْحٍ اور یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اور یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ۔ البتہ یہ فرمایا ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يٰسِيْنَ یعنی آل محمدؐ۔ یہ سن کر مامون نے کہا مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ معدن نبوتؐ کے سوا اور کوئی شخص قرآن کی تفسیر اور مطالب کو بیان ہی نہیں کر سکتا۔

مقدمۂ شرائع الدین میں انہی جنابؑ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہر مقام میں (جب کوئی آنحضرتؐ کا نام لے) اور چھینکنے کے بعد اور آندھیوں وغیرہ کے وقت درود بھیجنا واجب ہے۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی حدیث منقول ہے۔

کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب تم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام لو یا کوئی دوسرا تمہارے سامنے نام لے یا اذان وغیرہ وغیرہ میں ان جنابؐ کا نام نامی سنو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجو۔

نیز کافی میں انہی جناب سے مروی ہے کہ جناب سردار دو عالم نے وفات پائی تو جوق جوق مہاجرین و انصار و ملائکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجا۔

جناب امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس وقت جب کہ وہ جنابؐ بالکل صحیح و سالم تھے کہ آیت درود خداوند عالم نے اس غرض سے نازل فرمائی کہ لوگ میرے انتقال کے بعد بھی مجھ پر برابر درود بھیجتے رہیں۔ اسی لئے یہ جتلایا کہ اللہ اور اللہ کے فرشتے محمدؐ و آل محمدؐ پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اسی کتاب میں ایک حدیث مرفوع یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ جناب موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی مناجات میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا ذکر کیا۔ ارشاد باری ہوا اے فرزند عمران! محمدؐ پر درود بھیجو کہ میں بھی ان پر درود بھیجا رہتا ہوں۔ اور میرے فرشتے بھی۔

ابو مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر روز نماز صبح اور نماز مغرب کے بعد زانو بدلنے اور کلام کرنے سے پہلے کہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ذُرِّیَّتِہٖ تو خدا تعالیٰ سو حاجتیں اس کی برلائے گا۔ ستر دنیا میں اور تیس آخرت میں۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! صلوٰۃ خدا اور صلوٰۃ ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ خدا اور ملائکہ آنحضرتؐ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اور مومنین کی طرف سے آنحضرتؐ کے لئے دعا ہوتی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ایک فرشتے نے درگاہ خدا میں دعا کی خدایا! تو مجھے کان عنایت فرما کہ میں تیرے بندوں کی باتیں سننے لگوں۔ خدا نے اس کی دعا قبول فرمائی اب وہ فرشتہ قیامت تک کھڑا رہے گا۔ جو کوئی مومن کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو وہ فرشتہ جواب دیتا ہے اے بندۂ مومن وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔ پھر وہ فرشتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو خبر دیتا ہے کہ یا رسولؐ اللہ فلاں بندۂ مومن حضورؐ کو سلام کہہ رہا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ بھی فرماتے ہیں وَعَلَیْہِ السَّلَامُ۔

صفوانؔ جمّال سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب تک آل محمدؐ پر درود نہ بھیجا جائے کوئی دعا جو خدا سے کی جائے آسمان پر نہیں جاتی ہے۔

صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں کہ جناب امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ ان جناب کو چھینک آئی میں نے عرض کیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ دوبارہ چھینک آئی میں نے کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ پھر تیسری بار چھینک آئی میں نے جواب میں کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ پھر میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ جیسے امامؑ کی چھینک کے وقت ہم وہ کلمہ کہہ سکتے ہیں جو آپس میں کہا کرتے ہیں یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ یا وہی کہنا چاہیئے جو ہماری عادت ہے۔ (یعنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ)؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم یہ نہیں کہتے ہو صَلَّی اللّٰہُ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے عرض کی ہاں یا ابن رسول اللہ! یہ بھی کہتا ہوں پھر میں نے عرض کی اے مولا! کیا اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بھی کہا کروں؟ فرمایا ہاں کہا کرو۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر درود بھی بھیجا ہے اور رحمت بھی نازل کی ہے ہم جو ان جناب پر درود بھیجتے ہیں تو یہ ہمارا درود ان حضرتؐ کے لئے دعا ہے اور ہمارے واسطے تقرب کا باعث ہے۔

عمر بن یزید کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! جب شب جمعہ آتی ہے تو آسمان سے بکثرت فرشتے زمین پر آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں اور وہ فرشتے شب شنبہ تک سوائے درود کے کچھ اور نہیں لکھتے تو تم اس شب و روز میں بکثرت صلوٰت بھیجا کرو۔ اور اے عمر! جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ دوسرے دنوں میں ہر روز سو بار محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنا سنت ہے۔

اسحاق بن فروخ مولا آل طلحہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اے اسحاق ابن فروخ! جو شخص محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود بھیجے تو خدا اس پر ایک ہزار مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے اور ملائکہ اس کے لئے ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔

محمد بن مسلم نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے روایت کی ہے کہ میزان اعمال میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے زیادہ کوئی چیز گران قدر نہ ہوگی۔ چنانچہ ایک شخص کے اعمال تولے جائیں گے اس کی نیکیوں کا پلہ کم ہوگا تو آنحضرتؐ اس کے پلے میں وہ درود رکھ دیں گے جو آنحضرتؐ پر بھیجی تھی۔ اسی سے وہ پلہ بھاری ہو جائے گا

ابان بن تغلب نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور ان حضرتؑ نے جناب امام زین العابدین علیہ السّلام سے اور انھوں نے سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السّلام سے اور ان حضرتؑ نے جناب سید الاوصیاء امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے اور میری آلؑ پر درود نہ بھیجے تو اسے خوشبوئے جنت نصیب نہ ہوگی۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوگی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب تم جمعہ کے دن نماز عصر سے فارغ ہو جاؤ تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلْاَوْصِیَآءِ الْمَرْضِیِّیْنَ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِکَ وَبَارِکْ عَلَیْھِمْ بِاَفْضَلِ بَرَکَاتِکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْھِمْ وَعَلٰی اَرْوَاحِھِمْ وَاَجْسَادِھِمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس جو شخص نماز عصر کے بعد یہ درود پڑھے گا تو خدا عزّ و جل ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ اس کے مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ حاجتیں اس کی برلائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے جنت میں اس کے لئے بلند فرمائے گا۔

**صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۲** تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنا موئے مبارک ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے جناب رسول خدا۔۔۔ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنا موئے مبارک اپنے دست مبارک میں لے کر یہ حدیث بیان فرمائی کہ اے علیؑ! جس شخص نے تمہارے ایک بال کو بھی ایذا پہونچائی اس نے مجھے ایذا پہونچائی اور جس نے مجھے ایذا پہونچائی اس نے یقیناً خدا تعالیٰ کو ایذا پہونچائی اور جس نے خدا تعالیٰ کو ایذا پہونچائی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک رات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدا نماز عشا پڑھنے میں تاخیر کی۔ پس عمر بن الخطاب دروازۂ بیت الشرف پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹا کے غل مچانے لگا۔ یا رسولؐ اللہ! عورتیں بھی سو گئیں بچے بھی سو گئے (لیکن آپ نے ابھی تک نماز عشا نہیں پڑھی) یہ سن کر آنحضرتؐ برآمد ہوئے اور فرمایا یہ تم کو ہرگز جائز نہیں ہے کہ مجھے ایذا دو اور مجھ پر حکم چلاؤ۔ تم سب پر لازم ہے کہ میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کسی مہم پر ایک لشکر بھیجا ان سب کا سردار جناب امیر المومنین علیہ السّلام کو مقرر کیا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ جب کبھی کسی جگہ لشکر بھیجتے تھے۔ اور اس میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام بھی ہوتے تھے تو انہی جنابؑ کو امیر لشکر بنایا کرتے

تھے۔ غرضیکہ جب وہ لشکر کامیاب ہوا اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ لگا تو ان حضرتؑ نے (اس مالِ غنیمت میں سے) ایک لونڈی مول لینی چاہی اور قیمت اس کی مالِ غنیمت میں سے دینی چاہی تو حاطب بن ابی بلتعہ اور بریدۂ اسلمی کو یہ امر ناگوار گزرا اور ان دونوں نے کنیز کی قیمت بڑھا دی جب حضرتؐ نے ان کا مکر اور قیمت کا زیادہ کرنا ملاحظہ فرمایا تو اس دن اس کی خریداری موقوف رکھی اور اس بات کے منتظر رہے کہ اس کی قیمت کہاں تک بڑھتی ہے۔ پھر ان جنابؑ نے وہ لونڈی خرید لی۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو ان دونوں نے اتفاق کر لیا کہ اس واقعہ کی خبر جناب رسولِ خدا کو ضرور دینی چاہیئے۔ غرض بریدۂ اسلمی آنحضرتؐ کے سامنے آن کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب نے مسلمانوں کے برخلاف مالِ غنیمت سے ایک لونڈی خریدی ہے یہ سن کر آنحضرتؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ دہنی طرف آیا اور وہی عرض کیا جو پہلے کہا تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا پھر وہ بائیں طرف آیا اور وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو ایسا غصّہ آیا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ویسا غصّہ آیا تھا اور نہ بعد اس کے کبھی ایسا غصّہ آیا۔ رنگ رُخِ مبارک متغیّر ہو گیا منہ سے کف بھی جاری ہو گئے شہرگ بھی ابھر آئی۔ اعضا بھی کانپنے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا اے بریدہ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ کہ تو خدا کے رسولؐ کو آج ایذا دے رہا ہے۔ کیا تو نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ بریدہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے تو خیال نہیں کہ میں نے کبھی حضور کی اذیت کا ارادہ کیا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریدہ تیرا گمان یہ ہے کہ جو شخص بالخصوص مجھے اذیت دے گا وہی میرا موذی کہلائے گا۔ اے بریدہ! کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ علیؑ ابن ابیطالب مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے یقیناً مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے یقیناً خدا کو ایذا دی اور خداوند عالم کو لازم ہے کہ اسے آتشِ جہنم میں دردناک عذاب سے ایذا پہونچائے۔ اے بریدہ! کیا تو زیادہ جاننے والا ہے یا خدائے عزّ و جلّ! کیا تیرا علم زیادہ ہے یا لوحِ محفوظ کے پڑھنے والوں کا! کیا تیرا علم بڑھا ہوا ہے یا ملائکۂ ارحام کا! بریدہ نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ اعلم ہے اور لوحِ محفوظ کے پڑھنے والے اور ملائکۂ ارحام مجھ سے بدرجہا زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریدہ! کیا تو زیادہ واقفیت رکھتا ہے یا وہ فرشتے جو علیؑ ابن ابیطالب کے حافظانِ اعمال؟ بریدہ نے عرض کیا بلکہ حافظانِ اعمال علیؑ ابن ابی طالب بہ نسبت میرے زیادہ واقف ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر تو کس لئے علیؑ ابن ابیطالب کو خطاوار ٹھہراتا ہے اور کیوں ان کو ملامت اور زجر و توبیخ کرتا ہے اور کیوں ان کے فعل میں برائی نکالتا ہے (آگاہ ہو جا کہ) جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حافظانِ اعمال نے علیؑ ابن ابیطالب کی ولادت سے لے کر اس وقت تک ان کی کوئی خطا نہیں لکھی۔ اور ملک الارحام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کی ولادت سے پہلے جبکہ وہ اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا۔ اور جب میں شبِ معراج آسمان کو گیا تو مجھ سے ان فرشتوں نے جو لوحِ محفوظ پڑھتے ہیں یہ بیان کیا کہ ہم نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب ہر گناہ و خطا سے معصوم و محفوظ ہیں۔ اے بریدہ! پھر تو کس لئے علیؑ کو خطاوار بتاتا ہے۔ حالانکہ پروردگارِ عالم نے اور ملائکہ مقرّبین نے ان کے صواب پر ہونے کی خبر دیدی ہے۔ اے بریدہ! تو علیؑ ابن ابیطالب پر اعتراض نہ کیا کر اور سوائے خوبی اور نیکی کے کوئی بات ان کی شان میں نہ کہا کر کہ وہ امیر المؤمنین اور سید الصالحین اور فارس المسلمین اور قائد الغرّ المحجّلین اور جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ وہی قیامت کے روز (دوزخ سے) فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا۔ اے بریدہ! کیا تجھے خبر نہیں کہ علیؑ ابن ابیطالب کا حق تم سب مسلمانوں پر یہ ہے کہ تم لوگ ان سے بُرا برتاؤ نہ کرو۔ اور ان سے دشمنی نہ رکھو اور اپنے نفسوں کو ان پر فضیلت نہ دو۔ افسوس! علیؑ ابن ابیطالب کی جو قدر و منزلت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے بہ نسبت اس کے تمھارے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ (اے لوگو!) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں علیؑ ابن ابیطالب کا مرتبہ تم سے بیان کروں؟ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور ارشاد ہو۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ روزِ قیامت حق سبحانہ و تعالےٰ ایک قوم کو محشور فرمائے گا جن کے گناہ سے میزانِ اعمال مملو ہو جائے گی۔ اس وقت ارشادِ باری ہوگا اے میرے بندو! یہ گناہ تو تمھارے موجود ہیں نیکیاں بھی اپنی دکھاؤ ورنہ تم ہلاک کیئے جاؤ گے۔ وہ عرض کریں گے پروردگار! ہم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ ہم نے کچھ نیک کام کئے بھی ہیں یا نہیں؟ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی اے میرے بندو! اگر تمھیں اپنی نیکیاں معلوم نہیں تو نہوں مجھے تو ان کا علم ہے اور میں ان کا معاوضہ تمھیں پورا پورا دوں گا۔ پھر (بحکم خدا) ہوا چلے گی اور وہ ایک چھوٹا سا پرچہ لا کر نیکیوں کے پلّے میں ڈال دے گی۔ جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلّہ بھاری ہو جائے گا اور گناہوں کا پلّہ اتنا بلند ہو جائے گا جتنا کہ آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔ اس وقت ان لوگوں میں سے ایک سے کہا جائے گا کہ تم اپنے ماں باپ، بھائیوں، بہنوں اور خاص عزیزوں اور دوستوں کا ہاتھ پکڑ لے اور ان سب کو جنّت میں داخل کر دے۔ اہلِ محشر عرض کریں گے بارالہا! ان کے گناہ تو ہم نے پہچان لئے یہ نیکی کیا تھی؟ پردۂ غیب سے آواز آئے گی اے میرے بندو! ان میں سے جس کسی کا قرضہ برادرِ ایمانی پر ہوتا تھا تو صاحبِ قرض یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ چونکہ تو علیؑ ابن ابیطالب کا دوست ہے اس لئے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں اس لئے تو یہ قرضہ رہنے دے اور میرے مال میں سے جتنا چاہے اور لے لے۔ پس ہم نے ان دونوں کی یہ نیکی قبول کر لی۔ اور ان کے گناہ معاف کر دیئے اور آج کے دن وہ نیکی ہم نے ان کی ترازو میں رکھ دی۔ اور ان دونوں کے لئے مع ان کے والدین کے جنّت واجب کر دی۔ پھر ارشاد ہوا اے بریدہ! جو لوگ دشمنی علیؑ ابن ابیطالب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے ان کی تعداد اُن کنکریوں سے بھی زیادہ ہوگی جو جمرات پر ماری جاتی ہیں۔ اے بریدہ! تو ہمیشہ خوف رکھ ایسا نہ ہو کہ دشمنانِ علیؑ میں تیرا بھی شمار ہو جائے۔

**صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۳** وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ: تفسیر قمی میں ہے کہ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ سے علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ خاص طور پر مراد ہیں اور ایمان والے عام طور پر۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی منجانب خدا ندا دیگا۔ کہ میرے اولیاء کے ایذا دینے والے کہاں ہیں اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کے چہروں پر گوشت نہ ہوگا اور کہا جائے گا یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے مومنین کو ایذا دی اور ان سے دشمنی کی اور ان سے عناد برتا اور ان کے دین کے سبب ان کے ساتھ سختی کی۔ اس پر حکم دیا جائے گا ان سب کو جہنم میں پہونچاؤ۔ الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں مومن اور جاہل پس مومن کو تو ایذا نہ دو اور جاہل سے بجہالت پیش نہ آؤ۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے - ۱۲

**صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۴** ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سببِ نزول یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل نکل کر مسجد میں آتی تھیں اور جناب رسولِ خدا کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پس جب رات ہوئی اور وہ مغرب و عشا کی نماز کے لئے آتیں تو نوجوان لوگ راستے میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور انھیں

ایذا پہونچاتے اوران سے متعرض ہوتے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الخ ۔۱۲

**صفحہ ۱۰۵ نوٹ ۵** لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو مدینہ منورہ میں جناب رسول خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ کسی غزوہ میں جاتے تو یہ کہہ دیا کرتے کہ آنحضرتؐ قتل کر دیئے گئے یا قید کر لئے گئے۔ وغیرہ اس سے مومنوں کو رنج اٹھانا پڑتا تھا اور وہ آنحضرتؐ سے شکایت کیا کرتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جناب امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ اسی آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہیں۔ کیونکہ مَلْعُوْنِیْنَ فرمانے کے بعد کوئی موقع طوبہ وغیرہ کا ان کے لئے نہیں چھوڑا بلکہ یہی فرمایا اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۔ قول مترجم:۔ جناب رسول خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اڑانے والوں کی نسبت جب یہ تنبیہ ہے تو رسول اللہ کے نام سے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والوں کی نسبت کیسی کچھ وعید ہونی چاہیے۔ جھوٹی خبروں سے مومنوں کو جو رنج پہونچتا تھا وہ پائیدار نہ ہوتا تھا مگر جھوٹی حدیثوں سے جو صدمہ پہونچتا ہے وہ پائیدار اور دوامی ہے جھوٹی حدیث بیان کرنے کی بنا غاصب اوّل نے کی اور تائید غاصب ثانی نے۔ انہی دونوں کے جوار رسول میں ہونے کا فخر کیا جاتا ہے۔ اب فخر کرنے والے ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا کو غور سے تلاوت فرمائیں اور جناب امام العصرؑ والزمان کی اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ وہ حضرتؑ ان کی قبریں کھدوا کر ان کی لاشیں نکلوائیں گے اور سوکھے درخت پر ان کو لٹکوائیں گے اور بغرض امتحان خلق وہ درخت ہرے ہو جائیں گے۔ اور انہی ملعونین کے ساتھ قتل کئے جائیں گے اس مضمون کو اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا سے ملا کر دیکھیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۰۵ نوٹ ۷** تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں امانت سے مراد امامت اور امر و نہی ہے۔ اور دلیل اس دعوے پر کہ امانت سے امامت مراد ہے یہ آیت ہے کہ خدا نے ائمہ علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (دیکھو صفحہ ۱۳۸ سطر ۴) اس آیت میں امانت سے مراد امامت ہے۔ پس یہ امانت یعنی امامت تمام آسمانوں پر زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی گئی۔ ان سب نے اس کے بارے میں انکار کیا اور خوف زدہ ہو گئے کہ امامت کے دعوے دار بنتے اور حقدار سے اس کو غصب کر لیں لیکن میاں اوّل نے جو بڑے بے وقوف اور اظلم تھے (آؤ دیکھا نہ تاؤ اور امامت جیسی) امانت کو اپنے اوپر لاد لیا۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے مسلمانوں کو وصیتیں فرمائیں۔ منجملہ ان کے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ امانت کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو شخص امانت کا اہل نہ ہو اور دعوے کرے تو وہ نقصان اٹھائے گا کیونکہ یہ امانت ہی وہ چیز ہے کہ جو بڑے بڑے آسمانوں اور بچھی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے محکم پہاڑوں کے سامنے پیش ہوئی پس ان میں سے نہ کوئی چیز امانت سے زیادہ طولانی اور چوڑی تھی اور نہ اعلیٰ اور اعظم تھی۔ اشیائے مذکورہ کا انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ امانت ان سے طویل عریض اور قوی و غالب تھی بلکہ سبب یہ تھا کہ وہ عقوبت سے ڈر گئیں اور انھوں نے اس امانت کا انجام بھی سمجھ لیا جس سے حضرت انسان (ابوبکر) جاہل تھے اور باوجود اس کے کہ انسان نسبت ان چیزوں کے زیادہ ضعیف تھا مگر اس نے امانت کو اپنے سر لے لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔

العوالی میں ہے کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تھا تو امیرالمومنین علیہ السلام مضطرب اور بے چین ہو جایا کرتے تھے اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ لوگ عرض کرتے تھے یا امیرالمومنین یہ آپ کی کیا حالت ہو جاتی ہے؟ حضرتؑ فرماتے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا خدا کی امانت جسے خدا نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا اور انھوں نے اس امانت کے تحمل سے انکار کر دیا تھا اور ڈر گئے تھے ادا کرنے کا یہی وقت ہے۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ کسی نے جناب جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے مولا! ایک شخص نے دوسرے شخص کو بازار بھیجا اور یہ کہا کہ میرے لئے ایک کپڑا خرید لا۔ وہ کپڑا بازار میں بھی ملتا ہے اور ویسا ہی اس کے پاس بھی موجود ہے آیا جائز ہے کہ وہ منگانے والے کو اپنے پاس سے کپڑا دے دے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہرگز وہ ایسے کام کے قریب نہ جائے اور اپنے نفس کو (ایسے معاملہ سے) آلودہ نہ کرے کیونکہ خدا فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الخ پھر حضرتؑ نے فرمایا جو کپڑا بازار میں دستیاب ہوتا ہے اگر اس شخص کے پاس اس سے بہتر بھی موجود ہو تب بھی اپنے پاس سے نہ دے۔

(قول صاحب تفسیر صافی) اس آیت کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں کوئی اختلاف اور منافات نہیں ہے اگرچہ کسی حدیث میں امانت بمعنی امامت مراد ہے کسی میں عام مراد ہے جو امانت اور تکلیف وغیرہ کو بھی شامل ہے کیونکہ ایسا لفظ استعمال کرنا جائز ہے جو معانی کثیرہ کو شامل ہو کبھی اس سے معانی حقیقیہ مراد لئے جائیں اور کبھی اس میں قید لگا کر مخصوص معنوں میں استعمال کریں اس آیت میں امانت سے مراد عبادت خدا کی تکلیف بھی ہے جو اچھی طرح ادا کی جائے تقرب خدا اس سے حاصل ہو اور ہر بندہ اپنی استعداد کے موافق کما حقہ بجا لائے اور تکالیف الٰہیہ میں سے سب سے بڑی تکلیف خلافت ہے۔ جو اس کے اہل کو خدا کی درگاہ سے عطا ہوتی ہے پس جو لوگ اس کے حقدار نہوں ان کو لازم ہے کہ امر خلافت اس شخص کے سپرد کر دیں جو (منصوص من اللہ) اس کا اہل ہو اور ہر شخص اپنے لئے دعوے نہ کر بیٹھے اور آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اس امانت کے پیش کرنے سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے اُن کی استعداد کی طرف نظر (امتحان) فرمائی اور اشیائے مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں تحمّل امانت کی لیاقت نہ تھی۔ اور انسان کے متحمّل ہو جانے سے یہ مطلب ہے کہ اس نے بغیر استحقاق امانت کا بوجھ اپنے سر لے لیا۔ جس کی وجہ سے وہ امانت کے اصلی مالک کے مقابلہ میں متکبر کہلایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس انسان میں امانت ادا کرنے کی قوت و طاقت نہ تھی۔ اور انسان کے ظلوم و جہول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت غضبیہ اور شہوانیہ بڑھی ہوئی ہے اور یہ اکثر یہ صفت افراد انسانی میں پائی جاتی ہے (پس جو کچھ ہم نے بیان کیا) یہ الفاظ مذکورہ کے معنی کلیہ ہیں (کہ ہر ہر فرد امانت کے مقابلے میں مراد ہو سکتے ہیں) اور اس آیت کی تفسیر میں خاص طور سے جو جو معنی مراد لئے گئے ہیں ان سب کی رجوع انہی معانی مذکورہ حقیقیہ کی طرف ہو گی۔ چنانچہ اگر غور کیا جائے اور توفیق خدا بھی شامل ہو تو یہ مطلب اخذ ہو جائے گا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت محمدؓ حنفیہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے قول باریتعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امانت کو ساتوں آسمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور عذاب و ثواب دکھلایا۔ پس آسمانوں نے عرض کی پروردگار! اس امانت کو ثواب و عذاب کے ساتھ ہم پر بار نہ کر یہ البتہ بغیر ثواب و عقاب کے ہم متحمّل ہو سکتے ہیں۔ خدا نے میری امانت و ولایت کو پرندوں کے سامنے پیش کیا۔ پرندوں میں سب سے پہلے باز اور چنڈول میری امامت پر ایمان لائے۔ اور جن پرندوں نے انکار کیا ان میں سے سب سے پہلا منکر الّو اور عنقا ہے۔ پس خدا نے ان دونوں پر لعنت کی

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقو کے سارے پرندے دشمن ہو گئے۔ اب دن میں ڈر کے مارے باہر نہیں نکلتا ہے۔ اور عنقا دریاؤں میں ایسا غائب ہو گیا کہ نظر ہی نہیں آتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری امامت کو زمین کے سامنے پیش کیا پس زمین کا جو حصہ میری ولایت اور امامت پر ایمان لایا اسے خدا نے برکت والا، پاک و پاکیزہ قرار دیا۔ شیریں نباتات اور میٹھے پھل اس میں اُگائے۔ پانی اس کا صاف اور میٹھا کر دیا۔ اور جس حصہ نے میری امامت کا انکار کیا اس کو خدا نے شورہ زار بنا دیا۔ سبزیاں اس کی تلخ اور بدمزہ کر دیں پھل اس میں کٹیلی اور اندرائن جیسے پیدا کئے پانی اس کا کھاری اور بدمزہ کر دیا۔ پھر خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ امامتِ امیرالمومنینؑ کا حال تمھاری امت میں سے ایک مروک ہو گیا اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اور وہ حکم پروردگار سے بھی ہلاک کیا گیا۔ افسوس ہے تیری سمجھ پر اے قتادہ آگاہ ہو جا جو شخص بقصدِ بیت اللہ اپنے گھر سے نکلے اور زادِ راہ اور سواری اور حلال پیسہ اس کے ساتھ ہو اور وہ ہمارے حق کا عارف ہو۔ ہم سے دلی محبت رکھتا ہو (تو اس کا حج قبول ہو گا ورنہ نہیں) اے قتادہ! خدا نے جو دعائے ابراہیمؑ کی حکایت آیۂ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۱۴ سطر ۲) میں کی ہے تو کیا حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا تو بعض آدمیوں کے دل خانۂ کعبہ کے مشتاق بنا دے۔ پس اگر واقعی ایسا ہی تھا تو اِلَيْهِمْ کی بجائے اِلَيْهِ ارشاد ہوتا قسم بخدا وہ ہم ہی ہیں جن کی طرف بعض قلوبِ مردم کے متوجہ ہونے کی دعا جناب ابراہیمؑ نے مانگی تھی۔ پس جس کے دل میں ہماری محبت ہو گی اسی کا حج قبول ہو گا ورنہ نہیں۔ اے قتادہ! جس کا حج قبول ہو گیا وہ روزِ قیامت عذاب دوزخ سے محفوظ رہے گا قتادہ نے عرض کی خدا کی قسم اب میں ضرور اس آیت کی تفسیر یہی بیان کیا کرونگا حضرتؑ نے فرمایا علم قرآنی انہی کو حاصل ہے جن سے اس میں خطاب کیا گیا ہے۔

ہیثم بن عبداللہ رمانی کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زبانی یہ حدیث بیان فرمائی وہ جناب فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک مفسر قرآن حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے اس کا نام لے کر ارشاد فرمایا تو فلاں شخص ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا تو ہی قرآن کی تفسیر کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی بیشک! حضرتؑ نے فرمایا اچھا آیۂ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ٥ کا مطلب بیان کر! اس نے کہا قُرًی ظاہرہ سے وہ بستیاں ہیں جو مکہ اور منیٰ کے درمیان آباد ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا آیا ان بستیوں میں لٹنے اور مارے جانے کا خوف ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کی خوف تو ضرور ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس مقام کے بارے میں خدا نے امن کی خبر دی ہو وہاں لوٹ مار کیسے ہو سکتی ہے؟ اس نے عرض کی حضور ہی اس آیت کا مطلب ارشاد فرمائیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا ان بستیوں ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو اناس سے تعبیر کیا ہے اور ہم کو اس آیت میں قرایے سے۔ اس نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں آیا قرآن میں کسی اور جگہ بھی قرایے سے آدمی مراد لئے گئے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا وَاسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا (یعنی برادرانِ یوسف نے حضرت یعقوبؑ سے عرض کی) جس بستی میں ہم تھے اور قافلہ میں ہم آئے ہیں اس سے ہمارا حال دریافت کر لیجئے۔ تو تو ہی بتا کہ یہ سوال آدمیوں سے ہوتا ہے یا در و دیوار سے؟ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ٥ تو اب تو ہی بتا کہ عذاب آدمیوں پر ہو گا یا مکانات کے در و دیوار پر؟

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن بصری میرے پدر بزرگوار جناب امام محمدؑ بن علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان جنابؑ نے فرمایا اے بصرہ والے مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ایک آیۂ قرآنی کی برخلاف تنزیل تفسیر کی ہے پس اگر واقعی تو نے ایسا ہی کیا ہے تو تو بیشک گمراہ ہو گیا اور لوگوں کو بھی تو نے گمراہ کیا۔ اس نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں میرے ماں باپ حضورؑ پر قربان ہو جائیں۔ ارشاد ہو وہ کون سی آیت ہے؟ آنحضرتؑ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ٥ اے حسن! افسوس ہے تیرے حال پر (تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ) اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے امان کہاں دی ہے۔ حالانکہ مکہ اور مدینہ میں اور ان کے مابین آدمیوں کا مال چوری جاتا ہے اور بہت سے آدمی غلام بنا لئے جاتے ہیں۔ اور اکثر لوگ مارے بھی جاتے ہیں۔ جانوں کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ پھر افسوس فرماتے ہوئے تھوڑی دیر خاموش رہے بعد اس کے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جن بستیوں میں خدا نے برکت دی ہے ان سے ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔ حسن بصری نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں آیا قرآن میں کہیں اور بھی قریئے سے آدمی مراد لئے گئے ہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا ہاں۔ خدا عزّ و جلّ فرماتا ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا (اے حسن اب بتا کہ) حکم خدا سے سرتابی کرنے والے مکان تھے یا دیواریں یا آدمی؟ اس نے عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اور بھی کوئی مثال ارشاد ہو۔ حضرتؑ نے جواب دیا خداوند عالم سورۂ یوسفؑ میں (برادرانِ یوسفؑ کے قول کی حکایت میں) فرماتا ہے وَاسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا اس آیت میں قریہ اور عیر (کاروان) سے کیا مراد ہے؟ جس سے سوال کرنے کی فرزندانِ یعقوبؑ نے اپنے باپ سے گزارش کی تھی۔ آیا اس سے بستی مراد ہے یا آدمی؟ حسن بصری نے پوچھا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں اب یہ بھی بتا دیجئے کہ قُرًى ظَاهِرَةً سے کیا مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا اس سے ہمارے علمائے شیعہ مراد ہیں تم ان میں شب و روز آؤ جاؤ (گمراہی سے) محفوظ رہو گے۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ ایک دن ابو حنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا تو کون ہے اس نے عرض کی ابو حنیفہ! فرمایا اہلِ عراق کا مفتی؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تو کس چیز سے ان لوگوں کو فتوے دیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی قرآن سے۔ فرمایا کیا تو کتاب خدا کے ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ سے واقف ہے؟ فرمایا اس آیت کی تفسیر تو بیان کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ٥ وہ کون سے مقامات ہیں (جن میں خدا نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے)؟ ابو حنیفہ نے جواب دیا وہ مکہ اور مدینہ کے مابین ہیں۔ حضرتؑ نے حاضرینِ جلسہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم کو خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ جب تم مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے ہو تو آیا ایسا ہوتا ہے یا نہیں کہ اپنی جانوں کے قتل ہونے سے اور مالوں کے لوٹے جانے سے مامون نہیں ہوتے۔ تو سب نے عرض کی بیشک ایسا ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ابو حنیفہ وائے ہو تجھ پر خدا کا کلام تو سچا ہی ہوتا ہے غلطی تو اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ (پھر کیوں اس کے خلاف ہوتا ہے) اے ابو حنیفہ! قول باری تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ اس سے کون سا مقام مراد ہے؟ اس نے جواب دیا بیت اللہ الحرام۔ پس حضرتؑ اپنے حاضرینِ جلسہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا میں تم سے بقسم دریافت کرتا ہوں کہ عبداللہ بن زبیر اور سعید بن جبیر بیت اللہ میں داخل ہوئے اس پر بھی محفوظ نہ رہے (مارے گئے) سب نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہوا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا اے ابو حنیفہ! وائے تجھ پر اور تیری عقل پر خدا ایسی بات نہیں کہتا ہے جو حق نہ ہو ابو حنیفہ نے عرض کی مجھے کتابِ خدا کا علم حاصل نہیں میں تو قیاس لگایا کرتا ہوں (چونکہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت لے لی گئی ہے)۔

**صفحہ ۱۴ ۵ نوٹ ۵**

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ : العیون اور علل الشرائع میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ ایک دن سلیمانؑ بن داؤدؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی سلطنت دی ہے کہ میرے بعد ویسی کسی کو نہ دے گا ہوا کو، تمام آدمیوں کو، تمام جنوں کو، پرندوں کو، درندوں کو، چرندوں کو میرا محکوم بنایا ہے۔ اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم فرمائی ہے۔ اور مجھے سب ہی کچھ دیا ہے اور باوجود اس کے ایک دن بھی پورا پورا خوشی کا نہیں گزرا لہٰذا میں نے یہ لازم کر لیا کہ کل میں اپنے اس محل میں جاؤں گا اس کے اونچے سے اونچے حصہ پر چڑھوں گا اور اپنی مملکت پر نظر ڈالوں گا سو تم لوگ میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا تاکہ ایک دن تو میرا عیش منغص نہ ہونے پائے۔ انھوں نے عرض کی بہت اچھا۔ صبح ہوئی تو آپ عصا ہاتھ میں لے کر اس قصر کے اعلیٰ سے اعلیٰ حصہ پر چڑھ گئے اور اپنے عصا پر تکیہ کر کے کھڑے ہو گئے اپنی سلطنت پر نظر ڈالتے تھے اور جو کچھ عطا کیا تھا اس پر پھولے نہ سماتے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں ایک خوبصورت جوان عمدہ لباس پہنے ہوئے اسی محل کے کسی کونے سے نکل آیا سلیمانؑ نے جو اسے دیکھا تو دریافت فرمایا تجھے اس محل میں کس نے پہونچایا۔ حالانکہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ آج خلوت میں بسر کروں۔ نوجوان نے عرض کی کہ مجھے اس محل میں اس کے مالک نے پہونچایا ہے۔ اور میں اسی کے حکم سے آیا ہوں۔ سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس کا مالک مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے مگر آپ ہیں کون؟ عرض کی میں ہوں ملک الموت۔ فرمایا پھر آپ تشریف کیسے لائے؟ عرض کی قبض روح کے لئے۔ فرمایا بسم اللہ جس کام کا حکم دیا گیا ہے اسے بجا لائیے۔ آج کا دن میری تفریح کا تھا خدا تعالیٰ نے یہ نہ چاہا کہ بغیر اس کی ملاقات کے مجھے تفریح میسر ہو (پھر اس سے کیا بہتر میں تیار ہوں۔ چنانچہ ملک الموت نے اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی۔ اور وہ اسی طرح عصا پر تکیہ کئے کھڑے رہ گئے۔ اور مرنے کے بعد بھی جب تک خدا کو منظور نہ تھا کھڑے رہے۔ لوگ ان کی طرف نظر ڈالتے تھے اور سمجھتے تھے کہ زندہ ہیں۔ لوگوں کی ان کے بارے میں بڑی آزمائش تھی۔ اور آپس میں بڑا اختلاف تھا کوئی تو یہ کہتا تھا کہ اس مدت مدید تک حضرت سلیمانؑ عصا ہی کے سہارے کھڑے رہے، نہ تھکے نہ سوئے نہ کھایا نہ پیا تو یہی ہمارے خدا ہیں۔ لازم ہے کہ ہم انہی کو پوجا کریں۔ اور ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ سلیمانؑ جادوگر ہیں انھوں نے ہماری نظر بندی کر دی ہے کہ ہمیں یہ دکھائی دے کہ عصا کے سہارے کھڑے ہیں۔ اور مومنین یہ کہتے تھے کہ سلیمان اللہ کے بندے اور اس کے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے اپنے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ جب ان لوگوں کا اختلاف بہت بڑھ گیا تو خدا تعالیٰ نے دیمک کو پیدا کر دیا کہ ان کا عصا اندر ہی اندر کھا گئی، عصا ٹوٹا اور حضرت سلیمانؑ قصر پر سے منہ کے بھل گرے۔ اور جنات دیمک کے اس فعل کے شکر گزار ہوئے۔ اسی وجہ سے جس مقام پر دیمک پائی جائے گی اس کے پاس پانی اور مٹی پہونچا دی جائے گی۔ یہی واقعہ خدا کے اس قول فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ میں درج ہے پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ آیت یوں نہیں نازل ہوئی۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا الخ : بلکہ یوں نازل ہوئی تھی۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْإِنْسُ أَنَّ الْجِنَّ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ : الخ

تصحیح : موجودہ صورت کا ترجمہ تو متن میں ملاحظہ کیجئے اور جو صورت تنزیل امامؑ نے فرمائی اس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ (جب سلیمانؑ گرے تو آدمی یہ سمجھے کہ اگر جن غیب داں ہوتے تو اس ذلت دینے والے عذاب میں اتنی مدت تک نہ پھنسے رہتے) کیونکہ اس سے پہلے لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ جن اسرار غیب کے عالم ہوتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴ ۵ نوٹ ۶**

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا کہ یہ سبا کون تھا مرد یا عورت؟ فرمایا عرب میں سے یہ مرد تھا جس کے دس بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے چھ کو مبارک جانتا تھا اور چار کو منحوس جن چھ کو مبارک جانتا تھا یہ ہیں۔ ازد، کندہ، مذحج، اشعریون، انمار، حمیر۔ عرض کیا گیا انمار کون؟ فرمایا وہی جس میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ اور چار منحوس تھے وہ یہ ہیں۔ عاملہ، جزام، لخم، غسان۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵ ۵ نوٹ ۲**

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا الخ : احتجاج طبرسی میں جناب امام محمد باقرؑ سے حدیث حسن بصری میں جو اس آیت کی تفسیر میں ہے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے بارے میں مثلیں بیان فرمائی ہیں۔ پس وہ بستیاں جن کو اللہ نے برکت دی ہے ہم ہیں۔ اور خدا کا یہ قول ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ہماری فضیلت کے مقر ہوں اس لئے کہ خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہمارے پاس آئیں چنانچہ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا یعنی ہم ان کے اور ان کے شیعوں کے درمیان قرار دیئے ہیں۔ قُرًى ظَاهِرَةً جس سے مطلب ہیں ہمارے ایلچی اور ہمارے احکام و اخبار ہمارے شیعوں تک پہونچانے والے اور علماء شیعہ۔ اور خدا کا یہ فرمانا۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ کا سیر فعل میں علم کے فرمایا ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے تمام عالم کی سیر ہو سکتی ہے اور یہ جو فرمایا سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اس سے مطلب یہ ہے کہ حلال کی بابت، حرام کی بابت، فرائض کی بابت احکام کی بابت علم رات اور دن پہونچ سکتا ہے اور اسے تم رات اور دن حاصل کرو آمِنِينَ اس سے یہ مطلب ہے کہ جب تم اس معدن سے علم کو لو گے جہاں سے تم کو حکم دیا گیا ہے تو تم کو اس میں کوئی خطرہ اور کھٹکا باقی نہیں رہ سکتا اور شک و گمراہی حرام و حلال کے بدلنے والوں کی چالوں سے محفوظ ہو گے۔ ۱۲

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے عزّ و جلّ نے جبرئیلؑ، و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کو ایک تسبیح سے پیدا کیا ہے اور ان کو کان، آنکھ، ذہن، رفتار اور تیزی فہم عطا کی ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام ملائکہ کی خلقت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں (اے اللہ) فرشتوں کو تو نے پیدا کر کے اپنے آسمانوں میں ان کو ساکن کیا نہ وہ تیری عبادت سے تھکتے ہیں اور نہ غافل ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ وہ تیری تمام مخلوق سے زیادہ تیرے عارف ہیں۔ اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں ان کا مرتبہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ ہے وہ سب سے بڑھ کے تیری طاعت پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے نہ انھیں سہو و نسیان عارض ہوتا ہے۔ نہ ان کے بدنوں میں کاہلی اور تکان پیدا ہوتی ہے۔ نہ وہ باپوں کی پشتوں میں ساکن رہے نہ وہ ماؤں کے رحموں میں لپٹے ہوئے رہے تو نے ان کو لیسندار پانی (منی) سے پیدا کیا۔ بلکہ تو نے ان کو عجیب حکمت سے خلق فرمایا۔ پس تو نے ان کو اپنے (بلند) آسمانوں میں سکونت بخشی اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کر ان کی بزرگی بڑھائی اور وحی کا ان کو امین بنایا۔ آفتوں سے تو نے ان کو محفوظ رکھا۔ بلاؤں سے تو نے ان کو بچایا۔ گناہوں سے تو نے ان کو پاک کیا اگر تو ان کو قوت نہ دیتا تو وہ صاحب قوت نہ ہوتے۔ اگر تو ان کو ثابت قدمی عطا نہ فرماتا تو وہ ہرگز ثابت قدم نہ رہتے۔ اگر تیری رحمت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ طاعت نہ کرتے۔ اگر تو ان کو پیدا نہ کرتا تو وہ پیدا نہ ہوتے۔ ان کو تو نے ہی ایک مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ وہ بس تیرے ہی فرمانبردار ہیں۔ تیرے نزدیک ان کا مرتبہ بلند ہے وہ تیرے حکم سے غفلت نہیں کرتے۔ اگر وہ ان باتوں کو جو ان سے پوشیدہ ہیں دیکھ لیں تو ضرور اپنے اعمال کو حقیر سمجھیں گے اور آواز بلند نہ کریں گے اور جان لیں گے کہ بیشک انھوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اے میرے خالق، اے میرے معبود، میں تیری تسبیح کرتا ہوں تو نے اپنے بندوں کا نہایت خوبی سے امتحان لیا ہے۔

التوحید میں ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے قدرتِ خدا کے متعلق سوال کیا۔ حضرتؑ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے باریتعالیٰ بجالانے کے بعد ارشاد فرمایا خدائے تبارک تعالیٰ نے (بکثرت) فرشتے پیدا کئے ہیں اگر ان میں سے ایک فرشتہ زمین پر اتر آئے تو اس کی جسامت اور بازوؤں کی کثرت کے سبب زمین میں سمائی نہ ہو سکے۔ اور بعضے فرشتے ایسے بھی ہیں کہ اگر تمام انسانوں اور جنات کو ان میں سے ایک توصیف بیان کرنے کی تکلیف دی جائے تو سب کے سب اسکی توصیف سے عاجز آجائیں گے کیونکہ ان کے اعضاء جوارح کے جوڑ بند نہایت دور دور ہیں اور ان کی صورتوں کی ترکیب عجیب وضع کی ہے۔ اور فرشتوں کا وصف کیونکر بیان ہو سکتا ہے حالانکہ بعض ان میں ایسے ہیں جن کے کندھے اور کان کی لو میں اتنا فاصلہ ہے جتنا سات سو برس میں طے ہو سکے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کا ایک بازو ساری دنیا کے ڈھانپنے کے لئے کافی ہے۔ رہی ان کی جسامت وہ الگ ہے (اس کا ذکر ہی کیا ہے) اور بعضے اتنے بڑے ہیں کہ آسمان ان کی کمر تک ہے۔ اور بعضے ایسے کہ ان کے قدم نیچے والی ہوا پر ہیں کسی وقت ان کو قرار نہیں آتا۔ ساری زمینیں ان کے گھٹنوں تک ہیں۔ اور بعضے اتنے بڑے ہیں کہ اگر تمام پانی ان کے انگوٹھے کی گھائی میں ڈالا جائے تو سارا غائب ہو جائے اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتی ڈال دی جائے بہتی رہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۵ ۔۱۲

**صفحہ ۵۱۵ نوٹ ۳** رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا: تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ جو ان کے قول سے خدا تعالیٰ نے خبر دی رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا یہ انھوں نے دوریٔ سفر کی شکایت کی ہے کیونکہ رفاہیت بڑھ گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی تھیں اس کی کما حقہٗ قدر ان کی نظروں میں باقی نہ رہی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۵ نوٹ ۴** وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں غدیر خم کے مقام پر یہ حکم بھیجا يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۴۲ سطر ۱) یعنی کل آدمیوں کے لئے اُن کو امیر بنا دو اور آنحضرتؐ نے بنا دیا اور فرما دیا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ (جس کے جان و مال کا میں مالک ہوں یہ علیؑ بھی اس کی جان و مال کا مالک ہے) اس وقت سارے ابلیس جمع ہو کر ابلیس اکبر کے پاس سروں پر خاک ڈالتے ہوئے آئے، اس نے ان سے کہا تمھیں ہو کیا گیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس شخص (رسولِ خدا) نے آج وہ گرہ باندھی ہے جسے قیامت تک کوئی چیز نہ کھول سکے گی۔ ابلیس اکبر نے کہا تم پاگل ہو گئے ہو یہ جو اس کے گرد و پیش جمع ہیں یہی مجھ سے اس کے کھولنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اور وعدہ بھی ایسا پکا کہ ہرگز اس کے خلاف نہ کریں گے۔ اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ الخ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کی تاویل جناب رسولِ خدا کے انتقال کے بعد ہی ظاہر ہو گئی۔ اور ظنِّ ابلیس کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ جس وقت اصحاب منافقین نے (مقام خم غدیر پا) خود جنابِ رسولِ خدا کی نسبت یہ کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں۔ اُسی وقت ابلیس نے ظن کیا تھا کہ یہ ڈھب پر آجانے والے ہیں۔ اور انھوں نے اس کے ظن کو سچا کر دکھایا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۲** مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آسمانوں کے باشندوں نے عیسیٰؑ کے اٹھا لئے جانے کے بعد سے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے مبعوث ہونے تک وحی کی آواز نہیں سنی تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے جبرئیل امین کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا تو باشندگانِ آسمان نے وحیِ قرآنی کی آواز اس طرح سنی جیسے لوہے کے پتھر پر پڑنے کی آواز آدمی سنتے ہیں۔ غرض اس سے اہلِ آسمان چیخ اٹھے اور جب وحی سے فراغت ہو چکی اور جبرئیل امین واپس گئے تو اہلِ آسمان میں سے جن کے پاس سے گزرتے تھے ان کے دلوں پر جو کیفیت جزع و فزع طاری تھی وہ دور ہوتی جاتی تھی اور وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ اور آپس ہی میں جواب پاتے تھے۔ اَلْحَقَّ ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۵ ۔۱۲

**صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۳** لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۵ تفسیر صافی میں ہے کہ حرفوں کا یہ اختلاف کہ ہدایت سے پہلے علیٰ آیا ہے اور ضلال سے پہلے فی؟ اس بنا پر ہے کہ ہادی گویا اس شخص کے ہوتا ہے جو مینارے پر چڑھا ہوا ہو کل چیزوں کو دیکھتا ہو اور ان سے مطلع ہو یا گھوڑے پر سوار ہو کہ جدھر چاہے اسے ایڑ کر کے لے جائے اور گمراہ مثل اس شخص کے ہے جو اندھیرے میں گرفتار ہو کر اسے کچھ سوجھے ہی نہیں یا مثل اس قیدی کے ہے جو کسی گہرے گڑھے میں ہو کر وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ ہی نہ پائے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۴** اَلْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۵ یہ فتاحت سے ہے جس کے معنی ہیں فیصلہ کرنا اور فتاح کے معنی ہوئے بڑا فیصلہ کرنے والا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۵** وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ: روضۃ الواعظین میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا کہ بھتیجے تم تمام آدمیوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہو یا مخصوص اپنی قوم کے لئے؟ فرمایا کل آدمیوں کے لئے گورے ہوں یا کالے، عرب ہوں یا عجم۔ (اور قسم بخدا میں اس امر کی دعوت سبھی کو دوں گا۔ گورے ہوں تو، کالے ہوں تو، پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والے ہوں تو اور سمندر کی گہرائی میں بستے ہوں تو اور میں فارس و روم کی... سلطنتوں تک کو بھی خدا کا پیغام پہونچاؤں گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے فرمایا کہ ذرا مجھے جناب رسول خدا کے کچھ حالات تو سناؤ۔ آیا تمام لوگوں کے لئے آنحضرتؐ کی رسالت عام تھی یا خاص؟ آیا خدا نے اپنی کتاب کے محکم حصہ میں یہ نہیں فرمایا کہ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ یعنی مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے آسمان کے رہنے والے ہوں یا زمین کے، جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے آیا ان سب تک آنحضرتؐ نے رسالت پہونچا دی۔ اس شخص نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ فرمایا جناب رسولِ خدا تو مدینہ سے نکلے ہی کم، پھر اہلِ مشرق و اہلِ مغرب کو تبلیغ کیونکر کی ہو گی۔ (جب وہ شخص کوئی جواب نہ دے سکا تب حضرتؑ ہی نے) پھر ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا اور انھوں نے ساری زمین کو اپنے بازو کے ایک پر کے ذریعہ سے سمیٹ کر آنحضرتؐ کے سامنے کر دیا۔ پس وہ آنحضرتؐ کے سامنے ایسی ہی ہو گئی جیسے کہ کسی شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی اس کے سامنے ہوتی ہے۔ کہ آنحضرتؐ مشرق و مغرب پر بھی نظر ڈال سکتے تھے اور ہر قوم سے اس کی زبان میں باتیں بھی کر سکتے تھے اور انکو خدا تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت بھی دے سکتے تھے۔ پس کوئی چھوٹی یا بڑی بستی ایسی باقی نہ رہی جسے آنحضرتؐ نے اپنی رسالت کی خود دعوت نہ دی ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۳** قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مودّت کا اجر جس کا میں نے تم سے سوال کیا تم ہی کو تو ملے گا۔ یعنی دنیا میں اس کے ذریعہ سے تم ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن عذاب سے چھوٹ جاؤ گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۴** قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○ امالی میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباؤ و اجداد کے اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہؓ ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا کا داخلہ مکۂ معظمہ میں ہوا تو اس وقت کعبۃ اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بُت قائم تھے آنحضرتؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی جس کی نوک سے ان بتوں کو کوچے دیتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ اور بعد میں فرماتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○ ۔۱۲

**صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۵** وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے اس فتنہ کا ذکر کیا جو اہلِ مغرب اور اہلِ مشرق کے درمیان ہوگا۔ اور فرمایا جب وہ اس حالت میں ہوں گے تو بیابان سے سفیانی خروج کریگا اور بڑھتے بڑھتے دمشق میں جاکر ٹھہرے گا۔ پھر دو لشکر بھیجے گا ایک مشرق کی طرف اور ایک مدینہ کی طرف۔ اس کے وہ لشکر سرزمین بابل میں مدینۂ طعونہ یعنی بغداد میں اتریں گے۔ اور وہاں تین ہزار سے زیادہ کو قتل کریں گے اور سو سے زیادہ عورتوں کی عصمت دری کریں گے۔ اور تین سو سردار بنی عباس کے قتل کئے جائیں گے۔ پھر یہ لوگ کوفہ پر چڑھائی کریں گے، اس کے حوالی کو خراب کریں گے، پھر شام کا رُخ ہوگا۔ اور ہدایت کا جھنڈا کوفہ سے بلند ہوگا۔ اور اس لشکر کو راستے ہی میں آلے گا۔ اور یہ اس طرح قتل کئے جائیں گے کہ ان میں سے خبر دینے والا بھی کوئی نہ بچے گا۔ اور جو کچھ مال غنیمت یعنی لونڈی، غلام وغیرہ ان کے پاس ہوں گے سب کو چھڑا دیا جائیگا۔ اور وہ دوسرا لشکر مدینہ میں جاکر اتریگا اور تین دن اور تین رات مدینہ کو لوٹے گا۔ پھر مکہ کا رُخ کریں گے۔ جب جنگل میں ہوں گے تو خدا تعالیٰ جبرئیلؑ امین کو یہ دیکر بھیجے گا کہ تم جاؤ اور ان کو ہلاک کر دو پس جبرئیلؑ آکر اپنا ایک پاؤں زمین پر ماریں گے جس سے وہ سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا، صرف دو شخص قبیلۂ جہنیہ کے باقی رہ جائیں گے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کی یقینی خبر جہنیہ والوں کے پاس ہوگی۔ اور اس طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا الخ ۔۱۲

**صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۲** اور بہت سے ایسے ہیں جو قیامت تک سجدہ ہی میں رہیں گے۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا کا ارشاد ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائیں ان میں فرشتوں سے زیادہ تعداد کسی کی نہیں ہے۔ جس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر ہر دن میں ستّر ستّر ہزار فرشتے اور ہر ہر رات میں ستّر ستّر ہزار فرشتے اتر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ پھر جناب رسولِ خدا کی زیارت بجالاتے ہیں، پھر جناب امیرالمومنینؑ کی زیارت کرتے ہیں، پھر جناب امام حسینؑ کی زیارت بجالاتے ہیں۔ اور وہاں ٹھہرتے ہیں جس وقت دوسری صبح ہوتی ہے تو ان کو آسمان پر چڑھ جانے کا حکم ہوتا ہے پھر کبھی آنے کا حکم نہیں ہوتا۔ (قولِ مترجم جن کو فرشتوں کی خلقت اور ان کے اجسام کی عظمت میں شک ہو وہ زمانۂ حال کے محققین کے اقوال اپنی زمین اور سیاروں کی جسامت کے بارہ میں اور دوسرے سیاروں میں جو مخلوق فرض کی گئی ہے اس کی جسامت کے بارے میں غور سے مطالعہ کریں نیز خوردبین کے ذریعہ ہوا اور پانی کے جانداروں کو غور سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ جس خدا میں اتنی قدرت ہے کہ ایسی چھوٹی مخلوق پیدا فرمائے جس کو بغیر خوردبین کے اُن کی آنکھ نہ دیکھ سکے تو وہ ایسی بڑی مخلوق بھی پیدا کر سکتا ہے جیسی کہ احادیث میں وارد ہیں ۱۲

**صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۳** يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ○ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے چہرے کی خوبصورتی، آواز کا اچھا ہونا اور بالوں کا خوشنما ہونا۔ قولِ مترجم:۔ یہ حدیث جو ابھی بیان ہوئی آدمیوں کے متعلق ہے اور اوپر کی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا تھا وہ اشارۃً فرشتوں کے متعلق تھا کیونکہ خلق میں دونوں داخل ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۴** مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس رحمت میں نعمت، امن، صحت، نبوت اور ولایت سب داخل ہیں اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اجازت متعہ بھی اسی رحمت کا ایک جزو ہے ۔۱۲

**صفحہ ۵۲۵ نوٹ ۱** پھر اس مومن کی نظر اس کی گردن کی طرف جائے گی تو اس کے گلے میں ایک یاقوت سُرخ کی ہیکل دکھائی دے گی جس کی بیچ کی پٹری پر لکھا ہوگا کہ اے دوستِ خدا تم میرے پیارے ہو اور میں حورِ جنت تمہاری پیاری ہوں۔ میری آرزو کی انتہا تم ہو اور تمہاری آرزو کی انتہا میں ہوں۔ پھر خدا تعالیٰ ہزار فرشتوں کو اس کے پاس بھیجے گا کہ وہ اس کو جنت میں پہونچ جانے کی مبارکباد دیں الخ۔ سعد السعود میں جناب رسولِ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آنحضرتؐ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ نے قیامت کے دن علیؑ مرتضیٰ کے دوستوں کے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ از آنجملہ فرمایا کہ جس وقت وہ اپنے اپنے مقاموں میں پہونچ جائیں گے تو فرشتوں کو پائیں گے۔ جو ان کو اس منزلت و کرامت کی مبارکباد دینے آئے ہوں گے اور جب وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ○ عرض کریں گے کہ بیشک اے ہمارے پروردگار ہم راضی ہوئے پس تو بھی ہم سے راضی ہو۔ ارشاد ہوگا کہ تم نے میرے نبیؐ کے اہلبیتؑ سے محبت رکھی اس لئے میں بھی تم سے راضی ہوں اب تم تو میرے مکان میں آ اترے، اور فرشتوں نے تم سے مصافحہ کر لیا پس تم کو یہ نعمتیں مبارک ہوں جو ختم ہونے والی نہیں ہیں اور یہ عیش منغص ہونے والا ہے اس پر وہ ان لفظوں میں شکریہ ادا کریں گے جن کا پچھلی آیت میں ذکر ہو چکا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الخ۔۱۲

**صفحہ ۵۲۵ نوٹ ۲** اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ ○ الفقیہ، الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ زجر و توبیخ اٹھارہ برس والوں کے لئے ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ وہ عمر جس میں خدا تعالیٰ اولادِ آدمؑ کے ہر عذر کو رفع فرما دیتا ہے ساٹھ برس ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا فرمائی اب اس کے لئے کوئی موقعِ عذر باقی نہیں رہا۔۱۲

**صفحہ ۵۲۷ نوٹ ۳** فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ : کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ حالت تو ان کی دنیا میں ہے اور ایسی ہی آخرت میں آتشِ جہنم سے ہوگی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوجہل ابن ہشام اور اس کے کنبے کے چند شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل ملعون یہ قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں ان کو کبھی نماز پڑھتے دیکھوں گا تو (معاذ اللہ) ان کا سر کچل دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ایک پتھر لے کر آیا۔ آنحضرتؐ جتنی دیر نماز پڑھتے رہے وہ جس وقت بھی پتھر پھینکنا چاہتا خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ کو اسی کی گردن سے باندھ دیتا۔ اور وہ پتھر اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ جب اپنے یاروں کے پاس لوٹ کر آیا تب پتھر ہاتھ سے گرا۔ اس وقت ایک اور مرد جو اسی کے کنبہ سے تھا اٹھ کر چلا اور کہنے لگا میں اس کو قتل کر دوں گا۔ مگر جب آنحضرتؐ کے قریب پہونچا اور قراءت قرآن کی آواز سنی تو رعب چھا گیا۔ یاروں کے پاس پلٹ آیا اور کہنے لگا میرے اور ان کے مابین تو ایک سانڈ نظر آتا تھا۔ جو اپنی دم

بلا کر مجھے مارنا چاہتا تھا۔ پس میں تو آگے بڑھنے سے ڈرا۔ کافی کی ایک حدیث میں ان دونوں آیتوں کے متعلق جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور رسولؐ اللہ پر اور ولایت ائمہ ہدیٰ پر ایمان نہیں لائے ان کی حالت کو ان آیتوں میں بطور مثال بیان کیا گیا ہے کہ جیسے وہ شخص جس کے گلے میں اس شان کے طوق پڑے ہوئے ہوں کہ آگے پیچھے، دائیں بائیں، نیچے اوپر حسب خواہش دیکھ ہی نہیں سکتا ویسے ہی کفر و حماقت و جہالت کے طوق ان کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا اور رسولؐ کے حکم نہ ماننے کی شامت نے آگے پیچھے دیواریں بھی قائم کر دی ہیں۔ اور توفیق الٰہی سلب ہو جانے کی چھت بھی پھٹ گئی ہے۔ پس نتیجہ جو ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۲۷ نوٹ ۴**

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت مخزوم کے بارے میں ہے کہ جن میں سے ایک بھی ایمان نہ لایا تھا اور ابو جہل بھی اسی قبیلہ سے تھا۔ قول مترجم:۔ جو لوگ اپنی جہالت سے ابو جہل کو جناب رسولؐ خدا کا چچا بتاتے ہیں قیامت کے دن وہ ان سب کو اپنا بھتیجہ نہ بنائے تو سہی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۲۸ نوٹ ۸**

رَجُلٌ يَّسْعٰى تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیتیں جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ٥ (پارۂ آئندہ دیکھو) تک حبیب النجار کی شان میں نازل ہوئی ہیں جو جناب رسولؐ خدا پر بھی ایمان کامل رکھتے تھے۔ حالانکہ آنحضرتؐ سے چھ سو برس پہلے تھے۔ یہ روایت میں آیا ہے کہ یہ ایک غار میں بیٹھے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کو انطاکیہ میں رسولوں کے آنے کی خبر ملی تب انھوں نے اپنے دین کا اظہار فرمایا! المجالس میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ صدیق کل تین ہیں حزقیل، مومن آل فرعونؑ، حبیبؑ النجار مومن آل یٰسین، جنھوں نے یہ الفاظ کہے یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اور علیؑ ابن ابیطالب جو سب میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ الجوامع میں بھی خود آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ غیر انبیاء میں امتوں کے بڑے بڑے سردار صرف تین ہیں جنھوں نے صرف ایک پل کے لئے بھی کفر نہیں کیا۔ اور علیؑ ابن ابیطالبؑ دوسرے صاحب یٰسینؑ تیسرے مومنؑ آل فرعون۔ صدیق صرف یہی تین ہیں اور علیؑ ان میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ قول مترجم:۔ جناب رسالتمآبؐ کی یہ وہ حدیث ہے جسے حافظ علامہ ابن حجر مکی جیسے سنگدل نے بھی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں جو ہم شیعوں کی رد میں لکھی ہے نہ درج کیا بلکہ اس کی صحت بھی قبول کی ہے۔ اور لقب حافظ سے کوئی اس زمانہ کا اندھا حافظ نہ سمجھے بلکہ حافظ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو دس ہزار حدیثیں مع اسناد و روات و اسماء رجال بقاعدۂ جرح و تعدیل برزبان یاد ہوتی تھیں جب ایسا شخص اس حدیث کو صحیح تسلیم کرے اور پھر اس کتاب میں درج کرے جو شیعیان علیؑ کی مخالفت میں لکھی ہو اور جس کا نام "جلانے والی بجلیاں" رکھا ہو تو پھر شیعوں کو یہ سوال کرنے کا حق ہے یا نہیں کہ جب جناب رسولؐ خدا کے قول ہے کہ صدیق صرف تین ہیں اور ان تینوں کا آنحضرت نے واضح طور سے نام لے لیا ہے تو پھر تم نے ابوبکر کو صدیق کیوں بنا دیا اور تمہارا ابوبکر صدیق کہنا "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے یا نہیں۔ ۱۲

پارۂ بست و دوم ۲۲ تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ضمیمہ متعلق پارہ بست وسوم ۲۳

**صفحہ ۵۳۰ نوٹ نمبر ۵** وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس پوری آیت کا مطلب یہ منقول ہے کہ سورج دن کا بادشاہ ہے اور چاند رات کا ۔ یعنی یہ دونوں رات یا دن ہونے پر دلالت کرنے والے ہیں ۔ سورج کی یہ مجال نہیں ہے کہ رات کو چاند کی روشنی کے ساتھ آموجود ہو اور نہ کوئی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے یعنی جب تک رات ختم نہ ہولے دن کو آنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا اور کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۰ کا یہ مطلب ہے کہ آسمان کے گول ہونے کے باعث شب و روز ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار چلے آتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں بروایت تفسیر عیاشی جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور خدا کے اس قول وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ سے یہی ثابت ہے کہ دن رات کے مقابلہ میں مقدم ہے ۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا اور سورج چاند سے پہلے اور زمین آسمان سے پہلے اور کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ نور ظلمت سے پہلے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۶** اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ (ترجمہ کیلئے دیکھو ص۴۳۳ سطر ۶) ذرّیت کے معنی ہیں اولاد ۔ اب یہ فرمانا کہ ان کی ذریت کو کشتی میں سوار کیا تھا ، اس کا یہ مطلب ہے کہ سوار تو ان کے بزرگوں کو کیا تھا اور یہ خود ان کی ذرّیت ان کے صلب میں موجود تھی پس لفظ ذرّیت کو خصوصیت سے استعمال کرنا احسان جتلانے میں تو اعلیٰ درجہ کا بلیغ ہے اور باوجود اپنے اختصار کے حیرت و تعجّب میں ڈالنے والا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۷** الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۰ الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ اُن حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ مَا الْمَشْحُوْنَ یعنی مشحون کیا ہے ؟ فرمایا الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ یعنی مراد ہے کشتی نوحؑ کیونکہ حضرت نوحؑ نے اس میں جانوروں کیلئے نوے خانے بنائے تھے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۸** اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ سے مراد ہیں تمہارے وہ گناہ جو گذر چکے اور مَا خَلْفَكُمْ سے مراد وہ عذاب ہے جو ان گناہوں کے بدلے میں ہونے والا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۲** فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۰ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ زمین کے رہنے والوں کو موت دیدیگا تو جتنا عرصہ ان سب کی پیدائش اور موت میں صرف ہوا ہوگا اُس سے کئی گنے زمانہ تک توقف فرمائیگا ۔ پھر پہلے آسمان کے رہنے والوں کو موت دیگا پھر جتنا عرصہ اس مخلوق کو پیدا کرنے میں اور اہل زمین اور اہل آسمان اول کی موت میں صرف ہوا تھا اس سے کئی گنا زیادہ عرصہ تک توقف فرمائے گا ۔ اس کے بعد دوسرے آسمان کے رہنے والوں کو موت دیگا پھر جتنا عرصہ ان کی پیدائش میں اور زمین والوں کی اور پہلے آسمان والوں کی اور دوسرے آسمان والوں کی موت میں صرف ہوا تھا اُس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائیگا ۔ پھر تیسرے آسمان والوں کو موت دیگا اس کے بعد جتنا عرصہ اُن کی پیدائش میں لگا تھا اور جتنا اہل زمین اور اہل آسمان اول و دوم وسوم کی موت میں صرف ہوا تھا اس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائے گا ۔ اور اسی نسبت سے ہر آسمان کے رہنے والوں کو موت دیا جائیگا اور توقف فرماتا رہے گا ، پھر میکائیلؑ کو موت دیگا پھر اتنی دیر توقف کرے گا جتنی تمام مخلوق کو پیدا کرنے میں اور موت دینے میں صرف ہوئی تھی اور اس سے بھی کئی گنی زیادہ ۔ پھر جبرئیلؑ امین کو موت دیگا اس کے بعد جتنا عرصہ کل مخلوقات کی پیدائش میں اور ان سب کو موت دینے میں گذر چکا ہوگا اُتنا اور اس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائے گا ۔ پھر اسرافیلؑ کو موت دیگا اس کے بعد جتنا زمانہ کل مخلوق کو پیدا کرنے میں اور اُن سب کو موت دینے میں اُس وقت تک گزر چکا ہوگا اُتنا اور اس سے کئی گنے زیادہ عرصہ تک توقف فرمائے گا ۔ اس کے بعد ملک الموت کو موت دیگا پھر اتنا عرصہ توقف فرمائے گا کہ جتنی ساری مخلوق کو پیدا کرنے اور ان کی موت دینے میں صرف ہوا تھا اور اُس سے بھی کئی گنا زیادہ ۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج سلطنت کس کی ہے ؟) پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (خدائے یکتا و زبردست کی ہے) پھر فرمائے گا کہ سرکش کدھر گئے ؟ وہ لوگ کیا ہوئے جو میرے ساتھ اور خدا بنایا کرتے تھے ؟ متکبّر کہاں ہیں ؟ اور ان کا تکبّر کیا ہوا ؟ اس کے مخلوق کو از سر نو پیدا کرے گا ۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ تمام معاملہ اتنا طول کھینچے گا ۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اگر ایسا نہ ہونے والا ہوتا تو میں اتنا طول دیکر بیان کرتا اس نے عرض کی نہیں میرا یہ خیال نہیں ہے ۔ فرمایا بس یہ خیال رکھ کہ ایسا ہی ہوگا یعنی اتنا ہی طول کھینچے گا ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۴** سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۰ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات خدا کی طرف سے اُن کے حق میں کہی جائیگی یعنی خدائے تعالیٰ خود ان پر سلام کہے گا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی تو امان ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۵** وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۰ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کو جمع فرمائے گا وہ اپنے پاؤں کے بل کھڑے رہیں گے تا آنکہ پسینہ اُن کی ٹھوڑیوں تک پہنچے گا بس وہ اس وقت پکاریں گے کہ خدایا ہمارا حساب فرما گو ہمیں جہنم ہی میں جانا ہو معصومؑ فرماتے ہیں

کرخدائے تعالیٰ اس وقت کچھ ہواؤں کو بھیجدیگا جو صفوں کے اور آدمیوں کے مابین چلتی ہوں گی اور ایک منادی یہ ندا دیگا وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ. اُسی وقت لوگوں میں جدائی ہوجائے گی۔ مجرم تو جہنم میں چلے جائیں گے اور جس جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ جنت کی طرف چلا جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۲ نوٹ ۳** وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ؕ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے رسولؐ پر صنعت شعر گوئی سے کوئی کلام بنا کر نازل نہیں کیا۔ یعنی جیسی خیالی باتیں رغبت دلانے والی ہوں یا نفرت دلانے والی یا کسی اور جذبہ کو برانگیختہ کرنے والی شاعر لوگ بناتے رہتے ہیں جن کی اصل و حقیقت کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ محض دھوکے کی ٹٹی ہوا کرتی ہیں، خواہ وہ کلام موزوں ہو یا غیر موزوں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ محمدؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ شعر ہے (یعنی خیالی باتیں ہیں مثلاً جنت و جہنم ثواب و عذاب اور بعثت بعد موت وغیرہ جیسے کہ اس زمانہ کے دہریے بھی کہتے ہیں) اس کو خدا یتعالیٰ نے رد فرمایا ہے اور آنحضرتؐ نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمائے۔ قول صاحب تفسیر صافی: اس آخری بات کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی کوئی خیالی بات نہیں فرمائی یہ نہیں کہ آنحضرتؐ نے کبھی شعر نہیں کہا یا نہ پڑھا کیونکہ شعر کا اطلاق دونوں پر ہوسکتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ قرآن مجید کو شعر کیونکر گنتے کیونکہ اس میں نہ شعر کی سی قافیہ بندی ہے اور نہ موزونیت اور حدیث میں یہ وارد ہوا ہے۔ اِنَّ مِنَ الشِّعۡرِ لَحِكۡمَةً (بہ تحقیق شعروں میں سے بعض شعر بجائے خود حکمت ہے) یہاں شعر سے مطلب وہی کلام موزوں ہے۔ اور کلام موزوں خود آنحضرتؐ سے بھی منقول ہے۔ مثلاً حضرتؐ نے فرمایا اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبۡ ؕ اَنَا ابۡنُ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبۡ (میں نبی ہوں یہ بات جھوٹی نہیں ہے میں عبد المطلبؑ کا پوتا ہوں) اور مخالفین نے جو یہ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ جب کبھی حسب حال کچھ بیتیں پڑھا کرتے تھے تو اس کی ترکیب بگاڑ کر پڑھتے تھے تاکہ غیر موزوں ہوجائے، یہ روایت ہمارے نزدیک ثابت نہیں اور اگر بالفرض یہ صحیح ہو تو شاید آنحضرتؐ کی یہ غرض ہوگی کہ لوگ اس وہم میں نہ پڑنے پائیں کہ یہ بھی شاعر ہیں۔ اور ان کا کلام کلام شاعری ہے۔ اسلئے کہ محض وزن قافیہ کا ہونا تو کلام کا کوئی نقص نہیں ہے۔ اور اگر یہ بھی نقص میں داخل ہوتا تو جناب امیر المومنینؑ کبھی نظم نہ فرماتے حالانکہ اُن حضرتؑ کی بہت سی ابیات مشہور ہیں۔ اور اسی طرح اور ائمہؑ کی۔ اصلی نقص جو کلام میں ہے وہ محض خیال بندی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ بات یقیناً ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آنحضرتؐ کلام موزوں کو توجہ سے سنتے بھی تھے، اس کی تعریف بھی فرماتے تھے اور سچا اور موزوں کلام کہنے کی ترغیب بھی دیتے تھے جیسا کہ فرمایا۔ لَا تَزَالُ يَا حَسَّانُ مُؤَيَّدًا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ مَا نَصَرۡتَنَا بِلِسَانِكَ (اے حسان جب تک تو اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتا رہے گا روح القدس کی طرف سے برابر تیری مدد کی جائے گی۔) ۱۲

**صفحہ ۵۳۲ نوٹ ۴** مَنۡ كَانَ حَيًّا ؕ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں حیؔ سے مراد ہے عاقل یعنی مومن۔ کیونکہ زندہ وہی ہے جس کا دل ایمان کے ذریعہ سے زندہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۴** مِنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا ؕ: تفسیر صافی میں ہے کہ اگر شاخ مرخ کو شاخ عفار پر جس حال میں کہ یہ دونوں شاخیں سبز ہوں اور ان میں سے پانی ٹپکتا ہو رگڑا جائے تو آگ پیدا ہوجائے گی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مرخ و عفار دونوں درخت کی قسمیں ہیں اور ملک عرب کے ایک گوشے میں ہوتی ہیں۔ لوگوں کو جب آگ سلگانے کی ضرورت ہوتی ہے تو سوکھی لکڑیاں چن کر ان دونوں کی شاخوں کو بیچ میں کرکے ایک دوسری سے رگڑ دیتے ہیں اور اس طرح اُن سے آگ نکال لیتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۵** بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؔ ؕ: احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بحث و جدال جو عمدہ طریقے سے ہو وہ تو ایسی چیز ہے جس کا خدا یتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا ہے کہ جو موت کے بعد پھر اٹھائے جانے اور زندہ ہونے کا منکر ہے اس سے جدال کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِىَ خَلۡقَهٗ الخ پس خدا یتعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ چاہا کہ اس شخص سے بھی مجادلہ فرمائیں جس نے یہ کہدیا تھا۔ مَنۡ يُّحۡىِ الۡعِظَامَ وَهِىَ رَمِيۡمٌ حکم آیا کہ تم کہو يُحۡيِيۡهَا الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس کا یہ مطلب ہے کہ جس نے کسی چیز کی ابتدا کی ہو کیا وہ اس سے عاجز ہوجائیگا کہ اس چیز کے پرانے ہوجانے کے بعد پھر اسے نیا کردے۔ تم لوگوں کے نزدیک بھی تو اعادہ کرنے کی نسبت ابتدا ہی مشکل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا اَلَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا جس سے یہ جتلانا مقصود ہے کہ جس ذات میں اس بات کی قدر موجود ہے کہ گیلے اور ہرے درخت میں آگ چھپا کر رکھ دے اور پھر وقت پر نکال دے تو اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ پرانی چیزوں کے نیا کرنے کی تو کچھ اور زیادہ ہی قدرت رکھتا ہوگا۔ پھر فرمایا۔ اَوَلَيۡسَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ الخ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کردیا جو تمہارے گمان اور اندازے میں بڑی عظیم الشان اور عجیب و غریب چیزیں ہیں۔ اس خدا میں تم اتنی قدرت بھی نہیں مانتے کہ ایک پرانی چیز کو نیا کردے پھر یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ان عجیب و غریب چیزوں کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے۔ اور اگر تم تجویز کرچکے ہو تو اس سے کہیں آسان امر یعنی پرانی چیز کو نیا کردینا یہ کیوں نہیں مانتے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۶** اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ۞ تفسیر صافی میں ہے کہ تاثیر قدرت پروردگار عالم ثابت کرنے کے لئے یہ امر بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنی جس وقت وہ کسی کام کو چاہے وہ فوراً ہوجاتا ہے کسی قسم کا توقف نہیں ہونے پاتا نہ اس بات کی احتیاج ہوتی ہے کہ کوئی صنعت کی جائے یا کسی آلہ کا استعمال ہو۔ قول مترجم: اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ خدا یتعالیٰ لفظ کُنۡ کے ساتھ بھی حکم دینے کی حاجت نہیں یہ تو ہم کو سمجھانے کے لئے مثلاً بتایا گیا ہے کہ اُس کے ارادہ کی تعمیل اس قدر جلد ہوسکتی ہے۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ کُنۡ سے مراد ہے صنعت خدا اور مَا يَكُوۡنُ سے مراد ہے مصنوعات خدا۔ اور نہج البلاغہ میں ہے کہ خدا یتعالیٰ کے کلام سے مراد اُس کا فعل ہے اگر وہ چاہے تو کچھ فرمائے مگر وہ فرماتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ الفاظ ہوں اور ارادہ کرتا ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اُسے پہلے سے سوچ رکھا ہو۔ بلکہ اس کے ارادے کے لیے کسی غور و فکر کی ضرورت ہی نہیں۔ (اس مطلب کی کچھ حدیثیں سورۂ بقرہ کی تفسیر میں بیان ہوچکیں دیکھو صفحہ ۲۱ نوٹ ۲ و ۳) تفسیر قمی میں ہے کہ اُس کے خزانے کاف و نون کی کنجی میں ہیں (یعنی لفظ کُنۡ کہنے سے ہر چیز ہر مقدار میں موجود ہوسکتی ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۷** مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد کسی شے کا وہ روحانی حصہ ہے جس پر اُس شے کی ہستی کا مدار ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۴ نوٹ ۳** ثُمَّ اِنَّ مَرۡجِعَهُمۡ لَاِلَى الۡجَحِيۡمِ ۞: تفسیر صافی میں ہے کہ زقوم اور حمیم جہنمیوں کے آگے جہنم میں داخل ہونے سے پہلے بطور

مہمانی کے پیش کیا جائے گا اور ایک قول کے بموجب حمیم (یعنی کھولتا پانی) جہنم سے باہر ہے اس قول کا شاہد خدا تعالےٰ کا یہ فرمان ہے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ ۝ (وہ جہنم یہی ہے جس کو یہ گنہگار جھٹلایا کرتے تھے اور اب اُس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے مابین گھبرائے گھبرائے پھرتے ہیں) چنانچہ اس کھولتے پانی پر جہنمی اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے جیسے پیاسے اونٹ پانی پر جا گرا کرتے ہیں اور اس کے بعد جحیم میں بھیجے جائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۴** فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ لفظ اهرع کے معنی بہت تیز چلنے کے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ان کے قدم بہ قدم تیز چلنے پر مجبور کیئے جائیں گے۔ یہاں خدا یتعالےٰ نے کفار کی یہ حالت بیان کی ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے افعال کی ایسی بے تُکی تقلید کرتے تھے کہ لاکھ سمجھاؤ ان کی سمجھ ہی میں نہ آتا تھا اور ذرا بھی غور و فکر کو کام میں نہ لاتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۵** فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ : صافی میں ہے کہ ظاہراً خطاب جناب رسولؐ خدا سے ہے اور مقصود اُمّت کو عموماً اور قریش کو خصوصاً سُنانا ہے اس لیے کہ وہ پہلوں کے قصّے سُن چکے تھے اور اُن کے نشان دیکھ چکے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۶** مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ان کی قوم کی ایذا بھی ہے اور عذاب غرق بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۷** وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ : تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ حق و دل اور کتاب ایمان یہ سب اولادِ نوحؑ ہی میں باقی رہا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ زمین میں جو بھی اولادِ آدمؑ سے باقی ہے وہ حضرتِ نوحؑ کی ہی اولاد سے ہے اس کی دلیل خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (ترجمہ کے لیے دیکھو ص ۳۲ سطر ۱)۔ نیز یہ بھی ہے ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ (ترجمہ کیلئے دیکھو ص ۳۳۷ سطر ۶)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۲** وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ : تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ تمہیں یہ اسم مبارک ہو۔ عرض کیا گیا کون سا اسم؟ فرمایا "شیعہ" عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس نام سے ہم کو عیب لگاتے ہیں فرمایا کیا تم نے خدا یتعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ نیز اس کا یہ قول هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ (ترجمہ کیلئے دیکھو ص ۴۶۳ سطر ۳)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۳** فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ : کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ واللہ نہ تو حضرت ابراہیمؑ بیمار تھے اور نہ انھوں نے جھوٹ بولا چنانچہ معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو یہ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ تو ان کا مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ بعد میں سقیم ہو جاؤں گا یعنی مر جاؤں گا کیونکہ مرنا بھی سقیم ہونا ہے اس کی نظیر کلام خدا میں موجود ہے کہ خدا یتعالےٰ نے اپنے نبیؐ محمد مصطفےٰ سے فرمایا اِنَّكَ مَيِّتٌ (یعنی تم مرنے والے ہو) اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اس وقت مردہ ہو۔ اور کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ سبطِ اصغر حضرت رسولِ خدا جناب امام حسینؑ سید الشہداء پر جو واقعات گذرنے والے ہیں وہ ان کو دکھلائیں جائیں۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور انھوں نے وہ مصائب دیکھے۔ پس جس وقت انھوں نے یہ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ تو اس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ جناب امام حسینؑ کی مصیبتیں جو میں دیکھ چکا ہوں ان کے سبب میری طبیعت پر ایسی کوفت ہے کہ میں سقیم ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۴** اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ : التوحید میں جناب امیر المومنینؑ کا ایک جواب منقول ہے جو ایسے شخص کو دیا گیا تھا جسے آیتوں میں اشتباہ ہو گیا تھا۔ از آنجملہ یہ بات بھی تھی کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ کتابِ خدا میں بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ اُن کی تاویل تنزیل کے خلاف ہے یعنی ان کا مطلب الفاظ کے ظاہری معنی کے خلاف ہے اور خدا کا کلام آدمیوں کے کلام سے مشابہت نہیں رکھتا میں ان میں سے تم کو بعض کا نشان دوں گا اور انشاء اللہ اس بارے میں ابراہیمؑ کا یہی قول کافی ہوگا کہ انھوں نے کہا اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ (جس کے ظاہری اور لفظی معنی یہ ہیں کہ میں اب مرتا ہوں خدائے تعالےٰ مجھے جنت تک پہنچا دیگا) حالانکہ اس میں رب کی طرف جانے کا مطلب پوری کوشش و توجہ سے اور قربتِ خدا حاصل کرنے کی نیت سے عبادتِ خدا کرنا ہے۔ آیا تم اب بھی سمجھے کہ اس کی تاویل تنزیل سے الگ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۵** رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں مِن تبعیضیہ ہے پس مراد یہ ہوتی ہے کہ نیکیوں میں سے ایسا کوئی ایک دیدے جو دعوتِ دین اور طاعتِ الٰہی میں میرا مددگار اور غربت و کربت میں میرا مونس ہو۔ جس سے مطلب ہے بیٹا کیونکہ لفظ ھبہ اولاد ہی کی طلب میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۶** بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ خدا یتعالےٰ نے سوائے ابراہیمؑ اور اُن کے بیٹے کے کسی اور نبی کی لفظ حلیم کے ساتھ تعریف نہیں فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۳۹ نوٹ ۳** : تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو تولّدِ اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ کی جو بشارت دی ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا ان دونوں بشارتوں میں پانچ برس کا فاصلہ تھا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ اس سے مراد حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ یہ پہلی بشارت تھی جو خدا نے ابراہیمؑ کو ان کے فرزند کے بارے میں دی۔ اور جب حضرت سارہ کے بطنِ مبارک سے حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے اور تین برس کا سن شریف اُن حضرتؑ کا ہو گیا۔ ایک دن حضرت اسحٰقؑ اپنے پدرِ بزرگوار ابراہیم علیہ السّلام کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے اور اسحٰقؑ کو اُن کی گود سے اٹھا کے خود اُن کی جگہ بیٹھ گئے۔ یہ واقعہ جناب سارہؑ دیکھ رہی تھیں (برہم ہو گئیں) حضرت ابراہیمؑ سے عرض کیا اے خلیل اللہ! دیکھا آپ نے کہ ہاجرہؑ کے فرزند نے میرے لختِ جگر کو آپ کی گود سے ہٹا دیا اور آپ اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ خدا کی قسم میں کبھی ہاجرہؑ اور اس کے بیٹے کو اپنے پاس نہ رہنے دونگی۔ آپ ان دونوں کو یہاں سے ہٹا دیجیے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اُن کے حق کے شناسا تھے اس لیے کہ اول تو وہ انبیاء کی نسل سے تھیں دوسرے یہ کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کی بیٹی تھیں (اس لیے ان کو حضرت سارہؑ کی فرمائش پوری کرنی پڑی مگر) حضرت ابراہیمؑ پر یہ بات بہت شاق گزری اور وہ حضرتؑ فراقِ اسمٰعیلؑ سے نہایت غمگیں ہوئے۔ شب کے وقت سو رہے تھے کہ خواب میں

حکم پروردگار پہنچا کہ ایامِ حج میں اسمٰعیلؑ کو قربان کردو۔ یہ خواب دیکھکر حضرت ابراہیمؑ غمگین ہوگئے۔ الغرض جب اس سال موسمِ حج قریب آیا تو وہ حضرتؑ اپنے ہمراہ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو لیکر ماہ ذی الحجہ میں شام سے مکۂ معظمہ کو روانہ ہوگئے تاکہ اسمٰعیلؑ کو حکمِ خدا کے موافق ذبح کردیں۔ جب وہ حضرتؑ مکہ میں پہنچے بیت الحرام کی بنیاد ڈالی اس سے فرصت پاکے افعالِ حج ادا کرنے کیلئے منیٰ میں تشریف لائے منیٰ کے مناسک ادا کرکے مکۂ معظمہ میں تشریف لائے۔ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر دونوں باپ بیٹے سعی کرنے کے لئے مقامِ سعی میں آئے۔ اس جگہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے ارشاد فرمایا اے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اس سال موسمِ حج میں تم کو ذبح کررہا ہوں۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیلؑ نے عرض کی بابا جو کچھ آپ کو حکم پروردگار ہوا ہے آپ اس کو ضرور بجالائیں (انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے) الحاصل جب یہ دونوں بزرگوار سعی سے فارغ ہوچکے تو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو لیکر منیٰ میں تشریف لائے اُس دن دسویں ذی الحجہ تھی۔ پس جب جمرۂ وسطیٰ پر پہنچے تو بائیں کروٹ پر حضرت اسمٰعیلؑ کو لٹایا اور ذبح کرنے کیلئے چھری ہاتھ میں لی۔ آواز آئی اے ابراہیمؑ! تم نے اپنے خواب کو پورا کردیا الخ اور بجائے اسمٰعیلؑ کے ایک بڑا دنبہ ذبح ہوگیا اُس کا گوشت حضرت ابراہیمؑ نے مسکینوں کو تقسیم کردیا۔

اُنہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی شخص نے یہ دریافت کیا تھا کہ ذبح ہوجانے والے کون سے بزرگوار تھے؟ فرمایا وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے۔

بالکل ایسی ہی روایت جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے بھی منقول ہے۔

تفسیر قمی میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی روایت سے ایسا ہی واقعہ منقول ہے۔

مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ میں ہے کہ کسی نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ ذبیح کون سے بزرگوار تھے؟ فرمایا وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کا قصہ پہلے اپنی کتاب میں بیان فرمایا اُس کے بعد ارشاد کیا وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

علامہ ابنِ بابویہ القمیؒ فرماتے ہیں کہ ذبیح کے بارے میں روایتیں بہت مختلف ہیں بعض تو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور بعض میں یہ وارد ہوا ہے کہ وہ حضرت اسحٰقؑ تھے اور جب حدیثیں صحیح طریقے سے ثابت ہوگئیں تو ان کے رد کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ مگر حقیقت حال یہ ہے کہ ذبیح تو حضرت اسمٰعیلؑ علیہ السّلام ہی تھے مگر حضرت اسحٰقؑ جو بعد میں پیدا ہوئے وہ ہمیشہ اس بات کے متمنی رہے کہ کاش ان کے ذبح کرنے کا بھی ان کے باپ کو خدائے تعالیٰ کیطرف سے حکم ملتا اور وہ امرِ خدا پر اسی طرح صبر کرتے اور اُسی طرح اُس کو تسلیم کرتے جیسے اُن کے بھائی نے صبر کیا تھا اور تسلیم کیا تھا اور ان کو بھی ثواب کا وہی درجہ اس تسلیم ورضا سے عطا ہوتا (جو ان کے بھائی کو ملا تھا) چونکہ خدا تعالیٰ ان کے قلبی حالت سے واقف تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے اُن کی تمنا کے سبب اپنے فرشتوں میں ان کا نام بھی ذبیح اللہ قرار دیدیا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتابِ نبوۃ میں اس روایت کی اسناد کا مسلسل سلسلہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام تک پہنچا دیا ہے۔

(قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی) علامہ ابن بابویہ القمیؒ علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ ساتھ اُن کے بیٹے یعقوب علیہ السّلام کی ولادت کی خوشخبری بھی موجود ہے۔ ایسی صورت میں ذبح کا حکم اس کے ساتھ ہی موزوں نہیں ہوتا۔

کافی میں جنابِ امام محمد باقرؑ و جنابِ امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ جب یوم ترویہ آیا جبرئیلؑ امین نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کہا کہ آج لوگوں کو پانی سے سیراب کیجئے۔ اسی وجہ سے وہ دن یوم ترویہ (یعنی سیرابی کا دن) قرار پایا۔ پھر منیٰ میں آئے۔ پھر صبح کو عرفات گئے۔ پس عرفہ کے قریب نمرہ نام پہاڑی پر اپنا خیمہ قائم کیا اور سفید پتھروں سے ایک مسجد بنائی۔ اور مسجدِ ابراہیمؑ کا نشان اس وقت تک موجود تھا جب تک کہ وہ اس مسجد میں ملادی گئی جو اب نمرہ میں موجود ہے اور جہاں عرفہ کے دن پیشنماز نماز پڑھتا ہے پس حضرتؑ نے بھی ظہر وعصر وہیں پڑھی۔ پھر عرفات کا قصد فرمایا اور فرمایا یہاں اپنے مناسک کو پہچانو اور اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ اسی لیے اُس مقام کا نام عرفات رکھا گیا پھر مزدلفہ کو تشریف لے گئے اور اس کا نام مزدلفہ اس لیے رکھا گیا کہ وہ حضرتؑ اُس کے قریب پہنچ گئے پھر مشعر الحرام میں جاکر قیام کیا۔

**صفحہ ۵۳۹ نوٹ ۴** وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ : العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی جگہ اُس دُنبہ کو ذبح کریں جو اُس نے بھیجدیا تھا تو حضرت ابراہیمؑ کے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ میرے ہاتھ سے میرا بیٹا اسمٰعیلؑ ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا کیونکہ میں اس بات پر تو ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کروں گا اور بیٹے کے ذبح ہونے کا نتیجہ بھی یہ ہوتا کہ میرا دل دکھتا جیسے کہ اس باپ کا دل دُکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہوجائے اور دل دکھتا تو مصیبتیں سہنے والوں کو ثواب کے جو اعلیٰ درجے حاصل ہوسکتے ہیں وہ مجھے بھی میسر آتے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ میری مخلوق میں تم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا تو نے کوئی بھی ایسا نہیں پیدا کیا جو مجھے تیرے حبیب محمدؐ مصطفٰے سے زیادہ محبوب ہو پھر خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ آیا تم کو محمدؐ مصطفٰے زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات؟ عرض کی وہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ پھر وحی ہوئی کہ آیا تم کو اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی اولاد؟ عرض کی ان کی اولاد پھر ارشاد ہوا کہ آیا محمدؐ مصطفٰے کے بیٹے کا ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے بظلم وستم قتل ہوجانا تمہارا دل زیادہ دُکھائے گا یا تمہارے اپنے بیٹے کا تمہارے اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا؟ عرض کی خداوندا اُن کے بیٹے کا اُن کے دشمنوں کے ہاتھ سے بظلم ذبح ہونا ضرور میرا دل زیادہ دُکھائے گا۔ اُس وقت فرمایا کہ اے ابراہیمؑ ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو اپنے آپ کو محمدؐ مصطفٰے کی امت سمجھتا ہوگا اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے حسینؑ کو ظلم وزیادتی سے اس طرح قتل کرڈالیگا جیسے کہ مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے اور وہ اس طرح میرے سخت غضب کا مستوجب ہوگا ابراہیمؑ یہ سُن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک درد اٹھا اور وہ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے۔ خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ اگر تم اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اس سے تمہارا دل دردمند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جتنا کہ حسینؑ کے قتل کا حال سُن کر تم کو صدمہ ہوا۔ پس چونکہ تم اپنے بیٹے کے رنج کو محمدؐ مصطفٰے کے بیٹے کے رنج کے بارے میں فدیہ کردیا تو ہم نے تمہارے لیے وہ قول اعلیٰ مدارج ثواب اپنے اوپر واجب کرلیے جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو ملیں گے۔ خدا تعالیٰ کے اس قول وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ کا مطلب یہی ہے۔

**صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۲** المختصر آلِ محمدؐ کی فضیلتیں چھپانے میں گنہگارانِ امتِ محمدیہ نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر فضلِ خدا سے اُنکی سب کوشش بیکار گئی، حق ظاہر ہوئے بغیر نہ رہا چنانچہ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اسمِ یاسین سے موسوم فرمایا جبکہ ارشاد ہوا۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اور ان کی آل پر سلام بھیجنے میں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ یٰسِیْنَ ۝ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہا جائے گا تو منافقین اُس کو اسی طرح ساقط

کر دیں گے جیسے کہ اور کئی مقاموں سے ذکرِ آلِ محمدؐ کو ساقط کر دیا ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرنے کو کافی ہے کہ قرأت آلِ یٰسین صحیح ہے اور مراد آلِ یٰسین سے آلِ محمدؐ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۳** وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ٥ تفسیر صافی میں ہے کہ ظاہراً خطاب اہل مکہ سے ہے جو تجارت کی غرض سے شام کے ملک کو آیا جایا کرتے تھے اور سدوم سے گزرا کرتے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جب تم قرآن مجید پڑھتے ہو تو قرآن مجید میں ان کے حالات پر سے تمہارا گزر ہوتا ہے یعنی خدا تعالےٰ نے ان کی خبر جو بطور قصہ بیان کیا ہے وہ تم پڑھ ہی جاتے ہو۔ قولِ مترجم: حضرت لوطؑ کی امت کی بستیاں جو نافرمانی کے باعث برباد کردی گئیں شہر سدوم اُن میں سب سے بڑا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۴** اَبَقَ: تفسیر صافی میں کہ اس کی اصل ہے اَبَاقَ جس کے معنی ہیں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا۔ چونکہ حضرت یونسؑ بندۂ خاص تھے اور اپنی امت سے ناراض ہو کر بلا منظوری پروردگار عالم چل دیئے تھے لہٰذا اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۵** فَسَاهَمَ: الفقیہ میں جناب امام محمدؑ باقر سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے اور یہ کشتی وسط دریا میں جا کر ٹھہر گئی تو ان سب نے اس بات پر قرعہ ڈالا کہ ایک شخص کو دریا میں ڈال دیں تین مرتبہ وہ قرعہ حضرت یونسؑ ہی کے نام کا نکلا۔ حضرت یونسؑ صدر کشتی کی طرف گئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے موجود ہے۔ پس انھوں نے اپنے کو پھینک دیا۔ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جب لوگ قرعہ ڈالیں گے اور اپنا معاملہ سپرد خدا کر دیں گے تو جو حق پر ہوگا اُسی کے نام قرعہ نکلے گا۔ نیز یہ فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ انصاف کا معاملہ کوئی نہیں ہے بشرطیکہ خدا پر پورا بھروسہ کر لیا جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے خدا فرماتا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ٥۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۶** فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ٥: تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے حضرت یونسؑ اور ان کی قوم کے قصہ میں جس کا ذکر سورۂ یونسؑ میں گزر چکا ہے منقول ہے کہ حضرت یونسؑ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ ان کا للہ تھا غرض وہ ایک طرف کو چل دیئے۔ یہاں تک کہ سمندر کے کنارے پہنچ گئے دیکھا کہ کشتی بھر چکی ہے اور چھوٹنے والی ہے اُن لوگوں سے فرمایا کہ ہمیں بھی بٹھا لو۔ انھوں نے بٹھا لیا۔ جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو خدا تعالےٰ نے ایک بڑی مچھلی کو بھیجا جس نے کشتی کو روک لیا حضرت یونسؑ نے جب اُسے دیکھا تو بہت ڈرے اور کشتی کے پچھلے حصے پر چلے گئے۔ مچھلی بھی منہ کھولے اسی طرف آموجود ہوئی۔ جتنے سوار تھے سب نے کہا کہ اس میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا۔ پس سب نے انکو نکال دیا اور سمندر میں ڈال دیا اور مچھلی انکو نگل گئی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۱** (حضرت یونس علیہ السلام کی روانگی سے پہلے خدا تعالےٰ نے ان کو یہ اطلاع دی کہ اہل نینویٰ جن پر تم نے نزولِ عذاب کی درخواست کی تھی وہ ایمان لے آئے اور متقی ہو گئے ہیں اب تم ان کے پاس جاؤ) چنانچہ حضرت یونسؑ اپنی قوم کی طرف چلے جب قریب نینویٰ پہنچے تو بستی میں جانے سے حیا دامنگیر ہوئی ایک چرواہا اُن حضرتؑ کو ملا اس سے فرمایا تو نینویٰ کے باشندوں کو بلا لا اور اُن سے یہ کہنا کہ یونسؑ نبی آئے ہیں۔ وہ تم کو بلاتے ہیں چرواہا بولا اے شخص شرم کر! کیوں جھوٹ بولتا ہے۔ یونسؑ تو دریا میں غرق ہو گئے اور مر گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے بندۂ خدا! اگر یہ بکری گواہی دے اور میرے یونسؑ ہونے کی تصدیق کرے تو تُو مجھے سچا سمجھے گا؟ غرض بکری نے گواہی دی کہ بیشک یہ حضرت یونسؑ نبی ہیں۔ پس چرواہا اپنی قوم میں آیا اور حضرت یونسؑ کی تشریف آوری سے ان کو مطلع کیا۔ ان لوگوں نے چرواہے کو پکڑ کر مارنے کا قصد کیا۔ چرواہے نے کہا جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا اس پر گواہ بھی رکھتا ہوں۔ وہ لوگ بولے بیان کر تیرا گواہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا یہ بکری گواہی دے گی۔ پس بکری بقدرت خدا گویا ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ یہ چرواہا سچا ہے۔ یقیناً خداوند عالم نے حضرت یونسؑ کو دوبارہ تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ سب کے سب نکل پڑے اور تلاش کرتے ہوئے حضرت یونس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس آں حضرتؑ کو بستی میں لائے اور سب کے سب بہت اچھے ایماندار ہو گئے۔ خداوند عالم نے ایک زمانہ تک ان لوگوں کو زندہ رکھا اور ان لوگوں کو عذاب سے نجات بھی دی۔

**صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۲** وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ٥: تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ کے ائمہؑ اور اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی معرفت اس کی عبادت اور تدبیر عالم میں امر خدا کی طرف اعتماد کرنے اور منتہی ہونے میں ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک خاص منزلت اور ایک مقام معلوم ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۳** اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ٥ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ٥: تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ہم عالم ذر میں عرش کے گرداگرد صف باندھ کر تسبیح کیا کرتے تھے پس اہل آسمان ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے بعد میں خدا تعالیٰ نے ہم کو زمین پر بھیجا۔ ہم نے یہاں بھی تسبیح کی اور اہلِ زمین بھی ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے پس صف باندھ کر کھڑے ہونے والے بھی ہم ہیں اور تسبیح کرنے والے بھی ہم ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۲ نوٹ ۴** صٓ ٥: معانی الاخبار میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ صٓ ایک چشمہ ہے جو عرش کے نیچے سے نکلا ہے اور جس شب آنحضرتؐ کو معراج ہوئی تو آنحضرتؐ نے اُس میں وضو فرمایا تھا۔ اور جبرئیلؑ امین روزانہ اس میں ایک غوطہ لگاتے ہیں اور اُس سے نکل کر اپنے پروں کو جھاڑ دیتے ہیں تو جتنے قطرے اُن کے پروں سے ٹپکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک خدا تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تحمید کرتا رہے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ صٓ خدائے تعالےٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ہے جس کی اُس نے قسم کھائی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۲ نوٹ ۵** وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ٥: یہ پروردگار عالم نے دوسری قسم کھائی ہے اور صٓ پر عطف ہے اور اس قسم کا جواب محذوف ہے وہ یہ ہے اِنَّهٗ لَحَقٌّ (یعنی یہ قرآن برحق ہے) اس امر پر آئندہ کی آیت دلالت کرتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۱**: کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ ابوجہل بن ہشام بہت سے لوگوں کو ساتھ لیکر حضرت ابوطالبؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے بھتیجے نے تو ہم کو بھی دکھ دیا اور ہمارے معبودوں کو بھی ستایا۔ ذرا اُسے بلا کر حکم دیدیجئے کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا کہنے سے باز رہے ورنہ ہم بھی اُسکے خدا کو کچھ نہ کچھ کہیں گے۔ حضرت ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کو بلوایا۔ حضرتؐ تشریف لائے تو اس مکان میں مشرکوں کے سوا کوئی نظر نہ پڑتا تھا تو آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

(سلام خدا اُس شخص پر ہو جو ہدایت کا پیرو ہو) پھر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوطالبؑ نے ان لوگوں کا پیغام پہونچایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اب میں ان سے ایک کلمہ ایسا نہ کہوں جو ان کے لیے ان سب باتوں سے بہتر ہے اور جس کے ذریعہ سے یہ عرب کے سردار ہوجائیں اور گردن کشوں کی گردنیں نیچی کردیں۔ ابوجہل نے کہا ہاں وہ کلمہ کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اب تو وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس ٹھونس کر بھاگے اور یہ کہتے جاتے تھے مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ اس پر خدائے تعالیٰ نے صٓ سے لیکر اِخْتِلَاقٌ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۲ نوٹ ۲** | جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ: تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ ہے اے رسولؐ خندق کے دن جو تمہارے مقابلہ میں گروہ بندی کرکے وہ سب بہت ہی جلد شکست کھا کر چلے گئے تو اُن کی وہ خدائی تدبیریں اور ربّانی تصرفات کیا ہوئے پس جو کچھ وہ کہتے ہیں تم اُس کی پروا نہ کرو اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انھوں نے ابتدائے عمر سے اپنے آپ کو ایسی باتیں کہنے کا عادی بنالیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۳** | ذُو الْاَوْتَادِ: علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ فرعون کو ذُو الْاَوْتَادِ کس لیے کہا جاتا ہے فرمایا اس کا دستور یہ تھا کہ جب کسی کو سزا دیتا تو اسے زمین پر اوندھا لٹاتا اور اس کے ہاتھ پاؤں پھیلا کر چار میخیں اسطرح ٹھکوا دیتا کہ وہ اس کے ہاتھ پاؤں سے گزر کر زمین جا گڑیں اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ بڑے چوڑے لکڑی کے تختے پر لٹا کر ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھکوا دیتا کہ وہ اسی حالت میں مرجائے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرعون کو ذی الاوتاد کہا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۴** | قِطَّنَا: معانی میں جناب امیرالمومنینؑ سے قِطَّنَا کے یہ معنی منقول ہیں کہ عذاب میں جو حصہ ہمارا ہے وہ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۵** | ذَا الْاَيْدِ: التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کلام عرب میں یَدْ سے مراد قوت، نعمت اور عطا و بخشش ہوتی ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۶** | اِنَّهٗ اَوَّابٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اَوَّابٌ کے معنی ہیں اپنے حسین میں قوی ہونے کے سبب رضاءِ خدا کا سب سے زیادہ خواہش مند ہونے والا۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں بڑا دعائیں مانگنے والا۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ ایک دن بیچ روزہ رکھتے تھے اور آدھی رات سے صبح تک برابر دعا مانگا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۴ نوٹ ۲** | : راوی کہتا ہے کہ جناب امام رضاؑ نے یہ بات سن کر پیشانی مبارک پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ تم نے انبیاء خدا میں سے ایک نبی پر اتہام کیا کہ انھوں نے نماز کو اتنا حقیر سمجھا کہ اسے چھوڑ کر پرندے کے پیچھے چلے گئے، پھر عاشق ہوجانیکا بہتان باندھا، پھر ان پر قتل کرنے کا الزام لگایا۔ عرض کیا گیا کہ یا ابن رسول اللہ آخر اُن کی خطا کیا تھی؟ (جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ) فرمایا داؤدؑ کو یہ گمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی اور شخص کو مجھ سے زیادہ عالم پیدا نہیں کیا ہے۔ پس خدا تعالےٰ نے دو فرشتے بھیجے جو دیوار پھاند کر محرابِ عبادت میں پہنچ گئے اور جاکر ان حضرت سے کہا خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ ..... تا. وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ۝ (دیکھو اسی صفحہ ۵۴۴ پر) پس حضرت داؤدؑ نے جلدی کرکے مدعا علیہ کے بارے میں یہ فرما دیا۔ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ۔ نہ تو مدعی سے اس کے دعوے کا ثبوت طلب کیا اور نہ مدعا علیہ کی طرف رُخ کرکے اُس سے یہ پوچھا کہ تجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ پس حضرت داؤدؑ کی یہ خطا طرزِ فیصلہ مقدمات میں تھی۔ (جس خدا تعالےٰ نے تنبیہہ فرمائی) نہ کہ وہ جدھر تمہارا خیال گیا۔ کیا تم نہیں سنتے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (الخ) اس پر کسی نے عرض کی پھر اوریا کے متعلق کیا قصہ تھا؟ جناب امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں کسی عورت کا شوہر مرجاتا یا قتل ہوجاتا تو وہ اس کے بعد نکاح ثانی نہیں کیا کرتی تھیں۔ بس پہلا شخص جس کیلئے ایسی عورت سے نکاح کرنا مباح کیا ہو جس کا شوہر قتل ہوچکا ہو حضرت داؤدؑ تھے۔ جنھوں نے اوریا کی بیوہ سے انقضاء عدہ کے بعد نکاح کیا اور یہ امر اوریا کے کنبہ والوں کو ناگوار گزرا (غالبًا اسی وجہ سے انھوں نے حضرت داؤدؑ پر اتہام لگایا اور اس امت کے یہودیوں نے اس اتہام شیطانی کو وحیِ آسمانی سمجھ لیا۔ المجالس میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نہ تو سب لوگوں کو راضی کیا جاسکتا ہے اور نہ سب کی زبان بندی ممکن ہے۔ کیا لوگوں نے حضرت داؤدؑ پر یہ الزام نہیں لگایا کہ نماز چھوڑ کر پرندے کے پیچھے دوڑ گئے تاآنکہ زوجۂ اوریا پر ان کی نظر جاپڑی جس پر عاشق ہوگئے۔ پھر اوریا کو تابوت سے آگے بڑھا دیا کہ وہ قتل ہوگیا۔ اور اس کی زوجہ سے شادی کرلی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جب میرے سامنے کوئی شخص ایسا پیش کیا گیا جو حضرت داؤدؑ کی شادی زوجۂ اوریا کے ساتھ ہونے کا اس شان سے قائل تھا میں نے اس کو دو حدیں لگوائیں ایک متعلق بہ نبوت اور ایک متعلق بہ اسلام۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جو شخص داؤدؑ کا قصہ اس طرح بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۵ نوٹ ۲** | رُدُّوْهَا عَلَيَّ: الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک دن شام کے وقت حضرت سلیمانؑ کے سامنے گھوڑے پیش ہو رہے تھے اور وہ ان کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ سورج چھپ گیا۔ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اس سورج کو ہمارے لئے لوٹا دو کہ ہم نماز ٹھیک وقت پر پڑھ لیں۔ چنانچہ انھوں نے لوٹا دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے کھڑے ہو کے اپنی دونوں پنڈلیوں پر اور گردن پر مسح کرلیا اور اپنے ان اصحاب کو جن کی نماز ان کے ساتھ فوت ہوئی تھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا کیونکہ نماز کے لئے ان کا وضو یہی تھا۔ پھر انھوں نے نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو سورج ڈوب گیا اور ستارے نکل آئے اسی واقعہ کو خدا تعالےٰ نے ان آیتوں میں جو وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ سے بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ تک ہیں بیان فرمایا ہے (قولِ مترجم: اس زمانہ کی واجب نمازیں دو تھیں صبح و عصر اور مسنون پانچ اور تھیں۔ دونوں وقت کے کھانے سے پہلے اور ٹھیک دوپہر کے وقت بستر پر جانے سے فورًا پہلے اور اُس سے اٹھنے کے فورًا بعد تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرالمومنینؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا یا ابن عباس تمھیں کیا پہنچا ہے؟ میں نے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ میں نے تو کعب الاحبار سے یہ سُنا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے معائنہ میں ایسے مشغول رہے کہ ان کی نماز فوت ہوگئی تو اس پر انھوں نے کہا رُدُّوْهَا عَلَيَّ جس کا مطلب یہ تھا کہ گھوڑوں کو میرے پاس پھر لاؤ۔ وہ گنتی میں چودہ تھے۔ پھر حکم دیا کہ ان کی گردنوں اور ٹانگوں پر تلواریں ماری جائیں۔ چنانچہ ان کو قتل کرادیا۔ پس خدا تعالیٰ نے بے زبان گھوڑوں پر ظلم کرنے کے سبب چودہ دن کیلئے ان کی سلطنت چھین لی۔ یہ سن کر جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ کعب نے جھک مارا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے

معائنہ میں مشغول تھے اس لیے کہ ان کو دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے کیلئے جانا تھا۔ اس میں سورج چھپ گیا تو ان حضرتؑ نے خدا کے حکم کے بموجب ان فرشتوں سے جو سورج پر معیّن ہیں یہ فرمایا رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۔ چنانچہ وہ لوٹایا گیا اور انھوں نے نمازِ عصر ٹھیک وقت پر ادا کرلی۔ اے ابن عباس اس بات کو یاد رکھو کہ انبیاء خدا نہ خود کسی پر ظلم کرتے ہیں اور نہ کسی اور کو ظلم کا حکم دیتے ہیں اس لئے کہ وہ معصوم و مطہر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۵ نوٹ نمبر ۳** | وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار میں یہ کہا کہ آج رات کو میں ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ سب راہ خدا میں تلواریں ماریں گے یہ تو کہا مگر اِنْشَاءَ اللّٰه کہنا بھول گئے۔ ان عورتوں کے پاس گئے بھی مگر ایک کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی اور اُس سے بھی آدھے جسم کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اُسی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر حضرت سلیمانؑ انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب لڑکے بھی پیدا ہوتے اور سوار بن کر سب کے سب راہ خدا میں جہاد بھی کرتے۔ اور وہ جسد جوان کی کرسی پر تھا وہ یہی بچہ تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۵ نوٹ نمبر ۴** | رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ: علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ بھی جائز ہے کہ نبی خدا بخیل ہو؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ کیا معنی رکھتا ہے اور اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا کہ ملک دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ملک تو جور و ظلم سے، غلبہ و تسلّط سے اور لوگوں کو مجبور کرنے سے لیا جاتا ہے۔ ایک ملک خدا کی طرف سے ملتا ہے جیسا کہ آلِ ابراہیمؑ کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۱۰۳ سطر ۳) اور جیسا کہ طالوت کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۴۶ سطر ۲ تا سطر ۱۳) اور جیسا کہ ذوالقرنین کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۳۶۲ سطر ۳) پس سلیمان نے جو یہ فرمایا هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اس کا یہ مطلب تھا کہ مجھے اپنی طرف سے وہ اختیار و ملک دے کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ انھوں نے بھی جور و ظلم، غلبہ و تسلّط سے ایسا ملک حاصل کرلیا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہوا کو ان کا تابع کردیا ان کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی اور جہاں جہاں چاہتے تھے بآسانی پہنچا دیتی تھی۔ اتنے فاصلہ پر جاکر صبح کرتے تھے جو ایک مہینہ کی راہ ہو اور اتنے ہی فاصلہ پر شام کرتے تھے۔ نیز خدا تعالیٰ نے شیاطین کو ان کا تابع کردیا تھا جو ہر طرح کی عمارت بناتے تھے اور سمندروں میں غوطے لگا لگا کر ان کے لیے بیشمار قیمتی جواہر نکال لاتے تھے علاوہ بریں خدا نے ان کو پرندوں کی زبان کا علم بھی عطا فرمایا تھا اور زمین میں تمکینِ کامل عطا فرمائی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے خود ان کے وقت میں اور ان کے بعد یہ سمجھ لیا کہ حضرت سلیمانؑ کا ملک آدمیوں میں سے جو ظالم بادشاہ ہوتے ہیں اور زبردستی مالک بن بیٹھتے ہیں ان کے ملکوں کے مانند نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۶ نوٹ نمبر ۲** | پس اس نے اُن کی کوئی دنیاوی چیز اور ان کی کوئی اولاد ایسی نہ چھوڑی جو ضائع اور ہلاک نہ ہوگئی ہو مگر وہ برابر شکرِ خدا کرتے رہے پھر ابلیس نے عرض کی پروردگارا ایوبؑ خوب جانتا ہے کہ تو نے جو جو دنیاوی سامان اس سے لے لیا ہے وہ عنقریب تو اُسے پھر دیدیگا۔ پس تو مجھے اُس کے بدن پر تسلّط عنایت کر اُس وقت مجھے معلوم ہوجائیگا کہ وہ تشکرِ نعمت ادا کرنے والا نہیں ہے۔ فرمایا میں نے تجھے اس کے بدن پر بھی تسلّط دیا۔ مگر آنکھیں اور دل، زبان اور کان اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی ابلیس جھپٹ کر آیا اس خوف سے کہ کہیں پھر رحمتِ خدا حضرت ایوبؑ کے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوجائے اور آتے ہی ان کے نتھنوں میں زہریلی ہوا پھونک دی جس سے ان کا سارا جسم پھل گیا۔ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی یہ روایت اسی طرح وارد ہے اور اُس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ایوبؑ کا امتحان اور بڑھ گیا اور آخر حصہ اس کا یہ تھا کہ خود اُن کے اصحاب اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ایوبؑ ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ جو شخص بھی ایسی بلا میں مبتلا ہوا وہ کسی نہ کسی بدی کا کے سبب ہوا۔ جو وہ چھپا کے کیا کرتا تھا۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو نیک کام آپ ظاہراً ہمارے دیکھتے کیا کرتے تھے شاید ان میں کوئی بدی بھی آپ نے چھپا رکھی ہوگی اس پر حضرت ایوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور عرض کی اے میرے پروردگار تو نے مجھے اس بلا میں گرفتار کیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ جب کوئی دو امر پیش آئے میں اُن میں سے اُسی کو اختیار کیا جو میری ذات پر سخت گزرنے والا تھا اور میں نے کبھی کھانا نہ کھایا جب تک کہ میرے دسترخوان پر کوئی یتیم نہ ہوا۔ اگر میری تیرے مقابلہ میں باقاعدہ روبکاری ہوسکتی تو میں اپنا دعویٰ پیش کرتا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت ایک بادل آیا اور اس میں سے ایک بولنے والے کی آواز آئی۔ ہاں اے ایوبؑ اپنا دعویٰ پیش کرو۔ حضرت ایوبؑ بھی کمر کس کر دوزانو ہو بیٹھے اور عرض کرنے لگے بارالہا تو نے مجھے ایسی بلا میں گرفتار کیا حالانکہ تو خوب واقف ہے مجھے جب دو امر پیش آئے تو میں نے ان میں سے جو سخت سے سخت تھا اُسے اختیار کرلیا۔ اور اس وقت تک میں نے کبھی کھانا نہ کھایا جب تک کہ میرے دسترخوان پر یتیم نہ ہوا۔ جواب دیا گیا کہ اے ایوبؑ طاعت و بندگی کو تمہارے لیے دل پسند کس نے بنا دیا تھا۔ جناب امام جعفرؑ صادق فرماتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ نے ایک مٹھی خاک بھر کر اپنے منہ میں ڈال لی، پھر عرض کی پروردگارا تو نے۔ (قولِ مترجم: شاید خاک بدہانم کا محاورہ یہیں سے پیدا ہوا) جناب امام جعفرؑ صادق سے مروی ہے کہ پروردگارِ عالم نے جو ایوبؑ کو بلا میں مبتلا کیا تھا تو ان کا کوئی گناہ وغیرہ نہ تھا اور وہ برابر صبر کرتے رہے جب تک کہ ان پر طعن نہ کیا گیا۔ اور انبیاء طعن پر صبر نہیں کیا کرتے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا ہے اور اُسے ہر طرح کی موت سے مارتا ہے مگر اس بلا میں کبھی مبتلا نہیں کرتا کہ اس کی عقل ماری جائے۔ تم حضرت ایوبؑ کی حالت نہیں دیکھتے کہ ابلیس ان کے مال پر ان کی اولاد پر اور ان کی ہر چیز پر کس طرح مسلط کردیا گیا تھا مگر ان کی عقل پر مسلط نہ کیا گیا۔ عقل ان کی سالم رہی اور وہ برابر توحیدِ خدا میں مصروف رہے۔ ۱۲

الخصال اور علل میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت ایوبؑ علیہ السلام سات برس تک امتحان میں مبتلا رہے حالانکہ کوئی گناہ ان سے سرزد نہیں ہوا تھا۔

الخصال میں انہی حضرتؑ سے بروایت اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت ایوبؑ کو بغیر کسی گناہ کے (بغرض امتحان) سات برس بلاؤں میں مبتلا رکھا حالانکہ انبیاء علیہم السّلام معصوم ہیں کبھی گناہ نہیں کرتے نہ اُن کا دل حق سے پھرتا اور نہ کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں باوجودیکہ حضرت ایوبؑ کی پوری آزمائش تھی اس پر بھی نہ ان کے جسم اطہر میں بدبو پیدا ہوئی اور نہ اُن کی صورت بگڑی اور نہ اُن کے بدن سے پیپ نکلی اور نہ دیکھنے والوں نے ان سے نفرت ظاہر کی اور نہ پاس آنے والوں کو اُن سے وحشت ہوئی اور نہ اُن کے بدن میں کیڑے پڑے اور خدا تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء میں سے جو ان کی نظر میں معزز ہوتے ہیں جن کو (امتحان میں) مبتلا کیا کرتا ہے۔ اُن کی یہی حالت ہوا کرتی ہے لوگ جو ان سے پرہیز کرتے تھے اُس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ایوبؑ بیحد مفلس ہوگئے تھے

حال اُن کا بہت خراب تھا کیونکہ وہ لوگ یہ نہ جانتے تھے کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ خدا اُن کی مدد کریگا اور رنج کو خوشی سے بدل دیگا۔ جناب رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا ہوتا ہے پھر اولیا کا بعد اُن کے درجہ بدرجہ اور لوگوں کا امتحان ہوتا ہے۔ حضرت ایوبؑ کا امتحان جو اس درجہ سخت لیا گیا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ اُن کی نعمتیں دیکھکر اُن کی ربوبیت کے قائل نہ ہو جائیں اب جو امتحان کے بعد نعماتِ ایوبؑ مشاہدہ کریں گے تو اس بات پر دلیل لائیں گے کہ خدا کی دین دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک استحقاق کی رو سے دوسری خصوصیت کے لحاظ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ کسی ضعیف کو اُس کے ضعف کے باعث سے اور فقیر کو اس کے فقر کے سبب سے اور مریض کو اس کی مرض کی جہت سے حقیر و ذلیل نہ سمجھیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ خداوندعالم جس کو چاہتا ہے بیمار ڈالتا ہے اور جس کے بارے میں جس وقت اور جس طور سے اور جس چیز سے اس کی مشیت ہوتی ہے شفا عنایت فرماتا ہے۔ اس کی یہ حکمت کسی کے لیے عبرت ہوتی ہے اور کسی کے حق میں بدبختی کا سبب ہوتی ہے اور کوئی اس سے سعادت حاصل کرتا ہے وہ اپنے اجرائے حکم میں عادل ہے اور تمام افعال اُس کے حکمت پر مبنی ہیں جو کام کرتا ہے اس میں بندوں کی صلاح اور خوبی مدنظر رکھتا ہے۔ اُس کے سوا اور کسی کو قوت حاصل نہیں۔

تحفۃ الاخوان میں بروایتِ ابوبصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک طولانی حدیث مروی ہے جس کا آخر یہ ہے کہ (جب بلائے ایوبؑ کو عرصہ گزر گیا) جمعہ کے دن صبح کے وقت جبرئیلؑ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّوْبُ! حضرت ایوبؑ نے جواب دیا عَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ! اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟ تمہاری آواز بہت عمدہ ہے اور تم سے خوشبو بھی بہت ہی اچھی آتی ہے اور تمہاری صورت بھی بہت ہی پاکیزہ نظر آتی ہے۔ جواب دیا میں جبرئیلؑ ہوں پروردگارِ عالمیاں کا قاصد ہوں۔ اُس کی طرف سے آپ کے پاس بشارت لایا ہوں کہ راحت آپکو نصیب ہوئی مرض سے آپکو نجات ملی۔ خدا نے آپ کو جتنی اولاد پہلے دی تھی وہ بھی عطا فرمائی اور اتنی ہی اور۔ اور جتنا مال آپ کا پہلے تھا وہ بھی دیا اور اُسی قدر اور تاکہ گزشتگان کیلئے نشانی اور معرضِ امتحان میں آنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ چونکہ حضرت ایوبؑ مدت سے بلا میں مبتلا تھے اس مژدہ سے اُن حضرت کو بیحد خوشی حاصل ہوئی اور درگاہِ باری میں عرض کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ذُوالْعِزَّۃِ وَالسُّلْطَانِ وَالْمِنَّۃِ وَالطَّوْلِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ الَّذِیْ لَمْ یُشْمِتْ بِیْ اِبْلِیْسَ اللَّعِیْنَ وَاَعْوَانَہٗ (شکر ہے خدا کا کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عزت و سلطنت والا ہے وہی صاحبِ منّت و احسان ہے۔ وہی صاحبِ جلال و بزرگی ہے۔ اُس نے ابلیسِ لعین اور اُس کے مددگاروں کو میرے حال پر شماتت نہ کرنے دے) پس جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! خدا کے اذن سے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت ایوبؑ اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی اے ایوبؑ اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر لگاؤ۔ جونہی حضرت ایوبؑ نے ٹھوکر ماری ان کے قدم کے نیچے سے ایک چشمہ صاف و شفاف پانی کا ظاہر ہوا جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور کافور سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حضرت ایوبؑ نے ایک گھونٹ اس میں سے نوش فرمایا جس کے پیتے ہی ساری کلفت دور ہو گئی پھر جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! اس چشمہ میں غسل کرو۔ حضرت ایوبؑ نے اس میں غوطہ لگایا۔ اب جو سر ابھارا تو ان جناب کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکنے لگا اور گیا ہوا حسن و جمال واپس آ گیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئے اور تازگی بڑھ گئی۔ پھر جبرئیلؑ نے دو حُلّے بہشتی دیئے ایک کو حضرت ایوبؑ نے بجائے لُنگ دوسرے کو بجائے چادر زیبِ بدن فرمایا بعد اس کے جبرئیلؑ نے سونے کی نعلین جس کے تسمے یاقوت کے تھے۔ حضرت ایوب کے حوالے کی اور جنت کی ایک بہی کھانے کو دی۔ اس میں سے تھوڑی تو حضرت ایوبؑ نے کھالی اور تھوڑی سی اپنی زوجہ رحمہ کے لیے رکھ چھوڑی۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! آپ کی زوجہ کیلئے میرے پاس دوسری بہی اور موجود ہے۔ یہ آپ ہی نوش فرما لیجئے۔ پس اُن حضرتؑ نے باقی حصّہ بھی اس کا نوش فرمالیا پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے عبادتِ خدا میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں رحمہ بھی مغموم و محزون روتی ہوئی ایسے حال میں وہاں آئیں کہ بستی والوں نے اپنے اپنے دروازوں سے اُن کو ہٹا دیا تھا۔ جب اُس مقام پر پہنچیں تو اس جگہ کو پاک و پاکیزہ اور ہرا بھرا سبزہ وہاں اُگا ہوا پایا اور نماز پڑھنے والے کی سی پاکیزگی اور نظافت دیکھ کے دل میں خیال کرنے لگیں کہ میں راستہ بھٹک گئی پھر کہنے لگیں اے مرد نمازی! ذرا میری طرف متوجہ ہو جا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ لیکن حضرت ایوبؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بیچاری رحمہ چلانے لگیں اور رو کر کہنے لگیں افسوس! اے ایوبؑ تم پر کونسی نئی بلا نازل ہوئی! تم کہاں چلے گئے؟ جب حضرت ایوبؑ نماز پڑھ چکے تو جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! اب ان سے بات کرو پس ایوب علیہ السّلام نے فرمایا اے کنیزِ خدا! کہو کیا کام ہے۔ کیا دریافت کرتی ہو؟ رحمہ نے پوچھا اگر آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجئے کہ میں ابھی ایوبؑ گرفتارِ بلا کو یہاں چھوڑ گئی تھی۔ اب جو واپس آئی ہوں تو یہاں کا رنگ بالکل ہی بدلا ہوا پاتی ہوں۔ خدا جانے ایوبؑ کیا ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوبؑ نے مسکرا کے فرمایا اگر تم انھیں دیکھو گی تو پہچان لوگی؟ رحمہ نے جواب دیا آپ تو ہو بہو ایسے ہیں جیسی ہمارے حضرت ایوبؑ گرفتار بلا ہونے سے پہلے تھے۔ جونہی یہ کلمہ حضرت ایوبؑ نے سُنا نہ رہ گیا بے اختیار ہنسی آ گئی اور فرمایا میں ہی تو ایوبؑ ہوں۔ یہ سنتے ہی رحمہ جھپٹ کر جناب ایوب سے لپٹ گئیں۔ وہ حضرت بھی رحمہ کے گلے لگے پس جناب دونوں گلے مل چکے تو حضرت جبرئیلِ امینؑ نے اُن کو ان کی اولاد کی اور پوتے نواسوں کی بابت اور غلاموں کنیزوں اور مویشی کے بارے میں خوشخبری سُنائی کہ خدا نے وہ بھی تم کو عطا فرمائیں اور اتنی ہی اور بھی دیں۔ پھر تو سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں حضرت ایوبؑ ان کو چن چن کر اپنے دامن میں رکھتے جاتے تھے جب ہوا سے کوئی ٹڈی اڑ جاتی تھی تو دوڑ کے اسے پکڑ لیتے تھے جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! کیا ابھی تک آپ سیر نہیں ہوئے؟ حضرت ایوبؑ نے جواب دیا اے جبرئیلؑ! آج تک خدا کی دین سے کسی کا پیٹ بھرا بھی ہے جو میرا ہی بھرے؟ حضرت ایوبؑ کے یہاں دو کنوئیں بہت گہرے تھے ایک سونے سے دوسرا چاندی سے لبریز کر دیا گیا یہاں تک کہ اوپر سے دونوں ایک ہو گئے۔ اور خداوندعالم نے چالیس ہزار ناقے اور چالیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار گائیں اور چالیس ہزار بیل چار ہزار دنبیاں چار ہزار بکریاں ۵ پانچ ہزار غلام پانچ ہزار باندیاں عطا فرمائیں۔ حضرت ایوبؑ کے پاس اتنی جائداد تھی کہ چار ہزار کارندے تحصیل وصول کیا کرتے تھے اور ہر ایک کو ماہواری سو مثقال سونا (سوا شرفیاں) تنخواہ دی جایا کرتی تھیں اور ان حضرت کے بارہ بیٹے تھے اور بارہ بیٹیاں تھیں جس وقت رحمہ نے ان سب کو دیکھا خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر بجا لائیں اور اُن کو اور اُن کی تمام اولاد کو تمام ملک شام کا مالک کر دیا۔ اور جتنی عمر ان کی گزر چکی تھی اتنی ہی اور عمر بھی عطا فرمائی۔

**صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۳** اَلْیَسَعَ: صافی میں ہے کہ یہ اخطوب کے بیٹے تھے اور ان کو حضرت الیاسؑ نے بنی اسرائیل پر خلیفہ مقرر کیا تھا اور ان کے بعد خدا تعالے نے اُن کو نبی دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۴** ذَاالْکِفْلِ: تفسیر صافی میں ہے کہ یہ یوشعؑ بن نون وصی موسیٰ کا دوسرا نام ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۵** وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ طاغین سے مراد اول و ثانی و بنی امیہ ہیں (تصریح: اور بنی امیہ میں نمبر اول حضرت ثالث النجیر ہیں) ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۵** | اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ تم نے آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے کی ابتدا کی ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۶** | رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بنی امیہ کا مقولہ ہے اور ان کی مراد اس سے اول و ثانی ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۷** | مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دشمنان آلِ محمدؐ کا مقولہ ہے جو وہ جہنم میں کہیں گے اور رجال اشرار سے انکی مراد شیعیان علیؑ ہیں اور اُسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادقؑ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ تم لوگ جنت میں متنعم ہو گے (یعنی نعمتوں کے مزے اڑاتے ہو گے) اور تمہارے دشمن تمکو جہنم میں ڈھونڈھتے پھرتے ہوں گے ۔ اور البصائر میں اتنا اور زیادہ ہے "مگر تم وہاں کہاں" کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب خدا یتعالیٰ نے جہنم میں تمہارے دشمنوں کے ہونے کا قصہ بیان کیا تو ان لوگوں کے مقولے میں ضمناً تمہارا بھی ذکر آ گیا ۔ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا الخ واللہ سوائے تمہارے اور کوئی مراد نہیں ہے اس لیے کہ تم اہل عالم کی نظروں میں (ہم آلِ محمدؐ سے محبت کرنے کے سبب) سب سے بدتر قرار پا گئے ہو ۔ مگر خدا کی قسم وہ تم ہی ہو گے جن کا جنت میں احترام کیا جائے گا ۔ اور تمہارے دشمن جہنم میں تم کو ڈھونڈھتے ہی پھرتے رہیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ واللہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ جائیں گے نہیں بلکہ خدا کی قسم ایک بھی نہ جائے گا ۔ تمہارے ہی بارے میں تو خدا یتعالیٰ اہل جہنم کا یہ قول نقل فرماتا ہے وَقَالُوْا مَا لَنَا الخ ۔ پھر فرمایا واللہ وہ جہنم میں تم کو ڈھونڈھیں گے مگر تم میں سے ایک کو بھی نہ پائیں گے ایک اور روایت میں ہے کہ جب اہل جہنم جہنم میں اپنے ٹھکانے پہنچ لیں گے تو وہ تمھیں ڈھونڈھیں گے اور تم میں سے کسی کو نہ پائیں گے ۔ اس وقت ایک دوسرے سے کہیگا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا الخ ۔ اسی کو خدا یتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۔ یعنی وہ تمہارے بارے میں وہاں بھی ایسے ہی جھگڑیں گے جیسے دنیا میں بکا کرتے ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۸** | نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیرالمومنینؑ ہیں البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وَاللّٰهُ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ جناب امیرالمومنینؑ ہیں اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نبأ سے مراد امامت ہے ۔ **قول مترجم** : ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کہ امامت کے گل سرسبز جناب امیرالمومنینؑ ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۹** | مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے حدیث معراج میں جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیلؑ کے شروع میں ہو چکا منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیلؑ امین رہ گئے ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ کیا اب مجھے یہیں چھوڑے دیتے ہو؟ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ بس آپ بڑھے چلے جایئے ۔ واللہ آپ تو اس مقام تک پہنچے ہیں کہ آپ سے پہلے مخلوق خدا میں کوئی پہنچا ہی نہیں ۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ آگے بڑھکر مجھے انوار خاص نظر آنے لگے ۔ میرے اور نور کے مابین سبحہ حائل تھا ۔ امام سے دریافت کیا گیا کہ سبحہ سے کیا مراد ہے؟ پس حضرتؑ نے روئے مبارک سے زمین کی طرف اشارہ کیا اور دستِ اقدس سے آسمان کی طرف اور تین دفعہ فرمایا میرے پروردگار کا جلال ۔ پھر آنحضرتؐ نے آواز سنی یَا مُحَمَّدُ جواب میں عرض کی لَبَّيْكَ يَا رَبِّ ۔ آواز آئی عالم بالا کے رہنے والوں کا جھگڑا کس کے بارے میں تھا؟ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی تیری ذاتِ پاک ہے مجھے تو کوئی علم اس کے سوا نہیں ہے جو کچھ تو نے تعلیم فرمایا ۔ اس وقت یدِ قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ رکھا گیا جس کی برودت میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے مابین پائی اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ گزشتہ کے متعلق سوال کیا گیا یا آئندہ کے متعلق مجھے سب کا علم ہو گیا تھا ۔ چنانچہ پھر سوال ہوا کہ اے محمدؐ ملاء اعلیٰ کے رہنے والوں میں کس بات کے متعلق جھگڑا ہوا تھا؟ میں نے عرض کی کفارات میں، درجات میں اور حسنات میں ۔ پھر سوال ہوا کہ اے محمدؐ نبوت تمہاری ختم ہونے کو آئی اور قیام دنیا کی مدت پوری ہونے کے قریب ہے تو وصی تمہارا کون ہے؟ میں نے عرض کی پروردگارا میں نے تیری مخلوق کو خوب آزمایا علیؑ سے زیادہ مطیع کسی کو نہ پایا ۔ آواز آئی اے محمدؐ ہمارا مطیع بھی سب سے زیادہ وہی ہے ۔ میں نے عرض کیا پروردگارا میں نے تیری تمام مخلوق کی آزمائش کی پس میں نے کسی کو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے زیادہ اپنا محب نہ پایا فرمایا اے محمدؐ ہمارا محب بھی سب سے زیادہ وہی ہے ۔ پس اب تم اُس کو خوشخبری سُنا دو کہ وہ ہدایت کا علم ہے، میرے دوستوں کا امام ہے اور جو میرے مطیع ہیں اُن سب کے لیے نور ہیں ۔ اور وہ کلمہ ہے جس کو متقین کے لیے میں نے لازم کر دیا ہے جس نے اُس سے محبت کی اُس نے یقیناً مجھ سے محبت رکھی اور جس نے اُس سے عداوت کی اُس نے یقیناً مجھ سے عداوت رکھی اور میں اُس کو ایسے فضائل کے ساتھ مخصوص کروں گا کہ ویسے فضائل کسی اور کو نہ دیئے ہوں گے میں نے عرض کی پروردگارا وہ تو میرا بھائی، میرا مصاحب، میرا وزیر اور میرا وارث ہے ۔ فرمایا یہ تو ایسا معاملہ ہے جو پہلے ہی طے ہو چکا ہے کہ اس کی بڑی سخت آزمائش ہوگی ۔ باوجودیکہ میں اُسے عطا کروں گا اور پھر عطا کروں گا، پھر عطا کروں گا ۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا عقدہ اُسی کے ہاتھ ہوگا ۔ اور اُس کے سوا کوئی دوسرا اُسے نہ کھول سکے گا ۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا مجھ سے میرے پروردگار نے پوچھا اے حبیب! تم جانتے ہو کہ اہلِ ملاءِ اعلیٰ نے کس چیز میں جھگڑا کیا؟ میں نے عرض کی بارِ الٰہا! میں واقف نہیں ۔ ارشاد باری ہوا ان کا جھگڑا کفارات اور درجات میں تھا ۔ کفارات (گناہوں کی دور کرنے والی چیزوں) سے مُراد سردی کے موسم میں وضو کرنا اور جماعت میں نماز ادا کرنے کیلئے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ۔ اور درجات (درجہ بلند کرتے والی) سے مُراد سلام کو ظاہر کرنا کھانا کھلانا اور نمازِ شب ادا کرنا جبکہ آدمی سوتے پڑے ہوں ۔

الخصالؔ میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے گو دوسری طرز سے ہے ۔

**صفحہ ۵۴۸ نوٹ ۱** | پس جبکہ خداوندِ عالم نے حضرتِ آدمؑ علیہ السّلام کو خلق فرمایا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدۂ (تعظیمی) سجدہ کا حکم خدا نے صرف ہماری وجہ سے دیا تھا ہماری ہی تعظیم مقصود تھی) پس ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ۔ خطابِ باری ہوا اے ابلیس! کیا وجہ ہے کہ تو نے اُس شخص کو سجدہ نہ کیا جس کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے ۔ کیا تو متکبر ہو گیا ہے یا تو ان لوگوں میں سے تھا جو عالی مرتبہ ہیں؟ شیطان نے کہا وہ کون ہیں؟ جواب ملا وہ پنجتن پاک ہیں جن کے نام عرش کے سراپردوں پر لکھے ہوئے ہیں ۔ جنابِ رسولؐ خدا فرماتے ہیں ہم سب خدا کے بابِ رحمت ہیں جن سے خدا یتعالیٰ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے ۔ ہدایت پانے والے ہمارے ہی سبب سے ہدایت پائیں گے ۔ جو شخص ہمیں دوست رکھے گا خدا اُس کو دوست رکھے گا ۔ اور اپنی جنت میں اُسے جگہ دیگا ۔ اور جو شخص ہم سے دشمنی کریگا خدا یتعالیٰ بھی اُس سے دشمنی کرے گا ۔ اور اُس کو جہنم میں ڈال دیگا ۔ ہم سے وہی شخص دوستی رکھے گا جس کا نطفہ صحیح و پاکیزہ ہوگا ۔

یونسؔ بن ظبیان کہتے ہیں کہ میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ! میں مالک (سُنّیوں کے امام) کے پاس گیا تھا اُس کے مرید اُس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے کوئی تو یہ کہہ رہا تھا کہ آدمیوں کے چہرہ کی مانند خدا کا بھی چہرہ ہے ۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کے

دو ہاتھ ہیں اور وہ اس آیتِ قرآنی خَلَقْتُ بِيَدَيَّ سے دلیل لاتا تھا اور بعضے یوں کہتے تھے کہ خداوندِ عالم تیس سالہ جوان کی مانند ہے اس بارے میں حضورؐ کیا فرماتے ہیں؟ یونسؔ کہتے ہیں کہ امام علیہ السّلام تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ یکایک سنبھل بیٹھے اور اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ کہنے کے بعد ارشاد فرمایا اے یونسؔ! جس کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا کا چہرہ ہے تو وہ مشرک ہو گیا۔ اور جس نے مخلوق کے سے اعضاء وجوارح خدا کے لیے مانے وہ کافر ہے۔ پس تم لوگ نہ اُس کی گواہی قبول کرو اور نہ اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاؤ تشبیہ دینے والے خدا میں جو صفاتِ مخلوقین ثابت کرتے ہیں خدا اُس سے پاک اور بری ہے۔ وجہ خدا سے اس کے انبیاءؑ اور اولیاءؑ مراد ہیں اور قولِ باری تعالےٰ ہے خَلَقْتُ بِيَدَيَّ میں ید بمعنی قدرت ہے جیسے اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ میں ہے کہ خدا نے اپنی نصرت سے تم کو قدرت پہنچائی۔ پس جس شخص کا گمان یہ ہے کہ خدا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز سے ہے یا ایک چیز سے دوسری چیز میں چلا جاتا ہے یا کوئی چیز اُس سے خالی ہے یا وہ کسی جگہ نہیں ہے۔ یا اُسے کوئی چیز احاطہ کئے ہوئے ہے تو اس شخص نے خدا کو صفاتِ مخلوقین سے موصوف کر دیا حالانکہ خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ نہ اُس پر کسی چیز کا قیاس ہو سکتا ہے اور نہ آدمی سے اُس کی تشبیہ ہو سکتی ہے نہ اس سے کوئی جگہ خالی ہے۔ نہ اُسے کوئی مکان گھیرے ہوئے ہے وہ ہر شخص کے قریب ہے مگر پھر بھی (التصور سے) دور ہے اور باوجود دوری پھر بھی وہ ہر شخص کے قریب ہے یہ ہے ہمارا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کوئی خدا میں ایسی صفتیں مانے (جو ہم نے بیان کیں) وہ موحّد ہے۔ اور جو شخص خدا میں اس کے سوا کوئی اور صفت (جو مخلوق کے مشابہ ہو) قرار دے خدا بھی اُس سے بری ہے اور ہم بھی اُس سے بے زار ہیں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ عقلاء وہ ہیں جو غور و فکر کے ساتھ عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نتیجہ یہ ملتا ہے کہ حُبِّ خدا پیدا ہو جاتی ہے اور جب دلوں میں حُبِّ خدا پیدا ہو جائے تو وہ اس سے منوّر ہو جاتے ہیں اور لطفِ خدا اُن کے شاملِ حال ہوتا ہے پھر جب کوئی شخص منزلتِ لطف میں پہنچ گیا تو اُس کا شمار فائدہ پہنچانے والوں میں ہو گیا۔ تو اب اُس کی جو بات ہوتی ہے وہ دانائی کی ہوتی ہے اور جب اس کی باتیں دانائی کی ہو جائیں تو وہ ذہین بھی ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اس منزلت کو پہنچ گیا تو اس کے ذریعہ سے امورِ قدرت میں اُسے دخل ہو جاتا ہے۔ اور جب اُسے امورِ قدرت میں دخل ہوا تو ساتوں طبقوں میں دخل ہو جاتا ہے اور جب اس منزلت کو پہنچ گیا تو لطف و حکمت و بیان سب پر اس کو قبضہ مل جاتا ہے اور اس منزلت کو پہنچ کر اپنی خواہش اور اپنی محبت اپنے خالق کے لیے مخصوص کر دیتا ہے اور جب ایسا کر دیتا ہے تو بہت ہی بڑے درجہ تک اُس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھنے لگتا ہے اور حکمت اس کو اس طریقہ سے مل جاتی ہے جیسے اور حکماء کو نہیں ملی اور علم اُس کو اُس شان سے پہنچ جاتا ہے جس شان سے علماء کو نہیں پہونچا اور صدق اُسے اس انداز سے حاصل ہو جاتا ہے جس انداز سے صدّیقین کو نہیں حاصل ہوا۔ حکماء کو حکمت خاموش رہنے سے ملی۔ اور علماء کو علم طلب کرنے سے حاصل ہوا۔ اور صدّیقین کو صدق خشوع اور زیادہ عبادت کرنے سے پہنچا پس جس نے اس سیرت کو اختیار کر لیا یا تو وہ پستی کے درجہ کو پہنچ جائیگا اور یا اُسے رفعت حاصل ہو جائے گی۔ گو اکثر تو ایسے ہی ہیں کہ پستی کی طرف جاتے ہیں اور رفعت حاصل نہیں کرتے چونکہ حقِ خدا کی رعایت نہیں کرتے اور خدا تعالےٰ نے جس چیز کے بجا لانے کا حکم دیا ہے اُس کے بموجب عمل نہیں کرتے تو یہ حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے خدا کو اُس طرح نہیں پہچانا جس طرح اُس کے پہچاننے کا حق ہے۔ پس تم کو ان کی نماز اُن کے روزے۔ ان کی روایتیں۔ اُن کے علوم ہرگز دھوکہ نہ دیں وہ تو وحشی گدھے ہیں۔ پھر فرمایا اے یونسؔ! اگر تم کو صحیح علم درکار ہو تو وہ ہم اہلبیتؑ کے پاس ہے اس لیے کہ ہم نے اُسے ورثہ میں پایا ہے اور شرحِ حکمت اور فصلِ خطاب ہم کو عطا کیا گیا ہے۔ یونسؔ کہتے ہیں کہ اس پر میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! اہلبیتؑ میں سے جو شخص بھی ہے اُس کو جناب علیؑ مرتضٰی اور جنابِ فاطمہؑ زہرا سے اُسی طرح ورثہ پہونچا ہے جس طرح کہ آپ کو پہونچا ہے؟ فرمایا نہیں سوائے بارہ اماموں کے اور کسی کو نہیں پہنچا! میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! ان کے نام لے دیجئے؟ فرمایا اوّل اُنکے علی بن ابی طالب علیہ السّلام ہیں اور بعد ان کے حسن و حسین علیہما السّلام ہیں اُن کے بعد علیؑ بن الحسینؑ۔ اُنکے بعد محمدؑ بن علیؑ ان کے بعد میں خود اور میرے بعد میرا بیٹا موسٰیؑ اور موسٰیؑ کے بعد ان کے بیٹے علیؑ۔ اور علیؑ کے بعد محمدؑ اور محمدؑ کے بعد علیؑ اور علیؑ کے بعد حسنؑ اور حسنؑ کے بعد حجۃ اللہ! خدا تعالےٰ نے ہم سب کو برگزیدہ کیا ہم کو پاک و پاکیزہ کیا اور ہم کو وہ کچھ عطا فرمایا جو تمام عالموں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ یہ سب جوابات سننے کے بعد میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کل جو عبداللہ بن مسعود کے صاحبزادے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور حضورؐ سے یہی باتیں دریافت کی تھیں جو میں نے دریافت کی ہیں تو اُن کو حضورؐ نے اور اور جواب دیئے تھے؟ فرمایا کہ اے یونسؔ! ہر شخص علومِ صحیحہ کی برداشت کی قابلیّت نہیں رکھتا۔ اور بات موقعہ اور وقت دیکھ کر کی جاتی ہے۔ تم میں ان جوابات کی قابلیّت ہے اس لیے دیئے گئے تم بھی نا اہلوں سے اس کو بیان نہ کرنا۔

**صفحہ ۵۴۸ نوٹ ۳** | وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ: التوحید میں جناب امام رضاؑ سے بروایت جناب امیرالمومنینؑ منقول ہے کہ ایک موقع پر عام مسلمانوں نے جناب رسولؐ خدا سے عرض کی تھی کہ یا رسولؐ اللہ جن جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے اگر آپ ان کو جبرًا داخلِ اسلام کرتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائیگی اور ہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خدا کے حضور میں بدعتی بن کر جانا نہیں چاہتا یعنی کوئی ایسی نئی بات نہیں کرنا چاہتا جس کا خدا نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور میں بیجا تکلیف دینے والا نہیں ہوں۔ الجوامع میں خود آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ متکلّف کی تین علامتیں ہیں لے جو رتبے میں اُس سے بالا ہو اس سے جھگڑے اور سے جو درجہ حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی نہ حاصل کر سکے اس کے لیے کوشش کرے اور تیّں کے متعلق علم نہ ہو اُس میں رائے زنی کرے۔ الخصال میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ علماء دین میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو فتوے دینے پر تیار ہو جائیں گے اور اس بات کے مدعی بھی ہو جائیں گے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو۔ حالانکہ شاید ایک حرف بھی ٹھیک سے نہ بتا سکتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بن بیٹھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ان کو جہنم میں چھٹا طبقہ ملے گا۔ مصباح الشریعۃ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متکلّف اگر صحیح جواب دیگا تب بھی گنہگار ہے اور انجام کار اس کو ذلّت حاصل ہوگی اور ہردم تکلیف و رنج میں گرفتار ہوگا۔ متکلّف کا ظاہر ریاکاری ہے اور باطن نفاق۔ یہی دو بازو ہیں جن سے متکلّف اڑتا ہے۔ تکلیف خواہ کسی بات میں ہو نہ نیک لوگوں کے اخلاق میں داخل ہے اور نہ پرہیزگاروں کا شعار ہے۔ جب ہی تو خدا نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۲** | مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ان میں آپس میں امورِ دین کے متعلق اختلاف ہوگا اور ہر شخص کو بقدر اس کے استحقاق کے نتیجہ ملے گا۔ اور ایک تو یہ ہے کہ اختلاف کسی شان یہ ہے کہ جو حق پر ہے جنت میں جائے گا۔ اور جو باطل پر ہے جہنم میں۔ ضمیر هُمْ کافروں کے واسطے بھی ہے اور ان کے مقابل والوں کے لیے بھی یا کافروں کے واسطے ہے اور ان کے معبودوں کے واسطے اور اس صورت میں اختلاف کی شان یہ ہوگی کہ کافر تو اُن سے شفاعت کے امیدوار ہوں گے اور وہ ان کفار پر لعنت کرتے ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۳** | خَلْقًا مِّنۢ بَعْدِ خَلْقٍ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نطفہ کے بعد بستہ بوند بنا دیا اس کے لوتھڑا اس کے بعد برہنہ ہڈیاں بنائیں پھر ان کو گوشت و پوست سے منڈھ دیا پھر اس کے بعد اچھا خاصا جاندار بنا دیا۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ آیا یہ وہی انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے رحم کی اندھیریوں میں اور جھلیوں کے پردے میں اس شان سے پیدا کیا کہ پہلے نطفہ اچھل کر گیا، پھر بستہ بوند ہو گیا، پھر بچہ بن گیا پھر باہر نکل کر دودھ پیتا بچہ بن گیا اور آخر میں گبھرو جوان ہو گیا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۴** | فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ : تفسیر مجمع البیان میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ نیز تفسیر قمی میں ہے کہ پہلی اندھیری پیٹ کی ہے، دوسری اس کے اندر رحم کی۔ تیسری رحم کے اندر مشیمہ کی (تصحیح : مشیمہ اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں بچہ لپٹا رہتا ہے اور ولادت کے وقت اُسے پھاڑ کر نکل آتا ہے اور بچہ کی ولادت کے بعد وہ بھی خارج ہو جاتی ہے آنول نال اسی کو کہتے ہیں) التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہی مضمون نقل ہے اور آگے اتنا اور ہے کہ اس مقام پر نہ اس کو کوئی غذا کی طلب کرنے کی تدبیر آتی ہے اور نہ ایذا دفع کرنے کی تجویز یعنی نہ حصول منفعت کے طریقے جانتا ہے اور نہ دفع مضرت کے خونِ حیض کی ایک مقدار بن کر پہنچتی ہے جو اس کو اسی طرح غذا پہنچاتی ہے جیسے پانی نباتات کو اور یہی خون اس کی غذا رہتا ہے جب تک کہ اُس کی خلقت کامل اور اس کا بدن مستحکم اور اس کی جلد اتنی مضبوط نہ ہو جائے کہ ہوا کو برداشت کر سکے اور اس کی آنکھ اس قابل نہ ہو جائے کہ روشنی کو سہ سکے۔ جب یہ سب تکمیل ہو جاتی ہے تو بچہ اپنی ماں کو ہیجان میں لاتا ہے اور اس قدر پریشان کرتا ہے کہ کسی پہلو اُسے چین نہیں پڑتا اور آخر یہ تکلیفیں پہنچانے کے بعد پیدا ہو جاتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۵** | لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ : المحاسن میں منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی ہیں مخالفتِ اہلبیتؑ جناب رسولؐ خدا۔ اور شکر کے معنی ہیں ان کی معرفت و ولایت۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۰ نوٹ ۱** | تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ یہ ابوالفضیل (ابوبکر) کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اس کے نزدیک جناب رسولؐ خدا (معاذ اللہ) جادوگر تھے۔ جب یہ شخص بیمار ہوتا تو آنحضرتؐ کی شان میں جو کچھ کہہ چکا تھا اس کے انجام سے ڈر کر گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا۔ اسی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ اور جب خدا تعالیٰ تندرست کر دیتا تو پھر اس عاجزی کو، دعا کو گڑگڑانے کو بھول جاتا اور آنحضرتؐ کی شان میں پھر بے ادبانہ خیال کرنے لگتا جس کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِىَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ۔ اسی بھول بھول جانے کا اور آنحضرتؐ کی نسبت خیال بے ادبانہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اس سے کہدو تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ہ تمتع قلیل بعد جناب رسولِ خدا بغیر حکم خدا اور رسولؐ کے لوگوں کا حاکم بن بیٹھا تھا پھر خدا تعالیٰ نے اپنا قول علیؑ مرتضیٰ کیطرف معطوف فرمایا اور ان کی حالت اور ان کی فضیلت سے جو اس کے نزدیک ہے خبر دی۔ (دیکھو آیات آیندہ)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۱ نوٹ ۳** | لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ سے اس آیت کی تفسیر میں دریافت کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ یہ مکان کس چیز کے بنے ہوئے ہیں۔ فرمایا اے علیؑ! یہ مکان خدا تعالیٰ نے اپنے دوستوں کیلئے موتی کے بنائے ہیں، یاقوت کے بنائے ہیں زبرجد کے بنائے ہیں، ان کی چھتیں سونے کی ہیں جن پر چاندی کے تاروں کا جال ہے ان میں سے ہر ہر مکان کے ہزار ہزار دروازے خالص سونے کے ہیں اور ہر ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ پاسبان ہے۔ ان مکانوں میں موٹے موٹے گدّے کئی کئی تہہ کے بچھے ہوئے ہیں۔ بعض حریر کے ہیں، بعض دیبا کے ہیں اور اندر اُن کے مشک و عنبر و کافور بھرا ہوا ہے۔ ان فرشتوں کا ذکر خدا تعالیٰ نے ان لفظوں میں فرمایا ہے وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (یہ حدیث بہت بڑی ہے یہاں بقدر ضرورت لی گئی ہے اور اس کا کچھ حصہ سورۂ فاطر میں بھی بیان ہو چکا ہے اور کچھ سورۂ رعد میں)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۱ نوٹ ۴** | فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ : روضۃ الواعظین میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھی پھر ارشاد فرمایا کہ نور جس وقت دل میں اُترتا ہے اس کے لیے جگہ ہو جاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اس دل میں نور آ گیا ہے فرمایا ہاں اس فریب دینے والے مقام سے دل برداشتہ اپنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف متوجہ رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے مستعد رہنا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور عامہ کی روایت یہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ حضرت حمزہؑ اور جناب امیر المومنینؑ کی شان میں ہے اور پچھلا حصہ ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۳** | رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ الخ : معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں بعض خاص نام میرے لیے ہیں اور فرمایا اس سے بچتے رہو کہ وہ نام کسی دوسرے کیلئے سمجھ لو اور پھر اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ میں جناب رسولِ خدا کیلئے سَلَم ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط اور تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے یوں منقول ہے کہ وہ شخص ہو کہ جناب رسولؐ خدا کیلئے سَلَم ہوں یعنی جس کا ہر جزو بلا استثنا خدمتِ رسولؐ کیلئے حاضر ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ سے مراد علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ اور کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں اوّل صاحب ہیں کہ ان کو ولی و امام جاننے والے بہت سے فرقے ہو جائیں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے سے بیزاری ڈھونڈھتے ہوں گے۔ اب رہے رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ یہ فلاں صاحب اول برحق اور ان کے شیعہ ہیں۔ قولِ صاحبِ تفسیر صافی : امام علیہ السّلام نے پہلی دفعہ جو فلاں اول فرمایا اُس سے مراد ابوبکر ہے اس لیئے کہ خلفاء باطل میں اس کا نمبر اول ہے اور دوسری مرتبہ جو فلاں اول فرمایا اس سے مُراد جناب امیر المومنینؑ ہیں اس لیے کہ وہ حضرتؑ خلفاء برحق میں اول ہیں اب حضرتؑ نے دوبارہ فلاں اول کہنے میں تو برحق کو قید لگائی اور پہلے فلاں اول کہنے میں باطل کی قید نہ لگائی اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کیلئے قرینہ چاہتا تھا کہ مراد سمجھنے میں بلا قید لگائے خرابی واقع ہو گی۔ حالانکہ پہلے میں یہ بات نہیں ہے اب رہی اس بات کی وجہ کہ ابوبکر کے ماننے والے آپس میں مخالفت کیوں کریں گے تو وہ صاف ہے کہ ابوبکر امر امارت و خلافت میں ہو تو اور احکام شرع انور میں ہو تو نہ اللہ کیلئے

سلم تھے نہ رسولؐ اللہ کیلئے۔ اور جتنے ان کے ماننے والے تھے اور ہیں وہ سب کے سب رائے اور قیاس پر چلنے والے اور خواہشِ نفسانی پر عمل کرنے والے ہیں یہی وجہ اختلاف کی ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے شیعوں کی حالت ان لوگوں کے برخلاف ہے کہ وہ سب کے سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کیلئے سلم یعنی پورے مطیع ہیں اور وہ خلافت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے منصوص ماننے والے ہیں۔ اس امر میں ان کے یہاں کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اسی سبب سے جناب امیرالمومنینؑ کے ماننے والے تو اُن کو امام مفترض الطاعۃ مانتے ہیں بخلاف ابوبکر کے ماننے والوں کے کہ کوئی اُن کو پنچایتی چودھری کہتا ہے، کوئی خلیفۂ رسولؐ، کوئی دنیوی بادشاہ وغیرہ۔

**صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۴** اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ؁ یہ آیت وہی ہے جس سے بھرے مجمع میں جاہل ہونے کا دوسرے یار نے پہلے یار سے اقرار کیا تھا۔ ۱۲

**قولِ مترجم**:۔ تاریخ طبری۔ تاریخ ابوالفدا۔ حبیب السیر اور روضۃ الصفا وغیرہ معتبر تاریخوں میں یہ واقعہ مندرج ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کی خبر پاتے ہی خلیفۂ ثانی مجنون بن گئے۔ تلوار گھماتے پھرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد مصطفےٰ کا انتقال ہو گیا میں اسکا سر اُڑا دونگا۔ حضرت انتقال کر ہی نہیں سکتے۔ اوّل یار کا مکان محلہ سُنح میں تھا جو مسجدِ نبوی سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ جب تک انھیں خبر ہو اور وہ آئیں یہ یہی سوانگ بنائے رہے جب وہ تشریف لے آئے اور وفات کی نسبت انھوں نے اپنا اطمینان کر لیا تو ان کو ایک ڈانٹ بتائی کہ تم نہیں جانتے کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ۔ اُس جنون کی تو اصلی غرض ہی یہ تھی کہ وہ آجائیں تو آیندہ کارروائیوں کی بنا پڑے۔ اور اس عرصہ میں کسی شخص کو حقیقی جانشین کی طرف رُخ کرنے کا موقع نہ ملے جھٹ تلوار بھی میان میں کر لی۔ جنون بھی رفوچکر ہو گیا اور بھرے مجمع میں اقرار کیا کہ گویا یہ آیت میں نے آج تک سُنی ہی نہ تھی۔ انصار میں سے جن لوگوں سے پہلے ہی سازوباز ہو چکی تھی انھوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں تحصیل خلافت کیلئے دنگل قائم کر لیا تھا یہ چاروں یار (ابوبکرؓ و عمرؓ ابوعبیدہ ابن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ) اور لوگوں کو جو اس وقت تک اس موقع پر جمع ہو گئے تھے ہمراہ لیکر چلتے بنے اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کفن سے کوئی غرض نہ رکھی۔ مولوی معنوی نے اپنی مثنوی میں اس مضمون کو خوب ادا کیا ہے گو یہ شعر مثنوی کے بہت سے نسخوں سے اب نکال دیا گیا ہے مگر قدیم نسخوں میں موجود ہے ؎

چوں صحابہ حُبِّ دنیا داشتند — مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

**صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۵** عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ؁ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھگڑنے والے جناب امیرالمومنینؑ ہوں گے اور مدعا علیہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ان کا حق غصب کر لیا تھا۔ ۱۲

پارہ بست و سوم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست و چہارم ۲۴

**صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۲** اَلَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ اُس شخص کی حالت ہوگی کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں امام ہوں حالانکہ وہ امام نہ ہو اس پر کسی نے عرض کی کہ گو وہ اولادِ علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ سے کیوں نہ ہو؟ فرمایا ہاں۔ گو وہ اولادِ علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ ہی کیوں نہ ہوں۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی یہ روایت اسی طرح آئی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۳** مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبّر کرنے والوں کے واسطے خاص ایک وادی ہے جس کا نام سقر ہے۔ ایک مرتبہ اُس سقر نے خدا تعالےٰ سے اپنی حرارت کی شدّت کی شکایت کی تھی اور دم کشی کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت مل گئی۔ پھر جو ایک دم کھینچا تو اُس نے اُس سے سارے جہنم کو مشتعل کر دیا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۴** لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ...... تا ...... وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہراً یہ خطاب جناب رسولِ خدا سے ہے اور مطلب آنحضرتؐ کی امت ہے اور ایسے ہی مواقع کے متعلق جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس شان کا کلام دیکر بھیجا ہے جیسے عرب یوں کہتے ہیں۔ اِيَّاكِ اَعْنِيْ وَاسْمَعِيْ يَا جَارَةِ (مقصود تو میرے کہنے کا تجھ سے ہے اور پڑوسن سنتی تم رہنا) اور دلیل اس پر خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ؀ حالانکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس کا نبیؐ اس کی عبادت کرتا ہے اور ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہتا ہے۔ اس پر بھی جو اس نے اپنے نبیؐ کو عبادت کا حکم دیا تو یہ محض آنحضرتؐ کی امت کی تادیب کیلئے ہے اور جناب امام محمد باقرؑ سے جو اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اے رسولؐ! اگر تم نے اپنے بعد علیؑ کی ولایت کے ساتھ کسی اور کے ولایت کا حکم دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؀ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لَئِنْ اَشْرَكْتَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے ولایت علیؑ کا شریک کسی اور کو کیا (تو نتیجہ یہ ہوگا لَيَحْبَطَنَّ الخ) پھر فرمایا بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ؀ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت طاعت کے ساتھ بجالاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ کہ ہم نے تمھارے بھائی اور تمھارے ابنِ عم کو تمھارا قوتِ بازو مقرر کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۲** قَبْضَتُهٗ ؛ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اُس کی تنہا ملکیت جس میں کوئی اور شریک نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۳** بِيَمِيْنِهٖ ؛ یمین کے معنی ہیں دایاں ہاتھ اور ہاتھ سے مراد ہے قوت و قدرت۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۴** اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؛ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و ملک الموت ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ امین سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ یہ کون کون ہونگے جن کا مرنا اور گرنا خدا کو پسند نہ ہوگا تو انھوں نے عرض کی یہ شہید ہوں گے جو اپنی تلواریں حمائل کئے عرش کے گرداگرد ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۵** ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ان دونوں صوروں کے پھونکے جانے کے مابین کتنا فاصلہ ہوگا؟ فرمایا جتنا اللہ چاہے۔ عرض کی گئی یا ابن رسولؐ اللہ یہ تو بتلا دیجئے کہ یہ صور پھونکا کیونکر جائے گا؟ فرمایا کہ پہلی مرتبہ پھونکے جانے کی صورت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اسرافیلؑ کو حکم دیگا وہ صور لئے دنیا میں اتریں گے اس صور کا سر تو ایک ہے اور رُخ دو اور دونوں رخوں کے مابین اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین۔ پس جس وقت فرشتے دیکھیں گے کہ اسرافیلؑ صور لیے ہوئے دنیا میں آتر آئے تو وہ کہیں گے کہ اب زمین والوں کی اور آسمان والوں کی موت آگئی۔ پس اسرافیلؑ بیت المقدس کے خطیرے میں اُتریں گے اور کعبہ کی طرف رخ کریں گے۔ جب زمین کے رہنے والے انھیں دیکھیں گے تو وہ کہیں گے کہ خدا تعالےٰ نے زمین کے رہنے والوں کی موت بھیج دی ہے۔ اس کے بعد وہ صور پھونکیں گے جیسے ہی اُس کی آواز اُس رُخ سے نکلے گی جو زمین کی طرف ہے پس زمین پر جو ذی روح ہے وہ گر کر مر جائے گا پھر آسمان کی طرف جو رُخ ہے اُس سے آواز نکلے گی پس آسمان کے سب ذی روح گر گر کر مر جائیں صرف اسرافیلؑ باقی رہیں گے آخر ان کو بھی مرنے کا حکم ہوگا اور وہ بھی مر جائیں گے۔ اور اسی حالت میں جب تک خدا کو منظور ہے رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آسمانوں کو حکم دیگا وہ مضطر ہو جائیں گے۔ اور پہاڑوں کو حکم دیگا وہ چلنے لگیں گے اور پھیل جائیں گے۔ یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔ یعنی ایسی زمین سے جس پر کوئی گناہ نہ کیا ہوگا۔ اور جو کھلی ہوگی۔ یعنی اس پر نہ پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات جیسی کہ ابتدا ابتداء میں کبھی تھی عرش خدا پانی پر لوٹ جائیگا جیسا کہ پہلے تھا اور اس کی عظمت و قدرت سے قائم ہوگا۔ اس وقت خود ایک بلند آواز سے جس کو آسمان و زمین سنتے ہوں گے ارشاد فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ جواب دینے والا کوئی نہ ہوگا خود ہی جواب دے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ یعنی میں نے ہی ساری مخلوق کو مقہور کیا اور میں نے ہی اس کو موت دی۔ اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ وَلَا وَزِيْرَ ؀ میں نے ان کو اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا اور میں نے اپنی مشیت سے ان کو موت دی ہے اور میں اپنی قدرت سے ان کو پھر زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ صور کا دوسری مرتبہ پھونکا جانا منجانب جبّار و قہّار ہوگا جیسے ہی اس کے ایک رُخ سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف ہے تو کل آسمان والے جی اٹھیں گے، حاملانِ عرش بھی عود کر آئیں گے۔ اور دوسرے رُخ سے آواز نکلنے پر جو زمین کی طرف ہے کل اہلِ زمین جی اٹھیں گے جنت و دوزخ حاضر کئے جائیں گے اور کل مخلوق حساب دینے کیلئے جمع ہو جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ یہاں تک پہنچکر جناب امام زین العابدینؑ نے بہت گریہ فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۶** | وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زمین کا رب (مالک) زمین کا امام ہے عرض کیا گیا کہ جب وہ خروج فرمائیں گے تو کیا ہوگا؟ فرمایا اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی بھی ضرورت نہ رہے گی، امامؑ ہی کا نور کافی ہوگا۔ اور ارشادِ مفید علیہ الرحمہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب قائم آلِ محمدؐ آجائیں گے تو اس وقت کی یہ حالت ہوگی کہ زمین اپنے مالک کے نور سے روشن ہوجائیگی لوگ سورج کی روشنی سے مستغنی ہوجائیں گے اور ظلمت جاتی رہے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۷** | وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ شہداء سے مراد ائمۂ معصومینؑ ہیں اور دلیل اس پر سورہ حج کی وہ آیت ہے لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ (دیکھو صفحہ ۴۰۸ سطر ۱۱ نوٹ نمبر ۷)۔ ۱۲

نوٹ ۸ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ ؛ (دیکھو ص۳۵۱ نوٹ ۵ ص۳۱۶ نوٹ ۱) ۱۲

**صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۴** | قِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ کہنے والے تو اس جملے کے اہل ایمان ہوں گے اور موقعہ وہ کہ تمام امور کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہوچکا ہوگا اور راحتِ ابدی پاچکے ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۵** | حٰمٓ ؛ اس کی تاویل حرف مقطعات کی بحث میں سورۂ بقر کے پہلے نوٹ کے ضمیمہ میں انشاء اللہ مفصّل بیان کی جائے گی یہاں صرف ایک معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ حٰمٓ کے معنی ہیں اَلْحَمِیْدُ الْمَجِیْدُ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۶** | مَا یُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؛ الاکمال میں جناب رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ دینِ خدا میں مجادلہ کرنے والوں پر ستّر نبیوں کی زبانی لعنت کی گئی ہے اور جس شخص نے آیاتِ خدا کے بارے میں مجادلہ کیا وہ یقیناً کافر ہوگیا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ نیز آنحضرتؐ سے یہ حدیث بھی مروی ہے اِنَّ جِدَالًا فِی الْقُرْاٰنِ کُفْرٌ (قرآن مجید کے بارے میں جدال کرنا کفر ہے) اس حدیث میں لفظ جدال نکرہ لایا گیا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عامیانہ اور ناحق بحث کرنا کفر ہے۔ باقی مشکل مشکل عقدے حل کرنے کے لیے حقائق استنباط کرنے کے لیے اور شک و شبہ ڈالنے والوں کا دار و مدار جن مجرد بودی تاویلوں پر ہوتا ہے ان کی جڑ کاٹنے کیلئے، اور جو طعن الحون نے خاصانِ خدا پر کیے ہوں ان کو رد کرنے کے لیے خاص جدال کرنا بالکل جائز اور صواب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۷** | فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ رحمت کا واقعہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۸** | وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ بڑی کامیابی اُس شخص کی ہے جس کا خدا تعالیٰ فلاں و فلاں سے پیچھا چھڑا دے۔ کافی میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو تین خوبیاں ایسی عطا فرمائی ہیں کہ اگر تمام آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں کو ان میں سے ایک بھی دیدی جائے تو اس کے ذریعہ سے سب نجات پاجائیں۔ پھر حضرت نے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ تک آیتیں تلاوت فرمائیں۔ قولِ مترجم وہ تینوں خوبیاں ان آیتوں کے ترجمہ کو غور سے پڑھ کر سمجھ لیجئے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۹** | اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں بنی امیہ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۱۰** | اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْاِیْمَانِ سے مراد ہے ولایتِ علیؑ ابن ابیطالبؑ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۱۱** | اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ یہ قول ان لوگوں کا زمانۂ رجعت میں ہوگا۔ ۱۲۔ تصریح ؛ کفار بنی امیہ کے اس قول میں موت کو مقدم کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پہلی موت تو ظاہر ان کو دنیا میں آئی تھی اور پہلی زندگی ان کے قول کے مطابق قبر میں سوال کے لیے ہوئی اور دوسری موت قبر میں بعدِ سوال ہوئی اور دوسری زندگی زمانۂ رجعت میں جس سے بنی امیہ کے نائب موجودہ حالت میں منکر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۴** | لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؛ التوحید میں جناب امیر المومنینؑ کی ایک حدیث تفسیر حروف کے بارے میں ہے۔ اس میں حضرتؑ نے حرف میم کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے خدا تعالیٰ کا ملک یعنی سلطنت اور اس کا اختیار اور اس کا خصوصیت کے ساتھ اس دن مالک ہونا جس دن اُس کے سوا کوئی دوسرا مالک ہوگا ہی نہیں۔ اُسی دن خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ تب اس کے انبیاءؑ کی اور اس کے رسولوں کی اور اس کی حجتوں کی روحیں یہ جواب دیں گی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اس کے بعد خدا فرمائے گا۔ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ الخ نہج البلاغہ میں ہے کہ فنائے دنیا کے بعد خدائے تعالیٰ ویسا ہی اکیلا رہ جائے گا جیسا کہ ابتدائے دنیا سے پہلے تھا کہ کوئی شئی اُس کے ساتھ نہ تھی۔ اسی طرح فنائے دنیا کے بعد یہ حالت ہوجائے گی کہ نہ وقت باقی رہے گا، نہ مکان، نہ حین اور نہ زمان۔ اس وقت میعادیں اور اوقات معدوم ہوجائیں گے اور برس اور گھڑیاں زائل ہوجائیں گی۔ پس سوائے اُس ایکتا زبردست کے جس کی طرف کل امور کی بازگشت ہونی ہے اور کوئی شے باقی نہ رہے گی مخلوق کی ابتدا اس طرح ہوئی تھی کہ اس کی اپنی کوئی ذاتی قدرت نہ تھی اور فنا بھی اسی طرح ہوجائے گی کہ اس سے اپنی کوئی روک تھام نہ ہوسکے گی۔ اور اگر ہمیں اس روک تھام کی کوئی قوت ہوتی تو اس کی بقاء دامی ہوجاتی (اس مضمون کی ایک حدیث سورۂ زمر کے آخر میں بھی بیان ہوچکی ہے دیکھو ص۵۵۵ نوٹ ۲ و ۵)۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس حدیث میں جس میں خدا تعالیٰ کا زمین و آسمان کے باشندوں کو موت دینا بیان کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ پھر خدا تعالیٰ اتنی مدت جتنی ساری مخلوق کو پیدا کرنے میں صرف ہوئی تھی اور اتنی ہی اور۔ پھر اس سب سے کئی گنی اور زیادہ گزار دیگا پھر فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ اب وہ زبردست کہاں ہیں اور وہ کہاں ہیں جو میرے ساتھ اور خداؤں کو پکارا کرتے تھے تکبّر کرنے والے کدھر گئے اور ان کی نخوت کہاں گئی اس کے بعد مخلوق کو مبعوث فرمائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۵** | یَوْمَ الْاٰزِفَةِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے اور اٰزِفَة ازِف سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قریب۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۶** | مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ؛ التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مومن جب کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس سے اس کو رنج بھی پہونچتا ہے اور وہ اس پر نادم بھی ہوتا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ توبہ کیلئے نادم ہونا کافی ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ جس شخص کو نیکی کرنا مسرت پہنچائے اور بدی کرنا بُرا معلوم ہو وہی مومن ہے۔ پس جو شخص کسی ایسے گناہ پر جس کا وہ مرتکب ہوا ہو نادم نہ ہو وہ مومن بھی نہیں ہے اور اس کی شفاعت بھی لازم نہیں ہے بلکہ وہ ظالم ہے اور ظالموں کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۲** | خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ :۔ معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے اس کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؑ نے پوچھنے والے سے فرمایا کہ کیا تو نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا ہے جو ایک چیز کی طرف نظر ڈالتا ہو مگر اس طرح گویا اس کو دیکھ نہیں رہا ہے خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ یہی ہے

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث ابن ابی سرح کے ذکر میں ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ عباد ابن بشیر نے عرض کی یا رسول اللہ میری آنکھ برابر حضور کی آنکھ کی طرف اس انتظار میں دیکھتی رہی کہ آپ اگر اشارہ فرمائیں تو میں اس کو قتل کر دوں آنحضرت نے فرمایا کہ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ یعنی آنکھ سے اشارۃً کچھ کہہ دینا انبیاءؑ کا کام نہیں ہوتا ۔ ۱۲

قولِ مترجم :۔ ابن ابی سرح کا نام عبداللہ تھا اور یہ عثمان کا خالہ زاد بھائی تھا یہ اُن کے عہد حکومت میں حاکم مصر ہوا اور اسی کے قصّہ میں خلیفہ صاحب کی جان گئی اس نے کتاب وحی میں خیانت کی تھی پھر مدینہ سے مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ آنحضرتؐ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا، جن کی وجہ سے آنحضرتؐ نے ان کا خون ہدر فرما دیا تھا تاہم روز فتح مکہ عثمان اس کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اور سفارشی ہوئے۔ آنحضرت نے اپنے خلقِ عظیم سے معاف تو فرما دیا مگر بعد اس کے چلے جانے کے حاضرین سے یہ ارشاد فرمایا کہ جب ہم اس کا خون ہدر کر چکے تھے تو قبل اس کی سفارش ہونے کے اس کی صورت دیکھتے ہی اس کو قتل کیوں نہ کیا گیا۔ اس پر عباد ابنِ بشیر نے وہ کہا اور وہ جواب پایا جو اوپر منقول ہوا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۱ نوٹ ۴** | جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جس مردِ مومنِ آلِ فرعون کی شان میں خدا نے سورۂ مومن میں فرمایا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وہ فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا بوجہ سلسلہ نسبی فرعون کی طرف منسوب ہوا اور آلِ فرعون کہلایا اُس کو فرعون کی طرف خدا نے اس لیے منسوب نہیں کیا ہے کہ وہ فرعون کے دین پر تھا ۔

عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمدؐ باقر علیہ السّلام کو عثمان اعمٰی بصراوی کے جواب میں جبکہ اُس نے عرض کیا کہ حسن بصری کا یہ گمان ہے کہ لوگ علم کو چھپاتے ہیں اُن کے شکموں کی بدبو سے اہل دوزخ اذیت پائیں گے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس بنا پر تو مومن آلِ فرعون بھی گمراہ تھا کہ جب سے خداوندِ عالم نے حضرت نوح کو مبعوث برسالت کیا تھا علم دین کو برابر پوشیدہ کرتا رہا حسن بصری اپنے داہنے بائیں بہکتا پھرے خدا کی قسم ہمارے سوا علم کہیں موجود نہیں ہے ۔

علامۂ مجلسی ابو یعلی القمی بسلسلۂ اسنادِ خود عبدالرحمٰن ابن ابو لیلی سے بطریقِ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ صدیق کل تین ہیں ایک حبیب نجار مومن آلِ یٰسین جنھوں نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُکُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ دوسرے حزقیل مومن آلِ فرعون (جن کا اسی نوٹ میں ذکر ہے) تیسرے علیؑ ابن ابیطالبؑ اور یہ سب میں افضل و اکبر ہیں ۔

قولِ مترجم :۔ یہ حدیث اہل سنّت کی کتابوں میں بہت طریقوں سے وارد ہوئی ہے بعض میں اَکْبَرُهُمْ وارد ہوا ہے اور بعض میں اَفْضَلُهُمْ جس سے یہ پتہ لگا کہ صدیق اکبر جناب امیرالمومنینؑ علیہ السّلام کے خطابات میں سے ایک خطاب ہے جو خلافت کی طرح غصب کر لیا گیا ۔

**صفحہ ۵۶۴ نوٹ ۲** | غُدُوًّا وَّعَشِیًّا :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی گئی یہ کہتے ہیں کہ یہ بات تو دوامی جہنم میں ہوگی اور صبح و شام کے درمیان میں ان کو عذاب نہ دیا جائے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے تو وہ بڑے خوش نصیب ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ معاملہ دنیا ہی میں ہوگا۔ (یعنی عالمِ برزخ میں) رہا دوامی جہنم اس کے لیے آگے بیان ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح و شام اُس کو اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور جہنمی ہے تو جہنم میں، اور اُس سے یہ کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانا یہ ہے اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۴ نوٹ ۳** | اَلضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا :۔ مصباح المجتہد میں جناب امیرالمؤمنین کا ایک خطبہ منقول ہے جو ان حضرت نے غدیر کے دن فرمایا تھا اور اُسی میں یہ آیت بھی پڑھی تھی، از آنجملہ یہ فرمایا تھا کہ جانتے ہو استکبار کیا چیز ہے؟ پھر فرمایا کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہو اس کی اطاعت کا چھوڑ دینا اور جس کی مطابعت پر مامور کئے گئے ہوں اُس کے مقابلہ میں بڑائی جتانا۔ اور قرآن مجید ایسے بہت سے لوگوں کی خبر دیتا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۵ نوٹ ۱** | اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا :۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے یہ نصرت کا معاملہ رجعت میں پیش آئے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاءؑ کی دنیا میں نصرت نہ کی گئی اور وہ قتل کر دیئے گئے اور ائمہؑ بھی قتل کئے گئے اور ان کی نصرت نہیں کی گئی تو ضرور ہے کہ وعدہ رجعت میں پورا ہو ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۶ نوٹ ۲** | یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ :۔ کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہاں عبادت کے معنی دعا ہیں۔ اور افضلِ عبادت دعا ہے۔ نیز منقول ہے کہ انہی حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا اللہ کے نزدیک اس سے افضل کچھ نہیں کہ اس سے سوال کیا جائے گا۔ اور جو چیزیں لوگوں کے پاس موجود ہوں وہ بھی اس سے مانگیں۔ اور اُس شخص سے زیادہ خدا کا کوئی دشمن نہیں جو اُس سے دعا کرنے سے اینٹھے اور جو چیزیں اُس کے پاس موجود ہوں وہ نہ مانگے۔ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ برابر دعا مانگے جاؤ اور یہ خیال ہرگز نہ کرو کہ دعا تو حاصل ہو گئی، اب اس سے فارغ ہو گئے اسلئے کہ دعا کرنا خود عبادت ہے چنانچہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ صحیفۂ سجادیہ میں اس آیت کا ذکر لانے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں پروردگارا! تو نے دعا کو عبادت سے موسوم فرمایا ہے اور دعا چھوڑ دینے کو تکبّر بتلایا ہے اور اُس پر ذلیل ہو کر جہنم میں جانے کی وعید فرمائی ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۶۷ نوٹ ۲** | اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ :۔ البصائر میں جناب امام محمدؐ باقر سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ حضرتؑ ایک خچر پر سوار تھے۔ یکایک وہ خچرّ بھڑکا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا شخص ہے جس کے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک شخص زنجیر تھامے ہوئے ہے۔ یہ بوڑھا شخص چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ یا علیؑ ابن الحسینؑ مجھے پانی پلا دیجئے اور وہ پیچھے والا شخص کہتا ہے کہ یا حضرتؑ اسے ہرگز پانی نہ پلائیے۔ خدا یتعالیٰ اسے کبھی سیراب نہ کرے گا پھر

حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ بوڑھا معاویہؔ تھا۔

**صفحہ ۵۶۷ نوٹ ۳** | یُسْجَبُوْنَ o فِی الْحَمِیْمِ: کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر سے دریافت کیا گیا تھا کہ یابن رسولؐ اللہ ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں جو لوگ توحید کے ماننے والے ہوں اور جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کرنے والے ساتھ ہی اس کے گناہگار بھی ہوں اور جس حالت میں مرجائیں ان کا کوئی امام نہ ہو اور آپ حضرات کی ولایت کے عارف نہ ہوں تو ان کی حالت کیا ہوگی؟ فرمایا اُنکی قبریں ان کے لیے حوالات کا کام دیں گی پس اُن میں سے جس شخص کا کوئی نیک عمل ہوگا اور اس سے ہماری کوئی عداوت ظاہر نہ ہوئی ہوگی تو اُس کی قبر میں اُس جنت سے جسے خدا یتعالیٰ نے مغرب کی طرف بنایا ہے ایک نالی کھود دیگا جس میں سے اس کی قبر میں قیامت کے دن تک ہوا اور راحت پہنچتی رہے گی۔ تا آنکہ پروردگار عالم کی حضور میں اُس کی روبکاری ہوگی۔ اس کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں اس سے حساب لے گا۔ پس اب یا تو جنت میں جائے گا یا جہنم میں غرض ایسے لوگوں کا معاملہ تو خدا یتعالےٰ کے فیصلہ پر موقوف ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا ہی معاملہ خدا یتعالےٰ کم عقلوں، نادانوں، بیوتوفوں اور بچوں اور خصوصاً مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ فرمائے گا۔ اب رہے ناصبی جو اہل قبلہ ہی میں سے ہیں اُن کے کیلئے اُس آگ کی طرف جسے خدا یتعالیٰ نے مشرق میں پیدا کیا ہے ایک خندق کھود دی جائے گی جس میں سے ان پر لپیٹ اور شعلے اور دھواں اور کھولتے ہوئے پانی کی پھہار قیامت تک پڑتی رہے گی۔ پھر جہنم میں وہ بھیجے جائیں گے پھر آگ میں تپائے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ تمھارے امام جی کدھر ہیں جن کو تم نے خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر امام بنا لیا تھا؟۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۰ نوٹ ۲** | خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جو لفظ یَوْمَیْنِ آیا ہے اُس سے مراد ہے دُو وقت (نہ کہ دو دن جیسا کہ ہم عرف عام میں سمجھتے ہیں) ایک ابتداء خلقت کا وقت اور ایک تکمیل خلقت کا وقت۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۰ نوٹ ۳** | بٰرَکَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ: بسلسلۂ حدیث سابق اسی تفسیر میں ہے کہ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ (جس کے معنی ہیں چار دن) سے چار وقت مراد ہیں جن میں خدا یتعالیٰ تمام عالم کی روزی پیدا کرتا ہے، آدمیوں کی، چوپایوں کی، پرندوں کی، کیڑے مکوڑوں کی یعنی خشکی میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی اور جو تری میں رہتی ہے اُس کی۔ کسی کی پھلوں سے ہوتی ہے، کسی کی گھانس پھونس اور چھوٹے چھوٹے درختوں سے اور کسی کی بڑے درختوں سے اور کسی کی اور چیزوں سے بہرحال اُن سب چیزوں کو جن سے روزی پہنچتی ہے چار وقتوں میں پیدا فرماتا ہے۔ وہ چار وقت چار موسم ہیں موسم بہار، موسم گرما، موسم خزاں، موسم سرما۔ پس موسم سرما میں خدا یتعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ آسمان سے کبھی ہلکی ہلکی پھہار پڑتی ہے کبھی اچھے خاصے جھلّے پڑ جاتے ہیں کبھی موسلا دھار مینھ برس جاتا ہے۔ پس اس سے زمین اور درخت دونوں میں پیدا کرنے کی قوت بھر جاتی ہے۔ حالانکہ وہ وقت ٹھنڈا ہوتا ہے اس کے بعد جب موسم بہار آتا ہے کہ وہ معتدل وقت ہے ہم گرم وہم سرد تو درختوں سے پھل نکلتے ہیں اور زمین سے نباتات اور وہ خوب ہری بھری ہو جاتی ہے، پھر موسم گرما آتا ہے اس کا وقت گرم ہونے کے سبب پھل پختہ ہو جاتے ہیں اور وہ اناج اور غلّے جن پر بہت سے جانداروں کی روزی کا دار و مدار ہے سخت ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد خریف کا وقت آتا ہے جس سے پھلوں میں خوشبو اور برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر تمام سال موسم یکساں رہتا تو زمین سے کوئی نباتات ہی نہ اگتی۔ مثلاً اگر برابر بہار ہی کا وقت رہتا تو نہ پھل پکتے اور نہ غلّہ تیار ہوتا۔ اور اگر گرمی ہی گرمی رہتی تو زمین کی ہر چیز جل جاتی اور جانداروں کے لیے نہ روزی بہم پہنچتی نہ قوت۔ اور اگر خزاں ہی کا زمانہ رہتا اور اُس کے بعد اوقات مذکورہ نہ آتے ہوتے تو اہلِ عالم کے روزی بہم پہنچنے کا کوئی سامان ہی نہ ہوتا۔ پس خدا یتعالےٰ نے سب کی روزی ان چار وقتوں میں بہم پہنچائی اور ان کو ایّام سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۲ نوٹ ۳** | گذشتہ سے پیوستہ: قولِ مترجم: یہاں قابلِ خیال بات یہ ہے کہ دن کو تو خدا نے نحس فرمایا مگر رات کو کسی جگہ نحس نہیں فرمایا، جس سے بآسانی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جو دن نحس ہے وہ دن ہی دن نحس ہے اُس کی رات نحس نہیں اور رات اور دن علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ (اس کے ثبوت کے لیے دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۲)۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۲ نوٹ ۵** | وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الخ: تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم بدیوں کے ارتکاب کرنے کے وقت فضیحت ہو جانے کے خوف سے لوگوں سے تو ان کو چھپاتے تھے اور یہ تم کو گمان بھی نہ تھا کہ خود تمھارے اعضاء تمھارے برخلاف گواہی دیں گے پس تم نے ان سے نہ چھپایا۔ اور ایک قول کے بموجب اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ سمجھ کر کہ خود تمھارے اعضاء تمھارے برخلاف گواہی دیں گے۔ گناہوں سے باز نہ رہے کیوں کہ تمھارا یہ گمان ہی نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ بلکہ تمھارا تو یہ خیال تھا کہ تم جو کچھ کرتے ہو اس کے بہت سے حصّے سے خداوند عالم ناواقف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تم خدا کی معرفت ہی نہ رکھتے تھے اسی سے گناہوں کا ارتکاب تمھیں آسان معلوم ہوتا تھا۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اور الفقیہ میں جناب امیرالمومنینؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جلود کے معنی ستر اور اندام نہانی کے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۴ نوٹ ۴** | نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہاری حفاظت کرتے رہے اور موت کے وقت بھی حاضر رہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن مرنے لگتا ہے تو جناب رسولؐ خدا، جناب امیرالمؤمنین اور جناب حسنینؑ علیہم السّلام اس کے پاس آتے ہیں، اُس کو دیکھتے ہیں اور اُسے خوشخبری دیتے ہیں اور جو ہمارا دوست نہ ہو دیکھتا ان حضرات کو وہ بھی ہے مگر اس طرح کہ اس کو بہت ہی رنج پہنچتا ہے۔ اور اس پر جناب امیرالمومنینؑ کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو آپ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔ یَاحَارِ هَمْدَانَ مَنْ یَّمُتْ یَرَنِیْ: مِنْ مُؤْمِنٍ اَوْ مُنَافِقٍ قُبُلًا (اے حارث ہمدانی جو بھی مرے گا وہ مجھے دیکھے گا۔ خواہ وہ پہلے سے مومن ہو یا منافق) تفسیر جناب امام حسن عسکریؑ میں سورہ بقر کی اس آیت اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۰) کے متعلق جناب امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ مومن ہمیشہ عاقبت کی خرابی سے ڈرتا رہتا ہے اور اُس کو خوشنودی خدا حاصل کر لینے کا یقین اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی جانکنی اور ملک الموت کے آجانے کا وقت نہ آجائے اور ملک الموت مومن کے پاس ایسے

وقت آتے ہیں کہ ادھر تو بیماری کی شدت اس بیچارے کو پریشان کیئے ہوتی ہے ادھر مال وغیرہ جو کچھ چھوڑتا ہے اس سے بال بچے اور یاردوست جن جن لوگوں سے لین دین تھا اُن سب سے چھوٹنے کا رنج وغم اس کے دل پر ہجوم کیئے ہوئے ہوتا ہے اور تمام امیدیں منقطع ہوتی ہیں اور آتے ہی یہ کہتے ہیں کہ تم پریشان کیوں ہو؟ مومن کہتا ہے میرے تمام معاملات گڑ بڑ ہوئے جاتے ہیں۔ اولاد و مال سب کچھ چھٹا جاتا ہے ملک الموت کہتے ہیں کہ کوئی عقلمند ایک کھوٹے روپئے کے جاتے رہنے سے جس کے عوض میں اس دنیا جیسے ہزار دو ہزار عالم ملیں کہیں محزون بھی ہوتا ہے؟ مومن کہتا ہے نہیں۔ ملک الموت کہتے ہیں ذرا اب اوپر نظر کرو۔ جب یہ اوپر نظر ڈالتا ہے تو جنت میں اپنے درجے اور وہ محل جو خیال میں بھی کبھی نہ گزرے تھے دیکھتا ہے۔ اسوقت ملک الموت کہتے ہیں کہ وہ مکانات وہ نعمتیں، وہ مال و دولت اور وہ اہل وعیال سب تمہارے ہیں اور جن اہل وعیال کو یہاں چھوڑے جاتے ہو ان میں سے بھی جو جو نیک ہوں گے یہ بھی وہیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ بولو اب اس دنیا کو وہاں کے بدلے میں چھوڑنے پر راضی ہو؟ مومن کہتا ہے واللہ میں راضی ہوں۔ پھر ملک الموت کہتے ہیں کہ اِدھر دیکھو۔ اُدھر جو دیکھتا ہے تو جناب رسولِ خدا اور جناب علیؑ مرتضیٰ اور ان دونوں بزرگوار کی آل میں جو معصومؑ ہیں وہ سب اعلیٰ علیین میں اس کو دکھائی دیتے ہیں۔ ملک الموت کہتے ہیں کہ ان کو دیکھ رہے ہو تمہارے سردار اور تمہارے ائمہؑ یہی ہیں۔ وہاں یہ تمہارے جلیس وانیس ہوں گے۔ اب جو یار ودوست یہاں چھوٹتے ہیں ان کے بدلے ان حضراتؑ کو قبول کرنے پر راضی ہو؟ مومن کہتا ہے واللہ میں (ہزار جان سے) راضی ہوں۔ اس حالت کو خدا تعالٰے نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے اُس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں اور جو بال بچے پیچھے چھوڑے جاتے ہو اُن پر رنج کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلئے کہ جنت میں تم جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ سب اُن کا بدلہ ہے وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ ۱۲

**صفحہ ۷۵۴ نوٹ ۵** | اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ: تفسیر عیاشی میں ہے کہ یہ آیت امیر المؤمنینؑ کی شان میں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۵۴ نوٹ ۶** | لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اَلْحَسَنَۃُ سے مراد ہے تقیہ اور السَّیِّئَۃُ سے مراد ہے افشاء راز۔ نیز حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ اَلَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ سے بھی مراد تقیہ ہے۔ ۱۲

پارۂ بست وچہارم ۲۴ تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست پنجم ۲۵

**صفحہ ۵۷۸ نوٹ ۲** حٰمٓ عٓسٓقٓ ٥ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ ان پانچ حرفوں کے یہ بھی معنی منقول ہیں کہ ان سے یہ چھ مراد ہیں۔ اَلْحَکِیْمُ اَلْمُثِیْبُ، اَلْعَالِمُ، اَلسَّمِیْعُ، اَلْقَادِرُ، اَلْقَوِیُّ اور تفسیر قمی جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ حروف خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروفِ مقطّعات میں سے ہیں۔ جن کو جوڑ لینا رسولؐ یا امامؑ کا کام ہے اس لئے کہ ان کی تالیف سے اسم اعظم پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے جو دعا مانگی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے۔ انھیں حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ عین، سین، قاف سے مراد ہے قائم آلِ محمدؐ۔ یہ بھی منقول ہے کہ ق سے مراد وہ پہاڑ ہے جو زمرّد سبز کا ہے۔ اور ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور آسمان کی سبزی اسی پہاڑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر چیز کا علم عٓسٓقٓ میں موجود ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۸ نوٹ ۳** یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ بالخصوص توبہ کرنے والے مومنین کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں لفظ تو آیت میں عام ہے مگر معنی تو خاص ہیں۔ الجامع میں جناب امام جعفر صادقؑ کی روایت سے بھی یہی مضمون منقول ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۹ نوٹ ۴** لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اس شخص کا رد ہے جو خدا کی صفات بیان کرے۔ ایک قول کے موجب تو کاف اس میں زائد ہے اور ایک قول کے موجب مبالغہ کے لئے ہے یعنی جب کسی شے کی مثل کی نفی کر دی جائے تو یہ بات بالاولیٰ ثابت ہو گی۔ کہ وہ ہر حیثیت سے یکتا ہے چنانچہ مصباح متہجد میں جناب امیر المومنینؑ کے خطبے میں یہ لفظ آئے ہیں کہ اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے یعنی جو چیز ہو گی اسی کی مشیت سے ہو گی۔ پس وہ اپنے بنانے والے سے مشابہ نہیں ہو سکتی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۷۹ نوٹ ۵** شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا ٥ کافی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ وہ ہم ہیں کہ جن کے لئے اللہ نے اپنا دین مقرر فرمایا۔ چنانچہ ہم سے اپنی کتاب میں خطاب کر کے فرماتا ہے اے آلِ محمدؐ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا یعنی ہم نے تم کو بھی اسی کی بابت وصیت کی جس کی بابت نوحؑ کی وصیت کی تھی۔ (پھر ہمارے جدامجد کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے) اور اے محمدؐ ہم نے تمھاری طرف بھی وہی وحی کی ہے۔ نیز وہ بھی جس کی ہم نے ابراہیمؑ اور موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کو وصیت کی تھی۔ پس ہم کو ان سب چیزوں کا علم دیا گیا ہے۔ رسولوں میں سے اولوالعزم ہیں انکے علم کے تو ہم وارث ہیں۔ اور یہ ہم کو مزید علم عطا فرمایا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ اے آلِ محمدؐ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ کی ضمیر غائب جناب امیرالمومنینؑ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۱ نوٹ ۵** قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ٥ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ، جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا آخری حج سے واپس تشریف لائے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے تو انصار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ اور حضورؐ کی یہاں تشریف آوری سے اور ہمارے یہاں قیام کرنے سے ہم کو عزت خاص بخشی ہے۔ اور یہ مزید عنایت ہے کہ ہمارے دوستوں کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر دیا ہے حضورؐ کی خدمت میں اب جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں اور ان کو عطا کرنے کے کے لئے آپ کے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن آپ پر ہنستے ہیں لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تاکہ مکہ کے مہمان جو آنے والے ہیں انھیں آپ اس میں سے عطا فرمائیں۔ جناب رسولِ خدا نے ان کی درخواست کا کچھ جواب نہ دیا اور منتظر رہے کہ خدا کا حکم کیا آتا ہے۔ چنانچہ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور یہ حکم لائے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کے مال نہیں لئے (اور یہ حکم سنا دیا جسے سن کر) منافقوں نے یہ کہا کہ اللہ نے تو محمدؐ پر یہ نازل کیا ہی نہیں مگر یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچا زاد بھائی (علیؑ) کا بازو پکڑ کر بھڑکیں اور ان کے اہلبیتؑ کو بھی ہمارا افسر قرار دیں کل تو یہ کہہ ہی چکے ہیں کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ اور آج کہہ رہے ہیں قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ قرب الاسنا میں جناب جعفر صادقؑ بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا پر یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! خدا تعالیٰ نے میری خاطر سے تم پر ایک فریضہ واجب کیا ہے آیا تم اس کو بجا لاؤ گے؟ کسی شخص نے جواب نہیں دیا، آنحضرتؐ تشریف لے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو حضرتؐ نے پھر اسی طرح سوال فرمایا پھر کسی نے جواب نہ دیا۔ تیسرے دن حضرتؐ نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا۔ اب بھی کوئی کچھ نہ بولتا تھا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! نہ وہ فریضہ سونے سے متعلق ہے اور نہ چاندی سے، نہ کھانے سے متعلق ہے اور نہ پینے سے تب تو بہت سے لوگ بول اٹھے کہ تو تو حضور اسے بیان فرمائیں۔ ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یہ سن کر بہت سوں نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم اس کی تعمیل کو حاضر ہیں۔ (اور ہم حاضر ہیں مگر) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ واللہ یہ وعدہ پورا صرف سات ہی آدمیوں نے کیا۔ سلمانؓ فارسی، ابوذرؓ غفاری، عمارؓ یاسر، مقدادؓ ابن اسود کندی، جابرؓ ابن عبداللہ انصاری، آنحضرتؐ کا ایک غلام جس کا نام تھا بثیتہؓ یا ثبیت اور زیدؓ ابن ارقم۔ ۱۲

المحاسن میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کی خاطر ان کے اہلبیتؑ کے بارے میں اپنے بندوں پر یہ ایک فریضہ قرار دیا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان جناب نے دریافت فرمایا کہ اہل بصرہ آیۂ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کسی نے عرض کی کہ وہ کہتے ہیں کہ آیت جناب رسولؐ خدا کے عام خاندان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں یہ آیت تو خاص ہم اہلبیتؑ یعنی علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے جو اصحاب کسا ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ الخ نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی موالات کا خدا تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ و فاطمہؑ اور ان دونوں کی اولاد ہیں۔

خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ سورۂ حٰمٓ عٓسٓقٓ میں ہمارے بارے میں ایک آیہ ہے۔ ہماری مودّت کی حفاظت سوائے مومنین کے اور ملوک نہ کرسکیں گے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کی خلقت مختلف درختوں سے ہوئی ہے لیکن میری اور علیؑ کی پیدائش ایک ہی درخت سے ہے۔ میں اس کی اصل ہوں اور علیؑ ابن ابیطالب اس کی شاخ ہیں۔ فاطمہؑ اس کے شگوفہ ہیں حسنؑ و حسینؑ اس کے پھل ہیں۔ ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کی شاخوں میں سے کسی شاخ کو مضبوط پکڑے رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو اس سے بچ رہے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے مابین ایک ہزار برس خدا کی عبادت میں مشغول رہے پھر اور ایک ہزار برس عبادت کرے پھر اور ایک ہزار برس عبادتِ خدا بجالائے یہاں تک کہ سوکھ کر پرانی مشک کی مانند ہو جائے اور ہماری محبت و مودّت اس کے دل میں نہ ہو تو بھی خداوند عالم اسے نتھنوں کے بل دوزخ میں گرائے گا۔ پھر ان جنابؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیۂ مودت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ائمہؑ (ہدیٰ) کی شان میں۔

الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو شخص میری عترت سے محبت نہ رکھے تو وہ یا تو منافق ہے یا زنازادہ یا حالت حیض میں اس کی ماں حاملہ ہوئی ہے۔

جناب امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد ایک دن خطبہ میں جناب امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں ان اہلبیت رسولؐ میں سے ہوں جن کی مودّت خدا نے تمام مسلمانوں پر فرض کی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا۔ پس اقتراف حسنہ (نیکی کرنے) سے ہم اہلبیتؑ کی مودّت مراد ہے۔

جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ میں وہ قرابت دار ہوں جس کے صلہ کا خدا نے حکم دیا ہے اور اس کا حق بزرگ کیا ہے نیکیاں اسمیں قرار دی ہیں ہم اہلبیتؑ رسالت کی قرابت ہی وہ قرابت ہے جس کا حق ادا کرنا خدا تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کر دیا ہے۔

عبداللہ ابن عجلان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول دریافت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ذی القربےٰ سے وہ ائمہؑ مراد ہیں جو نہ صدقہ کھاتے ہیں اور نہ صدقہ ان پر حلال ہے۔

**صفحہ ۵۸۱ نوٹ ۶** وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام حسن مجتبیٰؑ سے منقول ہے کہ حضرتؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں ان اہلبیتؑ میں سے ہوں جن کی مودّت اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؑ یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا سے نَزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا تک تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقترافِ حسنہ یعنی کوئی نیکی لانے سے مراد ہم اہلبیتؑ کی مودّت ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے الاقتراف کے جو معنی منقول ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بزرگی تسلیم کرنا، ہماری روایت صحیح صحیح پہونچا دینا، اور ہمارے برخلاف جھوٹ نہ بولنا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۲** وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ ۝

**صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۳** وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا مدینہ پہونچے اور اسلام مستحکم ہو گیا تو انصار نے آپس میں یہ کہا کہ آؤ ہم رسولؐ خدا کے پاس چلیں اور ان سے کہیں آپ کو بہت سے موقع پیش آتے رہتے ہیں لہذا ہمارے یہ مال حاضر ہیں انکے بارے میں جسطرح جی چاہے فیصلہ کیجئے آپکیلئے کوئی روک ٹوک نہیں چنانچہ وہ آئے اور یہ آیۂ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ الخ نازل ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان کو پڑھ کر سنا دیا اور فرمادیا کہ میرے بعد میرے اہلبیتؑ سے مودّت رکھنا۔ حضرتؐ کے پاس سے تو وہ اس قول کو تسلیم کر کے گئے مگر باہر نکل کر منافقوں نے یہ کہا کہ یہ بات تو انھوں نے یہیں بیٹھے بیٹھے گڑھ لی ہے۔ اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کے آگے بھی ہمکو ذلیل رکھیں۔ اس پر آیت اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الخ نازل ہوئی حضرتؐ نے ان کو بلوایا اور وہ آیت سنائی تو بہت روئے اور غمگین ہوئے اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ الخ نازل کی جناب رسولؐ خدا نے انھیں پھر بلایا اور خوشخبری سنائی اور اس کے بعد آیت وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ سنائی جس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے حضرتؐ کے قول کو بخوشی قبول کر لیا۔ (نوٹ تبرّیٰ کے متعلق ایک اور حدیث آخر میں آئے گی) کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اس قول وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان سے مراد وہ مومن ہیں جو اپنے برادران ایمان کے لئے ان کے پیٹھ پیچھے دعا خیر کریں۔ ایسے شخص کے لئے فرشتہ آمین کہتا ہے اور خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کچھ تو نے دوسرے کیلئے مانگا اس کا دو چند تیرے لئے منظور ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ تو اس سے محبت رکھتا ہے تیری دعا بھی قبول ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ کے معنی ہیں ان لوگوں کے حق میں شفاعت جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ اور جنھوں نے دنیا میں مومنوں کے ساتھ احسان کیا ہوگا۔ ۱۲ لینوں میں بروایت جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء علیہ السلام منقول ہے کہ مہاجرین و انصار جمع ہو کر جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضورؐ کو مصارف کی ضرورت پڑتی ہے مہمان آپ کے در دولت پر حاضر ہوتے رہتے ہیں یہ ہمارے جان و مال حاضر ہیں بے تکلف جتنا جی چاہے اس میں سے لے لیجئے اور جتنا چاہے چھوڑ دیجئے۔ (کہ کچھ تو اجرت رسالت ہم سے ادا ہو جائے۔) پس جبرئیلؑ امین نازل ہوئے

اور عرض کی یا رسُول اللہ! ان سے کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ رسالت کی کوئی مزدوری تم سے نہیں چاہتا۔ ہاں یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابتداروں سے مودّت رکھو یہ سن کر وہ لوگ چلے گئے۔ جب باہر نکلے تو منافقوں نے کہا جناب رسُول خدا نے جو ہماری پیشکش قبول نہیں کی اس کا سبب بس یہ ہے کہ وہ اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کو ہمارا افسر بنا دیں یہ بات تو انھوں نے بس یہیں بیٹھے بیٹھے گڑھ لی ہے۔ یہ قول ان کا بہت ہی بڑی بے ادبی تھا۔ اسی سبب سے یہ آیت خداوند عالم نے نازل فرمائی۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا ط هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ط كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًاۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ط وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بس جناب رسُول خدا نے ان کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کچھ باتیں بنائی ہیں؟ سب نے عرض کی ہاں رسُول اللہ ہم میں سے بعض نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جو ہم کو بہت ناگوار معلوم ہوئیں۔ رسُول خدا نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس کو سن کر وہ لوگ رونے لگے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ الخ۔

**صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۴** وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ط تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے سب بندوں کو وسعت دیدیتا تو سب ہی بغاوت کرتے مگر اسے ایک دوسرے کا محتاج کر دیا ہے۔ اور اس طرح انکو قابو میں رکھا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جس کے مناسب حال دولتمندی ہی ہے اور اگر میں اس کو محتاج کر دوں تو اس کی خرابی آجائے گی۔ اور کوئی کوئی میرے بندوں میں ایسا بھی ہے اس کے مناسب حال فقیری ہی ہے۔ اور اگر میں اس کو غنی کر دوں تو اس کی خرابی آجائے۔ اس سے میں اپنے بندوں کی حالت جو میرے علم میں مناسب ہے اس طرح رکھتا ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں اپنے بندوں کی تدبیر اس علم کے موافق کرتا ہے جو ان کے دنوں کا مجھے حاصل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۵** فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ : کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کسی رگ پٹھے کا پھڑک جانا، کسی پتھر کا لڑھک جانا، کسی قدم کا پھسل جانا کسی لکڑی کی خراش آجانا یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے کسی نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے۔ اور جن گناہوں کو خدا معاف کرنا چاہتا ہے بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے کہ دنیا میں ان کی سزا جلد مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ امر خدا تعالیٰ کی جلالت شان سے بعید ہے کہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا۔ بعد جناب رسُول خدا کے علیؑ اور اہلبیتؑ پر جو کچھ گزری آیا یہ ان کے کسی فعل کی سزا تھی حالانکہ وہ اہلبیتؑ عصمت و طہارت ہیں۔ فرمایا کہ جناب رسُول خدا تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر ہر روز ہر شب سَو سَو مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو خاص مصیبتوں کے ساتھ آزمایا کرتا ہے تاکہ ان کے درجے بڑھائے۔ اس میں گناہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۵** وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ○ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کے لئے اس بات کو مکروہ سمجھا ہے کہ وہ ذلت اختیار کریں اور ان کو بعد اس کے کہ ان کی اور اعلیٰ صفات بیان کی ہیں شجاعت سے بھی موصوف قرار دیا ہے۔ اور ان کی یہ صفت معاف کرنے کی صفت کے منافی نہیں ہے کیونکہ معافی کی صفت تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ جس کو معاف کیا وہ کمزور تھا۔ اور بدلہ لینے کی صفت یہ ظاہر کرتی ہے کہ دشمن کا خوب مقابلہ کیا۔ کمزور کے بارے میں تو بردباری قابلِ تعریف ہے۔ مگر زبردست بننے والے کے مقابلے میں مذموم ہے اس لئے کہ ایسے موقع پر بردباری کرنا اس کو کمزوروں کے ستانے کے لئے اور جری کر دیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۶** جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ : تفسیر صافی میں ہے کہ بدی کے بدلے کو بھی بدی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایک تو مقابلہ کے لحاظ سے اور دوسرے اس لحاظ سے کہ جس پر وہ فعل واقع ہوگا۔ اسے بہر حال برا لگے گا۔ یہ آیت بدلہ لینے میں زیادتی کرنے سے روکنے والی ہے۔ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسُول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کرے گا کہ جس شخص کا اجر خدا کے ذمّے ہے وہ جنت میں چلا جائے۔ اس پر کہا جائیگا کہ وہ کون کون ہیں جن کا اجر خدا پر ہے؟ جواب ملے گا جنھوں نے لوگوں کا قصور معاف کر دیا ہو گا وہ بےحساب داخل جنت ہوں گے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ تم کو معافی کا التزام چاہیئے کہ معافی دینے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے پس معاف کرتے رہو کہ خدا تعالیٰ تمھیں عزت دے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۷** وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ : الخصال میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اس شخص کا حق جو تمھارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو اور اگر تم کو یہ معلوم ہے کہ معاف کرنا ضرر پہونچائے گا تو بدلہ لے لو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ : اور جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد سے منقول ہے کہ تین ایسے ہیں کہ اگر تم ان کو دبا کر نہ رکھو گے تو وہ تم پر ظلم کریں گے۔ ایک تو کمینے لوگ دوسرے زوجہ تیسرے غلام۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۴ نوٹ ۲** قول مترجم : اس آیت میں لفظِ انسان جمع اور مفرد دونوں طرح مستعمل ہوا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۳** کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ آیا وہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عالم لوگوں کی زبان سے سیکھ لیتا ہے یا وہ آپ حضراتؑ کی کسی کتاب میں کہ آپ حضراتؑ اسے پڑھ لیتے ہیں اور اس سے حاصل کر لیتے ہیں؟ فرمایا اصل امر اس سے زیادہ عظیم اور اس زیادہ ضروری ہے۔ آیا تو نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا۔ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ پھر فرمایا کہ بیشک کسی وقت میں آنحضرتؐ ایسی حالت میں تھے کہ کتاب و ایمان کی حقیقت سے واقف نہ تھے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے وہ روح جسکا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے بذریعہ وحی انھیں پہونچا دی۔ پس جس وقت وہ روح ان کو پہونچ گئی تو اس کے ذریعہ سے علم و فہم سب کچھ حاصل ہو گیا اور یہ روح وہ ہے جو خدا تعالیٰ جسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور جس بندے کو عطا فرما دیتا ہے اسی کو فہم حاصل ہو جاتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۴** وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ : تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نور سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور علیؑ وہ نور ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۵** اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو جس کو چاہتا ہے ولایت علیؑ کی ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور صراط مستقیم سے مراد علی مرتضیٰؑ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۶** صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ الخ: جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا صِرَاطِ اللّٰهِ سے مراد علی مرتضیٰؑ ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی زمین کی کل چیزوں پر خزینہ ولد و امین مقرر فرمایا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۷** اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک قرآن مجید سمندر میں گر گیا تھا اور وہ پھر مل گیا تو اس میں سے سوائے اس آیت کے اور سب کچھ مٹ گیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۳** لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ائمہ دنیا میں پھر تشریف لائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۴** لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں اَلْقَرْيَتَيْنِ سے مراد ہیں کہ مکہ و طائف اور رَجُلٍ عَظِيْمٍ سے مراد ہے صاحب مال اور رتبہ والا جیسے مکہ میں ولید ابن مغیرہ تھا۔ اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی۔ مطلب ان لوگوں کے کہنے کا یہ تھا کہ رسالت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ یہ بڑے ہی آدمی کے لئے زیبا ہو سکتا ہے اور وہ یہ نہ سمجھتے تھے کہ یہ روحانی رتبہ ہے اور ایسے بڑے نفس کے لئے زیبا ہے جو کمالات قدسیہ اور فضائل سنیہ سے آراستہ ہو۔ نہ یہ کہ دنیا کی آرائش بہت سی رکھتا ہو۔ ۱۲ (احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں جناب رسول خدا کی روساء قریش سے بحث ضمیمہ سے لکھیں)۔ ۱۲ جو پارہ پندرہ میں گزر گیا ہے۔

**صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۵** لَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ..... تا ..... وَزُخْرُفًا: تفسیر صافی میں ہے کہ لَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا یہ مطلب ہے کہ کافروں کو وسعت و نعمت کی حالت میں دیکھ کر اگر لوگ بوجہ محبت دنیا کفر کی طرف رغبت نہ کر بیٹھتے تو جو کچھ اس آیت میں آگے مذکور ہے وہ ہم کرتے۔ تفسیر قمی میں ہے اُمَّةً وَّاحِدَةً سے ایک مذہب مراد ہے اور زُخْرُفًا سے ایسا مکان مراد ہے جو سونے سے آراستہ کیا گیا ہو اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کفار کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہوتا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے تو کوئی بھی ایمان نہ لاتا مگر اب تو اس نے بعض کو مومنین میں سے امیر قرار دیا ہے اور بعض کو کافرین میں سے فقیر اور اسی طرح بعض کو مومنین میں سے فقیر قرار دیا ہے اور بعض کو کفار میں سے امیر۔ پھر اس کے بعد ان کا امر و نہی و صبر و رضا میں امتحان بھی لیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۳** حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا ..... تا ..... فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ٥ تفسیر صافی میں ہے کہ جَآءَنَا کی قرات جَآءَانَا (بہ تثنیہ) بھی آئی ہے۔ اور اس میں دو آنے والوں سے مراد ایک تو ذکر خدا سے آنکھیں بند کر لینے والے ہیں اور دوسرا شیطان۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے یہ دونوں آیتیں یوں اتری تھیں حَتّٰٓى اِذَا جَآءَانَا اس سے مراد ہیں اول و ثانی کہ جب ان میں ایک دوسرے کو دیکھے گا قَالَ تو یہ کہے گا يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ٥ پس خدا تعالیٰ اپنے نبی سے فرمائے گا قُلْ یعنی تم اول و ثانی سے اور ان دونوں کے پیروؤں سے کہہ دو وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ٥ (جب تم آل محمدؐ پر ان کے حق کے بارے میں ظلم کر چکے ہو تو یہ (تمہاری حسرت) تم کو آج کوئی نفع نہ پہونچائے گی (اور) عذاب میں تم ضرور ایک دوسرے کے شریک رہو گے۔) ۱۲

**صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۴** فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ٥ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا نے جب وہ کچھ دیکھا جو کچھ ان کی امت پر ان کے بعد ہونے والا تھا تو آنحضرتؐ اس دن سے چپ چپ رہے اور کبھی نہ ہنسے یہاں تک کہ دنیا سے کوچ فرمایا۔ اسی تفسیر میں ہے جابر ابن عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ کے مقام میں میں رسول خدا کے پاس سب سے زیادہ قریب تھا۔ پس آنحضرتؐ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ اور خدا کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو تم مجھ کو اس گروہ میں پاؤ گے جو تم کو مارے گا۔ پس پھر پشت نظر فرمائی اور تین مرتبہ فرمایا کہ علیؑ تم کو ماریں گے۔ پس ہم دیکھ رہے تھے کہ گویا جبرئیلؑ آنحضرتؐ کو اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ بِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ۔ یہ مطلب ہے کہ اے رسول جب ہم تم کو مکہ سے مدینہ لے جائیں گے۔ اور فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ کا یہ مطلب ہے کہ پھر ہم تم کو مکہ میں واپس لائیں گے اور علیؑ ابن ابیطالب کے ذریعہ سے ہم ان کفار سے انتقام لیں گے۔ (اس مضمون کی کچھ حدیثیں سورۂ مومنون میں بھی بیان ہو چکی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۵** اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم ولایت علیؑ پر قائم ہو اور علیؑ صراط مستقیم ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۶** وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ الخ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ہم ہی آنحضرتؐ کی قوم ہیں اور ہم ہی سے سوال کیا جائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ہم مراد لئے ہیں۔ پس ہم ہی اہل ذکر ہیں اور ہم ہی سے ہمارے ہی بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۷** وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ: کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا نے سوال کس سے کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اور جناب عیسیٰؑ کے درمیان پانچسو برس کا فصل ہے تو آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا الخ۔ پھر فرمایا کہ ان آیات میں جو خدا تعالیٰ نے اس شب جناب رسول خدا کو دکھلائیں یہ بھی تھی کہ خدا تعالیٰ آنحضرتؐ کو بیت المقدس لے گیا۔ اور ان کی خاطر سے تمام انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کو جمع فرمایا پس جبرئیل کو حکم دیا کہ انھوں نے اذان و اقامت کہی جس میں حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ بھی تھا۔ پھر جناب رسول خدا نے آگے کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الخ پس آنحضرتؐ نے ان سے سوال فرمایا کہ تم کس امر کی گواہی دیتے

رہے اور کس کی عبادت کرتے رہے۔ انھوں نے عرض کی نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسی پر ہم سے عہد و پیمان لیا گیا۔ اور اس کے ہم پابند رہے ہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے۔ اب رہا خدا تعالیٰ کا یہ قول وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا۔ یہ ہمارے نبی کی ان دلیلوں میں سے ہے جو خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو عطا فرمائیں تھیں جن کے ذریعہ سے ان کو تمام مخلوق پر حجت قرار دیا گیا تھا۔ وجہ اس کی یہ ہے جب خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر نبوت کو ختم کر دیا اور آنحضرتؐ کو ساری امتوں اور کل ملتوں کے لئے رسولؐ قرار دیا تو آپ کو یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی کہ معراج کے وقت آپکو آسمان پر بلایا اور آپ کی خاطر سے اس موقع پر کل انبیاءؑ کو جمع فرمایا کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کن کن احکام کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے کن کن معجزات کے کن کن دلائل کے اور کن کن عظمتوں کے وہ حامل رہے تھے۔ پس ان سب نے آنحضرتؐ کی فضیلت کا بھی اقرار کیا اور ان اوصیاءؑ و حجت ہائے خدا کی فضیلت کا بھی اقرار کیا جو ان کے بعد ہونے والے تھے۔ اور مومنین و مومنات میں سے جو آنحضرتؐ کے وصی کے شیعہ ہونے والے تھے ان کی فضیلت کا بھی اقرار کیا۔ اس لئے کہ وہ فضیلت والے کی فضیلت تسلیم کریں گے جو حکم ان کو دیا جائے گا اس کی تعمیل میں غرور و تکبر کو راہ نہ دیں گے۔ اور وہ پیغمبر یہ خوب جانتے تھے کہ ان کی امتوں میں سے کس کس نے ان کی اطاعت کی اور کس کس نے ان کی نافرمانی کی۔ وہ ان کو بھی جانتے تھے جو سیدھی ڈگر پر چلے گئے۔ اور ان کو بھی جنھوں نے تغیر کیا یا احکام خدا کو آگے پیچھے کر دیا۔

**صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۲** لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ایسا بنایا کہ وہ اپنے ارادوں میں تو پورے قوی ہیں اور ظاہری آنکھیں ان کے حالات کو ضعیف دیکھتی ہیں۔ مگر قناعت کے ساتھ ان کے دل بھی غنی ہیں اور ان کی نظریں بھی گو وہ بھوکے ہوں اور انھیں بہت سی ناگوار باتیں سننی اور دیکھنی پڑیں۔ اور اگر انبیاءؑ ایسے قوی ہوتے جن سے کوئی سربرہی نہ ہو سکتا اور ایسے بڑے ملک کے مالک ہوتے جن کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھا کرتیں اور جن کے پاس دور دور سے لوگ اپنی اغراض لے کر آیا کرتے تو یہ بات مخلوق خدا میں بحیثیت عبرت بہت ہی سُبک ہو جاتی۔ اور ان کو اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے کوئی لذّت پیش نہ آتی۔ پس جو لوگ بھی ایمان لاتے یا تو ان کے خوف و غلبہ سے لاتے یا اس خواہش کے سبب جو ان کی طرف مائل کرنے والی ہوتی۔ اسی طرح بدیاں بھی مشترک ہوتیں اور نیکیاں بھی بٹی ہوئی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے تو یہ چاہا کہ اس کے رسولوںؑ کی پیروی اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کی ذات کے لئے خضوع و خشوع اور اس کے احکام کی قبولیت اور اس کی عبادت کے لئے تیاری ایسے خاص امور ہوں جن میں اور کسی قسم کا شائبہ شریک ہی نہ ہو اور چونکہ یہ امتحان عظیم الشان اور یہ اختیار بڑا اختیار تھا لہٰذا اس کے لئے ثواب اور جزا بھی بہت ہی بڑی قرار دی۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۳** فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ: کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا تبارک و تعالیٰ اس طرح غضبناک نہیں ہوتا جس طرح ہم (بنی نوع انسان غصہ ہوتے ہیں) لیکن اس نے اپنے خاص دوست پیدا کئے ہیں جو غصہ بھی ہوتے ہیں اور راضی بھی اسی نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہی ان کی پرورش کرتا ہے۔ پس اس نے ان کی رضامندی کو اپنی ذات کی رضامندی اور ان کے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے یہ اس وجہ سے کہ اس نے ان کو اپنی طرف بلانیوالا اور اپنی ذات کی پہچان بتلانے والا مقرر فرمایا ہے۔ اسی سے ان کو یہ منزلت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کو خوشی اور رنج اسی طرح پہونچتا ہے جس طرح اسکی مخلوق کو۔ بلکہ جہاں ایسے ظاہری الفاظ آ گئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔ نیز اس نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست کی اہانت کی تو گویا وہ خود مجھ سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں اترا اور اس نے مجھکو جنگ کے لئے بلایا۔ اسی طرح فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ: نیز یہ بھی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ: (بتحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہیں) اس قسم کے کل کلام اسی انداز پر ہیں جو میں بیان کر چکا۔ یہی حالت رضا و غضب وغیرہ اور کل کیفیتوں کی ہے جو ان سے مشابہ ہیں کہ اگر پیدا کرنے والے کو رنج و تعب وغیرہ پہونچ سکتا حالانکہ وہی ان کیفیتوں کا پیدا کرنے والا بھی ہے تو کہنے والوں کو یہ موقع ملتا کہ اس پیدا کرنے والے کو کسی دن موت بھی آ جائے گی۔ اس لئے کہ جب اس کو غصہ غضب آیا تو اس میں تغیر پیدا ہوا اور جس میں تغیر نے دخل پایا وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو خالق و مخلوق میں اور قادر و مقدور میں کوئی امتیاز نہ رہتا۔ خدا تعالیٰ کی شان اس سے بہت بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی جناب میں ایسی باتیں کہی جائیں۔ وہ چیزوں کا خالق ضرور ہے مگر کسی حاجت اور ضرورت سے نہیں۔ پس جب اسے بے غرض و حاجت پیدا کیا ہے تو اس کا محدود کرنا اور کیفیت قرار دینا محال ہو جاتا ہے۔ پس اسی میں غور کرنے سے انشاء اللہ یہ شبہہ دور ہو جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۴** وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ: تفسیر قمی میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر جناب رسولؐ خدا اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں تمھارے پاس وہ شخص آئے گا جو عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے مشابہت رکھتا ہے پس جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی اٹھ کر باہر گیا اس غرض سے کہ آنے والا وہی بن جائے۔ مگر جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ تشریف لے آئے تو ایک شخص نے اپنے خاص خاص یاروں سے کہا محمدؐ کا ہم پر علیؑ کو فضیلت دینے سے کسی طرح پیٹ ہی نہیں بھرتا یہاں تک کہ ان کو عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے بھی تشبیہ دے دی۔ واللہ علیؑ سے تو وہ بت تک افضل ہیں جنھیں ہم زمانۂ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس مجلس میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَضِجُّوْنَ اسے بدل کر یاروں نے يَصِدُّوْنَ کر دیا۔ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ عَلِيٌّ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ پس اس موقع سے ان حضرتؐ کے اسم مبارک کو علحدہ کر کے بجائے اس کے ضمیر هُوَ داخل کر دی ہے۔ ۱۲ کافی میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ تشریف رکھتے تھے کہ یکایک حضرت امیرالمومنین علیہ السلام وارد ہوئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تم کو عیسیٰؑ بن مریمؑ سے ایک قسم کی مشابہت ہے اور اگر مجھے اس بات کا اندیشہ ہوتا کہ میری امت میں سے بعض گروہ تمھارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے جیسا کہ نصاریٰ عیسےٰؑ بن مریمؑ کے بارے میں کہتے ہیں تو آج میں تمھاری شان میں ایک ایسی بات کہتا کہ اس کے بعد جس گروہ کی طرف سے تمھارا گزر ہوتا وہ لوگ تمھاری خاک قدم کو متبرک سمجھ کے اٹھا لیا کرتے۔ آنحضرتؐ کا یہ کلام دو جنگی بدوؤں اور مغیرہ ابن شعبہ اور ایک جماعت قریش کو ناگوار معلوم ہوا۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ ان کا دل کسی بات سے سیر ہی نہیں ہوتا اب تو انھوں نے اپنے ابن عم کو عیسےٰؑ ابن مریمؑ سے تشبیہ دے دی۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کے پاس یہ آیت بھیجی۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ط مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ط بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ط وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝ آخری آیت میں جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ یہ خطاب بنی ہاشم سے ہے۔ ابوبصیر راوی

حدیث کا بیان ہے۔ کہ حرث ابن عمرو فہری کو یہ سن کر غصہ آیا اور اس نے یہ کہا کہ یا اللہ! اگر یہ بات تیری ہی طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم اس طرح ایک، دوسرے کے وارث ہوتے رہیں جیسا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ایک ہرقل کے بعد دوسرا ہرقل وارث ہوتا رہتا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو کوئی دردناک عذاب دے۔ پس خدا تعالیٰ نے حرث کا یہ مقولہ بھی نازل فرمایا اور اس کے ساتھ ہی یہ آیت بھی نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اس وقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرو! یا تو توبہ کرلے اور یا یہاں سے چل دے۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری منگائی، سوار ہوا اور جیسے ہی شہر مدینہ کے باہر نکلا ایک پتھر آسمان سے اس پر گرا جس نے اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے ان منافقین سے جو آنحضرتؐ کے آس پاس تھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ آؤ۔ اس نے خدا سے جس عذاب کی دعا کی تھی وہ اس پر آپڑا وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ٥

المناقب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس دروازے سے تمھارے پاس ایک ایسا شخص آئیگا جو ساری مخلوقات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت ہی مشابہ ہے (چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد) جناب علیؑ مرتضیٰ تشریف لائے تو منافق آنحضرتؐ کے اس قول پر ہنسے اسی پر یہ آیتیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ سے لیکر فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ٥ تک نازل ہوئیں۔

تفسیر مجمع البیان میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آنحضرتؐ کو ایک گروہ قریش میں بیٹھا پایا جونہی آنحضرتؐ کی نظر مجھ پر پڑی دونہی ارشاد فرمانے لگے کہ اے علیؑ تمھاری مثل اس امت میں عیسیٰ بن مریم کی سی ہے۔ کہ ایک گروہ نے ان سے محبت کی وہ اس محبت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوئے اور ایک گروہ نے ان سے عداوت کی وہ اس عداوت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوگئے اور ایک گروہ نے ان کے بارے میں میانہ روی اختیار کی انھوں نے نجات پائی۔ آنحضرتؐ کا یہ مقولہ ان قریشیوں پر بہت ہی گراں گذرا اپنی جگہ جا کر بہت ہی ہنسے کہنے لگے کہ (انھیں ہو کیا گیا ہے) اب تو علیؑ ابن ابیطالب کو یہ رسولوں اور نبیوں سے تشبیہہ دینے لگے۔ اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غدیر کے دن پڑھنے کی جو دعا مروی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ فَقَدْ اَجَبْنَا دَاعِيَكَ النَّذِيْرَ الْمُنْذِرَ مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ الَّذِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ وَجَعَلْتَهُ مَثَلًا لِبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنَّهُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَوْلٰهُمْ وَوَلِيُّهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَوْمِ الدِّيْنِ فَاِنَّكَ قُلْتَ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَاِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ ٥

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجمع اصحاب میں رونق افروز تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب تمھارے پاس وہ شخص آئیگا جو میرے وقت میں عیسیٰ ابن مریم کی نظیر ہے۔ اتنے میں ابوبکر آیا۔ اصحاب نے عرض کی آیا یہ وہی شخص ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا نہیں! پھر عمر بن خطاب حاضر ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ تو وہی ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا نہیں۔ پھر علیؑ ابن ابیطالب وہاں آئے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ یہ وہی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں (یہی نظیر عیسیٰؑ ابن مریم ہیں) اصحاب نے عرض کی آپ کے اس قول سے تو لات و عزیٰ کی پرستش ہم پر زیادہ آسان ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا الخ۔

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ایک دن چند آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ! عیسیٰ ابن مریم مردوں کو زندہ کرتے تھے آپ بھی ہمارے کسی مردہ کو زندہ کردیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ کس کا زندہ ہونا چاہتے ہو؟ کہنے لگے ہماری قوم کا فلاں شخص چند روز ہوئے کہ مر گیا ہے اس کو جلا دیجئے! یہ سن کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو طلب فرمایا اور کان میں کوئی ایسی بات کہدی جسے ہم بالکل نہ سمجھے پھر حکم دیا اے علیؑ ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور اس کا نام و ولدیت لیکے پکارنا۔ پس جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور آواز دی فلاں ابن فلاں یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس سے جو کچھ پوچھنا تھا دریافت کیا۔ وہ پھر اپنی قبر میں لیٹ گیا وہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے اور آپس میں کہتے تھے یہ تو اولاد عبد المطلب میں عجیب شخص ہے۔ پس خدا نے آیت بھیجی وَلَمَّا ضُرِبَ الخ۔

عبد الرحمن ابن ابی لیلےٰ سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس امت میں عیسیٰ ابن مریم کی مثال ہوں۔ کہ ان کی محبت میں ایک قوم نے غلو کیا یعنی حد سے بڑھ گئے پس وہ گمراہ ہوگئے۔ اور ایک گروہ نے ان سے سخت عداوت رکھی وہ بھی گمراہ ہوگیا۔ اور کچھ لوگوں نے میانہ روی اختیار کی انھوں نے نجات پائی۔

**صفحہ ۵۹۱ نوٹ ۱** دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ اس کا نزول مختلف لغات میں ہونا ثابت ہے ۔۱۲

**صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۶** اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ٥ تفسیر صافی میں ہے کہ انھوں نے حق کے جھٹلانے کا اور اس کے رد کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے اور اس سے فقط کراہت ہی پر بس نہیں کرتے تو ہم بھی ان کو سزا دینے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں ۔۱۲

**صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۷** وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس معاہدہ کی خبر دیتی ہے جو منافقین کے سرگروہوں نے کعبہ میں بیٹھ کر کیا تھا کہ امر خلافت کو اہلبیتِ رسولؐ میں نہ جانے دیں گے۔ (اس کا مفصل بیان سورۂ محمدؐ میں آئے گا) تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت اُنہی معاہدہ کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔۱۲

**صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۸** فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے پہلا نفرت کرنے والا کہ خدا تعالیٰ کے کوئی بال بچہ ہو میں ہوں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اوّل انکار کرنے والا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی بال بچہ ہو میں ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول کی تاویل یہ ہے کہ اس کا باطن ظاہر کی بالکل ضد ہے ۔۱۲

**صفحہ ۵۹۳ نوٹ ۶** اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَنْزَلْنٰهُ کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد شب قدر ہے تفسیر قمی میں انہی دونوں حضراتؑ سے اور جناب موسیٰ کاظم

سے اس طرح منقول ہے بلکہ اتنا زیادہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن مجید یکجا شب قدر میں بیت المعمور میں نازل فرما دیا۔ پھر بیت المعمور سے بیس برس کی مدت میں جناب رسُولِ خدا کے پاس جستہ جستہ پہونچا۔ قولِ مترجم :۔ تین برس وحی نہیں آئی۔ ۱۲ اور اہلِ تشیع کی مختلف کتابوں میں جو احادیث اور تاریخ و سیر سے متعلق ہیں جو جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا ماحصل یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ابتداءً فقط مسئلہ توحید ان لوگوں کے ذہن نشین کرنا مقصود تھا جن کے دلوں میں ایک کی جگہ تین سو ساٹھ گھسے ہوئے تھے۔ جب یہ زنگ دور ہو گیا اور توحید کے رنگ نے اپنا رنگ پکڑ لیا تب کلامِ خدا کا سلسلہ جاری ہوا اور اس نے بیس برس میں رفتہ رفتہ اور جستہ جستہ تمام دنیا اور آخرت کی خوبیوں کے قواعد و قوانین مخلوقِ خدا کے لیے بہم پہونچا دیے۔

**صفحہ ۵۹۳ نوٹ ۷** فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں خدا تعالیٰ ہر امر کا اندازہ فرما لیتا ہے۔ جو جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے وہ حق ہو خواہ باطل بگر بدا اور مشیّت کا حق اس کو حاصل ہے۔ کہ اجل و رزق، بلا و مصائب اور اعراض و امراض میں سے جس جس کو چاہتا مقدم کر دیتا ہے۔ اور جس جس کو چاہتا ہے مؤخر فرما دیتا ہے۔ اور جس میں چاہتا زیادتی کر دیتا ہے اور جس میں چاہتا کمی فرما دیتا ہے۔ جناب رسُولِ خدا سے ہر طرح کی خبر جناب علیٔ مرتضیٰ کو پہونچی ہے۔ اور ان حضرتؑ سے اور آئمہ کو یہاں تک کہ جناب صاحب الزماں تک منتہی ہوتی ہے مگر ہر خبر میں برا مشیّت اور تقدیم و تاخیر مشروط ہوتی ہے (یعنی اختیار خدا کسی وقت باطل نہیں ہوتا)۔ ۱۲ کافی میں یعقوب ابنِ جعفر ابنِ ابراہیم سے منقول ہے کہ ہم موضع عُریض میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک مرد نصرانی ان حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی عرض کرنے لگا کہ میں آپ کی خدمت میں دور و دراز کے ملک سے سفر کی مشقتیں سہتا ہوا حاضر ہوا ہوں۔ تیس برس ہوتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ سے برابر یہ دعا مانگتا رہا کہ جو بہتر سے بہتر دین ہو اس کی مجھے ہدایت فرما دے اور بندوں میں جو سب سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ علم والا ہو اس تک مجھے پہونچا دے نتیجہ یہ ہوا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ دمشق کے بالائی حصّہ میں ایک شخص ایسا ایسا رہتا ہے (تو اس کے پاس جا) چنانچہ میں گیا۔ اس کے پاس پہونچا۔ اس سے باتیں کرنے کی نوبت آئی تو اس نے کہا یہ کہ میں اپنے دین والوں میں تو سب سے زیادہ عالم ہوں مگر مجھ سے زیادہ علم والے اور دینوں میں موجود ہیں تو میں نے یہ کہا کہ جو شخص آپ سے علم میں زیادہ ہے اس کا پتہ مجھے بتا دیجئے اس لئے کہ نہ تو میں اس سفر کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں اور نہ اس مشقت کو مشقت گردانتا ہوں۔ میں نے انجیل پوری پڑھی ہے داؤد علیہ السلام کی مناجاتیں سب ختم کی ہیں۔ توریت کے بھی چار جزو پڑھے ہیں اور ظاہر قرآن کو بھی بالاستیعاب (پورا پورا) پڑھ چکا ہوں۔ تو اس وقت مجھ سے اس عالم نے یہ کہا کہ اگر تو دینِ مسیحی کے علم کا طلبگار ہے تو تمام عرب و عجم میں مجھ سے زیادہ اس کا عالم کوئی نہیں۔ اور اگر تجھے علمِ یہودیت درکار ہو تو اس زمانہ میں باطیٰ بن شرحبیل السامری تمام آدمیوں سے اس کے علم میں بڑھا ہوا ہے۔ اور اگر تیرا مطلب یہ ہو کہ علمِ اسلام بھی رکھتا ہو اور علمِ توریت بھی اور علمِ انجیل بھی اور علمِ زبور بھی اور علمِ کتاب ہُوؔد بھی (رکھتا ہو) اور جو کچھ بھی اللہ نے انبیاءؑ میں سے کسی نبی پر تیرے زمانہ میں نازل کیا ہو یا تیرے غیر کے زمانے میں (اس کا بھی علم رکھتا ہو) اور جو خبر بھی خدا تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائی ہو (اس کا بھی علم رکھتا ہو) تو یہ تو خدا نے ایک ہی کو سکھایا ہے اور کسی کو اس کا علم نہیں دیا اس کے پاس ہر چیز کا کھلا بیان اور تمام عالموں کے لئے شفا اور جو راحت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے راحت اور جس کی بہتری خدا کو منظور ہو اس کے لئے بصیرت اور حق سے مانوس ہو جانے کا ذریعہ موجود ہے اور میں تجھے اس کا پتہ دے سکتا ہوں۔ اس کے پاس تجھے اپنے پاؤں سے چل کے جانا چاہیئے۔ اور اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو گھٹنیوں چل کے جائیو اور اگر یہ بھی تجھ سے ممکن نہ ہو تو کولھوں کے بھل گھسٹیو اور اگر یہ بھی تیری قدرت سے خارج ہو تو منھ کے بھل چل کے جائیو۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ اس کی ضرورت نہیں میں انشاء اللہ چلنے پر قادر ہوں۔ اپنے جسم کو تعب میں ڈال کر اور اپنا مال خرچ کر کے جاؤں گا۔ تو اس نے کہا کہ بس ابھی چل دے اور یثرب پہونچ جا۔ میں نے کہا میں تو یثرب کو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جا تو سہی اس نبیؐ کے شہر میں چلا جا جس پر اور جس کی اولاد پر خود خدا نے درود بھیجا۔ جو عرب میں مبعوث ہوا۔ وہی نبیؐ عربی و ہاشمی ہے۔ جب تو انکے شہر میں پہونچ جائے تو بنی غنم بن مالک بن نجار کا پتہ پوچھ لیجیو۔ اس کا گھر اس شہر کی مسجد کے دروازے کے قریب ہی ہے۔ اب تو وہاں اپنی صورت نصرانیوں کے مخالفوں کی سی بنا لیجیو اور جو خاص نصرانیت کی آرائش کی چیزیں ہیں انھیں چھپا لیجیو اس لئے کہ اس زمانہ کا والیٔ شہر نصرانیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ اور خلیفہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے پھر بنی عمرو ابن مبذول کا گھر پوچھیو وہ بقیعہ زبیر میں واقع ہے۔ پھر وہاں سے موسے ابن جعفر علیہما السلام کا حال پوچھیو اور یہ بھی کہ ان کا مکان کہاں ہے؟ اور یہ بھی کہ آیا وہ اس وقت سفر میں گئے ہوئے ہیں یا وطن ہی میں موجود ہیں۔ تو اگر وہ سفر میں گئے ہوئے ہوں تو تو ان سے وہیں جا ملیو اس لئے کہ جتنا سفر تو کر کے جائے گا اس سے ان کا سفر کہیں کم ہوگا۔ پھر جب حاضرِ خدمت ہو جائے تو ان سے یہ عرض کر دیجیو کہ دمشق کے کھادر کا رہنے والا مُطرّان وہ شخص ہے جس نے مجھے حضور کا پتہ بتلایا ہے اور وہ حضور کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کرتا ہے اور یہ بھی اس نے عرض کیا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے زیادہ مناجات کرنے میں یہ بھی عرض کیا کرتا ہوں کہ آپ کے دستِ مبارک پر براسلام ہوں۔ اتنا قصہ اس نصرانی نے کھڑے کھڑے اپنے عصا پر ہاتھ ٹکائے ٹکائے عرض کیا۔ اس کے بعد اس نے یہ عرض کیا کہ اے میرے آقا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے جھکوں اور بیٹھ جاؤں؟ فرمایا کہ میں تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں۔ کہ بیٹھ جا مگر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میرے سامنے خم ہو۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا پھر اس نے اپنی رومی ٹوپی اتار ڈالی پھر اس نے عرض کی کہ میں حضور پر قربان ہو جاؤں اب مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟ فرمایا ہاں بات کرنے تو تو آیا ہی ہے اس پر نصرانی نے عرض کی تو میں اپنے اس رہنما دوست کو سلام پہونچاؤں یا آپ اس کے سلام کا جواب نہ دیں گے؟ اس پر جناب امام علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے اسے ہدایت کر دی تو تو تیرے صاحب پر سلام ہے۔ رہا ہماری طرف سے سلام پہونچانا یہ تو اسی وقت ہوگا جب وہ ہمارے دین میں آ جائے گا۔ پھر نصرانی نے پوچھا خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے اب میں کچھ پوچھوں؟ حضرتؑ نے فرمایا دریافت کر اس نے عرض کی کہ مجھے اس کتاب کی بعض باتیں بتلائیے جو محمدؐ پر نازل کی گئی۔ اور انہی کی زبان سے ادا ہوئی۔ پھر اس کی صفتیں جو کچھ بھی بیان کی گئیں از آنجملہ یہ الفاظ بھی ہیں۔ حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ تو بتلائیے ان کی باطنی تصویر کیا ہے؟ فرمایا جو سب سے اوّل ہے۔ حٰمٓ ۝ اس سے تو مراد ہیں محمّد صلے اللہ علیہ و آلہ اور یہ بموجب اس کتاب کے ہے جو ہود علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ اور یہ نام آنحضرتؐ کا منقوص الحروف ہے (یعنی میم اس کے اوّل سے کم ہے اور دال آخر سے) اب رہا الْكِتَابِ الْمُبِينِ۔ یہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور یہ الفاظ جو ہیں لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ۔ اس سے مراد ہیں فاطمہ زہرا علیہا السلام۔ اب رہا قولِ خدا تعالیٰ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ۔ تو اس میں خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ بطن جناب سیّدہ سے خیر کثیر کا ظہور ہوگا کہ ایک مرد دانا اور ایک اور مرد دانا اور ایک اور مرد حکیم پیدا ہوں گے۔ اس پر وہ نصرانی بولا کہ ان مردوں میں سے اوّل و آخر کی صفات تو حضرتؑ مجھے سنا دیں۔ فرمایا صفات سننے سے آدمی اشتباہ میں پڑ جاتا ہے تاہم ان میں سے تیسرا بزرگ جو ہوگا اس کی نسل سے جو جو پیدا ہونے والے ہیں ان کی بعض صفتیں میں تیرے سامنے بیان کروں اور وہ صفات

تمھارے پاس بھی ان کتابوں میں موجود ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہیں بشرطیکہ تم ان کو نہ بدلو اور تحریف نہ کرو اور انکار نہ کر جاؤ جیسا کہ تم قدیم سے کرتے آتے ہو۔ اس پر نصرانی نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ جو کچھ بھی میں جانتا ہوں آپ سے وہ میں ہرگز نہ چھپاؤں گا۔ نہ میں آپ سے جھوٹ بولوں گا اس لئے کہ میں جو کچھ بھی عرض کروں گا اس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا آپکو ضرور علم ہے۔ خدا کی قسم آپکو تو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے وہ کچھ عطا کیا ہے اور اپنی نعمتوں کا ایسا حصّہ دیا ہے جو نہ سوچنے والوں کے خواب و خیال میں آسکتا ہے اور نہ چھپانے والے سے چھپا سکتے ہیں اور جو جھوٹ بھی بولیں وہ اسکو جھٹلا بھی نہیں سکتے۔ بس اس بارے میں جو کچھ عرض کروں گا وہ حق ہی حق ہوگا۔ آپ نے اس وقت تک جو کچھ فرمایا ہے ہماری کتابوں میں بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ اس پر جناب ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے اس سے فرمایا تو اب تجھے ایک ایسی خبر بھی بتلا دوں جسے کتابوں کے پڑھنے والے بھی بہت ہی کم جانتے ہیں ذرا مجھے یہ تو بتلا کہ جناب مریمؑ کی والدہ کا کیا نام تھا۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کے رحم مبارک میں روح کس دن پھونکی گئی اور اس دن کتنے گھنٹے دن چڑھا تھا۔ اور وہ کون سا دن تھا جس دن بطن مریمؑ سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اور اس دن کتنے گھنٹے دن چڑھا تھا؟ نصرانی بولا یہ تو میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جناب ابوابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مریمؑ کی ماں کا نام تو مرثا تھا جس کے عربی معنی ہوئے وہیبہ (وہ عورت جس کو بجانب اللہ عطیہ دیا گیا ہو) اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن تھا اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا۔ اور وہ وہی دن ہے کہ روح الامین اس میں آسمان سے اترے اور مسلمانوں کی کوئی عید اس دن سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس کی خدائے تبارک و تعالےٰ نے بھی عظمت فرمائی ہے۔ اور اس کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ نے بھی چنانچہ آنحضرتؐ نے حکم دیا ہے کہ مسلمان اس کو عید مانیں تو وہ تو روز جمعہ ہے۔ اب رہا وہ دن جس میں مریم علیہا السلام کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ منگل کا دن تھا اور ساڑھے چار گھنٹے دن چڑھا تھا۔ اچھا تو اس دریا سے بھی واقف ہے جس کے کنارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بطن مقدّس) حضرت مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے؟ اس نے عرض کی جی نہیں۔ فرمایا وہ دریائے فرات ہے جس کے کنارے کھجوروں کے درخت اور انگور کی بیلیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور فرات کے کنارے انگور کی بیلوں اور کھجوروں کے درخت کی برابر اور کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔ اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ کی زبان بند کی گئی تھی اور ان کے متبرک بچّہ نے اپنے ماننے والوں کو پکارا تھا اور انھوں نے اس کی اعانت کی تھی اور آل عمران کو لائے تھے۔ کہ وہ مریمؑ کو غور سے دیکھ لیں تو یہ سب واقعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں تمھارے لئے بھی بیان کیا ہے۔ اور اپنی کتاب میں ہمارے لئے بھی بیان کیا ہے تو آیا تم اس کو سمجھ بھی گئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں، آج ہی میں نے اسے تازہ بتازہ پڑھا ہے۔ فرمایا تو تو اپنے اس مقام سے بغیر ہدایت پائے نہیں اٹھے گا۔ نصرانی نے عرض کیا کہ میری ماں کا نام سریانی میں کیا تھا؟ اور عربی میں کیا ہے؟ فرمایا تیری ماں کا نام سُریانی میں عَنْقَالِیَہ تھا اور عنقورہ باپ کی طرف سے تیری دادی ہوتی تھی۔ اب رہا عربی میں تیری ماں کا نام تو وہ تھا مَیّۃ۔ اور رہا تیرے باپ کا نام تو وہ عبدالمسیح تھا اور وہ عربی میں ہوا عبداللہ اس لئے کہ مسیح کا تو کوئی بندہ ہے ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور نے سچ فرمایا اور پتہ کی باتیں کھول دیں۔ اب اتنا اور بتا دیجئے کہ میرے دادا کا کیا نام تھا؟ فرمایا تیرے دادا کا نام جبرئیل تھا اور پھر وہ عبدالرحمٰن ہوگیا تھا میں نے اپنے اسی مکان میں اس کا یہ نام رکھا تھا۔ اس نصرانی نے عرض کی تو کیا وہ مسلمان ہوگیا تھا جناب ابوابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں! اور وہ شہید مرا۔ قوم اخیاد کے کچھ لوگ منزل غیلہ میں اس پر آپڑے اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ اخیاد اہل شام میں سے تھے۔ اس نے عرض کی تو میرا نام کنیّت سے پہلے کیا تھا؟ فرمایا تیرا نام عبدالصّلیب تھا۔ اعرض کی تو حضور میرا نام اب کیا رکھیں گے؟ فرمایا تیرا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی تو میں اسی وقت خدائے بزرگ برتر پر ایمان لایا اور میں نے اس کی گواہی دی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے۔ بے نیاز ہے۔ نہ وہ ایسا ہے جیسا کہ نصاریٰ اس کو بیان کرتے ہیں۔ اور نہ ایسا ہے جیسا یہود اس کی نسبت کہتے ہیں۔ اور مشرک جو قسمیں اس کی ٹھہراتے ہیں وہ ان میں سے ایک قسم بھی نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسُول ہیں۔ اس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا اور انھوں نے جو اس کے اہل تھے ان سب پر حق کا اظہار کر دیا۔ اور جو آنحضرتؐ کو باطل سمجھنے والے تھے ان کی ہے کی پھوٹی ہی رہیں اور میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کُل آدمیوں کی طرف خدا کا پیغام لے کر آئے تھے۔ سُرخ رنگ کے ہوں تو اور سیاہ رنگ کے ہوں تو۔ ہر گروہ دعوت نبوت میں مشترک تھا۔ اب جس نے آنکھیں کھولنی چاہیں اس کی آنکھیں کھل گئیں اور جس نے ہدایت پانا منظور کیا اسے ہدایت ہوگئی۔ حق کو باطل کرنے والے اندھے ہی رہے۔ اور جن کو وہ پکارا کرتے تھے وہ ان کے کام ہی نہ آئے۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ کا ولی و وارث جو بات کہتا ہے حکمت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور آنحضرتؐ سے پہلے جو نبی گزرے ہیں وہ بھی بڑی پہونچی ہوئی حکمت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور خدا کی بندگی پر جھکے ہوئے تھے۔ اور باطل و اہل باطل کو اور رجس اور اہل رجس کو الگ کر دیا کرتے تھے، اور ضلالت کے راستہ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اللہ بھی اپنی اطاعت کرنے کے سبب ان کی نصرت کیا کرتا تھا۔ اور معصیت سے بچانے کے لئے اس نے ان کو معصوم بنایا تھا۔ پس وہ اللہ کے دوست تھے۔ اور اللہ کے دین کے مددگار (یہی حالت آنحضرتؐ کے اور اولیا، و اوصیا کی بھی ہے) نیکی کرنے کے لئے لوگوں کو ابھارتے رہتے تھے اور اس کا حکم دیتے رہتے تھے۔ (ویسے ہی یہ بھی ابھارتے رہتے ہیں اور اس کا حکم دیتے رہتے ہیں) میں تمام انبیاء (و اوصیاء) پر ایمان لایا۔ چھوٹوں پر بھی اور بڑوں پر بھی۔ جن کا میں نے نام لیا ہو ان پر بھی اور جن کا نام نہ لیا ہو ان پر بھی۔ اور میں خدائے تبارک و تعالےٰ پر بھی ایمان لایا۔ اس کے بعد اس نے اپنا زُنّار توڑ دیا اور سونے کی صلیب جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اس کے بھی ٹکڑے کر دیئے پھر عرض کرنے لگا کہ مجھے حکم دیجئے کہ اسے بطور خیرات کے جس مد میں بھی حضور فرمائیں دیدڈالوں؟ فرمایا یہیں تیرا ایک بھائی موجود ہے جو پہلے مثل تیرے اسی دین پر تھا اور وہ تیری ہی قوم سے قیس بن تعلبہ کے قبیلہ سے ہے اور پہلے ایسا ہی دولتمند بھی تھا جیسا کہ تو ہے۔ سو اب تم ایک دوسرے کی ہمدردی کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ ہی ساتھ رہو۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ اسلام میں جو تم دونوں کا حق ایک دوسرے پر قائم ہوگیا ہے وہ تمھیں نہ بتا دوں۔ اس نے عرض کی خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے واللہ میں تو بڑا مالدار ہوں۔ میں تین سو جوڑیاں تو گھوڑنے اور گھوڑیوں کی چھوڑ کر آیا ہوں۔ اور ایک ہزار اونٹ چھوڑے ہیں۔ ان سب میں حضور کا حق میرے حق سے زیادہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اب تو تو اللہ اور اللہ کے رسُول کا غلام ہوگیا۔ (مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ سے کچھ لینا نہیں چاہتے) حالانکہ تو اپنے نسب میں جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ المختصر اس کا اسلام بہت ہی اچھا ثابت ہوا۔ اور اس نے قبیلۂ فہر کی ایک عورت سے شادی کرلی جس کا مہر پچاس دینار حضرت ابوابراہیمؑ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے صدقات میں سے ادا فرما دیا۔ اور اس کو خادم بھی دیئے اور اس کو مکان بھی دیا۔ وہ موضع عُریض ہی میں رہا جب تک کہ خود حضرتؑ ہی کو وہاں سے نہ نکالا گیا اور حضرتؑ کے وہاں سے نکالے جانے کے اٹھارہ دن بعد انتقال کر گیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

تفسیر قمی میں ہے کہ حمران نے جناب امام محمدؐ باقر علیہ السلام سے خدا تعالےٰ کے اس قول اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد شبِ قدر ہے جو ہر برس ماہ مبارک رمضان کے عشرۂ آخر میں ہوتی ہے اور قرآن مجید شبِ قدر ہی میں نازل کیا گیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ یہ جو

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں ہر چیز کا اندازہ کر لیا جاتا ہے جو اس برس سے لے کر آئندہ سال تک ہونے والی ہے۔ خواہ وہ خیر ہو یا شر۔ عبادت ہو یا معصیت۔ ولادت ہو یا وفات۔ اسی طرح رزق وغیرہ پس جن جن چیزوں کا اس سال کے لئے اندازہ کیا گیا وہ بھی ہو گئیں۔ انہی کو حتمی سمجھو۔ اس لئے کہ ہر اندازہ میں مشیت یعنی اختیار خدا کا دخل زیادہ رہتا ہے۔ (جتنا چاہے بدل دے زیادہ کر دے کم کر دے۔ جو مناسب سمجھے کرے اور جن وجوہ سے چاہے گھٹا بڑھا دے) حمران کہتے ہیں کہ یہ جو فرمایا ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ اس میں کون سی چیز مراد لی ہے؟ فرمایا نیک اعمال مراد لئے ہیں جو اس شب میں کئے جائیں نماز ہو۔ زکوٰۃ ہو اور طرح طرح کی خیر و خیرات ہو اور مطلب یہ ہے کہ اس رات میں جو عمل نیک کیا جائے وہ ہزار مہینے کے عمل نیک سے بھی بہتر ہے جن میں شب قدر واقع نہ ہو اور اگر خدائے تبارک تعالیٰ مومنین کے لئے نہ بڑھاتا تو وہ اتنا ثواب کہاں سے پاتے لیکن خدا تعالیٰ تو ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کو بہت ہی کچھ بڑھا دے گا۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ایک طویل حدیث منقول ہے جسمیں آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ چاہا کہ مخلوق پر اپنی قدرت کا اظہار کرے اور اپنا غلبہ ان کو دکھلائے اور اپنی کھلی حکمت کی دلیلیں ان پر واضح کرے۔ پس اس نے جو کچھ چاہا پیدا کیا اور جس طرح چاہا پیدا کیا اور بعض اشیاء کا فعل ان لوگوں کے ہاتھوں پر جاری کیا جن کو اپنا امین مقرر کر کے برگزیدہ کر دیا تھا پس ان کا فعل درحقیقت ان کا فعل تھا اور ان کا امر اس کا امر تھا اسی سے تو اس نے فرمایا مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ج۔۔ اور اپنی مخلوق میں سے جن جن کو بھی پیدا کرنا چاہا آسمان و زمین کو اس کا گہوارہ بنایا تاکہ اس کے علم سابق کے بموجب ان دونوں کے رہنے والے دونوں گروہوں میں کہ ایک خبیث ہوگا اور ایک نیک امتیاز ہو جائے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لئے یہ مثال قائم کر دے چنانچہ اپنی مخلوق کو اپنے ان اولیاء کے مرتبے اور ان کی فضیلت پہونچا دی اور ان پر ان کی اطاعت ایسی ہی واجب فرما دی جیسے کہ اپنی ذات کی اور ان پر اس طرح حجت قائم کر دی کہ ان سے اس طرح خطاب فرمایا جو اس کی یکتائی اور توحید پر اس کی دلالت کرے۔ اور اپنے دوستوں کو اس طرح ظاہر کیا کہ ان کے افعال و احکام خود اس کے فعل و حکم کے قائم مقام ہوں۔ انہی کی شان میں فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۙ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ اور وہی ہیں جن کے لئے فرمایا أَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط اور انہی کا اقتدار اپنی مخلوق کو اپنے قول سے جتلایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۙ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ اور وہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ مخلوق سے باز پرس فرمائے گا {جیسا کہ فرماتا ہے ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ یقیناً خدائے تبارک و تعالیٰ نے اپنے ان بندوں پر بہت بڑا انعام کیا جنھوں نے اس کے اولیاء کا اتباع کیا۔ سائل نے دریافت کیا کہ اللہ کی حجتیں کون سی ہیں؟ فرمایا اول ان میں سے جناب رسول خدا ہیں۔ پھر وہ برگزیدگان خدا جو ان کے قائم مقام ہونے کے لائق تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ سے اس طرح ملا دیا ہے کہ بندوں پر ان کی اطاعت مثل اپنی ذات کی اطاعت کے فرض فرما دی ہے۔ اور امر دین کے والی وہی ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ اور انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ اس پر سائل نے عرض کی کہ آخر وہ امر ہے کیا؟ فرمایا وہی ہے جسے فرشتے اس رات میں لے کر نازل ہوتے ہیں۔ جس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ مطلب یہ ہے کہ وہ امر پیدائش کے متعلق ہو تو۔ رزق کے متعلق ہو تو۔ اجل کے متعلق ہو تو۔ عمل کے متعلق ہو تو۔ حیات کے متعلق ہو تو۔ ممات کے متعلق ہو تو۔ اور آسمان اور زمین کی پوشیدہ باتوں کے متعلق ہو تو۔ (سب ہی کچھ اس رات میں طے پاجاتا اور مقدر کیا جاتا ہے) اب رہے معجزات ان کا صدور سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندوں کے جو اس کے اور اس کی مخلوق کے مابین سفیر کا کام دیتے ہیں اور کسی کے لئے زیبا نہیں ہے۔ وجہ اللہ وہی ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ط اور بقیۃ اللہ وہی ہیں {جن کے بارے میں فرماتا ہے بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ } اس سے مراد جناب امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ جو اس مہلت کے ختم کے قریب تشریف لائیں گے اور تمام زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور فرما دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ اور ان حضرتؐ کی نشانیوں میں سے عام سرکشی کے وقت تو غائب ہو جانا اور چھپ جانا ہے اور انتقام لینے کے وقت نکل آنا اور ظاہر ہو جانا ہے اور اگر یہ امر جس کی خبر میں نے تم کو جتلائی ہے جناب رسولؐ خدا ہی کے لئے مخصوص ہوتا اور ان کے اوصیاء میں سے کسی کے لئے نہ ہوتا۔ تو اس صورت میں خطاب بھی فعل ماضی کے ساتھ ہوتا۔ مضارع نہ ہوتا جس سے دوام اور مستقبل پایا جائے یعنی خدا یوں فرماتا نَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۙ (یعنی آنحضرتؐ پر کل فرشتے اور روح فرشتہ یا کل روحیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر نازل ہوئے) اور یوں ہوتا فِيهَا فُرِقَ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (اس رات ہر حکمت والا کام مقرر کر دیا گیا) یوں فرماتا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۙ اور فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝

قول مترجم:۔ ضرورت کے موافق حصہ حدیث یہاں لکھا گیا ہے۔ اس کا بقیہ انشاء اللہ سورۂ قدر کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۴**

مِنَ الْآيَاتِ: تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے ایسے معجزے مراد ہیں جیسے سمندر کا پھاڑ دینا، بادل کا سایہ کرنا، اور من و سلویٰ کا نازل کرنا۔۱۲

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۵**

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس اسم اشارہ سے مراد کفار قریش ہیں اس لئے کہ قصۂ فرعون بطور جملۂ معترضہ کے آ گیا تھا۔۱۲

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۶**

قَوْمُ تُبَّعٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے تُبَّعِ حِمْيَرِي جو لشکروں کے ساتھ عرب کے مختلف حصوں میں چلا پھرا تھا۔ اور جس نے شہر حیرہ کی فصیل بنائی تھی۔ یہ خود تو مومن تھا مگر اس کی قوم کافر تھی۔ اس وجہ سے ان کی مذمت آئی ہے مگر خود اس کی نہیں۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ تم تبع کو برا نہ کہو اس لئے کہ وہ اسلام لے آیا تھا اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع نے اوس و خزرج (انصار کے دونوں قبیلوں) سے کہہ دیا تھا کہ تم یہیں (مدینہ منورہ) میں رہو یہاں تک کہ نبی آخر الزمان ظہور فرمائیں پس اگر میں نے ان کا زمانہ پا لیا تو ان کی خدمت ضرور بجا لاؤں گا اور ان کی معیت میں ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ ورنہ اس خدمت کو تم لوگ انجام دینا۔ انصار نے ایک حد تک حکم کی تعمیل کی جس کا ثواب تبع کو بھی ضرور ملے گا۔۱۲

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۷**

إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ وہ ہم ہیں جن کو اللہ نے

مستثنیٰ فرمادیا اور ہم اپنے شیعوں کے کام آئیں گے۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ واللہ خدا تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کے اوصیاء اور تابعین میں سے سوائے جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے شیعوں کے کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے اور اس کا قول برحق ہے یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ط پس اس کی مستثنیٰ سے مراد علیؑ مرتضیٰ اور ان کے شیعہ ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو شخص اولیاء خدا کے سوا اوروں کو دوست رکھے گا وہ آپس میں ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کو مستثنیٰ فرمادیا جو آل محمدؐ سے محبت رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ فرمادیا۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ط الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۸**

اَلْاَثِیْمِ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۹**

کَالْمُهْلِ: تفسیر صافی میں ہے کہ اَلْمُهْلِ وہ چیز ہے جو آگ میں اتنی دیر رکھی جائے کہ پگھل جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْمُهْلِ سے مراد ہے پگھلا ہوا تانبا۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۳**

وَمَا یُهْلِکُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ (ظن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں از آنجملہ) یہ ظن شک ہے اور یہ آیت دہریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا حکم ان لوگوں میں جاری رہا جنھوں نے بعد جناب رسولؐ خدا کے جناب امیرالمومنینؑ اور اہلبیتؑ جناب رسولؐ خدا کے بارے میں کیا۔ جو کچھ کیا یعنی ان کے افعال نے ثابت کر دیا کہ ان کا ایمان تلوار کے خوف سے اور مال کے لالچ سے محض اقرار ہی اقرار تھا۔ تصدیق اس کے ساتھ مطلق نہ تھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے کفر کی صورتوں کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اس کا ایک جزیہ ہے کہ از آنجملہ کفر جحود وہ ہے کہ خدا کی ربوبیت کا انکار کیا جائے مثلاً کوئی یوں کہے کہ نہ کوئی رب ہے، نہ جنت نہ دوزخ ہے یہ قول زندیقوں میں سے دو گروہوں کا ہے جن کو دہریہ کہتے ہیں۔ وہی یہ بھی کہتے ہیں وَمَا یُهْلِکُنَا اِلَّا الدَّهْرُ۔ اور یہ ایک ایسا دین ہے جسے انھوں نے اچھا سمجھ کر خود ہی بنا لیا ہے۔ نہ تو وہ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں اور نہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کی کسی بات کی انھوں نے تحقیق کی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے اِنْ هُمْ یَظُنُّوْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم اَلدَّهْرُ کو برا بھلا نہ کہو۔ اس لئے کہ اَلدَّهْرُ خود اللہ ہے صاحب تفسیر مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ سخت حادثوں کو اور نازل ہونے والی بلاؤں کو زمانہ کی طرف منسوب کرکے یوں کہا کرتے تھے کہ زمانے نے ایسا کیا اور ایسا کیا۔ اور اس طرح زمانے کو برا بھلا کہتے رہتے تھے پس آنحضرتؐ نے فرمایا ان امور کا اصلی فاعل تو خدا ہے لہٰذا تم ان امور کے اصلی فاعل کو برا بھلا نہ کہو۔ قول مترجم:۔ اس بارۂ خاص میں ہمارے زمانے کے اکثر لوگ بھی زمانۂ جاہلیت والوں سے کم نہیں ہیں لہٰذا ان کو جناب رسولؐ خدا کی اس حدیث سے سبق لینا چاہیئے۔ اور اپنے نازیبا اقوال سے توبہ کرنی چاہیئے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۴**

هٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ: کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ نوشتہ نہ تو کبھی بولا ہے اور نہ بولے گا۔ ہاں جناب رسولؐ خدا نوشتہ کو دیکھ کر نطق فرمائیں گے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ هٰذَا کِتٰبُنَا یُنْطَقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ ط (یعنی ینطق کو بصیغۂ مجہول قرائت فرمایا۔ معنی یہ ہیں کہ اس ہمارے نوشتہ سے تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک کہلوایا جائے۔) کسی نے عرض کی کہ ہم تو اس طرح قرائت نہیں کرتے فرمایا کہ جبرئیلؑ امین نے تو حکم خدا سے جناب رسولؐ خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا مگر یہ کتاب خدا کے ان مقامات میں سے ہے جن میں تحریف کر دی گئی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۵**

اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے نٓ وَالْقَلَمِ کے معنی دریافت کئے گئے تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قلم کو جنت کے ایک درخت سے جس کا نام خلد ہے پیدا کیا ہے۔ پھر جنت کی ایک ندی سے فرمایا کہ تو روشنائی ہو جا۔ چنانچہ وہ ندی بستہ ہو گئی حالانکہ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھی۔ پھر خدا تعالےٰ نے قلم کو حکم دیا کہ تو لکھ۔ قلم نے عرض کی پروردگار! میں کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ وہ سب کچھ لکھ دے چنانچہ قلم نے ایک ایسی جھلی پر جس کی سفیدی چاندی سے زیادہ اور جس کی صفائی یاقوت سے زیادہ تھی لکھ دیا۔ پھر اس کو تہہ کرکے عرش کے ایک رکن میں رکھ دیا۔ پھر قلم کے منھ پر نطق لگا دی کہ اس نے نہ کبھی نطق کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا۔ پس وہی نوشتہ کتاب مکنون ہے جس سے ہر چیز نقل کی جاتی ہے آیا تم لوگ عرب نہیں ہو کہ اس کلام کا مطلب سمجھو۔ حالانکہ تم میں سے جب کوئی اپنے دوست سے یہ کہتا ہے کہ اُنْسُخْ ذٰلِکَ الْکِتَابَ تو آیا اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے نوشتہ سے جو اصل میں موجود ہوتا ہے نقل کرنا چاہتا ہے۔ اب خدا اس قول کا مطلب سمجھ لو اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سعد السعود کی اس حدیث میں جس میں بندے پر دو فرشتوں کے مقرر ہونے کا ذکر ہوا ہے ارشاد کہ جب وہ دونوں صبح و شام اترنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسرفیل لوح محفوظ سے اس بندے کے اعمال کی ایک نقل ان کو دیدیتے ہیں پھر جب وہ دونوں شام و صبح کو اس بندے کا اعمال نامہ لے کر واپس جاتے ہیں تو اسرافیل اپنی نقل سے ان کو ملا کر دیکھ لیتے ہیں۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس کے مطابق ہے۔ قول مترجم:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہم مجبور ہیں۔ جیسا اس میں لکھا ہے ویسا ہی عمل ہم سے بن پڑے گا۔ اگر ایسا ہوتا اور ہم کو اختیار و ارادہ نہ دیا گیا ہوتا تو حضرت اسرافیل کو مقابلہ کرکے دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ خدا تعالیٰ نے بداء و مشیئت، تقدم و تاخیر اور توفیق و سلب توفیق کو اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ اور ارادہ و اختیار بندے کو عطا فرمادیا ہے۔

پارہ بست پنجم ۲۵ تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست و ششم ۲۶

**صفحہ ۶۰۳ نوٹ ۱** علل الشرائع میں بروایت امام جعفر صادقؑ قریب قریب یہی روایت ہے اور تفسیر قمی میں کم و بیش۔ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں روایت ہے کہ عمر ابن خطاب کے سامنے ایک عورت کو لائے جس کے ہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہوا تھا۔ تو اس نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اگر میں کتاب خدا سے تجھ پر حجت قائم کردوں (تب تو اس ارادہ بیجا سے باز آئیگا؟ عرض کی بہت اچھا۔ تب حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں آیتوں کو غور سے دیکھ اور سمجھ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۱؎ (یہ تو اسی آیت کا جزو ہے) نیز فرماتا ہے وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ پچھلی آیت کی رو سے مدت رضاعت دو سال ہے اور حمل اور دودھ چھٹنے کا زمانہ کل تیس مہینے جس کا لازم نتیجہ یہ ہوا کہ حمل کی اقل مدت کل چھ مہینے رہ گئی۔ (پھر یہ غریب سنگسار کیوں کی جاتی ہے؟) پس عمر ابن خطاب نے (اس طرح الزام اٹھا کر اور شرما کر) اس عورت کو رہا کر دیا اور یہی حکم قائم ہو گیا جس پر صحابہ اور تابعین سب عمل کرتے رہے اور آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب بندہ تینتیس برس کو پہونچتا ہے تو وہ اپنی پوری قوت کو پہونچ گیا اور جب چالیس برس کا ہوا تو جوانی کی انتہا کو پہنچ گیا اور جب اکتالیس برس کا ہوا تو اب قوت گھٹنی شروع ہوئی۔ اور پچاس برس والے کو تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نزع کی حالت میں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۳ نوٹ ۲** وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ: تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آیت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کے بارے میں ہے۔ اور ایک قول کے بموجب خود ابوبکر کے بارے میں ہے قبل اس کے کہ وہ اسلام میں داخل ہوئے ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۱** احتجاج طبرسی کی ایک حدیث میں عمر ابن الخطاب سے منقول ہے کہ ایک دن میں اجازت طلب کرکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مشربۂ ام ابراہیم میں پہونچا۔ آنحضرتؐ کھجور کے ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک کا کچھ حصہ مٹی پر بھی تھا۔ اور سر مبارک کے نیچے ایک تکیہ لیف خرما سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ پس میں نے حضرتؐ پر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور اس کی مخلوق میں سے چیدہ اور برگزیدہ ہیں (پھر اس حالت میں ہیں) حالانکہ کسریٰ اور قیصر سونے کے تختوں پر اور دیباج و ریشم کے فرش پر ہیں۔ پس کر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کی راحت کی چیزیں جلد دیدی گئی ہیں حالانکہ بہت ہی جلد ختم ہو جانے والی بھی ہیں اور ہماری راحت کی چیزیں تاخیر میں ڈالی گئی ہیں (یعنی آخرت میں ملنے والی ہیں)۔ ۱۲ ایک دن جناب امیرالمومنینؑ کے سامنے کسی نے فالودہ کا پیالہ حاضر کیا حضرتؑ نے اپنی انگشت مبارک اس کی تہ تک پہونچائی مگر اس میں سے کچھ نوش نہ فرمایا۔ ہاں انگلی کے سرے کو زبان سے چاٹ کر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ تو اچھا۔ حرام بھی نہیں مگر یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا عادی بناؤں جس کی اسے اب تک عادت نہیں ڈالی ہے۔

دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھا کر کھینچ لیا۔ کسی نے سبب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا مجھے اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ یاد آگئے کہ ان جنابؐ نے کبھی اس کو نوش نہیں فرمایا۔ پس مجھے بھی مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود ایسی چیز کھاؤں جو آنحضرتؐ نے کبھی نوش نہ فرمائی ہو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگوں نے جو ان جنابؑ سے عرض کی آیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میرا نفس اس کا مشتاق نہ ہو جائے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی عادت یہ تھی کہ وہ جنابؑ اور لوگوں کو گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور خود اپنے مقام پر جو کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔ کبھی سرکے کے ساتھ اور کبھی زیت کے ساتھ۔

محمد بن قیس نے روایت کی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم جناب امیرالمومنین علیہ السلام (ایسے منکسر تھے کہ) غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور غلاموں کا سا کھانا کھاتے تھے۔ (اور جب کبھی ضرورت پڑتی تھی) دو کرتے خرید فرماتے تھے ان میں سے جو اچھا ہوتا تھا اپنے غلام کو عطا فرما دیتے تھے۔ اور دوسرے کو خود زیب بدن فرما لیتے تھے۔ اگر اس کی آستین انگلیوں سے بڑھ جاتی تھی تو اتنی قطع کر دیتے تھے۔ اور اگر طول میں ٹخنوں سے زیادہ ہوتا تھا تو اتنا چاک کر دیتے تھے۔ اور پانچ برس تک ان جنابؑ نے حکومت کی لیکن اس عرصہ میں کبھی اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی۔ (یعنی کوئی مکان نہیں بنایا) اور نہ تا کو درہم و دینار ورثہ میں چھوڑا۔ دوسروں کو تو وہ جنابؑ گوشت اور گیہوں کی روٹی کھلاتے تھے اور خود اپنے مقام پر جو کی روٹی سرکہ اور زیت کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کبھی ایسے دو کام ان جنابؑ کو درپیش ہوتے تھے جو موافق رضائے خدا ہوں تو ان دونوں میں سے اس کو اختیار کرتے تھے جس سے کہ ان جنابؑ کے بدن کو زیادہ مشقت اٹھانی پڑے۔ اور ان جنابؑ نے اپنی ذاتی کمائی سے محنت شاقہ اٹھا اٹھا کے جس میں ان جنابؑ کے ہاتھ مٹی میں بھر بھر جاتے تھے اور چہرۂ مبارک پر پسینے آ جاتے تھے ایکہزار غلام (خرید کئے اور سب) راہ خدا میں آزاد کر دیئے اور اپنے ہاتھوں سے ایسے ایسے کام انجام دیئے جو طاقت انسانی سے باہر تھے۔ اور وہ جنابؑ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہ السلام ان جنابؑ سے بہت مشابہ تھے کہ انکا سا علم بعد ان کے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ پھر امام علیہ السلام نے جناب امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کا ذکر شروع کیا اور فرمایا کہ ایک دن وہ جناب بصرہ میں عُلاء بن زیاد کی عیادت کے لئے گئے۔ عُلاء نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ! میں آپ سے اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی شکایت کرتا ہوں کہ اس نے عبا پہن لی ہے اور دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ جب وہ آگیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اے اپنے نفس کے دشمن! شیطان نے تجھے اپنا نشانہ قرار دے لیا ہے۔ تجھے اپنے اہل و عیال پر رحم نہیں آتا۔ کیا تیری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ نے تیرے لئے جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے تو انہی کے استعمال کو وہ تیرے لئے مکروہ سمجھے تو اس سے خدا کے نزدیک زیادہ سبک ہے۔ اس پر اس نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ! حضور جو یہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں اور روکھا سوکھا کھاتے پیتے ہیں؟ فرمایا میں تیری مانند نہیں ہو سکتا۔

(میں امام برحق ہوں) اللہ تعالیٰ نے آئمہ برحق پر یہ امر واجب کیا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کے ساتھ مفلسوں اور غریبوں کا سا برتاؤ کریں تاکہ فقیر کو اس کا فقر گراں نہ ہو (اور دولتمند کو اپنی دولت پر غرہ نہ رہے۔)

**صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۲** اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ: تفسیر صافی میں ہے کہ احقاف جمع حقف کی ہے جس سے مطلب ہے ایسا ریتیلا مستطیل بلند میدان جس میں ٹیلے اونچے نیچے ہوں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الاحقاف سے مراد ہے قوم عاد کا ملک جو شقوق سے اجفر تک چار منزل تک پھیلا ہو ہے۔ تفسیر برہان میں ہے کہ خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ بطانیہ میں ایک کنواں کھودا جائے۔ تین سو قد آدم تک کھودا گیا اور پانی نہ نکلا آخر چھوڑ دیا جب متوکل خلیفہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جب تک پانی نہ نکلے کھودے ہی چلے جاؤ۔ چنانچہ کھودنا شروع کیا گیا اور سو قد آدم پر ایک کر بطو نشان کے قائم کر دیتے تھے۔ آخر ایک چٹان پر پہونچے جسے سنبھے سے توڑا۔ ٹوٹنے پر اس میں سے ایک ٹھنڈی ہوا نکلی کہ جو اس ہوا کے قریب جاتا تھا وہی مر جاتا تھا۔ متوکل کو اس معاملہ کی خبر کی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا تو فرزند امام رضا سے دریافت کر اور وہ اس وقت میں امام حسن عسکری تھے۔ پس حضرتؑ کی خدمت میں لکھ کر سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ مقام بلاد الاحقاف ہے اور وہ قوم عاد تھی جس کو خدا تعالیٰ نے ریح صرصر سے ہلاک کر دیا تھا۔ (تصحیح: سنبھا لوہے کا ایک آلہ ہوتا ہے جس سے چٹانوں میں سوراخ سوراخ کر کے انھیں کمزور کر کے توڑا جاتا ہے) ۔۱۲

**صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۳** فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا: تفسیر قمی میں ہے کہ ان لوگوں کے نبی حضرت ہودؑ تھے۔ اور ان کا ملک بہت خیر و برکت کا تھا اور اس میں سماں یعنی فراوانی بہت رہتی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے سات برس کے لئے بارش بند کر لی۔ خوب قحط زدہ ہو گئے اور تمام خیر و برکت ان لوگوں کی جاتی رہی اور حضرت ہودؑ برابر ان سے یہ کہتے رہے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ......تا...... وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ٥ مگر وہ ایمان نہیں لائے سرکش رہے تو خدا تعالیٰ نے ہودؑ کو وحی فرمائی کہ ان پر فلاں وقت عذاب آئیگا اور وہ ہوا کی صورت میں ہوگا۔ جس میں دردناک عذاب موجود ہے۔ پس جب وہ وقت آیا تو آنحضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا کہ وہ خوش خوش ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بادل آ گیا اب ہم پر مینہ برسے گا۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا لفظ تو اس آیت کے عام ہیں مگر معنی خاص ہیں اس لئے کہ اس ہوا نے بہت سی چیزیں ایسی چھوڑیں جن کو ہلاک نہیں کیا۔ ہاں قوم عاد کے ہر قسم کے مال کو اس نے ہلاک کر دیا۔ معصومؑ نے فرمایا کہ اس قسم کی کل چیزیں جو پہلی امتوں کی ہلاکت سے متعلق ہیں امت محمدیہ کو ڈرانے کے لئے اور ان کو اس قسم کے افعال سے باز رکھنے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب حضرت ہودؑ نے اس ہوا کو محسوس فرمایا تو وہ مومنین کو ساتھ لے کر ایک محفوظ مقام میں چلے گئے۔ اور اس ہوا نے آکر کافروں پر ریت کے ٹیلے کے ٹیلے ڈال دیئے جن کے نیچے وہ سات رات اور آٹھ دن دبے پڑے رہے۔ پھر ہوا نے ان پر سے ریت ہٹا کر ان کی نعشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا۔۱۲

**صفحہ ۶۰۵ نوٹ ۴** قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا......تا...... اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ ان آیتوں میں جو کچھ بیان ہے وہ جنات کے اقوال ہیں۔ اور شان نزول ان کی یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ سے بازار عکاظ کو تشریف لے گئے تھے۔ زید ابن حارثہ آنحضرتؐ کی ہمراہی میں تھے اور لوگوں کو دعوت اسلام دیتے جاتے تھے مگر نہ کسی نے جواب دیا اور نہ قبول کیا پھر حضرتؐ مکہ کی طرف لوٹے۔ پس جب اس مقام پر پہونچے جو وادیٔ مجنہ مشہور ہے تو آپؐ نے نماز تہجد ادا کی جس میں قرآن مجید کی بعض صورتیں پڑھیں۔ جنوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرتا تھا۔ جب انھوں نے آنحضرتؐ کی قرات سنی تو ایک نے دوسرے سے کہا خاموش ہو جاؤ اور جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہو گئے وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان سے وہ کچھ کہا جو کچھ ان آیتوں میں مذکور ہے۔ پس وہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام بھی لائے ایمان بھی لائے۔ آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کے قواعد سکھائے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے نبی پر پوری سورہ جن نازل فرمائی۔ اور جو کچھ انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اسے بھی بطور حکایت بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے لئے حاکم انھیں میں سے تجویز فرما دیا۔ پھر وہ وقتاً فوقتاً آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو حکم دے دیا کہ ان کو علم پڑھائیں اور فقہ سکھلائیں۔ پس ان میں مومن بھی ہیں، کافر بھی ہیں، یہود بھی ہیں، نصاریٰ بھی ہیں، مجوس بھی ہیں، ناصبی بھی ہیں۔ اور وہ سب کے سب اولاد جان سے ہیں۔ امام موسیٰ کاظمؑ سے جنات مومنین کی نسبت دریافت کیا گیا تھا کہ آیا وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے جنت و جہنم کے مابین کچھ مقامات ایسے بنائے ہیں جن میں مومن جنات اور گنہگاران شیعہ رکھے جائیں گے۔۱۲

**صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۱** نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ انبیاء کے سردار پانچ ہیں وہی رسولوں میں سے اولوا العزم ہیں اور انہی کے برتے پر دین خدا کی چکی کا پاٹ خصوصاً چل رہا ہے۔ اور کل انبیاء کے برتے پر عموماً۔ وہ پانچ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے قریب قریب یہی دونوں روائیتیں منقول ہیں کافی اور علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ پیغمبر اولوا العزم اس لئے کہے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے بعد والے اوصیاء خصوصاً مہدی علیہ السلام اور ان کی سیرت کے بارے میں اطلاع دی۔ پس ان سب نے ان کی بزرگی کو تسلیم کیا اور اقرار کر لیا کہ ہم اسی پر ثابت قدم رہیں گے۔ تفسیر قمی میں ایک معنی اولوا العزم کے یہ بھی لکھے ہیں کہ انھوں نے خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور ہر نبی کا اقرار جو ان سے مقدم تھا یا ان کے بعد آنیوالا تھا کرنے میں اور سب انبیاء سے سبقت کی اور جھٹلائے جانے پر اور ایذا دیئے جانے پر صبر کرنے کا عزم کر لیا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۲** اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ٥ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بعد آنحضرتؐ کے مرتد ہو گئے تھے اور ان کے اہلبیتؑ کا حق غصب کر بیٹھے تھے۔ پس جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام کی ولایت سے خود بھی باز رہے تھے اور لوگوں کو بھی روکتے تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ یعنی جناب رسولؐ خدا کی معیت میں جو جہاد وغیرہ اور نصرت وہ کر چکے تھے وہ سب باطل ہو گئی۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے بعد وفات جناب رسولؐ خدا مسجد رسولؐ میں جس حال میں کہ بہت سے آدمی جمع تھے بآواز بلند فرمایا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ٥ پھر ابن عباس نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ یہ جو کچھ آپ نے فرمایا کیوں فرمایا؟ ارشاد ہوا کہ میں نے تو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے۔ ابن عباس نے عرض کی کہ فرمایا تو آپ نے امر خلافت ہی کے متعلق ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسولؐ تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو باز رکھیں باز رہو) یا ابن عباس آیا تم جناب رسولؐ خدا کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہو کہ انھوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا؟ عرض کی میں نے تو جناب رسولؐ خدا کو سوائے آپ کے بارے میں اور کسی کے حق میں وصیت ہی کرتے نہیں سنا۔ فرمایا کہ پھر تم نے مجھ سے بیعت کیوں نہ کی؟ عرض کی لوگوں نے ابوبکر پر اجتماع کر لیا اور

میں بھی ان میں سے ایک ہوگیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جیسے بچھڑا پوجنے والوں نے بچھڑے پر اجتماع کر لیا تھا۔ تم لوگوں کی بھی یہاں آزمائش ہوئی اور تمہاری مثل وہی ہے۔ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ -۱۲

**صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۳** وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِیْ عَلِیٍّ (یعنی اور جو کچھ محمد مصطفےٰؐ پر حضرت علیؑ کے بارے میں نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے۔) -۱۲

**صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۵** وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم کو لڑائی کا حکم دیا تاکہ مومنین کی آزمائش تو کفار کے ذریعہ سے یوں کرے کہ وہ ان سے جہاد کریں اور ثواب عظیم کے مستحق ہو جائیں اور کفار کی آزمائش یوں کرکے مومنوں کے ہاتھوں سے جلد ان کو کچھ عذاب پہونچائے تاکہ ان میں سے بعض کفر سے باز آجائیں -۱۲

**صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۶** عَرَّفَهَا لَهُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جنت کا ان سے وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے لئے ذخیرہ فرمائی ہے -۱۲

**صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۷** اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ : لفظی معنی اگر تم اللہ کی نصرت کروگے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی اور اللہ کے دین کی اور اللہ کے رسولؐ کی اور رسول اللہ کے وصی کی نصرت کروگے : ۱۲

**صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۸** ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ : تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہونچائی تھی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ عَلِیٍّ مگر مرتدین نے نام اڑا دیا۔ پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے جو آگے بیان فرمایا ہے فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۱۲۵

**صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۹** فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط : تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیا انھوں نے گزشتہ حالات پر غور نہیں کیا جن کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور عذاب دیا -۱۲

**صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۷** كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس جنت میں ہیں جس کا بیان ہو چکا ہے وہ اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتے جو جہنم میں ہو جیسے کہ دشمن خدا ولی خدا کے مانند نہیں ہو سکتا اور نیز جناب امام محمد باقرؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ جب میں جنت میں پہونچا تو میں نے وہاں درخت طوبیٰ دیکھا جس کی جڑ سے یہ چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے جناب رسول خدا کی ایک حدیث میں منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ مومن بھی جنت میں ایسا نہ ہوگا کہ جس کے بہت سے باغات نہ ہوں کہ ان میں سے بعض میں ٹٹیاں ہوں اور بعض میں نہ ہوں گی اور شراب پانی کی اور دودھ کی نہریں بھی جاری ہوں گی -۱۲

**صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۸** وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ..... تا ..... مَاذَا قَالَ اٰنِفًا : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اصحاب رسولؐ میں سے جو منافق تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی بات سنتے تھے اس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکل کر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ محمد (محمد مصطفےٰؐ) نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا؟ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کے پاس ہوتے اور حضرتؐ ہم کو وحی کی باتیں سناتے تو میں ان کو یاد رکھتا اور واللہ اوروں کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرتؐ کی خدمت سے اٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۲** حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ کعبۃ اللہ میں تشریف لائے اور خانۂ کعبہ کا دروازہ حلقہ پکڑ کے ہماری طرف مخاطب ہو کے فرمانے لگے آیا میں تم کو علامات قیامت سے آگاہ نہ کروں؟ اس دن سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہ نسبت اور لوگوں کے آنحضرتؐ سے زیادہ قریب تھے۔ سب لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ضرور بیان کیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علامت قیامت میں سے ہے نماز کا ضائع کرنا خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔ ہوا و ہوس کی طرف مائل ہونا۔ مالداروں کی تعظیم کرنا۔ دین کو دنیا کے عوض فروخت کرنا۔ اور مومن جب یہ افعال قبیحہ ہوتے دیکھے گا تو اس کا دل اس طرح پگھلے گا جیسے کہ پانی میں نمک (پگھلتا ہے) کیونکہ اس کو ان برائیوں کے دور کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔ سلمانؓ فارسی نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں ضرور ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے قریب حکام ظالم اور وزراء بدکردار اور امراء ستمگار اور امانت دار خائن ہو جائیں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی سب ہونگی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں۔ خدا کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس وقت نیک کام برے سمجھے جائیں گے۔ برائیاں اچھی معلوم ہونگی۔ خیانت کرنے والا امین منصور ہوگا اور امانت دار خائن (سمجھے جائیں گے) جھوٹے کو سچا جانیں گے اور سچے کو جھوٹا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ امور بھی ضرور ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اس وقت عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارتیں کیا کریں گی بارش کے موسم میں دھوپ پڑے گی بزرگ مرتبہ اشخاص غصہ ور اور تنگ دست (خلائق کی نظروں میں) حقیر و ذلیل ہو جائیں گے۔ اور جس وقت دوکاندار یہ کہنے لگیں گے کہ ہم نے تو کچھ بیچا ہی نہیں۔ کوئی یہ کہے گا کہ ہمیں تو کچھ نفع ملا ہی نہیں تو تم بازاروں میں جانا چھوڑ دینا کیونکہ تم وہاں ہر شخص کو خدا کی مذمت کرتے ہوئے دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں ایک قوم ہوگی کہ اگر وہ بات کریں گے تو لوگ انھیں قتل کر دیں گے اور اگر وہ خاموش رہیں گے تو لوگ ان کا مال لوٹ لیں گے۔ اصلی غرض ان کی یہ ہوگی کہ خوب لوٹیں اور لوگوں کی عزت و آبرو خاک میں ملائیں اور ان کے خون بہائیں تاکہ دلوں میں خوف اور دہشت بیٹھ جائے پس تم ہر شخص کو خائف و ترساں ہی دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ حادثے بھی برپا ہوں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اے سلمانؓ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے کے لوگ ایک چیز مشرق سے اور ایک چیز مغرب سے لائیں گے اور میری امت انہی چیزوں کو اپنا ملجا و ماویٰ بنائیگی۔ اس وقت میری امت کے مفلس لوگوں کی حالت افسوسناک ہوگی۔ خدا ان کو (اوندھے منہ) وَیل (دوزخ) میں ڈالے گا وہ لوگ چھوٹوں پر رحم نہ کریں گے اور بڑوں کی توقیر نہ کریں گے۔ اور مجرم کے قصور کو عفو نہ کریں گے۔ بدن تو ان کے آدمیوں کے سے اور دل ان کے شیطانوں کے سے ہوں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور بالضرور ہوں گی۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو (اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے) کافی سمجھیں گے اور لڑکوں

پر اسی طرح غیرت کی جائے گی جس طرح لڑکیوں میں اس کے کنبہ میں کی جاتی ہے۔ مرد تو عورتوں کا بھیس بدلیں گے اور عورتیں مردوں کا روپ بھریں گی۔ عورتیں گھوڑوں پر زین کس کس کے سوار ہوا کریں گی۔ میری امّت کی ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہو گی۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ واقعات بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! قسم خدا کی جس کے اختیار میں میری جان ہے مسجدیں سونے چاندی سے آراستہ کی جائیں گی جس طرح یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں مزیّن کی جاتی ہیں۔ قرآن پر طلا کاری کی جائے گی۔ مسجدوں کے منارے بلند کئے جائیں گے اور جماعتوں کی صفیں ان میں کثرت سے ہوں گی مگر وہ لوگ دل میں بغض اور زبانوں پر اختلاف رکھتے ہونگے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گی۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں میری امّت کے مرد سونے سے زینت کریں گے اور حریر خالص و دیبا کے کپڑے اور گندہ کپڑوں کی جگہ (شیر اور) چیتے کی کھال تک پہنیں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ کام بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں لوگ ظاہر بظاہر سود لیں گے اور رشوت لے لے کے بندگانِ خدا کو رنج دے کے معاملات طے کیا کریں گے۔ دین اسلام پست و حقیر ہو جائے گا۔ دنیا کو ترقی ہو گی۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ بھی ہو گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ اے سلمانؓ خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانے میں طلاق کی کثرت ہو گی۔ خدا کے احکام مٹائے جائیں گے۔ ان باتوں سے خدا کا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہو گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا بے شک ہو گا۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانہ میں گانے والیاں اور طرح طرح کے باجے ظاہر ہوں گے اور میری امّت کے بدکاران کی طرف رغبت کریں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہو گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہو گا اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانہ کے امراء تو بغرض سیر و سیاحت حج کو جائیں گے اور اوسط درجہ کے آدمی بغرض تجارت اور فقراء دکھاوے اور شہرت کے لئے اور ایک گروہ ہو گا جو قرآن کو خوشنودی خدا کے لئے نہ سیکھے گا اور باجوں پر قرآن پڑھے گا۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فقہ تو سیکھیں گے مگر خدا کے لئے نہیں۔ اولادِ زنا کثرت سے ہو گی۔ قرآن راگ راگنی میں گایا جائے گا۔ اور وہ لوگ دنیا کے فریفتہ ہونگے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہو گا؟ فرمایا ضرور ہو گا۔ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانہ میں پردہ نشینوں کی آبروریزی ہو گی۔ لوگ گناہوں کے مرتکب ہوں گے نیکوکاروں پر بدکار مسلّط ہو جائیں گے۔ کھلم کھلا جھوٹ بولیں گے اور آپس میں خوب جھگڑیں گے اور عقلمند روپوش ہو جائیں گے۔ اور ایک نسخہ میں یہ ہے کہ فقر و فاقہ ظاہر ہو گا۔ (اچھے اچھے) کپڑے پہن کر فخر کیا کریں گے۔ بے موسم بارش ہوا کرے گی۔ ڈھول اور ستار کو اچھا سمجھیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منکر ہوں گے۔ یہاں تک کہ باایمان آدمی اس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل اور خوار ہو جائے گا۔ اور اس زمانہ کے قاری اور عبادت گزار ایک دوسرے کو ملامت کیا کریں گے۔ پس وہ لوگ قیامت کے دن پلید و نجس محشور ہوں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ سب واقعہ بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانہ میں مالدار آدمی کو بھی فقیر کا خوف ہو گا۔ یہاں تک نوبت پہونچ جائے گی کہ غربا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بھیک مانگتے پھریں گے۔ لیکن کوئی شخص ان کے ہاتھ پر کچھ بھی نہ دھرے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ سب بھی ہو گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہو گا۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس زمانہ میں رو بیضہ کلام کرے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں رو بیضہ کیا چیز ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا عوام الناس کے معاملہ میں وہ شخص کلام کرے گا جسے بولنے کا بھی سلیقہ نہ ہو گا۔ پس تھوڑے عرصہ کے بعد زمین دھنسنا شروع ہو جائے گی اور ہر شخص یہی خیال کرے گا کہ میرے ہی قریب کی زمین دھنس رہی ہے۔ پس جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو گا وہ لوگ اسی حال پر رہیں گے۔ بعد اس کے زمین ان کے سامنے اپنے پارۂ جگر ظاہر کر دے گی۔ یعنی سونا چاندی۔ پھر ستون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا زمین سے چاندی اور سونے کے اتنے بڑے بڑے ٹکڑے نکل آئیں گے۔ لیکن اس وقت وہ سونا اور چاندی ان کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا۔ (اے سلمانؓ) قولِ باریتعالےٰ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا کا یہی مطلب ہے۔

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۳** فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ استغفار پڑھنا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا سب سے بہتر عبادت ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۴** فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ الخ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر عمر ابن الخطاب نے جناب امیرالمومنینؑ سے ملاقات کی اور یہ کہا کہ آپ ہی ہیں جو آیت بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ پڑھ پڑھ کر مجھ پر اور میرے یار (ابوبکر) پر طعن فرماتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ (فقط یہی نہیں بلکہ) کیا میں تجھے ایسی آیت کی خبر نہ دوں جو بنی امیہ کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اس ملعون نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ بنی امیہ تو قرابت کی رعایت تم سے زیادہ کرتے ہیں لیکن تم کو بنی تیم و بنی عدی اور بنی امیہ کی دشمنی کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدینؑ سے ایک حدیث منقول ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ تم کو قطع رحم کرنے والے کی دوستی سے بچنا چاہیئے کہ میں نے کتاب خدا میں تین موقعوں پر لعنت پائی ایک تو یہی آیت ہے کہ اس کے بعد خدا نے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ۔ دوسرے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ تیسرے فرمایا الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ۱۲

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۵** اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے۔ کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے تاکہ جو حق ان کے اوپر ہے اس کو ادا کریں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۶** اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا: المحاسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تمہارے دل کے بھی کان موجود ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی بندے کی راہبری فرمائے تو اس کے دل کے کان کھول دیتا ہے اور جب کسی کے بارے میں سلب توفیق منظور ہوتی ہے تو اس کے دل کے کان بند کر دیتا ہے۔ پس وہ کبھی اصلاح نہیں پاتا اور خدائے تعالیٰ کے قول اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کا یہی مطلب ہے تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں اقفال کی اضافت جو اس ضمیر کی طرف کی ہے جس کا مرجع قلوب ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے قفل ہیں جو دلوں کے لئے مناسب اور ان کے لئے مخصوص ہیں نہ یہ کہ عرفِ عام میں جن کو قفل کہتے ہیں وہ ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۷** اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فلاں اور فلاں (مراد شیخین) جناب امیرالمومنینؑ کی ولایت ترک کرنے میں ایمان سے پھر گئے۔ پھر فرمایا واللہ یہ آیت اُن دونوں کے اور اُن کے پیروؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ثبوت اس کا خدا تعالیٰ کا

یہ قول ہے جو جبرئیلؑ امین نے جناب رسولؐ خدا کو یوں پہونچایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ یعنی علیؑ مرتضیٰ کی ولایت واجب کرنے کے بارے میں خدا نے جو کچھ نازل فرمایا تھا اس سے تو کراہت رکھنے والے تو یہ دونوں اور ان کے خاص یار ابوعبیدہ ابن الجراح تھے جو ان کے کاتب بھی تھے۔ اور انھوں نے بنی امیہ سے یہ عہد و پیمان لینا چاہا کہ امر خلافت بعد رسولؐ خدا کے ہم اہلبیتؑ میں نہ جانے پائے۔ اور وہ ہم کو خمس میں کچھ نہ دیا کریں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم ان کو خمس دیا کریں گے تو پھر کسی چیز کے محتاج نہ ہوں گے۔ اور اس بات کی کہ ان کو امر خلافت نہ پہونچے کچھ بھی پروا نہ کریں گے۔ پس بنی امیہ نے جواب میں یہ کہا کہ جن باتوں کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ان میں سے بعض میں تو ہم تمھاری اطاعت کریں گے یعنی خمس میں سے ہم اہلبیتؑ کو کچھ نہ دیا کریں گے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کے اس مشورہ کے بارے میں یہ آئیتیں نازل فرمائیں۔ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ الخ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ الخ۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۱** نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَلشَّيْطٰنُ سے مراد حضرت ثانی ہیں۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۳** نیز حضرت عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تفتیش علیؑ ابن ابیطالبؑ کی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ سے دوستی نہ رکھتا ہو ہم سمجھ لیتے تھے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں ہے۔ انس سے منقول ہے کہ اس آیت کے آنے کے بعد زمانۂ جناب رسولؐ خدا میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۴** اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: تفسیر قمی میں ہے کہ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد جناب امیرالمومنینؑ ہیں۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۵** وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ: ثواب الاعمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خاطر سے اللہ تعالیٰ ایک درخت جنت میں اُگا دیتا ہے اور جو ایک مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے اس کی خاطر سے اللہ تعالیٰ ایک درخت جنت میں اسی کلمہ کی بدولت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اس کی خاطر سے ایک درخت جنت میں اللہ تعالیٰ اسی کی بدولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس پر قریش میں سے ایک شخص بولا کہ یا رسولؐ اللہ (اس حساب سے) ہمارے درخت تو جنت میں بہت سے ہو گئے ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ مگر اس سے ڈرتے رہنا کہ کہیں تم ان پر آگ بھیج دو اور وہ ان کو جلا دے۔ یہی تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ ۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۶** ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمنی کرنے میں اور خلاف کرنے میں اور آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے میں وہ تمھارے جیسے نہ ہوں گے۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۷** اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝: معانی الاخبار میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر وہی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ دوست ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس سورت کے نازل ہونے کا سبب اور اس فتح عظیم کا باعث جو کچھ منقول ہے اس کی تفصیل آگے ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ امن و امان سے داخل مکۂ معظمہ ہو گئے اور مناسک بجا لائے۔ اسی کے بموجب آنحضرتؐ اپنے بہت سے اصحاب کو ساتھ لے کر چل کھڑے ہوئے۔ قریش نے راستے میں روکا ایک صلحنامہ لکھا گیا جس کی شرائط توڑ کر وہ خود ذلیل و مغلوب ہوئے۔ آنحضرتؐ کا خواب سچا ثابت ہوا شہر مکہ بغیر جنگ و جدل مسلمانوں کا دائمی قبضہ ہو گیا۔ صلحنامہ لکھتے وقت منافقوں کا نفاق اچھی طرح کھُل گیا۔ ان سب کا سرگروہ عمر ابن خطاب تھا جس نے یہ لفظ کہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک آج کا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اگر چالیس آدمی مجھے میسّر آتے تو میں اس صلحنامہ کو توڑ دیتا۔۱۲

**صفحہ ۱۰۶۱ نوٹ ۸** لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ: تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا نہ کچھ گناہ تھا اور نہ ان حضرتؐ نے کسی گناہ کا قصد کیا بلکہ (جس طرح افسر اپنے ماتحتوں کے اعمال کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے) خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ان کے شیعوں کے گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور پھر آنحضرتؐ کی خاطر سے ان کو بخش دیا۔ العیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک جناب رسولؐ خدا سے زیادہ کوئی گنہگار نہ تھا۔ اس لئے کہ وہ خدا کے علاوہ تین سو ساٹھ بُت پوجتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے کلمۂ توحید کی دعوت دی تو ان کو یہ بات بہت ہی گراں اور ناگوار گزری۔ اور انھوں نے کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا الخ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا تو ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ یعنی مشرکین مکہ کے نزدیک توحید خدا کی طرف بلانے کی وجہ سے جو بھی تمھارے گناہ مشرکین مکہ کی نگاہ میں تھے وہ سب بخش دیئے گئے اس طرح کے بعض تو ان مشرکین مکہ سے اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض مکہ سے نکل گئے۔ اور جو باقی رہے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب تم لوگوں کو توحید خدا کی دعوت دیتے ہو تو وہ روکنے کی اور انکار کی قدرت نہیں رکھتے۔ پس تمھارے غالب آنے کے سبب سے ان کے خیال میں جو تمھارا گناہ تھا وہ بخشا گیا۔۱۲

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا حضرتؑ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے ان جنابؐ کو (بوجہ سردار ہونے کے) شیعیانِ علیؑ ابن ابیطالب کے گناہوں کا ذمہ دار بنا دیا تاکہ ان جنابؐ کی خاطر سے شیعوں کے گزشتہ اور آیندہ گناہ بخش دے۔

بعض اہل معرفت اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی عصمت تو (بدلائل عقلیہ و نقلیہ) سے ثابت ہے۔ آنحضرتؐ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا (اب رہی یہ بات کہ) اس آیت میں خود آنحضرتؐ کی طرف گناہ کو منسوب کیا گیا۔ تو اس کی وجہ تو یہی ہے کہ خطاب ظاہری تو آنحضرتؐ ہی سے ہے لیکن مراد امّت ہے۔ چنانچہ مثل مشہور "اِيَّاكِ اَدْعُوْ وَاسْمَعِيْ يَا جَارَتِيْ" اس کی مثال ہے۔ اس کا منشا یہی ہے کہ خطاب تو خاص اور معیّن شخص سے ہوتا ہے مگر مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس بات کو پاس پڑوس والے بھی سُن لیں (پس آیۂ مذکورہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ ظاہر میں تو گناہ آنحضرتؐ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور حقیقتہً امت کے گناہوں کے بخشنے کی بشارت آنحضرتؐ کو دی گئی ہے)

اور "مَا تَقَدَّمَ" سے یہ مراد ہے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے لے کر آنحضرتؐ کے زمانہ تک جتنے مومنین ہوں گے ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور "مَا تَاَخَّرَ" کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک جتنے مومنین ہوں گے ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اس لئے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے آدمی ہوں گے وہ سب کے سب آنحضرتؐ کی امت ہیں۔ حالانکہ حقیقی امت میں وہی ہیں جو آنحضرتؐ کے چلن پر چلتے ہیں۔ آنحضرتؐ سے پہلے جتنی شریعتیں گزریں وہ سب باطن کے لحاظ سے شریعت محمدیؐ کی ماتحت ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس وقت میں نبوت پر فائز تھے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کا قول "کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ" ترجمہ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے یعنی ان کا جسد خاکی بھی تیار نہ ہوا تھا۔) اس پر دلالت کرتا ہے دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ دوسرے نبیوں اور رسولوں کے سردار اور تمام آدمیوں کے لئے عام ہے اس لئے خداوند عالم نے فرمایا "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ" اور یہ بات تو ضروری ہے ہی نہیں کہ ہر شخص آنحضرتؐ کو دیکھے تب ہی اس کا شمار اُمّتِ محمدیؐ میں ہو جس طرح آنحضرتؐ نے اپنے ظہور کے زمانے میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر اہل یمن کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اسی طرح مخلوقات سے پہلے انبیاءؑ مرسلین کو باعتبار "کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ" انسانوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا بنا بریں جناب آدم علیہ السلام سے لے کر (تا ظہور آنحضرتؐ) ہر ہر نبیؑ کی امّت امّتِ مصطفویؐ کہلائی جائے گی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے حضرتؐ کو بشارت دی کہ وہ مومنین کے گزشتہ کے اور آیندہ کے کل گناہ بخش دے گا۔ اس آیت میں بظاہر اگرچہ خطاب آنحضرتؐ ہی سے ہے مگر حقیقۃً امّت کی مغفرت مقصود ہے۔ تمام مومنین بخشے جائیں گے اور سعادت ابدی پر فائز ہوں گے۔ اس کی دو وجہیں ہیں اوّل یہ کہ وہ جناب رحمۃ للعالمین (تمام عالم کے لئے رحمت) ہیں۔ دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ کا مرتبہ تمام آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ سارے بنی آدم پر مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔ چنانچہ قول باریتعالےٰ "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا" الخ اس پر دلیل ہے خدا نے یہ نہیں فرمایا "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّھٰذِہِ الْاُمَّۃِ" "ہم نے تم کو اسی مخصوص امت کے لئے مبعوث کیا ہے" بلکہ خدا نے تو یہ خبر دی ہے کہ آنحضرتؐ تمام آدمیوں کے رسولؐ ہیں اور حضرت آدمؑ سے لے کر تا قیامت جتنے آدمی ہوں گے وہ سب "النَّاس" کا مصداق ہیں۔ پس انہی لوگوں کی مغفرت اس آیت میں مقصود ہو گی۔

سیّد ابن طاؤس علیہ الرّحمہ نے یوں روایت کی ہے کہ "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ" کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکّہ اور قریش کے نزدیک ہجرت کے پہلے اور بعد جو تمہارا گناہ تھا وہ خدا نے معاف کر دیا۔ اس لئے کہ جب تم بغیر لڑائی کے مکّہ کو فتح کر لیا اور ان کو غارت نہ کیا اور ان کی دیرینہ عداوت اور جنگ کا ان سے معاخذہ نہ کیا تو ان لوگوں نے تمہارے گناہ جو ان کے عقیدے میں تھے بخش دیئے اور جبکہ انھوں نے دیکھا کہ تم کو اچھی طرح قدرت اور حکومت حاصل ہو گئی تو وہ تمہاری دشمنی سے جو ان کے دلوں میں تھی درگزر سے۔

ابن کثیر قمی بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن حرب ہلالی حاکم مدینہ نے بیان کیا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! میرے دل میں ایک مسئلہ ہے جسے میں حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسے تم بیان کرو گے یا جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو اسے میں ہی بتا دوں؟ میں نے عرض کی میرے ظاہر کرنے سے پہلے حضور کو میرا سوال کیسے معلوم ہو گیا؟ حضرتؑ نے فرمایا توسّم اور فراست سے۔ کیا تم نے قول باریتعالیٰ نہیں سُنا کہ وہ فرماتا ہے۔ "اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ" جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں "اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ" (مومن کی عقل دوربین سے ڈرتے رہو کہ وہ نور خدا کے ذریعہ سے دیکھ لیتا ہے) میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ فرمائیے میرا سوال کیا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا تم یہ دریافت کرنا چاہتے ہو کہ اس کا کیا سبب ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کعبہ کی چھت پر سے بتوں کے گرانے کے وقت جناب رسولؐ خدا کا بوجھ نہ اٹھا سکے حالانکہ وہ جنابؑ ایسے قوی اور طاقتور تھے کہ کیسے کیسے امور عجیبہ ان سے ظاہر ہوئے۔ منجملہ ان کے ایک کام یہ تھا کہ ان جنابؑ نے قلعۂ خیبر کا دروازہ توڑا اور کواڑ کو جسے چالیس پہلوان نامی نہیں اٹھا سکتے تھے چالیس ہاتھ دور پھینک دیا اور جناب رسولؐ خدا ناقہ پر سوار ہوتے تھے۔ گھوڑے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے اور شب معراج براق پر بیٹھ کر بالائے آسمان تشریف لے گئے۔ تو ان جانوروں نے جو علیؑ ابن ابیطالب سے قوت و طاقت میں بدرجہا کم ہیں۔ جناب رسولؐ خدا کا بوجھ اٹھا لیا مگر جناب علیؑ ابن ابیطالب نہ اٹھا سکے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! خدا کی قسم میں حضور سے یہی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ محمد بن حرب نے پوری حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ! خداوند عالم نے تمہارے شیعوں کے گناہوں کا ذمہ دار مجھے بنایا ہے اور میری خاطر سے ان کے گناہ بخش دے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ"۔

محمد بن سعید مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کبھی نہیں! میں نے پوچھا قول باری تعالےٰ "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ" کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا خدا تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر شیعیانِ علی بن ابیطالب علیہ السلام کے گناہوں کا بار رکھا۔ پھر ان جناب کی خاطر سے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے۔

**صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۴** "لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ": تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مکّہ کے با ایماندار مرد و عورت وہاں سے ہٹ جاتے اور ان لوگوں میں سے نکل جاتے تو ہم ان لوگوں کو جو ان لوگوں میں سے کافر ہو گئے تھے عذاب دیدیتے اور جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا علیؑ مرتضیٰ کو قوت جسمانی حاصل نہ تھی یا وہ کار خدا کی اجراء کی قوت نہ رکھتے تھے؟ فرمایا ضرور رکھتے تھے۔ اس پر کسی نے عرض کی پھر کیا چیز مانع تھی کہ انھوں نے ذو ماغ نہ فرمایا اور غاصبین سے انتقام نہ لیا۔ حضرتؑ نے فرمایا چونکہ تو نے سوال کیا ہے اب جواب کو بھی سن لے علیؑ مرتضیٰ کو کتاب خدا کی ایک آیت مانع تھی۔ عرض کیا گیا وہ آیت کون سی ہے؟ تو حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی "لَوْ تَزَیَّلُوْا" الخ پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے صُلب میں جو کافر اور منافق پیدا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے کچھ مومن ودیعت فرما دیئے تھے۔ اور علیؑ مرتضیٰ کا یہ کام نہ تھا کہ جب تک خدا کی وہ ودیعتیں پیدا نہ ہو لیں ان کے باپ دادا کو قتل کر دیتے۔ ہاں جب وہ امانت ان کے صُلب سے باہر آ چکی تو خدا نے جس کو مناسب جانا ان پر مسلط فرما دیا اور اس نے انھیں قتل کر دیا۔ اور اسی طرح قائم اہلبیتؑ کو خدا تعالیٰ اس وقت تک ظاہر نہ کرے گا جب تک اس کی کل ودیعتیں کافروں اور منافقوں کے صُلب سے باہر نہ آ جائیں۔ اور جب وہ باہر آ چکیں گی تو پھر جن کو ان پر مُسلّط کرنا ہے مُسلّط کر دے گا کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۵** "اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ": تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد قریش عموماً ہیں اور سہیل ابن عمرو ان کا وکیل خصوصاً کہ ان لوگوں نے صلحنامہ لکھنے کے وقت یہ کہا تھا کہ ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے۔ پس "بِسْمِکَ اللّٰھُمَّ" لکھو جو دستور قدیم ہے۔ نیز یہ کہا کہ اگر ہم آپ کو رسولؐ اللہ جانتے تو آپ سے

جھگڑا ہی کیوں کرتے لہٰذا محمدؐ ابن عبداللہ لکھو۔ ۱۲

**صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۶** كَلِمَةَ التَّقْوٰى : المجالس میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ علیؑ ہدایت کا جھنڈا ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے جو میری اطاعت کرنے والے ہیں ان کا نور ہے۔ اور وہی وہ کلمہ ہے جو خدا نے متقیوں کے لئے لازم کر دیا ہے الخصال میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ ہم كَلِمَةُ التَّقْوٰى اور ہم سبیل ہدایت ہیں۔ التوحید میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے عُرْوَةُ الْوُثْقٰى اور كَلِمَةُ التَّقْوٰى ہوں۔ الاکمال میں جناب امام رضا سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ہم كَلِمَةُ التَّقْوٰى اور ہم عُرْوَةُ الْوُثْقٰى ہیں۔ ۱۲ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اجداد طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ مجھ سے خدائے عزّوجلّ نے ارشاد کیا کہ اے ہمارے رسولؐ! ہم تم سے ایک عہد لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی خدایا بیان کردہ کیا ہے؟ ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب ہمارے! بغور سنو! تمھارے بعد علیؑ ابن ابیطالب ہدایت کا نشان اور میرے دوستوں کا امام اور میرے فرمانبردار بندوں کا نور اور کلمۃ التقوٰی ہے جو متقیوں پر لازم کیا گیا ہے۔ جس نے اس سے دوستی کی اس نے یقیناً مجھ سے دوستی کی۔ اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے یقیناً مجھ سے دشمنی کی۔ اے رسولؐ تم علیؑ ابن ابیطالب کو یہ خوشخبری سُنا دو۔

مالک ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیۂ "وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا" میں کلمۃ التقوٰی سے کیا مراد ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام

تفسیر قمی میں علی ابن ابراہیم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام تحریر کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں کہ جب شب معراج مجھے آسمان پر لے گئے تو باوجود اپنی بلندی کے آسمان میری نظر میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سوار اپنی راہ سے جسے وہ ایک دن میں طے کر سکے سوئی کے ناکے کو دیکھے اس وقت میرے پروردگار نے علیؑ ابن ابیطالب کے بارے میں چند کلموں کا مجھ سے عہد وپیمان لیا اور فرمایا اے محمدؐ! سنو! علیؑ ابن ابیطالب متقیوں کا امام ہے اور نورانی پیشانی والوں کا افسر ہے۔ اور مومنوں کا سردار ہے۔ حالانکہ ظالموں کا سردار مال ہوتا ہے۔ اور علیؑ ابن ابیطالب میرا وہ کلمہ ہے جو میں نے متقیوں پر لازم کر دیا ہے۔ اور وہ اس کے حقدار بھی ہیں۔ پس تم یہ بشارت ان کو سنا دو۔ جناب امامؑ فرماتے ہیں کہ جونہی جناب رسولؐ خدا نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ بشارت سنائی تو وہ جنابؑ سجدۂ شکر میں گر پڑے پھر عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا میرا وہاں بھی ذکر ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! خدائے عزّوجلّ رفیق اعلےٰ میں تمھاری تعریف کیا کرتا ہے اور تمھارا ذکر وہاں بھی ہوتا ہے۔

قریب قریب یہی روایت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب اختصاص میں فرمائی ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بروایت اپنے آبائے اجداد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مروی ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلامؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا جبکہ میں شب معراج آسمان پر طلب کیا گیا اور وہاں سے سدرۃ المنتہےٰ پر پہونچا اور حجاب قدرت کے سامنے کھڑا ہوا تو مجھ سے ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ يَارَبِّ وَسَعْدَيْكَ اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا تم نے میرے بندوں کا امتحان لیا۔ ان کو آزمایا سب سے زیادہ کس کو اپنا مطیع پایا؟ میں نے عرض کی پروردگار علیؑ ابن ابیطالب کو! ارشاد ہوا تم سچ کہتے ہو۔ اے رسولؐ تم نے علیؑ ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تاکہ وہ تمھارے بعد تمھارے حقوق ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو قرآن کے معنی سکھائے جس سے وہ ناواقف ہیں۔ میں نے عرض کی خدایا ابھی مقرر تو نہیں کیا۔ الہٰی! اگر تیری منشا یہی ہے تو تو علیؑ کو منتخب کر لے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو پسند کیا اب تم اس کو اپنا خلیفہ اور وصی قرار دو۔ میں نے اپنا علم وحلم اس کو عطا کیا۔ وہ تمام مومنوں کا امیر ہے۔ اس سے پہلے یہ منزلت کسی کو نہیں ملی۔ اور نہ بعد والوں کو ملے گی۔ اے محمدؐ! علیؑ ابن ابیطالب ہدایت کا علم ہے اور جو میری اطاعت کریں گے ان کا امام ہے۔ اور میرے اولیاءؑ کا نور ہے۔ اور وہی وہ کلمۃ التقوٰی ہے جو میں نے تمام پرہیزگاروں پر لازم کیا ہے۔ جس نے علیؑ سے دوستی کی اس نے یقیناً مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے دشمنی رکھی اس نے یقیناً مجھ سے دشمنی رکھی۔ اے محمدؐ! تم علیؑ ابن ابیطالب کو یہ خوشخبری سنا دو۔ امامؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ان جنابؑ کو یہ بشارت دی تو یہ سن کر ان جنابؑ نے عرض کی میں خدا کا بندہ ہوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہوں۔ اگر وہ مجھ پر عذاب کرے تو اس کا سبب میرے گناہ ہوں گے۔ خدا کا مجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور اگر وہ اپنے وعدہ جو مجھ سے کئے ہیں پورے فرمائے تو وہ میرا مالک ہے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے درگاہِ الہٰی میں عرض کی یا اللہ! تو قلب علیؑ کو اپنے ایمان کی جائے بہار مقرر فرما۔ ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ! میں نے تمھاری دعا قبول کی مگر میں علیؑ ابن ابیطالب کی آزمائش ایسی بلا سے کروں گا کہ ویسی بلا سے آج تک اپنے کسی دوست کا امتحان نہ لیا ہوگا۔ میں نے عرض کی خدایا! یہ تو میرا بھائی اور مصاحب ہے۔ ارشاد ہوا میرے علم میں پہلے ہی گزر چکا ہے کہ علیؑ کا امتحان ہوگا اور اس کے بارے میں دوسروں کی آزمائش ہوگی۔ اگر علیؑ ابن ابیطالب نہ ہوتے تو میرے دوستوں کی اور میرے رسولؐ کی شناخت ہی نہ ہوتی۔

ابوہریرہ سے یہ مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو یہ فرماتے سنا کہ خدا نے مجھ سے علیؑ کے بارے میں عہد لیا۔ میں نے عرض کی اے میرے اللہ! مجھ سے بیان تو کر دے وہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہوا علیؑ ابن ابیطالب کو خبر دے دو کہ وہ امیرالمومنین ہے اور اوصیائے مرسلین کا سردار اور ہر شخص کا حاکم اور وہ وہ کلمہ ہے جو میں نے پرہیزگاروں پر لازم کیا ہے۔

**صفحہ ۶۱۶ نوٹ ۳** وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ امالی میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے یہ دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو نور کا ایک علم بہت ہی روشن باندھ کر تیار کیا جائے گا۔ اور ایک منادی یہ ندا دے گا کہ سیّد المومنینؑ اور جو ان کے ساتھ محمدؐ مصطفےٰ پر ایمان لانے والے تھے وہ کھڑے ہو جائیں پس علیؑ ابن ابیطالب کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ وہ نور کا علم ان کو عطا فرما دے گا جس کے نیچے تمام سابقین اوّلین مہاجرین سے ہوں تو اور انصار سے ہوں تو سب جمع ہوں گے۔ کوئی غیر ان کے ساتھ نہ مل سکے گا پھر ایک نور کا منبر منجانب ربّ العزت قائم کیا جائے گا۔ اس پر علی مرتضیٰؑ جلوس فرمائیں گے اور لوگ ایک ایک کرکے حضرتؑ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور وہ ہر ایک کو اس کا اجر اور اس کا نور عطا فرماتے جائیں گے جب اس گروہ میں سے آخری شخص پیش ہو چکے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جنت میں اپنے موقع اور مقام کو تو پہچان لیا ہے اب تمھارا پروردگار فرماتا ہے کہ میرے پاس تمھارے لئے مغفرت بھی ہے اور بڑا اجر بھی ہے یعنی جنت اور نعمات جنت۔ پس علیؑ ابن ابیطالب کھڑے ہو جائیں گے اور وہ لوگ ان کے علم کے سائے میں ان کے ساتھ ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ حضرتؑ اپنے منبر کی طرف لوٹ آئیں گے اور پھر اسی طرح مومنوں کے گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے ان حضرتؑ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اور اپنا اپنا حصہ لے کر جنت میں جاتے جائیں گے اور بہت سے ایسے ہوں گے جن کو دوزخ کے کنارے چھوڑ دیں گے۔ اوّل الذکر لوگوں کے لئے تو خدا فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدیق ہیں اور وہ اپنے مالک کے پاس حاضر ہوں

گے ان کا اجر اور ان کا نور ان کو ملے گا) ان سے مراد ہی سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور ایمان لانے والے اور علیؑ مرتضٰے کی ولایت کے ماننے والے۔ اب رہا دوسرا گروہ اس کے بارے میں خدا تعالٰی فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ٥ (اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں) ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ولایت اور حقوقِ جناب امیر المومنینؑ کا انکار کیا اور ان کو جھٹلایا۔ تفسیر برہان میں بعد نقل اس حدیث کے جو ہم نے امالی سے حاشیہ میں درج کی ہے یہی حدیث بطریق مخالفین علامہ موفق ابن احمد سے جنھوں نے بطریق مرفوع حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے درج کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس یہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ تو آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا سفید نور کا ایک علم تیار کیا جائے گا اور ایک منادی یہ ندا دیگا کہ ضرور ہے کہ کل مومنوں کا سردار اور اس کے ساتھ وہ لوگ جو جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ کی بعثت کے ایمان لائے ہوں وہ سب کھڑے ہو جائیں اس وقت علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ سفید نور والا علم ان کے دست مبارک میں دیدیا جائیگا۔ اس کے نیچے کل سبقت کرنے والے مہاجرین اولین سے ہوں تو اور انصار سے ہوں تو حاضر ہوں گے۔ کوئی غیر ان کے ساتھ نہ ہوگا (علیؑ اس علم کو لئے ہوئے اس مقام پر پہونچیں گے جہاں ان کے لئے ایک منبر نور نصب ہوگا) تا آنکہ وہ حضرتؑ ربّ العزّت کے اس منبر نور پر جلوس فرمائیں گے اور ایک ایک کرکے سارا مجمع ان حضرتؑ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اور ہر ایک کو وہ حضرتؑ اس کا اجر فرماتے جائیں گے۔ جب آخری شخص تک پیش ہو چکے گا تو ان سب سے یہ کہا جائیگا کہ اب تم کو اپنی حالت معلوم ہو چکی اور جنت میں جو مکانات تمھارے لئے مہیّا ہیں وہ بھی معلوم ہو گئے۔ اب تمھارا مالک تم سے یہ کہتا ہے کہ میرے پاس تمھارے لئے مغفرت بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی۔ اس سے مُراد جنّت ہے (اس اعلان کے بعد) جناب امیر المومنین علیہ السّلام اٹھ کھڑے ہوں گے اور سب لوگ ان کے علم کے سائے میں ان کے ساتھ ساتھ چلے جائیں گے تا آنکہ وہ حضرتؑ ان سب کو جنّت میں پہونچا دیں گے۔ پھر اپنے منبر کی طرف واپس آئیں گے (اس پر دوبارہ جلوس فرمائیں گے) اور مومنوں کے دوسرے گروہ (نمبر بہ نمبر) اسی طرح ان حضرت کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنا اپنا حصّہ لیتا جائے گا اور جنّت میں پہونچا جائے گا۔ اور بہت سے لوگ جہنم کے کنارے کھڑے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (جناب رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ) خدا تعالٰے کا یہ قول وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ تو ان اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں ایمان لانے والوں اور ولایت علیؑ مرتضٰی کے تسلیم کرنے والوں کے لئے ہے۔ اور (اس سے آگے کا ٹکڑا) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ٥ ان لوگوں کے لئے ہے جو کفر کریں گے اور ولایت کو جھٹلائیں گے۔ اور حق علیؑ مرتضٰی کو نہ مانیں گے۔

**صفحہ ۶۱۶ نوٹ ۴** لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ : تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ قبل اس کے خدا اور رسولؐ کسی معاملہ کا فیصلہ کریں تم اس کو طے نہ کرلو۔ اور ایک معنی یہ ہیں کہ چلنے میں جناب رسولِ خدا کے آگے نہ چلو اور اس صورت میں اللہ کا ذکر رسولِ خدا کی عزّت وجلالت کے سبب آیا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ خدا کے نائب ہیں اور اس کی طرف سے اس درجہ پر ہیں جس کی وجہ سے ان کی عزت کرنا واجب ہے دوسرے معنی کے لئے قرارت بھی دوسری ہے یعنی بجائے لَا تُقَدِّمُوْا کے لَا تَقَدَّمُوْا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۱** الجوامع میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابتؔ بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ثابتؔ بہت بہرے آدمی تھے اور آواز بھی ان کی نہایت کرخت اور بلند تھی اور وہ بات کرنے میں بیحد چیختے تھے جس سے جناب رسولِ خدا کو اکثر اذیت ہوتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ثابتؔ نے حضوری خدمت رسولؐ سے کنارہ کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کو تلاش کرایا۔ انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ثابتؔ کو طلب کرکے نہ آنے کا سبب پوچھا۔ ثابتؔ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔ اور میری آواز کرخت اور بھدّی ہے۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری آواز حضورؐ کی آواز پر بلند ہو جائے۔ جس کی وجہ سے میرے اعمال مٹّی میں مل جائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثابتؔ! تم نیک آدمی ہو جب تک تمھاری زندگی ہے نیکی پر رہو گے اور انجام بھی تمھارا بخیر ہوگا۔ تم اہلِ جنّت سے ہو۔

تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ قول باری تعالٰے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا کی تفسیر بیان کرنے کے وقت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب رسولِ خدا مدینہ میں تشریف لائے اور مہاجرین وانصار کثرت سے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہونے لگے تو اثنائے گفتگو میں وہ لوگ آنحضرتؐ سے یوں خطاب کرتے تھے جو آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ہوتا تھا۔ اور آنحضرتؐ ان لوگوں پر بیحد مہربانی فرماتے تھے اور رحمدلی سے پیش آتے تھے جب آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ ہر شخص کی گفتگو کے وقت اس کا لحاظ کرنے لگے۔ اگر کسی کی آواز بلند پاتے تھے تو اس سے اتنی آواز سے باتیں کرتے تھے کہ اس کی آواز آنحضرتؐ کی آواز سے بلند نہ ہو جائے تا کہ اس کی سزا میں اس کے اعمال ضائع نہ ہوں۔ آنحضرتؐ ہمیشہ اس بات کی کوشش فرماتے تھے کہ لوگوں کے گناہ دور ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک بدّو نے دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر بہت زور سے پکارا یَا مُحَمَّدؐ! آنحضرتؐ نے اس کو اس کی آواز سے زیادہ بلند آواز میں جواب دیا تا کہ اس کے ذمہ آواز بلند کرنے کا گناہ نہ لازم ہو جائے۔

**صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۳** احتجاج طبرسی میں جناب امام حسنؑ کی ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ولید ابن عقبہ واللہ میں اس بات پر تجھے کوئی ملامت نہیں کرتا کہ تو علیؑ سے بغض کیوں رکھتا ہے اس لئے کہ ان حضرتؑ نے تجھ پر شراب پینے کی حد جاری کی یعنی اسّی کوڑے لگوائے اور بروز غزوۂ بدر تیرے باپ کو قتل کیا۔ نہ اس پر تو ان حضرتؑ کو برا کیوں کہتا ہے اس لئے کہ ان حضرتؑ کو خدا تعالٰی نے قرآن مجید کی دسؔ آیتوں میں مومن فرمایا اور تجھ کو فاسق فرمایا اور وہ خدا تعالٰی کے اس قول میں موجود ہے۔ اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا الخ۔ قول مترجم ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایک جرم کے مجرم دو ہوں گے تو وہی آیت دو کے حق میں سمجھی جائے گی اور دس ہوں گے تو دس کے حق میں اور سو ہوں گے تو سو کے حق میں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۴** حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ میں الایمان سے اور زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ میں ضمیر غائب سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں۔ اور كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ میں الْكُفْرَ سے مراد ہیں حضرت اوّل اور الْفُسُوْقَ سے جناب ثانی اور الْعِصْيَانَ سے مسٹر ثالث۔ اور نیز کافی میں ہے کہ ان حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا حُب اور بغض ایمان سے ہوتا ہے؟ جواب میں فرمایا کہ آیا حُب اور بغض سوائے ایمان کے کسی اور چیز کا نام ہے؟ ۱۲

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۱**

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ بصرہ کے دن اس آیت کی تاویل ظاہر ہوئی (بنا بر تاویل) اہلِ بصرہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اس لئے کہ وہ لوگ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے باغی ہو گئے تھے۔ پس ان جنابؑ پر اہلِ بصرہ سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا اس وقت تک ضروری تھا کہ وہ لوگ حکم خدا کی طرف لوٹ آئیں۔ اور اگر وہ حکم خدا کی طرف رجوع نہ کرتے تو ان جنابؑ پر ان لوگوں کے قتل سے تلوار نہ روکنا اس حد تک لازم تھا کہ وہ لوگ اپنی اپنی رایوں سے عدول کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیتے۔ کیونکہ وہ لوگ اوّل تو ان جنابؑ سے برغبت بیعت کر چکے تھے پھر باغی ہو گئے تھے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام پر یہ بھی واجب تھا کہ اہلِ بصرہ پر جب فتح حاصل ہو جائے تو وہ جنابؑ موافق حکم خدا ان لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں۔ جیسا کہ رسُولِ خدا نے بعد فتح اہلِ مکہ پر احسان کیا اور ان کی خطائیں بخش دیں۔ بعینہٖ یہی برتاو ابے کم و کاست جناب۔۔۔ امیر المومنین علیہ السلام کا بصرہ کے ساتھ ہوا۔

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۲**

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن حقیقی بھائی ہیں جب ان میں سے کسی ایک پر بلا وارد ہوتی ہے تو دوسروں کی بھی نیند اڑ جاتی ہے۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے، مومن مومن کا دوست ہے اور مومن مومن کا رہنما ہے۔ نہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کو عیب لگاتا ہے اور نہ اس سے وعدہ کر کے اس کے خلاف کرتا ہے۔ المجالس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسُولِ خدا نے مسلمانوں میں مواخات قائم فرمائی۔ چنانچہ عمر و ابوبکر کو بھائی بھائی بنایا۔ اور عثمان اور عبدالرحمٰن کو اور فلاں اور فلاں کو یہاں تک کہ اپنے کل اصحاب میں سے ایسے دو دو کو بھائی بنا دیا جن کا انجام ایک ہی ہونے والا تھا۔ اور سب سے آخر میں علیؑ ابن ابیطالب سے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ ۱۲ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا حقیقی بھائی ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے مومنین کو جنّت کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور ان کی صورتوں میں جنّت کی ہوا پھونکی ہے۔ اس لئے گویا وہ حقیقی بھائی ہو گئے۔

البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (مومن نورِ خدا کے ذریعہ سے دیکھتا ہے)۔ ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے مومن کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور اپنے دریائے رحمت میں ان کو غوطہ دے کر ہماری ولایت کا ان سے عہد و پیمان لیا ہے۔ جس دن کہ خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت ان پر الہام کی۔ پس ایک مومن دوسرے مومن کا مادری اور پدری بھائی ہے۔ باپ ان کا نور ہے اور ماں ان کی رحمت خدا ہے۔ اور اسی نور کے ذریعہ سے وہ دیکھتے ہیں جس سے ان کی خلقت ہوئی ہے۔

**"قول صاحبِ تفسیر صافی"** ایک وجہ مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمام مومنین جناب رسُولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ کی طرف منسوب ہیں اور یہ دونوں ان سب کے باپ ہیں۔ چنانچہ جناب رسُولِ خدا نے جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! میں اور تم دونوں اس امت کے باپ ہیں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مومنین سب کے سب ایمان میں شریک ہیں جو حیات ابدی کا باعث ہے۔

ابنِ مغازلی شافعی نے مناقب میں بروایت حضرت حذیفہؓ یمانی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا نے مہاجرین و انصار میں مواخات قرار دی اور ہر شخص کو اس کے مثل و نظر کا بھائی بنایا۔ پھر حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا (ایہا الناس) یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہؓ یمانی کہتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا تمام رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور پروردگار عالم کے رسُول ہیں۔ جن کی ساری دنیا میں نہ مثل ہے نہ نظیر اور علیؑ ابن ابیطالب ان حضرتؐ کے بھائی ہیں۔ (اب علیؑ کا مرتبہ سوچ لو!)

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۳**

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت صفیہ بنت حی بن اخطب کی شان میں نازل ہوئی ہے جس حال میں کہ وہ جناب رسُولِ خدا کی زوجیت میں آ چکی تھیں اور سبب اس کا یہ تھا کہ عائشہ حفصہ دونوں اس غریب کو تکلیف پہونچایا کرتی تھیں اور اس کو برا بھلا کہا کرتی تھیں اور اس کو یہودی کی بیٹی کہہ کہہ کر خطاب کیا کرتی تھیں۔ پس اس نے اس بات کی شکایت جناب رسُولِ خدا سے کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم ان دونوں کو جواب کیوں نہیں دیتیں۔ اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ جواب میں کیا کہوں؟ فرمایا میرے باپ تو ہارونؑ نبی اللہ تھے اور میرے چچا موسیٰؑ کلیم اللہ اور میرے شوہر محمدؐ رسول اللہ۔ اب تم دونوں مجھ میں کیا عیب نکالتی ہو؟ چنانچہ جب صفیہ نے ان کو یہ جواب دیا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ تم کو جناب رسُولِ خدا نے سکھایا ہے۔ پس اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۴**

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ: کافی میں بروایت امام جعفر صادقؑ جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ تم اپنے بھائی کے معاملے کو نیکی ہی پر محمول کرتے جاؤ جب تک کہ کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو تم کو منحرف کرے اور جو بات تمہارے بھائی کے منہ سے نکلے جب تک اس سے کوئی نیک معنی پیدا ہو سکیں برائی کا گمان ہی نہ کرو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۵**

اِثْمٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اِثْمٌ ایسے گناہ کو کہتے ہیں جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو جائے:

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۶**

لَا تَجَسَّسُوْا: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے یہ فرمایا کہ تم مومنین کی خطاؤں کی تلاش نہ کرو کہ جو شخص اپنے بھائی کی خطاؤں کے تلاش کرنے کے درپے ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کے درپے ہو جائے گا۔ اور جس کی خطاؤں کے درپے خود خدا تعالیٰ ہو اس کو ضرور رسوا فرما دے گا۔ گو وہ فعل اس نے اپنے گھر کے اندر ہی کیا ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۷**

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق اس کے دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جو اس نے نہیں کی ہے اور اس کے ذمہ ایسی بات ثابت کرو جس کی خدا تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی اور اس کے بارے میں کوئی حد نہیں مقرر فرمائی۔ اور جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق اس کے پیٹھ پیچھے کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا ہونا اس میں لوگ۔۔۔ جانتے ہوں تو یہ اس کی غیبت نہیں ہوئی۔ اور جس کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کی کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا اس میں ہونا لوگ نہیں جانتے تو یہ اس کی غیبت ہوئی۔ اور جو کسی ایسی بات کا ذکر کیا جو اس میں ہے ہی نہیں تو یقیناً اس پر بہتان باندھا۔

**صفحہ ۱۰۱۶ نوٹ ۸**

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا: الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابوبکر و عمر نے حضرت سلمان فارسیؓ کو جناب رسُولِ خدا کی خدمت

ہیں اس غرض سے بھیجا کر وہ ان کے لئے کچھ کھانا لا دیں۔ اور آنحضرتؐ نے انھیں اُسامہ بن زید کے پاس بھیج دیا۔ جو جناب رسولؐ خدا کے خزینہ دار اور جس اونٹ پر جنس تھی اس کے محافظ تھے پس انھوں نے یہ کہدیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں حضرت سلمان فارسیؓ ان دونوں کے پاس لوٹ کر آئے تو ان دونوں نے یہ کہا کہ اُسامہ نے بخل کیا اور سلمانؓ کو اگر کسی چلتے ہوئے کنویں پر بھی پانی پینے بھیجیں تو اس کا پانی خشک ہو جائے پھر یہ دونوں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ مجھے تم دونوں کے منھ سے گوشت کھانے کے آثار پائے جاتے ہیں؟ دونوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آج تو ہم نے کوئی گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کیا ابھی تم باتوں باتوں میں اسامہؓ اور سلمانؓ کا گوشت نہیں کھا رہے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۱۹ نوٹ ۴** يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا: تفسیر قمی میں ہے کہ آیت بروز خندق عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی سبب اس کا یہ تھا کہ وہ عمارؓ یاسر کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ وہ خندق کھود رہے تھے اور گھدان میں سے غبار اٹھ رہا تھا۔ پس عثمان نے آستین اپنی ناک پر رکھی اور گزرتا چلا گیا۔ تو عمارؓ نے یہ فرمایا کہ جو شخص مسجدوں کو آباد رکھے اور ان میں نماز پڑھے اور رکوع اور سجدے کرتا رہے اس کے مانند نہیں ہو سکتا جو غبار تک سے بچ کر چلے۔ احکام کا منکر اور (اہلبیتؑ کا) معاند ہو۔ اب تو عثمان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے پسر حبشیہ یہ مجھے تو کہہ رہا ہے۔ پھر جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا ہم آپ کے ساتھ اسلام میں اس لئے داخل نہیں ہوئے کہ ہماری عزت پر حملہ کیا جائے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم کو تمھارے اسلام کی ضرورت نہیں۔ جا لیے ہو۔ اسی پر خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط..... تا..... اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نہیں ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۵** اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ہ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر دل کے دو کان ہیں ایک پر ہدایت کرنیوالا فرشتہ بیٹھا ہے اور دوسرے پر بہکانے والا شیطان۔ فرشتہ تو نیکی کا حکم دیتا ہے اور شیطان جھڑک کر اس سے باز رکھتا ہے۔ اور بدی کا حکم دیتا ہے اور فرشتہ اسے جھڑک کر بدی سے باز رکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قول عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ہ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲ الجوامع میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ نیکیاں لکھنے والا آدمی کے داہنے کندھے پر ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں پر اور داہنی طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے کا افسر ہے جس وقت آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو وہ فرشتہ دس نیکیاں لکھ لیتا ہے۔ اور جب وہ بندہ بدی کا مرتکب ہوتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ گناہ لکھنے والے سے کہتا ہے کہ اے فرشتے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیدے شاید یہ شخص تسبیح پڑھے یا استغفار کر لے۔

فضیل بن عثمان مرادی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی تو ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کو ہلاک نہ کرے گا (یعنی جہنم میں نہ ڈالے گا) مگر یہ کہ وہ شخص مخالفِ اہلبیتؑ کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پس اگر اس نے وہ کام نہ کیا تو بھی اس کی نیک نیت کی وجہ سے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں ضرور لکھی جائے گی۔ اور اگر وہ کام کر لیتا ہے تو (کم از کم) دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ دوسرے یہ کہ جو شخص برا کام کرنے کا قصد کرے۔ پس اگر اس نے وہ کام نہ کیا تو کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر مرتکب ہو گیا تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جائے گی اور نیک اعمال لکھنے والا فرشتہ اعمال بد لکھنے والے فرشتے سے جو بائیں طرف رہتا ہے کہتا ہے کہ ابھی اس کی بدی لکھنے میں جلدی نہ کر شاید یہ کہ یہ اس عرصہ میں کوئی نیکی کرے جس سے وہ بدی محو ہو جائے یا شاید یہ شخص استغفار کر لے۔ تیسرے یہ کہ اگر اس بندہ نے برا کام کرنے کے بعد کوئی نیک کام کر لیا تو آیۂ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کی رو سے وہ بدی نہ لکھی جائے گی۔ چوتھے یہ کہ جو شخص بدی کرنے کے بعد توبہ میں یہ پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ: تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر گناہ کئے ہوئے سات گھنٹے گزر گئے اور اس عرصہ میں اس نے کوئی نیک کام کیا اور استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے کہتا ہے کہ اس بدبخت مردم کے نامۂ اعمال میں یہ بدی درج کر لو۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرشتہ اسی دعا یا تلاوتِ قرآن کو نامہ اعمال میں درج کرتا ہے جس کو وہ سنتا ہے۔

زُرارہ نے جناب امام محمد باقرؑ یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرشتہ انہی باتوں کو لکھتا ہے جن کو وہ سُنتا ہے اور خدا تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ۔۔۔
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً: چونکہ یہ امر مخفی ہے اس کی عظمت اتنی ہے کہ اس کے ثواب کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر بندے پر دو فرشتے مقرر ہیں جو اس کی باتوں کو لکھتے ہیں پھر وہ دونوں اپنے دو افسروں کے پاس لے جاتے ہیں۔ پس وہ دونوں افسر خیر و شر کو برقرار رکھتے ہیں۔ باقی کو نکال دیتے ہیں۔

ابو حمزۂ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہوا میں ایک فرشتہ ہے اسمٰعیل اس کا نام ہے وہ تین لاکھ فرشتوں کا افسر ہے کہ ان میں کا ہر فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے۔ یہ سب بندگان خدا کے اعمال شمار کرتے ہیں۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو خداوند عالم ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اس کا نام سجلّ ہے۔ یہ فرشتہ ان سب کے لکھے ہوئے کو لکھ لیتا ہے اس فرشتہ کا ہونا قول بارتعالےٰ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ سے ظاہر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے بابا! جس وقت کوئی بندہ نیکی یا بدی کا ارادہ کرتا ہے تو آیا اس کا علم کاتبانِ اعمال کو ہو جاتا ہے؟ حضرت نے فرمایا یہ تو بتاؤ کیا خوشبو اور بدبو دونوں کی ایک سی حالت ہوتی ہے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس سے خوشبو نکلتی ہے۔ تو اس وقت داہنی طرف والا بائیں جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ اٹھ کھڑا ہو کر اس نے نیکی کا قصد کیا ہے۔ اور جب وہ اس نیک کام کو کر لیتا ہے تو اس فرشتہ کی زبان بجائے قلم اور لعاب دہن بجائے سیاہی ہو جاتا ہے اور وہ نیکی لکھ لی جاتی ہے۔ اور جب وہ بندہ بدی کا قصد کرتا ہے تو اس کی سانس سے بدبو نکلتی ہے۔ اس وقت بائیں طرف والا داہنی طرف والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ ابھی ٹھہر جاؤ کہ اس نے بدی کا قصد کیا ہے پس اگر وہ بندہ اس گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے تو فرشتہ کی زبان بجائے قلم اور لعاب دہن بجائے سیاہی ہو جاتا ہے اور گناہ اس کا درج کر لیا جاتا ہے۔

ابو بصیرہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے پس اگر وہ اس عرصہ میں تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کہہ لے تو گناہ نہ لکھا جائے گا۔

ایک مرتبہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندۂ مومن گناہ کرتا ہے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں اس نے خدا سے

طلب مغفرت کر لی تو گناہ درج نہ ہوگا۔ اور اگر یہ سب وقت گزر گیا اور اس نے طلب مغفرت نہ کی تو ایک بدی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اور مومن کو بیس برس کے بعد بھی اگر اپنا گناہ یاد آجائے اور وہ خدا سے طلب مغفرت کرلے تو خدا تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔ اور کافر وقت کے وقت بھول جائے گا۔ اور پھر اسے خیال بھی نہ آئیگا۔ اس حدیث کے اوّل حصّہ کا ذکر سن کر عباد بصری ان جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ بھی کوئی گناہ کرے (تو خدا تعالیٰ نے اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیتا ہے)

بکیر نے جناب امام جعفر صادقؑ یا امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السّلام نے درگاہِ خدا میں عرض کی خدایا تو نے شیطان کو مجھ پر (میری اولاد پر) مسلط کیا یہاں تک کہ تو نے ہر رگ خون میں دوڑا دیا۔ تو تُو مجھے بھی کچھ قوت دے۔ ارشاد باری ہوا اے آدمؑ میں نے تمھارے لئے یہ قرار دیا ہے کہ تمھاری اولاد میں سے جو کوئی بدی کا ارادہ کرے گا تو اس کے ذمّہ کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر وہ مرتکب ہو جائے گا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور جو شخص نیکی کا قصد کرے گا اور اسے بجا نہ لائے گا تو بھی ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائے گی۔ اور اگر وہ نیکی کرلے گا تو (کم از کم) دس نیکیاں درج کی جائیں گی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی الٰہی! کچھ اور بڑھا دے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے ان کے لئے توبہ بھی قرار دی۔ اور توبہ کو اتنی وسعت دی کہ اگر وہ لوگ اس وقت تک بھی توبہ کرلیں کہ ان کا دم ان کے گلے میں آگیا ہو تو بھی میں قبول کروں گا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی خداوندا! بس کافی ہے۔

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے مجھے ترشروئی سے ملاحظہ فرمایا۔ میں نے عرض کی اے مولا! کیا سبب ہے کہ حضور مجھ سے (اتنی جلد) متغیر ہو گئے۔ فرمایا وہی سبب ہوا جس نے تم کو برادرانِ ایمانی سے متغیر کر دیا۔ اے اسحاق! میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنے دروازے پر دربان بٹھا دیا ہے جو فقرائے مومنین کو تمھارے پاس جانے سے باز رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے شہرت کا خوف ہے (اس لئے میں نے یہ تدبیر کی ہے) حضرتؑ نے فرمایا اے اسحاق! تم شہرت سے تو ڈر گئے لیکن تم کو بلاؤں سے خوف نہیں ہوتا یا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ جب دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان۔۔ دونوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور جو شخص ان دونوں میں سے اپنے دوست سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس رحمتِ خدا کے ننانوے ۹۹ حصّے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جب یہ دونوں ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں تو رحمت خدا میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ دونوں باتیں کرنے کے لئے بیٹھنے لگتے ہیں تو محافظ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ شاید یہ دونوں کسی خفیہ معاملہ میں گفتگو کریں۔ پس ان دونوں پر ایک پردہ ڈال دیا جاتا ہے میں نے عرض کی خدا تو یہ فرماتا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (اور حضور نے یہ فرمایا کہ فرشتے وہاں سے ہٹ جاتے ہیں۔) حضرتؑ نے جواب دیا کہ اے اسحاق! محافظ تو اس وقت نہیں سنتے لیکن پوشیدگیوں کو جاننے والا سنتا بھی ہے۔ اور دیکھتا بھی ہے۔

سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان جناب کے پاس ابوبصیر اور میسّرہ اور دیگر اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں اپنی جگہ بیٹھ گیا تو حضرتؑ نے میری جانب متوجہ ہو کے فرمایا اے سدیر آگاہ ہو جا ہمارا دوست اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے (جاگتے) جیتے مرتے خدا کی عبادت کیا کرتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! روحی لک الفدا! اٹھتے بیٹھتے اور جیتے (جاگتے) عبادت کا کرنا تو ہماری سمجھ میں آتا ہے مگر سوتے اور مرتے وہ اللہ کی عبادت کیسے کرتا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا جب ہمارا دوست سو جاتا ہے پس جب وقتِ نماز داخل ہوتا ہے تو دو فرشتے اس پر مقرر ہیں زمین پر وہ پیدا ہوئے ہیں کبھی آسمان پر نہیں گئے نہ انھوں نے آسمانی فرشتوں کو دیکھا اس کے قریب نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جاتا ہے ان کی ایک نماز ثواب میں آدمیوں کی ایک ہزار نمازیوں کی برابر ہوتی ہے۔ اس عبادت کا ثواب اس مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جب ہمارا کوئی دوست مر جاتا ہے تو اس کے دونوں محافظ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں خدایا تجھے خوب معلوم ہے کہ تیرا فلاں بندہ مر گیا۔ اب تو ہم اجازت دے کہ ہم آسمان پر یا اطراف زمین پر تیری عبادت بجا لائیں۔ ارشاد باری ہوتا ہے کہ آسمان پر اور اطراف زمین پر میری عبادت کرنے والے بہت ہیں۔ مجھے تمھاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمارا بندہ محتاج ہے ہمیں اس کی محبت ہے۔ یہ دونوں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ! تو کس لئے اس کو دوست رکھتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن سے ہمارے رسولؐ محمدؐ نے اور ان کے وصی نے اور ان دونوں کی ذرّیت نے اپنی ولایت کا عہد و پیمان لیا تھا (اس نے اسے پورا کردیا) سو اب تم دونوں زمین پر ہمارے دوست کی قبر پر جاؤ اور اس کے لئے قیامت تک نمازیں پڑھتے رہو۔ جب تک میں اسے اٹھاؤں۔ پس وہ دونوں فرشتے اتر آتے ہیں اور اس کی قبر کے پاس اس وقت تک نمازیں پڑھتے رہیں گے جب تک خدا تعالیٰ اُسے پھر اٹھائے اور ان دونوں کی نمازوں کا ثواب اس بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جایا کرے گا۔ حالانکہ ان دونوں کی نماز کی ایک ایک رکعت ثواب میں آدمیوں کی ایک ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ سدیر کہتے ہیں یا ابن رسولؐ اللہ! میں آپ پر فدا ہو جاؤں تو اس صورت میں تو آپ حضرات کا دوست نیند اور موت کی حالت میں بہ نسبت جیتے جاگتے ہونے کے زیادہ عبادت کرنے والا ہوا! یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا اے سدیر! ہاء! ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا دوست چونکہ خدا عزّ وجل پر ایمان رکھتا ہے اس لئے قیامت کے دن وہ خاص امانِ خدا میں ہوگا۔ (**قولِ مترجم**) مطلب اس کا یہ ہے ایمان کی منزلت جو جیتے جاگتے ہی میں حاصل ہوسکتی ہے فرشتوں کی عبادت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

| | |
|---|---|
| **صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۶** | وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قراءت شاذّہ یوں بھی آئی ہے جس کو ہمارے اصحاب نے آئمہ ہدیٰؑ سے یوں روایت کیا ہے وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت نازل یوں ہوئی تھی۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ۔ ۱۲ |
| **صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۷** | ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ : تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خطاب انسان سے ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسی سے تو بھاگتا اور کتراتا پھرا کرتا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ حضرتِ اوّل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قولِ مترجم :۔ ان دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ انسان کا لفظ حضرت اوّل کی |

انسانیت ظاہر کرنے کے لئے پہلے بھی آچکا ہے۔ ۱۲

| | |
|---|---|
| **صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۸** | سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ٥ : نہج البلاغہ میں ہے کہ سائق یعنی ہانکنے والا اس کو ہانک کر میدان جنگ میں لائے گا۔ اور شاہد یعنی گواہی دینے والا اپنے علم سے اس کی برخلاف گواہی دے گا۔ ۱۲ |
| **صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۹** | وَقَالَ قَرِيْنُهٗ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ ہی ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد حضرت اوّل کے شیطان ہیں اور وہ جناب ثانی ہیں۔ ۱۲ |
| **صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۱۰** | اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ٥ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسولؐ خدا اور جناب علیؑ مرتضیٰ سے ہے۔ اور جناب امام زین العابدینؑ سے |

بروایت اپنے والد ماجد اور جد امجد جناب امیر المومنینؑ کے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علیؑ جب خدا تعالیٰ قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرے گا تو اس دن میں اور تم دونوں عرش کے داہنی طرف ہوں گے ۔ پھر خدا مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ تم دونوں اٹھو اور جس جس نے تم سے بغض کیا ہے اور جس نے تم کو جھٹلایا ہے ان کو تم جہنم میں ڈال دو ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ خدا سے دعا مانگو تو وسیلہ کا واسطہ دے کر دعا کیا کرو ۔ اصحاب نے عرض کی وسیلہ کیا چیز ہے ؟ فرمایا وہ جنت میں میرا درجہ ہے جس کی سیڑھیاں جواہر کی ۔ ایک ہزار زبرجد کی ۔ ایک ہزار سفید موتی کی ۔ ایک ہزار سونے کی ۔ ایک ہزار چاندی کی ہوں گی ۔ روزِ قیامت انبیاء کے درجوں کے ساتھ نصب کیا جائے گا ۔ انبیاء کے درجوں میں اس کی وہ حالت ہوگی جو ستاروں میں چاند کی ہوتی ہے اس دن کوئی نبی کوئی شہید کوئی صدیق ایسا نہ رہے جو یہ نہ کہے کہ خوشا نصیب جس کو یہ درجہ عنایت ہوگا پس ایک منادی ندا کرے گا جس کی آواز تمام انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور مومنین سن لینگے کہ یہ درجہ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں پھر اس مقام پر ایسے حال میں آؤں گا کہ لباس نورانی میرے بدن پر اور تاج شاہی میرے سر پر ہوگا جس پر یہ عبارت کندہ ہوگی " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ ۔ اَلْمُفْلِحُوْنَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ بِاللّٰہِ جس وقت ہم دونوں انبیاء کی طرف سے گزریں گے تو وہ کہیں گے یہ دونوں مقرب بارگاہ احدی فرشتے ہیں ۔ اور جب فرشتوں پر ہمارا گزر ہوگا تو وہ کہیں گے یہ دونوں وہ فرشتے ہیں جنھیں ہم بھی کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہم ان کو پہچانتے ہیں اور کچھ فرشتے یہ کہیں گے کہ یہ دونوں نبی مرسل ہیں پس میں درجہ پر چڑھ جاؤں گا اور علیؑ ابن ابیطالب میرے پیچھے پیچھے ہوں گے میں سب سے اوپر والے زینے پر اور علیؑ ابنِ ابیطالب ایک سیڑھی نیچے بیٹھیں گے ۔ ان کے ہاتھ میں میرا علم ہوگا اس وقت تمام انبیاء اور مومنین اپنے اپنے سر اٹھا اٹھا کر ہماری طرف دیکھیں گے اور کہیں گے خوشا حال ان دونوں بندوں کا یہ دونوں خدا کے نزدیک کیسے بزرگ مرتبہ ہیں ۔ پس ایک منادی ندا کرے گا جس کی آواز سارے انبیاء اور تمام مخلوق خدا سن لے گی کہ یہ میرا حبیب محمدؐ (مصطفٰی) ہے اور یہ میرا ولی علیؑ (مرتضٰی) ابنِ ابیطالب ہے ۔ خوشا حال اس کا جو اسے دوست رکھے اور وائے ہے اس پر جو اس کا جو اس کا دشمن ہو اور جس نے اس کو جھٹلایا ہو پھر جناب رسولِ خدا نے حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ ! اس آواز کو سنتے ہی جتنے تمھارے دوست میدانِ حشر میں ہوں گے وہ سب کے سب خوش ہو جائیں گے چہرے ان کے روشن دل ان کے مسرور ہو جائیں گے ۔ اور جتنے دشمن ہوں گے یا تم سے انھوں نے جنگ کی ہوگی یا تمھاری ولایت کا انکار کیا ہوگا ان سب کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے ۔ قدم ان کے لغزش کرنے لگیں گے ۔ پس میرے پاس دو فرشتے ایک رضوان خازنِ جنت ۔ دوسرے مالک خازنِ دوزخ آئیں گے ۔ اوّل رضوان آگے بڑھے گا اور مجھ پر سلام کرے گا ۔ اور کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ! میں اس کو جواب سلام دے کے دریافت کروں گا اے خدا کے بزرگ ۔ خوبرو ۔ بوئے خوش والے فرشتے تو کون ہے ؟ تیرا کیا نام ہے ؟ وہ جواب دے گا میں رضوان خازنِ جنت ہوں ۔ مجھے حکم پروردگارِ عالم ہوا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بہشت کی کنجیاں حاضر کر دوں ۔ یا رسول اللہ لیجئے یہ کنجیاں حاضر ہیں ۔ میں کہوں گا میں نے اپنے پروردگار کے عطیہ کو قبول کیا ۔ میں اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں آج کے دن سے اس نے مجھے فضیلت دی اے رضوان ! تم یہ کنجیاں میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو دے دو ۔ پس وہ علیؑ ابن ابیطالب کو کنجیاں دے کر چلا جائے گا ۔ پھر مالک دوزخ آگے آئے گا وہ بھی مجھے سلام کرے گا اور یوں کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ۔ میں جواب سلام دے کر دریافت کروں گا کہ تیری صورت کیسی ڈراونی ہے ۔ تیرا چہرہ کس قدر خوفناک ہے ۔ اے فرشتے ! تو کون ہے ؟ وہ جواب دے گا میں دوزخ کا خزانہ دار ہوں مجھے حکم پروردگارِ عالم ہوا ہے کہ میں دوزخ کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دوں ۔ میں جواب دوں گا میں نے اپنے پروردگار کے ہدیہ کو قبول کیا میں اس کی حمد بجا لاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ۔ اور مجھے یہ فضیلت و بزرگی بخشی ۔ اے مالک ! تو یہ کنجیاں میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو دیدے ۔ پس وہ فرشتہ ساری کنجیاں علیؑ ابن ابیطالب کو دے کر چلا جائے گا علیؑ ابن ابیطالب جنت و جہنم کی کنجیاں لئے ہوئے جہنم کے کنارے آئیں گے اور اس کی باگ اپنے ہاتھ میں لیں گے ۔ دوزخ میں جوش پیدا ہوگا اور شعلے بھڑکنے لگیں گے ۔ اور جہنم سے آواز آئے گی اے علیؑ یہاں سے ہٹ جائیے کہ آپ کے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ۔ پس علیؑ ابن ابیطالب دوزخ کو حکم دیں گے کہ یہ میرا دوست ہے اس کو چھوڑ دے اور یہ میرا دشمن ہے اس کو کھینچ لے جہنم اس دن علیؑ ابن ابیطالب کا اس درجہ فرمانبردار ہوگا کہ تم سے کسی کا غلام بھی اس کی اتنی اطاعت نہیں کرتا ۔ اور اگر کسی کو حکم دیں گے کہ اسے داہنی طرف لے جا تو اسے داہنی طرف لے جائے گا اور اگر کسی کی نسبت یہ چاہیں گے کہ بائیں طرف لے جائے تو اسے بائیں طرف لے جائے گا ۔ اور جہنم علیؑ ابن ابیطالب کا اس دن اتنا مطیع ہوگا کہ تمام مخلوق کے بارے میں حکم دیں گے اسی کی اطاعت کرے گا ۔ سبب یہ کہ علیؑ ابن ابیطالب ہی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں ۔

امالی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے آیۂ اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت میری شان میں اور علیؑ ابن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔ جب قیامت آئے گی اس دن خداوند عالم مجھے اور علیؑ ! تم کو بلا س شفاعت سے کر کے فرمائے گا تم دونوں ہر اس شخص کو جس نے تم سے بغض رکھا جہنم میں پہونچا دو اور ہر اس شخص کو جس نے تم سے محبت رکھی جنت میں پہونچاؤ ۔ کیونکہ اصلی مومن وہی ہے (جو تم دونوں سے محبت رکھے ۔) مفضل بن عمرو نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں قسیم جنت و نار ہوں ۔ میں فاروق اکبر ہوں اور صاحب عصاؤ میسم ہوں ۔

مفضل بن عمرو نے جناب جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا جناب امیر المومنینؑ قسیم جنت و نار کیوں ہیں ؟ فرمایا اس لئے کہ ان سے محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے ۔ اور جنت تو مومنوں کے لئے اور دوزخ کافروں کے واسطے پیدا ہوا ہے ۔ پس وہ جناب اس وجہ سے بھی قسیم جنت و نار ہیں ۔ کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو ان سے محبت رکھتا ہوگا ۔ اور دوزخ میں وہی جائے گا جو ان حضرتؑ سے دشمنی رکھتا ہوگا مفضل کہتے ہیں میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ! کیا انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام سب ان جنابؑ کو دوست رکھتے ہیں ۔ اور ان کے دشمن سب ان جناب سے دشمنی کرتے ہیں ؟ فرمایا ہاں ۔ میں نے عرض کی کیونکر ؟ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے جنگ خیبر میں فرمایا تھا کہ میں کل کے دن علم ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں ۔ (وہ کرار غیر فرار) وہ ادھر رخ نہ کرے گا جب تک کہ خدا تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ دے ۔ پس (دوسرے دن) جناب رسول خدا نے علم لشکر جناب امیر المومنینؑ کو عطا فرمایا اور خداوند عالم نے ان جناب کے دونوں ہاتھوں پر قلعۂ خیبر کو فتح کر دیا ۔ میں نے عرض کی اے مولا یہ تو مجھے خبر ہے ۔ حضرتؑ نے فرمایا اے مفضل ! کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی شخص پرندہ کا بھنا ہوا گوشت لایا تو آنحضرتؐ نے درگاہ خدا میں عرض کی الٰہی تو میرے ہمراہ کھانے کے لئے اس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو ۔ اور

اس سے مُراد جناب علی علیہ السلام تھے ؟ میں نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا پس تم سمجھ لو کہ جس شخص کو خدا و رسُولؐ دوست رکھتے ہوں اور وہ خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہو تو آیا یہ ممکن اور جائز ہے کہ خدا کے انبیاءؑ اور مرسلین اور ان کے اوصیاءؑ اس شخص کو دوست نہیں رکھیں گے ؟ میں نے عرض کی ایسا نہیں ہوسکتا (بیشک ضرور دوست رکھیں گے) فرمایا آیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا و رسُولؐ اور انبیاءؑ کے دوست کو انبیاءؑ کی اُمّت کے مومنین دوست نہ رکھیں۔ ؟ میں نے عرض کی یہ تو نہیں ہوسکتا بلکہ وہ بھی دوست رکھیں گے۔ فرمایا جب کہ ثابت ہوگیا کہ تمام انبیاءؑ مرسلین اور ہر ہر نبی کی امّت کے مومنین جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے محبّت رکھتے ہیں تو اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ انبیاءؑ کے مخالفین اور دشمن ان لوگوں سے بھی عداوت رکھیں گے جو انبیاءؑ کے دوست ہیں۔ ؟ میں نے عرض کی ضرور۔ فرمایا پس جنت میں وہی جائے گا جو اولین و آخرین میں سے جناب علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ محبت رکھتا ہوگا۔ اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو اولین و آخرین میں سے ان جنابؑ کے ساتھ عداوت رکھتا ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام قسیم جنت و نار ہیں مفضّل ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسُولؐ اللہ! آپ نے تو میرے بہت سے شکوک صاف کر دیئے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ اب حضور کو خدا تعالےٰ نے جو علم عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ اور بھی ارشاد فرمایئے۔ فرمایا اے مفضل! جو پوچھنا ہو پوچھ لے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسُولؐ اللہ! آیا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے محبوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے یا رضوان اور مالک ؟ فرمایا اے مفضّل کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خداوندِ عالم نے عالمِ ارواح میں جناب مصطفٰےؐ کو دنیا کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے تمام انبیاءؑ اور رسولوں پر مبعوث کیا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تو کیا جناب رسُولؐ خدا نے ان سب کو توحیدِ خدا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیکر مطیعوں سے جنت کا وعدہ نہیں کیا۔ اور مخالفوں کو دوزخ سے نہیں ڈرایا۔ ؟ میں نے عرض کی بے شک کیا بھی اور ڈرایا بھی! فرمایا اب بتاؤ کہ جناب رسُولؐ خدا نے اپنے پروردگار کی طرف سے جس چیز کا وعدہ فرمایا اور جس چیز سے ڈرایا اس کے ضامن ہوئے کہ نہیں۔ ؟ میں نے عرض کی ضرور ہوئے فرمایا آیا جناب علیؑ ابن ابیطالب جناب رسُولؐ خدا کے خلیفہ اور ان کی امّت کے امام ہیں یا نہیں ؟ میں نے عرض کی بیشک ہیں۔ فرمایا رضوان اور مالک یہ دونوں زمرۂ ملائکہ میں اور شیعیانِ جناب علیؑ ابن ابیطالب کے لئے استغفار کرنے والوں اور ان جنابؑ کی محبّت سے نجات پانیوالوں میں داخل ہیں یا نہیں ؟ میں نے عرض کی ضرور ہیں فرمایا چونکہ جناب علیؑ ابن ابیطالب جناب رسُولؐ خدا کی جانب سے قسیم جنت و نار تو رضوان و مالک خدا کے حکم سے ان جناب کا فرمان بجالانے والے ہوئے۔ اے مفضّل اس حدیث کو تم خوب یاد رکھو کہ یہ علم کے اسرار اور خزائن سے ہے اور اسے کسی نااہل سے بیان نہ کرنا۔

امالی میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ کے پاس ابوبکر و عمر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جناب رسُولؐ خدا اور عائشہ کے مابین بیٹھ گیا۔ عائشہ نے مجھ سے کہا اے علیؑ! تم کو سوائے اس مقام کے کوئی اور جگہ نہ تھی کہ میری اور جناب رسُولؐ خدا کی رانوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہ سُن کر جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا اے عائشہ چُپ رہ۔ علیؑ کے بارے میں مجھے ایذا نہ دے کہ وہ دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور امیرالمومنینؑ۔ اور روزِ قیامت خداوندِ عالم اس کو پُلِ صراط پر مقرر فرمائے گا۔ پس یہ اپنے دوستوں کو جنّت میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں۔

شریک ابن عبداللہ قاضی کہتے ہیں کہ میں اعمش کی عیادت کو گیا جب کہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن شبرمہ اور ابن ابو لیلےٰ اور ابو حنیفہ مزاج پرسی کے لئے آئے ان سب نے حال دریافت کیا۔ اعمش نے جواب دیا ضعف بہت ہے اور مجھے اپنی خطاؤں سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر بلند آواز سے رونے لگے۔ ابو حنیفہ ان کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا اے ابو محمد! خدا سے ڈرو اور اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ یہ دن زندگانی دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے۔ تم جو حدیثیں جناب علیؑ ابن ابیطالب کی شان میں بیان کیا کرتے تھے ان سے توبہ کر لو تو تمھارے حق میں بہتر ہوگا!! اعمش نے کہا۔ اے نعمان! وہ کون سی حدیثیں ہیں ؟ کوئی مثال تو دے۔ ابو حنیفہ بولا جیسے عبایہ کی روایت ہے۔ اَنَا قَسِیۡمُ الۡجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔ اعمش نے کہا اے یہودی! تو مجھ جیسے شخص سے ایسی باتیں بنا تا ہے۔ (حاضرین سے کہا) تم لوگ ذرا مجھے بٹھا دو اور میرے گرد تکئے لگا دو (جب درست ہو کر بیٹھے تو کہا) اُسی کی قسم جس کے حضور میں مجھے حاضر ہونا ہے۔ میں نے یہ حدیث موسےٰ ابن طریف سے سنی ہے اور بنی اسد میں سے ان سے بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے عبایہ بن ربعی امام قبیلہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ اَنَا قَسِیۡمُ النَّارِ (میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔) میں روزِ قیامت دوزخ کو یہ حکم دوں گا کہ یہ میرا محب ہے اس کو چھوڑ دے اور یہ میرا دشمن ہے اس کو گرفتار کر لے۔ اور یہ حدیث مجھ سے ابو المتوکّل نامی نے جو حجّاج بن یوسف کا وزیر تھا بیان کی ہے یہ حجّاج وہ ہے جو علیؑ مرتضیٰ کی شان میں سخت کلامی کیا کرتا تھا۔ خدا اس خبیث پر لعنت کرے۔ ابو المتوکّل نے بروایت ابو سعید خدری بیان کیا کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ بروزِ قیامت خدا کے حکم سے ہم علیؑ بن ابیطالب صراط پر بیٹھیں گے اور ارشادِ الٰہی ہو گا کہ تم دونوں اس شخص کو جنّت میں داخل کرو جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم دونوں کا دوست ہے۔ اور دوزخ میں اس کو ڈالو جو کافر ہا اور تم دونوں کا دشمن ہے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا جو شخص ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ مجھ پر ایمان بھی نہیں رکھتا۔ اور وہ خدا پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔ یا یہ فرمایا جو علیؑ ابن ابیطالب سے محبّت نہیں رکھتا (وہ مجھ پر بھی ایمان نہیں لایا) پھر آیت اَلۡقِیَا فِیۡ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ ٥ تلاوت فرمائی یہ سن کر ابو حنیفہ نے اپنی لُنگی اپنے سر پر ڈال لی اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا یہاں سے چل دو۔ ابو محمد بڑے سخت ہیں۔ ہماری بات نہ مانیں گے۔ اس سے زیادہ اور کیا کہیں گے۔ شریک ابن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ اسی روز شام نہ ہونے پائی تھی کہ اعمش کا انتقال ہوگیا۔

فضل کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا! کفّار سے کون مراد ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کفّار وہ ہے جو میرے نانا جناب محمد مصطفٰےؐ کی نبوت کا عقیدہ نہ رکھے۔ اور عنید کون ہے ؟ فرمایا جناب علیؑ ابن ابیطالب کے حق کا منکر۔

عبداللہ بن مسعود کے باپ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ! حق مجھے دکھلایئے کہ میں اس کی متابعت کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مسعود! حُجرہ میں جا۔ جب میں اس میں داخل ہوا دیکھا میں نے کہ علیؑ ابن ابیطالب نماز میں مشغول ہیں اور ہر نماز کے بعد درگاہِ خدا میں یہ دعا کرتے ہیں۔ خدایا بحقِ محمد مصطفٰےؐ جو تیرے خاص بندے اور رسُولؐ ہیں تو میرے شیعہ گنہگاروں کو بخش دے۔ پس میں حُجرہ سے نکلا تاکہ جناب رسُولؐ خدا کو اس واقعہ کی خبر دوں۔ جب میں آنحضرتؐ کے قریب آیا۔ ان جناب کو بھی رکوع و سجود میں مصروف پایا۔ اور وہ یہ فرماتے تھے۔ خدایا تو اپنے خانہ زاد علیؑ ابن ابیطالب کے صدقہ میں میری امّت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ مسعود کہتے ہیں کہ میرے اوپر سخت گریہ طاری ہوا اور اتنی جزع و فزع کی کہ مجھے غش آ گیا۔ پس آنحضرتؐ نے سرِ مبارک بلند کر کے فرمایا۔ اے مسعود! تجھے کیا ہوگیا

ہے۔ ؟ کیا تو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا؟ میں نے عرض کی معاذ اللہ! لیکن میں نے تو یہ دیکھا کہ علیؑ ابن ابیطالب آپ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرتے ہیں اور آپ ان کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کر رہے ہیں۔ (یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی) آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسعود! خداوند عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو اور حسنؑ و حسینؑ کو تمام مخلوقات سے دو ہزار برس پہلے ایسے وقت میں اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے کہ نہ کوئی خدا کی تسبیح کرنے والا تھا اور نہ تقدیس کرنے والا۔ پھر میرے نور سے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں ان سب سے افضل ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے عرش و کرسی بنائے۔ اور علیؑ بن ابیطالب ان دونوں سے گرامی تر ہیں حسنؑ کے نور سے لوح و قلم خلق فرمائے۔ وہ ان دونوں سے بزرگ تر ہیں حسینؑ کے نور سے جنت اور حوریں پیدا کیں۔ حسینؑ ان دونوں سے افضل ہے۔ پس تمام مشارق و مغارب میں اندھیری چھائی ہوئی تھی۔ خدا کی درگاہ میں ملائکہ نے ظلمات کی شکایت کی اور یوں دعا مانگی۔ خدایا! تجھے ان صورتوں کا واسطہ جو تو نے پیدا کی ہیں اس تاریکی کو دور کر دے۔ خداوند عالم نے ایک روح خلق فرمائی۔ اور دوسری روح کو اس کے قریب رکھا اُس سے ایک نور پیدا کیا پھر نور کو روح کی طرف بڑھایا اس سے فاطمہ زہرا کو پیدا کیا۔ فاطمہؑ کے نور سے سارے مغرب و مشرق روشن ہو گئے۔ اسی لئے (میری دختر نور نظر) فاطمہ کا لقب زہرا ہوا۔ اے مسعود! جب قیامت آئے گی تو خداوند عالم مجھے اور علیؑ کو حکم دیگا کہ تم دونوں جس کو چاہو جہنم میں ڈال دو۔ قولِ بارتیعالےٰ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ہ میں کفار تو وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے۔ اور عنید وہ ہے جو علیؑ ابن ابیطالب اور ان کے اہلبیتؑ اور شیعوں سے عناد اور بغض رکھے۔

**صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۱۱** مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ تفسیر صافی میں عام معنی تو اس کے یہ منقول ہیں کہ واجب حقوق ادا کرنے سے مال کا بڑا روکنے والا۔ تفسیر قمی میں ہے مناع سے مراد ہے ثانی اور خیر سے مراد ہے ولایت علیؑ اور حقوق آل محمدؐ اور جس وقت حضرتِ اول نے ایک نوشتہ لکھا جس کی رو سے فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کیا تو حضرت ثانی نے اسے روک دیا۔ پس اسی کو خدا تیعالیٰ نے فرمایا مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ہ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اس لئے کہ اس نے یہ لفظ کہے کہ جس نے تمھارے لئے امامت اور خمس کو قرار دیا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۴** لَدَيْنَا مَزِيْدٌ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نعمتیں دی جائیں گی کہ جن کا کبھی خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ یعنی ان چیزوں میں سے ہوں کی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال کبھی گزرا۔ اس مضمون کی ایک حدیث سورہ الم سجدہ میں بھی آچکی ہے۔

**صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۵** لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے ایسا قلب مُراد ہے جو چیزوں کی حقیقت میں غور و فکر کرے اور سب باتوں کو یاد رکھے۔ اور کافی میں جناب امام موسیٰؑ کاظم سے حدیث ہشام میں منقول ہے کہ یہاں قلب سے مراد عقل ہے۔ المعانی میں جناب امیرالمومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا اَنَا ذُو الْقَلْبِ صاحب دل میں ہوں اور پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۶** وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ : تفسیر صافی میں ہے کہ یہ یہودیوں کا رد ہے جن کا گمان یہ تھا کہ خدا تیعالیٰ نے اتوار کے دن خلقت آدمؑ کی ابتدا کی جمعہ کے دن اس سے فراغت پائی اور ہفتہ کے دن آرام لیا۔ اور عرش پر پاؤں پھیلا کر لیٹ رہا روضۃ الواعظین میں روایت کی گئی ہے کہ کچھ یہودی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور انھوں نے حضرتؐ سے آسمانوں کی اور زمین کی خلقت کا حال دریافت کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اور جو پہاڑوں میں ہے اسے منگل کے دن اور درختوں کو شہروں کو، پانی کو، آبادی کو اور ویرانے کو بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ اور آسمانوں کو جمعرات کے دن پیدا کیا اور سورج کو، ستاروں کو، اور فرشتوں کو جمعہ کے دن۔ یہودیوں نے عرض کی اے محمدؐ! پھر کیا ہوا؟ فرمایا پھر خدا تیعالیٰ اپنے علم و قدرت سے تمام چیزوں پر یکساں حاوی ہے وہ کہنے لگے کہ اگر آپ اس کا تتمہ بھی بیان کر دیتے تو ٹھیک ہوتا۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی وہ یہ کہ پھر خدا نے آرام لیا۔ اس پر آنحضرتؐ بہت غضبناک ہوئے اور خدا تیعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ ... خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۷** سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ صبح و شام دس دس مرتبہ اسے پڑھا کرو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے، اور ہر قسم کی تعریف اسی کو زیبا ہے، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، اور وہی ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۶** احتجاج طبرسی میں بہ روایت جناب امیرالمومنینؑ سے اس طرح منقول ہے کہ۔ الفقیہ میں جناب امام رضاؑ سے خدا کے اس قول الْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کے بارے میں منقول ہے کہ فرشتے بنی آدمؑ کا رزق پھوٹنے سے سورج نکلنے تک تقسیم کیا کرتے ہیں پس جو شخص ان دونوں وقتوں کے مابین سویا اس نے اپنا حصہ کھویا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر ------ اور جناب جعفر صادقؑ سے اور کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ کسی شخص کے لئے تو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائے اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھائے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۷** وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ : تفسیر صافی میں ہے کہ ذات الحبک کے لفظی معنی ہیں اچھے اچھے راستوں والا۔ اور مراد ہیں اس سے ستاروں کے راستے حسن و زینت کے راستے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا اس سے زمین کی طرف راستہ کھلے ہوئے ہوئے ہیں اور پھر اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا کہ یوں۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ اس سے زمین کی طرف راستے کھلے ہوئے کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ خدا تیعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ فرمایا سبحان اللہ کیا خدا یہ نہیں فرماتا۔ بغیر ایسے ستونوں کے جنھیں تم دیکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی جی ہاں یہی تو فرماتا ہے۔ فرمایا پس معلوم ہوا کہ ستون تو ہیں مگر ان کو تم دیکھ نہیں سکتے۔ اس پر عرض کی آخر وہ ہیں کیونکر؟ پس حضرتؐ نے اپنی بائیں ہتھیلی پھیلائی اور داہنا ہاتھ اس کے اوپر رکھا پس فرمایا کہ یہ (یعنی بائیں ہتھیلی) تو زمین دنیا ہے اور آسمان دنیا اس کے اوپر بصورت قبّے کے ہے اور دوسری زمین آسمان دنیا کے اوپر ہے اور دوسرا آسمان اس کے اوپر بصورت قبّے کے، اور تیسری زمین دوسرے آسمان کے اوپر ہے اور تیسرا آسمان اس پر بصورت قبّے کے ہے۔ اور چوتھی زمین تیسرے آسمان کے اوپر ہے اور چوتھا آسمان اس کے اوپر بطور قبّے کے ہے۔ اور پانچویں زمین چوتھے آسمان کے اوپر ہے اور پانچواں آسمان اس کے اوپر بطور قبّے کے ہے۔ اور چھٹی زمین پانچویں آسمان کے اوپر ہے اور چھٹا آسمان اس کے اوپر بطور قبے کے ہے اور ساتویں زمین چھٹے آسمان کے اوپر ہے اور ساتواں آسمان اس کے اوپر بطور قبّے کے ہے۔ اور عرش پر پروردگار عالم ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور یہ سب خدا تیعالیٰ کے اس

قول سے ثابت ہیں۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی انہی کے مانند اور حکم ان میں سے ہو کے آتا رہتا ہے) پس اول صاحب الامر جناب رسول خدا تھے اور بعد آنحضرتؐ کے بعد وہ وصی جو روئے زمین پر قائم رہے اور امر ان کے پاس بالائے آسمان سے آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا آتا ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ ہمارے نیچے تو ایک ہی زمین ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں ہمارے نیچے تو ایک ہی زمین ہے بقیہ تو ہمارے اوپر ہیں۔ تفسیر عیاشی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔۔ قول صاحب تفسیر صافی:۔ امام علیہ السلام کے بیان سے ہر آسمان کا بہ نسبت اپنے اوپر والے کے زمین ہونا پایا جاتا ہے اور بہ نسبت اپنے نیچے والے کے آسمان ہونا گویا اس کی نیچے والی سطح کو آسمان فرمایا اور اوپر والی سطح کو زمین اور چودہ کی گنتی باعتبار ان کی سطحوں کی ہو گئی (جس سے زمین کے نیچے کی سطح اور ساتویں آسمان کے اوپر کی سطح خارج کی گئی ہے) ۱۲

| | |
|---|---|
| صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۸ | يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ کے یہ معنی ہیں کہ امر ولایت میں تو تم اختلاف ہی کرتے رہتے ہو۔ پھر فرمایا کہ جو ولایت سے بہک جائے گا وہ جنت سے بھی ہٹا دیا جائے گا۔ ۱۲ |
| صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۹ | قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ : تفسیر قمی میں ہے کہ الخرّاصون سے وہ لوگ مراد ہیں جو معاملات دین میں بغیر علم و یقین کے اپنی رائے سے اٹکل پچو باتیں بنائیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ قُتِلَ بمعنی لعنت پس قُتِلَ کے معنی ہوئے لُعِنَ یعنی اٹکل پچو باتیں بنانے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔ ۱۲ |

پارۂ بست و ششم تمام شد

۲۷

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست وہفتم

**صفحہ ۶۲۵ نوٹ ۲** | ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا بیماری پیدا کر دی تھی؟ فرمایا قوم لوطؑ کی بستی اُس راستے پر واقع تھی جو شام و مصر کے درمیان ہے۔ پس قافلے اُن کے پاس آ آ کر ٹھہرا کرتے تھے اور یہ ان کو کھانا کھلاتے تھے۔ جب لوگ زیادہ آنے لگے تو انھوں نے بخل و کنجوسی سے ہاتھ کھینچ لیا بلکہ ان کے بخل نے ان کو اس پر آمادہ کیا کہ جو مہمان بھی ان کی بستی میں آکر اترتا یہ بلاضرورت بھی اس سے خلاف وضع فطرت فعل بد کرتے۔ اور مہمانوں کے ساتھ ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان کی بستی میں آنا چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ یہ بات قرب و جوار میں مشہور ہوگئی اور لوگ ان کی بستی میں اترنے سے احتراز کرنے لگے۔ اس طرح بخل نے اُن میں وہ بیماری پیدا کر دی جس کو وہ رفع نہ کرسکے۔ اور اب وہ اور شہروں سے لوگوں کو بلاتے تھے اور اپنی غرض پوری کرنے کے لیے بہت کچھ لوگوں کو دیتے تھے۔ پھر فرمایا کہ بخل سے بدتر کونسی بیماری ہوگی اور انجام کس کا زیادہ نقصان رساں ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیائی کی اور کون سی چیز ہوگی؟ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ میں قربان ہوجاؤں آیا لوطؑ کی بستی کے کل لوگ ایسے ہی تھے؟ فرمایا ہاں سوائے ایک گھر والوں کے جو فرماں بردار تھے سب ایسے ہی تھے۔ کیا تم نے نہیں سنا خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (قوم لوطؑ کے حالات معلوم کرنے کے لیے دیکھو صفحہ ۱۴۱ نوٹ نمبر ۴ و ۵ و ۶ اور صفحہ ۲۷۴ نوٹ نمبر ۸ اور صفحہ ۲۷۵ نوٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ اور صفحہ ۳۴۴ نوٹ نمبر ۴ و ۵ اور صفحہ ۳۱۷ نوٹ نمبر ۱ تا ۵)۔ ۱۲

ابوحمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جبرئیلؑ امین سے قوم لوطؑ کے ہلاک ہونے کا واقعہ دریافت کیا تو جبرئیلؑ نے عرض کی کہ قوم لوطؑ ایک بستی (سدوم نامی) میں رہتی تھی۔ نہ وہ لوگ پاخانہ پھرنے کے بعد استنجا کرتے تھے اور نہ جنب ہونے کے بعد غسل جنابت۔ وہ لوگ کھانا کھلانے میں بڑے کنجوس و بخیل تھے۔ حضرت لوطؑ ان لوگوں میں تیس ۳۰ برس تک مقیم رہے۔ حضرت لوطؑ فی الاصل اُس بستی کے رہنے والے نہ تھے نہ اُن کا وہاں کنبہ و قبیلہ تھا۔ حضرت لوطؑ نے ان لوگوں کو ایمان اور اطاعتِ خدا کی طرف ہدایت فرمائی۔ بدکاریوں سے روکا اور فرمانبرداری خدا کی طرف رغبت دلائی۔ مگر اس قوم نے ایک نہ مانی اور نہ حضرت لوطؑ کی اطاعت و پیروی اختیار کی۔ جب خداوندِ عالم نے قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس حجّت تمام کرنے اور ڈرانے کے لیے پیغامبر بھیجے۔ اس پر بھی جب (اُن کی سرکشی بڑھ گئی اور) حکم پروردگار سے انھوں نے سرتابی کی تو خدا تعالےٰ نے فرشتوں کو بھیجا تاکہ مومنین کو اس بستی سے نکال دیں۔ اب جو وہ ملائکہ وہاں پہونچے تو انھوں نے ساری بستی میں ایک گھر کے سوا کسی گھر میں باایمان آدمی نہ پائے۔ انھیں تو اُن فرشتوں نے اُس شہر سے باہر کر دیا اور حضرت لوطؑ سے عرض کی کہ یا نبی اللہ! آپ بھی اپنے اہل و عیال کو رات کے وقت ہمراہ لیکر یہاں سے نکل جائیں۔ اور راہ میں آپ لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ اور جہاں کے لیے حکم پروردگار ہے سب کو لیکر وہاں چلے جائیں۔ الغرض جب آدھی رات ہوگئی تو حضرت لوطؑ اپنی لڑکیوں کو لیے ہوئے گھر سے نکلے۔ زوجہ اُنکی (کچھ دور چل کر) پلٹ پڑی اور لوطؑ علیہ السلام کی چغلی کھانے کیلئے ان لوگوں کے پاس آگئی اور اُن کو خبر دی کہ حضرت لوطؑ اپنی بیٹیوں کو لیکر یہاں سے چلدیے۔ (یارسول اللہ!) جب صبح ظاہر ہوگئی تو مجھے عرش سے آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ! قوم لوطؑ پر حتماً عذاب نازل ہونے کے بارے میں قول خدا پورا ہوگیا۔ پس تم قوم لوطؑ کی بستی میں جاؤ اور اُسکو اور اُس کے اردگرد کی زمین کو ساتویں طبقہ سے اکھیڑ کے آسمان تک بلند کرو اور اُسے لیے ہوئے ٹھہرے رہو تا آنکہ تمھارے پاس خدائے جبّار کا حکم پہنچے اُس وقت تم اُس بستی کو پلٹ دینا۔ اور منزلِ لوطؑ کے سوا تمام مکانوں کو آنے جانے والے قافلوں کے لیے عبرت بنا دینا۔ یارسولؐ اللہ! پس میں آسمان سے اُتر کے اُن سرکشوں کی بستی میں آیا اور اُس شہر کے شرقی حصّے پر داہنے بازو کو اور غربی اطراف پر بائیں بازو کو مارا اور خانۂ لوطؑ کو چھوڑ کے تمام بستی کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اکھیڑ کے اتنا اونچا لیگیا کہ اہل آسمان اُس بستی کے مُرغوں کی اذانیں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سننے لگے اور طلوعِ آفتاب کے وقت عرش سے آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ! اس بستی کو اس کے باشندوں سمیت پلٹ دو۔ پس میں نے اُس بستی کو اس طرح پلٹا کہ اس کا حصّہ زیر زمین اوپر ہوگیا اور اوپر والا نیچے ہوگیا اس کے بعد خداوندِ عالم نے اُن پر پتھریلی مٹّی کے پتّھر برسائے جن پر عذابِ خدا کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اور عجب نہیں کہ آپ کی اُمت کے ظالموں کا بھی یہی حشر ہو۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! جب تم نے اُس بستی کو الٹا تھا تو وہ کونسی زمین پر گری تھی؟ جبرئیلؑ نے عرض کی کہ بحیرۂ شام و مصر کے مابین گری تھی اور ٹیلے ٹیلے ہوگئی تھی۔

**صفحہ ۶۲۵ نوٹ نمبر ۳** | الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس ہوا کو عقیم اس لیے فرمایا کہ اس نے قوم عاد کو ہلاک بھی کر دیا تھا اور اُن کی نسل کو منقطع بھی۔ یا اس لیے فرمایا کہ اس سے کوئی نفع نہیں پہنچا۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ہوائیں پانچ ہیں۔ الیٰ الجملہ۔ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ بھی ہے پس تم اس کے شر سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگ لیا کرو نیز اُسی کتاب میں اور کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکر ہواؤں کے بھی ہیں جن سے وہ نافرمانی کرنے والوں کو عذاب دیا کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۵ نوٹ ۴** | بِاَيْىدٍ : اس کے لفظی معنی ہیں قوت و قدرت۔ ۱۲

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ قولِ باری تعالےٰ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

میں یَدٌ کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا یَدٌ کے معنی کلامِ عرب میں قوت کے بھی ہیں نعمت کے بھی ہیں۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ۔ نیز فرماتا ہے وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ یہاں یَدٌ بمعنی قوت ہے اور اَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ اس میں تائید بمعنی تقویت ہے۔ اور محاورہ میں بولا جاتا ہے لِفُلَانٍ عِنْدِي يَدٌ بَيْضَاءُ۔ میرے پاس فلاں شخص کے لیے نعمت ہے۔

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ملا** | نہ صفتیں اس کو عارض ہوتی ہیں اور نہ برسوں کے گر جانے سے بوڑھا ہو جاتا ہے اُس کی ہستی وقتوں کے معیّن ہونے سے مقدم ہے اور اس کا وجود عدم سے مقدم ہے اُس کی ابتدا ازلی ہے۔ اُس کے شعور دلانے نے یہ بتلایا کہ کوئی شعور اس کو نہیں پا سکتا۔ اور اس کے جوہر کے اظہار نے یہ جتلایا ہے کہ اس کی ذات جوہر سے بری ہے۔ چیزوں کے باہم ایک دوسرے کی ضد ہونے نے یہ سمجھایا کہ خود اس کا کوئی ضد نہیں ہے اور جن چیزوں میں باہمی میل جول ہے اور ان کے میل جول سے یہ سمجھ میں آیا کہ اس سے میل جول رکھنے کے قابل کوئی نہیں ہے۔ اُس نے روشنی کو تاریکی کا مدمقابل بنایا اور خشکی کو تری کا اور سردی کو گرمی کا دشمن اور مخالف چیزوں میں الفت پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اور متحد اور پاس پاس رہنے والی چیزوں میں تفریق رکھنے والا وہی ہے جن چیزوں میں جدائی ہو گئی ہے۔ وہ خود اس بات کو بتلانے والی ہیں کہ جدائی ڈالنے والا کون ہے اور جن چیزوں میں الفت پیدا ہو گئی ہے وہ بجائے خود بتلاتی ہیں کہ ان میں الفت پیدا کرنے والا کون ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کے اس قول وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ۱۲ کا مطلب یہی ہے۔

اُسی نے ان چیزوں کا فرق بتایا اور اُسی نے قبل و بعد کا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا کے لیے قبل و بعد نہیں اشیاء کی کثرت گواہی دے رہی ہے کہ جس نے ان میں کثرت پیدا کی ہے اُس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں ان کا وقت پر معیّن ہونا ظاہر کر رہا ہے کہ محدود کرنے والے کی کسی وقت کے ساتھ حدبندی نہیں ہو سکتی۔ بعض چیزوں کا بعض سے محجوب اور پوشیدہ ہونا اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ ان میں اور ان کے خالق میں کوئی غیر خالق واسطہ نہیں۔ وہ اُس زمانہ میں بھی رب تھا جب تک کہ کوئی مربوب ہی پیدا نہ ہوا تھا۔ اور وہ اُس وقت میں بھی معبود تھا جبکہ کوئی پرستش کرنے والا موجود نہ تھا۔ اور وہ اُس وقت بھی عالم تھا جبکہ کوئی معلوم نہ تھا۔ اور اُس وقت بھی سمیع تھا جب تک کوئی مسموع نہ تھا پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

وَلَمْ يَزَلْ سَيِّدِي بِالْعِلْمِ مَعْرُوفًا ۔۔۔ وَلَمْ يَزَلْ سَيِّدِي بِالْجُودِ مَوْصُوفًا

میرا مولا ہمیشہ سے علم کے ساتھ معروف ہے اور میرا سردار ہمیشہ سے بخشش کے ساتھ موصوف ہے۔

وَكَانَ إِذْ لَيْسَ نُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ ۔۔۔ وَلَا ظَلَامٌ عَلَى الْآفَاقِ مَعْكُوفًا

اور وہ اُس وقت بھی موجود تھا جبکہ کوئی نور جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے موجود نہ تھا اور نہ اندھیری اوقات پر چھائی ہوئی تھی۔

فَرَبُّنَا بِخِلَافِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ ۔۔۔ وَكُلُّ مَا كَانَ فِي الْأَوْهَامِ مَوْصُوفًا

پس ہمارا پروردگار جتنی بھی مخلوق ہے اُن سب سے اوصاف میں جداگانہ ہے اور کسی اوصاف سے بھی وصف نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ وہ اوصاف خیال میں بھی نہیں گزرتے۔

وَمَنْ يُرِدْهُ عَلَى التَّشْبِيهِ مُمْتَثِلًا ۔۔۔ يَرْجِعْ أَخَا حَسَرٍ بِالْعَجْزِ مَكْتُوفًا

اور جو تشبیہ سے اس کا ثانی اور مانند پیدا کرنا چاہتا ہو اُسے حسرت رہے گی اور ایسا عاجز ہو جائے گا۔ جیسے وہ شخص کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔

وَفِي الْمَعَارِجِ يَلْقَى مَوْجُ قُدْرَتِهِ ۔۔۔ مَوْجًا يُعَارِضُ طَرْفَ الرُّوحِ مَكْفُوفًا

اور اعلیٰ درجہ کی باتوں میں اس کی قدرت کی موج اُن موجوں سے ٹکراتی ہے جو کہ روح کے کنارہ کو روکے ہوئے ہے۔

فَاتْرُكْ أَخَا جَدَلٍ فِي الدِّينِ مُنْعَمِقًا ۔۔۔ قَدْ بَاشَرَ الشَّكُّ فِيهِ الرَّأْيَ مَأْوُوفًا

اب جو دین کے بارے میں جھگڑا کرتا ہو اُسے تو اُس کی گمراہی میں پڑا چھوڑ دو اس لیے کہ شک نے اُس کی رائے کو بیکار کر دیا ہے۔

وَاصْحَبْ أَخَا ثِقَةٍ حُبًّا لِسَيِّدِهِ ۔۔۔ وَبِالْكَرَامَاتِ مِنْ مَوْلَاهُ مَحْفُوفًا

اور اپنے مالک کی محبت کے سبب سے پورا بھروسہ کرنے والے کا ساتھ دو۔ اس لیے کہ آقا کی طرف سے بزرگیوں نے اس شخص کو گھیر لیا ہوگا۔

أَمْسَى دَلِيلُ الْهُدَى فِي الْأَرْضِ مُنْتَشِرًا ۔۔۔ وَفِي السَّمَاءِ جَمِيلُ الْحَالِ مَعْرُوفًا

ہدایت کی دلیلیں تو ساری زمین میں پھیل گئی ہیں۔ اور آسمان والے تو اُس کے حال کی خوبی پہلے ہی سے جانتے ہیں۔

امالی شیخ میں محمد ابن زید طبری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السّلام کو توحیدِ خدا کے بارے میں یوں فرماتے ہوئے سُنا۔ چنانچہ وہ حضرت فرماتے تھے۔

أَوَّلُ عِبَادَةِ اللَّهِ مَعْرِفَتُهُ وَأَصْلُ مَعْرِفَةِ اللَّهِ جَلَّ اسْمُهُ تَوْحِيدُهُ وَنِظَامُ تَوْحِيدِهِ نَفْيُ التَّحْدِيدِ عَنْهُ لِشَهَادَةِ الْعُقُولِ أَنَّ كُلَّ مَحْدُودٍ مَخْلُوقٌ وَأَنَّ لَهُ خَالِقًا لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ وَالْمُمْتَنِعُ لَيْسَ مِنَ الْحُدُوثِ هُوَ الْقَدِيمُ فِي الْأَزَلِ فَلَيْسَ عَبَدَ اللَّهَ مَنْ نَعَتَ ذَاتَهُ وَلَا إِيَّاهُ وَحَّدَ مَنِ اكْتَنَهَهُ وَلَا حَقِيقَتَهُ أَصَابَ مَنْ مَثَّلَهُ وَلَا بِهِ صَدَّقَ مَنْ نَهَّاهُ وَلَا صَمَدَهُ مَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَوَاسِّ وَلَا إِيَّاهُ عَنَى مَنْ شَبَّهَهُ وَلَا لَهُ عَرَفَ مَنْ بَعَّضَهُ وَلَا إِيَّاهُ أَرَادَ مَنْ تَوَهَّمَهُ كُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِهِ مَصْنُوعٌ وَكُلُّ قَائِمٍ مِنْ سِوَاهُ مَعْلُولٌ بِصُنْعِ اللَّهِ يُسْتَدَلُّ عَلَيْهِ وَبِالْعُقُولِ تُعْتَقَدُ مَعْرِفَتُهُ وَبِالْفِطْرَةِ تَثْبُتُ حُجَّتُهُ خَلْقُ اللَّهِ تَعَالَى الْخَلْقَ حِجَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَمُبَايَنَتُهُ إِيَّاهُمْ مُفَارَقَتُهُ إِنِّيَّتَهُمْ وَابْتِدَاؤُهُ لَهُمْ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْابْتِدَاءَ لَهُ لِعَجْزِ كُلِّ مُبْتَدَءٍ مِنْهُمْ عَنِ ابْتِدَاءِ مِثْلِهِ فَأَسْمَاؤُهُ تَعَالَى تَعْبِيرٌ وَأَفْعَالُهُ سُبْحَانَهُ تَفْهِيمٌ قَدْ جَهِلَ اللَّهَ مَنْ حَدَّهُ وَقَدْ تَعَدَّاهُ مَنِ اشْتَمَلَهُ وَقَدْ أَخْطَأَهُ مَنِ اكْتَنَهَهُ وَمَنْ قَالَ كَيْفَ هُوَ؟ فَقَدْ شَبَّهَهُ وَمَنْ قَالَ

اللہ کی پہلی عبادت اس کی معرفت ہے اور خدا کی معرفت کی اصل جس کے نام کی بزرگی ہو اُس کی توحید ہے اور اُس کی توحید کا انتظام عقلوں کی گواہی کے

بموجب یہ ہے کہ اُس کو محدود نہ مانا جائے۔ اس لیے کہ ہر محدود مخلوق ہے اور اُس کا خالق ایسی چیز ہے کہ وہ کسی کا پیدا کیا ہوا نہیں اور محال ممکنات میں سے نہیں ہوسکتا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ پس جس نے خدا کی ذات کی تعریف کی اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی اور جس نے اُس کی کنہ بیان کی اُس نے اُس کو واحد نہیں سمجھا اور جس نے اس کی کسی چیز سے مثال دی وہ اس کی حقیقت ہی کو نہیں پہنچا اور جس نے اس کی انتہا مان لی اُس نے اُس کی تصدیق ہی نہیں کی اور جس نے کسی حواس سے اُس کی طرف اشارہ کیا اُس نے اُسکو بے نیاز ہی نہیں جانا اور جس نے اُس کو کسی شے سے تشبیہ دی اُس نے اس اصل کو مراد ہی نہیں لیا اور جس نے اس کے اجزاء مان لیے اس نے اصل کو پہچانا ہی نہیں اور جس نے اس کے متعلق وہم کیا اُس نے خود اُس سے کوئی غرض ہی نہیں رکھی۔ ہر چیز جو اپنی ذات سے پہچانی جائے وہ ضرور کسی کی بنائی ہوتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کا وجود دوسرے کی بدولت قائم ہو اس کی وجہ کوئی اور ہے۔ اللہ کی ذات پر اس کی مصنوعات کے ذریعہ سے استدلال کیا جاسکتاہے اور عقلوں کے ذریعہ سے اس کی معرفت کا اعتقاد ہوسکتا ہے اور نیچر کے ذریعہ سے اس کی حجت ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ خود اس کی اور انکی مابین پردے حائل ہیں اور خود اُس کا اُن سے الگ ہونا ان کے مقامات کے الگ الگ ہونے سے نمایاں ہے اور اُن سب کی ابتدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مبتدا اپنے مانند کی ابتدا کرنے سے عاجز ہے پس خدائے تعالےٰ کے نام جو ہیں وہ حقیقت میں تعبیر ہیں (یعنی عبارت کا شروع کرنا) اور اس کے افعال جو ہیں وہ تفہیم ہیں (یعنی سمجھانا) ورنہ جس نے خدا کو محدود کیا اس نے اُسے سمجھا ہی نہیں اور جس نے اُسے کسی چیز کے ساتھ شامل سمجھا اُس نے اُس کو متعدد کر دیا اور جس نے اُس کی کنہ بیان کی اُس نے اس بارے میں خطا کی اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے اُس نے کسی چیز سے اُس کو تشبیہ دیدی اور جس نے اُس کے بارے میں چون وچرا کی

نَیِّـہٖ لِـمَ فَـقَـدْ عَلَّلَـہٗ وَمَنْ قَالَ مَتٰی فَـقَـدْ وَقَّـتَـہٗ وَمَنْ قَالَ فِـیْـمَ فَـقَـدْ ضَمَّنَـہٗ وَمَنْ قَالَ اِلَامَ فَـقَـدْ نَـہَّاہُ وَمَنْ قَالَ حَتَّامَ فَـقَـدْ غَیَّاہُ وَمَنْ غَیَّاہُ فَـقَـدْ جَزَّاہُ وَمَنْ جَزَّاہُ فَـقَـدْ اَلْحَدَ فِـیْـہِ لَا یَتَغَیَّرُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِتَغَایُرِ الْمَخْلُوْقِ وَلَا یَتَحَدَّدُ بِتَحْدِیْدِ الْمَحْدُوْدِ وَاحِدٌ لَا بِتَاوِیْلِ عَدَدٍ ظَاهِرٌ لَا بِتَاوِیْلِ الْمُبَاشَرَةِ مُتَجَلٍّ لَا بِاسْتِهْلَالِ رُؤْیَةٍ بَاطِنٌ لَا بِمُزَایَلَةٍ مُبَائِنٌ لَا بِمَسَافَةٍ قَرِیْبٌ لَا بِمُدَانَاةٍ لَطِیْفٌ لَا بِتَجْسِیْمٍ مَوْجُوْدٌ لَا عَنْ عَدَمٍ فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابٍ مُقَدِّرٌ لَا بِفِکْرَةٍ مُدَبِّرٌ لَا بِحَرَکَةٍ مُرِیْدٌ لَا بِعَزِیْمَةٍ شَاءٍ لَا بِهِمَّةٍ مُدْرِکٌ لَا بِحَاسَّةٍ سَمِیْعٌ لَا بِاٰلَةٍ بَصِیْرٌ لَا بِاَدَاةٍ لَا تَصْحَبُهُ الْاَوْقَاتُ وَلَا تَضَمَّنُهُ الْاَمَاکِنُ وَلَا تَاْخُذُهُ السِّنَاتُ وَلَا تَحُدُّهُ الصِّفَاتُ وَلَا تُقَیِّدُهُ الْاَدَوَاتُ سَبَقَ الْاَوْقَاتَ کَوْنُهٗ وَالْعَدَمَ وُجُوْدُهٗ وَالْاِبْتِدَاءَ اَزَلُهٗ بِخَلْقِهِ الْاَشْیَاءَ عُلِمَ اَنْ لَا شِبْهَ لَهٗ وَبِمُضَادَّتِهٖ بَیْنَ الْاَشْیَاءِ عُلِمَ اَنْ لَا ضِدَّ لَهٗ وَبِمُقَارَنَتِهٖ

اُس نے اس کے اسباب پیدا کیے اور جس نے کب کا لفظ استعمال کیا اُس نے اس کو وقت کا پابند سمجھ لیا اور جس نے یہ کہا کہ کس میں اُس نے اُسے دوسری چیز ملا دیا۔ اور جس نے کہاں تک کا لفظ استعمال کیا اس نے اس کی انتہا مان لی اور جس نے کب تک کہا اُس نے اُس کی کوئی غایت مدنظر رکھی اور جس نے غایت مدنظر رکھی اُس نے اس کے ٹکڑے کر دیے اور جس نے اس کے ٹکڑے مان لیے اس نے اس کے بارے میں کفر کیا۔ خدائے تعالےٰ میں وہ تغیّرات پیدا ہی نہیں ہوتی جو مخلوق میں ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی محدود کے محدود کرنے سے محدود ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے مگر ایسا ایک کہ جو عدد سے نہ گنا جائے۔ وہ غالب ہے مگر کسی چیز سے مڈبھیڑ کرکے نہیں۔ اس کی ہستی ظاہر ہے مگر اس طرح نہیں کہ دکھائی دے۔ ہر چیز سے آگاہ ہے مگر کسی روشنی کے ذریعہ سے نہیں۔ دور ہے مگر کسی مسافت پر نہیں۔ قریب ہے مگر ظاہری قرب سے نہیں۔ لطیف ہے مگر جسم کے ذریعہ سے نہیں۔ موجود ہے مگر عدم کے مقابل نہیں۔ فاعل ہے مگر گھبراہٹ کے ساتھ نہیں۔ مقرر کرنے والا ہے مگر سوچ بچار کر نہیں۔ تدبیر کرنے والا ہے مگر کسی حرکت کے ساتھ نہیں۔ تائید کرنے والا ہے مگر کسی ارادہ کی ضرورت نہیں۔ مشیت کرنے والا ہے مگر کسی خیال کے ساتھ نہیں۔ ادراک کرنے والا ہے مگر کسی حواس سے نہیں۔ سُننے والا ہے مگر کسی آلہ سے نہیں۔ دیکھنے والا ہے مگر کسی عینک سے نہیں۔ نہ وقت اُس کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ اور نہ مکان اُس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ نہ برس اُس کو پا سکتے ہیں اور نہ صفات اُس کو محدود کرتی ہیں اور نہ آلات اس کو مقیّد کرتے ہیں۔ اس کی ہستی تمام اوقات سے بڑھی ہوئی ہے اور اُس کا وجود عدم سے بھی پہلے ہے اس کی ابتدا ازلی ہے۔ اس کے چیزوں کے پیدا کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کا مانند کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور چیزوں کے مابین اضداد پیدا کرکے اس نے یہ جتلا دیا کہ اس کا ضد بھی کوئی نہیں ہے اور بہت سے امور میں مشابہت قائم کرکے یہ بتلا دیا کہ اُس کا قرین بھی کوئی نہیں

بَیْنَ الْاُمُوْرِ عُرِفَ اَنْ لَا قَرِیْنَ لَهٗ ضَادَّ النُّوْرَ بِالظُّلْمَةِ وَالشَّرَّ بِالْخَیْرِ مُؤَلِّفٌ بَیْنَ مُتَعَادِیَاتِهَا مُفَرِّقٌ بَیْنَ مُتَدَانِیَاتِهَا بِتَفْرِیْقِهَا دَلَّ عَلٰی مُفَرِّقِهَا وَبِتَالِیْفِهَا عَلٰی مُؤَلِّفِهَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ لَهٗ مَعْنَی الرُّبُوْبِیَّةِ اِذْ لَا مَرْبُوْبَ وَحَقِیْقَةُ الْاِلٰهِیَّةِ اِذْ لَا مَاْلُوْهَ وَمَعْنَی الْعَالِمِ اِذْ لَا مَعْلُوْمَ لَیْسَ مُنْذُ خَلَقَ اسْتَحَقَّ مَعْنَی الْخَالِقِ وَلَا مِنْ حَیْثُ اَحْدَثَ اسْتَفَادَ مَعْنَی الْمُحْدِثِ لَا تُغَیِّبُهٗ مُنْذُ وَلَا تُدْنِیْهِ قَدْ وَلَا تَحْجُبُهٗ لَعَلَّ وَلَا تُوَقِّتُهٗ مَتٰی وَلَا یَشْتَمِلُهٗ حِیْنٌ وَلَا یُقَارِنُهٗ مَعَ کُلُّ مَا فِی الْخَلْقِ اَثَرٌ غَیْرُ مَوْجُوْدٍ فِیْ خَالِقِهٖ وَکُلُّ مَا اَمْکَنَ فِیْهِ مُمْتَنِعٌ فِیْ صَانِعِهٖ لَا تَجْرِیْ عَلَیْهِ الْحَرَکَةُ

روشنی کو اندھیری کی ضد بنا دیا اور نیکی کو بدی کی آپس میں عداوت رکھنے والی چیزوں کے مابین الفت پیدا کرنے والا ہے اور قربت رکھنے والی چیزوں کی مابین جُدائی ڈالنے والا ہے اس کے جدائی ڈالنے نے جدائی ڈالنے والے کا وجود بتلایا۔ اور اس کے الفت پیدا کرنے نے الفت پیدا کرنے والے کی ہستی سمجھائی۔ اُس نے ارشاد فرمایا۔" اور ہر چیز کو ہم نے ہی جوڑا جوڑا بنایا۔ تاکہ تم یاد رکھو" اُس کے لیے رب ہونے کے معنی اُس وقت سے ثابت ہیں جبکہ کوئی مربوب ہی نہ تھا اور اس کی حقیقتِ الٰہیّت اُس وقت سے ثابت ہے جب اس کی طرف کوئی توجہ کرنے والا ہی نہ تھا۔ اور اُس کے لیے عالم ہونا اُس وقت سے ثابت ہے جبکہ کوئی معلوم ہی نہ تھا۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہ لفظ خالق کے معنی کا اس وقت سے مستحق ہوا جس وقت سے کہ اُس نے پیدا کیا۔ اور نہ یہ بات ہے کہ موجد کے معنی کا مطلب اس وقت کھلا جب اس نے ایجاد شروع کی۔ نہ لفظ مُنْذُ (کب سے) اس کو غائب کرتا ہے اور نہ لفظ قَدْ اُس کو قریب کرتا ہے اور نہ لفظ لَعَلَّ (شاید) اس پر پردہ ڈالتا ہے اور نہ لفظ مَتٰی (کب) اس کا وقت باندھتا ہے۔ اور نہ لفظ حِیْنَ (اُسوقت) اسکو کسی چیز کے ساتھ ملاتا ہے۔ اور نہ لفظ مَعَ (ساتھ) اس کو کسی چیز سے قریب کرتا ہے۔ مخلوق میں جو کچھ بھی اثر پایا جاتا ہے وہ اس کے خالق میں ہرگز نہیں ہے۔ اور جو جو کچھ بھی مخلوق میں ممکن ہے وہ سب اس کے بنانے والے میں محال ہے۔ نہ اس پر حرکت کا حکم جاری ہے۔

وَالسُّكُوْنُ كَيْفَ يَجْرِيْ عَلَيْهِ مَاهُوَ اَجْرَاهُ وَيَعُوْدُ فِيْهِ مَاهُوَ ابْتَدَاَهُ اِذًا لَّتَفَاوَتَ ذَاتُهٗ وَلَامْتَنَعَ مِنَ الْاَزَلِ مَعْنَاهُ وَلَوْكَانَ لِلْبَارِئِ مَعْنًى غَيْرَ الْمَبْرِئِ لَوُجِدَ لَهٗ وَرَاءً اِذَا حُدَّ لَهٗ اَمَامُهٗ وَلَوِ الْتُمِسَ لَهُ التَّمَامُ لَلَزِمَهُ النُّقْصَانُ كَيْفَ يَسْتَحِقُّ الْاَزَلَ مَنْ لَا يَمْتَنِعُ مِنَ الْحَدَثِ وَكَيْفَ يُنْشِئُ الْاَشْيَاءَ مَنْ لَا يَمْنَعُ مِنَ الْاِنْشَاءِ لَوْ تَعَلَّقَتْ بِهِ الْمَعَانِيْ اَقَامَتْ فِيْهِ اٰيَةُ الْمَصْنُوْعِ وَلَتَحَوَّلَ عَنْ كَوْنِهٖ دَالًّا اِلٰى كَوْنِهٖ مَدْلُوْلًا عَلَيْهِ لَيْسَ فِيْ مَجَالِ الْقَوْلِ حُجَّةٌ وَّلَا فِي الْمَسْئَلَةِ عَنْهُ جَوَابٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

نہ سکون کا۔ اس پر کوئی حکم جاری کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اُسی نے ہر چیز کو جاری کیا ہے اور جس چیز کی ابتدا اُسی کی طرف سے ہے وہ اسی کے بارے میں کوٹ کیسے سکتی ہے اسی سبب سے تو اُس کی دلالت بدل گئی ہے اور ازل سے اس کے معنی ہی مختلف ہوگئے اور اگر لفظ باریؑ (پیدا کرنے والے) کے معنی ابتدائی پیدا کرنے والے کے سوا کچھ اور ہوتے تو جو حد بھی لی جاتی اُس سے مقدم کسی اور چیز کا وجود ثابت ہوتا۔ اور اگر اس سے تکمیل مراد لیجاتی تو پہلے سے اُس میں نقصان لازم آتا۔ وہ ازلی ہونے کا مستحق کیونکر ہو سکتا ہے جو حدوث سے باز نہیں رہ سکتا۔ اور وہ چیز کو پیدا کیسے کر سکتا ہے جو خود پیدا ہونے سے نہیں رُک سکتا۔ اگر معانی اس سے متعلق کیئے جائیں تو مخلوق کی نشانی اس میں قائم ہو جائے گی۔ اور بجائے اس کے کہ وہ خود کسی چیز پر دلالت کرے۔ ہر چیز خود اُس کی ذات پر دلالت کرنے والی ہو جائے گی۔ اُس کے وجود پر کوئی حجّت قائم کرنا ناطقہ کی حد سے باہر ہے اور اس کی ذات کے متعلق جو سوال کیا جائے اُس کا جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اُس خدائے بزرگ و برتر کے کوئی معبود نہیں ہے۔

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۲** | فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ..... تا ..... تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب لوگوں نے جناب رسولؐ خدا کو جھٹلایا تو خدا یتعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ سوائے علی مرتضیٰؑ کل اہل زمین کو ہلاک کر دے اور اپنے اس قول سے جو اوپر ذکر ہوا اظہار ارادہ فرمایا۔ اس کے بعد بداء واقع ہوا اور مومنین پر رحم فرمایا پھر اپنے نبیؐ سے یہ ارشاد فرمایا۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت فَتَوَلَّ عَنْهُمْ نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کو ہلاکت کا یقین نہ ہوگیا ہو اور جب آیت وَذَكِّرْ الخ نازل ہوئی تو ہمارے دل خوش ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۳** | وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ شہید الشہداء جناب امام حسینؑ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ خدا یتعالیٰ نے بندوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب اس کی معرفت حاصل کرلیں گے تو اُسی کی عبادت کیا کریں گے اور جب اُس کی عبادت کریں گے تو اس کی عبادت کے سبب ہر اُس چیز کی عبادت سے جو اُس کے ماسوا ہے بے پروا ہو جائیں گے ایک شخص نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں معرفتِ خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کا اپنے زمانہ کے اُس امام کا پہچان لینا جس کی اطاعت اُس پر واجب ہے۔ ۱۲

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دینے کیلئے پیدا کیا ہے۔ کسی نے عرض کی خدا تو یہ فرما چکا ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام بندے اختلاف کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر عبادت کیسی؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ایسے افعال بجالائیں جس سے اُس کی رحمت کے مستحق ہو جائیں اور وہ ان پر رحمت فرمائے (ذٰلِكَ کا مشارٌالیہ رحمتِ خدا ہے)

تفسیر قمی میں اُنہی جنابؑ سے یوں روایت ہے کہ خداوند عالم نے انسان اور جنّات کو امر و نہی (اور احکام) کی تکلیف دینے کے لیے خلق فرمایا ہے اور اُس نے اپنے بندوں کو عبادت پر مجبور نہیں کیا ہے۔ بلکہ اختیار دیا ہے تاکہ امر و نہی میں امتحان پورا ہو اور عاصی اور فرمانبردار جدا جدا ہو جائیں۔

محمد ابن ابو عمیر کہتے ہیں میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کی اس حدیث کا مطلب دریافت کیا۔ اَلشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالسَّعِيْدُ مَنْ سَعِدَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ جو اپنی ماں کی پیٹ میں شقی ہے وہ شقی (بدبخت) ہوگا اور جو اپنی ماں کی پیٹ میں سعید ہے وہ سعید ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اور اُس کے متعلق خدا کے علم میں گزر چکا ہو کہ یہ بدبختوں کے سے کام کرے گا تو وہ شقی ہوگا۔ اور جس کے متعلق یہ علم ہو چکا ہو کہ اُس کے افعال سعادتمندوں کے سے ہوں گے وہ سعید ہوگا۔ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہؐ اس حدیث سے کیا مراد ہے۔ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اعمال خیر بجالاؤ کہ جو شخص جس کام کے لیے مخلوق ہوا ہے اُس کے اسباب اُس کے واسطے مہیّا کر دیے گئے ہیں۔ فرمایا خداوند عالم نے انسان اور جنّات کو اپنی عبادت (اطاعت) کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے خلق نہیں فرمایا ہے کہ بندے اس کی نافرمانی کیا کریں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ پس اُس نے ہر شخص کے لیے عبادت کے اسباب مہیا کر دیے ہیں تاکہ خلقت کی غایت پوری کر سکیں۔ افسوس ہے اُن لوگوں کے حال پر جو ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتے ہیں۔

حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا جبکہ خداوند عالم نے آدمؑ علیہ السّلام کی پشت سے اُن کی ذریت کو اس لیے نکالا کہ اُن سے اپنے پروردگار ہونے اور ہر نبی کی نبوت کا عہد و پیمان لے اور سب انبیاء سے پہلے جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت کا اقرار ان سے لیا گیا پھر ارشاد باری ہوا اے آدمؑ! اپنی ذریت کے حالات پر نظر ڈالو تو آدم علیہ السّلام نے دیکھا کہ ان کی ذرّیت چیونٹی دَل سارے آسمان میں پھیلی پڑی ہے۔ یہ حال دیکھکر اُن جنابؑ نے درگاہِ خدا میں عرض کی خدایا میری اولاد کی کتنی کثرت ہے۔ تو نے اِن کو کس لیے پیدا کیا ہے اور کس بات کا تو ان سے عہد و پیمان لے رہا ہے؟ ارشاد باری ہوا میں نے ان سب کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں اور کسی کو میرا شریک نہ مانیں۔ میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں حضرت آدمؑ نے عرض کی خدایا اس کی وجہ کیا ہے کہ بعض چیونٹیاں تو بڑی ہیں۔ بعض چھوٹی۔ بعض میں نور زیادہ ہے بعض میں کم اور بعض میں بالکل ہی نہیں ارشاد ہوا

میں نے اسی طور سے انھیں پیدا کیا ہے تاکہ میں ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدم علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر تیری اجازت ہو تو کچھ عرض کروں؟ ارشاد ہوا اے آدمؑ! جو جی چاہے کہو تمہاری روح میری مخلوق ہے لیکن تمہاری طبیعتِ (انسانی) میری مشیّت کے برخلاف چلے گی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی اے اللہ! اگر تو ان سب کو ایک ہی مثال پر اور ایک ہی انداز ہ اور طبیعت کا پیدا کرتا اور سب کو ایک ہی سے عمریں عطا فرماتا اور سب کو برابر برابر رزق دیتا تو یہ لوگ آپس میں بغاوت نہ کرتے اور نہ ایک دوسرے سے بغض و حسد رکھتے اور نہ کسی بات میں اختلاف کرتے۔ ارشادِ باری ہوا اے آدمؑ! تم نے یہ بات تو کہی مگر اپنی کمزور طبیعت اور لاعلمی کی وجہ سے تم نے تکلّف بھی کیا۔ حالانکہ میں عالم الغیب خدا ہوں میں نے اپنے علم سے ان کی خلقت میں اختلاف رکھا ہے۔ جیسا میں چاہتا ہوں اپنا حکم ان میں جاری کرتا ہوں۔ اور میری ہی تدبیر اور قدرت کی طرف ان کی رجوع ہوگی۔ میری خلقت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ میں نے انسان اور جنّات کو صرف اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔ جو میری عبادت و اطاعت کیا کریگا اور میرے رسولوں کا فرمانبردار رہے گا اس کے لیے میں نے جنت بنائی ہے اگرچہ مجھے اُن کی پروا نہیں ہے۔ اور جو میرے بندے کفر اختیار کریں گے اور میرے نافرمان بنیں گے اور میرے رسولوں کی پیروی نہ کریں گے اُن کے لیے میں نے دوزخ مہیّا کر رکھا ہے۔ اگرچہ میں اُن کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا ہوں۔ اے آدمؑ! میں تم کو اور تمہاری ذرّیت کو اس لیے نہیں پیدا کیا ہے کہ مجھے تمہاری یا ان کی کوئی حاجت و ضرورت ہے بلکہ تمہاری اور اُنکی پیدائش کی غایت امتحان ہے کہ تم سب میں کون ایسا ہے جو زندگی میں اعمالِ نیک بجالائے اور اسی لیے میں نے دنیا۔ آخرت۔ زندگی۔ موت۔ طاعت۔ معصیت۔ جنّت اور دوزخ پیدا کیے ہیں۔ یہ سب باتیں میں نے اپنی تدبیر اور قدرت سے کی ہیں۔ اور اپنے علم سے ان سب کی صورتوں میں اور جسموں میں اور رنگوں میں اور عمروں میں اور رزق میں اور اطاعت و معصیت میں اختلاف رکھا ہے کسی کو سعید بنایا ہے کسی کو شقی، کسی کو بصیر بنایا ہے کسی کو نابینا۔ کسی کو چھوٹے قد کا بنایا ہے۔ کسی کو دراز قد کا۔ کسی کو خوبرو بنایا ہے کسی کو بدصورت کسی کو عالم رکھا ہے کسی کو جاہل کسی کو غنی بنایا ہے کسی کو فقیر۔ کسی کو مطیع بنایا ہے کسی کو نافرمان۔ کسی کو تندرست رکھا ہے کسی کو بیمار، کسی کو اپاہج بنایا ہے کسی کو بلا رسیدہ۔ تاکہ تندرست آدمی کسی گرفتارِ بلا کو دیکھے میری حمد بجالائے اور اپنی عافیت کا شکر ادا کرے اور دردمند کسی تندرست کو دیکھکر مجھ سے دعا مانگے اور صحت کا مجھ سے سوال کرے۔ اور بلاؤں پر صابر رہے۔ تو میں اس کو بڑا ثواب عطا کروں گا اور غنی بندے فقیروں کو دیکھے میری حمد و شکر بجالائیں اور فقیر بندہ کسی امیر کو دیکھے تو مجھ سے دعا مانگے اور اگر مومن کسی کافر پر نظر ڈالے تو اس بات کا شکر بجالائے کہ اسے ہدایت نصیب ہوئی پس میں نے ان سب کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میں خوشحالی میں اور سختی میں عافیت کے زمانہ میں گرفتارِ بلا ہونے کے وقت میں کسی کو عطیہ دے کے کسی کو محروم رکھ کے آزماؤں میں تمام عالم کا شاہ اور خود مختار خدا ہوں۔ میرے اختیار میں ہے کہ میں اپنی تدبیر کے موافق قدرت جاری کروں اور جس کو چاہوں بدل دوں اور مؤخر کو مقدّم اور مقدم کو مؤخر کردوں۔ میں اللہ ہوں اپنے ارادہ سے ہر کام کو کر گزرنے والا ہوں۔ میرے کیے ہوئے کاموں کے بارے میں کوئی مجھ سے سوال نہیں کرسکتا۔ میں البتہ اپنی مخلوق سے ہر طرح جواب طلب کرسکتا ہوں۔

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۴** فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ ؛ تفسیر صافی میں ظَلَمُوْا کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ جناب رسولؐ خدا پر ایک ظلم تکذیب سے کیا اور دوسرا ان کے اہلبیتؑ کے حقوق کو غصب کرنے سے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظَلَمُوْا سے مراد ہے ظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ (یعنی آل محمدؐ پر یہ ظلم کیا کہ ان کا حق مار لیا)۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۵** الطُّوْرِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ طور سینین ہے۔ یہ مدین کا ایک پہاڑ ہے۔ یہاں حضرت موسٰی نے خدائے تعالیٰ کا کلام سُنا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۶** فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ رق اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں کچھ لکھا جائے۔ اور یہاں استعارے کے طور پر ہر اس چیز کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس پر کچھ لکھا جائے۔ اور کتاب اور رق دونوں کو نکرہ لانا دونوں کی عظمت کا بھی اظہار کرتا ہے اور یہ بھی جتلاتا ہے کہ یہ لوگوں میں معروف و مشہور چیز نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۷** اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ چوتھے آسمان پر ہے اور یہی ضُراح ہے جس میں ستّر ہزار فرشتے روزانہ آتے ہیں اور پھر ان کو اس میں آنیکا کبھی موقع نہیں ملے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؐ باقر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے چار ستون قائم کیے اور ان کا نام ضُراح رکھا وہی بیت المعمور ہے اور کُل فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ پھر کچھ فرشتوں کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ زمین میں ایک مکان اسی انداز کا اور اسی مانند بناؤ اور جو زمین میں ہیں اُن کو یہ حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ اور جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ستّر ہزار فرشتے اُس میں روزانہ آتے ہیں اور پھر کبھی انکو اس میں آنا نہ ملے گا۔ اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ بیت المعمور پہلے ہی آسمان پر ہے۔ نیز انہی حضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ پہلے آسمان پر جو مکان ہے اس کا نام ضُراح ہے اور وہ بیت الحرام کے ٹھیک مقابل میں ہے یعنی اگر وہ گرے تو ٹھیک بیت اللہ پر گرے۔ ستّر ہزار فرشتے روزانہ اُس میں آتے ہیں۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی اور حدیثِ معراج میں آیا ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان پر ہے۔ ۱۲

**(قول مترجم)** بیت المعمور کے متعلق جتنی مختلف روایتیں ہیں اُن سب پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوا کہ جو بیت اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر زمین پر ایک سفید موتی کا بنایا گیا تھا اور وہ موجودہ بیت اللہ کی جگہ تھا اور حضرت آدم علیہ السّلام نے اُس کے چالیس حج پاپیادہ ہندوستان سے حجاز تک جا کر ادا کیے تھے وہ توطوفان نوحؑ کے وقت زمین سے اٹھا کر آسمان چہارم پر اسی بیت اللہ کے محاذ میں میں قائم کر دیا گیا ہے اور آسمان اول پر اسی صورت کا مکان ضُراح نام قائم کیا گیا ہے اور آسمان ہفتم پر اسی صورت کا مکان بیت المعمور نام اُن فرشتوں کے لیے قائم کیا گیا ہے جو عرش کے پاس سے اس گستاخی کے سبب ہٹا دیے گئے تھے کہ جب خدائے تعالیٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنے کی ان کو اطلاع دی تو انھوں نے اجماع کر کے اعتراضاً یہ عرض کیا۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وہ اتنے فاصلے پر ہٹائے گئے تھے کہ جتنا فاصلہ پانسو برس میں طے کیا جاسکے۔ پھر چونکہ انھوں نے رحمت خدا کی خواستگاری کی تو ان کے لیے بیت المعمور قائم کیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کرتے رہو عرش سے غرض نہ رکھو۔ اس لیے کہ ہماری خوشی اسی میں ہے۔ چنانچہ وہ اس کا طواف کرتے ہیں۔ اور ستّر ہزار فرشتے اس میں روزانہ داخل ہوتے ہیں کہ دوبارہ اُن کا نمبر نہیں آتا اسطرح بیت المعمور کو ملاء اعلیٰ کے رہنے والوں کے لیے جائے توبہ مقرر کیا۔ پس آسمانِ ہفتم اور اُس کے اوپر والوں کے لیے تو آسمان ہفتم کا بیت المعمور ہو جائے توبہ ہے اور آسمانِ ششم و آسمانِ پنجم اور آسمانِ چہارم کے باشندوں کیلئے آسمان چہارم کا بیت المعمور اُن کی توبہ قبول ہونے کا مقام ہے اور آسمان سوم و آسمانِ دوم و آسمانِ اوّل کے باشندوں کے لیے ضُراح

جو آسمان اول پر ہے وہ توبہ قبول ہونے کا مقام ہے۔ اب رہے اہل زمین۔ ان کے لیے جناب ابراہیم علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی مدد سے انہی بنیادوں پر جن پر اصل بیت اللہ قائم تھا کعبۃ اللہ بنا کر دیں اس حکم کی تعمیل دونوں باپ بیٹوں نے کی اور یہ اہل زمین کی توبہ قبول ہونے کا مقام قرار پایا۔

**صفحہ ۷۲۶ نوٹ ۶** أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ : تفسیر صافی میں جناب رسولؐ خدا سے روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ جائے گا اور اُس کی اولاد اُس سے پست رہے گی تو خدا یتعالےٰ اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس مومن سے ملا دے گا تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ کافی، الفقیہ اور التوحید میں میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بہت سے بیٹے اور پوتے باپ دادا کا سا عمل کرنے سے قاصر رہیں گے تاہم اپنے باپ دادا کے ساتھ اس غرض سے ملا دیے جائیں گے کہ ان کے داخل ہونے سے انکے باپ دادا کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جناب ابراہیمؑ اور حضرت سارہؑ کو مومنین کے بچوں کا کفیل بنا دیا ہے کہ وہ جنت کے ایک درخت سے ان کو غذا دیتے ہیں اور اس درخت کے تھن اسی صورت کے ہوتے ہیں جیسے گائے کے۔ اور یہ سب کے سب ایک موتی کے محل میں رہتے ہیں پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کو لباس پہنایا جائے گا اور خوشبو لگائی جائے گی اور ان کے ماں باپ کے پاس بطور تحفے کے بھیجا جائے گا۔ پھر یہ اپنے باپ دادا کے ساتھ جنت کے بادشاہ ہوں گے۔ اور خدا یتعالےٰ کے اس قول وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الخ کا یہی مطلب ہے۔ ١٢

**صفحہ ۷۲۶ نوٹ ۷** مَا أَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے عام معنی تو یہ ہیں کہ اولاد کے اس الحاق سے ان کی بزرگی میں کوئی کمی نہ آئے گی بلکہ ان پر میرا یہ احسان ہوگا۔ اور کافی و تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اوپر کی آیت میں اَلَّذِيْنَ آمَنُوا سے جناب رسولؐ خدا اور جناب امیر المومنینؑ مراد ہیں اور ذُرِّيَّتَهُمْ سے ائمہ اور اوصیاء مراد ہیں جن کو ہم انھیں سے ملا دیں گے۔ اس لیے کہ ان کی ذریت نے اس حجت کے بارے میں جو جناب رسولؐ خدا علیؑ مرتضٰی کی بابت لائے تھے کوئی کمی نہیں کی بلکہ اُن سب کی حجت بھی ایک ہی رہی اور اطاعت بھی ایک ہی۔ ١٢

**صفحہ ۷۲۶ نوٹ ۸** لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس (پیالے) کے پینے کی حالت میں کوئی فضول بات نہ بکیں گے، اور نہ کوئی ایسا فعل کریں گے جس کا ذکر کرنے والا اس کے سبب گنہگار ہو جیسا کہ دنیا میں پینے والوں کی عادت ہے۔ اور خدا یتعالےٰ کا یہ قول اس قول کے مثل ہے۔ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ۞ (دیکھو صفحہ ۵۳۶ سطر ۶) تفسیر قمی میں ہے کہ نہ جنت میں راگ راگنی ہوگی اور نہ کوئی اور بے حیائی کا فعل۔ مومن شراب پیئے گا مگر کوئی گناہ کی بات نہ کرے گا۔ ١٢

**صفحہ ۷۲۶ نوٹ ۹** كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۞ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب خادم چھپے ہوئے موتیوں کے مانند ہیں تو مخدوم کیسے ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اُسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مخدوم کی فضیلت خادم کے مقابلے میں ایسی ہی ہوگی جیسی چودھویں رات کے چاند کی تمام اور ستاروں کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ ١٢

**صفحہ ۷۲۹ نوٹ ۸** إِدْبَارَ النُّجُومِ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مطلب ہے آخر وقت جبکہ ستارے پھیکے پڑ جائیں اور اس کی قرأت أَدْبَارَ النُّجُومِ بالفتح بھی آئی ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ جب ستارے چھپ جائیں یا غروب ہو جائیں۔ جناب امام محمدؑ باقر اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ یہ الفاظ ان دو رکعتوں کا وقت بتلاتے ہیں جو نماز فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں انھیں حضراتؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا ہر رات میں تین مرتبہ اٹھتے تھے اور آفاق پر نظر ڈالتے تھے اور سورۂ آل عمران کی وہ پانچ آیتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے جن کا خاتمہ ان الفاظ پر ہے إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (دیکھو صفحہ ۹۰ سطر ۱) پھر نماز شب پڑھتے تھے۔ ١٢

**صفحہ ۷۲۹ نوٹ ۹** وَالنَّجْمِ ..... تا إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۞ : المجالس میں حضرت عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے جناب رسولؐ خدا کے ہمراہ نماز پڑھی۔ جب سلام سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے روئے مبارک ہماری طرف کیا۔ اور فرمایا کہ اس رات کو ایک ستارہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گرے گا پس جس کے گھر میں وہ گرے گا وہی میرا وصی، میرا خلیفہ، اور میرے بعد میری امت کا امام ہوگا پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے ہی گھر میں گرنے کا منتظر تھا۔ اور سب سے زیادہ اس کی خواہش میرے والد عباس ابن عبد المطلبؑ کو تھی مگر جیسے ہی فجر طلوع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں سے گزرا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کے گھر میں گرا۔ پس جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضٰی سے فرمایا یا علیؑ اس کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وصیت و خلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمہارے لیے واجب ہوگئی پس منافقوں نے جیسے کہ عبد اللہ ابن اُبی اور اُس کے یار تھے یہ کہنا شروع کیا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ اپنے چچازاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہوگئے۔ اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں۔ اس پر خدا یتعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ ١٢

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ یعنی خدائے تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اس ستارے کے پیدا کرنے والے کی قسم جس وقت کہ وہ اترا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ تمہارا رفیق، ہمارا رسولؐ علیؑ بن ابیطالب کی محبت میں فریفتہ نہیں ہوا وَمَا غَوَىٰ اور نہ بہکا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی شان میں اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ بھی وہ فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

قمی میں جناب امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں وَالنَّجْمِ سے مراد جناب رسولؐ خدا ہیں۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مَا ضَلَّ کی تفسیر میں مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نہ علیؑ کی محبت میں گمراہ ہوئے اور نہ بہکے اور نہ ان کی شان میں اپنی طرف سے کوئی بات فرماتے تھے۔ جو فضیلت بیان فرماتے تھے وہ اُس وحی کے مطابق ہوتی تھی جو اُن کی طرف بھیجی جاتی تھی۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے قبر جناب رسولؐ خدا کی قسم کھائی ہے جو اُن

جنابؐ کی وفات کے بعد بنائی گئی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ یعنی تمہارا رفیق (ہمارا رسولؐ) اپنے اہلبیت کے فضائل بیان کرنے میں نہ گمراہ ہے اور نہ بہکا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى یعنی ہمارا رسولؐ اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں کوئی بات اپنی خواہش نفسانی سے نہیں کہتا ہے جیسا کہ خدا کہتا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى۔

المجالس میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا نہ تو یہ ممکن ہے کہ تمام آدمی کسی بات سے راضی ہو جائیں اور نہ لوگوں کی زبان پکڑی جاسکتی ہے جبکہ خدا کے انبیاء و رسول اور اس کی حجتیں زبان خلائق سے محفوظ نہ رہ سکے تو تم لوگ کیسے سالم رہ سکتے ہو کیا اصحاب رسولؐ نے آنحضرتؐ پر یہ تہمت نہیں لگائی تھی کہ یہ اپنے ابنِ عم علیؑ بن ابیطالب کی شان میں اپنی خواہش نفسانی سے کہتے ہیں جو کچھ بھی کہتے ہیں یہاں تک کہ خداتعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمادی اور یہ ارشاد فرمایا مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے آباء واجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تو آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ اور اصحاب جمع ہو کر اُن کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اگر آپ پر کوئی افتاد پڑے تو آپ کے بعد ہمارا کون؟ اور آپ کا حکم ہم میں چلانے والا کون؟ آنحضرتؐ نے اُن کو کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش رہے دوسرے دن پھر اُن سب نے وہی سوال کیا۔ مگر آنحضرتؐ نے اُن کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو انہوں نے پھر وہی دہرایا اور یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! اگر (خدانخواستہ) آپ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو آپ کے بعد ہمارا کون؟ اور بجائے آپ کے صاحبِ امر کون؟ اس وقت ان لوگوں سے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو میرے صحابیوں میں سے ایک کے گھر میں آسمان سے ایک تارا اترے گا۔ تم غور سے دیکھتے رہنا کہ وہ کون ہے! کہ وہی میرے بعد تم سب پر میرا خلیفہ ہوگا اور میرا امر تم میں وہی جاری کرنے والا ہوگا۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جسے یہ لالچ نہ ہو کہ جناب رسولؐ خدا اُس سے یہ فرمائیں کہ میرے بعد تو ہی میرا قائم مقام ہے۔ الغرض جب چوتھا دن ہوا ہر شخص اپنے اپنے حجرہ میں تارے کے اُتارے کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان سے تارا ٹوٹا جس کی روشنی دنیا کی کل روشنی پر غالب آگئی۔ وہ تارا جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے حُجرہ میں آگیا۔ یہ حال دیکھ کر اصحابِ رسولؐ (میں سے منافقین) جامہ سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے (معاذ اللہ) یہ شخص (علیؑ کی محبت میں) وارفتہ ہو گیا اور بہک گیا ہے۔ جو کچھ وہ اپنے چچیرے بھائی کی نسبت کہتا ہے اپنی خواہشِ نفسانی سے کہتا ہے۔ پس خدائے عزّ و جلّ نے (اُن لوگوں کی تکذیب میں) پوری سورۂ والنجم نازل فرمائی۔

اُسی کتاب میں ربیعۂ سعدی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ سے اس قول خدا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کی تفسیر پوچھی۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا اس سے مراد وہ ستارہ ہے جو صبح کے وقت جنابِ امیرالمؤمنین علیؑ ابنِ ابیطالب کے حُجرہ میں اُترا تھا حالانکہ میرے والد عباسؓ بن عبدالمطلب کو بے حد آرزو تھی کہ وہ ستارہ اُن کے گھر میں اترے۔ تاکہ وہ وصایت اور خلافت و امامت کے مستحق ہو جائیں۔ مگر خدا کو تو یہ منظور ہی نہ تھا کہ علیؑ بن ابیطالب کے سوا کسی اور کے گھر میں وہ تارا اُترتا۔ یہ تو اُس کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب جنابِ رسولؐ خدا نے عیدِ غدیر کے دن جناب علیؑ مرتضیٰ کو امیرالمومنین مقرر فرمایا تو لوگوں کے تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ وارفتہ ہو گئے۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ (توبہ! توبہ!!) محمدؐ بہک گئے۔ تیسرے نے یہ کہا تھا کہ محمدؐ اپنے اہلبیتؑ اور چچیرے بھائی کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ اپنی خواہشِ نفس سے کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے (ان کی رد میں) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى تا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى نازل فرمائی۔

جناب امام علی نقی علیہ السّلام سے بروایتِ جناب امام زین العابدین علیہ السّلام منقول ہے۔ اُن جنابؑ نے جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا اصحاب رسولؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں جمع ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! تمام انبیاء کا یہی دستور رہا ہے کہ جب ان کی نبوت مستقل ہو جاتی تھی تو کسی کو اپنا وصی اور نائب مقرر کرتے تھے جو ان کا قائم مقام ہو اور ان کے بعد اُن کے امر کو جاری رکھے اور ان کی اُمت میں اُنہی کی سیرت پر چلے (آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر فرمایئے) آنحضرتؐ نے جواب دیا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ جس شخص کو میری اُمت میں سے میرا خلیفہ ہونا پسند فرمائے گا۔ اُسی کے متعلق آسمان سے ایک نشانی نازل کریگا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد میرا وصی کون ہے! پس جب وہ جنابؐ اس رات جماعت اصحاب کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ چکے تو اُسی وقت لوگ آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور وہ رات گھپ اندھیری تھی جس میں چاندنی کا نام نہ تھا۔ یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑی روشنی نمودار ہوئی جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا حقیقت یہ تھی کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین پر اُترا۔ اُس نے گھر گھر چکر لگایا اور آخر میں جنابِ علیؑ مرتضیٰ کے حجرہ پر آٹھہرا۔ اُس کی روشنی بہت تیز تھی۔ اُس نے حُجرہ کو اسطرح ڈھانپ لیا جیسے تنور پر کوئی برتن ڈھک جاتا ہے۔ اس کی شعاع نے تمام مکانوں کو روشن کر دیا۔ پہلے تو لوگ پریشان ہو گئے پھر لگے تہلیل و تکبیر کرنے۔ اور یہ عرض کرتے ہوئے حاضر ہوئے کہ یا رسولؐ اللہ ستارہ تو آسمان سے علیؑ بن ابیطالب کے حُجرہ کی چوکھٹ پر اُترا۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ یہ سُن کر آنحضرتؐ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم بس وہی میرے بعد امام اور میرا وصی ہے۔ وہی میرے امور کو قائم و جاری کریگا۔ تم سب اُس کی اطاعت کرنا۔ اُس کی مخالفت ذکرنا اور اس سے مقدّم نہ ہو جانا۔ وہ میرے بعد خدا کی زمین میں خدا کا خلیفہ ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ لوگ آنحضرتؐ کے پاس سے نکلے تو منافقوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ اپنے چچیرے بھائی کی نسبت جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہشِ نفسانی سے کہتے ہیں (معاذ اللہ) گمراہی اُن پر سوار ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے اختیار میں ہو تا کہ علیؑ بن ابیطالب کو نبی بنا دیں تو نبی بنا کے چھوڑتے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ! علیِ اعلیٰ آپ سے بعد تحفۂ اسلام فرماتا ہے کہ یہ سورہ پڑھیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى الخ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى کا یہ مطلب ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب اونچے سے اونچے مقام پر پہنچے ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى پھر وہاں سے (عظمت) پروردگار کے قریب ہو گئے پھر اور آگے بڑھ گئے اور یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَانٰى یعنی وہ جنابؐ آگے بڑھے یہاں تک کہ دونوں پاس پاس ہو گئے۔ علل الشرائع میں ہے کہ جنابِ امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا تم لوگ اس آیت میں فَتَدَلّٰى نہ پڑھا کرو

بلکہ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ پڑھو فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو فاصلہ جناب رسولِ خداؐ کو (عظمتِ) پروردگار سے تھا اُس کی مقدار اتنی تھی کہ جتنی کمان کے قبضہ اور گوشہ میں ہوتی ہے اَوْ اَدْنیٰ۔ بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پہلا شخص جو اِس حد تک پہنچا وہ جنابِ رسولِ خداؐ تھے۔ سبب یہ کہ ساری مخلوق میں خدا کے سب سے زیادہ مقرب بندے وہی حضرتؐ تھے۔ اور جب اس مقام پر پہنچے تو جبرئیلؑ امین نے یہ بات عرض کی یا حضرتؐ! آگے بڑھیے۔ آپ کے قدم اس مقام تک پہنچے ہیں کہ نہ کسی مقرب فرشتے کے قدم یہاں تک پہنچے ہیں نہ کسی نبی مرسل کے۔ اور آنحضرتؐ کی روح اور آنحضرتؐ کا نفس اُسی مقام سے آیا ہوا نہ ہوتا تو آنحضرتؐ اُس مقام تک پہنچنے کی تاب ہی نہ لاتے اس لیے کہ عظمت و جلالت الٰہی سے اس قدر قرب تھا جسے ان لفظوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔

کسی نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا یا ابن رسولؐ اللہ! کیا خداوند عالم کے لیے کوئی خاص مکان قرار دینا جائز ہے؟ فرمایا نہیں۔ خدا مکان (اور مکانیات) سے مبرّا ہے۔ اُس نے عرض کیا پھر حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو آسمان پر کیوں بلایا؟ فرمایا اس لیے کہ آنحضرتؐ کو آسمانوں کی سلطنت اور وہاں کے عجائبات اور نادر صفتیں اور آسمانی مخلوقات دکھائے۔ اُس نے عرض کی پھر قول باری تعالےٰ ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کا کیا مطلب ہوگا۔ فرمایا مقصود یہ ہے کہ جس وقت جنابِ رسولِ خداؐ حجابِ نور کے پاس پہنچے تو وہاں آسمانوں کی سلطنت (اور اس کا حسن انتظام اور خوبی) ملاحظہ فرمائی فَتَدَلّیٰ پھر نیچے کو گردن جھکا کے زمین کی شاہی دیکھی۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کو یہ گمان ہوا کہ میں زمین سے اتنا قریب ہوں کہ جتنا چلّہ کمان گوشہ سے قریب ہوتا ہے بلکہ اُس سے بھی کم۔

اُنہی حضرتؐ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب جنابِ رسولِ خداؐ شب معراج بالائے آسمان تشریف لے گئے تو اس مقام پر پہونچے جہاں سے (عظمتِ) پروردگار میں اور آنحضرتؐ میں گوشۂ کمان کا بلکہ اُس سے کم فاصلہ تھا تو آنحضرتؐ کے سامنے حجابِ (نور) اٹھا دیا گیا تھا۔

امالی میں ہے کہ جناب رسولِ خداؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجھے بالائے آسمان معراج ہوئی اور میں اپنے پروردگار (کے جلال) سے اتنا قریب ہوا کہ جیسے چلّۂ کمان گوشۂ کمان سے قریب ہوتا ہے یا اس سے بھی کم تو آواز آئی کہ اے محمدؐ! تم ساری مخلوق میں کس سے زیادہ محبت رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی علیؑ ابن ابیطالب سے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ! ذرا مُڑ کے تو دیکھو۔ بس جونہی میں نے اپنی بائیں جانب نظر ڈالی تو علیؑ بن ابیطالب کو (اپنے پہلو میں) پایا۔

احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ (ایک مرتبہ) جنابِ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا میں اُس بزرگوار کا فرزند ہوں جو (شبِ معراج) اتنے بلند ہوئے کہ سدرۃ المنتہےٰ سے بھی گذر گئے اور ان جنابؐ کو (عظمت) پروردگار سے اتنا فاصلہ رہ گیا کہ جتنا چلّۂ کمان اور گوشۂ کمان میں ہوتا ہے یا اس سے بھی کم۔

جناب امام موسےٰ کاظم علیہ السّلام سے دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کے معنی دریافت کیے گئے تو حضرتؐ نے فرمایا یہ (تَدَلّیٰ) قریش کا محاورہ ہے اُن میں سے جو کوئی اس امر کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ یہ ظاہر کرے کہ میں نے بھی سُنا ہے تو کہتا ہے قَدْ تَدَلَّیْتُ۔ تَدَلّیٰ بمعنی فہم ہے یعنی سمجھنا (بنا بریں) دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کے یہ معنی ہوں گے کہ جنابِ رسولِ خداؐ اتنا قریب ہوئے کہ حقیقتِ حال اُن کی سمجھ میں آگئی۔

جناب امیر المؤمنینؑ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جنابِ رسولِ خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات پہنچائے گئے جو ایک مہینہ میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور وہاں سے تمام آسمانوں کی سلطنت میں لے جائے گئے جو پچاس ہزار برس میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور یہ سب رات کے ایک تہائی سے کم میں۔ یہاں تک کہ وہ جنابؐ ساقِ عرش تک پہنچ گئے اور حجابِ علم کے قریب آگئے تو اس وقت رَفرفِ سبز جنّت سے لٹکایا گیا اور نورِ خدا آنحضرتؐ کی آنکھوں پر چھا گیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے پروردگار کی عظمت کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اسوقت عظمتِ پروردگار میں آنحضرتؐ میں چلّۂ کمان کا یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

کافی میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کو معراج کئے مرتبہ حاصل ہوئی؟ فرمایا دو مرتبہ! جبرئیل امینؑ نے آپ کو ایک مقام پر لیجا کر کھڑا کیا اور آپ سے یہ عرض کی کہ یا حضرتؐ اپنی جگہ ٹھہرے رہئیے اس لیے کہ آپ ایسے مقام پہ آکھڑے ہوئے ہیں کہ نہ کبھی کوئی فرشتہ اس مقام تک پہنچا ہے نہ کوئی نبی۔ آپ کا پروردگار رحمت بھیج رہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس کی رحمت بھیجنے کی کیا شان ہے؟ عرض کی یہ فرماتا ہے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ اَنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ (بڑا پاک و پاکیزہ میں کل فرشتوں کا اور روحوں کا پروردگار ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی رہتی ہے) اسوقت آنحضرتؐ نے عرض کی اَللّٰھُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ (یا اللہ! میں تیری معافی کا خواستگار ہوں۔ میں تیری معافی چاہتا ہوں) امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اسوقت آنحضرتؐ کو اتنا قرب حاصل تھا جسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔ کسی نے عرض کی قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا کمان کے بیچ سے لیکر اُس کے سرے تک جتنا فاصلہ ہوتا ہے اُتنا۔ پھر فرمایا کہ عظمتِ الٰہی کے اور آنحضرتؐ کے مابین ایک حجاب تھا جو اضطراب کے ساتھ چمک رہا تھا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھا۔ لیکن اتنا فرمایا ہے کہ وہ زبرجد تھا اور اُس میں نظر اس طرح جاتی تھی جس طرح سوئی کے ناکے میں گزر سکتی ہے اور نورِ عظمت نظر آتا تھا اُسی وقت خدائے تبارک و تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ! اور آنحضرتؐ نے عرض کی لَبَّیْکَ رَبِّیْ! فرمایا تمہارے بعد تمہاری امت کا والی کون؟ آنحضرتؐ نے عرض کی اللہ اعلم! فرمایا علیؑ بن ابی طالب! امیر المومنین سید المسلمین اور قائد الغر المحجلین ہے۔ یہاں تک روایت بیان کر کے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جنابِ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کا حکم زمین سے نہیں ملا بلکہ آسمان سے ملا ہے۔ اور اس طرح بلا واسطہ رُوْ دَر رُو ملا ہے۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان روایتوں میں کوئی مُنافات نہیں ہے کیونکہ سب روایتیں معدنِ علم سے مروی ہیں جیسی جس سائل کی سمجھ تھی ویسا ہی اُن حضرات نے جواب دیا ہے فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی اس آیت میں مَاۤ اَوْحٰی کنایہ ہے اس بات کا کہ جو باتیں وحی کی گئی تھیں وہ عظیم الشان تھیں۔

قمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں وہ وحی بالمشافہ تھی (یعنی خود باریتعالےٰ نے وحی فرمائی تھی)

احتجاج طبرسی کی اُس حدیث میں جن کا ذکر اوپر آچکا یہ بھی ہے کہ منجملہ ان چیزوں کے جو اس وقت وحی فرمائی گئیں سورہ بقرہ کی یہ آیت بھی تھی ۔ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ۔ الٰاخرہ پوری گفتگو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ اور خداوند عالم میں ہوئی اُس کا پورا واقعہ صفحہ ۶۷۰ نوٹ نمبر ۲ کے ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔)

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا (یابن رسولؐ اللہ!) کیا پروردگار عالم کو جناب رسولؐ خدا نے دیکھا تھا ؟ فرمایا ہاں مگر دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا. کیا تو نے قول باری تعالےٰ نہیں سُنا کہ فرماتا ہے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی جو کچھ (جناب رسولِ خدا کی) دل کی آنکھوں نے دیکھا اُس میں جھوٹ نہیں ملایا ۔ آنحضرت نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا ۔ بلکہ اُس (کی عظمت) کو دل کی آنکھوں سے معائنہ فرمایا تھا ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا ۔ جناب رسولؐ خدا سے اِس آیت کے متعلق کسی نے دریافت کیا ۔ فرمایا میں نے ایک نور دیکھا تھا ۔

کافی اور التوحید میں جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو کچھ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی آنکھ نے ملاحظہ کیا تھا ۔ اُس میں آنحضرتؐ نے اپنے دل سے کوئی بات جھوٹ نہیں بڑھائی ۔ بلکہ بعینہ بیان کر دیا ۔ آنحضرتؐ نے اپنی پروردگار کی نشانیوں میں سے بڑی بڑی نشانیاں دیکھی تھیں ۔ (اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ نے خدا کو دیکھ لیا کیونکہ) نشانیاں اور چیز ہیں ۔ خدا اور چیز ہے ۔

صاحب تفسیر صافی لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے کی حدیث سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ نے دل کی آنکھوں سے عظمت خدا کو دیکھا تھا (اور اس حدیث میں دوسری تعبیر ہے) تو ان جوابات میں اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ ان حضرات نے سائلین کی سمجھ کے موافق جواب دیا ہے (اور دوسرے یہ کہ) اِس مسئلہ کی تھاہ بہت گہری ہے (عام لوگوں کی سمجھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی) اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا وہ کیا وحی ہے (جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں) فرمایا میرے پاس وحی آئی تھی کہ علیؑ بن ابیطالب سید المؤمنین امام المتقین قائد الغرّ المحجلین ہے اور رسول رب العالمین کے خلفاء میں سب سے پہلا خلیفہ ہے ۔ کچھ لوگ بات کاٹ کے بولے جو کچھ آپ نے فرمایا یہ خدا کی طرف سے ہے یا آپ کی طرف سے ؟ پس وحی نازل ہوئی کہ اے رسولؐ ۔ ان سے کہدو مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۔ پھر ان کے قول کی آیہ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی سے رَدّ کی گئی آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا (جو کچھ میں نے علیؑ کے بارے میں تم سے بیان کیا) مجھے تو اس کے علاوہ اُن کے متعلق اور بھی حکم خدا ہوا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ میں علیؑ بن ابیطالب کو تمام آدمیوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر دوں ۔ لو اب کہتا ہوں میرے بعد علیؑ بن ابیطالب تم سب پر حاکم ہیں اور یہ بمنزلہ کشتی نوحؑ کے ہیں جو دنیا کے غرق ہونے کے دن ان کو عطا کی گئی تھی ۔ جو اس میں داخل ہوا وہ محفوظ رہا اور اس نے (طوفان ہلاکت سے) نجات پائی اور جو باہر رہا وہ ڈوب گیا (گمراہ ہوگیا)

**صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۰** شَدِیْدُ الْقُوٰی ؕ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے خود خدائے تعالےٰ مراد ہے ۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اِس سے جبرئیل امین مراد ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۱** فَاسْتَوٰی ؕ ۔ لفظی معنی سیدھا کھڑا ہوا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اشارہ جبرئیلؑ امین کی طرف ہے جو اپنی حقیقی صورت پر یعنی جس صورت پر اُن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کھڑے ہوئے تھے اور سوائے جناب رسولؐ خدا کے کسی اور نبی نے اُن کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا ۔ آنحضرتؐ نے اُنکو اُنکی اصلی صورت میں ایک مرتبہ آسمان پر دیکھا اور ایک مرتبہ زمین پر ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ فَاسْتَوٰی کا اشارہ جناب رسولِ خدا کی طرف ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۲** وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ؕ ... تا ... اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ؕ ۔ اس کی تفسیر ضمیمہ میں اسی صفحہ کے نوٹ نمبر ۹ میں ملاحظہ ہو ۔ اور اس کے ساتھ صفحہ ۳۳۰ نوٹ نمبر۱ کا ضمیمہ بھی ملاحظہ کیجئے ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۰ نوٹ ۱** جناب امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ شب معراج آسمانوں پر تشریف لے گئے جب سدرۃ المنتہےٰ کے قریب پہونچے تو حجابِ (نور) میں ایک سوئی کے ناکے کی برابر سوراخ کر دیا گیا ۔ اس میں سے جتنی دیر خدا کو منظور تھا نورِ عظمتِ پروردگار اُن حضرتؐ نے مشاہدہ فرمایا ۔

علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا آسمان پر تشریف لے گئے تو جبرئیلؑ امین آن جناب کے ہمراہ تھے ۔ اور جب سدرۃ المنتہےٰ کے قریب پہونچے تو جبرئیلؑ امین اس کے قریب ٹھہر گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ! یہ مقام وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے میرے لیے قرار دیا ہے ۔ میری تو مجال نہیں ہے کہ میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے بڑھ سکوں ۔ اب آپ خود آگے تشریف لے جائیں ۔ پس جناب رسولؐ خدا تو سدرہ کی طرف روانہ ہوگئے ۔ اور جبرئیلؑ امین پیچھے رہ گئے ۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سدرۃ المنتہےٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ محافظ فرشتے اہل زمین کے اعمال محل سدرہ تک لیجاتے ہیں ۔ اور ان اعمال کو کراماً کاتبین سدرہ کے نیچے لکھ لیتے ہیں اور سدرہ تک لیجاتے ہیں ۔ جنابِ رسولؐ خدا نے ملاحظہ فرمایا کہ سدرہ کی شاخیں عرش کے نیچے اور اُس کے اِرد گرد پھیلی ہوئی ہیں ۔ اس جگہ نورِ عظمتِ پروردگار ظاہر ہوا اور حضرتؐ پر چھا گیا ۔ جس کی وجہ سے آنحضرتؐ کی آنکھیں خیرگی کرنے لگیں ۔ اور یہ پہلو لرزنے لگے ۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے دل اور آنکھوں میں خاص قوت عطا فرمائی ۔ پس آنحضرتؐ نے قدرتِ خدا کی نشانیوں میں سے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا ۔ قولِ باری تعالیٰ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی کا یہی مطلب ہے یعنی جبرئیلؑ سدرہ کے قریب تک آنحضرتؐ کے ہمراہ رہے تھے اور آنحضرتؐ نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا وہ قدرتِ خدا کی بہت بڑی

نشانی تھی۔ پھر فرمایا کہ سدرہ کی موٹائی اتنی ہے جو دنیاوی حساب سے ستّر برس میں طے ہو اور اس کا ایک ایک پتہ تمام اہل دنیا کو ڈھانپ سکتا ہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں نے سدرہ کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ دیکھا جو کھڑا ہوا خدا کی تسبیح پڑھ رہا ہے۔

**صفحہ ۳۳ نوٹ ۲** ان میں سے پہلا موقع وہ ہے کہ جس رات مجھے پہلی مرتبہ آسمان پر لے گئے تو جبرئیلؑ امین نے مجھ سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ آپکے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اُن کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی تو دیکھتا کیا ہوں کہ فرشتے ہیں کہ صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ فرمایا یا رسولؐ اللہ انھیں کے مقابلہ میں خدا یتعالےٰ قیامت کے دن آپ حضرات کے سبب سے فخر کرے گا۔ پس میں قریب ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ تم سے کہدیا۔ دوسرا موقع وہ تھا کہ مجھے دوسری مرتبہ آسمان پر لے گئے پھر جبرئیلؑ امین نے مجھ سے پھر پوچھا کہ آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کو اپنی جگہ خلیفہ کر آیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ خدا یتعالےٰ سے دعا کیجئے وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے خدا سے دعا کی تو دیکھا کیا ہوں کہ تمھاری صورت موجود ہے اسی وقت ساتوں آسمان میرے لیے کھُل گئے یہاں تک کہ جو جوان میں رہنے والے ہیں اور جتنی ان میں آبادیاں ہیں اور ایک ایک فرشتے کا مقام سب میں نے دیکھ لیا۔ تیسرا موقع وہ ہے کہ جب مجھے قوم جن کی طرف بھیجا گیا تو جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ آپکے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں انکو اپنی جگہ چھوڑ آیا ہوں انھوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے۔ میں نے دعا کی دیکھتا کیا ہوں کہ تمھاری صورت میرے ساتھ موجود ہے پس جو کچھ میں نے جنات سے کہا اور جو کچھ انھوں نے مجھے جواب دیا وہ تم نے پورا پورا سُنا۔ چوتھا موقع وہ ہے کہ لیلۃ القدر میرے اور تمھارے لیے مخصوص کی گئی ہے اور سوائے ہم دونوں کے (اور ہماری خاص اولاد کے) اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ پانچواں موقع یہ ہے کہ میں نے خدائے تعالےٰ سے تمھارے بارے میں دعا کی۔ پس اس نے میری خاطر سے تمھارے لیے سوائے نبوت کے ہر چیز عطا فرمادی۔ نبوت کے بارے میں یہ ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ میں نے تمھارے لیے مخصوص کی ہے اور تمہیں پر اس کا خاتمہ کردیا ہے چھٹا موقع وہ ہے کہ شبِ معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو خدا یتعالےٰ نے کل انبیاءؑ کو جمع فرمایا اور میں نے امام بن کر ان سب کو نماز پڑھائی اور تمھاری صورت ٹھیک میرے پیچھے تھی۔ اور ساتواں موقع یہ ہے کہ گروہوں کی ہلاکت میرے اور تمھارے ہاتھ رکھی ہے یہ ان لوگوں کا رد ہے جو معراج کے منکر ہیں۔ ۱۲

التوحید میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ایک حدیث میں جو آیۂ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی کی تفسیر فرمائی تھی۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ کی اصلی صورت دو مرتبہ ملاحظہ فرمائی تھی۔ ایک دفعہ کا دیکھنا تو اسی آیت سے ظاہر ہے۔ دوسری بار اور دیکھا تھا۔ (جبرئیلؑ کے آیۃ الکبریٰ ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے عظیم الجثّہ اور ان ملائکہ میں سے ہیں جن کی خلقت اور صفت کو سوائے پروردگار عالم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے سوائے اور کسی نبی نے جبرئیلؑ امین کی اصلی صورت نہیں دیکھی۔ لیکن ان جنابؐ نے بھی دو بار ملاحظہ فرمائی ایک دفعہ زمین پر دوسری مرتبہ آسمان پر۔

التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیۂ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی کا مطلب پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا (اس سے مراد) جبرئیلؑ امین (ہیں۔ انہوں) نے ایک دفعہ اپنی پنڈلی پر موتی سے دیکھے جیسے ساگ کے پتّے پر شبنم کے قطرے ہوتے ہیں۔ جبرئیلؑ کے چھ سو بازو ہیں اور اُن کا قد اتنا ہے کہ زمین و آسمان کے مابین بھر دیتا ہے۔

تفسیر برہان میں ہے جو کوئی جناب رسولؐ خدا کو جناب فاطمہؑ زہرا کا پیام دیتا تھا تو وہ حضرتؐ انکار فرمادیتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے پیام دینا چھوڑ دیا اور وہ سب مایوس ہوگئے جب آنحضرتؐ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی نورِ نظر کا نکاح جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے ساتھ کردیں تو جناب سیّدہؑ کو بطور راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی۔ یہ سن کر جناب معصومہؑ نے (گردن جھکالی اور) عرض کی۔ بابا! آپ کی رائے مقدّم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زنانِ قریش کی زبانی سُنا ہے کہ علیؑ بن ابیطالب کا پیٹ بڑا ہے۔ ہاتھ لمبے لمبے ہیں پنڈلیاں موٹی موٹی ہیں۔ سر کے اگلے حصّے پر بال نہیں ہیں۔ (کشادہ پیشانی ہیں) آنکھیں بڑی بڑی ہیں ان کا کندھا اتنا سخت ہے جیسے اونٹ کا کندھا ہنس مکھ ضرور ہیں مگر مالِ دنیا بالکل نہیں رکھتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا (بیٹیا!) تم کو خبر نہیں ہے کہ خداوند عالم نے دنیا کی طرف توجہ فرمائی تو مجھے تمام مردوں کا نبی بنایا۔ پھر دوبارہ توجہ کی تو علیؑ بن ابی طالب کو اس نے تمام آدمیوں پر میرا وصی مقرر فرمایا۔ پھر تیسری بار توجہ کی تو تم کو زنانِ عالم پر بزرگی بخشی۔ اے فاطمہؑ! میں جب آسمان پر بلایا گیا تو میں نے بیت المقدس (بیت المعمور) کے پتھر پر کندہ دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ مصطفےٰ خدا کے رسولؐ ہیں پھر میں نے اپنے رسولؐ کو اُن کے وزیر کے ذریعہ سے قوت پہنچائی اور اُن کے وزیر ہی کے ذریعہ سے ان کی مدد کی) میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ میرا وزیر کون ہے؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا علیؑ ابن ابیطالب۔ (اے فاطمہؑ!) جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہونچا تو میں نے اُس پہ لکھا ہوا دیکھا اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ مُحَمَّدٌ صَفْوَتِيْ مِنْ خَلْقِيْ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ (میں اللہ ہوں مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اپنی تمام مخلوق میں سے محمدؐ کو میں نے برگزیدہ کیا ہے۔ اور اُن کے وزیر کے ذریعہ سے میں نے ان کو قوّت پہنچائی اور ان کے وزیر ہی کے ذریعہ سے میں نے ان کی نصرت کی) میں نے دریافت کیا یہ میرا وزیر کون ہے؟ جواب ملا علیؑ بن ابیطالب! پھر میں وہاں سے چل کر عرش پر پہنچا۔ پس میں نے عرش کے ہر ستون پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ حَبِيْبِيْ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ (میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ میرے حبیب ہیں۔ میں نے اُن کے وزیر سے ان کو قوت دی اور ان کے وزیر ہی کے ذریعہ سے میں نے ان کی نصرت کی) جب میں بہشت میں گیا تو میں نے جنت میں ایک درخت دیکھا۔ طوبےٰ اس کا نام ہے جڑ اس کی علیؑ ابن ابیطالب کے گھر میں ہے جنت میں کوئی گھر اور کوئی محل اور کوئی چشمہ ایسا نہیں ہے جس میں طوبےٰ کی شاخ نہو۔ طوبےٰ کی شاخوں پر بکثرت جامہ دان ہیں۔ جن میں سندس اور استبرق کے حُلّے ہیں۔ ہر ہر مومن کو دس دس لاکھ جامہ دان عطا ہوں گے۔ ہر جامہ دان میں ایک ایک لاکھ حُلّے ہوں گے کہ ہر حُلّے کا رنگ جُدا جُدا ہوگا۔ وہی اہل جنت کا لباس ہوگا۔ طوبےٰ کے وسط میں ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے عرض کے برابر ہوگی۔ یہ اُن لوگوں کے سیلے

بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ اُس سایہ کے نیچے اگر کوئی سوار سو برس تک چلے گا تب بھی اُسے طے نہ کر سکے گا۔ قول باریتعالےٰ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کا یہی مطلب ہے۔ طوبےٰ کے نیچے بہشتی میوے اور اہل جنت کے لیے لذیذ کھانے اس کی شاخ سے اس کے گرد وں میں لٹکتے ہوں گے اور طوبےٰ کی ہر شاخ میں سو رنگ کے میوے کچھ ایسے ہوں گے کہ اہل دنیا نے دنیا میں دیکھے اور سُنے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے کہ نہ دیکھے ہوں گے اور نہ سُنے ہوں گے اور جس وقت اُس درخت سے میوہ توڑا جائے گا فوراً اس کی جگہ دوسرا نمودار ہو جائے گا۔ نہ کبھی وہ میوے ختم ہوں گے اور نہ (صرف کرنے سے) روکے جائیں گے۔ اس درخت کی جڑ سے ایک نہر نکلی ہے اُس نہر سے چار نہریں اور پھوٹی ہیں۔ ایک نہر پانی کی ہے جس کی بو اور مزہ بدلنے والا ہی نہیں ہے۔ دوسری دودھ کی ہے جس کا ذائقہ کبھی نہ بدلے گا۔ تیسری شراب کی ہے جو پینے والوں کو لذت دے گی۔ چوتھی صاف کیے ہوئے شہد کی ہے۔ اے فاطمہؑ! خداوند عالم نے علیؑ بن ابی طالب کو سات باتوں میں میرا شریک بنایا ہے۔ سب سے پہلے وہی قبر سے میرے ساتھ اُٹھیں گے اور سب سے پہلے صراط پر میرے ہمراہ کھڑے ہوں گے اور دوزخ سے کہیں گے اسے تو لیلے اور اسے چھوڑ دے۔ سب سے پہلے لباسِ جنت سے وہ میرے ساتھ آراستہ کیے جائیں گے۔ سب سے پہلے عرش کی داہنی جانب وہ میرے ہمراہ جلوس کریں گے۔ سب سے اوّل میرے ساتھ دروازۂ جنت کو وہ کھٹکھٹائیں گے۔ سب سے بیشتر میرے ہمراہ وہ علّیین میں سکونت گزین ہوں گے۔ پہلا جو شخص سربمہر شرابِ خالص میرے ہمراہ پیئے گا جس کی مُہر مشک کی ہوگی وہ علیؑ ابن ابیطالب ہی ہوں گے۔ خواہش کرنے والوں کو اس کی خواہش کرنی چاہیئے۔ اے فاطمہؑ! اگرچہ دنیا میں علیؑ کے پاس مال نہیں ہے (تو نہ ہو) خدائے تعالےٰ ان کو روزِ قیامت جنت میں مالا مال کر دیگا۔ اے فاطمہؑ! یہ جو تم نے کہا کہ اُن کا پیٹ بڑا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا یتعالےٰ نے اس کو علم سے مملو کر دیا ہے جو انہی کے لیے مخصوص ہے۔ اور میری تمام اُمّت میں خدا نے علیؑ کو خاص بزرگی بخشی ہے۔ اور یہ جو تم نے بیان کیا کہ اُنکی پیشانی چوڑی اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں اُس کا سبب یہ ہے کہ خلاقِ عالم نے اُن کو آدم علیہ السّلام کی صورت اور صفت کا پیدا کیا ہے اور اُن کے دونوں ہاتھ خدا تعالےٰ نے اس لیے دراز بنائے ہیں کہ وہ اُن ہاتھوں سے دشمنانِ خدا و رسولؐ کو قتل کریں گے۔ اور اُنہی ہاتھوں سے خدائے تعالےٰ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دیگا۔ اگرچہ مشرکوں کو برا لگے۔ اور انہی ہاتھوں پر بڑی بڑی فتوحات ظاہر کرے گا۔ اور علیؑ بن ابیطالب حکم قرآنی کی شان نزول کے موافق مشرکوں اور منافقوں کو جو سرکشی کریں گے اور عہد توڑیں گے اور فاسقوں کو تاویل قرآنی کے مطابق قتل کریں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان کے صلب سے جوانانِ بہشت کے دو سردار نکالے گا جن سے عرشِ خدا کی زینت ہوگی۔ اے فاطمہؑ! جتنے نبی خدا نے مبعوث فرمائے ہیں ہر ایک کی ذرّیت اُسی نبی کے صلب سے پیدا کی ہے۔ مگر میری ذرّیت علیؑ کے صلب سے قرار دی ہے۔ اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو میرے لیے ذرّیت ہی نہ ہوتی۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی بابا! میں ان کے سوا اور کو ہرگز اختیار نہ کروں گی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم علیؑ ابنِ ابیطالب کے سوا کوئی بھی جنابِ فاطمہ زہرا کا جوڑا اور کفو نہ تھا۔

**صفحہ ۱۳۰ نوٹ ۳** اَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ لات تو مرد کی صورت تھی اور عُزّٰی عورت کی۔ اور منٰوۃ حرم مکہ سے باہر چھ میل کے فاصلے پر سر راہ ایک بُت تھا۔ قول مترجم: اوپر کے نوٹ میں حدیث سے ثابت ہے کہ آیۃُ الْکُبْرٰی سے مراد جناب امیر المؤمنینؑ ہیں جس مضمون کو شاعر یوں ادا کرتا ہے۔ ؎

؎ سلام اے عروۃ الوثقیٰ امیر المومنینؑ ــــ حجت الحق آیۃ الکبریٰ امیر المومنینؑ ــــ

اب یہاں سے لات و عزّیٰ و منٰوۃ کا اشارہ حضرات ثلٰثہ کی ذات سے کیسا چسپاں تھے سمجھنے والے سمجھیں، غور کرنے والے غور کریں۔ خوش ہونے والے خوش ہوں اور جلنے والے جلیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۳۱ نوٹ ۴** معانی الاخبار میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیہ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى کا مطلب دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگوں کا (فخریہ) یہ کہنا کہ رات ہم نے نماز پڑھی تھی یا کل ہم نے روزہ رکھا تھا یا اس کے سوا کوئی اور ڈینگ مارنا (اعمال کی حقیقت کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے اظہار سے کیا فائدہ؟) پیشتر بھی کچھ لوگ گزر چکے ہیں جو صبح کے وقت کہا کرتے تھے کل ہم نے (خوب) نمازیں پڑھیں اور روزہ رکھا لیکن جناب امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے تھے میں رات کو بھی سوتا ہوں اور دن کو بھی اگر ان دونوں کے مابین مجھے وقت ملتا تو اس میں بھی سو رہتا۔

احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اگر خداوند عالم اپنے بندوں کو نفس کی خوبی اور پاکیزگی ظاہر کرنے سے منع نہ فرما دیتا تو آج بیان کرنے والا (یعنی میں) اپنے نفس کی بہت سی خوبیاں اور فضائل بیان کرتا جن سے مؤمنین کے دلوں میں معرفتِ (امامؑ) زیادہ ہوتی اور سُننے والوں کے کانوں سے وہ کبھی نہ نکلتیں۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے سوال کیا گیا۔ اے مولا! کیا آدمی کو اپنے نفس کی خوبی ظاہر کرنا جائز ہے؟ فرمایا اضطرار اور ضرورت کے وقت جائز ہے۔ کیا تم نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا یہ قول نہیں سُنا ہے (کہ بادشاہِ مصر سے فرمایا تھا) اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ اور عبد صالح (ہودؑ نبی) نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝

**صفحہ ۱۳۱ نوٹ ۶** وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ جس جس چیز کا خدا یتعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا وہ امر سے متعلق ہو تو، نہی سے متعلق ہو تو، بیٹے کے ذبح کرنے سے متعلق ہو تو وہ سب کو بجا لائے۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے کسی نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا (یعنی جناب ابراہیمؑ نے کیا چیز ادا کی تھی؟) فرمایا وہ چند کلمات ہیں جنہیں خلیل اللہ بحد مبالغہ کیا کرتے تھے۔ سائل نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا ہر روز صبح اور شام کو تین بار یہ کلمات کہتے تھے۔ اَصْبَحْتُ وَرَبِّيْ مَحْمُوْدٌ اَصْبَحْتُ لَآ اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَآ اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا وَّلَآ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيًّا: ترجمہ:۔ میں نے ایسے حال میں صبح کی ہے کہ رب میرا محمود ہے۔ میں نے ایسے حال میں صبح کی ہے کہ میں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں جانتا ہوں۔ اور نہ خدا یتعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرتا ہوں اور نہ کسی کو خدا یتعالےٰ کے علاوہ میں اپنا کارساز بناتا ہوں۔ (اور شام کو تین بار یوں فرماتے تھے۔ اَمْسَيْتُ وَرَبِّيْ مَحْمُوْدٌ اَمْسَيْتُ لَآ اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَآ اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا وَّلَآ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيًّا۔

**ترجمہ:-** (میں نے ایسے حال میں شام کی ہے کہ رب میرا محمود ہے۔ میں نے ایسے حال میں شام کی ہے کہ میں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں جانتا ہوں۔ اور نہ خدائے تعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرتا ہوں اور نہ کسی کو خدا تعالےٰ کے علاوہ میں اپنا کارساز بناتا ہوں) پس خدا تعالےٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِبۡرَاهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰىٓ

علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے قریب قریب اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔

**صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۷** اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰىۙ ○ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیا جناب ابراہیمؑ اور جناب موسیٰؑ کے صحیفوں میں جو کچھ ہے اُس کی خبر اُس کو نہیں دی گئی کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کے بدلے میں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۸** وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ ○ : تفسیر صافی میں ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے بارے میں پکڑا نہیں جاسکتا اُسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پاسکتا۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ میّت کے حق میں صدقہ دینا اور میّت کی طرف سے حج و زیارات بجالانا میّت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میّت نے اپنے پسماندوں کے دل میں بسبب احسان کے یا ایمان کے یا قرابت وغیرہ کے ایسی محبت ڈال دی تھی کہ انھوں نے اس کی طرف سے نیت کی اور نیابتہً یہ اعمال خیر بجالائے تو یہ فی الحقیقت میّت ہی کی سعی کا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح مریض کے لیے اس کے ایامِ مرض میں وہ کل اعمال خیر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنی صحت کی حالت میں بجالاتا ہو۔ اس لیے کہ اس کی نیت میں یہ ضرور ہے کہ اگر وہ صحیح ہوتا تو یہ سب کچھ بجالاتا۔ بس ثواب کا ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے۔ باوجودیکہ نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگر وہ مانع اِس کے اختیار کی بات نہیں۔ وہ خدائے غالب کے ہاتھ ہے لہٰذا یہ خدا ہی کے فضل سے متعلق ہے کہ اسکو ثواب دیتا ہے ۱۲

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۴** اَغۡنٰى وَاَقۡنٰىۙ ○ : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ اَغۡنٰى کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان کو اس کے طرزِ معیشت میں غنی کر دیا۔ (یعنی اپنی ہی طرز معیشت کو پسند کرتا ہے اور دوسروں پر ہنستا ہے) اور اقنٰی کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان اپنے کیے کو پسند کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۵** الشِّعۡرٰىۙ ○ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آسمان کا ایک ستارہ ہے جس کو قریش اور عرب کے بہت سے لوگ پوجتے تھے یہ ستارہ آخر شب میں طلوع کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۶** وَالۡمُؤۡتَفِكَةَ ○ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے بصرہ اس پر دلیل جناب امیرالمومنینؑ کا یہ قول ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا یَآ اَهۡلَ الۡبَصۡرَةِ یَآ اَهۡلَ الۡمُؤۡتَفِكَةَ۔ اے عورت کے لشکریو! اے چوپائے کے پیروؤ! جس وقت کہ وہ بلبلایا تم نے اس کی مان لی اور جب اس کے پاؤں کاٹے گئے تو تم بھاگ گئے۔ تمھارا پانی غلیظ اور کڑوا ہے اور تمھاری عقلیں بودی ہیں۔ اور نفاق کا تم پر خاتمہ ہے اور تم پر ستّر نبیوں کی زبان سے لعنت کی گئی ہے جنابِ رسولؐ خدا نے مجھ کو خبر دی تھی کہ جبرئیلؑ امین نے ان کو خبر دی کہ تمام زمین پر انھوں نے نظر ڈالی تو بصرہ کی زمین کو سطح آب سے تمام اور زمینوں کی بہ نسبت قریب تر پایا۔ اور آسمان سے سب سے زیادہ دور۔ اور بدی کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں ہیں اور ایسی طرح مرض شدید کے بھی جو اس میں مقیم رہے گا وہ گناہ میں ہے اور جو اس سے نکل جائیگا وہ رحمت خدا میں داخل ہے۔ یہ زمین مع اپنے ساکنین کے دو مرتبہ الٹ چکی ہے۔ (یعنی غرق ہو چکی ہے) اور اللہ کے ذمّہ ہے کہ تیسری مرتبہ پھر الٹ دے۔ یہ الٹا زمانۂ رجعت میں ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۷** تَتَمَارٰى ○ : لفظی معنی ہیں تم شک کرتے ہو۔ کافی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ شک کی چار صورتیں۔ ایک مریہ، دوسری ہولے، تیسری تردد، چوتھی استسلام۔

**قول مترجم:-** مریہ وہ حالت ہے کہ شک کے دونوں پہلو برابر ہوں۔ کسی طرف کو رجحان نہو۔ ہولے شک کہ وہ حالت ہے جس میں کسی ایک پہلو کی طرف رجحان یا میلان زیادہ ہو جائے۔ تردُّد وہ حالت ہے جس کی بابت فیصلہ دینا امکان سے باہر ہو جیسے کسی مسافر کا راستہ میں ٹھہرنا اور دس دن کے قیام کی نیت نہ کرنا خیال یہ ہو ناکہ آجکل ہی میں جانا لابد ہے مگر دس دن سے بھی زیادہ گزر جانا۔ استسلام شک کے دونوں پہلوؤں کا بتدریج کم ہوتے ہوتے ایسی حالت کی طرف آنا جو یقین کے درجہ کے قریب پہنچ جانا ہے۔

اَیۡ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى میں ظاہری خطاب تو جنابِ رسولؐ خدا ہی سے ہے مگر حقیقتہً اس حکم کا مخاطب امت کا ہر شخص ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت کے سابق والی آیتوں میں نعمتوں کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ خدا نے (آیاتِ سابقہ کے مطالب کو) نعمتوں سے تعبیر کیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عذاب کی خبر دینا نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے اور یہ نصیحت ان کے لیے نعمت ہے اور بعض آیتوں میں انبیاء اور مومنین کی طرف سے کفار سے انتقام اور بدلا لینے کا ذکر ہے یہ بھی ایک نعمت ہے اس لیے خدا تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتے ہو۔

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۸** هٰذَا نَذِيۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰى ○ تفسیر قمی میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ جب خدا تعالےٰ نے مخلوق کو عالم ذر میں پیدا کر کے صفیں باندھ کر کھڑا کیا ہے اور جناب رسولؐ خدا کو معبوث کیا ہے کہ ان کو دعوت دین دیں تو کچھ لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ انھوں نے انکار کیا اسی کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے هٰذَا نَذِيۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰى جس سے مراد ہیں جنابِ محمد مصطفےٰؐ جو عالم ذر میں مخلوقِ خدا کو ڈرا چکے ہیں اور خدا کی طرف بلا چکے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۹** اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ○ : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہاں هٰذَا الۡحَدِيۡثِ سے مراد یہی روایتیں ہیں جو اوپر نوٹوں میں بیان ہوئیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم انکار کے طور پر ان روایات کا تعجب کرتے ہو اور مذاق اڑانے کے طور پر ہنستے ہو اور اپنے قصور پر نادم ہو کر روتے نہیں اور اب تک غفلت ہی میں ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۴ نوٹ ۱** اَنْشَقَّ الْقَمَرُ ۰ : تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ مشرک. جمع ہو کر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ سچے ہیں تو ہمارے لیے ماہتاب کے دو ٹکڑے کر دیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تم ایمان لے آؤ گے ؟ انھوں نے اقرار کیا کہ ضرور لے آئیں گے اور یہ رات بھی چودھویں رات تھی پس آنحضرتؐ نے خدا سے دعا کی کہ میرے ہاتھ پر ان کی خواہش پوری کر دے۔ اسی وقت چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ نے آواز دیکر کہا کہ اے فلاں اور اے فلاں آؤ دیکھو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے. جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ زمانۂ جناب رسولِ خدا میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے. یہاں تک کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر پس لوگوں نے کہا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ نے ہم پر جادو کیا ہے اُسی وقت ایک غیر شخص نے کہا کہ اگر تم پر جادو کر دیا ہے تو سب آدمیوں پر نہیں کر دیا. تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ یہ واقعہ دوسری طرح سے مروی ہے (جسے آگے ملاحظہ کیجئے) تفسیر مجمع البیان میں اتنا اور ہے کہ خدا یتعالیٰ نے قیامت کے قریب آنے کو چاند کے شق ہونے کے ساتھ ساتھ بیان کیا. اس لئے کہ چاند کا شق ہونا آنحضرتؐ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور آنحضرتؐ کی نبوت قیامت کے قریب ہونے کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۴ نوٹ ۴** بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۰ : کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے کوئی قطرہ ایسا نہیں گرا جس کا شمار نہ کیا گیا ہو یا جس کا وزن نہ معلوم ہو سوائے اس پانی کے جو زمانۂ نوحؑ میں طوفان کے دن گرا تھا. اُس دن پانی موسلا دھار گرا تھا جس کی تعداد اور وزن سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۴ نوٹ ۵** ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۰ : الواح جمع لوح کی ہے جس کے معنی ہیں چوڑا تختہ۔ تفسیر قمی میں کہ الواح سے مراد ہے کشتی اور دُسُر سے مراد ہے میخیں اور ایک قول کے بموجب دُسُر ایک قسم کی گھاس تھی جس سے تختوں کو باندھکر کشتی کو مضبوط کی گئی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۴ نوٹ ۶** جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۰ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ کشتی سوار کرنا اور محفوظ رکھنا حضرت نوحؑ کی خاطر سے ان کے حقوق تسلیم کر لینے والوں کا معاوضہ تھا۔ اس لیے کہ وہ خود ایک نعمت تھے۔ جن کی ان کی امت نے قدر نہ کی. کیونکہ ہر نبی خدا کی طرف سے خدا کی نعمت اور اپنی امت کے حق میں خدا کی رحمت ہوتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۴** نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۰ : تفسیر قمی میں ہے کہ قریش نے (آنحضرتؐ سے خطاب کر کے) یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ! ہم اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ تم کو قتل کر کے (اپنے بتوں کی توہین کا) بدلہ لیں. اس پر خدا یتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۵** سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۰ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد بدر کے دن کا واقعہ ہے جس دن ان کو شکست دی گئی تھی اور وہ قید اور قتل کیے گئے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۶** ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۰ : ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے ایک میدان ہے جس کا نام سقر ہے جس نے خدا یتعالیٰ سے اپنی شدّتِ حرارت کی شکایت کی تھی اور یہ سوال کیا تھا کہ ایک سانس لینے کی اجازت مل جائے. اجازت ملی تو اُس کے ایک سانس لینے سے سارا جہنم بھڑک اٹھا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۷** اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۰ : الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرقۂ قدریہ اس امت کا مجوسی ہے انھوں نے چاہا تو یہ تھا کہ خدائے تعالیٰ کا وصف اس کے عدل کے ساتھ بیان کریں مگر (اپنی حماقت سے) انھوں نے خدا یتعالیٰ کو اس کے اختیارات ہی سے خارج کر دیا. اور یہ آیتیں يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ سے خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ تک انھیں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں. تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرقۂ قدریہ کیلئے مجھے کتاب خدا میں ایک نام ملا خدا یتعالےٰ فرماتا ہے اَلْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۰ ..... تا ... خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۰ (یہ سب آیتیں فرقۂ قدریہ کے بارے میں ہیں) اور مجرمین وہی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۲** اس پر عرض کیا گیا کہ شمس و قمر عذاب دیے جاتے ہیں ؟ فرمایا جب تم نے ایک بات پوچھی ہے تو اچھی طرح سمجھ بھی لو یہ شمس و قمر تو یقیناً خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کے حکم کی اطاعت میں برابر چل رہے ہیں. ان دونوں کی روشنی نور عرش سے ہے اور ان کی گرمی آتش جہنم سے پس جب قیامت ہو چکے گی تو ان کا نور تو لوٹ کر عرش کی طرف چلا جائے گا. اور حرارت جہنم میں. پس یہ شمس و قمر تو باقی نہ رہیں گے (اور اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۰ جملۂ اسمیہ ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے) پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا یتعالیٰ نے انھیں دونوں ملعونوں کو مراد لیا ہے. آیا عوام الناس یہ روایت نہیں کرتے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ شمس و قمر دونوں جہنم میں ہوں گے ؟ راوی نے عرض کی ضرور کرتے ہیں. فرمایا آیا تم نے عوام الناس کا یہ قول بھی سُنا ہے کہ فلاں اور فلاں دونوں اس امت کے سورج اور اس کے نور ہیں؟ عرض کی سنا ہے. فرمایا پس وہی دونوں جہنم میں ہیں. واللہ آنحضرتؐ نے سوائے ان دونوں کے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے. عرض کیا گیا وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۰ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا اَلنَّجْمُ جناب رسولِ خدا ہیں جن کا یہ نام خدا یتعالےٰ نے اور موقعوں پر بھی دیا ہے جیسے کہ فرمایا وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۰ (صفحہ ۳۲۱ نوٹ ۲) . اور فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۰ (دیکھو صفحہ ۶۲۹ سطر ۱۰) اور شجر سے مراد جناب امیر المومنینؑ اور دیگر ائمہ معصومینؑ ہیں. اور يَسْجُدٰنِ کا یہ مطلب ہے کہ وہ عبادت میں ہیں. عرض کیا گیا وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۰ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا السَّمَآءَ سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں جن کو خدا یتعالیٰ نے رفعت دی اور اپنی حضور میں بلا لیا. اور اَلْمِيْزَانَ سے مراد علی مرتضیٰؑ ہیں جن کو اپنی مخلوق کیلئے قائم کر دیا. عرض کیا گیا. اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۰ سے کیا مراد ہے فرمایا یہ کہ امامؑ کی نافرمانی نہ کرو. عرض کیا گیا وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ۰ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ مطلب ہے کہ عدل کے ساتھ امامؑ کی اطاعت کے لیے چلے جاؤ. عرض کیا گیا. وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۰ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا یہ کہ امامؑ کا حق نہ مارو اور نہ امامؑ پر ظلم کرو. عرض کیا گیا وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۰ سے کیا مراد ہے ؟ فرمایا ہاں یہی زمین مراد ہے جس کو خدا یتعالیٰ نے کُل آدمیوں کے لیے بنا دیا ہے. عرض کیا گیا فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۰ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا کہ درخت خرما کا پھل پہلے اپنے خول کے اندر بڑھتا ہے. پھر باہر نکلتا ہے۔

عرض کیا گیا وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ٥ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا حَب سے مراد ہے گیہوں، جَو اور دوسرے غلّے اور اَلْعَصْفِ سے مراد ہے بھوسا اور خشک پتے اور ریحان وہ کونپلیں ہیں جنھیں انسان کھاتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۳** فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥: تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہراً خطاب جن وانس ہے اور باطناً فلاں اور فلاں سے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم دونوں ہماری ان دونوں نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرتے ہو۔ آیا محمدؐ کا یا علیؑ کا۔ اور کافی میں یوں آیا ہے کہ۔ آیا نبیؐ کا انکار کرتے ہو یا وصیؑ کا۔ صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں چونکہ یہ آیت بار بار آئی ہے پس اصطلاحی مفسرین نے ہر ہر موقع پر لفظ اٰلَاۗءِ کے نئے نئے معنی تراشے ہیں خصوصاً جن نعمتوں کا ذکر اس آیت سے پہلے ہوا اسی سے استنباط کیا ہے اور ہمارے نزدیک جو معنی حدیث میں آچکے ہیں وہ کافی و وافی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ یہ آیت بار بار کیوں آئی ہے؟ اس کا ذکر سورۂ قمر میں ہو چکا ہے (دیکھو صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۲)۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۴** خَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ٥: (اَلْجَاۗنّ کی تفسیر کے متعلق دیکھو صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۶) تفسیر صافی میں ہے کہ مَارِجٍ کے معنی ہیں تڑپتا ہوا اور جب مِنْ نَّارٍ کے ساتھ اس کا ذکر کیا تو اس کے معنی ہوئے "ایسا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو"۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۵** رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ٥ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جاڑے کا مشرق علیحدہ ہے اور گرمی کا مشرق علیحدہ آیا تم کو سورج کے قرب و بُعد سے اس کی تمیز نہیں ہوتی۔ ۱۲

پھر فرمایا کہ خدا یتعالیٰ کا یہ قول ہے رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ خداوند عالم نے آفتاب کے لیے تین سو ساٹھ برج قرار دیے ہیں کہ ہر روز آفتاب ایک برج سے طلوع کرتا ہے اور دوسرے میں غروب پھر اس کی طرف سال آیندہ سے اسی دن سے پہلے لوٹ کر نہیں آتا۔

قمی علیہ الرحمہ نے مشرق و مغرب کی تفسیر جو ہم نے لکھی ہے بیان کرنے کے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ بھی روایت کی ہے کہ مشرقین سے جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المؤمنین صلواۃ اللہ علیہما مراد ہیں اور مغربین سے حسن و حسین علیہما السّلام اور ان دونوں کی مثالیں بہت سی ہیں۔

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۶** مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ.... تا..... اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ٥ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ دو عمیق بحر ہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے رفیق پر زیادتی نہیں کرتا اور یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ ہیں۔ ۱۲

قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے جدِّ بزرگوار کے جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے یَخْرُجُ مِنْهُمَا کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان دونوں سے آسمان کا اور سمندر کا پانی مراد ہے جس وقت مینہ برستا ہے تو دریا میں سیپیاں اپنا منہ کھول دیتی ہیں ان میں مینہ کی بوندیاں گرتی ہیں چھوٹی بوند سے چھوٹا موتی اور بڑی بوند سے بڑا موتی صدف میں پیدا ہو جاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت سلمانؓ فارسی۔ سعیدؓ بن جبیر اور سفیان ثوری سے منقول ہے کہ بحرین سے حضرت علیؑ بن ابیطالب اور جنابِ فاطمہ زہرا علیہما السّلام اور برزخ سے جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لولوء و مرجان سے حسنین علیہما السّلام مراد ہیں۔

حضرت ابوذرؓ غفاری آیۂ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بحرین (دو دریا) علیؑ و فاطمہؑ ہیں جن سے لولوء اور مرجان یعنی حسنؑ و حسین علیہما السّلام پیدا ہوئے۔ ان چاروں بزرگوار کا مثل کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ مومن ہی ان سے محبت رکھے گا۔ کافر ہی ان سے عداوت کرے گا۔ تم لوگ (ان اہلبیتِ رسالت کی بیعت کا اعتقاد رکھو اور محبتِ اہلبیت کی وجہ سے مومن بنو۔ اور ان سے دشمنی کرکے کافر نہ ہو جاؤ۔ ورنہ (اوندھے منہ) دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔

حضرت عبد اللہؓ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب سیدہؑ صلوات اللہ علیہا اپنی بھوک اور بے لباسی کی وجہ سے آبدیدہ ہوئیں تو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ! اپنے شوہر کے ساتھ قناعت مدِّ نظر رکھو۔ خدا کی قسم تمھارے شوہر دنیا میں بھی سردار ہیں اور آخرت میں بھی اور دونوں جہان میں سب سے زیادہ صالح ہیں۔ پس خداوند عالم نے آیۂ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ نازل فرمائی۔ یعنی خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے دو دریا بھیجے ہیں یعنی بحرِ علم جناب علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام ہیں اور بحرِ نبوت جنابِ فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا یہ دونوں باہم ملے جلے رہیں گے اور میں نے ان دونوں میں وصل قرار دیا ہے پھر خدا نے فرمایا بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ یعنی ان دونوں کے مابین جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ اور مانع جو علیؑ بن ابیطالب کو دنیا نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ ہونے کو منع کرتے ہیں اور فاطمہؑ کو اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر سے معاملۂ دنیاوی میں کوئی جھگڑا کریں۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ اے گروہِ انسان وجنات تم کس لیے ولایت جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام اور محبت جنابِ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی تکذیب کرتے ہو اللُّؤْلُؤُ سے جناب امام حسن علیہ السّلام اور الْمَرْجَانُ سے جناب امام حسین علیہ السّلام مراد ہیں کیونکہ لؤلؤ بڑا ہوتا ہے اور مرجان چھوٹا۔ علیؑ و فاطمہ علیہما السّلام کا دو دریا ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے اس لیے کہ ان دونوں کے فضائل بڑے وسیع ہیں اور خیر بکثرت ان دونوں سے ظاہر ہوئی ہے اور بحر کو اس کی وسعت کی وجہ سے بحر کہتے ہیں۔ جنابِ رسولؐ خدا کی ایک گھوڑی خوب دوڑی تو آنحضرتؐ نے فرمایا وَجَدْتُهٗ بَحْرًا یعنی میں نے اس کو (دوڑ بھاگ میں) بحر (سمندر) پایا۔

**صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۷** كَالْاَعْلَامِ ٥: تفسیر صافی میں ہے کہ اَعْلَامِ جمع عَلَم ہے جس کے معنی ہیں طویل پہاڑ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۲** كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ٥: جناب امیر المومنینؑ کے ایک خطبہ میں جو کافی میں روایت کیا گیا ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ ان حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ جلاتا ہے، مارتا ہے، روزی دیتا ہے، بڑھاتا ہے گھٹاتا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا یتعالےٰ کی یہ شان ہے کہ کسی گناہ کو بخش دے، کسی مصیبت کو دور کر دے، کسی قوم کو بڑھا دے، اور کسی کو گرا دے۔ ایک قول کے بموجب یہودیوں کے اس قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ سبت کے دن خدا یتعالےٰ کوئی معاملہ طے نہیں فرماتا۔ یا یہ کہتے تھے کہ جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا (اب کچھ نہیں کرتا)۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۴** سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی ایک قراءت سَيَفْرُغُ بھی آئی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ قیامت کے دن تمہارا حساب لینے کے لیے اور تمہیں جزا و سزا دینے کیلئے ہم بالکل خالی ہو جائیں گے۔ (جس کا مقصود سمجھنے کیلئے ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)۔ اس صورت میں الثَّقَلٰنِ سے (عام) مراد جن و انس ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ الثَّقَلٰنِ سے ہم اور خدا کی کتاب مراد ہیں۔ اس کی دلیل جناب رسولِ خدا کی یہ حدیث ہے۔ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۵** يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ الخ ۔ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ اپنے کل بندوں کو ایک بلند ٹیلے پر جمع فرمائے گا۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ آسمان اوّل کو حکم ہوگا کہ تجھ میں جو جو ہوں اُن سب کو اتار دے تو زمین میں جتنے جن و انس و فرشتے ہیں ان سب کی تعداد سے دو چند آسمان اوّل اپنے باشندوں کو اتارے گا اور یہی سلسلہ رہے گا یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے باشندے اُتر آئیں گے اس طرح کل جن و انس فرشتوں کے سات حلقوں میں مخصوص ہو جائیں گے اس وقت ایک منادی ندا دیگا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ پس وہ نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو اپنے آپ کو فرشتوں کے سات حلقوں میں گھرا ہوا پائیں گے تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ اور اس مضمون کی طرف سورۂ بقرہ میں بھی اشارہ ہو چکا ہے (دیکھو صفحہ ۳۸ سطر ۳)۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۶** كَالدِّهَانِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کا یہ مطلب ہے کہ جب کسی سیال چیز کو بلندی سے ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں یا الٹ پلٹ کرتے ہیں تو اس کے مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مطلب یہ ہے کہ پگھل کر تیل کے مانند ہو جائے گا اور ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کے معنی ہیں سُرخ نری۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۷** فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تم (شیعوں) سے متعلق ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص جناب امیر المومنینؑ سے تولّا رکھے اور ان کے دشمنوں سے تبرّا۔ اور اللہ پر ایمان لائے اور اُس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے، پھر گناہوں کا مرتکب ہو اور دنیا میں توبہ نہ کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو ان گناہوں کے عوض عالم برزخ میں عذاب دے گا مگر قیامت کے دن (اپنی قبر سے) وہ اس طرح نکلے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ جس سے متعلق اس سے اُس دن باز پرس کی جائے۔ بشارات الشیعہ میں ہے میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضاؑ کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ دکھائی دیں گے۔ نہیں واللہ بلکہ ایک بھی نہیں۔ میں نے عرض کی کہ یہ بات کتابِ خدا میں بھی کہیں ہے؟ پس حضرتؑ نے ایک سال تک جواب نہ دیا میسرہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد ایک دن میں حضرتؑ کے ساتھ طواف میں تھا کہ یکایک فرمایا اے میسرہ مجھے تیرے فلاں سوال کے جواب دینے کی اجازت آج ملی ہے۔ میں نے عرض کی اچھا حضورؑ وہ مقام قرآن مجید میں کہاں ہے؟ فرمایا سورۂ الرَّحْمٰن میں ہے اور وہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖ مِنْكُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ میں نے عرض کی اس جگہ مِنْكُمْ تو نہیں ہے فرمایا پہلی آیت جس میں ابن اروی (عثمان بن عفان) نے تغییر کیا ہے۔ اور یہ خود اس پر اور اُس کے سارے ہوا خواہوں پر حجّت ہے۔ اس لیے کہ اگر اس میں مِنْكُمْ نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ عذاب خدا تمام مخلوق خدا سے ساقط ہو گیا۔ یعنی اس صورت میں ظاہری آیت کے معنوں کے بموجب اس دن نہ کسی انسان سے اُس کے گناہوں کی بابت باز پرس ہوگی اور نہ کسی جن سے۔ جب باز پرس ہی نہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کسی کو عذاب بھی نہ دے گا۔ ۱۲

**قولِ مترجم:۔** قیامت کا برپا ہونا۔ نامۂ اعمال کا ایک ایک متنفس کو دیا جانا۔ میزان قائم ہونا۔ حساب وکتاب سب کا ہونا۔ مسلمانوں کے کل فرقوں کے نزدیک برحق ہے۔ اب اگر حسب تصریح جنابِ امام رضا علیہ السّلام اس آیت میں مِنْكُمْ نہیں تھا تو خدا کے قول سے یہ سب اعتقادات باطل ہو گئے۔ جزا رہی نہ سزا۔ مِنْكُمْ کی قید کے ساتھ اُس فرقہ کے ساتھ خاص رعایت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہلبیتِ جنابِ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کے دامن سے وابستہ جانتا ہے۔ یہ رعایت کیوں ہے؟ یہ اسلئے ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہانکے پکارے ڈنکے کی چوٹ پر ساری امت کو سُنا گئے کہ میری امت کے میرے بعد بہت جلد تہتّر ٹکڑے ہو جائیں گے جن میں سے جنت میں صرف ایک ہی جائے گا۔ باقی سب دوزخ میں۔ یہ حدیث بھی ہر فرقہ کے نزدیک مقبول ہے۔ اور ہر ایک اس کا مدعی ہے کہ جنت کے ٹھیکیدار ہم ہی ہیں۔ مگر بہتّر اور ایک میں کوئی مابہ الامتیاز ضرور ہے تو وہ یہی ہے کہ بہتّر اہلبیتؑ سے روگردان ہیں اور یہ ان کا طرفدار ہے وہ ایک فرقہ اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے اور باقی اس نام سے بیزار نظر آتے ہیں۔ ہم نے جب قرآن مجید کو غور سے دیکھا تو اسی ایک فرقہ کا نام قرآنِ مجید سے ملتا ہے۔ کسی دوسرے فرقہ کا نام قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے اور چونکہ قیامت میں پہنچکر کل فرقے دو ہی رہ جائیں گے اور سب تفریقیں مٹا دی جائیں گی۔ جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ نیز فرماتا ہے فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۴۳ سطر ۷) اب سورۂ قصص میں جناب موسیٰ علیہ السّلام کے قصے میں جن سے نبیّ آخر الزماں کو تشبیہ دی گئی ہے صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۝ جس سے صاف ثابت ہے کہ جنابِ موسیٰ علیہ السّلام کی امت میں دو طرح کے آدمی تھے۔ ایک ان کے شیعہ ایک اُن کے دشمن۔ لامحالہ تکمیل تشبیہ کے لیے جنابِ رسولِ خدا کی امت میں بھی دو ہی طرح کے آدمی ہوں گے ایک آنحضرتؐ کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے شیعہ اور دوسرے اُن حضراتؑ کے دشمن۔ آنحضرتؐ نے اپنے شیعوں کو جنابِ علیؑ مرتضیٰ کا شیعہ قرار دیا ہے۔ یہ امر خود حضرات اہل سنت کی احادیث کی متعدد کتابوں سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ صلّی اللہ علیہ وآلہ نے یہ ارشاد فرمایا يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ اِسی حدیث کو اس درجہ کا مستند سمجھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی باوجود مخالفت کُلّی کے تحفۂ اثنا عشریہ میں رقمطراز ہیں کہ "شیعۂ اُولے مائیم" یعنی پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ آگے جو کچھ لکھتے ہیں اس کا ماحصل یہ ہے کہ چونکہ یہ لقب غلاۃ و روافض نے اختیار کر لیا اس سے ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور اپنے آپ کا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔ خیر یہ شاہ صاحب کو اختیار ہے کہ خدا و رسولؐ کے مقرر کیے ہوئے نام سے بیزاری کریں اور معاویہ اور یزید کے مقرر کیے ہوئے نام کو اختیار کریں جس کا صلہ وہی دونوں حضرات ان اختیار کرنے والوں کو دیں گے۔ مگر یہ کُھلی بات ہے کہ کسی حدیث

میں نہیں آیا۔ یَااَبَابَکْرٍ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا۔ یَاعُمَرُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا۔ یَاعُثْمَانُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا۔ یَامُعَاوِیَۃُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا۔ یَاعَائِشَۃُ اَنْتِ وَشِیْعَتُکِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا اسی طرح کسی اور زوجۂ نبی کا نام ہوتا یا اصحاب میں کسی اور کا ہوتا۔ خصوصاً جن کو عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے ان میں سے جناب امیر علیہ السّلام کے علاوہ نو ہیں۔ تین کا تو اوپر ذکر آچکا۔ باقی کے چھ میں سے کسی کے متعلق ایسی حدیث کوئی دکھادے اور چونکہ ایسا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شیعہ فقط علیؑ کے ہوں گے۔ اور جو علیؑ کے شیعہ ہوں گے وہی جناب رسولؐ خدا کے شیعہ **اور وہی** کل اہلبیتؑ اطہار کے شیعہ اور چونکہ علیؑ کے شیعہ ہونے کے سبب شیاطین کے دوستوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی مصیبتیں اور قسم قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں محض اپنے ایمان کی خاطر زندگانی دنیا میں برداشت کرتے رہیں گے۔ اس لیے ان کا یہ صلہ ہونا لازم تھا کہ قیامت کے دن ہر طرح کی باز پرس سے بری کردیے جائیں اور دوسروں کو نوٹس دیدیا جائے۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور ان کے گرو گھنٹالوں سے اسی طرح بدلہ لیا جائے جس طرح کہ فرما چکا ہے۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ مگر چونکہ عدالتِ خدا باطل نہیں ہوسکتی وہ مقتضائے رحمت تھا اور یہ مقتضائے عدالت ہے کہ شیعیانِ جناب امیرؑ المومنین سے گناہ سرزد ہوں تو کچھ تو دنیا میں وہ ان کے معاوضہ میں بیماریاں۔ اولاد کی نافرمانی۔ دشمنانِ خدا و رسولؐ و اہلبیتؑ کے ہاتھوں مصائب و تکلیف و ایذا۔ کچھ قرض و پریشانی و بے روزگاری و افلاس وغیرہ کی مشقتیں برداشت کریں۔ اگر اس سے بھی بچ رہیں تو جانکنی کی سختی سہیں۔ اُس سے بھی بچ رہیں تو عالم برزخ میں جتنے گناہ ہوں اتنی مدت بھگتان بھگت کر قیامت کے دن بوجہ تعلق اہلبیتؑ علیہم السّلام خدا کی حضور میں سرخرو ہی حاضر ہوں اور اس آیت کے مصداق ٹھہریں فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖۤ مِنْکُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝

**صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۸** | فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ۝ البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق نے اپنے کسی بھائی سے دریافت فرمایا کہ عوام الناس اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گنہگاروں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیگا اور اُن کے بارے میں گرفتاری کا حکم دیگا تو ان کو ایڑی چوٹی سے پکڑ کر جہنم میں ڈالدیں گے۔ فرمایا خدا یتعالیٰ جس نے خود ان کو بنایا اور پیدا کیا ہے وہ کسی علامت کا محتاج کیونکر ہوسکتا ہے؟ صحابی نے عرض کی پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قائم آلِ محمدؐ ظہور کریں گے یہ شناخت خدا یتعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا کہ کافروں کو پہچان پہچان کر ان کے بارے میں حکم دیں گے کہ ان کے سر اور پاؤں پکڑ کر تلواروں سے ٹکڑے اڑا دیے جائیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۶** | هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم سمجھے کہ خدا یتعالیٰ نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ زیادہ واقف ہے۔ فرمایا کہ تمھارا پروردگار فرماتا ہے کہ جس کو ہم نے توحید کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی جزا جنت کے سوا اور کیا ہوگی؟ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم کافر و مومن، بد و نیک، سب کے بارے میں یکساں جاری ہے، یعنی جس کے ساتھ نیکی کی جائے اُسے لازم ہے وہ بھی بدلے میں نیکی کرے۔ اور یہ کوئی معاوضہ نہیں ہوا کہ جتنا تمھارے ساتھ کیا جائے اتنا ہی کر و اس لیے کہ اگر تم نے اتنا ہی کیا تو اول نیکی کرنے کی فضیلت تو اس کے لیے رہی۔

قولِ مترجم:۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ جناب رسولِ خدا نے باطنی معنی بیان فرمائے ہیں اور جناب امام جعفرؑ صادق نے ظاہری۔ اور توحید کا جو ذکر ہے تو محض توحید کا قائل ہونا بلا شرط و شروط تمام مسلمانوں کے نزدیک بیکار ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۷** | وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ دو جنتیں چاندی کی ہیں کہ ان کی عمارتیں اور جو سامان اُن میں ہے سب چاندی ہی کا ہے۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کی عمارتیں اور جو سامان اُن میں ہے وہ سب سونے ہی کا ہے۔ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ تم ہرگز یہ نہ کہو کہ جنت ایک ہے۔ کیونکہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور نہ یہ کہو کہ درجہ ایک ہے اسلیے کہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (دیکھو صفحہ ۹، ۱سطرہ)۔ بے شک لوگ اپنے اعمال کے بموجب درجے پائیں گے۔ یہ بھی روایت میں وارد ہے کہ کسی نے اُن حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ جب ہم کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے تو عوام الناس سے یہ سُن کر تعجب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بس وہ بھی جنت میں اولیاء اللہ کے ساتھ ہوگئے۔ (گویا اولیاء اللہ کا امتیاز ہی کیا رہا)۔ فرمایا کہ خدا یتعالیٰ تو فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ یعنی ان دونوں جنتوں کے نیچے دو جنتیں اور ہوں گی۔ واللہ۔ وہ لوگ جو جہنم میں سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے وہ لوگ اولیاء اللہ کے ساتھ ہرگز نہ ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۸** | مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مکّے اور مدینے کے مابین جتنا فاصلہ ہے وہ سب درختانِ خرما سے بھر جائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۹** | فِیْهِمَا فَاکِهَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ نخل و رمّان (کھجور و انار) کے لفظوں کو لفظ فاکھۃ (میوہ) کے ساتھ معطوف کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان دونوں میووں کی فضیلت کا اظہار ہوجائے کہ خرما میوہ کا میوہ ہے اور غذا کی غذا۔ اور انار میوہ بھی ہے اور دوا بھی ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ میوہ کی ایک سو بیس قسمیں ہیں جس کا سردار انار ہے اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی مروی ہے کہ جنت کے میووں میں سے پانچ دنیا میں ہیں۔ انارِ املیسی، سیبِ سیستانی، ناشپاتی، انگورِ رازقی، خرمائے مشان۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۲** | آنحضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ جس سب مجھے معراج میں لے گئے تو میرا گزر ایک نہر کی جانب سے ہوا جس کے دونوں کناروں پر مرجان کے قبّے تھے۔ ان میں سے مجھے آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے عرض کی یہ حورانِ عین میں سے ہیں۔ انھوں نے پروردگار عالم سے اجازت مانگی تھی کہ وہ حضورؐ کو سلام کرلیں چنانچہ اجازت مل گئی۔ اس کے بعد اُن حوروں نے عرض کی کہ ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں کہ کبھی نہ مریں گی۔ اور ہم نرم و نازک ہیں۔ ہماری اس حالت میں کبھی فرق نہ آئے گا۔ اور ہم نیک بندوں کی ازواج ہیں اور ہمارے ہی بارے میں خدا نے فرمایا ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۝۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۳** عَبۡقَرِيٍّ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں یا تو نسبت کی ہے اور عَبۡقَرِیٌّ کے معنی ہوئے عبقر کا ۔ اور عبقر عربیوں کے خیال کے بموجب جنات کے ایک شہر کا نام ہے جس کی طرف ہر عجیب چیز کو نسبت دیا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۴** ذِي الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ۰ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جلالِ خدا اور کرامتِ خدا ہم ہیں اس لیے کہ اُس نے بندوں کا ہماری اطاعت اور ہماری محبت کے باعث اکرام فرمایا ہے۔ کافی میں حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا نے سورۃ الرحمٰن آدمیوں کے سامنے پڑھا تو وہ سب چپ رہے اور کچھ نہ کہا پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جن تمھاری بہ نسبت جواب دینے میں زیادہ اچھے ہیں اس لیے کہ جب میں نے ان کے سامنے آیت فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۰ پڑھی تو انھوں نے فوراً جواب میں کہا۔ لَا بِشَيۡءٍ مِّنۡ اٰلَآءِ رَبِّنَا نُكَذِّبُ (ہم اپنے پروردگار کی نعمتوں میں سے کسی کو نہیں جھٹلاتے)۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۵** اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ۰ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے لفظی معنی ہیں جب قیامت واقع ہو جائے اس کا نام وَاقِعَة اس لیے رکھا گیا کہ اس کا برپا ہونا یقینی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۶** خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۰ ۔ الخصال میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو وہ خافضہ بھی ہوگی یعنی دشمنانِ خدا کو جہنم میں پہنچا دے گی اور رافعہ بھی ہوگی یعنی دوستانِ خدا کو جنت میں پہنچا دے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۷** وَكُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً ۰ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے کل آدمی تین قسم کے پیدا کیے ہیں اور یہ بات خدا تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے جو وَكُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً سے فِيۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ۰ تک ہے پس سابقین تو خدا کے رسولؐ اور اس کے خاص خاص بندے ہیں جن میں اُس نے پانچ روحیں قرار دی ہیں (۱) روح القدس سے ان کی تائید فرمائی ہے جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں (۲) روح ایمان سے جس سے وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (۳) روحِ قوت سے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر قادر ہیں۔ (۴) روحِ شہوت سے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے نفرت (۵) روحِ حرکت اُن میں قرار دی ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے یعنی آتے جاتے ہیں۔ اور مومنین یعنی اصحابِ میمنہ میں چار روحیں قرار دی ہیں (۱) روحِ ایمان جس سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں (۲) روحِ قوت جس کے ذریعہ سے ان کی اطاعتِ خدا کی بجاآوری کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ (۳) روحِ شہوت جس سے ان کے دل میں اطاعتِ خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے (۴) روحِ حرکت جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۸** السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۰ ۔ امالی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ علیؑ اور اُن کے شیعہ وہی سابقون ہیں۔ یعنی جنت کی طرف سبقت کرنے والے اور وہی مقربون ہیں یعنی بارگاہِ خداوندی میں اعزازِ خاص کے سبب تقربِ خاص رکھنے والے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ میرے والدِ ماجد نے کچھ شیعوں سے فرمایا کہ تم اللہ کے شیعہ ہو اور تم اللہ کے مددگار ہو اور تم دنیا میں بھی سبقت کرنے والے ہو۔ اور آخرت میں بھی سبقت کرنے والے ہو۔ یعنی دنیا میں تو ہماری ولایت کی طرف سبقت کرنے والے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سابقون چار ہیں اول فرزند آدمؑ علیہ السلام جو شہید ہوا۔ دوسرے امتِ موسیٰؑ میں سبقت کرنے والا وہ مومنِ آلِ فرعون ہے۔ تیسرے امتِ عیسیٰؑ میں سبقت کرنے والا وہ حبیب النجار ہے۔ چوتھے امتِ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سبقت کرنے والے وہ جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۵** وَظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۰ ۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث وارد ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلا جائیگا مگر اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس سے مراد ہیں اوقاتِ جنت اور جنت میں وقت موسمِ گرما کے مانند ہوگا جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ کافی میں بروایت جنابِ امام محمد باقرؑ جناب رسولِ خدا سے ایک حدیث اہلِ جنت کی تعریف میں وارد ہے۔ از آنجملہ یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے باغوں کے پھیلے ہوئے سایہ میں مزہ اڑاتے ہوں گے اور وقت ان کا ایسا ہوگا جیسا طلوعِ صبح سے طلوعِ آفتاب تک ہوتا ہے مگر خوبی اور خوشبو میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۶** وَفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ۰ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ۰ ۔ تفسیر قمی میں جنابِ رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب میں جنت میں پہنچا تو درخت طوبیٰ کو دیکھا کہ اس کی جڑ علیؑ مرتضیٰ کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی محل اور مقام ایسا نہیں ہے جہاں اس کی شاخیں نہ پہنچی ہوں ہر شاخ کی پھننگ پر چھوٹی چھوٹی صندوقچیاں ہیں جن میں سندس واستبراق کے حُلّے بھرے ہوئے ہیں۔ ہر بندۂ مومن کو دس دس لاکھ صندوقچیاں ملیں گی کہ ہر ہر صندوقچی میں سو سو حُلّے ہوں گے۔ ایک حُلّہ دوسرے سے مشابہ نہ ہوگا۔ یعنی ان کے رنگ بھی مختلف ہوں گے اور اور صفتیں بھی۔ یہ اُس جنت کے رہنے والوں کے کپڑے ہوں گے جس کے وسط میں ظلِّ ممدود ہے۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلِ جنت نوجوان بغیر داڑھی مونچھ اَمرَد ہوں گے آنکھوں میں اُن کی سُرمہ۔ سروں پر ان کی تاج۔ گردنوں میں اُن کی گلوبند۔ اور وہ سب کے سب خوش اور مسرور نعمتوں میں بسر کرنے والے ہوں گے۔ عیش و عشرت میں مشغول۔ گرامی قدر ہوں گے۔ ایک ایک کو سو سو آدمیوں کے برابر کھانے اور پینے کی طاقت اور شہوت اور اجماع کی قوت دی جائے گی۔ ہر شخص ہر غذا کی لذت۔ ہر لباس کا مزہ چالیس برس تک پائے گا۔ اور خدائے عزّ و جلّ چہروں میں اُنکے نور عطا فرمائے گا۔ اور بدنوں پر اُن کے سفید ریشمی کپڑے۔ سبز رنگ کے جوڑے۔ زرد رنگ کے زیور پہنائے گا۔ اہلِ جنت ہمیشہ زندہ رہیں گے کبھی نہ مریں گے۔ ہمیشہ جاگتے رہیں گے کبھی ان کو نیند نہ آئے گی۔ ہمیشہ غنی رہیں گے۔ کبھی مفلس نہ ہوں گے۔ ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے۔ ہمیشہ ہنسی خوشی میں بسر کریں گے کبھی نہ روئیں گے۔ ہمیشہ معزز رہیں گے کبھی انھیں ذلت نہ ہوگی۔ ہمیشہ شادان و فرحاں رہیں گے۔ ہمیشہ کھائیں گے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔ ہمیشہ سیراب رہیں گے کبھی پیاسے نہ ہوں گے۔ ہمیشہ لباس سے آراستہ رہیں گے۔ کبھی برہنہ نہ ہوں گے۔ سوار ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کو جایا کریں گے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والے لڑکے کہ

ہاتھوں میں اُن کے چاندی کے لوٹے۔ سونے کے برتن ہوں گے اُن کے سلام کیلئے حاضر ہوا کریں گے۔ وہ سونے کے جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوں گے۔ رحمتِ خدا کیطرف نظر کرتے ہوں گے۔ خدا کی جانب سے اُن کے پاس تحیّہ اور اسلام کے ہدیے آتے رہیں گے۔ ہم اس کی درگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رحمت سے جنت عطا فرمائے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جنت کی زمین اور اس کے پتھر چاندی کے ہوں گے۔ مٹی اُس کی ورس[ⁱ] اور زعفران کی ہوگی۔ جھاڑو اس کی مشک کی ہو گی۔ سنگریزے اس کے موتی کے اور یاقوت کے ہوں گے۔ جنّت کے تخت موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ خدا یتعالےٰ فرماتا ہے عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ۔ ان تختوں میں یاقوت اور موتی ٹکے ہوئے ہیں۔ اور یاقوت اور موتیوں کی جھالر والے پردے اُن پر پڑے ہوئے ہیں۔ جو پردوں سے زیادہ ہلکے اور ریشم سے زیادہ نرم ہیں اور تختوں پر فرشتوں کے غرفے (اونچے مکان) اور برنیچے بنے ہوئے ہیں جو دنیاوی مکانوں سے ساٹھ درجے بلند ہیں قولِ باریتعالےٰ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ کا یہی مطلب ہے۔ اور قولِ خدا عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ میں اَرَآئِک سے وہ تخت مراد ہیں جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

جنابِ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جنابِ رسولخدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جنّت کی نہریں بغیر گڑھے جاری ہیں پانی ان کا برف سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ رقیق ہے۔ مٹی اُن کی مشکِ اذفر ہے سنگریزے اُن کے موتی اور یاقوت ہیں۔ ایک ایک ولی خدا کی جس طرف خواہش ہوگی اُس طرف وہ بہنے لگیں گی۔ اور باغات کو اس حد تک بڑھائیں گی کہ اگر وہ دنیا کے تمام آدمیوں اور جنوں کو مہمان کرلے تب بھی اُن کے لیے کھانا پینا کپڑے زیور اس قدر مہیّا ہے کہ ذرا بھی کمی محسوس نہ ہوگی۔ جنّت میں خرمے کے درختوں کی یہ صفت ہے کہ تنے اُن کے کُندن کے ہیں اور شاخوں کی جڑیں زبرجد سبز کی اور سرے سفید موتی ہیں اور چھتری اس کی سبز حُلّوں کی ہے اُس کے پھل چاندی سے زیادہ سفید۔ شہد سے زیادہ شیریں۔ مسکہ سے زیادہ نرم ہیں جن میں گٹھلیوں کا پتہ نہیں۔ خوشوں کا طول جس میں پھل اوپر سے نیچے تک قُبہ قُبہ لگے ہوتے ہیں بارہ بارہ ہاتھ کا ہوگا۔ جتنے خُرمے توڑ لیے جائیں گے فوراً ہی خدا یتعالےٰ ان کی جگہ دوسرے پیدا کردیگا۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ۔ کھجوروں کے درخت کے پھل تو ڈول کے برابر ہوں گے۔ اور کیلے اور انار بڑے بڑے چرسوں کی برابر اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی اور کشتیاں موتی کی ہوں گی۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہیدانِ راہِ خدا میں سے ادنیٰ درجہ کے شہید کا جنّت میں یہ مرتبہ ہوگا کہ اس کی زوجیت میں بارہ ہزار حوریں اور چار ہزار کنواریاں اور بارہ ہزار شوہر دیدہ عورتیں ہوں گی۔ اس کی ہر ہر زوجہ کے ستّر ستّر ہزار خدمتگار ہوں گے مگر حوروں کے لیے خادم دونے ہوں گے۔ ہر ہفتہ میں وہ شہید اپنی بیبیوں کے پاس پھیرا کیا کرے گا۔ پس جس دن یا جس ساعت میں جن عورتوں کی باری ہوگی وہ سب عورتیں اس کے اردگرد جمع ہوکے ایسی خوش آوازی سے زمزمہ کریں گی کہ نہ اُن کی آواز سے زیادہ کوئی آواز شیریں ہوگی اور نہ اچھی اُن کی خوش الحانی سے جنت کی ہر چیز وجد و حرکت میں آجائے گی۔ وہ کہیں گی ہم ہیں ہمیشہ رہنے والیاں۔ کبھی ہم کو موت نہ آئے گی۔ ہم ہیں خوشخو۔ با مذاق۔ کبھی ہمارے مزاج میں تُرشی نہ آئے گی۔ ہم ہیں راضی رہنے والیاں کبھی ہم ناراض نہ ہوں گی۔

ابو بصیر نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک مومن کی آٹھ آٹھ سَو کنواریاں اور چار چار ہزار شوہر دیدہ عورتیں اور دو دو حوریں بیبیاں ہوں گی۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہوجاؤں کیا آٹھ آٹھ سَو کنواریاں ہوں گی؟ فرمایا ہاں جب اُن کا شوہر اُن سے ہمبستر ہوگا اُن کو کنواری ہی پائے گا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ کے قربان ہوجاؤں حوریں کس چیز سے پیدا ہوئی ہیں؟ فرمایا جنّت کی نورانی مٹی سے۔ ان کی پنڈلیوں کا مغز ستّر حُلّوں کے نیچے سے بھی نظر آئے گا۔ اُن کا جگر شوہر کیلئے اور شوہر کا جگر اُن کے لیے آئینہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہوجاؤں ایسی باتیں بھی ہیں جو حوریں اہلِ جنت سے کریں گی؟ فرمایا ان کی باتیں ایسی شیریں ہوں گی کہ مخلوق میں سے کسی نے بھی ویسی نہ سُنی ہوں گی۔ میں نے عرض کی وہ کیا باتیں ہوں گی؟ فرمایا وہ عورتیں دھیمی دھیمی آواز سے کہیں گی۔ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ وَنَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ خُلِقَ لَنَا وَطُوْبٰى لِمَنْ خُلِقْنَا لَهٗ وَنَحْنُ اللَّوَاتِيْ لَوْ اَنَّ قَرْنَ اَحَدِنَا عُلِّقَ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ لَاَغْشٰى نُوْرُهُ الْاَبْصَارَ (ہم ہمیشہ زندہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ ہم خوشحال رہنے والیاں ہیں کبھی ہم ترشرو نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ اپنے مقام پر رہنے والیاں ہیں کبھی سفر میں نہ جائیں گی۔ ہم ہمیشہ رضامند رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ مبارک ہو اس کو جس کے لیے ہم پیدا ہوئے ہیں اور خوشا حال اُس کا جو ہمارے واسطے پیدا ہوا ہے۔ ہم وہ ہیں کہ اگر کوئی شخص آسمان میں اُدھر لٹکا ہوا ہو اور ہم میں سے کوئی اس کے پاس سے گزر جائے تو ہمارا نور اس کی آنکھوں میں چکاچوند پیدا کردے)۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک زندیق نے سوال کیا کہ مسلمانوں نے یہ کہاں سے کہہ دیا کہ جنت میں جو کوئی کسی درخت کا میوہ کھائے گا تو ویسا ہی پھر نمودار ہوجائے گا؟ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس کی مثال چراغ ہے کہ کوئی شخص اُس سے دوسرا چراغ روشن کرے۔ تو اس کی روشنی کچھ بھی کم نہ ہوگی۔ اگرچہ تمام دنیا اس سے روشن کیے ہوئے چراغوں سے مملو کردی جائے۔ اُس نے کہا آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت میں لوگ کھائیں گے بھی اور پیئینگے بھی اور پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان کو نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی اور نہ پیشاب کی۔ (بھلا یہ کیسے ممکن ہے)؟ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ غذا ان کی بیحد لطیف ہوگی۔ ان میں ثقل ہوگا ہی نہیں۔ اور اگر کچھ ہوگا بھی تو وہ پسینہ کی راہ نکل جائیگا۔ اس نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حور سے جب اس کا شوہر ہمبستر ہوگا تو اُسے باکرہ ہی پائے گا؟ فرمایا حوریں خوشبودار مٹی سے خلق ہوئی ہیں۔ نہ ان کو کوئی آفت متغیّر کریگی اور نہ اُن کے اجسام میں کوئی مرض لاحق ہوگا۔ نہ اُن کے سوراخوں میں کوئی چیز در آئے گی نہ ان کو حیض کی نجاست پلید کرے گی۔ رحم ان کا ملا ہوا اور متّصل رہے گا کیونکہ اُس میں سوائے اِحْلیل کے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ حوریں ستّر ستّر حُلّے پہنیں گی اِس پر بھی اُن کے شوہروں کو ان کی پنڈلیوں کا مغز نظر آئے گا۔ (اِس کی وجہ سمجھا دیجئے)؟ فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بانس گہرے صاف وشفاف پانی میں درہم ڈالدیے جائیں تو نظر آئیں گے یا نہیں؟ اُس نے عرض کی بھلا جنّت میں راحت کہاں۔ اور نعماتِ جنّت سے لوگ کیا لطف اٹھائیں گے۔ اس لیے کہ کسی کا تو بیٹا وہاں نہ ہوگا۔ کسی کا باپ۔

ⁱ ایک قسم کی گھانس ہے جو اطرافِ یمن میں ہوتی ہے اور بیسؔ برس تک باقی رہتی ہے۔

کسی کی ماں نظروں سے غائب ہوگی تو کسی کا دوست اُس کے پاس نہ ہوگا! جو شخص کسی عزیز کو جنّت میں نہ پائیگا تو بلاشک یہی سمجھیگا کہ وہ دوزخ میں ہے (اب آپ ہی فرمائیں) جسے یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ اُس کے دوست پر جہنم میں عذاب ہو رہا ہے تو اسے جنّت میں خاک مزہ آور چین آئیگا؟ فرمایا بعض تو (ایسے لوگوں کو جو عذاب کے مستحق ہیں) بھول جائیں گے اور بعض لوگ منتظر رہیں گے کہ وہ لوگ اعراف میں ہوں گے آجائیں گے۔

حضرت ابوذرِ غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حورانِ جنت میں سے کوئی حور آسمانِ دنیا پر اندھیری رات میں ظاہر ہو تو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشنی پھیل جائے اور تمام اہلِ دنیا کو اُسکی خوشبو معلوم ہوجائے اگر اہلِ جنّت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج دنیا میں پھیلا دیا جائے تو جو شخص اُسکی طرف دیکھے اُس کی ایسی حالت ہو جائے گویا اُس پر بجلی گری اور دیکھنے والوں کی نظریں اُس کا تحمّل نہ کرسکیں۔

جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی جس نے محمدؐ پر قرآنِ مجید نازل فرمایا ہے اہلِ جنّت کا حُسن و جمال ہمیشہ بڑھتا ہی رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہیئت بگڑتی جاتی ہے۔

جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب روزِ قیامت ہوگا تو جنّت کے پردوں میں سے ایک پردہ اٹھایا جائے گا۔ اور اُسکی خوشبو ہر ذی روح کو پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوگی۔ مگر ایک گروہ کو یہ خوشبو نہ آئے گی۔ راوی نے عرض کی (یا بن رسول اللہ!) وہ کون سا گروہ ہے؟ فرمایا جس کو ماں باپ نے عاق کردیا ہو۔

جنابِ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا (ایہا النّاس!) والدین کی نافرمانی سے بچو کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوگی مگر والدین کا عاق کردہ اور قطع رحم کرنے والا اور بوڑھا زناکار اور وہ شخص جو ازروئے تکبّر اپنے کپڑوں کو زمین پر کھینچتا ہوا چلے اُسکی خوشبو نہ سونگھیں گے تکبّر تو تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لیے زیبا ہے۔

جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ تو اس کے جواب میں خداوندِ عالم فرماتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ بکثرت درود بھیجا کرو۔ اور جو شخص صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہے اور میری آل پر درود نہ بھیجے تو وہ ہرگز جنّت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ وہ پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔

**قولِ صاحبِ تفسیر برہان**:۔ اس مضمون کی روایتیں بکثرت ہیں مگر ہم نے بخوفِ طوالت ترک کردی ہیں۔

**صفحہ ۴۴۰ نوٹ ۷** | ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ : تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو فرمایا کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ حزقیلؑ مومنِ آلِ فرعون ہیں۔ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں الخصال میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی صرف اِس اُمّت کی ہوں گی۔ (اور چالیسؔ اور اُمّتوں کی)۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۰ نوٹ ۸** | اَصْحٰبُ الشِّمَالِ : قمی میں ہے کہ الشِّمَالِ سے مراد ہیں دشمنانِ آلِ محمدؐ اور اَصْحٰبُ الشِّمَالِ سے مراد ہیں سب ان کی یاری کا دم بھرنے والے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۲ نوٹ ۵** | فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؐ باقر اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ستاروں کا گرنا شیاطین کے لیے مار ہے اور مجرم (اپنی برئیت کیلئے) اس کی قسم کھایا کرتے تھے پس خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جس قسم کو تم عظیم الشان سمجھتے ہو میں بھی وہی قسم کھاتا ہوں نیز ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس سے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ میں نزولِ قرآن مجید کی قسم کھاتا ہوں کیونکہ قرآن مجید متفرق طور پر قطعًا قطعًا اور نجمًا نجمًا نازل ہوا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جاہلیت کے زمانہ والے ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھایا کرتے تھے اور جو ان کی قسم کھاتا تھا اسکا معاملہ عظیم الشان سمجھا جاتا تھا پس خدا تعالےٰ نے کہا کہ میں بھی اس کی قسم کھاتا ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۲ نوٹ ۶** | وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جو کوئی شخص گناہ سے اپنی برئیت کیلئے کھائے۔ بے شک وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۲ نوٹ ۷** | اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ کَرِیْمٌ کے لفظی معنی ہیں بہت نفع پہنچانے والا۔ اور معاد و معاش کی اصلاح کے لیے جن جن علوم کی ضرورت ان سب کے اصول پر حاوی ہونے والا۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۳ نوٹ ۸** | لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تہذیب الاحکام میں جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے کہ مصحف کو ناپاک ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور جنب ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور نہ لٹکایا جائے۔ نہ اس کی ڈوری چھوئی جائے اور نہ اُس کے اور متعلّقات اسلیے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمرؔ (ابو بکر کی طرف سے) خلیفہ بنایا تو اس نے جناب امیر المومنینؑ سے درخواست کی کہ وہ حضرتؑ اپنا قرآن مجید عوام النّاس کو دیدیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اُس سے ملا کر دیکھ لیں۔ آں حضرتؑ سے گفتگو ان لفظوں میں کی "اے ابو الحسنؑ اگر آپ مناسب جانیں تو وہ قرآن لے آئیں جو ابو بکر کے سامنے لائے تھے تاکہ ہم سب اُس پر اجتماع ہو جائے؟ حضرت نے فرمایا افسوس! اب اس کے ملنے کا تمھارے لیے کوئی موقع نہیں۔ میں ابو بکر کے پاس اُس کو اس لیے لایا تھا کہ تم پر حجّت ہو جائے اور تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ نہ یہ کہہ سکو کہ آپ اُسے ہمارے پاس لائے نہ تھے۔ ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس ہے اسے تو سوائے مطہّرون کے یعنی ان اوصیاءؑ کے جو میری اولاد سے ہوں گے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ عمر نے کہا آیا اُس کے اظہار کا کوئی وقت بھی معیّن ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ معلوم ہے۔ جب میری اولاد میں سے قائم آلِ محمدؐ ہوں گے وہ اس کو ظاہر بھی کریں گے اور سب لوگوں کو اُسی پر چلائیں گے اور تمام قواعد و قوانین کے مطابق جاری ہوں گے۔ ۱۲

**قولِ مترجم**۔ مَسّ کے دو معنی ہیں ایک تو ہاتھ سے چھونا جیسا کہ مندرجہ نوٹ التّہذیب والی حدیث میں وارد ہوا ہے جس کی جُنُب کے لیے ممانعت کی گئی ہے۔ اور دوسرے معنی ہیں عقل و علم سے سمجھنا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو عقل و علم سے مس بھی نہیں۔ یہ معنی جناب امیر علیہ السّلام نے احتجاج والی حدیث میں ارشاد فرمائے ہیں

لہٰذا دونوں حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔

**صفحہ ۴۴۲ نوٹ ۹** وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے سورۂ واقعہ تلاوت فرمائی تو اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ جب ختم فرما چکے تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ کوئی کہنے والا ضرور کہے گا کہ یہ آیت یوں کیوں پڑھی۔ میں نے اس کو اسطرح اس لیے پڑھا کہ جناب رسولؐ خدا کو اسی طرح تلاوت فرماتے سُنا تھا۔ اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب بارش ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ فلاں اور فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش ہوئی اس پر خدا یتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے بھی منقول ہے کہ ان حضرتؑ کے سامنے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل تو وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۲ نوٹ ۱۰** اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ٥ ؛ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جان حلقوم تک آجائے گی تو جنّت میں جو اس کا مقام ہے اُسے دکھلا دیا جائے گا۔ اُسوقت وہ کہے گا۔ کہ مجھے دنیا کی طرف پھر لوٹا دو کہ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس کی اپنے بال بچوں کو خبر کردوں۔ اس وقت اُسے جواب دیا جائے گا کہ اب لوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۳ نوٹ ۵** سَبَّحَ لِلّٰهِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورے کے شروع میں اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف کے شروع میں سَبَّحَ بصیغۂ ماضی آیا ہے اور سورۃ الجمعۃ اور سورۃ التغابن کے شروع میں يُسَبِّحُ بصیغۂ مضارع۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں خدا یتعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عادت جبلّی ہے جو حالات کے بدلنے سے بدل نہیں جاتی اور سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظ سُبْحٰنَ مصدر مطلق آیا ہے، وہ بلاغت میں زیادہ ہے اسلیے کہ اسکے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ خدا یتعالیٰ کا یہ استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اُسکی پاکی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ فعل بذات خود متعدّی تھا پھر اسکو متعدی در متعدی بنانے کے لیے لام بھی لایا گیا ہے یہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض خدا کے واسطے ہوتا ہے اور خلوص کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصود اسی کی ذات ہوتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۴۳ نوٹ ۶** هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ؛ تفسیر برہان میں بحوالۂ کافی منقول ہے کہ ابن ابی یعفورؓ نے جناب امام جعفر صادقؑ سے خدا یتعالےٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا اور یہ عرض کی کہ اول کو تو ہم پہچان گئے۔ رہا آخر اُس کی تفسیر ہمارے لیے بیان فرما دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ہلاک و متغیّر نہ ہو جائے۔ یا اُس میں تغیّر و زوال راہ نہ پائے یا وہ ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف اور ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور زیادتی سے کمی کی طرف اور کمی سے زیادتی کیطرف منتقل نہ ہو جائے بے شک پروردگار عالم ایک ہی حالت پر رہا ہے اور ایک ہی حالت پر رہے گا۔ وہ اس معنی میں اوّل ہے کہ ہر چیز کے آغاز سے اول سے اول ہے اور اس معنی میں آخر ہے کہ ایک ہی حالت پر رہا اور اُس کی صفتیں اور نام وغیرہ کبھی نہ بدلیں گے جیسے انسان کی حالتیں اور نام وغیرہ بدل جاتے ہیں کہ کبھی وہ مٹی ہوتا ہے اور کبھی خون و گوشت ہوتا ہے اور کبھی گلی سڑی ہڈی۔ اور جیسے کھجور کا پھل کہ کبھی وہ بلح کہلاتا ہے اور کبھی بُسرا اور کبھی رطب اور کبھی تمر کہ اس کے نام بھی بدلتے جاتے ہیں اور اس کی حالتیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ یہ حالتیں خدائے عزّوجل کی نہیں ہیں۔ کافی میں جناب امیرالمومنین کا ایک خطبہ منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ خدا یتعالےٰ ایسا اوّل ہے کہ اس کی اولیت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ایسا آخر ہے کہ اس کی آخریت کی بھی کوئی حدّ و غایت نہیں۔ اور فرمایا کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ خفیہ سے خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کی مخلوق میں اس کی تدبیر کی علامتیں اتنی ہیں کہ ان کی ذریعہ سے عقلاء کی عقلیں اس کے وجود کو ظاہر بہ ظاہر دیکھتی ہیں۔ ۱۲

جنابِ امام رضا علیہ السّلام نے اسمائے باریتعالیٰ کی توضیح و تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خدائے یتعالیٰ کا نام ظاہر اس لیے نہیں ہے کہ وہ اشیاء کی پشت پر سوار ہے یا بیٹھا ہوا ہے۔ بلکہ اسے ظاہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور اس کی قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً کہے ظَهَرْتُ عَلٰى اَعْدَآئِيْ وَاَظْهَرَنِيَ اللّٰهُ عَلٰى خَصْمِيْ (میں اپنے دشمن پر غالب آگیا۔ خدا نے مجھکو میرے دشمن پر غالب کر دیا) تو غرض اُس کی اِس قول سے اظہار کامیابی اور غلبہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ بھی تمام چیزوں پر غالب ہے۔ دوسری وجہ اس کے ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ جو شخص خدا کی مخالفت کا قصد کرے تو وہ اُس کیلئے ظاہر ہے یعنی خدا تعالیٰ پر کوئی بات پوشیدہ نہیں اور خدائے تعالیٰ ہر شے کی جسے وہ دیکھتا ہے تدبیر کرنے والا ہے پس خدا سے زیادہ اور کون ظاہر اور واضح ہوگا۔ کیونکہ جدھر تم توجہ کرو خدا کی صنعت تمہارے پیش نظر ہے بلکہ خود تمہاری ذات میں خدا کی قدرت کے اتنے آثار موجود ہیں کہ اس کو ظاہر سمجھنے کے لیے وہی کافی ہیں۔ اور ہم میں ظاہر اُسے کہتے ہیں جس کی ذات نمایاں ہو اور جس کی حقیقت معلوم ہو۔ تو یہ لفظ خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی بدل گئے۔ اب رہا اَلْبَاطِنُ تو وہ اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں پوشیدہ اور سمایا ہوا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں کے بھید سے واقف اور ان کا محافظ و مدبّر ہے اور یہ لفظ الباطن مشتق ہے اِبْطَنْتُهٗ سے یعنی میں اس کی خبر رکھتا ہوں۔ یا میں اس کے بھید سے واقف ہوں۔ (پس باطن کے معنی ہوئے واقفِ اسرار) اور مخلوقات میں سے باطن وہ کہا جائے گا جو کسی چیز میں غائب اور پوشیدہ ہو جائے۔ پس لفظ باطن خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی جُدا جُدا ہیں۔

جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے عمارؓ یاسر مدینہ کے ایک کوچہ میں ملے میں نے اُن سے جنابِ رسولؐ خدا کا حال دریافت کیا۔ عمارؓ یاسر نے جواب دیا کہ وہ حضرتؐ مجمع اصحاب کے ہمراہ مسجد میں رونق افروز ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ نماز صبح ادا کر چکے اور آفتاب نکل آیا۔ تو علی بن ابیطالب علیہ السّلام آگے بڑھے۔ ان کو دیکھکر جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کھڑے ہوگئے اور دونوں آنکھوں پر بوسہ دے کے اپنے پہلو میں اتنا قریب بٹھا لیا کہ دونوں کے زانو سے زانو مِل گئے۔ پھر فرمایا اے علیؑ! اٹھو اور آفتاب کو جواب دو کہ وہ تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ سُن کر اہل مسجد کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ کیا آفتاب ہمارے برخلاف کوئی بات کہتا ہے؟ اور بعض منافق کہنے لگے یہ تو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اپنے ابنِ عم کا مرتبہ بڑھائیں اور ان کا نام روشن کریں پس بحکمِ ارشادِ جنابِ رسولِ خدا جنابِ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السّلام مسجد کے صحن میں آگئے اور آفتاب سے خطاب فرمایا كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا خَلْقَ اللّٰهِ ؟ اے مخلوقِ خدا!

کس حال میں تم نے صبح کی؟ اُس نے جواب دیا۔ بِخَیْرٍ یَا اَخَا رَسُوْلِ اللّٰهِ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا مَنْ هُوَ بِكُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ۔ اے رسولؐ اللہ کے بھائی! اے اول! اے آخر! اے ظاہر! اے باطن! اے ہر چیز سے واقف! میں نے اچھے حال میں دن نکالا۔ پھر وہ جناب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم بیان کرو گے یا میں خبر دوں کہ جو آفتاب نے تم سے کہا ہے؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپ کی زبان مبارک سے اچھا معلوم ہوگا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ آفتاب نے جو تم سے کہا یَا اَوَّلُ! تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے ہو۔ اور یہ جو اُس نے کہا یَا اٰخِرُ! تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے غسلِ میت دیکر سب سے آخر دیکھنے والے تم ہو گے اور یہ جو اس نے کہا یَا ظَاهِرُ! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ میرے اسرار پر اطلاع پائیں گے اُن سب میں تم اوّل ہو۔ اور اُس کے قول یَا بَاطِنُ! کے یہ معنی ہیں کہ تم میرے علم کے حامل ہو۔ اور اُس کے آخری فقرہ یَا مَنْ هُوَ بِكُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ کا یہ مقصود ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں جو کچھ نازل کیا ہے خواہ وہ حلال کے متعلق ہو یا حرام کے فرائض ہوں یا احکام۔ تنزیل ہو۔ یا تاویل ناسخ ہو یا منسوخ۔ محکم ہو یا متشابہ (سہل ہو) یا مشکل سب کو تم بخوبی جانتے ہو۔ اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تمھارے بارے میں میری امت کے لوگ ایسا کہنے لگیں گے جیسا کہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی شان میں نصاریٰ کہتے ہیں تو آج میں تمھارے وہ فضائل بیان کرتا کہ اُس کے بعد جس گروہ کی طرف سے تمھارا گزر ہوتا وہ ہی تمھاری خاکِ قدم بغرضِ شفا اٹھالیتا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ عمارؓ یہ حدیث بیان ہی کر چکے تھے کہ اتنے میں سلمانؓ فارسی بھی وہاں آنکلے۔ عمارؓ نے فرمایا اے جابرؓ! یہ سلمانؓ بھی ہمارے ہمراہ خدمتِ جناب رسولؐ خدا میں موجود تھے۔ جابرؓ کہتے ہیں پس سلمانؓ فارسیؓ بھی اسی طرح یہ حدیث بیان کی جس طرح عمارؓ یاسر نے بیان کی تھی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جناب امیر علیہ السّلام کی گود میں سر رکھکر سو گئے اور جناب امیر علیہ السّلام نے اُس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ سورج ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تو آنحضرتؐ بیدار ہوئے اور جناب امیر علیہ السّلام نے اپنی نماز کی کیفیت عرض کی آنحضرتؐ نے دعا فرمائی اور خدا نے سورج کو پھر لوٹا دیا۔ اس کے آگے حضرتؐ نے حدیث ردّ شمس کو پورا بیان کیا۔ اُس کے لوٹ آنے پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اٹھو اور سورج کو سلام کرو اور اُس سے بات کرو اِس لیے کہ وہ بھی تم سے بات کرنا چاہتا ہے جناب امیر علیہ السّلام نے عرض کی کیا رسولؐ اللہ! میں سورج کو کیا کہہ کے سلام کروں؟ فرمایا یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلْقَ اللّٰهِ۔ پس جناب امیر علیہ السلام اُٹھے اور فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلْقَ اللّٰهِ۔ اُس نے فوراً جواب میں عرض کیا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا مَنْ یُنَجِّیْ مُحِبِّیْهِ وَیُوْثِقُ مُبْغِضِیْهِ (آپ پر بھی سلام ہو اے اوّل! اے آخر! اے ظاہر! اے باطن! اے وہ جو اپنے دوستوں کو نجات دے گا اور اپنے سے بغض رکھنے والوں کو باندھ کے ڈال دیگا) اس کے بعد جناب امیر علیہ السّلام نے نماز عصر باقاعدہ ادا کرلی اور آنحضرتؐ کے ارشاد کے بموجب عام لوگوں پر اس واقعہ کا اظہار نہیں کیا۔ مگر کسی موقع پر آنحضرتؐ سے آفتاب نے جو کچھ کہا تھا اُس کے معنی دریافت کیے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آفتاب نے جو کچھ کہا سچ کہا اور وہ خدا کے حکم سے گویا ہوا تھا۔ (یَا اَوَّلُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم ایمان لانے میں سب سے پہلے مومن ہو اور (یَا اٰخِرُ! کا یہ مطلب ہے کہ) اوصیاء انبیاء میں تم سب سے آخر ہو۔ نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ تمھارے بعد کوئی وصی نبی۔ اور (یَا ظَاهِرُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم اپنے دشمنوں پر ہمیشہ غالب رہو گے۔ اور (یَا بَاطِنُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم علم سے پورے پورے آگاہ اور ایسے باخبر ہو کہ علم میں تم سے بڑھ کے کوئی نہ ہوگا۔ تم میرے علم کے مخزن اور میرے پروردگار کی وحی کے خزانہ ہو۔ تمھاری اولاد تمام عالم کی اولادوں سے بہتر اور تمھارے شیعہ قیامت کے دن سب میں چیدہ اور برگزیدہ ہوں گے۔

**صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۲** | ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ (اس کی تفسیر کے لیے دیکھو صفحہ ۱۸۷ نوٹ نمبر ۴) ۱۲

**صفحہ ۶۴۴ نوٹ ۳** | لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ الخ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں اَلْفَتْحِ سے مراد فتح مکہ ہے کہ اس کے سبب سے اسلام معزز ہو گیا تھا اور اہلِ اسلام بڑھ گئے تھے۔ اور مقاتلے کی اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی حاجت کم ہو گئی تھی۔ تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کرنے کے وقت ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں یہ بھی ارشاد تھا کہ میرے والد ماجد خدا اور رسولؐ خدا کی طرف سبقت کرنے والوں میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ اور خدا یتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً پس میرے والد ماجد اسلام میں بھی سب سے اوّل ہیں اور ایمان میں بھی۔ اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کیطرف ہجرت کرنے میں بھی اور جناب محمد مصطفٰےؐ سے جا ملنے میں بھی سب سے مقدم ہیں اور افلاس کی حالت ہوئی تو اور فراخ دستی کی حالت ہوئی تو ہر حالت میں سب سے اوّل رہے اور خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (اور وہ لوگ جو ان کے بعد یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے بھی گناہ بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کے بھی جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے، اور ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں ہمارے دلوں میں کوئی کھوٹ نہ رہے۔ اے ہمارے پروردگار تو بے شک بڑی نرمی فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے) پس ہر زمانے کے لوگ اُن حضرتؐ کے حق میں استغفار کرتے رہے۔ اس سبب سے بھی کہ وہ اُن سب لوگوں سے جناب رسولؐ خدا پر ایمان لانے میں سابق رہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ ایمان میں اُن سے کوئی سابق ہوا ہی نہیں۔ نیز خدا یتعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۴۲ سطر ۲) پس وہ حضرتؐ تمام سبقت کرنے والوں سے سابق ہیں۔ تو جس طرح خدا یتعالیٰ نے سبقت کرنے والوں کو پیچھے رہ جانے والوں اور تاخیر کرنے والوں پر فضیلت دی ہے اسی طرح سابق السابقین کو تمام سبقت کرنے والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے ...... الیٰ آخر الخطبہ۔ ۱۲

**صفحہ ۶۴۵ نوٹ ۳** | اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن نور آدمیوں کے مابین ان کے ایمان کے موافق تقسیم کیا جائے گا۔ کچھ حصہ منافق کو بھی ملے گا۔ مگر اس کا نور بائیں پاؤں کی انگلیوں کے مابین ہوگا۔ اپنے نور کی یہ حالت دیکھکر وہ مومنین سے کہے گا کہ ٹھہر جاؤ تمھارے نور سے میں بھی فائدہ اٹھالوں مومنین ان سے کہدیں گے کہ پیچھے ہٹو اور نور تلاش کرو۔ جیسے ہی وہ ہٹیں گے مومنین اور منافقین کے مابین ایک دیوار قائم ہو جائے گی۔ ۱۲

منافق اس دیوار کے پیچھے آواز دے کے کہیں گے۔ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ؟ اس کے جواب میں مومنین کہیں گے۔ بَلٰی وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۝ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۝ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۝ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تفسیر برہان میں سلام ابن مستنیر سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے خدا یتعالیٰ کے اس قول فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۝ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۝ کا مطلب دریافت کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ قول ہمارے بارے میں. ہمارے شیعوں کے بارے میں اور ہمارے حق کا انکار کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو راستہ میں ایک جگہ مخلوقِ خدا روک لی جائے گی اور خدا تعالےٰ ظلمت کی ایک دیوار کھڑی کر دیگا جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا. ان کے اندر کی طرف رحمت یعنی روشنی ہوگی اور سامنے باہر کی طرف عذاب یعنی اندھیرا ہوگا. پس خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے شیعوں کو تو اُس فصیل کے اندر پہنچا دے گا جہاں رحمت اور نور ہوگا اور ہمارے دشمنوں کو اور ہمارے حق کا انکار کرنے والوں کو اس فصیل کے باہر کی طرف رہنے دیگا. جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا. اس وقت ہمارے دشمن تم کو پکار پکار کے یہ پوچھیں گے کہ (ارے رافضیو!) کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ ہمارا نبی اور تمہارا نبی ایک ہی تھا. ہماری نماز اور تمہاری نماز ایک ہی تھی. ہمارا روزہ اور تمہارا روزہ ایک ہی تھا. ہمارا حج اور تمہارا حج ایک ہی تھا. (قولِ مترجم۔ جھوٹوں کے پیر دہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہ آئیں گے. نبوت کے متعلق اعتقاد میں اور نماز و روزہ و حج کی بجا آوری میں جتنا کچھ فرق ہے فریقین کی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے) امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت ایک فرشتہ منجانب پروردگار عالم ان کو جواب دیگا. ہاں کسی قدر مشابہت تو تھی لیکن تم نے اپنے نبیؐ کے بعد اپنی ذات کو آزمائش میں ڈالا پھر تم خود سے حاکم بن گئے اور جس کے حکم کی پیروی کرنیکا تمہارے نبیؐ نے تم کو حکم دیا تھا اُس کی پیروی تم نے چھوڑ دی. اور اس کے حق میں نزولِ بلا کا تم نے انتظار کیا. اور جو کچھ اُس کے بارے میں تمہارے نبیؐ نے تم سے کہا تھا اُس کے بارے میں تم شک میں پڑ گئے اور تمہاری آرزوؤں نے (تم کو دھوکا دیا) اور اہل حق کے خلاف جو تمہارا اجتماع ہوگیا تھا اُس اجتماع نے تم کو دھوکا دیا. اور چونکہ اس حال میں خدا یتعالیٰ نے تمہارے حق میں بُردباری کو کام فرمایا. اُس نے تم کو اور دھوکے میں ڈالا تا آنکہ خدا تعالےٰ نے صاحب امر یعنی علیؑ ابن ابیطالب علیہ السّلام اور اُن کے بعد والے ائمہؑ کو (زمانۂ رجعت میں) حق کے ساتھ قوت دیکر ظاہر فرمایا. اس سے پہلے پہلے شیطان برادر تم کو دھوکے ہی دیتا رہا. سو آج کے دن نہ تم ہی سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا. اور نہ اِنہی سے جنھوں نے آلِ رسولؐ کے حق کا انکار کر دیا تھا. اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو کوئی نیکی بھی ایسی میسّر نہ آئے گی جسے معاوضہ میں پیش کر کے آتشِ جہنم سے اپنے تئیں بچا سکو. تمہارا ٹھکانا آتشِ جہنم ہے. وہی تمہاری حاکم ہے اور وہی (سب سے) بُری بازگشت ہے.

**صفحہ ۷۴۵ نوٹ ۳** | لَهٗ بَابٌ ؛ تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اصحابِ جناب رسولِ خدا میں سے جو احادیث کے یاد رکھنے والے ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اصحابِ رسولِ خدا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی کوئی منقبت ہو اور میں اس منقبت میں شریک اور اُس سے افضل نہ ہوں اور میری ستّر منقبتیں ایسی ہیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں. راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ مجھے بھی ان سے آگاہ کیجئے. حضرت نے سب کی سب بیان فرمائیں. از آنجملہ تیسویں یہ تھی کہ جناب رسولِ خدا کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ میری امت قیامت کے دن پانچ جھنڈوں کے نیچے محشور ہوگی. پس پہلا جھنڈا جو میرے پاس پہنچیگا وہ اس امت کے فرعون کا ہوگا. اور وہ معاویہ ہے. اور دوسرا اس امت کے سامری کا ہوگا وہ عمرو ابن العاص ہے تیسرا اِس امت کے جاثلیق کا ہوگا وہ ابوموسیٰ اشعری کا ہے. چوتھا ابوالمور سلمی کا ہوگا. اور پانچواں اے علیؑ تمہارا علم ہوگا. جس کے نیچے مومنین ہوں گے اور تم ان کے امام ہو گے. پھر خدا یتعالیٰ اُن چار سے فرمائیگا اِرْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ. اور وہ میرے شیعہ ہوں گے. اور وہ لوگ جو مجھ سے تولا رکھتے تھے اور میرے ساتھ ہو کر گروہ باغی سے لڑتے تھے. یعنی ان لوگوں سے جو راہ راست سے ہٹ گئے تھے. اور بَابُ الرَّحْمَةِ میرے ہی شیعہ ہیں. پس یہ ظالم لوگ اُن کو آواز دیکر کہیں گے اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ط میرے شیعہ جواب دیں گے. بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ پھر میرا گروہ اور میرے شیعہ حوض کے پاس پہنچیں گے اور جناب رسولِ خدا کے حوض سے سیراب ہوں گے. اُس وقت میرے ہاتھ میں ایک خاردار عصا ہوگا جس سے مار مار کر میں اپنے دشمنوں کو اُسی طرح بھگا دوں گا جس طرح غیروں کے اونٹ اپنے پانی پر سے ہٹا دیے جاتے ہیں نیز اُسی تفسیر میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسولؐ خدا سے خدا یتعالیٰ کے اس قول فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فصیل میں ہوں اور وہ دروازہ علیؑ ہیں. اور بغیر دروازے کے کوئی فصیل سے گزر نہیں سکتا۔ ۱۲

**صفحہ ۷۴۵ نوٹ ۵** | فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ واللہ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ مراد نہیں لیے بلکہ اہلِ قبلہ ہی مراد لیے گئے ہیں. (یعنی منافق)۔ ۱۲

**صفحہ ۷۴۶ نوٹ ۲** | اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؛ المحاسن میں جناب امام حسینؑ سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو صدیق اور شہید نہ ہو. اس پر عرض کیا گیا کہ ایسا ہو کیسے سکتا ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے اپنے اپنے بستروں پر مرجاتے ہیں. فرمایا کیا تم سورۂ حدید میں خدا کا نوشتہ نہیں پڑھتے. وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ. الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو مر جائے وہ صدیق ہے اسلئے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی. اور جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے کی اور جس سے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی یعنی دونوں باتوں سے خدا کی خوشنودی مدّنظر رکھی اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لایا پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی. تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ واللہ تم میں سے جو بھی اس امر کی معرفت رکھنے والا اور اس کا انتظار کرنیوالا اور اس میں تمام خیر و خوبی کو سمجھنے والا ہے وہ مثل اُس شخص کے ہے جو قائم آلِ محمدؑ کی معیّت میں تلوار سے جہاد کرنے والا ہو پھر تیسری مرتبہ فرمایا بلکہ واللہ وہ مثل

اُس شخص کے ہے جو خود جناب رسولِ خدا کے خیمے میں خود آنحضرتؐ کی حمایت و حفاظت میں شہید ہو جائے اور تمہارے بارے میں خدا تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت آئی ہے۔ عرض کیا گیا وہ آیت کون سی ہے؟ فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ قول وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ الخ پھر فرمایا تم صادق بھی ہو گئے اور اپنے پروردگار کے نزدیک شہید بھی۔ ۱۲

المحاسن میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اس دین پر مرے وہ شہید مریگا۔ کسی نے عرض کی اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے؟ (تو کیا جب بھی شہید مریگا؟) فرمایا ہاں! خدا کی قسم اگرچہ بستر ہی پر مرے تو وہ زندہ رہے گا۔ خدا کی جناب سے وہ رزق پائے گا۔

حکم ابنِ عتیبہ سے مروی ہے کہ جب جنگِ نہروان میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے خارجیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ یا امیرالمومنین! خوشا حال ہمارا کہ ہم اس لڑائی میں آپ کی نصرت میں خارجیوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور ہر ذی روح کو پیدا کیا ہے۔ اس معرکہ میں ہمارے ساتھ وہ لوگ بھی شہید ہوئے ہیں جن کے باپ دادا کو ابھی تک خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ابھی مخلوق نہیں ہوئے وہ شہید بھی ہو گئے؟ فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہماری مطیع اور فرمانبردار ہوگی۔ اور اس جنگ (کے ثواب) میں وہ ہماری ضرور بالضّرور شریک ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمیوں کو رضامندی اور ناراضی ملا لیتی ہے یا جدا کر دیتی ہے۔ اور جو شخص کسی امر سے راضی ہو تو اُس کا کرنے والا سمجھا جائے گا اور جو کسی امر سے ناراض ہوگا وہ اُس سے علیٰحدہ۔

منہال قصّاب نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا! میرے لیے حضور دعا فرمائیں کہ میں شہید مروں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مومن جہاں بھی مرتا ہے شہید ہی مرتا ہے۔ کیا تو نے قول باریتعالےٰ نہیں سُنا کہ وہ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ضمیمہ پارہ نمبر ۲۴ بھی ملاحظہ ہو)

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے۔ بروایت اپنے آباؤ اجداد علیہم السّلام کے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ایک فرشتہ حاضر ہوا جس کے بیس ہزار سر تھے۔ آنحضرتؐ اُس کی دست بوسی کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرشتہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ٹھہریے کہ آپ کا مرتبہ پیش خدا تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق سے زیادہ ہے (میں خود حضورؐ کی دست بوسی کے لیے حاضر ہوا ہوں) اُس فرشتہ کا نام محمود تھا۔ یکایک آنحضرتؐ دیکھتے کیا ہیں کہ اُس کے دونوں شانوں کے مابین یہ عبارت لکھی ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب محمود! یہ عبارت تمہارے شانوں کے مابین کب سے لکھی ہوئی ہے؟ محمود نے عرض کیا کہ آدم علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے سے۔

مالک جُہنی کہتے ہیں کہ مجھ سے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم نماز پڑھتے ہو۔ زکوٰۃ دیتے ہو اپنی زبان اور آنکھوں کو حرام سے بچاتے ہو۔ پس جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اے مالک! اس دارِ دنیا میں جس جس گروہ نے جس جس شخص کو اپنا امام بنا لیا ہے قیامت کے دن ان کی یہ حالت ہوگی کہ پیر تو اپنے مریدوں پر لعنت کرتا ہوا آئے گا۔ اور مرید اس پر لعنت کرتے ہوئے آئیں گے۔ مگر تم لوگ اور جو تمہاری مانند ہوں اُن کا یہ حال نہ ہوگا۔ اے مالک! تم میں سے جو شخص اس امر (ہماری محبت) پر مرے گا وہ شہید ہوگا۔ گویا کہ خدا کی راہ میں تلواریں مارتا ہوا قتل ہوا ہوگا۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے اجداد طاہرین کے منقول ہے کہ جنابِ امیرالمومنین علیہ السّلام نے ایک دن اپنے اصحاب کو علم کے چار سو باب تعلیم فرمائے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی تھا کہ تم لوگ کمینوں اور نا اہلوں سے بچتے رہو وہ لوگ خدا سے خوف نہیں کرتے۔ بعضے اُنہیں انبیاء کے قاتل ہیں۔ اور ہمارے دشمن بھی اُنھی میں ہیں۔ (آگاہ ہو جاؤ!) خداوند عالم نے اہل زمین کی طرف توجہ فرمائی۔ اُن میں سے ہم کو منتخب کیا اور ہماری خاطر سے ہمارے شیعوں کو پسند فرمایا۔ جب ہی تو وہ ہماری نصرت کرتے ہیں اور ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور ہمارے رنج سے وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ہماری راہ میں اور ہمارے واسطے وہ اپنے مال اور اپنی جانیں صرف کرتے ہیں۔ ہمارے شیعوں میں کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جو کسی امر کا مرتکب ہو جس سے ہم نے اُس کو منع کیا ہو۔ اور پھر وہ یوں ہی مر جائے جب تک کہ اُسے خدا تعالیٰ کسی بلا میں مبتلا نہ کرے جس کے ذریعہ سے اس کا وہ گناہ دور ہو سکے۔ یا تو وہ بلا اس کے مال کے متعلق ہوگی یا اُس کی اولاد کے متعلق ہوگی۔ یا اُس کی جان کے متعلق ہوگی۔ اب وہ ایسے حال میں خدا تعالےٰ سے ملاقات کریگا کہ اس کے ذمّہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی گناہ باقی بھی رہ گیا تو موت کے وقت اس پر سختی گزریگی (جس سے وہ گناہ بھی دور ہو جائے گا) ہمارے شیعوں میں سے جو مر جائے وہ صدیق و شہید ہے۔ اس لیے کہ اُس نے ہمارے امر کی تصدیق کی ہے اور جس سے دوستی کی تو ہماری وجہ سے کی اور جس سے دشمنی رکھی تو ہماری وجہ سے رکھی دونوں صورتوں میں خدا کی خوشنودی مدّنظر رکھی۔ خدا و رسولؐ پر وہ ایمان لایا اسی لیے خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔

نیز جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم اپنے اپنے گھروں میں استقلال سے رہو۔ بلاؤں پر صبر کرو۔ اپنے ہاتھوں اور تلواروں اور نیزوں کو حرکت نہ دو اور جس چیز کو خدا تعالےٰ نے تمہارے لیے جلد لانے والا ہے تم اس کے لیے جلدی نہ کرو۔ اس لیے کہ جو کوئی تم میں سے اپنے بستر پر بھی مرے گا اور وہ پروردگار کے حق کی اور جنابِ رسولِ خدا کے حق کی اور اہلبیتِ رسالت کے حق کی معرفت رکھتا ہوگا تو وہ شہید مرے گا۔ اور اُسکا اجر خدا کے ذمہ رہا۔ جس عملِ خیر کی اُس نے نیّت کی وہ اس کی جزا کا مستحق ہو چکا۔ اور اسی نیّت کے ذریعہ سے وہ راہ خدا میں تلوار سے لڑنے کی منزلت پر فائز ہو جائے گا۔

بشارات الشیعہ میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے آبا و اجدادِ طاہرین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ روزِ قیامت کچھ لوگ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ چہرے اُن کے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ تمام اولین وآخرین ان کے مرتبہ کو دیکھکر غبطہ (آرزو) کریں گے۔ یہ فرماکے آنحضرتؐ خاموش رہے۔ پھر تین بار یہی فرمایا۔ اس پر عمر ابن خطاب کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہوجائیں کیا وہ لوگ شہیدان راہِ خدا ہوں گے؟ فرمایا شہید تو وہ ہوں گے مگر ایسے نہیں جیسے تم لوگ خیال کرتے ہو۔ اُس نے عرض کی کیا وہ انبیاءؑ ہوں گے؟ فرمایا جیسا تو سمجھ رہا ہے وہ انبیاء بھی نہ ہوں گے۔ اُس نے عرض کی کیا وہ اوصیاء ہوں گے؟ فرمایا وہ ایسے اوصیاء بھی نہیں ہیں جیسا کہ تیرا گمان ہے۔ عرض کی آخر وہ ہیں کون؟ کیا آسمان کے رہنے والے ہیں یا زمین کے باشندے؟ فرمایا ہیں تو وہ سب زمین ہی کے رہنے والے۔ عرض کی مجھے بتا تو دیجئے وہ ہیں کون؟ پس آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے علی بن ابیطالب علیہ السّلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ اور ان کے شیعہ۔ قریش میں سے جو علیؑ سے دشمنی کرے وہ حرامی ہے۔ انصار میں سے جو کوئی علیؑ سے عداوت رکھے وہ یہودی ہے۔ سارے عرب میں سے جو کوئی علیؑ سے بغض رکھے وہ زنازادہ ہے تمام آدمیوں میں جو کوئی علیؑ کا دشمن ہو وہ شقی ہے۔ اے عمر بن خطّاب! جو کوئی میرے محبّت کا دعویٰ کرے اور علیؑ سے دشمنی رکھے وہ (ملعون) جھوٹا ہے۔

**صفحہ ۴۲۶ نوٹ ۵** | اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ تفسیرِ صافی میں ہے کہ جب خدائیتعالیٰ دونوں گروہوں کا حال بیان فرما چکا تو امورِ دنیا کی حقارت دکھلائی۔ یعنی امور کی جن سے فائدۂ آخرت کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ اور یہ بیان فرمایا کہ یہ امور سب باہی ہیں نفع ان میں کچھ نہیں اور زوال ان کا جلد ہونے والا ہے۔ ازآنجملہ ایک تو لعب (کھیل) ہے جس میں لوگ کوشش کرکے بے فائدہ اسی طرح اپنے آپکو تھکاتے ہیں جس طرح بچے مختلف کھیل۔ کھیل کھیل کر خود کو تھکایا کرتے ہیں۔ دوسرے لہو ہے یعنی غافل کرنے والا اشغلہ جس میں لوگ اپنے آپکو ڈالکر ان چیزوں سے غافل ہوجاتے ہیں جن کی فکر ان کو لازم تھی۔ تیسرے زینت یعنی اچھے اچھے لباس کی۔ اچھی اچھی سواریوں کی۔ اونچے اونچے مکانوں کی خواہش چوتھے اپنے اپنے حسب ونسب کا فخر۔ پانچویں زیادتی مال کی خواہش۔ چھٹے اولاد زیادہ ہونے کی خواہش۔ یہ چھ امور دنیا کی تمام خواہشوں کے جامع ہیں جن کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ذکر ان کا خدائیتعالیٰ نے اسی ترتیب سے کیا ہے جس ترتیب سے انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۶ نوٹ ۶** | کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ الخ۔ تفسیرِ صافی میں ہے کہ تحقیرِ دنیا کیلئے پھر بارش اور کھیتی کی مثال دی ہے کہ بارش جلدی سے گزر جاتی ہے اور اس کا نفع گو کھیتی کو کم پہنچتا ہے لیکن کھیتی اسی سے اگتی ہے اور اپنے تنے پر کھڑی ہوجاتی ہے۔ اور اب وہ کھیتی کرنیوالوں کو اور خدا کا انکار کرنے والوں کو عجیب معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ دنیا کی زینت کی ہر چیز اُنکو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے مومن کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی تعجب میں ڈالنے والی چیز دیکھتا ہے تو اس کی فکر اس کے بنانے والے کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ بس وہ عجیب سمجھتا ہے تو قدرت خدا کو عجیب سمجھتا ہے۔ اور چونکہ کافر کی فکر جن چیزوں کو وہ ظاہری حواس سے دیکھتا ہے اُن سے آگے بڑھتی ہی نہیں اس لیے وہ تعجب ظاہری کے دریا میں غوطے کھایا کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۲** | تفسیرِ قمیؔ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب اعدائے دین جناب امام زین العابدین علیہ السّلام اور دختران جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کو مقید کرکے مع سرِ مبارکِ جناب امام حسین علیہ السّلام یزید لعین کے سامنے لے گئے اور بیمارِ کربلا زنجیروں میں جکڑے ہوئے اُس ملعون کے دربارِ عام میں کھڑے تھے۔ تو یزید پلید بولا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ میں خدا کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کیا۔ جنابِ امامؑ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اُس پر جس نے میرے پدرِ بزرگوار کو جھوٹ بولکر شہید کیا ہے۔ کیا تیرا یہ گمان ہے کہ میں اپنے پروردگار کو بُرا کہوں گا؟ یہ سُن کر یزید لعین غضبناک ہوا اور جنابِ بیمارِ کربلا کے گردن مارے جانیکا حکم دیدیا۔ حضرتؑ نے فرمایا (اے یزید!) جس حال میں کہ تو مجھے قتل کرے گا تو جنابِ رسولؐ خدا کی بہو بیٹیوں کو مدینۂ منوّرہ ان کے مکانوں تک کون پہنچائے گا۔ میرے سوا تو کوئی ان کا محرم باقی نہیں رہا؟ یزید نے جواب دیا کہ ان کے گھروں تک تو آپ ہی ان کو پہنچائیں گے۔ پھر یزید نے سوہن منگایا اور امامؑ کی گردن کا طوق اپنے ہاتھ سے ریتنے لگا۔ پھر یزید نے کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ آپ سمجھے بھی کہ میں اپنے ہاتھ سے کیوں یہ کام کر رہا ہوں؟ ارشاد فرمایا ہاں میں تیرا مطلب جانتا ہوں۔ تو یہ چاہتا ہے کہ سوائے میرے اور کسی کا احسان علیؑ بن الحسینؑ پر نہ ہو۔ یزید نے کہا خدا کی قسم یہی میں نے سوچا تھا۔ پھر یزید نے کہا اے علیؑ بن الحسینؑ! وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ۔ حضرتؑ نے فرمایا اے یزید! خدا کی قسم یہ آیت ہرگز ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ ہماری شان میں تو یہ آیت آئی ہے۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ الخ۔ اے یزید! ہم وہ ہیں کہ دنیا کی جو چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جائے ہم اس پر افسوس نہیں کرتے اور دنیا کی جو چیز ہمیں ملے اُس پر ہم اتراتے نہیں۔

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۳** | (کیونکہ آگے چل کر جو گت تمہاری بننے والی ہے وہ تم بھی دیکھ لوگے اور تمہارے مرید بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۴** | وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اَلْکِتٰبَ سے مراد وہ اسمِ اکبر ہے جس کے ذریعے سے ہر چیز کا علم حاصل ہوسکتا ہے اور وہ انبیاءؑ کے ساتھ ہوا کرتا تھا نیز یہ بھی فرمایا کہ لفظ اَلْکِتٰبَ سے (علی العموم) توریت (وزبور) وانجیل وقرآن مراد لی جاتی ہیں۔ حالانکہ اُس میں کتابِ نوحؑ، کتابِ صالحؑ، کتاب شعیبؑ اور کتاب ابراہیم بھی داخل ہیں۔ جن کے بارے میں خدائیتعالیٰ یوں خبر دیتا ہے۔ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی ۝ (بہ تحقیق یہ بات پہلے صحیفوں میں ہے یعنی ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے) اب حضرتِ ابراہیمؑ کے صحیفے کہاں ہیں! سوائے اس کے نہیں ہے کہ ابراہیمؑ کے صحیفوں سے مراد وہی اسمِ اکبر ہے اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں سے بھی مراد اسمِ اکبر ہے۔ ۱۲

کافی میں ابوذیلم نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے یوشعؑ بن نون کو اپنا وصی بنایا اور یوشعؑ بن نون نے حضرت ہارونؑ کے فرزند کو اپنا وصی قرار دیا اور اپنے بیٹے کو اپنا وصی نہیں بنایا۔ نہ فرزندِ موسیٰ علیہ السّلام کو بنایا اسلیے کہ انتخاب با اختیارِ خدا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اس عہدۂ جلیلہ کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ بن نون نے نبوّتِ جنابِ مسیحؑ کی بشارت دی۔ جب وہ جناب مبعوثؑ

بہ رسالت ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو خبر دی کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا جن کا نام احمدؐ ہوگا۔ اور وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہوں گے وہ میری اور تمھاری تصدیق کریں گے۔ میری اور تمھاری طرف سے معذرت بھی پیش کریں گے۔ یہ پیشین گوئی اُن جنابؑ کے حواریین میں جو یاد رکھنے والے تھے برابر چلی آئی ان لوگوں کا نام مُسْتَحْفِظِیْن خدا نے اس لیے رکھا تھا کہ وہ اسم اکبر کے محافظ تھے۔ اسم اکبر سے مراد وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ سے ہر چیز کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اسم اکبر انبیاءؑ کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ۔ اس آیت میں کتاب سے مراد اسم اکبر ہے۔ لفظِ الکتاب سے (علی العموم) توریت و انجیل و قرآن مراد لی جاتی ہے حالانکہ اُس میں کتاب نوحؑ، کتاب صالحؑ، کتاب شعیبؑ۔ اور کتاب ابراہیمؑ بھی داخل ہیں جن کے بارے میں خدا یتعالےٰ یوں خبر دیتا ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ اب حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے کہاں ہیں بلکہ صحفِ ابراہیمؑ سے وہی اسم اکبر مراد ہے اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں سے بھی مراد اسم اکبر ہے۔ بس ایک عالم دوسرے عالم کو برابر وصیت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ وصایا محمدؐ مصطفٰےؐ کے پاس پہنچے۔ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت کیا تو مستحفظین میں جو باقی رہ گئے تھے وہ اسلام لائے۔ اور بنی اسرائیلؑ نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی۔ آنحضرتؐ نے مخلوق کو دعوتِ اسلام بھی دی اور خدا کی راہ میں جہاد بھی کیا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے اپنے رسول کے پاس یہ فرمان بھیجا کہ اپنے وصی کی فضیلت کُھلّم کُھلّا ظاہر کر دو۔ جناب رسولِ خدا نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ قوم عرب بڑی جفاکار ہے۔ نہ ان میں کوئی کتاب اتری ہے اور نہ ان میں خدا کا کوئی نبی آیا ہے۔ نہ یہ لوگ انبیاءؑ کی نبوّت کو پہچانتے ہیں اور نہ ان کا مرتبہ جانتے ہیں۔ اگر میں اس قوم کو اپنے اہلبیتؑ کی بزرگی اور فضیلت سے آگاہ کروں گا تو یہ مجھ پر ایمان نہ لائے گی۔ ارشادِ باری ہوا کہ اے رسولؐ! تم اِن کے بارے میں افسوس نہ کرو اور بہ نرمی کلام کرو کہ یہ آگے چل کر سب کچھ جان لیں گے پس آنحضرتؐ نے اپنے وصی کے کچھ فضائل بیان فرمائے جس پر وہ لوگ وصیِّ رسولؐ خدا سے نفاق و عداوت رکھنے لگے۔ جناب رسولؐ خدا کو اُن کا نفاق اور اُن کی چہ میگوئیاں معلوم ہوگئیں۔ جناب باری نے فرمایا۔ (اے رسولؐ!) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ۔ نیز فرمایا۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ جناب رسولؐ خدا کی عادت یہ تھی کہ وہ جنابؐ ان لوگوں کو ملائے رکھتے تھے اور ایک کے برخلاف دوسرے سے مدد لیا کرتے تھے۔ اور اپنے وصی کی فضیلت بھی کچھ کچھ اُن کو سُنا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ سورہ نازل ہوا اور ان پر حجّت قائم ہوگئی۔ پھر جب خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اُن کی موت کی اطلاع دی اور آگاہ کر دیا کہ اب تمھاری وفات کا زمانہ قریب ہے تو اس پر یہ بھی فرمایا۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ جب تم اپنے کارِ تبلیغ رسالت سے فارغ ہو گئے تو اپنا علَم قائم کر دو اور اپنے وصی کی فضیلت کا اعلان کر دو۔ اور لوگوں کو ان کی فضیلت کھول کر جتا دو۔ اُسوقت آنحضرتؐ نے (بمقامِ خُمِ غدیر) تین بار ارشاد فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (جن کا میں حاکم ہوں پس علّیؑ بن ابی طالب بھی اُن کے حاکم ہیں۔ یا اللہ! جو علّیؑ کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی رکھے تو بھی اُس کا دشمن ہو جیو) نیز (جنگِ خیبر میں) فرمایا تھا۔ میں کل ایسے شخص کو (میدان جنگ میں) بھیجوں گا جو خدا اور خدا کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور خدا کا رسولؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اور وہ ہرگز بھاگنے والا نہیں ہے۔ اس کلام سے اُس شخص پر تعریض بھی منظور تھی جو اس طرح پلٹ کر آیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں پر بُزدلی کا الزام لگاتا تھا۔ اور اُس کے ساتھی اُس کو بُزدل تبلاتے تھے۔ اور نیز یہ بھی فرمایا۔ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِيْنَ (علّیؑ بن ابیطالب تمام مؤمنون کے سردار ہیں)۔ نیز یہ بھی فرمایا تھا۔ عَلِيٌّ عَمُوْدُ الدِّيْنِ (علّیؑ بن ابیطالب دین کے ستون ہیں) یہ بھی فرمایا تھا۔ هٰذَا هُوَ الَّذِيْ يَضْرِبُ النَّاسَ بِالسَّيْفِ عَلَى الْحَقِّ بَعْدِيْ۔ یہی وہ شخص ہے جو میرے بعد ناکسوں سے حق پر لڑے گا۔ یہ بھی فرمایا تھا اَلْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ اَيْنَمَا مَالَ (جس طرف علّیؑ بن ابیطالب جاتے ہیں حق اُن کے ساتھ ساتھ رہتا ہے) یہ بھی فرمایا تھا۔ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَهْلَ بَيْتِيْ عِتْرَتِيْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَقَدْ بَلَّغْتُ اِنَّكُمْ سَتَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ فَاَسْئَلُكُمْ عَمَّا فَعَلْتُمْ فِي الثَّقَلَيْنِ الثَّقَلَانِ كِتَابُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَاَهْلُ بَيْتِيْ فَلَا تَسْبِقُوْهُمْ فَتَهْلِكُوْا وَلَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ (میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اُن دونوں کے مطیع رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتابِ خدا قرآن مجید ہے دوسرے میری ذرّیت عترت ہے۔ اَيُّهَا النَّاس میری سُنو۔ دیکھو میں نے حکم خدا تم تک پہنچا دیا ہے وہ یہ کہ تم لوگ میرے ہی حوض کوثر پر آؤ گے۔ میں اُس وقت تم سے ضرور جواب طلب کروں گا کہ تم نے ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ ثقلین سے مراد کتاب خدا ہے اور میرے اہلبیتؑ۔ دیکھو تم لوگ میری عترت کے آگے نہ بڑھنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور ان کے مقابلے میں علم نہ جتانا کہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں)۔ (امامؑ فرماتے ہیں) اُن لوگوں پر ارشاد نبوی سے بھی اور قرآن سے بھی جسے یہ لوگ پڑھتے ہیں حجّت قائم ہو چکی۔ پس جناب رسولؐ خدا برابر اپنے کلام سے اپنے اہلبیتؑ کے فضائل جتلاتے رہے اور قرآنِ مجید سے بھی کھول کھول کر بتلاتے رہے۔ مثل اس قولِ خدا کے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۔ کبھی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الخ (دیکھو صفحہ ۲۸۹ سطر ۱) کبھی یہ آیت سُنائی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (دیکھو صفحہ ۶۵۱ سطر ۱) حضرت علی علیہ السّلام جناب رسولؐ خدا کے قرابتدار بھی تو تھے۔ وصی ہونا اُنہی کا حق تھا۔ جبھی تو جناب رسولؐ خدا نے اُن جناب کو وصی مقرر کیا تھا۔ اُنہی جنابؑ کے پاس اسم اکبر اور میراثِ علم اور علمِ نبوّت کے آثار موجود تھے۔ اور کبھی جناب رسولِ خدا نے یہ آیت پڑھی۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ کبھی یہ آیت پڑھی۔ وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ (ایک قرأت کے بموجب اَلْمَوَدَّةُ ہے) مطلب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تم سے قیامت کے دن اُس مودت کے بارے میں سوال کروں گا جس کے فرض ہونے کے متعلّق میں حکم نازل کر چکا ہوں۔ یعنی قرابتدارانِ رسولؐ کی مودّت کا اور قاتلوں سے یہ جواب طلب ہوگا کہ تم نے جناب رسولِ خدا کے قرابتداروں کو کس خطا پر قتل کیا تھا؟ کبھی فرمایا فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اس آیت میں ذکر سے قرآن مجید اور اہل ذکر سے آلِ محمد علیہم السّلام مراد ہیں۔ جبھی تو خدائے تعالیٰ نے اُن سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جاہلوں سے سوال کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ذکر سے قرآن مراد ہے تو اس کا شاہد خدائے تعالےٰ کا یہ قول ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ دوسری آیت میں

فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ (دیکھو صفحہ ۸۷، سطر ۱) کبھی آنجناب نے یہ آیت پڑھی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ کبھی یہ آیت پڑھی وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (دیکھو صفحہ ۳۴ سطر ۷) پس خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے معاملات والیانِ امر کے سامنے جن کی اطاعت اُن پر واجب کی ہے پیش کیا کریں۔ پس جب جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم حجۃ الوداع سے فارغ ہوکے (بمقامِ خُم غدیر) پہنچے تو جبرئیلِ امین نازل ہوئے اور یہ آیت لائے يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ پس جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منادی کرادی۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اس میدان سے جھاڑ جھنکاڑ صاف کیا جائے (جب سارے امور طے ہو چکے تو) جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اَيُّهَا النَّاس! تمہارا حاکم اور تمہاری جانوں پر خود تم سے زیادہ اختیار رکھنے والا کون ہے؟ سب نے جواب دیا اور خدا کا رسولؐ۔ تین مرتبہ یہی اقرار لیکر فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (جس کا میں حاکم ہوں پس علیؑ بن ابیطالب بھی اس کے حاکم ہیں۔ یا اللہ! جو علیؑ سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کیجیو اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کیجیو) جنابِ رسولِ خدا کے اس قول سے منافقوں کے سینوں میں نفاق اور بڑھ گیا اور کہنے لگے یہ آیت اور حکم تو خدا نے ہرگز کبھی محمدؐ پر نازل نہیں کیا ہے بلکہ یہ خود اپنے ابنِ عم کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ پس جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ واپس آئے تو ایک جماعت انصار کی حاضرِ خدمت ہوکے عرض کرنے لگی۔ یا رسولؐ اللہ! خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ حضور کی تشریف آوری سے اور ہمارے ہاں قیام کرنے سے ہماری عزّت بڑھائی اس پر یہ کرم فرمایا کہ ہمارے دوستوں کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر دیا۔ حضور کی خدمت میں جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے عطا کرنے کے لیے آپ کے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن ہنسی اڑاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری درخواست یہ ہے کہ ہمارا تہائی مال آپ لے لیں تاکہ مکّہ (وغیرہ) سے آنے والے مہمانوں کو آپ اُس میں سے عطا فرما دیا کریں۔ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے اُن کی درخواست کا کچھ جواب نہ دیا اور وحی کے منتظر رہے پس جبرئیلِ امین نازل ہوئے اور یہ آیہ لائے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (جنابِ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ) جب آیتِ خمس نازل ہوئی تو منافقوں نے یوں کہا کہ اب یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مال اور املاک بھی اپنے اہلبیتؑ کو دیدیں۔ پھر حضرت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نبوّت تم نے ادا کر دی۔ زندگانی تمہاری ختم ہو گئی۔ اب تم اسمِ اکبر اور میراثِ علم اور علمِ نبوّت آثار علیؑ بن ابیطالب کے سپرد کر دو کہ میں نے امین کو کبھی عالم جس کی وجہ سے میری طاعت اور میری ولایت کی معرفت حاصل ہو خالی نہیں چھوڑا۔ اور یہی دستور رکھا ہے کہ ہر نبی کی وفات کے بعد اپنی ایک حجّت دوسری حجّت کے پیدا ہونے تک ضرور باقی رکھی ہے۔ پس جنابِ رسولِ خدا نے جنابِ امیر المؤمنین علیہ السّلام کو اسمِ اکبر بھی تعلیم کیا۔ میراثِ علم بھی سونپی۔ علمِ نبوّت کے آثار بھی سکھا دیے اور ایک ہزار کلمے اور ایک ہزار باب تعلیم فرمائے کہ ہر کلمہ سے ایک ہزار کلمے اور باب سے ایک ہزار باب اور مفتوح ہو گئے۔

**صفحہ ۷۴۶ نوٹ ۵** اَلْمِيْزَانَ: تفسیرِ قمی میں ہے کہ اَلْمِيْزَانَ سے مراد امامؑ کی ایک ذات ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۴۶ نوٹ ۶** وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ: تفسیرِ برہان میں ہے کہ علامہ ابنِ شہر آشوب نے تفسیر سعدی سے بروایت ابو صالح حضرت عبداللہ ابن عباس سے خدا تعالیٰ کے اس قول کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت سے تلوار ذوالفقار نازل فرمائی تھی اور اس کو جنت کے ایک درخت سے جس کا نام حب الأس ہے پیدا کیا تھا۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ بَاْسٌ شَدِيْدٌ کا یہ مطلب ہے کہ آدم علیہ السّلام اسی تلوار کے ذریعہ سے اپنے کُل دشمنوں سے جو جنّات میں سے تھے تو اور شیاطین میں سے تھے تو لڑا کرتے تھے۔ اور اس کے اوپر یہ لکھا ہوا تھا کہ میرے انبیاء برابر اس کے ذریعہ سے لڑتے رہیں گے۔ اور یہ نبیؐ کے بعد نبیؐ کو اور صدیق کے بعد صدیق کو پہنچتی رہے گی تا آنکہ اس کے وارث امیر المومنین علیؑ ہوں گے۔ پس وہ نبیِّ امّیؐ کے ساتھ ہوکر (اُن کے دشمنوں سے) اس کے ذریعہ سے لڑیں گے۔ اور مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ وعلیؑ کیلئے اس میں بہت کچھ نفع ہوگا اور۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے ذریعہ سے کفّار سے انتقام لیگا اور ان کو ذلیل کریگا (یہاں تک تو اہلسنّت کی روایت تھی۔ آگے علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے سب کے سب نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت میں اَلْحَدِيْدَ سے مراد ذوالفقار ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جنابِ رسولؐ خدا پر نازل فرمائی اور آنحضرتؐ نے جنابِ علیؑ مرتضیٰ کو عطا فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۷۴۸ نوٹ ۲** فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا: تفسیرِ مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ میں جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابنِ مسعود جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ باہم اختلاف کر کے بہتّر فرقے ہو گئے تھے جن میں سے دو نے نجات پائی اور باقی سب ہلاک ہوئے۔ (نجات پانے والوں میں سے) ایک فرقہ تو وہ تھا جو دینِ عیسٰیؑ کی حمایت میں بادشاہوں سے لڑا تھا۔ اور انھوں نے اس فرقہ کو قتل کر دیا تھا۔ اور ایک فرقہ وہ تھا کہ انھوں نے نہ تو اپنے آپ میں بادشاہوں کے مقابلے کی طاقت پائی اور نہ اس کی قوت سمجھی کہ ان کے مزاج کے برخلاف ان کو دینِ خدا اور دینِ عیسٰیؑ کی دعوت دیں۔ لہٰذا وہ ملکوں میں منتشر ہو گئے اور راہب بن گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وَرَهْبَانِيَّةَ ِۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے میری تصدیق کی اور اس نے میری پیروی کی تو اس نے تو اُس کی ویسی ہی رعایت کی جیسی کہ رعایت کرنے کا حق تھا۔ اور جو مجھ پر ایمان نہ لایا (وہ اس حکم میں رہا۔ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا) پس وہی ہلاک ہوا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت عیسٰیؑ علیہ السّلام کے بعد شاہانِ جبّار ظاہر ہوئے جو گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ یہ حال دیکھکر مؤمنین غضبناک ہو گئے اور جنگ کے لیے ان ظالم بادشاہوں کے سامنے آڈٹے۔ پس تین مرتبہ باایمان لوگوں نے شکست کھائی بہت تھوڑے سے آدمی اُن میں سے باقی رہ گئے تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم ان بادشاہوں پر ظاہر ہوں گے تو یہ ہم کو فنا کر دیں گے۔ پھر کوئی بھی دینِ حق کی طرف دعوت دینے والا باقی نہ رہے گا۔ آؤ زمین کے اطراف

میں متفرق ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ نبیؐ مبعوث ہو جس کا عیسیٰ علیہ السّلام نے ہم سے وعدہ کیا ہے یعنی محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ پس وہ لوگ پہاڑوں کی گھاٹیوں میں پھیل گئے اور راہب بن گئے۔ بعضے تو ان میں ایسے تھے جو اپنے دین پر قائم رہے اور بعضے کافر ہو گئے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

**صفحہ ۸۴۸ نوٹ ۳** یُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ : کافی اور تفسیر قمی میں جنابِ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ سے مراد وہ امام ہے جس کے زمانہ میں تم ہو۔ اور المناقب میں ہے کہ نور سے مراد علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔ تفسیر قمی میں كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے عام معنی یہ منقول ہیں کہ رحمت کا دُہرا حصّہ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ جہنم میں نہ بھیجے اور دوسرا یہ ہے کہ جنت میں پہنچا دے۔ اور يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا میں نُوْرًا سے مراد ایمان ہے۔ قولِ مترجم : ان دونوں روایتوں میں فی الحقیقۃ کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ جہنم سے چھٹکارا اور جنت کا نظارہ حسنین علیہما السّلام ہی کی بدولت حاصل ہوگا کیونکہ آنحضرتؐ نے سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ انھیں کی شان میں فرمایا ہے اور گویا ر لوگوں نے آنحضرتؐ پر اتہام لگایا اور ابوبکر و عمر کو سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بنایا مگر دروغ گو را حافظہ نباشد والی مثل صادق آئی یعنی جنت میں کوئی بوڑھا ہوگا ہی نہیں پھر وہ سردار کس کے بنیں گے؟ قرینہ یہ چاہتا ہے کہ حضرتؐ نے سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ النَّارِ فرمایا ہوگا۔ اب رہی نور کی تفسیر کہ ایمان بھی فرمایا اور علیؑ ابنِ ابی طالبؑ بھی تو ایمان کی بات یہ ہے کہ علیؑ مرتضیٰ مجسّم ایمان ہیں اور ان پر یقین رکھنا ایمان ہے اور ان کی محبت عین ایمان ہے اور ان کا ماننے والا مومن ہے۔ اس کے متعلق متعدد حدیثیں ہیں (تائید کیلئے دیکھو صفحہ ۷۱۶ نوٹ نمبر ۴ اور اُس سے آگے۔) تفسیر مجمع البیان میں اِس مضمون کے بعد یہ بھی منقول ہے کہ جب آیت اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (دیکھو صفحہ ۶۹۴ سطر ۴) ان اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے اور ذکر اس کا ان لوگوں نے سُنا جو آنحضرتؐ پر ایمان نہ لائے تھے۔ تو انھوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور یہ کہا کہ اے گروہِ مسلمین ہم میں سے جو کوئی اپنی کتاب پر بھی ایمان رکھے گا اور تمہاری کتاب پر بھی ایمان لائے گا تو اُس کو دُہرے اجر ملیں گے۔ اور جو ہم میں سے اپنی کتاب پر ایمان رکھیگا اُس کو اکہرا اجر ملے گا۔ جیسا کہ تمکو اپنی کتاب پر ایمان رکھنے سے اکہرا اجر ملے گا۔ پس ہم پر تم کو فضیلت ہی کیا ہے۔ پس خدا یتعالیٰ نے یہ پوری يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ نازل فرمائی۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ یہ جملہ ان لوگوں کی طرف سے تھا جو اہل کتاب میں سے آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ کہ انھوں نے اصحاب جناب رسولِ خدا سے کہا تھا کہ ہم تم سے افضل ہیں۔ ہمارے لیے دُو اجر ہیں اور تمھارے لیے ایک تو خدا یتعالیٰ نے (ان کے جواب میں) لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ سے آخر تک آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

جابرِ جعفی کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا فرمایا كِفْلَيْنِ سے مراد حسنؑ و حسینؑ اور نور سے مراد علیؑ بن ابیطالب ہیں۔

حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ كِفْلَيْنِ مِنَ الرَّحْمَةِ حسنؑ و حسینؑ اور يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ میں نور سے مراد علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔

کعب بن عیاض کہتا ہے کہ میں نے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ کے رو برو جنابِ علی بن ابیطالب علیہ السّلام کو طعنہ دیا تو جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ نے میرے سینے پر گھونسا مارا اور فرمایا کہ خداوندِ عالم نے علیؑ بن ابیطالب کو دو نور عطا فرمائے ہیں ایک نور آسمان میں ہے دوسرا زمین پر۔ جو شخص اُن کے نور سے متمسّک رہیگا خدا یتعالےٰ اُس کو جنت میں داخل کریگا۔ اور جو شخص اُسے چھوڑ دے گا تو خدا تعالےٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اے کعب! تو میری جانب سے لوگوں کو یہ خوشخبری سُنا دے۔

انسؔ بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے چہرۂ علی بن ابیطالب علیہ السّلام کے نور سے ستّر ہزار فرشتے پیدا کیے ہیں جو ان کے لیے اور ان کے شیعوں کیلئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

# پارۂ بست و ہفتم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست وہشتم

**صفحہ ۶۴۹ نوٹ ۱ے** کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص کا عقد تو ہو چکا ہے مگر ابھی مجامعت کی نوبت نہیں آئی کہ اس نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا۔ (اُس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟) فرمایا کہ ظہار و ایلا اُس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتے جب تک کہ مجامعت نہ کی ہو۔ قول مترجم ظہار کرنا عرب کی مخصوص عادتوں میں سے ہے۔ ہندوستان میں اس خصوصیت کے ساتھ نہیں پایا جاتا اِلّا کہیں کہیں دیہات میں آپس کے اختلاف، طرفین کی ناراضی اور فریقین کی لڑائی کے موقعوں پر اُس کے ہم معنی الفاظ ادا کر بیٹھتے ہیں مگر اُن سے ظہار واقع نہیں ہو سکتا۔ ظہار مخصوص اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّی کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تو مجھ پر ویسی ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت یعنی جیسے ماں کو بدی کے ارادے سے پیٹھ کے بھل لٹانا یا اُس سے بدفعلی کرنا حرام ہے ایسے ہی میں تیرے ساتھ جماع کرنے کو حرام قرار دیتا ہوں ایلا کے معنی ہیں اُس عورت کے بارے میں جو کسی شخص کے دائمی نکاح میں ہو یہ قسم کھا بیٹھنا کہ اُس کو ضرر پہنچانے کی نیت سے اُس سے کبھی جماع نہ کروں گا۔ ان دونوں کے بارے میں مفصل مسائل فقہ کی کتابوں میں دیکھے جائیں یا بوقت ضرورت مجتہدین سے دریافت کیا جائے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۲ے** ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت یہودیوں اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کیا کرتے تھے۔ اور جب مومنین کو دیکھ لیا کرتے تو آنکھوں سے اشارہ کیا کرتے (کہ چپ رہو ایسا نہ ہو یہ سن لیں) جناب رسول خداؐ نے اُن کو اس سے منع فرمایا مگر انہوں نے وہی فعل پھر کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۳ے** حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ روضۃ الواعظین میں روایت کی گئی ہے کہ یہودی جناب رسول خداؐ کے پاس آتے اور یہ کہتے اَلسَّامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ اور سام اُن کی زبان میں موت کو کہتے تھے پس جناب رسول خداؐ ان کے جواب میں فرماتے وَعَلَیْكُمْ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قول مترجم اِس امت کے یہودی بھی آج تک سلام کرنے میں انھیں یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں اور جو خدا کا بتلایا ہوا طریقہ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ ہے جس میں ایسا التباس ممکن نہیں اُس سے گریز کرتے ہیں۔ خدا اُن کو ہدایت کرے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۴ے** اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اِس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ شیطان سے مراد ثانی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب تم تین شخص موجود ہو تو دو تیسرے سے علیحدہ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں کہ اس سے اُس کو رنج پہنچے گا۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ اِس آیت میں نجویٰ سے مراد خواب ہائے پریشان ہیں جن کو انسان سوتے میں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں بروایت ابوبصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ منقول ہے کہ ایک رات جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خداؐ اپنے ہمراہ مجھے اور علیؑ اور حسنینؑ کو لیے ہوئے کہیں جانے کا قصد کرتے ہیں پس اسی ارادہ سے وہ جناب ہم سب کو ہمراہ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب مدینہ کے مکانوں سے نکل گئے تو ایک دوراہہ ملا۔ جناب رسول خداؐ داہنی طرف والے راستہ پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ایک باغ پر پہنچے۔ جس میں چشمہ بھی جاری تھا۔ وہاں آنحضرتؐ نے ایک بکری مول لی جس کے ایک کان پر سفید نقطے تھے۔ اُس کے ذبح کرنے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ جب گوشت تیار ہو گیا تو سب نے مل کر کھایا۔ اُس کے کھاتے ہی سب کے سب مر گئے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہؑ روتی ہوئی خوف زدہ خواب سے بیدار ہوئیں۔ اور جناب رسول خداؐ سے اپنا خواب بیان نہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو جناب رسول خداؐ دراز گوش پر سوار ہو کر جناب سیدہؑ میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کو سوار کر لیا۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام سے فرمایا تم بھی چلو۔ پس جب یہ سب حضراتؑ مدینہ سے نکلے تو ویسا ہی دوراہہ ملا جیسا کہ جناب معصومہؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ وآلہ نے داہنا راستہ اختیار کیا جیسا کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام دیکھ چکی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ ایک مقام پر پہنچے جہاں خرمے کے درخت اور پانی کا چشمہ تھا تو آنحضرتؐ نے ایک بکری جس کے کان پر سفید تل تھے خرید فرمائی یہ بھی خواب کے مطابق ہوا۔ پھر اُس کے ذبح کا حکم دیا۔ پس وہ ذبح کی گئی۔ گوشت اُس کا بھونا گیا جیسے ہی اُن بزرگواروں نے نوش فرمانے کا قصد کیا۔ جناب سیدہؑ اٹھیں اور ایک طرف جا کر اس خوف سے رونے لگیں کہ اب یہ سب مر جائیں گے۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اُٹھ کر اپنی پارۂ جگر کے پاس وہاں تشریف لے گئے جہاں وہ رو رہی تھیں۔ اور یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے لخت جگر! تم روتی کیوں ہو؟ عرض کی بابا! میں نے رات ایسا ایسا خواب دیکھا ہے۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ سب کچھ ہو بہو آپ اس وقت تک کر چکے پس میں اِس لیے آپ کے پاس سے ہٹ گئی کہ میں آپ کو مرتے ہوئے نہ دیکھوں۔ یہ سن کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وعلیہ وآلہ اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے درگاہ خدا میں مناجات کی۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ایک شیطان ہے نام اس کا زہا ہے۔ اُس نے فاطمہؑ کو خواب میں یہ واقعہ دکھایا ہے۔ وہی مومنین کو اُن کے سوتے میں اذیت دیتا ہے جس سے وہ مغموم و محزون ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اُسے میرے پاس لاؤ۔ پس جبرئیلؑ گئے اور زہا کو پکڑ لائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے ہی فاطمہؑ کو یہ خواب دکھایا تھا؟ اُس نے عرض کی جی ہاں! یہ سنکر آنحضرتؐ نے اُس کے بدن پر تین بار تھوکا جس سے اُس کے تین جگہ درد پیدا ہو گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ فاطمہؑ سے کہہ دیجئے کہ اگر خواب میں کوئی خوفناک واقعہ دیکھا کریں یا مومنین میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلٰٓئِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَنْبِیَآءُ هُ الْمُرْسَلُوْنَ وَعِبَادُهُ الصّٰلِحُوْنَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَیْتُ مِنْ رُّؤْیَایَ۔ بعد اِس کے سورۂ حمد و قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھکے اپنے بائیں جانب تھوک دے۔ پس وہ خواب اُسے ضرر نہ پہنچائے گا۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ الخ

**صفحہ ۶۵۱ نوٹ ۳ے** الفقیہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ تمام آدمیوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور میزانیں قائم کی جائیں گی۔ پھر شہیدوں کا خون علماء کی روشنائی کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو علماء کی روشنائی شہداء کے خون سے زیادہ بھاری اُترے گی۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ عالم جس کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچے ستّر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔ قول صاحب تفسیر صافی اِس مضمون کی حدیثیں اِس کثرت ہیں کہ اُن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا۔

**صفحہ ۶۵۱ نوٹ ۲**

اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اِس حکم کا مطلب یہ تھا کہ جب تم جناب رسول خداؐ سے کوئی حاجت طلب کرو تو اپنی حاجت طلب کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ تاکہ تمہاری حاجت پوری ہونے کا سب سے اچھا ذریعہ ہو۔ مگر اِس حکم پر سوائے جناب امیر المومنینؑ کے اور کسی نے عمل نہ کیا۔ اُن حضرتؑ نے ایک دینار تصدق کیا اور جناب رسول خداؐ سے دس مرتبہ راز میں باتیں کیں۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ علی ابن ابی طالبؑ نے ہر مرتبہ راز میں باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دیا۔ پھر خدا تعالیٰ کے اِس قول ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا الخ نے اِسے منسوخ کر دیا۔ مفسرین اہلسنت میں سے مجاہد نے اپنی جچی ہوئی سندوں کی رو سے بیان کیا ہے کہ خود جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ایسی ہے کہ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اُس پر عمل کرے گا۔ وہ آیۂ نجویٰ ہے۔ اور صورت اُس کی یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرے پاس ایک دینار تھا جسے بھنا کر میں نے دس درہم لیے اور جب میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں راز میں باتیں کرنے جاتا تو اُس سے پہلے ایک درہم صدقہ دے دیتا۔ (دس باتیں کر چکنے کے بعد) خدا تعالیٰ کے اِس قول ءَ اَشْفَقْتُمْ...... تا...... خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ہ نے اِس حکم کو منسوخ کر دیا۔ انحصال میں جناب امیر المومنینؑ سے وہ حجتیں منقول ہیں جو آپ نے ابوبکر پر قائم کیں۔ از آنجملہ یہ بھی تھی کہ حضرتؑ نے فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں آیا تو وہ شخص ہے جس نے جناب رسول خداؐ سے راز میں باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دیا ہو اور پھر بات کی ہو۔ اور تمام قوم سے خدا تعالیٰ نے از روئے عتاب یہ فرمایا ہو ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط یا یہ منزلت مجھے حاصل ہے؟ ابوبکر نے عرض کی نہیں۔ یہ منزلت تو صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۱**

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ثانی صاحب کے بارے میں آئی ہے اِس لیے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو یہ ایک یہودی کے پاس بیٹھے تھے اور جناب رسول خداؐ کی خبریں لکھ رہے تھے پس خدا تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ...... سے اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ہ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ اِس کے بعد حضرت ثانی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں کے یہاں سے کچھ لکھتے ہوئے پایا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اِس سے منع فرما چکا ہے تو یہ بولے کہ یا رسول اللہ توریت میں جو جو صفتیں آپ کی موجود ہیں وہی تو میں لکھ رہا تھا۔ اور لگے حضرتؐ کو پڑھ کے سنانے حالانکہ آنحضرتؐ اُس وقت بہت ہی غصے میں تھے تو انصار میں سے ایک شخص نے اِن سے کہا کہ تیرا برا ہو تو دیکھتا نہیں کہ آنحضرتؐ تجھ پر کتنا غصہ ہو رہے ہیں۔ تب تو یہ چونکے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسولؐ کے غضب سے اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں مجھے تو حضورؐ کی خبریں کچھ ملی تھیں وہی میں نے لکھ لی تھیں۔ اِس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے فلاں اگر موسیٰؑ ابن عمرانؑ بھی اِن میں موجود ہوتے پھر میں آتا تو جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اُس سے دست بردار ہو جاتے مگر تو اُس کا جو کچھ میں لے کر آیا ہوں منکر ہی ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے اِس قول اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کا یہی مطلب ہے (چونکہ اَيْمَانَهُمْ اور اِيْمَانَهُمْ دونوں قرأتیں آئی ہیں پس بنا بر قولِ ثانی مطلب یہ ہے کہ) اِس سے آگے قرآن کے حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۲**

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ط تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ اللہ نے ان کے ہاتھوں پر بہت سی بستیاں فتح کر دیں تو انھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں پر فارس و روم کی سلطنتیں بھی فتح فرمائے گا تو منافقوں نے یہ کہا کہ کیا تم نے فارس و روم کو بھی ایسے ہی دیہات سمجھ لیا ہے جن پر تم غالب آ چکے ہو۔ اِس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۳**

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام محمد جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اِس روح سے مراد ایمان ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی مومن بھی ایسا نہیں ہے جس کے قلب کے جوف میں دو کان نہ ہوں کہ ایک کان کے ذریعہ سے تو خناس اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے۔ اور ایک کان میں فرشتہ منجانب اللہ کچھ کہتا رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ اِس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا ہے اور قولِ خدا اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ کا یہی مطلب ہے۔ اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے خدا تعالیٰ نے ہر مومن کی تائید روح ایمان کے ذریعہ سے فرمائی ہے جو اُس کے نیکی کرنے کے وقت برابر ساتھ ساتھ رہتی ہے۔ اور بدی اور نافرمانی کرنے میں اُس سے الگ ہو جاتی ہے۔ پس یہ روح نیکی کرنے کے وقت اُس کے ساتھ ساتھ رہتی اور بہت خوش ہوتی ہے۔ اور بدی کرنے وقت زمین کی تہہ میں جا گھستی ہے۔ پس اے بندگانِ خدا اپنے نفسوں کی اصلاح کر کے خدا کی نعمتوں کی محافظت کرو۔ کہ اُس صورت میں تمہارا یقین زیادہ ہوتا جائے گا اور گرانقدر نفع تم کو حاصل ہوگا۔ خدائے تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جس کی یہ حالت ہو کہ نیکی کا ارادہ کرتے تو فوراً اُسے کر بیٹھے۔ اور بدی کا خیال آئے تو اُس سے باز رہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کی اطاعت کرنے کے باعث اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کے سبب سے روحِ قدس کے ذریعہ سے ہماری تائید کی جاتی ہے۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے جناب رسول خداؐ کی اِس حدیث کے بارے میں کہ "جب کوئی زنا کرتا ہے تو اُس سے روحِ ایمان جدا ہو جاتی ہے" منقول ہے کہ یہ حدیث خدائے تعالیٰ کے اِس قول کی تائید میں ہے وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ پس یہی وہ روح ہے جو اُس شخص کو چھوڑ دیتی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۳ نوٹ ۱**

قمی علیہ الرحمہ نے اِس آیت کے نازل ہونے کا سبب یوں لکھا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے رہتے تھے۔ ایک بنی نضیر۔ دوسرا بنی قریظہ۔ تیسرا بنی قینقاع۔ اِن تینوں کے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے مابین ایک مدت تک کے لیے عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ پس ان سب نے عہد توڑ دیا۔ اور عہد شکنی کے باعث بنی نضیر ہوئے تھے۔ قصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے دو آدمیوں کو نادانستہ قتل کر دیا تھا (اُن دونوں کی دیت ادا کرنے کے لیے مال نہ تھا) آنحضرتؐ روپیہ قرض لینے کے لیے کعب بن اشرف کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اُن دونوں مقتولوں کی دیت ادا کریں۔ جب اُس کے مکان پر پہنچے تو کعب نے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی بڑی خاطر و تواضع کی اور یہ ظاہر کر کے کہ میں حضور کے لیے کھانا تیار کراتا ہوں کھڑا ہو گیا اور دل میں آنحضرتؐ کے مار ڈالنے کی تدبیریں گانٹھنے لگا اور اپنے یاروں کو تلاش کرنے لگا جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کعب کے ارادہ سے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو اطلاع دی۔ وہ جناب مدینہ میں واپس تشریف لائے اور محمد بن مسلم انصاری سے فرمایا، بنی نضیر کے پاس جا اور اُن سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے ارادہ اور غدر سے اپنے رسولؐ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اب تم یا تو ہمارا شہر چھوڑ دو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (محمد مسلم بنی نضیر کے پاس گئے اور فرمانِ نبوی کر سنایا) انھوں نے جواب دیا ہم آپ کی بستی سے نکلے جاتے ہیں لیکن عبد اللہ بن اُبَی نے بنی نضیر سے کہلا بھیجا کہ تم ہرگز نہ نکلنا۔ اپنے مکانوں میں بیٹھے رہو اور محمدؐ سے لڑنے پر آمادہ ہو جاؤ۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ میری ساری قوم اور میرے ہم قسم تمہاری نصرت کے لیے تیار ہیں۔ اگر تم شہر چھوڑ دو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑا ہوں گا اور اگر تم لڑو گے تو میں بھی تمہارے ہمراہ جنگ کروں گا۔ پس وہ لوگ سب کے سب ٹھہر گئے اور اپنے قلعوں کی درستی کرنے لگے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے اور جنابِ رسولِ خداؐ سے کہلا بھیجا کہ ہم تو نہیں نکلتے جو آپ کو کرنا ہو کر لیجئے۔ پس آنحضرتؐ تکبیر کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اصحاب نے بھی تکبیریں کہیں اور کھڑے ہو گئے۔ جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے علی! تم بنی نضیر کے مقابلہ میں جاؤ۔ اُن

جناب نے علَم جناب رسولِ خدؐا دستِ مبارک میں لیا اور بنی نضیر کی طرف بڑھے۔ جناب رسولِ خدؐا بھی اصحاب کو لیے ہوئے پہنچ گئے اور اُن کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن اُبَی نے اُن لوگوں سے بیوفائی کی۔ جناب رسولِ خدؐا کے محاصرہ میں جو جو مکان آنحضرتؐ کے لشکر کے سامنے پڑتے تھے اُن کو انھوں نے توڑ پھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک شخص کا مکان بہت ہی خوبصورت تھا۔ وہ بھی انھوں نے توڑ دیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اُن کے خُرمے کے درخت کاٹ ڈالے جائیں۔ جیسے ہی درخت کٹنے لگے تو وہ سب کے سب گھبرا گئے۔ اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ! کیا خدا نے آپ کو فساد کا حکم دیا ہے؟ اگر یہ درخت آپ کے ہیں تو آپ لے لیں اور اگر ہمارا مال ہے تو آپ قطع نہ کریں۔ جب گھرے ہوئے کئی روز گزر گئے تو بنی نضیر کہنے لگے اچھا! ہم آپ کی بستی چھوڑے دیتے ہیں۔ آپ ہم کو اجازت دے دیجیے کہ ہم اپنا مال اپنے ہمراہ لے جائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی خالی ہاتھ نکل جاؤ۔ (خیر اسی میں ہے) خبردار! کوئی شخص اپنے ہمراہ کچھ بھی نہ لے جائے۔ ورنہ جس کے پاس ہم کچھ بھی پائیں گے اُسے قتل کر دیں گے پس وہ لوگ یوں ہی نکل پڑے۔ کچھ تو اُن میں سے فدک اور وادی القریٰ کو چلے گئے اور کچھ لوگ مُلکِ شام کی طرف نکل گئے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے هُوَ الَّذِيٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ سے فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ تک اور خُرمے کے کاٹنے پر جو انھوں نے جناب رسولِ خدؐا پر الزام لگایا تھا اُس کی رد میں خدا تعالیٰ نے مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ سے اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک اور عبداللہ بن اُبَی اور اُس کے ساتھیوں کی مذمت میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ تک آیتیں نازل فرمائیں پھر فرمایا كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان لوگوں سے مراد بنی قینقاع ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے عبداللہ بن اُبَی اور بنی نضیر کی مثل بیان کی ہے۔ پس فرمایا كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ سے وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ تک۔

**صفحہ ۶۵۳ نوٹ ۲**

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جناب رسول خدؐا کو واپس دے دیا اس لیے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا اور اُس کے رسولؐ کا ہے اور اُن مومنین کا جو اُن کے پیرو اور اُن اوصاف سے متصف ہوں جن کا ذکر خدائے تعالیٰ نے اپنے اِس قول اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۲) میں فرمایا ہے پس جو کچھ بھی مشرکین و کفّار، ظالموں اور فاجروں کے ہاتھ میں ہے وہ جناب رسول خدؐا اور مومنین کا حق ہے جو اللہ نے اِس آیت کے موجب اپنے رسولؐ کو دے دیا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث کافی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۳**

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے عزّوجل نے اپنے رسولؐ کو تعلیم و تادیب فرمائی جو کچھ اُس کا منشا تھا اُس کے لیے آمادہ فرما لیا پھر اُن کو اپنا حکم سپرد فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسولؐ کو عطا فرمایا تھا وہ سب کچھ آنحضرتؐ نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اپنی مخلوق کا کُل معاملہ سپرد فرما دیا تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیسی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس معنی میں حدیثیں بہت سی ہیں جن میں سے بعض میں اتنا اور زیادہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خمر کو حرام فرمایا ہے اور جناب رسول خدؐا نے ہر نشہ والی چیز کو حرام فرمایا تو خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی خاطر اِس حکم کو جائز رکھا۔ اور یہ منزلت سوائے آنحضرتؐ کے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی۔ اور بعض روایتوں میں بعضے اور چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں جن کا خدائے تعالیٰ نے رسولؐ کی خاطر سے جائز رکھنا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۴**

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ مہاجرین سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو مکّہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کر کے آئے اور وہ بھی جو دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ گئے۔ اور ایک قول کے موجب لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ حقیقت میں لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ کا بدل واقع ہوا ہے۔ اور خصوصیت اِس بدل کے لانے کی یہ ہے کہ محض لِذِي الْقُرْبٰى کہنے سے اقربا میں جو غنی ہیں اُن کو بھی دیا جائے گا حالانکہ فقرا کو ضرورت زیادہ ہے۔ اور اوپر کی آیت میں جس مالِ فَے کا ذکر آیا ہے (یعنی جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ الخ اُس سے مراد وہ مال غنیمت ہے جو قبیلۂ بنی نضیر سے ہاتھ آیا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۵**

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایمان کے بھی حصے ہوتے ہیں اور وہ بمنزلہ ایک مکان کے ہے۔ اور اسی طرح اسلام بھی بمنزلہ ایک مکان کے ہے اور کفر بھی۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اِس آیت کے الفاظ میں جن لوگوں کا ذکر ہے اُن سے مراد انصار ہیں جو مدینہ ہی میں رہتے تھے اور ایمان پر مستقل طور سے قائم تھے۔ اور باوجود یہ کہ جناب رسول خدؐا نے اُن کو آلِ فَے سے کچھ نہیں دیا تاہم انھوں مہاجرین سے محبّت نہیں چھوڑی تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۶**

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ امالی میں ہے کہ جناب رسول خدؐا کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اُس نے حضرتؐ سے بھوک کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے کسی کو اپنی ازواج کے مکان پر بھیجا (کہ اُس کے لیے کچھ لائے) انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے یہاں سوائے پانی کے کچھ بھی نہیں ہے پس حضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو آج کی رات کون کھانا کھلائے گا؟ علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ اس کے لیے میں حاضر ہوں۔ پھر آپ جناب سیدہؑ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا یا بنتِ رسول اللہ آپ کے پاس کیا سامان ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے مگر ہم اپنے مہمان کو اپنی ذات پر مُقدّم رکھیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ لے رسولؐ کی بیٹی بچّوں کو سُلا دو اور چراغ بڑھا دو (تاکہ مہمان کو یہ نہ معلوم ہو کہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ چنانچہ مہمان کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا اور) جب صبح ہوئی تو جناب رسول خدؐا کو کُل واقعہ سنایا۔ ابھی وہاں سے نہ اُٹھے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ احتجاج طبرسی میں ہے کہ عمر ابن الخطاب کے مر جانے کے بعد جب تجویزِ خلافت کے لیے اہل شوریٰ کا اجلاس ہوا تو جناب امیرالمومنینؑ نے حجّت قائم کرنے کے لیے ایک حدیث میں اپنے مناقب گنوائے۔ از آنجملہ یہ بھی فرمایا کہ میں تم سب کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہو يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ؟ سب نے عرض کی کوئی ایسا نہیں ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۷**

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ شُحّ بُخل سے بدتر ہے کیونکہ بخیل تو اُس کے بارے میں بُخل کرتا ہے جو کچھ اُس کے پاس ہو اور شحیح اُس کو کہتے ہیں جو لوگوں کے پاس جو کچھ بھی دیکھے اُس کے بارے میں بھی بُخل کرے اور اپنے پاس جو کچھ ہے اُس کے بارے میں بھی۔ اور انتہا اُس کی یہ ہے کہ لوگوں کے پاس جو کچھ دیکھتا ہے اُس کے بارے میں یہ آرزو کرتا ہے کہ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے یہ سب کچھ میرے ہی پاس آ جائے اور اللہ نے جو کچھ دیا ہے اُس پر قانع نہیں رہتا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۸**

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تفسیر بُرہان میں المجالس سے منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کے وقت جو خطبہ معاویہ اور اس کے اصحاب کے روبرو پڑھا ہے اُس میں فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے سب سے پہلے جناب رسول خدؐا کی تصدیق کی اور اپنی جان فدا کر کے آنحضرتؐ کی جان

بچائی۔ اور جناب رسول خدا ہر موقع پر انہی کو آگے رکھتے تھے اور ہر سخت کام کے لیے انہی کو بھیجتے تھے۔ اس لیے کہ ان پر پورا بھروسہ تھا کہ یہ خدا اور رسولؐ کے سچے خیر خواہ ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ پس میرے والد اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم ماننے میں سب سابقوں سے سابق تر اور سب مقربوں سے مقرب تر تھے۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً (دیکھو صفحہ ۹۴۴ سطر ۱۲) پس میرے والد اسلام و ایمان میں سب سے اوّل ہیں۔ اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے میں اور آنحضرت سے جا ملنے میں سب سے سابق ہیں۔ اور جو کچھ ممکن و میسّر تھا اُس کو راہ خدا میں صرف کر دینے میں سب سے اوّل ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الخ پس ہر ملک و قوم کے آدمی میرے والد ماجد کے واسطے دعائے مغفرت مانگنے والے ہیں۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ پر ایمان لانے میں وہ سب سے سابق ہے۔ اور ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلا جو اُن سے سبقت کر سکا ہو۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ (دیکھو صفحہ ۲۴۲ سطر ۲) پس میرے والد تمام سابقین سے سابق تھے اور جس طرح خدائے تعالیٰ نے تمام سابقین کو پیچھے رہ جانے والوں پر فضیلت دی ہے ویسے ہی تمام سابقین پر اُس کو فضیلت دی ہے جس نے سب سے پہلے سبقت کی۔

تفسیر برہان میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اُن حضرتؑ کے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب امام حسن علیہ السلام صلح معاویہ پر راضی ہوگئے تو وہ حضرتؑ کوفہ سے روانہ ہو کر اُس سے جا ملے اور جب دونوں ایک جگہ مجتمع ہوئے تو معاویہ خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو۔ منبر پر چڑھ گیا اور جناب امام حسن علیہ السلام سے یہ خواہش کی کہ آپ اُس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوں۔ پھر اُس نے کلام شروع کیا اور کہا کہ لوگو! یہ حسنؑ فرزند علیؑ و فاطمہؑ ہم کو خلافت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اُس کا مستحق نہیں جانتے۔ اور یہ ہمارے پاس آئے اسی لیے ہیں کہ بخوشی و رغبت ہماری بیعت کریں۔ اِس کے بعد کہنے لگا کہ اے حسنؑ! اب آپ اُٹھ کے بیان فرمائیں۔ اُس پر جناب امام حسنؑ اُٹھے اور اُن حضرتؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسْتَحْمِدِ بِالْاٰلَآءِ وَتَتَابُعِ النَّعْمَآءِ وَصَارِفِ الشَّدَآئِدِ وَالْبَلَآءِ عِنْدَ الْفُهَمَآءِ وَغَيْرِ الْفُهَمَآءِ الْمُذْعِنِيْنَ مِنْ عِبَادِهِ الْاِمْتِنَاعِهٖ بِجَلَالِهٖ وَكِبْرِيَآئِهٖ وَعُلُوِّهٖ مِنْ لُحُوْقِ الْاَوْهَامِ بِبَقَآئِهِ الْمُرْتَفِعِ عَنْ كُنْهِ ظَنَّانَةِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنْ اَنْ تُحِيْطَ بِمَكْنُوْنِ غَيْبِهٖ رَوِيَّاتُ عُقُوْلِ الرَّآئِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ فِيْ رُبُوْبِيَّتِهٖ وَوُجُوْدِ اِلٰهِيَّتِهٖ صَمَدًا لَا شَرِيْكَ لَهٗ فَرْدًا لَا ظَهِيْرَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِصْطَفَاهُ وَانْتَجَبَهٗ وَبَعَثَهٗ دَاعِيًا اِلَى الْحَقِّ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَّلِلْعِبَادِ مِمَّا يَخَافُوْنَ نَذِيْرًا وَّلِمَا يَاْمُلُوْنَ بَشِيْرًا فَنَصَحَ لِلْاُمَّةِ وَصَدَعَ بِالرِّسَالَةِ وَاَبَانَ لَهُمْ دَرَجَاتِ الْعِمَالَةِ شَهَادَةً عَلَيْهَا اَمُوْتُ وَاُحْشَرُ وَبِهَا فِي الْاٰجِلَةِ اُقَرَّبُ وَاُحْبَرُ وَاَقُوْلُ مَعْشَرَ الْخَلَآئِقِ فَاسْمَعُوْا وَلَكُمْ اَفْئِدَةٌ وَّاَسْمَاعٌ فَعُوْا اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاخْتَارَنَا وَاصْطَفَانَا وَاجْتَبَانَا فَاَذْهَبَ عَنَّا الرِّجْسَ وَطَهَّرَنَا تَطْهِيْرًا وَّالرِّجْسُ هُوَ الشَّكُّ فَلَا نَشُكُّ فِي اللّٰهِ الْحَقِّ وَدِيْنِهٖ اَبَدًا وَّطَهَّرَنَا مِنْ كُلِّ اَفْنٍ وَّغَيْبَةٍ مُخْلِصِيْنَ اِلٰى اٰدَمَ نِعْمَةً مِّنْهُ لَمْ تَفْتَرِقِ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنَا اللّٰهُ فِيْ خَيْرِهِمَا فَاَدَّتِ الْاُمُوْرُ وَاَفْضَتِ الدُّهُوْرُ اِلٰى اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِلنُّبُوَّةِ وَاخْتَارَهٗ لِلرِّسَالَةِ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابَهٗ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالدُّعَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ اَبِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلَ مَنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِرَسُوْلِهٖ وَاَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدَّقَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْمُنْزَلِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُرْسَلِ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الَّذِيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَاَبِي الَّذِيْ يَتْلُوْهُ وَهُوَ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَقَدْ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حِيْنَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّسِيْرَ اِلٰى مَكَّةَ وَالْمَوْسِمِ بِبَرَآءَةٍ اَمْرِ بِهَا يَا عَلِيُّ فَاِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ لَّا يَسِيْرَ بِهَا اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِّنِّيْ وَاَنْتَ هُوَ فَعَلِيٌّ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ حِيْنَ قَضٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَمَوْلَاهُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي ابْنَةِ حَمْزَةَ اَمَّا اَنْتَ يَا عَلِيُّ فَمِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَاَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ فَصَدَّقَ اَبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ سَابِقًا وَّوَقَاهُ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ يُقَدِّمُهٗ وَلِكُلِّ شَدِيْدَةٍ يُرْسِلُهٗ ثِقَةً مِّنْهُ بِهٖ وَطُمَاْنِيْنَةً اِلَيْهِ لِعِلْمِهٖ بِنَصِيْحَتِهٖ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فَكَانَ اَبِيْ سَابِقَ السَّابِقِيْنَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَقْرَبَ الْاَقْرَبِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً فَاَبِيْ كَانَ اَوَّلَهُمْ اِسْلَامًا وَّاِيْمَانًا وَّاَوَّلَهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ هِجْرَةً وَّلُحُوْقًا وَّاَوَّلَهُمْ عَلٰى وَجْدِهٖ وَوُسْعِهٖ نَفَقَةً قَالَ سُبْحَانَهٗ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَالنَّاسُ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ لِسَبْقِهٖ اِيَّاهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَمْ يَسْبِقْهُ اِلَى الْاِيْمَانِ اَحَدٌ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَ سَابِقُ جَمِيْعِ السَّابِقِيْنَ فَلَمَّا اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَضَّلَ السَّابِقِيْنَ عَلَى الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ فَضَّلَ السَّابِقَ عَلَى السَّابِقِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط فَهُوَ الْمُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقًّا وَّفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَكَانَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَمُّهٗ حَمْزَةُ وَجَعْفَرُ ابْنُ عَمِّهٖ فَقُتِلَا شَهِيْدَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَتْلٰى كَثِيْرَةٍ مَّعَهُمَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمْزَةَ سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ مِنْ بَيْنِهِمْ وَجَعَلَ لِجَعْفَرٍ جَنَاحَيْنِ يَطِيْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ كَيْفَ يَشَآءُ مِنْ بَيْنِهِمْ وَذٰلِكَ لِمَكَانِهِمَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَنْزِلَتِهِمَا وَقَرَابَتِهِمَا مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلٰى حَمْزَةَ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً مِّنْ بَيْنِ الشُّهَدَآءِ الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِلْمُحْسِنَةِ مِنْهُنَّ اَجْرَيْنِ وَلِلْمُسِيْٓئَةِ مِنْهُنَّ وِزْرَيْنِ ضِعْفَيْنِ لِمَكَانِهِنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَجَعَلَ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِاَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ سَآئِرِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْحَرَامِ وَمَسْجِدَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَكَّةَ وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلٰى كَآفَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ فَقَالَ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْنَا مَعَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَرِيْضَةً وَّاجِبَةً وَّاَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى خُمُسَ الْغَنِيْمَةِ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَوْجَبَهَا فِيْ كِتَابِهٖ وَاَوْجَبَ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ مَا اَوْجَبَ لَهٗ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةَ مِنْهُ وَحَرَّمَ عَلَيْنَا مِنْهُ فَاَدْخَلَنَا فَلَهُ الْحَمْدُ فِيْمَا اَدْخَلَ فِيْهِ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَخْرَجَنَا وَنَزَّهَنَا مِمَّا اَخْرَجَهٗ مِنْهُ وَنَزَّهَهٗ كَرَامَةً اَكْرَمَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا وَفَضِيْلَةً فَضَّلَنَا بِهَا عَلٰى سَآئِرِ الْعِبَادِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حِيْنَ جَحَدَهٗ كَفَرَةُ اَهْلِ الْكِتَابِ وَحَآجُّوْهُ فَقُلْ تَعَالَوْا

ندع أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين فأخرج رسول الله صلى الله عليه وآله من الأنفس معه أبي
ومن البنين أنا وأخي ومن النساء فاطمة أمي من الناس جميعا فنحن أهله ولحمه ودمه ونفسه ونحن منه وهو منا وقد قال الله تعالى إنما يريد الله
ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا فلما نزلت آية التطهير جمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله أنا وأخي وأمي وأبي فجعلنا ونفسه
في كساء لأم سلمة خيبري وذلك في حجرتها وفي يومها فقال اللهم هؤلاء أهل بيتي وهؤلاء أهلي وعترتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا فقالت
أم سلمة رضي الله عنها أنا أدخل معهم يا رسول الله؟ فقال لها رسول الله صلى الله عليه وآله يرحمك الله أنت على خير وإلى خير وما أرضاني عنك
ولكنها خاصة لي ولهم ثم مكث رسول الله صلى الله عليه وآله بعد ذلك بقية عمره حتى قبضه الله إليه يأتينا في كل يوم عند طلوع الفجر فيقول الصلوة
يرحمكم الله إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا وأمر رسول الله صلى الله عليه وآله بسد الأبواب الشارعة في
مسجده غير بابنا فكلموه في ذلك فقال أما إني لم أسد أبوابكم وأفتح باب علي من تلقاء نفسي ولكني أتبع ما يوحى إلي وإن الله أمر بسدها وفتح بابه
فلم يكن أحد من بعد ذلك تصيبه الجنابة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله ويولد فيه غيره إلا رسول الله وأبي عليهما السلام تكرمة من الله
تعالى لنا وتفضلا اختصنا به على جميع الناس وهذا باب أبي قرين باب رسول الله صلى الله عليه وآله في مسجده ومنزلنا بين منازل رسول الله
صلى الله عليه وآله وذلك أن الله أمر نبيه عليه السلام أن يبني مسجده فبنى فيه عشرة أبيات تسعة لبنيه وأزواجه وعاشرها وهو متوسطها لأبي
فها هو لسبيل مقيم والبيت هو المسجد المطهر وهو الذي قال الله تعالى أهل البيت ونحن الذين أذهب الله عنا الرجس وطهرنا تطهيرا أيها الناس
لو قمت حولا فحولا أذكر الذي أعطانا الله عز وجل وخصنا به من الفضل في كتابه وعلى لسان نبيه صلى الله عليه وآله لم أحصه وأنا ابن النذير و
البشير والسراج المنير الذي جعله الله رحمة للعالمين وأبي علي ولي المؤمنين وشبيه هرون وإن معاوية ابن صخر زعم أني رأيته للخلافة أهلا
ولم أر نفسي لها أهلا فكذب معوية وايم الله لأنا أولى الناس بالناس في كتاب الله وعلى لسان رسول الله صلى الله عليه وآله غير أنا لم نزل أهل البيت
مخيفين مظلومين مضطهدين منذ قبض رسول الله صلى الله عليه وآله فالله بيننا وبين من ظلمنا حقنا ونزل على رقابنا وحمل الناس على أكتافنا و
منعنا سهمنا في كتاب الله من الفيء والغنائم ومنع أمنا فاطمة عليها السلام إرثها من أبيها إنا لا نسمي أحدا ولكن أقسم بالله قسما تاليا لو أن الناس سمعوا
قول الله عز وجل ورسوله لأعطتهم السماء قطرها والأرض بركتها ولما اختلف في هذه الأمة سيفان ولأكلوها خضراء خضرة إلى يوم القيمة
إذا وما طمعت فيها يا معوية وأصحابك من بعدك وقد قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما ولت أمة أمرها رجلا قط وفيهم من هو أعلم
منه إلا لم يزل أمرهم سفالا حتى يرجعوا إلى ما تركوا وقد تركت بنو إسرائيل وكانوا أصحاب موسى هرون أخاه وخليفته ووزيره وعكفوا
على العجل وأطاعوا فيه سامريهم وهم يعلمون أنه خليفة موسى وقد سمعت هذه الأمة رسول الله صلى الله عليه وآله يقول ذلك لأبي عليه السلام
إنه مني بمنزلة هرون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي وقد رأوا رسول الله صلى الله عليه وآله حين نصبه لهم بغدير خم وسمعوه ونادى له بالولاية
ثم أمرهم أن يبلغ الشاهد منهم الغائب وقد خرج رسول الله صلى الله عليه وآله حذرا من قومه إلى الغار لما أجمعوا على أن يمكروا به
وهو يدعوهم لما لم يجد عليهم أعوانا ولو وجد عليهم أعوانا لجاهدهم وقد كف أبي يده وناشدهم واستغاث أصحابه فلم يغث ولم ينصر
ولو وجد عليهم أعوانا ما أجابهم وقد جعل في سعة كما جعل النبي عليه السلام في سعة وقد خذلتني الأمة وبايعتك يا ابن حرب ولو وجدت عليك أعوانا
يخلصون ما بايعتك وقد جعل الله عز وجل هرون في سعة حين استضعفه قومه وعادوه كذلك أنا وأبي في سعة من الله حين تركتنا الأمة وتابعت
غيرنا ولم نجد عليهم أعوانا وإنما هي السنن والأمثال يتبع بعضها بعضا أيها الناس إنكم لو التمستم بين المشرق والمغرب رجلا ولده رسول الله
صلى الله عليه وآله وأبوه وصي رسول الله لم تجدوا غيري وغير أخي فاتقوا الله ولا تضلوا بعد البيان وكيف بكم وأنى ذلك لكم ألا وإني قد بايعت
هذا وأشار إلى معوية وإن أدري لعله فتنة لكم ومتاع إلى حين أيها الناس إنه لا يعاب أحد بترك حقه وإنما يعاب أن يأخذ ما ليس له و
كل صواب نافع وكل خطأ ضار لأهله وقد كانت القضية ففهمها سليمان فنفعت سليمان ولم تضر داود وأما القرابة فقد نفعت المشرك
وهي والله للمؤمن أنفع قول رسول الله صلى الله عليه وآله لعمه أبي طالب وهو في الموت قل لا إله إلا الله أشفع لك بها يوم القيمة ولم يكن رسول الله
صلى الله عليه وآله يقول ويعد إلا ما يكون منه على يقين وليس ذلك لأحد من الناس كلهم غير شيخنا أعني أبا طالب يقول الله عز وجل وليست
التوبة للذين يعملون السيئات حتى إذا حضر أحدهم الموت قال إني تبت الآن ولا الذين يموتون وهم كفار أولئك أعتدنا لهم عذابا أليما أيها
الناس اسمعوا وعوا واتقوا الله وراجعوا وهيهات منكم الرجعة إلى الحق وقد صارعكم النكوص وخامركم الطغيان والجحود أنلزمكموها
وأنتم لها كارهون والسلام على من اتبع الهدى.

سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک اپنی نعمتوں کے سبب سے اور متواتر احسانات کے باعث سے اور تمام بلاؤں اور سختیوں کے دفع کرنے کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے اور عقلاء سے مراد اُس کے بندوں میں سے ایسے یقین کرنے والے ہیں جو اُس کی ذات کو اُس کی جلالت، اُس بزرگی اور اُس کی علوِ شان کی باعث اِس بات سے اعلےٰ سمجھتے ہیں کہ اُس کی بقا کو اوہام سے متعلق سمجھیں نیز اُس کی شان کو اِس سے ارفع سمجھتے ہیں کہ مخلوق کا گمان اُس تک پہنچ سکے یا غور و فکر کرنے والوں کی عقلیں اُس کے اسرارِ غیبی کا احاطہ کر سکیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں وہ پروردگار ہونے میں یکتا ہے اور اپنی یکتائی میں بے نیاز ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور ایسا اکیلا ہے کہ اُس کا کوئی مددگار نہیں اور میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ (جناب) محمدِ (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ) اس کے بندہ اور اُس کے رسول ہیں جن کو اُس نے منتخب کر لیا اور اُن کو چھانٹ لیا اور اُن کو پسند کر لیا اور ان کو حق کی طرف بُلانے والا اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا۔ اور کُل بندوں کے لیے جس جس چیز سے وہ ڈرتے ہوں اُس سے ڈرانے والا اور جن چیزوں کی وہ اُمید رکھتے ہوں اُس کی خوشخبری سنانے والا (مقرر فرما کر بھیجا) پس آنحضرتؐ نے اُمت کی خیر خواہی کی اور خدا کا پیغام پہنچایا اور عمل کرنے والوں کے درجے اُن کو کھول کر دکھلائے۔ یہ ایسی شہادت ہے کہ اِسی پر میں مروں گا اور اِسی پر محشور کیا

جاؤں گا اور اسی کے ذریعہ سے معیّن وقت پر تقریبِ خدا حاصل کروں گا اور اسی کی پناہ پکڑوں گا۔ اے گروہِ مخلوق! جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے سنو! اور تمہارے دل اور کان ہیں تو یاد رکھو! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے معزز کیا اور ہم کو چن لیا اور ہم کو برگزیدہ کیا اور ہم کو چھانٹ لیا اور ہم سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھا اور ہم کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے اور جس سے مراد شک ہے۔ پس ہم خدا کے حق ہونے میں اور اُس کے دین کے حق ہونے میں کبھی شک ہی نہیں کرتے اور یہ اُس کا احسان ہے کہ ہم کو (اس وقت سے لے کے) آدم علیہ السلام تک ہر نفس و عیب سے پاک اور بری رکھا ہے۔ جہاں کہیں بھی آدمیوں کے دو گروہ ہوئے خواہ کتنے ہی معاملے ہوئے اور خواہ کتنے ہی زمانے گزرے ہم کو اللہ نے بہتر سے بہتر ہی فرقہ میں قرار دیا۔ تاآنکہ خدائے تعالیٰ نے (جناب) محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وآلہ کو نبوت کے لیے مبعوث فرمایا اور اپنا پیغام پہنچانے کے لیے چھانٹ لیا اور اپنی کتاب اُن پر نازل فرمائی۔ پھر اُن کو حکم دیا کہ (لوگوں کو) خدائے عزّوجلّ (کے دین) کی طرف بلائیں۔ پس میرے والدِ ماجد (اُن پر سلامِ خدا ہو) پہلے شخص ہیں جنھوں نے خدائے تعالیٰ کی اور اُس کے رسولؐ کی دعوت قبول کی اور وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے خدا اور جناب رسولِ خدا کی تصدیق کی۔ اور خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب جو اُس نے اپنے نبیؐ مرسل پر نازل فرمائی (انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا) اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ تو وہ تھے جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر تھے اور میرے والدِ ماجد وہ تھے جو اُن کے پیچھے پیچھے آتے اور وہ اُن کے گواہ بھی تھے اور اُن کا جزو بھی تھے اور جس وقت جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ سورۂ برات کو لے کر مکّہ جائیں اور موسمِ (حج) میں اُس کا اعلان کریں تو اُس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یا علیؑ؟ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اِس سورہ کو لے کر کوئی اور نہ جائے سوائے اِس کے کہ میں خود جاؤں یا ایسا شخص جائے جو مجھ سے ہو اور وہ تم ہو۔ پس علیؑ جنابِ رسولِ خدا سے ہیں۔ اور جنابِ رسولِ خداؐ نے اُن کے مابین اور اُن کے بھائی جعفر ابن ابی طالب علیہما السلام کے مابین اور اپنے غلام زید بن حارثہ کے مابین حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں فیصلہ فرمایا تو اُن سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہے اے علیؑ! تم سو تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور تم میرے بعد ہر مومن کے مالک و آقا ہو۔ سو میرے والدِ ماجد نے سب سے پہلے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی ہے اور اپنی جان کو خطرہ میں جھونک کر آنحضرتؐ کی حفاظت کی ہے۔ اُس وقت سے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر موقع پر انہی کو مقدّم رکھتے تھے اور ہر سخت لڑائی کی فتح کے لیے انہی کو بھیجتے تھے اس لیے کہ اُن پر پورا بھروسہ اور کامل اطمینان تھا کیونکہ جانتے تھے کہ وہ خدائے عزّوجلّ کے خیرخواہ ہیں اور خدائے تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ اس طرح میرے والدِ ماجد خدا اور جنابِ رسولِ خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے میں سب سبقت کرنے والوں سے سابق تھے اور سب تقرّب رکھنے والوں سے زیادہ مقرب تھے۔ نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً پس میرے والدِ ماجد اسلام لانے میں بھی سب سے اوّل ہیں اور ایمان لانے میں بھی اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے میں بھی اور آنحضرتؐ سے جا ملنے میں بھی اور تنگی و فراخ دستی ہر حالت میں خرچ کرنے میں بھی سب سے اوّل ہیں۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ سطرِ اوّل۔ پس ہر ملک و قوم کے آدمی میرے والدِ ماجد کے واسطے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے میں وہ اُن سب سے سابق رہے اور ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلا جو ایمان لانے میں اُن حضرتؑ سے سابق رہے۔ اور اسی بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ پس میرے والد تمام سبقت کرنے والوں سے سابق رہے اور جس طرح خدائے تعالیٰ نے تمام سابقین کو پیچھے رہ جانے والوں اور تاخیر کرنے والوں پر فضیلت دی ہے ویسے ہی تمام سابقین پر اُس کو فضیلت دی ہے جس نے سب سے پہلے سبقت کی۔ نیز فرمایا۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط پس وہی خدا پر سچے ایمان لانے والے ہیں اور وہی راہِ خدا میں برحق جہاد کرنے والے ہیں اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور منجملہ اُن لوگوں کے جنھوں نے جناب رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کی اُن کے چچا حمزہؓ اور اُن کے چچا زاد بھائی جعفر بھی تھے اور یہ دونوں حضرات قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ اور اللہ اُن دونوں سے راضی ہوا حالانکہ اُن دونوں کے ساتھ اصحابِ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بھی بہت سے قتل ہوئے۔ مگر اللہ تعالے نے حمزہ کو اُن سب میں سیّد الشہدا قرار دیا اور جعفرؓ کو انہی میں سے دو بازو ایسے عطا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ جہاں جہاں اُن کا جی چاہے اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور اِس کا سبب یہ تھا کہ اُن دونوں کو جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو قرابت اور جو منزلت اور جو درجہ حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو نہ تھا۔ اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہؓ پر اُن کے جنازہ کی نماز میں ستّر تکبیریں فرمائیں اور ستّر مرتبہ دُعا کی اور جو شہید اُن کے ساتھ ہوئے تھے اُن کے لیے ایسا نہیں کیا۔ اور اسی طرح خدائے تعالیٰ نے جنابِ رسولؐ خدا کی ازواج کے لیے یہ قرار دیا جو اُن میں سے نیکوکار ہو اُس کے لیے دُہرا اجر ہے اور جو اُن میں سے بدکار ہو اُس کے لیے دُہرا وبال۔ وجہ یہ کہ اُن کو جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربِ جسمانی حاصل تھا۔ اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا اور تمام مسجدوں کی ہزار نمازوں کے برابر قرار دیا سوائے مسجدِ حرام اور مسجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے جو مکّہ میں ہے۔ اور اُس کی وجہ یہ بھی کہ تمام مومنین کے مقابل جو جنابِ رسولِ خداؐ کی منزلت ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ پس لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! آپ پر درود کیونکر بھیجی جائے؟ فرمایا یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ؛ پس ہر اسلام لانے والے پر یہ ایک حق ہے کہ وہ جنابِ رسولِ خداؐ پر درود بھیجنے کے ساتھ ہم پر بھی درود بھیجے کہ یہ فریضہ واجب ہے۔

اور خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ حلال قرار دیا اور اپنی کتاب میں اُس کے بارے میں وحی فرمائی اور ہمارے لیے اُس میں وہی واجب قرار دیا جو آنحضرت کے لیے واجب کیا تھا اور آنحضرت پر بھی صدقہ حرام کیا اور ہم پر صدقہ حرام کیا۔ پس اُس کا شکر ہے کہ اُس نے ہم کو اُسی میں داخل کیا جس میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داخل کیا اور اُس سے ہم کو علیحدہ کیا اور بری رکھا جس سے آنحضرتؐ کو علیحدہ کیا اور بری رکھا۔ یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو مکرم فرمایا اور یہ ایک فضیلت ہے جو اُس نے ہم کو تمام بندوں کے مقابلے میں عطا فرمائی۔ نیز خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول محمدؐ (مصطفیٰ) صلے علیہ وآلہ وسلم سے اُس وقت جب کہ اہلِ کتاب کو کفار نے آنحضرتؐ کا انکار کیا اور آپ سے کٹ حجتی کی یہ فرمایا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ پس جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَنفس میں تو اپنے ساتھ میرے والدِ ماجد کو لیا اور اَبنآء میں مجھے اور میرے بھائی کو اور نسآء میں میری والدۂ ماجدہ فاطمہؑ (زہرا) کو اور سب آدمی منھ دیکھتے رہ گئے۔ پس ہم ہی آنحضرتؐ کے اہل ہیں اور ہم ہی آنحضرتؐ کا گوشت و خون اور جان ہیں۔ اور ہم آنحضرتؐ سے ہیں اور آنحضرتؐ ہم سے۔ نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا پس جس وقت یہ آیتِ تطہیر نازل ہوئی جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو جمع کیا۔ مجھے اور میرے بھائی کو اور میری والدۂ ماجدہ کو اور میرے والدِ ماجد کو اور ہم سب کو اپنی ذات کے ساتھ حضرت امّ سلمہؓ کی کساءِ خیبری میں لے لیا اور یہ واقعہ انہی حضرتؐ کے حجرہ میں اور انہی کی باری کے دن کا ہے۔ پھر فرمایا اللہ یہی میرے اہلبیتؑ ہیں اور یہی میرے اہل ہیں اور یہی میری عترت ہیں پس تو ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دے جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے۔ اُس وقت

اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آیا میں بھی اِن کے ساتھ داخل ہوجاؤں؟ تو جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے تم نیکی پر ہو اور تمہارا انجام بھی نیک ہوگا اور تم سے کوئی بات بھی ایسی نہ ہوگی جو میرے برخلاف ہو لیکن یہ آیت تو خاص میرے لیے اور انہی کے لیے ہے۔ اِس واقعہ کے بعد سے جنابِ رسولِ خداؐ اپنی باقی ساری عمر یعنی جب تک کہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو اپنی حضور میں نہ بُلا لیا روزانہ طلوعِ فجر کے وقت ہمارے دروازہ پر آتے اور یہ فرماتے تم پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت آگیا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد میں سے کُل دروازوں کو بند کرادیا سوائے ہمارے دروازہ کے۔ اِس کے بارے میں لوگوں نے باتیں بنائیں تو آنحضرتؐ نے صاف فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے نہ تم لوگوں کے دروازے بند کیے ہیں اور نہ علیؑ کا دروازہ کھُلا رکھا ہے بلکہ میں تو اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور علیؑ کے دروازہ کے کھُلے رکھنے کا۔ اِس کے بعد سے کسی شخص کو مسجدِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ آلہ وسلم میں حالتِ جنابت میں جانے کا حکم نہیں ملا۔ اور ہمارے سوا کسی اور کی اولاد مسجد میں پیدا نہیں ہوئی۔ یہ خصوصیت جنابِ رسولؐ خدا کو تھی اور میرے والدِ ماجد کو۔ یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگی تھی اور ایک فضیلت تھی۔ جس سے خدا تعالیٰ نے تمام آدمیوں کے مقابلہ میں ہم کو مخصوص فرمایا ہے یہ میرے ہی والد کا دروازہ تھا جو جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے اندر اُن کے دروازہ سے بالکل ملا ہوا تھا اور یہ ہمارا ہی گھر تھا جو جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے بیچ میں تھا اور صورت اُس کی یہ تھی کہ پروردگارِ عالم نے اپنے نبی علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ اپنی مسجد بنائیں اور اُس میں دس گھر بنائیں تو اپنے لیے اور اپنی ازواج کے لیے اور دسواں کہ وہ اُن سب کے بیچ میں تھا میرے والدِ ماجد کے لیے اور اُس کا نشان اب تک بھی موجود ہے اور اَلْبَیْت سے مراد وہی مسجد پاکیزہ ہے اور اُسی سے نسبت دے کے خدائے تعالیٰ نے ہم کو اہل البیت فرمایا۔ پس اہل البیت ہم ہیں اور ہم وہ ہیں۔ جن سے خدائے تعالےٰ نے ہر قسم کے رِجس کو دور رکھا اور ایسا پاک قرار دیا۔ جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے۔ اے لوگو! اگر میں ایک سال تک کھڑا رہوں تو سال بھر تک اُن بزرگوں کا ذکر کرتا رہوں جو خدائے عزّوجلّ نے ہم کو عطا فرمائی ہیں اور جن سے اُس نے ہم کو اپنی کتاب میں خصوصیت بخشی ہے۔ اور اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جاری فرمائی ہیں تو کبھی میں اُن کا اِحصار نہیں کرسکوں گا حالانکہ میں ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے اور اُس روشنی پہنچانے والے چراغ کا بیٹا ہوں جسے خدائے تعالےٰ نے تمام عالموں کے لیے رحمت قرار دیا ہے اور میرے والدِ ماجد علیؑ مرتضےٰ تمام مومنوں کے آقا اور ہارون علیہ السّلام کے مانند ہیں۔ معاویہ ابنِ صخر نے یہ گمان کیا کہ میں اُس کو خلافت کا اہل جانتا ہوں اور اپنی ذات کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ معاویہ نے صریح بولا۔ خدا کی قسم! کتابِ خدا میں اور جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جو کچھ جاری ہوا ہے اُس کے موجب ہم آدمیوں میں کُل آدمیوں سے اولےٰ اور افضل اور اُن پر ہر طرح کا اقتدار و اختیار رکھنے والے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جس وقت سے جنابِ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم اہلبیتؑ ٹھرائے گئے۔ ستائے گئے۔ اور مظلوم رہے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے ہمارے اور اُن لوگوں کے حصّوں نے بروئے ظلم ہمارا حق لے لیا اور ہماری گردنیں دبائیں اور لوگوں کو ہم پر مسلط کر دیا اور کتابِ خدا میں مالِ فے غنیمت میں سے جو حصّہ ہمارا مقرر تھا اُسے ہم سے لیا اور ہماری والدہؑ (ماجدہ) علیہا السّلام کو اُن حضرتؐ کے والدِ ماجد کی وراثت نہ لینے دی ہم اِس وقت کسی کا نام نہیں لیتے لیکن میں خدا کی متواتر قسمیں کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اگر اُن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کا قول سُنا ہوتو آسمان سے ٹھیک ٹھیک مینھ برسا کرتا اور زمین اپنی برکتیں دیا کرتی اور اِس اُمّت میں دو تلواریں بھی ایک دوسرے کے خلاف نہ کھنچتیں اور قیامت کے دن تک لوگ ہری بھری زمین کی برکتوں سے سیر و سیراب ہوتے رہتے۔ اور اے معاویہ! تو اور تیرے بعد تیرے عزیز اِس خلافت کی طرح نہ کرسکتے۔ اور جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما چکے ہیں کہ جو اُمّت بھی اپنے امر کا والی کسی شخص کو بنائے گی جس حال میں کہ اُس سے زیادہ علم والا اُسی اُمّت میں موجود ہو تو اُن کا امر برابر پست ہوتا چلا جائے گا۔ تاکہ آخر کہ وہ اُسی کی طرف رجوع کریں گے جس کو اُنھوں نے چھوڑ دیا ہو جیسا کہ بنی اسرائیل نے جو اصحابِ موسیٰ علیہ السّلام تھے حضرت ہارون علیہ السّلام اُن کے بھائی اُن کے خلیفہ اور اُن کے وزیر کو تو چھوڑ دیا اور گوسالہ کی عبادت پر جھک پڑے اور اس کے بارے میں سامری کی اطاعت کر لی باوجود اِس کے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہیں اسی طرح اِس اُمّت نے بھی جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے والدِ ماجد کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اِس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو حضرت ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السّلام سے تھی۔ فرق اتنا ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا کہ کس طرح آنحضرتؐ نے غدیرِ خُم میں اُن کو ولی عہد مقرر کیا۔ اور آنحضرتؐ کا خطبہ بھی سُنا کہ کس طرح اُن کی ولایتِ عہد کا اعلان فرمایا۔ پھر اُن سب کو حکم بھی دیا کہ جو اُن میں سے حاضر وہ غائب کو بھی خبر پہنچا دیں اور جب (شریر) لوگوں نے اس بات پر اجماع کر لیا کہ آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچائیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے گھاٹی کی طرف اپنی قوم کے لوگوں سے پوری احتیاط کرکے کوچ فرمایا اور موقع پر اُن کو نام لے لے کر پکارا ہوں کہ اُن کے برخلاف آنحضرتؐ کو اعوان و انصار میسّر نہ آئے اور اگر آنحضرتؐ کو اُن کے برخلاف مددگار ملتے تو آنحضرتؐ اُن سے ضرور جہاد فرماتے اور میرے والدِ ماجد نے بھی اُسی مصلحت سے اپنا ہاتھ روکا اور اُن کو قسمیں دے کر اپنی فضیلتوں کی گواہی چاہی اور پھر اصحاب سے باقاعدہ استغاثہ کا جواب نہیں دیا اور کسی نے آپ کی رد نہیں کی اور وہ حضرتؑ بھی اُن لوگوں کے برخلاف مددگار پاتے تو ہرگز اُن کی بات نہ مانتے چوں کہ اُمت نے اُن کو چھوڑ دیا تھا اِس لیے خدائے تعالیٰ نے اُن کو ویسا ہی اختیار دے دیا تھا جیسا جنابِ رسولؐ خدا کو۔ (صلح یا جنگ کا اختیار دے دیا تھا) اور اے حسن کے بیٹے! میں نے اِسی طرح تجھ سے مصالحت کی ہے۔ اگر مجھے تیرے برخلاف مددگار میسّر آتے تو میں کبھی تجھ سے صلح نہ کرتا اور یہ اختیار تو خدا نے ہارونؑ کو بھی اُسی وقت عطا فرما دیا تھا جب کہ اُن کو کمزور کیا۔ اور اُن حضرت کے دشمن ہوگئے تھے۔ اِسی طرح مجھے اور میرے والدِ ماجد کو بھی منجانب اللہ یہ اختیار (صلح و جنگ) ملا ہوا ہے جب کہ اُمت نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہمارے غیر کی متابعت کر لی اور اُن اغیار کے برخلاف ہم کو اعوان و انصار میسّر نہ آئے۔ یہ تو وہی دستور و قواعد ہیں جن کی ایک دوسرے پیروی کیا کرتے ہیں۔ اے لوگو! اگر تم مشرق و مغرب کے مابین کسی ایسے شخص کو ڈھونڈو گے جو جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہو اور جس کے باپ جنابِ رسول خدا کے وصی ہوں تو تم میرے سوا اور میرے بھائی کے سوا اور کسی کو نہ پاؤ گے۔ اب بھی اللہ سے ڈرا اور یہ سمجھ لینے کے بعد تو گمراہ نہ ہو مگر تمہیں یہ بات کیسے میسّر آئے گی۔ اور تمہیں یہ حصّہ کہاں ملے گا (شیطان تو تم پر پورا مسلّط ہو چکا ہے۔) خبردار ہو جاؤ میں نے اُس شخص سے مصالحت کر لی ہے اور اس وقت معاویہ کی طرف اشارہ فرمایا اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمہارے لیے آزمائش اور تھوڑے عرصہ کے لیے نفع ہے لوگو! کسی شخص کو اِس بات کا عیب نہیں لگایا جا سکتا کہ اُس نے اپنا حق کیوں چھوڑ دیا۔ ہاں اس کا عیب ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ جو اُس کا نہ ہو وہ لے لے ہر ٹھیک بات اپنے کرنے والے کو نفع پہنچانے والی ہے اور ہر غلط بات اپنے مرتکب کو نقصان پہنچانے والی ہے اور اُس قضیہ کا معاملہ اور رہے جسے سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے تھے تو اُس نے سلیمان علیہ السّلام کو نفع پہنچایا اور داؤد علیہ السّلام کو کوئی نقصان نہ پہنچایا (کیونکہ داؤد علیہ السّلام کی تو کوئی خطا نہیں تھی) اب رہی قرابت وہ تو مشرک تک کو بھی نفع پہنچائے گی اور خدا کی قسم! مومن کے لیے تو وہ بہت ہی زیادہ نفع پہنچانے والی ہے جیسا کہ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے حقیقی چچا حضرت ابوطالبؑ سے ان کی موت کے وقت فرمایا کہ آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیں تو میں اِسی کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا۔ اور جنابِ رسولِ خداؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی

ایسا نہ فرماتے اور ہرگز ایسی مستعدی ظاہر نہ کرتے اگر اُن کی طرف سے ایسا یقین نہ ہوتا اور یہ امر سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابو طالب علیہ السلام کے آدمیوں میں سے کسی دوسرے کو میسر ہی نہیں آیا۔ اِس لیے کہ عام طور پر تو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۲

اے لوگو! سنو! یاد رکھو! اللہ سے ڈرو اور حق کی طرف پھر آؤ لیکن تم سے حق کی طرف پھر نے کی امید نہیں ہے۔ اس لیے کہ اُلٹے پاؤں پھر جانے نے تمہاری عقلیں مار دیں اور سرکشی و انکار نے تم کو بیہوش کر دیا ہے تو کیا ایمان کو ہم تمہارے گلے کا ہار بنا سکتے ہیں جب کہ تم خود اُس سے نفرت کرنے والے ہو اور جو شخص بھی ہدایت کی پیروی کرے سلام خدا اُسی پر ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ معاویہ نے یہ کہا کہ خدا کی قسم حسنؑ اُس وقت تک نہیں اُترے جب تک کہ دنیا کو میری نظر میں اندھیر نہ کر دیا۔ میں نے ارادہ تو یہ کیا تھا کہ انہیں اٹھا کر دے ماروں مگر پھر یہ سوچا کہ اس وقت چشم پوشی ہی عافیت ہے۔

**صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۴** سُبْحٰنَ اللّٰهِ التوحید میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ کی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک تو خدائے تعالیٰ کے جلال کی بزرگی کرنا ہے۔ دوسرے مشرک جو کچھ بھی اُس کے بارے میں کہتے ہیں اُن سب سے اُس کو بری قرار دینا ہے۔ پس جب بندہ اپنی زبان سے اس کلمہ کو ادا کرتا ہے ہر فرشتہ اُس پر درود بھیجتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۵** الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ تفسیر صافی میں ہے کہ جو چیز عدم سے وجود کی طرف آتی ہے وہ پہلے تو تقدیر کی محتاج ہوتی ہے پھر تقدیر کے مطابق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے۔ پس خدائے تعالیٰ ان تینوں اعتباروں سے الخالق بھی ہے یعنی تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا، الباری بھی ہے یعنی ایجاد کرنے والا اور المصور بھی ہے یعنی صورت عطا کرنے والا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۶** الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت ہے اپنے آبا و اجداد کے خود جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ نام ہیں جو شخص اُن کا احصا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، پھر اُن سب ناموں کا ذکر فرماتا ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو لفظ احصا آیا ہے اُس کے معنی ہیں اُن ناموں کے معنی سمجھ کر اُن کے موجب کا پابند ہونا۔ یہ نہیں ہے کہ صرف اُن کی گنتی گن لینا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۳** عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اور مومنوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے جس وقت تک بھی وہ کافر ہیں برابر بیزاری کا اظہار کرتے رہیں۔ چنانچہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ سے وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ تک اسی بارے میں آیتیں نازل فرمائیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دوستی کو اُن سے قطع کر دیا ہے اور دشمنی کو اُن کے لیے ظاہر فرما دیا۔ اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً اس کا ظہور اس وقت ہوا جب کہ اہل مکہ اسلام لے آئے تو اصحاب جناب رسول خداؐ سے ان کا میل جول ہو گیا اور آپس میں نکاح بیاہ ہونے لگا۔ اور خود آنحضرتؐ ابو سفیان ابن حرب کی بیٹی ام حبیبہ کو اپنے حبالۂ نکاح میں لائے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۴** لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ تفسیر صافی میں روایت کی گئی ہے کہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ حالت شرک میں اپنی بیٹی اسما بنت ابی بکر کے پاس کچھ تحفے لے کر آئی جن کے لینے سے اسما نے انکار کر دیا اور ماں کو اپنے پاس آنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۵** إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ جن لوگوں سے میل جول کی ممانعت ہے وہ ایسے ہیں جیسے مشرکین مکہ کہ اُن میں سے بعض نے مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کی اور بعض نے انکے نکالنے والوں کو مدد دی ۱۲

**صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۶** فَامْتَحِنُوهُنَّ تفسیر صافی میں ہے کہ اپنے ظن غالب کے موجب اُن کے حالات کی تفتیش کرو کہ زبان سے جو وہ ایمان کا اقرار کرتی ہیں دل سے اُس اقرار کی موافقت کہاں تک ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۴** فَعَاقَبْتُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری بعض عورتیں ایسے کفار سے جا ملیں جن سے تمہارا معاہدہ نہیں ہے اور پھر تمہیں مال غنیمت ہاتھ لگے تو جن لوگوں کی ازواج چلی گئی ہیں اُن کو اتنا روپیہ دے دو اُن کا خرچ پڑا ہے۔ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ عمر ابن الخطاب کی جورو فاطمہ بنت ابی امیہ ابن مغیرہ نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کرنا پسند نہ کیا اور مشرکوں ہی کے پاس رہ گئی پس معاویہ ابن ابی سفیان نے اسے اپنی جورو بنا لیا اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ عمر کو غنیمت میں سے اُس کا مہر دے دیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۵** وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ الجوامع میں ہے کہ بعض عورتیں (حرام زادے) بچوں کو پڑا پا کر اٹھا لیتی تھیں پھر اپنے شوہروں سے یہ کہہ دیتی تھیں کہ یہ لڑکا تمہارا ہے جو میرے بطن سے پیدا ہوا۔ ایسا بہتان جو انھوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھا کنایہ۔ اس سے مراد وہ بچے ہیں جو انھوں نے جھوٹ موٹ اپنے شوہروں کو سر چپکا۔ اس لیے کہ وہ پیٹ جو بچے کا حامل ہوتا ہے دونوں ہاتھوں کے مابین ہے۔ اور اندام نہانی جس سے عورت بچے کو جنتی ہے وہ دونوں ٹانگوں کے مابین ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے مکہ فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی عورتیں بیعت کرنے آئیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الخ اس وقت ہند نے تو یہ کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو جب کہ وہ چھوٹے چھوٹے تھے پرورش کیا اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے قتل کر ڈالا۔ اور ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی یہ عرض کی وہ نیکی جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اُس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو، اپنے منھ نہ نوچو، اپنے بال نہ کھسوٹو، اپنے گریبان چاک نہ کرو، اپنے کپڑے کالے نہ رنگو، اور ہائے واے کرکے نہ رووٗ۔ پس آنحضرتؐ نے انھیں باتوں پر جو آیت و حدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔ پس انھوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی بیعت کیونکر کریں؟ فرمایا میں عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا پھر پانی کا ایک بڑا پیالہ منگا کر آنحضرتؐ نے اُس میں ہاتھ ڈالا پھر اپنا ہاتھ نکال کر فرمایا کہ تم اپنا اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالو۔ یہی تمہاری بیعت ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۶** لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اِس سے عام کفار مراد ہیں یا خاص یہودی۔ اس لیے کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیت بعض محتاج مسلمانوں کے بارے میں آئی ہے جو یہودیوں کے ساتھ اس نیت سے میل جول رکھتے تھے کہ انھیں اُن کے باغات میں سے کچھ میوے مل جایا کریں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۷** قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آخرت سے مایوسی اُن کو اِس سبب سے تھی کہ وہ اُس کے منکر تھے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ایسے رسولؐ سے دشمنی رکھنے کے سبب جس کی تعریف توریت میں آ چکی ہے اور جس کی تائید معجزوں

سے کی جاتی ہے اُن کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا۔۱۲

**صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۵** يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک مِن بیانیہ ہو اور اَلْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ سے مراد وہ کفار ہوں جو مر چکے ہوں اور انھوں نے اپنا انجام دیکھ لیا تو (چونکہ دار العمل ختم ہو چکا ہے) اس لیے مایوس ہو گئے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ کافر اہل قبور سے یعنی جو مر گئے ہیں اُن کی طرف سے مایوس ہو چکے۔ نہ تو اُن کی طرف سے یہ امید کہ وہ مبعوث ہوں گے نہ یہ امید کہ اُن کو ثواب دیا جائے گا نہ یہ کہ اِن کے خیر و خیرات کرنے کا کوئی نفع اُن کو پہنچیگا۔۱۲

**صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۲** يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ مصباح المتہجد میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے غدیر کے دن ایک خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ اے مومنو! آگاہ ہو کہ خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کیا چیز ہے اور اُس کی سبیل کون ہے؟ اللہ کی سبیل جو اُس نے اپنے نبیؐ کے بعد نبیؐ کے پیروؤں کے لیے مقرر فرمائی ہے وہ میں ہوں۔

**تصریح** اس روز غدیر سے خاص وہ تاریخ مراد نہیں ہے جس میں عین مقام غدیر پر جناب رسول خداؐ نے جناب امیر المومنینؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا بلکہ عید غدیر مراد ہے جو اسی واقعہ کی یادگار میں سال بہ سال منائی جاتی ہے۔۱۲

**صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۴** لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ تفسیر مجمع البیان میں قارون کے قصے میں روایت ہے کہ اُس ملعون نے حضرت موسیٰؑ کو ایذا دینے کے لیے ایک عورت کو اُن کے پاس بھیج دیا اور یہ شہرت دے دی کہ موسیٰؑ نے اُس عورت سے زنا کیا ہے۔ نیز بنی اسرائیل نے اُن حضرتؑ کو حضرت ہارونؑ کے قتل کی تہمت لگائی۔۱۲

**صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۵** مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط العوالی میں ایک حدیث ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ہمارے نبیؐ کے ظہور کی خوشخبری سنائی تو اُن کی صفت میں اُن سے فرمایا کہ میں تم کو سُرخ اونٹ والے اور چاند سے چہرے والے اور عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے کی نسبت وصیت کرتا ہوں (کہ اپنی امت کو ان کی پیروی کا حکم دو) کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو مبعوث فرمایا تو مسیحؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ایک نبیؐ ایسا آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ وہ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہوگا اور میری بھی تصدیق کرے گا اور تمھاری بھی اور میرے عذر کو بھی بیان کرے گا۔ اور تمھارے عذر کو بھی

**تصریح** عذر سے مراد وہ معذرت ہے جو عیسیٰؑ کو اس اتہام سے بری کرنے کے لیے کہ وہ خدا کے بیٹے کہلائے آنحضرتؐ نے بھی اُن کی طرف سے فرمائی اور قیامت میں خود حضرت عیسیٰؑ کو بھی کرنی پڑے گی۔ اور جو خالص امتی اس جرم کے مرتکب نہیں ہوئے کہ عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا گردانتے اُن کی طرف سے بھی عذر فرما دیا۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بہت سے نبیوں نے جناب رسول خداؐ کی خوشخبری دی چنانچہ پہلا واقعہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۱۱) مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ آنحضرتؐ کا نام اور صفات اپنی اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ اور دوسرے واقعہ کی خبر خدا تعالیٰ اس آیت میں دے رہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کہا مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط۔ الفقیہ میں انھی حضرتؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کا نام ابراہیمؑ کے صحیفوں میں ماحی تھا اور موسیٰؑ کی توریت میں الحاد اور حضرت عیسیٰؑ کی انجیل میں احمدؐ تھے اور قرآن مجید میں محمدؐ ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا سے کسی یہودی نے دریافت کیا کہ آپ کا نام احمدؐ کیوں رکھا گیا؟ فرمایا اس سبب سے کہ میں نے آسمانوں پر بہ نسبت زمین کے حمد خدا زیادہ کی ہے۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور جناب رسول خداؐ کے مابین پانچ سو برس کا زمانہ گزرا۔ ان میں سے ڈھائی سو برس ایسے گزرے کہ اُن میں نہ کوئی نبیؐ ظاہر تھا اور نہ کوئی عالم (عالم ربانی وصی نبی) وہ لوگ دین عیسیٰؑ پر تھے پھر فرمایا کہ اگر عالم (ربانی یعنی وصی و حجت خدا) بالکل نہ ہے تو زمین بھی باقی نہ رہے گی۔۱۲

**صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۶** وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ط تفسیر صافی میں ہے کہ اُس شخص سے زیادہ کوئی ظالم ہو ہی نہیں سکتا جس کو دین اسلام کی دعوت دی جائے جس کی حقیقت ظاہر ہے اور وہ اُس کے لیے دونوں جہان کی خوبی کا بھی سبب ہو پھر وہ بجائے اُس کے قبول کرنے کے اللہ پر بہتان باندھے اللہ کے رسولؐ کو جھٹلائے اور خدائے تعالیٰ کی آیتوں کو جادو بتلائے۔۱۲

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۲** وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط تفسیر صافی میں ہے کہ اِن سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُس وقت تک اُن سے ملحق نہیں ہوئے تھے مگر بعد اصحاب رسولؐ قیامت تک ملحق ہونے والے تھے۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ کی دعوت و تعلیم سب کے لیے عام تھی اور ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اِس سے مراد عجم کے لوگ ہیں یعنی سب وہ لوگ جو لغت عرب میں بات چیت نہیں کر سکتے۔ نیز اسی کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے یہ آیت پڑھی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے سلمان فارسی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمایا کہ اگر ایمان ثریا میں بھی ہوگا تو اِس کی قوم کے لوگ وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے۔۱۲

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۳** كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط تفسیر قمی میں ہے کہ گدھا کتابوں کو اٹھا تو لیتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اُن میں ہے کیا اور نہ اُن پر عمل کر سکتا ہے۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی کہ اُن کا کتاب پڑھنا ایسا ہی تھا جیسے گدھے کا لدجانا یعنی وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اِس میں لکھا گیا ہے اور نہ اُس پر عمل کرتے تھے۔۱۲

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۴** اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اُن لوگوں کے قول پر تعریض ہے کہ وہ کہا کرتے تھے۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ (دیکھو صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۰)۔۱۲

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۵** فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تفسیر قمی میں ہے کہ توریت میں یہ لکھا ہے کہ خدا کے دوست ہمیشہ موت کے متمنی رہتے ہیں (لہٰذا اُن سے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو)۔۱۲

**صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۶** وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ہ (اس کی تفسیر کے لیے دیکھو صفحہ سطر)۔۱۲

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۲ے**

التہذیب اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ نمازِ جمعہ کے لیے کتنے آدمیوں کا ہونا لازم ہے؟ فرمایا سات آدمی اور پانچ سے کم میں جن میں امام بھی داخل ہے نمازِ جمعہ واجب نہ ہوگی۔ جب کہ سات آدمی جمع ہو جائیں اور کسی قسم کا خوف نہ ہو تو اُن میں سے ایک شخص امام بن جائے اور وہی خطبہ بھی پڑھے۔

ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں پر لازم ہے شب جمعہ (کی نمازوں) میں سورۂ جمعہ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور جمعہ کی ظہر میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھیں (یعنی اگر جمعہ کی شرائط جمع نہ ہو سکیں اور ظہر کی نماز پڑھی جائے تو بھی یہی سورتیں پڑھی جائیں) اگر ایسا کریں گے تو گویا انھوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا سا عمل کیا۔ اس کی جزا میں خدائے تعالیٰ اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ اے پروردگارِ عالم! تو ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

تفسیر قمی میں بروایت ابو الجارود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اِسْعَوْا المعنی اِمْضُوْا ہے یعنی نماز کے لیے جاؤ۔ اور اعمالِ جمعہ بجا لاؤ جو یہ ہیں۔ لبیں کتروانا۔ بغلوں کے بال صاف کرانا۔ ناخن کٹوانا۔ غسلِ جمعہ کرنا۔ پاک پاکیزہ لباس پہننا۔ عطر لگانا۔ اسی کا نام سعی ہے۔ چنانچہ خداوندِ عالم فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۱۲۔

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۳ے**

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی قراءت تھی فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ کافی میں جناب امام باقرؑ سے اسی آیت کے معنی میں منقول ہے کہ عمل کرو اور جلدی کرو۔ اس لیے کہ اس دن میں مسلمانوں کو گنجائش بہت تھوڑی ہے اور اس دن میں جیسے کہ وقت کم ملا ہے ثواب زیادہ ملا ہے۔ نیکیوں کا ثواب بھی دو چند ہو جاتا ہے اور بدیوں کا عذاب بھی۔ پھر فرمایا کہ واللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اصحابِ جناب رسول خداؐ جمعہ کی تیاری جمعرات سے کیا کرتے تھے اس لیے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کے لیے گنجائش زیادہ نہ تھی ۱۲۔

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۴ے**

وَذَرُوا الْبَيْعَ ط الفقیہ میں روایت کی گئی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں مدینہ ہی میں تھا کہ مؤذن نے جمعہ کے دن اذان کہی اور ایک منادی نے ندا دی کہ اس وقت سے لین دین حرام ہے پھر اسی کی تکرار کی ۱۲۔

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۵ے**

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ تفسیر مجمع البیان اور المجالس میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نماز جمعہ کے دن ہونا چاہیے اور انتشار یعنی اپنے کاروبار کے لیے پھیلنا شنبہ کو ۔۱۲

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۶ے**

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ تفسیر صافی میں بروایت انس جناب رسول خداؐ سے منقول ہے اس سے مراد طلب دنیا نہیں ہے بلکہ ایسی چیزیں مراد ہیں جیسے بیماروں کی عیادت کرنا، کسی جنازے کی نماز پڑھنا اور کسی برادرِ ایمانی سے ملاقات کرنا ۱۲۔

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۷ے**

وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خداؐ جمعہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک قافلہ غلّہ لیے ہوئے آیا اور اُس کے آگے آگے تاشے اور ڈھول بجا رہے تھے۔ بس لوگ نماز چھوڑ چھوڑ کر تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک قافلہ ایسے وقت آیا کہ ہم لوگ جناب رسول خداؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے بس لوگ نماز توڑ توڑ کر اس کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ اور بارہ آدمیوں کے سوا جن میں میں بھی تھا کوئی باقی نہ رہا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم سب کے سب چلے جاتے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتا تو خدائے تعالیٰ تم کو سزا دینے کے لیے اس تمام میدان کو آگ سے بھر دیتا ۱۲۔

**صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۸ے**

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے جن لوگوں نے ولایتِ وصی رسولؐ کے بارے میں جناب رسول خداؐ کی پیروی نہیں کی اُن کا نام خدائے تعالیٰ نے منافق رکھا۔ اور جس جس نے وصی کی ولایت کا انکار کیا اُس کو اُسی درجے میں قرار دیا گویا خود جنابِ رسول خداؐ کا اُس نے انکار کیا اور اس کے بارے میں قرآن مجید نازل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ اے محمدؐ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ یعنی جس وقت وہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں کہ جو تمہارے وصی کی ولایت کے بارے میں نفاق رکھنے والے ہیں قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ یعنی علیؑ کے بارے میں نفاق رکھنے والے لَكٰذِبُوْنَ ؁ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد ہے وصی رسولؐ۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؁ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا یعنی آپ کی رسالت پر تو ایمان لائے۔ ثُمَّ كَفَرُوْا پھر آپ کے وصی کے ولایت کے منکر ہوئے۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ؁ اب وہ نبوت کو بھی نہیں سمجھتے۔

**صفحہ ۶۶۴ نوٹ ۱ے**

تفسیر قمی میں اس سورہ کا شانِ نزول یوں مروی ہے کہ ۵ھ ہجری میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ بنی مصطلق سے لڑنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی میں ایک کنوئیں پر قیام فرمایا۔ پانی اُس میں بہت کم تھا۔ انس بن سیار انصار کا ہم قسم اور جہجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب کا اجیر یہ دونوں کنوئیں پر پانی بھرنے کے لیے گئے جیسے ہی اِن دونوں نے اپنا اپنا ڈول ڈالا جہجاہ کے ڈول میں اُلجھ گیا (جب ایک ڈول اوپر آیا تو) اُس نے کہا یہ میرا ڈول ہے۔ جہجاہ نے کہا یہ میرا ڈول ہے۔ بس اِن دونوں میں چھینا جھپٹی ہونے لگی تو جہجاہ نے اَنس کے مُنھ پر اِس زور سے طمانچہ مارا کہ اُس کے مُنھ سے خون نکلنے لگا۔ اَنس نے (اپنی مدد کے لیے) انصار کو پکارا۔ جہجاہ نے (اپنی حمایت کے لیے) قریش کو آواز دی۔ یہ سب کے سب لے لے ہتھیار آ موجود ہوئے۔ قریب تھا کہ تلوار چل جائے (مگر معاملہ رفع دفع ہو گیا) عبداللہ بن اُبَیّ نے جو یہ خبر سُنی تو کہنے لگا کہ بات کیا تھی؟ لوگوں نے اُس سے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ ملعون غصّہ ہو کر کہنے لگا میں تو پہلے ہی سے اِس سفر سے نفرت کرتا تھا میں بھی بڑا ذلیل آدمی ہوں (کہ اِن کے ساتھ آیا) مجھے تو یہ گمان تھا کہ میں ایسی خبریں سننے کے لیے زندہ ہی نہ رہوں گا وہ مجھے عیب بھی نہ معلوم ہوں۔ پھر اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ سب کچھ تمہاری ہی کرتوت ہے کہ تم نے اِن مسلمانوں کو (اپنا مہمان بنایا) اپنے مکانوں میں جگہ دی۔ اپنے مالوں سے اِن کی مدد کی۔ اپنی جانوں سے ان کی حفاظت کی۔ اپنے سینوں کو قتل ہونے کے لیے تم نے تان لیا۔ بس (نتیجہ تم کو یہ ملا کہ) اِس (محمدؐ) نے عورتوں کو تمہاری بیوہ اور بچّوں کو تمہارے یتیم بنا دیا۔ کاش کہ تم اِن کو اپنی بستی سے نکال دیتے تو یہ کہیں اور جا پڑتے۔ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو بڑی عزّت والا زیادہ ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا۔ اس مجمع میں زید ابن ارقم بھی تھے۔ یہ اُس زمانہ میں نوجوان تھے۔ ابھی ابھی بلوغ کو پہنچے تھے اور وہ وقت دوپہر کا تھا۔ اور آنحضرت ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز تھے۔ گرد و پیش مہاجرین و انصار کا جمگھٹ تھا کہ زید ابنِ ارقم حاضرِ خدمت ہوئے

اور عبداللہ بن اُبَی نے جو کچھ کہا تھا اُس کی اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے لڑکے! شاید تجھے تو تم ہو گیا ہو اس نے عرض کی خدا کی قسم و تم نہیں ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا شاید تو اس پر غصہ ہوا ہو۔ انھوں نے عرض کی نہیں واللہ مجھ کو ان غصہ بھی نہیں ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا شاید تیری سمجھ میں نہ آیا ہو! انھوں نے عرض کی نہیں قسم بخدا ایسا نہیں ہے (اب) آنحضرتؐ نے اپنے غلام شقران کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب سواری تیار ہو گئی تو اُس پر سوار ہو گئے۔ اصحاب میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ جناب رسولِ خداؐ تو ایسے ناوقت کوچ نہ فرمایا کرتے تھے (آج کیا ہو گیا؟) یہ کہہ کر سب کوچ پر آمادہ ہو گئے۔ سعد بن عبادہ آنحضرتؐ سے جا ملے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ۔ سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور تو کبھی خلافِ وقت کوچ نہ فرماتے تھے (آج کیا سبب ہوا؟) فرمایا شاید تم نے اپنے صاحب کا قول نہیں سُنا ہے سعد نے عرض کی حضور کے سوا اور ہمارا صاحب کون ہے؟ فرمایا عبداللہ بن اُبَی! اُس کا یہ گھمنڈ ہے کہ جب وہ مدینہ واپس جائے گا تو جو زیادہ عزت دار ہو گا وہ زیادہ ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا۔ سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اور حضور کے اصحاب عزت والے ہیں اور عبداللہ اور اُس کے ساتھی ذلیل ہیں۔ پس جناب رسولِ خداؐ تمام دن چلتے ہی رہے اور کوئی آنحضرتؐ سے بات نہیں کر سکا۔ بنی خزرج عبداللہ کو لعنت ملامت کرنے لگے۔ اُس نے قسم کھائی کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا ہے۔ وہ بولے اچھا تو تو ہمارے ساتھ چل اور جناب رسولِ خداؐ سے معافی مانگ لے۔ اُس نے گردن ہلا دی۔ جب رات ہو گئی تو آنحضرت پھر چل کھڑے ہوئے اور دن رات برابر چلتے ہی رہے۔ سوائے نماز کے اور کسی کام کے لیے نہ اُترے۔ جب دوسرا دن ہوا تو ایک مقام پر نزولِ اجلال فرمایا۔ اصحاب نے بھی ڈیرے ڈال دیئے۔ راہ میں جاگتے جاگتے پریشان ہو گئے تھے۔ وہ تو سب کے سب سو گئے جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں عبداللہ ابنِ اُبَی حاضر ہوا اور کہنے لگا میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اُسی کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے وہ بات نہیں کہی۔ زید نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُس کا عذر مان لیا۔ بنی خزرج زید کو بُرا کہنے لگے کہ تو نے عبداللہ بن اُبَی ہمارے سردار کے خلاف کیوں جھوٹ بولا؟ زید ابنِ ارقم جناب رسولِ خداؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور درگاہِ خدا میں عرض کرتے تھے۔ الٰہی تو خوب واقف ہے کہ میں نے عبداللہ ابن اُبَی پر تہمت نہیں لگائی ہے۔ الغرض وہ لوگ تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ آنحضرتؐ پر وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ شدت سختی آنحضرت پر طاری ہونے لگی۔ آنحضرتؐ کا جسمِ مبارک اتنا ثقیل ہو گیا قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے ناقہ بیٹھ جائے۔ جب یہ حالت دور ہو گئی تو آنحضرتؐ نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا۔ پھر زید ابنِ ارقم کا کان پکڑ کے اُن کو اُن کی سواری سے اٹھا لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے لڑکے! تیری زبان سے بھی سچ نکلا ہے اور تیرے قلب نے بھی ٹھیک یاد رکھا۔ جو کچھ تو نے کہا تھا خدائے تعالیٰ نے اُسی کے موافق قرآنِ مجید نازل فرمایا ہے۔ پس سبب آنحضرتؐ ایک منزل پر اُترے تو اصحاب کو جمع کر کے سورۂ منافقون سُنائی۔ اِس سورہ کے نازل ہونے سے عبداللہ ابن اُبَی بڑا ذلیل و رسوا ہوا۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ نے منافقین کی شناخت اور اُن کی پہچان اپنے رسولؐ کو کرا دی اور عبداللہ بن اُبَی کے نفاق سے خبر دے دی تو اُن کا قبیلہ گروہ منافقین کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ تمہارا جائے ستیاناس اب تو تم ذلیل و رسوا ہو چکے۔ آؤ چلو جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں وہ جناب تمہارے لیے خدا سے استغفار کریں گے۔ پس انھوں نے سر پھیر لیے اور استغفار سے مُنہ موڑ لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابنِ اُبَی کا بیٹا جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر حضور نے میرے باپ کے قتل کا عزم بالجزم کر لیا ہے تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر کاٹ لاؤں۔ خدا کی قسم قبیلۂ اوس و خزرج اِس بات سے آگاہ ہے کہ جتنی نیکی اور احسان میں اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہوں ایسا کوئی بیٹا اپنے باپ کے ساتھ نہیں کرتا۔ اب اگر حضور نے کسی اور کو اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے اُسے مار ڈالا تو میں ڈرتا ہوں (کہیں) ایسا نہ ہو کہ اپنے باپ کے قاتل کی طرف نظر کرتا میرے نفس کو اچھا نہ معلوم ہو اور میں ایک کافر کے بدلے ایک مومن کو قتل کر کے عذابِ دوزخ کا مستحق ہو جاؤں پس مناسب یہی ہے کہ میں ہی اپنے ہاتھ سے اُس کا سر اُتار دوں) آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے تم اُس کے ساتھ نیک ہی سلوک کرتے رہو۔

**صفحہ ٦٦٧ نوٹ ۳؎** اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خداؐ خطبہ فرما رہے تھے کہ حسنین علیہ السلام آئے اور یہ دونوں بزرگوار سُرخ کُرتے پہنے ہوئے تھے اور چلنے میں اُن کرتوں میں اُلجھتے اور ٹھوکریں کھاتے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے خطبہ قطع کر دیا منبر سے اُترے۔ فوراً اُن کو جا کر اُٹھا لیا۔ اور منبر پر لا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط میں نے جس وقت ان بچوں کو چلتے ہوئے ٹھوکر کھاتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں نے خطبہ قطع کیا اور ان کو اٹھا لیا۔ یہ فرما کر پھر خطبہ شروع فرما دیا۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ تم میں سے کوئی کبھی یہ نہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفِتْنَۃِ (یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس لیے کہ ایسا تو ایک شخص بھی نہیں جسے فتنے کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ جو پناہ مانگے وہ اس سے پناہ مانگے کہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے اُس کو خدا محفوظ رکھے۔ اس لیے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط۔ ۱۲

**صفحہ ٦٦٧ نوٹ ۴؎** اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے حکم کے بموجب بخوشی خاطر خالص نیت سے اپنا مال صرف کرو گے تو وہ ایک کا عوض دس سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مقرر فرمائے گا۔ ۱۲

**صفحہ ٦٦٨ نوٹ ۱؎** لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فقہ جاننے والے شخص کا جب ارادہ ہو گا کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے تو وہ اسے پسند کرے گا کہ ایک ہی طلاق دے پھر فرمایا کہ یہی وہ طلاق ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ بعدِ طلاق مدت پھر اُس سے نکاح کر سکے قبل اس کے کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس قسم کی مطلقہ عورت کے لیے مناسب ہے سرمہ لگائے ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے، خوشبو لگائے اور کپڑے جیسے جیسے جی چاہے پہنے۔ اس لیے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا جس کا مطلب یہ ہے کہ شاید خدائے تعالیٰ اُس کے خاوند کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ پھر اُس سے رجوع کرے۔ ۱۲

**صفحہ ٦٦٨ نوٹ ۲؎** وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے قاضی ابو یوسف سے فرمایا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں طلاق کا حکم دیا تو اُس میں دو گواہوں کے ہونے کی تاکید فرمائی اور اپنی رضامندی صرف دونوں کے عادل ہونے کی صورت میں ظاہر کی۔ اور اپنی کتاب میں عقد کرنے کا حکم دیا تو اُس میں گواہوں کے ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تم نے اس کے برخلاف عقد میں دو گواہ لازم دیئے اور جہاں اس نے دو گواہ کرنے کی تاکید کی تھی وہاں گواہی اُڑا دی (یعنی طلاق میں)۔ ۱۲

**صفحہ ٦٦٨ نوٹ ۳؎** وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ الخ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب جناب رسول خداؐ میں سے کچھ لوگوں نے تو اپنا دروازہ تو بند کر لیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور کہنے لگے بس یہی ہمیں کافی ہے۔ آنحضرت کو خبر پہنچی تو کسی کو بھیج کر اُنھیں بُلوا لیا اور

فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تم کو کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا نے ہماری روزی کی کفایت فرمائی تو ہم عبادت پر مائل ہو گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اُس کی عبادت قبول نہیں کی جائے گی۔ تم پر روزی طلب کرنا واجب ہے اور اُنہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اُن سے مراد ہمارے شیعوں میں سے وہ لوگ ہیں جو کمزور اور مفلس ہیں اِن کے پاس نہ خرچ ہے نہ سواری کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور ہماری حدیثیں سنیں اور ہمارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ پس کچھ اور لوگ ہیں جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور خود تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور ہمارے پاس آکر حدیثیں سنتے ہیں اور اُن کو جاکر سُناتے ہیں۔ پس وہ تو اُن کو یاد رکھتے ہیں اور یہ اُن کو بھلا دیتے ہیں۔ پس وہ ایسے ہوئے جن کے لیے خدائے تعالیٰ اس طرح خرچ مقرر کردیتا ہے اور ان کو ہمارا قلم اِس طرح پہنچا دیتا ہے کہ اُن کو گمان بھی نہ ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۶۶۸ نوٹ ۹** وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط معانی الاخبار میں ہے کہ جبرئیل امینؑ جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں آئے تو آنحضرتؐ نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ تَوَكُّلْ عَلَى اللّٰهِ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جاننا کہ مخلوق نہ ضرر کرتی ہے اور نہ نفع پہنچاتی ہے۔ نہ دے سکتی ہے اور نہ روک سکتی ہے۔ اور مخلوق سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا۔ پس جب بندہ اِس حد کو پہنچ جائے تو وہ سوائے خدا کے نہ کسی پر بھروسہ کرے گا اور نہ کسی سے امید رکھے گا۔ نہ سوائے خدا کے کسی اور سے ڈرے گا اور نہ سوائے خدا کے کسی سے کسی طرح کی طمع رکھے گا۔ پس یہی توکل علی اللہ ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۷۰ نوٹ ۳** اور تجھ سے میں ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اگر تو نے اُس سے کسی کو آگاہ کردیا تو تجھ پر اللہ کی بھی لعنت ہوگی اور کُل فرشتوں کی بھی اور کُل آدمیوں کی بھی۔ حفصہ نے کہا کہ بہت اچھا فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ بن بیٹھے گا اور پھر اس کے بعد تیرا باوا۔ حفصہ نے کہا مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا؟ فرمایا نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ پس حفصہ نے دوسرے دن عائشہ کو خبر پہنچائی اور عائشہ نے ابوبکر کو۔ اور ابوبکر عمر کے پاس دوڑا ہوا گیا اور کہا کہ عائشہ نے مجھے ایسی ایسی خبر حفصہ سے سُن کر پہنچائی ہے مگر مجھے اُس کے قول پر اعتماد نہیں ہے۔ بھیّا۔ تم ذرا جاکر حفصہ سے پوچھو تو لو۔ عمر حفصہ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ تو نے عائشہ کو یہ کیا خبر پہنچائی ہے؟ اُس نے صاف صاف انکار کیا کہ میں نے تو عائشہ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ عمر نے کہا کہ اصل معاملہ کا پتہ تو لگ چکا اب جو کچھ سُنا ہے بتا دے کہ ہم کو بھی جو کچھ کرنا ہے کر گزریں تو اُس نے کہا کہ ہاں رسول اللہؐ نے یوں اور فرمایا تھا۔ بالآخر چاروں اِس امر پر مجتمع ہو گئے کہ جنابِ رسولِ خداؐ کو زہر دے دیں۔ پس جبرئیل امینؑ جنابِ رسولِ خداؐ پر یہ سورہ لے کر نازل ہوئے۔ اور حفصہ کا اطلاع کرنا اور اُن سب کا آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کرنا یہ سب کچھ حضرتؐ کو بتلا دیا۔ آنحضرتؐ نے بعض باتوں کی حفصہ سے بازپرس فرمائی اور بعض کے متعلق اعراض کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۲** وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ تفسیر مجمع البیان میں اور امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے عمر ابن الخطاب سے دریافت کیا تھا کہ وہ دو عورتیں جو جنابِ رسولِ خداؐ کے برخلاف ایک دوسری کی مددگار تھیں وہ کون ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ عائشہ اور حفصہ۔ الجوامع میں ہے کہ جناب ہے کہ جنابِ امام موسیٰ کاظمؑ کی قرأت تھی وَاِنْ تَظٰهَرُوْا عَلَيْهِ۔ قولِ صاحب تفسیرِ صافی اس قرأت کی رو سے جنابِ رسولِ خداؐ کی مخالفت میں باوا بھی بیٹیوں کے شریک ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۳** صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تفسیر قمی میں جنابِ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صالح المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام کا مرتبہ تمام صحابہ کو دو مرتبہ جتلایا۔ ایک تو اُس موقع پر جب کہ فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اور دوسری مرتبہ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تو جنابِ رسولِ خداؐ نے اپنے دستِ مبارک سے جنابِ علیؑ ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اے گروہ مردم! یہ ہے صالحؑ المومنین)

اسمار بنتِ عمیس کہتی ہیں کہ میں نے خود جنابِ رسولِ خداؐ سے سُنا ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ صالح المومنین ہیں۔

صاحب تفسیرِ صافی کہتے ہیں کہ فریقین خاصہ و عامہ کی بکثرت روایتیں اِس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صالح المومنین سے جنابِ علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

عون بن عبداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ جس دن جنابِ رسولِ خداؐ نے وفات پائی اُس دن آنحضرتؐ کو غش آیا۔ پھر فاقہ ہوا تو میں رو رہا تھا۔ اور آنحضرت کے دستِ مبارک چوم رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ یا رسول اللہ! حضورؐ کے بعد میری اور میرے بچوں کی سرپرستی کون کرے گا؟ فرمایا میرے بعد خدائے تعالیٰ اور میرا وصی صالح المومنین علیؑ بن ابی طالب تمہارا حامی و مددگار ہے۔

حضرت عمار یاسرؓ کہتے ہیں کہ میرے سامنے جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایک مرتبہ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے طلب کرکے ارشاد کیا کہ اے علیؑ! کیا میں تم کو کوئی خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ضرور سُنائیے۔ اور آپ تو ہمیشہ اچھی اچھی خبریں سناتے ہی رہا کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تحقیق خداوندِ عالم نے تمہاری شان میں ایک آیتِ قرآنی نازل فرمائی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا خدا نے تم کو جبرئیلؑ کا قرین اور ساتھی بنا دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ اے علیؑ! تم اور تمہاری اولاد کے مومنین (یعنی گیارہ امامؑ) صالحین ہیں۔

محمد حلبی نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے جنابِ امیرالمومنینؑ کی (خلافت کے بارے میں) اصحاب کو دو بار شناخت کرائی چنانچہ ایک دن آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تم جانتے ہو کہ میرے بعد تمہارا والی کون ہے؟ سب نے عرض کی خدا و رسولؐ ہی خوب واقف ہیں۔ ارشاد کیا خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی صالح المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ وہی میرے بعد تمہارے والی و حاکم ہیں۔ دوسری بار مقامِ خمِ غدیر میں پہنچوایا جب کہ فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

ابوصالح نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اِس آیت میں خاص کر صالح المومنین سے جنابِ علیؑ ابن ابی طالب مراد ہیں۔

حضرت ابنِ عباس سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اے گروہ مردم! خدا سے زیادہ کون اچھی بات کر سکتا اور بات کہنے میں خدا سے زیادہ سچا کون ہے؟ اے گروہِ صحابہ! خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اپنا نشان اور امت کا امام اور اپنا خلیفہ اور وصی قرار دوں اور اُن کو اپنا بھائی اور وزیر بناؤں۔ ایہا الناس! آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ ابن ابی طالب میرے بعد ہدایت کا باب۔ خدا کی طرف بُلانے والا اور صالح المومنین ہے۔ جو شخص خدا کی طرف ہدایت کرے عملِ صالح اس سے صادر ہوتا ہو۔ ۱۲ م

اُس کا قول یہ ہو کہ میں تو ایک مسلمان ہوں اُس سے زیادہ اچھی بات کون کہے گا؟ اے گروہِ مردم! جان لو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ مجھ سے ہیں۔ اُن کی اولاد میری اولاد ہے۔ وہ میری پارۂ جگر نورِ نظر کے شوہر ہیں۔ اُن کا حکم میرا حکم ہے۔ اُن کی ممانعت میری ممانعت ہے۔ ایہا النّاس! اُن کی اطاعت کرنا اور اُنکی نافرمانی سے بچنا تم پر لازم و واجب ہے۔ اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ انکی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ اے لوگو! علیؑ اِس اُمت کے صدیقؑ اور فاروقؑ اور ہارونؑ اور یوشعؑ اور آصفؑ اور شمعونؑ ہیں اور وہ اِس اُمت کے لیے دروازۂ حطہ (جیسا کہ بنی اسرائیل کی قبولِ دعا اور بخششِ جرائم کے لیے قرار دیا گیا تھا) اور کشتیٔ نجات ہیں۔ اور وہ اِس اُمت کے طالوتؑ اور ذوالقرنین ہیں۔ اے گروہِ مردم! وہ خلق اللہ کے لیے ذریعۂ امتحان اور خدا کی محبت عظمٰے اور آیت کبریٰ اور ہدایت کے امام اور عُروۂ وثقےٰ ہیں۔ اے گروہِ صحابہ! علیؑ بن ابی طالبؑ دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان کا دوست ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا اور اُن کا دشمن اُس سے نجات نہ پائے گا۔ اور وہ جنّت کے بھی تقسیم کرنے والے ہیں۔ جس میں ان کا دشمن ہرگز نہ جائے گا اور اُن کا دوست جنّت سے کبھی نہ نکلے گا۔ اے میرے اصحاب! میں نے تم کو خالص نصیحت کی ہے اور اپنے پروردگار کا پیغام تمہارے پاس پہنچا دیا ہے۔ لیکن تم لوگ نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں جانتے۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب میں اپنے لیے اور تمہارے لیے خدا کی درگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

**صفحہ ۱۱۷۱ نوٹ ۴** عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ اِس آیت میں ضمیر جمع مؤنث حاضر یا اس وجہ سے آئی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی ازواج موجودہ وقت میں فرمانبردار کم تھیں اور نافرمان زیادہ۔ اور یا بحیثیتِ خطابِ عام۔ اور لفظ عَسٰی سے جملہ کو شروع کرنا ترجّی ہے یعنی ایک طرح کی اُمید ہونا۔ اور خدا کی طرف سے ترجّی بمعنی وجوب ہوتی ہے یعنی ضرور ایسا ہی ہوگا۔ یعنی ازواجِ پیغمبرؐ میں سے جو نافرمان ثابت ہو چکیں اُن کو آنحضرتؐ طلاق دے دیں گے اور ان سے بہتر ازواج اُن کے بدلے میں خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ کو عطا فرمادے گا۔ قول مترجم: عائشہ گر، نے اُمتِ محمدؐیہ کو دھوکا دینے کے لیے یہ لکھ مارا ہے کہ آیۂ تطہیر ازواجِ رسولؐ کی شان میں ہے۔ اب صحیح دماغ والے ذرا غور کریں کہ کسی شان میں آیۂ تطہیر آچکی ہو اُن سے ایسا ہی خطاب ہوا کرتا ہے جیسا کہ اِس آیت میں ہے؟ پوری آیت پڑھ کر اُس کے معنوں پر خوب غور کرلیں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۱ نوٹ ۵** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ یہ میرا نفس تو موجود ہے میں اِسے آتشِ جہنم سے بچالوں گا مگر میں اپنے اہل و عیال کو کیسے بچاؤں؟ فرمایا کہ جن چیزوں کا خدا نے اُن کو امر فرمایا ہے تو بھی اُن کا ان کو حکم دے دے اور جن چیزوں سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو نہی فرمائی ہے تو بھی اُن سے اُن کو باز رکھ۔ پس اگر انھوں نے تیرا کہنا مانا تو تو نے اُن کو بچالیا اور اگر انھوں نے تیری نافرمانی کی تو تیرے ذمہ جو کچھ تھا تو اُس کو ادا کر چکا (اب تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۱ نوٹ ۶** تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ بندہ گناہ سے توبہ کرلے اور پھر ویسا گناہ نہ کرے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے عرض کی کہ ایسا ہم میں کون سا ہے جس نے توبہ کر کے پھر وہ گناہ نہ کیا ہو؟ فرمایا خدا اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جس کی آزمائش ہوتی رہے مگر وہ بھی توبہ پر توبہ کرتا ہی چلا جائے۔ نیز انھی حضرت سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ توبۂ نصوح کرلیتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں اُس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ کسی نے عرض کی بھلا پردہ پوشی کیوں کر فرماتا ہے؟ فرمایا کہ جن دو فرشتوں نے اُس کے گناہ لکھے تھے اُن کو ان کا لکھا بُھلا دیتا ہے۔ اور اُس بندہ کے اعضاء و جوارح کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیتا ہے کہ اُس کے گناہوں کو چھپا دو اور زمین کے اُن حصّوں کو جن پر گناہ واقع ہوا تھا حکم دیتا ہے کہ تم پر جو کچھ گزرا ہے تم اُس کو چُھپانا۔ لہٰذا یہ اپنے خدا کی حضور میں اِس طرح جائے گا کہ کوئی شے اِس کے برخلاف اِس کے گناہ کی بابت گواہی دینے والی نہ ہوگی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۴** وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ مومنین کا یہ حال ظاہر کرنے کے لیے کہ کفّار سے رشتہ ہونا اُن کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا خدائے تعالیٰ نے آسیہ کا حال اور خدا کے نزدیک جو کچھ اُس کی منزلت تھی وہ بطورِ مثال بیان کی ہے کہ باوجود اُس کے خدا کے سب سے زیادہ سخت دشمن کے ماتحت ہونے کے اُس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۵** كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ قٰنِتِیْنَ کے یہاں معنی ہیں دعا مانگنے والے۔ اور صیغۂ مذکر اسلیے استعمال کیا گیا کہ مردوں کی تعداد اِس صفت میں زیادہ ہے۔ اور اِس بات کا پتہ دینے والی بھی ہے کہ حضرت مریمؑ کی عبادت کامل مردوں کی عبادت سے کم نہ تھی۔ اِسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو قٰنِتِیْن میں محسوب فرمایا۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں نائب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت سے ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف چارؑ کامل ہیں۔ آسیہؑ بنتِ مزاحم زوجۂ فرعون، مریمؑ بنت عمران، خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہؑ زہرا بنت محمدؐ مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۲

انحصال میں جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ زنانِ جنّت میں سب سے افضل چار عورتیں ہیں۔ اوّل خدیجہ بنتِ خویلد، دوسری فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا بنتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ، تیسری مریمؑ بنتِ عمران، چوتھی آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون۔

پارۂ بست ہشتم تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ بست و نہم ۲۹

**صفحہ ۱۰۷۳ نوٹ ۳** رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنَ: تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمیوں میں سے جو شیطان ہیں یعنی منجین ان کے لئے عقلی تکے لڑانے کی چیز ہیں۔۱۲

**صفحہ ۱۰۷۳ نوٹ ۴** تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ غصہ ہے جو جہنّم کو دشمنانِ خدا پر ہوگا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ جہنّم کے اشتعال کی شدّت کا اظہار کیا گیا ہے۔۱۲

**صفحہ ۱۰۷۳ نوٹ ۵** بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۵: تفسیر برہان میں بروایت ابوبصیر منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی شخص نے یہ دریافت کیا کہ اللہ نے آدمیوں کی طرف نبی و رسُول کیوں بھیجے ؟ پس حضرتؑ نے فرمایا لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ط اور یہ کہ وہ یہ نہ کہنے پائیں مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ بلکہ خود خدا کی حجّت ان پر قائم رہے۔ آیا تم خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنتے کہ وہ جہنم کے نگہبانوں کے قول کو اور اہل جہنم پر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے ان کی حجّت ثابت کرنے کو بطور حکایت بیان فرماتا ہے کہ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ اور پھر ان کا جواب ........تا........ فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۲** فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓــٴَـتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور ان صحابیوں کے بارے میں جنھوں نے کیا جو کچھ کیا۔ اب جب وہ جناب امیرالمومنینؑ کو ایسے مقام پر دیکھیں کے جہاں دیکھنے سے ان کو بہت ہی رشک پیدا ہوگا۔ تو ان کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۵ جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ وہی ہے جس کے القاب تم نے خود بخود اختیار کر لئے۔ تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس وقت وہ لوگ علی مرتضیٰؑ کی وہ منزلت دیکھیں گے جو ان جناب کو رسُولِ خدا کے قرب میں حاصل ہوگی تو سِيْٓــٴَـتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ یہاں اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے جناب امیرالمومنینؑ کی فضیلت کا انکار کیا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور امیرالمومنینؑ کے دشمن خود جناب امیرالمومنینؑ کی طرف دیکھیں گے۔ اور اس کرامت منزلت و عظمت کی طرف دیکھیں گے جو خدا تعالےٰ نے ان کو عطا کی ہوگی کہ لواءِ حمد ان کے ہاتھ میں ہوگا اور حوض کوثر کے وہ مالک ہوں گے کہ جس کو چاہیں اس میں سے پلائیں۔ اور جس کو چاہیں روک دیں تو ان کے دشمنوں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے اور اس وقت ان سے یہ کہا جائے گا هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۵ یعنی یہ وہ شخص ہے جس کی منزلت، جس کے مرتبے اور جس کے القاب کے تم دعویدار ہوئے تھے۔۱۲

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۳** فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۵ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اصل آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ فَسَتَعْلَمُوْنَ يَامَعْشَرَ الْمُكَذِّبِيْنَ حَيْثُ اَنْبَاْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ فِيْ وَلَايَةِ عَلِيٍّ وَّالْاَئِمَّةِ مِنْۢ بَعْدِهٖ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۵ (یعنی اے جھٹلانے والوں کے گروہ جب میں تم کو اپنے پروردگار کے پیغام سے جو علی مرتضیٰؑ کے بارے میں ہوگا اور ان ائمہؑ کی ولایت کے بارے میں اس کے بعد ہونے والے ہیں خبر دوں گا تو اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کھلی گمراہی میں کون ہے ؟)

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۴** اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۵ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمھارا امام غائب ہو جائے تو تمھارے لئے اس کے مانند امام کون لائے گا۔ اور جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا تمھارے پانی سے مراد ہے تمھارے دینی زندگی کے وسائل یعنی ائمہؑ اور ائمہؑ خدا تعالےٰ کی طرف سے حصول علم کا ذریعہ ہیں پس جب وہ غائب ہو جائیں تو تمھارے پاس علم امام کون پہنچائے گا کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمھارا امام تم سے غائب ہو جائے گا تو وہ کون ہے جو نیا امام تمھارے لئے پیدا کر دے۔۱۲

الاکمال میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل دریافت کی گئی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ جب تم اپنے امام کو اس طرح کھو بیٹھو گے کہ تم ان کو دیکھ نہ سکو گے تو اس وقت کیا کرو گے ؟

نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ یہ آیت امام قائم (آلِ محمدؐ) کی شان میں نازل ہوئی ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب تم سے تمھارا امام غائب ہو جائے گا اور تمھیں معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہیں تو وہ کون ہے جو امام کو تمھارے لئے ظاہر کر دے گا۔ کہ وہ تم کو آسمانوں اور زمین کی بھی خبر دے۔ اور حلال و حرام کے احکام بھی پہونچائے۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم ابھی تک اس آیت کی تاویل ظاہر نہیں ہوئی۔ لیکن آئندہ البتّہ ظاہر ہوگی۔

حضرت عمار یاسر فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں حاضر تھا جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اس لڑائی میں بہت سے علمدار قتل کئے۔ اور ان کی جماعت درہم برہم کر دی۔ اور بن عبداللہ جمحی اور شیبہ بن نافع کو بھی جہنم میں پہونچایا میں جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا جناب رسول اللہؐ! آج تو علی ابن ابیطالب نے راہ خدا میں خوب جہاد کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ

سے ہوں۔ وہ میرے علم کے وارث ہیں وہی میرا قرض ادا کریں گے۔ وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میرے بعد مومن خالص کی پہچان ہی نہ ہوسکتی ان کی لڑائی میری لڑائی ہے اور میری لڑائی خدا کی لڑائی ہے۔ ان کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح خدا کی صلح ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ ابن ابیطالب میرے فرزندوں (نواسوں) کے اور ان ائمہؑ کے جو ان کے فرزندوں کے صُلب سے ہوں گے۔ باپ ہیں۔ ان کے صُلب سے خدائےتعالیٰ ائمہ راشدین کو جن میں اس اُمّت کا ہدیٰ بھی ہے ظاہر فرمائے گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسُول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں یہ مہدیؑ کون ہے؟ فرمایا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل سے نو امام پیدا کریگا اور نواں ان میں کا نظر خلائق سے غائب ہو جائے گا۔ قول بارتعالیٰ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ۔ اس پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی غیبت طولانی ہوگی۔ ایک قوم تو اس سے پھر جائے گی۔ کچھ لوگ اس پر قائم رہیں گے۔ جب آخر زمانہ آئے گا تو وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور وہ تاویل قرآن پر ویسے ہی جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر کیا ہے۔ وہ میرا ہمنام اور تمام آدمیوں پر مجھ سے مشابہ ہوگا۔ اے عمارؓ! میرے بعد فور اً فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تم علیؑ ابن ابیطالب کی متابعت کرنا اور انہی کا ساتھ دینا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں۔ اے عمارؓ! عنقریب میرے بعد جنگ صفین برپا ہوگی اس میں تم بھی علی ابن ابیطالب کے ہمراہ بیعت توڑنے والوں اور حق سے روگردانی کرنے والوں سے لڑو گے۔ پھر تم کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمارؓ نے عرض کی یا رسُول اللہ! کیا میرا جہاد کرنا خداوندعالم کی اور حضورؐ کی خوشنودی کا باعث ہوگا؟ فرمایا ہاں! اے عمارؓ! میں بھی تم سے خوش ہوں گا اور خداوندعالم بھی تم سے راضی ہوگا۔ اے عمارؓ! دنیا میں آخری رزق تمھارا دودھ ہوگا۔ جو تم (اپنی شہادت سے پہلے) پیو گے۔ الغرض جب وہ دن آیا کہ معرکہ صفین گرم ہوگیا تو حضرت عمارؓ یاسر پہ سے نکلے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے رسُول اللہ کے بھائی! مجھے بھی میدان جنگ کی اجازت دیجئے؟ فرمایا اے عمارؓ! خدا تم پر رحم فرمائے۔ ابھی ٹھہر جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ عرض کی لیکن وہی جواب ملا۔ پھر تیسری بار عرض کی۔ اس کے جواب میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے۔ عمارؓ نے یہ حال دیکھ کر عرض کیا یا امیرالمومنینؑ! یہ وہی دن ہے جس کی خبر جناب رسُول خدا نے مجھے پہلے ہی دیدی ہے۔ بس جناب امیرالمومنین علیہ السلام گھوڑے سے کود پڑے اور عمارؓ کو گلے لگا کے رخصت کیا پھر فرمایا اے ابوالیقظان! خدا تم کو جناب رسُول خدا کی طرف سے اور میری طرف سے جزائے خیر دے۔ تم میرے بہت اچھے بھائی تھے۔ تم میرے بہت اچھے دوست تھے یہ فرما کے وہ جناب رونے لگے۔ اور عمارؓ بھی خوب روئے۔ بعد اس کے عمارؓ نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ خدا کی قسم میں نے آپ کی اطمینان قلب اور یقین کامل کے ساتھ پیروی اختیار کی ہے۔ کیونکہ جناب رسولؐ خدا نے جنگ خیبر میں مجھ سے فرمایا تھا کہ اے عمارؓ! میرے بعد بڑی سورش اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم علی ابن ابیطالبؑ کی اور ان کے گروہ کی پیروی کرنا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کی طرف ہے۔ اے عمارؓ! عنقریب تم میرے بعد عہد توڑنے والوں اور حق سے منحرف ہونے والوں سے جنگ کروگے۔ یا امیرالمومنینؑ! خدائےتعالیٰ حضور کو اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ کہ آپ نے اسلام کا حق ادا کردیا۔ اور احکام کو بخلوص دل بندگان خدا تک پہونچا دیا۔ اور حق نصیحت کو ادا کر دیا۔ یہ کہہ کر عمارؓ بھی سوار ہو گئے۔ اور جناب امیرالمومنین بھی۔ بس عمارؓ میدان جنگ میں آئے اور اپنے ہمراہیوں سے پانی طلب کیا جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور ایک پیالہ دودھ کا جلدی سے لایا وہ عمارؓ نے نوش کرکے فرمایا یہی مجھے جناب رسُول خدا نے خبر دی تھی کہ تمھارا آخری رزق دودھ ہوگا۔ بعد اس کے عمارؓ یاسر لشکر مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ اور اٹھارہ خارجیوں کو جہنم کی راہ دکھائی۔ آخرالامر دو شامی مردک صحابی رسُول کے مقابل ہوئے اور دونوں نے یکبارگی نیزے مارے جس سے وہ جناب شہید ہو گئے جب رات ہوئی تو جناب امیرالمومنین علیہ السلام شہداء کی نعشوں میں پھرتے پھرتے پہونچے اور عمارؓ کو اُنہی مقتولین میں پڑا ہوا پایا۔ ان حضرتؑ نے اس شہید راہ خدا کا سر اپنے زانو پر رکھا اور رو رو کے مرثیہ پڑھنے لگے۔

أَلَا أَيُّهَا الْمَوْتُ الَّذِي لَيْسَ تَارِكِي أَرِحْنِي فَقَدْ أَفْنَيْتَ كُلَّ خَلِيلِ ۔(اے موت! جو مجھے بھی چھوڑنے والی نہیں ہے اب تو مجھے راحت پہونچا دے کہ تو میرے ہر دوست کو فنا کرچکی)۔

أَيَا مَوْتُ كَمْ هٰذَا التَّفَرُّقُ عَنْوَةً فَلَسْتَ تُبْقِي خُلَّةً لِخَلِيلِ ۔(اے موت! قہر و غلبہ سے یہ تیری تفرقہ پردازی کب تک رہے گی تو تو کسی دوست کی دوستی باقی ہی نہ رکھے گی)۔

أَرَاكَ بَصِيرًا بِالَّذِينَ تُحِبُّهُمْ كَأَنَّكَ تَمْضِي نَحْوَهُمْ بِدَلِيلِ ۔(میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ تو نے اپنے دوستوں کو خوب دیکھ بھال لیا ہے گویا کہ تیرا گزر ان کی طرف کسی دلیل و رہبر کے ذریعہ سے ہوتا ہے)۔

**صفحہ ۶۷۵ نوٹ ۵** نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۔ معانی میں بروایت سفیان جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نون جنت کی ایک ندی ہے۔ خدائےتعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ جم جا۔ وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی پھر خدا نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ پھر قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا وہ سب لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ بس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے اور وہ قلم بھی نور کا قلم ہے۔ اور لوح بھی نور کی لوح ہے۔

سفیان ابن سعید نے عرض کی یا ابن رسُول اللہ! لوح و قلم و مداد کا واقعہ مجھ سے بہ تفصیل بیان فرمائیے اور جو کچھ حضور کو خدائےتعالیٰ نے تعلیم کیا ہے مجھے بھی سکھائیے امام نے فرمایا کہ اے ابن سعید! اگر تم جواب کے اہل نہ ہوتے تو ہم تم کو جواب نہ دیتے۔ (لو سنو!) نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو خبریں دیتا ہے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک حکم و احکام پہونچاتا ہے اور لوح بھی فرشتہ ہے جو پیام و سلام اسرافیلؑ کو دیتا ہے۔ اور اسرافیل میکائیلؑ کو اور میکائیلؑ جبرئیلؑ کو اور جبرئیلؑ نبیوں اور رسولوں کو اطلاع دیتے ہیں پھر فرمایا اے سُفیان! کھڑے ہو جاؤ۔ مجھے تمھارے بارے میں دشمنوں سے اندیشہ ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نون ایک نہر تھی جنت میں۔ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو روشنائی بن جا اور وہ روشنائی ہوگئی پھر اس نے اپنے دستِ (قدرت) سے ایک درخت لگایا۔ لفظ ید بمعنی قدرت ہے۔ ہاتھ کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ فرقۂ مشبہہ قائل ہو گیا ہے۔ (کہ خدا کے ہاتھ ہیں) پھر خدا نے درخت کو قلم بنجانے کا امر فرمایا جب وہ قلم ہو گیا تو حکم دیا کہ لکھ دے۔ اس نے عرض کی کہ پروردگار کیا لکھ دوں ارشاد ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے بس اس نے لکھ دیا۔ بعد اس کے خدا نے اسی پر مہر فرمادی۔ اور ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا

تفسیر قمی میں انہی جناب سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا کر کے حکم دیا کہ لکھ دے۔ بس اس نے گزشتہ اور آئندہ قیامت تک ہونے والی سب باتیں
لکھ دیں۔
الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دس نام ہیں جن میں سے پانچ تو قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ
قرآن کریم میں نہیں ہیں جو کہ قرآن مجید میں ہیں وہ یہ ہیں۔ محمدؐ ، احمد ، عبداللہ ، یٰسٓ ، نٓ۔
تفسیر عیاشی میں بروایت محمد بن مروان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدر بزرگوار صلوات اللہ علیہ
کے ہمراہ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص دراز قد۔ فربہ۔ سر پر عمامہ رکھے ہوئے ان جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ! حضرتؑ نے جواب سلام دیا۔ اس نے عرض کی مجھے حضور سے چند باتیں دریافت کرنی ہیں ان کا جاننے والا ایک یا دو شخصوں کے علاوہ کوئی باقی
نہیں رہا۔ پس اس نے مسئلے پوچھے منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کا مطلب بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا نٓ جنت میں ایک نہر ہے
جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے قلم نے خدا کے حکم سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تحریر کیا وہ نوشتہ قلم کے سامنے ہے۔ مشیت خدا کے بموجب جب کبھی اس
میں سے محو کر دیتا ہے۔ کبھی کوئی چیز گھٹا دیتا ہے۔ کبھی بڑھا دیتا ہے۔ جو منظور خدا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور جو بات اسے منظور نہیں ہوتی وہ نہیں ہوتی۔ سائل
نے عرض کی یابن رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا اس کی تصدیق کرنے سے ان جناب کو بڑا تعجب ہوا۔ جب وہ چل دیا تو مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کو بلا لاؤ۔ میں
اس کے پیچھے گیا مگر پتہ نہ لگا۔

**صفحہ ۷۶ نوٹ ۳** حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ حلاف سے مراد ہے ثانی جس نے جناب رسول خدا کے سامنے حلف اٹھا کر یہ کہا کہ میں عہد نہ توڑوں گا۔
هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ٥ بھی یہی تھا کہ جناب رسول خدا کی چوری کرتا تھا۔ اور اصحاب میں سے ایک دوسرے کی عیب جوئی۔ مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ چونکہ الخیر سے
مراد ہیں جناب امیر المومنین یہ ان حضرتؑ کے ماننے والوں کو سب سے بڑا روکنے والا تھا۔ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ٥ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے ان حضرت پر بڑا ظلم کیا۔ اور
وہ ان سب باتوں کا مجرم ہے۔ عُتُلٍّ ۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ٥ عُتُلٍّ کے معنی ہیں بہت ہی بڑا کفر کرنے والا۔ اور زَنِیْم کے معنی ہیں حرامی ۱۲
معانی الاخبار ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عُتُلٍّ ۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ کے معنی دریافت کئے گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا عُتُلٌّ پکے کافر کو کہتے ہیں
اور زَنِیْمٌ وہ ہے جس کا ذکر طشت از بام ہو۔
تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ وہ ہے جو سخت مزاج۔ صحیح۔ تندرست اور
بڑا کھاؤ ہو۔ جہاں سے کھانا پینا ہاتھ لگے فوراً ڈکار جائے۔ آدمیوں پر بڑا ظلم وستم کرنے والا ہو۔ اور بڑا پیٹا ہو۔ انہی جناب نے فرمایا کہ جنت میں جَوَّاظٌ جَعْظَرِیٌّ
عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ نہ جائیں گے۔ کسی نے پوچھا جَوَّاظ کون ہے؟ فرمایا جو شخص مال زیادہ جمع کرے اور لوگوں کو راہ خدا سے روکے۔ اس نے دریافت کیا جَعْظَرِیّ
کون ہے؟ فرمایا بدزبان، سنگدل۔ پوچھا عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا بڑی توند والا، بدخو، بڑا کھاؤ، بہت پینے والا۔ اوّل درجہ کا متکبر۔ بہت ظلم
کرنے والا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زَنِیْمٌ وہ ہے جس کی اصل ونسل کا پتہ نہ ہو۔

**صفحہ ۷۶ نوٹ ۵** قَالَ اَوْسَطُهُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ اس امت میں سے ایک گروہ یہ یقین
رکھتا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے ذریعہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے
سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ امر تو خدا کی کتاب میں سورج کی روشنی سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے سورۂ نٓ وَالْقَلَمِ میں فرمایا ہے۔۔۔
(مفصل قصہ اس کا یہ ہے) کہ ایک مرد ضعیف ایک باغ کا مالک تھا۔ اور وہ اس کی پیداوار سے اپنی گھر میں اس وقت تک کچھ نہ آنے دیتا تھا جب تک کہ ہر حقدار
کو اس کا حق نہ پہونچا دے۔ جب اس بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے اس کے وارث ہوئے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ اس سال ان کے باغ میں اتنا
پھل آیا کہ ان کے باپ کی زندگی میں کبھی ایسا نہ پھلا تھا ایک دن نماز عصر کے بعد یہ جوان اپنے باغ میں گئے اور اس کے پھلوں کی کثرت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے
اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا بڈھا باپ بیوقوف تھا اس کی عقل ماری گئی تھی۔ آؤ ہم سب آپس میں مل کر اس کا عہد کریں کہ محتاج مسلمانوں میں سے کسی کو اس
سال کچھ نہ دیں تاکہ ہم دولتمند ہو جائیں اور ہمارا مال بڑھ جائے اور آئندہ سال ہمارا جو جی چاہے کریں۔ چار تو اس پر راضی ہو گئے اور پانچواں ناراض رہا اسی کا
ذکر ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ٥ تب کسی نے دریافت کیا کہ یابن عباس آیا وہ بروئے سن کے ان میں
اوسط تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ سن میں تو وہ سب سے چھوٹا تھا۔ اور عقل میں ان سے بڑا۔ اوسط کے یہ معنی ہیں کہ وہ سب سے بہتر تھا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لہٰذا یہ مطلب ہے کہ جو ان میں سے بہتر تھا اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے طریقے پر چلو کہ اس سے سلامت بھی رہو گے اور
نفع بھی اٹھاؤ گے۔ یہ سن کر سب اس پر پل پڑے اور اسے خوب مارا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو چار و ناچار وہ بھی ان میں شریک ہو گیا۔
گو دل میں وہ ان کے اس فعل سے متنفر تھا۔ اب یہ سب اپنے اپنے گھر گئے اور اس بات کی قسم کھائی کہ صبح ہی اس باغ کا میوہ توڑیں گے۔ اور انشاء اللہ نہ کہا پس
خدا تعالیٰ نے ان کو اسی گناہ میں گرفتار کر لیا اور جس رزق کو وہ دیکھ آئے تھے اس کے اور ان کے مابین ایک بلا حائل کر دی پھر اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا
چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَ ٥ وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ٥ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ
هُمْ نَآئِمُوْنَ ٥ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ٥ کسی نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا کہ الصَّرِیْم کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ جھلس کر سیاہ ہو جانا جیسی
کہ اندھیری رات ہوتی ہے۔ کہ اس میں کوئی چمک دمک اور کوئی روشنی نہ ہو۔ صبح کو جو کچھ انھوں نے کیا اسے خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ٥ اَنِ
اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ٥ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ٥ کسی نے کہا یابن عباس یَتَخَافَتُوْنَ کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے فرمایا
کہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے یہ کہتے جاتے تھے اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ٥ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ٥ اور اپنے دل میں انھوں نے یہ

کہا کہ اب ہم جا کے پھل توڑتے ہیں اور یہ خبر ہی نہیں تھی کہ اللہ کی طرف سے کیا بلا نازل ہو چکی ہے ؟ چنانچہ خدا فرماتا ہے فَلَمَّا رَاَوْهَا یعنی جو بلا نازل ہو چکی تھی اسے دیکھا تو قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ پس اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بوجہ ان کے گناہ کے اس رزق سے محروم کر دیا اور اس نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا۔۱۲

**صفحہ ۶۷۷ نوٹ ۳** وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۝ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جن جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو بجا لانے کی اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی آزمائش کی گئی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہو۔ یا جس سے باز رکھا ہو۔ کہ اس میں خدا کی طرف سے امتحان و آزمائش نہ ہو۔ ایک قول کے بموجب اس آیت میں ان لوگوں کے لئے جو اذان کی آواز سنیں اور شریک جماعت نہ ہوں بلکہ گھر ہی بیٹھے رہیں وعید ہے۔ (یعنی دھمکی ہے)۔ تفسیر قمی میں پوری آیت کی تفسیر یوں منقول ہے۔ جس دن پوشیدہ امور یوں ظاہر کئے جائیں گے اور آل محمدؐ کے جو جو حقوق غصب کئے تھے ان سب کا اظہار ہو جائے گا اور غاصبین جناب امیرالمومنینؑ کے رتبوں کو دیکھ لیں گے اور اظہار اطاعت کرنا چاہیں گے تو ان کی گردنیں ایسی اینٹھ کر رہ جائیں گی جیسے گائے بیل کے سینگ ہوتے ہیں پس وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک طرح کا عذاب ہو گا اس لئے کہ انھوں نے دنیا میں جناب امیرالمومنینؑ کے معاملے میں خدا کی اطاعت نہ کی تھی اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۝ یعنی ان کو دنیا میں جناب امیرالمومنین کی ولایت قبول کرنے کو بلایا جاتا تھا اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتے تھے مگر نہ مانتے۔۱۲

**صفحہ ۶۷۷ نوٹ ۴** سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (اس کی تفسیر کے دیکھو صفحہ ۲۰۷ نوٹ نمبر ۵)

**صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۳** اَلْحَاۗقَّةُ ۝: اس کے معنی ہیں قیامت اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں اب رہی وجہ تسمیہ اس کے بارے میں تفسیر صافی میں تین وجہ لکھی ہیں ایک یہ کہ وہ ساعت جس کا واقع ہونا محقق ہے دوسری یہ کہ معاملات کی حقیقت اس میں کھل جائے گی اور ضرور کھل جائے گی۔ تیسری یہ کہ حساب و کتاب اور جزا و سزا جیسے برحق امور اس میں واقع ہوں گے۔۱۲

**صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۴** بِالْقَارِعَةِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسی حالت جو آدمیوں کو ہول اور خوف میں ڈال کر سخت پریشان کر دے گی اور اجرام فلکی کو توڑ پھوڑ کر منتشر کر دے گی یہاں بجائے اس ضمیر کے جو اَلْحَاۗقَّةُ کی جگہ آتی اس لفظ کا استعمال کرنا بتلاتا ہے کہ اس کی شدت بہت ہی بڑھی ہوئی ہو گی۔۱۲

**صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۵** بِالطَّاغِيَةِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسا واقعہ جو شدت میں اپنی حد سے بڑھا ہوا ہو۔

**صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۶** سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ : تفسیر قمی میں ہے کہ قمر بسبب زحل کے سات رات اور آٹھ دن برابر منحوس رہا تھا اور اسی عرصہ میں قوم عاد ہلاک ہو گئی تھی۔ قول صاحب تفسیر صافی : سورۃ القمر کے حواشی میں بیان ہو چکا ہے ان آٹھ دنوں میں سب سے پہلا دن بھی بدھ تھا۔ اور سب سے پچھلا بھی اور بدھ کا دن اوّل سے آخر تک نحس ہی نحس ہے۔۱۲

**صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۷** وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ مُؤْتَفِكٰت سے مراد بصرہ ہے اور خاطئۃ سے مراد فلانہ ہے (یعنی عائشہ)۔۱۲

**صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۳** هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر امت کا محاسبہ اس کے زمانے کا امام فرمائے گا اور ائمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے۔ پس اپنے دوستوں کے اعمال نامے تو دائیں ہاتھ میں دیں گے اور وہ بلا حساب جنت میں چلے جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں کو ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیں گے تو وہ بلا حساب جہنم کو چلے جائیں گے۔ اور جب دوستانِ آئمہ علیہم السلام اپنے اپنے اعمال نامے دیکھیں گے تو اپنے بھائیوں سے کہیں گے هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۔۱۲

**صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۴** كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗــــًٔـۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالقاسمؐ آپ کا یہ گمان ہے کہ اہل جنت کھائیں گے بھی پئیں گے بھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے ایک آدمی کو کھانے میں، پینے میں اور جمع کرنے میں یہاں کے سو سو آدمی کی قوت عطا کی جائے گی۔ اسی شخص نے کہا کہ پھر جو شخص کھائے اور پیئے گا اسے حاجت ضروری بھی ہو گی۔ فرمایا کہ صرف ایک پسینہ جاری ہو گا جس کی خوشبو مشک کی سی ہو گی۔ اور اس سے اس کا پیٹ بالکل صاف اور خالی ہو جائے گا۔۱۲

**صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۵** وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔۱۲

**صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۲** وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ : تفسیر صافی میں ہے کہ ان آیتوں میں ایمان کا ذکر تو اس بات کے ساتھ آیا ہے کہ قرآن مجید کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ اور تذکرہ یعنی غور و فکر و نصیحت حاصل کرنے کا ذکر اس بات کے ساتھ آیا ہے کہ کسی کاہن کا قول نہیں ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے یعنی قرآن مجید کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ یہ تو کھلی بات ہے اس سے تو سوائے معاند کے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کیونکہ شعراء کے کلام سے اس کلام کو کوئی مشابہت ہی نہیں ہے۔ بلکہ حالت بالکل اس کے برخلاف ہے اب رہا کہانت کے برخلاف ہونا یہ غور و فکر چاہتا ہے یعنی پہلے

جناب رسولؐ خدا کے حالات سے واقفیت حاصل کی جائے اور قرآن کے معنی میں غور و فکر کی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ کاہنوں کا طریقہ کیا اور ان کے اقوال کا مطلب کہاں اور یہ کیا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۳** تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا حکم عزت والے رسولؐ یعنی جبرئیلؑ امین نے خدا کی طرف سے پہونچایا۔ کیونکہ لوگوں نے یہ کہدیا تھا کہ محمدؐ نے اپنے پروردگار کو برخلاف جھوٹ بول دیا ہے۔ اللہ نے ان کے بارے میں یہ حکم نہیں دیا ہے پس خدا تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن مجید نازل کیا اور فرمایا اِنَّ وَلَايَةَ عَلِيٍّ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ الخ۔ پھر اس پر عطف فرمایا اور ارشاد فرمایا اِنَّ وَلَايَةَ عَلِيٍّ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِنَّ عَلِيًّا لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ وَلَايَتَهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ يَا مُحَمَّدُ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۱۲۵

**صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۴** وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر (مقام خم غدیر میں) ان کی ولایت کا اظہار کیا ہے تو اس وقت ان دو صاحبوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ و اللہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور یہ کوئی چیز بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ رسولؐ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچیرے بھائی کو اس کے ذریعہ سے بزرگ بنا دیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا سے لے کر آخر سورہ تک یہ سب آیتیں نازل کیں۔ از آنجملہ یہ جو فرمایا اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ اس سے مراد فلاں اور فلاں ہیں اور یہ جو فرمایا وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اس میں اس ضمیر سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۲** فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت میں ٹھہرنے کے موقع پچاس اور ہر ایک موقعہ پر ہزار برس کھڑا رہنا پڑے گا۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ کسی نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا یا رسولؐ اللہ یہ دن کیسا لمبا معلوم ہو گا۔؟ فرمایا اسی (خدا) کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مومن کو تو وہ اس سے بھی کم معلوم ہو گا۔ جتنی دیر میں وہ ایک نماز واجب پڑھ لیتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۳** وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ: عِهْن کے لفظی معنی رنگ برنگ کی رنگی ہوئی اُون کے ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ چونکہ پہاڑ رنگ برنگ کے ہوتے ہیں اس لئے جب وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور اڑا دیئے جائیں گے تو وہ دھنکی ہوئی اون سے مشابہ ہوں گے۔ جب کہ ہوا اس کو اڑا دے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۴** وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد اس کی ماں ہے جس نے اس کو جنا اور ایک قول کے بموجب کنبہ جس سے اس کا عکاس ہے اور جن میں وہ رہتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۵** اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی ذات پر جو نمازیں نافلہ وغیرہ لازم کر لی ہیں ان کی پابندی سے بنا ہے جاتے ہیں الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رات کی قضا کو دن میں اور دن کی قضا کو رات میں پورا کر دیتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۶** وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حقِ معلوم سے مراد مقدار مراد ہے جس کو کوئی شخص اپنے مال سے نکالے اور وہ زکوٰۃ واجب نہ ہو اور چونکہ یہ اپنی خوشی سے نکالتا ہے اس میں اسے اختیار ہے کہ زیادہ نکالے یا کم اور جہاں تک اختیار ہو اپنے کسی عزیز کے ساتھ سلوک کرے اور کسی کمزور کو قوت پہونچائے۔ اور کسی درماندہ کو اس کے ذریعہ سے سوار کرا دے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہونچائے یا کسی مصیبت میں جو اس پر آ پڑے اس کا ساتھ دے۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ المحروم سے وہ پیشہ مراد ہے جس کا ہاتھ خرید و فروخت سے بند ہو گیا ہو اور اس طرح وہ اپنی روزی نہ کما سکتا ہو۔ اور ایک روایت کے بموجب المحروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو وہ پیشہ ور بھی ہو مگر کافی رزق اس کو میسر نہ آتا ہو۔ ۱۲

**نوٹ ۴** ۔ تَمَنَّ......تا......رَصَدًا ۝ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں کاہن کی خبر دینے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ اس میں فرمایا کہ آسمان کی خبر دینے کی وجہ یہ تھی کہ شیاطین ایسی جگہ جا بیٹھا کرتے تھے جہاں سے وہ چوری چھپے خبریں سُن لیں اس لئے کہ اس وقت تک نہ تو وہ اس سے روکے جاتے تھے اور نہ ان پر ستاروں کی مار پڑتی تھی۔ (بعد ولادت جناب رسولؐ خدا) وہ اس چوری چھپے خبریں لینے سے اس لئے بھی روکے گئے ہیں کہ زمین پر کوئی خبر ایسی نہ آنے پائے جو آسمان کی خبر دہی سے مشابہ ہو۔ تاکہ خدا کی طرف سے حجّت ثابت کرنے کے لئے اور شبہات دور کرنے کے لئے جو کچھ آتا ہے وہ اہلِ زمین کے لئے کسی دوسری چیز کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے اور شیطان کی حالت یہ تھی کہ وہ خبر آسمان سے یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے مخلوق میں جو کچھ حادث کرنا چاہا تھا اس کے متعلق ایک ادھ کلمہ سُن لیتا تھا اس کو لے بھاگتا تھا اور زمین میں آ کر وہی کاہن سے کہہ دیتا تھا اور کاہن اس میں کچھ باتیں اپنی طرف سے بڑھا دیتا تھا۔ اس طرح حق و باطل مخلوط ہو جاتا تھا۔ پس جو سچی خبر کاہن دیا کرتا تھا وہ تو اس میں سے ہوتی تھی جو شیطان سن کر اسے پہونچایا کرتا تھا۔ پس جس وقت سے شیطان خبریں چرانے سے روک دیئے گئے۔ اسی وقت سے کہانت کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ (اس مضمون کی مزید توضیح کے لئے دیکھو صفحہ ۴۳۱ نوٹ نمبر ۱ اور صفحہ ۴۳۵ نوٹ نمبر ۳) ۱۲

**صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۸** اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ فِيْ عَلِيٍّ (مگر اللہ کی جانب سے پہونچا دوں اور علیؑ کے بارے میں اس کے پیغام ادا کر دوں)۔ ۱۲

**صفحہ ۶۸۴ نوٹ ۴** يَسْلُكُ......تا......رَصَدًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس رسولؐ کو جسے پسند کر چکا ہے ان واقعات کی بھی خبر دیتا رہتا ہے۔ جو اس سے پہلے ہو چکے اور ان واقعات کی بھی جو ان کے بعد ہونیوالے ہیں۔ جیسے وہ اخبار جو قائمؑ آل محمدؐ اور رجعت

اور قیامت کے احوال سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مَرْصَدًا کے معنی ہیں نگہبان فرشتوں کا گروہ جو ان اخبار کی نگہبانی کرتا رہتا ہے کہ نہ شیطان ان میں سے کوئی بات اڑا سکے اور نہ ان میں کوئی جھوٹی خبر ملا سکے ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۵** قَلِيْلًا ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قلیل سے مراد ہے آدھی اور فرمایا اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھی میں سے آدھی یعنی چوتھائی حصۂ شب نماز کے لئے مخصوص رکھو یا آدھی کے ساتھ آدھی یعنی چوتھائی اور ملا لو ۔ اور تین چوتھائی عبادت کے لئے رکھو ۔ اور چوتھائی حصہ آرام کے لئے مخصوص کرو ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۶** وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا ۔ فرمایا کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسا صاف صاف پڑھو کہ الفاظ اور معنی صاف سمجھ میں آجائیں ۔ نہ اس کے پڑھنے میں گھاس کاٹو جیسے عرب کے لوگ شعر پڑھتے ہیں اور نہ اس کے الفاظ کو پراگندہ کرو جیسے ریت کے ذرّے پراگندہ ہوتے ہیں بلکہ اپنی سنگدلی کو اس کے ذریعہ سے نرم دلی سے بدلو اور تم میں سے کسی کی کوشش یہ نہ ہو کہ کہیں سورت کو جلد ختم کر دو (مزید تفصیل کے لئے دیکھو دیباچہ مقدمۂ آداب و احکام تلاوت) ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۷** قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے مراد ہے قرآن مجید ۔ اس لئے کہ احکام جو اس میں دیئے گئے ہیں وہ مکلفین پر گراں گزرنے والے ہیں اور ایک قول کے بموجب اس سے مراد ہے نزول قرآن کی گرانی ۔ اس لئے کہ نزول قرآن کے وقت آنحضرتؐ کی حالت بہت متغیر ہو جاتی تھی ۔ اور جسم مبارک عرق عرق ہو جایا کرتا تھا ۔ چنانچہ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ سورۂ مائدہ جس وقت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ شہبا خچر پر سوار تھے اور حضرتؐ پر وحی کی گرانی ہوئی تا اینکہ وہ (خچر) نہ فقط کھڑا ہو گیا بلکہ اس کا پیٹ جھک آیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کی ناف زمین کو چھو لے ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۸** اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ الخ : الفقیہ اور التہذیب میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ اس سے مطلب ہے کہ کسی شخص کا اپنے فرش خواب سے اٹھ کر رات کو عبادت کرنا ۔ جس سے محض خدا کی خوشنودی مراد ہو ۔ کسی اور کی رضا مدنظر نہ ہو ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۹** سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ : تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے سونے کے لئے ـــ اور ضرورتوں کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۳** قول مترجم :ـ غالباً پاک دامنی اور تر دامنی کے معنی یہیں سے پیدا ہوئے ہیں ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۴** وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی عطیہ اس نیت سے نہ دو کہ تم اس سے زیادہ لینے کے خواستگار ہو ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو نیکی بھی خدا کے واسطے کرو اس کو زائد نہ سمجھو ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۵** فَذٰلِكَ ...... تا ...... غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں سے ایک مظفر و منصور امام ہیں جو بحکم خدا (نظروں سے) پوشیدہ ہیں جس وقت اللہ تعالیٰ ان کے امر کو ظاہر کرنا چاہے گا تو ان کے دل میں ایک نکتہ پیدا کر دے گا ۔ پس وہ ظاہر ہو جائیں گے اور امر خدا کے ساتھ قیام کریں گے ۔۱۲

**صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۶** ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت ابوجہل کے چچا ولید ابن مغیرہ مخزومی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لئے کہ وہ وحید کے لقب سے ملقب تھا ۔ خدا تعالیٰ نے بھی بطور استہزاء اس کو اسی نام سے پکارا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وحید اس شخص کو کہتے ہیں جس کے باپ کا پتہ معلوم نہ ہو ۔ قول مترجم :ـ ظاہر میں اس کے باپ کا نام لیا گیا ہے مگر شاید یہ ایسی ہی بات ہو جیسے عمرو ابن العاص عاصی کا بیٹا مشہور ہو گیا ۔ حالانکہ عمرو کی ولادت کے وقت پانچ شخص مدعی تھے ہر شخص کہتا تھا کہ یہ میرے ہی نطفہ سے ہے بالآخر اس کی ماں کو حکم بنایا گیا اور اس نے عاص قصائی کے حق میں ڈگری دیدی ۔ اس ڈگری کی رو سے عمرو بن العاص بن گیا ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۱** ابوجہل نے کہا پھر یہ شعر ہے کہا نہیں ۔ میں نے عرب کے شعر بہت سُنے ہیں ۔ ہر بحر کے سُنے ہیں ۔ بسیط ، مدید ، رمل ، رجز ۔ یہ شعر نہیں ہے ! ابوجہل نے کہا پھر آخر یہ کیا ہے ؟ کہا آج تو مجھے چھوڑ دو ، سوچ لینے دو جب دوسرا دن ہوا قریش نے کہا کہ اے ابوعبدالشمس تم اس کے بارے میں جو تم سے دریافت کر چکے ہیں کیا کہتے ہو ؟ اس نے کہا بھائیو ! یہ کہو کہ جادو ہے کیونکہ آدمیوں کے دلوں کو موہ لیتا ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں اپنے رسولؐ پر ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ سے لے کر یہاں تک کی آیتیں نازل فرمائیں وحید اسے اس لئے کہا گیا کہ اس نے قوم قریش سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ ایک سال کعبہ کی پوشش کا خرچ تنہا میرے ذمہ اور ایک سال قریش کے کل گروہ کے ذمہ کیونکہ اس شخص کے پاس مال بھی بہت تھا ۔ باغات بھی بہت تھے اور دس بیٹے اس کے مکۂ معظمہ میں تھے اور دس غلام تھے جن میں سے ہر ایک کو تجارت کرنے کے لئے ہزار ہزار اشرفیاں دے رکھی تھیں ۔ تفسیر قمی میں ایک اور روایت میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب آیتیں عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ۔ بوجہ اس کے کہ وہ ولایت کا منکر تھا اور اس کو خدا تعالیٰ نے وحید کہا ہے ۔ کیونکہ وہ والدالزنا تھا پھر حضرتؑ نے سب آیتوں کی تاویل اس کے بارے میں بیان فرمائی ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۲** وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ روضۃ الواعظین میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام صعود ہے ۔ اور اس صعود میں ایک میدان ہے جس کا نام سقر ہے اور سقر میں ایک کنواں ہے جس کا نام ہبہب ہے ۔ جب کبھی اس کنویں کا ڈھکنا کھولا جاتا ہے تو تمام اہل جہنم اس کی گرمی کی شدت سے چیخ اٹھتے ہیں اور یہی کنواں ظالموں کے رہنے کی جگہ ہے ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۳** عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ : تفسیر قمی میں ہے کہ ایک ایک جہنمی شخص کے لئے عذاب نازل کرنے پر انیس (19) انیس (19) فرشتے مقرر کئے جائیں گے ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۴** وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ ھِیَ سے مراد ولایت جناب امیرالمومنینؑ ہے

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۵** اِلَّا اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین خود جناب امیرالمومنینؑ ہیں اور اصحاب الیمین ان حضرتؑ کے شیعہ ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۶** قَالُوْا ...... تا ...... الْمُصَلِّيْنَ ۝ نہج البلاغہ میں ہے کہ نماز کے معاملہ میں بڑی تاکید رکھو اور نماز کی بڑی محافظت کرو اور اس کو بکثرت بجالاؤ۔ اور نماز کے ذریعہ سے تقربِ خدا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ نماز کو ٹھیک ٹھیک بجالانا بر بجالانا مومنوں کے ذمہ واجب ہے۔ کیا تم جہنمیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جس وقت ان سے پوچھا جائے گا مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ اور کافی میں بھی ان حضرتؑ سے یہ روایت ہے اور جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک دوسرے معنی منقول ہیں یعنی آنحضرتؑ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان آئمہ کے پیروؤں میں سے نہیں تھے جن کے بارے میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ کیا تم نہیں دیکھتے اس گھوڑے کو جو گھوڑدوڑ میں سب سے دوسرے نمبر پر رہتا ہے مصلّی کہتے ہیں پس وہ لوگ جو یہ کہیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ تو اس معنی میں کہیں گے کہ ہم سابقین کے پیرو نہ ہوئے۔ اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے تیسرے معنی یہ بھی منقول ہیں یعنی وہ لوگ کہیں گے کہ ہم وصی محمد مصطفےٰؐ اور ان کے بعد کے اوصیاء کے دوستدار نہ تھے اور ان پر درود نہ بھیجا کرتے تھے

**صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۷** وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ آل محمدؐ کے جو حقوق خمس وغیرہ میں سے ہیں وہ رسولِ خدا کے ذوی القربیٰ وتیامی ومساکین اور مسافرین کو نہیں دیا کرتے تھے ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۴** اَيَحْسَبُ ..... تا ..... عِظَامَهٗ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت طوی ابنِ ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے جناب رسولِ خدا سے معاملہ قیامت کو دریافت کیا تھا۔ اور آنحضرتؐ نے اس کی اس کو اطلاع دی تھی۔ تو اس نے کہا تھا کہ اگر میں اس دن کو آنکھ سے بھی دیکھ لوں گا تو بھی میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا کہ اللہ ان ہڈیوں کو جمع کرے گا۔۱۲

**صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۵** لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ تو کر کر کے آگے بھیجتا جائے اور توبہ کو پیچھے ڈالتا جائے اور کہتا جائے کہ آگے بڑھ کر توبہ کرلوں گا۔۱۲

**صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۶** وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کتاب الغیبہ میں ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا۔؟ فرمایا جب کہ تمھیں کعبہ جانے سے روک دیا جائے گا۔ اور سورج اور چاند یکجا ہو جائیں گے۔ اور ستارے ان کے گرداگرد جمع ہو جائیں گے پھر عرض کی گئی کہ یہ ہوگا کب فرمایا فلاں فلاں سال میں دابۃ الارض صفا اور مروہ کے مانند ظاہر ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں موسیٰؑ کا عصا اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی۔ لوگوں کو ہنکا کر میدان حشر کی طرف لے جائے گا۔۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۷** بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ہر نیکی اور بدی سے جو یہ کر کے آگے بھیج گیا ہے اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہے مطلع کیا جائیگا۔ اور جو قاعدہ ایسا نکالا گیا ہے کہ لوگ اس پر عمل کریں پس اگر وہ کوئی بدی ہے تو ان سب مرتکب ہونے والوں کے برابر جاری کرنے والے پر وبال ہوگا۔ حالانکہ ان کے وبال میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی نیکی ہے تو اس کے کل بجالانے والوں کے برابر اس شخص اکیلے کو اجر دیا جائے گا۔ حالانکہ ان کے اجر میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۴** فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اس حکم کے بعد سے یہ دستور تھا کہ جبرئیلؑ امین جناب رسولِ خدا پر جب کوئی چیز لے کر آتے تو آنحضرتؐ سر جھکا کر سنتے رہتے اور جب وہ چلے جاتے تب اسے تلاوت فرماتے ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۵** اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ التوحید اور احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ داستانِ خدا حساب وکتاب سے فارغ ہونے کے بعد ایک ایسی ندی پر پہونچیں کے جس کا نام حیوان ہے اس میں غسل بھی کریں گے اور پئیں گے بھی تو ان کے چہرے بڑی چمک دمک کے ساتھ سفید اور نورانی ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح کی تکلیف وخستگی ان سے دور ہو جائے گی۔ پھر جنت میں داخل کئے جانے کا حکم ہوگا اور وہیں سے وہ دیکھیں گے کہ ان کا پروردگار کس کس طرح سے ان کو بدلا دیتا ہے۔ خداتعالےٰ کے قول اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے بدلہ دینے کو دیکھیں گے۔ اور احتجاج طبرسی میں اتنی بات اور زائد ہے کہ ناظرہ کے معنی بعض لغات میں منتظرہ (انتظار کرنے والے) کے بھی آئے ہیں جیسی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۶** اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝: کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ فرزند آدمؑ کو موت آلیتی ہے اور اس وقت وہ کہتا ہے کہ کوئی طبیب ہے جو مجھے بچالے۔ اور وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ اب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ دوست احباب سے چھوٹنا ضرور ہے اور وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا طے ہو گئی اور آخرت سامنے آگئی۔ اور اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ بازگشت صرف پروردگار عالم ہی کی حضور میں ہو گی ۔۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۷** ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ تفسیر قمی میں خود اس آیت کا اور اس کے ماقبل ومابعد کی آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ جناب رسولِ خدا نے بروز غدیر خم علی مرتضیٰؑ کی بیعت کے لئے بلایا۔ پس جب لوگوں نے یہ پیغام سنا اور آنحضرت نے علی مرتضیٰؑ کے بارے میں جو خبر ان کو دینا چاہتے تھے وہ خبر ان کو پہونچادی۔ اور اب لوگ وہاں سے واپس آئے تو معاویہ نے مغیرہ ابن شعبہ اور ابوموسیٰ اشعری دونوں کا سہارا لیا پھر اکڑتا ہوا اپنے اہل وعیال کی طرف گیا اور یہ کہتا تھا کہ ہم علی مرتضیٰؑ کی ولایت کا اقرار نہ کریں گے۔ اور نہ محمدؐ کے قول کو سچا جانیں گے۔ اس کے بارے میں خداتعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

فَلَا صَدَّقَ...... تا...... فَاَوْلٰی جناب رسُول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور اس سے برائت ظاہر کرنے کا قصد فرماتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ہٖ لہذا جناب رسُول خدا خاموش رہے۔ اور اس کا نام نہ لیا۔ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ہ الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسُول خدا نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ہ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ہ ابوجہل نے جواب میں کہا کہ آپ مجھے دھمکاتے کاہے سے ہیں نہ آپ میں یہ قدرت ہے نہ آپ کے پروردگار میں۔ کہ میرا کچھ بگاڑ سکے۔ میں اس میدان کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہوں۔ اس پر پروردگار عالم نے جو الفاظ جناب رسُول خدا کی زبان سے نکلے تھے وہی اپنے کلام پاک میں نازل فرمادیئے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۸** اَلَيْسَ...... تا...... الْمَوْتٰی ہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ بَلٰی (اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ تیری ذات منزہ ہے بے شک تو قادر ہے) جناب امام محمدؑ باقر و جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بھی ایسا ہی مروی ہے العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السّلام جب اس سورہ کو تلاوت فرماتے تھے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد یہی الفاظ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۵** وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ہ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے اس حدیث کے سلسلے میں جو مومن کے اوصاف میں بیان ہوئی ہیں مذکور ہے کہ درو لذۂ جنت پر ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے ایک ایک پتّے کے نیچے ایک ایک ہزار آدمی پناہ لے سکتے ہیں اور اس درخت کے دائیں طرف ایک پاک وصاف کرنے والا چشمہ ہے جب اس میں سے مومن پیئیں گے تو خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو حسد باطنی سے پاک وصاف کر دے گا۔ اور ظاہر چہرہ و جلد پر جو بال ہیں سب گر جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے اس قول وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۶** اِنَّا...... تا...... تَنْزِيْلًا ہ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس سے مطلب ہے علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کے بارے میں قرآن مجید کا ایسا نازل فرمانا جیسا کہ نازل فرمانے کا حق ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۷** وَاذْكُرِاسْمَ...... تا...... لَيْلًا طَوِيْلًا ہ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو تسبیح کا ذکر ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا نماز شب اور ایک قول کے بموجب بُكْرَةً سے مراد ہے نماز فجر اور اَصِيْلًا سے ظہرین۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ سے مغرب وعشاء اور سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ہ سے مُراد ہے نماز تہجد۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۸** اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ج: کافی میں جناب امام موسیٰؑ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے جناب علیؑ مرتضیٰ کی ولایت۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۳ نوٹ ۶** قصہ تو اس کا طویل ہے مگر خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حسنین علیہ السّلام بیمار ہوئے اور ان کے جدّ امجد مع سرداران عرب ان کی عیادت کو آئے اور علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تم اپنے بچوں کی صحت کیلئے کوئی منت مانو ان حضرتؑ نے یہ منت مانی

کہ جس وقت خدا تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے گا میں تین دن کے روزے رکھوں گا۔ اور یہی منت جناب سیّدہؑ نے مانی اور یہی فضّہ خاتون نے۔ بچے تندرست ہوئے گھر میں کوئی سامان نہ تھا تو حضرت ایک یہودی سے تین صاع جو قرض لائے۔ اور ایک روایت کے بموجب اتنا ہی اون کاتنے کو لائے اور یہ جو اون کاتنے کی مزدوری تھی۔ اور یہ سامان جناب سیّدہؑ کے سپرد کیا ان حضرت نے پہلے روز۔ (ایک صاع اون کاتی) ایک صاع جو پیسے۔ روٹیاں تیار کیں اور جب حضرتؑ نماز مغرب پڑھ کر آئے تو دسترخوان بچھا کر حضرتؑ کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں ایک مسکین نے دروازہ پر آکر ندا دی اور سوال کیا۔ یہ سب کھانا اس کو دے دیا اور صرف پانی سے افطار کیا جب دوسرا دن ہوا پھر روزہ کی حالت میں (ایک صاع اون کاتی اور) ایک صاع جو پیسے۔ روٹیاں تیار کیں۔ اور افطار کے وقت حضرتؑ کے سامنے رکھیں کہ ایک یتیم دروازہ پر آپکارا اور کھانا مانگنے لگا وہ سب روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی کے سوا اور کوئی چیز نہ چکھی جب تیسرا روز ہوا تو روزہ کی حالت میں سیّدہؑ نے (بقیہ اون کاتی پھر) بقیہ جو پیسے روٹیاں پکائیں اور بوقت افطار علیؑ مرتضیٰ کے سامنے رکھی گئیں۔ یکایک ایک قیدی دروازہ پر آپکارا اور کھانے کا طالب ہوا سب حضرات نے کھانا اس کو دیدیا اور پانی کے سوا کچھ نہ چکھا۔ چوتھا دن ہوا اور منت سے فراغت پا چکے تو علیؑ مرتضیٰ حسنین علیہ السّلام کو لے کر رسُول خدا کی خدمت میں آئے ان دونوں بزرگواروں کا ضعف ظاہر تھا۔ پس جناب رسُول خدا نے گریہ فرمایا اور جبرئیل امین سورۂ ہل اتیٰ لے کر نازل ہوئے (اس واقعہ کے متعلق اور روایتیں آگے ملاحظہ فرمایئے) قول مترجم:۔ غور سے دیکھنا اور سمجھنا چاہیئے کہ جب جناب سیّدہؑ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹیاں خود امیرالمومنینؑ نے مسکین اور یتیم اور مشرک اور قیدی تک کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائیں تو ان حضرتؑ کی نذر کا کھانا خود ان کی اولاد کے مردوں سے چھپانا کس درجہ بدعت اور خلاف سُنّت ہے۔ ۱۲

ایک روایت میں ہے کہ جناب امیرؑ المومنین علیہ السّلام نے خرمہ کے درخت سینچنے کی مزدوری کی تھی (باغ والے نے معاملہ یوں کیا تھا کہ) رات بھر (آپ میرے) درختوں کو سینچیں۔ صبح کو اتنے جو (آپ کو) ملیں گے۔ غرض جب صبح ہوگئی اور جو حضرتؑ کو مل گئے تو اس میں سے ایک تہائی جو کا آٹا پیسا گیا اور حریرہ پکایا گیا! اسکا تیار ہونا تھا کہ ایک مسکین نے آواز دی۔ ان حضرات نے وہ سب حریرہ اس کو دیدیا۔ پھر ایک حصہ پھر پکنے کے واسطے چڑھایا۔ تیار ہوتے ہی ایک یتیم آموجود ہوا۔ ان بزرگوار نے وہ اسے کھلا دیا۔ پھر تیسرا حصہ پکانے کے لئے درست کیا گیا۔ جب وہ پک چکا مشرکین عرب میں سے ایک قیدی نے سوال کیا۔ ان معصومین نے یہ کھانا اسے کھلادیا۔ اور خود تمام دن بھوکے رہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہ کے پاس تھوڑے سے جو تھے۔ جناب معصومہ نے ان کا دلیہ تیار کیا اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ کہ ایک مسکین آیا اور اس نے آواز دی کہ خدا آپ حضرات پر رحمت نازل کرے۔ میں بھوکا ہوں جو کچھ خدا نے آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کھلایئے یہ آواز سن کر جناب امیرالمومنین علیہ السّلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تہائی دلیہ اسے دیدیا۔ پھر (اس کے جاتے ہی) ایک یتیم آموجود ہوا اور عرض کی

خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ (میں بھوکا ہوں) مجھے کچھ کھلایئے۔ حضرتؑ نے ایک تہائی اس کو بھی دیدیا۔ بعد اس کے ایک قیدی نے آکر سوال کیا حضرتؑ نے مابقی اس کے حوالے کر دیا۔ اور ان حضرات میں سے کسی نے کچھ بھی نہ چکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے چند آیتیں ان حضرات کی شان میں نازل فرمائیں۔ اور جو کوئی مومن خوشنودیٔ خدا کے لئے (کسی یتیم، مسکین، قیدی کو) کھانا کھلائے (اور اپنے نفس پر اس کو مقدم رکھے تو بنا برتاویل) اس کے حق میں بھی یہ آیتیں جاری ہوں گی۔

قول مترجم:۔ یہ روائیتیں اس قدر قوی نہیں ہیں جتنی وہ جو نوٹ میں درج کی گئی ہیں۔

المناقب میں جو روایت منقول ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جب ان بزرگواروں کی بھوک ملاحظہ فرمائی تو جبرئیلؑ امین نازل ہوئے ان کے ہمراہ سونے کا طبق تھا اس طبق میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ وہ طبق آب گوشت کی بھیگی ہوئی روٹی میں لبریز تھا۔ مشک اور کافور کی خوشبو اس سے آتی تھی وہ کھانا سب نے مل کر خوب سیر ہو کے کھایا لیکن اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ جناب امام حسین علیہ السّلام دولت سرا سے برآمد ہوئے اس طرح کہ اس معصوم کے دست مبارک میں ایک پارچہ گوشت تھا ایک یہودی کی لڑکی نے دیکھ کر آواز دی کہ اے اہلبیتؑ رسالت میں بھوکی ہوں۔ یہ تمھیں کہاں سے ہاتھ لگا اس میں سے مجھے بھی کھلا دیجئے۔ جناب امام حسین علیہ السّلام نے اس کو عطا کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فوراً جبرئیل امین آگئے اور ان جنابؑ کے دست مبارک سے وہ پارچہ لے لیا۔ اور وہ طبق بھی آسمان کی طرف اٹھ گیا۔ حضور سرورؐ عالم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا نور نظر حسینؑ اس یہودی کو پارچہ دینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتا تو یہ طبق میرے اہلبیتؑ کے پاس ہمیشہ رہتا قیامت تک وہ سب اس میں سے کھاتے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ الخ۔

**صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۴** وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسولؐ اوقات مختلفہ میں مبعوث کئے گئے۔ اور یہ بھی مطلب ہے کہ ان سب کے لئے ایک وقت معیّن ہے جس پر حاضر ہو کر اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادتیں دیں گے اور اس کی دوسری قرأت وُقِّتَتْ بھی آئی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۵** وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ جھٹلانے والوں کی اس دن پوری شامت آئے گی جنھوں نے اس وحی کو جھٹلا دیا جو میں نے تمھاری طرف ولایت علیؑ مرتضیٰ کی بابت بھیجی تھی۔ اور فرمایا کہ اوپر کی آیت میں اولین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسولوں کو اوصیاء کی ولایت کے بارے میں جھٹلایا اور المجرمین سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے آل محمدؐ کے بارے میں جرم کیا اور وصیٔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنا ہو سکا ستایا۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۶** كِفَاتًا: تفسیر قمی میں ہے کہ کفات سے مراد ہے رہنے کی جگہ۔ چنانچہ جب امیرالمومنینؑ صفین سے لوٹے آرہے تھے تو قبرستان کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا کہ یہ زندوں کے لئے کفات ہے۔ ۱۲

## پارۂ بست ونہم ۲۹ تمام شد

# ضمیمہ متعلق پارۂ سی اُم

**صفحہ ۶۹۷ نوٹ ۲** فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دس گروہ الگ الگ محشور کئے جائیں گے اور ان کو خدائے تعالیٰ حقیقی مسلمانوں سے بالکل جدا کر دیگا اور ان کی صورت بدل دیگا۔ کچھ تو ان میں سے بندروں کی صورت ہو جائیں گے اور کچھ سوٗروں کی صورت اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے پاؤں اوپر کی طرف ہوں گے اور منہ نیچے کی طرف اور اسی حالت میں گھسیٹے جائیں گے۔ اور کچھ ان میں سے اندھے ہوں گے جو مارے مارے پھرتے ہوں گے، کچھ ان میں سے بہرے ہوں گے کہ کچھ نہ سمجھتے ہوں گے اور ان میں سے ایسے ہوں گے کہ اپنی زبانیں خود چباتے ہوں گے اور ان کے منہ سے بجائے لعاب کے پیپ بہتی ہوگی۔ جس سے کل اہلِ محشر نفرت ظاہر کرتے ہوں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے کہ جو جہنمی درخت کی شاخوں پر سولی دیئے گئے ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کی بدبو مردار کی بدبو سے بھی زیادہ خراب ہوگی۔ اور بعض ایسے ہوں گے کہ ان کو قطران (تارکول) کے بڑے بڑے چغے پہنائے جائیں گے جو ان کی جلد بدن سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ لوگ جو بندروں کی صورت ہوں گے وہ تو چغلخور ہوں گے اور جو سوٗروں کی صورت میں ہوں گے وہ مالِ حرام کھانے والے ہوں گے۔ اور جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے وہ سود خوار ہوں گے۔ اور اندھے وہ ہوں گے جو فیصلہ کرنے میں ظلم کریں گے۔ اور بہرے گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر نازاں ہوں گے۔ اور اپنی زبانوں کے چبانے والے وہ علماء اور وہ فیصلہ کرنے والے ہوں گے جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہوں۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کٹے ہوں گے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور آگ کی لکڑیوں پر سولی ان کو دی جائے گی جو بادشاہ کے دربار میں لوگوں کی برائیاں کرتے ہوں۔ اور بدبو میں مردار سے بدتر وہ لوگ ہوں گے جو بیجا خواہشوں اور لذتوں میں پڑے ہوں اور ان کے مال میں جو خدا کا حق ہو اس کو روکتے ہوں۔ اور قطران (تارکول) کے جبے وہ لوگ پہنے ہوئے ہوں گے جو شیخی خورے اور بیجا فخر کرنے والے ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۷ نوٹ ۳** اَحْقَابًا۝:۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ احقاب سے مراد آٹھ حقبے ہیں اور ہر حقبہ اسّی برس کا ہوگا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا۔ اور ہر دن تمہاری گنتی سے ایک ہزار برس کا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو آخر میں جہنم سے نکل آئیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۸ نوٹ ۵** یَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا۝:۔ علل الشرائع میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰ کی کنیت ابوتراب کیوں قرار دی؟ فرمایا اس لئے کہ وہ زمین کے مالک ہیں۔ اور اہلِ زمین پر بعد جناب رسولخداؐ کے خدا کی حجت ہیں۔ انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے اس کو سکون ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ میں نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خدائے تعالیٰ نے شیعانِ علیؑ کے واسطے قیامت کے دن جو جو کچھ اجر و ثواب اور قرب و کرامت کے سامان تیار کئے ہیں کافر ان کو دیکھے گا تو حسرت و افسوس سے یوں کہے گا کہ کاش میں تراب ہوتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں بھی شیعان علیؑ میں سے ہوتا ہے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ یَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا۝۔ ۱۲

**صفحہ ۶۹۸ نوٹ ۶** وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ ...... تا ...... فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ سب موت کے فرشتوں کی صفتیں ہیں۔ جن کی قسم خدائے تعالیٰ نے اس بارے میں کھائی ہے کہ قیامت ضرور قائم ہوگی اور ظاہر لفظوں میں قیامت کا قائم ہونا محذوف ہے اس لئے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سوائے قیامت کے اور کسی دن پر دلالت ہی نہیں کرتا۔ پس فرماتا ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ یعنی ان فرشتوں کی قسم ہے جو کافروں کے جسم سے ان کی روح کو اس زور سے کھینچتے ہیں جیسے کمان کھینچنے والا اپنی کمان کو کھینچتے کھینچتے انتہائے حد کو پہنچا دے۔ اور وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۝ کے یہ معنی ہیں کہ ان کو روحوں کو جہاں جہاں بھی ان کے جسم میں خلا ہے اس میں سے نہایت تکلیف اور صدمہ پہنچا کر کھینچ لیں گے۔ حتّٰی کہ کچے ناخن اور کھال کے درمیان سے بھی۔ اور مومنین کی روحوں کو بہت ہی نرمی سے قبض کریں گے۔ پھر ان کو دم لینے کے لئے چھوڑ دیں گے جیسے تیرنے والے کے لئے پانی میں کوئی چیز پھینکی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے سہارا لے لے۔ پھر وہ مومنین کی روحوں کو جنت میں جلدی سے پہنچا دیں گے۔ اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۝ کا یہ مطلب ہے کہ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اس سال سے اس سال تک بندوں کے تمام امور کو انجام دیا کرتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۰۰ نوٹ ۳** تاکہ عثمان اس الزام سے محفوظ رہے کہ جناب رسولِ خدا پر جو صاحبِ خلقِ عظیم ہیں اور باعتبار اپنے منصب نبوت و رسالت کے ہرگز ایسے عتاب کے لائق نہیں ہو سکتے۔ الزام ہی کیوں نہ آجائے۔ ۱۲

**صفحہ ۷۰۱ نوٹ ۲** فَاکِهَةً وَّاَبًّا۝ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں روایت کی گئی ہے کہ ابوبکر سے خدائے تعالیٰ کے اس قول فَاکِهَةً وَّاَبًّا۝ کے معنی پوچھے گئے، اور وہ بیچارہ قرآنِ مجید میں جو لفظ اَبًّا آیا ہے اس کے معنی بھی نہ جانتا تھا کہنے لگا کہ جو کچھ میں نہیں جانتا اگر اپنی طرف سے کتاب خدا میں کہدوں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ ڈالیگا یا کون سی زمین مجھ کو اٹھائے گی یا میں اس کا کیا چارہ کروں گا بجائے فَاکِهَةً کو تو ہم بھی جانتے ہیں کہ میوہ ہے اب رہا لفظ

اَبًّا سے اللہ ہی جانے۔ اس کا قول جناب امیرالمومنینؑ کو پہنچا تو حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ (خلیفہ تو بن بیٹھا مگر) اتنا بھی نہیں جانتا کہ اَبٌّ سے مراد چوپاؤں کی خوراک اور ان کا چارہ ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاكِهَةً وَّاَبًّا اور یہ اپنی ان احسانات کا شمار فرمایا ہے جو اس نے اپنے مخلوق پر فرمائی ہیں یعنی جس طرح سے ان کو اور ان کے چوپایوں کو غذا پہنچائی ہے جس سے ان کے نفوس زندہ اور ان کے جسم قائم ہیں۔

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۳** یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ۝:- تفسیر صافی میں ہے کہ بھاگنے کی وجہ ایک تو اپنی حالت میں گرفتاری ہوگی۔ دوسرے اس بات کا علم کہ یہ اسے کچھ نفع نہ پہنچائیں گے۔ تیسرے ان لوگوں کے حق میں جو کوتاہی رہ گئی ہوگی اسکے مطالبہ کا خوف۔ چوتھے جس چیز کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے اس کے ملنے میں دیر لگنا۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر جناب امیرالمومنینؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔ فرمایا کہ بھائی تو وہ قابیل ہوگا جو ہابیل سے بھاگے گا۔ اور وہ شخص جو اپنی ماں سے بھاگیگا موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ (یعنی پرورش کرنے والے چچا) سے بھاگیگا وہ حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ اور جو شخص اپنی زوجہ سے بھاگیگا وہ حضرت لوطؑ ہونگے اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگیگا وہ حضرت نوحؑ ہوں گے اور ان کا وہ بیٹا کنعان ہوگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۴** لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ۝:- تفسیر مجمع البیان میں زوجۂ جناب رسولِ خدا ام المومنین سودہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن لوگ برہنہ بدن اور برہنہ پا مبعوث کئے جائیں گے۔ اور پسینہ اتنا رواں ہوگا کہ کانوں کی لو تک پہنچے گا۔ وہ کہتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ہائے خرابی جب یہ وقت آئیگا لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو اپنی اپنی ایسی پڑی ہوگی کہ کوئی بھی کسی کی طرف نظر نہ ڈالیگا۔ پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۵** بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝:- تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ الخنّس سے مراد ستارے ہیں جو دن میں غائب ہوتے ہیں اور رات میں ظاہر۔ اور جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ وہ پانچ ستارے ہیں زحلؔ، مشتریؔ، مریخؔ، زہرہؔ اور عطاردؔ۔

**قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی**:- اسی وجہ سے الخنّس کی صفت الجوار آئی کہ یہ پانچوں ستارے ہیں اور اپنی سیر میں کبھی آگے بڑھتے ہیں، کبھی پیچھے ہٹتے ہیں۔ اور الکنّس کے ایک معنی یہ ہیں کہ دن میں آفتاب کی روشنی میں چھپے رہتے ہیں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے پوچھنے والے سے فرمایا کہ اس سے مراد وہ امامؑ ہے جو ۲۶۰ھ میں چھپ جائیگا۔ پھر اس طرح ظاہر ہوگا جیسے اندھیری رات میں شہاب۔ اور اگر تو نے ان کا زمانہ پایا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۶** رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝ ...تا... ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝:- تفسیر صافی میں ہے کہ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝ سے مراد جبرئیلؑ ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے جبرئیلؑ سے فرمایا تمہارے پروردگار نے تمہاری کیسی اچھی صفت بیان کی ہے یعنی ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝ تب بتاؤ کہ تمہاری قوت کون سی ہے اور امانت کون سی تھی۔ انھوں نے عرض کی کہ قوت کا ذکر تو یہ ہے کہ میں حضرت لوطؑ کے شہروں کی طرف بھیجا گیا۔ چار شہر تھے اور ہر شہر میں سوائے مکانات اور اہل و عیال کے چار چار لاکھ جنگی آدمی تھے۔ پس میں نے ان سب کو زمین کی تہ سے اٹھایا اور آسمان سے اتنا قریب لے گیا کہ اہل آسمان نے مرغیوں کے بولنے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ اور پھر ان کو ذرا نیچے لاکر الٹ دیا۔ اب رہی امانت تو مجھے جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے بہت جلدی سے اسکی تعمیل کر دیتا ہوں۔ نیز جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۶ سطر ۲) تو آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ امین سے دریافت کیا کہ اِس رحمت میں سے تمہیں بھی کچھ ملا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ میں انجام کار سے ڈرتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ کی وجہ سے مطمئن فرما دیا۔ جبکہ ان لفظوں میں میری تعریف کی ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۷** وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝:- تفسیر صافی میں ہے کہ یہ منافقوں کا رد ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جب نبیؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو علمِ ہدایت مقرر کیا تو یہ کوئی دیوانگی کی بات نہیں تھی۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۸** وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝:- اس کی قرأت دو طرح سے آئی ہے۔ اگر ضنین ضاد سے لیا جائے تو تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے نبیؐ کو غیب کی خبریں دینے میں بخل نہیں فرماتا اور اگر دوسری قرأت میں ظنین ظا سے آئے تو اس کا مطلب تفسیر صافی میں یوں لکھا ہے کہ محمدؐ مصطفےٰ غیب کی خبریں دینے میں متہم نہیں ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۹** وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۝:- تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کاہنوں کا قول نہیں ہے۔ جیسے کہ قریش میں تھے اور اس کا ادعا کرتے تھے کہ شیاطین ان سے باتیں کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۳۰۷ نوٹ ۵** كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۝:- کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بندہ جس وقت کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکی سانس سے بہت بہت خوشبو ہوا نکلتی ہے اس وقت دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ ٹھہر و اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور جب وہ اسے عمل میں بھی لے آتا ہے تو اسی کی زبان قلم کا کام دیتی ہے اور اس کا لعاب دہن روشنائی کا کام دیتا ہے۔ اور دائیں طرف والا اسکے نامۂ عمل میں اسے درج کرلیتا ہے اور جب کسی بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس سے بدبو ہوا نکلتی ہے اس وقت بائیں طرف والا دائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ اب آپ ٹھہر جائیے کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے اور جب اسے کر گزرتا ہے تو اس کا لعاب دہن روشنائی کا کام دیتا ہے اور اسی کی زبان قلم کا۔ اور بائیں طرف والا اس جرم کو اس کے نام لکھ لیتا ہے۔ ایک قول کے بموجب اِن کاتبین کو کراماً اس لئے کہا گیا ہے کہ جب یہ نیکی لکھتے ہیں تو اسے لیکر آسمان پر جاتے ہیں۔ پیشگاہِ باری تعالیٰ میں پہنچاتے ہیں۔ خود اس کے گواہ بنتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ تیرے فلاں بندے نے عمل نیک اس طرح اور اس طرح ادا کیا۔ اور جب اس بندے کی کوئی بدی لکھتے ہیں تو اسے نہایت مغموم اور محزون حالت میں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کیا؟ یہ خاموش رہتے ہیں یہاں تک کہ

منجانب اللہ دوسری اور تیسری مرتبہ سوال ہوتا ہے تب یہ عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تو خود ستار ہے اور تو نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ دوسروں کے عیب چھپاؤ۔ پس تو بھی ان کے عیوب پر پردہ ڈال دے تو علام الغیوب ہے تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام کِرَامًا کَاتِبِیْنَ رکھا گیا۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک ایک بندے پر دو دو فرشتے مقرر فرمائے کہ اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھیں۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو خود جانتا ہے؟ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں سے خدمت لی ہے اور انکو اپنی مخلوق کا گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے یہ خیال کر کے کہ خدائی جاسوس ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں فرمانبرداری کے کام پابندی سے بجالائیں اور نافرمانی کے کاموں سے بہت کچھ رُکے رہیں۔ اور بہت سے بندے ایسے ہیں کہ کسی بدی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان فرشتوں کی موجودگی دو مرتبہ یاد کر کے رُک جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو دیکھتا ہے اور اس کی طرف سے جو نگراں ہم پر مقرر ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں۔ (لہٰذا اس فعل سے باز رہنا ہی بہتر ہے۔) ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۳** اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ○ :- تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو عذاب ان کے لئے لکھا ہے وہ سجّین میں ہوگا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سجین تو ساتویں زمین ہے اور علّیون ساتواں آسمان۔ تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومنوں کے اعمال اور ان کی روحیں آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہیں اور اس کے دروازے ان کے لئے کھل جاتے ہیں۔ اب رہا کافر۔ اسکی اور اسکے عمل کو جب آسمان تک لیجاتے ہیں تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اسے سجین میں اتار دو۔ یہ حضرموت میں ایک میدان ہے جس کو برہوت بھی کہتے ہیں۔

**قولِ مترجم** :- اوپر کی روایت میں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ صفحہ ۶۲۳ نوٹ نمبر ۷ کے بموجب ساتویں زمین بھی ہے اور برہوت بھی اسی پر واقع ہے۔ ۱۲۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے بموجب دریافت کیا گیا تھا کہ اَلْفُجَّارِ سے کون مراد ہے؟ فرمایا جنھوں نے ائمہؑ کے حق کے بارے میں نافرمانی اور پھر زیادتی کی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْفُجَّارِ فلاں اور فلاں ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۴** اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ○ :- تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھٹلانے والے اوّل و ثانی ہیں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۵** وَمَا یُکَذِّبُ بِهٖ ..... تا ..... اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ جھٹلانے والے اوّل و ثانی ہیں جو جناب رسولِ خدا کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۶** بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی بندہ مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں ایک سفید نکتہ نہ ہو جس وقت وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس سفید نکتہ میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر اس نے توبہ کرلی تب تو وہ سیاہ نکتہ جاتا رہتا ہے اور اگر اپنے گناہوں میں پڑا رہا تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے اور جہاں وہ سفیدی ڈھانپ لے گئی پھر وہ سیاہ قلب بھی نیکی کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ اور خدائے تعالیٰ کے اس قول کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ ہی مطلب ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۷** اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ العیون اور التوحید میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی یہ شان تو ہے نہیں کہ کسی مکان میں رہتا ہو اور بندوں سے اس میں آڑ کر لے بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے ثواب یا عطیات سے محروم رہیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۸** هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ ○ :- کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ آیت یونہی نازل ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ ۱۲

**صفحہ ۴۰۷ نوٹ ۹** اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ○ :- کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اعلیٰ علیین سے پیدا کیا ہے اور ہمارے شیعوں کے قلوب کو اسی سے پیدا کیا ہے جس سے ہم کو اور ان کے جسموں کو اس سے کمتر درجہ کی چیز سے پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دل ہماری طرف کھنچتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسی چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ ہم خود۔ پھر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ○ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ○ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ اور ہمارے دشمن سجین سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کے جتنے پیرو ہیں ان کے قلوب اسی سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ ہمارے دشمن۔ گو ان کے جسم اور چیز سے پیدا کئے گئے ہوں۔ اسی وجہ سے ان کے دل ہمارے دشمنوں کی طرف مائل ہیں۔ کیونکہ وہ اسی چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ وہ خود۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ○ ..... تا ..... وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ○

**صفحہ ۴۰۵ نوٹ ۴** اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ ○ :- تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ فرمانبرداروں کا ایک گروہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آتا تھا۔ راستے میں منافقوں نے انکا ٹھٹا اڑایا، ہنسے اور آنکھوں سے اشارے کئے۔ پھر اپنے یاروں کے پاس آکر یہ کہا کہ آج ہم نے اَصلع کو دیکھا تھا اور ہم اُن سے خوب ہنسے۔ مگر قبل اسکے کہ جناب امیرؑ اور ان کے ساتھی جناب رسولِ خدا تک پہنچے خدائے تعالیٰ نے یہ کل آیتیں اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے آخر سورہ تک نازل فرمائیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے مراد ہیں اوّل و ثانی اور جتنے ان کے پیرو اور مرید ہیں۔ اور وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ وہ جناب رسولِ خدا کی طرف آپس میں آنکھوں سے اشارہ کیا کرتے تھے۔ **قولِ مترجم** :- دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوا کیونکہ علیؑ مرتضیٰ کی طرف آنکھیں چلاتے تھے تو اور رسولِ خدا کی طرف اشارہ کرتے تھے تو دونوں یکساں ہیں۔ **قولِ مترجم** :- اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی بلند اور نورانی اور آگے کے سر کے حصہ کے بال اُڑے ہوئے ہوں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۵** فَالْيَوْمَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ٥ :- تفسیر صافی میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ منافقین جہنم میں ہوں گے تو ان کے لئے ایک دروازہ جنت کی طرف کھولا جائیگا۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ بھاگو، دوڑو۔ اس میں سے نکل کر جلد جنت میں جاؤ۔ جیسے ہی وہ اس دروازے کے پاس پہنچیں گے دروازہ ان کے سامنے بند کر دیا جائیگا وہ حیرت و حسرت میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین خوب ٹھٹا مار کر ہنسیں گے۔ (دیکھو صفحہ ۵ و سطر ۱)۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۶** وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ٥ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اسی حالت کو خدائے تعالیٰ نے دوسری جگہ بیان فرمایا ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ٥ (دیکھو صفحہ ۳۱۲ سطر ۵) پس یہ نئی زمین اس طرح کھینچی تانی جائے گی جیسے بازار عکاظ میں ادھوڑی کے تھان جس میں ذرا بھی اونچ نیچ نہیں ہوتی۔ اس زمین کی صفت میں خدائے تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا ٥ (دیکھو صفحہ ۳۸۱ سطر ۱۲)۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۵ نوٹ ۷** وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ٥ :- تفسیر صافی میں ہے کہ زمین پوری کوشش کر کے جو خزانے اس کے اندر ہیں اور مُردے ہیں تو ان سب کو باہر نکال دے گی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ زمین خوب کھینچے گی۔ پھر شق ہو گی اور کل آدمی حساب دینے کے لئے نکل آئیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۶ نوٹ ۵** وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ٥ :- الجوامع میں ہے کہ ایک دن جناب رسالتمآبؐ نے یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (یعنی سجدہ کرو اور قربِ خدا حاصل کرو) پڑھی۔ آنحضرتؐ نے بھی سجدہ کیا اور مومنین میں سے جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے انھوں نے بھی۔ اور قریش ان کے سروں پر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے رہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۶ نوٹ ۶** وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ٥ :- معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے دریافت کرنے والے سے پوچھا کہ تمہیں اوروں نے کیا بتایا؟ انھوں نے عرض کی شاہد سے مراد ہے روزِ جمعہ اور مشہود سے مراد ہے روزِ عرفہ۔ فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہ تجھ سے کہا گیا بلکہ شاہد سے مراد ہے روزِ عرفہ اور مشہود سے مراد ہے روزِ قیامت۔ کیا تو قرآن مجید نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ٥ (دیکھو صفحہ سطر ۹) کافی اور معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے شاہد و مشہود کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا شاہد سے مراد ہیں جناب رسولؐ خدا اور مشہود سے مشہود علیؑ مرتضیٰ۔ **قولِ مترجم** :- اوپر کی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ایک امام نے ایام میں سے جو شاہد و مشہود ہیں وہ بتائے اور دوسرے امام نے اشخاص میں سے جو شاہد و مشہود ہیں وہ بتائے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷۷ نوٹ ۱** قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ٥ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے نجران کے بڑے پادری کے پاس کسی کو بھیجا کہ اس سے اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کا حال دریافت کرے۔ اس نے کچھ بیان کیا۔ جب حضرتؑ کو وہ خبر پہنچی تو فرمایا جیسا کہ اس نے کہا ہے ویسا نہیں ہے۔ میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم حبشی کے لئے ایک نبیؑ حبشی مبعوث فرمایا تھا ان لوگوں نے اس حبشی نبیؑ کو اور اس کے بعض اصحاب کو گرفتار کر لیا۔ پھر ان کے لئے ایک احاطہ بنایا اور اس کو آگ سے بھرا۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ جو ہمارے دین پر ہے وہ تو الگ ہو جائے اور جو ان کے دین پر ہو اسے لازم ہے کہ اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے۔ چنانچہ اس نبیؑ کے اصحاب نے اپنے آپ کو اس آگ میں ڈالنا شروع کیا۔ از آنجملہ ایک عورت بھی آئی جس کی گود میں ایک مہینہ بھر کا بچہ بھی تھا جب اس نے آگ میں گرنا چاہا تو وہ ڈر گئی اور اپنے بچے کے حال پر اس کا دل پگھل گیا۔ بچے نے آواز دیکر کہا کہ خبردار ذرا نہ گھبرا۔ مجھے اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے کہ واللہ یہ مصیبت اللہ کی راہ میں بہت ہی کم ہے۔ پس اس عورت نے اپنے آپ کو اور اس بچے کو آگ میں ڈال دیا۔ یہ بچہ ان میں سے تھا جنہوں نے گہوارے میں بات کی ہے۔ تفسیر قمی میں اصحاب اخدود کا قصہ یوں لکھا ہے کہ ذونواس جو شاہانِ حمیر میں آخری بادشاہ تھا اس نے حبشیوں کو اہلِ یمن سے لڑنے پر ابھارا تھا۔ اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ سارے حمیری اس کے ساتھ یہودی ہو گئے اور اس نے اپنا نام یوسف رکھا۔ ایک زمانہ تک وہ سلطنت کرتا رہا۔ پھر اسے خبر پہنچی کہ نجران میں بہت سے آدمی دین نصرانی پر ابھی تک باقی ہیں۔ دین عیسوی انکا مسلک ہے۔ انجیل پر ان کا عمل ہے۔ سرداران کا عبداللہ ابن ریاس ہے۔ پس یوسف کو اس کے ہم مذہبوں نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ نصارائے نجران کے پاس جائے اور ان کو دین یہود پر لائے۔ پس یوسف نجران میں آیا اور وہاں کے نصرانیوں کو جمع کر کے دین یہود ان کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اس مذہب کو اختیار کرو۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر یوسف نے ان سے مجادلہ کیا اور ان کو یہودی بنانے کی پوری کوشش کر گزرا مگر وہ انکار ہی کرتے رہے۔ دین یہود ان لوگوں نے اختیار نہ کیا۔ قتل ہونا ان کو گوارا ہوا۔ یوسف نے ایک گڑھا کھدوایا اور ایندھن اس میں بھروا کے آگ لگا دی۔ پس بعضوں کو آگ میں جلا دیا اور بعض کو تلوار سے قتل کیا اور بعضوں کے جوڑ جوڑ بند بند جدا کر دیے۔ ان سب مقتولین و محروقین کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ ان میں کا ایک شخص جس کا نام دوس ذو ثعلبان تھا گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو ایڑ لگا کے چلدیا۔ ہر چند ذونواس کے سپاہیوں نے اس کا تعاقب کیا مگر نہ پایا۔ ریگستان کی وجہ سے تھک کے رہ گئے۔ پھر ذونواس اپنے لشکر کو اپنے دار السلطنت کی طرف واپس لایا۔ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو اس واقعہ سے اطلاع دی اور فرمایا قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ الخ۔

**صفحہ ۱۰۷۸ نوٹ ۴** سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ٥ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھو تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ لیا کرو۔ اور اگر نماز میں ہو تو دل ہی دل میں کہہ لیا کرو۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى تلاوت فرماتے تھے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ضرور ہی کہتے تھے۔ ایسی ہی روایت جناب امیر المومنینؑ سے بھی ہے۔ التہذیب اور تفسیر عیاشی میں عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ٥ نازل ہوئی

توجناب رسولِ خداؐ نے حکم دیا کہ اِس حکم کی تعمیل تم رکوع میں کیا کرو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی تو حکم دیا کہ اس حکم کی تعمیل سجدے میں کیا کرو۔ ان احکام کے صدور سے پہلے رکوع میں تو یہ کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ لَكَ رَكَعْتُ۔ اور سجدے میں کہتے تھے اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ۔ ۱۲

**صفحہ ۸۰۷ نوٹ ۵** سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى o:۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبدؓ اللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کے پاس جب جبرئیلؑ امین وحی لیکر نازل ہوتے تو آنحضرتؐ اِس خوف سے کہ اسے بھول نہ جائیں اسے خوب پڑھتے چنانچہ قبل اس کے کہ جبرئیلؑ آخری لفظ ختم کریں اوّل سے شروع فرما دیتے تھے۔ مگر جس وقت سے یہ آیت نازل کی گئی کسی چیز کے بھولنے کا اندیشہ جاتا رہا۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۳** صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى o:۔ الخصال میں حضرت ابوذرؓ غفاری سے منقول ہے کہ انھوں نے جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے کل کتابیں کتنی نازل فرمائی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ از آنجملہ پچاسؔ صحیفے حضرت شیثؑ پر نازل کئے۔ تیسؔ صحیفے حضرت ادریسؑ پر اور بیسؔ حضرت ابراہیمؑ پر اور توریت و زبور و انجیل و قرآنِ مجید نازل فرمائے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا تو فرمایا سب مثلیں ہی مثلیں تھیں از آنجملہ اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ اے مغرور بادشاہ جسکا امتحان لیا جارہا ہے میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ تو مالِ دنیا کو سمیٹے بلکہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ مظلوم کی فریادرسی کرے اور اس کی نوبت نہ آنے دے کہ وہ مجھ سے فریاد کرے کہ میں مظلوم کی دعا کو رد نہ کروں گا گو وہ کافر ہی کی طرف سے کیوں نہ ہو۔ اور عقلمند کو یہ چاہیئے کہ جب تک اس کا اختیار باقی ہے تین ساعت کا وقت ضرور مقرر کرے کہ ایک ساعت اپنے پروردگار سے چپ چاپ عرض معروض کیا کرے اور ایک ساعت اپنے نفس سے محاسبہ کیا کرے اور ایک ساعت خدائے تعالیٰ کی صنعت میں غور و فکر کیا کرے۔ نیز ایک ساعت ایسی بھی ہو جس میں حلال طریقے سے خلوت میں اپنے نفس کو خوش بھی کرے کہ یہ ان ساعتوں کی معین ہوگی اور دلوں کو پژمردہ نہ ہونے دیگی اور عاقل کو یہ بھی لازم ہے کہ اپنے زمانے کے حالات سے خبردار رہے اور اپنی حالت پر خوشحال رہے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے کیونکہ جو شخص بولنے سے پہلے بات کو تولیگا اس کی باتیں کم ہوں گی مگر ہاں ایسی ہوں گی جن سے اس کو مدد ملے۔ اور عاقل کے ذمّے یہ بھی لازم ہے کہ تین چیزوں کا جویا رہے۔ اوّل معاش کی درستی کا، دوسرے آخرت کے لئے زادِ راہ بہم پہنچانیکا اور تیسرے حلال طریقے سے زندگی کا لطف اٹھانیکا۔ میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ! صحفِ موسیٰؑ کیا تھے؟ فرمایا سب عبرت کی باتیں تھیں (مثلاً) اس شخص سے تعجب ہے جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر وہ خوش کیونکر ہوتا ہے؟ اور اس شخص سے تعجب ہے کہ جو جہنم کا یقین رکھتا ہے وہ پھر ہنسا کیوں کرے؟ اور جو شخص دنیا اور دنیا کے انقلاب دیکھتا ہے وہ اس پر مطمئن کیوں کرہے؟ اور جو شخص قضا و قدر پر ایمان لایا ہے وہ رنجیدہ کیوں کر ہوتا ہے؟ اور جو شخص حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر عمل کیوں نہیں کرتا؟ پھر میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا اس میں سے کچھ ہمارے ہاتھ میں بھی ہے یعنی ایسی چیز جو کہ اللہ تعالیٰ نے صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں نازل کی ہو؟ فرمایا کہ ہاں اے ابوذرؓ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى o سے آخر سورہ تک پڑھو اور دیکھو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو کوئی ایسی چیز نہیں دی جو جناب رسولِ خداؐ کو نہ دی ہو اور جناب محمدؐ مصطفےٰ کے پاس وہ سب کچھ جمع کر دیا جو انبیاءؑ کو عطا فرمایا تھا۔ جنکی نسبت فرماتا ہے صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى o وہ صحیفے ہمارے پاس ہیں۔ کسی نے عرض کی کہ آیا موسیٰؑ کے صحیفوں سے مراد توریت کی لوحیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۴** هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ...... تا ...... نَارًا حَامِيَةً o کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ o کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب قائم آلِ محمدؐ انکو تلوار سے احاطہ کرلیں گے۔ اور خَاشِعَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ حضرتؑ کی تلوار کو ہٹا نہ سکیں گے۔ عَامِلَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں وہ لوگ ان کے برخلاف عمل کرنیوالے ہیں۔ نَاصِبَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ حقیقی اولوالامر کو چھوڑ کر اوروں کو والیِ ملک بنا لیا ہے تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً o کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو جناب قائم آلِ محمدؐ سے لڑنے کی آگ میں داخل ہوں گے اور آخرت میں آتشِ جہنم میں۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۵** تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ o:۔ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا چشمہ جو گرمی میں اپنی حد کو پہنچا ہوا ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دین خدا کی مخالفت بھی کی، نمازیں بھی پڑھیں، روزے بھی رکھے اور ائمہؑ سے عداوت بھی کرتے رہے۔ تو ان کے اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (اور کھولتا ہوا پانی بھی انھیں پلایا جائیگا)۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۶** مِنْ ضَرِيْعٍ o:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ ضریع ایک چیز جہنم میں ہے جو کانٹے دار جھاڑی سے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضریع رکھا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جبرئیلؑ امین سے روایت کی ہے کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ بھی دنیا والوں کے پانی میں آگرے تو کل دنیا والے اس کی بدبو سے مرجائیں۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۷** وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ o:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جناب امیرالمومنینؑ علیہ السلام کے پیرو ہوں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۹۰۷ نوٹ ۸** وَزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ o تفسیر قمی میں ہے کہ جو چیز اللہ نے جنت میں پیدا کی ہے اس کی مثال دنیا میں بھی موجود ہے مگر زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس لئے کہ اہل دنیا میں سے کوئی جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۲** امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد فرمائیگا۔ پس جو حق خدائے تعالیٰ کا ان کے ذمّے ہوگا ہم اسکی نسبت تو خدائے تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ وہ ہمیں عطا فرما دے چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو ہمارا حق ان کے ذمّے ہوگا وہ ہم خود ان کو بخش دیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۳** وَالْفَجْرِ o وَلَيَالٍ عَشْرٍ o:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل میں پہلے واؤ نہ تھی یوں تھا اَلْفَجْرُ o وَلَيَالٍ عَشْرٍ o لَيَالٍ عَشْرٍ سے ذی الحجہ کے

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۴** وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝:- تفسیر قمی میں ہے اَلشَّفْعِ سے مراد ہے نمازِ شفع جو دو رکعت ہوتی ہے اور اَلْوَتْرِ سے مراد ہے نمازِ وتر جو ایک ہی رکعت ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا اَلشَّفْعِ سے مراد ہیں حسنؑ و حسینؑ اور اَلْوَتْرِ سے مراد جناب امیرالمومنینؑ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَلشَّفْعِ سے مراد حاجیوں کو پانی پلانے کا دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں۔ اور الوَتْرِ سے مراد ہے روزِ عرفہ یعنی حج کا دن یا ذی الحجہ کی نویں۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۵** وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ۝:- تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں لیل سے مراد ہے شبِ جمعہ۔

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۶** لِذِیْ حِجْرٍ ۝:- تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حِجْرٌ کے معنی ہے عقل و دانائی اور یہاں سے جو مقسم علیہ (یعنی جس بات کے متعلق قسم کھائی ہے) محذوف ہے اس سے اور جیسا کہ بعد کی آیتوں کے معنی سے بھی ظاہر ہوتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ عذاب ضرور دیگا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۷** بِعَادٍ ۝:- اس سے مراد ہے حضرت ہود کی قوم جو عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام ابن نوحؑ کی اولاد تھے اور اپنے جدِ امجد کے نام ہی سے موسوم تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۸** اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝:- تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب عاد کے دو بیٹے تھے۔ شداد اور شدید۔ یہ دونوں بادشاہ بن گئے اور غالب آگئے تھے۔ پھر شدید تو مر گیا اور ساری کی ساری سلطنت شداد کو مل گئی تھی بڑے بڑے بادشاہ اُس کے مطیع ہو گئے تھے۔ اس نے جنت کا ذکر سنا تو اس پر آمادہ ہو گیا کہ عدن کے کسی صحرا میں جنت بھی بنلوا لے۔ اور اس کا نام ارم رکھا۔ اور جب وہ پوری ہو چکی تو اپنے بال بچوں کو لیکر اس کی طرف چلا اور جب اس سے اتنے فاصلہ پر رہا جتنا فاصلہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہو سکتا ہے تو خدائے تعالیٰ نے آسمان سے ایک چیخ ان پر بھیج دی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۹** اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝:- تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بے شک تمہارا پروردگار گناہگاروں کو سزا دینے پر قادر ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ مرصاد صراط پر ایک پل ہے۔ جس بندے کے ذمے کسی دوسرے بندے کا مظلمہ ہوگا وہ اس کو عبور نہ کر سکے گا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۴** وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۵:- تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے روح الامینؑ نے خبر دی ہے کہ خدائے تعالیٰ جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے جس وقت تمام مخلوق کو قبروں سے نکال لیگا اور اولین و آخرین کو جمع فرمائیگا تو اس وقت جہنم کو منگوائے گا وہ ایک ہزار باگوں سے کھینچتا ہوا لایا جائیگا کہ ہر ہر باگ کو ایک ایک لاکھ سخت اور درشت مزاج فرشتے پکڑے ہوئے کھینچے ہوں گے۔ اس کا جوش و غضب اور اس کی چیخ پکار ایسی ہوگی اور وہ ایسی ایسی ہولناک آوازیں نکالیگا کہ اگر خدائے تعالیٰ حساب کے لیے اپنی مخلوق کو اپنی قدرتِ کاملہ سے زندہ نہ رکھتا تو سب کے سب مر جاتے پھر جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی کہ وہ تمام اہل محشر کو گھیرے گی خواہ وہ نیک ہوں خواہ بد۔ اللہ نے اپنے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں پیدا کیا، نہ فرشتہ نہ نبی جو یہ نہ کہتا ہوگا رَبِّ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اور آپ اپنے نبیؐ اللہ امتی امتی پکارتے ہوں گے۔ اس کے بعد جہنم پر صراط قائم کیا جائیگا جو بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز اس پر تین پل ہوں گے۔ پھر ایک پر امانت اور صلۂ رحمی قائم ہوں گے اور دوسرے پر نماز ہوگی اور تیسرے پر خود پروردگار عالم جس کے سوا کوئی معبود ہی نہیں ہے پس لوگوں کو مجبور کیا جائیگا کہ ان پلوں پر سے گزریں۔ اوّل پل پر صلۂ رحمی اور امانت انکو روکیں گے۔ اگر اس سے نجات پا گئے تو دوسرے پر نماز ان کو روکے گی اور اگر اس سے بھی نجات پا گئے تو اب رسائی پروردگار عالم تک ہوگی۔ اسی پل کا نام مرصاد ہے۔ اسی کی نسبت ارشاد ہے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ لوگ اس پل پر کوئی ہاتھوں کے بل چلتا ہوگا اور کوئی قدم قدم پر پھسلتا ہوگا اور فرشتے اس کے گرداگرد کھڑے ہوئے آواز دیتے ہوں گے کہ اے پروردگار بُردبار معاف فرما، درگزر فرما ان پر اپنا فضل کر ان کو بچالے، ان کو بچالے۔ مگر بہت سے لوگ جہنم میں اس طرح گر پڑیں گے جس طرح پتنگے چراغ پر گرتے ہیں۔ پھر جو نجات پائیگا خدا کی رحمت سے نجات پا جائیگا وہ اس سے گزر جائیگا اور گزر کر یہ عرض کریگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَبِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَتَزْكُو الْحَسَنَاتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنْكَ بَعْدَ یَاْسٍ بِمَنِّهٖ وَبِفَضْلِهٖ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے زیبا ہے اور اسی کے احسان سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور خوبیاں بڑھتی ہیں۔ اور سب تعریف اسی خدا کے لئے ہے جس نے (اے جہنم) اپنے فضل و کرم سے مجھے تجھ سے نجات دی بعد اس کے کہ مجھے ناامیدی ہو چکی تھی۔ بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے)۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۵** یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝:- کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مومن کو اپنی روح کا قبض ہونا بھی ناگوار گزرتا ہے؟ فرمایا واللہ نہیں۔ جب اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اس کی روح قبض کرے تو مومن اس وقت پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ اے ولیِ خدا پریشان نہ ہو۔ اسی کی قسم جس نے جناب رسولِ خدا کو مبعوث فرمایا اگر تیرا رحم دل باپ اس وقت موجود ہوتا تو جتنی وہ تجھ پر مہربانی اور شفقت کرتا اس سے میں زیادہ مہربان اور شفیق ہوں۔ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا، جناب امیرالمومنینؑ، جناب فاطمہؑ زہرا، جناب حسنؑ مجتبیٰ، جناب حسینؑ سید الشہداء اور ائمہ اہلبیتؑ جو ان بزرگواروں کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ ان سب کی صورتیں اپنے سامنے دیکھے گا اور اس سے یہ کہا جائیگا کہ یہ جناب رسولِ خدا ہیں، یہ جناب امیرالمومنینؑ ہیں، یہ جناب فاطمہ زہراؑ ہیں، یہ جناب حسنؑ مجتبیٰ ہیں، یہ جناب حسینؑ سید الشہداء تیرے رفیق ہیں۔ پس وہ آنکھیں کھولکر دیکھے گا پھر ایک منادی منجانب پروردگار عالم اس کی روح کو ندا دیکر کہے گا یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے وہ نفس جو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ کے سبب مطمئن ہو چکا ہے اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے مَّرْضِیَّةً

اور جس حال میں کہ تو ثواب کے لئے پسند کر لیا گیا ہے فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۝ میرے بندوں میں یعنی محمدؐ و اہلبیتؑ میں تو بھی داخل ہو جا۔ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ۝ اور میری جنت میں چلا آ۔ پس اسے کوئی چیز اس سے زیادہ پیاری نہ معلوم کہ اسکی روح کھینچے اور اس ندا دینے والے سے جا ملے۔ تفسیر قمی میں بھی اختصار کے ساتھ یہی مضمون ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۱ نوٹ ۶** لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ پروردگار عالم نے بلد الحرام یعنی مکہ کی جو قسم کھائی تو یہ اس شخص کے شرف کی وجہ سے ہے جو اس میں تشریف فرما تھے یعنی جناب رسالتمآبؐ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قریش اس شہر کی عظمت تو کیا کرتے تھے اور اس میں جناب رسولِ خدا کی بے حرمتی کرنا مناسب سمجھتے تھے۔ اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ ـــ انھوں نے اس میں تمہاری توہین کو جائز جان لیا ہے کہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں اور تم کو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ اس شہر میں ہیں جس میں کوئی اپنے باپ کے قاتل کو بھی گرفتار نہیں کر سکتا اور جو لوگ حرم کے اندر درخت کے ریشے اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں تو وہ اس کے سبب سے پورا پورا امن پا لیتے ہیں۔ مگر قریش نے جناب رسولؐ خدا کی ایذا دہی کے لئے وہ سب باتیں جائز سمجھ لی تھیں جن کو وہ اوروں کے لئے ناجائز جانتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۱ نوٹ ۷** وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ کافی میں ہے کہ یہاں سے وَالِدٍ سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں اور مَا وَلَدَ سے مراد ائمہؑ ہیں جو ان کی اولاد میں ہوئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۶** مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ۝:۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ کھانا کھانے بیٹھتے تو ایک خالی رکابی حضرتؑ کے دسترخوان کے نزدیک لا کر رکھی جاتی تو جتنے کھانے اچھے اچھے ہوتے ان سب میں سے حضرتؑ تھوڑا تھوڑا نکال کر رکھتے۔ پھر حکم دیتے کہ یہ مساکین کو کھلا یا جائے پھر یہ آیتیں فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۝ سے یہاں تک تلاوت فرماتے۔ پھر ارشاد فرماتے کہ خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ ہر شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ غلام آزاد کر سکے لہٰذا اسکے لئے جنت کا راستہ مساکین کو کھانا کھلانے ہی میں مقرر کر دیا۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص ایک مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو مخلوقِ خدا میں سے کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں کس قدر اجر عطا فرمائے گا۔ نہ کوئی مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی مرسل نبی۔ صرف پروردگار عالم ہی کو اس کا علم ہے پھر فرمایا کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلوا دیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَوۡ اِطۡعٰمٌ الخ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۷** اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنینؑ کے صحابی اور ان حضرتؑ کے شیعہ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۸** وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب امیر المومنینؑ اور ائمہؑ ہدیٰ کی مخالفت کی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۹** اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں دشمنانِ اہلبیتؑ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۱۰** وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ...تا... اِذَا يَغۡشٰهَا ۝:۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلشَّمۡسِ سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں جن کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے لوگوں کے لئے ان کے دین کو واضح کر دیا۔ اور اَلۡقَمَرِ جناب امیر المومنینؑ ہیں جو جناب رسولِ خدا کے بعد آئے اور ان کا سینہ جناب رسولِ خدا نے علم سے مملو کر دیا۔ اور رات سے مراد ائمہ جَور ہیں جنہوں نے ظلماً و غصباً امرِ خلافت کو آلِ رسولؐ سے لے لیا اور اس مقام پر بیٹھ گئے جس کے مستحق آلِ محمدؐ سب سے زیادہ تھے۔ پس ان لوگوں نے دینِ خدا کو ظلم و جور سے اسی طرح ڈھانپ لیا جس طرح رات کی اندھیری چھا جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کو اس طرح بیان فرمایا ہے وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰهَا ۝ اور دن سے وہ امامؑ مراد ہیں جو اولادِ جناب فاطمہؑ زہراء سے ہوں کہ ان سے دینِ خدا کی کوئی بات دریافت کی جائے تو وہ اس کو سائل کے لئے صاف صاف بیان کر دیں۔ اسی کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۲ نوٹ ۱۱** فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بدی اور نیکی کی شناخت بتلا دی پھر اختیار دیدیا کہ اب جسے چاہے اختیار کر لے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اسے کرنا چاہئے وہ بھی کھول کر بیان کر دیا اور جو کچھ چھوڑنا چاہئے وہ بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۳ نوٹ ۱۲** قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد اوّل و ثانی ہیں۔ جبکہ انھوں نے جناب امیر المومنینؑ سے بیعت کرنے میں اپنے ہاتھوں کو حضرتؑ کی ہتھیلیوں سے چھوا تھا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۳ نوٹ ۳** وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس موقع پر لیل سے مراد ثانی ہے جو اپنے زمانہ میں جبکہ اس کی چل رہی تھی ظاہراً جناب امیر المومنینؑ پر ایسا ہی غالب آگیا تھا جیسے رات دن پر یا ظلمت نور پر چھا جایا کرتی ہے۔ اور جناب امیر المومنینؑ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانہ میں جب تک وہ ختم نہ ہو گئی برابر صبر فرماتے رہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۱۷۳ نوٹ ۶** وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کہ اَلۡحُسۡنٰى سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنینؑ نیز اسی تفسیر میں یہ روایت بھی وارد ہے کہ یہ آیتیں ایک شخص انصاری کی شان میں نازل ہوئی ہیں جسکا ایک خرما کا درخت ایک دوسرے شخص کے مکان میں تھا۔ اور وہ اکثر اس کے گھر میں بغیر اس کی اجازت چلا جایا کرتا تھا۔ پس اس نے جناب رسولِ خدا کی خدمت میں شکایت پہنچائی

آنحضرتؐ نے درخت والے سے یہ فرمایا کہ تو اپنا یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اور اس کے بدلے جنت میں ایک درخت لے لے۔ اس نے عرض کی میں تو ایسا نہیں کرتا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دے اور جنت میں اس کے بدلے میں ایک باغ لے لے۔ اُس نے عرض کی مجھے یہ بھی منظور نہیں اور وہاں سے چلدیا۔ پس ابو الدحداح اس کے پاس پہنچے اور انھوں نے اس سے وہ درخت خرید لیا۔ اور جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ درخت لیجئے اور جنت میں وہ باغ جو اس کو عطا فرمانا چاہتے تھے اور اس شخص نے قبول نہ کیا تھا وہ مجھے عطا فرمائیے جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں بہت سے باغات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں ہیں اَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ○
تفسیر مجمع البیان میں ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت مروی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جس شخص کا وہ درخت تھا۔ اُس درخت کی شاخیں ایک مرد فقیر عیال دار کے گھر میں تھیں۔ جب اس کا مالک آتا تو گھر میں جاکے خرمے توڑنے کیلئے درخت پر چڑھتا تھا۔ کبھی کبھی اس فقیر کے گھر میں بھی ٹوٹ کے جا پڑتے تھے۔ اس فقیر کے بچے اٹھا لیتے تھے۔ پس خرمہ کا مالک درخت سے اترتا تھا اور ان بچوں کے ہاتھوں میں سے خرمے چھین لیتا تھا اور اگر کوئی بچہ اپنے منہ میں رکھ لیتا تھا تو یہ انگلی ڈالکے نکال لیتا تھا۔ (مرد) فقیر نے جناب رسولِ خدا سے اُسکی شکایت کی۔ اس کے بعد مضمونِ حدیث وہی ہے (جو حاشیہ پر تحریر ہوا) پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابو دحداح نے چالیسؓ درختوں کے عوض میں وہ درخت اس شخص سے خرید لیا اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! وہ درخت میں نے مول لے لیا۔ وہ میرا ہو گیا۔ میں اسے حضور کی نذر کرتا ہوں آنحضرت مکان والے کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ درخت میں نے تجھ کو اور تیرے عیال کو دیا۔ پس خداوندِ عالم نے سورۂ واللیل نازل فرمائی۔

**صفحہ ۱۷۱۳ نوٹ ۲** لَا یَصْلٰهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَی ○ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ○:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جس نے جناب رسُولِ خدا کے ہاتھ درختِ خرما بیچنے میں بخل کیا تھا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ جہنم میں ایک میدان ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے۔ اس میں وہی شخص جائیگا جو سب سے زیادہ شقی ہے یعنی فلاں جس نے علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں جناب رسُولِ خدا کی تکذیب کی۔ اور ولایتِ جناب امیر المومنینؑ سے روگرداں رہا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آتش جہنم کی یہ حالت ہے کہ بعض بعض سے تیزی میں کم ہے اور بعض زیادہ مگر اس میدان کی آگ ناصبیوں کے لئے مخصوص ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۳** اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ ..... تا ..... فَاَغْنٰی ○:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ یتیم کے معنی ہیں تمام مخلوق میں تم کو بے مثل پایا۔ اور فَاٰوٰی کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو تمہاری طرف رجوع کر دیا۔ اور ضَآلًّا کے معنی یہ ہیں کہ تم ایسی قوم میں ہو جو تمہاری فضیلت نہیں پہچانتے اور فَهَدٰی کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو تمہاری طرف ہدایت کر دی اور عَآئِلًا کے معنی یہ ہیں علم رکھنے والا اور لوگوں کو اپنے علم کے ذریعہ سے اپنی عیال بنانے والا۔ اور فَاَغْنٰی سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہاری وجہ سے علم و حکمت سے مستغنی کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسُولِ خدا ماں اور باپ کی طرف سے یتیم کیوں کر دیئے گئے؟ فرمایا اس لئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۴** فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہراً خطاب جناب رسُولِ خدا سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں یہی حالت آگے کی آیت کی ہے یعنی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ کی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۵** وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم پر نازل کیا ہے اس کا ذکر کرو اور نماز کا، روزہ کا، حج کا، زکوٰۃ کا اور ولایت جناب امیر المومنینؑ کا یعنی جن جن چیزوں کے بارے میں آپ کو حکم دے چکا ہے ان سب کا اور جن چیزوں کے ذریعہ سے آپ کو فضیلت دی ہے ان سب کا ذکر کرتے رہیئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو احکام آپ کو خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں اور جن جن باتوں کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ نے آپ کو فضیلت دی ہے اور جو چیزیں اس نے آپ کو عنایت کی ہیں اور جو کچھ آپ پر احسان کیا ہے اور جو جو ہدایتیں فرمائی ہیں ان سب کا ذکر کرتے رہیئے۔ المحاسن میں ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسُول کو اس بات کا حکم دیا کہ دین کے متعلق جو نعمتیں خدا نے عطا فرمائی ہیں اُن کا ذکر کرتے رہیں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) خدا کے دین کا اور اس کے عطیوں کا اور نعمتوں کا ذکر کیجئے۔ نیز وہی جنابؑ فرماتے ہیں کہ جس بندہ خدائے تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کا اثر اس پر ظاہر ہو تو وہ حبیب اللہ کہلائیگا۔ اور نعمتِ خدا کا ذکر کرنیوالا۔ اور جب اللہ اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کا کوئی اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو وہ بغیض اللہ کہلائیگا۔ یعنی نعمتِ خدا کا جھٹلانے والا۔

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۶** اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علیؑ کے ذریعہ سے جبکہ ہم نے انکو تمہارا وصی قرار دیا اور فتح مکہ کے ذریعہ سے جبکہ قریش کے گروہ کے گروہ داخلِ اسلام ہو گئے تمہارے سینے کو کشادہ کیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسُولِ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا سینہ بھی کھل جاتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کہ کوئی اسکی علامت بھی ہے جس سے وہ پہچان لیا جائے؟ فرمایا دار الغرور یعنی دنیا سے علیحدہ ہو بیٹھنا اور ہمیشہ کے رہنے کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پہلے آمادہ رہنا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۷** وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسُول جب میرا ذکر کیا جائیگا تمہارا بھی ذکر ضرور کیا جائیگا۔ چنانچہ جب کوئی شخص اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی ادا کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۴ نوٹ ۸** فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○:۔ اس سے مراد ہے تنگیٔ سینہ اور وہ بوجھ جو کمر کو توڑے ڈالتا تھا اور قوم کی گمراہی اور ان کا ایذائیں دینا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۴/۱۷ نوٹ نمبر ۹** يُسْرًا ۝:۔ جس سے مراد ہے سینے کا کھول دینا اور بوجھ کا اتار دینا اور قوم کو ہدایت پانے اور اطاعت کرنے کی توفیق دینا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نہایت شاداں و فرحاں تبسم کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ عُسْر، یُسْر پر کبھی غالب نہ آسکے گا۔ (تصحیح:۔ ان دونوں آیتوں میں لفظ عُسْر ایک ہی ہے چونکہ معرفہ ہے اور یُسْر نکرہ ہونے کی وجہ سے دو ہیں۔) ۱۲

**صفحہ ۱۴/۱۷ نوٹ نمبر ۱۰** فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی نبوت کے پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو علیؑ مرتضٰے کو اپنا قائم مقام کر دو اور تم اس بارے میں اللہ کی طرف توجہ کرو۔ اور کافی میں انہی حضرتؑ سے یہ بھی ایک حدیث منقول ہے کہ فرمایا جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کرو اور اپنے وصی کا اعلان کر دو اور ان کی فضیلتیں علانیہ طور پر لوگوں کو جتلا دو۔ اسی لئے جناب رسولِ خدا نے (خطبہ میں سب کو جتلانے کے بعد) فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (جس کا میں حاکم و سردار ہوں، علیؑ بھی اس کے حاکم و سردار ہیں) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنا وصی مقرر کر دو۔ انہی حضرتؑ سے بروایت ابوجمیلہ مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی فَإِذَا فَرَغْتَ مِنْ حَجَّتِكَ فَانْصَبْ عَلِيًّا لِلنَّاسِ یعنی جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو آدمیوں کی ہدایت کے لئے علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنا خلیفہ) مقرر کر دو۔ **قولِ مترجم:۔** مِنْ حَجَّتِكَ اور عَلِيًّا لِلنَّاسِ تفسیری الفاظ ہیں۔

انہی حضرتؑ سے بروایتِ ابوحاتم رازی اس آیت کی تفسیر مروی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ اے ہمارے رسولؐ! جب تم شریعت کو کامل کر چکو تو علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنی امت کا امام بنا دو۔

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۳** **قولِ مترجم:۔** ظاہراً حدیثوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقۃ کچھ اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ مقامات مخصوصہ کو جو بزرگی ملی وہ اشخاص متبرک ہی کی بدولت ملی۔ اور وہ اشخاص متبرک سب ایک نور کے اجزاء ہیں۔ اب جیسا سائل سامنے آیا ویسا جواب اس کی عقل کے موافق فرمایا۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۴** اَلْإِنْسَانَ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دونوں آیتیں حضرت اوّل کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ المناقب میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں اَلْإِنْسَانَ سے مراد ہیں حضرت اوّل۔ پھر جناب امیر المومنینؑ سے بغض رکھنے کی بدولت ان کا یہ نتیجہ ہوا خدا نے فرمایا ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۵** إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا الخ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۶** أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں حضراتؑ جب اس سورہ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو یہ فرمایا کرتے بَلَىٰ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۷** اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ سب سے پہلی سورۃ ہے جو نازل کی گئی۔ جس وقت جبرئیلؑ امین جناب رسولِ خدا کی خدمت میں اسے لیکر آئے تو عرض کی یا رسول اللہ اِقْرَأْ (پڑھیئے) آنحضرتؐ نے فرمایا وَمَا أَقْرَأُ (میں کیا پڑھوں) عرض کی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ یہاں خَلَقَ سے یہ مراد ہے کہ آپ کا نور سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۸** عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب علیؑ مرتضیٰ کو آپ کی خاطر سے فن کتابت سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۹** إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں انسان سے مراد معمولی آدمی ہے اور اسکی عادت یہ ہے کہ جب آپ اپنے کو مالدار دیکھتا ہے تکبر و سرکشی کرتا اور خدا کی حضوری سے انکار کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۵/۱۷ نوٹ نمبر ۱۰** أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ولید ابن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکا کرتا تھا اور اس بات سے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کریں۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث آئی ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سامنے محمدؐ سجدہ میں اپنی پیشانی رکھ دیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اُسی کی قسم جسکی قسم کھائی جاتی ہے اگر میں نے انھیں ایسا کرتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن پر پاؤں رکھ دونگا۔ لوگوں نے کہا یہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں۔ پس وہ اسی ارادے سے جو کچھ وہ کہہ چکا تھا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر میں پیچھے کو ہٹا۔ پچھلے پاؤں ہٹتا جاتا تھا اور ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوالحکم یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ ان کے اور میرے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ہے اور ایک ڈراؤنی چیز ہے اور کچھ پردار بازو ہیں۔ اور جناب رسولِ خدا نے یہ فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ابوجہل میرے قریب پہنچ جاتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو اڑا لے جاتے۔ اسی امر کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اس آیت سے لیکر آخر سورہ تک نازل فرمائی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۶/۱۷ نوٹ نمبر ۲** وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝:۔ المعانی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے دریافت کیا کہ یا علیؑ آیا تم جانتے ہو کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ کے کیا معنی ہیں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب تک حضورؐ نہ بتلائیں میں کیونکر جانوں؟ فرمایا کہ اللہ نے اِسی رات میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب مقرر فرمایا ہے۔ پس منجملہ ان سب باتوں کے تمہاری اور تمہاری اولاد کی ولایت بھی ہے جو قیامت تک رہنے والی ہے۔ (قرآن مجید کے لیلۃ القدر میں نازل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اسکے لئے دیباچہ کا نواں مقدمہ دیکھو)

**صفحہ ۱۱۶۷ نوٹ ۵** لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۵ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۵:- کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے خواب میں یہ دیکھا کہ بنی امیہ آنحضرتؐ کے بعد ان کے منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے ہٹا کر پچھلے پاؤں لوٹاتے ہیں۔ پس صبح کو آنحضرتؐ بہت رنجیدہ اور مغموم تھے کہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے ہیں اور عرض کی یہ کیا بات ہے کہ میں آپکو رنجیدہ و مغموم پاتا ہوں؟ فرمایا اے جبرئیلؑ میں نے آج ہی رات میں دیکھا کہ میرے بعد میرے منبر پر بنی امیہ چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا کر پیچھے ہٹاتے ہیں۔ جبرئیلؑ امین نے عرض کی اسی کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے مجھے اب تک اس امر کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود آسمان کو گئے اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ قرآن مجید کی کچھ آیتیں لیکر آئے جن سے آنحضرتؐ کو سکون و اطمینان ہوا۔ وہ آیتیں حسب ذیل ہیں اَفَرَأَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۵ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۵ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۵ (دیکھو صفحہ ۷۴۹ سطر ۹) نیز اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ ...... تا ...... خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۵ جس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے شب قدر کو ہزار مہینے سے جس میں بنی امیہ سلطنت کے مالک ہوں گے بہتر قرار دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جس نے راہِ خدا میں ایک ہزار مہینے اپنے کندھے پر تلوار اٹھائی تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تعجب کیا۔ اور یہ آرزو بھی کی کہ میری امت میں بھی ایسا کوئی ہوتا اور یہ عرض بھی کی کہ خداوندا! میری امت کو تو نے عمریں بھی کم دی ہیں اور اعمال بھی ان کے تھوڑے ہی ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ شبِ قدر اُن ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اُس اسرائیلی نے راہِ خدا میں ہتھیار اٹھائے تھے اور یہ مخصوص آپ کے لئے ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے قیامت تک ہر ماہِ مبارکِ رمضان میں ہوتی رہے گی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالےٰ کے اس قول اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (دیکھو صفحہ ۹۱۷ سطر ۴) کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہاں یہی شب قدر ہے۔ اور یہ ہر برس ماہِ مبارکِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور قرآن مجید شب قدر ہی میں نازل ہوا ہے۔ نیز منقول ہے کہ کسی نے انہی حضرتؐ سے دریافت کیا تھا کہ شب قدر کس شب کو ہوتی ہے؟ تو فرمایا اسے اکیسویں۲۱ شب میں تلاش کرو یا تیئیسویں۲۳ میں۔ اور ایک روایت کے بموجب یہ فرمایا کہ انیسویں۱۹ اکیسویں۲۱ تیئیسویں۲۳۔ کسی نے عرض کی کہ اگر آدمی کو تکان عارض ہو جائے یا بیمار ہو تو ان شبوں میں سے سب سے زیادہ بھروسہ کس پر ہے؟ فرمایا تیئیسویں۲۳ پر۔ اور جناب امام محمد باقر یا جناب امام محمد جعفر صادق علیہما السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ اس کی علامت یہ ہے کہ ہوا خوشبودار ہو جاتی ہے اور موسم اگر سردی کا ہے تو وہ رات گرم ہو جاتی ہے اور اگر گرمی کا ہے تو سرد ہو جاتی ہے۔ کافی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حال میں میرے والد ماجد کعبہ کا طواف فرما رہے تھے ایک شخص نقاب پوش آیا اور حضرتؐ کے قریب ہو کر آپکو پورے سات چکر نہ کرنے دیے اور آپ کو ایک مکان میں لے گیا جو کوہِ صفا کے پہلو میں ہے۔ مجھے بھی وہیں بُلالیا اور یہ کہا کہ ابن رسولؐ اللہ کا آنا مبارک ہو۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور یہ کہا کہ اے وہ شخص! جو بعد اپنے آباؑ و اجداد کے امین خدا ہے۔ خدا آپ کی نسل میں برکت دے۔ اے ابو جعفرؑ! جی چاہے تم مجھے خبر دو اور اگر چاہو تو میں تمہیں خبر دوں۔ اگر جی چاہے آپ مجھ سے کچھ سوال کریں اور اگر منظور ہو میں آپ سے کچھ سوال کروں۔ جی چاہے آپ میری تصدیق کیجئے اور منظور ہو تو میں آپ کی تصدیق کروں؟ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یہ سب باتیں منظور ہیں۔ اس شخص نے کہا تو ایسا نہ ہو کہ میرے سوالات کے وقت آپ کی زبان سے کچھ اور نکلے اور دل میں میری نسبت کچھ اور ہو؟ فرمایا ایسا تو وہ شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں دو علم ہوں (اور) ان میں سے ایک دوسرے کا مخالف ہو۔ اور خدائے تعالیٰ نے اس کو روا ہی نہیں رکھا کہ اس کے علم میں اختلاف ہو۔ اس شخص نے کہا کہ میرا سوال یہی ہے کہ جس کے ایک جزو کی تفصیل آپ خود ہی فرما گئے۔ مجھے اسی علم کی خبر دیجئے کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا کہ اس کا جاننے والا کون ہے؟ فرمایا سارا علم تو خدائے عزّ و جلّ کے پاس ہے مگر اتنا حصّہ جس کی چار و ناچار بندوں کو ضرورت ہوتی ہے وہ اوصیاء کے پاس ہے۔ یہ سنکر اس شخص نے اپنی نقاب اُلٹ دی۔ سیدھا ہو بیٹھا۔ چہرہ اس کا بشاش ہو گیا اس نے یہ کہا کہ یہی میری غرض ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں۔ آپ کا یہ گمان ہے کہ اس علم کا ایک حصّہ جس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہوتا اوصیاء کے پاس ہے تو وہ اوصیاء کو حاصل کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا اسی طرح جس طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتا تھا۔ فرق اتنا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کو دیکھتے تھے کہ وہ نبی تھے اور اوصیاء فقط آواز سنتے ہیں اس واسطے کہ یہ محدّث ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خدائے تعالےٰ کی جانب توجّہ کرتے تھے تو وحی سن لیتے تھے اور یہ وحی نہیں سنتے۔ ان کو الہام ہو جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ مگر ایک سوال میرا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بھلا مجھے یہ تو بتائیے کہ یہ علم اوصیائے اسی طرح کیوں نہیں عام طور پر ظاہر ہوتا جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوتا تھا؟ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد یہ سنکر متبسم ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کو یہ منظور نہیں ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن کا امتحان ایمان کے ذریعے سے کر چکا ہے کسی اور کو اس کی اطلاع ہو۔ جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ طے فرمایا تھا کہ اپنی قوم کی ایذا ہی پر صبر کیے چلے جائیں اور جب تک حکم نہ ملے ان سے جہاد نہ کریں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپاتے رہے تا آنکہ یہ فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (دیکھو صفحہ ۴۲۵ سطر ۱) اور قسم بخدا اگر آنحضرتؐ اس سے پہلے بھی ظاہر کرتے تو مامون رہتے۔ لیکن انہوں نے اطاعت کو مدِ نظر رکھا اور خلاف کرنے سے خائف رہے۔ اسی وجہ سے زبان کو روکا۔ اسی طرح میں بھی چاہتا ہوں کہ تم اس امت کے مہدیؑ کے منتظر رہو۔ جس کی نصرت آسمان و زمین کے کل فرشتے آلِ داؤدؑ کی تلواروں کے ساتھ کرینگے جو کافر مر گئے ہوں گے ان کی روحوں کو عذاب دیں گے اور جو زندہ ہوں گے ان کے جسموں سے روحیں نکالکر مُردہ کافروں کی روحوں سے ان کو ملا دینگے یہ سنکر اس شخص نے ایک تلوار نکالی اور کہا کہ آیا یہ بھی انہی میں سے ہے؟ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اسی کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام آدمیوں پر فضیلت دی ہے۔ بیشک یہ انہی تلواروں میں سے ہے۔ اس شخص نے پھر نقاب اپنی اوڑھ لی اور کہا کہ میں الیاسؑ ہوں۔ میں نے آپ سے آپ کے معاملہ میں جو کچھ دریافت کیا وہ از روئے جہالت نہیں دریافت کیا بلکہ میں نے یہ چاہا کہ اس حدیث سے آپ کے

اصحاب کو قوت پہنچے اور اب میں ایک آیت بتلاتا ہوں کہ آپ تو اسے جانتے ہی ہیں مگر اگر آپ کے شیعہ اس کے ذریعہ سے مخاصمہ کریں تو غالب آئیں گے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے فرمایا کہ آپ کی مرضی ہو تو میں ہی وہ بتلا دوں؟ انہوں نے کہا بہتر۔ پھر میرے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر ہمارے شیعہ ہمارے مخالفین سے یہ دریافت کریں کہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ تو آیا علم میں سے کچھ ایسی باتیں بھی تھیں جن کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات تک نہیں جانتے تھے یا کچھ ایسی بھی تھیں جن کو جبرئیلؑ اس رات کے سوائے بھی لائے تھے؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ نہیں! اُس وقت اُن سے یہ کہو کہ آیا کوئی علم ایسا ہے جس کا اس رات کو ظاہر کرنا ضروری تھا؟ اس پر کہیں گے نہیں! تب ان سے یہ کہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علمِ خدا سے جو کچھ بھی ظاہر کیا ہے اس میں کچھ اختلاف ہے؟ اگر وہ کہیں گے ہے تو تم یہ کہو کہ جس نے خدا کا ایسا حکم پہنچایا جس میں اختلاف ہے ضرور جناب رسولِ خدا کا مخالف ہے۔ انہیں کہنا پڑیگا کہ ہاں ہے۔ اور اگر وہ نہیں کہدیں تو ان کی پہلی بات کے برخلاف پڑیگا۔ تم ان سے یہ کہو مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (دیکھو صفحہ ۸۷ سطر ۸) پھر اگر وہ کہیں کہ علم میں مضبوط کون ہیں؟ تو تم کہدو کہ جن کے علم میں اختلاف نہیں ہوتا۔ پھر بھی اگر دریافت کریں کہ آخر بتاؤ تو وہ کون ہیں؟ تو تم کہو کہ پہلے تو ان میں سے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آیا انہوں نے پہنچا دیا یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ پہنچا دیا تو پھر دریافت کرو کہ آیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال بھی ہوگیا یا نہیں؟ اور جو خلیفہ آنحضرتؐ کے بعد ہے آیا اس کو ایسا علم ہے جس میں اختلاف نہ ہو؟ اگر وہ کہیں نہیں ہے تو تم یہ کہو کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ تو مؤید من اللہ ہے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور کو خلیفہ کریں گے نہیں سوائے اس کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کے بموجب تو فیصلہ کرے اور سوائے نبوت کے اور سب باتوں میں آنحضرتؐ کے مانند ہو۔ اور اگر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم کے بارے میں کسی کو خلیفہ نہیں کیا تو امت کے جتنے لوگ بعد میں پیدا ہونیوالے تھے سب کو ضائع کردیا۔ اور اگر تم سے وہ یہ کہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تو قرآن سے تھا۔ تو تم یہ کہو کہ قرآن مجید میں یہ بھی موجود ہے حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۹۱۷ سطر ۳) پھر اگر تم سے وہ یہ کہیں کہ اللہ تو نبی کے سوا کسی کے پاس بھیجا ہی نہیں کرتا تو تم جواب میں یہ کہو کہ یہ امر محکم جو الگ الگ کیا جاتا ہے یہ تو فرشتوں کی اور روح کی طرف سے ہوتا ہے (اور فرشتوں کا اور روح کا اترنا ثابت ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝) تو آیا یہ فرشتے اور روح کسی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف اتر کر آتے ہیں؟ اگر وہ یہ کہیں کہ آسمان سے آسمان کی طرف آتے ہیں تو تم یہ کہو کہ کسی آسمان میں تو کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو خدا کی اطاعت چھوڑ کر نافرمانی کرے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ آسمان سے زمین کی طرف آتے ہیں اور زمین ہی کے رہنے والے تمام مخلوق سے زیادہ اس کے محتاج ہیں تو تم یہ کہو کہ ان کو کسی سید و سردار کی ضرورت ہے جس کے پاس وہ اپنے جھگڑے قضیے فیصلہ کے لئے لیجائیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ خلیفہ جو بھی ہو وہ اُن کا حاکم ہے تو تم کہو کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۶۶ سطر ۸) اس سے یہ معلوم ہوا کہ آسمانوں میں اور زمین میں کوئی ولی خدا کا ایسا نہیں ہے جس کی تائید خود خدائے تعالےٰ نہ فرماتا ہو۔ اور جس کی تائید خدائے تعالیٰ فرمائے گا اس سے کوئی خطا نہ ہوگی۔ اور زمین میں کوئی دشمن خدا کا ایسا نہیں ہے جو خدا کی نصرت سے محروم نہ ہو۔ اور جو نصرتِ خدا سے محروم ہے اس سے کسی صواب کی بات کی امید نہیں ہوسکتی۔ اب جیساکہ یہ ضرور ہے کہ ہر امر آسمان سے اتریگا جس کے مطابق زمین کے رہنے والے عملدرآمد کریں اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی صاحبِ امر ہو جس کے پاس وہ امر اترے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم تو ایسے کسی کو نہیں جانتے؟ تو تم کہو کہ اب جو تمہارا جی چاہے کہو۔ خدائے تعالےٰ نے تو اسکو روا نہیں رکھا کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے بندوں کو بلا حجتِ خدا اور بلا ولیِ امر کے چھوڑ دے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اتنا ارشاد فرما کر میرے والد ماجد خاموش ہوگئے۔ اس پر حضرت الیاسؑ نے کہا یا بن رسولؐ اللہ! یہاں ایک اٹکاؤ ہے۔ بھلا وہ اگر یہ کہیں کہ اللہ کی حجت قرآن مجید ہے؟ فرمایا اس صورت میں میں انہیں یہ جواب دونگا کہ قرآن تو بولنے والا نہیں ہے کہ وہ کسی خاص چیز کا حکم دیتا ہو اور کسی بات سے منع کرتا ہو بلکہ قرآن کے کچھ اہل ہیں جو حکم بھی دیتے ہیں اور منع بھی کرتے ہیں۔ نیز یہ کہونگا کہ زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کسی پر کوئی مصیبت ایسی آپڑتی ہے جو اس سال کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور ایسا بھی حکم ان کو ملتا ہے جس میں اختلاف ہوتا ہے۔ ان باتوں کا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے کہ اس کے علم میں جو آزمائشیں ہیں وہ زمین میں عام طور پر ظاہر ہوجائیں۔ اور اس کے حکم میں ان کا رد کرنیوالا بھی کوئی نہیں اور نہ اہل زمین کی مصیبت کو دفع کرنیوالی کوئی چیز ہے۔ تو اب کیا کہیں گے؟ حضرت الیاسؑ نے کہا یا بن رسولؐ اللہ! یہاں تو آکر بند ہوجائیں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے عزّ و جلّ خوب جانتا ہے کہ مخلوق پر زمین میں کون کونسی مصیبتیں پڑنیوالی ہیں اور دین کے بارے میں یا اور اور طرح خود ان کی ذات پر کیا کیا مصیبتیں آنیوالی ہیں۔ قرآن مجید کو تو صرف ایک راہبر بنا دیا ہے۔ پھر حضرت الیاسؑ نے کہا یا بن رسولؐ اللہ! اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید راہبر کس کا ہے؟ فرمایا ہاں اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں احکام اجمال کے ساتھ ہیں اور ان کی تفسیر و تفصیل حاکم کے پاس ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کو یہ کسی طرح منظور نہیں کہ اس کے بندہ پر کوئی مصیبت اس کے دین کے بارے میں واقع ہو یا اس کی ذات کے بارے میں یا اس کے مال کے بارے میں۔ اور زمینِ خدا پر کوئی حاکم اس کی طرف سے مقرر نہ ہو جو اس مصیبت میں صحیح فیصلہ دینے والا یا اس کا سجھا دینے والا ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ اس بات میں بھی آپ نے ایسی حجت سے بند کیا کہ آپ کے دشمن کو خدا پر افترا کرنیکا اقرار کرنا پڑے اور یہ کہنا پڑے کہ اللہ کی حجت ہی نہیں۔ اب مجھے ان دو آیتوں کی تفسیر اور بتا دیجئے۔ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ (دیکھو صفحہ ۸۶۲ سطر آخر) فرمایا یہ تو حضرت علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے (مطلب یہ ہے کہ ان کو حکم ہے کہ تمہارے ہاتھ سے جو چیز نکل جائے اس کا افسوس مت کرو) (اور دوسری آیت) وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ (دیکھو صفحہ ۸۶۳

سطر۱) فرمایا یہ ابوبکر اور اس کے اصحاب کے بارے میں ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمہاری ایک یہ آزمائش بھی ہے جو میں نے کی۔ حضرت الیاسؑ نے یہ سنکر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ ہی ایسا حکم دے سکتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ اٹھ کر تشریف لے گئے اور پھر میں نے انہیں نہ دیکھا۔

نیز حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے گروہ شیعہ! سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کے ساتھ مباحثہ کرو تو تم ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب آؤ گے۔ کیونکہ قسم بخدا بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مخلوقِ خدا پر یہ حجتِ خدا ہے اور یہ تمہارے دین کی سردار ہے اور یہ ہمارے علم کی انتہا ہے۔ اے گروہ شیعہ! حٰمٓ ٥ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ٥ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ٥ (دیکھو صفحہ ۹۱۷ سطر ۳) کے ذریعے سے مباحثہ کرو اس لئے کہ وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صاحبانِ امر کے ساتھ مخصوص ہے۔ اے گروہ شیعہ! خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ٥ (دیکھو صفحہ ۶۹۸ سطر ۱) کسی نے عرض کی کہ یا ابوجعفرؑ! کیا اس امت کے ڈرانیوالے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے؟ فرمایا ہاں! تو سچ کہتا ہے مگر کیا بعثت سے پہلے آنحضرتؐ اطرافِ عالم میں ڈرانیوالے تھے؟ سائل نے عرض کی نہیں! حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کیا تیری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جیسا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالیٰ نے نذیر بنا کر مبعوث کیا کوئی اور نذیر مبعوث نہ کیا ہوگا؟ عرض کی کیوں نہیں! مبعوث کیوں نہ کیا ہوگا؟ فرمایا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے اٹھا لیا تو کوئی اور ڈرانیوالا نہ بھیجا ہوگا؟ اگر تو کہے نہیں تو گویا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے ان سب لوگوں کو ضائع کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت باپ کے صلب میں تھے یا ماں کے پیٹ اور گود میں۔ کسی نے عرض کی کیا قرآن مجید ان کو کافی نہیں؟ فرمایا کافی ہے اگر اس کے مفسر کو پالیں۔ تب عرض کی کیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر نہیں کی؟ فرمایا پوری تو ایک شخص کے لئے کی اور باقی سب امت کے لئے اس کی ضرورت کے موافق تعبیر کی اور وہ شخص خاص علی بن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ سائل نے عرض کی کہ یا ابوجعفرؑ! کیا یہ امر ایسا خاص ہے کہ عام لوگ اس کے حامل نہیں ہو سکتے؟ فرمایا ضرور اسرارِ خدا خاص ہیں۔ دیکھے! خدا کو یہ تو کبھی بھی منظور نہیں تھا کہ باطل خداؤں کی پرستش کی جائے۔ مگر جس وقت تک دین کے ظاہر کرنیکا وقت معیّن نہ آگیا ان کی پوجا ہوتی ہی رہی۔ اسی طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرِ اسلام کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور علی مرتضےٰ علیہ السلام) پر ظاہر کرکے اوروں سے چھپاتے ہی رہے۔ جب تک کہ اعلان عام کرنیکا حکم نہ آگیا۔ سائل نے عرض کی تو دین کے حاکم کے لئے یہ چھپانا لازم ہوگا؟ فرمایا کیا علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اس دن سے جس دن سے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے اس وقت تک نہیں چھپایا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امر کو ظاہر کیا؟ عرض کی ضرور ایسا ہوا۔ فرمایا بس اسی طرح ہم کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تک چھپائیں جب تک کہ قدرت کا لکھا وقت پورا ہو۔

**صفحہ ۱۲۱۷ نوٹ ۶** تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ٥:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس رات میں کل فرشتے اور روح قدس حکمِ خدا سے امامِ زمان پر نازل ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ لکھ چکے ہیں وہ سب ان حضرتؑ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب شبِ قدر ہوتی ہے تو فرشتے اور روح اور کل لکھنے والے آسمان سے دنیا کی طرف اتر کر آتے ہیں اور جو کچھ اُس برس میں ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ ڈالتے ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقر ابوجعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خلقتِ دنیا کے وقت سب سے پہلے شبِ قدر کو پیدا کیا اور اسی میں اوّل نبی اور وصی کو پیدا کیا اور یہ بات طے فرما دی کہ یہ رات ہر برس میں ایک دفعہ ہوا کرے اور اس میں اُن امور کی تفصیل و تفسیر اترا کرے جو آئندہ سال تک ہونے والے ہیں۔ پس جو شخص اس کا منکر ہے وہ خدائے تعالیٰ کے علم کا رد کرنیوالا ہے۔ اس لئے کہ جتنے انبیاء اور رسل اور محدَّث ہیں ان پر وہی چیز حجت ہوتی ہے جو اس رات میں ان کو اس حجت کے ساتھ پہنچی ہے جو جبرئیلؑ لیکر آتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کیا محدَّثوں کے پاس بھی جبرئیلؑ یا اور فرشتے آتے ہیں؟ فرمایا انبیاءؑ و رسل کے بارے میں تو کچھ شک ہی نہیں اور اس دن سے لیکر جس دن سے زمین پیدا کی آخر فنائے دنیا تک یہ بھی ضرور ہے کہ کچھ لوگ ایسے رہیں جن کے پاس اس رات میں تفصیلِ امور نازل ہوتی رہے اور وہ حجتِ خدا ہوں۔ خدا کی قسم جب تک آدمؑ زندہ رہے ہر شبِ قدر میں روح فرشتہ اور اور فرشتے ان کے پاس امرِ خدا لاتے رہے اور واللہ آدمؑ نے اُس وقت تک انتقال نہیں کیا جب تک کہ اپنا وصی مقرر نہ کر لیا۔ اور ہر نبی جو آدمؑ کے بعد ہوا اس کو بھی اس شب میں برابر امر پہنچتا رہا اور وہ اپنے بعد اپنا وصی مقرر کرتا رہا۔ اور خدا کی قسم آدم علیہ السلام سے لیکر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی کو جو احکام اس رات میں ملے ہیں ان میں یہ حکم بھی ملتا تھا کہ اپنا وصی آیندہ فلاں شخص کو کر دینا اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تو جو اولی الامر ہونیوالے تھے ان کے لئے تو اپنی کتاب میں خاص کر یہ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (دیکھو صفحہ ۵۶۹ سطر ۵) گویا یہ فرماتا ہے کہ میں بعد تمہارے نبیؐ کے تم کو اپنے علم کے لئے اپنے دین کے لئے اور اپنی عبادت کے لئے خلیفہ مقرر کرونگا جیسے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بعد خلیفہ میرے حکم سے مقرر کئے تھے اور اسی طرح اور نبی کرتے آئے۔ پھر فرماتا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا (دیکھو صفحہ ۵۶۹ سطر ۹) مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ لوگ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایمان لا کے میری عبادت کرینگے۔ پس جو لوگ اس کے خلاف عقیدہ رکھیں گے وہی نافرمان ہیں۔ خداوند عالم نے والیانِ امر کے علم کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پائدار بنا دیا۔ وہ صاحبانِ امر ہم ہیں۔ جو تمہارا جی چاہے ہم سے دریافت کر لو۔ اگر ہم تم کو ٹھیک بتلائیں تو پڑھو۔ مگر تم ایسا کرنیوالے نہیں ہو۔ اب رہا ہمارا علم وہ تو ظاہر ہے۔ اور رہا ہمارا وقت کہ جس وقت دین کے علوم ہم سے ظاہر ہوں گے کہ آدمیوں کے مابین کوئی اختلاف ہی نہ رہے تو بہت سے دن اور رات گزرنے کے بعد اس کا وقت مقرر ہے۔ جب وہ وہ آئیگا ظاہر ہو جائیگا اور معاملہ ایک ہی ہوگا۔ معاملہ تو طے کر دیا گیا ہے کہ مومنین

میں اختلاف ہی رہا۔ اور اسی لئے ان لوگوں پر گواہ مقرر کر دیا ہے تاکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمارے اعمال وافعال کی اور ہمارے شیعوں کے اعمال وافعال کی گواہی دیں اور ہمارے شیعہ تمام لوگوں کے اعمال وافعال کی گواہی دیں اور اللہ کو اس کے سوا اور کچھ منظور ہی نہیں کہ اس کے حکم میں کوئی اختلاف نہ ہو اور جو اس کے علم کے اہل ہیں ان کے مابین کوئی تناقض نہ ہو۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مومن کی فضیلت جو پوری سورۂ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ اور اس کی تفسیر پر ایمان رکھتا ہو اس مومن پر جس کا ایمان ویسا نہ ہو ایسی ہے جیسے انسان کی فضیلت بہائم پر۔ اور خدائے تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے سے جو اس سورت پر ایمان رکھتے ہیں ان سے جو دنیا میں اس کے منکر ہیں بہت کچھ عذاب دفع کرتا رہتا ہے تاکہ ان کا آخرت کا عذاب پورا ہو اور یہ ہوتا انہی کے لئے ہے جن کی بابت اُسے اس کا بھی علم ہو کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ جیسا کہ جہاد کرنیوالوں کے ذریعے سے گھر میں بیٹھے رہنے والوں کی بھی بلا دفع ہوتی رہتی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس زمانے میں سوائے حج اور عمرہ کے اور پڑوسی کا حق ادا کرنے کے اور بھی کوئی جہاد ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یابن رسولؐ اللہ! آپ مجھ سے خفا نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے کچھ سوال کروں۔ فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا کہ آپ خفا تو نہ ہوں گے؟ فرمایا اچھا میں خفا نہیں ہونگا۔ اس نے عرض کی آپ ہی نے شب قدر کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ فرشتے اور روح اس میں ائمہ اوصیاء کے پاس ہر امر لیکر آتے ہیں۔ تو کیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ علم نہیں رکھتے تھے۔ حالانکہ یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو کوئی علم بھی ایسا نہ تھا جس کے جناب امیر المومنین علیہ السلام امین نہ بنا دیے گئے ہوں؟ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شخص! تجھے مجھ سے کیا غرض ہے اور تجھے یہاں لایا کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہاں تو مجھے قضاؤ قدر الٰہی نے پہنچایا ہے اور میں یہاں طلبِ دین کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا تو اچھا اب جو کہتا ہوں اسے سمجھ لے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شب معراج میں گئے تو ان کے لوٹنے سے پہلے پہلے خدائے تعالیٰ نے ان کو گزشتہ واقعات کا بھی علم دیدیا اور آئندہ کا بھی۔ مگر اس علم کا بہت سا حصہ اجمالی تھا جس کی تفصیل و تفسیر شبہائے قدر میں آیا کرتی ہے۔ یہی حالت جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی بھی تھی کہ ان حضرتؑ کا بہت سا علم اجمالی تھا اور معاملات کی تفسیر شبہائے قدر میں ان حضرتؑ کو بھی اسی طرح پہنچتی تھی جس طرح کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ سائل نے پوچھا کہ اجمال کی تفسیر ساتھ ہی ساتھ نہیں تھی؟ فرمایا ہاں نہیں تھی۔ بلکہ وہ شبہائے قدر میں امرِ خدا سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوصیاء کو پہنچا کرتی تھی کہ فلاں معاملہ میں یوں کرنا اور یوں کرنا۔ اس معاملہ کو تو وہ حضراتؑ جانتے ہوتے تھے لیکن یہ حکم (اس شب کو) دیا جاتا تھا کہ اس میں عمل کیونکر (کیونکر) کریں۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ اسے میرے لئے اور واضح کر دیجئے؟ فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک انتقال نہیں فرمایا جب تک کہ تمام علم اور اس کی تفسیر ان حضرتؑ کے پاس محفوظ نہیں ہوگئی! میں نے کہا تو پھر وہ شبہائے قدر میں جو آتا ہے وہ کس چیز کا علم ہوتا ہے۔ فرمایا وہ حکم ہوتا ہے اور جو چیز وہ جانتے ہوتے تھے اس میں حکم داخل نہیں ہوتا تھا۔ سائل نے عرض کی اچھا تو اب شبہائے قدر میں جو باتیں ان سے کی جاتی ہیں تو جو کچھ وہ پہلے سے جانتے ہیں ان کا علم اس کے ماسوا ہوتا ہے؟ فرمایا یہ وہ ہوتا ہے جس کے چھپانے کا انہیں حکم دیا گیا ہے (یہ تمہیں کیونکر بتایا جائے) اور تو جو کچھ دریافت کرتا ہے اس کی اصلی غرض سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ سائل نے کہا کہ اچھا اوصیاء وہ کچھ جانتے ہیں جو کچھ انبیاء نہیں جانتے؟ فرمایا نہیں۔ وصی کے پاس اس کے سوا جس کی اسے وصیت کی گئی اور علم ہو کیونکر ہو سکتا ہے؟ سائل نے عرض کی تو آیا ہمیں اس کا موقع ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اوصیاء میں سے ایک وہ کچھ جانتا تھا جس کا دوسرے کو علم نہ تھا؟ فرمایا نہیں! کوئی نبی نہیں مرا مگر یہ کہ اس کا علم اس کے وصی کے سینے میں آگیا اور فرشتے اور روح فرشتہ شب قدر کو وہ حکم لیکر آتا ہے جس کے ذریعے سے وہ بندوں کے مابین احکام جاری کریں۔ سائل نے کہا تو اچھا کم از کم اس کا حکم تو ان کو علم نہیں ہوتا؟ فرمایا اس حکم کا بھی علم ہوتا تھا لیکن وہ متفرق طور سے اس حکم کا اجرا نہیں کرتے تھے جب تک کہ شبہائے قدر میں اس کا حکم نہ آجاتا کہ آیندہ سنہ میں وہ اس اس طرح عمل کریں۔ آخر سائل نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ! اب مجھے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اس کا انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں سے خارج ہے۔ سائل نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ! آیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شبہائے قدر میں کوئی ایسی چیز پہنچی ہو جس کا ان کے پاس علم نہ ہو؟ فرمایا ایسی بات کا پوچھنا تیرے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ گزشتہ اور آئندہ واقعات کے علم کی بابت تو یہ طے ہو ہی چکا کہ کوئی نبی اور وصی اس وقت تک انتقال نہیں کرتا جب تک کہ اس کے آیندہ وصی کو اس کا علم نہ ہو جائے۔ اب یہ بات جو تو دریافت کرنا چاہتا ہے تو اس کے متعلق خدائے تعالیٰ کو منظور ہی نہیں ہے کہ اوصیاء اسکا علم سوائے اوصیاء کے کسی اور کو پہنچائیں۔ تو اب سائل نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ! اچھا تو یہ میں کیسے پہچانوں کہ شب قدر ہر برس ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تو ہر شب سورۂ دخان کو سو دفعہ پڑھا کر۔ جب تیئیسویں شب آئیگی تو جو کچھ تو پوچھ رہا ہے اس کی تصدیق تجھے خود ہو جائیگی۔ راوی کا بیان ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ گمراہ کرنیوالوں کے پاس شقاوت و بدبختی کے لئے شیاطین اور ارواح خبیثہ کی ٹولیاں کی ٹولیاں خدائے تعالیٰ بھیجتا ہے جو تعداد میں ان فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں جن کو خلیفۂ خدا کے پاس اجر و ثواب کے واسطے بھیجتا ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اے ابوجعفر! فرشتوں سے تعداد میں وہ زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ فرمایا اسی طرح ہو سکتے ہیں جس طرح اللہ کو منظور ہو۔ سائل نے عرض کی یابن رسولؐ اللہ اگر میں یہ حدیث اپنے شیعہ دوستوں سے بیان کرونگا تو وہ اس کا انکار کرینگے۔ فرمایا وہ اس کا کیونکر انکار کرینگے؟ عرض کی اس بنا پر کہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ فرشتے شیاطین سے تعداد میں کہیں زیادہ ہیں۔ فرمایا یہ تو تو سچ کہتا ہے مگر جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں اسے بھی تو خوب سمجھ لے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی کہ سارے (گمراہ) جن اور سب شیاطین ائمۂ ضلالت کے پاس نہ جاتے ہوں اور ائمۂ ہدیٰ کے پاس اتنے ہی فرشتے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شبِ قدر آتی ہے تو صاحبؑ الامر کے پاس تو اس رات میں فرشتے جنہیں خدائے تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے آتے ہیں اور انہی کے ہم عدد شیاطین حاکم ضلالت کے پاس جاتے ہیں اور طرح طرح کا جھوٹ اور طوفان اس کے پاس پہنچاتے ہیں۔ یہانتک کہ صبح کو جب آدمی اٹھتا ہے (کہتا ہے کہ

میں نے یوں دیکھا اور یوں دیکھا۔ اور اگر اس کی بابت صاحب الامر سے دریافت کرتا تو وہ یہ فرماتے کہ تو نے شیطان کو دیکھا اور اس نے تجھے یہ اور یہ خبر دی۔ یہانتک کہ وہ اس کی پوری تفسیر کر دیتے۔ اور اس ضلالت کا علم بھی دیدیتے جسکے اوپر وہ قائم ہے۔ اور خدا کی قسم جو شخص شب قدر کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ یہ بھی ضرور جانتا ہے کہ وہ خاص ہمارے ہی لئے ہوتی ہے جیسا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو علیؑ مرتضٰے کی نسبت فرمایا کہ یہ میرے بعد تم سب کا آقا ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کروگے تو مقصد اصلی حاصل کرلوگے۔ لیکن جو شخص شب قدر پر ایمان نہیں لاتا وہ منکر ہے اور جو شب قدر پر اس طرح ایمان لاتا ہے جس طرح کہ ہم نے نہیں کہا تو گویا وہ اس بات کو سچ نہیں جانتا کہ یہ شب کہ وہ ہمارے ہی لئے ہے۔ اور جو اس کا قائل نہیں ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ خدائے عزّوجلّ کی یہ شان تو ہے ہی نہیں کہ امر کو روح اور ملائکہ کے ساتھ کسی کافر و فاسق کے پاس بھیجے۔ کیونکہ اگر کوئی اس کا قائل ہو کہ وہ فرشتے اس خلیفہ کے پاس اتر کر آتے ہیں جو جھوٹی خلافت پر مسلط ہے تو یہ قول تو ان کا کوئی چیز نہیں اور اگر وہ اس کے قائل ہوں کہ فرشتے کسی کے پاس بھی نہیں اترتے تو قول خدا بے معنی ہوا جاتا ہے کہ کوئی چیز تو لیکے اترتے ہیں مگر کسی کے پاس نہیں۔ اور اگر اس کے قائل ہوں جیسا کہ عنقریب ہو جائیں گے کہ یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے تو وہ گمراہی میں پورم پار ہو گئے۔ کافی میں حسّان ابن مہران سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا اسے اکیسویں یا تیئیسویں شب کو طلب کیجیو۔ اسی کتاب میں ابوحمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بصیر نے عرض کی میں حضور پر قربان ہو جاؤں۔ وہ رات جس میں جو کچھ بھی امید کی جاتی ہے کی جاتی ہے۔ وہ کون سی ہے؟ فرمایا اکیسویں[۲۱] یا تیئیسویں[۲۳]۔ انہوں نے عرض کی اگر مجھے ان دونوں راتوں میں جاگنے کی توفیق نہ ہو؟ فرمایا دونوں میں سے جس میں آسانی معلوم ہو اس میں ہی طلب کر لیجو۔ اس پر میں (ابوحمزہ) نے عرض کی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں تو رویت ہلال اور تاریخ ہوئی ہو اور دوسرے مقامات سے اس کے خلاف خبر آئی ہو؟ تو فرمایا کہ اس صورت میں چار راتیں لے لو اور اس میں سے جس میں آسانی جانو طلب کر لو۔ میں نے عرض کی میں حضور کے قربان ہو جاؤں تیئیسویں[۲۳] شب جہنی مشہور ہے؟ فرمایا ہاں! یہ تو کہنے کی بات ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں قربان ہو جاؤں سلیمان ابن خالد نے تو یہ روایت کی ہے کہ انیسویں[۱۹] شب میں تو حاجیوں کا گروہ لکھا جاتا ہے؟ فرمایا اے ابو محمد! حاجیوں کا گروہ شب قدر میں لکھا جاتا ہے اور جتنی موتیں ہونیوالی ہیں۔ جتنی بلائیں آنیوالی ہیں۔ جتنے رزق ملنے والے ہیں اور جو کچھ اس رات سے لیکر آیندہ سال کی رات تک ہونیوالا ہے وہ سب کچھ لکھا جاتا ہے۔ پس تو شب قدر کی تلاش اکیسویں[۲۱] اور تیئیسویں[۲۳] میں کیا کر۔ اور ہر ایک میں سو رکعتیں پڑھا کر اور ہر ایک میں اگر تجھ سے ہو سکے تو صبح کے روشن ہو جانے تک جاگتا رہا کر اور دونوں میں غسل بھی کیا کر۔ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اگر میں کھڑے ہو کر یہ نمازیں نہ پڑھ سکوں؟ فرمایا تو بیٹھے ہی بیٹھے پڑھ لیا کر۔ میں نے عرض کی کہ اگر میں بیٹھے بیٹھے بھی نہ پڑھ سکوں؟ فرمایا تو لیٹے ہی لیٹے سہی۔ ہاں اس کا کچھ حرج نہیں ہے کہ اوّل رات میں تھوڑا سا سو بھی لے۔ اس لئے کہ ماہ مبارک رمضان میں آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ شیاطین قید کر لیے جاتے ہیں اور مومنین کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ بہت ہی اچھا ہے۔ وہ عہد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رزق دیے جانے کا مہینہ کہلاتا تھا۔

**قولِ مترجم:** ۔ اس روایت میں شب جہنی جو آیا ہے یہ ایک انصاری تھے جن کا نام عبداللہ بن انیس تھا۔ انھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کی تھی کہ یا رسولؐ اللہ! میرا مکان مدینہ سے دور ہے اس لئے مجھے ماہ مبارک کی کوئی ایک شب بتا دیجئے جس میں میں حاضر ہوں اور بیدار ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے ان کو تیئیسویں[۲۳] شب بتلا دی تھی۔ اسی وجہ سے یہ رات شب جہنی مشہور ہو گئی ہے۔ اسی کتاب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ انہوں نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے شب قدر کی علامت دریافت کی تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ ہوا اس کی خوشبودار ہو جاتی ہے اور اگر سردی کا موسم ہو تو گرمی ہو جاتی ہے اور اگر گرمی کا موسم ہو تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔ مگر بہت ہی خوشگوار۔ پھر انہوں نے شب قدر کی بابت دریافت کیا تو فرمایا کہ اس میں فرشتے اور لکھنے والے آسمان دنیا پر اتر کر آجاتے ہیں اور آئندہ سال بھر میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندوں پر جو جو کچھ افتاد پڑنی ہوتی ہے وہ سب کچھ لکھ لیتے ہیں۔ مگر ہر امر مشیت پر موقوف رہتا ہے کہ جس کو چاہے مقدم کر دے۔ جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ جس کو چاہے محو کر دے اور جس کو چاہے قائم کر دے۔ کیونکہ اصلی نوشتہ تو اسی کے پاس ہے۔ **قولِ مترجم:** ۔ مخالفین کے ہاں بجائے تیئیس[۲۳] کے ستائیس[۲۷] پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس کی دو وجہیں تحقیق سے ثابت ہوئیں (۱) یہ کہ اہلبیتؑ نے جو کچھ فرمایا ہو مذہب فاروق کو اس کے خلاف ہونا لازم ہے (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک مرتبہ خلیفہ جی نے شب قدر کی تعین دریافت کی تو انہوں نے بطور مزاح یہ کہدیا کہ "لیلۃ القدر" میں نو حرف ہیں اور سورۂ قدر میں تین مرتبہ "لیلۃ القدر" آیا ہے۔ نو کو تین میں ضرب دو۔ ستائیس[۲۷] ہو گئے۔ لہٰذا قرینہ یہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ پس جو بات خلیفہ جی کے ذہن نشین ہو گئی وہی مریدوں کے کھوپڑی میں بھی سما گئی۔ اس کا نکالنا اللہ کے زبردست بندے کا کام ہوگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر کیونکر ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ اس شب میں عمل کرنا ایسے ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ انہی حضرتؑ سے ابو بصیر نے یہ بھی روایت کی ہے کہ توریت ۶ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل ۱۲ رمضان کو اور زبور ۱۸ رمضان کو اور قرآن مجید شب قدر میں نازل ہوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حمران نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ (دیکھو صفحہ ۱۰۹۷ سطر ۴) کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا ہاں یہ شب قدر ہے کہ ہر سال ماہ مبارک رمضان کے عشرۂ آخر میں ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید شب قدر ہی میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (دیکھو صفحہ ۱۰۹۷ سطر ۵) فرمایا شب قدر میں ہر چیز کا اندازہ کیا جاتا ہے جو اس پورے برس میں آئندہ سال کی شب قدر تک ہونیوالا ہے۔ خیر ہو یا شر۔ طاعت ہو یا معصیت۔ اولاد ہو یا اجل۔ یا رزق۔ غرض قضا و قدر خواہ مقدر ہو یا محتوم۔ مگر ہر امر میں مشیت پروردگار عالم مشروط ہے۔ حمران کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ سے خدائے تعالیٰ نے کیا مراد لی ہے؟ فرمایا جو عمل صالح اس میں کیا جائے۔ نماز۔ زکوٰۃ اور طرح طرح کے خیر و خیرات وہ ایسے ہزار مہینے کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ اور اگر خدائے تبارک و تعالیٰ مومنین کے لئے اس طرح ثواب نہ بڑھاتا تو وہ ان درجوں کو

نہ پہنچ سکتے لیکن وہ تو ان کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی رہتا ہے۔ اسی کتاب میں یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کی بابت سوال کرتے سُنا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اطلاع دیجئے کہ آیا شب قدر ہر سال ہوتی ہے؟ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر شب قدر اٹھالیجائے تو قرآن مجید بھی اٹھا لیا جائے۔

**صفحہ ۱۷۱۶ نوٹ ۷** حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ؀:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ فرشتے صبح تک برابر امامؑ زمان کو سلام کرتے رہتے ہیں۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے رسولؐ میرے کل فرشتے اور میرا فرشتہ روح جس وقت سے یہ اترتے ہیں اس وقت سے لیکر صبح کے طلوع ہونے تک ان پر اور تمہاری اولاد پر برابر میرا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ ۱۲ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن جنابؑ امیر المومنین علیہ السلام نے سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تلاوت فرمائی اس وقت اُن حضرتؑ کی خدمت میں حسنین علیہما السلام حاضر تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کی بابا! آپ کے منہ سے یہ سورہ کس قدر شیریں معلوم ہوتا ہے! ارشاد فرمایا کہ اے نورِ نظر! اے فرزند رسولؐ! اس سورہ کے متعلق جو باتیں میں جانتا ہوں ان سے تم ابھی واقف نہیں ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو تمہارے جدّ بزرگوار جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا جب میں حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے میرے سامنے یہ سورہ تلاوت فرمایا۔ پھر میرے دہنے کاندھے پر اپنا دست مبارک رکھ کے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بھائی! اور اے میرے وصی! اور اے میرے بعد میری امت کے حاکم! اور میرے دشمنوں سے قیامت تک لڑنے والے! میرے بعد یہ سورہ تمہارے لئے ہے اور تمہارے بعد تمہارے دونوں فرزندوں کے لئے۔ (اے علیؑ!) جبرئیلؑ فرشتوں میں سے میرا بھائی ہے اور سال بھر میں میری امت سے جو جو کچھ ہوتا ہے وہ مجھے بتا دیا کرتا ہے اور جیسا نبیوں کو بتا دیا کرتا تھا اسی طرح آیندہ تمہیں بتایا کریگا۔ اور اس سورہ کا نور تمہارے دل میں اور تمہارے اوصیاء کے دل میں ظہور قائم آلِ محمدؐ کی صبح طالع ہونے تک چمکتا رہیگا۔

**صفحہ ۱۷۱۶ نوٹ ۸** حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ:۔ جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ بَيِّنَةٌ جناب رسولِ خداؐ ہیں جیسا کہ آگے کی آیت سے صاف ظاہر ہے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس کے الفاظ تو مستقبل ہیں اور معنی ماضی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۶ نوٹ ۹** مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی تصدیق میں کُل اہل کتاب یک زبان تھے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مبعوث فرمایا۔ مگر جیسے ہی مبعوث فرمایا ویسے ہی آنحضرتؐ کے بارے میں اختلاف ہوا اور پھوٹ پڑ گئی۔ پس بعض تو آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور بہت سے کافر ہو گئے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۷ نوٹ ۳** جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے اپنے شیعوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہو گیا تم ہو اور تم ہی خدائے تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی ہو۔ فرشتے امور خیر میں تمہارے بھائی ہیں۔ جب تم کوشش کرتے ہو وہ دعا مانگتے ہیں اور جب تم غافل ہو جاتے ہو وہ خود تمہارے لئے کوشش کرتے ہیں۔ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ تم ہو۔ تمہارے گھر بھی تمہارے لئے جنت ہیں اور تمہاری قبریں بھی تمہارے لئے جنت ہوں گی۔ جنت کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جنت ہی میں تمہارا کل ساز و سامان ہے اور جنت ہی کی طرف تم چلے جا رہے ہو۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۱۷ نوٹ ۴** اَثْقَالَهَا ؀:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں خزانے اور دفینے اور مردے۔ ۱۲

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ؀:۔ علل الشرائع میں جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے منقول ہے کہ ابوبکر کے زمانے میں بھونچال آیا، لوگ پریشان ہو کر ابوبکر و عمر کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ دونوں گھبرائے ہوئے خود علیؑ مرتضےٰ کے ہاں جا رہے ہیں لوگ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے تا آنکہ دروازۂ جناب امیر المومنینؑ پر پہنچے۔ حضرتؑ اس شان سے برآمد ہوئے کہ ان کو زلزلہ وغیرہ کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ پھر ایک طرف کو چلے اور لوگ بھی پیچھے پیچھے یہاں تک کہ ایک بلندی پر پہنچے۔ حضرت امیرؑ اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی ارد گرد بیٹھ گئے۔ اب مدینہ کی دیواروں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہل رہی ہیں کبھی آگے کو آتی ہیں اور کبھی پیچھے کو جاتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تمہیں بہت ہی ڈرا دیا ہے وہ کہنے لگے بھلا ہم کیونکر نہ ڈریں کہ جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں ہم نے تو اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرتؑ کے دونوں لبہائے مبارک حرکت میں آئے پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے ٹھہر جا۔ وہ فوراً حکم خدا سے ٹھہر گئی۔ لوگوں کا تعجب پہلے کے تعجب سے جبکہ حضرت برآمد ہوئے تھے زیادہ ہوا حضرتؑ نے فرمایا کہ تم کو میرے اس کام سے تعجب ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جی ہاں ضرور ہوا۔ فرمایا کہ میں وہی شخص ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ؀ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ؀ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ؀ پس وہ انسان میں ہی ہوں جو کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ؀ وہ میں ہی ہوں جس سے زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ ۱۲ الخرائج میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے جب یہ سورت پڑھی گئی تو ان حضرتؑ نے فرمایا اَلْاِنْسَانُ میں ہوں اور مجھی سے زمین اپنی تمام خبریں بیان کریگی۔

علل الشرائع میں تمیم ابن حاتم سے روایت ہے کہ جب ہم بصرہ کی طرف چلے ہیں تو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ راستہ میں یکایک زمین میں زلزلہ آیا تو ان حضرتؑ نے اپنا دست مبارک اس پر مارا (اور) یہ فرمایا کہ تجھے ہو کیا گیا ہے! پھر اپنا روئے مبارک ہماری طرف کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ وہ زلزلہ ہوتا جسکا ذکر خدائے تعالیٰ نے اپنی زبردست کتاب میں فرمایا ہے تو زمین مجھ کو جواب دیتی لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے۔ تفسیر برہان میں حسن ابن عبدالرحیم سے روایت ہے کہ میں کسی عالم کی صحبت سے اٹھکر آ رہا تھا کہ میرا گزر سلمانِ شاذکونی کے پاس سے ہوا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں سے آتے ہو؟ میں نے کہا کہ فلاں عالم مصنفِ کتاب الوحدت کی صحبت سے آ رہا ہوں۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس جلسہ میں انھوں نے کیا کیا باتیں کی تھیں؟ میں نے کہا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے کچھ فضائل بیان کیے تھے۔ فرمایا میں تمہیں ایسی فضیلت سناتا ہوں جو چھ واسطوں سے مجھ تک پہنچی ہے اور انہیں

سے ہر اوی قریشی ہے۔ پھر وہ فضیلت یوں سنائی کہ عمر ابن خطاب کے زمانہ میں بقیع کے قبرستان میں زلزلہ آیا جس سے اہل مدینہ چیخ اٹھے۔ عمر اور اصحاب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگنے کے لئے نکلے کہ زلزلہ ٹھہرے۔ مگر زلزلہ بڑھتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ فصیل مدینہ تک نوبت پہنچی اور شہر والوں نے ارادہ کر لیا کہ شہر سے نکل جائیں۔ اس وقت عمر نے کہا کہ کوئی ذرا حضرت علیؑ کو میرے پاس بلا لائے۔ حضرتؑ آئے تو عرض کرنے لگا کہ اے ابو الحسن! آپ گورستانِ بقیع اور اس کے زلزلہ کو دیکھ رہے ہیں اب تو فصیل مدینہ تک نوبت آگئی اور اہل مدینہ کوچ پر بھی تیار ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحابِ رسولؐ میں سے جو بدری ہیں ان میں سے سو کو میرے پاس بلاؤ۔ جب حاضر ہوئے تو ان میں سے دسؔ کو چھانٹا اور اپنے پیچھے مقرر کیا۔ اور نوّے کو ان کے پیچھے رکھا۔ اس وقت مدینہ میں کوئی ایسا باقی نہیں رہا کیا کنواری کیا بیاہی کہ باہر نہ نکل آئی ہو۔ پھر ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ اور عمّارؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ تم میرے آگے آگے رہو جب تک کہ میں گورستانِ بقیع کے بیچوں بیچ نہ پہنچ جاؤں۔ لوگ حضرتؑ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ جب اس جگہ پہنچے تو زمین پر اپنا پاؤں مارا۔ پھر تین دفعہ فرمایا تجھے ہو کیا گیا ہے؟ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ وہ ٹھہر گئی۔ تو پھر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے اس واقعہ کی بھی اطلاع دی تھی اور اس دن کی بھی اور اس ساعت کی بھی اور لوگوں کے اس طرح جمع ہونے کی بھی اور خدائے تعالیٰ بھی اپنی کتاب میں فرماتا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ٥ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ٥ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ٥ مگر یہ وہ زلزلہ نہ تھا ورنہ زمین اپنے تمام دفینے میرے سامنے نکال کر اسی وقت ڈال دیتی جبکہ میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ تجھے ہو کیا گیا ہے۔ پھر وہ حضرتؑ اپنے دولت سرا کو اور اور لوگ اپنے اپنے مکانوں کو چلے گئے۔

**صفحہ ۱۷ نوٹ ۶** يَصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ٥ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں سے نکل کر کھڑے ہونے کی جگہ تک جانے میں اپنے اپنے رتبوں کے بموجب متفرق ہو جائیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ متفرق حالتوں میں آئیں گے۔ کچھ تو مومن ہونگے کچھ کافر کچھ منافق۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷ نوٹ ۷** فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت قرآن مجید کی کل آیتوں میں سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والی ہے اور جناب رسولِ خداؐ اس کو جامعہ فرمایا کرتے تھے۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہلِ جہنم سے ہوا اور وہ شخص دنیا میں ذرّہ بھر بھی نیکی کر چکا ہوگا تو وہ اس کو قیامت کے دن حسرت کے طور پر دیکھے گا کیونکہ وہ عمل خیر اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں کیا تھا۔ اور وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہلِ جنت سے ہوا اور اس نے کوئی بدی بھی کی ہوگی تو قیامت کے دن اس بدی کو دیکھیگا تو ضرور مگر وہ اسے بخش دی جائے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۸ نوٹ ۵** تفسیر برہان میں ابو بصیر نے قولِ خدائے تعالیٰ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے متعلق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا یہ سورت وادی یابس کے رہنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ مولا! ان کا حال اور قصہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کے بارہ ہزار سوار جمع ہو گئے تھے اور آپس میں پختہ طور پر یہ عہد و پیمان کر لیا تھا کہ نہ ایک شخص دوسرے سے خلاف وعدگی کریگا۔ نہ ایک دوسرے کی نصرت چھوڑیگا اور نہ ایک دوسرے سے منہ موڑیگا۔ بلکہ سب کے سب اسی حلف پر ایک ہی جگہ مر جائیں گے۔ (اور) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی (مرتضےٰ علیہ السلام) کو قتل کر کے چھوڑینگے۔ چنانچہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو ان کے اس قصہ کی اور اس عہد و پیمان کی خبر پہنچائی۔ اور یہ حکم بھی پہنچایا کہ آپ ان کے مقابلہ میں ابو بکر کو مہاجرین و انصار کے چار ہزار سوار دیکر بھیجدیجئے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جبرئیلؑ امین نے مجھے خبر پہنچائی ہے کہ اہل وادی یابس بارہ ہزار کی تعداد میں جمع ہو گئے ہیں اور انھوں نے آپس میں یہ عہد و پیمان کر لیا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ بیوفائی نہ کرے اور نہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگے اور نہ ایک دوسرے کی مدد سے منہ موڑے۔ جب تک کہ مجھے اور میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اور مجھے خدائے تعالیٰ کا یہ حکم پہنچا ہے کہ میں انکی طرف ابو بکر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ بھیجوں۔ تم اپنے کاروبار کو ٹھیک کر لو اور دشمن پر چڑھائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور پیر کے دن برکت کی دعا کر کے اور خدا کا نام لیکر کوچ کر جاؤ۔ مسلمانوں نے اسی وقت سے تیاری شروع کر دی۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر کو خاص احکام سنا دیئے۔ منجملہ اس کے ایک حکم یہ بھی تھا کہ جس وقت تمہارے ان کے مُٹھبیڑ ہو تو پہلے ان پر اسلام عرض کرنا۔ اگر وہ متابعت کر لیں فہو المراد اور اگر متابعت نہ کریں تو ان سے لڑنا۔ لڑنیوالوں کو تو قتل کرنا اور ان کے بال بچوں کو اسیر کر لینا اور ان کے مال پر قبضہ کر لینا اور ان کی جائدادوں اور مکانات کو برباد کر دینا پس ابو بکر اور مہاجرین و انصار جو ان کے ساتھ میں تھے خوب سج سجا کے (برات کی طرح) تھوڑا تھوڑا فاصلہ طے کرتے ہوئے آہستہ آہستہ وادی یابس تک پہنچے۔ جب ان لوگوں کو انکے آنے کی خبر ملی کیونکہ ابو بکر اور اُن کے ساتھی اُن کے قریب ہی اترے تھے تو اس وقت وادی یابس کے باشندوں میں سے دو سو آدمی اپنے ہتھیار چھپائے ہوئے ان کے پاس آئے اور آمنا سامنا ہوتے ہی ان سے کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ لازم ہے کہ تمہارا سردار ہمارے سامنے آوے کہ ہم اس سے باتیں کر لیں؟ چنانچہ ابو بکر اپنے مسلمان ساتھیوں کے گروہ کو لیکر ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ابو بکر میں ہی ہوں۔ انھوں نے کہا کہ تیرے یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ کہا مجھے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کے سامنے اسلام کو پیش کروں اور یہ کہ تم بھی اسی میں داخل ہو جاؤ جس میں کہ مسلمان داخل ہیں۔ اُن کے نفع کو تم اپنا نفع سمجھو اور ان کے نقصان کو نقصان۔ ورنہ پھر ہمارے اور تمہارے مابین لڑائی ہوگی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر ہمارے اور تیرے مابین قریب کا رشتہ نہ ہوتا تو ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو اس طرح قتل کرتے کہ تم بعد میں آنیوالوں کے لئے افسانہ بن جاتے۔ اب تو اور تیرے ساتھی خیر سے چلے جاؤ اور اپنی خیر مناؤ کیونکہ ہم تو تمہارے

سردار اور ان کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی جان کے خواہاں ہیں (تم سے کوئی غرض نہیں رکھتے) اب ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یار و تعداد میں یہ تم سے زیادہ اور تیاری سامان میں تم سے کہیں بڑھے ہوئے اور تمہارے گھر تمہارے مسلمان بھائیوں سے کہیں زیادہ دور ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ صلاح ہے کہ پھر چلو کر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حال سے اطلاع دیدیں۔ سب نے یک زبان یہ کہا کہ اے ابوبکر! تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو حکم آنحضرتؐ نے دیا ہے اس کی مخالفت کرتا ہے! تو اللہ سے ڈر اور ان لوگوں سے لڑ اور قول جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت نہ کر! ابوبکر نے کہا کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور حاضر کو وہ چیز سوجھتی ہے جو غائب کو نظر نہیں آتی۔ تب وہ وہاں سے چلدیا اور سب لوگ بھی چلدیئے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں کی بھی خبر پہنچی جو اُن لوگوں نے کہی تھیں اور جو جواب ابوبکر نے دیا تھا اس کی بھی خبر پہنچی۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تو نے میرے حکم کی مخالفت کی اور جو حکم میں نے تجھ کو دیا تھا اس کو بھی بجا نہ لایا۔ پس خدا کی قسم تو میرے حکم کے بجا نہ لانے کا گنہگار ہوا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اٹھے اور منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ اے گروہِ مسلمین! میں نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ اہل وادی یابس کی طرف جائے اور ان کے سامنے اسلام پیش کرے اور ان کو اللہ کے دین کی طرف بلائے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو بہتر ورنہ ان سے لڑے۔ ابوبکر ان کی طرف گیا تو مگر ان میں سے صرف دو سو آدمی نکل کر اس کی طرف آئے تھے، ان کا محض کلام ہی سنا تھا۔ نہ مقابلہ کی نوبت آئی اور نہ کوئی ہتھیار کھایا۔ باتیں ہی باتیں سنکے چھاتی پھٹ گئی اور دل میں ان کا رعب بیٹھ گیا۔ میرے قول کو ترک کیا اور میرے حکم کی اطاعت نہ کی۔ (خائب و خاسر واپس آگیا) اب جبرئیلؑ میرے پاس منجانب اللہ یہ حکم لائے ہیں کہ بجائے ابوبکر کے عمر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجوں۔ پس اے عمر! اللہ کا نام لیکے روانہ ہوجا اور وہ کرتوت نہ کیجیو جو تیرے بھائی ابوبکر نے کی۔ اس لئے کہ اس نے یقیناً اللہ کی بھی نافرمانی کی اور میری بھی نافرمانی کی۔ غرض عمر کو بھی وہی احکام دیئے جو ابوبکر کو دیئے تھے۔ اب عمر اور وہی مہاجر و انصار جو ابوبکر کے ساتھ تھے روانہ ہوئے۔ مگر مسافت آہستہ آہستہ طے کی تاآنکہ ان لوگوں کے سر پر جا پہنچے اور اتنے قریب ہوگئے کہ یہ ان کو دیکھتے تھے اور وہ اِن کو۔ ان میں سے دو سو آدمی نکل کر ان کی طرف بھی آئے اور عمر سے اور اس کے ساتھیوں سے ویسی ہی باتیں کیں جیسی ابوبکر سے کی تھیں۔ عمر نے جو ان لوگوں کے ساز و سامان اور انکی جمعیت دیکھی تو اس کے اوسان خطا اور حواس باختہ ہوگئے۔ بچہ وہاں سے پلٹ کر ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اور مسلمان بھی ساتھ ہی ساتھ چلے آئے۔ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عمر کی کرتوت سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا۔ اور اس بات سے کہ وہ خود بھی وہاں سے چلدیا اور مسلمان بھی ساتھ ہی ساتھ چلے آئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا فرمائی۔ اور لوگوں کو عمر کی کرتوت سے اطلاع دی۔ اور یہ بھی جتلایا کہ میرے حکم کے خلاف اور میرے قول کی نافرمانی کرکے خود بھی وہ وہاں سے چلا آیا اور مسلمان بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ چلے آئے۔ پھر عمر بھی آپہنچا اور اس نے اپنی کتھا ویسی ہی سنائی جیسی اس کے یار پہلے سنا چکے تھے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے عمر! تو نے مالکِ عرش و کرسی خدائے تعالیٰ کی بھی نافرمانی کی اور میری بھی نافرمانی کی۔ میرے قول کے مخالف اور اپنی رائے کے موافق تو نے عمل کیا۔ خدا کرے ہمیشہ تیری رائے حق کے خلاف ہی رہے۔ اب جبرئیلؑ امین نے مجھے حکم پہنچایا ہے کہ میں ان مسلمانوں کا سرگروہ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو بنا کر بھیجوں اور مجھے یہ بھی خبر پہنچائی ہے کہ خدائے تعالیٰ علیؑ اور اُن کے ساتھیوں کے ہاتھوں پر اس مہم کو فتح فرمائیگا۔ پس علی علیہ السلام کو بلایا اور ہدایتیں ویسی ہی فرمائیں جیسی ابوبکر و عمر اور ان کے چار چار ہزار ساتھیوں کو فرمائی تھیں۔ اور انکو یہ خبر بھی دیدی کہ فتح عنقریب تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ پس علی علیہ السلام مع مہاجرین و انصار کے روانہ ہوگئے۔ مگر اُس رفتار سے نہیں چلے جس طرح ابوبکر و عمر گئے تھے بلکہ یلغار کرتے ہوئے گئے جس سے ساتھی پریشان ہوگئے کہ کہیں تکان ہمارا خاتمہ نہ کردے اور ہمارے گھوڑے بیکار نہ ہوجائیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ذرا نہ ڈرو اور ذرا نہ گھبراؤ اس لئے کہ حکم تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے اور خبر خدائے تعالیٰ نے پہنچائی ہے کہ خدائے تعالیٰ میرے اور تمہارے ہاتھوں پر فتح فرمائیگا۔ لہٰذا کچھ بھی ہو تم خدا کی راہ میں قدم اٹھاؤ کہ تم خود خیر پر ہو اور خیر کی طرف چلے جارہے ہو۔ یہ خوشخبری سنکر ان کے دل خوش ہوگئے اور نفوس میں بھی اتنی قوت آگئی کہ وہ کئی منزلیں دو منزلہ

**صفحہ ۱۷۸ نوٹ ۶** اَلْقَارِعَةُ :۔ یہ قیامت کا نام اس لئے ہے کہ آدمیوں کے تو حواس پریشان کردیگی۔ اور ثوابت و سیار کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے تتر بتر کردے گی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۸ نوٹ ۷** مَا الْقَارِعَةُ :۔ اس وقت کی ہول کو ظاہر کرنے کے لئے اور یہ جتلانے کے لئے کہ اس کا خوف بہت ہی بڑا خوف ہوگا بجائے ضمیر لانے کے نام ہی کو دہرایا گیا ہے۔ یعنی یوں نہیں فرمایا مَاهِيَ بلکہ یوں فرمایا مَا الْقَارِعَةُ ۝ ۱۲

**صفحہ ۱۷۸ نوٹ ۸** كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝:۔ یہ لوگوں کی کثرت، ذلت، پریشانی اور گھبراہٹ کا بیان ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۸ نوٹ ۹** كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝:۔ یہ بڑے بڑے پہاڑوں کے ذرے بکھر جانے کا اور ہوا میں اڑتے پھرنے کا ذکر ہے کہ رنگ رنگ کی اون کا دھنکنے سے رُواں رُواں الگ ہوجایا کرتا ہے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۸ نوٹ ۱۰** مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝:۔ ۱۱ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ :۔ ان دونوں یعنی نمبر ۱۰، ۱۱ کی تفسیر کے لئے دیکھو صفحہ ۱۸۰ نوٹ نمبر ۲ ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۷۹ نوٹ ۳** وَالْعَصْرِ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اَلْعَصْرِ سے مراد ہے وقتِ نمازِ عصر یا زمانۂ نبوت۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ العصر سے مراد ہے قائم آلِ محمدؐ کے خروج داور کا زمانہ۔ قولِ مترجم :۔ یہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ لغت کے مختلف معانی اور منشاء کو بیان کیا ہے چونکہ قرآن مجید میں عام بھی ہے اور خاص بھی اس سبب سے حقیر کے خیال میں شاید وہ نمازِ عصر مراد ہو جو روز عاشورا جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء نے پڑھی تھی اور جس حال میں پڑھی تھی وہ اہلِ ایمان سے مخفی نہیں۔ اگر حضرتؐ نے وہ نماز چھوڑ دی ہوتی تو نمازوں کے سلسلے سے گویا وہ کم ہوجاتی۔ زمانۂ نبوت میں حقوقِ اہلبیتؑ علماً جتلائے گئے تھے اور زمانہ قائم آلِ محمدؐ میں عملاً تسلیم کرادیئے جائیں گے۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹ ۔ نوٹ ۴** اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ :۔ الکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد ہمارے دشمن ہیں ۔ ۱۲

**نوٹ نمبر ۵** :۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ○ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ عطف خاص عام پر واقع ہوا ہے ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹ ۔ نوٹ ۶** هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ○ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ھُمَزَۃٌ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی طرف چشمک زنی کرتے ہیں ۔ اور کم مایہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور لُمَزَۃٌ وہ لوگ ہیں جو اپنے سر اور گردن کو متکبرانہ انداز سے کج رکھتے ہیں اور جب کبھی سائل یا فقیر کو دیکھ پاتے ہیں تو غصہ میں بھر جاتے ہیں ۔ ۱۲

**صفحہ ۱۹ ۔ نوٹ ۷** كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْحُطَمَۃُ وہ آگ ہے جو ہر چیز کو چکنا چور کر دے گی ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۰ ۔ نوٹ ۳** رِحْلَةَ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورہ قوم قریش کے بارے میں نازل ہوا ہے ۔ جن کی معیشت دو سفروں پر موقوف تھی یعنی جاڑے میں یمن کی طرف سفر ہوتا تھا اور گرمی میں شام کی طرف ۔ مکہ سے چمڑا اور جو جو چیزیں سمندر سمندر کے کنارے پیدا ہوتی ہیں وہ لیجا کر شام میں فروخت کیا کرتے تھے ۔ اور بدلے میں قسم قسم کے غلے، پارچہ جات اور تیز دم سانڈنیاں خرید کر لاتے تھے ۔ آنے جانے میں قافلے بن بن کر آیا جایا کرتے تھے اور ہر قافلے کے ساتھ رؤسائے قریش میں سے بھی ایک ہوا کرتا تھا ۔ اسی سے لوگوں کی گذر ہوتی تھی ۔ مگر جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث فرمایا تو قریش کو اس سفر سے مستغنی کر دیا ۔ کیونکہ لوگ جناب رسولِ خداؐ کی زیارت کرنے کے لئے اور بیت اللہ کے حج کے لئے رفتہ رفتہ خود آنے جانے لگے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ○ جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ اب پیٹ بھرنے کے لئے تمہیں ملک شام کو جانا ضرور نہیں ۔ وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○ سے یہ جتلانا مقصود ہے کہ نہ سفر کرنے کی ضرورت ہے نہ تکلیفِ راہ اٹھانے کی ۔ ۱۲

**صفحہ ۲۱ ۔ نوٹ ۵** وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد چراغ، آگ اور خمیر وغیرہ چیزیں جنکی لوگوں کو اکثر ضرورت ہوا کرتی ہے اور ایک روایت کے بموجب مراد ہے خمس و زکوٰۃ ۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ واجب ۔ اور وہ چیزیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مستعار مانگ لیا کرتے ہیں جیسے ڈول وغیرہ اور ایسی چیزیں جو روکی نہیں جاسکتیں جیسے پانی اور نمک ۔ ۱۲ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْمَاعُوْنَ سے مراد وہ قرض بھی ہے جو تم لوگوں کو دیتے رہتے ہو اور وہ نیکی بھی ہے جو اوروں کے ساتھ کرتے رہتے ہو اور اسباب خانہ داری بھی ہے جو مستعار دیدیا کرتے ہو اور زکوٰۃ بھی الماعون میں داخل ہے کسی نے عرض کی کہ ہمارے پڑوسی ایسے بے احتیاط ہیں کہ جب ہم انھیں برتنے کی چیزیں مستعار دیتے ہیں تو وہ ان کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں، پھاڑ چیر ڈالتے ہیں اور طرح طرح سے خراب کر دیتے ہیں اس صورت میں اگر ہم ان کو نہ دیں تو ہم پر کوئی الزام تو نہیں؟ فرمایا جب یہ حالت ہے تو ایسے کو نہ دینے میں تم پر کچھ بھی الزام نہیں ہے ۔

**صفحہ ۲۱ ۔ نوٹ ۶** اَلْكَوْثَرَ ○ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے خیر کثیر یعنی علم و عمل و نبوت و کتاب و شرفِ دارین اور ذریتِ طیبہ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے ۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو انکے بیٹے کے عوض میں عطا فرمائی ۔ ۱۲ ۔ امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سورۂ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی تو جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کوثر ایک نہر ہے جس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے مجھے بزرگی بخشی ہے عرض کی یا رسول اللہ اس نہر شریف کے اوصاف بیان کیجئے ۔ فرمایا کہ اے علیؑ! کوثر ایک نہر ہے جو عرش کے نیچے سے ظاہر ہوئی ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید ۔ شہد سے زیادہ شیریں ۔ مسکہ سے زیادہ نرم ہے ۔ سنگریزے اس کے زبرجد و یاقوت و مرجان کے ہیں گھاس اس کی زعفران ہے ۔ مٹی اس کی مشک اذفر ہے ۔ چشمے اس کے عرشِ خدا کے نیچے ہیں ۔ پھر میرے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علیؑ! وہ نہر میرے لئے اور تمہارے ان دوستوں کے لئے ہے جو میرے بعد بھی تم سے محبت رکھیں گے ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوثر کے متعلق سوال کیا گیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ ایک نہر ہے جس میں خیر کثیر کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ میرا حوض ہے ۔ اس پر قیامت کے دن میری تمام امت وارد ہوگی ستارہائے آسمان کے ہم عدد اس پر پیالے رکھے ہوئے ہوں گے ۔ میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ اس کے کنارے سے ہٹا دیا جائے گا ۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار یہ تو میری امت میں سے ہیں ۔ ارشاد ہوگا کہ اے رسولؐ تم کو خبر نہیں ہے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیسے کیسے حادثے برپا کئے ہیں ۔

الخصائل میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا (روزِ قیامت) میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حوض کوثر پر ہوں گا اور میری عترت میرے ساتھ ہوگی پس جو کوئی ہمارے ساتھ رہنا چاہے اس کو لازم ہے کہ ہماری بات مانے اور ہمارے عمل کے موافق عمل کرے کیونکہ ہر گروہ کا ایک سردار ہوتا ہے اور ہمارا بھی ایک سردار ہوگا ہمیں شفاعت کرنے کا حق دیا گیا ہے اور ہمارے دوستوں کو بھی شفاعت کرنے کا حق دیا ہے تم سب کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ حوض کوثر پر ہونے کی خواہش کرو اس لئے کہ ہم اس کے کنارے سے اپنے دشمنوں کو ہٹا دیں گے اور محبوں اور دوستوں کو اس کا پانی پلائیں گے ۔ جو کوئی ایک دفعہ بھی اس کا پانی پی لیگا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اس نہر کی دو شاخیں ہیں جو جنت سے نکلی ہیں ۔ ایک تو تسنیم سے نکلی ہے دو معین سے ۔ اسکے کنارے پر زعفران ہے اور سنگریزے اس کے موتی ہیں اسی کا نام کوثر ہے ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور پانچ ہی علی ابن ابیطالبؑ کو عنایت کی ہیں خداوند کریم نے مجھے جوامع الکلم (قرآن مجید) عطا کیا اور علیؑ کو جوامع العلم دیا ہے مجھے نبی مقرر کیا ہے تو علی کو میرا وصی ۔ مجھے کوثر مرحمت فرمایا ہے تو علیؑ کو سلسبیل ۔ مجھے وحی عطا فرمائی ہے تو علیؑ کو الہام مجھے شب معراج آسمانوں پر بلایا تو علی کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور حجاب اٹھا دیئے تاکہ میں اسکی

جانب دیکھوں اور وہ میری طرف دیکھیں یہ فرماکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضور پر نثار ہو جائیں اس وقت رونے کا سبب کیا ہوا۔ فرمایا اے ابن عباسؓ! (عرش بریں پر) سب سے پہلے مجھے یہ حکم ہوا کہ اپنے نیچے کی سمت نظر کرو جونہی نظر کی تو دیکھا کہ پردے ہٹا دیئے گئے ہیں اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام سر اٹھائے ہوئے میری جانب دیکھ رہے ہیں پس علی نے بھی مجھ سے کلام کیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدائے تعالیٰ نے آپ سے کیا فرمایا تھا جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے علی کو تمہارا وصی اور وزیر اور تمہارے بعد خلیفہ قرار دے دیا۔ یہ خوشخبری علیؑ کو دیدو کہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں پس میں نے علیؑ کو خبر دیدی حالانکہ میں اپنے پروردگار (کے حجاب قدرت) کے پاس تھا۔ علیؑ نے جواب دیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں نے قبول کیا اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں پس خدائے تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ تم سب کے سب علی پر سلام کرو۔ ان سب نے سلام کیا اور علیؑ نے ان سب کو جوابِ سلام دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ فرشتے آپس میں اسکی بابت ایک دوسرے کو بشارت و مبارکباد دے رہے ہیں اور جس کسی فرشتے کی طرف سے میرا گزر ہوتا تھا وہی مجھ کو مبارکباد دیتا تھا اور وہ فرشتے کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ! قسم ہے خدا کی جس نے آپ مبعوث برسالت کیا اس بات کی ہم گروہِ ملائکہ کو بے حد خوشی ہے۔ آپ کے چچازاد بھائی کو خدائے تعالیٰ نے آپ کا خلیفہ قرار دیا اور میں نے حاملانِ عرش کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے ہیں یہ حال دیکھ کر میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے جبرئیل حاملانِ عرش کے سر جھکانے کا سبب کیا ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ! کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جس نے خوش ہوکے چہرۂ علی ابن ابیطالبؑ کی طرف نظر نہ کی ہو مگر حاملانِ عرش نے ابھی ابھی خدائے تعالیٰ سے اجازت حاصل کی ہے اب وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی طرف نظر کر رہے ہیں (اے ابن عباس) جب میں زمین پر آیا تو میں ان واقعات کی اطلاع علیؑ ابن ابیطالبؑ کو دیتا تھا اور وہ سب باتوں کی خبر مجھے سناتے تھے جس سے میں نے معلوم کر لیا کہ کوئی مقام ایسا نہیں رہا جہاں میں نے قدم رکھا ہو اور علیؑ پر وہ نہ کھل گیا ہو یعنی انھوں نے اسے آنکھوں سے نہ دیکھ لیا ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے! فرمایا کہ اے ابن عباس تم پر علی ابن ابیطالبؑ کی اطاعت فرض ہے۔ قسم ہے خدا کی جس نے مجھے برحق رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ ہر شخص کی کوئی نیکی اس وقت قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس سے محبتِ علی ابن ابیطالبؑ کا سوال نہ کر لیا جائے گا حالانکہ خدائے تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ پس اگر بندہ علی کی ولایت لیکر آیا ہے تو اس کا عمل جیسا کچھ بھی ہوگا قبول ہو جائیگا اور اگر ان کی ولایت لیکر نہیں آیا ہے تو اور کوئی عمل پوچھا ہی نہ جائیگا اور یہ حکم ہو جائیگا کہ اسے سیدھا جہنم میں پہونچا دو۔ اے ابن عباس اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے دوزخ کی آگ بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں ان لوگوں پر زیادہ غضبناک ہوگی جو علیؑ سے دشمنی رکھتے ہوں گے۔ اے ابن عباس اگر تمام ملائکہ اور سارے انبیاء (بفرض محال) علیؑ کی عداوت پر متفق ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا کرے گا مگر وہ لوگ علیؑ سے ہرگز دشمنی نہ کریں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا بھی کوئی ہوگا جو علیؑ سے عداوت رکھے گا؟ فرمایا ہاں اے ابن عباس بہت سے لوگ ہوں گے جو میری امت میں ہونے کا دعویٰ کریں گے مگر اسلام سے ان کو کچھ بھی تعلق نہ ہوگا! اے ابن عباس ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ علی پر ایسے شخص کو فضیلت دیں گے جو ان سے کہیں پست درجہ ہوگا۔ اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا ہے جو اسکی نظر میں مجھ سے زیادہ معزز ہو نہ کوئی وصی ایسا بھیجا جس کی عزت اس کے نزدیک میرے وصی سے زیادہ ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ جناب رسولؐ خدا کی نصیحت اور حکم کے بموجب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے محبت کرتا رہا اور یہ کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی عمل ہی نہ تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو مدتیں گزر گئیں کہ جناب رسولِ خدا کا وقت وفات قریب آگیا ایک دن میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ حضور کے قدموں پر فدا ہو جائیں آپ کی رحلت کا زمانہ بہت نزدیک رہ گیا ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا اے ابن عباس علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے مخالفوں کی تم مخالفت کرنا اور ہرگز علیؑ کے مخالفوں کی مدد اور نصرت نہ کرنا میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگوں کو آپ کیوں حکم نہیں دیدیتے کہ علیؑ کی مخالفت نہ کریں یہ سنکر آنحضرتؐ اتنا روئے کہ غش کر گئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا اے ابن عباس علمِ خدا میں تو پہلے ہی گذر چکا ہے خدا کی قسم علی ابن ابیطالبؑ کا کوئی مخالف اور منکر دنیا سے نہ اٹھیگا مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اس کی نعمتوں کو سلب کر دے گا۔ اے ابن عباس اگر خدا سے اس حال میں ملاقات کرنا چاہتے کہ وہ تم سے راضی ہو تو تم علی ابن ابیطالبؑ کی راہ پر چلتے رہنا اور جس طرف کو تم ان کا میلان دیکھو اسی طرف تم بھی مائل ہو جانا اور اپنی اولاد کو انکی امامت کی وصیت کرتے جانا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دوستوں کے دوست بننا۔ اے ابن عباس تم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہنا کہ علیؑ کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی مخالف بات آجائے کیونکہ علیؑ کے بارے میں شک کرنا خدائے تعالیٰ کی جناب میں کفر کرنے کے برابر ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے پدر بزرگوار اور جدّ نامدار کے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُعْطِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ (مجھے جوامع الکلم عطا ہوا ہے) عطا ابن سائب نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ جوامع الکلم کیا چیز ہے؟ فرمایا قرآن مجید۔ عکرمہ سے بروایت ابن عباس اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر میں مروی ہے کہ کوثر ایک نہر ہے جس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں ہے دونوں کنارے اسکے موتی اور یاقوت اور زبرجد کے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر آخر الزماں اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کو خاص طور سے عطا فرمائی ہے اور انبیاء کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ انس ابن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر پہونچا تو جبرئیل نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ! آپ آگے جائیے اور جبرئیل نے مجھے کوثر دکھا کر بیان کیا کہ یا رسول اللہ یہ کوثر صرف آپ ہی کا حق ہے اوگلے نبیوں کا کوئی اختیار نہیں ہے پس میں نے اس کے کنارے بہت سے مکان موتی کے اور یاقوت کے اور جواہرات کے دیکھے۔ جبرئیل نے مجھے بتلایا کہ یہ آپ کے اور آپکے وزیر و وصی علی ابن ابیطالبؑ کے اور ان کی ذریت طاہرہ کے مکانات ہیں میں نے اسی نہر کی مٹی ہاتھ میں لیکر سونگھی تو وہ مشک تھی اور اس کے کنارے میں نے مکانات دیکھے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنائے گئے ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا کرنے کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ! یہ نور کیسا ہے جو تم پر چھایا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ آج شب کو مجھے جنابت عارض ہوئی پس میں اس جنگل میں پانی کی تلاش کو گیا مگر کہیں نہ ملا۔ جب میں واپس آیا تو ایک منادی نے مجھے آواز دی یا امیر المومنینؑ! اب جو میں نے پلٹ کر

دیکھا تو ایک شخص کو پایا کہ ایک لوٹا اور ایک سونے کا طاس پانی سے بھرا ہوا لئے ہوئے تھا اس سے میں نے غسل کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آواز دینے والے جبرئیل تھے اور وہ پانی ایک نہر کا تھا جس کا نام کوثر ہے اس کے کنارے بارہ ہزار درخت ہیں ہر درخت میں تین سو ساٹھ گڑے ہیں۔ جب اہل جنت کا دل بہلانے کو جی چاہے گا تو ایک ہوا چلا کرے گی تو ان میں سے کوئی درخت اور کوئی گڑ ایسا نہ رہے گا جس سے طرح طرح کی آوازیں پیدا نہ ہوں کہ ایک سے دوسری بڑھ چڑھ کر ہوگی۔ اگر خدائے تعالیٰ نے یہ طے نہ فرمادیا ہوتا کہ اہل جنت مریں گے نہیں تو ان کی آوازوں کے لطف سے وہ ایسے مست ہو جاتے کہ مارے خوشی کے ان کی جان نکل جاتی یہ نہر جنت عدن میں ہے اور میرے لئے اور تمہارے لئے اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے لئے (خدائے تعالیٰ نے پیدا کی) ہے کسی اور کا اس میں بالکل حصہ نہیں ہے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سے فرمایا کہ تم دونوں علی بن ابیطالبؑ کی خدمت میں جاؤ تاکہ وہ شب کا واقعہ تم سے بیان کریں اور میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں پس وہ دونوں دولت سرائے مرتضوی پر حاضر ہوئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ امیرالمومنین علیہ السلام خود باہر آگئے اور فرمایا کہ کیا کوئی حادثہ برپا ہوگیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں تو بلکہ ہمیں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ علیؑ کے پاس جاؤ تاکہ وہ تم سے شب کا واقعہ بیان کریں (ہم لوگ یہ عرض ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ رات کی سرگذشت ان دونوں کو سنا دو۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے تو شرم آتی ہے فرمایا بیان بھی کرو حق بیان کرنے سے تو خدا بھی نہیں شرماتا اس وقت علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا شب گذشتہ میں نے طہارت و غسل کے لئے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا۔ صبح نمودار ہو چکی تھی مجھے خوف ہوا کہ میری نماز قضا نہ ہو جائے پس میں نے ایک طرف حسنؑ کو اور دوسری طرف حسینؑ کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا ان دونوں کی واپسی میں دیر ہوئی اس سے میرے دل کا رنج اور بڑھ گیا میں اسی بے چینی میں تھا کہ یکایک مکان کی چھت شگافتہ ہوگئی اور ایک طاس رومال سے ڈھکا ہوا اترنا شروع ہوا جب وہ زمین پر آگیا میں نے اس پر سے رومال ہٹایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں پانی ہے اس سے میں نے طہارت بھی کی اور غسل بھی کر لیا اور نماز صبح ادا کی پھر وہ طاس اور رومال اٹھ گیا اور چھت برابر ہوگئی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ سے اور ان دونوں سے فرمایا کہ وہ طاس جنت کا تھا، پانی کوثر کا اور وہ رومال بہشتی استبرق کا تھا اے علی تمہاری مانند کون ہے کہ اس سب میں جبرئیل نے تمہاری خدمت کی احتجاج میں علامہ طبرسی نے وہ حدیث لکھی ہے جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی کے ساتھ گذری اس میں یہ بھی ہے کہ یہود نے کہا کہ حضرت نوح آپ سے افضل ہیں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا یہ کیوں؟ یہود نے جواب دیا اس لئے کہ وہ کشتی پر سوار ہوئے وہ کشتی (طوفان سے محفوظ رہی) اور کوہ جودی پر جاکر ٹھہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کشتی سے افضل اور بہتر چیز خدائے تعالیٰ نے دی ہے یہود نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا خدائے تعالیٰ نے جنت میں مجھے ایک نہر عطا فرمائی ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہوئی ہے اس کے کنارہ پر لاکھوں قصر ہیں جو سونے اور چاندی کے اینٹوں سے بنائے گئے ہیں اس نہر کی گھاس زعفران ہے سنگریزے اس کے موتی اور یاقوت ہیں زمین اسکی سفید مشک کی ہے یہ میرے لئے اور میری امت کے لئے (کشتی نوحؑ) سے کہیں بہتر ہے قول باری تعالیٰ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کا یہی مطلب ہے یہود نے عرض کی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے سچ فرمایا توریت میں یونہی لکھا ہے کہ یہ نہر کوثر کشتیٔ نوحؑ سے کہیں بہتر ہے۔

**صفحہ ۱۲۱۷ نوٹ ۷** | فَانْحَرْ ؕ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مطلب ہے دونوں ہاتھوں کا چہرے کے برابر اٹھانا اور ایک روایت میں ہے کہ خود اپنے دستِ مبارک اسی طرح اٹھا کر دکھا دیئے جس طرح شروع نماز کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرکے اٹھائے جاتے ہیں۔

امالی میں بروایت جناب امیر علیہ السلام اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ جب آیہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ جبرئیل امین! یہ کونسی قربانی ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے؟ جبرئیل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ کوئی قربانی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہے نماز میں ہاتھوں کا (کانوں تک) اٹھانا۔ احتجاج طبرسی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جبرئیل امین نے یہ عرض کی کہ خدائے تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جب آپ نماز کے لئے تکبیرۃ الاحرام کہیں تب بھی اپنے دونوں ہاتھ بلند کریں اور جس وقت مابین نماز لفظ اللہ اکبر زبان پر جاری کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں اور جب سجدہ کریں تو ہر موقع پر رفع یدین کیا کریں اس لئے کہ ہماری نماز اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی نماز اسی صورت کی ہوتی ہے اور یا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چیز کے لئے ایک زینت ہوتی ہے۔ نماز کی زینت یہی ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں۔

**نوٹ ۸** اَلْاَبْتَرُ ۠: تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ اس وقت اس جگہ عمرو بن العاص اور حکم ابن العاص موجود تھے۔ عمرو نے يٰاَيُّهَا الْاَبْتَرُ کہہ کے خطاب کیا۔ اور زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کے کوئی اولاد نہ رہی ہو۔ پھر عمرو نے یہ بھی کہا کہ مجھے محمدؐ سے بغض ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ سورہ نازل فرمایا اور ارشاد ہوا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تجھ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے۔ یعنی نہ اس کا کوئی دین ہے اور نہ اس کا کوئی نسب ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ابتر کے یہ معنی ہیں کہ نہ اسکی نسل باقی رہیگی اور نہ اس کی یاد نیکی کے ساتھ رہیگی۔ اب رہے تم سو تمہاری ذریت بھی قیامت تک باقی رہے گی اور تمہاری شہرت بھی اور تمہاری شہرت کے آثار بھی۔ ۱۲

**صفحہ ۱۲۱۷ نوٹ ۹** | لَآ اَعْبُدُ: تفسیر قمی میں ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابو جعفر احول سے اس سورۃ میں مضمون کی تکرار کا سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ کوئی حکیم بھی بات کو اس طرح دہرایا کرتا ہے پس ابو جعفر احول کے پاس کوئی جواب نہ تھا یہاں تک وہ مدینۂ منورہ آئے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال پیش کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سبب اس سورۃ کے نزول کا اور اس مضمون کی تکرار کا یہ ہے کہ قریش نے جناب رسولِ خدا سے یہ کہا تھا کہ ایک سال تو تم ہمارے خداؤں کی پرستش کر لیا کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں اور ایک سال تم ہمارے خدا کی پرستش کرنا۔ پس جس انداز سے قریش نے درخواست کی تھی اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ ابو جعفر احول نے جب واپس آکر ابو شاکر

دیصانی کو جواب دیا تو اس نے کہا کہ یہ حجاز سے اونٹوں پر لد کر آیا ہے ۔ اور بعض نے آیۃ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ کے مکرر ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پہلی آیت میں (صیغہ اسم فاعل) عَابِدُوْنَ فعل مستقبل کے معنی میں ہے کیونکہ لا ئے نفی (بنا بر وضع) فعل مستقبل پر داخل ہوتا ہے اور دوسری آیت میں عَابِدُوْنَ فعل حال یا فعل ماضی کے معنی میں ہے اور لائے نفی کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس پر لایا گیا ہے۔

**قولِ مترجم**:۔ اس آیت کے مکرر لانے سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہو گیا کہ قریش کے قول اور استدعا کا رد تینوں زمانوں کے متعلق ہو گیا۔ زمانہ مستقبل کی بابت تو پہلی آیت ہے۔ اور ماضی اور حال کی بابت دوسری آیت ہے ۔ مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ نہ تو زمانہ ماضی میں اسکی عبادت کرتے تھے جسکی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ زمانہ حال میں عبادت کرتے ہو اور نہ بعد میں کرو گے ۔

**صفحہ ۷۲۲ نوٹ نمبر ۱** جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ فتنہ کونسا ہے جس میں خدا نے ہم پر جہاد واجب کیا ہے فرمایا وہ فتنہ اس قوم کا ہو گا جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو کہتی ہو گی وحدانیتِ خدا اور میری رسالت کی گواہی دیتی ہو گی حالانکہ وہ لوگ میری شریعت کے مخالف ہوں گے اور میرے دین میں زبانِ طعن دراز کرتے ہوں گے جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر کس سبب سے میں ان لوگوں کو قتل کر دوں گا جبکہ وہ توحید کے قائل ہوں گے اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے فرمایا اس لئے کہ وہ لوگ میرے دین میں احداث کریں گے ۔ اور میرے حکم کے مخالف ہوں گے اور میری عترت کی خونریزی کو حلال سمجھیں گے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھے شہادت کی خوشخبری دی ہے تو اب خدا سے دعا بھی کیجئے کہ جلد مجھے اس درجہ پر فائز فرمائے ۔ آنحضرتؐ نے میرے سر اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے علیؑ وعدہ تو میں نے کیا ہے مگر اس وقت جبکہ اس (سر) کے خون سے یہ ڈاڑھی رنگین ہو گی تمہارا صبر کیسا ہو گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ جبکہ شہادت میرے لئے مقرر ہو چکی ہے تو یہ موقع صبر کا ہی نہیں بلکہ خوش ہونے کا اور شکرِ خدا بجالانے کا ہے ۔ فرمایا ٹھیک ہے اے علی! اب تم مخاصمت کے لئے تیار ہو کہ میرے بعد میری امت کے لوگ تم سے جھگڑا کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسی راہ بتائیے کہ مجھے کامیابی حاصل ہو فرمایا کہ جب تم اپنی قوم کو دیکھو کہ ہدایت سے ہٹ کر گمراہی میں جا پڑی تو تم ان سے جھگڑا کرنا اس لئے کہ ہدایت خدا کی طرف سے ہے اور ضلالت و گمراہی شیطان کی جانب سے ۔ اے علی! امرِ خدا کی اطاعت کا نام ہدایت ہے ۔ خواہش نفسانی اور اپنی رائے کی پیروی کرنا ضلالت ہے اے علی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسی قوم میں پھنس گئے ہو جو قرآن مجید کے معنی تو اپنے مطلب کے موافق نکالتے ہیں اور محکم کو چھوڑ کر متشابہات پر عمل کرتے ہیں نبیذ کے ذریعہ سے شراب کو حلال قرار دیتے ہیں جو کسی قسم کا نقصان ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں شمار کر لیتے ہیں اور رشوت وغیرہ کا نام ہدیہ رکھتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب وہ ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہوں گے تو آیا اہل فتنہ ہوں گے یا مرتد ہوں گے فرمایا وہ اہل فتنہ ہوں گے اور برابر سرگرداں رہیں گے یہاں تک کہ (سلطان) عادل انھیں مغلوب کرے میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ عادل ہم میں سے ہو گا یا کسی دوسرے خاندان میں سے؟ فرمایا ہم میں سے ہو گا۔ ہم ہی سے خدا تعالیٰ نے ابتدا کی اور ہم ہی پر ختم کرے گا۔ ہمارے ہی ذریعہ سے خدائے تعالیٰ نے شرک (کا تسلط) دور ہو جانے کے بعد لوگوں کے دلوں میں الفت پیدا کی تھی اور ہمارے ہی سبب سے اس فتنے کے دور ہو جانے کے بعد بھی دلوں میں الفت پیدا کرے گا میں نے عرض کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا وَھَبَ لَنَا مِنْ فَضْلِہٖ (خدا کے لئے ہی حمد و تعریف زیبا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ہم کو ایسا کچھ عطا فرمایا ہے) ۔

**صفحہ ۷۲۲ نوٹ نمبر ۲** تفسیر برہان میں جتنی مختلف روایتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اول و دوم کے متعلق درج ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جدّ امجد حضرت عبد المطلب کی اولاد کو دو بار جمع فرمایا اور ان کو کھلا پلا کر سیر و سیراب فرما کر اس طرح مخاطب کیا کہ اے اولاد عبد المطلب تم میری اطاعت کرو کہ تم زمین کے بادشاہ اور حاکم بر پاؤ گے اور اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ ایک شخص کو اس کا وصی اور وزیر اور بھائی نہ مقرر کیا ہو پس تم میں سے میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی میرا وارث اور میرا قرض ادا کرنے والا کوئی ہونا چاہتا ہے سب خاموش رہے صرف جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے جو سب سے کم سن تھے اپنی مستعدی ظاہر کی تین مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت ان کے سامنے پیش کی مگر جناب امیر علیہ السلام ہر دفعہ آمادۂ نصرت ہوئے بار آخر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاس بلا کر چھاتی سے لگا کر یا گردن پر ہاتھ رکھ یہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ میرا بھائی ہے میرا وصی ہے اور یہ تم لوگوں میں میرا خلیفہ ہے پس اسکی بات سنو اور مانو کسی شخص نے جناب امیرؑ سے کہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ تو چچازاد بھائی کے وارث ہو گئے اور چچا رہ گئے! تو ان حضرت نے حدیث دعوت کا ذکر فرمایا ارشاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا جواب دینے ایک بھی نہیں اٹھا صرف میں اٹھا جو سب میں چھوٹا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تین مرتبہ ایسا ہوا کہ ہر دفعہ مجھے بیٹھنے کا حکم دیتے تھے تا آنکہ آخری مرتبہ میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر معاہدہ واثق فرما دیا یہ وجہ ہے کہ میں اپنے ابن عم کا وارث ہوا ہوں ۔ اور ان کے چچا نہیں ہوئے۔ کافی میں ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ ابولہب کے بارے میں کیا کریں؟ ام جمیل اسکی زوجہ نے کہا کہ اس کے لئے کیلئے کافی ہوں اس سے میں کہدونگی آج تو مجھے یہی پسند ہے کہ تم گھر بیٹھے شراب پیتے رہو جب دوسرا دن ہوا اور مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہوئے تو ابولہب اور اس کی زوجہ ام جمیل شراب ہی پیا کئے حضرت ابوطالب نے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا تم اپنے چچا ابولہب کے پاس تو جاؤ اور ان کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اگر وہ کھولدیں تو اندر چلے جانا اور اگر نہ کھولیں تو ان کے دروازے پر حملہ کر کے توڑ دینا اور اندر جا کر یہ کہنا کہ کسی شخص کا چچا اس کی قوم میں ذلیل نہیں ہو سکتا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے تعمیل حکم کی جب ابولہب نے حضرت کو دیکھا تو پوچھا بھتیجے کیسے آئے؟ فرمایا کہ میرے والد ماجد نے ایسا اور ایسا فرمایا ہے ابولہب نے کہا کہ تمہارے والد نے سچ فرمایا ہے بتاؤ تو معاملہ کیا ہوا؟ فرمایا تمہارے بھتیجے کے قتل کی تدبیر کی جا رہی ہے اور تم بے فکری سے بیٹھے کھانے پینے میں مصروف ہو یہ سنتے ہی جھپٹ کے کھڑا ہو گیا ۔ تلوار لے لی ام جمیل اس سے چمٹ گئی اس نے ہاتھ اٹھا کر اس زور سے اسے ایک طمانچہ مارا کہ اس کی ایک آنکھ نکل گئی اور وہ مرتے دم تک کانڑی رہی اور ابولہب تلوار لئے ہوئے نکل آیا۔ قریش نے جب اس کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے تو دریافت کرنے لگے کہ ابولہب یہ کیا؟ کہا کہ میں تو اپنے بھتیجے کے برخلاف تم سے عہد و پیمان کر چکا ہوں اور تم ہو کہ اس کے قتل کے درپے ہو گئے ۔ لات و عزیٰ کی قسم میں تو یہ ارادہ کر چکا تھا کہ اسلام لے آؤں ۔ پھر تم دیکھتے کہ میں کیا کرتا اس وقت قریش نے عذر و معذرت کی اور

یہ واپس چلا آیا۔ (اس سورہ کے نازل ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ خلاف رہنے کے لئے کفار قریش کے ساتھ معاہدہ اور محالفہ کر چکا تھا)

**صفحہ ۲۲۲ نوٹ ۳** قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سورہ کی شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آکر یہ عرض کی تھی کہ آپ اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کیجئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ التوحید میں جنابِ امام محمد باقرؑ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے فرماتے ہیں قُلْ کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور جس طرح حروف کو جمع کر کے ہم نے تجھے اطلاع دی ہے اور ہم نے تجھے پڑھ کر سنا دیئے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کانوں سے سنے ہدایت پائے۔ هُوَ ایک اسم ہے جس میں کنایہ اور اشارہ غائب کی طرف ہے پس اس کی (ہ) تنبیہہ کر کے بتلاتی ہے کہ وہ معنًا ثابت و قائم ہے۔ اور (واؤ) اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ حواس خمسہ سے غائب ہے جیسے کہ تم هٰذَا کا اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا کرتے ہو جو ظاہری حواس سے محسوس ہوتی ہے اور یہ بات کافروں کی تنبیہہ کے لئے ہے کہ وہ اپنے خداؤں کے متعلق ایسا حرفِ اشارہ استعمال کیا کرتے تھے جو سامنے والی چیز کے لئے استعمال ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ کہتے تھے هٰذِهٖ اِلٰهُنَا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے خدا ایسے ہیں جو کھلی آنکھوں سامنے دکھائی دیتے ہیں تو اے محمدؐ تم بھی اپنے خدا کہ جس کی طرف بلاتے ہو ایسا اشارہ کرو کہ ہم بھی اسے دیکھ لیں اور اسے پالیں اور اس کے بارے میں حیران نہ رہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ اور ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ (کہدو کہ وہ) اس میں "ہ" تو اس وجود کو ثابت کرتی ہے جو ثابت و قائم ہے اور "واؤ" ایسے غائب کی طرف اشارہ کرتی ہے جو نہ آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہو اور نہ کسی اور حس سے محسوس کرنے کی وہ ان سب سے اعلیٰ اور بالا ہے بلکہ بینائی کا ادراک کرنے والا اور حواس کا ایجاد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آگے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے اللّٰه جسکے معنی ہیں ایسا معبود کہ مخلوق اسکی ماہیت دریافت کرنے سے اور اسکی کیفیت کے سمجھ لینے سے عاجز و پریشان ہے اور عرب کا دستور ہے کہ جب کسی معاملے میں متحیر ہو جائیں اور عقل و علم سے اس پر احاطہ نہ کر سکیں تو کہا کرتے ہیں اِلٰهَ الرَّجُل (یہ شخص اس میں حیران رہ گیا) اور جب کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ ہوں جس سے ڈرتے بھی ہوں اور بچنا بھی چاہتے ہوں تو وَلِهَا کا لفظ بولتے ہیں اور اِلٰهٌ کے معنی ہیں ایسے پوشیدہ جسے مخلوق کے حواس نہ پا سکیں پھر فرمایا کہ اَحَدٌ کے معنی ہیں ذاتِ یکتا اور اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کے معنی تو ایک ہیں مگر اَحَدٌ ایسے یکتا کو کہتے ہیں جس کی نظیر ہی نہ ہو اور توحید کے معنی ہیں یکتائی کا اقرار کرنا اور وَاحِدٌ ایسا منفرد و یکتا ہے کہ نہ اور کوئی چیز اس سے نکلتی ہے اور نہ وہ کسی چیز سے متحد ہو سکتا ہے اسی سے کہنے والوں نے کہا ہے کہ عدد کی بنا تو واحد پر ہے مگر خود واحد عدد نہیں ہے اس لئے کہ لفظ عدد "یعنی گنتی" ایک کیلئے موزوں ہی نہیں ہے (یعنی ایک تو ایک ہے ہی اس کو کوئی گنے گا کیا) بلکہ گنتی دو یا دو سے زیادہ پر راست آتی ہے لہٰذا خدائے تعالیٰ کے اس قول اللّٰهُ اَحَدٌ کے یہ معنی ہوئے کہ وہ ایسا معبود ہے کہ جس کی ذات کے سمجھ لینے میں اور کیفیات کے احاطہ کرنے میں مخلوق متحیر و پریشان ہے۔ وہ اپنی الٰہیت یعنی معبود ہونے میں یکتا ہے اور اپنی مخلوق کی صفتوں سے کہیں برتر ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میرے والد ماجد جناب علی ابن الحسینؑ زین العابدینؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ صَمَدٌ کے معنی ہیں ایسا ٹھوس جسمیں کھوکھلا پن نہ ہو مراد اس سے جسم نہیں ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ جسم و جسمانیات سے بری ہے بلکہ جیسے ٹھوس چیز میں کسی چیز کے داخل کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اسی طرح کہنہ ذات و صفات کے سمجھنے میں کسی کی عقل کو کوئی راہ نہیں ملتی اور صمد اس کو بھی کہتے ہیں جس پر سرداری ختم ہو جائے اس سے بالاتر کوئی نہ ہو۔ اور صمد وہ بھی ہے جو نہ کھائے اور نہ پیئے اور صمد وہ ہے جو سوئے بھی نہیں اور صمد ایسا ہمیشہ رہنے والا ہے جو نہ کبھی زائل ہوا اور نہ ہو۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد ابن الحنفیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ صمد اس کو کہتے ہیں جو اپنی ذات سے قائم ہو اور اپنے غیر سے مستغنی۔ نیز فرماتے تھے صمد کون و فساد سے برتر ہے (یعنی یہ نہیں کہ اس کا جسم کچھ بڑھتا رہے اور کچھ گھٹتا رہے جیسے انسان کی حالت ہوتی ہے کہ غذا کے ہضم ہونے کے بعد نئے اجزا پیدا ہوتے رہتے ہیں اور پرانے مضمحل و مردہ ہو کر جسم سے الگ ہوتے رہتے ہیں اور صمد ایسی ذات ہے جس میں تغیرات راہ نہیں پاتے پھر امامؑ نے فرمایا کہ صمد ایسے آقا اور سردار کو بھی کہتے ہیں جس سے بالاتر نہ کوئی حکم دینے والا ہو اور نہ منع کرنے والا پھر حضرت فرماتے ہیں کہ جناب امام زین العابدینؑ سے کسی نے الصمد کے معنی دریافت کئے ان حضرت نے فرمایا کہ الصمد وہ ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو اور نہ کسی چیز کی حفاظت اس کو تھکائے اور نہ کوئی اس کے احاطۂ علم سے خارج ہو۔ اس حدیث کا راوی وہب ابن وہب قریشی بیان کرتا ہے کہ حضرت زید ابن علیؑ نے فرمایا کہ صمد وہ ہے کہ جس وقت وہ کسی چیز کا ارادہ کرے اور اسکے لئے فرمائے کہ ہو تو وہ فوراً ہو جائے اور صمد وہ ہے کہ اس نے چیزوں کی ابتداء کی پھر ان کو اس شان سے پیدا کیا کہ ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں اور ایک دوسرے کی جوڑ بھی۔ اور شکلیں مختلف بھی ہیں اور ملتی جلتی بھی اور خود اپنی ذات میں ایسا یکتا ہے کہ نہ کوئی اسکی ضد ہے اور نہ مثل اور نہ کوئی اسکا شریک ہے اور نہ کوئی ہمشکل۔

یہی وہب ابن وہب قرشی بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ اہل بصرہ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر الصمد کے معنی دریافت کئے تو ان حضرت نے ان کو یہ جواب لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ امابعد! قرآن مجید کے بارے میں بغیر علم کے نہ تو باتیں بناؤ نہ غور و خوض کرو نہ کسی سے لڑو جھگڑو اور نہ بغیر علم کے اس میں کلام کرو کیونکہ میں نے اپنے جدّ امجد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بارے میں بغیر علم کے کچھ کہے تو اسے لازم ہے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو سمجھے اور الصمد کی تفسیر تو خداوند عالم نے خود فرما دی ہے جہاں یہ ارشاد فرمایا اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ وہاں تفسیراً یہ بھی فرمایا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو اس سے کوئی کثیف چیز نکلی ہے جیسے کہ بچہ ہوتا ہے اور کثافتیں ہوتی ہیں جو مخلوق سے نکلتی رہتی ہیں اور نہ اس سے کوئی لطیف چیز نکلی ہے جیسے سانس ہوتی ہے اور ایسے اور چیزیں عارض ہوتی ہیں جیسے اونگھ اور نیند اور خطرہ

اور ہم وغم اور خوشی اور ہنسی اور رونا اور بیم وامید اور رغبت ونفرت اور بھوک اور سیری خدائے تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ ایسی چیزیں اس سے صادر ہوں اور کوئی کثیف یا لطیف چیز اس سے پیدا ہو وَلَمْ يُولَدْ کا یہ مطلب ہے کہ وہ خود بھی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی چیز سے اس طرح نکل آیا جیسے کہ عناصر سے لطیف چیزیں نکلا کرتی ہیں اور ایک چیز سے دوسری چیز اور ایک چوپایہ سے دوسرا چوپایہ اور زمین سے نباتات اور چشموں سے پانی اور درختوں سے پھل نکلا کرتے ہیں اور نہ اسطرح نکل آیا ہے جیسے کہ لطیف چیزیں اپنے اپنے مرکز سے نکلتی ہیں جیسے آنکھ سے بینائی اور کان سے شنوائی اور ناک سے سونگھنے کی قوت زبان سے کلام اور دل سے معرفت اور تمیز اور پتھر سے آگ ان میں سے کسی کی مانند نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تو ایسا صمد ہے کہ نہ کسی چیز سے بنا نہ کسی چیز میں داخل ہے نہ کسی چیز پر قائم ہے۔ تمام چیزوں کا ایجاد کرنے والا اور ان کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا وہی جس چیز کو فنا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اس کو فنا کر دیگا اور اپنے علم سے جن چیزوں کو باقی رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے ان کو باقی رکھے گا بس یہ اللہ وہ صمد ہے جسکی تعریف میں آیا ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ وہب ابن وہب قرشی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلسطین کا ایک نیابتی گروہ میرے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے بہت سے مسئلے دریافت کئے جنکا ان حضرت نے جواب دیا۔ پھر لوگوں نے الصّمد کی تفسیر دریافت کی تو ان حضرت نے اس کی تفسیر یوں فرمائی کہ الصّمد کے بظاہر پانچ حرف ہیں۔ از آنجملہ الف دلیل انیت ہے (انیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو جتلانا کہ میں ہوں) یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (دیکھو صفحہ ۸ سطر ۱۱) یہ تنبیہہ اور اشارہ ایسے غائب کی طرف ہے جو حواس سے محسوس نہیں ہوتا دوسرا حرف لام اسکی الہیت پر دلیل ہے یعنی یہ کہ وہی اللہ ہے اور لام اور الف دونوں مدغم ہیں نہ یہ دونوں زبان پر جاری ہوتے ہیں اور نہ کان ہی میں پڑتے ہیں ہاں کتابت میں ظاہر ہوتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی الہیت ایسے پوشیدہ لطف کے ساتھ قائم ہے جو نہ حواس سے محسوس کرنے کی چیز ہے نہ کسی بیان کرنے والے کی زبان پر جاری ہوتی ہے اور نہ کسی سننے والے کے کان میں پڑتی ہے۔ اس لئے اِلٰهٌ کی تفسیر ہی یہ ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنی کیفیت اور ماہیئت سمجھنے میں خواہ وہ جس کے ذریعہ سے ہو یا وہم کے ذریعہ سے مخلوق کو متحیر کر دیا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کل اوہام کا موجد بھی وہی ہے اور حواس کا خالق بھی وہی ہے اور لکھنے میں اس بات کی دلیل بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرتے وقت اور ان کی لطیف روحوں کو ان کے کثیف جسموں کے ساتھ ترکیب دینے کے وقت اپنے رب ہونے کا اظہار فرما دیا۔ جب بندہ اپنے نفس کی طرف نظر ڈالے اور اپنی روح کو نہ دیکھے تو سمجھ لے کہ اسکی ایسی حالت ہے جیسے الصّمد کالام کہ وہ ظاہر نہیں ہوتا لہٰذا حواس خمسہ میں سے کسی حاسہ میں داخل نہیں ہاں کتابت کی طرف دیکھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا کا لطف خفی ظاہر ہے پس جب بندہ اسکی ماہیئت اور کیفیت میں فکر کرتا ہے تو اس کے بارے میں واللہ وہ حیران رہ جاتا ہے اور اس کی فکر کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے جو تصور میں آسکے احاطہ ہی نہیں کر سکتی اس لئے کہ خدائے تعالیٰ تو صورت وتصور سب کا پیدا کرنے والا ہے جب بندہ اسکی مخلوق کی طرف نظر کرے گا تو اس کو یہ ثابت ہوتا چلا جائے گا کہ خدائے عزّ وجلّ ان کا خالق اور ان کی روحوں کا ان کے جسموں میں ترکیب دینے والا ہے۔ اب رہا صؔ یہ اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے یعنی اس کا قول بھی صدق ہے اور اس کا کلام بھی صدق ہے اور اس نے اپنے بندوں کو سچائی کے ساتھ پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور راستی کے گھر کا سچا سچا وعدہ فرمایا ہے۔ اب رہا مؔ یہ اسکی ملک وملکیت کی دلیل ہے اور یہ کہ وہ بادشاہ برحق ہے نہ کبھی زائل ہوا نہ کبھی زائل ہوگا نہ اسکی سلطنت زائل ہوگی۔ رہی دؔ وہ اسکی سلطنت کے دوام پر دلالت کرنیوالی ہے اور اس بات پر کہ اسکی ذات بھی دائم ہے اور اس بات سے کہیں برتر ہے کہ کون وفساد اس میں راہ پائے بلکہ خدائے عزّ وجلّ تمام کائنات کی تکوین کرنیوالا ہے یعنی جو ہونیوالی مخلوق ہوتی ہے اسی کے خلق کرنے سے ہوتی ہے یہاں تک پہونچ کر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اگر مجھے ایسے لوگ ملتے جو اسکی برداشت کی قابلیت رکھتے تو میں ایک لفظ الصّمد سے توحید واسلام وایمان ودین احکام شرعیہ کو ثابت کر کے اور پھیلا کے دکھلا دیتا اور میری یہ حالت کیوں نہ ہو جبکہ میرے جدّ امجد جناب امیر علیہ السلام کو اپنے علم کے حاملین نہ ملے یہاں تک کہ وہ حضرت ٹھنڈی سانسیں بھرتے تھے اور منبر پر یہ فرماتے تھے کہ لوگو! قبل اس کے کہ تم مجھے گم کر بیٹھو مجھ سے پوچھ لو اس لئے کہ میری پسلیوں کے درمیان بڑا علم جمع ہے مگر افسوس میں کسی کو اس قابل نہیں پاتا کہ اسکی برداشت کر سکے خبردار ہو جاؤ میں تم پر خدائے تعالیٰ کی طرف سے حجۃ بالغہ ہوں تم ایسے لوگوں کے دوست نہ بنو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے اور جو آخرت کی طرف سے ایسے ہی مایوس ہو گئے ہوں جیسے کہ کافر مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے سے۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب تعریف اس خدائے تعالیٰ کے لئے زیبا ہے جس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہم کو ایسی یکتا اور بے نیاز ذات کی عبادت کرنیکی توفیق عطا فرمائی۔ جس سے نہ کوئی بیٹا پیدا ہوا اور نہ وہ خود کسی کا بیٹا ہے اور جس کا سہیم وشریک ومانند کوئی بھی نہیں اور ہم کو بتوں کی عبادت سے بچایا لہٰذا اس کے لئے حمد دائمی ہے اور شکر واجب ولازم اور اس کے قول لَمْ يَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے کہ اسکی سلطنت کا وارث ہو سکے اور لَمْ يُولَدْ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا کوئی باپ نہیں ہے جو پروردگار ہونے میں اور ملک وسلطنت ہونے میں اس کا شریک ہوتا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ سے یہ غرض ہے کہ اس کا ہمتا وہمسر کوئی نہیں ہے کہ اسکی سلطنت میں اس سے نزاع وفساد کر سکے۔

تفسیر قمی میں اس سورۃ کے معنی یہ منقول ہے کہ اس کی شان نزول یہ ہے کہ یہودی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ کے پروردگار کی نسبت کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمایا اس میں اَحَدٌ کے معنی ہیں صفات میں یکتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسا نور ہے جس میں کوئی ظلمت نہیں اور ایسا علم ہے جس میں کوئی جہالت نہیں اور الصَّمَدُ کے یہ معنی ارشاد فرمائے کہ وہ ایسی ذات ہے جس کے سمجھنے کی کوئی راہ نہیں لَمْ يَلِدْ کے یہ معنی ہیں کہ ذات کے متعلق کوئی چیز حادث نہیں ہوئی اور وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ کے متعلق یہ فرمایا کہ نہ کوئی اس کا ہمسر ہے نہ ہمتا نہ شریک۔ نہ پشت پناہ۔ نہ مددگار۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں قریش نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ استدعا کی کہ اپنے پروردگار کی صفت ہمارے لئے بیان کیجئے تاکہ ہم اس کو پہچان لیں اور اسکی عبادت کریں پس خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۃ قل ھو اللہ احد نازل فرمایا ہے احد کے یہ معنی ہیں کہ

اسکے حصے اور اجزاء نہیں ہو سکتے اور نہ اس میں کوئی کیفیت پائی جاتی ہے اور نہ اس پر گنتی راست آسکتی ہے اور نہ اس میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے پھر فرمایا اَللّٰهُ الصَّمَدُ کا مطلب یہ ہے کہ سرداری اسی پر ختم ہے اور کل آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے اپنی اپنی حاجتوں کے سبب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پھر فرمایا لَمْ يَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو عزیر اس سے پیدا ہوئے جیسا کہ ملعون یہودی کہتے ہیں اور نہ مسیح اس سے پیدا ہوئے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ خدا ان پر غضب نازل کرے اور نہ سورج چاند اور ستارے اسکی ذات سے نکلے جیسا کہ مجوسیوں کا قول ہے خدا ان پر لعنت کرے اور نہ فرشتے اسکی بیٹیاں جیسا کہ مشرکین عرب بکا کرتے تھے وَلَمْ يُولَدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ اس کا کوئی شبیہ ہے اور نہ نظیر اور نہ برابر والا اور جو کچھ اس نے اپنے فضل سے تم کو عطا کیا ہے اسکی مخلوق میں سے کوئی بھی ویسا نہیں دے سکتا۔

**صفحہ ۲۲۳ نوٹ نمبر ۱** معانی الاخبار میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ الفلق کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ آتش جہنم میں ایک درا ہے جس میں ستر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار کالے ناگ ہیں اور ہر ناگ کے اندر اتنا زہر ہے کہ ستر ہزار مشکے ایک ایک کے زہر سے بھر جائیں اور تمام دوزخیوں کو جبراً و قہراً اس فلق پر سے گذرنا پڑے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ فلق جہنم کی ایک گہرائی ہے جس کی حرارت کی شدت سے اہل جہنم بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں اس فلق نے ایک مرتبہ خدائے تعالیٰ سے دم کشی کی اجازت ملنے پر جب دم کھینچا تو تمام جہنم بھڑک اٹھا اور اس گہران میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی حرارت سے اس گہران میں رہنے والے بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں اس صندوق میں چھ پہلوں میں سے ہوں گے اور چھ پچھلوں میں سے۔ اوّل کے چھ یہ ہیں آدمؑ کا وہ بیٹا جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ ۲ نمرود جس نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا ۳ وہ فرعون جس نے موسیٰؑ سے مقابلہ کیا تھا ۴ سامری جس نے سب سے پہلے گوسالہ پرستی سکھائی تھی ۵ وہ شخص جس نے یہودیوں کو یہودی بنایا (یعنی ان سے عزیر کو خدا کا بیٹا کہلوا دیا) ۶ وہ شخص جس نے نصرانیوں کو نصرانی بنا دیا (یعنی تثلیث کو ان کے عقیدہ میں داخل کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو ان سے خدا کا بیٹا کہلوا دیا) اور پچھلے میں سے چھ یہ ہوں گے ۱ حضرت اوّل ۲ جناب ثانی ۳ مسٹر ثالث ۴ جس کو نواصب نے چہارم مانا اور صفین کی لڑائی کے بعد سے اپنا خلیفہ تسلیم کیا حالانکہ خود اپنے ہاں کی حدیث میں ملکِ عضوض (کٹکھنا بادشاہ) تسلیم کرتے ہیں ۵ وہ شخص جس نے گروہ خوارج کی بنیاد ڈالی۔ ۶ ابن ملجم۔

**صفحہ ۲۲۳ نوٹ نمبر ۲** جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کام کو چلا اور زرزان کے کنویں میں جا کر اتر گیا تو اس کا پانی جادو کے سبب سے ایسا ہو گیا تھا جیسے مہندی کا پانی میں نے جلدی جلدی ڈھونڈا یہاں تک کہ کنویں کی تہہ میں پہونچ گیا۔ مگر اس کے پالینے میں کامیاب نہیں ہوا پھر جو لوگ میرے ساتھ آتے تھے انھوں نے کہا کہ اس میں کچھ نہیں ہے اب نکلئے اور چلئے میں نے جواب دیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا واللہ نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط فرمایا ہے اور قول جناب رسولؐ خدا کی نسبت میرے نفس کی حالت تم لوگوں کے نفس کی سی نہیں ہے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سچ سچ تلاش کیا تو ایک ڈبہ نکالا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچایا آنحضرتؐ حکم دیا کہ اسے کھولو جب کھولا تو اس میں کھجور کی چھال کا ایک ٹکڑا تھا اس کے بیچ میں ایک لمبا ریشہ تھا جس میں گیارہ گرہیں دی ہوئی تھیں اور جبرئیل امین یہ دونوں سورتیں یعنی معوذتین لا چکے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ یا علیؑ تم ان سورتوں کو اس ریشہ پر پڑھو پس جناب امیرؑ نے شروع کیا جیسے ایک آیت پڑھتے تھے ویسے ہی ایک گرہ کھل جاتی تھی جب ان دونوں سورتوں کے پڑھنے سے فارغ ہوئے خدائے تعالیٰ نے سحر کے اثر کو دفع فرما دیا اور اپنے نبی کو عافیت عطا فرمائی۔

دوسری روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جبرئیل و میکائیل دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے ایک تو آنحضرتؐ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے بائیں طرف تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض کیا ہے میکائیلؑ نے جواب دیا کہ ان پر سحر کیا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے دریافت کیا کہ ان پر سحر کیا کس نے میکائیلؑ نے کہا کہ لُبید ابن عاصم یہودی نے۔ باقی روایت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

**صفحہ ۲۲۳ نوٹ نمبر ۳** اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ معوذتین کے معنی کیا ہیں اور وہ نازل کس بارے میں ہوئی ہیں یہ سمجھ لے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لُبید ابن عاصم یہودی نے سحر کیا تھا۔ ابو بصیر نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی جادو کا اثر ہوا؟ اور ہوا تو کس حد تک ہوا؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! ہوا اور اس حد تک ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مباشرت فرما رہے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہ ہوتا تھا نیز دروازہ کا ارادہ کرتے تو وہ نظر نہ آتا تا آنکہ ہاتھ سے ٹٹول کر محسوس کرتے۔ سحر برحق ہے اور سحر سوائے آنکھوں کے اور اعضائے تناسل کے اور کسی چیز پر مسلط نہیں ہوتا پس جبرئیلؑ امین نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰؑ کو بلوا کر بھیجا کہ قبیلہ زرزان کے کنویں سے اسے نکال لاؤ (باقی روایت اوپر کے ضمیمہ میں بیان ہو چکی) عوام الناس کی روایت بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ کافی میں جابر سے روایت ہے کہ ہم نے نماز مغرب میں امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کی تو ان حضرت نے بعد حمد معوذتین کی قرأت فرمائی اور بعد نماز یہ ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں داخل قرآن مجید ہیں۔

**قولِ مترجم:-** حضرت عبداللہ ابن مسعود صحابی رسولِ خدا جو منجملہ ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے عہدِ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن مجید جمع کیا تھا اور آنحضرتؐ سے وقتاً فوقتاً دریافت کر کر کے بہت کچھ تفسیری فوائد بھی اپنے اپنے قرآن مجید میں لکھے تھے اور عہد خلیفہ ثالث سیٹھ عثمان میں اپنا قرآن مجید انکے مانگنے پر نہ دینے کی بدولت بازار کے بھاؤ پٹے بھی تھے اور وہ قرآن مجید بھی جبراً قہراً جلا دیا گیا تھا ان کا خیال تھا کہ معوذتین داخل قرآن مجید نہیں ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا یہ خیال رد فرما دیا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَجَبَ الرَّدٰی

**نوٹ نمبر ۴:-** مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ خناس شیطان کا ایک نام ہے۔ اور اس کے لفظی معنی ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ٹلنے والا

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مومن کے دل میں دو کان ہیں ایک میں تو خناس اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے۔ پس اللہ اس مومن کی اس (فرشتہ) کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (دیکھو پارہ ۲۸ مجادلہ) تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ (دل کے) دو کان ہوتے ہیں۔ ایک پر ہدایت کرنے والا فرشتہ متعین ہوتا ہے اور دوسرے پر آزمائش میں ڈالنے والا شیطان۔ جب یہ شیطان کسی بدی پر پہنچاتا ہے تو وہ فرشتہ زجر و توبیخ کرتا ہے۔ (اب ماننے نہ ماننے کا اختیار صاحب دل کو ہے)۔ اسی طرح سے آدمیوں میں سے بھی خناس ہے جو آدمیوں (کو نافرمانی) پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ جنوں میں کا شیطان ہے۔

---

## عبدہ السید مقبول احمد عفی عنہ دہلوی

### خادم الثقلین و مترجم القرآن

---

ن الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِهِ الطَّاهِرِیْنَ ۝

ریف مترجم و مفسر خاتم المفسرین و رئیس المتکلمین و عمدۃ المحدثین مخدوم الادبا و فخر العلماء سلالۃ الانجاب قبلۃ الاحباب

ب مولانا و مقتدانا عالیجناب مولوی سید **مقبول احمد** صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی

ہوا قرآن کا جب ترجمہ — تعریف میں ہونے لگا کشف ہمہ

دال ہوئے محفل میں اصحاب الیمین — محزون ہوئے ارباب ا بخ فلٖ مشئمہ

مداد چاہی حضرت صاحب سے جب — کانوں میں فوراً آئی صوتِ ملہمہ

بے ساختہ مدحِ گلِ تالیف میں — پیدا ہوا طبع ہماسے زمزمہ

مخدومنا مقبول احمد نے کیا

فرقان کا مقبولِ احمد ترجمہ

سنہ ہجری ۱۳۳۱

کتبہ التمسک بولایۃ الولی السید برکت علی اعلیٰ جناب مولانا و مقتدانا المولوی السید **برکت علی** صاحب قبلہ مجتہد العصر مدراس۔

ف ۱:- جیسے اربابِ نشاط۔

1120

OTHER PAGES-397

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر مومن کے دل میں دو کان ہیں ایک میں تو خناس اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے۔ پس اللہ اس مومن کی اس فرشتے کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (دیکھو پارہ ۲۸ مجادلہ) تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے ہر دل کے دو کان ہوتے ہیں۔ ایک پر ہدایت کرنے والا فرشتہ متعین ہوتا ہے اور دوسرے پر آزمائش میں ڈالنے والا شیطان۔ جب یہ شیطان کسی بدی کا مشورہ دیتا ہے تو وہ فرشتہ زجر و توبیخ کرتا ہے۔ (اب ماننے نہ ماننے کا اختیار صاحبِ دل کو ہے)۔ اسی طرح سے آدمیوں میں سے بھی خناس ہے جو آدمیوں کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ جنوں میں کا شیطان ہے۔

تمت

عبدہٗ السید **مقبول احمد** عفی عنہ دہلوی

خادم الثقلین و مترجم القرآن

---

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝

قطعۂ تاریخ ترجمۂ قرآن شریف مترجم و مفسر خاتم المفسرین و رئیس المتکلمین و عمدۃ المحدثین مخدوم الادبا و فخر العلماء سلالۃ الانجاب قبلۃ الاحباب مطاع الشیخ والشاب قدسی خطاب مولانا و مقتدانا عالیجناب مولوی سید **مقبول احمد** صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی

پورا ہوا قرآن کا جب ترجمہ — تعریف میں ہونے لگا اک ہمہمہ
شاداں ہوئے محفل میں اصحاب الیمین — محزون ہوئے اربابِ[1] اصحاب المشئمہ
امداد چاہی حضرت صاحب سے جب — کانوں میں فوراً آئی صوتِ ملہمہ
بے ساختہ مدحِ گلِ تالیف میں — پیدا ہوا طبع ہما سے زمزمہ
مخدومنا مقبول احمد نے کیا
فرقان کا مقبولِ احمد ترجمہ

سنہ ہجری ۱۳۳۱

کتبہ المتمسک بولایۃ الولی السید برکت علی اعنی جناب مولانا و مقتدانا المولوی السید **برکت علی** صاحب قبلہ مجتہد العصر مدراس۔

[1]: جیسے اربابِ نشاط۔

1120

OTHER
PAGES-397